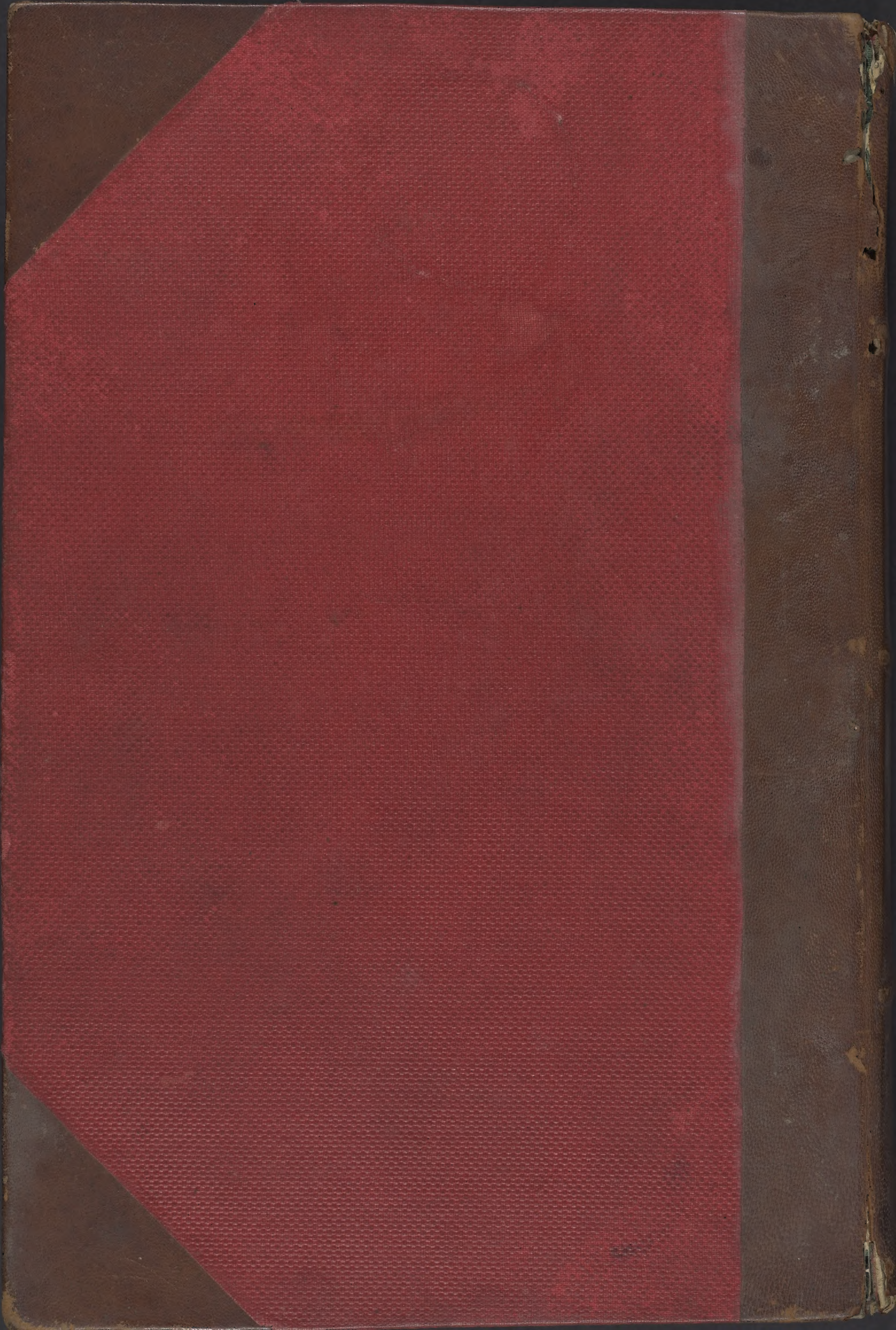
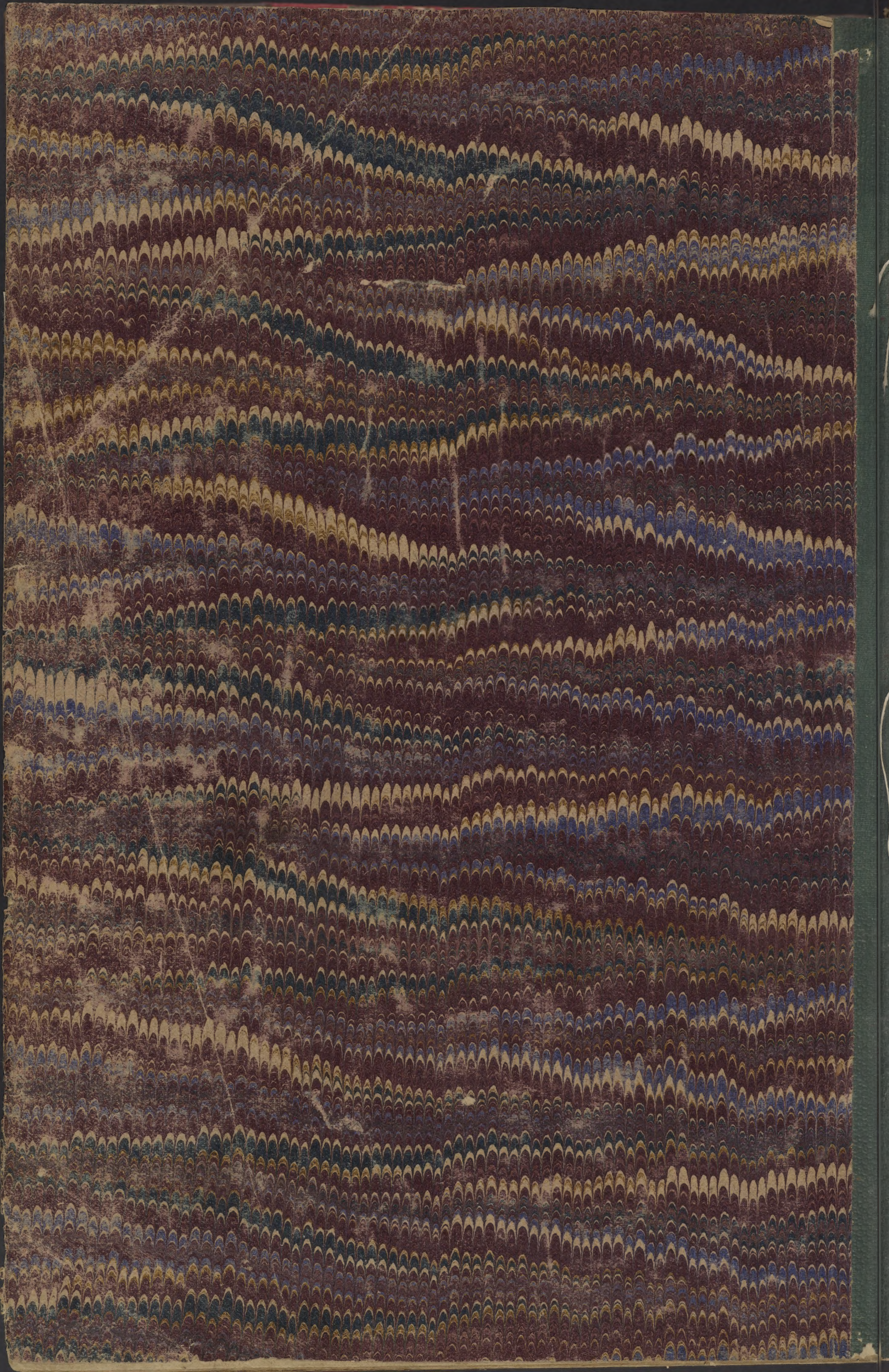






فہرست داستانہاے نوشیروان نامہ دفتر اول

نوشیروان نامہ

دفتر اوّل

داستان امیر حمزۂ صاحبقران

واضح ہو کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران وہ بحر زخار ہے جسکے منتہای قعر تک رنجیر فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن صاحبون نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہے وہ خوب جانتے ہین کہ انمین سے ہر ایک داستان کا کسقدر حجم بزرگ ہے اور انکی اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابو الفیض فیضی نے جو ان داستانون کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے تصنیف فرمایا انکی تصنیف مین کسقدر خون جگر کھایا ہوگا۔ اسکے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اوّل	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ ؍	ششم	صندلی نامہ	۱ ؍
سوم	بالا باختر	۱ ؍	ہفتم	تورج نامہ	۲ ؍
چہارم	ایرج نامہ	۲ ؍	ہشتم	لال نامہ	۱ ؍

ان داستانون مین سے طلسم ہوش ربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہو کر ملاحظۂ ناظرین مین گذرین باقی زیر طبع ہین وہ بھی انشاء اللہ تعالی بہت جلد ہدیۂ ناظرین باتمکین ہونگی۔ بالفعل نوشیروان نامہ جو دو جلدون پر منقسم ہے اسکی

جلد اول جسکو

گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب نولکشور پریس بڑی جانکاہی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا بار اوّل

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی

سنہ ۱۸۹۳ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثناے لاتعد اُس صانع بیچون نقش بند کاف و نون کو زیبا ہی جسنے ایک لفظ کن سے طلسم ہستی کو بنایا اور کیسی اپنی عجائب و غرائب صنعتون کو دکھایا جسسے صاف ظاہر ہی کہ وہ ہر شی پر قوی و قادر ہی اُسی کی ذات پاک لائق عبادت ہی اُسی کی اطاعت و فرمانبرداری غازۂ چہرۂ قبولیت ہی وہی خالق مطلق وہی معبود برحق مستوجب پرستش ہی اور اُسی کی عبادت و اطاعت موجب آمرزش ہی اُسی کے نور قدرت کی ہر طرف جلوہ گری ہی اُسی کی صنعت بے مثال ذرّے ذرّے مین بھری ہی نظم

اُسکی قدرت کے ہین عجب نیرنگ
رنگ کیا کیا نئے ملائے ہین
نخل کو گل تو گل کو دی ہی بو
آنکھین نرگس کو دین گلاب کو بو
کی عنایت زبان سوسن کو
دل پُر داغ لالہ کو بخشا
اور دیا سرو کو قد موزون

جسمین ہی عقل ہر بشر کی دنگ
اُسکی قدرت نہ کیون سراپا ہو
ہی عنایت کا اُسکی غل ہر سو
گلِ شبّو کو بخشی ہی بینی
لب دیے غنچہ ہاے گلشن کو
یدِ قدرت کی صنعتین دیکھو
اُسکا قمری کو کر دیا مفتون

پھول کیا خوشنما کھلائے ہین
وہ مزین ہی جو دیا جسکو
دیا سنبل کو طرۂ گیسو
ہی ہمیشہ وہ محوِ خود بینی
اُسکی قدرت کا ہو بیان کیا کیا
دست و بازو دیے ہین شاخون کو
کیا مجال بشر کی اک تتمہ اُسکی

داستان قدرت سے بیان کر سکے اگر ہزار ہا سال اُس وادی ناپیدا کنار مین رہروی کرے تو بھی منزل مقصود تک نہ پہونچے

نعت سرور کائنات باعث خلقت موجودات اشرف مخلوقات خاتم المرسلین محبوب رب العالمین جناب محمد مصطفےٰ علیہ آلاف التحیۃ والثناء

درود و ثنا محمد و دو پیغمبر مرسل رب ودود بارگاہ نشین رسالت سر پیرا ے بزم نبوت صاحب قرآن بانی مبانی ایمان حبیب خدا سر دفتر انبیا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ النجبا کو سزاوار ہے جنھون نے طلسم کفر و ظلام کو شکست دیا بڑے بڑے ساحران غدار کو اعجاز نمائی کرکے تلقین بدین اسلام کی کلمۂ طیبہ پڑھایا مسدس

یون جاے سایہ ہو ترے صاف نبی کا نور — جیسے ہو عکس آئنہ شمس دور دور
رحمت سے اُسکی ابر ہے چتر شہ غیور — معشوق بے نیاز کو شایان نہ تھا ظہور
خود چھپ کے اپنے نور کو ختم رسل کیا
احمد کو اپنی سمت سے مختار کل کیا

سب انبیا ہین اور یہ صاحب وقار اور — تیغون کی باڑھ اور دم ذوالفقار اور
سب کی بہار اور ہے اُنکی بہار اور — ہین سب گلون کے رنگ بھی حاصل ہزار اور
ہے نور آفتاب درخشان چراغ مین
چاند ایک پھول چاندنی کا اُنکے باغ مین

مدثر و امین و سرفراز و خوش لقب — مکی و ابطحی و تہامی حبیب رب
امی و ہاشمی و محمد شہ عرب — مزمل و مقرب و یٰسین و حق طلب
رنگ گل بشیر و نذیر آشکار ہین
اسری بعبدہ کے چمن کی بہار ہین

منقبت امام ہمام مظہر العجائب مظہر الغرائب مطلوب کل طالب غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام مسدس

جناب حیدر کرار ساقی کوثر — امام رونق محراب زینت منبر
خدیو حور و ملک بادشاہ جن و بشر — جہان پناہ ید اللہ قاتل عنتر
بڑے بڑے ستمون کے بگاڑنے والے
کھڑے کھڑے درِ خیبر اکھاڑنے والے

کیا عدل ید اللہ بیان کرنے کی حاجت دیگر — سب جانتے ہین باز و کبوتر کی حقیقت
کس مرتبہ تھا خلق سب آگاہ ہے خلقت — مہر اسد اللہ زن بیوہ کی شکایت
قوت مین بھی نایاب شہ عقدہ کشا تھا
ٹکڑے درِ خیبر کو سر دست کیا تھا

سبب تالیف کتاب والتماس بخدمت ناظرین اولوالالباب

ایک رقعہ حقیر سراپا تقصیر خاکپاے صاحبان علم عمل کال نقش بردار صاحب ہنران باقدر و [illegible]

سر گشتۂ وادی حیرت مرکب کمیل ونا دانی ناآشناے بحر رموز سخندانی ضعیف البنیان کج مج زبان اذل کونین تصدق حسین اپنے تقصیر خانہ پر بیٹھا ہوا تھا کہ دوست واثق محب صادق شیخ حامد حسین صاحب سلمہ اللہ الواہب نے سرفراز فرمایا بعد اور ذکر و مذکور کے مجھ سے کہا کہ آپ کو جناب مستطاب معلی القاب والا مرتبت عالی منزلت قدردان صاحب ہنران رتبہ شناس ذوی کمالان نیر اعظم آسمان جاہ و جلال بدر کامل برج دولت و اقبال مخزن علم و شعور جناب منشی نول کشور صاحب سی آئی ای نے بغرض تالیف دفاتر داستان امیر حمزہ صاحبقران یاد فرمایا ہے مین نے بسبب اپنی ہیچمدانی اور عدیم الفرصتی کے اقرار نہ کیا مگر جب شیخ صاحب موصوف کا اصرار بدرجہ کمال پہونچا اور وقتاً فوقتاً اور یوماً فیوماً مضمون نے تقاضا کرنا شروع کیا تو ناچار و مجبور خدمت فیض سو ہبت جناب منشی صاحب بالقابہ مین حاضر ہوا تقشم الیہ نے اس درجہ اپنے خلق و مروت بے نہایت کو کام فرمایا کہ شعر اگر ہر موے تن میرا زبان ہو وے تو نہ انکے خلق و منت کا بیان ہو وے بعد گفتگوے بسیار مجھ سے واسطے تالیف و ترتیب ترجمہ نوشیروان نامہ و کوچک باختر و بالا باختر و ایرج نامہ و تورج نامہ و صندلی نامہ و لال نامہ کے ارشاد فرمایا مین نے بخیال الامر فوق الادب اقرار کیا اور بموجب ارشاد فیض بنیاد ترتیب و تالیف مین مشغول ہوا بالفعل دفتر اول نوشیروان نامہ منجملہ دفاتر داستان امیر حمزہ صاحبقران مرتب و مدون ہو کر پیشکش شائقین والا تمکین ہے اب ناظرین نکتہ بین و معالی پرور و سخنوران فیض گستر کی خدمت فیضدرجت مین بکمال عجز و نیاز عرض پرداز ہون کہ اگر اس ترجمہ مین غلطی پائین تو الانسان مرکب من الخطاء والنسیان پر محمول فرماکے براہ عنایت عیب پوشی کو کام فرمائین اور اس روسیاہ سراپا گناہ کو بدعاے خیر یاد کرین

آغاز داستان شوکت بیان قباد بادشاہ اور وزیرون کی دوستی کا اور مارا جانا خواجہ بخت جمال وزیر کا البقش وزیر بے پیر کے ہاتھ سے اور پیدا ہونا اور تعلیم پاکے کامل ہونا خواجہ بزرجمہر کا

پلا ساقیا بادۂ رنگ نو
پلا دے وہ مے جسکی ہی جستجو
لگا تشنہ لبی میں تو جام شراب
کہ پینے سے جسکے نہ ٹوٹے وضو
تو تھا بھی اے ساقی بے عدیل
وہی ساقیا ہے شراب طہور

کہ خورشید کی ہیں ہو صاف ضو
ہیں میخانے میں جمع رندان دہر
تکلف سے قابون میں شامی کباب
مجھے پینے سے ہے اس مے کا ذوق
وہ ہے بادۂ کوثر و سلسبیل

تکلف نہ کر ساقیا آج تو
دکھا نشہ تو کی ساغر میں لہر
پلا گردش مے مشکبو
کہ ہے بادۂ دہر پر جسکو فوق
منور کرے دل کو جس مے کا نور

فرمانروایان ملک فصاحت و باج ستانندگان اقلیم بلاغت تاجدار قلم کو صفحہ قرطاس پر یون سریر آرا کرتے ہین کہ ملک عرب مین ایک شہر مدائن نامے ہے مینو سواد بہشت نژاد باغ جہان مین فردوس نشان اسکے سامنے گرد سے لطیف و جانفزا آب و ہواے مبارک منزل و فرخندہ جاے رعیت وہان کی نہایت آباد و شاد حسن مین ایک ایک پری نژاد و حور نژاد شہر خوشدل تھے سب وہان نہ کوئی دردمند تھا وہ شہر تاجران جہان کو پسند تھا زمانۂ سابق مین حاکم وہان کا بادشاہ عالیجاہ سکندر رفتار جم اقتدار عاقل و عادل رعیت نواز نہایت ممتاز قباد نامے تھا اسکے عہد عدالت مہد مین شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے سب آرام تمام بسر کرتے تھے نہ کسی کا خوف نہ خطر چوری کا کھٹکا نہ ڈانکے کا ڈر اس بادشاہ کا لشکر جرار بیحد و بیشمار تھا سات لاکھ سوار کچھ تیغزن کچھ نیزہ دار چار لاکھ پیدل چھ سو حکیم چھ سو ندیم بارہ سو کرسی نشین اٹھارہ سو دعویدار سلطنت کرور سوار کے افسر تیس ہزار غلام مرصع کلاہ زرین کمر چالیس وزیر خوش تدبیر تھے مگر ایک وزیر

سب وزیرون مین نامی سب مین گرامی تھا خوش رو خوش خو نیک روش کہ نام اُسکا الفقش تھا وہ ہر وقت بادشاہ کا مصاحب و ہمدم رہتا تھا سایہ عاطفت سلطانی سے بے غم نہ کوئی رنج نہ کوئی الم اُسکو تھا اُس الفقش وزیر خوش تقریر کا ایک دوست خوش کلام خوش انجام تھا کہ نام اُسکا خواجہ بخت جمال بے بدیل و بے مثال تھا وہ مرد صاحب ہنر و کمال تھا اولاد پیغمبر دانیال سے تھا دین جناب ابراہیم خلیل اللہ رکھتا تھا اور دانا و حکیم جالینوس کا تھا الفقش سے اور خواجہ بخت جمال سے کمال درجہ محبت اور دوستی تھی دونون ایک جان اور دو قالب ہر وقت ترقی محبت کے طالب تھے کسیوقت دونون سوا حضوری ملازمت بادشاہ جم جاہ جدا نہوتے تھے بلکہ ہر روز الفقش پہلے بخت جمال کے پاس آتا تھا یہان سے ہوکر خدمت بادشاہ عالم پناہ مین جاتا تھا اسیطرح چند مدت تک سلسلۂ محبت و رشتہ الفت بہ ہزار فرمان برداری قائم رہا بلکہ ہر روز مستحکم ہوتا گیا یہ اُسکو چاہتا تھا وہ اسکی دوستی کا دم بھرتا تھا راہ خلاف و کوچہ بدمزگی مین بہ پیرایہ رنج و ملال قدم نہ دھرتا تھا مگر چرخ کجرفتار بہ لباس ستم رسانی عاشق و معشوق و فا و ارتاک مین رہا کرتا تھا جو پل جو گھڑی جو ساعت جو دن جو مہینا جو سال گذرتا تھا بہت غنیمت تھا ایک دن اتفاقات روزگار و دست درازی ستم سازی فلک سے صورت نفاق اُس شوق و اشتیاق مین دکھلائی وہی جیسی باہم دوستی تھی ویسی ہی عداوت پیدا ہوئی مصرعہ

کرتا ہی کیا ستم فلک پیر دیکھیے	رنگ و رابے کھاتی ہی تقدیر دیکھیے	پیشانی کی وہ پیش ہی تحریر دیکھیے	زلف رسا کی بنگلی زنجیر دیکھیے
عاشق جو اپنا تھا وہی دشمن ہی جان کا	کیا رنگ ہی یہ گردش ہفت آسمان کا		

الفقش وزیر علم نجوم مین باکمال تھا اور ستارہ شناسی مین دخل بے مثال تھا طالع بگردش ستارگان خوب دیکھتا تھا ستارہ و از دہ بروج و ہفت اختر اُسکو بہت اچھا تھا ناگاہ ایک دن طالع خواجہ بخت جمال خوش مقال کو دیکھا بعلم نجوم صاف صاف حال سب معائنہ ہوا افسوس کیا خون جگر پیا دل بنہایت گھبرایا جلد خواجہ بخت جمال کے مکان پر آیا سامنے اُس یار کے رو یا منہ اشک گرم سے دھویا خواجہ اُسکا حال دیکھکر کمال بد حواس ہوا دل کو پاس عالم ہراس ہوا کہا کیون بھائی خیر تو ہی کیا ہوا تمکو کیا صدمۂ عظیم پہونچا کون جدا ہوا کچھ بتاؤ حال سناؤ دل نہ دکھاؤ رو رو کر نہ رُلاؤ الفقش نے کہا اے یہ اور ریحان برابر آرام دل دوستان و اے راحت روح مشتاقان مجھپر عجیب و غریب حادثہ گذرا صدمۂ عظیم ہوا کہ روح قالب مین بیقرار ہی گریبان قبا سے دل تار تار ہی چشم اشکبار ہی کچھ بندہ نے اختیار ہی دل کا یہ حال ہی کہ بیان اُسکا محال ہی اتفاقیہ آج بیٹھے بیٹھے جو مین نے تمھارے طالع کو مطالعہ کیا یہ حادثہ جانگداز من و عن معلوم ہوا کہ چالیس روز تمھاری عمر کے باقی او ذہین لعدہ صدمہ و اندوہ غم و الم کے طوہین شعر ہاے بھائی تم کہان پھر ہم کہان جو ہی ہمدم و مہدم وہ دم کہان + تمام عمر جسکے ساتھ صحبت عیش مین گزارنی راحت و آرام سے زندگی بسر کی ایاس یار جانی شفیق جاودانی سے جدائی ہوگی ہمارے و اسطے طالع برگشتہ کی بُرائی ہوگی افسوس صد افسوس ایک دن ہم تم زیر زمین ساکن ہونگے مفارقت کے سامان ظاہر و باطن ہونگے وہ گوشۂ قبر کی تنہائی دوست قدیم سے جدائی نہ یار غمخوار نہ مددگار نہ غمگسار نہ شفیق نہ رفیق نہ یگانہ نہ بیگانہ ایک دوسرے سے ناآشنا نہ ہمسایہ نہ نشان نہ پتا شعر نقد دنیا سے نہ کچھ بھی فائدہ ہم پائینگے ٭ دولت اعمال اپنے ساتھ لیکر جائینگے ٭ مگر اے بھائی خواجہ بخت جمال ایک بات ضرور فی الحال کرنا چاہیے یہی طالع سے معلوم ہوا ہر لمبر مفہوم ہوا اگر تم چالیس روز تک گھر سے باہر نہ آؤ کسی طرف کو قدم نہ اُٹھاؤ کیا تعجب ہی اس آفت ناگہانی بلاے آسمانی سے بچ جاؤ حجرۂ تنہائی مین بیٹھے رہو یاد خدا ے عزوجل کیا کرو کسی سے بات بالکل نہ کرو منہ سے مطلق نہ بولو جب یہ دن ختم ہو سکے اور گردش ستارگان سے نکل جاینگے پھر ہم تم اُسیطرح ہنسینگے اُڑائینگے خواجہ بخت جمال نے سنتے ہی بعد رنج و ملال الفقش کے کہنے کو مان لیا سب اپنی کیفیت سے بدل منظور کیا ایک حجرۂ تنہائی مین اُسیوقت سے جاکر بیٹھا یاد خدا و شکر رب العلیٰ کرنے لگا ہے کہ اُنتالیس روز الٰہی سختی

وصومیتین گزرے شکر خدا بجا لایا چالیسوان دن آیا سر سجدۂ خالق سے اُٹھایا اُس روز القش بھی خواجہ کے گھر گیا
اور بہت فرحناک ہوکر گلے ملا اور یہ اشعار بے اختیار زبان پر جاری کیے اشعار

کمال جوشش سے یہ دیدۂ پر آب آیا
منور اب ہوا کاشانۂ دل محزون
چمن سے گھر مین مرے آج کیا گلاب آیا

وہ روز عید کی خالق نے صبح دکھلائی
نظر جو مجکو وہ خورشید بے نقاب آیا

شب فراق مین دم بھر نہ مجکو تاب آیا
ہزار شکر مرے گھر مین آفتاب آیا
سحر دماغ معطر ہوا بہار آئی

ای دوست صادق محب وافق خداے لایزال نے اپنا کرم فرمایا کہ تجھے مجکو
پھر زندہ دکھایا ای بھائی بڑا فضل باری ہی بعد جان گزاری ہوا یہ مرحلہ عظیم طی بہزار بیقراری و کرو زاری و زاری ہوا یہ روز تمامی
ظلمت و سواد بخت بد نور کرم سے نکل گئے یہ ایام بد انجام تمام جلوۂ خورشید رحمت سے بدل گئے یہ گھڑیان کٹھن کی اب ٹل
گئین مگر اتنی ہی مفارقت سے میرے دل پر چھریان غم و الم کی چل گئین اب عنایات خداوند دوجہان سے کبھی جدا ہونگے
مدام خرم و شاد آباد رہینگے لیکن ای بھائی آج یہ جی چاہتا ہے کہ عوض مین اس خوشی کے کسی صحراے دلکش کی سیر کرین سبزہ بیگانہ
و یگانہ سے دل بہلائین گلہاے رنگا رنگ کی فضا دیکھین طائران خوش الحان کی زمزمہ پردازی سنین اگر ہاتھ آئے تو کوئی
صید شکار ہو شاد و شاد دل بیقرار ہو جنگل مین منگل ہو ہواے سرد سے خاطر بیکل کو کل ہو معشوق پریچہرہ کوئی پہلوے زیبا
مین بیٹھے سینہ بسینہ لب بہ لب رہے بوس و کنار بار بار رہے شراب و کباب کا دور دورہ ہو فی الفور خواجہ بخت جمال بشوق وصال معشوق
حور خصال بہ غفلت انجام ناکام تھا موافق مقدار آیہ کریمہ کہ اذا جاء اجلهم لا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون ترجمہ اس آیت
شریف کلام ربانی تظہور آمدن ناگہانی کا یہ ہے کہ حق جل جلالہ و عم نوالہ اپنے کلام ہدایت نظام مین ارشاد کرتا ہے جو کچھ گذرنا ہے
وہ گذرتا ہے انسان کے واسطے جو امر وقت معین پر موقوف ہے وہ ضرور ہوگا وقت معاہدہ نہ ٹلیگا بیشک پیش آئیگا رنگ اپنا
دکھائیگا انسان اُس امر اہم سے کب بچ سکتا ہے اپنی کیا بساط رکھتا ہے نظم اسکی عادت کا اور ہے نقشا اسکی قدرت کا اور ہے نقشا
شام عسرت کا اور ہے نقشا صبح غربت کا اور ہے نقشا اب نقاہت کا اور ہے نقشا زور و طاقت کا اور ہے نقشا انسان
بالکل بے حقیقت ہے ہواے نفس تمہاری کی کیا اصلیت ہے زندگی کی کیا ہستی ہے اشیاے ادنی سے حیات اعلے کی پستی ہے ہر چند
حباب بھی بے ثبات ہے مگر اُس سے کمتر انسان کی حیات ہے جب دریاے فنا موج زن ہوا نام و نشان حیات مثل حباب مٹگیا
جب طوفان اجل اُٹھتا ہے انسان کو کوئی چارہ نہین ہوتا فنا ہو جاتا ہے نظم

سفینہ کا دہی ہے نگین کی طرح یان بیفائدہ
چین دے کسکو فلک وہ آپ ہی چکر مین ہے
سر پر پہنتا ہے تو کیا اے جوان بیفائدہ
ہو نشاط نہ زندگی تو زندگی کا لطف ہی

مسکن اس بحر فنا مین کر نہ مانند حباب
ہے ہوس راحت کی زیر آسمان بیفائدہ
مثل مہر و مہ وہ گردش مین ہین جنکو اوج ہے
ورنہ ہے چون خضر عمر جاودان بیفائدہ

ہے جہان مین خواہش نام و نشان بیفائدہ
ڈال پانی پر نہ بنیاد مکان بیفائدہ
دیکھ غنچہ کو ہے آخر مثل گل پژمردگی
ہے فلک سے آرزوے عز و شان بیفائدہ

آمدم بر سر مطلب خواجہ بخت جمال کی

مردہ خیال نے القش وزیر کے کہنے کو تسلیم کیا اپنے تئین سپرد حفاظت خداے علیم کیا ہر چند میعاد چہل روز تمام ہوئی الا کچھ
ساعتین اُس عہد بد مہد کی شمار سے باقی تھین جو نجم وحدہ سے ملک عدم بحکم خداے ذوالکرم آپہونچا تھا یک قضا پیام مرگ
لیکر آیا خواجہ بخت جمال و القش وزیر بد خصال دونون گھوڑون پر سوار ہوے راہ صحراے سبزہ زار بہ ہوس شکار اختیار کی
باتین کرتے ہوے آپس مین محبت کا دم بھرتے ہوے خوشی خوشی چہل و دلگی کرتے ہوے صحراے سبزہ زار مین پہونچے چہار طرف سیر
دیکھنے لگے جس طرف نظر پڑی باغبان قضا و قدر کی قدرت دکھائی دی ہر سمت دشت پر بہار جا بجا گلہاے خود رو نے جنگل
بالکل نمونۂ گلشن بہار نسرین و نسترن کے غنچون کی چار سو بھینی بھینی خوشبو سبزہ کمال جوبن پر فوق جسکو ہر گلشن پر نکہت سے دماغ
سکے پھولون کی دماغ جان معطر ہوتا ہے سبزۂ بیگانہ پر ہر شاہد نگاہ چاہ کرکے سوتا ہے جسکے چھر جا بجا لب نہرین ذرہ جھیلین میں

خیز ہین سروشمشاد و لب جو کھڑا جھومتا ہی جب جھونکا ہواے تند کا آتا ہی زمین بوس ہو کر قدم چومتا ہی طائران خوش الحان کے شاخہاے نو دمیدہ پر چہچہے قمری کی کوکو طیہو کے قہقہے بلبل کی زمزمہ پردازی مرغ نوا سنج کی زبان درازی عجیب و غریب اُس صحراے پر فضا کی بہار ہی کہین سبزہ زار کہین لالہ زار ہی اشعار صد ہزاران گل شگفتہ درو + سبزہ بیدار و آب خفتہ درو دیگر پہاڑون پر اُگا تھا ایسا سبزہ زمردگون تھا جس سے صحن صحرا + بھرا ہر دن مین ہی آب شفاف + تکلف کا نہایت او رہت صاف + خواجہ بخت جمال و القش وزیر بد مآل سیاح دشت محبت سباح دریاے مودت سیر کرتے ہوے ایک مقام پر پہونچے وہان سے دیکھا کہ سامنے ایک باغ معطر کن دماغ نظر آیا ہواے سرد نے اُسکی غنچۂ دل پژمردہ کھلایا القش وزیر خواجہ بخت جمال کو ساتھ لیے ہوے دعا کرتے پر دل دیے ہوے اُس باغ مین پہونچا ہر نہال تر و تازہ ہر گل شگفتہ ہر غنچہ نو لستہ شاداب ہر ایک حوض و نہر پر از آب مین بوس شاخین نہالہاے باردار کی چلتا ہوا مین بہار کی خزان کا نام نہین صیاد کا کام نہین پٹریون پر سبزہ نو خیز نگست گلہاے زنگار رنگ دل آویز لالہ کے نظارے نرگس کے اشارے چنبا کا مسکرانا بیلے کا الیلا پن دکھانا سوسن کی زبان درازی گل ہنسدی کی فسون سازی سرو کا لب جو اکڑنا نخل خشک کا غیرت سے گڑ پڑنا مرغان چمن کا شور کہین مور کہین بلبلون کا چہکنا قمری کی کوکو زاغ کا ہکنا طائرون کی پکار پر بہار و شاداب سارا گلزار یہ معلوم ہوتا تھا نوبہار کو چمن کا ٹھیکہ دیا ہی گل و ریحان سے ہر روش کو بھر دیا ہی کہین سنبل پیچدار کہین لالہ بادل داغدار کہیں جا نسرین و نسترن کسی سمت سمن و یاسمن گل شبو کے پھول خوشنما و معقول باغ مین چمبلین جنکا موافق عرض و طول نافرین پر واضح ہو کہ یہ باغ دلکش جسکو دیکھا کرتے ہر اک معشوق حور وش القش وزیر کے باپ دادا کا بنوایا ہوا بہت ہی آراستہ و پیراستہ نہایت پر فضا تھا نظم

ہوا ابر سبزہ اُس کو ہر سنہ
بنفشہ تار زلف افگندہ بر دوش
ای جنون خار ہون صحرا کی ہوا سے پیدا
قدکشی آج وہ ہین سرو سے کر جاتی
دھوپ مین تو جو نکلتا ہی کبھی ای نیم حسن
شاہد گل کو ہی مقصود شکار بلبل

زہر در اہمہ وار بدلستم
گشادہ باد و نسرین را تباگوش
آبلے ہوتے ہین اپنی کف پا سے پیدا
گل کی ہو بات ہوے تھے جو ذرا سے پیدا
سایہ ہوتا ہی پر و بال ہما سے پیدا
تتلیان باغ مین ہوتی ہین حنا سے پیدا

سپہر نخشش رہا چین بر دمیدہ
دیگر رعد کا شور ہا ہو مورون کی صدا سے پیدا
لالہ و گل ہین زمین پر تو فلک پر ہی شفق
تختہ پریون کے اڑا لائے جو دیوانون تک
مشک تو زلف کا ہی لطف رخ رنگین پر

بساط خرمی ہر سو کشیدہ
جھومتا ابر بہاری ہو ہوا سے پیدا
رنگ کیا کیا ہوے خون شہدا سے پیدا
یارب ایسی کوئی آندھی ہو ہوا سے پیدا
سنبل الطیب چمن مین ہو بلا سے پیدا

القش وزیر خواجہ بخت جمال کو ساتھ لیجاکر بارہ دری مین مسند زرین بچھوا کر بٹھادہ بارہ دری کی آرائش کہ جسکی صفت و ثنا مین شاخ قلم بہار پر رقم خدنگ آراستگی و پیراستگی اُسکی دیکھکر عجیب رنگ پر تکلف چھت گیریان بصد شوکت و شان زربفت کے وہ پردے کہ حجاب فلک کو ہر اک جھل گرد سے فرش فروش آراستہ ہر جگہ ہر چیز پیراستہ جھاڑ کنول گیلاس مردنگیان جا بجا دیوار گیریان بصد شوکت و شان چارون طرف آئینہ بندی تصویرین معشوقان پریچہرہ کی لگی ہوئین کشتیان شراب ناب کی قابین کباب نایاب کی پاندان خاصدان چنگیر دان اگالدان مزین و مصفا نہایت پسند خاطر سامان عشرت افزا خواجہ بخت جمال و القش وزیر بد مآل تماشے مین گل و سنبل گلشن حیرت افزا کے مشغول ہوے گویا گوہر تمنا سر بسر حصول ہوے جام مے ارغوانی کا دور ہوا گردش فلک کج رفتار کا رنگ اور ہوا القش نے جام شراب اور کنٹر بادۂ خون ناب کا ہاتھ مین لیا اور ساغر لبریز کر کے خواجہ بخت جمال کو دیا خواجہ بخت جمال نے وہ جام بادۂ سرخ منھ سے لگایا اور یہ شعر آبدار پس از خوش خمار بہ الفت یار پڑھ کر سنایا شعر گر یار مے پلاے تو پھر کیون نہ پیجیے زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین + پھر وہ جام شراب بصد اضطراب غٹ غٹا کر پی لیا اور نشہ مین اگر جھومنے لگا پھر یہ مطلع دلفریب بے صبر و شکیب پڑھا مطلع رنگ آج کچھ دکھائیگا ساغر شراب کا + جلوہ نظر پڑا ہی مجھے آفتاب کا + زاہد عبث خیال ہی روز حساب کا + بہتر کیا جو پی لیا ساغر شراب کا + پھر خواجہ بخت جمال نے خالی جام کر کے القش کو دیا اور کہا بھائی تم بھی نوش کرو القش نے جام شراب بھرا اور پینے لگا خواجہ بخت جمال سے نے یہ اشعار گہر بار زبان خوش بیان پر جاری کیے اشعار

ہی جیب سے دست پا مین ساغر شراب کا
دریا سے خون کیا ہی تری تیغ نے رنگ کا
اللہ رے ہمارا تکلف شب وصال
الفت جو زلف سے ہی ورا عذار کو
مشق خرام مین عرق افشان ہی روئے یار

کیوڑے کا ہو گیا ہی لٹو را گلاب کا
حاصل ہوا ہی رتبہ سرون کو حباب کا
روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا
طاؤس کو یہ عشق ہوگا سحاب کا
چھڑکاؤ ہو رہا ہی زمین پہ گلاب کا

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے
ای موج بے لحاظ سمجھکر مٹا پھو
مسجد سے میکدے مین مجھے نشہ لیگیا
متصور جو ہوا عرق رخ سے دو قتن
ساقی کے دور کھینچے سے رکتا ہی دم مرا

کنج قفس مین حوض بھرا ہی گلاب کا
دریا بھی ہی امیر طلسم حباب کا
موج شراب جادہ بھی راہ صواب کا
مضمون مل گیا مجھے جاہ گلاب کا
انگو سے خوش آتا ہی کھینچا گلاب کا

خواجہ بخت جمال والقمش وزیر شراب پی کر اور گزک وکباب سے مگن ہوے میٹھی میٹھی باتین گھل مل کر مثل شیر وشکر کے کرنے لگے انکی لنترانی انکی خوش بیانی کانون مین باہم مزے مزے کی باتون کی جا مین الفت ومحبت کا جوش نشۂ شراب مین کچھ ہوش کچھ بیہوش لیکا یک القمش وزیر واسطے پیشاب کے اُٹھا ایک گوشۂ باغ مین گیا بیٹھکر پیشاب کیا استنجے کے واسطے ایک مقام سے ڈھیلا اُٹھایا ایک سوراخ نظر پڑا اسے کھودا تو ایک غار عمیق دکھائی دیا اُسکو ایک تعجب پیدا ہوا جیسے سوچا پھر اُس گڑھے مین اُتر گیا وہان دیکھا کہ ایک دالان سیع مرصع مثل تہ خانہ کے بنا ہی اور چہار جانب دشندان مین آفتاب کی ضیا ہی چھت مین قلابے لگے ہین سونے چاندی کی زنجیرین سکے اُسمین جلتے پڑے ہین اُن زنجیرون مین ٹنگے سونے چاندی کے پر از جواہر پر ضیا وگوہر بے بہا دیپے اشرفیان متعدد بھرے ہوے لٹکے ہین جلوم ہوتا ہی کسی کا خزانہ ہی مال دولت لازوال ہے وہ مقام بھرا ہی دیکھتے ہی منہ مین پانی بھر آیا خوشی سے جامہ مین نہ سمایا بند قبا لوٹ گئے اُس دو ملے کے چھکے چھوٹ گئے ایسی خوشی ہوئی کہ شادی مرگ ہوگیا غبار دل کا آب دولت لازوال سے دھوگیا مگر فوراً یہ بھی خیال دل بد مآل مین آیا کہ خواجہ بخت جمال ہمراہ ہی اُس سے نہایت دوستی کی راہ ہی اگر اُسپر یہ راز ظاہر ہوا اور وہ حال سے باہر ہوا بیشک وہ حصہ بانٹ کرکے خزانہ لیگا اگر مین نہ دونگا بادشاہ کو خبر کریگا سارا مال خزانہ ضبط ہوجائیگا سوا افسوس کے ایک حبہ ہاتھ نہ آئیگا صلاح وقت یہی کہ خواجہ بخت جمال کو فوراً مار ڈالنا چاہیے پھر چین سے بے کھٹکے عیش وعشرت کرین لیکن خواجہ کے خون سے ضرور ہاتھ بھرین یہ سوچ کر وہان سے اُلٹا پھرا اُس مقام سے باہر آیا اُس غار کو مٹی سے چھپا دیا نشان اُسکا مٹا دیا اور آکر پہلو سے خواجہ مین بیٹھا پھر اُسیطرح ہنسنے بولنے لگا تھوڑی دیر کے بعد خدمتگارون کو بلایا اور یہ باعلان سنایا تم لوگ جاؤ اسی وقت ہمارے مکان پر اور شراب وکباب کی کشتیان اور خوان الوان جسمین ہر رنگ کا کھانا ہو ہمراہ اپنے لاؤ اور شام کو فرش خوابگاہ ہم دونون کے واسطے بچھاؤ آج ہم شب کو اسی باغ مین رہینگے ہمسایہ گلہاے عنبر بیز مین بسینگے یہ کہکر سب ملازمون کو تو اُدھر روانہ کیا اور آپ کچھ فقرے دھوکا دینے کے کہنے لگا فوراً خواجہ بخت جمال کو چپیٹ کر دے مارا چیت کرکے چھاتی پر چڑھا اور خنجر آبدار کھینچ قصد ذبح کر ڈالنے کا کیا خواجہ بخت جمال بعد رنج وملال یہ دیکھکر گھبرایا دل مین مضطرب ہوا خیال آیا آج پیمانہ عمر لبریز ہوا دوست کا دوست پر مثل دشمن کے خنجر تیز ہوا ایک آہ سرد بھرکے کف افسوس ملے دفعۃً فراموش ہوگئے محبت کے ولولے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ای یار وفادار میری کیا خطا ہی جو مجکو قتل کرتا ہی میرے خون ناحق سے ہاتھ بھرتا ہی سوقت تک مثل شیر وشکر ہم تم دونون باہم عیش وعشرت مین مشغول تھے در لفیہ محبت والفت معقول تھے لیکا یک کیا دل مین سمائی کہ تیغ خونریز مجھپر اُٹھائی یہ کہکر ٹھنڈی سانسین بھرین اور یہ شعر پڑھا شعر بار اختیار ہوگئے اللہ ✤ کیا زمانے کا انقلاب ہوا ✤ پھر القمش سے کہا ارے تجھکو بیٹھے بیٹھے کیا ہوا بقول شاعر الیسی کیا بات تیرے دل مین سمائی ظالم ✤ رفتہ رفتہ سب وہ رہ ورسم بھلائی ظالم ✤ کیون بھائی منجمین نے بتایا تھا کہ چالیس روز تک نحوست ہین یہ ایام بدبخت ہین گھر سے نہ نکلنا مقام خوابگاہ سے اپنے نہ ٹلنا اسی طرح زندگی کا سبب بتایا تھا خیال فاسد دل سے بھلایا تھا شعر چو از چنگال گرگم در ربودی ✤ چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی ✤ بخدائے لایزال وبعزت وجلال پیدا کنندہ بے مثال میرا مرنے کو جی نہین چاہتا ہی تو کیون مجکو ذبح کرتا ہی مین بقصور ہون بکردار ی وبدعلی سے دور ہون مجکو بقصور ذبح نہ کر میرے خون ناحق سے ہاتھ نہ بھر تجھکو پچھتانا ہوگا میرے مار ڈالنے سے تجھکو سر دست کچھ ہاتھ نہ آئیگا قطعہ جو کوئی کسیکو آج کھلائیگا ✤ یہ یاد رہے وہ بھی کل پائیگا ✤ اس دار مکافات مین سن لی غافل

بیداد جو کی آج تو کل پائیگا دیگر نہ پشت ستمگر کہ ستم بر تن کر دی بر گردن او بماند بر من بگذشت ﴿ اے یار وفادار اے النقش وزیر
باتدبیر سن یہ دنیا چار دن کی زندگانی ہی مفت میری جان لیتا ہی کیون آپ خنجر خون چکان مجھکو بیٹھے کو دیتا ہی پنبۂ غفلت گوش دل
سے نکال میری نصیحت پر کر خیال شعر نیکی کرے نیکی ملے بد سے بدی کی بات ملے ﴿ کیا خوب سودا نقد ہی اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے
اس حرکت ناشایستہ سے باز آ میرے قتل سے ہاتھ اٹھا جسوقت خواجہ بخت جمال پر ملال نے نصیحتانہ کلام نیک
انجام سنائے اور سب پہلو اپنے بچنے کے دکھائے النقش وزیر بے توقیر کے بھی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے مگر طمع دولت
خزانہ سے آمادہ قتل خواجہ رہا نہ ہاتھ اٹھایا نہ پانون ہٹا کے بغیر تاملی اور بے رحمیتی سے جواب دیا کہ اے خواجہ بخت جمال
میرا بھی تجکو قتل کرنے کو جی نہین چاہتا ہی مگر سبب ہی ایسا ہی کیا کرون مجبوری کا عالم ہی مجکو خود تیرا غم ہی لیکن
بدون تجکو مار ڈالے کوئی چارہ نہین اب تیرا جینا مجکو گوارہ نہین سن کیفیت تیرے مار ڈالنے کی یہ ہی کہ مجکو اس باغ
مین ایک خزانہ بیگانہ دولت لازوال بہت بڑا مال ہاتھ لگا ہی جسکی کچھ حد ہی نہ انتہا ہی مین جانتا ہون اگر تجکو معلوم ہوگا
تو ضرور اسمین سے لیگا مین کیون ایسی نادانی کرون کہ تجھسے کہون تجکو قتل کرنا بہتر ہی کہ پھر کوئی فساد ہی نہ رہے اسی
سبب سے مین کہتا ہون کہ یہ جھگڑا مٹا دون بنیاد فساد کھود ڈالون یہ خیال مآل رہ رہ کر آتا ہی کہ جو سنیگا وہ ظالم کہیگا
پھر اچھا زمانہ جو کچھ کہیگا تو کہے تا حشر نام اپنا شریک ظالمون مین رہیگا تو رہے بس اے خواجہ بخت جمال اتنے
کے واسطے جھگڑا اور فساد دنیا مین باقی رکھون اور فتنہ انگیز کو نہ دور کرون یہ قول شاعر تونے نہین سنا ہی شعر
خداوندان ایام نیک بختی ﴿ چرا سختی کشند از ہم بہ سختی ﴿ خواجہ بخت جمال نے کہا اے النقش وزیر مین قسم اس
خدائے لایزال صاحب عز و جلال کی کھاتا ہون کہ جسکے قبضۂ قدرت مین تمام عالم کی جان ہی اور وہی پیدا کرنے والا
حور و ملک و غلمان و رضوان و بشر و نبی و جان کا ہی اور دشتیان و طائران کا خلق کرنے والا ہی مین ہرگز ایک حبہ اس دولت
بیزوال مین نہ لونگا اور نہ بادشاہ جہان سے خبر کرونگا لیکن تو مجکو چھوڑ میرے قتل سے منہ موڑ بلکہ اسکے عوض مین جو کچھ میرے
گھر مین مال و دولت و مایہ و بساط انبساط تجھ بے بساط کی ہی وہ سب تو لے لے اور مجھسے دست بردار ہو مین اپنی بلی کا ہاتھ
پکڑ کے کسی طرف نکل جاؤن اس شہر مین نہ رہون رخ بھی نہ کرون النقش نے کہا مین ہرگز تیرے قتل سے باز نہ آونگا
اور تجکو امان نہ دونگا خواجہ بخت جمال عالم ملال مین تھا مگر بے اختیار ہنس پڑا اور کہا او ظالم بدکیش جفا اندیش شاعر کہتا ہی
شعر دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ﴿ چندان امان نداد کہ شب را سحر کند ﴿ اے النقش وزیر انشاء اللہ تعالے
بحول قوت الٰہی جل جلالہ جیسا ستار و غفار ہی ویسا ہی جبار و قہار بھی ہی بروز حشر و نشر وہ منتقم حقیقی جب براے
انتقام تجھسے سوال کریگا یہ بتلا تو کیا جواب دیگا اے النقش تو نہین جانتا کہ وہ روز کیسا ہوگا اللہ اکبر وہ میدان
حشر لق و دق کہ جسکی حدود دوری سواے پروردگار عالم کے کوئی نہین جانتا اور مقامات کو اسکے کوئی نہین بیان کر سکتا
تانبے کی زمین بحکم رب العالمین بلندی آفتاب جہانتاب قریب سوا نیزے کے حدت و تمازت اسکی بحد انتہا کہ جسکی
گرمی سے اہل محشر تا بکمر اپنے پسینہ مین غرق یہ فقرے وارد حدیث صحیح ہین اسمین سر مو نہین فرق سب اہل محشر
مرد و زن خرد و کلان بلکہ تمام انبیا اور اولیا اور اوصیا اور اتقیا نفسی نفسی باواز بلند پکارتے ہونگے اور اپنی بخشش
اُس غفار الذنوب سے طلب کرینگے مگر وہان کوئی کسی کا آشنا نہوگا نہ کوئی کسی کی اُس عالم یاس خوف و ہراس
مین دستگیری کریگا یہ کہتے کہتے خواجہ بخت جمال بصد حزن و ملال تھرانے لگا اور آنکھون سے باران اشک
مثل دیدہ پر شک سحاب برسایا اور یہ قطعہ پڑھنے لگا قطعہ گناہگار ہون روز شمار کیا ہوگا ﴿ یہ ڈر ہی اے مرے پروردگار کیا ہوگا
تری تو رحمت بے حد کا کچھ حساب نہین ﴿ کریم میرے گنہ کا شمار کیا ہوگا ﴿ دیگر کیا دعویٰ ہو کوئی اسکے قتیل کا ﴿ عاشق کی خون کو حکم ہی آب سبیل کا

اے القش وزیر ذرے ذرے کا حساب دینا ہوگا دنیاے ناپایدار پرستش سب سے بیشمار جو پروردگار کا گنہگار ہی وہ بعد سزا و جزا کے رستگار ہی جو دوسرے کا خطاوار ہی اُسکی بخشش دشوار ہی کیونکہ خداوند کریم ملائکہ سے خطاب کریگا کہ اس بندۂ عاصی سے کہو کہ تو اپنا گناہ اُس سے بخشوا جسکا قصور کیا ہی برائی لیکے بہلائی کو دور کیا ہی **شعر** جلے گا نار مین اسکی سزا وہ دیوینگے وہ بخشش دیگا تو پہر ہم بھی بخشدیوینگے ۞ اے القش وزیر اب جو تو میرے سمجہانے کو نہین مانتا اور میرے خون سے باز نہین ہوتا تو یہ بتا اُسدن کیا ہوگا فقط اپنے عظیم گناہ پر روتا ہی اگر تو اس فعل کا منکر بھی ہوگا تو یہ خنجر خون ریز گواہی دیگا ہر ایک عضو تیرا شہادت دینے پر آمادہ ہوگا کہ بیشک یہ اس فعل کا مرتکب ہوا کیون دنیا کے واسطے دین کھوتا ہی دریاے معصیت مین اپنے کو ڈبوتا ہی اونادان پردۂ غفلت دیدۂ بدبین سے ہٹا یہ بار کوہ معصیت سر پر نہ اُٹھا دولت چند روزہ کے لئے مجھ ایسے دوست صادق محب واثق کو ذبح نہ کر میرے خون ناحق سے اب بھی درگذر تو نے یہ شعر کسی شاعر کا نہین سنا ہی کس خواب غفلت مین سو رہا ہی **شعر** کسی پاس دولت یہ رہتی نہین ۞ صدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہین ۞ ارے بیوقوف کیون پچھتا پچھتا کر مجکو براے ذبح گھیرتا ہی ناحق اس روپیہ کی عوض مین مجھ بیکس کی حلق پر خنجر خونخوار پھیرتا ہی **شعر** جو مجھسے محکمے مین حشر کے حاکم نے کچھ پوچھا ۞ تو سن لینا کہ پردہ کھل گیا قاتل کے دامن کا ۞ القش نے کہا کیم ہوا تو مین نے خنجر کھینچا گلے پر تیرے رکھدیا اب مجکو کچھ خیال نہین دہشت مآل نہین جب حشر ہوگا دیکھا جائیگا آج تو تیرا قتل ہونا عیش دکھائیگا جب تو خواجہ بخت جمال نے کہا کہ معلوم ہوا میری موت آگئی یہ وہ دنیا پر اتنی ہی زندگی تھی رشتۂ حیات قطع ہوا ملک الموت کو حکم قبض روح مل گیا شربت اجل پینا ہوگا دنیا مین اب نہ جینا ہوگا زندگی محال ہی بیکار یہ قیل وقال ہی خیر اے القش وزیر بے تدبیر آخر تو مجکو ذبح کرتا ہی خدا سے نہین ڈرتا ہی یہ خیدۂ پروردگار بحالت اضطرار غرا ہی مگر خیر اتنا کہے دیتا ہون اسکو تو یاد رکھنا خبردار بھول نجانا کہ دنیا ناپایدار ایک سراے خراب ہی ہر شخص یہان پاتراب ہی ہمیشہ کسی کا یہان قیام نہین اگر صبح ہوئی تو شام نہین کوئی آیا کوئی روانہ ہی دن رات یہان کا یہی کارخانہ ہی **نظم**

یہ دنیا ناسوت کی حیرت کی جا ہی
دکھاتا ہی سبکو نیا طور عالم
چلا جاتا ہی کوئی چل چکا ہی
یہ کچھ اور عالم ہی وہ اور عالم
وہان ہی سمجھی کچھ یہان لطف کیا ہی
یہ دار فنا ہی وہ ملک بقا ہی

غرض حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی مثل حباب بحر جہان ہی کسی کو قرار نہین ہی کسی کو بقا سواے ذات پروردگار نہین ہی دیکھ بڑے بڑے شاہان عالی تبار اس دنیا ناپایدار سے کوچ کر گئے اور اونکی قبرون کا نام ونشان بھی باقی نہین ہی اکثر شاہون کی قبرون کا نشان بھی ہی تو کوئی دلسوز اُنکی تربت پر شمع روشن نہین کرتا اور نہ پھولون کی چادر چڑھاتا ہی نہ برسون کوئی اُنکی لحد کی درستی کرتا ہی نہ سورۂ فاتحہ کوئی اُنکی قبر پر پڑھتا ہی اب آخری وصیت میری تو یاد رکھنا خبردار بھول نہ جانا کہ زوجہ میری حاملہ ہی عنقریب وضع حمل ہونے والا ہی ایک توڑا اشرفیون کا اسکو بیوہ سمجھکر لیجاکے دیدینا اور اُس سے یہ کہدینا کہ شوہر تمہارا ایک تاجر کا ملازم ہوکر سفر کو گیا ہی یہ توڑا اشرفیون کا پیشگی اپنی تنخواہ لیکر بھیجا ہی تمکو یہ براے آب وخورش بہت ہی کہین اُسکے جانے کا کچھ رنج وغم نہین ہی اور یہ پیام ناکام بھی یاد کرکے ضرور کہنا کہ خواجہ بخت جمال پرملال نے کہا ہی کہ اگر تمہارے یہان بیٹا پیدا ہو تو اُسکا نام بزرجمہر رکھنا اور اُسکی پرورش وتعلیم مین کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھنا آوارہ نہ ہونے دینا ہر ایک علم وہنر اور کمال مین سرسبز طاق شہرۂ آفاق کرنا اور اگر بیٹی پیدا ہو تو اُسکا نام تم اپنی تجویز سے رکھنا تمکو اختیار ہی مگر اے القش میرے قتل ہوجانے کی خبر اُسکو نہ پہونچانا کہ حاملہ کا قلب بہت نازک ہوتا ہی اگر وہ میرا قتل ہونا سنیگی اپنا حال سقیم کریگی پیٹ پیٹکے رو دیگی جان اپنی کھوئیگی لڑکا شکم مین ہلاک ہوگا ایک خون کے ساتھ دوسرے خون کا بھی ذمہ دار تو ناپاک ہوگا یہ کہی ایک ثبت خیر تجھپر ختم کرتا ہون اور مین پہر کیفیت مرتا ہون یہ کہکے خواجہ نے القش سے کہا بسم اللہ اب تو فعل گناہ قتل پر مستعد ہو جو منظور ہو وہ کر یہ کہکے پہر یہ شعر زبان پر جاری کیا اور بیجان دینے پر

جبکہ دیا شعر تمناے دل کچھ نہ حاصل ہوئی یکبیک ملک عدم جان واصل ہوئی پھر کلمہ توحید شہادت رب مجید بصد رنج و ملال
خواجہ بخت جمال پڑھنے لگا اور القش وزیر نے اُس خنجر خونخوار سے ذبح کر ڈالا بار گناہ اُس بیقصور کا اپنی گردن پر
لیا لاش کو اس بیگناہ کے اُسی جگہ دفن کیا مطلق دل پر اُسکا غم والم نہ لیا اُسی طرح چہرہ بحال خوش حال بالکل رنج نہ ملال
غنچہ بوجہ گریبان مین کیا صحن باغ مین ٹہلنے لگا دیکھا کہ اُس گلشن بیخزان مین چار طرف اوداسی ہو گئی سحاب غم والم باغ
پر چھا گیا گویا خون ناحق برسنے لگا ہر گل گریبان چاک نظر آتا ہے تھالون مین نہالون کے بجاے آب خون بھرا ہے شاخ
ہاے باردار زمین سے سر ٹکراتی ہین اثمار اشجار بصد حزن و بیقرار گرے جاتے ہین نرگس اشکبار غم سے لالہ داغدار
سوسن کی زبان بند ہر گل دردمند سوگوار نسرین و نسترن بصورت عزاخانہ صحن چمن سنبل کو درد والم سے پیچ و تاب عرق
عرق اندوہ سے گلاب اکثر گل دوش پر شال عزا ڈالے ہین غنچے بستگی غم سے فقط زبانین نکالے ہین بلبلون کو عوض
نغمہ سنجی کے نالہ و زاری ہے مرغان چمن کو صدمہ و اندوہ سے بیقراری ہے نہرون کا پانی جوش مارتا ہے ہر حباب ساحل
سے سر ٹکراتا ہے سبزہ ہر روش مرجھا گیا ہے ترک ملال نے پامال کیا ہے القش جس طرف باغ کو دیکھتا ہے ماتم سرا نظر آتا ہے
ہر گوشہ چمن کلبہ احزان ہے بارہ دری بھی گویا ویران خزان کی آمد رخصت بہار ہے سینہ مین دل خود بخود بیقرار ہے سموم
تنتی ہوئی چلی آتی ہے نسیم سحر اُلٹے پانون پھری جاتی ہے گلچینون کا ہجوم ہے صیاد کی دھوم ہے عنادلون نے آشیانے
چھوڑے ہین طائران خوش الحان نے باغ سے منہ موڑے ہین القش وزیر یہ نیرنگی گلشن شاداب دیکھکر
گھبرا گیا طوطے ہاتھ پانون کے اُڑ گئے کلیجہ منہ کو آ گیا اتنے مین سب ملازمان دولت حاضر خدمت القش وزیر
ہوئے مصاحب ہمراز نے مالک کو متفکر و متردد بصورت اندوہ والم دیکھکر استفسار حال کیا مثل خورشید دولت
رنج و ملال کیا مصر ہو کر پوچھا اے وزیر با تدبیر آپ کا مزاج کیسا ہے خواجہ بخت جمال کہان تشریف لیگئے آپکو
غم والم دے گئے القش وزیر نے کہا جو مجکو فکر و تردد ہے وہ قابل بیان نہین دل مرا بے ٹھکانے ہے جان مین
جان نہین خواجہ بخت جمال بیٹھے بیٹھے سیر چمن کو اُٹھے اسی باغ مین غائب ہو گئے نہین معلوم کیا ہوا کہ
میری صحبت سے طائب ہو گئے بہت تلاش کیا پتہ نہ لگا کدھر چلے گئے کیا ہوا اُس وقت سے میری طبیعت
کا یہ حال ہے برادر خواجہ بخت جمال کے چھپنے کا ملال ہے ظاہر مین یہ رنج و غم کرتا ہوا بارہ دری مین آیا بیساختہ
یہ اشعار زبان پر لایا

اشعار

تجھے اے شہسوار حسن اگر سفاک ہونا تھا
تجھے اے توسن عمر روان چالاک ہونا تھا
محبت قیس کی لیلی کے دل مین کیون اثر کرتی
اُسے لیلی ہی کے کوچے مین مٹکر خاک ہونا تھا
خدا کا گھر ہے تو یاد بتان کو کیون جگہ دی ہے
نگاہ ناز کو اے شوخ کچھ بیباک ہونا تھا
طبیعت مین ہو جسکے بخل دنیا اُسکے ہوتی ہے
مری قسمت مین او ظالم تجھے سفاک ہونا تھا

تجھے اے دل جو محو روے آشنا ک ہونا تھا
تو میرے سر کو پہلے بستہ فتراک ہونا تھا
جلانا ہم ہین گشتہ جو کہتے حال سب اُسکے
پھٹا تھا یان گریبان وان جگر کو چاک ہونا تھا
محبت مین ہوئی شہرت کا باعث اپنی گمنامی
تجھے تو اے دل ان جھگڑون سے بالکل پاک ہونا تھا
اسے کہتے ہین ہستی کی پرستی اُسکے معنی ہین
سفر اہل زر کو صاحب امساک ہونا تھا

تو جل جل کر محبت مین کسی کے خاک ہونا تھا
پڑا رہتا ہے گر اس تنگناے دہر مین ہر سو
کبھی تریاق بھی بنتے اگر تریاک ہونا تھا
بگولے کی طرح صحرا بصحرا کیون پھرا مجنون
ہمارا نام مٹکر تہ افلاک ہونا تھا
نہ تھے دلربا جب تم تو پھر شرم و حیا کیسی
مٹے پر بھی سجود خم کی ہمکو خاک ہونا تھا
محبت کی تھی بین ہمنے اور ہے کچھ جان کر تجھے

یہ اشعار عبرت آثار القش وزیر پڑھکر سکوت مین گیا مصاحبون نے اُسکے
دل بہلانے کے لئے باتین شروع کین اور سمجھا کر ہاتھ منہ دھلوایا کھانا کھلوایا شب اُسی باغ مین بسر کی مگر صبح تک
عجب دل کو تلاطم رہا بیک ہوش و حواس گم رہا سب ملازم جاگے مصاحب خاص اُٹھے سلام گذرانے لگے

دن وہی کی باتین کرنے لگے مگر خموش برخاستہ ہوش اُسی حال فکر مآل مین یہ اشعار پڑھنے سب سننے لگے **غزل**

دم شمشیر کے موج نفس مین یان روانی ہی
ہرا یہ داغ دل بے داغ لالے کی نشانی ہی
نسیم صبح سے مرجھایا جاتا ہون وہ غنچہ ہون
سُنی مین نے بہت تیرا پر تیر کی کمانی ہی
نسب فرقت نہین یہ واسطے شبنم بچانے کے
غرا بیکسان پر پھولون کی چادر چڑھانی ہی
کوئی ویرانہ آتش کو کوئی آبادی نہین باقی
گلے تک حسرت جلادین لوہے کا پانی ہی
دل نازک نہین تاب جمال یار لائے گا
وہ گل ہون مین جسے شبنم بلائے آسمانی ہی
خرابی سے ارادہ ہی مکان تعمیر کرنے کا
سیہ بختی نے کملی لاکے میرے سر پہ تانی ہی
ارادہ عرش اعظم کا ہی آہ صبح گاہی کو
تلاش گوہر مقصود مین کیا خاک چھانی ہی
چمن مین جاکے کن آنکھون سے دیکھو داغ لالہ کا
مجھے پردے مین عزرائیل کو صورت دکھانی ہی
عبث کرتا ہی واعظ میرے آگے ذکر قصون کا
گرا کر قصر تن کو گور کی منزل اٹھانی ہی
الٰہی طول عمر خضر دے باد بہاری کو
در فرا دیر سی پر چل کے اب دھونی رمانی ہی

یہ غزل پڑھ کر **النقش** وزیر بدتدبیر اٹھا اور اُس خزانہ مین آیا ایک توڑا اشرفیون کا لیا اور **خواجہ بخت جمال** خوش مآل کے گھر پر پہونچا زوجہ کو اُسکی بلایا لیکن غم شوہر مین روتا ہوا پایا النقش نے کہا کیون روتی ہو آنسو نہ بہاؤ یہ توڑا اشرفیون کا لیجاؤ اور خاوند تمہارا خواجہ بخت جمال ایک تاجر کے ہمراہ ملازم ہو کر گیا ہی یہ توڑا اشرفیون کا اپنی تنخواہ پیشگی لیکر بھیجا ہی بعد ازان جو کچھ کہ خواجہ بخت جمال نے وصیت کی تھی وہ سب اُسکی زوجہ سے بیان کی زوجہ مفارقت شوہر سے نہایت بیقرار کمال شکیبا ہوئی آخرکار وہ سوگوار مہجور ستم رسیدہ الم کشیدہ وہ توڑا اشرفیون کا لیکر اوقات بسر کرنے لگی زندگی کے دن صدمۂ اندوہ مین بھرنے لگی ہر روز شوہر کا انتظار مضطر و بیقرار آنکھین جانب در راہ گذر بر نظر گوش بآواز حرمان حیران پریشان شعر

نہ چھپتی تھی نہ ظاہر ہوتی تھی عجب عالم مین ہستی تھی ✤ لبون پر آہ تھی داغ جدائی دل پہ ہستی تھی ✤

مگر النقش وزیر بدتدبیر خواجہ بخت جمال کی زوجہ کو اشرفیون کا توڑا دیکر جب آیا باغ سے اُس خزانہ بیگانہ کو نکلوایا بہت خوش وخرم دماغ عرش اعلیٰ پر دمیدہ مثل گل شگفتہ بیدار بخت خفتہ دن عید رات شب برات ایک مکان عالیشان وہ قصر شاہانہ بنوایا کہ حور و غلما کو پسند آیا ہمیشہ ناچ رنگ مین مصروف وہ بیوقوف رہا کرتا دربار شاہی مین کبھی کبھی جاتا فقط سلام کر کے چلے آتا جب بالکل آراستگی عمارت اور تیاری باغ سے فراغت ہوچکی اُس خزانہ کا تہ خانہ اندرون قصر ہو گیا خوف و خطر کھٹکا و غدغہ جاتا رہا بصورت مار سیاہ اُس مال پر متمکن ہوا کسی کو مطلق نہ خبر ہوئی یہ بادشاہ کو پرچہ لگا ایسی عمارت پاکیزہ اور باغ دلکشا بنوایا جسکے حسن و خوبی و بہار فرحت نے روح شداد کو للچایا شب و روز عیش و عشرت تخلیہ کی صحبت ہر وقت نا و نوش بادۂ نخوت کا جوش مست و مدہوش نہ بیم کبر و غرور در گوش نہ کوئی رنج نہ کوئی تعب ہر دم خوشنودی دل کا سبب راحت و آرام مسرت انبساط صبح و شام نہ کوئی تردد نہ کوئی فکر رنج و ملال کا کیا ذکر نوکر چاکر ملازم خدمتگار چوبدار مشعلچی کہار دربان خاص بردار تمنددار برچھی دار سوار پیادہ حاضر ہر آن مصاحب رفیق دوست شفیق کبھی کبھی یہ اشعار آبدار آتش خوش کردار کے پڑھا کرتا ہی اور عوض وجد کے تاسف مین رہا کرتا تھا اور دل سے کہتا تھا او کم بخت ایسے یار وفادار کو قتل کیا تھوڑے سے نفع دنیاوی کے واسطے مواخذہ آخرت اپنے ذمہ لیا اور مدت العمر اسی افسوس و حسرت مین مبتلا رہنا پڑا اسواسطے افسوس کچھ نہ ہاتھ آیا **اشعار**

رحمت بزرگتر ہی گناہ عظیم سے
بیدار بخت ہون ہین وہ مومن کرم لئے
بہرون ہی بددماغ رہے ہم شمیم سے
کشمیر وطن لیگئے آگرہ و شالباف
غنچہ مثل بوئے گل کے نہین ہم نسیم سے
آلی تھی کس کی سنبل عنبر شمیم سے
آلی ہی حور خواب مین باغ نعیم سے
اللہ سے بھی اُنکو زیادہ غرور ہی
کچھ چشم چھڑ گئی تھی ہماری کلیم سے
مرجاؤن پر نہ راز محبت ہو آشکار
سائل نجات کا ہون خدائے کریم سے
گلزار ہو رہے ہین معطر نسیم سے
یاد آئی بوئے پیرہن یار باغ مین
دو باتین کین نہ ایک صنم نے کلیم سے
صیاد نے بہار سے پہلے کیا حلال
واقف نہو کوئی مرے حال سقیم سے

اک مشت استخوان پہ نہ اتنا غرور کر
قبرین بھری ہوئی ہین عظام رمیم سے
داغ غم فراق کی کرتا ہون دل مین سیر

آنکھون کو سینکتا ہون مین نار جحیم سے
طفلی سے سامنا غم واندوہ کار ہا
کیا کیا نہ حادثے ہوئے ہمپر قدیم سے

پھر گل شگفتہ ہوتے ہین نیچے ہین انتقام
غافل نہین بہار خزان کے غنیم سے

الغرض وزیر کبھی ان شعرون کو وہ زبان

کرتا ہے اور ہاتھ سینے پر بے تکلف تاسف سے دھرتا ہے **اشعار**

سامنا آئینہ کا ہے عالم تمثال سے
پھنسکے اسمین مرغ دل چھوٹا ہے کوئے جال
آجتک واقف نہین کوئی ہمارے حال سے

سلنے سینہ کرا ہی دل دہن کے خال سے
رکتی ہے بندوق کی گولی کہین بھی ڈھال سے
اپنی کجھی ہوئی زلف پریشان حال سے

کچھ خبر ہی نہین صوفی کو اپنے حال سے
ہاتھ ملکر رہگیا صیاد اڑ اکر لیگئی
نشۂ مے کا اثر رکھتا ہے مطرب کا سمان

ماہر وکیونکر کہین تجھکو نہ ہم صاحب کمال
سینۂ عارف ہنوگا صاف تیرے گال سے
راہ رہی قسمت ہما میرے پرون کو جانے

زلف پیچان کچھ اشارہ کر رہی ہے خال سے
دل الجھتا ہے نہایت دیکھیے ہوتا ہے کیا

الغرض وزیر بعد عزت و توقیر جابسہ رفیق و شفیق مین مشغول ہوا ایک امر دانستہ دنیا حسب معمول یہان **خواجہ بخت جمال** کی زوجہ کو بعد انقضاے مدت حمل کے درد زہ عارض ہوا آثار قدرت پروردگار کے نمایان ہوئے یعنے فرزند دلبند صاحب عز و جلال خوش جمال آفتاب تمثال پیدا ہوا برج حمل سے ماہ چہاردہ نے طلوع کیا تجلی نور حسن و جمال بے مثال سے وہ گھر روشن اور منور ہوا مادر کچھ درد مند کچھ شاد مانگ اجڑی ہوئی کوکھ آباد جو دیکھتا ہے جان فدا کرتا ہے حسن و جمال کا پریان نظارہ کرتی ہین حورین اسکے عشق کا دم بھرتی ہین **شعر** اسے دیکھ طفلی مین کہتی تھی دایہ ❊ یہ لڑکا طرحدار پیدا ہوا ہے ❊ چہرے سے اس اختر آسمان کمال کے ظہور فراست ہوا نائی پیشانی نورانی سے ہویدا رعنائی عقلمند خلائق پسند نشیو غیور چہرہ آفتاب درخشان پیشانی ماہ تابان سواد زلف سنبل پیچان گیسوے عنبرین مو کاکل حور غش مانگ پر کہکشان کرے عشق آنکھون پر غزالان چین نثار نرگس صدقے بار بار ابرو ہلال عید جسکی جنبش نشتر کرے دیدہ مژگان نوکین شعاع مہر کی جان جاتی ہے جس پر سپہر کی پھول سے گال ہونٹھ رشک دو پارہ لعل غنچہ سا دہن جسپر صدقے نسرین دستین دندان گوہر شاہوار ہیرے کی کلیان جن پر نثار چاہ زنخدان نایاب سراحی سا گلا انتخاب ساعد و بازو بھرے بھرے کلائی وہ کہ شاخ مرجان دل فدا کرے پنجہ رشک پنجۂ مرجان یاقوت کے ٹکڑے انگلیان سینہ شجاعت و جرأت کا مسکن جس سے دہشت زدہ و خوفناک دشمن قامت سرو و شمشاد جس پر عاشق قمری دل آزاد پاے استوار ستون فلک ہمت و صولت و شوکت **شعر** بالاے سرش زہوشمندی ❊ میتافت ستارۂ بلندی دیگر دیکھو جو آنکھین غور سے اس خرد سالکی ❊ جیون ہے شیر نر کی تو تلی غزال کی شہر مین اسکا شہرہ ہے یہ لڑکا بہتیل دیکھتا ہے الگ سپار برسون زمانہ چرخ مار یگا ایسا فرزند نرینہ پیدا ہوگا اور مہربان بشفقت و مہربانی و محبت دلستانی پیار کرتی ہے چھاتی لگاتی ہے جب اسکے باپ کی یاد آتی ہے آنکھون سے اشک حسرت بہاتی ہے تھوڑے ہی عرصہ مین وہ نونہال حدیقہ کامرانی و نوبادۂ گلشن زندگانی مثل شجر سبز و شاداب سر سبز ہوا قد غیرت شمشاد بڑھا خورد و کلان تبلاے حسن و خوبی پیر و جوان شیدا اسے جمال محبوبی ہوئے آداب و قاعدۂ شاہانہ سے درست و چالاک و چست سب بہ تحیر دیکھتے تھے مثل مشہور ہے **مثل** ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات وہ چھوٹے ہی سن مین آراستہ و پیرا کسب کمال مین ایسا شائستہ ہوا کہ استادان ہر ذو فنونان مملکت پر سبقت لیگیا اور اسکی مادر مہربان نے وہی تو ڑا اتنے فنون کا جو **الغرض** وزیر نے دیا تھا اسکی پرورش مین صرف کیا ناظرین پر واضح ہو کہ جب سن **خواجہ بہزرجمہر** فرزند ارجمند **خواجہ بخت جمال** کا پانچ برس کا ہوا اور دورے اسکی مان نے صناع روزگار و کاریگران خوش کردار عالم بے بدل فاضل اجل ہر فن کے استاد جو عالم ایجاد مین ایجاد تھے طلب کیے وہ تعلیم مین مشغول ہوئے **نظم**

کیا قاعدے سے شروع کلام
پڑھانے لگے اسکو ہر صبح و شام
معلم اتالیق منشی ادیب
ہر اک فن کے استاد بیٹھے قریب

معانی و منطق بیان و ادب
پڑھا اُسنے معقول و منقول سب
اُسے خوب علم و ہنر سب بتائے
سب آداب و رقاعدے اسکو آئے

اسی طرح علم نجوم و رمل
کہ ہر ایک خاص جسکا عمل

ہر علم کے اُستادون نے اُسکو ہر ایک علم و عمل پڑھایا ہر طرح کے ہنرمندون نے اپنا اپنا ہنر بتایا حکیمون نے حکمت سکھائی سپاہیون نے سپہ گری بتائی پھکیتون نے پھکیتی بکیتون نے بکیتی چابک سوارون نے شہسواری اسپ بازی اور چوگان بازی تیر اندازون نے تیر اندازی بہادرون نے دست درازی نیزے کا ہلانا گرز کا اٹھانا تلوار کا لگانا برچھی کا ان دینا دشمن کو نوک مین چھید لینا چورنگ کا کاٹنا نعرہ کرکے حریف کو ڈانٹنا کشتی کا فن ہر طرح سے علم کا جتن خواجہ بزرجمہر نے حاصل کیا سب اُستادون نے اُسکو کامل کیا الغرض وہ گوہر درج حکمت جوہر معدن فراست سات برس کا ہوا سب علم و کمال مین کامل و اکمل فاضل و افضل ٹھہرا ہر طرح کا علم اور صناعی صانع طلسم عالم عقل کل نے اُسکو عنایت فرمایا کاملین و افضلین دنیا سے اُسکا مرتبہ بڑھایا مگر ایک اُستاد خواجہ بزرجمہر کا اولاد مین دانیال ع پیغمبر کی تھا اُسنے بزرجمہر سے بشفقت و دلاسا کہا اے فرزند ارجمند اے عالم دل پسند میرے پاس ایک کتاب میرے جد و آبا کے زمانہ کی ہے اُسے کوئی پڑھ نہین سکتا شاید تجھکو خدا اسے یکتا یہ دولت عظمے عطا کرے دامن امید تیرا گوہر مراد سے بھرے مین تجھکو وہ کتاب دیتا ہون یہ کہکر وہ کتاب نایاب لاکر خواجہ بزرجمہر کو دی غلاف اُس کتاب کا جواہر دوز ہے سراسر خوبی اندوز ہے جلد اُسکی طلاکار مرصع نگار دفتی کے بدلے تختیان جواہر کی ہین جدول نقرئی و طلائی بین السطور کار مینائی کاغذ عمدہ خوشخط نایاب ہر صفحہ کتاب کا لاجواب خواجہ بزرجمہر نے اُس کتاب کو دیکھا بغور مطالعہ کیا چاہا کہ پڑھے مگر مطلق نہ پڑھ سکا نہایت رنجیدہ خاطر اور کبیدہ دل ہوا رویا اور تڑپکر درگاہ الٰہی مین استغاثہ کیا اے مالک زمین و زمان و اے حافظ کون و مکان عطا کنندہ علم و کمال بخشندہ فضل و ہنر بے مثال مسرور کنندہ دل مستغیثان و مسرت دہندہ خاطر فریاد کنندگان یہ دولت لازوال مجھی عطا کر میری دعا جلد مستجاب کر فوراً دعا اُسکی قبول ہوئی مراد دلی حصول ہوئی اب جو بغور اُس کتاب نایاب کو دیکھا اور مطالعہ کیا حرف بحرف پڑھنے لگا معنی عبارت و مطالب اشارات سب و عن سمجھا سجدۂ شکر بدرگاہ کریم کارساز رب بے نیاز بجا لایا اُستاد نے بہت کچھ دیا مالا مال کیا وہ کتاب نایاب لیکر گھر مین آیا کسیکو نہ دکھلایا رات دن اُسکے مشغلے مین اوقات بسر کرنے لگا اور گوہر مضمون سے اُس کتاب لاجواب کے اپنے معدن دل کو بھرنے لگا ناظرین پر واضح ہو کہ وہ کتاب حکیم جاماسپ کی لکھی ہوئی تھی نام فرحت انجام اُس کتاب انتخاب کا جاماسپ نامہ تھا تمام احوال ماضی و حال و استقبال کا دیکھنے سے فوراً اُسمین معلوم ہوجاتا تھا یعنے بارہ برس قبل جو کیفیت گذر گئی یا بارہ برس بعد جو کچھ ہونیوالا ہے وہ معائنہ مین آتا تھا ایکدن خواجہ بزرجمہر اُس کتاب مقدس و طاہر یعنے دفتر حقیقت اول و آخر کو بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ پڑھتے پڑھتے ایک مقام پر لکھا دیکھا کہ خواجہ بخت جمال بے عدیل و بے مثال جو تیرا پدر بزرگوار تھا اُسکو القش نے بعد چندین تدبیر بیگناہ خواہ مخواہ اپنے باغ مین اندر دن بارہ دری کے جو فلان مقام پر زیبندہ و تابندہ ہے خنجر خونخوار سے بعد حجت و تکرار ذبح کیا اور لاشہ اُس بے قصور و ذی شعور کا اُسی طرح خون آلودہ اُسی لباس غلطان مین اُسی جگہ گاڑ دیا بس یہ عبارت پڑھتے ہی خواجہ بزرجمہر رونے لگا اشک گرم سے منہ دھونے لگا شور فریاد و زاری فرزند ارجمند کا سنکر مان اُسکی بصد بیقراری دوڑی دیکھا کہ فرزند رو رہا ہے جان اپنی کھو رہا ہے بیتاب و بیقرار ہوکر وہ بھی آنکھون مین آنسو بھر لائی اور رو کر کہنے لگی اے فرزند اے نور چشم اے درد مند کیون روتا ہے سبب اسکا کیا ہے کچھ تو بتا حال دل سنا خواجہ بزرجمہر گریہ دلکا کو ضبط کرکے دلپر سنگ غم و الم دھر کے آنسو آنکھون سے پونچھے مادر مہربان سے بولا کچھ نہین آپ گھبرائیے آنسو نہ بہائیے یہ کہکر آگے عبارت پر اُس کتاب کی جو نظر پڑی معلوم ہوا کہ بزرجمہر اپنے باپ کے قاتل کو قتل کریگا اور تیغ انتقام کو اُسکے خون سے بھرے گا بجائے القش وزیر بادشاہ نوشیروان کا ہوگا سب مال و متاع اُسکا تجھکو ملیگا تمام اُسکی جاداد نقد و جنس و املاک پر قابض و متصرف ہوگا خواجہ بزرجمہر یہ مضمون مسرت مشحون

پڑھکر پارہ کر رہا تھا یا قہقہہ مارکر خوب ہنسا اور اُچھلکر پھینے لگا اسقدر ہنسا اور اُچھلا کہ ماں نے اُسکی جانا کہ بیٹا میرا دیوانہ ہوگیا ہے کیونکہ ابھی تو روتا تھا اور اب ہنستا ہے اور اُچھلتا کودتا ہے وہ غل مچانے لگی اور فریاد کرنے لگی ارے لوگو دوڑو جلد آؤ فرزند میرا دلبند میرا آنکھون کا تارا دلکا پیارا راحت جان آرام دل دردمندان میرا لڑکا دیوانہ ہوگیا کبھی ہنستا ہے کبھی روتا ہے کبھی اُچھلتا ہے کودتا ہے افسوس نام خاندان حکیم کا برباد ہوا ہاے میرا گھر نہ آباد ہوا کوئی حکیم اطبّا دیوانہ ہوا تھا ایسا ہیچ کسی پر نہ پڑا تھا یہ سنکے ہمسایہ کے لوگ دوڑے آکے دیکھنے لگے خواجہ بزرجمہر نے کہا اے مادر مہربان عالیشان غم نہ کھاؤ اسقدر نہ گھبراؤ کچھ تردد و فکر نہ کرو بیتاب و مضطرب نہو مین دیوانہ نہین ہون مین نے کتاب لاجواب مین لکھا دیکھا ہے کہ الفقش وزیر نے میرے پدر نامدار کو قتل کیا ہے یہ عبارت پڑھکر مین رونے لگا جب آگے بڑھکر اُس کتاب پر نظر کی معلوم ہوا کہ اپنے باپ کے قاتل کو مین قتل کرونگا اور اُسکی جگہ پر بعہدۂ وزارت بکنت و حشمت قائم مقام ہونگا اور الفقش کی تمام دولت و خزانہ و مال متاع و جائداد نقد و جنس و املاک میرے قبضے مین ہوگی ستارا میرا عروج پر ہوگا اس مضمون مسرت مشحون سے مجھکو ایسی خوشی ہوئی کہ مین ناچنے کودنے لگا اور اسقدر ہنسی آئی کہ کسی طرح سو قوف نہوتی تھی پھر اہل محلہ سے کہا آپ لوگ کیون گھبراکر اپنے گھر سے نکلے اور کسواسطے یہان آئے مین تو اچھا ہون کوئی نہ عارضہ ہے نہ بیماری ہے نہ دیوانگی ہے آپ لوگ اپنے اپنے گھر تشریف لیجایئے تکلیف نہ فرمایئے یہ کلام مسرت بنام خواجہ بزرجمہر سے سنکے سبکے حواس باختہ بجا ہوئے دل ٹھکانے لگے انتشار دور ہوا بہجت و شادمانی کا وفور ہوا یاس و حسرت دور ہوئی دل مین آمد نشاط و سرور ہوئی تمام اہل محلہ و ہمسائے والے جو جو اُسوقت عالم یاس مین ہراس مین دوڑے چلے آئے تھے سبکے سب شادان و فرحان تبسم کنان اپنے اپنے گھر ونکو گئے اور خواجہ بزرجمہر اپنے کام مین مشغول ہوا

جبتک دو سے کمی داستان شمولیت بیان جانا خواجہ بزرجمہر کا اُس باغ مین کہ جہان خواجہ بخت جمال باکمال پدر نامدار بزرجمہر کو الفقش وزیر نے قتل کیا تھا اور بچانا الفقش کا خواجہ بزرجمہر کو اور حکیم قتل دینا اور بچانا پروردگار کا خواجہ بزرجمہر کو الفقش وزیر ملعون کے ہاتھ سے بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ

کدھر ہو تو اے ساقی شوخ و شنگ　　ترے میکدے مین یہ کیسی ہے جنگ
ارے دور گردون نے یہ کیا کیا　　کہ میخانے کو منقلب کر دیا
نہ ہو شیشۂ مے نہ خم نہ سبو　　اکیلا سیہ بخت ہے تو ہی تو ہو
قدح ہین شکستہ اور اوندھے ہین جام　　تلاطم ہے بگڑا ہے سب انتظام
تڑپتے ہین سب خستہ تن رندان دہر　　یہ دریا ہے مے کا کہ ہے خون کی نہر
سبوے کہنہ اچھا ہوا یہ گئی　　ذرا سی نہ ساغر مین بھی رہ گئی
وہ دور اُٹھ گیا دوسرا دور ہے　　ہے جنگ و جدل اب بُرا طور ہے
ہے گردش مین اب طالع نارسا　　کوئی دم مین ہے دور دورا اور کا
ہو اب آمد سلیقے باکرم　　وہ ذی فہم و ذی رتبہ عالی ہمم
ستارے کو ہنر ہم ہے اُسکے عروج　　ہین زیر نگہ اُسکے بارہ بروج
وہ سیاح انجم وہ اختر شناس　　وہ ہم طالع خسروان اساس
نہ تیری نہ میخانہ کی خیر ہے　　اب اس میکدے کی اُسپے سیر ہے
وہ کھینچے گا اب تیغۂ انتقام　　یہ مانگتا ہے اب اُسکے ہاتھ انتقام
سحر جلد دکھلا چمن لالہ گون　　نہالونکے تھالونمین ہے خون دل
دہن پر ہین اُنکے گمان کیسے کیسے　　کلام آتے ہین درمیان کیسے کیسے
زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا　　بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے
تمہارے شہیدون مین داخل ہوئے ہین　　گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے
بہار آئی ہے نشہ مین جھومتے ہین　　مریدان پیر مغان کیسے کیسے
عجب کیا جو تا روح سے جائے تن　　لُٹے راہ مین کاروان کیسے کیسے
غضب ہجر کی کاہشون نے کیے ہین　　جدا پوست سے استخوان کیسے کیسے
نہ ڈر کر کبھی ہیدر رہ قاتل نے دیکھا　　تڑپتے رہے نیم جان کیسے کیسے
نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا　　مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے
بہار گلستان کی ہے آمد آمد　　خوشی پھرتے ہین باغبان کیسے کیسے
تو جو دے تیری ہمارے مسیحا　　توانا ن کیسے ناتوان کیسے کیسے
دل و دیدہ اہل عالم مین گھر ہے　　تمہارے لیے ہین مکان کیسے کیسے
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرمان　　ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے

ترے کلک قدرت کی قربان ہوجہین | دکھائے ہین خوشتر جوان کیسے کیسے
اگر ہو شکر نعمت جہان تک وہ کم ہی | مزے لوٹتی ہی زبان کیسے کیسے

شعر شگافندۂ شاخسار قلم ÷ نمودند این داستان را رقم ÷ گل چینان گلہاے حدیقہ خیالات رنگارنگ خلبندان
ریاضستان طبیعت بیدا سنگ اس داستان رنگین بیان کو صفحۂ قرطاس گلشن اساس پر یون تحریر کرتے ہین کہ
ایک دن خواجہ بزرجمہر سے اُنکی مادر گرامی ماسورونامی نے کہا کہ اے فرزند ارجمند اگر عالم بیکاری مین براے اوقات
گذاری خانہ نشینی اختیار کرے کوئی شخص اپنے پاس سے صرف کرکے کھائے کیسی ہی دولت لازوال اور متاع ومال
ہو خزانے مین خرچ ہوجاے بیٹھے بیٹھے کھائین تو کوئین گھٹتے خالی ہوجائین اب میرے پاس ایک حبہ بھی نہین باقی ہی
جو صرف کیا جاے خواجہ بزرجمہر نے اپنی والدہ سے یہ بات سُنکے سکوت کیا کچھ جواب نہ دیا تھوڑی دیر کے بعد اُٹھکر بازار
مین آئے دُکان پر ایک قصاب کی پہونچے کہ وہ قصابون کا چودھری تھا سب قصاب اُسکے تحت حکومت تھے اور وہ
چودھری بادشاہ کا ملازم بھی تھا بزرجمہر نے اُس سے کہا دو من گوشت خوب اچھی طرح صاف کرکے تول دو ذرا سا
بھی چھیچھڑا بوٹی مین نہو قصاب نے بزرجمہر کے کہنے سے دو من گوشت خوب بناکر تولا اور اسطرح سے کہا کہ دام اس گوشت
کے دلوائیے آدمی کو بلوائیے جہان حکم کیا جاے وہان یہ گوشت پہونچا دیا جاے پورا پورا تول آئیگا کچھ جھگڑا نہ لگائیگا بزرجمہر
قصابون کے چودھری کا کلام سُنکے بہت ہنسا اور کہا واہ چودھری جی کیا دل گردہ تمھارا ہی یہ بڑے مزے کا اشارا
ہی مین سمجھ گیا شہر مین ستمگری کا دھوکھا ہی ایسی بے انصافی اچھی نہین یہ بات آجتک کسی نے کی نہین تم اتنی مدت
سے بادشاہی چودھراہون سے ملکر غبن کیا کرتے ہو حاکم سے نہین ڈرتے ہو اب دو من کا ایک من دیتے ہو یہ دھوکھا اور
ایسے غبن اچھے نہین چوری تمھاری مجھپر ثابت ہوگئی کیا مضایقہ اگر ابھی جاکر سرکار مین خبر کردون پکڑے جاتے ہو
زحمت اُٹھاتے ہو اسقدر مال دولت بلاشرکت غیر تمنے پیدا کیا ہی اور کسی رفیق اور مصاحب کو بادشاہ کے نہین دیا ہی
چودھری یہ بات سنکر بہت گھبرایا پتا ٹھیک ٹھیک جو پایا ندامت سے سر جھکایا ڈرکر تھرایا خواجہ بزرجمہر کے پانون پر
گرا اور عرض کیا اے صاحبزادے بلند اقبال یہ حال اور یہ راز مخفی کسیکو نہ معلوم ہو آپ کا فرمانا مجھکو سب طرح قبول و منظور ہی
گوشت کی کیا حقیقت ہی اس تک حاضر خدمت ہی بلکہ میری جان ومال آپ پر صدقے ہی آپکو اختیار ہی آپ کے قبضہ مین
میرا کاروبار ہی جب آپ چاہین بادشاہ سے کہکر مجھے قتل کروادین کوئی آپ سے بچکر کہان جائیگا آپ کو ناراض
کرکے پچتائیگا براے خدا یہ راز کسی اپنے ہمراز سے بھی نہ کہنا اس بات کو دل ہی دل مین لے رہنا یہ بار احسان
مجھپر ہوگا مین عمر بھر آپ کے احسان سے باہر نہونگا اب بالفعل اس ایک من کے بدلے مین دو من گوشت ہر روز
در دولت حضور پر پہونچائے جاؤنگا کبھی سر تابی نہ کرونگا بزرجمہر نے کہا خبردار کبھی اسمین فرق نہونے پائے
روز دو من گوشت پہونچ جائے چودھری نے قصابون کے ہاتھ وہ گوشت اُنکے گھر پہونچا دیا بزرجمہر آگے بڑھا
ایک بقال کی دکان پر آیا وہ بنیا بادشاہ کے یہان جنس دیا کرتا تھا اور زر نقد لیا کرتا تھا بزرجمہر نے اُس بقال سے کہا کہ دو
من آٹا تول دیجین اور عمدہ مثل میدے کے ہو بقال نے کہا بہت تحفہ باریک مثل میدے کے ہی بڑی بڑی پتلی پتلی
چپاتیان بلکہ پراٹھے یا پوریان پکوائیے نوش فرمائیے مزا دنیا کا اُٹھائیے پھر تشریف دکان پر لائیے یہ کہکر بنیے نے
دل کی گرہ کھولکر آٹا تول کر بورے مین بھر کے کہا اسکو دولت سرا پر پہونچوائیے دام آٹے کے لائیے بزرجمہر نے
کہا اے بقال بددیانت بالکل تجھکو حیا و غیرت نہین بادشاہ کے باورچی سے ملکر دس بیس من غلہ روز چراتا ہی
تجھکو خوف نہین آتا ہی بنیا کھلاتا ہی آنکھہ چار کرکے باتین بناتا ہی مفت کی روٹیان کھاتا ہی سر شرم سے نہین
جھکاتا ہی مجھکو خوب سب حال معلوم ہی تو بڑا کنکٹ اور مشوم ہی یہ دولت سب وہی ہی جو تو نے

غبن کرکے جمع کی ہے ابھی جو ہر روز کی چوری کا حال سرکار مین کہون اور سب کیفیت بیان کرون تو تیرا گھر بار سارا ضبط ہو جائے کچھ تیرے سے بن نہ آئے بقال نے جو سب باتین پتے کی ٹھیک ٹھیک سنین گھبرا گیا لڑکھڑانے لگا بزرجمہر کے پانؤن پر گر پڑا اور ہاتھ باندھ کے کہنے لگا اے نامی گرامی اے مقرب بادشاہ خانہ زاد آپ کی خدمت گذاری سے کبھی باہر نہوگا دو من آٹا روز در دولت حضور پہونچا کریگا بزرجمہر نے اُسکو اپنے گھر کا پتا بتا دیا وہ آٹا بقال نے پہونچا دیا بقال کو تاکید کی کہ خبردار ہر روز کے راتب مین فرق نہ آئے بزرجمہر نے آ کے مان سے کہا اے مادر گرامی دایہ پرورش کنندہ فرزند دلبند دو من گوشت اور دو من آٹا آپکے یہان ہر روز آئے گا پروردگار رزاق مطلق ہے رزق پہونچائیگا مان بزرجمہر کی نہایت خوش ہوئی اور فرزند کی سر سے پانؤن تک بلائین لین سینے سے لگایا اور گھر کے کار و بار مین مشغول ہوئی اوقات بخوبی بسر کرنے لگی ایک دن مان نے بزرجمہر کو کہا اے نور چشم آٹا اور گوشت تو اللہ نے کھانے کو دیا مگر ساگ پات ترکاری کبھی نہین پکتی ساگ کھانے کو میرا بہت دل چاہتا ہے بزرجمہر نے کہا کہ اگر ممکن ہوگا تو کسی دن کسی کنجڑن سے ساگ لا دونگا پھر بزرجمہر اُٹھے گھر سے باہر نکلے ساگ کو بہت تلاش کیا مگر شہر مین کہین دستیاب نہوا آخرکار تلاش کرتے کرتے شہر کے باہر آئے تقدیر نے اور بہی سر سبزی کے سامان دکھائے بخت نے رہبری کی طالع رسا نے جلوہ گری کی ہمت نے اُسکی جاہ و حشم دکھائے اقبال نے یہ اشعار پڑھکر سنائے غزل

ممکن نہین ہے دوسرا آشیانہ ازین
صیاد باغ باغ نہوئے بہار مین
خون جگر سے اپنا غم دل ہون پالتا
پاتا ہون تندخوئی کو اُس گل کی خار مین
صحرائے دل کی سیر تو مجنون ذرا کرے
وعدہ خلافی لاتی ہے فرق اعتبار مین
ایک آفتاب خانہ زین کا ہے اشتیاق
ہستی حباب اپنی بھی ہے اس دیار مین

ہوتا ہے اک بہشت کا دانہ انار مین
اے ترک مست شہر صدا صیدگاہ چل
رکھتی ہے طفل اشک کو مژگان کنار مین
کیا کیا گلون نے کان مین اپنے لٹکے
محمل سوار ہے اسی گرد و غبار مین
آیا وہ مہروش جو کبھی قبر پہ مری
مانند گرد راہ ہون فکر سوار مین

بلبل نہ ہاتھ آئے الٰہی شکار مین
آہو کباب ہوتے ہین شوق خدنگ یار مین
دکھلاتی ہے بہار خزان مین بھی سیر باغ
آمد کو سنکے یار کی فصل بہار مین
کہدے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے
دن کی سی روشنی ہوئی کنج مزار مین
برباد ہو رہے ہو یہ آتش تمھین نہین

بزرجمہر کو جب ساگ فرمائش مادر نامدار بعد جستجوے بسیار کہین نہ ملا تو یہ خیال آیا کہ چلو کسی باغ مین ضرور ہوگا جسطرح ملیگا لائینگے اور اپنی مادر مہربان کو دینگے کہ خوشنودی انکی موجب رستگاری اپنی اور خوشی پروردگار کی بھی ہے شہر سے باہر بزرجمہر چلے جاتے ہین اور دل مین خیالات فرمائش مادر مہربان آتے ہین ناظرین پر واضح ہو کہ اسی طرف وہ باغ دلکش تھا کہ جو وزیر القش کا آراستہ و پیراستہ کیا ہوا ہے بہار سبزہ از شکل عروس سجا ہوا خوشبوئین پھولون کی چلی آتی ہین بلبلین نغمہ سرائیان اپنے آشیانون مین کرتی ہین قضائے کار و باتفاق روزگار بزرجمہر اسی جگہ پہونچے کہ جس باغ مین القش وزیر نے انکے باپ کو قتل کرکے لاش دفن کی اور عمارت عمدہ اُس دولت لازوال سے بنوائی خواجہ بزرجمہر اُس جگہ پہونچکر ٹھہرے اور در باغ سے باغبان کو آواز دی وہ آیا اُسکو ایک درم نکال کر دیا اور یہ کہا کہ اے باغبان مجھے تھوڑا ساگ یہان سے توڑ کر لادے خوف و خطر کو دل مین نہ جا دے باغبان نہایت شاد و مسرور ہوا دل مین بیحد خوشی کا ظہور ہوا خواجہ بزرجمہر کو ٹھہرا کر ساگ توڑنے ایک کیاری کیطرف گیا بیٹھکر ساگ نوچنے لگا خواجہ نے دیکھا کہ ایک گوسفند دلپسند قریب سبزہ روش چمن پر بندھی ہے ہر بار گھانس کیطرف رغبت کرتی ہے مگر پہونچ نہین سکتی ہے کیونکہ ڈوری اُسکی تنگ ہے بھوک سے نہایت قلق ہے خواجہ نے دیکھا کہ باغبان تو ساگ نوچنے مین مصروف ہے اور ادھر سے غافل وہ بیوقوف ہے چپکے سے ڈوری اُس گوسفند کی کھولدی وہ نہایت دل مین شاد ہوئی گویا خضر نے راہبری کی وہ مزے سے سبزہ اور درخت عمدہ تر و تازہ کھانے لگی

گھاس چبا چبا کر مُنھ اپنا چلانے لگی باغبان نے جو دور سے دیکھا غصہ کرکے دوڑا اور اُس گوسفند کو سبزہ سے دور باندھ دیا اور ساگ بیٹھکر نوچنے لگا خواجہ بزرجمہر نے بشفقت پھر اُسکو کہدیا ابکی اُس گوسفند نے علاوہ روش اور بڑی کے بہت سے درخت نوچ کے کھا لیے باغبان نے یہ دیکھکر اشک حسرت دیدۂ گریان سے بہائے اور غیظ و غضب کے ساتھ اٹھا ایک بیلچہ لوہے کا نوک دار آبدار تھا کہ اُس سے وہ باغبان تھالے درختوں کے بناتا تھا اور کیاریان درست کیا کرتا تھا وہی بیلچہ اٹھا کر اُس جلاد نے گوسفند کو کھینچ مارا اور مطلق خوف اور رحم نہ کیا نوک اس بیلچہ کی شکم گوسفند مین در آئی اُس بیلچہ نے ایک ندی خون کی بہائی روح اُس گوسفند کی جسم سے نکلکر چلی ای باغبان واہ کیا بہادری کی

بموجب اشعار آبدار اس شعر کے

شوق و درد رحم نے لکھوایا آن نکو خو کا
اور اُسے لٹتا تھا ارادہ یا ن مجھے فریاد کا
دام مین لاکر کیا جب ان چھری اُسنے حلال
آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا

برق خرمن ہو کبھی نالہ دل ناشاد کا
الفت گل سامنا کرواتی ہے صیاد کا
قتل کرتا ہے شعار ایسے وہ چشم مست کے
باغبان بھی ہوگیا عاشق ترے صیاد کا
رہگیا تسمہ جو گردن مین لگا تو رہ ہیں

حوصلہ باقی نہین اے آسمان فریاد کا
عرصۂ محشر مین جاتے ہی جہنم مین پڑا
ظلم سلطان سے ہے خونریزی عمل جلاد کا
گردش چشم بتان سے ملگیا ہین خاک مین
کھینچکر دامن مین کیا دل توڑا جلاد کا

یہ دیکھکر خواجہ بزرجمہر نے بڑا افسوس کیا اور باغبان سے کہا او باغبان تو بڑا نادان ہے تجھکو اس گوسفند کے حال پر کچھ رحم نہ آیا جو تو نے تین بیزبانون کا خون بہایا باغبان نے کہا وہ بیزبان وہ کون سے ہین کہان ہین خواجہ بزرجمہر نے کہا اسکے شکم مین پنہان ہین یہ گوسفند تو حاملہ تھی اسکے پیٹ مین دو بچے ہین باغبان نے کہا آپکو کیونکر معلوم ہوا حال اس گوسفند اور دونون بچون کا کس طرح مفہوم ہوا خواجہ بزرجمہر نے کہا مین حکیم حاذق ہون کاذب نہین قول کا صادق ہون حکمت کی رو سے سب حال اور پتا اور نشان ظاہر و باطن شکم کا جانتا ہون باغبان نے کہا فرمائے کہ وہ بچے اس گوسفند کے پیٹ مین کیسے ہین بزرجمہر نے کہا ایک نر اور ایک مادہ ہے نر تو سادہ ہے مگر مادہ برنگ سفید سیاہ گل اُسکے جسم پر ہین اور وہی آنکھ سے ندارد باغبان حیران ہوا اور دل مین کہا کہ یہ شخص شاید علم غیب مین مہارت رکھتا ہے جو اس گوسفند کے شکم کا سب حال بتلاتا ہے اتفاقاً القش وزیر نابکار اپنی معشوقہ بدکردار کو لیے ہوئے کمرے پر گرم اختلاط تھا شراب خواری کر رہا تھا خواجہ بزرجمہر باغبان کو کمرے سے دیکھا تماشہ مین جھوم رہا تھا یہ سب باتین باغبان اور خواجہ بزرجمہر کی اُسنے سنین غرفہ سے اُس کمرے کے سر نکالکر جھانکا لغور اسکو دیکھا ایک غلام زرین کمر چست و چالاک عتاب مالک سے خوفناک مقرب خدمت وزارت کھڑا تھا اس غلام سے کہا کہ باغبان اور اس لڑکے کو بلا لا غلام جاکر جلد خواجہ بزرجمہر اور باغبان کو بلا کر لایا سامنے مالک کے حاضر کیا اور گوسفند کشتہ کو بھی لیجاکر دکھایا القش وزیر نے حکم دیا کہ شکم اس گوسفند کا چاک کرو کچھ نہ خوف و باک کرو بموجب حکم کے غلام نے شکم اس گوسفند کا چاک کیا بالقول شخصے ـ سوئے پرسود شد ـ غرضکہ جب دیکھا تو درحقیقت جو حال خواجہ بزرجمہر نے کہا تھا وہی ہے کہ دو بچے گوسفند کے شکم سے نکلے ایک نر اور ایک مادہ لیکن نر سادہ ہے اور مادہ سفید رنگ اُسپر سیاہ گل القش نے کہا واہ واہ اور تعجب ہوا خواجہ بزرجمہر سے پوچھا تم کون ہو کہان رہتے ہو کسکے بیٹے ہو خواجہ بزرجمہر نے کہا مین فلان جگہ رہتا ہون اور خواجہ بخت جمال باکمال کا بیٹا ہون القش وزیر یہ سنتے ہی مثل چوب بید لرزنے لگا اور دل سینہ پر کینہ مین ترسان ہوا سوچا کہ جب ایسے حالات گوسفند بہ ہوشیاری بتلائے یہ بڑا عقلمند ہے مجھکو بھی ضرور پہچانے گا کہ قاتل ہون اسکے باپ بخت جمال کا بیشک بیچانکر در پے میرے قتل کا ہوگا اسکی فکر ابھی کرنا چاہیے

اسکے خون سے ہاتھ بھرنا چاہئیے کہ اسوقت میرے قبضہ مین ہی اگر تو اسوقت چوکے گا تو آیندہ یہ ضرور تجھکو ہلاک کریگا بس اے کرا القصہ ا سے جلد گرفتار کرکے ہلاک کر قصہ دولت دنیا کا پاک کر کہ ناگاہ چمن میں زلزلہ سے صدائے نالہ و زاری آئی بعد مضطرب و بیقرار ہی بلبلون نے شور مچایا یہ اشعار پڑھے گلون کو رلایا **اشعار**

قفس کو بند کرکے ظلم کیون صیاد کرتا ہی
تاسف بیگنہ کے حال پر افلاک کرتا ہی
یہی جوش طبیعت اے تحریر خامہ نہین رکتا

ارادہ قتل کا کسواسطے سفاک کرتا ہی
ترے بیداد پر ہر گل گریبان چاک کرتا ہی
گلستان کو اجاڑا باغبان فصل بہاری نے
رہ افلاک طے یہ توسن چالاک کرتا ہی

ارے نا پاک قصہ نیک بد کا پاک کرتا ہی
کمر باندھی ہی جلادی پہ ایسی تو نے اے قاتل
کوئی نادانی ایسی صاحب ادراک کرتا ہی

یہ اشعار آبدار سنکر ہر گل شگفتہ پژمردہ ہوا ہر برگ نہال تازہ کف افسوس ملنے لگا مگر گل سوسن کہ زبان درازی اسکی مشہور عالم ہی اسکا غمگین دل ناکام ہی حسب حال یہ اشعار زبان پر لائی طراری اپنی عنادل کو دکھائی۔ **نظم**

ستم ہم اب گریہ سے تر کچھ نہین تو کچھ نہین
غم ہی یہ ساقی کہ ہستی کا نہین کچھ اعتبار
اور جو تیرا دل مکدر کچھ نہین تو کچھ نہین
غم نہین ہونے نہونے کا بے پروا ہین ہم
اور ہین خوب جوہر کچھ نہین تو کچھ نہین
حسن و خوبی ناز و شوخی سب ہین لیکن خلق مین

ہی نہ بتخانہ مین نہ کعبہ مین ہی جو دل مین ہی
تو وہی جا ہے کے ساغر کچھ نہین تو کچھ نہین
خوبی تقدیر کے ہین ساتھ ساری خوبیان
ہی تو ہی سب کچھ میسر کچھ نہین تو کچھ نہین
خانہ دل کم نہین رتبہ مین بیت اللہ سے
رحم تجھ مین اے ستمگر کچھ نہین تو کچھ نہین

دل غم الفت سے مضطر کچھ نہین تو کچھ نہین
اور اگر دل ہی کے اندر کچھ نہین تو کچھ نہین
ہی ترے دل کی کدورت سے مرے دل پر غبار
اور اگر اے دل مقدر کچھ نہین تو کچھ نہین
خوبی جوہر سے ہی انسان کی قدر و منزلت
گر ترے نزدیک یہ گوہر کچھ نہین تو کچھ نہین

یہ اشعار بھی بگوش دل بیقرار اس نا ہنجار القصہ وزیر نابکار بے مہر نے بلبل و گل کی زبان حال سے سنکے مگر مطلق خیال انجام دل ناکام مین نہ آیا رحم دلی سے نہ ہاتھ اٹھایا اسی غلام بدانجام سے کہا کہ جا اس لڑکے کو گوشہ چمن مین پکڑ لیجا اور ذبح کرکے دل و جگر کے کباب بنا کر لا کہ مین بعد تیرا انجواری شل گزک کے کھاؤن اور آتش خوف و خطر دل پر کینہ کی جو ہنوز سینہ مین بھڑک رہی ہی بجھاؤن یہ سنتے ہی وہ غلام حبشی ظالم اظلم ابدی خواجہ بزرجمہر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا گوشہ چمن سبزہ زار مین لالہ زار کرنے کو لیگیا اس طفل حسین مہجبین پر مطلق رحم نکیا اور زمین پر اسکو پچھاڑا قدم جلادی نیستان مین گاڑا شمشیر آبدار میان سے کھینچکر ارادہ قتل کا کیا اب ناظرین پر تمکین کو واضح ہو کہ چونکہ خواجہ بزرجمہر فرزند ارجمند خواجہ بخت جمال بہت کم سن کھیلنے کے دن بلکہ نہایت خورد سال وہ صاحب حسن و جمال تھا اور وہ غلام حبشی جوان پہلوان صاحب تن و توش بہادری کا جوش قوی ہیکل صورت پیل تھا اس طفل خواجہ بزرجمہر کا کچھ بس اور زور نہ چلا گر کر چھٹ گیا وہ اسکے سینہ پر چڑھ بیٹھا اس بے رحمی اور جلادی دیکھکر رنگ چمن دگرگون ہو گیا ہر گل کا جگر خون ہو گیا نہالہائے باردار ٹکرانے لگے اور گل حدیقہ کا حرانی کا غم کھانے لگے لالے کا داغ جگر تازہ ہو گیا خون ٹپکنے لگا نرگس بیمار اشک گرم گل رخسار پر بہانے لگی سوسن کا دل آتش حسرت و یاس سے جلانے لگی بیلا البیلا پن بھول گیا نہایت پژمردہ خاطر ہوا سرو و شمشاد ہر چند کہ ایک پانون سے کھڑا تھا مگر بچانے کو اس گل رعنا کے دوڑا سنبل پیچ و تاب کھانے لگی دل سے آہ آہ کی صدا آنے لگی غنچے مرجھائے نسرین و نسترن کے قلب تھرائے بلبلین آہ و نالہ کرتی تھین کس حسرت سے ہاتھ جگر پر دھرتی تھین طائران چمن بلبلائے تڑپ تڑپ کر آشیانون سے نکل آئے لیکن جب بزرجمہر نے اس سیہ قلب غلام حبشی کی یہ جلادی اور ستم ایجادی و بیدادی دیکھی آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہا کہ اے مرد خدا تو کسواسطے میرا خون ناحق کرتا ہی انصاف کرنے والے سے نہین ڈرتا ہی اسنے کہا اپنے آقا کے حکم سے تجھے قتل کرتا ہون مین کسی سے نہین ڈرتا ہون دل و جگر تیرا کباب کرکے اسکے واسطے لیجاؤنگا وہ مجھسے خوشنود و راضی ہوگا خواجہ بزرجمہر نے کہا ایک بات میری

سن اور سرکو اپنے دشمن پھر مجھکو قتل کر شمشیر کو میرے خون سے بھر از روے حکمت مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو القش
وزیر بے مہر کی دختر نیک اختر سیمبر گلبدن غنچہ دہن خوش جمال ہمتیال ملکہ جمال پریوش حورخصال پر عاشق و فریفتہ ہے
اور دل تیرا اُسپر شیفتہ ہے شوق وصل مین اُسکے تو بیقرار ہے مگر وہ سیمبر تجھسے بیزار ہے ہر وقت تصور اُسکا پیش نگاہ ہے
اس نا امید کو تجھسے انکار ہے وہ تیرے ہاتھ نہین آتی ہے حیلہ وحوالہ کرتی ہے پس غلام حبشی یہ راز دل اپنا سنکر متعجب
ہوا اور شعلہ عشق معشوقہ حور لقا نازک ادا ملکہ جمال پری تمثال کا دیو بتھر کا ایک آہ سرد جگر پرسوز سے کھینچی اور زار زار
مثل ابر نوبہار رونے لگا سر پٹک کر جان کھونے لگا اور یہ شعر پڑھا شعر حسرتے ہم تو جاوین تیری + پھر نہ
ٹھہرے نگاہ مین تیری + افسوس صد افسوس اُس گل خوبی غنچہ محبوبی پہ میری جان جاتی ہے اور وہ مطلق توجہ نہین
فرماتی ہے بموجب اشعار نظم

تصور مجھکو رہتا ہے ہمیشہ روے جانان کا
کہون کیا دلمین لہراتا ہے اب رد جانانکا
سپاہی جو ہین تلوار ہی سے کام لیتے ہین
اثر کچھ اُکیا تیر ہی نازنین روے جانان کا
نہ دیکھو غور سے ہم ہو زخم جگر میرا
یہ اک پیچ ہے الفت گیسوے جانان کا
کہلا آخر کو مجھپر یہ بھی اذ ناشاخ ہے اُسکی
کہا ہم خاک نظارہ کرینگے روے جانانکا
سپہر حسن کا یہ اک ہلال نو کشیدہ ہے
جھمکتی ہے اک گنتہ تھا مین جادو جانانکا
نمایان کب ہوا یہ خال پیشانی روشن پر
بہت مشتاق ہے عاشق تماشا روے جانانکا
کہین عاشق سسکتے ہین کہین بسمل پھڑکتے ہین
تو اسکے تلے تکیہ ہوگا زانوے جانان کا

ازل سے عشق ہے دلمین غریب گیسوے جانانکا
مرا دل پیچ ہے گویا ہے ابروے جانان کا
یقین مرگ مجھکو ہوگیا زلفوں کے دیکھ
بڑھے گی آبرو گر عشق ہے ابروے جانان کا
بدی ایسی خیال بد کبھی آتا نہین اس مین
تعجب کیا یہ گھرا گھاٹ ہے ابروے جانانکا
یہ قسمت اپنی اپنی ہے نہ پاوین نقش پا تک بھی
مجھے طوبے پہ ہوتا تھا قد دلجوے جانانکا
شمیم عطر و گل خاک سے بدتر سمجھتے ہین
کوئی کیا جانتا ہے مرتبہ ابروے جانانکا
مجھے رہتا ہے بالائی بلا کا سامنا ہر دم
ستارہ اوج پر ہے عاشق ابروے جانان کا
خجل ہو چاند جسمے آب گوہر پانی پانی ہے
بتایا دیکھنا نامہ بر تو کوے جانان کا

مجھے مشیر سودا ہوئیر لیونکر روے جانانکا
غضب کی کاٹ ہے اس مغربی تلوار مین انکی
[illegible] مین انگی گیسوے جانانکا
گذر جاتے ہین تیر انگے ذرا سی بات مین اسکے
فقط دلمین تصور ہے رخ نیکوے جانانکا
ہوئے رسوا جہان مین دل کی اپنا شفقت مجھے
بنے تعویذ جا کر دل مرا بازوے جانانکا
عشق آباد مجھکو نور جمال پاک ہوسے کو
دماغ عاشقان ہے خاص سید ابو جانانکا
ذرا چوکی نظر بس مارا تار چشم مستان نے
ہوا ہے عشق جب سے قامت گیسوے جانانکا
خداوندا اسے وہ چاند سی تصویر دکھلادے
خدا کی شان ہے عالم صفاے روے جانانکا
نہ سوون تا قیامت نیند آئے پاس یہ مجھکو

وہ غلام حبشی یہ اشعار بہ عالم اضطرار پڑھکر روتا تھا اور جان زار اپنی
کھوتا تھا کہتا تھا ہاے غضب کیا ہوا کیسا بخت برگشتہ نے زندگی سے تنگ کیا ہے تو عشق جمال ہمتیال ملکہ جمال مین
یہ حال ہے اور وہ بیوفا کج ادا ڈبلے یہ واہی اب مجھکو یقین واثق ہے کہ میری جان اُسکے غم مفارقت وشوق صحبت
مین جائیگی وہ معشوقہ حور وش مہرلقا ہاتھ نہ آئیگی صد حیف نظم

اجل کے منہ سے بھی غائب ہی نہ پتیا ہم | کیا ہے رنج جدائی نے ایسا کاہیدہ
تپ جدائی سے اسطرح اب نزار ہوئین | نظر مین خلق کی رشک رہ غبار ہوئین

خواجہ بزرجمہر نے کہا اے حبشی تو فکر اسکا کچھ نہ کر اگر تجھے چھوڑ دے اور میری جانبری کرے کہ دست جلاد
سے گریبان میرا چھوٹے رشتہ حیات مجھ یتیم و بیچارے کا نہ ٹوٹے تو تجھے ملکہ جمال سے ملادونگا تجھکو دلدار
تک پہونچادونگا وہ حبشی خواجہ بزرجمہر کو صاحب اعجاز اور صاحب کرامت جانتا تھا قدموں پر گر پڑا اور
کہا اے صاحبزادہ بلند وقار مین ہزار جان سے تجھپر نثار مگر تو یہ مجھکو بتا کہ مین القش وزیر بے مہر کو کیا جواب
دونگا اور کباب کس چیز کے اُسکو کھلاؤنگا خواجہ بزرجمہر نے کہا تو ایک کام کر دین کہون وہ عمل مین لا

مطلب دل حسب دلخواہ ہوگا میری جان بچے گی تیرے مالک کی بھی خوشی ہوگی اسوقت ایک عورت بازار مین ایک بچہ بکری کا بیچنے لائی ہی اور اُس بچہ کو آدمی کا دودھ پلاکر پرورش کیا ہی گوشت اور جگر اُسکا انسان کا سا ہی سیاہ اور سفید رنگ اُس بچہ کو سفند کا ہی اور فلان مقام پر بازار مین کھڑا ہی اُسسے جاکر مول لے آ اسکو ذبح کرکے دل جگر کے کباب بناکر تیار کرکے اُسکو کھلا دے حبشی یہ سُنکے کمال حیران ہوا اور کہا مین بزرجمہر کو یاد تھا کہ شاید مجھے یہ لڑکا فقرہ دیتا ہو اپنی جان بچاتا ہو غرض بازار مین پہونچا دیکھا جو کچھ خواجہ بزرجمہر نے بتایا تھا اُسی جگہ اس عورت کو پایا سمجھا بیشک یہ صاحبزادہ صاحب کمال ہی یقین ہی کہ اب میرا ابھی مطلب ہوجائیگا اُس عورت سے وہ بچہ بکری حبشی نے خرید لیا اور جو کچھ قیمت اُسنے مانگی وہ اُسے دی بچہ لیکر گھر چلا راہ مین بزرجمہر سے پوچھا میرا کام کب ہوگا خواجہ نے کہا چالیس روز مین حبشی نے خواجہ کے گھر کا پتا دریافت کرکے خواجہ کو چھوڑ دیا خواجہ بزرجمہر وہ ساگ فرمائش والدہ مکرمہ کی جو باغبان سے لیا تھا لیکر اپنے گھر مین آیا اور سجدۂ شکر بجا لایا وہ ساگ اپنی ان کو دیا والدہ نے اسکو پکا کر کھایا بزرجمہر کتاب نایاب جاماسپ نامہ پڑھنے لگا یہان وہ غلام حبشی اُس بکری کے بچے کو ذبح کرکے کباب اُسکے دل و جگر کے تیار کرکے الفقش وزیر بے پیر کے سامنے لایا اُس شریر و ملعون نے وہ کباب بعد شراب خواری مثل گرگ مزے سے کھائے خوش ہوا اور سب کھٹکے دل کے دور ہوئے اور اُسی طرح ناچ و رنگ مین مصروف ہوا

دو کلمہ داستان حیرت بیان خواب دیکھنا قباد بادشاہ عالیجاہ کا اور تعبیر پوچھنا الفقش وزیر بے تدبیر سے مع احوال خواب کے اور عاجز آنا اسکا بیان حال خواب سے اور بادشاہ سے ذکر کرکے خواجہ بزرجمہر کو دربار مین بلوانا اور جانا خواجہ کا پشت الفقش پر سوار ہوکے بادشاہ کے پاس اور قتل کرانا الفقش کو اپنے باپ کے قتل کے عوض اور اُسکی جگہ آپ وزیر ہونا۔ ساقی نامہ

ساقی مئے لالہ گون پلا دے
تھوڑی ہی شراب دے اگر ہو
لازم تو یہ ہی کہ بھر کے دے جام
جس مین کہ ہی خون کا رنگ ساقی
دکھلاؤن قلم کا رنگ اپنے
ہو چہرۂ دلبری کا غازہ
فراسیاد لوٹینگے ہمارے شعر موزون کا
دو ابیا طاق کسریٰ آشیانہ قصر ایسا فریدون کا
زبان سے اپنی تعریف اپنی آنکھونکی وہ کرتے ہین
وہی عشق جبتک ہی مجھکو حسن روز افزون کا
گدا ہین نہین مد نظر ہی غیر کی پرلی
زمانہ آئینہ ہی اپنے احوال دگرگون کا
بنایا صبح سے تا شام انکو آئینہ رکھکر

ستون کے زرا نشتے جمادے
کیون کرتا ہی اتنی دیر ساقی
مضمون کی ہی فکر صبح اور شام
پُرجوش ہو دل خمار ہو جائے
مضمون کا نیا ہو ڈھنگ اپنے
کیونکر نہ سحر ہو تیز خامہ
نشیمن ہی قفس ہی آشیان ہی مرغ مضمون کا
چمن آئینہ ہی گل عکس ہی رخسار گلگون کا
لب سخن بیان سے سنتے ہین فسانہ فسونکا
زوال حسن مین تو لوٹ لینے دیکھے کیفیت
وہ شیدا ہون نہین جو آشنا بیگانہ مضمونکا
شیشے حق پہ اپنی ہوگی ٹھنڈی اُس پری کی
بلا سے مین سودائی ہوا ہون زلف مشکبو نکا

رندون سے نہ اپنے بیخبر ہو
لاحول جو کچھ ہو باقی ساقی
اُس بادے کی ہی ترنگ ساقی
گلشن کی عیان بہار ہو جائے
فقرو نمین وہ لطف تازہ تازہ
لکھتا ہی یہ داستان کا نامہ نظم
رفیع القدر مصرع ہی اپنی بیت موزونکا
رہا جو شیر پر چھاوان ہی تیرے قد موزونکا
کہن سالی مین بھی الفت وہی ہی نوجوانونکی
بہار آگئی ہی چلتا دور ہی صہبائے گلگونکا
قرار اسکو نہین آتا ہماری بیقراری سے
فنا پیدا اگر گئی رنگ تجھہ سودائی کے خونکا
غنیمت ہو لی ہی معشوق کو بھی عشق کامل

زمین مین ساتھ قارونکے گڑا ہی گنج قارونکا
نہایت دل ہزار دیدار کا قاتل ہے بھوکا ہی
سگ لیلے کا حق ہی استخوان ہر چوکہ مجنون کا
خدا ملتا نہین نفرت سے اپنی بدنصیبون کو

چمن کے سیر کو خورشید سے پہلے وہ ترک آئے
قضا دکھلا چکے منہ مجکو مینے نشتہ خون کا
جنون لیچل عدم کو یان کبھی گھبراتا ہی دم اپنا
نہ دیکھا لالہ داغی کو اک دن نشہ افیون کا

نسیم صبح سے آگے قدم ہوا اُسکے گلگون کا
کھلا دے ہڈیان سوز فراق یار جب چاہے
کیا ہی تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا

شعر شناسندۂ راز خاطر نیاز پسندان کرد و هرقوم باامتیاز ✤ چہرہ سیاران عالم رویا سے خیالات دیکمال وبیدار نظمان گنہ شناس جوابات عدیم المثال آئینہ خاطر مسرت نظائر سے صورت بہزاد ومانی نقوش نکتہ دانی کو جلوہ شہود مین یون لاتے ہین کہ بادشاہ جمجاہ گردون بارگاہ قباد والا نژاد کہ جسکا وزیر بد تدبیر القش صاحب مکر و تزویر ہی ایک شب مشغول مے نوشی تھا عالم خود فراموشی تھا رات بھر اسقدر بادہ خواری کی کہ روح جمشید شرمائی جام جم چکر مین آیا وہ نشہ انسے جمایا آخراسی حالت مستی مین سو گیا ایک عجیب و غریب خواب دیکھا وہ معاملہ نظر آیا کہ دل سے پیچ وتاب کھایا دیکھا کہ ایک طباق طلائی بہزار صفائی حلوے سے بھرا ہوا گرما گرم مزے کا پکا ہوا سامنے آگے دھرا ہی گھی آٹھ آٹھ انگل اُوپر اُسکے ترترا تا ہی اور اسقدر رقیق سفید اُس مین پڑا ہی کہ شیرینی اُسکے نظارہ کرنے سے دلکو حلاوت بخشتے آبداری پر اُسکی نگاہ نہ ٹھہرے بغیر کھائے زبان پر مزا آئے اگر ایک لقمہ اُسکا انسان نوش جان کرے جہنیون زبان سے لب چاٹے میوہ اوپر اُسکے چھڑکا ہوا ورق طلائی ونقرئی جما ہوا دل نے بے اختیار چاہا کہ کھائیے مزا اسکا چکھیے ایک نوالہ اُس طباق طلا کار مین سے جنگل مارکر اٹھایا اور ہاتھ بیساختہ منہ تک آیا ہی اُسی وقت ایک سگ سیاہ پیدا ہوا اور وہ نوالہ بادشاہ جمجاہ کے ہاتھ سے چھین لیگیا یہ چالاکی وجسارت اُس سگ سیاہ رنگ کی دیکھکر بادشاہ فلک جاہ ششدر و حیران مضطر و پریشان محو حیرت سکتے کی سی صورت بن گیا عین خواب مین صورت آئینہ دنگ ہوگیا آنکھ کھل گئی اُٹھ بیٹھا مگر اُس خواب پریشان سے متردد و متفکر ہو کر نہایت تشویش ہوئی صبح تک جان پر بنی رہی دلمین کہتا تھا نہین معلوم یہ کیا اسرار ہی عجب انتشار ہی مثل آئینہ حیران اور بسان زلف محبوبان پریشان چار طرف دیکھ رہا تھا جو کچھ خواب دیکھا تھا تھوڑی دیر مین سب بھول گیا اور زیادہ گھبرایا فوراً القش وزیر بے تدبیر کو بلوایا جب وہ سامنے آیا بادشاہ نے فرمایا کہ تو نجوم مین کمال دخل رکھتا ہی علم سیارگان مین اپنے کو کامل کہتا ہی گردش بروج فلکی وطلوع وغروب مہر و ماہ شناسم ونگاہ جانتا ہی ہر کس وناکس تیرا معتقد ہی اور تجکو نہایت مانتا ہی جلد مجکو اس وقت ٹھیک ٹھیک بتا دے مین نے خواب مین کیا دیکھا ہی اور اُسکی تعبیر کیا ہی اور کیا تقدیر کا لکھا ہی اور عالم غیب کیا کرنے والا ہی القش وزیر بے تدبیر یہ حکم قضا تو ام سنکر گھبرایا بدن کانپا دل تھرایا دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ زبان وای شہنشاہ دوران کون ایسا ہی کہ علم غیب جانتا ہی وہ نہین آپ نے سنا ہی مصرع علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار ✤ شعر سعی بیراحت ہمسائیگان کردن نوعی ست ✤ بشنود گوش از بہانے خواب حقیقتم افسانہا ✤ اے خداوند مین کیا جانون کہ حضور کرامت ظہور نے عالم خواب مین کیا ملاحظہ فرمایا کہ آپ کا دل تردد منزل اسقدر گھبرایا کہ اس خانہ زاد بے بنیاد کو یاد فرمایا میرا دل بھی دورۂ فکر مین آیا بموجب اشعار اشعار یہ انفعال گنہ سے مین آب آب ہوا ✤ کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا ✤ ہمارا طالع خفتہ کہین نہ پس جائے ✤ یہ سر پہ اسکے ہی بیڈھب ہجوم خواب ہوا بادشاہ جمجاہ کلام نافرجام القش بد روش کا سنکر منغض ہوا فرمایا نہ کہا کہ او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہی اسقدر نشۂ کبر و غرور سے بہکتا ہی اتنی مدت تک عہدۂ وزارت پہ سرفراز رہا او کیفیت دنیاے دون کو دیکھا اور نے واسطے

بیچ

کامل و اکمل با امید نفع و تمتع تیرے پاس آئے ہر ایک کام انھون نے تجکو تبلائے کیا تو نا بلد ہا کوئی کمال تجکو میسر ہوا گو ہم لوگ خود اپنے ہاتھ سے کچھ نہین کرتے ہین مگر سب جانتے ہین جب لائق حکومت سلطنت و مکنت و حشمت ہوتے ہین تو یہ وزارت کس بھروسے پر کرتا ہی جو ایک جواب نہین تبلا سکتا ہی اور نہ تعبیر دیتا ہی ای القش وزیر بے ہنر نا بکار دل آزار اگر تو نے اس معمے کو نہ ظاہر کیا اور شگفتہ غنچہ خاطر نہ کیا تو قسم ہی لات و منات و جبل و زرد بے بدل کی تیرا پیٹ چاک کرکے بھس بھروا دونگا اور زن بچہ تیرا کولھو مین پلواؤنگا کیونکہ سات پشت سے اس خاندان عالیشان کا نمک پروردہ ہی اور ہمارے بزرگان اولو العزم کا نظر کردہ ہی ایک ذرا سی بات تجسے دریافت نہین ہو سکتی اور تو اسکے ظاہر کرنے سے انکار کرتا ہی میرے غیظ و غضب و عتاب سے نہین ڈرتا ہی بس ایسے نمک حرام بیوقوف بد عقل بد اندیش کا زمرۂ ارا کین سلطنت و وزیران ابہت مین رہنا بالکل بیکار ہی تو قتل کا سزاوار ہی تیری وزارت کے سبب سے تخت سلطنت مین اور حکومت مین باعث ضرر ہی تجکو اب خوف و خطر ہی جب القش وزیر بے ہنر نے دیکھا کہ بادشاہ غیظ و غضب مین بر سر خون ہی حال دگرگون ہی قسم اپنے سر کی بادشاہ نے کھائی ہی اب ضرور تیری قضا آئی ہی یہ سوچکے یہ شعر پڑھا شعر نہال دوستی بنشان کہ آخر آن بہار آمد + کہ تخم دشمنی افگند انجامش خیار آمد کانپتے ہوئے ہاتھون کو جوڑ کر خاک پائے زیبایش سلطنت کو بوسہ دیا اور ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ غلام جان کی امان پائے تو التماس کرے بادشاہ نے ڈانٹ کر کہا کہ کہہ کیا کہتا ہی کس خواب غفلت مین رہتا ہی ہشیار ہو بیدار ہو القش وزیر بے تدبیر نے کہا ای بادشاہ فلک بارگاہ بخشندۂ جان بیگناہان و ای پرورش کنندہ دادخواہان مین چاہتا ہون کہ تابعدار کو دو روز کی مہلت سرکار نامدار سے عنایت ہو کہ زائچہ وغیرہ کھینچون اور حالات سیارگان بدورۂ فلکی دریافت کرون کیفیت خواب عالیجناب دیکھون پھر تعبیر خواب تبلاؤن بموجب اشعار آبدار نظم

فغان و آہ سے ہی سوز دل عیان ہوتا
حکیم تھا وہ جو انکا مزاجدان ہوتا
فراغ حال ہی دشوار خوشنوایون کو

بتون کے حسن سے ہی نور حق عیان ہیچ نا
دلیل آگ کے ہونے کی ہی دھوان ہوتا
وہی ہی صدر نشین بزم خاکساران مین
قفس سے تنگ ہی بلبل کا آشیان ہوتا

مجاز کبھی حقیقت کا ہی گمان ہوتا +
بنے ہوئے ہین یہ محبوب چار عنصر سے
صفت تعال مین جسکا کہ ہی نشان ہیچ نا
بادشاہ نے قبول کیا الغرض حقیقت

ہو کر فکر مند گھر آیا اور ہر وقت سوچا کرتا تھا کہ کیا تدبیر کرون کچھ بن نہین پڑتی تھی اور دل مین خیال آیا کہ وہ لڑکا جسنے بکری کے پیٹ کے بچے تبائے تھے بڑا ذی کمال ہی مین جانتا ہون کہ اس سے بہتر کامل کوئی نہوگا اگر وہ ہوتا تو سارا حال خوب بتاتا افسوس ناحق اُسے قتل کیا سرا پا خون مین بھر دیا شعر چاپک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو + سوزن تدبیر ساری عمر کو سیتی رہو + القش وزیر بد تدبیر خیال خواب مین تھا اور بادشاہ کے عتاب مین تھا اسی غم مین اپنی جان کھوتا تھا اور حسب حال اپنے یہ غزل پڑھتا تھا غزل

کوئی فراق گل و بلبل کی انجمن مین نہین
جو دل کے داغون مین ہی لطف وہ چمن مین نہین
عجیب لطف ہی وحدت مین اسکی کثرت ہی
گناہ کا کہین دھبا مرے کفن مین نہین
مثال دون کسے اُس کا کل سبز سے

جو تو نہین تو بھلا ای یار کچھ چمن مین نہین
نہک بہ حضرت یوسف کے پیرہن مین نہین
مرے حبیب کا جلوہ کس انجمن مین نہین
نہ ہم عدم کے ہین قائل نہ اُسکی ہستی کے
خطا معاف ہو بیشک تو ختن مین نہین

بہار ایسی گلون کی بھی انجمن مین نہین
ترے پسینے کی بو عطر یاسمن مین نہین
خدا کی عفونت ہی پاک کرد یا پیس ہر گ
ہین کلام کوئی یار کے دہن مین نہین
یہیچ ہیچ ہی کستا ہین نہ یہ تماش خما شی

جواب یار کا واللہ بانکپن مین نہین
وہان ہی مجمع اغیار یان ہجوم ملال
کسی کی آنکھ مین شوخی ہی جو ہرن مین نہین
نکل کے تن سے مری روح نے کہا رخصت
نقاب چہرہ پہ ہی چاند یہ گہن مین نہین
فلک پہ کالا ہو قاتل نے پہنے کپڑے سرخ
کمر مین راز ہی جو وہ ترے دہن مین نہین
ہین وہ جہان مین ہجران نصیب جن از یار

خدا کے فضل سے ہر رنگ مین کہے اشعار
جس انجمن مین ہی تو مین اُس انجمن مین نہین
کسی سے آنکھ ملی اور ہم ہوئے ہشیار
مسافرت مین کے مزے جو ہین وہ وطن مین نہین
خدا کی شان کہین عنبر بار باب وہان
یہ رنگ نو تو مرے جامۂ کہن مین نہین
یہان عدو کا نہین ڈر جو بوسہ لے نہ سکون
کہ وصل کا کہین مضمون مرے سخن مین نہین

وہ بات کونسی ہی جو مرے سخن مین نہین
ابھی ہی چشم عنایت ابھی نظر ٹیڑھی
یہ تیزیان تو کہین بادۂ کہن مین نہین
کسی کی رو سے ہی حجاب اسے
ہمارا ذکر بھی اُس بت کی انجمن مین نہین
عیان ہی اسکی نزاکت تو اسکی پوشیدہ
کہین تو آئے بھلا میری انجمن مین نہین

یہ اشعار آبدار پڑھکر رویا اور دل کو یقین واثق ہوا کہ گردش چرخ بدکردار و دورنگی لیل و نہار شوخی بخت نا ہنجار برگشتگی تقدیر ظاہر ہی کہ بادشاہ قول کا صادق ہی تعبیر خواب کا شائق ہی میرے قتل پر قسم کھائی ہی جلادی دل مین سمائی ہی اب بھلائی نہین ہر طرح برائی ہی طالع بیدار میرا سوتا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی غرضکہ اسی رنج و ملال مین یہی خیال دل پر ملال پر گذرا کہ شاید غلام حبشی نے اس طفل یتیم و بیگناہ کو نہ قتل کیا ہو ترس کھاکر چھوڑ دیا ہو دریافت کرنا چاہیئے کہ وہ طفل یتیم زندہ ہی کہ مرگیا عالم فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ کر گیا اگر وہ زندہ ہی تو بیشک تیری جانبری ہی ورنہ تو بھی اب عدم کا سفری ہی یہ سوچ کر اُس غلام ناکام کو بلایا اور کہا اے حبشی جس لڑکے کو اس روز باغ مین مین نے تجھے قتل کا حکم دیا تھا اس طفل پر تو نے رحم کر کے چھوڑ دیا یا قتل کیا اگر اُس طفل کو تو نے نہ مار ڈالا ہو تو اسکو جلد بلا لا مین تجھے اُسکے عوض مین مال دنیا سے مالا مال کر دونگا دامن تیرا جواہرات بیش بہا سے بھر دونگا تو ایسا غنی اور دولتمند ہوگا کہ زمانہ تیرے حال پر رشک کریگا اور ہر کس و ناکس تیرا دست نگر ہوگا حبشی نے جواب دیا اے خداوند خانہ زاد نے اسی وقت حکم حضور فیض گنجور سے اُس طفل کو قتل کیا اور کباب اُسکے دل و جگر کے بناکر حضور کو کھلا دئے **شعر** خون جگر آب کا ہے کو پیتے ہین خداوند ✤ مردے بھی دوبارہ کہین جیتے ہین خداوند ✤ اے وزیر باتدبیر آپ نے نہین سنا ہی کسی عقلمند نے کہا ہی **شعر** آسان بہت ہی رشتۂ بدخشانکا توڑنا مشکل ہی وقت کام کے پھر اسکا جوڑنا ✤ اب کیا ہو سکتا ہی وہ لڑکا کب آتا ہی **القش** وزیر غمگین و دلگیر نے جب یہ تقریر ناگزیر اُس غلام حبشی سے سُنی سکوت کیا پھر سوچ کر اس سے کہا کہ لاش جگر پاش اُس طفل دلخراش کی تلاش کر کے جلد لا اور مجکو آنکھون سے دکھا اُسنے عرض کیا کہ لاش اُسکی مین نے پھینکدی دفن نہین کی جو کھود لاؤن کیونکر آپکو دکھاؤن **القش** نے کہا اے غلام جا اُسی جگہ تلاش کر کچھ تو پتا لاش کا معلوم ہوگا یا استخوان تک معدوم ہوگا حبشی نے کہا اے آقا دد و دام جانوران صحرائی و طائران ہوائی اُسکو کھا گئے ہونگے ہڈیون سے کیا پتا نشان ملیگا کیونکر سمجھا جاے گا کہ یہ ہڈیان اُسی کی ہین **القش** نے کہا کہ اے غلام یہ تقریر تیری بیکار ہی سراسر بناوٹ کا اظہار ہی اس کلام سے بوے صدق نہین آتی خار فریب اور دروغ میرے دل مین کھٹکتا ہی اے غلام حبشی اسوقت اگر تو سچ سچ کہے تو مال تجھکو ملیگا ورنہ ابھی تہ تیغ کرونگا قتل سے تیرے دریغ نہوگا اور نہ کسی سے ڈرونگا اب تو مین بھی اپنی جان پر کھیلا ہون جان تو نذر بادشاہ کل سے کر دیکا ہون **شعر** درد دل سے لوٹتا ہون میرا کسکو درد ہی ✤ ہو نہین لفظ درد جس پہلو سے اُلٹو درد ہی دیگر ہر دم دل خون گشتہ مین اک جوش

جو آہ ہر سینے مین سو فوارۂ خون ہی
قایم ہی بنا درد کی فریاد سے میری

پھر جاتی ہی سینہ کو مری آہ بھی اُلٹی
جو نالہ ہی ایوان محبت کا ستون ہی

برگشتہ جو قسمت ہی مری بخت نگون ہی

جسوقت غلام حبشی نے دیکھا کہ القش
وزیر بے پیر کا رنگ رو متغیر ہوا معلوم ہوتا ہی کہ اسپر کچھ عتاب شاہی آیا ہی اسی سبب سے وہ بہت گھبرایا ہی اپنی جان
پر کھیل کے میرے قتل پر تیار ہی اپنی جان سے بیزار ہی یہ کیفیت دیکھکر غلام حبشی نے دست بستہ بعد انکسار عرض
کی کہ بہت اچھا حضور مجھکو ایک روز کی مہلت دیجیے کچھ فکر و تردد نہ کیجیے لاش اُس لڑکے کی تلاش کر کے لاتا ہون اسکو
حاضر خدمت کر کے جان اپنی بچاتا ہون آیندہ آپ کو میرے قتل یا جان بخشی کا اختیار ہی خانہ زاد مجبور و ناچار ہی یہ بندۂ
درگاہ ہر طرح فرمانبردار ہی ہیچ ہی موت کا گرم بازار ہی مطلع کون سے دن تیغ ستم خونریز نہ رہی ❊ کچھ نہ ظالم تری ہر روز چھری تیز رہی
دیگر جو کہو گے تم کہینگے ہم بھی ہان یونہین سہی ❊ آپکی یونہین خوشی ہی مہربان یونہین سہی ❊ غرضکہ القش نے غلام حبشی کو
ایک دن کی اجازت دی اُس غلام نے بزرجمہر کے گھر کی راہ لی جب گھر پر بزرجمہر کے گیا دق الباب کیا بزرجمہر گھر سے
باہر آیا غلام کو دیکھتے ہی گلے لگایا سارا حال پوچھا حبشی نے جو کچھ گذرا تھا من و عن بیان کیا بزرجمہر نے اُسے تسکین دی
اور کہا ای غلام باوفا جسطرح سے تو نے اب انکار کیا ہی اسی طرح سے انکار کیے جانا ہرگز بتانا نہ بتانا القش تجھکو چالیس
لکڑیان مارے گا تو نہ ہوش کھڑا رہنا جب وہ اُنتالیس لکڑیان مار چکے اور چالیسوین مارنے کو اُٹھائے اُسوقت اقرار کرنا
اس عرصہ مین مین جا کر کتاب دیکھتا ہون کہ آیندہ کیا ہونے والا ہی حبشی حسب الارشاد فیض بنیاد خواجہ بزرجمہر پھر گیا
اور القش سے کہا کہ ای وزیر مجھکو لاش اس طفل کی نہین ملتی تجھکو اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ جانبری دے القش
خفا ہوا اور بغیظ و غضب مین اُٹھا غلامان حلقہ بگوش کو بلایا کہ اُس غلام حبشی کو رسی سے باندھ دو اُن غلامون نے بموجب
حکم القش وزیر کے ایک رسی مین حبشی کو مضبوط باندھ دیا اور القش لکڑیان مارنے لگا اور بار بار پوچھتا تھا بتا تو نے
اُس لڑکے کو کیا کیا اور یہ انکار کرتا تھا جب چالیسوین لکڑی مارنے لگا غلام نے فوراً کہا ای القش تو مجھے چھوڑ دے
وہ لڑکا زندہ ہی مین اُسکو حاضر خدمت کرتا ہون القش نے کہا یہ کیا پہلے انکار بہت کیا جب اُنتالیس لکڑیان کھا چکا تو اقرار
کیا حبشی نے کہا ای وزیر مین اسلیے نہ بتاتا تھا کہ شاید تو خفا ہو اور کہے کہ تو نے میرے حکم کے خلاف کیون کیا اور اُس لڑکے
کو کیون چھوڑ دیا اسی طرح جو بات مین تجھسے کہتا ہونگا تو وہ کام نہ کرتا ہوگا اب معلوم ہوا کہ تو بدل اُس
لڑکے کا شائق و خواستگار ہی اب اُسکا بتلانا میرے حق مین اچھا ہی اسلیے اب بتلایا پہلے بُرا ہوتا مطلع
دل گرفتار ہوا یار کی عیاری سے ❊ ہم گرفتار ہوئے دل کی گرفتاری سے دیگر جو دل کشمکش طرہ دوتا
مین پڑے ❊ تو پھر بلا کو غرض ہی کوئی بلا مین پڑے دیگر نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی ❊ چلی تھی برچھی
کسی پر کسی کے آن لگی ❊ القش وزیر بے پیر یہ کلام غلام حبشی کا سنکر بہت خوش ہوا اُسے رسی سے
کھول دیا اور کہا جا بزرجمہر کو جلد بلا لا حبشی خواجہ بزرجمہر کے پاس آیا اور سب ماجرا بیان کیا اور کہا
چلیے آپ کو بلایا ہی جلاد بر سر رحم آیا ہی بزرجمہر فوراً حبشی کے ہمراہ القش وزیر بے پیر کے پاس آیا
اور جلوۂ نور چہرہ دکھایا القش دیکھتے ہی خواجہ بزرجمہر کو برائے تعظیم اُٹھا اور آگے بڑھ کر بزرجمہر
کو گود مین اُٹھا لیا اور بیٹھکر زانو پر بٹھایا خوب پیار کیا گلے لگایا اور کہا ای آرام جان مجھکو تجھسے ایک بہت بڑی
غرض لاحق ہوئی ہی کہ اُس سے میری اور تیری دونون کی جانبری ہی بادشاہ نے ایک خواب دیکھا ہی
اس سے نہایت پریشان ہوا ہی تم بیان کرو اپنے علم و کمال کا امتحان دو کہ خواب کونسا ہی اور کیا ہی بعد
اُسکے تعبیر بتاؤ خواجہ بزرجمہر نے جواب دیا شعر جرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ ❊ تو لطف سے کرتا ہی

گرم اور زیادہ دیگر خبر کی جنگ لو قل کی تو مجنون اہل اسون کو + کہا وہ بے حیا کہو اسے شاخ بید مجنون کو + خواجہ بزرجمہر نے کہا
اے وزیر اعظم تم بادشاہ عالم کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ ایک لڑکا میرا نوکر ہی تا بعدار سر بسر ہی وہ خواب کا حال اور تعبیر خواب
تبلاوے گا مین نے اسکو بموجب حکم محکم فیض شیم تلاش کیا ہی اگر حکم ہو تو اسکو حاضر خدمت سکندر صولت کرون جسوقت
بادشاہ عالیجاہ طلب فرمائینگے بندہ حاضر ہوگا احوال خواب اور تعبیر خواب تبلاوے گا آپکا اور زیادہ نام بڑھیگا یہ مشہور
ہوگا کہ القش کے ایک ادنا ناچیز ملازم پر تپیر نے خواب کا حال اور تعبیر خواب تبلا کے بادشاہ کو مسرور کیا تردد و فکر
و رنج والم دل پژمردہ سے دور کیا القش وزیر دغاباز بے پیر سمجھا کہ یہ لڑکا چاہتا ہی کہ دربار مین وہ کام کرون جس مین اپنا
نام کرون خیر کیا مضائقہ ہی میری تو جان بچ جائیگی کوئی آفت آسمانی بحکم شاہی تو نہ آئیگی اگر زندہ ہون تو پھر کسی
وقت مین انشاد ودربار مین آنے کا کر لون گا یہ کتنی بڑی بات ہی بالفعل وقت کی ضرورت سمجھنا چاہیے
مصرع ع زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز شعر سینہ و دل پہ مرے زخم جگر ہنستے ہین + ہنسنے دو چارہ گرو ہنستے
ہی گھر بستے ہین + پھر بزرجمہر کو رخصت کیا آپ اسی وقت دربار مین بادشاہ کے آیا مجرا بجالایا بادشاہ نے فرمایا اے
القش حال خواب دریافت کیا کیا ظاہر ہوا وزیر نے عرض کی حضور خانہ زاد نے تو زائچہ نہین دیکھا مگر ایک لڑکا
سابق مین میرا نوکر تھا اسکو حضور طلب فرمائین اسکو خانہ زاد نے خوب سکھا دیا ہی وہ بخوبی سب تبلاوے گا
اور اُسکا مکان فلان محلہ مین ہی بادشاہ نے سمجھا یہ کسی کو ڈھونڈھ لایا ہی اپنا حیلہ کرتا ہی جان بچاتا ہی کہا اچھا
کیا مضائقہ کام تو نکل جاوے گا یہ خیال کرکے فوراً چوبدار واسطے طلب خواجہ بزرجمہر کے روانہ کیا جب چوبدار
گھر پر خواجہ کے آیا بزرجمہر کو آواز دی خواجہ باہر آئے اُس چوبدار نے کہا کہ آپ کو بادشاہ نے یاد فرمایا ہی تشریف
لیچلیے بہت جلد بلایا ہی بزرجمہر نے کہا مین گنہگار نہین ہون جو ایک ادنے پیادے کے ہمراہ جاؤن قیدی کہلاؤن
یہ سنکے وہ چوبدار مجبور ناچار آیا اور بادشاہ سے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ شہنشاہ کا اقبال زیادہ دولت و حشمت
روز بروز افزون بخت ہمایون جلوہ گر بعد کرو فر خواجہ بزرجمہر ہر چند ابھی کم سن طفل مکتب ہی مگر کلام اُسکا
بزرگترین ارکان دولت و اقبال شاہنشاہی جہان پناہی ہی ہم لوگون کے ساتھ وہ نہین آتا بادشاہ مسکرائے
اور حکم دیا کہ گھوڑا عربی خاص خاصہ کا دوڑ کا بہ مع ساز و یراق عمدہ ترین زرین بجام زین مرصع کار سے آراستہ
کرکے لیجاؤ اور اُس صاحب زادہ بلند اقبال صاحب بخت و اہل کمال کو جلد لے آؤ حقیقت مین اُس
لڑکے نے سچ کہا اور مین نے بُرا کیا کہ پہلے ہی سواری عمدہ آراستہ کرکے اسکے واسطے نہ بھیجی فقط یہ
باعث تردد و فکر کا تھا جو میری عقل نے قصور کیا پھر بادشاہ القش کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے القش
تو نے بھی کچھ لیاقت اُسکی نہ سمجھی تو تیرا نہ کی کہ مجھسے کہتا بلکہ کہنا کیا ضرور تھا سواری اور آدمی عملہ وغیرہ
اُسکے لینے کے لیے بھیجا ہوتا اے القش تو بڑا نالائق ہی قابل عہدہ وزارت کے نہین مگر تقدیر نے
تجھکو اس عہدہ پر فائز کیا القش وزیر بادشاہ کے یہ کلام عتابانہ سُنکر تھرا گیا مگر خاموش سر جھکائے بیٹھا
رہا غرضکہ ملازمان دولت شاہنشاہی جہان پناہی ایک مرکب صبا رفتار کو لیچلے کہ وہ خاص سواری فیض
اختصاص کا تو عروس بنا ہوا سیر سے پا تک زیور طلائی و جواہر مین غرق پری وش حور نژاد انکھڑیان غزالانہ
ہمہ شیرانہ ناز و ادا معشوقانہ چال مستانہ چھم چھم کرتا چلا گرد اُسکے چوبدار خدمتگار خاص بردار کچھ سپاہی پیدل
کچھ سوار لینے کو خواجہ بزرجمہر فرزند ارجمند خواجہ بخت جمال باکمال کے روانہ ہوئے جب دولتسرائے
خواجہ بزرجمہر پر سب آدمی سواری لیے ہوئے پہنچے خواجہ کو آواز دی خواجہ گھر سے باہر آئے

خصون نے عرض کی کہ حضور جلدی سوار ہو جیے تشریف لیچلیے کہ بادشاہ دربار مین منتظر جناب و مشتاق جمال رشک آفتاب بیٹھا ہی خواجہ نے گھوڑے کو دیکھکر کہا کہ حکمت کے خلاف ہی اس سواری پر مین سوار ہونگا کہ لوگ اس سواری کو جنازہ روان کہتے ہین اگر گر پڑون تو ہاتھ پانوٗن ٹوٹ جائین اپاہج ہو کے بیٹھون کسیطرف کا نہ رہون آخر کار سب لوگ سواری لیکر پھر آئے اور بادشاہ سے کیفیت بیان کی بادشاہ ہنسا اور کہا کہ اچھا پالکی سواری اور کہار جائین اُسکو جلد لے آئین ایکی دفعہ پالکی سواری بڑی تیاری اور سامان سے روانہ ہوئی طلائی نقرئی گنگا جمنی کام کیا ہوا جیا سجا جواہرات بیش بہا نگینے عمدہ عمدہ تراشے ہوئے جڑے ہوئے منقشی جھالر ٹکی ہوئی کہارون کی وردیان نہایت نادر مخمل سنہری اُنپر زردوزی کار چوبی کام سچے سچے نگینے ہیرے و زمرد کے جڑے ہوئے یاقوت کے ٹکڑے ٹکے ہوئے پگڑیان مرصع کار جھیلو لگا جھمکا اور جواہر بیش قیمت جڑے ہوئے کہار اُس کو کاندھے پر لیے ہوئے ہمراہ خواصان خاص اور چوبدار دفعدار تنگار و پیدل سپاہی و سواران اردلی شاہی خواجہ بزرجمہر کی خدمت بابرکت مین آئے جب خواجہ بزرجمہر نے پالکی دیکھی فرمایا مین کچھ بیمار نہین ہون کہ اس پالکی پر مُردے کی طرح لیٹ کر جاؤن اور چار کے کاندھے پر جیتے جی چڑھون مین اس صورت سے ہرگز نہ جاؤنگا بلکہ اس طرح پر رخ بھی نہ کرونگا بادشاہ عالم پناہ کو میری جانب سے بہت بہت آداب تسلیمات خادمانہ بجالاکے دست بستہ بارگاہ حضور مین عرض کرنا کہ اگر حضور شاہنشاہ جہان پناہ کو بلانا منظور ہی تو اس نمکخوار و تابعدار کا یہ دستور ہی کہ القش وزیر کو ساز و یراق و سامان بے پایان سے بصد عز و شان آراستہ و پیراستہ کرکے ایک زین جواہر نگار مرصع کار اُسکی پشت پر کھچواکے مزین فرماکے بھیجدیجیے کہ خانہ زاد اُسکی پشت پر بطور مرکب خوش رفتار سوار ہوکر حاضر خدمت سکندر صولت ہوگا ورنہ بادشاہ فلک اشتباہ مجھکو تکلیف نہ دین مین یہین سے اُس رعیت پرور داد گستر شاہنشاہ قباد بادشاہ کو ترقی جاہ و جلال و دولت و اقبال کی مدام دعا کیا کرتا ہون یہ سنکر سب ملازمان شاہی پھر گئے اور من وعن سب کیفیت و عبارت کلام بلاغت نظام خواجہ بزرجمہر حضور مین بادشاہ قباد فلک انقیاد کے بیان کی بادشاہ جمجاہ بھی نہایت عقیل و فہیم صاحب ادراک حسیت و چالاک ذی ہوش عالی منش تھا یہ کلام فصاحت التیام خواجہ بزرجمہر کا سمجھا اور عقل سے دریافت کرکے دل مین کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ القش وزیر بدتدبیر بلکہ بے پیر بدام اجل اسیر سے اس صاحبزادہ بلند اقبال صاحب کمال کو کسی طرحکا رنج و ملال ہی کہ اسکے عوض مین وہ اسکی ذلت اور رسوائی و ہتک عزت چاہتا ہی اور درپے اسکی بے آبروئی کا ہی پھر مجھکو اس امر سے کیا کام ہی اپنے کام سے کام ہی مثل مشہور ہی مثل جو آگ کھائے انگارے ہگے بموجب اشعار آبدار

نظم

پھنسے نہ حلقۂ گیسوے تابدار مین دل
نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار مین دل
ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہی چشم براہ
پروئے زلف مسلسل کے تار تار مین دل
بہ رنگ غنچۂ پیکان و غنچۂ تصویر
خوش آج کیونکہ ہوا اس نیلگون حصار مین دل
ہزار دشمن جان سے ہی ایک دوست بڑا

بلا سے گر ہو نوالہ دہان مار مین دل
نکل نہ جائے دم اضطراب سینے سے
اگر نہین کسی ہوش سے انتظار مین دل
اڑیگا مثل شرر ہوکے ٹکڑے سنگ مزار
نہ دیکھا اپنا شگفتہ کسی بہار مین دل
بہ رنگ بیضۂ فولاد توڑے دل اُسنے
جو پوچھو کون ہی سو مین کہون ہزار مین دل

بغل مین جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہی
بہ رنگ شعلہ کہین آہ شعلہ بار مین دل
ترا ستمگر بھی ہی وہ بلا کہ جلے گر
اگر یونہین رہا گرم تپش قرار مین دل
فلک نے رنگ سے ظاہر مین ماتمی اتار
ہزار دن ایک ہمارا ہی کس قطار مین دل
نہ تھین غلط مین جو مین تو یہ تھا غلط مین کہان

گرہ ہی تار مین یا میرے جسم زار مین دل	پہ جسم زار ہی یا میرے پیرہن مین دل	لگے ہر جہت خوبان گلعذار مین دل

بادشاہ عالم پناہ قباد کج کلاہ نے ملازمان شاہی سے کیفیت خواجہ بزرجمہر کی سنکر فوراً حکم محکم دیا کہ تم سب لوگ القش وزیر بے تدبیر کو اسی ساز ویراق وسامان طمطراق وزیور جواہر نگار وزین مرصع کار سے آراستہ پیراستہ کر کے مع ملازمان جلوسی لیجاؤ اور اسکو بجد کر دفتر دربار مین لاؤ ہرچند القش وزیر بے پیر نے دلگیر ہو کر عذر و معذرت کی مگر قبول نہ ہوئی فرمایا کہ او نالائق یہ تیری سزا ہے بے ہنری ہی جو یہ تیرا حال کیا جاتا ہی تو نے یون علم و ہنر کو حاصل کیا ہی جیسے دنیا مین مثل مشہور ہی کہ گدھے پر کتابین لادین اگر تو بھی کچھ کمال رکھتا ہوتا اور حال خواب پریشان اور تعبیر رویاے حیران کی بیان کرتا تو یہ دن تیرے واسطے کاہے کو آتا اب تو یہ فقط گھوڑا ہی ساتھ ساز وسامان کے اس سے تو بہتر ہی کہ جو بے ہنر نا خواندے ٹوکری ڈھوتے ہین اور مزدوری کر کے اپنی پیٹھ پر گدھے کی طرح منون کے بورے لادتے ہین القش یہ سنکر ناچار ہوا سر اپنا جھکالیا سائیس نے القش وزیر کا ہاتھ پکڑ کے جھکایا بصورت سمند خوش رفتار بنایا چار جامہ کسا زین پوش مرصع کار ڈالا دہانہ منھ مین دیا تسمہ طلائی لگایا نقرئی وطلائی رکابین جواہر بیش بہا کی بصورت آفتاب ومہتاب لٹکادین کلگی مین یاقوت و زمرد اور ہیرے کی کنیان جڑی ہوئی تنگ بھی کارچوبی سر سے پاتک زیور جواہر نگار پہنایا دوڑی ہفت رنگ ریشم کی تارہاے زرین سے بٹی ہوئی اسکے دہانے مین باندھ دی جسوقت سائیس اس گھوڑے کو سج سجاکر ساز ویراق و زیور سے جواہر کے آراستہ و پیراستہ کر کے دولھن بناکر سامنے بادشاہ فلک بارگاہ کے لایا اہل دربار نے دیکھا بادشاہ فلک بارگاہ مسکرایا مصاحبان خاص نے کہا کہ حضور اس گھوڑے کی دم کیون نہین کیا ہوئی دمچی نہ لگائی گئی پوری کی زیبایش ادھوری رہی بادشاہ نے بھی کہا سچ ہی دم بناؤ دمچی لگاؤ جب تو گھوڑے کی شکل ہو سائیس نے چنوری دم کے مقام پر رکھ کر ذرا اٹھایا کیا گھوڑا اچھلنے لگا ہاتھ سے نکلنے لگا دولتی لگانے لگا پیٹھ ہلانے لگا سائیس نے ڈانٹا کہا کہ او گھوڑے او گھوڑے ٹھہر دم بنانے دے دمچی لگانے دے کسی نے چمکاری دی کسی نے گردن پر ہاتھ پھیرا سائیس نے پھر اشارہ چنوری کی ڈنڈی کا کیا گھوڑا اچھلا کودا نیتنگ ماری الف ہوا سائیس نے باگ ڈور کھینچ کے چمکار اینٹھے پر زور سے ہاتھ مارا کوئی تبسم ہوا کوئی ہنسا کوئی چپ ہو رہا بادشاہ نے جو یہ تماشا دیکھا ایک قہقہہ مارا آخرکار سائیسون نے چنوری کی ڈنڈی کو مقام اسفل پر جڑ دیا براز کار از فشاندہ ہوا دمچی کو بھی زیبندہ کیا اس سمند محفل پسند ہمشکل اسپ صبا رفتار شاہی جہان پناہی کو سائیس ڈپٹاتا ہوا ہمراہ خواصان زرین کلاہ وخاص برداران فلک بارگاہ مسواران اردلی قباد شاہنشاہ کے خدمت فیضدرجت خواجہ بزرجمہر مین لایا ملازمان شاہنشاہی نے دست بستہ عرض کی کہ حضور جلد سوار ہوجیے دیر نہ کیجیے تشریف لیچلیے بادشاہ بہت مشتاق جمال بیمثال ہی یہ سنکر خواجہ رکاب سعادت انتساب مین پاؤن دیکر سوار ہوا سائیس نے سوار کے ہاتھ مین کوڑا دیا گھوڑے نے کنوتیان بدلین گویا کان کھڑے کیے اڑونے کی گھوڑے کو ساعت نہوئی چلنے مین کوتاہی کی شہسوار میدان یکتائی نے باگ جست کی اور کوڑا مارا گھوڑا تڑپ کے اچکنے لگا دوسرا کوڑا جو دیا بیتاب ہو کے دوڑا کبھی سرپٹ بھاگا کبھی دلکی ہوا خواجہ بزرجمہر جس کوچہ و بازار مین نکلے خلقت کا اژدہام ہوا تماشائیون کا ہجوم عام ہوا سب لوگ قہقہے لگانے لگے لڑکے تالیان بجانے لگے ہر طرف ہجوم چار سمت یہی دھوم کیا گھوڑا ہی کیا گھوڑا ہی اور عجب شہسوار ہی نئی دل لگی نئی بہار ہی القش وزیر سر بزرجمہر سوار ہی دو رنگی روزگار ہی یہی گردش لیل ونہار ہی الغرض اسی طرح بزرجمہر دربار بادشاہ سکندر جاہ مین حاضر ہوا اور القش وزیر کی پشت سے اتر کے آیا سامنے کھڑے ہو کر قواعد شاہانہ بجا لایا

اور حسب رتبہ شناسان شاہی و قاعدہ دانندگان جہان پناہی مدح و ثناکی اور دعاے دولت و اقبال و شوکت و اجلال دی رباعی تا شہر ند آفتاب سحر باشی ٭ تا صبح وند ہمدم ساغر باشی ٭ تا تاج حیات بر سر خضر بود ٭ در خانۂ اقبال سکندر باشی اشعار بمدح و ثناے بادشاہ قباد

خسروا جلوہ ترا وہ طرب افزاے جہان
مہر تابان کبھی ظاہر ہی کبھی ہی پنہان
اور کبھی ہون وہ خوش آب جبین دیکھتے ہی
ہو نہ گلشن مین کبھی روئیدہ گل نافرمان
وہ ترازو رعایت ہی کہ جسکے باعث
ایک تار نگہ جور سے سو چیں دہان
وقت کاوش کے دم معرکہ راکب اسکا
جیسے خورشید چھپے اپنی جبین پر افشان
اسطرح جیسے ترے آگے ہی بہم آتش و آب
سچ کہا ہی کہ الانسان لعبید الاحسان

اگر تجھے دیکھ کے ہو عید بھی قربان قربان
قطرہ افشان ہو اگر تیرا سحاب ہمت
طرفۃ العین مین ہو کہ ربا کو یرقان
ہو کے سرسبز بہاران کرم سے تیرے
ناتوانون کو بھی ہی دہر مین اک تاب و توان
لکھون شوخی جو تری توسن چالاک کی مین
سر حاسد کو رکھے صورت گوے چوگان
قہر نازل ہو فلک سے جو ترے اعدا پر
جسطرح آئینہ مین عکس رخ شعلہ نشان

مہر جاہ شب و روز ترا جلوہ فروز
لیکے نیچے مین گہر بحر سے نکلے مرجان
اسقدر تابع فرمان ہی زمانہ تیرا
شاخ گل ہی چمن دہر مین ہو شاخ کمان
ہل سکین پھر نہ جگہ سے کبھی گر باندھ رکھین
اشہب خامہ بھی ہو سیج رم برق تپان
اہی فلک جاہ ترے در کے ہین وہ ذرۂ خاک
چشمۂ مہر ہو مانند تنور طوفان
تیرے احسان سے ہر انسان ہی غلامی مین تری

جسوقت خواجہ بزرجمہر نے بفصاحت و بلاغت دربار شاہنشاہی مین کھڑے ہو کر یہ دعا و ثنا بادشاہ جمجاہ کی اور قباد بادشاہ نے اس گوہر شاہوار بحر حکمت و لعل بے بہاے قلزم شوکت و صولت کو ایسا لائق و فائق ملاحظہ کیا فرمایا کہ آگے آؤ خواجہ بزرجمہر نے زمین ادب کو کب عقیدت و عبودیت سے بوسہ دیا اور قریب تخت سلطنت حاضر ہوا پہلے تو بادشاہ سلیمان جاہ نے خلعت فاخرہ سے مخلع کیا کرسی جواہر نگار پر بمقام القش دہنی طرف بصد عزت و حرمت و رفعت و عظمت بیٹھنے کا حکم دیا پھر بادشاہ خاور شبتاہ نے ارشاد کیا کہ تیرے جمال جہان آرا نے مجھکو بند غم سے آزاد کیا ای شناور بحر اسرار عجائبات و ای غواص دریاے فکر غرائبات اب اپنی زبان طلسم کشاے منجمان سے جلوہ افشان سخن ہو کہ پردۂ غیب سے میرے خانۂ دل مین کونسی تصویر خیالی عالم رویا مین بشکل خواب شہود مین آئی اور کس بدر تمثال خورشید جمال نے جلوہ گری پائی شعر وہ خواب کیا تھا جسے دیکھکر یہ تنگ ہوا وہ کیا خیال تھا جون آئینہ مین دنگ ہوا ٭ خواجہ بزرجمہر نے جب یہ تقریر بادشاہ باتوقیر کی سُنی ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ ای داد گستر عدل پرور فریادرس بیکسان انصاف کن بے نوایان فریاد ہی فریاد ہی ظالم اظلم کی مجھپر بیداد ہی آپکو داور روز جزا نے عادل زمان کیا سلطنت ذی مملکت پر حکمران کیا نظم رعایت دریغ از رعیت مدار ٭ مراد دل داد خواہان برآر چو عدل است پیرایۂ خسروی ٭ چرا عدل را دل نداری قوی ٭ ای بادشاہ فلک بارگاہ پہلے مجھ ستم رسیدہ خاطر کبیدہ مظلوم و بیکس و یتیم کا حال کثیر الاختلال سماعت فرمایے اور انصاف کیجیے بعد اُسکے اپنے خواب بشارت خیال کا حال سُنیے گا قطعہ داد مظلومون کی پہلے دیجیے کام اپنا بعد اُسکے کیجیے ٭ روز محشر داد گر کے سامنے ٭ سرخروئی عدل کر کے لیجیے ٭ بادشاہ نے یہ کلام حیرت انجام اس خستہ فرجام کا سنکر بدل متوجہ ہو کر ارشاد کیا کہ ای جوہر معدن علم و عمل و ای فاضل و عالم بے بدل ارشاد کیجیے مین بگوش دل سماعت کرتا ہون اور بعد اُسکے کوشش بلیغ اس امر کی تحقیق مین فرمائی کہ کسنے آپکو ستایا کسنے رنج و الم پہونچایا ہی کیا سانحہ درپیش آیا جس سے آپنے یہ صدمۂ عظیم اُٹھایا خواجہ بزرجمہر نے رو دیا اور کہا کہ ای بادشاہ آپکے وزیر بے پیر القش ستم کش نے میرے باپ کو بیگناہ ذبح کیا فقط حضور اس ملعون جلاد سے اتنا پوچھین کہ اُنھون نے اسکا کیا گناہ اور قصور کیا تھا بادشاہ نے کہا آپکے باپ کا کیا نام تھا بزرجمہر نے عرض کی اُنکا نام خواجہ بخت جمال تھا اور مجھکو خواجہ بزرجمہر کہتے ہین پھر جو واقعہ خواجہ بخت جمال کا تھا اول سے آخر تک دوستی کا ہونا اور اتحاد کا دونون کے بڑھنا اور چالیس روز گوشہ نشین ہونا اور باغین بزرجمہر کا بیٹھنا اور القش کا پہچاننا اور غلام کو قتل کا حکم دینا اور اُسکا چھوڑ دینا یہ سب کیفیت حرف بحرف بادشاہ سے بیان کی یہ سُنکر

بادشاہ نہایت غضبناک ہوا اور الفقش کو سامنے بلایا اور پوچھا او خفقی ازلی یہ کیا ماجرا ہی تو نے شہر میں تلاطم کر رکھا ہی بصاحبزادہ بلند اقبال کیا بیان کرتا ہی نظر پڑ کر جلدی یہ مجھے بتلا کہ بہ خون نذرا جہ جیان کر نا بکا ہی قسم ہشتکدہ کی اے وزیر تا قتل اب تجکو کردنگا یا اسیر الفقش نے جب یہ سوال دیکھا اپنی جان بچانے کے لیے انکار کیا خواجہ بزرجمہر نے عرض کیا کہ حضور عادل زمان وداد گستر وفیض رسان ہین مناسب یہ ہی کہ حضور ایک ساعت کے واسطے موقع واردات پر تشریف لیچلین تکلیف فرماکے سب کیفیت خود ملاحظہ کرین بادشاہ یہ سنکر فوراً اٹھے سوار ہوئے الفقش کو گرفتار کر لیا ہمراہ چوبی کرکے ساتھ لیا خواجہ بزرجمہر نے اس باغمین ہو کر ایک جگہ پر پتا دیا نشان بتایا کہ اس جگہ زمین کو کھود دیو اُس حکم کے بموجب زمین کھودی گئی اسمین سے ایک لاش پاش پاش خون آلودہ سر بدن سے جدا نکلا دیکھا اسیطرح سے ساتا صحیح سلامت پڑی تھی خوردہ نہین ہوئی ہی باوجود کہ اتنا زمانہ گذر چکا کہ بزرجمہر بھی پیدا ہوا اور اب وہ سن تمیز کو پہونچا شعر امانت کی طرح رکھا زمین نے روز غم تک ہو نہ اک ہو کم ہوا اسکا نہ اک تار کفن گرد ا یہ دیکھتے ہی الفقش کا چہرہ اُتر گیا منہ پر ہوائیان چھوٹنے لگین بید کے مانند کانپا دلمین تصور کیا کہ بس اب جام حیات لبریز ہو گیا پیام موت آنیا خواجہ بخت جمال کا خون ناحق تھا جیسا کیا ویسا ہی پیش آیا انجام کار فلک نے یہ دن دکھایا شعر دوست دشمن ہشیو دھائب ہو نمت عاجزی دہ خون رنغم آنجوال رہ پیر ر میاد رہ الیضا رنگ کیا خوب ہمنے جو کچھ کیا تھا کا حلق سے آخر نکالا پانی کیسی تلوار کا دیگر افسوس خبر تھی نہ مجھے اپنے زن کی ذکش جائیگی خفی ہی حقیقت بیان ہو چکی ہی الفقش ذریبے پیر گردن جھکائے ہوئے بادشاہ کے روبرو کھڑا تھا خموش موت کے انتظار مین کچھ جواب نہ دیتا تھا بعد اسکے خواجہ بزرجمہر نے بادشاہ کو بتایا کہ وہ خزانہ جو اس باغمین نکلا تھا اور جسکے واسطے خواجہ بخت جمال کو الفقش ستم کش نے قتل کیا تھا دکھا دیا بادشاہ نے کمال افسوس کیا اور خواجہ بخت جمال کی لاش پاش پاش قبر مین دفن کرادی اور نمونہ لحد بنوا دیا پھر بادشاہ نے جلاد کو بلایا اور حکم ناحق دیا کہ فوراً الفقش کا سر کاٹ لو تیغ نکرو خون بخش اسکا بہا دو خبردار دیر نہ لگاؤ فوراً حکم بادشاہ قبا و جلاد الفقش بے بنیاد کو ہاتھ پکڑ کر لیچلے اور کہتے تھے کیون او پر غرور رات وہ اپنے کیے کی سزا پائی اس خزانہ ملنے پر ایسا کبر و غرور ہوا کہ ایک بیگناہ کا ناحق خون کیا اسکا عوض آج ملا غرضکہ ان جلادون نے نابکار بدشعار الفقش ستم کش کا ایک ضرب تیغ آبدار سے سر جدا کیا اور بادشاہ جمجاہ کے سامنے لا کر رکھدیا بادشاہ نے اسکا سر برشہر پناہ پر لٹکوا دیا اور حکم دیا کہ الفقش کا مال و متاع و دولت و حشمت خزینہ دفینہ بارگاہ گھر بار لونڈی غلام املاک بالکل جو کچھ ہی سب بزرجمہر کو عوض مین خون خواجہ بخت جمال کے دیدیا جاوے اور کوئی اس سے متعلق مزاحمت نہ کرے کہ یہ سب خون بہا اسکا ہی خواجہ بزرجمہر نے دست لبستہ بادشاہ سے عرض کی کہ اے بادشاہ حضور مین ایک اور عرض ہی کہ الفقش فذر بے پیر کی ایک دختر ملکہ جمال نامے ہی اُسپر یہ غلام حبشی جو روبروے حضور حاضر ہی مدت سے عاشق فریفتہ ہی اور اسی غلام حبشی نے میری جان اس ملعون الفقش ستم کش کے ہاتھ سے بچائی ہی مین نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ مین تجکو الفقش کی دختر سے ملادونگا پس بفحواے کلام نیک انجام والموفون بعہدہم اذا عاہدا کے دختر الفقش ستم کش کو اس غلام کو مرحمت کیجیے کہ مین بھی سبکدوش ہوون اگر یہ اذا وعدہ وفا مشہور ہی کر بیان روزگار کا یہی دستور ہی بادشاہ نے فوراً دختر الفقش کو غلام حبشی کے حوالے کیا وہ غلام بہت شاد ہوا بزرجمہر نے زر و جواہر بھی بہت سا اُسکو دیا باقی سب مال و دولت پر اپنا قبضہ کر کے اپنے ملازمون کا بیہ با جگی کرا دیا اور آپ ہمراہ رکاب سعادت انتساب بادشاہ فلک بارگاہ دربار مین آیا دو با امیر خلعت پایا پھر بادشاہ کی دعا و ثنا مین مشغول ہوا اشعار

مرحبا مطرب یار مت فن فیہ خسمال	ہو تری اک نظر فیض سے ناقص کو کمال
نہ جیا تو ہو جسے تا دم فلک	نہ کسوف مہ نہ غروب ونہ ہبوط و نہ وبال
جیتا ساقی فرخندہ رخ و مہر جمال	مہر سے گر مہ نو کا ہو وہ ہفتے مین ہلال
اگر بخشش کے تری خرمن وہ یکدانہ	

اٹھے ہمت کے تری کوہ ملا یک مثقال
آبداری مین تری تیغ کی ہی برق کی موج
خلق کو تیسرے دن ہوتا ہی مہ دار ہلال
طاقت دم زدن اس دور مین ہی کسکو ہی
لب پہ آجائے ہی شیشے سے مے استقبال
ہی ترے عہد مین فتنہ سے زمانہ خالی

ہو گئی خون جاہ بیتاب گلیم شب تار
کیا تماشا ہی کہ ہی آب سے آتش سیال
طائر عہد کے لئے سیما و جبل
دیکھکر تیرا نسق ای شہ فرخندہ خصال
ہو قوی دست اگر زور شجاعت سے تری
فیلسوفی ہی حکیمون کی خلا کہنہ اعمال
روشن غنچۂ تصویر زبان منہ مین لال

رخ پرنور جو تو پونچھ کے جھاڑے رومال
تری شمشیر کو ہی خون عدو روز سلاح
شہر ہی تیغ مین جوہر سے لگا رکھتا ہی جال
پر تیرا ذکر جو آتا ہی زبانپر تو نفس
شیر سے پنجہ کرے بچۂ مژگان غزال
ہو گئی ہی حیرت توصیف سے تیری شاہا

دوسرے داستان حیرت بیان خواجہ بزرجمہر کا خواب بادشاہ کا بیان کرنا پھر اسکی تعبیر بتانے کو ہمراہ بادشاہ کے محل مین جانا اور سحر نازنگی کا پھر بادشاہ کا خواجہ بزرجمہر کو وزیر کرنا اور سب وزیرون کو انکے حوالہ کرنا۔ ساقی نامہ

پلا ساقیا جام جم بھر کے مل
عطا کر وہ مے جس سے ہو منفعل
زلال مے ارغوان دے مجھے
فلک کا ہی اب ساقیا دور دور
سیہ جھوم کر آرہے ہین سحاب
برابر پیے جو بھر بھر کے دے جام تو

کہ غائب کا احوال ظاہر ہو کل
اٹھائے حلاوت کچھ اک کام دل
سبو کا کچھ تو نشان دے مجھے
بھرے جام پر چاہیے تجھکو غور
لٹا جائے تو آپ کی تو بھی شراب
ارے اب تو رندون نے اکام تو

جھکا ابھو ساقی فرخندہ فال
اسے تو کی شہرت ہی جستجو
معنبر شرابی سے لا لا کدون
شنسس مین کیون آج رندان دہر
ہر امید ساغر مین ہی دل کباب
لگی مہر کا ہی تری انتظار

کہ دنیا ہی نیرنگ خواب و خیال
کہ ہر جسم مین ہی مسرت کی بو
کہ ہو نشہ سے جسکے ہر چشم خون
کہ ہانے کی ہر موج دریا کی لہر
یہ رندون سے کیسا ہی ساقی حجاب
پلا دے ارے ہو گیا کم خمار

غول خم فلک سے بھرین وہ شراب شیشے مین
شراب چیدہ ہے انتخاب شیشے مین
خزان مین مرغ چمن میکدے مین ساکن ہون
رہیگی ورد کی مٹی خراب شیشے مین
کھلی ہی چاندنی مو بیجیے تو موقع ہی
شراب شیشے مین ہی یا گلاب شیشے مین
سفید ہو ہوے ترک قدح کشی کیجے

یقین ہو نورون کو ہی آفتاب شیشے مین
ہمارے گھر مین ہی شبکو بھی روشنی دن کی
بہار رنگی ہی گلگون شراب شیشے مین
وہ پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے
طلوع ماہ ہی اور آفتاب شیشے مین
بتا کے رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہے
عوض شراب کے رکھتے خضاب شیشے مین

وہ میرزا انش آنکلے شاید ای ساقی
کرم سے ساقی کے ہی آفتاب شیشے مین
زلال نوش ہو نہین مست دور مین میرے
بھرا نہ دیکھا ہو جسنے شہاب شیشے مین
ہر ایک مست کی ہو حق ہی نالۂ بلبل
سوال کا ہی ہمارے جواب شیشے مین
یہ ہمسے نشہ مین ہوویگی بے محل حرکت

شراب پیکے بھرینگے کباب شیشے مین ☙ شعر خوشنویسان معنی دفتر ✽ گزار رقام داستان یکسر چہرہ جلوہ طرازان جلوہ دلفریب سخن و پردہ بازان حجلۂ زیبائے عروس داستان کہن زینت دہ انجمن شگفتہ احوال نادر تمثال اس بیان کو منصۂ شہود مین یون جلوہ گری کے ضیا بار فرماتے ہین اور نقش بوالعجبی صفحۂ قرطاس پر اس ذکر کا یون بٹھاتے ہین کہ جب خواجہ بزرجمہر نے قتل دشمن یعنے الققش وزیر بے پیر سے فراغت پائی اطمینان کمال ہوا خوشی کا حاصل مآل ہوا بادشاہ سے عرض کی کہ ای بادشاہ جمجاہ بارگاہ فلک اشتباہ مین تشریف لے چلیے تو کیفیت خواب و تعبیر خواب عرض کرون بادشاہ بموجب ایماے بزرجمہر بارگاہ مین تشریف لائے تخت پر متمکن ہوے بزرجمہر نے دست بستہ عرض کی ای بادشاہ معلے القاب گردون رکاب اپنے خواب کا احوال سنیئے کہ آپ نے عالم رویا مین کیا مشاہدہ فرمایا ہی بادشاہ نے متوجہ ہو کر کہا کہ ہان اب ارشاد کر دل متردد منزل و غمگین و محزون کو شاد کر ☙ اشعار

اے سحر اب مائل روداد ہو
اسکے سب مشتاق ہین ارشاد ہو
کر وہ کیفیت سراسر اب بیان
جس سے ہو راز نہفتہ سب عیان
ہو بیان افسانۂ عالم خواب کا
ذائقہ ہو نعمت نایاب کا

بزرجمہر نے کہا کہ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم مگر اے بادشاہ آپ نے خواب مین ملاحظہ فرمایا ہے کہ ایک طباق تازے حلوے کا بھرا گرم گرم خوش ذائقہ لطیف اندار تر ترا تا ہوا سامنے آیا آپ نے اُسکی طرف ملاحظہ فرمایا اور نوش کرنے کو دست مبارک بڑھایا اور نوالہ بناکے کھانے لینے کو اُٹھایا کہ ایک سگ سیاہ پیدا ہوا اور وہ لقمہ آپکے ہاتھ سے چھینکر لیگیا پس فوراً دیدۂ خوابیدہ بیدار ہوے اور آپکی آنکھ کھل گئی ہشیار ہوئے بادشاہ نے جب یہ اسرار غیب زبان معجز بیان سے حکیم بزرجمہر کے سنا ہزار ہزار تحسین و آفرین کی اور بہت خرم و شاد ہوا نہایت فرحناک ہوا فرمایا کیا خوب تیرا علم ہے اچھا عمل ہے اشعار

خواب تو دیکھا تھا مین نے کر دیا تو نے بیان
رازدان بیشک کوئی تجھسا زمانے مین نہین
سب عیان تجھپر مرے راز نہفتہ ہوگئے
لفظ کی شرکت رتی بھر اس فسانے مین نہین
خواب کا میرے ہوا کس طرح سے تو رازدان
دامن دل گرد غم سے اب مرے سب دھو گئے
سبحان اللہ اے حکیم کتا ہے رازدان حکمت عملی

واہ اے معما کشائے علم غیبی اب اس خواب کی تعبیر بیان کرو کہ پروردگار عالم و عالمیان نے قلم مشیت سے صفحۂ مقدرات پر کیا تحریر کیا ہے اب میرے واسطے کیا ہونے والا ہے حکیم بزرجمہر نے کہا کہ تعبیر اس خواب کی مین اُسوقت عرض کرونگا کہ جب حضور کیہان ظہور مجکو اپنے حرم محترم یعنی حوا تینان مکرم و معظم مین لیجاینگے اُسوقت تعبیر اپنے خواب کی سن لیجیے گا بادشاہ یہ سنتے ہی فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور خواجہ بزرجمہر کا ہاتھ پکڑ لیا اپنے ہمراہ لیکر محل خاص مین آئے عجیب طرح کی آراستگی اُس محل خاص فیض اختصاص کی مشاہدہ کی کہ دیدہ نہ شنیدہ بلکہ عقل سے بعید وہ مقام رشک دہ بہشت شداد جسمین ہر طرحکا ایجاد چہار طرف طاق خوبصورتی مین طاق جنکے سامنے طاق کسریٰ و فریدون بالائے طاق ہے جواہر بیش بہا بصناعی صنعت پردازان خلق ہر طرف جڑا ہوا خوشنما معلوم ہوتا ہے نظم

قصر عالی پر تکلف سر بسر
کیون کرے سجدہ نہ جا کر نظر
برج چرخ چنبری جسپر نثار
ہے یہ محراب عبادت سر بسر
دیکھلا اُسکے خم عالی نشان
طاق کا خم یا ہلال عید ہے
خم ہین ابروے حسینان جہان
تیس دن عاشق شیوق دید ہے

ان مکانونکی بلندی کو فکر نہایت مشتاق ہے سب کی خوبی کے ساتھ پیمائش کرے انتہا کو نہ پائے پیک خیال اگر نہ ہو تھکے تھکین رہجاے نردبان عقل کوتاہ ہے بھیر کی راہ ہے نظر کام نہین کرتی باد صبا رفعت و بلندی اُسکی دیکھکر قدم نہین دھرتی طائر دیدہ منازل طواف حرم محترم کا طواف کرنے کو گرد پھرتی ہے چہار دیواری منقش اور رنگین ایسی کہ نگارخانہ چین اور ارژنگ نظر سے گرجائے مرقع بہزاد و مانی سامنے آئے تو شرمائے بلکہ منہ کی کھائے جا بجا دیوار و نیز شکارگاہین بنی ہوئین تصویرین بادشاہ و شہریار کی لگی ہوئی انار سطرح کی صفائی کہ آئینہ سکندری کا دل دیکھے مکدر ہو از رنگ ساز ہم رنگ ہو حیرت کا جوش ہو فکر مین بیہوشی ہو عجب تجلی حسن کی نمود ہے پس قدرت آئینہ دو ہر چھت پر دیئے چلمنین ایسی خوشنما کہ دل صد چاک عاشق غش کرتا ہے حسن و جمال عشق غش کرتا ہے نظم

طرفہ نرشتی کنول یہ ہے جو بن
دیکھین تصویرین وہ جو بادل شاد
تار و نور ایک جا یہ ہین روشن
تحیر ہون مانی و بہزاد
از دو دیوارگیرون پہ بہار
آئینہ ہے کہ باغ جوہر ہے
جھاڑ فردو مگیان عجب نایاب
لیمپ پتان شاہد دیوار
بے تکلف دل سکندر ہے
جلوۂ حسن مہر و ماہ ہے خواب

دیوارگیری کی ٹیٹیان ہر ایک کو نظر آتین یقین ہے کہ کنول تیکے دل روشن ہو جاتین شیشہ آلات ہر جگہ موقع اور قرینے سے نصب کیا ہوا ہر ایک جھاڑ سو سو بتی کا سر بلند فرشتی مرتب کیا ہوا اس شیشہ آلات کے روبرو جھابے اور ہانڈیون کے آگے زہرہ اپنی شہرت حسن و جمال سے ہاتھ جھاڑ بیٹھی ہے شیشہ کے آگے دال گلتی نظر نہین آتی ہے وہ مقام برج فلکی معلوم ہوتا ہے مہر و ماہ کے ہوش کھوتا ہے بقول شاعر شعر کیس رشک مسیحا کا مکان ہے ✤ زمین جسکی چہارم آسمان ہے ✤ بادشاہ جمجاہ نے خواجہ بزرجمہر کو ایک کمرے مین لاکر بٹھایا تمام سامان آراستگی دکھایا بزرجمہر نے دیکھا کہ فرش بیحد لدار قالینونکا بچھا ہے کہ ورق زمین بحیرت دو گلزار ہے تختے دشمن

گلدستے ایسے دھرے ہیں کہ گلزار ارم کو شرمندہ کریں خواجہ بزرجمہر نے اس جگہ ٹھہر کر کہا کہ تمام عورتیں محل کی میرے پاس سامنے سے گذریں اس طرف سے اُس طرف چلی جائیں بادشاہ نے حکم دیا سب عورتیں ادھر سے اُدھر جائیں لیکن کیوں نہو بادشاہ ہفت کشور کا مکان ہے اللہ اللہ عجب سامان ہے راجہ اندر کا اکھاڑہ بھی مات ہے پریوں کی انکے آگے کیا بات ہے پھر کنیزان زرین پوش کے حلقے میں ایک ایک بی بی بادشاہ کی دریائے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے لباس شاہانہ پہنے ہوئے عطر عمدہ پیر کلف مین غرق جنکی مہک غرب سے تا شرق مثل طاؤس طناز کے ہر ایک عربدہ ساز

اشعار

برق و سیماب کو بھی آئے شرم
چال سے انکی مردہ زندہ ہو

ایک ایک آئین شوخ دیدہ تھی
چال سے دلکو پائمال کریں

پردہ ناموس کا دریدہ تھی
بے چھُری سکو وہ حلال کریں

ایسی بچین ایسی گرما گرم
ہر قدم شور محشر برپا ہو

سر سے پاؤں تک حسن حسین تمکین چاند سا بدن سرو قد سیمین تن جبین بدر کمال ابرو غیرت ہلال چشم طرہ جادو و مار سیاہ گیسو خال اختر تابان رخسارہ مہر درخشان عجب حسن و جمال جوبن میں باکمال وہ سب سامنے سے بزرجمہر کے جانے لگین بن بن کے پاؤن اٹھانے لگین کسی کا حسن نودمیدہ کوئی شوخ دیدہ کوئی سبزہ رنگ کوئی گلعذار کوئی شگفتہ رو بہار کوئی تیز تنگ دہان کوئی شکر لب شیرین زبان کسیکا بوٹا سا قد کوئی غیرت شمشاد اسکے سامنے سرو آزاد بیت قد جو بوٹا سا تہا ہمدان یاد آیا

غش پہ غش مجھکو چمن مین تہ شمشاد آیا **نظم**

خدا سر دے تو سودا دے تری زلف پریشانکا
دل صد پارہ کو سودا ہے اک گیسوئے پیچانکا
نہ یہ ہمسنگ ہے لب کا نہ دہم پلہ دندانکا
خیال تن پرستی چھوڑ افکر حق پرستی کر
دل مشتاق پر عالم ہوا یوسف کے زندانکا

لکھاتا ہے نہایت دلکو خط رخسار جانانکا
جو آنکھیں ہوں تو نظارہ ہو اپنے سنبلستانکا
نگہبان انکی شکلیں ہے اس گنج شہیدانکا
خط شبرنگ محبت ہوگیا جو انکے ظلمت پہ
نشان رہتا نہیں ہے نام رہجاتا ہے انسانکا

کھینچے گا نجے کانٹو نہیں سبزہ اس گلستانکا
ملو مہندی جو پھیرا جاتے ہو پنجہ مرجانکا
لب و دندان سے تیرے لعل و گوہر کو ہے کیا نسبت
دہان یار کو سمجھا ہیں چشمہ آب حیوانکا
جمال یار نے جو نقش اپنا سیمیں بٹھلایا

عجب عجب طرحدار گلعذار کوئی مسی ہونٹھون پر لگائے ہوئے کوئی لاکھا جمائے ہوئے پان کھائے ہوئے خون عاشقوں کا بہائے ہوئے شعر مسی نا لیدہ لب پر رنگ پان ہے. تماشا ہے آتش دھوان ہے کسی مہر جبین نے ماتھے پر افشان چنی ہے گویا فرش سپہر پر چاندنی چھٹکی ہے ذروں کی آنکھیں روشن ہوگئی ہیں شعر چنی افشان جو پیشانی پر گویا چاندنی چھٹکی دلی سی جو ہو ٹھونپر تو پھولا تختہ سوسن کا۔ الغرض ہر ایک آئین عابد کش زاہد فریب جامہ زیب حسن و جمال اعلا ہے اندھیرے گھر کا اجالا ہے جب یہ مرقع مصور آفرینش سامنے بزرجمہر کے گذرنے لگا صنعت صانع حقیقی پر وجد کرتا تھا حمد الٰہی بجالاتا تھا کیا کہ صانع اور نگار وا ہے نقش و نگار ساز صفحہ بیشمار کیسے کیسے نقش نقوش بو قلمون اس نگار خانہ دنیا میں نساخ قلم قدرت سے اپنے بنائے ہیں کیسے کیسے انسان پری نژاد حور نژاد قرطاس دہر پر تیر سے خامہ رنگین سے نظر آئے ہیں۔ **اشعار**

تو بسازی ز خاک صورت پاک | تو توانی باز کردن خاک
تو دہی و تو آری از دل سنگ | آتش لعل و لعل آتش رنگ

الغرض بزرجمہر کے سامنے سے متعدد حسینان ماہ جبین و نازنینان مہر تمکین چلی جاتی تھیں کہ دیکھتے ہی ایک عورت سیاہ فام کا ہاتھ خواجہ بزرجمہر نے پکڑ لیا اور بقوت تمام اس عورت کو گرا دیا بادشاہ متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے بزرجمہر نے عرض کیا اے بادشاہ عادل و شہنشاہ ذیشان اس عورت کو برہنہ کیجیے تو آپکو حال معلوم ہو اسرار مخفی مفہوم ہو یہ وہی سنگ سیاہ ہے جسنے آپکے ہاتھ سے لقمہ حلوہ عمدہ تر و تازہ کا چھین لیا اور آپکو صدمہ عظیم دیا یہ ایک حبشی ہے جو عورت کے بھیس میں نازنین بنا ہوا خواتین محل میں رہتا ہے اور عورتوں کو خراب کرتا ہے بادشاہ نے فوراً اسکو برہنہ کرا کے دیکھا تو حقیقت میں قول بزرجمہر کا صادق ہوا کچھ فرق نہ پایا فوراً بادشاہ نے حکم دیا کہ محل میں سولی استادہ ہوا وہ تمام عورات اور اماکین کو جمع کیا اور اس حبشی کو سولی چڑھا دیا تا کہ سبکو عبرت ہو اور پھر کوئی ایسے فعل کا مرتکب نہو شعر عاشق ہوا ہوں یقین قد بالائے یار پر + منصور دیکھ مجھکو چڑھاتے ہیں دار پر پھر بزرجمہر کو خلعت فاخرہ سے خلع کیا اور تحسین و

آفرین بہت کچھ فرمائی ساتھ لیے ہوئے دربار مین آئے تخت پر جلوہ گر ہوئے اور دربار عام مین بزرجمہر کی بہت تعریف کی اور ارشاد کیا ای ارسطو فطرت لقمان حکمت اگر عہدۂ وزارت تم قبول کرو تو کار سلطنت مملکت سب درست ہون کہ ابتری جواب ہی جاتی رہے رعیت خوش وخرم اور آباد ہے خلقت تمام مسرور و شاد رہے نکوام نکالے جائین مین بعیش و عشرت بسر کرون بزرجمہر آداب سلام بجالایا اور دست بستہ عرض کیا کہ خادم یہ عہدہ قبول کرتا ہے مگر کچھ گذارش بھی کیا چاہتا ہے بادشاہ نے کہا کہو بزرجمہر نے عرض کیا کہ حضور کی بندہ نوازی و غلام پروری سے خادم نے اس سرفرازی کو قبول کیا اور عہدہ وزارت پر حاضر ہو کر خدمتگذاری کرونگا مگر ایک شرط سے کہ بادشاہ عالم میرے مقدمات مین کبھی دخل نہ دین مین جو کچھ چاہون کرون کہ آپکی راے میری راے کے خلاف ہو آپ شراکت میری راے مین نہ فرمائیے جو مین کہون وہ کیا کیجیے مدام سب کام بادشاہ نے منظور کیا خلعت وزارت بزرجمہر کو دیا اور سب وزیرون کو تحت حکم بزرجمہر کے کیا انکو سب سے بالادست بٹھایا اور تمام ارا کین دولت و حشمت و ملازمین کو حکم دیا کہ کبھی کوئی بات خلاف بزرجمہر نہ کرے ہر شخص مطیع بزرجمہر ہے ملازمان شاہی و ارا کین جہان پناہی نے بزرجمہر کو نذرین دین القصہ بزرجمہر بعد دربار برخاست ہو جانے کے اپنے گھر مین بڑے تزک سامان سے خوش و خرم آئے اور اپنی والدہ سے ساری کیفیت حرف بحرف بیان کی مادر مہربان بہت شاد و مسرور ہوئی نذرین نیازین ہوئین رتجگا کیا طاق بھرا ہر رنگ کے بڑی دھوم سے کونڈے کیے اس روز سے بزرجمہر کا یہ معمول تھا روز دربار مین جانا کار وزارت بجالانا مسند یل وزارت سر پر قلمدان خدمتگار کے ہاتھ مین پوشاک فاخرہ بر مین سامنے بادشاہ کے باادب بیٹھے ہین سب وزیرون سے بالادست انکا مقام ہے بادشاہ کو جب کسی بات کرنے کی ضرورت ہوتی ہے انہین سے بات کرتا ہے یہ اسکی تعمیل حسب دلخواہ بادشاہ کے کرتے ہین بادشاہ نہایت رضامند اور خوشنود رہتا ہے۔

دوکلمہ داستان عشرت بیان پیدا ہونا نوشیروان کا گھر مین قباد کے اور بختک کا پیدا ہونا زوجہ الفقش کے یہان اور طالع دیکھنا ان دونون لڑکون کے بزرجمہر کا اور افسوس کرنا حال پر نوشیروان کے اور نام رکھنا بزرجمہر کا ان دونون کے اور پرورش پانا محل مین بادشاہ کے ساقی نامہ

پلا ساقیا جام عشرت مجھے — کہ شادی رچاؤن ہو فرحت مجھے
اگر ساقیا دیر اب تو شتاب — پلا بادہ اچھوانی کے اب شراب

ہے جوبن پہ کیا لالہ زار چمن — کہ ہے آج پیدائش گلبدن
حسین جمیل شکیل و متین — گل اندام گل پیرہن مہ جبین

چھٹی کا ہے غل چار سو شہر شہر — لٹنداہے کہین جمع رندان دہر
مئے لالہ گون جام بھر کر پلا — گزک کے عوض مین سنتور کھلا

قلقل کرے وہ ساقی شراب — کہ حاسد ہون جل جلکے دلمین کباب
کمال آج ہمکو دکھا ساقیا — سحر سے سحر تک پلا ساقیا

یہ جلسہ ہے میخانہ مین انتخاب — پلا مجھکو شاہانہ جام شراب
ترانے کہین ہین کہین ناچ رنگ — پلادے تو مجھکو بھی ہو اب امنگ

جدھر دیکھو پھولا ہوا ہے چمن — طبیعت کو بھی گرمی جوش زن
مئے لالہ گون کا اگر ہو خمار — ہون فقرہ دکھین مضمون عالی وقار

کیست قلم بھی ہو چالاک و چست — ہو مضمون شوخی تو بندش درست
سحر رنگ رخش قلم کی عنان — کہ ہے آمد شلو نوشیروان غزل

کونسے دل مین محبت نہین جانی تیری
ہوئے باریک کمر بھی ہے گمانی تیری
نیشتہ ہوتے کوئی میرے ثنائی کہدے
اس رکھتا ہے اک عاشق ورانی تیری
مین احسان ہے صنوبر دلبر مجھکو

جسکو سنتا ہون وہ کہتا ہے کہانی تیری
جسکے آگے سے گذرتا ہے وہ کہتا ہے یہی
خوش نہین آتی ہے یہ غنچہ دہانی تیری
اس خرابے مین ترے واسطے پھرتے ہین خراب
ایک تصویر اگر کھینچے ... مانی تیری

کچھ دہن ہی نہین وہم شعرا کے نزدیک
دیکھی اہ رو ہیرروان ہیئے روانی تیری
کیا تری شان ہے قربان ہون اے رب کریم
جستجو ہمکو ہے اک گنج نہانی تیری
صبح تک شام سے کرتی ہے زبان ذکر جمال

نیند آتی ہے کسے سنکے کہانی تیری
ناز و انداز و ادا میں ہے ترقی دہ چند
ہمنے ارزانی میں بھی پائی گرانی تیری
جان کیطرح سے رکھتا ہے عزیز اے گلرو

مثل گل ہنسکے کسی روز تو دلکو خوش کر
فتنہ طفلی تھی قیامت ہے جوانی تیری
گرم جوشی سے جلایا کرے کشت دل من
داغ دل لالہ نے سمجھا ہے نشانی تیری

خون رلاتی ہے ہمیں غنچہ دہانی تیری
گو نسیں غلہ کا دانہ ہے تو اے دانہ خال
برق ہو سکتی نہیں شوخی میں ثانی تیری

بیت اور خشندہ تیر دفتران ضیابار سازندہ این داستان + جلوہ سازان تیر حسن و جمال باکمال و درخشندگان بدر اکمل الکمال فلک ہمثال مضمون ضیا مشحون کو برج حمل روشن عمل طبیعت سے برمحل زیجہ خانہ خاطر شائقین میں یوں قرین و منور فرماتے ہیں اور آفتاب عالمتاب سخن کو برج حمل طبیعت فلک طوبت سے سپہر حسن و جمال بیان پر ساطع و لامع کرتے ہیں اور بدر کامل طبیعت احوال کو فلک تقریر پر بشعاع قلم نور رقم یوں جلوہ گری دکھاتے ہیں کہ جب خواجہ حکیم بزرجمہر نے القش ستم کش کو واصل جہنم کیا اور گھر بار مال و دولت و خزانہ جاگیر و املاک بادشاہ نے ضبط کر کے خواجہ بزرجمہر کو دیا اُن دنوں میں زوجہ القش وزیر بے پیر کی حاملہ تھی اُسنے بادشاہ سے بفریاد و زاری عرض کی کہ میرا شوہر گنہگار خطاوار سرکار دولتمدار تھا یہ لونڈی تو مجرم بارگاہ سلطانی نہیں ہے بلکہ حقدار و مستحق آب و خورش و پرورش کی ہے کوئی گوشہ خلوت فرحت ہو کہ بہ نظر رحمت و مہربانی حضور کے زندگی بسر کرے دن کیونکہ سب مال و دولت و جاگیر و املاک بحکم شاہی ضبط کر کے بزرجمہر کو عطا کیا گیا بادشاہ چپ ہوئے اور بزرجمہر سے حال زوجہ القش کا ظاہر کیا بزرجمہر نے کہا کہ اے بادشاہ القش جفاکش نے جب میرے باپ کو قتل کیا تھا تو ایک بدرہ زر لا کر دیا تھا بہتر تو یہ ہے کہ اسے بھی حضور محل میں جگہ رہنے کی دیں کہ یہ بیگناہ ہے شوہر اسکا خطاوار تھا سو قتل کیا گیا دوسرے یہ کہ اس احسان کا بدلہ ہے جو بدرہ زر دیا تھا غرض کہ بادشاہ جمجاہ نے اسکو محل میں رہنے کا حکم دیا زوجہ القش بخدمت بادشاہ بیگم مصاحب خاص ہو کر رہنے لگی ایکدن بادشاہ فلک بارگاہ سریر سلطنت پر مکنت و حشمت پر زیب دہ تخت حکومت تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ خسرو انجم بافوج سیارگان تخت فلک پر جلوہ فرما ہے صحبت جشن ہے ناچ ہو رہا ہے ساقی خوش ادا و مغنی عشرت افزا و بردہ حاضر ہیں تمام اراکین سلطنت و وزیران ابہت پایہ بہ پایہ اپنے مقام پر بیٹھے تھے طبلے پر تھاپ پڑ رہی تھی عشرت کی گھڑی تھی تانیں اُڑ رہی تھیں شعر مغنی چنگ و عشرت ساز کردہ نوائے خرمی آغاز کردہ + بادشاہ جمجاہ مخمور بادۂ حکومت و عدالت ہے جام ارغوانی مئے خوشگوار پی در نوش کر رہا ہے داد عیش و خرمی جھوم جھوم کر دے رہا ہے اور خواجہ بزرجمہر کرسی وزارت پر بیٹھے ہوئے انتظام کار سلطنت میں مصروف ہیں مصرع وزیرے چنین شہریارے چنان + اُس محفل عیش و طرب کا کیا ذکر فلک پیر نظارہ کنان خوش و خرم خورد و کلان ناگاہ محلدار دربار آئی اور خواجہ سراؤں سے خبر تولد فرزند ارجمند بادشاہ جمجاہ سنائی خواجہ سرا خوشی خوشی دوڑتے ہوئے آئے مجرا گاہ سے مجرا بجالائے مژدہ فرحت بخش سنا کے دعائیں دینے لگے قطعہ

الٰہی بخت تو بیدار بادا	تراد دولت ہمیشہ یار بادا	گل اقبال تو دایم شگفتہ	بچشم دشمنانت خار بادا

اے شہریار گردون وقار اے بادشاہ فلک اقتدار ملکہ دل آرام جنلی کے بطن سے شاہزادۂ عالیجاہ آسمان پناہ مثل مہر درخشان و ماہ تابان برج حمل سے جلوہ افروز ہوا آج روز مسرت اندوز مثل روز نوروز عالم افروز ہوا عجب خوشی کا دن ہے دل ہر ایک کا مطمئن ہے خدا حضور کو مبارک کرے دامن امید ہم دعا گویوں کا گوہر بیش بہائے مراد سے بھرے اُسوقت بادشاہ کے ہاتھ میں جام بادۂ گلگون لبالب تھا پیا چاہتا تھا یہ مژدہ فرحت افزا سنتے ہی مثل گل خندان ہوا غنچہ دل کھل گیا باغ مراد میں بہار آئی نسیم فصل گل مژدہ جان بخش لائی کس چشم مسرت و انبساط سے بزرجمہر کیطرف

دیکھا خواجہ بھی مارے خوشی کے مثل گل شگفتہ ہوکر یہ اشعار پر بہار پڑھنے لگا **نظم**

اے باغبان چمن مین یہ کہدے پکار کے
تو بلبلو چلو کہ دن آئے بہار کے
کیا گلشن مراد مین تازہ کھلا ہے گل
شب بھر سنے چمن مین ترانے ہزار کے

عجیب گل چمن دہر مین ہوا پیدا
ترانہ سنج عنادل نسیم مطرب ہے
اللہ سے دعا ہے یہی عندلیب کی
گلچین کے ہاتھ کے لئے کوٹا کا ہو خار کا
دیگر بلبل کو بہار دار رہو ہمیشہ بہار
عہد شباب ہمکو مبارک ہو یار کا

یہ اشعار جو خواجہ بزرجمہر نے پڑھے تو اہل صحبت وحاضرین جلسہ عشرت خرم وشاد ہوئے دعائین دینے لگے بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ اس گل حدیقہ حسن وجمال وغنچہ چمن جاہ وجلال صاحبزادہ بلند اقبال جہان بخت خرد سال کا **نوش زوان یعنے نوشیروان عادل** نام رکھیئے کہ یہ مژدہ فرحت افزا یعنے خبر تولد فرزند مہ لقا ہنگام نوشانوش بادہ سرجوش مین سنا ہے یہی نام مناسب اور اچھا ہے **اشعار**

مبارک ہو اے شاہ گردون جناب
یہ فرزند مسعود والاخطاب
غلامی کرے اسکی خاقان چین
رہے ہفت کشور بھی زیر نگین
حکومت کا ملکو نہین ڈنکا بجے
عدالت تہ چرخ گردان کرے
ستارہ ہو تابندہ اقبال کا
رہے غلغلہ جاہ واجلال کا

بادشاہ کی خوشی کے مارے مثل گل کے باچھین کھل گئین کلیان نخل تمنا کی شگفتہ ہوئین حکم دیا کہ دروازہ خزانے کا کھولدو قیدیان گنہگار کو رہا کرو سب اہل دربار سرخ پوش ہون خمخانہ نشاط کے بادہ نوش ہون بادشاہ شادی پیدائش نور چشم مین مسرور وشادمان تھے کہ محلدار نے آکر خبر دی کہ حضور مین بادشاہ عادل کی عرض کرو کہ **بندہ القش** کے یہان بھی آج ہی لڑکا پیدا ہوا ہے اس ہیئت وصورت پر ہے کہ زرد رو اور زرد مو بال اُسکے بھورے ہین اور آنکھین اُسکی کربخی ہین کوتاہ گردن تنگ پیشانی ہے سراسر حرمزدگی کی نشانی ہے بادشاہ نے خواجہ بزرجمہر کیطرف دیکھا خواجہ نے بحکمت خیال کر کے عرض کیا کہ اے بادشاہ کیوان پناہ خانہ زادان دونون کے طالع دیکھکر حال عرض کریگا بادشاہ نے اُسکو بھی حکم پرورش ہونے کا دیا دایہ اور قابلہ خدمت مین ان دونون زچاؤن کی حاضر ہوئین اور زچہ خانہ مین حسب معمول خدمت کرنے لگین بادشاہ نے فرمایا کہ منادی شہر مین ندا کرے اور حکم پہونچادے کہ سب رعایا اہل حرفہ واہل پیشہ دکاندار اور اہل بازار آج سے چھٹی تک خوشی منائین اور جشن کرین سرکار سے کھانا پکا پکایا ملیگا اپنے اپنے گھرون مین ناچ دیکھین اور عیش عشرت کرین جس چیز کی احتیاج ہو سرکار سے بے تکلف لیلین اور داروغہ باورچی خانہ اور داروغہ سودی خانہ کو حکم دیا جاے کہ کھانے ہر رنگ کے عمدہ عمدہ لذیذ وخوش ذائقہ آبدار وخوشگوار خوانوں مین چنواکر سبکے گھرون پر دونون وقت صبح وشام جایا کرین اور شراب کے جام اور سراحی وسبو وشیشہ وکنٹر بلکہ خم کے خم کشتی مین لگا کر بھیجے جائین جسکو جسقدر خواہش ہو اُسکو اتنی دین تکلیف تکلف سے دست بردار ہون اور داروغہ ارباب نشاط کو حکم پہونچایا جاوے کہ طوائف اور مطرب ہر ایک کے گھر پر جائین بالقدر واجب ناچ کا سامان ہو کوئی نہ حیران ہو نہ پریشان ہو شہر مین جا بجا ہر گلی کوچہ مین نوبت خانے رکھے جائین حسب الحکم بادشاہ جہان عالی مکان سب سامان اُسی وقت سے درست ہو گیا اور جشن ہر جگہ شروع ہو گیا نوبتین بجنے لگین رعایا کے گھرون مین ناچ ہونے لگے جس کوچہ مین جاکر دیکھیے ایک جشن تازہ ہے ہر کوچہ پرستان کا نمونہ ہے کہین طوائف ناچتی ہے کہین کسی بائی کی نوچی ہے کہین حیدر جان سی خوش گلو کہین سندر سی خوبرو کہین مغل جان سی ترانہ سنج کہین گوہر جان سی بےرنج کہین کشمیری ناچتے ہین بھانڈ نقلین کرتے ہین کہین تماشا ساخوش نقال کہین قائم علی ناچنے والا کہین حسین بخش سا بھاؤ بتانے والا کہین کندھیا سا خوش چشم کہین کیا خوب سا نقال کہین اندرسبھا کا ناچ ہوتا ہے کہین میر حافظ کی سبھا ہے کہین مداری لڑکے ناچ کا تماشا ہے کہین سپیرا ہوتا ہے کہین چکارا بجتا ہے کوئی طوائف نشہ شراب مخمور بادہ عشق سے چور یہ غزل گا رہی ہے **غزل**

چوکڑی کو بھول کر تو وہ ہرن ہو جائیگا
سامنا تجھسے جو اے ناوک فگن ہو جائیگا
نام تیرا سبکو ورد اے گلبدن ہو جائیگا
غنچہ گل کیطرح خوشبو بدن ہو جائیگا

تیرے آنے کی چمن مین ہوگی ہر گل کو خوشی
چشم نرگس گوش گل غنچہ دہن ہو جائیگا
وجد ہوگا ہر شجر کو دیکھکر اسکی بہار
میرے اُسکے اتفاق سوح و تن ہو جائیگا

سرخ تر لالہ سے رنگ یاسمن ہو جائیگا
دختر رز ہوگی حلقہ مین ہمارے بے نقاب
لالۂ غربت مراد اغ وطن ہو جائیگا
منزل مقصود دکھائیگی توفیق ازل

حسن کا عالم دکھائیگا مجھے سیمبر حسین
خلوتی کو اشتیاق انجمن ہو جائیگا
دم مین دم جبتک ہی چھٹنے کا نہین مین یار سے
دوست دشمن ہونگے رہبر راہزن ہو جائیگا
غم نہین گو اے فلک تبہ ہی مجھکو خار کا

کہین کوئی کشمیری بھانڈ وجد کے عالم مین یہ غزل گاتا ہی اور بھاؤ بتاتا ہی **غزل**

آفتاب اک زرد پتا ہی درے گلزار کا
پھول ہی جو اپنے گلشن کا میرا پھول ہی
کعبہ پر غلبہ ہوا ہی لشکر کفار کا

زلف کے حلقہ مین دیکھا ابرو گوش یار کا
ہر شجر اس باغ مین آتا ہی پھل تلوار کا
اے صنم عاشق سے روپوشی نہین لازم تجھے

یاد آیا مار ناگن ڈلی چمن مین مار کا
گرچہ پیش طاق ابروے صنم گیسو نہین
پردہ موسی سے نہین اللہ کے دیدار کا

کانے گاتے جھٹ پٹ ناک پر انگلی رکھے جہاٹ کر برق کے مانند یہ ٹھمری گانے لگا **ٹھمری** شدہ لاگ رہی توری آٹھ پہر + تن من کی نہین سوہے کہا کہ کبہر + شدہ لاگ رہی + نس نس مان سمہ ہے کل نہ پرت ہی + دکھلا دے کہوں سوہے ایک بحر + شدہ لاگ رہی + عرج کرتے سورا جیا اُوت ہی + پھول ڈھرکت ذمہ کپنت تھر تھر + شدہ لاگ رہی + جس کو جسطرح کا ناچ پسند ہی اُسکے سکا سیر ہوتا ہی ہر جگہ جلسہ جما ہوا ہی کہین ستار بجتا ہی کہین طنبورا چھڑ رہا ہی کہین خالی بایان لگک رہا ہی کہین چکارے کی صدا بلند ہی کہین دف بجا بجا کے لوگ خود گاتے ہین کہین جلسہ کم ظرفون کا ہی مثل قصابون اور حلوون کے جما ہوا ہین دورۂ شراب چل رہا ہی نشہ مین جھوم رہے ہین تنبولیون کی دکانون سے گلوریان بنوا بنوا کے کھا رہے ہین حقے اُڑ رہے ہین جوش سرور و مستی اور عالم خود فراموشی مین دارے بجا بجا کر خیال گا رہے ہین پرستان کا سمان دکھا رہے ہین وہ خیال یہ ہی ناظرین پر واضح ہو کہ اس خیال مین علاوہ لطف زبان کے یہ صنعت ہی کہ حروف الف سے یے تک ہر مصرع میں ایک حرف آیا ہی اسکو خیال گانے والون کے محاورے مین اکہری سی حرفی کہتے ہین **خیال ٹیک** اے ساقی مہر لقا مجھکو کیسا یہ جام شراب دیا منہ سے دلی نہ خمار ہوا انگڑکی ہی ملی نہ کباب دیا **چوک اول** ثم آج کدھر کو ہی دھیان بتا تو نے کیسا یہ بادۂ ناب دیا + ثمر اسکا ہی نشہ ملیگا نہ وہ اسی حیلہ سے تو نے جواب دیا + جنہین سمجھے تھے زاہد و شیخ بڑا انھین لوگونکو بادۂ ناب دیا + حسب انکا ہی ند شرابی ہین وہ ثواب کے بدلے عذاب دیا + **اشعار**
خم و سبو کو نہ بھر بھر کے آگے لا ساقی + دکھا دکھا کے نہ رندون کو تو پلا ساقی + ذلیل و خوار تو سمجھا ہی مجھکو کیا ساقی
سوم بھرے اپنی نہ منہ پھرا ساقی + **اڑان** زن وحرد تجھی کو کہین گے تبرا کہ عوض مین شراب کے آب دیا - **چوک دوم**
سنو محفل عیش کا تازہ بیان مجھے دختر رز نے جواب دیا + شب ماہ مین آیا نہ مہر لقا مجھے اور یہ داغ شتاب دیا + صنم اب مجھے جام وصال پلا بہت انتہا الم یہ عتاب دیا + ضرر اس سے نشاط و سرور کا ہی مجھے کیسا یہ بادۂ ناب دیا - **اشعار**
طلب جو کرتا ہوں نہین ساقیا پلا دہ جام + ظہور نشہ کا ہو جس سے صبح سے تا شام + غنیمت تو کرتا ہی حیلہ حوالہ اور کلام غرہ دور مین اپنے کر تو اے نا کام **اڑان** فقط عقل کا ساقی قصور ہی یہ کہ تو نہ جواب صواب دیا **چوک سوم**
قسم اب تجھے بادۂ جام کی ہی کہ بتا جو بخشیم پر آب دیا + کبھی کوئی تو ساغر عیش پلا تجھے پیر مغان کا خطاب دیا + گلہ اور نہین ہی جو ہی تو یہ ہی مجھے بادہ دیا تو خراب دیا + لب جام سے بادۂ ناب نے تب مجھے جوش مین آکے جواب دیا - **اشعار**
فدا ہی دور زمانے مین آج کل یارو + نہ مجھسے منہ کو پھراؤ سبوخی مخوارو + وفور شوق سے کشش ہی اے گنہگار و ہوس ہی دورۂ مے کی نہ اپنا دل ہارو **اڑان** یہی جادۂ عیش و سرور ملا یہ سوال کیا یہ جواب دیا - **چوک چہارم مع چھاپ یعنی مقطع نام اُستادان خیال گو کے** تھے رسا لکھ ایسے ہی اہل ہنر کہ بتا گئے اپنا جناب دیا -
تھے مدار ہی ہمی ایسے ہی اہل سخن کہ کسی نے انہین نہ جواب دیا + بڑے جوہری اہل سخن کے تھے وہ جنہین ہیرا کا نام خطاب دیا

نگر ہاشتی علی نے بطبع رسا یہ جواب بجوش شتاب دیا اشعار گئے جو محفل عشرت مین نتو ہوکے مگن + مٹھا یار نگ لٹا
کلغی والونکا جوبن + الہی بخش دکھاتے ہین بانکپن تن تن + بلند کیون نہ بھلا طرّے والونکا ہو سخن اُڑا ان مع
چھاپ یعنے مقطع مصنف وہ سحر نے خیال بناکے دیے کہ نسیم نے عطر گلاب دیا
اللہ ری خوشی پیدائش نوشیروان کی تمام شہر مین دن عید رات شب برات ہر گلی گلی کوچہ بکوچہ تاج رنگ رس سپیرا
بھگت سبھا ہو رہے ڈھول ڈفلے باجے وہنا مور چنگ جلترنگ ستار طنبورے بج رہے ہین تانین ہر رنگ
کی اُڑ رہی ہین نوبتین آٹھہ پہر جھڑ رہی ہین نظم گونجتی وہ نوبت کی اور اُسکے بعد
گرجنا وہ دھوسون کا مانند رعد + وہ شہنائیون کی سہانی دھنین + جنھین مشتری اور زہرہ سنین
وہ جھانجھون کے جھنانے قرنا کا شور + وہ نقارون کا اور تُرہی کا زور + تمام شہر نمونہ پرستان عیش و عشرت
ونشاط کا عجب سامان ہر زن و مرد خرد و کلان سُرخ پوش دوشالہ بدوش عجب عالم بہار تمام شہر لالہ زار نظر
آتا ہے ہر ایک دعاے ترقی دولت و اقبال و ازدیاد رتبۂ جاہ و جلال کرتا ہے اُدھر سے جو مسافر گذرتا ہے
دیکھکر شکل آئینہ دنگ و حیران رہجاتا ہے الغرض اسی طرح چھٹی کا دن آیا اُس روز تمام ایوانات شاہی آراستہ
ہوئے شہر کے تمام بازار پیراستہ ہوئے ملازم سے رعایا تک علے قدر مراتب سبکو جوڑے اور خلعت تقسیم کیے
جاگیرین بخشین سیر سیر زمینین دین شہر کے ہر گلی کوچہ مین دو رویہ ٹٹیان گلاسون کی واسطے روشنی کے کھڑی
ہوئین محل مین زچہ کے حمام کا سامان ہوا دایہ اور قابلہ نہلانے کو مستعد ہوئین ہزارہا سقے سرگرم کار و بار
حمام ہوے آب گرم کی تیاری ہوئی بادشاہ خوشی خوشی پھرتے ہین پھولے نہین سماتے ہین کبھی اندر آتے
ہین کبھی باہر جاتے ہین ہر ایک خواص پری چہرہ سے چھلین کرتے ہین ہر ایک کا زر و جواہر سے دامن بھرتے
ہین ادھر بزرجمہر نے کھیڑی لیجانے کا سامان کیا ہزارہا مرغ اور جوڑے مرغ کے ٹاپے نقرئی و طلائی
گنگا جمنی ہاتھیون پر زربفت کے بورون مین کھچڑی گھی کے مٹکے چاندی اور سونے کے ہزار در ہزار بھاری
بھاری ہنسلی کڑے طوق وغیرہ سونے کے اُس مین ہیرا یاقوت لعل و زمرد پکھراج نیلم بیش قیمت
جڑا ہوا واسطے سولہ کے کشتیون مین لگا ہوا اور علاوہ ہزارہا جوڑے ہلکے بھاری کارچوبی زینت کو کھرد
کے کشتیون مین ساتھ آگے آگے نشان کا ہاتھی پیچھے سانڈنیان ہاتھی گھوڑے جلوسی ہر رنگ کے سات
باجے ڈفلے تاشے ڈھول مرفے بعد اُسکے جلوس لشکر شاہی سب سُرخ پوش بصد جوش
بعد اُنکے انگریزی باجا جسکی رنگیلی تانین اور اُن بانسریون کی صدائین جنکے سننے سے پیر فلک مست ہوجاے
اُسکے بعد ارغن باجا عجب تال سم انکا جسکو سنکے وجد ہو باد بہاری کے گھوڑے بعد جنکے جنگل کی صدا ایسے
سواری کی شان معلوم ہو پھر بان بردار برچھی بردار جلوسی پیچھے سوار ہزار در ہزار پیادے نجیب بیشمار
روشن چوکی والے اپنی تانین سب اڑا رہے ہین انعام قدم قدم پر پا رہے ہین چوبدار خاص بردار مرد ہے
چاندی سونے کے عصے لیے ہوئے نقیب آگے غول کے غول آوازین مبارک سلامت لگاتے ہوئے
روشنی کثرت سے چھٹ رہی ہے ہزارہا فلیتے دہکتے ہوئے ہزارہا صد ہا اور آتشبازال کے ٹھٹھے چھڑکتے ہین روشنی
کیا ہے گویا زمین سے آسمان تک آگ لگی ہے فنسین پالکیان بوچے محافے میانے ڈولیان سکھپال
بصد جاہ و جلال پیچھے پیچھے اُنکے تمام بزرجمہر کے محل کی ملازمان خاص و عام مگر سکھپال مین مان بزرجمہر
کی جوڑا کارچوبی پہنے سر سے پاؤن تک زیور مرصع کار جواہر آبدار مین لدی ہوئی بصد جاہ و حشم سوار کہاریان

زرق برق سواری کے آس پاس اُنکی پوشاکین مطلاومرصع جھپکے جواہر کے سرپر لگے ہوئے لہنگا گھرکا لی ہوئین سکھپال کے پائے تھامے دوڑی چلی جاتی ہین آگے پیچھے آتشبازی چھوتی جاتی ہی انار بان ہوائیان ماہتاب پڑاتے چرخیان مہتاب عجب سامان ہی کہ کبھی چشم فلک نے دیدۂ شوق سے نہ دیکھا ہو گوش جن وملک نے سنا ہو اس تجمل و حشم اور دھوم دھام سے چھٹی کی کھچڑی بزرجمہر لیکر در دولت شاہی پر پہونچے بادشاہ کو خبر ہوئی بہت خوش ہوا سواریان سب آفرین سامان ملاحظہ کیا ماں نے بزرجمہر کی سلام کیا اور مولود پیشے صاحبزادۂ بلند اقبال کی سر سے پانک بلائین لین گرد پھری اور زرد جواہر لعل و گوہر تصدق کیا پھر تارے دیکھنے کا وقت آیا زچہ کو عروس شب اول کیطرح آراستہ کیا نہلا دھلا کر پٹی پر زر سر مین باندھی جوڑا اعلے سے اعلے بھاری سے بھاری پنھایا زیور جواہر بیش بہا کا زیب سراپا کیا عطر سہاگ موتیا وکیوڑا گلاب خوب لگایا دایہ نے چوک آٹے کا صحن مین پورا اُسپر چوکی جواہرات کی بچھائی زچہ کی گود مین مولود مسعود کو دیا زچہ گھونگھٹ نکال کر تلوارون کے سایہ مین صحن مین چوکی پر کھڑی ہوئی سات تارے آسمان پر گنوائے گئے چار دن کونون کو سلام کرایا وہان سے لاکر بسم اللہ کہکے مسند زرین پر بٹھایا نذرین گذرنے لگین روپیہ اشرفی زرد جواہر لعل یاقوت ہیرا نیلم پکھراج تصدق ہونے لگا بادشاہ نے مرگ مار اتار کیا مجال جو کوئی بادشاہ کو عوض مرگ مارنے کے کچھ دے سکے کیونکہ وہ خود بادشاہ مملکت خدیو حشمت ہی گائیون نے سہار کیباد دینا شروع کی ناچ رنگ جشن ہونے لگا بادشاہ انعام وخلعت دو بار التقسیم کرنے لگا یہان زچہ کو تھال کھلایا گیا سونے کی سینیون مین تھال اور کھانا آیا ہر رنگ ہر طرح کا کھانا ہر طرح کی دال عمدہ پکی ہوئی ہر طرح کا سالن نادر ہر طرح کا پلاؤ اور چلاؤ اور زردہ سفیدہ متنجن مزعفر ہر طرح کی کھچڑی بھونی سادی قبولی خشکا چپاتیان پراٹھے میٹھے سلونے شیرمال باقرخانی شیر برنج اچار مربا بسس تازے کھانے کے ساتھ باسی کھانا بھی اور تازہ و باسی پانی بھی کہ اس دن زچہ کو یہ سب چیزین کھلانے کی رسم ہوتی ہی پہلے زچہ نے تھال سات سہاگنون کے ساتھ کھایا پھر ذرا ذرا سا سب کھانا زچہ کو چکھا پانی پلایا بعدہٗ جشن ہونے لگا رقص شروع ہوا ارباب نشاط ناچنے لگے جلسۂ عیش و عشرت جمع ہوا ایک ناچ دیکھنے مین مصروف ہوا

ابیات

کوئی دن تو بجے چاہے چنگ و رباب
عجب صاحب حسن پیدا ہوا
اُسے دیکھ بیتاب تھا آفتاب
ادھر شاد تھے سارے نقارچی
مہیا کر اسباب عیش و طرب
دیا چوب کو پہلے سم سے بلا
کہ دن دون خوشی کی خبر کون
محل سے لگا تا بہ دیوان عام
لگے کھینچنے زر کے توڑے فقیر
سوارونکو عمدہ سے جوڑے دیے
جسے ایک دینا تھا بخشے ہزار

کر دن نغمۂ تہنیت کو شروع
جسے مہر و مہ دیکھ شیدا ہوا
نیا حسن کا ایک سامان ہوا
لگا ہر جگہ بادلہ اور زری
غلاف آئینہ بانات پُر زر کے تھا
لگی پھیلنے ہر طرف کو صدا
بجے شادیانے جو وان اُسگھڑی
عجب طرح کا اک ہوا ازدحام
امیرون کو جاگیر لشکر کو زر
پیادونکو خوش ہوکے گھوڑے دیے
بجنگیونکا بھانڈونکا وہ اک ہجوم

خوشی سے پلا مجھکو ساقی شراب
کہ اک نیک اختر ہوا ہی طلوع
نظر کو نہو حسن کی جسکے تاب
جسے دیکھکر دنگ انسان ہوا
نیا ٹھاٹھ نقارخانے کا سب
شتابی سے نقارون کو سینکا
صدا زیر و بم کی وہ بہر شگون
خوشی سے ہوئی گرد خلقت کھڑی
چلے لیکے نذرین امیر و وزیر
وزیرون کو الماس و لعل و گہر
بیانتک خوشی مین کیا زر نثار
مبارک سلامت کی ہر سمت دھوم

خوشی سے زبس ہو رہے تھے بساط | کھڑے ناچتے تھے اہل نشاط

غرض شاہزادۂ عالی تبار بلند مرتبت ذوی الاقتدار آغوش مادر مہربان مین پرورش پانے لگا بادشاہ خلد نشین بعد فرحت و خوشی اٹھانے اسکا خواجہ بزرجمہر سے ایک مرتبہ پیش تقریب شادی مولود مسعود کے گئی لا زلبعد بادشاہ نے کہا کہ حال طالع برخوردار نور الابصار کا کیا دریافت کیا جلد بیان کرو کہ طبیان خاطر ہو خواجہ بزرجمہر حسب الارشاد بادشاہ اشعار

اسی وقت رمال طالع شناس
لگا کھینچنے زائچے بے قیاس
دھری تختی الگ آگے قرعہ لیا

کیا وہ عیان شہزادے کا پر ملا
جو پھینکا تو شکلین کئین عین وہ حل
کئی شکل سے دیکھا پھر متصل

یہ خواجہ نے پھر شاہ سے عرض کی
کہ ہر گھر مین امید ہے کچھ خوشی
یہ سن جیسے اک عاشقون کے شفیق

بہت بہتر اطوار کی ہر طریق
نظر خوب کی پھر یافت بساط
ہر ایک ایک نقطہ مین فرو نشاط

ہوا جب بات جب اجتماع تمام
کہ طالع ہی فرزند کا نیک نام
ستارہ وہین طالع کے اچھے ہین طور

خوشی کا کوئی دن مین آنا ہے دور
نظر کی جو تخمیث و تسدیس پر
تو دیکھا کہ ہے نیک انکی نظر

حضور بادشاہ گردون بارگاہ خداوند کریم حضور پر نور کو مبارک کرے تا صد و سی سال اسے سلامت رکھے یہ فرزند ارجمند بادشاہ ہفت کشور اور شہنشاہ بحر و بر ہوگا اور عدالت بعقل و کیاست کریگا اور دربار مین اسکے گرد و سوار کے افسر بیٹھینگے سرداران اولو العزم و پہلوانان پر شکوہ ملازم خدمتگاری رہینگے دربار شاہانہ بعجز و انکسار جمع رہیگا اور شہزادہ تاج شاہنشاہی تخت سلطنت پر متمکن ہوگا یہ شہزادہ نہایت پاک طینت اور نیک نیت اور صاحب خلق و مروت فہیم و عقیل و ذہین ذکی ہبت ہوگا اور بڑا بہادر دلیر و شجاع ضرب و طاقت مین بے نظیر صاحب جاہ و صاحب شمشیر ہوگا لیکن اس سے اور مسلمانون سے ہمیشہ جھگڑا جنگ و جدل مقابلہ و مجادلہ رہیگا اور اسکا وزیر یہ بندہ ہے بطفیل حضور بیٹا النقش وزیر بے پیر کا ہوگا جو ساتھ اس شاہزادۂ والا قدر بلند مرتبت کے پیدا ہوا ہے حضور یہ بڑا مفتری اور مکار بدکردار فتنہ انگیز آفت خیز ہے یہ لڑکا بعد وزارت ملنے اس شاہزادۂ بلند قسمت کو بعد بادشاہت حیران و پریشان نالان و ترسان شہر بشہر و دیار بدیار پھرائے گا ہر ملک و ہر جوار مین مسلمانون سے لڑوائے گا اور یہ صاحبزادہ اسکے کہنے کو بہت مانے گا خیر خواہان بادشاہ ملک جاہ بخوف جان و مال آبرو خانہ نشینی اختیار کرینگے اسی وزیر کا دور دورہ ہوگا زمانہ ناہنجار بدکردار کا بے طور ہوگا یہ سنکے بادشاہ جمجاہ قباد شہریار نے کہا اے بزرجمہر اس شہزادے کی جان کی تو خیر ہے بزرجمہر نے عرض کی اے معدلت پناہ بادشاہ فلک بارگاہ نظم

نصیبون نے کی آپ کے یاوری

کہ آئی ہے اب سا تو مین مشتری
و لیکن مقدر ہے کچھ اور بھی
کہ ہین اس بھلے مین برے طور بھی

خوشش اقبال لڑکا یہ ہے پر دلے
خطر ہے اسے فوج اسلام سے
شہا جان کی سب طرح خیر ہے

مگر دشت غربت کی کچھ سیر ہے
اگر ایسا نکلتا ہے طالع مین اب
خرابی ہوا اسکی کسکے سبب

یہ سنکے بادشاہ جمجاہ قباد شہریار بہت محزون و مغموم ہوا اور فرمایا اے خواجہ بزرجمہر نام النقش کے بیٹے کا کیا رکھا جاوے خواجہ بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ اس لڑکے کا نام بختک رکھیے کہ یہ لڑکا بڑا صاحب نصیب ہوا اور برائی اسکی اب پر ظاہر ہوگئی پھر اسکی پرورش کیجاتی ہے بادشاہ نے کہا اے بزرجمہر اگر تمہاری رائے ہو تو مین اسکو اور اسکی مان کو قتل کرواؤن بنیاد فساد مٹاؤن خواجہ بزرجمہر

سے عرض کیا کہ آپ ایسا بادشاہ عادل اور پیشتر از وقوع واقعہ سزا کسی کو دینا اور بار خون ناحق اپنی گردن پر لینا نہ چاہیے حضور جو کچھ تقدیر مین کاتب قدرت نے تحریر کیا ضرور اُسکا ظہور ہوگا مصرع علم غیبی کس نمیداند بجز پروردگار ٭ اگر بادشاہ عادل شاید میری راے غلطی پر ہو آپ تامل فرمائیے اور دونون لڑکون کو پرورش کرنے کا حکم دین نظم

ہوئی کچھ خوشی شہ کو اور کچھ الم　　کہ دنیا مین توام ہین شادی و غم
کہا شہ نے اسپر نہین اعتبار　　ابھر جائے کرے میرا پروردگار
وہ شہزادۂ بلند اقبال پڑے

ناز و نعم سے پرورش پانے لگے دن رات کنار دایہ آرزو و مراد ظل عاطفت پدر و مادر مین وہ گل مراد سرسبز ہونے لگا جوش و ولولہ آفتاد مین خرم و شاد رہنے لگا اُس نونہال دوحہ سلطنت گل حدیقہ جاہ و حشمت کا سن جب سال بھر کا ہوا سالگرہ کی تیاری ہوئی اُسی طرح کا سامان جشن کیا گیا وہی دھوم دھام وہی خوشی کا ازدحام وہی روشنی وہی ناچ رنگ وہی شادی و مسرت ہوئی اُسی طرح جوڑے تقسیم کیے انعام بانٹے گرہ لگائی گئی عیش و عشرت کی گھڑی ہوئی ناظرین پر واضح ہو کہ اگر شادی سالگرہ کا سامان تحریر کیا جاے داستان طولانی ہو جاے طول دینا اچھا نہین لہذا مختصر طور پر عرض کیا جاتا ہے کہ جب شہزادہ عالی تبار فرزند گلعذار کا سن پانچ برس کا ہوا بڑی دھوم اور بڑی خوشی سے بسم اللہ کی تیاری شروع ہوئی سامان جشن و عیش و عشرت ہوا کوچہ بکوچہ گلی گلی گھر گھر رعایا اور برایا سب کے یہان جشن عام ہوا ناچ رنگ ہر جگہ قصر عالیشان کی سجاوٹ پر قصر فلک ہفت رنگ نثار خزانے کا دروازہ کھلوا دیا سیم و زر کیسا جواہر بیش تقسیم ہونے لگا بڑی خوشی ہوئی اُستادان دہر و فاضلان علم سربسر و اہل فنون ماہر بیشتر سے بلوائے گئے شہر کے ذی کمال خوش مقال اُسکے حاضر دولت فیض منزلت ہوئے نظم

ہوئی اُسکے مکتب کی شادی عیان　　ہوا پھر انھین شادیونکا سمان　　دیا تھا اسی حق نے ذہن رسا
کئی سال مین علم سب پڑھ چکا　　لگا ہندسہ ہیئت اور تا نجوم　　زمین سے فلک تک ہوئی اسکی دھوم
وہ علمون کا حافظ ہوا حرف حرف　　اسی نحو سے عمر کی اپنے صرف　　عطارد کو آنے لگی اسکے رئیس
ہوا سادہ لوحی مین وہ خوشنویس　　ہوا جبکہ نوخط وہ شیرین رقم　　بڑھا کر لکھے ساتھ اُسنے قلم
لیا ہاتھ مین خامۂ مشکبار　　لکھا نسخ ریحان و خط غبار　　عروس الخطوط اور ثلث و رقاع
خفی و جلی مثل خط شعاع　　شکستہ لکھا اور تعلیق جب　　رہے دیکھ حیران اتالیق سب
کیا خط گلزار سے جب فراغ　　ہوا صفحہ پر خط گلزار باغ　　گرون علم کا مین کہان تک بیان
کہ ہر خوب اب مختصر داستان　　رہا چھوٹ لے بھی جو انگلی پہ ہاتھ　　کیا اُسپہ قبضہ ذہانت کے ساتھ
ہوئین دست و بازو کی سرسائیان　　اُڑائین گئین ہاتھ بین کھائیان　　ناظرین پر تمکین پر واضح ہو کہ اسطرح

پیراقش وزیر بے پیر نے بختک کی بادشاہ کے بیٹے کے ساتھ پڑھایا لکھایا گیا کسب کمال فن و ہنر اُسی طرح سب سکھایا گیا بادشاہ بختک کو دیکھکر ہر دم اندیشہ ناک و خوف زدہ ہوا کرتا تھا اور شاہزادہ والاقدر کی محبت کا ہر وقت دم بھرتا تھا شاہزادے کو مدام اپنے پاس بٹھا کر دربار مین رعب وداب و قواعد و آداب سلطنت و تہذیب و آئین شہریاری و طریق گیتی ستانی و امور جہانبانی دکھاتا تھا اور سکھلاتا تھا بادشاہ شاہزادہ بلند اقبال سے فرماتا تھا کہ اے فرزند ارجمند یہ میری نصیحت خوب یاد رکھنا بعد میرے خواجہ بزرجمہر کو اپنے پاس سے جدا نہ کرنا کبھی خلاف راے خواجہ بزرجمہر کسی امر مین قدم نہ دھرنا یہ تمھارا نہایت خیرخواہ ہے اور ہمیشہ تم اسکو اپنا بزرگ سمجھنا محبت کی بھی رسم و راہ سے

نوشیروان خواجہ بزرجمہر کو ہمیشہ غمناک دیکھتے چچا جان کہا کرتا تھا قباد شہریار ہر بات مین یہی فہمائش کرتا اے بیٹا نوشیروان ہرگز ہرگز سختک کو عہدۂ وزارت نہ دینا یہ طفل کینہ دیرینہ اپنے باپ کے قتل ہونے کا بزرجمہر سے نکالے گا اسوقت بزرجمہر تمسے جدا ہو جاے گا پھر یہ ملک و مال دولت و حشمت حکومت و سلطنت جاتا رہے گا بگڑا ہوا کارخانہ ہرگز تمھارے بنائے نہ بنے گا خبردار خبردار بہت ہوشیاری کرنا کوئی غفلت مین کسی وقت قدم نہ دھرنا نصیحت کو یاد رکھنا دلکو شاد رکھنا الغرض قباد شہریار پچیس برس کے سن تک نوشیروان عادل کو سمجھایا کیا جب نوشیروان اور بختک کا سن پچیس برس کا ہوا قباد شہریار بیمار پڑا تیمارداری ہونے لگی مگر مرض الموت کا کیا علاج ہے اسکو دوا سے صحت کی کیا احتیاج ہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان انتقال کرنا قباد شہریار کا باغ ہستی سے طرف گلگشت عدم کے اور صورت بلبل نالان آہ و زاری اور محزون خاطر ہونا بزرجمہر کا غم مین قباد شہریار کے اور تخت نشین ہونا نوشیروان کا سریر سلطنت پر اور وزیر ہونا بختک بن القش کا اور آنا ایک تاجر کا فریاد کو کہ سیر امال قزاقون نے لوٹ لیا اور گرفتار کرانا انکا اور آنا ابو الخیر لامکانی قزاق کا قید ہوکر اور سپرد ہونا اسکا خواجہ بزرجمہر کے پاس واسطے سیکھنے زبان جانورون کے۔ ساقی نامہ

غم انگیز ساقی پلادے شراب
پلا آج رندون کو غم کا زلال
ہے قلقل کی آواز نالے کے ساتھ
وہ مے نوش جب ہوئے گا شہریار
سحر پر ہو چشم کرم ساقیا
مشعل راہ عدم داغ عزیزان ہوگا
رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجھکو
بے خبر ہوگا یہ گھر آباد جو ویران ہوگا
نالہ بلبل شیدا مین اگر ہے تاثیر
محتسب توڑ کے شیشہ کو پشیمان ہوگا
سایہ مین اسکے خرابی گور کہدے گی کہ دن
وہ گنہگار ہون جو سرو چراغان ہوگا
دست گستاخ مین قزاق کا پاے ہون نہیں
نہ گدا مجھسا نہ مجھسا کوئی سلطان ہوگا
بے نیازی سے فریب اے بت عیار نہ دے

کہ ہے بیقراری کی چشم پر آب
ہین خشکیدہ لبہاے جام و سبو
اٹھا ساقی شیشہ زنی کو نہ ہاتھ
کہ پھر اب یہان کا شاہانہ سامان ہے
کہ تو اسم ہے شادی و غم ساقیا
گیسوؤن سے نہ کوئی رہزن ایمان ہوگا
گل تازہ کوئی اس باغ مین خندان ہوگا
مجھ جگر سوختہ کی خاک ہے سرمے سیاہ
دست صیاد مین گلچین کا گریبان ہوگا
تیری فریاد کا محتاج مین وا منہ نہین
اے پری پیرہن تری دیوانہ کا احسان ہوگا
خط کا آغاز قیامت ہے تری سرنگین پر
ایک دن یار ترے ہاتھ سے عریان ہوگا
بعد میرے نہ گرفتار رہے گا مجھسا
ہم نہ مانینگے خدا صورت انسان ہوگا

مناسب ہے تجھکو بھی حزن و ملال
ذرا دیکھ تو شیشہ جسم کو تو
خوشی ہوگی بعد از الم آشکار
کہ میخانہ رشک پرستان ہو

اشعار

رنج راحت کا مرے واسطے سامان ہوگا
خال ہندو ہے ترے خون مسلمان ہوگا
عود کرنے کی نہین روح نکلکر اے یار
گوشہ چشم کوئی گوشہ زندان ہوگا
بوے مے رکھتی ہے اس میکدہ مین کیفیت
اے جرس میرے لیے قافلہ نالان ہوگا
آتش عشق سے ہوتا ہے سلیمان داغ
خار و گل دیدہ انصاف مین یکسان ہوگا
حسن کا خاتمہ تو عشق کا مین خاتمہ ہون
زلف خوبان کا بہت حال پریشان ہوگا

بیت

نویسندہ داستان الم رقم کردہ است اینچنین از قلم + کار داہیان جادۂ ملک عدم و قافلہ آرایان دشت شادی و غم شاخ قلم جودت رقم کو حسب حال قضا مآل یہ رباعی کسی استاد کی پڑھ کے صفحہ قرطاس صفحہ اساس پر یون رواں کرتے ہین رباعی

اے مرگ ہزار خانہ ویران کردی * در ملک وجود غارت جان کردی * ہر گوہر قیمتی کہ آمد بجہان
بردی و بزیر خاک پنہان کردی * کہ جب قباد شہریار عارضہ مہلک بیمار ہوا خواجہ بزرجمہر کو بلاکر یہ ارشاد
کیا کہ اے عالم بے بدل دانائے کامل اکمل تجھکو اپنے پسر نور نظر نوشیروان کو سپرد کرتا ہون خبردار خبردار
ملک و اقلیم تاج و دیہیم سے بہت ہوشیار رہنا رعیت کو دولتمند رکھنا شہر کو عدل و داد سے یاد رکھنا
نوشیروان کی رفاقت نہ چھوڑنا ہمیشہ اسکو راہ نیک بتانا خواجہ بزرجمہر نے بگوش اس کلام حسرت
انجام کو سنا رنج و غم صدمہ و الم سے سر دھنا مگر قضائے الٰہی سے کیا چارہ ہے شمشیر اجل سے ہر ذیحیات کا
دل صد پارہ ہے ناگاہ اندملک الموت ہوئی امراض مہلک نے ترقی کی ماتھے پر موت کا پسینہ آیا روح
جسم سے نکلنے لگی دم گھبرایا ہاتھ پانوؤن مین تشنج ہوا رگین کھنچنے لگین مسافر ملک عدم نے کوچ
کی تیاریان کین پانوؤن کبھی سمیٹے کبھی پھیلائے ہاتھ اٹھا اٹھاکے [illegible] سے جب روح ہر طرف سے
کھنچ کے دماغ مین بند ہوئی دم سینہ مین آکر اٹکا تھوڑی دیر مین ایک دو ہچکیان آئین طائر روح قفس جسم سے
طرف گلشن عدم کے پرواز کرگیا صیاد اجل نے بلبل روح کو جب کشاکش بند حیات سے نکالا گلچین باغبان
قضا و قدر گلزار عدم مین چھوڑ دیا یعنی قباد شہریار راہی دار البوار ہوا ہر ایک کو غم و الم بیشمار ہوا
محلات محلے مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر شخص یہ واقعہ سنکر کمال زرد منہ ہوا بزرجمہر کو کمال
ملال ہوا غم سے عجیب حال ہوا جنازہ قباد شہریار کے اٹھانے کا سامان کیا اسدن اسی کاروبار مین
مشغول رہے غرضکہ بعد کئی روز کے جب الم تازہ غم بے اندازہ سے فراغ ہوا بزرجمہر نے تخت شاہی
سریر جہانبانی تیار کیا جلسہ سلطنت جلوس شاہانہ مہیا کیا کہ نوشیروان عادل زمان کو تخت شاہی
پر بٹھایا تاج شاہنشاہی جہانبانی زیب سر انور نوشیروان عادل کیا جلوس شاہانہ و دربار
خسروانہ [illegible] چھ سو ندیم بارہ سو شہزادگان پر تمکین گرد تخت سلطنت کرسی نشین دو لکھ [illegible] اٹھارہ سو
عہدہ داران سلطنت بہ مکنت و حشمت کرور سواران زرہ پوش لاکھ افسر پیلان سات سو سردار سراسر بیٹھے ہوئے
خواجہ بزرجمہر نے اس دربار عام مین کہا اے نوشیروان مین نے بموجب وصیت قباد شہریار بے حجت و
تکرار اسوقت تک سب احکام بادشاہ متوفی عمل مین لایا اور تمکو برضا و رغبت و بخوشی تمام تخت نشین
کرکے مسرور ہوا اب تمکو مناسب ہے کہ بموجب نصیحت اپنے پدر عالیمقدار کے تم بھی عمل درآمد کرو کہ کبھی
خلاف رائے میری کسی امر مین دخیل ہونا جس طرح مین کہون اسی طرح کرنا اور اگر یہ امر نہین ہے تو
تمکو اختیار ہے یہ عہدہ وزارت جسکو چاہو دو مجھ پر یہ بار گرانبار ہے رعایت و بہی خیر خاطر ناچار نہ دھرو
نوشیروان نے کہا اے عم نامدار آپ میرے چچا ہین بجائے باپ کے دوسرے والد ماجد بھی
نسبت آپکے وصیت مجھسے کر گئے ہین مین کبھی خلاف رائے آپ کے نکرونگا اصلا اطاعت سے آپکی
قدم باہر نہ دھرونگا یہ سنکر بزرجمہر نے کہا اے فرزند تم میری آنکھین ہو نور نظر راحت دل و جان بزرجمہر نالان ہو
مین چاہتا ہون کہ تم ہمیشہ خوش و خرم محتشم و محترم صاحب تخت و تاج رہو صاحب حکومت مکنت
حشمت ہو عدل و داد کا رواج ہوا الغرض روز جلوس بادشاہ نوشیروان بعد خرد و خسروان سب
حاضرین دربار و سرداران نامدار نے نذرین دین جشن ہونے لگا بختک کو نوشیروان نے چالیس ہزار کا
افسر کیا یہ بھی دربار مین حاضر رہتا ہے ایک روز دربار مین نوشیروان تخت شاہی پر رونق افروز

وجلوہ فرماتھا گرداگرد سرداران نامور اور جوانان ملازمان دافسر کا حلقہ بندھا تھا بڑے بڑے جری دلیر بہادر دلاور شجاع
تہمتن رستم وزال وزنگون پر بیٹھے تھے کاؤس کرمانی و کاؤس کاشانی وابدارع لاہوت وجم زرین کلاہ وقار
زرمہ زن وقارن فیل تن واہرمن دشت چنگال وسرشار قوی بازو و مدہوش کوہ پیکر وآر و
شیر بن رستم ونار وشیر بن گستہم وابلق سوار بن گستہم وگیہان بن گستہم و فرجان شیر
افگن ونریمان فیل کن وغیرہ سردار سب کے سب اپنے اپنے پائے اور امکنہ پر مقیم تھے یہ معلوم ہوتا تھا
کہ قمر برج شوکت وشان بالشکر ظفر پیکر سیارگان بصد زینت وزیب ابہت فرمائے سریر سلطنت ہی یا مہر
درخشان بصد تابانی وزیبندگی وبہ مکنت وحشمت زیب اورنگ افلاک حکومت ہی یکایک ہرکارے دوڑے
ہوئے آئے دربار عام مین حاضر ہوئے مجرا گاہ پر باادب استادہ ہوکے بادشاہ معدلت پناہ کو دعاے
ترقی عز وجاہ وازدیاد مال ودولت ومکنت وحشمت دی اور زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکے
یہ شعر پڑھا شعر الہی بخت تو بیدار بادا ✣ ترا دولت ہمیشہ یار بادا - ای بادشاہ گردون بارگاہ کیوان
جاہ مہر کلاہ ایک تاجر جسکا مال کسی نے زیانکاری ومکاری سے خرید کیا اور اُس بیچارے کو گرفتار عذاب
شدید کیا دہ در دولت ملازمان باشوکت پر حاضر ہی کچھ حال ہمسے نہین بتاتا ہی کہ کس نے اُسے ستایا ہی
کس سنگدل نے اسکا دل دُکھایا ہی جب نوشیروان نے یہ ماجرا سنا خواجہ بزرجمہر کی طرف
دیکھا بزرجمہر نے بادشاہ جمجاہ سے عرض کیا کہ حضور اُس مستغیث کو اپنے سامنے بُلوا کر استفسار
حال کیجیے پھر جیسا مناسب وقت ہو حسب قواعد سابقین حکم دیجیے انصاف کرنا معاملہ کا ضرور ہی
عدم توجہی عدالت سے دور ہی بادشاہ نے حکم دیا کہ اُسے سامنے ہمارے لاؤ حال پریشان اُسکا دکھاؤ
ملازمان سرکار معدلت آثار حسب الحکم بادشاہ ذوالاقتدار اُس مستغیث کو سامنے لائے جب وہ سامنے
آیا بادشاہ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک مرد پیر لاغر وحقیر اسّی نوّے برس کا سن رنگ سرخ وسفید بلند
قامت دُبلا پتلا کشادہ پیشانی کلان چشم سرد وگرم روزگار چشیدہ گردش لیل ونہار دیدہ نشیب و
فراز زمانہ دیکھے ہوئے مصیبت اُٹھائے ہوئے لباس عمدہ ومعقول غمزدہ وملول خار ظلم وستم
سے دامن ازل تار تار شمشیر جفا وجور سے جگر فگار بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ ای مرد پیر مضطر ودلگیر
حال بیان کر کہ فلک کجرفتار تجھسے کس طرح پیش آیا تجھے کیا حادثۂ عظیم درپیش آیا کس مرد ظلم بساط نے تیرے
ساتھ چال سے قمار بازی کی زمانۂ ناہنجار نے کون سی کجروی ودغابازی کی کہ تجھ ایسے عاقل وفرزین کو مات
کیا کیا ظلم وستم ہیہات کیا اس مرد پیر نے زمین عبودیت کو بوسہ دے کر دست بستہ عرض کیا کہ ای بادشاہ
معدلت پناہ یہ غلام مبتلاے آلام ایک تاجر ہی ہر کہ وہ اس ملک کا میرے حالات سے ماہر ہی مین ہمیشہ
لباس نفیس قابل پسند خاطر امرا واشیاے نادرہ اموال نایاب لیکر شہر بشہر دیار بدیار واسطے تجارت کے جاتا تھا
اور اس مال تجارتی سے بحسن تدبیر نفع کثیر اُٹھاتا تھا ان دنون خبر جلوسی تخت سلطنت حضور سنکر
تحفہ جات ومال عمدہ عمدہ لیکر طرف آستانۂ دولت نشانہ حضور کے آنے والا تھا جب قریب ملک مدائن
کے پہونچا تمام مال واسباب خادم کا ایک قزاق نے لوٹ لیا ہمراہیون کو میرے مار ڈالا مین اپنے
متاع جان کو غنیمت جانکر بے سپاہ لہذا امیدوار ہون کہ حضور انصاف پروری اور دادگستری
فرمائین اُس قزاق کو گرفتار کریں اور مال واسباب میرا مجھے دلوا دین کہ مین ہمیشہ اس شہر مین

آتا جاتا ہوں زمانہ قباد شہریار مین کبھی کوئی مجھسے خبر نہوتا تھا مین ہر جگہ ہر مقام پر چین سے سوتا تھا اب اس
بادشاہ معدلت پناہ کے مرتے ہی زیر دیوار شہر پناہ حضور قزاق اور رہزن لٹنے لگے مسافر لٹنے لگے بادشاہ
نوشیروان نے یہ سنکے خواجہ بزرجمہر سے کہا اے عم نامدار ذیقدر و ذی وقار آپنے سنا ہماری حد عملداری مین
راہزنی ہونے لگی رعایا آنسوؤن سے منہ دھونے لگی تاجر لوٹا گیا مال تلف ہوا خواجہ بزرجمہر نے عرض کی
اے بادشاہ عادل باذل حضور وزراے خوش تدبیر سے تاکید نہین کرتے کہ تم یہ کیسی وزارت کرتے ہو
راہ خبر گیری ملک مین تہین قدم دھرتے ہو چالیس وزیر ہین اور بند و بست مملکت نہین ہو سکتا ایسی
غفلت اور بیہوشی حکومت فراموشی ہے اور خادم فی الحال اندوہ و غم و رنج و الم بادشاہ قباد شہریار مین
ہے مجھکو کچھ اپنے دست و پا کی خبر نہین جبھی تو نتیجہ بد ظہور مین آیا فلک کجرفتار نے یہ دن دکھایا اب کیا مشکل امر ہے
حکم محکم فرمایئے فوج بھیجیے قزاقان و راہزنان بدکردار کو قتل کرے یا گرفتار کر لائے بادشاہ نے دست
راست اپنے ملاحظہ کیا تو سعد زرین کمر اور سعید زرین ترکش دو سردار خوش کردار دلاور بہادر جرار اٹھ
کھڑے ہوئے بادشاہ جمجاہ کو نذر دی خلعت رخصتی ملا ساٹھ ہزار سوار ہمراہ لیکر بارادۂ قتل و گرفتاری
قزاقان و رہزنان بدمعاش کی تلاش مین روانہ ہوئے ہر جگہ آب لذیذ و غذاے لطیف و جاے دلکش و پر فزا
دستیاب ہوئی بعد قطع منازل و طے مراحل بادیہ پیمائی کر کے قریب اس پہاڑ کے پہونچے جہان وہ قزاق رہتے تھے
سب فوج کو گرداگرد ہر درۂ کوہ مین بھر دیا سب فوج فرداً فرداً جا بجا درۂ کوہ مین اور گھاٹیون مین پوشیدہ
ہوگئی مگر سردارون اور ہرکارون کو خبر دریافت کرنے کو بھیجا ان ہرکارون نے آکے عرض کیا کہ ہمنے خوب تحقیق
اور دریافت کیا ہے وہ قزاق کسی مقام پر لوٹنے مارنے گئے ہین ناظرین پر واضح ہو کہ اب وہ وقت ہے شعر
قرص خورشید در سیاہی شد + یونس اندر دہان ماہی شد + دیگر رومی پہ حبش نے فتح پائی + پس
ظلمت شب تمام چھائی + القصہ جب نصف شب گذری اور قزاقون کو لوٹ سے مہلت ملی اپنے
مقام پر آئے لوٹ کا اسباب لائے وہ سب مال و اسباب لاکر ایک جگہ جمع کیا آپس مین یہ مشورہ ٹھہرا کہ
کل صبح کو یہ مال و اسباب آپسمین تقسیم کر کے حصہ بانٹ کرینگے اب اسوقت تھکے ماندے راہ کے ہین غافل
ہو کر سو رہے بخت خوابیدہ نے فتنہ گری دکھائی نیند بیہوشی سے آگئی یہان ہرکارون نے خبر دی سب
دلاوران نبرد آزما سعد اور سعید جرار با جماعت پانصد سوار چہار طرف سے آپڑے ہر ایک کی مشکین
باندھ لین اور مقید کر کے لیچلے ان قیدیان مکار و قزاقان ستمگار کو اعرابون پر ڈالکے طوق و زنجیر مین مسلسل
کر کے دربار فلک وقار بادشاہ نوشیروان مین حاضر کیا یہان بادشاہ ہفت سریر جہانبانی پر جلوہ فرما
تھا سعد اور سعید نے اول مجرا کیا بادشاہ نے حال پوچھا اور کہا کہ بیان کرو قزاقون سے کیا معاملہ درپیش
آیا ان دونون نے عرض کیا کہ اقبال شہنشاہی و جہان پناہی شریک حال خادمان خوش مآل اور فضل ایزد
شامل تھا کہ ان ظالمان بدکردار کو ملازمان حضور فیض گنجور نے گرفتار کیا اور کشان کشان بحال پریشان
بارگاہ فلک اشتباہ مین حاضر ہین امن و امان سے قاصر ہین بادشاہ نے جب یہ کلام نیک فرجام ان عالی مقام
کے سنے حکم دیا کہ ان قزاقون کو ہمارے سامنے لاؤ حال ان چورون کا ہمین دکھاؤ فوراً اٹھا لیا
سعد اور سعید اعرابون پر سے اتار کے زنجیر ہاے آہنی محکم پکڑے ہوئے قبضہ مین کیے سامنے
بادشاہ کے لائے بادشاہ نے جلاد بلوائے اور حکم دیا کہ انواع عقوبت اور عذاب سے ان سبکو

قتل کردو ذرا تامل نہو سرداران قزاقون کا کہ نام اسکا ابوالخیر لاسکانی تھا عقل و فطرت کا بانی سبحانی تھا سرد و جہان
دیدہ سرد و گرم روزگار چشیدہ تھا جب اُسنے دیکھا کہ میرا پیمانہ عمر لبریز ہوا رشتۂ حیات قطع ہونے والا ہی بے اختیار
آگے تخت شاہنشاہی کے آکے کھڑا ہو کر دعاے درازی عمر و دولت و اقبال و حشمت دینے لگا اور
دست بستہ عرض کیا ای بادشاہ عالی جاہ مین قزاق ابوالخیر ہون ہمیشہ صحراے سبزہ زار مین مائل سیر ہون
ہمیشہ میرا مسکن دشت و کوہ و صحرا ہی کہ وہ مقام نہایت پُر فزا ہی مین صحراے پُر فزا کو اپنے گلشن پُر بہار
جانتا ہون شب و روز وحشیان دشت سے صحبت رہتی ہی بچپن سے سنتے سنتے مین تمام جانورون کی
زبان سمجھنے لگا اور اب مین انکی زبان مین اُنسے باتین کر لیتا ہون مین سب وحشیون اور طائرون
کی زبان خوبی جانتا ہون بادشاہ کو کمال استعجاب ہوا اور نہایت اشتیاق سے فرمایا کہ ای ابوالخیر تو زبان
طائرون کی اور وحشیون کی مجھے سکھاے گا ابوالخیر نے عرض کی کہ غلام اچھی طرح سے بتاے گا مگر
حضور کے امور ملکی و مالی مین فرق آئے گا اور اوقات دربار عدالت فرمار وائی حکومت و سلطنت
کو ہرج دکھائے گا ذہنی قلیل علم کثیر اسکی حضور کیا تدبیر اسکے سیکھنے کو بڑی فرصت چاہیے دیکھا چاہیے
اگر انسان علم عربی پڑھا ہوا اور پھر فارسی پڑھے تو ایک عمر صرف کرے اس نحو سے علوم حاصل ہون کہ
ہر طائر ہر درندہ ہر گزندہ کی زبان مفہوم کرتا اور انکے لہجے یاد ہوتا اور انکی گویائی کے طریقے سمجھنا تو یہ بہت دشوار
ہی اسکو ایک عمر نوح چاہیے مگر ہان ایک صورت ہی کہ خواجہ بزرجمہر کہ یہ حکیم حاذق ہر علم مین لائق ہین
انکو حکم ہو کہ زبان وحوش و طیور مجھسے سیکھین یقین ہی کہ وہ اپنی فہم فراست اور عقل و کیاست سے بہت جلد
یہ علم بھی حاصل کرینگے اپنی حکمت عملی سے ان زبانون کو سمجھ لینگے یہ ملازم بندگان والا ہین انسے حضور وقتاً
فوقتاً سیکھا کیجیے گا یہ طریقہ مناسب ہی بادشاہ کو یہ تقریر دلپذیر ابوالخیر قزاق کی بہت پسند آئی اور ارشاد
کیا کہ ای ابوالخیر ہمنے تیرے دلکو شاد کیا جا تجھے قتل سے آزاد کیا اور ایک بدرۂ زر عنایت فرمایا اور خواجہ
بزرجمہر کے سپرد کیا اور فرمایا کہ ای عمو جان آپ اسکو اپنی سپردگی مین رکھیے اور یہ روپیہ ابوالخیر اپنے صرف مین
لائے اس سے اوقات بسری کرے اور زبان جانورون کی آپکو سکھائے اور جو کچھ آپ اُس سے سیکھیے وہ مجھے
وقت بوقت تعلیم کیا کیجیے خواجہ بزرجمہر آداب بجالا کر ابوالخیر کو ساتھ لیے ہوئے اپنے مکان پر آئے
اور ابوالخیر سے ارشاد کیا کہ کیون ای ابوالخیر سچ ہی کہ تو زبان جانورون کی جانتا ہی مگر مین اپنے علم حکمت سے
تجھکو خبر دیتا ہون کہ تیرا کلام نافرجام سراسر دروغ ہی فقط جانبری کے واسطے تونے ایسا فعل کیا کہ جھوٹھ بولا زبان
وحوش و طیور جناب سلیمان بن داؤد علیہ السلام پیغمبر کے کوئی نہین جان سکتا یہ راز کوئی نہین پہچان سکتا ابوالخیر
خواجہ بزرجمہر کے پانون پر گر پڑا اور دست بستہ عرض کیا **شعر** سر بکف پیش تو ای ظل الہ آمدہ ایم * سایۂ
رحمتی دہ کہ بہ پیشہ آمدہ ایم * آپ سچ فرماتے ہین مین نے جان کے بچانے کو یہ بات محض جھوٹھ خدمت
بادشاہ مین عرض کی والا زبان جانورون کی مین کیا پہچان سکتا ہون اور کیونکر جان سکتا ہون مین نے
اسی سے آپکا نام نامی اسم گرامی سامنے بادشاہ کے لیا اور دامن عاطفت مین آپ کے آنکے پناہ لی
اور آپ مرد متدین ہین میرے اس راز کو چھپائینگے مجھکو قتل ہونے سے بچائینگے خواجہ بزرجمہر نے
جب یہ کلام حسرت انجام ابوالخیر راستباز کے بصد سوز و گداز سنے ارشاد فرمایا **بیت** راستی
موجب رضاے خداست * کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست * ای ابوالخیر اب جو تو نے مجھسے سچ سچ

بیان کردیا ہی اور میرے دامن مین پناہ لی ہی تو بس کیا ڈر ہی وہ مید اگر نہ والا مددگار ہی دشمن کہانا بکار ہی جاہین سب
تیری خطا معاف کی جان کی رہائی دی اگر مجھسے بادشاہ پوچھے گا جو کچھ میرے ذہن مین آئے گا وہ کہدونگا ابوالخیر
نے جب یہ شفقت خواجہ بزرجمہر کی دیکھی عرض کیا اب غلام کہان جائے گا عمر بھر غلامی سے باہر نہوگا کیا مجال جو
کبھی سرتابی کرون یا قدم احاطۂ اطاعت سے باہر دھرون مین ہمیشہ پیشۂ قزاقی کرتا رہا عیاریان بھی مجھکو خوب
معلوم ہین اور ہر ایک رئیس و امیر و وزیر و شاہزادے کو عیار ضرور چاہیے ہی مین حضور کا غلام بنکے رہونگا قدم
مبارک چھوڑکے کہین نجاؤنگا خواجہ بزرجمہر نے جب یہ کلام مسرت انجام ابوالخیر کا سنا بہت مسرور ہوا
اسکو اپنے گھر مین رہنے کو ٹھکانا دیا اور اپنے ساتھ ہر وقت رکھا کرتا تھا ایک دم اپنے سے جدا نہ کرتا تھا
مگر بختک کہ بڑا سیانا اور فہیم و عقیل و دوربین تھا وہ اکثر بادشاہ سے کہا کرتا تھا کہ حضور آپ نے بڑا دھوکا
کھایا ابوالخیر کو رہا کردیا کیونکر ہوسکتا ہی کہ زبان جانوران صحرائی کی سمجھتا ہوگا اور بولتا ہوگا یہ اُسنے دعوی
جھوٹا کیا کبھی کوئی جانورون کی زبان نہین جانتا کلام وحوش و طیور کوئی نہین پہچانتا سوا حضرت سلیمان
پیغمبر کے اسکا کوئی رازدان نہین تھا بادشاہ نے کہا خیر کہان جائیگا جھوٹھ سچ معلوم ہوجائیگا
عم نامدار میرے خواجہ بزرجمہر کہ دھرم پاک اعتقاد نیک نہاد ہین وہ کبھی مجھسے جھوٹھ نہ بولینگے
اگر وہ جانتا ہوگا تو اُس سے اُس زبان کو سیکھینگے اور وہ اگر نہ جانتا ہوگا تو وہ مجھسے کہدینگے یہ فرماکر
اُن قزاقون کو بادشاہ نے حکم قتل دیا وہ پانچ سو قزاق جو ہمراہیان ابوالخیر تھے سب کے سب قتل کیے
گئے اب خواجہ بزرجمہر جو دربار بادشاہ مین تشریف لائے بختک نے بادشاہ سے کہا کہ حضور پوچھین
کہ زبان جانورون کی سیکھی کس طرح کی ہی اور کیسی ہی بزرجمہر نے جواب دیا اے بادشاہ مین زبان طائرون
کی سیکھ رہا ہون بہت دقیق ہی بڑی مشکل سے سیکھی جائیگی سوائے میرے وہ زبان جانورون کی جو
ابوالخیر جانتا ہی کسی کو نہ آئیگی اور ابوالخیر خوبی جانتا ہی جھوٹا نہین ہی بلکہ سچ کہتا ہی وہ مجھے سکھایا
کرتا ہی باریکیان بتایا کرتا ہی بادشاہ نہایت خوش ہوا اور خواجہ کو عوض حصول زبان طائران و وحشیان
خلعت فاخرہ دیا بہت خوش کیا القصہ جب چند زمانہ اس واقعے کو گذرا ایک دن پھر بادشاہ نے پوچھا
کہ کیون چچا جان آپ نے کس قدر زبان طائران و وحشیان سیکھی خواجہ بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ
مین ابھی تک مین پرانے طیور کی زبان سیکھ رہا ہون بادشاہ نے بختک سے کہا کہ جس طرح
والد نامدار قباد شہریار عم نامدار خواجہ بزرجمہر کے کلام کا بہت اعتبار کرتے تھے اسی طرح مین
کلام خواجہ بزرجمہر کو صحیح جانتا ہون اور معتقد ہون بختک اب مجھسا بادشاہ کون زمانے مین ہوگا
کہ مین ہر ایک وحش و طیر کی زبان سمجھونگا اور اُنکا سب انصاف کیا کرونگا بختک ہنسا اور عرض
کیا کہ میرا کلام اعتقاد یہ وہی ہی کہ سوائے جناب پیغمبر سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے زبان وحش و
طیر کوئی نہین سمجھ سکتا ہی نہ جانتا ہی بادشاہ کو یہ کلام اس بد انجام کا کمال بُرا معلوم ہوا اور جھڑکین
جواب دیا کہ اے بختک تو بڑا شوردل ہی شیرین سخنی مین جاہل ہی تو میرے عم نامدار خواجہ بزرجمہر
کو دروغگو جانتا ہی باتین بناتا ہی پدر بزرگوار قباد شہریار کبھی میرے عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو جھوٹھا
نہ جانتے تھے جا دور رہو میرے سامنے سے کبھی ایسے کلام بے ادبانہ نہ کرنا بختک نے عرض کی کہ مجھسے
خطا ہوئی معاف فرمائیے بسر بخشش آئیے اب کبھی ایسا قصور نہوگا لیکن بسبب کاوش کے آٹھ پہر فکر مین

خواجہ کی رہائی کا خواہان تھا بزرجمہر کی ذلت و رسوائی کی تدبیر مین سوچتا تھا کہ کسی طرح دربار شاہنشاہ مین خواجہ
کو ذلیل کرون اور زک دون کہ خواجہ بزرجمہر کی ذات سے میرے باپ الیقش کو ذلت فاش
ہوئی گھربار سارا میرے باپ کا انھون نے لٹوا لیا اور خزانہ مال و دولت چھین لیا اور مجھکو بھی ذلیل و
خوار سامنے بادشاہ کے کرتا ہے اور ہمیشہ کریگا کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ خواجہ بزرجمہر بھی سامنے بادشاہ
کے ایسا ذلیل و خوار ہو کہ یاد کرے بختک اسی فکر مین ہر وقت سرگرم رہتا ہے دلمین ملال و غم سہتا ہے
کہ ایک روز آسمان پر لکہ ابر آئے اور کالی کالی گھٹا پہاڑ کی طرف سے آئی بیت شعر شور سینہ مست
ز کہسار آمد + سیکستان فرخدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد + نوشیروان نے جو یہ ہنگام فرحت انگیز مسرت
خیز دیکھا حکم دیا سامان شکار تیار ہو بہلیئے سیر شکار حاضر ہوئے جانور شکاری بادشاہ نے ہمراہ لیے
باز دار ہاتھ لیے ہوئے باشہ جرا بہری اور ترمتی شاہین عقاب ہر ایک کو آمادہ شکار کیا طعمہ ہر ایک کا روک
رکھا چیتے کی کھٹولیان تانگون پر کسی گئین خیمے بار کیے گئے مصاحب رفیق ہمنشین راز دار ادھر کہاے
بری پیکر پر سوار ہوئے غلامان زرین کمر خواصان ذی ہنر و سرداران کج کلاہ و جوانان ذیجاہ ہمراہ
رکاب سعادت انتساب ہوئے اور تمام سامان عیش و نشاط و فرش و فروش انبساط اور شراب
و کباب کی کشتیان یہ سب سامان ہمراہ تماشے کو تمام خلقت کا ہجوم چہار طرف شکار کا دھوم یہ بات ہر
خرد و کلان کی زبان پر آئی یوز و گوزن و چیتے و شیر ژیان و پیل دمان کی اب قضا آئی جنگل کے جنگل
صاف ہو جائینگے صحرائی جانور درند چرند وغیرہ شکار ہونگے گلڈانک تازی و ڈریے لیے ہوئے آگے
آگے چلے انکو بھی چیتون کی طرح سے بہلانے لگے الغرض بادشاہ نوشیروان بصد جاہ و حشم و جلال
و خدم سوار ہوا ہٹو بچو کا شور بار بار ہوا نقیب آگے آگے سواری شاہنشاہی کی صدائین خدا
سلامت کی لگاتے ہوئے روانہ ہوئے شہر سے نکلکر صحرائے سبزہ زار کی فضا دیکھتے ہوئے چلے
عجب صحرائے سبزہ زار ہے رشک گلشن نوبہار جا بجا بہار ہے ہوا مشکبار گل خودرو کی بہار برگ گیاہ کی لہک
بھینی بھینی مہک جدھر نگاہ مشتاق پردہ چشم سے نکلکر جائے فرش مخمل زنگار پر لوٹ جائے وہ طائران
خوش گلو کا چہکنا پھولون کا مہکنا بلبلون کی نوا سنجی فاختہ کی کوکو تیتو کی صدا قمریان شاخ سرو لب
خوش نوا خاک صحرا رشک عنبر سارا سے خوشبو مین تیز ذرے گل اشرفی کا جلوہ دکھاتے ہین غنچہ ریحانی
دبہم مسکراتے ہین نخلہائے صحرائی جھوم رہے ہین شاخون کے بار سے زمین چوم رہے ہین شعر
این سبزہ و این صحرا بوی زجنون دارد + دیوانگی و مستی از ذر شگون دارد + غرض کہ بادشاہ نے حکم
شکار کا دیا شکاریون نے جانورون کو آمادہ شکار کیا باز کو کبوتر و دراج پر چھوڑا ابلق باز شکاریون
نے بجایا نظم چو در نالیدن آمد طبلک باز + در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز + روان شد بر ہوا باز
سبک پر + جہان شد خالی از کبک و کبوتر + بادشاہ جا بجا مع رفقائے مشیر و مصاحب خوش تقریر شکار
کھیلنے لگے جھکڑے طائران شکاری سے بھرنے لگے اسوقت سب قراولون نے آکر عرض کی کہ حضور
کچھار مین بہت سے آہو چر رہے ہین کلیلیان کر رہے ہین حضور تشریف لیچلیے شکار کھیلیے بادشاہ
فور کچھار مین آئے دریا کی طرف ملاحظہ کر کے چار طرف اشارے کیے آہو پاڑہ نیل گاے کا شکار
ہونے لگا آپس مین قہقہہ اڑا پھر تو تیر لگائے حلقہ کمند پڑے ہرن زخمی ہو ہو کے گرے صیاد شکار ان کو ذبح کرنے لگے

پھر بڑھ بڑھ کے تیر لگاتا کمندین مارتا ہرنون کو ذبح کرتا اپنے صید کو آگے باندھ کے روکتا دوسرے کے ہتھے نہ
چڑھنے دیتا ہر ایک سے زیادہ آپ ہی گھسیٹ لیجاتا اتنا جلد تیر مارتا سبحان اللہ لایق دید وقابل شنید تھا بادشاہ
بھی ہر طرف تاج کج سر پر رکھے ہوئے دوڑتا پھرتا تھا خواجہ بزرجمہر دہنی طرف اور بختک دست چپ کی جانب ساتھ ساتھ
خواجہ تعریف کرتے جاتے تھے اور بختک وغیرہ شکار بتاتے تھے غرضکہ ایک ہرن کو بادشاہ نے تیر مارا وہ ہرن تیر کھا کر بھاگا
چونکہ زبردست تھا نہ گرا بادشاہ نے گھوڑا اُسکے تعاقب مین اُٹھایا اور دور جاکر اُسکو شکار کیا خواجہ بزرجمہر فقط
ساتھ آئے اور بختک بھی لپٹا چلا آیا باقی کوئی نہ پہونچ سکا جب بادشاہ نے اُس آہو کو شکار کیا خواجہ بزرجمہر
نے دوشالہ کمر سے کھول کے بادشاہ کے واسطے بچھا دیا بادشاہ اُس پر آکر بیٹھا اور خواجہ کو بھی قسمین دے کر
ہاتھ پکڑ کر برابر بٹھا لیا بختک رومال جھلا کیا سامنے کھڑا رہا مگر دل مین جلا آتش رشک سے کلیجا کباب ہوا
ہر طرف صحرا کے جو خیال کیا دیکھا کہ یہ مقام ویران ہی نہ انسان ہی نہ حیوان ہی ایک گانون قریب ہی سامنے دو درخت
سوکھے ہوئے کھڑے ہین اُن پر دو طائر بیٹھے ہوئے آپس مین نغمہ سنجی کر رہے ہین بختک تو اسی فکر مین رہتا تھا
دل پر غم والم سہتا تھا چپکے سے بادشاہ سے کہا کہ ای جہان پناہ آپ خواجہ بزرجمہر سے پوچھیے کہ یہ دونون
جانور کیا باتین کرتے ہین اور آپس مین کیا کہتے ہین بادشاہ نوشیروان تو اس امر کا مشتاق رہتا تھا فوراً
خواجہ بزرجمہر کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ ای عمہ نامدار ارشاد فرمائیے کہ یہ دونون جانور شاخ شجر خشک پر کیا باتین
کہتے ہین خواجہ سوچے کہ اگر نہ بتلاؤنگا تو بادشاہ کے سامنے دروغ گو ٹھہرونگا اور اگر بتلاؤن تو مین کیا جانون
کہ یہ جانور آپس مین کیا باتین کرتے ہین سوچے کہ ایسی بات کہون کہ ذرا بھی جھوٹھ ثبوت نہو ٹھیک درست اُترے
موزون اور مقتضاے وقت ہو گردن جھکا کے کلام کو اُن طائرون کے سُنا بڑی دیر کے بعد جواب دیا کہ ای بادشاہ
عادل یہ جانور آپس مین نسبت کی باتین کرتے ہین ایک دوسرے سے کہتا ہی کہ تو اپنی بیٹی کی میرے بیٹے کے
ساتھ شادی کریگا تو کیا جہیز دیگا وہ جواب دیتا ہی کہ جبتک نوشیروان زندہ ہی اور تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہی تمام
جہان تباہ و ویران ہی عدل و داد نہین کوئی دل شاد نہین شہر قصبے گانون پڑے ہوے آباد نہین مجھسے جہیز ایسے نحوس
زمانے مین کیونکر دیا جاے اور کہان سے آئے لیکن خیر مین سات خزانے جانتا ہون وہ جہیز مین دیدونگا اور
زیادہ مجھسے نہین ہو سکتا اس زمانے مین یہ بھی بہت ہی دیکھتے ہو کیسا پر آشوب زمانہ ہی کوئی کسی کا آشنا نہین
جب نوشیروان نے یہ بات اُس حکیم حاذق لائق وفائق سے سنی سر گریبان مین ندامت سے ڈالا اور کہا ای
عمہ نامدار آپ بجا ارشاد کرتے ہین حقیقت مین مین ایسا ہی غافل ہون عیش و عشرت کی طرف مائل ہون خلقت
میری غفلت سے تنگ ہر ایک مجھسے اور میری غفلت شعاری سے تنگ شعر زہے بے تمیزی و بے عاقلی
کہ از فکر دنیا و دین غافلی ٭ ای خواجہ بزرجمہر سچ کسی نے کہا ہی بیت بآب زر لکھا ہی بو علی نے ٭ کہ سونے
سے مسافر کو خطر ہی ٭ یہ دنیا کھیتی عاقبت کی ہی جو یہان بوے وہ وہان اُگے بقولے الدنیا مزرعۃ الآخرۃ جو یہان
دے وہ وہان پاے نہین تو آخر کو پشیمانی ہاتھ آئے اب مجکو آپ کبھی غافل نہ پائیے گا داد و دہش مین ہرگز پہلو تہی نہ کرونگا
یہ فرما کر وہ بادشاہ عادل طرف دار العمارۃ کے روانہ ہوا محل مین قدم رنجہ فرمایا اُسیوقت حکم دیا کہ ایک زنجیر طلا کار در
عدالت پر لٹکائی جائے مستغیث اُسے ہلائے تاکہ مین اطلاع پاؤن اُسکو اپنے سامنے بلاؤن حال سنون اُسکا
مطلب دلی بر لاؤن اُس زنجیر کے سرے کو محل کے اندر خوابگاہ تک پہونچایا اُس مین ایک گھنٹہ طلائی لٹکایا کہ
شاید مین سوتا ہون اور کوئی مستغیث زنجیر در ہلائے مجکو فوراً خبر ہو جائے شاید کہ مین بستر خواب پر خوابیدہ

ہون تو صدا نے زنجیر طلائی سے بیدار ہوجاؤن گھنٹے کی آواز سے ہشیار ہوجاؤن اُسیوقت عدالت کرکے داد دون
جب یہ امر حکم بادشاہ عادل قرار پایا ہر ایک ظالم کا دل خوف سے تھرایا ظلم وجور کم ہونے لگا ہر چور قزاق رہزن اپنے
اپنے گھر رہنے لگا اتفاقاً ایک دن ایک گدھا کسی دھوبی کا آیا اور اُسنے اپنی پشت مجروح کو عدالت کی زنجیر سے
گھسا یا وہ زنجیر ہلی اور گھنٹہ بجا بادشاہ محل مین خواب غفلت سے چونک پڑا جلدی بیدار ہوکے ہشیار ہوا اُسی وقت
برآمد ہوا حکم دیا کہ دیکھو کون مستغیث آیا ہی کیا فریاد لایا ہی جلد حاضر کرو غرضکہ لوگ دوڑے اس گدھے کو
سامنے لائے بادشاہ نے ملاحظہ کیا کہ کوئی آدمی فریادی نہین ہی بلکہ ایک گدھا دبلا اور ضعیف ہی جسنے زنجیر کو ہلایا
ہی بادشاہ متعجب ہوکر سوچا کہ اسکا کیا انصاف کرون اور اگر انصاف نہ کیا تو ندامت ہوگی پشیمان ہونگا لوگ طعن و تشنیع
کرینگے ہنسکر پھر خواجہ بزرجمہر کی طرف دیکھا اور کہا کیون عمنا مدار اس گدھے پر کیا ظلم وستم ہوا ہی جو یہ فریادی آیا ہی
آپ جانورون کی زبان سمجھتے ہین بخوبی دریافت کیجیے اور داد دیجیے خواجہ دل مین سوچے کہ اگر مین نے اس گدھے
سے پوچھا اور اس نے کچھ جواب نہ دیا بروقت سوال منہہ سے نہ بولا تو بڑا غضب ہوا چونکہ خواجہ بزرجمہر عقل وفہم وذکا
رکھتے تھے کہنے لگے ای بادشاہ کیوان بارگاہ عجیب وغریب اسکا حال ہی یہ نہایت پر ملال ہی یہ اپنی کیفیت بزبان حال
بیان کررہا ہی مجھے سب معلوم ہی یہ گدھا دھوبی کا ہی پہلے بڑا زبردست اور بڑا طاقت دار اور جوان تھا وہ دھوبی اسکو
پیٹ بھر کے کھانا دیتا تھا اور اس پر بوجھ لادا کرتا تھا اور اس سے محنت اور مشقت لیا کرتا تھا اب جو یہ ضعیف اور
کم طاقت کمزور ناچار ہوا بوجھ اٹھانا دشوار ہوا دھوبی نے کھانا دینا موقوف کیا اور اسکا رہنا بار ہوا دھوبی نے نکال
دیا یہ بھوکھا پیاسا پشت فگار زار و نزار آستانہ عالی وقار پر آیا ہی زبان حال سے عرض رساہی کہ اُس دھوبی سے
کہاجاے کہ مجھے دانہ گھاس کیون نہین دیتا ہی بھوکھا رکھتا ہی ظلم کرتا ہی باوجودیکہ شعر قدیمان خود را بیفزاے
قدر ❊ کہ ہرگز نیاید زپرورده غدر ❊ لیکن وہ بخلاف اسکے مجھسے بیزار ہی بادشاہ نے راے پر خواجہ بزرجمہر کی
بہت تحسین وآفرین کی اور حکم دیا کہ منادی ندا کرے اور جارچی جار دے کہ یہ گدھا جس دھوبی کا ہو وہ آکے
ہزار اشرفی لے جب منادی نے ندا کی اور یہ خبر مشہور ہوئی وہ دھوبی کہ جسکا گدھا تھا حضور بادشاہ عدالت بنیاد
مین حاضر ہوا آداب بجالایا زمین ادب کو بوسہ دیا اور دست بستہ عرض کیا کہ یہ گدھا غلام کا ہی بادشاہ نے کہا تو نے
اسکو کیون چھوڑ دیا اُس دھوبی نے کہا کہ اب یہ ضعیف وکمزور ہوگیا بوجھ لادنے کے قابل نہ رہا اسلیے مین نے اسکو چھوڑ
دیا بادشاہ نے جب یہ کلام دھوبی کا سنا فوراً سخن خواجہ بزرجمہر ذہن نشین ہوا اور کہا ای عمنامدار تم سچ کہتے تھے یہ گدھا
یہی فریاد لایا تھا اہل دربار شہنشاہ سب متعجب ہوکر تعریف کرنے لگے اور تحسین وآفرین کا دربار مین شور وغل برپا ہوا
پھر بادشاہ نے دھوبی سے کہا او نالایق جبتک یہ جوان تھا تو نے اس سے خدمت لی اور کام محنت ومشقت کا لیا
اور وقت ضعیفی کنارہ کیا حق خدمتگزاری اسکا دل سے سب بھلا دیا جا اسے لیجا خبردار جو تو نے اسکو کبھی کوئی ایذا
وتکلیف یا اسکی آب وخورش مین کمی کی تو تجھکو سزاے سخت دیجائیگی کہ پیٹ چاک کرکے بھس بھروا دیا
جائیگا اور اہل وعیال تیرے سب دار پر کھینچے جائینگے پھر ہزار اشرفیان اسکو عنایت کین وہ دھوبی دعاے
عمر ودولت وترقی حشمت جاہ وجلال وصولت وشوکت زبان پر جاری کرتا ہوا گدھے کو اپنے لیکر
چلا گیا یہ قصہ عدالت نوشیروانی تمام عالم مین شہر بشہر دیار بہ دیار صحرا بصحرا گلشن بہ گلشن دشت
بہ دشت کوہ بہ کوہ آفاق بہ آفاق مشہور ومعروف ہوا افسانہ عجائب وغرایب ہر زبان پر جاری ہوا جبتک
اس معاملہ عجیب کو دیکھکر آتش رشک وحسد سے جل گیا رنگ چہرے کا بدل گیا متحیر ومتفکر ومتردد

ہر وقت یہی سوچ کہ کسی تدبیر سے خواجہ بزرجمہر کو دربار عالی جاہ سے نکلواؤن نگاہ التفات نوشیروان
عادل سے گراؤن ہر روز اور ہر وقت خواجہ بزرجمہر کی بری غیبت بادشاہ نوشیروان سے کرتا رہتا ہی دل
مین یہ خیال فاسد رکھتا ہی کہ نوشیروان کو بہکا کے لڑائی جھگڑا کروا دیوے ایک روز بحکم بادشاہ نوشیروان
جلسۂ عیش و طرب مہیا ہوا ارباب نشاط تیار ہوئے ساقی خوش ادا و مطرب خوش نوا حاضر ہوئے بادۂ گلگون
کا دور ہوا رنگ محفل اور ہو اصحبت مینوشی گرم ہوئی ہر مست بادہ کش جھومنے لگا بادشاہ کو بھی نشۂ شراب زیادہ ہوا
آنکھین خمار آلود ہوگئین سامنے ناچ ہو رہا ہی مطرب طرانہ سنج ہین اُس وقت بختک نے پھر ذکر سابق چھیڑا عرض
کیا اے بادشاہ عالیجاہ افسوس ہی خواجہ بزرجمہر نے آپ کو بڑا دھوکا دیا دروغ گوئی کا پیشہ اختیار کیا بادشاہ
نے کہا کہ خواجہ بزرجمہر نے کیا جھوٹھ کلام کیا بیان کرو بختک نے کہا کہ اے بادشاہ زمان زبان طائرون
کی سوائے جناب سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے کوئی نہین سمجھ سکتا ہی خواجہ بزرجمہر نے آپ سے فریب
کیا نوشیروان تو اس وقت نشۂ شراب مین مست تھا بختک کے کہنے کو تسلیم کیا اور بہر امتحان خواجہ
بزرجمہر کو بلا کر یہ پوچھنے لگا کہ اے عم نامدار آپ سچ بتائیے کہ زبان جانورون کی آپ سمجھتے ہین یا نہین بختک
نے کہا کہ شہنشاہ یون جو آپ خواجہ بزرجمہر سے پوچھیے گا وہ اقرار کرینگے اور ایسی بات کہینگے کہ کبھی
نہ معلوم ہوگا کہ یہ زبان جانورون کی نہین جانتے ہین اس سے تو ہم یہ بہتر جانتے ہین کہ خواجہ بزرجمہر
کو شراب پلائیے جب وہ خمار بادۂ ناب سے مخمور ہون لحاظ و پاس و شرم دور ہون اُس وقت اپنے سر کی
قسم دیجیے اور اصرار کیجیے کہ اے خواجہ بزرجمہر تم جانورون کی زبان جانتے ہو یا نہین دیکھیے تو وہ کیا کہتے ہین
جھوٹھ سچ معلوم ہوگا صاف صاف اور صحیح صحیح مفہوم ہوگا جب بختک نے بادشاہ کو اسطرح بھڑکایا اور فتنہ پردازی
کا سبق پڑھایا بادشاہ بمصداق الصحبت تمن التاثیر اُسکے کہنے مین آگیا اور فوراً حکم دیا کہ خواجہ بزرجمہر کو
بلاؤ جلد حاضر کرو اُسوقت چوبدار مثل باد تند دوڑے ہوئے گئے اور خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ بادشاہ نے آپ کو
یاد کیا ہی خواجہ بزرجمہر اُسی وقت سوار ہو کر حضور بادشاہ نوشیروان عادل مین حاضر ہوئے آداب تسلیم
موافق رسم شاہی بجا لائے دعائے درازی عمر و ترقی دولت و حشمت دی شعر نگین سعادت بکام تو باد ✤ ہمہ کار
عالم بکام تو باد ✤ اے شہریار پر تمکین و ذی وقار خوش آئین اس ذرۂ بے مقدار کو حضور نے کیون یاد کیا ہی بادشاہ
نے فرمایا کہ اے عم نامدار مین اسوقت تنہا تھا اور جلسۂ مینوشی مہیا تھا جی چاہا کہ آپ کو بھی شریک صحبت کرون
اور آپ کو بھی شراب خواری کی تکلیف دون خواجہ بزرجمہر نے کہا حضور مین تو اس نعمت عظمے اور عطیہ
اعلی سے شہنشاہ دوران کے محروم ہون اسی سے دلفگار اور مغموم ہون شراب اس زمانہ مین گو کہ ممنوع
شریعت نہین مگر باعث عیش و فرحت سے مانع طاعت و عبادت ہی خلاق ازل اس سے ہر انسان کو بچانے
لائق ہی کہ بمقتضائے آیۂ کریمہ کما قال عز و جل فلیضحکوا قلیلاً یعنی خدائے عز و جل فرماتا ہی کہ انسان کو چاہیے
ہنسی مذاق کم کرے اور اپنے گناہون کو دیکھکر منفعل ہو بلکہ روئے اے بادشاہ گریہ و زاری عجز و عاجزی
انفعال و انکساری مقبول بارگاہ خدا ہی خاصان خدا ہمیشہ گریہ و نالان رہے ہین حال دنیائے دون
پر مدام خائف و ترسان رہے ہین کسی عاقل نے کبھی دختر رز کے حسن و جمال پر نگاہ نہ کی اور نہ اُسکی
ادا و ناز پر مائل ہوئے اور نہ کبھی اس مہر جمال حور تمثال سے دل لگایا ہان صحبت سلاطین مین اکثر
جو چار با حکما اور علما و فضلا اور اراکین و کاملین اس سے مدام انکار کرتے رہتے ہین بلکہ اپنے نزدیک

بدکرداری سمجھتے ہین بختک نے جو یہ کلام خجستہ فرجام خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق کے سنے چپکے سے کان مین
بادشاہ کے کہا کہ حضور ملاحظہ فرمایئے جو کہ شراب آپ پیتے ہین خواجہ بزرجمہر اسکی مذمت بیجا کرتے ہین اسوقت
آپ کوئی عذر و معذرت نہ سنیے اس انکار محض کو بھی فریب جانیے آپ مزوران کو شریک مینوشی کیجیے اسوقت
کا موقع بر محل رو بکار ہی خالی ہرگز ہرگز نہ جانے دیجیے بادشاہ نے یہ سنکر ایک جام بادۂ گلرنگ و خوناب کا خوب
لبریز کیا اور اُسکو ہاتھ پر رکھکر کہا کہ ای عمر نامدار خواجہ بزرجمہر ذی وقار براے روح قباد شہریار میری
طرف خیال کرکے خاطراً ایک جام بادۂ گلفام نوش فرمایئے دل غمزدۂ نوشیروان مینوشی فرماکر شاد کر دیجیے
اب خواجہ بزرجمہر مجبور و ناچار ہوئے آخر کار جام شراب نایاب و انتخاب ہاتھ سے بادشاہ فلک بارگاہ کے آداب
بجا لاکر لے لیا بڑی دیر تک اُس جام آفتاب التیام بادۂ شنگرفام کو دیکھا کیا کیونکہ اُس زمانے مین عہد نوشیروان
تک پینا شراب کا ممنوع نہ تھا اگر خواجہ بزرجمہر بموجب حکم شریعت و بہ طریقہ حکما و فضلا و علماے روزگار
صاحب فضل و ہنر و اقتدار انکار کیا کرتا تھا شراب ارغوانی بہ عیش و عشرت جاودانی کبھی نہ پیا کرتا تھا لیکن بہ
مجبوری قسم روح قباد شہریار عالی وقار و خاطر نوشیروان عادل زمان اُس جام شنگرفام کو خواجہ
بزرجمہر نے ایک جرعہ یعنے ایک گھونٹ کرکے پی لیا اُسوقت بہ سبب اطاعت و تابعداری بادشاہ فلک پناہ
کچھ خیال انجام و حکم امتناعی کا نہ کیا جام خالی ساقی کو دیدیا اور بار معصیت پہلے پہل سر انکسار پر لیا پھر
بادشاہ نوشیروان نے ساقی کو اشارہ کرکے کہا کہ ایک جام بادۂ سرخ واسطے خواجہ بزرجمہر کے اور
لے آ بیت ساقیا برخیز و در دہ جام را ٭ خاک بر سر کن غم ایام را ٭ خواجہ بزرجمہر تو کبھی ذائقہ بادۂ خوشگوار
سے آگاہ نہ تھے جادۂ خمار و بدمستی و سرشاری سے رو برا نہ تھے بادشاہ نوشیروان عادل زمان نے نہایت مسرور ہوکر
وہ جام بادۂ خوش کام منگوایا اپنی صحبت عیش و عشرت مین باخلاص شاہانہ پلایا خواجہ بزرجمہر دو جام بادۂ
بد انجام کے پی کر نہایت مخمور و بدمست ہو گئے نشۂ شراب ناب سے ہوش و حواس کھو گئے اُسوقت بختک
نے اشارہ کیا کہ ای بادشاہ یہ وقت چوکنے کا نہین ہے اب خواجہ بزرجمہر سے جسطرح چاہیے پوچھیے جھوٹھ سچ
کا حال سبھی معلوم ہو جائیگا آپ کو اخفا اور افشا کا مفہوم ہو جائیگا یہ سنکے بادشاہ نے اُسیوقت خواجہ
بزرجمہر سے کہا ای عمر نامدار تمکو میرے سر عزیز کی قسم اور روح قباد شہریار کی سوگند اسوقت مجھسے سچ سچ
بتادو کہ تمنے اُس قزاق بد آفاق سے زبان وحشیان و طائران صحرا کی سیکھ لی اور بولی حاصل کی اُسوقت خواجہ
بزرجمہر نشۂ شراب مین نہایت مست تھے فوراً بول اُٹھے کہ ای بادشاہ عادل آپ کو کچھ خبر ہے اسوقت گلستان
نشۂ مسرت کی سیر ہے کوئی شخص سواے جناب سلیمان بن داود علیہ السلام کے زبان وحش و طیر نہین جانتا وہ قزاق
بھلا بولی جانوران وحش و طیر کی کیا پہچانتا اور مین کیا سیکھتا وہ کیا مجکو زبان جانورون کی سکھاتا وہ خود ہی نہین
جانتا تھا مجھے کیا بتلاتا ای بادشاہ مصرع او خویشتن گم است کرا رہبری کند ٭ بادشاہ نوشیروان عادل زمان
نے جب یہ سنا بختک کے کلام کی تصدیق بخوبی ہو گئی اور مکر بختک کا نہ سمجھے یہ سراسر ذہن نشین بادشاہ ہوا کہ
خواجہ بزرجمہر ہمیشہ اسی طرح مجھسے ہر بات جھوٹھ بولتے ہونگے افترا پردازی کرتے ہونگے تھوڑی دیر تامل
کرکے کہا کیون خواجہ ہم تمکو عمر نامدار کہتے ہین اور آٹھ پہر تمھارے کلام کے اعتبار پر رہتے ہین تمھارے
ایک کلام دروغ کی تصدیق ہوئی اسی طرح تم مجھسے ہمیشہ جھوٹھ باتین بولتے ہونگے ہزاران دروغ مین کلام
ناراستی تولتے ہونگے کس واسطے آپ مجھسے جھوٹھ بولے اور عقدۂ راستبازی زبان سے نہ کھولے خواجہ

خواجہ بزرجمہر نے دست بستہ ہو کر یہ جواب باصواب دیا ای بادشاہ خیال کر کے سمجھنا چاہیے اور میری رائے فاسق
و نہم غلط غور کر کے دیکھنا چاہیے بقول شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ + دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز
ای بادشاہ ذیوقار اُسکے پوشیدہ کرنے کی یہ وجہ تھی کہ تمام خلق خدا اپنے اپنے مقام پر کہتی کہ بادشاہ نے ایک
قزاق ابوالخیر صحرائی سے دھوکا کھایا اور وہ فریب دے کر چلا گیا آپ کے واسطے بڑی بدنامی کا باعث ہوتا یہ بھی میری
خیر خواہی اور نمک حلالی تھی فقط تجھ اور عقل کا سبب ہی دوسرے یہ بات ہی ای بادشاہ قولہ تعالے والکاظمین
الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین طریقہ صلحا و تقیا یہ ہی کہ جو کوئی اپنے پاس پناہ لینے
آئے انسان بہر صورت اُس کی جان بری کرے چونکہ اُس نے مجھ سے پناہ چاہی بمصلحت مین نے جھوٹھ
بول کے اُس کی جان بچائی خوشنودی خدا کی جس وقت یہ کلام خواجہ بزرجمہر وزیر خوش انجام نے خدمت بادشاہ
نوشیروان عادل زبان مین عرض کیے بادشاہ سر جھکا کر سوچ سکوت کیا کچھ جواب نہ دیا عرق خجالت
مین غرق از پا تا فرق مگر دل رنجیدہ طبع کبیدہ چشم کشیدہ ہو کر خواجہ سے کہا ای عم نامدار خیر جو کچھ ہوا سو ہوا
وہ باتین گذشتہ را صلوات معلوم ہوا کہ آپ کی سب باتین اسیطرح مصلحت آمیز اور یہ باتین تمام فتنہ و
فساد خیز ہونگی اور جو شخص کہ جھوٹھ بولتا ہی کچھ دلمین اُسکا نیک و بد بھی سمجھ لیتا ہی اور کچھ نہ کچھ اپنے نزدیک
مصلحت جانتا ہی گو کہ وہ دوسرے کے نزدیک خلاف ہو بلکہ سراسر جھوٹھ صاف صاف ہو لیکن اُس کی
عقل کے نزدیک مصلحت ہی سراسر پُر از حکمت ہی ای عم نامدار یہ عذر تو آپ کا دلپذیر نوشیروان ہوا بالکل
خلاف میرے دل نالان کے ہوا جب وصیت پدر عالیمقدار تھا و شہریار مجھکو آپ کے نہایت پاس و خیال خاطر
مسرت ماثر نے مجھ پر ملال کیا کہ کوئی امر بے عنوانی اور کلام بے تہذیبی مین اپنی زبان پر نہین لایا
اور اگر دوسرا اس مقام پر ہوتا سزا پاتا آپ کو دیدہ عتاب بھی نہ دکھایا خراب آپ کے واسطے کیا سزا و جزا
بس اب آپ کو یہ مناسب ہی کہ عہدہ وزارت سے دست برداری کیجیے ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کی راہ لیجیے گرم جوشی
سے معاف رکھیے زیادہ باتین نہ بنایئے بقول شخصے شعر سزا را یا فتند ای مرد زیرک زیر نادانی + چرا کارے کند عاقل
کہ باز آید پشیمانی + خواجہ بزرجمہر یہ کلام بادشاہ نوشیروان عالی مقام سنکر صحبت عیش و عشرت سے اُٹھکر
آداب آخری بجا لا کر دولت سرا مین تشریف لائے اور خانہ نشینی اختیار کی اور یہ کلام اپنی زبان پر لائے کہ
پروردگار عالم عالمیان اپنے دربار مین مجھکو کبھی نہ لائے اور خداوند کریم ایسے بادشاہ ناقدر کی صورت کبھی
نہ دکھائے خواجہ بزرجمہر ہمیشہ علوم و فنون و حکمت اور عبادت رب العزت مین رہنے لگے لیکن ایّا نوشیروان
عادل کا یہ دستور رہا کہ آٹھ پہر لہو و لعب مین دن رات شراب خواری و عیش و عشرت مین مشغول ہوا
بختک کا ستارہ عروج پر ہوا تھا بادشاہ ایسا شراب غفلت سے مدہوش ہوا کاروبار ملکی و مالی خلق خدا
کی سرپرستی بھولا غرضکہ یونہین ایک مدت مدید گذری عدالت کی کچھ توجہ نہ کی ایکدن آسمان پر گھٹا چھائی ابر
سیاہ جھوم کے آیا از فرط ظلمت شب کے اندھیرا چہار طرف چھایا میکشون کو بادہ نوشی کی امنگ ہوئی دل مین
خمار جوانی کی ترنگ ہوئی بختک بدمست نے بادشاہ نوشیروان سے کہا کہ حضور آج کا روز قابل دید صحرا
سبزہ زار ہی تشریف لے چلیے فزائے صحرائے لالہ زار کی سیر کیجیے وہ موسم بادہ خوشگوار پیجیے صید افگنی
کا مزہ ہی ہنگام دل افروز ہی یہ سنکے بادشاہ نے حکم دیا کہ سامان شکار تیار ہو ہر ایک چلنے پر آمادہ و ہشیار ہوا
الغرض بجاہ و حشم و جلال و خدم بڑے تزک و سامان سے بادشاہ سوار ہوے اور جانب دشت روانہ ہوئے

ناگاہ درمیان صحرائے سبزہ زار کے پہونچے سامنے ہرن کا غول نظر آیا بادشاہ نے اُن کی طرف گھوڑا اُٹھایا جہید کو نشانہ تیر قضا بنایا کسی جانور کو شکار باز کیا کسی کو صید طعمہ زبان دراز کیا شفیق رفیق امیر وزیر سرداران وجوانان اُس صحرائے پُر فزا مین پھرتے تھے عالم نوجوانی مین کلیلین کرتے تھے یہان تک مرغ زرین بال فلک یعنی آفتاب عالمتاب چراگاہ چرخ اطلس نیلگون مین پھرتے پھرتے معدل النہار تک پہونچا یعنی نصف النہار کا وقت آیا ٹھیک دوپہر ہوئی اور دھوپ تیز گرمی کی شدت حرارت انگیز ہوئی بادشاہ نے عیاران بیباک سے فرمایا کہ کوئی جگہ معقول سایہ دار ٹھنڈی ٹھنڈی تلاش کرو کہ جہان سبزہ خفتہ عالم بیداری پر لہکتا ہو ہر گل خودرو مہکتا ہو وہان جاکر ٹھہرین تھوڑی دیر دم لین برسات کی دھوپ جو بعد بارش کے نکلتی ہو انسان سے سہی نہین جاتی ہو طبیعت عرق عرق ہو جاتی ہو یہ سنتے ہی بادشاہ نوشیروان کے عیاران طرار مثل صبا کے تیز رفتار دوڑے اور جائے تفریح برائے بادشاہ ڈھونڈھنے لگے تھے کہ ایک گانوں کے قریب پہونچے دیکھا کہ ایک باغ معطر کن دماغ عجیب بہاری کا سامنے نظر آیا اُن عیارون نے در باغ پر پہونچ کر باغبان سے دریافت کیا یہ باغ کس کا ہو کون مالک اور مہتمم اس کا ہو باغبانون نے یہ کہا کہ منوچہر بادشاہ کا ہو لیکن اب ایک پیرمرد میفروش کہ وہ آہنگر کا پوتا ہو تا ہو وہ عیاران تیز رفتار مثل صرصر نوبہار خدمت بادشاہ گل رخسار مین آئے اور قاعدہ آداب سے یہ دعا و ثنائے شہنشاہی بجالائے شعر رہے حکم مین تیرے روئے زمین + غلامی کرے تیری خاقان چین + ای شہنشاہ دوران بادشاہ نوشیروان بموجب ارشاد فیض بنیاد ہم چہار طرف مثل گردش لیل و نہار مضطر و بیقرار برائے آسائش شہنشاہ فلک وقار دوڑے ایک سمت کو جو پہونچے یہان سے تھوڑی دور پر ایک باغ دیکھا کہ نہایت پُر فضا بغایت دلکشا تر و تازہ شاداب و خوش نما ہو قریب اُس باغ کے ایک گانوں بھی بہت آباد و شاد ہو دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ باغ منوچہر شہریار کا ہو اب ایک پیرمرد میفروش کا کہ وہ آہنگر کا پوتا ہو رہتا ہو اور وہی مہتمم باغ دلکش ہو حضور وہان تشریف لے چلین تا دیر وہان استراحت کرین آسائش سیر باغ کیجیے بادہ گلفام پیجیے یہ سنتے ہی بادشاہ بموجب التماس عیاران نمک آشنا سمند باد پیما مسمر کی باگ لی مثل باد بہاری سواری چلی ہمراہ تمام ہوا خواہان گرم عنان وہ خوش شان فلک رسان در گلزار پر بشوکت و شان آئے قطعہ باغ کا دربان دیدہ وا

محو نظارہ گل رعنا + جتنے گل تھے جہان سے اندر + سب تھے اُس بوستان کے اندر + زمین گل آسمان گل بحر و بر گل
نمانده در جہان گوئی مگر گل +

دیکھتے ہی باغ بہار گلستان جنت نشان کو ہوش و حواس بجا ہوئے دل نے لطف اُٹھائے باغبان شگفتہ بیان نے دوڑ کے اُس پیرمرد میفروش سے بصد جوش و خروش عرض کیا کہ آج اسوقت ایک بادشاہ جم جاہ کسی طرف سے شکار کھیلتا ہوا گرمی سے بدحواس دھوپ کی حدت سے مبتلائے ہراس آیا ہو وہ پیرمرد فوراً سنتے ہی آیا اداب شاہی بجا لایا اور دست بستہ عرض کیا حضور کرامت ظہور اندر باغ کے تشریف لائین دل کو بہلائین کفش خانہ جہان پناہی حاضر ہو موجود سب اسباب عیش حضور کی خاطر ہو استراحت کیجیے بادہ گل رنگ پیجیے بادشاہ جم جاہ مع ہوا خواہان فرحت خواہ اُس پیرمرد کے ساتھ باغ دلکشا مین تشریف لائے عجیب رنگ بہار نظر آئے دیکھ کر نہال ہو گئے میوہ دار بار بار جھوم رہے ہین پھل شاخون کے سبزہ نو خیز کو چوم رہے ہین اور اشجار گوناگون بو قلمون سرسبز شاداب ہین گلہائے رنگا رنگ نایاب انتخاب ہین سبزہ خرم فرش مخمل زنگاری بچھائے ہوئے سوتا ہو افق آفتاب کرن کی افشان چمک کرشمہ ہوتا ہو دھوپ کی زردی جو برگہائے

کاہی پر پڑتی ہو زعفرانی کھیت معلوم ہوتا ہی سہانوں مین تھالوں کے جو پانی بھرا ہی ہر گل پژمردہ گرگر کر منھ دھوتا ہی غنچے شادابی چمن دیکھکر مسکراتے ہین پھول تازہ تازہ نسیم بہار کے آنے سے کھلے جاتے ہین نرگس گلون سے اشارے کرتی ہی سوسن شادابی چمن کا دم بھرتی ہی بیلا البیلاپن دکھاتا ہی گل ریحان خوشی سے اتراتا ہی سنبل پیچان سنے ناؤ کے گیسوے تابدار دوش پر ڈالے ہین عاشق مزاجون کے دل لہرانے کے واسطے سانپ پالے ہین ذرن لالے کا کنول روشن ہی داغ سینے خورشید تابان جلوہ افگن ہی سرو لب جو فرحت سے اکڑ رہا ہی گل خورشید باغ فلکی رشک سے بگڑ رہا ہی کلیان پھولون کی چٹک رہی ہین بلبلین شاخون پر چہک رہی ہین خوشنوا ترنم کنان ہین قمریان کہتی ہین زمزمہ پرداز طائر خوش الحان ہین بادشاہ نوشیروان آرائش باغ سے معطر دماغ ہو کر بہت خوش اور مسرور ہوا خوشبوے گلہاے تر و تازہ سے غبار مسافت دشت نوردی دور ہوا باغ مین آنے سے دل بہل گیا بے ساختہ یہ شعر زبان شگفتہ بیان سے نکل گیا شعر اگر فردوس بر روے زمین است * ہمین است و ہمین است و ہمین است مگر ساتھ ہی یہ دل مین خیال علی الاتصال آیا کہنا حق مین نے ان بہادران دل تنگ اور عیاران بے درنگ کو ہمراہ اپنے لایا ایسا ہو کہ یہ سبب مسافت بادیہ پیمائی کی اٹھاے ہوے اور کلفت صحرا نوردی سے اکتاے ہوے شاید دست درازی کرین قدم جا و بے جا دھرین کوئی پھول توڑ لین منھ رسم و راہ مروت سے موڑ لین یا کوئی پھل کھائین ذائقہ زبان پر اٹھائین مالیون کا دل پژمردہ ہو باغبان افسردہ ہو پژمردہ چمن نوبہار پر چھری ظلم کی چلے مثل برگ خزان دیدہ کف افسوس ملے اگر سبزہ روش کا پامال ہو جائیگا باغبان کا عجب حال ہو جائیگا شعر بہ پنج بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد * زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ * انوشیروان بختک خار دہ چمن نے جب بادشاہ کو متردد و متفکر دیکھا مستفسر ہوا بادشاہ نے راز دل بیان کیا اس خار گلشن عشرت نے عرض کیا کہ حضور آپ ناحق اتنی سی بات کے خیال مین متردد ہین عملداری سرکار مین ایسے ایسے ہزارہا باغ آراستہ و پیراستہ ہین اگر ایک باغ تاراج ہو جائیگا تو ہو جاے کچھ فکر نہ کیجیے تشریف لیچلیے بارہ دری مین رونق افروز ہو جیسے جام جم چلائیے مزے اڑائیے بختک کے کہنے سے بادشاہ مجبور و ناچار ہوا جانب بارہ دری گرم رفتار ہوا بقول خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق لائق و فائق کہ جیسے بادشاہ نوشیروان کے آپ مشیر کار ہین ویسے ہی خود بدولت کی عقل کے کاروبار ہین مصداق اسکا کہ الصحبت من التاثیر و بقول شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نظم

گلی خوشبوی در حمام روزی
رسید از دست محبوبی بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوی دلآویز تو مستم
بگفتا من گل ناچیز بودم
ولیکن مدتی با گل نشستم
جمال ہمنشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

الغرض بادشاہ نوشیروان عادل زمان اندر بارہ دری کے آئے اور مسند عیش و عشرت پر جلوہ آرا ہوے مگر حکم قطعی دیا کہ باغ مین جابجا پہرے کھڑے ہون کوئی بغیر اجازت شہنشاہی کوئی پھل پھول نہ توڑے سبزے کی راحت سے منھ نہ موڑے بموجب حکم محکم بادشاہ جم جاہ چوبدار پہرے والے سپاہی جابجا گرد و پیش باغ مین گھومنے پھرنے ٹہلنے لگے یہ سب اثر صحبت خواجہ بزرجمہر کا اور تربیت و تعلیم کا سبب تھا اور نصیحت قباد شہریار کا باعث تھا کہ اکثر بواجہ خواجہ بزرجمہر قباد شہریار نوشیروان عالی وقار کو فہمائش کیا کرتے تھے کہ ہرگز ہرگز کبھی کسی کا دل نہ دکھانا کسی کو تکلیف نہ دینا کسی پر ظلم و تعدی نہ کرنا کسی کا نقصان نہ ہونے دینا وہ امر پیش نظر ہوا کہ اس نصیحت کے اثر سے ویسا ہی کیا الغرض اُسی پہر چوبدار نے باادب کھڑا ہو کر بادشاہ کا استمزاج کیا اور عرض کیا اگر حکم ہو تو حضور کی بادہ نوشی کا سامان کرون دعوت و مہمانداری جہان کرون نوشیروان نے اُس

پیرمرد کی عالی ہمتی پر کمال آفرین کی اور بہ سبب دلشکنی کے اُس کی دعوت قبول کی پیرمرد بہت خوش ہوا گویا
سعادت دارین حصول کی جلدی اُٹھ کے گیا طرح طرح کے کھانے پکوائے بادشاہ کے واسطے خوان میں رکھکر لایا
دسترخوان دیبائے اطلس رومی بچھایا اُس پر ہر ایک قسم کا کھانا چنوایا اشعار

مزعفر بھی زردہ بھی سب اِنتخاب
لبالب کئی کاسوں میں شیر تھی
بھرے پیالے سالن کے تھے بیشمار
وہ جام ایک پلے لئے میں لطف ہی

سفیدہ بھی تھا اور بریانی بھی تھے
کہیں کوفتے اور کہیں نان و قتان
دہی بھی شکر بھی نبات اور قند

کئی ڈھیر تھے روٹیوں کے لگے
کہیں شیرمالوں کا دستہ نشان
وہ کھانے لطیف اور عجب دلپسند

پلاؤ چلاؤ و تُجن کباب
کئی رنگ کا زردہ اور کھیر تھی
مربے کئی تھے کئی تھے اچار
کئی کشتیوں میں صراحی فی

بختک نے جب تک صحبت آراستہ و پیراستہ اور پیرمرد کی سیر چشمی اور خاطر و
مدارات کرنا جو دیکھا کہا یہ پیرمرد ایسا مالدار ہی کہ اس نے بادشاہ کی دعوت کی فوراً بادشاہ کو صلاح دی کہ اس
پیرمرد کے پاس خزانہ بیشمار ہی یہ بڑا مالدار ہی اس سے بطور جزیہ روپیہ طلب کیجیے بادشاہ نے کہا او نالائق اُسنے
تو یہ احسان عظیم کیا مقام آسائش و آرام پہ بٹھایا کھانا کھلایا پانی پلایا اُسکا بدلہ یہی ہی کہ میں اُسے تکلیف
دوں اور ستاؤں جزیہ کا روپیہ طلب کروں مجھسے یہ نہوگا بیت جو از چنگال گرگم در ربودی * چو دیدم عاقبت
خود گرگ بودی * دیگر ستم و جور تعدّی کے یہ پہلو نکلے * جسکو سمجھے تھے مسیحا وہ بلا کو نکلے ای بختک بڑے افسوس
کی بات ہی کہ مرد اپنے قول و قرار سے پھرے اور کسی کو تکلیف و اذیت پہنچائے مصرع جنکے رتبے ہیں سوا اُنکو
سوا مشکل ہی + بادشاہوں کو ایسا فعل لغو کرنا نچاہیے یہ فرما کر اُس پیرمرد سے بادشاہ معدلت پناہ مستفسر
حال ہوا اور گوش حق نیوش کو اُس کے جواہر بیش بہاے کلام سے لبالب کیا فرمایا کہ ای مرد پیر خوش
تدبیر سن تیرا کسقدر ہی تو بڑا عالی ہمت و نامور ہی اُس نے سارا حال اپنا باہ و زاری عرض کیا کہ ای شہنشاہ
گیتی پناہ عمر میری تین ہزار برس کی ہی اور میں منوچہر کے زمانے میں تھا اور ایک گانوں یہ جو قریب
یہاں سے ہی یہ منوچہر بادشاہ کا آباد کیا ہوا ہی میں اسی گانوں میں رہتا ہوں اور شب و روز یاد
خدا میں مشغول ہوں جو مسافر اس جگہ آتا ہی اُسے میں اپنے مقام پہ لیجاتا ہوں جو کچھ مجھکو میسر ہی ماحضر
اُسکے واسطے لاتا ہوں بادشاہ سنکے بہت شاد و مسرور ہوا پیرمرد سے فرمایا ای پیرمرد جو کچھ تجھکو خواہش
مال و زر کی ہو وہ تو میرے خزانۂ عامرہ سے لے اُتنا ہی تیرے واسطے ہمیشگی کو مقرر ہو جاے گا
بختک نے دل میں کہا کہ میں نے تو بادشاہ کو طلب زر و مال کی اشتعالک دی تھی کہ اس پیرمرد سے
روپیہ لیجیے اور یہ نہیں کہا تھا کہ اور خزانے اپنے پاس سے دیدیجیے واہ واہ یہ خوب اُلٹا افسون چلا کہ
اُس سے روپیہ طلب نہ کیا اور اپنے پاس سے دیتے ہیں بادشاہ لوگ بھی بڑے بیوقوف ہوتے ہیں
آخر بختک سے ضبط نہو سکا بادشاہ سے کہا آپ کیا غضب کرتے ہیں مفت ایک جزو اپنے ہاتھ سے کھوتے ہیں برائے
لات و منات جو کیے نہیں میرا کہا مانیے اس پیرمرد سے روپیہ طلب کیجیے بادشاہ نے کہا ای بختک یہ ظلم مجھسے کبھی
نہوگا میرے اُستاد نے یہ سبق مجھے نہیں پڑھایا ہی جو تیرے ذہن و عقل ناقص میں آیا ہی خواجہ بزرجمہر نے
مجھکو یہ نہیں بتایا ہی جو کچھ تو سکھاتا ہی بختک نے کہا آپ چپکے بیٹھے رہیے میں روپیہ مانگتا ہوں آپ کی
خیرخواہی کا جویا ہوں آدمی تھا کا شیطان وہی ہی کیا پیرمرد کے پاس روپیہ کی کمی ہی بادشاہ چپ ہو رہا بختک
نے اُس پیرمرد سے کہا کہ بادشاہ کچھ تجھسے لیتا ہی روپیہ مانگتا ہی کیونکہ تو نے دعوت نذر نہیں دی پیرمرد نے
کہا میں غریب آدمی بادشاہ کو کیا نذر دوں مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک + لیکن چار لاکھ دینار بادشاہ کی

نذر کرونگا مین بادشاہ کی ہمت کو دیکھتا تھا کہ بادشاہ مجھسے مانگتا ہی یا نہین اگر نہ مانگتا تو اس سے زیادہ اور نذر دیتا
افسوس ہی کہ مجھ ایسا غریب تو ہمت رکھے اور بادشاہ ہفت کشور نا لائقی کرے اور مثل تنگ دلون اور زر گندہ نظرون کے
بندۂ زر ہو جاے جب بادشاہ نے یہ کلام نصیحت انجام سنا کہا ای بختک اس پیر مرد سے پوچھ کر وہ دینار چاندی
کے ہین یا سونے کے ہین پیر مرد ہنسا اور کہا ہیہات سخنان ناہموار برنخورند شہ بخیلان غم سیم و زر نخورند
مجھ غریب کی ہمت سے خدا نے انکو سونے کا کر دیا ہوگا ای بادشاہ ہمت مردان مدد خدا مرد کو چاہیے کہ ہمت اپنے
پروردگار عالم برکت دینے والا ہی وہ رزاق مطلق ہی مال کیا مال ہی بادشاہ نے کہا ای پیر مرد من فہمیدہ تیرا
سنجیدم مین سمجھا کہ تو مجھے اس پردے مین سمجھاتا ہی اور غیر معلوم سمجھتا ہی بھلا تیرے پاس روپیہ کہان سے آیا
اُسنے عرض کیا ای بادشاہ اب آپ بیشک سمجھے بس اسقدر میرے پاس زر ہی کہ جو کوئی مسافر آجاتا ہی مین اُسکی
دعوت کر سکتا ہون نہ یہ کہ اُسکو دون کہان سے لاؤن جو تقسیم کیا کرون جو پایا وہ کھایا جمع کرنے والا استقلال
قارون ہی یہ نہایت سخن زشت و زبون ہی بختک نے یہ کلام پیر مرد کا سُنکے کہا ای پیر مرد بادشاہ کو نہ بھلاوا
دے جو کچھ زر رکھتا ہی وہ لا دے تو نسل کاوان آہنگر سے ہی وہ بادشاہ فریدون فر کا سپہ سالار تھا بلکہ اُسکے
بجاے پدر بزرگوار کے تھا کہان تک مال و متاع فراوان اُسنے تجھے دیا ہوگا اُس پیر مرد نے عرض کیا کہ صدقا کبیرا
وہ میرے پدر بزرگوار نے سچ کہا تھا کہ ایک بادشاہ کیانی ہوگا اُسکا ایک وزیر نطفۂ بیوقت کافر بیدین
جہنمی لعین خواجہ گرازالدین ہوگا اور ایک وزیر اُسکا حاکم و عادل و فاضل و کامل و بالغ و باذل و عاقل
و عامل ذکی فہیم دقیقہ رس اختر شناس رحم دل غربا پرور حکیم حاذق بے بدل آفتاب عالمتاب سپہر حکمت ماہتاب
جلوہ افروز فلک ہمت خواجہ بزرجمہر ہوگا مگر افسوس کہ بادشاہ اُسکے کہنے کو نہ مانیگا اور اُس مردود ازلی و
ابدی کے بہکانے پر آمادہ رہیگا ای بادشاہ میرا بھی نام ظہیر ہی ۔ انشد ہی میرے پاس ایک لوح ہی کہ اسمین
ایک طرف یہ باتین سب تحریر ہین جو کچھ مین نے بیان کین اور دوسری طرف جو کچھ مرقوم ہی وہ مجکو نہین معلوم ہی وہ
عبارت مجھسے پڑھی نہین جاتی ہی اگر حکم ہو تو لے آؤن آپ کو دکھاؤن بادشاہ یہ سُنکے اس لوح نایاب کے
دیکھنے کا بہت مشتاق ہوا اور اُس پیر مرد سے کہکر لوح کو منگایا سبکو دکھایا آپ بھی بغور ملاحظہ کیا جتنا
پڑھا جاتا تھا اُتنا ہی پڑھا زیادہ نہ پڑھ سکا ایک حرف نہ چلا پیر مرد نے کہا ای بادشاہ اب بھی آپ کہنے پر خواجہ
بزرجمہر کے عمل کیجیے اور اس لوح عمدہ و نایاب کو فال غیبی اور دفتر نصیحت منجانب اللہ سمجھکر لیجیے بادشاہ نے
یہ سُنکے بختک کی طرف دیکھا بختک نہایت نادم و منفعل و ذلیل و اپنی حرکات ناشائستہ سے پشیمان ہوا
مگر بقول شخصے ایسے بد دیانت انسان کہین پشیمان ہوتے ہین مثل مشہور ہی کہ چکنے گھڑے پر بوند پڑی اور ڈھلک گئی
خداوند کریم سبکو راہ راست دکھاے طبیعت صاف اور دل پاک عنایت فرمائیے بادشاہ نے بختک سے کہا
اسکو پڑھ کہ اس لوح مین آگے اس عبارت فہمیدہ کے اور کیا مضمون پیچیدہ ہی اگر نہ پڑھا تو تو کیسا وزیر بے تدبیر
ہی آخر کو سچا پائیگا سزا پائیگا بختک نے بڑی دیر تک غور کیا عبارت کا ایک حرف نہ پڑھا گیا آخر طفل مکتب
کی طرح مثل الف بے کے ہجے لگانے مگر حرف اسکے پڑھنے مین نہ آے بادشاہ نے ایک دو ہنٹر اُسکے منہ پر مارا اور کہا
او نالائق بدذات ارے کودن دے کر پڑھتا ہی یا کتابین گدھے پر لادی ہین دور ہو تو نے مجھے بلاے مالا یطاق مین
گرفتار کیا ہی راہ زشت و ضلالت کیطرف لیچلا ہی بختک کانپتا تھا تاپتا بخوف جان دار و سامنے سے بادشاہ
نوشیروان عادل کے اُٹھکر چلا گیا بادشاہ نے ایک معذرت نامہ بنام خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق تحریر کیا اور سعد

نذیمن ملاوسعید نزرین کمرتھین کہ یہ دونون بادشاہ کے رفقاے قدیم اہل ندیم سے تھے انکو وہ معذرت نامہ دیا اور کہا کہ جاؤ
تم دونو اور خواجہ بزرجمہر کو سمجھا کر اپنے ساتھ لاؤ اور مجھسے میرے شفیق و رفیق و بزرگ جلدی ملاؤ سعد و سعید دونون بحکم تاکید
مزید بادشاہ وحید گھوڑون پر سوار ہو کر مثل بادِ صرصر تیز و بہزار تگ و دو گھوڑے اُڑاتے ہوئے ملک مدائن مین
اگردولت سراے خواجہ بزرجمہر پر پہونچے اور وہ معذرت نامہ مسرت شمامہ بادشاہ جمجاہ نوشیروان عادل زمان کا خواجہ
کو دیا خواجہ بزرجمہر نے ہنسکر وہ نامہ پڑھا اور سعد اور سعید سے کہا کہ بادشاہ نوشیروان کو جب کوئی ضرورت شدید
ہوتی ہی اسی غرض سے مجھے بُلاتا ہی نہین تو ہر وقت بختک رفیق یاد آتا ہی مین اب نہ جاؤنگا بادشاہ نالایق ناشایستون کا
شائق ہی مجھے کچھ ضرور نہین کہ ایسے نالائق اور ناقدر کے پاس جاؤن اور ملاقات کرون اور اپنے کو جھوٹا اور فتری مشہور
کراؤن ای بھائی سعد اور سعید یہ صحبت بختک نالائق کی دیکھیے کیا دکھاتی ہی اور بادشاہ نوشیروان پر کیا بلا لاتی
ہی اور صرف قباد شہریار کے کہنے سے مین جانبازی کرتا تھا وہ بادشاہ مرگیا اب مجھے کیا ضرور رہی اور کیا مطلب ہی نقول شخصے
جو جیسا کریگا وہ ویسا پائیگا سعد اور سعید نے کمال منت کی اُسوقت خواجہ نے پوچھا کہ آخر یہ بات بادشاہ کو
ایسی کیا مشکل اہم درپیش ہوئی ہی جو مجھکو یاد کیا ہی سعد و سعید نے سب حال بادشاہ کے شکار پر جانے اور پیر مرد
کے ملنے کا اور کیفیت لوح بیان کی خواجہ نے کہا کہ بختک تو بڑا عقیل و فہیم ہی اُس سے وہ لوح کیون نہ پڑھی گئی
مشکل لاحل سلطان نہ حل ہوسکی سعد و سعید نے بڑی خوشامد درآمد و منت سماجت کی خواجہ مجبور ناچار
ہو کر اُنکے ہمراہ چلے خدمت باسعادت بادشاہ جمجاہ نوشیروان عادل زمان مین حاضر ہوئے آداب و تسلیمات بجالائے
بادشاہ دیکھتے ہی بادائے تسلیم و تعظیم صفت و ثنا کرنے لگا بہت خرم و شاد ہوا مزاج پُرسی کرکے عرض کیا ای خواجہ بزرجمہر آپ ایسا
لائق و فائق حکیم حاذق کوئی دنیا کے پردے پر ہوگا رونق سلطنت قباد شہریار و نوشیروان نامدار
قدوم میمنت لزوم حضور سے ہی بادشاہ نوشیروان نے کہا ای عم نامدار یہ آپ کو پیرمرد نے عطیہ دیا ہی اسکو ملاحظہ
فرما کر پڑھ دیجیے کہ اس مین کیا لکھا ہی ایک رخ سے تو پڑھی جاتی ہی دوسری طرف کی عبارت سمجھ مین کسی کی نہین آتی ہی خواجہ
بزرجمہر نے اُس لوح کو بغور دیکھا مضمون عبارت کا آئینہ ہوگیا عرض کیا ای بادشاہ یہ تحفہ منوچہر بادشاہ نے
دیا ہی اس مین فہرست ہفت گنج منوچہر ہی اور نام خزانون کے تحریر ہین وہ خزانے جواہر اور سونے چاندی وغیرہ
کے سات رنگ کے ہین اور وہ خزانے اس باغ مین دفن ہین اگر آپ چاہین تو اُن ساتون خزانون کو
نکلوا سکتے ہین پھر ہاتھ بادشاہ نوشیروان کا پکڑ کے لائے جہان خزانے دفن تھے وہ مقام خواجہ بزرجمہر نے
بادشاہ کو بتائے بادشاہ نے حکم دیا کہ جلد ابھی بیلدارون کو بلاؤ یہان کی زمین کھدواؤ فوراً بحکم بادشاہ جہان پناہ
خود بیلدار آئے وہ مقامات خواجہ بزرجمہر کے بتائے ہوئے کھدوائے بہت دور جاکر ایک دروازہ نمودار ہوا اُسکو خواجہ
بزرجمہر اور بادشاہ نے کھلوا دیکھا کہ کھمبھاے زرین زنجیرہاے طلائی سے بندھے ہوئے چھت کے قلابون مین
لٹکے ہین اُس مین جواہر بیش بہا اور سونا اور چاندی اور روپیہ اشرفی بھرا ہوا ہی بادشاہ نے خزانے کی یہ کیفیت دیکھکر
اپنا قبضہ کیا اور ہاے خزانہ مقفل کرکے اُسپر پہرا بہت ہوشیار و زبردست کردیا بختک بدبخت رشک و حسد
سے سر پیٹنے لگا کہا کہ واہ کیا خوبی تقدیر کی ہی کہ اس صندوقچہ سے تو بادشاہ کو لوح دلوائی اور آگے میرے یہ
تحریر آئی کہ مثل مگس شیر شیرین نکالکر پھینکدیا اور کچھ میری محنت و ریاض کا خیال نہ کیا اگر مین اسقدر
اس پیرمرد سے تقریر نہ کرتا تو لوح کا کاہے کو ثبوت ہوتا اور خزانے کیونکر دستیاب ہوتے اب پکی پکائی
ہانڈی پاکر سب موجود ہوگئے خدا کی شان پکائے کون کھائے کون پھر دوسرے خزانے کا مقام

خواجہ بزرجمہر نے بتایا اُسکو کھدوایا اُس مین بھی ایسا ہی مال نظر آیا اسی طرح ساتون خزانے نکلے ایک خزانے مین ایک لوح بھی نکلی وہ لوح بادشاہ نے نکلوائی اور اُس لوح کو ملاحظہ کیا مگر ایک حرف بھی اس لوح کا پڑھا نہ گیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ ای بادشاہ یہ لوح وزیر اعظم بختک کو دیجیے وہ پڑھین بختک نے غور کر کے پڑھا مگر کوئی حرف نہ چل سکا بادشاہ نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ ای عم نامدار کیونکر ہوسکتا ہی کہ بختک آپ کے مقابل ہو کر آپ کی ہمسری کرے مصرع ہر کسی را بہر کاری ساختند ✥ آخر الامر اُس لوح کو خواجہ بزرجمہر نے فر فر پڑھا گویا اُنکے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اور نام اُس لوح کا جواہر الحکمت اور نسبت اُسکا تذکرۃ المغنی اور وہ لوح حکیم جالینوس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اور اُس لوح مین سراسر حکمت کے طریقے مندرج تھے اور وہ لوح ایسی تھی کہ اسیر تمام و فاتن روے زمین نثار پارہ دل قارون صدقے بار بار اگر اسکو جان بیچ کر خریدے تو بھی کچھ اس لوح کے آگے حقیقت نہین کہ اس مین تمام آئین ملک داری و نسخہ جات ہر طرح کے لکھے تھے اور سلاطین روزگار بصد خواہش دل زار ایسی چیزون کے متجسس رہتے ہین الغرض بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا خواجہ بزرجمہر سے کہا ای عم نامدار تم مجھے اس لوح کو پڑھا دینا حرف حرف اسکا بتا دینا خواجہ نے کہا بہت خوب حقیقت مین حضور یہ لوح راحت دل بیتاب ہی پھر اُس لوح کو خواجہ نے لے لیا اور دل مین تصور کیا کہ اگر یہ بادشاہ نوشیروان اس لوح کو پڑھتا تو بڑا غضب ہوتا خیر اسی ذریعے سے یہ لوح مجھے ملی اور دولت خزانے کی بادشاہ نے بالی غرضکہ وہ خزانہ بادشاہ نوشیروان نے نکلوا کر بار کرایا اور کئی ہزار دینار بشرح خواجہ بزرجمہر نے اُس پیرمرد کو دلوائے جو مہتمم باغ فرحت افزا تھا باقی سب مال و دولت ہمراہ نوشیروان لیکر مدائن مین آئے عیش و عشرت مین مشغول ہوئے مطالب دلی حصول ہوئے اب بختک کی دال بھی نہین گلتی کوئی دل کی ہوس نہین نکلتی کچی روٹی ہوگئی تھپیڑے کھائے اپنا سا منہ لیکر چلے آئے گھر مین بیٹھے مکھیان اُڑایا کرتے ہین دل ہی دل مین رنج و غم اُٹھایا کرتے ہین ہر وقت دل کی مذاقیہ اور دل لگی کی یہ صدا ہی ای بختک روٹیلے پیر شاہ پیر محمد کے جا کر کس واسطے خواجہ بزرجمہر کے رشک و حسد سے مثل خمیر پیٹ پھولا جاتا ہی تجکو تو دو ساعتے بزرجمہر کے بادشاہ سے بات کرتے چپ آتی ہی اب صورت تنور آتش حسد تجکو جلاتی ہی یہان بادشاہ نوشیروان کا خواجہ بزرجمہر کے کہنے پر عمل ہی کچھ اندنون ملک مین نہ بدانتظامی نہ خلل ہی ✥

جبتک دو گلیے داستان خواب دیکھنا نوشیروان کا اور تعبیر کہنا خواجہ بزرجمہر کا اور جانا بزرجمہر کا طرف خانہ کعبہ کے واسطے پرورش حمزہ صاحبقران کے اور پیدا ہونا امیر و عمرو اور مقبل کا

بلا ساقیا پھر مجھے وہ ایاغ　　معطر ہو پینے سے جسکے دماغ
وہ ہی کون سنگش جواب آئیگا　　تو کس مہر کا جلوہ دکھلائیگا
قسم ہی تجھے بادہ و جام کی　　قسم ہی تجھے آب گلفام کی
ہیون جام و ساغر ترے روبرو　　گلابی لگادے مرے منہ سے تو

کسی اور رمی کی نہین جستجو　　بلا مجکو گل رنگ اک جام تو
عوض مے کے بلوادہ اچھوا نیان　　دکھائین مجھے ملک سو جانیان
سبو و خم و مے کی تجکو قسم　　سبو سے مرے کروے ساغر بہم
سحر مختصر کر سوادے نہ طول　　کہ ہین ناظریان محفل ملول

قطعہ
ابر کی طرح اشکبار رہے　　برق کی طرح بیقرار رہے
ایکی برسات مین تو ای ساقی　　ہمکو ایسے ہی کاروبار رہے

بیت نویسندہ داستان سحر نمونہ ارقام فرحت و نور جرعہ کشان جام لذت خیال و آئینہ داران احوال عدیم المثال شواہد معانی کو عالم شہود مین یون جلوہ طراز کرتے ہین اور عروس الفاظ کو واسطے مشتاقون کے یون مسند آرائے ناز کرتے ہین کہ جب نوشیروان گیتی ستان بصد کر و فر داخل شہر مدائن ہوا عجب دل کو شادمانی ہوئی فرحت و کامرانی ہوئی نہایت لطف سے بسر بعیش جاودانی زندگانی ہوئی مگر ساقر باد یہ پیمائے سپہر زنگار گون یعنے نیر اعظم بصد تاب و حدت

لشکر پرخون سرائے مغربی مین فروکش ہوا لیلائے شب نے گیسوئے تابدار مشکبار کھولے سردار نجوم
بافواج سیارگان اوسط فلک پر جلوہ افشان ہوا بادشاہ نوشیروان عالم ستان بستر خواب پر
بہ بیداری بخت سوگیا جب خسرو خاور اورنگ زنگاری سپہر پر جلوہ فرما ہوا نوشیروان بھی خواب غفلت
سے چونکا وردی صبح کی لشکر مین بجی نقارہ درباری پر چوب پڑی بادشاہ محل سے برآمد ہوئے دربار فلک جاہ مین
آئے تخت سلطنت پر بکنت و حشمت جلوہ آرا ہوئے تمام مشیران ہیبت و وزیران سلطنت وامرائے عالی مرتبت
وارکان دولت فیضہ رجت و سرداران عالی وقار بعد غرو افتخار چار طرف دربار مین متمکن ہوئے خواجہ بزرجمہر بھی
تشریف لائے زیب و زینت مقام وزارت پر بیٹھے بادشاہ نے فرمایا ای عم نامدار خواجہ بزرجمہر آج حالات جاماسپ نامہ
کو غور کرکے ملاحظہ فرمایئے کہ میری حکومت سلطنت کب تک رہیگی اور زوال دولت تو کبھی نہوگا تا حیات
اپنی مین تخت بادشاہت پر رہونگا خواجہ بزرجمہر نے یہ کلام حیرت انجام سنکر زائچہ کھینچا اور بعد فکر بسیار خیال بیشمار نہایت
سوچ بچار کرکے خدمت بادشاہ عالی مقدار مین عرض کیا کہ ای شہنشاہ گردون پناہ وای زیب اورنگ سلطنت
وای زینت تخت حشمت وافسر نیک سیر و نیک اختر آج مشیت ایزدی اس امر کی مقتضی ہی کہ آپ جب جاکر آرام
کیجیے فرش مسرت پر سویے بخت خوابیدہ ہوگا عالم غفلت مین ایک خواب ملاحظہ کیجیے گا جس خواب سے دل صفا
منزل کو حضور کے ایک پریشانی اور حیرانی ہوگی مناسب ہی حضور خیال بیخیال مین اُسے امانت رکھین غفلت
عیش جوش فراموش نہ فرمایئن کل صبح کو خادم سے بزبان الہام بیان ارشاد فرمایئن کہ مناسبت سے اس
خواب کی تعبیر کی روداد یادری حشمت واقبال اور کیفیت ازدیاد حکومت سلطنت بادشاہ نامدار مین
عرض کرونگا دامن دامن گوہر مدعائے کلام سے لبریز ہوگا بادشاہ یہ بات خواجہ بزرجمہر سے سنکر خاموش
ہورہے جب دربار برخاست کیا بادشاہ کا محل مین داخلہ ہوا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی دھوم ہوئی روشنی نیر اعظم
معدوم ہوئی جاسوس شب نے اخبار طلوع لشکر نجوم سامنے شاہزادہ ماہ فلکی کے پیش کیا پردہ ظلمات
شب بسواد علم اختری دریچہ ہائے آسمان پر پڑے بادشاہ کیوان جاہ نوشیروان فلک آستان نے بعد فراغ خاصہ
یعنی طعام لذت التیام کے فرش خوابگاہ یعنی چھپر کھٹ پر آرام فرمایا جب پچھلی رات کا وقت آیا بخت رسا نے طالع خوابیدہ
کا عالم دکھایا روح مقامی خوابیدہ رہی روح سیلانی بیدار رہی عالم رویا نظر آیا وہ ہولناک خواب بادشاہ نے
دیکھا کہ دل وحشت منزل نہایت گھبرایا نعرہ کرکے چلّایا کہ تمام محل مین تہلکہ پڑگیا سب محلات معلا و بیگمات عالیہ
و خدمتگزاران شاہی و کنیزان جہان پناہی بیساختہ چونک اُٹھے سب بیدار ہوگئے بادشاہ بھی خواب
دیکھ کے اُٹھ بیٹھے میدان شب مین شہسوار روح مقامی نے چلتے چلتے باگ روک لی یعنی بادشاہ
نوشیروان جاگے ہشیار ہوگئے سب متعلقان شہنشاہ دوڑے اور پاس آکے سبھون نے کہا ای قربانت شوم
کیا ماجرا ہوا کیا حادثہ گذرا آپ نے کیون نعرہ کیا بادشاہ نے کہا مین خواب مین ڈر گیا ایسا خوفناک سانحہ گذرا
سب لوگ بادشاہ کے پاس بیٹھے رہے تذکرات وحکایات ادھر اُدھر کے بیان کرکے دل تردد منزل بہلایا کیے
جب قلیل رات باقی رہی رویائے صادقہ کا زمانہ آیا بادشاہ نے پھر فرش استراحت پر آرام فرمایا ناگاہ نوشاہ روز
آفتاب عالم فروز نے حجلۂ مشرق سے سر نکالا ہمبستری شب کو ترک کرکے توسن سپہر سبزہ رنگ پر سوار ہوا اور رخ
میدان نصف النہار کا کیا سردار انجم سیاہ مع ہمراہیان ساکن فلکی حجاب ظلمات مین مستقیم ہوا

نظم

آسمان پر وہ صبح کا ہونا	گل کا شبنم سے ہاتھ منھ دھونا	کھلکھلا کر گلون کا وہ کھلنا	کہین غنچون کا مسکرا دینا

صبح

جھونکے رہ رہ نسیم کے لینا
اسکی وحدانیت کا دم بھرنا
زمزمہ ساز مرغ خوش الحان

چہچہانا عنادلون کا تمام
کو کلون کا وہ کو کو کہنا سو

گلشنون مین سحر کی وہ دھوم دھام
تھا کسی کی زبان پہ یا ہو ہو

وہ عبادت طیور کا کرنا
کہین کو کو تھی قمریون کی عیان

غرضکہ بادشاہ فلک پناہ نوشیروان معدلت نشان بھی بیدار و ہوشیار ہوا اور ضروری حاجات بشری سے فراغت کر کے محل سے برآمد ہوا بسم اللہ بسم اللہ کا غل ہوا ارکین سلطنت سے صحن دربار معمور ہوا بادشاہ بھی دربار مین آیا تخت حکومت پر جلوہ نما ہوا اُس وقت خواجہ بزرجمہر کو یاد فرمایا چوبدار گیا اور اپنے ہمراہ لیکر آیا بعد اسکے حکم دیا کہ آج سب سرداران نامی و جوانان گرامی دربار مین حاضر ہون بموجب حکم شاہی و جہان پناہی سب سردار وغیرہ آکر حاضر دربار فیض دربار ہوئے نشعار خیرہ رنگ میعار تیر و رنگ و میعار فیل پیکر و بہزاد طوسی و امان بن بہزاد و کاوس کاشانی و کیموس کرمانی و محمل جنگ آذر اصفہانی و طعنہ ابن کعب کرمانی و ستہم زرین کفش آرد شیر و مارد شیر و سعد زرین کمر و سعید زرین ترکش و کبر قیت سپہر گردان وغیرہ دربار مین حاضر ہوے ایکہزار چالیس پہلوان سردار بصد عز و افتخار اُسوقت کرسی نشین دربار رہتے کہ بادشاہ نوشیروان بلند مکان نے بزرجمہر حکیم لائق و فائق کو سبکے بالادست بٹھایا اور پھر دربار مین باعلان یہ فرمایا کہ اے عمر نامدار ذیقعدر وذی وقار جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا خواب تو دیکھا لیکن بھول گیا الا نہایت ہولناک خواب نظر آیا مجھے اُس خواب کے دیکھنے سے بڑا خوف معلوم ہوا کہ سوتے سوتے چونک اُٹھا اور نعرہ کیا تمام اہل محل گھبرا کے جاگ اُٹھے پہلے یہ آپ بتلایے وہ خواب کیا تھا پھر اُس خواب کی تعبیر ارشاد کیجیے میرا دل تردد منزل مسرور و شاد کیجیے گا خواجہ بزرجمہر نے پہلے بختک کی طرف بغور دیکھا اور کہا اے وزیر اعظم دستور المعظم آپ کچھ بتلایے کہ آج بادشاہ ذیجاہ نے کیا خواب دیکھا ہے بختک نے کہا کہ اے خواجہ بزرجمہر مین اس علم سے بہرہ یابی نہین رکھتا ہون حال غیب مطلق نہین جانتا ہون خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ جناب یوسف علیہ السلام نے جو بادشاہ مصر کا حال بیان کیا تھا تو کیا وہ غیب دان تھے بلکہ بفراست کاملہ و علوم معرفہ بقوت علم نبوت ارشاد فرمایا تھا قلب صاحب رویا یعنی سلطان مصر کا شاد فرمایا تھا اسی طرح جو مرد صالح اور مومن صاحب علم اور صاف دل پاک طینت خوش خو احوال خواب و تعبیر خواب بتاتے ہین نہ وہ غیب کا علم رکھتے ہین نہ آنسے جبرئیل علیہ السلام کہہ جاتے ہین بقولے علم غیبی کس نمیداند بجز پروردگار ❊ اے بختک تیرہ علانیہ مادہ گوئی میرے سامنے پیش رفت نہو گی اُسوقت تو نے بہت بڑا کلمہ کہا کہ میرا دل ہل گیا کیا تو اِن بیہودہ بکنے خلاف شتنے دانون مین مل گیا نہین کبھی نہین اور اُسوقت تو نے بحضور بادشاہ جہان پناہ غیب دانی کا الزام رکھکر خلاف شرع شریف ٹھرایا تو نے اپنے نزدیک مجھکو بڑا بیوقوف و احمق دربار عام مین بنایا یہ کہکر بادشاہ ذیجاہ کی طرف مخاطب ہوا اور کہا اے شہریار عادل آج آپ نے عجیب ایک خواب دیکھا ہے کہ طرح کا نقشا عالم رویا مین آپ کے پیش نظر ہوا ہے حضور سنیے توجہ سے ملاحظہ فرمایے آپ کو یہ نظر آیا کہ ایک عجیب طرح کا دھوان بلند ہوا ہے اُسنے تمام عالم کو تیرہ و تار کر دیا ہے شعر کہ وہ چون ابر آمد پدید ❊ از و خیرہ گردید چشم امید ❊ تمام خلائق کی آنکھین بند ہو گیئن ہین کچھ کسی کو نہین سوجھتا ہے جب وہ دھوان ہو چکا آسمان زیر آسمان زمین بالا سے زمین سواد افسر اللہ ہو چکا اس مین ایک زاغ بلند قد عظیم الجثہ پیدا ہوا اور تاج شاہی سر نوشیروان جہان پناہی سے منقار مار کر لے گیا آپ کو نہایت پریشانی و حیرانی ہوئی قدرت خدا سے یکایک ایک شہباز تیز پرواز عنقا شکار ہوا پر اڑتا ہوا مکہ معظمہ کی طرف سے پیدا ہوا اور اُسنے آتے ہی چنگل تیز اور پنجہ آہنی

شکار انداز چشم زاغ سیہ رو پر مارا کہ دونون آنکھین اسکی پھوٹ گئین لقول شخصے مرمک چشم کی ہڈیان پسلیان ٹوٹ گئین بانبر نابینا ہو گیا اُسکی آنکھون سے کچھ سجھائی نہ دیا بیت برد پنجہ تیز بر چشم زاغ + ازو بستہ گردید چشم فراغ * اُس باز نے جب پنجہ اسکی چشم بینا پر مارا اور وہ اندھا ہو گیا تاج اُس زاغ کور چشم سے چھوٹ گیا اُس شہباز عنقا شکار نے وہ تاج مرصع اپنی منقار کو سہارے اٹھا کر پھر سر بادشاہ فلک جاہ پر پہنایا فغر جہانگیر اور شہنشاہ عالمگیر بنایا یہ واقعہ عالم رویا مین بادشاہ کو نظر آیا دل خوفناک ہوا جگر تھرایا آسی عالم اضطراب مین چشم بیدار خواب غفلت سے کھل گئی بادشاہ بیدار ہوئے یہ بسبب اندوہ و اضطراب اور خوفناک ہونے کے خواب یاد نہ رہا فراموش ہو گیا تعبیر بھی اُسکی بدل گئی مگر ساعت بد سر اقدس سے ٹل گئی یہ کہکر خواجہ بزرجمہر نے قرعہ پھینکا شعر بزد قرعہ فال بر نام شاہ نظر کرد بر حال انجام شاہ خواجہ بزرجمہر نے فکر عظیم با مبدء و بیم کر کے سر اٹھایا اور حساب رمل بڑی دیر تک کیا بادشاہ نے حسنت و آفرین فرمایا بزرجمہر نے عرض کیا اے بادشاہ تعبیر اس خواب کی یہ ہے جو عرض کرتا ہون گوش ہوش حضور سماعت کرین اور حضار دربار بھی غور سے سنین وہ زاغ سیاہ جو دمون کے اندر سے پیدا ہوا اور تاج سر بادشاہ سے لے گیا وہ بادشاہ خیبری ہے کہ مثل پہلوان دوران اور رستم نوجوان کے ہے گرشاسپ زمان اُسکے سامنے برابر ایک پشہ کے ہوگا اور وہ بادشاہ عالم طفولیت مین اپنے باپ کا بدلہ لیگا یعنے حضور کے سر پر سے تاج شاہی اُتار لیگا ملازمہ شاہی جو ہین مقابلہ کرینگے وہ اُسپر فتحیاب ہوگا تمام عالم مین تاریکی اسکی ذات سے پھیل جائیگی شہنشاہی پر آفت تازہ آئیگی شعر باید چنین پر از خشم قہر + خروشان و جوشان و سیلاب شہر * فی الجملہ جب بادشاہ کو یہ روز بد نصیب ہوگا اُسوقت مین نہ کوئی رفیق نہ حبیب ہوگا پھر جو آپ نے وہ باز تیز پرواز ملاحظہ فرمایا ہے ایک شخص کعبہ کی جانب سے پیدا ہوگا اور اُس زاغ سیہ سے لڑ بھڑ کر تاج چھین لیگا اور آپ کے سر پر پہنائیگا وہ قاتل اُس بادشاہ کا ہے آپکا سلطنت پناہ ہے یعنے خواجہ عبد المطلب کے یہان ایک لڑکا پیدا ہوگا وہ آفتاب عالمتاب بیستانی مثل نیر اعظم عالم العالیان فن سپاہ گری مین درخشان و تابان ہوگا بحول و قوت یزدان اُس زاغ کو مارے گا تاریکی کفرستان و آتش پرستان کو جہان سے دور کریگا شعر

وہان دم شدہ مرد غیبی شکار جہان را کند بیم مردن ہلاک	کند رہبری شاہ را خضر وار گران شہنشہ کند قصہ پاک
دران وقت کس را چہ بیند بدی سر دشمن شاہ را هیگ شد	نباشد کسے میکند یاوری بیک ضرب بدخواہ را میکشد

پس جیسے وہ بادشاہ عالی وہ دہان تاج و تخت شاہی بدخواہ سے چھینے گا فوراً خدمت بادشاہ مین روانہ کریگا اور تاج و تخت پھر حضور کو نصیب ہوگا بادشاہ نے جب یہ حال اور کیفیت اپنے خواب رویائے صادقہ کی سنی مثل بید کانپنے لگے بادشاہ کے جسم نازنین کا تھرایا شعر بہ لرزید چون گوش کرد این سخن + بنجائید دست آن زمان در دہن * پھر بلبلا کے پوچھا اے عم نامدار عالی تبار و اقتدار خواجہ بزرجمہر ذوی اقتدار آخر اُسکی تدبیر کیا ہے اُس دشمن کے دفع کرنے کی کیا صورت ہے خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اے بادشاہ آپ زر و جواہر کسی کو دے کر طرف ملک مکہ معظمہ کے روانہ فرمایئے اور اُس لڑکے کو جو آپکے دشمن کا قاتل ہے جس روز وہ پیدا ہو اُس روز سے نوکر رکھیئے گا وہ لڑکا نسل خلیل بے عدیل سے ہوگا اور اولاد جناب ابراہیم خلیل اللہ پیغمبر خلاق ازل خالق عز و جل سے ہوگا ہمیشہ تجھے مالک و مختار بصد عز و وقار سمجھے گا کسی طرح کا فتنہ و فساد اس سلطنت مین اُسکے باعث سے نہوگا ہیبت شمشیر آبدار و چمندگی برق تیغ شعلہ بار سے ممالک تھرائینگے اور بادشاہان اولو العزم کانپینگے شیر اور بکری عدالت سے اُسکی ایک گھاٹ پانی پینگے شعر جہان را کند عدل او شاد کام + بر آورد مرادات دنیا تمام * اے شہنشاہ سوائے تیری عقل و

تدبیر سے اس امر کا اور کوئی چارہ کار نہین ہے اور کوئی مرہم زخم جان مجروح و دل فگار نہین ہے بادشاہ نوشیروان عادل زمان نے یہ راے خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق لائق و فائق کی بہت پسند کی اور کہا اے نامدار بلند منزلت و صاحب وقار یہ بھی کام سوا آپ کی پاے مردی اور جان کنی کے کسی سے نہوگا اور کون ایسی لیاقت رکھتا ہے جو اُس لڑکے کو جا کے لائیگا اور نوکر رکھے گا خواجہ بزرجمہر نے بادشاہ کو ہراسان و نالان دیکھکر منظور و قبول کیا اور شاہ نے ایک خیمہ ہزار خادمان عالیشان یساول اور چوبدار زر نقد بیشمار جواہرات بیش بہا واسطے خواجہ کے مہیا کیا خواجہ نے وہ سب روپیہ اپنے ہمراہ لیا اور کوچ کا سامان جلد تر کیا بعد قطع منازل و طی مراحل بصد لطف زندگانی جادۂ مراد و کامرانی سے مکہ شریف جاے پاک لطیف مین نزول اجلال و رود میمنت و اقبال کیا شریفان کعبہ اور ساکنان جوار و قریہ ادنے اعلے کو خبر ہوئی کہ ایک مرد دیندار بعد عز و وقار اس شہر مین آیا ہے فلک ہفت رنگ کج مدار نے کچھ رنگ تو دکھایا ہے عبد المطلب دیندار خاصۂ خاصان درگاہ پروردگار نے مسلمان سمجھ کر خواجہ بزرجمہر کی پیشوائی کی اور نہایت عزت و توقیر سے خیمہ مین لاکے رسم ملاقات بصد لطف و التفات بجالائے خاطر داری اور مہمان نوازی بہت کی محبت و الفت کی باتین رسم و راہ اتحاد کی گھاتین اور عیش و عشرت کی باتین درپیش آئین بعد مزاج پرسی خواجہ سے سبب آنے کا استفسار فرمایا بخلق و مروت وہ خاصۂ خدا پیش آیا فرمایا اے مہمان تمھارا کہان مکان ہے کس دیار مین سکونت بعز و شان ہے کیا سبب ادھر آنے کا ہوا جو قدم رنجہ فرمایا خواجہ بزرجمہر نے بعد انکسار و ہم آغوشی و ملازمت مقبول درگاہ احدیت کے دست بستہ عرض کیا کہ حضور مین ملازم ہون بادشاہ نوشیروان کا اور ادھر آنے کا یہ سبب ہوا کہ جب بادشاہ نے ہمارے یہ خواب دیکھا اور اس خواب کی تعبیر سے یہ ثبوت ہوا کہ ایک فرزند ارجمند صاحب اقبال و صاحب اجلال تاج بخش کشورستان عالم و عامل ذیجاہ و ذی حشم بہادر و جری دلیر و شجاع صاحب شمشیر عبد المطلب کے یہان پیدا ہوگا تو مجکو اُس صاحبزادۂ ذیقدر کی تعلیم و پرداخت کے لیے بھیجا اور ایک دشمن خدا بت پرست کافر اکفر ملک خاور مین پیدا ہونے والا ہے کہ وہ سدا بین عالم اور شاہنشاہان ذی حشم کو تباہ کرے گا اُس کا قاتل یہ تمھارا فرزند ارجمند ہوگا اُس ملک کی تباہی کو پہلے سے دوسرے وزیر یعنی بختک کو روانہ کیا ہے کہ وہ جاکر اُسکے حمل ہی کو اسقاط کر دے کہ وہ نابکار پیدا ہی نہ ہو پھر کوئی فتنہ اور کوئی رخنہ کسی ملک مین برپا نہ ہوگا ناظرین با تمکین پر واضح ہو کہ بزرجمہر تو مکہ شریف براے پرورش امیر حمزۂ صاحبقران تشریف لے گئے ہین اور بختک نابکار دوسرا وزیر شہریار با وقار کا براے قطع نسل ہشام خیبری طرف ملک خاور کے روانہ ہونے والا ہے لہذا بعد بیان ہونے روداد بختک وزیر نوشیروان اور تاراجی ملک خاور کے پیدائش امیر با توقیر کی گذارش کی جائے گی

دو کلمہ داستان حیرت بیان جانا بختک وزیر کا طرف ملک خاور کے اور تباہ و تاراج کرنا ملک خاور کو اور بھاگ کر روپوش ہونا مادر ہشام بن علقمہ خیبری کا گھر مین کاہ فروش کے ساقی نامہ

پلا ساقیا گلوا علے شراب	کہ جس مے کا ہو نشہ بھی انتخاب	ہے تارا جیسے ملک بنت العنب	کوئی رند ہے تاک مین روز و شب
ہین میخانہ مین کیسی خونریزیان	صداے چقا چاق خنجر ہے یہان	یہ کس میکدے کی تباہی ہوئی	ارے کسکی تاراج شاہی ہوئی
جدھر دیکھتا ہون مین ہے قتل عام	لہو سے ہے لبریز ہر اک مقام	نہ کی کشش نے پائی کسی جا پناہ	شکست اب ہوئی میکدہ ہے تباہ
سحر گر نہین بادۂ ذی شرف	نہ کر رخ بھی تو میکدہ کی طرف	اشعار	لسکو ہے گلگون بے یار کے مطلب تھا

خون جگر و دل سے پیمانہ لبا لب تھا	کیا کہیے کٹی کیونکر اہے بہت شب تنہائی	اللہ غنی گاہ ہے کہ نعرۂ یا رب تھا

عمارت سے خلد کی ہر اس بت کو تو کیا غم ہے
ہر ایک مسافر تھا جہاں میں ہر شب تنہا
ایذا جو ہو اس خال و گیسو سے عجب ہے
ہمدوش گیسو چرخ اس ترک کا کمر کب تھا
موقع تھا یہی قاتل بسمل جو کیا تو نے
تھا داغ سفید اپنی آنکھوں میں ہیچ کوکب تھا

درگاہ الٰہی میں شیطان مقرب تھا
کیا بائع کیا اسنے اس عمر دو روزہ کو
وہ افعی بے دندان بے نیش یہ عقرب تھا
اس قد کشیدہ کی جو شرح کروں کم ہے
ادنی تھا یہی حق میں میرے یہی انسب تھا

سوز غم فرقت سے یان شمع کی حالت ہے
زہر اپنے لیے شفق معشوق شکر لب تھا
خون شہدا سے بھی جو اسپر شفق پھولی
اک مصرع موزون میں سو بیت کا مطلب تھا
پہلو میں ہمارے جو وہ ماہ نہ تھا شب کو

نیت طرازان مضمون عدیم المثال و جلوہ افگنان طبائع نازک خیال کلک گوہر سلک کو تجویز فصیح بیانیہ ان بیان میں یوں لکھتے ہیں اور عقدہ لاینحل معنی مضامین کو بناخن جودت وادراک یوں کھولتے ہیں کہ جب خواجہ بزرجمہر حکیم سلطان عالی شان بادشاہ نوشیروان بصد جاہ و حشم و غزوشان طرف خانہ کعبہ کے بدولت خانہ عبد المطلب نامدار مقبول بارگاہ کردگار تشریف لائے بختک بدکردار وزیر بے تدبیر فتنہ انگیز نے بادشاہ نوشیروان سے عرض کیا کہ اے سلطان دوران شاہنشاہ زمان میری رائے یہ ہے کہ اگر حکم محکم قضا شیم شرف اصدار پائے تو جانہ زاد فوج جرار جوانان نامدار اپنے ہمراہ لے جاکر علقمہ نابکار کو گرفتار کرے اور ملک خاور کو تباہ و برباد کرے اور تمام عورات حاملہ کا حمل استیصال کردے اور یہ قصہ ہی پاک کردے اور شاخہائے ظلم و عناد کو بے بنیاد کر کے ڈالدے بادشاہ تو نہایت مضطرب الحال آلودہ غبار رنج و ملال تھا کہنے لگا کہ بہتر جو مناسب وقت برائے بہتری تاج و تخت سلطنت فیض منزلت ہو کرو آخر جلد ملک خاور کی راہ لو بختک بحکم بادشاہ فوج جرار و پہلوانان نامدار و سرداران خوش کردار و جوانان نیزہ دار و بہادران شمشیر گذار یہ جماعت تیس ہزار کے طرف ملک خاور کے بعجلت تمام روانہ ہوا جلد جلد منزل بہ منزل راہ دو چہل طی کرتا ہوا ملک خاور میں پہونچا اور جاتے ہی شہر میں درانہ گھس گیا بارگاہ علقمہ چار طرف سے گھیر لی نگاہ جرأت ہر ایک کی طرف سے پھیر لی شہر میں پہونچتے ہی بغیظ و غضب حکم بزن ہر تیغزن کو دیا قتل و قمع تمام شہر میں ہونے لگا کسی کو دم نہ لینے دیا کسی کو اس طوفان کے خبر نہ تھی ہر ایک مرد اس طوفان بلاخیز میں ڈوبنے لگا خرد و کلان جوان و پیر امیر فقیر مرد و زن ہلاک ہونے لگے الغرض وہ تلوار چلی کہ آسمان تھرانے لگا زمین پر خون کے دریا بہنے لگے کشتوں کے پشتے لاشوں کے ڈھیر لگے کسی گلی کوچہ میں پناہ نہ تھی بختک سیدھا بارگاہ علقمہ میں سرداران تیغزن کو ہمراہ لیے ہوئے دفعتہً آیا علقمہ کو بیخبری میں پاکر گرفتار کر لیا اور بے خطر حکم قتل دیا خود مسند حکومت پر بیٹھا اور حکم دیا کہ عورات حاملہ کو تلاش کر کے گرفتار کر لاؤ اور قتل کرو عورات محلات علقمہ اور عورات شہر و گرد و نواح جہاں تک دستیاب ہوئیں انکو قتل کیا اور صدہا ننھے ننھے بچوں کو ہلاک اور تہ تیغ کر دیا بلکہ شیرخوار دن تک کو مار ڈالا کسی کو زندہ نہ چھوڑا بہ خیال قول بزرجمہر بچوں لڑکوں کو قتل کیا اور شہر کا ایسا محاصرہ کیا کہ بھاگنے تک کا راستہ نہ دیا اُس شہر کے بیچ کوسی دس کوسی مردمان خرد و کلان اور بچوں اور تمام عورات حاملہ کو کہیں پناہ نہ ملی کئی روز تک قتل عام کا حکم رہا شہر اور اطراف شہر میں دور دور تک طوفان شمشیر آبدار فوج بختک ستم شعار اُٹھا رہا مگر علقمہ کی زوجہ خاص اُس تلاطم میں نکل کر نہیں معلوم کس صورت سے پوشیدہ ہو کر اُس ہنگامہ قتل و قمع میں بھاگ گئی اور جاکر کسی اور شہر کے قریب ایک قریہ میں ایک کاہ فروش کے یہاں چھپی مگر بہ روایات صحیحہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں وہ زن ناکام حاملہ تھی مگر حمل بھی شاید کہ دو ہی چار ماہ کا تھا کہ بخوبی مردمان اجنبی کو محسوس نہ ہوتا تھا غرضکہ وہ زن حاملہ بخوف جان و بظلم و ستم فوج بختک اُس ویرانہ میں کہ وہ قریہ بہت ہی چھوٹا تھا چھپی اور دامن کاہ فروش میں بہ منت و سماجت پناہ لی اُس کاہ فروش کی تقدیر رسا ہوئی کہ ناموس بادشاہ یعنی زوجہ علقمہ اُسکے گھر میں آئی لیکن

وہ حیران ہو کہ ای پروردگار عالم کیا کرون میری اوقات تو تونے اس کاہ فروشی پر رکھی ہے دن بھر صحرا کی گھاس چھیلتا ہون اور شام کو جو کچھ اسکی قیمت سے موٹا جھوٹا اناج ممکن ہوتا ہے لاکر اہل وعیال مین بسر کرتا ہون اب ایک آدمی اور بڑھ گیا یہ مقدار قیمت کا بیسب ہی عیال کو اکتفا نہین کرتی اب وہ سب آدمی کو مین کہان سے لاکر کھلاؤن گا اور زیادہ ضیق معاش ہوگی پھر اپنے دل مین خیال کرتا تھا دل مستقل رکھ وہ رزاق مطلق ہے اُسکے حق کا رزق بھی تجھی عنایت کرے گا اور اسکی مطلق خبر نہ تھی کہ طالع اسکا چمکنے والا ہے بخت خوابیدہ بیدار ہونے والا ہے یہ مصیبت چند دن اور ہے اور پھر عیش وعشرت کا شبہ ہے حکومت و وزارت کا دور ہے نہ مجال فکر ہے نہ مقام غور ہے الغرض مجبور ونا چار اسی عالم محنت ومشقت اور عسرت مین بسر کرنے لگا اور یہان بختک بدبخت نے شہر خاور کے اطراف واکناف اور قریات وقصبات اور خاص شہر مین بڑا قتل و قمع کیا اور سخت تاخت وتاراج کیا اور اطمینان کامل حاصل ہوا کہ اب کسی طرح کا کوئی رخنہ انداز اس ملک مین پشتہا پشت نہ پیدا ہوگا اور نہ پیدا ہونے والا ہے اور نہ کوئی باقی ہے بعد اُسکے بختک نے اپنی طرف سے صمصام زرہ پوش عاقل وہوشیار نمک حلال سرکار کو حاکم کرکے کچھ فوج اپنی اُسکی ماتحت کی اور حکم کیا کہ یہان کی تحصیل اور حکمرانی بطور معقول کرو اور آمدنی یہان کی جو کچھ تمھارے خرچ اور اخراجات اور مصارف سے بچے بخدمت بادشاہ نوشیروان عادل مدائن مین ارسال کیا کرو اور بخیر خواہی تمام انتظام یہان کا مدام کرتے رہو اور بختک مع تمہ خیر خواہان وپہلوانان وسرداران فوج طرف ملک مدائن کے روانہ ہوا اور حاضر خدمت فیضدرجت بادشاہ نوشیروان عادل ہوا اور تمام وکمال کیفیت قتل وقمع ملک خاور وتاراجی شہر وبربادی خرد وکلان وتباہی مرد وزن جاکر بادشاہ سے بیان کی اور عرض کیا کہ اب کوئی دغدغہ وتشویش نہین ہے کہ مین نے بنیاد رخنہ وفساد یکقلم مٹادی کوئی عورت کسی قسم کی حاملہ وغیر حاملہ نہین چھوڑی اور نہ کسی کے زن ومرد پیر وجوان صغیر وشیر خوار کو پناہ دی باقبال بادشاہ نامدار سکوتہ تیغ آبدار کیا اب حضور بعیش وعشرت تمام رہین کچھ فکر وتردد نہ کرین بادشاہ نوشیروان سنکر نہایت مسرور ہوا اور دل سے فکر و دغدغہ ظالم بے بنیاد رفع ہوا بختک کو خلعت فاخرہ اور تمام سرداران لشکر کو بہت کچھ انعام واکرام دیا بعیش وعشرت جلسہ مسرت برپا کیا اور کاروبار سلطنت وحکومت وعدالت مین مشغول ہوا اب بختک بدبخت پھولا پھولا پھرتا ہے اور دل مین کہتا ہے کہ مجھسا کون بہادر ودلیر صاحب شمشیر سپہگر ہوگا مین نے بحکم محکم قضا قسیم بادشاہ نوشیروان عادل ملک خاور کو تباہ وبرباد کردیا تمام اہل شہر مرد وزن صغیر وکبیر کو قتل کیا اور اپنی طرف سے تاج بخشی کرکے دوسرے حاکم کو ملک خاور مین معین کردیا ایسا کون اولوالعزم اور صاحب جرائت ہوگا اب ایسا غرور ہوگیا کہ کوئی بہادر ودلیر صاحب شمشیر جوان وپہلوان نظر مین نہین سماتا تنتا پھرتا ہے ایک ایک پہ اپنا رعب بٹھاتا ہے اور تقدیر کہتی ہے رہ تو جا تجھکو کیسا ذلیل اور خوار کرتی ہون دیکھ تو تجھے جو اسقدر دعوی بہادری ہے اسے کیسا خاک مین ملائے دیتی ہون اور بزدلا دہنیر اور نامرد ادنیا مین تیرا نام بھی لکھائے دیتی ہون رہا زمانہ انقلاب اور گردش روزگار قریب ہے اور یہ معرکہ عجیب وغریب بھی لائق دید ہے سو اس طفل کے جو مکہ شریف مین پیدا ہونے والا ہے کوئی بہادر وجری صاحب شمشیر صفدر ودلیر صاحب شوکت وصولت ذی ہمت وشجاعت بے مثل وبے نظیر باعزت وتوقیر نہین ہے کوئی شیر ومرد اُسکا ہمسر نہین ہوسکتا ناظرین پر واضح ہو کہ وہ داستان جو امیر حمزہ صاحبقران کی بیان کرکے چھوڑدی تھی اب بیان کی جاتی ہے

داستان بہسرت بیان تولد سلطان سلطانان وشاہنشاہ شاہان امیر با توقیر بادشاہ کشورگیر اور پیدائش عمرو ومقبل کی بیان کی جاتی ہے ساقی نامہ

پھر ساقیا پلادے وہ ساغر شراب کا
شرمائے جسکے آگے کٹورا گلاب کا
وہ جام ساقیا تو عطا کر شراب کا

جس مین کہ رنگ صاف ہو تازہ شہاب کا
مانند آفتاب کے جلوہ دکھا سے مجھے
ہون منتظر مین ترک فلک انتشار کا

اے شاخ کلک پھر مجھے اب تازگی دکھا
مشتاق ہون مین ساقی گردون جناب کا
آنکھین کھلی ہین دیدۂ انجم کی طرح سے

کرتا ہون کام ہاتھ سے راہ ثواب کا
کب دیکھیے زمانہ مین اب دور دورہ ہو
لب سے ہو منتظر سحر اس آفتاب کا جسم

نگاہ انکھ سے اے یار ماہ رو نکلے + کہ میرے سینے سے دل بھر جستجو نکلے + تری تلاش مین جو چاہیے چار سو نکلے + ہجوم شوق مین جیب دلگی آرزو نکلے
اٹھاون کعبہ کا پردہ وہان بھی تو ہو نکلے بیت دوانندہ رخش کلک سبر سیر + رقم کرد مضمون گردون مشیر + تہنیت سازان انجمن
دلکشائی و فرود دہندان محفل شادی دلربائی طفل قلم فیض رقم کو بہ پیدائش مضمون بہ مسرت مشحون طبع آرائی ذہن رسا کو رسا
کرکے صفحۂ قرطاس فیض اساس ناظرین پر یون رودان کرتے ہین کہ جب خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق مکہ شریف مین پہونچا اور
عبد المطلب ذی قدر و ذی مرتبت کو خبر ہوئی کہ ایک مسلمان خدا پرست صاحب ایمان آیا ہی چند قدم بڑھکر پیشوائی کی اور
مکان پر لائے بعد مزاج پرسی مستفسر حال ہوئے خواجہ بزرجمہر نے کیفیت بادشاہ نوشیروان و روئداد و خواب
و خیال سب بیان کی اور کہا کہ مین ملازم ہون بادشاہ نوشیروان کا نام میرا بزرجمہر حکیم ہی اور مجھکو بادشاہ نے
اسواسطے بھیجا ہی کہ جب تمھارے یہان فرزند ارجمند پروردگار عالم و عالمیان عنایت فرمائے مجھکو اطلاع دو کہ مین اُس
صاحبزادہ بلند اقبال صاحب حشمت و جلال کا زائچہ کھینچکر حال بتاؤن اور اُسکی پرورش و پرداخت کرکے بادشاہ
جمجاہ کو مژدہ و مبارکباد بھیجون اور تا ہنگام پیدائش آفتاب عالمتاب اس مقام پر رہونگا یہان سے کہین نہ جاؤنگا
یہ کہکر عبد المطلب عالی نسب والا حسب کو بہت سا زر و جواہر دیا اور خود بدولت خانہ فرحت آثار اُس ماہ آسمان وقار
کے منتظر رہے ناگاہ شاطر اقبال عزت و جلال نے خبر دی کہ گیارہوین تاریخ ماہ جمادی الاول و بروز مبارک برج حمل
سے آفتاب عالمتاب نکل کر درخشان ہوا نور نظر خجستہ سیر فرزند ارجمند سعادت مند عبد المطلب پیدا ہوا نظم

کہ طالع شد آن آفتاب سپہر	منور بدیدار چشم پدر	جہان گشت شیدا برو ماہ دار	سعید سے مبارک شد آشکار

جب وہ ماہ فلک ہمت و شجاعت آفتاب عالمتاب آسمان صولت و شوکت پیدا ہوا اُس صاحب حسن و جمال پر ایک
عالم ہزار جان سے شیدا ہوا شعر اُسے دیکھ طفلی مین کہتی تھی دایہ + یہ لڑکا طرح دار پیدا ہوا ہی + دایہ شیفتہ نے
اُس فرزند ارجمند عالم پسند کو کنار عاطفت مین بشوق کمال لیا اور مادر مہربان نے ہزار جان و دل سے اپنے کو قربان کیا خواجہ
عبد المطلب نے فوراً خواجہ بزرجمہر کو مژدہ جان فزا فرحت افزا دیا خواجہ بزرجمہر نے سنتے ہی اس مژدہ جانفزا
بخش کے سجدۂ شکر پروردگار بمسرت بسیار کیا اور ہمراہ عبد المطلب کے چلے خواجہ بزرجمہر خوشی خوشی دولت
سرائے عبد المطلب نامدار پر آئے حضرت عبد المطلب نے خواجہ بزرجمہر کو مقام عمدہ پر بٹھایا اور
اُس کوکب سپہر حشمت و اجلال و رفعت و اقبال کو لاکے دیا خواجہ بزرجمہر نے آغوش دل مین لیا پیشانی پر بوسہ
دیا بہت شاد و مسرور ہوئے خیال فاسد دل سے بالکل دور ہوئے غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا گلشن مراد مین بہار آئی دل
کی طرح سے سینے سے لگایا خواجہ بزرجمہر مشغول بوس و کنار فرزند ارجمند حضرت عبد المطلب تھے کہ ناگاہ ایک
شخص نے آکر کہا کہ آپ کے غلام کے یہان جسکا نام قبیل ہی ابھی ابھی لڑکا پیدا ہوا ہی فوراً جناب عبد المطلب گئے
اور قبیل کے بھی لڑکے کو گود مین اٹھا لائے خواجہ بزرجمہر نے اسکو بھی گود مین اٹھا لیا چہرہ بزرجمہر کا شادی و
مسرت سے مترشح ہوا اور قرعہ پھینکا دونون کا طالع دیکھا بہت خوش و خرم ہوئے اور کہا کہ اے خواجہ عبد المطلب
تمھارا صاحبزادہ بڑا صاحب اجلال بلند اقبال جہانگیر و جہان ستان فخر بنی عدنان زبان دو جہان و شیر فرزانہ ہی یہ وہ
ظفر قرین و سعد نگین ہی کہ اسکے در کی دربانی کا شاہان روزگار و سلاطین عالی وقار فخر کرینگے اور بڑے بڑے بہادران

او الغرم وجوانان دلیر وجری غلامی اسکی قبول کرینگے قوت وطاقت مین بے عدیل زور وہمت مین فخر پہلوانان جلیل ہوگا اسکی شمشیر بے نظیر سے کافران جہان کو پناہ نہ ملیگی ہر جگہ برکت سے اس گلبدن کے قدم کی گلشن اسلام کے کلی شل گل کھلیگی یہ لڑکا کنندۂ بیخ نخل کفر و عناد ہے یہ لڑکا کشندۂ بت پرستان مکار وستمگار بد نہاد ہے ماشاء اللہ اس لڑکے سے وہ کار نمایاں ہونگے کہ بڑے بڑے شجاعان عالی ہمت شل آئینہ حیران ہونگے کفارون کو سرنگون اور پست گریگا ملکون ملکون اپنا نبد وبست کریگا

نظم عجب تمکو فرزند حق نے دیا | ہمیا تجہین کار عشرت ہوا
کہا شکر یہ مژدہ جان فزا | کہ شکر ای خدا اے شکر ای کبریا

پھر خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ ای عبد المطلب آپ کے خادم قیتل کا لڑکا بھی بڑا صاحب نصیب ہوگا اور حرکات عجیب وغریب ہونگے اور تحفات صاحبزادے کا غلام باوقار فلک شعار ہوگا ہر دم شل سایہ جدا نہ ہوگا خدمتگزاری مین ہر وقت حاضر رہیگا نام اسکا مقبل ہوگا اور آپکے صاحبزادے کا نام نامی اور اسم گرامی امیر ابو العلا ہے اور امیر حمزہ صاحبقران لقب ہوگا پھر خواجہ بزرجمہر نے بادشاہ نوشیروان کی طرف سے منصب جلیل اس صاحبزادہ بے عدیل کو دیا اور مشاہرہ بیش قرار معین کیا اور حکم عام دیا کہ آج کے روز جسکے یہان لڑکا پیدا ہوا ہو وہ ہمارے پاس جلد لیآئے ہم اس لڑکے کا ملازم کرکے پرورش کرینگے دایہ ہاے عقیلہ نوکر رکھینگے اُسکے والدین کو زر وجواہر دینگے ایسا کہ وہ بہت شاد ومسرور ہونگے منادی نے تمام شہر مین ندا کی اور یہ خبر تمامی شہر بلکہ گرد ونواح شہر مین مشتہر ہوئی کہ خواجہ بزرجمہر وزیر باتدبیر بادشاہ نوشیروان عادل فرزند ارجمند حضرت عبد المطلب کے واسطے کہ وہ آج ہی متولد ہوا ہی آج کے دن کے مولود ملازم کرکے پرورش کرینگے اور زر ومال اُنکے والدین کو خاطر خواہ دینگے یہ خبر سُنکے جن جن لوگون کے یہان اُسروز لڑکے پیدا ہوئے تھے وہ لوگ اپنے اپنے لڑکون کو گود مین لیے ہوئے خواجہ بزرجمہر کے پاس آئے خواجہ بزرجمہر نے اُن لڑکون کو اُنکے والدین سے لے لیا اور دایہ ہاے عقیلہ اُنکی پرورش اور پرداخت کے لیے معین کین اور اُنکے والدین کو انعام مین زر وجواہر عطا کیا اور جشن عام کا حکم دیا روپیہ اشرفی کے توڑون کا منہ کھولا تمام شہر مین آئینہ بندی کرادی ایک منادی ہر گلی کوچہ مین ندا کرتا پھرتا ہی کہ آج روز مولود امیر باتوقیر امیر ابو العلا ہی ملقب بہ حمزہ صاحبقران ہی جشن تولد اُس صاحبزادۂ بلند اقبال کا برپا ہوگا ہر شخص کو چاہیے کہ آگاہ ہوکر خوشی کرے اور جسقدر روپیہ کی ضرورت ہو خواجہ بزرجمہر وزیر باتدبیر بادشاہ نوشیروان عادل سے لے اور تین روز تک کل کھانا پینا سرکار سے ملیگا اور تمام شہر مین روشنی کا حکم دیا دو رستہ ٹھاٹھر بندی کی گئی بڑے ہی عمدہ طور سے روشنی کا سامان کیا گیا ہزار ہا مہندی کیے گئے مبارک سلامت کی ہر جگہ دھوم ہوئی جسکو تولد امیر کی خبر ہوئی اُسکے یہان دن عید اور رات شب برات ہوگئی اتفاقاً امیہ ضمری ساربان سرکار فیض آثار حضرت عبد المطلب کی زوجہ بھی حمل سے تھی اور حمل اسکا سات آٹھ مہینے کا تھا وہ اُسوقت اُونٹون کو چرانے شہر سے باہر جانب صحرا گیا ہوا تھا جب وہان سے اُونٹون کو چرا کر پھرا اور شہر مین آیا تو عجب ایک جشن نوروزی نظر آیا دیکھا کہ ہر جگہ شہر مین مبارک سلامت کی دھوم ہی تہنیت شادی علے العموم ہی لوگ آپس مین گلے ملتے ہین معانقہ کرتے ہین سرخ پوش ہین مشغول بجوش وخروش ہمہ تن تہنیت بگوش ہین روشنی کا سامان ہر گلی کوچہ مین ہی ٹھاٹھر بندی ہو رہی ہی امیہ ضمری نے پوچھا کہ کیا آج کوئی عید ہی اور کونسا روز عید سعید ہی کہ تم سب لوگ اس جشن شادی مین ہو اور یہ سامان آراستگی شہر کا ہی سب لوگون نے کہا ای امیہ کیا تم آج شب سے اسوقت تک سویا کیے ہو اور خواب غفلت سے اب چونکے ہو یا کہین سفر کو گئے تھے اسوقت مسافت بادیہ پیمائی اُٹھا کر آئے ہو کچھ خبر ہی کچھ کہو تو جانتے کہان ہو آئے کہان سے ہو امیہ نے کہا بھائیو دل لگی تو کرو نہین صاف صاف کہو اہل شہر نے کہا کہ ای بیخبر آج روز جشن تولد فرزند ارجمند جناب

عبد المطلب ہی ایک وزیر بنام بزرجمہر وزیر اعظم بادشاہ نوشیروان آیا ہی اسنے فرزند سعادتمند کا نام لقو زعد نجوم امیر ابو العلا رکھی رکھا ہی اور حمزۂ صاحبقران لقب دیا ہی اور جسجس کے یہان آج لڑکے پیدا ہوے ہین اُن سب لڑکونکے لیئے حکم پرورش دیا ہی دایہ ہاے بیشمار ملازم ہوئی ہین اور اُن لڑکون کے والدین کو بیشمار زر و جواہر عطا کیا ہی یہ سنکر امیہ ضمری دوڑا اور اُٹھون کو لاکر باندھ دیا اور گھر مین آکر اپنی زوجہ سے یہ کل کیفیت بیان کی اور کہنے لگا کہ اری کم بخت کاش کہ تو بھی اسیکے روز لڑکا جنتی کہ تجھکو اور مجھکو بھی زر دیا ملتا کہ عیش و عشرت سے بسر کرتے امیہ کی جورو نے کہا کہ میرا کیا اختیار ہی مین کیونکر لڑکا جنون کہ تجھکو زر و جواہر ملے امیہ نے کہا جس طرح سے ہو تو بھی لڑکا جن کہ مجھکو بھی زر و جواہر ملے اسکی زوجہ نے کہا کہ اے نادان عرمین فقط فلمین طمع ارے احمق ابھی تو حمل سات ماہ کا ہی کیونکر لڑکا پیدا ہو بغیر انقضاے مدت حمل کہین بھی کوئی عورت لڑکا جنی ہی اور اگر دن پورے بھی ہو جاتے اور حکم خدا نہ ہوتا تو مین کیونکر لڑکا جنتی جبتک کہ حکم مصور ہو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء نہو تا جبتک پیٹ سے ہرگز نہ نکلتا اچھا صبر کر کہ الصبر مفتاح الفرج ایسی طمع انسان کو خراب کرتی ہی ایسی باتون مین انسان رسوا ہوتا ہی ایسی طمع مبتلاے عذاب کرتی ہی امیہ ضمری یہ کلام حیرت انجام زوجہ کے سنکر غصہ سے سرد ہنکر نہایت خشمناک با دل چاک نہایت غصہ ہوا اور ایک ڈنڈا لیکر اٹھا اور کہا ہین ہیری منحوس قدیمی اُلٹا مجھکو سمجھاتی ہی دنیا بھر و مال لیئے جاتی ہی اور میرے ہاتھ کچھ بھی نہین آتا تیرا ہی خصم مفلس رہا جاتا ہی ابھی ابھی تجھسے لڑکا جنواؤنگا اور زر و جواہر پاؤنگا زوجہ نے اسکی کہا کہ کیا دیوانہ ہو گیا ہی یا کچھ پی کے آیا ہی نشہ مین مست ہو گیا ہی کہین میرے اختیار مین ہی کہ لڑکا جن دون اور تیرے اس رنج کو ٹالدون اگر مال تیری تقدیر مین ہی تو کسی اور وسیلہ سے ملیگا گھر بیٹھے خدا دیگا مصرع اُسکے دینے کے ہین ہزارون ہاتھ بیت خدا کی دین کا موسے سے پوچھیے احوال ❊ کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جاے ❊ صبر کر نظر بخدا رکھ کیون اسقدر گھبرایا ہی اور بندۂ زر و مال کے لیے مرا جاتا ہی اے احمق یہ مال دنیا کیا مال ہی ارے مال دنیا چرخے کی مال ہی پروردگار عالم رزاق مطلق ہی و ما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقہا کیا تو نے نہین سنا ہی اور قدرت تعالیٰ رب العزت کی نہین جانتا ہی بیت جواہر بخشی دل سنگ را ❊ تو ہر دے جوہر کشتی رنگ را ❊ اسی کی شان رفیع المکان مین ہی شعر آگ مین پیدا سمندر کو کرے ❊ قطرۂ ناچیز کو گوہر کرے ❊ دیگر آسیا کہتی ہی ہر صبح باواز بلند ❊ رزق سے پھرتا ہی رزاق دہن تیرے جب امیہ ضمری کو اسکی زوجہ نے یہ سخن سنائے تو اسکے دل پر رنج دولت کے سانپ لہرائے اور زیادہ تلملایا اور بلبلا کر چلایا اری کم بخت میرا دل نہین مانتا کہ یہ مال مفت ہاتھ سے نکلا جاتا ہی کیونکر تیرے پیٹ سے بچہ نکالدون اور جواہر تیرے سبب سے زر و مال لون یہ کہکر ڈنڈا تان کر چلایا کہ اری دیوانی نہ بن اور ابھی بچہ جن تیرے باپ کا اجارا ہی نطفہ ہمارا ہی ہم نہین تیرے پیٹ مین رکھتے ابھی ہمارا بچہ نکال دے اگر تو اسوقت بچہ نہ نکالیگی تو مین تیرا سارا بل نکالدونگا مارے ڈنڈون کے مار ڈالونگا اگر آج کا دن ٹل جائیگا تو کل کچھ نہ ہاتھ آئیگا زوجہ اسکی اُسکے ڈنڈا تانتے پر بھاگی اور امیہ ضمری اُسکے پیچھے دوڑا تمام گھر مین اُدھم پڑ گیا ادھر تو وہ عورت بھاگتی پھرتی تھی اور اُدھر امیہ اُسکے پیچھے دوڑتا پھرتا تھا کہین قابو نہ چلتا تھا وہ عورت جتنی بھاگتی پڑی پھرتی تھی اور کہتی تھی شعر ناحق خصم نے آج مری جان ماری ہی ❊ دوڑو محلہ والو دہائی تمہاری ہی ❊ جب عورت نے دیکھا کہ اسیر کسی طرح منہ نہین ہی خصم آج مار ہی ڈالیگا ہرگز زندہ نہ چھوڑیگا اسکے کچے گھڑے کی چڑھی ہی دولت کی چاٹ پڑ گئی ہی گھبرا کر کوٹھے پر چڑھنے لگی سانس بیچاری کی اکھڑنے لگی پیچھے یہ بھی ڈنڈا لیکر دوڑا زینہ پر جلدی جلدی چڑھنے لگا عورت نے جو پیچھے پھر کر دیکھا کہ خصم جلاد بھی آ پہونچا گھبرا گئی اور ساری ستی بھول گئی پانوں جو پھسلتا ہی تو زمین پر تھی

اُسکی تو سانس اُکھڑ ہی چکی تھی مر گئی مگر بچہ زندہ پیٹ سے نکل پڑا ٹھاؤن ٹھاؤن کرنے لگا امیہ ضمری نے جھٹ زین پر سے کود کے بچہ کو اُٹھا لیا یونہین بے نہلائے دھلائے آستین مین رکھ لیا لشٹہ طمع زر سے ایسا مبہوت تھا کہ جورو کی طرف مطلق خیال بھی نہ کیا فوراً بچہ لیکر خواجہ بزرجمہر کے پاس پہونچا اعزا اور اقربا نے جو امیہ کی جورو کا یہ حال دیکھا سب دوڑ پڑے اُس عورت مین کچھ دم نہ پایا روئے نوحہ و بکا کیا پھر سامان دفن و کفن کا مُہیا کیا وہ سب کے سب تو مشغول تجہیز و تکفین ہوئے اور یہان سنیے کہ امیہ بچے کو لیے اُسیطرح خوشی خوشی خواجہ بزرجمہر کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا خواجہ بزرجمہر بہت ہنسے حضرت عبد المطلب بھی بیٹھے تھے اُنھون نے جو یہ حال سُنا امیہ ضمری سے کہا کہ تونے بڑا غضب کیا ایک تو جورو کی جان لی دوسرے بے نہلائے دھلائے بچے کو اپنی آستین مین رکھ لیا آپ بھی نجس ہوا لباس کو بھی نجس کیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اچھا بچے کو تو لاؤ امیہ نے جو ہاتھ آستین مین ڈالا تو بچہ ندارد بڑا تعجب ہوا سمجھا کہ آنے کی گھبراہٹ اور عالم خوشی مین کہین آستین سے راہ مین گر گیا ہے نہایت بدحواس ہوا اور گر چلایا کہ واے مردیم جس طمع زر کے لیئے اتنی بڑی جان کاہی کی وہ کچھ نہوئی زوجہ کی بھی جان گئی بچہ بھی کھو گیا دولت کے عوض مفت کا رنج و صدمہ ملا بقول شاعر شعر گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ ٭ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ٭ دیگر تیرے ہجر مین ہم تو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے ٭ ناظرین پر واضح ہو کہ اس دھینگا مشتی اور دھما چوکڑی مین شام کا وقت قریب آگیا تھا اب جو امیہ ضمری خواجہ بزرجمہر کے پاس سے مایوس ہو کر پھرا تو بالکل شام ہو گئی تاریکی پھیل گئی لیلاے شب نے زلف مشکین کو کھولکر ماسواد شام کا سمان بندھ چکا سٹر کو نیر ٹھا ٹھر بندی کی گیلا سو نہین روشنی ہو نیلگی رونق بازار شہر تو دونی ہو گئی تھی مگر امیہ ضمری کی آنکھون مین دنیا سیاہ تھی صدمہ و الم سے لب پر آہ تھی غرض کہ آبدیدہ و مانسے بھرا راستے مین اُس بچے کو اسطرح ڈھونڈھتا تھا کہ جسطرح کوئی سوئی کو ڈھونڈھتا ہے اور کہتا تھا کہ ارے کم بخت بچے کہین ایسا نہو کہ زیادہ دیر ہو جاے اور خواجہ بزرجمہر زر و مال بانٹ بونٹ کر بیٹھ رہے تو پھر کوڑی میرے ہاتھ نہ لگیگی جو کوئی راستے مین پوچھتا تھا کہ امیہ ضمری کیا ڈھونڈھتے ہو کیا کھو گیا ہے تو جواب دیتا تھا کہ میرے بخت گم گشتہ کا پتا نہین ہے اُسیکو ڈھونڈھتا ہون اور اُسی کی تلاش مین جگر پاش پاش ہے ابھی بچہ پیدا ہوا تھا اُسے خواجہ بزرجمہر کے پاس لیئے جاتا تھا اتفاقاً کہین راہ مین گر پڑا پتا نہین لگتا کہ کیا ہو گیا یہ وحشت خیز باتین سُنکر کچھ لوگ ہنستے تھے کچھ دست تاسف ملتے تھے کچھ امیہ کے ساتھ ڈھونڈھنے لگتے تھے آخر کار جب کہین پتا نہ لگا فرط الم سے راہ مین بیٹھ کر رونے لگا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے اور تمام قصہ ہی پاک کرے یکایک کچھ اسکی بغل مین کلبلایا کچھ زیر بغل رینگتا سا معلوم ہوا اب جو امیہ ضمری ٹٹولتا ہے تو زیر بغل وہی بچہ بالا بولا نظر پڑا امیہ بہت خوش ہوا لڑکے کو بغل سے نکالکر ہاتھ پر رکھ لیا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ ایسا نہین پھر گم ہو جاے تجھسے شہر کی گلیون کی خاک چھنوائی یہ لڑکا بڑا مرشد معلوم ہوتا ہے ابھی سے ہیر پھیر سے دل لگی کرتا ہے غرضکہ اسیطرح ہاتھو پر لیئے ہوئے خواجہ بزرجمہر کے پاس پہونچا نظم لشتہ بپیش خواجہ بدفیسان دوان ٭ کہ طفلش درست و ثنا بر زبان ٭ نہادہ بپیش او شکوہ راند ٭ کہ این طفل زیر بغل دیر ماند ٭ بکردیم من جستجو دیر تر ٭ وزان بعد ظاہر شد این بخیر ٭ امیہ ضمری نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ حضور لڑکا ملا غلام لایا ملاحظہ فرمائے خواجہ نے لڑکے پر جو نگاہ کی بے اختیار صورت دیکھکر ہنسی آگئی کہنے لگے کہ یہ آدمی کا بچہ ہے یا چوہے کا بچہ ہے ماشاء اللہ عجب ہیئت ہے جس سے دیکھنے والون کو وحشت ہو عالم ہو بر کیا ہے رار ی کی تو مڑی ہے گٹھا ہوا صفاچٹ ناک سی آنکھین خرگوش کے سے کان گلگلا سے گال خوبانی کے برابر ناک موٹے موٹے ہونٹھ ڈیلا پتلا سوت سی گردن تسکا سے ہاتھ پاؤن طباق سا سینہ ہنڈیا سا پیٹ یہ بچہ انسان ہے کہ عجیب الخلقت انسان حیوان ہے خواجہ متعجب ہوئے

اور شان پروردگار پر نظر کی قرعہ پھینکا زائچہ کھینچا حساب اشکال رمل بطریق سیارگان نکال کر بعد غور بسیار ارشاد فرمایا کہ یہ لڑکا
بڑا اولوالعزم نصیبا اور جوان بخت و جوان دولت جوان سال ہوگا ایہا الناس قدرت خدا سے یہ لڑکا بلائے روزگار
فتنۂ دوران نیرنگ زمین و زمان مکار طرار جرار خنجر گذار سردار سرداران عیار عیاران تیغ زن صف شکن بے نظیر
سرگروہ جوان چپیر ہر ایک کام میں مشاق بلکہ یگانۂ آفاق ہوگا مثل اسکے تا قیامت کوئی لڑکا پیدا نہو گا اور یہ امیر ابو العلاء
لڑکا کا وزیر خوش تدبیر ہوگا اسے امیر سے محبت کامل ہوگی ہر جگہ ہر حال میں امیر کے سینہ سپر رہیگا بڑے بڑے مرحلے
سر کریگا امیر با توقیر پر اپنی جان قربان کریگا انکے دشمنوں کو بے جان کریگا اسی لڑکے کو لوگ تراشندۂ ریش کافران
و سر برندۂ جادوگران کہینگے امیۂ ضمری یہ کلام نیک انجام سنکر نہایت خوش ہوا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اس لڑکے
کا نام عمرو بن امیۂ ضمری رکھو اور ایک صندوقچہ پر از زر و گوہر امیہ کو انعام میں دیا اور تنخواہ مقرر کر کے دایہ کے سپرد کیا
اور حکم دیا کہ امیر با توقیر کے ساتھ اسکی بھی پرورش کیجائے خواجہ عبد المطلب کے محل میں یہ لڑکا بھی رہے ناظرین پر
واضح ہو کہ خواجہ بزرجمہر نے جو لڑکے منگوائے تھے تو اسی روز بارہ ہزار لڑکے آئے تھے خواجہ نے اول سب کے والدین
کو مالا مال کر دیا تھا اور ہر لڑکے کے لئے ایک ایک دایہ عاقلہ مقرر کر دی تھی اور سب کی تنخواہیں مقرر کر دی تھیں از جانب
بادشاہ نوشیروان سبکو نوکر رکھ کے امیر ابو العلاء کو سردار ان سب کا معین کیا تھا اور عمرو بن امیۂ ضمری کو وزیر معین
کیا تھا اور سرگروہ اطفال خرد سال کیا تھا اور اسقدر سامان عیش و عشرت بہم پہونچا دیا تھا کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو
بھی میسر نہ ہوگا الغرض جب چھٹی کا دن آیا تو خواجہ نے بہت بڑا سامان چھٹی کا مہیا کیا جوڑے خلعت تقسیم کیے لوگوں کو
انعام دیا مادر حمزہ کو پہلے عورات خادمات نے نہلایا اسکے بعد اور جو بارہ ہزار لڑکے تھے ان سب کی ماؤں کو نہلوایا
اور مادر عمرو تو مر ہی چکی تھی اسکی ماں کے عوض اسکی قابلہ کو نہلایا اسکی دایہ کو غسل دلوایا اور مادر حمزہ کے ساتھ سبکو
مثل زچاؤں کے عروس شب اول بنایا سبھوں نے لباس فاخرہ پہنا زیور جواہر نگار زیب جسم کیا افشاں چنی گئی مسی ہر
کاجل دیا گیا بناؤ سنگار کیا بڑے ساز و سامان کے ساتھ بارہ ہزار زچاؤں نے تارے دیکھے فلک ہفت رنگ مادر حمزہ
صاحبقران پہ نثار ہوا تاروں کو مثل زر کے نچھاور کیا مشتری فلک اس زچۂ زہرہ جبین کی خدمتگذاری کو حاضر ہوئی ماہ
چاردہ آئینہ دکھا رہا تھا خورشید تابان کرن اپنی مثل ریزہ ہائے زرین کتر کتر کے صورت افشاں چھڑک رہا تھا زمین
زر ریز سائبان فلک لاجورد تاروں سے جواہر خیز مریخ آسمان تلوار لیے ہوئے مادر صاحبقران پر سایہ افگن تھا خسرو خاور یعنے آفتاب
عالمتاب قوس قزح کی تیر کمان ہاتھ میں لیے ہوئے سقف زچاخانہ پر مرگ مار رہا تھا زہرۂ فلک مشغول ترانہ سازی الولے
فلک لیے سوز و ساز مصروف خوش آوازی انجم چرخ زبرجدی نچھاور کر رہی ہے . الغرض جب خواجہ بزرجمہر نے ساتویں
روز تقریب چھٹی سے مہلت پائی اب مدائن جانے کا سامان کیا اور حمزہ صاحبقران کو سپرد دایۂ محافظت ایزدی کر کے
عبد المطلب سے کہا کہ یہ سب لڑکے اور دایہ وغیرہ تمہارے حوالے ہیں عبد المطلب نے کہا کہ ای خواجہ بزرجمہر
پہلے تو یہ بند و بست کیجیے کہ آج امیر کی پیدائش کو ساتواں روز ہے . اور آپ نے یہ سب کچھ سامان عیش مہیا کیا مگر
امیر با توقیر نے اسوقت تک نہ اپنی ماں کا منھ دیکھا نہ اور کسی دایہ کا اور اب کل سے گریہ و زاری اور اضطراب و بیقراری
زیادہ ہے ذرا آپ ملاحظہ فرما کر غور کیجیے کہ کیا سبب ہے کیسا اسرار ہے کیا مشیت پروردگار ہے خواجہ بزرجمہر نے قرعہ
پھینکا اور زائچہ کھینچکر غور کیا خواجہ عبد المطلب سے کہا کہ امیر با توقیر کسی دایہ کا دودھ نہ پینگے مگر ایک زن صالحہ
بالغہ عاقلہ مومنہ قلعہ تنگ واحل میں سکونت پذیر ہے نام اسکا عادیہ بانو ہے اگر وہ بی بی تشریف لائیں اور دودھ
پلائیں تو البتہ صاحبقران دودھ پینگے ورنہ بے شیر جینگے عبد المطلب نے جب یہ کلام مصیبت انجام خواجہ بزرجمہر

سے سنا عمرو کے باپ امیہ ضمری کو بلایا اور فرمایا کہ اے امیہ ناقۂ تیز رفتار پر سوار ہو کر جلد طرف قلعہ تنگ روا حل کے
جا اور عادیہ بانو کو ہمراہ لیکر آ میری طرف سے بعد رسم سلام کہنا کہ اے ملکہ دوران میرے یہان فرزند ارجمند کہ نام اُسکا امیر حمزہ
صاحبقران ہے پیدا ہوا ہے اور سات آٹھ روز گذر چکے ہین دودھ کسیکا نہین پیا ابتدا انکاری ہے حضرت ابراہیم نے کہا ہے کہ یہ
امر خیر اور باعث خوشنودی پروردگار عالم کا ہے اگر تم چاہو تو یہ طفل صغیر پرورش پائے اور تم اپنی آغوش میں لیکر اسکو
دودھ پلاؤ اور پرورش کرو اسکا اجر تمکو ارحم الراحمین دیگا خواجہ عبد المطلب نے بمنت سماجت تمکو بلایا ہے کہ اگر تشریف
لائیے تو اس طفل صغیر بے شیر کی جان بچ جائے امیہ بحکم خواجہ عبد المطلب ناقۂ تیز رفتار پر سوار ہو کر مکانسے طرف
قلعہ تنگ روا حل کے چلا اب راویان اخبار فرحت آثار یون بیان کرتے ہین کہ بی بی عادیہ بانو قلعہ تنگ روا حل مین رہتی
تھین انکے یہان بھی ایک لڑکا حسین خوبصورت جری دلاور بہادر طرحدار گلرخسار پہلوان عادی کے نام سے ملقب تھا
اور اصلی نام اسکا بل عادیان ابن رشتہ اویان پہلوان ہفتی عرب بن کیتان کربہ عمرو معد یکرب تھا اسکی پرورش مین مشغول
رہتی تھین جب پہلوان عادی قریب ایک سال کے پہونچا تو ایک دن ملکہ عادیہ بانو نے خواب مین جمال بے مثال جناب
ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو مشاہدہ کیا حضرت خلیل اللہ نے کہا کہ اے عادیہ بانو اب تم اسلام قبول کرو اور
زنگ کفر آئینہ دل سے مٹادو کس خواب غفلت مین پڑی ہو تمہارے بخت کی بیداری کا زمانہ آگیا مکہ مین خواجہ
عبد المطلب سردار قریش کے یہان ایک لڑکا پیدا ہوا ہے کہ نام اُسکا ابو العلا علی اور لقب اسکا حمزہ
صاحبقران ہے وہ والی پردۂ قاف ثانی سلیمان سطوت شاہان ہوگا وہ تمھارے دودھ پینے کا منتظر ہے سات روز
ہوئے ہین کہ اُسنے کسیکا دودھ نہین پیا اور نہ کبھی کسیکا دودھ پیئے گا اور نہ کسی پستان دایہ کی طرف رخ کریگا تمھارے
گھر کی طرف رخ کرتا ہے اور روتا ہے اشک حسرت و یاس سے منھ دھوتا ہے گویا تمھین بلاتا ہے ابھی اسکی کیا بساط ہے
سات روز کا مولود وہ صاحب انبساط ہے یہ شرف مخصوص حق تعالے نے تمھارے ہی واسطے مقرر کیا ہے کہ تم اپنا دودھ
اُسکو پلاؤ اور رضامندی خدا کی حاصل کرو پھر درگاہ رب العزت سے جو طلب کرو سو پاؤ شیر پلاؤ اُسے دودھ تم بھی شاد و مسرت
ہے اس کلام کے بعد ملکہ عادیہ بانو نے خواب مین جو یہ مژدۂ جانفزا زبانی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے سنا
تو بیدار ہو گئین اسی وقت کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا بصدق دل مسلمان ہو گئین اپنے لڑکے کو بھی پڑھوایا لونڈیون سے کہکر
شتر ناقۂ تیز رفتار پر سوار ہو کر قلعہ تنگ روا حل سے نکلکر صحرائے پر آشوب کی راہ لی طرف مکہ معظمہ کے چلین تھے کہ شوق
دیدار فرحت آثار امیر ابو العلا علی صاحبقران زمان مین رات بھر چلین کہین دم بھر نہ ٹھہرین نہ ناقہ ٹھہرین
مگر جس وقت زلف شب پر سفیدۂ سحری نمودار ہوا اور ظلمت شب ہر طرف ہوئی خسرو خاوری نے اپنے نور سے اس عالم
فانی کو نورانی کیا سبزہ زار دمیدہ لہلہانے لگا نسیم سحری جھونکے لیکر عاشق ہجر زدونکا دل لبھانے لگی جا بجا طیور حمد الٰہی کرنے لگے
بلبلین نغمہ سرائی مین مشغول ہوئین ہر ایک کے دل کو گونا گون فرحت حصول ہوئی ملکہ عادیہ بانو کے قلب کو بھی
ایک عجیب قسم کی بشاشت اور فرحت حاصل ہوئی تب ملکہ عادیہ بانو نے بفہم و فراست و عقل و کیاست دریافت
کیا کہ شاید مین قریب مکہ معظمہ کے پہونچ گئی بیشک یہ مولود مسعود امیر ابو العلا کوئی فرزند صاحب کرامت ہے
کہ منزلون کا راستہ اتنا جلد طے ہوگیا لاریب یہ بچہ خدا کا پیارا ہے کہ جسنے پائی مکہ معظمہ مین خدا نے مجھکو پہونچا دیا اب
اتنے مین فی الجملہ روشنی بھی ہو گئی ملکہ عادیہ بانو آگے بڑھین دیکھا کہ ایک ناقہ سوار چلا آتا ہے عادیہ بانو نے اُس سے
پوچھا کہ یہ کون شہر ہے اسنے جواب دیا کہ یہ سرحد مکہ معظمہ ہے کل سے مین مکان سے چلا ہون اسوقت تک یہان
پہونچا ہون اب آگے اور عملداری ہے اور مجھکو نہایت تعجیل ہے کہ میرے آقا زادہ امیر حمزہ صاحبقران پیدا ہوا ہے اور

تا ایندم آٹھہ روز گذرے ہین کہ دودھ کسیکا نہین پیا معلوم ہوتا ہہ کہ سواے ملکہ عادیہ بانو کے اور کسیکا دودھ نہ پیینگے
خواجہ عبد المطلب نے مجھکو واسطے طلب کرنے عادیہ بانو کے بھیجا ہہ مین ملکہ آنکو بلانے جاتا ہون نام میرا امئیہ ضمری
ہہ عادیہ بانو نے کہا کہ اے امئیہ تو قلعہ تنگ و احل کو نہ جا کہ میرا ہی نام عادیہ بانو ہہ مین قلعہ تنگ روا حل سے آتی
ہون اور مکہ معظمہ کو جاتی ہون مجھکو عین رویاے صادقہ مین حکم جناب خلیل اللہ ہوا ہہ کہ ای عادیہ بانو جلد جا اور صاحبقران
کو دودھ پلا کہ وہ بن دودھ تڑپ رہے ہین مین فوراً بیدار ہوتی ہی روانہ ہوئی باشتیاق امیر حمزہ صاحبقران شب بھر
چلی ہون اسوقت یہان پہونچی ہون امئیہ ضمری نہایت متعجب ہوا شان کردگار کو دیکھکر ملکہ عادیہ بانو کے پانون پر گر پڑا
منت وانکسار کرنے لگا کہ برائے خدا جلد تشریف لیچلیے کہ خوزادہ میرا سات آٹھہ روز سے بن دودھ پڑا ہوا ہہ اور ضعف
و نقاہت و اشکباری بے حد و شمار ہہ یہ کہکے مہار ناقہ کے تھامے ہوئے جلو مین پیدل دوڑتا ہوا اور ملکہ عادیہ بانو
کی رکابداری کرتا ہوا دولتسراے جناب عبد المطلب پر پہونچا عبد المطلب کو بڑھکر خبر دی کہ ملکہ آئین خواجہ
عبد المطلب نے بڑھکر پیشوائی کی بڑی تعظیم و تکریم سے لائے جسوقت ملکہ عادیہ بانو کو جمال عدیم المثال صاحبقران
نظر پڑا نور کے آغوش مین لیا بہت پیار کیا نقد جان و دل نثار کیا امیر باتوقیر ملکہ عادیہ بانو کی صورت دیکھکر ہنس دیے
ہاتھہ پانون مار کر ہمکنے لگے ملکہ نے دودھ دیا امیر باتوقیر نے بخندہ پیشانی دودھ پیا رونا موقوف کیا عبد المطلب
ملکہ عادیہ بانو کے پاس تشریف لائے سجدہ شکر بدرگاہ رب العزت بجالائے اوسیوقت امئیہ ضمری عمرو کو ہاتھہ پر
لیے عادیہ بانو کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ای ملکہ اس لڑکے کی مان مر گئی ہہ امیدوار ہون کہ ثواب
بے حساب سمجھکر اسکو بھی دودھ پلا دیجیے اور درگاہ غفور الرحیم سے اجر عظیم لیجیے **نظم** بکن رحم این طفل بے مادر است
پدر مرد بیچارہ کہ بے زر است * شنید این سخن عادیہ چون ازو * بدو گفت خوب است ای نیکخو * بدہ طفل ما را کہ شیرش دہم
در آغوش خود پرورش میکنم * الغرض ملکہ عادیہ بانو نے دونون لڑکون کو بشوق تمام دودھ پلایا اور مثل مادر مہربان سایۂ
عاطفت مین اپنے پرورش کرنا شروع کیا ہر لحظہ و ہر ساعت دونون کی پرداخت کرتی تھین امیر کا لش عمرو بن
امئیہ ضمری کو بھی پلا دیتی تھین راوی بیان کرتا ہہ کہ ملکہ عادیہ بانو کا دودھ اسقدر افراط سے قوت دار اور طاقت ور
تھا کہ سات تابہ آہن تہ بہ تہ رکھکر جب دودھ کی دھار مارتی ساتون نہین توڑکر باہر نکل گئی لوگون کو سنکر استعجاب
ہوتا تھا اکثر اسکا امتحان ہوتا تھا الغرض امیر باتوقیر اور عمرو بن امئیہ ضمری پرورش پانے لگے مگر عمرو کی شرارت اسی
زمانے سے ظاہر ہوتی جاتی تھی کہ ملکہ عادیہ بانو ملاحظہ کرتی تھین کہ دونون لڑکے دودھ برابر پیتے ہین مگر عمرو دن بدن فربہ
اور توانا ہوتا جاتا ہہ اور امیر باتوقیر روز بروز لاغر ہوتے جاتے ہین کہ اگر کوئی شخص اجنبی دیکھے تو صاف کہدے کہ امیر
کو دودھ نہین ملتا اور عمرو دودھ سے خوب سیر ہوتا ہہ ملکہ عادیہ بانو کو دیکھکر بڑا استعجاب ہوتا ہہ اور دم بدم رنج و ملال
بے حساب ہوتا ہہ دل مین کہتی ہین کہ ای پروردگار عالم ای رازق الامم یہ کیا اسرار ہہ اسی فکر مین ہر روز رہا کرتی
تھین ایک روز رات کو عادیہ بانو نے یہ تماشا دیکھا کہ جب امیر باتوقیر پستان منھہ مین لیکر دودھ پینے کا قصد کرتے ہین فوراً
عمرو امیر کے منھہ سے کھینچکر پستان اپنے منھہ مین لے لیتا ہہ اور دودھ پینے لگتا ہہ جب امیر باتوقیر دوسرا پستان منھہ
مین لیکر دودھ پینے لگتے ہین عمرو وہ بھی امیر کے منھہ سے کھینچ لیتا ہہ اور امیر کو دودھ نہین پینے دیتا اور آپ بخوبی سیر ہوکر پیتا
ہہ امیر اول روز سے صابر و شاکر ہین آبدیدہ ہوکر چپ ہو رہتے ہین ملکہ عادیہ بانو یہ حال دیکھکر نہایت متعجب ہوئین
اور امیر کے حال پر نہایت رحم آیا بہت سا پیار کیا اور پستان امیر کے منھہ مین دیا اور نہایت شفقت اور دلاسا دیا
اور عمرو کو دو انگلیون سے طمانچہ مار کے کہا او نابکار اتنے سے سن مین تو ایسا فتنہ پرداز سارق ہہ اپنے آقا سے دغابازی

کرتا ہے معلوم ہوا کہ تو اسیطرح امیر کو ہمیشہ سے دودھ نہیں پینے دیتا تھا اسیوجہ سے یہ فرزند ارجمند بلا ہوا جاتا ہے پھر تو ملکہ عادیہ بانو نے وقت مقرر کر دیے کہ پہلے جاگتے میں کئی بار امیر حمزہ صاحبقران کو اپنی آغوش شفقت میں لیکر دودھ پلا دیا کرتی تھیں اور انکی پرورش میں زیادہ جد و جہد کرتی تھیں شبکو ہوشیار سوتی تھیں غافل ہوکر نہ سوتی تھیں امیر یا توقیر کو اپنی روح و جان سمجھتی تھیں بہت چاہتی تھیں ماں سے زیادہ الفت و محبت کرتی تھیں اگر بسبب ازعد انگریزی انگلی دکھ گئی دل بیتاب ہو گیا بیقرار ہوکر اپنی چھاتی سے لگا لیا پیار کیا تشفی اور دلاسا دیا امیر کی راحت سے راحت محنت سے محنت خوشی سے خوشی ملال سے ملال ہوتا ہے اسیطرح زمانہ صفر سنی گذرتا ہے ناظرین پر واضح ہو کہ وہ داستان جو ہشام بن علقمہ خیبری کی بیان ہو چکی ہے اور بیاد رہشام کو دوسرے ملک میں ایک کاہ فروش کے یہان چھوڑا ہے اب وہ بیان کیجاتی ہے بعد اسکے امیر کی کیفیت اور روئداد عرض کیجائیگی

دوکلمہ داستان حیرت بیان پیدا ہونا ہشام بن علقمہ خیبری کا اور پرورش پانا گھر میں کاہ فروش کے اور دفینہ ملنا مادر ہشام کو اور خزانہ اور بارگاہ ہشامی ملنا ہشام کو اور قتل کرنا دیو کو اور اپنی ملک کی فتح سے آنا بہ جماعت کثیر

پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ
کہ کر دہشت حاسدان و عدو
شراب زلال مصفا پلا
سحر کو شب و روز سے وہ شراب
گل کھلے ہرے ہوئے پوشاک کے
مست ہو کر جائینگے اے مغبچو

کہ ہر شیشہ کی تازہ دل کو امنگ
پلا ساقیا جام ہر جام تو
نہ کر مجھ سے پہلو تہی ساقیا
کہ شرمندہ ہو ساغر آفتاب
پاؤن پھیلے تا بدامن چاک کے
آتے ہیں بنت العنب کو تاک کے

غزل

سبو ہے صراحی ہے خم ہیں کدھر
طبیعت کو پھر جوش ہر دم ہوا
نہ بدنام میخانہ کر ساقیا
معرفت میں تیری ذات پاک کے
نام لے سکتے نہیں محبوب کا
آفرین صد آفرین دست جنون

مجھے جام بھر بھر کے دے بے خطر
قتلی بھی دکھلائے دہن رسا
پلا بادۂ تازہ تر ساقیا
اڑتے ہیں ہوش و حواس ادراک کے
کیا کہیں کشتے ہیں کس سفاک کے
خوب ہی ہنس کے گئے پوشاک کے

روایت کنندگان عیش و نشاط حکایت نویسان بساط نے بساط انبساط اس حکایت کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر کرتے ہیں کہ جب مادر ہشام بن علقمہ خیبری بخوف ہلاکت و بدہشت جان جھاگ کے شہر سے تباہ و برباد ہوکر ملک دیگر میں ایک کاہ فروش کے یہان پوشیدہ ہوئی حاملہ تھی ہشام پیٹ میں تھا اتفاق سے وہ عورت حاملہ اسی صحرا میں کسی مقام پر بیٹھی ہوئی پیشاب کر رہی تھی ایک بقدر گز جا گر گیا جب پیشاب کر چکی اور خیال کیا تو معلوم ہوا کہ ایک سوراخ ہے اور زمین بھی کھوکھلی معلوم ہوئی ایک لکڑی اٹھائی اور زمین کو کریدنا شروع کیا جب کریدتے کریدتے کسیقدر غار ہو گیا اب اس عورت نے ایک ٹھیکرے سے کھود کھود کر ہاتھ سے مٹی ہٹانا شروع کیا مٹی ہٹاتے ہٹاتے ایک غار عمیق ہو گیا دیکھا کہ ایک دروازہ ہے جو مقفل ہے اور کنجی دروازے کی زنجیر میں بندھی ہوئی ہے یہ عورت فوراً اس غار میں اتر گئی اور کنجی لیکر قفل کھولا اندر گئی دیکھا کہ بہت بڑا خزانہ ہے زر و مال بیحساب و جواہر بے انتہا بھرا ہوا ہے روپے اشرفیان ڈھیر دن بھرے ہوئے ہیں یہ دیکھکر بہت خوش ہوئی اور تمام خزانے کی سیر کر کے پھر آئی دروازہ اسیطرح بند کر کے مقفل کر دیا اور سب مٹی ہاتھون سے ہٹا کر برابر کر دی زمین ہموار ہو گئی کسیکو ثبوت نہ ہوا پھر کاہ فروش کے یہان چلی آئی ہو گئی روز کے اپنا زیور کاہ فروش کے آگے اتار کر دیا اور کہا اے بھائی میں چاہتی ہون کہ تم مجھکو علیحدہ کسی مقام پر ایک مکان تعمیر کرا دو چار دیواری کھنچوا کے انگنائی وغیرہ ڈالدو کہ میں علیحدہ رہا کرون کاہ فروش نے وہ جواہر کا زیور اس عورت سے لیکر فروخت کیا اور روپیہ نقد کر لیا اور اپنے چھپر کے قریب اس کاہ فروش نے دیوارین کھنچوانا شروع کین اس عورت نے اسقدر صحن وسیع کا خیال کر کے دیوارین اٹھوائین کہ وہ دفینہ بھی اسی مکان کے اندر آ گیا مکان قابل رہنے کے تعمیر کرا لیا اب اسی مکان میں رہنے لگی بعد چند روز کے اسی مکان میں ہشام پیدا ہوا اور وہ عورت اسی خزانہ سے روپیہ اشرفی نکالکر صرف کرنے لگی اور

ہشام بن علقمہ کی پرورش مین مشغول ہوئی جو کوئی پوچھتا تھا تو کہتی تھی کہ لڑکا یتیم ہے اسکے باپ کو بختک ملعون وزیر
بادشاہ نوشیروان نے مار ڈالا اور شہر کو تباہ و برباد کر دیا یہانتک کہ اب ہشام پانچ برس کا ہوا اسکی مان نے
اُسی خزانہ سے زر و جواہر نکالکر فروخت کیا اور ہر فن کے اُستاد اور معلم و اتالیق اور پہلوانان جنگ آزما ہنرمند نوکر رکھے
وہ ہشام کو ہر طرح کا ہنر و فن سکہانے لگے پڑھانے لگے تھوڑے زمانے مین ہشام بن علقمہ خیبری بھی حد جوانی پر پہونچا
زور و جرأت و قوت و طرحداری دکہانے لگا کہ ایک روز مادر ہشام نے اُس سے تمام حالات ملک خاور اور قتل علقمہ
اور بختک کا قتل عام کرنا اور تمام شہر اور گرد و نواح شہر مین خونریزی کرنا اور خوف زدہ ہوکر اپنا بھاگنا اور کاہ فروش کے
یہان آکر چھپنا کل کیفیت بیان کی ہشام چین بجبین ہوکر قبضہ شمشیر کو دیکھنے لگا اور کہا کہ اے والدہ خیر کیا مضائقہ اگر بختک نامرد نے
بحکم بادشاہ نوشیروان میرے باپ کو قتل کیا اور شہر کو تباہ و برباد کر کے میری مان کو در بدر کیا تو خیر دیکھو تو مین بھی قسم ہے لات
و عزیٰ اور منات اعلیٰ کی کیسا تو عوض بادشاہ نوشیروان اور بختک نامرد سے لیتا ہون کہ وہ بھی یاد کرین اے مادر گرامی
سُن لینا کہ مین نے کیا کار نمایان کیا جسوقت اور جس زمانہ مین ہو اب اُس روز سے ہشام بن علقمہ خیبری آٹھ پہر اسی
فکر مین رہتا تھا اور آدمی چیدہ چیدہ اور پہلوان بڑے بڑے زور آور صف شکن تیغ زن نوکر رکھنے لگا تھوڑے عرصہ مین ایک
جماعت کثیر اسنے جمع کی بیس ہزار فوج جرار سرداران نامدار ہشام کے ہمرکاب ہوئے اور پہلوانان و مہربان ہشام نے اُس کاہ فروش
کو اپنا وزیر معین کیا اب اُسکا یہ حال ہے کہ وہی خزانہ صرف کرتا ہے غرور سے پانون زمین پر نہین دہرتا ہے گھوڑے کی چڑھی ہے نشہ بادہ نخوت
سے مست کجروی جنبہ بیدار اسکے سامنے پست پنجون کے بل چلنے لگا امنگ زور جوانی ہر شخص سے لڑائی جرأت کا ولولہ اپنی بہادری
کا غرہ کج کلاہ ٹیڑھی نگاہ کسی سے سیدھی بات نہین رسم مروت کسیکے ساتھ نہین تیغ بازی کا ذوق تیر اندازی کا شوق شکار کھیلنے
اِدھر اُدھر جایا کرتا ہے کسی سے نہین ڈرتا ہے ایک روز ایک صحراے سبزہ زار کی طرف چند رفقاے اولو العزم ساتھ لیکر شکار
کھیلنے لگا وہان کچھ ہرن چراگاہ مین سبزہ چر رہے تھے ہشام کی جو نگاہ پڑی اُنکے پیچھے گھوڑا ڈالا وہ ہرن تو کلیلین
کرتے ہوئے سن سن صحرا کی طرف نکل گئے ہشام دیکھکر رہگیا مایوس پھرا راہ مین ایک فقیر کامل ایک درخت سایہ دار کے نیچے
بیٹھا تھا اُسے دیکھکر ہشام گھوڑے سے کود پڑا بیٹھ گیا فقیر نے کہا تو کون ہے اور کیا نام ہے تیرا اسنے کہا کہ میرا نام ہشام بن
علقمہ خیبری ہے فقیر نام سُنکر ہنسنے لگا اور کہا کہ اے ہشام تو بڑا نصیبا ور معلوم ہوتا ہے تو تاج و تخت نوشیروانی پر قابض ہوگا
ہشام نے کہا کہ شاہ صاحب بھلا مین کیونکر بادشاہ نوشیروان کا مقابلہ کر سکتا ہون اُسکے پایہ تخت مین تین کرور کی
جمعیت لشکر جرار کی ہے اور اُسکے وزیر کیسے کیسے بے نظیر خوش تدبیر ہین فقیر نے کہا تیرا طالع زبردست معلوم ہوتا ہے اور معلوم
ہوتا ہے کہ مال و دولت مثل خزانہ کے تیری قسمت مین ہے بارگاہ ہشامی اور تیغہ ہشامی تجھکو دستیاب ہوگی یہ سُنکر اسنے
پوچھا اے شاہ صاحب کوئی ہشام اور بھی تھا فقیر نے کہا ہان بابا ایک ہشام اور بھی گذرا ہے زمانہ سابق مین بڑا بادشاہ زبردست
اور صاحب خزانہ ہوا ہے بارگاہ اور خزانہ اُسی بادشاہ کا ہے تو اور وہ دونو ہمنام اور ہم طالع ہین اب وہ خزانہ اور بارگاہ تیری
تقدیر مین ہے بارگاہ ہشامی ایسی بے مثل اور لاجواب ہے کہ قصر فلک لاجوردی بھی اُسکے سامنے شرمندہ ہے رفعت و بلندی
اُسکی سر عرش اعلے پر چڑھا ہوا ہے تیغہ ہشامی ایسا بے نظیر ہے کہ ہر وقت گیر و دار دشمن کو پناہ نہ ملے ہشام بن
علقمہ فقیر سے یہ مژدہ جانفزا سُنکر نہایت مسرور ہوا اپنا مہربان اور دوست شفیق سمجھکر کل حالات بدعت
نوشیروان و زور ظلم و ستم بختک بے ایمان اور کیفیت تباہی و بربادی اپنی مادر اور ملک خاور اور قتل پدر کی مفصل ہشام نے
اُس فقیر سے بیان کی اور عرض کیا کہ اے شاہ صاحب پھر وہ خزانہ اور مال و دولت اور بارگاہ اور تیغہ ہشامی کیونکر ہاتھ
آئیگا ارشاد کیجیے اسکا حال بتایئے اُس فقیر نے کہا کہ اے ہشام صحرا کیطرف جا اور ایک تیر سمت مغرب کمان مین جوڑکے

چلہ کشی کرکے پھینک جس مقام پر وہ ناوک بلند پرواز و تیز پر گرے اُسی مقام پر وہ خزانہ اور بارگاہ ہے جب یہ کلام مسرت
انجام ہشام بن علقمہ خیبری نے اُس فقیر روشن ضمیر سے سنا خرم و شاد ہو کر صحرا کی طرف چلا اور تیر و کمان کیانی مین
جوڑ کر بزور تمام چلہ کشی کرکے بسمت مغرب مثل باد صرصر چھوڑا وہ تیر تیز پر مثل شہباز نظر و یا بصورت پیک صبا برائے نشاندہی
بارگاہ ہشامی گوشہ کمان بے امان سے چھوٹکر چلا اور جو مقام دفینہ تھا اُس جگہ جا کر گرا ہشام بن علقمہ خیبری نے اُس مقام
کو کھدوایا اُسمین ایک بہت بڑا دروازہ مثل پھاٹک کے نظر آیا ہشام اُس دروازے کو کھولکر اندر گیا دیکھا کہ ایک مکان نہایت
وسیع اور پر فزا ہے چارون طرف چمن بندی ہے درختان میوہ ہاے گوناگون جھوم رہے ہین بلبلین چہک رہی ہین طیور نغمہ سنجی کر رہے
ہین بیچ مین اُس چمن پُر بہار کے ایک بارگاہ عظیم الشان بلند و رفیع ہے وہ بارگاہ اوج مین بلاشک وہ بارگاہ سلیمانی شرمندہ کن
بارگاہ قیصر و خاقانی ہے طنابین اُس بارگاہ کی رشک زلف حور یا تار شعاع آفتاب ہین قبہ اُسکا چرخ ہفتمین کے مانند ہے پردے
مثل حبابہاے فلک قناتین اُسکی قناتہاے چرخ اطلس کی ہین نور ماہتاب اُسمین چھن چھن کر آتا ہے عکس خورشید خاوری
بطور سایہ افگنی جلوہ گری کرتا ہے شمسہاے دریچہ ہاے بارگاہ مثل دیدۂ حور یا انجم فلکی کے چمک رہے ہین اُس
بارگاہ کے ذرون سے ستارے آنکھ نہین ملا سکتے ہشام بن علقمہ اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھکر دنگ ہو گیا دیدۂ دل
مسرت منزل منور ہوا چاہتا کہ بارگاہ کیوان جاہ کے اندر قدم رکھے کہ پشت کی جانب سے آواز آئی کہ اے جوان تو کون ہے اور تیرا کیا
نام ہے کیونکر یہان تیرا گذر ہوا کسنے پتا بتایا جو تو یہانتک آیا خبردار اس بارگاہ کے اندر قدم نہ رکھنا ایسی بے ادبی نہ کرنا ورنہ
سزا اسکی معقول پائیگا ابھی سر تن سے جدا ہو جائیگا اسنے پیچھے پھر کے دیکھا دیکھا کہ ایک دیو مہیب بغیظ و غضب شدید لپکے ہوے
ڈگ بڑھاتا چلا آتا ہے صورت اُسکی ایسی ہے کہ جسکو انسان دیکھے تو ڈر جاے رنگ رخ اُسکا اُلٹا توا یا شب تیرہ سا کالا
سا سر و دانت مثل دندان فیل کے دہان گھڑے کی ناک اُپلا سے کان ہاتھ پانون مثل لٹھے کے قد تاڑ سا اُسکے دیکھتے
ہی ہشام نے قبضۂ صمصام پر ہاتھ ڈالکر کہا او نابکار تو مجھکو نہین جانتا مین ہشام بن علقمہ خیبری ہون اُس دیو
نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ پتا تجھکو اُس فقیر روشن ضمیر نے دیا ہے سواے اُسکے دوسرا اس مقام کو نہین جانتا ارے کیون
جان پر کھیل کے آیا ہے بہتر یہ ہے کہ یہان سے پھر جا ورنہ سزاے سخت پائیگا میرا ایک نوالا ہو جائیگا اور اس باغ اور خزانے
کا مالک اور ہی شخص ہے دوسرا یہان قدم نہین دھر سکتا اسطرف رخ بھی نہین کر سکتا مین بھی اُس زمانہ تک محافظ ہون
کہ جب تک وہ اورنگ نشین فخر سلاطین زمان زینت بخش تاج و تخت خسروان زمان تشریف لائے اور بجلوۂ نور چہرۂ تابان
رونق بخش بارگاہ آسمان جاہ ہو مالک اس بارگاہ کا وہی ہے دوسرے کی مجال نہین ہے کہ بخیال کور باطنی آنکھ بھی ڈالے
ہشام بن علقمہ نے تیور بدلکے کڑی آنکھ ڈالکے چین بہ جبین ہو کر کہا او نابکار کیا بکتا ہے کوئی ہوگا مین کسی سے نہین ڈرتا
اور تجھکو تو ابھی تہ تیغ کرتا ہون یہ سنکر وہ ہمسر عفریت منھ کھولکر اور بڑے بڑے دانت نکالکر وہین سے سر جھکا کے
ہشام کے کھا جانے کے لیے آگے بڑھا ہشام نے بزور و طاقت تمام شاخین اُسکی ہاتھون سے تھام کر اس زور سے جھٹکا دیا
کہ وہ دیو مہیب منھ کے بھل زمین پر گرا بس اُسکے گرتے ہی پانون جما کے جو ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا جمایا تو سن سے آواز آئی سر
نحس چنبر گردن سے اُڑ گیا کئی ہاتھ ہٹ کے گرا لاشہ زمین پر دھڑ سے اس زور سے گرا کہ گاو زمین تھرا گئی گویا
آسمان پھٹ پڑا ہشام جوش جرأت مین جھومنے لگا بادۂ نخوت نسے مدہوش ہوا اُس دیو کو مار کے کبر و نخوت اور
تعلی کرنے لگا کہ آج پہلے پہل مین نے ایسے زبردست دیو زاد کو مارا کہ انسان جسکی صورت دیکھکر ڈر جاے یہ کہکر وہ
مدہوش بادۂ نخوت خوشی مین جھوم جھوم کے شمشیر خون چکان کو چومنے لگا خرم و شاد اندرون بارگاہ آیا دیکھا کہ دنگل زرین
پر تیغۂ ہشامی دھرا ہوا ہے اُس تیغۂ آبدار کو اُٹھا کر میان سے کھینچا دیکھا خوش ہو کر بصد کر و فر اُسے زیب کمر کیا پھر تمام

مکان و باغ کی سیر کی اور خزانے وغیرہ کو دیکھا ایسا خوش ہوا کہ گویا شادی سے پھولکر بند قبا ٹوٹنے لگے مغرور غرور کے کلام کرتا ہوا
باہر چلا آیا ملازمون و رفیقون کو بلا کر کہا کہ یہ سب مال اور خزانہ اور بارگاہ اٹھوا کے چھکڑون پر بار کروا کے لشکر گاہ مین
پہنچاؤ بموجب حکم ہشام خزانہ اور تمام مال و اسباب چھکڑون پر بار کرا کے لیگئے ہشام بن علقمہ شاد شاد آیا اور سب حقیقت
اپنی مان سے بیان کی اور کہا کہ مجھکو لات اعلے اور منات معلے نے اب اسطرح کی قوت دی ہے مال و خزانہ بے انتہا فوج و
لشکر بہت آراستہ و پیراستہ ہے اب مین ملک خاور پر لشکر کشی کرونگا دشمنون کے خون مین ہاتھ بھرونگا سبکو مار کر نکالدونگا
اور اپنی سلطنت آبائی پر قبضہ کرکے بزور شمشیر آمدار حکمرانی کرونگا ماور ہشام نے کہا کہ مین بھی چاہتی ہون کہ تو اپنے باپ
کے نام کو بلند کر خون پدر مقتول کا بدلہ لے اپنے شہر کو پھر اسیطرح آباد و شاد کر رعایا کو راحت و آرام دے مگر بیٹا ذرا سمجھ
بوجھ کر کہ بادشاہ نوشیروان بڑا زبردست بادشاہ ہے فوج کثیر یعنی تین کرور کی بھیڑ اسکے ہمراہ ہے امیر الامرا وزیر الوزرا
ذی فہم و ذی لیاقت جالینوس منش بقراط زمان خواجہ بزرجمہر نائب ہے سرداران لشکر بہادر و دلاور صاحب جرأت
و ہمت بصد شوکت و صولت ہر وقت مستعد کارزار و آمادہ پیکار رہتے ہین بیٹا تم اپنے تئین بچائے رکھنا بہت ہر جنگ سے
بھاگ جائین تو ہرگز ہرگز پیچھا نہ کرنا ہشام بن علقمہ نے کہا کہ ای مادر مہربان لات اعلے منات معلے حافظ و مددگار ہین مین
بھی کچھ زور و قوت و طاقت و ہمت و بہادری و شجاعت مین انسے کم نہین ہون مجھکو آپ بزدل نہ جانئے گا ابھی دیو
مرید کو کس دھوم دھام سے تہ تیغ آبدار کیا ہی کار اول لایق صد آفرین و تحسین نمودار ہوا شعر آن نہ من باشم کہ روز
جنگ بینی پشت من + آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے + یہ کہکر اٹھا باہر آکر کوچ کا حکم دیا سرداران لشکر کو
بلا کر کہا کہ ای بہادرو کل صبح کو ملک خاور کیطرف کوچ ہے خواہش یہ ہے کہ ان دشمنون سے اپنے باپ کا بدلہ لون دیکھون تو تم لوگ
کیسی جانفشانی اور کارنمائی اور تیغ زنی کرتے ہو یہ پہلے پہل کا معرکہ ہے قدم پیچھے نہ ہٹانا لات و منات مددگاری کرینگے القصہ
وہ شب گذری اور صبح ہوئی سردار نایب سیارگان یعنی ماہ تابان با افواج نجوم قلعہ مغربی مین پنہان ہوا خسرو خاور نے باصد
تزک و احتشام جلوہ گری کی میدان چرخ زبرجدی پر حملہ کیا لشکر ہشام مین نقارہ کوچ کا بجا آواز کوس رحیل بلند ہوئی خیمے
قناتین بارگاہین بار کر کے روانہ کین وزیر ہشام کا وہی کاہ فروش تھا اوسکو ہمراہ لشکر جانے کا حکم دیا نام اسکا شبرنگ صحرائی تھا
جسوقت شبرنگ صحرائی کوچ کرکے ہمراہ لشکر چلا ہشام بن علقمہ ماں کے پاس رخصت کے لیئے آیا مادر ہشام نے کہا ای فرزند
مین بھی تیرے ہمراہ چلونگی تجھکو تیری جدائی گوارا نہین ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین تجھکو دشمنون مین جانے کی اجازت دون ہشام نے کہا
ای مادر مہربان ابھی آپ کا جانا مناسب نہین ہے کیا جانین کیسا موقع ہو اور کیسی پڑے جسوقت با امداد لات و منات یہ معرکہ
فتح کرونگا آپکو فورا بلوا لونگا خاطر جمع رکھیئے مادر ہشام نے کہا کہ خیر ای فرزند تجھکو لات و منات و عزا کے سپرد کیا مگر یہ بات
میری یاد رکھنا فراموش نہ کرنا کہ اول تو تجھکو جلد فتحمندی و فیروزی نصیب ہو اور اگر شاید اپنی فوج کا رنگ بے رنگ
دیکھنا تو فورا قلعہ آہن آرزکیطرف نامہ روانہ کرنا کہ وہان دختر علقمہ تیری حقیقی بہن جو فولاد آہن تاب کو بیاہی ہوئی ہے رہتی ہے
اور تیرا بہنوئی لشکر بے شمار رکھتا ہے تیرا خط دیکھتے ہی تیری مدد کو آئیگا اور کیسا ہی معرکہ ہو فتح کرا دیگا پھر مادر ہشام
نے اپنے فرزند کی بلائین لین سر سینہ سے لگایا اور رخصت کیا ہشام محل سے باہر آیا حکم دیا کہ بارگاہ ہشامی چھکڑون
پر بار کرا دو اور جلد روانہ ہو دیر نہ کرو جسوقت بارگاہ ہشامی روانہ ہو چکی آپ بھی صبح سوار ہون گے ملک خاور کی طرف روانہ
ہوا جلد چلا دو منزلہ اور سہ منزلہ کرتا ہوا دریا و دشت و جبل کی راہ طے کرتا ہوا قریب در شہر بینلہ کے پہونچا بعد ازان و سیع
مین خیمے بارگاہین قناتین استادہ ہوئین بعد تھوڑی دیر کے جب دم لے چکے دلکو معرکہ آرائی کی فکر تو تھی ہی نقارہ زنی پر
چوب پڑی ہشام نے سرداروں کو بلا کر کہا کہ بھائیو اپنے ہمراہیون اور سپاہیون کو سمجھا دو امنگ دو کہ دروازہ شہر سے

جو تلوارین کھینچے ہوئے گھسو تو قتل و قمع کرتے ہوئے سیدھے بارگاہ صمصام زرہ پوش مین کہ جو حاکم یہان کا ہے در آئیو گھس پڑو
اور صمصام کو گرفتار کر لو یا قید کرو پھر عیش و راحت سے بسر کرو سرداروں نے حکم ہشام کا کل لشکر کو سنایا بموجب
حکم سب کے سب تلوارین پکڑ پکڑ کے شہر مین گھسے قتل عام ہونے لگا جا بجا تلوار چلنے لگی ہر گلی کوچہ مین خون کی ندی بہنے
لگی تمام شہر مین وہ تلوار چلی کہ مریخ فلک کانپنے لگا ہشام بن علقمہ تلوارین مارتا بارگاہ صمصام زرہ پوش مین گھس پڑا
صمصام بھی تلوار پکڑ کے اٹھ کھڑا ہوا ہشام اور صمصام سے مقابلہ ہوا تلوار چلنے لگی دو چار ہاتھ دونون طرف کے خالی
گئے صمصام نے لپک کے ایک ہاتھ پالٹ کا مارا ہشام نے سپر پر روک کے ایک اوچھٹ جو دی تو سپر تلوار صمصام زرہ پوش
کی ٹوٹ گئی صمصام نے دوسری تلوار لی ہشام نے بھی ڈپٹ کے تیغ ہشامی میان سے کھینچا پھر تو تیغ ہشامی سے برق گرنے
لگی ہشام نے بڑھ کر ایک ہاتھ تیغ آبدار کا فرق صمصام پر ایسا مارا کہ سر و گردن اور صدر و شکم کو دو کرتا ہوا شکم توسن سے نکل
آیا صمصام کے دو ٹکڑے ہوئے اور دھڑ سے زمین پر گرا اب اس بارگاہ مین جسقدر پہلوان اور جوان اور تیغ آزما تھے
ہشام نے سبکو تہ تیغ ہشامی کیا صدہا ہزار کا خون ہوا کسیکو تیغ ہشامی سے پناہ نملی قدم نہ ٹھہر سکے چار طرف بھاگتے
پھرتے تھے اور پناہ نہ ملتی تھی یہانتک کہ سبکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کیا بعد قتل صمصام اور ہمراہیان صمصام کے ہشام
سریر حکومت پر بیٹھا حکم و احکام جاری ہونے لگے بعد تسلط و اطمینان ہشام نے رعایا کو تسلی اور دلاسا دیا اور خلعت انعام
سے سب سرداروں اور جوانوں اور پہلوانوں کو مالا مال کر دیا شبرنگ صحرائی وزیر ہشام نے شہر کا بندوبست کیا ہر ایک
نے ہشام کو نذر دی اور فوج نوشیروان جو ماتحت صمصام تھی سب ماری گئی جو سردار اور جوان بھاگ بھاگ کر ادھر
ادھر گوشہ گیر ہو گئے تھے اُن سب نے آکر اطاعت قبول کی ہشام نے اُن سب کو بھی بعد خلعت و انعام عہدہ لشکری سے ممتاز
کیا مگر دو ایک سپاہی جو بھاگ کر ملک مدائن مین پہونچے انھون نے بختک سے روداد معرکہ ملک خاور اور قتل ہونا صمصام
زرہ پوش کا اور مارا جانا فوج نوشیروان کا جو بختک برائے بندوبست شہر خاور مین چھوڑ آیا تھا سب بیان کیا بختک
نے کہا چپ رہو ابھی منہ سے نہ نکالنا بعد اسکے کچھ سوچ کے بختک نے انکو قتل کیا کہ اوروں کو عبرت ہو اور کوئی منہ سے
نہ نکالے بادشاہ کو بالکل اس معرکہ کی خبر نہ ہو بادشاہ اس حال سے بالکل بے خبر رہا اور یہان ہشام نے شبرنگ صحرائی
سے کہا کہ شہر کو اچھی طرح باطمینان تمام شاد و آباد کرو اور املاک و باغات کو آراستہ کرو اور بارگاہ ہشامی کو بعد کروفر
استادہ کرو بموجب حکم شبرنگ صحرائی نے تمام شہر اور املاک اور مکانات اور باغات کی آراستگی کی جا بجا بارگاہین
استادہ ہوئین اور بارگاہ ہشامی ابعد کروفر استادہ ہوئی اُس کو ہشام بن علقمہ نے تختگاہ قرار دیا اور اسکا بڑا بندوبست
کیا گرد اگرد اُسکے پہرا چوکی زبردست معین کیا سوار و پیادہ ہاے جرار برائے محافظت بارگاہ عالم پناہ معین ہوئے رفعت
بارگاہ ہشامی کا چرخ ہفتمین پر پہونچا اس بارگاہ کی کلسیون کے آگے کلس گنبد فلک لاجورد پست ہوا اور دیکھنا ہے آسمان کھڑے
ہونے فرشتہ اُس بارگاہ کا نظارہ کرتے تھے رنگ فلک نیلگون اس بارگاہ کے سامنے شرمندگی سے پھیکا تھا بارگاہ پر دو
رنگا رنگ گون اسکے آگے خجل تھی آفتاب عالمتاب صبح سے شام تک شعاعی پٹکا کمر سے باندھے ہوئے اُس بارگاہ ہشامی کی
بصد نیکنامی دربانی کرتا تھا اور ماہ بصد عز و جاہ شام سے صبح تک طلایہ گردانی اوس بارگاہ کیوان پناہ کی پاسبانی کو مع ثوابت
سیارگان حاضر تھا ہشام بن علقمہ خیبری نے اوس بارگاہ فلک جاہ کو اپنی درآمگاہ مقرر کیا تھا کہ سواے اُس بارگاہ
کے ہشام کو کہین آرام نہ ملتا تھا غنچہ آرزو اُسکا اسی بارگاہ مین بیٹھ کر کھلتا تھا جب اس بارگاہ مین آتا تھا ہواے خرمی
سے دل باغ باغ ہو جاتا تھا گویا بہشت عنبر سرشت شدادی جان کر وہان سوتا تھا الغرض بعد اطمینان کامل ہشام بن علقمہ
خیبری نے چند سردار لشکر جرار سے منتخب کر کے شبرنگ وزیر خوش تدبیر کے ہمراہ کیے اور کہا کہ اے شبرنگ تو روانہ ہو

اور میری مادر مہربان کو مژدۂ فرحت بخش یعنی فتحیابی ملک خاور سنانا بعد اسکے بڑے اعزاز و اکرام سے محافہ میں سوار کرکے نہایت ہوشیاری و خبرداری سے مع خزانہ وغیرہ ہمراہ اپنے لے آنا غرض بموجب حکم ہشام بن علقمہ خیبری مع سرداران نامدار وہان سے روانہ ہوکے خدمت مادر ہشام میں پہونچا اور پہلے مژدۂ فتحیابی شہر خاور سنایا پھر تمام اسباب و مال و خزانہ و دفینہ و بارگاہین و خیمے چھکڑوں پر لدواکر اور مادر ہشام کو محافہ زرنگار میں سوار کرکے بعد عز و احتشام سمت ملک خاور کو روانہ ہوا مادر ہشام نے کوئی چیز بھی اُس بیابان صحرائی میں نہ چھوڑی سب اسباب ہمراہ لیکر اپنے ملک میں آئی جب شہر میں پہونچی شہری و بازاری سب تماشے کو سر راہ آکے کھڑے ہوئے حشم و خدم مادر علقمہ کا دیکھنے لگے غرض کہ سواری اسکی دردولت فیض منزلت شاہی پر پہونچی ہشام نے مادر مہربان کو خود بفخر و افتخار اُتار کر محل میں داخل کیا بعد عیش و عشرت و بہزار خرمی و مسرت آرام و راحت رہنے لگی مادر ہشام نے کہا اے فرزند میری صلاح یہ ہے کہ تو ایک نامہ مسرت شمامہ مشتمل بمضمون فرحت مشحون فتحمندی شہر خاور فولاد آہن تاب کو قلعہ آہن زرین روانہ کر کہ یہ تیرا بہنوئی ہے تیری بہن اسی سے منسوب ہے کیونکہ اُسکو خبر ایسے امور کی ضرور کرنا ہے وہ بڑا زبردست شجاع و دلیر ہے اور فوج بیشمار ہمراہ رکاب رکھتا ہے غرض کہ ہشام نے بصلاح اپنی مادر مہربان کے ایک نامہ بمضمون مذکور الصدر پاس فولاد آہن تاب کے تحریر کرکے روانہ کیا مگر ہشام آٹھ پہر اس فکر میں رہتا تھا کہ بادشاہ نوشیروان سے کسطرح عوض اپنے ملک کی تاراجی اور بربادی کا لون چارطرف صحرا بصحرا ہر کوہ و دشت و دیار کی جانب جاسوس اور خبردار روانہ کر دیے اور حکم قطعی دیدیا کہ جس جگہ برائے شکار وغیرہ بادشاہ نوشیروان زمان مع چند جوانون کے آئے فوراً مجھکو خبر دینا دیر نہ کرنا میں تمکو انعام و اکرام سے بہت مسرور کرونگا ہشام بن علقمہ شب و روز اسی جستجو میں رہا کرتا ہے ناظرین والاتمکین پر واضح و لائح ہو کہ اب بعد احوال و کیفیت امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران بیان ہونے کے داستان ہشام بن علقمہ خیبری تحریر کیجائیگی

دو کلمے داستان حیرت بیان کیجانا امیر با توقیر کو سمت پرستان پریزادون کا اور بادشاہ پردہ قاف کی دختر ملکہ آسمان پری کا نکاح ہونا حمزہ صاحبقران زمان سے اور پہونچا جانا امیر کے پاس ملکہ علویہ بانو دایہ امیر با توقیر کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا اب شراب طلسم
حجاب ایک اک پردہ قاف ہے
سحر کیسے مشتاق ہین ذی کمال

خمار مجسم کا پڑھتا ہون اسم
سبو و خم و جام کیا صاف ہے
عروسانہ مضمون کا دکھا جمال

ترے میکدے مین وہ جلسہ ہو آج
پلا ساقیا مجھکو صاف صاف
غزل کی

پرستان کی اب نہین احتیاج
ہے آراستہ آج بزم زفاف

چلھا دینگے فراق آگیا یارون کے قابو مین
ابھی مرجائین یان تک زندگی سے تنگ آئے ہین
نہین سنتے ہین بالکل ہوش ہشیارون کے قابو مین
کہے مین مردم دیدہ مرے اشکون سے رو رو کر

شافع کوہ ہجر احضرت عشق آگئی دولت
نہین پر موت اپنی تیرے بیمارون کے قابو مین
نگاہ ناز و انداز و ادا سے دل بچے کیونکر
گرا ہے تو آپڑے ہم مردم آزارون کے قابو مین

ابھی زاہد نہین آیا ہے میخوارون کے قابو مین
یہ جنس ہے جنس دل جاکر خریدارون کے قابو مین
وہ چشم مست ہے تیری کہ پڑتے ہی نظر ظالم
گرا سیو آگیا بیچارہ ان بیمارون کے قابو مین

بیت مشفتان حسن و جمال سخن

نولیسندین داستان کہن چہرہ مشتاقان حسن و جمال پری تمثال و آرزومندان وصال سیمنت مآل حور خصال حجاب عروس مضامین کہن کو حجلۂ نو آراستہ طبیعت سے اٹھا کر نوشاہ کلک گہر سلک کو یون بزم شادی مین جلوہ آرا کرتے ہین کہ ملکہ عادیہ بانو حسب معمول پرورش امیر با توقیر حمزہ صاحبقران مین برضا و رغبت دل آٹھ پہر مصروف رہتی تھین او محبت و الفت بیحد و انتہا کرتی تھین رات کو جو نکاحہ نکا کر حمزہ صاحبقران کو دودھ پلایا کرتی تھین اگر کسی وقت بمقتضاے

طفولیت امیر باتوقیر صند کرتے تھے کھڑی ہوکر بہلاتی تھین ایک روز شب کو اتفاق روزگار ایسا خواب غفلت ملکہ
عادیہ بانو پر طاری ہوا کہ مطلق ہوش نہ باقی رہا اور تمام کنیزین اور خادمین وغیرہ بھی ایسی سوگئین کہ بالکل بیخبر تھین اور
بیہوش ہوگئین پچھلی رات باقی تھی کہ اُسوقت ملکہ عادیہ بانو دائیہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کی آنکھ کھلی تو حمزہ
کو اپنے پہلو مین نہ پایا جلدی سے کنیزون کو اٹھایا ہوشیار کیا کہا ارے دیکھو تو میرا حمزہ کہان میرے پہلو سے
غائب ہوگیا اور کسی کو خبر نہ ہوئی ملکہ عادیہ بانو بہت گھبرائین چہار طرف ڈھونڈھتی پھرتین مگر حمزہ کا کہین پتا نہ
لگا دل سینے مین بیقرار ہوا روح بیچین ہوگئی چشم اشکبار ہوئی مثل ابر باران آنسو برسنے لگے آنکھون کو انتظار دل
بیقرار بار بار زبان پر حمزہ کا نام جمال بیمثال کا اشتیاق ناگوار دم بھر کا فراق کہتی تھین اے حمزہ تیرے دیکھنے کو
دل ترپتا ہے تیری مفارقت سے کلیجا منھ کو آتا ہے تصویر بے نظیر اپنی دکھا دایہ کے گلے سے لگجا عادیہ بانو کے پہلو کو آباد کر
دل مضطر کو شاد کر یہ کلام جگر خراش ملکہ عادیہ بانو کے سُنکر کنیزین بھی گھبرا گئین یکایک سب کی سب اٹھ بیٹھین
وہ بھی فراق حمزہ صاحبقران مین رونے لگین اشک گرم سے منھ اپنا دھونے لگین ملکہ عادیہ بانو مع کنیزان غمگین مضطر
و نالان حیران و پریشان روتی پیٹتی خواجہ عبد المطلب کے پاس آئین حال گم ہونے حمزہ صاحبقران زمان کا
بصد رنج و ملال بیان کیا خواجہ عبد المطلب یہ خبر وحشت اثر سُنکر نہایت متعجب ہوئے از حد فکر و تشویش ہوئی
دل کو رنج و ملال سو سو طرح کا خیال حیران و پریشان دل تردد منزل بے آرام زبان پر حمزہ کا نام اشکبار بیقرار ہوکر یہ
کہتے تھے یہ کیا باعث ہے کہ جو حمزہ گم ہوگیا کون اُس کو اٹھا لے گیا غرض خواجہ عبد المطلب یہ کہتے ہوئے باہر نکلے بزرجمہر
کے پاس آئے اور یہ کہا اے خواجہ آج نیا سانحہ گذرا کہ حمزہ پہلوے دایہ سے گم ہوگیا کہین پتا نہین لگتا گھر مین کہرام ہے
غم و الم کا اژدحام ہے برگشتگی تقدیر کا سامنا ہے صدمہ و الم بیحد و انتہا ہے خواجہ بزرجمہر نے یہ سُنکے پہلے سکوت کیا پھر
قرعہ ہاتھ مین اُٹھا کر پھینکا شکلین تجمیع کرکے بیان کیا کہ تمہارے فرزند ارجمند حمزہ صاحبقران زمان کو ایک پریزاد اٹھا
لیگیا پرستان مین بادشاہ وغیرہ مشتاق جمال جہان آرا تھے فقط زیارت نور جمال بیمثال اُس طفل خرد سال کی کرکے
بادشاہ پھر بھیجدیگا زیادہ نہ گھبراؤ دل مضطر کو فراق مین نہ تڑپاؤ صاحبقران خیریت سے ہے اب آتا ہوگا کوئی مضائقہ نہین
ہے خواجہ عبد المطلب یہ مقام خوش ہونے کا ہے رنج و ملال بیکار ہے کہ تمہارا فرزند ثانی سلیمان صاحب عز و
وقار ہے اب ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ بروایت صحیحہ معلوم ہوا کہ پرستان مین درمیان پردۂ قاف کے ایک بادشاہ
ہے کہ وہ سریر سلطنت پرستان پر بحکومت شاہی متمکن ہے اور وہ ایسا زبردست ہے کہ شاہان اجنہ سے
باج و خراج لیتا ہے وہ بادشاہ تاج بخش اقلیم دیو زاد ہے ہمسر خاقان و ہمایون نژاد ہے اس سلطان فرخ
مثال کا نام شہپال بن شاہرخ ہے نسل جناب سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی ہے ملکون ملکون
اسکا نام ہے شہرون شہرون شہرۂ انتظام ہے بادشاہ نہایت خوبرو و نیکخو عالی نژاد فخر جمشید و کیقباد ہے زمانہ
حکومت و سلطنت حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام مین پریزاد بھی انکے مطیع تھے چنانچہ عقد نکاح
حضرت سلیمانؑ مین بھی اکثر عورات خاندان اجنہ سے آئین تھین ان عورتون کے بطن سے جو لڑکے
پیدا ہوئے وہ انسان کے حسب سے مشتمل ہوئے چنانچہ شہپال فرخندہ فال انھین کی نسل
سے مشہور ہے یہ بادشاہ نہایت رحم دل خلیق صاحب مروت شجاع غنی عادل سخی خدا پرست دین
اسلام سے بہرہ ور ہوشمند خردمند عالیشان رفیع المکان ہے اس بادشاہ کا ایک وزیر بڑا خوش تدبیر فراست
شعار ارسطو افتخار بقراط نژاد فلاطون طبیعت لقمان حکمت سند آدر فعت عالیشان بلند مکان ہے نام اسکا خواجہ عبد الرحمن ہے

وہ بھی جن و انس کی نسل میں ہے اس کو بھی قوم اجنہ سے گنتے ہیں مگر اس بادشاہ فلک بارگاہ کا کاشانۂ سلطنت
اور قصر مملکت محض بے چراغ تھا حسرت فرزند میں دل داغ داغ تھا ہمیشہ غم اولاد میں دردمند رہتا تھا اور ملال
لا ولدی سہتا تھا راتوں کو آہ سرد دل پر درد سے بھرتا تھا دعائیں مانگا کرتا تھا آخر دعاے نیم شبی اور نالۂ سحری کی تاثیر سے
بموجب قول باری تعالے وھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء خلاق مطلق نے اسکی زوجہ نیک شعار پارسا
کو باردار کیا یعنے حمل رہا بادشاہ کو نہایت خوشی و شادمانی ہوئی اسی روز سے خزانہ و مال دولت لٹنا شروع کیا
انعام و اکرام تقسیم ہونے لگا ملازموں کو خلعت سے سرفراز کرنے لگا بعد انقضائے مدت حمل کے آفتاب عالمتاب برج
حمل سے ساطع ہوا ایک لڑکی آفتاب صورت حور سیرت مہر طلعت فلک مرتبت ماہ پیکر نیک اختر پیدا ہوئی اور نور
جمال بیمثال خورشید تمثال رشک ماہ منیر نے جلوہ گری کی شعر غل ہوا جبکہ وہ نور فلک پر چمکا + آسمان دیکھ زمین کا بھی ستارا چمکا
محل میں مبارک سلامت کی دھوم ہوئی پریزاد و دیوزاد و جن و انس تابعداران سلطنت نے بادشاہ کو نذریں دیں اور
عرض کیا شعر مبارک ہو اے شاہ فیروز بخت + کہ پیدا ہوا وارث تاج و تخت + اے بادشاہ جم جاہ حضور کے
کاشانۂ عشرت اور شبستان مسرت میں ملکۂ آفاق پری کے بطن سے آج وہ دختر نیک اختر پیدا ہوئی ہے کہ جسکو دیکھکر
تمام خلق خدا اپنی جان نثار کرے بادشاہ فلک پناہ فوراً سجدۂ شکر بجالایا اور کہا کہ اے پروردگار تونے کاشانۂ تیرہ و تار کو
میرے روشن و منور کیا پھر اسی وقت جشن عام کا حکم دیا تمام پرستان آراستہ و پیراستہ ہوا پریوں نے ساز
خوش آہنگ درست کیا ترانۂ مبارکبادی شروع ہوا اشعار کہیں شتاب طبلے پہ پڑنے لگی - کہیں نوبت شادی جھڑنے لگی
کہیں زمزمہ نوازی تھی باصد سرور + کہیں بجتے تھے ڈھولک و دف طنبور + اڑاتا تھا تانیں کوئی بے سری - غزل گاتا تھا اک بھلی اور بری
پھر یہیں اڑنے لگی تانیں گوش فلک سے پار ہوئیں عجیب جشن نوروزی محفل جمشیدی میں برپا ہوا اگر کیفیت جشن
تمام و کمال تحریر کروں ایک دفتر ہو طول سر بسر ہو مطالب داستان مسرت بیان خبط ہو جائے میر طبیعت جادۂ اعتدال
پر مشکل ہے آگے قصہ مختصر کہ وہ نونہال گلستان خوبی غنچۂ نو دمیدۂ باغ محبوبی کو دایۂ عیش و نشاط و دایۂ مسرت و انبساط
نے کنار پرورش میں لیا اور روز بروز کے سایۂ عاطفت میں پرورش پانے لگی دن چھٹی کا آیا ملکۂ آفاق نے بصد
انتظام حمام فرمایا جلسۂ عیش مہیا ہوا اندر سے باہر تک مبارک سلامت کی دھوم ہوئی نوبتیں خوشی کی بجنے لگیں ناچ
رنگ ہونے لگا جوڑے خلعت ہزار ہا تقسیم ہوئے تمام شہر آئینہ بند ہوا روشنی کوچہ بکوچہ ناچ گلی گلی ایک شور تھا کہ آج
جشن تولد دختر نیک اختر بادشاہ شہمپال بن شہرخ ہے دربار عام میں بادشاہ سریر سلطنت پر متمکن تھا اشرفیوں کے
توڑوں کے توڑے لٹا دیے تھے انعام و اکرام بٹ رہا تھا خلعت تقسیم ہو رہے تھے تمام ارکان دولت خوش و خرم مبارکباد
تہنیت دیتے تھے اُسی دن بادشاہ نے خواجہ عبد الرحمن جنی کو بھی یاد فرمایا جب وہ خوشی خوشی آیا مژدۂ تہنیت
سنایا بادشاہ نے اُسے خلعت سے سرفراز کیا اور فرمایا اے وزیر اعظم و دستور معظم تمکو علم رمل اور جفر میں کمال دخل ہے ذرا
غور تو کرو اور طالع دختر نیک اختر کا دیکھو کہ پروردگار عالم و عالمیان و آنندۂ اسرار خفی و جلی کو کیا منظور ہے اس لڑکی کے پیشانی پر تقدیر نے
کون سا نقشہ مسطور ہے زندگی اس کی کب تک ہے کیا کیا کام اس سے وقوع میں آئینگے ہم بھی اسکی بدولت کچھ نام پائینگے
کس کے ساتھ اسکا بیاہ ہوگا کیونکر نباہ ہوگا مفصل دریافت کرو زر و جواہر و منصب بیش قرار لو خواجہ عبد الرحمن جنی
نے قرعہ نکال کر تختۂ دانشمندی پر پھینکا اور زائچہ کھینچا دل کو ایک فرح حاصل ہوئی بہر طریق فال کامل ہوئی اس بات پر
اجتماع کیا کہ اے بادشاہ قمر کلاہ بیاض رمل اس امر کی صحیح خبر دیتی ہے کہ انشاء اللہ دختر فرخندہ سیر کا طالع نہایت خوب ہے
صاحب اولاد بڑی عمر کی ہوگی انسان بھی اور حیوان اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرینگے کوئی اس سے سرتابی نہ کریگا

ہر شخص اسکی اطاعت کا دم بھریگا نظم بحق گویم ای شاہ فرخندہ بخت ✤ بود زیر فرمان او تاج تخت ✤ نہد بر سر خود کلاہ بے تہی
نزیبد مرا در اگر چتر شہی ✤ ولے جفت ابن نسل انسان بود ✤ وے عشق ہم پیشہ زنان بود ✤ یعنی ای شہنشاہ پردۂ قاف
حال اس دختر نیک اختر کا صاف صاف تو یہ ہی کہ یہ نازنین حسین مہ جبین صاحب جمال بے مثال فخر پریزادان رونق پرستان
کسی انسان عالیشان جمیل شکیل طرحدار و صعد ار شجاع و دلیر صاحب ہمت رونق دہ تاج و تخت فخر سلاطین روزگار نامی
و نامدار کے ساتھ بیاہی جائیگی اور ہمیشہ اُسکی خدمت مین مصروف رہیگی اور اُس ذی حشم صاحب خدم کو یہ خود چاہیگی اور مدام
فریفتہ و شیفتہ رہیگی اور اس کینیا کے شوہر کی بدولت مُلک و مال تلف نہوگا آپ کے خورشید مملکت پر زوال نہ آئیگا آپ کا
ایک دشمن جان حریف مُلک ستان ہوگا کہ اُس سے بہت بڑا خطرہ اور دغدغہ ہوگا وہ نہایت آپکو حیران و پریشان کریگا اُس دشمن
کو وہی داماد آپ کا زیر کرکے قتل کریگا باقی اور سبطرح سے اچھا ہی جسوقت بادشاہ عالیجاہ نے اپنے وزیر نیک مشیر سے یہ
کلام حیرت انجام سنے نہایت غصہ آیا اور عالم شادمانی مین طیش کھایا سر طرف آسمان کے اٹھایا اور بعد رنج و غم فرمایا ای
وزیر خوش تدبیر یہ امر تو خلاف شان پریزادان ہی غیر نسل مین ہم لوگ اپنے لڑکون کی شادیان نہین کرتے کہ انسان
تو خاکی بنیان سے ہی انسان کے ساتھ شادی میری دختر مانند اختر کی بہ نہایت خلاف ہی اگر مقدرات کا یہی امر
بر حصر ہی تو ایک تدبیر یہ کرتا ہون نوشتہ تقدیر کو پورا کرکے دکھاتا ہون کہ ابھی صغر سنی مین کسی انسان کو پردۂ دنیا سے بلواکر
کہ وہ انسان نسل خلیل بے عدیل سے ہو بلکہ اولاد پیغمبر جلیل سے ہو اسکا نکاح کر دونگا انسان سے نکاح ہونے کی شرط
بھی ادا ہو جائیگی جب یہ سن تمیز کو پہونچیگی تو کسی جن وغیرہ سے اسکا بیاہ کر دیا جائیگا **خواجہ عبد الرحمن جنی** نے جب
یہ کلام سلطان مُلک نظام سنا ہنسکر عرض کیا **شعر** چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو ✤ سوزن تدبیر ساری عمر کو سیتی رہے
ای بادشاہ فلک بارگاہ آپ یہ کیا فرماتے ہین پروردگار عالم کو بھی فقرہ دیتے ہین آپ نہین جانتے کہ وہ خود فرماتا ہی
مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین ای شہنشاہ جلیل یہ قال و قیل آپ کی بیجا ہی کہین ایسا ہو سکتا ہی کہ آپ کے نکاح کئے
سے نکاح ہو جاوے اور پھر یہ شاہزادی انسان کے پاس نہ جاوے کبھی یہ ممکن نہین جو کچھ مشیت پر صمد مگین بروز ازل
گذر چکا ہی وہ ضرور ہونا ہی جو نوشتہ تقدیر ہی وہ پیش آنی ہی بیکار محض آپ کی لن ترانی ہی ہر چند **خواجہ عبد الرحمن جنی** نے وعظ
و پند کی اور کلام جواہر نصایح کو بفصاحت و بلاغت میزان بیان مین تولا دفتر پند و موعظت کو سراسر کھولا مگر بادشاہ کو موثر نہوا
در گہنا **عبد الرحمن** کا نہ مانا دل مین یہی خیال جمگیا کہ ابھی ادائے شرط تقدیرات کرنا چاہیئے دیوون کو بلاکر حکم دیا جاؤ پردۂ
دُنیا پر تلاش کرو جو لڑکا نسل خلیل سے کسی کا پانچ چھ روز کا ہو اُسے اٹھا لاؤ تمھین سرکار سے انعام و اکرام بیشمار ملیگا اور خلعت سے
سرفراز و ممتاز ہوگے اُن دیوان عقیل و فہیم چالاک اہل ادراک نے بموجب حکم قضا شیم بادشاہ کیوان پناہ **شہپال بن شاہرخ** طرف
پردۂ دُنیا کے راستہ لیا چہار طرف شہر بشہر دیار بدیار قصبہ بقصبہ گانون گانون بتلاش طفل خورد سال حسین و بیمثال صاحب حسب
و الانسب ڈھونڈھتے پھرے مگر کہین موافق طبیعت بادشاہ کے نہ پتا لگا آخر کار سب طرف سے پھرتے پھرتے خانہ کعبہ کی طرف آئے
بالائے ہوا وہ دیو تابع فرمان محکم بادشاہ پریزادان مثل طایران تیز پرواز کے اُڑتے ہوئے چلے آتے تھے اتفاقاً دولتسراے
خواجہ **عبد المطلب** کی جانب سے گذرے دیکھا پہلوے دایہ **ملکہ عادیہ بانو** کے پاس ایک پارۂ ماہ تابان بعد عزم
و شان پانچ چھ روز کا طفل خورد سال باعظمت و جلال آرام کرتا ہی اُس صاحبزادہ بلند اقبال صاحب جلال کو دیکھتے ہی رک گئے
بے اختیار دل سے شیفتہ و فریفتہ ہوئے فوراً اُس مکان عرش نشان مین اُترے اور امیر با توقیر کو پہلوے دایہ سے اٹھا لیا پیشانی
پر بوسے دیے گلے سے لگایا پیار کیا جانب پرستان اُڑکر لے چلے ایسی تیز پردازی کی کہ باد صبا انکے دامن گرد تک نہ پہونچ سکے
ایک چشم زدن مین بخدمت بادشاہ سلیمان جاہ سلطان پردۂ قاف پہونچے اور اُس ماہ پارہ کو ہاتھون پر

رکھ کے دست بستہ عرض کیا اے جہان پناہ یہ ماہ پیکر طلعت حاضر ہے بادشاہ نے جو حسن و جمال خورشید مثال چہرۂ بے نظیر
رشک ماہ منیر امیر باتوقیر پر نگاہ کی بیساختہ ایک آہ دل سے آہ کی نظم نگہ کنید این ماہ از چرخ کیست + گل از بوستان ہمایون کیست
الٰہی کہ یعقوب این یوسف است + کہ مہر مثل زلیخا دوست + اے دلا زمان خیر خواہ دولت شاہنشاہ والے تا بعان سرکار
فلک اقتدار جہان پناہ یہ فرزند ارجمند کسکا ہے اس چاند کے ٹکڑے کو تم کہان سے اٹھا لائے ہو یہ درۃ التاج شہریاری
و لعل بے بہا سے جہانداری کون ہے اور کس معدن مین اسکا مسکن ہے کہ دیکھنے سے اسکے دل کو بیقراری ہے ان دیوان
نے عرض کیا کہ وہ جو سرزمین بیت اللہ عبادتگاہ مسلمانان نہایت مبارک جگہ ہے وہان ایک سردار نسل خلیل الرحمن
سے رہتے ہین نام ان بزرگوار کا **عبد المطلب** ہے انکی حرم سرا سے اس طفل صغیر شیر خوار کو لائے ہین ہمنے بھی جیسے
اس ماہ پارہ کی صورت بے نظیر دیکھی ہے بے اختیار دل کو محبت و الفت پیدا ہوئی ہے جی چاہتا ہے کہ مثال دل سینہ
سے نہ جدا کرین آٹھ پہر اس خورشید روے جہان فدا کرین بادشاہ نے **خواجہ عبد الرحمن جنی** کی طرف دیکھکر
کہا کہ بتاؤ یہ لڑکا کون ہے **عبد الرحمن جنی** نے عرض کیا کہ اے بادشاہ یہی لڑکا شوہر ملکہ کا ہوگا اور اسکا نام حکیم بزرجمہر
نے **امیر ابو العلا** ہی اور لقب اسکا **حمزہ صاحبقران** ثانی سلیمان رکھا ہے یہ سنکے بادشاہ نے حکم دیا کہ عیش
و عشرت شادی و مسرت کا نو سامان از روز پیدائش دختر نیک اختر سب مہیا ہے کچھ اور درستی اور سامان اور آراستگی
بزم شادی کرنا نہین ہے فقط نکاح **ملکہ** کا اس طفل ماہ پارہ کے ساتھ پڑھ دو جو کچھ نوشتہ تقدیر ہے وہ پورا ہو غرضکہ امیر باتوقیر
حمزۂ صاحبقران زمان ثانی سلیمان کو لباس عمدہ اور خلعت فاخرہ موافق قد و قامت کے پہنایا نور عین **عبد المطلب**
کو زیور جواہر نگار سے آراستہ و پیراستہ کیا اور ہاتھ پاؤن امیر باتوقیر کے حنابند کیے رنگ حنا نے عجب رنگ لو
دکھایا عشاق کا خون بہایا دزد حنا ڈر سے چھپ گیا مہندی کا چور کوئی نہ پکڑ سکا **شعر** حنائی دست و پا دیکھے نہ خورشید
لگا خون شفق سے لبش گیا پنجۂ آفتاب + الغرض اسی دن سب سامان کتخدائی درست کرکے مانجھے کی بھی رسم ادا ہوئی صد ہا
من پینڈیان دم بھر مین شکلے نثار ہوگئین مہ لونڈیان اور دہ شیرین اور وہ آبدار کہ قرص خورشید انپر نثار ہر کا بدار اپنی انگلیان
چاٹا کیا کھی پین قریتر فائقہ بین ملنات دنیا سے بہتر خوشبو مین معطر ایک ایک پینڈی پر آفتاب عالمتاب ہزار
جان سے نثار ماہ چہاردہ کا جگر داغدار فلک ہفت رنگ کے منہ مین پانی بھر آیا کھا لینے کو جی للچایا ایک
مالن طرحدار وضعدار چلبلی صورت شوخ طرار دست تمناے دل محبت منزل سے پھولون کا گہنا گوندھ
کے لائی تازہ گلون کی بو باس سے پژمردہ دلون کے جان مین جان آئی وہ بدھی پھولون کی جسپر رضوان صدقے
پھولون کی کلیون کی بہار سے غنچۂ آرزو کھلے تار گے کے بدلے تار شعاع آفتاب سے گہنے کو گوندھا ہے ہر طرۂ گل
شگفتہ گل آفتاب ہر غنچۂ اختر پر آب تاب **شعر** کیون نہ گلہائے چمن پھولون آپ اپنے ہون بدنام خازن گلشن فردوس نے گوندھا ہو
دلھن کا بھی پھولون کا گہنا ایسا ہی عمدہ ہے جسکی بھینی بھینی خوشبو سے تمام محل مہکنے لگا وہ چنپا کلی جس سے غنچۂ دل شگفتہ
ہو وہ بازوبند جسکی سرودست چمن پر بہار بلائین لے گجرے بھرے بھرے نہایت لاجواب کنگن پھولون کے
دنیا سے نایاب جسکا گلہاے سوسن کا انتخاب سہرا بھی اسی تیاری کا پر آب و تاب جا بجا گوہر آبدار گندھے
ہوئے لعل بے بہا جڑے ہوئے الماس کی قلمون کی پونگلیان لگی ہوئی پتے کے بدلے سونے
چاندی کے ورق چپکے ہوئے اسی رونق کی بدھی بھی بدھی کے واسطے بنائی جسکو دیکھ کے بیڑا گلے کا ہار
ہو دل دولہا کا دلھن پر نثار ہو الغرض سامان بے نشان جسکو سنکے **عقل** حیران دولھا بیمثال دلھن حور جمال
سے ہوگئے ہین دولہا دلھن کے اپنے جہیز میں جو دستر کی حد سے برابر سے ہیرے یاقوت زمرد پکھراج نیلم

لعل سے بے بہا ٹنکے ہوئے کنگنون کی تہت پر آنکھ نہین ٹھہرتی ہی نگاہ مہر خورشید خیرگی کرتی ہی ستارے کنگنون کو دیکھکے پلکین جھپکاتے ہین آفتاب و مہتاب آنکھین چراتے ہین الغرض اُبٹنے کی رسم ادا ہونے لگی کنگنے دولہا دلہن کے ہاتھ مین باندھے گئے خلعت فاخرہ جوڑے شہانا تھے دونون کو پہنائے زیور سے آراستہ کرکے سفرق بجواہر کیا دلہن کی چھوٹی بہن نے دولہا کو کھلائی چھوٹا اُبٹنا ہاتھ مین چھوا یا گیا گہنا پھولون کا زیب جسم کیا انگشتری یاقوت سرخ کی ہاتھ مین پہنائی مبارک سلامت کی چہار طرف دھوم ہوئی رقاص انجمن فلکی ترانہ سازی کرنے لگے سیم و طلا سے مہر و ماہ کی نچھاور پڑنے لگی عجب دھوم دھام جلسۂ عشرت کا اہتمام تمامی شہر مین ناچ رنگ گلی گلی کوچہ کوچہ دن عید رات شب برات گھر گھر پریون کا ناچ ہوتا ہی ہر جگہ جشن کا سامان مہیا ہی قبلۂ جودوسخا پر ہو اگنبد دوار اسپر نثار ہوا خواجہ عبدالرحمن جنی نے عقد پڑھا نکاح حمزۂ صاحبقران کا ملکہ کے ساتھ ہوا جوہری پلنگڑی پر دولہا دلہن کو لٹایا قران السعدین کا جلوہ نظر آیا آرسی مصحف کے عوض مین یہ تماشا دیکھا دولہا امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران زمان دلہن ملکہ آسمان پری دختر شہپال ابن شاہرخ یہ دونون آفتاب و مہتاب ایک مسند مخمل سرخ پر لیٹے ہین دونون بعد شادی و خرمی ہاتھ پانون مار رہے ہین قلقاریان مارکے اشارے کر رہے ہین دایہ تالا دہائین دیتی ہین کھڑی جتا جت بلائین لیکر صدقے ہوتی ہین ہر طرح کے باجے بجے شادیانے دیے لعل و گوہر کو دولہا دلہن پر سے نچھاور کیا جواہر بے انتہا لٹایا بادشاہ دونون کو اس کیفیت سے دیکھکر شاد ہوا کہ بچپنے ہی مین دختر کا گھر آباد ہوا دلہن کی مان خوشی سے پھولون نہین سماتی ہی داماد پر ہزار ہزار دل و جان سے شاد ہوئی جاتی ہی غرضکہ امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران کو بعد افسانہ ایک رات ایکدن بسر ہوا تیسرے روز صبح کو بادشاہ نے دیوون کو بہت سا زر و گوہر دے کر حکم کیا کہ اس لڑکے کو بحفاظت تمام بعد راحت و آرام پردۂ دنیا پر اسکے مان باپ کے مکان مین پہونچاؤ اسکی دایہ کا پتلا آباد کر خبردار خبردار اس لڑکے کو کسی طرح کی تکلیف نہو اس لڑکے نے کل سے غیر دایہ کا دودھ بھی نہین پیا بلکہ پستان دایہ غیر ذالک کی طرف رخ بھی نہین کیا اللہ اکبر یہ طفل شیرخوار کیسا تمیزدار ہی پانچ چھہ روز کے بچے کو یہ تمیز و دانائی کہان حقیقت مین یہ لڑکا خاندان خلیل سے بے عدیل ہی دو روز اسکی مان کا کیا حال ہوا ہوگا باپ اسکے غم مین مبتلا ہوگا گھر مین اسکے سبکو عجیب حیرانی و پریشانی ہوگی دیو یہ حکم بادشاہ کا سنکر امیر بانوقیر کو کہ دولہا بنے ہوئے تھے اور گہنا پھولون کا پہنے تھے اور خلعت کتخدائی اور زیور طلائی مرصع کار سے آراستہ و پیراستہ مہندی ہاتھ پانون مین لگی ہوئی سہرا مقیشی سر سے بندھا ہوا اس شان و شوکت سے ہاتھون پر لیکر پہونچانے گئے ادھر کا حال سنیے کہ جب امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو غائب ہو گئے ہوئے ایک رات ایک دن گذرا غم فراق فرزند ارجمند مین عبدالمطلب کا عجب حال ہوا اور مادر مہربان بیقدر نے انکی رو رو کے نہایت حال تباہ کیا اور ملکہ عادیہ بانو دایۂ امیر بانوقیر بیقرار و اشکبار مصیبت کا ہنگامہ صدمہ و الم کا سامنا آب و غذا سب چھوڑ دی حمزہ کا نام ورد زبان شعلۂ آتش فرقت سینہ مین بھڑک رہا ہی دل و جگر سوختہ فراق حمزہ سے جل رہے ہین لب پر آہ و نالہ دریائے اشک غم ہجر حمزہ کی طغیانی پا رہے ہوے کی ماما تیری ہوتی ہی دل کسی طرح نہین مانتا شعر ؎ شب کو نیند نہ دن کو قرار پڑتا ہی + جگر پہ خنجر غم بار بار پڑتا ہی اسی عالم بیقراری و اشکباری مین خواجہ عبدالمطلب محزون و نالان و افتان و خیزان خواجہ حکیم بزرجمہر کے پاس پھر آئے اور کہا کہ اے خواجہ اب تو دل بہت بیتاب ہی آتش ہجر سے دل سینہ مین کباب ہی ذرا ملاحظہ فرمائیے حمزہ سے کب تک جدائی رہیگی ملنے کی صورت کب دکھائی دیگی اب تو دم لبون پر آیا ہی فراق دلبند نے بہت طول کھینچا ہی یہ کیا نوشتۂ تقدیر تھا خوشی مین غم ہویدا ہوا ایک بیک دل کسکے لیے درد و الم پیدا ہوا یہ سنکر حکیم بزرجمہر نے پھر وہی شکلین کھینچین قرعہ پھینک کر دریافت کیا بعد غور کے بزرجمہر مثل گل شگفتہ ہوے

کھلکھلا کے خوب ہنسے اور کہا اے خواجہ **عبد المطلب** مبارک ہو مٹھائی کھلوایئے جشن شادی کتخدائی آپ بھی
برپا کیجئے آپ کا فرزند دلبند امیر **حمزہ صاحبقران** پرستان مین **ملکہ آسمان پری** دختر **شہپال بن شاہرخ** شاہ
پریزادان کی بیٹی کے ساتھ بیاہا گیا یہان آپ کو صدمۂ درد فراق وہان شادی کی دھوم دھام بعد اشتیاق یہان
اشکباری بیقراری آہ و نالہ وہان جشن شادی کتخدائی کا سامان مہیا بردرد کار عالم نے اسی سن مین چھوٹی سی دلہن
اعلے حسب والا نسب حور صورت ماہ پیکر مہر طلعت فلک منزلت عطا فرمائی اب دل کو شاد کیجیے تھوڑی دیر مین وہ آفتاب
حشمت و جلال ماہ برج فلک شوکت و اقبال آتا ہوگا یہ کلام مسرت التیام حکیم خواجہ بزرجمہر کا ابھی ناتمام تھا کہ وہی دیو امیر بالوقیر
حمزہ صاحبقران زمان کو نوشاہ بنے ہوے اسی طرح کنار دایۂ قابلہ **ملکہ عادیہ بانو** مین لا کر بٹھا گئے **ملکہ عادیہ بانو**
بہت خوش و مسرور ہوئی گلے سے لگایا پیار کیا پیشانی نورانی پر **حمزہ** کی بوسہ دیا اور ہنس کر کہا بیبیو صاحبو دیکھو میرا خورزادہ
شہزادہ دولہا بنکر آیا ہی شہانے خلعت سے آراستہ ہی زیور کتخدائی سے پیراستہ ہی پھولون کا گہنا پہنے ہوئے سہرا بندھا ہوا طرہ
لٹکا ہوا ہی گلے کا ہار ہی عجب شان و شوکت آشکار ہی مہندی ہاتھ پاؤن مین لگی ہوئی آج تو تمام خدائی صورت بنی ہی جلدی
خواجہ **عبد المطلب** کو خبر کرو گھر مین آئین نئے سے دولہا کو دیکھین پیار کرین گلے سے لگائین یہ سنکے سب خواصین
کنیزین دوڑین مادر امیر بالوقیر آئین گود مین لیکر پیار کرنے لگین دل کی طرح سینہ سے لگایا سب نے چٹ چٹ بلائین
لین درازی عمر و ترقی جاہ و حشم کی دعائین دین خواجہ **عبد المطلب** کے فوراً دوڑ کے خبر دی کہ تمہارا فرزند ارجمند دولہا بنکر آیا ہی شان شاہانہ
رخ سے ہویدا ہی یہ مژدہ فرحت افزا سنتے ہی خواجہ **عبد المطلب** خوش خوش گھر مین تشریف لائے فرزند
دلبند نور نظر لخت جگر کو دیکھکر بہت شاد ہوئے گود مین لے لیا پیار کیا اپنے کلیجے کو سینہ سے لگایا حکیم خواجہ
بزرجمہر کو اسی طرح لا کر دکھایا بزرجمہر نے جو چہرہ نورانی امیر بالوقیر **حمزہ صاحبقران** کا دیکھا بہت خوش ہوگئے
مبارکباد دی اور سبھون نے نذرین گذرانین زر و گوہر تصدق کیا اور بہت سا مال خیرات راہ خدا بٹا **حمزہ صاحبقران**
کے جو ہاتھ پاؤن مین مہندی لگی دیکھی سب کو بے انتہا خوشی ہوئی وہ ہاتھ پاؤن پارۂ لعل و یاقوت معلوم ہوتے تھے
سبکو یقین کامل ہوا کہ **حمزہ صاحبقران** کا نکاح ضرور ہوا ہوگا خواجہ **عبد المطلب** اور مادر **حمزہ** اور **ملکہ عادیہ بانو**
کہتی تھین افسوس ہم شادی کتخدائی **حمزہ صاحبقران** مین نہ شریک ہوئے دلہن کو نہ یہ ہی مین نہ دیکھا ہم بھی
اسکو مثل **حمزہ** کے پیار کر کے گلے سے لگاتے الغرض سب خرم و شادان رہنے لگے اور **حمزہ صاحبقران**
زمان کنار **ملکہ عادیہ بانو** مین پرورش پانے لگے اور ساتھ **حمزہ** کے **عمرو بن امیہ ضمری** اور **مقبل** وفادار مع بارہ ہزار
طفل شیرخوار کے پرورش ہوے خواجہ بزرجمہر نے ایک عرضی بمضمون نوید پیدایش امیر بالوقیر **حمزہ صاحبقران**
زمان بخدمت بادشاہ **نوشیروان** تحریر کی کہ اے مہر سپہر شہریاری و اے قمر فلک جہانداری از زینت بخش کشور عدل و داد
اورنگ نشین سلطنت و **قباد** تاج بخش سلاطین زمان شہنشاہ دوران باج گیر خسروان جہان بادشاہ **نوشیروان** خلد اللہ
ملکہ و سلطنتہ بعد ادائے مراسم و قواعد تسلیمات و لوازم کورنشات بعرض باریابندگان بساط فیض مناط عرض پرداز ہون
کہ بعد پہونچنے اس خادم آستانۂ دولت نشانہ کے بتاریخ گیارھوین جمادی الاول و بلمحۂ مسعود و ساعت محمود کو بر وقت
صبح صادق اس آفتاب عالمتاب حسن و جمال و ماہ فلک حشمت و اجلال نے برج حمل سے بخانۂ خواجہ **عبد المطلب**
جلوہ فرمایا اور اسوقت شہر مکہ اور اطراف مین اسی دن کے پیدا ہوئے بارہ ہزار بچے دستیاب ہوئے ان سبکو
انکے والدین سے لیکے بملازمت اس اختر تابان کے کنار دایہ ہائے ذی فہم و ذی شعور مین جانب
حضور فیض گنجور سے پرورش ہونے کا حکم دیا اور اسی روز ایک غلام خواجہ **عبد المطلب** کا **مقبل** نامے ہی اسکے

یہان بھی لڑکا پیدا ہوا اور اُسی ہنگام فرجام مین ایک ساربان کہ نام اُسکا امیۂ ضمری ہی اُسکی زوجہ کے یہان بھی بہ ہزار خرابی و دشواری تمام ایک لڑکا سوکھا ساکھا دبلا پتلا مثل بچہ موش کے پیدا ہوا ہی کہ حکایت اُسکی بہت طول و طویل ہی انشا اللہ برقت حضوری حضور خدمت فیضدرجت ملازمان پادشاہ جہان پناہ مین عرض کرونگا بموجب زائچہ و قرعہ رمل موافقت ساعت و وقت فرزند خواجہ عبد المطلب کا نام امیر ابو العلا رکھی ملقب بہ حمزۂ صاحبقران رکھا اور قبیل کے بیٹے کا نام مقبل وفادار اور اُس ساربان امیۂ ضمری کے لڑکے کا نام عمرو رکھا یہ دونون لڑکے بڑے صاحب طاقت و جرأت اور بڑی شان و شوکت اور بڑے رفیق و وفادار امیر عالیوقار کے ہونگے اور حمزہ کو بڑے جاہ و حشم سے دایۂ بالغہ معین کرکے پرورش کرایا ہی یہ مہر سپہر حشمت و اقبال و نیر فلک جاہ و جلال ہمیشہ محافظ سلطنت و تخت و تاج بادشاہ زمان و معین و مددگار مملکت مدائن بغیر و شان رہیگا زیادہ حد ادب یہ عرضی تحریر کرکے خواجہ بزرجمہر نے ایک شتر سوار تیز رفتار کو دی اور تاکید کی کہ یہ عرضی بخدمت بادشاہ نوشیروان جلد لیجاؤ اور اسکا جواب بزودی تمام لاؤ وہ شتر سوار عرضی خواجہ بزرجمہر کی پگڑی مین رکھکر سلام کرکے شہر مدائن کی طرف روانہ ہوا بعد قطع منازل و طی مراحل بصد تیز رفتاری مثل نوبہاری دوش ہوا پر سوار مدائن مین داخل ہوا جب دربار بادشاہ کیوان جاہ نوشیروان زمان مین آیا پہلے مجراگاہ پر قیام کرکے بطور قواعد شاہانہ آداب بجالایا دعاے ترقی دولت و اقبال و زیادتی حشمت و اجلال دے کر عرضی دونون ہاتھون مین لیکر پیشکش حضور فلک جمہور بادشاہ عالیجاہ کی بادشاہ عالم پناہ نے وہ عرضی خواجہ بزرجمہر کی خوشی خوشی لیکر میر منشی کو دی میر منشی نے بزبان فصیح پڑھی بادشاہ مضمون مسرت مشحون و فرحت جان بخش و فرحت افزا اُسکا بہت خوش اور مسرور ہوا اور تمام اہالیان دربار و ارکان سرکار بلند اقتدار کو مژدہ شادی پیدائش امیر با توقیر ابو العلا رکی ملقب بہ حمزۂ صاحبقران سنایا اور حکم کیا کہ واسطے حمزۂ صاحبقران کے ایک پالنا جواہر نگار مرصع کار تیار ہو اور اُس پالنے کے چارون پاؤن پر چار لعل بیش بہا کہ جنکی چمک مثل آفتاب و مہتاب کے ہو نصب کیے جائین الغرض جب وہ پالنا تیار ہوا بادشاہ نوشیروان نے حکم کیا کہ یہ پالنا اور بہت ساز و مال براے امیر با توقیر ابو العلا رکی یعنی حمزۂ صاحبقران اور خلعت فاخرہ بہت عمدہ اور بارہ ہزار جوڑے بہت بھاری اور اطفال خرد سال کے لیے اور جوڑے اُنکی دایون کے پاس خواجہ بزرجمہر کے روانہ ہون اور خواجہ بزرجمہر کو ایک نامہ اپنی طرف سے میر منشی سے لکھوا کر اُس اسباب کے ہمراہ روانہ کیا اُس نامہ مسرت شمامہ کا یہ مضمون فرحت مشحون تھا کہ اے وزیر اعظم و اے دستور معظم رونق بخش مملکت زینت تخت خلافت و جہانداری و اے زیب دہ جلوۂ سریر سلطنت و شہریاری و اے دانندۂ اسرار شاہنشاہی و اے آگاہ کنندۂ حال ماضی و استقبال سلطنت نوشیروانی عرضی تمہاری آئی تحریر کو تمہاری مشاہدہ کرکے بہت مسرور و شاد ہوا تمنے بڑا کار نمایان کیا تمہارا کیا مذکور ہی خیر خواہی اور نمک حلالی اسی کا نام ہی رفیق و شفیق یونہین کرتے ہین شاباش مرحبا اے عمدۂ مدار یہ مال و زر جواہر و خلعتہاے فاخرہ براے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران تمہارے پاس مع نامۂ مسرت شمامہ بھیجا جاتا ہی اور ایک پالنا جواہر نگار جس مین لعل بیش بہا چارون پاؤن پر جڑے ہین حمزۂ صاحبقران کے واسطے بھیجا ہی کہ اس مین شب و روز حمزہ آسایش و آرام سے رہے اور بارہ سو جوڑے بہت عمدہ بھاری بھاری اُن اطفال خرد سال کے واسطے بھیجے ہین جو اُسی دن پیدا ہوے ہین اور اُنکی دایون کے واسطے تنخواہین

سرکار دولتمدار شاہی سے مقرر ہوئی ہیں سب کو پرورش ہونے دو ای عم نامدار خواجہ بزرجمہر آپ یہ سب بندوبست کامل کر کے چلے
آیے کہ یہان کے بھی سب امور منحصر فقط آپ کی ذات خاص پر ہین یہ پروانہ کرامت نشانہ نوشیروان کا
خواجہ بزرجمہر کے پاس آیا اور وہ سب مال وزر و جواہر اور خلعت اور جوڑے وغیرہ اور پالنا براے حمزۂ
صاحبقران بھی آیا خواجہ عبدالمطلب کو خواجہ بزرجمہر نے بلوا کر وہ نامہ مسرت شمامہ نوشیروان زمان کا
اور سب مال وزر اور وہ پالنا سپرد کیا خواجہ عبدالمطلب نامدار بہت خوش ہوے وہ پالنا جو واسطے امیر
باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے نوشیروان بادشاہ زمان نے بھیجا ایسا خوشنما اور نایاب تھا کہ اوسکا مثل
و نظیر نہ تھا اوسپر گہوارۂ ہفت رنگ فلک نیلوفری فدا ہوتا تھا وہ جواہر نگار و مرصع کار جھولا کہ ہنڈولۂ بغدادی
گردون دون کا گھڑی گھڑی آس پاس پھر کے نثار ہوتا تھا چہار طرف اوس پالنے کے ڈنڈون اور
پٹی سیرون مین برابر سے نگینے یاقوت سرخ اور نیلم پرجدا اور گوہر آبدار کے جڑے ہوے اور لعل شبچراغ
مثل آفتاب عالمتاب چارون پایون کے اوپر نصب کیے ہوئے ہین وہ گہوارہ ایسا آراستہ و پیراستہ تھا
کہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا ہوگا دیدۂ آفتاب و مہتاب خیرگی کرتا تھا اختر تابان سامنے اوسکے مثل کرمک
شب تاب کے جھلملاتے تھے وہ پالنا ایسا منور و روشن تھا کہ رات کو اوسکی روشنی مین امیر باتوقیر حمزۂ
صاحبقران زمان لڑکون کے ساتھ کھیلا کرتے تھے شب تاریک مین شمعدانے ہوتی اور کافوری
جلانے کی مطلق حاجت نہ ہوتی تھی حمزۂ صاحبقران اوس پالنے سے ایسا شاد ہوتے تھے کہ کھیلنے
مین دل اونکا بہلتا تھا غرض وہ سب مال وزر و جواہر اور خلعت جوڑے اور وہی پالنا وغیرہ دینے کے بعد
خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب کو سب امور آئندہ فہمایش کر دیے چنانچہ عمرو بن امیہ ضمری کے واسطے
بہت کچھ کہدیا اور سارا انجام کا حال بتادیا اور کہا کہ ای خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا بڑا خیال و پاس رکھنا اور
اوسکو تکلیف اور رنج و ملال نہ دینا اور گھڑکی جھڑکی سے باز رہنا کہ یہ لڑکا بڑا عقلمند اور صاحب تہذیب
اور وفادار رفیق و شفیق حمزۂ صاحبقران کا ہی اور ہمیشہ محافظ جان و آبرو حمزۂ صاحبقران کا ہی یہ لڑکا
بڑا زبردست و جری و بہادر و عیار طرار ہوگا ای خواجہ عبدالمطلب اس لڑکے کی بڑی خاطرداری کرنا اور
پرورش مثل حمزۂ صاحبقران کے اچھی طرح سے کرنا یہ سب امور خواجہ عبدالمطلب کو سمجھا دیے اور
خواجہ بزرجمہر سب سے رخصت ہو کر طرف شہر مدائن کے روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طی مراحل مدائن
مین داخل ہوئے اور حاضر خدمت فیضدرجت بادشاہ نوشیروان زمان ہو کر بعد آستانہ بوسی کے
تمام کیفیت شہر مکہ و پیدایش امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران و حال مقبل وفادار اور روداد عمرو بن
امیہ ضمری بادشاہ نوشیروان سے عرض کی اور کہا کہ ای شہنشاہ دوران و ای خسرو گیتی ستان آپ کے
اقبال سے خادم نے کل کاروبار آغاز و انجام انصرام کر دیا گیارھوین تاریخ جمادی الاول کی خواجہ
عبدالمطلب کے یہان فرزند ارجمند پیدا ہوا اور نام اوسکا مین نے بموجب زایچہ سال امیر ابوالعلا رکھا
لقب حمزۂ صاحبقران رکھا خواجہ عبدالمطلب کے غلام کا جو بیٹا تھا اوسکا نام مقبل وفادار ابن قبیل
رکھا اور ایک ساربان خواجہ عبدالمطلب کے اونٹون پر تھا اوسکا نام امیہ ضمری ہی اوسکے بیٹے کا نام عمرو رکھا
مگر اوسکی پیدایش کا حال عجیب و غریب ہی کہ جسوقت حمزۂ صاحبقران پیدا ہوے اور مجکو خبر ہوئی مین نے
حکم دیا کہ اس شہر مین جتنے لڑکے آجکی تاریخ پیدا ہون اونکو ہمارے پاس لے آؤ ہم اونکے والدین کو زر و جواہر دیگے

اور اُن لوگون کو ملازم کر کے تنخواہ مقرر کرنیکے چنانچہ جسقدر لڑکے اُس شہر مین پیدا ہوئے اُنکو منگوا لیا اور دایہ اُنپر
مقرر کین اور اُنکے والدین کو بہت کچھ مال دیا شدہ شدہ امیہ ضمری نے بھی یہ خبر سُنی چونکہ اُسکی جورو بھی حاملہ تھی
مگر مدت وضع حمل مین دو تین مہینے باقی تھے لیکن اُس بدبخت نے مال و دولت کے واسطے جورو پر ظلم و جبر کیا
کہ جسطرح ہوسکے تو بھی آج ہی لڑکا جن دے کہ مجکو مال و دولت ملے غرضکہ ایسا ہنگامہ ہوا کہ امیہ ضمری جورو
کو مارنے کو اُٹھا اور وہ عورت بھاگی امیہ پیچھے اُسکے دوڑا وہ [illegible] کوٹھے کے زینہ پر چڑھنے لگی پانوٗن اُسکا پھسلا
وہ عورت کوٹھے کے نیچے گر کر مر گئی اور یہ لڑکا کہ جسکا نام مین نے عمرو رکھا ہے پیٹ سے اُسکے نکل پڑا
مگر بہ قدرت خداوند جلیل وہ زندہ رہا مین نے اُسے دایہ حمزۂ صاحبقران زمان کہ نام اُسکا ملکہ عادیہ بانو
ہے اُسکے سپرد کیا وہ حمزہ اور عمرو دونون کو دودھ پلاتی ہے بشش شیر حمزۂ صاحبقران سے عمرو بھی پرورش
ہو رہا ہے اور اُسکے باپ کو مین نے بہت سا مال و زر دیا ہے اے بادشاہ نوشیروان یہ لڑکا بھی یعنی عمرو بن امیہ
ضمری بڑا بہادر اور جرار عیار طرار ہوگا بلکہ سردار ان عیار و سر کوب کافران جہان ہوگا مثل حمزہ کے یہ بھی
بڑا شجاع و دلیر صاحب شمشیر ہوگا اور دل سے عاشق صادق اور رفیق شفیق اور محافظ جان حمزۂ صاحبقران
کا ہوگا اے بادشاہ عالیجاہ مین بخوبی بندوبست کر کے حاضر خدمت فیضدرجت ہوا ہون بادشاہ یہ سنکے بہت
مسرور و شاد ہوا خواجہ بزرجمہر کو خلعت فاخرہ دیا اور کیفیت ملک خاور کی بزرجمہر سے بیان کی اور کہا
اے عمر نامدار وہ جو آپ نے ارشاد کیا تھا بموجب فرمانے آپ کے مین نے ملک خاور کو تباہ و برباد کر دیا
علقمۂ خیبری پر بختک وزیر کو بجماعت کثیر دو لاکھ فوج جرار سے بھیجا تھا بختک نے شہر مین داخل
ہوتے ہی قتل عام کا حکم دیا وہ خونریزی کی کہ دریا لہو کے بہ گئے تلاطم عظیم برپا ہوا بارگاہ علقمہ مین
پہونچکے علقمہ کو قتل کیا کسی زن حاملہ و غیر حاملہ کو نہ چھوڑا بچون تک کو مار ڈالا القصہ قتل و قمع کر کے
فساد و فتنہ مٹا دیا کسی طفل و جوان و پیر کو باقی نہ رکھا کہ بنیاد فساد مٹ جاے جب انسان وہان پیدا ہی
نہوگا تو پھر کس طرح فتنہ و فساد برپا ہوگا تمام ملک خاور دشمنون کے شر اور فساد سے پاک و صاف کر کے
صمصام زرہ پوش کو حاکم شہر کر دیا اور پچاس ہزار فوج جرار دلاور شہر خاور مین زیر حکم صمصام زرہ پوش
کر کے وہان چھوڑ دی بختک وزیر بفتح و فیروزی وہان سے چلا آیا خواجہ بزرجمہر نے یہ سنکر کمال افسوس
کیا اور دست تاسف ملکر کہا اے بادشاہ نوشیروان آپ نے بڑا غضب کیا مجکو آپنے دیا ہوتا یہ امر بہت برا ہوا
کہ اسقدر بندگان خدا کا خون ناحق آپ نے کیا یہ سب مواخذہ آپ کے ذمہ تا قیامت رہا نہین معلوم کہ اُس دشمن
کی نسل قطع ہوگی یا باقی ہے بندے کے چاہنے سے کچھ نہین ہوتا جو خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اسرار غیب سوا
خدا کے کوئی نہین جانتا ہے شعر من در چہ خیالیم فلک را چہ خیال + کارے کہ خدا کند فلک را چہ مجال +
بختک نے آپ کے واسطے یہ مواخذہ جمع کر کے رکھا اور مین نے حضور فیض گنجور کے لیے یہ کار نیک کا
سرانجام کیا کہ بارہ ہزار بچے معصومون کو نوکر رکھکے اُنکے والدین کو روٹی سے لگا دیا وہ بچے معصوم
پرورش پا رہے ہین اور والدین اُنکے عیش و عشرت مین بسر کر رہے ہین بختک ہزارون کو قتل کر کے
آیا بادشاہ کو ناخوش کیا یا مین نے ہزارون کی عمر بھر پرورش کا سامان کر دیا بقول سعدی شعر مکن بد کہ بد
بینی ز یار نیک + نہی روید از تخم بد بار نیک + یہی وجہ ہے جو عاقل و فہمیدہ صحبت مفتری و شعلہ پرداز سے پرہیز
کرتے ہین جاہل اجہل کے پاس بیٹھنے سے گریز کرتے ہین کہ وہ بیہودہ کی باتین سکھاتا ہے اور جو نیک ہے وہ نیکی کی

راہ نباتا ہی بختک نے کہا اے خواجہ بزرجمہر مین نے اُس دشمن بادشاہ نوشیروان کو قتل کیا اور نسل
رغبتہ پردازی اور بناے فتنہ سازی عورات کے قتل کرنے سے مٹادی اب کوئی کھٹکا ور دغدغہ سلطنت نوشیروانی
مین باقی نہ رہا اب چین سے پانوءن پھیلا کے سویے اور رات دن عیش وعشرت کیجیے گلشن عیش مین جسکا کھٹکا
تھا وہ کانٹا نکل گیا اب غنچۂ خاطر ہمیشہ شگفتہ رہیگا خواجہ بزرجمہر نے جسوقت یہ کلام بختک بدانجام کا سُنا دل مین
تاؤ پیچ کھا کے کہا کہ افسوس مفت دوست کو اپنا دشمن بنایا بادشاہ ملک خاور سے عداوت مول لی جب تو ایک
تشبہ تھا شاید کوئی دشمن ہوتا کہ نہوتا لیکن اب ضرور بالضرور کوئی نہ کوئی پرسان حال بادشاہ نوشیروان کا
ہوگا ناحق ہزارہا بیچارون کی جانین گئین عورت ومرد خرد وکلان کا خون ہوا اُنکے خون ناحق کا وبال کہان
جائیگا سواے اِسکے کہ بادشاہ کی طرف عاید ہوا ابتک تو دشمنی نہ تھی مگر اب عدو کو کینہ وعداوت کثرت سے پیدا ہوئی
یہ کہکے خواجہ بزرجمہر چپ ہوئے سکوت کیا انجام سوچ کر غصہ آیا مثل بید تھر تھر کانپنے لگے الا مجبوری وناچاری
اپنی مشاہدہ کی کہ بادشاہ کو بختک کی طرف رغبت زیادہ ہی یہ اُسکی نافہمی کا سبب ہی کہ اپنا دوست اور دشمن نہین
پہچانتا ہی خیر کیا ہر چہ بادا باد جیسا جو کریگا ویسا پائیگا بعد اسکے بادشاہ نوشیروان سے رخصت ہو کر
مکدر خاطر اُٹھ کھڑے ہوئے گھر کو چلے آئے اور خانہ نشینی اختیار کی دل مین کہا کہ نادان کی دوستی مین جان
وآبرو کا ضرر ہی اب دربار شہنشاہ نوشیروان مین جانا اچھا نہین اُس روز سے پھر دربار مین بادشاہ کے نہ گئے
اور عہد کیا کہ اب کبھی بادشاہ کے دربار مین نہ جاؤنگا نوشیروان کو مطلق میری قدر نہین نوشیروان بالکل
عقل سے بہرہ نہین رکھتا نیک وبد نہین جانتا دوست اور دشمن کو نہین پہچانتا ناحق ذلیل وخوار ہوتا ہی دوست سے
دشمنی مول لیتا ہی دربار ناقدردان مین جانا کچھ ضرور نہین کہ وہان جاؤ مفت مین ذلت اٹھاؤ اے بزرجمہر اپنے
گھر بیٹھ رہو نہ کہین آؤ نہ کہین جاؤ عبادت پروردگار کیا کرو یہان بادشاہ نوشیروان نے بختک کا اور زیادہ
مرتبہ بڑھایا خلعت فاخرہ سے مخلع کیا اور یقین واثق ہوگیا کہ بختک نے خلش دشمنی کی بالکل مٹادی کوئی کھٹکا
اب نہین ہی عیش ونشاط صحبت جشن وانبساط مین مصروف ہوا ناچ رنگ ہونے لگا رات دن جلسۂ عشرت
ناؤنوش بصد فرحت ومسرت بادشاہ نوشیروان شاد شاد وزیر اور اراکین سلطنت خوش وخرم نہ کوئی
فکر وتردد نہ رنج وغم انجام کا خیال نہین بزرجمہر کے کلام پر عمل نہین بادۂ غفلت سے بیہوش گوش ہوش مین
پنبۂ تغافل دن عید رات شب برات تھی بزرجمہر کے دربار مین نہ آنے کا کچھ خیال بھی نہین کہ بزرجمہر جس دن
سے ملکۂ معظمہ سے آکر گھر گیا پھر نہ آیا کیا وجہ ہوئی اگر کبھی کچھ کسی وقت ذکر بزرجمہر کا آیا بھی تو بختک نے
جھوٹسا ر دیا کہا حضور بزرجمہر کو اپنے کمال وعلم پر غرہ ہی خفا ہو گئے تو ہو گئے یہ خانہ زاد تو حاضر ہی جو کچھ حکم ہوگا
بجالاؤنگا جس مسجد مین ملا نہوگا تو کیا اذان نہ ہوگی بادشاہ بختک کے بہکانے پر غافل ہوگیا القصہ یونہین عیش
وعشرت مین شب وروز بسر ہوتی تھی ایک روز بادشاہ نوشیروان نے عالم رویا مین خواب دیکھا بخت
خوابیدہ بیدار ہوا عجیب سامان خواب مین نظر آیا کہ ایک باغ دلکش پُربہار شاداب وشگفتہ مثل گلشن شداد
کے ہی مین اُس باغ کی سیر کرنے گیا ہون عجیب نیرنگیان اُس باغ روح فزا کی ہین کہ گلہاے رنگارنگ
کھلے ہوئے ہین اشجار میوہ دار جھوم رہے ہین نرگس اشارے بازی کرتی ہی سنبل تابدار گیسوے معشوق
کی نشان دکھاتی ہی غنچے گلون کی طرف دیکھکے مُسکراتے ہین گل شگفتگی سے کھلے جاتے ہین سرو وشمشاد صورت
قد آزاد اکڑ کر عین عنفوانی محبوب کا حسن دکھاتا ہی بلبلین جا بجا شاخہاے گل پر چہک رہی ہین کلیان پھولون کی

مثل عطر عنبر و سارا کے مہک رہی ہیں طائران خوش الحان زمزمہ ساز ہیں مرغان چمن نغمہ پرداز ہیں قمریوں کی کوکو بلبل کا شور
پپیہے کی پکار طاؤس کی صدا چکور کی دھوم باغ میں بلند ہے دیکھ دیکھ کے دل خورسند ہے سبزۂ خوابیدہ پٹڑیوں پر چھایا ہوا ہے
گویا فرش مخمل زنگاری کا بچھا ہوا ہے گلشن فلک نیلگون اُس باغ کو دیکھکے رشک کرتا ہے ذرہ ہاے خاک گلشن پر سیارگان
فلکی فدا ہوتے ہیں بادشاہ نوشیروان عالم رویا میں یہ باغ فرحت دیکھکے بہت شگفتہ خاطر ہوا آگے جو بڑھا دیکھا کہ ایک
بارہ دری عظیم الشان آراستہ و پیراستہ ہے صحن میں اُس بارہ دری کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا عجب خوشنما ہے سامنے
اُسکے ایک حوض پُرآب شفاف و صاف پانی مثل شہد و شیرین و خوش ذائقہ فوارے چھوٹ رہے ہیں حوض کے
چاروں کونوں پر گلہاے رنگارنگ کے گلدستے رکھے ہیں بارہ دری کے درون میں نگینے ہیرے اور یاقوت
سُرخ و زمرد کے برابر سے جڑے ہیں پردے گنگا جمنی کارچوبی پڑے ہوئے چھت گیریاں بہت عمدہ
فرش مخمل سبز کا بیچ میں ایک مسند جواہرنگار آراستہ ہے اُسپر بادشاہ قباد نیک نہاد بصد شان و شوکت و زینت
و عظمت جلوہ افروز ہے اور پہلوے راست میں خواجہ بخت جمال سعید جاہ و جلال وزیر خوش تدبیر بادشاہ
فلک جاہ متمکن ہے بادشاہ نوشیروان دیکھتے ہی اپنے والد بزرگوار بادشاہ قباد نیک نہاد کو آگے بڑھا
آداب تسلیمات بجالایا قباد نے فرزند ارجمند کو گلے سے لگایا نوشیروان نے پوچھا کہ ای بادشاہ عالیجاہ
حضور کے پہلو میں جانب راست یہ کون ہے قباد نے کہا ای فرزند دلبند وزیر خوش تدبیر میرا ہے نام اسکا
خواجہ بخت جمال ہے یہ پدر عالی قدر خواجہ بزرجمہر کا ہے ای فرزند تم بُرا کرتے ہو کہ خواجہ بزرجمہر کو آزردہ
کرتے ہو اور بختک کے کہنے پر عمل کرتے ہو دیکھو کہ خواجہ بزرجمہر نے کیسا کار نمایاں کیا کہ مکہ معظمہ
میں کیسا بند و بست عمدہ انجام کے واسطے کر دیا اور بختک نے ہزارہا بندگان خدا کا خون ناحق کیا مگر
کوئی فائدہ نہوا وہ خلش کہ جسکے واسطے تمنے اتنی کوشش کی اور ماخوذ بہ گناہ ہوئے ابتک نہ نکلی تمکو یہ
مناسب ہے کہ خواجہ بزرجمہر کو راضی رکھو اور اُسکے کہنے پر عمل کرو کہ وہ بڑا صاحب کمال ہے اور فلان صحرا میں
ایک خزانہ ہے وہ تمھارے واسطے ابھی تک امانتاً رکھا ہے وہ نکلوالو اور اپنے صرف میں لاؤ اور یہ خزانہ
بغیر خواجہ بزرجمہر کے آئے تمکو ہرگز دستیاب نہوگا اور بختک سے تمکو ہمیشہ خوف و خطر رہیگا اور
خواجہ بزرجمہر سے تمھارے بڑے بڑے کار اہم انجام ہونگے اور بڑے بڑے مرحلے خواجہ
بزرجمہر کی کوشش سے سر ہونگے بختک سے کچھ نہو سکیگا بلکہ ہر جگہ ذلیل و خوار ہوگا اُسکے سبب
سے دوسرے کی رسوائی ہوگی ای فرزند پنبۂ غفلت کو گوش ہوش سے نکالو ناؤ نوش و جشن راگ رنگ
عیش و عشرت سے دست بردار ہو اسی میں بہتری ہے ورنہ خرابیاں واقع ہونگی بادشاہ نوشیروان
یہ خواب دیکھکے بیدار ہوا وہ جلسۂ عیش و عشرت وہ گلشن پُر فزا غائب ہو گیا جو کچھ خواب میں دیکھا تھا
آنکھوں میں اُسکا سمان بندھ گیا جسوقت بادشاہ نوشیروان دربار میں آیا اور دربار ارکین سلطنت و وزیران
اہمت سے آراستہ ہوا بادشاہ بختک کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا ای بختک جلد بتا کہ میں نے
شب کو کیا خواب دیکھا اور اُسکی تعبیر کیا ہے بختک نے سُنکر سکوت کیا بعد تھوڑی دیر کے عرض کیا کہ ای
بادشاہ جمجاہ اتنا ثبوت ہوتا ہے کہ آپ نے شب کو نہایت خوشی و خرمی کا خواب دیکھا ہے اور مجکو کچھ نہیں معلوم ہوتا ہے
بادشاہ نوشیروان چین بجبین ہوا اور کہا کہ تو نے بزرجمہر سے کیسا پڑھا ہے تو اسی جہالت و نافہمی پر
وزارت کرتا ہے بس اسی میں خیر ہے کہ یا تو میرے خواب کو بیان کر اور تعبیر اُسکی دے یا خواجہ بزرجمہر کو کہ

بلکے لاکہ تیرے ہی سبب سے وہ آزردہ خاطر ہو کر گھر مین بیٹھ رہے ہین اور خانہ نشینی اختیار کی ہی اور اگر تو نے
ایسا نہ کیا اور مجھکو خواب نہ ظاہر ہوا اور تعبیر خواب سے مین نہ ماہر ہوا تو تجھکو قتل کر دونگا بختک یہ سنکے خوف زدہ
ہوا اور تھر تھر کانپنے لگا دست بستہ عرض کیا کہ ای بادشاہ عالم پناہ اگر غلام کو اجازت ہو تو غلام جا کے خواجہ بزرجمہر
کو لے آئے دربار فلک جاہ مین حاضر کرے بادشاہ نے حکم دیا کہ جاؤ خواجہ بزرجمہر کو لاؤ بختک یہ سنکے اٹھ
کھڑا ہوا اور تسلیم بجا لا کے روانہ ہوا جب سواری بختک کی دردولت فیض منزلت خواجہ بزرجمہر پر پہونچی
ملازم نے خبر کی کہ بختک آیا ہی بزرجمہر نے مقام نشستگاہ پر اپنی کہ جہان بیٹھتے تھے بلوایا بختک آیا
اور سلام کر کے بیٹھ گیا خواجہ بزرجمہر نے فرمایا کہ ای بختک آج کیا ہی جو خلاف معمول تو آیا اور کبھی میرے گھر پر
نہ آیا بختک نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ ای خواجہ مجھسے بڑی خطا ہوئی میری تقصیر کو معاف کیجیے کہ میرے سبب
سے آپ آزردہ ہو کر گھر مین بیٹھ رہے اور دربار مین نہین تشریف لائے آج میری جان اور آبرو بچا لیجیے کہ بادشاہ
نوشیروان نے رات کو کوئی خواب دیکھا ہی وہ مجھسے پوچھتا ہی مین نہین اُسکو بتا سکتا ہون بادشاہ نے
کہا ہی ای بختک اگر خواجہ بزرجمہر کو تو نہ لائیگا تو مین تجھکو قتل کرونگا اور گھر بار تاراج کرونگا اب آبرو اور
جان آپ کے ہاتھ ہی خواجہ بزرجمہر سنکر خاموش ہوئے چونکہ خواجہ بزرجمہر رحم دل اور نیک طینت ہین
کار نیک سے جو یار رہتے ہین بختک کے ہمراہ دربار بادشاہ نوشیروان مین آئے بادشاہ کو آداب
بجا لا کے اپنے مقام پر بیٹھ گئے بادشاہ نے کہا ای عم نامدار آپ نے دربار مین میرے کیون نہین سرفراز
کیا کیا سبب جو آپ نہین آئے بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ بختک آپ کے کام کو کافی ہی میری کیا ضرورت
ہی بادشاہ نے کہا ای عم نامدار بغیر آپ کے کسی کام کا استفسار نہین ہو سکتا لہذا آپ کو اسواسطے بلوایا ہی کہ رات
کو مین نے کیا خواب دیکھا ہی اور اُسکی تعبیر کیا ہی بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ آپ نے رات کو خواب مین
ایک باغ پر بہار مین بادشاہ قباد نیک نہاد اور میرے پدر بزرگوار خواجہ بخت جمال کو دیکھا اور بادشاہ نے
آپ سے مہربانی فرمائی ہی اور ایک خزانے کا بھی پتا دیا ہی کہ وہ صحرا مین ہی بادشاہ نے کہا کہ اُسکو نکلوا لیے کہان
ہی خواجہ بزرجمہر نے زائچہ کھینچا اور عرض کیا کہ فلان صحرا مین ہی ای بادشاہ اُس صحرا مین فلان مقام پر کھدوا لیے
غرضکہ بزرجمہر اور بختک مع چند آدمیون کے اُس صحرا مین گئے اور وہان کھدوایا بہت بڑا خزانہ نکلا وہ خزانہ
مال و دولت زر و جواہر چھکڑون پر لدوا کر داخل خزانہ عامرہ سرکار نوشیروان کرنا شروع کیا مگر بختک ملعون
نے کیا حرکت نالائق کی کہ تھوڑا سا مال اُس خزانے کا پوشیدہ بزرجمہر سے گھر پر خواجہ بزرجمہر کے بھجوا دیا
اور آکر بادشاہ سے کہا کہ ای بادشاہ خواجہ بزرجمہر نے آپ سے چھپا کر نصف خزانہ اپنے گھر بھیجدیا اور نصف خزانہ
سرکار شاہی مین داخل کیا بادشاہ یہ سنکر برخاستہ خاطر ہوا اور خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ ای عم نامدار آپ نے مجھسے
چھپا کر نصف خزانہ اپنے گھر پر بھیجدیا اور نصف خزانہ میرے یہان داخل کیا اگر آپ مجھسے پوچھکے طلب کرتے
تو کیا مین انکار کرتا خواجہ بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ یہ سب غلط اور محض جھوٹ ہی مین نے کبھی ایسا نہین
کیا غرضکہ دریافت کیا گیا آدمیون سے تو صحیح نکلا بزرجمہر کو نہایت غصہ آیا اور خفا ہو کر بزرجمہر اپنے گھر
چلے گئے اور بیٹھ رہے پھر دربار مین بادشاہ نوشیروان کے نہ آئے

داستان شادی ہونا نوشیروان کی ساتھ زرانگیز بانو دختر مرجان کے بیان کی جاتی ہی

پلا ساقیا بادۂ عیش تو	کہ شادی و عشرت کی ہی جستجو	نہ کر دیر ای ساقی ذی حشم	پلا آب مئے لالہ گون دمبدم

کر آراستہ اپنا بیخانہ تو
دلھن کی طرح ہو سجاوٹ تمام

دکھا مجکو سامان شاہانہ تو
کہ ہوتا ہی شادی کا اب انتظام

ہو یہ میکدہ حجلہ ہائے عروس
سحر اب قلم کی روانی دکھا

کہ شہرہ یہان سے ہو [illegible]
ہی پیری پہ جوش جوانی دکھا

غزل کھچپے ہوے دل کے تازہ تازہ مرے رشک پشیمانی
نہ مانی بات مانی نے ہوئی آخر پریشانی
پریشان مثل زلف یار ہوا سطرح کاغذ پر
چہ کار ے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
کوئی جاتی ہی اس مین پیش تدبیر اے خرد بینی
ہوئی صورت گرون کو صورت تصویر حیرانی

نہ الفت مین ہر روز اک نیا دانہ نیا پانی
دکھا دیتا جو حسن اپنا وہ مہ طلعت زلیخا کو
اگر لکھون مین اپنے دلکا کچھ حال پریشانی
تماشا انکے اس صورتکدے مین ہنستے گیا کچھ
نوشت اپنی جو پیشانی مین ہو وہی پیش آئی
بیت نگار ندگان عروس بیان

کہا مین نے نہ کھینچ اس زلف کی تصویر تو ہرگز
تو اسکو خواب ہو جاتا جمال ماہ کنعانی
محبت کا اب اے دل تجکو بتلاوا ہی لا حاصل
کہ اتنی صورتون مین جسنے اک صورت نہ پہچانی
سحر اس عالم تصویر کی صورت کو جب دیکھا
رقم کرد کہنہ ز نو داستان

حجلہ نشینان عروس مضامین مسرت آئین مشاہدہ نمایان شواہد معانی پر تمکین بیان شادی کتخدائی قلم عشرت رقم کو بجلوۂ مضمون میمنت مشحون محفل انبساط اوراق نشاط مین یون روان کرتے ہین کہ جب خواجہ بزرجمہر مکہ شریف سے تشریف لائے اور کیفیت بختک وزیر بے تدبیر سُنی کہ اُسنے خاور کو تباہ و برباد کیا اور علقمہ کو مارا اور تمام عورات و مردمان شہر کو تہ تیغ کیا انجام سوچ کر بزرجمہر کو بڑا ملال ہوا اور فکر پیدا ہوئی کہ بادشاہ نے اُس بے وقوف کی صلاح و مشورہ سے دوست کو اپنا دشمن جان بنایا انجام کی بُرائی ہاتھ آئی آغاز مین خلعت پایا بزرجمہر دل مین بہت آزردہ ہو کر گھر مین اپنے بیٹھ رہے خانہ نشینی اختیار کی اور دل مین عہد کیا کہ اب بادشاہ کے دربار مین کبھی نہ جاؤنگا یہان بادشاہ نوشیروان بے کھٹکے اور بے خوف و خطر آٹھ پہر مشغلۂ بادہ نوشی ناچ رنگ دل لگی مذاق لہو و لعب مین رات دن رہتا ہی کہ ایک روز بختک وزیر نے تصویر ملکۂ زر انگیز بانو دختر نیک اختر بادشاہ مرجان کجکلاہ کی روبرو بادشاہ نوشیروان کے پیش کی اور عرض کیا کہ یہ تصویر دلپذیر شہر مرجانیہ سے آئی ہی بادشاہ دیکھتے ہی اُس تصویر رشک مہر منیر کو ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گیا اور کہا اے بختک جلد تدبیر کر کہ میری شادی اس حور وش پری پیکر دلفریب جامہ زیب حسین مہ جبین مہر تمکین کے ساتھ ہو بختک نے عرض کی حضور قربانت شوم کیا مشکل ہی حضور بھی اپنی تصویر ہمراہ رقعۂ شادی کتخدائی کے شہر مرجانیہ کو بادشاہ مرجان کجکلاہ کے پاس روانہ کرین دیکھیے کیا جواب آتا ہی اگر انکار ہو گا تو اُسکا دوسرا اُمید و بیست کرینگے بادشاہ نوشیروان نے فوراً رقعہ بہ عبارت سلیس و بہ مضمون دلچسپ تحریر کر کے ہمراہ اپنی تصویر کے شہر مرجانیہ کو پاس بادشاہ مرجان کجکلاہ کے روانہ کیا جسوقت رقعۂ شادی اور تصویر بادشاہ نوشیروان کی مرجان کجکلاہ کے پاس پہونچی اور بادشاہ مرجان کجکلاہ کی نگاہ تصویر بے نظیر بادشاہ نوشیروان پر پڑی بہت خوش و مسرور و محظوظ ہوا اور پسند خاطر تو ہوا مگر کر کے جواب رقعۂ شادی کتخدائی اپنی دختر نیک اختر کا اس شرط سے لکھوایا کہ ہمکو تصویر دلپذیر بادشاہ نوشیروان کی پسند آئی مگر میری دختر نیک اختر کی شادی اس شرط پر منحصر ہی جو اس شرط کو پوری کریگا اسکے ساتھ مین اس دختر کی شادی کرونگا وہ شرط یہ ہی کہ قریب شہر پناہ میری حد عملداری کے اندر ایک باغ دلکش پر بہار لالہ زار میرے جد و آبا کا بنوایا ہوا ہی اور نام اُس باغ کا گلشن حیرت افزا ہی اب زمانۂ حال سے وہ باغ خود بخود لگا ہوا ہے انسان کے غائب ہو گیا ہی اور ایک مینار اُس باغ کے بیچ مین ہی لیکن وہ بھی چھپا

ہوا ہی آٹھوین روز وہ باغ رنگارنگ رشک بوستان فلک نمایان ہوتا ہی اور اُس مین صدا راگ رنگ اور ترانہ کی بلند ہوتی ہی سننے والے حیرت زدہ ہوتے ہین عالم محویت طاری ہوتا ہی اسقدر از خود رفتہ ہوتے ہین کہ اگر کھانا کھاتے ہون تو جو نوالا ہاتھ مین ہی ہاتھ مین رہ گیا اور جو نوالا منہہ مین ہی منہہ مین رہ گیا صورت تصویر سکتہ ہو جاتا ہی کچھ نہین نظر آتا ہی اکثر آدمی ولولہ اور اُمنگ مین جا کر در باغ پر پہونچے اکثر اندر باغ کے چلے گئے پھر پلٹ کے نہ آئے ساتھ والے فریاد و زاری کرتے رہ گئے چنانچہ مین نے چالیس آدمی وہان مقرر کیے کہ ان مین سے ایک ایک کر کے جاے اور خبر لاے جو اُس باغ مین پہونچا وہ پھنس گیا یہ تماشا بچشم خود نظر پڑا کہ جو گیا بعد تھوڑی دیر کے اُسکو دیکھا کہ وہ اُسی مینار پر جو عین باغ مین تعمیر ہی بیٹھا ہوا ہی دُہائی دیتا ہی اور فریاد و الغیاث کے نعرے کر رہا ہی کہ ارے لوگو مجکو بچاؤ میری جان جاتی ہی پس صبح ہوتے ہوتے وہ باغ اور وہ مینار نظر سے نہان ہو جاتا ہی کسی قدر آہستہ آواز آیا کرتی ہی تھوڑی دیر کے بعد وہ آواز بھی بند ہو جاتی ہی وہ باغ اور مینار اور وہ آدمی غائب ہو جاتا ہی اسی طرح بہت سے آدمی میرے غائب ہو گئے پس جو شخص کہ اُس باغ کے راز اور اسرار کو مجھپر ظاہر کریگا اُسکے ساتھ اس دختر کی شادی کر دونگا بادشاہ نوشیروان کے پاس جیب جواب رقعہ شادی کتخدائی کا آیا اور بادشاہ نے یہ مضمون پڑھا بختک کے ہاتھ مین وہ کاغذ دے دیا اور بعد فکر و تردد سکوت کیا رنجیدہ کشیدہ پژمردہ افسردہ ہو کر بختک کی طرف دیکھا شعر پژمردہ ہوکے غنچہ خاطر جو رہ گیا * افسردگی سے چاند سا چہرہ اُتر گیا * بختک نے دست بستہ عرض کی ای بادشاہ جہان پناہ آپ متردد متفکر نہون غم و رنج نہ کرین مین اسکا بندوبست کر دونگا آپ شہر عرجانیہ کو تشریف لیچلیے اور ملکہ زرانگیز بانو کو بیاہ کے لائیے عیش کیجیے گلچھرے اُڑائیے کچھ تشویش نہ فرمایئے کوچ کا سامان شادی کی تیاری کیجیے بادشاہ نوشیروان نے حکم دیا کہ چند چوبدار جائین اور عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو جس طرح ممکن ہو بمنت اور سماجت جلد لائین فوراً چوبدار دوڑے اور خواجہ بزرجمہر سے آکر دست بستہ عرض کی ای وزیر اعظم ای دستور المعظم ای رونق کاشانہ نوشیروانی دستگاہ سلطنت و جہانبانی حضور کو بادشاہ جمجاہ نوشیروان نے یاد فرمایا ہی اور بکمال منت و عاجزی بلایا ہی جلد تشریف لیچلیے کہ آپ کو مددگاری کرنا واجب و لازم ہی خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ بادشاہ سے میری طرف سے عرض کر دینا کہ اب مین دربار فلک جاہ مین نہ حاضر ہونگا بختک خیرخواہ دولت پناہ بادشاہ جمجاہ موجود ہی میری کیا ضرورت ہی آپ مجکو معاف فرمایئے ہر چند چوبدارون نے عرض کیا بہت کچھ عذر و معذرت اور منت و سماجت کی مگر خواجہ نے انکار کیا اور دربار مین بادشاہ کے نہ آئے مجبور و ناچار چوبدار پھر آئے بادشاہ کے آگے مردہی نے پایہ تخت کو بوسہ دے کر عرض کیا کہ بادشاہ جمجاہ کا اقبال یاور ترقی جاہ ازدیاد دولت و حشمت ہو خواجہ بزرجمہر سے کس کس طرح دست بستہ منت و سماجت کی مگر وہ نہین تشریف لاتے ہین نہایت کشیدہ خاطر معلوم ہوتے ہین بادشاہ نے حکم دیا کہ سعد زرین کمر و سعید زرین ترکش جائین اور جس طرح بنے میرے عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو لائین بختک نے عرض کی ای حضور ای بادشاہ گردون پناہ جسقدر آپ خواجہ بزرجمہر کا اعزاز و اکرام اور خاطر و مدارات کرتے ہین اُسی قدر اور زیادہ اُنکا دماغ فلک ہفتمین پر چڑھا جاتا ہی اگر وہ نہ آئینگے تو کارخانہ کیا بند رہیگا یہ مرحلہ صعب طی ہوگا بادشاہ نے کہا او نالائق تیری ہی شرارت کون سے خواجہ بزرجمہر بگڑ بگڑ جاتے ہین اور خفگی کھاتے ہین وہ بزرگ ہین میرے عم نامدار ہین بغیر اُنکے ہمراہ جانے مین کبھی سفر نہ کرونگا اور شادی کر کے ملکہ کو

بیاہ نہ لاؤنگا یہ سنتے ہی بموجب حکم بادشاہ سعد زرین کمر و سعید زرین ترکش فوراً بخدمت خواجہ بزرجمہر حاضر ہوئے اور عرض کیا ای خواجہ بزرجمہر آپ تشریف لیچلیے کہ بادشاہ نوشیروان مضطرو بیقرار ہو اور آپ کو قسم روح قباد و شہریار کی دی ہو تشریف لیچلیے اور آپ زیب دہ اورنگ شہریاری ہین آپ زینت بخش انجمن جہانداری ہین آپ ہی کے قدم مبارک سے دربار شہنشاہ مین برکت ہو خواجہ بزرجمہر سے جب دونون نے بہت عذر خواہی کی مجبوراً ناچار سوار ہو کے دربار مین بادشاہ نوشیروان کے آئے آداب سلام بہ قواعد شاہانہ بجا لائے متمکن بہ عہدہ قدیمانہ ہوئے نوشیروان نے بعد مزاج پرسی کے کہا کہ ای عمِ نامدار میری شادی ملکہ زرانگیز بانو دختر نیک اختر مرجان کجکلاہ کے ساتھ قرار پائی ہو مگر بخت نارسا کی ابھی کچھ برائی ہو کہ یہ شرط پیش آئی ہو یہ کہکے وہ کاغذ مشروطہ ہاتھہ مین حکیم خواجہ بزرجمہر کے دیا خواجہ بزرجمہر بہت مسرور و شاد ہوے بعد دعاے ترقی دولت و اقبال کے کہا کہ پروردگار عالم حضور کو مبارک و سازوار کرے اور وصال میمنت مآل ملکہ زرانگیز بانو بخوشی خاطر فیض مآثر نصیب رہے بسم اللہ بہتر ہو مگر مشکل زیادہ تر یہ شرط دقیق ہو میری راے یہ نہین ہو آپ تشریف نہ لیجائیے تکلیف نہ فرمایئے یہ مہم اہم ہو اس مین ذلت و رسوائی ہو ہر طرح برائی ہو یہ سنکر بادشاہ آبدیدہ ہوا بہت کشیدہ اور رنجیدہ ہوا کہا ای عمِ نامدار جو کچھ ہو مین جاؤنگا جس طرح ہوگا مین اُسی کے ساتھ شادی کرونگا آپ کو اپنے ہمراہ لیچلونگا خواجہ بزرجمہر نے کہا آپ کو اختیار ہو آپ جائیے مگر مجکو نہ لیجائیے بہت پچتائیے گا ندامت و خجالت اُٹھائیے گا بادشاہ نے کہا ای عمِ نامدار آپ کو ضرور چلنا ہوگا مین تنہا نہ جاؤنگا جو کچھ ہو جاؤنگا تامل نہ کرونگا خواجہ بزرجمہر نے بہت عذر کیا مگر بادشاہ نے نہ مانا سامان سفر تیار کیا لشکر جرار کو جوڑے وردیان دے کر زرق برق بنایا اور جو کچھ سامان شادی کتخدائی کا ہوتا ہو سب مہیا کر کے اپنے ہمراہ لیا اور مع لشکر جرار کے طرف شہر مرجانیہ کے کوچ کیا اُدھر مرجان کجکلاہ کو خبر ہوئی کہ بادشاہ جمجاہ نوشیروان مع لشکر ظفر پیکر براے شادی ملکہ زرانگیز بانو اس طرف آتا ہو قریب در شہر پناہ کے ایک میدان لق و دق صحراے پُر فضا عشرت افزا مین پہلے ہی سے تیاری فرودگش ہونے کی یاد نوشیروان کی مرجان کجکلاہ کرنے لگا بہت عمدہ و نایاب بارگاہین خیمے طنبو وغیرہ سب استادہ کروا دیے اور سب سامان بارگاہون اور خیمون مین مہیا کر دیا بارگاہون مین فرش مخملی نہایت تکلف کا بچھوایا دنگلہاے زرین و کرسیہاے جواہر نگار و تخت مرصع کار براے بادشاہ عالیوقار بچھوایا اور سب خیمون مین اسی طرح سے سامان تکلفات آراستہ کیا اور ہیراجو کی مقرر کر دیا بہان بعد قطع منازل و طے مراحل بادشاہ ذیجاہ و بزرجمہر عالیوقار دخجستہ ناکار مع اور ارکان دولت و سلطنت و لشکریان بادشاہ عالم پناہی کے شہر مرجانیہ مین پہونچے بادشاہ مرجان کجکلاہ نے پیشوائی کر کے بادشاہ کو ہمراہ لاکر بارگاہ نو آراستہ مین فرودگش کیا اور بزرجمہر وغیرہ کو حسب لیاقت خیمون مین اُتارا الشکر فیروزی اثر کو چھاؤنی کا حکم ہوا بڑی دھوم دھام سے دعوت کا سامان کیا تمام فوج کو ہمراہ بادشاہ نوشیروان کے مہمان کیا شب کو جلسۂ عیش و نشاط محفل رقص و انبساط برپا ہوئی بعد خاصہ نوش فرمانے کے ناچ رنگ شروع ہوا دورہ شراب کا چلنے لگا جام لبالب بادۂ گلرنگ کا ہر ایک کو ملنے لگا پرستان کا سمان بندھ گیا طوائف تھا نہ ساز بصد سوز و ساز یہ غزل گا کر بھاؤ بتانے لگی رنگ جمانے لگی غزل

یاس یہ کس کو کہا تھا درد سر پیدا ہوا　　پھر گریہ پھر تمنا درد جگر پیدا ہوا

بیٹھے بیٹھے عشق زلف فتنہ گر پیدا ہوا　　اشک برسے چشم سے یہ ابر تر پیدا ہوا

عشق گیسوئے صنم سے عشق ابرو ہو گیا
تیرے دل میں میری الفت کا اثر پیدا ہوا
عشق قد یار سے اے دل ہو گا یہ حصول
واسطے عاشق کے لانے کا خنجر پیدا ہوا

اور سے جاتا رہا اور جگر پیدا ہوا
اور کو نسبت نہیں اللہ رے تیرا جمال
یہ تو بتلا سرو میں کس دن ثمر پیدا ہوا
جب کوئی صدمہ اٹھایا دل جو اٹھنے لگا

آئے کعبہ میں خلیل اللہ حج کے واسطے
کب بھلا اس حسن کا کوئی بشر پیدا ہوا
الفت چشم سیاہ و روئے رنگیں کے ہیں فروغ
جو شہ عباس سنگ سے آئی شرر پیدا ہوا

یہ غزل بر محل جو اس نغمہ پرداز گار پری رخسار طوالف ترانہ ساز نے بعد سوز و ساز گائی اور پاؤں چمکا کر معشوقانہ بھاؤ بتائے عاشق مزاجوں کے دل پامال ہوئے بہت سے بے حال ہوئے مگر آداب شاہانہ سے سب کے سب چپکے سکوت میں بیٹھے رہے صحبت رقص مرقع حیرت ہو گئی غرض کہ دو پہر رات تک یہ جشن رہا بعد محفل رقص برخاست ہوئی بادشاہ تاجدار نوشیروان جہان پناہ اٹھکر اس بارگاہ میں آیا جہاں مقام خوابگاہ مقرر کیا تھا بادشاہ نے آرام فرمایا مرجان بجکلاہ رخصت ہو کر اپنے محل میں گیا اور بزرجمہر وغیرہ سب اپنی اپنی بارگاہوں میں بستر خواب پر گئے جس وقت صبح ہوئی سلطان مشرقی بعد کروفر تخت فلک زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا خسرو انجم سپاہ نے مع لشکر سیارگان قلعہ مغربی میں داخلہ کیا بادشاہ نوشیروان بیدار ہوئے بزرجمہر اپنی بارگاہ میں اٹھے حمد و ثنائے الہی بجا لائے عبادت خدا میں مشغول ہوئے ادھر اپنی اپنی بارگاہوں میں بختک اور امرا و سردار اٹھے خیموں میں تمام افسران لشکر و لشکریان نامور خواب غفلت سے ہوشیار ہوئے لشکر میں صبح کی وردی بجنے لگی طاشوں کی صدا کوسوں گئی بنگ ڈہل سے ترک ہلی چونک اٹھا قمریوں کی آواز سے نخلہائے صحرا جھومنے لگے تر ہی سے ترانہ سازی ظاہر ہوئی شہنائیوں کی آواز سے طائران وحشت مست ہوئے اپنی اپنی زبان میں سب چہکار سے زمزمے کیے اپنے خالق کو پکارے نغمہ سنجی میں مشغول ہوئے غنچے کھل کھل کر پھول ہوئے اس طرف بلبلیں چہکنے لگیں کلیاں شگفتہ ہو کر مہکنے لگیں سبزہ خوابیدہ لہک لہک کر بیدار ہوا صحرائے پر فضا شعاع آفتاب سے لالہ زار ہوا گل خودرو کی بھینی بھینی خوشبوئیں آنے لگیں نسیم اٹھلا اٹھلا کر چلنے لگی شبنم نے چھڑکاؤ کیا عروسان چمن نے اپنا اپنا بناؤ کیا بیت عجب گلوں کی بھی اک بلبلو شمیم آئی ✢ صبا کے ساتھ ٹہلتی ہوئی نسیم آئی ✢ سرداران لشکر وغیرہ صحرا میں جا بجا ٹہلتے تھے فضائے سبزہ زار دیکھتے تھے غرضکہ دن چڑھا بارگاہ بادشاہ نوشیروان آراستہ ہوئی سردار وغیرہ آ کے جمع ہونے لگے بختک بھی آیا بزرجمہر بھی تشریف لائے بادشاہ آسمان جاہ بارگاہ کیوان پناہ میں جلوہ افروز ہوئے کہ ناگاہ چوبدار عرض بیگی نے عرض کیا کہ بادشاہ عالم کی ترقی اقبال دوست شاد دشمن پامال بادشاہ مرجان بجکلاہ کی سواری آپہنچی حکم ہوا کہ بارگاہ میں باری لاؤ بختک بڑا اعزاز و اکرام کر کے سرداران لشکر نے پیشوائی کی ہاتھوں ہاتھ مرجان بجکلاہ کو بارگاہ نوشیروان میں لائے بختک وزیر بزرجمہر و دیگر وزرا و امرا نے تعظیم شاہانہ کی بادشاہ نوشیروان نے بعد رسم سلام شاہی اپنے برابر جگہ دی بعد تھوڑی دیر کے مرجان بجکلاہ کی طرف مخاطب ہو کر بختک نے عرض کی کہ وہ باغ کونسا ہے جسکی شرط قلم ہوا ہر رقم سے تحریر کی گئی تھی مرجان بجکلاہ نے نوشیروان عالم پناہ سے کہا کہ وہ مقام کہ جہاں وہ باغ فرحت افزا ہے سحاب وہاں میدان لق و دق معلوم ہوتا ہے گلشن فرحت افزا کا کہیں پتا بھی نہیں آنکھوں سے ناپدید ہے جسکی دید ہر نہ شنید ہے دو دن اور باقی ہیں آج کے تیسرے روز وہ باغ فرحت افزا نمایاں ہوگا شام سے وہاں رقص پریزادان ہوگا وہ خوشیاں انکی دلوں کو مقصود ہیں

نکلتی ہین وہ تانین راگ رنگ کی ہوش و حواس انسانی کو کھوتی ہین کہ بے اختیار انسان سب کاروبار دنیا چھوڑ دیتا ہی اور گانا پرندوں کا سنا کرتا ہی اور جو کوئی جوش و ولولے مین آکر اندر باغ کے چلا جاتا ہی آفت مین مبتلا ہوتا ہی ہاتھ جان سے دھوتا ہی عمر بھر اپنے نصیبون کو روتا ہی عقل حیران ہی طبیعت پریشان ہی کوئی اُسکے اظہار اسرار کا بند و بست ہر نہ سامان ہی ہر قدرت غضب مین جان ہی شعر مثال عقدۂ لاحل کہ سر آن نہ کشود ہ بجز تم کہ سرانجام آن چہ خواہد بود ❊ مرجان بلکلاہ کی اس گفت و شنید سے سب ہمراہیان بادشاہ نوشیروان مشتاق اُس باغ تماشا کے ہوئے سب کے سب منتظر اُس دن کے رہے جب سوروز گذر رہے اور وہ دن آیا مرجان بلکلاہ نے کہا کہ آج وہی دن ہی یعنی روز ظہور گلشن فرحت افزا ہی اے شہریار زمان اب آج تشریف لیچلیے تماشا دیکھیے بادشاہ نوشیروان اُٹھ کھڑا ہوا برابر بادشاہ کے پیچھے پیچھے ہوئے خواجہ بزرجمہر اور دہنی طرف اور بائین طرف وزرا و امرا اور سب سرداران اولوالعزم و چند لشکریان ہمرکابی ہمراہ ہوگئے چلے مرجان بلکلاہ سبکو ساتھ لیے ہوئے بعد گرد و فرصحرا مین اُس مقام پر پہونچا کہ وہان سے سامنے وہ باغ دکھائی دیتا تھا مرجان نے کہا اے شہریار یہ وہی باغ ہی جو سامنے معلوم ہوتا ہی اب آگے جانے کا موقع نہین ہی یہین ٹھہر جائیے اسی جگہ سے سیر کیجیے دور سے سب نے دیکھا کہ پھاٹک مین اُس باغ کے بہت عمدہ و نایاب پر تکلف جواہر بیش بہا سراپا جڑے ہوئے ہین کیلون کے مقام پر یاقوت و زمرد کے نگینے ہین ہیرے کی کنیان آس پاس اُنکے نصب ہین کنڈے بڑے بڑے گوہر بے بہا سے ہوئے سوراخ اُنکے کشادہ حد سے زیادہ جس مین لعل بیش قیمت کی زنجیر لگتی ہی اُسکی چمک سے آنکھ دیکھنے والے کی خیرگی کرتی ہی دیوارین بلند گنگا جمنی نقرہ و طلائی بنی ہوئی گویا عوض مٹی کے خمیر سونے چاندی کا کیا گیا اُسپر نگینے جو پہل برابر سے جڑے ہوئے ہیرے یاقوت زمرد و کہربا و نیلم الماس و عقیق ہفت رنگ بڑے بیش قیمت لگے ہوے چہار طرف دیوار و پیڑ انگور کی بیلین پھیلی ہوئین خوشے اُسکے کھانے والون کو تاک رہے ہین نسیم سحر کے جھونکون سے مستون کی طرح جھوم جھوم کر دیکھنے والون کے دلون کو للچا رہے ہین طاؤس طنازاس گلشن پر فضا کی دیوار پر بول رہے ہین اور کبھی رقاصی کا عالم دکھا رہے ہین اُس باغ کے اندر سے آواز طائرون کے چہکنے کی آتی ہی مرغان خوش الحان زمزمہ پردازی کر رہے ہین بلبلین گنبد فلک سے نغمہ سنج ہین قمریان کی صدائین بلند ہین کوئی طائر یا ہو یا ہو کہہ رہا ہی کوئی حق سرہ کی دھوم مچا رہا ہی بیچ مین اُس باغ معطر کن دماغ کے ایک مینار نہایت بلند ہی کہ کلسی اُسکی گنبد فلک سے مل گئی ہی اُس مین ایک مقام بلند پر ایک ہیرے کی کھڑکی لگی ہوئی ہی گنگا جمنی کٹہرا لگا ہی اور وہ مینار ایسا جواہر نگار و مرصع کار ہی کہ آنکھ نہین ٹھہرتی آفتاب درخشان اُسکو دیکھکر شرماتا ہی جھلملا رہا ہی یہ کیفیت اُس گلشن فرحت افزا کی باہر سے دیکھکر اور صدائین مرغان خوش الحان کی سُنکے سب لوگون کو وجد ہوا سیر باغ کا دل مین ولولہ آیا بادشاہ نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر کی طرف دیکھا بزرجمہر نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ حضور بختک کو حکم دین کہ وہ جاکر خبر لائے وہی آپ کو ہمہ ہی کرکے لایا ہی اور مین تو آپ کو منع کرتا تھا بختک اپنے تئین بہت دانا و بینا جانتا ہو جاوے بڑھکے مجھسے اُستاد ہوگیا اب وہی اس معمے کو ظاہر کرے اور عقدۂ لاحل کو حل کرکے دکھلاوے بختک نے عرض کی کہ حضور مین خود ہی جاتا ہون آپ خاطر جمع رکھیے آپ کیون کسی سے فرماتے ہین بزرجمہر سُنکر خاموش ہو رہے بختک نے اُٹھ لباس فاخرہ پہنا شملہ زرتار سر پر رکھا پٹکا کمر سے لگا کر

چست بانی ہی ہمت مردانگی کرکے چلا سب سامنے سے کھڑے دیکھ رہے ہیں سختک یہ ولولہ ہمت گیا اور جا کر بیٹھا
پر اُس باغ دلکش و مینو سواد کے آواز دی کہ ای گلشن آرا ے مقام حیرت فضا دای باغبان گلشن فرحت افزا
ہم باغ میں آتے ہیں جو پردے والیاں ہوں ہٹ جائیں پردے میں چھپ جائیں کہ ہمکو بادشاہ جمجاہ
نوشیروان زمان نے واسطے دریافت احوال تازگی بہار باغ و برائے تماشا کی محفل انبساط باغ باغ
ہو کر بھیجا ہی کچھ جواب نہ آیا سختک نے نجار کشی طبیعت قدم اندر اُس باغ ہمیشہ بہار کے بڑھایا بادشاہ
نوشیروان و بزرجمہر و بادشاہ مرجان کجکلاہ وغیرہ یہ سب کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ سختک اندر
باغ کے گیا جاتے سب نے دیکھا پھر حال نہ معلوم ہوا کہ اُس پر کیا گذری بعد چند ساعت کے دیکھا کہ سختک
اُسی بیمار مرصع کار پر اُس کھڑکی سے نکل کے آکر اُسی کٹہرے کے بیچ میں بیٹھا اور نالہ و فریاد کرنے لگا ای
بادشاہ نوشیروان عادل مجکو بچائیے اس قید فرنگ سے چھڑا لیے ہائے میں مرتا ہوں اپنی یہاں آنے کی
حماقت پر افسوس کرتا ہوں ای بھائی بزرجمہر تمھیں مدد کرو اس بلا کو رد کر دو یا رد جان جاتی ہی کوئی تدبیر
بن نہیں آتی ہی کیا آؤں یہ اذیت کیونکر سہوں یہاں بادشاہ نوشیروان بیتاب ہوا جاتا ہی سامنے کھڑا
دیکھ رہا ہی بیقرار و اشکبار ہی چونکہ سختک کے ساتھ کھیل کر بڑا ہوا ہی محبت اُس سے دلی ہی دل کو چین
نہیں ہی بزرجمہر سے بار بار کہتا ہی ای عم نامدار کوئی تدبیر کیجیے اس نالائق بے وقوف میرے ساتھ کھیلے کو
بچا لیجیے بزرجمہر کہتے ہیں میرا کیا اختیار ہی میں کیا کر سکتا ہوں اسکی رہائی کی کون سی تدبیر کروں الغرض سختک
بیشمار پر تڑپ رہا ہی نوشیروان یہاں بیقرار ہو رہا ہی مرجان کجکلاہ کہتا ہی ای نوشیروان آپ کیا سمجھ کے آئے
تھے اس نا کردہ کار کے لولے پر پھلپھلائے تھے اگر اتنی قدرت نہ تھی تو کاہے کو شادی کی خواہش ملکہ زرانگیز بانو
کا حوصلہ کیا بیچارے سختک کی مفت جان گئی ہاتھ سے اپنے ذریر کو کھو دیا یہ کیا تخم حماقت مزرعۂ نادانی میں بو دیا
شعر بردار نیش زخاک و رسانیش بر فلک ٭ ہر کو بدامن تو زند چون غبار دست ٭ بادشاہ نوشیروان کلام
طعنہ زنی مرجان کجکلاہ کے سُنکر اور زیادہ دلریش ہوا مرحلہ خجالت و ذلت در پیش ہوا یہ سبب ندامت کے
نہایت رنج و ملال ہوا غصہ سے تھرتھرا ہو گیا ضبط کر کے کہا ای مرجان کجکلاہ شعر دل اگر خار جفا دید امید است کہ بازش
گل امید بچیند ز گلستان مراد ٭ آخر کار بادشاہ نوشیروان کو بزرجمہر سمجھا کر تسلی و دلاسا دے کر بارگاہ میں
لایا اور بادشاہ مرجان کجکلاہ اپنے محل میں گیا نوشیروان نے کھانا پانی سب ترک کر دیا کہتا تھا کہ ہر چند
سختک بڑا نالائق و بدکار و احمق ہی مگر میرے دل کو بیقراری ہی کہ اُسکو تڑپتا ہوا چھوڑ آیا ہوں ای عم نامدار
جلد اُسکی رہائی کی تدبیر کیجیے جام وصل ملکہ زرانگیز بانو اپنے کمال سے پلوا دیجیے بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ
بھلا اب میں کیا اُسکی رہائی کی فکر کروں کیونکر بے ادب شرا مرجان کجکلاہ کی دختر کے ساتھ شادی کرا دوں
آپ اس خیال فاسد کو دور کیجیے دل کو غم و الم نہ دیجیے شہر مدائن کو تشریف لیجائیے یہ مقدمہ وقت طلب ہی اس
میں نہ پڑیے اگر زندہ رہیگا تو سختک بھی رہا ہو کر چلا آئیگا بادشاہ نوشیروان نے کہا ای عم نامدار
اب سر سے پانی اونچا ہو گیا کوچۂ عشق میں ذلیل و رسوا بھی ہوا پھر وصل ملکہ زرانگیز بانو سے محروم رہوں
لازم ہی کہ اگر وصال میسر نہو تو جان دوں شعر تا نظر از چہرۂ گلفام شان پوشیدہ ام ٭ خار در چشمم اگر
روی فراغت دیدہ ام ٭ یہ کہکر نوشیروان عادل رونے لگا اور قصد اپنے ہلاک کرنے کا کیا بزرجمہر نے
بادشاہ نوشیروان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای بادشاہ یہ کار مردانگی نہیں ہی گھبرائیے نہیں پروردگار عالم اپنی قدرت

کاملہ دکھائیگا انشاءاللہ سب کام آپ کا بن جائیگا حضور بقول سعدی مصرع تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبد است
مگر آپ کے والد مغفور کی وصیت پر عمل کرتا ہون آپ کے احاطۂ اطاعت سے قدم باہر نہین دھرتا ہون آپ کا پیچ ڈال
نہین دیکھا جاتا بجتنک کبھی اپنی حرکتون سے باز نہ آئیگا آپ کو یونہین بڑی بڑی مصیبتون مین ڈالیگا مگر آپ کے
واسطے کبھی کچھ ضرر نہوگا قطعہ خیاط زمانہ بے تکلف ✤ بر قد تو دوخت جامۂ فتح ✤ نام تو ورا تبۂ انوشتہ ✤ منشی قضا
بجامۂ فتح ✤ یہ کہکر بزرجمہر نے چوبدار کو حکم دیا کہ جاؤ جلد مرجان کجکلاہ کو بلاؤ کہنا کہ بادشاہ نوشیروان زمان
نے یاد کیا ہی جلد تشریف لائیے دیر نہ فرمائیے بموجب حکم محکم چوبدار فوراً دوڑا گیا مرجان کجکلاہ کو ہمراہ لیکر آیا
بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ مرجان کجکلاہ بہ خاطر بادشاہ جمجاہ نوشیروان عادل زمان اسرار خفی باغ گلشن
فرحت افزا آپ پر منجلی کیے دیتا ہون قدرت خداے عزوجل کا تماشا دکھاتا ہون جسکے بھروسے پر بادشاہ
نوشیروان مسافت سفر اٹھا کر آئے وہ احمق نالائق خود بلا مین پھنس گیا جب خرطاہی نہ پوری ہوسکی تو ملکہ
زرانگیز بانو کے ساتھ شادی ہونا کجا مگر ضرور یاد کیجیے گا کہ بزرجمہر نے کوئی کار نمایان کیا تھا آپ ایک بارگاہ عمدہ
زربفت پر تکلف صحراے سبزہ زار مین استادہ کرایے اُس مین تخت شاہانہ بصد زیب و زین بچھوایے اور دو
کرسیان جواہر نگار آراستہ فرمایے پھر کارنمائی خواجہ بزرجمہر کی ملاحظہ کیجیے فوراً بموجب ارشاد فیض بنیاد
خواجہ بزرجمہر بارگاہ پر تکلف استادہ ہوئی تخت و کرسیہاے جواہر نگار بچھائی گئین خواجہ بزرجمہر اٹھے اور
اپنے ساتھ بادشاہ نوشیروان اور مرجان کجکلاہ کو لیکے چلے اور سردارون وغیرہ سے کہا کہ تم گرد بارگاہ
مسلح و مکمل حاضر ہو غرض کہ بادشاہ نوشیروان کو تخت پر بٹھایا اور ایک کرسی پر آپ بیٹھے اور کرسی پر مرجان
کجکلاہ کو متمکن کیا اور کئی ہزار لشکری مع افسرون اور سردارون کے گرد بارگاہ صف باندھے حاضر رہے اور
چوبدار و مردہے اور خدمتگار و خواص سامنے دست بستہ باادب سر خم کیے کھڑے ہوئے کہ حکیم خواجہ بزرجمہر
نے ایک کونہ بارگاہ مین تھوڑی سی زمین ہنڈول مٹی سے لیپی اور آگ کے انگارے اُسپر ایک طرف
رکھے اور تھوڑے سے پھول خوشبودار منگا کر رکھے اور لونگین اور کافور تھوڑا گوگل سوا من مٹھائی پیڑا برفی
اور ایک کالا بکرا اُسی اگیاری مین کھڑا کیا اور گھی کا چراغ چومکھا اُس لیپی پتی زمین کے اندر جلایا اور ایک پرچہ کاغذ
سفید کو ہاتھ مین لیکر یہ اسم پڑھنا شروع کیا اسم افسون مان مان مین تیرا مہمان تیرے کارن آیا خاک
چھان جلد حاضر ہو میرا کہا مان دہائی تجکو تخت حضرت سلیمان پیغمبر بن داؤد پیغمبر علیہ السلام کی۔ یہ اسم
پڑھکر اکتالیس مرتبہ اُس کاغذ سفید پر دم کیا اور لوبان گوگل لونگ کافور جلانا شروع کیا اور بکرا ذبح کرکے
اگیاری مین خون جلایا اور وہ کاغذ بالاے ہوا اُچھال دیا وہ کاغذ سفید بطور نامۂ حکیم حاذق صاحب کمال
خواجہ بزرجمہر کے مثل طائر بلند پرواز کے اُڑتا ہوا چلا گیا بزرجمہر نے پھر اسم پڑھنا شروع کیا اور بخور
آگ مین جلائے کہ اتنے مین مردہے نے عرض کی ای وزیر اعظم دستور المعظم ایک چوبدار کسی بادشاہ کا آیا ہی
باریابی حضور طلب کرتا ہی خواجہ بزرجمہر نے فرمایا بلالو وہ چوبدار جب سامنے آیا بادشاہ نوشیروان اور مرجان
کجکلاہ اور حکیم خواجہ بزرجمہر کو بہ آداب شاہانہ سلام آداب و تسلیم بجالایا اور دعاے ترقی عمر دولت دے کر
عرض کیا کہ غلام کو بادشاہ نے بھیجا ہی اور ارشاد کیا ہی کہ مین بہت آپ کی ملاقات کا مشتاق تھا مین نے خود
آنے کا ارادہ کیا تھا کہ آپ نے یاد فرمایا ہی ابھی حاضر ہوا خواجہ نے کہا کہ میری طرف سے بعد تسلیم کے عرض کرنا
کہ تشریف لایے سب آپ کے مشتاق زیارت ہین یہ شکر بمرد ہا پچھلے پانون روانہ ہو کر سب کی نگاہون سے

غائب ہو گیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اسکو آپ لوگون نے پہچانا یہ کون تھا سب نے کہا کہ ہم نہین جانتے کہ یہ کون
تھا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ یہ جن تھا بعدہٗ چوبداری شعور ہی یہ ذکر تھا کہ بیرون بارگاہ غُل ہوا کہ وہ گرد و
غبار اُڑتا ہوا معلوم ہوتا ہی دور سے دکھائی دیتا ہی کہ فوج ظاہر ہو کسی بادشاہ کی جلو مین چلی آتی ہی خواجہ بزرجمہر نے حکم دیا
کہ بیرون بارگاہ سب سے منع کر دو کہ باتین نہ کرین سب کے سب صف باندھے کھڑے رہین خموشی اختیار کرین
اور جب سواری کسی بادشاہ کی آئے سلامی لیجائے ادب و قاعدے سے ہشیاری رہے ناگاہ قریب سے ڈنکے
کی صدا آئی نقیبون کی آواز گوش زد ہوئی خواجہ بزرجمہر اُس اگیاری مین سے اُٹھ کر دربارگاہ پر برائے استقبال
بادشاہ آکر کھڑے ہوئے کہ اتنے مین ادھر کی فوج ظفر موج جو زرق برق صفین جمائے کھڑی ہوئی تھی سب نے
سلامی دی فرد ہانے بڑھ کے پردہ کار چوبی بارگاہ کا اُٹھایا بزرجمہر اور بادشاہ نوشیروان اور مرجان کج کلاہ
نے بغور ملاحظہ کیا کہ آگے آگے ہاتھی پر دھونسا نقارے کا بعد اسکے بھیڑ سواران رسالہ کی کہ وہ سب ترکی و
تازی و عربی پر سوار پہلوؤن مین افسر اُنکے آگے آگے رسالہ دار سب مسلح و مکمل زرق برق بنے ہوئے سینے تنے
ہوئے برچھے ہاتھون مین لیے ہوئے اور اُنکے پیچھے پلٹنین نجیب اور تلنگون کی بندوقین کاندھون پر اُن مین
سنگینین چڑھی ہوئی دونون پایون پہ کھنچی ہوئین نجیبون کے توڑے روشن سارجنٹ بڑے کہنے لگے ہوئے قاعدے
سے چلے آتے ہین پیچھے اُنکے جلوسی سانڈنیان کوتل گھوڑے زیور جواہر مین آراستہ اور ریت سے ہاتھی ہتھنیان
رنگی نبالی اُن سبکے بیچ مین ایک ہوادار جواہر نگار پر بادشاہ سر پر تاج مکلل بجواہر جسکی قیمت ہفت اقلیم کے خراج
سے ہزار چند زیادہ پوشاک مغرق زیب جسم ولایتی آگے زانو پر رکھے ہوئے بکنت و حشمت بصد صولت
و شوکت چلا آتا ہی نقیب آگے ہوادار کے یہ صدا دمبدم لگاتا آتا ہی بار و نگاہ روبرو بڑھے چلو حد جلوداری سے
باہر نہو ترقی عمر و دولت و جاہ و جلال ازدیاد حشمت و اجلال ہو جب قریب بارگاہ کے آکر سواری ٹھہری لشکر نے
پیدل و سوار کے جوابا ند کر سلامی دی ہزار ہا باجے وردی کے بجے بادشاہ بڑے جاہ و حشم سے اُترا خواجہ
بزرجمہر استقبال کو دربارگاہ پہ کھڑے تھے پہلے باداب شاہانہ سلام بجالائے پھر ہاتھ اُس بادشاہ کا
پکڑے ہوئے بارگاہ کے اندر قریب تخت جواہر نگار کے آئے بادشاہ کو تخت پر پہلو مین بادشاہ نوشیروان
کے بٹھایا بادشاہ جمجاہ نوشیروان رسم سلام سے بہ قواعد شاہی پیش آکے پہلو مین اُس بادشاہ کے بیٹھے
اور ایک کرسی جواہر نگار پر مرجان کج کلاہ بعد ادائے رسم سلام کے بیٹھا اور ایک کرسی پر خواجہ بزرجمہر
متمکن ہوئے بادشاہ نے بزرجمہر کی مزاج پرسی کی خواجہ نے جواب دے کر بادشاہ نوشیروان کی طرف
اشارہ کر کے عرض کیا کہ یہ ہمارا بادشاہ نوشیروان آپ کی ملاقات کا بہت مشتاق تھا یہ سنتے ہی وہ بادشاہ
اچھا اُٹھ کھڑا ہوا گلے ملا بہت خوش ہوا تخت پر آپ بیٹھا نوشیروان کو بھی بٹھایا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اس
خادم نے آپ کو اسوقت فقط اسواسطے تکلیف دی ہی کہ کل سے اسوقت تک ہمارے بادشاہ نوشیروان
نے مطلق نہ کھانا کھایا ہی نہ پانی پیا ہی کیونکہ اسکا رفیق وزیر بختک کہ بہ نادانی اس باغ مین جا کر بعذاب پھنس
گیا ہی نہایت صدمۂ والم ہی لہذا امیدوار ہون کہ اول راز اس باغ گلشن فرحت افزا کا زبان مبارک سے بیان
فرمایے اور پھر اُس وزیر بادشاہ کو رہا کروا دیجیے اُس بادشاہ نے کہا کہ ای خواجہ بزرجمہر میرا نام بادشاہ غضنفر جنی
ہی مدت سے مین تمسے خوب آگاہ ہون تم فرزند ارجمند خواجہ بخت جمال کے ہو اور وزیر بختک بیٹا القش
نابکار کا ہی جس نے تمہارے پدر بزرگوار عالیمقدار خواجہ بخت جمال کو مار ڈالا ہی خون ناحق کیا ہی اُسکی رہائی کے

بارے مین تم کچھ نہ کہنا سوا اُسکے اور جو کچھ کہو گے منظور کرونگا اُسکی رہائی اور رحم کرنے کو نہ بولنا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ بادشاہ نوشیروان کا رنج والم مجکو گوارا نہین اب آپ بادشاہ نوشیروان کی خاطر کیجیے بجنگ کو رہا کروا دیجیے اور راز مخفی اس باغ کا بتا دیجیے بادشاہ غفور جنی نے کہا کہ ای بزرجمہر یہ باغ مرجان کج کلاہ کے باپ نے بڑی تمنا اور خوشی سے بعد شوکت و شان بنوایا اور آراستہ کیا تھا جب یہ باغ بنکے تیار ہوا لالہزار پُر بہار ہوا جب سے اس باغ پر پریزادون نے قبضہ کیا اسوجہ سے کہ یہ زمین باغ جناب سلیمان کا چلہ خانہ اور عیش بیٹھنے کا مقام تھا آٹھوین دن سب پریزاد و دیوزاد و داجنہ وغیرہ آتے تھے اور کچھ راگ رنگ وغیرہ سے شغل کرتے تھے جب مرجان کجکلاہ کے باپ نے باغ بنوانا شروع کیا تھا تو سب پریزاد مانع ہوئے تھے مگر اُسنے نہ مانا اور باغ بنوا کر بڑے تکلف سے آراستہ و پیراستہ کیا ہمنے اُس باغ کو نگاہ انسانی سے غائب کر دیا اور اپنا یہ شغل معمولی ہمیشہ یہین کیا چنانچہ اب تک اُسی طرح جلسہ راگ رنگ کا آٹھوین روز ہوا کرتا ہی اور جو کوئی انسان باغ مین آجاتا ہی اُسکو سزاے معقول ملتی ہی اور قید ہو جاتا ہی ای بزرجمہر بجنگ نہایت نالائق ہی اُسکے دل مین فریب و دغا ہی اپنی خطا پر منفعل نہین ہوتا ہی اُسکو اسی عذاب سخت مین رہنے دو قول سعدی کا کیا تمنے نہین سنا ہی قطعہ بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش ✤ عذر بدرگاہ خدا آورد ✤ ورنہ سزاوار خداوندیش کس نتواند کہ بجا آورد ✤ ای بزرجمہر اگر تمھاری ایسی ہی خوشی ہی تو بادشاہ نوشیروان سے کہدو کہ نہ گھبرایے اور غم نہ کھایے وہ نالائق حاضر ہوتا ہی شعر غم مخور گرزین چمن شاخ گلے پژمردہ شد ✤ روے نسرین تازہ است و جعد سنبل تابدار ✤ یہ کہکر بادشاہ غفور جنی نے حکم کیا کہ لاو سب قیدیون کو جلد حاضر کرو بموجب حکم بادشاہ غفور جنی کے بجنگ مسلسل بہ زنجیر آہنی حاضر ہوا اور سب قیدی بھی آئے کہ وہ ملازم بادشاہ مرجان کجکلاہ کے تھے اُسی وقت غفور جنی نے سلسلۂ زنجیر سے بجنگ ملعون کو اور سب قیدیون کو بھی چھوڑ دیا بجنگ نے بادشاہ نوشیروان کو پیچھے پھر کے چوتڑ اپنے کھولکر دکھاے اور عرض کیا کہ حضور آپ کی محبت و اطاعت مین چوتڑون کا یہ حال ہو گیا گہرے گہرے زخم پڑ گئے کھڑا ہونا دشوار ہی بیٹھا نہین جاتا نوشیروان اور مرجان کجکلاہ اور بزرجمہر منھ پر رومال رکھکے ہنسنے لگے بزرجمہر نے کہا ای بجنگ یہ تیرے چوتڑون پر کاہیکے زخم پڑ گئے بجنگ نے کہا کہ جب مین باغ مین گیا مجکو لوگون نے گرفتار کیا اور پکڑ کر بیتار پر کٹھرے کے بیچ مین بٹھایا اور اُس مین کیلین نوکدار چمکتی ہوئی جڑی ہین وہ سب چوتڑون کے وار پار ہو گئین مین تڑپنے لگا فریاد کرنے لگا مگر کوئی میری فریاد کو نہ پہونچا اسوقت بادشاہ غفور جنی نے یاد فرمایا تو اُن کیلون پر سے بہزار خرابی اُٹھا کر لائے ہین دیکھیے خون کے فوارے چھوٹ رہے ہین زخم اسقدر گہرے ہین کہ خانۂ انگشتانہ معلوم ہوتے ہین پھر بزرجمہر نے بادشاہ غفور جنی سے کہا کہ ای شہریار مین آپ کا بہت ممنون احسان ہوا کہ آپنے میرے کہنے کو قبول کیا کہ بجنگ وغیرہ کو رہا کر دیا بادشاہ غفور جنی نے کہا ای بزرجمہر یہ سب تمھاری خاطر سے ہوا اور اب تمھاری خاطر سے اُس باغ کو بھی چھوڑ دیا اب آج سے یہ جلسۂ پریزادان یہان نہوا کریگا تم باغ مین رہو اور بادشاہ نوشیروان کی شادی ملکہ زرانگیز بانو کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے کرو اور اسی باغ مین بیاہ لاؤ صحبت عیش و عشرت کی آراستگی ہو ہم بھی تماشا دیکھینگے بلکہ یقین ہی کہ شریک بھی ہونگے یہ کہکر بادشاہ غفور جنی نے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی مگر خیر اہی

چاہیے آپ کی زیارت نصیب ہوئی کبھی کبھی تو ملازمت سے اپنی سرفراز فرمایا کیجیے گا تحفہ خوشبویات وغیرہ
خاکسار زما چیز انکسار کا کیجیے گا مصرع برگ سبز است تحفۂ درویش ٭ یہ سنکر بادشاہ غفور چینی اٹھ کھڑا ہوا
صحبت راز و نیاز برخاست ہوئی ان سب سے رخصت ہوکر ہوادار پر سوار ہوا اور اُسی طرح سب سوار ہوئے
جلوداری کرتے ہوئے چلے دروہی سوار ہونے کی بادشاہ غفور چینی کے نجی ڈنکا ہوتا ہوا نقیب آگے
آگے بولتا ہوا بڑے تزک اور سامان سے سواری بادشاہ غفور چینی کی گئی مرجان کج کلاہ نے خواجہ
بزرجمہر سے کہا کہ ماشاء اللہ آپ بڑے زبردست عامل ہین اور کمال سحر اور ترتیب مین کامل ہین جب
آپ ایسا صاحب کمال موجود تھا تو ایسا طول کیون کیا پہلے ہی سے یہ رد بلا کی گئی ہوتی بختک کو اس
عذاب شدید مین کیون پھنسایا بزرجمہر نے کہا کہ یہی مصلحت تھی بختک کے غرور و کبر نے پھنسایا یہ حال
عظیم دکھایا کہ ایسا ذلیل و خوار ہوا شعر تکبر عزازیل را خوار کرد ٭ بزندان لعنت گرفتار کرد ٭ مگر وہ دیکھیے گا
اُسی طرح سے پھر بنتا ہوا ہے بقول شخصے چکنا گھڑا کہ بوند پڑی اور ڈھل گئی کچھ اُسے ذلت اور رسوائی
کا خیال بھی نہین اسی نامعقول نے ہمارے بھولے بادشاہ نوشیروان کو خراب کر رکھا ہے اور غلامان
کے مجمع مین خرابی مین ڈالا ہے مگر بادشاہ کو اس سے ساتھ کھیلے کی محبت ہے جو وہ کہتا ہے بادشاہ جھپ سے
مان لیتا ہے گو کہ بقول سعدی شعر کس نیاید بزیر سایۂ بوم ٭ ور ہما از جہان شود معدوم ٭ مگر خدا جانے
بادشاہ کو کیا ہے جو ایسا اُس سے جھکا ہوا ہے پھر خواجہ بزرجمہر بادشاہ نوشیروان عادل کو مع مرجان
کج کلاہ اور بختک وغیرہ ہمراہ لیے ہوئے اُسی باغ فرحت افزا مین آئے اُس باغ کی ہوا سے نہایت دل
شگفتہ ہوا دیکھا کہ وہ باغ رشک باغ بہشت عنبر سرشت گویا زمین پر لوان بہشت ہے کسی طرف کو نسیم
اٹکھیلیان کرتی پھرتی ہے کسی سمت کو باد صبا مشغول خرامناز ہے نہالہاے میوہ دار جھوم رہے ہین
شاخہاے گل ہاے گون زمین بوس ہو رہی ہین نرگس شہلا اشارے بازیان کر کے گلہاے رنگا رنگ کو
ہنسا رہی ہے سنبل تابدار اپنا پیچ و تاب دکھا رہی ہے سوسن اپنی زبان چلا رہی ہے گلہاے ریحانی بصد کامرانی
شگفتہ ہین بیلا البیلا پن دکھاتا ہے لالے کے دل کا داغ شبچراغ چمک رہا ہے سرو و شمشاد غیرت قد آزاد
لب جو استادہ ہے طائران خوش الحان چہک رہے ہین چمن چمن پھول مہک رہے ہین سبزۂ خوابیدہ بیداری
کا سمان دکھاتا ہے کیا کیا موج ہوا سے لہلہاتا ہے چمن بندی اُس باغ کی نایاب ٹیریان سبزے کی لاجواب
گویا جا بجا فرش زمردین باغ مین بچھا ہے تھالون مین نہالون کے پھولون کے ڈھیر لگے ہوئے ہین کیاریان
چمن ہر طرف [illegible] رہے ہین باغبان روش روش ٹہل رہے ہین مرغان خوش نوا زمزمہ ساز ہین طوطی و بلبل وغیرہ
جانور کبھی اُڑ اُڑ کے شاخون پر بیٹھتے ہین کبھی چمنون مین اُتر کے ادھر اُدھر پھرتے ہین میوون کو منقارون
سے کھٹکتے ہین بیچ مین اُس باغ بے نظیر کے ایک کیسی خوشنما بارہ دری جواہر نگار مرصع کار تعمیر ہے جسکے آگے
قصر فلک شرمندہ ہے خجالت سے جھکتا ہے در و دیوار مین اُسکے نگینے جواہر بیش بہا کے جو بیل ترشے ہوئے
جڑے ہین جا بجا لعل کے ٹکڑے جو مستقل جگہ لگے ہین اُسکی آب جو سبز و سرخ و زرد نگینون پر پڑتی ہے
عجیب کیفیت دیتی ہے نقد جان دیدہ باز لیے لیتی ہے چہار طرف دیوار گیریان بہت عمدہ لگی ہوئین آئینہ بندی
کی ہوئی جھاڑ کنول سے آراستہ چھت پردے سے پیراستہ اطلس سرخ کی چھت گیریان زربفت کے پردے
منقش کی ڈوریان مخمل کا فرش تمام بارہ دری زرق برق صحن مین سنگ مرمر کا چبوترہ اکسیر یاقوت و نیلم و زمرد

کا جڑاؤ کیا ہوا سامنے حوض چھلکتا ہوا پانی مثل گوہر آبدار صاف و شفاف لہرین مار رہا ہے فوارے چھوٹ رہے ہین کونون پر
اُس حوض کے گلدستے پھولون کے بنا کے رکھے ہین عمدہ عمدہ ناندے گلدار درختون کے چہار طرف پٹریون پر
چُنے ہوئے ہین یہ ساز و سامان اُس بارہ دری کا دیکھکر عالم وجد مین محو ہو گئے حواس خمسہ کھو گئے کہ باغبان
قضا و قدر نے کیا کیا نیرنگیان دکھائین جسکی صنعتین اہل نظر کے دل مین سمائی ہین بزرجمہر نے بادشاہ نوشیروان
کو مسند جواہر نگار پر بارہ دری مین لاکر بٹھایا اور حکم کیا کہ سب سامان فرش و بارگاہین وغیرہ یہین اُٹھا لاؤ
اور اسی باغ جنت نظیر مین سب کے سب فروکش ہون وہان مرجان کج کلاہ نے جاکر محل مین سب سامان
شادی کتخدائی ملکہ زنانگیر بانو کا تیار کیا تمامی شہر کو آئینہ بندی کا حکم دیا پہلے سامان مانجھے کا سب مہیا
کیا ہزارہا من پینڈیان سن بھر کی چار چار بنانے کا حکم دیا بموجب ارشاد مرجان کج کلاہ پینڈیان وہ
نایاب بنکر تیار ہوئین کہ جسکے ذکر سے دل مزے اُٹھائے زبان کو لذت آئے قند سفید و شفاف اگر گنا
میوہ جو گنا روغن زرد بے انتہا کہ جسنے پینڈی ہاتھ مین اُٹھائی فوارے روغن زرد کے چہار طرف پینڈی سے
چھوٹنے لگے گویا شادی مین ایک یہ بھی تماشا تھا ہزارہا من اُبٹنا ایسا خوشبودار بنا کہ جسکی خوشبو کوسون
تک جاتی تھی جوڑا دولہا کا مرصع کار برابر سے جواہر بیش بہا ٹکے ہوئے کنگنا جڑاؤ جسمین لعل و یاقوت
و مروارید لگے ہوئے اور ہیرے کے ٹکڑے نصب کیے ہوئے مقیش کی ڈوری کے پھندنے مین لعل
کا ٹکڑا لگا ہوا یہ سب سامان درست ہوا مانجھے کا روز قرار پایا سامان مانجھے کا ہونے لگا جوڑا دولہا کا
کشتی مین لگایا ایک کشتی مین پھولون کا گہنا جڑاؤ خوانون مین پینڈیان جو کی دولہا کے مانجھے کی کنگنا بھی
جڑاؤ مرصع کار سراپا اُس مین لعل و یاقوت جڑے ہوئے اُسپر اودی زربفت کا چہار طرف بنت کار چوبی لگی
ہوئی سونی ٹکے ہوئے اُسپر لوٹا جڑاؤ رکھا ہوا اُسپر کٹورا چھوٹے اُبٹنے کا دُلہن کے وہ بھی جڑاؤ اُس مین
روپ و رسن پڑا ہوا یعنی پانچ اشرفیان اور پچاس ہزار اشرفی واسطے دودھ پینے دولہا کے بھیجین لبس اس
سامان و عز و احتشام سے قریب شام کے در دولت مرجان کج کلاہ سے مانجھا بادشاہ نوشیروان
کا ساتھ اس جلوس کے چلا ہاتھیون اور اونٹون اور گھوڑون پر نشان ماہی مراتب شاہی باجے ہزارہا
ہر رنگ کے آگے بجتے ہوئے برچھی برداریان برداری جلوس شاہی و جلوس بازاری سوارون کے
رسالے پلٹنین نوبت خانے نقار خانے دھوسے بجتے ہوئے وہ زیر و بم ڈھول و بوق کی صدا
کہ گوش فلک کر ہوئے جاتے تھے شہنائیون کی صدا سے سُننے والے مست ہوتے تھے قرنا و ترہی
کی آواز سے دل ہلتے تھے ہزارہا نقارے بج رہے تھے انگریزی باجا اور ارگن باجا اس طرح بجتا تھا
کہ بگل کی آواز سے گھوڑے ہاتھی اونٹ مستی مین آکر بھڑکتے تھے بانسری کی وہ پیاری آواز کہ تمام
جلوسیان و ہمراہیان مانجھا جھومتے جاتے تھے دُلہن کے مکان سے دولہا کے باغ تک برابر
قطار لگی ہوئی پیچھے سواریان سکھپال بوچے فنسین میانے ڈولیان اُس مین سب دولہا کی سلہجین
اور سالیان اور اور عزیز و اقربا نوکر چاکر محلدار مغلانیان سوار اور کہاریان زرق برق بنی ہوئین
لہنگے زربفت کے دوپٹے تار شمار کے انگیا کرتی جامدانی کامدانی کی بھاری کارچوبی بیلے لچکے کی جوتے
ناٹ بافی سچے سچے اُس مین گھنگرو ٹکے ہوئے سکھپالون اور فنسون کے بانس تھامے ہوئے
سر سے پانون زیور جڑاؤ پہنے ہوئے جھپکے طلائی مرصع کار سر پر لگائے سٹو بچو کرتی ہوئین چلی

آتی ہین روشنی بے انتہا برابر قطار بنجشانے والون اور روشنی والون کی سیکڑون ہزار سے روشنی کے جھپکتے ہوئے
اُنپر رال پڑتی ہوئی گویا آگ لگی ہوئی تھی آتشبازی کے انار پھلجھڑیان مہتابین گل ڈہرے ہوائیان باندھ کے
گولے برابر قدم قدم چھوٹتے چلے جاتے ہین ہزارہا تماشائی گرد و پیش سڑکون پر دکانون پر اپنے اپنے
کوٹھون پر کھڑے تماشا دیکھ رہے ہین غرض اس جلوس و سامان سے مانجھا گلشن فرحت افزا مین آیا سواریان
اُترنے کی دھوم مچی جب سمدہنین محل مین شادی کے داخل ہوئین پھولون کی چھڑیان پڑنے لگین طبلے
پر تھاپ پڑی میراثنین سب تالیان بجا بجا کر گیت مین گا گا کر سمدہنون کو گالیان دینے لگین خوان
کشتیان فرد و رنیان محل مین لیکر گئین کہاریون مغلانیون پیشخدمتون نے خوان کشتیان اُتروا لین
پردہ ہوگیا دولہا کے آنے کی پکار ہوئی جلد صاحبزادے کو بلاؤ دولہا اندر آئے مانجھا ساعت نیک پہنے
خدا راس لائے بزرجمہر بادشاہ نوشیروان کو ساتھ لیے ہوئے مانجھا پہنانے کے واسطے ڈیوڑھی پر
آئے محلدار نے آواز دی ماماجو ہٹ جاؤ اپنا اپنا پردہ کرلو دولہا مانجھا پہننے کو آتا ہے بزرجمہر دروازے ہی
پر ٹھہر گئے بادشاہ نوشیروان محل مین داخل ہوئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی پکار ہوئی مبارک سلامت کی
علی العموم دھوم ہوئی چوکی پر دولہا کھڑا ہوا سالی پردے مین سے ہاتھ نکالے مانجھے کے جوڑے کا ایک ایک
پارچہ دیتی گئی دولہا پہنتا گیا جسوقت دولہا جوڑا مانجھے کا پہن چکا سالیون نے جھوٹا اُبٹنا دلہن کا برائے شگون اشرفی
سے دہنے ہاتھ مین چھوا دیا مگر ایک سالی کو اُسی ہنگامہ مین یہ دل لگی سوجھی دولہا کی سلیج کو بھی اپنا شریک کیا
اور دونون ہاتھون مین اُبٹنا خوب لیس کے پشت پر آکے دولہا کے منہ مین دونون ہاتھون سے ملدیا سارے
محل مین ایک قہقہہ اُڑا سب سالیان سلہجین ہنسنے لگین ملازمین نے مل دل کر دولہا کا منہ صاف کر کے رومال سے
پونچھا ہاتھ مین کنگنا باندھا پھر چھوٹی پینڈی دلہن کی ڈہکا ڈہکا کر دولہا کو سالیون نے کھلائی گہنا پھولون کا
پہنایا بہار باغ دولہا کے حسن پر ہزار ہزار جان سے تصدق ہوئی گلوری پان کی کھلا کے سب نے دولہا کی
بلائین لین نقد دل حسن چہرۂ نوشاہ پر نثار کیا پھر دولہا کو رخصت کیا اُسکی بولی بہنین نبی ہوئی سر پر دولہا کے آنچل
ڈالے ڈیوڑھی تک آئین دولہا محل سے باہر آکر دربار مین جلوہ افروز ہوا شادیانے بجنے لگے سب مبارکباد دینے
لگے اندر محل مین ڈومنیان سہار کیا دے کر گانے بجانے لگین بعد تھوڑی دیر کے سواریان ہوئین سمدہنین
رخصت ہو کر اُسی سامان و جلوس سے روانہ ہوگئین دوسرے دن بادشاہ نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر سے
کہا اے عم نامدار یہ پینڈیان اس قدر کیا ہونگی رکھے رکھے خراب ہوجائینگی آپ تکلیف کر کے سب عملہ کو اور لشکر مین
تقسیم کروا دیجیے افسران فوج کو اپنے یہان کے اور بادشاہ مرجان کج کلاہ کی فوج کے افسرون کو بلوا کر موافق
حصہ کے دیدیجیے کہ لشکر مین سب کو تقسیم کردین پھر تیسرے روز سامان ساچق کا اُسی دھوم دھام سے خواجہ
بزرجمہر نے کیا بادشاہ نوشیروان نے کہا اے عم نامدار مین چاہتا ہون کہ تمام عملۂ شاہی و لشکر جہان پناہی اور
فوج مرجان کج کلاہ کو اور رعیت کو اوڑھنے جوڑے حسب لیاقت تقسیم کیجیے کہ نام بھی ہو اور سب خوش ہون
خواجہ بزرجمہر نے بموجب حکم نوشیروان سب کو جوڑے تقسیم کیے اور ساچق کا سامان کرنا شروع کیا دو لاکھ
چوگھڑون کے تخت سونے چاندی کے گھڑے رکھے ہوئے اُنپر غوطہ سونے کے کچی ڈر کری کے ٹکڑے بندھے ہوئے
اور دو لاکھ آرائش کے تخت اُن مین پھول سونے چاندی کے ہر رنگ کے لگے ہوئے اور لاکھ خوان نقل اور
میوے کے کئی ہزار قند کے کوزے کئی ہزار مصری کے کوزے عطر سہاگ اور موتیا کے ہزار شیشے اور

چوئے کر کئی شیشے کیوڑے اور گلاب کے پانچ ہزار قرابے یہ سب شیشے اور قرابے سنہرے تار شمار کے کپڑے
سے منڈھے ہوئے آرائش کے صندوقون مین رکھے ہوئے جوڑا دلہن کا بہت بھاری کارچوبی اُس مین جواہر
لگا ہوا جو بادہ کہ جسکی قیمت ایک سلطنت کے خراج سے زیادہ نشان کا چھلا ہیرے کا اور انگوٹھی سونے کی
لعل شبچراغ اُسپر جڑا ہوا ایکسو کشتیون مین وہ جوڑا دلہن کا رکھا گیا کئی کشتیون مین پھولونکا گہنا لگایا گیا
سونے کی مٹکی اتنی بڑی کہ بڑا مٹکا اُسکے سامنے ایک کلھیا معلوم ہو اُس مین جو گرد لعل و یاقوت و زمرد
و پکھراج و نیلم اور ہیرا موتی جڑے ہوئے اُس مین من بھر دہی بہت عمدہ شیرین جما ہوا اُس مٹکی کے گلے
مین سونے چاندی کی مچھلیون کا ہار بندھا ہوا یہ سب سامان درست کرکے کٹھوٹے سے دن رہے
خواجہ بزرجمہر ساچق لیکر چلے ہزارہا ہاتھی اونٹ گھوڑے نشان اور ماہی مراتب کے آگے آگے پیچھے
باجا ڈفلونکا اُسکے بعد تاشے ڈھول بجتے ہوئے اُسکے پیچھے جلوس رسالے سوارون کے جنکے گھوڑے
عربی ترکی و تازی بعد اُسکے پلٹنین کیسی زرق برق برابر چوکڑی ذکڑی آدمیون کی لگی ہوئی چلے جاتے ہین
بادبہاری کے بہت سے گھوڑے چست و چالاک مغرق سر سے پانک زیور مین لدے ہوئے بعد اُسکے برچھی بردار
بان بردار اُنکے بعد چوبدار خاصبردار خدمتگار اُسکے بعد مٹکی دہی کی کشتیان جوڑے کی پھولون کے گہنے کی
پھر خوانہائے نقل و میوہ وغیرہ اُسکے بعد ہاتھیون پر رفقائے قدیم ایک ہاتھی پر بزرجمہر اور ایک ہاتھی پر بختک
سیکڑون ملازم اہتمام ساچق کا کرتے ہوئے بڑے اہتمام و تزک سے دلہن کے دروازے پر پہونچے
سواریان سمدھنون کی اُتریں و دھوم مبارک سلامت کی ہوئی میراثنین گالیان دینے لگین طبلے پر تھاپ
پڑنے لگی سمدھنین اُترکر چھڑیان پھولون کی کھانے لگین شاد ہونے لگے مٹکی دہی کی کشتیان خوان
کہاریان محل مین لے گئین دلہن کو نشان چڑھایا گہنا پھولونکا پہنایا ڈومنیان مبارکباد دینے لگین باہر
شادیانون کے باجے بجنے لگے بعد تھوڑی دیر کے سمدھنین رخصت ہوئین سوار ہو کر اُسی طرح سامان سے
ساچق واپس آئی الغرض اسی طرح ادھر سے مہندی بھی رات کو گئی تمام شہر مین ہر وقت جلسۂ عیش و
عشرت ہے دکانین آٹھ پہر کھلی ہوئی ہین گلی گلی ناچ رنگ ہو رہا ہے اب دن برات کا آیا خواجہ بزرجمہر نے تمامی
شہر کو منادی کرائی کہ آج تمام رعایا و ملازمان مرجان کج کلاہ بادشاہ نوشیروان کے مہمان ہین سب
آج کی رات نائو نوش اور طعام لذیذ یہان آکے کھائین اور ناچ رنگ دیکھین کسی کی ممانعت نہین ہے جلسۂ
عام و صحبت اژدہام ہے کل برات بادشاہ نوشیروان زمان کی گلشن فرحت افزا سے در دولت مرجان
کج کلاہ پر جائیگی سب تماشا دیکھین کہ یہ بھی شادی اور برات یادگار زمانہ ہے اس شہر مین ایسی شادی کسی
کی آجتک نہوئی ہوگی القصہ شام سے خلائق آنے لگی اور کھانا کھانے لگی تمام رات ناچ دیکھا صبح کو سب
اپنے اپنے گھر گئے یہان برات کے جانے کا اہتمام ہوا بادشاہ نوشیروان کو محل مین بلایا حمام کرایا خواجہ
بزرجمہر نے بسم اللہ کہکے دولہا بنایا خلعت شاہانہ زیب جسم انور کیا تاج شاہی مکلل بجواہر سر پر رکھا پھولونکا
گہنا پہنایا سہرا انقیشی طلائی لعل و یاقوت کے پھندنے لگے ہوئے سر سے باندھا حسن و جمال چہرۂ بیمثال
نے جلوہ دکھایا آفتاب درخشان صدقے ہوا مہتاب نورافشان سات بار نثار ہوا کواکب فلک فدا ہونے
لگے بزرجمہر سہرۂ نور افشان ہاتھونپر سنبھالے ہوئے نوشاہ یعنی بادشاہ نوشیروان زمان کو باہر لائے
منہ بولی بہنین سر پر آنچل ڈالے در دولت تک پہونچا گئین پھر سواریان لگین بیبیان سکھپالون مین

بوچون مین فنسون مین سیانون مین ڈولیون مین علے قدر مراتب سوار ہونے لگین برات سج سجا کے روانہ ہوئی
نوبت خانے سیکڑون نشان ماہی مراتب شاہی ہاتھیون پر اونٹون پر گھوڑون پر باجے ہر رنگ کے بیشمار ڈھولے ڈھول
طاشے مرفے دھونسے نقارے ڈنکے انگریزی باجے ارگن باجے باد بہاری کئی طرح کی وہ بھیرون کا وقت
سہانا شہنائیون کی مستانی صدائین بانسریون کی دلچسپ آوازین دلکو بے چین کرتی ہین ایک عالم وجد ہی جو تھا
کا سمان بندھا ہی آگے پیچھے جلوس شاہانہ سوار پیدل رسالے پلٹنین بان بردار برچھی بردار خاصبردار خدمتگار
نقیب چوبدار پیچھے ہاتھیون کی قطار ایک ایک ہاتھی پر علٰحدہ علٰحدہ سرداران ذیوقار وامراے عالی تبار ایک ہاتھی
پر دولہا کہ اسکا ہودہ سونے کا جڑاؤ تمام گرد و پیش جواہر بیش بہا اُس مین جڑے ہوئے دولہا کے برابر بزرجمہر
بیٹھے ہوئے خواصی مین جھنک بیٹھا اُسکے سامنے اشرفیون کے توڑے کھلے رکھے ہوئے قدم قدم
دونون مٹھیان بھر بھر کے دولہا کے اوپر سے تصدق کرکے پھینک رہا ہی شہدونکا یہ حال ہی کہ ہزارہا گرد و
پیش برات کے دوڑے چلے جاتے ہین اشرفیان اُٹھا رہے ہین جھولیان پھیلا رہے ہین یہ صدا دے
رہے ہین او النقش سکے بیٹے جھنک پھینکے جا تیرا دم کیون سوکھا جاتا ہی ہمارے بھولے نوشاہ بادشاہ
نوشیروان کا حکم جاری ہی پھر تو کیون نہین پھینکتا ہی غرضکہ اسی طرح برات دلھن کے در دولت فیض منزلت
پر پہونچی زنانی ڈیوڑھی پر سواریان لگین اندر محل مین ڈومنیان میراثنین گانے بجانے لگین طبلا ٹھنکنے
لگا سمدھنون کو پھولون کی چھڑیان پڑنے لگین میراثنین گا گا کے گالیان دینے لگین یہان باہر محفل شاہانہ
جمع ہوئی دولہا کو خواجہ بزرجمہر نے ہاتھی پر سے اُتار محفل مین لا کر مسند جواہر نگار پر بٹھایا داہنی طرف
برابر دولہا کے خواجہ بزرجمہر بیٹھے بائین طرف ذرا ہٹکے جھنک بیٹھا ناچ ہونے لگا کہ اندر سے ڈیوڑھی
پر آکر محلدار نے کہا کہ دولہا کو جلد بلاؤ فوراً چوبدار دوڑا ہوا آیا اور خواجہ بزرجمہر سے دست بستہ عرض کیا کہ
نوشاہ کو محل مین طلب کیا ہی بزرجمہر دولہا کا ہاتھ پکڑ کے اُٹھ کھڑے ہوئے دولہا کا سہرا ہاتھون پر
رکھے ہوئے ڈیوڑھی پر آئے سنہ بولی بہنین آنچل ڈال کے لیچلین کہ ڈومنیان اُٹھین اُنھون نے دروازے
سے حجلۂ عروس تک ایک ایک بیڑا پان کا زمین پر پھینک پھینک کر دولہا سے چنوایا پھر حجاب حجلۂ عروس کے
پاس فرش کے نیچے ایک رسی کا ٹکڑا رکھدیا تھا پہلے ہی سے یہ بندوبست تھا اُسی پر دولہا کو بٹھایا اور دلھن کا ہاتھ
مثل پارۂ ماہ چہاردہ کے پردے کے پاس لا کر باہر نکالا اُس ہاتھ کی ہتھیلی پر کہ رشک قرص مہر تھی سفید تل اور ایک
چٹکی شکر رکھکر دولہا سے کہا میان نوشاہ چاٹ لو عورات کی رسمون سے ہر شخص مجبور ہی انکار مین نہ پڑیگا یہ
تل شکر ہی چاٹنا ضرور ہی اگر چاٹنے مین کچھ ذرا سا تامل کیا ڈومنی نے جواب دیا ای میان نوشاہ دلھن کا لینا کیا آسان
ہی ابھی تمکو بڑے بڑے مرحلے طی کرنے ہین تم اتنی سی تل شکری چاٹنے مین گھبرا گئے دولہا مسکرا کر خاموش ہو رہا
قہر درویش بجان درویش آخر ناچار ہو کر دلھن کے ہاتھ پر جھک جھک کر وہ تل شکری چاٹی پھر ڈومنی نے نوشاہ
کو وہان سے اُٹھایا سنڈھے کے نیچے لا کے کھڑا کیا اور بڑا سا ناڑا گلے مین دولہا کے ڈالا اور دونون سرے
ناڑے کے خود پکڑے اور دولہا کو ڈانٹنا شروع کیا ایک ڈومنی نے دولہا کی منہ بولی مان سے کہا کہ حضور
دولہا کو چھڑائیے کبتک نوشاہ کھڑے رہین دولہا کی مان نے پانچ اشرفیان نکالکر ڈومنی کو دین اور دولہا کو
چھڑا لیا پھر دولہا اندر سے باہر صحبت مین آکر مسند جواہر نگار پر بیٹھا نکاح کا سامان ہوا خواجہ بزرجمہر نے
نکاح پڑھا دلھن کا مہر خراج ہفت اقلیم پر بندھا مبارک سلامت کی دھوم ہوئی ناچ ہونے لگا شربت پلائی

ہوئی کئی ہزار اشرفیان شربت پلائی مین پڑین بعد اسکے ریت رسم کے واسطے دولھا کو محل مین بلایا مسند جواہر نگار پر دولھا
دلھن کو بٹھایا ادھر ڈومنیان گا رہی ہین ادھر ریت رسم شروع ہوئی پہلے تو باتین چپوائین گئین ناظرین پر واضح
ہو کہ نو باتون کی رسم ایسے کہتے ہین کہ مصری کی ڈلیان ڈومنی ہاتھ مین لیکر ہر جوڑ بند پر دلھن کے ایک ایک مصری کی
ڈلی رکھکر دولھا سے کہتی ہے کہ میان دولھا یہ مصری جھک کر کھالو مجبوری سب کو کھانی پڑتی ہے اس مین بادشاہ ہو یا فقیر
ہو انکار کوئی نہین کر سکتا ناچار ہو کر نوشاہ بادشاہ نوشیروان بھی جھک جھک کر کھانے لگے جب دولھا جھلکر
منھ اپنا مصری کی ڈلی کے پاس لیجاتا ہے ڈومنی ہنسکے ہاتھ ہٹا لیتی ہے بار بار دولھا کو ڈھکاتی ہے عورتون مین قہقہہ اٹھتا ہے
دولھا خجل ہوتا ہے آخر کار جب کسی مقام پر دلھن کے ڈومنی نے مصری کی ڈلی رکھی دولھا نے ہاتھ ڈومنی کا پکڑ کے وہ
مصری کی ڈلی جھپ سے کھالی پھر اکیس پان کا بیڑا دلھن کے ہاتھ سے دولھا کو کھلایا اب آرسی مصحف کا وقت
آیا پہلے دولھا سے سنگ مرمر کی کھرل مین صندل اور سہاگ پڑے کا مصالحہ پسوایا اور وہ دلھن کی
مانگ مین دولھا کے ہاتھ سے بھروایا پھر ڈومنی نے دولھا دلھن کو مقابل مین بٹھایا اوپر سے ایک کارچوبی
دوشالہ اوڑھایا اور بیچ مین دولھا دلھن کے قرآن مجید کھلوا کر دولھا سے رکھوایا اور کہا میان نوشاہ سلامت
سورۂ اخلاص نکال لو اور اسے پڑھکر دلھن پر دم کرو پھر ڈومنی نے آئینہ بیچ مین دولھا دلھن کے رکھ
دیا قران السعدین کا سمان بندھ گیا ڈومنی نے دولھا سے کہا اے میان نوشاہ سلامت قربان جاؤن دلھن
کے منھ پر سے ہاتھون کو ہٹاؤ بنڑی کی آنکھین کھلواؤ اور اگر دلھن آنکھین نہ کھولے تو کہو اے بی بی مین
تمھارا غلام ہون آنکھین کھول دو بادشاہ نوشیروان عادل زمان نے یہ کلمہ حقارت کہنے مین تامل کیا جب
ڈومنی نے کئی بار یہ کلمہ منھ سے کہا اور بادشاہ نوشیروان نے اس کلمۂ حقیر کو کہنا گوارا نہ کیا ڈومنی نے کہا
اے میان نوشاہ سلامت قربان جاؤن صدقے جاؤن ہر چند کہ یہ کلمہ حقیر ہے مگر اسی طرح سب شاہ و گدا کہتے
چلے آئے ہین کوئی مضائقہ نہین ہے کیونکہ اپنی معشوقہ سے تخلیہ مین سب طرح کی باتین کرتے ہین دلھن ایسی
حور وش پری پیکر حسین جمیل شکیل ماہرو سمن بوے لنظیر بدر منیر چاند کا ٹکڑا آفتاب سا چہرہ ایسی معشوق محبوب
کو اگر ایسا کلمہ کہو گے کیا ہرج ہے میان چونکہ جسوقت سے آرسی مصحف دیکھنے کو بادشاہ نوشیروان زمان
بیٹھے تھے دلھن کے چہرے پر نگاہ پڑتے ہی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو چکے تھے دل کو محویت حسن و
جمال بے مثال حور خصال ہو چکی تھی عالم بے اختیاری مین کہا اے ملکہ مین تمھارا غلام ہون آنکھین کھول دو
ادھر ملکہ زرانگیز بانو بھی مائل تصویر بے نظیر بادشاہ نوشیروان ہو چکی تھی اب آرسی مصحف مین بھی پہلے ہی
انکھیون سے جمال بے مثال بادشاہ دیکھکے عاشق ہو چکی ہے مگر حجاب مانع ہے ہر چند بادشاہ نوشاہ
کہ رہے ہین وہ آنکھین نہین کھولتی ہے جب دلھن کے تمام عزیز و اقارب نے سمجھایا کہ بی بی آنکھین کھول دو
چار ناچار کہتے سننے سے آنکھین کھولین ڈومنیون نے پوچھا کیون میان نوشاہ دلھن نے آنکھین کھولین
بادشاہ نوشاہ نے جواب دیا ہان کھولین غرض آرسی مصحف ہو چکا دوشالہ اٹھایا گیا دولھا نے دلھن کو
مسند سے اٹھا کر چھپر کھٹ پر بٹھایا دلھن کی رخصت کا سامان ہونے لگا چونکہ عرصہ زیادہ ہوا تھا براتی
بھی گھبرا رہے تھے جہیز نکلنے لگا سواریان سمدھنون کی ہونے لگین اگر جہیز کی تفصیل بیان کیجائے
داستان کو بہت طول ہوگا ناظرین و شائقین گھبرائینگے کچھ نہ حصول ہوگا قصہ مختصر برات سج سجا کر جہیز کو
چھکڑون پر لدوا کر چلے اسی طرح سے سامان ماہی مراتب ہاتھی گھوڑے اونٹ نوبت خانے باجے ہر رنگ کے

سوار پیدل رسالے پلٹنین برابر جمی ہمائی بیچ مین جہیز سبکے آگے چھپر کھٹ جواہر نگار اور اسباب چاندی سونے کا
پیچھے محافہ دُلھن کا جواہر نگار مرصع کار وہ جھلا جھلی کہ چشم فلک جسکے دیکھنے سے بند ہوئی جاتی ہی برابر محافہ کے ہاتھی
دُولھا کا بزرجمہر برابر دُولھا کے بیٹھے ہوئے بختک خواصی مین اشرفیون کے مٹھے بھر بھر کے دُلھن کے محافہ پر سے
تصدق کرکے پھینکتا جاتا ہی شہدے جھولیان پھیلائے لوٹ رہے ہین دولھا دُلھن کو دعائین دے رہے ہین
یونہین قدم بہ قدم چلتے چلتے در باغ گلشن فرحت افزا پر پہونچے شہر مین برات کی علے العموم دھوم ہی برات
در دولت فیض منزلت گلشن فرحت افزا پر آئی سواریان اُترنے لگین ہاتھی کے پانوٴن کے بیچ مین اور دُلھن
کے محافے کے نیچے ایک ایک بکرا ذبح کیا گیا بطور تصدق وہ کہارون کو دے دیا پانچ اشرفیان انعام
کی فیلبان کو دین خواجہ بزرجمہر نے دولھا کو اُتارا دولھا اُترکے جب آیا دربانون اور محلدارون نے دروازہ
بند کر لیا دولھا نے بزرجمہر سے کئی ہزار اشرفیان انعام کی دلوائین دروازہ کھلا دولھا ڈیوڑھی مین آیا کہارون
کو کئی ہزار اشرفیان خواجہ بزرجمہر نے دین کہارون نے محافہ دُلھن کا کاندھے سے اُتارا بردہ ہو گیا سب ہٹ ہٹ
گئے دولھا نے دُلھن کو گود مین اُٹھایا سینہ سے لگایا محل مین دولھا دُلھن کو لیکے آیا مسند جواہر نگار پر بٹھایا مبارک
سلامت کا غل ہوا نذرین گذرنے لگین اندر سے باہر تک سب شاد و خوش و خرم خواجہ بزرجمہر مارے
خوشی کے پھولے نہین سماتے ہین باغ باغ ہوئے جاتے ہین غرضکہ شام ہوئی شب زفاف کا سامان ہوا
جمال عروس و نوشاہ ایک جگہ ہوا بادشاہ نوشیروان کو شب وصال حور لقا کی عجب خوشی تھی نشہ بادۂ
محبت کا دمبدم زیادہ تھا ہم آغوشی و بوس و کنار مین مشغول ہوا کبھی گل رخسار کی گلچینی کرتا تھا کبھی نرگس
شہلا کے بوسے لیتا تھا اگر اُس شب کی کیفیت بالتفصیل لکھی جاے تو شاید صاحبان ادب و تہذیب کو پسند
نہ آئے لہذا اتنا ہی عرض کرنا کافی ہی کہ بادشاہ نوشیروان تو پہلے سے مشتاق جام وصال تھا عشق ملکہ
زرانگیز مین عجب حال تھا بہر کیف شیشہ سے جام بھرا کوئی سپیدرو کوئی سرخرو ہوا قدرت نمائی خلاق ازل کے
ظاہر ہوئی خورشید تابان برج حمل مین داخل ہوا گوہر یکتا سے مرادنے صدف آرزو مین قیام کیا یعنی اُسی
شب کو حمل قرار پایا الغرض صبح ہوئی چوتھی کا سامان ہوا بعد چوتھی چالے ہو جاتے کے بادشاہ نوشیروان
و بزرجمہر و بختک وزیر بادشاہ نے مع لشکر ظفر اثر سب اسباب جہیز اور بارگاہین وغیرہ بار کرا کے شہر
مدائن کی طرف مراجعت فرمائی غرض خوش و خرم رہتے تھے بادۂ سرجوش پیا کرتے تھے حتے کہ تین اولادین ہوئین
ایک ملکہ مہرنگار اور ہرمز و فرامرز بطن سے ملکہ زرانگیز بانو کے پیدا ہوئے جنکا آگے داستانون
مین ذکر کیا جائیگا مگر اکثر راویون نے یہ بھی تحریر کیا ہی کہ بادشاہ نوشیروان کی شادی شاہ چینی کی بیٹی سے
بھی ہوئی مگر بہر کیف بادشاہ نوشیروان کی تین اولادین ہوئی ہین ملکہ مہرنگار و ہرمز و فرامرز اب انکو
تو اسی حالت مین چھوڑیے

جنبش داستان عجائب بیان سن تیز کو پہونچنا گل گلشن شجاعت سرو بستان جرأت و ہمت یعنی امیر ابوالعلا کی ملقب بہ حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار اور عمرو بن امیہ ضمری کا اور عیاریان کرنا عمرو کی اور کوہ بوقبیس پر خواجہ عبد المطلب سے پوشیدہ امیر کو لیجانا عمرو کا اور مار ڈالنا دونون پہلوانون کا یہ شرارت عمرو اور خفا ہونا خواجہ عبد المطلب کا عمرو بن امیہ ضمری پر بیان کی جاتی ہی

پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ — جوانی کی پیری مین ہو پھر امنگ
پلا ساقیا تازہ تازہ شراب — زلال کہن سے ہو اب اجتناب
کوئی جام پیلون تو ہو کچھ سرور — بتا ساقیا دور کیون ہے دور
یہ کیسی لگی آگ میخانے کو — کہ بھرتا نہین میرے پیمانے کو
تو اب ساقیا کیا ہی استاد ہے — ارے عہد طفلی نہین یاد ہے
نہ دکھلا مجھے ساقیا شوخیان — کہ ہے تجھسے آگاہ سارا جہان
سحر رات جاکے خلش دور ہو — ضیا بار جلدی کہین نور ہو

غزل
بلبل کو سازوار ہو موسم بہار کا — عہد شباب ہمکو مبارک ہو یار کا
رہتا ہے چار فصل مین موسم بہار کا — دامان زین چھپا ہے جو اُس شہسوار کا
سودا ہوا ہے مرغ جنون کے شکار کا — پیسندا بنا رہا ہون گریبان کے تار کا
گلچین کے ہاتھ سے لیے کھٹکا ہے خار کا — کشتہ تنگ فراخی محبوب کا ہون مین
گیسو ہین قرب آئینۂ روے یار سے — ڈانڈا ملا ہوا ہے حلب سے تتار کا
باغ طلسم چہرۂ رنگین ہے یار کا — ہے عرش پر دماغ ہمارے غبار کا
اللہ سے دعا ہے یہی عندلیب کی — نازک ہے سنگ شیشہ سے میرے قرار کا

بیت فسون ساز افسانۂ دلپذیر زقم کردۂ خامۂ بے نظیر ✤ پرورش یافتگان کنار دایۂ طراری و ابجد خوانان مکتب عیاری اشہب قلم تیز رقم کو میدان بیان مین یون جولان کرتے ہین کہ جب امیر کشور گیر ابو العلاء مکی ملقب بہ صاحبقران زمان ثانی سلیمان اور عیاران عیار طرار و خنجر گذار عمرو بن امیہ ضمری نے آغوش ملکہ عادیہ بانو مین ناز و نعم پرورش پائی سن و سال اُس آفتاب آسمان علم و کمال اور اُس اختر فلک عیاری کا دو دو اڑھائی اڑھائی برس کا ہوا اور وہ سب لڑکے بھی اُسی قدر عمر کے ہوئے اور مقبل وفادار کا بھی اتنا ہی سن ہوا آپس مین یہ سب کھیلتے پھرتے تھے بازی طفلانہ کرتے تھے مگر عمرو بن امیہ ضمری پہلے ہی سے نہایت شریر اور بد ذات تھا ہر کھیل مین فریب و عیاری کیا کرتا تھا چنانچہ رات کو یہ دغابازی کرتا تھا کہ جب سب سو رہا کرتے تھے اور ملکہ عادیہ بانو بھی سو جایا کرتی تھین تو یہ چپکے سے اُٹھتا تھا اور بچون لڑکون عورتون کے زیور اُتار لیا کرتا تھا کسی کی انگوٹھی کسی کا چھلا کسی کی جوڑی کسی کی بالی بجلی کسی کی کوئی چیز کسی کی کوئی چیز چرا چرا کر ملکہ عادیہ بانو کے سرہانے تکیہ کے نیچے رکھ دیتا تھا اور آپ اپنے بستر پر سو رہتا جب صبح ہوتی ہر ایک شخص اپنی شی گم شدہ کو ڈھونڈھنے لگتا غل مچانے لگتا کہین پتا نہ لگتا جب ملکہ عادیہ بانو اپنا تکیہ اُٹھاتین دیکھتین نیچے تکیہ کے سب چیزین رکھی ہین ملکہ عادیہ بانو حیران ہوتین اپنے دل مین کہتین کہ یہ کسنے حرکت ناشایستہ کی کہ پلنگ پر میرے تکیہ کے نیچے یہ سب چیزین چرا کر رکھدین ایک ایک سے ملکہ عادیہ بانو کو ندامت اور شرمندگی ہوتی تھی آنکھ سامنے نہین کرتی تھین سب سے قسمین کھا کھا کر کہتی ہین کہ مین مطلق آگاہ نہین کہ یہ کسنے شرارت اور بد ذاتی کی ہے میرا لڑکا ماشاء اللہ ابھی آرام کر رہا ہے اور عمرو بھی سو رہا ہے وہ سب لوگ کہتے تھے آپ اپنی طرف گمان نہ لیجائیے ہمکو مطلق آپ کا خیال نہین خدانخواستہ بھلا آپ کیا ایسا کیجیے گا مگر ملکہ عادیہ بانو کو انتہا کی خجالت ہوتی تھی ہر روز ایسا ہی اتفاق ہوا کرتا تھا گھر بھر مین سب پریشان ہین ملکہ عادیہ بانو کو ندامت سے رنج و ملال رہتا ہے اور یہ معما کسی طرح نہین کھلتا ہے کہ کسکی شرارت اور بد ذاتی ہے اب گھر مین اکثر لوگ چشمک اور چپکے چپکے باتین کھسر پسر کیا کرتے ہین ایک روز اتفاق روزگار ملکہ عادیہ بانو اس ارادے سے کہ آج ضرور جستجو کرکے دیکھونگی کہ یہ کون ہے جو ہر کسی کی چیز چرا کر میرے سرہانے تکیہ کے نیچے رکھ جاتا ہے اور مجھکو ندامت سے رنج و ملال دیتا ہے آنکھین بند کیے ہوئے چپکی پلنگ پر لیٹی رہین جب نصف شب گذر گئی تو دیکھا کہ عمرو بن امیہ ضمری اپنے بستر خواب سے اُٹھا اور

کی چیز چرانے لگا کسی کے ہاتھ سے انگوٹھی چھلا اُتار لیا اور کسی کے کان سے بالی بجلی اُتار لی کسی کی چوڑی اور کنگن
کڑا کسی کا اُتار اسب لا لاکر سرہانے اپنی دایہ ملکہ عادیہ بانو کے رکھا پس ملکۂ عادیہ بانو اُٹھین اور جلدی سے سب
کو بیدار کر دیا اور کہا کہ صاحبو دیکھو تم لوگون کی چیزون کا یہ چور ہی آج میرے دل کو اطمینان و قرار ہوا مین اپنے
دل ہی دل مین شرم کے مارے کٹی جاتی تھی مین خود بخود اپنی طبیعت سے چور بنی جاتی تھی پھر عمرو کو ہاتھ
پکڑ کے کھینچ لائین اور دو چار طمانچے ہلکے ہلکے عمرو کے مارے اور بہت خفا ہوئین عمرو کے مار کھانے سے جھوٹ موٹ
رو دیئے تھے یعنی مطلب یہ تھا کہ عمرو کو نہ مارو اور تکلیف نہ دو جب خواجہ عبد المطلب سنتے تھے کہ عمرو پیٹا ہے
ملکہ عادیہ بانو سے عمرو کے بارے مین سعی کرتے تھے کہ عمرو کو نہ مارا کیجیے مین بوجہ محبت کرنے امیر کے اور
بسفارش خواجہ بزرجمہر کے اسے بہت چاہتا ہون الغرض اسی طرح ہر روز عمرو بن امیہ ضمری ایک نہ ایک
شرارت اور بدذاتی اور عیاری کیا کرتا تھا کہ لوگ سب ہنستے تھے اور عادیہ بانو خفا ہوا کرتی تھین اور خواجہ
عبد المطلب بھی نصیحتانہ اکثر گوشمالی آہستہ سے کر دیتے تھے کبھی گھرک دیا کرتے تھے حمزہ اسکی حرکتون
پر ہنسا کرتے تھے اور سفارش کر کے عمرو کو بچا لیا کرتے تھے مار نہ کھانے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ بھائی
تم ایسی حرکتین نہ کیا کرو تم پر جب خفگی ہوتی ہی ہمکو رنج ہوتا ہی جب تمکو مار پڑتی ہی ہمارا دل دُکھتا ہی آپ کو
ہمین صدمہ دیتے ہو عمرو کہتا تھا کہ ای حمزہ ہمارا دل نہین مانتا جب دل مین کسی مذاق اور دل لگی کا خیال
آجاتا ہی پھر نہین رہا جاتا ہی اس مین خفگی ہو یا مار پڑے غرضکہ اسی لہو و لعب مین کھیل کود کے پانچ پانچ برس کے
ہوئے خواجہ عبد المطلب نے بسم اللہ کی ایک مولوی قبیلۂ بنی امیہ سے کہ نام اُسکا مولوی حرمان تھا
اُسکو نوکر رکھا اور امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران اور اُنکے ساتھ عمرو اور مقبل کو بھی پڑھنے بٹھایا ایک مکان مکتب
کا مقرر کیا اور ان لڑکون مین سے جو بارہ ہزار لڑکے امیر کے ساتھ پیدا ہوئے تھے اور امیر حمزہ صاحبقران کے
سبب سے پرورش پاتے تھے دس بارہ لڑکے شریف لائق منتخب کر کے حمزہ و عمرو و مقبل کے ساتھ مکتب مین پڑھنے
کو بٹھائے کہ امیر کا دل بہلیگا لڑکون کے ساتھ پڑھینگے اور ابوجہل وغیرہ بھی اُسی مکتب مین پڑھنے کو بیٹھے امیر
بانوقیر حمزہ صاحبقران زمان بسبب ذہانت سبق ادق بھی بہت جلد یاد کر کے فرصت پا جاتے تھے اور سب لڑکے
دن بھر پڑھا کرتے تھے اور عمرو تمام دن ادہر ادہر پھرا کرتا تھا اور کسی طرح سبق یاد نہوتا تھا مولوی صاحب کی
گھڑکیان کھایا کرتا تھا خفگی اٹھایا کرتا تھا عمرو کے سبب سے سب لڑکون کو دیر مین چھٹی ملا کرتی تھی
اور جسوقت عمرو شوخی کرتا اور مولوی صاحب تعذیر دینے کا ارادہ کرتے تھے حمزہ صاحبقران سفارش
کر کے بچا لیتے تھے اور جب مولوی کو زیادہ غصہ آتا تھا ابوجہل سے کہتے تھے کہ تم اسکی گوشمالی کرو عمرو
بوجہل سے کہتا تھا بھائی بوجہل ذرا آہستہ سے ہمارے کان پکڑا کرو جسدن ہماری باری آئیگی تو
پھر ہم تمکو بہت پٹوائینگے کہ عمر بھر یاد کرو گے مولوی صاحب نے یہ قاعدہ منضبط کیا تھا کہ آٹھوین روز ہر
جمعرات کو لڑکے اپنے اپنے گھر سے مٹھائی مولوی صاحب کے واسطے لایا کرتے تھے مگر عمرو بن امیہ ضمری
مٹھائی نہ لاتا تھا ابوجہل اکثر کہتا تھا جناب مولوی صاحب ہر جمعرات کو اور سب لڑکے مٹھائی لاتے ہین ہم
بھی لاتے ہین حمزہ کے بھی گھر سے مٹھائی آیا کرتی ہی مگر کیا سبب ہی جو عمرو مٹھائی نہین لاتا آپ خود اُس سے
کہکر مٹھائی کیون نہین منگاتے مولوی صاحب اکثر عمرو سے کہا کرتے تھے ارے عمرو سب لڑکے مٹھائی لاتے
ہین تو نہین لاتا یہ کیا سبب ہی اپنی مان سے کہدینا کہ تم بھی آٹھوین دن ہر جمعرات کو مٹھائی بھیجا کرو چنانچہ

ایک روز جمعرات کے دن سب لڑکے مٹھائی لائے اور امیر با توقیر کے والد بزرگوار نے بھی مٹھائی بھیجی مولوی صاحب
نے عمرو سے کہا کہ ارے لڑکے تو بھی مٹھائی لا عمرو نے کہا بہت خوب مجھکو تھوڑی دیر کے لیے چھٹی دیجیے تو
مٹھائی جاکے لاؤں یا دوپہر کو جسوقت کھانا کھانے جاؤنگا آپ کے واسطے مٹھائی لیتا آؤنگا مولوی صاحب
نے کہا بہتر ہے دوپہر کو مٹھائی لانا غرضکہ جب دوپہر آئی اور سب لڑکے کھانا کھانے کو گئے عمرو بھی حمزہ کے ساتھ
گھر آیا حمزہ کو محل میں داخل کرکے پھر گیا اور مولوی صاحب کی نئی کفش طاق پر رکھی تھی اُسے چپکے سے
اُٹھا لایا اور بازار میں حلوائی کی دکان پر جاکے کہا کہ یہ کفش مولوی صاحب نے بھیجی ہے اور کہا ہے کہ پانچ
روپیہ کی مٹھائی بہت عمدہ دے دو جب میں آؤنگا روپیہ دے دونگا حلوائی نے کہا کہ اے عمرو مٹھائی لو
اور کفش بھی مولوی صاحب کی لیتے جاؤ وہ روپیہ دیجائینگے عمرو نے کہا کہ نہیں کفش رہنے دو نہیں
تو مولوی صاحب خفا ہونگے حلوائی نے کہا تمہیں اختیار ہے یہ کہکے اُسنے پانچ روپیہ کی ہچمپیل مٹھائی
بہت عمدہ تولدی عمرو نے مٹھائی کا ٹوکرہ لاکر مکتب میں رکھا اور دو ڈلیاں بڑی بڑی چھانٹ کر ورق
نقرہ لگی ہوئی اُس میں جمالگوٹے بہت سے ملاکر اوپر مٹھائی کے رکھدیں اور ٹوکرہ مٹھائی کا مکتب میں چھوڑکر
جاکے حمزہ صاحبقران کو در دولتسرا سے ساتھ لئے آیا اور کہا کہ بھائی مولوی صاحب کے واسطے
آج میں مٹھائی لایا ہوں مولوی صاحب سوکے اُٹھیں تو پیش کروں جسوقت مولوی صاحب سوکے
اُٹھے پوچھا لڑکوں سے کہ یہ ٹوکرہ مٹھائی کا کیسا ہے بوجہل نے کہا کہ عمرو مٹھائی لائے ہیں عمرو نے کہا
کہ جی ہاں والد مٹھائی لائے تھے بلکہ اُنکے ساتھ ایک دوست اُنکے اور بھی تھے والد مٹھائی کا ٹوکرہ دے کر
کہہ گئے تھے کہ جب مولوی صاحب سوکے اُٹھیں تو یہ ٹوکرہ مٹھائی کا دے کر کہنا کہ اس مٹھائی پر درویش
کفش شاہ کی نذر دے کر آپ سب کو بانٹ دیجیے گا اور میرا حصہ اور میرے دوست کا حصہ لیتے آنا
مولوی صاحب خوشی خوشی اُٹھے اور مٹھائی پر درویش کفش شاہ کی نذر دے کر عمرو سے کہا کہ یہ درویش
کفش شاہ کون ہیں عمرو نے کہا کہ میں نہیں واقف کہ یہ کون ہیں سنتا ہوں کہ کوئی اگلوں پچھلوں میں
سے ہیں مولوی صاحب چپ ہو رہے کہ کوئی ہونگے ہمیں کیا مطلب ہے اور وہی دونوں ڈلیاں
مٹھائی کی بڑی بڑی ورق کی جو اوپر رکھیں تھیں پہلے ہی مولوی صاحب نے غپ غپ کھاکے نوش جان
کیں وہ مٹھائی کاہش جان ہو گئی شعر واے نادانی از وفور طمع ✤ جان شیرین بہ تلخی اجل است ✤ پھر وہ
مٹھائی تھوڑی سی سب لڑکوں کو تقسیم کی عمرو کو تین حصے دیے ایک عمرو کا ایک عمرو کے باپ کا ایک
عمرو کے باپ کے دوست کا اور باقی مٹھائی اپنے گھر بھیجدی وہاں سب لڑکے بالوں نے کھائی اُستانی جی
نے بھی وہ مٹھائی کھائی یہاں مولوی صاحب کو گھڑی بھر کے بعد دست آنا شروع ہو گئے اُن
دونوں ڈلیوں نے مٹھائی کی آگ لگادی بدن میں بعض مقام پر چھالے پڑ گئے عجب حال ہوا ضعف
کمال ہوا مگر دست آنا کسی طرح موقوف نہیں ہوتا یہاں تک کہ اب پاخانے تک جانا دشوار ہے کوئی
لڑکا ہاتھ پکڑکے لیجائے تو جائیں جب عمرو نے مولوی صاحب کا یہ حال پر ملال دیکھا امیر سے کہا
اے بھائی حمزہ مولوی صاحب مرجائینگے اب جینگے نہیں تم کہدو مولوی صاحب سے کہ ہمارے یہاں
جب کسی کو دست آتے ہیں تو اُسکو دہی پلواتے ہیں فوراً دست بند ہو جاتے ہیں آپ بھی دہی منگواکر
پی لیجیے حمزہ صاحبقران نے کہا اے بھائی عمرو کیا کچھ تمنے مولوی صاحب کو مٹھائی میں کھلا دیا ہے

عمرو نے چپکے سے کہا کسی سے کہنا نہین مین نے جمالگوٹے مٹھائی مین ملا کر دیدیے ہین اُسکا یہی علاج ہی کہ اگر
مولوی صاحب دہی پی لین ابھی اچھے ہوجائینگے حمزۂ صاحبقران نے کہا ای بھائی عمرو تم ہمکو رنج دیتے ہو
ان حرکتون پر تمکو مار پڑیگی ہمارا دل دُکھیگا ہمکو رنج ہوگا بھائی عمرو یہ باتین خدا کے لیے چھوڑ دو عمرو نے
کہا بھائی حمزہ یہ باتین تو اب نہ چھوٹینگی تم مولوی صاحب کو دہی تو پلوا دو نہین مرجائینگے حمزۂ صاحبقران
نے مولوی صاحب سے کہا کہ جناب ایک دوا مجکو معلوم ہی آپ اُسکا استعمال کیجیے اسی وقت اچھے ہوجایے گا
اکثر میرے یہان دستون کا یہی علاج ہوا کرتا ہی آپ میٹھا دہی ابھی منگوا لیے اور اُسکو گھول کے پی لیجیے
مولوی صاحب بیچارے اس حال مین مضطرب کمال تھے کہا اچھا منگواؤ عمرو کو بازار بھیجو وہ جلدی دوڑا جاے اور سیر بھر
میٹھا دہی مول لے آئے فوراً عمرو بازار گیا اور سیر بھر دہی خرید کر لایا مولوی صاحب کو پانی مین گھول کر
پلایا پیتے ہی دہی کے کلیجے مین ٹھنڈک پہونچی تسکین ہوگئی دستون کا آنا موقوف ہوگیا اب حواس بجا ہوئے
تیسرے پہر کو لڑکون کو چھٹی دی آپ بھی کپڑے پہن کر گھر کو چلے دیکھا تو کفش نہین ہی ہر روز طاق پر کفش
رکھدیا کرتے تھے اور آپ مکتب مین کھڑاؤن پہنے رہتے تھے تمام مکتب مین تلاش کی جب کفش کہین نہ ملی
ناچار مجبور وہی کھڑاؤن پہنے ہوئے گھر چلے گئے کفش پہنے ہوئے چار پانچ روز گذرے تھے اسکا بھی خیال
تھا کہ اب روپیہ پاس نہین اسوقت کفش کہان سے بنی جاے ننگے پانون رہے خیر جو کچھ قسمت کا لکھا یہ
سوچ کر چلے بازار مین جب پہونچے حلوائی اپنی دُکان پر بیٹھا ہوا تھا اُسنے پکار کے کہا جناب مولوی صاحب
یہ آج آپ نے خلاف معمول کیا کیا کہ نئی کفش میرے پاس بھیجی اور مٹھائی منگوالی اگر آپ کفش نہ بھیجتے اور
مٹھائی منگوا لیتے تو کیا مین نہ دیتا آپ کے واسطے یہ بات نہین ہی جب آپ کو دو چار روپیہ کی ضرورت ہوا کرے
بے تامل منگوا لیا کیجیے مولوی صاحب نے کہا کفش کہان ہی اور کون لایا تھا حلوائی نے وہ کفش لاکر آگے
رکھدی اور کہا کہ وہ کالیا لونڈا جسکا نام عمرو ہی وہ لایا تھا اور وہی مٹھائی بھی لیگیا مولوی صاحب نے کہا
کہ او کمبخت بدذات میری کفش رہن کرکے مٹھائی لایا تھا اور مجھسے یہ دغابازی کی کہ کہا میرا باپ مٹھائی دے
گیا ہی اسپر نذر درویش کفش شاہ کی دیدیجیے اُسکے کہنے سے نذر دے کر مین نے بھی دو ڈلیان مٹھائی کی کھا
لین ابھی بھائی نہین معلوم اُس مٹھائی مین کیا ملا دیا تھا کہ دو ڈلیان کھاتے ہی دست آنا شروع ہوئے
اس قدر دست آئے کہ میرا غیر حال ہوگیا جب حمزۂ صاحبقران نے دہی پلوایا ہی تو دست بند ہوئے حلوائی
یہ سُنکے ہنسنے لگا اور اکثر راہ گیر بھی کھڑے ہوگئے وہ بھی سُنکے ہنسنے لگے مولوی صاحب نے کفش تو پانون
مین پہنی اور نعلین چوبی اُٹھا کر بغل مین دبائی اور دولتسرا خواجہ عبدالمطلب پر آئے اور خواجہ کو بلا
کے یہ سارا احوال سنایا کہا جناب اس لڑکے نے میرا ناک مین دم کیا ہی آپ کا حکم زد و کوب کا نہین ہی
مین اس لونڈے سے بہت عاجز ہون مجکو کچھ بن نہین پڑتا وہ فقرے اور وہ باتین کرتا ہی کہ بڑے بڑون
کے ہوش اُڑتے ہین یہ سُنکے خواجہ عبدالمطلب ہنسنے لگے اور کہا کہ کیا کرون کس کس طرح مین بھی اُسکو گھُرکتا
ہون خفا ہوتا ہون مگر نہین مانتا جب مارنے کا قصد کرتا ہون حمزہ اُسکی سعی و سفارش کرتے ہین بیدل ہو کے
آبدیدہ ہوتے ہین یہ کہکر خواجہ عبدالمطلب نے مولوی صاحب کو وہ پانچون روپیہ دیے اور کہا کہ حلوائی کو
دیدیجیے گا مولوی صاحب نے کہا ذرا عمرو کو میرے سامنے بلوا کے گوشمالی تو کیجیے خواجہ عبدالمطلب
نے عمرو کو بلوا کے کہا کہ دیکھ تو یہ مولوی صاحب تیری کیا شکایت کرتے ہین تو نے کیا حرکت نالائق کی

کفش مولوی صاحب کی یہان رہن کرکے پانچ روپیے کی مٹھائی لایا عمرو نے کہا کہ مجھسے روز تقاضا مٹھائی کا کرتے
تھے کہتے تھے کہ سب لڑکے مٹھائی لاتے ہین تو بھی مٹھائی لا مین کہان سے مٹھائی لا کے مولوی صاحب کو دیتا
آخر مین نے یہ حرکت کی مٹھائی لاکر اس طرح سے مولوی صاحب کو دی اور مولوی صاحب سے پہلے ہی کہدیا
تھا کہ جناب درویش کفش شاہ کی نذر و ہدیہ ہے خواجہ عبدالمطلب نے کہا اے مولوی صاحب آپ اُس
سے کیون مٹھائی مانگتے تھے بھلا وہ کہان سے لاکر دیتا مین مٹھائی ہمیشہ بھیجتا ہون یا انہین اُنکو
آپ ان دونون کی طرف سے سمجھیے یہ سُنکے مولوی صاحب چپ ہوئے اور جاکر حلوائی کو وہ پانچون روپیے
دیئے پھر گھر کو روانہ ہوئے غرضکہ دوسرے دن صبح کو عمرو نے حمزہ صاحبقران زبان سے کہا اے بھائی
حمزہ آؤ پڑھنے کو چلو آگے آگے حمزہ صاحبقران پیچھے پیچھے عمرو سر جھکائے ہوئے بغل مین کتابین دبائے
لیے ہوئے مکتب مین آئے مولوی صاحب کو سلام کرکے پڑھنے کو بیٹھ گئے اتفاقاً ایک روز خواجہ
عبدالمطلب کے یہان سے ایک خوان کھانے کا جس مین بہت عمدہ عمدہ لذیذ کھانے تھے کستا خوان
پر کسا ہوا آگئے مولوی صاحب کے آیا مولوی صاحب نے کہا کہ کوئی لڑکا ایسا ہی کہ یہ کھانا ہمارے
گھر پہونچا آئے عمرو کھڑا ہو گیا کہا کہ اگر حکم دیجیے تو مین یہ خوان دولتخانہ پر آپ کے پہونچا آؤن مولوی
صاحب نے کہا شاباش مرحبا مگر بھائی اس خوان کو کھولنا نہین اس مین ایک مرغ زرین پر اور لعلین چشم
یاقوت منقار طیار بند ہی اگر تم خوان کو کھولوگے تو وہ مرغ اُڑ جائیگا منہ دیکھ کے رہجاؤگے کچھ ہاتھ نہ
آئیگا عمرو نے کہا حضور پیر کی کیا مجال ہی مین کیون کھولنے لگا جو مرغ زرین اُڑ جائیگا یہ کہکر عمرو نے وہ
خوان طعام لذیذ اپنے سر پر رکھا اور مولوی صاحب کے گھر چلا راہ مین ایک گوشہ تجویز کرکے ٹھہرا اور خوان
طعام سر سے اُتار کے رکھا کستا کھول کے دیکھا تو اُس مین کیسے کیسے عمدہ کھانے ایک قاب مین پلاؤ گرما گرم
ترتراتا اور ایک قاب مین زردہ زعفرانی رنگ کا اور ایک قاب مین سفیدہ قند کا ورق اُسپر لگا ہوا جھلی دار
بھرا ہوا ایک پلیٹ مین متنجن بہت عمدہ ایک پلیٹ مین مزعفر پیالون مین کئی رنگ کا سالن تلے ہوئے
آلو اور تلی ہوئی اروییان گھی کے مارے ایک پیالے مین قورمہ ایک طشتری مین میتھی کا ساگ قیمہ گوشت
ایک پیالے مین دوپیازہ کلیجی کے کباب شامی کباب گولر کباب باقرخوانی شیرمال پانچ سیر کا جوڑا بالائی قریب
آدھ سیر کے اچار مربہ کئی کئی طرح کا پھول ڈبار آٹے کی چپاتیان نرم نرم میدے کے پراٹھے تر بہ تر
گھی مین ایک خاصدان مین سفید پانون کی گلوریان چاندی کے ورق اُس مین سونے کی کیلین لگی ہوئی
رکھی ہوئی ہین یہ سب سامان عمدہ عمدہ کھانے کا خوان مین دیکھکر منہ مین پانی بھر آیا جی للچایا خوان کے پاس
اُکڑون بیٹھ گئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر کھانے لگے تھوڑا تھوڑا کھانا سب مین سے نوش جان کیا کچھ پلاؤ
کھایا کچھ زردہ کھایا کچھ سفیدہ کچھ متنجن کچھ مزعفر اچار مربہ بالائی سب نوش کر گئے باقرخوانی اور شیرمال
اور پراٹھے چپاتیان سالنون کے ساتھ بہت سی ستیاناس کین کباب سب روکھے روکھے اُڑا گئے خوب
تنکے کھانا کھاکر کہین جاکر پانی پیا دو تین ڈکارین زناٹے کی لین شکر خدا کیا گلوریان ورق لگی ہوئی سب
چباکر تھوک دین اور کیلین سونے کی ڈبے مین رکھین جو کچھ بچا کتون کو تو تو کرکے بلایا اور جھوٹا کھانا
سب اُنکے آگے ڈالدیا جب اُن کتون کے کھانے سے بھی بچ رہا زمین کھود کے اُسی جگہ گاڑ دیا اور ظروف
چینی اور بلورین سب اُسی خوان مین رکھکر اور کستا اوپر سے کسکر مولوی صاحب کے گھر پر وہ خالی خوان

لیکر یہ بچے اور اُستانی جی سے کہا کہ لیجیے یہ خوان کھانے کا مولوی صاحب نے بھیجا ہے اور کہدیا ہے کہ اس مین ایک مُرغ زرین پرند ہے ابھی کھولنا نہین جب مین آؤنگا تو اسے کھولونگا اور اس مین کھانا بہت افراط سے ہے ہمسایہ مین اپنے کہدینا کہ آج کھانا نہ پکائین ہمارے یہان کھانا بہت سا آیا ہے تمھارے یہان بھی بھیجدینگے عمرو یہ کہکر خوان مولوی صاحب کے گھر مین دے کر چلا آیا اور مولوی صاحب سے آکر کہا جناب مولوی صاحب یہ خادم حضور کے گھر مین خوان اہانتاً پہونچا آیا جب مولوی صاحب نے سب لڑکون کو چھٹی دی حمزۂ صاحبقران آگے آگے پیچھے پیچھے عمرو بغل مین کتابین دبائے دولتسرا حمزہ پر آکر دونون کھیل کود مین مصروف ہوگئے یہان مولوی صاحب لڑکون کو چھٹی دے کر گھر کو چلے راہ مین ایک دوست سے ملاقات ہوگئی اُسسے باتین کرنے مین جو مشغول ہوئے شام ہوگئی مولوی صاحب گھبراے ہوئے گھر مین آئے گھر مین بچے کھانا مانگ رہے ہین مولوی صاحب کی بی بی نے مولوی صاحب سے کہا کہ آج تو صاحب تم خوب غافل ہوکر بیٹھے یہان بچے بھوک کے مارے تڑپ رہے ہین اسوقت تک مین نے بہلا بہلا کر رکھا علاوہ اسکے ہمسایے کے بچے بھی بھوکے ہین ہمسائے والے کتنے ہونگے کہ ہمکو خوب کھانے کے لیے نیوتا کہ بچے بھوکے روتے ہین اور ابتک کھانے کا کچھ سامان نہین ہے مولوی صاحب نے کہا کہ بھر تمنے خوان مین سے کھانا نکال کر بچون کو کیون نہ دیا اور مین نے یہ کب کہلا بھیجا تھا کہ ہمسائے مین اُن لوگون کو امیدوار کرنا اُستانی نے کہا کہ عمرو تاکید اً کہگیا تھا کہ خوان مین مُرغ زرین بند ہے کھولنا نہین نہین تو اُڑ جاویگا جب مولوی صاحب آئینگے تو خوان کھول کے کھانا نکالینگے اس مین کھانا بہت ہے ہمسایے مین کہدینا کہ آج کھانا نہ پکائین ہم آکے کھانا بھیجینگے اُسی طرح مین نے ہمسائے مین کہدیا مولوی صاحب یہ سُنکر خاموش ہورہے اور خوان کھانے کا کھولا تو دیکھا کہ خالی برتن خوان مین رکھے ہین ایک دانہ بھی نہین بس یہ دیکھتے ہی اُستانی اور بچے تو مایوس ہوگئے اور مولوی صاحب اُچھلنے اور غصہ کر کے کہنے لگے کہ عمرو کیا بدذات اور دغاباز ہے کہ ہمنے کھانا بھیجا وہ راستے مین سب کھاگیا غرض مولوی صاحب رونے پیٹتے غصہ سے منھ لال چقندر سا کرکے در دولت عبدالمطلب پر آئے اور کہا کہ بلاؤ تو عمرو کو کہان ہے وہ نامعقول میرے ساتھ دغابازی کرتا ہے شور غل ہوا خواجہ عبدالمطلب محل سے باہر تشریف لائے پیچھے پیچھے حمزہ اور عمرو پوچھا مولوی صاحب کیون خیر تو ہے کیا ہوا مولوی صاحب نے ساری حقیقت بیان کی عبدالمطلب عمرو پر بہت خفا ہوئے اور پانچ روپیہ مولوی صاحب کو دیے کہا کہ بازار سے کھانا منگوا کر آپ بھی اپنے یہان صرف کیجیے اور جن لوگون کو موعود کیا ہے انکو بھی کھلوا دیجیے یہ سنکر مولوی صاحب پانچون روپیے لیکر بازار سے کھانا خرید کر کے گھر مین لائے سب لوگون کو بھی تقسیم کیا آپ بھی کھایا اور کہا کہ کل عمرو کو کسی خطا پر خوب ماروںگا اسنے مجکو بہت عاجز کیا ہے غرضکہ صبح کو عمرو اور حمزۂ صاحبقران جو پڑھنے کو آئے مولوی صاحب نے کہا ابے او عمرو تو حرمزدگی اور بدذاتی نہ چھوڑیگا نہ تو سبق اچھی طرح یاد کرتا ہے نہ اپنی شرارت چھوڑتا ہے آج تمکو سزا کامل دیتا ہون یہ کہکے مولوی صاحب کوڑا لیکر اُٹھے بس حمزۂ صاحبقران بیتاب ہوگئے اور بیچ مین آکر کھڑے ہوے اور کہا کہ مولوی صاحب معاف کیجیے اب عمرو ایسی خطا نہ کریگا تو یہ کرتا ہے امیدوار ہون کہ میرے کہنے سے عمرو کو نہ ماریے مولوی صاحب حمزۂ صاحبقران کے کہنے سے عمرو کی زد و کوب سے باز رہے اور کہا کہ خبردار اگر اب پھر کبھی ایسی خطا کی تو مارے کوڑون کے کھال کھینچ ڈالونگا جا جلد سبق یاد کرکے سُنا عمرو چپکے کان دبا کے

سر جھکائے پڑھتے کو بیٹھا ہیر بانو نے چپکے سے کہا ای بھائی عمرو خدا کے لیے ایسی حرکتون کو چھوڑ دو ایسی باتین نہ کرو
ہمکو مار پڑتی ہی ہمکو صدمہ ہوتا ہی عمرو نے کہا بھائی حمزہ اب تو ہمسے یہ باتین نہ چھوٹینگی اور مولوی صاحب ہمکو مارا
کرتے ہین مین انکو چھوڑونگا اب یہ میرے ہاتھ سے بچکے کہان جاتے ہین ادھر ابوجہل سے بھی عمرو خار کھایا
کرتا تھا کہ مولوی صاحب عمرو کی کان گوشی ابوجہل سے کرایا کرتے تھے عمرو ابوجہل کی تاک مین تھا ایکروز
عمرو کو سبق پڑھانے مین ابوجہل نے مارا اور کان گوشی کی بس عمرو کے دل پر ٹھن گئی کہ آج ابوجہل کو بھی
پٹوانا چاہیے سوچتے سوچتے ایک مکاری ذہن مین آئی غرض جب دوپہر کو مولوی صاحب سو رہے اور سب لڑکے
اور ابوجہل بھی سو رہا عمرو چپکے سے اُٹھا اور ابوجہل کے ہاتھ سے انگوٹھی اُتاری اور چپکے سے مولوی صاحب کے
گھر پر پہونچا روزن در سے جھانک کر دیکھا کہ اُستانی جی اور لڑکے سو رہے ہین کنڈی دروازے کی بند ہی عمرو مکان
کی پشت پر آیا اور دیوار پر چڑھ کے مولوی صاحب کے گھر مین چپکے سے کودا سب پڑے ہوئے غافل سو رہے
تھے مولوی صاحب کی بیٹی کی کان سے بالی سونے کی اُتار لی اور ابوجہل کی انگوٹھی مولوی صاحب کی بیٹی کا
پاندان کھول کے بیچ کی ڈبیا کے نیچے رکھدی اور پھر چپکے سے اُسی طرح دیوار پھاند کے چلا آیا دیکھا مکتب مین ابھی
تک مولوی صاحب اور ابوجہل اور سب لڑکے سو رہے ہین مولوی صاحب کی بیٹی کی کان کی بالی ڈھبری کرکے
ابوجہل کے ہاتھ کی اُنگلی مین پہنادی اور خود چپکا ہو کر لیٹ رہا اپنے تئین بھی سب کے ساتھ سونے والون مین
ڈالدیا غرضکہ جب اُٹھنے کا وقت آیا مولوی صاحب اُٹھے اور سب لڑکے عمرو وغیرہ بھی اُٹھے ابوجہل کو اُس روز غفلت
نیند کی زیادہ تھی نہ اُٹھا مولوی صاحب نے اُسکو ہشیار کیا مولوی صاحب کی جو اُسکے ہاتھ کے اوپر نگاہ پڑی اپنی
بیٹی کی کان کی بالی دیکھی پوچھا ای ابوجہل تمھارے ہاتھ مین بالی کان کی کہان سے آئی ابوجہل نے کہا کہ مین نہین
جانتا کہ یہ بالی کسکے کان کی ہی اور میرے ہاتھ مین کیونکر آئی اور میری انگوٹھی جو ہاتھ مین تھی وہ کیا ہو گئی کیونکر غائب
ہوئی مولوی صاحب نے کہا کہ یہ بالی مین نے پہچانی میری لڑکی کے کان مین تھی ابوجہل یہ تقریر مولوی صاحب
کی سنکر کانپنے لگا عمرو نے کہا جناب مولوی صاحب اگر آپ خفا نہون تو مین عرض کرون مولوی صاحب نے کہا کہ
تو صاف صاف بیان کرو عمرو نے کہا کہ روز دوپہر کو جب آپ سو رہا کرتے تھے ابوجہل چپکے اُٹھکے چلے جایا کرتے تھے
مجھے نہین معلوم کہ کہان جاتے تھے اور پھر چپکے آکے سو رہا کرتے تھے آج اتفاق سے جب ابوجہل اُٹھکے چلے مین
بھی انکے عقب مین چپکے چپکے چلا یہ آپکے مکان پر پہونچے اور ایک چھوٹی سی کنکری گھر مین پھینکی آپ کی صاحبزادی
ڈیوڑھی مین آئین پہلے تو دونون خوب ہم آغوش ہوئے راز و نیاز کی باتین ہوئین کہ وہ بیان کرنے کے قابل نہین
ہین پھر ابوجہل نے کہا کہ آج ہمکو تم اپنی کچھ نشانی دو آپ کی صاحبزادی نے کہا میرے پاس کیا ہی جو نشانی دون
یہ کہکر کان کی بالی اُتار کے دی کہا لو سوا اسکے اور کچھ میرے پاس نشانی نہین ہی وہ بالی انھون نے ڈھبری کرکے
ہاتھ کی اُنگلی مین پہن لی اور آپ کی صاحبزادی نے جو نشانی مانگی انھون نے انگوٹھی اپنی اُتار دی وہ انگوٹھی انھون
نے اپنے پاندان مین بیچ کی ڈبیا کے نیچے رکھی ہی آپ کا جی چاہے جا کر دیکھ لیجیے یہ سنتے ہی مولوی حرمان صاحب کا
منہ سرخ ہو گیا تن بدن مین آگ لگ گئی لپک کر ابوجہل کا ہاتھ پکڑا اور قلابے مین رسی سے باندھ کر لٹکا دیا
اور کوڑا لیکر سٹراک سٹراک مارنا شروع کیا ایک شور غل مکتب مین بلند ہوا اُدھر ہائی ہی اور تہائی ہی تو بہ ہو گی خدا
کے لیے چھوڑ دیجیے مین بے خطا ہون یہ سب غلط ہی مگر مولوی صاحب غصہ مین بھرے ہین کسکی سنتے ہین
آخرکار حمزہ نے اُسکی بھی سفارش کی اور مولوی صاحب سے ابوجہل کو بھی بچایا مولوی صاحب نے غصہ کے مارے سب کو

اُسی وقت چھٹی دیدی اور جھٹ پٹ کپڑے پہن کے گھر گئے اور جاتے ہی نہ کچھ پوچھا نہ کچھ دریافت کیا اپنی بیٹی کا پاندان کھول
کے بیچ کی ڈبیا کے نیچے سے انگوٹھی ابوجہل کی نکال لی اور بیٹی کو دکھائی کہ یہ انگوٹھی کسکی ہی اور تیرے پاس کیونکر آئی
جلد بتا نہین تو ہڈیان توڑ ڈالونگا اُس لڑکی نے کہا ابا جان مجھے نہین معلوم مین کیا جانون یہ انگوٹھی کسکی ہی اور میرے پاندان
مین کیونکر آئی اور کسنے رکھی مولوی صاحب نے اب تو نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ دیکھا لکڑی لیکے دھڑا دھڑ مارنا شروع کیا اور وہ لڑکی
کہتی تھی ای ابا جان خدا کی قسم مین اس انگوٹھی کا حال نہین جانتی مولوی حیران اب کسکی سنتے ہین دے دھما دھم
پیٹ رہے ہین اہلیانہ مولوی صاحب کی اُدھر غل مچاتی ہین ارے صاحب کچھ تم سٹری ہو گئے دیوانے ہوگئے ہو
لڑکی کو کیدن مارے ڈالتے ہو بس بس دیکھو اب سنبھلو جا بجا کھال پھٹ پھٹ گئی خون نکلنے لگا جوان لڑکی بیحال ہوئی
جاتی ہی مولوی حیران کی طبیعت جودت پر ہی مثل برق کے چمک رہے ہین جتنا جورو منع کرتی ہی اور زیادہ تیز
ہوکے چلے جاتے ہین کہتے ہین آج اس کو مار ہی ڈالونگا ادھر وہ لڑکی غل مچانے لگی دُہائی ہی ارے دوڑو محلے والو
یہ باپ جلاد مارے ڈالتا ہی ہاے مری اور واے مری جب تو اُس لڑکی کی ماں کے دل کو تاب نہ آئی پاس پہنچے
سرپیٹ کے گھونسے اور چلاتی ہوئی جھپٹی اور بھڑ دے موئے مونڈی کاٹے جوانا مرگ تجھپر خدا کی مار لڑکی کو
مارے ڈالتا ہی یہان وہ لڑکی غش کھاکے گری بیہوش ہوگئی ادھر سے جھپٹکے ادھر جھپٹے خسم کے تئیے جورو کے
ہاتھ مین جورو کے جھونٹے خسم کے ہاتھ مین پکڑ ہونے لگی آخر لڑتے لڑتے دونون گرے چونکہ جورو بھی مولوی
حیران کی نوی بات تھی کبھی خسم نیچے جورو اوپر کبھی جورو نیچے خسم اوپر گھڑی یہ حکمت دیتی ہی گھڑی وہ ٹکر دیتے ہین
تمام محلے والے جمع ہین عورتین جدا کھڑی ہین مرد بیچ بچاؤ کر رہے ہین لڑکے الگ ہنس ہنسکے تالیان بجا رہے
ہین گھر مین مولوی حیران کے ایک میلہ جمع ہی پہلوانی اور پہلوان دونون جٹے ہوئے ہین کسی طرح نہین چھٹتے
ہین سب رنگ کے آدمی گھر مین مولوی صاحب کے جمع ہوئے ہین کچھ دوست ہین کچھ دشمن ہین کچھ بیچ بچاؤ
کرتے ہین کچھ الگ کھڑے تماشا دیکھتے ہین کوئی ہنستا ہی کسی کو صدمہ ہی کوئی پھبتی کہتا ہی کوئی شرط بدرہا ہی
کوئی کہتا ہی مار بھگادے کوئی کہتا ہی نہ بھگادے ایک عجیب شور غوغا ہی کان دھرے آواز نہین سنائی
دیتی لڑکی بیہوش پڑی ہی ان دونون مین کشتی ہو رہی ہی زمین پر دونون غٹ پٹ ہین آخر کار عزیز
قرابتدار دوست آشنا غیر دشمن اپنے پرائے سب جمع ہوگئے بڑا ہجوم تھا سب نے ملکر بہزار دقت و خرابی
دونون کو چھڑا دیا الگ الگ کیا یہان کا حال سنیے کہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران اور عمرو بن امیہ ضمری جب
سے چھٹی لیکر آئے تھے لڑکون مین کھیل رہے تھے کھیلتے کھیلتے کچھ مولوی صاحب کا جو خیال عمرو کو آیا دل سے کہا
ای عمرو یہی موقع خوب ہی آج مولوی صاحب سے اور اُستانی جی سے ضرور پکڑ ہوئی ہوگی چل کے ذرا دیکھو تو اگر
بن پڑے تو اور کچھ شعبدہ کرو غرض عمرو نے دل سے یہ ٹھان کے حمزہ سے کہا ای بھائی حمزہ مین ابھی آتا ہون
تم یہین ٹھہرو ان لڑکون سے جب تک کھیلو مین ذرا مولوی صاحب کی خبر لینے جاتا ہون یہ کہکے جھپٹا پہلے
گھر پر مولوی صاحب کے پہونچا دیکھا کہ مولوی صاحب کے گھر مین میلہ لگا ہی خرد و کلان سیکڑون آدمی
جمع ہین لڑکی بیہوش پڑی ہی خون بہہ رہا ہی جورو خسم مین کشتی ہو رہی ہی عمرو یہ دیکھ کے ہنستا ہوا
بھاگا بازار مین ایک بساطی کی دکان پر آیا اُس بساطی سے کہا کہ جناب آپ کو آپ کے گھر مین بلایا ہی بی بی
کو آپ کی دست آیا بہت بُرا حال ہی فضل کا خیال ہی کہ آج کل آب و ہوا ناقص ہی ہیضہ کی شدت ہی
ذرا جاکے گھر کی خبر لیجیے اپنی بی بی کا کچھ تدارک کیجیے وہ بیچارہ بساطی سنتے ہی گھبرا گیا ایک شاگرد لڑکے کو

دکان پر بٹھا کے گھر کو دوڑا گیا عمرو بھی تھوڑی دور اُسکے ساتھ گیا راہ مین سے دوسری طرف سے ہوکر پھر بازار مین
پلٹ کر آیا اُنھین بساطی کی دکان پر آکے اُس لونڈے سے کہنے لگا کہ تمھارے اُستاد نے ایک بکس سوئیون کا مانگا
ہی وہان ایک خریدار آیا ہی اُسکے ہاتھ بیچینگے تمھارا جی چاہے دو تمھارا نہ جی چاہے نہ دو اگر بکس سوئیونکا دوگے
دے دونگا اور جو نہ دوگے کہدونگا کہ تمھارا شاگرد بکس مجکو نہین دیتا وہ آکے تمپر آپ ہی خفا ہونگے اُس لڑکے
نے کہا بھائی عمرو بکس سوئیونکا لو تمھین لیتے جاؤ ہمپر خفگی نہ دلواؤ عمرو نے کہا لاؤ عمرو لڑکے سے بکس
سوئیونکا لیکر چپیٹ کے مکتب مین پہونچا مکتب مین قفل دیا ہوا تھا دیوار پھاند کر آیا مولوی صاحب کا
بچھونا صاف کر کے درست کیا اور تمام بچھونے مین سوئیان کھڑی گاڑ دین اور آپ دیوار پھاند کر خدمت
حمزۂ صاحبقران مین آیا اور حمزہ سے کھیلنے لگا اُدھر کا حال سُنیے کہ مولوی حیران بیٹی کو مار پیٹ کر جورو سے لڑجھگڑ کر
مجروح و خستہ گھر سے بیزار ہو کر مکتب مین سونے کو آئے شام ہوگئی تھی تاریکی شب پھیل چکی تھی قفل در مکتب
کھول کر اندر آئے چراغ جلایا ضروریات دنیوی سے فراغت کر کے غصے مین بغیر کھانا کھائے سونے کا قصد
کیا چارپائی پر بے تحاشا بیٹھ گئے سوئیان چوتڑون مین گڑ کے گوشت کے پار ہوگئین اُف اُف کہکے چوتڑ اُٹھائے
پانون رکھدیے تلوون مین بھی سوئیان گڑ گئین آہ کر کے جھپ سے دونون ہاتھ چارپائی پر ٹیکدیے ہتھیلیون
مین بھی سوئیان چبھ گئین دلکو صدمہ پہونچا بیتاب ہوگئے دھڑ سے چارپائی پر گر کے لیٹ گئے پیٹھ مین تمام
سوئیان گڑ گئین پشت غربال ہوئی جلدی سے کروٹ لی پسلیون مین بھی سوئیان گڑین دوسری کروٹ
لی اُدھر کا پہلو بھی غربال ہوگیا اوندھے ہو گئے پیٹ اور سینے مین بھی سوئیان گڑ گئین ہاے ہاے کر کے رونے
لگے کہتے تھے کہ آج کا دن برا تھا صبح کو نہین معلوم کسکا منھ دیکھا تھا کسکا نام لیا تھا کہ ایسے ایسے صدمۂ عظیم ہوئے اور اذیت
پہونچی کہ نوبت ہلاکت کی ہی جیسے کہ ساہی کا جسم پرخار ہوتا ہی یہ کیفیت مولوی صاحب کے جسم کی از سرتاپا ہوگئی اُٹھنا
بیٹھنا کیسا اب حرکت کرنا مشکل اگر ذرا سی بھی لگان جسم غربال کو پہونچی یہ معلوم ہوا کہ کسی نے کلیجے مین برچھی بھونک
دی ہی فوراً اُٹھ بیٹھے گئے کرب زیادہ ہوگیا روح جسم سے مفارقت کرنے کو آمادہ ہوئی غرضکہ اسی کیفیت مین
وہ رات تمام ہوئی آثار صبح ظاہر ہوئے شب بھر سونا کیسا دم بھر صبح تک کسی پہلو آرام نہ ملا ادھر حمزۂ
صاحبقران بستر خواب پر بیدار ہوئے عمرو کو جگایا کہا ای بھائی عمرو پڑھنے چلو دھوپ نکل آئی ہی ایسا
نہو کہ مولوی صاحب خفا ہون عمرو نے کہا اچھا چلتے ہین ابھی تو سو کے اُٹھے ہین ہاتھ منھ دھولین تو چلین
عمرو مارپیٹ کے ڈر سے ٹالا بالا بتاتا ہی یہان سوا عرصہ ہوا جاتا ہی حمزہ کہتے ہین کہ بھائی عمرو دن چڑھ گیا ہی
ایسا نہو مولوی صاحب خفا ہون غرضکہ حمزۂ صاحبقران عمرو کو ساتھ لیے ہوئے آگے آگے آپ پیچھے پیچھے عمرو
کتابین حمزہ کی اور اپنی بغل مین لیے مکتب مین آئے مکتب کی کنڈی اندر سے بند تھی آواز دی مولوی صاحب
نے جواب دیا اور بہ صداے ضعیف کہا ای عمرو مین تو فرش خارستان و سوزستان مصیبت مین از سرتاپا
غربال پڑا ہون ہلنا تک دشوار ہی تو دیوار پھاند کے آ اور زنجیر کھولدے عمرو حمزہ سے کہتا ہی کہ جب لینے
مین آنے مین پہلوتہی کرتا تھا وہی معرکہ در پیش ہی خدا آج اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچائے ای بھائی
حمزہ تم بھی البتہ مدد کرنا دیکھیے کیا ہوتا ہی آج میری یا مولوی صاحب کی قضا آپہونچی ہی حمزۂ صاحبقران نے
کہا ای بھائی عمرو کیا آج ایسا معرکہ در پیش ہی کہ جس مین جان جانے کا پس و پیش ہی کچھ حال تو کہو تمنے
کون سی ایسی شعبدہ بازی کی جسکا ایسا ڈر اور خوف ہی عمرو نے کہا اب مکتب مین چلیے دیکھ ہی لوگے

بیان کرنے سے کیا فائدہ ہی حمزہ کو عمرو کی مار پٹنے کا خیال ہوا اپنی بھی دلکو نہایت دھڑکا ہی غرضکہ عمرو دیوار پھاند کر مکتب مین آیا اور نیچے
لٹکولدی حمزہ اور عمرو مولوی صاحب کے پاس آئے دیکھا کہ اونکا بدن سوئیون سے غربال ہی عمرو نے جیب سے کتابین بغل سے رکھدین اور
ہاے میرے مولوی صاحب ہاے میرے مولوی صاحب کہہ کہکر رونے لگا اور سوئیان جسم سے نکالنے لگا غرضکہ تمام جسم سے سب سوئیان
چن چن کے نکالین اور کہتا تھا ہاے میرے مولوی صاحب کیا کرون یہ کیا آپ کا حال ہوا تمام جسم غربال ہوا جو سوراخ سے نکلتا ہی خون کے فوارے
چھوٹتے ہین عمرو خون بھی پونچھتا جاتا ہی سوئیان بھی نکالتا جاتا ہی ہاے واے کرتا جاتا ہی دکھانے کو آنسو بھی بہاتا جاتا ہی الغرض
جب سوئیان سر سے پانوتک کی چن چن کر کھینچ کھینچ کر نکالین اور خون بھی کپڑے سے سب جگہ کا پاک کیا اب ذرا مولوی صاحب کے
حواس درست ہوئے مولوی صاحب نے کہا اے عمرو تو مجھکو جراح کے پاس لیچل فنس لا کہ مین سوار ہوکر جراح کے پاس چلون ان زخمونکا علاج کراؤن
عمرو نے کہا بہت اچھا یہ کہکے عمرو عبدالمطلب کے پاس آیا اور کہا کہ مولوی صاحب کی طبیعت علیل ہوگئی ہی فنس مانگی ہی حکیم جی
کے یہان جائینگے عبدالمطلب نے کہا فنس اوٹھا لیجاؤ عمرو کہارون کو لایا فنس وہان لاکر حاضر کی مولوی صاحب فنس مین
سوار ہوے جیتے جی چار کے کاندہے چڑھے کہار فنس اوٹھا کر لیچلے عمرو بھی چار یار ساتھ مولوی صاحب کے ہوا جب سواری
مولوی صاحب کی لیکر بازار مین آئے اوسی بساطی کی طرف سے کہار چلے عمرو نے کہا اے بھائی کہارو اس طرف سے نہ چلو پھر اوس
جراح کا ادھر سے دور پڑیگا پھیر کا راستہ ہی کہارون نے نہ مانا اوسی بساطی کی طرف سے فنس لیکر چلے وہ بساطی اور وہی لونڈا دکان پر
بیٹھا ہوا تھا اوس لونڈے نے کہا استاد جی وہ کالیا لڑکا عمرو وہ جاتا ہی جو سوئیون کا بکس مانگ لیگیا تھا اوس بساطی نے پھر کے
عمرو کو پہچانا آواز دی اے میان لڑکے وہ سوئیون کے بکس کے دام تو نہ دے گیا مجھسے کیسی دغابازی کی رہ تو تیرے امید سے
کہکر خوب تجھے پٹواونگا عمرو نے کہا کیا کہتے ہو کیسا سوئیونکا بکس مین کیا جانون کون سا لڑکا لیگیا بساطی نے دکان پر
سے اوترکے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا مین ابھی دام بکس کے لے لونگا ابھی سے مین خبر ہی کہ ابھی سوئیون کے بکس کے دام دیدے
گا اتنے مین فنس مولوی صاحب کی قریب آگئی مولوی صاحب نے پوچھا کیا ہی بساطی نے من وعن کیفیت عمرو کی دغابازی
کی بیان کی مولوی صاحب زانو پر اپنے ہاتھ مار کے کہنے لگے ارے عمرو تو ہی نے یہ جال پھیلایا غضب کیا کل سے مجھکو تونے
مارا مار اہی مر رہا ہون ہلاک ہو رہا ہون جانکنی مین پڑا ہون اب کھلا کہ یہ اوستادی اور بدذاتی ساری تیری تھی کیا عجب ہی
کہ وہ جملہ ابوجہل کی انگوٹھی کا تیرا شعبدہ ہو کھلا رہیگا او بچا جی آج کیسا تمکو درست کرتا ہون کہ زندگی بھر یاد کروگے عمرو نے کہا
مولوی صاحب یہ سب غلط اور جھوٹھ ہی میری خطا نہین ہی مین تو اس شعبدے سے آگاہ بھی نہین غرضکہ مولوی صاحب جراح
کے یہان سے ہوکر مکتب مین آئے یہان سب لڑکے اور ابوجہل بھی پڑھنے کو آچکے تھے مولوی صاحب نے حمزہ سے اور سب
لڑکون سے کہا کہ کل سے آجتک عمرو نے یہ شعبدہ بازی کرکے مجھکو مار ڈالا نوبت ہلاکت کی پہونچادی پھر ابوجہل سے کہا
ارے لڑکے اوٹھ تو سہی اس کالیے کو رسی سے باندھکر قلابے مین لٹکا دے ابوجہل اوٹھا مولوی صاحب اور ابوجہل نے
ملکر عمرو کو باندھا اور قلابے مین لٹکایا مولوی صاحب نے کوڑا ہاتھ مین اوٹھایا اور عمرو نے فریاد کی مولوی صاحب میری خطا
نہین ہی مین بے قصور ہون معاف کیجیے چھوڑ دیجیے عمرو کے رونے اور فریاد کرنے پر حمزہ کا دل بیچین ہوگیا اوٹھ کھڑے ہوے
بڑھکے کہا مولوی صاحب اب عمرو کی خطا کو بخش دیجیے عمرو کو رہا کر دیجیے یہ اب ایسی خطا نہ کریگا ادھر عمرو فریاد کر رہا ہی اور رو رہا ہی
ادھر حمزہ بیقرار اور بیچین ہین مولوی صاحب کو سمجھا رہے ہین مگر مولوی صاحب نہین مانتے آخر رسی مین عمرو کو باندھکر کوڑا
اوٹھایا اور سڑاک سے کوڑا عمرو کو مارا عمرو مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا حمزہ کی طرف دیکھ کے کہا اے بھائی حمزہ تم دیکھتے ہو
اور ہمارا یہ حال ہم پہونچا ہی اب ہم کوئی گھڑی کے مہمان ہین جان لب پر ہی دم نکلتا ہی حمزہ کا دل سینہ مین تڑپ گیا کہا
مولوی صاحب بس خدا کا واسطہ ہی عمرو کو اب نہ مارئیے گا مجھسے اپنے رفیق و دوست کا تڑپنا نہین دیکھا جاتا معاف کیجیے

چھوڑ دیجیے مولوی صاحب نے حمزہ کے کہنے کو نہ مانا اور پھر ہاتھ تان کے ایک کوڑا زناٹے سے مارا عمرو مچھلی کی طرح تڑپ کر پکارا
ای حمزہ یہ غلام اور نمکخوار تمہارا آپ سے صدقے ہو کر دنیا سے سدھارا یہ کہکر دھڑ سے زمین پر گر پڑا اور آنکھیں بند کر کے
ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر کے ڈال دیے حمزہ یہ حال اُسکا دیکھتے ہی بلبلا گئے اور بڑھ کے مولوی کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بس مولوی صاحب
خبردار اب عمرو کو نہ مارئے گا مجھسے تڑپنا عمرو کا نہیں دیکھا جاتا اب اُسکی خطا کو معاف کیجیے رسی سے کھولدیجیے
مولوی حرمان غصہ میں بھرے ہوئے اندھے ہو رہے تھے حمزہ کا ہاتھ غصہ سے جھٹک دیا اور کہا ہٹ جا حمزہ نہیں
تو تجکو بھی مار ڈالونگا تو ہی نے عمرو کو شہدے کا ایسا بنایا ہی بس ہاتھ کا جھٹکنا تھا کہ حمزہ کو جلال ابراہیمی آگیا ہاتھ غصہ
سے سرخ ہو گیا امیر با توقیر ابو العلا ارکنی حمزہ صاحبقران زمان نے زور جلال ابراہیمی سے دست راست تان کر
طمانچہ رخسارہ مولوی حرمان صاحب پر مارا پنجہ دست حق پرست نے نقشا شمشیر آبدار کا دکھایا مولوی صاحب کا منہ پشت
کی جانب پھر گیا تڑاق سے زمین پر گرے فوراً گرتے ہی دم توڑنے لگے یہاں حمزہ صاحبقران غصہ میں عمرو بن امیہ ضمری
کے پاس آئے چونکہ قلاب بلند تھا ہاتھ حمزہ صاحبقران کا نہ پہونچا رسی پکڑ کے زور سے جھٹکا مارا رسی کھٹ سے ٹوٹ گئی
عمرو کو جھٹ پٹ کھولدیا اور ہاتھ پکڑ کے اٹھایا عمرو بن امیہ ضمری زمین سے خاک جھاڑ کے اٹھ کھڑا ہوا مولوی صاحب
کی جو حالت دیکھی عمرو گھبرا گیا کہا ای حمزہ غضب ہوا مولوی صاحب تو مکتب اجل میں درس دینے گئے کتاب زیست
اُنکی ختم ہو گئی دفتر عمر دو روزہ پر قلم ملک الموت کا پھر گیا حمزہ صاحبقران زمان نے اب یہ تقاضائے طفولیت گھبرا کر
کہا ای بھائی عمرو اب کیا کریں عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ای حمزہ گھبراتے کیوں ہو اب جو کچھ کیا ہی اُسکو بھگتینگے ڈرنا کیسا
فرد دلیرم عزم سفر کر جدا از یاران + چہ کنم با دل مجروح کہ مرہم با دوست + آؤ ہم تم بھاگ چلیں کیا ہوا گیا کوئی مار ڈالیگا
ابوجہل اور لڑکوں نے بھی کہا کہ بھائی عمرو ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں اگر ہم گھر جائینگے تو ہمارے باپ ہمکو مارینگے عمرو نے
کہا تم بھی چلو پھر ڈر نہیں ہم تم سبکے رہبر ہوتے ہیں یہ کہکر مکتب سے عمرو اور حمزہ صاحبقران اور اُنکے پیچھے ابوجہل وغیرہ
چلے یہ سب لڑکے بھاگتے بھاگتے شہر کے باہر نکل گئے جاتے جاتے شام کو قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اُس پہاڑ پر عمرو
بن امیہ ضمری سبکو لیکر چڑھ گیا اُس پہاڑ کا نام کوہ بو قبیس ہی عمرو نے کہا کہ تم سب اسی پہاڑ پر رہو اب یہاں کوئی نہ آئیگا کسی کو
ہمارا پتہ نہ لگیگا غرضکہ عمرو اور حمزہ صاحبقران مع ابوجہل وغیرہ کے گھر بار چھوڑ کے اور تھے سب اُسی پہاڑ پر بھوکے پیاسے پڑ رہے
یہاں مولوی صاحب کے مرنے کی خبر اُنکے گھر میں ہوئی سب عزیز و اقربا آگئے اور مولوی حرمان کے لاشے کو مکتب سے اٹھا لیگئے اور در دولت
عبدالمطلب پر آئے یہاں عبدالمطلب خود ہی پریشان تھے کہ کیا سبب ہی کہ دن چھٹی کے وقت سے تجاوز کر گیا اور ابتک لڑکے اور حمزہ
و عمرو مکتب سے پڑھکے نہیں آئے آدمی بھیجے تھے کہ جلد مکتب میں جاؤ اور خبر لاؤ کہ حمزہ کہاں ہی ابھی تک کیوں نہیں آیا مارے دل
بیقرار ہو ہزار طرح کی تشویش ہو رہی تھی اتنے میں ایک آدمی نے آکے کہا کہ مولوی حرمان جو حمزہ اور عمرو وغیرہ کو پڑھایا کرتے تھے وہ مر گئے اُنکی نعش
اقربا اُنکے بطور فریادیوں کے لائے ہیں عبدالمطلب گھبرا کر باہر نکل آئے پوچھا اُن لوگوں سے کہ مولوی صاحب
کو کیا ہوا جو مر گئے اُن لوگوں نے کہا ہمکو بھی نہیں معلوم کیا ہوا کس صورت سے مولوی صاحب مر گئے اور اُن
لڑکوں کا بھی پتا نہیں ہی کہ وہ لڑکے کہاں ہیں نہ مولوی صاحب کے کسی عارضہ کا ثبوت ہوتا ہی کہ کس عارضہ سے
کس ضرب سے مرے عبدالمطلب نے جو غور کر کے دیکھا تو سوا ایک طمانچے کے اور کوئی نشان کسی جگہ نہ پایا
اور کوئی علامت مر جانے کی معلوم نہیں ہوتی سوچے کہ یہ طمانچہ کیا عجب ہی کہ حمزہ صاحبقران زمان کا ہو
مگر اس میں کوئی نہ کوئی سبب ہی حمزہ ایسا بے تہذیب نہیں ہی اور نہ اُنکے مزاج میں شوخی و شرارت ہی معلوم
ہوتا ہی کہ یہ سب شعبدہ بازی عمرو بن امیہ ضمری کی ہی خیر مصرع بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد + پھر

عبد المطلب نے اسی وقت سو لوہی صاحب متوفی کے عزیزون اور وارثون کو راضی کرکے بہت سا روپیہ خون بہا
کا دیکر رخصت کیا اور آدمیون کو شہر مین چار طرف حمزہ و عمرو بن امیہ ضمری کی تلاش مین بھیجا مگر کہین پتا نہ لگا
عبد المطلب کا فراق حمزہ صاحبقران مین عجب حال ہوا دانہ پانی چھوڑ دیا نہایت مضطر و پریشان در حزن مین
وہ رات تڑپ تڑپ کے آہ و زاری مین گذری بلکہ عادیہ بانو نے درد کے اپنا برا حال کیا مثل دیوانون کے ہو گئین
ماور حمزہ بصد گریہ و زاری اشکباری مین خود رفتہ ہوئین وہان تو عبد المطلب فراق حمزہ صاحبقران نامدار مین مضطر
و بیقرار ہین آدمی آٹھ پہر گلی گلی کوچہ کوچہ تلاش کرتے پھرتے ہین ہر ایک سے پوچھتے ہین مگر کہین پتا نہین لگتا یہان
کوہ بوقبیس پر حمزہ صاحبقران و عمرو بن امیہ ضمری و ابوجہل وغیرہ پتھر کی چٹان کو جھاڑ کر زیر سر پارہ سنگ
رکھکر سو رہے بڑی رات گئے حمزہ کی آنکھ کھلی عمرو کو جگایا کہا بھائی عمرو اب تو بہت بھوکے ہین بھوک کے مارے
نیند اڑ گئی کل صبح کے ہم تم سب کھائے ہوئے ہین عمرو نے کہا اے حمزہ اسوقت رات زیادہ گئی ہے اب کھانا ہاتھ آنا
غیر ممکن ہے اسوقت تو شکر خداے عز و جل سے سیر ہو تمہاری بھی زبان خشک تر کرو انشاء اللہ صبح کو تڑکے کھانا بہت عمدہ
لذیذ تمھین کھلاؤنگے حمزہ صاحبقران نے زبان سے آہ سرد بھر کے کہا خیر الحمد للہ غرض وہ رات بصد اضطراب سب لڑکون
نے کوہ بوقبیس پر گذری ناگاہ ستارہ سحری چمکا خوان نیر اعظم سمت مشرق سے نمودار ہوا روشنی مہر تابان چارطرف
پھیلی دھوپ نکل آئی عمرو بن امیہ ضمری اٹھا اور کہا اے حمزہ مین کھانا لینے جاتا ہون تم سب یہین جگہ بیٹھے رہنا
کہین جانا نہین مین ابھی آتا ہون یہ کہکے پہاڑ کے نیچے اترا اور وہان سے ایک قصاب کی دکان پر آیا اور کہا بھائی ایک
روده یعنی آنت چاہیے ہے اس قصاب نے ایک بڑی سی آنت عمرو کو دیدی عمرو وہ آنت لیے ہوئے صحرا مین آیا
وہان ایک عورت کہ نام اسکا بی بی زبیدہ تھا صحرا مین ایک چھپر ڈالکر رہتی تھی اور اسنے مرغیان بہت سی قریب
ساٹھ ستر اسی کے پال رکھی تھین انکے انڈے روز بیچا کرتی تھی وہی اسکی معاش تھی وہ مرغیان اسی صحراے سبزہ زار مین
دن بھر چرا کرتی تھین اور شام کو درختون پر چڑھکے بیٹھ رہا کرتی تھین بی بی زبیدہ ہر روز کھانا مرغیونکو دیا کرتی
تھی عمرو نے زبیدہ کی مرغیون کو تاکا وہی آنت نکال کے میدان مین پھیلا دی جو مرغی آنت چونچ سے پکڑ کے
کھانے لگی عمرو نے دوسرا سرا آنت کا پکڑ کے پھونکا وہ آنت پھول کے مرغی کے منہ مین پھنس گئی بس عمرو نے
آنت کھینچ کے مرغی پکڑ لی پھر آنت پھیلا دی غرضکہ اسی طرح سے پانچ چار مرغیان بی بی زبیدہ کی پکڑ کے تھیلے مین
ڈال لین اور دو چار کنکر پتھر زبیدہ کے چھپر پر پھینک مارے زبیدہ اندر سے غل مچاتی ہوئی کوسنے گالیان دیتی
ہوئی نکلی ارے غارت ہوئے موئے موذی کا لے تو کون ہے چھپر ترا نا ہو گیا ہے کیون چھپر کی ناس کیے ڈالتا ہے زبیدہ
یہ کہتی ہوئی چھپر کے اندر سے نکلی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی یہ دہنی طرف چھپر کے پیچھے چلی عمرو بائین طرف سے پھیر کھا کر
آئے جھپ سے چھپر مین گھس گئے زبیدہ کی پتیلیان توا دستپناہ چھکنی برتن انڈے سب کے سب آٹا گھی مصالح
نمک لیکر پشتارہ باندھکر چھپر کے اندر سے چل آئے جبتک زبیدہ ادھر سے پھر کے ادھر آئے عمرو نے لیکے سر پا
پھر پاکر کے پہاڑ پر چلے یا وہان آکر مرغیون کو بسم اللہ اللہ اکبر کہکے ذبح کیا سب مرغیون کو صاف کر کرا کے خوب تر تراتا
ہوا قورمہ پکایا انڈے تلے کچھ گوشت کے کباب پکائے بہت عمدہ چپاتیان پکائین یہ سب کھانا تیار کرکے امیر توقیر
حمزہ صاحبقران زمان کے آگے رکھا اور کہا کہ بسم اللہ نوش جان کیجیے حمزہ صاحبقران اور مقبل اور جو لڑکے ہمراہ
تھے سبھون نے بیٹھکے خوب سیر ہو کے کھانا کھایا پانی پیا شکر خدا بجا لائے اسی طرح سے وہ دوسرے روز بھی عمرو پہاڑ
اور پہاڑ سے اتر کے نیچے آیا اسی طرح سے بی بی زبیدہ کی مرغیان پکڑین اور بھی مصالح نمک آٹا وغیرہ جو کچھ زبیدہ

خرید کر کے پھر گھر مین رکھا تھا وہ سب لے دیکے چلا آیا اور کھانا پکا کے حمزہ و مقبل وغیرہ کو کھلایا اور کہا کیون بھائی اُس رزاق مطلق نے اس پہاڑ پر بھی کیا کیا نعمتین کھلوائین اگر میرے ساتھ رہو گے تو فضل خدا سے یونہین عمدہ عمدہ کھانے کھلوایا کرون غرضکہ تیسرے روز پھر اسی طرح حسب معمول عمرو بن امیۂ ضمری پہاڑ سے اُترا دیکھا کہ آج بی بی زبیدہ کے یہان موقع نہین ہے پانچ چار سرکاری آدمی واسطے حفاظت کے بیٹھے ہین یہ اُدھر سے دیکھتا ہوا شہر کی طرف چلا آیا اندر شہر کے آکر ایک نانبائی کی دکان پر پہونچا اُس نانبائی نے دیکھتے ہی کہا آؤ میان عمرو کہان تھے کب آئے تمہاری اور حمزہ اور مقبل وغیرہ کی بڑی تلاش تھی عمرو نے کہا کہ ہان ایک صحرا مین تھے جب خواجہ عبد المطلب مع چند آدمیون کے تلاش کرتے ہوئے اُس صحرا مین گئے ہم سب کو تسلی دے کر اپنے ہمراہ لے آئے خواجہ نے اُن سب آدمیون کی دعوت کی جو لوگ ہمکو ڈھونڈھنے گئے تھے سو خواجہ نے مجھسے کہا کہ جاؤ نانبائی کی دکان سے دس روپیہ کا کھانا سب طرح کا بہت عمدہ عمدہ لے آؤ وہ روپیے پیچھے بھیجدیے جائینگے اُس نانبائی نے بہت عمدہ عمدہ کھانے بادشاہون کے قابل ایک بڑے خوان مین لگا کر پورہ بنا کر مزدور کے سر پر دھرا کر عمرو کے ساتھ کیا عمرو لیکر اپنے ساتھ چلے آتے آتے ایک مقام پر گوشۂ تنہائی تھا اور کوئی نہ تھے عمرو نے مزدور سے کہا کہ ذرا خوان طعام اُتار کے سر سے رکھدے مین ذرا پیشاب کر لون تو چلون مزدور خوان سر سے اُتار کے ٹھہر گیا عمرو نے پسی ہوئی مرچون کی ایک پڑیا نکالی اور مٹھی مین لیکر سوکھی مرچین اُس مزدور کی آنکھون مین جھونک دین وہ ہاے کر کے ہاتھون سے آنکھین ملتا ہوا بھاگا عمرو وہ خوان طعام لیکے سر پر رکھ کر کوہ بوقبیس پر گیا اور جا کے حمزہ کے آگے رکھدیا اور کہا کہ بسم اللہ نوش جان فرمایے حمزہ اور مقبل وغیرہ سب کے سب کھانا کھانے بیٹھے دیکھا کہ خوان مین بہت عمدہ عمدہ کھانے پلاؤ زردہ کئی طرح کا سالن شیرمال باقرخوانی خمیریان وغیرہ گرما گرم رکھی ہین حمزہ بہت خوش ہوئے کہا بھائی عمرو یہ کھانا کہان سے لائے عمرو نے کہا جہان سے حکم خدا ہو خوب تن تنکے کھاؤ اور شکر خدا بجا لاؤ دیکھو وہ کیسا رازق العباد ہے اس جنگل مین کیسی کیسی نعمتین اُسنے کھلوائین یہ سب اُسکے رزاقی ہے الغرض امیر نے اور سب لڑکون نے اور عمرو نے خوب سیر ہو ہو کر کھانا کھایا آب خنک خوشگوار پیا اور شکر خدائے عزوجل کا کیا پھر عمرو حمزہ کو ساتھ لیکر اُسی پہاڑ پر اُن سب لڑکون کے ساتھ کھیلنے لگے یہان کا حال سُنیے کہ وہ مزدور ہاے ہاے کرتا دونون ہاتھ آنکھون پر دھرے روتا پیٹتا دکان پر نانبائی کی آیا کہا کہ عمرو نے راستہ مین خوان میرے سر سے اُتروا لیا اور میری آنکھون مین پسی ہوئی مرچین جھونک دین مجھے نہین معلوم کہ عمرو وہ خوان طعام کدھر لیکے چلا گیا نانبائی بفریاد و استغاثہ اُس مزدور کو ساتھ لیے در دولت فیض منزلت خواجہ عبد المطلب کی طرف چلا راہ مین بی بی زبیدہ ملی اُسنے اُس نانبائی سے پوچھا ارے خیر تو ہے کیا ہوا کہان جاتے ہو نانبائی نے ساری کیفیت عمرو کے کھانا لیجانے کی بیان کی زبیدہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ میری بھی مرغیان وہی کالیا لونڈا یعنی عمرو پکڑ لے گیا ہوگا اور گھر کی جنس وغیرہ بھی وہی لیگیا ہوگا مرغیان آدھی سے بھی کم رہ گئین ہین سوا اُسکے کوئی ایسی حرکت نہیں کر سکتا کیونکہ ایک عرصۂ دراز سے مین اسی صحرا مین رہتی ہون آجتک نہ تو میری مرغیان کسی نے پکڑین اور نہ اسباب چرایا اب یہ کالیا لونڈا فتنۂ روزگار آفت کا پرکالہ پیدا ہوا ہے تمام شہر مین ہر ایک کو پریشان کر رکھا ہے اچھا مین بھی تمہارے ساتھ فریاد کرنے کو خواجہ عبد المطلب کی خدمت مین چلتی ہون اُس نانبائی نے کہا آؤ چلو یہ کہکر دونون تینون آدمی فریادی در دولت عالی منزلت

خواجہ عبد المطلب پر آئے اور استغاثہ اور فریاد و آہ و زاری کرنے لگے خواجہ عبد المطلب مجلس سے اٹھ کے باہر نکل
آئے اور پوچھا کہ کیا ہے اُس نانبائی نے اپنی ساری کیفیت بیان کی اور بی بی زبیدہ نے بھی سب حقیقت کہی خواجہ
عبد المطلب نے کہا کہ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ عمرو و حمزہ و مقبل وغیرہ سب کہاں ہیں اُن سب نے عرض
کیا کہ یہ ہم کو نہیں معلوم کہ یہ سب کہاں ہیں البتہ بی بی زبیدہ کے گھر تک پتا ملتا ہے یقین ہے کہ اسی طرف کہیں
آگے بڑھ کر جنگل میں ہو گئے خواجہ عبد المطلب نے اُس نانبائی کو دس روپے اُس کے کھانے کے دیے
اور اُس مزدور کو بھی کچھ روپیہ دیا اور بی بی زبیدہ کو بموجب نقصان مال کے روپے دیے اور پھر امیہ کو بلایا اُس
سے کہا کہ چلو فلاں صحرا کی طرف حمزہ و عمرو و مقبل وغیرہ کا پتا لگتا ہے غرضکہ امیہ ایک اونٹ پر سوار ہوا اور خواجہ
عبد المطلب بھی کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر سوار ہو کر اُسی صحرائے سبزہ زار کی طرف چلے جاتے جاتے جب قریب
کوہ بوقبیس کے پہنچے دور سے دیکھا کہ پہاڑ پر سب لڑکے کھیل رہے ہیں اور بازی طفلاں میں مشغول
ہیں یہ سب کے سب پہاڑ پر چڑھ گئے عمرو نے دیکھا کہ خواجہ عبد المطلب چلے آتے ہیں اور امیہ بھی
ساتھ ہے اور بہت سے آدمی ہمراہ ہیں حمزہ سے کہا لو حمزہ تمہارے باپ تو آ پہنچے وہ دیکھو چلے
آتے ہیں حمزہ نے کہا اے بھائی عمرو اب کیا کریں کہاں جائیں عمرو نے کہا اب کہیں نہیں جا سکتے جو
کچھ ہو ٹھہرے رہو اُدھر خواجہ عبد المطلب نے آواز دی اے حمزہ وغیرہ لڑکو آؤ اب تم کو کچھ نہیں ہم
کچھ خفا نہ ہوں گے اور اُن مولوی کی روداد کے سبب سے ڈرو نہیں کہ جنکے دانتوں
کو خون بہا دے دیا ہے غرضکہ خواجہ عبد المطلب وغیرہ سب قریب حمزہ کے آئے خواجہ نے
حمزہ کو گود میں اٹھا لیا خوب پیار کیا گلے سے لگایا کہا کہ تین روز سے گھر میں تلاطم ہے تمہاری دایہ
ملکہ عادیہ بانو اور والدہ ماجدہ تمہاری عجب حال زار سے مضطر و بے قرار ہیں اُس روز سے کھانا
پانی بالکل چھوڑ دیا ہے آٹھ پہر گریہ و زاری کیا کرتی ہیں تمہاری جدائی میں عجیب حال کیا ہے میری
یہ کیفیت ہے کہ مثل دیوانوں کے ہو گیا ہوں تمہاری تلاش میں کہاں کہاں نہیں آدمی دوڑائے
اور کہیں پتا نہ لگا دل نہایت بیقرار و بیچین تھا آنکھیں جمال جہان آرا کے دیکھنے کو ترستی تھیں
الحمد للہ کہ آج پروردگار عالم نے تمہارا پُر نور جمال بے مثال دکھایا دل مضطر کو قرار آیا بسم اللہ
اے حمزہ چلو اب خواجہ عبد المطلب نے عمرو کو جو دیکھا تو وہ ایک درخت پر چڑھ گیا ہے
خواجہ عبد المطلب نے آواز دی ارے عمرو آ چلا آ درخت پر کیوں چڑھ گیا ہے تجھکو
کوئی نہیں ماریگا عمرو نے کہا آپ جائیے میں نہیں آؤنگا خواجہ عبد المطلب نے کہا جو میرے
ساتھ نہ چلیگا تو میں تجھکو گھر سے نکال دونگا کبھی محل میں نہ آنے دونگا عمرو نے کسی کا کہنا پذیرا نہ کیا
خواجہ عبد المطلب نے امیہ سے کہا کہ اپنے لڑکے کو سمجھاتے نہیں ہو بلاتے کیوں نہیں ہو امیہ اونٹ
بڑھا کے آگے بڑھا درخت کے پاس آ کے کہا کہ ارے نالائق بدذات کسلیے اُتر آ درخت سے نہیں تو خوب
ہی آج تجھکو مارونگا عمرو نے کچھ سماعت نہ کی امیہ نے کہا کہ دیکھو میں درخت پر سے اس لونڈے کی ٹانگ پکڑ کے کھینچے
لیتا ہوں امیہ جس شاخ کے نیچے اونٹ کو لاتا ہے عمرو اُس شاخ سے اُس شاخ پر اُچک جاتا ہے جب امیہ اُس شاخ کے نیچے آتا ہے تو عمرو
ادھر سے ادھر جاتا ہے مثل بندر یا لنگور کے ٹہنی ٹہنی شاخ شاخ اُچکتا پھرتا ہے ایک مقام پر امیہ کا ہاتھ عمرو کے پاؤں کی انگلی
پر پڑا عمرو نے جھٹ پٹ پاؤں اپنا اٹھا لیا اور جھک کے دستار امیہ ضمری کی اُتار لی

اور دستار وہری کرکے اُسکا پھندا بناکر امیہ ضمری کے گلے مین ڈالدیا اور دونون سرے پکڑکے اوپر کھینچے اُمیہ ضمری
نے غل مچایا ارے عمرو کیا کرتا ہی گلا گُھٹا دم نکلا خدا کے لیے چھوڑ دے اس حرکت پر عمرو کی سب ہنسنے لگے خواجہ عبدالمطلب
بھی منھ پر ہاتھ رکھکے مسکرانے لگے کسی نے کہا اپنے کالیئے لونڈے ناخلف اپنے باپ کے گلے مین پھانسی
لگاتا ہی جسنے تجکو جنوایا ہی اُسیکو مارے ڈالتا ہی غرضکہ لوگون نے جب عمرو کو بہت سمجھایا اور خواجہ عبدالمطلب
نے ڈانٹا اور خفا ہوئے عمرو درخت پر سے ڈرتے ڈرتے اُترا امیہ ضمری نے چاہا کہ عمرو کو سزا دون خواجہ
عبدالمطلب نے اشارے سے منع کیا کہ عمرو سے حمزہ کو محبت کمال ہی انکو رنج و ملال ہوگا اور علاوہ اسکے
خواجہ بزرجمہر بھی منع کر گئے ہین کہ عمرو پر زیادہ تنبیہ و تاکید نہ کیجیئے گا کہ عمرو باعث حفظ جان حمزہ صاحبقران ہی امیہ
خاموش ہو رہا خواجہ عبدالمطلب حمزہ اور سب لڑکون کو ساتھ لیے ہوے آئے مگر عمرو راستے سے پھر بھاگ
گیا خواجہ عبدالمطلب نے بہ سبب صدمۂ غم و الم حمزہ کے عمرو کو تلاش کرکے پھر بلوایا اور مولوی جمال الاحسن
کو حمزہ اور عمرو و مقبل وغیرہ کے پڑھانے کے واسطے نوکر رکھا پھر حسب معمول روز پڑھنے لگے ایک روز
مولوی صاحب دوپہر کو سو رہے تھے اور سب لڑکے بھی سو گئے تھے عمرو اُٹھا مولوی صاحب کی دستار کے
ٹکڑے ٹکڑے کیے مثل پنبۂ نو کے دستار تو مڑ ڈالی اور سب پارۂ دستار مولوی صاحب کے چھت کے سوراخ
مین ٹھونس دیے اور آپ چپکا ہو کر پڑ رہا جب مولوی صاحب سوکے اُٹھے ہاتھ منھ دھو کے کپڑے پہنے دستار
ڈھونڈھنے لگے کہین پگڑی کا پتا نہین حیران و پریشان ہوے کہ پگڑی میری کون لیگیا ایک ایک لڑکے سے
پوچھا کہ ارے لڑکون کسی نے ہماری دستار دیکھی ہی کہان رکھی ہی سب لڑکون نے کہا کہ جناب ہم نہین جانتے
کہ آپ کی پگڑی کیا ہو گئی اور نہ ہمنے کسی کو اُٹھاتے ہوے دیکھا عمرو نے کہا کہ مولوی صاحب آپکے سر مین خوشبودار
تیل پڑا ہوا ہی وہ دستار مین ضرور بھرا ہوگا معلوم ہوتا ہی کہ شاید پگڑی آپ کی چوہے کھینچ لیگئے ہونگے کسی بلے مین تو
تلاش کیجیے اب مولوی صاحب چار طرف گھر مین جہان جہان چھید اور بلے تھے دیکھنے لگے دستار ڈھونڈھنے
لگے ناگاہ ابوجہل کی آنکھ چھت کی طرف جا پڑی دیکھا کہ چھت مین ایک سوراخ ہی اُسمین کچھ کپڑا لٹک رہا ہی
ابوجہل نے کہا مولوی صاحب دیکھیے وہ چھت مین ایک چھید ہی اُسمین کچھ کپڑا لٹک رہا ہی مولوی صاحب نے
چھت کی طرف دیکھا کچھ کپڑا مشابہ اپنی دستار کے معلوم ہوا پلنگ پر چڑھکے ایڑیان پانون کی اونچی کرکے وہ
کپڑا نکالا چونکہ قد مولوی صاحب کا ٹھنگنا تھا ہاتھ نہ پہونچ سکا غرضکہ بدقت تمام اُس چھت کے سوراخ مین
سے وہ کپڑا نکالنا شروع کیا دو دو چار چار انگل کے ٹکڑے اُس چھید مین سے نکلنے لگے بخوبی اب اپنی پگڑی
پہچانی کہا کہ یہ پگڑی میری کسنے پھاڑ کے چھید مین رکھدی یہ پگڑی چوہون کی کاٹی ہوئی نہین معلوم ہوتی
بلکہ ہاتھ کی توڑی ہوئی معلوم ہوتی ہی یہ کام اور کسی کا نہین سوا اس کالیئے لونڈے کے یہ تراقات شریف
اور اُستاد کامل ہی اُس مولوی کی جان اسی کی شرارت اور بدذاتی سے گئی اب میرے پیچھے بھی ہاتھ دھو کر
پڑا ہی ابھی ابھی معلوم ہوا جاتا ہی قمچی لیکر سب لڑکون کو مارنا شروع کیا اور عمرو کی طرف بھی مارنے کو جھپٹے
عمرو مکتب سے بھاگا شہر مین غروب ہو گیا جب حمزہ چھٹی لیکر تیسرے پہر کو محل مین داخل ہوئے خواجہ
عبدالمطلب نے کہا کہ عمرو کہان ہی جو تم اکیلے گھر مین آئے حمزہ نے کیفیت پگڑی کی کہکے کہا کہ بھائی عمرو
کہین چلے گئے ای والد بزرگوار اب ہم تنہا ہو گئے ہمارا دل بیچین ہی اور ہم کمال حیران و پریشان ہین
خواجہ عبدالمطلب نے کہا ای فرزند اب گھر مین کھیلا کرو دل بہلایا کرو عمرو بہت نالایق ہی قابل ساتھ کھیلنے کے

نہین ہی اب مین عمرو کو گھر مین کبھی نہ آنے دونگا ہر چند کہ حکیم بزرجمہر نے عمرو کے واسطے بہت کچھ سعی اور سفارش کی تھی
مگر مجکو اس لونڈے نے کمال عاجز کیا ہی حمزہ یہ سنکے والد ماجد کے ڈر سے چپ ہو رہے خواجہ عبد المطلب
نے حکم کر دیا کہ عمرو محل مین نہ آنے پائے یہ خبر عمرو کو پہونچ گئی کہ اندر جانے کی ممانعت ہوئی ہی اب جاؤ گے تو
پٹو گے عمرو نے کہا ہم خود ہی نہ جائینگے اب عمرو گلی گلی ڈھونڈتا ہوا شہر مین ادھر اودھر پھرتا ہی لوٹ مار عیاری کیا کرتا ہی
مگر امیر کے دیکھنے کو پھڑکتا ہی اور عمرو کے دیکھنے کو حمزہ تڑپتے ہین بالا خانہ کے کمرے کی دریچے کھولے ہوئے
بیٹھے رہتے ہین چونکہ سر راہ کمرہ ہی یہ خیال ہوتا ہی کہ شاید عمرو ادھر سے آ جائے اتفاقاً ایک روز حمزہ صاحبقران
منتظر دیدار عمرو عیار اُسی دریچے مین کمرے پر بیٹھے تھے کہ دیکھا سامنے سے عمرو آتا ہی جلدی سے کمرے پر سے اُتر
آئے دوڑ کے گلے لگا لیا اور کہا ای بھائی عمرو ہم تمہارے دیکھنے کو بہت بیچین رہا کرتے ہین غم والم تمہاری
جدائی کا سہا کرتے ہین ایک بار روز تم ہو جایا کرو ایک نظر صورت اپنی دکھا جایا کرو اُس دن سے عمرو نے یہ معمول
کر لیا تھا کہ رات کو دیوار پر کمند پھینک کے کوٹھے پر حمزہ کے پاس آتا تھا رات بھر رہتا تھا صبح کو چلا جاتا تھا
حمزہ عمرو کے واسطے ہر ایک چیز جو اُنکے کھانے کے لیے آتی تھی چھپا کے سینت رکھتے تھے جب عمرو رات
کو آتا اُسکو بہ محبت و شفقت کھلا دیتے تھے دنکو بھی اکثر بہ تمنائے شوق دیدار مسرت آثار عمرو بن امیہ ضمری
کمرے پر اُسی دریچے مین آ کے بیٹھتے تھے کہ شاید دنکو بھی عمرو ادھر آ نکلے اور ملاقات ہو جاے قضائے کار ایک روز
عمرو بن امیہ ضمری کاروانسرا کی طرف ٹہلتے ٹہلتے گیا ایک سوداگر گھوڑے بیچنے کو لایا تھا وہ گھوڑے
سرا مین سامنے بندھے ہوئے تھے عمرو گھوڑون کے قریب کھڑے ہو کر ایک ایک گھوڑے کو بہ نگاہ
قدر دانی دیکھنے لگا سوداگر نے کہا میان صاحبزادے گھوڑون کو کیا دیکھتے ہو اور تم کون ہو کیا تمہارا نام ہی
عمرو نے کہا جناب بزرگون سے میرے چابک سواری ہوتی آئی ہی باپ دادا میرے بڑے نامی و گرامی شہسوار
تھے اور بہت بڑے ذی مقدور تھے اور بہت سے گھوڑے اصطبل مین بندھے تھے وہ عمدہ عمدہ گھوڑے
تھے کہ اُس طرح کا گھوڑا آپکے اتنے گھوڑون مین ایک بھی نہین دیکھتا ہون البتہ ایک گھوڑا سبزہ وہ جو اُس
کونے پر بندھا ہی کسی قدر غنیمت ہی سوداگر نے کہا تمہارے باپ دادا کا کیا نام تھا عمرو نے کہا میرے
دادا کا نام خیلتاش خان اور باپ کا نام سرتاش خان اور میرا نام فیلتاش خان ہی سوداگر نے کہا کہ
اچھا ذرا اُسکو گھوڑا پھیر کر دکھاؤ عمرو جھپٹ کر اُسی گھوڑے کے پاس آیا جو اُن سب گھوڑون مین عمدہ تھا
گھوڑا [illegible] کے چار جامہ کسا لگام دے کر جست کی گھوڑے کی پشت پر بیٹھتے ہی پٹری جمائی مگر سوداگر
سے کہنے لگا کہ مین اسوقت یونہین ٹہلتا ہوا ادھر آ نکلا تھا کچھ گھوڑے کی سواری کرنے کے ارادے سے
نہین آیا تھا آپ اپنا رنگین سیلا ذرا عنایت کیجیے کہ زیبائش گھوڑے کی بھی ہی سوداگر نے اپنا باندھنے کا
سیلا دھانی رنگ کا بہت عمدہ کنارہ دار عمرو کو دیا اور کوٹ زر بفتی اپنا اُتار کر حوالے کیا عمرو نے وہ
کوٹ پہنا اور سیلا سر سے باندھا پٹری چست جمائی اور پویہ کی گھوڑے کو ڈالا پہلے عمرو بن امیہ ضمری نے
دو چار چکر ادھر اودھر سے دیے پھر سرپٹ پر گھوڑے کو ڈالکر ایک چکر دیا سوداگر نے بہت تعریف کی اور
کہا اے فیلتاش خان حقیقت مین تو بڑا شہسوار ہی تیرا باپ دادا بھی ایسا ہی شہسوار اعلے درجے کا ہوگا
یہان عمرو نے دوسرے چکر پر کمر جو گھوڑے کو دابا اور باگ اُٹھائی گھوڑا مثل تیر شہاب کے سن سن
نکل گیا سوداگر دیکھتا رہ گیا آگے بڑھکے چلایا ارے بھائی صاحبزادے فیلتاش خان پلٹ آؤ آگے نہ جاؤ

بس بس گھوڑا سوداگری کا ہی تھک جائیگا اب عمرو کا پتا نشان کہان سوداگر نے گھبرا کر سائیسون کو دوڑایا کہین اُس
شہسوار عرصۂ طراری اور چابک سوار میدان شعبدہ بازی کا پتا نہ ملا سب سائیس تلاش کر کے پھر آئے سوداگر
زیادہ منتشر الحواس ہوا کہا کہ افسوس دو ہزار روپیہ کی چوٹ اُٹھائی مفت گھوڑا ہاتھ سے گنوایا یہ کیا خوب مجھکو
ذہن مین آیا کسی نے سچ کہا ہی شعر سمجھا شعبدہ بازی کچہ اُسکی واے نادانی بچہ اکا رسے کتہ عاقل کہا اُسکا نشانی
یہ کہکر سائیسون کو ساتھ لیا اور گھوڑے کو تلاش کرتا ہوا چلا گلی گلی کوچہ کوچہ جستجوے اسپ و فیلسنا شروع
کرنے لگا یہان عمرو بن اُمیہ ضمری گھوڑے پر سوار ترچھا سیلا سر سے بندھا ہوا کوٹ زربفت کا پیشبند
دامن گردانتے ہوئے گھوڑا اُڑاتے دردولت فیض منزلت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان پر آئے
ایک آدمی نے لپک کے امیر سے کہا عمرو گھوڑے پر سوار ہو کر آیا ہی امیر با توقیر اطفال خردسال ہمسنون کے
ساتھ محل مین کھیل رہے تھے عمرو کا نام سُنتے ہی دوڑتے ہوے باہر آئے کہا بھائی یہ گھوڑا کسکا ہی کس
نے دیا ہی عمرو نے کہا کہ ایک دوست ہمارے دادا کے ہین اُنھون نے ہمکو یہ گھوڑا اور یہ سیلا اور یہ
کوٹ دیا ہی حمزہ نے اُس گھوڑے کی بہت تعریف کی اور نہایت پسند آیا عمرو نے کہا ای حمزہ اگر یہ گھوڑا تمھاری
پسند ہو تو تمھین لے لو حمزہ نے کہا تمکو ملال ہوگا تم گھوڑا ہمین کاہے کو دوگے عمرو نے کہا لے لو مین اور
لے آؤنگا حمزہ نے جاکر والد بزرگوار خواجہ عبد المطلب نامدار سے کہا کہ عمرو کہین سے بہت عمدہ گھوڑا
لایا ہی آپ مجھکو عمرو سے لے دیجیے خواجہ نے کہا ای فرزند خدا جانے کسکا گھوڑا ہی اور عمرو کہان سے
لایا ہی حمزہ نے کہا کہ عمرو کو اُسکے دادا کے دوست نے دیا ہی خواجہ عبد المطلب بھی حمزہ کے ساتھ برآمد
ہوئے محل سے باہر تشریف لائے دیکھا درحقیقت گھوڑا بہت عمدہ و نایاب ہی عمرو سے پوچھا کہ تو گھوڑا
کہان سے لایا اور کسکا ہی عمرو نے عرض کی کہ میرے دادا کے دوست نے دیا ہی جو آپ کے مزاج مین آئے
دو ہزار روپیہ دیجیے حمزہ کے واسطے گھوڑا لے لیجیے مین ابھی بیچ کر اور لے آؤنگا اُنکے یہان بہت سے گھوڑے
ہین خواجہ عبد المطلب نے ایک آدمی سے کہا کہ امیہ کو بُلا لاؤ آدمی گیا اور امیہ کو بُلا کے لایا خواجہ عبد المطلب
نے پوچھا یہ گھوڑا کسکا ہی تم جانتے ہو امیہ نے کہا مجھے نہین معلوم یہ گھوڑا کسکا ہی اور اسکے ہاتھ کیونکر آیا ہی
خواجہ نے کہا کوئی تمھارے باپ کے دوست ہین اُنکے یہان بہت سے گھوڑے بہت عمدہ عمدہ ہین
اُمیہ نے کہا کوئی دوست اسکے دادا کے اسکے ہاتھ لگ گئے ہونگے مین اُنسے نہین واقف ہون عمرو
نے کہا آج صبح سے مین اس گھوڑے پر سوار ہو کر پھر رہا ہون تمام شہر کے گلی کوچے کی سیر کی ہی بلکہ
آس پاس شہر کے پانچ کوس تک مین ہو آیا اگر کسیکا چُرا کے لایا ہوتا تو پکڑا نہ جاتا کوئی چیز ذرا سی تو یہ ہی نہین
کہ مٹھی مین چھپا کے لایا ہون اتنا بڑا گھوڑا اگر چوری کا ہوتا تو چھپائے سے کیونکر چھپ سکتا یہ عمرو کی
تقریر دلپذیر سب لوگون کے قیاس مین آگئی سب نے کہا عمرو سچ کہتا ہی القصہ خواجہ عبد المطلب
نے دو ہزار روپیے منگوا کر عمرو کو دیدیے اور گھوڑا حمزہ کو خرید دیا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان بہ
خوش و شادان اُسی وقت خوشی خوشی اپنے والد بزرگوار کے سامنے گھوڑے پر سوار ہوئے چونکہ امیر با توقیر
حمزۂ صاحبقران صغر سنی سے بہت فربہ اور تیار زور آور طاقتور تھے جیسے ہی گھوڑے پر سوار ہوکر
پٹری جمائی اور آسن دبائے لنگر ایسا پڑا کہ بار داد الٰہی امیر با توقیر ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران گھوڑے
سے اُٹھ نہ سکا فوراً گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی اور گھوڑا گرنے لگا امیر بھی گھوڑے کی جھونک مین گرا چاہتے تھے

کہ خواجہ عبدالمطلب اور بہت سے لوگ دوڑکر گرد و پیش آ گئے امیر بانوقیر کو سنبھال کر گھوڑے سے اتار
لیا گھوڑا اوسیوقت سے زمین پر گر پڑا گرتے ہی امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران پر سے تصدق ہو گیا پھڑک پھڑک کر مر گیا جب
حمزۂ صاحبقران پدر بزرگوار کا منہ دیکھکر خاموش رہ گئے خواجہ عبدالمطلب نے امیر کو گلے سے لگایا پیشانی
پر بوسہ دیا پھر کہا اے فرزند خوب ہوا یہ گھوڑا مر گیا تم پر تصدق ہو گیا مین تمکو اور گھوڑا اس سے کہین عمدہ و نایاب
مول لے دونگا تم رنجیدہ نہو عمرو بن امیہ ضمری دو ہزار روپیہ قیمت سمند خوش رفتار لیکر پہلے ہی روانہ ہو گیا
تھا اور روپیہ لیجا کر کسی گوشۂ تنہائی مین دفن کر دیا اور آپ پوشیدہ ہو گیا جسوقت گھوڑا مر گیا حمزہ ہمراہ پدر
بزرگوار محل مین چلے گئے گھوڑا وہین سر راہ سڑک پر پڑا تھا خواجہ لوگون سے اسکے اٹھوانے کا حکم دے گئے
تھے مگر گھوڑا ابھی تک اٹھا نہ تھا ناگاہ وہی سوداگر گھوڑے کی تلاش مین گلیون کی خاک چھانتا ہلاک ہوتا پیدل
سائیسون کو ساتھ لیے ہوئے در دولت فیض منزلت خواجہ عبدالمطلب کی طرف اسی مقام پر آیا جہان
وہ گھوڑا مرا ہوا پڑا تھا کھڑے ہو کر بغور گھوڑے کو دیکھا خود بھی پہچانا اور سائیسون نے بھی کہا کہ حضور یہ گھوڑا
آپ ہی کا ہے صدمۂ عظیم دل پر ہوا وہان آدمیون سے دریافت کیا کہ یہ گھوڑا کون لایا اور کیونکر مر گیا خواجہ
عبدالمطلب کے ملازمون نے کہا کہ ایک لڑکا کالا سا سوکھا سا کہ نام اسکا عمرو بن امیہ ضمری ہے
ہمارے آقازادے کا غلام ہے مگر اب بدفعلیون سے اسکی اسکو نکالدیا ہے وہی یہ گھوڑا سوار ہو کر لایا تھا
اس سے ہمارے آقا خواجہ عبدالمطلب نامدار نے اپنے فرزند ارجمند امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کے
واسطے خرید اتھا عمرو تو قیمت اسپ لیکر ہوا ہو گیا تھی آقازادہ حمزۂ صاحبقران اسپر ابھی سوار ہوا تھا اسکے
لنگر سے مگر اس گھوڑے کی ٹوٹ گئی گر کر مر گیا سوداگر نے کہا یہ گھوڑا امیر تھا وہ دغاباز پھیرنے کے واسطے
اسپر سوار ہوا تھا بلکہ مین نے اسکو ایک سیلا بھی سر سے باندھنے کو دیا ہے اور ایک کوٹ زرنفتی پہننے کو دیا ہے
اسنے تو مجکو اپنا نام فیلتاش خان اور باپ کا نام سرتاش خان اور دادا کا نام خیلتاش خان بتایا تھا
کہتا تھا کہ میرے باپ دادا بڑے ذی مقدور تھے بہت نایاب نایاب گھوڑے اُنکے یہان تھے اب میرے پاس
بھی دو ایک گھوڑے انتخاب زمانہ ہین اور تم لوگ کہتے ہو کہ وہ حمزۂ صاحبقران کا خانہ زاد ہے ایسی دغابازی اور
جعلسازی اس چھوکرے نے مجھسے کی بلاؤ تو اسکو اور اپنے آقا کو بلاؤ در دولت فیض منزلت خواجہ عبدالمطلب
پر جب غل ہوا خواجہ نے پوچھا دریافت کرو کہ یہ کیسا شور و غل ہے ملازمون نے جاکر خواجہ عبدالمطلب
سے من و عن سب کیفیت بیان کی خواجہ عبدالمطلب کو عمرو پر بہت غصہ آیا اور فرمایا کہ پکڑ لاؤ عمرو کو
سب نے کہا حضور عمرو کا کہین پتا نہین خواجہ عبدالمطلب نے حکم دیا کہ خبردار عمرو اس احاطہ مین یعنے
مکۂ معظمہ کی حد کے اندر نہ آنے پائے یہ بالکل بیہودہ اور نالایق ہے پھر خواجہ عبدالمطلب نے قیمت گھوڑے
کی اس سوداگر کو بھیجدی اور کہا کہ گھوڑا مرا ہوا اپنا اٹھا لیجاؤ وہ سوداگر مردہ گھوڑا اپنا اٹھائے لیے چلا گیا
اب یہان عمرو کے آنے کی سخت ممانعت ہے امیر بانوقیر عمرو کے واسطے محزون و غمگین رہتے ہین دن بھر سست
پڑے رہتے ہین اپنے ساتھ والے لڑکون سے بھی نہین کھیلتے ہین جب خواجہ عبدالمطلب نے حمزۂ
صاحبقران کو بہت مضطر و پریشان دیکھا حمزہ سے کہا اے فرزند تم دو چار گھڑی اپنے باغ کی سیر کیا کرو وہان دل
بہلایا کرو اور ملازمون سے حکم کر دیا کہ حمزہ کو مہتاب باغ مین برائے تفریح طبع لیجایا کرو اور سیر کرالایا کرو اُس
دن سے امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران برائے تفریح طبع مہتاب باغ مین روز جایا کرتے ہین ناگاہ عمرو بن امیہ ضمری کو

خبر ہوئی کہ حمزہ روز سیر کرنے مہتاب باغ مین آتے ہین ایک روز عمرو بھی باغ مین آیا حمزہ دیکھتے ہی عمرو سے لپٹ گئے کہا بھائی عمرو ہمکو تمھارے چھٹنے کا بڑا صدمہ ہی ذرا آکر صورت دکھا جایا کرو عمرو نے کہا تمھارے باپ کا حکم نہین ہی کہ ہم مکہ شریف کی حد مین آوین حمزہ نے کہا کہ تم چھپکے سے رات کو کوٹھے پر آیا کرو دو گھڑی ہمارا دل بہلایا کرو یہ کہکے عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوئے باغ مین ٹہلنے لگے مہتاب باغ کے پہلو مین ایک باغ کسی کا اور تھا اُس مین تین درخت خرمے کے لگے تھے اور اُن دنون مین وہ درخت خوب پھلے ہوئے تھے اُس مین پختہ پختہ نہایت شیرین خرمے تھے عمرو نے کہا چلو اُس باغ مین ہم تم خرمے کھائین حمزہ نے کہا جسکا باغ ہی وہ خفا ہوگا عمرو نے کہا وہ بھی باغ پر بہار تمھارے باپ کا ہی ڈرتے کیون ہو چلو وہان کی بھی سیر کرین اور خرمے کھائین یہ سُنکر وہ گل بوستان حسن و جمال نو باوۂ گلشن اجلال عمرو کے ساتھ اُس باغ مین گیا عمرو تو اُچک کر درخت کے اوپر چڑھ گیا امیر دیکھتے رہ گئے چونکہ امیر تیار فربہ طاقت وار لنگروار زیادہ ہین یہ درخت پر نہین چڑھ سکتے ہین عمرو سے کہا بھائی عمرو ہمکو بھی خرمے دو ہم بھی کھائینگے عمرو نے کہا کاہے کو دین تم بھی توڑو کھاؤ بقول شخصے دست خود دہان خود حمزہ نے کہا ہمارا ہاتھ نہین پہونچتا ہی اور نہ درخت پر چڑھا جاتا ہی عمرو نے کہا موٹا لنگروار آدمی کچھ کام کا نہین دیکھو ہم دُبلے پتلے تھے اُچک کے درخت پر چڑھ گئے اب امیر کہتے ہین کہ بھائی عمرو ہمکو بھی دو ہم بھی او بھائی کوئی چیز ہو تمکو دے کر کھاتے ہین حمزہ تو کلام طفولیت عمرو سے کر رہے ہین اور عمرو حمزہ کو تان رہا ہی تیمہ دلا رہا ہی جب حمزہ نے بہت کہا تو عمرو کہنے لگا اگر تمھارا قد نہین پہونچتا اور درخت پر نہین چڑھا جاتا شانے کا ہکہ مارو کہ درخت گر پڑے مزے سے کھاؤ کیون کسی سے مانگو حمزہ نے کہا بھائی عمرو کچھ تمہین خبر ہی میرے ہکہ مارنے سے درخت بھلا کیا گر پڑیگا عمرو نے طعنہ دیا کہ اُسدن ایک طمانچہ سے سولومی حرمان کو تو مار ڈالا یہ درخت کیا کچھ زبردست ہی ایک شانہ مار دو درخت گر پڑے پھر ہم تم دونون مزے سے خرمے توڑ توڑ کے کھائین امیر کو غصہ آگیا دوڑ کے ایک شانہ کس کے درخت مین مار ادرخت خرمے کا مثل نیشکر کے قلم ہوکر اڑا ادھر ہم کر کے زمین پر گرا تمام خرمے پکے پکے ٹوٹ کے بکھر گئے امیر چُن چُن کے کھانے لگے عمرو نے ازراہ طعن حمزہ سے کہا واہ اس گھن کھائے ہوئے درخت کو توڑا تو کیا کمال کیا جڑ مین اس درخت کی گھن لگ گیا تھا لکڑی اس درخت کی گل گئی تھی اس کو اگر مین بھی شانے کا ہکہ مارتا تو یہ درخت گر پڑتا بھلا جبھی جانین کہ دوسرا درخت توگرادو امیر کو غصہ آیا جھپٹ کے دوسرے درخت کو جو شانہ مارا وہ بھی درخت اڑا ادھر ہم کر کے گر پڑا عمرو نے دیکھکر کہا واہ یہ درخت تو اس سے بھی زیادہ کمزور تھا دیکھو اندر سے لکڑی اسکی کیسی سڑی گلی نکلی بھلا اس تیسرے درخت کو تو کوکھ مین دبا کے اُکھاڑو تو کبھی نہین اُکھڑ سکیگا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان ثانی سلیمان نے اُس درخت خرما کو کوکھ مین دبا کر جو زور کیا وہ درخت جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیا ترک فلک نے احسنت کی صدا دی ماہ چہاردہ نے نجوم افلاک کو مجمر آفتاب حدت تاب مین عوض رائی اور کالے دانے کے امیر با توقیر کے سر سے اُتار کے ڈالا کہ نظر ارضی و سماوی اور انسانی و حیوانی نہ لگے عمرو اور امیر با توقیر دونون پکے پکے خرمے توڑ توڑ کے کھانے لگے * قصہ عمرو نے جاکر اس باغ کے مالک سے کہا کہ تمھارے باغ مین جو درخت خرمے کے تھے وہ گر پڑے وہ شخص دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ یہ درخت خرمے کے کسنے

توڑ کر گرا دے عمرو نے کہا کہ بھلا درخت خرمے کے ایسے زبردست کون توڑ یگا ابھی ابھی ایک جھونکا آندھی کا
بہت تیز و تند آیا درخت جھوم جھوم کے گرنا شروع ہوئے وہ شخص مالک باغ ہاے واویلاہ وا مصیبتاہ
کہکے رونے لگا اور غل مچانے لگا حمزہ کا دامن پکڑا اور کہا کہ اے صاحبزادے مین تمکو نہ جانے دونگا باغ مین ہلڑ
جو زیادہ ہوا اور شور غل برپا ہوا کسی نے خواجہ عبدالمطلب کو بھی خبر کردی الفت پدری سے تاب نہ آئی
باغ مین دوڑے آئے دیکھا تینون درخت خرمے کے ٹوٹے ہوئے پڑے ہین اور مالک باغ نے حمزہ اور
عمرو کو گھیرا ہے خواجہ نے اُس مالک باغ کو سمجھا کر ہزار روپئے دیئے اور کہا کہ بھائی اب تو درخت ٹوٹ گئے
تو اس روپیہ سے تجارت کرکے اوقات بسر کرنا اور یہ درخت بھی تو ہی لے لے یہ سنکے وہ شخص بہت خوش
ہوا خواجہ عبدالمطلب حمزہ کو ساتھ لیئے محل مین داخل ہوئے یہان عمرو نے اس مالک باغ پر دباؤ
ڈالکر ایک درخت خرما قلم کیا ہوا اینٹھ لیا ہر چند اس شخص نے غل مچایا مگر وہ درخت عمرو نے نہ دیا کہا کہ ایک تجکو
دیا ہے اور دو درخت تیرے تجکو دیئے ہین وہ شخص خواجہ عبدالمطلب کے پاس پھر دوڑا ہوا آیا کہا حضور
اُس مسخرے کا لیے لڑکے نے ایک درخت چھین لیا ہے خواجہ نے ہزار روپئے اور اُس شخص کو دیئے وہ خوش
وخرم ہنستا ہوا اور دعا کرتا ہوا اپنے گھر چلا گیا لیکن خواجہ عبدالمطلب نے روبرو حمزہ صاحبقران
کے خواجہ عمرو کو طلب کرکے یہ فرمایا کہ اے فرزند امیہ ضمری اب مین تجسے تاکید اً کہتا ہون کہ آج سے
ہرگز میرے فرزند دلبند حمزہ کے پاس نہ آنا کیونکہ تیرے یہان آنے سے تجکو حمزہ کے شریر اور آوارہ
ہوجانے کا خیال ہے اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو مین تجکو سزاے سخت دونگا خواجہ عمرو یہ تقریر
خواجہ عبدالمطلب کی سنکے جانب حمزہ صاحبقران دیکھنے لگا حمزہ صاحبقران نے اشارے سے
کہا اے خواجہ عمرو تم شب کو ضرور آنا کہ ہم تمہارے منتظر رہینگے اگر تم نہ آؤگے تو ہماری طبیعت
بہت پریشان ہوگی اور دل پژمردہ رہیگا خواجہ عمرو نے بھی اشارے سے کہا اچھا مین شب کو آیا کرونگا
اور باہم بیٹھکر باتین کیا کرونگا خواجہ عمرو بایما و اشارہ حمزہ صاحبقران چلا گیا

داستان آنا طاہر عادی اور مطاہر عادی پہلوانان نامی کا ملک مدائن سے مکہ مین واسطے
مغرور مسخر کرانے شجاعان عرب سے اور طالب کشتی ہونا اُنکا بہادران مکہ سے اور
جانا خواجہ عمرو اور مقبل وفادار اور حمزہ صاحبقران کا براے سیر اور گفتگو کرنا خواجہ عمرو کا
پہلوانان مذکور سے اور غیرت دلانا حمزہ صاحبقران کو اور جانا امیر باتوقیر کا کوہ بوقبیس پر
اپنے ہلاک کرنے کو اور آنا جبرئیل کا بحکم خدا اور تعلیم کرنا فنون سپہ گری کا حمزہ صاحبقران
اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کو بھی کچھ دینا اور بتانا اور حمزہ صاحبقران کا پہلوانان
مسطور کو مغلوب کرکے ہلاک کرنا

پلا ساقیا وہ مئے ارغوان
لڑون بادہ خوارون سے پیر مغان
بہادر ہون مین بھی اگرچہ نہین
اگر تو نہ دیگا مئے مشکبو

قوی جس سے ہون مین تہ آسمان
حقارت سے کرتے ہین مجھ پر نظر
کسی کی بات سننے کی عادت نہین
مہر کی نہ بر آئیگی آرزو

پلا دے اگر تو مجھے انگبین
سمجھکر مجھے لاغر و ناتوان
یہی ساقیا ہے ہر مدنظر

تو ہون جاکے شاگرد روح الامین
لگاتے ہین یہ زخم تیغ زبان
ہر اک رند کو پھینک دون چیر کر

نامداران میدان تحریر و بہادران عرصہ عبارت بے نظیر
اشہب قلم کو میدان صفحہ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو حمزہ صاحبقران سے باشارہ

گفتگو کے بموجب ارشاد خواجہ عبدالمطلب چلے گئے حمزۂ صاحبقران انتظار شب کرنے لگے جب آفتاب غروب
ہوا اور شام ہوئی بموجب اقرار خواجہ عمرو مکان خواجہ عبدالمطلب پر آئے دیکھا حمزۂ صاحبقران کوٹھے
پر بیٹھے ہوئے میرا انتظار کر رہے ہیں خواجہ عمرو نے کوٹھے پر کمند پھینکی اور بذریعہ کمند کوٹھے پر آ گئے
حمزۂ صاحبقران خوش ہوئے اور کہا ای برادر میں تمھارا ہی انتظار کر رہا تھا خواجہ عمرو نے کہا میں بھی
بموجب وعدہ بلا تامل یہاں آیا پھر با توقیر نے خواجہ عمرو کو وہ کھانا کھلایا جو اپنے کھانے سے بچا رکھا تھا
جب خواجہ عمرو کھانا کھا چکے مقبل وفادار اور خواجہ عمرو اور حمزۂ صاحبقران میں باہم گفتگو ہونے لگی
حمزۂ صاحبقران نے کہا ای خواجہ عمرو آج ہمارا دل صبح سے تا شام بہت گھبرایا کیونکہ گھر ہی میں رہے
ہر چند چاہا کہ بازار کی سیر جا کر کریں مگر بخوف والد بزرگوار نہ جا سکے خواجہ عمرو نے کہا اگر سیر بازار کو دل چاہتا
ہے تو صبح کو میں آپ کو لیے چلوں گا کسی کو آپ کا بازار جانا معلوم بھی نہ ہوگا اسی کمند کے ذریعہ سے کوٹھے سے اتر کے
چلیے گا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ ایسی مرتبہ نہیں معلوم تم کہاں لیجاؤ گے پھر ہمارے والد
بزرگوار ناراض ہونگے خواجہ عمرو نے کہا میں اور کہیں ہرگز نہ لیجاؤنگا سوائے بازار کے غرض اسی طرح کی
باتیں باہم تا سحر رہیں بعد پڑھنے نماز سحر کے خواجہ عمرو بذریعہ کمند حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار کو کوٹھے
سے اتار کر بازار میں لائے اور سیر بازار کی کرنے لگے جب سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے خواجہ عمرو
اور حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار نے دیکھا کہ ایک جگہ ہزارہا مردم جمع ہیں شور تحسین و آفرین بلند ہے چہار
جانب سے اور بھی صدہا مردم چلے آتے ہیں خواجہ عمرو نے متحیر ہو کر ایک شخص سے پوچھا آج اس جگہ اسقدر
آدمیوں کے جمع ہونے کا کیا باعث ہے اس شخص نے کہا کہ آج اس جگہ فراہمی مردمان کا یہ باعث ہے
کہ ملک مدائن سے دو پہلوان نہایت زبردست اور قوی ہیکل مسمے طاہر عادی اور مطاہر عادی
یہاں آئے ہیں اور ہمراہ انکے بہت سے شاگرد چیلے ہیں اکھاڑے میں لڑ رہے ہیں یہ سب آدمی انکی کشتی
دیکھکر تعریف کر رہے ہیں اور یہ دونوں پہلوان ہر ایک ملک و شہر سے شجاعان جہان اور پہلوانان دوران
سے ایک کاغذ پر مہریں کراتے ہوئے یہاں تک آئے ہیں اور اس کاغذ میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ طاہر
عادی اور مطاہر عادی پہلوانان بے عدیل و بے نظیر ہیں کوئی انسے لڑ نہیں سکتا اور یہ بھی سنا ہے
کہ یہ دونوں پہلوان ہر ایک ملک میں ہر ایک پہلوان سے طالب کشتی ہوئے ہیں جو کوئی پہلوان انسے
لڑا ہے اسکو انھوں نے زیر کیا ہے اور جو پہلوان انسے نہیں لڑا اس سے اسی کاغذ پر مہر کرا لی ہے
اس کاغذ پر صدہا بلکہ ہزارہا پہلوانان دہر اور شجاعان زمانہ کی مہریں ہیں غرض اسی قصد اور ارادے سے
یہاں آئے ہیں دیکھیے یہاں کون کون شجاع اور بہادر ان پہلوانوں سے لڑتا ہے اور کون کون جری اور دلاور
ان پہلوانوں سے خائف و ترسان ہو کر مہر کاغذ پر کرتا ہے جب تقریر یہ اس شخص کی خواجہ عمرو نے
سنی حمزۂ صاحبقران سے کہا چلو ہم بھی انکی کشتی دیکھیں حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اچھا چلو غرض خواجہ
عمرو و حمزۂ صاحبقران مع مقبل وفادار جب اس مجمع مردم کے قریب تر آئے حمزۂ صاحبقران نے کثرت
ہجوم مردم دیکھ کر خواجہ عمرو سے کہا ای برادر یہاں تو اسقدر مجمع مردم ہے کہ اکھاڑے تک پہنچنا اور کشتی پہلوانوں کی
دیکھنا مشکل ہے خواجہ عمرو نے کہا ای حمزۂ صاحبقران آپ نے کئی درخت خرمے کے جڑ سے اکھیڑ ڈالے
ہر چند کہ انکی جڑیں بوسیدہ تھیں مگر پھر بھی کسی قدر طاقت اور قوت سے درخت جڑ سے اکھڑے تھے یہاں تک

آدمیون کو ہٹا کر اکھاڑے تک نہین جایا جاتا حمزۂ صاحبقران نے جب یہ تقریر خواجہ عمرو کی سُنی فی الفور مردان
تماشائی کو ہٹا کر مع خواجہ عمرو و مقبل وفادار کے اکھاڑے پر آئے وہان دیکھا کہ وہ دونون پہلوان باہم مثل
فیل مست کے لڑ رہے ہین اور زور کر رہے ہین مگر کشتی حریفانہ نہین لڑتے ہین صرف باہم زور کر رہے ہین چہرے
اُنکے مُہیب ہین اور قد و قامت اُنکے نہایت دراز ہین اور دست و پا ازحد تیار ہین دونون دیو قوی ہیکل
معلوم ہوتے ہین صاحب قوت و طاقت اسدرجہ ہین کہ پانون اُنکے بہنگام زور اکھاڑے مین گھٹنون سے
زیادہ دھنسے ہوئے ہین باہم پیچ ہو رہے ہین پسینے مین سر بسر تر ہین کسی کی پشت آشنا زمین سے نہین ہوئی
ہی مردمان تماشائی تعریف اُنکی بار بار بآواز بلند کر رہے ہین اکثر صاحبان قوت و زور بھی قریب اکھاڑے
کے بیٹھے ہین ایک ظرف مین تھوڑی سی آگ رکھی ہی اُس مین لوبان ایک شخص ڈالتا ہی دُھوان لوبان کا نکل رہا ہی
اکھاڑے کے طاق پر سہرہ پھولون کا بندھا ہوا ہی امیر نے خیال کیا کہ یہ دونون پہلوان تو کافر معلوم
ہوتے ہین شاید کسی مرد مسلمان نے اکھاڑے کے طاق پر سہرہ باندھا ہی شہنا نواز شہنا بجا رہے ہین
اور ڈہل نواز ڈھول بجاتا ہی علاوہ اُن پہلوانون کے اُنکے چارسو شاگرد ہین وہ بھی بڑے قوی ہیکل ہین
پگڑیان سر پر اُنکے سرخ ہین تھوڑے اُن مین سے ڈنڈ کر رہے ہین بعضے مگدر ہلا رہے ہین اکثر بڑے بڑے
نال چوبی و سنگی نہایت ہی گران زمین سے مثل گل کے اُٹھاتے ہین اور سر سے بلند کر کے زمین پر ڈال دیتے
ہین بعضے لیزم ہلاتے ہین اکثر اُنکے پرند رکہتے ہین بعضے اکھاڑے مین ایک طرف لوٹ رہے ہین ہر ایک
کا سر منڈا ہوا ہی کان ٹوٹے ہوئے ہین سب کے سب چیٹ اور لنگوٹ باندھے ہوئے ہین ان سب کے
چہرے ہیبتناک ہین حملہ بچہ دیوان ناپاک ہین غرض جب وہ دونون پہلوان باہم زور کر چکے اُسوقت طاہر
عادی نے باواز بلند کہا کہ اس مجمع مردان مین کوئی شخص ایسا بھی ہی کہ مجھسے کشتی لڑے اور یہ دستار سرخ سر پر رکھے
اور یہ ترنج جو رکھا ہوا ہی کھائے ہر چند پہلوان طاہر عادی نے چہار جانب اکھاڑے کے جا جا کر کہا مگر کسی نے
جواب نہ دیا دوبارہ طاہر عادی نے پھر کہا اے جوانو تم مین سے کوئی ایسا مرد نہین کہ مجھسے لڑے اور
یہ ترنج جو رکھا ہی کھائے اور پگڑی سرخ سر پر رکھے طاہر عادی اکھاڑے کے چارون طرف جا کے کہتا تھا
اور بار بار خم ٹھوکتا تھا جب خواجہ عمرو نے گفتگوے طاہر عادی سُنی فوراً چالاکی سے ترنج اُٹھا لیا اور پگڑی
بھی اُٹھا لی اور حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اس ترنج کو تم کھا لو اور یہ دستار بھی تم اپنے سر پر رکھ لو حمزۂ صاحبقران
نے کہا اے برادر مین یہ ترنج نہ کھاؤنگا اور یہ پگڑی بھی سر پر نہ رکھونگا کیونکہ یہ پہلوان کہتا ہی کہ ترنج وہ شخص کھائے
جو مجھسے لڑے اور یہ دستار بھی وہی شخص اپنے سر پر رکھے جو مجھسے قصد لڑنے کا رکھتا ہو خواجہ عمرو نے کہا اے امیر
بالتو قیر بے تامل یہ ترنج کھا بھی جاؤ مطلق اندیشہ نہ کرو کیونکہ اس پہلوان سے کوئی بھی یہان نہ لڑیگا آخر
یہ ترنج یہ پہلوان کسی کو دے دیگا پس تمھین کھا لو حمزۂ صاحبقران گفتگو خواجہ عمرو کی سنکے چپ ہو رہے خواجہ عمرو نے
جلد ترنج کو چھیلکر حمزۂ صاحبقران کو کھلا دیا بعد اسکے خواجہ عمرو نے حمزۂ صاحبقران کے سر پر دستار رکھنا چاہی حمزۂ
صاحبقران نے سر پر دستار رکھنے سے انکار کیا اور یہ کہا اے برادر ترنج تو مین نے تمھارے کہنے سے کھا لیا لیکن
دستار مین اپنے سر پر نہ رکھونگا مجھ مین اتنی قوت و طاقت نہین ہی کہ اس پہلوان زبردست سے لڑسکون خواجہ
عمرو نے کہا اے حمزۂ صاحبقران تم بھی عجب آدمی ہو اس ادنے پہلوان سے ڈرے جاتے ہو باوجود اسکے
کہ فرزند عبد المطلب کے ہو حمزۂ صاحبقران نے کہا اے برادر اگر مین اپنے سر پر اس دستار کو رکھونگا تو مجکو

اس پہلوان سے ضرور لڑنا پڑیگا خواجہ عمرو نے کہا اے حمزہ صاحبقران تم اس دستار کو اپنے سر پر نہ رکھو جب یہ شاہزادہ
پہلوان کے ہاتھ سے کھینگا اسوقت دیکھ لیا جائیگا میں تو موجود ہوں تم بیکار ڈرتے ہو اگر یہ پہلوان تم سے
لڑنے کو کہیگا اور تم نہ لڑو گے تو میں اس سے کشتی لڑونگا حمزہ صاحبقران نے یہ خیال کیا کہ عمرو نے جو کہا ہے وہی
کریگا اگر میں اپنے سر پر دستار رکھ لونگا تو بظاہر کوئی نقصان نہیں ہے حمزہ صاحبقران تو یہ خیال کر رہے تھے
خواجہ عمرو نے وہ دستار حمزہ صاحبقران کے سر پر رکھ دی جب طاہر عادی اکھاڑے کے چاروں طرف
جاکر اور کشتی لڑنے کو لککر وہاں آیا جہاں پر ترنج رکھا تھا ترنج کو نہ پایا متحیر ہوکر پگڑی کو دیکھنے لگا پگڑی بھی
نہ پائی اور زیادہ متحیر ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اس ترنج کو اس مجمع مردمان میں سے کسنے کھایا ہے اور دستار
سر پر رکھی ہے آخر یہ خیال کرکے طاہر عادی چہار جانب دیکھکر باآواز بلند کہنے لگا وہ بہادر اس مجمع مردمان میں
کون ہے جسنے میرا رکھا ہوا ترنج کھایا ہے اور وہ دستار جو میں نے رکھی تھی کسنے اپنے سر پر رکھی ہے خواجہ
عمرو نے آگے بڑھ کے کہا اے پہلوان بزدل دیکھ اس لڑکے نے کہ یہ فرزند ارجمند خواجہ عبد المطلب
رئیس خانہ کعبہ کا ہے اور سردار تمام عرب اور ہاشمی ہے اپنے تئیں جانتا ہے اور شجاعان جہان اور بہادران عالم
سے اپنے تئیں افضل سمجھتا ہے اُسنے وہ ترنج تیرے سامنے کھایا ہے اور دستار بھی ابھی تک اُسکے سر پر موجود ہے طاہر
عادی گفتگوے خواجہ عمرو سنکے قریب حمزہ صاحبقران کے آیا اور اپنے سے بہت کم قوت اور طفل جانکر
ہنسکر کہنے لگا اے صاحبزادے تم کیا مجھسے لڑوگے بڑے بڑے شجاعان روزگار تو مجھسے لڑ نہیں سکتے
اور نام میرا سنکے ڈرتے ہیں خیر تم نے بوجہ نادانی اور خورد سالی کے ترنج کھا لیا اور دستار سر پر رکھ لی جاؤ میں نے
خطا تمھاری معاف کی لیکن اب کبھی ایسا نہ کرنا ورنہ پچھتاؤگے خواجہ عمرو نے کہا اے امیر افسوس ہزار افسوس تمنے
نام ہاشمیوں کا آج ڈبو دیا اگر تمکو اس پہلوان سے لڑنا منظور نہ تھا تو دستار کیوں سر پر رکھ لی اور ترنج کیوں
کھا لیا امیر کو خواجہ کے کہنے سے غیرت آئی بے اختیار کہا اے پہلوان کیا بیہودہ بک رہا ہے تو کیا میری خطا معاف
کریگا تیری کیا لیاقت ہے خداوند عالم نے ہم ہاشمیوں کو سب سے زیادہ شرف دیا ہے اور جلال و قوت میں بھی
لاثانی پیدا کیا ہے میں تجھسے ضرور لڑونگا لیکن اسوقت نہیں کیونکہ تو بخوبی زور کر چکا ہے اگر اسوقت تجکو زیر کیا تو سب
یہ کہینگے کہ پہلوان کشتی لڑ چکا تھا تھکا ہوا تھا تھکے ہوئے کو زیر کیا کچھ کمال نہیں کیا انشاء اللہ کل یا آج ہی
کسی وقت تجھسے لڑونگا امیر یہ گفتگو طاہر عادی سے کرکے مجمع مردمان سے نکلکے چلے خواجہ عمرو نے کہا
اے پہلوان آگاہ ہو کہ اگر حمزہ تجھسے کشتی نہ لڑیگا تو میں تجھسے لڑونگا اور تجھے زیر کرونگا ہرگز اس میری لاغری
پر خیال نہ کرنا کہ یہ کیا لڑیگا یہاں تو خواجہ عمرو پہلوان طاہر عادی سے یہ تقریر کرتے تھے اور پہلوان
طاہر عادی خواجہ عمرو کو دیکھکر ہنستا تھا اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ یہ دبلا پتلا لڑکا مجھسے کیا لڑیگا لیکن
امیر جو اکھاڑے سے روانہ ہوئے تھے صرف بہانہ کرکے چلے آئے تھے مگر جب اپنے گھر کے قریب پہنچے خیال
کیا یہ تو بڑی بدنامی کا باعث ہوگا اگر اُس پہلوان سے نہ لڑونگا پس مناسب ہے کہ آج ہی اسی وقت اپنے تئیں ہلاک
کروں جان دینے میں آبرو رہجائیگی غرض یہ تجویز کرکے کوہ بوقبیس کی جانب روانہ ہوئے اور قریب کوہ بوقبیس
جاکر ایک درخت کی چھال لیکر اُسکی ایک رسی بنائی پھر اُس رسن کو ایک درخت کی شاخ میں چند سنگ زیر و بالا
رکھکر باندھا اور اُس ریسمان کو بارادہ امتحان کھینچا جب وہ رسن کھینچنے سے نہ ٹوٹی اُسوقت امیر نے حلقہ رسن کا اپنی
گردن میں ڈالا اور روبقبلہ ہوکر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا اور بہ گریہ وزاری درگاہ جناب باری میں اپنے گناہان

صغیرہ اور کبیرہ کے واسطے دعا کی بعد اسکے امیر نے اُن پتھرون کو جو زیر قدم تھے اُنکو پانْوں سے ہٹا دیا جب
وہ چند سنگ جو زیر قدم امیر تھے ہٹ گئے امیر کے قدم زمین سے اُونچے ہو گئے حلقۂ رسن کا گلو گیر ہوا اُسوقت
امیر کا عجب حال تھا خدا کی جانب خیال تھا چراغ حیات گل ہوتا تھا حلقۂ رسن گلے مین پیوست تھا جسوقت
امیر کا یہ حال ہوا فوراً دریاے رحمت الٰہی جوش زن ہوا جبرئیل کو یہ حکم رب جلیل ہوا کہ جلد جاؤ اور میرے
بندۂ برگزیدہ کو میرے حکم سے بچاؤ اور ہنرہاے پہلوانی تعلیم کرو صاحبقران بناؤ اور چند دانۂ انگور بھی
ہمراہ لیتے جاؤ جسوقت یہ حکم خالق آسمان و زمین جبرئیل امین کو پہونچا فی الفور جبرئیل بعد تعجیل زمین پر
نازل ہوئے اور اپنے دست حق پرست سے امیر کے گلے سے پھانسی کو کاٹ دیا اور ہاتھ اپنا تن امیر با توقیر
پر پھیرا فی الفور حواس خمسہ امیر کے درست ہوئے امیر نے دیکھا کہ ایک اعرابی میرے قریب کھڑا ہے چہرہ
اُسکا نورانی ہے جب امیر نے جانب مرد اعرابی مذکور کے نظر کی اُس مرد اعرابی نے بخندہ پیشانی امیر کو سلام
کیا حمزہ نے جواب سلام دیا بعد اسکے اس مرد اعرابی نے امیر سے فرمایا کہ اے برگزیدۂ خالق کون و مکان
واے مقبول بارگاہ معبود انس و جان یہ کیا مزاج عالی مین آیا جان اپنی دینا کس وجہ سے گوارا کیا یہ ن
کبھی کوئی مرد حق آگاہ اپنی جان دیتا ہے اور ہلاک ہونا اپنا گوارا کرتا ہے اور خون مین اپنے خود گرفتار ہوتا ہے
جب امیر نے یہ گفتگو اُس اعرابی نیکخو سے جو سنی اور اپنے حال پر از حد شفیق پایا اُسوقت جواب مین یہ فرمایا
کہ اے مرد ابرار بندۂ خاص پروردگار کیونکر مین اس طرح اپنے تئین ہلاک کرنے کا در پے ہوتا کہ ایک کافر نے
مجمع مردمان مین مجھکو ناتوان اور کم قوت تصور کیا مجھکو یہ منظور نہ ہوا کہ ذلت اُٹھا کر زندہ رہون اُس اعرابی نے
کہا اے امیر اب تم پر فضل خدا ہوا وہ کافر تو کیا ہے ہر ایک دیو و جن و غیرہ پر بھی تم غالب آؤ گے یہ کہکر اُس
اعرابی نے اپنے پاس سے ایک تیر نکالا اور چلّہ کمان مین رکھکر جانب فلک لگایا وہ تیر کمان سے جدا ہو کر
سوے آسمان روانہ ہوا ابھی وہ تیر زمین پہ گرنے نپایا تھا کہ اُس اعرابی نے دوسرا تیر چلّہ کمان مین رکھکر
اور تاک کر جانب سپہر لگایا زہے قدر اندازی مرد اعرابی کہ تیر دیگر تیر اول مین جا کر پیوست ہوا ابھی وہ
دونون تیر زمین پر نہین گرے تھے کہ اس اعرابی نے تیسرا تیر بھی لگایا وہ بھی تیر دوم مین جا کر پیوست
ہوا غرض اسی طرح سے چالیس تیر اُس اعرابی نے لگائے جب وہ جملہ تیر باہم تھمے ہوئے زمین پر گرے
اُس مرد اعرابی نے اسی طرح تیر کا لگانا امیر کو اچھی طرح تعلیم کر دیا پھر اس مرد اعرابی نے تیر کو سر نیزہ پر
رکھکر نیزہ کو اس ترکیب و تدبیر سے گردش دی کہ وہ تیر جو نوک نیزہ پر تھا زمین پر نہ گرا یہ بھی ترکیب امیر کو
تعلیم کی پھر فن نیزہ بازی کے تمام و کمال سکھائے بعد اسکے شانے پر امیر با توقیر کے اپنا ہاتھ رکھکر بہت سے
پیچ کشتی کے جو بے مثل و بے نظیر تھے جلد تر سکھائے امیر کو سب پیچ فی الفور یاد ہو گئے پھر اسپ بازی
اور چوگان بازی اور سواے اسکے جو کچھ فن سپہ گری کے تھے وہ امیر کو بتا دئے اور ایک دانۂ انگور امیر کو
کھلایا امیر کو دانۂ انگور کے کھانے سے جملہ حبش و طیور و جن و انس و غیرہ کی تقریر سمجھ مین آنے لگی اور
ہر ایک کی زبان سے آگاہی ہو گئی جسوقت امیر با توقیر نے اپنے تئین قوی پایا اور بہ نسبت قبل اپنے
دست و پا مین بدرجہا زور پایا فوراً زمین پر سجدۂ شکر خالق کون و مکان کیا بعد ادا کرنے سجدۂ شکر خدا کے
امیر با توقیر نے اس مرد اعرابی سے پوچھا کہ اے ہادی فنون بیمثال و اے اُستاد ذی کمال ہو تو فرمایئے
کہ آپ کا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے آپ نے جو مجھ پر احسان کیا ہے اُسکا شکر مجھ سے ہو نہین سکتا اُس مرد اعرابی

نے فرمایا ای حمزہ صاحبقران آپ کو میرے نام کے دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہی مین ایک بندۂ ذلیل رب جلیل ہون حمزہ
صاحبقران نے کہا ای رہنماے فنون لاجواب ای عالی جناب اگر مجھسے کوئی شخص پوچھے کہ تو کسکا شاگرد ہی تو مین
کیا کہونگا اسی وجہ سے چاہتا ہون کہ آپ کے نام نامی سے واقف ہون جب امیر باتوقیر نے اس طرح تقریر کی اُسوقت
اُس اوالی ابرار نے سر جھکاکر فرمایا ای امیر باتوقیر آگاہ ہو جیے کہ مین ایک بندۂ خدا ہون فرمانبردار کبریا ہون میرے
نزدیک تو نام میرا عبد ذلیل ہی لیکن دو جہان مین نام میرا مشہور جبرئیل ہی اسوقت حکم پروردگار سے یہان
آیا ہون اور ہنرہاے شایستہ کہ جنکے بتانے کا مجکو حکم ہوا تھا تمکو تعلیم کیے اور صاحبقران تمکو بنایا اب تمکو مناسب
ہی کہ جلد جاؤ اور اس پہلوان سے مقابلہ کرو انشاء اللہ اُسکو زیر کر دوگے اور وہ مغلوب ہوگا اور سوا اسکے تم
ہمیشہ کفار کو قتل کیا کروگے یہ کہکر جبرئیل علیہ السلام آگے بڑھے امیر باتوقیر اپنے مکان کی طرف چلے اب حمزہ
صاحبقران کو تو اثناے راہ مین چھوڑیے اور کچھ حال خواجہ عمرو کا سنیے کہ بعد چلے جانے حمزہ صاحبقران
کے خواجہ عمرو نے تھوڑی دیر تک طاہر عادی سے یہی تقریر کیا کیے کہ اگر امیر نہ آئینگے اور کشتی تم سے نہ لڑینگے
تو مین تم سے کشتی لڑونگا اور تمکو اسی اکھاڑے مین چت کرونگا بعد گفتگوے مذکورہ کے خواجہ عمرو نے
یہ خیال کیا کہ ای عمرو اب یہان ٹھہرنا تیرے حق مین اچھا نہین ہی اگر یہ پہلوان تجھسے کشتی لڑنے پر آمادہ ہوگیا
اور امیر نہ آئے تو برا ہوگا یہ پہلوان تیری ہڈیان پسلیان توڑ ڈالیگا مفت تیری جان جائیگی اور اگر امیر بھی
یہان آئینگے اور اس پہلوان زبردست سے لڑینگے تو وہ بھی غالب نہ ہونگے علاوہ اسکے امیر باتوقیر کو اس
پہلوان نے کمزور اور ناتوان تصور کرکے یہ کہا ہی کہ جاؤ مین نے تمہاری خطا معاف کی اور مین نے بھی کلمات
طعن آمیز امیر کو کہے ہین ایسا نہو کہ امیر اپنے تئین ہلاک کرین اسوجہ سے بھی یہان ٹھہرنا اچھا نہین ہی جلد جاکر
امیر کو دیکھنا چاہیے اور خبر انکی لینا چاہیے غرض خواجہ عمرو نے یہ خیال کرکے اکھاڑے سے یہ کہکے جست کی
کہ مین امیر کو بلانے جاتا ہون انکو لیکر ابھی آتا ہون خبردار ای پہلوان میرے خوف سے بھاگ نہ جانا مین تجھسے
ضرور کشتی لڑونگا اور تجکو زیر کرونگا یا امیر تجھسے کشتی لڑینگے اور تیرے دست و پا کو توڑینگے سب پہلوان خواجہ
عمرو کو جاتے ہوئے دیکھکر پکارے کہ لینا یارو پکڑو بلا تیلا لڑکا بھاگا جاتا ہی اُسکو بھاگ کر جانے نہ دینا خواجہ
عمرو تو جست کرکے چل دیے لیکن جو اشخاص کہ اکھاڑے پر موجود تھے انھون نے کہا ای پہلوانان [illegible]
خوب ہوا کہ یہ دونون لڑکے چلے گئے کیونکہ یہ دونون طفل خواجہ عبد المطلب کے فرزند ہین اور خواجہ
عبد المطلب انکو نہایت پیار کرتے ہین اور یہ دونون لڑکے شوخ بھی از حد ہین تمکو انکے ساتھ کشتی لڑنا
مناسب بھی نہین تھا کیونکہ اگر وہ زیر ہوتے تو خواجہ عبد المطلب کو نہایت صدمہ ہوتا اور فی زمانہ قوت و
شجاعت مین بے مثل ہین وہ اپنے فرزندون کے عوض مین تمکو ہلاک کرتے غرض ہمارے نزدیک چلے جانا ان
دونون لڑکون کا بہتر ہوا اگر تم کسی لڑکے کو زیر بھی کرتے تو کچھ تمہاری عزت و توقیر زیادہ نہو جاتی اور مرتبہ تمہارا
بڑھ نہ جاتا خاص و عام یہی کہتے کہ ایک لڑکے کو پہلوان طاہر عادی نے زیر کیا اچھا ہوا کہ وہ دونون لڑکے
بہانہ کرکے چلے گئے تمہاری بات رہ گئی الحاصل بوجہ سمجھانے اشخاص حاضرین کے سب پہلوان خاموش ہو رہے
اِدھر خواجہ عمرو ڈھونڈتے ہوئے امیر کے مکان پر آئے تو امیر باتوقیر کو مکان مین نہ پایا اب خواجہ عمرو کو یقین
کامل ہوا کہ امیر جانب صحرا گئے ہونگے اور اپنے ہلاک کرنے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ہوگا غرض خواجہ عمرو
خدا سے دعا کرتے ہوئے جانب صحرا چلے کہ خداوندا امیر بخیر و عافیت مجکو ملین جب خواجہ عمرو قریب کوہ بیس

پہونچے دیکھا کہ امیر نہایت شاد و خرم چلے آتے ہین اور چہرہ اسقدر نورانی ہی کہ نظر خیرگی کرتی ہی اور رعب و دبدبہ چہرۂ
انور سے اسقدر آشکار ہی کہ مجال کلام نہین ہی اور پیشانی سے نور سرداری اور سرداری ظاہر ہی پہلے تو خواجہ
عمرو امیر سے مضحکہ کیا کرتے تھے آج خواجہ عمرو رعب و دبدبہ امیر بوقیر کا دیکھکر قدم میمنت لزوم حمزۂ صاحبقران
پر گر پڑے امیر نے سر خواجہ عمرو کا اپنے قدم سے اُٹھا کر خواجہ عمرو کو برادر کہکر گلے سے لگایا خواجہ عمرو نے عرض
کیا اے امیر با توقیر ماشاء اللہ آج تو آپ کے چہرۂ انور سے خورشید فلک شرمندہ ہی رعب و دبدبہ بھی چہرہ سے ہویدا ہی اسکا
کیا باعث ہی امیر با توقیر نے فرمایا اے برادر میرے پاس کوہ بوقبیس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تھے
اُن حضرت نے مجکو چند فنون تعلیم فرمائے ہین تم میرے بھائی ہو مین تمکو بہت عزیز رکھتا ہون یہ نہین چاہتا کہ
تم اُن حضرت کی زیارت سے محروم رہو جلد جاؤ شاید اُنکی زیارت تمکو بھی میسر ہو عجب نہین کہ تمکو بھی کچھ اُن
حضرت سے فائدہ ہو خواجہ عمرو نے جب یہ خوشخبری زبان الہام بیان حمزۂ صاحبقران سے سُنی اُسی وقت
بیتاب و بیقرار ہو کر جانب بوقبیس دوڑے اور پکارے کہ اے جناب روح الامین فرستادۂ رب العالمین
برائے خدا ذرا ٹھہر جائیے یہ خاکسار دردمند بیقرار آپ کی خدمت فیضدرجت مین اُفتان و خیزان حاضر ہوتا ہی
مجکو بھی اپنی زیارت سے مشرف فرمائیے ذرا ٹھہر جائیے جسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آواز خواجہ
عمرو کی سنی بموجب حکم پروردگار جبرئیل علیہ السلام ٹھہر گئے اور فرمایا کہ اے عمرو جلد آ اور دامن آرزو اپنا پھیلا بحکم
خداوندی دوسرا گوہر مدعا سے اُسے بھر کر لیجا خواجہ عمرو نے جب یہ تقریر حضرت جبرئیل کی سُنی عرض کیا حاضر ہوتا
ہون جب خواجہ نزدیک حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پہونچے بعد ادائے شرائط التسلیم و تعظیم قدم حضرت
جبرئیل کو بصد خواہش و آرزو چوما پھر بکمال عجز و انکسار سے روبرو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سر جھکا کر کھڑے
ہوئے پھر جسارت کر کے دامن قبا کو حضرت جبرئیل کے خوب مضبوط پکڑا اور عرض کیا کہ اے جناب فیضمآب
جبتک آپ سے ہوسکے مجکو دیجیے زیادہ تر مجکو جواہر گران بہا عنایت فرمائیے حضرت جبرئیل خواجہ عمرو
کی گفتگو سُنکے ہنسنے لگے بعد ہنسنے کے اس طرح فرمایا کہ اے ریش تراشندۂ کافران و سر بریدۂ جادوگران
مجکو عنایت خدا سے عجیب مرتبہ ملا قاتل مشرکین تیرا لقب ہوا یہ فرمایا کر تین چیزین عمرو کے سامنے رکھدین
یعنی ایک قرغول جسکو طی الارض کے واسطے پانؤن مین باندھتے ہین دوسرے باد مہرہ جسکو سفید مہرہ
بھی کہتے ہین اور تیسرے حقہ جس مین پر لگا تھا عنایت فرمایا اور کہا اے عمرو خاطر جمع رکھ تو جناب ختم الانبیا
کا ایلچی ہوگا مرتبہ تیرا بلند ہوگا خواجہ عمرو نے عرض کیا مین یہ قرغول اور مہرہ اور یہ حقہ لیکر کیا کرون یہ میرے
کام کی اشیا نہین ہین نہ مجہیہ چیزین مثل جواہر کے قیمتی ہین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اے عمرو آگاہ ہو
کہ یہ قرغول اگر کوئی شخص اپنے پانؤن مین باندھکر چلے ہزارہا فرسخ کی راہ بہت جلد طی کرے کیونکہ اس
قرغول کے پانؤن مین باندھنے سے طی الارض کے واسطے زمین کی طنابین کھنچ جاتی ہین اس سے بہتر
تمہارے واسطے اور کوئی شی خوب نہین اور یہ باد مہرہ عجب نایاب شی ہی اسکی تاثیر یہ ہی کہ اسکو بجاؤ گے تو تمام
عالم مین اسکی صدا جائیگی غرض درند اور پرند جسقدر ہین سب اُسکی آواز سُنکے ناچنے لگینگے اور صدا اُسکی سنکے
رقص کرینگے اور یہ حقہ آتشبازی کا ہی جب تم اسکو داغ کے کفار پر مارو گے ہزارہا کافرون کے جسم
اور جسم یہ جلا دیگا اور سر اس حقہ کا تمہارے ہاتھ مین رہیگا تم سے جدا نہو گا اے عمرو سامنے ان اشیا کے
جواہر بیش بہا کی کیا حقیقت ہی خواجہ عمرو نے عرض کیا علاوہ ان اشیا کے اب آپ مجکو مال دنیا سے اسقدر

دیجیے

عنایت فرمایئے کہ میں اپنی تمام عمر کسی کے آگے برائے سوال ہاتھ نہ پھیلاؤں حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ گفتگو سنکے
عمرو سنکے ہنسے اور فرمایا اے عمرو انسان کو لازم ہے کہ کوئی کمال حاصل کرے جسکی وجہ سے بعد مرگ بھی نام اُسکا دنیا میں
باقی رہے اور کبھی مال دنیا کی طرف توجہ نہ کرے رستم نے پہلوانی کا کمال حاصل کیا تھا آجتک اُسکا نام خاص و عام
کی زبان پر جاری ہے ہر ایک شخص اُسکی شجاعت کی تعریف کرتا ہے علاوہ رستم کے صدہا بندگان خدا ایسے ہیں کہ بعد مرنے
کے بھی بوجہ کمال کے اہل جہان اُنکا ذکر کرتے ہیں پس اے عمرو تجکو بھی لازم ہے کہ مال دنیا پر اسقدر توجہ نہ کرو اور کچھ کمال حاصل کرو
خواجہ عمرو نے حضرت جبرئیل کی گفتگو سُنکے کبیدہ خاطر ہو کر منہ پھیر لیا اور عرض کیا آپ کچھ زر و جواہر مجکو عنایت
فرمائیں نصیحت نہ کریں حضرت جبرئیل خواجہ عمرو کی تقریر سُنکے پھر ہنسے اور فرمایا اے عمرو لو یہ کہکے ایک دانہ
انگور نکالکر چاہا کہ خواجہ عمرو کے دہن میں دیں خواجہ نے کہا میں ایک دانۂ انگور کھا کر کیا کروں یہ دانۂ انگور کسی
نادان کو کھلا دیجئے گا کیونکہ اس دانۂ انگور کے کھانے سے یہ کیا اچھا ہوگا حضرت جبرئیل نے فرمایا تم کھاؤ تو
یہ دانۂ انگور بنہایت مزے کا ہے خواجہ نے منہ کھولا جبرئیل نے وہ دانۂ انگور خواجہ عمرو کو کھلا دیا اور فرمایا اے عمرو
دہن بند کرو اس دانۂ انگور میں عجب حکمت ہے ایک دم میں بہتر شکلیں بدلنے کی یہی صورت ہے جسکی شکل کا ارادہ
دل میں خیال کروگے مصور قدرت ویسا ہی نقشا تمھاری صورت کا بنا دیگا خواجہ عمرو نے وہ دانۂ انگور کھا کے
کہا آپ نے مجکو ایک دانۂ انگور کھلا کر بہلا دیا اور ایک کوڑی کی بھی نہ دی جو کسی وقت کام آتی خیر اب کچھ اور کھلائیے
جناب جبرئیل ہنسے اور ایک دانۂ انگور خواجہ عمرو کے منہ میں دیا اور فرمایا کہ دہن بند کر لو کہ یہ بھی عجیب و
غریب نعمت ہے جس سے بہتر کوئی خوش الحان نہوگا اے عمرو شکر کرو کہ خدا نے تمکو لحن داؤدی دیا اب تمھارے
گانے کی آواز سنکے جن و انس اور وحوش طیور وجد میں آئینگے اور محو ہو جائینگے خواجہ عمرو نے وہ دانہ بھی
کھا لیا اور کہا شکر ہے خدا کا کہ آپ نے مجکو ایک ایک کرکے دو دانۂ انگور تو کھلائے کئی مرتبہ بہت سا میوہ
کھلا دیجئے کہ میرا پیٹ تو بھر جائے آج کھانے ہی سے فرصت ہو جائے اور اگر ہوسکے تو جواہر اور زر سرخ
و سفید مجکو دیجئے میں نے کئی مرتبہ آپ سے طلب کیا ہے پھر آپ سے مانگتا ہوں حضرت جبرئیل نے فرمایا
مجکو حکم خدا ہوا ہے میں تمکو وہ نگار زر و جواہر کے دینے کا مجکو حکم نہیں ہوا ہے یہ فرما کر ایک دانۂ انگور نکالکر فرمایا
لیجئے اے عمرو یہ بھی دانۂ انگور کھا لو کہ دو جہان سے ہو گئے خواجہ عمرو نے منہ کھولا حضرت جبرئیل نے تیسرا دانہ
انگور کا خواجہ عمرو کے منہ میں دیا اور کہا دہن بند کر لو خواجہ نے دہن بند کر لیا حضرت جبرئیل نے فرمایا اب
واسطے قتل دشمنے گنا ہے تین سو ساٹھ مکر تمکو یاد آجایا کرینگے تم کو کبھی سے خنک کے کروگے جب خواجہ عمرو
وہ بھی دانۂ انگور کھا چکے پھر حضرت جبرئیل سے بعد منت کہنے لگے کہ اب تو کچھ زر و جواہر مجکو دلوائیے
حضرت جبرئیل نے فرمایا اب کچھ میرے پاس تمھارے نصیب کا نہیں ہے خواجہ عمرو نے یہ سُنکے دامن
قبائے حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے ہاتھ میں مضبوط پکڑ کے کہا کہ اپنا نام مجکو بتائیے ہر چند کہ جانتے
تھے کہ حمزہ صاحبقران سے سُن چکے تھے مگر شوخی سے پوچھا حضرت جبرئیل نے فرمایا میرا نام جبرئیل ہے
جہاں حکم خدا ہوتا ہے وہاں میں جاتا ہوں اور حکم خدا بجا لاتا ہوں میرے پاس تمھاری تقدیر کا اتنا ہی تھا
بعد اسکے کچھ دینے کا حکم نہیں یہ جو کمال تمکو بتائے ہیں یہ کیا کم ہیں اے عمرو اب زیادہ حرص و ہوس
نکرو میرا دامن چھوڑ دو خواجہ عمرو نے کہا واہ میں بغیر کچھ زر و جواہر لئے ہوئے ہرگز دامن نہ چھوڑونگا
جب حضرت جبرئیل نے دیکھا خواجہ عمرو دامن نہیں چھوڑتے اُسوقت کچھ سنگریزے اُٹھا کر خواجہ عمرو کے

ہو ادا کیے خواجہ عمرو نے بیتاب و بیقرار ہو کر جب وہ سنگریزے اپنے ہاتھ میں لیے اور انکو دیکھا وہ سب
لعل بدخشانی اور یاقوت رمانی تھے اور ایسی چمک انمین تھی کہ خواجہ عمرو کی نظر انکین دیکھنے سے خیرگی کر لی تھی القصہ
بکر وہ بیتاب ہونے زیرہ ہاے یاقوت اور لعل کے خواجہ عمرو نے دامن حضرت جبرئیل کا چھوڑ دیا حضرت جبرئیل
پہاڑ پر غائب ہو گئے یعنے خواجہ کی نظر سے مخفی ہو گئے خواجہ عمرو وہ جواہرات لیکر آگے چلے بعد تھوڑی دور چلے
آنے کے خواجہ عمرو نے جو پھر دیکھا تو وہ سب سنگریزے تھے جب خواجہ عمرو کو ثابت ہوا کہ یہ سنگریزے ہیں ہاے
افسوس کہکر کھڑے ہو گئے اور کہا واہ استاد کیا فقرہ دیا ہے کیوں نہو آخر ہمارے رہنما تھے ہمکو عیاری سکھانے
آئے تھے ہم سے فقرہ نہ کرتے سچ ہے استاد استاد ہی ہے اور شاگرد لاکھ عقلمند ہو مگر پھر شاگرد ہے استاد کے
کمال کو نہیں پہونچتا الحاصل خواجہ عمرو نے اُن جواہر کے سنگریزے ہو جانے کا ازحد صدمہ کیا آخر مجبور و ناچار ہو کر
وہان سے چلے جب قریب حمزہ صاحبقران کے پہونچے خواجہ عمرو نے تمام حال اپنا بیان کیا امیر ناتوقیر نے فرمایا
ای خواجہ اب اکھاڑے پر چلو خواجہ عمرو نے کہا بہتر تو ہے چلیے غرض حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو اکھاڑے کی
طرف روانہ ہوئے وہان اکھاڑے پر مقبل وفادار پہلوانوں کی کشتی دیکھ رہا تھا جب امیر اور خواجہ عمرو
کو اکھاڑے پر آنے میں دیر ہوئی مقبل وفادار نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ابھی تک امیر اور خواجہ عمرو یہان نہین
آئے کیا باعث ہے جا کر دیکھنا چاہیے غرض مقبل وفادار بھی وہان سے چلا اثنائے راہ میں امیر اور خواجہ عمرو
سے ملاقات ہوئی مقبل وفادار نے خواجہ عمرو سے پوچھا کہان گئے تھے خواجہ عمرو نے تمام کیفیت اپنی
از ابتدا تا انتہا بیان کی پھر حمزہ صاحبقران نے بھی اپنا حال اول سے آخر تک بیان کیا مقبل وفادار نے کہا
ای حمزہ صاحبقران ابھی آپ یہان توقف کریں میں بھی کوہ بوقبیس پر جاتا ہون شاید مثل آپ کے مجھسے
بھی حضرت جبرئیل سے ملاقات ہو جاے اور کچھ مجکو بھی اُن جناب سے کمال حاصل ہو جاے امیر نے فرمایا بہتر ہے
جاؤ ہم یہان تمہارے منتظر ہیں مقبل وفادار بھی بتعجیل تمام کوہ بوقبیس پر پہونچا اور پکارا یا جناب جبرئیل
ملک مقرب رب جلیل اس عبد ذلیل پر بھی نظر عنایت فرمایئے قدمبوسی کا مجکو بھی از حد اشتیاق ہے چہرہ
پُر نور اپنا دکھلاییے جو حکم خداوند عالم ہو مجکو بھی دیکھیے حضرت جبرئیل بحکم خالق خاص و عام کوہ بوقبیس
پر منتظر مقبل وفادار کے تھے جب مقبل وفادار کی صدا سنی فوراً ظاہر ہوئے اور سامنے مقبل وفادار
کے تشریف لائے مقبل وفادار نے بعد ادب تسلیمی اور رابطہ تسلیم کرنے کے شرف قدمبوسی حاصل کیا
حضرت جبرئیل نے مقبل وفادار کو بھی فن تیراندازی تعلیم کیا اور فرمایا کہ ای مقبل شکر خدا کر عجب فن جلیل
میں نے تجکو علم خدا سے تعلیم کر دیا بعد حمزہ صاحبقران کے تیرا ہمسر تیراندازی میں کوئی شخص نہ ہوگا یہ فرما کر
حضرت جبرئیل علیہ السلام نظر مقبل وفادار سے پوشیدہ ہو گئے مقبل وفادار مسرور و شاد کوہ بوقبیس
سے چلا اور حمزہ صاحبقران کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال مفصل بیان کیا حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو
حال مذکور مقبل وفادار سے سنکے خوش ہوئے پھر حمزہ صاحبقران مع خواجہ عمرو و مقبل وفادار اکھاڑے
کی طرف چلے جب قریب اکھاڑے کے پہونچے گروہ مردمان نے حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو کو دیکھکر کہا
کہ ای پہلوان طاہر عادی پھر وہ دونون لڑکے خواجہ عبد المطلب کے آتے ہیں وہ پہلوان اور رجلہ عمرو
امیر ناتوقیر اور خواجہ عمرو کو دیکھنے لگے حمزہ صاحبقران نے نعرہ کیا کہ ای پہلوان ہوشیار ہو میں آپہونچا
اب تجھسے کشتی لڑونگا اور انشاء اللہ تجکو زیر کرونگا امیر ناتوقیر نعرہ کرکے اکھاڑے میں آئے پہلوان طاہر عادی کی

صدائے نعرہ اسیر سے ڈر گیا پھر قریب حمزہ صاحبقران کے آکر یہ کہنے لگا کہ اے صاحبزادے تمہارے وطن میں سے
بھی کوئی شخص ہے یا نہیں حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے پہلوان ہمارے وارث وبزرگ افضال خدا سے ہان
ہین اور ہم رئیس خانہ کعبہ کے ہین اور نسل پیمبر خلیل اللہ سے ہین لیکن تمکو اس امر سے کیا مطلب ہے جنہے جو
تجھسے وعدہ کشتی لڑنے کا کیا تھا سو جب اُس وعدے کے آئے ہین طاہر عادی نے کہا مین تم سے اس شرط
سے کشتی لڑتا ہون کہ تم ایک نوشتہ مجکو اس مضمون کا دو کہ ہم بخوشی خاطر اس پہلوان سے کشتی لڑتے ہین اگر ہمکو
یہ پہلوان ہلاک کر ڈالے تو کوئی ہمارے وارثان ہمارے خون کا دعوی نہ کرے اور اگر کوئی وارثان سے دعوی کرے
بھی تو حکام عادل اُس دعوی کو باطل تصور کرین حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا اگر تیری یہی خواہش ہے تو قرطاس
وقلم و دوات لے آ ہم ابھی لکھدین القصہ حمزہ صاحبقران نے بعد لکھنے عبارت مذکورہ کے اور اپنی مُہر کرنے کے
ایک پہر کامل ورزش کی بعد ورزش کرنے کے پہلوان طاہر عادی سے اکھاڑے مین سرگرم کشتی ہوئے
راوی کہتا ہے اسوقت ہزارہا مردمان تماشائی گرد اکھاڑے کے کھڑے تھے صدہا پہلوان بیٹھے تھے ایک
شخص ڈھول بجاتا تھا اور شہنا نواز شہنا بجاتے تھے سیکڑون آدمی غالب ہونے حمزہ صاحبقران کے واسطے
خدا سے دعا کرتے تھے اکثر اشخاص اپنے دل مین یہ خیال کرتے تھے کہ یہ پہلوان طاہر عادی ضرور حمزہ
صاحبقران پر غالب آئیگا کیونکہ نہایت زبردست ہے اور حمزہ صاحبقران کم قوت معلوم ہوتے ہین غرض جب
حمزہ صاحبقران اور اُس پہلوان سے کشتی ہونے لگی پہلوان نے تو چاہا کہ سہولت سے حمزہ صاحبقران
کو ٹپک دے لیکن حمزہ صاحبقران نے اُس پہلوان کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے زمین
پر دے پٹکا اور سینے پر سوار ہو کر اُس سے فرمایا کہ اگر تو دین اسلام قبول کر تو بہتر ہے ورنہ ہم تجکو ہلاک کرینگے
پہلوان نے دین اسلام قبول کرنے سے انکار کیا حمزہ صاحبقران کو غصہ آیا اور پانون اُس پہلوان کے
دونون ہاتھون سے پکڑ لئے اور ایک پانون پر اُسکے اپنا پانون رکھکر ایسا زور کیا کہ پہلوان طاہر کو تا بسر
چیر ڈالا اور نعرہ تکبیر بلند کیا جسوقت حمزہ صاحبقران نے پہلوان طاہر عادی کو ہلاک کیا جملہ مردمان
تماشائی مین شور تحسین وآفرین بلند ہوا یہ دیکھکر پہلوانون کے چہرے زرد ہو گئے دل دہل گئے جگر تھرا گئے
خصوصًا مطاہر عادی تو دیکھکر دنگ ہو گیا غم سے جسم مین لہو خشک ہو گیا صدمہ طاہر عادی سے
اشک آنکھون مین بھر لایا لیکن ضبط کر کے حمزہ صاحبقران سے کہنے لگا کہ مین بھی تم سے کشتی لڑونگا
عوض طاہر عادی کا تم سے لونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا تجکو بھی جہنم مین اُسی کے پاس بھیجونگا
مطاہر عادی یہ سُنکے غصہ مین آیا اور صاحبقران سے کشتی لڑنے لگا انہون نے مطاہر عادی کو بھی
مثل طاہر عادی کے زیر کر کے چیر ڈالا مردمان تماشائی نے ابکی مرتبہ زیادہ تر شور تحسین وآفرین بلند
کیا جب حمزہ صاحبقران نے طاہر عادی اور مطاہر عادی کو ہلاک کیا شاگردان طاہر عادی اور
مطاہر عادی کو کمال رنج وصدمہ ہوا آخر سب نے باہم مشورہ کر کے حمزہ صاحبقران کے ہلاک کرنے کا
ارادہ کیا اور ایکبار سب کے سب اُٹھکر حمزہ صاحبقران کے پاس آکر لپٹ گئے اسوقت خواجہ عمرو
اور مقبل وفادار بھی اکھاڑے مین آئے خواجہ عمرو نے بہ فن عیاری اُن مین سے اکثر ہلاک کیے اور
بعضون کو مقبل وفادار نے سوے سفر روانہ کیا اور کتنون کو حمزہ صاحبقران نے اُٹھا اُٹھا کے زمین
پے یون پٹکا کہ پیوند خاک کر دیا جب قریب سو کے اُنمین سے ہلاک ہوئے باقیماندہ حمزہ صاحبقران کے

خوف سے بھاگے حمزہ صاحبقران مع خواجہ عمرو اور مقبل وفادار بصد خوشی و خرمی اکھاڑے سے نکلے اور گرد و
مٹی لپٹی اپنے جسم سے دور کرکے اور لباس زیب تن فرما کے جانب مکان روانہ ہوئے ابھی حمزہ
صاحبقران چند قدم اکھاڑے سے گئے ہونگے کہ شاگرد طاہر عادی اور سطاہر عادی کے جو باقی رہ گئے تھے
اور تھے دونون پہلوانون کے جا پہنچے اٹھا کر جانب ملک مدائن چپکے روانہ ہوئے کہ اب امیر پر غضب سلطانی
آنے لگا ... گرد ان طاہر عادی اور سطاہر عادی کی تو دونون کی لاشین لیے ہوئے ملائن اور گریبان جانب
مدائن جاتے ہین انکا حال آیندہ بیان کیا جائیگا مگر اس جگہ کچھ حال حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور مقبل
وفادار کا بیان کیا جاتا ہے حمزہ صاحبقران جو اکھاڑے سے مع خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کے چلے تھے اثناے
راہ مین مقبل وفادار اور خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران کے زور و قوت و شجاعت کی بہت تعریف کی
حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے مجھکو ان کافرون پر غالب کیا ورنہ مین اتنے لڑ نہین سکتا
تھا مقبل وفادار گفتگو سے حمزہ صاحبقران کے کہنے لگا کہ مین ایک امر ضروری کے واسطے جاؤنگا آپ
اپنے گھر جائیے یہ کہکے مقبل وفادار ایک جانب روانہ ہوا اور حمزہ صاحبقران اپنے مکان کی طرف مع خواجہ کے چلے

داستان بھاگ جانا حمزہ صاحبقران کا خوف سے اپنے والد خواجہ کے ہمراہی مقبل وفادار اور خواجہ عمرو جانب یمن اور گرفتار ہونا خواجہ کا اور فتح کرنا حمزہ صاحبقران کا شاہ یمن کو اور داخل قلعہ ہونا اور لے آنا خواجہ عبدالمطلب کا حمزہ صاحبقران کو یمن سے

قلم کاران عرصہ بلاغت و شاہسواران میدان فصاحت جوہر تیغ زبان کے میدان بیان مین اس طرح دکھلاتے ہین
کہ جب حمزہ صاحبقران اکھاڑے سے چلے تھے اور اثناے راہ مین مقبل وفادار امیر باتوقیر سے رخصت ہوکر
ایک طرف چلا گیا تھا حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو سے باتین کرتے ہوئے اپنے مکان کی طرف آتے تھے اور
قریب مکان پہنچ چکے تھے ناگاہ حمزہ صاحبقران نے دیکھا مقبل وفادار مضطر و پریشان بکلفت تمام ...
مکان کی جانب سے چلا آتا ہے حمزہ صاحبقران نے مقبل وفادار سے دریافت کیا کہ تم اسوقت گھبرائے
ہوئے کہان سے آتے ہو اور باعث اسقدر پریشان ہونیکا کیا ہے مقبل نے عرض کیا اے حمزہ صاحبقران
اسوقت گذر میرا آپکے مکان کی طرف سے ہوا تھا دیکھا مین نے آپکے والد ماجد خواجہ عبدالمطلب کو اپنے
مکان کی ڈیوڑھی مین تشریف رکھتے ہین اور دو تین آدمی انکے پاس بیٹھے ہین والد ماجد آپکے ان آدمیون سے
فرماتے ہین کہ غضب ہوا حمزہ نے پہلوانون کو مار ڈالا وہ پہلوان نوشیروان کے تھے جب نوشیروان
کو خبر ہوگی کہ میرے نمکخوار دو پہلوانون کو حمزہ نے مار ڈالا ہے تو کیا قیامت برپا کریگا کیونکہ
وہ اپنے زمانہ کا بادشاہ ہے اسکے قبضہ مین ملک و سپاہ ہے دیکھیے وہ اب ہمارے اور حمزہ کے کس طرح پیش
آتا ہے اے حمزہ صاحبقران مین نے جو غور سے دیکھا تو آپکے والد ماجد کے چہرہ سے غصہ ظاہر تھا
پس میرے نزدیک مناسب نہین ہے کہ آپ مکان پر جائیے کیونکہ اگر آپکے والد بزرگوار نے آپکو عوض
قتل کرنے ان پہلوانون کے سزا دی تو اچھا نہین ہے یا آپکو نوشیروان کے حوالہ کیا اور
آپ کو اگر خدا نخواستہ کسی طرح کا صدمہ پہونچا تو کیسا برا ہوا لہذا ہر طرح سے اسوقت آپکا
اپنے مکان پر جانا مناسب نہین ہے حمزہ صاحبقران نے گفتگو سے مقبل وفادار تمام و کمال سنکے
خواجہ عمرو کی جانب دیکھا خواجہ عمرو نے بھی کہا کہ اے حمزہ صاحبقران میرے بھی نزدیک تشریف لیجانا ...

آپ کا مکان پر بہتر نہین ہی اب لازم ہی کسی طرف کو یہان سے تشریف لیچلیے لیکن یہان سے دور نکل چلیے تا کہ آپ کے والد ماجد
پھر آپ کو نہ پا سکین حمزۂ صاحبقران نے کچھ فکر کر کے بمقبل وفادار اور خواجہ عمرو کے کہنے پر عمل کیا یعنے حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ عمرو پھر کسی طرف نکل چلو تم سچ کہتے ہو والد ماجد کو غصہ ہی نہین معلوم مجھسے
کس طرح پیش آئین خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ چلیے مین اپ کے ہمراہ ہون یہ کہکر خواجہ عمرو ایک جانب چلے
اور حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار ہمراہ ہوئے حمزۂ صاحبقران نے مع خواجہ و مقبل ایک رات اور
ایک دن برابر راہ طی کی دوسرے روز حمزۂ صاحبقران کو خواہش طعام ہوئی اور تشنگی نے بھی غلبہ کیا
آخر مجبور ہو کر حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا ای برادر اب تو ہم سے بہ سبب گرسنگی اور تشنگی
کے چلا نہین جاتا اگر کہین کچھ آب و طعام ممکن ہو تو لاؤ خواجہ عمرو نے کہا ای امیر با توقیر آپ اس درہ کوہ مین
مع مقبل وفادار تشریف رکھین مین جستجوے آب و طعام مین جاتا ہون اور جس طرح سے ممکن ہوگا لاتا ہون حمزۂ
صاحبقران اور مقبل وفادار تو درۂ کوہ مین ٹھہرے لیکن خواجہ عمرو ایک سمت بہ تلاش آب و طعام روانہ ہوئے
چلتے چلتے ایک شہر مین پہونچے دیکھا کہ شہر آباد ہی رعایا خرم و شاد ہی خواجہ عمرو نے ایک روپیہ اپنے پاس سے
نکالا جو ترکیب دیکر بنایا تھا اور نان پز کی دکان پر آ کر اُس سے شیرمال و کباب طلب کیے جب خواجہ
عمرو لیچکے اُسوقت وہ روپیہ جسکو اپنی چالاکی سے بنایا ہی خواجہ عمرو نے نان پز کے حوالے کیا نان پز نے وہ روپیہ
دیکھکر کہا حضور یہ روپیہ مین نہ لونگا مجکو اور بدل دیجیے کیونکہ یہ روپیہ عجب طرح کا ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا کس
بادشاہ کے وقت کا ہی اور کس سنہ کا ہی اور مجکو کھوٹا بھی معلوم ہوتا ہی خواجہ عمرو نے کہا روپیہ تو کھوٹا نہین
ہی مگر تو بے ایمان ہی ایسے کھرے روپیہ کو کھوٹا کہتا ہی یہ روپیہ زمانۂ سابق کے ایک بادشاہ جلیل القدر والا العزم
کے وقت کا ہی ذرا اچھی طرح دیکھ تو نان پز نے دوبارہ اُس روپیہ کو دیکھا اور چٹکی سے جو اُس روپیہ کو ملا تو وہ
ٹوٹ گیا نان پز نے کہا مین تو پہلے ہی کہتا تھا کہ یہ روپیہ کھوٹا ہی کھرا نہین ہی آخر خود ہی ظاہر ہوا جو مین سمجھے
ہوئے تھا غرض بعد اس گفتگو کے اُس نان پز نے کہا میان یہ اپنا کھوٹا روپیہ لو اور دوسرا روپیہ کھرا مجکو دو
خواجہ عمرو نے کہا میرا روپیہ جیسا تھا ویسا ہی بنا دے یہ ٹوٹا ہوا روپیہ لیکر مین کیا کرون پھر کہا یہ روپیہ
بھی میرا نہین ہی تو بے ایمان ہی کھرا روپیہ لیکر مجھے کھوٹا روپیہ دیتا ہی وہ نان پز یہ تقریر خواجہ کی سُنکے بمصلحت
چپکا ہو رہا اور کسی بہانے سے اٹھکر اور دس پانچ دکانداروں کو اشارے سے بلا کر خواجہ عمرو کو کہ یہ غافل کھڑے
ہوئے تھے پکڑ لیا اور دکاندار بھی خواجہ عمرو کے لپٹ گئے ہر چند خواجہ عمرو نے چاہا کہ نان پز وغیرہ کو
مار پیٹ کر نکل جاؤن مگر یہ ممکن نہ ہوا کیونکہ کئی آدمی تو خواجہ کے دونون ہاتھ پکڑے تھے بعضے خواجہ کی کمر
مین لپٹے ہوئے تھے نان پز بھی خواجہ کے گریبان مین ہاتھ ڈالے ہوئے تھا اور فریاد کرتا تھا ارے یارو
دوڑو اس فریبی اور جعلساز کو گھیر لو یہ کھوٹا روپیہ بنا کر میرے پاس لایا ہی نان پز کی فریاد سننے سے اور بھی
چند دکاندار اور مردمان بازاری جمع ہو گئے اور گرد خواجہ عمرو کے آکر کھڑے ہوئے اُسوقت
خواجہ عمرو مجبور ہو گئے کیونکہ بہت سے آدمی خواجہ عمرو کے ہاتھون کو اور کمر کو پکڑے ہوئے تھے اور
صدہا مردمان بازاری گھیرے ہوئے تھے ورنہ خواجہ کا ارادہ تھا کہ حقہ نکالکر داغون اور چل دون غرض
جب مجمع مردمان کثیر گرد خواجہ عمرو کے ہو گیا اور شور و غلغلۂ عظیم بلند ہوا اُسوقت اکثر آدمیون نے نان پز
سے کہا اس شخص کو کوتوالی لیجا اور تمام کیفیت اور حقیقت اس شخص کے فریب کی کوتوال شہر سے جا کر بیان کر

کوتوال شہر اس شخص کو سزاے معقول دیگا نان پز کو اُن آدمیون کی یہ تقریر نہایت پسند آئی بموجب اُن آدمیون
کے کہنے کے وہ نان پز اسی طرح خواجہ کے ہاتھ پکڑے اور کمر مین چند آدمی لپٹے ہوئے قریب کوتوالی کے پہونچا اور
فریاد و فغان کرنے لگا کوتوال شہر صداے نالہ و فغان سنکے اپنے دل مین یہ خیال کرنے لگا کہ آج اس شہر مین کیا
واقعہ ہوا ہی یہ کون نالہ و فغان کرتا ہی یہ خیال کرکے کوتوال شہر نے کوتوالی سے باہر آکر دیکھا کہ ایک شخص دراز قامت
کمسن دُبلے پتلے کو تھوڑے سے آدمی پکڑے ہوئے کشان کشان اس طرف لئے آتے ہین ایک نان پز
نالہ و فغان کرتا ہی سیکڑون آدمی تماشائی بھی ہمراہ ہین اور وہ شخص عجیب الخلقت جسکو چند آدمی پکڑے
ہوئے ہین وہ یہ کہتا ہوا آتا ہی ارے یار و بیکار مجھپر ظلم کرتے ہو ناحق مجھپر تہمت رکھتے ہو مین نے یہ
روپیہ اس نان پز کو نہین دیا تھا تمکو لازم ہی کہ مجھکو چھوڑ دو مین شیرمال و کباب لینے سے درگذرا میرا کھرا
روپیہ اس نان پز سے مجھکو دلوا دو والغرض جب نان پز و دیگر مردمان خواجہ عمرو کو پکڑے ہوئے کوتوالی مین
لائے کوتوال نے پوچھا اے نان پز کیا ہوا کیون روتا ہی اور اس شخص عجیب الخلقت کو کیون پکڑا ہی نان پز
نے بعد سلام کے عرض کیا حضور مین اپنی دوکان پر بیٹھا ہوا تھا یہ شخص میری دُکان پر آیا اور مجھسے کہنے
لگا کہ ایک روپیہ مین شیرمالین اور خمیری روٹیان اور کباب مجھکو دیدو مین نے بموجب اسکے کہنے کے شیرمالین
اور خمیری روٹیان اور کباب اسکو دیدیے دیکھیے حضور اب تک وہی شیرمالین اور روٹیان اور کباب اسکے پاس
موجود ہین جب مین روٹیان وغیرہ اس شخص کو دیچکا مین نے اس سے روپیہ مانگا اس شخص نے یہ روپیہ
مجھکو دیا مین نے اس روپیہ کو دیکھکر کہا کہ یہ روپیہ کھوٹا معلوم ہوتا ہی مجھکو اور بدل دو اسنے کہا روپیہ کھرا ہی
کھوٹا نہین ہی مین نے پھر اچھی طرح روپیہ کو دیکھا اور ٹھکی سے ملا روپیہ نہین معلوم کس چیز کا بنا ہوا تھا
ٹوٹ گیا وہ روپیہ یہ موجود ہی اصل کیفیت جو تھی وہ مین نے حضور کے سامنے بیان کی اب مین امیدوار
ہون کہ اس شخص سے مجھکو کھرا روپیہ دلوا دیجیے یا میری شیرمالین اور روٹیان اور کباب اس سے کہیے
کہ یہ مجھکو دیدے مین اپنی دُکان پر چلا جاؤن کوتوال شہر بیان نان پز کا سنکے خواجہ عمرو کی طرف متوجہ ہوا
اور پوچھنے لگا اے شخص سچ کہہ یہ کیا مقدمہ ہی خواجہ عمرو نے بہ فریاد و فغان کہا اے کوتوال شہر آپ نہایت
منصف اور عادل ہین میرا انصاف کیجیے اس نان پز حرامزادے نے ناحق مجھکو پکڑا ہی جو میرا کھرا روپیہ تھا وہ تو اسنے
رکھ لیا ہی اور یہ کھوٹا روپیہ اپنے پاس سے نکالا ہی اور کہتا ہی کہ یہ روپیہ کھوٹا تو نے دیا ہی مین اس روپیہ کو نہ لونگا
کوتوال صاحب آپ خیال تو فرمایے کہ میرے پاس ایسا روپیہ کہان سے آیا مین ایسے روپیہ کا بنانا کیا جانون
اس نان پز نے ناحق میرے اوپر تہمت کی ہی مین اس روپیہ سے واقف بھی نہین اب امیدوار ہون کہ آپ
اس نان پز کو سزاے معقول دین کیونکہ شرفا پر ظلم کرتا ہی اور شرفا کو ذلیل کرتا ہی کوتوال شہر نے گفتگوے
خواجہ عمرو سنکے کہا اچھا بیٹھو اس مقدمہ کی بخوبی تحقیقات کرکے جس کی خطا ثابت ہوگی اُسکو سزا دیجائیگی
خواجہ عمرو و نان پز وغیرہ کوتوالی مین بیٹھے ہین مردمان تماشائی کی کثرت ہی کوتوال بھی بیٹھا ہی اور چند بقال
بھی بیٹھے ہین کوتوال بیان مدعی اور مدعا علیہ کا سن رہا ہی اور گواہ یہ گواہی دے رہے ہین کہ ہان ہمارے سامنے
اس شخص نے یہی کھوٹا روپیہ اس نان پز کو دیا تھا کوتوال شہر سن رہا ہی محرر لکھ رہا ہی لیکن اب کچھ حال حمزۂ
صاحبقران اور مقبل وفادار کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب خواجہ عمرو کو اس طرف آئے ہوئے دیر ہوئی اور حمزۂ
صاحبقران کو بھوک اور پیاس زیادہ تر معلوم ہوئی اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے مقبل وفادار سے یہ

فرمایا ای مقبل وفادار نہین معلوم کیا واقعہ ہوا جو ابھی تک خواجہ عمرو آب و طعام لیکر یہان نہین آئے ابتو ہمارا بسبب
بھوکھ اور پیاس کے حال ابتر ہی مقبل وفادار نے عرض کیا ای حمزۂ صاحبقران آپ تو خواجہ عمرو کی شرارت سے
خوب واقف ہین مجکو بظاہر معلوم ہوتا ہی خواجہ عمرو نے کسی سے زبردستی آب و طعام طلب کیا ہوگا اور روپیہ جو
آپنے دیا تھا وہ روپیہ نہ دیا ہوگا اور اُس شخص نے آب و طعام دینے سے انکار کیا ہوگا درمیان مین کچھ فساد
ہوا ہوگا شاید اسی وجہ سے خواجہ عمرو نہین آئے ہین یا اور کوئی سبب ہوا ہو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای
مقبل وفادار بیشک تم سچ کہتے ہو خواجہ عمرو کے شریر ہونے مین کچھ شک نہین اور یہ بھی تعجب نہین کہ مفت
کسی سے خواجہ نے آب و طعام طلب کیا ہو اور اُسنے نہ دیا ہو اور باہم فساد ہوا ہو پس باین خیال یہان اب
توقف کرنا مناسب نہین ہی چلو خواجہ عمرو کی خبر لین دیکھین اُنسے کس شخص سے تکرار ہوئی ہی مقبل نے عرض کیا
مناسب تو یہی ہی کہ آپ یہان سے تشریف لیجا کر خواجہ عمرو کی خبر لین مین بھی ہمراہ رکاب چلتا ہون غرض حمزۂ
صاحبقران بہمراہی مقبل وفادار درۂ کوہ سے نکلکر جس طرف خواجہ عمرو گئے تھے چلے بعد قطع راہ جب حمزۂ
صاحبقران شہر مین داخل ہوئے شہر کو نہایت آباد دیکھا اور مردمان شہر کو گروہ گروہ ایک جانب یہ باتین باہم
کرتے ہوئے جاتے دیکھا کہ آج اس شہر مین طرفہ واقعہ سننے مین آیا ہی کہ ایک شخص کسی اور ملک کا رہنے والا کھوٹا
روپیہ یہان کی بازار مین لیکر آیا تھا اور کوئی شخص خریدتا تھا بوجہ کھوٹا روپیہ دینے کے دُکاندار نے اُسکو
پکڑ کے کوتوال کے حوالے کیا ہی اب ہم بھی دیکھنے کو جاتے ہین دیکھین یہ خبر سچ ہی یا جھوٹ ہی حمزۂ صاحبقران
گفتگو اُن مردمان شہر کی سُنکے سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو ہی نے کھوٹا روپیہ نکالکر دُکاندار کو دیا ہوگا وہی
گرفتار ہوئے ہین غرض حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار اُنھین مردمان شہر کے ہمراہ کوتوالی مین آئے
حمزۂ صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ چند سپاہی خواجہ عمرو کو اچھی طرح پکڑے ہوئے بیٹھے ہین اور ایک شخص
مغموم و حزین بیٹھا ہوا ہی محرر بیٹھا ہوا ایک بقال کا بیان لکھ رہا ہی حمزۂ صاحبقران نے ایک شخص سے پوچھا یہ شخص
جو مغموم و ملول بیٹھا ہوا ہی یہ کون ہی اُسنے حمزۂ صاحبقران سے کہا یہ نان پز ہی اسی نان پز کو اس شخص نے
جسکو سپاہی پکڑے ہوئے بیٹھے ہین کھوٹا روپیہ دے کر شیرمالین اور روٹیان لی تھین حمزۂ صاحبقران کو جب بخوبی
حقیقت معلوم ہوگئی اسوقت حمزۂ صاحبقران نے آگے بڑھکر فرمایا کہ ای کوتوال اس شخص کو جسے سپاہی
پکڑے ہوئے بیٹھے ہین رہا کر دے ورنہ تیرے حق مین اچھا نہوگا کوتوال شہر نے حمزۂ صاحبقران سے کہا اس
شخص نے کھوٹا روپیہ اس دکاندار کو دیا ہی اسکو سزائے سخت ہوگی اور تم کون ہو جو اسکی سفارش کرتے ہو
اور یہ کیا کہا تھا تمنے کہ اگر اسکو رہا نہ کروگے تو تمھارے حق مین باعث خرابی کا ہوگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا
مین نے تجھسے یہ کہا کہ اگر اس شخص کو تو رہا نہ کریگا تو مین تجکو قتل کرونگا کوتوال شہر کو حمزۂ صاحبقران کی گفتگو
سُنکے غصہ آیا اور سپاہیون سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اس شخص کو بھی گرفتار کرلو ہمکو قتل کرنے کو کہتا ہی
سپاہی بحکم کوتوال حمزۂ صاحبقران کی جانب بڑھے حمزۂ صاحبقران نے ایک سپاہی کو گھونسے مارکر ہلاک کیا
اور تلوار اُسکی لیکر اور سپاہیون پر حملہ کیا مقبل وفادار نے بھی ایک سپاہی سے تلوار چھینکر حملہ کیا خواجہ
عمرو حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار کے آجانے سے خوش ہوئے اور دل مین خیال کرنے لگے کہ اب مین
رہا ہو جاؤنگا خواجہ تو اپنی رہائی کا خیال کر رہے ہین لیکن حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار نے اُن سب سپاہیون
کو جو گرفتار کرنے کے واسطے بڑھے تھے قتل کیا ابتو کوتوال کو اور زیادہ غصہ آیا اور کچھ سپاہیون کو ہمراہ لیکر

حمزۂ صاحبقران کے سامنے آیا اور تلوار کھینچکر حمزۂ صاحبقران سے لڑنے لگا حمزۂ صاحبقران نے کوتوال کو
بضرب شمشیر آبدار ایسا زخمی کیا کہ وہ زمین پر گر پڑا پھر حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار نے چند سپاہیون کو
قتل کر کے خواجہ عمرو کو رہا کیا جب خواجہ عمرو رہا ہوئے انھون نے بھی کوتوالی سے ایک خنجر لیکر لڑنا
شروع کیا اور حقہ آتشبازی عطا کیا ہوا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نکالکر سپاہیون کی طرف داغا سپاہی
اکثر جل گئے اور بہت سے حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار کے ہاتھ سے قتل ہوئے آخر تاب مقابلہ
نہ لاکر بھاگے اور روتے ہوئے در سلطانی کی جانب اس واقعہ کی خبر کرنے کے واسطے چلے جو لوگ کہ لڑائی
دیکھ رہے تھے وہ بھی بھاگے شہر مین اب ہنگامۂ عظیم ہوا دُکانداروں نے اپنی دُکانین بند کر دین یہان پر
حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے مارا گیا خواجہ عمرو نے کوتوالی مین جسقدر روپیہ پایا لوٹ لیا حمزۂ صاحبقران
کوتوال کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور مقبل بھی اور ایک گھوڑے پر سوار ہوئے جب سپاہی صدہا قتل
ہوئے اور کچھ بھاگ گئے اُسوقت حمزۂ صاحبقران سے خواجہ عمرو نے کہا ای امیر اب یہان سے کسی جانب
چلیے یہان ٹھہرنا اچھا نہین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ بھاگنا شیوہ بہادرون کا نہین ہی مین ہرگز
نہ بھاگونگا خواجہ عمرو نے کہا ای حمزۂ صاحبقران مین یہ کب کہتا ہون کہ آپ بھاگیے کسی طرف فکر آب و غذا
مین تشریف لیچلیے حمزۂ صاحبقران نے کہا اچھا ای خواجہ چلو یہ کہکر حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار گھوڑون پر
سوار کوتوالی سے نکلے اور خواجہ عمرو بھی ہمراہ رکاب حمزۂ صاحبقران ہوئے اور ایک جانب چلے مردمان
بازاری حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر بھاگے غرض حمزۂ صاحبقران بعد تھوڑی دور راہ قطع کرنے کے ایک
صحرائے سبزہ زار مین پہونچے جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک باغ پُر بہار اس صحرائے سبزہ زار مین ہی اُسوقت
حمزۂ صاحبقران سے کہا ای امیر باتوقیر چلیے اس باغ کی سیر کرین امیر باتوقیر نے فرمایا اچھا چلو غرض حمزۂ صاحبقران
اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو دروازۂ باغ پر آئے دیکھا کہ دروازہ اسکا مانند چشم مخمور محبوب کے بند ہی لیکن
کچھ کچھ درخت باغ کے مانند قد موزون جانان کے معلوم ہوتے ہین اور بار اثمار سے جسوقت ہوا چلتی ہی جھومتے ہین
باد نسیم جو بوے گل سے بس کر آتی ہی دماغ جان کو معطر کرتی ہی چار دیواری اُس باغ رشک ریاض گلشن ارم
کی ایسی سنگہاے صاف کی ہی کہ مانند آئینہ کے روشن ہی بلکہ آئینۂ سکندری سے بھی صفائی مین بہتر ہی حمزۂ صاحبقران
نے خواجہ عمرو سے فرمایا اس باغ کی سیر کرنے کا ہمکو اشتیاق ہی ہم تو اب گھوڑے کو دیوار سے کچند اکر اس
باغ مین جاتے ہین خواجہ عمرو نے کہا ای حمزۂ صاحبقران تامل کیجیے مین ابھی اس باغ کا دروازہ کھولے
دیتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو دیوار باغ پر بذریعۂ کمند آئے اور پھر باغ مین داخل ہو کر کنڈی کھول دی حمزۂ
صاحبقران اور مقبل وفادار باغ مین گئے امیر باتوقیر نے وہ باغ عجب پُر بہار دیکھا باغبان جہان کی قدرت
ہر ایک گل سے اُس باغ کے ظاہر و آشکار تھی جابجا تھالون مین پھولون کے انبار تھے کئی فرسخ کے گرد مین
وہ باغ تھا اور چارون کونون پر اُس باغ کے چار بنگلے نہایت نادر بنے ہوئے تھے گرد بنگلون کے علاوہ گلہاے
رنگارنگ کے سبزہ نودمیدہ تھا نہرین خوش آب جابجا اُس باغ مین جاری تھین مرغان خوش الحان
گلشن چہچہے کرتے تھے خصوصاً عندلیبان خوش نوا کی صدا سے گلہاے باغ خوش ہو کر ہنستے تھے اور غنچے
شاد ہو کے مسکراتے تھے القصہ حمزۂ صاحبقران نے جو اس باغ جنت نظیر کی ہوا کھائی اور سیر کی غلبۂ تشنگی
اور خواہش طعام فی الجملہ کم ہوئی دل کو فرحت حاصل ہوئی بعد سیر باغ کے حمزۂ صاحبقران جو باغ مین بارہ دری

تھی وہان تشریف لائے دیکھا کہ پردے نفیس و نادر پڑے ہین کلابتون کی ڈوریون سے بندھے ہین جب بارہ دری
کے اندر داخل ہوئے ملاحظہ کیا فرش مکلف بچھا ہی تمام سامان عیش و سرور موجود اور مہیا ہی چنگیر جو کٹورے
عطردان پاندان جا بجا قاعدے اور طریقے سے رکھے ہین اور پھولون کے گجرے ہین پلنگ جواہر نگار بچھے ہین ایک جانب
سامان و اسباب مینوشی ہی جام اور ساغر اور شیشے شراب کے رکھے ہین ایک طرف کباب اور اشیاے گزک
ہین کسی جانب ابدار خانہ ہی کسی جانب جواہر خانہ ہی الغرض ہر طرح کا سامان عیش و راحت موجود ہی حمزۂ
صاحبقران نے خیال کیا کہ یہ باغ کسی بادشاہ ذیجاہ کی سیرگاہ ہی امیر باتوقیر جو بارہ دری مین ٹھہرے خواجہ
عمرو ایک کرسی جواہر نگار اُسی بارہ دری سے اٹھا لائے حمزۂ صاحبقران اُس کرسی جواہر نگار پر بیٹھے مقبل
وفادار رومال سے مگس رانی کرنے لگے خواجہ عمرو روبروے حمزۂ صاحبقران حاضر رہے اُسوقت حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ پردے بارہ دری کے اٹھا دو خواجہ نے پردے باندھ دیئے حمزۂ صاحبقران
بارہ دری سے سیر باغ کرنے لگے ناگاہ سامنے سے ایک مرد پیر سر پر دستار رکھے ہوئے چکن پہنے ہوئے
کمر مین پٹکا باندھے ہوئے ایک بیلچہ طلائی جسکا دستہ بھی نہایت نفیس تھا ہاتھ مین لیے ہوئے ظاہر ہوا
اُسنے اول دو گھوڑے باغ مین ایک درخت سے بندھے ہوئے دیکھے پھر جانب بارہ دری جو آیا دیکھا اُسنے
کہ ایک لڑکا نہایت خوبصورت آٹھ نو برس کا غنچہ دہن سیمتن رگ ہاشمی چہرۂ پر نور سے ہویدا خال سبز بھی ظاہر
کرسی جواہر نگار پر بارہ دری مین بیٹھا ہی سیر باغ کی کر رہا ہی یہ دیکھتے ہی اُس مرد پیر کے ہوش و حواس بجا نہ رہے
ایسی اسکے دل مین محبت پیدا ہوئی کہ ایک جان کیا ہزار جان سے حمزۂ صاحبقران پر شیفتہ ہوا اور قریب آکر
پوچھنے لگا کہ ای نونہال گلشن کامرانی وای گل حدیقۂ حسن لاثانی حضور پرنور کہان سے تشریف لائے ہین
دولتسرا کو چھوڑے ہوئے کتنا زمانہ ہوا ہی اور کیونکر اس باغ مین تشریف لانے کا اتفاق ہوا حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا ای پیر خوش تدبیر آگاہ ہو کہ مین اک مرد مسافر ہون بوجہ طی کرنے راہ دور و دراز کے تھک گیا تھا
یہان آکر بیٹھ گیا اگر تمہارا کچھ نقصان میرے یہان بیٹھنے سے ہو تو مین چلا جاؤن اب تم اپنی حقیقت سے مجکو اطلاع
دو اسی باغ مین رہتے ہو یا اور کہین اُس پیر مرد نے عرض کیا کہ مین ایک ملازم شاہ یمن کا ہون اور حفاظت اس باغ
کی کرتا ہون اور یہ باغ پر بہار بادشاہ یمن کا ہی تھوڑا زمانہ گذرا ہی کہ میرا فرزند نوجوان جسنے اچھی طرح بہار گلشن شباب
کی سیر نہ کی تھی بحکم باغبان گلشن جہان مانند بوے گل گلستان دہر سے سوے عدم گیا اُسکے صدمۂ جدائی نے میرے
دل کو مثل لالہ کے داغدار کیا ہی مین نے جو اسوقت حضور کو یہان بیٹھے ہوئے دیکھا مجکو اپنا فرزند یاد آگیا اب حضور
مجھسے کوئی خدمت لین جو فرمائین مین ابھی بجا لاؤن حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای پیر مرد خوش انجام اگر تمہاری یہی خوشی
ہی کہ مین کوئی خدمت تم سے لون تو اسوقت میرے واسطے اور میرے ہمراہیون کے واسطے قسم طعام سے جو ممکن ہو
لاؤ پیر مرد نے عرض کیا کہ ہر قسم کا کھانا یہان موجود ہی حضور کے واسطے لاتا ہون امیر باتوقیر نے پھر یہ خیال کیا کہ یقین
ہی کہ یہ ملازم شاہ یمن کا کافر ہوگا اسکا پکایا ہوا طعام تو مناسب نہین ہی کہ مین کھاؤن بس ایسی چیز کی اس سے فرمائش
کرون جو خشک ہو اور کھانا اُس شی کا کافر سے لیکر شرع مین درست ہو یہ خیال کرکے حمزۂ صاحبقران نے اُس
پیر مرد خوش تقریر سے کہا اسوقت ہمارا دل یہ چاہتا ہی کہ خرمے تازے درخت کے توڑے ہوئے ہم کھائین اگر تمہارے
امکان مین ہون تو لاؤ اور سوا اسکے اور کوئی غذا ہم نہ کھائینگے اس پیر مرد نے عرض کیا ای خداوند نعمت خرمے کے درخت
بلند ہین خرمے تو کسی طرح دستیاب نہین ہو سکتے اگر حضور فرمائین تو مین سیب حاضر کرون جسوقت اُس پیر خوش تدبیر

نے خرمے حاضر کیے ہیں [illegible] خواجہ عمرو نے کہا اے مرد پیر اگر تمھاری اجازت ہو تو مین درخت پر چڑھ جاؤن اور خرمے توڑ کر لے آؤن وہ بڈھا خواجہ عمرو کی گفتگو سنکے حیران ہوا اور کہنے لگا کہ مین بھی دیکھون آپ کیونکر ایسے سیدھے درخت پر چڑھ جاتے ہین اور خرمے توڑ کر گراتے ہین بس بس خاموش رہیے اسقدر یاوہ گوئی نہ کیجیے اپنی جان عزیز کو تلف نہ کیجیے ہرگز آپ سے خرمے کے درخت پر چڑھا جائیگا اگر درخت پر چڑھ جائیگا تو ضرور گر کے مرجائیگا ہڈیان ریزہ ریزہ ہوجائینگی خواجہ عمرو نے کہا اے پیر خوش تقریر اگر تم اجازت درخت پر چڑھنے کی دیدو تو پھر تماشا دیکھو کہ کیونکر مین درخت پر چڑھ جاتا ہون اور کتنے خرمے توڑتا ہون اس ملازم شاہ یمن نے کہا اگر آپ سے درخت پر چڑھا جاے تو جاییے خرمے توڑ کے کھاییے اور لے آییے خواجہ عمرو کو جب اس بڈھے نے اجازت درخت پر چڑھنے کی دی فی الفور خواجہ عمرو اٹھے اور قریب درخت کے گئے اور بہت جلد درخت پر چڑھ گئے اور سنبھل کر بیٹھے اور خرمے توڑ توڑ کر اور حمزہ صاحبقران کو دکھا دکھا کر کھانا شروع کیے حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے برادر اے خواجہ عمرو بے انصافی نہ کرو ہم بھی بھوکے ہین ہمکو بھی خرمے دو خواجہ عمرو نے کہا اچھا لیجیے یہ کہکر دوچار خرمے کچے توڑ کے پھینک دیے اسوقت حمزہ صاحبقران کو غصہ آیا اور فرمایا اے خواجہ عمرو اگر مین تمکو اسوقت پا جاؤن تو مزے نہ دینے کا مزا دکھاؤن خواجہ عمرو نے کہا اسوقت تو مین ایسی جگہ بیٹھا ہون کہ آپ یہانتک آ نہین سکتے جب مین درخت سے اترونگا اسوقت آپ مجھسے سمجھ لیجیے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ تم یہ سمجھے ہوئے ہو کہ مین درخت پر چڑھ نہین سکتا اگر مین ابھی درخت پر زور کرون تو جڑ سے اکھیڑ کے پھینک دون اور تمکو اچھی طرح سے درست کرون خواجہ عمرو نے کہا یہ درخت ککڑی ہوئی جڑ کا نہین ہے جو مثل ان درختون کے جڑ سے اکھیڑ ڈالیے گا جسوقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے یہ گفتگوے طعن آمیز سنی اسوقت حمزہ صاحبقران کو غصہ آیا اور بے اختیار کرسی سے اٹھکر قریب اس درخت کے آکر اور دونون ہاتھون سے اس درخت کو پکڑ کے ایسا زور سے جھٹکا دیا کہ وہ درخت جڑ سے اکھڑ کے زمین پر گرنے لگا خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر درخت سے لپٹ گئے جب وہ درخت نیچا ہوکر زمین پر گرنے لگا خواجہ عمرو درخت پر سے جست کرکے زمین پر آئے درخت خرمے کا خواجہ عمرو سے علیحدہ زمین پر گرا اسوقت خواجہ عمرو خرمے اس درخت کے یہ کہکے توڑنے لگے کہ اے حمزہ صاحبقران مین یہی تو چاہتا تھا کہ آپ اس درخت کو اکھیڑین اسی واسطے مین خرمے نہین دیتا تھا لیجیے اب مین آپکے واسطے پکے پکے لاتا ہون آپ کھائیے غصہ نہ فرمائیے حمزہ صاحبقران خواجہ کی باتون پر ہنسنے لگے خواجہ عمرو نے بہت سے خرمے توڑے اور اسی بارہ دری سے دو تین قابین لیکر اور انکو آب نہر سے پاک کرکے خرمے انھین قابون مین رکھے اور ایک ظرف مین پانی بھی نہر سے لیکر حمزہ صاحبقران کے روبرو آئے اور وہ قابین جن مین خرمے تھے اور وہ ظرف آب سامنے امیر با توقیر کے رکھکر کہنے لگے اے امیر با توقیر بسم اللہ خرمے کھائیے حمزہ صاحبقران بارہ دری مین کرسی پر بیٹھکر خرمے کھانے لگے اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو کو بھی دیے یہ دونون بھی خرمے کھانے لگے جب اس مرد پیر نے دیکھا کہ اس لڑکے نے درخت کو جڑ سے اکھیڑ ڈالا اور اب بیٹھا ہوا خرمے کھا رہا ہے یہ زور و قوت دیکھکر نہایت متحیر اور متردد ہوا آخر حمزہ صاحبقران سے کہنے لگا حضور نے اچھا نہ کیا خرمے کے درخت کو بیکار اکھیڑ ڈالا اس درخت کو شاہ یمن نہایت دوست رکھتا تھا کیونکہ مثل اس درخت کے ملک یمن مین اور درخت نہ تھا اس درخت کا خرما نہایت شیرین اور تحفہ ہوتا تھا اب مجھکو یہ تشویش ہے کہ اگر اس درخت کے اکھیڑنے کا حال شاہ یمن سنیگا تو مجھکو اور آپ کو سزاے سخت دیگا عجب نہین کہ حکم قتل کا دے حمزہ

صاحبقران نے جب یہ تقریر مرد پیر سے سُنی نہایت ہی برہم ہوئے اور فرمانے لگے شاہ یمن کی کیا مجال اور کیا طاقت
کہ مجکو قتل کر سکے یہ فرماکر اُسی غصہ مین کئی درخت اُکھڑ اور اُکھیڑ ڈالے اور بارہ دری مین آکر خواجہ عمرو اور مقبل
وفادار سے فرمایا کہ ہر ایک چیز کو بارہ دری کی برباد کرو خواجہ عمرو اور مقبل وفادار صراحی و شیشہ و جام وغیرہ
توڑنے لگے اور جملہ اسباب و سامان عیش و راحت کو جو وہان موجود تھا مال کافر جانکر برباد کرنے لگے
مرد پیر بیتاب و بیقرار ہوکر عرض کرنے لگا خداوند نعمت آپ اسباب عیش و عشرت شاہ یمن کو برباد نہ کیجیے
شیشہ و ساغر نہ توڑیے باغ سے چلے جایے ابھی مرد پیر خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کو شیشہ و صراحی وغیرہ کے
توڑنے کو منع کرتا تھا ناگاہ چند مالی آئے اور درخت گرے ہوئے دیکھکر مرد پیر سے پوچھنے لگے کہ یہ درخت کیونکر
گر پڑے مرد پیر نے تمام کیفیت بیان کی مالیون نے کہا کہ ہم ابھی جاتے ہین اور شاہ یمن کو اطلاع دیتے
ہین ہر چند مرد پیر نے منع کیا مگر مالیون نے نہ مانا اور باغ سے نکلکر جانب دولتسرائے شاہ یمن روانہ ہوئے
مالی تو براے اطلاع خدمت شاہ یمن مین روانہ ہوئے ہین یہان بارہ دری مین حمزہ صاحبقران کرسی پر
بیٹھے ہین خواجہ عمرو اور مقبل وفادار شیشہ و جام و صراحی و ساغر وغیرہ توڑ رہے ہین مرد پیر منع کر رہا ہی
لیکن اب حال اُن سپاہیون کا یہان لکھا جاتا ہی جو کوتوالی سے بھاگ کر در دولت سلطانی کی جانب بانالہ و
فغان گئے تھے جب وہ سپاہی باحال پریشان گریہ کنان در دولت سلطانی پر پہونچے بعد دریافت کرنے
کے اُن سپاہیون کو یہ معلوم ہوا کہ شاہ یمن حوالی یمن مین واسطے شکار کے تشریف لے گئے ہین جب
سپاہیون کو یہ دریافت ہوا کہ شاہ یمن یہان نہین ہین اُسی وقت بلا توقف وہ سپاہی بھی بعجلت تمام
واسطے اطلاع دینے واقعہ مذکور کے شکارگاہ مین بصد نالہ و بکا آئے شاہ یمن نے اُن سپاہیون کو
گریان و دلگیر سبب نالہ و بکا کا دریافت کیا سپاہیون نے اول جھک کے بعد ادب سلام کیا پھر کل حال ابتداسے
انتہاتک عرض کیا شاہ یمن نے برہم ہوکر فرمایا تم کیسے سپاہی تھے کہ دو لڑکون کے خوف سے بھاگ گئے
اور اُنکو قتل یا گرفتار نہ کر سکے اور اُس مجرم کو اپنی حفاظت و حراست مین نہ رکھ سکے سپاہیون نے پھر دست
بستہ عرض کیا حضور وہ لڑکے بڑے غضب کے تھے نہایت ہی جرار اور بہادر تھے ہر چند کہ حضور کے
لشکر مین بڑے بڑے نامی دلاور اور بہادر ہین لیکن خداوند ہمارے نزدیک مثل اُن لڑکون کے
کوئی شجاع اور دلیر نہین ہی جسوقت وہ لڑکے کوتوالی مین آئے تھے اور بعد گفتگوے سخت اُنھون
نے لڑنا شروع کیا تھا خداوند نعمت ہم کیا عرض کرین اُنکی تلوارین جن جن سپاہیون کے سرون پر پڑتی
تھین وہ سپاہی دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑتے تھے کوئی سپاہی اُنکے قریب جا نہ سکتا تھا ہر ایک
لڑکے کی تلوار مثل برق کے چمکتی تھی اور جس سپاہی کے سر پر چمک کے آتی تھی خرمن حیات کو اُسکے
ایک دم مین خاک مین ملاتی تھی یہانتک کہ قیماس خان یمنی کوتوال صاحب ہمارے افسر جو بڑے
بہادر تھے وہ بھی ایک لڑکے کے ہاتھ سے ایسے زخمی ہوئے کہ زمین پر گر پڑے اب نہین معلوم کہ
زندہ ہین یا مر گئے پس حضور ہم ایسے دلاور لڑکون کو کیونکر قتل کرتے اور کس طرح گرفتار کرتے شاہ
یمن نے پوچھا یہ بھی تمکو معلوم ہی کہ وہ لڑکے کہان رہتے ہین اور بعد لڑنے کے کہان گئے سپاہیون
نے عرض کیا حضور ہمین نہین معلوم کہ وہ لڑکے بعد جنگ و جدل کے کس جانب گئے کیونکہ ہم سب
حضور کو اس واقعہ کی اطلاع دینے قبل اُنکے جانے کے کوتوالی سے چلے تھے لیکن یہ بخوبی جانتے ہین

کہ وہ لڑکا مجرم اور وہ دونون لڑکے یمن کے رہنے والے نہین ہین شاہ یمن نے تمام وکمال تقریر سپاہیون
کی سُنکے اُنھین سپاہیون کو حکم دیا کہ کوتوالی مین جلد جاؤ جو سپاہی زخمی ہون اُنکو شفاخانہ مین داخل کرو اور
جو سپاہی قتل ہوئے ہون اُنکو اُٹھواؤ سپاہی بموجب حکم کوتوالی مین آئے اور حکم شاہ یمن بجا لائے بعد
جانے سپاہیون کے شاہ یمن نے بھی شکارگاہ سے مراجعت کی جب شاہ یمن شکارگاہ سے آکر تخت حکومت
پر بیٹھا جملہ وزرا اور امرا حاضر دربار ہوئے شاہ یمن نے وزرا سے پوچھا بالفعل جو واقعہ ہوا ہی اس مقدمہ مین
اب کیا کرنا چاہیے کیونکر ان لڑکون کا پتا لگانا چاہیے وزرا نے عرض کیا حضور چہار جانب سوار ہرکارے
روانہ فرمائین یقین ہی کہ وہ لڑکے گرفتار ہونگے کیونکہ بوجہ کمسنی کے ابھی دور نہ گئے ہونگے شاہ یمن
نے وزرا کی راے پسند کرکے اُسی وقت ہزارہا ہرکارون اور سوارون کو طلب کیا اور فرمایا جو ہرکارہ
یا سوار اُن لڑکون کا پتا لگائیگا یا اُنکو گرفتار کرکے لائیگا سرکار سے انعام پائیگا غرض ہرکارے اور
سوار بموجب حکم شاہ یمن اور بہ طمع زر کثیر چہار جانب روانہ ہوئے اور دور جا جاکر لڑکون کی جستجو کرنے لگے
کوئی سوار درہ ہاے کوہ مین ڈھونڈھنے کو گیا اور کوئی ہرکارہ صحرا مین تلاش کرنے لگا از انجملہ ایک
ہرکارہ جانب باغ شاہ یمن جو واسطے لڑکون کی جستجو کے گیا راہ مین اُسنے مرکبون کے سمون کے نشان
پائے ہرکارہ باوجود اسکے یہ آگاہی نہ رکھتا تھا کہ وہ لڑکے گھوڑون پر سوار ہین اور اسی طرف گئے ہین
لیکن وہ ہرکارہ گھوڑون کے سمون کے نشان دیکھتا ہوا اور اپنے دل مین یہ خیال کرتا ہوا کہ اس جانب کو
گھوڑے پر سوار کون اشخاص گئے ہین دیکھنا چاہیے تا در باغ آیا اور در باغ کو کھلا پایا ہرکارے نے جو در باغ
کی جانب غور سے دیکھا تو باغ مین دو گھوڑے ایک درخت سے بندھے ہوئے نظر آئے ہرکارہ گھوڑون
کو دیکھکر دل مین خیال کرنے لگا کہ یہ باغ تو خاص شاہ یمن کی سیر کا ہی اور شاہ یمن دربار مین تخت پر
بیٹھا ہوا ہی آج اس باغ مین کون آیا ہی ذرا باغ مین جاکے دیکھنا چاہیے غرض وہ ہرکارہ یہ خیال کرکے
باغ مین آیا پہلے کئی درختون کو دیکھا جڑ سے اُکھڑے ہوئے زمین پر پڑے ہین دل مین اپنے اُن درختون
کو دیکھکر خیال کرنے لگا کہ آج تو آندھی بھی نہین آئی ہواے تند بھی نہین چلی یہ درخت کیونکر جڑ سے
اُکھڑ گئے ہرکارہ یہ خیال کرتا ہوا آگے بڑھا جب بارہ دری کے قریب پہونچا دیکھا اُسنے ایک لڑکا نہایت
خوبصورت کرسی جواہر نگار پر بارہ دری مین بیٹھا ہی اور دو لڑکے بارہ دری مین شیشہ و صراحی وغیرہ
توڑ رہے ہین مرد پیر اُنکو ہر چند منع کرتا ہی مگر وہ لڑکے اپنی شرارت سے باز نہین آتے ہین مرد پیر کا کہنا
نہین مانتے ہین برابر ہر ایک کپڑے کو پھاڑ رہے ہین اور کبھی جھاڑ اور کنول وغیرہ کو توڑ رہے ہین ہرکارے
نے مرد پیر کو علحدہ لیجاکر پوچھا یہ لڑکے کون ہین کہان سے آئے ہین شاہ یمن کے کیا عزیز قریب ہین جو
اس باغ کی سیر کو آئے ہین مرد پیر نے ہرکارے سے کہا مجھکو نہین معلوم یہ لڑکے کون ہین کہان سے آئے
ہین انھون نے تو اس باغ مین آکر کئی درخت جڑ سے اُکھاڑ ڈالے ہین اب بارہ دری مین جھاڑ اور کنول
وغیرہ توڑ رہے ہین مین ہر چند منع کرتا ہون لیکن یہ لڑکے کسی طرح نہین مانتے زیادہ انسے حجت اور تکرار
بھی نہین کرسکتا ڈرتا ہون کہین مجھکو ہلاک نہ کرین کیونکہ یہ لڑکے بڑے صاحب زور و قوت ہین ہرکارہ
سمجھ گیا یہ وہی لڑکے ہین جنھون نے کوتوالی مین سپاہیون کو قتل کیا ہی اور کوتوال قیماس خان یمنی کو
زخمی کیا ہی پھر وہ ہرکارہ اپنے دل مین یہ خیال کرنے لگا کہ مین ان لڑکون کو گرفتار نہ کرسکونگا بہتر یہی ہی کہ یہان سے

جلد جاکر شاہ یمن کو ان لڑکوں کے ملنے کی خبر کروں اور زر کثیر انعام مین لوں ہرکارہ یہ خیال کر کے بخوشی و خرمی باغ سے چلا خواجہ عمرو نے جو اُس ہرکارے کو مرد پیر سے باتین کرتے دیکھ لیا تھا اور اب اُس ہرکارے کو جاتے دیکھا فوراً حمزۂ صاحبقران سے ہرکارے کے آنے اور جانے کا حال بیان کیا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ کچھ تردد اور فکر نہ کرو اگر شاہ یمن ہمارے یہان آنے کی کیفیت سے واقف بھی ہوگا تو کیا ہوگا ہم اُس سے اور اُسکی فوج سے کسی طرح نہین ڈرتے حمزۂ صاحبقران سے خواجہ عمرو نے کہا میرے نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ اس ہرکارے کو باغ سے نہ جانے دیجیے آپ مجکو اجازت دیجیے مین اس ہرکارے کو جاکر ہلاک کروں یہ ہرکارہ جاکر خبر کریگا شاہ یمن فوج ہماری گرفتاری کو روانہ کریگا لڑائی ہوگی نہین معلوم انجام لڑائی کا کیا ہو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ کچھ اندیشہ نہ کرو اگر شاہ یمن فوج روانہ کریگا تو دیکھ لیا جائیگا خواجہ عمرو چپکے ہو رہے اور وہ ہرکارہ درمہا حاصل کر کے باغ سے نکلکر بعد عجلت جانب دردولت شاہ یمن روانہ ہوا اور بعد قطع راہ اُسوقت روبروے شاہ یمن پہونچا کہ چند مالی سامنے شاہ یمن کے کھڑے ہوئے حمزۂ صاحبقران وغیرہ کی کیفیت بیان کر رہے تھے اور شاہ یمن تخت حکومت پر بیٹھا ہوا سن رہا تھا بعد بیان کرنے اور اطلاع دینے مالیوں کے اُس ہرکارے نے بھی پایۂ تخت شاہ یمن کو بعد ادب بوسہ دیا اور دعا و ثناے بادشاہی بجالا کے حمزۂ صاحبقران وغیرہ کا باغ مین درختوں کا گرا دینا اور دو لڑکوں کا جھاڑ وغیرہ توڑنا جو کچھ دیکھا تھا اور مرد پیر سے سنا تھا بیان کیا جب شاہ یمن کو یقین کامل ہوگیا کہ وہ لڑکے میرے باغ مین ہین اُسوقت بقہر و غضب یہ حکم کیا کہ جلد بارہ ہزار سواران جرار مسلح ہوں جب بموجب حکم شاہ یمن بارہ ہزار سوار مسلح ہو چکے اُسوقت شاہ یمن بھی تخت سے اُٹھکر ایک مرکب پری پیکر پر سوار ہوا اور چند افسران فوج کو مع سواران مذکور اپنے ہمراہ لیکر اپنے باغ کی طرف واسطے قتل کرنے حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو کے روانہ ہوا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ ابھی تک شاہ یمن حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو کے نام و نسب سے بالکل آگاہ نہین ہے غرض جب شاہ یمن قریب اپنے باغ کے پہونچا یہان حمزۂ صاحبقران اُسی طرح سے بیٹھے تھے اور مقبل وفادار اکثر جھاڑ اور کنول اور شیشہ و ساغر وغیرہ توڑ رہے تھے اور خواجہ عمرو اپنے دل مین یہ خیال کر رہے تھے کہ کیونکر سب مال و اسباب یہان سے اپنے گھر لیجاؤن اور اپنے قبضہ مین کرون کیونکہ ابھی تک خواجہ عمرو کے پاس زنبیل نہین ہے ناگاہ حمزۂ صاحبقران کے کان مین آواز سم سمندان آئی حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا ذرا خبر تو لاؤ یہ غبار کیسا بلند ہے اور گھوڑون کے سمون کی آواز کس طرف سے آتی ہے خواجہ عمرو بموجب فرمانے حمزۂ صاحبقران کے باغ سے نکلکر جلد تر روان ہوئے بعد تھوڑی دور جانے کے خواجہ عمرو نے دیکھا فوج اس طرف چلی آتی ہے ڈنکے پر چوب پڑ رہی ہے نشان فوج کے بلند ہین ہر ایک سوار مسلح ہے جب سوار عمرو کے قریب آئے خواجہ عمرو نے ایک سوار سے اسوجہ سے زبان یمنی مین پوچھا یہ لشکر کہان جاتا ہے کہ خواجہ عمرو کو حضرت جبرئیل دانۂ انگور کھلا چکے تھے ہر زبان کے سمجھنے اور بولنے کی قوت آچکی تھی غرض اُس سوار نے کہا یہ لشکر شاہ یمن کا ہے اور سامنے جو باغ ہے اُسی باغ مین دو تین لڑکے ہین اُنھون نے کوتوالی مین سپاہیون کو قتل کیا ہے اور اب سُنا ہے کہ باغ مین آکر کئی درخت جڑ سے اُکھاڑ ڈالے ہین سواے درختون کے بارہ دری مین اکثر اشیا توڑ ڈالی ہین اب شاہ یمن خود اس لشکر کو لیے ہوئے اسی ارادے سے جاتا ہے کہ اُن لڑکون کو تہ تیغ کرے عمرو نے اُس سوار سے کہا شاہ یمن کی کیا مجال جو اُن لڑکون کو قتل یا گرفتار کر سکے اُس سوار نے پوچھا تو کون ہے جو شاہ یمن کو سلاح

کہتا ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا آگاہ ہو مین ملک الموت ہون یہ کہکر خواجہ عمرو نے اس پھرتی سے اُس سوار کے خنجر مارا
کہ سر اُسکا جدا ہوکر زمین پر گر پڑا لشکریون نے اُس سوار کو قتل کرتے ہوئے دیکھکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو گھیر لیا
اور چاہا کہ گرفتار کرلین یا قتل کرین عمرو نے اُسوقت وُہی حقہ جو حضرت جبرئیل نے کوہ بو قبیس پر دیا تھا
نکالا اور داغ کر جو مردمان لشکر پر مارا صدہا کے تنون مین آگ لگ گئی بہت سے جل گئے خواجہ عمرو نے لوٹ مار کر
خنجر آبدار سے پیر بہت سے سوارون کے اُڑا دئے وہ سوار جنکے پیر کٹ گئے تھے وہ زمین پر گرے اور تڑپنے
لگے بعد اسکے خواجہ عمرو جست کر کے ایک سوار کے شانے پر گئے اُسنے گھبرا کر دیکھا کہ یہ کیا آفت ناگہانی آئی اُسنے
قصد کیا تھا کہ عمرو کے پیر پکڑے فوراً خواجہ عمرو نے اُسکو خنجر مارا وہ سوار زخمی ہوکر گرا چاہتا تھا کہ خواجہ عمرو
اور ایک سوار کے دوش پر جست کر کے پہونچے اُسکو خنجر مارا وہ بھی ہلاک ہوا غرض اسی طرح خواجہ عمرو نے
صدہا سوار ہلاک کیے فوج مین تہلکہ پڑ گیا شاہ یمن یہ کیفیت دیکھکر حیران ہوا اور مردمان فوج کو حکم دیا کہ اس
لڑکے کو گرفتار کرلو خبردار یہ لڑکا بھاگ کر جانے نپاے جسوقت کل فوج نے خواجہ عمرو کو گھیر لیا اور خواجہ
عمرو نے دیکھا کہ لشکر عنقریب در باغ پہونچ گیا ہی اُسوقت خواجہ عمرو نے سفید مُہرہ بجایا حمزۂ صاحبقران نے
جو آواز سفید مُہرہ کی سُنی سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو گھر گئے ہین اور لڑ رہے ہین بس اُسی وقت حمزۂ صاحبقران
اور مقبل وفادار گھوڑون پر سوار ہوکر در باغ سے نکلے دیکھا کہ خواجہ عمرو فوج مین گھرے ہوئے ہین باجے
جنگی بج رہے ہین تلوارین چمک رہی ہین خواجہ دمبدم حقہ داغ کر مار رہے ہین بعضے سوار بہ سبب جلنے کے
نالہ و فریاد کر رہے ہین افسران فوج سوارون سے کہہ رہے ہین کہ اس لڑکے کو گھیر لو نکلکے جانے نپاوے غرض حمزۂ
صاحبقران خواجہ عمرو کو فوج مین گھرا ہوا دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوگئے اور بلا توقف شمشیر آبدار کھینچکر مع مقبل
وفادار کے متصل فوج آکر ایسا نعرہ کیا کہ بہادران فوج کے دل دہل گئے بعد نعرہ کرنے کے حمزۂ صاحبقران
فوج پر حملہ ور ہوئے اور تیغ آبدار سے سوارون کو قتل کرنا شروع کیا مقبل وفادار بھی تلوار کھینچکر سوارون
کو ہلاک کرنے لگے جس سوار کو حمزۂ صاحبقران نے تلوار لگائی اسکو اُسی دم راہ عدم نظر آئی تھوڑی دیر مین
حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار نے میدان کارزار مین لاشون کے انبار لگا دیے اور خواجہ عمرو نے بھی حقہ سے
صدہا مردمان فوج کو جلا کر اور خنجر آبدار سے پیر اُنکے قلم کر کے ہلاک کیا دریاے خون کفار میدان کارزار مین جاری
ہوا کیونکہ ایک سمت حمزۂ صاحبقران سوارون کو قتل کرتے تھے اور ایک جانب مقبل وفادار کفار کو تہ تیغ کرتے
تھے اور ایک طرف خواجہ عمرو حقہ داغ کر لشکر کفار پر مارتے تھے جب وہ نابکار جلنے لگتے تھے اُسوقت خواجہ
لوٹ لگا کر خنجر سے اُنکے پیر کاٹ لیتے تھے غرض لشکر شاہ یمن مین ایک قیامت برپا تھی بعضے سوار خواجہ عمرو کے
حقہ مارنے سے جلتے تھے اور اکثر سوار حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار کی تیغون سے قتل ہوتے تھے اکثر
سوار زخمی تھے لیکن میدان جنگ سے کسی طرح فرار نہوتے تھے جب حمزۂ صاحبقران کو بھوکھ زیادہ معلوم ہوئی لڑتے
ہوئے قریب خواجہ عمرو کے آئے اور فرمانے لگے اے برادر اسوقت ہم گرسنہ ہین وہ خرمے جو کھائے تھے تحلیل ہوگئے
اب اگر تم سے ہوسکے تو کہین سے کچھ کھانا لاؤ تاکہ مین کھانا کھا کر اس لشکر کو بھگا دون خواجہ عمرو نے کہا مین ابھی جاتا
ہون اور آپ کے واسطے کھانا لاتا ہون یہ کہکے خواجہ نے حقہ داغ کر مجمع کفار پہ مارا کفار جو جلنے لگے اور کسی قدر متفرق
ہوئے ادہر حمزۂ صاحبقران نے حملہ کیا کفار کچھ پیچھے ہٹے کچھ قتل ہوئے خواجہ عمرو آگے بڑھے اور پھر حقہ داغ کر
مارا اور خنجر سے اُنکے پیر لوٹ لگا کر کاٹے مقبل وفادار نے بھی کفار پر حملہ کیا کفار بہت سے ہلاک ہوے غرض

اسی طرح خواجہ لڑتے ہوئے بمشکل لشکر سے نکلے سواران لشکر کفار خواجہ عمرو کو جاتے دیکھکر خوش ہوئے اور اپنے دل
مین خیال کرنے لگے کہ خوب ہوا یہ لڑکا لشکر سے نکل گیا اس لڑکے پہ ہمارا حربہ کارگر نہوتا تھا اور بہت سوارون کو جلا کر سیر کیا تھا
ایک فتنۂ عظیم تھا اب جو یہ جاتا ہے تو اسکا تعاقب نہ کرنا چاہیے لیکن ان دونون لڑکون کو گھیر کے قتل کرنا اسوقت بہتر اور مناسب
ہے یہ خیال کر کے سواران لشکر کفار نے مقبل وفادار اور حمزۂ صاحبقران پر ایکبار حملہ کیا اور چہار جانب سے گھیر لیا حمزۂ
صاحبقران اور مقبل وفادار نے اسوقت اسدرجہ شمشیر زنی کی کہ صدہا سوارون کو تہ تیغ کیا اور ہزارون کو زخمی کیا لاش پر لاش
گرا دی کشتون کے انبار لگا دیے لیکن سوار لشکر شاہ یمن باوجود قتل ہونے اور زخمی ہونے کے راہ فرار اختیار نہ کرتے تھے
اور حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار کو گھیرے ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ حمزۂ صاحبقران اور مقبل کو قتل کرین میدان
جنگ مین تو سوار لشکر شاہ یمن مقبل اور حمزۂ صاحبقران کو گھیرے ہوئے ہین اور مقبل وفادار اور حمزۂ صاحبقران
لڑ رہے ہین لیکن اب حال خواجہ عمرو کا تحریر کیا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو لشکر سے نکلکر ایک گانون مین آئے وہان دیکھا
کہ رہنے والے گانون کے بہت سے بھاگ گئے تھے کیونکہ انکو لٹ جانے اور قتل ہونے کا خوف تھا اور بعضے رہنے والے
گانون کے گانون مین موجود تھے غرض خواجہ عمرو نے گانون مین پہونچکر ایک کسان کو پکڑا اور اس سے کہا اسوقت جلد تر
کچھ میوہ اور اناج بھونا ہوا لا کر مجھکو دے وہ کسان سمجھا کہ یہ بھی ایک سپاہی لشکر شاہ یمن کا ہے اگر اسکا کہنا نہ مانونگا تو
یہ میرا گھر لوٹ لیگا اور شکایت میری شاہ یمن سے کریگا پس یہ خیال کر کے وہ کسان جلد تر میوہ اور اناج بھونا ہوا لایا خواجہ
عمرو اس سے میوہ اور اناج بھونا ہوا لیکر گانون سے روانہ ہوئے یہان میدان جنگ مین حمزۂ صاحبقران نے ایک درخت
کو قلم کر کے اسکو اپنی سپر بنایا ہے سواران کفار کی تلوارین اسی درخت پر روک رہے ہین اسی طرح مقبل وفادار نے
بھی ایک چھوٹا سا درخت تلوار سے کاٹ کر اسکو اپنی سپر بنایا ہے اور ایک تیرانداز کو قتل کر کے ترکش و کمان لیکر تیراندازی
کرنا شروع کی ہے اور جس سوار کے سینہ پہ تیر لگاتے ہین وہ گویا ہدف تیر قضا ہوتا ہے ملک عدم جانے پر لیس ہوتا ہے بعضے سواران
لشکر شاہ یمن مقبل وفادار کی تیراندازی سے خائف ہو کر گوشہ گیر ہوئے ہین حمزۂ صاحبقران نے شمشیر آبدار سے
سیکڑون سوارون کو خاک و خون مین ملایا میدان مین تلوار چل رہی ہے سوار قتل ہو کر گر رہے ہین زخمی سوار
زمین پر گر کے تڑپ رہے ہین صدائے نالہ و فریاد بلند کر رہے ہین غبار میدان جنگ مین بلند ہے گھوڑے کوتل ہر طرف
دوڑ رہے ہین اپنے لشکر کے سوارون کو جو زخمی پڑے ہوئے ہین انہین کو پامال کر رہے ہین اس اثنا مین خواجہ عمرو
بھی میوہ وغیرہ لیے ہوئے قریب لشکر آئے اور حقہ داغ کر مارتے ہوئے اور متواتر جست کرتے ہوئے پاس حمزۂ
صاحبقران کے آئے اور وہ میوہ وغیرہ حمزۂ صاحبقران کو دیا حمزۂ صاحبقران نے ایک درخت کی آڑ مین بیٹھکر جلد تر
میوہ وغیرہ سیر ہو کر کھایا حواس درست ہوئے نقاہت دور ہوئی جبتک حمزۂ صاحبقران میوہ وغیرہ کھایا کیے خواجہ عمرو نے
کسی سوار کو قریب حمزۂ صاحبقران کے آنے نہ دیا پیہم حقے داغ کر مارا کیے جب حمزۂ صاحبقران میوہ وغیرہ کھا چکے تیغ آبدار کھینچکر
پھر لشکر پر حملہ ور ہوئے یہانتک کہ قریب شاہ یمن کے پہونچے اور جو افسر اور سوار شاہ یمن کے قریب تھے انکو قتل کر کے
پاس شاہ یمن کے آئے شاہ یمن نے تلوار لگائی حمزۂ صاحبقران نے تلوار روک کر شاہ یمن کو پشت زین سے کمربند پکڑ کے
اٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے چرخ دیا اور چاہا کہ زمین پر پٹکین یکایک شاہ یمن نے کہا مجھکو امان دیجیے باج و خراج لیجیے حمزۂ
صاحبقران نے شاہ یمن کو زمین پہ بٹھا دیا اور فرمایا امان بشرط ایمان شاہ یمن نے کہا آپ مجھکو تعلیم و تلقین کیجیے حمزۂ
صاحبقران نے کلمۂ طیبہ پڑھایا شاہ یمن کلمہ پڑھکر بصدق دل سے مسلمان ہوا الغرض جو سوار مقبل اور خواجہ عمرو سے
لڑ رہے تھے انکو شاہ یمن نے لڑنے سے منع کیا اور فرمایا کہ مین نے دین اسلام قبول کیا ہے تمکو بھی لازم ہے کہ دولت دین اسلام

حاصل کرو سواران لشکر نے لڑائی موقوف کی اور موافق فرمانے اپنے شاہ کے سب نے دین اسلام قبول کیا اور ہر ایک کلمہ پڑھکر
صدق دل سے مسلمان ہوا خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر بہت خوش ہوئے اور قریب شاہ یمن کے آکر کہنے لگے ای شاہ یمن خراج ملک
یمن کا مجھے دیجیے گا یہ لڑائی مین نے فتح کی ہی اور اس ملک کو مین نے بزور شمشیر لیا ہی حمزہ تو میرے ایک غلام ہین حمزہ صاحبقران
خواجہ عمرو کی گفتگو سُنکے ہنسنے لگے شاہ یمن نے حمزۂ صاحبقران سے پوچھا فرمایے آپ کا نام نامی کیا ہی حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا غلام شاہ یمن نے کہا میری تو یہ مجال نہین کہ مین آپ کو غلام تصور کرون حمزۂ صاحبقران نے کہا آپ کو اس
شخص کا کہنا باور ہوا یا نہین شاہ یمن نے کہا مجھکو ہرگز باور نہین ہوا اُسوقت امیر با تو قیر نے فرمایا نام میرا حمزہ ابو العلاے
مکی ہی مین پسر خواجہ عبد المطلب ہون اور پسر خواندۂ نوشیروان مشہور خاص و عام ہون شاہ یمن کہ اُسکا نام منظر شاہ ہی
جب اُسنے یہ سنا اسکو یہ حال بخوبی معلوم تھا اور بزرجمہر کے آنے سے واقف تھا خواجہ کی باتون پر بہت ہنسا اور حمزۂ صاحبقران
سے پوچھنے لگا یہ کون صاحب ہین کچھ انکی بھی تعریف بیان کیجیے یہ تو آپ سے بہت گستاخی کرتے ہین خواجہ عمرو نے کہا ہم سے پوچھیے
انسے آپ بیکار دریافت کرتے ہین ہم رئیس اعظم خانہ کعبہ کے ہین ہمکو خاص و عام خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار ملک الجبار رئیس سر شکستۂ
کافران کہتے ہین منظر شاہ تقریر خواجہ عمرو کی سُنکے نہایت ہنسا بعد ہنسنے کے منظر شاہ نے حمزۂ صاحبقران سے کہا
کہ اب امیدوار ہون میرے قلعہ مین تشریف لیچلیے باعث میری سرفرازی کا ہوگا حمزۂ صاحبقران نے انکار کرنا مناسب نجانکر قلعہ مین چلنے
کا اقرار کیا بروقت منظور کرنے حمزۂ صاحبقران کے منظر شاہ حمزۂ صاحبقران کو بصد عزت و حرمت لیکر اس طرح چلا کہ افسران فوج
اور امرا و وزرا وغیرہ جلو مین تھے مقبل وفادار اور خواجہ عمرو بھی ہمراہ رکاب حمزۂ صاحبقران تھے بعد قطع راہ منظر شاہ حمزہ کو
قلعہ مین لیگیا اگر یہ ہیچمدان اس جگہ اوصاف قلعہ مفصل تحریر کرے تو نہایت طول ہوگا اور دل ناظرین مختصر پسند ملول ہوگا لیکن مختصر
یہ ہی کہ حمزۂ صاحبقران نے ملاحظہ کیا قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم ہی کیونکہ سنگ سے بنایا ہوا ہی جملہ اسباب و سامان جنگ مہیا
اور موجود ہی وسعت قلعہ مین بہت ہی لاکھ سوار اور پیدل بخوبی رہ سکتے ہین ناظرین ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ اس قلعہ مین
ایک لاکھ سوار جرار رہتے تھے اب چونکہ نعمان بن منظر شاہ دربار نوشیروان مین جہان بارہ سو بادشاہ کرسی نشین بیٹھتے
ہین وہین حاضر ہی اسوجہ سے فوج بھی ہمراہ نعمان ہی فقط نگہبانی قلعہ کی بارہ ہزار سوار ہے منظر شاہ کرتا ہی اور
جب کوئی غنیم قلعہ اور ملک پر چڑھائی کرتا ہی اسوقت منظر شاہ اپنے پسر نعمان کو اطلاع دیتا ہی نعمان آکر فوج غنیم کو دفع
کرتا ہی اور یہ ملک آباد کیا ہوا سلطان بہرام گور کا ہی چونکہ منظر شاہ سلطان بہرام گور کا نائب تھا بعد انتقال کرنے سلطان
بہرام گور کے منظر شاہ خود تخت پر بیٹھ گیا ہی اور اس ملک کو اپنے قبضہ مین کر لیا ہی اور صاحب ہفت قلزم لکھتے ہین کہ حیات سلطان
بہرام گور مین منظر شاہ نے ایک قصر بنوایا تھا اور اُسکا نام خورنق رکھا تھا اور چونکہ منظر کے معنی جھروکے کے ہین اسلیے بہرام گور نے
بسبب بنانے قصر کے خطاب اسکو منظر شاہ دیا تھا جبسے یہ بادشاہ ہوا ہی منظر شاہ یمنی مشہور ہوا ہی الحاصل حمزۂ صاحبقران
جب قلعہ و شہر کی خوب سیر کر چکے اُسوقت منظر شاہ یمنی حمزۂ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے ایوان شاہی مین آیا حمزۂ
صاحبقران نے دیکھا ہزار ہا صندل اور کرسیان جواہر نگار بچھی ہین ایوان شاہی نہایت آراستہ ہی تخت شاہی بچھا ہی جملہ وزرا اور امرا بھی
حاضر ہین منظر شاہ نے حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا ای امیر با توقیر اب اس تخت پر آپ رونق افروز ہون امیر با توقیر نے فرمایا یہ تخت
و تاج تمھارا تمھین کو مبارک ہو ہمکو سلطنت کرنے کی خواہش نہین منظر شاہ یہ سیر چشمی حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوا اور
یہ خیال کرنے لگا کہ سلطنت کرنے کی انکو ہوس نہین ہی اللہ اکبر یہ عجیب عالی مرتبہ اور بلند ہمت ہین غرض حمزۂ صاحبقران
ایک جواہر نگار صندل پر بیٹھے اور منظر شاہ کو تخت پر بیٹھایا منظر شاہ نہایت خوش ہوا پھر خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار
پر بیٹھے اور مقبل وفادار سر حمزۂ صاحبقران پر رومال ہلانے لگے اُسوقت باشارہ منظر شاہ جملہ وزرا و امرا نے

حمزۂ صاحبقران کو نذرین دین حمزۂ صاحبقران نے اکثر نذرین معاف کین اور بعض بعض نذرین منظور فرمائین اور اکثر وزرا
اور امرا کو خلعت و نوات اور بعضون کو انعام کثیر دلوایا بعد اسکے بحکم منظر شاہ ساقیان سیمین ساق یگانۂ آفاق
شیشہ و ساغر لیکر حاضر ہوئے حمزۂ صاحبقران نے فقط دو جام ماء اللحم نوش فرمایا پھر امیر با توقیر نے حکم دیا کہ بتکدے جو اس
ملک مین ہین منہدم کر دئیے جائین اور مسجدین بنائی جائین اور موذن مسجدون مین اذان دین اور خاص و عام
مسجدون مین جاکر نمازین پڑھین اور سوا اسکے اور بھی احکام خدا و رسول تعلیم کیے بموجب فرمانے حمزۂ
صاحبقران کے اسیوقت جملہ دیر و بتکدے منہدم ہوگئے اور اسی وقت سے بناے مسجد ڈال دی گئی پھر بموجب
حکم منظر شاہ وہ ارباب نشاط دربار مین حاضر ہوئے جنکا مثل و نظیر نہ تھا حسن مین یوسف جمال تھے اور نہایت خوش آواز
تھے القصہ ارباب نشاط مین سے ایک نازنین مہ جبین خورشید جمال زہرہ خصال روبروے ارباب بزم
اسطرح رقص کرنے لگی کہ دلہاے صاحبان بزم مانند سبزہ پامال ہوگئے بعد رقص کرنے کے اُس خوبرو خوش گلو
نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

میکشی ہے میری ہستی کی دلیل
آپ اپنی عمر کا افسانہ ہون
مر کے بھی چھوٹے نہ ساقی کے قدم
شمع محفل ہون کہ شمع خانہ ہون
خاک مین گردون ملائے کسطرح
خود مین سوز دل سے آتش خانہ ہون
کچھ نہونے پر بھی اے تسلیم مین

حسن دل افروز کا پروانہ ہون
اک ادائے لغزش مستانہ ہون
بوسے کیونکر لون وہان یار کے
آجتک خاک در میخانہ ہون
چپکے چپکے چاہیے ماتم مرا
خرمن مہتاب کا اک دانہ ہون
مجھسے کیا روشن ہو بزم شعر و
اسقدر کونین مین افسانہ ہون

شمع رو کوئی ہو مین پروانہ ہون
جب تلک مین ہون مری شہرت بھی ہے
موج مے ہون یا لب پیمانہ ہون
ہر جگہ قسمت جلا لی ہے مجھے
کشتۂ خاموشی جانانہ ہون
کیا جلائیگا جہنم روز حشر
جلوۂ سوز پر پروانہ ہون

جسوقت نازنین مذکور نے روبرو
صاحبان محفل غزل سطور بالا کو تمام کی جملہ ارباب بزم خوش ہوئے منظر شاہ نے اُس مہ جبین کو زر کثیر
انعام مین دلوایا بعد جانے نازنین مذکور کے اور ایک نازنین غنچہ دہن سیمین تن خوش گلو مین شہرۂ آفاق
ناچنے اور گانے مین نہایت مشتاق مع سازندون کے سامنے حمزۂ صاحبقران اور منظر شاہ وغیرہ کے
حاضر ہوئی اور بناز و ادا رقص کرنے لگی بعد رقص کرنے کے اُس نازنین نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

تماشا جامہ زیبی دیکھیگی خون شہیدانکا
کہ جسکے حق مین یہ موتی ہے قطرہ آب حیوانکا
وہ کافر کفر و دین کی بحث کو مسجد مین جاتا ہے
گریبان گل نے پھاڑا سوگ مین غنچون نے منہ ڈھانکا
مین وہ آتش قدم ہون گرمی رفتار سے میری
بگولا پھر رہا ہے آجتک خاک بیابانکا
کیا ہے تیرباران اسقدر بیرحم قاتل نے
پشیمان مین نہ دامن کا نہ شرمندہ گریبانکا
ابھی تک گھر مین بیٹھا غیر سے باتین بناتا ہے
خدایا آبرو رکھنا تصدق شاہ مردانکا

گریبان پیرہن مین ہے ہلال عید قربانکا
دلاتا ہے ہمین کیون یاد واعظ صبح فردا کی
الٰہی خاتمہ بالخیر ہو زاہد کے ایمانکا
جنون مین سر ہمارا ٹک جھک گیا ہے ناتوانی سے
بنایا جادۂ صحرا کو رشتہ شمع سوزانکا
فلک نے شکل بدلی دفعتہ جور و ذلت کی
کہ پہلو مین دل نازک ہے شیشہ آب پیکانکا
ادھر سے قافلے لاکھون گنہگارونکے جاتے ہین
جنازہ اٹھ گیا غافل ترے ناکام ہجرانکا

اجل محروم پھر جائے کوئی بوسہ وہ دندانکا
غم محشر کوئی صدمہ نہین ہے شام ہجرانکا
صبا اڑتی ہوئی لائی خبر جب مرگ بلبل کی
کہ مجھکو حلقۂ زنجیر حلقہ ہے گریبانکا
تلاش یار کی سرگشتگی مرکر بھی باقی ہے
عجب سے دیکھتا ہون منہ شب تکلیف ہجرانکا
بسر کرتا ہون عریانی مین مثل اشک محرومی
الٰہی عالم رحمت مین کیا ہے قحط عصیانکا
مقابل آج ہے تسلیم خستہ اہل معنی سے

جب یہ غزل نازنین مذکور نے روبرو سے منظر شاہ حق آگاہ بعد ناز و ادا

لگاکر تسلیم کی منظر شاہ نہایت خوش ہوا اور اُس نازنین کو بھی زر کثیر انعام میں دلوا دیا بعد جانے اس نازنین کے منظر شاہ یمنی نے حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا امیدوار ہوں کہ نان خشک بھی اسوقت تناول فرما کر مجکو مسرور و شاد کیجیے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا مجکو تمھاری خوشی بدل منظور ہے اور طعام دعوت کھانے سے مجکو کسی طرح کا انکار نہیں ہے منظر شاہ نے یہ سُنکے حکم کیا کہ جلد تر دستر خوان بچھایا جاے بمجرد حکم کرنے منظر شاہ یمنی کے بکاول نے حاضر ہو کر دستر خوان بچھایا اور انواع و اقسام کے طعام نفیس و خوش ذائقہ ظروف نقرئی و چینی میں بعنوان شایستہ دستر خوان پر رکھے منظر شاہ یمنی نے اپنا باعث فخر جانکر خود حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ دھلائے حمزۂ صاحبقران نے مع خواجہ عمرو و مقبل وفادار کے ہاتھ دھو کر ہمراہ منظر شاہ یمنی کے کھانا کھایا بعد کھانا کھانے کے پھر منظر شاہ یمنی نے حکم کیا کہ نازنینان خورشید جمال و ماہرویان زہرہ خصال حاضر ہو کر رقص کریں چنانچہ بموجب حکم منظر شاہ یمنی کے نازنینان خوبرو اور خوش گلو و پریروے جملہ ارباب بزم حاضر ہو کر ناچنے گانے لگیں یہاں امیر باتوقیر مصروف عیش و راحت ہیں لیکن خانہ کعبہ میں خواجہ عبد المطلب فراق میں حمزۂ صاحبقران اپنے نور نظر پارۂ جگر کے نہایت بیتاب و بیقرار ہیں شب و روز رویا کرتے ہیں اور ہر جانب اپنے یوسف گم گشتہ کی جستجو کرتے ہیں قبل اسکے جو خواجہ عبد المطلب نے خبر ہلاک کرنے پہلوانان طاہر عادی اور مطاہر عادی کی سُنی تھی اپنے دل میں نہایت خوش ہوئے تھے لیکن یہ بھی خیال کیا تھا کہ جب نوشیروان حال ہلاکت پہلوانان طاہر عادی اور مطاہر عادی کا سنیگا از حد برہم ہوگا اور ضرور میرے فرزند کو صدمہ پہونچائیگا اب جو حمزۂ صاحبقران چند روز سے غائب ہوئے خواجہ عبد المطلب کو بڑی تشویش ہے آخر تاب جدائی فرزند نہ لاکر قلعہ میں تشریف لائے اور جاسوسوں کو واسطے خبر لانے اپنے فرزند کے چہار جانب روانہ کیا آخر ایک جاسوس نے خدمت خواجہ عبد المطلب میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ کے فرزند ارجمند نے منظر شاہ بادشاہ ملک یمن کو مغلوب کر کے اسکو مسلمان کیا ہے اور اب بعیش و آرام ایوان شاہی میں ہیں اسی طرح اخبار میں وقایع نگار نے بھی یہی خبر لکھی خواجہ عبد المطلب بہ فرط فرحت افزائے بدرجۂ کمال شاد ہوئے اور فی الفور ملک یمن کو روانہ ہوئے جب قریب ملک یمن کے پہونچے اُسوقت خواجہ عبد المطلب نے اپنے تشریف لانے سے اپنے فرزند کو ایک ملازم کے ذریعہ سے اطلاع دی جب امیر باتوقیر اپنے والد ذیجاہ کے تشریف لانے سے آگاہ ہوئے منظر شاہ یمنی سے ارشاد کیا کہ ہم کل اپنے والد ذیوقار کے استقبال کو انشاء اللہ ضرور جائینگے کیونکہ ہمارے والد ذیجاہ قریب ملک یمن آچکے ہیں منظر شاہ یمنی نے عرض کیا میں بھی ہمراہ رکاب چلونگا جب وہ دن تمام ہوا اور شب بھی آخر ہوئی حمزۂ صاحبقران نے نماز فجر پڑھی اور منظر شاہ یمنی نے فریضۂ سحر سے فارغ ہو کر حکم دیا کُل لشکر تیار ہو بموجب حکم منظر شاہ تمام سپاہ جسوقت تیار ہو چکی منظر شاہ مع جملہ اراکین سلطنت و اعیان مملکت حمزۂ صاحبقران کے ہمراہ رکاب ہوا حمزۂ صاحبقران بہمراہی منظر شاہ مع جملہ وزرا و امرا و خواجہ عمرو و مقبل وفادار و تمامی مردمان لشکر بعد حشم و خدم قیامگاہ پر اپنے والد عالی وقار کی تشریف لائے جسوقت حمزۂ صاحبقران نے اپنے پدر عالی رتبہ و منزلت کو دیکھا اسوقت مرکب سے اُتر کر اداے تسلیم بجا لا کر اپنے سر کو قدم والد ذیجاہ پر جھکایا خواجہ عبد المطلب نے خوش ہو کر حمزۂ صاحبقران کے سر کو سینے سے لگایا اور خوب پیار کیا جب خواجہ عبد المطلب اپنے فرزند حمزۂ صاحبقران کو سینے سے لگا چکے اسوقت منظر شاہ

یمنی نے بھی بعد ادب تسلیم کی اور اپنے سر کو قدم خواجہ عبد المطلب پر رکھنا چاہا خواجہ عبد المطلب نے
باشفاق بزرگانہ منظر شاہ یمنی کو بھی سینے سے لگایا بعد اسکے حمزہ صاحبقران اپنے والد و بوقار کو اسی شوکت
وحشمت سے ایوان شاہی مین لے گئے منظر شاہ یمنی نے خواجہ عبد المطلب کی نہایت تکلف سے کئی روز
تک برابر دعوت کی اور ہر ایک وزیر اور امیر سے نذر دلوائی ایک روز حمزہ صاحبقران نے منظر شاہ یمنی سے فرمایا
کہ ہم کو اب رخصت کرو منظر شاہ نے عرض کیا مین بھی ہمراہ رکاب چلونگا حمزہ صاحبقران نے ارشاد کیا تمہارے
ساتھ چلنے کی کیا ضرورت ہے تم اپنے ملک کی سلطنت کرو جسوقت کوئی ضرورت ہوگی مین تمکو طلب کرونگا منظر شاہ
یمنی نے ارشاد حمزہ صاحبقران کو منظور کیا جب امیر باتوقیر منظر شاہ سے رخصت ہونے لگے اسوقت
منظر شاہ نے چند تحائف گران بہا حمزہ صاحبقران کے ہمراہ کر دیے اور ملازم بھی ساتھ کر دیے اور
خواجہ عمرو کو وقت روانگی زر کثیر دیا کیونکہ منظر شاہ خواجہ عمرو کی باتون سے از حد خوش ہوتا تھا غرض حمزہ
صاحبقران اور خواجہ عبد المطلب و خواجہ عمرو و مقبل وفادار منظر شاہ سے رخصت ہوئے اور منزل
بہ منزل قیام کرتے ہوئے بخیر و عافیت مکہ مین داخل ہوئے ملازمان منظر شاہ کو رخصت کیا جسوقت
امیر باتوقیر اپنے مکان مین گئے خواتین بیتاب و بیقرار ہوکر دوڑین کسی عورت نے بعد آرزو حمزہ صاحبقران کو
سینے سے لگایا اور کسی زن با کمال نے امیر باتوقیر کو پیار کیا کسی نے امیر باتوقیر کی بلائین لین کسی عورت نے
زر و غیرہ سر حمزہ صاحبقران پر تصدق کیا بعد اسکے خواتین نے پوچھا اے فرزند تم کہان چلے گئے تھے تمہارے
صدمے مین تمہارے والد بہت بیتاب و بیقرار تھے ہم بھی نالان و اشکبار تھے امیر باتوقیر نے خواتین سے
عرض کیا کہین تو نہین ملک یمن کو چلا گیا تھا وہان اچھی طرح رہا جب والد تشریف لے گئے مین انکے ہمراہ چلا
چلا آیا غرض خواتین نے سجدہ شکر پروردگار کیا امیر باتوقیر مع خواجہ عمرو و مقبل بدستور اپنے بارہ ہزار لڑکین رہنے لگے

داستان پہونچنا شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی کا دربار نوشیروان مین اور کل حال بیان کرنا اور برہم ہونا نوشیروان کا بموجب کہنے بختک کے اور روانہ کرنا کرتیت سپہر گردان کو مع ساٹھ ہزار سوار کے براے گرفتاری امیر اور لڑنا امیر کا اور زخمی ہوکر جانب صحرا جانا اور نظر کردہ ہونا حضرت ابراہیم کا اور ملنا خزانہ کا اور امیر کو جبہ الیجا نا عیار کا اور عیاریان خواجہ عمرو کی

سر فروشان بازار جدال و مشتریان متاع سر میدان قتال فرمانروا ے زبان کہ میدان حکومت بیان مین اس
طرح رونق افزاے سریر تقریر کرتے ہین کہ جب شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی بصد نالہ و آہ
باحال پریشان لاشین طاہر عادی اور مطاہر عادی کی لیے ہوئے مدائن مین پہونچے اور فریاد کرنے
لگے کوتوال شہر انکو اپنے ہمراہ لیکر دربار نوشیروان مین آیا نوشیروان نے سبب نالہ و بکا پوچھا شاگردان
طاہر عادی اور مطاہر عادی نے بعد دعاے تنا ے شہریاری کے بطور مجمل سب حال بیان کیا اور لاشین
طاہر عادی اور مطاہر عادی کی روبرو رکھدین نوشیروان لاشین طاہر عادی اور مطاہر عادی
اپنے پہلوانون کی دیکھکر اور حال قتل سنکے نہایت برہم ہوا چونکہ نام امیر سے واقف تھا اور اپنا پسر خواندہ کرچکا
تھا اور خواب کی تعبیر کا منتظر تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ حکیم بزرجمہر کا کہنا سب درست اور راست ہوتا ہے لیکن
نوشیروان نے خیال کیا کہ امیر نے انکو ہلاک کیا ہے اب امیر کو کیونکر قتل کراؤن کیا تدبیر کرون یہ خیال کرکے

نوشیروان نے بزرجمہر کو طلب کیا جب بزرجمہر دربار مین آئے مراسم دعا و ثنا سے شہریار بجا لائے نوشیروان نے برابر اپنے تخت کے ایک کرسی جواہر نگار بچھوا کر بزرجمہر کو اُسی کرسی پر بیٹھنے کو فرمایا جب بزرجمہر اُس کرسی پر بیٹھے اُسوقت نوشیروان بزرجمہر سے مخاطب ہو کر اس طرح گویا ہوا کہ ای حکیم نامدار دیکھیے حمزہ نے میرے پہلوانون کو ہلاک کیا ہی خواجہ بزرجمہر نے ارشاد فرمایا ای شہریار آپ عادل ہین انصاف کیجیے کہ یہ پہلوان اس ارادہ سے گئے تھے کہ ہمسے کوئی شخص لڑے اور مقابلہ کرے اور اگر نہ لڑے تو مطیع ہو کر اس قرطاس پر جو انکے پاس ہی مہر کر دے پس حمزہ نے اُس قرطاس پر مُہر نہ کی اور مقابلہ کیا اور ہلاک کیا نوشیروان نے جواب دیا حمزہ کو لازم تھا کہ ان پہلوانون کو زیر کیا ہوتا اور ہلاک نہ کرتا بزرجمہر نے یہ تقریر نوشیروان کی سُنکے اُن لوگون سے جو طاہر عادی اور مطاہر عادی کی لاشین لیکر فریاد کرتے ہوئے آئے تھے فرمایا مفصل حال ان پہلوانون کے جانے اور ہلاک ہونے کا بیان کرو اور کوئی بات پوشیدہ نہ کرو اُن سب نے عرض کیا ہمارے اُستاد یہان سے مکہ مین گئے اور وہان جا کر ایک جگہ مقیم ہوئے ایک روز باہم کثرت اور زور کر رہے تھے صدہا مردمان ساکنان مکہ جمع تھے کشتی دیکھ رہے تھے یکایک تین لڑکے آئے اور وہ بھی کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے لگے جب ہمارے اُستاد باہم زور کر چکے اُسوقت طاہر عادی جملہ مردمان سے کہنے لگے کہ تم مین سے بھی کوئی ایسا شخص ہی کہ ہم سے کشتی لڑے اور یہ ترنج جو رکھا ہوا ہی کھائے اور یہ پگڑی اپنے سر پر رکھے کسی نے جواب نہ دیا دوبارہ پھر ہمارے اُستاد طاہر عادی نے کہا اُسوقت ایک لڑکے نے ترنج کھا لیا اور دستار سر پر رکھ لی جب ہمارے اُستاد نے یہ کیفیت دیکھی اُس لڑکے سے کشتی لڑنے پر آمادہ ہوئے اُسنے کہا مین آج اور کسی وقت لڑونگا یہ کہکے وہ لڑکا چلا گیا بعد تھوڑی دیر کے پھر وہ لڑکا آیا ہمارے اُستاد نے اس سے کہا کہ تم ایک نوشتہ اس مضمون کا ہمکو لکھدو کہ کوئی ہمارے خون کا دعوی نہ کریگا اُس لڑکے نے لکھ دیا جب کشتی ہوئی اس لڑکے نے ہمارے اُستاد کو زیر کیا اور کہا کہ مذہب اسلام اختیار کر ہمارے اُستاد نے نہ مانا اُسنے اُستاد کا ہمارے یہ حال کیا اسی طرح مطاہر عادی کو بھی ہلاک کیا بزرجمہر نے تمام حال مفصل سُنکے نوشیروان سے کہا ای شہریار سنا آپ نے کہ جب مضمون خون سے لا دعوے ہونے کا حمزہ سے لکھوا لیا اُسوقت یہ دونون پہلوان لڑے جب حمزہ نے انکو زیر کیا تو اُسے بھی اختیار انکے ہلاک کرنے اور جان بخشنے کا ہوا اُسنے اُنسے یہ سوال کیا کہ اگر تم دین اسلام اختیار کرو تو مین تمکو ہلاک نہ کرون اُنھون نے مذہب اسلام قبول نہ کیا انکو لازم تھا کہ جب حمزہ سے زیر ہوئے تھے اُسکی اطاعت کرتے اور اپنا ہلاک ہونا گوارا نہ کرتے ای شہریار آپ تو خوب واقف ہین کہ امیر مسلمان ہین اسوجہ سے اُنھون نے چاہا کہ یہ پہلوان بھی مسلمان ہون جب یہ دونون پہلوان مسلمان نہوے اور امیر کی انھون کی اطاعت نہ کی اسوقت امیر نے انکو ہلاک کیا میرے نزدیک یہ امر خلاف اور بیجا نہین کیا آگے آپ حاکم ہین اگر انصاف کیجیے تو امیر کی کوئی خطا نہین ہی نوشیروان چونکہ عادل تھا بزرجمہر سے کہنے لگا آپ سچ کہتے ہین بیشک حمزہ کی خطا اور تقصیر نہین ہی یہ کہکے اُن فریادیون کو دربار سے نکلوا دیا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ بزرجمہر بھی دربار سے چلے گئے بختک نے موقع پا کر عرض کیا کہ ای شہریار ذرا آپ اس مقدمہ مین غور و فکر فرماوین خواجہ بزرجمہر مسلمان ہین اور حمزہ بھی مسلمان ہین اسوجہ سے خواجہ بزرجمہر حمزہ کی سفارش کرتے ہین آج تو حمزہ نے اُن دو پہلوانون کو ہلاک کیا ہی اگر تنبیہ آپ نہ کرینگے تو کل حمزہ اور پہلوانون قتل کرینگے روز بروز دلیر اور گستاخ زیادہ ہوتے جاوینگے حضور کے پہلوانون پر اپنا ہاتھ صاف کیا کرینگے پس میرے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ آپ حمزہ کو قتل تو نہ کرائین لیکن گرفتار کرا کے اپنے قابو مین رکھیے جب تعبیر خواب کی ضرورت

نکل جاے یعنی جو خواب آپ نے دیکھا ہی اُسکی تعبیر مل جاے اسوقت حمزہ کو قتل کرڈالیگا ورنہ انجام بُرا ہوگا نوشیروان
گفتگوے بختک سنکے کہنے لگا تو سچ کہتا ہی یہ کہکے نوشیروان نے باواز بلند کہا کہ اس دربار مین کوئی بہادر ایسا بھی
ہی کہ ابھی جاے اور حمزہ ابو العلاے مکی کو گرفتار کرکے لے آئے یہ حکم نوشیروان سنتے ہی ایک پہلوان دوران
کہ نام اُسکا کرتیت سپر گردان تھا اپنے دنگل سے اٹھا اور نوشیروان کو مجرا کرکے عرض کرنے لگا کہ اگر حکم شہریار
ہو تو اُسکا خدمتگار مجکو ہو تو مین جاؤن اور اُس طفل بے ادب کو گرفتار کرکے خدمت بندگان عالی مین لے آؤن حق نمکخواری
ادا کرون اور دامن اپنا گہر ہاے عنایات شہریاری سے بھرون نوشیروان نے کرتیت سپر گردان کو خلعت دیا
اور حکم کیا کہ جہانتک ہوسکے حمزہ کو گرفتار کرنا اور اگر گرفتار کرنا ممکن نہو تو سر حمزہ کا کاٹ کرلے آنا اور بغیر ان دونون
امرون کے یہان نہ آنا پھر کہا اب مین دیکھتا ہون کہ خواجہ بزرجمہر جو بتلاتے تھے کہ حمزہ بادشاہ خیبر کا قاتل ہی
اگر حمزہ تیرے ہاتھ سے قتل ہوا تو حکم خواجہ بزرجمہر کا جھوٹھا ہی اور اگر تو مارا گیا تو البتہ جاے اندیشہ ہی تیرے وہان
جانے اور مقابلہ کرنے سے حال بخوبی ظاہر ہوجائیگا تو دونون باتون مین جو قبل اسکے کہی گئین ہین خبردار
کسی طرح قصور اور کمی نہ کرنا غرض کرتیت سپر گردان یہ حکم محکم نوشیروان سُنکے اور خلعت پہن کے دربار
سے باہر آیا اور افسران فوج کو بلاکر کہا جلد کمر باندھو اور فوج کو بھی کمر بندی کا حکم دو اور جلد تر جانب قلعہ
خانہ کعبہ کے روانہ ہو افسران فوج نے یہ سنتے ہی ساٹھ ہزار سوارون کو حکم کمر بندی کا دیا اور خود بھی کمرین باندھین
جب افسران فوج اور سوار ان لشکر مسلح ہوچکے گھوڑون پر سوار ہوئے باجے جنگی بجے کرتیت سپر گردان نے
مردمان لشکر سے کہا کہ تم یہان سے کوچ کرو فلان منزل پر جاکر قیام کرنا اور اُس منزل کا نام بھی بتا دیا جب جوانان
لشکر یعنی ہمارے قریب آنے کے خبر بیان کرین اُسوقت تم اُس منزل سے کوچ کرنا اسی طرح ہر ایک منزل
پر ایسا ہی کرنا اور منزل آخر پہونچکر ٹھہرنا ہمارا انتظار کرنا جب ہم آلین اُسوقت ہمارے ہمراہ چلکر میدان
مین اگر لڑیگا تو حمزہ سے مقابلہ کرنا جب یہ سب باتین کرتیت سپر گردان مردمان لشکر سے کہہ چکا اُسوقت
جملہ مردمان لشکر بندگو رنے نے خیمہ و خرگاہ بیرون نگاہ کوچ کیا بعد روانہ ہونے فوج کے کرتیت سپر گردان
نے بھی زرہ پہنی ہتھیار لگائے بعد مسلح ہونے کے پشت مرکب پر سوار ہوا اور افسران فوج کو اپنے ہمراہ
لیا آگے نشان لشکر چلا بیچ مین افسرون کے کرتیت سپر گردان اور عقب مین اسکے اثالا بارگاہ کا تھا
القصہ جس طرح سے ذکر کیا گیا ہی اُسی طور سے کرتیت سپر گردان اپنے لشکر سے منزل خیبر مین جاکر
ملا اور لشکر کو آراستہ کرکے اپنے ہمراہ لیکر سرحد قلعہ خانہ کعبہ مین داخل ہوا اور رعایا کو لوٹنا شروع کیا
اور ہر ایک شخص پر ظلم و جور کرنے لگا اور قریب کوہ بوقبیس فروکش ہوا رعایا کرتیت سپر گردان کے خوف
سے بھاگی اور خانہ کعبہ مین آکر پناہ لی جسوقت امیر با توقیر کو خبر پہونچی کہ کرتیت سپر گردان پہلوان زبردست
مع فوج آیا ہی اور قریب کوہ بوقبیس اُترا ہی اُسوقت امیر نے فرمایا نوشیروان کا مجھپر احسان ہی کیونکہ اسنے
مجکو بطن مادر مین نوکر رکھا ہی علاوہ اسکے وہ بادشاہ وقت ہی اطاعت اُسکی مجکو لازم ہی پہلے مجکو مناسب
ہی کہ اُسکو نامہ لکھون اور عذر کرون جب وہ عذر قبول نہ کریگا اُسوقت مین مقابلہ کرونگا ابھی حمزہ صاحبقران
یہ فرما رہے تھے اور چاہتے تھے کہ نامہ لکھین لیکن کرتیت سپر گردان نے خود نامہ بہ خواجہ عبد المطلب
کو لکھا بعد تعریف لات و منات کے مضمون اُس نامہ عتاب شمامہ کا یہ تھا کہ ای خواجہ عبد المطلب رئیس
خانہ کعبہ کے تمکو معلوم ہو کہ تمھارے لڑکے نے ملازمان شاہی کو ہلاک کیا ہی اور یہ سخت گستاخی کی ہی اسوجہ سے

مجکو حکم قضا شیم بادشاہ عالی جاہ کا یہ ہوا ہی کہ اُس طفل بے ادب کو گرفتار کرکے لے آئیں بہتر اور مناسب یہ ہی کہ تم
اپنے لڑکے کو اپنے ہی وہاں سے ہاتھ باندھکر اپنے ہمراہ لیکر جلد حاضر ہو تاکید جانو اور اگر اسکے خلاف کیا تو مین قلعہ
کو برباد و فنا کر دونگا تمکو اور تمھارے فرزند کو قتل کرونگا خانہ کعبہ مین خونریزی از حد ہوگی ہزارہا آدمیون کو
قتل کرونگا مال و اسباب ہر ایک کا لوٹ لونگا فقط زیادہ کیا لکھا جاے غرض کرتیت سپہرگردان نے نامہ مذکو
اپنے عیار عربوط برق انداز کے حوالہ کیا اور کہا خبردار کسی سے نہ ڈرنا اور جواب نامہ کا حرف بحرف لکھوا کر لانا
عربوط نامہ لیکر چلا جب قریب شہر کعبہ پہونچا خواجہ عمرو بن امیہ نے خبر عربوط کے آنے کی سُنی فوراً
جاکر خواجہ عبد المطلب اور امیر سے بیان کی امیر نے فرمایا اگر نامہ بر آتا ہی تو آنے دو یہ فرماکر چند سردار
واسطے اُسکے استقبال کے روانہ کیے جب عربوط برق انداز عیار نامہ لیکر دار العمارہ مین آیا دیکھا اُسنے امیر
بڑی شوکت و شان سے بیٹھے ہین رئیسان خانہ کعبہ کا گروہ مجمع ہی بارہ ہزار لڑکے ہمسن و سال کرسیون اور
ڈنگلون پر شیرانہ بیٹھے ہوے ہین اور خواجہ عبد المطلب ایک چوکی پر بیٹھے ہوئے تسبیح پڑھ رہے ہین
عمامہ سر پر ہی چہرہ پر نور سے صورت آشکار ہی آخر عربوط رعب سے اسقدر گھبرایا کہ بے اختیار سلام کیا
سب نے جواب سلام دیا بعد بیٹھنے کے عربوط نے وہ نامہ دیا اور ایسا رعب حمزہ صاحبقران سے گھبرایا
کہ کوئی حرف درشت زبان پر نہ لایا الغرض جب وہ نامہ پڑھا گیا مضمون سے اُسکے ہر ایک بہادر آگاہ ہوا امیر
نے اہل دربار سے فرمایا کہ مین خود کرتیت کو نامہ لکھکر قاصد روانہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن اُسنے خود ہی نامہ
بھیجا ہی اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کرتیت بغیر مقابلہ کیے ہوئے نہ جائیگا کسی طرح راہ راست پر نہ آئیگا
کیونکہ حکم نوشیروان سے آیا ہی اور اب نوشیروان نے سایہ عاطفت ہمارے سر سے اُٹھا لیا ہی لیکن
کچھ ہمکو اندیشہ نہین ہی کیونکہ خدا ہمارا حافظ اور معین ہی یہ فرماکر اُسی نامہ کے اوپر لکھدیا کہ تمنے بخوبی پڑھوا کر
اُس نامہ کو سُن لیا اور پشت پر اس نامہ کے جواب مین فقط جنگ لکھا اور عربوط کو وہی نامہ دیکر رخصت
کیا جب عربوط چلا گیا اُسوقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ ای برادر لشکر حریف خیال
رکھنا غافل نہونا خواجہ عمرو نے کہا انشاءاللہ جس طرح آپنے فرمایا ہی ایسا ہی ہوگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے
اپنے تئین آراستہ کیا اور جو کچھ منظور تھا اُسے درست کرکے قریب خیمہ کرتیت سپہرگردان کے پہونچے
کرتیت سپہرگردان نے واسطے استقبال خواجہ عمرو کے چند سردار بھیجے وہ سردار باعزاز تمام خواجہ
عمرو کو لے گئے کرتیت نے خواجہ عمرو کو باعزاز تمام بٹھایا خواجہ عمرو نے جو نامہ یہان سے خود
لکھکر لے گئے تھے اور اُس مین مضمون یہ لکھا تھا کہ ای کرتیت دین اسلام قبول کر اور قوت اور سپاہ
پر مغرور نہو وہی نامہ کرتیت کو دیا کرتیت نے خیال کیا کہ یقین ہی خواجہ عبد المطلب نے مجھسے ڈرکر
پیام صلح بھیجا ہی یہ خیال کرکے کرتیت نے لفافہ کو چاک کرکے نامہ پڑھنے لگا جب تمام و کمال نامہ پڑھ چکا
نہایت برہم ہوکر چاہتا تھا کہ نامہ کو چاک کرے خواجہ عمرو نے جست کرکے وہ نامہ کرتیت کے ہاتھ سے
کھینچ لیا اور وہان سے چلے کرتیت نے حکم کیا کہ اس شخص کو گرفتار کرلو جانے نہ دو چند آدمی جو دربار مین بیٹھے
ہوئے تھے اُٹھے اور خواجہ عمرو کے گرفتار کرنے کو دوڑے خواجہ عمرو نے چند حقے نفط کے مارے
اسقدر دھوان ہوا کہ خیمہ مین کرتیت کے تاریکی ہوئی اُسوقت خواجہ عمرو نے زمین پر لوٹ مار کر خنجر آبدار سے
بیس آدمیون کو ہلاک کیا اور بعد ہلاک کرنے مردمان مذکور کے بعجلت وہان سے چلے جبتک مردمان

لشکر آئین اور خواجہ عمرو کو پکڑیں خواجہ وہان سے چل دیے اور قریب اپنے لشکر کے آئے کرتیت سپہر گردان نے
غضبناک ہو کر طبل جنگ بجوایا صداے طبل رزمی بلند ہوئی یہان جو بارہ ہزار لڑکے اور مقبل وفادار وغیرہ بیٹھے
ہوئے ہین انھون نے قبل طبل جنگ بجنے کے ایک طبل جنگی درست کر لیا تھا جب صداے طبل جنگ کان مین
آئی خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران کی خدمت مین بعد دعا و ثنا کے اس طرح عرض کیا اے حمزہ صاحبقران
عالیجاہ رشک سلاطین کج کلاہ فی الحال کرتیت بانی فساد نے طبل جنگ بجوایا ہے مدام اُن سے آمادہ فساد ہو کر
آیا ہے یقین ہے کہ ہنگامہ جدال و قتال کو کل وقت سحر گرم کیے اور قدم حد ادب سے آگے بڑھائے باقی
خیریت ہے امیر با تدبیر نے بھی فرمایا کہ اے خواجہ عمرو کسرد ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی اور بتائید ربانی
طبل جنگی بجے جو کچھ کاتب تقدیر نے ہمارے مقدر مین لکھا ہے وہ ضرور پیش آئیگا اگر ہماری قضا آئی ہے تو مجبوری
و ناچاری ہے اور اس کرتیت سپہر گردان کی کیا اصل و حقیقت ہے جو مجھے قتل کر سکے جب گفتگو سے حمزہ صاحبقران
تمام ہوئی خواجہ عمرو نے نقارخانے مین جا کر طبل پر سے غاشیہ اُٹھایا اور چوب لگائی ایسی صدا بلند ہوئی
کہ زمین تھرائی سپہر فلک کا دل دہل گیا گاو زمین کانپنے لگے ہر چند کہ کرتیت سپہر گردان نے صداے طبل
رزمی سنی تھی لیکن جو اسپیس لشکر کرتیت نے بھی کرتیت سپہر گردان سے حال طبل جنگی لشکر حمزہ
صاحبقران مین بجنے کا عرض کیا کرتیت سپہر گردان ہنسکر کہنے لگا صبح کو سبکو تہ تیغ کرونگا لڑکون کو بخوبی
سزا دونگا کرتیت تو شراب پی رہا ہے سردار افسر قریب اُسکے بیٹھے ہین بیہودہ باتین کر رہا ہے اور بااطمینان تمام
بیٹھا ہوا ہے لیکن اب حال لشکر حمزہ صاحبقران بیان کیا جاتا ہے کہ بعد بجنے طبل جنگ کے بارہ ہزار لڑکے باہم
ایک دوسرے سے یہ کہکر رخصت ہونے لگے کہ کل روز جنگ ہے نہین معلوم کل کون پھل تیغ کا کھا کر جانب عدم جائیگا
اور کون نشانہ تیر اجل ہو گا عجب نہین میدان جنگ مین جو دریاے خون جاری ہو دیکھیے کس کس کی
تختہ تابوت کی سواری ہو دیکھیے کون کون عروس اجل سے ہم آغوش ہوتا ہے دیکھین کون معرکہ جنگ مین سر
دے کر سبکدوش ہوتا ہے دیکھیے کل کسکے تن پر گلہاے زخم نیزہ و شمشیر کھلتے ہین دیکھین کل کسکے ارمان دلی جفاے چرخ
بے مہر سے خاک مین ملتے ہین کون خلعت شہادت سے سرافراز ہوتا ہے دیکھیے کل کسکو اپنی قوت پر ناز ہوتا ہے دیکھیے
کل کون بہادر مثل قطب میدان جنگ مین ثابت قدم رہتا ہے اور کون بزدل راہ فرار اختیار کرکے رنج بدنامی
سہتا ہے دیکھیے یہ چرخ جنگجو بدخو کل کیا رنگ دکھاتا ہے کس دلاور پر رحم کرتا ہے اور کس جری کا خون بہاتا ہے
دیکھیے کل یہ فلک کس جلیل کو میدان رزم مین ذلیل کرتا ہے اور کس ذلیل کو جنگاہ مین جلیل کرتا ہے دیکھین
یہ چرخ کل کسکی لاش کو غذاے دہن درندان کرتا ہے دیکھیے کس بہادر کے لاشے کو طعمۂ ہما و کرگان کرتا ہے
دیکھیے یہ چرخ جفاپسند کل کسکے لاشے کو محتاج کفن رکھتا ہے اور کس جرار کے جسم کو کثرت زخم سے رشک
گلہاے گلشن کرتا ہے دیکھیے یہ فلک کسکو ہنگام جنگ سرخرو کرتا ہے اور کسکو میدان نبرد مین بے آبرو
کرتا ہے دیکھین کس بہادر کے سر کو حباب دریاے خون بناتا ہے اور کس بہادر کے تن بے سر کو جوے خون
دلاوران مین مانند کشتی کے بہاتا ہے یہ چرخ نہایت ہی دغاپیشہ ہے ہر ایک اہل خرد کو اس سے اندیشہ
سر خون ہی ہے **نظم** رکھو سانس سے امید وفا کوئی ہرگز + مدام اہل جہان سے دغا ہے کام فلک + ہے اشتیاق قیامت تو آئی کہ دالو
دیکھو کہ کیا ہے انتظام فلک + الحاصل جب وہ لڑکے باہم مل چکے اسوقت تیاری آلات حرب مین معروف
ہوئے کسی لڑکے نے اپنے تیغ کو زنگ سے صاف کیا کسی لڑکے نے اپنی تلوار کو زیادہ آبدار کیا کسی لڑکے نے

تیرون کو درست کرکے ترکش مین رکھا اور کمان کیانی کو واسطے تیرافگنی کے لیس کیا مقبل وفادار نے بھی صدہا
تیرون کے پیکان زہر مین بجھائے اور کمان کیانی کو اچھی طرح سے درست کیا الغرض اسی طرح تمام شب
ہر ایک دلاور اور بہادر نے اپنے اپنے اسلحہ کی درستی مین شب بسر کی **نظم** صبح کہ قندیل زر آفتاب
شعلہ زد اندر گنبد نیلی رواق ✤ چہرہ جہان از دل صندوق چرخ ✤ یافت ز انوار فلک انقلاب ✤ یعنے جس وقت خسرو خاور
نیزہ سر تیز خطوط شعاعی لیکر توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا کرتیت سپرگردان بعزم رزم سمند پر سوار ہوا
اور لشکر کو اپنے ہمراہ لیا اور میدان جنگ کی جانب چلا آخر میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوا ادھر حمزۂ
صاحبقران بعد ادائے نماز سحر اس لشکر قلیل کو اپنے ہمراہ لیکر میدان مصاف مین آئے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ
میدان رزم ہموار کیا جائے بموجب حکم کلند بردارون نے آکر میدان مصاف کو برابر کیا پھر سقے واسطے
آبپاشی کے حاضر ہوئے انھون نے میدان رزم مین اسقدر پانی چھڑکا کہ ابر بہاری کی آبرو نہ رہی بعد اسکے
حمزۂ صاحبقران نے میمنہ اور میسرہ اور قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ لشکر کا آراستہ کیا بعد صف آرائی کے
نقیبان خوش گلو آگے بڑھے اور اسطرح بہادرون اور دلاورون کے دل بڑھانے لگے کہ ای جوانمردو
آج دن نام کرنے کا ہی لازم ہی کہ میدان جنگ مین قدم آگے بڑھ کے پیچھے نہ ہٹے ورنہ سامنے بہادرون
کے ذلت ہوگی یہ دنیا سرائے فانی ہی بڑے بڑے پہلوانان یکتائے روزگار اور دلاوران میدان
کارزار اس دار فنا سے جانب ملک بقا گئے لیکن آجتک بوجہ شجاعت اور دلاوری کے انکا ذکر
شجاعت زبان خلائق پر جاری ہی اگر غور کرکے دیکھو تو وہ لوگ بسبب اپنی بہادری اور ناموری کے آجتک
زندہ ہین دیکھو رستم و اسفندیار سہراب و افراسیاب گیو اور بیژن وغیرہ دلاوران میدان نبرد
ہر چند کہ دار فانی سے جانب ملک عدم گئے مگر بقول شاعر **شعر** رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ✤ پس ای بہادرو آج تمکو بھی یہی مناسب ہی کہ میدان جنگ مین وہ
کارزار کرو کہ صفحۂ عالم پر یادگار رہے سامنا حریف کا ہی جہان مین نام رہے بھاگنا میدان جنگ سے
شیوہ بہادرون کا نہین ہی جب نقیبہائے خوش تقریر نے بہادرون کے اس طرح دل بڑھائے ہر ایک
بہادر کا فرط شجاعت سے یہ ارادہ ہوا کہ گھوڑا تنہا لشکر حریف مین ڈال دیجیے اور نامی دلاورون کو چن چن کے
قتل کیجیے یکایک طبل رزمی دونون لشکرون مین بجنے لگے علمدار علم فتح کے لیکر آگے بڑھے اسوقت
کرتیت سپرگردان پرے سے نکلا اور جملہ افسرون سے رخصت ہوا اور گھوڑا بڑھاکر میدان مصاف
مین آیا اور پکارا کہ ای امیر ابو العلاے مکی تمنے بہت سرکشی پر کمر باندھی ہی بادشاہ وقت سے قصد بغاوت
کا کیا ہی اب میرے سامنے کسی کو بھیجو اور اگر تمکو دعوی بہادری ہی تو تمہین آکر مجھسے مقابلہ کرو حمزۂ
صاحبقران نے جب یہ نعرہ کرتیت سپرگردان کا سنا مقبل وفادار و خواجہ عمرو وغیرہ سے رخصت
ہوکر فورا مرکب کو جولان کیا کرتیت نے جب امیر باتوقیر کو میدان رزم مین آتے ہوئے دیکھا بے اختیار
ہاتھ واسطے سلام کے اٹھایا حمزۂ صاحبقران نے علیک السلام کہا بعد اسکے کرتیت سپرگردان نے
جب گھوڑا بڑھا کے نیزہ اور بڑھایا حمزۂ صاحبقران نے سپر پر اوچھا اسکی سپر کی روکی گلہائے سپر مثل گلہائے
آتشبازی کے شرر افشان ہوئے دونون گھوڑے ٹکراکر علیحدہ ہوئے کرتیت سپرگردان نے
اپنے تئین سنبھالا گھوڑا اسکا پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا اور حمزۂ صاحبقران کا مرکب تین قدم ہٹا پھر مرکبون کو

دونوں دلاوروں نے رانوں میں داب کے آگے بڑھایا کرتیت نے نیزہ ایک گھوڑے کو کاوہ دیا اور تاک کر سینۂ بے کینۂ حمزۂ صاحبقران کو بزور تمام نیزہ مارا حمزۂ صاحبقران نے نیزے کو سنان نیزہ پر روکا اسی طرح تھوڑی سی دیر نیزہ بازی ہوئی آخر نیزہ امیر نے کرتیت کے ہاتھ سے نکال دیا اسوقت کرتیت نے غصہ سے تیغہ آبدار میان سے کھینچا اور اپنے گھوڑے کو بڑھا کر دست راست حمزۂ صاحبقران آیا اور امیر اتوقیر کو زیر بغل رکھا تا کہ ضرب تیغ کاری پڑے اور زرہ کو کاٹے غرض کرتیت سپہر گردان نے وہ تیغہ جو کئی سو من کا تھا حمزۂ صاحبقران کے سر پر لگایا امیر اتوقیر نے سپر کو سپر پناہ کیا مگر چونکہ تیغہ گرانبار تھا اور دست و بازو بھی کرتیت سپہر گردان کے پرقوت تھے تیغہ سپر پر نہ رک سکا اور سپر اور خود کو کاٹ کر تا ابرو آ اترا امیر نے دستار پر ہاتھ مارا تیغہ سر امیر سے نکل گیا لیکن اس قدر خون سر امیر سے نکلا کہ غشی حمزۂ صاحبقران پر طاری ہوئی رفقاے حمزۂ صاحبقران نے جو یہ حال دیکھا نعرے کرکے آگے بڑھے اور کرتیت کو گھیر لیا کرتیت نے چاہا تھا کہ حمزۂ صاحبقران کا سر کاٹ لوں لیکن دل میں اسکے ایسی محبت امیر اتوقیر کی پیدا ہوئی کہ کچھ سوچ کر اور جرأت اور سن و سال پر حمزۂ صاحبقران کے کرتیت کو رحم آیا اور گھوڑا امیر کی جانب سے پھرا کر طرف فوج کے چڑھا اور کرتیت کی فوج بھی حملہ ور ہوئی دونوں لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی بہادر قتل ہونے لگے کسی دلاور نے کسی جری کو خنجر مارا کسی جوانمرد نے اپنے حریف کو للکارا کسی نے اپنے دشمن کو زخمی کیا کوئی بہادر ہاتھ سے حریف کے مارا گیا بقول شاعر شعر

عجب حال تھا اس جگہ جنگ کا ٭ ہر اک کو تصور جو تھا ننگ کا ٭

ہر ایک بہادر میدان جنگ میں طلبگار نام تھا سوائے لڑنے اور مرنے کے اور کون کام تھا دونوں لشکروں میں تلوار چل رہی تھی ناگاہ حمزۂ صاحبقران کو ہوش آیا گو شدت تکلیف تھی لیکن زخم سر باندھا اور شمشیر آبدار لیکر پھر مصروف جنگ ہوئے اسی عالم جراحت میں امیر اتوقیر اور زیادہ زخمی ہوئے آخر کار گھوڑے کی گردن میں ہاتھ ڈال دیے اور کہا اے مرکب اصیل اب مجھکو میدان مصاف سے نکال لے چل کیونکہ بسبب زخم کاری کے مجھ میں طاقت نہیں ہے قریب ہے کہ مجھکو غش آجائے اور کوئی دشمن سر میرا کاٹ لے گھوڑے نے جو راکب کو اپنے اس حال سے دیکھا فوراً طرارہ بھرا اور لاتیں مارتا ہوا اور سواروں کو حریف کے زخمی کرتا ہوا ستونوں کو ٹھوکر گراتا ہوا لشکر سے نکلا اور صحرا کی جانب چلا لیکن دونوں لشکروں میں لڑائی ہوتی رہی جب آفتاب نیزہ داروں کے خوف سے جانب مغرب جاکر چھپا اور ظلمت محیط عالم ہوئی دونوں لشکر میدان رزم سے پھرے خواجہ عبدالمطلب نے لاشیں مسلمانوں کی میدان جنگ سے اٹھوائیں اور غسل وکفن دے کے اور نماز جنازہ پڑھ کے دفن کیا اور جو بہادر مسلمان زخمی تھے اُنکے علاج کے واسطے جراح مقرر کیے لیکن حمزۂ صاحبقران کی ہر چند جستجو کی مگر کہیں نہ پایا اُسوقت خواجہ عبدالمطلب نہایت بیتاب و بے قرار ہوے اور عمرو سے کہنے لگے کہ عمرو جلد اپنے بھائی کو تلاش کر اور اُسکی خبر لا نہیں معلوم میرے فرزند پر کیا سانحہ گذرا چونکہ عمرو بھی مفارقت حمزۂ صاحبقران سے از حد بیتاب و ناشکیبا تھے ڈھونڈھتے ہوئے چلے جب خواجہ عمرو قریب کوہ قبیس کے پہونچے دیکھا کرتیت سپہر گردان اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا ہے اور ہر دو لشکر میں کھول رہے تھے بعضے اپنے بستر لگا رہے تھے ہزارہا سوار قتل کیے ہوئے پڑے ہیں بہت سے سوار زخمی ہیں خواجہ عمرو نے ہر جگہ جا جا کر حمزۂ صاحبقران کو ڈھونڈھا مگر کسی جگہ امیر اتوقیر کو نہ پایا آخر مجبور رنج کرتے ہوئے آگے چلے اور راہ صحرا اختیار کی چونکہ اُسوقت ضیاے ماہ سے زمین صحرا پر نور تھی خواجہ عمرو نے زمین پر نشان سم مرکب دیکھے اور جا بجا خون کی بوندیں بھی پڑا ہوا دیکھا خواجہ عمرو سم مرکب کے نشان دیکھتے ہوئے چلے خواجہ عمرو تو حمزۂ صاحبقران کی جستجو صحرا میں کر رہے ہیں اور نشان سم مرکب دیکھتے ہوئے آگے جاتے ہیں لیکن اب حال حمزۂ صاحبقران کا لکھا جاتا ہے

کہ جب حرکب حمزۂ صاحبقران کو لشکر سے نکالکر صحرا مین لایا ایک جگہ حرکب نے آہستہ اپنے راکب کو اپنی پشت سے
اُتارا اور حمزۂ صاحبقران کے سینہ کو سونگھا نفس کی آمد و شد پاکر گرد پھرنے لگا درندون اور گزندون سے نگہبانی
کرنے لگا اس اثنا مین خواجہ عمرو بھی ڈھونڈھتے ہوئے اُسی جگہ پہونچے امیر باتوقیر کو زمین پر پڑے دیکھکر ٹھہرے
اور سر امیر کا اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور امیر کا غیر حال دیکھکر رونے لگے اور امیر باتوقیر کی صحت کی دعا خداوند
کریم سے گریہ و زاری کرنے لگے چونکہ اُسوقت حمزۂ صاحبقران بیہوش تھے اُسی عالم بیہوشی مین امیر نے ملاحظہ
کیا کہ زمین سے تا آسمان نور ہی نور نظر آتا ہی اور ہزار ہا ملائکہ صفین باندھے ہوئے ذکر خدا کرتے ہوئے چلے آتے
ہین اور درمیان اُنھین ملائکہ کے ایک تخت نور ہی اُسکو ملائک اپنے دوش پر اُٹھائے ہوئے ہین اور اُس
تخت نور پر ایک برگزیدۂ پروردگار بیٹھے ہین چہرہ اُنکا نورانی ہی لباس نفیس زیب جسم ہی عمامہ سر پر ہی جب
وہ تخت امیر بلند بخت کے قریب آیا اُن بزرگ نے جو اُس تخت پر تشریف رکھتے تھے ملائکہ سے فرمایا
تخت اُتارو ملائکہ نے بموجب ارشاد اُن جناب کے تخت اپنے دوش سے اُتارا اُن مقدس نے تخت سے
اُترکر سر امیر کا دیکھا اور تمام زخم سر پر دست اپنا بعد شفقت پھیرا فی الفور زخم اچھا ہو گیا اُسوقت امیر نے
عرض کیا ای برگزیدۂ خدا و ای مقبول درگاہ کبریا یہ تو فرمایئے کہ آپ کا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہی آپنے
مجھپر از حد شفقت فرمائی اُن جناب نے فرمایا ای فرزند میرا نام ابراہیم ہی مجھپر نظر رحمت خداوند کریم ہی مجھکو
خداوند عالم نے شرف پیغمبری دیا ہی ای فرزند تو میری نسل سے ہی اب اُٹھ اور اُس طرف جا ایک
باغ تجھکو نظر آئیگا کہ قدرت نخلبند گلشن جہان سے سرسبز و شاداب ہوگا اُسی جگہ تیری صاحبقرانی کا اسباب
رکھا ہی یعنی ایک تہخانہ فلان مقام پر ہی اُس تہخانہ مین جانا وہان حرکب خنگ سیہ قیطاس جو میری سواری
کا مرکب ہی تجھکو ملیگا اور علاوہ حرکب مذکور کے اور جو کچھ تجھکو ملیگا وہ سب اشیا باغ مین تو آپ دیکھ لیگا غرض
جو کچھ تجھکو تہخانے مین ملے وہ سب اسباب لے لینا یہ فرما کر وہ بزرگ تو نظر سے غائب ہو گئے امیر باتوقیر
خواب مذکور عالم بیہوشی مین دیکھکر جب بیدار ہوئے خواجہ عمرو کو اپنی بالین پر پایا اور دیکھا کہ خواجہ عمرو
کے زانو پر میرا سر ہی خواجہ عمرو بے اختیار رو رہے ہین اور خدا سے دعا کر رہے ہین اُسوقت حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا ای برادر ابھی میرے جد امجد جناب ابراہیم علیہ السلام نے مجھکو عالم خواب
مین نظر کردہ فرمایا اور دست شفقت میرے زخم سر پر پھیرا ہی دیکھو تو کہ اب بھی زخم سر کا نشان ہی یا نہین
خواجہ عمرو نے خود کو سر کا کر جو دیکھا تو اثر زخم مطلق نہ پایا خواجہ نے خوش ہو کر کہا ای امیر باتوقیر زخم کا نشان
بھی نہین ہی اُسوقت امیر باتوقیر نے یہ ارشاد کیا ای برادر یقین کامل ہی کہ مجھکو خداوند عالم نے اپنی رحمت
و عنایت سے سرفراز کیا ہر کشان دہر پر اب مین غالب ہونگا پھر فرمایا اب یہان توقف نہ کر کیونکہ جو کچھ
جد امجد نے ارشاد کیا ہی اور بتایا ہی وہ جاکر لے لین یہ فرما کر جس طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
جانے کو فرمایا تھا امیر باتوقیر چلے خواجہ عمرو ہمراہ ہوئے حمزۂ صاحبقران نے تھوڑی راہ طی کی تھی کہ
ایک باغ نظر آیا جب امیر باتوقیر اُس باغ مین داخل ہوئے دیکھا عجب باغ پر بہار ہی ہر گل و غنچہ سے قدرت

نظم		
باغبان جہان ہوا ہی	کوئی اُس مین شجر بے گل نہین ہی	پریشان طرۂ سنبل نہین ہی
رہے برسون وہان گر آدمی زاد	سُنے فریاد بلبل کی نہ آواز	گلون سے قدرت حق ہی نمودار
جھکی سجدے کو ہی ہر شاخ پُر بار	الغرض امیر باتوقیر اُس باغ کی سیر اور کیفیت دیکھکر نہایت شگفتہ خاطر	

ہوئے جب امیر بانو قیر سیر باغ کر چکے جو بارہ دری کہ اُس باغ مین تھی وہان تشریف لائے اور بارہ دری کو ملاحظہ
کیا اور تعریف کرکے اور چند قدم آگے بڑھے دیکھا ایک حجرے کے دروازے مین قفل بہت بڑا لگا ہی اور کنجی اُس قفل کی اُسی
قفل مین ہی امیر بانو قیر نے جب اُس قفل کو کھولا اور دروازے کو وا کیا اندر دروازے کے قدم رکھا دیکھا اُس حجرے مین ایک
صندوق رکھا ہی جس وقت امیر بانو قیر نے وہ صندوق کھولا اُس مین سے ایسی دو تلوارین نکلین کہ جو ہمدم ذوالفقار
تھین اور اُنکا نام صمصام اور قمقام تھا امیر بانو قیر نے وہ تلوارین صندوق سے نکال لین بعد اسکے پھر امیر
بانو قیر نے اُسی جگہ زمین مین لات مارا دیکھا جب اُسے کھولا تہ خانہ نظر آیا زینہ تہ خانہ کی نہایت پاکیزہ اور خوشنما
تھی امیر زینون کو طے کرکے جب تہ خانہ مین پہونچے وہان جاکر دیکھا ایک مختصر سی عمارت ہی مگر پر نور ہی جب امیر اُس
عمارت مین تشریف لے گئے دیکھا ایک طرف شتر خانہ ہی بہت سے شتر بندھے ہوئے ہین اور ایک جانب فیل خانہ
ہی مگر کوئی منتظم نہین ہی صرف فیل و شتر بندھے ہین اور ایک خزانہ لاتعداد و لاانتہا ایک سمت ہی روپیہ اور جواہر
دیگون مین بھرا ہوا رکھا ہی اور ایک جانب ایک مرکب بے عدیل و بے نظیر بندھا ہی امیر بانو قیر اُس مرکب کے
قریب گئے اس گھوڑے نے جو بوسے اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام پائی فی الفور گردن جھکا دی امیر
نے اُس گھوڑے پر دست شفقت ہاتھ پھیرا وہ مرکب چپکا کھڑا رہا بعد اسکے امیر بانو قیر آگے بڑھے ایک مکان
سے آواز تسبیح خوانی حمزہ صاحبقران کے کان مین آئی امیر بانو قیر اُس مکان مین تشریف لے گئے وہان
دیکھا ایک مرد پیر صندل کی چوکی پر بیٹھا ہی اور ذکر خدا کر رہا ہی جب اُس مرد پیر نے امیر بانو قیر کو دیکھا فوراً اپنی
جگہ پر سے اُٹھا اور امیر کو سلام کیا حمزہ صاحبقران نے علیک السلام کہا بعد اسکے اُس مرد پیر نے کہا کہ ای
خلاصۂ خاندان ابراہیم خلیل اللہ و ای بندۂ مقبول خالق ہر دو سرا یہ خاکسار تمہارا منتظر تھا آؤ اور جو امانت
میرے پاس ہی اُسے لو اور مجھکو رخصت کرو امیر نے پوچھا آپ کون بزرگوار ہین اپنے نام اور حقیقت سے مجھکو اطلاع
دیجیے اُس مرد پیر نے جواب دیا امیر بانو قیر تم میرے نام کو دریافت نہ کرو اور میری حقیقت کو نہ پوچھو یہ ایک
راز خدا ہی تمکو اسکے دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہی امیر بانو قیر یہ تقریر اُس مرد پیر کی سُنکے چپ ہو رہے اُس مرد پیر
نے اسلحہ سے امیر کو آراستہ کیا دونون تیغے صمصام و قمقام کمر سے امیر کی لگائے پھر گھوڑا کھینچکر تیار کیا اور جو
کچھ وہان مال و اسباب تھا وہ سب اونٹون اور ہاتھیون پر رکھا بعد بار کرنے جملہ زر و جواہر وغیرہ کے اونٹون کی
مہار لیکر وہ مرد پیر آگے بڑھا امیر بانو قیر اُسکے پیچھے چلے یکایک امیر بانو قیر نے وہین ایک دروازہ اور دیکھا مگر وہ دروازہ
ایسا بند تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ دروازہ کبھی کھلتا ہی نہین غرض اُس مرد پیر نے وہ دروازہ کھولا اور کل مال و
اسباب جو اونٹون پر لدا ہوا تھا امیر بانو قیر کے حوالے کیا اور کہا جائیے اور کفار سے مقابلہ کیجیے جب امیر
بانو قیر دروازہ مذکور سے نکل کر چند قدم آگے بڑھے دیکھا وہی صحرا ہی جس دشت مین حمزہ گھوڑے پر سے
گرا تھا اور گھوڑے کو بھی وہین کھڑا ہوا پایا باغ کو جو پھر کے دیکھا تو نظر نہ آیا امیر بانو قیر نہایت متحیر ہوئے
آخر حمزہ صاحبقران نے وہ گھوڑا جو کوتوالی سے لیا تھا خواجہ عمرو کے حوالے کیا اور آپ مرکب شبنگ
سیہ قیطاس پر سوار ہوئے مرکب نے جو اپنی نسبت پر اولاد ابراہیم خلیل اللہ سے امیر بانو قیر کو پایا
مثل معشوق طناز کے ناز سے قدم رکھتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے رکاب مرکب امیر بانو قیر کی تھام لی
حمزہ صاحبقران کل مال و اسباب اونٹون پر لیے ہوئے اپنے لشکر کی جانب چلے اور بعد قطع راہ اپنے
مکان پر آئے ساکنان گرد و پیش خانۂ کعبہ امیر بانو قیر کو دیکھکر شاد ہوئے خواجہ عبد المطلب نے

امیر کو سینہ سے لگایا اور بہت پیار کیا اور مقبل وفادار اور سب لڑکے لشکر امیر کے حمزہ صاحبقران کو دیکھکر بہت خوش ہوئے
جب یہ خبر کرتیت سپہرگردان نے سنی نہایت قہر ہوا اور فوراً برہم ہوکر طبل جنگ بجوایا جسوقت خبر طبل جنگ پہنچی کی حمزہ
صاحبقران کو پہونچی انھون نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے خواجہ عمرو نے طبل جنگی بجوایا بالنقارہ زنی
کی صدا بلند ہوئی زمین تھرائی جملہ دلاوران میدان مصاف آگاہی ہوئی ہر ایک آمادہ پیکار ہوا اور درستی آلات حرب
کرنے لگا چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہوئی اور دونون جانب ہوشیار ہی رہی جب ستارہ سحری آسمان
پر چمکا اور گریبان سحر چاک ہوا حمزہ صاحبقران واسطے نماز کے اپنے مکان سے برآمد ہوئے اور خانہ کعبہ مین
نماز سحر پڑھی بعد ادائے نماز حمزہ صاحبقران نے اسلحہ حضرت ابراہیم زیب جسم فرمائے اور مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار
ہوئے اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بصد کر و فر چلے اور میدان کارزار مین جاکر صف آرا ہوئے ادھر سے کرتیت سپہرگردان
بھی اپنے لشکر کو لیے ہوے میدان جنگ مین آیا اور صف آرا ہوا جب دونون لشکر میدان مصاف مین آ چکے اور
میدان رزم خس و خاشاک وغیرہ سے پاک و صاف ہو چکا سقے آبپاشی کر چکے گرد و غبار کو بٹھا چکے اسوقت
کڑکیت اور نقیب دلاوران کو جنگ و جدال پر راغب کرنے لگے جب کڑکیت اور نقیب میدان رزم سے
ہٹ گئے اسوقت کرتیت سپہرگردان نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور میدان رزم مین آکر ٹھہرا اور للکار کر
کہا ای طفل عرب واہ کوئی بے ادب جلد میرے سامنے آ کہ آج تو میرے ہاتھ سے کسی طرح نہ بچیگا امیر بانو قیصر
مقبل وفادار اور خواجہ عبد المطلب وغیرہ سے رخصت ہوکر اپنے لشکر سے نکلے اسوقت لشکر امیر مین باجے
جنگی بجنے لگے علم لشکر کے جلوہ گری پر آئے مرکب امیر بانو قیصر طرارے بھرتا ہوا چلا جسوقت حمزہ صاحبقران
مقابل کرتیت سپہرگردان کے پہونچے مرکب کو روکا اسوقت کرتیت سپہرگردان نے بہ غیظ و غضب ایسی ٹکر
لگائی کہ دو قدم مرکب خنگ سیہ قیطاس اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور گھوڑا کرتیت کا سات قدم ہٹ گیا پھر دونون
بہادرانون مین مرکبون کو دباکر سامنے آئے اور برابر دونون دلاورون نے نیزے اٹھائے اور نیزہ بازی کے
ہاتھ دکھانے لگے آخرکار امیر بانو قیصر نے نیزے کو کرتیت سپہرگردان کے ہاتھ سے نکالدیا کرتیت سپہرگردان کو نہایت
پھر بہ کمال غصہ آیا وہی تیغہ گرانبار و آبدار کھینچکر لات و منات کا نام لیکر سر پر حمزہ صاحبقران کے
لگایا حمزہ صاحبقران نے بفن سپہ گری اسکے تیغہ کو خالی دے کر اور مرکب کو بڑھاکر اسکی کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالا ہر چند کرتیت سپہرگردان نے اپنے تئین سنبھالا لیکن حمزہ صاحبقران نے بقوت بازو اسکو پشت زین سے
اٹھاکر سر سے بلند کرکے گردش دی تیغہ کرتیت سپہرگردان کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا جب مردمان فوج
کرتیت نے اپنے افسر کو اس حال سے دیکھا بے اختیار تلوارین کھینچکر بڑھے اور جاکر امیر کو گھیر لیا اور تلوارین لگانے
لگے امیر بانو قیصر کرتیت سپہرگردان کو سپر قرار دے کر مردمان لشکر کی تلوارین اسی پر روکنے لگے جب یہ
حال بہادران لشکر امیر بانو قیصر حمزہ صاحبقران نے دیکھا سب نے لشکر حریف پر ایکبارگی حملہ کیا اور گھوڑے
سواران فوج کرتیت سپہرگردان کو حملہ اول مین قتل کیا پھر تو دونون لشکرون مین تلوارین
چلنے لگین لاش پر لاش گرنے لگی میدان مصاف خون بہادران سے رنگین ہونے لگا
دونون لشکرون مین تیر چلنے لگے دلاوران میدان جنگ و بہادران عرصہ کارزار نشانہ تیر اجل
ہونے لگے غرضکہ بڑے عرصہ تک دونون لشکرون مین خوب خوب تلوار چلی اور بڑی
نیزہ بازی ہوئی ہزارہا بہادر اور دلاورون کے سرو تن مین جدائی ہوئی لیکن کرتیت

سپہر گرد ان ہنگام جنگ مغلوب و دست امیر بانو قیر پر بلند ہو کے اس قدر تڑپا کہ تو ڑ اسکی کمر کا جو فولادی تھا ٹوٹ گیا اور
باقوت حمزۂ صاحبقران کے چھوٹ کر زمین پر گرا مردان لشکر کرتیت اپنے افسر کو لیکر میدان رزم سے جانب صحرا
بھاگ گئے اسوقت بہادران لشکر حمزۂ صاحبقران نے بہت سے سوار قتل کیے اور جا کے خیام لشکر کرتیت پہونچکے
کل مال و اسباب لوٹ لیا خواجہ عمرو نے بھی بہت سا روپیہ لوٹا القصہ جب لشکر کرتیت میدان مصاف سے بھاگ
گیا اور امیر بانو قیر کو فتح حاصل ہوئی اسوقت حمزۂ صاحبقران اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے نقارے شادیانے لشکر
اسلام میں بجنے لگے حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عبدالمطلب نے سجدے شکر کے درگاہ جناب باری میں کیے تمام بہادران
لشکر اسلام فوج حریف پر فتح پانے سے نہایت شاد ہوئے لیکن کرتیت سپہر گردان جو میدان رزم سے بھاگ کر گیا ایک
دامن کوہ میں ٹھہرا اور سب سے کہنے لگا کہ اب میں نوشیروان کو جا کر کیا منہ دکھاؤنگا اور جملہ دلاوران دربار کے
سامنے کیونکر جاؤنگا سب بہادر مجکو دیکھکر اور میرے بھاگ اٹھنے سے آگاہ ہو کر ہنسینگے اور کہینگے کہ ایک لڑکے کے
خوف سے کرتیت بھاگ آیا اور اس طفل کو قتل نہ کر سکا جسوقت کرتیت سپہر گردان نے یہ گفتگو کی اسوقت
تلبیس جاسوس کہ جو لشکر کرتیت کے ہمراہ آیا تھا اسنے عرض کیا کہ اے پہلوان دوران اگر حمزہ شجاع اور بہادر
نہوتا تو پہلوان عادی اور سطاہر عادی کو ہلاک کر سکتا طفلی میں تو حمزہ کی یہ کیفیت ہے دیکھیے جوانی میں
کیا آفت برپا کرتا ہے کس کس بہادر اور جری کو تہ تیغ کرتا ہے اب میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ تو اس درہ کوہ
میں ایک شب قیام فرمائیں اور میں جا کر حمزہ کو بہ عیاری گرفتار کر کے آپکے پاس لے آؤں اور آپ حمزہ کو
سلاسل میں گرفتار کر کے دربدر بادشاہ لیجائیں جملہ ہماروں میں سرخرو ہو جیے نوشیروان حمزہ کو قتل کر ڈالیگا
آپ کو بہت انعام دیگا کرتیت سپہر گردان تقریر تلبیس کی سنکے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا اے تلبیس اگر تو حمزہ
کو گرفتار کر کے لائیگا تو میں بھی تجکو اس قدر زر و گوہر دونگا کہ تو مالامال ہو جائیگا لیکن اے تلبیس فقط حمزہ ہی گرفتار
نہ کرنا عمرو کو بھی ضرور اسیر کر لانا کیونکہ عمرو بلاے بے درمان اور آفت روزگار ہے اگر وہ گرفتار نہوگا تو مجکو جان
بچانا اس سے محال ہوگا تلبیس نے عرض کیا اگر عمرو بھی گرفتار ہو سکیگا تو اسکو بھی گرفتار کر دونگا یہ کہکے تلبیس نے
اپنے دو سو شاگردوں کو جمع کیا اور انسے کہا کہ تم سب جا کر صحرا میں مخفی ہو جب تم میری زٹیل کی آواز سنو تو فی الفور
تم میرے پاس آنا سب بموجب حکم تلبیس قریب لشکر حمزۂ صاحبقران صحرا میں جا کر پوشیدہ ہوئے کرتیت سپہر گردان
نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ اسی دامن کوہ میں مقیم ہو لشکر بموافق حکم کے وہیں اترا لیکن تلبیس عیار نے بانے عیاری کے
اپنے تن پر آراستہ کیے اور جو عیاری اسکو کرنا منظور تھی اس عیاری کا سامان کر کے بعد تعجیل چلا اور لشکر اسلام
میں پہونچا کیفیت مردان لشکر اسلام کی یہ ہے کہ باہم بہادر اور دلاور گلے مل رہے تھے فتح جو لشکر حریف پر پائی
تھی خوش ہو رہے تھے خواجہ عمرو عیار جانب لشکر کے پھر رہے ہیں ہر ایک بہادر کو شاد و مسرور دیکھکر خود بھی
خوش ہوتے ہیں ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک شخص کچھ بوتلیں شراب کی مع جام و مینا لیے ہوئے قریب لشکر
اسلام ایک بلندی پر بیٹھا ہوا ہے جب خواجہ عمرو قریب اس کلوار کے پہونچے اس نے خواجہ عمرو کو جھککر
سلام کیا اور کہا اے خواجہ عمرو آئیے خواجہ عمرو اسکی دوکان پر بیٹھ گئے اور پوچھا تم کہاں سے آئے ہو
اس کلوار نے عرض کیا میں رہنے والا ملک یمن کا ہوں جب سے منظر شاہ یمنی نے دین اسلام
قبول کیا ہے اس زمانہ سے وہاں کے رہنے والے شراب کم پیتے ہیں ہزار ہا آدمی پیشہ کار بیروزگار ہو گئے
ہیں جب شراب وہاں کم بکنے لگی میں نہایت پریشان ہوا چونکہ اس زمانہ میں [illegible] کے [illegible]

اگر لشکر گرتیت سپہر گردان کا مدائن سے قریب خانہ کعبہ آیا ہی واسطے فروخت کرنے شراب کے مین یمن سے آیا اور لشکر
گرتیت مین مین نے بہت سی شراب فروخت کی اب لشکر گرتیت کا بھاگ گیا ہی مین بھی یمن کو جانے ہی والا تھا کہ آپ
تشریف لائے ہین آپ کو دیکھ کے ٹھہر گیا اب آپ دو چار جام مئے ارغوانی پیجیے خواجہ عمرو نے بے دغدغہ ایک جام مئے اُس
سے لیکر پیا پھر اُسنے اور ایک جام مئے ارغوانی سے بھر کے دیا خواجہ عمرو نے یہ جام بھی بیخوف و خطر لی لیا غرض اسی طرح
کئی جام خواجہ عمرو نے اُس شخص سے لیکر پیے بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو کے سر مین درد ہونے لگا جب اُسکی دکان
سے اُٹھے فوراً گر گھبرا کر گرے اور بیہوش ہو گئے کلوار نے نعرہ کیا ہم تمبس عیار بعد نعرہ کرنے کے خواجہ عمرو
کو اٹھا کر اور پشت دکان پر لیجا کر صدا زفیل کی بلند کی جو عیار قریب لشکر اسلام صحرا مین مخفی تھے زفیل کی صدا
سنکر پاس تمبس کے آئے تمبس نے کہا عمرو کو یہان سے لیجاؤ عیارون نے خواجہ عمرو کے دست و پا حلقہ ہائے
کمند سے باندھے اور چادر عیاری مین باندھ کر دو گھڑی مین پاس گرتیت سپہر گردان کے لے پہونچے گرتیت
حال گرفتاری خواجہ عمرو سنکے خوش ہوا مگر تمبس لشکر اسلام ہی مین رہا چونکہ وقت شب کا تھا کسی نے عمرو کو
بیہوش نہین دیکھا اور نہ عیارون کو خواجہ عمرو کا لیجاتے دیکھا غرض بعد جانے عیارون کے تمبس عیار نے ایک
گوشہ مین بیٹھکر قبہ بارگاہ حمزہ صاحبقران کو نقب کرنا لگانا شروع کیا بعد دو پہر کے بارگاہ امیر مین پہنچکر
اور نقب سے نکلکر پروانہ ہائے بیہوشی اسقدر پھینکے کہ جو شمعہائے مومی اور کافوری روشن تھیں اُنپر پڑکر اپنے
گرے اور جلے اور دھوان بیہوشی کا اُڑا جو دو تین خدمتگار حمزہ صاحبقران کی چپی کر رہے تھے وہ بیہوش
ہوئے تمبس گوشہ بارگاہ سے نکلکر قریب شمعون کے آیا اور چادر عیاری کو ہلایا تمام شمعین گل ہو گئین
اور اندھیرا ہو گیا اسوقت تمبس عیار پاس حمزہ صاحبقران کے پلنگ کے آیا اور حمزہ صاحبقران کو سوتے
ہوئے پایا اسوقت امیر بابو قیر کے قریب بیٹھا اور نیچہ مین بیہوشی رکھکر قریب امیر بابو قیر کی بینی کے لگایا جب
حمزہ صاحبقران نے اوپر کی سانس لی عیار مذکور نے ایسی بیہوشی پھونک دی کہ وہ دماغ مین سرایت کر گئی
امیر بابو قیر بیہوش ہو گئے اسوقت تمبس عیار نے دو حلقون سے کمند کے امیر کے ہاتھ اور دو حلقون سے دونون
پاؤن اور دو حلقون سے گردن اور کمر کو باندھا اور اٹھا کر سامنے وہان حلقہ لگا کر ڈیڑھ گرہ عیاری کی اپنی پشت
پر لگائی اور نقب کے اندر کود کر اور نقب سے نکلکر دو گھڑی مین آیا اور سامنے گرتیت سپہر گردان کے
پشتارہ امیر بابو قیر کا رکھدیا گرتیت سپہر گردان نے بہت خوش ہو کے آہنگرون کو بلایا اور امیر بابو قیر کے ہاتھون
مین ہتھکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان اور بغلون مین خاردار لٹو گلے مین طوق اور شانون پر جوڑے فولاد
کے کمر مین زنجیر وغیرہ پہنا دی اور اسی طرح خواجہ عمرو کو بھی سلاسل مین گرفتار کر کے اور اعرابے پر ڈالکر
اُسی وقت طرف دربار نوشیروان اور جانب مدائن کوچ کیا جب راہ مین آنکھ حمزہ صاحبقران اور خواجہ
عمرو کی کھلی اور بیہوشی زائل ہوئی اپنے تئین اعرابے پر پڑا ہوا پایا اور قید سخت مین گرفتار دیکھا امیر بابو قیر نے
تو ایک آہ سرد بھر کے شکر خدا کیا لیکن خواجہ عمرو اپنے تئین گرفتار طوق و سلاسل دیکھکر باواز بلند رونے لگے
امیر بابو قیر نے فرمایا ای برادر صبر کرو جو مقدر مین لکھا تھا وہ ہوا اور جو اب تقدیر مین ہوگا دیکھا جو مصلحت خدا
اب رونے سے کیا فائدہ ہوگا لازم ہی کہ چپکے چلے چلو اور خدا سے اپنی رہائی کے واسطے دعا کرو خواجہ عمرو نے
کہا مجھسے صبر ہو نہین سکتا اور طوق و سلاسل مین گرفتار ہوکے ضبط گریہ ممکن نہین ای امیر بابو قیر آج مین اس
گرتیت سپہر گردان حرامزادہ کو ضرور قتل کرونگا چونکہ تمبس ہمراہ اعرابہ تھا خواجہ عمرو کی گفتگو سنکے کہنے لگا

کہ او ساربان زادہ اسقدر کیون جھوٹھ بولتا ہے کیونکہ تو اسوقت طوق و سلاسل مین گرفتار ہے اتنی فوج تیرے گرد ہے اپنی جان بچانا تو تجھکو مشکل اور دشوار ہے تو کرشیت سپہر گردان کو کیونکر قتل کریگا خواجہ عمرو نے یہ گفتگو اس جفاجو کی سُنکے بعد غیظ و غضب جواب دیا کہ او تیرہ رو تیرہ درون روبہ خصال سگ زردبر اور شغال نابکار و ناعیار نامرد ازلی و ابدی تجھے بھی یہ لیاقت حاصل ہوئی کہ تو میرے سامنے منہ کھولے مجھسے بدزبانی کرے ہے شرط کہ مارے کوڑون کے تیری پشت نیلگون اور زخمی کردون تجھے اس بدزبانی کی سزا دون تبیس ناہنجار کو خواجہ عمرو کے اوپر اور غصہ آیا ادھر خواجہ عمرو نے اُسے گالیان دینی شروع کین تبیس نے ایک چوب جو اُسکے ہاتھ مین تھی بزور سے ماری وہ چوب پڑتے ہی خواجہ عمرو بے اختیار تھرائے اور آنکھین اپنی پھیر دین اور ایک آہ سرد کی حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ خواجہ عمرو کا چہرہ متغیر ہو گیا سنگا ڈھل گیا کانون کی لوین پھر گئین اور دم نکل گیا جسوقت امیر بانو قیر نے یہ حال خواجہ عمرو کا دیکھا ایک نعرہ مارا اور کہا اے یار وفادار خوش کردار ہ بیت

رفتی و مرا خبر نہ کردی ✿ یکبار نظر نہ کردی ✿

افسوس ہزار افسوس تم پہلے ہمسے جانب عدم روانہ ہوئے ہا ہا قتل ہونا بھی ہمنے نہ دیکھا یہ کہکے امیر بانو قیر بے اختیار رونے لگے اور سر کو اپنے زنجیر پر دے ٹپکنے لگے پھر سوے چرخ دیکھکر پکارے کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار یہ کیا ظلم تونے کیا اے جو ایک میرا مونس اس قید مین تھا اُسکو بھی تونے میرے پاس زندہ رہنے نہ دیا بعد اسکے حمزہ صاحبقران نے باواز بلند فرمایا کہ اے قوم شریر و جفاکار اس میرے یار وفادار کا تمہارے ظلم سے یہ حال ہوا کہ اس عیار ملبیس نابکار نے چوب سے اسکو ایسا مارا کہ یہ مرگیا یہ فرماکر حمزہ صاحبقران پھر رونے لگے اور حالت بیتابی و بیقراری مین یہ کہنے لگے کہ اے خواجہ عمرو تم ہمسے یہ کہتے تھے شعر

منہ محبت سے ہم نہ موڑینگے ✿ ساتھ تا حشر بھی نہ چھوڑینگے ✿

واہ برادر کیا خوب تمنے ایفاے وعدہ کیا عالم طفلی ہی مین ہمارا ساتھ چھوڑ دیا جسوقت کرشیت سپہر گردان نے حمزہ صاحبقران کی صداے نالہ و فریاد سُنی بیتاب ہوکر آیا اور سبب نالہ و بکا امیر بانو قیر سے دریافت کرکے تبیس عیار سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ او حرامزادہ یہ تونے کیا کیا عمرو کو کیون مارڈالا عمرو نے تیری کیا خطا کی تھی ابھی مین خدمت شاہ مین عرضی اس مضمون کی روانہ کرچکا ہون کہ حمزہ اور عمرو کو مین گرفتار کیے ہوئے لاتا ہون یقین ہے کہ جلد در دولت پر حاضر ہون اب اگر فقط امیر کو روبروے شاہ لیجاؤنگا تو شہریار کیا کہیگا علاوہ اسکے مجکو گمان ہے کہ عمرو کے صدمے مین امیر بھی ہلاک ہو جائینگے افسوس تونے بڑا ظلم کیا اور مجکو تونے ناخوش کیا کرشیت سپہر گردان تبیس عیار پر خفا ہوکر امیر سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے امیر اب صبر کیجیے گریہ و زاری موقوف کیجیے یہ دنیا ایک سراے فانی ہے ایک دن ہر شخص کو سوے عدم جانا ہے عمرو کی اتنی ہی زندگی تھی اسی بہانے سے اسکی قضا آئی تھی عمرو تو ایک پیادہ تھا آپ غور فرمائین کہ وہ بہادر جو اولوالعزم یکتاے روزگار تھے زیر خاک پنہان ہوئے بقول شاعر

نظم

اب نہ وہ دولت قیصر ہے نہ اقلیم قباد
جنکو گل کر نہ سکی جنبش دامان قضا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم
صورت نور نظر آنکھ مین تھی جنکی ضیا

تخت جمشید و خط جام ہے القصہ فنا
پایہ حشمت سنجر ہے نہ ملک دارا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے
کف افسوس ہے ہر پتا جو ہے اس گلشن کا

نہ سکندر ہے نہ آئینہ حیرت افزا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی کب شمع بقا
گرد اڑتی بھی کہین دیکھی نہ سنی بانگ درا
انکی صورت کو ترستی ہین یہ آنکھین افسوس

بس اے امیر آپ اب گریہ و زاری نہ کرین اور صبر کرین امیر بانو قیر نے

کرتیت سپہرگردان کے سمجھانے سے کسی قدر نالہ و بکا بند کی کرتیت نے تمام قید جسم عمرو سے دور کی
اور نعش عمرو کو جو دیکھا تو تمام تن کرخت پایا کرتیت اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ عمرو دبلا اور پتلا تھا
مرنے ہی سخت ہو گیا غرض بعد دیکھنے نعش کے کرتیت سپہرگردان عمرو کی نعش اٹھا کر لیکر چلا امیر
یا تو پہر نے فرمایا کہ کرتیت مین اپنے برادر کو غسل اور کفن اپنے ہاتھ سے دونگا تجھ کو بھی اپنے ساتھ لے چل
کرتیت نے کہا شاہزادے کے قدم کی کور ہا کرنا ممکن نہین یہ کہکر عمرو کی نعش کو اسی صحرا مین یہ خیال کرکے ڈالدیا
کہ درندے کھا جائینگے حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو کی نعش صحرا مین پڑی ہوئی دیکھکر بصد نالہ و بکا یہ کہنے لگے
کہ افسوس ہزار افسوس میرا بھائی مرجاے اور کفن بھی اسکو نصیب نہوا ابھی حمزہ صاحبقران ارابے پر بنالہ و
زاری یہ کہتے ہوئے جاتے تھے اور نعش عمرو کو دیکھ رہے تھے یکایک عمرو نے ململک ماری جو سوار نعش عمرو
کے قریب تھے یہ خیال کرکے بھاگے کہ ایسا نہو مردہ عمرو کا اٹھکر چمٹ جاے حمزہ صاحبقران نے جو یہ
حال دیکھا یا تو روتے تھے یا بے اختیار ہنسنے لگے اور سمجھے کہ خواجہ عمرو نے عیاری کی تھی ناحق مین نے اسقدر
گریہ کیا اور بکا مین نے اپنے برادر کو مردہ تصور کیا اب امیر یا تو پہر شاد و خرم ارابے مین بیٹھے ہوئے آگے
چلے مگر کرتیت سپہرگردان نے دل مین خیال کیا کہ عمرو غضب کی عیاری کرکے چھوٹ گیا ہے اب جاکر
امیر کی فوج لائیگا اس صحرا مین جنگ ہوگی پس بہتر یہ ہے کہ اگر کوئی ملک یہان سے قریب ہو جلد وہان مین
اپنے تئین پہونچاؤن اور امیر کو قید کرون اور نوشیروان کو اس مضمون کی ایک عرضی لکھون کہ ہی شتاب
امیر کی حفاظت اور نگہبانی کو اور فوج جرار جلد روانہ کیجیے کیونکہ مجکو امیر کے رہا ہو جانے کا خوف ہے کرتیت سپہرگردان
یہ خیال کرکے جلد چلا اور ہمرہان لشکر کو بھی حکم دیا کہ جلد تر اس صحرا سے روانہ ہو ہمرہان لشکر بھی بصد عجلت
راہ صحرا طے کرنے لگے کرتیت سپہرگردان نے جو راہ مین خیال کیا تو ملک رودبار کو اور ممالک سے
قریب تر پایا اسوجہ سے کرتیت ملک رودبار کی جانب چلا اب حال خواجہ عمرو کا سنیے کہ یہ جو صحرا سے
اٹھکے بھاگے ایک تکیہ پر پہونچے وہان دیکھا کہ صدہا قبور ہین اور دو فقیر اس تکیہ پر بیٹھے ہین قریب
انکے ٹھیک مین آگ ہے کچھ لکڑیان اس ٹھیک مین رکھی ہین دھوان ہو رہا ہے اور ایک بہت بڑا
دستپناہ کنارے ٹھیک کے رکھا ہے ایک طرف چھوٹے چھوٹے دو چھپر پڑے ہین ان مین پنجرے جانورون
کے لٹکے ہوئے ہین اور وہ دونون فقیر مرگ چھالا بچھاے بھبوت سراپا ملے ہوئے لنگوٹے باندھے ہوئے
بیٹھے ہین اور زبان پر ان دونون فقیرون کی یا حق یا مرشد یا داتا ہر وقت جاری ہے غرض جب خواجہ عمرو
وہان پہونچے وہ دونون فقیر خواجہ عمرو سے مخاطب ہو کر پکارے داتا ہر چہار طرف ظہور معبود کی
قدرت کا ہے فقرا نے کہا بچہ کہان سے آنا ہوا خواجہ عمرو نے جواب دیا داتا جہان سے سب آئے ہین
فقیرون نے باہم کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا رموز فقیری سے آگاہ ہے غرض فقرا خوش ہو کر اٹھ کھڑے
ہوئے اور پوچھنے لگے بابا اب کہان جاؤگے خواجہ عمرو نے کہا داتا جہان سب جائینگے فقرا یہ کلام عمرو کا
سنکے باہم کہنے لگے کہ جس بات کے ہم تم طالب ہین اب اسکا امتحان بھی کرین کیونکہ اور لڑکے کو یہ لیاقت کہان ہے جو اسکو
حاصل ہے القصہ یہ باتین باہم کرکے وہ دونون فقیر عمرو کے قریب آئے اور عمرو کو بنظر تیز دیکھا اور قصد عمرو کے پکڑنے کا کیا
اسوقت خواجہ عمرو جست کرکے ایک درخت پر چڑھ گئے وہ دونون فقیر متحیر ہو کر نیچے درخت کے آئے
خواجہ عمرو نے درخت پر سے ایک فقیر کی گردن مین حلقہ کمند ڈالا اس فقیر نے چاہا کہ حلقہ کمند کا

گردن سے نکالکر بھاگون لیکن خواجہ نے ذرا کھینچا حلقہ کمند کا اسکی گردن مین پیوست ہوگیا دوسرے فقیر نے حلقۂ
کمند کو اسکے گلے سے کھولنے کا ارادہ کیا عمرو نے درخت پر سے کہا ادھر دیکھ کیا کرتا ہی فقیر دیگر نے عمرو کی طرف
دیکھا عمرو نے فوراً ایک بیضہ بیہوشی مارا اور کہا اے بیوقوف فقیر مجکو کیون دیکھتا ہی جلد آنکھین نیچی کر جسوقت وہ بیضۂ
بیہوشی اُس فقیر کی ناک پر پڑا اور ٹوٹا بیہوشی دماغ مین سرایت کرگئی فوراً وہ فقیر بیہوش ہوکر زمین پر گرا بعد اسکے
خواجہ عمرو نے ذرا حلقۂ کمند کو کھینچا وہ فقیر زمین سے کسقدر اونچا ہوا اور لٹکنے لگا خواجہ عمرو شاخ درخت
سے اُس حلقۂ کمند کو باندھکر جلد تر درخت سے اُترے اور دونون فقیرون کو خوب مضبوط اُس درخت سے
باندھا اور حلقۂ کمند فقیر کی گردن سے نکال لیا بعد اُسکے جو فقیر بیہوش تھا فتیلۂ رفع بیہوشی سنگھایا اُس فقیر
کو ہوش آیا اُسوقت عمرو نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری فقرا نے کہا خواجہ کیون تمنے ہمارے
تئین باندھا ہی کھولدو ہمکو ہمارے مرشد نے عالم خواب مین بشارت دی تھی کہ خواجہ عمرو تمکو ایک دن
اگر جلد گرفتار کریگا اور فلان راستے سے امیر اور عمرو قید ہوکر آئینگے عمرو مژدہ بنکر چھوڑیگا بس ہم دونون تمہارے
ہی منتظر تھے اور ہم رہنے والے مقام خیبر کے ہین اور ہم دونون کے نام ابو سعید لنگری اور ابو شہاب
خرقہ پوش ہین خواجہ عمرو نے کہا اگر مسلمان ہو اور کلمہ پڑھو تو تمکو کھولدین دونون فقیرون نے کلمہ پڑھا
خواجہ عمرو نے کھولدیا دونون فقیرون نے اطاعت خواجہ قبول کی القصہ جب فقرائے مذکور نے کلمہ پڑھا
اور مطیع خواجہ عمرو ہوئے اُسوقت خواجہ عمرو نے کہا اے برادر چلو اور حال حمزۂ صاحبقران اور یافت
کرین کہ اُنپر کیا گذری ابو شہاب نے کہا اے خواجہ آپ یہان توقف کرین مین جاکر حال امیر باتوقیر دریافت
کرتا ہون جبتک مین نہ آؤن اُسوقت تک آپ یہان ٹھہرینگے عمرو نے کہا اچھا تمہین جاؤ اور خبر امیر باتوقیر لاؤ
لیکن جلد آنا دیر نہ لگانا ابو شہاب یہ سنکر روانہ ہوا اور عمرو اُسی تکیہ پر ابو سعید کے پاس بیٹھے ابو سعید
نے آب و طعام پیش خواجہ عمرو حاضر کیا اور خواجہ کو کھلایا اور کچھ میوہ اور ثمر درختون سے توڑکر روبروے
خواجہ رکھے خواجہ عمرو اثمار اشجار کھانے لگے لیکن ابو شہاب جو روانہ ہوا تھا قطع راہ کرکے قریب
ملک رودبار کے پہونچا اور درمیان راہ مین حمزۂ صاحبقران کو اسطرح پر دیکھا اُسوقت ابو شہاب نے
اپنی شکل تبدیل کی اور مردمان ہمیرہ بنگاہ مین شامل ہوگیا اور ہمراہ لشکر کرتیت سپر گردان ہوا جب
کرتیت سپر گردان عنقریب ملک رودبار پہونچا اُسوقت عامر شاہ رودباری کو اس مضمون کی عرضی
لکھی کہ اے بادشاہ جمجاہ آپ کو معلوم ہو کہ مین حمزہ بن خواجہ عبد المطلب کو بحکم نوشیروان ذیشان
گرفتار کرکے لایا ہون راہ مین اُسکا عیار عمرو عیاری کرکے چھوٹ گیا ہی مجکو یہ اندیشہ ہی کہ وہ کچھ نہ کچھ
فساد برپا کریگا لہذا امیدوار ہون کہ براے چندے اپنے قلعہ مین قیدی مذکور کو مقید رکھیے تاوقتیکہ
جو عرضی مین نے حضور شاہ فلک بارگاہ نوشیروان مین روانہ کی ہی اُسکا جواب نہ آلے فقط زیادہ کیا عرض کیا جاے
جب کرتیت عرضی لکھ چکا ایک سوار کو دیکر خدمت عامر شاہ مین روانہ کیا جب وہ نامہ سوار خدمت
عامر شاہ مین پہونچا عرضی مسطور نامہ سوار مذکور نے بعد بجالانے دعاو ثناے شاہی کے پیش کی عامر شاہ نے
عرضی کرتیت کے مضمون سے مطلع ہوکر چند سردار واسطے استقبال کرتیت سپر گردان مع تھوڑی
فوج کے روانہ کیے سرداران مذکور کرتیت سپر گردان کو مع قید حمزۂ صاحبقران شہر مین لائے
کرتیت سپر گردان نے دیکھا شہر آباد ہی رعایا دلشاد ہی مردمان شہر گروہ گروہ جوق جوق واسطے دیکھنے قید

حمزۂ صاحبقران کے چلے آتے ہین بعضے حال زار امیر پر تاسف کرتے ہین بعضے کہتے ہین کہ سرکشی کی یہی سزا ہی اس قیدی نے نوشیروان سے ارادہ بغاوت کا کیا تھا اکثر مردم جو زیادہ رقیق القلب تھے وہ حمزۂ صاحبقران کو طوق و سلاسل مین گرفتار دیکھ کے اشک آنکھون مین بھر لاتے تھے اور جو لوگ حمزۂ صاحبقران کو دیکھ کے ہنستے تھے اُنسے مخاطب ہوکر براے تنبیہ یہ اشعار عبرت آمیز بزبان جاری کرتے تھے اشعار

تابکی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلون کے
ہین خیابان مین بر باغ و زرعن کے انبار
سینہ لبریز تمنا ہی مگر لب پہ سکوت
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
جلوہ فرمان تھا وہان خسرو باعز و وقار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو شہزون کو وہان کے دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتمدار

ای مقیمان تہ چرخ سپہر غدار
ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
رات دن چہلین ہا کرتی تھین سنہزار نہین
واہ رہی تیری تنک ظرفی بایں عز و وقار
چیلین ہنڈلاتی ہین اُڑتے ہین بگولے ہر سمت
تکیہ گور دگوزن آج ہی ہر اک کا مزار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی

اگر یار واس جلیل کو آج قید مین گرفتار دیکھکر ذرا ہنسو نہین ہیدا کرنے والے کے غضب سے ڈرو کل یہ امیر مسند عزت پر جلوہ فرما تھا آج جفاے چرخ بے مہر سے سلاسل مین گرفتار ہی تم لوگون کو ہنسنا بیکار ہی نہین معلوم تمھاری تقدیر مین کیا لکھا ہی ہمیشہ کسی کی یکسان نہین گذرتی ہی پس تمکو لازم ہی کہ توبہ کرو اور ایسے جلیل کو قید مین گرفتار دیکھکر خندہ نہ کرو الغرض کرتیت سپر گردان شہر کے کوچہ و بازار کی سیر کرتا ہوا ہمراہ سرداران مذکور کے دربار عامر شاہ مین آیا اور واسطے سلام کے سر جھکایا عامر شاہ نے ایک ڈنگل زرین پر کرتیت سپر گردان کو بیٹھنے کا اشارہ کیا کرتیت ڈنگل پر بیٹھا بعد ڈنگل پر بیٹھنے کے کرتیت سپر گردان نے اپنے ملازمون سے کہا کہ امیر کو اس دربار مین لے آؤ ملازمان کرتیت سپر گردان حمزۂ صاحبقران کو دربار عامر شاہ مین لائے امیر بانوتیر نے ملاحظہ کیا کہ عامر شاہ تخت جواہر نگار پر بیٹھا ہی امرا اور پہلوان ڈنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہین وزرا بھی موجود ہین دربار مین کرتیت بھی ایک ڈنگل زرین پر بیٹھا ہوا ہی ساقی مہ رخ نے بحکم شاہ کرتیت سپر گردان کو جام مے ارغوان لاکر دیا ہی اور کرتیت جام مے پی رہا ہی غرض بعد دیکھنے آراستگی دربار کے فوراً حمزۂ صاحبقران نے اُس دربار مین جو اعلے اور ادنے تھے اُنسے مخاطب ہوکر کہا السلام علیکم بعد سلام کرنے کے فرمایا سلام میرا اُس شخص پر ہو جو خدا کو برحق جانتا ہو اور پیغمبر خدا کو مانتا ہو جب حمزۂ صاحبقران نے سلام کیا اہل دربار نے کہا ای شخص غضب کیا تو نے ہمارے سامنے خداے نادیدہ کا نام لیا دل یہ چاہتا ہی کہ تجکو قتل کرین عامر شاہ نے اہل دربار سے کہا یہ شخص شاہ دیجاہ کا گنہگار ہی اسکی قتل کا نوشیروان ذی وقار کو اختیار ہی اگر اسکی زبان پر خداے نادیدہ کا نام جاری ہوا تو خیر کچھ نہ کہو عامر شاہ ابھی یہ اہل دربار سے کہہ رہا تھا ناگاہ در دار العمارۂ شاہی پر ایک شور ہوا بعضے اہل دربار پیشوائی کو گئے اکثر نامدار واسطے تعظیم کے کھڑے ہوئے حمزۂ صاحبقران بھی دیکھنے لگے یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا اور ایک شاہزادہ نہایت حسین و جمیل و بہادر لباس شاہانہ پہنے ہوئے اسلحہ لگائے ہوئے برآمد ہوا اور پہلوے تخت عامر شاہ مین کرسی جواہر نگار پر شاہ کو تسلیم کرکے بیٹھا کرتیت نے شاہزادہ کو سلام کیا واضح ہو کہ یہ شاہزادہ بیٹا عامر شاہ رود باری کا ہی اور نام اسکا سیف ذوالیدین ہی اور نہایت عقیل و فہیم ہی اور اکثر علوم سے ماہر ہی اور فن سپہ گری اور پہلوانی مین بھی مہارت کمال

کمال

رکھتا ہی الغرض جب شاہزادہ مذکور کرسی جواہر نگار پر بیٹھا بعد ایک لمحہ کے شاہزادے نے پوچھا آج دربار مین کیسا ہنگامہ
ہی کرتیت سپہر گردان نے حال حمزہ صاحبقران کے گرفتار کرنے کا مفصل عرض کیا جسوقت اُس شاہزادے
نے حال امیر کی دلیری کا سنا اسوقت جانب امیر با توقیر جو نظر کی دیکھا ایک لڑکا دیجہ جسکا سینہ فراخ ہی اور پیشانی بلند
ہی اور علاوہ اسکے شعر قیافہ سے ظاہر سراپا شہ رہ ٭ جبین منور سے ظاہر نور رہ ٭ لیکن طوق و سلاسل مین گرفتار
سامنے کھڑا ہی بہت سے آدمیون کا اُسپر پہرا ہی مگر ذرا بھی اُسکو ہراس نہین ہی شاہزادہ امیر کو دیکھتے ہی شیدا
ہو گیا اور کہا اے امیر افسوس ناحق آپ نے شہریار سے سرکشی کی اگر سرکشی نہ کرتے تو کرتیت سپہر گردان کیون
آپ کو میدان جنگ سے گرفتار کر لاتا حمزہ صاحبقران نے جواب دیا کہ اس نامرد نے مجکو بہ مردی زیر نہین کیا ہی
بلکہ عالم خواب مین اسنے اپنے عیار سے بیہوش و مدہوش کرا کے چرا منگایا اور پھر اُسی عالم بیہوشی مین مجکو
قید کر لیا ہی شاہزادے نے گفتگوے امیر سُنکے کرتیت سے پوچھا اے کرتیت امیر جو کہتے ہین یہ سچ ہی کرتیت
نے عرض کیا اے شاہزادہ ذی وقار اصل تو یہ ہی کہ یہ بہادر مجھسے زور و قوت مین سبقت لے گیا تھا اور مجھے اسنے
زیر کیا تھا مین نے تلبیس عیار کو بھیجکر اسکو بہ دزدی منگایا اور گرفتار کر کے یہان لایا امیر سچ کہتے ہین
شاہزادے نے حال گرفتاری امیر سنکے کرتیت سپہر گردان کی جانب سے منہ پھیر لیا اور کہا تو نے بڑی نامردی
کی خلاف مردی و مردانگی کے تو نے یہ حرکت کی بہادرون کا یہ شیوہ نہین ہی کہ مکاری اور عیاری سے اپنے
حریف کو گرفتار کرین شاہزادہ مذکور کرتیت سپہر گردان سے یہ کہکر حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہو کر
کہنے لگا کہ اے امیر مین نے تمھاری گرفتاری کا حال سنا اب مین تمکو رہا کرتا ہون اور تم سے کشتی لڑتا ہون
اگر مین زیر ہو جاؤنگا تو دین اسلام قبول کر لونگا اور اگر مین آپ کو زیر کرونگا تو اپنا ساقی بناؤنگا حمزہ
صاحبقران نے فرمایا اے شاہزادہ عالی جاہ جو شرط تم نے کی ہی مجکو بھی بخوشی خاطر منظور ہی شاہزادہ
سیف ذوالیدین نے حکم کیا کہ جلد حداد آہن اور امیر کی بیڑیون اور ہتھکڑیون وغیرہ کو کاٹین جسوقت
امیر با توقیر نے یہ سنا کہ شاہزادے نے حداد کو طلب کیا ہی اُسوقت حمزہ صاحبقران مین جوش شجاعت آگیا
اور زنجیر و طوق وغیرہ کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا کرتیت سپہر گردان تو بوجہ ملامت کے شاہزادے
کے سر جھکائے اور آنکھین نیچی کیئے بیٹھا رہا لیکن سیف ذوالیدین نے جو دیکھا کہ حمزہ صاحبقران نے
ہتھکڑیان اور بیڑیان وغیرہ توڑ کر پھینکدین یہ زور و قوت امیر کی مشاہدہ کر کے اور زیادہ امیر با توقیر
پر فریفتہ ہوا کیونکہ بہادر کی قدر بہادر ہی خوب کرتا ہی غرض سیف ذوالیدین اپنی جگہ سے اُٹھا اور پاس
امیر کے آیا اور کہنے لگا اے امیر اب آپ ایک دو روز یہان بہ راحت و آرام بسر کرین پھر مجھسے کشتی لڑیے گا
امیر نے فرمایا مین آج ہی کشتی لڑونگا اور تم سے ہر طرح مقابلہ کرونگا آخر بدرجہ ناچاری شاہزادہ
سیف ذوالیدین نے اپنے اسلحہ طلب کر کے زیب جسم کیے پھر حمزہ صاحبقران کے واسطے بھی اسلحہ
منگوا کر دیئے امیر نے بھی زرہ پہنی اور خود سر پر رکھا تلوار کمر سے لگالی نیزہ ہاتھ مین لیا جب حمزہ
صاحبقران ہتھیار لگا چکے سیف ذوالیدین امیر با توقیر کو لیکر ایک میدان وسیع مین آیا اسوقت
اُس میدان مین ہزارہا کرسیان جواہر نگار رکھی گئین اور چہار جانب اُس میدان کے ڈنگل کھینچے گئے اور
فرش ہو گیا جملہ امرا اور وزرا اور پہلوانان عامر شاہ آکر بیٹھ چکے اور کرتیت سپہر گردان بھی آیا اور خود
عامر شاہ بھی ایک تخت پر رونق افزا ہوا اسوقت ایک مرکب شاہزادے نے حمزہ صاحبقران کو دیا اور

ایک اسپ پر خود سوار ہوا جب حمزۂ صاحبقران بھی گھوڑے پر سوار ہو چکے اور مقابل سیف ذوالیدین آئے اسوقت
سیف ذوالیدین نے بصد قوت و طاقت تگادو لگائی لیکن گھوڑا سیف ذوالیدین کا سات قدم پیچھے
ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب حمزۂ صاحبقران کا پیچھا ہوا سیف ذوالیدین کو غصہ آیا اور گھوڑے کو رانون مین
داب کے حمزۂ صاحبقران کے مقابل آیا اور نیزہ اٹھا کر بنۂ امیر پر مارا امیر نے نیزۂ سیف ذوالیدین کو نیزے
پر رد کیا بعد ایک لمحہ کے سیف کے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا سیف نے بقہر و غضب تلوار کھینچی اور امیر باتوقیر کے
سر پر لگائی امیر نے سپر پر تلوار کو رد کیا بعد تھوڑی دیر کے امیر نے سیف کو جگہ دی سیف خوش ہوا اور
گھوڑے کو دوڑا کر قریب حمزۂ صاحبقران کے اس خیال سے آیا کہ اب حمزۂ صاحبقران کو ضرور زخمی کرونگا
لیکن جب سیف نے شمشیر لگائی حمزۂ صاحبقران نے بہ فن سپہ گری تلوار کو روک کر سیف کے بند دست
پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دیا سیف نے کمر امیر مین ہاتھ ڈالا اور اسقدر جو دونون بہادرون نے زور کیا
کہ آخر دونون گھوڑے زمین پر بیٹھ گئے اسوقت دونون دلاور کشتی لڑنے لگے اور ہنر ہائے پہلوانی
ظاہر کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے امیر باتوقیر نے ایک پیچ ایسا کیا کہ سیف نیچے آیا اسوقت حمزۂ
صاحبقران نے سیف کے توڑ اکمر بند فولادی کا پکڑ کر ایسا زور کیا کہ زمین سے اٹھا کر سر سے بلند کیا اور پھر
زمین پر پٹک کے چھاتی پر سیف کی بیٹھے اور کہا اے سیف ذوالیدین اب کہو کیا کہتے ہو دین اسلام بموجب
شرط و اقرار قبول کروگے یا نہین سیف ذوالیدین نے کہا آپ مجھکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیجیے امیر نے کلمہ پڑھایا
شاہزادہ سیف ذوالیدین صدق دل سے روبرو سب کے کرتیت سپر گردان مسلمان ہوا جسقدر کہ
پہلوان وغیرہ بیٹھے تھے امیر کی قوت اور زور دیکھکر متحیر ہوئے امیر باتوقیر سینۂ سیف سے اٹھے اور کرتیت
سپر گردان کے قریب آکر فرمانے لگے کہ اے کرتیت سپر گردان دین اسلام قبول کر ورنہ اسوقت
مین تجھکو ہلاک کرونگا کرتیت سپر گردان اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ حمزۂ صاحبقران کے
صاحب اقبال ہونے مین کسی طرح شک نہین اور دین اسلام بھی مسلمانون کا اچھا ہے یہ خیال کرکے
کرتیت بھی کلمہ پڑھ کے صدق دل سے مسلمان ہوا اور بعضے راوی اسطرح روایت کرتے ہین کہ
جب امیر نے مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہو کر کرتیت سپر گردان سے مقابلہ کیا تھا اور زیر کیا تھا
جبھی کرتیت مع اپنے لشکریون کے مسلمان ہو گیا تھا لیکن چند نفر آج سوار اور رئیس عیار بھاگ کر
مدائن پہونچے تھے اور نوشیروان کو کرتیت کے مسلمان ہونے سے آگاہی دی تھی اور نوشیروان
نے بختک سے تدبیر گرفتاری امیر پوچھی تھی بختک نے صابر نمد پوش اور کرکس ساسانی
اور بلیس جاسوس وغیرہ کو بہر گرفتاری حمزۂ صاحبقران بھیجا تھا اور عیاران مذکور آئے تھے اور امیر
اور خواجہ عمرو کو ایک باغ سے بیہوش کرکے اور گرفتار کرکے ملک رودبار کی جانب لیچلے تھے اثنائے
راہ مین خواجہ عمرو عیار ہی عیاروں کی کرکے رہا ہو گئے تھے اور عیاران مسطور امیر کو ملک رودبار مین لائے
تھے سیف ذوالیدین سے مقابلہ ہوا سیف ذوالیدین زیر ہو کر مسلمان ہوا جیسا کہ قبل اسکے مفصل
لکھا گیا القصہ بعد مسلمان ہونے سیف ذوالیدین کے عامر شاہ بوجہ الفت فرزندی کے مسلمان
ہوا اور امیر باتوقیر کو بعزت و حرمت میدان رزم سے مع اپنے فرزند کے دار العمارۂ شاہی مین لے گیا
اور کہنے لگا کہ تخت پر رونق فزا ہو جیے امیر نے فرمایا یہ تخت و تاج تمہارا التمیں کو مبارک ہو مین

ایک سپاہی ہون مجکو سلطنت کی خواہش نہین علاوہ اسکے مجکو ابھی جہاد کرنا ہی تخت سلطنت پر بیٹھنا منظور نہین ہی عامر قسناہ
گفتگوے حمزۂ صاحبقران سنکے خوش ہوا اور امیر کو دربار مین دنگل زرین پر اپنے قریب بٹھایا اور بڑے تکلف
سے دعوت امیر بابوقیر کی کی اور شب بھر بزم عشرت آراستہ رہی نازنینان خوبرو خوش گلو گایا کین جب صبح ہوئی
اور عامر شاہ تخت پر بیٹھا اور حمزۂ صاحبقران دنگل پر آکر بیٹھے اُسوقت حمزۂ صاحبقران کے حکم سے تمام شہر
مین منادی سنیر ندا کی کہ جو خاص و عام مسلمان ہوا اور دین اسلام قبول کرے وہ تو ملک رودبار مین رہے اور
جو شخص دین اسلام نہ قبول کرے وہ اس ملک سے نکل جاسے اور کہین سکونت اختیار کرے بمجرد سننے اس حکم
کے جملہ خاص و عام مسلمان ہوئے بعد اسکے حمزۂ صاحبقران نے ملک رودبار مین جس قدر بتکدے تھے کھدوا ڈالے
اور حکم کیا کہ مسجدین بنائی جائین اور مسجدون مین خاص و عام نمازین پڑھین ابوشہاب یہ جملہ حالات
دیکھکر اور دریافت کرکے ملک رودبار سے چلا اور تکیہ پر پہونچکے خواجہ عمرو کو کل احوال سے اطلاع دی
خواجہ عمرو خوش ہو کر تکیہ سے چلے اور حمزۂ صاحبقران کے پاس آئے امیر بابوقیر نے خواجہ عمرو کو برادر
کہکر گلے سے لگایا اور ابلیس عیار اور اُسکے جملہ شاگرد وہیان کی تمام کیفیت دیکھکر ملک رودبار سے جانب
مدائن چلے تاکہ نوشیروان کو کل احوال سے اطلاع دین عیار خدمت نوشیروان مین جاتے ہین
انکا حال پھر بیان کیا جائیگا لیکن اب حال امیر بابوقیر کا لکھا جاتا ہی کہ حمزۂ صاحبقران نے بعد کئی روز کے
خواجہ عمرو اور کرتیت سیر گردان اور شاہزادہ سیف ذوالیدین اور عامر قسناہ کو مع فوج و لشکر کے
اپنے ہمراہ لیا اور قلعہ وزیر کے حوالے کرکے جانب خانۂ کعبہ چلے اور بعد قطع منازل و طے مراحل کے خانۂ کعبہ
مین پہونچے یہان خواجہ عبدالمطلب جدائی حمزۂ صاحبقران مین نہایت متردد و پریشان تھے جسوقت
حمزۂ صاحبقران کعبہ مین پہونچے خواجہ عبدالمطلب حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے
اور سینے سے لگاکر پیشانی کا پیار سے بزرگانہ بوسہ لیا جملہ رفقاے امیر بابوقیر بھی امیر سے ملکر خوش ہوئے
حمزۂ صاحبقران نے اپنے والد ماجد اور اپنے رفقا سے تمام اپنی سرگذشت ابتدا سے انتہا تک بیان کی
خواجہ عبدالمطلب نے اپنے فرزند سے ملکر سجدۂ شکر خدا کیا پھر امیر بابوقیر براحت و آرام رہنے لگے
ایک روز امیر بازار مین براے سیر ہمراہی رفقا تشریف لے گئے اتفاق سے ایک کمانگر کی دکان کی طرف
سے امیر بابوقیر کا گذر ہوا امیر بابوقیر نے اُس کمانگر سے پوچھا تیرے پاس کچھ کمانین ہین اُسنے عرض کیا مین
حاضر کرتا ہون یہ کہکے کمانگر نے بہت سی کمانین امیر کے روبرو لاکر رکھدین امیر نے جس کمان کو اُٹھاکے
کھینچا وہ کمان ٹوٹ گئی یہانتک کہ کوئی کمان ثابت باقی نہ رہی اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے اُس کمانگر
سے فرمایا ان کمانون کی قیمت مجھ سے لے اور اگر کوئی اور کمان تحفہ ہو تو مجکو لاکر دکھادے اگر میرے موافق
مرضی کے ہوگی تو مین اُسکی قیمت دے کے لے لونگا ورنہ دیکھکے دے دونگا کمانگر یہ گفتگوے حمزۂ صاحبقران سنکے اپنے
گھر مین گیا اور ایک کمان لیکر اندر سے آیا اور حمزۂ صاحبقران کو دی امیر بابوقیر اُس کمان دیکھتے ہی از حد خوش
ہوئے کیونکہ اُس کمان کے ہر گوشہ پر نام حضرت داؤد علیہ السلام کا لکھا تھا اور وجہ ہر گوشہ پر نام لکھے ہوئے
ہونے کی یہ تھی کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے دست اقدس کی وہ کمان بنائی ہوئی تھی اور یہی کمان طوس
پہلوان ایران شاگرد رستم کے پاس تھی اور اُسکو حضرت صالح پیغمبر کے مزار سے دستیاب ہوئی تھی غرض
امیر بابوقیر نے نہایت خوش ہو کر اُس کمان کی قیمت سوا اشرفیان اُس کمانگر کو دین کمانگر اسقدر قیمت پاکر

خوش ہو گیا حمزہ اُس کمان کو لیکر اپنے مکان پر تشریف لائے اور داخل مکان ہوئے اب امیر باتوقیر بصد راحت و آرام کعبہ میں تشریف رکھتے ہیں اور روز دربار کرتے ہیں سرداران نامدار دربار میں ہر روز حاضر ہوتے ہیں

داستان جانا عیاروں کا بھاگ کے خدمت نوشیروان میں اور کل حال کہنا برہم ہونا نوشیروان کا اور روانہ کرنا نعمان بن منظر شاہ یمنی کو برائے گرفتاری امیر اور اور نامہ لکھنا بزرجمہر کا خواجہ عبد المطلب کو و دیگر حالات

موران یکتائے روزگار کاتبان عالی فہم وذی وقار اس داستان کو اس طرح لکھتے ہیں کہ جب امیر باتوقیر نے سیف ذو الیدین اور کرشیت سپر گردان اور عامر شاہ رودباری کو مسلمان کیا تلبیس عیار مع اپنے شاگردوں کے بھاگ کر جانب ملک مدائن چلا اور بعد قطع راہ اُسوقت روبروے نوشیروان با حال پریشان گیا کہ نوشیروان تخت پر بیٹھا تھا دربار میں ہر ایک پہلوان ڈنگل پر بکبر و نخوت متمکن تھا اور امرا و وزرا حاضر تھے بختک نابکار بھی موجود تھا تلبیس عیار سامنے نوشیروان کے جاتے ہی بوجہ بدحواسی و اضطراب کے سلام کر کے گر پڑا نوشیروان نے پوچھا اے تلبیس کیوں گھبرایا ہوا آیا ہے کس نے تجھے ستایا ہے باعث تیری پریشانی اور بدحواسی کا کیا ہے جلد بیان کر تلبیس جاسوس نے اٹھکر دست لبستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ بڑا غضب ہوا نوشیروان نے برہم ہوکر پوچھا اے غضب کیا ہوا کہتا نہیں اُسوقت تلبیس نے تمام حال کرشیت سپر گردان اور سیف ذو الیدین اور عامر شاہ کے مسلمان ہونے کا مفصل عرض کیا نوشیروان تلبیس سے تمام و کمال حال سُنکے نہایت برہم ہوا چہرہ غیظ و غضب سے سُرخ ہو گیا غصہ سے کانپنے لگا آخر اُسی غیظ و غضب میں کہنے لگا کہ حمزہ کی سرکشی روز بروز اب بڑھتی جاتی ہے اُسکی بے ادبی او گستاخی کم نہیں ہوتی عجب نہیں کہ نتیجہ اسکی دلیری کا ما بدولت کے حق میں بُرا ہو ملک گیری کا اُسکو حوصلہ ہو ما بدولت سے مقابلہ کرے اور قدم جادۂ اطاعت اور فرمانبرداری سے آگے رکھے مناسب وقت یہ ہے کہ اسکو گوشمالی اچھی طرح دیجاے اور تدبیر اُسکی بے ادبی کی سزا دینے کی بخوبی جلد کیجاے کیونکہ یہ قول شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کا ہے نظم

وگر ہمچنان روزگارے ہلی	درختے کہ اکنون گرفتست پاے	بہ نیروے شخصے برآید ز جاے
چو پر شد نہ شاید گذشتن بہ پیل	بگردونش از بیخ بر نگسلی	سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل

سوا اسکے یہ بھی قول عقلمندوں کا ہے کہ دشمن کو حقیر و ناتوان تصور کر کے غافل اسکی جانب سے بیخوف نہو پس مناسب وقت یہی ہے کہ کوئی بہادر جلد جاے اور حمزہ کو گرفتار کر کے ما بدولت کے روبرو لے آئے جسوقت نوشیروان نے یہ کہکر طرف پہلوانوں اور دلاوروں کے دیکھا چونکہ نعمان بن منظر شاہ یمنی جسکا ذکر کیا گیا ہے کہ دربار نوشیروان میں ڈنگل پر بیٹھا ہے اور نہایت بہادر اور دلاور ہے اور فی الحال اُسنے اپنے باپ کے مسلمان ہونے کی جو خبر مفصل سُنی ہے اسکو از حد صدمہ ہے اور حمزہ صاحبقران کا دشمن ہو رہا ہے بے اختیار اپنے ڈنگل سے اُٹھا اور عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ غلام جاتا ہے اور اُس طفل بے ادب کو گرفتار کر کے خدمت بندگان حضور میں لاتا ہے نوشیروان نے نعمان کی گفتگو سُنکے او خلعت پُر زر دیکر نعمان بن منظر کو براے گرفتاری حمزۂ صاحبقران رخصت کیا نعمان خلعت پہنکے دربار سے باہر آیا اور حکم دیا کہ جلد فوج ہماری تیار ہو بمجرد حکم نعمان کے افسران فوج نے لشکریوں کو حکم کمر بندی کا دیا جوانان لشکر جلد جلد زرہیں پہننے لگے چار آئینہ تن پر آراستہ کرنے لگے اور خود ہاے

فولادی دانہی سرون پر رکھنے لگے ہتھیار لگانے لگے جاکر مرکبون کو کسنے لگے بعد تھوڑی دیر کے رہنما لے سوار لنا
کے اور پلٹنیں پیدلون کی مسلح ہوگئین نعمان بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے مرکب پر ہوا نشان لشکر
بڑھا ڈنکے پر چوب لگی کوس سفر فوج بجا قرنا چینی باجے پلٹنون مین بجے پرچم علمون کے کھلے سواران
جلتہ پوش اور دلاوران ہندو پوش بحکم نعمان برائے گرفتاری حمزۂ صاحبقران آگے بڑھے نعمان بصد کر و فر
اسی ہزار فوج سے زیادہ لیکر مدائن سے جانب کعبہ روانہ ہوا راوی لکھتا ہے کہ بعد روانہ ہونے
نعمان بن منظر شاہ یمنی کے یہ خبر خواجہ بزرجمہر نے سنی کہ نعمان برائے گرفتاری حمزۂ صاحبقران
بحکم نوشیروان مع فوج گران روانہ ہوا ہے خواجہ بزرجمہر کو تردد ہوا فوراً خواجہ بزرجمہر نے حال طالع
حمزۂ صاحبقران کتاب سے دریافت کیا کہ فی الحال حمزۂ صاحبقران نعمان بن منظر شاہ پر فتح پائینگے
یا نہین بعد فکر و غور کے یہ ثابت ہوا کہ اگر ان دنون امیر نعمان سے مقابلہ کرینگے تو فتح نہ پائینگے تھوڑے
دن امیر پر سخت ہین لیکن اگر سفر کرین اور قلعۂ زنجرود مین جاکر مقیم ہون تو بہتر ہے کہ وہ جگہ واسطے انکے مبارک
ہے اور بعد گذرنے ایام سخت کے نعمان سے مقابلہ کرین انشاء اللہ نعمان پر غالب ہونگے خواجہ بزرجمہر نے
کل حال کتاب سے دریافت کرکے ایک نامہ خواجہ عبدالمطلب کو اس مضمون کا لکھا نامہ از مخلص بیغلش
وفاق و کینہ دور حدیقۂ اتفاق دوست صادق محب واثق مالک چشمۂ زمزم رئیس و حافظ خانہ کعبۂ اکرم بندۂ برگزیدۂ
پروردگار مہربان خواجہ عبدالمطلب عالی وقار زاد لطفہ و عنایتہ۔ بعد سلام کہ شیوۂ صاحبان اسلام ہے
واضح ہو کہ ایک پہلوان زبردست مسمے نعمان بن منظر شاہ بصد کر و فر بجمعیت اسی ہزار سوار و پیادہ کے
خانہ کعبہ کی طرف بحکم نوشیروان اس ارادے سے روانہ ہوا ہے کہ دشمنان امیر کو گزند پہونچاوے اور حمزۂ
صاحبقران کے دشمنون کو گرفتار کرکے مدائن مین لے آوے جو کہ مین نے بپاس خاطر و بہبودی امیر طالع نامہ
دیکھا تھا اور کتاب مین بھی دیکھا تھا بعد فکر و غور کے یہ حکم واسطے بہتری امیر کے نکالا ہے اور تمکو یہ احقر العباد
آگاہ کرتا ہے کہ بمجرد پہونچنے اس نامۂ محبت شمامہ کے حمزۂ صاحبقران کو طرف قلعہ زنجرود کے بھیجنا ہرگز
تاخیر نہ کرنا ورنہ نعمان مذکور سے جنگ اول مین امیر کو صدمۂ سخت پہونچیگا لیکن جب ایک دو لڑائیان
نعمان لڑ چکے اگر اسوقت امیر اُس سے مقابلہ کرینگے تو فتح پائینگے فقط زیادہ والسلام بعد لکھنے نامۂ مذکور
کے خواجہ بزرجمہر نے ابوالخیر لامکانی قزاق کو کہ انکی خدمت مین رہتا ہے نامۂ مسطور حوالے کیا اور ارشاد کیا
کہ بہت جلد اس نامے کو خواجہ عبدالمطلب کے پاس بیجا خبردار کہین راہ مین توقف نہ کرنا ابوالخیر نامہ
لیکر روانہ ہوا اور قبل پہونچنے نعمان بن منظر شاہ کے کعبہ مین بصد عجلت پہونچا کیونکہ نعمان منزل
بمنزل ٹھہرتا ہوا آتا ہے راہ مین اکثر شکار کھیلتا ہے اکثر صحرائے سبزہ زار مین دو دو روز واسطے شکار کے
توقف کرتا ہے علاوہ اسکے لشکر کے چلنے سے اور ایک قزاق کے چلنے سے فرق بھی ہے غرض ابوالخیر مع الخیر
بعد قطع مسافت راہ خدمت خواجہ عبدالمطلب مین وقت سحر پہونچا دیکھا دربار آراستہ ہے امیر با توقیر
دنگل پر بیٹھے ہین اور سرداران نامدار بھی علی قدر مراتب و مناصب کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے ہین
خواجہ عبدالمطلب ایک چوکی پر تشریف رکھتے ہین تسبیح ہاتھ مین ہے ذکر خدا لب پر ہے ابوالخیر نے بعد
بجا لانے آداب و تسلیمات کے نامہ خواجہ بزرجمہر کا خواجہ عبدالمطلب کو دیا خواجہ عبدالمطلب
نے حرف بحرف پڑھا اور ابوالخیر کو بصد مہربانی اور ذرہ پروری بٹھایا اور خلعت عنایت فرمایا اور جواب

نامہ یہ لکھا نامۂ خواجہ عبدالمطلب اے عندلیب خوش نوائے گلشن الفت و طوطی خوش الحان بوستان
محبت جیسے چرخ علو فہمت ارسطو حکمت بقراط فطرت زاد اشفاقہ بعد پیشکش کرنے ہدیہ گلدستہ سلام کے مدعا
نگار ہوں کہ نامۂ الطاف آپ کا پہونچا مضمون نامہ سے بخوبی آگاہی ہوئی جس طرح آپ نے از راہ محبت و حکمت
تحریر کیا ہے انشاء اللہ اُسی طرح عمل میں آئیگا کبھی خلاف آپ کے ارشاد کے یہ خاکسار ذرہ بے مقدار نہ کریگا
زیادہ والسلام یہ نامہ خواجہ عبدالمطلب نے تحریر فرماکر اور اپنی مُہر کر کے اور پیچیدہ اور ملفوف کر کے
ابوالخیر فزاقی کو دیا ابوالخیر نامہ لیکر اور تسلیم کر کے جانب ملک مداین روانہ ہوا اور خواجہ عبدالمطلب
نے حمزۂ صاحبقران کو تنہائی میں طلب کیا دست شفقت سر پر پھیرا اور پیشانی کا بوسہ لیا اور نامۂ خواجہ بزرجمہر
امیر کو دیا حمزۂ صاحبقران نے نامۂ بزرجمہر بخوبی تمام پڑھا اور اپنے والد ماجد سے عرض کیا کہ خواجہ بزرجمہر
ایک مرد دیندار اور برگزیدۂ خدا ہیں اور میرے بزرگ ہیں اُنکا حکم مجھے بجالانا واجب و لازم ہے اور برخلاف اُنکے ارشاد
کے کوئی کام کرنا عقل سے بعید ہے کیونکہ اُن جناب نے میری بہتری اور بہبودی کے واسطے یہ نامہ آپ کو
لکھا ہے ورنہ اُنکو کچھ ضرورت نامہ لکھنے کی نہ تھی خواجہ عبدالمطلب یہ گفتگو اپنے فرزند نیک کردار کی سُنکے
بہت خوش ہوئے اور بند فکر سے آزاد ہوئے لیکن خیال کرنے لگے کہ اگر عمرو بن امیۂ ضمری کہ نہایت
ہی شوخ و شریر ہے شیطان بھی اُس سے بھاگتا ہے اور پناہ مانگتا ہے اس راز سے آگاہ ہوگا میرے فرزند کو ضرور
کبھی قلعۂ مجرود کی جانب جانے نہ دیگا اور یہ کہیگا کہ اے امیر باوجود اس زور و قوت کے نعمان پہلوان کے
خوف سے بھاگے جاتے ہو کیسے بہادر ہو تمکو لازم نہیں ہے کہ ایک ادنا پہلوان کے ڈر سے قلعہ بند ہو پس
فرزند میرا حمزہ عمرو کی طعن آمیز گفتگو سنکے نعمان سے مقابلہ کریگا اور اپنی جان گنوائیگا غرض خواجہ
عبدالمطلب نے تھوڑی سی بیہوشی منگوا کر اور خواجہ عباس اپنے دوسرے فرزند دلبند کو وہ بیہوشی
مرحمت کی اور فرمایا کہ اے فرزند تم عمرو کو یہ بیہوشی ملا کر کھانا کھلاؤ جب وہ بیہوش ہو جائے تو اُسکو ایک مکان
میں بند کر کے قفل لگا دو کہ اس میں ایک مصلحت ہے خواجہ عباس اپنے والد ماجد سے وہ بیہوشی لیکر آئے
اور اپنے مکان میں بیہوشی آمیز کھانا تیار کرایا اور خواجہ عمرو کو بلا کر کہا اے خواجہ آج ہمارے یہاں کھانا کھاؤ
ہماری آرزو بر لاؤ خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ یہ میرے دوست ہیں ان سے کسی طرح کی دشمنی نہیں ہے اور
مفت کھانا کھانے کو ملتا ہے انکار نہ کرنا چاہیے اور بلا تکلف بیٹھکر غذاے لطیف کھانا چاہیے یہ سوچ کر
عمرو نے کہا اچھا کھانا لائیے بندے کو کھلائیے خواجہ عباس نے خواجہ عمرو کے ہاتھ دُھلوائے
اغذیہ لطیف انواع و اقسام کی روبرو سے خواجہ عمرو لائے دسترخوان بچھایا جملہ قسم کا کھانا دسترخوان پر
بہ تکلف رکھا عمرو نے خواجہ عباس سے کہا تم بھی کھانا کھاؤ خواجہ عباس نے انکار کیا اور کہا
میرا اسوقت کھانا کھانے کو دل نہیں چاہتا ہے آخر خواجہ عمرو نے خوش ہو کر طعام بخوبی تمام سیر ہو کر کھایا
آب سرد پیا یکایک خواجہ عمرو کے سر میں درد شروع ہوا متحیر ہو کر اُٹھے فوراً زمین پر گر کر بیہوش
ہوئے خواجہ عباس نے بموجب ارشاد والد ایک حجرہ میں بند کیا اور قفل دروازہ میں لگا دیا اور اپنے
والد کو عمرو کے بیہوش کرنے سے اطلاع دی خواجہ عبدالمطلب نے اُسی وقت حمزۂ صاحبقران سے
فرمایا کہ نور نظر پارۂ جگر چلو کہ یہ وقت سعید اور مبارک ہے امیر ابو قیر بموجب ارشاد والا بنیاد اپنے والد کے اُسی دم
مع سرداران نامدار و ذی وقار مرکبوں پر سوار ہوئے بارہ ہزار لڑکے اور مقبیل وفادار اور جملہ پیادہ و سوار

بعد کرد فرجانب قلعہ زمجرود کوچ فرمایا اور اٹھالا بارگاہ اور خیام کا قبل اپنی روانگی کے ہمراہی کرتیت سپرگردان
روانہ کیا خواجہ عبدالمطلب بھی ہمراہ کرتیت سپرگردان کے تشریف لے گئے غرض بعد قطع راہ خواجہ
عبدالمطلب جب قریب قلعہ زمجرود پہونچے اور مقیم ہوئے اور فریدون شاہ زمجرودی کو خبر پہونچی کہ ایک
لشکر کثیر کہ جس مین بڑے بڑے جرار و بہادر ہین سیرے قلعہ کی طرف آتا ہی پس اُسی وقت اپنے افسران
فوج کو حکم تیاری جنگ کا دیا اور اپنے وزیر خوش تدبیر کو برائے دریافت حال روانہ کیا تاکہ معلوم ہوجائے
کہ کون غنیم میرے قلعہ کی طرف آتا ہی جب وزیر مذکور قلعہ سے نکل کر تھوڑی دور آگے بڑھا دیکھا کہ بارگاہین
اور خیامہ برپا ہین فوج اُتری ہی خواجہ عبدالمطلب بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین جب خواجہ عبدالمطلب
کو خبر ہوئی کہ وزیر فریدون شاہ آیا ہی خواجہ عبدالمطلب نے کرتیت سپرگردان کو واسطے استقبال
کے بھیجا کرتیت سپرگردان مع تھوڑے سوارون کے چند قدم آگے بڑھا اور وزیر کا استقبال
کرکے بعد عزت وحرمت خدمت خواجہ عبدالمطلب مین لے آیا وزیر نے خواجہ عبدالمطلب کو بعد
ادب سلام کیا خواجہ عبدالمطلب نے وزیر کو اپنے قریب بعد لطف بٹھایا ناگاہ حمزہ صاحبقران بھی
مع جملہ سرواران نامدار وغیرہ تشریف لائے لشکر کو خیام مین فروکش ہونے کا حکم دیا اور آپ مع سیف
ذوالیدین اور عامر شاہ رودباری بارگاہ مین تشریف لائے اور روبرو اپنے والد ماجد کے بیٹھے
بعد بیٹھنے حمزہ صاحبقران کے وزیر نے خواجہ عبدالمطلب سے بعد آداب استفسار کیا کہ آپ یہان
کس واسطے تشریف لائے ہین ہمارے بادشاہ عالی جاہ نے مجکو واسطے دریافت حال کے یہان بھیجا ہی خواجہ
عبدالمطلب نے فرمایا کہ ای وزیر خوش تدبیر آگاہ ہو کہ ہمارے ایک مہربان ہین کہ انکا نام خواجہ بزرجمہر ہی
اُنھون نے مجکو بذریعہ نامہ اطلاع دی تھی کہ نعمان بن منذر شاہ تمھارے فرزند کے گرفتار کرنے
کے واسطے آتا ہی چونکہ زمین قلعہ زمجرود تمھارے قیام کے واسطے فی الحال مبارک ہی لہذا مناسب یہ ہی
کہ تم اپنے فرزند کو لیکر زمین قلعہ زمجرود پر جاکر قیام کرو پس مین اس فرزند کو لیکر بموجب تاکید مہربان مذکور
کے یہان آیا ہون مجکو تمھارے شاہ سے لڑنا منظور نہین ہی وزیر فریدون شاہ نے حمزہ
صاحبقران کی وہ شان وشوکت دیکھی کہ اپنے بادشاہ کے رعب اور دبدبہ اور سطوت وصولت کی
کچھ حقیقت آگے اُسکے نہ تھی القصہ وزیر فریدون شاہ خواجہ عبدالمطلب سے رخصت ہوا
اور قطع راہ کرکے اپنے بادشاہ کی خدمت مین آیا اور کل حال بیان کیا اور تعریف امیر کی بدرجہ کمال
کی فریدون شاہ زمجرودی نے جو تعریف حمزہ صاحبقران کی اپنے وزیر سے سُنی حمزہ صاحبقران
کے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہوا اور اُسی وقت اُسی وزیر سے کہا کہ جلد جاکر خواجہ عبدالمطلب
اور اُنکے فرزند کو ہمارے پاس بہ عزت وتوقیر لے آ اگر خواجہ عبدالمطلب یہان تشریف لانے
مین کچھ تامل کرین تو کہنا کہ بادشاہ ہمارا آپ صاحبون کی ملاقات کا نہایت مشتاق ہی آپ اندر قلعہ کے
تشریف لیچلیے کسی طرح کا تردد نکیجیے وزیر بحکم فریدون شاہ زمجرودی فوراً قلعہ سے روانہ ہوا جب
خبر وزیر کے آنے کی خواجہ عبدالمطلب اور حمزہ صاحبقران نے سنی چند سردار واسطے اُسکے استقبال
کے روانہ کیے جب وزیر مذکور خدمت خواجہ عبدالمطلب مین حاضر ہوا بعد بجالانے شرائط آداب
وتسلیم کے پیام فریدون شاہ زمجرودی کا پہونچایا خواجہ عبدالمطلب مع حمزہ صاحبقران اور

چند سرداران دلاور ہمراہ اُس وزیر کے مرکبون پر سوار ہوکر بصد شان و شوکت چلے جسوقت اندر قلعہ کے
تشریف لائے ملاحظہ کیا قلعہ نہایت وسیع ہی اور نہایت مضبوط و مستحکم ہی اندر قلعہ کے رعایا آباد ہی دکانین
مثل عروس شب اول کے مزین ہین اشیاے نفیس و نادر دکانون پر ہین دکاندار دکانون پر بیٹھے ہین
خریدارونکا ہجوم ہی عورتین اور مرد حسین اور خلیق صدہا عورتین سر راہ کمرون کے دروازون پر پردے
اور چلمنین ڈالکر ہماری سواری کے دیکھنے کے واسطے بیٹھی ہین اور ہزارہا مرد بان قلعہ بھی واسطے دیکھنے
ہماری سواری کے فراہم ہین خواجہ عبدالمطلب اور حمزۂ صاحبقران کیفیت دیکھتے ہوئے دار الامارۂ
شاہی مین آئے وہان دیکھا جملہ امرا اور روسا و وزیر و مشیر حاضر ہین اور کئی ہزار افسران
فوج اور پہلوانان زبردست و قوی ہیکل علے قدر مراتب و مناسب کرسیون اور دنگلون پر
بیٹھے ہین اور تخت طلائی منقش جواہر نگار مرصع کار پر فریدون شاہ زنجرودی بیٹھا ہی جسوقت خواجہ
عبدالمطلب دربار فریدون شاہ مین مع حمزۂ صاحبقران اور سرداران نامدار پہونچے بحکم
فریدون شاہ جملہ امیر و وزیر اور پہلوانان بے نظیر واسطے تعظیم کے اُٹھ کھڑے ہوئے فریدون شاہ بھی کسی
قدر اپنے تخت سے براے تعظیم اُٹھا بعد اسکے بحکم فریدون شاہ ایک کرسی جواہر نگار فوراً قریب
تخت بچھائی گئی فریدون شاہ نے اول خواجہ عبدالمطلب کو دنگل پر بیٹھنے کو فرمایا پھر اپنے قریب کرسی
پر امیر با توقیر کو بیٹھنے کو فرمایا اور سرداران حمزۂ صاحبقران کو بھی موافق انکی لیاقت
کے دنگلون پر بیٹھنے کو فرمایا جب خواجہ عبدالمطلب اور حمزۂ صاحبقران بیٹھ چکے اُسوقت جملہ حاضرین
دربار اپنی اپنی کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے بعد بیٹھنے خواجہ عبدالمطلب اور حمزۂ صاحبقران کے
فریدون شاہ زنجرودی نے بعد مزاج پرسی کے احوال پوچھا خواجہ عبدالمطلب نے سارا
حال نوشیروان کی خفگی کا بوجہ قتل کرنے طاہر عادی اور مطاہر عادی کے اور بھیجنا کرتیت
سپہر گردان کا اور بعد اسکے روانہ کرنا نعمان بن منذر شاہ یمنی کا اور حال خواجہ بزرجمہر کے
نامہ کا مفصل بیان کیا فریدون شاہ زنجرودی نے کل حال ابتدا سے انتہا تک سُنکے حمزۂ صاحبقران
کے چہرہ انور پر نظر کی کہ اسی لڑکے نے یہ جرأت اور بہادری کی ہی فریدون شاہ نے جو کبود رنگ
حمزہ دیکھا ایسا رعب صاحبقرانی اسپر چھایا کہ کانپنے لگا اور فوراً اپنی شمشیر آبدار حمزۂ صاحبقران کو
بصد خوشی دی اور خواجہ عبدالمطلب سے مخاطب ہوکر کہا کہ ہمنے آپ کے پسر کو اپنا فرزند کیا
راوی بیان کرتا ہی کہ اُس ملک اور مقام کا یہ قاعدہ ہی کہ جو شاہزادہ ولیعہد ہوتا ہی وہ تلوار اپنے باپ
سے پاکر سر پر اپنے باپ کے پس پشت تخت کھڑا ہوتا ہی اور تلوار کھینچ لیتا ہی چنانچہ رواج قدیمانہ کے موافق
فریدون شاہ نے بھی تلوار اپنی کھینچکر حمزۂ صاحبقران کو دی ہی اور بعہدۂ ولیعہدی مقرر کیا ہی جسوقت یہ حال
خواجہ عبدالمطلب نے دیکھا حمزۂ صاحبقران سے فرمایا کہ اے فرزند تمکو فریدون شاہ نے اپنا
ولیعہد کیا ہی تمکو لازم ہی کہ بادشاہ کی اطاعت سے سرکشی نہ کرنا امیر نے عرض کیا انشاء اللہ جس طرح آپ
نے فرمایا ہی ایسا ہی ہوگا یہ کہکر حمزۂ صاحبقران وہی تلوار کھینچکر پس پشت تخت فریدون شاہ کھڑے
ہوئے دربار مین شور مبارکبادی بلند ہوا اور ہر ایک امیر و وزیر و غیرہ نے ولیعہد ہونے کی حمزۂ صاحبقران
کو نذر دی بعد ولیعہد ہونے حمزۂ صاحبقران کے خواجہ عبدالمطلب فریدون شاہ سے رخصت ہوئے

فریدون شاہ نے بمجبوری خواجہ عبد المطلب کو بعد اعزاز رخصت کیا لیکن جب خواجہ عبد المطلب اپنی
بارگاہ میں آکر فروکش ہوئے فریدون شاہ نے اُسوقت سامان دعوت و ضیافت بھیجا وزیر خوش تدبیر
خدمت خواجہ عبد المطلب میں مع سامان دعوت حاضر ہوا خواجہ عبد المطلب کی تو فریدون شاہ
نے دعوت کی ہے اور خواجہ عبد المطلب اپنی بارگاہ میں اور حمزۂ صاحبقران قلعۂ زمجرود میں ہیں لیکن اب
حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ جب خواجہ عمرو کی بیہوشی دفع ہوئی اور آنکھ کھلی اور ہوش آیا دیکھا
کہ میں ایک کوٹھری میں پڑا ہوں یہ حال دیکھکے خواجہ عمرو گھبراکر اُٹھے اور قریب در حجرہ آئے دیکھا
در حجرہ مقفل ہے اُسوقت خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ خواجہ عباس نے طعام دعوت کھلاکر مجھسے عداوت کی
مجکو کوٹھری میں بند کر دیا دروازے میں قفل لگادیا مجکو یہ امید خواجہ عباس کی ذات سے نہ تھی نہیں معلوم
اس میں کیا مصلحت تھی خیر اب کسی طرح سے اس کوٹھری سے نکلنا چاہیے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے چول
دروازہ کی اُٹھاکر دروازہ کو علیحدہ کرکے کوٹھری سے باہر نکلے اور مکان امیر با توقیر پر آئے لیکن حمزۂ صاحبقران
اور خواجہ عبد المطلب اور لشکر کو نہ دیکھا اُسوقت خواجہ عمرو نہایت متفکر اور متردد ہوئے جب مردمان
ساکنان کعبہ سے حال حمزۂ صاحبقران کا پوچھا معلوم ہوا کہ سب جانب قلعہ زمجرود گئے ہیں خواجہ عمرو یہ حال سُنکے
فی الفور جانب قلعہ زمجرود بہ تعجیل تمام روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ خدمت خواجہ عبد المطلب میں پہونچے
اور حمزۂ صاحبقران کو نہ دیکھکر خواجہ عبد المطلب سے پوچھنے لگے کہ امیر با توقیر کہاں ہیں خواجہ عبد المطلب
نے فرمایا حمزہ قلعۂ زمجرود میں ہیں خواجہ یہ سُنکے فوراً قلعۂ زمجرود میں آئے بعد اسکے دار العمارۂ شاہی میں
پہونچکر جو دیکھا تو عجب کیفیت دیکھی کہ جملہ امرا اور پہلوان وغیرہ تو کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور حمزۂ
صاحبقران بادشاہ کے عقب سر پر تلوار کھینچے ہوئے کھڑے ہیں بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے خواجہ
عمرو یہ چالاکی دیکھتے ہی حمزۂ صاحبقران کے پاس پہونچے اور آہستہ کہنے لگے کہ ای امیر با توقیر افسوس ہزار افسوس
حمیت عرب بھی تم نے کھوئی ایمان میں بھی ضعف آگیا جرأت و دلاوری ساری تمہاری تشریف لے گئی حیا و
غیرت و شرم بھی جاتی رہی دفعتہً یہ کیا ہوگیا حمزۂ صاحبقران نے گھبراکے پوچھا ای برادر کچھ کہو تو میں نے کیا کیا
خواجہ عمرو نے کہا ای امیر با توقیر آپ نے اطاعت اور فرمانبرداری ایک کافر کی اختیار کرلی آپ کو ذرا غیرت معلوم
نہیں ہوتی دربار میں امرا و رؤسا وغیرہ تو کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے ہیں اور آپ کھڑے ہیں اور ایک کافر کی
نگہبانی اور حفاظت کر رہے ہیں آپ بیٹے خواجہ عبد المطلب کے ہیں اور اولاد حضرت ابراہیم
علیہ السلام سے ہیں آپ کو کسی طرح لازم و مناسب نہیں ہے کہ اطاعت اس کافر کی کیجیے علاوہ اسکے
عامر شاہ اور سیف ذوالیدین اور گرشیت وغیرہ ایسے نامی بادشاہ وغیرہ تو آپ کے مطیع ہوں
اور آپ ایک کافر کی اطاعت کریں یہ خلاف عقل ہے حمزۂ صاحبقران نے بہ مقتضائے سن طفولیت
فرمایا کہ ای خواجہ تمھیں بتاؤ کہ اب میں کیا کروں خواجہ عمرو نے کہا ای حمزۂ صاحبقران نیام اس تلوار
کا مجکو دیدو اور تلوار تم اپنی کمر میں رکھو اور میرے ساتھ اس دربار سے نکل کے چلو حمزۂ صاحبقران
نے بموجب کہنے خواجہ عمرو کے نیام تلوار کا تو خواجہ کو دیدیا اور وہ تلوار اپنی کمر میں رکھی اور اسی طرح ہمراہ
خواجہ عمرو کے دربار سے باہر آئے کہ فریدون شاہ اور سرداروں وغیرہ نے حمزۂ صاحبقران کو
باہر جاتے مطلق نہیں دیکھا جب حمزۂ صاحبقران دربار فریدون شاہ سے باہر آئے چونکہ مرکب خنگ سیہ قیطاس

سوار ہوکے دربار فریدون شاہ میں آئے تھے عمر کب دروازہ دار العمارہ شاہی پر موجود تھا حمزہ صاحبقران اپنے
گھوڑے پر سوار ہوئے اور خواجہ عمرو نے رکاب پر ہاتھ ڈالا جب امیر بانوقیر دار العمارہ شاہی سے چلے راہ میں
امیر نے فرمایا کہ اگر والد مجھسے پوچھیں کہ تم دربار فریدون شاہ زرجرودی سے کیوں چلے آئے تو میں کیا
کہونگا خواجہ عمرو نے کہا اے امیر یہ کون سی بات مشکل کی ہے یہ کہدیجیے گا کہ بادشاہ نے خوش ہوکر تلوار مجکو دیکے
اور کہا جاؤ ہم نے تمہاری نوکری معاف کی اسوجہ سے میں چلا آیا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اول تو میں جھوٹھ
نہ بولونگا اور بالفرض اگر موافق تمہارے کہنے کے میں نے والد سے کہا اور انھوں نے تحقیق کیا تو کیا ہوگا
میں دروغگو لقب کیا جاؤنگا خواجہ عمرو نے کہا جب تحقیق ہوگا اسوقت میں جواب معقول دیدونگا آپ کیوں
تردد فرماتے ہیں چلے بھی چلیے آپ تو پیش از مرگ واویلا کرتے ہیں جب آپ کے والد پوچھینگے اسوقت
دیکھ لیا جائیگا کوئی جواب باصواب دیا جائیگا حمزہ صاحبقران نے خیال کیا خواجہ عمرو جو کہتے ہیں وہی کرینگے
کوئی معقول جواب والد کو دیدینگے جب حمزہ صاحبقران راہ شہر طی کرکے در قلعہ پر آئے اور قلعہ سے بھی باہر نکلے
آگے چلے چونکہ وہ صحرا تھا ایک ہرن خواجہ عمرو کو نظر آیا خواجہ عمرو نے کہا اے امیر بانوقیر اگر اسوقت آپ اس
ہرن کا شکار کیجیے تو میں جانونگا کہ اب نعمان سے بھی فتحیاب ہونگے امیر نے یہ سنکے ہرن کو تیر مارا تیر
ہرن کے پیٹھے پر پڑا لیکن ہرن زمین پر نہ گرا اور صحرا کی طرف بھاگا امیر بانوقیر نے اس ہرن کے تعاقب
میں گھوڑا اڑا لا وہ ہرن دور تک بھاگتا ہوا چلا گیا آخر ایک جگہ صحرا میں بوجہ زخمی ہونے کے گرا خواجہ عمرو
نے دوڑ کر اس ہرن کو ذبح کیا یکایک حمزہ نے دیکھا کہ اسی صحرا میں دو لشکر صف آرا ہیں عنقریب باہم
لشکروں میں لڑائی ہوا چاہتی ہے حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا اے برادر ہرن کے کباب لگانے
کی تدبیر کرو جاؤ دیکھو تو کہ یہ دونوں لشکروں کے کون کون افسر ہیں اور لڑائی کیوں ہوا چاہتی ہے خواجہ
عمرو فوراً روانہ ہوئے اور بعد دریافت حال جلد تر حمزہ صاحبقران کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ
میں نے جاکر دریافت کیا تھا ایک جانب قارن بخت مغربی اور منتقال شاہ مغربی اور ملک
سلطان شاہ مغربی کہ ہمراہ بادشاہان حوالی ملک مغرب ہیں انکا لشکر ہے اور ایک طرف ملکہ ہمائے
طاقی دختر فریدون شاہ زرجرودی کا لشکر ہے قارن بخت وغیرہ ملکہ پر عاشق ہوکر فریدون شاہ
سے لڑنے کو چلے تھے ابھی قلعہ زرجرود تک نہ پہونچے تھے کہ ملکہ مسطور کو جو اس صحرائے سبزہ زار
میں واسطے شکار کھیلنے کے آئی ہے بادشاہان مذکور نے گھیرا ہے اور اب مقابلہ ہوا ہی چاہتا ہے حمزہ
صاحبقران نے یہ حال سنکے فرمایا کہ مجکو فریدون شاہ نے بیٹا کیا ہے اور اسوقت اسی کی دختر کو ان
بادشاہوں نے گھیرا ہے اور قصد اسکی آبرو لینے کا رکھتے ہیں پس مجکو لازم ہے کہ میں دختر فریدون شاہ
کی مدد کے واسطے جاؤں اور ان بادشاہوں کی شر سے اسکو بچاؤں یہ فرماکر مرکب کو جولان کیا
خواجہ عمرو ہمراہ رکاب ہوئے ہرن کو اسی صحرا میں جو ذبح کرکے زمین پر ڈالدیا تھا وہیں اسکو چھوڑ دیا
جب امیر بانوقیر میدان کارزار میں پہونچے اسی وقت قارن بخت بھی اپنے لشکر سے نکلا اور جانب
لشکر ملکہ ہمائے طاقی بڑھا حمزہ صاحبقران نے قارن بخت کو دیکھکر نعرہ شیرانہ کیا کہ قارن گھبرا
گیا حواس منتشر ہوگئے دست و پا میں رعشہ ہوا آخر گھوڑے کو روک کر پوچھنے لگا کہ اے جوان تو کون ہے
اور نام تیرا کیا ہے کیوں بہادروں سے آمادہ جنگ ہوتا ہے اگر اپنی جان عزیز ہے تو میدان جنگ سے چلا جا

ورنہ اس طرح قتل کیا جائیگا کہ تیرے حال پر ماہیان دریا اور مرغان ہوا گریہ کرینگے حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا کہ او
بہادروں کے نام دریافت کرنے سے تجھکو کیا فائدہ ہوگا اب بیہودہ نہ بک مجھسے مقابلہ کر یہ کہکے حمزۂ صاحبقران نے
اُس سے مقابلہ کیا قارن نے بہ قہر و غضب امیر کے سینۂ بے کینہ کو تاک کے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے پر رد کیا
بعد چند لمحہ باہم رد و بدل ہونے کے حمزۂ صاحبقران نے نیزہ قارن کے ہاتھ سے نکالدیا قارن نے خفیف ہو کر
بہ غیظ و غضب تیغہ کھینچکر سر حمزۂ صاحبقران پر مارا امیر بابو قیر نے دھار تیغۂ آبدار کی بچاکے قارن کے
بند دست پر ہاتھ ڈالا اور جھٹکا دیکر تیغہ چھین لیا اور توٹبین کمر بند فولادی کے ہاتھ ڈالکر قارن کو پشت زین
سے اٹھالیا سلطان سنجت اور منتقال شاہ یہ حال دیکھکے مع لشکر آگے بڑھے اور قصد کیا کہ قارن کو رہا
کراکے حمزۂ صاحبقران کو قتل کریں اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے قارن کو خواجہ عمرو کے حوالہ کیا اور بعد جنگ
عظیم کے سلطان سنجت اور منتقال شاہ کو بھی مثل قارن بپشت زین سے اٹھالیا اور اُن سے کہا کہ
اگر تم مسلمان ہوا اور دین اسلام قبول کرو تو بہتر ہے ورنہ ابھی قتل ہوگے سلطان سنجت اور منتقال شاہ
کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوئے اسی طرح قارن نے بھی دین اسلام قبول کیا بعد مسلمان ہونے
کے تینوں بادشاہوں نے حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا کہ ہم ملکہ ہمائے طاقی کے عاشق ہیں امیر نے
فرمایا میں ملکہ کو مطیع کرکے تم میں سے ایک شخص سے ملکہ کا نکاح کردونگا بشرطیکہ ملکہ بھی قبول کرے
قارن نے عرض کیا کہ بہ نسبت سلطان سنجت اور منتقال شاہ کے اس ملکہ پر میں شیفتہ اور فریفتہ زیادہ
ہوں امیر بابو قیر نے فرمایا اچھا اگر ملکہ ہمائے طاقی منظور کریگی تو تمہارے ہی ساتھ ملکہ کا عقد کردیا جائیگا
غرض بعد مسلمان ہونے شاہان مذکور کے حمزۂ صاحبقران جانب ملکہ ہمائے طاقی تشریف لائے ملکہ امیر
بابو قیر کو دیکھکر عاشق ہوگئی اور بے اختیار یہ شعر پڑھنے لگی شعر اب مرض کا مرے ہوگا نہ طبیبوں سے علاج
عشق کہتے ہیں جسے وہ مجھے آزار ہوا ✱ جب حمزۂ صاحبقران قریب ملکہ تشریف لائے فرمایا کہ ای ملکہ اب تجکو
مناسب ہے کہ دین اسلام اختیار کرو اور بت پرستی سے بیزار ہو اور قارن اور سلطان سنجت اور منتقال شاہ
کہ یہ تینوں تمہارے عاشق ہیں ان میں سے ایک بادشاہ کے ساتھ اپنا عقد کرلو ملکہ نے اپنی دایہ سے کچھ کہا دایہ
نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ ملکہ کہتی ہیں کہ جو مجھپر فن سپہ گری میں غالب ہوگا میں اُس شخص کو قبول کرونگی
اور مسلمان ہونگی ای امیر بابو قیر تمھیں سے فن سپہ گری میں بہ نیزہ و شمشیر مقابلہ کرونگی حمزۂ صاحبقران نے ہنسکر
کہا بہتر ہے ہنر سپہ گری کے دکھائیں مجھسے مقابلہ کریں یہ گفتگو امیر خوشخو کی سنکر ملکہ ہمائے طاقی نے گھوڑا اپنا آگے
بڑھایا ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ ملکہ طاقی لباس مردانہ زیب تن نازک کیے اور نقاب چہرۂ روشن پر ڈالکر
گھوڑے پر سوار ہوکے مع تھوڑی فوج اور چند عورتوں کے صحرا میں شکار کھیلنے آئی تھی غرض جب ملکہ نے گھوڑا
اپنا بڑھایا حمزۂ صاحبقران نے بھی ہنسکر مقابلہ کیا ملکہ نے تلوار لگائی حمزۂ صاحبقران کے دل میں آیا کہ عورت
کی تلوار سپر پر روکنا خلاف مردانگی ہے یہ خیال کرکے امیر بابو قیر نے تلوار کی باڑھ بچا کر اور ملکہ کے کمر بند میں ہاتھ
ڈالکر زین فرس سے اٹھالیا اور پھر آہستہ گھوڑے پر بٹھا دیا ملکہ طاقی مغلوب ہو کر مسلمان ہوئی اور
اب ہزار جان سے امیر کی صورت اور صولت اور قوت پر عاشق ہوئی جسوقت قارن اور سلطان سنجت
اور منتقال شاہ اور ملکہ طاقی نے دین اسلام قبول کیا اُسوقت تمام لشکر نے بھی دین اسلام قبول کیا
اور کلمہ پڑھکے سب کے سب مسلمان ہوئے الحاصل حمزۂ صاحبقران شاہان مذکور اور ملکہ مسطور کو مع لشکر

لیکر اس صحراے سبزہ زار سے جانب قلعہ زیجرود چلے لیکن اب حال فریدون شاہ زیجرودی کا لکھا جاتا ہی کہ جب فریدون شاہ نے حمزہ صاحبقران کو اپنے پس پشت نہ دیکھا گھبرا کر امرا و وزرا سے پوچھنے لگا کہ وہ لڑکا جسکو مین نے ولیعہد کیا تھا اور وہ تلوار کھینچے میرے عقب سر کھڑا تھا کہان گیا امرا وغیرہ نے دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت زمانہ تھوڑی دیر کا گذرا ہی کہ حضور کے اُس فرزند کے پاس ایک اور لڑکا دبلا پتلا سو کھا سا آیا لیکن نہایت چست و چالاک تھا اور کچھ باتین اُس نے آپ کے فرزند سے آہستہ سے کہی تھین ہمکو نہین معلوم ہوا کہ اُس لڑکے نے کیا کہا کہ آپ کے فرزند یعنے ولیعہد بہادر تلوار کمر مین رکھکر اور نیام اُس لڑکے کو دے کر دربار حضور پر نور سے چلے گئے ہم سب خادمان سرکار بخوف عتاب سلطانی ولیعہد بہادر کو روک نہ سکے اور دربار کے باہر جانے سے منع نہ کر سکے فریدون شاہ زیجرودی یہ گفتگوے امراے ذیوقار سُنکے نہایت برہم ہوا اور فوراً چار سرہنگون کو بلا کر یہ حکم دیا کہ جلد جاؤ اور جس جگہ وہ دونون لڑکے ملین اُنکو گرفتار کر کے ما بدولت کے سامنے لے آؤ سرہنگان مذکور بحکم فریدون شاہ زیجرودی قلعہ سے نکل کے روانہ ہوئے اور جانب صحرا حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو کو ڈھونڈتے ہوئے چلے چونکہ خواجہ عمرو امیر با توقیر سے جدا ہو کر واسطے خبر کے خدمت مین خواجہ عبد المطلب کے چلے تھے اور بوجہ تیز روی کے حمزہ صاحبقران سے آگے بڑھ آئے تھے اور جلد جلد طرف بارگاہ خواجہ عبد المطلب کے چلے جاتے تھے ناگاہ خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا کہ چار سرہنگ اسطرف چلے آتے ہین خواجہ عمرو نے جو بغور دیکھا معلوم ہوا کہ سرہنگون کی وردیان مثل قلعہ زیجرود کے سپاہیون کے ہین یہ دیکھ کے خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ عجب نہین کہ یہ چار سرہنگ واسطے گرفتاری حمزہ صاحبقران کے آتے ہون یہ خیال کر کے خواجہ سپر عیاری آگے بڑھے جب وہ چارون سرہنگ صحرا مین جستجو کرتے ہوئے آگے بڑھے دیکھا اُنھون نے کہ ایک درخت کے نیچے ایک لڑکا نہایت حسین اور خوبصورت شنجرفی لباس پہنے ہوئے بیٹھا ہی اور نے نوازی مین مشغول ہی اور یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی غزل

فرون ہو وحشت مین گر عشق اُسکی چشم زیبا کا
گلون کو بھی اگر ہو عشق اُسکے روے زیبا کا
جنون مین زور دکھلائے اگر یہ پنجہ وحشت
کف پا ہی مرا مشتاق نوک خار صحرا کا
جو مین اہل سخا کب رد کئے ہین دست بخشش وہ
پلاتا ہی ساقی مینوش اتبو جام صہبا کا
نہ سر ہو لا ام ہی ساقی کو تر زمانے مین

رکھون مانند مژگان چشم پہ ہر خار صحرا کا
رہینگے دشت مین ہو پاک بس مردن نہ اے وحشت
رہے دامن کی صورت چاک ابھی دامن ہی ہمارا
ہماری بے ہوائی نے کیا کیا گل کھلائے ہین
جہان مین کچھ تو جاری ہی سب پہ فیض دریا کا
کفن باونگا مرنے پر مین جنگل ہو کہ بستی ہو
زبان دھولون تو لون نام مبارک جب آقا کا

گریبان پھاڑتا کب بے سبب ہی بانع عالم مین
ہماری پردہ پوشی کے لیے دامن ہی صحرا کا
قدم بے وجہ سوے دشت کب اُٹھتے ہین وحشت مین
غبار بیابان پیرہن ہی خون ہیرے کف پا کا
نہین ہی تاب مستون کی بہار آئی ہی گلشن مین
دو پیٹہ یار کا ہو یا دامن ہو صحرا کا

جسوقت یہ غزل اس طفل حسین نے بالحان داؤدی گائی اور چارون سرہنگون نے سُنی اسوقت اُن سرہنگون کی یہ کیفیت ہوئی کہ مانند مستون کے جھومنے لگے کیونکہ طفل حسین خوش الحان سے صحراے سبزہ زار مین وہ غزل سُنی کہ جسکی طرح کا قافیہ صحرا تھا از خود رفتہ ہو گئے اور مثل تصویر چارون سرہنگان بے پیر روبرو اُس طفل حسین کے کھڑے ہوئے بعد تھوڑی دیر کے جب وہ طفل ایسی غزل گا چکا اور حواس بھی کسی قدر درست ہوے اسوقت وہ چارون سرہنگ اُس طفل حسین خوبصورت سے پوچھنے لگے کہ اے لڑکے تیرا نام کیا ہی اُس لڑکے نے کہا مجھکو خاص و عام مطلوب نے نواز کہتے ہین اور مین بیٹھا ہون طالب نے نواز کا اسوقت اس صحرا مین نکل آیا تھا دل

گھبراہا نی بجانے لگا اور غزل گانے لگا سرہنگون نے کہا ای مطلوب ذی نواز سچ تو یہ ہی کہ اچھی طرح تمنے نی بجائی اور غزل بھی کیا
گائی ہم تو چار روپیہ کے پیادے ہین تمکو کیا دین لیکن تم یہان ٹھہرے رہو ہم حمزہ صاحبقران اور ایک لڑکے کو
گرفتار کر لائین پھر تمکو ہم اپنے بادشاہ یعنے فریدون شاہ زرجرودی کے دربار مین لیچلینگے اور تمہاری نی نوازی
اور گانا تمہارا بادشاہ کو سنوائینگے وہان تمکو انعام کثیر ملیگا امیر کبیر ہو جاؤ گے اُس طفل حسین نے کہا اگر تم مجکو
بادشاہ کی خدمت مین لیجاؤ گے اور انعام کثیر دلواؤ گے تو تمہارا بھی بھلا ہوگا مین بھی تمکو زر نقد بہت سا
دونگا یہ کہکے اُس طفل نے کہا آخر تو جاتے ہو مین چلم مین تمباکو رکھکر آگ رکھتا ہون تم بھی چلم پی لو ایک
لمحہ کے واسطے بیٹھ جاؤ چارون سرہنگ بیٹھ گئے اُس لڑکے نے اپنے پاس سے تمباکو نکالا اور چلم مین رکھا بعد اسکے جو
آگ کہ روبروے اُس طفل کے رکھی تھی اُسی آگ مین سے تھوڑی سی آگ چلم مین رکھی اور ایک سرہنگ کو دی سرہنگ
چلم لیکر پینے لگا بعد پینے کے دوسرے سرہنگ کو وہ چلم دی اسی طرح چارون سرہنگون نے اُس چلم
کے تمباکو کا صرف دھوان کھینچا یہانتک کہ آنکھین اُنکی سُرخ ہو گئین پھر چلم اُس طفل خوبرو کو دیکر کہنے لگے کہ
واہ واہ میان مطلوب ذی نواز کیا کڑوا تمباکو پلایا کہ نشہ ہو گیا چکر آنے لگا مطلوب ذی نواز نے کہا ذرا
کھڑے ہو جاؤ صحرا کی ہوا کھاؤ بیشک یہ تمباکو نہایت کڑوا تھا چارون سرہنگ یہ سُنکے جونہین کھڑے ہوئے
فوراً بیہوش ہو گئے زمین پر گرے مطلوب ذی نواز نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ای نالائقون
تم حمزہ صاحبقران اور ہماری گرفتاری کے واسطے جاتے تھے اور یہ نہین جانتے تھے کہ تمہارے واسطے
دام مکر پھیلائے ہوئے صحرا مین تشریف رکھتے ہین یہ کہکے خواجہ عمرو نے سرہنگون کی کمر مین ہر چند
روپیہ کی جستجو کی لیکن کسی سرہنگ کی کمر سے ایک کوڑی بھی نہ نکلی اُسوقت خواجہ عمرو کو کمال غصہ آیا
اور کپڑے سرہنگون کے اُتار کے بالکل ننگا اُنکو کرکے چارون کو ایک درخت سے باندھا اور کوڑے
سے خوب مارا یہانتک کہ تین سرہنگ قریب مرگ ہو گئے اُسوقت ایک سرہنگ کو خواجہ عمرو نے
کھول دیا وہ سرہنگ ننگا بھاگا خواجہ عمرو پھر اُسکے پیچھے دوڑے کہ ابے ٹھہر جا پھر مین تجکو ہوشیار
کرکے کوڑے مارونگا اور اب تیرے بادشاہ کو بھی سزاے معقول دونگا وہ سرہنگ خواجہ کی یہ گفتگو
سُنکے اور زیادہ بھاگا آخر راہ صحرا طی کرکے اُسی طرح برہنہ قلعہ مین آیا اور بعد آنے قلعہ کے روبروے
فریدون شاہ بھی اُسی طور سے گیا کیونکہ اظہار ظلم خواجہ عمرو اُس سرہنگ کو اچھی طرح منظور تھا
جسوقت فریدون شاہ نے سرہنگ کو ننگا دیکھا اور تمام پشت اُسکی زخمی دیکھی پوچھا ای سرہنگ
تو برہنہ میرے دربار مین کیون چلا آیا اور پیٹھ تیری کیون زخمی ہی سرہنگ نے تمام حال مطلوب ذی نواز
یعنے خواجہ عمرو کی عیاری کا بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ حضور اُس لڑکے نے یہ بھی کہا ہی کہ تیرے بادشاہ
کو سزاے معقول دونگا فریدون شاہ یہ سُنکے غیظ سے کانپنے لگا اور حکم دیا کہ اسی وقت [illegible]
لشکر تیار ہو بموجب حکم فریدون شاہ مردمان سپاہ زرہین پہننے لگے ہتھیار لگانے لگے اٹالا بارگاہ
کا نقارہ بجا بعد تھوڑی دیر کے نوے ہزار سواران جلبہ پوش مسلح ہوئے اور گھوڑون پر سوار ہو کر صف آرا
ہوئے فریدون شاہ بھی تخت پر سوار ہوا قلعہ مین ایک تہلکہ پڑ گیا جھنڈے فوج کے بلند ہوئے
نشان فوج آگے بڑھا ڈنکے پر چوب پڑی دروازہ قلعہ کا کھلا فریدون شاہ زرجرودی مع لشکر قلعہ
سے باہر نکلا خواجہ عبدالمطلب نے سنا کہ فریدون شاہ واسطے لڑنے کے آتا ہی خواجہ عبدالمطلب

حیران ہوئے کہ مین نے بادشاہ کی کیا خطا کی ہی جو مجھسے لڑنے کو آتا ہی آخر مبدۂ ناچاری خواجہ عبد المطلب
نے بھی اپنی فوج کو حکم کمر بندی کا دیا لشکر خواجہ عبد المطلب بھی بہت جلد مسلح ہوا اور ہر ایک بہادر گھوڑے
پر سوار ہوا سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران جو ہمراہ خواجہ عبد المطلب اور حمزۂ صاحبقران دربار
فریدون شاہ مین گئے تھے وہ بھی قلعہ سے نکلکے اپنے لشکر مین آئے خواجہ عبد المطلب کے لشکر مین بھی باجے
جنگی بجے قرنا پھنکی نشان لشکر آگے بڑھا سردارون نے میدان جنگ مین میمنہ اور میسرہ وغیرہ لشکر کا
درست کیا بخوبی تمام لشکر کی صف آرائی ہوئی اُدھر فریدون شاہ بھی قلعہ سے نکلکے بمقابلہ خواجہ عبد المطلب
صف آرا ہوا لیکن خواجہ عمرو جو سرہنگان فریدون شاہ کو بیہوش کر گئے اور کوڑے مارکر اور ایک ہنگر
کو رہا کرکے قریب بارگاہ خواجہ عبد المطلب آئے دیکھا کہ ادھر لشکر حمزۂ صاحبقران صف آرا ہی اُدھر فریدون شاہ
اپنی فوج کو جمع لیے ہوئے کھڑا ہی لڑائی ہوا ہی چاہتی ہی یہ حال دیکھکے خواجہ عمرو عیار تیز پلٹے اور نہایت
تیز جاکر حمزۂ صاحبقران کو اطلاع دی امیر باتوقیر خواجہ عمرو سے حال صف آرائی سنکے نہایت ہی جلد اُس
صحرا سے چلے سوارون نے گھوڑے اٹھا دیے زمین صحرا صداے سُم سمندان سے دہلنے لگی غبار زمین
سے بلند ہوا حمزۂ صاحبقران نے مرکب خنگ سیہ قیطاس کو جولان کیا غرض حمزۂ صاحبقران لشکر کو لیکر
اُس صحراے سبزہ زار سے اپنے والد ماجد کی خدمت مین بعجلت چلے لیکن ملکہ ہماے طاقی دختر
فریدون شاہ نے جو تمام حال بزبانی خواجہ عمرو سنا فوراً حمزۂ صاحبقران سے پوشیدہ علٰحدہ ہوکر
اور راہ نزدیک سے جلد تر قریب دونون لشکرون کے پہونچی ملکہ نے دیکھا کہ دونون لشکر صف آرا ہین
عنقریب دونون لشکرون مین لڑائی ہوا چاہتی ہی ملکہ یہ سامان جنگ دیکھکر چونکہ نہایت بہادر تھی فوراً جانب
لشکر خواجہ عبد المطلب آئی اور قریب صف لشکر ایک لمحہ کھڑی ہوکر گھوڑا اپنا آگے بڑھایا اور مبارز طلب
کیا فریدون شاہ نے دیکھا کہ ایک نقابدار خواجہ عبد المطلب کے لشکر سے نکلا ہی اور مبارز طلب کرتا ہی
فریدون شاہ نے پہلوانون اور بہادرون کی طرف دیکھا فوراً ایک بہادر اجازت حرب فریدون شاہ سے لیکر میدان
مین آیا اور اُس نقابدار سے مقابلہ کیا نقابدار نے بہت جلد اس بہادر کو بضرب شمشیر آبدار قتل کیا اسی طرح کئی پہلوان
اور بہادر نقابدار نے طرفۃ العین مین قتل کیے جب کوئی بہادر لشکر فریدون شاہ سے واسطے مقابلہ نقابدار کے
نہ نکلا اُس وقت نقابدار نے گھوڑا اپنا فریدون شاہ کے لشکر مین ڈالدیا اور بضرب شمشیر آبدار سواران جرار
کو قتل کرنا شروع کیا فریدون شاہ نے کل لشکر کو حکم دیا کہ اُس نقابدار کو گھیر لو اور جس طرح ہوسکے قتل
کرو بموجب حکم فریدون شاہ کل لشکر نے چہار جانب سے نقابدار کو گھیر لیا اور تیر و تبر و شمشیر لگانا شروع
کیا جب یہ حال خواجہ عبد المطلب نے دیکھا اپنے لشکر کو بھی حکم دیا کہ لشکر فریدون شاہ پر حملہ در ہو بموجب
ارشاد خواجہ عبد المطلب جملہ مردمان لشکر آگے بڑھے اور فوج فریدون شاہ کو قتل کرنے لگے لاش پر
لاش بہادرون کی گرنے لگی صداے گریہ و زاری بلند ہوئی سوار نقابدار نے ہرچند صدہا بہادران
فوج فریدون شاہ کو قتل کیا لیکن جنگ سے منہ نہ موڑا اور معرکہ جنگ سے قدم نہ ہٹایا عین گرمی جنگ
مین حمزۂ صاحبقران بھی آئے اور باہم لشکرون کو لڑتے ہوئے دیکھکر نعرہ کیا نعرۂ امیر سنتے سوار امیر عرب
کمربستہ در جنگ از حکم رب امیر یہ نعرہ کرکے مع فوج قاہرہ لشکر فریدون شاہ پر حملہ در ہوئے اور اسقدر
لشکریان فریدون قتل کیے کہ میدان کارزار مین کشتون کے انبار لگا دیے سرداران حمزۂ صاحبقران نے بھی

بہادران فوج فریدون شاہ کو گھیر گھیر کر قتل کیا بعد جنگ عظیم کے آخر فریدون شاہ تاب مقابلہ و مجادلہ نہ لا کر
میدان مصاف سے بھاگا اور اندر قلعہ کے جا کر دروازہ قلعہ کا بند کر لیا پل تختہ اٹھوا لیا خندق کو پانی سے
مملو کر دیا اور جلد جلد توپین چھوٹی اور بڑی قلعہ پر لگا دین گولہ اندازون نے توپون کو جلد تہ بھر کر اور لشکر
امیر پر گولے لگانا شروع کر دیے یہ حال دیکھکر اکثر سوار لشکر حمزۂ صاحبقران کے ٹھہر گئے لیکن سوار نقابدار نے
گھوڑا اپنا جانب در قلعہ بڑھایا اور نعرہ کیا کہ اے کافران بے حیا ہوشیار ہو کہ مجھکو فریدون شاہ کے قلعہ پر
قبضہ کیے بغیر چین نہ آئیگا اہل قلعہ نے نعرہ نقابدار کا سُنکے اور زیادہ گولے اور قنفط کے حقے مارنا شروع کیے
لیکن نقابدار سپر فراخ دامن پر گولے روکتا ہوا قریب خندق پہونچا اور گھوڑے کو خندق سے کُدا کر
در قلعہ پر آیا اور گُرز گران سر زور سے در قلعہ پر مارا کہ در قلعہ ٹوٹا اُسوقت نقابدار مع سواران جرار
داخل در قلعہ ہوا اور مردمان فوج فریدون شاہ نے نقابدار کو روکا تلوار چلنے لگی جانبین کے بہادر قتل
ہونے لگے اکثر دلیران فوج حمزۂ صاحبقران سیڑھی لگا کر قلعہ کے اوپر چڑھے اور گولہ اندازون کو
قتل کرنے لگے جب فریدون شاہ زنجرودی نے دیکھا کہ سپاہ حمزۂ صاحبقران قلعہ مین داخل ہو گئی
اور چار طرف سے قلعہ کو گھیر لیا ہے بھاگنے کا راستہ بھی نہین ہے اُسوقت فریدون شاہ نے بدرجہ
ناچاری و مجبوری تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا اور بہادران فوج کو آواز دی کہ اے بہادران لشکران
مسلمانون کو قتل کرو مردمان لشکر نے بحکم فریدون شاہ قدم معرکہ جنگ مین جمائے اور تیغ و تبر و نیزہ سے
سواران لشکر اسلام کو قتل کرنے لگے اور خود بھی بہادران لشکر حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہونے
لگے رعایاے شہر اور قلعہ بخوف جان و مال بھاگنے لگی جوے خون کشتگان کی یہ طغیانی ہوئی کہ آب خندق
مین جوے خون بہادران مل گئی الحاصل بعد جنگ عظیم کے سوار نقابدار قریب فریدون شاہ پہونچا اور
چاہا کہ فریدون شاہ کو نیزہ لگائے لیکن فریدون شاہ نے شمشیر آبدار سوار نقابدار کے سر پر لگائی
نقابدار نے تلوار کو سپر پر روک کے فریدون شاہ کے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دے کر تلوار چھین
لی اور فوراً زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر فریدون شاہ کو روئے زمین سے اُٹھا لیا اور علٰحدہ لیجا کر نقاب ہٹا کر پکارا
کہ اے بدبخت آگاہ ہو کہ مین ملکہ ہما طاقی ہون اب آپ کو مناسب ہے کہ آپ بھی داخل میرے دین اسلام قبول
کرین ورنہ آپ کے حق مین اچھا نہوگا فریدون شاہ زنجرودی نے اُسوقت یہ خیال کیا کہ بیشک دین اسلام
اچھا دین ہے کیونکہ اسوقت مین نے ہرچند برجوع قلب اپنے دل مین لات و منات وغیرہ حرامزادون کو بمدد
پکارا کسی نالائق نے آکر میری مدد نہ کی اور ان مسلمانون کی خدا نے نادیدہ نے انکو مجھپر ظفر دی یہ خیال
کر کے فریدون شاہ نے کہا اے دختر مین بھی مسلمان ہوتا ہون مجھکو کلمۂ طیبہ پڑھا ملکہ ہما طاقی نے
فریدون شاہ کو کلمہ پڑھایا فریدون شاہ کلمہ پڑھکر بصدق دل سے مسلمان ہوا بعد مسلمان ہوجانے
فریدون شاہ کے لڑائی موقوف ہوئی حمزۂ صاحبقران کے لشکر مین طبل ظفر بجا تمام شہر مین منادی نے یہ ندا
کی کہ رعایا بخوف و خطر آباد ہو کوئی کسی سے مزاحم نہوگا رعایاے شہر جو بھاگ گئی تھی پھر آباد ہوئی ملکہ
ہما طاقی مظفر و منصور ہو کر خدمت امیر آئی تو قریب فریدون شاہ اپنے پدر کو لیکر آئی حمزۂ صاحبقران
نے ملکہ کے زور و شجاعت کی تعریف کی اور فریدون شاہ کو بصد عزت بٹھایا پھر حمزۂ صاحبقران فریدون شاہ
کو لیکر قلعہ مین تشریف لیگئے اور فریدون شاہ کو تخت پر بٹھایا ڈیرا اور بتکدے سے مندہ اٹھوا کے مسجد بنا

نہانے کا حکم دیا اور جو کچھ مال و متاع ان لڑائیون مین دستیاب ہوا تھا وہ سب اونٹون پر بار کرکے اپنے والد بلجد کی
خدمت مین آئے اور عرض کیا کہ اب آپ خانۂ کعبہ کی طرف اس مال و متاع کو لیکر تشریف لیجاییے مین ابھی بموجب
ارشاد خواجہ نیر ر جمہر یہین رہونگا خواجہ عبد المطلب مال و اسباب اور کچھ سپاہ لیکر قلعۂ زنجیرود سے جانب
کعبہ روانہ ہوئے امیر با توقیر نے خواجہ عمرو کو بھی ہمراہ خواجہ عبد المطلب کردیا بعد تشریف لیجانے خواجہ
عبد المطلب کے فریدون شاہ نے حمزۂ صاحبقران کی بڑے تکلف سے دعوت کی اور بزم عیش آراستہ
کی نازنینان خوبرو اور خوش گلو اُس روز بزم عشرت مین حاضر ہوکر بصد ناز و ادا ناچنے اور گانے لگین از انجملہ
ایک نازنین خورشید جمال زہرہ خصال نے بزم عیش مین روبرو حمزۂ صاحبقران اور فریدون شاہ زنجیرودی
وغیرہ کے پہلے تو کھڑے ہوکے سازندون سے ساز ملواکے اس طرح ناچنا اور توڑے لینا شروع کیا کہ ہر توڑے
پر دیکھنے والون کے دل ٹکڑے ہوئے جاتے تھے بعد اسکے یہ غزل گانا شروع کی غزل

خاک مین مل گئے شفا کے لیے
حیلے درکار ہین قضا کے لیے
ہاتھ اٹھانا پڑا دعا کے لیے
چاہیے چاہیے خدا کے لیے
پاس پیسا نہین دوا کے لیے

چاہا دشمن کو دوست کی خاطر
آپ آئینگے میری بالین پر
ہاے ای شوق خاک مین ملکر
کچھ زبانی بھی نامہ بر کہنا

بندۂ بت بنے خدا کے لیے
منہ نہ کھلوائیے خدا کے لیے
بوسے موج خرام پا کے لیے
بت نہ بنتا در خدا کے لیے

مرمٹے حسن جانفزا کے لیے
تیغ ابرو کو دیجیے جنبش
اتنے صدمے دیے کہ آخر کو
منتظر ہونگے دیکھنے والے
کیا امید شفا کہین تسلیم

جسوقت یہ غزل پرجوش اس نازنین نے بصد ناز و انداز ختم کی داد دی بزم
طرب مین گائی جملہ ارباب بزم خوش ہوئے خصوصاً حمزۂ صاحبقران از حد خوش ہوئے اور اُس مطربہ کو
انعام وافر دلوادیا جب نازنین مسطور انعام کثیر پاکر محفل عشرت سے چلی گئی اُسوقت اور ایک مطربہ کمسن
نہایت خوبصورت مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین حاضر ہوکر پہلے بہ ناز و ادا رقص کرنے لگی اور
دلہاے ارباب بزم مثل سبزہ پامال کرنے لگی بعد ناچنے کے اُس خوبرو نے بعد ناز و انداز و کرشمہ
سحر ساز یہ غزل شروع کی غزل

خاطر افسردہ مین جو آئیگی
تیغ قاتل خون سے نہلائیگی
بیقراری منہ مرا کھلوائیگی
رنگ آفت کا یہ مہندی لائیگی
آگ آہ آتشین برسائیگی

پارسائی انکی جب یاد آئیگی
چھوڑ کر ہستی یہی تھا غم مجھے
غم یہی ہی کوے جانان چھٹکر
کچھ کہے جا رخصت صبح امید
جلنے دے صبر و قرار و ہوش کو
ہجر کی شب گریہ ہی ہی اضطراب

مجھسے میری آرزو شرمائیگی
روح تنہا راہ مین گھبرائیگی
ناتوانی پانون پھر پھیلائیگی
کیا بلا انسان مصیبت لائیگی
تو کہان ای بیقراری جائیگی
نیند ای تسلیم کیونکر آئیگی

کچھ کہے ناصح کرینگے ہم وہی
ہون وہ دشمن دوست میت کوئی
انتہاے ضبط سے ثابت ہوا
کاٹ کر جائینگے لاکھون گلا
ہون سراپا شعلہ ہجر یار مین

جب غزل مذکور مطربہ مسطورہ
سے ارباب محفل نے سُنی سب تو خوش ہوئے لیکن قارن نجت فراق ملکہ ہماے طاقی مین رونے لگا حمزۂ
صاحبقران قارن نجت کو محفل عشرت مین گریان دیکھکر سمجھ گئے کہ اپنی مطلوبہ کے ہجر مین اشکبار ہی بس
اُسی وقت حمزۂ صاحبقران نے حال عشق قارن نجت سے فریدون شاہ کو آگاہ کیا اور یہ فرمایا کہ
میرے نزدیک مناسب اور بہتر یہی ہی کہ عقد ملکہ ہماے طاقی کا قارن نجت سے ہوجاے یہ بھی اپنے
ملک کا بادشاہ ہی اور جوان صالح اور خوبرو ہی فریدون شاہ زنجیرودی نے گفتگوے حمزۂ صاحبقران سُنکے
شرم سے سر جھکا لیا اور کچھ تامل کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے فریدون شاہ اور ملکہ ہماے طاقی کو بہت
سمجھا کر عقد کرنے پر راضی کیا اور اُسی روز بساعت سعید و ہمایون قارن نجت کو ملکہ ہماے طاقی سے

اُسی بزم عشرت مین منعقد کیا اس مترجم ہیمدان نے بخیال طول مفصل سامان عقد ملکہ ہماے طاقی تحریر
نہین کیا الحاصل جب عقد ہوچکا قارن بخت نہایت شاد ہوا کیونکہ جو آرزو اُسکے دل مین تھی بر آئی اُسوقت
نازنینان خوبرو اور خوش گلو مبارکبادی گانے لگین سرداران حمزۂ صاحبقران نے قارن بخت کو تہنیت دی
بعد برخاست ہونے جلسۂ عشرت اور بزم عیش کے ہنگام شب قارن بخت نے ملکہ ہماے طاقی سے
ایوان شاہی مین داخل ہوکر بصد آرزو و مدعاے دلی حاصل کیا اب حمزۂ صاحبقران بہزار آرام و راحت قلعۂ
زمجرود مین رہین اور فریدون شاہ ہرچند کہ تخت پر بیٹھا ہی مگر بغیر مشورۂ حمزۂ صاحبقران کے کوئی کام
نہین کرتا ہی مگر اب کچھ حال خواجہ عبد المطلب کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب خواجہ عبد المطلب اس مال و متاع
کو جو ایک ہزار بارہ سو اونٹون پر لدا ہوا تھا لیکر بہمراہی خواجہ عمرو اور تھوڑی فوج کے قلعۂ زمجرود سے
جانب کعبہ روانہ ہوئے حسب اتفاق تاریکی شب مین راہ بھول گئے طرف ایک کوہ کے چلے گئے مردمان فوج خواجہ
عبد المطلب سے عرض کرنے لگے کہ آج کی رات اس دامن کوہ مین بسر کیجیے تاریکی شب مین رہروی اختیار
نہ کیجیے وقت سحر راہ دریافت کرکے بیابان سے تشریف لیجلیے گا خواجہ عبد المطلب نے بموجب کہنے مردمان
فوج کے بعد چارناچاری اُسی دامن کوہ مین قیام فرمایا چونکہ وہ کوہ سرحد حلب سے تھا اور اُس کوہ پر قزاقان
خونخوار اور ظلم شعار کا مسکن تھا جب ان قزاقون کو یہ خبر ہوئی کہ خواجہ عبد المطلب مع تھوڑی فوج
کے زیر کوہ مقیم ہین اور بارہ سو اونٹون پر مال و زر اُنکے پاس ہی فوراً خوش ہوکر مقبل حلبی اور طاہر حلبی
اور ناصر حلبی بارہ ہزار قزاقان خونخوار کو لیکر پہاڑ سے اُترے اور خواجہ عبد المطلب کی فوج کو چہار جانب
سے گھیر لیا اور مال و اسباب لوٹنا شروع کیا چونکہ خواجہ عبد المطلب و ہمراہیان خواجہ عبد المطلب
بوجہ رہروی کے تھکے ہوئے تھے اور مسکن قزاقان خونخوار سے آگاہ نہ تھے سب کے سب زیر کوہ قیام مین
استراحت پذیر تھے اسوجہ سے مردمان فوج بہت سے قتل ہوئے اور بہت سے مردمان فوج تاب مقابلہ
نہ لاکر جانب قلعۂ زمجرود گریزان ہوئے مقبل حلبی اور ناصر حلبی اور طاہر حلبی وغیرہ نے کل مال و
اسباب لوٹ لیا اور خواجہ عبد المطلب کو گرفتار کرکے اُسی کوہ پر چلے گئے ہرچند خواجہ عبد المطلب
نے فرمایا کہ مین ایک رئیس خانہ کعبہ ہون مجھکو گرفتار نہ کرو اور یہ مال و اسباب حمزہ کا ہی اسے نہ لوٹو اگر میرا کہنا
نہ مانوگے تو وہ تمکو زندہ نہ چھوڑیگا لیکن قزاقان جفا شعار نے خواجہ عبد المطلب کا کہنا نہ مانا اور خواجہ
عبد المطلب کو پہاڑ پر قید کیا اور تمام مال و اسباب اُسی کوہ پر رکھا جب وہ مردمان فوج مقابلۂ قزاقان سے
زیر قلعۂ زمجرود وقت سحر فریاد کنان آئے اور حمزۂ صاحبقران نے مردمان مذکور کو طلب کرکے سبب نالہ و بکا کا
پوچھا سب نے کل حال قزاقون کے لوٹ لینے اور خواجہ عبد المطلب کے گرفتار ہوجانے کا بیان
کیا امیر با توقیر کو نہایت [illegible] آیا اور فوراً حکم دیا کہ سب فوج ہماری مسلح ہو جسوقت کل سردار مع جملہ مردمان
فوج مسلح ہوچکے حمزۂ صاحبقران بھی مسلح ہوکر بر ابلق جنگ سیہ قیطاس پہ سوار ہوئے اور بعجلت تمام
کوہ کے عنقریب آئے مقبل حلبی اور ناصر حلبی وغیرہ حمزۂ صاحبقران کی فوج کو دیکھکر نہایت پریشان
ہوئے اور جلد تر پہاڑ کی گھاٹیون کو اسباب جنگ سے درست کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے زیر کوہ پہنچتے
ہی طبل حرب بجوا دیا اُسوقت تمامی لشکر نے ایکبار حملہ کیا شمشیر ہاے آبدار لیکر کوہ پر چڑھنے لگے قزاقون نے
دلیرانہ حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے جس قزاق کے سر پر شمشیر لگائی اُسکو

ڈونگرے کیا اسی طرح پس پشت حمزۂ صاحبقران چند سرداران نامی نے بھی بہت سے قزاقون کو تہ تیغ کیا آخر بعد
جنگ بسیار کے حمزۂ صاحبقران اور مقبل حلبی سے مقابلہ ہوا مقبل حلبی نے شمشیر آبدار سر امیر بابوقیر پر
لگائی حمزۂ صاحبقران نے اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈال کے تیغ تیز چھین لی اور زنجیر کمر مین اُسکی ہاتھ ڈال کے
زین فرس سے اُٹھا لیا اور کوہ پر گرا کے چاہا کہ پایمال سم اسپ کرین لیکن مقبل حلبی نے عرض کیا کہ ای
امیر بابوقیر مجھے امان دیجیے پایمال سم اسپ اس خطاکار کو نہ کیجیے مین دین اسلام قبول کرونگا اب بت پرستی کو چھوڑکر
مسلمان ہونگا امیر بابوقیر نے مقبل حلبی سے یہ سُنکے اسکو چھوڑ دیا اور پایمال سم اسپ نہ کیا اسوقت مقبل
حلبی نے بآواز بلند جملہ قزاقون کو لڑنے سے منع کیا تمام قزاق صدائے مقبل حلبی سُنکے لڑنے سے باز
رہے جب لڑائی موقوف ہوئی مقبل حلبی حمزۂ صاحبقران کے قدم پر گرا امیر بابوقیر نے کلمہ پڑھاکر سر
اُسکا اپنے قدم سے اُٹھایا بعد جملہ قزاقون کو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا ہر ایک قزاق مطیع اور فرمانبردار ہوا مقبل
حلبی نے بعد مسلمان ہونے کے حمزۂ صاحبقران کو گھاٹیان پہاڑ کی اور اپنے مسکن کے مقامات دکھائے
امیر بابوقیر مقبل حلبی وغیرہ کے رہنے کے مقامات دیکھکر بہت متحیر ہوئے بعد اسکے مقبل حلبی و
ناصر حلبی نے خواجہ عبدالمطلب کو رہا کیا اور بہت عذر کیا اور جو کچھ مال و اسباب امیر بابوقیر کا لوٹا
تھا وہ کل خدمت خواجہ عبدالمطلب مین حاضر کیا حمزۂ صاحبقران نے مال و اسباب مذکور کو مطابق
فرد حساب کے پایا بعد اسکے امیر بابوقیر نے ایک روز اُسی کوہ پر قیام فرمایا دوسرے روز اپنے والد
ماجد کو وہ کل مال و اسباب دے کر اور خواجہ عمرو کو بھی ہمراہ رکاب کرکے مع تھوڑے سواران جرار
کے سمت خانہ کعبہ روانہ کیا اور آپ مقبل حلبی اور ناصر حلبی اور طاہر حلبی وغیرہ کو ہمراہ لیکر جانب قلعۂ
زنجرود روانہ ہوئے کیونکہ خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب کو لکھا تھا کہ نعمان بن منذر شاہ
جانب خانہ کعبہ آتا ہی مناسب ہے کہ ایک یا دو لڑائیان حمزۂ صاحبقران اس سے نہ لڑین ورنہ دست
نعمان مذکور سے امیر کو ضرر پہونچیگا اسوجہ سے امیر بابوقیر قلعۂ زنجرود کی جانب تشریف لے گئے اور
قلعۂ زنجرود مین پہونچکر بصد راحت و آرام مع سرداران عالی مقام رہنے لگے لیکن جب خواجہ عبدالمطلب
قریب خانۂ کعبہ پہونچے جملہ شرفائے کعبہ نے خواجہ عبدالمطلب کا استقبال کیا اور بعزت و حرمت کعبہ مین لائے
خواجہ عبدالمطلب نے کعبہ مین داخل ہوکر کل مال و اسباب قلعہ مین رکھا اور اکثر شرفائے کعبہ
سے واقعۂ قلعۂ زنجرود بیان کیا شرفائے کعبہ خبر فتح قلعۂ زنجرود سُنکے بہت خوش ہوئے اور خواجہ
عبدالمطلب سے رخصت ہوکر اپنے اپنے مکان کی طرف گئے خواجہ عبدالمطلب نے بخیال نعمان
بن منذر شاہ یمنی قلعہ کو آلات حرب سے خوب آراستہ کرایا ایک روز خواجہ عبدالمطلب فیلبند دروازہ
بد قلعہ کے تشریف رکھتے تھے ناگاہ دیکھا کہ صحرا کی جانب سے گرد اُڑی اور غبار بکثرت بلند ہوا بعد
تھوڑی دیر کے جب کچھ غبار برطرف ہوا خواجہ عبدالمطلب نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک لشکر کثیر اس طرف
آتا ہی نشانہائے لشکر بلند ہین علمون کے پھریرے کھلے ہوئے ہین لشکر مین دمبدم باجے بجتے ہین
رسالے سواران جلتہ پوش اور چار آئینہ بند کے ایک جانب ہین پلٹنین بہادرون کی ایک سمت ہین بھیڑ
بنگاہ اور خیمہ و خرگاہ ایک طرف ہی اور ایک پہلوان زبردست قوی ہیکل بعہدۂ سپہ سالاری و افسری کمر
دور کابہ پر سوار ہی خود سر پہ ہی اور زرہ فولادی زیب تن ہی کمان کیانی دوش پہ ہی اور تیغ گرانبار و آبدار

زیب کمر ہو ترکش میں تیر سر تیز بھرے ہوئے ہیں چہرے سے قہر و غضب آشکارا ہے اور ایک ایک اپنے گرز گرانبار
ہے خواجہ عبد المطلب نے جو لشکر کو اپنے قلعہ کی طرف آتے ہوئے دیکھا ہر چند کہ خواجہ عبد المطلب نے
خیال کیا کہ یہ نعمان بن منذر شاہ یمنی لشکر کثیر لیکر آیا ہے لیکن برائے تحقیق حال خواجہ عبد المطلب
نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو روانہ کیا خواجہ عمرو اپنی شکل تبدیل کرکے جلد تر اُس لشکر میں پہونچے اور
ایک سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور یہاں کیوں آیا ہے اُسنے کہا کہ یہ سپاہ ہمارے افسر نعمان بن منذر شاہ
یمنی کی ہے اور ہمارا افسر واسطے گرفتاری امیر کے یہاں آیا ہے امیر کو بحکم نوشیروان گرفتار کرکے یا سر امیر کا لیکر
مدائین کی جانب روانہ ہوگا خواجہ عمرو نے جواب دیا دیکھ لینا تمہارا افسر مسلمان ہوگا یا قتل کیا جائیگا اور
تم سب بھی مسلمان ہوگئے اور یا تہ تیغ امیر با توقیر ہوگے اُس سوار نے غضبناک ہوکر گھوڑا اپنا خواجہ عمرو
کی جانب بڑھایا اور تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا خواجہ عمرو نے جست کرکے اُس سوار کے سر سے خود کو لیا اور وہاں
سے بصد عجلت قطع راہ کرکے خدمت خواجہ عبد المطلب میں حاضر ہوئے اور جو کچھ سوار مذکور سے سنا تھا عرض
کیا اُدھر وہ سوار برہنہ سر ہو جانے سے نہایت ملول ہوا اور خواجہ عمرو کی چالاکی پر نہایت متحیر ہوا القصہ جب
نعمان بن منذر شاہ یمنی سامنے قلعہ کے آیا اور قلعہ پر توپیں بکثرت لگی ہوئی دیکھیں کچھ خیال کرکے گولوں کی زد
سے کسی قدر دور میدان میں ٹھہرا اور افسران فوج کو حکم دیا کہ اسی جگہ بارگاہ اور خیام استادہ ہوں اور لشکر ہمارا
اسی مقام پر اُترے اور مورچہ بندی بھی اسی میدان میں ہو افسران فوج نے مردمان فوج کو حکم دیا کہ بس
آگے نہ بڑھو اسی جگہ قیام کرو مردمان لشکر بموجب حکم افسران نامور گھوڑوں سے اُترے فراشوں نے جلد
بارگاہ برپا کی اور خیام استادہ کیے کلند برداروں نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا خس و خاشاک کو دور
کیا فراشوں نے بارگاہ اور خیام میں علی قدر مراتب فرش کیا سقوں نے واسطے گرد و غبار رفع کرنے کے
زمین پر پانی چھڑکا نعمان بن منذر شاہ اپنے مرکب سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا اور افسران فوج کو بلا کر
حکم دیا کہ دریائے مکہ پر قبضہ کرلو اور سواران جرار کا پہرا بٹھاؤ خبردار کوئی اُس طرف سے ادھر نہ آنے
پائے افسران فوج نے بموجب کہنے نعمان کے کئی ہزار سواران جرار کا دریائے مکہ پر پہرا کردیا نعمان
بن منذر شاہ و دیگر افسران فوج بارگاہ و خیام میں مقیم ہوئے ہر ایک نے کمر کھولی آلات حرب تن سے
جدا کیے اور وہ مردمان فوج جنکا پہرا نہ تھا وہ بھی سلاح وغیرہ جسم سے جدا کرکے اپنے اپنے بستروں پر
بیٹھے اور ہزارہا مردمان لشکر نے بموجب حکم اپنے افسروں کے سامنے قلعہ کی مورچہ بندی کی بعد مورچہ بندی کے
نعمان بن منذر شاہ یمنی برائے دفع کسل راہ بادہ خواری میں مصروف ہوا ادھر خواجہ عبد المطلب
نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ قلعہ کو اور زیادہ آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرو بموجب حکم جانثاران خواجہ
نے توپوں کی تیپیاں برابر لگادیں پل تختہ اٹھا لیا خندق کو پانی سے مملو کردیا گولہ انداز توپوں کے
برابر کھڑے ہوگئے توپوں میں بڑے بڑے گولے سیل اور بم کے دے دیئے گئے بارود کی تھیلیاں
توپوں میں دے دیں علاوہ اسکے ہزارہا گولے چھوٹے اور بڑے اور صدہا تھیلیاں بارود کی قریب
توپوں کے مقام مناسب پر رکھ لیں کہ وقت گولہ اندازی توپوں کے بھرنے میں تاخیر نہ ہو تیراندازوں
نے بھی اپنے ترکش تیروں سے بھر لیے چلے کمانوں کے چڑھا لیے لڑنے پر لیس ہوگئے اور جوانان تیغ زن
اور صف شکن سنبھال انجام بینی تلواروں پر صیقل کرنے لگے گولہ اندازوں نے مہتابیں روشن کرلیں

نعمان بن منذر شاہ آراستگی ذکھلی عین میخواری مین قدحدار کر جھسا اور افسران فوج سے کہنے لگا کہ بہادرون کے
سلامتے یہ قلعہ کیا ہی اگر دریاے آتش ہو تو بھی اپنی آبرو کا خیال کرکے کود پڑین کیونکہ شناوران دریاے وغا کبھی جنگ سے
کنارہ کش نہین ہوتے اور دلیران میدان مصاف قلعہ کا ہے لینا اور قلعہ و دشمن کو اڑا کر خاک مین ملا دینا بچون کا
گھروندا تصور کرتے ہین جسوقت مردان عالم تلوار کھینچتے ہین بغیر حریف کے قتل کیے دم نہین لیتے ہین آج
امیری اور حیات ہی کل پیمانہ عمر امیر لبریز ہو جائیگا سر انکا مثل اس جام کے میرے ہاتھ مین ہوگا اور گلوے
حمزہ سے خون اس طرح نکلیگا جس طرح گردن مینا سے مئے گلگون نکلتی ہی دیکھ لینا کل حمزہ کا سارا نشہ غرور
و شجاعت و جرأت کا اتر جائیگا مثل شیشہ مے ہر ایک استخوان انکا زمین پر چور ہوگا اس میکدہ جہان سے سفر انکا
سوے عدم ہوگا نعمان بن منذر شاہ یعنی تو عالم نشہ مے مین اپنی بارگاہ مین جو کچھ منہ مین آتا ہی کہتا ہی
اور لاف و گزاف کر رہا ہی شراب پیتا جاتا ہی سرداران لشکر عرض کر رہے ہین کہ آپ بجا فرماتے ہین اس قلعہ کی کیا بنیاد
و حقیقت ہی بیشک آپ قلعہ لے لیجیے گا حمزہ عرب کو قتل کیجیے گا آپ کا مثل و نظیر روے زمین پر پہلوانون اور بہادرون
مین نہین ہی نعمان بن منذر شاہ سرداران لشکر کی یہ گفتگو سنکے اور خوش ہو کے اور زیادہ کلمات واہیات و
بیہودہ زبان پر جاری کرتا ہی لیکن اہل قلعہ اپنے مطلب پر نظر کرکے اور دشمن کے پاس فوج کثیر دیکھکر پریشان خاطر
ہین دل مین کہتے ہین دیکھیے کل کیا ہوتا ہی دشمن قوی کے ہاتھ سے یہ قلعہ بچتا ہی یا نہین اور ہم سب تہ تیغ حریف ہوتے
ہین یا نہین بعضے بزدل اپنی جان کے خوف سے اہل قلعہ کی نظر سے پوشیدہ اپنی آنکھون مین اشک بھر لاتے ہین اور
بہت سے بہادر و جرار تکیہ بر پروردگار کیے ہین اور اپنے دل مین کہہ رہے ہین یہ دنیا ایک سراے فانی ہی سب کو ایک
نہ ایک دن مرنا ہی کل حریف سے سامنا ہی جہانتک ممکن ہوگا کافرون کو قلعہ مین نہ آنے دینگے اسقدر گولے مارینگے
کہ ان کافرون کو اڑا دینگے اور اگر یہ کفار قلعہ مین در آئینگے اسوقت تلوارین نیامون سے کھینچکر حریف اور لشکر
حریف پر حملہ کرینگے اور کفار کو قتل کرینگے بعضے دلیر خانہ کعبہ کی طرف رخ کیے ہوئے برجوع قلب خدا سے
نصرت کے واسطے اسطرح دعا کر رہے ہین کہ اے پروردگار عالم و عالمیان واے آفرینندۂ قوی و ناتوان ان
کافرون پر ہمکو اپنے فضل و کرم سے فتح دے اور ہمکو ان کافرون کے شر و فساد سے بچا خداوندا کل معرکۂ
جنگ ہی ہمارے تیغ زن بہادرون مین سرخرو کیجیو اور توفیق ثابت قدمی کی ہمکو ہنگام وغا دیجیو از انجملہ
خواجہ عبد المطلب اپنی نصرت کے لیے خدا سے دعا کر رہے ہین اور بہادرون کو جنگ و پیکار پر آمادہ کر رہے ہین
دلیران بیمثال و بہادران خوش خصال عرض کر رہے ہین کہ آپ کچھ تردد نفرمائین انشاء اللہ کل ان کافرون کو اسدرجہ
گولے مارینگے کہ ان کو سواے مسمار ہونے کے کوئی چارہ نہوگا ہم سب نمکخوار حضور ہین کل حق نمک ادا کرینگے
جان نثاری اور سرفروشی مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھینگے فی الامکان ان کافرون کو قلعہ مین نہ آنے دینگے جب تک
ہم خادمان جان نثار زندہ ہین کیا مجال کہ نعمان بن منذر اس قلعہ کو لے سکے آپ باطمینان تمام تشریف رکھین
خادمون کی جان نثاری ملاحظہ فرمایئے گا خواجہ عبد المطلب گفتگوے دلیران سنکے خوش ہوئے [illegible] جب وہ
دن تمام ہوا اور آفتاب بخوف بہادران لرزان و ترسان جانب مغرب جاکر پوشیدہ ہوا اور [illegible]
مہتاب ماہ کو روشن کیا اسوقت نعمان بن منذر نے افسران فوج کو حکم دیا کہ سواران جرار اور [illegible]
تہور شعار واسطے طلایہ لشکر کے معین کیے جائین اور فوج حریف سے لشکر کی حفاظت و نگہبانی کرین افسران فوج
نے موافق کہنے نعمان کے سواران جرار واسطے طلایہ کے مقرر کیے صد ہا مہتابین روشن ہو گئین سواران

مذکور لشکر کے گرد پھرنے لگے اور حفاظت لشکر کرنے لگے نعمان بعد اکل و شرب کے اپنی بارگاہ مین نصف شب تک بیٹھا ہوا شراب پیا کیا بعد نصف شب کے سو رہا ادہر طرف قلعہ مین خواجہ عبد المطلب نے بعد فراغ نماز مغربین کے بہادرون کو حکم بیداری و نگہبانی قلعہ کا دیا بموجب حکم جوانان جنگجو مسلح ہو کر چہار جانب قلعہ کے نگہبانی کرنے لگے روشنی قلعہ پر بخوبی کر لی الغرض تا آخر شب دونون طرف دلاورون اور بہادرون نے بخوبی نگہبانی اور حفاظت کی ہنگام صبح صادق مرغان سحر چہچہے کرنے لگے اپنی زبان مین ذکر خدا کرنے لگے طاعت گذار واسطے نماز کے اٹھے خانۂ کعبہ کے جوار مین شعر موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند ٭ ہوئی بانگ اللہ و اکبر بلند ٭ اسوقت خواجہ عبد المطلب وغیرہ نے نماز سحر پڑھی اور بعد نماز درگاہ کریم و کارساز مین بصد رجوع طلب اپنی نصرت کے واسطے دعا کی اور بعد دعا کے آمادہ جنگ ہوئے جب خسرو خاور مشرق سے ظاہر ہوا اور شاہ انجم سپاہ خسرو خاور سے تاب مقابلہ نہ لا کر قلعہ فلک مین پنہان ہوا اُدہر نعمان بن منذر شاہ یمنی بھی بیدار ہوا اور بستر خواب سے اُٹھکر بیرون بارگاہ آیا افسران فوج کو بلا کر حکم دیا کہ جلد مردان لشکر کو حکم کمر بندی کا دو افسرون نے بموجب کہنے نعمان کے مردان فوج کو حکم کمر بندی دیا جسوقت جملہ لشکری مسلح ہو چکے اور افسر فوج بھی ہتھیار لگا چکے اور نعمان بن منذر شاہ یمنی بھی مسلح ہو کر اپنی بارگاہ سے نکلا اور مرکب پر سوار ہوا اسوقت بحکم نعمان لشکر مین طبل بیرش بجا نقارہ رزمی پر چوٹ پڑی علمہاے لشکر کے پھر پرے کھلے سواران جلتہ پوش اور چار آئینہ بند گھوڑون پر سوار ہو کر پلٹنین بہادرون کی صفین باندھکر ہمراہ اپنے سردارون کے بحکم نعمان قلعہ پر چہار جانب سے حملہ ور ہوئین ادہر طرف خواجہ عبد المطلب نے بھی گولہ اندازون کو توپون کی فیر کرنے کا حکم دیا بموجب حکم پانے کے گولہ اندازون نے جلد جلد توپین فیر کرنا شروع کین زمین توپون کی صدا سے دمبدم دہلنے لگی اور شیر فلک کا توپون کی ہیبتناک آواز سے جگر کانپنے لگا درندون اور گزندون نے صحرا سے راہ فرار اختیار کی طائر اڑ ہوا توپون کی آواز سنکے آشیانون سے اُڑے گولے سیل اور بم کے لشکر نعمان پر پڑنے لگے جوانان فوج نعمان مثل روئی کے گالون کے میدان جنگ مین اُڑنے لگے جس رسالے مین گولہ گرتا تھا اول زمین مین نشیب کرتا تھا پھر ٹکڑے ہو کر جس سوار پر اس گولے کا ذرا بھی ٹکڑا پڑتا تھا فوراً سینے کو توڑ کر پشت کے پار ہوتا تھا اسی طرح ہر ایک گولہ سے سوار اور پیادے ہلاک ہونے لگے میدان جنگ مین ایسا دھوان محیط ہوا تھا کہ کسی کو قلعہ نظر نہ آتا تھا اور روز روشن نظر مردم مین تیرہ و تار تھا اکثر مردان لشکر نعمان کو اُس دود غلیظ پر ابر سیاہ کا گمان ہوتا تھا ہر چند جوانان فوج نعمان بن منذر بہ نظر غور دیکھتے تھے لیکن دھوان اسقدر تھا کہ راہ نظر آتی تھی جس طرف پانون اُٹھ جاتے تھے ہر چند صدہا اور ہزارہا لشکری گولون سے ہلاک ہوتے تھے مگر آگے بڑھے جاتے تھے سپرین چہرون کی پناہ کیے ہوئے تھے چونکہ گولہ انداز قلعہ سے برابر گولے مار رہے تھے اسوجہ سے غول سوارون کے اور گروہ پیدلون کے دمبدم مثل روئی کے گالون کے اُڑ جاتے تھے ہزارہا لاشین بے دست و پا زمین پر نزدیک و دور لوٹتی تھین زخمیون کے نالے بلند تھے لشکر مین ایک شور پڑا تھا باپ بیٹے سے اور بیٹا پدر سے دور تھا کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اگر کوئی بزرگ اپنے فرزند کو [illegible] بیقرار پکارتا تھا لیکن بسبب شور و غلغلۂ عظیم کے اُس فرزند کو صدا اپنے بزرگ کی سُنائی نہ دیتی تھی وہ میدان جنگ گویا نمونۂ میدان محشر تھا ہر طرف صداے فریاد و الغیاث بلند تھی مجروح کراہتے تھے زخمی بہ نالہ و فریاد زمین پر تڑپتے تھے کوتل گھوڑے میدان جنگ مین دوڑتے اور اپنے مالکون کو دوڑکے

پامال کرتے تھے ہزارہا سپرین اور تلوارین کشتون کی میدان مصاف مین پڑی ہوئین تھین صدہا اسپ و ہزارہا مرکب
بٹے ہوئے تھے سواران زرہ پوش پر میدان رزم مین کڑی مصیبت پڑی تھی چار آئینہ پیلو جنگ دیکھکر حیران
و ششدر تھے کیونکہ گولے مثل اولون کے پڑرہے تھے گھٹا دھوئین کی گھری ہوئی تھی صدا ہر ایک توپ کی
رعد کے مانند تھی جب سوار اور پیادے میدان مصاف سے پیچھے ہٹتے تھے نعمان بن منظر شاہ یمنی
و افسران فوج مردمان لشکر کو حکم آگے بڑھنے کا دیتے تھے لشکری سخت مصیبت مین مبتلا تھے کیونکہ جب
آگے بڑھتے تھے توپون کے گولون سے ہلاک ہوتے تھے اور جب پیچھے ہٹتے تھے افسران فوج اُنکو حکم آگے
بڑھنے کا دیتے تھے آخر بدرجۂ ناچاری و مجبوری آگے بڑھتے تھے علاوہ گولہ اندازون کے تیر انداز تیر
لگاتے تھے اور خواجہ عمرو گوپھن مین سنگ گران رکھکر اور چرخ دے کر وہ سنگ گران کافرون کو لگاتے
تھے وہ پتھر جس سوار کے سر پر پڑتا تھا اُسکے سر کے کئی ٹکڑے ہو جاتے تھے الحاصل اسی طرح شام تک
لڑائی رہی گولہ اندازون کی توپ آتش بار آگ برساتی تیر اندازون نے تیر لگائے خواجہ عمرو نے ہزارہا پتھر گوپھن
مین رکھکر مردمان فوج نعمان کو مارے لیکن جس وقت شاہ خاور دھنگ بہادران عرصۂ نبرد دیکھکر
لرزان اور ترسان جانب مغرب جاکر پنہان ہوا اور شاہ انجم سپاہ تخت زبرجد چرخ پر جلوہ فرما ہوا اُسوقت
نعمان بن منظر شاہ یمنی نے مردمان لشکر کو آمادۂ فرار دیکھکر طبل بازگشت بجوایا باقیماندہ سوار اور پیدل
میدان وغا سے پھرے اور نعمان بھی مع افسران فوج کے اپنی بارگاہ کے قریب آیا اور ہزارہا سوارون
اور پیدلون کو میدان مین کشتہ دیکھکر نہایت مغموم ہوا پھر کچھ سوارون اور پیدلون کو واسطے طلایۂ لشکر کے
مقرر کیا اور باقیماندہ لشکریون کو حکم دیا کہ خیام مین استراحت کرین گھوڑون سے اُترکے مردمان فوج حسب
حکم خیمون مین گئے اور بعد دور کرنے سلاح جنگ کے استراحت پذیر ہوئے نعمان بھی اپنی بارگاہ
مین آیا اور زرہ اپنے تن سے اُتار کے اور تیغ آبدار کمر سے کھول کے اپنی بارگاہ مین بیٹھا اور بعد تناول
طعام کے شراب پینے لگا جب افسران فوج بھی نعمان کی بارگاہ مین آئے اور روبرو نعمان بیٹھے
اُسوقت نعمان نے افسران فوج سے مخاطب ہوکر کہا کہ آج تو میرے لشکر نے قلعہ پر حملہ کیا تھا لیکن
قلعہ ہاتھ نہ آیا اور ہزارہا سوار اور پیدل کام آئے لیکن کل مین تن تنہا اس قلعہ پر حملہ کرکے در قلعہ کو
گرز گران سے توڑ کے اہل قلعہ کو قتل کرونگا کسی کو زندہ نہ رکھونگا یہ کہکر نعمان نے افسران فوج کو حکم دیا کہ
طبل جنگ میرے نام پر بجواؤ کل مین اکیلا قلعہ پر حملہ کرکے اور داخل قلعہ ہوکے پہلے امیر کو قتل
کرونگا ناظرین پر واضح ہو کہ نعمان کو ابتک یہ معلوم نہین ہے کہ حمزہ صاحبقران قلعہ زجرود
مین ہین الغرض افسران فوج نے طبل جنگ بنام نعمان بن منظر شاہ یمنی بجوایا خاص و عام طبل جنگی
کے بجنے سے آگاہ ہوئے کہ صبح کو نعمان یکہ و تنہا قلعہ پر حملہ کریگا بعد بجنے طبل جنگ کے نعمان تو اپنی
بارگاہ مین فرش خواب پر استراحت پذیر ہوا افسران فوج اپنے خیام مین گئے اکثر سوار اور پیدل واسطے
طلایہ کے اُٹھے اور گرد لشکر پھرنے لگے لیکن اب کچھ حال خواجہ عبدالمطلب کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب
آفتاب غروب ہوا اور نعمان بدرجۂ ناچاری بے نیل مرام طبل بازگشت بجوا کر باقیماندہ فوج کو ہمراہ اپنے
لیکر طرف اپنی بارگاہ اور خیام کے چلا گیا اُسوقت خواجہ عبدالمطلب نے سجدۂ شکر درگاہ خدا مین ادا کیا
اور گولہ اندازون کو بوجہ کارگذاری اور جوانمردی کے انعام کثیر دیا گولہ انداز وغیرہ انعام وافر پاکے نہایت

فناہ ہوئے اور خدمت خواجہ عبد المطلب مین عرض کرنے لگے کہ انشاء اللہ کل ہم مردمان لشکر نعمان کو مثل آج
کے گولے مار کر ہلاک کرینگے اور اس قلعہ مین حتے الامکان آنے نہ دینگے خواجہ عبد المطلب گولا اندازون
وغیرہ کی گفتگوے جرأت آمیز سنکے خوش ہوئے اور پھر سامان جنگ بخوبی کیا مگر جسوقت نعمان نے میدان مصاف
سے جاکر طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا اور خواجہ عبد المطلب کو معلوم ہوا کہ صبح کو نعمان خود اس قلعہ پر حملہ کریگا
اسوقت خواجہ عبد المطلب کو نہایت تردد ہوا اور خیال کیا کہ نعمان پہلوان زبردست ہے کچھ عجب نہین
کہ اس قلعہ کے در کو گرز گران سے توڑ کر اور داخل قلعہ ہو کر ہم سب کو قتل کرے الغرض خواجہ عبد المطلب نے
یہ خیال کر کے فی الفور یہ نامہ اپنے فرزند دلبند سعادت نشان حمزۂ صاحبقران کو لکھا نامہ اے نور نظر پارہ
جگر آگاہ ہو کہ نعمان بن منظر مع لشکر کثیر یہان آیا ہے اور ایک لڑائی ہمسے لڑ چکا ہے کل خود وہ ہمارے قلعہ پر
حملہ کریگا نہین معلوم انجام کیا ہوگا لیکن بظاہر آثار اچھے نہین معلوم ہوتے ہین کیونکہ ہم قلعہ بند ہین
اور نعمان کہ پہلوان زبردست ہے قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے ہے پس تمکو لازم ہے کہ بمجرد پہونچنے اس نامہ کے بہ تعجیل
تمام یہان آؤ اور اپنی شکل ہمکو دکھاؤ تاکہ ہنگام مرگ تمکو دیکھ لین حسرت دیدار باقی نرہجاے فقط زیادہ دعا
جسوقت نامۂ مندرجۂ بالا خواجہ عبد المطلب تحریر کر چکے اُسوقت اہل قلعہ سے پوشیدہ ایک شتر سوار کو وہ نامہ
دے کر فرمایا کہ اس نامے کو بہت جلد میرے فرزند دلبند کو پہونچاوے شتر سوار مذکور نے نامۂ مسطور خواجہ
عبد المطلب سے لیکر اپنی دستار مین رکھا اور ایک شتر تیز رو پر سوار ہو کر اور قلعہ کے اور ایک دروازے سے
نکل کے جانب قلعہ زہجرود بعجلت روانہ ہوا اور بعد قطع منازل جب در قلعہ زہجرود پر پہونچا اُسوقت ناقہ
کو روک کے ملازمان فریدون شاہ زہجرودی سے کہنے لگا کہ جلد تر حمزۂ صاحبقران سے میرے حاضر ہونے
کی یون خبر کرو کہ ایک ناقہ سوار نامہ خواجہ عبد المطلب کا لیکر در دولت پر حاضر ہوا ہے امیدوار ہے کہ خدمت
عالی مرتبت مین حاضر ہو کر نامہ کو دے ملازمان فریدون شاہ زہجرودی نے فی الفور خدمت حمزۂ
صاحبقران مین حاضر ہو کر ناقہ سوار کے آنے کی اطلاع کی حمزۂ صاحبقران نے ناقہ سوار کو اپنے پاس
طلب کیا جب وہ ناقہ سوار خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوا اور بعد ادب شرایط دعا و ثنا بجا لاکر
اپنی دستار سے نامہ خواجہ عبد المطلب کا نکالکر امیر با توقیر کو دینے لگا حمزۂ صاحبقران اپنے والد ماجد
کی تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوئے اور نامہ شتر سوار سے لیکر اور لفافہ نامہ کا چاک کر کے نامہ خود پڑھا
اور حال مندرجۂ نامہ سے بخوبی آگاہ ہو کر ناقہ سوار کو خلعت و زر مرحمت فرمایا اور اُسیوقت حکم دیا کہ کل
فوج ہماری تیار ہو اور سرداران ذیوقار بھی مسلح ہون المختصر جب فریدون شاہ زہجرودی اور جملہ
سرداران عالی وقار مع مردمان فوج و لشکر بعجلت مسلح ہو چکے اُسوقت حمزۂ صاحبقران بھی مسلح
ہو کر پشت مرکب خنگ سیہ قرطاس پر سوار ہوئے لشکر مین طبل سفر بجا حمزۂ صاحبقران لشکر کئی لاکھ سواران
جرار کا لیکر مثل باد تند قلعہ زہجرود سے جانب اپنے والد کے روانہ ہوئے امیر با توقیر کا حال توآئندہ لکھا
جائیگا لیکن اب حال اہل قلعہ اور نعمان بن منظر کے لشکر کا تحریر کیا جاتا ہے کہ گولا انداز توپون کو صاف کر رہے
ہین تھیلیان بارود اور گولون کی عنقریب توپون کے رکھ رہے ہین اکثر گولا انداز توپین بھر رہے ہین
تیرانداز تیرون کو درست کر رہے ہین خواجہ عمرو خدمت خواجہ عبد المطلب مین حاضر ہین خواجہ
عبد المطلب کرسی پر تشریف رکھتے ہین لیکن پریشان خاطر ہین اس طرف نعمان بن منظر شاہ

بارگاہ مین سو رہا ہے لشکری سامان جنگ کر رہے ہین بعضے تلوارون پر صیقل کر رہے ہین اکثر تیرون کو ترکشون مین بھر رہے ہین کچھ سوار اور پیدل طلایہ لشکر کے واسطے اٹھے ہین لشکر کے گرد پھر رہے ہین اور صدائین حاضر باش اور ناظر باش کی دے رہے ہین مہتابین وغیرہ روشن ہین میدان مصاف مین ہزارہا سوار اور پیدل قتل کیے ہوئے پڑے ہین جو زخمی ہین وہ خیام مین پڑے ہوئے کراہ رہے ہین بعضے افسران فوج سو رہے ہین بعضے بیدار ہین اکثر لشکری باہم یہ کہتے ہین کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے یہ قلعہ ہاتھ آتا ہے یا نہین آج تو ہر چند چاہا کہ قلعہ مین داخل ہون لیکن کسی طرح نہ پہونچ سکے اور ہمارے لشکر کے جوان ہزارہا کام آئے بعضے لشکری انکی گفتگو سنکے انکو یہ جواب دیتے تھے کہ صبح کو دیکھ لینا ہمارے افسر نعمان پہلوان اس قلعہ کو لے لینگے اہل قلعہ کو تہ تیغ کرینگے کسی کو زندہ نہ چھوڑینگے اسی طرح تا دیر مردمان فوج نعمان مین باہم گفتگو رہی بعضے کہتے تھے کہ اس قلعہ کا ہاتھ آنا مشکل ہے اکثر کہتے تھے تسخیر قلعہ بہت آسان ہے الحاصل جب وہ وقت آیا کہ فوج انجم خبر آمد شاہ خاور سے قلعۂ افلاک مین پوشیدہ ہونے لگی اور شاہ انجم سپاہ کا بھی چہرۂ پرنور بخوف شاہ خاور متغیر ہونے لگا سپیدۂ سحر جانب مشرق ظاہر ہوا اور گریبان صبح کثرت صدمہ سے بوجہ قلعہ بند ہونے اہل اسلام کے چاک ہوا ظلمت شب کافور ہوئی زمین روشنی سحر سے پرنور ہوئی مرغان خوش الحان سحر چہچہے کرنے لگے اور موافق اس بند مخمس کے ذکر خدا مین مصروف ہوئے

بند مخمس

طاعت حق کو بجا لاتے ہین سب صبح و مسا ＋ اس مین جن ہون کہ بشر یا کہ ہون مرغان ہوا ＋ جھوٹھ کہتا نہین مین قول ہے یہ راست مرا ＋ شور و غوغا سے سمجھے نہ کوئی دل مین ذرا ＋ کہ یہم ذکر خدا کرتے ہین مرغان سحر ＋

علاوہ طائران خوش آواز کے اہل اسلام بھی واسطے ادائے فریضہ سحری کے اٹھے موذن نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا نمازگذارون نے وضو کرکے نماز سحر بصد خضوع و خشوع پڑھی خواجہ عبد المطلب نے بھی بعد پڑھنے نماز سحر کے دونون ہاتھ اپنے جانب آسمان برائے دعا بلند کیے اور یہ اشعار زبان پر جاری کیے

اشعار

سوا تیرے نہین کوئی معاون
مرا مشکل تو آسان دور کر
دلون مین ان سیہ قلبون کے یارب

خداوندا بحق نوح و یوسف
تو ہی میری اعانت جلد تر کر
مجھے گھیرا ہے ان سب کافرون نے
چراغ نور ایمان جلوہ گر کر

مرے حال پریشان پر نظر کر
الٰہی جلد تر باغ جہان مین
مظفر مجکو ان پر جلد تر کر

بعد دعا کرنے کے جب خواجہ عبد المطلب بالائے قلعہ تشریف لاکر کرسی جواہر نگار پر بیٹھے افسران فوج نے بعد سلام نذرین دین گولا اندازون نے سو توپین سلامی کی فیرکین بعد اسکے حسب الحکم گولا انداز قریب توپون کے کھڑے ہوئے تیرانداز تیر افگنی پر لیس ہوئے خواجہ عمرو نے کمین مین تیر رکھا اسطرف تو اہل قلعہ آمادۂ جنگ اور مستعد کارزار ہوئے لیکن اب حال نعمان بن منذر شاہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب سحر ہوئی اور آفتاب فلک پر نمایان ہوا نعمان بن منذر شاہ بیدار ہوا اور فرش خواب سے اٹھا اور بعد عملیات امور ضروری سے فرصت حاصل کرکے مسلح ہوا جب بارگاہ سے نکلا افسران فوج وغیرہ نے سلام کیا نعمان نے حکم کیا جلد تر مسلح ہو بمجرد حکم نعمان کے جملہ افسر اور سوار و پیدل مسلح ہوئے جسوقت نعمان گھوڑے پر سوار ہوا اسوقت تمام افسران فوج اور سوار بھی مرکبون پر سوار ہوئے طبل جنگی بجنے لگے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رسالون اور پلٹنون مین باجے جنگی بجے علمدار لشکر کے پھریرے کھلے افسرون نے سوارون کے پرے جمائے پلٹنین پیدلون کی صف بستہ ہوئین نعمان بن منذر شاہ اپنے لشکر سے چالیس قدم آگے بعہدۂ سپہ سالاری چلا

پیچھے نعمان کے جملہ سواران اور پیدلون نے قدم اٹھائے جب نعمان عرصہ مصاف مین آیا اپنے لشکر کو میدان
رزم مین ایسی جگہ ٹھہرایا کہ جہان گولا نہ پہونچ سکے اور افسران فوج سے کہا کہ اب مین اس قلعہ پر حملہ کرتا ہون جسوقت
در قلعہ توڑکر داخل قلعہ ہون تم لشکر کو لیکر میرے پاس چلے آنا افسران فوج نے عرض کیا کہ جس طرح آپ نے کہا ہی
ایسا ہی ہوگا غرض نعمان نے افسران فوج کو سمجھا کر اور اُنسے رخصت ہوکر اور لات منات کے نام زبان پر جاری
کر کے گھوڑے کو جانب قلعہ بڑھایا ادھر اہل قلعہ نے دیکھا کہ نعمان بن منظر شاہ اسلحۂ زیب تن کیے ہوئے
گھوڑے پر سوار ہی اور بائین ہاتھ مین اُسکے سپر فراخ دامن ہی اور داہنے ہاتھ مین گرز گران سر ہی اور گھوڑے
کو جولان کرتا ہوا اس طرف آتا ہی جسوقت خواجہ عبدالمطلب نے ملاحظہ فرمایا کہ نعمان برائے قلعہ گیری
آتا ہی خواجہ عبدالمطلب نے گولا اندازون کو حکم دیا کہ گولے اس حریف کو تاک کے مارو ای بہادرو اس
دشمن کو قلعہ مین نہ آنے دو اور اس طرح تاک کر اس پہلوان کو گولے مارو کہ مثل روئی کے گالے کے اڑ جا
بحرد حکم کے گولا اندازون نے نعمان کو تاک تاک کر گولے مارنا شروع کیے تیر اندازون نے تیر مارے
خواجہ عمرو نے گوپھن مین پتھر رکھکر اور تاک تاک کے نعمان کے صدر و سر کو ہر چند لگائے لیکن نعمان
بن منظر شاہ گولون سے بچتا ہوا اور تیرون اور پتھرون کو سپر پر روکتا ہوا اور آگے بڑھا جب
گولا اندازون نے دیکھا کہ نعمان ابھی تک زندہ ہی اور گھوڑے سے نہین گرا اُسوقت گولا اندازون نے اسقدر
گولے مارے کہ میدان مصاف کو گویا کرۂ نار کر دیا راوی کہتا ہی کہ اُسوقت توپون کی آواز سے زمین
بار بار لرزتی تھی اور قلعہ فلک ہلتا تھا ساکنان قلعۂ فلک کے کانون کے پردے پھٹے جاتے تھے زیر آسمان
ایک دھوئین کا آسمان تھا شیران دشت نے اپنے مسکن توپون کی آواز ہیبتناک کے ڈر سے چھوڑ دیے
تھے فیلان کوہ پیکر دور دور بھاگ گئے تھے گولا انداز قلعہ سے گولے کیا مارتے تھے گویا نعمان
پر آسمان سے آگ برستی تھی اور تیر تیر اندازون کے نعمان پر اس طرح گرتے تھے جس طرح مرغان شکاری
اپنے صید پر گرتے ہین لیکن نعمان بن منظر گولون سے اپنی جان بچاتا ہوا اور دریائے آتش مین شناوری
کرتا ہوا تیرون کو سپر فراخ دامن پر روکتا ہوا اپنے سراپا کو بچاتا ہوا قریب خندق آیا اور نعرہ کیا کہ اے
اہل قلعہ ہوشیار ہو جاؤ کہ مین آپہونچا اب میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جاؤگے اس طرح تمکو قتل کرونگا کہ تمھارے حال پر
مرغان ہوا اور ماہیان دریا افسوس کرینگے اور تمکو ذرا رحم نہ آئیگا جب گولا اندازون نے نعرہ نعمان بن
منظر کا سنا فوراً گولا اندازی موقوف کی اور فصیل قلعہ سے تلوار اور تیر اور نیزے لگانے شروع کیے بعضون
نے گرم گرم تیل کے کڑھاؤ ڈالے اکثر خس و خاشاک نعمان پر پھینکا عیارون نے پتھر لگائے اُسوقت اکثر
اہل اسلام دعا کرنے لگے خصوصاً خواجہ عبدالمطلب نے عمامہ اپنے سر سے اُتار کر اپنے ہاتھون پر رکھا
اور ہاتھ اپنے طرف آسمان کے بلند کر کے بعد گریہ و زاری درگاہ باری مین اس طرح دعا کی کہ اے قاضی الحاجات
یہ وقت یاری ہی اور اے مسبب الاسباب یہ ہنگام مددگاری ہی خداوندا اس پہلوان کے شر و فساد سے ہم
سب کو بچا اور اس کافر زبردست کے ہاتھ سے ہمکو ہلاک نہ کر اے پروردگار تو نے یوسف کو چاہ مین بچایا اور
یونس کی شکم ماہی مین حفاظت کی اور ابراہیم اپنے خلیل پر آگ کو سرد کر دیا اسی طرح یا ارحم الراحمین ہمکو بھی
کافر کے ہاتھ سے بچا اور اپنی قوت کاملہ سے کوئی سبب ایسا پیدا کر کہ باعث ہماری بہبودی اور زندگی کا ہو جسوقت
خواجہ عبدالمطلب نے بتضرع و زاری درگاہ جناب باری مین دعا کی فوراً تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا اُسوقت نعمان

نے چاہا تھا کہ خندق کو پھاند کر قلعہ کو گرز گران سر سے توڑوں اور داخل قلعہ ہوں یکایک سمت صحرا سے ایک ایسا غبار عظیم اُٹھا کہ روے آفتاب چھپ گیا نعمان بن منظر متحیر ہوکر جانب گرد و غبار دیکھنے لگا اور اہل قلعہ جو تیر قلعہ سے مارتے تھے اُنکو اپنی سپر پر روکنے لگا جب وہ غبار کسی قدر برطرف ہوا نعمان نے دیکھا کہ فوج کثیر بہت جلد اس طرف چلی آتی ہے نشانہا ے فوج بلند ہیں اور تیر و سنانہاے نیزہ ہزارہا چمکتی ہیں اُس طرف حمزۂ صاحبقران نے اہل قلعہ کو تیر و غیرہ لگاتے دیکھکر خیال کیا کہ شاید نعمان در قلعہ تک پہونچ گیا ہے اہل قلعہ مضطر اور پریشان ہیں یہ خیال کرکے حمزۂ صاحبقران نے دہن سے یہ نعرہ کیا نعرہ فلک رفعت و ماہ برج عطاد امیر عدو نبرد کشور کشا جسوقت مردان نے نعرۂ امیر با توقیر سنا اور قلعہ سے حمزۂ صاحبقران کو مع لشکر کثیر آتے دیکھا نہایت شاد ہوے اور رنج و صدمہ غم سے آزاد ہوئے خصوصاً خواجہ عبد المطلب اپنے فرزند کو عین وقت پر آتے ہوئے دیکھکر از حد خوش ہوئے اور سمجھ گئے کہ خدا نے میری دعا مستجاب کی لیکن نعمان نے جو نعرۂ امیر با توقیر سنا نہایت متعجب ہوا اور خیال کرنے لگا کہ امیر کہاں گئے تھے جو اسقدر فوج لیکر اس طرف سے آتے ہیں میں تو یہی جانتا تھا کہ امیر اسی قلعہ میں ہیں خیر اب معلوم ہوتا ہے کہ امیر کی قضا امیر کو کشان کشان لائی ہے میرے ہاتھ سے بچنا امیر کا محال ہے اب بہتر یہی ہے کہ پہلے مردان قلعہ سے امیر کو قتل کروں یہ خیال کرکے نعمان نے چاہا تھا کہ قلعہ کی طرف سے لجام فرس کو پھیراؤں اور امیر سے مقابلہ کروں ناگاہ حمزۂ صاحبقران بھی عنقریب قلعہ پہونچے اور نعمان کو خندق قلعہ پر دیکھکر پکارے کہ اے نعمان اگر تجکو دعوی مردانگی ہو تو آ مجھسے مقابلہ کر نعمان یہ گفتگوے امیر با توقیر سنکے بصد غضب قلعہ کی جانب سے پلٹا اور لگا دزن ہوا مردان قلعہ و مردمان ہر دو لشکر نے دیکھا کہ پانچ قدم مرکب نعمان کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم فرس حمزۂ صاحبقران پسپا ہوا نعمان یہ طاقت و قوت حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوا اور پھر بصد قہر و غضب اپنے گھوڑے کو رانوں میں داب کے آگے بڑھایا اور تیغہ گرانبار میان سے کھینچکر سر امیر با توقیر پہ لگایا حمزۂ صاحبقران نے بار تیغ گرانبار کی نظر کرکے جب قریب سپر کے وہ تیغہ آیا اس زور سے دستانہ مارا کہ تیغہ نعمان کا سپر پر ٹوٹ پڑا فوراً امیر با توقیر نے نعمان کے بند دست پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا نعمان نے امیر کی کمر میں ہاتھ ڈالا باہم اس درجہ زور کیا کہ گھوڑا النعمان کا پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گیا اور مرکب خنگ سیہ قیطاس بھی ہانپنے لگا اُسوقت شاطر پکارے کہ اے بہادران جہاں گھوڑوں سے اترکے باہم کشتی لڑو گھوڑے بیچارے تمھارے زور کے نہونگے یہ تقریر شاطران خوش تدبیر کی سُنکے نعمان اور حمزۂ صاحبقران آستینیں چڑھاکے اور دامنوں کو لپیٹ کر مرکبوں سے کود کر زمین پر آئے اور باہم کشتی لڑنے لگے اور ہنرہاے پہلوانی ظاہر کرنے لگے راوی کہتا ہے کہ دور دن تک برابر کشتی ہوئی مگر کسی کی پشت آشنا زمین سے نہیں ہوئی دوسرے روز ہنگام شام نعمان نے سر اپنا سینہ حمزۂ صاحبقران سے ملاکر بقوت تمام ایسا ریلا کہ تین قدم حمزۂ صاحبقران اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ گئے بعد تین قدم ہٹنے کے امیر نے اپنا لنگر زمین پر قائم کیا پھر ہر چند نعمان نے زور کیا لیکن امیر با توقیر کو ذرا بھی جنبش نہوئی آخرش زور ہنوا تر کرکے نعمان پسینے میں تر ہوگیا اور ہانپنے لگا ہاتھوں کی اُنگلیوں سے بوجہ زور کرنے کے خون ٹپکنے لگا ناچار اور مجبور ہوکر پنجہ کمر حمزۂ صاحبقران کو چھوڑ دیا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے سر اپنا سینہ نعمان سے ملاکر اُسی طرح ریلا نعمان پیچھے ہٹنے لگا

یہانتک کہ دس قدم تک نعمان پیچھے ہٹا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے نعمان کی زنجیر کمر پنجہ کے توڑے مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ اللہ اکبر کرکے زمین سے اُٹھا لیا اور اپنے سر سے بلند کرکے زمین پر گرایا اور فوراً سینۂ نعمان پر جبھکر کہا کہ اے پہلوان دیکھا تونے قدرت پروردگار کو کہ تجھ ایسے پہلوان کو مین نے کس طرح زیر کیا اب دین اسلام کے اختیار کرنے مین تو کیا کہنا ہے نعمان بن منظر حمزۂ صاحبقران کی یہ قوت و طاقت اس سن و سال مین دیکھکر اور دین اسلام کو اچھا جانکر عرض کرنے لگا کہ اے امیر باتوقیر مین نے اطاعت آپ کی اختیار کی مجھکو مسلمان کیجیے حمزۂ صاحبقران سینہ نعمان سے اُٹھے اور نعمان کو کلمہ پڑھایا نعمان کلمہ صدق دل سے پڑھکر مسلمان ہوا اور قدم امیر پر گرا امیر باتوقیر نے سر نعمان کو اپنے قدم سے اٹھاکر سینہ سے لگایا خواجہ عبد المطلب و سرداران حمزۂ صاحبقران وغیرہ خوش ہوئے جب نعمان کلمہ پڑھکر مسلمان ہوچکا اُسوقت اُسنے باآواز بلند اپنے افسران فوج اور جملہ لشکریون سے کہا کہ اے بھائیو مین نے تو دین اسلام قبول کیا اور اطاعت حمزۂ صاحبقران اختیار کی اور رفاقت نوشیروان کی کہ وہ ایک کافر ہے چھوڑ دی اب تم لوگ تمکو کیا منظور ہے میرے نزدیک تو یہی مناسب اور بہتر ہے کہ تم بھی میری طرح دین اسلام اختیار کرو اور اطاعت حمزۂ صاحبقران کی قبول کرو دیکھو پھر ایسا مولا قدرشناس نہ پاؤگے پچتاؤگے آیندہ تمکو اختیار ہے جب یہ گفتگو نعمان بن منظر شاہ یمنی کی افسران فوج اور لشکریون نے سُنی خیال کیا کہ اب منظر شاہ کے پاس بھی جا نہین سکتے کیونکہ وہ پہلے ہی نعمان کے مسلمان ہوچکا ہے اور ہمارا سپہ سالار کچھ سمجھ کے مسلمان ہوا ہے اب ہمکو بھی لازم ہے کہ ہم بھی دین اسلام اختیار کرین اور رفاقت نعمان سے سرکشی نہ کرین اور لات و منات وغیرہ اصنام کی پرستش سے باز آئین یہ خیال کرکے سب کے سب خدمت صاحبقران اور نعمان بن منظر مین حاضر ہوئے اور سب نے سر اپنے پائے امیر باتوقیر پر جھکائے حمزۂ صاحبقران نے سب کو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا پھر تمام مردان لشکر کو حکم دیا کہ کمرین کھولین اور جشن کا سامان کرین بمجرد حکم امیر باتوقیر کے بارگاہین استادہ ہوئین اور خیام برپا ہوگئے سامان جشن ہونے لگا در قلعہ کھلا امیر باتوقیر اپنے والد ماجد خواجہ عبد المطلب کی خدمت مین حاضر ہوئے خواجہ عبد المطلب نے خوش ہوکر حمزۂ صاحبقران کو سینہ سے لگایا مردان قلعہ نہایت شادمان ہوئے خواجہ عمرو بھی بہت خوش ہوئے بعد اسکے حمزۂ صاحبقران کعبہ مین تشریف لے گئے اور اپنے جملہ بزرگون اور احباب سے ملے ہر ایک شخص امیر باتوقیر سے معانقہ کرکے خوش ہوا جب حمزۂ صاحبقران فرودگاہ لشکر پر آئے ملاحظہ فرمایا کہ جملہ بارگاہون اور خیام مین فرش نفیس بچھا ہے اور دنگلون پر بعضے سرداران عالی وقار بیٹھے ہین اور اکثر جواہر نگار کرسیون پر متمکن ہین جملہ سامان عیش و عشرت مہیا اور موجود ہے نازنینان خوبرو اور خوش گلو حاضر ہین جسوقت حمزۂ صاحبقران اپنی بارگاہ مین تشریف لائے نعمان بن منظر اور کرتیت سپہر گردان اور سیف ذوالیدین وغیرہ سرداران ذیوقار واسطے تعظیم حمزۂ صاحبقران کے دنگلون سے اُٹھ کھڑے ہوئے جب حمزۂ صاحبقران اپنے دنگل پر بیٹھے حکم کیا کہ ارباب نشاط ہر ایک بزم عشرت مین آئین بمجرد حکم امیر باتوقیر کے نازنینان خوبرو اور خوش گلو مع اپنے سازندون کے ہر ایک بارگاہ اور خیام مین حاضر ہوکر روبروے ارباب بزم رقص و نغمہ کرنے لگین اور دلہاے ارباب بزم اپنے رقص و نغمہ سے خوش کرنے لگین ہر طرف غلغلۂ شادمانی بلند ہوا اسی طرح ایک نازنین مہ جبین خورشید جمال زہرہ خصال نہایت خوبصورت اور کمسن پیشواز زرتار

پہنکے اور سازندون کو اپنے ہمراہ لیکر بصد ناز و ادا مسکراتی ہوئی ہر قدم ناز سے اٹھاتی ہوئی دلہا سے جوانان فوج کو مثل سبزہ پامال کرتی ہوئی دل عشاق لیتی ہوئی اکثر جوانون کو تیغ ادا سے مجروح کرتی ہوئی داخل بارگاہ فلک اشتباہ حمزۂ صاحبقران ہوئی نعمان بن منذر اور کرتیت سپہر گردان اور سیف ذوالیدین وغیرہ سرداران عالیوقار اُس مہ رخسار کی کاکل زیبا دیکھکر مائل ہوئے سب کے دل پہلوون مین بیقرار ہوئے لیکن بلحاظ حمزۂ صاحبقران خاموش بیٹھے رہے اور حمزۂ صاحبقران بھی اُس نازنین کے جمال عدیم المثال کو دیکھکر متحیر ہوئے جب وہ نازنین روبرو سے حمزۂ صاحبقران حاضر ہوئی بعد درستی ساز سازندون کے وہ خوبرو بصد ناز و ادا اور ہزار عشوہ و کرشمہ رقص کرنے لگی اور اہل بزم کے دلون کو مانند حنا پا مثل سبزہ پامال کرنے لگی بعد ناچنے کے اُس خوش گلو نے یہ غزل شروع کی غزل

کہ وہ مجھے کہانی داستان قصہ گلا یہ بھی
حجاب شیشہ مین بنت العنب ہے معتکف ہر دم
مرا دل مجھسے کہتا ہے ذرا یہ بھی ذرا یہ بھی
کبھی آیا نہ بھولے سے زبان تک نام عاشق کا
کہ اپنے دین دولت مین ہے محراب دعا یہ بھی
نہ لو ہاتھون مین دلکو حلقۂ گیسو مین رہنے دو
لحاظ خاطر احباب سے کہنا پڑا یہ بھی

وہ اپنے وعدۂ دیدار فردا کو اٹھا رکھین
مری توبہ کی ضد سے آجکل ہے پارسا یہ بھی
اگر ہو طالب دیدار دل مین جھانک کر دیکھو
تجھے اے بے مروت ہو گیا عہد وفا یہ بھی
بہت کڑھتا ہے لیتا ہے جب کوئی حسین دلکو
اڑا ماریگا اکدن آپ کا درد خفا یہ بھی

کہون کیا ہمنشین تقدیر کا میری لکھا یہ بھی
مین صدقے اپنی وحشت کے کہ دیتی ہے مزا یہ بھی
یہانتک آرزوئین ہین کہ جب لکھتا ہون خط انکو
کہ مشہور جہان ہے یار کی دولتسرا یہ بھی
حضور ابرو ے جانان مرادین کیون نہ مانگین ہم
دم بیگانگی دنیا ہے بولا آشنا یہ بھی
خلاف طرز کے خوگر نہ تھے تسلیم ہم لیکن

جسوقت یہ غزل اس مطربہ نے روبروے حمزۂ صاحبقران و دیگر صاحبان محفل عیش بالحان داؤدی گائی اُسوقت بعض سردارون نے خوش ہو کر نازنین سے کہا کہ اس قسم کی اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ اُس نازنین نے حسب فرمایش سرداران ذی عزت یہ غزل پرجوش و پردرد شروع کی غزل

ناز برداری مین گذری شب دل ناشاد کی
پیاری پیاری صورتین آفت ہین آدم زاد کی
کسقدر ہے جوہر عاشق کشی دل کو پسند
آبرو رکھ لی خموشی نے مری فریاد کی
لوٹتا ہے گلچین ہے فکر دام مین صیاد ہے
اڑ گئی رنگت رخ صبح مبارکباد کی
دم ہے جبتک چار دیوار عناصر ہے بپا
بن گئی تیشہ سے آخر جان پر فرہاد کی
داغ دل کے ساتھ بے برگی بھی لازم ہے مجھے
شور ماتم نے ادا رسم مبارکباد کی
گردش خنجر سے پہلے مر گیا مین خستہ جان
جل رہی تھی شمع اپنے خانۂ برباد کی

تھی کبھی منت خموشی کی کبھی فریاد کی
ذبح ہو کر خون سے بلبل نے پیدا کی بہار
تیغ بنواتا ہے قاتل تیشۂ فرہاد کی
روح جب گھبرا کے نکلی مل گیا تن خاک مین
کون روئے بیکسی پر بلبل ناشاد کی
حشر کا وعدہ ہے زیر خاک شبنم واسطے مین
خاک اڑتی ہو گی اکدن قصر بے بنیاد کی
رشک بیجا دیکھنا آیا جو حرف آہ بھی
لالے کا سینہ ملا قسمت ملی شمشاد کی
آج کیا ہے کسلیے ذکر وفا ہے بار بار
رہ گئی منہ دیکھکر حسرت دل جلاد کی
حسن بندش مین تلاش معنی نوخیز مین

آئینہ کے دل مین بھی رخنہ کرتی ہین جگہ
بوئے گل دیتی ہین کلیان دامن صیاد کی
شور بیتابی تو ہوا کر چکا تھا شکر ہے
خانۂ ویران نے کیا مٹی مری برباد کی
تیرہ روزی کیا کہون وقت ولادت دیکھکر
دیکھتا ہون راہ اپنی ہستی برباد کی
سخت طینت کا شریکحال ہونا قہر ہے
ضبط سے کیا کیا لب خاموش نے فریاد کی
اسقدر جینے سے تنگ آیا تھا مین جب مر گیا
سچ کہو کس سے ملے کس کی طبیعت شاد کی
خاک ہو کر بھی وہی باقی ہے سوز استخوان
چاہیے تسلیم تجکو پیروی استاد کی

جسوقت یہ غزل نازنین نے حسب فرمایش سرداران بزم عشرت مین بصد ناز و ادا گا کر تمام کی جملہ صاحبان بزم عیش غزل سُنکے مسرور ہوئے خصوصاً حمزۂ صاحبقران نہایت شادمان ہوئے اور اُس مطربہ حسینہ کو

انعام کثیر مرحمت کیا نازنین مذکور انعام وافر پاکر بزم عیش سے چلی گئی بعد جانے اُس نازنین خوبرو کے اور ایک نازنین سبزہ رنگ بپشواز دھانی زیب تن کرکے مع اپنے سازندون کے روبرو حمزۂ صاحبقران حاضر ہوئی اور بعد ناچنے کے یہ غزل اُسنے شروع کی

غزل

تری زلف و عادت کو پایے ہین کا تنر
کہ اب ہم نہین ناز اُٹھانے کے قابل
چراغ کلیسا ہین یا شمع کعبہ
کہ ہرگز نہین آب دامنے کے قابل
یہ طفلی یہ پردہ کوئی وجہ ہوگی
کہ ہم خود نہین منہ دکھانے کے قابل
قفس کی محبت کا یارب بُرا ہو
نہ تھے گر فلک شامیانے کے قابل
ہمین واعظو منہ برسات ہین بھی
ابھی ہین نظر ہین سمانے کے قابل
یہ دن سن ہین مہندی لگانے کے قابل
نہانے کے قابل ستانے کے قابل
کرے سجدہ کیا خاک یہ سر ہمارا
بہر حال ہم ہین جلانے کے قابل
مین کیونکر ہون داغ حسرت کے صدقے
نظاہر نہین منہ چھپانے کے قابل
بنایا فلک کاشش پیمانۂ مے
نہ رکھا ہمین آشیانے کے قابل
جو غدر چیا تھا تو کیا چھپ کے شب کو
تم آئے بڑے اک زمانے کے قابل
مقدر کی یہ بات ہے ورنہ تسلیم
عری جان ہو اب رنگ لانے کے قابل
بلاکر بٹھاتے ہو کیا پاس اپنے
نہین ہے ترے آستانے کے قابل
قفس مین ہین اک مرغ تصویر گویا
کہ ایک اک ہے چھاتی لگانے کے قابل
لحد مین سوے قبلہ کیا خاک دیکھین
کہ ہوتی ترے منہ لگانے کے قابل
سر قبر دو گز کی چادر تو ہوتی
نہ تھے خواب مین بھی تم آنے کے قابل
اگر خاک بھی ہین تو ہین خاک سرمہ
ابھی تم نہ تھے دل لگانے کے قابل

جب یہ غزل نازنین سبزہ رنگ نے روبرو حمزۂ صاحبقران و جملہ سرداران نوجوان بعد ناز و ادا گائی اُسوقت بعض سردارون کے دل بیچین ہو گئے اکثر سرداران نوجوان نقد دل سے اُس نازنین کے خریدار ہوئے اور حمزۂ صاحبقران بھی نازنین سبزہ رنگ کے گانے سے نہایت محظوظ ہوئے اور انعام کثیر اس نازنین کو بھی دلوا دیا القصہ اسی طرح تین شب و روز برابر نازنینان خوبرو و مہ جبینان خوش گلو بارگاہ و خیام مین روبرو ارباب بزم اعلے و ادنے گایا کین اور ہنگامۂ عیش و عشرت گرم رہا بعد تین روز کے جشن تمام ہوا جملہ نازنینان گل پیرہن و مہ جبینان غنچہ دہن انعام کثیر و وافر لیکر رخصت ہوئین بعد اختتام جشن کے حمزۂ صاحبقران اپنے والد ماجد کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ واسطے چندروز کے مجکو اجازت شکار کھیلنے کی دیجیے خواجہ عبد المطلب نے بعد خوشی اجازت دی حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو اور چند ملازمون کو اپنے ہمراہ لیکر اور جملہ سرداران نامی کو لشکر مین چھوڑ کر جانب صحرائے سبزہ زار واسطے شکار کے روانہ ہوئے اور صحرا مین پہونچکر شکار کھیلنے لگے

داستان آنا ہستام بن علقمہ خیبری کا مدائن مین مع فوج اور قتل کرنا عنتر فیل گوش کو اور جانا صحرا مین اور قید کرنا نوشیروان کو بعد اُسکے جانا ہستام کا جانب کعبہ اور قتل ہونا حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے۔ ساقی نامہ

پلا ساقیا مجکو اب وہ شراب
مجھے ہیگی تلخی سے نفرت کمال
پلادے اگر ہو مے لالہ رنگ
کہ اک دم مین ہو زیست اُسکی تمام
کو کی بادہ کش یون ہو پیوند خاک
ترے میکدہ مین جو ہو لاجواب
خبردار مجکو سوائے زلال
کرون آج رندون سے مین خوب جنگ
بعد جوش و جرأت دم وار و گیر
کرون ضرب گرز گران سے ہلاک
رہے تجکو میرا ذرا یہ خیال
جو تو دُرد دیگا تو ہوگا ملال
لگاؤن کسی رند پر یون حسام
لگاؤن کسی رند سر کش کو تیر
سر عرصۂ رزم مثل شیر آنہ آج

کسی زند سے چھین لون تخت و تاج
پلادے اگر تو مئے لالہ فام
ترے دور مین ہو ہنر کا بھی نام

محرران اخبار و کاتبان حال انقلاب چرخ کجرفتار اس داستان کو اس طرح لکھتے ہین کہ جب ہشام بن علقمہ
خیبری بارہ برس کا ہوا ملک گیری اور ناموری کا اسکو شوق ہوا ایک روز ہشام جو اپنے مکان سے نکلا ناگاہ
شور عظیم بازار مین بلند ہوا ہشام نے متحیر ہوکر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا ہی اُس شخص نے کہا کہ ملازمان
نوشیروان اس شہر مین واسطے تحصیل محصول آئے ہین جو کوئی دکاندار اہل پیشہ سر دست زر محصول نہین دیتا ہی
اُسکو ملازمان نوشیروان کوڑے مارتے ہین اور کہتے ہین کہ ابھی زر محصول ادا کر وہی دکاندار جنپر کوڑے پڑ رہے
ہین اُسوقت نالہ و فریاد کر رہے ہین جسوقت ہشام نے یہ تمام حال سنا اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ یہ
تو سراسر ظلم ہی مجکو لازم ہی کہ مین ملازمان نوشیروان کو کچھ سزا دون اور اس ملک کا خراج خود لون
اور ملک نوشیروان پر بھی چڑھائی کرون اور مدائن پر قبضہ کر لون یہ خیال کرکے ہشام نے اپنے
کئی ملازمون سے کہا کہ جلد بازار مین جاؤ اور ملازمان نوشیروان کو پکڑ لاؤ ملازمان ہشام فوراً بازار مین
گئے اور ملازمان نوشیروان کو زبردستی پکڑ لائے جسوقت ہشام نے ملازمان بادشاہ کو دیکھا نہایت
برہم ہوا اور اُنکے کان اور ناک کاٹ کر شہر سے نکلوا دیا ملازمان نوشیروان نالان و گریان بہیئت عجیب
و غریب جانب مدائن روانہ ہوئے اثنائے راہ مین جو شخص اُنکو دیکھتا تھا بے اختیار ہنستا تھا لڑکے اُنکے
پیچھے تالیان بجاتے تھے اور باہم بآواز بلند کہتے تھے کہ بھائیو ان نکٹون کو پکڑ لو جانے نہ دو وہ بیچارے
آفت کے مارے طفلان شوخ و شریر کے پریشان کرنے اور ستانے سے بے اختیار بھاگتے تھے لڑکے
اور زیادہ اُنکو ستاتے تھے غرض اس صورت سے وہ سب خدمت نوشیروان مین پہونچے اور تمام حال بیان
کیا نوشیروان کو نہایت غصہ آیا اور ارادہ کیا کہ کسی سردار کو روانہ کیا جائے تاکہ وہ ہشام کو سزائے سخت
دے لیکن نوشیروان نے غصہ کو ضبط کرکے کسی سردار کو روانہ نہین کیا ادہر ہشام نے بعد شہر بدر کرانے
ملازمان نوشیروان کے اہل شہر سے تاکید کی کہ اب تم نوشیروان کے کسی ملازم کو ایک کوڑی بھی نہ دینا
اور اس شہر کا خراج ہماری سرکار مین داخل کرنا اب تم اپنا حاکم ہمکو تصور کرنا بعد اسکے ہشام نے بعجلت
بجمعیت چالیس ہزار سواران جرار سمت مدائن کوچ کیا اخبار نویسون نے یہ خبر اس طرح پر تحریر کی کہ ہشام
بن علقمہ خیبری نے مع چالیس ہزار فوج کے بارادۂ ملک گیری و بداندیشی جانب مدائن کوچ کیا ہی یقین ہی کہ
ہشام بدانجام ملک مدائن مین پہونچکر فتنہ و فساد برپا کرے جسوقت یہ مضمون اخبار مین نوشیروان
نے دیکھا فی الفور بزرجمہر کو طلب کیا جب بزرجمہر دربار مین آئے اور بیٹھے اُسوقت نوشیروان نے تمام
حال ہشام کی سرکشی کا بیان کیا اور پوچھا کہ اب ہشام کے بارے مین کیا تدبیر کیجائے اور کس طرح اسکو
سزائے معقول دیجائے مین خود ہشام سے مقابلہ کرون یا اپنے کسی سردار کو واسطے اُسکی گوشمالی کے
روانہ کرون بزرجمہر نے کہا اے شہریار عالی وقار وہ جو حضور نے خواب ہولناک دیکھا تھا اور زاغ سیاہ حضور
کو عالم خواب مین نظر آیا تھا اُس زاغ سیاہ سے مراد اسی ہشام بداندیش سے ہی فی الحال مجکو علم سے یہ ثابت
ہوتا ہی کہ تھوڑے دن حضور پر نہایت سخت ہین اور زمین ملک مدائن بھی قیام حضور کے واسطے مبارک نہین
ہی بلکہ ہر ایک سردار و ملازم حضور کے لیے بھی نامبارک ہی لہذا بہتر یہ ہی کہ حضور مع جملہ سواران ذی وقار
و پہلوانان یکتائے روزگار و شاہزادگان نامدار و جملہ پیدل و سوار کسی صحرائے سبزہ زار مین جو زمین ملک مدائن

سے علیحدہ ہو اور تشریف لیجائیں اور اُسی صحرا میں کہ چندے ایام بخش و سخت تک شکار کھیلیں اور وہیں فروکش ہوں شاید
اس زاغ سیاہ یعنی ہشام سے صدمہ حضور کو نہ پہونچے اور اگر حضور اس سرزمین سے کسی اور طرف نہ تشریف
لیجائینگے ہر طرح کے صدمے اُٹھائینگے اور مقابلہ کرنا ہشام سے حضور کو کسی طرح زیبا نہیں ہی کیونکہ حضور شہنشاہ
ہفت اقلیم ہیں اور ہشام بدانجام ایک ادنے ترین ملازمان حضور سے ہی لیکن واسطے سرکوبی اور گوشمالی ہشام کے
حضور کسی سردار کو واسطے حفاظت شہر کے مقرر فرمائیں جسوقت وہ بداندیش یہان آسے وہی سردار اس سے مقابلہ
کرے اور حتے الامکان ہشام کو قتل کرے جسوقت یہ تقریر بزرجمہر کی نوشیروان نے سُنی فہم و فراست
بزرجمہر کی تعریف کی اور موافق کہنے بزرجمہر کے عنتر فیل گوش کو کہ پہلوان زبردست سے تھا پچاس ہزار
سواران جرار سے ملک مدائن میں واسطے نگہبانی شہر کے چھوڑکر اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر اُسی روز سر
زمین مدائن سے کوچ کر گیا بختک اور بزرجمہر کو بھی ہمراہ لیا اور شہر مدائن سے نکل کے ایک صحراے
سبزہ زار میں بارگاہیں اور خیام برپا کیے اور اُسی صحرا میں فروکش ہوکر شکار کھیلنا شروع کیا نوشیروان
تو اُس صحرا میں قیام پذیر ہی اور شکار کھیلتا ہی اسکا حال پھر لکھا جائیگا لیکن اس جگہ کچھ حال ہشام بداندیش
کا تحریر کیا جاتا ہی کہ ہشام بدانجام طے منازل کرکے آٹھوین روز قریب مدائن پہونچا عنتر فیل گوش خبر آمد
ہشام نمک حرام سُنکے جلد تر قلعہ بند ہوا پل بختہ اُٹھوالیا خندق کو پانی سے لبریز کرادیا دروازہ قلعہ کا بند کرلیا
اور قلعہ پر صدہا بلکہ ہزارہا توپین لگادین بعد اس انتظام کے عنتر فیل گوش باطمینان تمام مع فوج وغیرہ
قلعہ مین بیٹھا اور انتظار ہشام کا کرنے لگا جب ہشام عنقریب مدائن آیا قلعہ مدائن دیکھا کہ در قلعہ بند ہی فوراً
ہشام نے قلعہ کا محاصرہ کیا عنتر فیل گوش نے گولہ اندازون کو حکم دیا کہ ہشام کی فوج پر گولے مارو بموجب
حکم عنتر فیل گوش گولہ انداز گولے مارنے لگے اور مردمان فوج ہشام کو ہلاک کرنے لگے ہرچند ہشام نے
کئی روز تک برابر قلعۂ مدائن پر حملہ کیا لیکن عنتر فیل گوش نے قلعہ مین نہ آنے دیا اور صدہا سواران لشکر
ہشام کو ہلاک کیا مگر ہشام محاصرہ قلعہ سے باز نہ آیا ایک روز عنتر فیل گوش نے یہ خیال کیا کہ ہشام کئی دن
سے قلعہ کو گھیرے ہوئے ہی اور مین باین زور و قوت و سپاہ قلعہ بند ہون اگر یہ خبر بادشاہ سُنیگا تو مجھکو بہادر
تصور نہ کریگا علاوہ اسکے ہشام مجھسے زیادہ دلاور اور بہادر نہوگا پس بہتر یہ ہی کہ مین اسکے خوف سے قلعہ
بند نہون اور دلیرانہ قلعہ سے نکل کے مقابلہ کرون اور ہشام کو تیغ کرون بادشاہ سے انعام کثیر کے
لینے کا مستحق ہون یہ خیال کرکے عنتر فیل گوش بجمعیت بیس ہزار سواران چیدہ و منتخب شہر سے باہر نکلا اور سامنے
ہشام کے صف آرا ہوا ہشام عنتر فیل گوش کو آمادہ جدال دیکھکر بہت ہنسا اور اپنی فوج کو آراستہ
کیا اور خود گینڈے پر سوار ہوکے سامنے عنتر فیل گوش کے آیا اور کہنے لگا ثابت ہوتا ہی کہ تیری قضا
تجھکو یہان لائی ہی تو مجھسے کیا مقابلہ کریگا میرے ہاتھ سے جلد تر مارا جائیگا اگر تجھکو اپنی جان عزیز ہی
تو مجھسے مقابلہ نہ کر اور میری اطاعت اختیار کر عنتر فیل گوش نے جواب دیا کہ او نمک حرام تو نے اپنے بادشاہ
سے بغاوت کی ہی ضرور تجھسے مقابلہ کرونگا اور ہرگز تیری اطاعت اختیار نہ کرونگا ہشام نے کہا اے عنتر
نہین معلوم تو کیا بکتا ہی بیکار مجھکو نمک حرام کہتا ہی ارے کیسا بادشاہ اور کیسا ولی نعمت بہادران عالم
جب تلوار کھینچ لیتے ہین کسی کا خیال کبھی نہین کرتے ہین اب مین ملک مدائن پہ بزور شمشیر قبضہ کرونگا تمام شہر
تاراج کردونگا خزانہ شاہی اپنے قبضہ و تصرف مین لاؤنگا اگر میرا کہنا نہین مانتا دیکھ پچتائیگا ابھی میرے

ہاتھ سے مارا جائیگا عنتر فیل گوش نے یہ گفتگوئے ہشام جو انجام سنکے بعد نگاوری کے اس طرح پر سینۂ
ہشام پر نیزہ مارا کہ سینہ ہشام کا زخمی ہوا ہشام نے عالت زخمداری مین تیغۂ آبدار کھینچکر بہ قہر و غضب اس زور
سے سر عنتر پر لگایا کہ راکب و مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے بعد قتل کرنے عنتر کے ہشام نے وہی تیغہ خون
آلود لیکر فوج عنتر پر حملہ کیا اور فوج ہشام نے بھی لشکر عنتر کو چار جانب سے گھیر لیا تلوار چلنے لگی جانبین
کے سوار قتل ہونے لگے ہشام نے تیغہ آبدار سے ہزارہا کو قتل کیا آخر کار لشکر عنتر کہ بے افسر تھا میدان
رزم سے جانب شہر بھاگا ہشام نے فوج عنتر کا تعاقب کیا جسوقت ہشام شہر مدائن مین داخل ہوا
شہر کو خوب تاراج کیا اور صدہا مردمان شہر کو قتل کیا اور دارالامارۂ شاہی مین داخل ہوکے تخت حکومت
اپنے قبضہ مین کیا کیونکہ نوشیروان تخت پر بیٹھکر صحرا مین نہین گیا تھا بعد اسکے ہشام نے کچھ
فوج اپنی چارون ناکون پر معین کی پھر ہشام نے نوشیروان کی تلاش کی لیکن کہین مدائن مین پتا
نوشیروان کو نہ پایا آخر مردمان شہر سے ہشام کو معلوم ہوا کہ نوشیروان مع جملہ فوج و لشکر جانب
صحرا واسطے شکار کے گیا ہی چونکہ ہشام خستہ تھا اور زخمی بھی تھا اسوجہ سے ہشام نے اپنی بارگاہ مین
قیام کیا اور دہ روز و شب بعیش و عشرت بسر کی اور زخم سینہ کا علاج کیا جب صبح ہوئی ہشام
اپنے فرش خواب سے اٹھا اور اسلحہ اپنے تن پر آراستہ کرکے اور بیس ہزار سواران جرار اپنے ہمراہ لیکر
جانب صحرا بجستجوے نوشیروان مین اس خیال سے چلا کہ جاکر نوشیروان کو قتل کر ڈالون یا گرفتار کرکے مطیع بنا
کردن ہشام تو مدائن سے طرف شکارگاہ نوشیروان کے جاتا ہی لیکن اب کچھ حال نوشیروان کا اس جگہ
تحریر کیا جاتا ہی کہ نوشیروان صحرائے سبزہ زار مین مع سردارون کے ہنگام سحر شکار طائران کر رہا تھا
ناگاہ ایک آہو نوشیروان کو نظر آیا نوشیروان نے اُس آہو کو تیر مارا وہ آہو تیر کھاکر ایک طرف بھاگ
نوشیروان نے اُس آہوے زخمی کا تعاقب کیا اور اسقدر تیز گھوڑے کو دوڑایا کہ تمام سردار عالیوقار
اور فوج و لشکر پیچھے رہ گئے فقط پندرہ سوار اور زنگک اور بزرجمہر ہمراہ رہے جب نوشیروان دور تک عقب
آہوے مذکور چلا آیا ناگاہ نوشیروان نے دیکھا کہ ایک پہلوان زبردست نہایت قوی ہیکل گینڈے
پر سوار ہی اور ہمراہ اسکے ہزارہا سوار ہین اس طرف بعید مہلت چلا آتا ہی نوشیروان پہلوان مذکور کو مع
فوج آتے دیکھکر ٹھہر گیا آہوے زخمی جست و خیز کرکے صحرا مین ایک جانب جاکر نظر سے مخفی ہوا اتنی دیر مین پہلوان
مذکور یعنی ہشام بن علقمۂ خیبری قریب نوشیروان پہونچا اور نوشیروان کو مع چند سوارون وغیرہ کے صحرا
مین پاکر نہایت خوش ہوا اور اپنے اقبال پر نازان ہوا اور نعرہ کیا منم ہشام بن علقمۂ خیبری ای نوشیروان
تیکو تیری ہی جستجو تھی یہ نعرہ کرکے فوراً ہشام نے اپنی فوج کے سوارون کو حکم کیا کہ نوشیروان کو گرفتار کرلو
سوارون نے بموجب حکم نوشیروان کو گرفتار کرلیا ہشام نے تاج بھی سر نوشیروان سے اتار لیا اور ایک قفس
آہنی مین قید کیا وہ چند سوار جو ہمراہ رکاب نوشیروان تھے ہشام کے ہمراہ فوج کثیر دیکھکر مقابلہ نہ کرسکے
جسوقت ہشام نوشیروان کو گرفتار کرچکا اُسوقت اکثر سواران نوشیروان جو پیچھے رہ گئے تھے آئے
اور نوشیروان کو گرفتار دیکھکر قصد کیا کہ ہشام کو قتل کرکے نوشیروان کو قید سے چھڑائین جب ہشام
نے دیکھا کہ سردار آگئے ہین یقین ہی کہ مجھسے مقابلہ کرین اور نوشیروان کو رہا کرلیجائین اُسوقت ہشام نے
نیزہ سر تیز سینۂ نوشیروان پر رکھدیا سرداران نوشیروان یہ حال دیکھکے بے اختیار بصد غیظ و غضب

جانب ہشام چلے اور کہنے لگے کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہی خبردار ہمارے بادشاہ کو ہلاک نہ کرنا ورنہ تیرے خون سے
زمین اس صحرائے سبزہ زار کی سرخ کردینگے اس اثنا مین اور ربت سے سردار آ پہونچے اور انھون نے
بتامل یہ واقعہ دیکھکر ہشام پر حملہ کیا نوشیروان نے اپنے سردارون کو لڑنے سے منع کیا اور کہا کہ اگر
تم میری زندگی چاہتے ہو تو ہشام سے مقابلہ نہ کرو کیونکہ جب تک تم ہشام کو قتل کروگے نیزہ ہشام
میرے سینے کے پار ہو جائیگا مرغ جان میرا قفس تن سے تڑپ کے نکل جائیگا پھر تمکو قتل کرنے سے ہشام
کے کیا فائدہ ہوگا وہ سردار یہ گفتگو سے نوشیروان سنکے ٹھہر گئے اور لڑنے سے باز آئے ناظرین نکتہ بین
پر واضح ہو کہ جب فلک کسی ادنے یا اعلے پر ظلم و جفا کرتا ہی اور دن بُرے ہوتے ہین تو کوئی تدبیر کسی
سے بن نہین پڑتی ہی اکثر اولوالعزم انقلاب فلک سے تباہ اور برباد ہوتے ہین اور جفائے چرخ کج رفتار
سے اقبال سلاطین جہان کا مبدل بادبار ہوتا ہی یہ مقام اعتراض کا نہین ہی کہ ہشام ایک ادنے
شخص نے نوشیروان سے شہنشاہ ہفت اقلیم کو اس طرح گرفتار کرلیا بلکہ یہ امر انقلاب فلک سے
قرین قیاس ہی غرض آمدم بر سر مطلب جسوقت نوشیروان نے سرداران کو لڑنے سے منع کیا اور سردار
بموجب ارشاد نوشیروان غصہ سے کانپ گئے اور کثرت صدمہ سے آنسو بہا کے ٹھہر گئے اسوقت بزرجمہر
نے ہشام سے یہ پوچھا کہ ای ہشام تو نے ہمارے بادشاہ کو کیون گرفتار کیا ہی اور سبب قید کرنے کا کیا
ہی ہشام نے جواب دیا ای بزرجمہر آگاہ ہو کہ مین اپنے زمانہ کا صاحبقران ہون بادشاہ کو اگر اپنی
جان عزیز ہی اور قتل ہونا منظور نہین ہی تو آج سے کل ممالک کا خراج مابدولت کو دیا کرین اور بابدولت کی
اطاعت کرین اسی واسطے فی الحال مین نے قید کیا ہی اگر بادشاہ تمھارے منظور کرینگے تو خیر ورنہ قتل
کرونگا اور تخت حکومت پر بیٹھکر خود حکومت کرونگا جب یہ گفتگو سے ہشام نوشیروان نے سنی اسوقت
نوشیروان نے کہا کہ ای ہشام جو کچھ تو نے کہا مجکو اس شرط سے منظور ہی کہ ایک لڑکا مسمے حمزہ کعبہ
مین رہتا ہی اور اُسنے بوجہ قوت و طاقت کے اپنے تئین صاحبقران مشہور کیا ہی اور مثل تیرے وہ
بھی طالب خراج ہی اگر تو جا کر اُسکو قتل کرے یا گرفتار کرکے اُسکو اپنا مطیع کرلے تو مین تجکو خراج دیا
کرون ہشام بدانجام نے اُس شرط کو بخوشی منظور کیا اور کہا کہ مین اُس طفل کا سر کاٹ کر جلد لیے
آتا ہون یہ کہکر ہشام نے اپنی فوج سے چالیس دلاورون کو منتخب کیا اور اُن سے کہا کہ مین تو
جانب کعبہ واسطے قتل کرنے حمزہ کے اور زمانہ کعبہ کی نگرانی کو جاتا ہون اور تمکو یہان چھوڑے جاتا
ہون خبردار نوشیروان کے سینہ پر ہر وقت سنان نیزہ رکھے رہنا اگر سرداران نوشیروان ارادہ
نوشیروان کے رہا کرنے کا کرین اور تمسے آمادہ جدال ہون تو فوراً سنان نیزہ سے نوشیروان کو
ہلاک کرڈالنا ہرگز ہرگز تامل نہ کرنا یہ کہکر وہ نیزہ جو خود سینۂ نوشیروان پر رکھے تھا ایک دلاور کو دیا اور کہا مثل
میرے تو بھی سینۂ بادشاہ پر نیزہ رکھے رہنا اگر کسی ضرورت کو جانا تو اور اپنے ہمراہیون سے کسی کو نیزہ دے
دینا اور تم سب شب و روز خوب ہوشیار رہنا اور ابھی غفلت نہ کرنا ورنہ مین تم سبکو قتل کرونگا الحاصل ہشام
بدانجام اُن چالیس جوانون کو مع اپنے بہائے گلرنگ کے خوب سمجھا کر اور تاکید کرکے اپنے گینڈے پر سوار ہوا
اور اپنی فوج کو ہمراہ لیکر مع تخت و تاج نوشیروان جانب کعبہ روانہ ہوا اور بعد قطع راہ جلد تر قریب کعبہ
وقت دوپہر پہونچا اور دور سے دیکھا کہ ایک قلعہ ہی اور زیر قلعہ بارگاہ و خیام استادہ ہین اور فوج کثیر ہی ہشام

تو فوج کثیر کو دیکھکر متحیر ہوا لیکن سرداران حمزۂ صاحبقران نے جو دیکھا کہ فوج اس طرف چلی آتی ہی فوراً اس خیال سے
خود مع لشکر کو حکم کمر بندی کا دیا اور خود بھی مسلح ہوے کہ شاید کوئی پہلوان نوشیروان نے بھیجا ہی اسکو قتل کرنا
چاہیے اور انتظار حمزۂ صاحبقران کے تشریف لانے کا نہ کرنا چاہیے جب کل مردمان لشکر حمزۂ صاحبقران
مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہو چکے اسوقت ہشام بھی عنقریب لشکر امیر آیا تو ٹھیر آیا اور اپنے گینڈے کو آگے
بڑھاکر پوچھنے لگا کہ حمزہ جسنے اپنے تئین صاحبقران مشہور کیا ہی وہ کہان ہی آوے مجھسے مقابلہ کرے
مین خاص اُسی کے قتل کرنے کو آیا ہون اور بعد اُسکے قتل کرنے کے خانۂ کعبہ کو بھی گرا دونگا سرداران حمزۂ
صاحبقران نے جواب دیا او ملعون کیا بکتا ہی خاموش رہ ورنہ زبان تیغ سے تجھکو جواب دیا جائیگا تیری کیا
مجال ہی کہ تو حمزۂ صاحبقران کیجانب نظر بد تیر سے بھی دیکھ سکے اور کیا تیری لیاقت ہی کہ تو خانۂ کعبہ کی طرف
بے ادبی سے قدم اُٹھا سکے نہین جانتا تو کہ خادمان حمزۂ صاحبقران ایسے ایسے یہان موجود ہین کہ تیرے
قتل کرنے کو کافی ہین پہلے تو ہمسے مقابلہ کر خدانخواستہ جب تو ہمپر غالب ہوگا تو اُسوقت حمزۂ صاحبقران
تیری سرکوبی اور گوشمالی بخوبی تمام کرینگے جسوقت یہ تقریر سرداران حمزۂ صاحبقران ہشام نے
سُنی نہایت خشمناک ہوا اور اپنے گینڈے کو بڑھاکر بعد قہر و غضب کہنے لگا کہ اب تم سبکو تہ تیغ کرکے حمزہ
کو ہلاک کرونگا یہ کہکے تیغ آبدار کھینچکر پکارا کہ جسکو تمناے مرگ ہو آوے وہ مجھسے مقابلہ کرے جب رستم ہشام
بد انجام نے مبارز طلب کیا نعمان بن منذر نے ارادہ مقابلہ کرنے کا کیا اور اپنے مرکب کو بڑھایا اُسوقت
باجے جنگی رسالون اور پلٹنون مین بجنے لگے لیکن کرتیت سپر گردان نے کہا پہلے مین اس کافر سے مقابلہ
کرونگا آپ توقف کیجیے یہ کہکے اور نعمان اور سیف ذوالیدین وغیرہ سے رخصت ہوکر اپنے مرکب کو جانب
میدان کارزار بڑھایا اور ہشام کے سامنے آیا ہشام کرتیت سپر گردان کو تگاورزن ہوا اسوقت
دیکھنے والون نے دیکھا کہ پانچ قدم گینڈا ہشام کا پیچھے ہٹ گیا اور چار قدم گھوڑا کرتیت سپر گردان کا پیچھے
ہٹا بعد تگاورزنی کے دونون نے سپر گینڈے اور مرکب کو آگے بڑھاکر مقابلہ کیا اول ہشام نے تیغہ
کو میان مین رکھکر اور نیزہ لیکر سینہ کرتیت سپر گردان پر لگایا کرتیت نے سنان نیزہ ہشام کو اپنے نیزے
کی سنان پر روکا پھر کرتیت نے نیزہ پہلوے ہشام کو تاک کے لگایا لیکن ہشام نے بھی نیزہ کرتیت
کو اسی طرح روکا تھوڑی دیر تک باہم نیزہ بازی رہی آخر دونون نیزے ٹوٹ کے بیکار ہوگئے اُسوقت
ہشام نے بعد قہر و غضب تیغۂ گرانبار و آبدار جوہردار جوہردار مکرر کہکے سر کرتیت سپر گردان پر لگایا کرتیت
نے سپر کو سر کی پناہ کیا لیکن تیغہ سپر اور خود کو کاٹ کے تا دو ابرو اُتر آیا کرتیت کا حال ابتر ہوا ہشام کرتیت
کا سر کاٹنے کو بڑھا تھا کہ سیف ذوالیدین نے فوراً اپنے گھوڑے کو جولان کیا اور نعرہ کیا کہ او
بیحیا خبردار سر کرتیت جدا نہ کرنا ہشام نعرہ سیف ذوالیدین سُنکے ٹھہر گیا سیف ذوالیدین نے کرتیت
کو میدان رزم سے لشکر مین بھیجدیا اور خود ہشام سے مقابلہ کیا بعد تگاورزنی اور نیزہ بازی کے ہشام نے
دو تین تیغہ آبدار سر سپر سیف ذوالیدین کے لگایا ہر چند سیف ذوالیدین نے سپر سے سر کی حفاظت کی لیکن تیغہ
ہشام سپر اور خود کو کاٹکر چار انگل سر مین اُتر آیا سیف ذوالیدین نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکلا
مگر سیف ذوالیدین ہمہ تن خون مین نہا گیا اُسوقت ہشام نے چاہا کہ سیف ذوالیدین کا سر تن سے کاٹ
لوے لیکن نعمان نے سر سیف کا ہشام کو کاٹنے نہین دیا اور میدان مصاف مین فوراً جاکر ہشام سے

سے مقابلہ کرکے سیف ذو الیدین کو اپنے ہمراہ لیکر لشکر مین لے آیا چونکہ آفتاب غروب ہو چکا تھا اور دو سرداروں
کو زخمی کر چکا تھا اسوجہ سے ہشام میدان مصاف سے اپنے لشکر مین گیا اور خیام بر پا کراکے بیت الخیام مین
فروکش ہوا اور واسطے طلایہ کے تھوڑے سوار مقرر کیے پھر بعد فراغت آب و طعام کے شراب پینے لگا اور
اپنے افسران فوج سے کہنے لگا کہ صبح کو تمام لشکر حمزہ کو قتل کر ڈالونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا ہشام
تو اپنے خیمہ مین بیٹھا ہوا عالم نشۂ شراب مین بیہودہ بک رہا ہی لیکن اب حمزہ صاحبقران کے لشکر کا
حال تحریر کیا جاتا ہی کہ بعد جانے ہشام کے نعمان بن منذر میدان مصاف سے مع مردان فوج اپنے
خیمہ مین آیا تھوڑے مردان فوج کو واسطے طلایہ کے مقرر کیا اور سیف ذو الیدین اور کرتیت سپہر گردان کے زخموں
مین ٹانکے دلوا کر مرہم کی پٹیان چڑھائین اسطرف ہشام نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل
جنگ بجایا جاوے بموجب کہنے ہشام کے طبل جنگ بجا جسوقت نعمان نے صداے طبل جنگ سُنی
اُسوقت نعمان نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگ بجایا جاوے
موافق حکم نعمان کے طبل جنگ بجایا گیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی دلاور اپنی تلوارون
کو صیقل کرنے لگے تیر انداز اپنے تیرون کو درست کرکے ترکشون مین رکھنے لگے یہان تو دونون
لشکرون مین سامان جنگ ہو رہا ہی لیکن شعر ازین قصہ یکدم فراموش کن ٭ زجاے دگر داستان گوش کن
جس روز ہشام بد انجام کتبہ مین آیا اور سرداروں سے اُسنے مقابلہ کیا اُسروز حمزہ صاحبقران نے
صحرا مین شکار کھیل کے شب کو جو آرام کیا قریب نصف شب کے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ
نورانی شکل فرماتے ہین کہ اے حمزہ صاحبقران اب تمکو شکار کھیلنا مناسب نہین ہی جلد جاؤ اور اپنے لشکر
کی خبر لو یہ فرما کر وہ مرد بزرگ تشریف لیگئے حمزہ صاحبقران بیدار ہوئے اور فوراً خواجہ عمرو کو بلا کے
فرمانے لگے کہ مین نے اسوقت یہ خواب دیکھا ہی کہ ایک بزرگ مجھسے فرماتے ہین کہ اب تو اپنے
لشکر مین جا بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ میرے لشکر پر کوئی آفت آئی ہی خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ صبح کو یہان
سے تشریف لیچلیے گا انشاء اللہ لشکر آپکا خیریت سے ہوگا آپ تردد نہ فرمائین حمزہ صاحبقران نے ارشاد
کیا مین اسی وقت یہان سے کوچ کرونگا اور صبح تک بہ تعجیل تمام اپنے لشکر مین پہونچ جاؤنگا یہ کہکے حمزہ
صاحبقران نے لباس زیب جسم کیا گھوڑا خواجہ عمرو نے زین و لجام سے آراستہ کیا حمزہ صاحبقران
شکارگاہ سے مع اپنے ہمراہیون کے گھوڑے پر سوار ہوکے جلد تر چلے اور ہنگام سحر قریب اپنے
لشکر کے پہونچے حمزہ صاحبقران نے دور سے ملاحظہ کیا کہ ایک لشکر اور میرے لشکر کے مقابل صف آرا
ہی اور ایک پہلوان زبردست اُس فوج سے گینڈے کو بڑھا کر میدان مصاف مین نکلا ہی اور نعمان بن منذر شاہ
یمنی نے اُس سے مقابلہ کرنے کو اپنے مرکب کو بڑھایا ہی امیر با توقیر نے یہ رنگ دیکھ کر وہین سے
اُس گینڈے سوار پر یہ نعرہ کیا نعرہ امیر یکہ شیر زند تہمتن سرم ٭ برزم حریفان مبارز سرم ٭ جسوقت
یہ نعرہ ہشام بد انجام نے سنا جانب صحرا دیکھنے لگا اور نعمان بن منذر وغیرہ تشریف لانے سے امیر
با توقیر کے خوش ہوئے جب امیر داخل لشکر ہوئے نعمان کو روک کے خود واسطے مقابلہ ہشام کے
اپنے لشکر سے نکلے اُسوقت لشکر حمزہ صاحبقران مین باجے جنگی بجنے لگے علمہاے لشکر سربلند ہوئے
جب حمزہ صاحبقران مقابل ہشام کے پہونچے ہشام نے امیر با توقیر کے سن و سال پر نظر کرکے کہا کہ

ای امیر تم مجھسے آمادۂ جدال نہو اپنی طفلی پر نظر کرو ایک دم مین میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگے پس تمکو لازم ہے کہ میری
اطاعت کرو مین تمکو اپنے کل لشکر کا سردار کرونگا روز بروز تمہارا زیادہ وقار کرونگا مین اپنے وقت کا صاحبقران
ہوں مین نے نوشیروان کو گرفتار کر لیا ہے دیکھو یہ تخت وتاج نوشیروان کا چھین لایا ہون ملک مدائن پر مین نے
قبضہ کر لیا ہے اکثر سرکشان جہان کو مین نے قتل کیا ہے تمکو مناسب یہی ہے کہ مجھسے مقابلہ نہ کرو ورنہ میرے ہاتھ سے
ابھی قتل ہوگے حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا او ملعون کیا بکتا ہے اگر تجکو اپنی زندگی درکار ہے تو مسلمان
ہو اور میری اطاعت کر نہین تو مین تجکو بامداد پروردگار اس طرح قتل کرونگا کہ تیرے حال پر وحوش
وطیور افسوس کرینگے ہشام یہ گفتگوے حمزۂ صاحبقران سنکے نہایت غضبناک ہوا اور کہنے لگا معلوم
ہوتا ہے کہ تمہاری قضا آئی ہے مین نے تو چاہا تھا کہ تمکو قتل نہ کرون مگر تم نہین مانتے ہو پچتاؤگے میرے ہاتھ
سے مارے جاؤگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا او بے حیا اب تو میرے حال پر مہربانی نہ کر یہ میدان رزم
ہے کچھ ہنر جنگ دکھا ہشام یہ تقریر امیر ابو قیر کی سنکے ہر چند بصد قوت تکاور زن ہوا لیکن پانچ قدم گینڈا
اُسکا پیچھے ہٹ گیا اور قدم مرکب حمزۂ صاحبقران کا نہ ہٹا ہشام نے خفیف ہوکر پھر اپنے گینڈے کو آگے
بڑھایا اور بہ قہر وغضب نیزہ سینۂ حمزۂ صاحبقران کو تاک کے مارا حمزۂ صاحبقران نے سنان نیزہ کو نیچے
نیزے کی سنان پر روکا بوجہ لڑنے دو ستاؤن کے شرر نکلے پھر حمزۂ صاحبقران نے نیزہ پہلوے ہشام کو
تاک کے مارا ہشام نے بھی نیزے کو اپنی سنان نیزہ پر روکا اسی طرح باہم تا دیر نیزہ بازی رہی آخر حمزۂ
صاحبقران نے ایک نیزہ ایسا بند مگر نیزہ دست ہشام سے نکالدیا ہشام کو اسوقت نہایت غصہ آیا اور تیغ آبدار
کھینچکر حملہ کیا اور سر امیر ابو قیر پر لگایا حمزۂ صاحبقران نے تیغ کو سپر پر روکا اور خود بھی شمشیر آبدار سر ہشام
نابکار پر لگائی ہشام نے تلوار کو خالی دے کر سپر تیغہ کا وار کیا حمزۂ صاحبقران نے تیغ کی دھار پر نظر کرکے اس
زور سے دستانے مارا کہ تیغہ ہشام کا سر پر بٹ پڑا ہشام کو اور زیادہ خفت حاصل ہوئی الغرض بڑی دیر
تک باہم شمشیر زنی رہی جب ہشام کا تیغہ گر گیا اسوقت ہشام نے تیغہ کو رکھکر وہ گرز گران سرکہ جو کہ کوہ کو
شکستہ کرے اٹھایا اور پکار کے کہا کہ ای حمزہ اگر تو بہادر ہے تو روک اس گرز گران کو یہ کہکے ہشام نے وہ گرز
گرانبار دودستی بصد زور وقوت سر امیر ابو قیر پر مارا حمزۂ صاحبقران نے تلوار اور سپر کو رکھکر دونون
ہاتھ اپنے بلند کیے جب گرز ہشام قریب سر آیا اسوقت حمزۂ صاحبقران نے کلہ گرز کو پنجہ ہاے مرد شکار
پر قوت سے پکڑکے اس زور سے جھٹکا دیا کہ گرز ہشام کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور گینڈے سے منہ کے
بل زمین پر گرنے لگا فی الفور امیر ابو قیر نے وہی گرز گران نعرۂ اللہ اکبر کرکے اس زور سے سر ہشام پر
لگایا کہ ہشام اور گینڈا ہشام کا دونون اسطرح شامل ہوگئے کہ دیکھنے والون کو ہشام اور گینڈے مین
مطلق تمیز نہ ہوتی تھی دونون گوشت کا لوتھڑا ہوکر رہ گئے تھے جسوقت ہشام ہلاک ہوا امر دمان لشکر
ہشام نے دیکھا فی الفور یکبار امیر ابو قیر پر حملہ کیا ادھر سے نعمان وغیرہ سردار لشکر کو لیکر بڑھے
دونون لشکر دن مین تلوار چلنے لگی بہادر قتل ہونے لگے لاشین زمین پر گرین زمین میدان مصاف
خون دلیران سے رنگین ہونے لگی اکثر سوار ہدف سہام ہوئے صدہا جوانمرد سنانہاے نیزہ سے
زخمی ہوئے ہنگامۂ گیرودار بلند ہوا حمزۂ صاحبقران نے صدہا کو گرز سے ہلاک کیا اور ہزارون کو شمشیر
آبدار سے قتل کیا آخر سواران فوج ہشام طالب امان ہوئی لڑائی موقوف ہوئی پندرہ ہزار سوارون کو

حمزۂ صاحبقران نے مسلمان کیا اور فتح و فیروزی عرصۂ جنگ سے تخت و تاج اور خزانہ نوشیروان اور بارگاہ ہشام وغیرہ لیکر اپنی فرودگاہ لشکر پر آئے اور شکر خداوند کارساز بجالائے جو مسلمان کہ قتل ہوئے تھے انکو دفن کرایا بعد اسکے حمزۂ صاحبقران نے ایک عرضی نوشیروان کو اس مضمون کی لکھی عرضی شہنشاہ ہفت کشور فرمان روائے بحر و بر عادل بیمثال قدردان اہل کمال دام اقبالہ و اجلالہ۔ گذارش حال یہ ہے کہ ہشام بد انجام حضور سے سرکشی اور بے ادبی کرکے یہاں آیا تھا اس عبد ذلیل نے بفضل رب جلیل نے اسکو ہنگام مقابلہ میدان مصاف مین قتل کیا اور لشکر کو اسکے شکست دی اب تخت و تاج حضور کا اس خاکسار کے پاس ہے اگر ارشاد ہو تو مین خود لیکر حاضر خدمت حضور ہوں ورنہ حضور کسی اپنے آدمی معتمد کو روانہ فرمائین تاکہ یہ حقیر تاج و سریر حضور فیض گنجور اسکے حوالے کردے فقط زیادہ حد ادب الٰہی آفتاب دولت و اقبال ہمیشہ بہ عنایت رب ذوالجلال تابان اور درخشان رہے جسوقت حمزۂ صاحبقران اس عرضی کو لکھ چکے ابوشہاب خرقہ پوش کو حوالے کی اور فرمایا کہ جلد اس عرضی کو فلان صحرائے سبزہ زار مین جاکر نوشیروان کو دینا ابوشہاب عرضی لیکر روانہ ہوا اور حمزۂ صاحبقران جشن مین مصروف ہوئے لیکن اب حال علقمہ کا لکھا جاتا ہے کہ بعض راویوں نے لکھا ہے کہ علقمہ قتل ہو چکا ہے اور بعض لکھتے ہین کہ ابھی زندہ ہے غرض بموجب روایت ثانی جب علقمہ نے فرزند دلبند کو حمزۂ صاحبقران نے قتل کیا نہایت گریان ہوا اور از حد غم مرگ فرزند نوجوان مین اپنا حال تباہ کیا اور اسی صدمہ و محن مین سیاہ مکھ اپنے عیار سے کہا تجھسے یہ ہو سکتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران کو جاکر گرفتار کر لائے سیاہ مکھ نے عرض کیا کہ حمزۂ صاحبقران کا گرفتار کرنا بہت مشکل ہے لیکن اگر آپ اپنی دختر کو مجھسے منسوب کردینے کا اقرار کرین تو البتہ مین جاکر جس طرح ہو سکے حمزۂ صاحبقران کا سر لاؤن یا گرفتار کرکے لاؤن علقمہ نے کہا میں اقرار کرتا ہون کہ اگر تو حمزہ کا سر لائیگا یا اسکو گرفتار کرکے لائیگا تو مین اپنی بیٹی کی تیرے ساتھ شادی کردونگا سیاہ مکھ نے علقمہ سے عرض کیا کہ اگر مین حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کرکے لے آؤن تو ضرور بالضرور اپنی دختر مجھکو بخشیے گا وعدہ خلافی نہ کیجیے گا علقمہ نے کہا کہ اے سیاہ مکھ تو اطمینان رکھ مین ضرور تیرے ساتھ اپنی دختر کی شادی کردونگا جب سیاہ مکھ کو علقمہ کی جانب سے بخوبی اطمینان ہوگیا اسوقت سیاہ مکھ خیبر سے روانہ ہوا اور قطع منازل کرکے بعد کئی روز کے لشکر ظفر پیکر حمزۂ صاحبقران مین پہنچا دیکھا اسنے کہ بارگاہین اور خیام برپا ہین اور بارگاہ ہشام بھی ایک جانب برپا ہے ہر ایک بارگاہ و خیام مین ناچ ہو رہا ہے نازنینان مہتمثال خورشید جمال گا رہی ہین اکثر سردار بارگاہون مین بیٹھے ہین بصد خوشی گانا سن رہے ہین اور حمزۂ صاحبقران بھی بارگاہ ہشام مین بیٹھے ہوئے ہین اور سرداران ذی وقار دنگلون پر بیٹھے ہین اور ایک مہجبین روبروے حمزۂ صاحبقران یہ غزل گا رہی ہے

غزل

کوئی بے سر کوئی مجروح کوئی بیجان آیا
کسی گذر یہ بھی کوئی تو منہ سے کچھ نہین کہتا
خضر جب سامنے آیا مرے بنکر جوان آیا
رہا قفل ادب فکر وہان یار مین لب پہ
ہمیشہ طوق بن عکر ہلال آسمان آیا
خیال خاکساری عالم بالا سے بالا تھا

وہ ہون دل سوختہ جسدم قریب شمع آنکلا
عدم سے سوے ہستی شل ماہی بیزبان آیا
کمال ضعف نے ہمجنس کو تکلیف جان دی
طبیعت پیچ کھائی یاد جب سوے میان آیا
نہ کراہ شمع بزم دوست آتی گریبان مجھے
زمین سمجھا کیے زیر قدم جب آسمان آیا

سلامت کون پھر کر کوے قاتل سے یہان آیا
اٹھا تعظیم کو شعلہ لگے جلنے دھوان آیا
عجب ہے جو نو فیرون سے اگر دشت غربت مین
اٹھانے نعش بعد مرگ سو ناتوان آیا
جنون مین بھی لیا احسان نہ مین نے اہل فرصت کا
شرر کی طرح کم دم کے لیے ہون میہمان آیا
کفن سے مجکو بو پیراہن یوسف کی آتی ہے

طواف قبر کو کسکا غبار آستان آیا
سحر سے منتظر بیٹھے ہو جو اقرار جانان پر

وہ رند صاحب شوکت ہون جب آئے مجھے کہا
سمجھے سو تم ای تسلیم کہا قول تبان آیا

در میخانہ تک لینے مجھے پیر مغان آیا

جسوقت یہ غزل نازنین گا چکی اہل بارگاہ خوش ہوئے سیاہ مکہ یہ سامان جشن دیکھکر خیال کرنے لگا کہ یہ جشن خوشی ہشام کے قتل کرنے کا ہی اگر ہشام تو قتل ہوا اور یہ مسلمان اُسکو ہلاک کرکے یون خوش اور مسرور ہون خیر دیکھا جائیگا یہ خیال کرکے سیاہ مکہ اپنی شکل کو تبدیل کرکے ایک خیمہ مین جاکر بیٹھا اور در میان سوارون کے بیٹھکر ایک نازنین کا گانا سُننے لگا جب زمانہ قریب نصف شب کے گذرا اُسوقت جلسۂ عشرت برخاست ہوا سرداران ذی وقار بارگاہ ہشامی سے اُٹھکر چلے گئے اور اپنے اپنے خیمہ مین جاکر سو رہے حمزۂ صاحبقران بارگاہ ہشامی مین استراحت پذیر ہوئے سیاہ مکہ نے دیکھا کہ سب غافل ہین ایک گوشہ مین بیٹھکر اور نقب لگا کر اندر بارگاہ ہشامی کے پہونچا اتفاق سے اُسوقت خواجہ عمرو بارگاہ ہشامی مین نہ تھے اور حمزۂ صاحبقران سو رہے تھے سیاہ مکہ جلد تر حمزۂ صاحبقران کو بیہوش کرکے اور چادر عیاری مین لپیٹکر راہ نقب سے باہر بارگاہ کے آیا اور پشتارہ حمزۂ صاحبقران کا اپنی پشت پر رکھکر جلد تر جانب خیبر روانہ ہوا جب خواجہ عمرو بارگاہ ہشامی مین آئے امیر باتوقیر کو نہ دیکھکر نہایت پریشان ہوئے اور فوراً ابوسعید کو اپنے ہمراہ لیکر جانب مدائن روانہ ہوئے اور مدائن مین جلد تر پہونچکے ہرچند امیر کی جستجو کی لیکن کہین نہ پایا آخر ناچار ہوکر جانب خیبر روانہ ہوئے خواجہ عمرو تو طرف خیبر کے جاتے ہین انکا ذکر پھر کیا جائیگا مگر اس جگہ حال سیاہ مکہ اور علقمہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب سیاہ مکہ عیار حمزۂ صاحبقران کا پشتارہ لیے ہوئے خدمت علقمہ مین پہونچا اور پشتارہ روبروے علقمہ رکھدیا اُسوقت علقمہ نہایت خوش ہوا اور حمزۂ صاحبقران کو سلاسل مین گرفتار کرکے ہوشیار کرایا جب حمزۂ صاحبقران کو ہوش آیا اور بیہوشی دفع ہوئی اپنے تئین طوق و زنجیر وغیرہ مین گرفتار دیکھا اور ملاحظہ کیا کہ مین قلعہ مین ہون اور ایک شخص سامنے تخت پر بیٹھا ہی اور گرد اُسکے دربار مین بہت سے آدمی بیٹھے ہین اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے باواز بلند کہا سلام علیکم یعنے میرا سلام اُن شخصون پر جو خداشناس ہین اور مسلمان ہین جسوقت حمزۂ صاحبقران نے سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا بلکہ سلام کرنے سے ناراض ہوئے خصوصاً علقمہ نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ای حمزۂ صاحبقران اب تمکو کہو کس طرح قتل کرون تمنے میرے فرزند ہشام کو قتل کیا ہی حمزۂ صاحبقران نے فرمایا بیشک مین نے ہشام کو قتل کیا ہی اور تو نے نامردی سے مجھکو گرفتار کرایا ہی اب جو تیرے دل مین آئے مجھ پر جفا کر لیکن یہ بھی تجھکو خیال کرنا چاہیے کہ پہلے مین ہشام سے دغا طلب نہین ہوا خود ہی ہشام تیرے فرزند نے کعبہ مین جاکر میرے سردارون سے اور مجھسے مقابلہ کیا آخر کار میرے ہاتھ سے قتل ہوا اگر وہ مجھسے نہ لڑتا تو قتل نہوتا علقمہ نے کہا ای حمزۂ صاحبقران اگر تم لات و منات کو سجدہ کرو تو مین تمکو قتل نہ کرون اور تمکو مثل ہشام کے اپنا فرزند جانون حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا کہ مین لات و منات پر لعنت کرتا ہون اور سجدہ اپنے پروردگار کو کرتا ہون اب تجھکو بھی یہی لازم ہی کہ میری طرح تو بھی لات و منات پر لعنت کر اور سجدہ خداوند عالم کو کر اگر تو میرے کہنے پر عمل کریگا تو مین تیرے ہی پاس رہونگا اور تجھکو اپنا بزرگ تصور کرونگا علقمہ نے وہ گفتگوے حمزۂ صاحبقران سنکے یہ حکم دیا کہ میرے فرزند کے قاتل کو جلد قتل کرو ملازمان علقمہ نے

چاہتا تھا کہ حمزۂ صاحبقران کو باہر لیجا کر قتل کرین لیکن ایک وزیر نے دست بستہ علقمہ سے عرض کیا کہ حضور اس
مسلمان کو ابھی قتل نہ کرائین چند روز بتخانہ مین قید کرین جب یہ مسلمان بتخانہ مین قید ہوگا اور بتون کی
عظمت سے آگاہ ہوگا اُسوقت ضرور لات و منات کو سجدہ کریگا علقمہ نے وزیر کی عرض کو قبول کیا
اور حکم کیا کہ بتخانہ مین حمزۂ صاحبقران کو قید کرو اور ہر ایک بت کے حال سے حمزہ کو آگاہ کرو ملازمان
علقمہ نے حمزۂ صاحبقران کو بتخانہ مین قید کیا بعد قید ہونے امیر با توقیر کے سیاہ تکمہ نے علقمہ
سے عرض کیا کہ مین نے بموجب حکم حضور حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کیا اب حضور کو لازم ہے کہ موافق
اپنے عہد و پیمان کے اپنی دختر کی شادی میرے ساتھ کر دیجیے علقمہ نے خشمناک ہو کے اپنے ملازمون
سے کہا کہ اس نالائق بیہودہ گو کو میرے دربار سے ایک ہزار زر سرخ دے کر نکالدو ملازمان علقمہ
نے بموجب حکم زر سرخ دے کر دربار سے نکال دیا سیاہ تکمہ علقمہ کے وعدہ وفا نہ کرنے سے رنجیدہ ہوا
لیکن کیا کر سکتا تھا چپ ہو رہا اور ہنگام شب بتخانے مین جا کر اور حمزۂ صاحبقران کو بیہوش کر کے
بتخانے سے باہر آیا اور تمام اپنے شاگردون کو اپنے ہمراہ لیکر اور حمزۂ صاحبقران کے پشتارہ کو اٹھا کر
قلعۂ آہن زرین مین آیا اور قلعہ کو توپون سے خوب آراستہ کیا اور پل پختہ اٹھوا لیا اور خندق قلعہ کو پانی سے
بھروا دیا اور بخوبی سامان جنگ کر کے قلعہ مین باطمینان تمام بیٹھا اور حمزۂ صاحبقران کو مثل بتخانے
کے طوق و سلاسل مین گرفتار رکھا جب صبح ہوئی علقمۂ خیبری کو یہ خبر پہونچی کہ سیاہ تکمہ حمزۂ صاحبقران
کو بتخانے سے بغیر ہماری چرا کر لیگیا ہے اور قلعۂ آہن زرین داخل ہو کر بارادۂ جنگ بیٹھا ہے علقمہ یہ
خبر سنکے ہنسا اور کہنے لگا سیاہ تکمہ کی بھی یہ مجال ہے کہ ہم با دولت سے لڑے خیر اگر اُسنے سرکشی کی
ہے تو سزائے معقول اُسکو دونگا قلعہ کو اڑا دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ جلد ہماری فوج تیار ہو جب فوج
مسلح ہو چکی اُسوقت علقمہ مرکب پر سوار ہوا اور نوّے ہزار سواران جرار کا لشکر لیکر جانب قلعۂ
آہن زر روانہ ہوا جب علقمۂ خیبری قریب قلعہ پہونچا اُسوقت سردارانِ فوج کو حکم دیا کہ قلعہ پر حملہ کرو
اور قلعہ کو توڑ کر داخل قلعہ ہو اور سیاہ تکمہ کو قتل کرو بموجب حکم علقمہ سرداران لشکر نے قلعہ پر حملہ کیا اُسطرف
بحکم سیاہ تکمہ اُسکے شاگردون نے گولے مارنا شروع کیے ہزارہا سوارون کو گولے مار کر اڑا دیا آخر
سواران لشکر قریب در قلعہ نہ جا سکے اور ہٹ آئے اسی طرح تین روز تک برابر علقمہ نے قلعہ پر
حملہ کیا لیکن قلعہ ہاتھ نہ آیا آخر بدرجۂ مجبوری قلعہ کا محاصرہ کیا اب کچھ حال خواجہ عمرو و ابو سعید کا اس
جگہ لکھا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو و ملک مدائن سے جو جستجوے حمزۂ صاحبقران مین چلے تھے بعد قطع راہ قریب
قلعۂ آہن زر پہونچے یہان آکر دیکھا کہ قلعہ کو فوج گھیرے ہوئے ہے خواجہ عمرو نے مردمان لشکر سے سبب
قلعہ کے گھیرنے کا پوچھا انھون نے حال تمام و کمال بیان کیا خواجہ عمرو سنکے خاموش ہو رہے لیکن
ہنگام نصف شب بذریعۂ کمند خواجہ عمرو اور ابو سعید نے اپنے تئین قلعہ مین پہونچایا جو عیار مقابل
ہوئے اُنکو قتل کیا بعد اسکے ابو سعید نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے اُستاد اس قلعہ مین ایک مرد مسلمان
رہتا ہے اور اُسکا نام زبیر ابن عثمان ہے اور وہ میرا دوست صادق اور محب واثق ہے میرے نزدیک
مناسب ہے کہ آپ اُسکے مکان پر تشریف لیچلیے خواجہ عمرو نے کہا کہ بہتر ہے چلو جسوقت ابو سعید اُسکے مکان
پر پہونچے اور زنجیر در کو جنبش دی زبیر ابن عثمان مکان سے باہر نکل آیا اور ابو سعید کو پہچان کر گلے سے

لپٹ گیا اور حال پوچھا ابوسعید نے تمام کیفیت از ابتدا تا انتہا بیان کی زہیر ابن عفان نے کہا اے
ابوسعید مین بہر طور تمہارا شریک ہون یہ کہکے ابوسعید اور خواجہ عمرو کو اپنے مکان مین لے گیا اور
موافق اپنی لیاقت کے دعوت کی خواجہ عمرو نے مقام قید حمزۂ صاحبقران دریافت کرکے مکان زہیر ابن
عفان سے نقب لگائی اور تین روز کی مدت مین نقب کا منہ وہان توڑا جہان حمزۂ صاحبقران قید تھے
جسوقت خواجہ عمرو نے منہ نقب سے سر نکالا اتفاق سے سیاہ مکہ اس جگہ موجود تھا فوراً جست
کرکے دہنۂ نقب کے پاس آیا اور خواجہ عمرو کو کہنے لگا کہ اے خواجہ عمرو اب تم میرے ہاتھ سے بچ کے
کہان جاؤگے خواجہ عمرو نے یہ سنکے خنجر کمر سے کھینچا اور قصد سیاہ مکہ کے ہلاک کرنے کا کیا اسوقت
سیاہ مکہ ہنسکر کہنے لگا اے خواجہ آپ مجھپر غصہ نہ فرمایئے خنجر واسطے میرے قتل کے نہ کھینچیے نقب سے باہر تشریف
لایئے مجکو اپنا مطیع اور فرمانبردار تصور کیجیے آپ مجکو اپنا دوست اور تابعدار جانیے کیونکہ شب گذشتہ کو مین نے
عالم خواب مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو دیکھا ہی اور آن جناب نے مجکو مسلمان کیا ہی اور کلمہ
ایمان مجکو پڑھایا ہی خواجہ عمرو نے جو یہ گفتگو سیاہ مکہ سے سنی خیال کیا کہ سیاہ مکہ مجھسے باتین فریب کی کرتا ہی اور
بہکر مجکو گرفتار کرنا چاہتا ہی یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جو بغور چہرۂ سیاہ مکہ پر نظر کی پیشانی کو اسکی نور اسلام
سے روشن اور منور دیکھکر شک دل سے رفع کیا اور یقین کامل ہوا کہ سیاہ مکہ مسلمان ہوگیا ہی جب خواجہ عمرو
کو سیاہ مکہ کے مسلمان ہونے کا یقین کامل ہوگیا اسوقت نقب سے باہر آئے خنجر کو کمر مین رکھا سیاہ مکہ
برائے قدمبوسی خواجہ عمرو کا بڑھا خواجہ عمرو نے سر اسکا سینے سے لگایا اسوقت چند شاگردان سیاہ مکہ بھی آئے خواجہ
عمرو نے سبکو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا بعد اسکے سیاہ مکہ خواجہ عمرو کو حمزۂ صاحبقران کے پاس لے گیا امیر
باتوقیر خواجہ عمرو کو دیکھکے خوش ہوئے خواجہ عمرو نے جلد تر قید سے حمزۂ صاحبقران کو رہا کیا اور تمام
حال سیاہ مکہ اور علقمہ کا بیان کیا امیر باتوقیر اسی وقت انھین پانچسو عیارون کو جنکو خواجہ عمرو نے
مسلمان کیا اپنے ہمراہ لیکر اور گھوڑے پر سوار ہوکے اور شمشیر و سپر لیکے قلعہ سے باہر نکلے علقمہ حمزۂ صاحبقران
کو آتے ہوئے دیکھکر حیران ہوا اور قصد مقابلہ کرنے کا کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے جلد تر آکے علقمہ
کو گرفتار کرلیا کیونکہ اسکی فوج غافل تھی اور اپنے کاروبار مین مصروف تھی جسوقت حمزۂ صاحبقران نے
علقمہ کو گرفتار کیا فرمایا اے علقمہ اب کہہ کیا کہتا ہی اگر دین اسلام قبول کر تو بہتر ہی ورنہ مین ابھی تجکو
قتل کرونگا علقمہ بہ مکر و فریب مسلمان ہوا ہرچند خواجہ عمرو نے کہا کہ اے امیر باتوقیر علقمہ کی پیشانی نور ایمان
و اسلام سے منور پائی نہین جاتی ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ علقمہ نے جان بچانے کے واسطے کلمہ پڑھ لیا ہی
صدق دل سے مسلمان نہین ہوا ہی لیکن حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کے کہنے پر کچھ توجہ نہ کی اور
علقمہ کو رہا کردیا جسوقت علقمہ رہا ہوا حمزۂ صاحبقران کو بعد جلوس اپنے قلعہ مین لایا اور عرض کیا
کہ آپ تخت پر جلوہ فرما ہون حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا اے علقمہ تخت و تاج تمہارا تمکو مبارک
ہو مجکو ہوس حکومت کرنے کی نہین ہی یہ فرماکر امیر باتوقیر نے علقمہ کو تخت پر بٹھادیا اور آپ ایک
صندل پر قریب تخت علقمہ کے بیٹھے امرا و وزرا بھی دربار مین حاضر ہوئے بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کے حمزۂ
صاحبقران نے آہستہ سے علقمہ سے فرمایا کہ اے علقمہ تمکو مناسب ہی کہ موافق اپنے اقرار کے اپنی
دختر کا عقد سیاہ مکہ سے کردو یہ امر باعث ہماری خوشی کا ہوگا اور اگر تم انکار کروگے تو البتہ ہمکو صدمہ ہوگا

علقمہ نے عرض کیا کہ مین تو آپ کا فرمان بردار ہون میری کیا مجال ہی کہ جو خلاف حکم کوئی کام کرون لیکن امیدوار ہون
کہ چند روز کی مہلت دیجیے تاکہ سامان عقد حسب دلخواہ ہو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کیا مضائقہ ہی ہمنے تمکو مہلت
آٹھ یوم کی دی الغرض جب علقمہ دربار سے اٹھکر ہنگام شب محلسرا مین گیا اور اپنی دختر کو بلاکر اور اپنے
پاس بٹھاکر بعد شفقت کہنے لگا کہ ای نور نظر پارۂ جگر تمنے تو تمام حال اپنے بھائی کے قتل ہونے اور سیاہ مکھ
کی سرکشی کا سنا ہوگا اب تم سے بیان کرنا بیکار ہی مین نے تو ہر چند چاہا تھا کہ تمھاری شادی کسی شاہزادے
عالی وقار کے ساتھ کرون لیکن ای نور نظر اب مجبور ہون کیونکہ تمھارے بھائی کا قاتل قید سے رہا ہو گیا ہی
سیاہ مکھ مسلمان ہوکر حمزہ کا شریک ہو گیا ہی تمھارے بھائی کا قاتل صاحب قوت و طاقت ہی اسنے مجکو گرفتار
کر لیا تھا مین نے مکر سے کلمہ پڑھکر اپنی جان بچائی ہی اب حمزہ سیاہ مکھ سے تمھاری شادی کرنے کے واسطے
کہتا ہی مجکو کچھ بن نہین پڑتا ہی کیا کرون کیونکر حمزہ کے ہاتھ سے اپنی جان بچاؤن اور سیاہ مکھ سے تمھاری
شادی نہ کرون عجب مصیبت مین مبتلا ہون لیکن ای نور نظر اب تم کہو تمکو کیا منظور ہی اسوقت کچھ شرم و
حیا نہ کرو اور صاف صاف اپنا مدعاے دل مجھسے بیان کرو جسوقت علقمہ نے اپنی دختر سے مقدمہ شادی مین
پوچھا اسوقت دختر نے علقمہ کی اپنے پدر سے بدرجۂ مجبوری بعد شرم و حجاب کہا کہ آپ کو مناسب نہین
ہی کہ ایک عیار بدکردار کو اپنا داماد کیجیے آگے آپ کو اختیار ہی یہ کہکر دختر چلی گئی اور اپنی ہمجلیسون مین جا
بیٹھی لیکن مغموم و ملول بعد جانے دختر کے علقمہ نے خیال کیا کہ دختر میری سچ کہتی ہی میری شان اور لیاقت
کے خلاف ہی کہ مین اپنی بیٹی کی ایک عیار کے ساتھ شادی کرون یہ خیال کر کے علقمہ فکر کرنے لگا کہ کوئی تدبیر
ایسی کرنا چاہیے کہ جس تدبیر سے حمزہ کو قتل کرون اور اپنے فرزند کا بدلہ لون اور اپنی بیٹی کی شادی سیاہ مکھ
کے ساتھ نہ کرون غرض فکر کرتے کرتے یہ تدبیر علقمہ کے ذہن مین آئی کہ حمزۂ صاحبقران کو زہر دے کر
ہلاک کرنا چاہیے اور ہر طرح اپنا مدعاے دل بر لانا چاہیے الغرض تدبیر مذکور علقمہ سوچ کر شب کو سو رہا
ہنگام سحر خواب سے بیدار ہو کر پھر اپنی دختر کو اپنے پاس بٹھاکر کہنے لگا کہ ای نور نظر تم مطمئن رہو
مین تمھاری شادی سیاہ مکھ سے ہرگز نہ کرونگا مین نے شب کو یہ تدبیر سوچی ہی کہ حمزۂ صاحبقران
کو شربت مین کف مار پلاکر آج ہی ہلاک کرتا ہون جب حمزہ مر جائیگا اسوقت سیاہ مکھ
کی کیا مجال ہی کہ تیرے ساتھ اپنی شادی کر سکے علقمہ نے اپنی دختر سے یہ گفتگو کر کے کف مار نکالا
اور نہایت شربت تحفہ بنواکر وہی کف مار اُس شربت مین ملایا اور ایک کشتی مین ساغر شربت رکھا اور
وہ کشتی اپنے ہمراہ لیکر محلسرا سے باہر آیا دختر علقمہ بیٹھی ہوئی دیکھا کی جسوقت علقمہ باہر گیا فوراً
اسنے اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ سیاہ مکھ کو اس مضمون کا لکھا کہ اسوقت میرے والد نے شربت
مین کف مار میرے سامنے ملایا ہی اور وہ شربت حمزۂ صاحبقران کے پلانے کو بنایا ہی خبردار تم وہ شربت
حمزۂ صاحبقران کو پینے نہ دینا ورنہ وہ ہلاک ہو جاوینگے اور مین نے تمکو یہ رقعہ اسواسطے لکھا ہی کہ کل
شب کو مین نے ایک بزرگ کو کہ نام اُنکا ابراہیمؑ ہی اور وہ پیغمبر بھی ہین خواب مین دیکھا ہی اور اُن حضرت
نے مجکو کلمہ پڑھاکر عالم خواب مین مسلمان کیا ہی اسوجہ سے مین نے تمکو اس راز سے اطلاع دی ہی
ورنہ مین کبھی اپنے باپ کے راز کو تمپر افشا نہ کرتی یہ رقعہ لکھکر دختر علقمہ نے جلد تر ایک عورت کے
ہاتھ سیاہ مکھ کے پاس بھیجا اُس عورت نے بتعجیل تمام جاکر وہ رقعہ سیاہ مکھ کو دیا سیاہ مکھ اُس رقعہ کو پڑھکر نہایت خوش ہوا

اور وہ رقعہ سیاہ تکمہ نے حمزۂ صاحبقران کو دیا حمزۂ صاحبقران مضمون رقعہ سے آگاہ ہو کر بیٹھے رہے ناگاہ
علقمہ نے کشتی مین سے جام شربت نکالا اور وہ جام خود لیکر روبرو حمزۂ صاحبقران آیا اور کہنے لگا کہ یہ جام
شربت میرے ہاتھ سے حضور لیکر نوش فرمائین امیر ابو قیر تو پہلے ہی کیفیت شربت سے واقف ہو چکے تھے
علقمہ سے مسکرا کر فرمانے لگے کہ اے علقمہ معلوم ہوتا ہے کہ تم ہمسے نہایت الفت رکھتے ہو کیونکہ تم خود ہمارے
واسطے شربت لیکر آئے ہو علقمہ نے عرض کیا کہ مین اپنی جان عزیز سے بھی بہتر حضور کو جانتا ہون امیر ابو قیر نے
فرمایا کہ اسوقت اگر ہم کسی امر کو تمسے کہین تو تم منظور کروگے علقمہ نے عرض کیا کہ بشرط امکان حضور کے ارشاد
کو بجا لاؤنگا حمزۂ صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اسوقت ہماری خوشی یہی ہے کہ اس جام شربت کو تمہین پی جاؤ
علقمہ یہ گفتگو امیر ابو قیر کی سنکے سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شربت مین کٹ مار ملانے کا حال کسی نے امیر ابو قیر
سے کہدیا یہ خیال کرکے علقمہ کے دست و پا خوف سے اسقدر کانپے کہ جام شربت ہاتھ سے زمین پر گر پڑا
جس جگہ زمین پہ شربت گرا اتنی زمین اثر زہر سے سبز ہوگئی حمزۂ صاحبقران نے پوچھا اے علقمہ اس شربت مین
تمنے کیا ملایا تھا کہ شربت کی تری سے زمین سبز ہوگئی علقمہ نے گھبرا کے کہا کچھ بھی نہین ملایا تھا نہین معلوم
کس وجہ سے زمین سبز ہوگئی یہ گفتگو علقمہ سنکے حمزۂ صاحبقران کو غصہ آیا اور فرمایا کہ اے علقمہ کیون جھوٹ
بولتا ہے یہ کیون نہین کہتا کہ اس شربت مین کٹ مار ملایا تھا علقمہ یہ کلمہ سنکے خاموش ہوا حمزۂ صاحبقران
نے فوراً شمشیر آبدار سے علقمہ کو قتل کیا بعد قتل کرنے علقمہ کے حمزۂ صاحبقران نے عقد سیاہ تکمہ
کا دختر علقمہ سے نہایت تزک اور سامان شاہانہ سے کردیا واضح ہو کہ سامان عقد سیاہ تکمہ بخیال خاطر
ناظرین مختصر پسند تحریر نہین کیا گیا القصہ حمزۂ صاحبقران نے بجائے علقمہ سیاہ تکمہ کو تخت پر بٹھایا اور
اُس شہر مین جس قدر بتکدے تھے سبکو منہدم کرنے کا حکم دیا اور مسجدین بنانے کے واسطے تاکید کی بعد اسکے
حمزۂ صاحبقران سیاہ تکمہ سے رخصت ہو کر مع خواجہ عمرو وغیرہ اپنے لشکر کی جانب چلے اور قطع منازل کرکے
قریب اپنے لشکر کے پہونچے جسوقت سرداران حمزۂ صاحبقران کو خبر تشریف لانے حمزۂ صاحبقران کی پہونچی
فوراً جملہ سرداران ذی وقار مع لشکر جرار واسطے استقبال کے آئے اور حمزۂ صاحبقران کو بصد تعظیم وتکریم
جانب کعبہ لے گئے جسوقت امیر ابو قیر کعبہ مین پہونچے فی الفور اپنے والد خواجہ عبد المطلب کی خدمت
مین حاضر ہوئے اور بعد بجا لانے تسلیم کے واسطے قدمبوسی والد کے جھکے خواجہ عبد المطلب نے حمزۂ
صاحبقران کو سینے سے لگایا اور بشفقت پدری پیار کیا پھر حمزۂ صاحبقران نے اپنا حال سارا عرض کیا
خواجہ عبد المطلب نے اپنے فرزند سے ملکر سجدۂ شکر خدا کیا پھر امیر ابو قیر ہر ایک اپنے بزرگ و احباب سے
ملے ہر ایک شخص خوش ہوا امیر ابو قیر نواب آرام تمام اپنے لشکر مین تھے لیکن اب حال راہی نوشیروان
لکھا جاتا ہے کہ جب ہشام سمت کعبہ روانہ ہوا اور اپنے بھائی گلرخ کو مع چالیس دلیران صف شکن کے
قید نوشیروان کی سپرد کر گیا گلرخ نے ایک خیمہ مین قفس آہنی جسمین نوشیروان کو قید کیا تھا رکھا
اور ایک خیمہ وہ رہائش خیمہ سے واسطے اکل و شرب وغیرہ کے استادہ کرایا اور سرداران نوشیروان
سے کہا کہ جب تک بھائی ہمارے ہشام حمزۂ صاحبقران کا سر لائین یا گرفتار کرکے امیر کو یہان لائین تمکو
لازم ہے کہ تم سب خبرداری گاہ مین جیسا کہ تمہارے خیام ہین قیام پذیر رہو ہرچند سردارون کا دل نہ چاہتا تھا
تھا کہ نوشیروان اپنے ولی النعمت کو چھوڑ کر علیحدہ جا کر مقیم ہون لیکن بموجب کہنے نوشیروان کے

سب کے سب شکارگاہ پر آئے اور خیام مین مقیم ہوئے بعد اسکے گلرخ براور ہشام نے یہ انتظام کیا کہ ہمیں
بہادرون کو گرد و پیش خیمہ واسطے نگہبانی نوشیروان کے مقرر کیا اور انہیں ہمیں بہادرون مین سے دو چار دلیرون
کو اندر خیمہ کے قریب قفس کے جس مین نوشیروان قید تھا واسطے حفاظت کے مقرر کیا تاکہ کوئی عیار نقب لگا کر
نوشیروان کو رہا نہ کرے اور ایک بہادر کو انہیں ہمیں بہادرون سے نیزہ دیا کہ ہر وقت یہی سنان نیزہ سینہ
نوشیروان پر بخیال اسکے رکھے رہنا کہ مبادا کسی وقت سرداران نوشیروان حملہ کرین اور نوشیروان
کو رہا کر کے لیجائین القصہ وہ سب بہادر بحکم گلرخ براور ہشام نگہبانی قید نوشیروان کرنے لگے جب ان
بہادرون کے اکل و شرب کا وقت آتا تھا گلرخ ہمیں جوانون کو جو دوسرے خیمہ مین ہوتے تھے واسطے
حفاظت کے مقرر کرتا تھا اور ان ہمیں دلیرون کو واسطے اکل و شرب وغیرہ کے خیمہ دیگر مین بھیجتا تھا غرض شب و روز
اسی طرح سے قید نوشیروان کی حفاظت اور نگہبانی کرتا تھا اور جو دو آدمی خیبری واسطے پانی بھرنے کے ہشام
مقرر کر گیا تھا انہیں سے گلرخ پانی لیتا تھا اور سب اپنے ہمراہیون کو انہیں کا بھرا پانی پینے وغیرہ کو دیتا تھا
اور کسی کو قریب اس خیمہ کے جس مین نوشیروان قید تھا کسی طرح نہ آنے دیتا تھا اور نہایت ہوشیاری اور
خبرداری سے شب و روز بسر کرتا تھا جب کئی روز اسی طرح سے گذرے اور سرداران نوشیروان
اپنے خیام مین مقیم رہے اور نوشیروان قید رہا ایک روز کرگدن سہاسانی اور رضا بر نمدپوش نے
باہم مشورہ کیا کہ کسی طرح نوشیروان کو رہا کرنا چاہیے بعد فکر بسیار کے دونون عیارون نے ایک
تدبیر رہائی نوشیروان کی سوچی اور لشکر نوشیروان مین آکر ہمیں جوانون کو اپنے ہمراہ لیا اور ایک
درہ کوہ مین انسے کہا کہ تم یہان پوشیدہ رہو جسوقت ہم تمکو بلائین اسوقت تم چلے آنا وہ سب جوان
تو درہ کوہ مین پوشیدہ ہوئے اور کرگدن سہاسانی اور رضا بر نمدپوش عیاری کی فکر مین چلے قبل
اسکے لکھا گیا ہے کہ ہشام نے دو آدمی واسطے پانی بھرنے کے مقرر کیے تھے چونکہ صبح کا وقت تھا
وہ دونون آدمی ایک کنوئین سے پانی بھر رہے تھے ناگاہ ان دونون آدمیون نے دیکھا کہ دو مسافر گٹھریان
پشت پر رکھے ہوئے گرد و غبار مین آلودہ چلے آتے ہین جب وہ مسافر قریب کنوئین کے آئے ایک
مسافر نے دوسرے مسافر سے کہا تھوڑی دیر یہان توقف کرنا چاہیے کیونکہ ہمکو پیاس معلوم ہوتی ہے
ان آدمیون سے تھوڑا سا پانی لیکر پی لین اور تھوڑی دیر ٹھہر جائین دوسرے مسافر نے کہا اچھا
ٹھہر جاؤ پانی پی لو غرض دونون مسافر کنوئین پر آئے اور ان دونون آدمیون سے کہنے لگے کہ ہم پیاسے
ہین دور سے چلے ہوئے آتے ہین تھوڑا سا پانی ہمکو پلا دو ان دونون شخصون نے پانی پلایا اور پوچھا
کہ تم کہان سے آتے ہو اور کہان جاؤگے مسافرون نے کہا کہ یہان سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر ایک
مندر ہے اس مین تصویرین لات و منات کی رکھی ہین ہزار ہا آدمی دور دور سے آتے ہین اور لات و منات
کی پرستش کرتے ہین وہان مردم جو مراد کے واسطے آتے ہین وہ مراد انکی بر آتی ہے صدہا گھنٹے اور
ناقوس وہان بجا کرتے ہین ہزار ہا آدمی جو بیمار ہوتے ہین اور کسی طرح اچھے نہین ہوتے ہین وہان آکر
اور پرشاد لات و منات کے مندر کا لیکر کھاتے ہین فوراً اچھے ہو جاتے ہین اور لات و منات کی
تصویرون پر گلہائے رنگارنگ مردم چڑھاتے ہین ہم بھی وہین گئے تھے اور ہمنے بھی پرستش
کی تھی جو مراد ہماری تھی وہ بر آئی اب ہم اپنے گھر جاتے ہین مکان ہمارا ملک مدائن مین ہے ان دونون

شخصون نے کہا کہ کچھ پرشاد بھی وہان سے لائے ہو یا خالی ہاتھ چلے آئے مسافرون نے کہا تم اپنا مدعاے
دل ظاہر کرو باعث تمھارے پوچھنے کا کیا ہی اُن دونون نے کہا کئی روز سے ہمارے کمر مین درد ہی پانی
بھرا نہین جاتا ہی لیکن بخوف عتاب ہشام اور گلرخ برادر ہشام کے جس طرح ہو سکتا ہی بصد مشکل
پانی بھرتے ہین اور اُنکے واسطے پانی لیجاتے ہین اگر تم کچھ پرشاد لائے ہو تو فورا ہمکو بھی دو تاکہ ہم بھی وہ
پرشاد کھا کر اچھے ہو جائین درد کمر کا جاتا رہے پانی اچھی طرح کوئین سے بھرنے لگین تمہارا ہم پر احسان
ہوگا جب مسافرون نے یہ گفتگو سنی ایک مسافر نے دوسرے مسافر سے کہا کہ وہ پرشاد جو تمھارے پاس ہی
ان دونون کو دیدو انھون نے ہمپر احسان کیا ہی ہمکو پانی پلایا ہی اُسنے مٹھائی کی دو ڈلیان نکال کے ایک ایک
دونون آدمیون کو دین اُن دونون نے وہ مٹھائی چوم کر اور آنکھون سے لگا کر یا عزا و لات و منات کہکر
کھائی بعد ایک لمحہ کے اُن دونون آدمیون نے کہا اہ مسافرو یہ عجب طرح کی مٹھائی ہی جب سے ہم نے
کھائی ہی گرمی معلوم ہوتی ہی سینہ جلا جاتا ہی پیاس کی شدت ہی سر مین درد ہوتا ہی واسطے پانی لانے کے بھی اُٹھا
نہین جاتا ہی مسافرون نے ہنس کے کہا کہ یہ مٹھائی جو تمکو کھلائی ہی لات و منات کے مندر کی چڑھائی ہوئی ہی
دیکھو کھاتے ہی اثر ظاہر ہوا اب تمکو کوئی عارضہ نہوگا اور جو درد تمھاری کمر مین ہی دفع ہو جائیگا ذرا اُٹھکے
ٹہلو بیٹھو نہین جسوقت مسافرون نے اُن دونون شخصون سے ٹہلنے کو کہا فوراً وہ دونون شخص
اُٹھے اور قصد ٹہلنے کا کیا یکایک اُنکو چکر آیا ہرچند اُنھون نے اپنے تئین سنبھالا لیکن سنبھل نسکے اور
زمین پر گر کر بیہوش ہوگئے اُسوقت مسافرون نے نعرے کیے نعم گرگدن ساسانی و صابر بند پوش
بعد نعرے کرنے کے دونون عیارون نے اُن دونون کے کپڑے اُتار لیے اور رنگ و روغن نکال کر
اپنی شکلین مثل اُنکی صورتون کے بنائین اور اُنکے کپڑے پہنے اور اُن دونون کو خنجر سے قتل کر کے
اُسی کوئین مین ڈالدیا بعد اسکے پانی مین خوب بیہوشی ملا کر وہی پانی لیکر جانب خیمہ گلرخ چلے جب قریب
خیمہ آئے گلرخ نے کہا آج پانی لانے مین اتنی دیر کیون لگائی دونون نے عرض کیا خداوند نعمت
بیشک کسی قدر دیر ہوئی اب ایسی خطا نہوگی یہ عرض کر کے گھڑون مین پانی بھر دیا چونکہ گلرخ و ہمراہیان
گلرخ جو اُس خیمہ مین تھے سب کے سب پیاسے تھے ہر ایک نے دو دو تین تین جام پیے گرگدن
ساسانی اور صابر بند پوش پانی بھر کے وہان سے چلے اور ایک درخت کی آڑ مین آکر بیٹھے اور جانب
خیمہ گلرخ دیکھنے لگے تھوڑی ہی دیر مین اُن بیس جوانون مین سے جو اُس خیمہ مین برابر اکل و شرب
آئے تھے ایک جوان نے ایک جوان سے کہا کہ اشرف تو نے مجھسے سخت کلامی کیون کی تھی
مین نے تیری کیا تقصیر کی تھی اُسنے جواب دیا کہ اُسدن تو مین نے فقط گفتگو ہے سخت کی تھی اسوقت
یہ دل چاہتا ہی کہ تجکو ہزار ہا گالیان دے کر ایسے سر تیرے پکڑ کے صد ہا جوتے تیرے سر پر لگاؤن
اُسنے کہا تیری کیا مجال ہی جو تو مجکو ہاتھ بھی لگا سکے بس بہتر یہی ہی کہ چپ رہ ورنہ ابھی اُٹھکر تیغ آبدار
سے تجکو قتل کردونگا زبان تیری دہن سے کھینچ لونگا اس بدزبانی کا مزہ چکھا دونگا تو نے مجکو کوئی
ایسا ویسا سمجھا ہی مین وہ بہادر ہون کہ میرا مثل و نظیر دنیا مین نہین ہی ہشام نالائق کی میرے سامنے
کیا حقیقت ہی اور میان گلرخ تو ابھی منہ چومنے کے لائق ہین اور تجکو تو مین مانند مور ناتوان کے بھی
تصور نہین کرتا اسوقت یہ تقریر اُس جوان نے عالم نشہ مین کی اُسوقت جوان دیگر اور گلرخ کو نہایت

غصہ آیا اور دونون نے کہا کہ اوبے حیا کیا بکتا ہی حواس اپنے درست کر اور خاموش ہو ورنہ تیرے تئین سخت
کلامی کی سزا بسے معقول دیجا ئیگی اس جوان نے جواب دیا کہ اگر بہادر ہو اور دعوی دلاوری ہی تو اٹھو اور مجھسے
مقابلہ کرو تم بیچارے مجھکو کیا سزا دو گے جسوقت یہ تقریر اُس جوان کی گلرخ اور دوسرے جوان نے سُنی
فوراً دونون تلوارون کے قبضون پر ہاتھ ڈال کے اُٹھے ابھی تلوارین اچھی طرح نہین کھینچین تھین کہ ایک
ایسا چکر آیا کہ دونون زمین پر گرے اور بیہوش ہوے جوانان دیگر نے جو دیکھا کہ گلرخ اور ایک جوان
دونون زمین پر گرکے بیہوش ہوے یہ سب بھی اُنکے اٹھانے کے واسطے اُٹھے فوراً یہ سب بھی زمین پر
گرے اور بیہوش ہوے کرگدن ساسانی نے جب دیکھا کہ سب بیہوش ہوگئے اُسوقت صابر نمد پوش سے
کہا کہ تم جلد جاؤ اور لشکریون کو جو سامنے درۂ کوہ مین مخفی ہین اُنکو لے آؤ مین جاکر ان سب کے کپڑے
اُتارتا ہون صابر نمد پوش جانب درۂ کوہ گیا اور اُن بیس جوانون کو لے آیا پھر صابر نمد پوش اور کرگدن
ساسانی نے جلد تر رنگ و روغن نکال کر لشکریان نوشیروان کی شکلین مانند ان ملازمان ہشتام کی
صورتون کے بنائین جو بیہوش ہوئے تھے اور کرگدن ساسانی نے اپنی شکل مثل شکل گلرخ کے
بنائی اور گلرخ کا لباس پہنا اور ہر ایک کو انھین بیہوش کیے ہوؤن کے کپڑے پہنائے اور صابر
نمد پوش کو طرف شکارگاہ کے اسواسطے روانہ کیا کہ جلد تر سردارون کو ہماری عیاری کرنے سے اطلاع
دیکر انکو لے آئے جب صابر نمد پوش چلا گیا اُسوقت کرگدن ساسانی نے ملازمان ہشتام اور گلرخ
برادر ہشتام کو قتل کیا اور اُسی خیمہ مین گڈھا کھود کر سب کو اُس گڑھے مین ڈالدیا اور مٹی برابر کر کے
زمین پر فرش کر دیا بعد اسکے سب جوانون کو خیمہ مین چھوڑ کر آپ ٹہلتا ہوا اُس خیمہ کے پاس گیا جس خیمہ
مین نوشیروان قید تھا جب بہ شکل گلرخ کرگدن ساسانی قریب خیمہ پہونچا پکار کے کہا اے جوانو
خوب ہوشیار رہنا خبردار غفلت نہ کرنا جوانون نے عرض کیا حضور ہم بخوبی ہوشیار ہین نگہبانی کرتے
ہین لیکن اسوقت متردد ہین کہ حضور نے ہم سب کا پہرا نہین بدلوایا ہی صبح سے یہ وقت آگیا ہی اسکا
کیا سبب ہی گلرخ نے کہا گھبراؤ نہین تمھارے ساتھ کے جوان کمرین باندھ رہے ہین ابھی آتے ہین
اور مین خود ابھی جاکر اُنکو اپنے ہمراہ لیے آتا ہون یہ کہکر کرگدن ساسانی قطع راہ کرتا خیمۂ دیگر مین آیا
اور جوانان لشکر نوشیروان کو اپنے ہمراہ لیکر اُس خیمہ مین گیا جہان نوشیروان قید تھا اور پہرا
بدلوا کر ان جوانون سے کہا کہ اب تم جاؤ اور خیمہ مین آرام تمام بیٹھو جب وہ سب جوانان لشکر ہشتام
خیمۂ دیگر مین جاکر بیٹھے اور مصروف اکل و شرب ہوئے تب کرگدن ساسانی نے جلد تر قفس آہنی
سے نوشیروان کو نکالا اور سلاسل کو جسم نوشیروان سے دور کیا اتنی دیر مین صابر نمد پوش نے
سرداران نوشیروان کو اپنی عیاری سے اطلاع دی اور انکو لیکر جہان نوشیروان تھا لیکر چلا جوانان
لشکر ہشتام خیمہ مین بیٹھے ہوئے طعام تناول کر رہے تھے گھوڑون کی ٹاپون کی آواز سنکے گھبرا گئے
اور بے اختیار طعام کو چھوڑ کر خیمہ سے باہر نکل آئے دیکھا ہزارون سوار اور پیدل چلے آتے ہین ہر ایک
شخص نہایت شاد و مسرور ہی جسوقت جوانان لشکر ہشتام نے دیکھا کہ فوج چلی آتی ہی اور قریب خیمہ
پہونچ گئی ہی اُسوقت جوانان لشکر ہشتام پریشان اور مضطر ہو کر باواز بلند پکارے کہ اے برادر ہشتام
گلرخ نیکنام ہوشیار ہو جائیے دیکھیے فوج نوشیروان قریب آگئی ہی جلدی نوشیروان کو سنان تیر

ہلاک کیجیے دیر نہ لگائیے ایسا نہو کہ نوشیروان کو سرداران نوشیروان رہا کریں ہشام آپکے بھائی رہا
ہو جائے نوشیروان سے بہت آپ سے ناراض ہو گئے بس آپکو اب مناسب ہے کہ جلد نوشیروان
کو قتل کروا لیجیے مردمان فوج نوشیروان سے مقابلہ کیجیے پریشان خاطر نہو جیے گا ہم بھی حاضر ہوتے
ہیں یہ کہکے پچیسوں جوان مسلح و مکمل ہو کر خدمت گلرخ نقلی میں چلے جب قریب خیمہ آئے دیکھا کہ نوشیروان
رہا ہو گیا ہے سرداران فریبو قار نذریں اس خوشی کی دے رہے ہیں ہر ایک پیدل و سوار خوش و خرم ہے گلرخ بھی
کھڑا ہوا ہنس رہا ہے جسوقت یہ حال جوانان لشکر ہشام نے دیکھا بہ قہر و غضب تمام کہا کہ اے گلرخ تینے ہر چند
کہا لیکن تینے نوشیروان کو نہ مار ڈالا معلوم ہوتا ہے تمنے اپنے بھائی ہشام سے سرکشی کی اور نوشیروان کے
شریک ہو گئے یہ کہکر جوانان لشکر ہشام نے چاہا تھا کہ اس صحرا سے بھاگ کر جانب قلعہ خیبر روانہ ہوں لیکن گلرخ
نقلی نے تھوڑے سوار اپنے ہمراہ لیکے جوانان لشکر ہشام کو گھیر لیا اور نعرہ کیا منم کرگدن ساسانی عیار
طرار شہنشاہ نوشیروان دیکھو یوں عیاری کرتے ہیں جب یہ نعرہ جوانان فوج ہشام نے سنا نہایت متحیر
ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یقیناً گلرخ وغیرہ کو اس عیار نے مار ڈالا اور اب ہمکو بھی ہلاک کریگا
کسی طرح زندہ نہ چھوڑیگا پس بہتر و مناسب یہ ہے کہ ہم بھی دشمن کو قتل کر کے قتل ہوں یہ خیال
کر کے جوانان فوج ہشام نے تلواریں کھینچیں اور کرگدن ساسانی پر جو بہ شکل گلرخ تھا حملہ کیا
کرگدن نے سواروں کو حکم دیا کہ انکو قتل کرو سواروں نے اُن سبکو گھیر کے چشم زدن میں ہلاک کیا جب
کرگدن ساسانی نے سواروں سے مردمان فوج ہشام کو قتل کروا ڈالا اور سرداران فریبو قار نوشیروان
کو نذریں دے چکے اُسوقت نوشیروان نے بزرجمہر کو اپنے پاس بلایا اور کہا اب آپ ہمارے بارے میں
کیا کہتے ہیں ابھی میں اسی صحرا میں رہوں یا میں اپنی تختگاہ کیطرف جاؤں بزرجمہر نے کچھ فکر کر کے کہا
کہ اب آپ مع فوج و لشکر مدائن میں تشریف لیچلیں اور صحرا میں توقف نہ فرمائیں کیونکہ مجھکو ثابت ہوتا ہے کہ ایام
نحس گذر گئے اور دن آپ کے اب اچھے ہیں کچھ عجب نہیں کہ دو ایک روز میں آپ کوئی ایسی خبر سنیں جس سے
آپکو بدرجہ کمال خوشی حاصل ہو یا کوئی خط یا کوئی عرضی کسی آپکے خیرخواہ کی آپ کے پاس آئے اور اُس میں کچھ
ایسا لکھا ہو کہ جسے آپ پڑھکر بہت خوش ہوں جسوقت یہ تقریر بزرجمہر کی نوشیروان نے سنی فوراً حکم کیا کہ
لشکر ہمارا طرف ہماری تختگاہ کے ہمراہ ہمارے چلے بموجب حکم نوشیروان طبل سفر بجا ہر ایک شخص آمادہ سفر
ہوا لشکر میں کمر بستہ ہوئے جملہ خیام اور بارگاہیں جو صحرائے سبزہ زار لیلیٰ شکارگاہ میں برپا تھیں جلد تر اٹھا لے
اُسکے روانہ ہوئے بعد تیاری لشکر نوشیروان بقصد کروفر مدائن کی جانب چلا بعد قطع منازل جب مدائن میں
پہونچا وہ لشکر جو ہشام نے ناکوں پر شہر مدائن کے مقرر کیا تھا نوشیروان کے آنے سے مضطر و پریشان
ہوا اور ارادہ بھاگنے کا کیا لیکن سرداران نامی نے بحکم نوشیروان جملہ مردمان فوج ہشام کو تہ تیغ کیا
کسی کو زندہ نہ چھوڑا بعد قتل ہونے لشکر ہشام کے نوشیروان دارالامارہ شاہی میں داخل ہوا اور پھر
برآمد ہو کے اور اکے تخت پر تاج شاہی سر پر رکھ کے بیٹھا دربار میں جملہ امرا و وزرا و اراکین سلطنت
و اعیان مملکت و پہلوانان نامی حاضر ہوئے ہر ایک نے نذر خوشی کی دی پھر ہر ایک شخص موافق اپنے رتبہ
و منصب کے کرسی اور دنگل پر بیٹھا شغل سابق و دربار آراستہ ہوا اُسوقت نوشیروان کو خبر قتل
مہتر فیل گوش اور تاراجی شہر مدائن دریافت کرنے سے مفصل معلوم ہوئی نوشیروان تو اب

تخت سلطنت بدستور سابق بیٹھا ہی اور عدل و حکومت کرتا ہی لیکن اب حال ابو شہاب خرقہ پوش کا تحریر کیا جاتا ہی
کہ جب حمزۂ صاحبقران نے ہشام کو قتل کیا اور عرضی نوشیروان کو لکھکر ابو شہاب کو دی کہ یہ عرضی خدمت
نوشیروان مین پہونچا دے اور ابو شہاب خرقہ پوش عرضی کو لیکر روانہ ہوا قطع راہ کرکے نواح شہر
مین جہان نوشیروان واسطے شکار کے آیا تھا پہونچا لیکن وہان نوشیروان کو نہ دیکھکر متفکر ہوا جب
اور آگے بڑھا ایک قریہ نظر آیا ابو شہاب نے اہل قریہ سے حال نوشیروان دریافت کیا انھون نے کہا
ہمنے سنا ہی کہ نوشیروان شکار کھیل کے اور چند روز یہان رہکر جانب مدائن روانہ ہوا ہی ابو شہاب
یہ حال دریافت کرکے جانب مدائن روانہ ہوا اور قطع منازل کرتا ہوا ہر صحرا دیکھتا ہوا مدائن مین داخل
ہوا جب دار الامارۂ نوشیروان پر پہونچا دربانون سے کہنے لگا کہ خدمت شہنشاہ نوشیروان مین جاکر
عرض کرو کہ ایک شخص عرضی زلزلۂ قاف ثانی سلیمانی حمزۂ صاحبقران امیر ہندوستان کی لیکر بدر دولت پر
حاضر ہوا ہی امیدوار ہی کہ خدمت حضور مین حاضر ہوکر عرضی پیشکش کرے دربانون نے سنتے ہی جب یہ کہتے
ابو شہاب کے ابو شہاب کے آنے کی نوشیروان کو اطلاع کرائی جسوقت نوشیروان نے سنا
کہ ابو شہاب کعبہ سے عرضی حمزۂ صاحبقران کی لیکر آیا ہی فوراً حکم دیا کہ ابو شہاب کو دربار مین بلاؤ
ملازمان نوشیروان گئے اور ابو شہاب کو لے گئے جب ابو شہاب دربار نوشیروان مین
پہونچا دیکھا ہزارہا امیر و امرا ہر ایک کرسیون پر بیٹھے ہین اور بہادران پہلوانان قوی ہیکل رستم شمائل دیو شکار
دنگلون پر بیٹھے ہین نوشیروان تاج شہریاری سر پر رکھے تخت حکومت پر بصد شان و شوکت بیٹھا
ہی دربار آراستہ ہی ابو شہاب نے بعد دیکھنے ایک نظر کیفیت دربار کے موافق قاعدہ عرضی حمزۂ صاحبقران
نکال کے پیشکش کی نوشیروان نے عرضی پڑھوا کر بخوبی سنی جسوقت نوشیروان مضمون عبارت
عرضی سے بخوبی آگاہ ہوا نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا سچ کہا تھا مجھے خواجہ بزرجمہر نے کہ کوئی خط
یا عرضی میرے پاس ایسی آئیگی کہ جسکے مضمون سے مجکو نہایت خوشی ہوگی یہ کہکے نوشیروان نے
ابو شہاب خرقہ پوش کو خلعت پر زر دے کر رخصت کیا ابو شہاب خلعت پہنکر اور تسلیم کرکے
رخصت ہوا اور بعد قطع راہ خدمت حمزۂ صاحبقران مین پہونچا اور حال تمام و کمال عرض کیا

داستان روانہ کرنا نوشیروان کا بختک کے بھانجون کو واسطے لانے تاج و تخت اور حمزۂ صاحبقران کے اور عیاری کرنا عمرو کا اور امیر کا بو قیر کانہ جانا بزرجمہر کے فرزندون آنا اور جانا امیر کا طرف مدائن کے و دیگر حالات

راویان شیرین مقال اس داستان کو اسطرح سے بیان کرتے ہین کہ نوشیروان نے بعد رخصت ابو شہاب
خرقہ پوش کے بختک سے پوچھا کہ اب مین کس شخص کو واسطے لانے تاج و سریر اور امیر کو قید کرکے
جانب کعبہ روانہ کرون بختک نے عرض کیا خداوند نعمت آپ کو اختیار ہی جسکو مناسب جانیے اسے روانہ
کیجیے لیکن میرے نزدیک تو بہتر یہ ہی کہ میرے دونون بھانجون احمل فرنگ اور مجمل سنگ سار کو روانہ
کیجیے کہ یہ دونون نہایت عاقل اور فہمیدہ ہین نوشیروان نے فرمایا اچھا اپنے بھانجون کو یہان بلاؤ
بختک نے اپنے بھانجون کو خدمت نوشیروان مین حاضر کیا جسوقت احمل فرنگ اور مجمل سنگ سار
نوشیروان کے دربار مین حاضر ہوئے دعا و ثنائے شاہی بجا لائے نوشیروان نے حکم دیا کہ تم دونون

مع فوج کثیر جانب کعبہ جاؤ اور میرے پسر خواندہ حمزہ کو مع میرے تاج و تخت کے یہان لے آؤ خبردار حمزہ کو بعد عزت و احترام میرے پاس لانا کیونکہ اول تو وہ میرا پسر خواندہ ہی دوسرے یہ کہ فی الحال اُسنے یہ کارنمایان کیا ہی کہ ہشام بد انجام سے میرا تاج و تخت چھین لیا ہی اور اُسکو قتل کیا ہی احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم دونون خادمان سرکار فیض آثار بموجب حکم حضور حمزہ صاحبقران کو بعزت و حرمت یہان لائینگے خلاف حکم ہرگز نہ کرینگے اُسوقت نوشیروان نے فوج کثیر بختک کے بھانجون کے ہمراہ کی اور ایک نامہ دیا اور خلعت دے کر روانہ کیا احمل فرنگ اور محمل سنگ سار بہ ہمراہی ہزارہا پیدل و سوار بشوکت و شان جانب کعبہ روانہ ہوئے اور بعد قطع منازل ایک روز ایک میدان وسیع مین فروکش ہوئے اتفاقاً اُسی روز خواجہ عمرو بھی اُسی میدان کی طرف واسطے ہواخوری کے گئے تھے جسوقت خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم میدان مین اُترا ہی متفکر ہو کر اور اپنی شکل تبدیل کر کے قریب لشکر آئے اور ایک جوان سے پوچھنے لگے کہ یہ لشکر کسکا ہی اور کہان جائیگا اُس سوار نے کہا یہ لشکر احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کہ جو بھانجے بختک کے ہین اُنکے ہمراہ ہی نوشیروان نے نامبردگان کو واسطے تاج و سریر اور حمزہ صاحبقران کے لے آنے کے بھیجا ہی خواجہ عمرو یہ گفتگو سوار کی سنکے خیال کرنے لگے کہ حمزہ صاحبقران کی تو یہ شان اور لیاقت نہین ہی کہ ان سگ و خوک کے ہمراہ مدائن جائین اور اگر چلے گئے تو اچھا نہ کیا یہ خیال کر کے خواجہ بہ شکل نے نواز قریب لشکر ایک شجر کے نیچے بیٹھکر اور نے نکال کر بجلسنے لگے اور یہ غزل گانے لگے غزل

کسنے بلبل کو سنا دی رخصت گل کی خبر
دیدۂ نرگس مین بھی آنسو نظر آیا مجھے
دیکھکر سوتی تمھارے کان کا تب ہوا
شعلۂ عارض سے جادو نظر آیا مجھے
جب دل وحشی کو تڑپا یا خیال زلف نے
ہر فلک مین بھی تو نظر آیا مجھے
آج تو کس ہاتھ سے اپنے پلائی ہی شراب
سانپ کا ہر نقش بھی نظر آیا مجھے
کیون سیار کیا دیتے ہو ہلال عید کی
آفتاب چترک صفی نظر آیا ہے مجھے
خیر یو ساغر دیا تسلیم آشنے جس طرح کی

خالی تیرہ دل تہ ابرو نظر آیا مجھے
ہوش اُڑنے مین بڑنگ بو نظر آیا مجھے
پانون پھیلا کر جو سویا پھر یہ جو کا تو نے کب
اختر شام شب گیسو نظر آیا مجھے
کیا ازل سے صورت تصویر بیدل خاک تھا
دانتھا سے دام مین آہو نظر آیا مجھے
آہ حسرت صبح تک بن بنکے نکلی شکل سرو
جام جم ساقی مرا جلو نظر آیا مجھے
اپنے سینے سے لگا کر تیر کو دل نے کہا
دوستو کیا یار کا ابرو نظر آیا مجھے
آگ پانی مین لگائی کسنے دعوی کلیہ بہ ترخ
جام اپنی عمر کا مجکو نظر آیا مجھے

کعبہ کی محراب مین ہندو نظر آیا مجھے
چشم حسرت مین سے جب شبنم کو دیکھا وقت صبح
پہلوئے مدفن ترا پہلو نظر آیا مجھے
چشم مستان نے جو بار الب سے زندہ کر دیا
عمر بھر خالی ترا پہلو نظر آیا مجھے
کیا عداوت تھی مرے آرام سے جو لیکر گی
خواب مین کسکا قد دلجو نظر آیا مجھے
بوسہ ابرو کا لیا کرتی ہی اُٹھکر زلف یار
بعد مدت قوت بازو نظر آیا مجھے
بے تمہارے روز قیامت کسقدر تاریک تھا
شکل تخالہ حباب جو نظر آیا مجھے

جسوقت غزل بسلو احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے اپنے خیمہ مین سنی اور آواز نے اُنکے کان مین آئی فوراً بیتابانہ خیمہ سے باہر نکل آئے اور سوارون سے پوچھنے لگے یہ نے کون بجاتا ہی قیامت کا گاتا ہی ہمارے دل نے سنکر بیچین ہو گئے ہین سوارون نے عرض کیا حضور وہ درخت کے نیچے ایک شخص نے بجاتا ہی صدہا سوار بیقرار ہین اور پیدل گرد اُسکے کھڑے ہین ہم بھی حضور یہین سے آتے ہین ہر ایک شخص اُس آدمی کی نے سنکے جھوم رہا ہی بعضے سوار اشکبار ہین اکثر پیدل آواز نے سنکے بیقرار ہین بعضے کلیجے اپنے پکڑے بیٹھے ہین خداوند ہمنے اپنی زندگی مین

ایساکوئی نے بجانے والا اور گانے والا نہین دیکھا یہی دل چاہتا ہی کہ اسکی نے کی آواز سنا کرین نہین معلوم یہ کس استاد کا شاگرد ہی کہ فی الحال نے بجانے مین اور گانے مین خود استاد ہی احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کو اور زیادہ اشتیاق ہوا اور بعد اشتیاق جانب نے نواز چلے جب احمل فرنگ اور محمل سنگ سار زیر خیمہ پہونچے وہان دیکھا کہ جسقدر سوار اور پیدل ہین سب کے سب محو ہین اور ایک لڑکا نہایت حسین و خوبصورت لباس زیب تن کیے ہوئے زیر درخت زمین پر بیٹھا ہی اور نے بجا رہا ہی احمل فرنگ اور محمل سنگ سار مع سوار و پیدل مین آکر نے نواز سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اے میان نے نواز فی الحقیقت کیا تم اچھی نے بجاتے ہو اور کیا خوب گاتے ہو یہ بتاؤ کہ تمھارا کیا نام ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا مجکو اہل جہان مطلوب نے نواز کہتے ہین اور مین بیٹا طالب نے نواز کا ہون مجکو تو کچھ وقوف اور لیاقت نے بجانے اور گانے کی نہین ہی لیکن تم چونکہ قدردان ہو اسوجہ سے تم میری تعریف کرتے ہو احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے کہا کہ نہین تم فی الحقیقت خوب نے بجاتے ہو تمھارا مثل و نظیر نہین ہی اگر تمھارا دل چاہے تو ہمارے خیمہ مین چلکے تھوڑی دیر بیٹھو اور نے بجاؤ نے نواز بنے خواجہ عمرو نے کہا کہ اب مین یہان سے جاؤنگا اتنی مجکو فرصت نہین کہ تمھارے خیمہ مین چلون اور بیٹھون یہ کہکے خواجہ اٹھے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے کہا کہ اگر تم ہمارے خیمہ مین نہین چلتے تو یہین تھوڑی دیر بیٹھو اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ ہم تمھاری نے کی آواز سنکے یہان آئے ہین اگر تم گاؤگے تو ہم تمکو انعام کثیر دینگے خواجہ عمرو یہ تو چاہتے ہی تھے سخنک کے بھانجون سے کہنے لگے کہ اگر تم میری نے کے سننے کے نہایت مشتاق ہو تو خیر بیٹھ جاؤ مین نے بجاتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو پھر بیٹھ گئے اور بھانجے سخنک کے بھی جواہر نگار کرسیون پر بیٹھے خواجہ عمرو نے نے مین یہ غزل بالحان داؤدی گانا شروع کی غزل

کیون وہان زخم پر عالم ہی قاتل نور کا
رہ گیا منصور کی گردن پہ خون منصور کا
ساقیا مست ازل ہون کیا کرون پیکر شراب
گیا ہی مین جلتا ہون نام آتا ہی جب انگور کا
ہی امید وصل ہاین اور نامرادی دور دور
رو رہی ہر دم بھر کھڑا عاشق رنجور کا
گرچہ بھی ہر ہم فراقون سے نہ گار رہا کم
تیرہ بختی نے لیا دامن شب دیجور کا
کون ہی مہمان مرے گھر مین کہ فیض جود سے
جاتا ہون بھر اٹھانا کام ہی مزدور کا
تم جو تل ہیں غم مجھے تیرہ قسمت کا گرد
داغ عشق کا ہون نہ اب زمان ہون جیقدر کا
پاؤن جھیل جھیلکر لہو بہتا ہی ہر دم قیدمین
کاسۂ سر کو بتاؤن کاسہ کس تنبور کا

کیا زبان تیغ نے چاٹا ہی تیر طور کا
اس طرح دنیا سے آیا گور تک مر مر کے مین
خالی دل پہلو مین شیشہ ہی سے انگور کا
عالم اسباب تک ہی زینت اسباب حسن
دل مرا گھر ہی خیال شاہد مستور کا
دن کو بھی ظلمت سیہ خانہ کی ہی کم نہیت
استخوان اپنا ہے گا شانہ زلف حور کا
بیگنہ ہو دیکھ او ظالم کہ میرے حال پر
روزن دیوار پر عالم ہی چشم حور کا
بے فتیلہ جل رہا ہی کچھ دھوان دیتا نہین
خیمہ لیلی نے دامن شب دیجور کا
عاشقی مین دونون یکسان ہین انتہا ہی شغل فقط
دیدۂ زنجیر اپنا دیدہ ہی ناسور کا
اک بت پر نور اک تسلیم ہی پیش نظر

حشر مین بھی کشتگان عشق کی ہی پیار نہین
جیسے منزل پر ٹھکانا ہو اسی مسافر دور کا
یاد آتی ہی بتون کی ہی دھری مرکے بھی
پاک ہی آرائش شانہ سے گیسو حور کا
اسقدر گھبراتے ہو کیون ٹھہرو مرجاؤنگا
ہو رہی ہی چاندنی دامن شب دیجور کا
ہائے رے ہمدرد الفت کہ جب بینا نہ لگا
خون بھر لایا ہی دیدہ جو ہر ساطور کا
اسقدر نازک مزاجی نے مجھے کھینچا ہی دور
ٹھہر ہی میرے چراغ دل مین شمع طور کا
کیون خوشی ہنستی ہی مجکو بیکسی آتی ہی کہہ
مین بتون کا شیفتہ دیوانہ زاہد حور کا
وہ تو مشتاق انشا ہون دے نہ بخشے گا بھلا
آنکھ کا ڈورا نہین رشتہ ہی شمع طور کا

جب یہ غزل خواجہ عمرو نے گاکر تمام کی بھانجے سخنک کے سنکے نہایت خوش ہوئے اور نے نواز کو شیرینی دینا

بعد دینے انعام کے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے ذی نواز سے پوچھا کہ یہان سے کعبہ کتنی دور ہے ذی نواز نے
کہا کعبہ کے جانے کے دو راستے ہین اگر دست راست سے جاؤ گے تو چار کوس ہی اور اگر دست چپ کی جانب
جاؤ گے تو آٹھ کوس کا فاصلہ ہی بختک کے بھانجون نے کہا ای مطلوب ذی نواز اگر تم ہمکو آج کعبہ مین پہونچاؤ
اور ہمارے ساتھ چلو تو ہم تمکو اور بھی روپیہ دینگے مطلوب ذی نواز نے کہا اگر تمکو یہ منظور ہی کہ آج ہی کعبہ مین
داخل ہو تو تم ابھی میرے ساتھ یہان سے کوچ کرو مین تمکو ایسا جلد پہونچا دون کہ تم بھی یاد کرو بھانجے بختک
کے یہ گفتگو مطلوب ذی نواز کی سنکے نہایت خوش ہوئے اور سرداران لشکر کو حکم دیا کہ جلد یہان سے سامان
کوچ کرین جسوقت لشکر مین نقارۂ سفر پر چوب پڑی ہر ایک سوار اور پیدل نے واسطے سفر کے جلد تر کمر باندھی
جب کل لشکر آمادۂ سفر ہو چکا اسوقت احمل فرنگ اور محمل سنگ سار مطلوب ذی نواز کو ہمراہ لیکے مع فوج کثیر
چلے تھوڑی دور رہا کہ ایک دوراہے پر پہونچے بختک کے بھانجون نے کہا ای مطلوب ذی نواز اب تم بتاؤ
کس طرف سے چلین تا کہ کعبہ جلد پہونچین خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ ان دونون حرامزادون کو ایسی طرف لیجاؤ
کہ یہ نہایت پریشان ہون یہ خیال کرکے خواجہ نے کہا اسطرف سے چلنا چاہیے کہ یہ راہ نہایت نزدیک کی
ہی احمل فرنگ اور محمل سنگ سار اسی طرف چلے تھوڑا دور خواجہ عمرو انکے ہمراہ جا کر اور سبکو صحراے ریگستان
مین چھوڑ کر آپ چل دیے اور وہان سے خدمت حمزۂ صاحبقران مین آئے اور تمام کیفیت بیان کی امیر با توقیر
خواجہ عمرو کی شرارت پر بہت ہنسے ادھر بھانجے بختک کے مع سرداران لشکر ریگستان مین دو روز تک نہایت
پریشان اور تباہ رہے تیسرے روز جب انکو کسی سے معلوم ہوا کہ یہ راہ کعبہ کی نہین ہی اسوقت احمل فرنگ
اور محمل سنگ سار ریگستان سے پلٹے اور پھر اسی دوراہے پر آکر کعبہ کی جانب چلے اور بعد قطع راہ خدمت
حمزۂ صاحبقران مین پہونچے اور نامہ نوشیروان کا دیا حمزۂ صاحبقران نے نامۂ نوشیروان کو پڑھا
اس نامہ کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ای پسر عزیز تمہاری ہمکو بدست ابوشہاب خرقہ پوش پہونچی بضمون
عرضی سے بخوبی آگاہی ہوئی ہمنے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کو مع لشکر بھیجا ہی تمکو لازم ہی کہ تخت و تاج
ہمارا ان سپردگان کے حوالہ کردو اور انہین کے ہمراہ تم بھی ہمارے پاس آؤ کہ ہم تمہارے دیکھنے کے نہایت
مشتاق ہین جسوقت حمزۂ صاحبقران مضمون مندرجۂ نامہ سے بخوبی واقف اور آگاہ ہوئے بخیال اسکے
کہ میرے لینے کو بختک کے بھانجون کو بھیجا ہی چین بجبین ہوکے خاموش ہو رہے لیکن خواجہ عمرو کو بلا کر
فرمایا کہ ای خواجہ احمل فرنگ اور محمل سنگ سار ہرچند کہ بدکردار و ناہنجار ہین لیکن اب یہ ہمارے مہمان
ہین انکی ضیافت کرنا چاہیے لہذا تم انکی ضیافت کرو اور انکو کھانا کھلاؤ خواجہ عمرو نے بموجب ارشاد
حمزۂ صاحبقران بختک کے بھانجون کی ضیافت کی اور سامان کیا اور بہنگام تناول طعام احمل فرنگ
اور محمل سنگ سار کے روبرو دستر خوان بچھا کر دو خوان مع خوانپوش رکھوا دیے بختک کے بھانجے
یہ سمجھے کہ ان خوانون مین انواع و اقسام کے طعام ہونگے مگر جسوقت خوانپوش اٹھا کر دیکھا تو ایک خوان
مین تو چھوٹا سا گدھے کا بچہ مرا ہوا اور دوسرے خوان مین ایک بچہ کتے کا مرا ہوا رکھا تھا احمل فرنگ
اور محمل سنگ سار نے گدھے اور کتے کے مرے ہوئے بچے کو دیکھکر خوانپوش ڈھنک دیے اور طرف
خواجہ عمرو کے غیظ سے دیکھا خواجہ عمرو نے کہا یہ غذاے لطیف کہ خاص تمہارے واسطے تیار ہوئی تھی
تمنے کیون نہ کھائی یہ غذا تو نہایت لذیذ خاص تمہارے ہی لیے پکوائی گئی تھی احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے

برہم ہوکر کہا ای خواجہ عمرو کیا تمہارے یہان دعوت اور ضیافت مہمانون کی اسی طرح کرتے ہین جس طرح تمنے
ہماری دعوت و مہمانی کی خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ تم ایسی ہی دعوت کے لائق تھے احمل فرنگ اور محمل سنگسار
اول تو پہلے ہی سے غصہ مین تھے یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے اب اور زیادہ رنجیدہ ہوئے اور فوراً اٹھکر باہر آئے
اور مردمان لشکر سے کہا کہ جلد آمادۂ سفر ہو اسی وقت جانب مدائن یہان سے کوچ کرو مردمان لشکر نے بموجب
کہنے کے سامان سفر کیا اور جلد تو کمرین باندھکر اسلحہ تن پر آراستہ کر کے گھوڑون پر سوار ہوئے اور پیدل
بھی سب چلنے پر تیار ہوئے بھانجے بختک کے بھی گھوڑون پر سوار ہوئے اور ایسے کبیدہ خاطر اور غضبناک
ہوکر جانب مدائن روانہ ہوئے کہ تاج و تخت نوشیروان کا بھی نہ لیا جسوقت حمزۂ صاحبقران کو بختک کے
بھانجون کے خفا ہوکر جانے کی تمام کیفیت معلوم ہوئی فوراً خواجہ عمرو کو طلب کیا جب خواجہ عمرو روبرو
حمزۂ صاحبقران حاضر ہوئے اُسوقت امیر با توقیر نے پوچھا کیون ای خواجہ عمرو مین نے تمسے اسی طرح
کی دعوت و ضیافت کرنے کو کہا تھا جس طرح تمنے بختک کے بھانجون کی دعوت کی آخر وہ ناراض ہوکر
چلے گئے خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزۂ صاحبقران آپ خوب جانتے ہین کہ انسان کی دعوت و ضیافت
موافق عزت و لیاقت کے ہوتی ہی کوئی شخص کسی کی خلاف رتبہ و مرتبہ دعوت و ضیافت نہین کرتا ہی چونکہ
آپ نے مجھسے واسطے دعوت و ضیافت احمل فرنگ اور محمل سنگسار کے فرمایا تھا مین نے انکی ضیافت
اور دعوت موافق انکی قدر اور منزلت کے کی اس سے زیادہ انکی لیاقت نہ تھی اگر وہ کھانا نہ کھائین اور ناراض
ہوکر چلے جائین تو آپ ہی فرمایئے مجھ بیچارے کی کیا خطا ہی حمزۂ صاحبقران و سرداران ذیوقار خواجہ
کی اس تقریر پر نہایت ہنسے غرض یہان تو بعد جانے احمل فرنگ اور محمل سنگسار کے حمزۂ صاحبقران و
سرداران نامدار خواجہ عمرو کی باتون پر ہنس رہے تھے لیکن اب حال احمل فرنگ اور محمل سنگسار کا تحریر
کیا جاتا ہی کہ جب بھانجے بختک کے بعد قطع منازل ملک مدائن مین پہونچے نوشیروان کو خبر ہوئی کہ بھانجے
بختک کے آتے ہین جب احمل فرنگ اور محمل سنگسار دارالامارۂ شاہی پر پہونچے گھوڑون سے
اُترکے دربار نوشیروان مین گئے دعا و ثنائے شاہی بجالائے نوشیروان نے پوچھا تمکو جس کام کے
واسطے روانہ کیا تھا وہ کام بھی تمنے انجام کو پہونچایا یا نہین بختک کے بھانجون نے سر دربار تمام و کمال اپنی
ضیافت و دعوت کا حال اور ناراضی کا سبب بیان کیا اور عرض کیا خداوندا ہم اسی وجہ اور کثرت ملال سے
ایک دم نہین ٹھہرے اور حضور کا تخت و تاج بھی نہین لائے اور حمزہ آپ کے پسر خواندہ کو اپنے ہمراہ نہین
لائے خود رنجیدہ و ملول ہوکر چلے آئے جسوقت تمام حال اہل دربار نے احمل فرنگ اور محمل سنگسار کی زبانی
سنا سبکے سب منہ پھیر کر نوشیروان کی طرف سے مسکرانے لگے اور نوشیروان بھی خواجہ عمرو کا حال شرارت
سُنکے بے اختیار ہنسنے لگا مگر بختک کو اپنے بھانجون کے ذلیل ہونے سے کمال صدمہ ہوا اور اپنے بھانجون
کے قریب جاکر اُنسے آہستہ کہنے لگا کہ تم کچھ رنج و ملال نہ کرو مگر دل مین خیال کرنے لگا کہ عمرو نے میرے بھانجون
کو ذلیل کیا ہی اسکا عوض اُس سے ایسا لونگا کہ وہ بھی یاد کریگا خیر اگر عمرو سے بدلہ نہ لیا تو اپنا نام بختک
نہ رکھا یہ خیال کر کے بختک تو سرنگون ہوکر دربار مین اُسوقت بیٹھا رہا اور بھانجے بختک کے اپنے گھر چلے
گئے نوشیروان نے بزرجمہر کو طلب کیا جب بزرجمہر آئے اور بیٹھے اُسوقت نوشیروان نے بزرجمہر سے
تمام و کمال حال بختک کے بھانجون کے جانے کا اور عمرو کی شرارت کا بیان کیا بعد اسکے نوشیروان نے پوچھا

اب کسکو جانب کعبہ روانہ کیا جاے تاکہ وہ تخت و تاج میرا لے آئے بزرجمہر نے کہا آپ میرے لڑکے کو روانہ فرمائیں یقین ہی کہ وہ تخت و تاج حضور کا لے آے نوشیروان نے کہا اچھا اپنے فرزند کو روانہ کیجیے بزرجمہر نوشیروان سے یہ سُنکے اپنے مکان مین آئے اور اپنے فرزند خواجہ امید کو اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ لکھدیا اور بارگاہ دانیالی دی اور فرمایا کہ اے فرزند یہ رقعہ اور بارگاہ حمزہ صاحبقران کو جاکر دے دینا اور ہماری طرف سے بہت بہت دعا کہنا اور حمزہ صاحبقران کو مع تاج و تخت نوشیروان کے اپنے ہمراہ لے آنا یہ فرماکر اپنے فرزند کو مع فوج شاہی جانب کعبہ روانہ کیا خواجہ امید بعد قطع راہ جب قریب کعبہ پہونچے حمزہ صاحبقران کو خبر ہوئی کہ خواجہ امید پسر خواجہ بزرجمہر آتے ہین حمزہ صاحبقران نے چند سرداران ذیوقار کو واسطے اُنکے استقبال کے روانہ کیا سرداران نامدار گئے اور خواجہ امید کو بصد عزت و حرمت حمزہ صاحبقران کے پاس لے آئے حمزہ صاحبقران نے اُنکو بصد توقیر اپنے قریب بٹھایا اور کیفیت مزاج بزرجمہر پوچھی خواجہ امید نے کہا کہ الحمد للہ والمنہ صحت و عافیت سے ہین پھر حمزہ صاحبقران نے اُنکی مزاج پُرسی کرکے فرمایا کہ آپ کا آنا یہان کیونکر سے ہوا فرزند بزرجمہر نے وہ رقعہ دیا اور بارگاہ دانیالی بھی کہ جو کاغذ کی تھی اور خاصیت اُس بارگاہ کی یہ تھی کہ جس قدر آدمی اُس بارگاہ مین آئین بخوبی بیٹھین حمزہ صاحبقران کو دے کر کہا کہ اس رقعہ سے آپ کو ہمارے آنے کا حال ظاہر ہو جائیگا حمزہ صاحبقران نے بعد پڑھنے رقعہ خواجہ بزرجمہر کے بارگاہ دانیالی کو دیکھا اور اُسکو برپا کرایا خواجہ عمرو نے جو اُس بارگاہ کو دیکھا نہایت پسند کرکے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ آپ اس بارگاہ کو مجھے دے دین کیونکہ یہ بارگاہ کاغذ کی ہی آپ کے پاس تو بارگاہ ہشتاھی وغیرہ بارگاہین ہین اس بارگاہ کو لیکر آپ کیا کیجیے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ عمرو اچھا تمھین یہ بارگاہ دے دی لیجاؤ خواجہ عمرو نے عرض کیا بالفعل آپ اس بارگاہ کو اپنے ہی پاس رہنے دین جسوقت میرا دل چاہیگا مین آپ سے لے لونگا اور اپنے پاس رکھونگا حمزہ صاحبقران گفتگوے خواجہ عمرو سُنکے خاموش ہو رہے بعد اسکے حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ خواجہ امید کی بعنوان شائستہ دعوت و ضیافت کرو اور بصد عزت و حرمت اُنکی مہمانی کرو کیونکہ یہ بیٹے بزرجمہر کے ہین خواجہ عمرو نے عرض کیا انشاء اللہ جس طرح آپ نے فرمایا ہی ایسا ہی ہوگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے خواجہ امید کی دعوت اور ضیافت کا بعنوان شایستہ سامان کیا اور انواع و اقسام کے طعامہاے لذیذ و خوش ذائقہ پکوائے اور بعنوان شایستہ دعوت و مہمانی کی الغرض کئی دن برابر خواجہ امید کی حمزہ صاحبقران نے دعوت اور ضیافت کی ایک روز خواجہ امید نے امیر با توقیر سے کہا کہ اب ہمکو رخصت کیجیے اور تخت و تاج نوشیروان ہمارے حوالے کیجیے اور آپ بھی ہمارے ہمراہ چلیے کیونکہ نوشیروان آپ کے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہی حمزہ صاحبقران نے فرمایا آپ تخت و تاج نوشیروان کا لیکر تشریف لیچلیں مین بھی بہت جلد مدائن کی طرف روانہ ہونگا خواجہ امید حمزہ صاحبقران سے یہ سُنکے اور تخت و تاج نوشیروان لیکے رخصت ہوئے حمزہ صاحبقران نے چند تحائف واسطے بزرجمہر اور خواجہ امید کے ہمراہ خواجہ امید کر دیے اور دو عرضیان بھی دین اور فرمایا کہ یہ ایک عرضی نوشیروان کو دے دینا اور دوسری عرضی اپنے والد ماجد کو دینا نوشیروان کو جو عرضی لکھی تھی اُسکا مضمون یہ تھا کہ خواجہ امید آئے تخت و تاج حضور کا اُنکی حوالے کر دیا گیا قبل اسکے اس خاکسار کو بدرجہ الکمال آرزوے قدمبوسی حضور کی

لیکن عتاب حضور کے حاضر نہو سکتا تھا اب جو حضور نے یاد فرمایا ہے انشاء اللہ جلد تر حاضر خدمت ہو کر مشرف قدمبوسی
حضور حاصل کرتا ہون اور اسی طرح عرضی بزرجمہر کو بھی لکھی تھی غرض تحالیف اور عرضیان دیکر رخصت کیا
خواجہ امید کعبہ سے جانب مدائن بعد شوکت تاج و تخت نوشیروان کا لیکر روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ
مدائن مین پہونچے اور دربار نوشیروان مین حاضر ہو کر عرضی حمزۂ صاحبقران نوشیروان کو دی نوشیروان
عرضی حمزۂ صاحبقران پڑھوا کر اور سنکے نہایت خوش ہوا اور اہل دربار سے کہنے لگا کہ حمزۂ پسر خواندہ میرا
نہایت سعادتمند اور لیئق ہی اور تخت و تاج جو خواجہ امید لائے تھے نوشیروان نے لیا اور خواجہ امید
سے نہایت خوش ہو کر خلعت فاخرہ دیا خواجہ امید خلعت پہن کے اپنے گھر آئے اور دوسری عرضی
جو حمزۂ صاحبقران نے دی تھی وہ اپنے والد کو دی اور حمزۂ صاحبقران کی خاطر و مدارات کرنے اور دعوت
و ضیافت کرنے اور خوش خلقی سے پیش آنے کی بدرجۂ کمال تعریف کی اور وہ تحالیف بھی اپنے والد کے
پیشکش کیے بزرجمہر عرضی کو پڑھکے اور تحالیف کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور حمزۂ صاحبقران کی تعریف
کی ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ اب نوشیروان تو انتظار حمزۂ صاحبقران کر رہا ہی لیکن اب حال حمزۂ
صاحبقران تحریر کیا جاتا ہی کہ بعد روانہ ہونے خواجہ امید کے ایک روز حمزۂ صاحبقران عادیہ بانو کی خدمت
مین گئے اور بعد تسلیم کے عرض کیا مین آپ سے رخصت ہونے کے واسطے حاضر ہوا ہون کیونکہ مجکو اب
نوشیروان نے بلایا ہی عادیہ بانو نے حمزۂ صاحبقران کو اپنے سینے سے لگایا اور پیار کرکے کہا کہ اے فرزند
دلبند شکر ہی خدا کا کہ مجکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عالم خواب مین مسلمان کیا اور پہین تمکو دودھ پلانے
کو آئی اور فضل خدا سے اب تم اتنے بڑے ہوئے اکثر سرکشون کو تمنے زیر کیا ہزارہا کافرون کو مسلمان
کیا لیکن افسوس ہی کہ تمنے میرے فرزندون کو خصوصاً میرے فرزند عادی کو کہ پہلوان زبردست ہی
اسکو مسلمان نہ کیا اور حق تمنے میرے دودھ پلانے کا اتنا بھی ادا نہ کیا اے فرزند مجکو تمسے یہ امید نہ تھی
حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے مادر مہربان آپ مجھسے ناراض نہون اب مین مدائن اسوقت جاؤنگا
جب آپ کے فرزندون کو مسلمان کرلونگا آپ اطمینان تمام رکھین اگر چاہا خداوند عالم نے تو مین آپ
کے سب فرزندون کو مسلمان کرکے انکو آپ کی خدمت عالی مین لے آؤنگا عادیہ بانو یہ گفتگو
حمزۂ صاحبقران سنکے نہایت خوش ہوئین اور بکثرت الفت اور جوش محبت سے حمزۂ صاحبقران
کو سینے سے لگایا اور پیار کیا اور بلائین لین اور کہا اے فرزند اگر تم اپنے بھائیون کو مسلمان کرکے قلعہ
تنگ رواحل سے میرے پاس لے آوگے تو مین تمسے اور زیادہ خوش ہونگی اور میری آرزو اور تمناے
دلی برآئیگی حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا انشاء اللہ مین اپنے بھائیون کے مسلمان کرنے مین جہانتک
ہو سکیگا کوشش اور سعی کرونگا یہ کہکے حمزۂ صاحبقران وہان سے اپنے لشکر مین آئے اور خواجہ
عمرو سے تمام حال بیان کیا خواجہ عمرو نے عرض کیا اے حمزۂ صاحبقران بسم اللہ اب جانب قلعہ تنگ رواحل
تشریف لیچلیے انشاء اللہ کامیاب ہو جیے گا یہ سنکے حمزۂ صاحبقران نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تمام و کمال
مسلح ہو بموجب حکم تمام سوار اور پیدل مسلح ہوئے ہر ایک رسالے اور پلٹنون مین باجے جنگی بجے ہر ایک
سردار ذی وقار نے بھی بعد پہننے زرہ کے ہتھیار لگا کے اٹالا بارگاہ ہشامی وغیرہ کا جانب قلعہ تنگ رواحل ہمراہ
کرتیت سپہر گردان کے روانہ کیا بعد روانہ کرنے کرتیت سپہر گردان کے حمزۂ صاحبقران اپنے والد ماجد سے

رخصت ہوکر مع فوج ولشکر بصد کروفر طرف قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوئے جب حمزۂ صاحبقران قریب قلعہ
تنگ رواحل پہونچے اور ایک مقام پر فروکش ہوئے قاسم عیار نے حمزۂ صاحبقران کے لشکر ظفر اثر کو
دیکھ کے اکثر مردمان فوج سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی اور کہان جائیگا مردمان لشکر نے کہا کہ یہ فوج ظفر موج
حمزۂ صاحبقران کی ہی اور حمزۂ صاحبقران پہلوان عادی سے مقابلہ کرنے جاتے ہین اور قصد ہی کہ پہلوان
مذکور کو زیر کرکے مسلمان کریں قاسم عیار یہ حال سنکے جانب قلعہ روانہ ہوا اور خدمت پہلوان عادی مین
پہونچکر حمزۂ صاحبقران کے ارادے سے پہلوان عادی کو آگاہ کیا پہلوان عادی کہ شاہزادۂ حاکم قلعہ
تنگ رواحل کا ہی اور اب خود حکومت کرتا ہی قاسم عیار سے حال سنکے متبسم ہوا اور کہنے لگا کہ مین نے کبھی
نوشیروان کی تو اطاعت کی نہین حمزہ کیا ہی کہ مجکو اپنا مطیع کریگا اور مسلمان کریگا اسکی بھی یہ طاقت
اور مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کرسکے مین نے بڑے بڑے پہلوان قوی ہیکل اور زور آوران روے زمین کو
قتل کیا ہی اور لشکرون کو بھگا دیا ہی سرکشان دہر میرے نام سے تھراتے ہین اور دلاوران جہان میرا نام
سنکے کانپتے ہین فیل دمان کو مین ایک پشہ خیال کرتا ہون اور شیر نر کو ایک بچۂ گربہ یا ایک آہوے دشتی تصور
کرتا ہون انسان کی تو کیا مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے اگر دیو بھی مجھسے آمادۂ جنگ ہو تو اسکو بھی ایک ضرب
گرز شدادی سے ہلاک کرون اور اگر کوئی دیو قوی ہیکل دراز قامت مجھسے کشتی لڑے تو ایک چشم زدن مین اسکو
اٹھا کر اس طرح زمین پر پٹکوں کہ پیوند خاک ہوجاے اور جملہ استخوان اسکے چور چور ہوجائین مین مثل گردش سپہر گردان
اور سیف ذوالیدین اور نعمان بن منذر وغیرہ کی ہون کہ حمزہ مجکو بھی کشتی مین زیر کرلیگا اور مسلمان کریگا
مین وہ ہون کہ ہنگام مقابلہ حمزہ کو مجھسے اپنی جان کا بچانا دشوار ہوگا اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو چلا جاے مجھسے
مقابلہ نہ کرے ورنہ ہلاک ہوگا مجکو حمزہ پر ترس آتا ہی کیونکہ میری مادر نے حمزہ کو دودھ پلایا ہی اسوجہ سے میرا
بھائی بھی ہوتا ہی اگر حمزہ مجھسے مقابلہ کریگا تو ضرور میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگا میری مان کو حمزہ کے ہلاک
ہوجانے کا صدمہ ہوگا ہر چند کہ اب مجکو اپنی مادر سے کچھ کام نہین ہی کیونکہ اسنے دین اسلام قبول کرلیا ہی لیکن
پھر بھی میری مان ہی اسکا ملال مجکو گوارا نہین کیونکہ اسکو حمزہ کے قتل ہونے کا صدمہ ازحد ہوگا بس کوئی
دوست حمزہ کا سمجھا کر اگر حمزہ کو یہان سے لیجاے تو بہت مناسب ہی پہلوان عادی تو شراب کے نشہ
مین تخت حکومت پر بیٹھا ہوا اہیات اور مہملات کلمات زبان پر جاری کررہا ہی دربار مین چوالیس بھائی اسکے
کہ وہ بھی سب نہایت زور آور اور دلاور ہین ذنگلون پر مثل شیرون کے بیٹھے ہین علاوہ انکے اور بہت سے پہلوان
قوی الجثہ بیٹھے ہین دربار آراستہ ہی امرا اور وزرا حاضر ہین لیکن اب حال حمزۂ صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہی کہ امیر
بانوقیر نے بعد فروکش ہونے قریب قلعہ تنگ رواحل کے یہ نامہ اپنے بھائی پہلوان عادی کو لکھا کہ اے برادر بہادر
دلاور فہمیدہ و عاقل حاکم قلعہ تنگ رواحل معروف بعیش و شادی پہلوان عادی تمکو معلوم ہو کہ تمہاری والدہ نے
تو مدت ہوئی دین اسلام قبول کیا لیکن اے برادر تمنے ابھی تک لات و منات کی پرستش سے اجتناب اور احتراز
نہین کیا اب تمکو لازم ہی کہ لات و منات کی پرستش سے باز آؤ اور کلمۂ طیبہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو
میرے ہمراہ اپنی والدہ کی خدمت مین چلو کہ وہ تمھارے دیکھنے کی نہایت مشتاق ہی فقط زیادہ کیا لکھا جاے
جسوقت حمزۂ صاحبقران نامہ لکھنے مصروف کرچکے اسوقت خواجہ عمرو کو بلاکر فرمایا کہ اے خواجہ یہ نامہ
قلعۂ تنگ رواحل مین جاکر پہلوان عادی کو دے آؤ اور جواب اسکا لے آؤ خواجہ عمرو نامہ لیکر روانہ ہوئے

جب در قلعہ پر پہونچے خواجہ کو دربانون نے روکا خواجہ عمرو نے کہا تم جاکر پہلوان عادی سے میرے آنے کی اطلاع کردو دربانون نے جب اطلاع دی پہلوان عادی نے حکم دیا کہ نامہ دار کو ہمارے دربار مین لے آؤ بموجب حکم ملازمان پہلوان عادی خواجہ عمرو کو دربار مین لے آئے جسوقت خواجہ عمرو دربار مین پہلوان عادی حاکم قلعہ تنگ رو داخل کے پہونچے دیکھا کہ پہلوان عادی کہ قد و قامت مین مثل دیو طویل القامت ہی بیٹھا ہی چہرے سے رعب و دبدبہ آشکار ہی دربار مین صدہا پہلوانان نامی ذنگلون پر بیٹھے ہین امرا و وزرا بھی حاضر دربار ہین غرض خواجہ عمرو نے بعد دیکھنے پہلوان عادی کے اور اہل دربار کے نامہ حمزۂ صاحبقران کا دیا پہلوان عادی نے نامہ لیکر خواجہ سے اشارہ بیٹھنے کا کیا خواجہ عمرو ایک چوبی کرسی پر بیٹھ گئے جسوقت پہلوان عادی نے نامہ پڑھوا کر سُنا اُسوقت نہایت برہم ہو کے حکم دیا کہ اس نامہ کی پشت پر لکھوا دیا جاے کہ ہمکو اطاعت تمہاری منظور نہین ہی اور مسلمان ہونا کسی طرح قبول نہین ہی اگر تم دعوی دلیری کا ہی تو مجھسے مقابلہ کرو ورنہ جانب کعبہ چلے جاؤ پہلوان عادی نے یہ عبارت نامہ کی پشت پر لکھوا کر خواجہ عمرو کے حوالے کیا اور رخصت کیا خواجہ وہی نامہ جسپر پہلوان عادی نے جواب لکھوا دیا تھا لیکر دربار پہلوان عادی سے خدمت حمزۂ صاحبقران مین آے اور وہ نامہ دیا حمزۂ صاحبقران جواب نامہ پڑھکر خاموش ہورہے اس طرف پہلوان عادی نے بعد رخصت خواجہ عمرو کے حکم دیا کہ طبل جنگ بعد زنگ بجایا جاے صبح کو میدان جنگ مین حمزہ سے مقابلہ کرکے دلاوری حمزہ کی دیکھنا ہی غرض بموجب حکم پہلوان عادی طبل جنگی پر چوب پڑی صداے طبل جنگ بلند ہوئی جسوقت حمزۂ صاحبقران نے آواز طبل جنگ سُنی فوراً حکم کیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل رزمی بجایا جاے بموجب حکم حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو نے طبل رزمی پر چوب لگائی آواز طبل جنگی تا آسمان بلند ہوئی زمین تھرائی دونون جانب صداے طبل جنگ سُنکے سامان جنگ ہونے لگا ہر ایک بہادر اپنی تیغ پر صیقل کرنے لگا کوئی جری اپنے اسلحہ کو درست کرنے لگا تیر اندازون نے تیرون کو اپنے ترکشون مین بھرا کمانون کو درست اور ریس کیا غرض ہر ایک بہادر آمادہ پیکار ہوا لڑنے اور مرنے پر تیار تھا تمام شب دونون طرف بخوبی سامان جنگ ہوا جب شاہ انجم سپاہ باحال تباہ بخوف خسرو خاور پریشان و مضطر ہو کر قلعہ فلک مین پنہان ہوا اور شاہ خاور خسرو ملک سحر مشرق سے بصد جاہ و جلال عیان ہوا ظلمت شب یکسر دور ہوئی روشنی آفتاب سے زمین پر نور ہوئی پہلوان عادی مسلح ہو کے مع اپنے چالیس بھائیون اور اسی ہزار سواران جرار کے قلعہ سے نکلا اور میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ پہلوان عادی اشرار زبردست اور صاحب قوت ہی کہ گیارہ سو من کی لخت شدادی باندھتا ہی اور پچپن انچ کا اسکا قد ہی اور نہایت قوی الجثہ اور قوی ہیکل ہی کیونکہ ایک اونٹ کے علاوہ طعام بیحد کے کچھنی پیتا ہی لیکن پیٹ اچھی طرح اسکا نہین بھرتا ہی ہمیشہ شکایت گرسنگی کی کیا کرتا ہی باوجود اسکے کہ اغذیہ لطیف متواتر و متکاثر شب و روز کھاتا ہی مگر سیری اسکو حاصل نہین ہوتی ہی کمر اسکی اسقدر چوڑی ہی کہ پچاس گز کا پٹکا ایک پیچ مین باندھتا ہی شکم اسکا نقارۂ کلان سے بہت بڑا ہی دست و پا اسکے انتہا سے زیادہ موٹے اور دراز ہین سر مانند ایک گنبد کے ہی قوت اسدرجہ ہی کہ ہنگام رہروی قدم اسکے زمین مین دھنس جاتے ہین راہ چلنا دشوار ہوتا ہی ہر ایک گھوڑا تحمل اسکے بار اٹھانے کا نہین ہوتا ہی صورت اسکی دیکھکر شیر کا زہرہ آب ہوتا ہی اور نعرہ سے اسکے فیل مست چیخ کے بھاگ جاتا ہی انسان تو کیا دیو بھی اسکی قوت کو نہین پہونچ سکتا ہر چند کہ صورت انسان ہی لیکن مثل دیو قوی الجثہ و طویل القامت ہی اکثر پہلوانان جہان اس سے ڈرتے ہین اور اکثر بہادران عالم اس سے خائف ہین اب

جو مسلح ہوکر میدان رزم مین آیا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک دیو خونخوار سلاسل مین گرفتار ہی سر پر ایسا بڑا خود رکھے ہی
کہ گنبد بالاے گنبد معلوم ہوتا ہی آنکھین نشۂ شراب سے سرخ ہین دہن مین غیظ سے کف ہی چہرے سے وہ رعب
ظاہر ہی کہ ہر ایک جری خوف سے اسکے چہرے کو دیکھ نہین سکتا ہی الحاصل پہلوان عادی میدان رزم مین آکر
ٹھہرا اور انتظار حمزۂ صاحبقران کرنے لگا اس طرف امیر بانوقیر نے بھی اسلحہ حضرت ابراہیم علیہ السلام زیب تن کیے
اور بارگاہ ہشتامی سے برآمد ہوکر حکم کیا کہ جلد تر مردمان لشکر مسلح ہون بموجب حکم حمزۂ صاحبقران جملہ بہادر و جرار
پیدل و سوار مسلح ہوئے سرداران ذیوقار بھی مسلح ہوکر حاضر خدمت حمزۂ صاحبقران ہوئے اور بعد تسلیم عرض کیا
حضور اب آپ سوار ہون سب سرفروش اور جان نثار مسلح اور آمادۂ پیکار ہین حمزۂ صاحبقران یہ گفتگوے
سرداران سنکے مرکب جنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے علمداران لشکر نے علمون کو جلوہ دیا ہر رسالے اور پلٹن
مین باجے جنگی بجے امیر بانوقیر نے مرکب اپنا آگے بڑھایا سردارون نے عقب حمزۂ صاحبقران سوارون اور پیدیون کے
پرے باندھکر جانب رزمگاہ آتے ہی گھوڑے بڑھائے اور باہم سرداران شجاعت کرتے ہوئے چلے اسوقت
مردمان لشکر پہلوان عادی نے دیکھا کہ ایک فوج دریا موج اور ایک لشکر ظفر اثر چلا آتا ہی لشکر مین ہر ایک بہادر
چیدۂ آفاق ہی اور ہر ایک دلاور بےمثل و یکتاے روزگار ہی اسوقت رشک و حسد سے بعض بعض مردمان فوج پہلوان
عادی یہ کہنے لگے شعر زہے سطوت و رعب و جاہ و حشم * کہ ہی عزت شان کاؤس و جم * الحاصل جب حمزۂ
صاحبقران بعد قطع راہ میدان عرصۂ مصاف مین پہونچے اسوقت باشارۂ حمزۂ صاحبقران میدان رزم کہ پست
و بلند تھا ہموار ہوا سقون نے آبپاشی کی گرد و غبار اور خس و خاشاک یکسر میدان جنگ سے دور ہوا بعد اسکے
دونون طرف سے کڑکیت اور نقیب نکلے اور بہادرون کے دل بخوشش الحانی اسطرح بڑھانے لگے کہ ای بہادر
آج سامنا حریف کا ہی حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین دنیا ایک مقام گذرگاہ اور دار فنا ہی ایک روز سبکو تلخی مرگ کا
مزا چکھنا ہی پس لازم ہی کہ آج وہ کارزار میدان رزم مین کرو کہ صفحۂ عالم پر یادگار رہے قدم آگے بڑھکے پیچھے
نہ ہٹے بھاگنا کام بہادران عالم کا نہین ہی دلاور وہی ہی کہ جو زخم نیزہ و شمشیر و تیر ہنگام دار و گیر کھائے اور
بزدل وہ ہی کہ جو میدان مصاف سے بھاگ جائے جسوقت کڑکیت اور نقیبون نے بہادرون اور دلاورون
کو اس طرح آمادۂ جنگ و جدال کیا بہادرون کے فرط شجاعت سے چہرے سرخ ہوگئے دلاورون نے شجاعت
سے جھوم کے قبضہ ہاے تیغ و خنجر پر ہاتھ ڈالے اکثر دلاورون نے شوق زخم نیزہ و تیر مین سینے اپنے زرہ بکتر
سے کھول دیے نامردون اور بزدلون کے خوف جنگ سے دست و پا کانپنے لگے چہرون کے رنگ متغیر ہوگئے
حواس خمسہ درست نہ رہے سامان جنگ و جدال دیکھکر خیال کرنے لگے کہ ہم ایسی چار روپیہ کی نوکری سے
باز آئے یہان تلوار چلیگی ہزارہا آدمی قتل ہونگے میدان مصاف مین کشتون کے انبار ہونگے عرصۂ
نبرد خون دلیران سے رنگین ہوگا بلکہ جیسے خون بہادران اس میدان کارزار مین بہیگی سرہاے
جوانان لشکر جیسے خون مین حباب آسا نظر آتے ہونگے کسی کی تیغ تیز ہوگی اور کسی کا سر ہوگا کسی دلاور
کے سینہ پر نیزہ لگیگا کوئی بہادر تیر سے ہلاک ہوگا کوئی جوان خنجر آبدار سے بیقرار ہوگا جوانان مجروح زمین
پر مانند مرغ بسمل تڑپینگے نالہ و فریاد کی صدا بلند کرینگے بازار اجل اس میدان قتال مین گرم ہوگا ہم سے لوگ
کبھی یہان ٹھہر نہ جائینگے لڑنا کیسا فقط خون دلیران دیکھکر ہمکو غش آجائیگا یقینا پامال سم اسپان ہوجائینگے
سر ہمارے ٹھوکرین سم سمند ان کی کھائینگے کوئی ہمارے حال پر رونے والا بھی نہوگا کفن کیسا قبر بھی میسر

ہوگی عیال و اطفال تباہ و برباد ہوجائینگے خداوند عالم نے ہمکو عقل دی ہی ہم مثل ان بیوقوفون کے نہین ہین کہ بیکار لڑین اور
قتل ہوجائین اگر نوکری جاتی رہیگی تو بھیک مانگ کے اپنی اوقات بسری کرینگے یا مزدوری محنت کرینگے اپنے اہل و عیال مین
بصحت و عافیت رہینگے بزدل تو یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ پہلوان عادی نے اپنے مرکب کو بصد غرور و نخوت اور
بہزار غیظ و غضب اپنے لشکر سے نکالا اور میدان رزم مین مثل فیل مست کے آکر چنگاڑا یعنے پکار کے کہنے لگا کہ ای
حمزہ کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجو اور اگر تم تمکو دعوی دلاوری ہی تو تحقیق مجھسے مقابلہ کرو
جسوقت پہلوان عادی نے میدان رزم مین آکر اس طرح کہا اسوقت کرتیت سپر گردان اور نعمان وغیرہ
سرداران عالی وقار نے ارادہ مقابلہ کا کیا اور حمزہ صاحبقران سے طالب اذن جنگ ہوئے لیکن حمزہ
صاحبقران نے کسی سردار کو اجازت مقابلہ پہلوان عادی کی نہ دی اور خود سب سردارون کو روک کے
اُنسے رخصت ہو کے اپنے مرکب خنگ سیہ قیطاس کو جانب پہلوان عادی جولان کیا اور اُسوقت
لشکر حمزہ صاحبقران مین علمہاے لشکر جلوہ گری پر آئے ہر رسالہ اور پلٹن مین باجے جنگی بجنے لگے
جب حمزہ صاحبقران پہلوان عادی کے روبرو پہونچے اور مقابل ہوئے اُسوقت پہلوان عادی نے
حمزہ صاحبقران سے کہا کہ ای حمزہ تم مجھسے مقابلہ نہ کرو اپنی جان اور طفلی پر رحم کرو یہان سے کعبہ کی
جانب چلے جاؤ مجھکو تم پر اسوجہ سے رحم آتا ہی کہ تمنے میری مان کا دودھ پیا ہی اور میرے بھائی ہو اور
میرے ہاتھ سے قتل ہوگے ورنہ مجھکو تمپر کبھی رحم نہ آتا اور نہ مین تمکو سمجھاتا حمزہ صاحبقران نے فرمایا
ای برادر اگر تمکو اپنی زندگی منظور ہی اور میری برادری کا خیال ہی تو لات و منات کی پرستش سے
باز آؤ خداوند عالم کو سجدہ کرو کلمہ پڑھکر مسلمان ہو پہلوان عادی یہ گفتگوے حمزہ صاحبقران سُنکے
ازحد برہم ہوا اور اپنے مرکب کو بڑھا کر حمزہ صاحبقران سے لگاور زن ہوا اُسوقت دیکھنے والون نے
دیکھا کہ سات قدم گھوڑا پہلوان عادی کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب حمزہ صاحبقران کا
پیچھے ہٹا جسوقت پہلوان عادی نے دیکھا کہ مرکب میرا سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور گھوڑا حمزہ کا فقط
ایک ہی قدم ہٹا اُسوقت پہلوان عادی کو اور زیادہ غصہ آیا اور نیزہ اُٹھاکر سینۂ حمزہ صاحبقران کو
تاک کے لگایا حمزہ صاحبقران نے فی الفور سنان نیزۂ پہلوان عادی کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا
بسبب لڑنے دو سنانون کے شرر پیدا ہوئے پھر حمزہ صاحبقران نے نیزہ سینۂ پہلوان عادی
پر لگایا اُسنے بھی سنان نیزہ اپنے نیزے کی سنان پر روکی اسی طرح تا دیر جنگ نیزہ رہی چونکہ صاحبقران
کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بحکم پروردگار تیراندازی اور نیزہ بازی تعلیم کی ہی اسوجہ سے حمزہ صاحبقران
نے ایک بند نیزہ کا باندھکر نیزہ دست پہلوان عادی سے نکالدیا برادران پہلوان عادی وغیرہ نکل
جانے نیزہ دست پہلوان عادی سے نہایت متحیر ہوئے اور ازحد رنجیدہ ہوئے اور سرداران حمزہ
صاحبقران وغیرہ نہایت خوش ہوئے خصوصاً خواجہ عمرو نہایت مسرور ہوئے غرض بوجہ نکالدینے
نیزے کے پہلوان عادی کو بدرجۂ کمال غصہ آیا اور چہرہ کثرت غیظ و غضب سے سُرخ ہوگیا آخر اسی
عالم غیظ مین تخت شدادی کو اُٹھاکر اور خبردار خبردار کہکے سر پر حمزہ صاحبقران کے لگائی حمزہ
صاحبقران نے روکنا مناسب نہ جانکر وار تخت شدادی کا خالی دیا اور گھوڑا اپنا آگے بڑھاکر کمر پہلوان
عادی مین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ زین فرس سے اُٹھائین لیکن پہلوان عادی نے تخت شدادی کو چھوڑ کر

ہاتھ اپنا بھی کمر بند فولادی حمزہ صاحبقران مین ڈالا باہم زور ہونے لگا گھوڑا پہلوان عادی کا سینے کے
بھل بیٹھ گیا اور مرکب حمزہ صاحبقران بھی ہانپنے لگا اُسوقت دونون جانب کے دلاوروں نے بڑھ کے
کہا کہ گھوڑوں سے اُترکے زور آزمائی کیجیے گھوڑے بیچارے ہلاک ہوجائینگے یہ سنکے اول پہلوان عادی
اپنے مرکب سے اُترا پھر حمزہ صاحبقران گھوڑے سے اُترے اور مرکب خواجہ عمرو کے حوالے کرکے اور
دامن گردان کے پہلوان عادی سے کشتی لڑنے لگے باہم پیچ ہونے لگے مردان ہر دو لشکر بغور دیکھنے لگے
سب خیام استادہ ہوگئے فرش بچھ گیا مردان ہر دو لشکر بیٹھ گئے سرداران ذیوقار کرسیون پر بیٹھے اور کشتی
دیکھنے لگے یہانتک کہ ایک روز برابر کشتی ہوئی اور کسی کی پشت آشنا زمین نہ ہوئی لیکن پہلوان عادی کی
قوت مین دیکھنے والون کو کمی معلوم ہونے لگی اور پہلوان عادی اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ حمزہ
مین قیامت کی قوت ہے کسی طرح زیر نہین ہوتا مین حمزہ کو ایسا صاحب قوت و طاقت نہ جانتا تھا دیکھیے انجام اس
کشتی کا کیا ہوتا ہے یہ خیال کرکے پہلوان عادی نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ ای حمزہ اب مین زور آخری
کرتا ہون ہوشیار ہوجاؤ حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای برادر مین خبردار اور ہوشیار ہون تم اپنا حوصلہ نکال لو یہ سنکے
پہلوان عادی نے اپنے سر کو سینۂ حمزہ صاحبقران سے ملاکر اور دونون ہاتھ اپنے حمزہ صاحبقران کے
شانون پر رکھ کے ایسا زور کیا اور اسدرجہ حمزہ صاحبقران کو ریلا کہ حمزہ صاحبقران تین قدم پیچھے ہٹ گئے
آخر حمزہ صاحبقران نے لنگر اپنا زمین پر قائم کیا پھر پہلوان عادی نے ہرچند زور کیا لیکن حمزہ صاحبقران
نے اپنی جگہ سے ذرا بھی جنبش نہ کی آخر پہلوان عادی تھک کر ہانپنے لگا سانس پھول گئی سراپا پسینے مین تر
ہوگیا دست و پا مین قوت باقی نہ رہی اُسوقت ناچار ہوکے ہاتھ اپنے حمزہ صاحبقران کے شانون سے
اُٹھا لیے جب حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ پہلوان عادی زور کرچکا اُسوقت حمزہ صاحبقران نے
فرمایا ای برادر اب تم ہوشیار ہوجاؤ کہ مین زور کرتا ہون پہلوان عادی نے کہا مین بخوبی ہوشیار ہون حمزہ
صاحبقران نے سر اپنا سینۂ پہلوان عادی سے ملاکر اسقدر زور کیا اور پہلوان عادی کو ریلا کہ پہلوان
عادی دس قدم سے زیادہ پیچھے ہٹ گیا اور ہرچند کہ اب مثل مُردے کے ہوگیا تھا اور جو کچھ قوت باقی ماندہ تھی
وہ بھی باقی نہ رہی تھی لیکن دس قدم سے زیادہ پیچھے ہٹ گئے لنگر اسنے بھی اپنا زمین پر قائم کیا اُسوقت
حمزہ صاحبقران نے زنجیر کمر پہلوان عادی مین ہاتھ ڈالکر اور نعرۂ اللہ اکبر کرکے جو زمین سے اٹھایا تو سر
کی جانب سے اُٹھا لیا لیکن پانون پہلوان عادی کے زمین سے نہ اُٹھے کیونکہ اول تو عادی
طویل القامت تھا دوسرے پہلوان عادی نے پانون اپنے زمین پر اڑا دیے تھے جب حمزہ صاحبقران نے
عادی کو اسکے پانون کی جانب سے اُٹھایا سر عادی کا زمین سے بلند ہوا آخر حمزہ صاحبقران ناچار ہوکر
خیال کرنے لگے کہ پہلوان عادی کو کیونکر اُٹھاؤن کیا تدبیر کرون خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران کو متردد و متفکر دیکھکر
عرض کیا کہ ای حمزہ صاحبقران اگر آپ پہلوان عادی کو ایک تدبیر سے اُٹھا لیجیے اور وہ تدبیر مین آپ کو
بتاؤن تو مجکو آپ کیا دیجیے گا صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ جلد بتاؤ وہ تدبیر کیا ہے خواجہ نے عرض کیا آپ
پہلوان عادی کے پیٹ اور بغل مین گدگدی کیجیے پہلوان عادی بوجہ گدگدی کے سمٹ جائیگا آپ
فوراً زمین سے اٹھا لیجیے گا حمزہ صاحبقران نے بموجب کہنے خواجہ عمرو کے گدگدی کی جب پہلوان عادی سمٹ
گیا فی الفور حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی کو زمین سے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کیا چونکہ حمزہ صاحبقران کو

ہلاک کرنا پہلوان عادی کا منظور نہ تھا اسوجہ سے حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی کو زمین پر نہین پٹکا
اور آہستہ زمین پر رکھکر پہلوان عادی سے پوچھا کہ ای برادر کہو اب دین اسلام کے قبول کرنے مین کیا کہتے ہو
پہلوان عادی نے کہا کہ مین ہرگز دین اسلام اختیار نہ کرونگا اسوقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے
فرمایا کہ ای خواجہ پہلوان عادی کو سلاسل مین گرفتار کرو مین پہلوان عادی کو پکڑے ہون خواجہ عمرو نے
بموجب حکم حمزہ صاحبقران پہلوان عادی کو سلاسل مین گرفتار کیا اسوقت برادران پہلوان عادی
اور لشکریان پہلوان عادی کو اتنی جرأت نہوئی کہ پہلوان عادی کو گرفتار نہونے دین اور حمزہ صاحبقران
سے مقابلہ کرین غرض بعد گرفتار کرنے پہلوان عادی کے حمزہ صاحبقران نے برادران پہلوان عادی
سے فرمایا کہ ای بھائیو دیکھو مین نے باعانت پروردگار عالم تمھارے بھائی کو زیر کرکے گرفتار کیا ہی اور
اب تمھارے بھائی کو تمھاری مادر گرامی قدر عادیہ بانو کی خدمت مین لیے جاتا ہون کیونکہ وہ تمھارے
بھائی کے دیکھنے کی از حد مشتاق ہین لہٰذا تمکو لازم ہی کہ تم سب دین اسلام قبول کرو اور تم بھی میرے ہمراہ اپنی
مادر عالی وقار کی خدمت مین چلو اور شرف قدمبوس مادر حاصل کرو ذو الخمار وغیرہ برادران پہلوان عادی
نے کہا کہ ای حمزہ صاحبقران اگر آپ ہمارے بھائی کو ہماری مان کے پاس لیے جاتے ہین تو لیجایے
ہم ابھی مسلمان نہونگے اور آپ کے ساتھ اپنی مادر کی پاس نجاینگے تاوقتیکہ ہمارے بھائی پہلوان
عادی دین اسلام اختیار نہ کرینگے حمزہ صاحبقران نے یہ گفتگو ذو الخمار وغیرہ برادران پہلوان
عادی کی سنکے اُسی روز زیر قلعہ تنگ رواحل سے کوچ فرمایا اور بعد قطع راہ داخل کعبہ ہوئے اور اپنے
لشکر کو لشکرگاہ پر ٹھہرا کر اور خواجہ عبد المطلب اپنے پدر ذی وقار کی قدمبوسی سے مشرف ہوکر خدمت
عادیہ بانو مادر پہلوان عادی مین گئے اور بعد تسلیم کہنے لگے کہ مین بموجب آپکے فرمانے کے جانب
قلعہ تنگ رواحل گیا اور آپ کے فرزند کو اپنے ساتھ لے آیا ہون ہرچند مین نے اُسکو سمجھایا لیکن کسی
طرح دین اسلام قبول نہین کرتا عادیہ بانو یہ تقریر حمزہ صاحبقران کی سنکے نہایت خوش ہوئین
اور حمزہ صاحبقران کو اپنے سینے سے لگا کر اور دعاء درازی عمر و دولت دیکر کہنے لگین کہ ای فرزند جلد میرے
فرزند دلبند عادی کو میرے پاس لاؤ حمزہ صاحبقران یہ سنکے اپنے لشکر مین تشریف لائے اور پہلوان
عادی کو اُسی صورت سے اپنے ہمراہ لے گئے جسوقت عادیہ بانو نے اپنے نور نظر پارۂ جگر پہلوان
عادی کو دیکھا بے اختیار دوڑ کے سینہ سے لگا لیا اور بہت پیار کیا بعد پیار کرنے کے ہرچند عادیہ بانو نے
اپنے فرزند عادی کو بہت سمجھایا کہ ای قرۃ العین اب لات و ہبل وغیرہ اصنام کی پرستش سے باز آؤ دین
اسلام اختیار کرو میرے کہنے کو مانو خداوند عالم کو واحد جانو اور اُسکو سجدہ کرو لیکن پہلوان عادی
نے اپنی مادر کے کہنے کو نہ مانا آخر حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی کو لیجاکر پھر لشکر مین حوالہ مردان
لشکر کے کیا اُسی روز ہنگام شب پہلوان عادی کو عالم خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
ایسی ہدایت کی کہ پہلوان عادی عالم خواب مین مسلمان ہوا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلوان
عادی کو مسلمان کرکے نظر عادی سے غایب ہوئے اور تشریف لے گئے پہلوان عادی کی آنکھ کھلی
اپنے تئین اُسی طرح قید دیکھا اور اُن حضرت کو نہ دیکھا چونکہ آخر شب تھی اسوجہ سے خاموش رہا اور پھر
نسویا جب صبح ہوئی پہلوان عادی نے نگہبانون سے کہا کہ ہمارے بھائی حمزہ صاحبقران کی خدمت عالی

مین جاؤ اور اُنسے عرض کرو کہ عادی آپ کی قدمبوسی کا مشتاق ہی اگر خلاف طبع عالی نہو تو ایک لمحہ کے واسطے میرے
پاس تشریف لائیے مجھکو کچھ عرض کرنا ہی وہ چار نگہبان بموجب کہنے پہلوان عادی کے خدمت حمزۂ صاحبقران مین گئے
اور جو کچھ پہلوان عادی نے کہا تھا عرض کیا حمزۂ صاحبقران فوراً پہلوان عادی کے پاس گئے اور فرمایا ای برادر
کہو کیا کہتے ہو پہلوان عادی نے بعد تسلیم کے اپنے مسلمان ہونے کے حال سے اطلاع دی اور عرض کیا کہ اب
مین آپ کا فرمانبردار ہون حمزۂ صاحبقران گفتگوے پہلوان عادی سنکے نہایت خوش ہوئے اور اُسی وقت
حداد کو حکم کیا کہ بیڑیان اور ہتھکڑیان وغیرہ جلد کاٹ ڈے بمجرد حکم حداد نے طوق و سلاسل کو جسم پہلوان عادی سے
دور کیا جب پہلوان عادی نے قید سے رہائی پائی فوراً پاے حمزۂ صاحبقران پر دوڑ کے سر جھکایا حمزۂ
صاحبقران نے جلد سر عادی کو اپنے قدم سے اُٹھا کر سینے سے لگایا اور نہایت مہربانی سے پیش آئے یہ
حال جملہ سرداران لشکر دیکھکر مسرور ہوئے و خواجہ عمرو بھی بدرجہ کمال شاد ہوئے جسوقت عادیہ بانو نے سنا کہ
میرا فرزند از خود مسلمان ہوا ہی اور قید سے رہا ہوا ہی از حد مسرور ہو کر حمزۂ صاحبقران سے کہلا بھیجا کہ ای فرزند
جلد میرے دلبند عادی کو میرے پاس بھیجدو جسوقت حمزۂ صاحبقران نے پہلوان عادی کو عادیہ بانو
کی خدمت عالی مرتبت مین بھیجا عادی نے اپنی مادر کے قدم پر سر رکھا عادیہ بانو نے اپنے فرزند کے سر کو
اپنے سینے سے لگایا اور بہت پیار کیا اور باعث خود بخود مسلمان ہونے کا پوچھا پہلوان عادی نے تمام
حال عالم خواب مین اپنے مسلمان ہونے کا بیان کیا عادیہ بانو اپنے فرزند کے مسلمان ہونے سے نہایت
خوش ہوئین اور کہا ای فرزند اب اپنے بھائیون کو بھی اپنے مسلمان ہونے سے آگاہ کرو اور اُنسے بھی کہو کہ تم
بھی دین اسلام اختیار کرو اور بت پرستی کو چھوڑو عادی نے عرض کیا مین آج ہی اپنے بھائیون کو بلا کر یا خود جا کر
اُنکو آپ کی خدمت مین لے آؤنگا یا اُنکو اپنے مسلمان ہونے سے اطلاع دونگا اور یہ بھی کہلا بھیجونگا کہ ای
بھائیو مین نے تو دین اسلام اختیار کیا ہی اب تمکو بھی لازم ہی کہ تم سب بھی میری طرح دین اسلام قبول کرو
عادی اپنی مادر گرامی قدر سے یہ کہکے لشکر مین چلا آیا اور حمزۂ صاحبقران سے عرض کرنے لگا کہ اگر حکم ہو
تو مین اپنے قلعہ مین جاؤن اور اپنے سب بھائیون کو مسلمان کرون اور اُنکو آپ کی خدمت عالی مین
لے آؤن حمزۂ صاحبقران نے فرمایا بہتر ہی جاؤ لیکن جلد آنا بہت دیر نہ لگانا عادی نے عرض کیا مین بہت
جلد خدمت عالی مین حاضر ہونگا یہ کہکے پہلوان عادی گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے قلعہ کی جانب
مع چند سواران لشکر اپنے کے روانہ ہوا جسوقت ذو الحمار وغیرہ نے سنا کہ ہمارے بھائی پہلوان عادی
آتے ہین واسطے استقبال کے شہر سے نکلے اور پہلوان عادی کو بعد تکریم و تعظیم قلعہ مین لے گئے پہلوان عادی
قلعہ مین جا کر تخت حکومت پر بیٹھا اور حکم کیا کہ جملہ امرا اور وزرا اور اہل دربار دربار مین حاضر ہون جسوقت
جملہ امیر و وزیر وغیرہ حاضر ہوئے اُسوقت پہلوان عادی نے اپنے بھائیون اور جملہ اہل دربار سے مخاطب ہو کے
کہا کہ مین نے تو دین اسلام اختیار کیا ہی اور حمزۂ صاحبقران کی اطاعت قبول کی ہی اب جس شخص کو میرا
ساتھ دینا منظور ہو وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو ورنہ مجھسے کنارہ کشی کرے اور میرے شہر سے
نکل جاے برادران عادی اور جملہ اہل دربار نے متفق اللفظ عرض کیا کہ جب آپ نے دین اسلام اختیار
کیا ہی تو ہمکو اب مسلمان ہونے مین کیا عذر ہی پہلوان عادی ہر ایک کی یہ گفتگو سنکے خوش ہوا اور سبکو مسلمان
کیا بعد اسکے اپنے شہر مین یہ منادی کرائی کہ ہر ایک شخص ہماری رعایا سے دین اسلام اختیار کرے ورنہ چلا جاے

ملک سے چلا جاے بجز خدا کرنے منادی کے حیات علے اور اونے رعایاے شہر نے دین اسلام اختیار کیا پھر پہلوان عادی
نے جملہ بتکدے منہدم کراے اور جا بجا مسجدون کے بنانے کا حکم دیا بعد اسکے اپنے وزیر اعظم کو اپنے تخت حکومت پر
بٹھا کر اور تھوڑی سی فوج شہر مین چھوڑکر اور جملہ سردارون اور اپنے بھائیون کو لیکر مع لشکر قلعہ تنگ رواحل سے
روانہ ہوا اور قطع راہ کرکے خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوا امیر بانو قیر خوش ہوے اور عادیہ مانو پہلوان
عادی سے بدرجۂ کمال شاد ہوئی اور اپنے ہر ایک فرزند کو دیکھکر اور سینہ سے لگاکر مسرور ہوئی جب پہلوان
عادی قلعہ تنگ رواحل سے خدمت حمزۂ صاحبقران مین آیا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے اپنے جملہ سردارون اور
مطیعون کو طلب فرماکر اور اپنے والد ماجد سے رخصت ہوکے مع لشکر کثیر جانب مدائن کوچ کیا اور بلقیہ شوکت
وحشمت چندروز مین حمزۂ صاحبقران عنقریب ایک قریہ کے پہونچے ملاحظہ فرمایا کہ اہل قریہ اسدرجہ مضطر و پریشان
ہین کہ بے اختیار اپنی گائین اور بھینسین ہانکے ہوئے بھاگے جاتے ہین اور فریاد و فغان کرتے ہین جب وہ
اہل قریہ قریب حمزۂ صاحبقران آے اُسوقت امیر بانو قیر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ ان اہل قریہ سے
پوچھو کہ یہ سب کیون بھاگے جاتے ہین اور اسقدر کیون نالہ و بکا کرتے ہین خواجہ عمرو نے بموجب حکم حمزۂ
صاحبقران اُن سے پوچھا کہ تم کیون بھاگے جاتے ہو اُنھون نے کہا خداوند ہمارے قریہ مین ایک شیر جنگلی
آیا ہی اُسنے بہت آدمیون اور جانورون کو ہلاک کیا ہی ہم اُسکے خوف سے بھاگے جاتے ہین اور اپنے عزیزون
کے ہلاک ہونے کے غم مین روتے ہین خواجہ عمرو نے اہل قریہ سے جو کچھ سنا تھا حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا
امیر بانو قیر کو رحم آیا فرمایا اے خواجہ تم ان لوگون سے کہدو کہ اب شیر کے خوف سے نہ بھاگین ہم اُسکو ابھی مار
ڈالتے ہین خواجہ عمرو نے جب ارشاد حمزۂ صاحبقران سے اہل قریہ کو آگاہ کیا سب حمزۂ صاحبقران کو دعائین
دینے لگے اور ٹھہر گئے حمزۂ صاحبقران نے فوج کو اپنی اُسی جگہ ٹھہرا کر اور اُس قریہ مین جاکر ملاحظہ کیا کہ ایک
بہت بڑا شیر کچھار مین بیٹھا ہوا ہی حمزۂ صاحبقران نے شیر کو دیکھکر نعرہ کیا شیر نے نعرہ امیر بانو قیر کا سنکے سر اُٹھا کے
دیکھا اور کچھار سے نکلا اور حمزۂ صاحبقران پر بصد غیظ و غضب نعرہ کرکے چلا جسوقت قریب آیا جست کرکے
دونون پنجے اپنے تن حمزۂ صاحبقران پر مارنے کا قصد کیا حمزۂ صاحبقران نے فی الفور اسطرح شیر پر
تلوار لگائی کہ شیر کے دو ٹکڑے ہوئے جب شیر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا حمزۂ صاحبقران نے حکم دیا کہ اس شیر کی
کھال مین بھوسا بھرکر ارابہ پر رکھو ملازمان حمزۂ صاحبقران نے بموجب حکم شیر کے پوست مین بھوسا بھر کے
ارابہ پر رکھا اہل قریہ جرأت حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوے اور نہایت خوش ہوکر دعائین دیتے ہوئے پھر اپنے
قریہ مین جاکر آباد ہوئے حمزۂ صاحبقران وہان سے آگے روانہ ہوئے اور قریب مدائن پہونچکر ایک میدان
وسیع مین بارگاہین اور خیام برپا کراکے قیام پذیر ہوئے اور مقبل وفادار کو سات مرکب عراقی اور چند
تحائف دے کر خدمت نوشیروان مین روانہ کیا جب مقبل خدمت نوشیروان مین پہونچے دیکھا دربار آراستہ
ہی ہزارہا حکیم و ندیم امیر و پہلوان علے قدر مراتب بیٹھے ہین نوشیروان تخت حکومت پر متمکن ہی غرض مقبل
نے بعد مجرا کرنے کے وہ گھوڑے اور تحائف پیشکش کیے نوشیروان نے دیکھا کہ مقبل ایک جوان سبزہ رنگ ہی اور
چہرہ سے شجاعت آشکار ہی نوشیروان نے مقبل کو دیکھکر ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب مقبل تسلیم
کرکے کرسی پر بیٹھا نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران کا مزاج پوچھا مقبل نے عرض کیا کہ فضل خدا اور آپکی
برکت دعا سے اچھے ہین اور قریب مدائن ایک صحراے سبزہ زار مین فروکش ہین مجکو حضور کی خدمت عالی مین بھیجا ہی

نوشیروان گفتگوے مقبل سنکے خوش ہوا ناگاہ لک لک کہ ایک طائر ہے بالاے ہوا سے اپنی زبان میں فریاد کرتا ہوا
آیا اور زنجیر عدالت پر بیٹھا اور اپنی زبان میں چلایا۔ وبیقرار ہوکر نوشیروان کو حاکم عادل جانکر فریاد کرنے لگا نوشیروان نے
جانب طائر سر اٹھاکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک سانپ طائر کے بچہ کو بل میں لپٹا ہی نوشیروان نے خیال کیا
کہ یہ جانور مجکو حاکم عادل جانکے سانپ کی شکایت کرتا ہی اور رہائی اپنی سانپ سے چاہتا ہی یہ خیال کرکے نوشیروان
نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ کوئی ایسا دلاور اور تیرانداز ہو کہ جو اس جانور کو ذرا بھی صدمہ نہ پہونچاے اور
سانپ کو ہلاک کرے یہ طائر مجھسے فریاد کرتا ہی ہرچند کہ نوشیروان نے ہر ایک قدر انداز اور دلاوران نامدار سے کہا
لیکن کسی نے جواب نہ دیا کیونکہ سب نے تصور کیا کہ سانپ طائر کے لپٹا ہی جب تیر لگا سینکے ہمراہ سانپ کے طائر
بھی ہلاک ہو جائیگا جسوقت کسی بہادر دلاور نے جواب نہ دیا اسوقت مقبل وفادار نے کرسی سے اٹھکے عرض
کیا کہ اگر حکم ہو تو میں اس طائر کو اس سانپ کی ایذا رسانی سے بچاؤں اور سانپ کو ہلاک کروں نوشیروان
نے اجازت دی تمام سردار وغیرہ جو دربار میں بیٹھے تھے حیران ہوئے کہ مقبل کس طرح سانپ کو ہلاک کریگا
اور طائر کو اس موذی سے بچائیگا اہل دربار تو یہ خیال کرنے لگے لیکن مقبل نے ایک آئینہ کلان منگوا کر اور
ایک بانس میں باندھ کر اس جانور کے سامنے رکھا جسوقت اس سانپ نے آئینہ میں دوسرے
سانپ کو دیکھا طائر کے تو لپٹا رہا لیکن منھ اپنا اس آئینہ پر مارا اسوقت فی الفور مقبل نے تاک کے
ایسا ایک تیر مارا کہ سانپ کا سر اڑگیا اور طائر رہا ہوکر اپنی زبان میں نوشیروان اور مقبل کو دعائیں دیتا
ہوا زمین سے ایک طرف اڑگیا نوشیروان مقبل سے نہایت خوش ہوا اور اہل دربار بھی تدبیر و تیراندازی
مقبل کی دیکھکر صورت آئینہ حیران ہوئے جب مقبل کرسی پر بیٹھا نوشیروان نے نہایت مسرور اور خوش ہوکے
خلعت پر زر مقبل کو دیا اور بعد دینے خلعت کے کہا کہ اے مقبل تم حمزہ سے جاکر کہدینا کہ اب جلد آؤ ہم تمہارے
دیکھنے کے مشتاق ہیں مقبل نوشیروان سے پیشکے اور خلعت پہنکے رخصت ہوا اور خدمت حمزہ صاحبقران
میں حاضر ہوکر تمام کیفیت بیان کی خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ مقبل وفادار نوشیروان کے دربار سے خلعت زرتار
پہنکے آئے اسوقت خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ اے عمرو اب تم بھی دربار میں نوشیروان کے چلو اور
زر و جواہر لینے کی فکر کرو بیکار بیٹھے رہنا اچھا نہیں ہی انسان کو لازم ہی کہ زر کے حاصل کرنے سے غافل
نہو یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی دربار میں
نوشیروان کے جاؤں رنگ دربار دیکھوں اگر بزرجمہر وہاں تشریف رکھتے ہوں تو انکی بھی زیارت سے
مشرف ہوں حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ عمرو میں تمکو خوشی اجازت دیتا ہوں کہ تم دربار نوشیروان
میں جاؤ مگر وہاں کسی کو بیہوش نہ کرنا اور کوئی عیاری نہ کرنا خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ اے حمزہ صاحبقران
میں فقط واسطے دیکھنے دربار نوشیروان ملک عادل کے جاتا ہوں واسطے عیاری کے نہیں جاتا ہوں یہ کہکے
خواجہ عمرو آمادہ چلنے پر ہوئے اسوقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ جب تم دربار نوشیروان
میں جانا میری جانب سے بعد آداب و تسلیم کے نوشیروان سے عرض کرنا کہ میں جلد تر حاضر خدمت ہوتا ہوں
خواجہ عمرو یہ سنکے روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ مدائن میں پہونچے اور سیر ملک مدائن دیکھتے ہوئے دار الامارہ
شاہی پر پہونچے عیاران نوشیروان نے خواجہ عمرو کو دیکھکر پوچھا کہ اے خواجہ آپ کے یہاں آنے کا کیا باعث
ہی کس فکر میں اس جگہ آئے ہیں خواجہ عمرو نے کہا چونکہ میں شہنشاہ ہفت اقلیم خسرو عادل و فہیم کے جمال

باکمال کے دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا سو بہت آگاہ ہون تم اپنے دل مین دوسری کسی امر کا شبہ نکرنا یہ کہکے خواجہ نے کہا کہ تم اب
میرے حاضر ہونے کی خبر شہنشاہ جہان نوشیروان سے کرو سرہنگون نے فوراً خواجہ عمرو کے آنے سے نوشیروان کو
اطلاع کرائی نوشیروان نے حکم دیا کہ خواجہ عمرو کو ہمارے دربار مین بلاؤ عیاران نوشیروان خواجہ عمرو کو دربار مین
لے گئے خواجہ نے دربار مین پہونچکے موافق قاعدے کے نوشیروان کو تسلیم کی اہل دربار خواجہ عمرو بن امیہ
نامدار کو متحیر ہو کر دیکھنے لگے کہ یہ عجب انسان عجیب الخلقت ہی کہ سر تو نارنگی کے مانند ہی اور دونون گال مثل دو گولون
کے ہین مانند رسن کے دست و پا ہین آنکھین بہت چھوٹی چھوٹی ہین جین گز کا نیچے کا عمر ہی اور سات گز کا اوپر کا دھڑ
لیکن نہایت چست و چالاک ہی القصہ جب خواجہ عمرو نے نوشیروان کو بصد ادب مجرا کیا نوشیروان نے ایک چوبی
کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب خواجہ بیٹھے اور جو کچھ حمزہ صاحبقران نے فرمایا تھا نوشیروان سے عرض کر چکے اسوقت
نوشیروان نے اپنے عیارون کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ اس کرسی جواہر نگار سے جو ہمارے دربار مین ایکسو
گز سے زیادہ طول مین ہی تم اس طرف سے جست کر کے عقب کرسی جا سکتے ہو عیارون نے خیال اسکے کہ اسی گز سے
زیادہ جست کرنا اور کرسی کو پھاندنا نہایت دشوار ہی کچھ جواب نہ دیا اور سر جھکائے ہوئے کھڑے رہے جب
خواجہ عمرو نے دیکھا کہ کوئی عیار جواب نہین دیتا ہی اور اسقدر جست نہین کر سکتا ہی اسوقت خواجہ عمرو اپنی کرسی
سے اٹھے اور دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اگر اس خاکسار کو حکم ہو تو ابھی فرمانا حضور کا بجا لائے اور جست کر کے
اس کرسی پر سے پھاند جائے نوشیروان نے فرمایا ای خواجہ عمرو تم جست کر کے اس کرسی بلند سے پھاند جاؤ گے
خواجہ نے عرض کیا باقبال حضور ابھی جست کر کے پھاند جاؤنگا نوشیروان نے فرمایا ای خواجہ عمرو اچھا پھر اب جست
کرو اور اس کرسی پر سے پھاند جاؤ خواجہ نے بارشاد نوشیروان کا جسکے ارادہ جست کرنے کا کیا عیار اور جملہ
اہل دربار یہ خیال کرنے لگے کہ اس شخص نحیف و ناتوان سے اسقدر جست نہ کی جائیگی اور بالفرض والمحال اگر
اسقدر جست بھی کریگا تو کرسی کو پھاند کر اور زمین پر گر کے ہلاک ہو جائیگا استخوان اسکے ریزہ ریزہ بلکہ
سرمہ سا ہو جائینگے روح اسکی تن سے فی الفور نکل جائیگی غرض یہ خیال کر کے اکثر اہل دربار خواجہ عمرو کے انجام
پر نظر کر کے افسوس کرنے لگے بعضے خواجہ کی مرگ نوجوانی پر متاسف ہوئے بعض بعض خواجہ کو بے وقوف
تصور کرنے لگے اکثر اہل دربار نے خواجہ کو مرفوع العقل تصور کیا اکثر شخص خواجہ کے انجام پر خیال کر کے
رونے لگے بعضے عیار خواجہ کی جرات اور دست و پا پر نظر کر کے ہنسنے لگے خصوصاً بختک نابکار اپنے
دل مین خوش ہوا اور یہ خیال کرنے لگا کہ اگر خواجہ عمرو جست کر کے کرسی پر سے پھاند نہ گئے تو اس دربار مین اب
ایسے ذلیل ہونگے کہ میرے بھانجون کو بھی ویسا انھون نے ذلیل نہ کیا ہوگا اور اگر جست کر کے پھاند گئے اور
زمین پر گر پڑے تو بھی کسی طرح جانبر نہونگے بہر طور ای بختک آج تجکو خوشی از حد ہوگی اور مدعائے دل
بر آئیگا بختک تو یہ خیال کر رہا تھا اور اہل دربار اور عیار دلگیر رہے تھے یکایک خواجہ عمرو جست کر کے اور
مثل ابر زمین سے بلند ہوئے اور کرسی کو پھاند کے مانند قطرۂ باران کے زمین پر آئے اور ذرا بھی چوٹ
نہ آئی یہ حال دیکھکے نوشیروان اور اہل دربار یعنے امرائے نامدار اور سرداران ذی وقار و ندیم نہایت خوش
ہوئے اور سب نے خواجہ کی تعریف کی اور عیاران نوشیروان اور بختک مردود جہان اور دونون بیٹے
بختک کے نہایت متحیر ہو کے مغموم ہوئے کیونکہ جو انھون نے خیال کیا تھا وہ نہوا الحاصل جب خواجہ
جست کر کے کرسی کو پھاند چکے اسوقت نوشیروان نے اہل دربار کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ جسکو ہمارا حکم

ہونا منظور ہو اور جو شخص ہمکو دوست اپنا جانتا ہو اور حاکم اپنا سمجھتا ہو وہ خواجہ عمرو کو موافق قدر و منزلت کے زر و جواہر
دے جسوقت نوشیروان نے دربار میں اسطرح فرمایا فوراً ہر ایک امیر اور وزیر اور پہلوان اور ندیم اور حکیم زر و
جواہر موافق اپنی لیاقت اور مرتبہ کے دینے لگا بختک وغیرہ نے بھی بدرجہ ناچاری و مجبوری تھوڑا تھوڑا زر
نقد دیا ایک ساعت کی ساعت میں خواجہ عمرو کے روبرو روپیہ اور اشرفیوں اور جواہر کا انبار ہوگیا بعد اسکے
نوشیروان نے علاوہ زر مشرح کے ایک خلعت زرتار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو دیا خواجہ نے نہایت خوش
ہوکے خلعت پہنا اور تمام زر و جواہر مع کچھ دہان کی مٹی کے سمیٹ کے ایک بڑی چادر میں خوب مضبوط باندھا
اس اثنا میں نوشیروان نے دربار برخاست کیا اور داخل محل ہونے لگا خواجہ عمرو نوشیروان کو مجرا کرکے
رخصت ہوئے اور قصد حمزہ صاحبقران کی خدمت میں جانے کا کیا اسوقت خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عمرو
سے فرمایا کہ اے خواجہ ابھی حمزہ صاحبقران پاس نجاؤ دو چار روز ہمارے مکان پر چلکے مقیم ہو خواجہ عمرو نے
انکار کرنا مناسب نہ جانا آخرکو حسب ارشاد کے بزرجمہر کے مکان پر آئے اور مقیم ہوئے ایک روز نوشیروان
کو خبرداروں نے خبر دی کہ حمزہ مدائن کے عنقریب آگئے ہیں اور ایک مقام پر قیام پذیر ہیں یہ خبر سنکے نوشیروان
نے بختک سے پوچھا کہ اے بختک واسطے استقبال حمزہ کے کسی سردار کو روانہ کرنے کو دل نہیں چاہتا خود
میرا ارادہ ہے کہ میں جاکر اپنے تاج بخش اور محسن اور پسر خواندہ کو بعد عزت لے آؤں بختک نے عرض کیا
خداوند نعمت گستاخی معاف حضور کو زیبا اور مناسب نہیں ہے کہ ایک مجاور خانہ کعبہ کے فرزند کا حضور استقبال
کریں یہ تو سراسر حضور کی کسر شان کا باعث ہے میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ خود ہی حمزہ کو یہاں آنے
دیجیے یا کسی سردار کو براے استقبال بھیجدیجیے نوشیروان نے یہ گفتگو بختک کی سنکے خواجہ بزرجمہر کو طلب
کیا جب خواجہ بزرجمہر روبروے نوشیروان تشریف لیگئے اور بیٹھے اسوقت نوشیروان نے بزرجمہر سے
مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے خواجہ نامدار آج میں نے سنا ہے کہ حمزہ پسر خواندہ میرا عنقریب مدائن آپہنچا ہے اسکے
استقبال کے واسطے کسی سردار کو روانہ کرنا منظور نہیں ہے کیونکہ خلاف اسکی شان کے ہے میں نے خود قصد کیا
تھا کہ میں بخدم و حشم جاؤں اور حمزہ کو لے آؤں لیکن بختک مانع ہے اب آپ فرمائیں اس بارے میں کیا کروں
خود حمزہ کے لینے کو جاؤں یا نہ جاؤں خواجہ بزرجمہر نے کہا میرے نزدیک تو بہتر یہ ہے کہ حضور شکار کے بہانے
سے ایک صحراے سبزہ زار میں قریب جاے قیام حمزہ صاحبقران تشریف لیجائیں جسوقت حمزہ صاحبقران
یہ خبر سنینگے کہ حضور صحراے سبزہ زار میں واسطے شکار کھیلنے کے تشریف لائے ہیں یقیناً وہ حضور کی خدمت میں
حاضر ہونگے آپ حمزہ صاحبقران اپنے پسر خواندہ کا شکار کے پردے میں استقبال کیجیے تاکہ کسی پر
ثابت نہو کہ شہنشاہ ہفت اقلیم نے اپنے پسر خواندہ کا استقبال کیا جب یہ گفتگو خواجہ بزرجمہر کی نوشیروان نے سنی
تدبیر استقبال حمزہ معقول خیال کرکے اسی وقت وزرا کو حکم دیا کہ سامان شکار کھیلنے کا کیا جاے کل ہم
صبح کو واسطے شکار کے جائینگے اور جملہ اہل دربار بھی ہمارے ساتھ واسطے شکار کھیلنے کے چلیں اور کل لشکر
ہمارا ہنگام سحر مسلح اور تیار رہے وزرا نے یہ حکم سنکے دست بستہ عرض کیا کہ بموجب حکم حضور سامان شکار بخوبی
کیا جائیگا یہ عرض کرکے وزرا نے اسی وقت سے سامان شکار کرنا شروع کیا خواجہ بزرجمہر اپنے مکان میں آئے اور
اسی روز خواجہ عمرو بھی بزرجمہر سے طالب رخصت ہوئے بزرجمہر نے ہنگام رخصت خواجہ عمرو کو ایک رقعہ
اس مضمون کا لکھ دیا کہ اے فرزند سعادت نشان حمزہ صاحبقران بعد دعاے درازی عمر و اقبال کے تمکو معلوم

ہو کہ کل ہنگام سحر نوشیروان تمہارے قیام گاہ کے قریب واسطے شکار کے جائیگا تمکو لازم ہو کہ تم بھی شکار
کھیلتے ہوئے اُسی صحرا مین آنا اور نوشیروان سے ملاقات کرنا یہ مضمون رقعہ مین لکھا خواجہ عمرو کے حوالے کیا اور
فرمایا کہ اے خواجہ عمرو یہ رقعہ حمزہ صاحبقران کو دے دینا اور ہماری طرف سے بہت بہت دعا کہدینا خواجہ
عمرو نے بزرجمہر اور خواجہ امید سے رخصت ہو کر چلے اور بعد قطع راہ خدمت حمزہ صاحبقران مین پہونچے بعد
بیان کرنے تمام حال کے رقعہ بزرجمہر کا دیا امیر نامور نے رقعہ پڑھکے سردارون سے حکم کیا کہ سامان شکار کھیلنے
کا مہیا کرو کل ہم ہنگام سحر شکار کھیلنے چلینگے سردارون نے عرض کیا کہ بموجب ارشاد حضور بخوبی سامان شکار کھیلنے
کا مہیا کیا جائیگا جب وہ روز تمام ہوکے شب ہوئی اور رات گذر کے سحر ہوئی حمزہ صاحبقران مع کل لشکر
اور سامان شکار کے جانب صحرا سے سبزہ زار روانہ ہوئے ادھر قریب سحر کے حسب تاکید وزرا اُدھر سے
شکاری کتون کی جوڑیان اور بعضے مردمان چیتون کی جوڑیان لیے ہوئے اور اکثر ملازمان
ملک عادل نوشیروان جرہ اور بہری اور باز و دیگر جانوران شکاری کو لیکر دولت شاہی پر حاضر ہوئے فراشان
اُٹھا بارگاہ و حرم اور خیام کا قبل سے جانب شکارگاہ روانہ کر دیا جب کل اہل دربار دروازہ دولت پر حاضر ہو گئے
اور جملہ سردار اور کل مردمان لشکر مسلح اور تیار ہو چکے اسوقت شہنشاہ ہفت کشور حاکم بحر و بر عادل و
فریادرس و دادخواہان یعنے نوشیروان دار الامارۂ شاہی سے تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے اور ملبوس شاہی
زیب تن کیے ہوئے برآمد ہوا اور دو دست کنیزان حوروش ہاتھون مین بلوری کنول دو جانب لیے ہوئے
آئین جسوقت نوشیروان محل سے برآمد ہوا ہر ایک وزیر اور امیر اور پہلوان وغیرہ نے واسطے مجرے اور تسلیم
کے سر جھکایا لشکر مین سلامی کی کئی سو توپین گولہ اندازون نے سر کین نوشیروان نے ہر ایک وزیر اور
امیر وغیرہ کا سلام و مجرا باشارۂ چشم لیا نقیبون نے بعد دعاے ترقی دولت و اقبال کے صدا سے دور باش
بلند کی نوشیروان بہمراہی امرا اور وزرا قریب تخت آیا اور تخت پر بیٹھا کہارون نے تخت اُٹھایا ہر ایک
امیر اور پہلوان گھوڑے پر سوار ہوا خواجہ بزرجمہر ایک قفس نفیس مین سوار ہوئے بختک بھی اپنی [illegible]
پر بیٹھا سوارون نے اپنے پرے جمائے پیدل صف آرا ہوئے علمہاے لشکر کھلے ڈنکے پر چوب پڑی
سواری نوشیروان کی مثل باد بہاری کے چلی جلوس اسطرح آگے چلا کہ گاؤ زمین بار کثرت لشکر سے بیقرار ہوئی
پیر فلک خمیدہ ہوکر بنظر حیرت دیکھنے لگا نوشیروان درمیان امرا و وزرا وغیرہ کے اسطرح تھا کہ جیسے
ماہ تابان درمیان ستارون کے ہوتا ہے یا مہر چرخ مین شمار کے ہوتا ہے راوی کہتا ہے کہ وہ عجیب وقت تھا
نسیم سحر چلتی تھی غنچے مسکرا مسکرا کے گل ہوتے تھے ہوا سے سرو سے لالہ کے داغ دل مین سوزش نہ
تھی مرغان خوش الحان سحر خیزی کرتے تھے خصوصاً صداے بلبل نغمہ سرا سے خوش ہو کر غنچے مسکراتے تھے
اور گل خندان ہوتے تھے سبزہ تراوت شبنم سے لہلہاتا تھا اشجار ہوا سے مثل مستون کے جھومتے تھے رنگ
رنگ بہار گلہاے باغ دیکھتی تھی ہر ایک شجر میوہ دار کثرت بار اثمار سے واسطے سجدۂ شکر پروردگار کے زمین
پر جھکا ہوا تھا مرغان چمن حمد رب ذو المنن اپنی زبان مین کرتے تھے طاؤسان گلشن اپنی صدا بلند کرتے
تھے نسیم سحر بوے گل تر سے اترائی ہوئی چلتی تھی ہر شاخ شجر باغ جہان مین پھولتی پھلتی تھی نرگس
کا غنچہاے گل سے گلشن مین یہ اشارہ تھا شعر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقے دفتریست معرفت
کردگار + وہ سر سبزی و شادابی ہر شجر صبح کا وقت نور سحر ستارون کا وہ دم بدم غائب ہونا وہ رونق سحر آنا فانا

زیادہ ہوناوہ شاہ انجم سپاہ کا مع لشکر کواکب قلعہ فلک مین نہان ہوا اور یہ شاہ خاور کا سمت مشرق سے عیان
ہوا ہر ایک اہل لشکر کو عالم وجد مین لاتا تھا اُسوقت ہر اہل نظر سپیدہ سحر کو دیکھکر بے اختیار یہ کہتا تھا بیت
تماشا کیا کرے کوئی فرد نقشبند ہے قدرت رب شام و سحر غرض نوشیروان مسرور و خندان ہمراہی کل لشکر کے
شکارگاہ پر پہونچا دیکھا کہ عجیب صحرائے سبزہ زار ہے کہ کوسون تک زمین سبزہ نوخاستہ کا فرش ہے غول
کے غول آہوؤن کے ہر سمت صحرا مین نظر آتے ہین ہرن ہوا ہی کثرت سے ہین نوشیروان شکارگاہ معقول
دیکھکر خوش ہوا اور شکار کھیلنے مین مصروف ہوا کسی طائر کو تیر سے شکار کیا اور کسی آہو کو چہار جانب سے
گھیر کے اور تیرون سے زخمی اور مجروح کرکے زمین پر گرایا قراول آہوؤن کو گھیر کے لانے لگے سرداران
لشکر ہمراہ نوشیروان غزالون کا شکار کرنے لگے نوشیروان نے بعضے جانورون کو باز سے شکار کرایا اور
اکثر طائرون پر بحری اور جرہ کو چھوڑا نوشیروان اُس صحرا مین شکار کھیل رہا تھا ناگاہ ایک آہو کہ نہایت
خوبصورت اور شوخ چشم تھا نوشیروان کو نظر آیا نوشیروان نے اُس آہو پر گھوڑا دوڑایا وہ آہو
طرارے بھرتا ہوا ایک سمت بھاگا نوشیروان نے قریب اُس آہو کے پہونچکے ایک تیر چلہ کمان مین جوڑ کے
اُس آہو کی ران پر مارا ہرچند کہ وہ آہو زخمی ہوا لیکن زمین پر نہ گرا اور بہ تکلیف لنگ کرتا ہوا بھاگا
نوشیروان نے اُسکے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا اُسوقت جملہ امیر اور وزیر اور سردار اور غیر سردار ہمراہ رکاب
نوشیروان تھے یکایک نوشیروان نے دیکھا جس طرف وہ آہو بھاگا جاتا تھا اُسی طرف سے ایک غبار عظیم
بلند ہوا جب وہ غبار برطرف ہوا دیکھا کہ حمزہ پسر خواندہ میرا مع سرداران نامدار بجمعیت لشکر شکار
کھیلتا ہوا آتا ہے اُس طرف حمزہ صاحبقران نے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک ہرن کے تعاقب مین
نوشیروان مع جملہ اراکین سلطنت و اعیان مملکت وغیرہ کے بکر و فر آتا ہے حمزہ صاحبقران نے اُس
آہوے زخمی کو ایک تیر ایسا مارا کہ وہ آہو زمین پر گرا حمزہ صاحبقران نے اپنے ملازمون اور لشکریون
سے کہا کہ اس آہو کو ہمراہ اپنے لیتے آؤ لشکریون نے آہو کو زمین سے اُٹھا کر ہمراہ لے لیا جسوقت حمزہ
صاحبقران اُس طرف سے تھوڑی دور آگے بڑھے اور اُس طرف سے نوشیروان اس طرف آیا درمیان
راہ مین حمزہ صاحبقران سے ملاقات ہوئی اُسوقت نوشیروان نے فرمایا کہ اے فرزند مین تو تمہارے
دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا اتفاق سے اس صحرا مین تم سے ملاقات ہو گئی حمزہ صاحبقران نے فوراً
گھوڑے سے اُتر کے واسطے تسلیم کے سر جھکایا اور عرض کیا کہ اس خاکسار ذرۂ بے مقدار کو بھی حضور
کی قدمبوسی کا از حد اشتیاق تھا الحمد للہ کہ میری قسمت نے یاوری کی اور خضر بخت نے رہبری کی اس
صحرائے سبزہ زار جائے سیر و شکار مین شرف قدمبوسی حضور مجھکو حاصل ہوا ہرچند کہ بعد دو ایک روز کے
یہ حقیر حاضر خدمت حضور ہونے والا تھا لیکن میرے طالع نے ایسی رسائی کی کہ آج ہی مجھکو حضور کی
زیارت حاصل ہوئی حمزہ صاحبقران نے یہ کہکے سر اپنا قدم نوشیروان پر جھکانا چاہا مگر نوشیروان
نے سر حمزہ صاحبقران کو بصد الفت سینے سے لگایا اور بہت تعریف شجاعت و دلاوری کی اُسوقت
حمزہ صاحبقران نے سر دست چند لعل بدخشان بے مثل و لاثانی ہاتھون پر رکھکر نذر دی نوشیروان
باوجودیکہ شہنشاہ ہفت کشور تھا اُن لعل بے بہا کو دیکھکر متحیر ہوا اور خوش ہوکر نذر قبول کی اور اسی
وقت حکم دیا کہ خلعت فاخرہ اکیس پارچون کا نہایت پر زر لایا جائے اور دو خلعت سات سات پارچون کے

جلد حاضر کیے جائین چنانچہ بموجب حکم نوشیروان جو کشتیان کہ نوشیروان اپنے ہمراہ لے گیا تھا امرا اور وزرا
بہت جرومان دیگر جلد تر لائے نوشیروان نے اول وہی خلعت اکیس پارچون کا حمزۂ صاحبقران کو دیا اور
وہ دو خلعت سات سات پارچون کے مقبل وفادار اور خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو دیے اور ایک ہار موتیون
کا جو کہ بے مثل و نادر تھا اور قیمت اُسکی کوئی بادشاہ بھی نہ دے سکتا تھا حمزۂ صاحبقران کو عنایت کیا اور حمزۂ
صاحبقران کے گلے مین اپنے ہاتھ سے پہنادیا اور ایک جرکیب کہ جسکا نام مخنون تھا حمزۂ صاحبقران
کو دیا حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بعد ادب آداب و تسلیم و کورنش
بجالائے بعد اسکے حمزۂ صاحبقران نے شرف قدمبوسی خواجہ بزرجمہر حاصل کیا الغرض بعد دینے خلعت وغیرہ
کے نوشیروان حمزۂ صاحبقران کو اُس صحرائے سبزہ زار اور جائے صید و شکار سے بعد عزت و احترام
مع سرداران کے مدائن مین لایا اور لشکر حمزۂ صاحبقران پل شادگام پر قیام پذیر ہوا جب نوشیروان
تخت پر آکے بیٹھا اُسوقت حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے فرزند اس دربار مین جسقدر
دنگل ہین جس دنگل پر تمھارا دل چاہے بیٹھو حمزۂ صاحبقران نے جو دربار مین چہار جانب نظر غور سے
دیکھا ملاحظہ کیا کہ ایک دنگل عنقریب تخت نوشیروان خالی ہے اور اُسپر کوئی نہین بیٹھا ہے اور غاشیہ
اُس دنگل پر پڑا ہے حمزۂ صاحبقران غاشیہ دور کرکے اُسی دنگل پر بیٹھے چونکہ وہ دنگل گستہم زرین کفش
کا تھا اور وہ بحکم نوشیروان برائے مقابلہ بہرام گرد گیا ہوا تھا اسوجہ سے اُسکے دنگل پر غاشیہ پڑا
تھا الغرض جب حمزۂ صاحبقران دنگل گستہم پر بیٹھے اور بختک نے دیکھا فوراً آردشیر اور ماردشیر فرزندان
گستہم سے چپکے سے کہا کہ افسوس ہزار افسوس تمھاری دلاوری اور بہادری بالکل تشریف لے گئی اب
تم دونون بھائی نامرد اور بودے ہوگئے تمکو اب تلوار کا باندھنا مناسب نہین ہے اور دربار نوشیروان
مین درمیان دلاورون کے بیٹھنا بھی کسی طرح تمھارا اچھا نہین ہے کیونکہ دربار نوشیروان مین نامردون
کے بیٹھنے کا کیا کام ہے اس دربار مین وہ صف شکن اور تیغ زن بیٹھتے ہین جو ذرا سی بات پر اپنی جان دے
دیتے ہین اور ادنے سے امر پر اپنے دشمن کو قتل کرتے ہین اور ذرا سی بات کی برداشت نہین کرتے
ہین پس تمکو لازم ہے کہ اب تم اس دربار مین نہ بیٹھا کرو اور مردان عالم مین اپنے تئین شمار نہ کیا کرو
اگر بیحیا اور بے غیرت ہو تو خیر اور اگر کچھ بھی غیرت رکھتے ہو تو کسی دریا مین ڈوب کے مرجاؤ جس مین بے غیرتی سے بچو
اور اگر یہ بھی نہو سکے تو زہر کھاکر ہلاک ہوجاؤ اب زندہ نہ رہو کیونکہ ذلیل اور بیحیا ہو کر اگر زندہ رہے تو کیا
ایسی زندگی سے تمھارا مرجانا بہتر ہے جسوقت یہ تقریر طولانی آردشیر اور ماردشیر پسران گستہم زرین کفش
نے کہ پہلوانان نامی ہین بختک سے سُنی گھبراکر اور متحیر ہوکر بختک سے پوچھنے لگے کہ اے بختک اسوقت
تم ہمسے کیسی گفتگو کرتے ہو کیا شراب زیادہ پیے ہوئے ہو ہم ایسے دلاورون کو نامرد کہتے ہو اور بیحیا
اور بے غیرت تصور کرتے ہو کیون ہم دریا مین ڈوب کر جان اپنی دے دین اور کس وجہ سے زہر کھاکر
اپنے تئین ہلاک کرین اور کس سبب سے اس دربار مین نہ بیٹھا کرین آخر کچھ بتاؤ تو کہ اسکا کیا سبب ہے بختک نے
کہا اب مجکو معلوم ہوا کہ تم اندھے بھی ہوگئے تمھاری آنکھون سے اب کچھ دکھائی بھی نہین دیتا اور یہ بھی مجکو
بخوبی ثابت ہوگیا کہ تم بالکل گدھے ہو میرے کہنے سے بھی جو بجواب مین کہا کیون اگر تم عقلمند ہوتے
تو تمکو اشارہ کفایت کرتا آردشیر اور ماردشیر یہ گفتگو مہمل خلاف اپنی شان کے سُنکے نہایت برہم ہوئے

اور فرط غیظ سے کانپنے لگے رنگ رخون کا کثرت غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا آخر ہاتھ قبضۂ تلوار دن کے
رکھکر بختک سے جھنجھلا کر کہنے لگے کہ او نالائق و نامعقول بڑی دیر سے ہمکو کلمات سخت و درشت کہتا ہی اور
مفصل احوال بیان نہین کرتا اب تو دل چاہتا ہی کہ تجکو اسی دربار مین قتل کر ڈالین جسوقت بختک نے دیکھا
کہ آرد شیر اور بارد شیر گرمائے اور غصہ انکو آیا اُسوقت بختک نے کہا کہ اے بہادر در اصل حقیقت یہ ہی کہ
حمزۂ صاحبقران اسوقت تمھارے باپ کے دنگل پر بیٹھے ہین اور یہ بھی جانتے ہو کہ یہ کون ہین ایک
مجاور خانہ کعبہ کے بیٹے ہین کوئی نامی گرامی بھی نہین ہین اگر اسوقت تمھارا باپ ہوتا تو کبھی اپنے دنگل پر
حمزۂ صاحبقران کو بیٹھنے نہ دیتا اور اس دنگل پر بیٹھ جانے کی سزا معقول دیتا مگر افسوس وہ یہان نہین ہی
اگر تم کو کچھ دعوی دلیری ہی تو اپنے باپ کے دنگل پر سے پسر مجاور خانہ کعبہ کو اُٹھا دو اور اگر نامرد ہو تو بیٹھے رہو
مین نے تمسے پہلے بھی کہا تھا مگر تم میری گفتگو نہ سمجھے اور میرے قتل کرنے پر آمادہ ہوئے بختک تو یہ کہکے
چپکا ہو رہا اور خیال کرنے لگا کہ مین نے لڑوانے کی تدبیر تو معقول کی ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی اگر حمزۂ صاحبقران
کو انھون نے دنگل سے اُٹھا دیا تو حمزۂ صاحبقران کو سر دربار بڑی ذلت ہوگی اور میرا دل نہایت خوش
ہوگا اور اگر حمزۂ صاحبقران دنگل سے نہ اُٹھینگے اور ان دونون کو ہلاک کر ینگے تو بھی نوشیروان حمزۂ
صاحبقران سے ناراض ہو کر قتل کریگا یا قید کریگا یہ عزت اور حرمت حمزہ کی نہ رہیگی بہر طور بخوبی
مطلب دلی اپنا بر آئیگا بختک نابکار تو یہ خیال کر رہا ہی اور چپکا مثل گریۂ مسکین کے بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہی لیکن
اب حال آرد شیر اور بارد شیر فرزندان گستہم زرین کفش کا لکھا جاتا ہی کہ جب بختک نے مفصل حال
بیان کیا اُسوقت فرزندان گستہم نے بھی خیال کیا کہ بختک سچ کہتا ہی حمزۂ صاحبقران ہمارے سامنے
ہمارے باپ کے دنگل پر بیٹھے ہین اگر ہم انکو دنگل سے نہ اُٹھا دین اور یونہین بیٹھے رہین تو بیشک ہم مرد
نہین ہین یہ خیال کر کے آرد شیر اپنے دنگل سے اُٹھا اور قریب حمزۂ صاحبقران جا کر کہنے لگے کہ یہ دنگل
جس پر آپ بیٹھے ہین میرے باپ کا ہی اور وہ دلاوری اور بہادری مین مثل و نظیر اپنا نہین رکھتے ہین اگر
اس زمانہ مین رستم و اسفندیار و دیگر دلاوران ایران و طوران ہوتے تو وہ سب میرے پدر کے فرمانبردار
ہوتے اور پہلوانی مین شاگرد ہوتے پس آپ کو مناسب نہین ہی کہ ایسے دلاور یکتائے روزگار کے دنگل
پر بیٹھیے اور اس دربار مین کسی اور دنگل پر بیٹھیے اور اس دنگل سے ابھی اُٹھ جاییے ہمنے آپ کا بڑا لحاظ کیا
اگر اور کوئی اس دنگل پر بیٹھ جاتا تو ہم اُسکو سخت سزا دیتے حمزۂ صاحبقران نے یہ گفتگو آرد شیر کی سنکے
جواب دیا کہ مین اس دنگل پر بموجب فرمانے نوشیروان کے بیٹھا ہون اب ممکن نہین کہ اس دنگل سے
اور دوسرے دنگل پر بیٹھون اس دربار مین تو مین اسی دنگل پر آج بیٹھونگا اور جبتک مدائن مین
رہونگا اسی دنگل پر بیٹھا کرونگا اور یہ جو تمنے کہا کہ ہمنے بہت بڑا لحاظ کیا اگر اور کوئی ہوتا تو اُسکو
دنگل سے اُٹھا دیتے پس اب مین تمسے کہتا ہون کہ تم میرا لحاظ نہ کرو اگر تم مرد ہو اور کچھ دعوی دلاوری
ہی تو مجکو اس دنگل سے اُٹھا دو اور اگر نامرد اور بودے ہو تو جاؤ اپنے دنگل پر بیٹھو ہم سے گفتگو سخت
نہ کرو ورنہ ایسی سزا تمکو دیجائیگی کہ جیتے جی یاد کروگے تم نے ابھی غیرون کا جلال نہین دیکھا ہی اسوقت
دل یہ چاہتا ہی کہ تمکو بے ادبانہ گفتگو کرنے کی یہ سزا دون کہ زبان تمھاری دہن سے کھینچ لون تاکہ پھر تم
کسی دلاور سے گفتگو کے لائق نہ رہو جسوقت یہ تقریر حمزۂ صاحبقران کی آرد شیر نے سنی غصہ مین تھپکے

ہی سے تھا اب اور زیادہ برہم ہوا اور تاب تحمل نہ لا کر ایک گھونسا پہلو سے حمزہؑ صاحبقران پر مارا اور کہنے لگا کہ اٹھو اس دنگل
سے اٹھ جا حمزہؑ صاحبقران نے فوراً دست آردشیر کا پکڑ کے اس زور سے طمانچہ مارا کہ آردشیر زمین پر گر پڑا اور مثل
ماہی بے آب تڑپنے لگا آخر صدمہ ضرب طمانچہ سے تڑپتے تڑپتے بیہوش ہو گیا اُس وقت دربار نوشیروان میں جو کوئی
سردار یہ قوت و طاقت حمزہؑ صاحبقران کی دیکھ کر متحیر ہوا اور کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ بعوض آردشیر حمزہؑ
صاحبقران سے مقابلہ کرے یا گفتگوئے سخت کرے جس وقت آردشیر بیہوش ہو گیا اور حرم آردشیر کو دربار
نوشیروان سے اٹھا لے گئے نوشیروان نے آردشیر کو طمانچہ مارنے کا باعث پوچھا حمزہؑ صاحبقران نے تمام حال آردشیر
کی گفتگو کرنے کا اور پہلے گھونسا مارنے کا بیان کیا نوشیروان آردشیر کی گستاخی سے آگاہ ہو کر حمزہؑ صاحبقران
کے احسان کا خیال کر کے چپکا ہو رہا لیکن مار دشیر بن گستہم نے مبادرت کر کے کہا کہ ای حمزہؑ صاحبقران
گستہم پہلوان بے مثل و بے نظیر ہے اول تو آپ کو مناسب نہیں ہے کہ اپنے پہلوان کے دنگل پر بیٹھیں اور اگر
گستہم کے دنگل پر آپ بیٹھے ہیں تو کوئی کار نمایاں ایسا کیجئے کہ سب آپ کو بھی دلاور تصور کریں حمزہؑ صاحبقران
نے فرمایا جو تمہارے نزدیک امر اہم ہو وہ مجھ سے بیان کرو نا میں ابھی اُس امر دشوار کو تمہارے روبرو اسی وقت
سہولت سے انجام کو پہونچاؤں مار دشیر نے یہ گفتگو حمزہؑ صاحبقران کی سنکے ایک کمان ایسی سخت منگوائی
کہ اگر رستم و اسفندیار و گیو بیژن بھی زندہ ہوتے اور وہ سب اُس کمان سخت کو کھینچتے تو بھی وہ کمان نہ کھنچتی
الغرض جب وہ کمان دربار میں آئی اور قباد نے واسطے کھینچنے کے حمزہؑ صاحبقران کو دی حمزہؑ صاحبقران
نے سر دربار اُس کمان سخت کو جو کھینچا تو وہ کمان ٹوٹ گئی حمزہؑ صاحبقران نے وہ کمان شکستہ قباد کو دیکر
فرمایا کہ یہ کیسی نرم اور بودی کمان تھی کہ ذرا سے کھینچنے میں ٹوٹ گئی ایسی کمان کے کھینچنے کو تم امر اہم اور دشوار
خیال کرتے تھے مار دشیر بن گستہم و جملہ پہلوانان دربار نوشیروان یہ زور حمزہؑ صاحبقران کا دیکھکر نہایت
متحیر ہوئے اور سب بہادر اور دلاور اپنے دل میں کہنے لگے کہ یہ کمان ایسی سخت تھی کہ اگر ہم بھی کھینچتے تو نہ کھنچتی
حمزہؑ صاحبقران نے تو اس کمان کو توڑ ڈالا سچ تو یہ ہے کہ حمزہ کے دست و بازو میں نہایت قوت ہے ہزاران
نامی تو یہ خیال کرنے لگے لیکن نوشیروان نے جبکہ دیکھا کہ حمزہ میرے پیر خواندہ نے ایسی کمان سخت کو توڑ ڈالا
کہ جو کسی پہلوان سے کھنچ نہ سکتی تھی نہایت خوش ہوا اور اسی عالم خوشی میں کشتیان شراب کی طلب کیں
بمجرد حکم ساقی بچے کشتیان شراب کی لائے اول ایک ساقی بچے نے ساغر بلورین کو مئے گلرنگ سے مملو کیا اور
بعد ادب روبروئے نوشیروان لیگیا نوشیروان نے جام شراب لیکر پیا بعد اسکے بحکم نوشیروان
ساقی بچے ہر ایک پہلوان اور امرائے عالیشان کے روبرو ساغر مے لائے کسی پہلوان نے یہ شعر پڑھکے
شراب پی شعر بہتے ہیں محتسب کا خون وہ رند بادہ کش ہوں میں ✤ زمین پر ایک قطرہ بھی جو ٹپکے ساغر سے
کسی امیر نے جام مئے ارغوان لیکر اور ساقی بچے سے مخاطب ہو کر یہ شعر پڑھا شعر وہ میکش ہوں کہ پیمانہ
میں رو دوں اشک خون ساقی ✤ بھر آئے دل مرا شیشہ جو خالی ہو کوئی مل سے بدہ جیب ساقی بچہ جام مئے
ارغوان روبروئے حمزہؑ صاحبقران لایا حمزہؑ صاحبقران نے شراب نہ پی نوشیروان نے باعث
شراب نہ پینے کا پوچھا حمزہؑ صاحبقران نے عرض کیا کہ حضور میں ایک وجہ سے شراب نہیں پیتا ہوں اور
وہ وجہ لائق عرض نہیں ہے نوشیروان کچھ سمجھ کے چپکا ہو رہا خواجہ بزرجمہر نے نوشیروان سے عرض کیا
کہ حضور حمزہؑ صاحبقران مار اللحم کے عادی ہیں اگر حکم ہو تو میرے یہاں مار اللحم تیار ہے لے آؤں نوشیروان

نے گفتگو بزرجمہر کی سمجھکے حکم دیا کہ اچھا واسطے حمزہ کے مارالحم لے آئیے یا کسی سے منگوا بھیجئے خواجہ بزرجمہر نے ابوالخیر سے فرمایا کہ جلد ہمارے مکان سے مارالحم جا کر لے آؤ ابوالخیر گیا اور مارالحم لیکر حاضر ہوا خواجہ بزرجمہر نے خود بھی مارالحم پیا اور حمزۂ صاحبقران و سرداران حمزۂ صاحبقران کو دیا ہر ایک سردار نے بعد پینے حمزۂ صاحبقران کے مارالحم پیا

داستان لیجانا خواجہ عمرو کا پہلوان عادی کو باغ مین اور ہلاک ہوجانا دختر بختک کا اور انصاف کرنا نوشیروان کا

کوچہ نشینان شاہد مقال و داستان گویان عدیم المثال اس شاہد داستان رنگین کو آغوش بیان مین اس طرح کھینچتے ہین کہ جب دربار نوشیروان مین ساقی نے نوشیروان و سرداران نوشیروان کو شراب پلا چکے اور حمزۂ صاحبقران مارالحم نوش کر چکے اسوقت دل خواجہ عمرو کا گھبرایا دربار سے اٹھکے بازار ملک مدائن مین گئے اور سیر بازار کرنے لگے ناگاہ دیکھا کہ کچھ سوار و پیدل مردمان بازاری کو درمیان راہ سے ہٹاتے ہوئے آتے ہین بعد آگے نکل جانے سوارون اور پیدلون کے ایک فنس کہار لیے جاتے ہین ہمراہ فنس کے چوبدار اور کہاریان دوڑتی ہوئی چلی جاتی ہین چھٹکا فنس کا پڑ رہا ہی اور پیچھے فنس کے چند پیادے ہین خواجہ عمرو نے مردمان شہر مدائن سے پوچھا کہ یہ کسکی سواری جاتی ہی لوگون نے کہا کہ یہ سواری بختک کی بیٹی کی ہی اکثر باغ مین واسطے سیر کے جایا کرتی ہی آج بھی یقیناً اپنے باغ مین جائیگی اور وہ ایک روز باغ مین رہیگی خواجہ عمرو یہ گفتگو مردمان بازاری کی سنکے خیال کرنے لگے کہ اے عمرو اسوقت پہلوان عادی کو کسی بہانے سے باغ مین دختر بختک کے لیجانا چاہیے اور کسی طرح دختر بختک کی صورت پہلوان عادی کو دکھانا چاہیے اور سیر باغ بھی کرنا چاہیے یہ خیال کرکے جلدتر خواجہ دربار نوشیروان مین آئے اور پہلوان عادی سے آہستہ کہنے لگے کہ دربار مین بیکار بیٹھے ہوئے ہو چلو بازار کی سیر کرین میوے انواع و اقسام کے اچھی طرح تمکو کھلائین پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ سچ کہو میوہ پیٹ بھر کے مجھکو کھلاؤگے اسوقت مین نہایت گرسنہ ہون خواجہ عمرو نے کہا کہ تم چلو تو سہی مین تمکو اسقدر بادام و انار وغیرہ کھلاؤنگا کہ تم سیر ہو جاؤگے علاوہ اسکے ایک بات بھی تمسے کہنی ہی اور وہ بات ایسی ہی کہ اگر تم سنوگے تو نہایت خوش ہوگے پہلوان عادی یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے دربار سے اسطرح اٹھا کہ حمزۂ صاحبقران نے پہلوان عادی کو جاتے ہوئے نہین دیکھا جب دربار سے اٹھکے بازار مین آیا خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اے خواجہ اب انار و بادام وغیرہ مجھکو کھلاؤ خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان عادی یہان ایک باغ ہی اس باغ مین چلو وہین پیٹ بھر کے میوے باغ کے کھانا پہلوان عادی نے پوچھا وہ باغ کس طرف ہی اور کہان ہی خواجہ عمرو نے کہا مین بتائے دیتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو نے ایک شخص سے پوچھا کہ دختر بختک کا باغ کس طرف ہی اس نے خواجہ عمرو نشان بتا دیا جب خواجہ عمرو کو پتا باغ کا معلوم ہوگیا اسوقت پہلوان عادی سے کہا کہ وہ باغ یہان سے ایک فرسخ پر ہی جلدی چلو پہلوان عادی گرسنہ تھے میوے کھانے کے لیے چلے اثنائے راہ مین پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے پوچھا کہ اے خواجہ وہ کون سی بات ہی جسکے سننے سے مجھکو خوشی ہوگی بیان کرو خواجہ نے کہا اے پہلوان عادی وہ بات یہ ہی کہ بختک وزیر نوشیروان تمکو جوان خوشرو اور صاحب قوت و عزت خیال کرکے کل مجھسے یہ کہتا تھا کہ اگر پہلوان عادی میری دختر کو قبول کرے تو مین

اپنی بیٹی کی شادی پہلوان عادی سے کردون چونکہ دختر بختک اسوقت باغ مین گئی ہی اسواسطے مین تمکو وہی
باغ مین لیے چلتا ہون کہ تم دختر بختک کو کسی صورت سے پسند کرلو جب دختر بختک کو پسند کرلو گے تو پھر مین
بختک سے گفتگو تمھاری شادی کی کرونگا اور تمھارے راضی ہونے سے اُسے آگاہ کرونگا پہلوان عادی
یہ گفتگو خواجہ عمرو کی سنکے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اے خواجہ اگر میری شادی دختر بختک یا اور کسی شاہزادی
کے ساتھ ہو جاوے تو آرزوے دلی میری بر آوے مجکو حسرت ہی کہ میرا عقد کسی عورت کے ساتھ ہو جاوے
لیکن اے خواجہ کوئی شاہ و شہریار مجکو جوان قوی ہیکل اور جسیم دیکھکر دختر اپنی نہین دیتا ہی بلکہ کوئی زن بازاری بھی
میرے پاس نہین آتی ہی ہر ایک عورت میرے ہمبستری سے ڈرتی ہی آجتک مین وصل زنان سے محروم ہون
خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان عادی اب تمھاری آرزوے دلی برآئیگی بختک نے تمکو اپنی دامادی
کے واسطے پسند کیا ہی اسوقت پہلے اُسکی دختر کو دیکھکے تم بھی پسند کرلو پھر مین جلد تر تمھاری شادی کرادونگا
لیکن یہ تو بتاؤ کہ اگر تمھاری شادی دختر بختک سے مین کرادون تو تم مجکو کیا دوگے اسوقت مجھسے اقرار اور
وعدہ کرو کہ بعد عقد مین اسقدر زر و جواہر تمکو دونگا پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ مین تمکو زر کثیر دونگا
لیکن جلد میرا عقد ہو جاوے خواجہ نے جواب دیا کہ دو چار روز مین انشاءاللہ تمھاری شادی ہو جائیگی
غرض اسی طرح کی باتین خواجہ کرتے ہوئے جلد تر در باغ پر پہونچے وہان خواجہ عمرو نے دیکھا کہ در باغ پر دربان
اور نگہبان بیٹھے ہین خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ اگر دروازہ باغ سے باغ مین ہم دونون آدمی جاوینگے تو دربان
باغ مین نہ جانے دینگے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو پہلوان عادی کو لیکر عقب باغ آئے اور ایک گوشہ مین بیٹھکر
نقب لگانا شروع کی اور جلد تر نقب لگا کر پہلوان عادی کو اپنے ہمراہ باغ مین راہ نقب سے لے گئے
دیکھا باغ نہایت سبز و شاداب ہی گلہاے رنگارنگ کھلے ہین غرض باغ مین جاکر میوے باغ کے
پہلوان عادی کو کھلائے اور سیر باغ کی کرنے لگے اُسوقت تک دختر بختک باغ مین نہین آئی تھی
کیونکہ خواجہ عمرو اور پہلوان عادی راہ نزدیک سے جلد تر باغ مین آئے تھے غرض خواجہ عمرو اور
پہلوان عادی بخوشی و شادی سیر کرتے ہوئے ایک جانب باغ کے گئے وہان دیکھا کہ ایک چمن مین
ایک گنبد ہی اور گنبد کا در بند ہی جب خواجہ نے اُس گنبد کے در کو کھولا تو دیکھا کہ اُس گنبد مین تصویر سنگی
لات و منات کی رکھی ہی اور وہ تصویر دس گز لمبی اور پانچ گز کی چوڑی ہی اور اُس مین جوف ہی خواجہ عمرو
نے پہلوان عادی سے کہا کہ دیکھو اس تصویر کے جوف مین کیا ہی پہلوان عادی نے جو اُس تصویر کو
ہٹا کے دیکھا تو اُسکے جوف مین اشرفیان اور روپیہ اور جواہر تھا خواجہ عمرو نے خوش ہوکر سب زر و جواہر
لے لیا اور پہلوان عادی سے کہا کہ دختر بختک اس باغ مین آتی ہوگی تمکو لازم ہی کہ اس تصویر کے
جوف مین جس طرح ممکن ہو چھپکے بیٹھ رہو یقین ہی کہ اس تصویر کی پرستش کو دختر بختک یہان بھی ضرور
آئیگی جسوقت وہ آئے جو تمھارا دل چاہے کہنا چپکے بیٹھے نہ رہنا پہلوان عادی نے کہا مین دختر بختک کو اس
تصویر مین بیٹھکر کیونکر دیکھونگا خواجہ عمرو نے کہا مین اس تصویر کے چہرے مین دو تین سوراخ کیے دیتا ہون
ہر چند کہ دہن اس تصویر کا کھلا ہوا ہی اور راہ دہن سے اس تصویر کے اندر دختر بختک وغیرہ نے یہ سب زر و
جواہر ڈالا ہی جو مین نے اسوقت لے لیا لیکن احتیاطاً اور دو چار سوراخ چہرۂ تصویر مین کیے دیتا ہون تم
انھین سوراخون سے دختر بختک کو بخوبی دیکھنا اور اُس سے باتین محبت کی کرنا یہ کہکے خواجہ عمرو نے چہرۂ تصویر

مین دو تین سوراخ اور کردیے اور پہلوان عادی کو اُس تصویر کے جوف مین بٹھا کر آپ بھی درختون مین چھپ رہے ناگاہ کہ دربانے باغ پر غل اور شور ہوا اور دربان باغ اور سوار و پیدل ہٹ گئے دختر بختک مع اپنی ہمجلیسون کے سواری سے اُترکے باغ مین آئی دروازہ باغ کا بند کردیا گیا جسوقت دختر بختک باغ مین آئی اول موافق قاعدہ تنہا کچھ پھول اور پانی لیکر اور کچھ زر و جواہر لیکر اور تنہا ہوکر تصویر کے قریب آئی اور پہلے دختر بختک نے پھول اُتر کے اور لُٹیا سے اُس تصویر پر پانی ڈالا اور زر و جواہر دہن مین اُس تصویر کے ڈالا وہ سب زر و جواہر پہلوان عادی کے سر پر پڑا پھر واسطے سجدے کے روبرو تصویر ہاتھون کو جوڑ کر جھکی اور کچھ دعا مانگنے لگی ناگاہ اُس تصویر سے آواز آئی کہ دعا تیری قبول ہوئی جو تیری آرزو ہے جلد برآئیگی ہمکو سجدہ نہ کر جلد سر اُٹھا دختر بختک نے جو تصویر سے تقریر سنی ڈر کے کانپنے لگی حواس منتشر ہوگئے رنگ چہرے کا متغیر ہوگیا جلد سجدے سے گھبرا کر اور ڈر کے سر اپنا اُٹھا لیا کیونکہ اکثر دختر بختک نے تصویر لات کو سجدہ کیا تھا مگر کبھی آواز نہین آئی تھی آج جو آواز تصویر سے پیدا ہوئی تو نہایت پریشان اور حیران ہوئی اور اُسی عالم خوف و خطر مین چلا کر بھاگنے کا قصد کیا یکایک وہ تصویر اپنی جگہ سے اُٹھی اور آواز آئی کہ چلاتی کیون ہے اور کیون ارادہ بھاگنے کا کرتی ہے ٹھہر جا کہ ہم تجھسے گلے ملنے کو آئے ہین ہمکو تجھسے اب الفت ہوگئی تجھپر اب ہم عاشق ہوگئے تیرے ہی واسطے یہان آئے تھے خواجہ عمرو درختون کی آڑ مین بیٹھے ہوئے تمام باتین پہلوان عادی کی سنتے تھے اور بے اختیار ہنستے تھے اور اپنے دل مین کہتے تھے کہ مین نے جو پہلوان عادی سے کہدیا تھا کہ تم چپکے بیٹھنا اور دختر بختک سے کچھ باتین کرنا بموجب میرے کہنے کے کیا خوب باتین پہلوان عادی دختر بختک سے کر رہا ہے لیکن جسوقت دختر بختک نے دیکھا کہ تصویر خداوند لات کی اپنی جگہ سے اُٹھی اور میری جانب آتی ہے اور باتون کی تصویر سے آواز آتی ہے اسوقت اور زیادہ دختر بختک چلانے لگی سوار اور پیدل اور دربان باغ غل سُنکے گھبرائے مگر باغ مین نہ آسکے کیونکہ کنڈی دربارغ کی ہمجلیسون نے دختر بختک کی بند کردی تھی ہرچند اُنھون نے پکار کے کہا کہ کنڈی کھولدو مگر کسی نے اُس ہنگامہ مین کنڈی نہ کھولی اور نہ اُنکی آواز سُنی لیکن ہمجلیسین دختر بختک کی جلدی سے بیتاب و بیقرار ہوکر دوڑین اور پکارین اے وزیرزادی کیون چلاتی ہو اور کیون ڈرتی ہو کیا ہوا گھبراؤ نہین ہم آتے ہین ادھر پہلوان عادی نے تصویر جوف سے نکل کے اور دونون ہاتھ بصد شوق اور بہزار اشتیاق پھیلا کے دختر بختک کو اپنی آغوش مین کھینچا اُدھر ہمجلیسین دختر بختک کی بھی تصویر کے قریب پہونچین بعضی تو پہلوان عادی کو بے شاخ سر کا دیو خیال کرکے ایسی ڈرین کہ زمین پر گرکے بیہوش ہوگئین بعضی قریب پہلوان عادی کے پہونچکے عادی کو ڈھیلے اور لکڑیان مارنے لگین اکثر دور سے صدہا گالیان دینے لگین بعض بعض پہلوان عادی سے کہنے لگین کہ او موئے یہ کیا کرتا ہے ہماری وزیرزادی کو چھوڑ دے اگر مال و زر کی خواہش ہے تو ہمارا زیور لے لیکن ہماری وزیرزادی کی آبرو نہ لے دُر ناسفتہ کو شکستہ نہ کر ہرچند ہم ہمجلیسون نے فریاد کی مگر پہلوان عادی نے دختر بختک کو نہ چھوڑا اور روبرو اُنھین عورتون کے دختر بختک سے کام دل اپنا حاصل کیا جسوقت پہلوان عادی مدعاے دل حاصل کرچکا دختر بختک کو زمین سے اُٹھا کر سینے سے لگانے اور پیار کرنے کا قصد کیا لیکن دختر بختک کو بیحس و حرکت دیکھکر غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ مرگئی جسوقت پہلوان عادی کو معلوم ہوا کہ دختر بختک مرگئی ہرچند کہ خواجہ عمرو عیار پشت زیر درخت کھڑے تھے لیکن

پہلوان عادی نے نہ دیکھا اور پکارا کہ ای خواجہ عمرو جلد آؤ غضب ہوگیا معشوقہ میری مرگئی پہلوان عادی
کو اپنے ہجر کا داغ دے گئی یہ تقریر جو عورتون اور مردون نے سنی سب کو معلوم ہوگیا کہ خواجہ عمرو اور پہلوان عادی
وہ دو اس باغ مین ہین الحاصل بمجرد پکارنے پہلوان عادی کے خواجہ عمرو نے آواز دی کہ ای پہلوان عادی
اب اس طرف آؤ جب پہلوان عادی خواجہ عمرو کے پاس پہنچے خواجہ عادی کو ہمراہ اپنے لیکر نقب مین گئے اور راہ
نقب سے بیرون باغ پہونچے ادہر سوارون اور پیدلون کے کہنے سے دختر بختک کی ہمجلیسون نے دروازے کی
کنڈی کھولی جب سوار اور پیدل اندر آئے کسی کو نہ پایا ہرچند تین طرف تلاش کیا مگر کسی کو باغ مین نہ دیکھا لیکن
چوتھی طرف اس وجہ سے نہ گئے کہ عورتون سے معلوم ہوا کہ اُس طرف دختر بختک عجب حال خراب سے مری ہوئی
پڑی ہی سوار اور پیدل وغیرہ تو باغ مین پہلوان عادی اور خواجہ عمرو کو ہر ایک درخت کے نیچے ڈھونڈھ
رہے ہین ہمجلیسین دختر بختک کی لاش پر نالہ و فریاد کر رہی ہین لیکن خواجہ عمرو نے نقب سے باہر نکل
کے کہا کہ ای پہلوان عادی یہ تینے کیا حرکت ناشایستہ کی تجکو یہ حرکت کرنی لازم نہ تھی اب کہو اگر حمزۂ
صاحبقران یہ حال سنینگے تو تجسے کسقدر ناراض ہونگے اور نوشیروان بختک کیسا خفا ہوگا عجب نہین کہ
قتل کرے اور بختک تو تمھاری جان اور عزت کا دشمن ہوجائیگا پہلوان عادی نے کہا ای خواجہ مین نے
یہ فعل بے اختیاری مین کیا کیونکہ جسوقت دختر بختک قریب تصویر آئی اور مین نے اُسکو سوراخون سے دیکھا
دل میرا دیکھتے ہی بیچین ہوگیا ہرچند مین نے ضبط کیا مگر ضبط نہو سکا آخر دل کی بیتابی اور بیقراری سے اُٹھا اور
دختر بختک سے عالم بیخودی مین ہم آغوش ہوا ای خواجہ جب مین مدعاے دل حاصل کرچکا اُسوقت مجکو ہوش آیا اب جو
کچھ میرے مقدر مین لکھا ہوگا وہ ہوگا یہ حرکت بد تو مجھسے بیشک ہوئی خواجہ عمرو نے کہا ای پہلوان عادی
اب یہان سے چلو خیر دیکھہ لیا جائیگا خواجہ عمرو نے وقت چلنے کے سُنا کہ وہ سب ہمجلیسین یہ کہکے فریاد کرتی
ہین اور روتی ہین کہ ای جمیلہ شہزادی ہماری افسوس کیا تم بُری اور خراب موت سے مرین ہاے ظالم نے
کیا کیا کہ تمھاری جان صدمہ سے نکل گئی تکلیف اور اذیت نہ اُٹھائی گئی خواجہ عمرو یہ بین ہمجلیسون کے
سُنکے سمجھ گئے کہ دختر بختک کا نام جمیلہ تھا غرضکہ خواجہ عمرو ہمراہ پہلوان عادی زیر دیوار باغ سے چلے
اور ایک تالاب پر پہونچے خواجہ عمرو نے کہا ای پہلوان عادی میرے نزدیک مناسب اور بہتر یہ ہی کہ
تم اس تالاب مین نہاؤ اور غسل کرلو اور پائجامہ دھو ڈالو پہلوان عادی نے موافق کہنے خواجہ عمرو کے
تالاب مین اُترکے غسل کیا اور پائجامہ دھو ڈالا اور وہی پائجامہ پہن لیا اتنی دیر مین خواجہ عمرو نے ایک
پرچہ کاغذ پر کچھ لکھا اور ایک مُہر کندہ کر کے اور جلد تراش پرچہ پر وہی مُہر کرکے اور پرچہ کاغذ کو لپیٹ کے اپنے
پاس رکھا جب پہلوان عادی نہا چکے وہ پرچہ کاغذ کا پہلوان عادی کو دے دیا اور کہا کہ اس کو رہنے دو
تمھارے کام آئیگا یہ کہکر خواجہ پہلوان عادی کو لیکے چلے اثناے راہ مین پائجامہ خشک ہوگیا آخر بعد قطع راہ
خواجہ عمرو اور پہلوان عادی دربار نوشیروان مین پہونچے خواجہ عمرو تو ایک طرف اپنی جگہ پر بیٹھے اور پہلوان
عادی اپنے دنگل پر بیٹھا لیکن باغ مین جملہ سوارون اور پیدلون وغیرہ نے خواجہ عمرو اور پہلوان عادی کو
ہرچند تلاش کیا لیکن کہین نہ پایا مگر ایک جگہ باغ مین نقب دیکھکر سب کے سب باہم کہنے لگے کہ اسی نقب کی
راہ سے وہ دونون نکل گئے بعضے سوارون نے نقب مین جاکر دیکھا لیکن خواجہ عمرو اور پہلوان عادی کو
وہان بھی نہ پایا آخر ناچار اور مجبور ہوکے کہنے لگے کہ ای ہمجلیسان دختر بختک اب تم اپنے ہاتھ سے دفن مین

دختر بختک کی نعش رکھکر اس باغ سے چلو اور مادر جمیلہ کو اس خبر ملال اثر سے اطلاع دو ہمجلیسون نے قفس کو
باغ مین منگوا کر جمیلہ کو قفس مین ڈالا اور آپ بھی سوار ہوئین کہارون نے قفس اور میانے اٹھائے اور سب
زن و مرد روتے اور پیٹتے باغ سے چلے جسوقت بختک کے مکان پر پہونچے اور مادر جمیلہ نے آواز نالہ و بکا کی
گھبرا کر کہاریون وغیرہ کو واسطے دریافت کرنے کے بھیجا کنیزین اور کہاریان جب دروازے پر آئین تمام حال سنکے
روتی پیٹتی ہوئی محل مین گئین اور مادر جمیلہ سے رو کر تمام حال بیان کیا اسوقت مادر جمیلہ نے یہ سُنکر دختر بین نہایت
حال پریشان کیا سر پیٹنے لگی اور بال اپنے سر کے غم دختر مین نوچنے شروع کیے اور آنسو بعید نالہ و آہ بہانے لگی محل
مین ایک غلغلہ رستخیز بلند ہوا جملہ خواتین رونے لگین آخر مادر جمیلہ قفس سے اپنی بیٹی مری ہوئی کو محل مین لائی
اور حال خراب پر اُسکے نظر کرکے اُسکی ہمجلیسون سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا جمیلہ کیونکر ہلاک ہوئی ہمجلیسان جمیلہ
نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اسوقت مادر جمیلہ کو علاوہ رنج و غم کے خواجہ عمرو اور پہلوان عادی پر
از حد غصہ آیا اور اُسی وقت دو چوبدارون کو دربار نوشیروان مین روانہ کیا کہ پدر جمیلہ کو بلا لائین جسوقت
چوبدار در دولت نوشیروان پر پہونچے اور بختک کو خبر ہوئی کہ چوبدار میرے مکان سے مجکو بلانے آئے ہین
فوراً نوشیروان سے اپنے گھر جانے کی اجازت لیکر دربار سے باہر آیا اور اپنے خچر پر سوار ہوا اور چوبدارون
کو گریان دیکھکر باعث پوچھا اُنھون نے عرض کیا حضور اب تشریف لیے چلتے ہین جو سبب اشکباری اور
نالہ و بیقراری ہی حضور پر ظاہر ہو جائیگا بختک یہ تقریر چوبدارون سے سُنکے نہایت پریشان خاطر ہوا
اور گھبرا کر جلد اپنے خچر کو ہانکا اور اپنے مکان کی طرف چلا بختک تو ہمراہ چوبدارون کے اپنے مکان کی طرف
جاتا ہی لیکن اب حال خواجہ عمرو اور پہلوان عادی کا لکھا جاتا ہی کہ جب بختک دربار نوشیروان سے
گیا تو پہلوان عادی نے طرف خواجہ عمرو کے دیکھا اور اشارہ سے کہا معلوم ہوتا ہی کہ نعش بختک کی
بیٹی کی باغ سے آئی ہی اسی واسطے زوجہ بختک نے بختک کو بلایا ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی خواجہ عمرو نے
اشارہ سے جواب دیا کہ کچھ اندیشہ و تشویش نہ کرو پہلوان عادی نے کہا مجکو اپنی جان کا خوف ہی وہ دربار
کا ہی بختک ضرور میرے ظلم کی فریاد نوشیروان سے کریگا اور نوشیروان عادل ہی یقیناً مجکو قتل
کریگا خواجہ عمرو نے اشارہ سے جواب دیا کہ اگر ہم تمکو قتل ہونے دین اور کسی تدبیر اور تقریر سے تمھاری
جان بچائین تو ہمکو کیا دوگے پہلوان عادی نے اشارہ سے کہا کہ دس ہزار روپیہ دونگا خواجہ عمرو
نے اشارہ سے انکار کیا اور کہا مین دس ہزار روپیہ نہ لونگا تم جانو جیسا تمنے کیا ہی ویسی سزا پاؤگے وزیر
قتل کیے جاؤگے مین تمھارے مقدمہ مین کچھ نہ بولونگا اور کوئی تدبیر تمھاری جان بچانے کی نہ کرونگا
بلکہ تھوڑی دیر مین اس دربار سے چلا جاؤنگا پہلوان عادی اشارۂ خواجہ عمرو سے گفتگو خواجہ عمرو
کی سمجھکر اشارہ سے منت اور سماجت کرنے لگا کہ اے خواجہ یہ وقت مددگاری ہی ضرور میری جان بچانے کی کوئی
تدبیر کیجیے گا اور ایسی تقریر کیجیے گا کہ مین قتل نہون تمھارے ہی کہنے سے مین باغ مین گیا تھا اب اسوقت مین میرے
اوپر رحم کرو اور جان میری بچالو مین اسکے عوض مین پندرہ ہزار روپیہ تمکو دونگا اور جبتک زندہ رہونگا
مرہون احسان رہونگا خواجہ عمرو نے گفتگو پہلوان عادی کی سمجھکے پھر انکار کیا آخر تیس ہزار روپیہ پر
فیصلہ ہوا خواجہ عمرو نے اشارہ سے کہا کہ رقعہ اپنا مہری تیس ہزار روپیہ کے دینے کا لکھدو پہلوان
عادی نے دربار سے اُٹھکے اور علحدہ خواجہ کو لیجا کر رقعہ لکھ دیا اور مہر اپنی رقعہ پر کردی اور خواجہ کا

اطمینان بخوبی کرو۔ بعد اسکے دربار مین آکر بیٹھا اور خواجہ بھی اپنی جگہ بیٹھے اور تدبیر پہلوان عادی کے قتل ہونے کی
کچھ تو کر چکے تھے اور کچھ اور فکر کرنے لگے آخر بعد فکر بسیار ایک تدبیر تجویز کرکے منتظر وقت بیٹھے خواجہ عمرو تدبیر
سوچ کے دربار مین بیٹھے ہین اور پہلوان عادی بھی بیٹھا ہی لیکن بدحواس اور پریشان خاطر ہی اب حال بختک
بدمآل کا لکھا جاتا ہی کہ جب بختک پریشان و مضطر ہمراہ چوبدارون کے قریب اپنے مکان کے پہونچا اور
آواز گریہ وبکا اسنے سُنی اُسوقت اور زیادہ بدحواس اور متحیر ہوا اور جلد اپنے خچر سے اُترکے بیتابانہ
اپنے مکان کے اندر گیا وہان دیکھا کہ تمام عورتین رو رہی ہین اور فریاد و فغان کر رہی ہین اور زوجہ کو اپنی
دیکھا کہ اُسکا حال کثرت گریہ وبکا سے بہت غیر ہی مکان مین غلغلہ حشر بلند ہی ایک میت پلنگ پر پڑی
ہی دوشالہ اُس میت پر پڑا ہی گرد اُس میت کے سب عورتین سر اپنے پیٹ رہی ہین اور رو رہی ہین
بختک یہ حال غم آثار دیکھ کے سمجھا کہ کوئی مر گیا ہی یہ سب اُسی کو رو رہی ہین یہ خیال کرکے بختک نے
بیتابانہ اپنی زوجہ سے پوچھا صاحب تم کسکو رو رہی ہو یہ کسکی میت پڑی ہی کون مر گیا ہی اسقدر گریہ وبکا کسکے غم
مین تم کر رہی ہو مجھسے تو کہو زوجہ بختک کی بختک کو دیکھکر اور زیادہ سر پیٹنے اور رونے لگی اور سب
عورتین بھی زیادہ تر نوحہ وبکا کرنے لگین اُسوقت سب کو روتا دیکھکر بختک بھی رونے لگا لیکن جب وقت
بختک کو تمام کیفیت اپنی زوجہ اور جلیسان جمیلہ سے مفصل معلوم ہوئی اُسوقت تو بختک اسقدر
رویا کہ ابر بہار اسکی اشکباری سے شرمندہ ہو گیا اور روتے روتے قریب الموت ہو گیا آخر اُسی عالم رنج
و غم مین بختک نے یہ خیال کیا کہ میری بڑی ذلت ہوئی بیٹی میری عجب حال خراب سے مر گئی اب مجھکو
زندہ رہنا اور ہمچشمون مین بیٹھنا مناسب نہین ہی میری آنکھ کسی سے دوچار نہوگی ہر شخص مجھکو بیحیا اور
بے غیرت تصور کریگا اور مجھکو دیکھکر ہنسیگا پس لازم یہ ہی کہ جام زہر اسی وقت پی کر اپنے تئین ہلاک کرون
جو شخص میرے مرنے کا حال سنیگا یہ کہیگا کہ بختک صاحب غیرت تھا زہر کھا کر مر گیا یہ خیال کرکے
فوراً بختک نے جام زہر تیار کیا اور جام زہر کو اُٹھا کر چاہا کہ پی لون زوجہ بختک و دیگر زنان محل
بختک کو بہ گریہ و زاری جام زہر پینے سے مانع ہوئین اور کہنے لگین کہ اگر تم جان اپنی دے دوگے تو
دشمن اور زیادہ مسرور اور شاد ہونگے اور تمہارے ہلاک ہونے سے تمہاری بیٹی زندہ نہو جائیگی ہان
تمکو لازم ہی کہ اپنی بیٹی کے ہلاک کرنے والون کے واسطے کوئی ایسی تدبیر کرو تاکہ وہ قتل کیے جائین اور
اپنے جرم کی سزا پائین نوشیروان بادشاہ عادل ہی اُسکے پاس جا کر فریاد کرو تمام حال اپنی بیٹی کے ہلاک
ہونے کا بیان کرو وہ بادشاہ عادل و منصف ہی پہلوان عادی اور خواجہ عمرو کو قتل کریگا جسوقت
بختک کو خواتین نے اس طرح سمجھایا بختک نے خیال کیا کہ یہ عورتین سچ کہتی ہین اس خون
ناحق ہو جانے کی اطلاع نوشیروان کو ضرور کرنا چاہیے اول تو بادشاہ عادل ہی خود غور کریگا دوسرے
مین اُسکا وزیر ہون میرا پاس و لحاظ بھی ضرور کریگا یقیناً میری بیٹی کے ہلاک کرنے والون کو سزاے معقول
دیگا مردمان شہر کو اور سرداران حمزہ صاحبقران کو خوف ہوگا ہر ایک اعلے و ادنے قہر سلطانی اور عدل
شاہ سے ڈر جائیگا پھر کوئی ایسی حرکت ناشایستہ نہ کریگا جب میری بیٹی کے ہلاک کرنے والے قتل ہونگے
میرا دل خوش ہوگا القصہ بختک نے یہ خیالات کرکے اُسی وقت وہ جام زہر اپنے ایک ہاتھ مین لیا
اور ایک ہاتھ مین خنجر آبدار برہنہ لیکر روتا پیٹتا اور فریاد و بکا کرتا ہوا با حال تباہ و پریشان و زرد و ذلت

نوشیروان پر آیا ہر ایک شخص بختک کا یہ حال دیکھکے گھبرایا اور متحیر ہوکر پوچھنے لگا کہ اے وزیر نوشیروان یہ تمنے اپنا
حال کیون کیا کہا کہ مکو صدمہ و ملال ہوا کسنے تمکو ستایا ہر چند بختک سے لوگون نے پوچھا لیکن بختک نے کسی سے
کچھ کلام نہ کیا اور نہ حال اپنے رنج و ملال کا بیان کیا جسوقت نوشیروان نے بختک کی فریاد و بکا کی آواز سُنی
متحیر ہوکر اپنے سردارون سے پوچھا کہ بختک اسوقت کیون روتا ہے اُنھون نے عرض کیا خداوند نعمت ہمکو معلوم
نہین ابھی اکثر سردار نوشیروان سے یہ عرض کر رہے تھے کہ یکایک بختک چاک گریبان با حال پریشان
جام و خنجر ہاتھون مین لیے ہوئے روبروے نوشیروان آیا اور بہ نالہ و زاری اور فریاد و بیقراری عرض کرنے
لگا کہ حضور کے عہد مین عجیب ظلم ہوا مین حضور کے روبرو یہ جام زہر پیتا ہون نوشیروان نے منع کیا اور گھبرا کے
پوچھا اے بختک جلد بیان کر تجپر کسنے کیا ظلم کیا بختک نے عرض کیا خداوند سردربار کیا عرض کرون غیرت و
شرم سے وہ ظلم عرض کیا نہین جاتا لیکن اگر حکم ہو تو مین سمع مبارک حضور مین عرض کرون اور حضور انصاف
فرمائین اور جنھون نے مجکو صدمہ دیا ہے اُنکو قتل کرین نوشیروان نے فرمایا اے بختک جو تجکو عرض کرنا ہے اگر وہ
ظلم سردربار اظہار کے لائق نہین ہے تو ہمارے گوش مین آہستہ کہہ بختک واسطے عرض کرنے کے چلا تھا ناگاہ
خواجہ عمرو اپنی جگہ سے اُٹھے اور نوشیروان سے عرض کرنے لگے کہ اے شہنشاہ ہفت کشور فرمانروا ے
بحر و بر صاحب دولت و اقبال عادل بے عدیل و بیمثال اگر اس خاکسار ذرہ بمقدار ذلیل و خوار کو حکم ہو
اور بختک کو بھی منظور ہو تو جو بختک حضور سے عرض کرینگے اُسی امر کو مین خدمت حضور مین بالتفصیل عرض
کرون نوشیروان نے یہ گفتگو ے خواجہ عمرو سُنکے جانب بختک دیکھا بختک خاموش رہا نوشیروان
نے خاموش رہنے بختک سے خیال کیا کہ خواجہ عمرو کا بیان کرنا بختک کو منظور ہے یہ خیال کرکے نوشیروان
نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ بیان کرو لیکن کوئی امر مخفی نہ کرنا خواجہ عمرو نے عرض کیا کیا مجال جو کوئی بات
خلاف عرض کرون یا کوئی بات پوشیدہ کرون نوشیروان نے فرمایا اچھا بیان کرو اُسوقت خواجہ عمرو
نے سردربار اس طرح بیان کیا کہ اے شہنشاہ عادل و منصف اصل حال یہ ہے کہ جس روز پہلوان عادی ہمراہ
رکاب حمزۂ صاحبقران حضور کی خدمت اور دربار مین حاضر ہوا اُسی روز پہلوان عادی میرے ہمراہ
بازار کی سیر کے واسطے گیا تھا اتفاقاً بختک کے مکان کی جانب پہلوان عادی میرے ہمراہ سیر دیکھتا ہوا
اور مجھسے باتین کرتا ہوا جا نکلا اُسوقت دختر بختک اپنے مکان کے جھروکے مین چلمن کا پردہ ڈالے ہوئے
بیٹھی تھی جسوقت دختر بختک نے پہلوان عادی کے دست و پا اور عالم شباب پر نظر کی بے اختیار
پردہ چلمن کا ہٹا کر پہلوان عادی کو اپنی صورت دکھائی اور مسکرائی اور اشارے سے کہا ٹھہر جاؤ آگے نہ جاؤ
اُسوقت بموجب اشارہ کرنے دختر بختک کے پہلوان عادی بیچارہ ٹھہر گیا چونکہ مین ہمراہ پہلوان
عادی تھا اسوجہ سے مین بھی ٹھہرا اُسوقت دختر بختک نے آہستہ سے مجھسے پوچھا کہ یہ جوان جو تمھارے
ہمراہ ہے کون ہے نام اُسکا کیا ہے شادی اسکی کہین ہوئی ہے یا نہین مین نے جواب دیا اس جوان کو خاص و عام
پہلوان عادی کہتے ہین اور یہ شاہزادۂ قلعۂ تنگ رو اصل ہے اور خود حاکم قلعہ ہے پہلوانی مین یگانہ آفاق
ہے اور سردار نامدار حمزۂ صاحبقران ہے اے شہنشاہ فلک جاہ دختر بختک یہ گفتگو میری سُنکے کچھ فکر کرنے
لگی اور بعد ایک لمحہ کے مجھسے کہا کہ کھڑے رہو اور اس جوان کو جانے نہ دینا مین ابھی آتی ہون یہ کہکر دختر
بختک چلی گئی ہم دونون زیر دیوار کھڑے رہے بعد تھوڑی دیر کے دختر بختک جھروکے مین آئی

اور ایک پرچہ کاغذ لپٹا ہوا پہلوان عادی کی طرف پھینک دیا اور مسکرا کے پہلوان عادی سے کہا کہ جو کچھ مین نے اس
پرچۂ قرطاس مین لکھا ہی تمکو لازم ہی کہ اُس تحریر پر عمل کرو اے شہنشاہ عالیجاہ یہ گفتگو دختر بختک کی پہلوان عادی
نے سنکے وہ پرچۂ قرطاس جو دختر بختک نے جھروکے سے پھینکا تھا حرف بحرف پڑھا اور مین نے
بھی اُس رقعہ کی عبارت پڑھی عبارت اُس رقعہ مین یہ لکھی تھی عبارت رقعہ گل خوش رنگ و بوے
چمن خوبی و سرو بیمثال گلشن محبوبی جوان بیمثال و خوش رو و خوش جمال مائل عشق و شادی پہلوان
عادی زاد محبتہ والفتہ بعد ہزار ہزار آرزوے ہم آغوشی و یکجائی کے تمکو معلوم ہو کہ اسوقت جو مین نے
تمکو جاتے ہوئے دیکھا مفصل کیا لکھون جو محبت و الفت تمسے مجکو ہوئی ہی لیکن مختصر یہ ہی کہ دل
میرا تمھارے دام الفت مین گرفتار ہو گیا ہی اور تمھارے خنجر ابرو سے مجروح ہوا ہی دل تو چاہتا ہی کہ
اسی وقت تمکو اپنے پاس بلاؤن لیکن بخوف مادر و پدر بلا نہین سکتی کل مین سیر کے بہانے سے اپنے
باغ مین جو یہان سے تھوڑی دور ہی جاؤنگی لہذا تم سویرے باغ مین ہنگام سحر ضرور آنا مجکو تمسے
کچھ کہنا ہی اور مین بیٹی بختک وزیر نوشیروان کی ہون اگر تم باغ مین میرے پاس نہ آؤگے تو مین
اپنے تئین ہلاک کرونگی زہر کھا کر اپنی جان دیدونگی میرا خون تمھاری گردن پر ہوگا فقط زیادہ بجز
آرزوے یکجائی کے اور کیا لکھون بعد اس عبارت لکھنے کے دختر بختک نے اپنی مُہر اُس رقعہ پر کی تھی مین نے
جو مُہر کو دیکھا تو صاف نام جمیلہ پڑھا اے شہنشاہ عالیتبار بختک سے دریافت کیا جاے کہ انکی دختر کا
جمیلہ نام ہی یا نہین نوشیروان نے بختک سے پوچھا بختک نے عرض کیا کہ میری دختر کا بیشک نام
جمیلہ ہی بعد اسکے خواجہ عمرو نے عرض کیا اے شہنشاہ گیتی ستان جب پہلوان عادی رقعہ پڑھ چکا اُسوقت
اس خیال سے پہلوان عادی نے دختر بختک سے اقرار باغ مین آنے کا کیا کہ اگر مین باغ مین اسکے پاس
نہ جاؤنگا تو یہ زہر کھا کر مر جائیگی نہین معلوم اسکو مجھسے کیا کہنا ہی الغرض پہلوان عادی اقرار باغ مین
آنے کا کرکے چلا آیا اور روز دگر ہنگام سحر سویرے ہمراہ نشان باغ لوگون سے پوچھکر چلا بعد قطع راہ باغ
مین گیا اور مین بھی ساتھ پہلوان عادی کے داخل باغ ہوا چونکہ دختر بختک منتظر تھی دیکھتے ہی پہلوان
عادی کے خوش ہو کر آگے بڑھی چند مجلیس عورتین اُسوقت اُسکے ہمراہ تھین آخر صحن باغ سے پہلوان
عادی کو لیکر باغ کی بارہ دری مین بٹھایا اور آپ بھی قریب پہلوان عادی کے بیٹھی اُسوقت مین بھی
ایک طرف بیٹھا تھا بعد تھوڑی دیر کے پہلوان عادی نے کہا اے دختر بختک مین اسوقت بموجب
اقرار تمھارے پاس آیا ہون اب جو کچھ تمکو کہنا ہو کہو جمیلہ دختر بختک نے شرما کر اور مسکرا کر کہا کہ تمکو
مین نے اسواسطے بلایا ہی کہ تم اپنے شربت وصل سے مجھ بیمار درد فرقت و الفت کا جلد علاج کرو اور تمناے
دلی میری برلاؤ پہلوان عادی نے یہ گفتگو جمیلہ کی سنکے کہا کہ مین مسلمان ہون تا وقتیکہ تم مسلمان
نہوگی اور مین تم سے عقد نہ کرلونگا اُسوقت تک تمسے ہم آغوش نہونگا جمیلہ نے یہ تقریر پہلوان عادی
کی سنکے کچھ فکر کی اور بعد فکر کرنے کے کہا کہ مجکو مسلمان ہونا اور تمسے عقد کرنا بھی منظور ہی اے شہنشاہ
فلک بارگاہ جسوقت مین نے یہ گفتگو جمیلہ کی سُنی اپنے دل مین خیال کیا کہ جمیلہ کو کسقدر آرزو وصل پہلوان
عادی کی ہی کہ مسلمان ہونے اور عقد کرنے پر راضی ہی اور یہ کچھ خیال نہین ہی کہ ایسے زبردست اور
قوی ہیکل پہلوان سے ہنگام ہم آغوشی کیا صدمہ اور اذیت ہوگی افسوس اسکو مطلق اپنی حیات

و نحافت اور پہلوان عادی کی قوت و طاقت کا خیال نہین ہی نہین معلوم کہ کونسی تدبیر کرینگی کہ پہلوان
عادی سے وقت ہمبستری کے اپنی جان بچائیگی بظاہر تو ثابت ہوتا ہی کہ ہنگام ہم آغوشی تڑپ
کے ہلاک ہو جائیگی لیکن ای شہنشاہ ذیجاہ مین یہ خیال کرکے چپکا بیٹھا رہا جمیلہ کو ہم آغوشی پہلوان
عادی سے منع نہ کر سکا کہ جمیلہ کو نہایت ناگوار ہوگا غرض بخوشی خاطر جمیلہ کے پہلوان عادی نے
جمیلہ کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا بعد مسلمان کرنے کے پہلوان عادی نے مجھسے واسطے عقد پڑھنے کے
کہا حضور مین نے جمیلہ سے پوچھا کہ مین تمھارا عقد پہلوان عادی سے اکیس کرور زر سرخ پر پڑھون
ای شہنشاہ گیتی پناہ اُسوقت جمیلہ دختر بختک نے چپکے سے کہا ہون پھر مین نے پہلوان عادی
سے کہا اسنے بھی کہا ہان پڑھو مجکو قبول ہی غرض حضور مین نے روبرو مجلیسان جمیلہ کے پہلوان
عادی کو جمیلہ سے منعقد کیا پھر مجلیسین میرے اشارے سے صحن باغ مین چلی گئین اور مین بھی
بارہ دری سے اٹھکر صحن باغ مین چلا آیا دروازے بارہ دری کے پہلوان عادی نے بند کر دیے
تھوڑی دیر کے بعد جمیلہ کے چیخنے کی آواز ہم سب نے سُنی پھر پہلوان عادی کے رونے کی آواز
سُنکے ہم نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جمیلہ تاب وصل نہ لائی اور تڑپ کے ہلاک ہوگئی اُسوقت
مین نے خیال کیا کہ مین نے جو قبل تصور کیا تھا وہی ہوا کہ جمیلہ وقت ہم آغوشی پہلوان عادی
مر گئی پھر مین اور پہلوان عادی باغ سے چلا آیا اب پہلوان عادی کو یہ فکر تھی کہ جاکر جمیلہ کو
غسل و کفن دے کر قبر مین دفن کرین ناگاہ اسوقت بختک روتے ہوئے اور فریاد کرتے ہوئے
حضور کے پاس آئے ہین اب شہنشاہ عالیجاہ انصاف فرمائین کہ پہلوان عادی کی کیا خطا ہی خواجہ
عمرو نے یہ کہکر اور پہلوان عادی سے وہ رقعہ لیکر نوشیروان کے روبرو پیش کیا اور عرض کیا
کہ اس رقعہ کو ملاحظہ فرمائین اور ایک میری گواہی کو ہزار آدمیون کی گواہی کے برابر تصور کرین کیونکہ
اول تو مین مطلق جھوٹ نہین بولتا دوسرے مین برادر حمزۂ صاحبقران ہون کعبہ مین کہ مقام متبرک
ہی وہان پیدا ہوا ہون جس وقت کل یہ تقریر خواجہ عمرو نے کی جملہ اہل دربار سوا بختک کے ہنسنے لگے
اور نوشیروان بھی مسکرانے لگا اور وہ رقعہ پڑھ کے طرف بختک کے دیکھا اور فرمایا کہ تو نے خواجہ
عمرو کی تو گفتگو سُنی اب یہ رقعہ اپنی بیٹی کا لکھا پڑھ اور دیکھ کہ اس رقعہ پر تیری بیٹی کی مُہر ہی یا نہین بختک
نے رقعہ دیکھ کر عرض کیا ای شہنشاہ جو کچھ خواجہ عمرو نے بیان کیا سب غلط ہی اور یہ رقعہ بھی میری بیٹی کا
لکھا ہوا نہین ہی یہ رقعہ خواجہ عمرو نے جعلی لکھا ہی اور میری بیٹی نے ہرگز عقد پہلوان عادی سے مسلمان
ہوکر نہین کیا تھا وہ تو اپنے باغ کی سیر کے واسطے گئی تھی خواجہ عمرو اور پہلوان عادی دونون زبردستی
باغ مین گئے اور بہ جبر جمیلہ کے ساتھ ایسی حرکت نامعقول کی کہ وہ ہلاک ہوگئی حضور انصاف فرمائین
اور اس مقدمہ کی تحقیق بخوبی کرین جب یہ گفتگو بختک کی نوشیروان نے سُنی اُسوقت طرف حمزۂ
صاحبقران کے دیکھکر فرمایا کہ ای فرزند تم سُنتے ہو جو بختک کہتا ہی حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا
کہ اگر حضور کے نزدیک پہلوان عادی نے یقیناً خطا کی ہی تو حضور اسکو جو چاہین سزا دین مین اپنے
سردار کی طرفداری ہرگز نہ کرونگا اور اگر پہلوان عادی کی کوئی تقصیر ثابت نہو تو بختک کو بخوبی
گوشمالی کیجائے کہ بار دگر پھر کسی سردار پر ایسی تہمت نہ کرے نوشیروان گفتگو حمزۂ صاحبقران کی

بختک سے کہنے لگا کہ جو عورتین اور مرد ہمراہ جمیلہ باغ تک گئے تھے انکو اسی وقت ہمارے روبرو بلا لاؤ
بختک گیا جملہ ہمجلیسون کو ڈولیون مین سوار کر کے روانہ کیا یہان کہارون نے ڈولیان قریب
دربار سلطانی لا کر رکھین اور پھر بختک سوارون اور پیدلون کے جمع کرنے کے واسطے اپنے مکان پر گیا
ادھر خواجہ عمرو نے دربار سے باہر آکے اپنی صورت بشکل زن پیر ایسی بنائی کہ دست و پا کثرت رعشہ سے
کانپتے تھے جھریان تن پر پڑی تھین بال سر کے سفید تھے کمر مین خم تھا غرض اس صورت سے ہانپتی ہوئی
اور کانپتی ہوئی اور آنسو بہاتی ہوئی قریب ڈولیون کے آئی اور جمیلہ کی ہمجلیسون سے کہنے لگی کہ اے
لڑکیو آج تم دربار سلطانی پر کیون آئی ہو خیر تو ہے ہمجلیسان جمیلہ نے کہا کہ اے بڑی بی بڑا غضب ہو گیا
پہلوان عادی نے جمیلہ دختر بختک کو مار ڈالا ہے بختک نے نوشیروان سے اسی ظلم کی فریاد کی
ہے نوشیروان نے ہم کو گواہی مین طلب کیا ہے زن پیر نے گفتگو انکی سنکے اور ہر ایک کو پیار کر کے اور بلائین
لیکے کہا دادی اگر تم کہدو گی کہ ہمارے سامنے پہلوان عادی نے جمیلہ سے یہ جبر و ظلم وہ فعل کیا جس سے
وہ ہلاک ہو گئی تو پہلوان عادی بیچارہ قتل ہو جائیگا جمیلہ زندہ نہو جائیگی اور تمکو کچھ بھی مل نجائیگا
لہذا انسان کو لازم ہے کہ کسی کے ساتھ برائی نہ کرے پس تم کچھ ایسی گواہی دینا کہ پہلوان عادی
قتل نہو جمیلہ کی ہمجلیسون نے کہا اے بڑی بی اول تو پہلوان عادی کوئی ہمارا عزیز اور دوست نہین
ہے کہ جسکے واسطے جھوٹی گواہی دین دوسرے اگر مال و دولت ہمکو دیتا تو خیر جھوٹ بھی بولتے اور خدا کے قہر
کا خیال نہ کرتے پہلوان عادی کی جان بچاتے پس جب ان دونون صورتون مین کوئی صورت نہین
ہے تو ہم کیون جھوٹی گواہی دین زن پیر نے یہ تقریر ہمجلیسان جمیلہ کی سنکے کہا کہ اے لڑکیو مین ایک غریب
اور محتاج ہون اور پہلوان عادی کی کوئی عزیز و دوست بھی نہین ہون صرف اسکی جوانی اور ایک کار خیر
کا خیال کر کے موتی اور اشرفیان تمکو دیتی ہون اس شرط سے کہ جو مین تمسے کہون وہ تم نوشیروان سے
کہدینا یہ کہکے زن پیر نے ایک رومال سے بہت سی اشرفیان اور موتی نکال کے انکو دکھائے جمیلہ کی
ہمجلیسون نے دیکھا کہ کئی سو اشرفیان اور سیکڑون موتی پڑے بڑے ہین فوراً اشرفیان اور موتی
دیکھکر انھون نے کہا کہ اے بڑی بی وہ کیا باتین ہین جو ہم نوشیروان سے کہدین بیان کرو خیر ہم
تمھاری خوشی اور ان موتیون اور اشرفیون کے لالچ سے جھوٹی گواہی دے دینگے لیکن پہلے ہمکو یہ
سب اشرفیان اور موتی دے دو پھر جو ہمسے کہدو وہی ہم نوشیروان سے جاکر کہدین زن پیر نے
کہا اگر تم یہ مال و دولت لے لو اور جو مین کہون وہ نہ کہو تو مین کیا کرون انھون نے کہا کہ اگر ہم موافق
تمھارے مطلب کے گواہی نہ دینگے تو یہ اشرفیان اور موتی ہمسے لے لینا ہمکو ہمارے گھر بھی نہ جانے
دینا زن پیر نے اشرفیان اور موتی برابر ایک ایک ہمجلیس کو دے کر کہا کہ تم پہلے یہ کہنا کہ کل پہلوان
عادی کو ہمارے سامنے ایک رقعہ جمیلہ نے لکھکر زیر دیوار پہلوان عادی کو دیا تھا اور زبانی یہ کہا تھا
کہ تم ہمارے باغ مین آنا ہمین تمسے کچھ کہنا ہے پھر یہ کہنا کہ جب پہلوان عادی ہمراہ خواجہ عمرو کے باغ
مین آیا تو جمیلہ اس سے طالب وصل ہوئی اور پہلوان عادی نے انکار کیا اور کہا تم مسلمان ہو جاؤ
اور میرے ساتھ نکاح کر لو تو البتہ مین تمسے ہم آغوش ہونگا پس جمیلہ نے بموجب کہنے کے دین اسلام
اختیار کیا اور خواجہ عمرو نے نکاح پڑھا پھر ہم سب ہٹ گئے تھوڑی دیر کے بعد جمیلہ چلانے لگی

جب ہم بار دیگر وہین گئے جمیلہ کو ہمنے زندہ نہ پایا زن پیر یہ تقریر اسکے رو برو بیان کرکے اور خوب سمجھا اور سکھا کے چلی گئی تھوڑی دیر مین بختک اُن سوارون اور پیدلون کو فراہم کرکے اپنے ہمراہ لایا جو جمیلہ کے ہمراہ گئے تھے جب بختک روبروے نوشیروان گیا اور عرض کیا کہ سب گواہ زن و مرد حاضر ہین نوشیروان نے فرمایا پہلے عورتون کو بلاؤ جب عورتین بدفعات دربار نوشیروان مین حاضر ہوئین اور نوشیروان نے اُنسے پوچھا کہ تم اس مقدمہ مین کیا جانتی ہو سچ سچ بیان کرو ہر ایک عورت نے جو زن پیر نے کہا یا اور سکھا دیا تھا بیان کیا نوشیروان جانب بختک بہ نظر غیظ دیکھنے لگا اور بختک متحیر ہوا کہ یہ کیا غضب ہو گیا میری بیٹی کی ہمجلیسون نے موافق مدعاے دل پہلوان عادی کے کیون گواہی دی یہ کیا ستم ہو گیا غرض بعد عورتون کی گواہیون کے نوشیروان نے اُن سوارون اور پیدلون کو بلاکر پوچھا انھون نے عرض کیا حضور ہم یہ جانتے ہین کہ ہم دربار باغ پر بیٹھے تھے ناگاہ باغ سے رونے کی آواز آئی جب ہم اندر باغ کے گئے سُنا کہ جمیلہ دختر بختک مر گئی سوا اسکے اور ہم کچھ نہین جانتے ہمنے کسی کو باغ مین جاتے اور باغ سے نکلتے نہین دیکھا الغرض بعد مرد و زن کی گواہیون کے نوشیروان نے بڑی دیر تک فکر کی آخر یہ فیصلہ کیا کہ پہلوان عادی کی کوئی خطا و تقصیر نہین کیونکہ بہ گواہی گواہان جمیلہ کو مسلمان کرکے عقد کیا تھا چونکہ اُسکی زندگی تمام ہو چکی تھی ہمبستری کا ایک بہانہ ہوا بعد یہ فیصلہ کرنے کے نوشیروان نے بختک کو نہایت کلمات سخت و درشت کہے اور فرمایا کہ تو اب اگر کسی سردار کو اسی طرح متہم کریگا تو تجکو سخت سزا دیجائیگی بالفعل یہ قصور تیرا معاف کیا جاتا ہے جسوقت یہ تقریر پہلوان عادی اور خواجہ عمرو نے سُنی اور فیصلہ نوشیروان نے حسب دلخواہ کیا نہایت شاد ہوئے قید غم سے آزاد ہوئے حمزہ صاحبقران کو بھی خوشی ہوئی لیکن بختک کو اور زیادہ ملال ہوا کیونکہ ایک تو بیٹی کے مرنے کا صدمہ تھا دوسرے سر دربار اپنے جھوٹھے ہونے کا اور دعوی خارج ہونے کا آخر بمجبوری نوشیروان سے اجازت لیکر اپنے گھر گیا اور اپنی زوجہ سے تمام حال بیان کیا بختک کی زوجہ کو نہایت غصہ آیا اور ہمجلیسون کو جمیلہ کی بلاکر پوچھا کہ تمنے کسی کے کہنے سے ایسی گواہی دی کہ مقدمہ خارج ہو گیا تمھارے سامنے کب میری بیٹی نے عادی سے عقد کیا تھا اور مسلمان ہوئی تھی جو تمنے نوشیروان سے بیان کیا جمیلہ کی ہمجلیسون نے کہا کہ اُس وقت ہمارے حواس بجا نہ تھے نہین معلوم نوشیروان نے کیا ہمسے پوچھا اور کیا ہمنے بیان کیا کیونکہ سامنا حاکم کا تھا اب ہمارے حواس خمسہ بجا ہین بیشک پہلوان عادی نے آپ کی دختر پر بڑا ظلم کیا یہ کہکے جمیلہ کی ہمجلیسین چلی گئین اور رات اشرفیون اور موتیون کو جو اورون کو دکھایا تو معلوم ہوا کہ اشرفیان کھوٹی ہین اور موتی بھی بالکل جھوٹھے ہین نہین معلوم کس چیز کے بنائے ہوئے ہین اُسوقت ہمجلیسون کو جمیلہ کی یہ رنج ہوا کہ بیکار ہمنے جھوٹھی گواہی دی بختک نے اپنی دختر کی میت اُٹھانے کا سامان کیا اور موافق اپنے مذہب اور ملت کے اچھی طرح اپنی دختر کی میت کو اُٹھایا اور دفن کیا اس طرف پہلوان عادی نے بعد برخاست دربار نوشیروان کے خواجہ عمرو کو تیس ہزار روپیہ دیا اور رقعہ اپنا لے لیا اور کہا اے خواجہ مین تمھارا نہایت ممنون احسان ہوا بعد خدا تمنے میری جان بچائی ورنہ مین قتل ضرور کیا جاتا

داستان بختک کا نوشیروان کو حمزہ صاحبقران کے زہر دینے پر آمادہ کرنا اور جام مین زہر ملاکر روبرو حمزہ صاحبقران کے لیجانا اور خواجہ عمرو کی وجہ سے اُسکا کامیاب نہونا

بادہ خواران میخانۂ سخن و میگساران میکدۂ افسانۂ کہن اس داستان کو ساتھ تازگی کے اس طرح بیان کرتے ہین

کہ جب بختک بدمآل اپنی دختر خوش جمال کے دفن سے فارغ ہوکر ہنگام شب اپنے گھر مین آیا اور صدمہ مرگ دختر مین یہ
خیال کرنے لگا کہ کیونکر اپنی دختر کا انتقام حمزہ صاحبقران عالی مقام سے لون کس طرح انکو قتل کرون کیونکہ
اگر حمزہ صاحبقران مدائن مین نہ آتے تو انکا سردار پہلوان عادی کیون میری دختر کو ہلاک کرتا اور مجکو
صدمہ و غم ہوتا آخر بعد فکر بسیار کے ایک تدبیر حمزہ صاحبقران کے ہلاک کرنے کی تجویز کرکے اپنے گھر سے نکلا
اور اپنے نچے پر سوار ہوکے دارالامارہ شاہی پر آیا ہر چند کہ اسوقت نوشیروان دربار برخاست کرکے محل مین
چلا گیا تھا لیکن بختک نے نوشیروان کی خدمت مین اپنے حاضر ہونے کی خبر کرائی جسوقت نوشیروان
نے سنا کہ اسوقت بختک آیا ہی حکم دیا کہ دریافت کرو کیون خلاف وقت دربار حاضر ہوا ہی کنیزون وغیرہ نے فوراً
دروازے پر آکے بختک سے پوچھا بختک نے کہا میری جانب سے عرض کرو کہ ایک امر ضروری تخلیہ مین حضور
سے مجکو عرض کرنا ہی کنیزون نے خدمت نوشیروان مین جاکر جو کچھ بختک نے کہا تھا عرض کیا نوشیروان نے
بخیال اسکے کہ نہین معلوم بختک کو کیا امر ضروری عرض کرنا ہی شاید پھر کوئی واقعہ تو نہین ہوا ہی مین بادشاہ
عادل ہون مجکو غفلت کرنا اور فرمایا یون کے احوال پر بیخبر ہونا نرچاہیے یہ خیال کرکے ایک ایوان عالی
مین بختک کو بلوایا اور خود بھی اُس ایوان مین آیا بختک نے تسلیم کی جب نوشیروان بیٹھا اسوقت
نوشیروان نے بختک سے فرمایا کہ اے وزیر کیا تجکو عرض کرنا ہی جلد عرض کر بختک نے دست بستہ عرض کیا
کہ اے شہنشاہ فلک بارگاہ خدمت حضور مین مجکو یہ عرض کرنا ہی کہ آج حضور نے اچھی طرح میری بیٹی کے
مقدمے کی تحقیقات نہ کی اور خواجہ عمرو اور پہلوان عادی کو قتل نہ کیا میرا دل خوش نہ کیا نوشیروان
نے فرمایا اے بختک اول تو تیرے گواہون سے کوئی خطا پہلوان عادی کی ثابت نہ ہوئی جو مین اسکو
قتل کا حکم دیتا دوسرے یہ کہ وہ سردار میرے پسر خواندہ کا تھا اگر مین تیرا خیال کرکے پہلوان عادی کو قید
کرتا یا قتل کرواتا تو میرے فرزند حمزہ کو نہایت ملال ہوتا اور اُسکا رنجیدہ ہونا کسی طرح گوارا نہین تھا لہذا
اُسوقت خلاف عدل مین نے نہین کیا اور یہی مصلحت دیکھی کہ پہلوان عادی کو اس الزام سے بری کر دون
بختک نے عرض کیا خیر حضور دختر تو میری ان مسلمانون کے ظلم و ستم سے ہلاک ہو گئی اور آپ نے جو فیصلہ
کیا مین نے طوعاً و کرہاً قبول کیا لیکن حضور اب یہ خیال ہی بلکہ یقین کامل ہی کہ اب حمزہ صاحبقران کی
ذات سے انواع و اقسام کے فتور برپا ہونگے سردار ان حمزہ اور خود حمزہ حضور کی بیٹی کو زبردستی
محل سے نکال لیجائینگے حضور کو داغ فراق دختر دیجائینگے شہنشاہ ملاحظہ تو فرمائین کہ اب حمزہ کے پاس
کس قدر لشکر جرار ہی اور کتنے نامی سردار ہین تھوڑے ہی زمانہ مین اس قدر فوج کثیر جمع کر لی ہی ہر چند کہ
ابھی اچھی طرح جوان بھی نہین ہوئے ہین لیکن ایسے صاحب قوت و طاقت ہین کہ بڑے بڑے سردارون
کو زیر کیا ہی اور اکثر سردارون کو قتل کیا ہی دیکھیے جب بخوبی جوان ہونگے تو کیا آفت برپا کرینگے یقیناً کل
سردارون کو حضور کے زیر کرینگے جو سردار مسلمان ہو جائیگا وہ تو زندہ رہیگا اور جو مسلمان نہوگا اسکو
حمزہ صاحبقران قتل کرینگے ایک روز آپ کو بھی گرفتار کرینگے تخت سلطنت پر بیٹھ جائینگے تاج شاہی
سر پر رکھینگے آتشکدے اور رادنے کو مسلمان کرینگے معبد ہمارے منہدم کرائینگے مسجدین بنوائینگے ہر ایک
مسجد مین نعرہ اللہ اکبر بلند ہوگا مسجدون مین ہر دم آکر نمازین پڑھینگے ملک مدائن کے سب آدمی مذہب
اسلام اختیار کرینگے اگر کوئی اسلام قبول کرنے سے انکار کریگا تو حمزہ فوراً اسکو قتل کرینگے پس حضور بھی سے

ایسا انتظام کریں کہ حمزہ قتل ہو جاے اور بعین اُسکے خواجہ بزرجمہر کہ یہ بھی مسلمان ہیں قتل کیے جایں تاکہ
خوف وخطر دل سے دور ہو جاے نوشیروان نے تقریر بختک سنکے فرمایا کہ اے وزیر چونکہ آج مجکو صدمہ بے حد
پہونچا ہو تیرے حواس بجا نہیں ہیں تیرے خیالات بالکل لغو ومہمل ہیں حمزہ میرا پسر خواندہ ہو کبھی میری دختر کو
نظر بد سے نہ دیکھیگا میں نے اُسکو اپنا فرزند کہا ہو وہ مجھسے ہرگز از خود بُرائی نہ کریگا تو نے اقبال دیکھا تو نے حمزہ نے
کیا احسان عظیم مجھپر کیا ہو ہشام ایسے شجاع کو قتل کرکے تخت وتاج میرا چھین لایا ہو یقیناً میرا فرمانبردار ہو روز
دربار میں میرے روبرو باادب بیٹھتا ہو مجکو اپنا بزرگ اور حاکم جانتا ہو علاوہ اسکے نہایت لیئق اور خلیق ہو اور
صاحب قوت وزور ہو مجکو اُسکی ذات سے بڑی قوت ہو اور زندہ رہنا اُسکا باعث میرے نام کا ہو تجکو حمزہ
سے ناحق عداوت ہو ہرگز میں تیرے کہنے پر عمل نکرونگا اور ایسے فرزند لیئق کو کبھی قتل نکرونگا اور قتل کرنا
بھی اُسکا البتہ مشکل ہو بختک نے یہ گفتگو نوشیروان کی سنکے ایک آہ سرد کی اور بتواتر افسوس ہزار افسوس
کہکے یہ عرض کرنے لگا کہ حضور کیا غضب کرتے ہیں از حد غضب کرتے ہیں انجام اس غفلت کا بُرا ہوگا سلطنت
حضور کے قبضہ سے نکل جائیگی دشمن حضور کے دربدر پھرینگے جسکو آپ اپنا دوست تصور کیے ہیں وہی آپ
سے ایسی دشمنی کریگا کہ حضور نہایت ملول ہونگے اور تمامی قلمرو میں ذلیل ورسوا ہونگے عقلمند حضور کو بیوقوف
اور نادان اسوجہ سے کہینگے کہ اپنے دشمن کو پرورش کیا اور اُسکی جانب سے غافل رہے اُسکو قتل
نکرواداللہ اے شہنشاہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی حضور کو بیوقوف نہ کہے اور سلطنت قبضۂ حضور سے نکل
نہ جاے پس آپ کو لازم ہو کہ آپ مجھ ایسے وزیر خوش تدبیر فلاطون فطنت ارسطو حکمت کی عرض کو بغور سنکے
میرے کہنے پر عمل فرمائیں اپنے دشمنوں کو خاک میں ملائیں حضور حمزہ کا ہلاک کرنا مجھ ایسے دانا کے نزدیک
ایک ادنا کام ہو اور ایک فرا سی تدبیر ہو اور وہ یہ ہو کہ صبح کو حضور بیدار ہو کے دربار میں تشریف لائیں
اور ہنسکر حمزہ سے فرمائیں کہ آج ہمارا دل چاہتا ہو کہ تم ہمارے ساتھ باغ میں چلو اور بزرجمہر اور بختک
بھی باغ میں ہمارے ساتھ چلیں اور تھوڑی دیر باہم سیر باغ کی کریں اور وہیں کچھ شغل بادہ کشی ہو پس حضور
کے حکم سے حمزہ اور بزرجمہر حضور کے ہمراہ باغ میں جائینگے میں حضور کے روبرو ہلاہل میں زہر ملا کر حمزہ
اور بزرجمہر کو دونگا چونکہ دونوں ناسپرہ غافل ہونگے بے خوف وخطر ہلاہل نوش کرینگے تھوڑی دیر میں تڑپ
تڑپ کر مر جائینگے انکے مرجانے کے بعد خوف جاتا رہیگا اگرچہ بزرجمہر سے چنداں خوف نہیں ہو لیکن وہ بھی
مسلمان ہیں اور حمزہ کے معین ومددگار ہیں مگر حضور یہ ضرور خیال رکھیےگا کہ اُس صحبت میں خواجہ عمرو
کو نہ لیجائیے گا وہ نہایت عقلمند ہو اور بلاے روزگار اور آفت کا پرکالہ ہو اور از حد چالاک ہو اگر وہ باغ میں ہوگا
تو کسی طرح حمزہ کے ہلاک ہونے کی تدبیر نہو سکیگی نوشیروان یہ تقریر بختک کی سنکے فکر کرنے لگا
آخر بعد تکلیف بسیار اُس ایوان سے اُٹھکے محل میں چلا گیا اور بختک بھی اُس ایوان سے نکل کے اپنے
مکان کی طرف چلا راہ میں بختک نے خیال کیا کہ شہنشاہ نے کچھ مجھسے نہ فرمایا کہ زہر حمزہ کو دیا یا نہ دینا
خاموش بیٹھے رہے اور فکر کیا کیے آخر محل میں اُٹھکے چلے گئے اتنی دیر تک میں نے بیکار اپنی تضیع
اوقات کی کچھ اپنا مدعا دل پر نہ آیا بعد اس خیال کے سوچنے لگا کہ خاموش رہنا نوشیروان کا دلیل
ہو کہ نوشیروان کو منظور ہو کہ میں حمزہ کو زہر دے کر ہلاک کردن غرض یہ خیالات بختک کرتا ہوا
اپنے مکان میں گیا اور بستر خواب پر لیٹ کے سو رہا جب صبح ہوئی حوائج ضروری سے فراغت کرکے

لباس درباری زیب تن کرکے اپنے گھر سے باہر نکلا اور اپنے خچرے پر سوار ہوکے دربار میں آیا اور نوشیروان کو تسلیم کرکے اپنی جگہ پر آیا اور جانب دربار بغور نظر کی دیکھا کہ جملہ اہل دربار حاضر ہیں بزرجمہر اور حمزہ اور خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہوئے ہیں بختک ابھی جانب دربار نگران تھا ناگاہ نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران کی جانب مخاطب ہوکے فرمایا کہ ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ باغ میں جائیں اور وہان تھوڑی دیر بیٹھکے سیر باغ کی کرین اور شراب پئین اور وہان ہماری صحبت مین تین شخص ہوں خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران اور بختک وزیر جسوقت یہ گفتگو نوشیروان کی خواجہ عمرو نے سنی فوراً کچھ خیال کرکے اور اٹھکے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ یہ کمترین بھی ہمراہ رکاب چلیگا حمزہ صاحبقران کو تنہا واسطے سیر باغ کے جانے نہ دیگا حضور واقف ہین مجکو حمزہ صاحبقران سے از حد الفت ہے نوشیروان نے فرمایا اے خواجہ عمرو تمھارے جانے کی وہان کچھ ضرورت نہین کیونکہ وہان حمزہ تمھارے بھائی کا کوئی دشمن نہین ہے خواجہ عمرو کو اس گفتگو سے نوشیروان کی اور زیادہ تردد ہوا اور خیال کیا کہ بختک وہان جاکر کچھ نہ کچھ ضرور فتور برپا کریگا عجب نہین کہ حمزہ صاحبقران سے بدی کے ساتھ پیش آئے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ گیتی ستان اگر آپ مجکو اپنے ہمراہ رکاب نہین لیے جاتے ہین تو بختک کو بھی نہ لیجایے آرزو اس خاکسار کی بر لایے جس طرح حضور کو بختک سے ایک انس ہے اسی طرح کمترین کو بھی حمزہ صاحبقران سے الفت دلی ہے اگر حضور کو میرے قول کی صداقت منظور ہو تو حمزہ صاحبقران بیٹھے ہین انسے دریافت کر لیجیے جسوقت خواجہ عمرو نے یہ گفتگو کی حمزہ صاحبقران نے نوشیروان سے عرض کی اے شہنشاہ عالی جاہ خواجہ عمرو میرے برادر فی الحقیقت مجھسے نہایت الفت رکھتے ہین جو یہ کہتے ہین سچ ہے جب یہ تقریر حمزہ صاحبقران کی نوشیروان نے سنی خیال کیا کہ مین سر دربار کہہ چکا ہون کہ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ باغ کی سیر کرون اگر اب مین نہین جاتا ہون تو صاف ظاہر ہو جائیگا کہ مجھے ارادہ حمزہ صاحبقران سے دشمنی کرنے کا تھا پس مناسب ہے کہ موافق اپنے کہنے کے فقط خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران کو لیکر چلا جاؤن اور اگر بختک کو بھی ہمراہ لیجاؤنگا تو عمرو بھی ضرور حمزہ کے ساتھ جائیگا اور کوئی مطلب نہ آئیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ عمرو اور بختک کو یہین چھوڑ جاؤن اور خود بدرجۂ ناچاری چلا جاؤن یہ خیال کرکے نوشیروان نے حکم کیا کہ جلوس در دولت پر آکر اسی وقت موجود ہو ہم ابھی باغ چلینگے یہ کہکے نوشیروان تخت سے اٹھا جملہ اہل دربار بھی اٹھ کھڑے ہوئے جب نوشیروان بعد جلوس و تجمل حمزہ صاحبقران اور خواجہ بزرجمہر کو لیکر روانہ ہوا اہل دربار بھی اپنے اپنے مکان کی جانب روانہ ہوئے اسوقت خواجہ عمرو بختک کو اپنے ہمراہ لیکے اپنے خیمہ مین آئے اور بیٹھے اور بختک کو اپنے پاس بٹھایا جب بختک مایوس ہوکر بیٹھا اسوقت خواجہ عمرو نے پوچھا اے بختک اسوقت سوا تمھارے اور ہمارے یہان خیمہ مین کوئی نہین ہے سچ سچ کہدو کہ نوشیروان حمزہ صاحبقران کو کس واسطے لیگیا ہے کیا حمزہ صاحبقران سے بدی پیش آئیگا تم تو خوب اس راز سے واقف ہوگے عجب نہین کہ تمھین نے نوشیروان کو حمزہ صاحبقران کے قید یا قتل کرنے پر آمادہ کیا ہو بختک نے کہا اے خواجہ عمرو بھلا مجکو حمزہ صاحبقران سے کیا عداوت ہے انھون نے میرے ساتھ کیا برائی کی ہے جو مین انکے قید یا قتل کی راے نوشیروان کو دیتا یہ محض خیال خام تمھارا ہے اصل بات یہ ہے کہ شہنشاہ کو حمزہ صاحبقران نہایت دوست ہین چونکہ آج واسطے

سیر باغ کے گئے ہین تنہا سیر باغ کی کرنا منظور تھا اسوجہ سے حمزۂ صاحبقران کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے ہین آپ کچھ تردد نہ فرمائین جب یہ گفتگو بختک نابکار کی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے سُنی کہا ابے کیون جھوٹھ بولتا ہی ہے ایسی فریب کی باتین کرتا ہی جو امر واقعی ہو بیان کردے ہین تجکو کچھ نہ کہونگا بختک نے کہا ای خواجہ جو بات سچ تھی وہ کہدی اب کیا کہون جسوقت خواجہ عمرو نے دیکھا کہ بختک باتین فریب و مکر کی کرتا ہی اور اصل حال بیان نہین کرتا اُسوقت خواجہ عمرو نے کوڑا نکالا اور کہا ابے حرامزادے نالائق و نامعقول ہم اتنی دیر سے تجھسے پوچھ رہے ہین مگر تو نہین بتاتا ہی اور تو میرے غصہ سے نہین واقف ہی جسوقت مجکو کسی پر غصہ آتا ہی اسقدر کوڑے مارتا ہون کہ کھال پیٹھ کی اُسکی شق ہوجاتی ہی اور مثل ماہی بے آب زمین پر تڑپنے لگتا ہی آج تو یقین ہی میرے ہاتھ سے پیٹا گیا یہ کہکے خواجہ عمرو نے دو چار چپتین سر بختک پر لگائین فقرہ بختک کے سر سے زمین پر گر پڑا خواجہ عمرو نے مُنڈے ہوئے سر پر اور پانچ چار زور زور چپتین مارین بختک رونے لگا اور ہاتھ جوڑکے کہنے لگا پیشاب نکلا جاتا ہی مین پیشاب کر آؤن تو پھر صاف صاف کہدونگا خواجہ عمرو نے کہا جا جلدی آنا خبردار بھاگ نہ جانا اور نہ مار ہی ڈالونگا کسی طرح تجکو زندہ نہ چھوڑونگا بختک نے ہاتھ جوڑکے کہا کیا مجال جو بھاگ جاؤن یہ کہکے اپنے منڈے ہوئے سر پر فقرہ باندھا اور پیشاب کرنے کے بہانے سے ایک طرف چلا لیکن پیچھے پھر پھر کے دیکھتا جاتا تھا چونکہ خواجہ عمرو کو خود یہی منظور تھا کہ بختک بھاگ کر کسی طرح باغ مین جائے تاکہ مین وہان جاؤن اور دیکھون حمزۂ صاحبقران سے نوشیروان وہان کس طرح پیش آیا پس اسی وجہ سے عمداً خواجہ عمرو نے بختک کو نہ روکا اور جانب باغ نوشیروان جانے دیا غرض جب خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ بختک خدمت نوشیروان مین پہونچ گیا ہوگا اُسوقت خواجہ عمرو خیمہ سے نکل کے جانب باغ نوشیروان روانہ ہوئے لیکن بختک جو خوف خواجہ عمرو سے پیشاب کرنے کے بہانے بھاگا تھا گرتا پڑتا بہزار خرابی خدمت نوشیروان مین پہونچا نوشیروان نے بختک کو دیکھکر فرمایا کہ ای وزیر نیک تدبیر اسوقت تو خوب آیا بغیر تیرے ہمنے ابھی تک شراب نہین پی کیونکہ کوئی شخص ہمین شراب پلانے والا نہ تھا بختک یہ تقریر نوشیروان کی سمجھ گیا اور عرض کیا کہ ای شہنشاہ اب مین حاضر ہوا ہون حضور کو شراب پلاتا ہون یہ کہکے بختک نے جام مین شیشہ سے شراب اُنڈیلی اور زہر اُسی شراب مین پوشیدہ شامل کرکے روبروے نوشیروان لیگیا چونکہ نوشیروان واقف تھا کہ اس جام شراب مین بختک نے زہر ملایا ہی ہنسکے کہنے لگا کہ یہ جام شراب ہمارے فرزند کے روبرو لیجا آج فرزند ہمارا ہماری خاطر سے یہ جام پی لیگا بختک وہ ساغر لیکر روبروے حمزۂ صاحبقران آیا اور عرض کرنے لگا کہ اس جام بادۂ گلگون کے پینے کے بارے مین جو کچھ شہنشاہ نے ارشاد فرمایا ہی آپ نے تو سُنا ہی اب آپ خوشی شہنشاہ عالیجاہ کی کیجیے اور آج یہ ساغر لیجیے ابھی حمزۂ صاحبقران کو شراب کے پینے نہ پینے مین کچھ نہ فرمایا تھا کہ یکایک خواجہ عمرو بھی مین وقت پر باغ مین پہونچے بختک خواجہ عمرو کو دیکھکے گھبرایا رنگ چہرے کا اُڑ گیا دل مین خیال کرنے لگا کہ پیر و مرشد آگئے دیکھیے اب کیا ہوتا ہی یقین ہی کہ یہ جام زہر حمزۂ صاحبقران کو نہ پینے دینگے اگر اور تھوڑی دیر تشریف نہ لاتے تو مین یہ جام زہر حمزہ کو پلا کر ہلاک کرڈالتا غرض بختک تو روبروے حمزۂ صاحبقران جام شراب لیے ہوئے کھڑا ہی لیکن نوشیروان نے خواجہ عمرو کو دیکھکر اور

خواجہ عمرو سے مخاطب ہو کر غصے سے فرمایا کہ ای خواجہ عمرو ہر چند ہمنے تمسے کہدیا تھا کہ تم باغ مین ہمارے پاس نہ آنا لیکن تمنے ہمارے حکم کے خلاف کیا اور ہمارے پاس تم اس باغ مین چلے آئے خواجہ عمرو نے عرض کیا ای شہنشاہ گیتی پناہ حضور بختک کو میرے پاس بہوڑ آئے تھے اگر یہ حضور کی خدمت مین نہ آتا مین بھی حاضر نہوتا چونکہ بختک بغیر اجازت حضور یہان چلا آیا پس مین بھی خلاف حکم شہنشاہ اس جگہ حضور کی خدمت مین حاضر ہوا اول حضور بختک کو سزا دینا پھر مجکو تعزیر دین نوشیروان یہ تقریر خواجہ عمرو کی سُنکے قائل ہوا اور کچھ جواب خواجہ عمرو کو نہ دے سکا مگر حمزۂ صاحبقران کی طرف مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ ای فرزند ابھی تک تمنے جام شراب نہین پیا ہمنے کس خوشی سے اپنے وزیر کے ہاتھ تمھارے روبرو جام شراب بھیجا لیکن تمنے ہماری خوشی اچھی طرح نہ کی حمزۂ صاحبقران نے یہ گفتگو نوشیروان کی سُنکے طرف خواجہ عمرو کے دیکھا خواجہ عمرو نے اشارے سے منع کیا کہ ای حمزۂ صاحبقران خبردار خبردار یہ جام شراب نہ پیجیے گا ورنہ ہلاک ہو جایئے گا مجکو یقین ہی کہ اس جام شراب مین کھٹ مار یا زہر ملا ہی حمزۂ صاحبقران نے گفتگوے اشارۂ خواجہ عمرو سمجھ کے نوشیروان کی خدمت مین عرض کیا کہ ای شہنشاہ کشورستان کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین حضور کے روبرو قبل حضور کے پینے کے یہ جام شراب پیون سراسر خلاف ادب ہی مجھسے کبھی نہو گا کہ پہلے مین ساغر مے کو پیون پہلے حضور تھوڑی سی شراب اس ساغر مے سے پی لین اور اس شراب کو جھوٹی کر دین تو پھر مین پیون جسوقت یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران نے کی خواجہ عمرو نے بھی عرض کیا کہ ای شہنشاہ بحر و بر حاکم ہفت کشور حمزۂ صاحبقران سچ کہتے ہین بزرگون کے سامنے اور قبل بزرگون کے مےکشی اچھی نہین ہی اور خلاف قاعدہ ہی نوشیروان گفتگوے حمزۂ صاحبقران اور تقریر خواجہ عمرو سُنکے گھبرایا اور خیال کیا کہ اب کیا کرون اگر مین اس ساغر مے کو پیتا ہون تو ہلاک ہو جاؤنگا اور حمزہ سے اب زیادہ کہہ نہین سکتا کیونکہ حمزہ نے جواب معقول مجکو دیا ہی آخر بعد فکر نوشیروان نے کہا ای بختک اب جسکو تیرا دل چاہے اُسکو یہ جام صہباے تند پلا ہمنے تجکو اسوقت اختیار دیا بختک یہ گفتگوے نوشیروان سمجھ گیا اور عرض کرنے لگا ای شہنشاہ روے زمین برخلاف مرتبہ اس بزم مین موافق قول حمزۂ صاحبقران کے خواجہ بزرجمہر سے زیادہ کوئی شخص بزرگ اور مسن نہین ہی لہذا مین انھین کو اپنے اختیار کی وجہ سے دیتا ہون حضور پھر مجھپے ناراض نہو جیے گا نوشیروان نے مسکرا کے فرمایا ای وزیر خوش تدبیر جب ہمنے تجکو اختیار دے دیا تو اب تو ہمسے کیون ڈرتا ہی جسکو تیرا دل چاہے یہ جام بادۂ گلگون پلا دے بختک نوشیروان کی گفتگو سے واقف ہو کر وہ جام مُل خواجہ بزرجمہر کے سامنے لیگیا اور کہنے لگا کہ ای خواجہ بزرجمہر یہان سوا اٹھین چار شخصون کے اور کوئی نہین ہی اور انھین سے کوئی شخص کسی سے نہ کہیگا کہ خواجہ بزرجمہر نے شراب پی پس اب اس صحبت خاص مین کہ اور کوئی غیر نہین ہی بے تکلف یہ جام شراب مجھ ایسے ساقی کے ہاتھ سے لیکر پی جایے رومال سے منھ پونچھ ڈالیےگا خواجہ بزرجمہر نے سر اُٹھا کے جانب چہرۂ بختک کے دیکھا اور کچھ کہنے کا ارادہ کیا ناگاہ بزرجمہر کی نظر خواجہ عمرو پر پڑی خواجہ عمرو نے فوراً بزرجمہر کو اشارے سے منع کیا کہ یہ جام مے نہ پیجیے گا اور اگر پیجیے گا تو مر جایے گا بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ اس مین زہر ملا ہی خواجہ بزرجمہر خواجہ عمرو کے منع کرنے سے کہنے لگے کہ ای بختک تجکو معلوم ہی کہ اول تو مجکو شوق مےکشی نہین ہی دوسرے میرا دل نہین

چاہتا کہ شراب پیون بس یہ ساغر مے میرے روبرو سے لیجا بختک یہ تقریر خواجہ بزرجمہر سنکے اپنے دل مین
خیال کرنے لگا کہ افسوس ہزار افسوس کچھ اس تدبیر سے مطلب نہ نکلا دونون مسلمانون مین سے کسی نے
یہ جام نہ پیا جب انھون نے یہ شراب نہ پی تو خواجہ عمرو تو پیر مرشد اور بڑے ذات پاک از حد چالاک ہین وہ
بھلا کب اس جام شراب کو پینگے سچ تو یہ ہی کہ ان مسلمانون کی تقدیر اچھی ہی اور خدا انکا انکی مدد کرتا ہی
لاکھ اپنے کوئی دشمنی کرے کچھ فائدہ نہین ہوتا انکو ضرر دشمن سے ہرگز نہین پہونچتا نہین معلوم انکے
دلون کو کچھ آگاہی ہو جاتی ہی یا کوئی موکل انکو خبر دے دیتا ہی یا آسمان سے کوئی فرشتہ پکار کے اس طرح
کہتا ہی کہ ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آواز انھین کے کان مین آتی ہی ہمکو ذرا بھی سنائی نہین دیتی نہین معلوم
ای بختک کیا وجہ ہی اور کیا سبب ہی کہ یہ خدا شناس اور اہل اسلام ذرا بھی نہین چوکتے کسی جگہ دھوکا
نہین کھاتے پھر خیال کرنے لگا کہ ای بختک بڑے موکل کو تو تمنے تصور بھی نہین کیا کہ وہ یہان موجود
ہین جو قبل اسکے خیمہ مین میرے سنڈے ہوئے سر پہ چپتین لگا چکے ہین جنھون نے میرے مارنے کے
واسطے کوڑا نکالا تھا اگر مین اسوقت پیشاب کے بہانے سے یہان بھاگ نہ آتا تو یقیناً مجھکو ایسا مارتے
کہ مین دم بھی نہ مارتا کیا عجب ہی کہ انھین جناب نے اشارے سے منع کیا ہو کہ ای حمزہ صاحبقران اور ای
بزرجمہر یہ شراب خبردار نہ پینا بختک یہ خیالات کر رہا تھا اور جام شراب اپنے ہاتھ مین لیئے ہوئے
مایوس کھڑا تھا ناگاہ خواجہ عمرو نے بختک کو لب فرش بلایا جب بختک لب فرش تک پہونچا خواجہ
عمرو نے کہا کہ ای بختک اس جام شراب کو شہنشاہ گیتی ستان اور حمزہ صاحبقران اور خواجہ بزرجمہر
نے نہین پیا اور اب وہ ہرگز نہ پینگے پھر تم اس جام مے کو کیون اپنے ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑے
ہو اگر تم یہ چاہو کہ مین اس جام کو پیون تو مین یہ خوب سمجھے ہوئے ہون جس ترکیب سے یہ جام بنایا
ہی ایک ایک قطرہ اس جام کی شراب کا سانپ کے پھن کے زہر سے فزون تر اثر رکھتا ہی پس مین
آگاہ ہوکر کیون ایسی شراب پینے لگا لہذا اب تمکو لازم ہی کہ تمھین اس جام کی شراب پیو اگر تم میرے
کہنے سے خود نہ پیوگے تو مین زبردستی تمھارے تئین یہ شراب پلاؤنگا حلق مین تمھارے یہ شراب انڈیل
دونگا یہ شراب آج تمکو پلا کر موت کا ذائقہ تمکو چکھاؤنگا جسوقت یہ تقریر آہستہ آہستہ خواجہ عمرو نے
بختک سے کی اسوقت بختک کے دست و پا خوف جان سے کانپنے لگے جام مے زمین پر گر پڑا
اسوقت اتنی زمین کی یہ صورت ہوئی کہ کثرت زہر سے سبز ہو گئی خواجہ عمرو نے کہا او کم ظرف یہ
کیسی شراب تھی کہ زمین پر گرتے ہی زمین کا یہ رنگ ہو گیا بختک نے جھلا کے کہا ای خواجہ عمرو تم
کیا جانو اس شراب کو یہ شراب بادشاہون اور وزیرون کے پینے کی ہی تم ایسے محتاجون کے پینے کی
نہین ہی اور تم تو وہ ہو کہ تمنے کبھی دمڑی کی بھی شراب مول لیکر نہ پی ہوگی پھر تمکو اس شراب کے اوصاف
سے کیا خبر مجھکو تم کم ظرف کہتے ہو بجا کہتے ہو مین کوئی کمینہ نہین ہون وزیر ایسے شہنشاہ کا ہون جسکا
مثل فی الحال نہین ہی مین ایسی شراب پیتا ہون کہ تمنے تو کبھی خواب مین بھی نہ دیکھی ہوگی پینا تو کجا جسوقت
خواجہ عمرو نے بختک کی یہ گفتگو سنی کہا کہ اپنے خیمہ مین وہ دھولین اور چپتین کھانا بھول گیا اسوقت
جو فریب نوشیروان کے ہی تو مجھسے سخت گفتگو کرتا ہی اتراتا ہی خیر سمجھا جائیگا میرے ہاتھ سے بھاگ
کے کہان جائیگا کسی دن مجھسے ایسا اسوقت کا عوض لونگا کہ تو بھی یاد کریگا اور یہ جو تونے کہا کہ کبھی

ڈھری کی شراب نہ پی ہوگی اسکا یہ جواب ہی کہ اگر تجکو کچھ دعویٰ مےکشی ہی تو دو شیشے شراب کے لے آ تو مجکو جام
می پلا اور مین تجکو ساغر می پلاؤن اور روبرو نوشیروان کے کھڑے ہوکر دونون آدمی میکشی کرین جو شراب
نہ پیے اور زمین پر بیٹھ جاے یا گر پڑے وہ پانچ سو جوتیان دوسرے شخص کی اپنے سر پر کھاے
تفصیل اسکی یہ ہی کہ اگر تو شراب نہ پیے گا یا نشۂ شراب سے گر پڑیگا اور کسی وجہ سے میکشی نہ کریگا تو پانچسو
جوتیان اور چند لاتین مین تجکو لگاؤنگا اور اگر مین نہ پیون اور نشہ سے زمین پر گر پڑون تو تو جوتیان
لگانا بختک خواجہ عمرو کی تقریر سنکے خیال کرنے لگا کہ آج پیر مرشد چوک گئے غصہ مین یہ مجھسے شرط
کرتے ہین ضرور شرط ہار جائینگے انھون نے تو فقط میرے سر پر چپتین لگائین تھین مین انکے سر پر
پانچ سو جوتیان لگاؤنگا سر پر انکے ایک بھی بال نہ رکھونگا خوب اپنا بدلہ لونگا یہ خیال کرکے بختک روبرو
نوشیروان کے گیا اور کہنے لگا کہ ای شہنشاہ فلک بارگاہ اسوقت خواجہ مجھسے یہ شرط کرتے ہین
کہ ہم اور تم دونون کھڑے ہوکر روبرو شاہ کے شراب پئین جو شراب نہ پیے اور نشہ کی وجہ سے
یا اور کسی سبب سے زمین پر بیٹھ جاے تو وہ پانچ سو جوتیان اور چند لاتین کھاے حضور اس شرط
کے شاہد رہین نوشیروان نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ جو بختک نے شرط بیان کی ہی
کیا یہ تمنے بختک سے شرط کی ہی خواجہ عمرو نے عرض کیا حضور بیشک مین نے یہی شرط کی ہی حضور
شاہد رہین اور بزرجمہر بھی دیکھتے رہین اور گواہ رہین جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بختک نے سنی
نوشیروان کے پینے کی شراب دو شیشے کہ جس مین کچھ بیہوشی یا زہر ملا نہ تھا بختک خوشی خوشی دوڑکر
اٹھا لایا اور ایک شیشہ اور ایک جام خواجہ عمرو کو دیا اور ایک شیشہ اور ایک ساغر آپ لیا اور روبروے
نوشیروان کھڑا ہوا اور خواجہ کو بھی اپنے برابر کھڑا کیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ قبل اسکے اس
خاکسار ذرہ بمقدار بدترین روزگار بیہودہ مقال خوشہ چین مترجمان باکمال حقیر و فقیر
سراپا تقصیر ہیچمدان کج مج زبان خاکپاے داستان گویان خادم نکتہ دانان جہان
تصدق حسین حفظہ اللہ عن کل الشین مترجم کتاب ہذا نے چاہا تھا کہ حمزۂ صاحبقران ذیوقار عمر احمد عیار و اولاد
حمزۂ صاحبقران و سرداران حمزۂ صاحبقران و عیاران لشکر حمزۂ صاحبقران و کل مردمان
لشکر و جملہ مطیعان حمزۂ صاحبقران کو مطلق کسی محفل اور بزم عیش و عشرت مین شراب نہ پلوائی جاے
اور اس دفتر مین کسی صحبت مین میکشی کوئی مسلمان نہ کرے لیکن بغور و تامل جو دیکھا گیا تو صاف
ثابت ہوا کہ اگر شغل شرابخواری محفلون اور بزمون مین نہو گا تو آیندہ اور داستانون مین کچھ
مزہ اور لطف نہوگا اور علاوہ اسکے بالا باختر اور کوچک باختر وغیرہ دفاتر مین دیکھا گیا کہ برابر صدہا بلکہ
ہزارہا محفلون اور بزمون مین مصنف دفاتر نے حمزہ اور اولاد حمزہ وغیرہ کو شراب پلوائی ہی اس سے
ظاہر ہوتا ہی کہ اس زمانے مین شراب حرام نہین کی گئی تھی لیس اسوجہ سے یہ کمترین بضرورت
کیفیت صحبت پہلے خواجہ عمرو کے شراب پینے کی بیان کرتا ہی کہ یہ عیار کفار کی شراب سے پرہیز کرینگے
اور آیندہ حمزۂ صاحبقران اور اولاد حمزۂ صاحبقران وغیرہ کو بھی بدرجۂ مجبوری غیر کفار کے
ہاتھ سے اس دفتر مین شراب پلائی جائیگی اطلاعاً لکھا گیا غرض بازآمدم بر سر مطلب جب بختک
اور خواجہ عمرو شیشہ و ساغر لیکر روبرو نوشیروان کے کھڑے ہوئے اول بختک نے جام شراب

سے مملو کر کے خواجہ عمرو کو دیا خواجہ عمرو نے شراب کو دیکھ کے اور خوب سمجھ گئے کہ اس شراب میں کچھ ملا
نہیں ہے پیالی بعد پینے جام مے کے خواجہ عمرو نے شیشہ ہی میں جمالاگی سفوف جمالگوٹے کا ملا کر اور شراب ساغر
میں بھر کے ایک ساغر بختک کو دیا بختک نے ساغر لیکر شراب پی اسی طرح دو تین جام بختک
نے شراب کے سفوف آمیز پیے اور دو تین ساغر خواجہ عمرو نے متواتر صہبائے گلگون کے پیے اور
دولے دفع نشہ کے کھائی بعد تھوڑی دیر کے بختک کے پیٹ میں درد ہونے لگا اور تشنج ہونا شروع ہوا
اور پیٹ میں نفخ بھی ہوا ارياح دمبدم زور سے نکلنے لگی حمزہ صاحبقران اور بزرجمہر مسکرانے لگے خواجہ
عمرو بختک سے کہنے لگے کہ ایسے کیوں اسقدر بے تہذیب ہوتا ہے تجھکو کچھ شرم نہیں آتی ہے شہنشاہ سامنے تشریف رکھتے
ہیں تجھکو کچھ پاس و لحاظ نہیں کیسا تو وزیر بیحیا اور بے غیرت ہے اور کس قدر آتشبازی تیرے پیٹ میں بھری
ہے کہ اتنی دیر سے چھوڑ رہا ہے مگر کسی طرح کم نہیں ہوتی ہے پٹاخے تو کم ہیں مگر گولے تیرے شکم میں از حد
معلوم ہوتے ہیں اتنی بم آتشبازی کس آتشباز کی چرا کر پیٹ میں اپنے چھپا رکھی تھی جو اسوقت چھوڑ رہا ہے ہم
وزن گولے کا جداگانہ ہے لیکن تیرے گولوں کی بارود میں بدبو ہے دماغ میرا پریشان ہوا جاتا ہے ثابت یہ ہوتا ہے
کہ تو اسوقت مجھسے آمادہ جنگ ہے گولے مار مار کے مجھکو بھگا دیگا شرط جیت جائیگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے ایک جام
شراب سے لبریز کر کے کہا کہ اے بختک لے اس ساغر شراب کو اور پی تو گولہ اندازی ہمیشہ ہے علاوہ شرط کو ضرور مجھسے
لے لیگا شہنشاہ تجھکو بڑا بہادر اور دلاور تصور فرماینگے تیری مدح و ثنا کرینگے خلعت پرزر تجھکو دینگے بہادران
عالم میں تو مشہور ہو جائیگا یاد کے بھاگ جانے والوں میں نام تیرا لکھا جائیگا جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بادشاہ
نوشیروان نے سنی خواجہ کی باتوں پر کبھی تو ہنستا کبھی اپنے وزیر کے دمبدم گوز کرنے پر خود محجوب اور شرمندہ
ہو کر سر جھکاتا خواجہ بزرجمہر باوجود اسکے کہ بزرگ تھے لیکن بے اختیار ہنسنے لگے اور حمزہ صاحبقران
سب سے زیادہ ہنسے بختک کی پیشانی پر کچھ تو شرمندگی کی وجہ سے اور کچھ جمالگوٹوں کی گرمی کے
سبب سے پسینہ آیا چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں حیران تھا کہ یہ کیا آفت ہے پیٹ میں درد شدید کیوں
ہوتا ہے ریاح باوجود ضبط کرنے کے اسقدر کیوں نکلتی ہیں پیچ و درد شکم میں ایسے کیوں ہوتا ہے دم میرا اس
شراب کے پینے سے کیوں نکلا جاتا ہے آخر پریشان و بیقرار ہو کر خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اب تو مجھسے
ٹھہرا ہوا نہیں جاتا اور شراب پی نہیں جاتی پیٹ میں میرے درد ہوتا ہے یہ کہکے قصد اٹھنے کا کیا خواجہ عمرو نے
کان پکڑ کے کہا کہ اے حرافوں کے گھرانہ شہنشاہ سامنے تشریف رکھتے ہیں کیسا بے ادب ہے کہ اٹھا جاتا ہے
یہ کہکے خواجہ عمرو نے بختک کی بغل میں گدگدی کی چونکہ بختک ضبط کئے ہوئے تھا اور گوز کو روکے
ہوئے تھا خواجہ عمرو کی گدگدی کرنے سے اچھل پڑا دست کو نہ روک سکا فی الفور سامنے نوشیروان کے
فرش پر بختک کو بہت بڑا دست آیا فرش غلاظت سے بھر گیا اب کیا تھا جو ہونا تھا وہ ہوگیا بختک اچھی طرح
فرش پر بیٹھ کر صاف اجابت کرنے لگا نوشیروان اور خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران نے از حد بس
کہ غلاظت کی بدبو سے فوراً رومالوں سے مشام اپنے بند کیے نوشیروان کو نہایت اپنے وزیر کی ذلت سے
صدمہ ہوا اور دل میں کہتا ہے کہ جسوقت بختک فرش خراب کر چکا اسوقت بختک نے روبروے نوشیروان
خواجہ عمرو کے آگے ہاتھ جوڑے اور منت کہا کہ اے خواجہ اب مجھکو جانے دو بعوض شرط مجھسے دس ہزار
روپیہ نقد اسی دم لے لو میں شرط تم سے ہار گیا اب جوتیاں مجھکو نہ لگانا میرے سر میں اتنی

طاقت اور قوت نہین کہ پانچ سو جوتیون کی برداشت کر سکے خواجہ عمرو نے یہ سنکے دس پانچ چپتین اور رسید کین چپتیان ہمراہ بختک کے لگائین اور قصد کیا کہ اور لگائین اُسوقت بختک منت اور سماجت سے پھر ہاتھ جوڑنے لگا کہ اب مجھکو قسم اپنے دین و ملت کی مجھکو جوتیان نہ مار و بہت ذلیل ہوا ہین اب مجھکو چھوڑ دو خواجہ عمرو قسم دینے سے از جا ہوئے اور کہا اچھا خیر تیرے خاطر ہے مجھکو چھوڑے دیتا ہون یہ احسان میرا یاد رکھنا رقعہ دس ہزار کا مجھکو لکھدے گھر پہونچکے ضرور مجھکو دینا ورنہ مارے جوتیون کے تیرا سر توڑ ڈالونگا بختک نے کہا ضرور دونگا یہ کہکے باغ سے نکل کے اُسی کیفیت سے اپنے گھر کیجانب بھاگا نوشیروان باغ سے باہر آیا اور خواجہ بزرجمہر اور عمرو اور حمزۂ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر طرف اپنی دولتسرا کے چلا راہ مین نوشیروان نے خیال کیا کہ افسوس بختک کی اتنی ذلت بھی ہوئی اور جو مدعا دل تھا وہ بر نہ آیا یعنے حمزۂ نے جام شراب جس مین زہر ملایا تھا نہ پیا جب نوشیروان یہ خیال کرتا ہوا اپنی دولتسرا پر پہونچکے داخل محل ہونے لگا خواجہ بزرجمہر رخصت ہوکر اپنے گھر گئے اور خواجہ عمرو نے جلد جا کر بختک سے دس ہزار روپیئے اور وہ دولت پر جلد اُسوقت آئے کہ حمزۂ صاحبقران نوشیروان سے رخصت ہوتے تھے جب حمزۂ صاحبقران تسلیم کرکے نوشیروان سے رخصت ہوکر اپنے لشکر کیجانب مرکب پر سوار ہوکے چلے جو پل شام گام پر اُترا ہوا تھا خواجہ عمرو ہمراہ ہوئے اور اثنائے راہ مین حمزۂ صاحبقران سے عرض کرنے لگے کہ آپ نے دیکھا جام شراب مین کسقدر زہر ملایا تھا کہ جسوقت شراب زمین پر گری زمین کثرت زہر سے سبز ہوگئی اگر مین اور تھوڑی دیر باغ مین نہ جاتا تو حضور کا کام نوشیروان اور بختک نے تمام کر دیا تھا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ تم سچ کہتے ہو بیشک جام شراب مین زہر ملا تھا مجھکو یہ امید نوشیروان کی ذات سے نہ تھی اور مین اسکو اپنا بزرگ جانتا تھا اور بجائے پدر اُسکو تصور کرتا تھا اور مین نے اُسکے ساتھ نیکی کی تھی ہشام اُسکے دشمن کو قتل کرکے تاج و تخت اُسکو پھر دلوادیا تھا آج سے اب مین اسکو اپنا بزرگ اور بجائے پدر تصور نہ کرونگا مجھکو اسکی ذات سے اسوقت نہایت ملال ہوا غرض حمزۂ صاحبقران ایسی ہی باتین خواجہ عمرو سے کرتے ہوئے پل شادگام کے قریب پہونچے سرداران ذوالفقار واسطے استقبال کے آئے اور حمزۂ صاحبقران کا استقبال کرکے لشکر مین لے گئے اور حمزۂ صاحبقران بارگاہ ہشامی مین داخل ہوئے

داستان طلب کرنا نوشیروان کا حمزۂ صاحبقران کو اور بھیجنا باغ مراد مین واسطے سیر کے اور دیکھنا حمزۂ صاحبقران کا ملکۂ مہرنگار کو اور عاشق ہونا و دیگر حالات۔ ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقی بے لقا
بس اب جلد اے ساقی نیک خو
وہ معشوق ہو خوبرو اس قدر
افاقہ جو ہو عشق سے حاصل مجھے

ادھر کو ادھر آ برائے خدا
پلا مجھکو وہ بادۂ مشکبو
کہ ہو غیرت شمس و رشک قمر
نہ آئے نظر پھر وہ قاتل مجھے
ہاں ساقیا ایسی ہی مے اگر

تڑپے ہجر مین اسقدر ہے ہمین
مجھے نشہ مین جسکے اک بام پر
نظر آئے جسدم وہ رشک قمر
نہ تاب جدائی ذرا لاؤن مین
تو ممنون احسان ہو تیرا ہنر

نظر مین مری دوست ہو چمن
حسین ایک معشوق آئے نظر
چمن مین عشق آئے مجھ پیر
مکان مین پھر اُس بت کے جلوہ نمین

مہران ذی کمال دکانیان عاشق خصال اس شاہد داستان رنگین کے حسن پہ نظر کرکے اس طرح لکھتے ہین

کہ جب حمزۂ صاحبقران ہمراہ خواجہ عمرو اپنے لشکر مین پل شادگام پر پہونچے اور داخل بارگاہ ہوئے اپنے کسی سردار سے حال نوشیروان کی عداوت کا اور اپنی رنجیدگی کا بیان نہ کیا اور ارادہ کیا کہ اب دربار نوشیروان مین نہ جائین جب دو روز گذر گئے اور حمزۂ صاحبقران دربار نوشیروان مین نہ گئے تیسرے دن نوشیروان نے خیال کیا کہ ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ حمزہ میرا اسپر خواندہ کیفیت جام شراب سے آگاہ ہو گیا اور اسی سبب سے بوجہ رنجیدگی کے میرے دربار مین نہین آیا اب مجکو مناسب ہی کہ حمزہ کو بلاکر ایسی تقریر کرون کہ حمزہ کے دل سے رنج دفع ہو جائے اور میری طرف سے اُسکے دل مین غبار نہ رہے یہ خیال کرکے اپنے چند سرداران نامی سے نوشیروان نے فرمایا کہ ایک مرکب مشکی اور خلعت فاخرہ لیجاؤ اور ہماری طرف سے یہ اسپ مشکی اور یہ خلعت ہمارے فرزند کو دینا اور کہنا کہ شہنشاہ تمھارے دیکھنے کے مشتاق ہین اور متردد ہین کہ دو روز سے تم ہمارے پاس کیون نہین آئے لہذا اسوقت ہمارے پاس آؤ اپنی شکل دکھاؤ سرداران نوشیروان مرکب و خلعت ہمراہ اپنے لیکر جانب پل شادگام روانہ ہوئے جسوقت خدمت حمزۂ صاحبقران مین پہونچے آداب و تسلیمات بجا لاکر وہ مرکب و خلعت پیشکش کرکے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ شہنشاہ نے آپکو یاد فرمایا ہی تشریف لیچلیے حمزۂ صاحبقران کو ہرچند کہ نوشیروان سے ملال تھا لیکن انکار کرنا مناسب نہ جانکر اُن سردارون کو خلعت دے کر اُنکے ہمراہ مع اپنے سردارون اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کے روانہ ہوئے جب بعد قطع راہ دربار نوشیروان مین پہونچے بوجہ رنجیدگی کے بکراہت تسلیم کرکے چین بہ جبین دلگیر کرسی زرین کفش پر بیٹھے اور سرداران حمزۂ صاحبقران بھی دلگیر بیٹھے نوشیروان نے پوچھا ای فرزند دو روز سے تم ہمارے پاس کیون نہین آئے اسکا کیا باعث تھا اگر تمکو کچھ بختک کی بیہودگی سے رنج و ملال ہوا ہی تو تمکو ہمسے رنجیدہ ہونا نہ چاہیے کیونکہ مین تمھارا کسی طرح دشمن نہین ہون اور اپنے فرزندون کے برابر تمکو جانتا ہون حمزۂ صاحبقران گفتگو نوشیروان کی سُنکے سمجھ گئے کہ نوشیروان در پردہ یہ کہتا ہی کہ میرے حکم سے اور میری اجازت سے بختک جام شراب مین زہر ملاکر تمھارے سامنے نہین لیگیا تھا غرض حمزۂ صاحبقران نے سمجھ کے اور ملال اپنا ظاہر نہ کرکے عرض کیا کہ ای شہنشاہ طبیعت میری ناساز تھی اسوجہ سے خدمت عالی مین حاضر نہین ہو سکا اور ابھی تک میری طبیعت اچھی نہین ہی یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی نوشیروان سُنکے کہنے لگا کہ ای فرزند اگر تمھاری طبیعت ناساز ہی تو واسطے شگفتگی دل اور درستی مزاج کے باغ مراد کی سیر کرو اور وہان بزم عشرت آراستہ کرکے مع اپنے سردارون اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو کے نازنینان گلپیرہن اور مہ جبینان غنچہ دہن کا گانا سنو اور رقص دیکھو لیکن دو وجہ سے زیادہ تمھارے سردار باغ مراد مین تمھارے پاس نہ رہین کیونکہ متصل باغ مراد میرے ناموس کا ایوان ہی اور بارہ دری باغ مراد کی میرے ناموس کے ایوان سے ملحق ہی اور ایک دروازہ ایوان سے بام بارہ دری پر راستہ آنے کا ہی بس بخیال حفاظت ناموس یہ ہمکو منظور نہین ہی کہ زیادہ زمانہ دو پہر سے مجمع مردم باغ مراد مین رہے لیکن چونکہ تم بجائے فرزندون کے ہو اور مین نے تمکو اپنا پسر کیا ہی تمھارے وہان رہنے سے کچھ قباحت نہین ہی اگر تمھارا تنہا وہان رہنے سے دل گھبرائے تو خواجہ عمرو یا مقبل وفادار دونون مین سے ایک شخص کو اپنے پاس رہنے دینا اور ہر روز صبح سے شام تک سیر باغ کی کرنا اور شام کو اپنے لشکر مین چلے جانا اسی طرح چند روز باغ کی سیر کرنا غنچۂ دل تمھارا سیر باغ سے یقیناً شگفتہ ہو جائیگا اور تمھاری

طبیعت دفع ہو جائیگی حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا کہ اگر آپ فرمائین تو مین آج ہی سے سیر باغ کرون اور اپنے سردارون کو اپنے ہمراہ وہان لیجا کر جلسۂ عشرت گرون نوشیروان نے فرمایا ای فرزند تمکو اختیار ہی جب تمھارا دل چاہے باغ مین جاؤ لیکن یہ خیال رہے کہ آج ہی دو پہر تک اپنے سردارون کو اپنے پاس بٹھانا حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا کہ جس طرح آپ نے فرمایا ہی ایسا ہی ہوگا مین بعد دو پہر کے اپنے سردارون کو رخصت کر دونگا فقط مین اور مقبل اور خواجہ عمرو تا شام باغ کی سیر کرونگا یہ عرض کر کے حمزۂ صاحبقران مع اپنے سردارون کے دربار سے اٹھے اور بادشاہ نوشیروان سے رخصت ہو کر جانب باغ مراد چلے جب حمزۂ صاحبقران باغ مراد مین پہونچے دیکھا ایک عجیب باغ پر بہار ہی اگر باغ بہشت سے مثال دیجیے تو بجا ہی ہر قامت سرو قد معشوق سے بہتر ہی سنبل بے مثل ہی سبز صنوبر ہی اشجار میوہ دار بار اشجار سے جھکے تھے ایک جانب نہر سلسبیل کے مانند جاری تھی چمن گلہائے رنگا رنگ کے باغ مین ہین ایک جانب تختۂ لالہ نعمان ہی گل نرگس صورت چشم بتان ہی بلبلین شاخ گل پر نغمہ سرا ہین بوٹے گل سے تمام باغ معطر ہی سبزہ باغ مثل سبزۂ خط معشوقان ہی ہر ایک باغبان رشک رضوان ہی الغرض حمزۂ صاحبقران نے سیر بخوبی باغ مراد کی مع اپنے سردارون کے کی بعد سیر کرنے کے حکم حمزۂ صاحبقران سے بزم عشرت باغ کی بارہ دری مین آراستہ ہوئی نازنینان زہرہ خصال و مہ جبینان یوسف جمال بزم عشرت مین حاضر ہو کر روبروے حمزۂ صاحبقران ناچنے اور گانے لگین انا نجملہ ایک خوبرو خوش گلو مع سازندون کے بزم عیش مین آئی اور روبروے حمزۂ صاحبقران بصد ناز و ادا یہ غزل دل فریفتہ کرنے والی عاشقانہ درد آمیز گانا شروع کی غزل

غیب سے پیدا مرے مرنے کا سامان ہو گیا
بلکہ قاتل سے نہ اٹھا سر سبکدوشی کے بعد
تیر کا قطرہ قفس سینے مین پیکان ہو گیا
لاکھ چاہا پر نہ نکلا سینۂ صد چاک سے
گوشۂ دامن مرا شہر خموشان ہو گیا
انگلیان اٹھتی ہین جسم زار پر شکل ہلال
حلقۂ زنجیر آغوش عزیزان ہو گیا
گھر کیا دل مین حسینان جہان نے اسقدر
یہ وہ گھر ہی جب ہوا آباد ویران ہو گیا
قتل بھی ہو کر گیا دشمن کو مینے سرفراز
چار آنکھین جب ہوئین مین خود پشیمان ہو گیا
اسقدر بوسے لیے سنگ در دلدار کے
پھر گیا جو دم دہن تک آ کے پیکان ہو گیا

جب گیا سیر چمن کو بے سہے مارا پڑا
سایۂ شمشیر مجکو بار احسان ہو گیا
تا فلک پہونچا ہی بڑھکر جوش سیل اشک
درد دل بھی آپ کے ملنے کا ارمان ہو گیا
سیکڑون کھاتا ہی قسمین اعتبار آتا نہین
جسقدر مین کم ہوا اتنا نمایان ہو گیا
ٹیکتا ہی اک جہان سوز دل بیتاب سے
رفتہ رفتہ اپنا پہلو نیستان ہو گیا
اک بہار تازہ ہی رنگین ادائی یار کی
خون اپنا خلعت شمشیر عریان ہو گیا
دی کبھی تکلیف مرنے کبھی برسات نے
بدگمان آخر مری جانب سے دربان ہو گیا
اب کہان تسلیم لطف صحبت جام و سبو

ہجر مین خنجر ہلال عید قربان ہو گیا
برگ خنجر تیر شاخین غنچہ پیکان ہو گیا
آشنائے لذت زخم جگر طفلی سے ہون
کم بھی رونے پر یہ قطرہ ایک طوفان ہو گیا
لے رہا ہی مرگ کی نیندین ہر اک طفل سرشک
وعدۂ محبوب بھی زاہد کا ایمان ہو گیا
پرورش کرتا ہی پیری آہ کس کس پیار سے
آفتاب صبح محشر داغ پنہان ہو گیا
التفات عشق سے دل کی خرابی ہی بچی
داغ الفت سے مرا سینہ گلستان ہو گیا
اعتبار ظلم کھویا انتہائے صبر نے
مین چراغ تربت گور غریبان ہو گیا
انتظار یار مین امید نے مارا مجھے
چند دن احسان دور سپہر و نسیان ہو گیا

جب یہ غزل اس نازنین نے بہ لحن داؤدی بہ ناز و ادا روبروے ارباب بزم گائی جملہ سرداران ذوالوقار نہایت شاد و مسرور ہوئے خصوصاً حمزۂ صاحبقران از حد خوش ہوئے اور اس نازنین مہ جبین کو انعام وافر دلوایا جسوقت وہ نازنین انعام لیکر بزم عشرت سے چلی گئی اسوقت اور ایک خورشید لقا بصد ناز و ادا مع اپنے سازندون کے محفل عیش و عشرت

میں حاضر ہوئی اور بعد رقص کے یہ غزل درد آلود گانا شروع کی غزل

رنگ لائیگا مقرر رنگ لانا یار کا
نزع میں نظارۂ دلدار کی فرصت کہاں
ہی فلک پیر انشانہ میں نشانہ یار کا
مرگ کا باعث ہی یادہ بیحالی بعد وصل
عمر بھر اپنی مجھے ہی ناز اٹھانا یار کا
آتش یاقوت رشک دود عنبر ہو گئی
مرکے بھی مجھسے نہ چھوٹا آستانہ یار کا
خوب رویا قبر میں جب دم چلے لوگ بکر
دیکھکر دیدہ مجکو شکر آنا یار کا
حرف رخصت ہو گیا شہپر پر پرواز روح
چومتی تھی ہی زلف یا بتانا یار کا

سر بکف دوڑا خوشی سے رسم استقبال کو
اب یکساں ہو مجھے آنا نہ آنا یار کا
ٹھنڈی سانسوں پر گمان سرد مہری ہو مجھے
قتل کرتا ہی حیا سے سر جھکانا یار کا
حشر تک خوابیدگان خاک کا اٹھنا محال
اک طلسم تازہ ہی ہنسی لگانا یار کا
گو نظاہر میری نظروں سے ہوا پنہاں تو کیا
یاد آیا مجکو تنہا چھوڑ جانا یار کا
چھیڑتا ہی دیکھکر آشفتہ خاطر اور بھی
مرگ کا آنا ہوا پہلو سے جانا یار کا

خون رلائیگا مجھے مہندی لگانا یار کا
ہائے جب میں نے سنا مقتل میں آنا یار کا
ناوک افگن ہی وہ مجھپر ملک کش ہوں میں حزیں
کم بہانے سے نہیں آنسو بہانا یار کا
ای عمر تکلیف دوری ناتوان ایسا نہ کر
سو رہے ہیں چین سے سنکر فسانہ یار کا
خاک میری دشت غربت سے اڑا لائی صبا
خاطر ناشاد سے مشکل ہی جانا یار کا
مدعی کو ہوں فرحین بزم عشرت میں ہوا
سیر مژہ چڑھتا ہی کسقدر زلفوں کے شانہ یار کا
ایک تو محروم ہی تسلیم ورنہ روز و شب

جب یہ غزل اس نازنین نے گائی تمام کی اہل بزم غزل سنکے نہایت مسرور ہوئے خصوصاً حمزۂ صاحبقران نہایت خوش ہوئے اور اس نازنین کو بھی انعام کثیر دلوادیا چونکہ سیر باغ اور آراستگی بزم کو زمانہ دوپہر کا گذرا ہو جب کہنے نوشیروان کے حمزۂ صاحبقران نے سب سرداران اور خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اب تم لشکر میں جاؤ عمرو اور سرداران ذیوقار چلے گئے بعد اسکے حمزۂ صاحبقران نے نازنینان مو برد اور خوش گلو کو بھی انعام کثیر دے کر رخصت کیا جب فقط حمزۂ صاحبقران اور مقبل باغ میں رہ گئے اسوقت حمزۂ صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ اسوقت بوجہ گرمی کے دل یہ چاہتا ہی کہ آب سرد سے نہاؤں مقبل نے عرض کیا کہ اسی باغ کی نہر میں نہائیے حمزۂ صاحبقران بموجب کہنے مقبل کے نہر کے کنارے پر تشریف لائے اور وضو کر کے نماز ظہر پڑھی بعد پڑھنے نماز ظہر کے قریب غروب آفتاب لباس اتار کے نہر میں اترے اور مقبل وفادار سے فرمایا کہ تم بھی ہمارے ساتھ نہاؤ مقبل وفادار بموجب ارشاد حمزۂ صاحبقران کپڑے اتار کے نہر میں آیا حمزۂ صاحبقران نے پانی کا چھینٹا منھ پر مقبل کے مارا مقبل نے دست بستہ عرض کیا کہ دیکھیے حضور مجھسے بھی گستاخی ہوگی ناگوار طبع حضور نہو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ ای مقبل وفادار ہمکو ہرگز ناگوار نہوگا تم بھی ہمارے چہرے پر چھینٹا پانی کا مارو غرض حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار باہم نہر میں نہانے لگے کبھی پیرتے تھے کبھی دست و پا مارتے تھے کبھی غوطے لگاتے تھے کبھی نہر میں کھڑے ہو کر جانب گلہائے رنگا رنگ سیر کرتے تھے چونکہ ملکۂ مہر نگار دختر نوشیروان نے اپنی کنیزوں سے سنا تھا کہ آج باغ مراد میں حمزۂ صاحبقران برائے سیر آئے ہیں اسوجہ سے ملکۂ مہر نگار کو حمزۂ صاحبقران کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا آخر قریب غروب آفتاب بہمراہی زہرہ مصری شاہزادی مصر و فتانہ دختر دایا در ایوان صباح باہ وری یہ آئی اور سیر باغ کرنے لگی یکایک حمزۂ صاحبقران نے آب نہر میں کہ مثل آئینہ کے صاف تھا عکس معشوق رنگین لباس کو سر سے پانک مطابق ان اشعار کے دیکھا اشعار

سراپا مثل بجلی شعلہ اطوار	وہ کافر حسن پر تھی اپنے مغرور
زبان معروف لفظ لن ترانی	بھرا سینے میں جوش نوجوانی

قد موزون سراپا نور میں غرق
دم رفتار گرتا ہی قدم پر
غضب ہی جا کے پھر آنا ادھر کا
ہمیشہ دیکھکر شام و سحر کو
دم جنبش ادا اُس فتنہ گر کی
نگاہ مست پھرتی ہی جدھر کو
کنار بام وہ رخسار پُر نور
دہن گرداب صہباے معانی
زنخدان جلوہ گر مانند گرداب
ہر اک شانہ برنگ دستۂ گل
نزاکت سے عجب عالم کمر کا
ہر اک ناخن طرب انگیز عشاق
بہار حُسن ہی جوش صفا سے

برنگ صبح برجستہ برق
بجاے سایہ رنگ روے محشر
اُٹھی ہی زلف میں تار نظر کا
کبھی ملی ساجدین شمس و قمر کو
مبارکباد ہی زخم جگر کی
غشی آتی ہی مایوس نظر کو
نظر آتے تھے جیسے شعلۂ طور
زبان موج شراب لن ترانی
برنگ آب گوہر خشک و سیراب
نثار نگاہ صبح عید بلبل
گمان سیکڑوں رگ تار نظر کا
بنا ہر صفت خوبی میں کمر طاق
عیان رنگ حنا ہی پشت پا سے

عیان ہر عضو سے شان حیا ہی
وہ کافر زلف یا دود جگر ہی
وہ پیشانی کہ جسکا مہر مشتاق
ہر اک ابرو ہی تیغ خوش نظارہ
خمار آلودگی آنکھوں سے پیدا
وہ مژگان وقت آرائش کرین گھر
یہی کہتا ہی ہر مشتاق مضطر
تبسم نکلے ہر لب سے ہویدا
صفت گردن کی افزون ہو بیان سے
عیان سینے سے آغاز جوانی
کسی صورت نظر آتی نہیں صاف
نمایان پائچے سے ساق پُر نور

سراپا جان و ایمان قیامت
دل زاہد سے بھی تاریک تر ہی
درخشان کو کیا اقبال عشاق
سراپا جوہر موج اشارہ
نظر سے کیفیت مستانہ ہویدا
دل آئینہ میں مانند جوہر
سوا نیزے پہ ہی خورشید محشر
تقاضا شوخی طبع جوان کا
وہی جا لگانے جو گلے سے
نہ پستان کی غماز جوانی
مگر ہی خلق پہ نیم کمر ناف
تہ فانوس جیسے شمع کا نور

جب حمزۂ صاحبقران نے آب نہر میں سراپاے دلربا کو دیکھا بیتاب و بیقرار اور متحیر ہو کر پیچھے مڑ کے بالاے بام ملکۂ مہرنگار کے روے زیبا پر نظر کی اور ملکۂ مہرنگار نے بھی حمزۂ صاحبقران کو دیکھا اُسوقت مطابق ان اشعار کے حال لکھا ہی شعر کہیں در پردہ عرض دل کی راہیں + ملیں باہم لگے دونوں نگاہیں + رہے کچھ دیر مثل نو خریدار + شہ ناز و نانہ باہم گرم بازار + ہادی کہتا ہی کہ ملکۂ مہرنگار نے ترنج خوشبو جو اُسوقت ہاتھ میں تھا حمزۂ صاحبقران کے پہلو پر اسطرح مارا گویا دل حمزۂ صاحبقران کو نشانۂ تیر نظر کیا اُسوقت امیر باتوقیر گیتی ستان حمزۂ صاحبقران نے شعر حواس و ہوش و عقل و صبر و آرام + کیے سب نذر ایا ئے دل آرام + آخر حمزۂ صاحبقران زخمی تیر عشق ہو کر اور آہ سرد جگر پُر درد سے کر کے نہر میں بیہوش ہوئے گرنے لگے مقبل نے حمزۂ صاحبقران کو گھبرا کر بمشکل تمام نہر سے نکالا اور پھر مقبل تدبیر ہوش میں لانے کی کرنے لگا ادھر تو حمزۂ صاحبقران کو غش آیا ادھر ملکۂ مہرنگار نے ترنج خوشبو مارکے یہ شعر پڑھا شعر ادا سے صورت ابر دکھنی پھر + طبیعت کی طرح سے ہٹ گئی پھر + لیکن تیغ عشق حمزۂ صاحبقران سے مجروح ہوئی اور بیہوش ہو کے گرنے لگی زہرۂ مصری اور قتانہ ملکۂ مہرنگار کو سنبھال کے بام بارہ دری سے ایوان میں لے گئیں اور مسہری پر لٹا کر قتانہ نے لخلخہ سنگھایا زہرۂ مصری نے اور تدبیریں ہوش میں لانے کی کیں ادھر ملکۂ مہرنگار کو ہوش آیا آنکھیں کھول کر جو دیکھا تو اپنے تئیں مسہری پر پایا اُدھر حمزۂ صاحبقران کو بمشکل غش سے افاقہ ہوا آنکھیں وا کر کے جو سوے بام دیکھا ملکہ کو نہ پایا ہجر جانان سے دل پہلو میں مثل سیماب تڑپنے لگا آنکھیں صدمۂ درد فرقت سے پُرنم ہوئیں اُسوقت زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے مقبل نے گھبرا کے بہ گریہ و زاری پوچھا کہ ای حمزۂ صاحبقران آپ کا مزاج کیسا ہی حمزۂ صاحبقران نے آہ سرد جگر پر درد سے کھینچکر فرمایا کہ ای مقبل ہمارا حال اچھا نہیں ہی مقبل نے دست بستہ عرض کیا کہ اب حضور لشکر میں جس طرح ممکن ہو تشریف لے چلیں یہاں حضور کا رہنا اچھا نہیں اب آفتاب غروب ہو چکا ہی فراج کا آپکے یہ حال ہی یہاں سوا اس خادم کے اور

کوئی نہین ہے اسوجہ سے مکرر عرض کرتا ہون کہ حضور یہان سے اب اپنے لشکر مین تشریف لیچلین یہ گفتگو مقبل وفادار کی اسیر با توقیر حمزۂ صاحبقران سنکے ہر چند کہ اٹھنے کو تمناے دیدار ملکۂ مہرنگار مین دل نہ چاہتا تھا لیکن مقبل وفادار کے کہنے سے اٹھے اشعار

ہوئے پہلو سے کس نازنین سے — نگہ حیران کہ یہ سامان کیا تھا
پیر کس بیرحم قاتل سے لڑی آنکھ — یہ کسکو دیکھتی تھی ہر گھڑی آنکھ
گیا کس نے پشیمان آرزو سے — متاع صبر و طاقت لے گیا کون
غبار آسا اٹھے فرش زمین سے — یہ کس برق بلا کا سامنا تھا
ہوا یہ کون غائب روبرو سے — یہ داغ نامرادی دے گیا کون

غرض حمزۂ صاحبقران مضطر و پریشان نادر باغ آئے مقبل وفادار نے حمزۂ صاحبقران کو مرکب خنگ سیر قیطاس پر سوار کیا اور خود ہمراہ رکاب ہوا گھوڑا حمزۂ صاحبقران نے بڑھایا اور جانب لشکر چلے لیکن جسوقت ملکۂ مہرنگار کو غش سے افاقہ ہوا اور ہوش آیا اور حواس بجا ہوئے اشعار

اٹھایا سر فغان بے صدا نے — زبان چوسی سکوت مدعا نے — ہوئی قفل دہن رسم خموشی
حیا کرنے لگی نشتر فروشی — جگر کرنے لگی کاوش جگر مین — لگی بڑھنے تراوش چشم تر مین
نہ ابرو مین وہ سامان اشارہ — نہ آنکھون مین وہ آشوب نظارہ — نہ وہ لب آشنا حرف سخن سے
نہ وہ حرف سخن پیدا دہن سے — نہ وہ عشوہ نہ وہ غمزہ پری کا — نہ وہ عالم مزاج دلبری کا

جسوقت دایہ اور رانیسون نے ملکۂ مہرنگار کی یہ کیفیت دیکھی بیتاب و بیقرار ہوگئے اور بلائین لیکے اس طرح پوچھا کہ اے ملکۂ عالم سچ کہو تمکو ہمارے سر کی قسم اشعار

ابھی سے غم تجھے کس بات کا ہے — ہجوم ضبط دامنگیر کیون ہے — تردد کس لیئے دن رات کا ہے
یہ کاہش ہے دل غمناک مین کیون — ملائی ہو جوانی خاک مین کیون — خموشی صورت تصویر کیون ہے
زبان پر شکوۂ تقدیر کب تھا — جگر کو آہ کی رخصت کہان تھی — یہ پہلے نالۂ شبگیر کب تھا
بر ارمان تھا دل ناشاد کس دن — بڑھی تھی ہمت فریاد کس دن — نظر ہم صحبت حسرت کہان تھی

ملکۂ مہرنگار نے یہ تقریر دایہ کی سنکے کہا کہ مین آجکل اپنے والد کو اپنے حال پر مہربان نہین پاتی ہون اسی وجہ سے میری یہ کیفیت ہے دایہ نے عرض کیا قربان جاؤن جو امر واقعی ہو بیان کرو مجھسے پوشیدہ نہ کرو ملکہ نے کہا اے مادر مہربان جو اصل حال تھا وہ مین نے کہدیا اب زیادہ مجکو پریشان نہ کرو میرے پاس سے جاؤ دایہ یہ تقریر سنکے چلی گئی اور اپنی بیٹی فتانہ کو ملکۂ مہرنگار کے پاس چھوڑ گئی بعد جانے دایہ کے ملکہ نے اور شاہزادیون سے بھی یہی کہا کہ تم بھی اسوقت میرے پاس سے چلی جاؤ تمہارے بیٹھنے اور باتین کرنے سے میری طبیعت پریشان ہوتی ہے جسوقت یہ گفتگو شاہزادیون نے سنی اپنے دل مین یہ خیال کرنے لگین کہ اسوقت ملکہ کا مزاج کسی وجہ سے برہم ہے بہتر ہے کہ ہم یہان نہ بیٹھین یہ خیال کرکے وہ شاہزادیان اپنی اپنی خوابگاہ پر گئین اور لیٹین لیکن زہرۂ مصری اور فتانہ کہ یہ دونون رازدان تھین خدمت ملکۂ مہرنگار مین حاضر رہین اسوقت ملکۂ مہرنگار اپنے دل مین تصور خیالی حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہوکر اسطرح حال درد دل ظاہر کرتی تھی اشعار

کبھی کہتی کہا بیجد لدار جانی — عروج نشۂ جوش جوانی — کبھی حال دل پر داغ کہتی — کبھی افسانہ ہاے باغ کہتی
کبھی کرتی بیان سوز درون کا — کبھی شکوہ دل لبریز خون کا — نہ کیونکر دل مین تیری آرزو ہو — تصدق اس گلی کے جس مین تو ہو
کہ فرقت سے تری مین خستہ جان ہون — صدا خندۂ زخم نہان ہون

لگی ہی آگ ہر داغ جگر مین ۔ زبان مانند شعلہ ہی دہن مین
سدا آنچل ہی منہ پر دود دل کا ۔ مرا چہرہ ہی چہرہ منفعل کا
ہمیشہ تیرہ بختی اوج پر ہی ۔ فلک کا ہے کو ہی دود جگر ہی
وہ ہون بیدار مثل چشم کوکب ۔ بھری ہی آنکھ ہی پیمانہ شب
یہانتک ناتوانی زور پر ہی ۔ کہ بار آسمان تار نظر ہی
خموشی سے ہمیشہ گفتگو ہی ۔ نفس بھر دہن تار رفو ہی

نہ کوئی چارہ گر ہی نہ غمخوار ۔ مین ہون مانند چشم یار بیمار
یہ آنکھین ہین یا بہار بوستان ہین ۔ برنگ چشم بلبل گل فشان ہین
بھرا ہی آنکھ مین جوش بلا ہی ۔ شب غم تو تیارے چشم وا ہی
ذرا فرقت مین دیکھو ای پری زن ۔ عوض طالع کے ہین بیدار آنکھین
جگر سے لب تک آتا آہ غم کا ۔ سفر ہی منزل ملک عدم کا

غرض اسی طرح کی تقریر ملکۂ مہرنگار تصویر پر جہالی حمزۂ صاحبقران سے اپنے دل مین کرتی تھی کبھی بے اختیار آنسو بہاتی تھی زہرۂ مصری اور فتانہ سمجھاتی تھین کہ ای ملکۂ عالم ہرچند کہ دوری حمزۂ صاحبقران حضور کو شاق ہی لیکن اسقدر عشق حمزۂ صاحبقران مین اشکباری اور گریہ وزاری نہ کیجیے دل مضطر کو امید وصل حمزۂ صاحبقران سے تسلی دیجیے الک ہی روز مین حضور کا یہ حال ہوا ہی کہ چہرہ متغیر ہو گیا ہی آنکھین نرگسی کثرت اشکباری سے سرخ ہو گئین ہین ہنڈا ابھی حضور کے دشمنون کا اس وقت کچھ کا ہی دیکھیے اسقدر صدمہ نہ کیجیے کہ اغیار حضور کے حال سے آگاہ ہو جائین اور حضور کے دشمنون کو سودائی اور دیوانہ بتائین اور یہ خبر حضور کے والدین تک پہونچائین آفت تازہ سر پر لائین ذلیل اور رسوا کرین پس حضور بہتر اور مناسب یہ ہی کہ راز عشق کو سینے مین نہان رکھیے کثرت نالہ و بکا سے افشا نہ کیجیے ورنہ اسکا انجام اچھا نہین ہی اگر حضور ہم خیرخواہون کے کہنے پر عمل نہ کیجیے گا دیکھیے پچھتایئے گا ابھی تو حضور دیکھین نہ حمزۂ صاحبقران کو بھی آپ سے محبت ہی یا نہین ملکۂ مہرنگار یہ تقریر فتانہ اور زہرۂ مصری کی سنکے کہتی تھی کہ مین ہرچند ضبط گریہ کرتی ہون لیکن بیتابی اور بیقراری دل سے ممکن نہین کہ ضبط آہ و بکا کر سکون راوی کہتا ہی کہ ملکۂ مہرنگار دیر تک مضطر و بیقرار اور اشکبار رہی آخر اسی آہ و زاری مین نیند تو کیا آئی گویا غش آ گیا فتانہ اور زہرۂ مصری نادیر قریب ملکۂ مہرنگار کی مسہری کے بیٹھی رہین آخر ملکۂ مہرنگار کے پاس سے اُٹھ کے اپنے اپنے بستر پر جا کر لیٹ رہین یہان تو ملکۂ مہرنگار کو کثرت گریہ و زاری سے گویا غش آ گیا ہی لیکن اب حال حمزۂ صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہی کہ حمزۂ صاحبقران بعد آہ و فغان جب قریب اپنے لشکر کے پہونچے اور سردارون کو خبر ہوئی کہ حمزۂ صاحبقران تشریف لائے ہین اُسوقت جملہ سردار برای استقبال حمزۂ صاحبقران لشکر سے روانہ ہوئے اور حمزۂ صاحبقران کا استقبال کر کے لشکر مین لائے لیکن حال حمزۂ صاحبقران کا دیکھ کے متردد ہوئے اور دست بستہ حال مزاج پوچھا حمزۂ صاحبقران نے خلاصہ حال تو نہ بیان کیا لیکن فرمایا کہ مزاج میرا اسوقت اچھا نہین ہی یہ فرما کر اور مرکب سے اُتر کے داخل بارگاہ ہوئے اُسوقت خواجہ عمرو بھی حمزۂ صاحبقران کے پاس آئے اور حال زار حمزۂ صاحبقران پر نظر کی اور گھبرا کے کیفیت مزاج دریافت کی لیکن حمزۂ صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا اُسوقت خواجہ عمرو مقبل وفادار کے پاس گئے اور پوچھنے لگے کہ آج حمزۂ صاحبقران کا مزاج کیون نادرست ہی اسکا کیا باعث ہی مقبل نے کہا مجھکو معلوم نہین کہ کس وجہ سے مزاج نادرست ہی خواجہ عمرو نے کہا ای مقبل خدانخواستہ اگر حمزۂ صاحبقران کا حال متغیر ہوا تو مین تجھسے ہر طرح سے سمجھ لونگا کیونکہ تم باغ مراد بین حمزۂ صاحبقران ہمراہ تھے اسوقت تم حال ناسازی مزاج حمزۂ صاحبقران مجھسے نہین بیان کرتے خیر نہ بیان کرو جو امر وقعی

ہوگا وہ ظاہر ہی ہو جائیگا تمکو تو اسوقت چہرہ امیر باتوقیر دیکھکے صاف ثابت ہوا ہی کہ حمزۂ صاحبقران بانع ہوا وہین کسی گلرو پر عاشق ہوئے ہین اُسی کے عشق مین اسوقت بیتاب و بیقرار ہین مقبل نے پھر کہا کہ ای خواجہ عمرو تجکو اس امر سے بھی آگاہی نہین ہی واضح ہو کہ حال عشق حمزۂ صاحبقران سے اسوقت مقبل وفادار آگاہ نہین ہین کیونکہ جسوقت حمزۂ صاحبقران نے ملکۂ مہر نگار کو دیکھا تھا اُسوقت مقبل نہر مین بہیرا تھا اور رخ مقبل کا جانب بام بارہ دری نہ تھا جسوقت ملکۂ مہر نگار حمزۂ صاحبقران کے پہلو پر ترنج خوشبودار مار کر ہٹ گئی تھی اور حمزۂ صاحبقران کو غش آنے لگا تھا اُسوقت مقبل وفادار نے گھبرا کر نہر سے حمزۂ صاحبقران کو باہر نکالا تھا الغرض خواجہ عمرو مقبل وفادار سے گفتگو کرکے بعد خدمت حمزۂ صاحبقران مین گئے اور حال مزاج پوچھنے لگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ اسوقت ہمسے کچھ گفتگو نہ کرو ہماری طبیعت بے لطف ہی سر مین درد ہی اب ہم لیٹے ہین تم بھی یہان سے جاؤ خواجہ عمرو بموجب ارشاد حمزۂ صاحبقران کے پاس سے باہر بارگاہ کے چلے آئے لیکن حمزۂ صاحبقران بعد جانے خواجہ عمرو کے خیال ملکۂ مہر نگار مین بستر خواب پر مثل بسمل تڑپنے لگے اور تصویر خیالی ملکۂ مہر نگار سے بعد اشکباری اس طرح کہنے لگے مطلع طپان قلب و جگر ہین کچھ اٹھاؤ ناز دونون کے ۔ مسیحا ہو تمھین تو ای بت طناز دونون کے ۔ کبھی حمزۂ صاحبقران بعد آہ و فغان تصویر خیالی ملکۂ مہر نگار سے مخاطب ہوکے یہ شعر پُردرد پڑھتے تھے شعر جو مدعا ہی اُسکو زبان سے مین کیا کہون ۔ تم پوچھ لو مرے دل خانہ خراب سے ۔ کبھی امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران اپنی بیکسی اور درد جگر سے مخاطب ہوکے یہ چند اشعار بزبان پر جاری کرتے تھے اشعار

بیکسی کس سے کہون درد جگر آج کی رات
نیند ہی آتی ہی مجکو نہ اجل آتی ہی
اتنی فرصت دے مجھے درد جگر آج کی رات

روز رہتا ہون تقاضائے اجل کے طفیل
تیرہ بختی سے ادھر ہو نہ اُدھر آج کی رات

اتھو غمخوار بھی بالین پہ نہین قسمت سے
مجکو مرجانے دے ای درد جگر آج کی رات
کچھ اجل سے گلہ روز مصیبت کرلون

لگاہ حمزۂ صاحبقران سوئے فلک دیکھکے یہ شعر پڑھتے تھے شعر الٰہی خیر ہو ہوتا ہی درد پہلو مین ۔ ہی کس بلا مین دل بیقرار آج کی رات ۔ کبھی حمزۂ صاحبقران خیال ملکۂ مہر نگار مین بستر خواب پر آہ و فغان کرتے تھے کیونکہ حمزۂ صاحبقران عشق مین ملکۂ مہر نگار کے بیتاب و بیقرار اور اشکبار ہوئے کیونکہ بقول امیر اللہ تسلیم اشعار

محبت سے شب غم ہی سیہ پوش
محبت سے گل تر ہی جگر چاک
محبت سے اگل آدم مین ہی جوش
محبت سے ہو لبریز شفا لو
محبت سے نیاز و ناز دیکھا
دم تیغ اجل ہی ساحل اسکا
قضا اس مین ادائے بندگی ہی

محبت سے دل لالہ لہو ہی
محبت سے دل بلبل ہی غمناک
محبت کیمیائے ہر جگر ہی
محبت سے نہین خالی کوئی شی
محبت ہی عجب دریائے پُر جوش
فنا ہی سہل کار مشکل اسکا

محبت سے ہی ذرہ عیش پر جوش
محبت سے پریشان موج بو ہی
محبت سے ہین روح و تن ہم آغوش
محبت جلوہ پرداز نظر ہی
محبت سے دلون مین ساز دیکھا
کہ ہر قطرہ ہی طوفان سے ہم آغوش
بحسرت جان دینی زندگی ہی

القصہ حمزۂ صاحبقران نصف شب سے زیادہ خیال ملکۂ مہر نگار مین بستر خواب پر تڑپا کیے آخر تاب فراق ملکۂ مہر نگار نہ لاکر بستر خواب سے اُٹھے اور مقبل وفادار کو پکارا مقبل وفادار فوراً حاضر خدمت ہوا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای مقبل اسوقت خواجہ عمرو تو یہان

نہین ہین مقبل نے عرض کیا کہ شاید بالا دستی کو گئے ہین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے مقبل اسوقت تم
میرے ساتھ لباس شب روی پہن کے باغ مراد مین چلو دیر نہ کرو ایسا نہو کہ خواجہ آجائین اور باغ مراد مین ہمکو
اسوقت جانے نہ دین مقبل نے عرض کیا کہ حضور آپ مجکو اپنے ہمراہ وہان نہ لیجائین کیونکہ خواجہ عمرو نے مجسے
کہہ دیا ہے کہ اگر حمزۂ صاحبقران خدانخواستہ کسی بلا مین مبتلا ہونگے یا اپنے تئین کسی صدمے مین ہلاک کرینگے
تو مین تمکو مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اے مقبل اگر تم اسوقت میرے ساتھ
نہ چلوگے تو مین تمکو ابھی قتل کرونگا مقبل نے جب یہ تقریر حمزۂ صاحبقران کی سنی خیال کیا کہ اے مقبل
خواجہ عمرو تو نہین معلوم کب مجکو قتل کرتے لیکن اسوقت اگر مین ہمراہ امیر با توقیر کے نہ جاؤنگا تو ابھی
حمزۂ صاحبقران مجکو قتل کر ڈالینگے یہ خیال کرکے مقبل نے لباس شب روی پہنا اور حمزۂ صاحبقران نے
بھی لباس شب روی زیب تن کیا اور ایک کمند لیکر مع مقبل بارگاہ سے نکلے اور جانب باغ مراد روانہ ہوئے
جب باغ مراد مین زیر دیوار ایوان پہونچے حمزۂ صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ اے مقبل تم یہین
کھڑے رہو مین اس ایوان مین جاتا ہون یہ کہکے حمزۂ صاحبقران نے دیوار ایوان نوشیروان پر کمند
پھینکی اور بذریعہ کمند کے تاریکی شب مین دیوار ایوان نوشیروان پہ گئے اور وہان سے پھر بام محل نوشیروان
پر گئے اُس جگہ سے حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ سات چوکیان ہین یعنی واسطے حفاظت و نگہبانی کے علاوہ اور
نگہبانون کے سات شاہزادیان یعنی ملکہ نگارین روم کی شاہزادی اور خورشید چینی چین کی شاہزادی
اور زہرۂ مصری مصر کی شاہزادی زہرہ جبین شہر شام کی شاہزادی ماہ مغزلی ممالک مغرب کی شاہزادی
خورشید خاوری خاور کی شاہزادی شیرین مشرقی ممالک مشرق کی شاہزادی قریب قریب ملکۂ
مہرنگار کے ہین واقع ہو کہ یہ سب شاہزادیان خدمت ملکۂ مہرنگار مین روز و شب حاضر رہتی تھین اور
ہمراہ ملکۂ مہرنگار کے آٹھون سے پڑھتی تھین غرض حمزۂ صاحبقران بام محل سے راہ زینہ سے
نیچے اترے اور بہ چالاکی اور ہوشیاری چوکیان طے کرکے ملکۂ مہرنگار کی مسہری کے قریب پہونچے اُسوقت حمزۂ
صاحبقران نے دیکھا کہ ملکۂ مہرنگار اس طرح سو رہی ہے کہ چہرہ پُرنور کھلا ہے زلفین عنبرین پریشان ہین
پیشانی نورانی پر افشان چنی ہوئی ہے سرمۂ دنبالہ دار آنکھون مین ہے آنسو رخسارون پر آنکھون سے بہکے
جو خشک ہوگئے ہین بوجہ شرکت سرمہ کے نظر آتے ہین اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ مقرر ملکہ بھی
مجھپر مائل ہوئی ہے جس طرح مین عاشق ہوکر اشکبار ہوا اسی طرح یہ ملکہ بھی مجھپر مائل ہوکے آج کی شب روئی ہے یہ
خیال کرکے بیتابی دل سے حمزۂ صاحبقران نے چاہا کہ ملکہ سے لپٹ جاؤن اور بوسے لب و رخسار کے لون
اور ہم آغوشی سے اپنے دل بیقرار کو تسکین دون لیکن خیال کیا کہ ملکۂ مہرنگار غافل سو رہی ہے میرے لپٹنے
سے یقیناً اُٹھ جائیگی عجب نہین کہ مجھ سے ناراض ہو پس اے حمزہ معشوق کا رنجیدہ کرنا اور خواب راحت سے
بیدار کرنا عاشق کو بہتر اور مناسب نہین ہے عاشق ہمیشہ معشوق کی خوشی کا جویان اور خواہان رہتا ہے اور
کبھی اپنے معشوق کو تکلیف اور اذیت نہین دیتا ہے اور ناراض اپنے معشوق کو نہین کرتا ہے پس تمتو عاشق ہو
تمکو بھی لازم ہے کہ ملکۂ مہرنگار کو خواب سے بیدار نہ کرو اور اپنے دل مضطر کو سمجھا لو یہ خیال کرکے حمزۂ صاحبقران
نے یہ چند اشعار ستون ایوان پر اسواسطے لکھے کہ ملکۂ مہرنگار جب ان اشعار کو بہنگام صبح بیدار ہوکے پڑھیگی
تو سمجھ جائیگی کہ مبتلا شیفتہ اور فریفتہ حمزہ میرے دیکھنے کو بیتاب و بیقرار ہوکر یہان آیا تھا اور اپنے یہان آنے سے

یہ اشعار لکھکر مجکو اطلاع دے گیا ہی اور درد دل اپنا مجھسے اس پردے مین ظاہر کر گیا ہی اشعار

انپی آواز گر سنا ای شوخ
کون سنی ہین مے کی خطا ای شوخ
مرض عشق کی دوا ای شوخ

آرزوئے وصال پوری کر
میرے دل مین نہ پھر ہو کیونکر درد
دیکھون انجام عشق کیا ہوئے

میرے دل کی لگا بجھا ای شوخ
جب تو پہلو سے اٹھ گیا ای شوخ
باوفا ہین تو بیوفا ای شوخ

زندہ ہو جاے عاشق بیدم
کس گنہ پر سزاے ہجر ملی
نہین دنیا مین بجز وصال کوئی

حمزۂ صاحبقران یہ اشعار
ستون محل پر جھاڑ اور کنول وغیرہ کی روشنی مین لکھکر عنقریب ملکۂ مہرنگار کے آئے اور یہ مطلع ملکۂ مہرنگار
سے مخاطب ہوکے آہستہ زبان پر لائے مطلع نہین کہتا یہ مین احوال فرقت سربسر سن لو + کہون کچھ حال
درد دل جو ای رشک قمر سن لو + ابھی حمزۂ صاحبقران مطلع پڑھکر ملکۂ مہرنگار سے اپنا حال درد دل ظاہر
کر رہے تھے یکایک صدائے حمزۂ صاحبقران سے ملکۂ مہرنگار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ میری پالین پر ایک
شخص سیاہ لباس پہنے ہوئے کھڑا ہی چونکہ ملکۂ مہرنگار خواب راحت سے دفعتہً بیدار ہوئی تھی ہرچند کہ روشنی
تھی لیکن حمزۂ صاحبقران کو نہ پہچانا اور ڈر کے چلانے لگی کہ ای فتانہ جلد آ کہ چور آیا ہی میرے پاس کھڑا ہی
جسوقت ملکۂ مہرنگار ڈر کے چیخنے لگی اور فتانہ کو بلانے لگی اسوقت فتانہ اور ملکۂ زہرۂ مصری اور
ملکہ خورشید خاوری و جملہ شاہزادیان اور تمام عورتین جو قریب ملکۂ مہرنگار تھین صداے ملکۂ مہرنگار
سنکے بیتاب و بیقرار ہوکے دوڑین اسوقت حمزۂ صاحبقران نے اپنے دل مین کہا کہ افسوس بڑا
غضب ہوگیا عورتین بیدار ہوگئین ملکہ نے مجکو نہ پہچانا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی یہ خیال کرکے جبتک خواتین
قریب ملکۂ مہرنگار آئین حمزۂ صاحبقران ایک ستون محل پر جلدتر چڑھ گئے اتنی دیر مین جملہ شاہزادیان
اور فتانہ و دیگر نسوان بھی پاس ملکۂ مہرنگار کے آئین اور عرض کرنے لگین کہ ای ملکۂ عالم خیر تو ہی مزاج
کیسا ہی باعث چلانے اور ڈرنے کا کیا ہی کیا کوئی خواب پریشان حضور نے دیکھا ہی ملکۂ مہرنگار نے سب سے
فرمایا کہ مین نے خواب پریشان تو نہین دیکھا لیکن ابھی جو میری آنکھ کھلی تو مین نے اپنے سرہانے ایک شخص کو دیکھا
کہ وہ کھڑا ہوا تھا اُسی شخص کو مین دیکھ کے ڈر گئی اور چلائی خواتین نے عرض کیا کہ حضور نے اُس شخص کو
کس طرف جاتے دیکھا ملکۂ مہرنگار نے فرمایا کہ وہ شخص میرے سامنے اس ستون پر چڑھ گیا ہی جسوقت
یہ حال خواتین نے سُنا ستون کو بغور دیکھا چونکہ اُسوقت روشنی کثرت سے تھی جملہ خواتین نے حمزۂ صاحبقران کو
ستون محل پر دیکھ کے اسدرجہ شور و غل کیا کہ نوشیروان خواب سے بیدار ہوا اور گھبرا کر کنیزون اور خواصون
وغیرہ سے پوچھنے لگا کہ یہ شور و غل کیسا ہی جلد دریافت کرو کنیزین اور خواصین جلدتر گئین اور ملکۂ زہرۂ مصری
اور فتانہ سے دریافت کرکے بعجلت تمام خدمت نوشیروان مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگین کہ حضور ہم کنیزون
نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایوان حضور مین چور آیا ہی اور ابھی تک ستون محل پر ہی اسی وجہ سے خواتین
شور و غل کر رہی ہین نوشیروان نے یہ حال سُنکے حکم دیا کہ جلدتر محل مین خواتین پردہ کرین اور رجابجا ہٹ
جائین جسوقت ایوان مین پردہ ہوچکا فی الفور نوشیروان نے قارن دیوبند کو محل مین بلایا اور
فرمایا کہ ای قارن ہمارے ایوان مین دزد آیا ہی اور اب تک ستون پر ہی پس تو جاکر اُس دزد کو گرفتار کر خبردار
وہ دزد بھاگ کے جانے نہ پائے اگر زندہ گرفتار نہو سکے تو اُسکو قتل کرنا کیونکہ اُس دزد نے ایسی جسارت
اور دلیری کی ہی کہ مابدولت کے محل مین بے خوف و خطر براے دزدی زر و مال آیا ہی قارن دیوبند بموجب
حکم نوشیروان جانب ستون چلا ادھر نوشیروان نے حکم دیا کہ مردمان لشکر محل کے گرد رہین جس طرف

سے دزد بھاگ جانے کا ارادہ کرے اسکو بھاگنے نہ دیں اور اگر دزد محل سے کودے تو اسکو قتل کریں یا گرفتار کریں
چنانچہ بموجب حکم نوشیروان مردمان فوج اور سرداران لشکر نے بہ کثرت روشنی کرکے اور تین طرف سے ایوان شاہی
کو گھیر لیا جانب باغ ہوا اُس اضطراب میں کوئی سردار نہ گیا غرض جب قارن دیوبند برائے گرفتاری دزد چلا
اور حمزۂ صاحبقران نے سنا کہ قارن دیوبند میرے گرفتار کرنے کو آتا ہی اسوقت حمزۂ صاحبقران بخیال
حفظ عزت و آبرو ستون سے بام پر آئے اور وہاں سے اُس دیوار پر آئے کہ جس دیوار کے نیچے مقبل
کھڑا تھا اور کمند اُسی دیوار پر تھی ورنہ قارن دیوبند کی کیا حقیقت تھی کہ حمزۂ صاحبقران اُس سے
بھاگتے غرض حمزۂ صاحبقران دیوار پر پہنچے ہی تھے کہ ناگاہ قارن دیوبند نے آکر اور تلوار کھینچکر حمزۂ صاحبقران
کے سر پر لگائی اُسی عالم اضطراب میں حمزۂ صاحبقران نے پانوں اپنا کمند پر رکھا اور قصد باغ میں اترنے
کا کیا یکایک نوک شمشیر سر امیر با توقیر پہ پڑی سر زخمی ہوا اور پانوں اُسی حالت اضطراب میں ویسے ہی کمند
پر نہ جما حمزۂ صاحبقران دیوار سے باغ میں گرنے لگے چونکہ مقبل زیر دیوار کھڑا تھا حمزۂ صاحبقران کو گرتے
ہوئے دیکھکر گھبرایا اور دونوں ہاتھ اپنے پھیلا کر حمزۂ صاحبقران کو روک لیا اور ہاتھوں سے چھوڑ کے
آہستہ عرض کرنے لگا کہ اے حمزۂ صاحبقران خیر تو ہی آپ کہاں گئے تھے اور زخمی کیونکر ہوئے اور اسقدر
مضطر کیوں ہیں حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اے مقبل یہ وقت حال بیان کرنیکا نہیں ہی جلد یہاں سے
چلو توقف نہ کرو یہ کہکے ہمراہ مقبل وفادار کے باغ سے نکلے ادھر قارن دیوبند نے باواز بلند نوشیروان
سے عرض کیا کہ حضور میں نے دزد کو زخمی کیا ہی لیکن دزد دیوار باغ سے گر پڑا ہی اب مع اپنے ہمراہی کے باغ
سے نکل کے جاتا ہی جسوقت یہ عرض قارن دیوبند کی نوشیروان نے سنی فوراً محل سے برآمد ہوکر
گھوڑے پر سوار ہوا اور سرداران لشکر اور کچھ سواران لشکر کو اپنے ہمراہ لیکے مع قارن دیوبند برائے گرفتاری
دزد روانہ ہوا اتنی دیر میں حمزۂ صاحبقران قریب اپنے لشکر کے پہونچ گئے تھے یکایک نوشیروان نے
دیکھا کہ دو سیاہ پوش جانب پل شادکام بعجلت چلے جاتے ہیں نوشیروان نے اپنے سرداروں اور اہل
لشکر سے فرمایا کہ یہی دونوں بظاہر دزد ہیں جلد گھوڑے دوڑا کر ان دونوں چوروں کو گرفتار کرلو بموجب حکم
نوشیروان چند سرداروں اور سواروں نے گھوڑے بڑھائے حمزۂ صاحبقران نوشیروان کو آتے
دیکھکر نہایت پریشان ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ اگر نوشیروان نے مجھکو دیکھ لیا تو میری نہایت ذلت
اور رسوائی ہوگی یہ خیال کرکے اور ساحل دریا پر پہونچکے جلد تر اپنے تئیں دریا میں گرا دیا مقبل بھی دریا میں
آیا اور حمزۂ صاحبقران کے ہمراہ پیرتا ہوا چلا جسوقت نوشیروان و سرداران نوشیروان وغیرہ
کنارۂ دریا پر آئے اس خیال سے ٹھہر گئے کہ پل شادکام پر لشکر حمزۂ صاحبقران کا اترا ہوا ہی ہم
یہاں سے اہل لشکر سے کہتے ہیں کہ ان دونوں سیاہ پوشوں کو گرفتار کرلو مردمان فوج سیاہ پوشوں کو
گرفتار کرلینگے ہمارا [illegible] حسب [illegible] دریا میں گھوڑا ڈالنا اور بہ تعاقب ان سیاہ پوشوں کا کرنا بیکار ہی یہ خیال
کرکے بحکم نوشیروان سرداران نوشیروان نے مردمان لشکر حمزۂ صاحبقران سے پکار کے کہا کہ اے مردمان
لشکر و سرداران حمزۂ صاحبقران آگاہ ہو کہ اسوقت تمھاری فرودگاہ لشکر کی طرف دو سیاہ پوش آتے ہیں
لہذا حکم شہنشاہ کا کہ ان کو جلد گرفتار کرلو حمزۂ صاحبقران یہ حال دیکھ کے گھبرائے مگر بہ مجبوری
دریا سے نکل کے اپنے لشکر کی طرف چلے جسوقت یہ صدا سرداران نوشیروان کی سرداران حمزۂ

صاحبقران نے سُنی فی الفور سوارون اور لشکریون کو اپنے ہمراہ لیکر برائے گرفتاری سیاہ پوشان جانب کنارۂ
دریا چند مشعلین روشن کرکے چلے لیکن خواجہ عمرو یہ غلغلہ اور یہ ہنگامہ سُنکے قبل سردارون اور سوارون
کے جلد روانہ ہوئے تھے سب سے پہلے کنارۂ دریا کے قریب پہونچے دیکھا کہ فی الحقیقت وہ سیاہ پوش
چلے آتے ہین خواجہ عمرو نے نعرہ کیا کہ ای سیاہ پوشو اب کہان بھاگ کے جاؤگے کہ مین تمھارے قریب
آپہونچا یہ نعرہ کرکے خواجہ جلد تر سیاہ پوشون کے قریب آئے چونکہ تاریکی تھی خواجہ عمرو نے نہ پہچانا اور
ارادہ کمند مارنے کا کیا حمزۂ صاحبقران نے آہستہ سے فرمایا کہ ای خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ مین حمزۂ صاحبقران
ہون اور میرے ہمراہ مقبل ہی خواجہ عمرو نے آواز حمزۂ صاحبقران پہچان کے ہاتھ اپنا روک لیا اور
قریب حمزۂ صاحبقران آکر عرض کیا کہ ای حمزۂ صاحبقران آپ اسوقت کہان گئے تھے اور کہان سے
آتے ہین حمزۂ صاحبقران نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک اپنے عاشق ہونے کا اور ملکہ مہرنگار کے
اس جانے کا بیان کیا خواجہ عمرو نے مقبل کی طرف دیکھکے کہا کہ ای مقبل دیکھو مین نے تمسے پہلے ہی کہا تھا
کہ آج حمزۂ صاحبقران باغ مین کسی گل پیرہن پر عاشق ہوئے ہین اسی وجہ سے مجھسے بھی حالت
بیقراری و بیتابی اور خیال معشوق خوبرو مین گفتگو نہین کرتے ہین مقبل نے کہا کہ ای خواجہ تم سچ کہتے
تھے لیکن مجکو یہ حال نہ معلوم تھا اسوقت علامہ حال معلوم ہوا ہی القصہ جب خواجہ عمرو کو معلوم ہوگیا
کہ دونون سیاہ پوش حمزۂ صاحبقران اور مقبل ہین فوراً حمزۂ صاحبقران اور مقبل کو اسی جگہ ٹھہرا کر لشکر
کیطرف روانہ ہوئے اثنائے راہ مین جملہ سردارون اور سوارون سے کہا کہ اب تم کسکی تلاش مین جاتے
ہو وہ دونون سیاہ پوش دریا سے نکل کے ایک طرف بھاگے مین انکے گرفتار کرنے کو انکے تعاقب مین دوڑ
تک گیا آخر میرے ہاتھ سے اور ایک جانب وہ دونون سیاہ پوش نکل گئے اور ہمارے ہاتھ نہین آئے سرداران
حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ خواجہ عمرو سچ کہتے ہونگے سیاہ پوش بھاگ گئے ہونگے اب ہمارا انکے گرفتار
کرنے کو جانا محض بیکار ہی یہ خیال کرکے سرداران حمزۂ صاحبقران نے بآواز بلند دوسرے کنارۂ
دریا سے کہا کہ ای سرداران شہنشاہ بحر و بر و فرمان روائے ہفت کشور تمکو معلوم ہو ہمنے ہر چند چاہا کہ سیاہ پوشون
کو گرفتار کرین لیکن وہ سیاہ پوش اسقدر جلد بھاگے کہ ہمارے ہاتھ نہ آئے اب ہم مجبور ہی اپنے لشکر کی جانب جاتے
ہین یہ کہکے سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران فرودگاہ لشکر کی طرف چلے اور اپنے خیام مین آکر بیٹھے اور ادھر سرداران
نوشیروان وغیرہ حال سیاہ پوشون کے بھاگ جانے کا سنکے ہمراہ رکاب نوشیروان کنارۂ دریا سے چلے اثنائے راہ
مین نوشیروان نے سردارون سے فرمایا کہ افسوس ہی یہ دونون سیاہ پوش بھاگ گئے گرفتار نہوئے اگر
یہ دونون سیاہ پوش گرفتار ہو جاتے تو مین انکو ایسی بری طرح سے قتل کراتا کہ انکے حال پر فرمان ہوا
اور ماہیان دریا افسوس کرتین اور مین انکو ہلاک کراکے خوش ہوتا شہر مین ہر ایک دزد کو بھی آگاہی ہوجاتی
اور ہر ایک دزد یہ خیال کرتا کہ ایوان شاہی مین واسطے چوری کرنے کے جو جائیگا وہ اسی طرح قتل کیا جائیگا
سب چوری چھوڑ جاتے اور پھر کوئی چور میرے محل مین آنے کا قصد نہ کرتا غرض نوشیروان اسی طرح کی باتین
کرتا ہوا در ایوان پر آیا اور آخر شب داخل ایوان ہوا اور خواتین سے فرمایا کہ وہ دونون سیاہ پوش بھاگ گئے
کوئی انمین سے گرفتار نہوا ملکہ مہرنگار نے بھی سنا کہ سیاہ پوش بھاگ گیا گرفتار ہوکر نہین آیا ادھر بعد جانے
نوشیروان اور سرداران کے خواجہ عمرو خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوئے

اسوقت حمزۂ صاحبقران نے سجدۂ شکر خدا کیا اور فرمایا کہ پروردگار نے مجکو دشمنون سے بچایا اگر مین گرفتار ہوجاتا
تو بڑی قباحت ہوتی اور بڑی ذلت ہوتی اور نہین معلوم انجام کیا ہوتا بڑی خیر ہوئی کہ سوا تم دونون کے
اور کوئی اس راز سے آگاہ نہین ہوا جب خواجہ عمرو نے یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سنی عرض کیا کہ اے حمزۂ
صاحبقران آپ خوب جانتے ہین کہ بختک آپکا دشمن ہی ہنگام سحر جب یہ حال تمام و کمال سنیگا اور آپ
دربار نوشیروان جائیگا اور وہ آپکے زخم سر کو دیکھیگا یقین ہی کہ پہچان جائیگا اور نوشیروان سے کہیگا
کہ جو دزد شہنشاہ کے محل مین شب کو آیا تھا وہ حمزۂ صاحبقران تھے اگر نوشیروان پوچھیگا کہ تمکو کیونکر
معلوم ہوا کہ حمزہ میرے محل مین شب کو گئے تھے اسوقت بختک آپکے سر کا زخم دکھائیگا اور کہیگا کہ اس
زخم کی وجہ سے مین نے پہچانا پھر قارن دیوبند کو بھی بلائیگا اور وہ بھی یہ کہیگا کہ بیشک یہ زخم میرے تلوار کا
ہی اسوقت عجب نہین کہ نوشیروان آپکے دشمنون کو قید یا قتل کرے پس میرے نزدیک مناسب یہ ہی
کہ آپ اسی وقت چل شادکام سے بالفعل جانب بیشۂ قیفرسان مع کل لشکر کے تشریف لیجیے اور ایک دم بھی
یہان توقف نہ فرمائیے کیونکہ مجکو یہ خوف ہی کہ ایسا نہو کہ نوشیروان حال آپکے زخم سر کا سنکر اور
بختک آپکی ایذا رسانی پر نوشیروان کو آمادہ کرے جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی حمزۂ صاحبقران
نے سنی خیال کیا کہ خواجہ سچ کہتے ہین یہان توقف کرنا ایک دم بھی لازم نہین ہی غرض یہ خیال کرکے
حمزۂ صاحبقران مع مقبل وفادار و خواجہ عمرو اپنے لشکر مین آئے اور بعد لباس تبدیل کرنے کے
جملہ سردارون کو بلا کر فرمایا کہ سرداران لشکر کو حکم دو کہ اسی وقت یہان سے کوچ کرین اور طرف بیشۂ قیفرسان
کے روانہ ہون سرداران ذیوقار نے فوراً حکم حمزۂ صاحبقران سے اہل لشکر کو اطلاع دی اسی وقت
جملہ مردان لشکر آمادۂ کوچ اور مستعد سفر ہوئے لشکر مین طبل سفر پر چوب پڑی خیام اور بارگاہون کے
اٹھانے لدنے لگے سوار اور پیدل چلنے پر تیار ہوئے جسوقت حمزۂ صاحبقران مرکب خنگ سیہ قیطاس پر
سوار ہوئے لشکر مین باجے بجے علم فوج جلوہ گر ہوئے سواری حمزۂ صاحبقران کی قبل صبح آگے بڑھی
سرداران شور شعار اور دلیران لشکر نصرت اثر اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار ہمراہ رکاب حمزۂ
صاحبقران جانب بیشۂ قیفرسان چلے

داستان شرط کرنا بختک کا بزرجمہر سے اور روانہ کرنا نوشیروان کا طلیس کو واسطے خبر لانے اسیر ما توقیر حمزۂ صاحبقران کے اور جانا ابوالخیر کا ہمراہ لیکر خدمت حمزۂ صاحبقران مین اور آنا اسیر ما توقیر کا دربار نوشیروان مین صحت پاکر مع اسد دیوانہ وغیرہ اژدہے کو مار کر اور شرط ہارنا بختک کا

راویان خوش تقریر اس داستان بے نظیر کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جب شاہ انجم سپاہ شب سیاہ پوش زنگ
کے نہان ہوا اور خسرو خاور مشرق کی طرف سے عیان ہوا نوشیروان محل سے برآمد ہو کر تخت پر بیٹھا اور
دربار مین جملہ سردار اور امرا حاضر ہو کر اور آداب و تسلیم بجا لا کر دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے اور بختک
آیا اور خواجہ بزرجمہر تشریف لائے اسوقت نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ
اے علم ماندار شب گذشتہ آخر شب کو ہمارے ایوان مین ایک سیاہ پوش جسارت کر کے آیا تھا خواصان
محل نے اسکو دیکھکر ایسا شور و غل کیا تھا کہ مین خواب سے بیدار ہوا تھا ہر چند میرے حکم سے قارن دیوبند نے

اُس سیاہ پوش کو تلوار سے زخمی کیا لیکن وہ سیاہ پوش ایسا بہادر اور چالاک تھا کہ زخم شمشیر کھا کر محل سے نکل گیا ہر چند
مین نے کنارہ دریا تک مع سرداروں اور سواروں کے اُسکا تعاقب کیا لیکن وہ سیاہ پوش اور اُسکا ہمراہی دریا
سے گذر کر ہر ایک سیاہ پوش غائب ہو گیا بس اُسی غم نا ہموار رات سے اسوقت تک مجکو یہی فکر ہی کہ نہین معلوم
وہ سیاہ پوش کون تھا جو میرے ایوان مین جسارت کرکے آیا تھا نوشیروان جب یہ تقریر کرکے خاموش
ہوا خواجہ بزرجمہر نے کچھ عرض کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن بختک بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسا خواجہ بزرجمہر
نے فرمایا اے بختک تو کیسا بیوقوف اور بے ادب ہی کہ دربار شہنشاہ گیتی ستان مین اسطرح بے محل
ہنستا ہی کچھ بھی خیال عتاب شہنشاہ کا نہین ہی اب یہ تو بیان کر کہ سبب تیرے ہنسنے کا کیا تھا بختک نے کہا کہ
مین اسوقت یہ خیال کرکے ہنسا کہ جو مین سمجھے ہوئے تھا وہی ہوا اور جو کچھ آپ سمجھے ہوئے ہین وہ
ضرور ہوگا خواجہ بزرجمہر نے پوچھا تو کیا سمجھے ہوئے تھا جو ہوا اور اب کیا سمجھے ہوئے ہی بیان کر بختک
نے کہا اسوقت میرے ہنسنے کی وجہ یہ تھی کہ قبل اسکے مین نے شہنشاہ سے عرض کیا تھا کہ حمزہ
صاحبقران ایک روز ضرور محل مین قدم رکھینگے اور ملکہ مہرنگار کو نظر بد سے دیکھینگے شہنشاہ عالیجاہ
نے مجھسے فرمایا تھا کہ تو بیہودہ بکتا ہی حمزہ سراسر خواندہ ہی وہ کبھی میری دختر کو نظر بد سے نہ دیکھیگا مین
گفتگو شہنشاہ کی سنکے چپ ہو رہا تھا بس جو مین نے عرض کیا تھا اسوقت اُسکا ظہور جو سمجھے ہوئے تھا
ہوا کل دن کو حمزہ صاحبقران شہنشاہ سے اجازت لیکر ملچ مرادی کی سیر کو گئے تھے مجکو یقین کامل ہی کہ
وہی شب کو بھی بغیر اجازت شہنشاہ عالیجاہ محل مین گئے ہونگے اور گل رخسار ملکہ مہرنگار کی سیر آنکھون
نے بخوبی کی ہوگی خواتین محل بیدار ہو گئین ورنہ بڑا غضب ہو جاتا بڑا مال محل سے نکل جاتا دولت اولاد شہنشاہ
فلک بارگاہ کو ایوان سے لیجاتے شہنشاہ کو بجز دختر کا داغ دیجاتے اور اب مین یہ سمجھے ہوئے ہون کہ ایک روز
حمزہ صاحبقران ڈاکہ ڈالکر ملکہ مہرنگار کو محل سے ضرور لیجائینگے خواجہ بزرجمہر گفتگو بختک کی سنکے فرمانے لگے
کہ اے بختک کیا بیہودہ اور واہیات باتین سر دربار اپنی زبان پر جاری کرتا ہی شہنشاہ کی توہین کر رہا ہی جبکہ
حمزہ صاحبقران کی طرف ہرگز ایسا خیال نہ کر وہ کبھی محل سلطانی مین نہ گئے ہونگے خبردار اب یہ تذکرہ زبان پر
نہ لانا اگر حمزہ صاحبقران سنینگے تو تجکو سخت سزا دینگے اور شہنشاہ بھی تجھسے ناراض ہونگے بغیر دیکھے کسی کو متہم
کرنا نہ چاہیے اور اے بختک تجکو کیونکر معلوم ہوا اور یقین ہوا کہ وہ سیاہ پوش حمزہ صاحبقران تھے کوئی تو اس
دعوی پر دلیل بھی رکھتا ہی بختک نے کہا اے خواجہ بزرجمہر مین اس دعوی پر دو دلیلین رکھتا ہون اول
یہ کہ کسی چور کی یہ مجال نہین کہ ایوان شاہی مین جسارت کرکے جاسے اور باوجود زخم کھانے کے اور اس قدر
بندوبست کے محل سے نکل جاوے اور ہاتھ نہ آوے یہ جوانمردی اور جسارت حمزہ صاحبقران ہی پر موقوف
ہی بس سوا اُنکے اور کوئی محل مین نہ گیا ہوگا دوسری دلیل یہ ہی کہ ابھی تک حمزہ صاحبقران دربار مین
نہین آئے اس سے صاف ثابت اور ظاہر ہوتا ہی کہ بسبب زخم سر کے اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہونگے اور
درد زخم سر اور جدائی ملکہ مہرنگار سے بیچین اور بیقرار ہونگے سردار اُنکے جملہ سردار بیٹھے ہونگے ہر طرح سے
سمجھا رہے ہونگے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا اے بختک یہ جو تو نے دونون دلیلین بیان کین ان مین سے
کوئی دلیل ایسی نہین ہی کہ جس سے حمزہ صاحبقران کا محل مین جانا ثبوت ہو بختک نے کہا کہ اگر مین آپ
کے نزدیک جھوٹا ہون تو آپ سے اور مجھسے یہ شرط ہو جائے کہ اگر آپ جیتینگے تو سر دربار مجکو پانچ سو جوتیان

لگا دیگا اور اگر آپ شرط ہار دینگے تو اور تو میری مجال نہین کہ کہہ سکون سوا اسکے کہ آپ مجھکو پانچ ہزار روپیہ دیجیےگا
جسوقت یہ تقریر بختک سے سنی خواجہ بزرجمہر نے فکر کی اور بعد فکر جانب نوشیروان دیکھا نوشیروان نے
فرمایا اے عم نامدار میرے نزدیک تو بختک جھوٹھا ہے اگر آپ کے نزدیک بھی بختک جھوٹھا ہو تو آپ
شرط یہ منظور کیون نہین کرتے اسوقت خواجہ بزرجمہر فکر کرنے لگے کہ اگر یہ شرط منظور نہین کرتا ہون تو
جھوٹھا ٹھہرتا ہون اور اگر شرط کرتا ہون تو شرط کا لینا اور دینا بھی اچھا نہین ہے آخر بعد فکر بسیار خواجہ بزرجمہر
نے بمجبوری بختک سے شرط کی جسوقت بزرجمہر اور بختک سے شرط ہو چکی اسوقت بختک نے
نوشیروان سے عرض کیا کہ اب شہنشاہ کسی کو واسطے بلانے حمزۂ صاحبقران کے روانہ فرمائین جسوقت
وہ یہان آئینگے اگر انکے سر پر نشان زخم تازہ ہوگا اور قارن دیوبند اپنی تلوار کا زخم پہچان لیگا تو مین
خواجہ بزرجمہر سے شرط جیت لونگا اور اگر حمزۂ صاحبقران کے سر پر زخم تازہ شمشیر کا نہوگا تو مین شرط
ہار جاؤنگا پانچ سو جوتیان سر دربار کھاؤنگا نوشیروان نے یہ گفتگو بختک کی سنکے فوراً تلبیس کو بلایا
جب وہ حاضر ہوا اور پایۂ تخت کو چوم چکا اور دعاے ثناے شاہی بجالا چکا اسوقت نوشیروان نے اس سے فرمایا
کہ اے تلبیس جلد تر تل شادگام پر جا اور حمزۂ ہمارے پسر خواندہ کو بلا لا کہنا کہ شہنشاہ تمکو یاد فرماتے ہین
جلد چلو تلبیس بموجب حکم نوشیروان جلد تر تل شادگام کی طرف روانہ ہوا جب وہان پہونچا دیکھا کہ حمزۂ
صاحبقران وہان نہین ہین بلکہ لشکر حمزۂ صاحبقران بھی وہان نہین ہے تلبیس حمزۂ صاحبقران کو وہان
نہ دیکھکر جلد تر خدمت نوشیروان مین حاضر ہوا اور دست بستہ اس طرح عرض کرنے لگا کہ یہ نمکخوار شہنشاہ
ذیشان تل شادگام پر گیا تھا وہان اس نمکخوار نے حمزۂ صاحبقران اور انکے لشکر کو نہین دیکھا نہین معلوم
کس طرف چلے گئے ہین جسوقت یہ خبر نوشیروان نے سنی اب تو متردد ہوا اور یہ خیال کرنے لگا کہ شاید بختک
سچ کہتا ہے حمزہ ہی میرے محل مین گیا تھا اور اب زخم شمشیر سر پر کھا کر مجھسے ڈر کے کسی طرف چلا گیا ہے پس اب
اسکی جستجو کے واسطے کس جانب سردارون کو روانہ کرون نوشیروان یہ خیال کرنے لگا لیکن جب بختک نے
تلبیس کی زبانی سنا کہ حمزۂ صاحبقران تل شادگام سے کہین چلے گئے ہین یہ سنکے نہایت خوش ہوا اور روبروے
نوشیروان اس طرح عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ ہفت کشور فرمانرواے بحر و بر ذرا ملاحظہ فرمائین کہ
بختک وزیر حضور کا کیسا سراپا فہم و دانش ہے کہ مثل اپنا روے زمین پر نہین رکھتا ہے اگر اس زمانے مین
عقلاے طبقۂ یونان ہوتے تو وہ بھی مجھسے عقل و فہم مین زیادہ نہوتے حضور مین تو سمجھ چکا تھا کہ سواے حمزۂ
صاحبقران کے اور کسی کا یہ کام نہین کہ محل شاہی مین دلیرانہ جاے اور پھر محل سے نکل جاے اب بظاہر
معلوم ہوتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران کو خواجہ عمرو کہ وہ نہایت چالاک اور ہوشیار ہین اس وجہ سے کسی طرف
لیگئے ہین کہ زخم سر اچھا ہو جاے تاکہ حال محل مین جانے کا ظاہر نہو جسوقت بختک نے اپنی تقریر تمام
کی نوشیروان نے تو سنکے کچھ نہ فرمایا لیکن خواجہ بزرجمہر نے تلبیس سے خبر چلے جانے حمزۂ صاحبقران
کی سنکے اور نوشیروان کو متردد دیکھکے خیال کیا کہ نہین معلوم حمزۂ صاحبقران کیون چلے گئے اور اسطرح
گئے کہ شہنشاہ سے بھی رخصت نہوئے یہ خیال کر کے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا کہ اے بختک حمزۂ صاحبقران
کے چلے جانے سے تجکو خوش ہونا اور یہ خیال کرنا نہ چاہیے کہ مین شرط جیت لونگا نہین معلوم کس وجہ
سے اور کس سبب سے حمزۂ صاحبقران کسی طرف چلے گئے ہین اب وہ جسوقت یہان آئینگے اسوقت

تمام حال معلوم ہو جائیگا اگر آپکے سر پر نشان زخم شمشیر ہوگا تو مین پانچ ہزار روپیہ دونگا ورنہ تمکو سر دربار پانچ سو جوتیان لگاؤنگا خواجہ بزرجمہر یہ فرماکر دربار نوشیروان سے اُٹھے اور اپنے مکان کی طرف روانہ ہوے جب اپنے مکان مین پہونچے اور اُسی وقت حمزہ صاحبقران کی کیفیت دریافت کرنے کی نیت کرکے قرعہ پھینکا اور شکلون کو دیکھکر زائچہ کھینچا اور بعد زائچہ کھینچنے کے خوض اور فکر کرنے لگے آخر بعد فکر بسیار زائچہ سے یہ ثابت و آشکار ہوا کہ ہنگام شب حمزہ صاحبقران ایوان شاہی مین قارن دیوبند کی شمشیر سے زخمی ہوے اور اپنے لشکر مین پہونچے وہان سے مع جملہ مردان لشکر جانب بیشۂ فیضرسان روانہ ہوے اور اب اُسی طرف چلے جاتے ہین خواجہ بزرجمہر نے یہ حالات زائچہ سے دریافت کرکے خیال کیا کہ اب ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ زخم شمشیر سر حمزہ صاحبقران ایسا اچھا ہو جاے کہ نشان زخم بھی معلوم نہو اور جسوقت حمزہ صاحبقران دربار نوشیروان مین آئین بختک شرط ہار جائے اور سر دربار ذلیل ہو القصہ بزرجمہر نے یہ خیال کرکے اسی وقت چند ادویہ پیسوا کر ایک مرہم بنا کر اور اپنے ملازم ابوالخیر کو وہ مرہم دے کر فرمایا کہ حمزہ صاحبقران جانب بیشۂ فیضرسان گئے ہین تم اس مرہم لیجا کر اُنہین دینا اور ہماری طرف سے بعد دعا کے کہنا کہ اس مرہم کو زخم سر مین لگاؤ انشاءاللہ جلد تر ایسا زخم اچھا ہو جائیگا کہ نشان زخم بھی باقی نہ رہیگا جب زخم سر اچھا ہو جاے تو دربار نوشیروان مین ضرور آنا کیونکہ ہمسے اور بختک سے شرط یہ ہوئی ہی وہ کہتا ہی کہ حمزہ صاحبقران کے سر پر زخم تازہ شمشیر کا ہی اور ہم کہتے ہین کہ زخم نہین ہی اور نوشیروان کو بھی بختک کے کہنے سے تردد ہی لہذا اپنے یہ مرہم اسواسطے تمکو بھیجا ہی کہ تمہارا زخم سر اچھا ہو جاے اور بختک سر دربار ذلیل ہو اور جو اسکا مدعا ہے دل ہی وہ برنہ آے ابوالخیر خواجہ بزرجمہر سے یہ سُنکے جانب بیشۂ فیضرسان روانہ ہوا ابوالخیر تو مرہم لیکر جانب بیشۂ فیضرسان خدمت حمزہ صاحبقران مین گیا ہی دیکھیے کس وقت پہونچتا ہی اسکو اثناے راہ مین چھوڑ دیے اور اب حال ملکۂ مہرنگار کا سُنیے کہ جب سیاہپوش قارن دیوبند کی تلوار کا زخم سر پر رکھا کر ایوان شاہی سے نکل گیا اور قارن دیوبند بھی محل سے چلا گیا اُسوقت ملکۂ مہرنگار نے خیال کیا کہ سیاہپوش نہین معلوم کون تھا کہ میرے سرہانے کھڑا تھا اگر سیاہپوش چور تھا تو زر و جواہر کی طرف توجہ کرتا اور مال و دولت لیکر محل سے چلا جاتا یہ جو سرہانے کھڑا ہوکر میری دولت حسن پر نظر نہ کرتا غرض اسی طرح ملکۂ مہرنگار خیالات کیا کی جب صبح ہوئی یکایک ملکۂ مہرنگار نے جانب ستون محل جو دیکھا ملاحظہ کیا کہ ستون محل پر کچھ لکھا ہی چونکہ اُسوقت سوا فتانہ اور ملکۂ زہرۂ مصری کے اور کوئی شاہزادی اور کوئی کنیز گرد و پیش نہ تھی اسی وجہ سے ملکۂ مہرنگار بیقرار ہوکے متصل ستون آکر کھڑی ہوئی اور اشعار جو ستون پر لکھے تھے اُنکو پڑھنے لگی جب تمام و کمال اشعار پڑھ چکی بے اختیار اشکبار ہوئی فتانہ اور زہرۂ مصری نے عرض کیا کہ حضور یہ ستون پر کیا لکھا ہوا ہی کہ جسے حضور پڑھکے بیقرار اور اشکبار ہین اور یہ کسنے لکھا ہی ملکۂ مہرنگار نے اور زیادہ روکے اور آہ سرد کرکے فرمایا کہ اے فتانہ اور زہرۂ مصری تم دونون میری کی رازدار ہو اسوجہ سے مین بیان کرتی ہون ورنہ کبھی بیان نہ کرتی تمکو بھی لازم ہی کہ اس راز کو خبردار کسی سے بیان نہ کرنا ورنہ تمکو تمسے بڑا ملال ہوگا اور میری نہایت ذلت اور رسوائی ہوگی فتانہ اور زہرۂ مصری نے عرض کیا کہ حضور ارشاد تو فرمائین ہمکو نافہم و بے وقوف نہ بنائین ہم کسی سے نہ بیان کرینگے اور کبھی ذکر اس راز کا

بجنسہٖ زبان پر نہ لائینگے حضور ہمکو اپنا خیرخواہ اور جان نثار تصور کریں راز کے بیان کرنے مین ذرا بھی تامل نہ فرمائین جب یہ تقریر
زہرۂ مصری اور فتانہ کی ملکہ مہرنگار نے سنی رو کر فرمایا کہ اے فتانہ اور زہرۂ مصری بڑا غضب ہوا مجکو اسوقت
عجب صدمۂ جانکاہ ہوا رات کو جو سیاہ پوش میرے سرہانے کھڑا تھا اور جسکو مین نے چور تصور کر کے تم سبکو بیدار
اور ہوشیار کیا تھا وہ چور نہ تھا ہاے کیا کہون وہ کون تھے ابھی ہمکو نام تو یاد نہین لیکن تم سمجھ جاؤ جنکو مین نے بام
بارہ دری سے دیکھا تھا جو مجھے دیکھکر عاشق ہوئے تھے جنکو لب نہر غش آگیا تھا جنکے عشق مین مین بھی شب کو
بیقرار و اشکبار ہوئی تھی وہی میرے عشق مین بیتاب ہوکے دلیری اور جسارت کر کے محل مین آئے تھے اور وہ
بصورت سیاہ پوش میرے سرہانے کھڑے تھے اور حسن کا میرے نظارہ کر رہے تھے اور یہ اشعار بھی
وہی لکھ گئے ہین اے فتانہ تجکو میرے سر کی قسم ذرا ان اشعار کو پڑھ تو اور ذرا سمجھ تو ان اشعار سے وہ
اپنے عشق کی بیتابی و بیقراری قلب و جگر کی خبر دے گئے ہین اور اپنے یہان کے آنے سے مجکو اطلاع
دے گئے ہین مین تو اپنے دل مین کہتی تھی کہ یہ کسی چور کی مجال نہین تھی کہ ایوان شاہی مین آئے
ہاے افسوس مین نے کیا نادانی اور بیوقوفی کی اور کیا مین نے انکی قدر دانی کی کہ انکو چور سمجھکر سبکو ہوشیار
کر دیا انکی ذلت اور رسوائی مین نے چاہی اور شور و غل کر کے گویا مین نے ہی قارن دیوبند کے ہاتھ سے
انکو زخمی کرایا اے فتانہ نہین معلوم انکو مجھسے کیا کہنا تھا اور کیا سوچ کے اور سمجھ کے وہ یہانتک آئے تھے
افسوس ہزار افسوس وہ کلام بھی نہ کرنے پائے کہ مجھ کمبخت نے چور خیال کر کے چیخنا شروع کیا اور وہ بیچارے
ہر ایک کے بیدار ہونے سے زخمی ہوکر چلے گئے اگر مین انکو پہچان لیتی اور کسی کو ہوشیار اور بیدار
نہ کرتی تو وہ قارن دیوبند کے ہاتھ سے کیون زخمی ہوتے اے زہرہ مصری وہ ایسے ہی شجاع اور بہادر
تھے کہ زخم شمشیر سر پر کھا کر چلے گئے اور کوئی انکو گرفتار نہ کر سکا اگر اور کوئی ہوتا تو گرفتار ہو جاتا محل سے
نکل کے نہ جا سکتا مین تو یہی کہونگی کہ انکی خدا نے مدد کی کہ انکو کوئی گرفتار نہ کر سکا اے فتانہ اگر دشمن انکے
گرفتار ہو جاتے تو مجکو از حد صدمہ و رنج ہوتا ہر چند کہ وہ میرے کوئی عزیز نہین ہین اور نہ مجھسے اور انسے کبھی
کی ملاقات تھی اور نہ اب کوئی مجکو انسے تعلق ہے لیکن فقط انکے حال پر اور انکی جوانی پر مجکو رحم آیا اور جب
وہ قید یا قتل کیے جاتے تو مین بھی انکے صدمے مین اپنی جان دے دیتی سنکھیا تھوڑی سی کھا لیتی اے زہرہ
مصری مین ہرگز اپنی جان شیرین کا کچھ خیال نہ کرتی اور اپنی رسوائی اور انکی ذلت کبھی گوارا نہ کرتی فوراً
تلخی موت کا مزہ چکھتی ایک لمحہ زندہ نہ رہتی اور اب بھی میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے تئین ہلاک کرون کیونکہ انکو مجھسے
از حد ملال ہوا ہوگا بلکہ یقین ہے کہ اب وہ میری شکل سے بیزار ہو گئے ہونگے اپنے دل مین کہتے ہونگے کہ مہرنگار
نے خوب ہماری قدر کی اور کیا خوب عاشق نوازی کی ہمکو نہ پہچان سکے چور بنایا قارن دیوبند سے غل و شور
کر کے زخمی کرایا اور سبکو بیدار اور ہوشیار کر کے ارادہ ہمارے گرفتار ہی کرانے اور قتل کرانے کا کیا خوب
حق الفت ادا کیا اے فتانہ اب انکو یہ جواب ندامت اور شرمندگی کے انسے اگر ہمارے حق مین کسیوقت وہ مجھسے شکایت
کرینگے تو یہی تھا کہ مین انکو کیا جواب دونگی سوائے اپنی خطا کے اقرار کرنے کے اور کیا کہونگی یہ کہکے ملکہ مہرنگار
بیتاب و بیقرار ہوکے ستون ایوان سے تصویر مین حمزہ صاحبقران کے لپٹ گئی اور انکے اشعار پر
آنکھین اپنی مین الفت و محبت سے رکھکے بے اختیار اشکبار ہوئی اور اسقدر روئی کہ آب اشک سے تمام
اشعار جو ستون پر لکھے ہوئے تھے ایک قلم دھو گئے جب یہ حال بیتابی و بیقراری ملکہ مہرنگار کا فتانہ

اور زہرہ مصری نے دیکھا فوراً ملکہ مہرنگار کو ستون ایوان سے جدا کیا اور عرض کیا کہ حضور اسقدر بیتاب
اور اشکبار نہون دیکھیے ایسا نہو کہ حضور کو روتے روتے غش آجاے اور کوئی حضور کو رونا دیکھکر سبب گریہ
دریافت کرے اور یہ خبر رفتہ رفتہ شہنشاہ تک پہونچے تو بڑا غضب ہوجایگا راز عشق ابھی ظاہر ہوجایگا حضور
کی کیسی توہین اور ذلت ہوگی شہنشاہ حضور سے کسقدر ناراض ہونگے حضور تو ابھی ہمکو سمجھاتی تھین اور فرماتی تھین
کہ ہمارا راز محبت کسی شخص پر ظاہر نہ کرنا حضور تو خود اس گریہ وزاری اور آہ بیقراری سے حال عشق اپنا سب
پر ظاہر کردینگی حضور ایک دن مین آپ نے حمزہ صاحبقران کی محبت مین اپنا یہ حال کیا ہی انجام اسکا دیکھیے کیا
ہوتا ہی آپ معشوق خوبرو ہین آپ کو اسقدر انکی الفت مین اپنا حال تباہ کرنا لازم نہین ہی ہمنے سنا ہی کہ
عاشق فراق معشوق مین گریہ وزاری اور نالہ و بیقراری شب و روز کرتا ہی اور معشوق کو ذرا بھی اپنے
عاشق پر رحم نہین آتا ہی آپ تو خلاف قاعدہ اور دستور اسقدر بیقرار اور اشکبار ہین کہ اگر کہین یہ خبر کوئی
حمزہ صاحبقران کو پہونچادے کہ تمھارے فراق مین ملکہ عالم کا حال نہایت پریشان ہی تو انکو غرور ہوجاے
اور وہ اپنے دل مین یہ خیال ضرور ہی کرین کہ ہم بھی ایسے جوان حسین اور خوبرو ہین کہ دشمن ملکہ کے
ہمپر مرتے ہین اور جان دیتے ہین بس ای ملکہ عالم آپ کو ناز معشوقانہ کرنا چاہیے اور خود عاشق نہ بننا
چاہیے جس طرح آپ بیتاب و بیقرار ہین اپنے عشق مین انکو اس طرح تڑپایے کبھی انکے حال پر رحم
نہ کھایے اپنے عشق مین دل انکا جلایے انکو اپنی محبت مین دیوانہ اور سودائی بنایے منت کرایے
ہاتھ جڑوایے ناز کیجیے جان اپنی رو رو کر نہ دیجیے ہم خیرخواہ ہین کہا کیجیے ورنہ پچھتایے گا انکے عشق
مین تکلیفین شب و روز اٹھایے گا یہ گل رخسار حضور صدمہ رنج سے دو ہی روز مین پژمردہ ہوجائیگا
گلشن شباب مین خزان آجائیگی بہار چمن چار دن مین تشریف لیجائیگی غم سے سوکھ کے خار کے
مانند زرد و ناتوان ہو جایے گا یہ تو فرمایے کہ آخر اس رونے سے پھر کیا راحت پایے گا اور یہ جو حضور
نے ابھی فرمایا کہ ہمارا دل چاہتا ہی کہ ہم بوجہ ندامت اور شرمندگی کے اپنے تئین ہلاک کرین یہ حضور
کی نافہمی کا باعث ہی حضور ناحق اپنی جان دینے کا ارادہ رکھتی ہین اگر حضور نے انکو نہ پہچانا تو کوئی خطا
نہین کی اگر ہمسے سچ سچ اور صاف صاف پوچھیے اور برا نہ مانیے تو حمزہ صاحبقران کی تقصیر ہی کیونکہ اگر انکو یہان
آنا تھا تو پیشتر اپنے آنے کی اطلاع دی ہوتی ہم لوگ سامان اور انتظام کرتے وہ اچھی طرح حضور کی
خدمت مین آکر بیٹھتے اپنا حال دل حضور سے بیان کرتے اور محبت اپنی حضور پر ظاہر کرتے اسوقت حضور بھی بہ
ناز و ادا جو مناسب ہوتا کلام کرتین باتین باہم راز و نیاز کی ہوتین ایک دوسرے کے حسن دلفریب کا
نظارا کرتا پھر ایک اپنا اپنا حال بیتابی و بیقراری بیان کرتا پھر حضور انکو اپنے دست نازک و رنگین سے جام
بادہ گلگون لبریز کرکے بہ ناز و ادا دیتین اور وہ بصد اشتیاق جام مے لیکر پیتے اور جب وہ ساغر
مے ناب حضور کو اپنے ہاتھ سے پلاتے حضور ناز سے انکار کرتین اور وہ منت و سماجت حضور کی کرتے
کبھی ہاتھ جوڑ کے اپنے سر کی قسم دیتے اور کہتے کہ ای ملکہ عالم یہ جام مے گلگون ہمارے ہاتھ سے پیو اور
آپ ناز سے انکار کرتین اور شراب تھوڑی دیر تک انکے ہاتھ سے نہ پیتین اسوقت ہم دونون خیرخواہ
حضور کی کسقدر شاد ہوتین اور حضور کا دل بھی انکے اظہار الفت اور محبت سے کیسا خوش ہوتا آخر
جب وہ حضور کے آگے تقاضا کرتے اسوقت حضور بھی خوش ہوکر انکی خاطر سے جام مے اپنے دہن سے

لگا لیتین اور ایاس دو گھونٹ شراب کے پیتین جسوقت ہم دونون خیرخواہ حضور کے دیکھتے کہ نشہ شراب کا ہوا
اُسوقت کسی بہانے سے حضور کے پاس سے چلی جاتے اور ہٹ جاتے وہ تخلیہ مین بعد شراب پینے کے بجائے
گزک کے حضور کے سیب ذقن کا بوسہ لیتے پھر اگر حضور اُنسے راضی ہوتین تو اُنکے دل کی حسرت نکلتی تمنا دل حضور
کی برآتی بعد اس عیش و عشرت کے وہ قریب صبح حضور سے گلے ملکر اور رخصت ہوکر بخوشی و خرمی اور بخیر و خوبی
محل سے چلے جاتے چور کاہے کو بنتے زخمی کیون ہوتے اُنھون نے تو خود بیوقوفی کی عورتون بیچاریون کو ناحق
مردوے ناقص العقل کہتے ہین اور اپنے تئین عاقل تصور کرتے ہین ای ملکۂ عالم ایسے مردون سے تو ہم زیادہ تر
عقلمند ہین اگر حمزۂ صاحبقران نادان اور بیوقوف تھے تو اُنھون نے ہم ایسی عورتون سے اس امر مین مشورہ
لیا ہوتا ہمسے اگر تدبیر پوچھی ہوتی بے سمجھے محل مین نہ آتے خیر ای ملکۂ عالم جو اُنکے مقدر مین تھا وہ ہوا اور جو قسمت
مین ہے ہوگا اور ضرور ہوگا کوئی عقلمند تقدیر کی برائی کو کیونکر مٹائیگا پس اب حضور شاد و مسرور رہین کسی طرح کا
صدمہ و ملال نہ کرین اور ارادہ اپنے ہلاک کرنے کا ہرگز ہرگز نہ کرین اور شرمندہ اور نادم ذرا بھی نہون اب
جس روز آپ سے اور اُنسے ملاقات ہو آپ اُنسے خود اس طرح شکایت کیجیے گا اور کہیے گا کہ واہ تم تو خوب بے خبر
اطلاع محل مین چلے آئے اور ہمارے سرہانے کھڑے ہوئے اور ستون پر اشعار لکھکے چلے گئے اگر کوئی
تمکو پہچان لیتا یا اشعار ستون پر لکھے ہوئے دیکھ لیتا تو ہماری کیسی ذلت اور رسوائی ہوتی ای ملکۂ عالم
جسوقت یہ آپ اُنسے شکایت کیجیے گا آپ دیکھ لیجیے گا کہ وہ اپنی تقصیر پر خود نادم اور منفعل ہونگے اور اقرار
اپنی نادانی اور نافہمی کا کرینگے یہ کہکے فتانہ ہنسی اور زہرۂ مصری مسکرائی ملکۂ مہرنگار نے محجوب ہوکے
فرمایا کہ ای فتانہ اب تم بڑی گستاخ اور بے ادب ہوگئی ہو نہین معلوم کیا کیا باتون مین کہجاتی ہو اکثر
باتین میری سمجھ مین نہین آئین تمنے ابھی کہا کہ بعد سیکنتی وہ بوسۂ سیب ذقن لیتے اور وہ بات ہوتی مین بوسہ
اور وہ بات نہین سمجھی کہ وہ بات کیا بات ہے اول تو مجکو اُنسے کیا غرض ہے کہ جب وہ یہان آتے تو مین اُنکو شراب
پلاتی کوئی مین ساقی نہین تھی دوسرے مین اُنکے ہاتھ سے کیون شراب پیتی اور کیون اُنکے پاس بیٹھتی مجھے
اُنکے پاس بیٹھنے سے کیا مطلب اور شراب اُنکے ہاتھ سے پینے سے مجکو کیا غرض اور وہ شراب مجکو بیوجہ کیون
پلائینگے تم تو ذرا سی بات کو کسقدر بڑھاتی ہو فقط مجکو اُنسے محبت ہے کیا کسی کو کسی سے الفت ہونے مین
یہ باتین ہوتی ہین جو تم نے بیان کین فتانہ نے ہنسکے عرض کیا کہ حضور اب آپ اُس بات سے بھی واقف
ہوجایےگا اور بوسہ کے احوال سے بھی آگاہ ہوجایےگا اُنکو آپ سے ایسی ہی غرض ہے کہ وہ آپکو شراب
اپنے ہاتھ سے بہت پلائینگے اور آپ بھی ایک مطلب سے اُنکی خوشی کا خیال کرکے اُنکے ہاتھ سے بعد شوق
جام مے پیجیےگا اور اُنکے پہلو مین بیٹھنے سے ایک طرح کا لطف اٹھایےگا گھبرایے نہین چند ہی روز مین
ان سب باتون سے واقف ہوجایےگا فتانہ ابھی ملکۂ مہرنگار سے یہ عرض کررہی تھی اور ہنس رہی
تھی ناگاہ سامنے سے ایک کنیز مسکراتی ہوئی روبروے ملکۂ مہرنگار آئی اور آداب و تسلیم بجالاکر مودب
کھڑی ہوئی فتانہ نے اُسکو مسکراتے ہوئے دیکھکر پوچھا کہ ای غنچہ دہن اسوقت تیرے مسکرانے
کا کیا باعث ہے غنچہ دہن نے دست بستہ عرض کیا کہ اسوقت مین بضرورت درایوان تک گئی تھی
دربان باہم یہ کہرہے تھے کہ حمزۂ صاحبقران کے زخم سر کے بارے مین آج بختک نے بزرجمہر
سے یہ شرط لی تھی کہ اگر حمزۂ صاحبقران کے سر پر زخم تلوار کا ہوگا تو مین پانچ ہزار روپیہ آپ سے لونگا

اور اگر زخم نہو گا تو آپ سر دربار میرے سر پر پانچ سو جوتیان لگائیے گا حضور مین حمزۂ صاحبقران سے تو آگاہ نہین کہ
وہ کون ہین لیکن مین یہ خیال کرکے مسکرائی کہ اگر بختک شرط ہار جائینگے تو سر دربار اپنے سر پر پانچ سو جوتیان کھائینگے
اُنکے سر کے بال تشریف لیجائینگے ایسی شرط اُنھون نے خواجہ بزرجمہر سے کیون کی ہی کہ جسکا انجام ہار جانے پر یہ ہوگا
غنچہ دہن تو یہ عرض کرکے واسطے کسی کام کے چلی گئی لیکن ملکۂ مہر نگار غنچہ دہن سے یہ خبر سُنکے طرف فتانہ کے
دیکھنے لگی فتانہ نے عرض کیا کہ بختک حرامزادے نے یہ سارا فتور برپا کیا ہی دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی اب حضور کو لازم
ہی کہ واسطے اپنے چاہنے والے کے یہ دعا کرین کہ زخم سر اُنکا ظاہر نہو شہنشاہ اُنپر کوئی ظلم و جفا نہ کرین بختک
نالائق شرط بزرجمہر سے ہار جاے سر دربار جوتیان کھائے جسوقت یہ تقریر دلپذیر فتانہ کی ملکۂ مہر نگار
نے سُنی اشکبار ہوکر اسطرح دعا کرنے لگی کہ ای مسلمانون کے خدا تو اُنکو ہر بلا و آفت سے بچانا ملکۂ مہر نگار
تو بیقرار اور اشکبار ہوکے دعا کر رہی ہی اور فتانہ اور زہرۂ مصری بھی واسطے بہتری حمزۂ صاحبقران
اور ملکۂ مہر نگار کے دعائین کر رہی ہین لیکن اب حال ابوالخیر کا لکھا جاتا ہی کہ ابوالخیر جو مرہم لیکر جانب
بیشۂ فیض رسان روانہ ہوا تھا ایک روز قریب شام ایک میدان وسیع مین پہونچا وہان دیکھا کہ خیام اور
بارگاہین جا بجا استادہ ہین فوج کثیر پڑی ہوئی ہی ابوالخیر نے لشکر کو دیکھکر خیال کیا یقین ہی کہ یہ لشکر حمزۂ
صاحبقران کا ہی یہ خیال کرکے قریب لشکر آیا اور ایک سوار سے پوچھنے لگا کہ یہ لشکر کسکا ہی اُس سوار
نے کہا تو کون ہی اور حال لشکر دریافت کرنے سے تیرا کیا مدعا ہی ابوالخیر نے جواب دیا کہ ای برادر مین ملازم
خواجہ بزرجمہر کا ہون اُنھون نے مجھکو حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین روانہ کیا ہی اور مرہم واسطے زخم
سر کے میرے ہاتھ بھیجا ہی اسی وجہ سے مین تمسے پوچھتا ہون کہ اگر یہ لشکر حمزۂ صاحبقران کا ہی تو
مین حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوکر مرہم دے دون اور اگر یہ لشکر اُنکا نہو تو مین واسطے
اُنکی جستجو کے آگے روانہ ہون سوار تقریر ابوالخیر کی سُنکے کہنے لگا کہ ہان یہی لشکر حمزۂ صاحبقران کا ہی
یہ کہکے اور ابوالخیر کو اپنے ہمراہ لیکے قریب بارگاہ حمزۂ صاحبقران کے آیا اور خواجہ عمرو کو دیکھکر کہنے لگا کہ
آپ انکو حمزۂ صاحبقران کی خدمت عالی مین لیجائیے انکو کچھ عرض کرنا ہی خواجہ عمرو ابوالخیر کو دیکھکر
پہچان گئے اور ابوالخیر کو خدمت حمزۂ صاحبقران مین لیکر گئے جب ابوالخیر روبروے امیر نامور حاضر ہوا
آداب و تسلیم بجا لایا حمزۂ صاحبقران نے پوچھا تمھارا آنا یہان کسواسطے ہوا ابوالخیر نے وہ مرہم دے کر
جو کچھ خواجہ بزرجمہر نے فرمایا تھا عرض کیا حمزۂ صاحبقران خواجہ بزرجمہر کے اشفاق بزرگانہ پر نظر کرکے نہایت
خوش ہوئے اور ابوالخیر سے مرہم لیکر ارشاد فرمایا کہ ہماری طرف سے بعد آداب و تسلیم کے عرض کرنا کہ بعد
صحت زخم انشاء اللہ جلد تر حاضر ہونگا یہ فرما کر اور ابوالخیر کو انعام دے کر رخصت کیا ابوالخیر خدمت خواجہ
بزرجمہر مین پہونچا اور جو کچھ حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تھا خواجہ بزرجمہر سے کہدیا بعد جانے ابوالخیر کے
حمزۂ صاحبقران نے بہا اُس مرہم کا اپنے زخم سر پر لگایا وہ مرہم مثل مرہم سلیمانی کے تھا کہ دو تین
روز مین زخم سر بالکل اچھا ہوگیا اور نشان زخم بھی مطلق باقی نہ رہا جب زخم سر اچھا ہوگیا حمزۂ صاحبقران
نے مدائن کی طرف چلنے کا ارادہ کیا ناگاہ ایک جانب دشت سے غبار عظیم بلند ہوا حمزۂ صاحبقران متحیر
ہوکر دیکھنے لگے جب وہ غبار دفع ہوا حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ چار پانچ دلاور آگے لشکر کے ہین اور
پیچھے اُنکے لشکر کثیر ہی جب وہ چارون پانچون دلاور عنقریب حمزۂ صاحبقران آئے گھوڑون سے اُتر کے

آداب و تسلیم بجا لائے اور عرض کرنے لگے کہ ہمکو اخبار کے ذریعہ سے یہ معلوم ہوا تھا کہ حضور بہ نیت قیصر ستان کی طرف
تشریف لائے ہیں اول تو ہمکو اشتیاق قدمبوسی تھا دوسرے ہمکو یہ عرض کرنا تھا کہ ہمارے بزرگوں کے قلعہ میں
کہ یہاں سے وہ تھوڑی دور ہے چند روز سے ایک اژدہا آیا ہے تمام مردمان شہر کو اُس سے تکلیف و ایذا پہنچتی ہے
صدہا اور ہزارہا آدمیوں کو اُس نے ہلاک کیا ہے جسوقت وہ اژدہا دم کھینچتا ہے بڑے بڑے سنگ کھنچکر اُسکے شکم
میں چلے جاتے ہیں اور ہر نفس میں اُسکے منہ سے شعلے نکلتے ہیں ہر چند ہمنے اکثر تدبیریں اُسکے ہلاک کرنے کی کین مگر
وہ کسی طرح ہلاک نہوا آخر کار ہمنے شہر چھوڑ دیا ہے اور تمام رعایا شہر کی بھی شہر چھوڑکے جابجا چلی گئی ہے اب وہ شہر
ویران ہے سوا اژدہے کے نہ کوئی جانور ہے نہ انسان ہے اگر حضور اُس اژدہے کو کسی تدبیر سے مار ڈالیں تو ہم
سب اقرار کرتے ہیں کہ مسلمان ہو جائینگے دین اسلام اختیار کرینگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ تم مجکو دور
سے اُس اژدہے کو بتا دو انشاء اللہ میں اُسکو ہلاک کرونگا پانچوں دلاوروں یعنی اسد شیر گیر اور اسد مارگیر
اور اسد پنجہ گیر اور اسد سہمران اور اسد دیوانہ نے عرض کیا کہ حضور تشریف لے چلیں ہم دور سے اُس اژدہے کو بتا دینگے
خوف سے قریب نہ جائینگے یہ تقریر اسد مارگیر وغیرہ کی سُنکے حمزۂ صاحبقران ہنسے اور اُسی وقت
مع لشکر اُس جگہ سے کوچ کیا جب قریب قلعہ پہونچے لشکر کو حکم دیا کہ یہیں فرودگش ہو لشکر تو بموجب حکم وہیں مقیم
ہوا لیکن حمزۂ صاحبقران مع اسد اسدان وغیرہ اور خواجہ عمرو جانب شہر چلے جسوقت شہر میں داخل ہوئے
خواجہ عمرو نے وہ اژدہا ہیبتناک دیکھا کہ حواس خمسہ خواجہ عمرو کے بجا نہ رہے اور پیچھے ہٹ کے کہنے
لگے کہ اے حمزۂ صاحبقران آپ بھی چلے آیے اس موذی کے سامنے نہ جایے یہ اژدہا ہے کہ ایک پہاڑ
معلوم ہوتا ہے آپ دیکھتے ہیں کہ اُسکے منہ سے کس طرح کے دمبدم شعلے نکلتے ہیں حمزۂ صاحبقران نے
فرمایا کہ اے خواجہ عمرو میں تو ضرور اسکے مارنے میں کوشش کرونگا اور تین نعرے کرونگا اگر تم میرا تیسرا نعرہ
سُنتا تو جاننا کہ میں نے اُس اژدہے کو مارا اور اگر تیسرا نعرہ نہ سُنتا تو سمجھ جانا کہ میں ہلاک ہوا یہ فرماکر
خواجہ عمرو اور اسد اسدان وغیرہ کو اُسی جگہ چھوڑ کے اور تیر و کمان لیکر آگے بڑھے اور ایک درخت علان
کے تنہ کی آڑ میں کھڑے ہوکر نعرہ کیا اژدہے نے بھی سر اُٹھاکر دیکھا حمزۂ صاحبقران نے فی الفور
اژدہے کی آنکھ کو تاک کے ایک تیر نعرۂ اللہ اکبر کرکے ایسا لگایا کہ اُس اژدہے کی ایک آنکھ پر جا
اژدہے نے زخمی ہوکر اپنے سر کو زمین پر پٹکا اور زمین پر تڑپنے لگا حمزۂ صاحبقران نے فوراً دوسرا
تیر اُسکی دوسری آنکھ کو تاک کے اور نعرہ کرکے لگایا یہ تیر بھی اُسکی دوسری آنکھ پر ایسا لگا کہ اُسکی آنکھ
سے گذر گیا اب تو اژدہا ایسا چیخنے لگا کہ اسد اسدان وغیرہ کے دل دہل گئے اور اسقدر وہ اژدہا خونخوار زمین
پر تڑپا کہ زمین کانپ گئی اور اسقدر شعلے اُسکے دہن سے نکلے کہ وہ مقام گویا کرۂ نار ہو گیا آخر وہ اژدہا
تڑپ تڑپ کے مر گیا اُسوقت اژدہے کے خون اور آلائش شکم کی نکلنے سے اُس جگہ ایسی بدبو تھی
کہ امیر کو فوراً غش آگیا جب دیر ہوئی خواجہ عمرو گھبراکر آگے بڑھے اور بدبو کی وجہ سے رومال اپنی ناک
پر رکھا اور قریب حمزۂ صاحبقران آئے دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران بیہوش پڑے ہیں اور سامنے اژدہا
مرا ہوا پڑا ہے خواجہ عمرو نے فوراً حمزۂ صاحبقران کو ہوشیار کیا جب حمزۂ صاحبقران ہوشیار ہوئے
اور وہاں سے اسد اسدان وغیرہ کے پاس آئے اور اُنکو معلوم ہوا کہ اژدہے کو حمزۂ صاحبقران نے
ہلاک کیا نہایت خوش ہوئے اور موافق وعدے کے اُسی وقت اسد شیر گیر اور اسد مارگیر اور اسد پنجہ گیر اور

اسد اسدان اور سعید دیوانہ مع اپنے کل جوانان لشکر کے کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوئے جب رعایائے فراری شہر کو معلوم ہوا
کہ اژدہا ہلاک ہو گیا ہر طرف سے آکر پھر اُس شہر میں آباد ہوئی پھر حکم حمزۂ صاحبقران سے بہت سے آدمیوں
نے بہ مشکل اُس اژدہے کی آلایش شکم کو دور کرکے اور اُسکے پیٹ میں بھوسا بھر دیا اور ایک ارابے پر رکھدیا
جب حمزۂ صاحبقران اژدہے کو مار چکے اور اسد اسدان وغیرہ مسلمان ہو چکے اور شہر میں رعایا آباد ہو چکی اور
ایک روز وہاں مقام کر چکے اُسوقت حمزۂ صاحبقران اسد اسدان وغیرہ کو مع اُنکی سپاہ کے اپنے ہمراہ لیکر
وہاں سے روانہ ہوئے جب پل شادگام پر پہونچے اور وہاں قیام کیا نوشیروان کو حمزۂ صاحبقران کے
آنے کی خبر ہوئی نوشیروان نے بزرجمہر کو دربار میں بلایا اور پوچھا کہ ای عمّ نامدار حمزۂ صاحبقران میرا
پسر خواندہ آیا ہی اور پل شادگام پر مقیم ہی اب اُسکے بلانے میں آپ کیا کہتے ہیں بزرجمہر نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ
آپ بختک کے کہنے سے حمزۂ صاحبقران سے رنجیدہ ہوں بختک سراسر خلاف کہتا ہی آپ کو مناسب
ہی کہ سرداران نامی کو واسطے بلانے حمزۂ صاحبقران کے روانہ فرمایئے نوشیروان نے بموجب کہنے خواجہ
بزرجمہر کے بہزاد طوسی و کاؤس کاشانی و کیدہس کرمانی وغیرہ کو جمعیت سپاہ واسطے بلانے حمزۂ صاحبقران
کے روانہ کیا چونکہ خواجہ بزرجمہر نے سنا تھا کہ حمزۂ صاحبقران نے اژدہے مارا ہی اور اسکو اپنے ہمراہ
لائے ہیں شاید نوشیروان اژدہے کو حمزۂ صاحبقران سے لیلے پس اس خیال سے بزرجمہر نے فوراً
ابوالخیر کو بلایا اور فرمایا کہ تم جلد تر حمزۂ صاحبقران کے پاس جاؤ اور ہماری جانب سے بعد دعا کے یہ
کہدینا کہ اگر نوشیروان تمسے اژدہا بے جود مانگے تو تم نہ دینا میں اُس اژدہے کا تمہارے لشکر کے واسطے
علم اژدہا پیکر بناؤنگا ابوالخیر یہ سنکے جلد روانہ ہوا اور قبل پہونچنے سرداران نوشیروان کے حمزۂ صاحبقران
کی خدمت میں پہونچا اور جو کچھ خواجہ بزرجمہر نے ارشاد فرمایا تھا عرض کیا حمزۂ صاحبقران ارشاد بزرجمہر
بزبانی ابوالخیر سنکے نہایت خوش ہوئے اور فرمایا ای ابوالخیر بعد تسلیم کے میری جانب سے عرض کرنا کہ بموجب ارشاد جناب نوشیروان
کو میں اژدہا نہ دونگا ابوالخیر یہ سنکے خدمت بزرجمہر میں آیا اور جو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تھا وہ خواجہ بزرجمہر سے
کہدیا جب سرداران نوشیروان خدمت حمزۂ صاحبقران میں پہونچے بعد آداب و تسلیم کے عرض کرنے لگے
کہ آپ کو شہنشاہ عالیجاہ نے یاد فرمایا ہی اور ہم سبکو واسطے آپ کے بلانے کے آپ کے پاس بھیجا ہی پس توقف
نہ فرمایئے جلد تشریف لیچلیے شہنشاہ آپ کے منتظر ہیں حمزۂ صاحبقران یہ تقریر سرداران نوشیروان کی سنکے
اُسی وقت مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے اور سب سرداروں کو مع خواجہ عمرو ہمراہ اپنے لیکر بہمراہی
سرداران نوشیروان دربار نوشیروان میں آئے اور نوشیروان اور خواجہ بزرجمہر کو آداب و تسلیم کرکے
دنگل مرصع زرین کفش پر جو قریب تخت نوشیروان تھا بیٹھے اور جملہ سرداران حمزۂ صاحبقران بھی
علے قدر مراتب دنگلوں پر بیٹھے جب حمزۂ صاحبقران دنگل پر بیٹھ چکے بختک نے آہستہ نوشیروان سے
عرض کیا کہ اسوقت حضور حمزۂ صاحبقران کو خلعت دیں اور یہ فرمائیں کہ یہ خلعت ہمارے روبرو پہنو جسوقت
حمزۂ صاحبقران خلعت پہنینگے زخم کو دیکھ لیجیے گا میرے قول کی حضور کو تصدیق ہو جاویگی نوشیروان نے
بموجب عرض کرنے بختک کے حمزۂ صاحبقران کو خلعت پُرزر دیا اور فرمایا کہ ای فرزند ہمارا دل یہ چاہتا ہی
کہ اس وقت تم اس خلعت کو ہمارے سامنے پہنو تا کہ ہمارا دل خوش ہو حمزۂ صاحبقران بموجب ارشاد
نوشیروان کے خلعت پہننے کو اُٹھے اُسوقت خواجہ عمرو نے حمزۂ صاحبقران کے قریب آکر آہستہ سے عرض کیا

کہ حضور خود کو سر سے اتار ڈالیں اور جب تک آپ خلعت پہنیں خود کو سر برہنہ رکھیں تاکہ نوشیروان اور بختک دونوں
آپ کا زخم سر اچھی طرح دیکھ لیں حمزۂ صاحبقران نے موافق کہنے خواجہ عمرو کے خلعت پہننے کے وقت خود کو
اپنے سر سے اتار کے رکھدیا اور دیر تک خلعت پہنا کیے نوشیروان اور بختک دونوں بہ نظر غور دیکھا کیے جب
حمزۂ صاحبقران خلعت پہن چکے اور خود سر پر رکھکر اور نوشیروان کو تسلیم کر کے دنگل پر بیٹھ گئے اسوقت
بختک سر حمزۂ صاحبقران پر نشان زخم شمشیر نہ پاکر خیال کرنے لگا کہ ای بختک یہ کیا غضب ہوا جو
میں سمجھے ہوئے تھا وہ نہ ہوا حمزۂ صاحبقران کے سر پر تو نشان زخم پایا نہیں جاتا آج تم دربار میں بہت
ذلیل ہو گئے بختک اپنے دل میں یہ خیال کر رہا تھا کہ یکایک خواجہ بزرجمہر نے نوشیروان سے
عرض کیا کہ حضور نے بھی ملاحظہ فرمایا حمزۂ صاحبقران کے سر پر نشان زخم بالکل نہیں ہے اب موافق شرط
کے حضور اگر حکم دیں تو بختک کے سر پر پانچ سو جوتیاں سر دربار لگائی جائیں اور اسکو ذلیل کیا جائے
تاکہ پھر کوئی دربار میں روبرو شہنشاہ کے جھوٹھ نہ بولے اور کسی کو متہم نہ کرے نوشیروان نے یہ گفتگو
خواجہ بزرجمہر کی سنکے اور بختک پر غضبناک ہو گئے فرمایا کہ ای عم نامدار بے تامل اس جھوٹھے کے سر پر
جوتیاں لگائیے سر دربار اس مردود کو ذلیل کیجیے جسوقت نوشیروان نے اجازت دی خواجہ بزرجمہر نے
خواجہ عمرو سے فرمایا کہ بختک کے سر پر پانچ سو جوتیاں لگاؤ خواجہ عمرو نے بختک کے سر پر پانچ سات
جوتیاں جلدی جلدی لگائیں بختک نے جب دیکھا کہ سر دربار جوتیاں پڑنے لگیں خواجہ عمرو کے آگے
ہاتھ جوڑ کے آہستہ کہنے لگا کہ ای خواجہ عمرو اب جوتیاں نہ لگاؤ میں تمہارا نہایت ممنون ہونگا اور جب تک
زندہ رہونگا یہ احسان تمہارا نہ بھولونگا خواجہ عمرو نے اشارے سے کہا کہ اگر پانچ سو اشرفیاں دو تو البتہ
جوتیاں نہ لگاؤں بختک نے کہا ای خواجہ عمرو میں پانچ سو اشرفیاں ضرور دونگا جب بختک نے
اشرفیاں دینے کا اقرار کیا اسوقت خواجہ عمرو نے خواجہ بزرجمہر سے عرض کیا کہ اب آپ میری خاطر سے
تقصیر بختک کی عفو کیجیے اب زیادہ سر دربار اسکو ذلیل نہ کیجیے اب کبھی اس سے ایسی خطا نہو گی کبھی اب دربار میں
روبرو شہنشاہ کے جھوٹھ نہ بولیگا خواجہ بزرجمہر گفتگو سے خواجہ عمرو کے سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو کو بختک سے
کچھ دینے کو کہا ہے خواجہ بزرجمہر نے مسکرا کر آہستہ فرمایا کہ ای خواجہ عمرو بختک کے سر پر جوتیاں نہ لگانے
میں کچھ تمہارا بھی نفع ہے خواجہ عمرو نے بھی آہستہ سے عرض کیا کہ مجکو پانچ سو اشرفیاں بختک دینے کو
کہتا ہے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا کہ یہ اشرفیاں ہمکو لینا چاہئیں کیونکہ ہمسے اور بختک سے شرط ہوئی تھی
اب اگر وہ یہ کہتا ہے کہ پانچ سو اشرفیاں لو اور جوتیاں نہ لگاؤ تو خیر اس سے ابھی اشرفیاں لیلو اور ہمکو دیدو
خواجہ عمرو نے آہستہ سے عرض کیا کہ آپ خدا پرست نمازی پرہیزگار ہیں اور یہ شرط کے عوض کی اشرفیاں
ہیں آپ کو لینا لازم نہیں ہے کیونکہ شرط کا لینا ممنوع ہے خواجہ بزرجمہر گفتگو سے خواجہ عمرو کے ہنسنے لگے
خواجہ عمرو نے بختک سے کہا کہ اگر اشرفیاں دو تو خیر ورنہ پھر جوتیاں لگاتا ہوں بختک نے اسی وقت
پانچ سو اشرفیاں خواجہ عمرو کو دیں خواجہ عمرو نے سب اشرفیاں خود لیلیں اور بختک کو چھوڑ دیا جب
بختک پانچ سات جوتیاں سر پہ کھا چکا اور نوشیروان کے دل سے شک رفع ہو چکا تھا اسوقت نوشیروان
نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ای فرزند تم کہاں چلے گئے تھے ہم بہت متردد تھے امیر حمزہ
نے کچھ کہنے کا قصد کیا تھا یکایک اسد اسدان اور اسد مار گیر اور اسد بچہ گیر اور اسد شیر گیر دنگلوں سے

اٹھے اور دست بستہ اسطرح عرض کرنے لگے حضور کو معلوم ہو کہ ہمارے شہر مین ایک اژدہا کہین سے آیا تھا
اُسنے صد ہا آدمیون کو ہلاک کیا تھا جسے کسی طرح وہ مارا نہ جاتا تھا آخر ناچار ہو کر ہم نے حمزۂ صاحبقران کو
بلوایا تھا حمزۂ صاحبقران نے جا کر اُسے ہلاک کیا اور اب اُسکو ہمراہ بھی لیتے آئے ہین نوشیروان نے فرمایا کہ اُس اژدہے کو دربار مین
لے آؤ ہم بھی اُس اژدہے کو دیکھین اسد اسدان وغیرہ باجازت حمزۂ صاحبقران لشکر مین گئے اور
اُس اژدہے کو ارابے پر ڈال کے لے آئے جسوقت نوشیروان اور جملہ سرداران نوشیروان نے اُس
اژدہے کو دیکھا حواس خمسہ سبکے منتشر ہو گئے اور حمزۂ صاحبقران کی جرأت اور شجاعت کی ہر ایک دلاور
نے تعریف کی نوشیروان نے ارادہ کیا تھا کہ اُس مُردہ اژدہے کو حمزۂ صاحبقران سے لیکر لیلے حمزۂ
صاحبقران نے فی الفور عرض کیا کہ اس اژدہے کو اگر مجھی کو حضور دیدین تو مین مرکبون کی پاکھرین بنواؤن
نوشیروان نے فرمایا اچھا تمھین لیجاؤ حمزۂ صاحبقران اژدہے کو دربار نوشیروان سے لے آئے پھر وہ مردہ اژدہا
خواجہ بزرجمہر کے پاس بھیجدیا خواجہ بزرجمہر نے چالیس روز کی مدت مین اُس اژدہے کے پوست کا
اسطرح علم اژدہا پیکر بنا کر تیار کیا کہ جو کوئی اُس علم کو دیکھے خیال کرے کہ اژدہا زندہ ہے راوی کہتا ہے کہ
خواجہ بزرجمہر نے علم اژدہا پیکر عجب حکمت سے بنایا تھا کیونکہ اژدہے کے پوست مین ہزار ہا سوراخ کیے تھے
اور اُس اژدہے کے پوست مین مشک و عنبر و عود بھرا تھا اور چوب علم اژدہا پیکر کی طلائی تھی اور جواہر
بیش بہا سے اُس چوب طلائی کو مزین کیا تھا جسوقت اُس علم اژدہا پیکر مین ہوا بھرتی تھی تو ہر سوراخ
سے آواز یا صاحبقران کی نکلتی تھی اور جس راہ سے وہ علم ہمراہ لشکر حمزۂ صاحبقران جاتا تھا وہ راہ معطر ہو
جاتی تھی القصہ جب خواجہ بزرجمہر نے علم اژدہا پیکر تیار کر لیا حمزۂ صاحبقران کے لشکر مین بھیجدیا جسوقت
حمزۂ صاحبقران نے اُس علم اژدہا پیکر کو دیکھا نہایت خوش ہوئے

داستان جانا حمزۂ صاحبقران کا محل مین اور دیکھنا ملکہ مہرنگار کو پھر قتل کرنا قہرمان زنگی کو اور گرفتار ہونا ابو شہاب خرقہ پوش اور ابو سعید لنگری کا

راویان شیرین سخن بیان کرتے ہین کہ جب حمزۂ صاحبقران دربار نوشیروان سے اٹھکے اپنے لشکر مین آئے
ہنگام شب بارگاہ مین فرش خواب پر خیال ملکہ مہرنگار مین بیتاب و بیقرار ہو کر تڑپنے لگے اور یہ خیال نامہ
پیغام یہ شعر پڑھا **شعر** اُس گل تک اپنا نامہ و خط کون لیکے جاے + جسسے خلاف باد صبا اور صبا سے ہم
بعد پڑھنے شعر کے اپنی اشکباری پر نظر کرکے یہ شعر زبان پر جاری کیا **شعر** کثرت گریہ بہا لیجائیگی اک دن ہمین
بستر اپنا چادر آب رواں ہو جائیگی + کبھی بیتاب اور بیقرار ہوکے یہ شعر پڑھتے تھے **شعر** ہاے کس کس کو
سناؤن نہین رُکتا کوئی + ہٹ پہ نالہ ہی جدا آہ شرربار جدا + جب حمزۂ صاحبقران کو خیال ملکہ مہرنگار
مین نیند نہ آتی تھی تو یہ شعر پڑھتے تھے **شعر** ای مرگ ادھر آ کہین آنکھین ہون یونہین نیند + دیکھون ستم
دیدۂ بیخواب کہان تک + کبھی خیال ملکہ مہرنگار مین یہ شعر پڑھتے تھے **شعر** فرقت مین تری اور دُر
دریاے تمنا + تڑپون صفت ماہی بے آب کہان تک + کبھی کہتے تھے **شعر** کچھ تو پہلے سے دل بیتاب تھا وحشی
مزاج + بے ترے دن رات گھبراتا ہی تنہا اور بھی + کبھی شب ہجر ملکہ مہرنگار سے مخاطب ہو کے کہتے تھے
شعر پھر نہ دیکھین ای شب فرقت سیاہی کو تری + کثرت گریہ سے گر ہو جاے چشم تر سفید + غرض اسی طرح
حمزۂ صاحبقران نصف شب تک فرش خواب پر تڑپا کیے اور اشعار اپنے حسب حال پڑھا کیے

اور غم فراق ملکۂ مہرنگار مین رویا کیے آخر تاب جدائی ملکۂ مہرنگار نہ لاکر بیتاب و بیقرار ہوکر بستر خواب سے اُٹھے اور بعد پہننے لباس سب روی کے اسلحہ اپنے تن پر آراستہ کیے اور بارگاہ سے باہر تشریف لائے اور ابوشہاب اور ابوسعید دونون عیارون کو اپنے ہمراہ لیکر باغ مراد کی جانب بصد اشتیاق چلے جسوقت باغ مراد مین پہونچے عیارون کو باغ مین ٹھہراکر اور قریب دیوار محل جاکر دیوار محل پر کمند پھینکی اور بذریعہ کمند دیوار محل پر جاکر بام محل پر پہونچے اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے جو زیر بام دیکھا تو یہ کیفیت نظر آئی کہ ملکۂ مہرنگار شاہزادیون کے حلقے مین اس طرح جلوہ فرما تھی جیسے کہ درمیان ستارون کے ماہ تابان ہوتا ہی مسدس

اس طرح چہرۂ تابان پہ ہی بینی کی ضیا
آئینہ گرد ہی رخسار نے پائی وہ صفا
وہ دہن اقطرا مبہم ہی بے وہم و گمان
دیکھکر چشمۂ حیوان اُسے اتبک ہی نہان
وہ زنخدان ہی کہ ہی ایک خدا کی قدرت
آپسے ڈوبنے کی ہوتی ہی اس مین سبقت
یہ وہ گردن ہی کہ آنکھون نے نہ دیکھی زنہار
ہاتھ گردن مین حمائل ہون تو آجائے قرار
ہاتھ مہندی کی جو رنگت سے ہوئے ہین مشعل
عشق دلبر نہین لایا ہی مجھے لائی اجل
ہاتھ ایسے ید قدرت سے ہوئے ہین تیار
ہاتھ کٹوائے جو اُس پنجہ سے اگر ہو دو چار
جان سو جان سے ہی خجلی پستان پہ نثار
یا ہوئے قمقمے دو نور کے روشن یکبار
کبھی چھاتی سے دوپٹہ جو اُلٹ جاتا ہی
دم بیان عاشق بیدم کا اُلٹ جاتا ہی
وہ شکم صاف کہ آئینہ ہو غیرت سے آب
وہ چمک ناف کی ہی آئے ستارے کو نہ تاب
آگے تعریف مین خاموش زبان ہوتی ہی
پردۂ شرم مین تشبیہ نہان ہوتی ہی
رانین ایسی کہ ہو سر رکھنے کی خواہش ہر بار
نازکی ایسی ہین کہ آنیسے نزاکت بھی نثار
پنڈلیان ایسی ہین گوری کہ خدا کی قدرت
پہونچے اُس جا نہ کبھی ہائے نگہ کی طاقت
پنجۂ مہر کو ہی پنجۂ پا سے خجلت

اک الف نور کا ہی مہر درخشان پہ کھنچا

لب ہین وہ لب کہ عقیق یمنی خون کھے
کچھ سخن اس مین نہین قدرت خالق ہی عیان

خوبی و صاف دہن کس سے کہے جاتے ہین
حسن کے بحر کا گرداب ہی کیا خوش صورت

گرکے اس مین سے نہ ہرگز کوئی مائل نکلے
شفق صبح کے مانند دکھاتی ہی بہار

جلوہ گر دیبان مین جسوقت سے وہ گردن ہی
اب سر دست دل زار گیا اور بھی جل

سچ ہو خالی ہی ہر وقت کلائی مجھکو
لے ہتھیلی کی بلائین ید بیضا سو بار

انگلیونکی جو چمک دیکھے تو حیران رہجاے
سرو سے قد نے یہ کیا خوب نکالے ہین اناد

دو یہ گلدستے لب بام دھرے ہین گویا
شرم سے جسم وہین اُسکا سمٹ جاتا ہی

نید مرم کے شب و روز کسے رہتے ہین
قدرت حق ہی زمین پر بھی یہ قرص مہتاب

ہاتھ لگ جائے کمر وہ تو قرار آجائے
بات پردے کی ہی پردے مین بیان ہوتی ہی

یان مضامین حیا خوب پسندیدہ ہین
دل بیتاب یہ تڑپے کبھی آئے نہ قرار

تکیہ مخمل کا اگر سینکے ہزار آئیگا
عرش کی ساتون کو اسنہ نہ کبھی ہو نسبت

پنڈلیان حسن و لطافت مین فزون دونون ہین
ہی رخ ماہ کو ایڑی کی صفا سے خجلت

گوش وہ گوش کہ ہین کان جواہر سے سوا

دانت وہ دانت کہ ہیرے کی انی خون کرے
ایسی تنگی کسی غنچہ نے بھلا پائی کہان

لب تقریر بھی خاموش رہے جاتے ہین
دیکھو چاہ زنخدان سے سراپا حیرت

یہ کنواں وہ ہی نہ یوسف کا بھی دل نکلے
مصحف رخ کے لیے رحل ہوئی ہی تیار

شمع کافور سحر سامنے اک روشن ہی
ہاتھ ہیہات نہین ہاتھ مین جی ہی بیکل

آجکل کیا نہین کل ہوت سے آئی مجھکو
دست خورشید درخشان ہو ترقی پہ ہزار

پنجۂ مہر بھی انگشت بدندان رہجاے
ٹوپیان باز یہ دو رکھتے ہین یا ہیر شکار

مستقلب نور کے یا جام دھرے ہین گویا
رخ دوپٹے کے اُلٹنے کو پلٹ جاتا ہی

جان و دل طرفہ یہ بندش مین پھنسے رہتے ہین
وہ صفائی ہی کہ خورشید کو بھی آئے حجاب

نجت سے دام مین عنقا کا شکار آجائے
دل عاشق کو ٹھکانا یہ کہان ہوتی ہی

دو مہ نو سی صورت سے یہ خمیدہ ہین
ہون وہ آغوش مین عاشق کی تو کیا ہو بہار

کہین بے سر رکھے زانو پہ قرار آئیگا
رخ مہتاب کی بھی رنگ کے فق ہو رنگت

خانۂ حسن نے کیا پائے ستون دونون ہین
ہر ستارے کو ہی ناخن کی ضیا سے خجلت

معشوق صبح کو ہی رنگ حنا سے خجلت
ہی سراپا جو قیامت تو ہی آفت چھل بل
وہ لگاوٹ کے ہیں انداز کہ دل ہو بیکل
ابھی آئینہ میں دیکھی نہیں صورت اپنی
بھولے ابتک ہیں بہت خوب ہی قسمت اپنی
چھپے پر زلفوں کے بل کھانے سے گھبراتے ہیں
عطر پوشاک میں ملوانے سے گھبراتے ہیں
ایسے معشوق بھی عالم میں بہت ہوتے ہیں کم
بار پھولوں کا اٹھے کس سے یہ نازک ہیں ہم
آئینہ جب انھیں دکھلاتے ہیں گھبراتے ہیں
بھاری کپڑوں کو جو پہناتے ہیں گھبراتے ہیں
چشم بیمار گران ہی ابھی کاجل کا بوجھ
ایسے نازک ہیں کہ اٹھتا بھی نہیں ہنکا بوجھ

سرمہ خالی نہ کرے کہیں دری آنکھوں نہیں
ایسے رفتار جھلا دے کا بھی دل جاے نکل
رنگ لائینگے غضب طبع میں رنگینی ہی
نہیں معلوم انھیں حسن کی زینت اپنی
حسن پر ناز نہیں شکل پر مغرور نہیں
الجھے گیسو کے وہ سلجھانے سے گھبراتے ہیں
خود کو معشوق بنانے کا کچھ ارمان نہیں
سادی پوشاک میں رہتے ہیں نہایت خرم
ابھی گہنے سے کسی سے انھیں کچھ شوق نہیں
منھ چھپا لیتے ہیں شرماتے ہیں گھبراتے ہیں
بات عاشق کی نزاکت سے وہ کب سنتے ہیں
دوش سے آنکے سنبھلتا نہیں آنچل کا بوجھ
تاب کب مارے نزاکت کے وہ لا سکتے ہیں

خاک پا پونچھ کو لیجاے پری آنکھوں نہیں
نازکی ایسی ہی کمر ملتے ہیں سو کھاتی ہی بل
دور ابھی نام خدا و صیان سے خود بینی ہی
ابھی سمجھے نہیں ہرگز وہ حقیقت اپنی
کسی سے آنکھ لڑانی ابھی منظور نہیں
دیتے تک گیسوؤں میں شانے سے گھبراتے ہیں
جان دے کوئی مرے اسکا ابھی دھیان نہیں
لیتے ہیں ہار پہنتے سے الجھتا ہی دم
کوئی گردن میں بھی سنت کے سوا طوق نہیں
بند جو کے جو کس جاتے ہیں گھبراتے ہیں
درد سر ہوتا ہی افشاں جو کبھی چنتے ہیں
دور رہی آنکے گلے سے ابھی ہیکل کا بوجھ
ہاتھ کب مہندی کی رنگت کو اٹھا سکتے ہیں

باوجود اس خوبی سراپا کے رنگ رخ زرد ہی موے سر پریشان ہیں آثار حزن و ملال چہرے سے عیان ہیں اور

اور یہ اشعار ورد زبان ہیں اشعار
ہمدرد چھوڑتا نہیں دم بھر فراق میں
پامال کر رہا ہی مرا کاروان مجھے
ہر آرزو کو ساتھ لیے جاتی ہی مدام
رشک گلشن تپش دل سے گلستان ہونگے

بزم جہان میں صورت شمع خموش ہون
لپٹا ہوا ہی گلے سے داغ نہان مجھے
ہر دم نظر کی طرح نظر سے نہان تو ہی
بے اعتبار سمجھے ہی عمر روان سبھی مجھے
جل کے تمثال چمن سرو چراغان ہونگے

مانند شعلہ کیتے کو دی ہی زبان مجھے
سر پر ہمیشہ دیدہ گریان ہی موجزن
اب اور کیا کریگا فلک بے نشان مجھے
پھر ایہ نے ملکہ کو یہ خمسہ پڑھتے سنا خمسہ
جیتے جی شعلہ زن عالم امکان ہونگے

دفن جب خاک میں ہم سوختہ ساماں ہونگے | فلس ماہی کے گل شمع شبستان ہونگے
شام سے رولی ہی کیوں تیرہ نصیبوں کیلیے | پر رہینگے یہیں خاک میں جیتے مرتے | بیخبر ایسی جرے سحر ہوسکے ہوتے
تو کہاں جائیگی کچھ اپنا ٹھکانا کر لے | ہم تو کل خواب عدم میں شب ہجران ہونگے
جان پر دیدہ و دانستہ بلا کیونکر لون | چپکی لگ جاے سدا ہم ادا کو ترسون | کچھ تو ہی میں جو انھیں مانع خود بینی ہون
تاب نظارہ نہیں آئینہ کیا دیکھنے دون | اور بن جائینگے تصویر جو حیران ہونگے
جیتے جی مرگ سے آنکھیں نہ چرائینگے کبھی | بھولکر چشمۂ حیوان پہ نہ جائینگے کبھی | حشر تک خضر کے چھینٹوں میں نہ آئینگے کبھی
سنت حضرت عیسی نہ اٹھائینگے کبھی | زندگی کے لیے شرمندۂ احسان ہونگے
شمع بالین ہی نہ تربت پہ اگر کچھ بتی | داغ جو دیتے ہیں سینے سے مرے مرکز بھی | بے نصیبوں کے لیے پھولوں کی چادر کیسی
بخیہ جو ٹوٹا ہی تحریر تر سے دل آشفتہ کی | گل نہونگے شرر آتش سوزان ہونگے
ہم بھی تربینگے پسے سیر و تماشا کہ نہیں | جیتے جی دیکھو لگا پابند بلا یا کہ نہیں | آخر انکا بھی کوئی ہوگا مداوا کہ نہیں
صبر یارب مری وحشت کا اثر کیگا کہ نہیں | چارہ فرما بھی کبھی قیدی زندان ہونگے
رات دن کہتے ہیں کیا تم سے بری لگی ہی ہوس | بیکسی پر دل بیتاب کی آتا ہی ترس | کف افسوس ملا کرتے ہیں مانند مگس

اک ہم ہین کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس ✽ اک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارمان ہونگے

مر کے بھی سوز جگر ایک تماشا ہوگا ✽ دیکھنا آگے اگر دیکھی نہ کبھی رجعت اعدا ✽ رنگ لائیگی بہار گل حسرت کیا کیا

داغ دل نکلینگے تربت پہ مری جون لالا ✽ یہ وہ لعل نہین جو خاک مین پنہان ہونگے

کر چکے توبہ کہ توبہ کے ہوئے رجعت دن ✽ شل تسلیم نہین دیر سے پھر ناممکن ✽ ہوگا فقرہ کوئی اگر ادھر سیر دیا من

عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن ✽ آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

حمزۂ صاحبقران نے یہ چند نید حسب ملکہ سے سنکے خیال کیا کہ ملکہ مہرنگار بھی میرے عشق مین بیقرار ہی اور میری جدائی انکو سخت دشوار ہی یہ خیال کرکے ارادہ کیا کہ ملکہ کے پاس جاؤن مگر مجمع خواتین دیکھکر خیال کیا کہ اسوقت ملکہ کے پاس جانا اچھا نہین کوٹھے پر سے نظارۂ حسن روے ملکۂ مہرنگار کیا کیے آخر تاب نظارۂ جمال بیتاب ملکہ مہرنگار نہ لا کر بام پر بیہوش ہوکے گر رہے تھوڑی دیر تک بیہوش رہے وہان پر کون تھا جو حمزۂ صاحبقران کو ہوشیار کرتا آخر خود بخود غش سے افاقہ ہوا فوراً اٹھکے دیکھا کہ اکثر خواتین ملکہ کو سمجھا رہی ہین بعضی خواتین متحیر بیٹھی ہین حمزۂ صاحبقران یہ رنگ بزم دیکھکر بہ مجبوری بام ایوان سے اپنی تقدیر کی شکایت کرتے ہوئے چلے جسوقت دیوار محل پر آئے اتفاق سے ملکۂ مہرنگار نے جانب دیوار ایک سیاہ پوش کو دیوار محل سے جاتے ہوئے دیکھکر خیال کیا کہ یقیناً حمزۂ صاحبقران آج بھی میرے عشق مین بیتاب و بیقرار ہوکے محل مین آئے تھے لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ مجمع خواتین دیکھکر چلے گئے خیال کرکے ملکہ مہرنگار کو حمزۂ صاحبقران کے چلے جانے کا از حد رنج ہوا اور فتانہ سے نہایت آہستہ کہا کہ اے فتانہ آج بھی وہی آئے تھے مین نے خود انکو دیوار سے جاتے ہوئے دیکھا لیکن نہین معلوم آج کیون آئے تھے اور کیون چلے گئے فتانہ نے چپکے سے عرض کیا حضور ثابت یہ ہوتا ہی کہ آپ کے پاس عورتون کا مجمع دیکھکر چلے گئے اب کل سے مین انتظام کر دونگی سوا زہرۂ مصری کے کسی کو حضور کے پاس رات کو ٹھہرنے نہ دونگی اور حضور کل اپنی پاس کسی اور عورت کو کسی بہانے سے نہ بیٹھنے دین فتانہ اور ملکہ مہرنگار کے درمیان مین یہ باتین باہم ہوئین لیکن حمزۂ صاحبقران دیوار محل سے بذریعۂ کمند باغ مراد مین آئے اور ابوشہاب اور ابوسعید کو لیکر در باغ سے نکل کے چلے چونکہ بیرون باغ اور زیر دیوار محل قہرمان زنگی پچاس ہزار سوار اور پیدلون سے طلایہ کیواسطے اٹھا تھا اور نگہبانی اور حراست کر رہا تھا ناگاہ دیکھا اُسنے کہ باغ مراد سے تین سیاہ پوش نکل کے جاتے ہین قہرمان زنگی نے سیاہ پوشون کو دیکھتے ہی پکار کے کہا کہ اے سیاہ پوشو تم آخر شب مین یہان کیون آئے تھے معلوم ہوتا ہی کہ تم چور ہو اسواسطے چوری کے محل سلطانی مین گئے تھے اب بھاگ کر کہان جاؤگے مین ابھی تمکو قتل کرونگا یہ کہکر قہرمان زنگی نے حمزۂ صاحبقران اور ابوشہاب اور ابوسعید کو ہر طرف سے گھیر لیا اور قصد گرفتار کرنیکا کیا حمزۂ صاحبقران نے ہر چند چاہا کہ نکل جائین لیکن قہرمان زنگی نے حمزۂ صاحبقران اور عیارون کو نکلنے نہ دیا اور قریب حمزۂ صاحبقران کے آکر تلوار سر حمزۂ صاحبقران پر لگائی حمزۂ صاحبقران تلوار قہرمان زنگی کی سپر پر روک کے اور تیغ آبدار کھینچکر اس طرح بعد غیظ و غضب سر قہرمان زنگی پر لگائی کہ قہرمان زنگی مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بعد قتل ہونے قہرمان زنگی کے حمزۂ صاحبقران مجمع سواران سے نکل گئے لیکن سوارون اور پیدلون سے یورش کرکے ابوشہاب و ابوسعید کو گرفتار کر لیا جب حمزۂ صاحبقران

اپنے لشکر مین پل شادگام پر پہونچے تھوڑی دیر تک ابوشہاب اور ابوسعید کا انتظار کیا جب ابوشہاب اور ابوسعید
نہ آئے اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ گرفتار ہوگئے یہ خیال کرکے حمزۂ صاحبقران
نے قصد کیا کہ پھر باغ مراد کی طرف جائین اور ان عیارون کو چھڑا کر لے آئین لیکن بوجہ ظاہر ہونے آثار سحر کے
اور بخیال افشاے راز کے حمزۂ صاحبقران نہ گئے اور داخل بارگاہ ہوئے یہان جب زیر دیوار محل غلغلۂ
عظیم ہوا اور سوارون اور پیدلون نے ابوشہاب اور ابوسعید کو گرفتار کیا نوشیروان نے بیدار ہوکر اوعنبر
خواجہ سرا کو طلب کرکے حکم دیا کہ جلد جاکر دریافت کر کہ یہ شور وغل کیسا ہے عنبر بموجب حکم جلد تر گیا اور سارا
حال دریافت کرکے محل مین آیا اور اس طرح عرض کرنے لگا شعر الٰہی بخت تو بیدار بادا ؛ ترا دولت
ہمیشہ یار بادا ؛ اے شہنشاہ بحر و بر غلام نے جاکر جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آج تین سیاہ پوش باغ مراد سے
نکل کے جاتے تھے قہرمان زنگی نے سیاہ پوشون کو روکا اور قصد اُنکے گرفتار کرنے کا کیا سیاہ پوشون
نے قہرمان زنگی سے مقابلہ کیا اور اُسکو قتل کیا پھر ایک سیاہ پوش تو انبوہ فوج سے نکل گیا اور دو سیاہ پوش
گرفتار ہوئے ہین باقی خیریت ہے یہ خبر ملکۂ مہرنگار نے بھی سُنی غرض نوشیروان یہ حال سُنکے برہم ہوا چونکہ
صبح ہوگئی تھی بعد تھوڑی دیر کے محل سے برآمد ہوا اور دربار مین آیا امرا و وزرا وغیرہ آداب و تسلیم بجا لائے
جب نوشیروان تخت حکومت پر بیٹھا حکم دیا کہ جلد ہمارے سامنے اُن سیاہ پوشون کو حاضر کرو جو شب کو
گرفتار ہوئے ہین بمجرد حکم کچھ سوار اور پیدل ابوشہاب اور ابوسعید کو گرفتار کیے ہوئے روبرو نوشیروان
کے لائے نوشیروان نے پہچانا کہ یہ دونون لشکر حمزۂ صاحبقران کے عیار ہین ابوشہاب اور ابوسعید
نے روبروے نوشیروان حاضر ہوکر بعد آداب مجرا کیا اور بہ فریاد و فغان یہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ گیتی ستان ناحق
ہمکو ملازمان شہنشاہ بحر و بر نے چور سمجھکے گرفتار کیا ہے اب ہم امیدوار ہین کہ حضور ہمکو رہا کر دین نوشیروان
نے فرمایا تم رات کو باغ مراد مین کیون آئے تھے اور تیسرا آدمی تمھارے ہمراہ کون تھا جسنے قہرمان زنگی
کو قتل کیا اور نکل گیا ابوشہاب نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اصل حال یہ ہے کہ ہمنے خواجہ عمرو سے
حضور کے باغ مراد کی تعریف از حد سُنی تھی اسوجہ سے ہمکو بھی حضور کے باغ کے سیر کی تمنا تھی کل رات
کو ہم اور ابوسعید حضور کے باغ مین گئے اور سیر باغ کی بخوبی کی چونکہ باغ کے سیر سے دل کو فرحت
حاصل ہوئی ایک جگہ باغ مین چادر بچھا کر لیٹے ہواے سرد اور بوے گلہاے رنگارنگ سے ہمارے
دلون کو ایسی راحت ملی کہ ہم دونون بے اختیار سوگئے جب آخر شب ہم دونون خواب سے بیدار ہوئے
فوراً باغ سے نکل کے بھاگے قہرمان زنگی نے ہمکو چور سمجھ کے روکا اُسوقت ہم دونون نے ہرچند کہا
کہ ہم چور نہین ہین ہمکو اچھی طرح پہچان لو ہم دونون لشکر حمزۂ صاحبقران کے عیار ہین باغ کی سیر
کے واسطے آئے تھے اتفاق سے سوگئے اسوقت ہم جاگے ہین ہمکو جانے دو اور قتل نہ کرو لیکن اے
شہنشاہ ہفت کشور قہرمان زنگی نے ہمارا عذر اور کلام کچھ نہ سُنا اور تلوار کھینچکر ہمکو قتل کرنا چاہا اُسوقت
بمجبوری ہمنے قہرمان زنگی سے مقابلہ کیا تلوار ہماری قہرمان زنگی پر پڑ گئی وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا
بعد قتل ہونے قہرمان زنگی کے جملہ سوارون اور پیدلون نے ہمکو ہر طرف سے گھیر کر گرفتار کرلیا نوشیروان
نے سوارون اور پیدلون سے فرمایا کہ اب تم خلاصہ حال بیان کرو سوارون اور پیدلون نے عرض کیا کہ اے
شہنشاہ گیتی ستان اصل حال یہ ہے کہ ہم سب بہمراہی قہرمان زنگی زیر دیوار دولتسراے حضور پھر رہے تھے

اور قہرمان

اور نگہبانی کر رہے تھے ناگاہ دیکھا ہمنے کہ باغ مراد سے تین سیاہ پوش نکلے قہرمان زنگی نے بڑھکے روکا وہ سیاہ پوش
نہ رکا اُسنے قہرمان زنگی سے مقابلہ کیا آخر قہرمان زنگی کو قتل کرکے چلا ہر چند ہمنے چاہا کہ اُسکو گرفتار کرین لیکن وہ
سیاہ پوش ہاتھ ہمارے نہ آیا اور نکل گیا بعد اُس سیاہ پوش کے جانے کے ہم سب نے ان دونون کو گرفتار کیا اور اسوقت
بحکم حضور اُنکو لیکر حاضر ہوئے ابوشہاب نے عرض کیا ای شہنشاہ گیتی پناہ یہ سوار اور پیدل حضور کے روبرو
محض جھوٹھ تقریر کرتے ہین سوا اسے ہم دونون کے تیسرا آدمی ہمارے ہمراہ نہ تھا ہمین دونون نے قہرمان زنگی
کو قتل کیا ہی حضور عادل اور منصف ہین ہمارا انصاف کرین نوشیروان نے ابوشہاب کی گفتگو سنکے اور کچھ فکر
کرکے چاہا تھا کہ ابوشہاب اور ابوسعید کے واسطے حکم رہائی کا دے ناگاہ بختک نے نوشیروان
سے عرض کیا کہ حضور ذرا غور فرمائین یہ عیار سراسر مکر و فریب کی باتین کرتے ہین قہرمان زنگی کہ ایک مرد جرار اور بہادر
تھا ہرگز انھون نے اسکو قتل نہ کیا ہوگا سوارون کے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ تیسرا آدمی جو اُنکے ساتھ تھا وہ نہایت
بہادر تھا اُسنے قہرمان زنگی کو قتل کیا ہی ہر چند کہ مین سمجھ گیا ہون لیکن فی الحال تیسرے آدمی کا نام زبان پر نہین لا سکتا
پس حضور کو مناسب ہی کہ ان دونون عیارون کو رہا نہ فرمائین اور انسے تیسرے آدمی کا نام دریافت فرمائین تا وقتیکہ
انپر تعدی نہ کیجائیگی یہ عیار کبھی تیسرے آدمی کا نام نہ بتلائینگے نوشیروان یہ تقریر بختک کی سنکے خیال کرنے لگا
کہ بختک سچ کہتا ہی آخر بموجب کہنے بختک کے نوشیروان نے ابوالفرح زنگی کو طلب کیا جب ابوالفرح
زنگی حاضر ہوا نوشیروان نے فرمایا کہ ای ابوالفرح تم ان دونون عیارون کو لیجاؤ اور باندھکر خوب مار دو اور انسے
پوچھو کہ تمھارے ساتھ تیسرا آدمی باغ مین کون آیا تھا ابوالفرح زنگی بموجب حکم نوشیروان ابوشہاب اور
ابوسعید کو ہمراہ اپنے لیگیا اور اپنے خیمہ مین پہونچکر انکو باندھکے کوڑے مارنے لگا اور پوچھنے لگا لیکن انھون نے
نے کسی طرح نہ بتایا یہ خبر عنبر خواجہ سرا نے ملکہ مہر نگار سے جاکر بیان کی کہ جو دو عیار لشکر حمزۂ صاحبقران کے شب کو
گرفتار ہوئے تھے شہنشاہ نے اُن عیارون کو ابوالفرح زنگی کے حوالہ کیا ہی ابوالفرح انپر بدعت کر رہا ہی اور پوچھ رہا
ہی کہ شب کو تیسرا آدمی تمھارے ہمراہ کون باغ مین آیا تھا وہ بیچارے ہر چند بندھے ہوئے ہین اور کوڑے سے اذیت
اُنکو پہونچتی ہی لیکن وہ تیسرے آدمی کو نہین بتاتے ہین ملکہ مہر نگار یہ تقریر عنبر خواجہ سرا کی سنکے بعد جانے عنبر خواجہ سرا
کے فتانہ سے کہنے لگی کہ ای فتانہ رات کو تو مجھے اُنکے محل مین آنے کا شک ہوا تھا لیکن اسوقت بالکل یقین ہوگیا کہ وہی
ان عیارون کو اپنے ہمراہ لیکے آئے تھے وہ تو قہرمان زنگی کو قتل کرکے چلے گئے یہ بیچارے عیار کم قوت و ناتوان تھے
انکو سوارون نے گرفتار کرلیا اب ابوالفرح حرامزادہ اُنکے عیارون کو کوڑے مارتا ہی سوئے کی شامت آئی ہی
جسوقت انکو خبر ہوگی کہ ابوالفرح میرے لشکر کے عیارون کو اذیت دیتا ہی ای فتانہ تو سن کہ وہ ضرور آکر اس
سوئے لنگوٹے کو مار ہی ڈالینگے زندہ نہ چھوڑینگے کوئی اس سوئے سے جاکر کہے کہ اگر تجھکو اپنا زندہ رہنا منظور ہی تو ان
عیارون کے آگے ہاتھ جوڑ اور اپنی خطا سے عفو کرا اور ان بیچارون اور بیگناہون کو چھوڑ دے اور اگر انکو رہا نہ کریگا
تو خود قید ہستی سے کوئی دم مین رہا ہو جائیگا خاک مین ملجائیگا سر تیرا شمشیر تیز سے کٹ جائیگا نام و نشان بھی باقی
نہ رہیگا فتانہ نے عرض کیا حضور اب مجکو بھی حمزۂ صاحبقران کے یہان آنے کا یقین ہوگیا آپ سچ فرماتی ہین اور
عیارون کے بارے مین جو آپ نے فرمایا یقین ہی کہ آج شب کو حمزۂ صاحبقران خود تشریف لاکر ابوالفرح
کو قتل کرینگے اور عیارون کو رہا کرکے لیجائینگے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اب ادھر کا حال سنئے کہ جب حمزۂ صاحبقران
نے یہ حال اپنے عیارون کا سنا نہایت غصہ آیا اور انتظار شب کا کرنے لگے

داستان جانا حمزۂ صاحبقران کا پاس ملکہ مہرنگار کے اور میکشی کرنا اور قتل کرنا ابو الفرح وغیرہ کو اور عیاروں کو رہا کرنا

بادہ خواران میخانۂ خوش مقالی و میکشان میکدۂ نازک خیالی اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب بعد رنج والم روز ہجر تمام ہوا آفتاب نہان ہوا اور فلک پر ماہ تابان عیان ہوا امیر بعد پڑھنے نماز کے اپنی بارگاہ میں جا کر بستر خواب پر مانند ماہی بے آب ہجر ملکہ میں تڑپنے لگے اور نالہ و بیقراری سے یہ مخمس پڑھنے لگے مخمس

قابل عبرت عالم ہی مصیبت میری
نہ سنو تم تو سنی لوگے حکایت میری
تم عبث پوچھتے ہو مجھسے حقیقت میری
سب مرا حال سنے وہی ہی صورت میری
دیکھ سکتے نہیں دشمن بھی اذیت میری

کبھی کرتے کے نہیں اسکو سخن فہم قبول
حد سے تقریر جو بڑھ جائے سراسر ہی فضول
تم ہو ان شعلوں کے مانند الجھنے سے ملول
مختصر بات کو کیوں دیتے ہو تم اتنا طول
ہمیں کچھ اف سے بڑھکر شب فرقت میری

یاد آئیگا نہ جب کوئی بشر میرے بعد
رو دو گے پیٹ کے سر آٹھ پہر میرے بعد
سخت پچھتاؤ گے اے رشک قمر میرے بعد
ابھی کچھ قدر نہیں میری مگر میرے بعد
یاد آئیگی بہت تمکو محبت میری

گر میں دیوانہ ہوں تربت پہ مری بعد مرے
دیکھنا غیب سے سامان مہیا ہونگے
پوچھتا ہوں مگر ای جان میں آشنا تمسے
تم نہ آؤ گے تو کیا کوئی نہ پوچھیگا مجھے
خاک اڑانے کے لیے آئیگی وحشت میری

حال ہی سارے زمانے کا ہمیشہ یونہیں
عشق یار دشمنی کیوں ہوتے ہیں مانوس یہیں
اپنے دل میں تو ذرا سوچو تم ای ماہ جبیں
مجھسے نفرت ہی تمہیں یہ تو بڑی بات نہیں
جانتا ہوں میں تمہیں واہ ری ہمت میری

ابر مژگاں ہی جدا تم سے زمیں گوہر بار
اشک خونیں کا لگا رہتا ہی ہر دم اک تار
پوچھتا ہوں میں ای حسرت دیدار رخ یار
ہو گئی آنکھیں تو مری وصل میں محو دیدار
اس گھڑی کونسا گھر ڈھونڈھیگی قوت میری

دھیان آتا تھا کبھی مجھکو کہ یہ اپنا ہی
کبھی کہتا تھا یہ میں اسکا فدا ہوا ہی
واقعی سچ ہی مگر ایسے کا بھروسا کیا ہی
غیر کے دل میں کبھی ظالم کبھی جا رہتا ہی
ہائے تم بھی نہیں کرتا ہی رفاقت میری

زندگی کی بھی تجھے اپنی توقع نہ رہا
کوئی صورت نظر آتی ہی نہیں ہی بچنے کی
جیسی اب درد جدائی سے ہی نوبت پہونچی
مرض عشق سے ایسا تو نہ تھا حال کبھی
جسطرح بگڑی ہی ہمان روز و دن طبیعت میری

امیر یا تو فرمانے بعد پڑھنے اس مخمس کے اپنی بیتابی اور بیقراری اور گریہ و زاری پر بہ تامل و غور نظر کرکے یہ مسدس پڑھنا شروع کیا مسدس

یاد ایام کہ کچھ دلکو کبھی درد نہ تھا
جامۂ تن پہ مرے پیرہن گرد نہ تھا
گرم آہیں یہ نہ تھیں لب پہ دم سرد نہ تھا
اشک سرخ آنکھ سے جاری نہ تھا رخ زرد نہ تھا
کام رکھتے نہ تھے ہرگز کسی خودکام سے ہم
رات دن زیست بسر کرتے تھے آرام سے ہم

دل کو جوں ماہی بے آب نہ بیتابی تھی
حسرت و یاس و غم و درد کی جا خالی تھی
نہ یہ وحشت نہ یہ رونا نہ یہ بیخوابی تھی
چمن طبع میں اک رونق و شادابی تھی
باغ عالم کی ہواؤں سے دل افسردہ نہ تھا
غنچۂ خاطر رنگین گل پژمردہ نہ تھا

کوئی روتا تھا تو کہتے تھے کہ یہ رونا کیسا
دل و دین ہوش و خرد عشق میں کھونا کیسا
غم کسے کہتے ہیں غم کھوکے ہونا کیسا
والہ و شیفتہ محبوب پہ ہونا کیسا
لوگ معشوق کے کیوں جور و ستم سہتے ہیں
عاشقی چیز ہی کیا عشق کسے کہتے ہیں

اب جو دیکھا تو یہ دیکھا کہ قیامت ہی عشق
قہر ہی ظلم ہی بیداد ہی آفت ہی عشق
ہمکو باعث صد طعن و ملامت ہی عشق
شعلۂ خرمن دین و دل و طاقت ہی عشق
آتش اژدری الفت سے نہ ہم تھے آگاہ
اک شرارے نے کیا خانۂ دل خاک سیاہ

راہ بتلاتے ہیں جو پیشرو ہی رہزن ہوکے
دوستی کیجیے جس سے وہی دشمن ہو جائے
لب پہ اب نالۂ جانسوز ہی یا شعلۂ آہ

جل گئے لیکن اسی آگ سے ہم تو واللہ
قیس کو اُسنے کیا ساکن صحراے جنون
اس فسون ساز نے مجھپر بھی کیا ہی افسون
ہی اک جان کے دشمن سے پڑا ہی پالا
آپکو دیدہ و دانستہ بلا مین ڈالا
پیچ مین لائی ہی آخر مجھے وہ زلف سیاہ
ہو گیا گھر بھی سیہ خانۂ زندان مجھے آہ
دیکھنی تھی نہ مجھے چاند سے وہ پیشانی
اُسکے ابرو کی نہ تلوار تھی ٹرھکر کھانی
چشم بیمار سے تھا اُسکی مناسب پرہیز
اُس سے جو آنکھ لڑی ہوے دشمن مجھے لازم تھی گریز
اگرچہ رخسار سے تھے اُس شوخ کے مہ سے نور
لب جان عشق کی لاتے نہ زبان پر مذکور
مین تو اندھون کیطرح چاہ زنخدان مین گرا
دیکھتا گردن مینا سے بلورین کی صفا
دست رنگین کی نزاکت پہ ہوا کیون مائل
پیچ سے موے کمر کے ہی نکلنا مشکل
ہمیشہ بیمار سوا ہون مین اسطرح کوئی خوار نہو
اور بیماریان ہوئین پہ یہ آزار نہو
عمر بھر دام محبت سے نکلنا ہے محال
گلشن کو بھی جاؤن تو بہلنا معلوم
اسقدر سوز محبت نے دیا ہی مجھے داغ
روش غنچہ ہون دن تنگ نہین غمسے فراغ
گھر مین دن رات تڑپنے سے مجھے ہی سروکار
ہیقراری سے نہین ایک جگہ مجھکو قرار
کس طرح اس دل ناشاد کو اب شاد کرون
عشق نے ظلم کیا کس سے طلب داد کرون
بخت ناساز کا اتنا ہی گلہ لازم ہی
انکو دشنام ہی تو ہمکو دعا لازم ہی

ہی امان مانگی اسی سے گرہ تاری نے
کیسی شیرین اسی کے سر پہ ہی فرہاد کا خون
عشق کے رنج مین راحت کا انجام کہان
ہی جگر سینے مین پُر داغ بزنگ لالہ
گل سے بہلاتے دل اور دیکھتے سنبل کی بہار
کرتے کاش اسکے عوض تماشا غریبان نگاہ
موجب ہمرہی غیش دل پہ تبسم تھی
تھی اگر عشق کی قسمت مین بلا پیش آنی
خار خار غم ہجران کا ستم سہنا تھا
یہ نہ سمجھے کہ ہی سفاک وہ ترک خونریز
دیدۂ نرگس بستان پہ نظر کرنی تھی
چاک دل کرتا تھا مانند کتان عقل سے دور
ہنسی آلودہ نہ ان دانتون پہ ہم مرتے کاش
ڈوب مرتا جو کنوئین مین تو بہت بہتر تھا
گو کہ تھا رشک قمر سوز صفائے سینہ
ملتا ہون دست تاسف کہ گیا ہاتھ سے دل
کام ساقی دکھلا پائے نہ کچھ تھا مجھکو
اس بلا مین کوئی انسان گرفتار نہو
دن جو گذرا تو یہ دھڑکا ہی کہ شب آئی ہی
ایسے دریا مین ڈوبا کہ ابھرنا معلوم
ہوش بلبل کی طرح بھی نالو نسے مین کھو دیتا ہون
مثل آتشکدہ آئی ہی نظر صورت باغ
مثل شبنم کبھی گلبن کے تلے روتا ہون
ہمدم و دوست ہی کوئی نہ کوئی مونس و یار
گھر سے گاہ نکل جاتا ہون صحرا کی طرف
کیونکر اس خانۂ ویران کو مین آباد کرون
آپ رسوا تو ہوے اور کسے رسوا کیجیے
کہا دشمن کو بھی دشمن ہی کیا لازم ہی
کشور حسن بتان جبتک آباد رہے

لاکھون گھر پھونک دیے ہین اسی چنگاری نے
عشق دانتو کو کیا تھا عذرا کا مفتون
اب تڑپتا ہی دل آرام کو آرام کہان
دل آغشتہ بخون آتا ہی تا لب نالہ
دھیان کرتا تماشے کہ سیر گل کی بہار
ستیاناس کی بات بدتر ہی مرا دل واللہ
زلف جانان کے عوض مشک کی بو کیا کم تھی
آب شمشیر سے بہتر تھی شہادت پانی
برچھیان کھالی تھین اُن پلکو نسے بچ رہنا تھا
قتل مردم کو نگاہون کے ہین سو خنجر تیز
شوخی چشم غزالان پہ نظر کرنی تھی
مار کر ہمکو جلاتا تو بہی کب مقدور
نشتہ زار مین انجم پہ نظر کرتے کاش
اُسکی گردن کی صفائی پہ غضب دل پھسلا
دیکھنا آئینہ تھا مجھکو بجاے سینہ
لیلیٰ بحر جان ہی سے کرتے حاصل
کر دیا عشق نے پامال سرا پا مجھکو
جو مرض مجھکو ہی ایسا کوئی بیمار نہو
عشق کے نام سے اتنو مجھے تپ آتی ہی
اس بلندی سے گرا ہون کہ سنبھلنا معلوم
مسکراتا ہی اگر غنچہ تو رو دیتا ہون
نکہت گل بھی مجھے کرتی ہی آشفتہ دماغ
اور کبھی سرو کے لگ لگ کے گلے روتا ہون
کچھ عجب طرح بسر ہوتی ہی اب لیل و نہار
صورت سیل کبھی جاتا ہون دریا کی طرف
کون سنتا ہی کہان جاکے مین فریاد کرون
شکوہ دوست ہی جیتے تو بھلا کیا کیجیے
جور معشوقونکو عاشق کو وفا لازم ہی
وہ دعا کیجے کہ عالم مین بہت یاد رہے

بعد پڑھنے اس مسدس کے سوز محبت ملکہ مہر نگار نے دل ایسا جلایا کہ حمزہ صاحبقران کو فرش خواب پر
سلطق چین نہ آیا آخر بیتاب و بیقرار ہو کے بستر سے اُٹھے اور لباس شب روی پہنکر براے علاج درد دل

اپنے مسیحا کے مکان کی طرف یہ غزل پڑھ رو پڑتے ہوئے چلے

غزل

خندۂ گل نالۂ و شیون ہوا
ہم پر کیا احسان پیراہن ہوا
آب گریہ آگ پر روغن ہوا

ہوگیا صد چاک بے دست جنوں
ایک عالم ہے شہید تیغ ناز
گر نہیں تسلیم عشق شعلہ رو

اپنا دامن صبح کا دامن ہوا
آفت جان یار کا جوبن ہوا
سوز غم سے سینہ کیوں گلخن ہوا

ہے ترے ہاتھ سارہ گلشن ہوا
مثل طفل تیر تک گریاں ہی رہے
اور پھر کی رونے سے دل کی لگی

حمزۂ صاحبقران تو غزل پڑھتے ہوئے ایوان ملکۂ مہر نگار کی طرف جاتے ہیں لیکن اب حال ملکۂ مہر نگار و آراستگی بزم جانان کیا جاتا ہے راوی کہتا ہے کہ اُسی شب کو قتانہ نے ملکۂ مہر نگار سے بامید تشریف آوری حمزۂ صاحبقران دست بستہ عرض کیا کہ اسوقت دل میرا یہ چاہتا ہے کہ حضور کو مثل عروس کے بناؤں سرمہ چشم نرگس میں لگاؤں زلفیں جو سراسر پریشان ہیں شانے سے بناؤں ہاتھوں میں مہندی لگاؤں پوشاک نفیس و رنگین پہناؤں عطر سہاگ پیرہن حضور میں لگاؤں بزم عشرت آراستہ کروں ملکۂ مہر نگار نے بناز و ادا مسکرا کے فرمایا کہ اے قتانہ آج اسقدر میرے حال پر مہربانی کی کیا وجہ ہے کیوں میں لباس رنگین زیب تن کروں ہاتھوں میں مہندی کس واسطے ملون گیسوے عنبرین شانے سے کیوں سنواروں یہ سادی پوشاک تن سے کیوں اتاروں کیا مجھے اپنے تئین کسی کو دکھانا ہے یا کسی کو اپنے پاس بلانا ہے قتانہ نے ہنسکر عرض کیا کہ حضور پوشاک تو تبدیل کریں بناؤ سنگار تو کریں اگر حضور کسی کو نہ بلائینگی تو دیکھنے والے خود آکر حضور کا جمال جہان آرا دیکھینگے باعث ہماری مسرت کا ہوگا یہ کہکر قتانہ نے ملکۂ مہر نگار کو آرائش و زیور و لباس رنگین سے اس طرح آراستہ کیا کہ آئینہ حسن و صورت ملکۂ مہر نگار دیکھ کے حیران ہوا اور ماہ درخشان بھی روے پر نور ملکۂ مہر نگار کو دیکھ کے متعجب ہوا جب قتانہ کو آرائش و زیب ملکۂ مہر نگار سے فرصت ہوئی اُسوقت بعنوان شایستہ انواع و اقسام کے تکلفات سے اور جام و شیشۂ مے سے ایسا بزم کو آراستہ کیا کہ بزم جمشیدی بھی آگے اُس بزم کے کچھ حقیقت نہ رکھتی تھی جب قتانہ بزم کو بخوبی آراستہ کر چکی اُسوقت قتانہ نے سوا زہرۂ مصری کے کسی کو پاس ملکۂ مہر نگار کے بیٹھنے نہ دیا جب سب شاہزادیاں چلی گئیں اُسوقت قتانہ ملکۂ مہر نگار سے عرض کرنے لگی کہ اے ملکۂ عالم اگر آجکی شب حمزۂ صاحبقران حضور کے عشق میں بیقرار ہو کے یہان آئیں تو انکو اپنے پاس بٹھایئے گا جام شراب اپنے ہاتھ سے پلایئے گا حال درد دل انکا سنیئے گا اپنی دل کی کیفیت بیان فرمایئے گا شرم و حجاب زیادہ نہ کیجیے گا چپکی بیٹھی نہ رہیے گا دوپٹہ سے رخ انور نہ چھپایئے گا روے زیبا انہیں دکھایئے گا لطف ہمکلامی و ہمنشینی خوب اٹھایئے گا دیکھیے گا حضور اپنے عاشق صادق سے بے اعتنائی نہ کیجیے گا ملکۂ مہر نگار نے گفتگوے قتانہ سنکے بناز و ادا اس طرح بظاہر انکار کیا کہ میں تو اُن سے بات بھی نہ کرونگی نہ انکے سامنے بیٹھونگی مجھے اُن سے کیا مطلب اگر وہ یہان آئینگے تو توہی اپنے پاس اپنے پہلو میں اُنکو بٹھانا اور توہی اپنے ہاتھ سے انکو شراب پلانا اور توہی باتیں اُنسے راز و نیاز کی کرنا وہ جسوقت یہان آئینگے میں فوراً چلی جاؤنگی اپنی صورت بھی انکو نہ دکھاؤنگی مجھے اُنکے پاس شرم سے بیٹھا نہ جایئگا قتانہ نے عرض کیا کہ اے ملکۂ عالم کہیں ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا یہان سے اٹھکر چلی نہ جایئے گا اپنے عاشق کو اپنی بے اعتنائی سے صدمہ نہ دیجیے گا آپ کو اُنکے پہلو میں بیٹھنا مبارک ہو مجھکو کچھ اُنسے الفت نہیں ہے وہ میرے عاشق نہیں ہیں میں جسطرح حضور کی تابعدار ہوں اُسی طرح انکی بھی فرمانبردار ہوں وہ آپ کے عاشق ہیں آپ کو اُنسے الفت ہے اُنکے پہلو میں بیٹھنا آپ کو مناسب ہے ملکۂ مہر نگار نے فرمایا اے قتانہ اگر وہ یہان آئینگے تو میں تجھسے ابھی سے کہے دیتی ہوں شعر بھی مجھکو تو شرم آئیگی بات بھی ہمسے کی نہ جایئگی

فتانہ نے عرض کیا آپ میری خاطر سے ایسی باتین کیجیے گا خاموش بیٹھی نہ رہیے گا حضور کا مجھپر احسان ہوگا ورنہ مجکو رنج ہوگا
ملکہ نے کہا ای فتانہ مجکو تیرا رنجیدہ ہونا منظور نہین خیر اگر یہی خوشی ہی تو مین بھی رہونگی اور اگر مجھسے بات کیجا ئیگی تو دلسے
ہمسخن بھی ہونگی جب یہ باتین فیمابین ملکہ مہرنگار اور فتانہ کے ہوچکین ملکہ مہرنگار حمزہ صاحبقران کا انتظار
کرنے لگی اور جانب دیوار محل دیکھکر یہ شعر پڑھنے لگی شعر شکل اپنی ہمکو دکھلاؤ خدا کے واسطے ✣ جان جاتی ہی آؤ
خدا کے واسطے ✣ کبھی یہ شعر پڑھتی تھی شعر آؤ باہم شوق دار مان دیکھ لین ✣ تم ہمین ہم تمکو ایجان دیکھ لین ✣
کبھی سوے بام ایوان دیکھ کے اور آہ سرد کر کے مخاطب اپنے قلب و جگر سے ہوکے یہ شعر پڑھتی تھی شعر
تڑپتے ہو عبث بیتاب ہو بیکار فرقت مین ✣ نہ اب تشریف وہ لائینگے ای قلب و جگر سنلو ✣ کبھی خیال
حمزہ صاحبقران مین یہ شعر پڑھتی تھی شعر تمھارے شوق سے خالی نہین ہی دل میرا ✣ ہوس ہی بوسون کی
بھی وصل کی ہوا بھی ہی ✣ کبھی حسرت دیدار حمزہ صاحبقران مین یہ شعر پڑھتی تھی شعر دکھلا مین آپ اگر رخ
پرنور اک نظر ✣ آگاہ ہم بھی ہون شرف آفتاب سے ✣ کبھی افسوس کر کے یہ شعر کہتی تھی شعر دل مین ارمانون کے
مرنے سے جگر ہی داغدار ✣ بنگئی قبرین ہین گنج شہیدان کے قریب ✣ کبھی جانب بام محل نظر کر کے یہ شعر پڑھتی تھی
شعر جلوہ گر ہون بام پر گر وہ تو دیکھین اک نظر ✣ حسرت دیدار ہی ہو تمکو بھی ہر کی ارب ✣ کبھی درد دل سے
بیتاب ہوکر یہ شعر پڑھتی تھی شعر ہو محو نہ دم ہی ہجر کی تلخی سے ای مسیح ✣ انتھیلاوے وصل کی قند و الذیذ
کبھی بیتاب و بیقرار ہو کر یہ اشعار آبدار اپنی زبان پر جاری کرتی تھی اشعار

شمع ہی تو ای ستمگر دل مرا پروانہ ہی
ہی وہ گلشن داغہاے یاس سے سینہ مرا
نقد جان ہی اسکی قیمت نقد دل بیعانہ ہی

رات دن جو ہی تصور گیسوے شبرنگ کا
مرہم زنگار جس مین سبزہ بیگانہ ہی

رنج اٹھا کر بھاگتا ہی پھر بلا لیتا ہی شوق
پنجۂ خورشید بھی اک آئینہ ہی شانہ ہی
سپر سے یوسف کی خریداری عزیز و بہال

یہ اشعار ملکہ مہرنگار پڑھکر اشکبار ہوئی ملکہ زہرہ مصری نے عرض
کیا ای ملکۂ عالم اسقدر گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری ہجر حمزہ صاحبقران ذیشان مین نہ کیجیے براے فرحت
دل ایک جام بادۂ گلگون پیجیے ملکۂ مہرنگار نے اشکبار ہوکر یہ قطعہ پڑھا قطعہ تب میکشی کا لطف ہی ہو
رات چاندنی ✣ اور رنگ روے ساقی مست شباب سرخ ✣ ابر سیہ چمن مین ہو چھایا کہین ہون گل ✣ پیش
نظر ہو سبزہ قدح مین شراب سرخ ✣ بعد پڑھنے اس قطعہ کے ملکہ مہرنگار نے بصد حسرت و یاس سے
یہ شعر پڑھا شعر ہجر مین یار نے پوچھا نہ اجل نے ہمکو ✣ نہ اسے یاد رہے ہم نہ اسے یاد رہے ✣ فتانہ نے
عرض کیا ای ملکۂ عالم جہانتک ہوسکے گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری نہ کیجیے دل کو بہلائیے آتش عشق سے
سینہ نہ جلائیے ہرچند کہ یہ عشق وہ بری بلا ہی کہ دشمن بھی اس بلا مین مبتلا نہو کوئی دانا اسکے دام مین گرفتار
نہو لیکن انسان کو لازم ہی کہ اس مرض مین مبتلا ہو تو اس سے پرہیز کرے ہمیشہ عشق کی راہ سے گریز کرے یہ وہ
سوزنی ہی کہ اسکا کانٹا ہوا الم بخشتا ہی یہ وہ قہر کا دریا ہی کہ اسکا شناور ساحل زندگی پر کمتر پہونچتا ہی اور یہ وہ زہر ہی
کہ ایک قطرہ جسکا دل و جگر کو پاش پاش کر دیتا ہی یہ وہ ظالم ہی کہ اسکو جوانون اور حسینون پر زرا رحم نہین آتا ہی
صدہا خوبرو جوانان کو اسی جفاجو نے بظلم و ستم ہلاک کیا ہی ہزارہا نازنینان غنچہ دہن اور گلبدن کو اسی
ستمگر نے پیوند خاک کیا ہی فی الحال حضور پر بھی حضرت عشق کی عنایت ہوئی ہی دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی مسدس

مرا اک شعلۂ ضبط سے گھبراتا ہون
ہاے کیا آگ لگی ہی کہ جلا جاتا ہون

آتش عشق کی گرمی سے پگھلا جاتا ہون
سرد ہوتی نہین اپنے دل زار کی آگ

سوزش داغ کی مین تاب نہین لاتا ہون
پھونکتی ہی عشق نے کس شعلۂ خسار کی آگ

ظلمت دل کو کیا عشق نے جب نور نے کم
سینے آتے ہیں جوانی کے عجب پیچ میں ہم
خلق میں سب کے لیے عشق کا دین زیبا ہے
عشق کا نام اگر خاطر پہ نگین زیبا ہے
حسن اور عشق نہ ہوتے جو عیان دنیا میں
دیکھتے لطف نہ کچھ پیر و جوان دنیا میں
عشق اپنی نہ اگر جلوہ گری دکھلاتا
پردہ چشم نہ اشکون سے تری دکھلاتا
دل مجنون کو اگر عشق کا آتا نہ پیام
کبھی شیرین کی جدائی میں نہ ہوتا وہ تمام
گر دیا عشق دلون میں نہ اگر کر لی راہ
ماہ کنعان کی زلیخا کو نہ ہوتی کچھ چاہ
کشش شوق ہے اس عشق کی عالم سے جدا
سو جگہ اسنے دل سنگ کو بھی موم کیا
کس مصیبت میں گرفتار ہے جان غمگین
ایک ہے جان سو ان دونون سے بچنے کی نہیں
حسن اور عشق کی نسبت میں کرون کیا گفتار
ایک سے دونون نے جگر پھونکے ہیں بے حد و شمار
انکی خلقت میں قیامت کی شرر خیزی ہے
ساتھ انکے ہر آتش کی عرق ریزی ہے
حسن اور عشق یہ ہیں دست و گریبان دونون
پھونکتے ہیں یہی آتش پنہان دونون
حسن ہے باغ تو یہ عشق ہے اس میں گلچین
لالہ ہے کوئی خوش آئندہ کوئی ہے نسرین
جسکو سب کہتے ہیں دنیا میں خزان اور بہار
یونہیں گلفام نکہ ہیں گرد ہزارون اغیار
یاالہی رہے سرسبز ہمیشہ یہ چمن
رنگ گل وہ ہیں کہ پھولون سے بھی نازک ہیں بدن
تیری قدرت کے تماشے ہیں یہ اے رب کریم
ایسا عشق ہے سو رنگ سے ہر دل میں مقیم
سینے اسکو دیکھی جسکو کہ ہے فہم و ذکا

صاف آئینہ کی صورت نظر آیا عالم
حسن دکھلانے لگا اپنے تماشے پیہم

دل کا پہلے نظر آتا تھا عجب اک مشکل
کھل گیا اب کہ الجھی ہے سلجھن مشکل
عشق میں کونسی یہان شان نہیں زیبا ہے
گر کہیں ہم خضر راہ یقین زیبا ہے

دولت عشق جو عالم میں فراوان ہو جائے
کیا عجب ہے کہ ہر اک مور سلیمان ہو جائے
ہوتے ظاہر نہ کبھی راز نہان دنیا میں
جی کے آرام کا ملتا نہ نشان دنیا میں

ہر بشر معتقم اس راہنما کو سمجھے
خلقت عشق سے بندے یہ خدا کو سمجھے
کبھی مہتاب نہ داغ جگری دکھلاتا
حسن گر شیشۂ دل میں نہ پری دکھلاتا

دل نہ یون شیفتہ زہرہ شمائل ہوتے
نہ فرشتے بھی غریق چہ بابل ہوتے
کبھی بھولے سے بھی لیتا نہ وہ لیلی کا نام
دل فرہاد میں کرتا نہ اگر عشق مقام

سبکو عالم میں عجب عشق کی سرکار ملی
گر ملا یار تمنا سے دل زار ملی
شمع پر کرتا نہ پروانہ بھی جلنے کی نگاہ
مجھکو گل پر دل بلبل یہ نہ ہوتا واللہ

عشق گر چاند کی صورت نہ عیان ہو جاتا
جلوہ ماہ سے کیون چاک کتان ہو جاتا
جذب ہر شے میں کیا حق نے اسی سے پیدا
آشکارا ہے اسی سے کشش کاہ ربا

گل اسی سے کسی جی کو نہیں وہ آفت ہے
چھوڑتا عشق کسی کو نہیں وہ آفت ہے
کسی صورت نہیں ہوتی اسے دم بھر تسکین
حسن اور عشق سے بھی دشمن جان ہونگے کہین

کر رہے ہیں دل نالان میں یہ آفت برپا
صحبت شعلہ و خس سے ہے قیامت برپا
حسن خلقت میں اگر نور ہے تو عشق ہے نار
گرم ان دونو کی گرمی کا ہے بہت بازار

شعلہ انگیز ہیں یہ شعبدہ پرداز ہیں یہ
خرمن صبر کو برق شرر انداز ہیں یہ
انکی آتش میں ہر اک دل کی بڑی تیزی ہے
ہر جگہ انکی نئی اک شرر انگیزی ہے

کچھ عجب ڈھنگ کی گرمی یہ دکھا دیتے ہیں
جگر و دل یہی بے آگ جلا دیتے ہیں
ہر جگہ ہیں یہ نئے سلسلہ جنبان دونون
فتنہ پرداز ہیں غارت گر ایمان دونون

ڈھنگ بے ڈھنگ زمانے میں عجب ہوتے ہیں
ایسے نیرنگ زمانے میں عجب ہوتے ہیں
گل کے مانند شگفتہ ہیں ہزارون ہی حسین
ہے تماشا کہ ہر طرح ہے سب کی تزئین

رنگ سو طرح کے ہیں وضع ہزار انکی ہے
چشم بد دور کہ کیا خوب بہار انکی ہے
ہے اور جلوہ ہے دہ اس میں نہیں خشک زنہار
جس روش پھولون کے ہیں ساتھ گلستان میں خار

باغ میں پھولون کے اقرار صبا صادق ہے
یان ہوائے نفس سرد دل عاشق ہے
حسن کا صرف خزان ہو نہ کبھی یہ گلشن
ہو کسی طرح سے دل تنگ نہ اک غنچہ دہن

شکل گل کوئی گل اندام نہ پژمردہ ہو
باد غم سے دل عشاق نہ افسردہ ہو
حسن اور عشق کی ہر جا پہ نئی ہے تقسیم
چشم خونبار کہیں ہے تو کہیں دل ہے دو نیم

نئی صورت کے سنے ہیں فسانے ہر جا
دل ہے تیر ملامت کے نشانے ہر جا
عشق کے واسطے دل سینۂ عاشق میں بنا
چشم سو واسطے ہے حسن کا دیکھے جلوا

اس لیے گوش ہین معشوق کی ناآے صدا	دست عاشق مین ابھی زلف کے سلجھانے کو	پانون مین کوچہ محبوب کے ملک جانے کو
عشق کو یہ نہ سمجھتے تھے ستم توڑیگا	نوجوانی مین یہ جیتا نہ ہمین چھوڑیگا	کب خبر تھی صفت آبلہ دل پھوڑیگا
جو ر یہ تفرقہ انداز بہت جوڑیگا	لکھ جا دل کو نئے دام مین الجھائیگا	چشم عاشق کو یہ پیچ یہ دل سے لائیگا
عشق وہ ہی کہ ہر اک دل مین جگہ اسکی ہی	کیمیا سے بھی سوا قدر ابھی اُس کی ہی	جان اس ظلم کے ناوک سے بچی کسکی ہی
مٹگیا اُسکا نشان تاک سے جسکی ہی	گھاٹ سے موت کے کیا پار اُتارا اُسنے	جیتے جی سیکڑون کو مار امار اسنے

پس ای ملکۂ مہرنگار یہ عشق خانہ خراب جان کا عذاب ہی اتنو مرغ دل آپ کا اسیر دام عشق ہو گیا ہی رہائی دام عشق سے بہت مشکل ہی لیکن انتہا ہر اس عشق کا انجام اچھا معلوم ہوتا ہی کیونکہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران آپ سے زیادہ آپ کے عشق مین بیتاب و بیقرار ہونگے اور نہایت ہی گریان اور اشکبار ہونگے ہر ایک دم اُنکو آپ ہی کا خیال ہوگا آپ کی ہی جدائی کا رنج و ملال ہوگا دل اُنکا ہجر مین آپ کے بیقرار ہوگا دیدۂ پُرنم اشکبار ہوگا حال اُنکا آپ کے فراق مین تباہ ہوگا روز روشن اُنکی نظر مین تاریک و سیاہ ہوگا بلکہ خواب پر اُنکو کسی پہلو قرار نہ آتا ہوگا عجب نہین کہ وہ یہ شعر پڑھتے ہون شعر درد قلب و جگر سے ہون مین بیتاب چین آتا نہین کسی کروٹ ای ملکۂ عالم مجکو یہ یقین ہی کہ آپ کی جدائی مین جب کوئی اُنکے روبرو آب و طعام لاتا ہوگا اور کہتا ہوگا کہ یہ طعام گرم کھالیے اور یہ آب سرد پیجیے تو وہ اشکبار و بیقرار ہوکے اور اُس سے منھ پھیر کے اور اکل و شرب پر توجہ نکرکے یہ شعر پڑھتے ہونگے شعر دانہ ہاے اشک اور خون جگر فرقت کی شب ہی یہی آب و غذاے عاشق جانباز ہی اور جسوقت وہ آپ کی تصور مین روتے ہونگے ضرور یہ شعر پڑھتے ہونگے شعر بھر آے دل تمہارا ابھی مجھے روتے اگر دیکھو کلیجہ تھام لو آہین جو میری ای ستمگر سنلو اور جب آپ کی فرقت مین آہین گرم کرتے ہونگے تو یقیناً یہ شعر زبان پر جاری کرتے ہونگے شعر جیا دنیا سے اٹھ گیا فرقت میں دل اجڑا پژمردہ اس ہوا سے کہین یہ کلی نہو اے ملکۂ عالم اُنکو آپ کے جدائی مین رات کو ذرا بھی نیند نہ آتی ہوگی تمام شب گریہ و زاری اور اختر شماری مین بسر ہوتی ہوگی دن کو بھی کسی طرح مسرور اور شاد نہ ہوتے ہونگے طبیعت مثل زلف بتان پریشان رہتی ہوگی عقل صورت آئینہ حیران رہتی ہوگی حواس درست نہ رہتے ہونگے صدمہ آپ کی جدائی کا دل پر سہتے ہونگے حضور کے عشق مین اُنکو جنون ہو گیا ہوگا سر پا کا ہوش نہوگا گریبان تا دامن چاک ہوگا دیوانون کی طرح باتین کرتے ہونگے سودائیون کے مانند پھرا کرتے ہونگے اگر کوئی اُنکی یہ کیفیت دیکھتا ہوگا اور کہتا ہوگا کہ شغل میکشی کیجیے ذرا دل بہلایے شراب پیجیے تو کیا عجب ہی کہ وہ اُسوقت یہ شعر پڑھتے ہونگے شعر ہون کیا شریک دورہ مے بحر یار مین خون جگر ہی خون جگر ہی کچھ نشہ ذات نہین ای ملکۂ عالم غرض میری اس تقریر سے یہ ہی کہ حضور آپ معشوق یکتا ہین ہر چند کہ صورت آپ پر مائل ہین لیکن وہ آپ کے عاشق ہین اور عاشق کو بغیر وصل معشوق کے کسی طرح چین اور قرار ایک دم بھی نہین آتا ہی پس وہ ضرور بالضرور نالان و گریان با حال پریشان بزم حضور مین آئینگے اور طالب وصل ہونگے تمناے دل حضور ضرور بر آئیگی جب اس طرح فتانہ نے ملکۂ مہرنگار کو سمجھایا اُسوقت ملکۂ مہرنگار کی نالہ و بیقراری اور گریہ و زاری کم ہوئی اور جانب بام بہ نگاہ حسرت دیکھنے لگی جب حمزۂ صاحبقران مضطر و گریان اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے باغ مراد مین پہونچے فوراً کمند دیوار محل پر ڈال کر بذریعہ کمند دیوار محل پر آئے پھر دیوار سے کوٹھے پر آکے جو زیر بام یہ شوق تمام نظر کی

دیکھا کہ ایوان شایستہ و بطرز شاہانہ بزم آراستہ ہی فرش نفیس بچھا ہوا ہی گلدستہ ہاے رنگا رنگ جابجا قرینہ سے رکھے
ہین اسباب بیکشی بھی موجود ہی جھاڑ اور کنول اور حردنگ وغیرہ اسقدر روشن ہین کہ کثرت روشنی سے بزم پُر نور ہی
دو نازنین قریب ملکہ مہر نگار بصد ادب بیٹھی ہین اور ملکہ مہر نگار بناؤ سنگار کیے ہوے اور لباس رنگین
نہایت نفیس و نادر پُر زر پہنے ہوے تخت جواہر نگار پر بہزار ناز و ادا بیٹھی ہی حسن عابد کش اور زاہد فریب ہی
لباس سرخ جو زیب تن ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ آفتاب تابان شفق مین جلوہ گر ہی حمزۂ صاحبقران نے
حسن روے ملکہ مہر نگار پر نظر کر کے ایک آہ کی اور بے اختیار زمین پر گر کے بصد فغان یہ اشعار پڑھے اشعار
جز فغان اور منھ سے کیا نکلے + مثل نی درد آشنا ہون مین + اٹھ رہونگا اجل جب آئیگی
اسکے در پر تھپے پڑا ہون مین + چونکہ ملکہ مہر نگار جانب بام دیکھ رہی تھی اب صداے گریہ سنکے یہ
خیال کرنے لگی کہ یقیناً حمزۂ صاحبقران بام پر آئے ہین میرے عشق مین رو رہے ہین یہ خیال کر کے
اور مسکرا کے فتانہ سے کہنے لگی کہ اے فتانہ ذرا دیکھ تو بام پر کون نوحہ گر ہی اور یہ کس دل ریش کی صداے
گریہ ہی کہ جسکے سننے سے میرا دل بیتاب و بیقرار ہو گیا ہی فتانہ یہ تقریر ملکہ مہر نگار کی سنکے مسکراتی ہوئی
اٹھی اور صحن ایوان مین کھڑے ہو کر بشوخی و شرارت حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر آہستہ سے اسطرح
پوچھنے لگی کہ آپ کون صاحب ہین کہان سے تشریف لائے ہین یہان کیون آئے ہین آپ کا یہان
کیا کام ہی فرمایئے آپکا کیا نام ہی باعث گریہ و زاری اور سبب بیتابی و بیقراری کیا ہی کس کی جستجو ہی
کس سے ملنے کی آرزو ہی یہ ایوان شہنشاہ نوشیروان ہی واقف اس سے ہر ایک خرد و کلان ہی
آپ محل شہنشاہ مین دلیرانہ چلے آے کچھ خوف اپنے دل مین نہ لائے اگر آپ کو کسی سرکش اور جفا جو
نے ستایا ہی تو شہنشاہ نوشیروان سے صبح کو جا کر فریاد کیجیے گا شہنشاہ نہایت عادل و منصف
ہین آپ کی داد کو پہونچینگے یہان آپ کا تشریف لانا اور فریاد کرنا بیکار ہوا یہان کوئی آپ کی فریاد
نہ سنیگا پس بہتر یہ ہی کہ یہانسے تشریف لیجایے رات کا وقت ہی باغ مراد کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھایے
حمزۂ صاحبقران نے اٹھ کے فرمایا کہ اے نازنین مین ایک بندۂ خدا ہون خاص و عام مجھکو حمزۂ صاحبقران
کہتے ہین میرے لشکر کے سرہنگ نامی کل گرفتار ہو گئے تھے آج مین انکو رہا کرنے کو آیا ہون اس
ایوان مین انھین کو دیکھ رہا تھا اور تلاش انکی کر رہا تھا ناگاہ تم نیچے سے آئین اکثر باتین تمنے مجھکو
شوخی و شرارت سے سنائین معلوم ہوا کہ تم بڑی چرب زبان ہو اور کسی کی بھیجی ہوئی اور گھبرائی ہوئی
آئی ہو فتانہ یہ تقریر حمزۂ صاحبقران کی سنکے اور کچھ سمجھ کے جھیپ گئی اور پھر حمزۂ صاحبقران سے
یہ کہنے لگی کہ اگر آپ کو عیار کی جستجو ہی تو یہان آئیے ہم آپ کو صورت عیار کی دکھا دینگے حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا کہ مین نے اپنے عیار کو خود دیکھ لیا ہی اب تم کیا دکھاؤگی فتانہ نے کہا جس عیار کو آپ نے
دیکھا ہی یہ عیار وہ عیار ہی کہ اسکی کمند گیسو مین گرفتار ہو کے رہا ہونا مشکل ہی یہ وہ ہوشیار اور چالاک
عیار ہی کہ عاقل بھی اسکے سامنے ایک نادان اور بیوقوف ہی اور یہ وہ عیار بے نظیر ہی کہ اسکے حسن کو
دیکھ کے انسان بیہوش ہو جاتا ہی اور یہ وہ عیار طرار ہی کہ اسکے خنجر ابرو کے اشارے سے دل انسان کا
مجروح ہو جاتا ہی اور حال رنگ و روغن اس عیار کے چہرے سے آشکار ہی فتانہ یہ تقریر کر کے بام ایوان
سے حمزۂ صاحبقران کو لیکر چلی اثناے راہ مین حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگی کہ اے حمزۂ صاحبقران

آپ کو معلوم ہو کہ جب مین نے آپ کی تعریف ملکہ مہرنگار سے بہت کی ہی اور منت اور خوشامد بھی کی ہی اُسوقت
ملکہ مہرنگار آپ کے بلا لینے اور پاس بیٹھنے پر راضی ہوئی ہی اگر آپ انصاف کیجیے تو مین نے کار نمایان کیا ہی
مین مستحق انعام کثیر ہون حمزۂ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا کہ ای فتانہ فی الحقیقت تمنے ایسی خبر سنائی ہی کہ
مجھ بیجان مین جان آئی ہی تمنے بڑا کام کیا ہمارا دل تمسے نہایت خوش ہوا جو تم کہو وہ ہم تمکو دین تمنے ہمین خوش
کیا ہی ہم تمکو شاد کرین جو آرزو تمہاری ہو وہ بر لائین غرض حمزۂ صاحبقران اسی طرح سے فتانہ سے بخوشی
باتین کرتے ہوئے قریب ملکہ مہرنگار پہونچے ملکہ مہرنگار حمزۂ صاحبقران کو دور سے دیکھکر نہایت مسرور
ہوئی چونکہ تعظیم حمزۂ صاحبقران کی کرنا ملکہ مہرنگار کو منظور ہوئی اسوجہ سے یہ بہانہ شرم و حیا تخت سے
اُٹھی اور منھ چھپا کر تخت سے اُترکر ایک حجرہ کی طرف واسطے پوشیدہ ہونے کے چلی اتنی دیر مین فتانہ
قریب ملکہ مہرنگار پہونچ گئی اور ملکہ مہرنگار کو سمجھا کر جو مسند کہ قبل سے بچھا رکھی تھی وہان بٹھایا اور
حمزۂ صاحبقران کو بھی پہلوے ملکہ مہرنگار اُسی مسند پر بٹھایا راوی کہتا ہی کہ جب عاشق و معشوق
اور طالب و مطلوب دونون ایک مسند پر بیٹھے اُسوقت ایک برج مین دو اختر تابان و درخشان یا مہر و ماہ
دیکھنے والون کو نظر آتے تھے شعر یکی شمس آفاق نور و جلال ﴿ یکی شمسۂ بارگاہ جمال ﴿ اُسوقت طالب و
مطلوب کی خوشی و خرمی کا حال کیا بیان کیا جاے ہر ایک کا غنچۂ دل کثرت مسرت سے شگفتہ تھا ایک دوسرے
کا محو دیدار تھا ہر ایک کے دل بیتاب کو قرار تھا ملکہ مہرنگار دزدیدہ نظر سے بار بار رخ حمزۂ صاحبقران کو
دیکھتی تھی کبھی ناز و ادا سے منھ دوپٹہ سے چھپالی تھی لاکھ ضبط کرتی تھی مگر بے اختیار ہنسے دیتی تھی کبھی پہلوے
حمزۂ صاحبقران سے بوجہ شرم و حیا کے سرکتی تھی گاہ حسرت ہم آغوشی سے پہلو بہ پہلوے حمزۂ صاحبقران
سے ہٹتی تھی کبھی دوپٹہ سے اپنے سینہ کو حمزۂ صاحبقران کو نامحرم خیال کرکے چھپاتی تھی دست و پا کانپے
جاتے تھے پسینے مین تن نازک سراپا تر تھا مثل ہلال سر جھکاے بیٹھی تھی حمزۂ صاحبقران بھی ہمنشینی ملکہ
مہرنگار سے نہایت خوش تھے آثار مسرت چہرے سے عیان تھے اُسوقت حمزۂ صاحبقران کا دل یہی چاہتا تھا
کہ ملکہ مہرنگار کے رخسار رنگین کے بوسے لیجیے اور آغوش مین کھینچکر مدعاے دل حاصل کیجیے جب فتانہ نے
دیکھا کہ عاشق و معشوق ایسے باہم محو دیدار ہین گویا انکو ہوش نہین ہی اور ساکت و صامت بیٹھے ہین کچھ باتین
راز و نیاز کی باہم نہین کرتے ہین یہ رنگ فتانہ دیکھکر اُٹھی اور جام و شیشہ لائی اور روبروے ملکہ مہرنگار
رکھکر دست بستہ عرض کرنے لگی کہ ای ملکۂ عالم حیا و غیرت ہوچکی اب جام شراب اپنے ہاتھ سے حمزۂ صاحبقران کو
پلایے شرم سے جھجکی نہ جایے ہنسیے کچھ باتین کیجیے اپنے مہمان کی خاطر کیجیے انکے دل کو خوش کیجیے آپ ہی کے
اشتیاق مین یہانتک آے ہین انکی خاطر شکنی کرنا آپ کو مناسب نہین ہی آجکی صحبت غنیمت ہی شعر
غنیمت جان یہ مل بیٹھنا آپس مین ای نادان ﴿ دگرگون حال ہوجاتا ہی اک دم مین زمانے کا ﴿ جسوقت
یہ تقریر فتانہ نے کی اُسوقت ملکہ مہرنگار نے بموجب کہنے فتانہ کے بہ ہزار ناز و ادا اپنے دست رنگین و نازک سے
جام بلورین مین شراب بھری اور کثرت شرم و حیا سے منھ چھپا کر اور جام اٹھاکر ہاتھ طرف حمزۂ صاحبقران
کے بڑھایا فتانہ نے مسکرا کر حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا لیجیے حضور مبارک ہو کہ ملکۂ عالم اپنے ہاتھ سے
آپ کو جام بادۂ ناب دیتی ہین حقیقت تو یہ ہی کہ عاشق نوازی کرتی ہین ورنہ ملکۂ عالم کبھی جام شراب اپنے
ہاتھ سے نہ دیتین ہر چند فتانہ نے حمزۂ صاحبقران سے جام شراب کے پینے کو کہا اور ملکہ مہرنگار نے

جام شراب سے بھر کر واسطے جام دینے کے ہاتھ بڑھایا لیکن حمزۂ صاحبقران نے شراب نہ پی اُسوقت فتانہ نے متحیر اور متعجب ہو کے حمزۂ صاحبقران سے پوچھا کہ کیا سبب ہی جو آپ اسے گلگون نہین پیتے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے فتانہ آگاہ ہو کہ مین مسلمان ہون اور تم مسلمان نہین ہو اسوجہ سے مین شراب نہین پیتا ہون جسوقت یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی ملکہ مہر نگار نے سنی فوراً فتانہ کو اپنے عنقریب سے اشارے سے بلا کر نہایت آہستہ سے کہا کہ اے فتانہ ذرا انسے یہ تو پوچھ کہ تمھارا خدا کون ہی کیا ہمارے خدا سے جسکی ہم پرستش کرتے ہین انکا خدا کوئی اور ہی فتانہ نے بموجب فرمانے ملکہ مہر نگار کے حمزۂ صاحبقران سے یہ عرض کیا کہ حضور ملکۂ عالم آپ سے یہ کہتی ہین کہ ہمارے خدا سے کیا آپ کا خدا علیحدہ ہی حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارا خدا وہ ہی جسکی ثنا مین یہ چند اشعار ہین

اشعار

ہمہ خورشید و سایہ کو فلک دار
عدم سے عالم ہستی مین لایا
کیا پیدا انشان ہر بے نشان کا
بنایا گلشن ویرانہ کسی کو
دکھائے جلوہ اُسے حسن خوبان
تماشا مین صورتین کیا کیا بنا کے

بنایا جسنے کن سے دو جہان کو
سکھایا بے قدم انداز رفتار
جہان مین اہل بینش کے عجب کو
دکھایا رنگ نیرنگ جہان کا
کسی کو عشق کی لذت عطا کی
بنایا صورت آئینہ حیران
نہ غافل ہی نہ ہی فرزانہ باقی

کیا پیدا زمین و آسمان کو
بلند و پست سب اُسنے بنایا
دھال و بحر بخشا روز و شب کو
دیا سامان شاہانہ کسی کو
ہزار نہی رہی اندوہنا کی
چھپائے سیکڑون جلوے دکھا کے
فقط عالم مین ہی افسانہ باقی

اے فتانہ آگاہ ہو کہ مخلوقات خدا سے آگ بھی ہی اسکی پرستش کرنا نامردا ہی سراسر کفر ہی اگر بہ نظر غور و تامل تم دیکھو تو آگ ایک بے ثبات ہی پانی آگ کو بجھا دیتا ہی تمھارا یہ کیسا خدا ہی کہ اپنے ایک مخلوق سے مغلوب ہو جاتا ہی بلکہ معدوم ہو جاتا ہی پس تمکو اگر خوشی ہماری مد نظر ہی تو دین اسلام اختیار کرو خالق کون و مکان کو اپنا خدا جانو اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اپنا پیمبر جانو کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جسوقت تم اور تمھاری ملکہ مسلمان ہونگی ہم اُسوقت شراب پئینگے بغیر اسکے کسی طرح شراب نہ پئینگے راوی کہتا ہی کہ حمزۂ صاحبقران نے جب اس طرح توحید پروردگار روبروے ملکہ مہر نگار بیان کی اول تو ملکہ مہر نگار نے یہ خیال کیا نہ بتنگ آتش لائق پرستش نہین ہی دوسرے یہ کہ اگر مین دین اسلام اختیار نہین کرتی ہون تو حمزۂ صاحبقران کو رنج ہوگا اور میری مراد دلی یقیناً حاصل نہوگی یہ خیال کر کے ملکہ مہر نگار نے فتانہ سے آہستہ کہا کہ اے فتانہ انسے ذرا یہ تو پوچھ کہ اگر کوئی مسلمان ہو تو کیونکر مسلمان ہو فتانہ نے موافق ارشاد ملکہ مہر نگار کے حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا کہ ملکۂ عالم پوچھتی ہین کہ اگر کوئی مسلمان ہو تو کیونکر مسلمان ہو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ صدق دل سے کلمہ پڑھے پروردگار کی وحدانیت کا قائل ہو اُسکے پیغمبر کی نبوت کا اقرار کرے امر و نہی پر عمل کرے ملکہ نے فتانہ نے چپکے سے کہا تو انسے کہہ کہ تمھاری خوشی ہماری ملکہ کو مد نظر ہی اور رنجیدہ کرنا منظور نہین ہی اسوجہ سے مسلمان ہوتی ہین تم کلمہ پڑھاؤ طریق دین اسلام سے ہماری ملکہ کو آگاہ کرو فتانہ سے جو کچھ ملکہ مہر نگار نے فرمایا تھا حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا حمزۂ صاحبقران نے خوش ہو کر ملکہ کو کلمہ پڑھایا ملکہ مہر نگار صدق دل سے مسلمان ہوئی زنگ کفر جو آئینۂ دل پر اعتقاد و رہا نور اسلام سے دل روشن ہوا جب ملکہ مہر نگار کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کر چکی اُسوقت فتانہ اور ملکہ تمرہ مصری نے دین اسلام اختیار کیا اور یہ دونون بھی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئین جب فتانہ مسلمان ہوچکی

اُسوقت مُسکرا کر حمزۂ صاحبقران سے عرض کرنے لگی کہ اجی حضور جام پیجئے ارغوان پیجئے ملکۂ عالم نے حضور کی محبت مین
بہادین آبائی بھی ترک کیا ہم دونون نے ملکہ کی محبت مین دین اسلام اختیار کیا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تم اپنی ملکہ سے
کہو وہ جام شراب مجکو دین مین اب بیکسی سے انکار نہ کرونگا ملکہ نے یہ سنکے وہی جام شراب حمزۂ صاحبقران کو دیا
حمزۂ صاحبقران نے خوش ہوکر شراب پی پھر حمزۂ صاحبقران نے ساغر پُر کرکے اور ملکہ مہر نگار سے
مخاطب ہوکر فرمایا شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ✤ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ✤ ملکہ مہر نگار
نے بعد شرم و حیا اور ناز و ادا کے جام شراب دست حمزۂ صاحبقران سے لیکر پی لی پھر تو برابر دور
جام جیسے دمدمہ انجام ہونے لگا جسوقت حمزۂ صاحبقران کو نشہ ہوا اور ملکہ مہر نگار کو بھی نشہ ہوا پھر وہ
حجاب درمیان سے اٹھ گیا باتین باہم راز و نیاز کی ہونے لگین گلے اور شکوے ہونے لگے عاشق و معشوق
اپنے اپنے صدمات جو ہجر مین گذرے تھے زبان پر لائے جب زہرہ مصری اور فتانہ بزم سے ہٹ گئین
دست حمزۂ صاحبقران جانب سینۂ مہر نگار بے اختیار بڑھنے لگا غرض اسی طرح عنقریب صبح باہم طالب
و مطلوب لطف یکجائی اٹھایا کیے اور باتین راز و نیاز کی کیا کیے آخر حمزۂ صاحبقران نے ملکہ مہر نگار سے
فرمایا اب مین جاتا ہون تھوڑی رات باقی ہے اگر صبح ہو جائیگی تو یہ راز کسی نہ کسی پر ضرور افشا ہو جائیگا یہ فرماکر
حمزۂ صاحبقران اٹھے ملکہ مہر نگار کو جدائی حمزۂ صاحبقران کا صدمہ ہوا اشک آنکھون مین بھر آئے
لب آشنائے نالہ و آہ ہوئے خوشی وصل مبدل بہ صدمۂ ہجر ہوئی اُسوقت ملکہ مہر نگار نے رو کے کہا شعر
جاتے تو ہو پھر آؤگے یا اب نہ آؤگے ✤ کچھ کہتے جاؤ اس دل خانہ خراب سے ✤ حمزۂ صاحبقران نے ملکہ مہر نگار
سے فرمایا کہ پھر مین آؤنگا میرے دل کو بغیر آئے ہوئے قرار نہوگا یہ کہکر حمزۂ صاحبقران چلے فتانہ اور
زہرۂ مصری بام ایوان تک حمزۂ صاحبقران کے پہونچانے کو گئین جب حمزۂ صاحبقران بالائے بام
پہونچے وہانسے ملاحظہ کیا کہ عنقریب زیر دیوار ایوان نوشیروان ابوالفرح زنگی کا خیمہ ہے اور اُس خیمہ مین
وہ زشت خو مع چند اپنے رفقائے ترش رو کے بیٹھا ہے اور شراب پی رہا ہے اور سامنے اُسکے چوب خیمہ سے ابو شہاب
اور ابو سعید بندھے ہوئے کھڑے ہین ابوالفرح اُن عیارون سے پوچھ رہا ہے کہ بتاؤ تمھارے ساتھ تیسرا
کون شخص تھا ابو شہاب اور ابو سعید کہہ رہے ہین کہ ہمارے ساتھ اور کوئی نہ تھا فقط ہمین دونون باغ حرم
مین آئے تھے ابوالفرح برہم ہوکر عیارون کو کوڑے سے مار رہا ہے عیار مجبور و ناچار بندھے ہوے کوڑے
کھا رہے ہین حمزۂ صاحبقران یہ حال عیارونکا دیکھکر جلد تر بام ایوان سے باغ مین آگئے اور باغ سے نکلکر
قریب خیمۂ ابوالفرح زنگی پہونچکر نعرہ کیا کہ او بیحیا کیون عیارون کو مارتا ہے یہ کہکر قصد عیارون کے رہا کرنے کا
کیا ابوالفرح زنگی کو غصہ آیا اور تلوار کھینچکر اٹھا اور حمزۂ صاحبقران کے قریب پہونچکے سر حمزۂ صاحبقران
پر تلوار لگائی حمزۂ صاحبقران نے اُسکی تلوار کو سپر پر روک کے اور شمشیر آبدار کھینچکر ایسی تلوار اُس نابکار کے
سر پر لگائی کہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا لاشہ اُسکا تڑپنے لگا پھر رفقائے ابوالفرح نے بھی حمزۂ صاحبقران
سے مقابلہ کیا حمزۂ صاحبقران نے اُن سب کو تہ تیغ کیا بعد قتل کرنے رفقائے ابوالفرح زنگی کے
حمزۂ صاحبقران نے جلد تر ابو شہاب اور ابو سعید کو قید سے رہا کیا اور اپنے ہمراہ لیکر جانب جبل
شاد کام روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ اپنے لشکر مین پہونچے اور داخل بارگاہ ہوئے جب صبح ہوئی کچھ سوار
اور پیدل لاشین ابوالفرح زنگی اور رفقائے ابوالفرح زنگی کی لیے ہوئے نالان و گریان و زار

شہنشاہ نوشیروان مین آئے اور بعد دعا و ثنا شاہی کے یہ عرض کرنے لگے کہ شب کو کوئی ان سبکو قتل کرکے عیارون کو قید سے رہا کر کے لیگیا نوشیروان نے بہ نظر حسرت لاشون کو دیکھکر حکم کیا کہ ان لاشون کو اٹھا کے لیجاؤ سوار اور پیدل لاشین اُٹھا کر دربار سے چلے گئے بعد جانے سوار اور پیدلون کے نوشیروان نے اپنے وزیر بختک سے فرمایا کہ ای بختک چند روز سے میرے ملک مین فتنہ و فساد برپا ہوتے ہین اسکے دفع کرنے کی کیا تدبیر کرون اور کیا انتظام کرون کہ فتنہ و فساد برپا نہون بختک نے اپنی ریش پر ہاتھ پھیر کے عرض کیا کہ جبتک حمزۂ صاحبقران یہان رہینگے طرح طرح کے فساد برپا ہونگے حضور یہ کام سوائے حمزۂ صاحبقران اور کسی کا نہین ہی وہی شب کو اپنے عیارون کے رہا کرنے کے واسطے آئے ہونگے ابوالفرح وغیرہ نے مقابلہ کیا ہوگا آخر سبکو قتل کرکے اپنے عیارون کو لیکر چلے گئے ہونگے نوشیروان یہ گفتگوے بختک سنکے برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ای بختک تو ایک زمانے سے میرے پسر خواندہ کا دشمن ہی اور یہی چاہتا ہی کہ وہ قتل ہو جاے اور وہ بالکل بیخطا اور بے قصور ہی مجکو ثابت نہین ہوتا کہ حمزۂ صاحبقران ہی نے ابوالفرح وغیرہ کو قتل کیا ہی نوشیروان ابھی بختک سے یہ کہہ رہا تھا کہ ناگاہ حمزۂ صاحبقران حسب دستور دربار مین آگئے اور نوشیروان کو تسلیم کرکے ذرا نگی پر گستہم زرین کفش کے بیٹھے

داستان لانا گستہم زرین کفش کا بہرام گردن خاقان چین کو گرفتار کرکے اور خبر دینا تلبیس کا نوشیروان کو مع دیگر حالات

راویان اخبار اور ناقلان آثار روایت کرتے ہین کہ نوشیروان قتل ہونے ابوالفرح زنگی اور رفقاے ابوالفرح زنگی سے رنجیدہ دربار مین تخت پر بیٹھا تھا اور دربار مین امیر و وزیر صغیر و کبیر چھ سو حکیم اور چھ سو ندیم بارہ سو بادشاہ کرسی نشین صدہا پہلوانان بیمثال رستم و سہراب خصال تیس ہزار غلامان مرصع کار و زرین کمر حاضر تھے ناگاہ تلبیس روبروے نوشیروان آیا اور بعد زمین بوسی کے اس طرح عرض کرنے لگا قطعہ تا سر زند آفتاب سرور باشی ✿ تا صحدم ہمدم ساغر باشی ✿ تا تاج حیات بر سر خضر بود ✿ در خانۂ اقبال سکندر باشی شہنشاہ ہفت کشور فرمانرواے بحر و بر کو مبارک ہو کہ گستہم زرین کفش جو طرف چین کے روانہ ہوا تھا بہرام گردن خاقان چین کو گرفتار کرکے لاتا ہی غلام نے سنا ہی کہ قریب مدائن کے آپہونچا ہی نوشیروان یہ خبر فرحت اثر سنکے نہایت خوش ہوا اور بختک سے مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ ای بختک جلد جا اور گستہم زرین کفش کو اپنے ہمراہ لے آ بختک مع چالیس ہزار غلامان مرصع کلاہ اور زرین کمر بند کے فی الفور روانہ ہوا بعد روانہ کرنے بختک کے نوشیروان نے بہزاد طوسی اور کاؤس کاشانی اور کیسوس کرمانی وغیرہ سرداران نامدار کو واسطے استقبال گستہم زرین کفش کے مع فوج کثیر روانہ کیا بعد روانہ کرنے ان سردارون کے نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہوکر فرمایا ای فرزند آگاہ ہو کہ گستہم زرین کفش عجب سردار نامی ہی مجکو اُس سے نہایت الفت ہی دلاور بے عدیل ہی بہادر بیمثال ہی اُس سے میرے دربار کی زینت ہی گستہم جوان لائق دیکھنے کے ہی اگر تمھارا دل چاہے اور خلاف مزاج تمھارے نہو تو تم بھی جاؤ اور اُس سے راہ مین ملاقات کرو دیکھنا کیا جوان صاحب صولت و قوت ہی جسوقت یہ تقریر نوشیروان کی حمزۂ صاحبقران نے سنی اول تو گستہم زرین کفش کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا دوسرے نوشیروان کا ارشاد بجا لانا بھی ضرور تھا اسوجہ سے حمزۂ صاحبقران بھی مع اپنے سردارون کے بصد شوکت و صولت روانہ ہوئے

بیان

ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ حمزۂ صاحبقران تو اب روانہ ہوئے ہین لیکن بختک جو سب کے پہلے روانہ ہوا تھا راہ مین
اُسنے خیال کیا کہ ای بختک یہی وقت ہی حمزۂ صاحبقران سے انتقام لینے کا پس ایسی کوئی تدبیر کر کہ حمزۂ صاحبقران
ہلاک ہو جائین غرض یہی فکر کرتا ہوا بعد قطع راہ ہرد ن ملک مدائن جس جگہ گستہم زرین کفش تھا پہونچا اور گستہم
سے ملا گستہم زرین کفش نے پوچھا کہ ای وزیر شہنشاہ آپ کا مزاج تو اچھا ہی اور دربار شہنشاہ مین سب خرد و کلان
بخیر و عافیت ہین بختک نے ہنسکر جواب دیا کہ مین تو اچھا ہون لیکن دربار نوشیروان مین تمھارے فرزند زندہ
تو ہین مگر عافیت سے نہین ہین نہایت ذلیل و حقیر ہین ایک فرزند تمھارا مرتے مرتے بچا ایک ظالم نے اُسے
مار ہی ڈالا تھا گستہم زرین کفش یہ گفتگوے بختک سُنکے مغموم ہوا اور متحیر ہو کر اور گھبرا کر پوچھنے لگا کہ ای وزیر
شہنشاہ عالیجاہ مفصل فرمایے کہ کس نے میرے فرزند کو صدمہ پہونچایا کس نے میرے لڑکون کو سر دربار ذلیل
کیا بختک نے کہا ای گستہم زرین کفش اگر تم مفصل کیفیت بھی سنو گے تو جسنے تمھارے فرزند دلبند کو صدمہ
پہونچایا ہی اُس سے تم مقابلہ نہ کرسکو گے وہ جوان نہایت شجاع اور بہادر ہی اُسکے سامنے تمھاری کچھ حقیقت نہین
ہی اور اگر تم اُس سے زور آزمائی کرو گے تو مجھکو کامل یقین ہی کہ بھاگ جاؤ گے گستہم زرین کفش نے
کہا کہ ای وزیر شہنشاہ آپ مفصل حال تو بیان کیجیے وہ ایسا کون بہادر ہی جس سے مین مقابلہ نہ کرسکونگا اور بھاگ
جاؤنگا آپ کو تو میری شان مین اس طرح کہنا مناسب نہین ہی بختک نے کہا کہ اگر تم مفصل حال پوچھتے
ہو تو سنو جب تم جانب چین روانہ ہوئے تھے اُسی زمانے مین حمزۂ صاحبقران کعبہ سے مدائن مین آئے
تھے اور دربار شہنشاہ مین آکر تمھارے دنگل پر بیٹھے تھے تمھارے فرزند آردشیر کو اُنکا بیٹھنا تمھارے
دنگل پر ناگوار ہوا تھا آخر تمھارے فرزند نے حمزۂ صاحبقران کے پاس جا کر یہ کہا تھا کہ آپ اس دنگل
سے اُٹھ جایے اور کسی دنگل پر بیٹھیے یہ دنگل ہمارے باپ کے بیٹھنے کا ہی وہ بڑے شجاع اور بہادر ہین بس
اس دنگل پر نہ بیٹھیے حمزۂ صاحبقران نے تقریر تمھارے فرزند کی سُنکے بقہر و غضب اس زور سے تمھارے
فرزند بیچارے کے رخسارے پر طمانچہ مارا کہ وہ سر دربار زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا چند اہل دربار
اُس بیچارے کو دربار سے اُٹھا لیگئے تھے پھر آردشیر نے کمان منگوا کر حمزۂ صاحبقران کو واسطے کھینچنے
کے دی تھی وہ کمان سخت بھی حمزۂ صاحبقران نے توڑ ڈالی تھی تمھارے فرزند آردشیر کا طمانچہ کھا کر عجب
حال ہوا تھا رخسارہ اُسکا نیلگون ہو گیا تھا کئی دن تک عارض پر ورم رہا تھا حکما نے واسطے آماس کے
کئی نسخے ضماد و تکمید کے لکھے تھے اُن نسخون کو تیار کر کے تمھارے فرزند کے رخسارے پر ضماد کیا گیا تھا اور دوا
کی پوٹلون سے رخسارے بار بار سینکے گئے تھے اب آماس تو نہین ہی لیکن کبھی کبھی اب بھی درد ہوتا ہی حمزۂ
صاحبقران تمھارے دنگل پر اب تک بیٹھے ہین لڑکے تمھارے دربار مین سامنے سب بہادرون کے
خفیف اور ذلیل ہوتے ہین اور بسبب کم قوتی کے اُنسے مقابلہ نہین کرسکتے ہین اب مین تمسے بھی دوستانہ
نصیحت کرتا ہون کہ تم بھی اُنسے مقابلہ نہ کرنا ورنہ تم بھی ذلیل ہوگے حمزۂ صاحبقران تمھارے دست و پا
توڑ ڈالینگے یا تیغ آبدار سے ایک دم مین قتل کر ڈالینگے پس تمکو مناسب ہی کہ دنگل سے ہاتھ اُٹھاؤ اپنی جان
اُس شجاع سے بچاؤ اپنے فرزند کے انتقام لینے کا خیال بھی دل مین نہ لاؤ بلکہ میری تو یہ رائے ہی کہ بعد
دو چار روز کے تم یہان سے بھاگ جاؤ گستہم زرین کفش یہ تقریر بختک وزیر کی سُنکے کثرت غیظ سے
کانپنے لگا چہرہ فرط غضب سے سرخ ہو گیا اور اُسی عالم غیظ و غضب مین بختک سے مخاطب ہو کے کہنے لگا

کہ اگر میں اپنے فرزند کو طمانچہ مارنے کا اور رونگل پر بیٹھنے کا انتقام بخوبی تمام حمزۂ صاحبقران سے نہ لوں تو ای دربار شہنشاہ
فلک بارگاہ مجھکو مردہ لینا گستہم زرین کفش ابھی یہ گفتگو بختک سے کر ہی رہا تھا کہ یک بہزاد طوسی اور کاؤس
کاشانی اور کیسوس کرمانی وغیرہ بھی مع فوج قریب گستہم زرین کفش پہونچے سب نے گستہم زرین کفش
کو سلام کیا اور حال مزاج پوچھا گستہم نے ہر ایک دلاور کو فرداً فرداً نوازش کی اور سب سے بغلگیر ہوا ابھی گستہم
زرین کفش سرداروں سے معانقہ کر رہا تھا ناگاہ مہتر زلزلہ عیار گستہم زرین کفش کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض
کرنے لگا میں نے سنا ہی کہ حمزۂ صاحبقران آپ کے پاس آتے ہیں مدائن سے روانہ ہو چکے ہیں یقین ہی کہ اب آتے
ہی ہونگے جسوقت یہ گفتگو مہتر زلزلہ اپنے عیار کی سنی گستہم زرین کفش نے خیال کیا کہ اسی وقت حمزۂ صاحبقران
سے انتقام لینا مناسب ہی یہ خیال کرکے ہنسا گھوڑے پر سوار ہوکے آگے بڑھا بختک بھی پیچھے پیچھے یہ خیال کرتا ہوا
چلا کہ دیکھیے گستہم حمزۂ صاحبقران سے کس طرح پیش آتا ہی میں نے آمادۂ فساد تو کر دیا ہی بختک تو تعقب
گستہم ایسے خیالات کرتا ہوا جاتا ہی لیکن اب حال گستہم زرین کفش اور حمزۂ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ جب
گستہم تھوڑی دور اپنی فرودگاہ لشکر سے آگے بڑھا ناگاہ گستہم نے دیکھا کہ چند سرداروں کے ہمراہ حمزۂ صاحبقران
عجب شان سے چلے آتے ہیں گستہم صولت و سطوت اور شان و شوکت اور صورت حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر
تھرانے لگا اور بے اختیار ہاتھ اپنا واسطے سلام کے اٹھایا حمزۂ صاحبقران نے سلام کا جواب دیا گستہم
فی الفور اپنے گھوڑے سے اتر کر آگے بڑھا حمزۂ صاحبقران بھی گستہم کو پیادہ پا آتے دیکھکر اپنے مرکب
سے اترے اور چند قدم بڑھے جب گستہم زرین کفش عنقریب حمزۂ صاحبقران کے پہونچا دوڑ کر بہ غیظ و
غضب حمزۂ صاحبقران سے معانقہ کیا اور زور بخوبی تمام کیا تا کہ حمزۂ صاحبقران کے پہلوؤں کی پسلیاں
ٹوٹ جائیں اور ایک دم میں تڑپ کے ہلاک ہو جائیں ہر چند گستہم زرین کفش نے معانقہ کرنے میں بہت سا
زور کیا کہ تھک کر ہانپنے لگا تمام تن پسینے میں تر ہو گیا لیکن حمزۂ صاحبقران کی پیشانی پر ذرا بھی شکن نہ پڑی
نہ کچھ ناگوار ہوا جب گستہم بخوبی زور کر چکا حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ اسنے اپنے مقدور بھر کا انتقام مجھسے لیا ہی
اب اسکو بھی کچھ تعزیر دینی چاہیے یہ خیال کرکے حمزۂ صاحبقران نے گستہم کو اپنی طرف کھینچکر اور معانقہ
کے طور پر اس زور و قوت سے دبایا کہ گستہم کی پسلیاں درد کرنے لگیں قریب تھا کہ ٹوٹ جائیں ریزہ ریزہ
ہو جائیں جب حمزۂ صاحبقران نے گستہم سے اس طرح معانقہ کیا اور پسلیاں گستہم کی دبیں اور گستہم بھی
دبا اتفاق سے گستہم زرین کفش کی ریح زور سے صادر ہوئی اسوقت بیقرار و بیتاب ہوکے حمزۂ صاحبقران
سے کہنے لگا کہ ای امیر میری خطا کو معاف کیجیے میں نے بختک کے کہنے سے گستاخی کی تھی اب مجکو سزا اسے
معقول مل رہی ہی جان میری تن سے نکلی جاتی ہی پسلیاں ٹوٹی جاتی ہیں بس رحم کیجیے مجکو چھوڑ دیجیے جسوقت
گستہم نے اس طرح بمنت حمزۂ صاحبقران سے کہا حمزۂ صاحبقران نے مسکرا کے گستہم کو چھوڑ دیا
گستہم زرین کفش حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ ای امیر اسوقت جو ریح میری بے اختیار نکل گئی
اسکا حال آپ کسی سے بیان نہ کیجیے گا ورنہ میری نہایت ذلت ہوگی حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا ای گستہم
تم سے اب دشمنی نہ کرینگے تو ہم بھی تمہاری ریح نکلنے کا حال کسی سے نہ بیان کرینگے حمزۂ صاحبقران
ابھی گستہم سے یہ فرما رہے تھے ناگاہ بختک ایک درخت کے تنہ کی آڑ سے نکلا اور گستہم زرین کفش کو
بلایا جب گستہم زرین کفش بختک کے پاس پہونچا بختک نے کہا ای پہلوان نامدار رشک رستم و اسفندیار

واہ واہ واہ اب مجکو تمھاری دلاوری اور بہادری مین کسی طرح کا شک اور شبہ نہین ہی اسوقت کیا خوب زور تمنے کیا
مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ؂ مین اس درخت کے تنہ کی آڑ مین چھپکر دیکھ رہا تھا اور باتین سُن
رہا تھا یہین تو تمھاری شجاعت و جوانمردی کی کیا تعریف کرون اگر اسوقت رستم اور اسفندیار سہراب و افراسیاب
گیو اور بیژن اور فرامرز و برزو و افراسیاب ان پہلوان ایران اور توران کے زندہ ہوتے تو وہ البتہ
تمھارے اسوقت کے زور کرنے کی کچھ تعریف کرتے ادنا تمھاری قوت و طاقت کی ہین یہ تعریف کرتا ہون کہ
تمھارا مثل و نظیر روے زمین پر نہین ہی تم یکتاے روزگار اور وحید عصر ہو تمھاری شجاعت اور جوانمردی کی
گواہی آدمیون کے علاوہ باآواز بلند اعضا بھی دیتے ہین سننے والون کو اپنی شہادت سے آگاہ کرتے ہین پسلیان
کڑکڑا کر گواہی دیتی ہین پشت سے ولی عضو ادا سے شہادت کے واسطے اپنی آواز بلند کرتا ہی سینہ صداے
فراخ سے صاف صاف شہادت دیتا ہی گستہم زرین کفش یہ گفتگو بختک کی سُنکے شرم و حیا سے پسینے مین
تر ہوگیا آخر سر جھکا کے کہنے لگا ای وزیر شہنشاہ جو کچھ آپ نے کہا مین بخوبی سمجھا آپ نے میری تعریف نہین کی
بلکہ سراسر میری ہجو کی ہی اگر ذرا آپ غور و فکر کرین تو مجکو بخشا دیجیے قصور جانکہ میری ہجو نہ کرین رنج یہ وہ باد تھا
ہی کہ جب یہ قصد نکلنے کا کرلی ہی تو کسی سے رک نہین سکتی ہی آج اتفاق سے اس طرح گوز میرا صادر ہوگیا
آپ کو سخنہاے طعن آمیز کرنا نہ چاہیے اسوقت تو آپ نے تنہائی مین ایسی باتین کین اگر آپ میرے گوز نکل
جانے کا حال کسی سے بیان کیجیے گا تو میرے ہاتھ سے آپ کو صدمہ سخت پہونچیگا آیندہ آپ کو اختیار ہی
بختک نے کہا کہ پہلوان میں دل مین یہ تو سراسر تمھاری جوانمردی کی تعریف کی ہی کوئی واہیات بات نہین
کہی ہی خیر اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو مین کسی سے تمھارے گوز کے نکل جانے کا حال بیان نہ کرونگا لیکن اب
ای پہلوان نامدار بہتر اور مناسب یہ ہی کہ یہان توقف نہ کرو ہمراہ میرے خدمت شہنشاہ مین چلو شہنشاہ تمھارے
منتظر ہونگے گستہم زرین کفش نے بموجب کہنے بختک کے مردمان لشکر کو حکم دیا کہ جلد یہان سے
کوچ کرو اور خدمت شہنشاہ مین چلو بموجب حکم گستہم مردمان فوج مسلح ہوکر آمادۂ کوچ ہوئے گستہم
زرین کفش بہمراہی بختک سرداران نوشیروان و حمزۂ صاحبقران دہا سے چلا حمزۂ صاحبقران نے
ملاحظہ کیا کہ ارابے پر ایک جوان نہایت خوشرو و قوی ہیکل طوق و سلاسل مین گرفتار مانند شیر کے بیٹھا ہی
آثار شجاعت و جوانمردی اُسکے چہرے سے ظاہر ہین جب اُس جوان بہ شجاعت کا دل چاہتا ہی ایسا لنگر مارتا ہی کہ پہیے
ارابے کے زمین مین دھنس جاتے ہین ہرچند آٹھ نرگاو ارابے کو کھینچتے ہین لیکن پہیے زمین سے نہین نکلتے
ہین اور ارابہ ذرا بھی اُس جگہ سے نہین چلتا ہی پھر جب اُس جوان کا دل چلنے کو چاہتا ہی اسوقت نرگاو بسہولت
ارابے کو کھینچتے ہین اور راہ طی کرتے ہین غرض حمزۂ صاحبقران بہرام گردین خاقان چین کو دیکھتے ہوئے
در سلطانی تک پہونچے ارابہ تو وہین ٹھہرا گستہم زرین کفش نے سوارون سے کہا کہ مین دربار مین جاتا ہون
تم گرد ارابے کے رہنا اور بخوبی شہنشاہ کے قیدی کی حفاظت کرنا سوارون نے نیزے علم کیے تلوارین کھینچلین
اور گرد ارابے کے کھڑے ہوئے گستہم زرین کفش دربار مین آیا نوشیروان کو بصد ادب تسلیم کرکے اپنے
دنگل پر بیٹھا جب حمزۂ صاحبقران دربار نوشیروان مین پہونچے دیکھا کہ گستہم زرین کفش تو اپنے دنگل پر
بیٹھا ہی اور ایک دنگل اور برابر بختک کے بچھا ہوا ہی نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر فرمایا کہ
ای فرزند ہمنے تمھارے واسطے یہ دنگل بچھوا دیا ہی تم اُس دنگل پر بیٹھو حمزۂ صاحبقران تسلیم کرکے اُس دنگل پر

بیٹھے گستہم زرین کفش کو صدمہ ہوا کہ آج دربار مین مین زبردست حمزہ صاحبقران سے بیٹھا ہون گو مین
کسی پہلوان کے زیردست کبھی نہین بیٹھا تھا گستہم تو یہ خیال کر رہا تھا اور اپنے زیردست بیٹھنے پر غمگین تھا ناگاہ
نوشیروان نے حکم دیا کہ ساقیان سیمتن جلد گشتیان شراب کی لیکر حاضر ہون اور شراب پلائین بمجرد حکم ساقیان
گلرخ سیمتن نازک بدن گشتیان شراب ناب کی لیکر دربار مین حاضر ہوے اور موافق قاعدے کے نوشیروان کو مجرا
اور تسلیم کرکے اول ایک ساقی گل اندام نے شراب ناب جام مین بھر کر روبرو نوشیروان موافق دستور لیگیا نوشیروان
نے جام لیکر شراب پی پھر ساقیان عوبرد کو حکم دیا کہ اس دربار کو شراب پلاؤ بموجب حکم ساقیان شوخ چشم
خوبصورت بناز و ادا جام صہبا اہل دربار کو پلانے لگے یہانتک کہ سوائے خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران
کے کل اہل دربار کو شراب ناب پلا چکے اُسوقت بحکم نوشیروان ساقیان سیمتن ساقی گشتیان شراب
کی اور شیشہ و جام و ساغر لیکر دربار سے چلے گئے جسوقت دماغ نوشیروان بادۂ ناب سے گرم ہوا
نوشیروان نے گستہم زرین کفش سے پوچھا کہ اے گستہم زرین کفش تو نے بہرام گرد بن خاقان چین
کو کیونکر گرفتار کیا مفصل بیان کر گستہم زرین کفش فی الفور اپنے دنگل سے اُٹھا اور اس طرح عرض
کرنے لگا کہ اے شہنشاہ بحر و بر و فرمانروائے ہفت کشور بحکم سرکار یہ نمکخوار مع لشکر جرار جب مدائن سے
روانہ ہوا قطع منازل کرتا ہوا جب چین کے قریب پہونچا بہرام گرد واسطے شکار کے کسی صحرا مین گیا تھا
خاقان چین نے میرے آنے کی خبر سنکے فوراً دروازہ قلعہ کا بند کیا پل تختہ اٹھوالیا خندق پُر آب کر دی
اور جلد جلد توپین بڑی بڑی لگادین اور بخوبی تمام قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا اور بہ اطمینان
تمام قلعہ مین بیٹھا اس نمکخوار نے سامنے قلعہ کے کچھ میدان چھوڑ کے لشکر کو اُترنے کا حکم دیا فوراً وہان
فوج ٹھہر گئی خیام برپا ہوئے افسران فوج نے مورچہ بندی کی اکثر اہل قلعہ فوج کثیر دیکھکر گھبرائے فریاد
و فغان لب پر لائے قلعہ سے نکل کے بھاگنے کی تدبیرین سوچنے لگے اس خاکسار نے طبل جنگ بجوایا شہنشاہ
کے لشکر ظفر اثر مین جوانان تیغزن اور بہادران صف شکن تلوار و نیزہ صیقل کرنے لگے تیرانداز تیرون کو درست
کرنے لگے جہانمرد آلات حرب و ضرب صاف کرنے لگے اکثر بہادر واسطے طلایہ لشکر کے اُٹھے اُنھون نے صدائین
ہوشیار باش کی بلند کین اسی طرح چار پہر رات گذر کے وہ وقت آیا شعر ہوا ظاہر فلک پر شاہ خاور ؛ ہوئی
ظلمت جہان سے دور یکسر ؛ یکایک فوج انجم یون ہوئی گم ؛ کہین گویا نہ تھے گردون پہ انجم ؛ اے شہنشاہ
گیتی پناہ اُسوقت اس جانباز اور فرمانبردار نے مردان فوج کو حکم کمر بندی کا دیا دلاوران میدان مصاف
زرہین پہننے لگے خود سر و نیزہ رکھنے لگے کمرین واسطے جنگ کے باندھنے لگے اسلحہ زیب تن کرنے لگے آمادہ
حرب و پیکار ہونے لگے بعد مسلح اور مکمل ہونے کے تمام بہادر گھوڑون پر سوار ہوئے نقارۂ جنگی بجنے لگے پھریرے
علمون کے کھلے پلٹنین بہادرون کی ایک طرف صف آرا ہوئین سوارون کے رسالے ایک جانب صف بستہ
ہوئے جوانان جیلتہ پوش اور چار آئینہ بند ایک سمت پرا جما کے کھڑے ہوئے پھر نقیب اور کڑکیت نکلنے لگے اور
اس طرح مردان لشکر کا دل بڑھانے لگے شعر بان نامور وہ نام کرنا ؛ دشمن سے نہ وہ کام کرنا ؛ جسوقت
اس طور سے کڑکیت اور نقیبون نے مردان لشکر حضور کے دل بڑھائے اُسوقت بہادرون نے فراغت
سے قبضہ پر تلوارون کے ہاتھ ڈالے اور تلوارین کھینچین نیزے بلند ہوئے طبل جنگی پر چوب پڑی آگے
لشکر کے یہ سرفروش گرز گران لیکر بڑھا پیچھے تمام فوج عجب شان سے چلی اُسدم وہ سوارون کے پرے

وہ پیادون کے تیر سٹ وہ دلاورون کے نشان و بہادرون کی آن بان وہ تلوارون کا مانند برق کے چمکنا وہ گرگتون کا کوئل کیطرح بولنا ہرچار ان کو آمادہ حرب و ضرب کرنا علمون کا بلند ہونا وہ گھوڑون کا ہنہنانا غبار کا بلند ہونا وہ زمین کا لرزنا وہ ڈھالون کی سیاہ گھٹا وہ نیزون کی سنانون کا چمکنا وہ دلیرون کا دمبدم نعرۂ شیرانہ کرنا حضور لائق دیکھنے کے کیفیت تھی ای شہنشاہ فلک بارگاہ جب اس خاکسار نے کچھ میدان طے کیا اُسوقت بحکم خاقان چین گولندازون نے توپون کو جھکا کر شلک کا فیر کرنا شروع کیا گولے مثل اولون کے برسنے لگے دھوان ابر کے مانند چھا گیا آگ کا مینہ لشکر پر برسنے لگا ہزارہا آدمی مانند روئی کے گالون کے اُڑ گئے صدہا زخمی ہوکر میدان رزم مین مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے عرصۂ مصاف خون دلیرانسے رنگین ہوگیا بھائی سے بھائی پسر سے پدر اُس ہنگامہ مین چھوٹ گیا عرصۂ مصاف گولون کی کثرت سے گویا کرۂ نار بنگیا ہر ایک توپ کی صدا مثل آواز رعد کے تھی زمین کو تزلزل تھا قلعۂ فلک کو جنبش تھی ابر دھوئین کا زیر فلک محیط تھا زمانہ نظرون مین تیرہ و تاریک تھا میدان رزم عرصۂ محشر سے بھی کچھ بڑھا ہوا تھا زمین سے دھوان نکلتا تھا گولون کی کثرت سے زمین پر قدم رکھنے کی جگہ نہ تھی ارض میدان مثل تابۂ آہن جل رہی تھی گولے برابر پڑ رہے تھے دلاور مرکے اور زخمی ہوہوکے زمین پر گر رہے تھے صدائین بسملون کے فریاد کی ہر طرف سے بلند تھین کسی جری کے سر پر گولہ پڑا تھا کسی دلاور کے سینے کو توڑ کر گولہ نکل گیا تھا کسی تیغزن کا گولے سے ہاتھ اُڑ گیا تھا کسی ثابت قدم کے پاؤن پر گولہ پڑا تھا کوئی جوان زمین پر زخمی ہوکر ایڑیان رگڑ رہا تھا کوئی زخمی ہوکر شدت تشنگی سے بہ منت دوسرون سے پانی مانگتا تھا میدان مصاف مین کسی سمت کشتون کی تلوارین پڑی تھین کسی طرف تیغزنون کی ڈھالین زمین پر نظر آتی تھین تیر اندازان بنجلا زخمی ہوکر چلاتے تھے لیکن اُس ہنگامۂ گیرودار مین کوئی انکی فریاد نہ سنتا تھا اُسوقت انتشار اور بدحواسی سے یہ حال تھا کہ پیادون کے پاؤن زخمی سوارون کے سر پر تھے ایک دوسرے کو مثل سبزہ پامال کر رہا تھا بعضون کے تن پر گلہائے زخم کھلے تھے اکثر بہادرون کے زخم تن مثل غنچہ مسکراتے تھے کوتل گھوڑے میدان جدال مین دوڑ رہے تھے مرکب سوارون کو پامال کر رہے تھے بہادر زمین پر پڑے ہوئے کس یاس و حسرت سے دم توڑ توڑ کر مر رہے تھے بازار اجل گرم تھا ملک الموت کو جلد جلد روحین قبض کرنا مشکل تھا اُسی ہنگامۂ قیامت اثر مین یہ خاکسار ذرہ بمقدار باقبال شہنشاہ قریب در قلعہ پہونچ گیا تھا اور نعرہ مین نے کیا تھا کہ ای اہل قلعہ آگاہ ہو کہ مین خندق تک آپہونچا ہون اب خندق سے گذر کر اور گرز گران سے در قلعہ کو توڑ کر تم سب کو تہ تیغ کرونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا ای شہنشاہ جسوقت مین نے یہ نعرہ کیا اہل قلعہ نے میری آواز سنکے توپون فیر کرنا موقوف کین اور فصیل قلعہ پر آکر صدہا لوگ پالین اور بورے خس و خاشاک کے بھر بھر کے اس خاکسار پر پھینکنا شروع کیے بعضون نے تیر اور نیزے لگائے اکثر نے نفط کے حقے مارے اکثر اہل قلعہ نے بارود کی ہنڈیان پھینکین ای شہنشاہ ذیجاہ اُسوقت اس نمکخوار نے قصد کیا تھا کہ گھوڑے کو اپنے خندق سے پھند اکر در قلعہ پر جاؤن ناگاہ جانب دشت سے ایک غبار عظیم بلند ہوا جب وہ غبار برطرف ہوا اس خاکسار نے دیکھا کہ بہرام گرد بن خاقان چین ایک مرکب پر سوار ہی اور ہمراہ تھوڑی فوج ہی لیکن ہر ایک اُس فوج مین دلاور اور بہادر معلوم ہوتا ہی اور بہرام گرد مانند باد تند گھوڑے کو دوڑائے ہوئے اور فوج کو ہمراہ لیے جانب قلعہ چلا آتا ہی جب بہرام گرد قریب میرے آیا نعرہ کیا کہ ای گستہم زرین کفش عیار ونیزہ دار ہوجا کہ مین آپہونچا تیرے قلعہ پر حملہ کرنے کی مجکو خبر شکارگاہ مین ہوئی اب تجھسے مقابلہ کرکے

نعرہ کرکے بہرام گرد بن خاقان چین نے باقی ماندہ لشکر شہنشاہ کو گھیر لیا اور تلوار کھینچکر بہادروں کو قتل کرنا
شروع کیا دلاوران لشکر شہنشاہ بھی لڑنے لگے چینیوں کو قتل کرنے لگے اس خاکسار نے بھی تلوار کھینچ کے حملہ کیا
صدہا کو تہ تیغ کیا دونوں لشکر باہم مل گئے خوب تلوار چلنے لگی زمین پر لاشیں گرنے لگیں میدان مصاف میں
اب پہر لاشوں کے ڈھیر اور کشتوں کے انبار ہونے لگے دونوں طرف کے دلاور اور بہادر قتل ہونے لگے اور زخمی ہوکر
زمین پر گرنے لگے اُسوقت جنگ مغلوبہ لائق دیکھنے کے تھی تیرانداز تیروں سے اپنے حریفوں کو ہلاک کرتے تھے جوانان
تیغزن اور بہادران صف شکن باہم لڑ رہے تھے دونوں لشکروں میں جنگ ہو رہی تھی جوئے خون کشتگان میدان
مصاف میں بہ رہی تھی اُسی ہنگامہ جدال و قتال میں مجھسے اور بہرام گرد بن خاقان چین سے مقابلہ ہوا بہرام گرد
نے تیغہ تیز و گرانبار کھینچ کے میرے سر پر لگایا میں نے تیغہ کو سپر پر روکنا مناسب نہ جانکر تیغہ کو خالی دیا وہ تیغہ
گرانبار میرے گھوڑے کی گردن پر پڑا اگرچہ گھوڑے کی گردن کٹ گئی گھوڑا میرا زمین پر گرنے لگا میں گھوڑے
سے اُترنے لگا ناگاہ پانوں میرا رکاب میں اُلجھ گیا ہرچند اُسوقت میں نے پانوں اپنا رکاب سے نکالنا چاہا لیکن
اتفاق سے نہ نکلا گھوڑا میرا زمین پر گرا میں نیچے گھوڑے کے دب گیا اُسدم میں نے گھوڑے کے نیچے سے
اُٹھنے کا قصد کیا تھا ناگاہ بہرام گرد بن خاقان چین نے مجھکو بجمعیت کثیر آکر جلد تر گرفتار کر لیا مجھکو مہلت اُٹھنے کی
نہ دی جسوقت بہرام گرد بن خاقان چین نے مجھکو گرفتار کر لیا اور ارادہ کیا کہ تیغہ تیز سے مجھکو قتل کرے اُسوقت
ای شہنشاہ میں نے واسطے اپنی جان بچانے کے بہرام گرد بن خاقان چین سے کہا کہ تو مجھکو قتل نہ کر میں تیری اطاعت
اور ملازمت اختیار کرونگا ای شہنشاہ بہرام گرد بن خاقان چین نے میرے مکر و فریب پر کچھ خیال نہ کیا تیغے کو
روکا اور مجھکو قتل نہ کیا اور اپنے اہل لشکر سے کہا کہ اب جنگ موقوف کرو لشکر بہرام گرد بن خاقان چین نے
جنگ سے ہاتھ روکا لیکن دلاوران فوج شہنشاہ نے واسطے میرے رہا کرنے کے تیر و شمشیر لیکر بہرام گرد
بن خاقان چین پر حملہ کیا اُسوقت بہرام گرد بن خاقان چین نے مجھسے کہا کہ ای گستہم زرین کفش اب تم بھی
اپنی فوج کو لڑنے سے منع کرو ای شہنشاہ میں نے بموجب کہنے بہرام گرد بن خاقان چین کے دلاوروں کو
لڑنے سے منع کیا اور پکار کے بہادروں سے کہا کہ ای دلاورو آگاہ ہو کہ میں نے اب اطاعت بہرام گرد
بن خاقان چین کی اختیار کر لی پس تمکو بھی لازم ہے کہ تم بھی اطاعت مثل میرے کرو اور اب نہ لڑو جسوقت
اس طرح میں نے اپنے لشکر کے دلاوروں سے کہا اُسدم ہر ایک دلاور جنگ و جدال سے باز آیا سب نے
لڑائی کا ارادہ دل سے دور کیا تلواریں نیاموں میں رکھیں جب لڑائی موقوف ہوئی اُسوقت بہرام گرد بن خاقان
چین نے مجھکو رہا کیا اور مہربانی اور عنایت سے پیش آیا دروازہ قلعہ کا کھلواکر مجھکو مع فوج و لشکر لیکر
اندر قلعہ کے گیا ای شہنشاہ میں قلعہ میں داخل ہوا شہر کی سیر کرتا ہوا ہمراہ بہرام گرد کے چلا شہر کو میں نے
نہایت آباد اور رعایا کو شاد دیکھا بعد قطع راہ جب بہرام گرد بن خاقان چین دار الامارۂ شاہی پر پہونچا
لشکر کو وہیں ٹھہراکر داخل دولتسرا ہوا بعد تھوڑی دیر کے محل سے برآمد ہوا اور اُسوقت مجھکو دربار میں
بلایا اور دنگل میں بیٹھنے کو کہا پھر مجھکو خلعت دیا امرا و وزرا وغیرہ جو دربار میں حاضر تھے ہر ایک نے نذر فتح کی بہرام
کو دی بہرام گرد بن خاقان چین بعد تھوڑی دیر کے پھر داخل محل ہوا اور دربار برخاست ہوا میں دربار سے
اُٹھکر اپنے لشکر میں آیا اور ایک خیمہ میں بیٹھا میرے لشکر کے افسر بھی میرے پاس آگئے میں نے ہر ایک سردار
سے تخلیہ میں کہا کہ میں نے بہ مکر و فریب اطاعت بہرام گرد بن خاقان چین کی اختیار کی ہے میں فکر میں ہوں کہ

کسی دن بہرام گرد بن خاقان چین کو گرفتار کرکے شہنشاہ کی خدمت مین لیجاؤنگا یہ گفتگو میری ہر ایک سردار سُنکے
خوش ہوا اور ہر ایک افسر کے دل سے رنج دور ہوا القصہ چند روز کے بعد بہرام گرد بن خاقان چین براے شکار
صحراے چین کیجانب گیا اور مجھکو مع افسرون وغیرہ کے ہمراہ لے گیا اُس روز چرخ پر لاکھون ابر آے اور کالی کالی
گھٹا نمایان ہوئی بہرام گرد بن خاقان چین صحرا مین پہونچکر اور ابر کو دیکھکر خوش ہوا اور خیام و بارگاہ استادہ کراکے
بارگاہ مین داخل ہوا مجھکو اور دیگر افسران فوج کو بھی اُسی بارگاہ مین بلایا اور بیٹھنے کو کہا جب ہم سب بیٹھے
اُسوقت شراب طلب کی ساقیان خوبرو شیشہ و جام لیکر حاضر ہوئے اور رنگا رنگون جام مین بھر کر اور یہ
شعر پڑھکے بہرام گرد بن خاقان چین اور سب افسرون کو ساغر بادۂ ناب پلانے لگے شعر تند و پرشور سیہ مست
ز کہسار آمد ✣ میکشان مژدہ کہ ابر آمد بہار آمد ✣ جب بہرام گرد بن خاقان چین اور افسران فوج نے
شراب پی اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسوقت شکار کھیلنے کے واسطے ہر ایک بیتاب و بیقرار ہوا بہرام گرد
بارگاہ سے نکلا سب افسران فوج بھی بارگاہ سے باہر آے مین بھی ہمراہ بہرام گرد بن خاقان چین کے
شراب پی کے بارگاہ سے باہر آیا اُسوقت صحراے چین کی سیر لائق دید تھی گلہاے خودرو صحرا مین ہر طرف
کھلے ہوئے تھے سبزۂ نودمیدہ لہلہاتا تھا ہواے سرد چلتی تھی کچھ بارش بھی ہوتی تھی اُسدم ہر ایک کی زبان
پہ شعر پُربہار جاری تھا شعر این سبزۂ این صحرا بوے زعفران دارد ✣ دیوانگی و مستی امروز شگون دارد ✣
اُسوقت بحکم بہرام گرد بن خاقان چین قراول اور بہیلیے حاضر ہوئے جانوران شکاری باز اور جرہ اور بحری شاہین
وغیرہ ہر ایک کو آمادۂ شکار کیا بازدارون نے طعمہ بازون کا روک رکھا تھا جسوقت بازدارون نے بازون کو طائر پر
چھوڑا ہر ایک نے باز مثل شیر گرسنہ اپنے صید کو پنجون سے دبوچا بازدارون نے اُن طائرون کے جگر چاک کیے اور کچھ گوشت
اُنکا بازون کو کھلایا اور خون اُنکا پلایا پھر اُن بازون کو بازدارون نے طائرون پہ طبل باز بجاکر چھوڑا
اشعار عود نالیدن آمد طبل باز ✣ در آمد چرخ صید افگن بپرواز ✣ روان شد بر ہوا باز شبک پر ✣ جہان شد
خالی از کبک و کبوتر ✣ غرض بازدار بحکم بہرام گرد اسی طرح شکار کھیلنے لگے تھوڑی دیر مین طائرون سے چھکڑے
بھر گئے پھر قراول اور بہیلیے بہرام سے آکر عرض کرنے لگے کہ حضور کچھار مین بہت سے آہو سبزۂ نودمیدہ چر
رہے ہین چلیے اور وہان اُنکو صید کیجیے بہرام یہ سُنکے نہایت خوش ہوا قریب کچھار کے گیا اور آہو نیلگاؤ چیتل
پاڑھے کا شکار کرنے لگا وہ افسران فوج کا ہنسنا اور تیر لگانا اور کمند آہو پر مارنا اور ہر لوگون کو اپنے گھوڑون سے
اُتر اُتر کے بخوشی و خرمی ذبح کرنا اور وہ اپنے صیدون کو آگے باندھ باندھ کے روکنا اور ایک کا دوسرے سے
صید فگنی مین سبقت لیجانا اور وہ صید کو تاک تاک کے تیر مارنا لائق دید تھا بہرام بھی ہر طرف دوڑ دوڑ کے چوپایونکا
شکار کرتا تھا اور خوش ہوتا تھا اے شہنشاہ ذیجاہ اسی طرح صبح سے شام تک اُس صحراے سبزہ زار مین بہرام نے
مع افسران فوج کے شکار کھیلا جب شام ہوئی اُسوقت مع افسران فوج وغیرہ صحراے سبزہ زار سے پھرا اور
اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور افسران فوج اور اس خاکسار کو اپنی بارگاہ مین طلب کیا پھر حکم کیا کہ ساقیان
گلعذار کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہون بموجب حکم بہرام ساقیان خوبرو و نازک اندام شیشہ ہاے مے اور جامہاے
بلورین لیکر حاضر ہوئے اُسوقت مین نے بہرام سے کہا کہ میرا عیار جھتر زلزلہ ساقی گری خوب کرتا ہے اگر مناسب
ہو تو اُسوقت وہی شراب پلائے بہرام نے یہ گفتگو میری سُنکے کہا کہ اچھا جھتر زلزلہ کو بلاؤ اُسوقت ہمکو شراب
پلائے اے شہنشاہ جسوقت یہ تقریر مین نے بہرام کی سُنی فوراً بارگاہ سے باہر گیا اور جھتر زلزلہ کو بلاکر مین نے

اُس سے کہا کہ بیہوشی شراب مین ملاکر شراب بہرام گرد وغیرہ کو پلانا لیکن مجھکو شراب بیہوشی آمیز نہ دینا غرض یہ مین نے اپنے
عیارانہ لڑکے کو خوب سمجھا کر ہمراہ اپنے لیکر بارگاہ مین آیا مہتر زلزلہ تسلیم کرکے اور شراب ناب مین بجالائی بیہوشی ملاکر
اور جام مین شراب بھر کر رو برو بہرام گرد کے گیا چونکہ بہرام گرد میرے مکر و فریب سے آگاہ نہ تھا اسوجہ سے
بیخوف و خطر مہتر زلزلہ کے ہاتھ سے جام شراب لیکر پی گیا پھر مہتر زلزلہ نے شراب بیہوشی آمیز افسران فوج
بہرام گرد بن خاقان چین کو پلائی اور مجھکو اور میرے افسران لشکر کو سادی شراب پلائی تھوڑی دیر مین بیہوشی
نے اپنا اثر کیا ہر ایک کے سر مین درد ہونے لگا زبان خشک ہونے لگی آنکھین بند ہونے لگین ای شہنشاہ جب مین نے
دیکھا کہ بہرام وغیرہ بیہوش ہوا چاہتے ہین اُسوقت اس نمکحرام نے بہرام گرد بن خاقان چین سے کہا کہ ای بہرام گرد
آگاہ ہو کہ مین نے یہ مکر و فریب واسطے اپنی جان بچانے کے تیری اطاعت قبول کر لی تھی اگر مین اُسوقت نکلا ہوا نہوتا اور
میرا گھوڑا مارا نہ جاتا تو تیری بھی یہ طاقت تھی کہ تو مجھکو گرفتار کر لیتا بہرام گرد میرا یہ کلام سُنکے نہایت برہم ہوا
اور میرے ہلاک کرنے کے واسطے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے اُٹھا بیہوشی تو بخوبی اپنا اثر کر چکی تھی اُٹھتے ہی چکر آیا
اور بیہوش ہو کر گرا افسران فوج بہرام گرد بن خاقان چین کا یہ حال دیکھکے واسطے اُٹھانے بہرام گرد کے اُٹھے
وہ سب بھی بیہوش ہوئے ای شہنشاہ گیتی پناہ اُسوقت مین نے بہرام گرد بن خاقان چین کو طوق و سلاسل
مین گرفتار کیا اور افسران فوج کو جو بیہوش پڑے تھے اُسی بارگاہ مین قتل کیا پھر بارگاہ سے نکلکے مین نے قصد
چلنے کا کیا لشکریان بہرام گرد نے بہرام کو گرفتار دیکھ کے مجھسے مقابلہ کیا اور چاہا کہ بہرام گرد بن خاقان چین
کو رہا کرائین لیکن مین نے تیغ تیز کھینچکر سب کو ہلاک کیا قراول اور بیلیے اور بانہ دار اور ڈوریے وغیرہ
یہ حال دیکھکے بھاگ گئے یہ خاکسار بہرام کو اونٹ پر بٹھا کر اور اُس صحرا سے سبزہ زار مین لشکر عدو کو
کر کے سبکو قتل کرکے مع فوج ظفر موج بخوشی و خرمی روانہ ہوا اور بعد قطع منازل اب شہنشاہ کی خدمت
مین حاضر ہوا اصل حال یہی تھا جو خاکسار نے عرض کیا جسوقت گستہم زرین کفش نے حال گرفتاری
بہرام گرد بن خاقان چین کا بیان کیا اور اہل دربار نے مفصل حال سُنا جو دربار مین بہادر اور جوانمرد تھے
وہ تو گستہم زرین کفش کی نامردی اور بزدلی اور مکر و فریب پر ہنسے اور بہرام گرد بن خاقان چین کی بہادری
اور دلاوری پر باہم تعریف کرنے لگے لیکن نوشیروان نے تمام حال سُنکے حکم کیا کہ بہرام گرد بن خاقان چین
کو ہمارے سامنے لاؤ موافق حکم ملازمان نوشیروان بہرام گرد بن خاقان چین کو کشاں کشاں دربار مین
لائے جسوقت بہرام گرد بن خاقان چین دربار نوشیروان مین آیا اہل دربار کو دیکھنے لگا اور اہل دربار
اُس شور شعار کو دیکھنے لگے جب تھوڑی دیر گذری اور بہرام گرد بن خاقان چین نے نوشیروان کو سلام
نہ کیا اور قواعد زمین بوسی بجا نہ لایا اُسوقت نوشیروان کو کمال غصہ آیا اور اُسی عالم غیظ و غضب مین کہنے
لگا کہ ای بہرام تو اسقدر مغرور اور متکبر ہے کہ مجھکو تو نے سلام نہ کیا باوجود اسکے کہ تو اسوقت ہمارے
سامنے طوق و سلاسل مین گرفتار کھڑا ہے لیکن بوجہ نخوت کے سلام نہین کرتا ہے انجام اس غرور کا اچھا
نہین ہے تجھکو لازم ہے کہ مابدولت کو بہ عجز و انکسار سلام کر اور قواعد زمین بوسی بجا لا ورنہ قتل کیا جائیگا
اور اگر ہمارا فرمانا بجا لائیگا تیرا قصور سرکشی عفو کیا جائیگا اور تجھکو رہا کرکے تجھپر عنایت سلطانی موافق تیرے
رتبہ اور مرتبہ کے ہوگی اس دربار مین بعزت و حرمت تجھکو بیٹھنے کو جگہ ملیگی بہرام گرد بن خاقان چین تقریر
نوشیروان کی سُنکے بنخوت و خطر کہنے لگا کہ تجھ ایسے نامرد اور زنان منصوب کو جوانمرد سلام کرنا ننگ و عار سمجھتے ہین

جیسا کہ تجکو اور تیرے ملازمون کو نامرد دیکھا مین نے کسی کو ایسا بزدل اور نامرد نہین دیکھا اور جیسا مین نے تجکو اور تیرے
ملازمون کو ظالم اور نامنصف دیکھا کسی کو ایسا نامنصف اور جابر نہین دیکھا مجکو تعجب ہی کہ تجھ ایسے ظالم اور جابر کو جو بانا
شہر عادل کہتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ جو تجکو عادل جانتے ہین محض نافہم اور بیوقوف ہین اور محض تجھ ایسے نامرد سے
ڈر کے تجکو بادشاہ عادل کہتے ہین تیرے سردار گستہم زرین کفش نامرد و نابکار نے مجکو بہ مکر و فریب شراب
بیہوشی آمیز پلا کر گرفتار کیا ہی ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ یہ مجکو گرفتار کرتا اگر گستہم زرین کفش بہ مردی و مردانگی
مجکو گرفتار کرتا تو البتہ مین مجکو سلام کرتا اور تجکو اور تیرے ملازمون کو دلاور اور بہادر تصور کرتا تیرے ملازم
تو ایسے نامرد ہین کہ تین روز سے بہ سبب خوف کے میرے قریب اس قید مین بھی نہین آتے ہین اسقدر مجھسے
ڈرتے ہین اور ایسے ظالم اور جابر ہین کہ تین روز سے انھون نے مجکو آب و طعام بھی نہین دیا ہی مجکو تیرے دربار مین
کوئی ایسا جوانمرد اور منصف نظر نہین آتا کہ جو میرے قریب آئے اور آب و طعام دے جسوقت یہ گفتگو بہرام
کی حمزۂ صاحبقران نے سنی فوراً اپنی صندل سے اٹھے اور نوشیروان سے عرض کرنے لگے کہ ای شہنشاہ
عادل یہ تو عدالت کے خلاف ہی کہ قیدی کو آب و طعام نہ دیا جائے اگر حکم ہو تو مین بہرام کو آب و طعام سے
سیر اور سیراب کرون ہر چند کہ اسوقت نوشیروان گفتگوی بہرام سے نہایت برہم تھا لیکن حمزۂ صاحبقران نے
آب و طعام کے بارے مین نوشیروان سے عرض کیا نوشیروان نے فرمایا ای فرزند اگر یہ رہا ہو جائیگا
تو پھر اسکا گرفتار ہونا مشکل ہوگا مجکو اسکا قتل کرنا منظور ہی اسنے بدزبانی اور سخت کلامی ما بدولت سے
بہت کی ہی حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا کہ حضور کو اسکے قتل کرنے اور رہا کرنے کا اختیار ہی مگر مین اقرار
کرتا ہون کہ بہرام رہا ہو کر اور آب و طعام سے سیر اور سیراب ہو کر بھاگ نہ جائیگا اور آمادۂ جنگ و جدال ہوگا
اور اگر رہا ہو کر اور آب و طعام سے آسودہ ہو کر آمادۂ پیکار ہوگا تو مین اس سے مقابلہ کرونگا اور پھر اسکو
گرفتار کرونگا نوشیروان نے فرمایا ای فرزند اگر تم یہ اقرار کرتے ہو تو اسکو لیجا کر آب و طعام سے سیر اور
سیراب کرو جب یہ گفتگو نوشیروان کی حمزۂ صاحبقران نے سنی فی الفور خوش ہو کر بہرام گرد بن خاقان
چین کو دربار سے باہر لیجا کر ایک خیمہ مین بعزت و حرمت بٹھایا اور طوق و سلاسل کو اسکے جسم سے دور کر کے
طعام لطیف اور خوش ذائقہ منگوا کر دستر خوان بچھوا کر بہرام گرد بن خاقان چین کے روبرو رکھا اور صراحیان
پانی کی رکھوائین اور فرمایا کہ ای بہرام گرد بن خاقان چین اس طعام لذیذ کو سیر ہو کر کھاؤ اور یہ آب سرد پیو
جب بہرام گرد بن خاقان چین حمزۂ صاحبقران کی جوانمردی اور شیرین کلامی اور مہربانی پر نظر کر کے طعام
تناول کرنے لگا اور آب سرد پینے لگا اور خدمتگارون وغیرہ سے جو اسوقت اس خیمہ مین موجود تھے کہنے لگا
کہ یہ ایک شخص دربار نوشیروان مین بہادر ہی باقی جتنے اہل دربار ہین کوئی دلاور نہین ہین مجکو ظاہر
معلوم ہوتا ہی کہ یہ محسن میران جفاکارون اور نامردون کی قوم اور قبیلہ سے نہین ہی اسکے چہرہ سے آثار
شجاعت ظاہر و آشکار ہین چونکہ یہ بہادر اور جوانمرد ہی اسی سبب سے اسنے مجکو بھی بہادر خیال کر کے میری قدر
اور منزلت کی اور مجکو آب و طعام دیا نہایت اس شخص نے مجھپر احسان کیا خدمتگارون وغیرہ نے عرض کیا
کہ جنکی آپ تعریف کرتے ہین اور جو آپ کے سامنے تشریف رکھتے ہین یہ نوشیروان کے پسر خواندہ ہین
آپ کا نام نامی اور اسم گرامی مع لقب حمزۂ صاحبقران ہی آپ نے اکثر سرکشان جہان کو زیر کیا ہی اور اکثر
کو ہلاک کیا ہی بہرام گرد بن خاقان چین خدمتگارون وغیرہ کی گفتگو سنکے اور طعام بخوبی تناول کر کے اور ہاتھ

دعوت کے حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ تمنے میرے اوپر بڑا احسان کیا مین تمھارا ممنون ہوا حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا کہ ای بہادر کیا ایسا مین نے تمپر احسان کیا ہی کہ جس احسان کا ذکر تم بار بار کرتے ہو مجھکو محجوب و شرمسار
کرتے ہو اب یہ بتاؤ کہ کسی چیز کی اگر تمھین خواہش نہین ہی اگر کسی چیز کی خواہش ہو تو بیان کرو بہرام گرد بن خاقان
چین نے کہا ای بہادر مین نے کئی روز سے شراب نہین پی ہی اگر شراب ممکن ہو تو مین پیتا حمزۂ صاحبقران
نے فوراً شیشۂ شراب اور جام بلورین منگوایا ایک ساقی گلعذار جلد تر لیکر آیا حمزۂ صاحبقران نے ساقی سے
فرمایا کہ بہرام کو شراب پلاؤ ساقی گلعذار بموجب حکم حمزۂ صاحبقران جام بادۂ ارغوان بہرام گرد کو دمبدم
دینے لگا جب چند جام شراب بہرام نے پیے اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حمزۂ صاحبقران سے
کہنے لگا کہ ای بہادر تمنے مجھپر از حد احسان کیا ہی مین بعوض اس احسان کے نوشیروان اور جملہ افسرون اور
پہلوانون کو ابھی تہ تیغ کرکے تمکو تخت سلطنت پر بٹھائے دیتا ہون ای بہادر واقع سب نامرد ہین انکا قتل کرنا
اور ہلاک کرنا کوئی امر مشکل نہین ہی یہ کہکے بہرام نے قصد اٹھنے کا کیا امیر نے بہرام سے فرمایا کہ ای بہادر بیکار تم نشۂ شراب
مین ایسی باتین کرتے ہو اور کچھ باتین کرو مجکو تخت پر بیٹھنا منظور نہین ہی مین اسکا پسر خواندہ ہون مجکو یہ منظور نہین ہی
کہ بے وجہ نوشیروان ہلاک کیا جاے ہرگز تم قصد نوشیروان کے ہلاک کرنے کا نہ کرنا اور یہین بیٹھے رہنا شراب
پینا جس شی کی خواہش ہو مجھسے طلب کرنا بعد سرگشتی کے یہ طوق و سلاسل خود پہن لینا میرے پہنانے کی کوئی
ضرورت نہین ہی یہ کہکر حمزۂ صاحبقران اس خیمہ سے اٹھکے دربار نوشیروان مین آئے اور صندل پر بیٹھے نوشیروان
نے حمزۂ صاحبقران سے پوچھا کہو ای فرزند بہرام آب و طعام سے سیر اور سیراب ہو چکا تمنے اسکو طعام کھلا کر پھر
اور طوق و سلاسل مین پھر اسکو گرفتار کر دیا حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا مین نے بہرام کو آب و طعام سے
سیر اور سیراب کر دیا اب وہ شراب پی رہا ہی بعد شراب پینے کے بموجب میرے کہنے کے طوق اور سلاسل وہ خود
پہن لیگا نوشیروان یہ تقریر حمزۂ صاحبقران سنکے مشوش ہوا اور خیال کرنے لگا اگر بہرام نے رہا ہوکر
طوق اور سلاسل کو نہ پہنا اور ارادہ سرکشی کا کیا تو اب اسکا گرفتار ہونا مشکل ہی نوشیروان تو یہ خیال کر رہا تھا
ادھر بہرام نے یہ خیال کیا کہ حمزۂ صاحبقران نے مجھپر احسان کیا ہی اب مجکو بھی لازم ہی کہ انپر یہ احسان کرون
کہ انکو تخت پر بٹھا دون نوشیروان اور گستہم وغیرہ کو مار ڈالون حمزۂ صاحبقران کے کہنے کو نہ مانون یہ خیال
کرکے بہرام چوب خیمہ لیکر دربار مین پہونچا اور نعرہ کیا کہ ای نوشیروان ہوشیار ہو کہ مین آ پہونچا اب گستہم کو
مار ڈالونگا یہ نعرہ کرکے گستہم کی طرف چلا اکثر اہل دربار جو نامرد اور بزدل تھے بے اختیار بھاگے نوشیروان
گھبرایا بختک نے عرض کیا ای شہنشاہ بڑا غضب ہوا بہرام کو حمزۂ صاحبقران نے رہا کر دیا تھا اب وہ
آمادۂ جنگ ہوا ہی حضور کی طرف آتا ہی اہل دربار بے اختیار بھاگے جاتے ہین آپ بھی جلد تخت سے اٹھکے محل مین
جلدی سے جائیے اس سرکش و جوانمرد سے اپنی جان بچائیے ورنہ لیجیے مین بھی بھاگتا ہون اس دلاور سے
اپنی جان بچاتا ہون اگر ذرا بھی اٹھنے مین توقف کیجیے گا ای شہنشاہ دیکھیے اس بہادر کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیے گا
جب یہ تقریر بختک کی حمزۂ صاحبقران نے سنی اور اکثر اہل دربار کو بھاگتے ہوئے دیکھا اور نوشیروان کو
منتشر دیکھا فوراً اپنے صندل سے اٹھے اور نعرہ کیا کہ ای بہرام بہتر یہی ہی کہ وہین ٹھہر جا چوب خیمہ کو ہاتھ سے رکھ
دے آمادۂ شر نہو خیمہ مین جاکر سلاسل پہن لے ورنہ تیرے حق مین اچھا نہوگا بہرام نے عالم نشہ مین حمزۂ
صاحبقران کے اس ارشاد کو نہ سنا اور آگے بڑھا اسوقت حمزۂ صاحبقران بھی آگے بڑھے اور بہرام

کو روکا بہرام نے عالم غضب میں وہی چوب خیمہ حمزۂ صاحبقران کے سر پر لگائی حمزۂ صاحبقران نے وہ چوب خیمہ
بہ قوت تمام بہرام کے ہاتھ سے چھین لی اور فرمایا کہ ای بہادر اگر تیرا لڑنے کو دل چاہتا ہی تو کل شمشیر اور تیر لیکر میدان
میں مجھسے مقابلہ کرنا اسوقت خیمہ میں جاکر طوق و سلاسل پہن لے بہرام گرد بن خاقان چین نے کہا ای حمزۂ صاحبقران
کل میں تجھسے مقابلہ کرونگا یہ کہکر وہاں سے چلا گیا اور اپنے خیمہ میں جاکر طوق اور سلاسل پہن لیئے نوشیروان نے گرد
خیمہ سواروں کو واسطے نگہبانی کے مقرر کیا ناظرین پر واضح ہو کہ بہرام گرد بن خاقان چین نے حمزۂ صاحبقران
سے مقابلہ کرنا اسوجہ سے قبول کیا کہ حمزۂ صاحبقران نے سر دربار چوب خیمہ ہاتھ سے چھین لی تھی بہرام گرد
کو حمزۂ صاحبقران سے ملال ہوا تھا ورنہ بہرام گرد حمزۂ صاحبقران اپنے محسن سے کبھی مقابلہ کرنے کا اقرار
نہ کرتا اور طوق اور زنجیر اور بیڑیاں اس سبب سے پہن لیں کہ حمزۂ صاحبقران نے آب و طعام سے سیر و سیراب کیا
تھا یہ احسان کیا تھا غرض آمدم برسر مطلب جب نوشیروان کو معلوم ہوا کہ بہرام گرد بن خاقان چین کل
کے دن حمزہ میرے پسر خواندہ سے مقابلہ کریگا پس اسی وقت حکم کیا کہ منادی شہر مدائن میں اسی وقت
جاکر یہ ندا کرے کہ ہنگام سحر بہرام گرد ہمارے پسر خواندہ سے مقابلہ کریگا جسکو یہ کیفیت دیکھنی منظور ہو وہ
بلا تامل اور بے خوف و خطر آئے اور مقابلہ کی کیفیت دیکھے منادی نے بموجب حکم بادشاہ مدائن میں ہر خورد و
کبیر کو اطلاع دی ہر ایک ادنے اور اعلے کو اس مقابلے کا دیکھنے کا اشتیاق ہوا عنبر خواجہ سرا نے جو یہ خبر سنی
ملکہ مہر نگار سے جاکر عرض کیا کہ آج بحکم شہنشاہ منادی ندا کرتا تھا کہ کل وقت صبح بہرام گرد حمزۂ صاحبقران
سے مقابلہ کریگا جسکا دل چاہے تماشا آکے دیکھے جسوقت یہ خبر ملکہ مہر نگار نے سنی فوراً قتانہ کو بلاکر کہنے لگی
ابھی میں نے عنبر خواجہ سرا سے سنا ہی کل بہرام گرد کوئی نگوڑا حرامزادہ آفت کا مارا شہنشاہ کے پسر خواندہ سے
مقابلہ کریگا پس ای قتانہ کوئی ایسی تدبیر کر کہ ہم بھی مقابلے کی سیر دیکھیں قتانہ نے عرض کیا ای ملکہ عالم اسکی تدبیر
یہ ہی کہ آپ اپنی مادر گرامی قدر سے کہیے کہ بہرام گرد سے حمزۂ صاحبقران کل مقابلہ کرینگے ہمارا دل چاہتا ہی
کہ ہم بھی یہ سیر دیکھیں پھر ای ملکۂ عالم اپنی مادر سے یہ کہیے گا کہ اگر آپ شہنشاہ سے کہیے گا کہ زیر دیوار محل دونوں
دلاور مقابلہ کریں تو شہنشاہ آپ کے کہنے سے زیر دیوار ایوان باہم بہادروں سے مقابلہ کرا دینگے آپ بھی سیر دیکھیے گا
اور میں بھی کیفیت دیکھونگی ملکہ مہر نگار نے بموجب کہنے قتانہ کے اپنی مادر ملکہ زر انگیز سے جاکر جو کچھ قتانہ نے
کہا تھا عرض کیا ملکہ زر انگیز نے فرمایا ای نور نظر جسوقت شہنشاہ محل میں آئینگے میں انسے ضرور کہونگی یقین ہی کہ وہ
میرے کہنے کے موافق زیر دیوار ایوان دونوں جوانمردوں سے باہم مقابلہ کرائینگے ملکہ مہر نگار یہ تقریر اپنی
مادر عالی قدر کی سنکے خوش ہوئی جسوقت نوشیروان محل میں آیا اور قریب اپنی زوجہ ملکۂ زر انگیز کے آکر بیٹھا
اسوقت ملکہ زر انگیز نے نوشیروان سے کہا کہ صاحب میں نے سنا ہی کہ تمہارے پسر خواندہ سے اور بہرام گرد
سے کل مقابلہ ہوگا پس میں چاہتی ہوں کہ حمزۂ بہرام گرد سے ہمارے محل کی دیوار کے نیچے مقابلہ کریں تاکہ
ہم بھی سیر اور کیفیت دیکھیں نوشیروان ہنسکے کہنے لگا اچھا ای ملکہ بموجب تمہارے کہنے کے زیر دیوار محل
اُن دونوں سے باہم مقابلہ کراؤنگا یہ کہکے نوشیروان نے عنبر خواجہ سرا کو بلایا اور فرمایا ای عنبر جلد تر جا اور
ہمارے وزرا سے یہ کہہ کہ شہنشاہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ایوان کے سامنے جو میدان ہی اسی وقت
اس میدان میں ایک اکھاڑا بہت عمدہ نفیس تیار کیا جاوے اور گرد اکھاڑے کے کرسیاں بچھائی
جائیں اور خیمہ استادہ کیا جاوے علاوہ اسکے جملہ سامان شاہانہ مہیا کیا جاوے کیونکہ ہم اور ارکین سلطنت اور

اعیان مملکت وغیرہ بہرام اور حمزہ کی کشتی دیکھینگے غرض خواجہ سرائے بموجب حکم شہنشاہ وزرا سے جا کر کہا وزرا
نے موافق حکم نوشیروان اسی شب کو میدان صاف کرا کر اکھاڑا کھدوایا اور تمام سامان شاہانہ جو لائق
و مناسب تھا کیا جب صبح ہوئی نوشیروان محل سے برآمد ہوا وزرا و امرا وغیرہ آداب و تسلیم بجا لائے
نوشیروان نے اکھاڑے کو تیار دیکھ کر نہایت خوش ہو کر حکم کیا کہ بہرام گرد کو خیمہ سے لاؤ اور حمزہ ہمارے
پسر خواندہ کے لینے کو جاؤ نوشیروان یہ فرما کر اکھاڑے پر جو تخت زرین بچھا تھا اُسی تخت پر رونق افروز
ہوا امرائے ذیوقار و ندیمان نامدار و سرداران تہور شعار و حکماے یکتاے روزگار وغیرہ علی قدر مراتب و مناصب
کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے سرداران نامی حمزہ صاحبقران کی خدمت عالی میں آئے اور عرض کر کے حمزہ صاحبقران
کو ہمراہ لیکر اکھاڑے پر آئے حمزہ صاحبقران نوشیروان کو تسلیم کر کے دنگل پر قریب نوشیروان کے
جانب دست راست بیٹھے تھوڑی دیر میں چند سردار بہرام گرد کو لیکر آئے حمزہ صاحبقران نے بہرام کے
جسم سے طوق و زنجیر وغیرہ کو دور کرایا اور آب و طعام سے بہرام گرد کو سیر و سیراب کرایا جب بہرام گرد طعام
تناول کر چکا اور پانی پی چکا اسوقت حمزہ نے کہا اے بہرام اب کیا ارادہ ہے بہرام نے کہا میں تم سے مقابلہ کرونگا
زرہ تو میں پہنے ہوں لیکن شمشیر و سپر و تیر و مرکب میرے پاس نہیں ہے حمزہ صاحبقران نے نوشیروان سے
عرض کر کے مرکب اور تیغ گرانبار اور نیزہ و سپر تیر بہرام گرد کو منگوا دیا بہرام گرد نیزے کو لیکر تیغ گرانبار زیب کمر
کر کے سپر دوش پر رکھکر مرکب پر سوار ہونے لگا راوی کہتا ہے کہ اسوقت اُس جگہ اسقدر کثرت آدمیوں کی تھی کہ وہم
و خیال سے زیادہ تر کوئی مہندس حساب اُنکا شمار نہ کر سکتا تھا کثرت انجم افلاک سے بھی شاید شمار میں تماشائی
زیادہ تھے علاوہ اسکے کل اہل دربار اکھاڑے پر خدمت نوشیروان میں حاضر تھے سرداران حمزہ صاحبقران
بھی دنگلوں پر بیٹھے تھے خواجہ عمرو اور مقبل وفادار بھی موجود تھے اُس جگہ انواع و اقسام کی چیزیں بکتی
تھیں خریدار بے حجت و تکرار خرید رہے تھے گرم بازاری ہو رہی تھی چونکہ ملکہ مہرنگار نے اپنی مادر ملکہ زرانگیز
سے اسی سیر کے دیکھنے کے واسطے کہا تھا اور ملکہ زرانگیز کے کہنے سے نوشیروان نے زیر دیوار محل اکھاڑا کھدوایا
تھا اب جو دونوں بہادر آمادہ حرب و پیکار ہوئے ہیں ملکہ مہرنگار ایک دریچہ میں چلمن کا پردہ ڈالکر بیٹھی ہے معہ
ملکہ زہرہ مصری اور فتانہ کو اپنے پاس بٹھایا ہے اور شاہزادیاں اور خواتین محل جدا جدا دریچوں میں پردے
ڈالکر بیٹھی ہیں ملکہ زرانگیز بھی ایک دریچے میں پردہ ڈالکر بیٹھی ہے کنیزیں اور عورتیں ملازم جسقدر ہیں وہ بھی جا بجا
بالاے بام بیٹھی ہیں جب بہرام گرد گھوڑے پر سوار ہوا اسوقت حمزہ صاحبقران بھی مسلح ہو کر مرکب خنگ
سیہ قیطاس پر سوار ہوئے وہ میدان جو متصل اکھاڑے کے تھا حمزہ صاحبقران اسی میدان میں جا کر سامنے
بہرام گرد کے کھڑے ہوئے بہرام گرد نے مرکب اپنا واسطے تگاورزنی کے بڑھایا اس طرف سے حمزہ
صاحبقران نے مرکب خنگ سیہ قیطاس کو بڑھایا ہنگام تگاورزنی ہر دو بہادر کو خاص و عام نے
دیکھا کہ سات قدم گھوڑا بہرام گرد کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب حمزہ صاحبقران کا پیچھے ہٹا
بہرام نے حمزہ صاحبقران سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ گھوڑا نہایت کم قوت ہے اسی سبب سے اسقدر
پیچھے ہٹ گیا میں کمزور نہیں ہوں حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے بہرام اب تم اپنی طاقت و قوت ظاہر کرو
بہرام یہ کلام سنکے برہم ہوا اور نیزے کو خوب دیکھ بھال کے سینہ حمزہ صاحبقران پر مارا حمزہ صاحبقران
نے فوراً نوک نیزہ بہرام گرد اپنی نوک نیزہ پر روکی بسبب باہم لڑنے کے دو سنانوں کے شرر پیدا ہوئے

اسی طرح دیرتک باہم ردوبدل رہی آخرکار حمزۂ صاحبقران نے ایک پینترا بدلکر نیزہ دست بہرام گرد سے
نکالدیا جسوقت نیزہ بہرام کے ہاتھ سے نکل گیا نیزہ بازون اور سرداران نوشیروان اور سرداران حمزۂ
صاحبقران وغیرہ نے شور تحسین وآفرین بلند کیا ملکہ مہرنگار دریچے سے دیکھ رہی تھی نیزہ بہرام کے ہاتھ سے
جب نکل گیا نہایت خوش ہوئی اور قتانہ سے کہنے لگی کہ اب یہ کیون کھڑے ہوئے ہین اس سوئے دشمن جان کو
جلد ہی کس وجہ سے قتل نہین کرتے ہین قتانہ نے عرض کیا اے ملکۂ عالم کوئی وجہ ہوگی جب تو کھڑے ہوئے ہین اور
اپنے حریف کو ہلاک نہیں کرتے قتانہ یہ عرض کر رہی تھی ناگاہ بہرام نے نیزے کے نکل جاتے ہی برہم ہوکر تیغہ
گرانبار کھینچا اور نعرہ کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران یہ تیغ بھی ایک دم مین انسان کا کام تمام کرتی ہے برسونکا جھگڑا
فیصلہ کرتی ہے جسوقت ملکہ مہرنگار نے چمکتا ہوا تیغہ آبدار بہرام کے ہاتھ مین دیکھا اور نعرہ بہرام کا سنا بے اختیار
بہرام کے واسطے اس طرح بددعا کرنے لگی کہ الٰہی تیرا ہاتھ ابھی خشک ہوجائے یہ تلوار تیرے ہاتھ سے گر پڑے
جلد تر تو عدم کو روانہ ہو تلوار تجھکو لگنا نصیب نہو ملکہ مہرنگار ابھی بہرام کے ہلاک ہونے کے واسطے دعا کر رہی
تھی یکایک بہرام گرد نے تیغہ آبدار گرانبار گھوڑا بڑھا کر قریب حمزۂ صاحبقران کے جاکے سر حمزۂ صاحبقران
پر مارا ملکہ مہرنگار نے تو آنکھیں اپنی بند کرلین کلیجے کو پکڑلیا اور کہا آہ مارڈالا لیکن حمزۂ صاحبقران نے بدرجہ
تیغہ گرانبار کی نظر کرکے جب تیغہ قریب سر کے آیا ایسا دستانہ مارا کہ تیغہ بہرام کا سر پہ ہٹ پڑا فوراً حمزۂ
صاحبقران نے بہرام کے تیغہ پر بارڑ سے بچا کے ہاتھ ڈالا اور جھٹکا دیا بہرام نے دونون ہاتھون سے تیغہ کے
قبضے کو پکڑکے زور کیا اور چاہا کہ تیغہ حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے چھڑالون لیکن قبضہ تیغہ کا فقط قبضے مین
رہا زور کرنے سے پھل نہ پایا پھر وہ ہاتھ نہ آیا آخر خالی قبضے سے بیزار ہوکر بہ غیظ وغضب وہ قبضہ قریب حمزۂ
صاحبقران کے آگے سر حمزۂ صاحبقران پہ مارا حمزۂ صاحبقران نے قبضہ تیغۂ آبدار کا سپر پر روکا اور ہاتھ
اپنا کمر بہرام مین ڈالا بہرام نے بھی حمزۂ صاحبقران کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا اور زور کرنا شروع کیا جب ملکہ
مہرنگار نے دیکھا کہ تیغہ بہرام کے ہاتھ سے حمزۂ صاحبقران نے چھین لیا اور اُسکی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا اُسوقت
قتانہ اور زہرۂ مصری سے ہنسکر کہا کہ تمنے تیغے کا چھین لینا دیکھا ماشاءاللہ کسقدر قوت ہے کہ تیغہ اتنے
بڑے جوان دیو خصال کے ہاتھ سے چھین لیا اور اب بھی لڑنے سے باز نہین آتے ہین اب وہ کتنا بھی لپٹتا ہے
جنکے ہاتھ سے دوتین مرتبہ ذلیل ہوچکا ہے پھر انھین کے سر چڑھتا ہے یہان تو ملکہ مہرنگار قتانہ اور زہرۂ مصری
سے یہ گفتگو کر رہی تھی وہان باہم بہرام و حمزۂ صاحبقران مین زورآزمائی ہو رہی تھی گھوڑے زمین
پر بیٹھے جاتے تھے جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران بہرام سے زور کر رہے ہین اُسوقت آگے
بڑھکے خواجہ عمرو نے کہا کہ اے بہادرو اگر تمکو کشتی لڑنا منظور ہے تو اکھاڑے مین کشتی لڑو کشتی ہونے کے خیال سے
یہ اکھاڑا بنایا گیا ہے گھوڑون سے اُترو یہ حیوان ہلاک ہوئے جاتے ہین جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بہرام گرد
اور حمزۂ صاحبقران نے سنی دونون گھوڑون سے اُترے خواجہ عمرو نے مرکب حمزۂ صاحبقران کو اُس
میدان سے لاکر نیچے ایک درخت کے ٹھہرایا بہرام اکھاڑے مین آیا اور حمزۂ صاحبقران بھی دامنون کو
سمیٹ کے اکھاڑے مین اُترے بہرام نے قدم بڑھا کے کمر حمزۂ صاحبقران مین ہاتھ ڈالا حمزۂ صاحبقران
نے بھی گردن پر بہرام کی ہاتھ رکھا بہرام بخوبی تمام زور کرنے لگا حمزۂ صاحبقران بہرام کا زور دیرتک روکا
کیے بعد دوپہر کے ایک پیچ کرکے بہرام کو نیچے پکڑلائے بہرام بعد تھوڑی دیر کے حمزۂ صاحبقران سے

کھڑے ہو کر کشتی لڑنے لگا جب شام ہوئی بہرام نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ ای بہادر اب کیا ارادہ ہی شام
ہو گئی ہی حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تم تھک گئے ہو تو نہ لڑو کل لڑنا اور اگر تاریکی کے خیال سے کشتی نہیں
لڑتے ہو تو شاہوں کے نزدیک شب تار کو روشنی سے مثل روز روشن اور منور کر دینا امر محال نہیں ہی بہرام
نے کہا کہ میں تو ابھی تھکا نہیں ہوں حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تھکے نہیں ہو تو لڑو روشنی کر دیجائیگی بہرام
یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سنکے پھر کشتی لڑنے لگا نوشیروان نے حکم کیا جلد روشنی کیجاے بموجب حکم روشنی
کر دی گئی پھر نوشیروان نے حکم کیا کہ ایک کانسہ میں بھر کے دودھ لاؤ جسوقت خواجہ بزرجمہر نے یہ گفتگو
نوشیروان کی سنی فوراً ابوالخیر سے کہا کہ جلد جاؤ اور ایک کانسۂ کلاں میں دودھ لیکر جلد آؤ ابوالخیر گیا اور کانسہ
میں دودھ لیکر حاضر ہوا نوشیروان نے جس شخص سے دودھ منگایا تھا وہ بھی دودھ لیکر حاضر ہوا نوشیروان
نے بہرام سے فرمایا کہ ای بہرام یہ کانسۂ شیر موجود ہی پہلے بعوض غذا شیر کو پی لو پھر کشتی لڑنا چونکہ بہرام گرسنہ
تھا حمزۂ صاحبقران کے بازو کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ کے اور کانسۂ شیر منھ سے لگا کر تمام دودھ کانسہ کا
پی گیا پھر خواجہ بزرجمہر نے حمزۂ صاحبقران کو وہ کانسۂ شیر دیا حمزۂ صاحبقران نے بھی کانسہ کو اٹھا کر
وہیں سے لگایا اور تمام دودھ اس کانسہ میں جو تھا پی لیا اور پھر باہم کشتی لڑنے لگے اسی طرح دو شب دو روز
برابر باہم کشتی رہی تیسرے روز قریب شام بہرام نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اب میں زور آخر کرتا ہوں
ہوشیار ہو جائیے امیر باتوقیر نے فرمایا ای بہرام بن خبردار اور ہوشیار ہوں تم زور کرو بہرام نے دونوں
ہاتھوں سے دونوں بازو حمزۂ صاحبقران کے پکڑے اور سر اپنا سینۂ امیر باتوقیر سے ملا کر اور بخوبی تمام
زور کر کے حمزۂ صاحبقران کو ریلتا ہوا لے چلا ملکہ مہر نگار نے جو دیکھا کہ بہرام حمزۂ صاحبقران کو ریلتا
ہوا لیچلا گھبرا کر اور مضطر ہو کر فتانہ اور ملکہ زہرۂ مصری سے کہا کہ ای فتانہ اور زہرۂ مصری تم دیکھتی
ہو کہ یہ موا کیسا انکو ریلتا ہی خدا اسکو غارت کرے جلد یہ خاک میں مل جاے دست و پا اسکے ٹوٹ جائیں ارمان
اسکے خاک میں مل جائیں جلدی پیوند خاک ہو اسکے ہر ایک عزیز کا اسکے غم میں گریبان چاک ہو ذرا ابھی اس
گھوڑے کو انکی جوانی پر رحم نہیں آتا انکے اسکے دست و پا بازو ٹوٹ جانے کا خیال نہیں کرتا یہ وقت ہنسنے
اور چپکے بیٹھے رہنے کا نہیں ہی جلدی اپنے ہاتھ جانب آسمان بلند کر کے انکے غالب ہونے کے
واسطے گریہ و زاری درگاہ خدا میں کرو میرے سر کے بال سراسر کھولدو میں بھی انکے غالب ہونے کے
واسطے اپنے پروردگار سے دعا کرونگی یہ کہکے ملکہ مہر نگار بیقرار و اشکبار ہو کے ہاتھ جانب فلک بلند کر کے
بال سر کے کھول کے اس طرح دعا کرنے لگی کہ ای خالق کون و مکان و ای معبود انس و جان بہرام جلد مغلوب
ہو اور جو بہرام سے لڑ رہے ہیں انکو بہرام پر جلد غالب کر فتانہ اور ملکہ زہرۂ مصری بھی حمزۂ صاحبقران
کے غالب ہونے کے واسطے دعا کرنے لگیں جب بہرام بقوت تمام قریب تین قدم کے حمزۂ صاحبقران کو
اکھاڑے میں ریل لیگیا اسوقت حمزۂ صاحبقران نے لنگر اپنا زمین پر قایم کیا بہرام نے ہر چند زور کیا
لیکن پھر حمزۂ صاحبقران اپنی جگہ سے ذرا بھی نہ سرکے جب بہرام زور کر کے تھک گیا پسینے میں تر ہو گیا ہاتھ
اپنے بازو سے حمزۂ صاحبقران سے اٹھا کے کہنے لگا کہ میں تو زور کر چکا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای
بہادر اب ہمارے زور کرنے کی باری آئی یہ فرما کر حمزۂ صاحبقران نے ہاتھ اپنے بازوے بہرام پر رکھے
اور سر سینۂ بہرام سے ملا کر بہرام کو ریلا جب بہرام اکھاڑے میں پیچھے ہٹا اور ملکہ مہر نگار نے دیکھا

کہ

قتانہ سے خوش ہوکر کہا کہ اب اُنکو بھی بہرام پر غصہ آیا اب بہرام کے دست و پا توڑ ڈالینگے اکھاڑے مین رگڑ کے
مار ڈالینگے چت کرکے اُسکے سینہ پر سوار ہونگے ملکہ مہر نگار تو خوش ہوکر قتانہ سے اسی طرح کی تقریر کر رہی تھی
اور بہ نظر غور کشتی دیکھ رہی تھی اکھاڑے مین حمزہ صاحبقران بہرام کو ریلتے جب دس قدم کے فاصلے تک
لیگئے اُسوقت بہرام گردنے بھی اپنا لنگر زمین پر قایم کیا حمزہ صاحبقران نے تورہ کمر بند فولادی پکڑکے
زور کیا اور لنگر بہرام کا اُکھاڑا اول زور مین تا زانو دوسرے زور مین سینہ تک تیسرے زور مین سر سے
بلند کرکے اور اکھاڑے مین آہستہ اسوجہ سے دے مارا کہ بہرام کا مار ڈالنا اور ہلاک کرنا حمزہ صاحبقران
کو منظور نہ تھا جب بہرام اکھاڑے مین چت گرا فوراً حمزہ صاحبقران سینۂ بہرام پر سوار ہوئے بہرام
نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اب مین آپ سے زیر ہو چکا چھوڑ دیجیے میرے سینے سے اُٹھیے حمزہ
صاحبقران سینۂ بہرام پر سے اُٹھے جسوقت بہرام کو حمزہ صاحبقران نے سر سے بلند کیا اور اکھاڑے
مین پٹکا اور سینہ پر سوار ہوئے نوشیروان نہایت خوش ہوا سرداروں اور پہلوانون کے ہوش بجا نہ رہے
تماشائیون نے اسقدر شور تحسین و آفرین بلند کیا کہ تا فلک گیا چرخ پیران جوانون کی کشتی دیکھکر حیران ہوا
ملکہ مہر نگار نے زمین پر سجدہ شکر کیا اور بعد سجدہ شکر کے قتانہ سے خوب ہنسے اور خوش ہوکے کہا کہ قتانہ
دیکھا تو نے کس دلیری اور جوانمردی سے اُنھون نے بہرام کو پٹک دیا خدا اُنکو نظر بد سے بچائے یہ میری
ہی دعا کا اثر تھا کہ جو یہ بہرام پر غالب ہوئے ورنہ دیو پر کہین انسان غالب ہوتا ہے اسوقت حق تعالے نے
میری دعا قبول کی انکو بہرام پر نصرت دی قتانہ اور ملکہ زہرۂ مصری نے عرض کیا آپ بجا اور درست
فرماتی ہین بیشک حضور ہی کی دعا سے خداے کارساز و بندہ نواز نے حمزہ صاحبقران کو بہرام پر
غالب کیا الحاصل جب بہرام حمزہ صاحبقران سے زیر ہوا حمزہ صاحبقران نے بحکم نوشیروان
بہرام کو طوق و زنجیر پہنا کر اکھاڑے سے جانب زندان روانہ کیا بعد روانہ ہونے بہرام کے نوشیروان
نے حمزہ صاحبقران کے زور و قوت کی نہایت تعریف کی اور خلعت فاخرہ دیا خواجہ بزرجمہر نے بھی
خوش ہوکر حمزہ صاحبقران کے زور اور شجاعت کی تعریف کی بختک نے جو دیکھا کہ حمزہ صاحبقران نے
بہرام کو زیر کیا اور نوشیروان نے خوش ہوکر حمزہ صاحبقران کو خلعت دیا نہایت رنجیدہ ہوا اور بہرام
کے زیر ہونے پر افسوس کرنے لگا ملکہ زر انگیز دختر نوشیروان کو بھی حمزہ صاحبقران کے غالب
ہونے سے خوشی ہوئی الحاصل جب نوشیروان حمزہ صاحبقران کو خلعت دے چکا تخت سے اُٹھا اور
داخل محل ہوا امراء و وزراء وغیرہ سب اکھاڑے سے نکل گئے وہ مجمع بھی متفرق ہوا حمزہ صاحبقران مرکب
خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوکے اور اپنے سرداروں کو ہمراہ لیکے چل شادکام کی طرف بخوشی و خرمی
روانہ ہوئے اور راہ طے کرکے داخل لشکر ہوئے اور خواجہ عمرو سے بہرام کی اس طرح تعریف کرنے
لگے کہ ای خواجہ عمرو بہرام پہلوان زبردست ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزہ صاحبقران یہ آپکو
مناسب نہ تھا کہ بہرام کو زیر کرکے پھر نوشیروان کو حوالے کر دیجیے آپ کو لازم تھا کہ اسکو مسلمان
کرکے اپنے ہمراہ لشکر مین لے آتے حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو جواب دیا ای خواجہ عمرو بہرام
گنہگار نوشیروان کا تھا اُسے مین کیونکر لے آتا خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزہ صاحبقران اگر بہرام
مسلمان ہوتا اور آپ کے لشکر مین چلا آتے تو کیا امیر اعظم خوش ہوتا امیر با توقیر نے فرمایا ای خواجہ عمرو بہرام کا

مسلمان ہونا اور ہمارے لشکر مین آنا مشکل ہی خواجہ عمرو نے عرض کیا اے امیر باتوقیر مین اسوقت آپ سے یہ اقرار
کرتا ہون کہ عیاری کرکے بہرام کو ضرور مسلمان کرونگا اور لشکر مین لے آؤنگا یہان تو خواجہ عمرو اور حمزۂ صاحبقران
مین باہم گفتگو ہو رہی ہی لیکن اب حال بہرام گرد کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب بہرام حمزۂ صاحبقران سے زیر ہوکر
زندان مین آیا خیال کرنے لگا کہ سواے حمزۂ صاحبقران کے آجتک مین کسی سے زیر نہین ہوا حمزۂ صاحبقران
نہایت مرد بہادر اور لیئق ہی ایسے بہادر کی اطاعت کرنا لازم ہی اور اب اس زندان مین طوق و زنجیر پہن کے
بیٹھنا یا نوشیروان نامرد ناقدر کی اطاعت کرنا مناسب نہین یہ خیال کرکے عنقریب صبح بہرام نے سلاسل
کو اپنے جسم سے مثل تار عنکبوت کے توڑکر دور کیا اور زندان سے نکلا نگہبانان زندان نے بہرام کو روکا
بہرام نے ایک چوب وہین سے اُٹھا کر کئی نگہبانون کو ہلاک کیا نگہبانان زندان یہ حال دیکھ کے فریاد و
فغان کرتے ہوئے بھاگے بہرام پل شادکام پر پہونچا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نماز سحر پڑھکر وظیفہ
پڑھ رہے تھے ناگاہ حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ بہرام چلا آتا ہی جب بہرام قریب امیر باتوقیر کے آیا دوڑکر
جانب قدم حمزۂ صاحبقران جھکا اور عرض کرنے لگا کہ اب مین نے آپ کی اطاعت اختیار کی آپ مجھکو مسلمان
کیجیے حمزۂ صاحبقران نے یہ تقریر بہرام گرد کی سُنکے نہایت خوش ہوکے جلد اسکے سر کو اپنے سینے سے لگایا قدم
پر سر رکھنے نہ دیا اور اُسی وقت کلمہ اُسکو پڑھاکر مسلمان کیا خواجہ عمرو اور جملہ سردار خوش ہوے یہان تو حمزۂ
صاحبقران نے بہرام کو مسلمان کیا اور قریب اپنے بٹھایا لیکن نگہبانان زندان کے رونے کی آواز نوشیروان
نے سُنی عنبر خواجہ سرا سے فرمایا جلد جاکر دریافت کر کہ یہ آدمی کون روتے ہین عنبر گیا اور تمام کیفیت بہرام
کے نکل جانے کی دریافت کرکے نوشیروان سے آکر عرض کی نوشیروان برہم ہوکر محل سے برآمد ہوا اور
دربار مین آکر تخت پر رونق افروز ہوا ناگاہ تلمیس جاسوس روبروے نوشیروان آیا اور بعد بجالانے
آداب و قواعد سلطانی کے زمین بوسی کرکے اسطرح عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ فلک بارگاہ آخر شب کو
بہرام گرد زندان سے نکل گئے اور کئی نگہبانون کو ہلاک کرکے حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین گیا ہی
اور مسلمان ہوا ہی نوشیروان نے یہ خبر سُنکے حمزۂ صاحبقران کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ اے فرزند
بہرام ہمارا مجرم جو تمھارے پاس گیا ہی اُسکو گرفتار کرکے ہمارے پاس بھیجدو جب نامہ تیار ہوا تلمیس
کو دیا تلمیس جاسوس نے جاکر وہ نامہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو دیا حمزۂ صاحبقران نے نامہ پڑھکر
بہ مصلحت وقت یہی بہتر دیکھا کہ بہرام کو گرفتار کرکے نوشیروان کے پاس بھیجدینا چاہیے آخر حمزۂ صاحبقران
نے بہرام کو گرفتار کرکے خدمت نوشیروان مین بھیجدیا

داستان پہونچنا دربار نوشیروان مین بہرام گرد بن خاقان چین کا اور غضبناک ہوکر حکم قتل دینا نوشیروان کا پھر خطا معاف کرنا

راویان شیرین زبان و حاکیان عذب البیان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب بہرام گرد کو حمزۂ
صاحبقران نے گرفتار کرکے بہمراہی تلمیس جاسوس روانہ کیا اور تلمیس جاسوس بہرام کو دربار شہنشاہ
نوشیروان مین حاضر کیا نوشیروان نے بہرام گرد سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ اے بہرام گرد بن خاقان
چین بہتر اور مناسب یہ ہی کہ اب تو خداوند آتش کی پرستش قبول کر اطاعت و فرمانبرداری مابدولت کی اختیار
کر سرکشی نہ کر اور خداے نادیدہ کو ہرگز سجدہ نہ کر دین اسلام اختیار نہ کر اگر تو ہمارے حکم کے موافق خداوند

آتش کی پرستش کریگا اور ہماری اطاعت اختیار کریگا تو اس دربار میں موافق تیری عزت کے جگہ بیٹھنے کی تجکو ملیگی خلعت عنایت سلطانی سے سرفراز ہوگا اور اگر ہمارے خلاف حکم کے کریگا تو ابھی قتل کیا جائیگا سرکشی کی سزا پائیگا بہرام گردن خاقان چین نے کہا اے نوشیروان مین ہرگز خداوند آتش کی پرستش نہ کرونگا کیونکہ آتش بھی مانند میرے ایک مخلوق خدا سے ہے اور نہ کسی بت کو سجدہ کرونگا لات و منات وغیرہ سب پتھر کی تصویرین ہین مین اب اُس خدا کو سجدہ کرتا ہون کہ جس نے آسمان و زمین شمس و قمر شجر و ثمر گل و خار آب و آتش خاک و باد جن و انس وحش و طیور وغیرہ کو اپنی قدرت کاملہ سے ایک لفظ کن سے پیدا کیا ہے اور اُسی خداوند کریم کارساز کو لقا ہے اور باقی سب کو فنا ہے وہی خدائے لایزال لائق سجدہ کرنے کے ہے کہ جسکی شان مین یہ اشعار کسی شاعر نے کہے ہین اشعار

بنایا جس نے نقش بوستان کو
شہادت نامۂ بلبل سراسر
ہنسی لب پر جگر پر زخم کاری
دیا پیمانۂ رقص شگفتہ
رگ بسمل کیا تار نفس کو
گریبان کو سکھایا چاک ہونا
حیا غنچون کو دی راز نہان کی
کرین تعدد ثنائے ذات باری

لکھا جلاد برگ ارغوان کو
عطا کی داغ لالہ کو سیاہی
دیا غنچہ کو پاس پردہ داری
شہیدون کو طلسم نو دکھایا
سکھایا رقص بیتابی جگر کو
بھری تیری کہین کی چشم تر سے
عنادل کو ہوس بخشی فغان کی

لکھا ہر صفحۂ اوراق گل پر
سراپا صورت حسن گواہی
کیے بیہوشی دُرد و شگفتہ
ہنسا کر زخمہ تن کو خون رلایا
دل عاشق کو بخشا خاک ہونا
بھرے دامن کہین لخت جگر سے
بھلا ہم کیا حقیقت کیا ہماری

اے بادشاہ اگر عاقل و صاحب فہم ہے تو تو بھی میری طرح اُس خداوند کو سجدہ کر اور راہ راست پر آ خداوند آتش اور لات و منات اور پورے دو سو خدا جو محض خیالی ہین آپ کسی کی پرستش تو ہرگز نہ کر سب کو باطل خیال کر اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا پیمبر اور ہادی جان کلمہ پڑھکے مسلمان ہو مجکو قتل کرنے سے نہ ڈرا حمزۂ صاحبقران کہ شیر بیشۂ شجاعت ہین اور یکتائے روزگار ہین مین نے انکی اطاعت کی ہے اور اُنھین کی بدولت دولت دین اسلام میرے ہاتھ آئی ہے کونین مین مین نے عزت و آبرو پائی ہے اب ممکن نہین کہ ایسی دولت لازوال کو خوف جان سے دیدہ و دانستہ اپنے ہاتھ سے دون اور تیری اطاعت اختیار کرون مجکو اپنا قتل ہونا منظور ہے ہر چند کہ مین اس زنجیر و طوق اور بیڑیوں اور ہتھکڑیوں کو مثل تار عنکبوت کے جانتا ہون اگر چاہون تو ابھی اس سلاسل وغیرہ کو توڑکر پھینک دون اور خدمت حمزۂ صاحبقران مین چلا جاؤن جو مجکو روکے اُسکو تہ تیغ کرون لیکن بخیال اسکے ہتھکڑیان اور بیڑیان نہین توڑتا کہ وہ پھر مجکو گرفتار کرکے کسی مصلحت سے تیرے حوالے کردینگے اور پھر یہی انجام ہوگا پس اسوجہ سے مین ہتھکڑیان اور بیڑیان نہین توڑتا اور اپنے قتل ہونے پر راضی ہون جب یہ تقریر بہرام گردن خاقان چین کی نوشیروان نے سنی نہایت غضبناک ہوا اور اُسی وقت جلاد کو طلب کیا جلاد زشت خو مہیب صورت مریخ خصال تیغ آبدار کھینچے ہوئے گردن مین کشتون کے ناک اور کان کے ہار پہنے ہوئے روبروے نوشیروان علیہ ترحاضر ہوا اور دست بستہ عرض کرنے لگا اے شہنشاہ فلک بارگاہ کس شخص کا پیمانۂ عمر لبریز ہوا ہے کون شخص لائق گردن زدنی کے ہے کسکا رشتۂ حیات قطع ہوا چاہتا ہے بس اجل رسیدہ پر قہر و غضب سلطانی ہے جسنے تیغے مین آبدار رکھتا ہون بازوؤن مین قوت رکھتا ہون مریخ کی خصلت رکھتا ہون جس کو حکم ہو ابھی تیغ گردن جانبہ عدم

روانہ کرون نوشیروان نے فرمایا ای جلاد اس سرکش اور مغرور معتوب سلطانی کو دربار سے لیجاکر اس میدان مین قتل کر تاکہ ہم بھی قتل ہونا اسکا اپنی آنکھون سے دیکھین جلاد نے یہ حکم نوشیروان سنکے بہرام گرد بن خاقان چین کا ہاتھ پکڑا اور دربار سے لیکر چلا جب اُس میدان مین پہونچا موافق قاعدہ رنگ کا چبوترہ درست کیا بوریہ ہلاکت کا بچھایا بہرام گرد بن خاقان چین کو بٹھایا پٹی آنکھون سے باندھکے گردن پر گولے سے خط کھینچا اور شلنگین لگاکر بہرام گرد سے کہنے لگا کہ ای اجل رسیدہ جو کچھ آرزو ہے دل سے نکال لے اگر کسی غذا پر رغبت ہو تو منگوا کر کھالے پیاسا ہو تو آب سرد پی لے اگر کسی عزیز و اقارب اور دوست آشنا کے دیکھنے کو طبیعت چاہتی ہو تو جلد بلوا کر اسکو دیکھ لے کیونکہ اب کوئی دم مین رشتہ حیات تیرا قطع ہوا چاہتا ہی بہرام نے یہ کلام اُس جلاد زشت رو کے سنکے ایک آہ سرد کھینچکر کہا ای جلاد کھانے اور پانی کی مطلق مجکو خواہش نہین ہی کیونکہ مین بڑی دیر سے لخت جگر کھا رہا ہون اور خون جگر پی رہا ہون اور اسوقت کسی کے دیکھنے کو بھی دل نہین چاہتا ہی یہ وقت یادِ خدا کا ہی یہ کہکے اور سر سوئے آسمان بلند کرکے برجوع قلب یہ اشعار پڑھنے لگا اشعار

بسر ہوتی ہی بیجا زندگانی ۔ بلائے جان ہی آشوب جوانی
گذرتی ہی عجب غفلت سے اوقات ۔ دریغا حسرتا ہیہات ہیہات
گمان و وہم و جان درد آمیز ۔ یہ سب ہین خسان شیطانی سے لبریز
نگاہ لطف سے فرما اشارا ۔ دل مضطر کو ہی کچھ تو سہارا
تمناؤن کو دل مین شاد پاؤن ۔ جگر کو جان کو آباد پاؤن
سوا تیرے مرا کوئی نہین ہی ۔ غلط ہی آسرا کوئی نہین ہی
بہت کچھ آرزو رکھتا ہون لیکن ۔ ہزارون گفتگو رکھتا ہون لیکن
غم ہستی و فکر قید و محنت ۔ یہ سب ہون سینہ مضطر سے باہر
بڑھے ارمان سبھی کی جیسے ہمت ۔ لگتے غم جس طرح مشک کے سر بسرت
بھلا دانو اگر نامہربان ہی ۔ ہر کہ ... بلائے جسم و جان ہی
زبان دوست دریا سے ہین گواہی ۔ اٹھاؤن تا ابد بار تباہی
گستہ کوئی نہ فریاد جگر کو ۔ نظر آئے نہ خر شعلہ نظر کو
سوا اسکے کہ تو ہی مہربان ہو ۔ ترے کہنے سے کہتے ہین زبان کا
تری رحمت پہ ہی ناز آرزو کو ۔ دعا کر وعدہ لاتقنطوا کو

خدایا سہل کر مشکل ہے انکار ۔ پہ رہون مین بیٹھے ہمت بیکار
کوئی فعل زبون ایسا نہین ہی ۔ عمل مین اپنے جو آتا نہین ہی
لحاظ بندگی جاتا رہا ہی ۔ سر نخوت نے دل مین گھر کیا ہی
اگرچہ ہی نفس کفر شیدا ۔ ترے سایہ سے ہو ابلیس پیدا
لب مایوس ہون غفران طرب سے ۔ نگاہان دیدہ پرخون ہون اب سے
خجل ہو دیکھکر مغرور زاہد ۔ دری محفل سے بیٹھے دور زاہد
کرے رحمت تری گر پردہ داری ۔ مری بگڑی ہوئی بنجائے ساری
جو ہتیلے ایک بھی تو رحم کھاکے ۔ نکل جائین سب ارمان دعا کے
خلیل آسا جہنم باغ ہو جائے ۔ گل فردوس دل کا داغ ہو جائے
سراپا عید بنجاؤن خوشی سے ۔ کہون ہر دم مبارکباد جی سے
نوید عید ہو اہل ستم کو ۔ سدا انہ سون پناہ جہنم کو
جہنم ہو عذاب آتشین ہی ۔ گرفتار بلا جان حزین ہی
کہون اسوقت کس سے لیے جی ۔ کسے پروا ہو میری بیکسی کی
پکارون ای خداوند یگانہ ۔ کہ ہم لعنت خطا بخش زمانہ
شنا ارباب حشرت بعد ناز ۔ سنا کیا دو آدمی کی آواز

بہرام گرد بن خاقان چین تو زیر تیغ جلاد یہ دعا اپنے مالک خداوند ایزد منان سے یا الہ و فریاد کر رہا ہی صغیر او کبیر کا گرد مجمع ہی کوئی بہرام گرد کی نوجوانی پر نظر کرکے افسوس کرتا ہی کوئی یہ کہتا ہی کہ سرکشی کی یہی سزا ہی اہل شہر نے قتل بہرام گرد بن خاقان چین کی خبر جو سُنی تھی صدہا آدمی ہر طرف سے چلے آتے ہین گر بہرام گرد بن خاقان چین کے مخبر گئے ہوتے ہین ایسے بہرام گرد کو ہنستے ہین اکثر اشخاص منع کرتے ہین کہ یہ مقام عبرت کا ہی خوشی اور ہنسنے کا محل نہین ہی جب حمزہ صاحبقران نے خبر حکم قتل بہرام گرد سُنی نہایت ملول اور مغموم ہوئے اب خواجہ عمرو سے کہنے لگے کہ اگر مجکو یہ معلوم ہوتا کہ

نوشیروان بہرام گرد بن خاقان چین کے واسطے حکم قتل دیگا تو کبھی مین بہرام گرد کو گرفتار کر کے نہ بھیجونگا
اگر کسی طرح بہرام گرد خاقان چین میرے پاس چلا آئے تو بھی بہرام گرد کو نوشیروان کے حوالے
نہ کرون خواجہ عمرو نے حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر بہرام گرد بن خاقان چین قتل ہو جائیگا تو
مجکو نہایت صدمہ ہوگا حمزۂ صاحبقران نے پوچھا ای خواجہ عمرو اب کیا کرون کیونکر جا کر بہرام گرد کو قتل ہونے
دون خواجہ عمرو نے عرض کیا آپ کا تشریف لیجانا بالفعل مناسب نہین ہی آپ یہین تشریف رکھیے مین جاتا ہون
یہ کہکے خواجہ عمرو بعد عجلت روانہ ہوئے یہان بہرام گرد زیر تیغ بیٹھا ہی ایک حکم نوشیروان واسطے قتل کرنے
بہرام گرد کے جلاد کو دے چکا ہی خلقت کا ہجوم ہی جلاد تیغ لیے ہوئے سر پر بہرام کے کھڑا ہوا ہی ناگاہ جلاد
نے دیکھا کہ ایک بہشتی مشک پانی سے بھرے لیے آتا ہی کٹورہ اُسکے ہاتھ مین ہی جب وہ جانب بہرام گرد
چلا جلاد نے بہشتی کو روکا اور کہا کہ ای بہشتی مجرم شہنشاہ کے پاس کیون جاتا ہی بہشتی نے کہا کہ شہنشاہ کا حکم
ہی بہرام گرد کو پانی پلاؤ پس مین بموجب حکم شہنشاہ بہرام گرد کے پاس پانی لیے ہوئے جاتا ہون اگر
بہرام پانی پیے گا تو پلا دونگا ورنہ ابھی چلا آؤنگا جلاد بہشتی کی یہ تقریر سُنکے چپکا ہو رہا بہشتی پاس بہرام کے پہونچا
اور کہنے لگا کہ بہرام گرد کیون سر جھکائے بیٹھا ہی اگر پیاسا ہو تو آب سرد موجود ہی جس قدر دل چاہے پانی
بہرام گرد نے کہا ای بہشتی یہ پانی لیجا مجکو اس پانی کی چاہ نہین ہی کوئی دم مین پیاس میری آب شمشیر سے بجھ
جائیگی خشک گلا میرا آب تیغ سے تر ہو جائیگا بہشتی نے کہا ای بہادر مجکو حیرت ہی کہ تجھ ایسا دلاور زیر تیغ سر
جھکائے ہوئے بیٹھا ہی یہ ہتھکڑیان اور بیڑیان توڑ کر کیون پھینک نہین دیتا بہرام نے چپکے سے کہا ای بہشتی
افضال خدا سے مجھ مین اتنی قوت تو ہی کہ اس طوق و سلاسل کو توڑ کے پھینکدون لیکن ایک وجہ سے زنجیر و طوق
کو جسم سے دور نہین کرتا اور قتل ہو جانا اپنا بہتر جانتا ہون بہشتی نے پوچھا وہ وجہ کیا ہی کہ جان شیرین دے دینا
تمنے گوارا کی ہی بہرام گرد نے کہا پہلے مین طوق و سلاسل توڑ کے خدمت حمزۂ صاحبقران مین گیا تھا وہان جا کر
مسلمان ہوا نوشیروان کے حکم سے حمزۂ صاحبقران نے پھر مجکو گرفتار کر کے نوشیروان کے حوالے کر دیا
اگر اب بھی سلاسل کو اپنے تن سے دور کر کے خدمت حمزۂ صاحبقران مین جاؤنگا تو پھر وہ گرفتار کر کے مجکو
نوشیروان کے سپرد کر دینگے بہشتی نے کہا ای بہرام گرد اگر ابکی مرتبہ تم خدمت حمزۂ صاحبقران
مین جاؤگے تو وہ ہرگز تمکو نوشیروان کے حوالے نہ کرینگے بہرام نے پوچھا تجکو کیونکر معلوم ہوا کہ اب
وہ مجکو نوشیروان کے سپرد نہ کرینگے بہشتی نے کہا ای بہرام آگاہ ہو کہ مین خواجہ عمرو ہون مجسے حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا ہی کہ اگر ابکی مرتبہ بہرام گرد میرے پاس چلا آئیگا تو کبھی گرفتار کر کے نوشیروان
کے حوالے نہ کرونگا جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بہرام گرد نے سُنی خوش ہو کر کہا کہ ای خواجہ عمرو اب تم
جاؤ مین ابھی حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوتا ہون خواجہ عمرو تو چلے گئے بہرام گرد بن خاقان چین
نے ہتھکڑیون اور بیڑیون وغیرہ کو مانند تار عنکبوت کے توڑ ڈالا اور فی الفور اُٹھ کے جلاد کے رخسار پر اس زور
سے طمانچہ مارا کہ وہ زمین پر گرا اور مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا اور ایک لمحہ مین تڑپکر مر گیا بہرام گرد بن خاقان
چین نے جلدی سے تیغ جلاد کا اُٹھا لیا اور مجمع مردمان سے نکل کے جانب پل شادکام چلا نوشیروان نے
لشکر کے سوارون کو حکم دیا کہ بہرام کو گرفتار کر لو جانے نہ دو بمجرد حکم نوشیروان ایک ہزار سواران جرار
واسطے گرفتار کرنے بہرام گرد بن خاقان چین کے چلے اور قریب بہرام گرد کے جا کر بہرام گرد کو چاروں طرف سے

گھیر لیا اور قصد گرفتار کرنے کا کیا بہرام گرد نے تیغ آبدار سے ایک سوار کو قتل کیا اور جلد تر اسی سوار کے گھوڑے
پر سوار ہو کے سواروں پر حملہ کیا اور صدہا سواروں کو ایک لمحہ مین قتل کیا آخر باقی ماندہ سوار تاب پیکار نہ لا کر
بھاگ گئے بہرام سواروں کو بھگا کر جلد تر جانب پل شاد گام روانہ ہوا جب سوار بھاگ کر خدمت نوشیروان مین
آئے نوشیروان نے ارادہ کیا تھا کہ سرداران نامی کو واسطے گرفتاری بہرام کے روانہ کیا جائے ناگاہ کلیس
جاسوس نے روبرو نوشیروان حاضر ہو کر عرض کیا کہ ای شہنشاہ فلک جاہ بہرام گرد صدہا سواروں کو
قتل کر کے پل شاد گام تک پہونچ گیا اور داخل لشکر حمزۂ صاحبقران ہوا حمزۂ صاحبقران نے بہرام گرد
کی پوشاک تبدیل کرائی ہی اور بہرام کو لیکر حضور کے دربار مین حاضر ہوا چاہتے ہین جب نوشیروان نے سنا کہ
حمزۂ صاحبقران بہرام گرد کو میرے پاس خود لیکر حاضر ہوا چاہتے ہین سرداروں کو روانہ نہ کیا ادھر حمزۂ
صاحبقران نے خوشی خوشی بہرام گرد بن خاقان چین کو لیکر جانب دربار چلے جب حمزۂ صاحبقران دربار
نوشیروان مین پہونچے بعد تسلیم اپنے ڈنگل پر بیٹھے اور سب سردار بھی حمزۂ صاحبقران کے حسب قدر مراتب
ڈنگلو نپر بیٹھے لیکن بہرام گرد نے بموجب فرمانے حمزۂ صاحبقران کے نوشیروان کو بعد ادب تسلیم کی اور روبروے
نوشیروان کھڑا رہا نوشیروان بہرام کے سلام کرنے سے خوش ہوا اور کسی قدر ملال بھی دفع ہوا جب بہرام
نوشیروان کو سلام کر چکا اسوقت حمزۂ صاحبقران اپنے ڈنگل سے اٹھے اور نوشیروان سے عرض کرنے
لگے کہ ای شہنشاہ ہفت کشور فرمانرواے بحر و بر اسوقت مجھکو کچھ عرض کرنا ہی اگر شہنشاہ کا حکم ہو تو عرض کروں
نوشیروان نے فرمایا ای فرزند کہتے کیون نہین ہو جو کچھ تم کہو گے مین تمھارے کہنے کو منظور کرونگا کیونکہ تم
میرے فرزند ہو مجھکو تمسے الفت ہی حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا ای شہنشاہ فلک بارگاہ بہرام نے حضور کو
سلام نہین کیا تھا اور سرکشی کی تھی اسوجہ سے زیادہ تر عتاب سلطانی مین گرفتار ہوا تھا اب بہرام نے شہنشاہ
کو سلام کیا ہی اور اپنی سرکشی کی سزا بھی پائی ہی پس مین امیدوار ہون کہ شہنشاہ میری خاطر سے بہرام کا قصور
عفو فرمائین نوشیروان نے یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سنکے ایک لمحہ فکر کی اور بعد فکر کرنے کے فرمایا کہ
ای فرزند اچھا تمھاری خاطر سے قصور بہرام عفو کیا اور بہرام گرد کو تمھارے حوالے کیا اب تم بہرام
گرد کو اپنے سرداروں مین شامل کرو حمزۂ صاحبقران یہ گفتگو نوشیروان کی سنکے نہایت خوش ہوئے اور
تسلیم کر کے اپنے ڈنگل پر بیٹھے اور بہرام گرد سے فرمانے لگے کہ ای بہرام گرد بن خاقان چین قصور تمھارا
شہنشاہ ہفت کشور مالک بحر و بر نے معاف کیا تم کو لازم ہی کہ پھر شہنشاہ کو بصد ادب تسلیم کرو بہرام گرد نے
بموجب فرمانے حمزۂ صاحبقران کے نوشیروان کو دوبارہ تسلیم کی نوشیروان نے خوش ہو کر حکم کیا کہ ڈنگل
واسطے بیٹھنے بہرام گرد بن خاقان چین کے بچھایا جائے بمجرد حکم ملازمون نے دربار مین ڈنگل بچھایا پھر
نوشیروان نے اشارہ بیٹھنے کا کیا بہرام گرد تسلیم کر کے ڈنگل پر جانب دست راست حمزۂ صاحبقران
بیٹھا کیونکہ بہرام گرد بن خاقان چین سردار دست راستی ہی جب بہرام گرد کی تقصیر نوشیروان نے عفو کی
اور بہرام گرد بن خاقان چین ڈنگل پر بیٹھا خواجہ بزرجمہر اور حمزۂ صاحبقران اور سرداران حمزۂ
صاحبقران نے خوش ہوئے لیکن بختک کو نہایت رنج ہوا نوشیروان کو اپنے دل مین کلمات سخت
و درشت کہنے لگا کہ نوشیروان جاہل اور بیہودہ ہی ذرا بھی اسکو عقل و فہم نہین اسنے مجھ ایسے وزیر دانا
اور خوش تدبیر سے بہرام گرد کے بارے مین کچھ بھی مشورہ نہ کیا ورنہ مین بہرام کو ضرور قتل کراتا

بختک تو اپنے دل مین نوشیروان کو نالائق اور بیوقوف و کم عقل و نافہم کہ رہا تھا لیکن نوشیروان نے بعد قتل بہرام گرد و خاقان چین کے حکم کیا کہ سوارون کی لاشین اٹھائی جائین اور جلاد کی لاش بھی اٹھائی جائے بموجب حکم سوارون کی لاشین میدان سے اٹھائی گئین اور جلاد کی لاش بھی اٹھائی گئی بعد اٹھنے لاشون کے نوشیروان نے حکم دیا کہ ساقیان سیمتن غنچہ دہن کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہون فوراً بموجب حکم شہنشاہ ساقیان سیمین ساق کشتیان شراب کی لیکر خدمت نوشیروان مین حاضر ہوئے اول جام بلورین مین بادۂ گلگون بھر کے ایک ساقی گلعذار موافق قاعدہ روبرو نوشیروان جہان پناہ لیگیا اور یہ شعر دست بستہ عرض کرنے لگا شعر نوش باد کہ ایام غم نخواہد ماند۔ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند۔ نوشیروان نے بادۂ گلگون دست ساقی مہوش سے لیکر منھ سے لگایا اور شراب پی پھر تو بحکم نوشیروان شہنشاہ گیتی ستان ساقیان مہ لقا نے نوشیروان کے سردارون وغیرہ کو جام مئے ارغوان دینے شروع کیے خواجہ بزرجمہر اور حمزۂ صاحبقران اور سرداران حمزۂ صاحبقران نے شراب نہین پی جب نوشیروان میکشی کر چکا اور سردار وغیرہ بھی نوشیروان کے شراب پی چکے نوشیروان دربار برخاست کر کے داخل محل ہوا

دو کلمے داستان مسرت نشان رستم ہند لندھور بن سعدان بادشاہ سراندیپ ملک ہندوستان کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا وہ مئے لالہ رنگ
تراو در جم ہے ساقیا
ملائے کوئی آنکھ کیا تاب ہے

ہمالی کی آجائے جس سے امنگ
دکھا دے مجھے جام جم کی ضیا
کہ ہند دکھا رہے وہ یہان آب ہے
قلم روک تمہید کو ختم کر

مظفر پلا ساقیا وہ شراب
شجاعت کا ہمت کا اک شور ہے
بہر شاہ یاں ہے کمان اور ہین
ہر باب ہے مطلب یہ آئی مخمس

کہ ہے جام مین جلوۂ آفتاب
جوانی کا غلطی ہی سے زور ہے
چڑھا جاوٴں مین خم کے خم دو دین

گلہ ہے داغ حلقۂ پیچان مین رکھ لیے | گیا کیا چراغ ظلمت ہجران مین رکھ لیے | نقد قصور عقد کے دامان مین رکھ لیے
ایمان مشک زار پریشان مین رکھ لیے | دل ای حبیب عنبر لرزان مین رکھ لیے

ہے غازۂ عذار معاصی غبار عفو | زاہد گناہگارون سے پوچھے وقار عفو | کس طرح ہم ہون دل وجان سے نثار عفو
دیکھی جو باغ حشر مین ہنسنے بہار عفو | رحمت کے پھول دامن عصیان مین رکھ لیے

کروٹ جو لی کراہ کے محشر ہوا بپا | مجھسا بھی مضطرب نہ کوئی ہوگا دوسرا | یارب کسی طرح نہین پاتا قرار کا
ہے زلزلہ مین عرش یہ معلوم ہو گیا | جب ہاتھ قلب پر شب ہجران مین رکھ لیے

ایدا پسند راحت دنیا سے ہین بری | جو کچھ رضا ہے دوست اسی مین ہے بہتری | وحشت ہین جو غیر ہے وہ دی دبھری
الفت سے ہے عاشق ابرو کو خوش سری | عقرب جراحت تن عریان مین رکھ لیے

اک برق وش کے ہجر مین آرام اب کہان | پل بھر جو دے پہچھم کے دریا ہوا روان | ہر فصل مین دکھاتے ہین برسات کا سما
بھرلین ہزارہا دل مضطر مین حب نہان | لاکھون سحاب دیدۂ گریان مین رکھ لیے

ہندان خوشی سے زخم بدن ہوگئے تمام | دشمن ہوا ہے دوست یہ ہے عشق کا مقام | اب کچھ رہا نہ مرہم جراح سے بھی کام
قاتل کو تھا جو کشتون سے دربردہ انتقام | پھاہے بنام خنجر بران مین رکھ لیے

کب نالۂ فراق ہوا آتشین نہ تھا | وحشت سے تنگ دل مرا کونین نہ تھا | اس عشق تہمت مین دو سرا مجھسا حزین نہ تھا

ساتوں جنموں کا ٹھکانا کہیں نہ تھا | عاشق نے اپنے سینۂ سوزاں میں رکھ لیے

ساقی ہی مہرباں مسرت کا ہی مقام | ون رات وحشت زرسے ہی مجھ بادہ کش کو کام | فاقوں میں کون عمر کو ناحق کرے تمام

عید وصال یار ہی کیسا یہ صیام | روزے تجھے نذر کے یہ شعبان میں کر لیجے

کس سے کہیں جو تم پہ ہیں گذری ہیں آفتیں | [illegible] جا کے من میں پائینگے راحتیں | جیسے فلک تھی دور ہوئیں آنکی صحبتیں

ہم جو چکیں نرگس غلطن کے تلووں سے اوتتیں | خار اپنے گرد ہم نے بیاباں میں رکھ لیے

تاریک شب میں ہجر کی گھبرا رہا ہی جی | خالی مکان بن گیا تصویر قبر کی | تدبیر اور اسکے سوا اک ہمت نہ تھی

داغوں سے یار زلف میں کی دل کی روشنی | شب تھی چراغ خانۂ ویراں میں کر لیے

ہم ہو لئے نہال دعائیں ہوئیں قبول | فرقت کا ل بلبل دل کو ہوئی حصول | خار الم ملا ہمیں اغیار ہیں ملول

دامن سے پھینک پھینک دیے آپ نے جو پھول | ہم نے اٹھا اٹھا کے گریباں میں رکھ لیے

آنکھوں سے اشک شوخ نکلتے ہیں متصل | ناسور کا یقین ہی جگر بھی ہی مستعمل | وحشت میں چاہتے ہیں گھٹے درد جاں گسل

ہم نے بھرا تصور مژگاں سے زخم دل | کانٹے ہزار ہا گل خنداں میں رکھ لیے

بیمار دل ادھر تھا نہ اصلا یقین مرگ | بیمار غم کو اب ہی سیوا یقین مرگ | کچھ آج درد دل نے بڑھایا یقین مرگ

سمجھے سے دم بدم جو ہمیں تھا یقین مرگ | پاس اپنے سو کفن شب ہجراں میں رکھ لیے

آئینہ مطلب یہ کسی کی نہیں نظر | سب اپنی جا یہ ششدر و حیراں ہیں دیکھ کر | بس اک حضور کو نہوئی قدر عمر بھر

ٹکڑے ہمارے دل کے ہوئے جو تن بہ قدر | آئینے سب نے شہر خموشاں میں رکھ لیے

یوں تو اسیر زلف سبھی ہیں ہزار ہا | پر صاحب وقار یہی دو ہیں باوفا | لیلی دشتوں کی مرتبہ دانی کو دیکھنا

قیس دشتی اور سبھوں کو رہا کیا | گل دو اسیر خانۂ زنداں میں رکھ لیے

بیت نگارندۂ دفتر دلستان | شنو و ندارد قائم این داستان

گلچیدان گلشن سخندانی و گلچینان چمن خوش بیانی گلہائے گلدستہ مضامین نوخیز عنبر خیز کو بر شحات سحاب رحمت باغبان قضا و قدر چمن چمن شگفتہ کرکے یوں معطر کرتے ہیں کہ ملک ہندوستان میں ایک بادشاہ شہر سراندیپ کا تھا کہ نام اسکا سعدان شاہ اولاد جناب شیث پیغمبر علیہ السلام میں تھا اور ایک بیٹا اسکا تھا کہ نام اسکا دارائے ہند لندھور بن سعدان رکھا تھا مگر وہ بڑا نہایت حسین و جمیل و شکیل چہرہ مثل آفتاب عالمتاب پیشانی پر کوکب اقبال و تہور جلوہ گر آنکھیں نرگس شہلا نہیں غلط ہے نرگس مردم بیمار ہے یہ آنکھیں آہو شکار ہیں چتون سے شیرانہ متانت شاہانہ دبدبہ بہادرانہ جسم مجسم قوت میں رستم زماں صولت و شوکت میں یکتائے جہاں رخسار گلاب کے پھول لب برگ گل یاسمن جبیں صدقے نسرین اور نسترن دندان گوہر آبدار قامت سرو و شمشاد باغ حسن میں تازہ بہار ماں کی روح باپ کی جان صد ہا دل میں ارمان لیئق فہیم ذکی ذہین ہوشمند عقلمند ارجمند اقبالمند فری جود ذی شعور بادشاہ یعنی سعدان شاہ صاحب لشکر بعد کروڑ ساٹھ لاکھ فوج زیر حکم نہایت شان و شوکت و دولت حشمت جری دلیر شجاع دربار میں نہایت رعب و داب ہندوستان میں انتخاب تھا جب لندھور کا سن پانچ چھ برس کا ہوا باپ نے اسکے یعنی سعدان شاہ بادشاہ ہندوستان نے دنیائے فانی سے طرف گلشن عالم جاودانی کے رحلت فرمائی چچا لندھور بن سعدان کا یعنی شہپال ہندی بادشاہ ہوا تخت

سلطنت شاہی پر متمکن ہوا چونکہ لندھور بہت خورد سال تھا لائق بادشاہت اور حکومت کے نہ تھا
جسوقت لندھور کا سن دس برس کا ہوا اُسکو شوق شکار کا ہوا اور ہر ایک علم و فضل مین کامل ہو چکا
ہو لیکن ہنر جنگ و فن سپہ گری کی تعلیم پایا کرتا ہو جب ان سب امور واجبی سے مہلت پاتا ہو شکار
کو ہمراہ ہوا خواہان زیرک کے جاتا ہو مکتب مین دن رات برابر اُستادان کامل و فاضلان
عالم سے درس لیتا ہو اور پہلوانان روے زمین و شجاعان بحر و بر پیچ کُشتی کے بتایا کرتے ہین المختصر کہ
لندھور کی دس گیارہ برس کی عمر ہوئی ہو ایک روز واسطے شکار کے چلا ہمراہ سب ملازمان و رفیقان و
خواص سب ہمسن ہمسن ہمراز و دمساز اور علاوہ اُنکے فوج ہمراہ رکاب سعادت تھی کہ شہر سے اپنے
باہر نکلا ایک سمت کو گھوڑا اُٹھایا سب ملازم ساتھ ساتھ جیسے قمر کے گرد ہالہ ہوتا ہو چلے جاتے ہین جب دور شہر
سے کئی منزل نکل گئے ایک صحراے سبزہ زار ملا کہ اُسکی فضا دیکھ کر لندھور بہت شگفتہ خاطر ہوا اب گھوڑا اٹھا
لیا خرامان خرامان چلا عجب بہار اُس صحراے سبزہ زار کی نظر پڑی گل خودرو جا بجا کھلے ہوے دکھائی دیے
کہین فرش زمردی کہین فرش طلاکار نظر آتا تھا کسی جا معلوم ہوتا تھا کہ مخمل زنگارگون بچھی ہوئی ہو اُسپر
عکس آفتاب عالمتاب کا پڑتا ہو تمام سبزہ مطلا معلوم ہوتا ہو وہ جا بجا اشجار خوشنما گھنی گھنی شاخین
سبز و زرد دیکھنے مین کیا بھلی معلوم ہوتی ہین اُن پر طائران خوش الحان جا بجا شاخون پر بیٹھے ہین
کوئی کربال کرتا ہو کوئی چہک رہا ہو کوئی پرواز کا ارادہ کرکے رہجاتا ہو کوئی اُڑکے اس شاخ سے اُس
شاخ پر بیٹھتا ہو آہوان صحرائی چراگاہ مین پھر رہے ہین ننھے ننھے اُنکے بچے کلیلین کرتے پھرتے
ہین اور جانور وغیرہ چرند پرند بھی ادھر اُدھر کود پھاند دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہین جھیلین اور
تالاب جا بجا آب مصفا و خوش ذائقہ سے لبریز ہین اُن مین ماہیان رنگارنگ شناوری کر رہی
ہین موجین اُنکی زلف معشوقانہ کا حسن دکھاتی ہین حباب دیدۂ آہوان خوش انداز کے مانند نگران
پھرتے ہین جسوقت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ترائی کی طرف سے آتی ہو آنکھین بند ہوئی جاتی ہین
دل کو راحت روح کو سرور حاصل ہوتا ہو صاحب حزن کا بھی وہان غم دل سے دور ہوجاتا ہو ہر فرد
بشر خوش و خرم نظر آتا ہو لندھور بن سعدان شاہ یہ سب تماشا صانع قدرت کا دیکھتا بھالتا
آہستہ آہستہ خرامان خرامان چلا جاتا ہو اور ہمراہیان و لشکر و سرداران ذیوقار و رفقاے عالی تبار
وغیرہ بھی سب کے سب لندھور کے ساتھ سیر کرتے ہوئے شاد و خرم چلے جاتے ہین اُس صحراے
جانفزا کی بہار لندھور بن سعدان مشاہدہ کرکے شکار کا بھی خیال دل سے بھول گیا محو
نظارۂ بہار و فضاے سبزہ زار ہو ناگاہ دیکھا کہ سامنے ایک باغ رشک گلشن شداد بہتر از عالم
ایجاد اُس مین دروازہ برنجی نہایت خوشنما لگا ہو مثل آفتاب درخشان کے چمک رہا ہو اور ایک بڑا سا قفل اُس مین
لگا ہوا ہو اور قریب اُس باغ فرحت دہ و باغ کے ایک ٹیکرہ رشک کوہ طور ہو اُسپر ایک فقیر خوش تدبیر پیر کہن سال عمر مین
خضر کی مثال ساکن ہو لندھور بن سعدان شاہ کو خیال ہوا کہ اس فقیر سے چلکر کیفیت اسکی دریافت کرنی چاہیے غرض
سع ہوا ہان اُس فقیر کے پاس آیا اور پوچھا کہ ای شاہ صاحب یہ باغ جنت نگار کس عالی وقار کا ہو اُس فقیر نے کہا
ای بابا یہ باغ سلیمان بن طلحہ کا ہو اور اس باغ بیمثال مین ایک گنبد مثل گنبد فلک دور و دراز ہو اُس
مین بھی ایک قفل ایسا ہی بہت بڑا لگا ہو سلیمان بن طلحہ ایک بڑا قوی ہیکل پہلوان زبردست

نہایت شہزور رستم صفت سہراب نمط قوی ہیکلین تھا کہ اسکا کوئی ہمسر وہم مقابلہ نہو سکتا تھا اُسکے اسلحہ اس گنبد لاجوردین بند
کیے ہوئے رکھے ہین اور ایک فیل اُنکی سواری کا تھا کہ نام اُسکا فیل میمونہ مبارک ہی اُس کو اس صحرا مین چھوڑ
دیا ہی وہ ایک غار عظیم الشان مین رہتا ہی اور ایک دیو اس باغ کا محافظ ہی جب کوئی اس باغ کا قفل توڑنے کا
ارادہ کرتا ہی وہ دیو آکر اُسے مار کر کھا لیتا ہی اکثر پہلوان زبردست و بافشاہان عالی ہمت آئے اور وہ اُس دیو کے
ہاتھ سے مارے گئے مگر ای شخص مجھے یاد ہی قول سلمان بن طلحہ کا وہ کہہ گیا ہی کہ جو شخص اس دیو کو مار ڈالیگا
اور اِس قفل کو توڑ کر اندر باغ کے جائیگا اُسی کے جسم پر وہ اسلحہ کارزار میرے درست اور ٹھیک ہونگے اور وہی
گرز سترہ سو من کا اُٹھائیگا اور میرا تیغہ بھی وہی باندھیگا اور اُسکی سواری کے واسطے فیل میمونہ مبارک
آئیگا وہ جوان بیمثال بصد شوکت و اقبال رستم سنہ ہوگا لندھور نے یہ سُنکر بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا فتاح کہکر قفل پر ہاتھ ڈالا فقیر خوش تدبیر نے پکارا ای صاحبزادۂ عالیشان یا... سکان کیون اپنے
حسن و زیبائی کو مٹاتا ہی کیون اپنی جان شیرین اُس تلخ کام مردود دیو کے ہاتھ سے گنواتا ہی مجھکو تیرے
چہرۂ بیمثال خوش جمال پر افسوس آتا ہی میرا کہنا مان قفل در باغ قضا کو نہ توڑ ورنہ پچھتائیگا جب وہ دیو آئیگا
تو پھر تجھسے کچھ نہ بن آئیگا لندھور نے کہا ای شاہ صاحب میرا دل نہین مانتا مین تو ضرور قفل توڑونگا دیو
سے مقابلہ کرونگا آج یہ پہلے پہل کا معرکہ ہی بفضل ایزدی سر کرونگا اُس فقیر کے کہنے سے تمام مصاحب
و رفیق اور سرداران زبردست جو لندھور کے ہمراہ تھے وہ سب مانع ہوئے کہ حضور کیا غضب کرتے
ہین بڑا فساد ہوگا اور بہت بڑی خونریزی ہوگی مفت مین لوگ قتل ہو جائینگے لندھور نے غصہ ہوکر
کہا کہ تم لوگ کیا بکتے ہو انشاء اللہ بہ تائید ربانی و بہ افضال یزدانی اُس دیو مردم خوار کو مارتا ہون
اور قفل باغ کا توڑ کر اسلحہ سلمان بن طلحہ کو اپنے قبضہ مین ابھی کرتا ہون یہ کہکے لندھور
بن سعدان شاہ نے قفل در باغ جنت نظیر بہشت مسیر کو پکڑ کے جھٹکا دیا اور قفل توڑنے لگا ہنوز وہ
قفل نہ ٹوٹا تھا کہ آندھی سیاہ اُٹھی ہوائے تند چلنے لگی ایک شور و غل بلند ہوا جب گرد و غبار دور ہوا دیکھا ایک
دیو مریدہ بہ غیظ شدید مثل رعد گرجتا ہوا چلا آتا ہی کہ او آدمزاد تو یہ کیا کرتا ہی اس قفل در باغ پُر فضا کو کیون
توڑتا ہی خبردار ہو مین آپہونچا تیرے کھا لینے کو لندھور بن سعدان شاہ نے پیچھے پلٹ کر جو دیکھا کہ ایک
دیو کریہ منظر نہایت تناور تین سو ارش کا قد لنبے لنبے ہاتھ بڑے بڑے سینگ فیل مست کے سے
دانت مثل چوٹی پہاڑ کے سر اوچک کر آگیا لندھور بن سعدان شاہ در باغ سے جدا ہوکر کھڑے
ہوئے اور دیو نے سر جھکا کر کھا لینے کا قصد کیا لندھور نے شاخین دونون دیو کریہ منظر کی پکڑکے
جھٹکا دیا بقدرت خدائے عزوجل و بحول و قوت پروردگار عالم وہ دیو منہ کے بھل زمین پر آیا لندھور
نے کود کے گھوڑے پر سے گردن مین دیو کی ہاتھ ڈال دیے اور کشتی ہونے لگی ملحوظ خاطر ناظرین والا تمکین
رہے کہ سن لندھور بن سعدان شاہ کا دس گیارہ برس کا تھا مگر بیتا پا جوان قوی ہیکل تن و توش
جسیم لحیم شحیم مثل رستم دستان اور قوت داد الٰہی ہی افضال پروردگار شامل حال اقبال بلند
باور رعب و داب و اجلال مثل ضحاک و جمشید و خاقان فرشا ہنشاہی چہرے سے نمایان لیکن وہ دیو بھی
کوہ طلعت اژدہا پیکر خونخوار و بدسیرت اُستاد عفریتان ہی الغرض لندھور بن سعدان شاہ سے اور
اُس دیو مریدہ سے تین پہر کامل کشتی رہی اور زور ہوا کیا ایک مقام پر لندھور بن سعدان شاہ نے

ایک پیچ ایسا زبردست لگا منہ کے قینچی پانون کی لگا کے اڑنگا مارا کہ وہ دیو دھڑ سے زمین پر گرا لندھور بن سعدان شاہ نے پھرتی سے اپنے دونون پانوں کے نیچے اُس دیو کا ایک پانون دبایا اور دوسرا پانوں اُسکا دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ کے اور اللہ اکبر کہکر چیرنا شروع کیا دیو چیخنے لگا شور و غل مچانے لگا وہان تہائی دہینہ لگا اُسکی آواز مہیب سے تمام صحرا لرزنے لگا طائر درختون سے ڈر ڈر کے اُڑ گئے یہ تلاطم اس دیو کی آواز سے برپا ہوا کہ جھیلون کی مچھلیان غول کے غول خائف ہوکر اندر سے اُچھل اُچھلکر ریتی مین آ پڑین سب ہمراہیان لندھور بن سعدان شاہ کھڑے تماشا دیکھ رہے ہین اور فقیر خوش تدبیر بھی بغور کھڑا ہوکر دیکھ رہا ہے کہ ماشاء اللہ یہ انسان دیو سے بھی کہین زبردست ہی کہ دیو کو اس طرح زیر کرکے قتل کرنا ہے اُسکے چیر رہا ہی غرض لندھور بن سعدان شاہ اُس دیو کو چیرتے چیرتے سینہ تک پہونچا دیر زیادہ ہوئی کیونکہ وہ دیو نہایت ہی طویل القامت تھا اب لندھور بن سعدان شاہ نے اللہ اکبر کہکر جو ایک جھٹکا اور زور سے مارا اس دیو مرتد پلید کو چیر کر پھینکدیا ہمراہیان لندھور بن سعدان شاہ مین غلغلہ تحسین و آفرین کا بلند ہوا سب یک زبان ہوکر پکارے کہ واہ واہ واہ مرحبا مرحبا ای شہزادے ای دارائے ہند ای رستم زمان کیا کام کیا سبحان اللہ اجر کم اللہ تیرا ہی کام تھا کہ اس دیو زبردست کو یون مثل برگ ترنگ کے چیر کر پھینکدیا فقیر نے دوڑ کر شہزادہ لندھور بن سعدان شاہ کو گلے سے لگالیا پیشانی پر بوسہ دیا اور بہت تعریف کی ملازمان شاہی نے لندھور کے ہاتھ چوم لیے لندھور بن سعدان شاہ دروازے پر باغ کے آیا اور قفل کو زور سے جھٹکا دیا قفل بھی باغ کے دروازہ کا جھڑ سے گرا کنڈی کھولکے لندھور بن سعدان شاہ اندر باغ کے آیا پیچھے پیچھے تمام ملازمان شاہی داخل باغ ہوئے دیکھا کہ باغ دوسرا گلشن شدادی ہی ہر چمن اُس باغ کا جنت نظیر ہر روش رشک فردوس ہی اشجار میوہ دار گوناگون جھوم رہے ہین شاخون سے زمین چمن کو چوم رہے ہین جابجا چمنون مین گلہائے رنگارنگ کھلے ہوئے ہین تھالون مین پھولون کے ڈھیر ہین مگر لندھور بن سعدان شاہ وغیرہ نے باغ کو جو بغور دیکھا تو نہایت اُس باغ پر اُداسی چھا رہی ہی ایسا تو شگفتہ اور شاداب وہ باغ مگر سنسان پڑا ہے نہ کوئی باغبان نہ کوئی گلچین نہین معلوم کس مدت سے وہ گلشن پُربہار بند پڑا ہوا ہی سراسر وہ باغ حیرتکدۂ گلشن خالی معلوم ہوتا ہی نرگس حیرت زدہ چار طرف نگران ہی سنبل پُرپیچ سوسن کو عالم سکوت ہر گل کھلکھلاکر پژمردگی ظاہر کرتا ہی ہر غنچہ مسکرا کر یاس سے رہجاتا ہی ہر گل کے پہلو مین خار ہی ہر طائر کی زبان فاعتبروا یا اولوالابصار ہی مرغان خوش الحان کی زمزمہ سازی سے مایوسی پیدا ہی بلبلین حسرت آمیز نغمہ سنجی کرتی ہین سرو و شمشاد خاموش سکتے کے عالم مین کھڑا ہی گویا کسی کا انتظار کر رہا ہی قمریان متاسف ہوکر کوکو کرتی ہین صاف صدا سے اُنکی ظاہر ہی **شعر** ذات خالق کو جاودانی ہی + اور جو کچھ کہ ہی وہ فانی ہی چکور شمسور کبک دری مثل آئینہ حیران مرغان چمن گویا کہ اشعار عبرت آمیز پڑھتے ہین اور اُڑ جاتے ہین اشعار

زمین چمن گل کھلاتی ہی کیا کیا
بدلتا ہی رنگ آسمان کیسے کیسے

تمھارے شہیدون مین داخل ہوئے ہین
گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے

عجب کیا چھٹا روح سے جامۂ تن
لٹے راہ مین کاروان کیسے کیسے

نہ گور سکندر نہ ہی قبر دارا
مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

ترے کلک قدرت کے قربان آنکھین
دکھائے ہین خوش رو جوان کیسے کیسے

ہر سو عالم حسرت و یاس نظر آتا ہی کوئی طائر عوض نغمہ کے گویا یہ اشعار

اپنی زبان مین پڑھکے سناتا ہی اشعار
آفاق کی منزل سے گیا کوچ سلامت
کیا یار بھروسا ہی چراغ سحری کا

جس سر کو غرور آج ہی یان تاجوری کا
اسباب لٹا راہ مین یان ہر سفری کا

اک اُسپہ نہین شور ہی اک نوحہ گری کا
لٹ اپنے جگر سوختہ کی جلد خبر لے

یہ عالم اُس باغ جنت نظیر کا دیکھکر لندھور اور تمام ملازمان شاہی دنگ ہوگئے حالت وجد طاری ہوئی بیساختہ یہ خمسہ پڑھا خمسہ

سال گذرے وحشت دلکو ہین ٹالے ہوئے | ایک بیک فصدین کھلین ہیجان کے لالے پڑے | ہوئے تیرے پھول کھلکر پانوؤن کے چھالے ہرے
پھر بہار آئی چمن مین زخم تن آلے ہوئے | پھر ہرے داغ جگر آتش کے پرکالے ہوئے

گرم آہون نے بڑھایا دلجلون کا اضطراب | ہی گلستان مین بہار سلطنتی سے اجتناب | تھے ہم شاخ گل تیر جو رہ کو سیخ کباب
ہوگئی کیا آگ سے جلکر وہ بے ساقی شراب | تاک مین بھی دانۂ انگور تبخالے ہوئے

ای پری ہو جوش سودا مین بلا سے غیر حال | اہل صحبت کی جدائی کا نہو رنج و ملال | کا منار اُون کا اُسکے ہجر مین ہوگا وبال
اسطرح چھوڑون لیکا یک تیری زلفونکا خیال | ایک مدت کے یہ کالے ناگ ہین پالے ہوئے

لب جہان مین ہی سراپا نور جیسا آدمی | جھلملا جائے نہ کیون شمس و قمر کی روشنی | خرمن انجم سے نظارے یہ بجلی گر پڑی
واہ کیا تاثیر ہی رخسار آتشناک کی | شعلۂ جوالہ تیرے کان کے بالے ہوئے

ایک مدت سے ہی عشق غیرت لیلے ہمین | کیون نہ حاصل ہو جناب قیس کا رتبہ ہمین | ملگیا وحشت زدہ جاگیر مین صحرا ہمین
ہو لیا چشم سیاہ یار کا سودا ہمین | شل اہو پھرتے پھرتے دھوپ مین کالے ہوئے

جذب الفت نے دکھایا بعد مرنے کے اثر | فاتحہ روز سوم پڑھنے کو آیا وہ قمر | حسن نے اعجاز دکھلایا ہی اپنا سر بسر
پانے نازک اُسنے رکھے جب ہماری قبر پر | پارہ ہاے سنگ مرمر روئی کے گالے ہوئے

ہمسری کا نام غیر رو سیہ ہرگز نہ لے | طی کیے ہین ظلمت گیسو کے ہمنے مرحلے | روشنی خانۂ الفت ہمین ہین دلجلے
جب شب تاریک مین ہم لوے جانان کو چلے | اُٹے اُنکے جا شعل آستین نالے ہوئے

ہی معالج باغبان دار الشفا گلزار ہی | زرد ہی چمپا مگر دق کا اُسے آزار ہی | دیکھکر تجکو بہار اپنی گلون پہ بار ہی
تجھ بن ای رشک چمن نرگس اگر بیمار ہی | باغ مین لانے کو اپنے جان کے لالے ہوئے

جان پر اغیار کی کیونکر نہ غیرت سے بنے | یاد فاؤن کے ستمی ہوتے ہین ایسے مرتبے | اُنکی جانبازی کے شہرے تا پرستان اُڑگئے
وہ پری پیکر کہا کرتا ہی اکثر فخر سے | اسقدر عاشق بھی ہمارے جاننے والے ہوئے

آگے جو بڑھے تو دیکھا ایک گنبد لاجورد مثل برج سپہر بے مہر جلوہ گر ہی لیکن جابجا استرکاری اُکھڑی ہوئی نقش و نگار شکستہ ہوئے اس کہنگی عمارت پر بھی حسن تازہ برستا ہی خیال کیا کہ جب یہ از سر نو تعمیر ہوا ہوگا کیا رونق و زیبائی ہوگی لندھور بن سعدان نے قفل در گنبد کو توڑا اور اندر داخل ہوا دیکھا کہ اس بوسیدگی پر بھی صنعت صانع ہویدا ہی ہرچند کہ ہر در و دیوار سے محل عبرت پیدا ہی چہار طرف تصویرین شاہان ماسبق کی لگی ہوئی ہین اُن تصویرون مین ایک تصویر سلیمان کی بھی ہی اور ایک تصویر اُسکے باپ طلمہ کی ہی اور جابجا قبور شہزادگان اولو العزم و شاہان ذی حشم کی بنی ہین مگر ہر قبر سے عالم حسرت نمایان ہی ناگاہ اُس گنبد سے ایک صدا پیدا ہوئی کہ ای لندھور یہ مقام عبرت ہی دنیا چند روز آخر شب تاریک کنج مرقد کا سامنا ہی یہ قبرین جنکو تو دیکھتا ہی بڑے بڑے شاہان عالیشان کی ہین اشعار

انھین کا دیکھ لے اب خانۂ تاریک مسکن ہی
نظر ای میہمان تہ سقف سپہر غدار

کسی شب کو چراغ انکی لحد پر بھی نہین جلتا
تابکی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

جلا کرتی تھین جنکے آگے شمعین روز کافوری
تہ خاک آپ ہین اور خاک کا جہرے پہ دامن ہی
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو

ہو خرابے یہ اگر قصر فریدون کے گذار
رات دن چہلین رہا کرتی تہین سیر دانگیز
ارغنون دار سدا گونجتی تہی صوت ہزار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
آج کل وہ لب جو حیف کہے ہین آئنہ دار
چیلین منڈلاتی ہین اُڑتے ہین بگولے ہر سُو
تکیۂ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا مزار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہے

اس مکانین کبھی دربار ربا کرتا تہا
عیش و عشرت کے یہان گرم تہے ہر دم بازار
یار یہان تہا نہ خزن کو تو کسی موسم مین
واہ نیرنگئ نکہ ظرفی یا ہین عزو وقار
گھونسلے سقف مین لاکھون ہین ابابیلون کے
ہین خیابانون پہ ڈیرے زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا ہی یا لب مہر سکوت
کنج تنہائی ہی اور عالم تنہائی ہے

جلوہ فرما تہا کوئی خسرو با عز و وقار
شاخ گل زمزمہ سنجون کا نشیمن تہی مدام
کہین گل صنوبری کا عالم کہین لالے کی بہار
جن پہ پریزادون پہ پڑتا تہا نہ جہومر کا عکس
مسکن فاختہ ہر قصر مین ہی نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشندون کو دالانکے دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس کوئی ہے غمخوار

یہ اشعار عبرت آمیز اُس صدائے وحشت انگیز سے سنکر لندھور بن سعدان شاہ نہایت محزون حال زار رہا یقین ہوا اور ملازمون سے کہا ای بھائیو انجام کار اس دنیاے ناپائدار کا بس یہ ہی جو کچھ کہ یہان دیکھ رہے ہین سچ ہی **شعر** ہر کہ آمد عمارت نو ساخت + رفت منزل بدیگرے پرداخت + یہ کہکر سامنے دیکھا کہ دنگل زرین پر اسلحہ سلیمان بن حلکیہ رکھے ہوئے ہین اُٹھکر وہان سے آیا اور اسلحہ اُٹھائے زرہ پہنی ٹھیک جسم لندھور مین ہوئی چہار آئینہ اور بکتر لگائے دستانے ہاتھون مین چڑہائے خود فولادی سر پر رکھا تیغہ کمر سے لگایا کمان و ترکش زیب تن کیا سپر پشت پر لگا کر گرز گاؤ سر شتر موہن کا کاندھے پر رکھا نیزہ ہاتھ مین اُٹھالیا مسلح و مکمل ہوکر ارادہ چلنے کا کیا کہ دیکھا ایک تختی کندہ کی ہوئی دیوار مین لٹکی ہے اُس تختی کو لیکر لندھور نے پڑھا اُسمین کندہ تھا کہ جو جوان پہلوان رستم زمان بعد عزو شان ان اسلحہ کو زیب جسم کرے اور اس گرز گران گاؤ سر کو اُٹھائے وہی یہ خزانہ بھی لے جو اس تہ خانے مین جمع مقفل کیا رکھا ہی وہ اس خزانکو اپنے صرف مین لائے لندھور نے ملازمون سے کہا کہ دیکھو تلاش کرو کہ اس گنبد لاجورد مین تہ خانہ ہی اُسکا دروازہ کسطرف ہی لوگون نے آکر بیان کیا کہ تہ خانے کے دروازے مین قفل دیا ہی آپ تشریف لے چلیے ملاحظہ فرمایئے لندھور دروازے پر تہ خانے کے آیا بقوت دو جوانمردی اُس قفل گرانبار کو توڑا اور تہ خانے کے اندر جاکر دیکھا کہ روپیہ اور اشرفیون کے توڑے ہزار ہا دہرے ہین اور جواہر بیشقیمت لعل و گوہر و یاقوت و نیلم و پکھراج وغیرہ ہزار ہا من بھرا ہوا ہی لندھور بہت خوش ہوا شکر خدا بجا لایا اور حکم کیا کہ یہ خزانہ اُٹھواکر بحفاظت تمام شہر سراندیب مین پہونچاؤ اور اُس باغ پر قبضہ کرکے پہرا چوکی معین کیا اور کچھ ملازم اُس باغ کی محافظت کیواسطے وہان چھوڑ دیئے اور لندھور خراماں خراماں تمام باغ کی سیر کرتا ہوا باہر آیا اور اُس فقیر خوش تدبیر کو بہت سا روپیہ انعام دیا اور اُس سے کہدیا کہ تم یہان رہو تمھارا سرکار شاہی سے مہینا مقرر ہوجائیگا اور میرا نام لندھور ہی مین بیٹا ہون سعدان شاہ کا شہر سراندیب مین رہتا ہون وہ فقیر یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور دعاے دولت و اقبال و حشمت و اجلال شہزادہ ہندوستان والاے ہند لندھور بن سعدان کو دینے لگا لندھور نے ملازمون سے کہا کہ جاؤ تلاش کرو کہ فیل میمونہ مبارک کس غار مین ہی اور کہان ہی لوگ فوراً گئے اور تلاش کرکے آئے عرض کیا کہ وہ سامنے غار صحراے سبزہ زار مین ہی چلیے تشریف لے چلیے لندھور اُن آدمیون کے ساتھ اُس غار پر آیا فیل میمونہ مبارک نے سر اُٹھاکر از سر تا پا شہزادہ ہندوستان لندھور بن سعدان کو دیکھا اور خرطوم ہلاتا ہوا آگے لندھور کے آیا لندھور اُس فیل میمونہ مبارک پر سوار ہوا اور مع خزانہ ہمراہ فوج کرکے طرف شہر سراندیب کے روانہ ہوا جب شہر سراندیب مین قلعہ کے اندر مع فوج و خزانہ داخل ہوا شہپال ہندی اُسکے چچا کو خبر ہوئی بارگاہ مین اپنی بلایا لندھور

نے چچا کو مجرا کیا اور تمامی سرگذشت جو کچھ گذری تھی چچا سے بیان کی شہپال ہندی نے لندھور کو بہت تحسین و آفرین کی گلے سے لگایا اور اسکا اسپ دیکھکر بہت خوش ہوا فیل سپید مبارک کو بہت دیکھا اور بہت تعریف کی اشعار

شان و شوکت مین کہون کیا تیرے ہاتھی کی	چرخ پہ جون مہ فشاتے ہے جو اسکی کلک	اسکے کجگاہ کی اللہ رے چمک جہر کی
کہکشان جون شب یلدا مین تابان ہر فلک	لیکے خرطوم سے زنجیر طلائی وہ اگر	اسکے دانتون کو وہ سمجھے جو کوئی ہو زیرک
ہاتھ لیلی نے نکالے ہین سیہ میے سے	لانے کو مجنون سے چین سلسلہ پا کی جھنک	

شہپال ہندی نے کہا ای لندھور ای جان عم تو لائق سلطنت زیبندہ تاج و تخت حکومت ہے اب تو بادشاہت کر کہ تو اپنے پدر عالیقدر کا وارثدار ہے مین بسبب تیری خاطر دلداری کے بارت تخت سلطنت پر بیٹھکر حکمرانی کرتا تھا تجھکو تیری بادشاہت مبارک رہے لندھور نے بطور محمودانہ عرض کیا ای چچا جان یہ آپ کیا فرماتے ہین یہ سب تخت سلطنت حکومت و مملکت آپ کا ہی مین آپ کی فرمانبرداری مین ہونگا آپ بادشاہت کیجیے مین دعوی پہلوانی رکھتا ہون بس سپہ سالاری آپ کی مجھکو کافی و وافی ہے اور ہمیشہ اسی عہدے پر رہونگا مگر شہپال ہندی نے نہ مانا اور ہاتھ لندھور کا پکڑکے تفنین دیکر تخت پر بٹھایا اور آپ نیابت لندھور کی کرنے لگا مبارک سلامت کی دھوم ہوئی یہ خبر علی العموم ہوئی نذرین گذرنے لگین تصدق اترنے لگے شلنگین توپین سلامی کی چلین تمامی شہر مین آج روز جشن نوروزی ہوا لندھور نے سبکو انعام تقسیم کیا خلعت دیے تمام شہر سراندیپ بلکہ ہندوستان مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ آج لندھور بن سعدان تخت سلطنت پر متمکن ہوا اپنے باپ کا وارث ہا لندھور داد گستری اور رعایا پروری مین ہمہ معروف رہا کرتا تھا ہر ایک سے بخلق و مروت پیش آتا تھا سب عزیز قریب اپنا بیگانہ ملازم و رعایا لندھور سے خوش اور راضی تھے مسافرون اور تاجرون کے واسطے مسافرخانہ بنوادیا تھا جو کوئی سوداگر مسافر کہین سے آتا تھا وہان اترتا تھا اسکو کھانے پینے کی راحت ہوتی تھی چنانچہ اکثر سوداگر یہان شہر سراندیپ مین آکے رہے سے مال بیچا اور ملک مداین کو روانہ ہوے جب نوشیروان عادل کی ملازمت سے سرافراز ہوے لندھور بن سعدان کی نہایت مدح و ثنا کی نوشیروان عادل زمان نے یہ خبر سنکر ایک نامہ فیض شمامہ لندھور بن سعدان کو اس مضمون کا تحریر کیا نامۂ نوشیروان ای کوکب سپہر شہریاری و ای اختر فلک تاجداری ای نہال گلشن شہر سراندیپ ملک ہندوستان وای شگوفہ تازہ و تر باغ بادشاہ سعدان زاد مرا بکم بعد سلام شوق مافوق از جانب بادشاہ ہفت کشور نوشیروان عادل زمان تحریر و تسطیر ہوتا ہی سنا ہی کہ عرصہ بارہ برس کا ہوا کہ تمہارے پدر بزرگوار سعدان شاہ والی شہر سراندیپ ملک ہندوستان نے عالم فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ کیا ہی اور تم قائم مقام وراثت پدری تخت حکومت شاہی پر متمکن ہوئے ہو مجکو بہت خوشی ہوئی مبارک ہو مگر اب تک خراج شہر سراندیپ کا نہ بھیجا اور باب تمہارا ہمیشہ برابر ہر سال دام دام حبہ حبہ حساب کرکے خراج داخل خزانہ نوشیروانی کیا کرتا تھا اور اگر تمکو نہ آگاہی ہو تو اب آگاہ ہو کہ مین بادشاہ ہفت اقلیم ہون لشکر بیشمار رکھتا ہون نام میرا ازل سے نوشیروان عادل زمان ہی پس مناسب و انسب یہ ہی کہ دس برس کا خراج جلد روانہ کرو کہ ہمارے تمہارے رسم و راہ شاہانہ اور مراسم قدیمانہ قائم رہے ورنہ ملال درمیان مین آئیگا رشتہ اتحاد ٹوٹ جائیگا کبھی تحریر پر نظر نہ کرنا مضمون مندرجہ نامہ غور سے دیکھنا فقط زیادہ رسم و شوق باد نوشیروان عادل زمان نے یہ نامہ بطلب خراج تاکیداً لکھواکر ملفوف کراکے عیار کرگس ساسانی کو دیا اور تاکید کی کہ یہ نامہ جلد شہر سراندیپ متعلقہ ملک ہندوستان مین لندھور بن سعدان شاہ کے پاس پہنچا کرگس ساسانی بحکم نوشیروانی مداین سے روانہ ہوا اور چند روز مین شہر سراندیپ مین داخل ہوکر دربار مین لندھور بن سعدان کے حاضر ہوا اور نامہ کمر سے نکال کے آگے لندھور کے پیش کیا لندھور نے وہ نامہ نوشیروان عادل کا پڑھا اور سر ملا

کہا شعر وہ زمانہ اور تھا اور یہ زمانہ اور ہے + حکمران سعدان تھا جب لندھور اب دور ہے یہ کہکر میر منشی سلطنت کو حکم کیا کہ ابھی اس نامہ کا جواب لکھو جواب نامہ ای رونق بوستان شاہنشاہی و ای زینت انجمن جہانپناہی مہر سپہر حکمرانی ماہ فلک جہانبانی افتخار سلاطین مالک ہفت کشور سلطان العظما شاہان مملکت عدل و داد گستر بادشاہ دوران نوشیروان عادل زمان زاد استحکام بعد سلام سنت الاسلام و شوق لقائے بے انتہا از طرف شہزادہ ہند دارائے ہندوستان لندھور بن سعدان شاہ رستم زمان جواب نامہ اتحاد شمامہ یہ مرقوم کیا جاتا ہے کہ پیام فرحت التیام بمنزلہ دفتر السعادہ و داد دہی بدست عیار کرگس ساسانی بحکم نوشیروانی نے شرف ورود پایا مضمون مسرت ارتسام والانظام سے مطلع ہوا کہ شہنشاہ گیتی ستان نوشیروان زمان زمانہ خراج گذاری شہر ہندوستان متعلقہ ملک ہندوستان کا گذر گیا کہ بادشاہ سعدان شاہ راہی ملک بقا ہوا کہ وہ کسی دباؤ سے ماتحت حکومت سلطنت مدائن تھا کہ سالہا سال خراج پہونچایا کرتا تھا اب رستم ہند لندھور بن سعدان شاہ بادشاہ شہر ہندوستان ہے تمھاری جانب سے کسی نے تحکم زیر کیا ہی جو تم مجھسے خراج طلب کرتے ہو اے بادشاہ نوشیروان ہاں اب کسی کو یہاں بھیجئے کہ کوئی پہلوان زبردست مجھے ہم نبرد ہو اور مقابلہ کرے اگر میں زیر ہو جاؤنگا تیری اطاعت کرونگا اور فرمانبرداری بجالاؤنگا اور خراج بھی مدام دیتا رہونگا زیادہ طول کلام بیجا ہی فقط والسلام والاکرام + لندھور بن سعدان شاہ نے یہ جواب نامہ نوشیروان کا تحریر کراکے ملفوف کیا اور عیار کرگس ساسانی کو بعد خلعت کے + کرگس ساسانی بصد فہم و شعور جواب نامہ بغل شمامہ لندھور بن سعدان شاہ کا لیکر بعد طی مراحل و قطع منازل چند روز میں داخل مدائن ہوا اور دربار بادشاہ نوشیروان عادل میں حاضر ہوکر جواب تحریر کردہ لندھور پیش کیا نوشیروان زمان نے پڑھواکر سنا اور خاموش ہوکر سکوت کیا اور نہایت فکرمند ہوا کہ لندھور کے مقابلہ کیلیے کون بھیجا جاوے اور کیونکر یہ زیر ہوکر خراج گذاری اختیار کرے

دوکھنا داستان جرأت نشان بھیجنا لندھور کا فیل آہنی کو پاس نوشیروان کے بیان کیے جاتے ہین

کدھر کو ساقی ماہرو ہی سراب گلگون جستجو ہی
پیالہ دین کہین تجکو مہ فروشی فقیر مین اور آرزو ہو
دیانہ مجکو بوستان کدھر آئی صدائے قلقل
فقط تفکر کا سبب ہی کہ دور گردش مین جستجو ہی
گل کھلے پڑے سے اڑ رہا بو شاک کے
کیا کہین گشتے ہین کس سفاک کے
مست ہوکر جائینگے اب شب سپہر
خوب ہی سنتے ہیے پوشاک کے

یہ دل کو رندوں کے آرزو ہی چھلکا دو موجود ہے تو
عطا کر اک جام آفتابی کہ تجھ تو دلکو ہو کامیابی
یہ ابر چھایا یہ موسم گل بہار تر رندون کی آرزو ہی
معرفت مین تیری ذات پاک کے
ہاتھوں پیٹے تا بہ دامن چاک کے
وہ گریبان آگ ہین رکھو دیجیے
آستین ... منبت الغضب کہ تاک کے

نا چارا ابو بہتیم تو بھی نہین مناسب ہے یہ خموشی
ترے بہین ہے خرابی کہین ہے شیشہ کہین سبو ہی
سحر کو کوشش جو روز و شب ہے طلب میں صفائی کی ...
اڑتے ہین ہوش و حواس ادراک کے
نام لے سکتے نہین محبوب کا
ہمدم گل ہین چپ ہون بیباک کے
آفرین صد آفرین دست جنون

بیت الٰہ ... لا جواب ... قسطم ... مضمون ... عاشمان

مملکت مضامین تازہ خیال خسروان سلطنت طبیعت و ذہن بیمثال بزور شمشیر ملک سخن مین حکمرانی کرکے عبارات رنگین بصد تزئین کہ پسند خاطر ناظرین ہو رنگین ہو تقریر شاہ سے یوں تحریر دلپذیر کرتے ہین کہ جب لندھور بن سعدان نے جواب نامہ نوشیروان کو روانہ کیا چند روز تک منتظر رہا کہ کسی پہلوان زبردست کو نوشیروان بادشاہ خود برائے مقابلہ بھیجیگا جب کوئی ملک مدائن سے از جانب نوشیروان نہ آیا بعد تھوڑے زمانہ کے لندھور نے ایک فیل آہنی تیار کرکے اور ایام سے فیل ہمیشہ مبارک کے اور ایک نامہ نوشیروان زمان کو تحریر کیا جسکا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ ای بادشاہ ہفت کشور ای تاجدار مملکت نامور شہنشاہ دوران نوشیروان زمان تو نے

ابتک کسی پہلوان زبردست کو واسطے میرے مقابلے کے نہ بھیجا مجبور ہو کر خود مین نے ارادہ مقابلہ کا کیا ہی جو کوئی ایک
ضرب شمشیر سے اس فیل کو دو کرے وہ سردار مجھسے ارادہ مقابلے کا رکھے اور جو کوئی اس امر کو منظور نہ کریگا اور مجھسے
ہم نبرد نہوگا تو مین خود تجھسے خراج لونگا اور سمجھونگا کہ کوئی سردار اور پہلوان تیری مملکت مین ایسا نہین ہی کہ مجھسے مقابلہ
کر سکے یہ نامہ لکھکر شہپال ہندی اپنے عم نامدار کو دیا اور یہی مضمون زبانی بھی کہدیا کہ آپ روبرو نوشیروان کے
کہیے گا اور اس فیل آہنی ہمشبیہ فیل ہمونہ مبارک کے ہمراہ بڑے سامان تزک و احتشام سے طرف مدائن کے
روانہ کیا بعد قطع منازل و طی مراحل جسوقت شہپال ہندی مدائن مین آیا یہ خبر نوشیروان کو ہوئی بادشاہ نے
دربار مین اپنے طلب کیا شہپال ہندی بعد کر و فر دربار مین آیا بطریق اسلام سلام کیا اسوقت دربار مین سترہ سو
سردار زیب دنگل تھے اور امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران بھی پہلوے تخت نوشیروان مین دنگل زرین پر جلوہ گر
تھے اور خواجہ عمرو پشت پر کھڑے ہوئے تھے کسی نے جواب سلام نہ دیا مگر امیر حمزہ صاحبقران زمان نے جواب سلام
دیا شہپال ہندی نے نامہ لندھور بن سعدان شاہ بادشاہ نوشیروان کے ہاتھ مین دیا اور زبانی عرض
کیا کہ لندھور بن سعدان نے کہدیا ہی کہ جو کوئی اس فیل کو ایک ضرب شمشیر آبدار سے دو ٹکڑے کرے وہ شخص مجھسے
ارادہ مقابلہ کا رکھے اور اگر یہ فیل ایک ضرب سے دو پارہ نہوا تو کوئی مجھسے مقابلے کا قصد نہ کرے مین سمجھونگا کہ تیرے
دربار مین کوئی پہلوان اور سردار زبردست ایسا نہین ہی کہ مجھسے ہم نبرد ہو پس مین تجھسے خود خراج طلب کرونگا یہ سنکر
بادشاہ نوشیروان بہت متفکر ہوا اور اپنے سرداران نامور کیطرف دیکھا سب سردار اٹھ کھڑے ہوئے اور سب نے ایک
ایک ضرب تلوار کی لگائی مگر فیل پر خط تک نہ پڑا کاٹنا کیسا سب کے سب نادم ہو کر چلے آئے بادشاہ نوشیروان کو
اور زیادہ تردد ہوا بختک نے چپکے سے کان مین کہا کہ حمزہ عرب ہی حکم کیجیے کہ یہ آپکا داماد بھی ہی اور ہم مقابلہ
بھی لندھور کا ہی یہ سنکے نوشیروان نے صاحبقران کیطرف دیکھا امیر باتوقیر تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑے ہوئے
اور بسم اللہ کہکے بڑھے اور گھوڑے پہ سوار ہو کر شمشیر آبدار کھینچکر گھوڑے کو اڑایا اور تیری جا کر ہاتھ تلوار کا اس سبکی سے مارا
کہ فیل آہنی یونہین کھڑا رہا اور تلوار آر پار اس پھرتی سے نکل آئی جیسے صابون سے تار آہن نکل آتا ہی دربار مین کسی کو
ثبوت بھی نہوا کہ تلوار نے فیل کو دو ٹکڑے کیا سب سردار ہنسنے لگے یہ سمجھکر کہ تلوار امیر باتوقیر کی فیل کی پشت تک
بھی نہین پہونچی فیل اسی طرح کھڑا ہوا ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ تم سب ہنستے کیا ہو وہان جا کر دیکھو تو فیل کے دو پرکالے
ہو گئے لوگون نے جو فیل کو پکڑ کے کھینچا فیل آہنی نصف ادھر گرا اور نصف ادھر گرا تحسین و آفرین کا دربار مین شور بلند
ہوا بادشاہ نوشیروان نے بھی بہت تعریف کی شہپال ہندی نے اپنے دلمین کہا کہ یہ جوان تو کچھ لندھور سے
زیادہ قوت و شجاعت مین معلوم ہوتا ہی سوائے اسکے کوئی لندھور کا مقابلہ نہین کر سکتا شہپال ہندی تو فوراً بادشاہ
نوشیروان سے رخصت ہو کر طرف سراندیپ کے روانہ ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ پہونچنا شہپال ہندی کا شہر سراندیپ
مین لندھور بن سعدان کے پاس پھر آگے چلکر بیان کیا جائیگا جسوقت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
زمان نے فیل آہنی کو ایک ضرب شمشیر سے دو پرکالے کیے اور وہ ٹکڑے فیل آہنی کے لیکر شہپال ہندی چلا گیا بختک
نے چپکے سے کان مین نوشیروان کے کہا کہ حمزہ کو برائے مقابلہ لندھور بھیجیے کہ یہی اسکو زیر کر کے خراج لائیگا نوشیروان نے امیر سے
کہا کہ شہر سراندیپ کو واسطے مقابلہ لندھور کے جائیے اور اسکو زیر کر کے خراج لایے اور اسکو مطیع کیجیے اور جو کچھ ضرورت و خواہش ہو سرکار
نوشیروانی سے لیجیے امیر نے فرمایا کہ بادشاہ کل اسکا جواب دونگا جب دربار برخاست ہوا سب سردار گئے امیر باتوقیر بھی مع
خواجہ عمرو کے اپنے خیمہ مین آئے خواجہ نے کہا کہ اے حمزہ کل جب دربار مین چلیے گا اگر بادشاہ نوشیروان آپ سے کچھ جانے کے بارے مین کہیگا

تو آپ خاموش رہیے گا کچھ جواب نہ دیجیے گا میں خود نوشیروان سے کہونگا کہ امیر بانوقیر کہتے ہیں کہ اگر تو اپنی بیٹی ملکہ مہرنگار کے ساتھ
عقد کر دے تو میں جا کر لندھور کو زیر کر کے خراج لاؤں اور اگر تو نہ راضی ہوگا تو نہ جاؤنگا اور کسی کو برائے مقابلہ لندھور بھیجیو
امیر تو عاشق زار ملکہ مہرنگار ہیں خواجہ عمرو کی رائے پسند آئی امیر بانوقیر بہت خوش ہوئے جب دوسرا دن ہوا دربار بادشاہ
نوشیروان کا جمع ہوا سب سردار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے بادشاہ عادل نوشیروان زمان آکر تخت سلطنت پر جلوہ آرا
ہوا امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران زمان بھی دربار شہنشاہی میں تشریف لائے اور اورنگ زرین پر بیٹھے خواجہ عمرو پشت پر امیر
بانوقیر کی کھڑے ہوئے بادشاہ نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران زمان سے کہا اے حمزہ کیا کہتے ہو تم جاؤ اور لندھور
بن سعدان شاہ کو مقابلہ کر کے زیر کرو اور خراج لو اور جو کچھ چاہیے ہو مال و خزانہ فوج و لشکر سرکار شاہی سے ابھی لیلو امیر
بانوقیر تو خاموش سر جھکائے بیٹھے رہے جواب بادشاہ کو کچھ نہ دیا مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہاتھ باندھکر سامنے بادشاہ کے
آیا مجرا کر کے عرض کیا شعر یکے عرض حال من گوش کن ❊ اگر خوش نہ آید فراموش کن ❊ اے بادشاہ دوران نوشیروان
زمان اگر حکم ہو اور خلاف مزاج معدلت امتزاج حضور کے ان ظہور نہ ہو تو حضور ہی حضور فیض گنجور میں عرض صادق یہ ہے کہ
حمزۂ صاحبقران عرض رسا ہے کہ اگر ملکہ مہرنگار نور نگاہ بادشاہ عالیوقار کا عقد میرے ساتھ کر دیجیے تو میں بسر و چشم ابھی
طرف شہر سراندیپ کے روانہ ہوں اور لندھور بن سعدان کو زیر کر کے خراج حاصل کروں ورنہ اگر یہ امر نہ ہوگا تو میں جاؤنگا
بادشاہ سنکے نہایت چین بجبین ہوا مگر خاموش ہو رہا خواجہ عمرو سامنے سے ہٹکر پشت پر امیر بانوقیر کی کھڑے ہوئے جب
بادشاہ غصہ سے خاموش ہوکر فکرمند ہوا اور کچھ جواب نہ دیا بختک نے چپکے سے بادشاہ کے کان میں کہا کہ کیوں جواب نہیں
دیتے خاموش کیوں ہو رہے ہے آپ اسوقت اقرار حمزہ سے کر لیجیے وقت پر کسی کنیز کے ساتھ عقد حمزہ کا کر دیجیگا کیا حمزہ مہرنگار
کو پہچانتا ہے اور اگر حمزہ کو بمقابلہ لندھور نہ بھیجیے گا تو لندھور لشکرکشی کر کے خود چلا آئیگا اور مدائن کو تباہ کریگا کوئی ان سرداروں میں
ایسا نہیں ہے کہ لندھور سے مقابلہ کرے بادشاہ کو بختک کی رائے پسند آئی بادشاہ نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کیا مضائقہ
ایسا ہی ہوگا مگر خواجہ عمرو نے بختک کے ہونٹ ہلتے ہوئے جو دیکھے تھے وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ رائے قرار پائی ہے چپکے سے جھک کر
امیر بانوقیر سے عمرو نے کہا کہ یہ رائے بصلاح بختک قرار پائی ہے آپ بادشاہ سے کہیے کہ اچھا میں ابھی کوچ کرتا ہوں مگر ملکہ مہرنگار
سے بھی رخصت ہو لوں امیر بانوقیر نے بادشاہ نوشیروان سے کہا کہ بہت خوب میں ابھی کوچ کا سامان طرف شہر سراندیپ کے
کرتا ہوں مگر ذرا حکم ہو جائے کہ اس آفتاب جہانتاب ملکہ مہرنگار سے بھی رخصت ہو آؤں بادشاہ نے یہ سنکر پر سکوت کیا بختک
نے جھک کے بادشاہ سے کہا آپ کیوں ذرا سی بات پر خموشی اختیار کرتے ہیں حمزہ کو ساتھ لیکر ملکہ کو دکھا دیجیے مگر خواجہ عمرو
کو ساتھ نہ لیجائیے گا کیونکہ اُستاد کامل یہی ہے اور امیر کو صورت شکل ملکہ کی کب یاد رہیگی یہ سنکے بادشاہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور
حمزۂ صاحبقران کا ہاتھ پکڑ لیا اور محل کیطرف چلے راہ میں حمزہ سے کہا کہ عمرو کو ساتھ اپنے نہ لو کیونکہ ناموس ہمارا محل میں ہے
اور تم مثل فرزندوں کے پارۂ جگر ہو داماد بیٹی سے زیادہ پیارا ہوتا ہے جب ڈیوڑھی محل خاص فیض اختصاص کی پہونچے تو
خواجہ عمرو سے امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے کہا اے خواجہ تم جاؤ اور ہماری خوابگاہ میں گوہر فرش بچھا رکھا ہے
جلد سے آؤ کہ ملکہ مہرنگار کو دیکھے خالی ہاتھ کیا محل میں جاؤں خواجہ عمرو یہ سنتے ہی امیر بانوقیر سے آدھر روانہ ہوئے یہاں
بادشاہ نوشیروان زمان حمزۂ صاحبقران کو لیے ہوئے ڈیوڑھی میں آئے اس محل خاص ملکہ مہرنگار میں سات
ڈیوڑھیاں ہیں ہر ڈیوڑھی پر سرداروں کا پہرا چوکی ہے غرضکہ سب ملازمان شاہی پہلی ہی ڈیوڑھی پر تھم رہے بادشاہ جمجاہ
حمزہ کو ہمراہ لیے ہوئے داخل محل ہوئے اور ہر ڈیوڑھی پر حکم کر دیا کہ عمرو اندر نہ آنے پائے جب ساتویں ڈیوڑھی پر
پہونچے تو محلداروں نے آگے بڑھکر محل میں سب کو آواز دی کہ بادشاہ سلامت محل میں داخل ہوتے ہیں اور حمزہ بھی ہمراہ ہیں

ساتھ جہان پناہ کے آتے ہین سب کنارے ہو جاؤ جسکو پردہ کرنا ہو پردہ کرے جسکو ہٹنا ہو ہٹ جائے غرض ایک برج مین
بدو آفتاب یا دو بدر کامل داخل ہوئے ملکہ مہر نگار بصد شان و تجمل و وقار اپنے قصر عالیشان فلک آستان مین تخت پر
مثل خورشید درخشان کے جلوہ گر تھی اور سات سو کنیزان زرین پوش دُر در گوش دریاے جواہر مین غوطہ زنی کیے ہوئے
گرد اس بدر کامل ماہ چہاردہ کے مانند ہالہ کے اپنے اپنے عہدون پر حاضر تھین کنیزون کی صورتین دیکھکر خدا کی شان نظر
آتی تھی ایک ایک آفت جان ماہ پیکر پری چہرہ حور لقا سرو قد گل رخسار سیمین تن غنچہ دہن غمزہ و عشوہ غضب کا ناز و انداز بلا کا کمسن
کمسن بھولی بھولی صورتین چلبلی چلبلی طبیعتین ابھرتے چاند سے جوبن ابھار پر چشم کی کٹوریون سے قطرہ حسن چھن چھن چھلکا پڑتا ہے ہین
دیکھنے والے لوٹ پوٹ عشق مین ہو جاتے ہین گیسو صورت مار سیاہ دوش پر لہراتے ہین پہلوؤن مین ملکہ مہر نگار کے برابر
دونون طرف وزیرزادیان زہرہ و مشتری اور فتانہ بلاے بیدرمان حسین مہ جبین شکیل جمیل بصد ناز و ادا استادہ ہین ایک
طرف کرسی جواہر نگار پر ملکہ زر انگیز خاتون مادر مہربان ملکہ مہر نگار بصد غرور و وقار جلوہ گر ہے بادشاہ نوشیروان قصر عالیشان
دختر نیک اختر بلند مکان تک ساتھ ساتھ آیا صاحبقران کو قصر مین پہونچا کے آپ بسبب شرم و لحاظ کے پلٹ گیا مگر ملکہ زر انگیز
خاتون سے کہتا گیا کہ حمزہ تم سب سے ملنے کو آئے ہین کہ انکا کوچ طرف شہر سرانذیب ملک ہندوستان کو بمقابلہ لندھور
بن سعدان شاہ ہے صاحبقران زمان نے جو ملکہ زر انگیز خاتون کو کرسی پر بیٹھے دیکھا تسلیم کو جھک گئے ملکہ زر انگیز
نے آغوش تمنا پھیلا کے دست شوق بڑھا کے صاحبقران جھک کر آگے بڑھے ملکہ زر انگیز نے سر صاحبقران کا
سینہ سے لگایا پیشانی منور پر بوسہ دیا دونون ہاتھون سے چہرہ حمزہ صاحبقران کی ٹپاٹپ بلائین لین اور ترقی جاہ و جلال
و فتح و فیروزی کی دعائین دین کیونکہ بیٹی کی سبب سے داماد کی چاہ ہوتی ہے مثل مشہور ہے کہ پھول سے بباس پیارا ہوتا ہے
بعد اسکے کچھ سوچ کے وہان سے اٹھکر چلی آئی صاحبقران سے کہا اے فرزند بیٹھو مین آتی ہون صاحبقران زمان پہلوے
ملکہ مہر نگار مین تخت مرصع کار پر جلوہ افروز ہوئے گویا مہر و ماہ ایک جگہ جلوہ گر تھے یا قران السعدین نظر آتا تھا صاحبقران نے
جو جمال ملکہ مہر نگار پری رخسار حور وش پر نگاہ کی بیساختہ دل سے آہ کی ملکہ مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ تھی
چہرے کے حسن سے آفتاب شرمندہ تھا ماہتاب عرق عرق خجالت سے ہوا جاتا تھا عکس رخ خورشید وش سے ذرے مثل
اختر تابان کے چمکتے تھے تمام قصر نور حسن سے ایسا روشن تھا کہ رخ ماہ کامل اسکی ضیا سے شرمندہ ہوتا تھا شعر
وہ نور حسن تھا رخ پر آب و تاب سے + پڑتی تھی چھوٹ آرسے کل آفتاب پر + دیگر زلفون مین نور حسن تھا اس آب و تاب کا + گویا تھا
آفتاب لگا مہتاب کا + صاحبقران نے بیساختہ چاہا کہ ملکہ کو گلے سے لگا لین مگر کنیزان باہوش جو کھڑی تھین حجاب
مانع ہوا دست شوق بڑھا کر رہگئے پھر آہستہ سے کہا اے ملکہ عالم ہم تم سے ملنے کو آئے ہین تمھارا عقد ہمارے ساتھ لندھور
بن سعدان کے زیر کرنے پر موقوف ہے شعر لو خدا حافظ مہم سر کرنے کو جاتے ہین ہم + سامنا دشمن کا ہے وان دیکھیے کیسی بنے
یہ جو صاحبقران نے ملکہ مہر نگار سے کہا ملکہ کے دل پر ایک چوٹ لگی تصور فراق دیدار مین رونے لگی اور کہا اے بادشاہ
حسن و خوبی واے آرام دل و جان محبوبی یہ کیا تمنے کلمہ جدائی سنایا کہ دل سینہ مین صورت مرغ بسمل تڑپنے لگا شعر
فراق مین ترے کاہیکو زندگی ہوگی + یقین ہے اسی صدمہ مین جان جائیگی دیگر وصال یار کی حسرت ہی ابتک رہگئی باقی
دل بیتاب کی مطلق نہ کوئی آرزو نکلی + یہ کہکر ملکہ مہر نگار بصد اضطرار بیقرار ہوکر سر شانے پر امیر با توقیر کے رکھکر زار زار مثل
ابر نوبہار رونے لگی ملکہ کے مایوس ہوکے رونے پر صاحبقران کی بھی آنکھون مین قطرہ اشک ڈبڈبا کے آئے شعر
دو طفل اشک آئے نکل ایک اسطرف ایک اسطرف + گر کر مر گئے دونون مچل ایک اسطرف ایک اسطرف + صاحبقران نے
ضبط کر کے کہا اے ملکہ عالم کیون بیتاب ہوتی ہو کسواسطے روتی ہو خدا ساتھ ہے تنگ کرم سے کسلیے دھوتی ہو خدا کو یاد کرو

رو رو کر عاشق زار کا دل نہ کڑھاؤ شعر یون ٹھنڈی سانسین بھر کے نہ آہ و بکا کرو ✦ بہتر یہ ہی کہ وصل کی حق سے دعا کرو ✦ ای جان بجان ای آرام دل عاشقان فلک کجرفتار ہر وقت درپئے آزار ہی جا بندت کا بھی جاہ پیار عاشق و معشوق کا اسکو ناگوار ہی جو مرضی دہر کا ہو اسمین کیا اختیار ہی

نظم

کہنا سنا معاف کیجو عزیزو بہر خدا
ہنسنے چاہا تھا نہو دین عمر بھر تم سے جدا
ہان مگر مجبور رہین جو کچھ کہ خالق کی رضا

جان تمہارے پاس ہی اور تن سے فراق ہو کہ جدا
تو خدا حافظ ہی ہمکو بھول مت جانا ذرا
ہم تو رخصت ہو چلے خوش رکھے اب تمکو خدا

و سبدم زیر نگہ ای جان قد شمشاد تو
گر فراموشم و لے نمازم ہر دم یاد تو

یہان تو عاشق و معشوق مین یہ باتین فرقت آمیز الم انگیز ہو رہین ہین اور صاحبقران بچشم نم سمجھا رہے ہین اور ملکہ مہر نگار رو رہی ہی وہان خواجہ عمرو جو بموجب حکم امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان خیمہ مین آئے فرش خواب امیر پر گوشہ بگوشہ تلاش کیا مگر کہین نہ پایا بعجلت تمام کو ہر نایاب ڈھونڈھا کہ محل خاص نوشیروان زمان آئے دیکھا کہ امیر باتوقیر داخل محل ہو چکے ہین خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ صاحبقران نے مجکو دھوکا دیا فوراً اندر محل مین جانے کا قصد کیا اُس ڈیوڑھی پر گھرائے بجکلاہ پہرے پر تھا وہ عمرو کو مانع ہوا عمرو جست کر کے گھرائے بجکلاہ کے دھول مار کے نکل گئے اور کلاہ دربار ہی جو گھرائی بجکلاہ کے سر پر تھی اُتار لی دوسری ڈیوڑھی پر جب پہونچے تو دیکھا بختیارک ٹبیا بختمک وزیر بدتدبیر نوشیروان کا پہرے پر بیٹھا ہی اُسنے بھی عمرو کو منع کیا کہ تم اندر محل مین نہ جاؤ حکم نوشیروانی نہین ہی عمرو نے کچھ بختیارک کے کہنے کی سماعت نہ کی اُسی طرح جست کر کے وہانسے بھی نکل گئے مگر پاپوش اُسکے دستار درباری بختیارک کی اُتار تے ہوئے تیسری ڈیوڑھی پر پہونچے دیکھا کہ یہان بختک وزیر بیٹھا ہوا ہی اُسنے دور ہی سے دیکھ کر کہا کہ آئیے تشریف لیجائیے اُستاد جی آپ کو کون روک سکتا ہی آپ کا تو وہان انتظار ہو گا آپ پیچھے کہان رہگئے تھے خواجہ نے کہا حمزہ نے مجکو ایک کام کیلیے بھیجا تھا غرضکہ اسی طرح خواجہ عمرو ساتون ڈیوڑھیان طی کر کے قصر مین ملکہ مہر نگار پری رخسار کے پہونچے اور پشت پر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کے کھڑے ہوئے ملکہ مہر نگار کی نگاہ جو خواجہ عمرو پر پڑی خوف سے آغوش تمنائے حمزۂ صاحبقران مین گر پڑی امیر باتوقیر نے اُس صنم حور لقا کو کھینچ کر گلے سے لپٹا لیا اور منہ پر منہ جھکا کر رکھدیا بوس و کنار کا لطف عاشق و معشوق کو حاصل ہوا شعر گلے لپٹے ہین وہ بجلی کے ڈر سے ✦ الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے ملکہ مہر نگار نے کہا ای شہریار یہ بن مانس میرے قصر مین کہانسے گھس آیا للہ اسے جلد نکالو امیر نے جو پلٹ کر دیکھا تو خواجہ ہین امیر ہنسکر کہنے لگے ای ملکہ عالم ذرا اُٹھکے دیکھو یہ بن مانس نہین ہی خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری میرا بھائی ہی صاحبقران کے کہنے سے ملکہ اُٹھکے بیٹھی مگر دل سینہ مین خوف زدہ ہو کر چار چار اُنگل اُچھل رہا تھا خواجہ عمرو کی آنکھ آتے ہی چہرۂ زیبائے فتانہ وزیرزادی پر پڑی ہزار جان سے عاشق ہو گئے سامنے تو خواجہ کے فتانہ کھڑی ہوئی تھی اُسکی طرف دیکھکر اشارے سے بلائین لین فتانہ نے کہا موندی کاٹے کا لیے کچھ شامت آئی ہی خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ عالم دیکھیے آپ ہی تو میری اشارے سے بلائین لیتی ہی اور اُسپر طرہ یہ ہی کہ مجکو برا بھلا کہتی ہی فتانہ نے کہا کہ ڈر ہو سے جھوٹھے دغاباز میری ہزار میری بلائین لیتی ملکہ نے اشارے سے کہا فتانہ چپ رہو خواجہ سے نہ بولو عمرو نے پھر اشارے سے کہا ای جانجان ہم تیرے عاشق ہین ہماری تیرے جان جاتی ہی ذرا ہمارا خیال رکھنا عاشق کو بھول نہ جانا فتانہ نے کہا ای ملکہ دیکھو اس ہوس کی شامت آئی ہے اُنگلیون سے منع کرتی ہی یہ نہین مانتا خواجہ نے کہا مین کیا کرتا ہون چپکا کھڑا ہون کچھ بولتا چالتا ہون آپ ہی تو مجکو اشارے سے ہاتھ بڑھا کے بوس و کنار کرنے کو بلا رہی ہی فتانہ نے کہا نوج مین ایسے عمر و سے بن مانس کو بوس و کنار کرنے کو بلاتی مین ایسے سے پاخانہ مین لوٹا بھی نہ رکھواؤن ان جھگڑون کے فقرہ پر امیر اور ملکہ دونون ہنس پڑے صاحبقران نے خواجہ کو منع کیا ملکہ نے فتانہ وزیرزادی کو روکا مگر سمجھے کہ خواجہ عمرو کا دل فتانہ وزیرزادی پر مائل ہوا ہی یہ بھی تیر عشق فتانہ کا گھایل ہوا ہی

الغرض اُدھر عاشق و معشوق مین راز و نیاز کی تھوڑی دیر تک باتین ہوئین فراق کی حکایتین ہوئین ملکہ کو محزون و نالان صاحبقران بچشم نم چھوڑ کے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا ای ملکہ اب خدا حافظ و ناصر **شعر** جیتےگا ہجر فراق آہ الم دیکھینگے + زندگی ہی تو پھر آنکے یہ قدم دیکھینگے ملکہ مہر نگار غمگین و اشکبار تخت سے اٹھ کھڑی ہوئین **مضمین**

آیا پھیلا کرے گلزار مین دو گل پیرہن + صبح ہوتے ہی چلا صورت ہوا ئے گلشن
اسکے جانےکا ہوا خار بدھا رنج و محن + بلبل دل نے کیا اُٹھ کے فغان و شیون
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

الغرض امیر با توقیر حمزہ صاحبقران صدمہ فراق ملکہ نگار کا دل مضطر پر لیکر اور معشوقہ مہروش کو اندوہ والم و ہجران مین چھوڑ کر قصر عالیشان سے کہ جو فرقت یار سے بیت الحزن ہوگیا تھا باہر آئے کہ ملکہ زر انگیز نے جو صاحبقران کو جاتے دیکھا ایک کنیز سے پاس اپنے بلوایا پھر دوبارہ گلے سے مثل فرزندون کے لگایا اور ایک خنجر اور رومال بہت نادر دیا اور صاحبقران کو دعائین دیکر رخصت کیا اور یہ شعر پڑھا **شعر** بسفر رفتنت مبارک باد + بسلامت روی و باز آئی + اور کہا کہ ای فرزند ای نور دیدہ تم جسطرح جاتے وقت اپنی پشت ہمکو دکھاتے ہو اسی طرح جلد پھر کر آنکے نور جمال چہرہ بیمثال دکھاؤ صاحبقران مجرا کر کے روانہ ہوئے ملکہ مہر نگار صاحبقران عالیوقار کا دیدار آخری دیکھنے کو بام قصر عالیشان پر آئی اور دریچہ بام قصر جو سر راہ تھے انکو کھول کے دیکھنے کو کھڑی ہوئی یہان حمزہ صاحبقران گھوڑے پر سوار ہوئے کہ ملکہ مہر نگار نے دریچہ قصر سے آواز دی **شعر** اک نظر پھر کے دیکھ لے قاتل + بیوفائی تری نہین اچھی + صاحبقران نے پھر کے ملکہ مہر نگار کو دیکھا اور ملکہ مہر نگار نے چہرہ صاحبقران پر حسرت و یاس سے نظر کی اور یہ شعر برجستہ پڑھا **شعر** اُڑا کے خاک یہ پشت غبار لیتا جا + مجھے رکاب مین او شہسوار لیتا جا + ملکہ مہر نگار کا گل رخسار مثل نرگس ٹکٹکی باندھے دیکھتی رہگئی اور وہ شہسوار عرصہ یکہ تازی صفدر و غازی فخر شجاعان دوران حمزہ صاحبقران زمان گھوڑا اُڑا کر مثل باد بہاری کے گلشن عشق سے نکل گئے خواجہ عمرو ہمراہ رکاب سعادت انتساب مین بارگاہ فلک جاہ مین اپنی آکر داخل ہوئے اُدھر خواجہ بزرجمہر جو دربار بادشاہ نوشیروان برخاست کر کے اپنے گھر مین آئے فوراً امیر با توقیر کے واسطے قرعہ رمل پھینکا اور غور کر کے دیکھا کہ یہ مہم کارزار مقابلہ لندھور بن سعدان سر ہوگی یا نہین بعد فکر بسیار معلوم ہوا کہ یہ لڑائی تو ضرور فتح ہوگی اور لندھور بن سعدان کو امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان بڑے شد و مد سے زیر کرینگے مگر اس لڑائی مین دشمن صاحبقران کو زہر دینگے یہ دیکھکے حکیم خواجہ بزرجمہر کو نہایت فکر و تردد ہوا رات کو خواجہ بزرجمہر نے امیر با توقیر کو اپنے مکان پر بلوایا دعوت کی کھانا عمدہ کھلایا بعد اسکے حمزہ کو بیہوش کیا اور بازو امیر با توقیر کا خنجر سے چاک کیا اور زخم بازو کے اندر زہر مہرہ رکھا اس سامان مین نصف شب گذری امیر با توقیر جب نہ آئے اور عرصہ زیادہ ہوا مقبل وفادار واسطے خبر امیر با توقیر کے مکان پر حکیم خواجہ بزرجمہر کے آیا ملازمون نے اندر نہ جانے دیا مقبل کمند مار کے پشت کیطرف سے مکان کے اندر آئے دیکھا کہ امیر بیہوش پڑے ہین اور خون ہاتھ سے امیر کے جاری ہے مقبل نے للکار کر پکارا ای حکیم خواجہ بزرجمہر یہ ستم کیا کیا کہ امیر کو مار ڈالا خواجہ عمرو تمکو صبح کو زندہ نہ چھوڑینگے خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ چپکے رہو غل نہ مچاؤ پہلے آکے دیکھو تو کہ مین نے فقط بازو امیر با توقیر کا شگافتہ کیا ہی اور اندر اسکے زہر مہرہ رکھدیا ہی خبردار خبردار شور و غل نہ کرو اس راز کو کسی پر افشا نہ کرنا ہرگز ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا مقبل نے کہا بہت اچھا خواجہ بزرجمہر نے کیفیت قرعہ اور زہر ہلاہل امیر کو دینے کی بیان کی بعد اسکے امیر با توقیر کے بازو مین ٹانکے دیے اور مرہم لگایا صبح ہوتے ہوتے زخم بازو امیر با توقیر کا درست ہوکر اچھا ہوگیا جب کہ امیر کو ہوش آیا خواجہ بزرجمہر نے ایک اسپ عربی نہایت عمدہ قیمتی اور خلعت فاخرہ حمزہ صاحبقران کو دیا اور رخصت کیا امیر اپنی بارگاہ عالیجاہ مین

آئے استراحت فرمائی دوسرے دن امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا شہر سرآندیپ ملک ہندوستان کیطرف روانہ کرو عمرو معدیکرب پیش خیمہ و بارگاہ امیر با توقیر کا لیکر طرف شہر سرآندیپ کے روانہ ہوئے بعد آ...یکے امیر حمزہ پچیس ہزار سرداران نامی و نامور اور چار لاکھ ستر ہزار سواران زرہ پوش جرّار و نامدار ہمراہ لیکر طرف شہر سرآندیپ ملک ہندوستان کے برائے مقابلۂ شہزادہ ہند لندھور بن سعدان مدائن سے مع خواجہ عمرو و مقبل وفادار روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان عجائب بیان جانا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا طرف شہر سرآندیپ ملک ہندوستان کے واسطے مقابلہ کرنے لندھور بن سعدان شاہ کے مبانی نامہ

پلا ساقیا بادۂ لالہ فام
لب اب بامر حمت کر شراب وصال
مطالب پہ آ داستان کے سحر
لگا ہی بیان اب تو یوم اور مقام
فراق صنم شاق ہی اب کمال
تو دے طول تمہید کو ختم کر
کیا ہی عطا کیسا جام فراق
بھرا ہی مے عشق سے جام دل
کہ در پیش ہر وقت ہی آہ و فغان
کہ ہون تشنہ ہجر سے مضمحل
بیا بشنو ای ہمدم راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان

خمسہ

بسم اللہ ہی ارادہ اگر ہے قتل کا | چھوٹے کہین عذاب سے تا جان مبتلا | بسمل کی طرح آہ تڑپتا ہون بے نوا سدا
کیا دیکھتا ہی تیغ نگہ ایسی اک لگا | قصہ تمام عمر کا اے پر جفا چکے

ٹھہرے ہین بعد مرگ فراس خرابہ مین | ورنہ پھرے خراب سدا اس خرابہ مین | کیا کیا نہ ہم آ کے کیا اس خرابہ مین
اب خاک کے ہین ڈھیر کیا اس خرابہ مین | پہلے سے ہم تو خاک کی ہستی اڑا چکے

جب سے کہ ہوئی یاد وفا دست در آغوش | اور شمع صفت مین ہوا اس بزم مین خاموش | دن رات جہان مین غم و حسرت کا ہی اک جوش
تنہا مرے ماتم مین ہین شام سیہ پوش | رہتا ہی سدا چاک گریبان سحر بھی

بیت رقیمان کیفیت داستان + نوشتند با طرز نو این چنان + سیاحان منازل صحرائے عجائبات رہ نوردان مراحل وحشت مطولات مسافر طبع رسا کو جادۂ بیابان سخن طے کرا کے کاروان سرائے خوش بیانی مین بقصد اتحاد مضامین نو کے یون فروکش کرتے ہین کہ جب امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان بحکم نوشیروان عادل جہان مالک مدائن سے فراق ملکہ مہر نگار بہ ہزار جبر اختیار کر کے برائے مقابلۂ لندھور بن سعدان شاہ شہر سرآندیپ ملک ہندوستان کیطرف مع لشکر ظفر پیکر و خواجہ عمرو نامدار و مقبل وفادار کو ہمراہ لیکر چلے راہ مین بڑے بڑے صعوبات سفر کا اٹھانا ہوا بعد قطع منازل سخت بے پایان و طے مراحل بیکران مع لشکر جرار کنارے ایک دریا کے جو کنارے کے پہونچے آپ نے لشکر کے اترنے کا حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی خیمے تنبو وغیرہ برپا ہوئے سرداران و لشکر ظفر اثر فروکش ہوئے امیر با توقیر نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے فرمایا ای خواجہ جہازون کی تدبیر کرو یا کسی عیار کو بھیجو یا خود تلاش کر کے لاؤ کہ سوار ہو کے جلد ملک ہندوستان مین پہونچین عمرو یہ سنکے برائے تلاش جہاز روانہ ہوئے دو دن برابر چلے کوئی بشر راہ نہ ملنے پایا اور قریہ نہ دیہ نہ شہر و قصبہ نظر پڑا دوسرے روز اس ویرانے کو طے کیا ایک قلعۂ ویران مین پہونچے دیکھا نہ کوئی دوکاندار ہی نہ کوئی رعایا مین سے آدمی نہ پرند نہ چرند ہی اس قلعہ مین سناٹا پڑا ہی مگر ایک مقام پر ایک پیر مرد پڑا سو رہا ہی خواجہ عمرو اپنی چہل بلدی سے کب باز آتے ہین اس پیر مرد کی ٹانگ پکڑ کے کھینچی وہ گھبرا کر بیدار ہوا اٹھ بیٹھا کہا تو کون ہی خواجہ عمرو نے کہا مسافر راہ دور و دراز ہون ای پیر مرد یہ بتا دے کہ یہ قلعۂ ویران کسکا ہی اس پیر مرد نے جواب دیا اس قلعہ کا نام افراسیابیہ ہی عملداری مین نوشیروان عادل کی ہی عمرو نے کہا ای پیر مرد یہان کنارے دریا کے امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان مع لشکر ظفر پیکر آ کے اترے ہین اور مین انکا ملازم خاص ہون انھون نے مجکو جہازون کی تلاش کے واسطے بھیجا ہی کہ ارادہ انکا طرف ملک ہندوستان

کے ہی جسطرح سے ہوسکے جلد جہاز مہیّا کر اور تو میرے ہمراہ امیر با توقیر کے پاس چل وہ تجکو بہت سا انعام دینگے اُس پیر مرد نے کہا ای
شخص ابھی چند روز ہوئے ہین کہ گستہم آیا تھا اُسنے سب جہازون کو غرق دریا کروا دیا اور آپ طرف سراندیپ کے چلا
گیا اب یہان جہاز ایک بھی غیر ممکن ہی خواجہ عمرو نے کہا ای پیر مرد تو نہ ڈر کہ مین عیار ہون حمزہ صاحبقران زمان کا
اور نام میرا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہی اگر تو جہاز مہیا کر کے خدمت مین امیر با توقیر کی میرے ساتھ چلے تو وہ تجسے
بہت خوش ہونگے اور تجکو انعام و اکرام دیکر سرفراز کرینگے میری بات کو خلاف نہ جان مین تجسے سچ کہتا ہون یہ سنکے وہ
پیر مرد اُٹھا اور عمرو سے کہا تم ٹھہرو مین جہازون کی فکر کرتا ہون تلاش کر کے لاتا ہون الغرض وہ پیر مرد چہار طرف سے تجسّس
کر کے چار سو جہاز مہیّا کر لایا اور ہمراہ خواجہ عمرو کے خدمت مین امیر با توقیر کی حاضر ہوا عمرو نے امیر با توقیر کو آگے مجرا
کیا اور عرض کی کہ بڑی کوشش و جستجو سے اس پیر مرد نے چار سو جہاز مہیّا کیے اور اپنے ہمراہ لایا ہی صاحبقران نے
اُس پیر مرد کو انعام دیا اُسنے مجرا کیا اور خوش خوش اپنے قلعہ کو چلا گیا امیر نے حکم دیا کہ بارگاہ اور خیمے وغیرہ جہاز پر بار کراؤ
اور اسباب لادو اور لشکر بہت جلد سوار ہو کہ یہان سے روانہ ہون غرضکہ اسباب کو بارگاہ و خیمے وغیرہ بار کر کے مع لشکر
امیر کشورگیر جہاز پر سوار ہوئے لنگر جہاز کا اُٹھا روانہ ہوئے وہ تلاطم دریاے بیکنار کا وہ موجون کا اضطراب وہ گرداب کا
دور اور وہ بڑی بڑی مچھلیون کا اُچھلنا سر بفلک پہونچا مگرمچھون کا شور سوسمارون کا غل نہنگ کا دم کشی کرنا پانی کا غریو [illegible]
لشکری دہلے جاتے ہین سواے پانی اور آسمان کے کچھ نظر نہین آتا ہی دم قفس جسم مین گھبراتا ہی اسی تلاطم مین چند روز اُس
دریا مین گذرے ایک دن ناخدا نے امیر با توقیر سے عرض کی کہ اس مقام پر دو راہین ہین ایک راہ تو چھ مہینے کی ہی اور دوسرا
رستہ چالیس روز کا ہی جدھر سے حکم ہو جہاز روانہ کیا جائے چھ مہینے کا راستہ بہت اچھا پاک و صاف ہی اور چالیس دن کی راہ
مین بڑے بڑے مصائب ہین اُدھر گرداب سکندری ملتا ہی طوفانون کا بھی سامنا ہوتا ہی اکثر اسطرح جہاز یہان غرق ہوگئے ہین
صاحبقران نے فرمایا گرداب سکندری کیطرف سے جہازون کو لیچلو جو کچھ خدا کرے وہ ناخداے کشتی عالم ہی اور حافظ و
نگہبان ہی وہی لنگر سفینۂ بندگان ہی ناخدا نے جہازون کو گرداب سکندری کیطرف پھیرا اور ملک ہندوستان کا راستہ لیا بہت
جہاز بپایۂ گرداب سکندری کے ہو کے بادبان کے پردے باندھ دیے جہاز چکر مین آگئے چرخ کھانے لگے اسی حالت مین
پہر نہ گذرا تھا کہ طوفان عظیم برپا ہوا ہواے تند و تیز چلنے لگی ناخدا گھبرا گیا کہا اب کوئی امید جہازون کے بچنے کی نہین معلوم
ہوتی کوئی دم مین جہاز غرق ہوا چاہتے ہین یہ سنکے امیر با توقیر نے تاج سر سے اُتارا سر برہنہ ہوکر بدرگاہ قاضی الحاجات
رجوع قلب سے دعا کرنے لگے ای ناخداے کشتی مجبوران وای بادبان سفینۂ بیکسان وای رحمۃ للعالمین تو ہی ہر دو جہان مین
اس طوفان عظیم سے بچا اس بلا کو دفع کر بیا مجھی یارب کہ درین تیرہ کسی نیست مرا ٭ جز نالہ دگر ہمنفسی نیست مرا
حالم چہ شود گر تو نپرسی ہیہات ٭ جز لطف تو فریاد رسے نیست مرا ٭ صاحبقران نے پھر سجدے مین سر جھکایا اور بصد نالہ و
زاری و بفریاد و بیقراری یہ فرمایا شعر درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا ٭ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا
غرضکہ رات بھر اُدھر صاحبقران مناجات و دعا مین مصروف رہے اور اِدھر طوفان کا زور کم ہوتا گیا صبح کو سامنے گرداب سکندری کے
نمودار ہوا تلاطم آب دریا موقوف ہوا امواج قلزم بے پایان نے قرار لیا جہاز سیدھے ہوگئے سب کی جان مین جان
آئی حمزہ صاحبقران نے سجدے سے سر اُٹھایا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ جہاز خود بخود ایک جگہ تلاطم مین نہ آگے بڑھتے
ہین نہ پیچھے ہٹتے ہین اسوقت عمرو نے سر اُٹھا کر طرف گرداب سکندری کے نظر کی دیکھا تو گرداب پر یہ لکھا ہی کہ جو کوئی
یہان جہاز یہان سے آگے بڑھین اور صحیح و سلامت نکلین جست کر کے اس عیار گرداب سکندری پر جائے
وہان طبل اسکندری رکھا ہی اُسکو بجائے اُسکی آواز سے جہاز خود بخود چلینگے اور گرداب سکندری سے سلامت

نکل جائینگے خواجہ عمرو نے امیر باتوقیر سے عرض کیا اے حمزہ اس منار پر یہ لکھا ہی سواے میرے یہ کام کون کرسکتا ہی اب مین اپنی جان پر کھیل کر جاتا ہون اور جست کرکے اگر خدا بچاتا ہی تو پہونچتا ہون اور اگر قضا میری اسی حیلے سے آئی ہی تو اسی دریاے قہار مین غرق ہوکر مر جاونگا اب مجکو آپ اجازت دیجیے اور سب سردارون سے کہا کہ بھائیو میرا کہا سنا معاف کرو مجکو راہ عدم درپیش ہی امیر باتوقیر عمرو کو گلے لگا کر رونے لگے اور سب سرداران لشکریان مین غلغلۂ نوحہ و شیون عمرو کے چھٹنے کا ہوا آخرکار خواجہ عمرو نے سب سے وداع ہوکر جہاز پر سے منار پر جست کی چونکہ جہاز اور منار سے فاصلہ زیادہ تھا خواجہ عمرو کی قوت سے کمی کی منار مذکور پر پہونچ نسکے اور بلندی سے پانی مین گرنے لگے اسوقت سرداران حمزہ صاحبقران وغیرہ نے جو دیکھا کہ خواجہ عمرو جست کرکے منار پر پہونچ نسکے اب پانی مین گرا چاہتے ہین سب نے شور نالہ و فریاد بلند کیا حمزہ صاحبقران نے مثل موج آب یا مانند ماہی بے آب بیتاب و بیقرار ہوگئے اور طوفان اشک اپنی چشمہاے پرنم سے اٹھا کر لشکریون کیطرف دیکھکر فرمایا تم مین بھی کوئی ایسا جادر ہی کہ جہاز پر سے پانی مین کودے اور جبتک میرا برادر خواجہ عمرو پانی مین گرے ملاحی پیر کر قریب منار پہونچ جاے اور جسوقت میرا برادر پانی مین گرے فوراً میرے برادر کو پانی سے نکال کے میرے پاس لے آئے جسوقت یہ تقریر امیر باتوقیر کی جملہ صغیر و کبیر نے سنی اسدم چند بہادر جلد تر لباس اتار کے جہاز پر سے پانی مین کودنے کو موجود ہوئے اور حمزہ صاحبقران نے بھی در دریاے وفاداری و شناور بحر عیاری برادر جان نثار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کی الفت مین بیتاب و بیقرار ہوکے ادھر قصد پانی مین کودنے کا کیا ادھر خواجہ عمرو نے جو بلندی سے نیچے دیکھا معلوم ہوا کہ ایک نکر بہت بڑا جسکا سر مانند گنبد کلان کے ہی میرے نگلنے کو منھ کھولے ہوے ہی اور انتظار میرے گرنے کا کر رہا ہی اور پانی سے سر بلند کیے ہوے دیکھ رہا ہی خواجہ عمرو نے نکر کو دیکھکر اور اپنے تئین بے یار و مددگار پاکر اسی گرنے کے وقت درگاہ خدا مین اسطرح دعا کی کہ اے خالق آب و سحاب واے جبور صمد و دود خوش آب تو واقف ہی کہ مین مرنے سے بہت ڈرتا ہون اور پانی سے نہایت خائف ہون اسوقت پانی مین گرا جاتا ہون غرق دریاے فنا ہونے کو ہون مگر میرے نگلنے کی فکر مین ہی جلد تو میری دستگیری کر تو نے حضرت یوسف کو کنوئین مین بچایا ہی اور حضرت یونس کو شکم ماہی مین زندہ اور سلامت رکھا ہی اور تیرے ہی حکم سے ماہی نے آنحضرت کو کنارہ دریا پر اگلا ہی تو ہی نے طوفان سے حضرت نوح کی کشتی کو بچایا ہی مین بھی تیرا بندۂ برگزیدہ ہون میرے حال پر رحم کر خواجہ عمرو یہ دعا کر رہے تھے ناگاہ پاے خواجہ عمرو سر نکر پر قائم ہوے نکر نے خوش ہوکر چاہا کہ اس لقمہ لذیذ خوش ذائقہ کو نگل جاؤن لیکن خواجہ نے اپنا پاؤن سر نکر پر ٹکاکر وہین سے پھر جست کی اور منار پر پہونچے نکر منھ کھولکر رہگیا اور حسرت سے جانب گنبد دیکھنے لگا آخر نکر خواجہ عمرو کے نگلنے سے ناامید ہوکر چلا گیا جب حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ خواجہ عمرو نکر کے سر پر قدم رکھکر جست کرکے منار پر پہونچے سب خوش ہوئے خصوصاً حمزہ صاحبقران نہایت شادمان ہوکے اور شکر خدا کیا خواجہ نے منار پر پہونچکے اور ایک لحظہ ٹھہر کے چہار طرف دیکھا سواے آسمان اور پہاڑون کے کچھ نظر نہ آیا خواجہ عمرو نے ان پہاڑون پر دیکھا کہ ہزارہا بلکہ لاکھون طائران قوی الجثہ اور تیز پر مثل عقاب اور سیمرغ وغیرہ کے درختون پر بیٹھے ہین بعضے جانورون کی منقار ایسی دراز ہی کہ اگر وہ اپنی منقار کسی پر مارین تو ایکدم مین ہلاک کرین اکثر طائران صحرائی ایسے ہین کہ اگر وہ چاہین تو فیل اور شتر کو اپنے پنجون مین دبا کر لیجائین اور ایک ادنی لقمہ اپنا تصور کرین خواجہ عمرو ان طائرون کو دیکھکے خیال کرنے لگے کہ اے عمرو ایسا نہو کہ یہ طائر تجکو دیکھ لین اور پنجون مین دبا کر لیجائین اور منقار سے ہلاک کرکے تجکو کھا جائین تو بڑا غضب ہوگا مفت جان جائیگی بس یہان ٹھہرنا اور توقف کرنا سراسر خطا ہی یہ خیال کر خواجہ عمرو نے جلد تر چوب اٹھا کے اس نقارہ پر لگائی صداے نقارۂ سکندری ایسی بلند ہوئی کہ طاس فلک

گونج گیا پہاڑ تھرا گئے دریا مین زیادہ تر جزر و مد پیدا ہوا جانوران دریائی صداے نقارہ سکندری کو ایک آفت ناگہانی
اور بلاے آسمانی خیال کر کے دم دبا کے بھاگے بڑے بڑے گھڑیال اور نکرا اور سونس مارے خوف کے دور دور بھاگ
گئے بڑی بڑی مچھلیان غوطے لگا کر آشناے زمین ہوئین اکیلے نہنگ ہی نہین بھاگے جملہ جانوران بحری چھوٹے اور بڑے
اس جگہ سے اور اور جانب بے اختیار بھاگے دریا مین جوش و خروش پیدا ہوا بانسون پانی اچھلنے لگا جسقدر طائر پہاڑون
پر تھے وہ بھی ڈر کے بے اختیار اڑے طائرون کی کثرت سے آسمان نظر سے پوشیدہ ہو گیا انکے پرون سے اسقدر ہوا
نکلی کہ دیکھنے والون کے ہوش اڑ گئے آندھی اور باد صرصر انکے پرون کی ہوا سے شرمندہ اور خجل ہوئی خواجہ عمرو جلدی
مینار سے لپٹ گئے ورنہ ہزارون فرسخ اس مینار سے اڑ جاتے جب طائرون کے اڑنے سے اس درجہ ہوا پیدا ہوئی جملہ
جہاز بتون کے مانند اس جگہ سے اڑ کے دور دور سمندر مین چلے گئے اور وہان ہواے موافق تھی جانب ساحل مقصد روان
ہوئے جسوقت طائر پھر انھین پہاڑون پر بیٹھے آسمان نظر آیا تاریکی غائب ہوئی وہ ہواے تند و تیز موقوف ہوئی روشنی
بخوبی ہوئی عمرو نے جو دیکھا تو کہین جہازون کا نشان بھی نہ پایا ادھر حمزہ صاحبقران مفارقت خواجہ عمرو سے نہایت گریان
اور نالان ہوے اور جملہ سردارون اور لشکریون کو خواجہ عمرو کے جدا ہو جانے سے ملال عظیم ہوا کسی کو جہازون کے نکلنے کی
جدائی عمرو مین خوشی نہوئی خصوصاً حمزہ صاحبقران نے بیقرار اور اشکبار ہو کے فرمایا کاش یہ جہاز مقام مینار سے نہ نکلتے
اور تا حیات اسی جگہ پر رہتے مگر میرا بھائی عمرو مجھسے جدا نہوتا اب اسکے جدا ہونے سے لطف حیات جاتا رہا افسوس مجھسے
میرا یار اور ایسی جگہ جدا ہوا کہ بظاہر اب اس سے ملنے کی امید بھی نہین ہی ناحق مین نے اپنے بھائی کو مینار پر بھیجا اگر یہ جانتا
ہوتا کہ خواجہ مجھسے چھوٹ جائینگے تو کبھی انکو مین مینار پر جانے نہ دیتا اسی جگہ جہاز پر مر جانا قبول کرتا ہاے افسوس ہزار افسوس
یار وفادار برادر غمگسار اس بحر ناپیدا کنار مین مجھسے جدا ہو گیا اپنی جدائی کا داغ مجکو دے گیا میری بہبودی و بہتری کے واسطے
اسنے اپنی جان کا کچھ خیال نہ کیا اب نہین معلوم مینار پر زندہ ہی یا مر گیا یقین ہی کہ ایسی ہواے تند و تیز مین مینار سے پانی مین گر پڑا
ہوگا کوئی نہنگ یا مگر اسکو کھا گیا ہوگا ہاے افسوس خواجہ کی ایسی جگہ اجل آئی کہ ہم انکو کفن بھی نہ دے سکے یقین ہی کہ قبر بھی
بنا سکے انکا جنازہ بھی نہ اٹھا سکے غسل میت بھی نہ دے سکے یہ فرما کر صاحبقران نے اسی عالم گریہ و زاری مین ارادہ کیا کہ
مین بھی اپنے تئین سمندر مین گرا دون اور پانی مین ڈبو دون اور مر کر خواجہ سے ملجاؤن جسوقت سردارون نے دیکھا کہ
حمزہ صاحبقران اپنے تئین غم جدائی خواجہ عمرو مین ہلاک کرتے ہین سب سردار بیتاب و بیقرار ہو کر دامن حمزہ صاحبقران
سے لپٹ گئے اور بہ گریہ و زاری اور بنالہ و اشکباری عرض کرنے لگے کہ حضور اپنے تئین صدمۂ خواجہ عمرو مین ہلاک نہ کیجیے
صبر کیجیے حیات خواجہ کی اتنی ہی تھی انسان اجل سے مجبور و ناچار ہی مصلحت خدا مین کسی کو کیا اختیار ہی فنا ہر شی کی ہی ثبات
سواے خدا کے کسی کو نہین ہی سراے دہر سے بڑے بڑے شاہان ذیوقار نامی و نامدار اٹھ گئے بعضون کو کفن ملا اکثر محتاج
کفن رہے قبر بھی میسر نہین ہوئی گوشت انکا طعمۂ زاغ و زغن ہو گیا ایک استخوان تک انکا باقی نہ رہا یہی ہی صاحبقران
حالات گذشتگان پر نظر کر کے صبر کیجیے جان اپنی غم خواجہ مین نہ دیجیے اور خواجہ کی سلامتی اور زندگی کے واسطے دعا
کیجیے اور انکے زندہ رہنے کی خدا سے امید رکھیے عجب نہین ہی کہ خواجہ اتبک مینار پر زندہ ہون اور کسی طرح سے یہان تک
پہونچین خداوند عالم قادر اور مسبب الاسباب ہی کچھ عجب نہین کہ پھر خواجہ عمرو بافضال خدا سے آپکے پاس آمین اور آپ سے
ملین جب اسطرح سردارون نے حمزہ صاحبقران کو سمجھایا اشکباری اور بیقراری تو موقوف نہین ہوئی لیکن بوجہ لپٹ جانے
سردارون کے صاحبقران دریا مین نہین گرے اور بمجبوری سردارون کے کہنے سے جہاز پر پہنچے کہ ہوا موافق تھی جلد تر جہاز
زناے سے پہونچے حمزہ صاحبقران اور جملہ سردار وغیرہ جہاز سے اترے ایک میدان مین خیام استادہ ہوئے اور بارگاہین

برپا ہوئین حمزۂ صاحبقران وغیرہ بادل غمگین خیام و بارگاہ مین فروکش ہوئے حمزۂ صاحبقران وغیرہ تو جہازون سے اُترکے فروکش ہین لیکن اب حال خواجہ عمرو بن امیہ لکھا جاتا ہے کہ نقارہ بجانے سے طائر اُڑے اور اُنکے پرون کی ہواسے تند و تیز سب جہاز اُس مقام سے آگے روانہ ہوئے اُسوقت خواجہ عمرو اپنی تنہائی اور غربت پر نظر کرکے اور دریاے ناپیدا کنار کو دیکھکر نہایت مضطر و خائف ہوے راوی لکھتا ہے کہ اُسوقت خواجہ عمرو کا عجب حال تھا غم سے دل آب آب تھا گرداب الم مین جان گھبرائی ہوئی تھی دمبدم دل سینے مین مثل سفینے کے اچھلتا تھا کبھی دل عمرو کا مثل موج بیقرار ہوتا تھا طوفان بحر الم سفینۂ حیات خواجہ کو ڈبوئے دیتا تھا اور تلاطم اضطراب دل کشتی جان کو غرق دریاے فنا کیے دیتا تھا اسوقت خواجہ کو صورت ساحل حیات نظر نہ آتی تھی اگرچہ دُر آب بصورت حباب در قعر تلاطم ہوتی تھی ہر جانب دریا خواجہ کو آنکھین دکھاتا تھا آنسو چشمون سے مثل نہر کے جاری تھے مجرین سے گوہر اشک صاف نکل رہے تھے شور نالہ و فریاد خواجہ بلند تھا جہاز یہان جوار غم سے طوفانی تھا ہواے مخالف آہ سے کشتی جان خواجہ تباہ تھی نالہ خواجہ مثل مستول کے بلند تھا بادبان رسن خواجہ کثرت صرصر محن سے ٹوٹا جاتا تھا معلم عقل عمرو طوفان ملال دل کے دفع کرنے مین عاجز تھا اور ناخداے جہاز تن یعنی دل پر محن اُس تلاطم امواج رنج و الم مین سراسر پریشان تھا بار صدما سے سفینۂ دل بیٹھا جاتا تھا آخر کار خواجہ عمرو نے اُسی عالم بیتابی و اشکباری مین نظر جانب ناخداے کشتی عالم کی اور بگریہ و زاری و بنالہ و بیقراری اسطرح عرض کیا کہ اے خالق بحر و بر واے معبود عزو جل تو نے حضرت عیسیٰؑ کو صدمہ دار سے بچایا حضرت یحییٰ اور زکریا پر تو نے اپنا فضل کیا حضرت موسیٰؑ کو فرعون پر غالب کیا حضرت ابراہیمؑ کے بچانے کیواسطے آگ کو سرد کیا اب مجکو بھی دریاے بے پایان سے کنارے پر پہونچا ہر چند کہ مین رتبہ پیغمبرون کا نہین رکھتا ہون لیکن تیرا خاص بندہ ہون غذاے لطیف و خوش ذائقہ خود دیکھ کر نہین کھاتا ہون پوشاک نفیس و نادر ہمیشہ نہین پہنتا ہون اگرچہ بھکاروسے کا کرتہ اور یہ نمدے کی ٹوپی پہنتا ہون تو خوب واقف و عالم ہے کہ مین کسی کو بیوجہ نہین گرفتار کرتا اور بے سبب کسی کو قتل بھی نہین کرتا جھوٹ بے ضرورت نہین بولتا تو سمیع و بصیر دیکھتا ہے اور سنتا ہے کہ مین کس خوش الحانی سے گاتا ہون اور کیسی کیسی چھبٹ بٹ رنگ ڈھنگ سے صورت اپنی تبدیل کرتا ہون لوگون کے دلون کو خوش کرتا ہون چار بڑی بڑی محنت و مشقت سے پیدا کرتا ہون اکل حلال کھاتا ہون تیری عبادت کرتا ہون اعداے دین کی جان و مال کا دشمن ہون موت اور دریا اور ساحر سے بہت ڈرتا ہون عیاری مکاری خوب کرتا ہون بھاگتا بھی بہت ہون لیکن سوقت کوئی عیاری مکاری ذہن مین نہین آتی ہے حواس خمسہ بجا نہین ہین موت کا سامنا ہے دریا چہار طرف سے مجکو گھیرے ہوے ہے مین اس بیچارگی کے ادبدہ ہون اور بآواز دردناک تجھسے عرض کررہا ہون کبھی خواجہ عمرو اسطرح درگاہ خدا مین عرض کرتے تھے

ہمیشہ از ندامت اشکبارم ز جرم خویشتن خود شرمسارم
مگر از رحمتت امید وارم
الٰہی واقفی از حال زارم تو میدانی کہ جز تو کس ندارم

گناہون کا میرے ازبس ہے طغیان رہے ہے موجزن طوفان پہ طوفان
تری بیدستگیری کا ہون ہراسان
الٰہی غرق ام در بحر عصیان ز دست رحمتت افکن بر کنارم

جہان ہے مجمع ارباب غفلت چھپا ہے مین سبھی اسباب غفلت
نہان اپنی کرسترا ب ناب غفلت
الٰہی رفتہ ام در خواب غفلت بدہ بیداری زین کار و بارم

ترے آگے ہین ماننقصویر زبان عذر کو یارا ہے تقریر
میری کیا رستگاری کی ہو تدبیر
الٰہی کردہ ام بسیار تقصیر ز تو میدر دگارم شرمسارم

بجا ہے گر دل مضطر کراہے ۔ کہاں ٹھہرے جو کچھ آرام چاہے ۔ نہ پائی منزل مقصود گاہے

الٰہی برکشا از غیب راستے ۔ دریں جا بیقرار و اشکبارم

تجھی کو زیب دے ہے حکمرانی ۔ ہے تیرے ہاتھ موت اور زندگانی ۔ بچالوں میں غضب ہو مہربانی

الٰہی گر برونی در بخواہی ۔ تو دانی بندۂ بے اعتبارم

سیہ کاری میں ہوں غلطاں پیچاں ۔ پریشاں حال مثل زلف خوباں ۔ کروں کیا اپنی جمعیت کا ساماں

الٰہی خاطرم را جمع گردان ۔ کہ مسکینم پریشان روزگارم

نہ گریہ میں نہ سوز دل میں تاثیر ۔ گناہوں کی ندامت سے ہوں دلگیر ۔ تجھی سے ہے امید عفو تقصیر

الٰہی از کمال لطف بپذیر ۔ دل سوزان و چشم اشکبارم

رہا میں جسطرح خرسند و فیروز ۔ بلا میں ہوں خضر کو بھی جلوہ افروز ۔ رہوں دونوں جہانمیں بہرہ اندوز

الٰہی گر عزیزم کردی امروز ۔ مکن فردا بہ نزد خلق خوارم

الحاصل اسی طرح خواجہ عمرو نے دو شب و روز تک درگاہ خدا میں دعا کی جب تیسرا دن ہوا تو خواجہ عمرو نے نہایت تڑپ کر اور رجوع قلب سے درگاہ باری میں گریہ و زاری اسطرح دعا کی کہ اے خالق کون و مکان اے معبود انس و جان اب تو تیرے بندے کا برا حال ہے تیسرا دن ہے ایک ٹکڑا روٹی بھی نہیں کھایا ہے نہایت بھوکا اور پیاسا ہوں ہر چند پانی نظر آتا ہے مگر پی نہیں سکتا کیا اب تو خواجہ عمرو عیار کو اس مینار ہی میں رکھیگا اسی جگہ ملک الموت کو قبض روح کیواسطے بھیجیگا میں تو ابھی اپنے مرنے پر کسی طرح راضی نہیں ہوں واسطہ تجھکو اپنے بندۂ خاص حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا میری آرزو بر لا آگے جو تیری خوشی خواجہ عمرو یہ دعا کر رہے تھے یکایک ضعف سے غش آنے لگا پروردگار کو خواجہ کے حال پر رحم آیا فوراً حکم خدا سے جناب الیاس عمرو کے پاس تشریف لائے خواجہ چونکہ ابھی بیہوش نہیں ہوئے تھے حضرت الیاسؑ کو دیکھکر خوش ہوے اور جلدی سے اٹھکر کھڑے ہوے اور سلام کرکے عرض کرنے لگے آئیے آئیے تشریف لائیے آخر خداوند عالم کو میرے حال پر رحم آہی گیا آپ کو میری اعانت کیواسطے بھیج ہی دیا معلوم ہوا کہ میری ابھی بہت زندگی ہے حضرت الیاسؑ نے فرمایا اے خواجہ تمھاری دعا درگاہ خدا میں مستجاب ہوئی مجھکو حکم خدا ہوا کہ عمرو کے پاس جاؤ اور اسکو مینار سے خشکی میں پہونچا دو بس میں موجب حکم خدا تمھارے پاس آیا ہوں تمکو ابھی کنارے پر پہونچائے دیتا ہوں عمرو نے عرض کیا یہ تو معلوم ہو کہ آپ بھیجے ہوئے خدا کے کہاں آئے ہیں لیکن یہ تو فرمائیے کہ آپ کچھ میرے واسطے آب و طعام بھی لائے ہیں میں نہایت گرسنہ اور تشنہ ہوں حضرت الیاسؑ نے فرمایا کہ مجکو فقط اتنا ہی حکم خدا ہوا ہے کہ میں تمکو کنارے پر پہونچا دوں تو نیچے اتر کر اور آب و غذا سے واپس ہوکر کیا اچھا ہی بتائیے کہ آپ کا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے اور یہ جال اور یہ کملی آپ کے پاس کیسی ہے جناب الیاسؑ نے فرمایا اے خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ میرا نام الیاسؑ ہے میں پیغمبر ہوں اور یہ جال بیمثال ہے عجیب اسکا حال ہے صفت اسکی یہ ہے کہ کتنی ہی کوئی شے گران وزن اور کثرت سے ہو جب اس جال میں آجائیگی ایک آثار سے بھی کم وزن اسکا ہو جائیگا اور یہ گلیم بھی نادرات زمانہ سے ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ اگر کوئی اس گلیم کو اوڑھ لے تو وہ کبھی کسی کو نظر نہ آئے اور وہ سبکو دیکھے اور دونوں چیزیں معجزے کی ہیں حضرت الیاسؑ نے یہ کہکر فرمایا کہ اے خواجہ عمرو اب تم اپنی آنکھیں بند کرو میں تمکو خشکی میں کنارے پر پہونچا دوں عمرو نے خیال کیا کہ یہ جال اور گلیم کسی طرح سے لینا چاہیے خواجہ عمرو نے عرض کیا زہے قسمت اور خوشا مقدر کہ آپ کی زیارت مجکو میسر ہوئی اور قدمبوسی حاصل ہوئی لیکن چلنے کے بارے میں جو آپ نے فرمایا میں ابھی اس مینار سے نہ جاؤنگا مجکو اب بخوبی اطمینان ہو گیا ہے کہ میری حیات ابھی باقی ہے اگر آپ کا دل چاہے تو یہاں رہیے ورنہ

تشریف لیجائیے حضرت الیاس نے مسکرا کر فرمایا کہ ای خواجہ عمرو تم نے تو اس منارے سے کنارہ بحر پر چلنے کے واسطے خداوند عالم
سے دعا کی تھی اور دعا تمھاری مقبول ہوئی تھی خداوند عالم کے حکم سے اب مین آیا ہون اور تم سے کہتا ہون کہ آنکھین بند کر لو تاکہ
بحر پر چلو اب تم کیون نہین چلتے خواجہ نے عرض کیا آپ نے بجا ارشاد فرمایا بیشک مین نے دعا کی تھی لیکن مین نہین جانتا تھا
دل میرا یہی چاہتا ہی کہ اسی منار پر رہون حضرت الیاس علیہ السلام خواجہ کی ان باتون پر ہنسے اور خوش ہوئے اپنا اظہار کردہ نرمی کے
فرمایا کہ ای خواجہ عمرو آخر کیا سبب ہی جو تم یہان سے نہین چلتے خواجہ نے عرض کیا آپ ذرا غور فرمائین کہ مجھکو آج تیسرا روز
ہی اس منار پر آئے ہوئے علاوہ بھوک اور پیاس کے خوف جان سے اسقدر رو رہا ہون اور ڈر رہا ہون کہ بالکل نادار و ناتوان
ہو گیا ہون اب خالی ہاتھ یہان سے جانیکو دل نہین چاہتا ہی اگر کچھ اور نہ ملے تو نقارۂ سکندری اور جو چیزین اس گنبد پر ہین
یہ تو ضرور لونگا اور حمزۂ صاحبقران کو بیچا کر دونگا حضرت الیاس نے فرمایا اگر تم سے نقارہ وغیرہ اٹھ سکے تو لیچلو خواجہ
عمرو نے عرض کیا میرے پاس کوئی چیز ایسی نہین ہی کہ اس نقارہ وغیرہ کو باندھون اگر آپ یہ جال مجھکو دیدیجیے تو اس نقارے
کو جال مین باندھکر البتہ چلتا ہون حضرت الیاس نے عمرو کی حرص اور باتون پر مسکرا کے فرمایا کہ اگر تمھارا چلنا اس نقارے
وغیرہ کے لیجانے پر موقوف ہی تو اس جال مین باندھ لو عمرو نے خوش ہو کر حضرت الیاس علیہ السلام سے جال لیا اور جھک کر
تسلیم کی اور عرض کیا کہ اگر آپ نے مجھکو جال دیا ہی تو اب مجھی کو دیدیجیے مجھکو برضا و رغبت عنایت کر دیجیے مین عیار ہون میرے
کام آئیگا آپ کچھ شکار تو کھیلتے ہی نہین ہین آپ کے پاس جال رہنا بیکار ہی حضرت الیاس نے ہنسکر فرمایا ای خواجہ تم
شوخ و شریر ہو خیر ہمنے تمکو یہ جال دیدیا اس سے تمکو بہت فائدہ ہوگا اور اکثر جگہ تمھارے کام آئیگا خواجہ عمرو نے یہ تقریر
جناب الیاس علیہ السلام کی سنی فوراً نقارۂ سکندری کو جال مین باندھا جب جال کو اٹھایا تو بہت ہلکا بوجھ معلوم ہوا خوش ہوکر
اپنے دوش پر جال کو مع نقارہ وغیرہ رکھ لیا جب خواجہ عمرو جال وغیرہ دوش پر رکھ چکے حضرت الیاس نے کچھ اسما ورد زبان
کیے اور خواجہ سے فرمایا تم اپنی آنکھین بند کر لو خبردار جبتک مین نہ کہون کھولنا عمرو نے بموجب ارشاد جناب الیاس اپنی آنکھین
بند کین پھر حضرت الیاس نے خواجہ کو اپنے پاؤن پر کھڑا کیا بعد ایک لمحہ کے عمرو کو معلوم ہوا کہ مین کسی ایسی چیز پر کھڑا ہون
کہ وہ مثل کشتی کے جلد تر چلی جاتی ہی اور حضرت الیاس میرے پاس کھڑے ہین چونکہ عمرو کی آنکھین بند تھین اسوجہ سے
خواجہ نے حضرت الیاس سے عرض کیا کہ ای جناب اب مین کہان ہون کون مجھکو لیے جاتا ہی اور کہان لیے جاتا ہی حضرت الیاس
نے فرمایا ای خواجہ تم پشت ماہی پر میرے ہمراہ کھڑے ہو مچھلی کنارۂ بحر پر تمکو لیے جاتی ہی تھوڑی دیر مین تم کنارۂ دریا پر پہنچ جاؤگے
عمرو نے خیال کیا کہ یہی وقت تعلیم لینے کا ہی یہ خیال کر کے خواجہ نے عرض کیا ای پیغمبر خدا ای برگزیدۂ کبریا اب تو آنکھین بند
کرنے سے میرا دل گھبراتا ہی درد چشم مجبوری آنکھین کھولے دیتا ہون حضرت الیاس نے فرمایا ای عمرو کہین آنکھین کھول نہ دینا
ورنہ ابھی پانی مین غرق ہو جاؤگے ایک دم مین مر جاؤگے خواجہ عمرو نے یہ تقریر حضرت الیاس علیہ السلام کی سنکے جلدی سے
آن حضرت کا ہاتھ کس کے پکڑ لیا اور عرض کیا کہ اب مین تو آنکھین کھولتا ہون مجھسے آنکھین بند کی نہین جاتین دم گھبراتا ہی بینا ہو کر
اندھا بنا نہین جاتا ہی اگر غرق ہو جاؤنگا تو بھی بہتر ہوگا آپ کا دامن میرے ہاتھ مین ہی آپ کے ساتھ سیدھا جنت مین چلا جاؤنگا
رضوان مجھکو نہ روکیگا گناہ میرے عفو ہو جائینگے جنت مین آپ سے خوب باتین کرونگا ہر وقت آپ کے پاس بیٹھا رہونگا کبھی
اس جال سے طائران بہشت کا شکار کھیلا کرونگا کبھی اس نقارۂ سکندری کو بجاؤنگا اور یہ غزل ایک رنڈی خوش الحان سے گوا دونگا

هر شب منم فتاده بگرد سرای تو
عمرے گذشت تا شده ام آشنای تو
یکدم شب وصال میسر نشد مرا

هر روز آه و ناله کنم از برای تو
هر روز که ذره ذره شود استخوان من
ای دوست بر کسی که شود مبتلای تو

جانان بیا که شکسته دلی بیوفا مشو
باشد همیشه شیفته دل در هوای تو
بر حال زار ما نظری کن ز راه لطف

تو بادشاہ حسن دختر گدلسے تو | کبھی ہمراہ آپ کے گلگشت گلشن جنت کرونگا میوے تر و تازہ باغ جنان کے کھاؤنگا
اہل جنان سے ملاقات کرونگا اگر کسی کے پاس کچھ مال و اسباب دیکھونگا عیار تو ہون کسی نہ کسی عیاری مکاری سے لیلونگا غرض
عیش و آرام سے جنت مین بسر کرونگا حورون سے وصل میسر ہوگا قصر جواہر نگار مین اپنا مسکن ہوگا غرض اسوقت
کہ آنکھین کھولنے مین سامان عیش تو نظر آئیگا حضرت الیاس خواجہ عمرو کی باتین سنکے مسکرائے اور فرمایا کہ ای خواجہ تم نہایت
شوخ طبیعت ہو بس بہتر یہی ہی کہ آنکھین بند کیئے ہوئے ٹھہرے رہو ورنہ پانی مین ڈوب جاؤگے ہمارا کچھ نقصان نہوگا دامن
ہمارا تمھارے ہاتھ سے چھوٹ جائیگا خواجہ نے عرض کیا مین تو آنکھین کھولونگا اگر نہ کھولتا تھا تو اب ضرور کھولونگا دامن
کسی طرح ہاتھ سے نہ چھوڑونگا عمرو نے یہ کہکے عرض کیا ای جناب والا دیکھیئے مین اب آنکھین کھولتا ہون آپ کے ساتھ غریق
رحمت ہوتا ہون حضرت الیاس نے فرمایا ای خواجہ آیا تم آنکھین کیون کھولتے ہو کیون اپنی زندگی سے بیزار ہوئے ہو
خواجہ نے عرض کیا میرا دل یہی چاہتا ہی آنکھین بند کرنا ناگوار معلوم ہوتا ہی اگر آپ کو یہ منظور ہو کہ مین آنکھین بند رکھون تو گلیم
مجکو دیدیجیے مین اُس کملی کو بچھا کر سویا کرونگا جسوقت اس گلیم کو دیکھونگا آپ مجکو یاد آجائینگے آپ تو خاصان خدا سے ہین
آپ کو تو مال دنیا سے کوئی شی نہین رکھنی چاہیے پس یہ کملی آپ مجکو دیدیجیے حضرت الیاس علیہ السلام تو جال اور گلیم واسطے
دینے ہی کے لائے تھے جال تو دیچکے تھے اب گلیم بھی خواجہ کو ہنسکے دیدی اور فرمایا کہ ای خواجہ اگر تم ایسی باتین بھی نکرتے اور
خاموش رہتے تو بھی ہم یہ گلیم تمکو دے دیتے حضرت الیاس ابھی یہ فرما رہے تھے ناگاہ مچھلی کنارے پر پہونچی حضرت الیاس
نے بانہہ پکڑ کے عمرو کو کنارے پر اُتار دیا جب خواجہ نے کنارے پر کھڑے ہو کے اپنی آنکھین کھولین نہ تو حضرت الیاس کو
دیکھا نہ مچھلی نظر آئی آخر خواجہ عمرو حضرت الیاس کو نہ پاکر کنارہ بحر سے چلے اور اپنے زندہ رہنے اور بسلامتی کنارے
پر آنے سے خوش ہو کر خداوند عالم کا شکر کرنے لگے جب خواجہ آگے بڑھے عجب ایک صحراے ہول خیز وحشت انگیز نظر آیا
کہ جسمین خوف سے شیرون کا زہرہ آب ہوتا تھا کوئی درخت سرسبز نہ تھا سبزہ کا نام و نشان بھی نہ تھا چونکہ وقت دوپہر کا تھا
آفتاب کی تمازت سے ہر ایک ذرہ اُس صحراے پر بلا کا بصورت اخگر گرم تھا میدان اُس صحراے ہول خیز کا عرصہ محشر سے
کچھ کم نہ تھا زمین اسقدر گرم تھی کہ قدم رکھا نہ جاتا تھا بگولے بلند ہوتے تھے لون چلتی تھی چرند و پرند نظر نہ آتے تھے ابیات

وہ تھا اک دشت وحشت خیز ویران
نہ ٹھہرے قیس کا جسمین قدم تک
تھی راحت نیست شل بخت مجنون

ہزارون جسمین قہر آمیز سامان
مصیبت نا تشکل ہجر جانان
امید زیست دل سے ہزارون دور

درازی اسکی سر حد عدم تک
زیادہ قلب مضطر سے پریشان

خواجہ عمرو اول تو بھوکے اور
پیاسے تھے دوسرے تمازت آفتاب سے اور بھی مضطر و پریشان ہوے اون کے چھوٹنے چراغ حیات بجھانے پر
آمادہ ہوئے خار بیابان تلوون کے پار ہوئے پسینا اسقدر آیا کہ خواجہ ہمہ تن تر ہو گئے آخر بیتاب و بیقرار ہو کے
اُس صحراے بے آب و گیاہ مین گر پڑے اور زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے اور خداوند عالم سے بصد بیقراری
اور گریہ و زاری دعا کرنے لگے کہ ای پروردگار اپنے بندے عمرو عیار پر رحم کر ہلاکت سے بچا خواجہ عمرو یہ دعا
کر رہے تھے یکایک ایک مرد بزرگ بالین خواجہ پر تشریف لاے اور فرمایا کہ ای عمرو اب مطلق غم و الم نکر خداوند کریم
نے تیری دعا مستجاب فرمائی مجکو تیری رہبری کیواسطے حکم فرمایا اب جلد اُٹھ بیٹھ پہلے آب و طعام سے سیراب ہو پھر اس وادی
پر خار سراسر آزار سے روانہ ہو جب خواجہ نے آواز سنی آنکھین کھولین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ و ذی وقار بالین پر موجود
ہین چہرہ انکا نورانی ہی پیشانی انور پر نشان سجدہ ہی سر پر عمامہ ہی بدن مین ملبوس سبز ہی ایک ہاتھ مین عصا ہی اور ایک
ہاتھ مین ڈیڑھ بالشت کا ایک مشکیزہ پانی سے بھرا ہوا ہی خواجہ عمرو بزرگ موصوف کو دیکھ کر جلدی سے اُٹھے اور بصد ادب

آداب و تسلیم کرکے عرض کرنے لگے کہ آپ کا اسم مبارک کیا ہے آپ نے میرے حال پر نہایت الطاف فرمایا اس وادی ہول خیز مین
قدم رنجہ فرمایا بزرگ موصوف نے فرمایا ای خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ مین ایک بندہ پروردگار ہون نام میرا خضر ہے حکم خدا سے گم کردگان
راہ کی رہبری کرتا ہون اسوقت مجکو حکم خدا ہوا کہ عمرو بھوکہا اور پیاسا صحرا مین پڑا ہے جلد اسکو کھانا کھلاؤ اور پانی پلاؤ اور صحرای
پرخار سے اُسنے نکالدو پس بموجب حکم خدا مین تمہارے پاس آیا ہون عمرو نے کہا کہ اب دیر فرمایئے طعام کہان ہے لائیے مین
بہت بھوکھا ہون کھلائیے اتنے سے پانی مین میری تشنگی نہ بجھیگی اور پانی کہین سے لائیے آپ تو خضر ہین چشمہ آب بقا پر
جاکر تھوڑا پانی لے آئیے مجکو پلا دیجیے مین موت سے ڈرتا ہون اگر آب حیوان مجکو پلا دیجیے تو قیامت تک زندہ رہون آپ
کے واسطے دعاے خیر کرون حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا ای خواجہ عمرو آب و طعام تو میرے پاس اسقدر ہے کہ اگر تم
زندگی بھر اپنی اس آب و طعام کو پیوگے اور کھاؤگے تو بھی کم نہوگا لیکن آب بقا کے پینے کی آرزو نہ کرو کیونکہ آب بقا کا پینا تمہارے
مقدر مین نہین ہے عمرو نے عرض کیا کہ اگر آب بقا آپ مجکو نہین پلاتے ہین تو خیر کھانا کھلائیے اور یہی پانی پلائیے حضرت خضر
نے کلیجہ نکالا اور ذرا کلیجے کا توڑ کر عمرو کے مُنہ مین دیا عمرو نے وہ ٹکڑا کلیجے کا کھایا اور کلیجے کو دیکھکر عرض کیا کہ ای امین خدا بھلا اس کلیجے
مین مجھ ایسے بھوکھے کا پیٹ بھریگا اس ذرا سے کلیجے مین تو کیا میری گرسنگی زائل ہوگی آپ بزرگ ہوکے مجھسے مزاح کرتے ہین
کیا اتنا سا کلیجہ میری زندگی بسر دیگا اور کم نہوگا یہ بات تو میرے ذہن مین نہین آتی اور عقل میری قبول نہین کرتی بظاہر معلوم
ہوتا ہے کہ بہت سے آپ کے پاس ہین حضرت خضر نے فرمایا ای خواجہ عمرو بیٹھ جاؤ اور کھڑے ہوکر طعام تناول نہ کرو اسی
ایک کلیجے مین تمہارا پیٹ بھر جائیگا اور کلیجہ بدستور رہیگا خواجہ عمرو بیٹھ گئے اور حضرت خضر خواجہ عمرو کو وہ کلیجہ کھلانے
لگے اور پانی مشکیزہ مذکور سے پلانے لگے یہانتک کہ خواجہ عمرو خوب سیر اور سیراب ہوئے کلیجہ اور مشکیزہ اُتنا کا اُتنا ہی رہا ذرا بھی
کم نہوا جب خواجہ کلیجہ سیر ہوکر کھا چکے اور پانی بھی پی چکے خیال کرنے لگے کہ اس کلیجے اور مشکیزے کو ضرور لینا چاہیے یہ تو دونون
چیزین نہایت نادر او بیمثل ہین یہ خیال کرکے عمرو نے عرض کیا کہ ای پیغمبر ذیوقار یہ کلیجہ اور مشکیزہ مجکو دیدیجیے اگر کبھی اسی طرح
کسی صحراے ہول خیز اور وحشت انگیز مین میرا گذر ہوگا اور مین بھوکھا اور پیاسا ہونگا تو اسی کلیجے کو کھاؤنگا اور اسی مشکیزہ کا پانی
پیونگا تشنہ اور گرسنہ نہ رہونگا اگر آپ مجکو نہ دیجیے گا تو آپ ہی کو اکثر دشت و بیابان مین تشریف لانا پڑیگا کمال تکلیف آپ کو
ہوگی اور یہ مجکو منظور نہین کہ آپ ایسے بزرگ کو مین بار بار تکلیف دون حضرت خضر خواجہ عمرو کی باتون پر مسکرائے اور
لطف کردہ کرکے عمرو کو کلیجہ اور مشکیزہ دیدیا اور چند قدم ہمراہ عمرو کے جاکے اور راہ بتا کے نظر سے غائب ہوگئے عمرو اُس
بیابان کو طی کرکے قریب ایک قبرستان کے پہونچے دیکھا کہ چند اشخاص وہان بیٹھے ہین جامے لباس کفن پہنے ہین
کافور کی اُنکے جسمون سے بو آتی ہے تین چار اُنمین جوان معلوم ہوتے ہین اور ایک بڈھا ہے خواجہ عمرو اُن اشخاص کو
دیکھکے خیال کرنے لگے کہ یہ سب مُردے ہین اپنی اپنی قبر سے نکل نکل کے صحرا کی سیر دیکھ رہے ہین یہ خیال کرکے خواجہ
عمرو اُسطرف سے ہٹکے آگے چلے ناگاہ اُس بڈھے مردہ نے دیکھکر خواجہ عمرو کو پکارا عمرو نے جواب نہ دیا اور قدم
آگے بڑھایا اُس بڈھے نے پھر جاکے خواجہ کو روکا اور کہا ای شخص ٹھہر جا کچھ تجھسے کہنا ہے خواجہ عمرو نے جب دیکھا
کہ بڈھا قریب آگیا ہے اور مجھکو آگے نہین جانے دیتا ہے اُسوقت عمرو نے خیال کیا کہ ای عمرو یہ مردہ حرامزادہ ہے تمکو مار ڈالیگا اور
اپنے ساتھ لیجائیگا اسی واسطے اسنے تمکو روکا ہے اب تمکو یہی لازم ہے کہ گلیم اوڑھ لو اور جال الیاسی اس حرامزادے پر مارو پھر جو
خدا چاہیگا وہ ہوگا یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جال الیاسی دوش سے اُتار کے قصد کیا کہ اُس بڈھے پر مارین وہ بڈھا
کہنے لگا ای شخص مجھ سے خوف نہ کر مین تجھکو آزار نہ دونگا عمرو نے کہا او مردے اگر تو مجھے نہ ستائیگا تو مین بھی جال تجھپر
نہ مارونگا اُس بڈھے نے کہا مین نے تجھکو اسواسطے روکا ہے کہ مجھکو تجھ سے ایک کام لینا ہے اگر تو وہ کام کردیگا تو تجھکو

ثواب عظیم ہوگا اور میرے اوپر تیرا احسان ہوگا خواجہ عمرو نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہی اور وہ تیر کیا کام ہی وہ مین سے بیان کر قریب نہ آ ورنہ
یہی جال مارونگا اور تجھکو اس جال مین پھانسونگا بڈھے نے کہا ای شخص میرا حال یہ ہی کہ نام تو میرا جمشید ہی بسبب پیشہ تجارت
کے خاص و عام مجکو جمشید تاجر کہتے تھے مین نہایت بخیل تھا ایک حبہ اور ایک دانہ غربا اور فقرا کو کبھی نہ دیتا تھا اتفاق سے
اس میدان مین ایک روز مین مقیم تھا واسطے تجارت کے جاتا تھا ہنگام شب دزد آئے اور میرے اسباب و مال کو لوٹنے لگے
مین منت اُنسے کہنے لگا کہ میرا مال واسباب نہ لو اُنھون نے تمام مال و اسباب بھی لے لیا اور مجکو اور میرے ہمراہیون کو قتل کیا
پس ای شخص بوجہ اپنے بخل کے اکثر مجھپر عذاب ہوتا ہی لہذا مین تجھسے ملتجی ہون کہ تو فلان قصبہ مین جا وہان میرا مکان ہی
اور اہل و عیال بھی میرے وہین ہین میرے فرزند کا نام سلیمان تاجر ہی مکان پختہ ہی اور اُس مکان کے ایک حجرہ مین جو جانب
شمال ہی اُس حجرہ مین دس ہزار اشرفیان گڑی ہین تو میرے فرزند کو بلانا اور تمام حال جو مین نے تجھسے کہا ہی اُس سے بیان کرنا اور اُس
حجرے مین سے اشرفیان نکال کر نصف تو میرے اہل و عیال کو دیدینا اور نصف فقرا اور مساکین کو دیدینا تاکہ اُسکا ثواب مجکو پہونچے اور
باعث میری راحت کا ہو خواجہ عمرو نے کہا ای پیر مرد مجکو کیا غرض ہی کہ مین بیکار اسقدر کوشش کرون اور اپنا حرج کرون اگر دو ہزار
ہزار اشرفیان تو مجھے بھی دینے کا اقرار کر تو کیا مضائقہ مین اسقدر محنت اور مشقت بھی کرون مُردے نے کہا ای شخص مین شہید دل
تو مجھپر رحم کر اور نظر ثواب آخرت پر کر اور طالب اشرفیون کا نہو عمرو نے کہا ای مرد پیر مین بغیر اشرفیان لیئے تیرا کام نہ کرونگا آخر اُس شہید
نے کہا کہ سوا اشرفیان تو لے لینا اور باقی نصف غربا کو اور آدھی میرے اہل و عیال کو دیدینا خواجہ عمرو نے راضی ہوکر اقرار کیا اور
وہان سے آگے چلے وہ شہید نظر سے غائب ہوگیا خواجہ عمرو بعد قطع راہ اُس مقام پر پہونچے جہان شہید نے اپنا مکان بتایا
تھا خواجہ عمرو نے وہان کے باشندون سے سلیمان تاجر کا مکان پوچھا لوگون نے بتایا خواجہ عمرو نے سلیمان
تاجر کو بلا کر اُس سے کہا کہ اگر ہم تجکو تیرے ہی مکان مین دفینہ بتا دین تو تو ہمکو کیا دیگا سلیمان نے کہا اگر آپ بتا دینگے تو آدھا
حصہ اُسکا مین تمکو دونگا عمرو نے سلیمان تاجر سے عہد و پیمان لیکر تمام حال اُسکے پدر کا بیان کیا سلیمان تاجر نہایت حیران
ہوا آخر خواجہ عمرو نے اُس حجرے سے اشرفیان کھود واکر پہلے سوا اشرفیان بموجب کہنے جمشید تاجر کے لے لین پھر آدھوان
حصہ اشرفیون کا لیکر سبکو جال مین رکھا پھر نصف اشرفیان سلیمان تاجر کو دین اور نصف اشرفیون کو کہا کہ میرے سامنے
فقرا کو تقسیم کر دو سلیمان تاجر نے بموجب کہنے عمرو کے فقرا کو اشرفیان تقسیم کرنا شروع کین عمرو نے لالچ سے کئی مرتبہ اپنی
صورت بصورت فقرا تبدیل کر کے سلیمان تاجر سے اور بھی اشرفیان لین جب سلیمان تاجر اشرفیان تقسیم کر چکا خواجہ عمرو
وہان سے روانہ ہوئے اور منزل بمنزل مقام کرتے ہوئے ایک روز قریب سحر ایک میدان وسیع مین پہونچے خواجہ نے
دیکھا کہ خیام اور بارگاہین برپا ہین لشکر اُترا ہوا ہی مگر تمام اہل لشکر سیاہ پوش ہین عمرو نے فوراً اپنی شکل تبدیل کر کے عنقریب
لشکر گاہ جاکر ایک سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی اور تم سب سیاہ پوش کیون ہو سوار نے رو کر کہا ای شخص یہ لشکر حمزہ صاحبقران
کا ہی اور سیاہ پوش ہونے کی یہ وجہ ہی کہ حمزہ صاحبقران کا ایک بھائی تھا نام اُسکا عمرو تھا بحر مین ایک ہیل پر جاکر اُسنے
نقارہ بجایا تھا ہم سب جہاز پر تھے بسبب نقارہ بجانے کے گرد رہا طائر پہاڑون پر سے اُڑے جہاز جو رُکے ہوئے تھے چل
نکلے عمرو اُسی ہیل پر رہگیا اُسی ماتم مین حمزہ صاحبقران اور جملہ اعلی و ادنی لشکر مین سیاہ پوش ہین ابھی اُسکے فاتحہ
کا کھانا غربا کو تقسیم ہو رہا ہی اگر تیرا دل چاہے تو تو بھی جاکر لے لے خواجہ عمرو یہ تقریر اُس سوار کی سنکر خیال کرنے لگے
کہ حمزہ صاحبقران کو میری جدائی کا ایسا ملال ہوا کہ سیہ پوش ہوئے اور میرے ہلاک ہو جانے کا یقین کر کے میرے فاتحہ کا کھانا
غربا اور مساکین کو تقسیم کرتے ہین اور مین بافضال خدا زندہ و سلامت ہون خواجہ عمرو یہ خیال کر کے قریب لشکر کے ایک جگہ ٹھہرے
ہنگام شب خواجہ گلیم اوڑھکر لشکر مین آئے اول خیمہ پہلوان عادی مین گئے دیکھا کہ پہلوان عادی سو رہا ہی خواجہ عمرو

فوراً پہلوان عادی کے سینے پر بیٹھے پہلوان عادی گھبرا کر بیدار ہوا دیکھا تو کوئی سینے پر نظر نہین آتا ہی مگر بوجھ کسی کا سینے پر
ہی پہلوان عادی یہ حال دیکھکے خائف ہوا عمرو نے کہا مین روح خواجہ عمرو ہون آج تجھکو ہلاک کرونگی اور اپنے ساتھ تیری
روح کو بھی لیجاؤنگی کیونکہ دوست کو بغیر دوست کے چین نہین آتا ہی عادی نے کہا مین تو عمرو کا دوست نہین ہون بلکہ ہمیشہ
دشمن رہا ای روح عمرو تو مجکو چھوڑ دے اور میرے تئین ہلاک نہ کر جو دوست تیرا ہو اُسکو ہلاک کر خواجہ نے کہا اگر کچھ نقد دو
تو البتہ چھوڑ دون پہلوان عادی نے جان کے خوف سے کہا ای روح عمرو اس میرے خیمہ مین ایک صندوق رکھا ہی اُسمین کئی
ہزار اشرفیان ہین وہ صندوق تو لیلے اور برائے خدا مجکو چھوڑ دے جب یہ تقریر پہلوان عادی کی خواجہ عمرو نے سُنی
مسکرا کر سینۂ پہلوان عادی سے اُترے اور صندوق اُٹھا کر جال مین باندھکر لیگئے پھر خیمہ نعمان بن منذر شاہ یمنی
مین پہونچے نعمان کو بھی سوتا دیکھکر گلیم اوڑھکر جلدی سے سینۂ نعمان پر بیٹھے نعمان نے ڈر کر آنکھین کھولدین اپنے سینے
پر بار پایا کوئی بیٹھا ہوا دکھائی نہ دیا بہت گھبرایا حواس منتشر ہوئے خیال کرنے لگا کہ یہ کیا بلا ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کوئی آسیب
ہی جب نعمان پریشان خاطر ہوا عمرو نے کہا ای نعمان آگاہ ہو کہ مین روح عمرو ہون تو میرا نہایت دوست ہی اسوقت
مین تجکو ہلاک کرکے تیری روح کو اپنے ہمراہ لیجاؤنگی نعمان نے کہا ای روح عمرو یہ تو خلاف الفت و محبت ہی کہ اپنے دوست
کو ہلاک کرے خواجہ عمرو نے کہا کچھ دلواتے ہو نعمان نے کہا کہ میرے سرہانے صندوق مین کئی ہزار روپیہ کا
جواہر رکھا ہوا ہی اگر دل چاہے تو یہ جواہر لے اور ای روح عمرو مجکو چھوڑ دے اور ہلاک کر خواجہ عمرو نے سینۂ نعمان
سے اُترکر صندوق سے تمام جواہر نکالا نعمان دیکھا کیا کہ کوئی صندوق کھولتا ہی مگر نظر نہین آتا سمجھ گیا کہ روح عمرو کے سوا
اور کوئی نہین ہی ہرچند نعمان دیکھا کیا مگر ڈر کے مارے پلنگ سے نہ اُٹھا جب خواجہ عمرو جواہر لیچلے خیمہ نعمان سے
باہر نکلے نعمان نے شکر خدا کا کیا اور کہا مصرعہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + نعمان تو اپنے خیمہ مین کبھی
شکر کرتا ہی کبھی خوف سے اُٹھ بیٹھتا ہی ڈر کے مارے نیند نہین آتی ہی لیکن خواجہ عمرو نے مثل پہلوان عادی
اور نعمان جملہ سردارون کے سینے پر بدفعات سوار ہو ہو کے ہر ایک سردار سے زر سرخ و سفید اور جواہر لیا اور
لشکر سے نکلکر ایکطرف چلے گئے جب وہ وقت آیا نظم دھرا گردون نے تاج مہر سر پر + ہوا رونق فزا تخت سحر پر
اُجالا چاندنی سے بڑھکے چھایا + ستارے کیا قمر نے منہ چھپایا + حمزہ صاحبقران نماز اور وظیفہ سے فارغ ہوگئے سرداران
ذی وقار اطاعت پروردگار بجالا کر بخدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے اور بعد بجالانے آداب و تسلیمات کے ڈنگلون پر
بیٹھے سب کے پہلے پہلوان عادی نے حال شب بیان کیا حمزہ صاحبقران فرمانے لگے کہ ای پہلوان عادی
بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ شب کو تم نے کوئی خواب پریشان دیکھا ہی بعد عرض کرنے پہلوان عادی و نعمان بن منذر شاہ
یمنی کے کل سرداران نامی و نامدار یعنی اسد اسمان اور بہرام گردین خاقان چین وغیرہ نے موافق پہلوان عادی
کے اپنا اپنا حال بھی بیان کیا جب حمزہ صاحبقران نے ہر ایک سردار کی زبانی ایک ہی حال سنا اُسوقت صاحبقران
کو تردد ہوا اور خیال کیا کہ کچھ نہ کچھ ہی بعضے سردار عرض کرنے لگے ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ اس جگہ بھوت اور خبیث بکثرت ہین کئی سردار
کہنے لگے کہ یہ کام بھوت اور پریت کا نہین اگر جنیون نے ہم سب کو ہنگام شب مضطر اور پریشان کیا تھا تو صندوق روپیہ اور
اشرفیون کے کون لیگیا پس صاف ثابت ہوتا ہی کہ شب گذشتہ بہت سے چور لشکر مین آئے تھے ہر ایک کے خیمہ سے زر و
جواہر لیگئے اور روح خواجہ عمرو کا بہانہ کیا ہم لوگون نے اچھی طرح خیال نہین کیا ورنہ چور ضرور نظر آتا ہر ایک شخص جو کچھ کہتا تھا
حمزہ صاحبقران گفتگو ہر ایک سردار کی سنا کیے جب دن گذرا اور شام ہوئی نظم ہوا مہتاب بھی اوج فلک پر
زمین پر چاندنی چھٹکی برابر + شب مہتاب رشک روز روشن + ستارون سے دوبالا اُسکا جوبن + ہوا عالم ضیائے مہ سے پرنور

ہوادار ان صحرا دامن طور + بعد گذرنے نصف شب کے خواجہ عمرو تبدیل مہیب بارگاہ صاحبقران مین آئے دیکھا کہ
حمزۂ صاحبقران بیدار ہین خواجہ عمرو نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اے امیر باتوقیر آگاہ ہو کہ مین روح پاک عمرو ہون
جنت سے بیتاب و بیقرار ہو کے تمھارے پاس آئی ہون افسوس ہزار افسوس مین نے اپنی جان تمھاری بہتری اور جہاندارون کے
چلنے کیواسطے دیدی اور تم نے میرا فاتحہ حلوے پر نہ دلوایا تم سے یہ امید مجکو نہ تھی صاحبقران نے اشکبار ہو کے کہا اے روح
برادر خواجہ عمرو مین نے تو واسطے فاتحہ کے بہت سا حلوا بنوایا تھا اور پہلوان عادی کے حوالے کیا تھا کہ فاتحہ دیدے شاید
اُسنے فاتحہ نہ دیا ہوگا اب مین اور حلوا بنواکر خود فاتحہ خوانی کرونگا خواجہ عمرو نے کہا پہلوان عادی تمام حلوا کھا گیا اور
ذرا سے حلوے پر بھی اُسنے فاتحہ نہ دلایا خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب تم میرے ساتھ چلو مجھکو تمھارا فراق نہایت شاق ہی یہ کہکے
عمرو نے ہاتھ اپنا طرف حمزۂ صاحبقران کے بڑھایا صاحبقران نے بازو عمرو کا پکڑ لیا اور خیال کیا کہ یہ روح خواجہ
عمرو نہین ہی کوئی اور ہی یہ خیال کرکے حمزۂ صاحبقران نے قصد گھونسا مارنے کا کیا اُسوقت عمرو نے خیال کیا کہ اگر حمزہ
کا گھونسا پڑ گیا تو اے عمرو استخوان تیرے چورہ چورہ ہو جائینگے ابھی دم تیرا نکل جائیگا اس مذاق مین مفت جان جائیگی
پس بہتر یہ ہی کہ جلد اپنے تئین ظاہر کرد عمرو نے یہ خیال کرکے کہا اے عرب ہمیردت خبردار خبردار دست خود را نگہدار ارے
خدا کیواسطے گھونسا نہ مارنا اور اگر گھونسا ماریگا تو میرے استخوان کا پتا بھی نہ معلوم ہوگا حمزۂ صاحبقران نے یہ تقریر سنکے
ہاتھ اپنا روکا اور پوچھا سچ بتا تو کون ہی خواجہ نے کہا مین عمرو ہون امیر باتوقیر نے جواب دیا کہ عمرو تو مرگیا آج اُسکا چالیسوان
بھی ہوگیا خواجہ عمرو نے کہا اے امیر باتوقیر عمرو مر نہین گیا زندہ ہی مین ہین عمرو ہون یہ کہکے خواجہ نے اپنی صورت
اصلی دکھائی صاحبقران نے جلد تر اُٹھکے اور عمرو کو پہچان کے بصد شوق اور ہزار خوشی اپنے سینے سے لگایا خواجہ
نے بھی سر اپنا جانب قدم امیر باتوقیر جھکایا حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو اپنے پاس بٹھا کے حال پوچھا خواجہ
نے کیفیت سیل پری کی اور حالات راہ مفصل بیان کیے حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو سے ملکے اور تمام حال سنکے نہایت
خوش ہوئے اتنی دیر مین آثار سحر گردون پر ہویدا ہوئے صدائے مرغ سحر کان مین آئی حمزۂ صاحبقران نے وضو کیا بعد
وضو کرنے کے نماز سحر پڑھی خواجہ نے بھی وظیفہ سحری ادا کیا جملہ سرداران حمزۂ صاحبقران بھی نماز پڑھکر بارگاہ مین حاضر
ہوئے اور آداب و تسلیم بجا لا کر دنگو پر بیٹھے صاحبقران نے سردارون سے خوش ہو کر فرمایا کہ شب گذشتہ مین عجب
ہمکو خوشی ہوئی سبھون نے عرض کیا کہ خداوند عالم آپ کو ہمیشہ مسرور و خرم رکھے یہ تو فرمائیے کہ باعث مسرت کیا ہوا حمزۂ
صاحبقران نے خواجہ عمرو کو بلایا جب سب سردارون نے خواجہ عمرو کو دیکھا نہایت خوش ہوئے اور ہر ایک سردار نے
خواجہ عمرو سے معانقہ کیا اور حال پوچھا عمرو نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا سردارون نے کہا اے خواجہ
نقارۂ سکندری لاے ہو ہم بھی دیکھین خواجہ عمرو نے جال سے نقارے کو کھولا اور کہا اس نقارے کی آواز چودہ کوس
تک جاتی ہی یہ کہکے خواجہ عمرو نے چوب نقارے پر لگائی زمین تھرائی خفتہ گان خاک نے یہ خیال کیا کہ نوبت قیامت
کی آئی غرض حمزۂ صاحبقران نقارۂ سکندری کو دیکھکر بہت خوش ہوئے خواجہ عمرو نے نقارۂ سکندری صاحبقران
کو دیا امیر باتوقیر نے اُس نقارے کو اپنے لشکر مین رکھنے کا حکم دیا بعد اسکے خواجہ عمرو نے جال اور گلیم اور کلچہ اور مشکیزہ
حمزۂ صاحبقران کو دکھا کر ہر ایک کا وصف بیان کیا اور کہا کہ یہ جال اور گلیم اور کلچہ اور مشکیزہ حضرت الیاس اور خواجہ
خضر نے مجکو دیا ہی یہ کہکے خواجہ عمرو نے اشیاے مذکور اپنے پاس رکھے حمزۂ صاحبقران وغیرہ اشیاے نادر
دیکھکر مسرور ہوئے اور اُسی وقت ملبوس سیاہ کے اُتارنے کا حکم کیا بمجرد حکم ہر ایک نے لباس ماتمی اُتارا بہ حکم امیر
باتوقیر سے بزم عشرت آراستہ ہوئی تمامی روز و شب جلسۂ نشاط و انبساط رہا

داستان روانہ ہونا حمزۂ صاحبقران کا اور صحرا مین تسمہ پاؤن سے ہر ایک کا پریشان ہونا

نوردان بادیہ قیروره نوردان منازل تحریر اشہب کلک کو میدان صفحۂ قرطاس پر اسطرح دوڑاتے ہین کہ جب فراش شب نے کنولہاے کواکب کو بارگاہ افلاک سے بڑھایا اور

نظم

دھرا گردون نے تاج مہر سر پر	ہوا رونق فزا تخت سحر پر	اجالا چاندنی سے بڑھکے چھایا	ستارے کیا قمر نے منہ چھپایا

بزم عشرت برخاست ہوئی حمزۂ صاحبقران وسرداران صاحبقران وغیرہ نے نماز سحر پڑھی بعد نماز سحر پڑھنے کے صاحبقران نے اہل لشکر کو حکم کوچ کا دیا ہر ایک جان نثار پیادہ وسردار آمادۂ سفر ہوا لشکر مین طبل سفر پر چوب پڑی حمزۂ صاحبقران بعد فردشان جانب ہندوستان روانہ ہوئے لشکر ظفر اثر اور فوج نصرت موج ہمراہ رکاب صاحبقران روانہ ہوئی صاحبقران نے دوپہر رہبری کی راہ بھول گئے ایک ایسے بیابان پرہول مین پہونچے کہ سراسر پرخار تھا وہان انسان کا ٹھہرنا دشوار تھا کسی جانب سے شیران صحرا کی آواز آتی تھی کسی طرف سانپ اور اژدہے نظر آتے تھے غبار دمبدم اٹھتا تھا زمین بحرارت آفتاب سے جلتی تھی ذرے ریگ صحرا کے چمکتے تھے ہواے گرم چلتی تھی زمین اسدرجہ حرارت آفتاب سے جلتی تھی کہ قدم نہ رکھا جاتا تھا ایک قدم چلنا دشوار تھا حمزۂ صاحبقران نے تمازت آفتاب سے پریشان ہوکر سرداروں سے فرمایا کہ اسی جگہ خیام برپا کیے جائین بمجرد حکم اسی صحراے وحشت انگیز مین خیام استادہ ہونے لگے اور بارگاہین برپا ہونے لگین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران وسرداران فوج مرکبون سے اترنے لگے ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک شخص درخت کے نیچے بیٹھا ہے ہر چند کہ خواجہ عمرو سے وہ شخص دور تھا لیکن خواجہ عمرو نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ جو آدمی زیر درخت بیٹھا ہوا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مسافر ہے تھک کے زیر درخت بیٹھ گیا ہے یقیناً اسکے پاس روپیہ اور اشرفیان بھی ہونگی بس چلکے کسی طرح سے اس مسافر سے روپیہ وغیرہ لے لینا چاہیے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو اس شخص کی جانب چلے جب اس آدمی کے قریب پہونچے اس شخص نے مسکرا کر خواجہ سے کہا اے بھتیجے میرے جلد آ مین تو تیرے دیکھنے کا مدت سے مشتاق تھا آج اتفاق سے اس صحراے پرہول مین تجھسے ملاقات ہوگئی نہین معلوم تو کسطرح اس وادی پرخطر مین آیا مجکو یہ یقین تھا کہ اس صحرا مین دو ایک روز مین مرجاونگا اور جو کچھ میرے گھر مین زر وجواہر ہے وہ کوئی غیر لے لیگا لیکن شکر خدا کا کہ تو آگیا اب امید ہوئی کہ چندے مین زندہ رہونگا اور مال میرا سواے تیرے اور کوئی غیر نہ لیگا خواجہ عمرو نے جو زر وجواہر کا ذکر سنا اپنے دل مین نہایت خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ کیا اچھی ساعت سے مین چلا تھا کہ غیر مجکو اپنا تصور کرکے زر وجواہر بےطلب دیتے ہین اب کیا مجکو ضرورت ہے کہ مین بیگانگی سے انکار کرون یہ خیال کرکے خواجہ نے کہا اے چچا جان آپ کا مزاج تو اچھا ہے اس شخص نے کہا اے برادرزادہ یقین ہے کہ تو نے مجھے نہ پہچانا ہوگا کیونکہ مین بہت چھوٹا سا تجکو چھوڑکر سراندیب کی طرف چلا گیا تھا جسوقت مین نے وہان مال وزر بکثرت پیدا کیا گھر کا خیال آیا سراندیپ مین ایسا دل گھبرایا کہ ایک لمحہ توقف کرنا ناگوار طبع ہوا آخر بیتابی وبیقراری دل کی وجہ سے جلد تر جہاز پر سوار ہوا جب وہ جہاز روانہ ہوا اور قریب اس صحرا کے کنارے پر پہونچا دفعتہً طوفان آیا ہوا تند چلنے لگی ابر آسمان پر نمودار ہوا پانی مین جوش وخروش پیدا ہوا ناخدا گھبرایا معلم بدحواس ہوا جہاز ڈوبنے لگا مین اسی طوفان مین اپنی جان ومال کا خیال کرکے ایک صندوقچہ جواہر کا لیکر بقوت تمام جست کرکے کنارے پر آیا جان تو بچی لیکن پاؤن ٹوٹ گیا مین نے دھوپ مین بیٹھکر پاؤن کو ملا اور کچھ پتے باندھے درد تو کم ہوگیا لیکن ابھی اچھی طرح سے اٹھا نہین جاتا ہے اور وہ صندوقچہ جواہر کا ایک جگہ مین نے پوشیدہ کرکے رکھدیا ہے چند روز سے اس صحرا مین سواے نباتات کے اور کچھ مین نے نہین کھایا اب خداوند عالم نے تجکو بھیجدیا ہے تمام آرزوئین میری بر آئینگی عمرو نے جواہر کے لالچ سے کہا جو کچھ آپ کہین مین بجالاؤن اس شخص نے کہا اے برادرزادہ مین چاہتا ہون کہ تو مجکو اس درخت تک اپنی پشت پر سوار کر

پہچل تاکہ مین وہ صندوقچہ جواہر کا لیلون اور تجھکو دیدون پھر تو مجکو میرے مکان پر پہونچادے خواجہ عمرو ہرچند کہ عیار تھے
لیکن بطمع زر و جواہر راضی ہوگئے اور بیٹھکے کہنے لگے کہ اب آپ میری پشت پر سوار ہوجیے وہ شخص یہ تو چاہتا ہی تھا فوراً خواجہ
عمرو کی پشت پر سوار ہوا اور اپنے پائون کو تسمے کیطرح سے عمرو کی کمر مین خوب لپیٹا اور گھٹنون سے ایڑ لگا کر کہنے لگا کہ اے
میرے رہوار خوش رفتار اب قدم اپنا بڑھا خواجہ عمرو تسمہ پا کے فریب مین آکر اور اُسکو اپنی پیٹھ پر سوار کرکے نہایت
ہی پچھتائے اور قصد کیا کہ اس حرامزادے کو پشت سے گرا کر چلدیجیے جب عمرو اپنے ہاتھ سے اُسکے پائون چڑھانے لگے اُسنے
اَور زور سے پائون کا تسمہ خواجہ کی کمر مین لپیٹا اور کسا اور اپنے ہاتھ سے خواجہ کے سر اور منھ پر چپتین اور تھپڑ لگانا شروع کیے اور
پیٹھ پر اُچکنا شروع کیا اور غصے سے کہنے لگا کہ دوڑتا نہین ہی قدم بھی اُٹھاتا نہین ہی اسی خدمت گذاری اور نافرمانی کے عوض
مین مجھسے جواہر کا صندوقچہ لیگا بغیر محنت لیے تجھے ہرگز صندوقچہ نہ دونگا بلکہ تیری جان لونگا خواجہ عمرو یہ گفتگو اُس زشت خو
کی سنکر ساری عیاری اور مکاری اپنی بھول گئے آخر بدرجہ مجبوری اور ناچاری حمزۂ صاحبقران کی جانب اس
خیال سے دوڑے کہ حمزۂ صاحبقران مجکو اس بلا سے بچائینگے اور اس تسمہ پا کو ہلاک کرینگے جب خواجہ عمرو فرودگاہ
لشکر کے قریب پہونچے عجب کیفیت نظر آئی دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران اور سردارانِ صاحبقران وغیرہ بھی اسی
مصیبت مین گرفتار ہین بڑے بڑے بہادر مجبور و ناچار ہین اور جنکو دعوی شہسواری تھا اُنھین پر ہزار ہا تسمہ پا سوار
ہین جب حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو دیکھا زبان عیاری مین کہا اے خواجہ عمرو ہم جانتے تھے کہ تم اس
بلا مین گرفتار نہوگے کیونکہ تم یہان سے چلے گئے تھے اور عیار بھی تھے لیکن تم بھی گرفتار مصیبت ہوگئے
خواجہ عمرو نے جواب دیا اے حمزۂ صاحبقران کیا آپنے یہ قول بزرگون کا نہین سنا مصرع چون قضا آید طبیب ابلہ
شود ✽ انسان مقدر کی بدی سے بذریعہ تدبیر کسی طرح بچ نہین سکتا شعر جو پیشانی مین لکھا ہی وہ اکدن پیش آئیگا
ہٹائے سے نہین مٹتا نوشتہ کلک قدرت کا ✽ حمزۂ صاحبقران نے زبان عیاری مین کہا اے خواجہ سچ کہتے ہو اگر ہمارے
مقدر مین یہ مصیبت اور گرفتاری لکھی نہوتی تو راہ بھول کے اس صحرا مین کیون آتے اور ایسے غافل کیون ہوتے
کہ یہ تسمہ پا ہم پر سوار ہوجاتے حمزۂ صاحبقران یہ کہکر خاموش ہوئے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ پہلوان عادی سب
سے زیادہ مضطر اور پریشان ہی ہرچند بار بار چیختا ہی اور چلاتا ہی اور تسمہ پا سے کہتا ہی کہ اگر تجھکو سوار ہونے کا شوق ہی
تو مین اپنا مرکب تجھے دیتا ہون تو اُس گھوڑے پر سوار ہو اور اس صحراے پُرخار اور بیابان دشوار گذار مین مرکب کو خوب
دوڑا اپنی طبیعت کو بہلا گھوڑا مجھسے زیادہ تر اس میدان مین دوڑیگا تجھکو شہسواری کا لطف حاصل ہوگا مجھسے دوڑا
نہین جاتا ہی تو نے اس زور سے میری کمر مین اپنے پائون کے تسمے لپیٹے ہین کہ کمر کو میری صدمہ پہونچتا ہی پیٹ پھٹا جاتا ہی قدم
آگے نہین اُٹھتا ہی خدا کیواسطے اے تسمہ پا میرے حال پر رحم کر مجکو چھوڑ دے تیرا احسان ہو لیکن تسمہ پا پہلوان
عادی کی منت اور خوشامد پر مطلق نظر نہین کرتا ہی اور دوڑاتا ہی اسی طرح اور سب سردارون کا بھی حال ہی ہر ایک اسی مصیبت
مین گرفتار و مبتلا ہی بعضے لشکر کے سوار تسمہ پائون کے سوار ہونے سے مضطر اور پریشان ہوکر روتے ہین اکثر سوار لشکر
کے نالہ و فریاد بلند کرتے ہین تسمہ پا ہنستے ہین اور خوش ہوتے ہین اور باہم کہتے ہین بھائیو آج اپنے اپنے گھوڑون کو خوب
دوڑاؤ ذرا بھی رہوار پر رحم نہ کھاؤ صحرا کی سیر کرو مرکبون کے دوڑانے مین دیر نہ کرو ایسا دن پھر کبھی نہ آئیگا دل اسطرح کا لطف
کبھی نہ اُٹھائیگا آج لطف زندگی اُٹھا لو جہان تک مرکبون کو دوڑانا ہو دوڑا لو پھر کبھی ایسے مرکب ہاتھ نہ آئینگے جب یہ سب مرکب
مرجائینگے تو ہم تم انکو بصد رغبت بھونکر یا یونہین خوب کھائینگے خواجہ عمرو یہ گفتگو تسمہ پائون کی سنکے خیال کرنے لگے کہ دیکھیے
انجام ہم سب کا کیا ہوتا ہی خالق مطلق کی کیا مشیت ہی کیونکر ان حرامزادون سے جانین بچتی ہین یہ خیال کرکے خواجہ عمرو اس

دوڑے کہ سب سے آگے نکل گئے وہ تسمہ پا جو خواجہ عمرو کی پشت پر سوار تھا بہت خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ یہ مرکب
سب مرکبون سے تیز رفتار ہی بس یہ خیال کرکے خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ ای مرکب تیز رو مین تجھ سے نہایت خوش ہوا خوب
دوڑتا ہی اب تا حیات نہ چھوڑونگا تجھی پر سوار رہونگا خواجہ عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ او حرامزادے کسی تدبیر سے تجھکو ضرور
مارونگا اس تیرے دوڑانے کا تجھ سے عوض لونگا یہ خیال کرکے خواجہ پھر دوڑے یہانتک کہ ایک ایسے میدان مین پہونچے
جہان صدہا درخت انگور کے تھے اور ہر ایک درخت مین انگور کے خوشے بکثرت تھے اور اُن خوشون سے بوجہ پختہ ہونے کے
عرق ٹپک رہا ہی نیچے اُن درختون کے عرق خوشہاے انگور کا اسقدر ٹپک ٹپک کے جمع ہوا ہی کہ زمین پر جاری ہی اگر کوئی
چاہے تو گھڑے اُس عرق سے بھر لے اور درختان انگور پر بیل کدو کی پھیلی ہی ہزارہا کدو خشک اور تر لٹک رہے ہین بعضے
کدو اسقدر نیچے جھکے ہوئے ہین کہ بیخ درختان انگور ہی سے لٹے ہوئے ہین اکثر کدو خشک ہو کر گر پڑے ہین جب خواجہ عمرو تاک
انگور کے نیچے پہونچے تسمہ پا نے خواجہ عمرو سے کہا کہ ای مرکب تیز رفتار جلد ایک کدوے خشک توڑ لے اور بصورت جام کدو کو توڑ
کے بنا لے اور یہ پانی انگور کا اس کدو مین بھر لے اور تھوڑا سا مجھکو پلا دے تا کہ مین سیراب ہو کر اور زیادہ تجھکو دوڑاؤن خواجہ عمرو نے
موافق کہنے تسمہ پا کے کدو توڑ لیا اور اُسے درمیان سے خالی کرکے عرق انگور بھر لیا اور بہت سی بیہوشی اُس مین مخلوط کر کے
تسمہ پا سے کہا کہ لو پیو اُسنے کہا کہ میرے منھ مین چند قطرے عرق کے ٹپکاو خواجہ عمرو نے وہ کدو تسمہ پا کے منھ سے لگا دیا
تسمہ پا نے چند قطرے جو پیے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ای گھوڑے تو نے کیا اچھا عرق پلایا کچھ قلب کو میرے فرحت
حاصل ہوئی خواجہ عمرو نے کہا یہ عرق تمنے ذرا سا پیا اگر تمام عرق پی لیتے تو زیادہ تر دل کو فرحت حاصل ہوتی تسمہ پا نے
خیال کیا کہ مرکب سچ کہتا ہی یہ خیال کرکے تسمہ پا تمام عرق انگور جو کدو مین تھا پی گیا خواجہ عمرو نے اپنے دل مین کہا او حرامزادے
اب تو میرے ہاتھ سے کہان بچ کے جائیگا اب ضرور تجھکو قتل کرونگا خواجہ عمرو ابھی یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ تسمہ پا نے
کہا کہ ای گھوڑے اب ٹھہرا رہ خواجہ عمرو خوب دوڑنے لگے تھوڑی دیر مین تسمہ پا بیہوش ہو کر خواجہ عمرو کی پشت
سے زمین پر گرا سواری حرامزدگی اور شہسواری بھول گیا خواجہ عمرو نے فی الفور خنجر سے شکم اُسکا چاک کیا اور شکر خدا کا کیا
بعد ہلاک کرنے تسمہ پا کے خواجہ عمرو حمزہ صاحبقران کے قریب گئے اور کہنے لگے کہ ای حمزہ صاحبقران افسوس
تمنے ایک کافر کی دختر پر عاشق ہو کے خون ان مسلمانون کا اپنی گردن پر لیا اگر تم ملکہ مہرنگار پر عاشق ہوتے تو اس طرف
نہ آتے تو یہ سب بیچارے کیون ہلاک ہوتے اور مین بھی اس مصیبت مین گرفتار نہوتا معلوم نہین حشر مین تمھارا کیا حال
ہوگا دیکھیے اس سفر کا کیا انجام اور مآل ہوگا بظاہر تو یہان سے زندہ جانا دشوار معلوم ہوتا ہی حمزہ صاحبقران نے زبان
عیاری مین فرمایا ای خواجہ عمرو خداوند عالم ارحم الراحمین ہی مین اُسکا ایک بندہ گنہگار ہون وہ میرے گناہ عفو کریگا مین اس
صحرا مین عمداً کسی کو نہین لایا ہون سہواً اس بیابان جانستان مین چلا آیا ہون ای خواجہ اب تم د[illegible]گا تو جلد مسلمانون کی
جانین بچانے کی کوئی تدبیر کرو ان سب تسمہ پاؤن کو قتل کرو خواجہ عمرو نے زبان عیاری مین عرض کیا مین ان تسمہ پاؤن کو
ہرگز قتل نہ کرونگا ان سبکا خون اپنی گردن پر نہ لونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ اگر تم ان تسمہ پاؤن کو ہلاک کروگے
تو فی تسمہ پا مین تمکو دو اشرفیان دونگا خواجہ عمرو اشرفیون کا نام سنکے خوش ہوئے اور کہنے لگے ای حمزہ صاحبقران
خیر مین تمھاری خاطر سے ان تسمہ پاؤن کو ہلاک کرتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو نے ہر ایک تسمہ پا کو سنگ فلاخن سے سنگسار
اور ہلاک کیا اور وہ صحرا تسمہ پاؤن کی لاشون سے بھر دیا جب سب تسمہ پا ہلاک ہو چکے اور ہر ایک ادنی و اعلی نے
تسمہ پاؤن سے رہائی پائی ہر شخص نے جان تازہ پائی خصوصاً پہلوان ہادی تسمہ پا سے چھوٹ کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ مجھکو
امید جان بچنے کی نہ تھی مین تو یہ جانتا تھا کہ یہ تسمہ پا دوڑا دوڑا کر مجھکو اور سب کو ہلاک کر ڈالینگے زندہ نہ چھوڑینگے

افسوس صد ہزار افسوس یہین مرنا ہوگا اس صحرا مین کوئی کسی کو غسل وکفن بھی نہ دیگا قبر بھی کسی کو میسر نہوگی لیکن شکر ہی خدا کا کہ سب کی جانین بچین اور سب تسمہ پا ہلاک ہوئے جب حمزۂ صاحبقران نے تسمہ پاؤن کی ایذا رسانی سے نجات پائی بارگاہ مین داخل ہوئے اُس شب کو اُسی جگہ مقام کیا کیونکہ جسقدر تسمہ پا تھے سب ہلاک ہو چکے تھے اور ہر ایک شخص ایذا رسانی تسمہ پا سے خستہ تھا لشکریون مین اتنی قوت نہ تھی کہ منزل طی کرین

داستان جانا خواجہ عمرو اور حمزۂ صاحبقران کا واسطے زیارت قدمگاہ حضرت آدم کے اور تبرکات پانا اور سام بن نوح علیہ السلام کو دفن کرنا بیت

جو ہین راقمان جلالت نشان + وہ لکھتے ہین اسطرح یون داستان + کہ حمزۂ صاحبقران مع مردمان لشکر اُس صحراے وحشت انگیز مین بعد ہلاک ہونے مردمان تسمہ پا کے مقیم ہوئے شکر خداوند کریم بجالائے لشکری جو خوف مردمان تسمہ پا سے بھاگ گئے تھے اور صحرا مین جا چھپے تھے وہ بھی آ گئے حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو بموجب اقرار ہزارہا اشرفیان دین سردارون نے بھی موافق اپنی اپنی حیثیت کے اور لیاقت کے زر سرخ وسفید دیا اور ہر ایک خواجہ عمرو کا ممنون احسان ہوا خواجہ عمرو نے تمام زر سرخ وسفید لیکر اپنے قبضے مین کیا جب دن گذر کے شام ہوئی اُس صحراے ہول خیز مین ایک کو اور زیادہ وحشت ہوئی آخر بہزار خرابی ہر ایک نے شب بسر کی سفیدی سحر فلک پر نمایان ہوئی تاریکی شب دور ہوئی بیت ہوا خورشید جب مشرق سے پیدا + جہان مین ہر طرف پھیلا اُجالا + صاحبقران نماز سحر پڑھ چکے تھے سردارون کو بلا کر فرمایا یہان سے سامان کوچ کرو سردارون نے بموجب حکم سامان کوچ کیا خیمہ وخرگاہ اُٹھا بارگاہ لادا گیا ہر ایک شخص آمادہ سفر ہوا طبل سفر پر چوب پڑی لشکر آگے بڑھا حمزۂ صاحبقران بشوکت ونشان سوار ہو گئے روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ قریب شام ایک صحراے سبزہ زار مین عنقریب کوہ سراندیپ کے پہونچے لشکر کو اُترنے کا حکم دیا بحکم حکم مردمان لشکر ٹھہر گئے اور گھوڑون سے اُترے ملازمون نے بلد جلد خیام استادہ کئے بارگاہ سلیمانی برپا کی حمزۂ صاحبقران مرکب خنگ سیاہ قیطاس سے اُتر کے داخل بارگاہ ہوئے جملہ سرداران تہور شعار اپنے مرکبون سے اُترے اور گرد راہ سر اپا سے دور کر کے خیام مین راحت پذیر ہوئے لشکریون نے اپنے بستر لگائے حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو نے جو اس صحراے سبزہ زار کے گلگشت کی دیکھا عجب صحراے سبزہ زار ہی کہ تمام دشت فرش سبزۂ نوخیز سے زمرد رنگ ہی اور گنبد فیروزہ رنگ بمقابلہ سبزہ صحرا شرمندہ ہی خزال روح کو وہ سبزۂ نودمیدہ بدل مرغوب ہی اور نظر دیدۂ ناظر کو وہ سبزۂ فرحت بخش نہایت ہی محبوب ہی لہلہاہٹ اُس سبزۂ نوخیز کی دل ناظرین کو مانند معشوق سبزہ رنگ کے مثل حنا پامال کرتی ہی اور تازگی سبزہ آئینۂ خاطر مکدر سے بکثرت صیقل مسرت وفرحت زایل زنگ رنج وملال کرتی ہی مرغ دانا سے جان کو وہ سبزہ زار دام مسرت مین گرفتار کرتا ہی اور صیاد سبزہ طایر دل کو دام راحت مین اسیر کرتا ہی مرغان خوش الحان درختون پر بیٹھے ہوئے چہچہے کر رہے ہین غزالان سبک خرام پری کرشمہ نازک اندام سبزۂ نودمیدہ چر رہے ہین حمزۂ صاحبقران اُس صحرا کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے پھر حمزۂ صاحبقران نے مع اپنے سردارون کے اُس صحراے سبزہ زار مین تا شام شکار کھیلا ہزارہا جانورون اور آہوؤن کا شکار کیا چونکہ حمزۂ صاحبقران کوہ سراندیپ کے قریب میلے کے زمانے مین پہونچے تھے اس وجہ سے اطراف وجوانب سے گروہ گروہ آدمی زیر کوہ سراندیپ جا کر جمع ہوتے تھے اور میلے ہونے کا یہ سبب تھا کہ اسی تاریخ زمانۂ سابق مین حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی اور خداوند کریم نے اُنکو غم ورنج سے نجات بخشی تھی اور بالاے کوہ سراندیپ حضرت آدم علیہ السلام کے قدم مبارک کا نشان بھی ہی اسوجہ سے وہ زیارت کا مقام ہی غرض دور دور سے مردم بصد آرزو وشوق واشتیاق آتے تھے اور زیر کوہ جمع ہوتے تھے اور بروز معین زیارت قدمگاہ آدم

کیا کرتے ہین جب خواجہ عمرو کو حال مندرجہ معلوم ہوا شب کو تو نہ گئے مگر ہنگام سحر صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوکر کہنے
لگے کہ اگر حکم ہو تو کوہ سرانذیپ کی سیر کر آؤن اور وہان کے حالات سے مطلع ہون امیر باتوقیر نے فرمایا ای خواجہ عمرو سیر کوہ سرانذیب
کی کرکے جلد آنا دیر نہ لگانا خواجہ نے عرض کیا مین سیر کرکے جلد چلا آؤنگا یہ کہکے خواجہ عمرو روانہ ہوئے جب زیر کوہ سرانذیپ ہوکے
دیکھا کہ صدہا آدمی جمع ہین ہزارون آدمی چہار جانب سے چلے آتے ہین دُکاندار دُکانین لگائے بیٹھے ہین کسی طرف حلوائی
شیرین ادا چرب زبان دکانون پر بیٹھے ہین مٹھائی اُنکی دُکان پر ایسی نفیس و نادر چُنی ہے کہ تھالون مین رکھی ہی کہ لب شیرین سے
بھی زیادہ تر شیرین ہی اور جان شیرین سے بھی بدرجہا بہتر ہی پیڑے بوسہ شیرین لبان سے زیادہ مزے کے ہین اور شکر پارے
شیرین دہنون کے کام و دہن کو حلاوت دینے والے ہین حلوا اسقدر شیرین ہی کہ اگر گرسنہ بھی کھالے تو فقط اسے مین سیر ہو جائے
اُسکی شیرینی سے منہ پر چلبے حلوا سے کام جان اسدرجہ شیرین ہی کہ جب نظر اُس حلوے پر کسی کی پڑتی تھی نظر مثل مکھی کے اُس
حلوے سے چمٹ جاتی تھی اور اُس حلوے سے جدا نہین ہوتی تھی جلیبیان ایسی شیرین تھین کہ اگر کوئی شاعر اُن جلیبیون کو کھا
شیرین سخن ہو جائے برفی ایسی شیرین تھی کہ اگر کوئی ہنگام جان کنی شیرینی برفی یاد کرے تو تلخی مرگ دفع ہو جائے کعب غزال
اسدرجہ شیرین تھے کہ اُنھون نے شیرین دہنون اور آہو چشمون کو اپنے دام شیرینی مین گرفتار کیا ہو ایک طرف میوہ فروش
دُکانین لگائے بیٹھے ہین ہر ایک میوہ اُنکے پاس مثل میوہ جان کے شیرین ہی ہر ایک سیب زنخدان معشوق خوشرو سے
کہین ذائقہ رنگ و بو مین بہتر ہی اور خوشہ انگور مانند عقد پروین کے ہین اور ترنج ایسے ہین کہ جسطرح زنان مصر نے حضرت
یوسف ع کے حسن و جمال کو دیکھکر اور محو ہوکر کارد سے بجائے ترنج ہاتھ اپنے کاٹ ڈالے تھے اُسی طرح حضرت یوسف ع بھی اگر
اُنکو کاٹین تو ایسے محو ہون کہ بعوض ترنج اپنی اُنگلیان کارد سے قلم کرین شفتالو ایسے شیرین ہین کہ جان شیرین خریداران
کی قربان ہی کیلے بصورت ہلال ہین مشتری بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کٹھل ایسے خوشنما اور شیرین ہین کہ شتربان دانا و فہیم اُنکے
دام ذائقہ مین مبتلا ہین دانہ ہاے انار رشک گوہر آبدار ہین ہزار آرزو لعل بدخشان اُنکا خریدار ہی بادام رشک دیدہ معشوقان
خود بین نظر آتے ہین پستہ لب نازک حسینان جہان سے خوب تر ہین کسی سمت بزاز بصد ناز فرش اطلس سُرخ کا بچھا کے
طرح طرح کے کپڑے سے لدے ہو کانون پر بیٹھے ہین ہر ایک تھان اُنکے پاس خوبی مین طاق ہو اور شہرۂ آفاق ہی حُسن یوسف اُنکے پاس
ایسا ہی کہ نقد دل سے زلیخا بھی خریدار ہوئی اور سامنے اطلس سرخ بزازون کے اطلس سرخ سے شفق بھی خجل ہی تھان دیبا
و حریر و پرنیان کے اُنکے پاس ایسے نفیس ہین کہ معشوق گلبدن اُنکو پسند کرتے ہین بعضون اُنکی دکانون پر ایسا ہی کہ بلبل ہزار چون
کو نہایت ہی مرغوب اور مطبوع ہی پر زر جینی اُنکے پاس ایسی ہی کہ طائران رنگارنگ بے اختیار اُسکے گلبن کو دیکھکے
قریب اُسکے بیٹھتے ہین خصوصاً بلبلین پر زر جینی کے دام عشق مین گرفتار ہوتی ہین تافتہ بوٹہ دار کے سامنے تافتہ بوٹہ دار
صبح کو صفائی حاصل نہین ہی خریدار پارچہ خش دبا بیک سے رہتے ہین دلال خریدارون کو کپڑا دلوا رہے ہین دُکاندار سے
اسطرح کہہ رہے ہین بیت سیٹھ جی اتنے آڑے ترچھے نہ ہو + واجبی ٹھیکے کا مول کرو نہ خریدار سے تکرار کرو اتنا غصہ
نہ کرو گاہک کو ناراض کرنا اچھا نہین تھنی کا وقت دام کے عام دس پانچ گز کپڑا اچھو نفع کا اسوقت خیال نہ کرو ہمکو فی گز چہ ی
سے کم نہ دینا دُکاندار کہتا ہی کیون اسقدر کام کو طول کرتے ہو جو تم سے کہدیا ہی اُس سے کم کسی طرح نہ دونگا ذرا اس
کپڑے کو دل ملا کر دیکھو اور خریدار کو دکھاؤ نہایت ہی مضبوط ہی کلبسیا مطلق نہین ہی کسی طرف گلفروش شگفتہ خاطر بیٹھے ہین
دُکانین اُنکی تختہ ہاے سمن معلوم ہوتی ہین کسی جانب شمع فروش سفید پوش شمعین موم اور کافوری اور اگر کی بتیان لیے
ہوئے دُکانون پر بیٹھے ہین دُکانین اُنکی خوشبو سے اگر سے معطر ہین کہین تنبولی سبزہ رنگ تختون پر بیٹھے ہین گلوریان
بنا بنا کر خریدارون کو دے رہے ہین خریدار گلوریان کھا رہے ہین کسی جا کبابی بیٹھے ہوئے ہین سیخون پر کباب

چڑھے ہوئے ہین نیچے سیخون کے آگ ہی اکثر خریدار کباب لے رہے ہین کبابی یہ کہکر خریدارون کو بلا رہے ہین چٹپٹے ہین کباب گرما گرم کسی طرف بخوبی میوہ فروشون کی نارنگیان اور کوزے سیب بہی امرود ناسپاتی وغیرہ ٹوکریون مین لیئے ہوئے بصد ناز و انداز بیٹھی ہین نوجوان کا انکی دوکانون پر ہجوم ہی کوئی جوان عاشق خصال انکے سیب ذقن کو دور سے بنظر حیرت دیکھ رہا ہی کوئی جوان خوشرو انکے انار پستان کو دیکھ دیکھکے کف افسوس ملتا ہی اور کہتا ہی کہ اگر یہ انار کیطرح ہاتھ آجائین تو سر سے نخل تمنا مین ثمر آجاے دل کو قرار ہو جان جسم زار مین راحت پاے کسی سمت ساقنین خورشید جمال مہ تمثال بناؤ سنگار کیے ہوئے تختون پر بصد حسن انداز بیٹھی ہین ساغر کنے انکے حقے رکھے ہین نشے باز دون کا انکے پاس مجمع ہی چرس کی چلمین دمبدم بھروا کے پی رہے ہین نشے مین جھوم رہے ہین ساقنون کیطرف نظر کرکے خیال گا رہے ہین ایک نشہ باز ساقن کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوکر یہ مخمس پڑھ رہا ہی

مخمس

ہفتہ ناگوڑی گھڑی کا لیے جلا ہی دینگے | وہ بات ہم کرینگے تمکو ہنسا ہی دینگے | پھر اپنی زندگی کا جھگڑا مٹا ہی دینگے
رشک عدو مین لکھو جاتنگ گواہی دینگے | لوچھو تو جانتے ہو اکدن دکھا ہی دینگے

پامال کیا کرینگے وہ شوخ دشنگ ہوکر | لا دینگے رنگ ایسا اک روز تنگ ہوکر | تڑپینگے دیکھنے کو حسرت سے دنگ ہوکر
اڑ جائینگے جہان سے عاشق کا رنگ ہوکر | نقش قدم نہین ہین جسکو مٹا ہی دینگے

فریاد بیکسی ہین روئینگے گھسکو دربان | آئینگے سرمہ کھاکے حسرت نصیب حیران | دیکھینگے رنگ محفل سب کی نظر سے پنہان
آواز کیطرح سے بیٹھینگے آج ای جان | دیکھین تو آپ کیونکر ہمکو اٹھا ہی دینگے

اک ہم ہین جنسے ہردم نفرت کی گفتگو ہی | رنجش گھڑی گھڑی ہی دشنام دوبدو ہی | کہتے ہین بخت اسکو کیا دھوم کو بکو ہی
غیرون کی جستجو ہی ہر وقت آرزو ہی | پر یاد وہ نہین ہی جسکو بھلا ہی دینگے

کیونکر خبر کرین ہم داغ نہان سے اپنے | پڑتے ہین لب پہ چھالے سوز نہانی سے اپنے | مانند شمع روشن سب ہی عیان ہین اپنے
شعلے نکل رہے ہین سر استخوان سے اپنے | پر آگ وہ نہین ہی جسکو بجھا ہی دینگے

تصویر کیطرح ہم اس بت کے روبرو ہین | حیرت سے لب پہ اپنے رکھتے سدا رفو ہین | کیون گدگدا کے ناحق احباب خندہ جو ہین
خاموش گفتگو ہین افسردہ آرزو ہین | وہ دل نہین ہمارا جسکو ہنسا ہی دینگے

قسمت کیطرح ہون راحت نصیب منزل | رکھتے ہین دل مین اعدا بیجا خیال باطل | بیکار کاوشون سے ہوتا ہی خاک حاصل
اٹھی گلی سے جا ملا اب ہی تسنیم سلسل | ہون اشک او فتادہ کیونکر اٹھا ہی دینگے

نشہ باز مذکور نے یہ مخمس پڑھکر چرس کی چلم پی دھوان متصل بھروا دہن سے نکالا اور چلا گیا خواجہ عمرو اس نشہ باز مخمس سنکے آگے بڑھے دیکھا ایک جانب چند ہنڈولے کھڑے ہین طفل و جوان ان ہنڈولون مین جھول رہے ہین ہنڈولا مثل آسمان کے اپنی گردش سے ہر دم طفل و جوان کو بلندی و پستی دکھا رہا ہی پھر خواجہ نے ایک طرف یہ دیکھا کہ چند خیام استادہ ہین خیام مین فرش نفیس بچھا ہوا ہی اسباب ضروری سب موجود ہی چند نازنینان خوشرو سیمتن غنچہ دہن گلگیر بین لباس مکلف زیب تن بناؤ سنگار کیے ہوئے بیٹھی ہین عشاق کا مجمع ہی کوئی عاشق اپنے معشوق حسین سے مخاطب ہوکے یہ اشعار پڑھ رہا ہی اشعار

نہ موت آتی ہی ظالم نہ جان جاتی ہی
زبان پہ آسکے ہی حرف مدعا کیونکر
بجھاؤن دل پہ ترے سکہ وفا کیونکر
لار ہا ہی مجھے خاک مین کسی کا سکوت
یہ ضعف ہی کہ نہین ہونٹھ تک ہلا سکتا
بلند ہو لب فریاد کی صدا کیونکر

کوئی شیفتہ اپنی محبوبہ کے روبرو یہ غزل پڑھکر اپنا حال بیان کررہا ہی غزل

نکلے جیونے کی ہم سے جدائی آپکی | خود گلا کاٹون مجھے خنجر عنایت کیجیے
باعث وحشت ہوئی ہے بے اعتنائی آپکی
دیکھیے دکھ جائیگی نازک کلائی آپکی

آپ کی جانے بلا کیونکر کٹی فرقت کی رات
جب کوئی بولا صدا کانون مین آئی آپ کی

دل تڑپ کر رہ گیا جب یاد آئی آپ کی
آپ کی باتون کا رہتا ہے مجھے ہر دم خیال

کوئی عاشق زار بیتاب و بیقرار ہو کے اپنی محبوبہ سے کہ رہا ہے شعر زار کے نظرون سے
بے سبب یون نہ بھول احسان عمر دون کا ۞ یہ دل وہی ہے کہ جسمین ظالم تری تمنا سدا رہی ہے + کوئی عاشق صادق ایک خیمہ مین
روبرو اپنے معشوق ترشرو کے کہتا ہے اشعار

تدبیر تو کرتا ہون مگر یہ نہین کھلتے
ایسے تو ہزار دن ترے پامال ہوا ہین

باور نہین آتا طپش سفر ہر دون کا
عقدے مرے دل کے بھی ترے بند قبا ہین

دیکھو مرے دل مین یہ پہنچو نہین کیا ظلم ہے
اک برگ حنا کیا ہے ہندستان جہان مین

خواجہ عمرو اشعار مندرجہ سنکے آگے بڑھے دیکھا ایک خیمہ مین ایک مہ جبین بیٹھی ہے گرد اس
شمع رو کے پروانہ وار عشاق ہین اور وہ نازنین سراپا تمکین یہ غزل گا رہی ہے غزل
آکھو لد و گلشن مین اکدن شکیبو کا کل کے پیچ

دو قدم چلکر ملا وہ خاک مین سنبل کے پیچ
ایسی کھائی محتسب نے سیکڑون مین آج دھول
چلگیا جب روز انپا سامنے اس گل کے بیچ

فصل گل مین گر اسیر دام ہے افسوس کیا
آرہا دستار کا گردن مین سر سے ڈھلکے پیچ
وہ کہان تحقیق اپنی وہ کہان تسلیم ذوق

سیکڑون ایسے ہین گلچین قسمت بلبل کے ہیچ
مارے پھرتے ہونگے گلیون مین الگ خار تنہا
خاک ہم سمجھین کلام شاعر عاقل کے پیچ

خواجہ عمرو غزل نازنین کی سنکے نہایت خوش ہوئے اور وہان سے بھی آگے چلے جب تھوڑی دور خواجہ عمرو آگے بڑھے دیکھا درختون کے سایہ مین فرش بچھا ہے چند افیونی پوشاک نفیس پہنے ہوئے فرش پر بیٹھے ہین ڈگنے چل رہے ہین افیون گھل رہی ہے فرش پر چھلکون کا ڈھیر ہے ڈلیان بھنک رہی ہے ایک افیونی حقہ پی رہا ہے جب اور کوئی افیونی اس سے حقہ مانگتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ابھی حقہ اچھی طرح مین نے پیا نہین ہے جب مین پی لونگا تو تمکو بھی دونگا مین نے بڑی محنت سے آگ سلگائی تھی کڑوا تماکو بھرا ہے وہ افیونی کہتا ہے اجی حقہ چھوڑو مین نے افیون ابھی پی ہے نشہ خاک بھی نہین ہوا ہے یہ کہکے حقہ لیکر خوب پیا جب کسی قدر نشہ ہوا حواس درست ہوئے سامنے یارون کے ایک قصہ شروع کیا خواجہ عمرو سنا کیے آخر وہ قصہ مثل قصہ شب فرقت کے تمام ہوا خواجہ وہان سے میلے کا تماشا دیکھتے ہوئے چلے کہین دیکھا ساقی حقہ پلا رہے ہین کہین کھلونے مٹی کے بک رہے ہین بساطی دوکانین لگائے بیٹھے ہین کہین فقیر آتش کھیر سلگائے پھرتے ہین سوانگ تختون پر سوار ہین آگے آگے اُنکے ڈفلے اور بانسری کچھ آدمی بجاتے ہین سوانگ ترسول اور سیف وغیرہ نکلتے ہین اکثر اہل زر فنسون اور گھوڑون اور ہاتھیون پر سوار ہین تماشا میلے کا دیکھ رہے ہین میلے مین کثرت مردمان سے کشمکش ہے راستہ چلنا دشوار ہے ہر چیز بک رہی ہے عجب میلہ تھا یہ نقشہ تھا ابیات

دلبران مصری کی جیسے ہے آب
خوشرنگ عجب ستر کی پھلیان
ضحاک کا دل تھا جس پہ شیدا
بازار مین قصہ گو تھے اکثر
جادو کی ہر اک سخن مین تاثیر

نظارہ ہنگمہ سے دل شاد
پھولون کی چمن مین جیسے کلیان
لہراتے تھے سانپ لون شرک پر
دل سے کوئی داستان بناکر

ڈھونڈے کی گنبد یہ بیان وہ نایاب
معشوق کا جیسے قد آزاد
ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
جسطرح کہ ذوذنب فلک پر
کرتے تھے دل اہل دل کے تسخیر

خواجہ عمرو نے تمام میلے کی کیفیت دیکھکر قصد کیا کہ پہاڑ پر جا کر قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام کی زیارت کرون یہ خیال کر رہی رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک مختصر سا چھپر پڑا ہے اسمین ایک بزرگ تشریف رکھتے ہین چہرہ انکا نورانی ہے پیشانی پر انکے نشان سجدہ ہے سر پر عمامہ ہے ہاتھ مین تسبیح ہے لب ذکر خدا مین جب خواجہ نے بزرگ موصوف کو دیکھا خیال کیا کہ یہ بیشک مسلمان ہین اور خداشناس ہین ناگاہ بزرگ موصوف نے خواجہ عمرو کو دیکھکر اپنے پاس بلایا خواجہ نے مردم تسمہ پا کا خیال کرکے وہ جال کندھے سے اتارا وہ بزرگ خواجہ کی اس حرکت پر مسکرائے اور پکار کر کہا اے خواجہ عمرو تم میرے پاس آؤ ڈرتے کیون ہو مین تسمہ پا نہین ہون میرا نام طاہر ہے اور مین جناب حضرت نوح

کہا ہون شب کو مجھے بشارت ہوئی کہ صبح کو خواجہ عمرو تمھارے پاس آئینگے مین تمھارا منتظر تھا خواجہ عمرو یہ گفتگو فرزند نوح کی سنکے قریب گئے اور سلام کیا سام نے علیکم السلام کیا پھر ایک گز نکال کے خواجہ عمرو کو دیا اور فرمایا کہ ای خواجہ اس جگہ اس گز سے زمین گز بھر ناپ کے کھودو جو کچھ نکلے وہ تم لے لو خواجہ عمرو نے موافق اُنکے ارشاد کے گز سے زمین ناپ کر کھودی ایک لعل بے بہا ہاتھ آیا خواجہ لعل کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور لعل کو اپنی کمر مین رکھکر جلد جلد زمین کو کھودنے لگے کہ بہت سے لعل ہاتھ آجائین جب بہت کھودا اور کوئی لعل نہ ملا آخر ناچار ہوکر خدمت مین سام کی گئے اور جو لعل ملا تھا دکھا کر کہا کہ یہ لعل مجکو ملا ہی سام نے فرمایا ای خواجہ عمرو اس لعل کو لے لو اور اب کوہ پر جاؤ قدمگاہ حضرت آدم کی زیارت کرو خواجہ عمرو نے عرض کیا مجکو پہاڑ پر جانے کی کوئی راہ معلوم نہین ہوتی ہین کیونکر جاؤن اور کسطرح زیارت سے مشرف ہون حضرت سام نے فرمایا ای خواجہ عمرو وہ جادہ جو پہاڑ پر ہی ہی راہ پہاڑ پر جانے کی ہی اگر اس جادہ سے خلاف راہ نہ جاؤگے تو ضرور قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام تک پہونچ جاؤگے خواجہ عمرو یہ سنکے جانب کوہ روانہ ہوئے جب خواجہ عمرو کوہ پر گئے عجب کوہ دیکھا کہ عقل کو حیرت ہوئی کیونکہ نہیت صفائی مین وہ صورت نور تھا ✦ تہ چرخ غیرت دہ طور تھا ✦ جب خواجہ عمرو قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہونچے دیکھا ایک احاطہ نہایت تحفہ ہی اور اُس احاطہ کے اندر ایسا گلشن ہی کہ باغ جنان بھی اُس سے محجوب ہی ہزار در ہزار گلہای رنگارنگ و بوقلمون شگفتہ ہین مرغان خوش نوا درختون پر بیٹھے ہوئے چہچہے کر رہے ہین بلبلین نغمہ سرا ہین اشجار کثرت اثمار سے جھکے ہوئے ہین ہر ایک سرو قامت معشوق سے بہتر ہی زیر درختان گل فرش پھولونکا ہی تھا لے درختون کے پانی سے بھرے ہوئے ہین نہر سلسبیل کے مانند جاری ہی خواجہ عمرو سیر گلشن کر کے نہایت شگفتہ خاطر ہوئے اور آگے بڑھے دیکھا کہ سنگ سفید پر نشان قدم حضرت آدمؑ ہی وہان بہت سا جواہر بھی رکھا ہی خواجہ نے نشان قدم حضرت آدم علیہ السلام کو بصد ادب چوما اور آنکھین اپنی نشان قدم آدم علیہ السلام پر ملین اور وہان کے غبار کو سرمہ سے بہتر جانکر اپنی آنکھون مین لگایا بعد زیارت اور فاتحہ خوانی کے جواہر دیکھکر خواجہ عمرو کے ذہن مین آیا کہ اس جواہر کو لیکر یہان سے چلدینا چاہیے جلد حمزہ صاحبقران کے پاس پہونچنا چاہیے دادا کا مال پوتے کو پہونچ سکتا ہی یہان کوئی دیکھنے والا بھی نہین ہی یہ خیال کر کے گلیم بچھائی اور تمام جواہر دونون ہاتھون سے سمیٹ کے گلیم مین باندھا اور گلیم اٹھا کر بخوشی و خرمی چلے ناگاہ خواجہ نابینا ہو گئے زمانہ آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا گھبرا کے بیٹھ گئے گلیم سے تمام جواہر اُسی جگہ رکھدیا جسوقت خواجہ نے جواہر رکھدیا فوراً بینا ہو گئے خواجہ نے لالچ سے پھر گلیم مین سب جواہر باندھا اور اُس احاطے کے دروازہ سے جلد تر نکل جانے کا قصد کیا ہنوز در احاطہ تک نہ پہونچے پائے تھے یکایک پھر آنکھون سے بینائی جاتی رہی عاجز ہو کے جواہر گلیم سے پھر ڈالدیا بجرد جواہر رکھدینے کے پھر آنکھون مین بصارت آگئی خواجہ عمرو نے کثرت حرص سے پھر یہ خیال کیا کہ پہلے اس دروازہ پر کوئی نشان رکھ آنا چاہیے پھر یہ جواہر لیکر چلنا چاہیے غرض یہ خیال کر کے خواجہ عمرو نے کلاہ اپنی دروازے کی چوکھٹ پر رکھدی اور جواہر کے ڈھیر کے قریب ہو کے دروازہ کو دیکھا دروازہ پر کلاہ رکھی ہوئی دکھائی دی خواجہ عمرو نے خوب خیال کر کے پھر جواہر کملی مین سمیٹ کے باندھا اور گلیم اُٹھا کر چلے جب قریب در پہونچے پھر اندھے ہو گئے دروازہ اور کلاہ کو ہر چند آنکھین مل ملکر دیکھا مگر نہ دروازہ نظر آیا نہ کلاہ دکھائی دی اُسوقت خواجہ عمرو نے منھ اپنا طرف قبر کا ہی کر کے کہا ای دادا جان آپ کو تو اپنے نور نظر کو اندھا کر دینا مناسب نہین ہی مین آپ کا نور نظر پارۂ جگر ہون کوئی غیر نہین ہون میرے حال پر رحم کیجئے یہ جواہر آپ کیا کیجئے گا مجکو لیجانے دیجیے بزرگون کا مال و اسباب چھوٹون ہی کیواسطے ہوتا ہی ذرا میری سعادتمندی کو خیال کیجیے کہ کتنی دور سے آپکی زیارت کو آیا ہون پہاڑ پر مر مر کے چڑھا ہون آپ کی قدمگاہ کو مین نے بصد ادب چوما ہی آنکھون سے لگایا ہی فاتحہ خوانی کی ہی اب آپ کو

آپکو

بھی یہ لازم ہے کہ میری شفقت اور سعادتمندی پر نظر کرکے اور اپنا فرزند ارجمند تصور کرکے اور خوش ہوکے یہ جواہر دیدیجیے مجھکو لیجانے
دیجیے دیکھیے دادا جان مجھکو اندھا نہ کیجیے مجھکو تو یہ خیال تھا کہ آپ مجھکو مثل حضرت الیاس اور حضرت خضر کے کچھ نہ کچھ دیجیے گا میرے
دل کو خوش کیجیے گا یہ مجھکو نہ معلوم تھا کہ اتنے سے جواہر کے واسطے مجھکو اندھا کر دیجیے گا خواجہ عمرو نے ہر چند قدمگاہ حضرت
آدم کیجانب منہ کرکے منت و سماجت کی اور جواہر کے بارے مین کہا لیکن آنکھین بینا نہوئین آخر بدرجۂ لاچاری و مجبوری خواجہ
عمرو نے افسوس کرکے سب جواہر رکھدینے کا قصد کیا اور یہ خیال کیا کہ دادا آدم بھی نہایت منتظم اور ہوشیار ہین انکا مال کسی طرح
ہاتھ نہ آئیگا یہ اپنا مال مجھکو نہ دینگے نہین معلوم کیا کرینگے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے اُلٹے پاؤن پلٹ کے قدمگاہ پر سب جواہر رکھدیا
جواہر کے رکھتے ہی آنکھون مین روشنی آگئی نیم تاج اپنا دروازہ کی چوکھٹ پر رکھا ہوا نظر آیا چونکہ نماز کا وقت آگیا تھا خواجہ عمرو
نے ملول ہوکر وضو کرکے اُسی جگہ نماز پڑھی بعد نماز پڑھنے کے اُس مقام متبرک کو محل اجابت دعا جانکر خداوند کریم سے بگریہ زاری
واسطے اپنی بہبودی کے دعا کی یکایک اُسی عالم اشکباری اور گریہ وزاری مین خواجہ عمرو پر غفلت طاری ہوئی چشم ظاہر بین
بند ہوگئین دیدۂ باطن وا رہے یکایک اُسی عالم غفلت مین عمرو نے دیکھا کہ کئی بزرگ جلیل القدر رفیع المکان عالی مرتبہ والا رتبہ
خاصان خدا برگزیدہ کبریا میرے بالین پر کھڑے ہین ہر ایک بزرگ کے چہرے پر نقاب ہے اور سب بزرگ بنظر شفقت مجھکو دیکھ
رہے ہین اُنہین سے ایک بزرگ طویل القامت نے نظر کردہ کرکے ایک جامہ دیکر فرمایا کہ اے عمرو تو اس جامہ کو پہن یہ عجب جامہ
ہے اسکو دیوجامہ کہتے ہین اسکے پہننے سے جمیع بلیات وآفات سے محفوظ رہیگا اور کسی طرح کا ضرر شیاطین اور خبائث جنات سے
تجکو نہ پہونچیگا اور اسمین جو زنبیل ہے اگر تمام عالم کی اشیا اسمین ڈال دیگا تو سما جائینگی اور فوراً غائب ہوجائینگی اور سواے اشیاء
نگاہداشتہ کے جس شی کی تجکو ضرورت ہوگی اسمین سے نکل آئیگی علاوہ اسکے اگر تو زنبیل پر ہاتھ رکھکے کہیگا کہ دادا آدم میری شکل فلان شخص
کی صورت ہوجاے فوراً ویسے ہی شکل تیری ہوجائیگی جیسی چاہے صورت اپنی تبدیل کرنا اور جب چاہنا اسی طرح اپنی اصلی صورت
پر آجانا یہی اس زنبیل کا معجزہ ہے اور سوا اسکے جسکی زبان مین چاہیگا بولیگا اور ہر ایک کی زبان سمجھیگا نام میرا آدم ہے خواجہ عمرو یہ
ارشاد حضرت آدم سنتے اور دیوجامہ اُسی عالم غفلت مین لیکے آداب بجالاے اور سر واسطے قدمبوسی کے جھکایا پھر حضرت اسمٰعیل
و حضرت اسحاق اور حضرت داؤد علیہ السلام نے نظر کردہ کرکے منڈھی ہتھوڑا اور حجام اور پاتابہ سقرلاطی اور قطورۂ زریفتی اور ترازیا
اور گوپھن عیاری اور چار میخین آہنی اور نے وغیرہ اشیا مرحمت فرمائے ان اشیا کے اوصاف آگے داستانون مین بیان کیے
جائینگے بعد اسکے حضرت صالح پیغمبر نے خواجہ عمرو کو نظر کردہ کرکے پشت پر عمرو کی ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اب مثل تیرے کوئی
نہ دوڑیگا رہوار بھی دوڑنے مین تجسے مقابلہ نہ کرسکیگا اور اب تو دوڑنے مین نہ تھکیگا حضرت صالح یہ فرمارہے تھے کہ
حضرت داؤد نے لعاب دہن اپنا گلوے عمرو پر لگاکر فرمایا کہ اے عمرو اب تیرے مثل دنیا مین کوئی شخص خوش آواز نہوگا الحاصل
خواجہ عمرو دو پیغمبرون کے تو نظر کردہ ہوچکے تھے اب پانچ پیغمبرون کے نظر کردہ ہوئے جب اشیاے مرقومہ پیغمبران موصوف
سے دستیاب ہوچکین خواجہ عمرو ہوشیار ہوئے آنکھین کھولکر جو دیکھا تو جملہ چیزین پاس رکھی ہین خواجہ ان اشیا کو دیکھکر خوش
ہوئے اور وہ جامہ پہنکے اور جملہ اشیا زنبیل مین رکھکر پہاڑ سے اُترے اور خدمت حضرت سام مین آئے اور اشیاے مذکور
کو دکھا کر تمام حال بیان کیا حضرت سام نے فرمایا کہ اب تم جاؤ اور حمزۂ صاحبقران کو یہان بھیجدو تاکہ اُنکے مقدر مین جو
کچھ ہے وہ اُنکو بھی ملے خواجہ عمرو حضرت سام سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے اثناے راہ مین امتحاناً زنبیل پر ہاتھ
رکھکر کہنے لگے کہ یا دادا آدم صفی اللہ اسوقت مین زیادہ طویل القامت ہوجاؤن اور رنگ میرا قیر سے بھی زیادہ سیاہ
ہوجاے اور جبتک مین کوتاہی قامت کی درخواست نہ کرون قد میرا کم نہو اور صورت اصلی ظاہر نہو خواجہ عمرو ابھی
یہ کہہ رہے تھے کہ دفعتہ قد بڑھگیا خواجہ نے آئینہ مین جو اپنی صورت دیکھی رنگ بھی چہرے کا نہایت ہی سیاہ ایسا ہیب

نظر آیا کہ خواجہ اپنی صورت سے خود خائف ہوئے اور پھر آئینہ بند کیا اور زنبیل پر جلد تر ہاتھ رکھکے کہا یا دادا آدم مجکو اپنی صورت سے خوف معلوم ہوتا ہی اب میری اصلی صورت ہو جاے اور قد بھی جتنا تھا ویسا ہی ہو جاے بمجرد کہنے خواجہ کے قد اور رنگ خواجہ کا جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا خواجہ نے پھر آئینہ دیکھا اپنی صورت دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ مین جب چاہونگا شکل اپنی اسی طرح تبدیل کر لیا کرونگا یہ خیال کرکے اور کچھ سوچ کے خواجہ عمرو نے پھر زنبیل پر ہاتھ رکھا اور کہا اے دادا آدم صفی اللہ جیسی صورت مین چاہتا ہون ویسی ہی صورت اور قد میرا ہو جاے بمجرد اس کہنے کے جیسی شکل خواجہ کو منظور تھی ویسی ہی صورت ہوگئی خواجہ عمرو اسی صورت سے قریب لشکر پہنچے اور نے نکال کر بجانے لگے اہل لشکر نے دیکھا کہ ایک شخص طویل القامت سیاہ فام بیٹھا ہوا نے بجاتا ہی اکثر اہل لشکر مجتمع ہوکر نے سننے لگے خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ اہل لشکر مجتمع ہوگئے اور صداے نے سن رہے ہین اسوقت خواجہ عمرو نے نے مین یہ غزل گانی شروع کی غزل

بھونکنی کیا نالۂ موزان سے گھر صیاد کا
آج کچھ ہٹ پیر ارادہ ہی تیشۂ فرہاد کا
کیا اثر رہتا ہی عاشق کو ملا کر خاک مین
گھر ہی گلچین کا لیا آباد گھر صیاد کا
کیا حرارت تھی کہ رگ رگ سے جنون جا خون
دل ابھی سے توڑنا اچھا نہین جلاد کا
شام کو جو دیکھتے ہین صبحدم وہ کچھ نہین
ہون معلم قیس کا استاد ہون فرہاد کا
تھا وہ غمگین رو دیا سنکر نوید عیش بھی
کچھ لکھا تقدیر کا افسانہ کچھ صیاد کا
اوج سے ما ہی پشیمان رہتے ہین بیدادگر
صبحدم دیکھا تھا مین نے آج منہ جلاد کا
یاد کیا پردہ نشین کی آگئی عصمت مجھے
آدمی ہوتا نہین ممکن کسی ہمزاد کا
باپ کو آوارگی اولاد کی کرتی ہی قتل
پڑ گیا صحن چمن مین جھونپڑا صیاد کا
دیکھتا ہون تیشی کا اپنے جوہر وقت قتل
پاسبان ہی غول میرے خانۂ برباد کا
بستر پان لاتا ہی پہنانے کچھ ایسی گردعا
رو دیے ہم دیکھکر خالی قفس صیاد کا
کیا چھپے اللہ سے تسلیم یا نہ نیک و بد

حوصلہ ہی حوصلہ تھا بسمل ناشاد کا
مرتے دم بھی ساتھ تھی برگشتگی تقدیر کی
چرخ بھی شاگرد تھا تیرے ستم ایجاد کا
دست گلچین خشک ہوکر رہ گئے صد تیشہ زن
پانی پانی ہوگئے نشتر یہ گیا فصاد کا
اپنی غفلت نے بھلایا دل سے عارض کا خیال
خواب کا نقشا ہی نقشا عالم ایجاد کا
سنہ یہ حقیقی ہی ہوائی بے ترے گلزار مین
شور ماتم ہوگیا نغمہ مبارکباد کا
یاد آتے ہین لحد مین حسرت و اندوہ و غم
سرنگون پایا ہمیشہ چرخ بے بنیاد کا
بدگمان جلاد ہی غیرت سے مین ہون آب آب
آکے لب تک رک رہا نالہ دل ناشاد کا
عشق سے تاثیر نے بخشی نزہت اعتقاد
زخم گل شاہد ہی جس پر نکہت برباد کا
جب ملی آکر گلے سے خنجر تن خندہ ہوئے
آئینہ ہی تیغ مجھے نا مہربان جلاد کا
قید سے آزاد ہین رنگین مزاجان چمن
اے جنون مجکو مبارک ہو قدم جلاد کا
شعر جاہل ہی دل روشن سے نکلے واہ کیا
ہر بشر کے ساتھ اک جاسوس ہی ہمزاد کا

کہہ دیا کیا تیرہ بختی نے کہ ٹل سکتی نہین
حلق پر پھر پھر گیا منہ خنجر جلاد کا
ظالمون نے کر دیا خالی گل و بلبل سے باغ
صبر ٹوٹا عندلیب آشیان برباد کا
اے جنون طوق و سلاسل پر گرہی آنکھین نہ ڈال
خود فراموشی نے گھر لوٹا تمھارے یاد کا
مجھسے دونون سیکھے دشت و کوہ مین آداب عشق
رنگ میرا ہمسفر ہی نکہت برباد کا
نالہ کیسا آہ رہی ہی گل سے بلبل باغ مین
داغ دل پر ہی متاع خانہ برباد کا
کیا نحوست تھی جو ہی کا سامنا دن بھر رہا
زخم نے پانی چڑایا خنجر فولاد کا
فیض صحبت سے کوئی ادنی ہو اعلی بنا
روز و شب انجیل ہی ہشتم پہ نالہ فرہاد کا
سخت مشکل ہی صدمے مین صدمہ فصل گل آتے نہین
دھنگ سیکھی تیغ آغوش مبارکباد کا
خاک بھی ہوکر دل پر داغ ہی آتش فشان
خار سے الجھا نہ دامن نکہت برباد کا
وہ ہوا خواہ اسیری تھے کہ آزادی کے بعد
دم بھرے آئینہ کیونکر گور مادر زاد کا

خواجہ عمرو نے جو غزل مندرجہ بالا بالحان داؤدی نے مین گائی بعض اہل لشکر مست و سرشار جھومنے لگے اکثر لشکری بصورت ساکت ایسے محو ہوئے کہ انکو دین و دنیا کی یاد نہ رہی اکثر سوار غزل سنکے لشکر مین آئے اور حمزہ صاحبقران کی خدمت مین جاکر عرض کرنے لگے کہ اسوقت

عجب ایک ڈی نواز آیا ہی کہ غلامون نے کبھی کسی کو ایسی ڈی بجاتے اور گاتے نہین دیکھا اور نہ سنا اسکی ڈی بجانے اور گانے سے
دل بیچین ہو جاتا ہی اور یہی دل چاہتا ہی کہ ہر دم اُسکی آواز سنا کرین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا جلد اُس ڈی نواز کو ہمارے روبرو
لے آؤ بموجب حکم سواران لشکر گئے اور ڈی نواز مذکور سے کہنے لگے کہ چل تیری تقدیر نے یاوری کی حمزۂ صاحبقران نے تجکو بلایا
ہی اگر تیرے گانے سے خوش ہونگے تو بہت تجکو انعام دینگے تو مالامال ہو جائیگا یہ پریشانی اور مصیبت دور ہو جائیگی ڈی نواز مذکور
تقریر ان سوارون کی سنکے زمین سے اُٹھا اور ہمراہ سوارون کے خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوا اور آداب بجالایا ہم
باتوقیر صورت مہیب ڈی نواز کی دیکھکر خیال کرنے لگے کہ اس ڈی نواز کی عجب شکل ہی کہ اجتک ایسی شکل کا کوئی آدمی
نہین دیکھا علاوہ درازی قامت کے اسقدر کالا ہی کہ زنگیون سے بھی اسکا رنگ بہت بڑھا ہوا ہی دن کو اسکی صورت سے
وحشت ہوتی ہی اگر کوئی اس ڈی نواز کو ہنگام شب دیکھ لے تو عجب نہین کہ خوف سے فوراً زمین پر گر پڑے اور تڑپ کے مرجاے
حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای ڈی نواز ہم نے تیری ڈی بجانے اور گانے کی اپنے لشکر کے سوارون سے تعریف سنی ہی بس ہمارے
سامنے بیٹھکر ڈی بجا اور کوئی غزل عاشقانہ گا ڈی نواز بموجب حکم حمزۂ صاحبقران بیٹھ گیا اور ڈی بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا غزل

منت احباب کی حاجت نہین مرکر ہمین
آرہے تھے نیند کے جھونکے تہ خنجر ہمین
نالۂ دل ہی نہ ہی درد جگر پھر کس لیے
آزماتا ہی کسی بے رحم کا خنجر ہمین
آسمان نے خاک مین آخر ملایا بے کفن
ساتھ پھرتا ہی لیے ہر آبلہ سر پر ہمین
گر یہی کاوش رہی تسلیم مر کر دیکھنا

غسل میت دے رہا ہی آب چشم تر ہمین
بیخودی مین ہوش باقی کی خلش کبھی نہین
رکھتی ہی عمر دوزہ آپ سے باہر ہمین
چاک سینہ خستہ تن بیتاب دل افسردہ روح
جان بھی لیکر نہ دی ہاتھ کی چادر ہمین
اڑ کے کس مہر درخشان سے ملینگے صبح کو
قبر سے سو جائیگا جلنے تن لاغر ہمین

بیکلی گہوارۂ راحت زمین قتلگاہ
اور کوئی جب نام بہر ساقی کوثر ہمین
تیرے صدقے خنجاتی دیکھنا غفلت نہو
خوش بہت ہوگی زمین آغوش مین لیکر ہمین
برہنہ پائی ادا کرتی ہی شرط ہمرہی
مثل شبنم عادت پرواز ہی بے پر ہمین

جب غزل مرقوم ڈی نواز سے صاحبقران
نے سنی نہایت خوش ہو کے پوچھا ای ڈی نواز تیرا نام کیا ہی اور تو کس ملک کا رہنے والا ہی ڈی نواز نے عرض کیا خداوند نعمت
سب مجکو محمود سیاہ تن کہتے ہین باشندہ سراندیپ کا ہون فرمانروا ے ہندوستان اکثر مجکو اپنی بزم مین بلواتا ہی اور میرا گانا
سنتا ہی اور انعام دیتا ہی لیکن باوجود بادشاہ ہونے کے انعام ایسا نہین دیتا کہ مستغنی ہو جاؤن اور کسی امیر اور رئیس کے در پر
نہ جاؤن خدا حضور کو سلامت رکھے مجکو امید ہی کہ حضور خسرو ہندوستان سے زیادہ انعام دینگے کیونکہ حضور قدردان ہین
او رعالی ہمت ہین حمزۂ صاحبقران نے یہ تقریر سنکے قارن تخت سے فرمایا کہ اس ڈی نواز کو اپنے ہمراہ ہمارے خزانہ
مین لیجاؤ اور اس سے کہو جسقدر زر سرخ و سفید تجھسے اُٹھ سکے لیلے قارن تخت بموجب ارشاد حمزۂ صاحبقران محمود
سیاہ تن کو خزانے مین لیگیا اور کہا جسقدر زر سرخ و سفید تجھسے اُٹھ سکے اس خزانے سے لیجا محمود سیاہ تن نے حمزۂ صاحبقران
اور قارن تخت کو دعائین دیکر جال زمین پر بچھایا اور جملہ صندوق زر سرخ و سفید کے خزانے سے اُٹھا اُٹھا قریب جال کے
رکھے قارن تخت نے کہا ای محمود سیاہ تن تم نے تو تمام خزانے کے صندوق اُٹھا کے لیجانے کا قصد کیا اگر تم سے
یہ سب صندوق زر سرخ و سفید کے اُٹھائے نہ جائینگے اور تم ان سب صندوقون کو اس جال مین باندھکر نہ لیجا سکوگے
بیکار اسقدر ہوس کرتے ہو بس بموجب حکم حمزۂ صاحبقران جسقدر زر سرخ و سفید تمسے اُٹھ سکے لیلو اور اپنے گھر چلے جاؤ
اور سب صندوقون کو اُٹھا کے خزانے مین رکھدو زیادہ لالچ نہ کرو محمود سیاہ تن نے کہا مین اتنا ہی روپیہ لونگا جسقدر
مجھسے اُٹھ سکیگا آپ ذرا دیکھا کیجیے قبل از وقوع واقعہ خفا نہو جیے اگر مجھسے یہ سب صندوق نہ اُٹھ سکینگے تو مین لیجاؤ
یہین چھوڑ جاؤنگا قارن تخت نے خیال کیا کہ شاید محمود سیاہ تن دیوانہ ہی یہ خیال کرکے قارن تخت دیکھنے لگا

محمود سیاہ تن نے کُل صندوق خزانے کے زیر و بالا جال مین رکھے پھر جال کو اُٹھا کے بسہولت اپنے دوش پر رکھا اور اڑ
جانے کا کیا قارن بخت یہ حال دیکھکے نہایت متحیر ہوا اور محمود سیاہ تن کو روک کے کہا کہ ای محمود سیاہ تن ذرا ٹھہر جاؤ
جبتک ہم آئین تم یہان سے نہ جانا یہ کہکر اور لشکر کے سوارون کو واسطے روکنے محمود سیاہ تن کے متعین کیا بیتابانہ حمزۂ
صاحبقران کے پاس آیا اور کہنے لگا ای امیر باتوقیر محمود سیاہ تن تو تمام خزانہ اپنے دوش پر اُٹھا کر لیے جاتا ہی نہین معلوم
محمود سیاہ تن جن ہی یا دیو ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی مجکو نہایت حیرت ہی مین نے ابھی اُسکو جانے نہین دیا ہی حکم ہو تو
اسکو تمام خزانہ لیجانے دون ورنہ اُس سے چھین لون اور نہ لیجانے دون جب یہ گفتگو قارن بخت کی حمزۂ صاحبقران
نے سُنی خیال کیا کہ یہ کام سوائے خواجہ عمرو کے اور کسی کا نہین ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ اب وہ اپنے قد کا بڑھانا بھی کہین
سے سیکھ کے آیا ہی کوئی شی اسکو ایسی دستیاب ہوئی ہی کہ جسکی وجہ سے قد بلند ہو جاتا ہی اور ایسی صورت مہیب ہو جاتی ہی
یہ خیال کر کے حمزۂ صاحبقران بارگاہ سے خزانے مین تشریف لیگئے اور محمود سیاہ تن کی طرف دیکھکر کہنے لگے ذرا بھائی
کیا صورت تبدیل کر کے آئے ہو ہم پہچان گئے خواجہ عمرو یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سُنکے ہنسنے لگے اور تمام صندوق
جال سے نکال نکال کے جہان رکھے تھے پھر رکھدیے اور زنبیل پر ہاتھ رکھکے کہنے لگے کہ ای دادا آدم اب میری صورت جیسی
تھی ویسی ہی ہو جاوے فی الفور شکل خواجہ کی جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی قارن بخت اور جملہ سردار اور لشکر کے سوار یہ کیفیت
دیکھکے نہایت متحیر ہوئے حمزۂ صاحبقران نے پوچھا ای خواجہ عمرو تم واسطے زیارت کے گئے تھے حضرت آدم علیہ السلام سے
کیا کیا اشیا تمکو ملین خواجہ عمرو نے جو چیزین کہ سراندیپ پر پیغمبر دل سے ملی تھین وہ سب چیزین حمزۂ صاحبقران نیز
کو دکھائین اور ہر ایک چیز کے اوصاف بیان کیے اور عرض کیا کہ اب آپ کو حضرت سام بن نوح نے بلایا ہی یقین ہی کہ آپکو
بھی بہری طرح سے کوہ سراندیپ پر پیغمبرون سے کچھ نہ کچھ ملیگا آپکا وہان تشریف لیجانا بہتر اور مناسب ہی حمزۂ صاحبقران
یہ گفتگوے خواجہ عمرو سنکے مع اپنے سرداران کے خواجہ عمرو کو ہمراہ لیکر قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام کیجانب روانہ ہوئے
لشکر کو اُسی مقام پر رہنے دیا اثنائے راہ مین حمزۂ صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ ایک میدان نہایت ہی پُرفضا ہی صندل
سفید اور گلاب اُس میدان کی زمین مین کسی نے بکثرت ملایا ہی اور زمین کو ہموار کیا ہی اُس میدان مین چمن بندی ہی ہزارہا
گلہاے رنگا رنگ کھلے مین خوشبو سے دل کو فرحت ہوتی ہی اُسی میدان مین صدہا نال سنگی گران وزن رکھے ہین ہزارہا
بڑے بڑے مگدر اور گرز گرانبار رکھے ہین لیزم اور بلم وغیرہ اسباب ورزش بھی موجود ہی چند آدمی ورزش گاہ کے نگہبان
ہین امیر باتوقیر نے نگہبانان ورزش گاہ سے پوچھا کہ یہ ورزش گاہ کس دلیر کی ہی اُنھون نے عرض کیا خسرو ہندوستان
لندھور بن سعدان کی یہ ورزش گاہ ہی وہی یہان کا فرمانروا ہی حمزۂ صاحبقران نے ورزش گاہ کو دیکھکر خواجہ عمرو سے
کہا یہی دل چاہتا ہی کہ مین اس جگہ نال اور مگدر اُٹھاؤن ان نگہبانون کو اپنی قوت دکھاؤن خواجہ عمرو نے عرض کیا بسم اللہ
جائیے مگدر اُٹھائیے زور آزمائی کیجیے خداوند عالم یہ ورزش گاہ آپکو بھی مبارک کرے کہ لندھور کو زمین فرش سے اُٹھاکر
اپنا مطیع کیجیے حمزۂ صاحبقران یہ گفتگو خواجہ کی سنکے اُس میدان فرحت فزا مین آئے اور مرکب سے اُتر کے نال اور مگدر
اور گرز اُٹھانے لگے ایک گرز کو حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ نہایت ہی گرانبار ہی اُٹھانا اُسکا دشوار ہی حمزۂ صاحبقران
نے خیال کیا کہ لندھور پہلوان زبردست اور قوی بازو معلوم ہوتا ہی جو ایسے گرانبار نال اور گرز اور مگدر اُٹھاتا ہی خداوند علا
مجکو اُسپر نصرت دے اور ہنگام مقابلہ پایبرور رکھے الحاصل حمزۂ صاحبقران یہ خیال کر کے اور نال وغیرہ اُٹھا کے مع اپنے
ہمرہیان ذی وقار کے وہان سے آگے بڑھے اور بعد قطع راہ ٹیلے مین پہونچے ٹیلے کی سیر اور کیفیت دیکھتے ہوئے خدمت
حضرت سام بن نوح مین پہونچے سام نے اُٹھکے بخندہ پیشانی حمزۂ صاحبقران سے معانقہ کیا اور بعد مزاج پرسی کے وہی گرد یکر

فرمایا کہ آپ اس گز سے وہ زمین ناپ کے کھود دیجئے جو کچھ آپ کے مقدر مین ہو گا آپ کو ملیگا جب حمزۂ صاحبقران نے بموجب ارشاد سام گز سے ناپ کے وہ زمین کھودی ایک ایسا لعل خوشرنگ و بیش بہا پایا کہ خواجہ عمرو نے جو لعل پایا تھا اُس سے بدرجہا اچھا تھا حمزۂ صاحبقران وہ لعل لیکر خدمت سام مین آئے اور وہ لعل دکھایا سام نے فرمایا یہ مال آپکا ہوا ہے آپ اپنے پاس رکھیئے اور آپ کوہ پر واسطے زیارت کے تشریف لیجائیے مدام خداوند کریم آپکا معین و مددگار رہے جبتک اُس طرف سے اعانت نہوگی خسرو ہندوستان پر فتح نہ پایئے گا حمزۂ صاحبقران یہ سنکے کوہ پر تشریف لیگئے اُس احاطہ مین جاکر دیکھا عجب شاداب گلشن ہی نرگس و یاسمن تختہ تختہ ہر گل و سنبل چمن چمن ہر اشجار میوہ دار بار اثمار سے جھکے ہین بلبلین نغمہ سرا ہین ہر رنگ کے گل جو ہین نمودار + گلشن کی زمین ہی صحن گلزار + ہین پھول بھی پھل بھی کیسے کیسے شاید کہ بہشت مین ہون ایسے + حمزۂ صاحبقران نے سیر گلشن کر کے حضرت آدم علیہ السلام کی سجدہ گاہ کی زیارت کی اور بعد فاتحہ خوانی کے اُسی جگہ نماز پڑھکے اسطرح مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کرنے لگے مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات

الهی من سگ دنیاے دونم ❊ هوا و حرص باشد جوش خونم ❊ سراپا اندرین عالم فضولم ❊ چو عرض مدعا رد قبولم
نمیدانم کدامی مصلحت بود ❊ که این نابود را فرسوده بود ❊ اگر بهر عبادت آفریدی ❊ بخود انصاف کن این هیچ دیدی
نگشتم فرش راحت هیچگاهے ❊ جبین کردم نه وقف سجده گاهے ❊ همه ناکردنی کردار من شد ❊ همه ناگفتنی گفتار من شد
بمن در ساعتے ابلیس صد کار ❊ فرستد تحفهٔ لاحول صد بار ❊ نه من آنم که اکثر عهد بستم ❊ بیک پیمانه صد پیمان شکستم
نیاد آمد ز هول روز محشر ❊ نه اندیشه ز دوزخ شعله پرور ❊ گهے مشغ دهان بت خموشم ❊ گهے با نالهاے گرم جوشم
گهے من خوش بجوش بادهٔ ناب ❊ گهے مست خمار نشهٔ خواب ❊ گهے دل دادهٔ انداز ساقی ❊ گهے محو خرام ناز ساقی
گهے پامال جور نازنینان ❊ گهے خاک گذرگاه حسینان ❊ پریشانم برنگ برگ کاهے ❊ ز رحمت کبریا یا ما نگاهے
بسوے مائل پرواز گردان ❊ برنگ شعله بالا تاز گردان ❊ کشش را خضر راه مدعا کن ❊ چو آه بیکسان بار رسا کن
نیاساید دمے پاے دویدن ❊ ره دراز سایه سن آرمیدن ❊ ز حسن این حسینان مجازی ❊ عطا کن دیده ام را بے نیازی
نگردم گرد کوے خوبرویان ❊ بنازارم نه با نازنکویان ❊ بسوز دمسوز عشقت مشت خاکم ❊ برنگ شعله ساز و شعله باکم
دران وادی که محشر نام دارد ❊ که هم اندوه و هم آرام دارد ❊ بکن رسوا الفضل ناصوابم ❊ بنیکان باز نظر فرد حسابم
نه نیک و بد بکن از من سوالے ❊ من بیدل ندانم قیل و قالے ❊ ز افعالے که کردم شرمسارم ❊ مجال گفتگو کوتاه دارم
برضوان از کرم ارشاد فرما ❊ که این کس را بسیر جنت آ

جب اسطرح مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات بصد نالہ و فغان حمزۂ صاحبقران نے کی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا اور اسی وقت ارواح انبیا کو حکم ہوا کہ جلد جاؤ اور ہمارے بندہ برگزیدہ کو جتاؤ کہ واسطے اُسکے غیب مین دے آؤ ادھر حمزۂ صاحبقران پر بعد مناجات غفلت طاری ہوئی اُدھر بحکم پروردگار ارواح انبیا علیہم السلام کا نزول ہوا حمزۂ صاحبقران نے عالم غفلت مین دیکھا کہ ایک تخت پر چند بزرگ اوج فلک سے تشریف لائے ہین اور کرسی بالین پر تشریف رکھتے ہین ہرچند کہ سب بزرگون کے چہرہ ہاے انور پر نقاب ہی لیکن اسقدر اُنکے چہرون سے نور ساطع ہی کہ زمین سے تا فلک تمام نور ہی اُنمین سے اول ایک بزرگ نے نام امیر باتوقیر کا لیکر سلام کیا اور دعاے برکت و فتح و ظفر دیکے فرمایا کہ اے حمزہ یہ بازوبند لو اور اپنے بازو پر باندھو کبھی کوئی حریف تم پر غالب نہوگا اور کسی قوی بازو سے تم مغلوب نہوگے اگر کسی حریف کا قد ہزار گز بھی بلند ہوگا تو بھی اس بازوبند کی برکت سے تمھاری تلوار اُسکے سر پر پڑیگی اور وہ مغلوب ہوگا کوئی دلیر و بہادر تم پر غالب نہوگا اے حمزہ طبل جنگ پر پہلے چوب نہ لگانا ہمیشہ کبھی حریف پر نہ کرنا جبتک حریف دو تین حربے نہ کرلے اُسوقت تک اُسپر حربہ نہ کرنا پہلے

تیغ و نیزہ و تیر وغیرہ سے اُسے قتل نہ کرنا نیک طینتی سے رہنا جو امان مانگے اُسے امان دینا جو بھاگے اُسکا تعاقب اکثر نہ کرنا اور
کسی شکستہ خاطر کے شیشۂ دل کو سنگ ظلم سے نہ توڑنا سائل سے منھ کو نہ موڑنا غرور کبھی نہ کرنا ناتوانوں اور بیکسیوں کو اذیت اور
تکلیف نہ دینا اپنے تئین ہمیشہ خاکسار ذرۂ بمقدار تصور کرنا شعر خویش را خاک رہے سازی در بار دہ وی + بہ از آنست
کہ بر تخت روان شہ و روی + اور ای فرزند کبھی نعرہ بے ضرورت نہ کرنا تمھارے نعرہ کی آواز قریب چونسٹھ کوس کے جایگی
تمھارے نعرہ کی آواز سننے والون کے دلون مین ہول ڈال دیگی ای حمزہ تم الطاف و افضال خدا سے کاف کفر کا صفحہ
دہر سے مثل حرف غلط کے حک کروگے اور الف اسلام کا مثل نیزہ مانند بلند کروگے یہ نصیحت فرما کے بزرگ موصوف نے کہ نام انکا
آدم اور خطاب انکا صفی اللہ تھا حمزۂ صاحبقران کو نظر کرکے سینے سے لگایا پھر حضرت اسحاقؑ اور حضرت داؤدؑ وغیرہ پیغمبرون
نے حمزۂ صاحبقران کو نظر کردہ کیا اور زرہ اور بکتر اور چار آئینہ اور خود اور دستانے اور رانگے اور ان کے اور موزے
پاؤن کے اور تازیانہ امیر حمزۂ صاحبقران عالیشان کو دیے اور شفقت بیحد فرما کر سب بزرگ حمزۂ صاحبقران
کی نظر سے غائب ہو گئے حمزۂ صاحبقران ہوشیار ہوئے اور غفلت دور ہوئی آنکھین کھولین اُس مقام مناجات کو خوشبو
سے معطر پایا اور اشیاے مذکورہ کو اپنے پہلو مین رکھا ہوا دیکھا حمزۂ صاحبقران شکر خداوند عالم کا کرکے اور تمامی اشیا
وہان سے اٹھا کے چلے اور کوہ سے اُتر کے سام بن نوح کے پاس آئے اور جو خبر پیغمبرون سے کوہ پر تھین سام
کی کہین سام نے جو اشیا دیکھکر فرمایا ای حمزۂ صاحبقران آپ کو یہ اشیا مبارک ہون اور خداوند عالم ہمیشہ آپ کو اعدا پر مظفر
و منصور کرے الحمد للہ کہ آپ یہان تشریف لاے اور یہ اشیا آپ کو ملین مین آپ کا منتظر تھا اور آپ کی ملاقات کا شائق تھا
اور اسی واسطے یہان بیٹھا تھا کہ آپ کو اس کوہ پر جانے کے واسطے کہون اب میری زندگی تمام ہو چکی ہی تو خدا حافظ و ناصر
مین جانب ملک عدم جاتا ہون آپ سے یہ وصیت کیے جاتا ہون کہ آپ تکلیف فرما کر تجہیز و تکفین میری اپنے ہاتھ سے
کیجیے گا یہ کہکر سام نے حصیر پر لیٹ کے پاؤن پھیلا دیے ہاتھ دنیا سے کھینچ لیے اور کلمہ خیر زبان پر جاری کیا اور فی الفور
انتقال کیا حمزۂ صاحبقران نے بعد اشکباری و افسوس سام کو دفن کیا اور بعد دفن سام کے ورزش گاہ لندھور پر
پہونچ کے گھوڑے سے اُترے اور اُس گرز کو جو نہایت ہی گرانبار تھا جسکا اُٹھانا دشوار تھا اور وزن اُسکا ایک ہزار من تھا
ہمت کا نعرہ بسم اللہ کہکے مانند گل کے اُٹھا لیا ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ مین رکھدیا جملہ سردار اور خواجہ عمرو نے صاحبقران
کے زور کی تعریف کی حمزۂ صاحبقران گرز کو اٹھا کر اور گوشہ مین رکھکر بعد خوشی و خرمی گھوڑے پر سوار ہوئے اور ہمراہ عمرو اور
دیگر سردارون کے داخل لشکر ہوئے نگہبانان ورزش گاہ نے حمزۂ صاحبقران کے گرز اُٹھانے کا حال لندھور سے
جا کر بیان کیا لندھور متحیر ہو کر ورزش گاہ پر آیا اور گرز کو دوسری جگہ رکھا دیکھکر خیال کرنے لگا کہ نگہبانان ورزش گاہ سچ
کہتے تھے اب اس سرزمین پر مجھسا صاحب قوت کوئی شخص آیا ہی یہ خیال کرکے لندھور نگہبانان ورزش گاہ سے پوچھنے
لگا کہ معلوم ہی کہ جس شخص نے میرے گرز کو اُٹھایا ہی اُسکا کیا نام ہی نگہبانون نے عرض کیا ای بادشاہ ہمکو اُسکا نام نہین
معلوم ہی لندھور نے کہا کہ اب اگر وہ شخص یہان آئے تو ہمکو اطلاع دینا یا اُسکو ہمارے روبرو لے آنا نگہبانون نے عرض کیا
ای بادشاہ اگر اب وہ شخص یہان آئیگا تو ضرور ہم سب حضور کو اطلاع دینگے لندھور نگہبانون کی یہ تقریر سنکے
اپنی تختگاہ کی طرف چلا گیا

داستان آگاہ ہونا لندھور بن سعدان کا لشکر کشی امیر پاک ضمیر سے اور جانا خواجہ عمرو کا دربار لندھور مین اور عیاری کرنا

مخبران صداقت شعار و ناقلان دانا و عیار اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب حمزۂ صاحبقران کوہ سراندیپ سے اشیاے

انبیا

علیہ پیغمبران لیکر داخل لشکر ظفر اثر ہوے اور وہان سے کوچ کر کے اور آگے میدان وسیع و فرحت افزا مین مقیم ہوئے اخبار نویسون نے حال حمزۂ صاحبقران کے آنے کا لکھا اور جاسوسون نے بھی بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان کے روبرو حاضر ہو دعاے شاہی بجا لا کر عرض کیا نظم

گر اسکو تو یقین کہ درندہ و گزندہ کے
چھپنے کو شیر ڈھونڈھتے ہین خانۂ شغال

باد بہار روے خزان پر طمانچہ زن
یہ خوف تیرے عدل نے دلمین بٹھا دیا
اندر رہے ہین سہم کے یا تک ضعیف و خشک

گلشن مین تیرے عدل سے ہر برگ ہی نہال
آہو کی دشت مین جو سنی ہی صداے پا
کرتے ہین اُس سے ہو بچے شیر مین صدا

اے بادشاہ عالیجاہ فلک پناہ حمزۂ صاحبقران پسر خواندۂ نوشیروان با سپاہ گران بعد شوکت و شان بحکم نوشیروان بمطلب خراج و بقصد وغا آئے ہین اور عملداری حضور مین داخل ہوگئے ہین باقی خیریت ہی جاسوس یہ کہکر چلے گئے لندھور بن سعدان حال آنے حمزۂ صاحبقران کا سنکے متبسم ہوا اور وزرا امرا کیطرف متوجہ ہو کر کہا کہ اگر حمزۂ صاحبقران با فوج گران آئے ہین تو کیا اندیشہ ہی جب وہ بحکم نوشیروان طالب خراج ہونگے تو جو مناسب ہوگا انکو جواب معقول دیا جائیگا بالفعل اُنسے مقابلہ کی کوئی ضرورت نہین لندھور تو دربار مین تخت سلطنت پہ بیٹھا ہوا ہی امرا و وزرا سے اسی طرح کی گفتگو کر رہا ہی امرا و وزرا عرض کر رہے ہین نوشیروان کی کیا مجال ہی کہ حضور سے خراج لے اور حمزۂ صاحبقران آپ سے مقابلہ کر سکین جب لندھور امرا و وزرا کی گفتگو سن چکا حکم کیا کہ ارباب نشاط حاضر ہون بمجرد حکم ارباب نشاط حاضر ہوے روبروے لندھور رقص و نغمہ کرنے لگے لندھور نازنینان خوش جمال اور مغنیان عدیم المثال کا گانا سننے لگا اہل دربار بھی گانا سننے لگے یہان تو لندھور گانا سن رہا ہی لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہی کہ خواجہ کچھ سوچ کے بے اطلاع حمزۂ صاحبقران لشکر سے نکل کے ایک طرف چلے گئے یہان در دولت لندھور پر جو دربان بیٹھے تھے انھون نے دیکھا کہ ایک شخص ایوان شاہی کو دیکھ دیکھکے تعریف کرتا ہی اور قصد اندر جانے کا رکھتا ہی دربانون نے برہم ہو کے کہا اے شخص تو کون ہی کیون یہان کھڑا ہی کس واسطے آیا ہی کیون دربار شاہ مین قصد جانے کا کرتا ہی یہ در دولت اسے خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کی ہی یہان غیر کے ٹھہرنے کا حکم نہین بس تو یہان سے جلد جا خواجہ عمرو نے دربانون سے کہا بھائیو مین ذی نواز ہون راہ دور و دراز سے بادشاہ قدردان لندھور بن سعدان کا نام سنکے آیا ہون نہایت محتاج ہون چاہتا ہون کہ دربار شاہ مین جاؤن ذی نوازی کرون اپنا کمال دکھاؤن خلعت و انعام پاؤن اگر تم میری خبر شاہ سے کر دو تو مجھپر تمھارا بڑا احسان ہوگا جو مجکو انعام ملیگا اُسمین کچھ نہ کچھ مین تمکو بھی دونگا چند دربانون نے ذی نواز مذکور کی تقریر سنکے اور نہایت تند ہو کر کہا کہ اے ذی نواز یہان سے چلا جا ورنہ تو ذلیل ہوگا تو ہمکو کیا دیگا اور تو کیا ذی بجائیگا تیری بھی یہ لیاقت ہی کہ تو دربار بادشاہ مین جاکر ذی بجائیگا جب وہ دربان ذی نواز پر خشمناک ہوئے اُسوقت دو ایک رحم دل دربانون نے اُن دربانون سے کہا اسقدر غریب پر خفا ہوتے ہو تمھارا کیا ہرج ہی شاہ سے اس بیچارے کے حاضر ہونے کی خبر کر دو انسان کو لازم ہی کہ جہانتک ہو سکے نیکی کرے اور حتی الامکان کسی سے بدی نہ کرے بس اگر اس بیچارے کو ذی نوازی مین کچھ انعام ملجائیگا تمکو دعائین دیگا ان دربانون نے جواب دیا اگر تمکو اس شخص پر رحم آتا ہی تو تمھین اسکے آنے کی اطلاع شاہ سے کر دو ہمکو نصیحت نہ کرو دربان رحم دل یہ تقریر سنکے اُٹھے اور عرض بیگیون سے جاکر کہنے لگے کہ اسوقت ایک ذی نواز راہ دور و دراز سے در دولت شاہی پر حاضر ہوا ہی چاہتا ہی کہ دربار شاہ مین جاکر ذی نوازی کرون کمال اپنا دکھاؤن خلعت و انعام پاؤن پس تم شاہ فلک بارگاہ سے ذی نواز مذکور کے حاضر ہونے کی اطلاع کر دو ایک عرض بیگی نے روبروے لندھور جاکر بعد بجا لانے دعاے شاہی کے اسطرح عرض کیا کہ شاہ کشور ہندوستان اسوقت در دولت حضور پر ایک ذی نواز راہ دور و دراز سے حاضر ہوا ہی امیدوار باریابی ہی اگر حکم ہو تو حاضر ہو خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان نے حکم دیا

گئے اُس ذی نواز کو حضور مین لے آؤ عرض بیگی نے دربانون سے کہا ذی نواز کو جلد بہجید و شاہ دیکھا و بلاتے ہین دربانون نے ذی نواز کو دربار مین جانے کی اجازت دی جب ذی نواز دربار دُربار بادشاہ عالیجاہ لندھور بن سعدان مین پہونچا دیکھا اُسنے کہ لندھور بصد شان و شوکت لباس شاہی پہنے ہوئے اور تاج شہریاری سر پر رکھے ہوئے تخت طاؤسی پر بیٹھا ہے چار طاؤس بفر دکے تخت کے چارون کونون پر ہین آنکھین اُنکی یاقوت احمر کی ہین رعب و شجاعت چہرۂ لندھور سے ظاہر و ہویدا ہے وزرا حاضر ہین امرا و رؤسا علما و ندما پہلوانان نامدار و سرداران شور شعار کمین و لیسار علی قدر مراتب کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے ہین دربار بخوبی آراستہ ہے ارباب نشاط گا رہے ہین ذی نواز دربار پر نظر کر کے متحیر ہوا پھر ذی نواز نے موافق قاعدے کے لندھور کو مجرا کیا لندھور نے ذی نواز کے سراپا پر نظر کی متعجب ہوا کیونکہ لندھور نے مثل ذی نواز کی شکل کے کبھی اور کوئی صورت نہین دیکھی تھی آخر لندھور نے ذی نواز سے پوچھا تیرا کیا نام ہے اور تو رہنے والا کہان کا ہے ذی نواز نے دعا و ثنا بادشاہ دینی بجا لا کر عرض کیا نظم

اے خدا جبتک پریشان حال ہین اہل سخن	اے خدا جبتک عروس نظم ہے خاطر فریب
شوکت و اقبال و جاہ و دولت و نام و نشان	اہل معنی اے خدا جبتک ہین ہر سو آ جہان
خود ستائی اے خدا جبتک ہے رسم شاعران	
شش جہت مین غیب سے سلطان کو حاصل رہے	

اے بادشاہ عالیجاہ فلک بارگاہ رشک رستم بیلتن غیرت اسفندیار روئین تن سیر انام بابا ہے زر و بر ذی نواز لقب سیر اصفہان ہے دربار نوشیروان مین گیا تھا ہر چند مین نے اپنا کمال ظاہر کیا اور ذی بجا کر گا یا لیکن نوشیروان نے کچھ سیری قدر نہ کی جب حمزۂ صاحبقران لشکر لیکر اسطرف روانہ ہوگئے مین اُنکے ساتھ روانہ ہوا حمزۂ صاحبقران نے بھی میرے گانے کو سنکے میری حرص و خواہش کے موافق نہ دیا مین نام نامی حضور کا سنکے حاضر ہوا ہون امید ہے کہ دامن حرص میرا کثرت زر و جواہر سے بھر جائیگا کیونکہ جیسی سخاوت و شجاعت مین حضور کی سنی تھی اسوقت بچشم خود مشاہدہ کی چہرۂ حضور پرنور سے شجاعت آشکار ہے اور ابر دست حضور فیض گنجور گہر بار ہے مجال نہین ہے کہ حضور کی سخاوت و شجاعت کی مفصل تعریف کر سکون لیکن مختصر یہ ہے اشعار

دیکھکر حرف سخاوت کتنی ہے حاتم کی روح	تیرے احسان و سخا و جود عالمگیر سے	ہر گدا سے بینوا ہے مثل قارون مالدار
اور ہو پیدا ترقی صفر مین ہر دم ہزار	ہمت والا کے صدقے جود و احسان تیرے نثار	ہو اگر سو مرتبہ صبح ازل شام ابد
آب گوہر نے دم بخشش یہ دکھلایا کمال	صفحۂ کونین پر لکھین کراماً کاتبین	ہو نہ تو بھی اک عطاے نیم لحظہ کا شمار
اک نگاہ مہر کا خورشید ہے امیدوار	کشتی درویش طوفانی ہوئی انجام کار	ہر سحر بالاے قصر آسمان میری طرح
ضربت تیغ دو پیکر سے وہ پیدا فرق ہے	گر بنے افسانۂ جرأت تو فرد خوف سے	نبض بسمل کیطرح تڑپے رگ اسفندیار
رکھتی تھی جانان شادی مرگ تیغ آبدار	صور بھی سنکر نہ روح و تن ہان باہم ہمکنار	خندۂ زخم دل دشمن سے ہوتا ہے عیان
	ہفت خوان قصۂ بازیچہ گاہ کودکان	رستم جنگ آزما ہے ایک طفل نو سوار

لندھور بن سعدان نے از حد خوش ہو کر جملہ ارباب نشاط سے بالا دست ذی نواز مذکور کو بیٹھنے کا اشارہ کیا ذی نواز تسلیم کر کے سب ارباب نشاط سے بالا دست بیٹھا اُسوقت جتنے گویے دربار مین حاضر تھے ذی نواز کے آگے بڑھکے بیٹھنے از حد ناخوش ہوے اور باہم آہستہ کہنے لگے اس ذی نواز مین ایسا کیا کمال ہے کہ بادشاہ نے اسکو ہم پر ترجیح دی اور ہم سے بہتر تصور کیا ہم وہ ہین کہ فی زمانہ ہمارا مثل و نظیر نہین ہے اگر زہرہ مطربۂ فلک ہمارا گانا سُن لے تو متحیر ہو کے شرمندہ ہو اور رہیان تانسین بھی اگر ہمارا نغمہ سن لین تو ساری تانین لگانا بھول جائین ہمارے آگے مُنہ کھول نہ سکین اور ہم سے مقابلہ کرنے کا دل مین خیال بھی نہ لائین اور ہماری ہر تال پر سم کھائین اگر ہم بنگلہ گائین تو اہل بزم کو کیفیت صحرا کی نظر آجائے اور راگ ہم فصل خزان مین بہار گائین اہل محفل سیر گلشن کا لطف اُٹھائین اگر بعید دین مین بالسجان داؤدی کوئی ٹھمری یا غزل گائین مرغان سحر ہمارے نغمۂ دلکش سنکے پرواز سے باز رہین اور آشیانون سے نکل نکل کے بیخود و بیقرار ہوکے ہمارے پاس بیٹھین اور

ہمارے دام تزانہ مین اسیر ہوجائین جب یہ گفتگو ارباب نشاط مذکور سے لندھور نے سُنی اوسکے چہرے پر آثار ملال پائے لندھور نے ارباب نشاط سے مخاطب ہوکے کہا کہ اول تو یہ ذی نواز مسلمان ہی میرا نام سُنکے راہ دور دراز سے ہمراہ حمزہ صاحبقران میرے ملک مین آیا ہی دوسرے یہ ذی نواز سیاح ہی اور مرد فقیر ہی اس سبب سے مجکو ضرور ہوا کہ مین اسکی عزت اور قدردانی کرون اور اسکی خاطرشکنی نہ کرون اگر اسکی عزت افزائی نہ کرونگا تو جسطرح ابھی اسنے نوشیروان اور حمزہ صاحبقران کی ناقدردانی کی اور نا التفاتی کی مجھسے شکایت کی ہی اسی طرح کہین یہ میری بھی ناقدردانی کی شکایت کریگا شہر شہر اور ملک ملک مجکو رسوا کریگا لندھور ارباب نشاط سے یہ باتین کرکے ذی نواز سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ باباے زرد و برد یہ عجب نام تمھارا ہی مرکب دو لفظون سے ہی ایک زرد اور دوسرے برد سے اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ تم دزد یا قزاق ہو کہ انسان کو قتل کرتے ہو اور مال و اسباب لیجاتے ہو ذی نواز نے بصد ادب عرض کیا اے بادشاہ عالی فہم و ذہین ہزار اول تو یہ نام میرا والدین نے واسطے میری درازی زندگی کے رکھا ہی دوسرے نام میرا موافق ارشاد حضور کے مرکب دو لفظون سے ہی ایک زرد اور دوسرے برد سے پس سمجھ لینا چاہیے کہ مین ایسی تان اڑاتا ہون کہ سامعین وغیرہ سے گوے سبقت لیجاتا ہون لندھور یہ لطیفہ ذی نواز سے سنکر بہت خوش ہوا اور نی سننے کا مشتاق ہوکر ذی نواز سے نی بجانے کا اشارہ کیا اور کہا کوئی فارسی کی پہلے غزل گاؤ پھر جو تمھارا دل چاہے گا ناذی نواز بحکم لندھور نی نکالکر اور دہن سے لگاکر بالحان داؤدی نی مین یہ غزل گانے لگا

غزل

اے ماہ عالم سوز من از من چرا رنجیدہ
حاشا کہ تو مہمان کنم از من چرا رنجیدہ
من عاشق زار توام از جان فدا دار توام
دائم گر رنجیدہ از من چرا رنجیدہ
من عاشق دیوانہ ام اندر جہان افسانہ ام
فردا بگیرم دامنت از من چرا رنجیدہ
من سعدی دلخواہ تو ابروے تو چون ماہ نو

اے شمع شب افروز من از من چرا رنجیدہ
اے جان من جانان من سوکم نگر سلطان من
تا زندہ ام یار توام از من چرا رنجیدہ
بنگر ز عشقت چون شدم سرگشتہ و مجنون شدم
تو شمع و من پروانہ ام از من چرا رنجیدہ
اے سرو خوش بالاے من اے دلبر رعنا من
من یار نیکو خواہ تو از من چرا رنجیدہ

یکشب ترا مہمان کنم تا جان و دل قربان کنم
یکشب بیا مہمان من از من چرا رنجیدہ
رنجیدہ رنجیدہ از من گناہے دیدہ
چون لالہ دل خون شدم از من چرا رنجیدہ
گر من بمیرم در غمت خونم فتد بر گردنت
لعل لبت حلواے من از من چرا رنجیدہ

جسوقت یہ غزل سندر حینی نواز نے بالحان داؤدی دربار مین گائی امرا اور رؤسا اور جملہ ارباب نشاط محو ہوگئے اہل بزم مستانہ وار جھومنے لگے ارباب نشاط جو دونون کی سے رہے تھے ایک ایک آئین سے ذی نواز کی تعریف کرنے لگا اور لندھور تو غزل سنکے اسقدر خوش و مسرور ہوا کہ ذی نواز سے کہنے لگا جو تم کہو وہ مین دیدون ذی نواز نے کہا اے بادشاہ قدردان جو دل حضور کا چاہے عنایت کیجیے گا ابھی کیا مین کہین چلا جاتا ہون جبتک اچھی طرح مدعاے دل حاصل نہ کرلونگا نہ جاؤنگا یہ کہکر ذی نواز نے جملہ اسباب دربار پر نظر کی خصوصاً زمرد کے طاؤسون کو دیکھکر لندھور سے کہنے لگا خداوند نعمت ان طاؤسون کو آپ نے چھوڑ دیا ہی اگر کہین یہ سانپ دیکھ لینگے فوراً اُڑ جائینگے سانپ کو مارکے کھاجائینگے مجھے یقین ہی کہ یہ طاؤس ہاتھ نہ آئینگے صحرا کیطرف اُڑکے چلے جائینگے حضور کے تخت کی رونق جاتی رہیگی لہذا مناسب ہی کہ حضور ان جانورون کے پرکاٹ ڈالیے یا پابند کردیجیے اگر حکم ہو تو مین انکے پر اُکھاڑ ڈالون انکو اُڑنے سے مجبور و ناچار کردون لندھور یہ گفتگو ذی نواز کی سنکے بہت ہنسا اہل دربار بھی ذی نواز کی اس نئی تقریر پر ہنسکر آگے لندھور نے بعد ہنسنے کے ذی نواز سے کہا کہ اے بیوقوف یہ طاؤس جاندار نہین ہین جو اُڑ جائینگے یہ زمرد کے طاؤس ہین ذی نواز یہ گفتگو سنکے اور متحیر ہوکے بے اختیار ایک طاؤس پر ہاتھ پھیرنے لگا اور لندھور سے عرض کیا حضور یہ طاؤس نہایت خوبصورت بنے ہوئے ہین کسی کمہار کاریگر کے ہاتھ کے بنائے ہوئے ہین بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ سانچے مین ڈھالے ہوئے ہین رنگا بھی انکو خوب ہی لندھور اور دربار

وزرا یہ تقریر ذی نواز کی سنکے اور زیادہ ہنسے لندھور نے وزرا کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ یہ شخص بیوقوف اور محتاج معلوم ہوتا ہے یہ زمرد کو نہین پہچانتا اور لعل زمرد سے واقف نہین ہے اسوجہ سے ان طاؤسون کو مٹی کے کھلونے کہتا ہے لندھور نے وزرا سے گفتگو کرکے ذی نواز سے اشارہ کیا کہ ایک طاؤس لیلے ذی نواز نے عرض کیا اے بادشاہ عالیجاہ میری جاے گرگیان مین جب میلا ہوتا ہے تو مین ایسے ہی طاؤس اور طوطے مینا ہاتھی گھوڑے بیل ہرن شیر وغیرہ کھلونے دو دو پیسے خرید کے بیچا کرتا ہون لڑکیون کو کھلونے دیدیا کرتا ہون لڑکیان شریر ہین کھلونے توڑ ڈالتی ہین حضور مجکو ایک طاؤس دیتے ہین مین لیکے کیا کرون یہ کہکے ذی نواز نے بیوڑ کو اٹھا کر دہن سے ملایا اور مخمس زمین گانا شروع کیا اور بیہوشی بجا لا کی د

ہوشیاری ہر چہار طرف سے اڑانے لگا مخمس

فراق یار مین دل کو نہایت بیقراری ہے　لبون پر جان شیرین ہے یہ تیری یادگاری ہے　ابھی تم مجھ سے عشق مین رہو برکت ناماہن
باقی جو ہیران ہے جو نفس ہی ہمسایش　شتابی جان آؤ تم تمھاری انتظاری ہے

فقط اس درد سے ہر دم مین نالہ کرتا ہون　نکلتا دم نہین ہے زندگی سے اون مین بھرتا ہون　تم بن پیارے شیام جی تربیت ہون ناست
جیسے جل بن ماچھری آنکھ جو چلی جات　تمھارے عشق مین پیارے ہوئی ہے گت ہماری ہے

سزا اوسکی یہی پیارے جو تم سے دل مین ہم ہارے　تمہارے وادہ الفت مین بہت کچھ دست پا مارے　یہ تم پریت بڑھا کے کاہے کو کم کین
نا کچھو دیکھو ہم تمھین نا کچھو لیکھو چھین　خطا تیری نہین پیارے یہ بھی قسمت ہماری ہے

اگر ہم جانتے ایسا نہ ہرگز دل تجھے دیتے　نصیحت تجھسے جب کرتے قسم پہلے سے لیتے　جیسی تم نے کری کرے نہ کو ونتا س
لندہ دو آسنے جھاتی پھٹے کا ہے سکو را کس　تمھارا بھی کچھ دل نہین ہمارا یہ ستم کاری ہے

جو کچھ اب دل پہ گذرے ہے نہین تجھ سے لکھا جاتا　نہین ہے داغ فرقت کا تم تجھ سے سہا جاتا　کوئی دور جھنک سی کون ملا وے آسے
جو بدحتا سکہ مین لیسے آپ آسے لگیا رے　ابھی تک مرتے ہین ہی تو فضل باری ہے

صنم اس حال وقت تو جان بیچے تو کیا کیجے　نہانی راز دل اپنا عیان کیجے تو کیا کیجے　کوئی ایسو ہے تیر جو یہ سنے کیے سندیس
یہ گی ماہی ہون حسرت دل ان پر بہت کھیلیا　جگر مین ناسور ان ہے نہایت بیقراری ہے

خدا کیو اسطے تصرت اب آؤ جلد تم آؤ　تم اپنا روے روشن اب شتابی تم دکھلاؤ　تم بن ہم ترو ناتو جی ناتو نہین دکھلات
ہم ہی تو اب ناتو مین ناتو تمھارے ہات　یہ تم پر جان قربان ہے تمھاری یادگاری ہے

جب یہ مخمس ہر قوم ذی نواز گا چکا اہل دربار کیطرف دیکھنے لگا اکثر امرا اور وزرا نے اپنی ہندی زبان کا مخمس سنکے زیادہ تر تعریف کی اور لندھور نے بھی بدرجۂ کمال خوش ہوکے اور ذی نواز کی تعریف کرکے کہا اے ذی نواز تو نے مجکو بہت خوش کیا ہے اب مانگ کیا مانگتا ہے ذی نواز نے عرض کیا اے بادشاہ گیتی ستان ابھی کیا جلدی ہے مین اچھی طرح لونگا حضور بھی یاد کرینگے کہ کوئی ذی نواز آیا تھا خوب ہی گا دیا الال ہوکر چلا گیا جو بات فرود مہرو کے دل مین آیا وہی لیگیا یہ کہکے ذی نواز نے بغور اہل دربار کیطرف نظر کی عجب کیفیت اہل دربار کی دیکھی بعضے تو قلاع بازیان کھا رہے ہین بعضے ستون کے مانند جھوم رہے ہین آنکھین سرخ ہین لب پر واہ واہ ہے ارباب نشاط بیٹھے ہوئے ہاتھ اپنے اٹھا اٹھا کے ناچ رہے ہین اکثر اوندھے پڑے ہوئے ہین نازنینان خوبرو نے اپنے دوپٹے اور انگیا کرتیان وجد مین آکر اتار ڈالی ہین جو ہوشیار ہین وہ خیال کر رہے ہین کہ یہ لوگ جو بیہوش ہوئے ہین صداے ذی سننے سے بیہوش ہوئے ہین اسوجہ سے وہ لوگ چپکے بیٹھے ہوئے ہین لندھور کو ابھی اچھی طرح بیہوشی نے اپنا اثر نہین دکھایا ہے ذی نواز نے اپنے دل مین خیال کیا کہ جسطرف بیہوشی زیادہ اڑی ہے اسطرف آدمی زیادہ بیہوش ہوے ہین اور جسطرف بیہوشی کم اڑی ہے اسطرف آدمی ابھی ہوشیار ہین یہ خیال کرکے ذی نواز نے ایک [illegible]

ہاتھ مارا اور جلد تر اپنی کمر میں رکھ لیا لندھور نے کہا ای بابا بے زرد و برد طاؤس کیوں اٹھا لیا ذی نواز نے عرض کیا ای بادشاہ فلک بارگاہ ابھی طاؤس نے پر کھولے تھے اور رقص کرتے تو لکڑ اڑا جاتا تھا مین نے خیال کیا کہ طاؤس سفت اڑ جائیگا پھر ہاتھ نہ آیگا اسوجہ سے مین نے طاؤس کو پکڑ لیا اب حضور کچھ اسکا فکر نہ کرین کسی سے نہ کہیں چپکے بیٹھے رہین لندھور نے ہنسکر کہا ای بابا بے زرد و برد طاؤس تیری بابل ہی اور مین ہی چپکا بیٹھا رہوں اور کچھ نہ کہوں اگر کوئی پوچھ لیگا تو کیا ہوگا مین تو پہلے ہی تجکو طاؤس دیتا تھا تو نے نہ لیا خیر اب اگر تو نے خوشی سے لیا ہا تو مین نے بھی تیری حرکت سمجھکر کو پسند کر کے طاؤس تجکو دیدیا لیکن ایسی حرکت پھر نہ کرنا یہ کہکر لندھور خاموش ہوا اور باشارہ ذی بجانے کا کہا بابا بے زرد و برد ذی اٹھا کر بجانے لگے بیہوشی زیادہ ہونے اڑانے لگے اور یہ غزل گانے لگے غزل

اسیر فیصلہ محشر میں کیا ہو جو بیٹھے ہین
کسے ناکام رکھے آسمان کسکی ہوس نکلے
لحد کی تختہ بندی چھوڑیان کیا تنگی کھوئیگی
ہزارون آشنا سے مرغ مہمان قفس نکلے
سنیگی خاک اپنے داغ محرومی قیامت کو
کہ تیرے پاؤن بھی مجھسے سوا امید ترس نکلے
متاع خانہ آبادی ملی اک تماشا ہی
ہمیشہ سینے سے الجھے ہوئے تار نفس نکلے
نہیں اڑتے جھگڑتے عمر دو روزہ گذر جائے
گریبان کفن کو پھاڑ کر دست ہوس نکلے
رہا پھر ہوں تو کیا پرواز کی اپنی ہوس نکلے
وہان تھے جان کے دشمن یہاں فریادرس نکلے
مین کسکو غیر سمجھوں دونوں اپنے مین تجرب مین
یہ وہ جا ہے نہیں تاثیر سے جسکی جرس نکلے
اسیر سعی لا حاصل ہین ایجاد مین قسمت
وہان کے خار تو لیسے یہاں نشتر ہوس نکلے
نکالیگا کوئی شبنم دل بسمل سے پیکان کو
جو دیکھا اشک تمکا اس سے مینہ بہ برس نکلے
غریب قافلہ رہ ہوں جو گم ہو کر مین یاد آؤن
نہ ہم نکلین نہ پہنچانے سے اپنی عسس نکلے
نکلے دل مکے ای تسلیم روئے خوب آئینہ مین
کہ ہل سکتے نہین جو بال و پر زیر قفس نکلے
تیر اسان گردن و خنجر ہین دونوں کھینچے کیا ہی
نہ غم نکلا نہ تن سے جی ہی رہے دل ہی ہوس نکلے
بھلا بار صحبت ہمجنس نے رنج اسیری کہ
وہ بلبل ہین عدم سے ہم لیے اپنا قفس نکلے
نہ رو دین آپ آئی ہو بی ہو تی قسمت نہ خون کیونکر
جو سو مین ایک بھی نکلے تو یہ لاکھون برس نکلے
نگذری بہار خارِ غم سے دم بھر بے خلش اپنی
ذرا چھاتی کو پیٹے ڈھونڈھتے بانگ جرس نکلے
برا ہی آج سایہ کیسکے وہن کا کہیدفن سے
قفس سے چھوٹ کر جسدم اسیران قفس نکلے

جیسے ذی نواز اس غزل کو گا چکا ذی کو رکھکر رنگ دربار دیکھنے لگا اسوقت اہل دربار بیت سے تو بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے ہوئے تھے بعضے بیہوش ہوا چاہتے تھے ارباب نشاط بیہوش ہو کر اسطرح فرش پر پڑے تھے کہ سازندون کے ہاتھ نازنینان خوبرو کے سینون پر تھے کسی کے سر پر کسی کے بالون مین تھے کسی کی گردن مین کسی کا ہاتھ تھا اکثر نازنینان جوان و خوبرو بڈھون کے پہلوؤن مین پڑے ہوئے ہین وزیر کرتیان انگلیان الگ پڑی تھین جوا در رو رہا بیٹھے تھے ان مین سے ایک امیر نے ایک وزیر کے عارض کو دیکھکر کہا کہ ای وزیر تم تو ذی سنکے اسطرح محو ہوئے کہ تم کو ذرا بھی اپنی خبر نہین آئینہ مین اپنے چہرہ کو دیکھو تمھاری ایک مونچھ پر حاجی کوا بڑی دیر سے بیٹھا ہی اگر تم کہو تو مین اس زاغ کو اٹھا دون وزیر نے کہا کوے کو اڑا دیجیے آپ کا بڑا احسان ہوگا امیر مذکور نے ہاتھ اپنا بڑھا کر وزیر کی مونچھون پر مارا اور کچھ بال مونچھ کے نوچ کر وزیر سے کہا افسوس ہزار افسوس کوا تو حرامزادہ اڑ گیا کچھ کلیان اسکی دم کی ہمارے ہاتھ مین رہ گئین وزیر اس امیر کی یہ تقریر سنکے کہنے لگا کہ آپ نے تو اسطرح کوے کو اڑایا اور کوے سے پر ہاتھ مارا کہ میری مونچھان نوچ لین وزیر امیر مین تو یہ باہم یہ گفتگو ہو رہی تھی ناگاہ دوسرے وزیر نے لندھور سے عرض کیا کہ ای بادشاہ فلک بارگاہ دیکھیے کثرت بارش سے ایسی سیل آگئی ہی کہ پانی یہانتک آگیا ہی سارا مقام دربار غرق ہو گیا ہی پانی ناک تک آگیا ہی حضور جلدی سے شناوری کر کے اس پانی سے نکل جائیں چونکہ بیہوشی لندھور کے بھی دماغ مین پہونچی تھی اور بخوبی تمام نشہ ہو گیا تھا وزیر مذکور کے کہنے سے فوراً اپنے تخت پر سے پانی کا خیال کر کے کود اگر تے ہی فرش پہ بیہوش ہو گیا جو امرا اور رؤسا وغیرہ بیٹھے تھے وہ سب لندھور کے اٹھانے کو اٹھے ہر ایک اٹھتے اٹھتے بیہوش ہو گیا اسوقت ذی نواز نے نعرہ کیا نعرہ عمرو دانا قرم کرگئہ از سر تیغ بہ پریم ✢ رنگ از رخ نجکب بداختر ہم

در مجلس خسروان جو گرم ساقی + تیغ و سپر و سبو و ساغر بہم + یہ نعرہ کرکے خواجہ عمرو نے تمام مال و اسباب دربار کا مع تخت
و طاؤس و تاج وغیرہ لیکر نذر زنبیل کیا لیکن حمزۂ صاحبقران کے خوف سے کسی کو ننگا نہین کیا پھر لندھور کو ایک دری
بر دالکر فرش بھی اُٹھا کر نذر زنبیل کیا پھر خواجہ نے ایک پرچہ قرطاس پر یہ عبارت لکھی ای لندھور آگاہ ہو کہ بابائے زد و برد
شکر خواجہ عمرو عیار نامدار حمزۂ صاحبقران تمھارے دربار مین آیا تھا جال حضرت الیاسؑ کا مار کر تمام مال و اسباب لیگیا
جب خواجہ عمرو پرچہ قرطاس پر یہ عبارت لکھ چکے ایک ڈورے مین باندھکے لندھور کی گردن مین ڈال دیا اور دربار
سے نکلکر دولتسرائے سلطانی پر آئے دربانون نے پوچھا کہو کیا انعام ملا خواجہ عمرو نے کہا ایک کوڑی نہین ملی مفت
اتنی دیر تک ڈف بجایا کیے تمھارے بادشاہ نے کچھ قدردانی نہ کی یہ کہکے خواجہ عمرو وہان سے جلد تر روانہ ہوئے اثنائے راہ
مین شکل اپنی تبدیل کر ڈالی جب بعد قطع راہ خواجہ عمرو لشکر مین پہونچے اور اپنے خیمہ مین جاکر جو کچھ مال و اسباب دربار
لندھور سے جلدی مین سمیٹ کر زنبیل مین رکھلیا تھا اُس مال و اسباب کو زنبیل سے نکالکر دیکھنے لگے اشیائے طلائی
جنکے علیحدہ رکھے اور نقرئی علیحدہ رکھنے لگے جواہر کو خوش ہو کے دیکھنے لگے تخت اور طاؤس زمردی کو بھی دیکھکر شاد
ہوئے خواجہ عمرو تو جملہ اسباب دیکھ رہے تھے اتفاقاً حمزۂ صاحبقران نے اُسوقت سردارون سے مخاطب ہو کے
فرمایا کہ آج ہم نے دوپہر سے خواجہ عمرو کو نہین دیکھا ہی ذرا دیکھو تو خواجہ کس فکر و تردد مین ہین کہین گئے ہین یا لشکر ہی
مین ہین اگر لشکر مین ہون تو جس حال سے بیٹھے ہون اُسی طرح خواجہ کو ہمارے پاس لے آؤ بموجب حکم حمزۂ صاحبقران
دو تین سردار جستجو کرتے ہوئے خواجہ عمرو کے خیمے مین آئے دیکھا خیمے مین خواجہ بیٹھے ہین کرورہا روپیہ کا مال و اسباب
خیمہ مین پھیلا ہوا ہی خواجہ عمرو مال و اسباب کو اُٹھا اُٹھا کے دیکھ رہے ہین اور خوش ہو رہے ہین سردار خواجہ سے
کہنے لگے کہ ای خواجہ چلو تمکو حمزۂ صاحبقران بلاتے ہین خواجہ عمرو نے کہا اچھا مین چلتا ہون ذرا اس مال و اسباب کو
دیکھ لون قسم اول اور قسم دوم اور قسم سوم مال و اسباب کی علیحدہ علیحدہ کر لون اپنے مال و اسباب کو اچھی طرح دیکھ لون تو
چلون سردارون نے کہا حمزۂ صاحبقران نے ارشاد کیا ہی اور یہ حکم فرمایا ہی کہ خواجہ جسطرح سے بیٹھے ہون اُسی طرح لے آؤ
لہٰذا ای خواجہ اب تم مع اس مال و اسباب کے خدمت حمزۂ صاحبقران مین جلد چلو خواجہ عمرو نے کہا تم چلو مین آؤنگا
پہلوان عادی نے یہ تقریر خواجہ کی سنکے خدمت حمزۂ صاحبقران مین جاکر عرض کیا کہ خواجہ عمرو اپنے خیمہ مین کرورہا
روپیہ کا اسوقت مال و اسباب دیکھ رہے ہین کہتے ہین کہ مین ٹھہر کے حاضر ہونگا حمزۂ صاحبقران نے جب سنا کہ خواجہ
عمرو کرورہا روپیہ کا مال و اسباب دیکھ رہے ہین نہایت متحیر ہوئے اور اُسی وقت ہمراہ پہلوان عادی کے خیمہ خواجہ عمرو مین
تشریف لائے دیکھا چراغ روشن ہی کرورہا روپیہ کا مال و اسباب روبروئے خواجہ عمرو رکھا ہی خواجہ عمرو ہر ایک کا کپڑے
سے گرد و غبار جھاڑ رہے ہین اگر کوئی تار گرد و غبار کے جھاڑنے مین ٹوٹ کے زمین پر گر پڑتا ہی تو افسوس کرتے ہین اور
پھر اُس تار زر کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیتے ہین اور اگر کسی کپڑے کو پھٹا ہوا دیکھتے ہین تو اشک آنکھون مین بھر لاتے ہین
اور کہتے ہین بڑا غضب ہوا یہ کپڑا پھٹ گیا اب کاہیکو ایسا کپڑا ہمین مجکو نصیب ہوگا حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو
سے پوچھا ای خواجہ عمرو آج یہ تخت و تاج اور یہ طاؤس زمردی اور سیر زرفش الماسی وغیرہ کرورہا روپیہ کا مال و اسباب
کہان سے جاکے لے آئے کسکو لوٹ لیا کہان سے اسقدر مال و اسباب دستیاب ہوا خواجہ عمرو نے عرض کیا ای امیر
با توقیر آج مین دربار لندھور بن سعدان مین گیا تھا لندھور بادشاہ عالی ہمت ہی اور نہایت صاحب مروت ہی اُسنے
مجکو اپنے دربار مین بعزت بٹھایا اور مجھسے پوچھا تم کون ہو تمھارا کیا نام ہی مین نے کہا میرا نام خواجہ عمرو ہی مین حمزۂ صاحبقران
کا برادر جان نثار و عیار ہون ای امیر با توقیر جسوقت لندھور کو میرے نام سے آگاہی ہوئی اُسوقت اُسنے زیادہ تر میرے

حال پر بنظر عنایت کی جب مین اُس سے رخصت ہونے لگا اُسوقت اُسنے یہ سب مال و اسباب مجکو دیا مین لیکر یہان آیا حمزۂ
صاحبقران نے ہنسکر فرمایا ای خواجہ عمرو ہمکو تو ثابت ہوتا ہی کہ تم نے جاکر وہان عیاری کی ہو اور یہ سب مال و اسباب عیاری
کرکے وہان سے لائے ہو یہ مال و اسباب ایسا نہین ہی کہ لندھور نے تمکو دیا ہو اس مال و اسباب مین تخت و تاج ہو اور وہ ہار
زمردی اور سپر فرش الماسی بھی ہین ہرگز عقل قبول نہین کرتی کہ لندھور نے تمکو بخوشی اپنا تخت و تاج وغیرہ دیا ہو تم جھوٹھ
کہتے ہو کبھی اُسنے نہ دیا ہوگا خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزۂ صاحبقران آپ مجھ جیسے شخص کو جھوٹھا تصور کرتے ہین بھلا
مین کبھی جھوٹ بولا ہون جو آج آپ مجکو دروغگو تصور کرتے ہین حمزۂ صاحبقران نے ہنسکے فرمایا تم بڑے راستگو ہو تمھارا
مثل و نظیر نہین ہی تمنے کبھی جھوٹھ نہین بولا اسوقت تو نہین لیکن صبح کو تمھاری دروغگوئی اور راستگوئی کا حال بخوبی معلوم
ہوجائیگا حمزۂ صاحبقران نے یہ کہکر فرمایا ای پہلوان عادی اس مال و اسباب کو بالفعل تم اپنے تحت مین رکھو لندھور
سے اس مال و اسباب کے بارے مین حال دریافت کیا جائیگا اگر اُسنے خواجہ کو نہین دیا ہی تو کل مال و اسباب اُسکو دیا جائیگا
اگر فی الحقیقت اُسنے خواجہ عمرو کو یہ سب اسباب دیا ہی تو پھر خواجہ کو دیدینا جسوقت یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران پہلوان
عادی اور خواجہ عمرو نے سنی چہرہ خواجہ کا صدمہ سے متغیر ہوگیا حواس منتشر ہوگئے بیتاب و بیقرار ہوکر قصد کیا کہ جال
حضرت الیاس کا مارکر تمام مال و اسباب نذر زنبیل کر لیجیے پہلوان عادی کو چھونے بھی نہ دیجیے نہین معلوم انجام اس مال و اسباب
کا کیا ہو یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جال دوش سے اُتارا اور قصد جال مارنے کا کیا پہلوان عادی نے حسب ارشاد
حمزۂ صاحبقران ہاتھ خواجہ عمرو کا پکڑ لیا اور تمام مال و اسباب پر اپنا قبضہ کیا اُسوقت خواجہ عمرو بے بہت بیتاب
ہوکے حمزۂ صاحبقران سے کہا ای امیر باتوقیر اگر میرے مال و اسباب سے ایک تار بھی کم ہوجائیگا یا کوئی لے لیگا تو مین
آپ سے لونگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ تم اس مال و اسباب کی ایک فرد لکھو اگر لندھور نے یہ اسباب تمکو
دیا ہی تو موافق فرد کے لے لینا خواجہ عمرو نے بدرجہ ناچاری و مجبوری فرد جملہ مال و اسباب کی لکھی حمزۂ صاحبقران فرد
خواجہ عمرو لیکر اپنے پاس رکھی اور کل مال و اسباب مذکور پہلوان عادی کے حوالے کرکے اور خواجہ عمرو کو اپنے ہمراہ لیکے
بارگاہ مین آئے اور جملہ سرداروں سے مخاطب ہوکر اور مسکرا کر فرمایا آج لشکر کے سواروں سے کہدیا جاوے
کہ خواجہ عمرو کی بخوبی نگہبانی کرین اور نہایت ہوشیار و خبردار رہین عجب نہین ہی کہ آج خواجہ عمرو بھاگ جائین سرداران
نے بھی مسکراکے عرض کیا سواروں سے ابھی کہدیا جائیگا کہ خواجہ عمرو کی نگہبانی کرین کہین جانے نہ دین خواجہ عمرو نے
یہ گفتگو سنکے کہا کس جرم پر سواران لشکر مجکو کہین جانے نہ دینگے اور میری نگہبانی کرینگے مین نے کیا تقصیر کی ہی کسکو مین نے
مار ڈالا ہی کسکا مجکو خوف ہی کہ مین بھاگ جاؤنگا حمزۂ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا کہ تم نے یہ خطا کی ہی کہ لندھور والی
ہندوستان کا مال و اسباب عیاری کرکے لے آئے ہو آپ اُسکے خوف سے ضرور بھاگ جاؤگے اسوجہ سے ہمارے
حکم سے تمھاری نگہبانی کرینگے کہین تمکو جانے نہ دینگے تاوقتیکہ اس مال و اسباب کے بارے مین تحقیقات کامل نہوگی خواجہ
عمرو یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سنکے اور مال و اسباب کا خیال کرکے نہایت متفکر اور متردد ہوئے اور خیال کرنے
لگے کہ ای خواجہ اگر لندھور نے یہ مال و اسباب لے لیا تو مین تباہ و برباد ہوجاؤنگا پھر ایسی دولت کہان پاؤنگا کروڑہا
روپیہ کی دولت ہی مین تو اس دولت کے صدمہ سے مرجاؤنگا کبھی جانبر نہونگا ہاے افسوس مین نے ناحق زنبیل سے
یہ سب مال و اسباب باہر نکالا بیکار تمام مال نکال کے دیکھا بھالا ہاے مین کیا جانتا تھا کہ اس عرب بے مروت کو خبر ہوجائیگی
اور یہ مال میرے ہاتھ سے مفت جاتا رہیگا اگر مین زنبیل سے اس مال کو نہ نکالتا تو کاہیکو اسباب کے چھین جانے کا صدمۂ
عظیم ہوتا دیکھیے اب اس مال و اسباب کا انجام کار کیا ہوتا ہی لندھور لے لیگا یا مجکو دیدیگا بظاہر تو معلوم ہوتا ہی کہ لندھور

مجھکو نہ دیگا کیونکہ کرور ہا روپیہ کا مال واسباب ہی اگر دس بیس ہزار کا اسباب ہوتا تو اُمید ہوتی کہ شاید لندھور مجھی کو دیدے اور
خود نہ لے یہ مال تو کرور ہا روپیہ کا ہی مجھکو کاہیکو دیگا بلکہ یہ یقین ہی کہ جسوقت لندھور یہ مال و دولت پائیگا نہایت خوش ہوگا
غرضکہ ای خواجہ عمرو تمنے بڑی نادانی کی تمکو زنبیل سے مال و اسباب نکالکر دکھانا مناسب نہ تھا خواجہ عمرو نے جب یہ خیالات
کیئے سکم مین قراقر ہونے لگا گھبراکر حمزۂ صاحبقران سے عرض کرنے لگے میرے پیٹ مین درد ہوتا ہی بیت الخلا مین جاتا ہون
صاحبقران مسکرائے اور فرمایا ای خواجہ عمرو تم نے بیگانے مال و اسباب کے واسطے رنج و ملال کیا کہ نوبت اس حال کی
پہونچی خواجہ نے عرض کیا کیا کسی کے پیٹ مین درد نہین ہوتا ہی اگر میرے پیٹ مین درد اسوقت کسی وجہ سے ہوتا ہی تو آپ
ہنستے ہین خواجہ عمرو یہ کہکے بیت الخلا مین گئے بیٹھتے ہی خواجہ کو دست آیا بعد طہارت خواجہ حمزۂ صاحبقران
کی خدمت مین آئے تھوڑی دیر کے بعد پھر ضرورت بیت الخلا مین جانے کی ہوئی اسی طرح تمام شب خواجہ
عمرو کی کیفیت رہی

داستان جانا پہلوان عادی کا دربار لندھور مین نامہ اور تحائف اور تخت و تاج لیکر

راویان خوش تقریر بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو نے مال و اسباب کے ملنے نہ ملنے کی فکر مین ہزار صد مہ سے وہ
شب بسر کی اور وہ وقت آیا بمصداق **اشعار** سحر پردۂ شب سے باعزّ و جاہ + عیان جب ہوا مہر زرین کلاہ
نمایان ہوئی جانب آسمان + سپیدی سحر کی بصد عز و شان + حمزۂ صاحبقران نے بعد پڑھنے
نماز سحر کے واسطے دریافت کرنے احوال مال و اسباب کے ایک نامہ سیف ذوالیدین سے لکھوایا مضمون نامہ یہ تھا
کہ ای شیر بیشہ بہادری و ای ہزبر نیستان دلاوری بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان بعد سلام کے واضح ہو کہ مین
بموجب حکم نوشیروان بطلب خراج ہندوستان آیا ہون اور یہانتک پہونچا ہون چونکہ روز جنگ جنگ اور روز آشتی آشتی لازم
و مناسب ہی اسوجہ سے ہم نے یہ نامۂ محبت شمامہ لکھا ہی فی الحال ہمکو معلوم ہوا ہی کہ خواجہ عمرو عیار تمھارے دربار مین گئے
اور یہ مال و اسباب تمھارے دربار سے لیکر آئے انکا تو یہ بیان ہی کہ بادشاہ ہندوستان نے مجکو یہ مال و اسباب بخوشی
دیا ہی لیکن مجکو بخوبی یقین نہین ہی اس سبب سے یہ مال و اسباب مع چند تحائف بدست پہلوان عادی روانہ کیا جاتا ہی
چاہیے کہ تحائف قبول کر کے نسبت مال و اسباب مذکور کے اطلاع دو کہ فی الحقیقت یہ مال و اسباب تم نے خواجہ عمرو کو دیا ہی یا
نہین اگر خواجہ بہ عیاری لے آئے ہون تو یہ مال و اسباب لے لو مین خواجہ عمرو کو اس گستاخی کی سزاے معقول دونگا فقط
زیادہ والسلام جب یہ نامہ حمزۂ صاحبقران لکھوا چکے پہلوان عادی کو بلا کر فرمایا کہ یہ نامہ اور یہ تحائف اور جملہ مال و اسباب
جو ہم نے تمھارے حوالے کیا تھا لندھور کے پاس لیجاؤ اور یہ جمعیت بارہ ہزار سوار مع اپنے بھائیون کے جاؤ پہلوان عادی
موافق حکم حمزۂ صاحبقران نامہ و تحائف اور جملہ اسباب مذکور لیکر مع اپنے بھائیون اور بارہ ہزار سواران جرار کے اسیوقت
روانہ ہوا اب حال لندھور کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب صبح ہوئی اور بیہوشی دفع ہوئی لندھور ہوشیار ہوا اور اہل دربار سے پوچھنے
لگا کہ یہ کیا واقعہ ہوا تخت و تاج وغیرہ کون لیگیا بابا ے زرد و برد کہان گیا اہل دربار نے عرض کی حضور ہم ایسے خواب سے
غافل ہوئے کہ ابھی ہوشیار ہوئے ہمکو کچھ حال نہین معلوم ہی کہ تخت و تاج اور مال و اسباب دربار حضور سے کون لیگیا اور بابا ے
زرد و برد کہان گیا لندھور یہ تقریر اہل دربار کی سنکے اور زیادہ متحیر ہوا ناگاہ اپنی گردن مین ایک پرچہ قرطاس بندھا ہوا
دیکھا جب اُس پرچہ قرطاس کو پڑھا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو عیار حمزۂ صاحبقران بابا ے زرد و برد بنکر آئے تھے
ذبجا کر کسی تدبیر سے سب کو بیہوش کر کے تمام اسباب دربار لیگئے لندھور پرچہ مذکور پڑھکے برہم ہوا کہ ایک جاسوس
خبر آگاہ بر آکے ٹھہرے اور بصد ادب اسلح دعا و ثناے شاہی بجالاے اور عرض کرنے لگے

ہنگامہ فروز جاہ و اجلال — ایسم مرتبہ ہمسر سلیمان
خورشید توجہ ہو فلک تخت — جھک جائے زمانہ بہر تسلیم
قیصر ہو غلام بندہ خاقان — ظاہر ہو فروغ اختر بخت
ہو زیر نگین تمام اقلیم — شہریار عالی وقار کی عمر و دولت

روز بروز افزون ہو دشمن ہمیشہ ذلیل و نگون ہمدل شہریار آئینہ ہمسر و رشاد رہے جام مدام بادہ و بادہ رہے غلامون نے سنا ہی کہ حمزۂ صاحبقران سے پہلوان عادی حاکم قلعہ تنگ رواحل دو دو شتر بار اپنے بھائی کو کچھ تحائف دے کر اور کچھ مال و اسباب اور بھی ہمراہ کر کے مع بارہ ہزار سوارون کے حضور کی خدمت مین روانہ کیا ہی پہلوان عادی تھوڑی دیر مین حاضر خدمت حضور ہوا چاہتا ہی باقی خیریت ہی جواسس یہ عرض کر کے چلے گئے لندھور نے امرا و وزرا سے مخاطب ہو کر حکم دیا جلد تر دربار آراستہ ہو بحرد حکم لندھور کے وزرا و امرا نے دربار کو از سر نو آراستہ کیا فرش نفیس بچھوایا تخت شاہی بچھایا گیا ہزارہا کرسیان جواہر نگار تخت کے یمین و یسار رکھی گئین صد ہا ہزارہا دنگل وغیرہ بچھائے گئے عادات کے انواع و اقسام کے سامان زیب و زینت دربار مین کیے گئے جب دربار بخوبی آراستہ ہو چکا لندھور تاج شاہی سر پر رکھ کے سریر سلطنت پر جلوہ فرما ہوا امرا و رؤسا وغیرہ علی قدر مراتب دنگلون اور کرسیون پر لباس فاخرہ پہنے ہوئے بیٹھے جب لندھور سریر شاہی پر جلوہ فرما ہو چکا اسوقت لندھور نے شہپال ہندی اپنے عم نامدار سے مخاطب ہو کر کہا کہ پہلوان عادی برادر حمزۂ صاحبقران آتا ہی آپ چند سرداران نامی کو واسطے استقبال کے روانہ فرمائین تاکہ سرداران مذکور بعزت و حرمت پہلوان عادی کا استقبال کر کے یہان لے آئین شہپال ہندی نے فی الفور چند سرداران ذیوقار و نامدار کو برائے استقبال پہلوان عادی روانہ کیا سرداران نامدار گھوڑون پر سوار ہو کے مع دس ہزار سواران ہمراہ رکاب روانہ ہوئے ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ بعد انتقال سلطان سعدان بوجہ خورد سالی لندھور کے شہپال ہندی تخت سلطنت پر بیٹھا تھا اور مثل اپنے برادر سعدان کے حکمرانی کرتا تھا لیکن جس روز سے کہ لندھور نے قیصر العبدری سے اسلحہ اور خزانہ اور فیل ہیمونہ بقوت بازو و بہادری اقبال پایا ہی شہپال ہندی نے تخت سے اتر کر لندھور کو تخت پر بٹھا دیا ہی لندھور بسلطنت و حکومت کرتا ہی شہپال ہر چند چچا لندھور کا ہی اور بزرگ ہی لیکن اطاعت لندھور کی کرتا ہی لندھور ہر ایک امر مین اکثر شہپال سے مشورہ کرتا ہی جس کام کے واسطے کہتا ہی شہپال فی الفور تعمیل حکم کرتا ہی جیسا کہ قبل اسکے لکھا گیا ہی کہ لندھور نے شہپال سے کہا اور شہپال ہندی نے سردارون کو برائے استقبال پہلوان عادی روانہ کیا ہی چنانچہ سرداران نے بعد گرد و فر در سلطانی سے دو فرسخ جا کر پہلوان عادی کا استقبال کیا اور پہلوان عادی کو بصد عزت و حرمت اپنے ہمراہ لیکر قریب دولتسرائے لندھور پہونچے ہمراہیان پہلوان عادی نے جو قصر شاہی کی طرف دیکھا

اشعار

خاک ہو بوسہ پیر آستان پاک کا
ہو گیا ہی سر مزین غبار آستان
اسقدر طعنے دیے غیرت نے وقت سحر ہی
دیکھ لیتا ہی بشر سب دل کے اسرار نہان
رفعت قصر علی اسطرح آئی نظر
پستی گاو زمین ہی اوج فرق فرقدان
عالم علوی سے اسکی دلفریبی ہو چھپے
چھپ رہا آخر نگاہ خلق سے باغ جنان
چرخ پہ بحکم قضا سے بہر تزئین و صفا
تارک شمس برین ہی زیر قصر سائبان
کھنچتے ہین آئینہ مین جن و بشر غلمان و حور
گرد پھرتے ہین اسقدر ہمیشہ آسمان
کیا مصفا ہین در و دیوار جسکے سامنے
صورت محراب بنجاتی ہی ہر شب کہکشان

جب سرداران لشکر لندھور پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو اپنے ساتھ لیکر دربار شاہ لندھور بن سعدان مین پہونچے عادی نے لندھور کو دیکھا شعر جلوہ فرما تخت پہ دربار مین ہی اسطرح + شمع روشن جسطرح محفل مین ہی قالب مین جان جسوقت پہلوان عادی دربار مین پہونچا اسوقت بحکم لندھور اکثر سرداران ذیوقار برائے تعظیم پہلوان عادی کرسیون اور دنگلون سے اٹھ کھڑے ہوئے پہلوان عادی نے موافق قاعدۂ اسلام سلام کیا لندھور پہلوان عادی کے سلام کا

نظر کرکے نہایت متحیر ہوا خیال کرنے لگا کہ یہ انسان کا ہیکو نہ ایک دیو ہے نہین معلوم اس شخص مین کسقدر قوت وطاقت ہوگی اور ایسے ہی جوان قوی ہیکل حمزۂ صاحبقران بھی ہونگے کیونکہ پہلوان عادی کی والدہ کا دودھ حمزۂ صاحبقران نے بھی پیا ہے لندھور نے یہ خیال کرکے پہلوان عادی کو بعد عزت وحرمت جانب دست راست اپنے قریب دنگل کے بٹھایا جب پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی دنگلون پر بیٹھے جملہ اہل دربار نے پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو بغور دیکھکر باہم یہ کہا اشعار

تیغ آئی گر میان عرصہ رستم ہے لے
بطن مادر سے عدو زادہ ہویدا خستہ جان
گرچہ یہ دیکھین نگاہ قہر سے سوئے عدو
آ نہ نکلے سوسن بہر استقبال شور الامان
عاقبت پیدا کرے تاثیر مرگ ناگہان
پشت دشمن پر اگر یہ جا سے سایہ تیغ کا

پہلوان عادی وبرادران پہلوان عادی نے اہل دربار کی جانب نظر کی دیکھا کہ ہزارہا امراء ورؤساے عالی وقار جواہر نگار کرسیون پر بیٹھے ہین وزراے نیک خصال حاضر ہین حکماے حاذق غیرت بقراط وارسطو بیٹھے ہین اور صدہا پہلوانان جنگجو آتشخو رشک سام ونریمان بھی دنگلون پر بیٹھے ہین چہرون سے اُنکے آثار دلیری وجوانمردی عیان ہے دربار مثل دربار سلاطین اولوالعزم کے آراستہ ہے لندھور تخت سلطنت پر بہزار شوکت وشان بیٹھا ہے رعب وسطوت وشجاعت ودانائی اسطرح چہرے سے ظاہر ہے اشعار

رو بادشہی ہو شیر نیستان کے برابر
کیا خوف سیاست ہے کہ بجلی بھی تڑپ کر
دیکھے ہین ورق دفتر دوران کے برابر
کھینچے صف اعدا مین جو ہنگام وغا تیغ
تن پر سر ہو سر پیکان کے برابر
دانش مین فراست مین فلاطون ہے کہ بقراط
جسکی نہ کبھی خرمن دہقان کے برابر
قوت مین شجاعت مین فن تیغ زنی مین
دریا ہو روان خون کا طوفان کے برابر
قوت وہ عاجز ہوا گر اُسکی حمایت
دو لونون ہین یہان طفل دبستان کے برابر
عالم مین بہادر کوئی ایسا نہین آتا
رستم سے فزون سام ونریمان کے برابر
حاسد کو اگر چاہیے گرفتار جراحت

پہلوان عادی وبرادران پہلوان عادی ابھی سمت اہل دربار او رجانب لندھور بتامل وغور دیکھ رہے تھے یکایک لندھور نے حکم کیا کہ ساقیان مہ رخسار جلد شیشہ وجام لیکر حاضر ہون بمجرد حکم ساقیان گلپیرہن غنچہ دہن کشتیان شراب ناب کی لیکر حاضر ہوے اول مے ناب جام مین بھر کے ایک ساقی خوش رو برابر لندھور بعد ادب لیگیا لندھور نے جام دست ساقی سے لیکر شراب پی پھر ساقیان سیمین ساق شہرۂ آفاق نے بحکم لندھور جملہ اہل دربار کو بعشوہ وناز وادا ساغر صہبا دینا شروع کیا اہل دربار بادہ کشی کرنے لگے جب ساقیان گل اندام بایماے شاہ ہندوستان لندھور بن سعدان پہلوان عادی وبرادران پہلوان عادی کے جام وساغر سے لالہ رنگ سے بھر بھر کے لاے پہلوان عادی وغیرہ نے عذر کیا اور شراب نپی جب ساقیان گلعذار لندھور اور امرا وزراے لندھور وغیرہ کو شراب پلا چکے اور دماغ لندھور کا بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسوقت لندھور پہلوان عادی کی طرف مخاطب ہوا پہلوان عادی نے نامہ حمزۂ صاحبقران کا دے کردہ تحائف پیش کیے اور جملہ مال واسباب بھی روبرو رکھا اور کہا کہ حمزۂ صاحبقران کو آپکی ملاقات کا ازحد اشتیاق ہے لندھور نے تحائف دیکھکر اور گفتگو پہلوان عادی کی سنکے نامہ منشی کو دیا منشی نے نامہ کو باواز بلند پڑھا لندھور مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر یہ خیال کرنے لگا کہ اگر یہ مال واسباب جو خواجہ عمرو لیگئے تھے لیتا ہون تو باعث میری رسوائی کا ہے لندھور نے یہ خیال کرکے پہلوان عادی سے کہا کہ یہ تحائف تو مین نے لیے لیکن یہ مال واسباب تم لیجاؤ ہماری طرف سے بعد سلام اور شتیاق ملاقات کے حمزۂ صاحبقران سے گذارش کرنا کہ یہ مال واسباب آپ خواجہ عمرو کو دیدیجیے اور یہی تصدیع فرمایے کہ قبل ہی اسکے مین نے مال مذکور خواجہ کی دلنوازی سے خوش ہوکر دیدیا تھا افسوس خواجہ عمرو جو چلے گئے اور شکل اصلی اپنی ہمکو نہ دکھلا گئے ہمکو اُنکی اصلی صورت دیکھنے کا اشتیاق ہے لہذا آپ خواجہ عمرو کو ہمارے پاس بھیجدیجیے

لندھور نے یہ کہکے پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو خلعت دیے چونکہ لندھور بادشاہ ہندوستان تھا اور پہلوان
عادی صرف قلعہ تنگ رواحل کا مالک تھا اکثر قزاقی کیا کرتا تھا اسوجہ سے خلعت کے لینے سے انکار نہ کرسکا جب لندھور
خلعت دے چکا اسوقت لندھور نے تحائف ہندوستان کے پہلوان عادی کو دیے اور کہا کہ یہ تحائف ہندوستان کے
ہماری جانب سے حمزہ صاحبقران کو دینا اور کہنا کہ مجکو بھی آپ کے خلق و مروت کے سبب سے آپ سے ملاقات کرنے کا
ازحد اشتیاق ہے مگر بالفعل میرا آنا نہین ہوسکتا ہے یہ کہکے لندھور نے پہلوان عادی کو رخصت کیا پہلوان عادی تحائف
ہندوستان کے لیکر اور وہ مال واسباب بھی لیکر مع اپنے ہمراہیون کے روانہ ہوا اور بعد قطع راہ حمزہ صاحبقران کی خدمت
عالی مین حاضر ہوا اور تحائف دیکر تمام حال دربار اور حال خلق و مروت لندھور بیان کیا اور جو کچھ لندھور نے کہا تھا وہ بھی
عرض کیا حمزہ صاحبقران احوال خلق و مروت لندھور کا سنکے خوش ہوئے خواجہ عمرو کے چہرہ پر رونق آئی ملال دل سے
دور ہوا اور خوش ہوکر تمام مال و اسباب اُس فرد کے مطابق پہلوان عادی سے لیکر نذر زنبیل کیا اور حمزہ صاحبقران سے
عرض کیا کہ جو کچھ مین نے التماس کیا تھا وہی آپ پر ظاہر ہوا حمزہ صاحبقران نے جواب دیا ای خواجہ لندھور بادشاہ عالی ہمت
ہے اُسنے شاید تمہارے ہلاک ہوجانے کے خیال سے منظور نہ کیا کہ اس مال واسباب کو تم سے لیلے بس اسی وجہ سے تمکو
دیدیا ہے اور تمکو بلایا ہے تمہاری صورت اصلی دیکھنے کا مشتاق ہے اب تمکو مناسب ہے کہ دربار لندھور مین جاؤ اور اپنی صورت
اصلی اُسکو دکھاؤ خواجہ عمرو نے عرض کیا ای امیر بالوقیر ایک مرتبہ مین گیا تھا تو آپ نے یہ فرمایا کہ تم وہان سے مال
اسباب عیاری کرکے لے آئے ہو اگر اب جاؤنگا تو نہین معلوم کیا ہوگا مین ہرگز نہ جاؤنگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا
اب تو تمہین جانا ضرور و لازم ہے کیونکہ لندھور نے باشتیاق تمام تمہین بلایا ہے خواجہ عمرو یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی
سنکے خاموش ہو رہے دل مین خیال کرنے لگے کہ لندھور نہایت مرد معقول ہے اُسنے تمام مال واسباب مجکو دیدیا اور
کہلا بھیجا کہ مین نے یہ اسباب خواجہ کو دیا تھا اب بھی ضرور اُسکے دربار مین جاؤنگا

داستان جانا خواجہ عمرو کا دربار لندھور مین اور عیاری کرنا اور آنا لندھور غضبناک ہوکر بارگاہ امیر بالوقیر مین اور عمرو کو بھیجانا

تاجران ملک سخندانی و سوداگران اقلیم خوش بیانی اس دُر آبدار داستان کو بہر ناظرین ذی کمال و مشتریان عدیم المثال
درج دہن سے اسطرح نکالتے ہین کہ جب سیاہی شب کو کارد سحر نے حک کیا ابیات ہوا مشرق کی جانب آسمان لال
نظر آیا شفق کا رنگ خوش حال + ہوا سُرخی سے پیدا شعلۂ نور + ضیا شائع ہوئی نزدیک اور دور
صبحدم امیر بالوقیر نے نماز سحر پڑھکے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ لندھور تمہارے دیکھنے کا مشتاق ہے آج تم اُسکے
پاس چلے جاؤ اپنی اصلی صورت کو دکھاؤ خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزہ صاحبقران مین اس حال پریشان سے
لندھور کے دربار مین کیونکر جاؤن لباس نفیس میرے پاس نہین ہے اور مین آپ کا بھائی مشہور ہون جب لندھور
مجکو اس حال پریشان سے دیکھیگا تو باعث سبکی اور آپکی ذلت کا ہوگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ زنبیل
سے نکالکے لباس فاخرہ کیون نہین پہنتے خواجہ عمرو نے عرض کیا جو کچھ مال زنبیل مین ہے وہ دادا کے قبضے مین ہے
اور مین نے دادا آدم کو دیدیا ہے اب اُنسے مانگنے کو دل نہین چاہتا ہے حمزہ صاحبقران یہ گفتگو خواجہ کی سنکے مسکرائے
اور لباس نفیس مرحمت فرماکر ارشاد فرمایا کہ ای خواجہ اب تو لندھور کے دربار مین جاؤگے خواجہ عمرو نے عرض کیا ای
امیر بالوقیر لباس تحفہ و بے نظیر تو آپ نے عنایت کیا لیکن زاد راہ میرے پاس نہین ہے اور یہان سے دولتسرا سے
لندھور دور ہے اب بھی اسوجہ سے میرا جانا نہین ہوسکتا حمزہ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا ای خواجہ عمرو اچھا ہم زادراہ

بھی اس شہر میں رہ دینگے کہ تم دربار لندھور مین جاکر عیاری نہ کرنا اور جہانتک تم سے ہو سکے ایسی تدبیر کرنا کہ لندھور میری اطاعت اختیار کرے مین اُسکو اپنا جانشین کرونگا خواجہ عمرو نے عرض کیا وہان جاکر دیکھا جائیگا حمزہ صاحبقران نے یہ گفتگو خواجہ عمرو کی سنکے پانچسو روپیہ صرف راہ کے واسطے دیئے خواجہ عمرو روپیہ لیکر اور لباس نفیس پہنکر اور قنطورہ زر نقشی اور پاتابہ سقرلاطی سے آراستہ ہوکر بتعجیل تمام طرف شہر ہندوستان لندھور بن سعدان کے روانہ ہوئے راہ مین خواجہ نے دیکھا ہر طرف عمارات عالیشان ہین ہر ایک بازار مین دوکانون پر انواع و اقسام کی اشیا ہین مرد کا فرلباس نفیس پہنے ہوئے بیٹھے ہین خریدارون کا دوکانون پر ہجوم ہے مرد خوشرو و خوش جمال ہین عورتین حسن و دلربائی مین بیمثال ہین ہر ایک کوچہ خس و خاشاک سے صاف شہر کلین نہایت شفاف آب پاشی کا چھڑکاؤ اسطرح معلوم ہوتا ہے کہ گلاب اور کیوڑے کا عرق چھڑکا ہوا ہے ابیات

عجب چھڑکاؤ تھا پانی کا اس جا
چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو

لطف آئے جو کوچے سب معطر
گلاب نو کشیدہ کا گمان تھا

زمین سے آتی تھی خوشبو برابر
معطر ہر سڑک تھی لب بہ لب سو

کسی جانب سے ایسی صدائے نغمہ آتی تھی کہ دل کو بیقرار کرتی تھی خواجہ عمرو سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ چند سوداگر جاتے ہین کسی کے پاس جواہرات بیش بہا معلوم ہوتا ہے کسی کے پاس لعل و گوہر لطافت ہوتے ہین ایک سوداگر کے پاس ایک تاج جواہر نگار ہے خواجہ نے سوداگرون کو دیکھکر اور تاج پر نظر کرکے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور ہاتھ کی پشت کو دیکھا تین سو ساٹھ مکر و فریب جو ہین مین آئے اُنمین سے ایک کو پسند کرکے فی الفور آپ نے بھی مثل ایک ضعیف سوداگر کے اپنی صورت بنائی سر پر دستار رنگی آنکھو پر چشمہ بلور کا رکھا دست رعشہ دار مین عصا بادام تلخ کا لیا اور لباس تاجرون کے مانند زیب تن کرکے قریب اُن سوداگرون کے گئے اور بعد سلام اُنسے پوچھنے لگے کہ اسوقت تم سب کہان جاتے ہو اُن سوداگرون نے کہا کہ ہم شاہ ہندوستان لندھور بن سعدان کے دربار مین جاتے ہین یہ تاج جواہر نگار اور لعل و گوہر وغیرہ واسطے بیچنے کے لیے جاتے ہین راہ دور و دراز سے اسی واسطے یہان آئے ہین سوداگرون نے یہ کہکر خواجہ عمرو سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے اور بابت ہندسے آپ کس ملک کے ہین یہان کس وجہ سے تشریف لائے ہین خواجہ عمرو نے کہا میرا نام خواجہ توانگر ہے اور مین رہنے والا بصرے کا ہون خاص و عام مجھکو خواجہ توانگر بصری کہتے ہین مین فی زمانہ ان سے ہمراہ لشکر حمزہ صاحبقران یہان آیا ہون مین بھی اسوقت ایک لعل بدخشان نہایت خوشرنگ و گران قیمت لندھور کو فقط دکھانے کے واسطے لیے جاتا ہون ہر چند کہ بادشاہ ہندوستان ہے لیکن اس لعل کی قیمت نہ دلسکیگا سوداگرون نے باشتیاق تمام کہا کہ ذرا خواجہ توانگر وہ لعل ہمین بھی دکھلا دیجیے خواجہ عمرو نے اپنی کمر سے ایک ڈبیا نقرئی نکالی اور اُس ڈبیا کو کھولکر ایک لعل خوشرنگ جسکا وزن بندرہ بیس مثقال کا تھا نکالا اور اُن سوداگرون کو دکھایا جسوقت سوداگرون نے اس لعل کو دیکھا حیرت سے عجب رنگ ہوا مانند سنگ بیحس و حرکت ہو گئے ایک دوسرے کی طرف دیکھکر اشارہ سے کہنے لگا کہ فی الواقع کیا لعل ہے سوائے اس لعل کے ہم نے آجتک ایسا لعل کبھی نہین دیکھا نہین معلوم یہ لعل خواجہ توانگر کے ہاتھ کیونکر آیا قیمت اس لعل کی خراج ہفت اقلیم سے بھی زیادہ ہے جب سوداگر اسکو بخوبی دیکھ چکے اور باہم اشارہ سے گفتگو کر چکے اسوقت لعل نذر کرکے خواجہ توانگر کو دیکر پوچھنے لگے کہ یہ لعل خوشرنگ و گران سنگ آپ کو کہان سے ملا فی الحقیقت کیا اچھا لعل ہے بیشک اسکی قیمت خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کسی طرح نہ دیسکیگا خواجہ توانگر نے مسکرا کر کہا کہ مین نے زمانہ شباب سے اب تک ہزار ہا ملک دور و دراز کے سفر کیے ہین صدہا بیابان وحشت انگیز و صحرائے ہولناک خیز مین گذرا ہوا ہر ایسے ایسے مین نے عجائب و غرائب ہر ایک سفر مین دیکھے ہین کہ اگر مین تم سے ایک سفر دریا کا احوال بیان کرون تو تمکو

کسیطرح یقین نہو اور یہ لعل مجکو سفر بدخشان میں دستیاب ہوا تھا آجتک کوئی بادشاہ اور شہنشاہ اس لعل کی قیمت نہ دلیکا تاجرون نے تقریر خواجہ توانگر کی سنکے کہا بیشک آپ نے ہزار ہا سفر کیے ہونگے اور ہم سے زیادہ آپ نے عجائبات دیکھے ہونگے اور یہ لعل بھی آپکو بدخشان ہی سے ملا ہوگا القصہ تاجران مذکور خواجہ توانگر سے باتین کرتے ہوئے آہستہ آہستہ راہ طے کرتے ہوئے در شاہی تک پہونچے اور قریب در دولت ایک جگہ ٹھہر کے دربانون سے کہنے لگے کہ ہم سب تاجر ہین راہ دور و دراز سے آئے ہین ممالک مغرب کے چند در چند اشیاے نادر و نایاب لائے ہین تم خسرو ہندوستان سے ہمارے حاضر ہونے کی خبر کردو دربانون نے سوداگرون کی گفتگو سنکے فی الفور عرض بیگیون سے کہا ایک عرض بیگی نے روبروے خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کے جاکر اسطرح دعا و ثناے شاہی بجا لاکر خدمت بادشاہ عالیجاہ مین عرض کیا نظم

دہر مین بجہانی رہے جبتک جاری
جب تلک لعل صدف مین بنے قطرہ گوہر
فرق پر تیرے رہے تاج شہی کو عزت
جب تلک فکر سخنور کرے پیدا گوہر
شتغلہ ہو کف ہمت کا تہنا نہیں ہر دم
تاج ہو جلوہ دہ آب صفا گوہر
جبتک قطرۂ نیسان کی صفت ہے شہا
شہر اسکے دہن پاک مین بھرتا گوہر
شہریار یکتاے روزگار کا قیامت

تک اقبال کم نہو اور طلوع و غروب ماہ و مہر تک دولت کا زوال نہو اسوقت چند تاجر ممالک دور و دراز سے لعل و گوہر و دیگر اشیاے نادر و نایاب لیکر براے آستان بوسی در شہریار فلک اقتدار بر بہ اشتیاق تمام حاضر ہوئے ہین امیدوار باریابی ہین خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان نے عرض عرض بیگی کی سنکے حکم دیا کہ ایک تاجر جو سب سوداگرون مین لائق و فہیم ہو کل تحائف عجائب لیکر ہمارے سامنے حاضر ہو اور سب سوداگر در دولت پر ٹھہرے رہین عرض بیگی یہ حکم لندھور سے سنکے در دولت پر آیا اور سوداگرون سے مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ بادشاہ کشور گیر گردون سریر کا یہ حکم ہے کہ تم مین سے ایک شخص جو لیق و ہوشمند ہو جملہ اشیاے ممالک جو لائق ہمارے ہون لیکر دربار مین آئے اور باقی جملہ سوداگر در شاہی پر حاضر رہین تاجران مذکور عرض بیگی کی گفتگو سنکے باہم کہنے لگے کہ کس شخص کو دربار شہریار مین بھیجین خواجہ توانگر نے کہا اگر مناسب ہو تو مجھی کو دربار بادشاہ فلک بارگاہ مین بھیجو تاجرون نے کہا بہتر ہے آپ ہی دربار مین تشریف لیجائیے ہمارے جانے سے آپ ہی کا جانا بہتر ہے کیونکہ بہ نسبت ہمارے آپکو زیادہ تر بادشاہون کے دربار مین جانے کا اتفاق ہوا ہوگا علاوہ اسکے ہم سب سے زیادہ آپ عقلمند اور بزرگ ہین تاجرون نے یہ کہکر کسی تاجر نے خواجہ عمرو کو درج زر آبدار دیا اور کسی سوداگر نے لعل و یاقوت دیئے کسی تاجر نے تشتیان الماس اور ہیرے کی دین اور کسی سوداگر نے تاج جواہر نگار دیا اور سب نے اپنے مال کی قیمت خواجہ توانگر سے کہدی کہ اس قیمت تک ہمارا مال جواہر بیچ ڈالیے گا اور اگر قیمت مذکور سے شہریار کم قیمت دے تو ہرگز نہ بیچیے گا خواجہ توانگر ہر ایک شخص کے مال کی قیمت بخوبی سنجھکے دربار شہریار لندھور مین گئے خواجہ توانگر نے دیکھا کہ خسرو ہندوستان بصد شوکت و شان تاج شہریاری سر پر رکھے ہوئے پوشاک نادر پہنے ہوئے سریر حکومت پر بیٹھا ہے گرد امرا اور روسا و پہلوانان وغیرہ کرسیون اور زرنگارون پر بیٹھے ہین دربار مانند دربار جمشید و خسرو کے آراستہ ہے خواجہ توانگر نے مجراگاہ پر کھڑے ہوکے موافق قاعدہ کے مجرا کیا اور اس طرح ثنا سے بادشاہ مین درج دہن کو وا کیا نظم

اختری ہمت والا ہوئی جب تیری
نظر آنے ہین جہان مین تہ و بالا گوہر
در فشانی کا یہ عالم ہے کہ ہر کوچہ مین
بدلے خرمہرہ کے محتاج نہ لیگا گوہر
آبرو سمجھتے جو ہے خاک انتینون کو کبھی
لعل بھی دیکھے عدن مین نہین ملتا گوہر
نیم لحظہ بھی نہو دست سخا کو کافی
صورت ذرہ نظر آتے ہین صدہا گوہر
بے نیاز نہ جو تو حباب دریا دیکھے
صاف بجلے ہر اک ذرہ صحرا گوہر
بحر و نیسان سے کوئی تیری سخا کو پوچھے
ہمہ تن گر بنین کونین کے دریا گوہر
اگر یہی ہمت و بخشش ہے تو بازاری سے
کم ہو اک قطرۂ شبنم سے زیادہ گوہر

پرتو عارض روشن جو دکھائے اعجاز
سوسن غنچۂ نسرین ہو شگفتہ گوہر
قطرہ ہائے عرق چہرہ سے نادم ہوویے
دیکھنے ہر کرمی شب کو رہین اعمی گوہر
دیکھے تو گر نگہ گرم سے ہنگام غضب

دم نظارہ ہوا کے دیدہ کا بینا گوہر
رنگ رخ رعب سے ایسا ہو دم رزم سفید
جیب رہے جا کے تہ دامن دریا گوہر
اسقدر ہو سر مظلوم پہ دست رحمت
گھلے ایسا کہ ہو سیماب کا ٹکڑا گوہر

داشتہ عدل سے گر عقدہ کشائی تو کرے
کھینچے قطرۂ خون تن اعدا گوہر
دیدۂ کور کو گر خاک کف پا سے ملے
رکھتے ہین گردیتیمی کی تمنا گوہر

جب خواجہ تونگر تعریف بادشاہ ہند کی کرچکا خاموش ہو کر کھڑا رہا لندھور نے نہایت خوش ہو کر ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا خواجہ تونگر تسلیم کرکے کرسی پر بیٹھے لعل وگوہر والماس وغیرہ تو نہ دکھائے لیکن تاج جواہر نگار دکھایا لندھور نے تاج کو پسند کرکے قیمت پوچھی خواجہ نے فرد قیمت تاج کی پیش کی لندھور نے فرد کو جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ قیمت تاج کی تین لاکھ روپیہ ہین چونکہ تاج مذکور مین گوہر آبدار اور جواہر بیش بہا نصب تھا اور نہایت خوشنما تھا اس وجہ سے لندھور نے تاج کو پسند کرکے داروغہ جامہ خانہ کو طلب کرکے وہ تاج اسکو دیا اور فرمایا کہ لاکھ روپیہ کی اشرفیان اس سوداگر کو دلوا دو داروغہ جامہ خانہ اس تاج کو لیکر چلا اور خواجہ تونگر سے کہنے لگا کہ دربار سے اٹھکر باہر چلو اور سب سوداگرون کے سامنے لاکھ روپیہ کی اشرفیان لیلو خواجہ تونگر یہ تقریر داروغہ جامہ خانہ کی سنکے خیال کرنے لگے کہ اگر قیمت تاج کی داروغہ نے روبرو تاجرون کے مجکو دی تو کچھ بھی میرا فائدہ اور نفع نہوا تاجر تمام اشرفیان لے لینگے اور مجکو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ دینگے جو ہمارا مدعا ہے وہ حاصل نہوگا یہ خیال کرکے خواجہ تونگر بیتاب وبیقرار ہوکے کرسی سے اٹھے اور لندھور سے کہنے لگے کہ اے شہریار عادل ومنصف یہ امر تو خلاف عدل ہے کہ قبل قیمت دینے کے داروغہ نے تاج لیلیا ہے اور دیکھے لیے جاتا ہے مین حضور ہی کے روبرو حاضر ہون بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ داروغہ جامہ خانہ قیمت تاج مجکو نہ دیگا اور نہین تاج لے لیگا پس بایں وجہ مین امیدوار ہون کہ حضور داروغہ سے تاج مجکو دلوادین جسوقت داروغہ سے مجکو تمام وکمال اشرفیان وصول ہو جائینگی اسوقت مین تاج داروغہ کو دیدونگا خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان خواجہ تونگر کی گفتگو سنکے اور بیتابی وبیقراری دیکھکے مسکرایا اور خواجہ تونگر سے کہنے لگا اے خواجہ تم پریشان خاطر نہو مین تمکو داروغہ سے ابھی تاج دلوائے دیتا ہون جب داروغہ تمکو اشرفیان لاکھ روپیہ کی دلوادے اسوقت تم اسکو تاج دیدینا اے خواجہ تو نگر آگاہ ہو کہ مین کسی اعلی اور ادنی پر ظلم وجبر نہین کرتا اور نہ یہ چاہتا ہون کہ میرے عہد مین کوئی ظالم کسی پر ظلم کرے لندھور نے یہ کہکے داروغہ جامہ خانہ سے خواجہ تونگر کو تاج دلوادیا جب خواجہ تونگر کے ہاتھ مین تاج آیا دل مضطر کو قرار آیا ہوش درست ہوئے داروغہ نے کہا اے خواجہ تونگر بصری اب آؤ اور لاکھ روپیہ کی اشرفیان لیلو تاج میرے حوالہ کرو خواجہ تونگر بصری اٹھے اور ہمراہ داروغہ خزانچی کے پاس آئے خزانچی نے بموجب حکم خسرو ہند داروغہ جامہ خانہ کو لاکھ روپیہ کی اشرفیان دین داروغہ نے خواجہ تونگر سے کہا کہ تاجرون کے پاس چلو اور اشرفیان لیکر تاج مجکو دو خواجہ تونگر نے کہا تاجرون کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے ان اشرفیون کو اس حجرے مین رکھدو مین لیلونگا داروغہ نے حجرے مین اشرفیان رکھدین خواجہ تونگر حجرے مین گئے اور تمام وکمال اشرفیان لیکر فی الفور حجرے سے باہر نکل آئے جب داروغہ جامہ خانہ نے دیکھا کہ خواجہ تونگر جسطرح حجرے مین گئے تھے اسی طرح چلے آئے اشرفیان لیکر حجرے سے باہر نہ آئے اسوقت متحیر ہو کر داروغہ نے پوچھا اے خواجہ بصری تم نے اشرفیان کیون نلین خواجہ تونگر بصری نے جواب دیا علاوہ بڈھے سے لاکھ روپیہ کی اشرفیان اٹھینگی مجکو تو اپنا چلنا دشوار ہے تم نے اشرفیان حجرے مین رکھوادی ہین مین نے جاکر حجرے مین دیکھ لین ہین اب مین اپنے ملازمون کو طلب کرکے اشرفیان اٹھوا لیجاؤنگا میرا اطمینان بخوبی ہوگیا اب تم تاجرون کے پاس چلو انکے روبرو مین تمکو تاج دیدون اور یہ بھی انسے کہدون کہ تاج لاکھ روپیہ

کو بکا ہی کیونکہ یہ تاج جواہر نگار انھین تاجرون کا ہی داروغہ خواجہ کے ہمراہ تاجرون کے پاس گیا جب خواجہ تونگر بصری در دولت سے باہر چلے آئے تاجرون سے کہنے لگے کہ یہ تاج لاکھ روپیہ کو بکا ہی ابھی اشرفیان لاکھ روپیہ کی ایک حجرے مین رکھی ہین اگر تمھارا دل چاہے تو تم اس تاج کو بیچو اور نہ دل چاہے تو نہ بیچو اس سوداگر نے کہ جسکا تاج تھا خوش ہوکر کہا کہ ای خواجہ اگر آپ نے لاکھ روپیہ کو تاج بیچ ڈالا ہی تو خیر تاج دے دیجیے اشرفیان منگوا لیجیے خواجہ تونگر نے کہا اچھا اشرفیان وہان سے اپنے آدمیون کو بھیجکر اٹھوا لومین داروغہ کو تاج دیدونگا سوداگر نے اپنے چند ملازم واسطے اشرفیان لے آنے کے بھیجے ابھی اُن سوداگرون نے جنھون نے لعل و گوہر و یاقوت وغیرہ خواجہ کو دیے تھے اپنے جواہر کے بارے مین خواجہ تونگر سے کچھ نہ پوچھا تھا اور اشرفیان حجرے سے ملازمان مذکور لیکر نہ آئے تھے داروغہ جامہ خانہ کھڑا ہوا تھا خواجہ تونگر کے ہاتھ مین تاج تھا ناگاہ خواجہ تونگر نے سر اپنا سوے آسمان بلند کرکے کہا دیکھنا کس زور و شور سے آندھی سیاہ آتی ہی گرد و غبار کسقدر بلند ہی ابھی نظر آتا ہی ہوا سے تند چلا ہی چاہتی ہی یقین ہی کہ اس آندھی مین ہزارہا درخت جڑ سے اکھڑ کے گر پڑینگے مکان بلند بھی گر جاوینگے لاکھون چرند و پرند مر جاوینگے جو لوگ میدان مین ہونگے کثرت باد تند سے اُڑ جاوینگے اب ہم سب بھی تھوڑے دیر مین گرد و غبار ہوگا کپڑے میلے ہو جاوینگے یہ تاج بھی آلودہ گرد و غبار ہو جائیگا بس یہان ٹھہرنا لازم نہین ہی آندھی قریب ہی آ چکی ہی جہانتک ہو سکے بھاگو مین تو بھاگتا ہون خواجہ تونگر بصری نے یہ کہکے تاج کو اپنی کمر مین رکھا اور ایک سمت بھاگ گیے چونکہ داروغہ جامہ خانہ اور جملہ تاجر جانب آسمان دیکھ رہے تھے اور خیال کر رہے تھے کہ کہین بھی آندھی آنے کے آثار پائے نہین جاتے ہین اب جو خواجہ تونگر بے اختیار بھاگے داروغہ اور تاجرون نے خواجہ تونگر سے آواز بلند کہا کہ ای خواجہ آندھی نہین آتی ہی کیون بھاگتے ہو ٹھہر جاؤ تاج دیتے جاؤ ہر چند کہ خواجہ تونگر نے آواز ہر ایک تاجر کی سنی اور داروغہ جامہ خانہ کی صدا کان مین پہونچی مگر ذرا بھی نہ ٹھہرے اور کچھ جواب نہ دیا بلکہ عوض ٹھہرنے کے اور زیادہ بھاگے اتنی دیر مین ملازمان سوداگر مذکور باہر آئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم حجرے مین گئے تھے وہان تو نام و نشان بھی اشرفیون کا نہین ہی تاجران مذکور اور داروغہ جامہ خانہ یہ گفتگو اُن آدمیون کی سُنکے نہایت پریشان خاطر ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یہ کوئی فریبی اور مکار ہی تاج و جواہر و اشرفیان لیکر بھاگا جاتا ہی اسے گرفتار کرنا چاہیے یہ خیال کرکے تاجران مذکور بفریاد و فغان خواجہ تونگر کے پکڑنے کو دوڑے در دولت پر جو شور و فغان بلند ہوا خسرو ہندوستان نے متحیر ہوکے اہل دربار کو حکم دیا کہ جلد جاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون لوگ نالہ و پکار کرتے ہین ان پر کسی نے کیا ظلم کیا ہی جو روتے ہین کہ لندھور ابھی یہ اہل دربار سے کہ رہا تھا کہ داروغہ جامہ خانہ دربار مین پہونچا اور دست بستہ اسطرح عرض کرنے لگا کہ خواجہ تونگر اشرفیان اور تاج اور جواہر لیکر بھاگا جاتا ہی چونکہ سوداگرون ہی کا تاج و جواہر اسکے پاس تھا اسوجہ سے جملہ تاجر نالہ و پکار کرتے ہوئے اسکے پیچھے ابھی دوڑے گئے ہین لندھور یہ خبر داروغہ جامہ خانہ کی سُنکے خیال کرنے لگا کہ اگر خواجہ تونگر کو خود گرفتار کرونگا اور اُس سے تاج و جواہر وغیرہ لیکر ان تاجرون کو حوالہ کردونگا اور خواجہ تونگر کو اس جرم کی سزا دونگا تو پھر کوئی تاجر میرے ملک مین کبھی نہ آئیگا اور یہ خبر اور ممالک مین پہونچیگی میری رسوائی ہوگی نا انصافی میری مشہور جہان ہوگی غرض لندھور اسی طرح کے خیالات کرکے اور خواجہ تونگر پر غضبناک ہوکے فوراً تخت سے اٹھا چونکہ شبرنگ ہندی زین و لجام سے آراستہ در دولت پر کھڑا ہوا تھا لندھور جلد تر دربار سے اٹھا در دولت پر آکر مرکب مذکور پر سوار ہوا اور خود واسطے گرفتاری خواجہ تونگر کے چلا اور گھوڑے کو عقب خواجہ تونگر دوڑایا مرکب طرارے بھرتا چلا **نظم**

کیا لکھوں تعریف اُس اسپ صبا رفتار کی

توسن اندیشہ بھی درماندہ مانند غبار
نعل دیکھ کے دیکھکر جلوے یقین ہو دم کو مہ

وہ سبک خیزی مین جسم ہو پر کہ جو بانو
ہین ہلال اور بدر جوش آرزو مین ہالہ فاز

خواب راحت مین اُسکے فرق آئے نہ بہا
گرد گد اسے گر خیال تیز رفتاری اُسے

کام اول مین ابد پاے ازل کا اعتبار	یہ جہان تنگ وسعت قابل جولان کمان	عزم جنبش سے کرے طی عرصہ روزشمار

جب لندھور مرکب کو جولان کرکے بہر گرفتاری خواجہ تونگر روانہ ہوا فوراً ستپال ہندی عم نامدار لندھور و دیگر سرداران ہی
بھی مسلح ہوکر مع لشکر عقب لندھور روانہ ہوئے خزانچی بھی جسنے اشرفیان دی تھین ہمراہ لشکر چلا جب خواجہ تونگر نے
پیچھے مڑکے دیکھا کہ لندھور میرے گرفتار کرنے کو آتا ہی اور تاجر بھی روتے پیٹتے دوڑتے ہوے چلے آتے ہین خواجہ تونگر
زیادہ تر بھاگے بھاگتے بھاگتے خواجہ قریب دریا پہونچے دیکھا کہ دریا حائل ہی کسی طرف راستہ بھاگنے کا نہین ہی اُسوقت
خواجہ تونگر نے خیال کیا کہ اگر دریا مین کودونگا تو ضرور ہلاک ہوجاؤنگا اور اگر ٹھہر جاؤنگا تو لندھور قریب آگیا ہی گرفتار کرلیگا
نہین معلوم کس طرح سے پیش آئیگا یقین ہی کہ مجکو مار ڈالیگا سر تیرا تیغ تیز سے کاٹ لیگا روح جسم سے ایکدم مین تڑپ کے
نکل جائیگی لاش بے گور وکفن پڑی رہیگی یہان کوئی لاش پر رونے والا بھی نہین ہی کون لاش بے سر کو دفن کریگا کون
قبر بنائیگا کون فاتحہ خوانی کریگا خواجہ تونگر نے یہ خیال کرکے اور نہایت مضطر و پریشان ہوکر چہار جانب دیکھا سوا
ایک مکان خام کے عنقریب کنارہ دریا کچھ نظر نہ آیا خواجہ تونگر بمجبوری جسبت کرکے اُس مکان مین گئے دیکھا کہ
ایک شخص ننگا فقط دھوتی باندھے ہوے چکی مین گیہون پیس رہا ہی مکان مین ایک ایسا حوض ہی کہ مثل ایک مختصر
تالاب کے ہی جسوقت خواجہ تونگر مکان مذکور مین پہونچے وہ شخص جو چکی مین گیہون پیس رہا تھا خواجہ کو دیکھکر
پوچھنے لگا میان صاحب آپ میرے گھر مین کیون چلے آئے اسقدر گھبرائے ہوئے آپ کیون ہین خواجہ تونگر نے کہا
ارے بھاگ جلدی بھاگ قضا تیری آگئی اب کوئی دم مین تو مار ڈالا جائیگا مجکو تیرے حال پر رحم آیا اسوجہ سے تجکو
اطلاع دینے کے واسطے تیرے مکان مین چلا آیا آسیابان یہ تقریر خواجہ تونگر کی سنکے اُٹھ کھڑا ہوا اور خوف جان سے کانپنے
لگا اور دست بستہ کہنے لگا میان صاحب کون مجکو مار ڈالیگا مین نے تو کسی کی کوئی خطا اور تقصیر نہین کی ہی دو شب و روز گیہون
اس چکی مین پیسا کرتا ہون اور جسقدر اجرت گیہون کے پیسنے کی ملتی ہی اُسمین مین اپنی اوقات بسر کرتا ہون مجھے تو کسی
سے دشمنی اور عداوت نہین ہی ناحق مجھ غریب و محتاج کو کون قتل کریگا خواجہ تونگر نے کہا کہ اصل حال یہ ہی کہ فی زمانہ
بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان نے ایک خواب پریشان دیکھا ہی اور حکما اور عقلا کے روبرو اُس خواب
کو بیان کیا ہی اور حکما و عقلا نے اُس خواب کی یہ تعبیر دی ہی کہ آج کل شہریار پر کچھ نہ کچھ آفت و بلا آنے والی ہی اگر شہریار
کسی ایسے شخص کو قتل کرین جو آسیا کو گردش دیتا ہو اور گیہون وغیرہ پیستا ہو اور اُسکے سر کے پوست سے ایک
چھوٹا سا نقارہ بنوائین اور اپنے ہاتھ سے اُس نقارے کو بجائین تو بہ صحت و عافیت رہین اور جو بلا و آفت آنے والی ہی
اُس سے محفوظ رہین خسرو ہندوستان نے یہ تعبیر خواب حکما و عقلا سے لیکر حکم دیا تھا کہ کسی ایسے شخص کو تلاش کرکے
اور اُسکو جلد قتل کرکے اُسکے سر کے پوست کا نقارہ بنایا جاے اب کسی شخص نے تیرے آسیا گردانی کے حال سے بادشاہ کو
اطلاع دی ہی بس کچھ سوار اور پیدل اور جلاد خنجر بکف اسوقت واسطے تیرے قتل کرنے کے چلے آتے ہین یقین ہی کہ ابھی
سوار اور پیدل آکر تجکو گھیر لینگے اور جلاد تیرا سر کاٹ کے لیجائیگا جب یہ مفصل حال اُس بیچارہ نے سنا بے اختیار
رونے لگا جان جانے کے خوف سے خون جسم مین خشک ہوگیا چہرہ کثرت رنج سے زرد ہوگیا خواجہ تونگر نقلی کے کہنے
پر یقین کرکے اور موت کا خیال کرکے زمین پر گر پڑا اور نہایت مضطر اور بیتاب و بیحواس ہوکے تڑپنے لگا اور خواجہ سے اُسی
عالم بیقراری و اشکباری مین پوچھنے لگا کہ مین کہان بھاگ کے جاؤن کیونکر اپنی جان جلاد سے بچاؤن کیا تدبیر کرون کہ
قتل نہ ہون خواجہ تونگر نے کہا تو اسقدر کیون روتا ہی اور اس درجہ ناحق مضطر ہی تدبیر تیری جان بچنے کی سہل ہی جلد
اپنی دھوتی کھول کے مجکو دیدے مین تیری طرح چکی مین گیہون پیسون اور تو اسی حوض مین اُترکے اور غوطہ مار کے

چپکا بیٹھا رہ جب سوار اور پیدل اور جلاد یہان آئینگے اور مجھسے پوچھینگے مین کہدونگا کہ وہ یہان نہین رہتا ہی سوار وغیرہ
تجکو نہ دیکھکر چلے جائینگے جسوقت اُس غریب نے یہ تقریر خواجہ کی سُنی فوراً خوش ہوکر اور دعائین دیکر جلد تر اپنی دھوتی
کھول ڈالی بالکل ننگا ہوگیا خواجہ نے اُسکی طرف سے مُنھ پھیر لیا جب وہ دھوتی اپنی کھول کے زمین پر رکھ چکا اور
بموجب کہنے خواجہ کے حوض مین جاکر اور غوطہ مارکر بیٹھ رہا اُسوقت خواجہ تونگر نے اپنے لباس کو اُتار کے وہی دھوتی
باندھی اور صورت اپنی جلد تبدیل کرکے چکی مین گیہون پیسنے لگے اور گیت گانے لگے ناگاہ لندھور بھی گھوڑے سے اُتر کے
گھر مین آیا کیونکہ لندھور نے دور سے دیکھا تھا کہ اسی گھر مین خواجہ تونگر بھاگ کے پوشیدہ ہوا ہی غرض جب لندھور
اُس مکان مین داخل ہوا دیکھا کہ ایک شخص نوجوان سیاہ فام شکستہ حال چکی مین گیہون پیس رہا ہی لندھور نے پوچھا
اے شخص تیرے مکان مین ایک ضعیف آدمی ابھی بھاگ کے آیا ہی سچ بتا وہ کہان مخفی ہی خواجہ تونگر جو چکی پیس رہے تھے
بجواب لندھور کہنے لگے کہ ابھی ایک بڈھا گھبرایا ہوا میرے مکان مین گھس آیا تھا ہرچند مین نے کہا کہ میرے گھر سے
چلا جا لیکن حضور وہ بڈھا نہ گیا اور شاید حضور ہی کے خوف سے اس حوض مین اُتر کے اور غوطہ مار کے بیٹھا ہوا ہی لندھور
نے یہ گفتگو سُنکے فوراً عالم غصہ مین لباس اپنے جسم سے اُتارا اور مصنوعی آسیابان سے کہا کہ اگر تیرے پاس کوئی لنگی ہو تو
مجکو دیدے گیہون پیسنے والے نے جلد اُٹھکے ایک لنگی مثل تسالی باف کے رنگی ہوئی دی لندھور نے لیکر وہ لنگی
باندھی اور لباس اُتار کے ادھر اُس حوض مین جو بمنزلہ تالاب تھا اُتر کے غوطہ مارا اور خواجہ تونگر کو حوض مین ڈھونڈھا
شروع کیا ادھر خواجہ عمرو نے جو خواجہ تونگر بنکر دربار مین گئے تھے اور اب آسیاگردانی مین مشغول تھے اسلحہ اور پوشاک
اور تاج وغیرہ اُٹھا کے جلد تر نذر زنبیل کیئے فقط ایک تلوار نذر زنبیل نہین کی اور جلد تر شکل اپنی تبدیل کی اتنے مین
اُس مکان کے دروازہ پر شہپال ہندی اور اکثر سرداران نامی وغیرہ آکے ٹھہرے خواجہ عمرو نے اُس مکان سے
باہر نکل کے شہپال ہندی وغیرہ سے کہا کہ مین اس مکان مین رہتا ہون مین نے خواجہ تونگر کو گرفتار کرادیا ہی
شہریار نے اپنی تلوار مجکو دیکر فرمایا ہی کہ ہمارے خزانچی کے پاس جاکر یہ تلوار ہماری دکھا کر ہزار روپیہ لے لیں آپ
سب صاحبون مین خزانچی شہریار کے کون ہین یہ تلوار شہریار کی دیکھکے ہزار روپیہ مجکو دیدین اور یہ تلوار مجسے اگر
دل چاہے تو لے لین چونکہ خزانچی بھی ہمراہ سردارون کے آیا تھا اُسنے لندھور کی تلوار کو دیکھکے فوراً ہزار روپیہ خواجہ
عمرو کو دیدیئے خواجہ عمرو روپیہ لیکر خیال کرنے لگے کہ اب یہان ٹھہرنا بیکار ہی یہ خیال کرکے وہان سے بعد تعجیل
حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین چلے اور قطع راہ کرکے بارگاہ حمزۂ صاحبقران مین داخل ہوئے حمزۂ صاحبقران
نے پوچھا ہی خواجہ آج تو تم جلدی سے چلے آئے اسکا کیا باعث ہی خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ مین دولتسرائے لندھور
پر گیا تھا آج لندھور کسی وجہ سے برآمد نہین ہوا ناچار ہوکے مین چلا آیا حمزۂ صاحبقران یہ تقریر خواجہ عمرو
کی سُنکے سردارون سے مخاطب ہوکے گفتگو کرنے لگے خواجہ عمرو اپنی کرسی پر بیٹھے یہان تو خواجہ عمرو بارگاہ
حمزۂ صاحبقران مین بیٹھے ہین لیکن اب حال خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کا تحریر کیا جاتا ہی کہ
جب لندھور نے لنگی خواجہ عمرو کی دی ہوئی باندھی اور حوض مین اُتر کے غوطہ لگایا لنگی جو پانی سے بھیگی فوراً
ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی کیونکہ وہ لنگی کاغذ کی تھی وہ گیہون پیسنے والا تو حوض مین ننگا بیٹھا ہوا تھا اب لندھور
بھی برہنہ ہوا ایک حمام مین دو شخص ننگے ہوئے غرضکہ جب اُس بیچارے نے دیکھا کہ کوئی شخص میری جستجو
حوض مین کررہا ہی اُسوقت اُسنے خیال کیا کہ اب مین کسی طرح جانبر نہونگا بیشک قتل کیا جاؤنگا یہ شخص جو مجکو
حوض مین ڈھونڈھ رہا ہی مجکو پکڑ کے جلاد کے حوالہ کردیگا جلاد سنگدل تیغ آبدار سے سر میرا کاٹ لیگا میرے

سر کی کھال سے نقارہ بنایا جائیگا بعد قتل ہونے کے بھی راحت میسر ہوگی کھال میرے سر کی چوب سے پیٹی جائیگی صدا نقارہ کی مثل آواز نالہ کے بلند ہوگی افسوس پوست میرے سر کا بعد میرے مرنے کے بھی ضرب چوب سے اذیت پاکر فریاد کریگا بادشاہ ہندوستان پر جو بلا آنے کو ہی وہ بلا میرے سر پر آئیگی افسوس ہزار افسوس شعر کاتب قسمت نے پیشانی میں کیا لکھا یہ تھا ✦ زینت نقارہ ہوگی میرے سر کی کھال سے ✦ الغرض اُس بیچارہ نے یہ خیال کر کے اپنے سر کو سنگ حوض سے اسقدر ٹکرایا کہ پوست سر کا جابجا سے شق ہوگیا وہ غریب سر ٹکرا ہی رہا تھا ناگاہ لندھور نے اُس بیچارے کو پکڑا اور حوض سے باہر نکالا وہ بیچارہ بوجہ خوف جان کے رونے لگا اور دست بستہ عرض کرنے لگا خداوند دیکھیے اب میرے سر کا پوست لائق درستی نقارہ نہیں رہا جابجا سے شق ہوگیا ہی اگر میرے سر کی کھال سے نقارہ منڈھا جائیگا تو ذرا بھی صدا نہ نکلیگی جو مدعا ہے بادشاہ ہی حاصل نہوگا حضور اب مجکو چھوڑ دیجیے جلاد کے حوالے نہ کیجیے بیکار مجکو قتل نہ کرائیے ہندوستان میں میرے مثل صدہا آدمی آسیا گردانی ہی مین اپنی بسر اوقات کرتے ہین اُنمین سے کسی کو ہلاک کیجیے اور اُسکے سر کی کھال سے نقارہ کی درستی کرائیے تاکہ جلد تر جو بلا اور آفت خسرو ہندوستان پر آنے والی ہی وہ دفع ہوجاے میری بھی جان بچ جاے حضور مین اب ہند سے نکل جاؤنگا اب ہندوستان مین خوف سے نہ رہونگا ہر چند کہ مین نہایت ہی محتاج ہون لیکن خداوند بھیک مانگتا ہوا فاقے کرتا ہوا اپنی جان لیکر جہانتک بھاگا جائیگا بھاگونگا اور اب ہندوستان مین ہرگز نہ رہونگا غریب پرور اپنی جان شیرین ہر ایک شخص کو عزیز ہی جب بادشاہ وقت یونہین خواب پریشان دیکھیگا اور حکماے نامعقول ایسی ہی واہیات اور بیہودہ تعبیرین دینگے تو مجھ ایسے چکی مین گیہون پیسنے والے غریب کی طرح سنگ حوادث شہریار سے پس جائینگے خداوند نعمت اسوقت کی میری بات یاد رکھیے گا اگر گیہون پیسنے والے قتل ہوجائینگے یا بھاگ کر اور کسی بادشاہ کی عملداری مین یہان سے چلے جائینگے تو خاص و عام کو بہت تکلیف ہوگی آٹا پیسا ہوا پھر کیسے ممکن نہوگا ہر ایک شخص وقت گرسنگی چنے اور گیہون وغیرہ اجناس چبالیگا بعضون کو تو اس قسم کی غذا منہضم نہ ہوگی لیکن ہزارون آدمیون کو دست آیا کرینگے پیٹ مین نفخ رہا کریگا کہانتک کوئی سکنجبین اور گلاب پیا کریگا حکما کہانتک مریضون کا علاج روز کرینگے آخر وہ بھی گیہون چباتے چباتے بیمار ہوجائینگے ہزارون بلکہ لاکھون آدمی آرد گندم کے نہ کھانے سے بے موت مرجائینگے خصوصاً امراء اور روساکی از حد بے لطفی سے زندگی بسر ہوگی خداوند آٹا عجب نعمت ہی دیکھیے میرے چکی کے منہ مین تھوڑا سا ابھی سب گیہون پیسنے کو رکھے ہین اگر حضور میرے گرفتار کرنے کو نہ آتے تو مین ابتک پانچ سیر گیہون پیس چکا ہوتا اور اجرت لیکر کچھ پکاکر کھا چکا ہوتا اب اگر قتل نہ کیا جاؤنگا تو یہ گیہون جو رکھے ہین پیسونگا اور شام تک کچھ کھاؤنگا اور اگر حضور مجکو گرفتار کر کے جلاد کے حوالے کرینگے تو یہ گیہون یونہین رکھے رہینگے اور مین بھوکا پیاسا قتل ہوجاؤنگا دنیا سے بالب تشنہ و شکم گرسنہ سوے عدم جاؤنگا لندھور نے اُس بیچارے کی تقریر سنکے اور نہایت متحیر ہوکے کہا کہ مفصل حال بیان کر مثل دیوانون کے گفتگو نہ کر سچ بتا تو کون ہی اور جو تیرے مکان مین وہ بیٹھا آیا تھا وہ کہان ہی اُسنے عرض کیا خداوند نعمت مین بیٹھا ہوا چکی مین گیہون پیس رہا تھا ناگاہ ایک ضعیف آدمی آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ تو جلد بھاگ جا تیرے گرفتار کرنے اور قتل کرنے کو سوار اور پیدل چلے آتے ہین مین نے پوچھا کس جرم پر سوار مجکو گرفتار اور قتل کرینگے اُسنے کہا خسرو ہندوستان نے ایک خواب ہولناک دیکھا ہی حکما نے تعبیر یہ دی ہی کہ اگر کسی آسیابان کے سر کی پوست سے نقارہ منڈھا جاے اور شہریار اُسکو اپنے ہاتھ سے بجاے تو جو آفت و بلا آنے والی ہی اُس سے شاہ محفوظ رہینگے پس تیرے قتل کرنے کو شاہ نے جلادون کو بھیجا ہی جلاد اور سوار آیا ہی چاہتے ہین وہ اب تجکو قتل کر کے تیرے سر کی کھال سے نقارہ تیار کرینگے بادشاہ اُس نقارے کو بجائیگا یہ سنکے

حضور مین جان کے خوف سے بے اختیار رونے لگا اور نہایت مضطر ہوا اُسوقت اُس مرد ضعیف نے مجھسے کہا کہ تو اپنی دھوتی مجھکو دیدے مین بیٹھکر تیرے گیہون چکی مین پیستا ہون تو اُس حوض مین اُترکے بیٹھ رہ جب سوار اور جلاد آئینگے مین اُنسے کچھ ایسی تقریر کرونگا کہ وہ سب چلے جائینگے تیری جان بچ جائیگی خداوند نعمت مین نے اپنی دھوتی اُتار کے اُسکو دیدی اور ننگا اسی حوض مین بیٹھا رہا حضور نے مجھکو حوض سے نکالا ہے وہ شخص نہین معلوم ہوتا ہے تقیناً وہ شخص چلا گیا میری دھوتی بھی لیگیا دیکھیے حضور مین ننگا بیٹھا ہون مفصل احوال مین نے بیان کیا اب حضور کو اختیار ہے جو میرے حق مین مناسب جانین وہ کرین لندھور نے یہ خیال کیا کہ یہ شخص سچ کہتا ہے بیشک یہ آسیابان ہے خواجہ تو نگر نہین ہے یہ خیال کرکے لندھور نے دیکھا کہ لباس میرا بھی معلوم نہین ہوتا اُسوقت لندھور نے خیال کیا کہ خواجہ عمرو خواجہ تونگر بنکر آئے تھے اور تاج اور پوشاک میری لیگئے لندھور یہ سوچ کر نہایت غضبناک ہوا اور آسیابان سے کہنے لگا کہ جلد باہر جا اور میری طرف سے میرے لشکر کے سرداروں سے کہہ کہ جلد پوشاک اور تاج اور اسلحہ لائین تاکہ مین پانی سے نکل کے لشکر حمزہ مین جاؤن اور خواجہ عمرو کو اس گستاخی کی سخت سزا دون ہر چند کہ آسیابان برہنہ تھا لیکن بموجب حکم لندھور اُٹھا اور ایک ہاتھ آگے اور ایک ہاتھ پیچھے رکھکر پس در کھڑا ہوا اور شہیال ہندی وغیرہ سے کہنے لگا کہ حضور لباس تم سے مانگتے ہین پوشاک حضور کی کوئی لیگیا ہے حوض مین کھڑے ہوئے ہین باہر پانی کے آنہین سکتے ہین شہیال ہندی نے فوراً لباس اور اسلحہ اور تاج جواہر نگار اُس آسیابان کو دیا اُسنے لندھور کو لاکر دیدیا اُسوقت حکم لندھور سے آسیابان نے منھ اپنا پھیرا لندھور پانی سے باہر آیا اور پوشاک زیب تن کرکے اور اسلحہ تن پر آراستہ کرکے تاج سر پر رکھکر اُس مکان سے باہر آیا اور سرداروں سے پوچھنے لگا کہ اس مکان سے کوئی شخص باہر آیا تھا سرداروں نے عرض کیا کہ ایک شخص تلوار حضور کی لیکر باہر آیا تھا اُسنے کہا کہ شہر ایمن اسکی نشانی سکے یہ تلوار دی ہے ہزار روپیے مجھکو دلوائے ہین پس تلوار حضور کی دیکھکر اُسکو روپیہ دیدیے گئے وہ شخص چلا گیا لندھور کو یقین ہوا کہ خواجہ عمرو ہی کا یہ کام ہے غرض لندھور نے تاجدارون کو اشرفیان دلواکر اور شبرنگ ہندی پر سوار ہوکے بقہر و غضب لشکر گاہ حمزہ صاحبقران کیطرف رخ کیا جب لندھور نے قصد چلنے کا کیا شہیال ہندی و دیگر سرداران نامی نے بھی ہمراہ رکابی کا ارادہ کیا لندھور نے کہا کوئی شخص میرے ساتھ نہ چلے مین اکیلا لشکر حمزہ صاحبقران مین جاؤنگا شہیال ہندی وغیرہ بموجب حکم ہمراہ نہ گئے لندھور نے مرکب کو جولان کیا گھوڑا اڑا ہوا چلا **اشعار**

واہ ہو جو فرہ فراک یہ جاہے	جہکے جو ذرا زمین پہ آسکے	وہ اسپ کہ صورت پری تھا	طالع مین مثل اختری تھا
صورت مین پری جہک مین ...	ذرے سے تو گہری کمان کا تیر	تصویر جو اسکی ہو سر سنگ	پروا کرے ہزار فرسنگ
		سم بد سے چار ... بہتر	خورشید ... بھی کہین ...

لندھور تو بقہر و غضب تمام شبرنگ ہندی پر دوڑاتا ہوا تلاش عمرو و لشکر امیر بالو قیر کیطرف جاتا ہے لیکن اب حال حمزہ صاحبقران لکھا جاتا ہے کہ امیر بالو قیر اپنی بارگاہ مین دنگل پر بیٹھے ہوئے ہین اور برابر اُنکے گرد بین خاقان چین نعمان بن منذر شاہ یمنی و اسد شیر گیر و اسد مار گیر و اسد اسدان و اسد بچہ گیر و کرشیت سیسرگردان و ساہزادہ سیف والیدین و سلطان عادی وغیرہ سرداران نامی بھی علی قدر مراتب ذنکلو پر بیٹھے ہین مردان لشکر اپنے اپنے مقام پر خواجہ عمرو بارگاہ حمزہ صاحبقران مین اپنی کرسی پر بیٹھے ہین حمزہ صاحبقران سرداران مذکور سے باتین کررہے ہین ... ایک ... تمام ... ہوئے روبرو حمزہ صاحبقران آئے اور اس ...

بعد دعا و ثنا کے عرض کرنے لگے	... جبتک کہا سے سر دیکل ...	شعلہ ...
... چھیکا ... ماضی ...	... زخم داغ بلبل مرہم زنگار گل	... نگاہ دو جہان مین ناوک ...

خون اعدا سے رہے سرخ دم تیغ گلگون

حضور پر نور کا اقبال بفضل رب ذوالجلال روز افزون ہو اور حال حضور کے دشمنون کا رشک وحسد سے دگرگون ہو اسوقت خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان یکہ وتنہا مرکب تیز رفتار پہ سوار ہوکر بقہر وغضب تمام جانب بندگان حضور آتا ہے باقی خیر وعافیت ہے جوسوس تو عرض کرکے چلے گئے حمزہ صاحبقران نے حکم کیا کہ لندھور کو کوئی شخص نہ روکے اگر آتا ہے تو اُسے آنے سے کوئی مانع نہو حمزہ صاحبقران نے بعد اس حکم دینے کے خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکے فرمایا اے خواجہ عمرو ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آج تم نے جاکر دربار لندھور مین ایسی کوئی عیاری کی ہے کہ لندھور بقہر وغضب تمہارے گرفتار کرنے کو یہان آتا ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ لندھور سے آپ خراج لینے کے واسطے آئے ہین اُسکو خراج دینا منظور نہین ہے اسی وجہ سے وہ آپ سے مقابلہ کے واسطے آتا ہے ہوشیار ہو جائیے میری گرفتاری کے واسطے نہین آتا ہے خواجہ عمرو یہ کہکے خیال کرنے لگے کہ اب لندھور یہان آتا ہے یہان سے چلا جانا بہتر ہے نہین معلوم لندھور یہان آکر تمھارے ساتھ کیا سلوک کریگا اور نہ جانے کس طرح سے پیش آئیگا خواجہ یہ خیال کرکے بارگاہ سے نکل کے لشکر مین چلے گئے بعد جانے خواجہ کے حمزہ صاحبقران نے سرداران نامی کو واسطے استقبال خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کے روانہ کیا اُن سردارون نے جاکر لندھور کا استقبال کیا اور ہمراہ اپنے لندھور کو بارگاہ حمزہ صاحبقران کے قریب لائے جب عنقریب بارگاہ لندھور پہونچا اسوقت حمزہ صاحبقران بھی تا سر فرش برائے استقبال تشریف لائے لندھور نے دیکھا نظم

شمع روشن جسطرح محفل مین قالب مین جان
شوکت اسلام دکھلائین اگر کفار کو
سجدون کے واسطے داؤد ثانی سرنگون
حکمران ملک جان سر دفتر دیوان دل
مشرق صبح سعادت مطلع انوار نشان
دیکھکر اوج مراتب سینۂ گردون ہے چاک
آجتک ہے کاسۂ خورشید انور زرفشان
نکہت افشانی دامان نسیم خلق سے
بلبل تصویر ہے گفتگو کو سے زبان

رہبر دین مبین ہین اسطرح بے کیف و کم
پائی پائی ہے جسکے بہ جہان سے اہل ہنگ بیان
آفت اسپکا نہ ہو لطف جان تن پرست
شوکت دین خلیل و قوت اسلامیان
باعث تسکین دل آرام جان مبتلا
واسطے نادانی کے سب سمجھے ہین اسکو کشان
عادل و محسن [illegible] بخش ظلم کاہ
[illegible] عطردان
اگر [illegible] دست دہر ہو

بارگہ مین اسطرح ہین حمزہ صاحبقران
جیسے خط استوا پر آفتاب آسمان
ذات انکی دشمن بتخانہ مانند خلیل
برق کشت شرک ابر نو بہار مومنان
آسمان بخت و دولت آفتاب برج جاہ
تحفۂ انوار خدا اوج سپہر روحانیان
پر گئی ہر اک نگاہ مہر جو دمند انکی
صاحب جود وسخا دستگیر بیکسان
گر سنے تقریر روح افزا تو فرط شوق سے
دور دوران کی طرح برہم ہو ترکیب جہان

لندھور نے چہرۂ پر نور حمزہ صاحبقران کو جو دیکھا دفعتہً ایسی محبت دل مین پیدا ہوئی کہ بے اختیار ہاتھ واسطے تسلیم کے اُٹھایا حمزہ صاحبقران نے جواب سلام دیکے اور لندھور کو لب فرش سے لاکے اپنے دست راست ایک کرسی جواہر نگار پر بٹھایا جملہ سرداران نامی بھی ڈنکون پر بیٹھے لندھور نے جواب بغور سردارون کو دیکھا تو صاف یہ ثابت ہوا اشعار + کھینچ لین تلوار گر یہ سیان سطوت فا + ربع دشمن یاس سے کھدے زمین با لقضا + سامنے جو آئے انکے ہو وہ نذر عدم + ہے انھین کی تیغ عریان جادۂ راہ فنا + بعد دیکھنے سردارون کے جب لندھور نے جانب بارگاہ نظر کی اُسوقت اپنے دل مین یہ خیال کیا شعر دیدۂ انصاف سے گر دیکھ لے یہ بارگاہ + شرمگین رفعت سے اسکی خیمۂ گردون بھی ہے + ابھی لندھور بارگاہ کو دیکھکر یہ خیال کرہی رہا تھا کہ حمزہ صاحبقران نے واسطے آراستگی بزم عشرت کے حکم دیا بمجرد حکم محفل عیش آراستہ کی گئی کہ بزم جمشیدی سے کچھ تکلفات مین بڑھگئی ساقیان مہ جبین کشتیان رنگین لیکر بزم مین آگئے پہلے حمزہ صاحبقران نے بخیال مہمان نوازی جام مئے ناب

ہر ک اپنے ہاتھ سے لندھور کو دیا لندھور یہ خلق و مروت و مہمان نوازی حمزہ صاحبقران کی دیکھکر نہایت خوش ہوا اور خیال کرنے
لگا کہ مثل حمزہ صاحبقران کے فی زمانہ کوئی شخص خلیق و مہمان نواز نہوگا غرض لندھور نے یہ خیال کر کے جام حمزہ صاحبقران
کے ہاتھ سے لیا اور نہایت مسرور ہوکر شراب پی بعد میکشی لندھور کے ساقیان گلعذار نے اہل بزم کو پیمانہ ولا جام بے گلرنگ
دینا شروع کیا ہر ایک سردار بادہ ارغوان پینے لگا خمر کی لذت سے حظ وافر اٹھانے لگا بہ گردش دستیم دور جام بادہ
گلگون ہونے لگا بادہ کشان عالی ظرف میکشی کرنے لگے ساقیان خوبرو جلد جلد جام و ساغر مین شیشون سے شراب
برسنے لگے چرخ مینائی بزم عشرت کی زیبائی دیکھکر اور متحیر ہو کر گردش ساغر آفتاب کی دیکھنے لگا اسوقت روح جمشید کی بزم
عیش و عشرت پر بار بار تصدق و نثار ہوتی تھی حمزہ صاحبقران نے اسی عالم میکشی مین حکم دیا کہ ارباب نشاط بزم عشرت
مین جلد حاضر ہون بموجب حکم ایک نازنین نہایت ہی حسین ابرو کمان قتال جہان غنچہ دہن گلبدن نرگسی چشم بناوٹ سے چہرے
پر عیان خشم الرحمہ سے پنپے کے دن گیارہ یا بارہ برس کا سن زلفین سنوارے ہوئے سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین لگاے ہوئے
دہن تنگ مین گلوری دبائے ہوئے مجلس حیران لب نازک پر لگائے ہوئے پیشواز سبز زرد رنگین پہنے ہوئے دست
دیا جا سے سنگے ہوئے سینے پر کچھ کچھ ابھار جوبن عیان آمد فصل شباب کا نشان بصد ناز و ادا نیچی نظرون سے نوجوانو
کو دیکھتے ہوئے مثل غنچہ مسکراتی ہوئی قدم ناز سے اٹھاتی ہوئی عشاق کے دلون کو مثل حنا پامال کرتی
ہوئی جوبن جوانی کا دکھاتی ہوئی جابجا کثرت ناز و ادا سے ٹھہرتی ہوئی جوانان خوبرو کو دیکھ دیکھکر اور کسی بات پر
خیال کر کے ڈرتی ہوئی بزم عشرت مین مع اپنے سازندون کے آئی اسوقت اس غیرت ماہ تابان کو دیکھکر دل ہر ایک
نوجوان کا بیتاب و بیقرار ہوگیا ہر ایک جوان اس رشک یوسف کا نقد دل سے خریدار ہوا خصوصاً لندھور بن سعدان
اس غیرت مہر درخشان کو دیکھکر بیتاب ہوگیا لیکن بخیال لحاظ حمزہ صاحبقران خاموش بیٹھا رہا اور اس نازنین کو
بنظر شوق دیکھا کیا کیونکہ وہ نازنین ایسی حسین مہر تمکین تھی

ابیات

تکلم پر تصدق بلبل باغ
تشکیل کی صبح پیشانی تھی خندان
نہونگے ایسے آہو نرگسی چشم
الف تھی ورق عارض دہن میم
ستارے تھے میان خانۂ حوت

سراپا اسکا بس علیون سے تھا پاک
چھری خنجر کٹاری تیز مژگان
کمان تھی قوس تھی شمشیر ابرو
جو گیسو لام تھے تو کان تھے جیم

تمکین ایسی کہ تھا مہتاب کو داغ
وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک
نظر تھی سحر جادو نرگسی چشم
ہلال عید تھی تصویر ابرو
گہر دندان لب لعل یمن تھے یاقوت

نازنین مذکور نے بزم مین ٹھہر کے ہر طرف جوانون کو دیکھا جسوقت پہلوان
عادی کے تن و توش اور دست و بازو پر اسنے نظر کی دیو بغیر شاخ کا جانکر ڈر گئی دست و پا خوف سے کانپنے لگے
ایک سازندے سے پوچھنے لگی یہ شخص انسان ہے یا دیو ہے سازندے نے کہا اے دل آرام کیون ڈرتی ہو خوف سے
بیکار کانپتی ہو یہ انسان ہے دیو نہیں ہے مین خوب جانتا ہون یہ حمزہ صاحبقران کا دودھ شریک بھائی ہے اسکی
مان نے حمزہ صاحبقران کو دودھ پلایا ہے دل آرام یہ تقریر اپنے سازندے کی سنکے بغور طرف پہلوان عادی
کے دیکھنے لگی اور دل مین خیال کرنے لگی اگر یہ شخص کسی عورت سے ہم بستر ہو تو ہنگام وصال اس عورت کا کیا حال ہو
یہ خیال کر کے دل آرام کے منہ مین پانی بھر آیا پہلوان عادی نے جو اس ملکۂ بے مثال یوسف جمال کو دیکھا بیتاب ہوگیا
اور خیال کرنے لگا کہ کیونکر اس سے ملکر عیش مین اٹھا کر اپنے خیمہ مین لیجاؤن مدعاے دل حاصل کرون حمزہ
صاحبقران سامنے بیٹھے ہین بزم عشرت آراستہ ہے افسوس اسوقت یہان خواجہ عمرو بھی نہین ہین اگر وہ
یہان ہوتے تو کوئی نہ کوئی تدبیر کرتے مثل دختر تخبک کے مین اس سے بھی مدعاے دل حاصل کرتا

ہرچند کہ یہ بھی ستمتن نازک بدن ہنگام وصل مرجاتی لیکن میرے دل کی حسرت تو نکل جاتی دل بیتاب کو قرار تو آجاتا دل آرام کی ہم بستری سے جان و دل کو آرام تو حاصل ہوجاتا پہلوان عادی یہ خیال کرکے یہ ابیات آہستہ آہستہ اس نازنین سے مخاطب ہوکر پڑھنے لگا ابیات

ادھر تو ہی عشرت مین ای آفتاب
ادھر تیرا عاشق پریشان ہی
خبر لے مری ورنہ مرجاؤنگا
اثر عشق صادق دکھاتا نہین

مروت کیسی ہی اے سیمتن
ادھر ہو رہا ہی مرا دل کباب
اودھر مین نگاہین تری تہ چھپان
اسی جا تڑپ کر گذر جاؤنگا

کہ تم عیش مین ہمکو رنج و محن
تجھے زلف سلجھانے کا دھیان ہی
جگر پر ادھر غم کی ہین برچھیان
تجھے کچھ مرا دھیان آتا نہین

دل آرام نے ابیات مندرجہ سنکے اور پہلوان عادی کو اپنے اوپر مائل دیکھکے نیاز و ادا شائستہ سے کہا کہ اگر مرجاؤ گے تو میرا کیا نقصان ہوگا وہ بات جسکے تم متمنی ہو کبھی نہو گی اسی حسرت مین رہو گے رنج جدائی دل پر سہو گے مین تمھارے لائق نہین ہون تمکو کوئی دیونی اپنے واسطے تلاش کرنا چاہیے دل آرام نے باشارہ چشم و ابرو یہ گفتگو کرکے اور انگوٹھا اپنا ہاتھ سے دکھا کے منھ پھیر لیا پہلوان عادی کا یہ تمام سے رہگیا حمزہ صاحبقران وغیرہ گفتگوے پہلوان عادی اور اشارہ دل آرام سے واقف اور آگاہ نہوے جب سازندے سازون کو موافق اپنی مرضی کے درست کر چکے اسوقت مثل دلہاے ناساز عشاق سازون کو چھیڑا آواز منجیرے کی اور گمک طبلے کی بلند ہوئی دل آرام نے دوپٹہ سے اپنے سینے کو اور اچھی طرح ہاتھون سے چھپا کر ناچنا شروع کیا اور تھوڑی دیر تک البیلا رقص کیا کہ دلہاے اہل بزم کو گرویدہ و مائل کر لیا بعد رقص کے دل آرام یہ غزل گانے لگی غزل

بیشتر سرمست مین رہتا ہون اکثر [illegible]
ایک کی سنتا نہین وہ بت غرور حسن مین
ایک سے رکھتا نہین قاتل ترا خنجر سراغ
اب تو آہ زیر لب بھی سنکے ہوتا ہی خفا
کیون پریشان کرتی ہی اے طبل مغز دماغ

اب تو کیا گر ساقی دوران نے ہمن ای حسین
خاک کے پتلے کا ہی عرش معلی پر دماغ
مدتون سے منگھی ہی وہ زلف عنبر [illegible]
اسقدر پامال غم ہی او بت خود سر دماغ
پوچھتے کیا ہو سر شوریدہ سودا کا حال

اور ساقی مین ملے مجھ رند کا کیونکر دماغ
دیکھتا مجھ رند کا داغ طلب کو شرد ماغ
سامنے مقتل مین جو آیا گلے سے ملگیا
ہم سے کیا کرتی ہی اے باد صبا جھگڑ دماغ
گوش گل سنتے نہین فریاد بے تاثیر [illegible]
کھاتے کھاتے سنگ طفلان ہوگیا پتھر دماغ

جسوقت یہ غزل دل آرام نے بصد ناز و ادا اور بہزار خوش گلوئی گائی ابیات سمان بندھگیا اس گھڑی اصل محل
بسیرا لگے جب لورہا تھا بلبل + درختون سے مل مل کے باد صبا + لگی وجد مین بولنے واہ وا
حمزہ صاحبقران و لندھور بن سعدان و پہلوان عادی وغیرہ جسقدر بزم عشرت مین اشخاص بیٹھے ہوئے تھے سب اس نازنین خوش گلو کی تعریف کرنے لگے اور اسکے کمال کی صفت کرنے لگے لندھور نے اس سطر بے مثال سے مخاطب ہوکر عالم نشہ مین کہا کہ اب اور کوئی غزل گاؤ دل آرام نے بموجب فرمائش و حکم یہ غزل لندھور بن سعدان سے مخاطب ہوکر شروع کی غزل

وصل کی شب شرم سے لب تک آیا راز دل
رند و شیخ حائل ہی زلف پر شکن دونون طرف
اب ہر دن سر کھلا ہی پاؤن ہین نکلے ہوے
گفتگو کرتے ہین اہل انجمن دونون طرف
تہلکے سے مسجد و بتخانہ بھی خالی نہین
جل رہی ہی قبر پر شمع لگن دونون طرف

گلفشان سینے مین ہین داغ کہن دونون طرف
اک حیا باہم رہی قفل دہن دونون طرف
آرزومند شہادت دل بھی ہی قاتل جسکا
کم ہوا تقدیر سے طول کفن دونون طرف
وصل کیسا بہر تسکین آہ کیا کرتا ہی کچھ
لوٹتے ہین راہ شیخ و برہمن دونون طرف
پھینک سا ہمرن مین یہان لٹ ہی انکے آدم

ہم وہ بلبل ہین کہ رکھتے ہین چمن دونون طرف
کہان تک اے ستمگر فریاد کیونکر جا سکے
دھیان رکھنا قاتل ناوک فگن دونون طرف
پیر کے انکے دیکھیے کیا فیصلہ ہوتا ہی آج
قاصد افسون بیان شیرین سخن دونون طرف
مرکے بھی بھڑکا ہوا ہی شعلہ داغ جگر
ایک سونہ عشق ہی آتش فگن دونون طرف

کیا تعجب پرتو رخسار آتش رنگ سے
ایک سا رکھتا ہی عالم پیرہن دونون طرف
سننے ای تسلیم کوہ و دشت مین تیرا بتا
غزل گانے لگی تو اُسوقت یہ حال تھا ابیات
سر راگ روان تھا صورت رود
دیپک نے لگائی آگ کیا کیا

کان کا سوتی سنے لعل ہین دونون طرف
اک نظر رہتی ہی گل پر اک نظر صیاد پر
خاک اُڑاتے پھرتے ہین اہل وطن دونون طرف
اُسدم تھا ہوا کا بند رستہ
ہو پالی ہو کا نگر اکہ کا سود

چھوٹ نکلا رنگ جسم نازنین پوشاک سے
دیکھتی ہی عندلیب نعرہ زن دونون طرف
دل آرام جو بزم عشرت مین بیٹھی دادو دہی
موجود تھا راگ دست بستہ
دیتا تھا مزا بہاگ کیا کیا

اُسوقت دل آرام نازک اندام بصد ناز و ادا ہر شعر کو بتا بتا کے گاتی تھی اُسوقت اہل بزم کی کثرت محویت سے عجب کیفیت تھی کوئی دل آرام کے گانے کی تعریف کر کے اور اُسکے گیسوے عنبرین اور خال رخ کو دیکھ کے بے اختیار یہ شعر زبان پر لاتا شعر + عشق گیسو مین کوئی بوسہ دو ایمان خال کا + زہر افعی کے لیے ہم سائل تریاق ہین کوئی چند نغمہ دل آرام سے وجد مین آکر مستانہ وار جھومتا تھا کوئی شخص دل آرام کی ہر تان پر بیتاب ہو کے دونون ہاتھون سے دل پکڑ لیتا تھا کوئی کہتا تھا کہ مطربہ تبارک کی اس ماہرو کے آگے کیا حقیقت ہی کوئی کسی سے کہتا تھا کہ مین تو اس مطربہ کا نقد دل سے خریدار ہون کیا خوب گاتی ہی اسکی آواز سے کان کو اچھی معلوم ہوتی ہی اسکا نغمہ سنکے دل بیچین ہو جاتا ہی کوئی دل آرام کو دیکھکے یہ کہتا تھا شعر سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے + تجھسا بیمثل طرحدار نہ دیکھا نہ سنا + غرض اسی طرح ہر ایک شخص بزم عشرت مین دل آرام کے حسن و جمال اور رقص و نغمہ کے کمال کی تعریف کرتا تھا جب دل آرام انعام کثیر لیکر بزم عشرت سے چلی گئی اور دماغ حمزہ صاحبقران کا بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسوقت حمزہ صاحبقران نے لندھور سے مخاطب ہو کے پوچھا کہ آج تمھارا آنا یہان کس وجہ سے ہوا لندھور نے جواب دیا کہ آج مین خواجہ عمرو کی تلاش مین یہانتک آیا ہون صاحبقران نے خواجہ عمرو کی جستجو کا باعث پوچھا لندھور نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کر کے کہا کہ دو مرتبہ خواجہ عمرو میرے دربار مین گئے لیکن کبھی بصورت اصلی نہین گئے کہ مین اُنکی صورت دیکھتا اور اُنکی شکل پہچانتا اب مین اُنکی اصلی صورت دیکھنے کا نہایت مشتاق ہون اگر خواجہ عمرو یہان ہون تو اُنکو بلوا سے حمزہ صاحبقران نے خدام سے فرمایا کہ جلد جا کر دیکھو اگر خواجہ عمرو لشکر مین ہون تو بلا لاؤ خدام خیمہ خواجہ عمرو مین گئے اور خواجہ عمرو کو ہمراہ لیکر بارگاہ مین حاضر ہوئے خواجہ عمرو نے لندھور کو سلام کیا اور کرسی پر بیٹھے لندھور خواجہ عمرو کے سراپا پر نظر کر کے نہایت متحیر ہوا بعد حیرت بسیار لندھور نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ آپ خواجہ سے فرمائین کہ اسوقت نے بجا کر کوئی غزل گائین حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ لندھور تمھاری نے سننے کے اسوقت مشتاق ہین لہذا تم اسوقت نے بجا کر کوئی غزل گاؤ خواجہ عمرو نے بموجب حکم حمزہ صاحبقران جوری نے کی نکالی و دہن سے ملا کر یہ غزل شروع کی غزل

شہید کرتا ہی تڑپا کے اپنے بسمل کو
کشان کشان مرے پہلو سے لیگیا دل کو
بتون کے عشق نے بے موت ہمکو مارا ہی
کیا ہی شاد کسی کے بھی آپ نے دل کو
ہمیشہ اسمین حسینون کی یاد رہتی ہی
خدا کے گھر کی طرح وقف کر دیا دل کو
وہ تیغ کھینچکے آتا ہی سخت جان ہون مین

سکھائی طرز جفا کسنے میرے قاتل کو
جو آہ قیس کی آندھی چلے تو اے لیلی
گواہ رکھتے ہین اسکا خدائے عادل کو
بیان کرتا ہون بیتابی فراق کا حال
کہون نہ منزل خوبان ہین کسطرح دل کو
یقین کاہ کا اور کہربا کا ہوتا ہی
خدا بچائے ندامت سے میرے قاتل کو

الجھ کے زلف سے وہ شوخ جرم الفت پر
کبھی نہ روک سکے پردہ ہائے محمل کو
وہ نا امید خوشی ہون کہ اُنسے کہتا ہون
سب اپنے ہاتھون سے اسوقت تھام لین دل کو
حسین جو آپ سے چاہے وہ شوق سے دیکھے
وہ زلف کھینچتی ہی اسطرح مرے دل کو
کیا ہی قتل تو ہاتھون کا بوسہ لینے دو

یہ خون بہا تو ہو دینا ضرور قاتل کو | یقین ہے اب مرے پہلو سے جائیگا نہین | ہزار طرح کے دیتے ہین ہم نشان دل کو
ہزار ضعف ہے لاحق ہمین مگر نیر | بتون کے عشق کا اب تک ہے حوصلہ دل کو | اسوقت غزل مرقوم خواجہ عمرو نے

بالحان داؤدی ڈہین گائی اسی وقت مہ ساحبان محفل کی کیفیت تھی کہ ہر شخص ایسا محو تھا کہ کچھ خبر دین و دنیا کی نہ رکھتا تھا
اور آواز نے کے مستانہ وار جھومتا تھا اور خواجہ عمرو کی تعریف کرتا تھا لندھور بھی نہایت محظوظ ہوکر بار بار خواجہ کے
گانے اور نے بجانے کی تنا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ دل آرام کے گانے کی کیا حقیقت ہے اے خواجہ عمرو تمہارا مثل و نظیر
نے بجانے اور گانے اور عیاری مین نہین ہے علاوہ لندھور کے ہر ایک شخص تعریف کرتا تھا اُسوقت اہل بزم کا یہ حال تھا

نغمون مین شراب کا اثر تھا | جو بزم مین تھا وہ بے خبر تھا | تھی ایسی غذا سے گرم محفل | مردون مین تھا شغل رقص بسمل

غرضکہ جب خواجہ عمرو گا چکے لندھور نے از حد تعریف کرکے مالا مدار یہ کا دیا اور خواجہ عمرو سے کہا کہ جو تاج اور جواہرات
تاجرون سے تم نے لیا تھا اُسکا روپیہ مین نے تاجرون کو دیدیا ہے اب وہ تاج و جواہر اور روپیہ بھی بخوشی تمکو دے دیا بعد اس
گفتگو کے لندھور نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون آپ نے مجکو اپنے خلق سے نہایت
خوش کیا وصف آپ کے خلق و مروت کا کیا کرون میری زبان قاصر ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ مین تو ایک عبد ذلیل
پروردگار ہون لائق تعریف نہین ہون بعد اس تقریر کے حمزہ صاحبقران نے لندھور سے فرمایا کہ اے دارائے ہند
مجکو یہان آئے ہوئے زمانہ چند روز کا گذرا ہے اور اب تک ہمارے اور تمہارے مقابلہ نہین ہوا ہے اور نوشیروان نے مجکو
واسطے طلب خراج ہندوستان کے بھیجا ہے بس تمکو لازم ہے کہ خراج ہندوستان نوشیروان کو دو یا مجھسے مقابلہ کرو ہر چند کہ
فی الحال ہمکو تم سے زیادہ الفت ہوگئی ہے لیکن مجبوری ہے تم سے مقابلہ کرنا ضرور ہے لندھور نے کہا خیال مقابلہ آپ دل سے
نکالڈالیے اور اس ارادہ سے باز آئیے لطف صلح مین ہے نہ کہ جنگ مین نوشیروان نے جو آپ کو مجھسے لڑنے کو بھیجا ہے لیکن
معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ کا عدو جان ہے جب وہان کسی طرح وہ آپ کو ہلاک نہ کر سکا تو اُسنے آپ کو یہان بھیجا ہے یہ اُسنے
آپ سے سخت عداوت کی ہے ہر چند کہ انسان کو لازم نہین ہے کہ اپنی تعریف آپ کرے لیکن بوقت ضرورت اپنی تعریف
خود کرنا پڑتی ہے مین وہ شجاع ہون کہ مجھسے نوشیروان کسی طرح مقابلہ نہین کر سکتا اور خراج لے نہین سکتا ہے بڑے بڑے
بہادر مجھسے ڈرتے ہین بس مین نہین چاہتا کہ آپ ایسے بہادر یکتائے روزگار اور خلق مجسم سے مین مقابلہ کرون نہین معلوم
ہنگام مقابلہ کیا ہو اگر مین آپ کے ہاتھ سے ہلاک ہوا تو ضرور آپ کو میرے قتل ہونے کا صدمہ ہوگا اور اگر آپ میرے
ہاتھ سے زخمی ہوئے تو مجکو رنج عظیم ہوگا لہذا مین امیدوار ہون کہ آپ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے انجام مقابلہ اچھا نہین آپ نوشیروان
کے پاس مجکو اپنے ہمراہ اسی طرح لیچلیے یا آپ نوشیروان کے حکم کے موافق تعمیل کیجیے یعنی مین سر جھکائے ہوئے
ہون جلاد کو بلوائیے گردن مین طوق خاردار نخلون مین خاردار لٹو بازوون پر چوڑے فولاد کے پاؤن مین بیڑیان
پہنوا کر روبرو نوشیروان کے گرفتار کرکے مجکو لیجائیے مین بخوشی راضی ہون وہ آپ سے خوش ہوگا آپ کی بات رہ
جائیگی مین وہان طوق و زنجیر وغیرہ کو اتار کر اُسکو قتل کر ڈالونگا آپ کو تخت پر بٹھاونگا ہے آپ ملکہ مہرنگار سے اپنا عقد
کرکے مدعائے دل حاصل کیجیے گا لطف حیات اُٹھائیے گا با آرام تمام سلطنت کیجیے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے
خسرو ہندوستان مین نے تم سے مقابلہ کرنے پر سر دربار نوشیروان سے وعدہ کیا ہے اور بیڑا اُٹھایا ہے بغیر مقابلہ
مین اسطرح تمکو نہ لیجاؤنگا یہ امر خلاف شجاعت ہے لندھور نے کہا کہ مین آپ سے بوجہ الفت کے مقابلہ نہین کرتا ہون
اگر آپ کو اس طور سے میرا لیچلنا منظور نہین ہے تو لیجیے اس شمشیر آبدار سے میرا سر تن سے کاٹ لیجیے اور نوشیروان
کے پاس لیجائیے حمزہ صاحبقران نے یہ تقریر سُنکے اُسکی جرات و شجاعت کی از حد تعریف کی اور سر اُسکا کثرت

الفت سے اسپ نشست سے لگایا اور فرمایا کہ تم شرائط دوستی بجالاتے ہو اور مجکو اخلاق سے ممنون کرتے ہو لیکن میری خوشی یہی ہے کہ طبل جنگ بجواؤ اور اچھی طرح مجھسے مقابلہ کرو خوبی زور آزمائی کرو لندھور نے بہ مجبوری کہا اگر آپ کی یہی خوشی ہے تو پہلے آپ طبل جنگ بجوائیے بعد اسکے مین بھی نقارہ رزمی کے بجانے کا حکم دونگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ قبل تم اپنے لشکر مین طبل جنگ بجنے کا حکم دو پیشقدمی تمہین کرو پھر مین بھی اپنے لشکر مین نقارہ جنگی بجنے کا حکم دونگا تیاری جنگ کرونگا سر میدان تمسے مقابلہ کرونگا اسوقت جو خدا چاہیگا وہ ہوگا کمی بیشی کا حال معلوم ہو جائیگا لندھور نے بہ مجبوری ارشاد حمزۂ صاحبقران قبول کیا اور حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہوکر اپنے خیمہ گاہ کی طرف روانہ ہوا اور بعد قطع راہ کے اپنی دولتسرا پر ہو نچا

داستان طبل جنگ بجوانا لندھور کا اور صف آرا ہونا اسیر بالو فیر کا اور مقابلہ کرنا مستہم زرین کفش کا لندھور بن سعدان خسرو ہندوستان سے

دلاوران میدان جدال و ہنر آزمایان عرصۂ قتال اسطرح جوہر تیغ زبان دکھاتے ہین کہ جب خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان دربار مین آکر تخت پر بیٹھا اور جملہ اہل دربار حاضر ہوئے اسوقت لندھور نے شہپال ہندی اپنے چچا سے مخاطب ہوکر کہا کہ آج مین لشکر حمزۂ صاحبقران مین بتلاش عمرو گیا تھا حمزۂ صاحبقران سے ملاقات کی یہی حمزۂ صاحبقران نہایت شجاع و بہادر ہین مجھسے بہ خلق و مروت پیش آئے اور باعزاز تمام مجکو اپنے قریب اپنی بارگاہ مین بٹھایا اور اپنے ہاتھ سے مجکو جام شراب دیا میری زبان آنکی تعریف مین قاصر ہے ہنگام رخصت انھون نے مجھسے فرمایا کہ تمکو نوشیروان نے واسطے طلب خراج ہندوستان کے بھیجا ہے یا تو خراج دو یا مجھسے مقابلہ کرو ہر چند مین نے کہا کہ اب ہمارے اور آپکے مابین ایک طرح کا اُنس ہو گیا ہے مقابلہ نہ کیجیے لیکن انھون نے نہ مانا اور یہی فرمایا کہ مجھسے مقابلہ کرو بس اب چاہتا ہون کہ آپ تخت پر جلوہ فرما ہون اور امورات سلطنت کا انصرام و انتظام کرین اور مجکو معہ کسیقدر سپہ سالاری واسطے مقابلہ حمزۂ صاحبقران کے روانہ کرین اور اسیوقت طبل جنگ بجنے کا حکم دین ہنگام سحر مین آنسے مقابلہ کرونگا لندھور نے یہ کہکر شہپال ہندی اپنے عم بزرگوار کو تخت پر بٹھایا اور آپ تخت سے اُترکر قریب تخت ایک صندلی پر بیٹھا شہپال ہندی نے تخت پر بیٹھکر بموجب کہنے لندھور کے طبل جنگ بجوایا اسوقت صدائے طبل سے یہ بات پیدا ہوتی تھی **نظم**

صدا دی طبل جنگی نے یہ ناگاہ
کہ ہون مردان شیر افگن آگاہ
اجل کا صبح ہوگا گرم بازار
مقام آیا ہے ہان خبردار
قریب آتا ہے وقت جانفروشی
جدا ہو جائیگی روحین بدن سے
دکھاؤ اپنی اپنی گرمجوشی
تنون کو زشتین ہونگی کفن سے

جسوقت صدائے طبل جنگ بلند ہوئی فوراً جواسیس لشکر اسلام بعجلت تمام خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوکر اسطرح بہزار ادب دعا و ثنا بجالاکر عرض کرنے لگے **نظم**

الٰہی خدا عالم مین ہے جسوقت تک پست و بلند
الٰہی خدا جبتک عروس دہر ہے بے اعتبار
الٰہی خدا جبتک زمین و آسمان ہین برقرار
آرزوے دل یہی ہے تیرے پہلو مین رہین
زال دنیا ہے خدا جبتک تلون دوست ہے
مطرب و چنگ و رباب و ساقی و مینا و یار

اسیر بالو فیر گردون سریر کے دشمن تیغ آبدار ہون حاسدون کے سینہ ہائے پر کینہ شمشیر سے فگار ہون اسوقت خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کے لشکر مین طبل جنگ بجا ہے لندھور کا قصد ہے کہ ہنگام سحر میدان مصاف مین آکر حضور سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہے جسوقت حمزۂ صاحبقران نے جواسیس سے سنا کہ لشکر لندھور مین طبل جنگ بجا اسوقت صاحبقران نے بھی خواجہ عمرو سے فرمایا اے خواجہ اب ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی نقارہ حرب پر چوب لگائی جاوے جو کچھ خداوند عالم کو منظور ہوگا ہنگام سحر آسکا ظہور ہوگا مجکو حق تعالی کی عنایت

توکل ہی خواجہ عمرو یہ گفتگو امیر بانوقیر کی سنکے نقارخانہ مین آئے اور نقارہ سکندری پر بسم اللہ کہکے چوب لگائی بلبت
ز نقارہ آواز آمد برون + کہ دولت دولت گردون دون + جسوقت صداے نقارہ سکندری لشکر ظفر اثر صاحبقران
مین بلند ہوئی گاوزمین تھرائی شیر فلک کا دل دہل گیا بمقتضاے ابیات + صداسے اسکی کیا کہیے کہ یکسر
ہوا اک زلزلہ روے زمین پر + ہوئے اہل جہان کے گنگ کر گوش + اڑے سر سے بہ رنگ طائران ہوش
اس شب کو فوج لندھور اور لشکر حمزہ صاحبقران مین جو جو بہادر اور دلاور تھے اور مدت سے مشتاق دیدار شاہد تیغ تھے
ان سب کو تو وہ رات گویا شب عید ہوگئی دل انکے نہایت خوش ہوئے خیال کرنے لگے کہ کل روز وصل شاہد شمشیر بران
ہی مدت سے ہمکو اسی کے وصل کا ارمان ہی ایسے معشوق قاتل کے نہ دیکھنے سے دل کو کوفت ہی آنکھین اسی کی چال
ڈھال دیکھنے کی مشتاق ہین شکر ہی کہ اب وقت سحر جلوہ معشوق شمشیر دیکھینگے سر میدان روبروے بہادران زخم
کھائینگے سراپا خون مین نہا جینگے غنچہ دل شگفتہ ہوگا گلشن آرزو مین بہار آئیگی نخل تمنا باردر ہوگا باغبان قضا گلچینی کریگا
جو گل خوشرنگ و بوے گلشن شجاعت ہین تیغ کا کھا کر مثل غنچہ مسکرا کر باغ جہان سے مانند بوے گل جائیگا مزہ لطف
حیات اٹھائیگا تا قیام قیامت نام اسکا صفحہ روزگار پر باقی رہیگا ہر ایک بہادر دنیا مین اسکی جوانمردی کی تعریف کرکے کہیگا
اگر ہم بھی میدان وغا مین زخمی ہوکر سرخرو جانب عدم جاتے تو کیا افتخار کی سند کونین مین پاتے یہ خیال کرکے اکثر
بہادرون نے نہا کر اور غسل کرکے بخیال وصل معشوقہ شمشیر بلا تاخیر پوشاک نفیس زیب تن کی پیرہن مین عطر سہاگ کا ملا آنکھو
مین سرمہ لگایا اور بہادرون سے گلے مل ملکے کہنے لگے کہ بھائیو کل وقت سحر گویا روز عید قربان ہی آج ہی گلے مل لو کل
قصاب اجل خونریزی پر کمر باندھیگا تیغ تیز سے حلال کریگا دیکھیے کون ہلاک ہوتا ہی اور کون جانبر ہوتا ہی یہ
وقت بہت غنیمت ہی بموجب بیت غنیمت جان یہ مل بیٹھنا اپس مین اے نادان + دگرگون حال ہو جاتا ہی اک دم مین زمانہ کا
بعضے تہور شعار بہادر دوہرا اپنی اپنی تیغ آبدار پر ہر چند کہ صاف تھی لیکن حریف کو جلد قتل کر ڈالنے کے خیال سے اور
زیادہ صیقل سے صاف کرنے لگے بعض بہادرون نے اپنی تلوار مین ڈورا دلوایا تا کہ حریف کی گردن کا ڈورا نہ بچے اور
رشتہ جان ٹوٹ جائے بعضون نے چار آئینے صاف کیے تا کہ جلد صورت فتح و ظفر نظر آئے اکثر بہادرون نے دستانون
کو اپنی قوت بازو سے سر بہت درست کیا کسی جری نے کسی بہادر سے کہا کہ بھائی کل حریف سے سامنا ہی دعا کرو کہ سر میدان
اگر سر بھی جائے تو قدم میدان جنگ مین بڑھکے پیچھے نہ ہٹے خداوند عالم عرصہ رزم مین ثابت قدم رکھے روبروے دلیران ذلیل
نہ کرے شجاعے نے ہنسکے کسی دلاور سے کہا صبح تو ہم بھی خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کی تلوار کے جوہر
دیکھینگے ہمنے سنا ہی کہ شاہ ہندوستان بڑا بہادر ہی اور اہل لشکر ہی اسکی فوج مین ہندی اپنے تئین نہایت بہادر
تصور کرتے ہین بے خوف و خطر میدان مصاف مین اپنے حریف سے مقابلہ کرتے ہین دلاور مذکور نے جواب دیا
کہ ہندی بھلا ہم سے کیا مقابلہ کر سکینگے ہماری تلوار کی بناہ بھی نہین ہی مریخ ہماری شمشیر زنی اور خونریزی اعداد دیکھکر
خوف سے کانپ جاتا ہی ہمارے نعرون سے دل شیر فلک کا دہل جاتا ہی اب تین پہر رات باقی ہی صبح کو دیکھنا جب
ہم سب بہادرون کی تلوارین مانند برق کے میدان جنگ مین چمکینگی اور ابر سیاہ سپر ادھر سے اٹھیگا ہر ایک تلوار
صولت برق تڑپ تڑپ کر ابر سیاہ سے گذر کے ہندیون کے خرمن جسم و جان پر اسطرح گریگی کہ تن و جان کا نام و
نشان بھی باقی نہ رکھیگی اور ہندیون کو سواے بھاگنے کے کوئی چارہ نہوگا ساری اسکی شجاعت تشریف لیجائیگی بھاگ
بھاگنے سے کوئی تدبیر انکو بن نہ پڑیگی بھاگنے مین ہزار ہا ہندی قتل ہونگے صدہا زمین پر گرکے پامال سم اسپان ہوجائینگے
ہزارون ہندی زخمی اور کشتہ ہوکر مثل ماہی بے آب تڑپینگے سیکڑون صداے نالہ و فریاد بلند کرینگے شجاعون سے

لڑنا کچھ سہل نہین ہی میدان مین قدم جما کر تلوارین کھانا کچھ ہنسی کا نوالا نہین ہی اپنے دشمن کے سامنے ٹھہرنا اور اُسکی ضرب
تیغ تیز سے بچنا البتہ دشوار ہی یہ خداوند عالم نے ہمین لوگون کو ایسا صاحب ہمت کیا ہی کہ میدان جنگ کو سیرگاہ جانتے ہین
اور زخمہاے شمشیر و تیر و نیزہ وغیرہ کو گلہاے گلشن شجاعت تصور کرتے ہین آگے قدم بڑھا کے کبھی پیچھے نہین ہٹاتے ہین تلوار
کی آنچ کو ہواے سرد و فرحت افزا خیال کرتے ہین بھاگنا حریف کے سامنے سے ننگ و عار سمجھتے ہین اور زخمی ہو کر خون
مین نہانے کو رنگ کھیلنا تصور کرتے ہین بھلا ہندی بزدل ہم ایسے شیران عرب سے کیا لڑینگے ہنگام مقابلہ دیکھ لینا بھاگ کھڑے
ہونگے کوئی صف شکن کسی تیغ زن سے کہتا تھا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی کس جری کی تیغ تیز سے کون کون ہلاک ہوتا ہی
کون زندہ رہتا ہی کون سوے عدم جاتا ہی مقابلہ حریف سخت سے ہی خدا آبرو رکھے امید ظفر بھی ہی اور خیال شکست بھی ہی
کیونکہ مشہور ہی جنگ دو سر دارد بس اے برادر دعاے فتح و ظفر خدا سے کرو یہ شب دعا و مناجات مین بسر کرو تا کہ خالق بحر و بر ہنگام
سحر ہمکو حریف پر مظفر کرے اور دامن مراد کو گوہر آرزو سے بھر دے کوئی تیر انداز گوشے مین بیٹھکر تیر زن کو ترکش مین بھرتا تھا
کمان کو سینکتا تھا اور ناوک فگنون سے چلا کے کہتا تھا کہ اے نامدارو مرنے پر لیس ہو درستی آلات حرب و ضرب کرو اپنے
دشمنون کے ہلاک کرنیکی فکر و تدبیر کرو مین توان تیرون سے اپنے حریفون کو تاک تاک کے ہلاک کرونگا حتی الامکان
اپنے دشمن کو ہدف تیر کرونگا تیر اندازی مین ذرا بھی خطا نہ کرونگا مین نے حمزہ صاحبقران کا نمک کھایا ہی حق نمکخواری
ادا کرونگا جان اپنی قدم امیر با توقیر پر قربان کرونگا ناوک فگن کہتے تھے مرحبا جزاک الله مرد میدان کارزار اور نمکخوار ایسا ہی
عزم کرتے ہین ہم بھی سرفروشی اور جانبازی کے لیے موجود ہین ذرا صبح تو ہو ہماری دلاوری میدان مین دیکھ لینا جبتک
جسم مین روح رہیگی اور دست و بازو مین قوت باقی ہی قتل حریف سے باز نہ رہینگے اکثر سوار اپنے اپنے برچھے کو دیکھ بھال کے
باہم کہتے تھے کہ یہ برچھا سینۂ حریف پر اسطرح مارینگے کہ وہ جانبر نہوگا جسوقت وہ گھوڑے سے زمین پر گریگا اپنے مرکب کو
بڑھا کر اُسکو پامال سم اسپ کرینگے اکثر بہادران نامی نشۂ بادۂ شجاعت سے مست ہو کر گرز گران سر کو اُٹھا کر اور گردش دیکر گرز زنون
سے کہتے تھے کہ ہم تو عمود گرانبار سے سر دشمن نابکار کو میدان کارزار مین شگافتہ کرینگے حریف کو پیوند خاک کر دینگے تم بھی
کہتے تھے صبح کو دیکھین ہم دشمنون کو تم سے زیادہ قتل کرتے ہین کہ تم ہم سے سوا اعداے بدکردار کو ہلاک کرتے ہو بلکہ ہم
ہین تم سے زیادہ سواران لشکر لندھور کو قتل کرینگے کیونکہ ہمارے پاس تیغ آبدار ہی اگر ہم چند ہاتھ سر اعدا پر لگا دینگے
تو چندان ہمارے دست و بازو نہ تھکینگے اور تمھارے پاس عمود گران ہی اگر تم اس گرز گرانبار سے چند حریفون کو ہلاک کروگے
دست و بازو تمھارے تھک جائینگے بہادران نامی سنکے جواب دیتے تھے کہ تمکو ابھی ہمارے دست و بازو کی قوت اچھی طرح
معلوم نہین ہی یہ دست و بازو کم قوت نہین ہین کہ تھوڑی دیر مین تھک جائین اگر تمکو کہنے کا ہمارے یقین نہین ہی تو صبح بھی
قریب ہی قوت و طاقت ہمارے دست و بازو کی دیکھ لینا اگر خدا چاہیگا تو تم سے زیادہ فوج دشمن کے سوارون کو ہلاک
کرینگے بہادران نامدار اور دلاوران ذیوقار تو ذکر کارزار اور آلات حرب و ضرب کی درستی مین مصروف و مشغول ہین لیکن
جو نامرد اور بزدل دونون لشکرون مین ہین انکی یہ کیفیت ہی کوئی تو خوف جان و جنگ و جدال سے اپنے بستر پر پڑا ہوا
کانپ رہا ہی لحاف اوڑھے ہوئے ہی دمبدم آہ و نالہ کرتا ہی جب کوئی پیدل یا سوار اُس سے پوچھتا ہی کہ بھئی کیسے ہو مزاج
تمھارا کیسا ہی آج بستر پر کیون پڑے ہوئے ہو اسقدر آہ و فریاد کیون کرتے ہو وہ جواب دیتا ہی کہ آج ہمکو تپ سردی سے آگئی ہی
تمام اعضا مین درد ہی تپ کی شدت سے اعضا مثل شمعہاے کافوری جل رہے ہین تشنگی سے حلق خشک ہی کلیجا جلا جاتا ہی
والله دہن کا تلخ ہی اعضا شکنی ہو رہی ہی گویا جسم سے جان نکل رہی ہی ضعف سے بات کرنا بھی دشوار ہی تکیے سے سر
اُٹھایا نہین جاتا کروٹ بھی بدلی نہین جاتی کیونکر اُٹھین اور تم سے بیٹھکر باتین کرین سوار اور پیدل مذکور کہتے ہین کہ لحاف

کے باہر ہاتھ تو اپنے نکالو ذرا ہم تمھاری نبض تو دیکھین یہ کیسی تپ ہے کہ ایک روز مین بلکہ پہر ہی بھر مین تمھاری یہ کیفیت ہوگئی
کہ تم سے اُٹھا نہین جاتا شام تک تو تم اچھی طرح بصحت تمام ہمارے بستر پر بیٹھے تھے ہم سے باتین کر رہے تھے جسوقت سے
کہ طبل جنگ بجا ہے اُسوقت سے تم ہمارے بستر سے اُٹھکے اپنے بستر پر آ لیٹے ہو اسوقت ہمکو معلوم ہوا کہ تمھاری طبیعت ناساز
ہوگئی ہے وہ بزدل بخیال اسکے لحاف سے ہاتھ نکال کر نبض اپنی سوارون کو نہین دکھاتا ہے کہ سوار اور پیدل نبض دیکھکر
کہینگے کہ تمکو تو مطلق تپ نہین ہے اُسوقت میری دروغگوئی ان سب پر ثابت ہوجائیگی غرض اصلاح کے خیال کر کے وہ بزدل
جواب دیتا ہے کہ بھائی اسقدر قوت نہین کہ لحاف سے ہاتھ باہر نکالون اور تمکو نبض دکھاؤن علاوہ اسکے تمکو نبض ہی دکھلانا
بیکار ہے کیونکہ تیر و شمشیر کے دیکھنے مین تو البتہ دخل ہے لیکن تم نبض کا دیکھنا کیا جانو نبض کا دیکھنا کام حکیم کا ہے تم حکیم نہین جو مین تمکو
نبض دکھاؤن بیکار سردی مین اپنے ہاتھ کیون باہر نکالون مین مثل تمھارے احمق نہین ہون کہ بس جاؤ اپنے بستر پر
بیٹھو زیادہ ہم سے گفتگو نہ کرو ہم سے بات نہین کی جاتی ہے اگر خدا چاہیگا تو صحت ہوجائیگی ورنہ بالفعل پڑے ہوئے ہین
سوار اور پیدل بیمار کی تقریر سنکے اور بے اختیار اور بے اختیار ہنسکے کہتے ہین ارے یار ہم تیری بزدلی سے خوب
آگاہ ہین جب کبھی طبل جنگ بجا ہے اور خیال حریف کا تو نے کیا ہے اسی طرح تو بیمار زبردستی اور بیکار ہو گیا ہے کیون ہم سے جھوٹھ
گفتگو کرتا ہے کہ تپ آگئی ہے اصل تو یہ ہے کہ تو لڑنے سے اور مقابلہ حریف سے ڈرتا ہے وہ بیمار کہتا ہے کہ میری بزدلی اور شجاعت ظاہر ہے دیکھو
مین ایسا جری ہون کہ تپ سے پڑ رہا ہون تم سے باتین کرتا ہون حواس میرے درست ہین تم سب کو پہچانتا ہون اور
تم سب کے نام جانتا ہون کہو تو بتا دون اگر میری طرح کسی اور کو ایسی تپ آتی تو منھ سے آواز تک نہ نکلتی بیہوش
ہوجاتا آنکھین بند ہوجاتین حواس خمسہ بجا نہ رہتے اب تک مرجاتا قبر مین دفن بھی ہوجاتا مین ہی ایسا بہادر ہون کہ اب تک زندہ
ہون اور تم سے باتین کر رہا ہون سوار اور پیدل نے ہنسکے کہا واہ واہ واہ تمھاری شجاعت و دلاوری مین شک نہین ہے تم عجیب بہادر
ہو اوندھے پڑے ہو خوف جنگ سے بید کے مانند کانپ رہے ہو اسی طرح کسی بزدل کو خوف کارزار سے مرض اسہال ہو گیا
و سپردم دست آنے لگے رنگ رخ زرد ہو گیا لب خشک ہو گئے یہ گریہ و زاری دعا کرنے لگا کہ اگر یہ جنگ صلح ہوجائے
تو عہد کرتا ہون یا پروردگار صاحب تمھارے روضہ پر چھڑیان چڑھاؤنگا کوئی نامرد کہنے لگا کہ اگر مین یہ جانتا ہوتا کہ حریف سے
مقابلہ ہوگا تو کبھی سوارون مین اپنا نام نہ لکھواتا کمر سے تلوار کبھی نہ باندھتا اب کچھ تدبیر نہین سوجھتی کیا کرون کسطرف بھاگ کے
جاؤن جان اپنی دشمنون سے بچاؤن کوئی بزدل سوار سائیس سے کہتا تھا کہ اے بھائی خبردار ذرا ہوشیار رہنا قبل
صبح ضرور میرا مرکب زین و لجام سے آراستہ کرنا ہم تو آخر شب ٹھنڈے ٹھنڈے تارون کی چھاؤن مین اپنے مکان کی
طرف یہان سے چلے جائینگے ہرگز وقت سحر تک یہان نہ ٹھہرینگے ہم بیوقوف نہین ہین کہ لشکر مین رہین اور ہنگام مقابلہ
کسی حریف نابکار کے ہاتھ سے مارے جائین مفت اپنی جان دین اسیر یا تو فقیر تو اسواسطے لڑتے ہین کہ اگر لندھور مطیع ہوگا
اور خراج دیگا تو نوشیروان کی دختر رشک قمر سے عقد ہوجائیگا شب و روز عیش و عشرت مین بسر کرینگے اور وصل مہرنگار
سے لطف بے اندازہ اٹھائینگے لندھور خسرو ہندوستان اس سبب سے لڑتا ہے کہ اسکو خراج دینا اور اطاعت قبول
کرنا منظور نہین ہے پس ان دونون کا باہم جنگ و جدل کرنا بجا و درست ہے اور ہمکو تو کسی طرح کی امید نہین اگر لڑائی
فتح ہوئی تو ہمکو کیا فائدہ ہوگا اور اگر شکست ہوئی تو ہمارا کیا نقصان ہوگا ہمکو وہی پندرہ پنس روپیہ مہینا ہو کے بعد ملینگے
پس پندرہ روپیہ کے واسطے ہم تو اپنی جان کبھی نہ دینگے سائیس نے کہا خداوند آپ سپاہی ہوکر ایسے کلمات زبان پر لاتے ہین
آپکو ایسی گفتگو کرنا مناسب نہین ہے پس اب خاموش رہیے ایسا نہو کہ کوئی جری سن لے تو باعث آپکی ذلت و رسوائی کا
ہو اگر آپ چلے جائیے گا تو جوانان لشکر آپ پر خندہ کرینگے آپکو ٹکے کو بھی نہ پوچھیگا اگر آپ ایسے ہی بزدل تھے تو کیون

رسالے مین اپنا نام لکھوایا تلوار کمر سے کیون باندھی خود سر پر کیون رکھا زرہ جسم مین کیون پہنی اپنے تئین بہادرون مین
کیون شامل کیا اب اگر آپ نے تلوار باندھی ہی تو صبح کو میدان جنگ مین جوہر تیغ دکھاسیے دوچار سو حریفون کو قتل کیجیے
میدان وغا مین روبرو بہادرون کے نام پیدا کیجیے آپ نے برسون سے اپنی اوقات بسری بفراغت کی ہی آج وقت پر
آپ بھاگے جاتے ہین حق نمک ادا نہین کرتے ہین اہل لشکر آپ کو کیا کہینگے رسالے کے جوان آپ کو نامرد خیال کرینگے اور
یہ آپ کو کیونکر یقین ہوگیا کہ ہم ضرور ہی قتل ہوجاینگے زندہ نہ رہینگے ہر چند کہ ہنگام وغا میدان جنگ مین بازار اجل گرم
ہوتا ہی کوئی تیر سے اور کوئی تیغ سے ہلاک ہوتا ہی لیکن جن بہادرون کی زندگی باقی ہوتی ہی وہ زندہ رہتے ہین تلوار اور
تیر و تفنگ کوئی حربہ حریف کا بیخبر کارگر نہین ہوتا ہی پروردگار عالم ہر ایک ضرب سے انکو بچاتا ہی قضا خود انکی حفاظت کرتی ہی
بقول شخصے شعر گرچہ میدان وغا مین خطرۂ جان ہی مگر + بے قضا کوئی کبھی زیر فلک مرتا نہین + اُس سوار نے تقریر سائیس
کی سُنکے کہا کہ یہ تو نے جو کہا کہ بے قضا انسان و حیوان کوئی نہین مرتا سچ ہی لیکن تو نے یہ شعر شاید نہین سنا ہی شعر گرچہ کس
بے اجل نخواہد مرد + تو مرو در دہان اژدرہا + انسان کو لازم ہی کہ جہانتک ہوسکے اپنی جان بچانے کی تدبیر کرے ایسی
جگہ کبھی نہ کھڑا ہو جہان خیال ہلاک ہوجانے کا ہو بس مین عقلمند ہون دانا ے دہر ہون میدان وغا مین ٹھہر نا کیسا
جاونگا بھی نہین مبادا کوئی حریف ضرب تیغ تیر سے قتل کرڈالے تو مفت جان جائے سائیس نے عرض کیا خداوند
آپ تو جنگ سے اسقدر خائف و ترسان ہین کہ مین نے اپنی زندگی مین مثل آپ کے کسی کو نہین دیکھا حضور خطا معاف گستاخ
عرض کرتا ہون شعر جسطرح سے آپ ڈرتے ہین کوئی ڈرتا نہین + بزدلی ایسی کوئی نامرد بھی کرتا نہین + بس اے خداوند نعمت
واسطہ آپ کو اپنے دین و ملت کا اس درجہ جنگ و جدال سے خائف نہو جیے لشکری آپ کو بزدل کہینگے ذرا غور کرکے
ملاحظہ فرمایسے مین آپ کے گھوڑے کے واسطے چکی مین چنے دلتا ہون جس چنے کے مقدر مین دو ٹکڑے ہونا نہین ہوتا
ہی وہ چنا مسلم نکل آتا ہی اور اتنی بڑی چکی سے دو ٹکڑے نہین ہوتا ہی اسی طرح اگر آپ کی قسمت مین تلوار سے ٹکڑے
ہونا نہین ہی تو کبھی آپ کسی سے قتل نہو جیگا اور اگر خدانخواستہ حضور کے دشمنون کی قضا آگئی ہی تو گھر مین جاکر ہلاک
ہوجایے گا اس سے بہتر و مناسب یہ ہی کہ میدان جنگ مین مردانہ وار کارزار کیجیے ہزارون دشمنون کو تہ تیغ کیجیے
بعد فتح جنگ خلعت و انعام لیجیے مجھکو یقین ہی کہ اگر آپ میدان جنگ مین کارہاے نمایان کرینگے اور لڑائی فتح ہوجائیگی
تو ضرور آپ کا عہدہ بڑھ جایگا اسی طرح روز بروز ترقی ہوتی جایگی آبرو اور عزت لوگون مین بڑھتی جائیگی سوار نے جھلا کر
سائیس سے کہا کہ ابے تو بڑا بیہودہ ہی ہمکو نصیحت کرتا ہی ہمارا استاد بنتا ہی جو ہم کہتے ہین اُسے قبول نہین کرتا ہی اگر اپنی
بہتری چاہتا ہی تو ہمارے حکم کو بجا لا ورنہ پچھتائیگا تو ہمارا تابعدار ہی ہم تیرے فرمانبردار نہین ہین کہ تیرے کہنے پر عمل کرین
میدان جنگ مین جاین کسی ظالم حریف کے ہاتھ سے قتل ہوجاین مفت ہماری جان جائے تیری آرزو بر آوے
دشمنون کے ہاتھ سے دور پار شیطان کے کان بہرے قتل ہوجاین لڑائی مین کام آین تو ہمارے لباس پہنکے
اور ہتھیار ہمارے لیکے گھوڑے پر سوار ہوکے کسی طرف چلا جائے یہی تیرا قصد ہی ہمکو تیری باتون سے صاف
صاف ظاہر ہوتا ہی ابے پاجی یہ تیری آرزو کبھی بر نہ آئیگی ہم تیرے فقرے مین کبھی نہ آینگے اور تیرے اس دام مکر و فریب
مین کبھی نہ پھنسینگے ہم عقلمند ہین اپنے دوست اور دشمن کو خوب پہچانتے ہین تو ہمارا عدو ے جان ہی یہی چاہتا ہی کہ ہم کسی طرح
ہلاک ہوجاین لیکن ہم تیرے کہنے پر کب عمل کرینگے تو ہم سے زیادہ عقلمند نہین ہی کہ ہم ہر چند کہ جاہل ہین لیکن عقلمند ہین
اور تو لاکھ دانا ہی مگر بیوقوف ہی ہماری اور تیری عقل مین زمین و آسمان کا فرق ہی جو ہم جانتے ہین وہ تو نہین جانتا ہی
ارے ہم وہ ہین کہ ہماری والدہ نے ہمکو بڑے ناز و نعم سے پرورش کیا ہی مدت تک سایے سے دھوپ مین نکلنے نہین

دیا ہی اور کبھی سپاہیون کی صحبت مین بیٹھنے نہین دیا ہی ہمنے ہمیشہ شطرنج اور ستار اور گنجفہ وغیرہ کے شغل مین اتنی اپنی زندگی
بسر کی ہی اب تھوڑے زمانے سے ہماری خالہ صاحبہ نے خدا اُنکو جہنم مین داخل کرے اُنھون نے ہماری والدہ اور باجی جان
کو ورغلا کر اور اُنکا زیور نقرئی وطلائی بکوا کر ہمکو گھوڑا لیے دیا اور رسالے مین نوکر رکھوا دیا ہر چند ہمنے اُنسے کہا کہ ہم گھوڑے
پر سوار نہونگے تلوار کمر سے نہ باندھینگے نوکری نہ کرینگے کیونکہ ہمنے کبھی چابک بھی کمر مین نہین رکھا ہی گھوڑا کیسا کبھی گدھے پر سوار
نہین ہوئے ہین ہمکو گھوڑے پر سوار ہونے سے ڈر معلوم ہوتا ہی ایک نہ ایک روز ہم مرکب سے نیچے گر پڑینگے پامال سم اسپ
ہو جاینگے لیکن اُنھون نے ہماری فریاد نہ سنی اور ہمکو رسالے مین نوکر رکھوا دیا خالہ اور والدہ اور باجی تو مر گئین ہمکو اس نوکری
کی آفت مین مبتلا کر گئین اب صبح کو میدان رزم مین ہزارون پیدل اور سوار تیر و تیغ آبدار سے قتل ہونگے میدان معرکہ
مین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار جابجا ہونگے بازار اجل میدان جنگ مین گرم ہوگا ہر ایک جنگجو متاع حیات دیکر خریدار
خلعت شہادت ہوگا ملک الموت کو روحون کا قبض کرنا دشوار ہوگا دونون طرف ہزارون سوار اور پیدل قتل ہونگے زمین
اُنکے خون سے رنگین ہوگی بلکہ میدان معرکہ مین جوے خون جاری ہوگی غضب کی تلوار دونون لشکرون مین چلیگی ہزارون
قتل ہو جاینگے سیکڑون زخمی ہونگے بہت سے پامال سم اسپان ہو جاینگے خاک مین ملجاینگے سیکڑون تیرون سے
ہلاک ہونگے ہزارون ضرب گرز گران سے پیوند خاک ہونگے صدہا شمشیر بران سے قتل ہوکر سوے عدم جاینگے بہت سے کفن
بھی نہ پاینگے قبرین بھی سیکڑون کی نہ بنائی جاینگی لاشین اُنکی بے گور و کفن زمین پر پڑی رہینگی زاغ و زغن وغیرہ گوشت
اُنکا کھا لینگے کتے ہڈیان اُنکی چبا جاینگے دن بھر لاشین دھوپ مین پڑی رہینگی رات کو شبنم مین زیر فلک رہینگی چادر گرد
اڑ اڑ کے اُنکی لاشون پر پڑیگی سایہ شامیانہ فلک کا اُنکی لاشون پر ہوگا انجام لڑنے کا اور شجاعت ظاہر کرنے کا یہ ہوگا بھلا
ہمسے یہ کب دیکھا جائیگا ہمکو تو فوراً غش آجائیگا گھوڑے سے گر پڑینگے پامال سم اسپان ہو جاینگے روح جسم سے نکل جائیگی
بے لڑے بھڑے موت آجائیگی لڑنے کا ارمان دل ہی مین رہجائیگا دم نکل جائیگا ہم ایسے ہین عہد طفلی سے ہماری تو
یہ کیفیت ہی کہ جب ہمارے سامنے فصاد نے کسی کی رگ مین نشتر چبھویا اور رگ سے خون نکلتے دیکھا فوراً ہمکو غش
آگیا اس امر کا اکثر ہمنے امتحان کیا ہی اور اگر کبھی کسی وجہ سے پتا کھڑکتا ہی اور آواز اُسکی ہمارے کان مین آتی ہی تو دل
ہمارا دہل جاتا ہی روح جسم مین خوف سے بیقرار ہو جاتی ہی رنگ چہرے کا زرد ہو جاتا ہی دست و پا کانپنے لگتے ہین ہوش بھی
ٹھکانے بجا نہین رہتے ہر چند ہم اپنے دل کو سخت کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ نہ ڈرین لیکن ڈر ہی جاتے ہین کیا کہین
مجبور و ناچار ہین خدا نے ہمکو ایسا ہی دل دیا ہی اب تک اکثر اوقات ڈر جاتے ہین اور اسی عالم خوف و اضطراب مین
موافق عادت اپنی والدہ اور خالہ اور باجی کو اسطرح پکارنے لگتے ہین کہ اماں جان خالہ صاحبہ بڑی باجی جلدی دوڑو
ہمکو بچاؤ دیکھو عجب طرح کی آواز مہیب کان مین آئی ہی جلدی آکر ہمکو آغوش مین لیلو ورنہ ابھی ہم گر پڑینگے بیہوش
ہو جاینگے یقین ہی کہ تڑپ تڑپ کے مر جاینگے جب کوئی آواز نہین دیتا ہی تو خیال آتا ہی کہ ہم کسکو پکارتے ہین اماں اور
خالہ اور باجی تو انتقال کر چکی ہین غرضکہ جب ہمارے دل کی یہ کیفیت ہی تو ہم سے میدان جنگ مین جاکر حریف سے
کب لڑا جائیگا ہمکو تو تلوار لگانی بھی نہین آتی ہی اور علاوہ مقابلہ کرنے کے اور تلوار حریف پر لگانے کے ہم یون ہی ہلاک
ہو جاینگے جسوقت کسی کو قتل ہوتے دیکھینگے خود ہلاک ہو جاینگے اسوقت کسی حریف سے لڑ نہین رہے ہین فقط
تجھسے باتین کر رہے ہین لیکن دل کی عجب کیفیت ہی روح جسم مین بیچین ہی رونگٹے کھڑے ہوئے ہین ہر چند
کہ دل یہی چاہتا ہی کہ ابھی اپنے گھر بھاگ جائین اپنی زوجہ کے پاس جاکر چھپ رہین جورو ہماری ہمسے نہایت محبت
کرتی ہی چار مہینے کا زمانہ گذرا ہی کہ ہماری شادی اُس نیکبخت کے ساتھ ہوئی ہی اگر ہم تیرے کہنے سے میدان جنگ

مین صبح کو جائین اور وہان جاکر اگر خدانخواستہ قتل ہو جائین یا خون دلاوران دیکھکر ہلاک ہو جائین تو جورو ہماری رانڈ
ہو جائیگی ابھی نوجوان ہی ہمارے مرنے کی خبر سنکے یقین ہی کہ وہ بھی کثرت رنج و ملال سے ہلاک ہو جائیگی اور اگر ہلاک نہوئی تو
زندگی اپنی کیونکر بسر کریگی پس ای ساتھیو ہم انھین خیالات سے میدان جنگ مین نہ جائینگے ہمکو جوانان لشکر آئندہ دل کہینگے
تو کہین ہمکو اسکا بزدل کہنا منظور ہی لیکن اپنی جان دینا قبول نہین ہی اگر ہم بسبب بزدلی کے نوکری سے چھوڑا دیے
جائینگے اور بقول تیرے کوئی ہمکو نوکر نہ رکھیگا تو ہم بھیک مانگ کر کھائینگے اور جورو ٹیون کے ٹکڑے ملا کر لینگے وہی ٹکڑ
گدائی کے نان نعمت سمجھکے کھائینگے اور اپنی زوجہ کو کھلائینگے اور شب کو اپنی زوجہ خوب رو کے پاس سوئینگے اور اسکے وصل
سے اپنے دل کو خوش کرینگے اے ساتھیو اگر تو یہ چاہتا ہی کہ ہم یہان سے بھاگ کر اپنے گھر نہ جائین اور لشکر ہی مین
رہین تو کل تو ہماری پوشاک پہنیو اور ہتھیار لگاکے گھوڑے پر سوار ہوکے ہمارے عوض تو ہی میدان ستیز مین جانا اور
ہم گھوڑے کی گھاس اور دانہ کی تدبیر کرینگے اگر تجھکو کوئی سوار پہچان کر ہمکو پوچھے کہ وہ کہان ہین میدان جنگ مین
کیون نہین آئے تو کہدینا کہ انکی طبیعت ناساز تھی انھون نے اپنے عوض مجھکو بھیجدیا ہی اگر تو میدان رزم سے زندہ
آئیگا اور لڑائی آج ہی فتح ہو جائیگی تو جو کچھ خلعت و انعام ملیگا وہ تو ہی لے لینا ہمکو ایک کوڑی نہ دینا اور اگر تو قتل
ہو جائیگا تو ہم ضرور اپنے گھر چلے جائینگے القصہ اسی طرح دونون لشکرون مین جو جو بزدل اور نامرد تھے آمادہ بھاگنے
پر ہوئے اکثر شب تاریک مین لشکرون سے نکل گئے آخر شب گذر کے وہ وقت آیا کہ اشعار ہوئی شب خرمت
کہ آکر جلد کا نور سیاہی شب کی بیکر ہو گئی دور + لڑائی کی جو دل مین سب نے ٹھانی + تو نکلا شہسوار آسمانی
حمزۂ صاحبقران نے بعد نماز اور وظیفہ کے حکم تیاری لشکر کا دیا بمجرد حکم سردارون اور جملہ سوارون اور پہلوانون
نے اسلحہ آہنی اپنے جسم پر آراستہ کیے اسیر بالتوقیر نے زرہ پہنی خود سر پر رکھا دستانے چڑھائے ہتھیار لگائے بارگاہ
سے باہر تشریف لائے سردارون نے مجرے کیے جب اسیر بالتوقیر مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے
علمہائے لشکر جلوہ گری پر آئے طبل جنگی پر چوب پڑی سرداران لشکر وغیرہ گھوڑون پر سوار ہوئے نقیبون نے
صدائے نصر من اللہ و فتح قریب کی بلند کین حمزۂ صاحبقران عالیشان نے مرکب اپنا بڑھایا اشعار

کیا گھوڑون مین اثر گرم فراخی سمند
ہوش رفتار مین شوخی مین رگ برق نظر
تر ہو ذرہ عرق سے صفت آب گہر
تازیانہ کا اگر نام بھی سن لے وہ کبھی
صرصر تیز قدم پا سکے کیونکر اسکو
ہو یہ جولان کہ نکل جائے گمان سے باہر

حمزۂ صاحبقران نے مرکب کو جولان کیا سرداران نامی و نامدار جانب میدان مصاف ہمراہ صاحبقران روانہ
ہوئے اسوقت یہ حال تھا ابیات

خروشش زمین چون فلک اوج بود
نقیبان خروشیدن انگیختند
ز سم ستوران دران پہن دشت
ز آمد شد لشکر بے قیاس
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود
تزک بر تزک سو بسو در شتاب
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت
زمین در تزلزل فلک در ہراس
خسک بر گذرگاہ کین ریختند
نہ در دل سکون و نہ در دیدہ خواب

جب حمزۂ صاحبقران وارد میدان
کارزار ہوئے بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کی گرد و غبار کو کثرت آبپاشی سے
ٹھہایا جب سقے آبپاشی کر چکے اسوقت صف آرائی ہونے لگی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح لشکر درست ہوا ناگاہ ادھر
سے لندھور فیل ہیمونہ پر سوار عقب پشت پر پانچ لاکھ ہندیون کا لشکر لیے بصد کر و فر نمایان ہوا فیل ہیمونہ کی خوبی
تعریف تو ہو نہین سکتی لیکن ادنی تعریف اسکی یہ ہی کہ کوئی فیل اسکا ہمسر اور اسکی ٹکر کا نہوگا پیشانی فیل ہیمونہ
کی ایسی رنگی ہوئی تھی کہ دیکھنے والون کو ثابت ہوتا تھا کہ ابر سفید پر کسی قدر شفق ہی دندان اسکے مثل دست دراز

محبوبہ سیمتن سے مشابہ ہو یا دو جانب جوئے شیر جاری تھی پشت پر اُسکی زربفتی جھول پڑی تھی طلائی گڑے دانتون پر اُسکے
چوڑے چوڑے چڑہے تھے نہایت نادر و نفیس ریشمی رسون سے ہودہ طلائی جواہر کار کسا تھا زنجیرین طلائی و نقرئی
تھین فیلبان لباس نفیس پہنے ہوئے اُسکی مستک پر بیٹھا تھا

نظم

زلف جانان کا خم و خم چشم عاشق کی تری	وہ نہانسکو جو اُترے شور ذریا مین ہو
کان ایسے بلیہ نیزان ہین جیسے قول لو	مردم آبی گرین کافور کی سوداگری
خامہ مشکین لکھے خرطوم کی کیا کیا صفت	کشور مصر و حلب کا مال خشکی و تری

فیل ہمیونہ پر لندھور بیٹھا ہوا اسلحہ زیب جسم کیے ہوئے بصد شوکت میدان کارزار مین آیا لندھور نے میدان مصاف مین آکر دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران اپنے لشکر کی صفین آراستہ کیے ہوئے مسلح و مکمل عجب شان و شوکت سے پشت مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار زیر سایۂ علم اژدہا پیکر کھڑے ہین چہرے پر رعب و صولت صاحبقرانی ظاہر ہے علم اژدہا پیکر کا پھریرا کھلا ہوا ہے اور دمبدم اُس سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران کی نکلتی ہے اور اُسی علم سے اسقدر خوشبوے مشک و عنبر کی آتی ہے کہ سارا میدان مصاف صحراے ختن یا صحراے تاتار معلوم ہوتا ہے تمام عرصۂ رزم خوشبو سے بسا ہوا ہے صبح کا وقت ہے اور ہوا چل رہی ہے خوشبو علم اژدہا پیکر سے نکل رہی ہے دل کو نہایت فرحت حاصل ہوتی ہے صفین سوارون اور پیدلون کی قاعدے سے آراستہ ہین ہر ایک صف زرہ پوشون کی گویا دیوار آہنی نظر آتی ہے یا سد سکندری کا ہر صف پر گمان ہوتا ہے فوج مانند موج دریا ہے تمام میدان کثرت مردان لشکر سے بھرا ہوا ہے ہر ایک سوار نوجوان لالہ فام قمر خد گل اندام ہے مرکب سوارون کے کمیت و سبزنگ و ابلق وغیرہ ہین اشہب تیز گام فلک آگے اُن مرکبون کی چال کے کج رفتار ہے اور صبا کا چلنا اُن بادپاؤن کے آگے بیکار ہے **نظم** کیا صفت ہو مرکبون کی تھے وہ ایسے بےنظیر سامنے جنکے پری کو بھی ہے عذر بےپری + تازیانون کے برابر ہے اُنھین تار نگاہ + اُنکے راکب کے اشارون پر ہے اُنکی رہروی یال ہر ایک مرکب کے گیسوے حور سے ہمسر بلکہ بہتر ہے چہرے مرکبون کے چہرۂ پریان سے مشابہ ہین آنکھین اُنکی مانند چشمان شیر کے ہین یا مثل دیدۂ معشوقان خوبرو ہین غزالان صحرائی اگر ایک نظر اُنکی آنکھون کو دیکھ لین یقین ہے کہ آنکھین اپنی اُنکی آنکھون سے اچھی نہ سمجھکے محجوب و شرمندہ ہون سینہ ہر ایک اسپ پری پیکر کا کشادہ ہے گوتھنی مانند غنچۂ گل کے ہے خوبر نہیر ایک راہوار کا بےمثل و نادر اور بےعیب ہے قدم مانند معشوقان طناز کے اُٹھاتے ہین کبھی ہوا کی تیزروی پر نظر کر کے غصہ سے کف منہ مین بھر لاتے ہین دہانہ غیظ سے چباتے ہین ٹاپون سے میدان کو پامال کرتے ہین دمبدم اپنے راکب کیطرف اس خیال سے دیکھتے ہین کہ اگر راکب کا اشارہ پائین تو حد وہم و گمان سے بھی نکل جائین سوار اُنکو روکے ہوئے ہین بار بار اُنکی پشتون پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہین اور اُن مرکبون کا یہ حال ہے کہ سم سے سم اور دم سے دم ملاتے ہوئے دوش بدوش کھڑے ہین آمادۂ جنگ اور مستعد کارزار ہین تلوارین برہنہ ہاتھون مین لیے ہوئے ہین ہر ایک تیغ آبدار مانند برق چمکتی ہے نیزے بلند ہین تیرانداز تیر افگنی پر بیس ہین علم لشکر جابجا بلند ہین سرداران شور شعار آمادۂ کارزار اپنے اپنے لشکر و فوج کو لیے بکمال دلیری و ہوشیاری پشت حمزۂ صاحبقران پر کھڑے ہین میدان جنگ آراستہ ہے لندھور نے بعد دیکھنے طریقہ صف آرائی لشکر کے حمزۂ صاحبقران کو تسلیم کی امیر باتوقیر نے جواب سلام دیا بعد تسلیم اور مزاج پرسی کے لندھور صف آرائی لشکر مین مصروف ہوا جب لندھور نے صف آرائی لشکر سے فرصت پائی اُسوقت نقیبون اور کڑکیتون نے دو جانب لشکرون سے قصد نکلنے کا کیا تھا کہ ناگاہ ایک جانب سے غبار عظیم بلند ہوا حمزۂ صاحبقران نے اُس غبار کو دیکھکر خیال کیا کہ شاید کوئی سرداران لشکر لندھور سے بہ جمعیت سپاہ کثیر آتا ہے اُسطرف لندھور نے بھی یہی تصور کیا کہ کوئی سرداران

فوج حمزۂ صاحبقران سے مع لشکر بیکران یہان آتا ہی یا نوشیروان نے برائے مدد حمزۂ صاحبقران کسی سردار
ذیشان کو بھیجا ہی اسی طرح علاوہ لندھور اور حمزۂ صاحبقران کے مردمان لشکر بھی جانب گرد وغبار دیکھ دیکھکر طرح طرح
کے خیالات کرنے لگے جب اُس غبار کو ہواے تند نے دفع کیا مردمان لشکر نے دیکھا کہ پچاس علم نمودار ہوئے جانب
مقابل لوگ ہوشیار ہوگئے پچاس علمون کو دیکھکر ثابت ہوا کہ پچاس ہزار سوار کی اس لشکر مین جمعیت ہی جب وہ لشکر
قریب آیا دونون لشکرون سے علیحدہ ایک جانب ٹھہرا حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ گستہم زرین کفش صفین
اپنے لشکر کی آراستہ کرکے زیر سایۂ علم خوک پیکر کھڑا ہی حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ
ای خواجہ دیکھو گستہم زرین کفش آیا ہی یہ مجھسے عداوت رکھتا ہی مین نے اسکے لڑکے کو ایک روز دربار نوشیروان
مین اسکے دنگل کی بابت ایک طمانچہ مارا تھا اور جب یہ چین وماچین سے آیا تھا اور مین اسکے دیکھنے کو بارشاد نوشیروان
گیا تھا تو یہ بعداوت مجھسے ملا تھا اور رات نے قصد کیا تھا کہ میری پسلیان توڑ ڈالے اُسوقت مجھکو حق تعالے نے اسکی شر سے
محفوظ رکھا اور مین بھی اس سے اسی طور سے ملا تھا کہ آجتک اسکو یاد ہوگا نہین معلوم یہ یہان کیون آیا ہی خواجہ عمرو
نے گفتگو امیر بالتوقیر کی سنکے فکر کی اور فریب تجویز کرکے لشکر گستہم کی طرف آہستہ آہستہ چین بجبین سر جھکائے ہوئے
روانہ ہوئے اور قریب سپاہ جاکر نہایت ادب سے گستہم کو سلام کیا گستہم نے جو خواجہ عمرو کے چہرے پر آثار ملال
پائے خواجہ عمرو سے اسطرح پوچھنے لگا کہ ای خواجہ عمرو مزاج تمھارا کیسا ہی اسوقت تمھارے چہرے سے کچھ آثار ملال
ظاہر ہوتے ہین خواجہ عمرو نے کہا ای پہلوان بیمثال رشک رستم وسام وزال مزاج میرا اچھا نہین ہی جو رنج مجکو ہی اسکو
کیا بیان کرون شکایت اپنے مقدر کی کیا کرون الحمد للہ زندہ تو ہون لیکن بوجہ صدمہ ومحن کے لطف حیات نہین
ہی گستہم نے یہ تقریر سنکے خواجہ سے پوچھا کہ تم کس صدمہ مین مبتلا ہو ہم سے بیان کرو شاید اُس رنج کے دفع کرنے کی
تدبیر مجھسے ہو سکے خواجہ عمرو یہ گفتگو گستہم کی سنکے آنکھون مین اشک بھر لائے اور کہنے لگے ای پہلوان بیعدیل جو غم مجکو ہی
ایسے دوست سے اُس الم کو کیا چھپاؤن اصل باعث ملال یہ ہی کہ تم بخوبی جانتے ہو کہ مین نے حمزۂ صاحبقران
کے ساتھ کیسی نیکی اور رفاقت کی جان نثاری اور سرفروشی مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا ہی اگر سچ پوچھو تو یہ مرتبہ
صاحبقران کا افضال خدا اور میری وجہ سے ہوا ہی پہلے حمزۂ صاحبقران کو کوئی جانتا بھی نہ تھا یہ دفتر قبل اسکے
صاحبقران کا کب تھا پہلے تو امیر بالتوقیر میری نہایت عزت کرتے تھے ہر بات پر مجکو سمجھاتے تھے بھائی مجکو کہتے تھے
لیکن آجکل امیر بالتوقیر نوشیروان کی دامادی کی امید مین ایسے مغرور ہوگئے ہین کہ کسی کی کچھ حقیقت نہین سمجھتے ہین
اور اپنے ذہن ناقص مین یہ سمجھے ہوئے ہین کہ مثل میرے کوئی شجاع وبہادر روئے زمین پر نہین ہی اور مانند میرے
کوئی عاقل ودانا بھی صفحۂ روزگار پر نہین ہی اب تو اسدرجہ کبر ونخوت ہی کہ عالم کو جاہل کامل کو ناقص عاقل کو بیوقوف
دانا کو نادان شیر کو بزدل قوی کو ضعیف تصور کرتے ہین اور بڑے بڑے پہلوانان گذشتہ کو کہتے ہین کہ وہ کیا
صاحب قوت وطاقت تھے اگر وہ اس زمانہ مین ہوتے اور مجھسے مقابلہ کرتے تو انکو میری قوت کا حال معلوم ہوتا پسلیان
انکی توڑ ڈالتا غرض کہانتک حال نخوت حمزۂ صاحبقران مین تمسے بیان کرون خلاصہ یہ کہ اب وہ اپنے تئین یکتائے
روزگار زور وطاقت وعقل مین جانتے ہین اور اسی غرور کی وجہ سے میری قدر اور عزت نہین کرتے ہین ای پہلوان ذیوقار
مجکو یہ امید حمزۂ صاحبقران سے نہ تھی کہ دفعتہً یہ انعام جان نثاری وسرفروشی کا مجکو دینگے افسوس ہزار افسوس
دنیا مین کسی سے نیکی نہ کرے کیونکہ انجام نیکی کا اکثر بد ہوتا ہی بس اب ای پہلوان رشک رستم میرا ارادہ ہی کہ دو چار
روز کے زمانہ مین کسی طرف چلا جاؤن حمزۂ صاحبقران کے لشکر سے نکل جاؤن کسی بادشاہ وزیر کی نوکری

کردن اور اپنی زندگی بآرام تمام بسر کردن گستہم نے یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے افسوس کیا اور کہا ای خواجہ عمرو تم ایسے
باکمال ہو کہ تمھارا مثل و نظیر نہیں ہی مثل تمہارے کوئی عیاری کر نہیں سکتا تم جہان جاؤ گے خاص و عام تمھاری قدر کرینگے
اگر تم مجکو سرفراز کرو اور میرے ہمراہ رہو تو مین اپنی جان سے بھی زیادہ تمکو عزیز رکھون اور ایسی تمھاری قدردانی اور عزت
کرون کہ کبھی حمزۂ صاحبقران نے بھی نہ کی ہوگی خواجہ عمرو نے مسکراکے کہا ای پہلوان ذلقدر و ذیوقار سچ تو یہ ہی کہ مین بھی
اسی امید سے تمھارے پاس آیا تھا کیونکہ مین نے خیال کیا تھا کہ تم پہلوان بے نظیر ہو دربار نوشیروانی مین کوئی پہلوان
تمھارے مانند نہین ہی تم میری ضرور قدردانی کروگے الحمد للہ کہ جو مین نے خیال کیا تھا وہی ہوا آج سے تمھارے
ہمراہ رہونگا اور ایسی خیرخواہی کرونگا کہ تم بھی یاد کروگے فی الحال ایک خیرخواہی کرتا ہون اور ایک راز سے مین تمکو آگاہ
کرتا ہون وہ راز یہ ہی کہ گرز لندھور کا جو تم دیکھتے ہو یہ لکڑی کا ہی اسکے اوپر لوہا ہی نہایت ہی ہلکا ہی مطلق گران نہین
ہی اگر اس گرز کو تو مجھسے کہے تو مین ہزار مرتبہ اس گرز کو باین نحافت اٹھاؤن اور دو دو پہر تک اس گرز کو بلند کیے ہوئے
کھڑا رہون اور میری جبین پر شکن بھی نہ آئے فقط حریف کے ڈرانے کے واسطے اتنا بڑا گرز بنایا ہی لندھور مین ذرا بھی قوت
نہین ہی اسکے دست و بازو نرے سوٹے دیکھنے ہی کے ہین مین خوب جانتا ہون کہ لندھور کے دست و بازو مین طاقت
مطلق نہین ہی اگر تم لندھور سے مقابلہ کرو تو لندھور کے دست و بازو بسہولت توڑ ڈالو اور گرز گران اسکے ہاتھ
سے چھین لو اور چشم زدن مین اسکو ہلاک کرو بس اب مین یہ چاہتا ہون کہ اسوقت تمھین لندھور سے مقابلہ کرو
اور سر میدان روبرو لے حمزۂ صاحبقران اسکو قتل کرو لشکر کو اسکے تباہ و برباد کرو ہندوستان پر اپنا قبضہ کرو حمزۂ
صاحبقران دامادی نوشیروان سے محروم رہجائین تمھاری جرأت و دلاوری دیکھکر متحیر ہون اگر تم اسوقت لندھور
سے مقابلہ نہ کروگے اور امیر باتوقیر لندھور کو کشتی یا فن جنگ مین زیر کرینگے یا قتل کرینگے اور دامادی نوشیروان
سے شرف یاب ہونگے تو اور زیادہ نخوت کرینگے دربار نوشیروان مین جسقدر پہلوان بیٹھے ہین کسی کی کچھ حقیقت نہ
سمجھینگے ہر ایک کو نظر حقارت سے دیکھینگے ازانجملہ تمکو بھی مثل اور پہلوانون کے ذلیل اور حقیر جانینگے گستہم یہ گفتگو
خواجہ عمرو کی سنکے نہایت مسرور و شاد ہوا اور ہنسکے پوچھنے لگا ای خواجہ سچ کہو گرز لندھور کا کیا گران نہین ہی اور
چوب کے اوپر لوہے کا خول ہی اور لندھور کے دست و بازو مین کیا کچھ بھی قوت نہین ہی مین نے تو اکثر سنا ہی کہ گرز
لندھور کا نہایت ہی گران ہی اور دست و بازو مین اسکے از حد قوت ہی اگر فی الحقیقت لندھور کا گرز ہلکا ہو اور لندھور
مین چندان قوت و طاقت نہو مین ابھی لندھور سے مقابلہ کرون اور اسکو قتل کرکے حمزۂ صاحبقران کو بھی ہلاک
کرون ای خواجہ اب مین تمسے کیا چھپاؤن مجکو امیر سے خصومت ہی کیونکہ انھون نے میرے فرزند کو طمانچہ مارا ہی اور ایک
روز انھون نے اپنا زور بھی مجھے دکھایا ہی مجھسے گلے ملکے خوب دبایا ہی آج اسکا عوض البتہ لونگا کینۂ دیرینہ کو ظاہر کرونگا
اسوقت تم میرے پاس خوب آئے مین تمسے نہایت خوش ہون نوشیروان نے مجکو اسی واسطے یہان بھیجا ہی کہ پہلے
لندھور کو جاکر قتل کرنا اور سر اسکا تیغ آبدار سے جدا کرکے حمزۂ صاحبقران کے سر کو بھی تلوار سے کاٹنا اور لشکر
کو تباہ کرنا اور سر دونون کے میرے پاس لے آنا اور انعام مین ان کارہاے نمایان کے نوشیروان نے مجھسے اقرار
کیا ہی کہ جب تو فرق لندھور اور سر حمزہ کاٹ کیے لے آئیگا اسوقت مین اپنی دختر ملکہ مہرنگار سے تیری شادی کردونگا
اور تجھکو اپنی دامادی کا شرف دونگا خواجہ عمرو نے گفتگوے گستہم سنکے خیال کیا کہ یہ نالائق ارادہ بد رکھتا ہی دشمن جان
حمزۂ صاحبقران ہی یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جواب دیا ای پہلوان بے نظیر جو کچھ مین نے تمسے بیان کیا ہی سچ ہی ذرا بھی
دروغ نہین ہی جسوقت تم مقابلہ لندھور سے کروگے تمکو آپ ہی میرے قول کی صداقت ہو جائیگی پہلے اسباب تم موافق حکم

نوشیروان لندھور بن سعدان سے مقابلہ کرو بعد اسکے پیر حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ کرنا لیکن ذرا سمجھ بوجھ
کے مقابلہ کرنا کیونکہ حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ کرنا کچھ آسان نہین گستہم تقریر خواجہ سُنکے خیال کرنے لگا کہ خواجہ عمرو
سچ کہتے ہین جھوٹھ مطلق نہین کہتے ہین کیونکہ اسقدر بڑا گرز اُٹھانا اور حریف پر لگانا کام انسان کا نہین ہی بیشک
یہ گرز لکڑی کا ہی اور لندھور مین چندان قوت نہین ہی حمزۂ صاحبقران مرد میدان شیر ژیان ہین یہ خیال کرکے اور
خواجہ عمرو کے دام فریب مین آکے آگے بڑھا اور باواز بلند کہنے لگا کہ لندھور کہان ہی اگر دعوے شجاعت رکھتا ہی
تو مجھسے آکر مقابلہ کرے مجھکو نوشیروان نے واسطے مقابلہ کے بھیجا ہی اور حکم کیا کہ لندھور کا سر تیغ آبدار سے
کاٹ کے لے آ لندھور یہ نعرۂ گستہم سُنکے نہایت غضبناک ہوا ہرچند کہ لندھور واسطے مقابلہ حمزۂ صاحبقران
کے صف آرا ہوا تھا لیکن بوجہ نعرہ کرنے گستہم زرین کفش کے لندھور فیل میمونہ سے اُترکے گھوڑے پر سوار
ہوا اُسوقت لشکر لندھور مین باجے جنگی بجے طبل دُہل وغیرہ کی صدا بلند ہوئی لندھور مرکب اپنا جولان کرکے
میدان مین آیا اور گستہم سے کہنے لگا کہ او بیحیا کیا تباہی تیری یہ لیاقت ہی کہ تو مجھسے مقابلہ کرے اور میرا سر تیغ سے
کاٹے تیری اس بیہودہ گوئی سے ظاہر ہوا کہ تیری قضا تجکو میدان مین لے آئی ہی خیر اگر تجکو ہوس مقابلہ ہی تو حربہ کر
جسوقت یہ تقریر لندھور نے کی حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو وجملہ مردان فوج ولشکر نے دیکھا کہ گستہم نے
بقہر وغضب اپنے گینڈے کو بڑھایا اور لندھور سے نگاور زن ہوا اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ سات
قدم گینڈا گستہم کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب لندھور پسپا ہوا جب گستہم نے دیکھا کہ میرا گینڈا سات قدم
پیچھے ہٹ گیا اُسوقت اور زیادہ برہم ہوا اور گینڈے کو اشتلم مارکر آگے بڑھایا اور تیغہ گرانبار نیام سے کھینچکر
لندھور پر لگایا جب تیغہ قریب سر آیا لندھور نے تیغے کی دھار اور بازو سے اپنا ہاتھ بچا کر گستہم کے بند دست
پر ہاتھ ڈالا اور تیغہ گرانبار کو دست گستہم سے چھین لیا اور فی الفور زنجیر کمر گستہم مین ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے گینڈے
کی پشت سے گستہم کو اُٹھا لیا اور گردش دیکر قصد کیا کہ زمین پر اس زور سے ٹپکے کہ یہ بیحیا پیوند خاک ہوجائے
استخوان ریزہ ریزہ بلکہ سُرمہ ہوجائین چونکہ گستہم کی حیات باقی تھی ناگاہ تورہ کمر بند زنجیر کا ٹوٹ گیا اور گستہم
دست لندھور سے چھوٹ گیا جسوقت گستہم دست لندھور سے چھوٹ کے زمین پر گرا ایسا بیحواس اور خائف
ہوا کہ فی الفور زمین سے اُٹھکر اپنے لشکر کی طرف بھاگا اور اپنے گینڈے پر سوار ہوکے فوراً ایک طرف مع
اپنے لشکر کے روانہ ہوا لندھور نے گستہم کا تعاقب نہ کیا اور حمزۂ صاحبقران کی طرف دیکھکر مسکرایا اشارہ
مسکرانے سے یہ تھا کہ گستہم واسطے سر کاٹنے کے آیا تھا خود ہی بھاگ گیا جب گستہم بھاگ گیا اور حمزۂ صاحبقران
اشارۂ تبسم لندھور سمجھے اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے لندھور کی قوت وشجاعت دیکھکر باواز بلند تعریف کی
اور فرمایا ای لندھور تمھارے ہمسر اور دلاور پہلوانون مین تمھارا مثل ونظیر نہین ہی لندھور نے کہا کہ آپ چونکہ
شجاع وبہادر ہین اسوجہ سے آپ میری تعریف کرتے ہین لندھور نے یہ کہکر حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ آج
طبل بازگشت بجوائیے کل وقت سحر مقابلہ کیجیے گا حمزۂ صاحبقران نے پوچھا آج کسوجہ سے مقابلہ نہین کرتے
ہو لندھور نے جواب دیا کہ اسوقت تمازت آفتاب کی زیادہ ہی وقت دوپہر کا ہی گستہم نالایق سے مقابلہ کرچکا ہون
مردان سپاہ بھی اسوقت کثرت حرارت آفتاب سے پریشان ہین کڑیان زرہ کی گرم ہین لُون چل رہی ہی گرد وغبار
دمبدم بلند ہوتا ہی ہوائے گرم گویا خون کو جلائے دیتی ہی گرمی سے سراپا ہر ایک سوار پسینے مین تر ہی یہ میدان
مصاف گویا میدان محشر اسوقت معلوم ہوتا ہی اسوجہ سے مین چاہتا ہون کہ آج مقابلہ نہ کیجیے اور طبل بازگشت

بجوا ہے حمزہ صاحبقران نے گفتگوے لندھور سنکے فرمایا کہ اگر آج دل تمھارا مقابلہ کرنے کو نہیں چاہتا ہی تو اچھا کل
مقابلہ کرنا لیکن پہلے تم طبل بازگشت بجواؤ پھر ہم بھی طبل بازگشت بجوائینگے لندھور نے یہ سنکے حکم دیا کہ طبل بازگشت
بجے بمجرد حکم طبل بازگشت پر چوب پڑی جملہ سوار و پیدل آگاہ ہوئے کہ اسوقت لڑائی نہوگی حکم میدان مصاف سے پلٹنے کا
ہی اور فرودگاہ پر چلنے کا ہی ابھی سواران فوج لندھور فرودگاہ پر نہ گئے تھے ناگاہ حمزہ صاحبقران کے بھی لشکر ظفر انتظام
مین چوب پڑی صدائے طبل بازگشت مانند صوت رعد زمین تھرائی جب لندھور حمزہ صاحبقران سے رخصت ہوکر
اور تسلیم کرکے مع اپنی فوج کے فرودگاہ لشکر پر گیا اُسوقت حمزہ صاحبقران بھی مع اپنے سرداروں وغیرہ کے میدان
جنگ سے بصد شوکت و شان فرودگاہ لشکر پر تشریف لائے اور مرکب خنگ سیہ قیطاس سے اُترکے بارگاہ
فلک جاہ مین تشریف لے گئے سرداران لشکر بھی مرکبون سے اُترے اور داخل خیام ہوئے پھر ہر ایک سردار اور سوار
نے اسلحہ اپنے جسم سے اُتارے ہر ایک اپنے بستر پر بآرام تمام بیٹھا حمزہ صاحبقران نے بھی بارگاہ مین جاکر سلاح اپنے
تن سے دور کیے اور ذہگل پر بیٹھے سرداران لشکر مثل گرگ بیت سپرگردان اور صیف ذوالیدین اور نعمان بن
منذر شاہ یمنی اور پہلوان عادی اور اسد اسدان اور بہرام گرد بن خاقان چین وغیرہ بھی بارگاہ حمزہ
صاحبقران مین جاکر اپنے اپنے ذہگل پر بیٹھے اور خواجہ عمرو بھی خدمت صاحبقران مین آئے اور اپنی کرسی پر
بیٹھے اُسوقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ ای خواجہ تم تو گستہم کے پاس گئے تھے
ہمنے دیکھا تھا کہ تم اُس سے کچھ باتین کرتے تھے اور وہ بھی تمسے کچھ گفتگو کرتا تھا بس اسوقت بیان کرو کہ تمنے اُس سے
کیا گفتگو کی اور اُس سے تمسے کیا تقریر ہوئی اور گستہم نے لندھور سے کیون مقابلہ کیا خواجہ عمرو نے تمام گفتگوے
گستہم اور اپنے مکر و فریب کی تقریر بیان کی پھر خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ مین نے تو چاہا تھا کہ گستہم لندھور کے ہاتھ
سے ہلاک ہو جاے لیکن اُسکی زندگی باقی تھی بچ گیا اور بھاگ کر چلا گیا حمزہ صاحبقران و سرداران لشکر خواجہ
کی گفتگو سنکے ہنسے جملہ سردار گستہم کی عداوت سے آگاہ ہوکر برہم ہوئے سب سننے تقریر خواجہ عمرو کی حمزہ صاحبقران
نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ انشاء اللہ کل لندھور سے ضرور مقابلہ ہوگا ایک گرز مثل گرز لندھور کے آج
ہی بنوانا چاہیے تاکہ جب گرز لندھور لگاوے تو ہم اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکین اگر ہم اُسکے گرز سے ہارے نہون تو
اپنا گرز اُسکے سر پر لگائین خواجہ عمرو نے بمجرد حکم حمزہ صاحبقران کے لُہارون سے کہا کہ گرز آج ہی تیار کرو لُہارون
نے موافق حکم اُسی دن گرز تیار کردیا حمزہ صاحبقران گرز کو دیکھکر خوش ہوئے اور لُہارون کو زر کثیر مرحمت فرمایا ناظرین
نکتہ بین پر واضح ہو کہ ابھی گرز سام حمزہ صاحبقران عالی مقام کو نہیں ملا ہی جب صاحبقران پردہ قاف مین تشریف
لے جاینگے اُس زمانہ مین گرز سام امیر بالوقیر کو ملیگا انشاء اللہ آیندہ احوال گرز کے ملنے کا پردہ قاف کی داستانون
مین لکھا جائیگا غرض آمدم بر سر مطلب جب امیر بالوقیر گرز کو دیکھ چکے اُسوقت حکم کیا کہ ساقیان ماہرخ کشتیان
شراب ناب کی لیکر حاضر ہون بمجرد ارشاد حمزہ صاحبقران ساقیان خوبرو کشتیان مے گلرنگ کی لیکر حاضر ہوئے اور بصد ادب
آداب و تسلیم بجا لاکر شیشہ مے سے شراب جام و ساغر مین بھری اول جام ایک ساقی نازک اندام نے بصد ادب امیر
بالوقیر کو دیا پھر ساقیان سیمین غنچہ دہن جام و ساغر شراب سے مملو کرکے جملہ سرداران ذیوقار کو دینے لگے
سرداران تہور شعار جام و ساغر ساقیان گلعذار سے لیکر شراب پینے لگے اور خواجہ عمرو بمجرد حکم صاحبقران
ذ بجاکر یہ غزل گانے لگے غزل

الہٰی رے شوق دید گلستان کہ بعد مرگ	لو بد گمان ہی یار کا تیر نظر ہنوز	سینے مین ڈھونڈھتا ہی ہمارے جگر ہنوز
	جاتے ہین اُڑکے سوے چمن بال و پر ہنوز	کیون کھینچتا ہی جھجکتی ہی دل کی لگی ہوئی

پیکان ترا ہی تشنۂ خون جگر ہنوز
بعد فنا بھی کم نہوا انتظار یار
ہین کہہ رہا ہون بیخبری سے خبر ہنوز
اٹھ رہے ضعف چھٹکے قفس سے قفس کے پار
بر پا ہی ایک حشر مری جان پر ہنوز
صدمے ہین اپنی مرگ کے کیا کیا خیال مین
اپنی خبر نہین مجھے مثل شرر ہنوز
ہنگام مرگ بھی نہین کہتا پیام یار
جو من ہی ہمنشین در و دیوار پر ہنوز
وہ ہین نخل مین محبت کی ناکامیون سے حیف
لپٹا ہوا ہی سینے سے داغ جگر ہنوز
وعدہ خلاف یار سے وصلت کہان نصیب
سر پھوڑنے کا بعد فنا بھی خیال ہی
آنکھین لگی ہوئی ہین مری سوے در ہنوز
گو شل اب ہوے ہین ہم مگر تجھے
بیٹھی ہوئی ہی بلبل بے بال و پر ہنوز
چلتے ہین کمسنی مین نزاکت سے لڑکھڑا کے
سیتا ہی بخیہ گر مرے زخم جگر ہنوز
ہر چند وہ نہ آئینگے لیکن ازل سے ہم
ترسا رہا ہی مجھکو مرا نامہ بر ہنوز
پہونچا نہین ہی رونے کا حال اُنکے کان تک
سمجھے ہوئے ہین عشق کو ہم بے اثر ہنوز
دل آکے وقت مرگ بھی لیتا نہین خبر
تسلیم اُسکی ہی وہی شام و سحر ہنوز
شاید نہین ہوئی شب غم کی سحر ہنوز
محشر بھی ہو چکا ہی ولیکن تہ مزار
رونے کی آرزو ہی مری چشم تر ہنوز
مر کر بھی حسرتون کے وہی کچھ ہجوم ہین
زلف دراز آئی نہین تا کمر ہنوز
قسمت کہان سے لائی تھی جاتا ہون اب کہان
بیٹھے ہین فرش راہ کئے چشم تر ہنوز
مہمان تمھارا کون کہ عکس جمال ہے
باقی ہی آب اشک کو ہونا گہر ہنوز
شرط وفا کا پاس ہی مجبور کیا کرے
بھولا ہوا ہی مجھکو مرا ہمسفر ہنوز

جسوقت غزل مرقوم خواجہ عمرو نے بلحن داؤدی ذبجا کر گائی اُسوقت اہل بزم کی عجیب کیفیت ہوئی کہ ہر ایک سردار بے اختیار محو ہو گیا سمان بندھ گیا بعد غزل مرقوم کے خواجہ عمرو اور غزلین عاشقانہ ذبجا کر گانے لگے صاحبقران اور سرداران حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو کے گانے کی تعریف کرنے لگے یہان تو خواجہ عمرو ذبجا رہے ہین غزلین گا رہے ہین حمزۂ صاحبقران وغیرہ سن رہے ہین ساقیان ماہ طلعت ساغر آفتاب امیر بالوقیر اور سردارون کو دے رہے ہین دور جام بے دغدغہ گردش ایام چل رہا ہی لیکن کچھ حال گستہم زرین کفش کا لکھا جاتا ہی کہ گستہم جو میدان جنگ سے بھاگا ایک جانب مع اپنے لشکر کے روانہ ہوا راہ مین گستہم پس پشت پھر پھر کے خواجہ عمرو کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا کہ خواجہ عمرو میرے ہمراہ کیون نہین آئے کہان رہگئے اُنھون نے تو مجھسے وعدہ کیا تھا کہ اب تمھارے ساتھ ہونگا حمزۂ صاحبقران کی رفاقت چھوڑ دونگا نہین معلوم کیا سبب ہوا جو خواجہ میرے ساتھ نہ آئے جب گستہم ایسے خیالات کرتا ہوا دور تک چلا گیا اور خواجہ عمرو کے آنے سے مایوس ہوا اُسوقت گستہم نے خیال کیا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ خواجہ عمرو کو حمزۂ صاحبقران نے میرے پاس بھیجا تھا اور خواجہ نے بموجب کہنے امیر کے مجھکو لندھور سے لڑوا دیا ہر چند کہ مین بحکم نوشیروان واسطے مقابلۂ لندھور کے آیا تھا لیکن ابھی نہ لڑتا اور بہ مکر و فریب لندھور کو ہلاک کرتا حمزۂ صاحبقران نے تو خواجہ عمرو کو میرے پاس بھیجکر آج مجھکو قتل ہی کر ڈالا تھا اگر مین دست لندھور سے نہ چھوٹ جاتا تو لندھور ضرور مجھکو ہلاک کر ڈالتا غرض گستہم یہ خیال کرتا ہوا ایک درۂ کوہ مین پہونچا اور وہان اس ارادے سے فروکش ہوا کہ اگر حمزۂ صاحبقران لندھور کو زیر کر کے اس طرف سے ملک مدائن جائینگے تو مین اُنکو کسی تدبیر سے ہلاک کرونگا گستہم تو درۂ کوہ مین مقیم ہی اسکا حال آئندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال حمزۂ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو کا گانا سنکے اور میکشی کر کے ہنگام غروب آفتاب واسطے پڑھنے نماز شام کے اُٹھے جملہ سردار بارگاہ سے اُٹھکے اپنے اپنے خیمے مین تشریف لیگئے

داستان طبل جنگ بجانا لندھور کا اور بحکم شہیال ہندی عیاری کرنا دارات کلکیرل کا اور قید ہو کر رہا ہونا امیر بالوقیر کا اور عیاری کرنا خواجہ عمرو کا مع دیگر حالات

راویان خوش فکر بیان کرتے ہین کہ جب لندھور فرودگاہ لشکر پر پہونچا اور آفتاب غروب ہوا اور ماہ مع کواکب فلک
پر ظاہر ہوا لندھور نے طبل جنگ بجوایا عیارون نے طبل جنگ کے بجنے کی حمزۂ صاحبقران کو بصد ادب خبر
دی حمزۂ صاحبقران نے بھی طبل جنگ بجوایا دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہونے لگی شہپال ہندی
نے لندھور سے پوچھا ای فرزند حمزۂ صاحبقران جو تجسے مقابلہ کرنے کے واسطے آمادہ ہین اور خراج ہندوستان
بحکم نوشیروان بارہ برس کا لینے کو آئے ہین یہ کیا شجاعان عرب سے ہین لندھور نے کہا ای عموے ذی وقار جو
بہادر ہین وہ جھوٹھ نہین بولتے سچ تو یہ ہی کہ حمزۂ صاحبقران نہایت شجاع ہین دیکھیے انجام مقابلہ کیا ہوتا ہی
شہپال ہندی یہ تقریر لندھور کی سنکے متردد اور متفکر ہوا چونکہ شہپال ہندی کے ملازمون مین ایک نجومی صاحب
کمال تھا شہپال نے خیال کیا کہ اسوقت اُس نجومی سے حال فتح و شکست دریافت کرنا چاہیے یہ خیال کرکے شہپال
لندھور کے پاس سے اُٹھا اور نجومی کو تخلیے مین طلب کرکے اُس سے پوچھا کہ ای نجومی اسوقت بقاعدہ علم نجوم
بتا کہ لندھور امیر با توقیر پر ہنگام جنگ فتح پائیگا یا حمزۂ صاحبقران لندھور پر فتحیاب ہونگے اُس نجومی نے کہ سالم
اُسکا نام تھا اور نہایت علم نجوم مین دخل رکھتا تھا فوراً اُسنے کتاب نجوم کو کھولا اور بعد فکر بسیار اُسنے عرض کیا کہ لندھور
حمزۂ صاحبقران کی اطاعت اختیار کریگا اور مسلمان ہو جائیگا شہپال ہندی سالم نجومی سے یہ تقریر سنکے نہایت غمگین
ہوا اور فکر و خیال کرنے لگا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے آخر بعد فکر بسیار شہپال ہندی نے داراب عیار کو تخلیے
مین بلایا اور نجومی کو رخصت کیا جب داراب عیار خدمت شہپال مین حاضر ہوا شہپال نے پوچھا ای
داراب تجسے ہو سکتا ہی کہ عیاری کرکے اور امیر کو بیہوش کرکے پشتارہ اُنکا میرے پاس لے آئے داراب نے کہا
آپ کے اقبال سے امیر کو بیہوش کرکے اُنکا پشتارہ لے آؤنگا شہپال نے خوش ہوکر داراب کو زر و جواہر دیا اور کہا
کہ جب تو پشتارہ امیر کا لے آئیگا تو مین اور تجکو زر و جواہر دونگا داراب زر و جواہر لیکر شہپال ہندی کے پاس سے
اپنے خیمے مین آیا اور بانہاے عیاری اپنے جسم پر آراستہ کرکے لشکر امیر کی طرف چلا اور صورت اپنی تبدیل
کرکے لشکر امیر مین داخل ہوا دیکھا کہ جملہ سوار اور پیدل بیدار ہین جنگ کی تیاری کر رہے ہین امیر با توقیر بارگاہ
مین ہین داراب عیار سب کو بیدار دیکھکے ایک گوشہ مین بیٹھ گیا نصف شب کے وقت جملہ سردار بارگاہ امیر با توقیر سے
اُٹھکر چلے گئے اور خواجہ عمرو بھی واسطے کسی ضرورت کے بارگاہ امیر سے نکل کے ایک جانب گئے اُسوقت داراب
عیار اُٹھا اور قریب بارگاہ گیا اور سراچہ بارگاہ چاک کرکے داخل بارگاہ ہوا اور ایک گوشۂ بارگاہ مین جاکر بیٹھا جب
حمزۂ صاحبقران سو رہے اُسوقت داراب اُٹھا اور قریب حمزۂ صاحبقران گیا اور شمعدان کو گل کرکے
کفچۂ عیاری مین بیہوشی رکھکر سوراخہاے بینی کے پاس لے گیا جب صاحبقران نے سانس کھینچی سفوف بیہوشی
دماغ مین پہونچ گیا امیر با توقیر بیہوش ہوگئے اُسوقت داراب عیار نے جلدی سے امیر کا پشتارہ باندھا اور پشت پر
رکھکر بارگاہ سے نکلا اور جلد تر راہ طے کرکے شہپال ہندی کے پاس آیا شہپال نے خوش ہوکر داراب کو خلعت و
انعام دیا اور کہا ای داراب اسی وقت جزیرۂ فیض مین پشتارہ امیر کا لیجا اور خندق ارغوان مین قید کر اور اگر لندھور
تجسے حال حمزۂ صاحبقران پوچھے تو ہرگز نہ بتانا داراب عیار نے بحکم شہپال ہندی امیر با توقیر
کو جزیرۂ فیض مین لے جاکر اُسی وقت قید کیا جب صبح ہوئی خواجہ عمرو اور سرداران لشکر نے امیر کو بارگاہ مین
نہ دیکھکر نہایت متردد اور متفکر ہوئے اور اہل لشکر نہایت پریشان خاطر ہوئے خواجہ عمرو نے سراچہ کو دیکھا
یقین کامل ہوا کہ کوئی عیار حمزۂ صاحبقران کو لیگیا ہی اُسوقت خواجہ عمرو و ابو سعید اور ابو شہاب وغیرہ عیارون

اپنے ہمراہ لیکر لندھور کے پاس گئے لندھور میدان جنگ کی جانب مع لشکر جایا چاہتا تھا کہ خواجہ عمرو پہونچے لندھور
نے عمرو سے پوچھا کہ ای خواجہ اسوقت تم میرے پاس کیون آئے ہو خواجہ عمرو نے کہا ای لندھور تمھاری شجاعت
اور دلیری سے یہ بعید ہی کہ تمنے اپنے عیار کو بھیجا اور وہ امیر کو بیہوش کر کے اُسکا پشتارہ لیکے تمھارے پاس چلا آیا
اور تمنے امیر کو قید کیا ہی بہتر اور مناسب یہی ہی کہ حمزہ صاحبقران کو میرے حوالے کرو ورنہ مین ہزارون آفتین برپا
کرونگا لندھور گفتگوے خواجہ عمرو سُنکے حیران ہوا اور خواجہ سے قسم حضرت شیث علیہ السلام کی کھا کر کہا کہ ای خواجہ
مین نے اپنے عیار کو بہر گرفتاری امیر نہین بھیجا نہ مین نے حمزہ صاحبقران کو قید کیا ہی کوئی دشمن اُنکا اُنکو لیگیا
ہوگا یہ کہکر لندھور نے اپنے لشکر کے سوارون کو حکم دیا کہ گھوڑون سے اُترین اب ہم میدان رزم مین نجاینگے کیونکہ
حمزہ صاحبقران لشکر مین نہین ہین لشکری بحکم لندھور گھوڑون سے اُترے اور اپنے اپنے بستر پر گئے لندھور
نے سب عیارون کو بلاکر پوچھا سب نے قسمین کھاکر عرض کیا ہمکو نہین معلوم کون امیر کو لیگیا ہم امیر با توقیر کو نہین
لائے خواجہ عمرو عیارون کی گفتگو سُنکے خاموش ہوئے لندھور نے خواجہ عمرو سے کہا مین صاحبقران کے
دشمن کی تلاش کرونگا اور جو اُنکو لیگیا ہی اُسکو سخت سزا دونگا یہ کہکر لندھور نے خواجہ کو رخصت کیا خواجہ عمرو لندھور
کے پاس سے اُٹھکر دو ڈکس گئے اور ایک صحرا مین جاکر بیٹھے اور اپنی صورت بشکل زن خوبرو بنائی اور لباس
رنگین زیب تن کیا اور عیارون سے کہا کہ تم اپنی اپنی شکل تبدیل کرو ہر ایک نے اپنی شکل تبدیل کی ابوشہاب
نے اپنی شکل ایک مرد ضعیف کے مانند بنائی اور ابو سعید وغیرہ نے بھی جداگانہ شکلین تبدیل کین خواجہ نے
کسی عیار کو طبلہ دیا اور کسی کو مجیرہ دیا غرض سب عیارون کو موافق اپنی مرضی کے پوشاک اور طبلہ اور مجیرہ وغیرہ دیکر
وہان سے چلے اور آبادی مین آکر ایک بیل کے اوپر بیٹھے اور لشکر لندھور مین آئے لندھور کو خبر ہوئی کہ ایک مطربہ
نہایت خوبرو خوش گلو مع اپنے سازندون کے راہ دور و دراز سے آئی ہی اور لشکر مین مقیم ہوئی ہی لندھور نے حکم دیا
کہ جلد اُس مطربہ کو ہمارے روبرو لاؤ اور اُس سے کہو کہ ہمارے سامنے کچھ گاوے ملازمان لندھور فی الفور مطربہ نقلی کے
پاس گئے اور اُس سے کہنے لگے کہ جلد چل تجھکو لندھور نے بلایا ہی تیرا گانا سُننے کا اُسے اشتیاق ہی اگر تیرا گانا اُسے
پسند آگیا تو ہزارون لاکھون روپیہ تجھکو انعام مین ملینگے مطربہ نے کہا کہ مین ابھی راہ دور و دراز سے چلی آتی ہون میری
جانب سے عرض کرنا کہ شب کو خدمت عالی مین ضرور حاضر ہونگی اور جیسا مجکو گانا اور ناچنا اُستاد نے بتایا ہی حضور
کے سامنے گاؤنگی اور ناچونگی اسوقت بسبب خستگی کے حاضر نہین ہو سکتی ملازمان لندھور تقریر مطربہ سُنکے خدمت
لندھور مین پہونچے اور جو کچھ مطربہ نے کہا تھا عرض کیا لندھور نے سُنکے کچھ نہ کہا غرض شام ہوئی مطربہ مع اپنے
سازندون کے لشکر سے چلی جب خدمت لندھور مین پہونچی لندھور اُسکے روے زیبا کو دیکھکر فریفتہ ہوگیا اُس
مطربہ نے اپنے سازندون سے کہا کہ سازون کو درست کرو جب سازندے سازون کو درست کر چکے اُسوقت
اُس مطربہ نے بہ ناز و ادا ناچنا شروع کیا لندھور رقص مطربہ دیکھکر اور زیادہ شیفتہ ہوگیا اور اہل بزم بھی رقص
مطربہ دیکھکر نہایت خوش ہوئے جب وہ مطربہ ناچ چکی اُسوقت اُسنے یہ غزل بعد کرشمہ و انداز شروع کی **غزل**

پاؤن پڑتا ہون مین داماں کی طرح
خاک اُڑاؤنگا بیابان کی طرح
گلشن دہر مین پھرتی ہی صبا
داغ ہون سرو چراغان کی طرح

گلے لپٹا تو گریبان کی طرح
غم اغیار سے آیا ہمراہ
آپ کے بے سرو سامان کی طرح
ربط باہم مین نہ فرق آئے جنون

خانہ برباد تو ہونے دے جنون
گور تک داغ عزیزان کی طرح
ہمہ تن سوز جگر سے اپنے
چاک دامن ہون گریبان کی طرح

پوچھتے کیا ہو مری ہستی کو
ہاے پیکان ہوا پیکان کی طرح
جاکے پھر یار نہین آنے کا
رات بھر شمع شبستان کی طرح
مجکو بھی چرخ ہنساتا ہی مگر
ناز اٹھواتی ہی مہمان کی طرح
جسکی تقدیر جو شب کو تو سحر
سیری حسرت مرے ارمان کی طرح
روز وعدے کی گھڑی ہی او دل
آپ کی زلف پریشان کی طرح
الجھو نہین آپ کے پیمان کی طرح
نا امیدی مجھسے تو بھی اک دن
عمر بھر عمر گریزان کی طرح
قطرۂ اشک مرا گردون کو
نام کو صبح گلستان کی طرح
بے اثر ہی مرا ہنسنا رونا
مل گئے خاک مین افشان کی طرح
جاتے ہین سوے عدم دنیا سے
نہین کٹتی شب ہجران کی طرح
فکر تسلیم ہی دشوار پسند
بے جراحت بھی تڑپتا ہی جگر
داغ دے جائیگی مہمان کی طرح
ایک عالم ہی مرے رونے کا
آنکھین دکھلاتا ہی طوفان کی طرح
شب فرقت مین اداسی بھی مری
غنچہ و شبنم بستان کی طرح
گذری کیا دل پہ پشیمان ہی جراح
تو گرفتار پشیمان کی طرح
دلربا ہی مری شوریدہ سری
خاطر ناظم دشتروان کی طرح

جسوقت یہ غزل بعد ناز و ادا مطربہ نقلی نے گائی اہل محفل نہایت شاد و مسرور ہوئی خصوصاً لندھور نہایت خوش ہوا جب مطربہ غزل گا چکی خاموش ہو کر کھڑی ہوئی لندھور نے کہا اے نازنین ایسی ہی کوئی اور غزل گا اُس مطربہ نے کہا حضور اسوقت مجھسے اچھی طرح گایا نہین جاتا ہی کیونکہ مین نے ابھی شراب نہین پی ہی اسوجہ سے طبیعت بے لطف ہی چونکہ لندھور مطربہ پر فریفتہ ہو چکا ہی بے لطفی مزاج مطربہ گوارا نہ کر کے حکم دیا کہ ساقیان گلعذار کشتی شراب کی جلد لائین اور اس مطربہ کو بھی ارغوان پلائین پھر حکم لندھور ساقیان گلرخ کشتی شراب ناب لیکر حاضر ہوئے اور شیشہ سے جام بلورین مین گلگون بھر کے مطربہ کو دینے لگے مطربہ نے لندھور سے عرض کیا کہ پہلے حضور شراب پیئین اور جملہ اہل بزم پیئین پھر مین میکشی کرونگی حضور کے سامنے اور قبل حضور مین ہرگز شراب نہ پیونگی سیر اول تو اسوقت یہ چاہتا ہی کہ اپنے ہاتھ سے حضور کو اور جملہ ارباب بزم کو شراب پلاؤن بعد اُسکے مین بھی شراب پی کے حضور کے روبرو گاؤن لندھور نے یہ عرض مطربہ بخوشی منظور کی اور ساقیان ماہرو کو حکم کیا کہ چند کشتیان شراب کی اور جا کر لے آؤ جب ساقیان مہرو کشتیان شراب کی لے آئے مطربہ نے شیشہ شراب اٹھا کر دیکھے اور ایک شیشے کی شراب دوسرے شیشے مین انڈیلی اور بہ چالاکی خوب بیہوشی ملائی جب حسب موافق مرضی کے شراب مین بیہوشی مل چکی اسوقت مطربہ نقلی نے جام مین شیشہ سے شراب بھری اور اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی اور ناز سے قدم اٹھاتی ہوئی اور مسکراتی ہوئی قریب لندھور پہونچی اور موافق قاعدے کے جام مے لندھور کو دیا لندھور جام لیکر بصد خوشی پی گیا پھر مطربہ نے ہر ایک سردار او رامیر کو جام شراب بھر بھر کے دینا شروع کیے جب مطربہ سب کو شراب پلا چکی ایک گوشے مین گئی اور تھوڑی دیر کے بعد بزم مین آئی ایک سردار نے پوچھا کہ تم کہان گئی تھین مطربہ نے کہا مین واسطے شراب پینے کے گئی تھی بادشاہ وقت کے سامنے شراب پینا مجکو مناسب نہ تھا غرضکہ بعد شراب پلانے کے مطربہ پھر گانے لگی اور دلہاے اہل بزم کو اپنے گانے سے خوش کرنے لگی جب لندھور اور جملہ اہل بزم کو نشہ ہوا اور بیہوشی نے اپنا اثر دکھایا اکثر اشخاص بیٹھے بیٹھے بیہوش ہو گئے اور اکثر سردارون کے سر مین درد ہونے لگا بسبب درد کے بے چین ہو کر گھبرا کے جو اٹھنے لگے ایسا چکر آیا کہ وہ زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہو گئے جب یہ حال لندھور نے دیکھا اُسی عالم نشہ مین خیال کیا معلوم ہوتا ہی کہ یہ مطربہ بنا ہوا کوئی عیار ہی اگر اسکی گرفتاری کے واسطے کسی سوار کو حکم دونگا تو یہ عیار بھاگ جائیگا

پھر ہاتھ نہ آئیگا پس بہتر یہ ہی کہ تمھین اٹھکر اس عیار کو گرفتار کرلو یہ خیال کرکے لندھور اٹھنے لگا اٹھتے اٹھتے ایسا چکر آیا کہ زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا ارباب بزم نے جو دیکھا کہ لندھور اٹھا تھا دفعتہً گر پڑا جو ہوشیار تھے وہ سب لندھور کے اٹھانے کے واسطے اٹھے وہ بھی گرکے بیہوش ہوئے جب سب بیہوش ہو چکے خواجہ عمرو نے نعرہ کرکے پہلے لندھور کو اٹھا کے نذر زنبیل کیا پھر تمام مال و اسباب جو وہان تھا لیکر لشکر حمزہ صاحبقران کی طرف مع جملہ عیارون کے روانہ ہوئے جب لشکر مین پہونچے سرداران لشکر کو علیحدہ لے جاکر اُنسے کہا کہ مین نے لندھور کو بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیا ہی جبتک حمزہ صاحبقران کا پتا نہ لگیگا اور امیر باتوقیر لشکر مین نہ آئینگے اُسوقت تک مین لندھور کو زنبیل سے باہر نہ نکالونگا مین نے تمسے یہ حال اسواسطے بیان کیا ہی کہ تم لندھور کی جانب سے بیخوف و خطر ہو جاؤ اگر کوئی سردار لشکر لندھور تمسے مقابلہ کرنے کو آئیگا تو تم بخوبی اُس سے مقابلہ کرنا سرداران لشکر حمزہ صاحبقران ہر چند گم ہونے سے امیر باتوقیر کے ملول و پریشان تھے لیکن تقریر خواجہ عمرو سنکے خوش ہوئے خواجہ عمرو اور سرداران فوج تو خیال حمزہ صاحبقران مین پریشان خاطر ہین لیکن اب حال شہیال ہندی کا لکھا جاتا ہی کہ جب خواجہ عمرو لندھور وغیرہ کو بیہوش کرکے اور لندھور کو زنبیل مین ڈال کے لشکر اسیر مین چلے آئے اور سرداران لشکر لندھور کو ہوش آیا اور اُنھون نے لندھور کو نہ پایا نہایت پریشان خاطر ہوئے تمام لشکر مین تہلکہ پڑ گیا شہیال ہندی نے جب سنا کہ لندھور گم ہو گیا ہی اُسوقت شہیال ہندی نے سرداروں کو بلایا اور اُنسے پوچھا کہ لندھور کو کون لیگیا اُنھون نے مطربہ کے آنے کی تمام کیفیت بیان کی شہیال نے خیال کیا کہ خواجہ عمرو ہی لندھور کو بیہوش کرکے لیگئے ہین سوائے اُنکے اور کوئی نہین لیگیا یہ خیال کرکے شہیال نے غضبناک ہوکر بنام عادل شیردل طبل جنگ بجوایا عیارون نے سرداران لشکر اور خواجہ عمرو کو طبل جنگ بجنے سے آگاہ کیا لشکر حمزہ صاحبقران مین بھی طبل جنگ بجایا گیا تمام رات لشکر مین سامان جنگ ہوا ہنگام سحر اُدھر سے عادل شیردل مع لشکر کثیر بعید کروفر میدان کارزار مین آیا اسطرف سے سرداران لشکر حمزہ صاحبقران بھی مع لشکر بعید شوکت میدان مصاف مین پہونچے بعد درستی میدان کارزار اور صف آرائی ہر دو لشکر کے نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے اور بہادرون اور دلاورون کی جانب مخاطب ہوکے باآواز بلند مذمت دنیا کی اصلاح کرنے لگے اشعار

کسی شی کو یہان کی نہین ہی ثبات
گئے دن جوانی کے گذری حیات
یہ بیٹھے جو ہین سامنے ہین کہان
جہان جبکہ ہی ایک بزم روان
ہی لازم کہ اب دیدہ ڈھونڈے جان
کہ رہجائے دنیا مین باقی نشان
سکندر نہ باقی ہی نی طوس ہی
نہ جمشید و دارا نہ کاوس ہی
کیا اس جہان سے سبھون نے سفر
یونہین تم بھی اک روز جاؤگے مر
لڑائی مین لڑ بھڑ کے گر جان دی
تو دولت شہادت کی تمکو ملی
تمہین چاہیے آج ہی نام و ننگ
عدو کو کرو زندگی سے بہ تنگ

اسی طرح کڑکیت کڑکنگ کے ہندوون سے مخاطب ہوکے کہتے تھے ای بہادران ہندوستان آج کا دن عجب دن ہی سامنا حریف کا ہی لازم ہی کہ میدان جنگ کو خون اعدا سے رنگین کرو کبھی اسطرح کہتے تھے کہ ای بہادران ہندوستان اشعار

نہ سہراب ہی اور نہ برزو یہان
نہ شنگل ہی نہ رستم سیستان
زمان جنگی ہی ذو طوس ہی
نہ گودرز ہی اور نہ کاوس ہی
کسی کا بھی باقی نہین ہی نشان
ہوئے جاکے سب موت کے میہمان
اجل کا یہان گرم بازار ہی
جری ہی جو لڑنے پہ تیار ہی
جوانو یہ ہی معرکہ جنگ کا
یہی وقت ہی نام اور ننگ کا
لڑائی مین جانین لڑاتے رہو

نمکخوار و ملو ارین کھاتے رہو | یہ کڑکا کہکر گرگیت اور نقیب نوکنارے لشکر کے جا کر کھڑے ہوئے دلاور اور
بہادر کڑکا کہکتیون کا سن سنکے نشۂ بادۂ شجاعت سے جھومنے لگے دمبدم قبضۂ شمشیر چومنے لگے لشکرون مین باجے
جنگی بجے طبل ودہل کی صدائین بلند ہوئین علمہاے لشکر کو علمدارون نے جلوہ دیا پنجے علمون کے جھکنے لگے پھریرے
کھلے اول لشکر ہندوستان سے عادل شیردل حملہ سرداران لشکر سے رخصت ہوکر نکلا اور گھوڑے کو جولان کرکے
مانند شیر نر میدان کارزار مین آیا اور پکارکے کہنے لگا جسکو تمناے مرگ ہو وہ آئے اور مجھسے مقابلہ کرے جسوقت یہ
نعرۂ عادل شیردل نعمان بن منذر شاہ نے سنا فوراً سردارون سے رخصت ہوکر مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا
اور سامنے عادل شیردل کے آیا عادل شیردل نے نگاہ ورزنی کا خیال بھی نہ کرکے بقہر وغضب تیغہ آبدار گرانبار
میان سے کھینچی اور گھوڑے کو بڑھایا اور جانب دست راست نعمان آکر تیغہ کا وار کیا نعمان نے سپر اٹھائی تیغۂ
گرانبار سپر پر پڑا چونکہ تیغۂ آبدار گرانبار تھا سپر کو کاٹ کر سر نعمان مین در آیا نعمان کے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے
نکل گیا خون کی چادر سر سے نکلی نعمان ہمہ تن خون مین نہا گیا عادل شیردل نے چاہا تھا کہ سر نعمان تیغے سے جدا کرے
کہ اسد شیردل صف لشکر سے مرکب کو جولان کرکے نکلا اور نعرہ کیا خبردار سر نعمان تیغے سے نہ کاٹنا عادل شیردل
نعرۂ اسد شیردل سنکے رکا اتنی دیر مین اسد شیردل قریب نعمان پہونچ گیا نعمان کو تو سوار آکے لشکر مین لیگئے
لیکن عادل شیردل نے وہی تیغہ خون آلود اسد شیردل کے بھی سر پر لگایا اسد شیردل نے تیغہ خالی دیکر اور شمشیر
آبدار برق مثال کھینچکر بقوت تمام سر عادل پر لگائی عادل نے تلوار اپنی سپر پر روکی اور پھر بہ تعجیل تمام وہی تیغہ
گرانبار سر اسد پر لگایا اسد نے سپر اٹھائی اتفاق سے مرکب اسد شیردل کا پانون موش خانہ مین در آیا اسکو تکان
ہوئی تیغہ کسی قدر سپر کاٹتا ہوا چار انگل سر اسد مین در آیا اسد نے بھی اسی عالم مین دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلا
لیکن حال اسد کا متغیر ہوا خون جو کثرت سے نکلا اسد نے سر کاٹھی پر رکھدیا غش آگیا عادل شیردل نے اپنے
گھوڑے کو بڑھا کر قصد کیا تھا کہ سر اسد جلد تر تیغ تیز سے کاٹ لینا چاہیے ناگاہ اسد اسدان اپنے بھائی کی مدد
کے واسطے پہونچا اور نعرہ کیا کہ او ظالم میرے بھائی کا سر کاٹنے کے واسطے کیون بڑھتا ہے آ مجھسے مقابلہ کر عادل
شیردل اسد اسدان کی طرف متوجہ ہوا اکثر سوار اور سرداران لشکر اسد شیردل کو میدان رزم سے لیگئے عادل
شیردل نے اسد شیردل کے مانند اسد اسدان کو بھی زخمی کیا اسد اسدان کو بھی اسد پنجہ گیر نے صف لشکر
سے بصد عجلت نکل کے بچایا اور خود عادل شیردل سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوا عادل نے بعد تھوڑی دیر کے
اسد پنجہ گیر کو بھی زخمی کیا اب کی مرتبہ اسد مار گیر پیچ وتاب کھا کر صف لشکر سے شیرانہ نکلا اور نعرہ کیا کہ او عادل
شیردل تو دو تین بہادرون کو زخمی کرکے مغرور ہو گیا مین واسطے تیری سرکوبی کے آتا ہون انشاء اللہ اپنے بھائیون
کا انتقام تجھسے لونگا اور تیغ تیز سے تیرے سر کو کاٹونگا عادل شیردل یہ نعرہ سنکے مسکرایا اور کہنے لگا کہ تو کیا میری
سرکوبی کریگا سرکوبی کے لائق تو ہے کہ تیرا نام اسد مار گیر ہے یہ سارا زہر اگلنے اور بیہودہ کلمات منہ سے نکالنے کی ابھی
تجھکو سزاے معقول دیتا ہون اسد مار گیر نے جواب نہ دیا اور سمجھا کہ یکتا ہے مردان عالم سے ایسی واہیات اور بیہودہ
گفتگو کرتا ہے یہ میدان رزم ہے جلد تیغ کھینچ اور وار کر عادل شیردل نے برہم ہوکے اور مرکب تیز رفتار کو بڑھا کے
تیغۂ آبدار سر اسد مار گیر پر مارا اسد مار گیر نے تو تیغے سے سر کو بچایا لیکن تیغہ گھوڑے کی گردن پر پڑا گردن گھوڑے
کی کٹ گئی گھوڑا مر کر زمین پر گرنے لگا اسد نے جست مرکب سے کود کے زمین پر آیا اسوقت عادل شیردل نے اسد مار گیر
کو پیادہ دیکھا اور قابو پاکر جلد تر تیغ کا وار کیا ہر چند اسد مار گیر نے سپر فولادی پر تیغے کو روکا لیکن تیغہ نہ رکا اور

سپر کو کاٹکر تا دوابرو پہونچا اسد مار گیر نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا اسد مار گیر خون مین نہا گیا سواران جرار فوراً لشکر
اسیر سے نکلے اور اسد مار گیر کو لشکر مین لیگئے عادل شیر دل نے اسد مار گیر کو زخمی کر کے نعرہ کیا کہ اب کوئی اور اجل رسیدہ
اگر مجھسے مقابلہ کرے خواجہ عمرو نے یہ نعرہ عادل سنکے جانب آسمان اپنے ہاتھون کو بلند کیا بصدر جوع قلب خداوند عالم
سے اسطرح دعا کی اشعار قصب باف عروسان بہار ہی + قیام آموز سرو جویبار ہی + بلندی بخش ہر ہمت بلند سے
ہر پستی افگنے ہر خود پسند سے + ای قاضی الحاجات وای مجیب الدعوات یہ وقت مددگاری ہی خداوندا تو جانتا ہی کہ تیرا بندہ
ہرگز یہ حمزہ لشکر مین نہین ہی نہین معلوم کہان ہی اسے نابکار نے اسکو قید کیا ہی اسوقت یہ بیدین کئی تیرے بندون کو
زخمی کرچکا ہی اور پھر مبارز طلب ہی پروردگار تو اس شریر فساد سے اہل اسلام کو بچا خواجہ عمرو تو یہ دعا کر رہے تھے
لیکن بہرام گرد بن خاقان چین نے جو عادل شیر دل سے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا اور گھوڑا بہرام گرد کا تیغ کھا کر
چین کو میدان مصاف سے لیکر ایک طرف نکل گیا بہرام گرد کا احوال پھر لکھا جائیگا جب خواجہ عمرو دعا کر چکے اکثر
سردارون سے سنا کہ بہرام گرد زخمی ہوا اور گھوڑا بہرام گرد کو سوے صحرا لیگیا خواجہ عمرو کو ملال ہوا اور پھر سوے
فلک ہاتھون کو بلند کر کے دعا کی ناگاہ بقدرت پروردگار ربیت از جانب کوہ و دشت اور نگ + گردے برخاست
تو تیار نگ + جسوقت جانب دشت غبار عظیم بلند ہوا مردان ہر دو لشکر سمت غبار دیکھنے لگے عادل شیر دل بھی
طرف گرد و غبار کے دیکھنے لگا اور خیال کرنے لگا کہ شاید نوشیروان نے کسی پہلوان کو واسطے اعانت حمزہ صاحبقران
کے بھیجا ہی وہی مع فوج کثیر آتا ہی اگر وہ بھی اگر مجھسے مقابلہ کریگا تو اسکو بھی زخمی کرونگا اور جہانتک ممکن ہوگا قتل بھی کر ڈالونگا
آج حمزہ صاحبقران کے لشکر کے سب سردارون اور پہلوانون کو تہ تیغ کرونگا کسی کو زندہ نہ رکھونگا انھین مسلمانون
مین سے کسی نے خسر ہندوستان لندھور بن سعدان کو بعیاری دھوکا دیکر گرفتار کیا ہی یا قتل کر ڈالا ہی کل سے
اسوقت تک کچھ پتا اور نشان انکا معلوم نہین ہوتا ہی مین انکا عوض اور انتقام مردان لشکر اسلام سے آج ضرور لونگا کسی کو
زندہ نہ چھوڑونگا عادل شیر دل انھین خیالات مین تھا یکایک صرصر نے غبار کو دفع کیا خواجہ عمرو وغیرہ نے علم دیکھکر
خیال کیا کہ اس لشکر مین اسی ہزار سوارون کی کثرت اور جمعیت ہی جب لشکر قریب آیا ہر ایک لشکری نے دیکھا صدہا
فیل کوہ پیکر ہمراہ لشکر ہین ابلق و سرنگ وغیرہ مرکبون پر عرب سوار ہین عمامے بالاے سر ہین پیشانیون پر آثار سجود
عیان چہرے نورانی ہین دریاے آہن مین از سر تا پا غرق چہرون سے آثار شجاعت ہویدا مرکبون کی باگین ہاتھون مین
لیے چلے آتے ہین صداے نوبت ونقارہ وطبل ودہل بھی لشکر سے دمبدم بلند ہوتی ہی ابھی مردان ہر دو لشکر دیکھ ہی
رہے تھے کہ وہ لشکر برابر لشکر حمزہ صاحبقران کے آکے ٹھہرا اور بحکم سردار لشکر صف آرا ہوا جب فوج صف آرا
ہوچکی اسوقت سردار لشکر اپنی فوج سے نکل کے لشکر اسیر بالوقیر مین داخل ہوا اور خواجہ عمرو سے پوچھنے لگا کہ یہ
کون جوان میدان کارزار مین تیغہ خون آلود لیکر کھڑا ہی اور یہ سامنے کسکا لشکر ہی خواجہ عمرو نے کہا یہ جوان جو کھڑا ہی
بھانجا لندھور کا ہی اور نام اسکا عادل شیر دل ہی اسنے حمزہ صاحبقران کے لشکر کے کئی سردارون کو زخمی
کیا بڑا بہادر ہی اب پھر مبارز طلب ہی یہ لشکر ہندوستان اسی جوان کے ہمراہ آیا ہی افسوس لشکر مین حمزہ صاحبقران
آج نہین ورنہ وہ اسکو ایک ہی ضرب شمشیر مین قتل کرتے سردار لشکر گفتگوے خواجہ سنکے لشکر سے نکلا اور گھوڑے کو
جولان کر کے دلیرانہ اور شیرانہ روبروے عادل شیر دل پہونچا عادل شیر دل نے اس سردار سے پوچھا ای جوان
تیرا کیا نام ہی اور تو کیون ہمسے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہی اگر اپنی زندگی تجکو منظور ہی تو چلا جا مجھسے مقابلہ نہ کر مین تو ان
مسلمانون کو قتل کرونگا اور انھین سے لڑونگا انھین کے خون سے زمین میدان رنگین کرونگا سردار لشکر نے

کہا اے جوان تجکو میرے نام کے دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہے مردون کا نام ونشان گرز عمود اور زبان تیغ تیز سے ہنگام
حرب وضرب ظاہر وآشکار ہوجاتا ہے تجھپر میری کیفیت وقت کارزار آشکار ہوجائیگی اور تو مجکو مرگ سے ناحق ڈراتا ہے دلاور
مرنے اور قتل ہونے سے ہرگز نہین ڈرتے ہین تو جو مجھسے مقابلہ نہین کرتا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تو مجھسے
ڈرتا ہے اور تجکو خیال بلکہ یقین اپنے قتل ہوجانے کا ہے جسوقت یہ تقریر سردار لشکر مذکور کی عادل شیر دل نے سنی
نہایت غضبناک ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اس شخص کی قضا ہی آئی ہے مین منع کرتا ہون کہ مجھسے مقابلہ نہ کر یہ اجل رسیدہ
کسی طرح نہین مانتا اور مجکو سخت وسست کہتا ہے اب مجکو بھی لازم ہے کہ تگاورزنی کر کے نیزے سے ہلاک کرون عادل
نے یہ خیال کر کے گھوڑا اپنا واسطے تگاورزنی کے بڑھایا اور بہ غضب تمام تگاورزن ہوا اسوقت مردمان لشکر نے
دیکھا کہ پانچ قدم مرکب عادل شیر دل کا اور دو قدم اسپ سردار لشکر کا پیچھے ہٹ گیا عادل شیر دل پانچ قدم
اپنے مرکب کے پیچھے ہٹ جانے سے نہایت ہی غضبناک ہوا پہلے تو ارادہ کیا تھا کہ نیزے سے اسے ہلاک کرونگا
اب عالم غیظ وغضب مین تیغے کے قبضے پر ہاتھ ڈالا اور خبردار خبردار کہکے اور گھوڑا اپنا آگے بڑھا کر تیغہ بقوت وطاقت
تمام سر پر لگایا اس سردار نے تیغے کو اپنی سپر پر روکا اور خود بھی تیغہ گرانبار وآبدار کھینچکر عادل شیر دل کے سر پر
لگایا عادل نے تیغے کو سپر فولادی پر روکا لیکن تیغہ سپر فولادی کو کاٹ کے خود پر آیا اور خود بھی کاٹکر چار انگل سر
عادل مین در آیا اور تیغے نے بڑھنے کا قصد کیا عادل نے فوراً گھبرا کے دستانہ مارا تیغہ تو بمشکل سر سے نکل گیا لیکن
خون کی چادر ایسی نکلی کہ عادل سراپا خون مین تر ہوگیا اور بوجہ زخم کاری کے حال عادل شیر دل نہایت متغیر ہوا
اسوقت اس سردار نے چاہا تھا کہ سر عادل شیر دل تیغہ آبدار سے جدا کرون لیکن سرداران لشکر ہندوستان نے جو
دیکھا کہ حریف عادل شیر دل کا سر کاٹا چاہتا ہے فوراً بیقرار ہوکے اور حملہ لشکر کو لیکے بڑھے اور چاہا کہ سردار لشکر کو گھیر کے قتل
کرڈالین اور عادل کو اسکے ہاتھ سے بچالین جسوقت سرداران لشکر ہندوستان ادھر سے بڑھے اسطرف سے لشکر
سردار بھی واسطے اعانت اپنے سردار کے بڑھا خواجہ عمرو نے بھی سردارون سے کہا کہ تم بھی مع حملہ لشکر حملہ کرو
کیونکہ یہ عرب کوئی دوست حمزہ صاحبقران کا ہے سرداران لشکر بموجب کہنے خواجہ عمرو کے جملہ مردمان لشکر کو
لیکر بڑھے اکثر بہادرون نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال کے تلوارین کھینچلین ہزارون بہادرون نے نیزہ ہای تیز ہاتھون
مین لیے اسوقت اکثر شجاعون نے گرزہاے گران سر بلند کیے تیراندازون نے کمانین دوش سے لین اور ترکش سے
تیر جانستان لیکر کمان مین جوڑے اور سرکشون کو بنظر قہر وغضب تاکا عیارون نے سنگ تراشیدہ گوپھن مین رکھے
اور چرخ دیکر چاہا کہ ان لشکر ہندوستان پر مارنے کو مستعد ہوئے غرض جب دونون لشکر گران ملے تلوارین چلنے لگین سر
کٹ کٹکے زمین پر گرنے لگے لاشین زمین پر تڑپنے لگین تیر سینون کو توڑ توڑ کر گذرنے لگے کمانین کڑکنے لگین نیزے
چلنے لگے گرز گران سر پہلوانون کے سر پر ہندیون کے پڑنے لگے ہندی ضرب گرز گران سے پیوند خاک
ہونے لگے عیار گوپھن مین پتھر رکھکر مارنے لگے سرداران لشکر حمزہ صاحبقران جنگ رستمانہ کرنے لگے
خنجر عربون کے سینہ وپہلو پر ہندیون کے پڑنے لگے اس سردار لشکر کی تلوار میدان کارزار مین چلنے لگی
چقاچاق خنجر گردون تک پہونچی تلوارون کی جھنکار آسمان تک جانے لگی دھاوے یلان سے میدان مصاف رشک
محشر ہوگیا زمین میدان نبرد پر جوے خون بہادران جاری ہوئی سر دلاورون کے جوے خون مین حباب آسا
مد نظر آنے لگے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار عرصہ کارزار مین جابجا ہوگئے جنگ مغلوبہ غضب کی ہوئی ہزارون
بلکہ لاکھون قتل اور زخمی ہوگئے کوسون تک لاشین مقتولون کی اور زخمی زمین پر پڑے ہوئے تھے گھوڑے کو تل

دوڑتے تھے اپنے اپنے ملکیون کی لاشین پامال کر رہے تھے زمین مصاف کانپ رہی تھی ترک فلک کا خوف سے رنگ کبود تھا آفتاب تھرا رہا تھا بازار اجل میدان رزم مین گرم تھا ہر چند جناب ملک الموت دمبدم روحین دلاورون کی قبض کرتے تھے لیکن پریشان تھے کیونکہ میدان مصاف مین چہار سمت جلد جلد جاتے تھے اور کشتون کی روحین قبض کرتے تھے جتنی دیر مین ہزار بہادرون کی روحین قبض کرتے تھے اتنی دیر مین دس ہزار دلاور زخمی ہوکر زمین پر گرتے تھے اور تڑپتے تھے غرض غضب کی جنگ مغلوبہ تھی اور عجب طور سے تلوار چل رہی تھی اشعار

ہلی بھمن و سام و رستم کی گور
کہین تیغ چمکی کسی جا سنان
وہ مرکب کٹا اور یہ راکب گرا
کسی پر تبختر کسی پر تھی شان
گرجتے تھے گھوڑے اٹھائے ہوئے
امان تھی زرہ کی نہ مغفر کی خیر
اٹھا کر بلا تی ہر وہ تیغ ہاتھ
ہجوم عدو مین پڑا انتشار
ہزارون سے ہسر و رحبش عرب

چڑھے منھ پہ تلوار کے جب گھمنڈ
کوئی حملہ ور تھا کوئی تھا طپان
گری لاش پر لاش اور سر پہ سر
کوئی پیر دیرین کوئی نوجوان
ہوا منقطع کافرون کا ثبات
بدن سے کہا جان نے اس سفر کی خبر
غضب کی تھی پیچھے پڑی تیغ تیز
ہوے سب کے سب اس جگہ سے فرار

قیامت کی چالش تھی آفت کا زور
لگے کٹنے مرنے جسے ہی چار سو
یہ کافر گرا اور وہ غازی گرا
بھرے تھے تھیلون سے سب ترا
جری سب تھے خون مین نہائے ہو
گئی ایک دم مین دو دو حیات
مجھے چھوڑ دے اب بھیگا نہ خدا
نہ جانے امان تھی نہ جا سے گریز
غنائم کو پھر سب با صد طرب

جب ہندی تاب مقابلہ جوانان عرب نہ لائے بدرجہ ناچاری و مجبوری دل کو لیکر بے اختیار بھاگے خواجہ عمرو و جملہ سرداران لشکر حمزہ صاحبقران فتح پانے سے نہایت خوش ہوئے خواجہ عمرو اُس سردار لشکر کو بارگاہ حمزہ صاحبقران مین لیگئے اور نہایت اُسکی شجاعت اور جوانمردی کی تعریف کر کے باعزاز تمام ایک دنگل پر بٹھایا اور نام پوچھا سردار لشکر نے کہا ای خواجہ عمرو خاص و عام مجھکو حارث عرب کہتے ہین مین بھی ایک دوستان حمزہ صاحبقران سے ہون الحمد للہ کہ عین وقت پر یہان پہونچا خواجہ گفتگو سے حارث کے سنکے خوش ہوئے خواجہ عمرو بتور برو سے حارث بیٹھے ہین اور اکثر سردار لاشین مسلمانون کی اٹھوا کر دفن کرا رہے ہین زخمیون کا علاج ہو رہا ہی لیکن اب حال عادل شیر دل کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب عادل شیر دل زخمی ہوکر اور شکست کھا کر پریشان اور بدحواس شہپال ہندی کے پاس پہونچا اور شہپال نے اُسکا زخم سر کو دیکھا اور حال جنگ سے واقف ہوا اُسوقت شہپال کو نہایت غصہ آیا اول تو گم ہونے تنہ چور سے رنجیدہ تھا اب اور زیادہ غمگین ہوا آخر بقہر و غضب ایک نامہ جے پور کو اس مضمون کا لکھا کہ جلد مہر اہیر کا کا کے سیر سے پاس بھیجدیجیے واضح ہو کہ داراب عیار جو تتارہ حمزہ صاحبقران لیگیا تھا جے پور ہی پاس گیا تھا اور جے پور نے بموجب کہنے شہپال کے خندق ارغوان مین اہیر با توقیر کو قید کیا تھا غرض جب نامہ تیار ہوا شہپال نے نجم بن شہاب عیار کو نامہ دیا اور کہا کہ جلد اس نامہ کو جے پور کے پاس لیجا نجم بن شہاب نامہ لیکر جہت کر مثل برق چلا اور بعد طی کرنے راہ کے جزیرہ قیض مین پہونچا اور دولت جے پور ہندی پر پہونچ کے ٹھہرا اور اپنے نامہ لیکر آنے کی جے پور کو اطلاع کرائی جے پور اُسوقت طعام تناول کرتا تھا باہر تو نہ آیا لیکن نامہ شہپال ہندی نجم سے منگوا لیا اور بعد تناول طعام نامہ کو پڑھا اور مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر معرفت خواجہ سرا کے کہلا بھیجا کہ میری جانب سے بعد آداب و تسلیم کے شہپال ہندی سے عرض کر دینا کہ کل سر حمزہ صاحبقران تیغ بران سے کاٹکر خدمت عالی مین روانہ کر دونگا خواجہ سرا نے یہی نجم سے آکے کہدیا اور جو خلعت و انعام جے پور نے نجم کے واسطے

بھجوایا تھا خواجہ سرا نے نجم کو دیا نجم انعام لیکر وہان سے روانہ ہوا اور جلد تر راہ طے کرکے خدمت شہپال میں آیا اور
جو کچھ جی پور ہندی نے کہا تھا عرض کیا شہپال کو گفتگوے نجم سنکے اطمینان کامل ہوا کہ کل جی پور ضرور امیر با توقیر کے
سر کو تیغ تیز سے جدا کرائیگا اور میرے پاس بھیجدیگا میرا دل خوش ہوگا شہپال ہندی تو تخت پر بیٹھا ہی لیکن اب
حال جی پور ہندی کا لکھا جاتا ہے کہ جب جی پور ہندی طعام تناول کرکے اور نجم عیار کو رخصت کرکے بستر نرم پر لیٹا اور
سو رہا عالم خواب میں جی پور کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسلمان کیا جب صبح ہوئی اور جی پور بیدار ہوا فوراً بستر
خواب سے اٹھکر قید خانے میں گیا اور حمزۂ صاحبقران کو تسلیم کرکے عرض کرنے لگا کہ اے امیر با توقیر آپ کو معلوم ہو کہ
شب گذشتہ مجکو عالم خواب میں حضرت ابراہیم نے مسلمان کیا ہے اب میں آپ کا دوست اور تابعدار ہوں ابھی
آپ کو قید سے رہا کرتا ہوں اب آپ کچھ صدمہ و رنج نہ کیجیے حمزۂ صاحبقران گفتگوے جی پور سنکے خوش ہوئے اور زنجیر
و طوق وغیرہ کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر اپنے جسم سے دور کیا جی پور ہندی یہ قوت و طاقت حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر
نہایت متحیر ہوا اور بعد حیرت بسیار حمزۂ صاحبقران سے عرض کرنے لگا کہ اب حضور حمام میں تشریف لیجائیں نہاکر پوشاک
تبدیل فرمائیں حمزۂ صاحبقران بموجب عرض کرنے جی پور ہندی کے حمام میں تشریف لیگئے اور بعد نہانے کے پوشاک
نفیس پہنی جب امیر با توقیر حمام سے باہر تشریف لائے اور پوشاک زیب تن کرچکے اسوقت جی پور ہندی باعزاز
تمام امیر با توقیر کو بارگاہ میں لایا اور عرض کرنے لگا کہ اب آپ اس تخت حکومت پر بیٹھیں حمزۂ صاحبقران نے فرمایا
تخت حکومت تمہارا تمکو مبارک رہے میں تخت پر نہ بیٹھونگا یہ فرماکر امیر با توقیر قریب تخت ایک دنگل پر بیٹھے جملہ
رؤسا اور امرا بھی مسلمان ہوئے اور جی پور اور ہر ایک امیر نے موافق اپنی لیاقت کے نذر خوشی رہائی زندان بعد
ازاں دی حمزۂ صاحبقران نے ہر ایک امیر و رئیس کو خلعت و انعام دلوایا بعد اسکے بزم نشاط آراستہ ہوئی ساقیان
سیمین ساق کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہوئے اور جام و ساغر میں شراب ناب بھر بھر کے حمزۂ صاحبقران اور جملہ
اہل دربار کو پلانے لگے نازنینان غنچہ دہن گلبدن بصد ناز و ادا ناچنے لگیں اور بالحان داؤدی گانے لگیں ان نازنینوں
سے ایک مطربہ سیمتال زہرہ خصال نے روبروے حمزۂ صاحبقران عالیشان وغیرہ یہ غزل گائی غزل

دیتے اگر نہ دل میں جگہ درد و غم کو ہم
بیٹھے ہوئے مٹاتے ہیں نقش قدم کو ہم
سہمیں ستون کبھی نہیں جور فلک سے ہیں
بیٹھے ہیں دیر سے لیے کاغذ قلم کو ہم
ہرچند کچھ نہیں مگر اسیر ہیں بے وفا
ورنہ لگا دیں آگ نہ باغ ارم کو ہم
رکھتے ہیں تر سدا عرق انفعال سے
خط لکھکے کاٹتے ہیں زبان قلم کو ہم
بے رحم دل محال ہے معنی طراز ہاں
محشر تلک نہیں ستم ندیدم کو ہم

کیا منہ دکھاتے حشر میں تیرے ستم کو ہم
ایمان نہ چھوڑینگے کبھی زاہد کے واسطے
پاتے ہیں داغ داغ ہمیشہ درم کو ہم
آتا ہے یاد حشر میں کسکا خرام ناز
سب کچھ سمجھتے ہیں تری جھوٹی قسم کو ہم
اب کیا نگاہ کرے مرنے کی فرصت نہیں نصیب
دھوتے ہیں بیٹھے لوح جبیں کی رقم کو ہم
اشک رواں زخم سے کہ کہکے مرحبا
خالی شگاف سے نہیں پاتے قلم کو ہم

وہ آئے بیٹھتے تو غیر سے دل بدگمان ہوا
کعبہ کہینگے قبلہ نہ بیت الصنم کو ہم
فرصت دے اے ہجوم تمنا کہ خط لکھیں
روتے ہیں دیکھ دیکھ کے نقش قدم کو ہم
جنت ہے تیرے وعدۂ دیدار سے عزیز
کیوں مغتنم نہ سمجھیں فراغ عدم کو ہم
ڈر ہے کہ راز عشق کہیں داستان نہو
دم دے رہے ہیں یار کی تیغ دودم کو ہم
تسلیم گر نہو کبھی بھیری فلک سے

جسوقت یہ غزل اُس مطربہ نے بصد ناز و ادا گائی کل جملہ ارباب محفل خوش ہوئے
خصوصاً حمزۂ صاحبقران نہایت شاد ہوئے اور نازنین کو انعام کثیر جی پور ہندی سے دلوایا بعد ختم جلسۂ نشاط
کے حمزۂ صاحبقران نے جی پور ہندی سے فرمایا کہ اے جی پور اب جلد سامان چلنے کا کرو اور جہاز فراہم کرو تا کہ ہم اور تم سوار

کی جانب روانہ ہون ہمکو اپنے لشکر کا نہایت ہی خیال ہے نہین معلوم اس مدت مین ہمارے لشکر پر کیا آفت آئی ہوگی جم پور ہندی
نے عرض کیا اگر حضور خشکی کی راہ سے سراندیپ تشریف لیچلین تو اچھا ہے امیر نے فرمایا خشکی کی راہ سے دیر مین پہونچینگے
اور تری کی راہ سے جلد پہونچینگے علاوہ اسکے سیر دریا کی بھی کرینگے غرض جم پور ہندی نے بموجب ارشاد حمزۂ صاحبقران
سامان چلنے کا کیا اور جہاز فراہم کیے جب کل سامان کر چکا ہمراہ صاحبقران مع فوج و لشکر جانب دریا چلا اور کنارے
دریا کے پہونچ کے حمزۂ صاحبقران کو جہاز پر سوار کیا اور آپ بھی علٰحدہ ایک جہاز پر بیٹھا اور جملہ مردان لشکر اعلیٰ
اور ادنی بھی جہازون پر سوار ہوئے کل مال و اسباب بھی جہازون پر بار کیا گیا جب سب سوار ہو چکے اور اسباب
جہازون پر رکھدیا گیا اُسوقت بحکم صاحبقران ناخدانے لنگر جہازون کے اُٹھوائے جہاز روانہ ہوئے چونکہ ہوا موافق
تھی چھ روز تک تو اچھی طرح سب جہاز چلے لیکن ساتوین روز آسمان پر لکہ ابر ظاہر ہوئے ہوا سے تند چلنے لگی
طوفان عظیم آیا ناخدا چلانے لگے گھبرا کر سر اپنے پیٹنے لگے آنسو آنکھون سے بہانے لگے پانی مین جوش و خروش
پیدا ہوا اسپر امواج کا گویا آسمان سے ملگیا مردان لشکر غرق ہونے کے خوف سے رونے لگے فریاد و فغان کرنے لگے
ناخدا سے عالم کو پکارنے لگے دعائین کرنے لگے حمزۂ صاحبقران بھی برجوع قلب ہاتھ جانب فلک ملند کر کے
خالق بحر و بر سے دفع طوفان اور سلامتی جان کے واسطے دعا کرنے لگے ناگاہ اسی طوفان مین وہ جہاز جسپر امیر حمزہ
سوار تھے ٹوٹ گیا تختے سے تختہ جہاز کا جدا ہو گیا ناخدا مع جہاز پانی مین غرق ہو گیا لیکن بقدرت خالق بحر و بر امیر نامدار
ایک تختے پر بیٹھے ہوئے تیسرے روز ایک جزیرے مین پہونچے اور جم پور ہندی کا جہاز اس طوفان مین ایک
سمت گیا غرض حمزۂ صاحبقران شکر خالق انس و جان کر کے تختے سے اُترے دیکھا کہ تمام ریگستان ہے نہ وہان
کوئی انسان ہے نہ حیوان ہے حمزۂ صاحبقران ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھے اور خیال کرنے لگے کہ اس ویرانے سے
اور اس ریگستان سے کیونکر سراندیپ جاؤنگا راستہ کس سے پوچھونگا بغیر رہبری اور اعانت پروردگار کے
یہان سے سراندیپ پہونچنا پر ایسا دشوار اور مشکل ہے حمزۂ صاحبقران یہ خیال کر ہی رہے تھے دفعتہ آنکھین بند ہونے
لگین نیند آنے لگی حمزۂ صاحبقران تنہ درخت کے قریب بیٹھے اور سو گئے جسوقت دیدہ ظاہر بین امیر بالو قیر کے
بند ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اے فرزند ملول و ہراسان نہو خداوند عالم تیرا معین
و مددگار ہے تو سراندیپ مین بخیر و عافیت پہونچ جائیگا اے نور نظر یہان سے نزدیک سمت مشرق ایک کوہ ہے اور کوہ کے
برابر ایک غار ہے اسمین پانی بھرا ہوا ہے پس یہان سے جا کر اُسی پانی سے غسل کرنا اور دو رکعت نماز پڑھنا افضال خدا
سے تجھکو مرکب خنگ سیاہ قیطاس ملیگا اُس مرکب پر سوار ہو کے طرف سراندیپ کے روانہ ہو نام مرکب ایسا
چالاک اور تیز رو ہے کہ برق و باد بھی اُسکی تیز روی سے خجل اور شرمندہ ہے نظم عجب مرکبے چون شہاب اشہبے + خرد زا
برج شرف کوکبے + بجستن چو برق و برفتن چو باد + ہمانا کہ زان سان ز مانہ نزاد + حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ فرما کر
تشریف لیگئے حمزۂ صاحبقران بیدار ہوئے اور خوش ہو کر زیر درخت سے اُٹھے اور سمت مشرق روانہ ہوئے
تھوڑی ہی راہ طے کی تھی کہ کوہ نظر آیا اور زیر کوہ ایک غار پانی سے بھرا ہوا دکھائی دیا حمزۂ صاحبقران نے اُس
غار کے پاس جا کر لباس اُتارا اور غسل و وضو کیا بعد غسل و وضو کے لباس پہنا اور قریب غار بعبد خضوع و خشوع دو رکعت نماز
پڑھی بعد نماز پڑھنے کے واسطے سجدۂ شکر کے زمین پر رکھا جب امیر بالو قیر نے سر سجدۂ شکر سے اُٹھایا دیکھا کہ مرکب بزین و لجام سے
آراستہ سامنے کھڑا ہے حمزۂ صاحبقران مرکب کے سراپا پر نظر کر کے نہایت خوش ہوئے اور اُس مرکب پر سوار ہو کے
ایک سمت چلے ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ ایک باغ مین حمزۂ صاحبقران کو مرکب خنگ سیاہ قیطاس

اور اسلحہ و زر بیشمار ملا ہی چونکہ ایک دفتر مین اس حقیر و فقیر سراپا التقصیر احقر کونین تصدق حسین داستان گو و مترجم کی
نظر سے گذرا ہی کہ اس جگہ امیر کو مرکب خنگ سیاہ قیطاس ملا ہی اسوجہ سے یہان لکھدیا ہی غرض جب امیر بالوقیر مرکب خنگ
سیاہ قیطاس پر سوار ہو چلے ایک جانب چلے ہر چند امیر بالوقیر گھوڑے پر سوار تھے بسبب گرسنگی کے گھوڑے پر
بیٹھا نہ جاتا تھا اور راہ طی نہو سکتی تھی اُسوقت امیر نے خداوند عالم سے دعا کی کہ پروردگار کوئی شی کھانے کی مجھکو اپنی
قدرت کاملہ سے اس صحراے ہولناک مین عنایت فرما آج تیسرا روز ہی کہ مین نے کچھ نہین کھایا ہی گرسنگی سے حال برا
ہی حمزۂ صاحبقران خالق الانس و جان سے یہ دعا کر رہے تھے اور مرکب پر بیٹھے ہوئے تھے گھوڑا ہلا جاتا تھا ناگاہ
حمزۂ صاحبقران کو دور سے کچھ درخت نظر آئے جب امیر بالوقیر قریب درختون کے پہونچے دیکھا درختون مین پھل
لگے ہوئے ہین شاخین درختون کی کثرت اثمار سے جھکی ہوئی ہین نیچے درختون کے ایک چشمہ ہی پانی اُسمین نہایت
صاف ہی حمزۂ صاحبقران نے اُن درختون کے پھلون کو دیکھکر خدا کا شکر کیا اور گھوڑے سے اُتر کے بہت سے
ثمر توڑ توڑ کے کھائے جب خوب سیر ہوئے چشمے سے لیکر پانی پیا اور پھر شکر خدا کرکے مرکب پر سوار ہوئے اب امیر
نے مرکب کو جولان کیا مرکب طرارے بھرتا ہوا چلا بعد پہر بھر کے امیر بالوقیر ایک ایسے صحراے سبزہ زار مین پہونچے
کہ سبزہ اُس صحرا کا سبزۂ خط معشوقان خوبرو سے بہتر تھا کوسون تک فرش زمردین بالاے زمین بچھا تھا جابجا نہرین
سلسبیل آسا جاری تھین طائران خوش الحان درختون پر بیٹھے ہوئے نغمہ سرائی کرتے تھے بلبلین چہکتی تھین
درمیان مین صحراے سبزہ زار کے ایک گنبد سر بفلک کشیدہ تھا عجب صفائی و صنعت سے کسی نے اُسکو بنایا تھا اُس
گنبد کو دیکھنے سے نظر خیرہ ہوتی تھی حمزۂ صاحبقران اُس صحراے فرحت نشان کو دیکھکر خوش ہوئے اور اُسوقت
بے اختیار یہ مطلع زبان پر جاری کیا مطلع این سبزہ و این صحرا بوے ز جنون دارد + دیوانگی و مستی امروز فزون دارد
صاحبقران نے اس مطلع کو پڑھکے ارادہ کیا تھا کہ اس صحرا سے بھی جلد نکل جانا چاہیے لیکن یہ بھی خیال کیا کہ اس
گنبد کے اندر بھی جاکر سیر دیکھنا چاہیے حمزۂ صاحبقران کو معلوم نہ تھا کہ یہ گنبد طلسمی ہی غرض حمزۂ صاحبقران
اُس گنبد مین گئے اور بصد مشکل اُس گنبد طلسمی کو توڑا اور زر و جواہر اُس گنبد طلسمی کو توڑکر اپنے قبضے مین کیا
اور وہان سے مرکب پر سوار ہوکے آگے بڑھے ناظرین پر تمکین کو واضح ہو کہ مرحلات گنبد طلسمی اور کیفیت گنبد کی اس
مترجم نے بخیال طول کے اس مقام پر نہین تحریر کی کہ شاید حضرات ناظرین اختصار پسند کو طول ناپسند
ہو القصہ حمزۂ صاحبقران گنبد طلسمی کو توڑ کے اور زر و جواہر لیکر چلے چند روز کے بعد پھر ایک دشت ہولناک مین
پہونچے اور اُس دشت مین راہ بھولکے بہت پریشان ہوئے آخر مضطر ہوکر خداوند عالم سے دعا کی دعاے امیر قبول
ہوئی فوراً حضرت خضر علیہ السلام بحکم خالق خاص و عام تشریف لائے حمزۂ صاحبقران نے بصد ادب سلام کیا
حضرت خضرؑ نے جواب سلام و دعاے طول عمر دیکر فرمایا کہ اے حمزۂ صاحبقران پریشان خاطر نہو تم ہمارے ساتھ
چلو حمزۂ صاحبقران مرکب سے اُتر کر ہمراہ حضرت خضر چلے تھوڑی دور جاکر حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ اب سیدھے
یہان سے چلے جاؤ جہان خداوند عالم کو منظور ہوگا وہین پہونچوگے یہ فرماکر حضرت خضر ایک جانب چلے گئے امیر
بالوقیر نے بڑھکے مصافحہ کیا مرکب پر سوار ہوکے جسطرف حضرت خضر علیہ السلام نے جانے کو فرمایا تھا اُسی طرف روانہ
ہوئے بعد ایک شب و روز کے امیر وقت سحر ایک صحرا مین پہونچے دور سے دیکھا کہ دو طرف دو لشکر صف آرا
ہین ترکیت کرنا کہ رہے ہین جب حمزۂ صاحبقران قریب لشکرون کے پہونچے اُسوقت ایک طرف سے ایک
جوان زنگی نہایت قوی ہیکل مرکب کو جولان کرکے نکلا اور میدان رزم مین آکر نیزہ ہاتھ مین لیکر مبارز طلب کیا

دوسرے لشکر سے ایک جوان سبزہ رنگ اسپ صبا رفتار پر سوار ہو کر میدان کارزار مین آیا حمزۂ صاحبقران جوان سبزہ رنگ
کو دیکھکر خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یہ جوان سبزہ رنگ عجب شان سے براے جنگ صف لشکر سے نکلا ہی بظاہر
جری و بہادر معلوم ہوتا ہی حمزۂ صاحبقران یہ خیال کر ہی رہے تھے کہ زنگی نے گھوڑے کو بڑھا کر گریبان جوان سبزہ رنگ
مین ہاتھ ڈالا جوان سبزہ رنگ نے بھی اُس زنگی کی کمر مین ہاتھ ڈالا باہم دونون زور کرنے لگے تھوڑی دیر مین زنگی نے
توڑہ کمر بند فولادی مین ہاتھ ڈالکر جوان سبزہ رنگ کو پشت مرکب سے اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر پٹک دیا اور فوراً
مرکب سے اُترکے اُسکے سینے پر سوار ہوا اور خنجر آبدار سے اُسکو ہلاک کرنے کا قصد کیا حمزۂ صاحبقران نے یہ حال
دیکھکر نعرہ کیا اور کہا اے سیاہ رو خبردار اس جوان کو ہلاک نہ کرنا زنگی نے حمزۂ صاحبقران کی طرف دیکھکے جلد خنجر سے
جوان سبزہ رنگ کا تن سے سر جدا کر ڈالا امیر کو نہایت غصہ آیا اور خنگ سیاہ قیطاس کو بڑھا کر زنگی سے فرمایا
کہ او بیحیا سیاہ رو مین نے تجکو منع کیا تھا کہ اس جوان کو قتل نہ کرنا تو نے میرا کہنا نہ مانا اور اس جوان خوبرو کو ہلاک
کر ڈالا اُس زنگی نے چین بجبین ہو کر کہا اے شخص تو کون ہی حریف کے قتل کرنے مین کیون دخل دیتا ہی خوب کیا
مین نے جو اس جوان کا سر کاٹ ڈالا یہ میرا حریف تھا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے سیاہ رو تیرہ درون آگاہ ہو کہ
مین تیرا ملک الموت ہون تجکو زندہ نہ رکھونگا اور اس جوان کا انتقام تجھسے لونگا اس جوان مقتول کا تجھسے عوض لینے
کے واسطے مجھے خدا نے یہان پہونچایا ہی جسطرح تو نے اس جوان کا سر تن سے جدا کیا ہی انشاء اللہ اسی طرح سر تیرا تن
سے جدا کرونگا زنگی نے کہا شاید تو خدا پرست ہی کیونکہ بار بار خدا کو یاد کرتا ہی امیر نے فرمایا بیشک مین خدا پرست
ہون زنگی نے کہا اگر تو خدا پرست ہی تو اسی کی طرح ابھی تیرا بھی سر تن سے کاٹتا ہون یہ کہکے زنگی نے بقوت تمام تر
نیزہ مارا امیر نے بہ فن سپہگری نیزہ زنگی کے ہاتھ سے چھین لیا اور کمر بند فولادی کے توڑے مین ہاتھ ڈالکے پشت
فرس سے اُسکو اُٹھا لیا اور زمین پر پٹک دیا اور جلد مرکب سے اُترکے اُس زنگی کے سینے پر سوار ہوئے اور فرمایا اے
روسیاہ اگر تو دین اسلام اختیار کرے تو مین تجکو چھوڑ دون زنگی نے یہ تقریر امیر با توقیر کی سُنکے کہا کہ مین ہرگز مسلمان
نہونگا اپنا دین ترک نہ کرونگا امیر نے یہ گفتگو زنگی کی سُنکے سر اُسکا خنجر سے کاٹ لیا جسوقت اُس زنگی کا سر امیر نے
کاٹا اُسکا لشکر امیر پر حملہ آور ہوا امیر با توقیر نے شمشیر آبدار کھینچکر قتل کرنا شروع کیا مردمان لشکر زنگی نے باوجود
قتل ہونے کے چہار جانب سے حمزۂ صاحبقران کو گھیر لیا اور نیزہ و تیر و شمشیر لگانے لگے اُسوقت ایک جانب
سے غبار بلند ہوا اکثر مردمان لشکر جانب غبار دیکھنے لگے جب وہ غبار دفع ہوا جیپور ہندی مع بارہ ہزار سواران جرار
کے حمزۂ صاحبقران کو نظر آیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ جب جہاز جیپور ہندی کا کنارے پر پہونچا اور جیپور ہندی نے
سُنا کہ وہ جہاز جسپر حمزۂ صاحبقران سوار تھے غرق ہو گیا لیکن بعض بعض آدمی غرق نہین ہوئے ہین جہاز کے تختون
پر بیٹھے ہین اور کسی طرف وہ تختے جہاز کے طوفان مین بہ گئے ہین جیپور ہندی باسید ملاقات حمزۂ صاحبقران کنارہ
بحر سے چلا تھا اور صحرا صحرا اور دشت دشت حمزۂ صاحبقران کو ڈھونڈھتا ہوا یہانتک آیا ہی غرض جب جیپور ہندی
نے دور سے دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہی تلوار چل رہی ہی آواز نعرۂ حمزۂ صاحبقران اس لشکر سے آتی ہی جیپور صداے
امیر با توقیر سُنکے از حد خوش ہوا اور سمجھا کہ حمزۂ صاحبقران اس لشکر سے لڑ رہے ہین یہ سمجھکر مع فوج بصد عجلت
آیا اور اُس لشکر کو چہار جانب سے گھیر لیا اور مردمان لشکر کو تیر و شمشیر سے قتل کرنے لگا اور جوانان فوج جیپور نے
بھی تلوارین کھینچکر مردمان لشکر مذکور کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑی دیر مین مردمان لشکر زنگی تاب مقابلہ کی نہ لا کر بھاگ گئے
اُسوقت سوار جوان سبزہ رنگ کی لاش اُٹھا کر بختیار شاہ کی خدمت مین نالہ کنان پہونچے بختیار شاہ نے اُنسے

سبب گریہ پوچھا سب نے لاش دکھا کر تمام حال بیان کیا بختیار شاہ کو اپنے فرزند کے قتل ہونے کا نہایت صدمہ
ہوا اور از حد اشکبار ہوا اُسی عالم اشکباری مین حکم کیا کہ فوج ہماری تیار ہو بمجرد حکم بیس ہزار سواران جرار مسلح ہوکر
گھوڑون پر سوار ہوئے بختیار شاہ بھی گھوڑے پر سوار ہوا اور لشکر کو ہمراہ لیکر جانب میدان رزم چلا بختیار شاہ
تو لشکر لیکر جاتا ہی لیکن اب حال حمزۂ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ جب مردمان لشکر بھاگ گئے اُسوقت جی پور ہندی
نے امیر باتوقیر کو بصد ادب تسلیم کی اور قدمبوسی ہوا امیر نے پوچھا اے جی پور تمھارا آنا یہان کیونکر ہوا جی پور ہندی نے
تمام کیفیت بیان کی حمزۂ صاحبقران جی پور کی وفاداری پر نظر کرکے نہایت خوش ہوئے اور اُسکی تعریف کرنے
لگے ابھی حمزۂ صاحبقران جی پور سے ہمکلام ہی تھے ناگاہ امیر باتوقیر نے دیکھا کہ ایک سمت سے غبار بلند ہوا حمزۂ
صاحبقران نے خیال کیا کہ اب اور کوئی لشکر آتا ہی امیر یہ خیال کر ہی رہے تھے یکایک بختیار شاہ مع لشکر
آیا اور حمزۂ صاحبقران کو سلام کرکے پوچھنے لگا کہ آپ ہی نے میرے فرزند کے قاتل کو ہلاک کیا ہی حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا مین نے ایک زنگی کو ہلاک کیا تھا جسنے ایک جوان سبزہ رنگ کو قتل کیا تھا پھر زنگی کے لشکر سے لڑائی ہوئی افضال
خدا سے لشکر زنگی مقتول کا بھی بھاگ گیا مجھے نہین معلوم تمھارا فرزند کون تھا بختیار شاہ جبر دقی نے عرض کیا کہ وہ
جوان سبزہ رنگ میرا فرزند تھا اور یہ لشکر جسے آپ نے شکست دی ہی داراب مغربی کا تھا قبل اسکے مجھکو نجومیون
نے خبر دی تھی کہ مغرب کی سمت سے ایک جوان آئیگا اور وہ صاحبقران ہوگا اور زیرباد ہندی کو مطیع کریگا اب آپ
فرمائین کہ آپ کا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہی امیر باتوقیر نے فرمایا نام تو میرا حمزہ ہی لیکن خاص و عام مجھکو حمزۂ صاحبقران
کہتے ہین جس جوان کی نجومیون نے تمکو خبر دی تھی وہ مین ہی ہون بعد اسکے حمزۂ صاحبقران نے اپنی گرفتاری اور رہائی
کا حال بیان کیا اور کیفیت دریا و راہ صحرا مفصل فرمائی بختیار شاہ جبر دقی حال امیر سے آگاہ ہوکر صدق دل سے
اُسی وقت مسلمان ہوا اور امیر کو اپنے قلعہ مین لیگیا اور اپنے فرزند کی لاش کو دفن کرکے مہمانی حمزۂ صاحبقران مین
مصروف ہوا دعوت حمزۂ صاحبقران کی بڑے تکلف سے کی جب حمزۂ صاحبقران اور جی پور ہندی طعام تناول کر چکے
اُسوقت بختیار شاہ جبر دقی نے حکم کیا کہ ساقیان ماہ رخ کشتیان شراب ناب کی لیکر حاضر ہون بموجب حکم ساقیان
خوبرو کشتیان لیکر حاضر ہوئے اور بحکم بختیار شاہ جام و ساغر مین شراب بھر بھر کے پلانے لگے جب حمزۂ صاحبقران
اور بختیار شاہ جبر دقی کو شراب کا نشہ کیا اُسوقت بختیار شاہ بے اختیار رونے لگا حمزۂ صاحبقران نے باعث
رونے کا پوچھا بختیار شاہ نے عرض کیا اے امیر باتوقیر علاوہ فرزند مقتول کے ایک پسر میرا اور ہی اسوقت وہ فرزند
مجکو یاد آیا اُسکے فراق مین مین رونے لگا حمزۂ صاحبقران نے پوچھا دوسرا فرزند تمھارا کہان گیا ہی بختیار شاہ یہ سُنکے
اور زیادہ رونے لگا اور بعد اشکباری بسیار کے کہنے لگا اے امیر اس ملک کے حوالی مین ایک ہزار ایک سو طلسم ہین
اور ایک دشت ہی کہ نام اُسکا دشت آہوان ہی اُس دشت مین صدہا آہو ہین جو کوئی دور سے اُن آہوون کو
دیکھ لیتا ہی بے اختیار اُن آہوون کے شکار کے واسطے اُس دشت مین جاتا ہی اور خود اُن آہوون کا شکار
ہو جاتا ہی میرا فرزند کہ نام اُسکا خسرو ہی ایک روز وہ بھی اُن آہوون کا شکار کرنے کو چلا تھا ہر چند مین نے
منع کیا تھا کہ جو اس صحرا مین جاتا ہی وہ پھر نہین آتا ہی لیکن اُسنے میرا کہنا نہ مانا اور کہنے لگا کہ اگر وہ بلا کسی ہین تو مین بھی
شجاع ہون اُن سب کو مار ڈالونگا اور دشت آہوان سے چلا آؤنگا مجھکو کون ایسا بہادر ہی جو نہ آنے دیگا اور دست
ہی مین رکھیگا یہ کہکے مع رفقا و امرا شکار کے واسطے گیا آخر دشت آہوان مین جاکر دام بلا مین گرفتار ہو گیا اور مجھ سے
کسی طرح آنہین سکتا اگر مین اُسکے دیکھنے کو جاؤن تو مین بھی مثل اُسکے اُس دشت پر آفت و بلا مین قید ہو جاؤن

حمزۂ صاحبقران نے جب تمام گفتگو بختیار شاہ کی سنی فرمایا اے بختیار شاہ انشاء اللہ مین کل صبح کو دشت آہوان مین
جاؤنگا اور تمھارے فرزند کو وہان سے لے آؤنگا اب تم گریہ وزاری نہ کرو بختیار شاہ نے عرض کیا اے امیر باتوقیر آپ
ہرگز وہان نہ جائیے گا وہ دشت طلسمی ہے طلسم مین پھنس جائیے گا ابھی تو مجکو اپنے فرزند کی جدائی کا صدمہ نہین ہوا اگر خدا نخواستہ
آپ وہان جاکر گرفتار طلسم ہو جایئے گا تو پھر مجکو آپ کے فراق کا قلق ہوگا اور مردمان شہر کہینگے کہ بختیار شاہ نے اپنے فرزند
کے واسطے حمزۂ صاحبقران کو دشت آہوان مین بھیجدیا اور انکو طلسم مین پھنسادیا علاوہ اسکے یہ مجکو منظور نہین ہے کہ آپ
مجھسے جدا ہون حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے بختیار شاہ مین ضرور جاؤنگا اور باعانت پروردگار سب طلسمون کو توڑونگا
اور تمھارے فرزند کو انشاء اللہ ضرور لیکر آؤنگا اگر تم اپنے فرزند کا تذکرہ میرے روبرو نہ کرتے تو مین نہ جاتا اب مجکو مناسب ہی
کہ ضرور جاؤن غرض جتبک بختیار شاہ بیٹھا رہا حمزۂ صاحبقران کو دشت آہوان مین جانے سے منع کرتا رہا اور حمزۂ صاحبقران
یہی فرمایا کیے کہ مین دشت آہوان مین ضرور جاؤنگا جب بختیار شاہ تخت سے اٹھکر داخل محل ہوا اور حمزۂ صاحبقران
بھی اُٹھکے ایوان شاہی مین تشریف لائے جو بختیار شاہ نے واسطے تشریف رکھنے امیر باتوقیر کے آراستہ کرایا
تھا شب کو تو امیر باتوقیر اُسی ایوان مین بعد راحت و آرام استراحت پذیر ہوئے ہنگام سحر امیر باتوقیر نے اٹھکر نماز
پڑھی بعد پڑھنے نماز کے جی پور ہندی سے فرمایا کہ لشکر کو حکم دو کہ تیار ہو ہم دشت آہوان مین جائینگے جی پور ہندی
نے وہان لشکر سے کہا کہ جلد مسلح ہو حمزۂ صاحبقران جانب دشت آہوان تشریف لیجائینگے مردمان لشکر بموجب
حکم مسلح ہوئے بختیار شاہ بھی محل سے برآمد ہوا حمزۂ صاحبقران کو آمادہ جانے پر دیکھا بمجبوری خود بھی ہمراہ لشکر
ہمرکاب صاحبقران چلا حمزۂ صاحبقران قریب دشت آہوان ایک پہاڑ پر تشریف لیگئے اور بالاے کوہ کھڑے
ہوکر دشت آہوان کی سیر کرنے لگے حمزۂ صاحبقران بخوبی سنا کیے کہ سب آہو نالہ و فریاد کرتے ہین اور اپنے حال پر
افسوس کرتے ہین اور اُسی دشت مین پھرتے ہین اور وہ دشت نہایت وسیع و سرسبز ہے حمزۂ صاحبقران نے
سیر دشت کی کرکے وضو کیا چونکہ وقت نماز کا آگیا تھا اُسی پہاڑ پر نماز پڑھی بعد پڑھنے نماز کے امیر باتوقیر کوہ سے
اُترے اور بختیار شاہ اور جی پور سے فرمانے لگے اب مین تمسے رخصت ہوتا ہون اور دشت آہوان مین جاتا ہون
اگر خداوند عالم نے چاہا تو سب طلسمون کو توڑکر اور خسرو کو لیکر جلد آؤنگا ورنہ گرفتار طلسم ہونگا تم چالیس روز
تک میرا انتظار کرنا بعد چالیس روز کے سمجھ جانا کہ حمزہ ہلاک ہوگیا یا طلسم مین قید ہوگیا اُسوقت اے بختیار شاہ تم میرے
آنے کی امید نہ رکھنا اور اے جی پور ہندی تم اتنا کام کرنا کہ جانب کوہ سراندیپ جاکر میرے لشکر کے سردارون اور
خواجہ عمرو سے تمام حال میرا کہنا کہ وہ سب میری ملاقات سے مایوس اور ناامید ہو جائین اور جسطرف انکا دل چاہے
چلے جائین جسوقت یہ تقریر امیر کی جی پور ہندی اور بختیار شاہ جبروتی نے سنی دونون نہایت گریان ہوئے اور
اور منت عرض کرنے لگے کہ آپ دشت آہوان مین نہ جائین حمزۂ صاحبقران نے کہنا انکا نہ مانا اور جانب
دشت آہوان چلے بختیار شاہ اور جی پور ہندی بھی ہمراہ امیر باتوقیر چلے جب امیر داخل دشت آہوان ہونے
لگے جی پور ہندی اور بختیار شاہ ٹھہر گئے اور وہین مقیم ہوئے اور امیر کشورگیر داخل ہوئے جب امیر اُس دشت
مین داخل ہوکر نہایت سرگردان اور پریشان ہوئے اُسوقت امیر نے برجوع قلب خداوند کریم کارساز سے واسطے
اپنے مدعا دلی کے دعا کی دعاے امیر قبول ہوئی فوراً حضرت خضر علیہ السلام بحکم خالق خاص و عام صاحبقران
کے پاس تشریف لائے اور بحکم خدا امیر کو اسم اعظم تعلیم فرماکر ارشاد کیا کہ یہ اسم اعظم پڑھکے آہوؤن پر پھونکنا وہ سب
انسان ہو جائینگے کیونکہ وہ سب انسان ہین سحر سے آہو ہوگئے ہین اور جب تم اسم اعظم پڑھوگے کسی ساحر کا سحر

تیرا اثر نہ کریگا یہ فرماکر حضرت خضر علیہ السلام نظر حمزہ صاحبقران سے پوشیدہ ہوگئے امیر باتوقیر اسم اعظم کو خوب یاد کرکے
آگے بڑھے اور راہ دشت طے کرنے لگے ناگاہ بائین جانب امیر نے دور سے دیکھا کہ سیکڑون آہو سبزہ چر رہے ہین اکثر
روتے ہین بعض نالہ و فریاد کر رہے ہین اور ایک نوجوان سر پر تاج رکھے ہوئے اُن آہوؤن کو چرا رہا ہی امیر باتوقیر یہ حال
دیکھکر اُس جوان کی طرف چلے نوجوان نے امیر کو اپنی جانب آتے دیکھکر نہایت افسوس کیا اور خیال کیا کہ اب یہ شخص بھی
مثل ان آہوؤن کے ہوجائیگا نوجوان یہ خیال کر رہا تھا کہ حمزہ صاحبقران اُس نوجوان کے پاس پہونچے نوجوان نے
سلام کرکے پوچھا کہ ای خباب آپ کا کیا نام ہی اور اس دشت بلا مین آپ کیون تشریف لائے ہین یہ دشت وہ دشت
ہی کہ انسان آکر حیوان ہوجاتا ہی اور پھر یہان سے کسی طرح نہین جاسکتا ہی افسوس ہزار افسوس آپ کو اس دشت مین
جالستان مین قدم رکھنے سے کوئی مانع نہوا امیر باتوقیر نے فرمایا ای جوان میرا نام حمزہ ہی خاص و عام مجھکو حمزہ صاحبقران
کہتے ہین مین واسطے رہا کرنے خسرو اور ہمراہیان خسرو کے آیا ہون بختیار شاہ نے مجھکو منع کیا تھا لیکن مین نے
نہ مانا اور دشت مین چلا آیا اب تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور باین لیاقت آہو کیون چراتے ہو اُس نوجوان نے
یہ سنکر ایک آہ کی اور عرض کیا ای خباب خسرو میرا ہی نام ہی مین یہان واسطے شکار کے آیا تھا سمکال جادو جو
اس دشت کی مالک ہی مجہپر عاشق ہوگئی ہی اسوجہ سے اُسنے مجھکو سحر سے آہو نہین بنایا ہی اور یہ آہو جو چر رہے ہین یہ
سب انسان ہین حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خسرو تمھارے فراق مین تمھارے والد کا عجیب حال ہی اکثر تمکو
یاد کرکے روتے ہین تمکو لازم ہی کہ اب تم میرے ساتھ اپنے والد کی خدمت مین چلو خسرو یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی
سنکے رونے لگا اور عرض کرنے لگا کہ مین کیونکر یہان سے اپنے باپ کی خدمت مین جاؤن مین تو سحر سمکال جادو
مین گرفتار ہون اور یہ دشت بھی اُسی کے سحر سے سرسبز ہی تا وقتیکہ وہ ہلاک نہوگی میری رہائی کسی طرح نہوگی صاحبقران
نے فرمایا ای خسرو انشاء اللہ سمکال جادو کو قتل کرونگا اور ان آہوؤن کو انسان بناؤنگا اور تمکو تمھارے والد کے پاس
پہونچادونگا جسوقت یہ تقریر امیر کی اُن آہوؤن نے سنی سبھون نے آکے حمزہ صاحبقران کو گھیر لیا کوئی آہو دامن امیر
سے لپٹنے لگا کوئی آہو قدم امیر پر سر رکھنے لگا کوئی آہو گرد حمزہ صاحبقران پھرنے لگا بار بار تصدق اور قربان
ہونے لگا اکثر آہو رونے لگے اور اپنی زبان مین اپنی مصیبت و گرفتاری کا حال بیان کرنے لگے حمزہ صاحبقران کو
اُن آہوؤن پر رحم آیا اور اسم اعظم جو حضرت خضر نے تعلیم فرمایا تھا پڑھا اور ہر ایک آہو پر پھونکا سحر سمکال جادو دفع ہوگیا
ہر ایک آہو زمین پر لوٹ کر انسان ہوگیا اور حمزہ صاحبقران کے قدم پر گرا ادھر تو حمزہ صاحبقران نے اُن آدمیون
کو اپنے قدم سے اٹھایا اور خسرو وغیرہ خوش ہوئے اُدھر ہیرن نے سحر کے سمکال جادو کو حمزہ صاحبقران کے
آنے اور آہوؤن کو آدمی بنانے سے اطلاع دی سمکال جادو نے یہ خبر وحشت اثر سنکے حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو بموجب
حکم سمکال جادو جادوگرنیان اور جادوگرے ہنس آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہوئے اور اسباب سحر جھولیون مین رکھکر
آمادہ چلنے پر ہوئے سمکال جادو بھی طاؤس سحر پر سوار ہوگئی اور سب ساحرون کو ہمراہ لیکر دشت آہوان مین آئی
اور ایک سنگ گران بزور سحر امیر ذوالفقار پہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سنگ حمزہ صاحبقران پر نہ پڑا سمکال جادو
اور اسم سحر پڑھنے لگی امیر نے اسم اعظم پڑھکے اور شمشیر تیز بردم کرکے گھوڑے کو بڑھایا اور قریب سمکال جادو پہونچکر
اسطرح اُسکے سر پہ تلوار لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑی اُسوقت آندھی سیاہ آئی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا اور آواز آئی
کشتی مرا کہ نام من سمکال جادو بود بعد برطرف ہونے ہنگامہ گیرودار کے حمزہ صاحبقران نے اُس دشت کو پر خار
پایا کیونکہ وہ سرسبزی و شادابی دشت کی سحر سمکال سے تھی جب سمکال قتل ہوگئی اور سحر اُسکا برطرف ہوگیا اُسوقت جنگل بیابان

اڑنے لگے اور ساحر نیان ناریخ و تریخ گوپے اور ہار قلفل صاحبقران پر مارنے لگے تب خسرو زادہ و جملہ اشخاص نے دیکھا کہ امیر تو
کچھ پڑھتے ہوئے تلوار کھینچے آگے بڑھے اور ساحروں کو قتل کرنے لگے جب ساحروں نے دیکھا کہ سحر ہمارا تاثیر نہیں کرتا ہے اور بہت سے
ہمراہی قتل ہو گئے ہیں سمکال جادو بھی قتل ہو چکی ہے اسوقت باقی ماندہ ساحر بھاگے اور مہیار جادو کو کہ ایک طلسم کا حاکم
اور مالک ہے قتل سمکال جادو سے اطلاع دی مہیار جادو نے قتل سمکال جادو کی خبر سنکے رنج کیا اور ایک جادوگرنی
کو حکم دیا کہ قاتل سمکال جادو کو پکڑ لاؤ جادوگرنی دشت میں آئی حمزہ صاحبقران پر اسنے سحر کیا حمزہ صاحبقران نے اسم اعظم
پڑھا ساحرہ کا سحر رد ہو گیا حمزہ صاحبقران نے تلوار کھینچکر اس ساحرہ پر حملہ کیا ساحرہ عقاب بنکے اور پر پرواز پیدا کرکے
دشت سے گریزان ہوئی حمزہ صاحبقران خسرو وغیرہ کو لیکر آگے بڑھے بعد ایک روز اور ایک شب کی رہروی کے
حمزہ صاحبقران کو ایک باغ پُر بہار نظر آیا جب امیر قریب اس باغ کے پہونچے اس باغ سے بعد صدائے
نالہ و فغان یہ آواز آئی کہ میں جادوگروں کی قید میں مبتلا ہوں کوئی ایسا جری ہے کہ اس باغ میں آئے اور مجکو قید
ساحران سے چھڑائے امیر اس صدا کو سنکے باغ کے اندر گئے وہاں کسی کو نہ پایا ناچار ہو کے پھرے تھے ناگاہ
ایک جادوگر نہایت مہیب صورت پیدا ہوا اسنے امیر پر تریخ سحر پڑھکے مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا اس تریخ سے
کچھ ضرر نہ پہونچا وہ ساحر نہایت حیران ہوا اور جلد تر چند اوراق جھولی سے نکالکر دیکھنے لگا اور ان اوراق سے اسکو
ثابت ہوا کہ اس شخص کا نام حمزہ ہے اور یہ صاحب اسم اعظم ہے اسپر سحر تاثیر نہ کریگا تاوقتیکہ اسم اعظم کو بند نہ کریگا ساحر
نے اوراق جنتری کو دیکھکر اپنی جھولی سے ایک شیشہ اور ماش کا آٹا نکالا اور شیشے سے تھوڑا پانی لیکر آٹا گوندھا
اور اس آٹے کا ایک طائر بنایا اور کچھ سحر اسپر پڑھا فوراً وہ آٹے کا طائر طائر خوشرنگ ہو گیا ادھر تو اس ساحر نے طائر کو
اڑایا ادھر حمزہ صاحبقران نے تلوار اس ساحر کے سر پر لگائی تلوار کارگر نہوئی کیونکہ ساحر نے قبل اڑانے طائر کے
سحر سے اپنی حفاظت کر لی تھی حمزہ صاحبقران نے ساحر پر تلوار لگا کر پھر وار کرنے کا قصد کیا تھا یکایک وہ طائر
خوشرنگ چہکتا ہوا گرد سر حمزہ صاحبقران چند بار پھرا پھر جانب ساحر گیا ساحر نے شیشہ جھولی سے نکالا طائر
شیشے میں چلا گیا پھر اسنے شیشے کو بند کرکے جھولی میں رکھا اور امیر پر ایک تریخ سحر پڑھکے مارا حمزہ صاحبقران نے
ہر چند اسم اعظم یاد کیا لیکن یاد نہ آیا آخر امیر سحر میں گرفتار ہو کے بیہوش ہو گئے ساحر نے امیر کو پکڑ لیا پھر خسرو
وغیرہ پر جو بیرون باغ کھڑے تھے سحر کیا اور سب کو گرفتار کرکے مہیار جادو مالک طلسم کے پاس لیگیا مہیار نے اس
ساحر سے کہا امیر کو ہوشیار کر ساحر نے اپنا سحر اتارا امیر کو ہوش آیا آنکھ کھولکے دیکھا کہ ایک جادوگر تاج سر پر رکھے
تخت پر بیٹھا ہے گرد اسکے بہت سے ساحر کرسی پر بیٹھے ہیں مہیار جادو نے پوچھا تم یہاں کیوں آئے تھے صاحبقران
نے فرمایا میں واسطے رہا کرنے خسرو کے آیا تھا خسرو کو تو رہا کر چکا اب سب طلسموں کو توڑونگا مہیار یہ تقریر
امیر کی سنکے برہم ہوا اور حکم کیا کہ امیر کو قید کرو بعد گذرنے میعاد معینہ کے قتل کرونگا ساحران نابکار امیر کو زندان
کی جانب لیجایا چاہتے تھے یکایک طلسمات جادو کہ ساحران نامی سے تھا کہنے لگا اے بادشاہ امیر نے سمکال
کو قتل کیا لیکن یہ آپکے طلسم کو نہ توڑ سکینگے کیونکہ یہ فتاح طلسم نہیں ہیں انکا قید کرنا اور قتل کرنا میرے نزدیک
مناسب نہیں ہے مہیار جادو نے یہ تقریر طلسمات جادو کی سنکے کتاب سامری میں دیکھا اس سے بھی ظاہر ہوا
اسوقت مہیار جادو نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اس حوالی میں ایک ہزار طلسم سے زیادہ ہیں اور آپ فتاح نہیں
ہیں آپکی اولاد میں سے ایک شخص ان طلسموں کو ٹھیک توڑیگا بس اگر آپ ساحروں سے مقابلہ نہ کیجیے تو میں ابھی
آپکو رہا کر دوں حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے مہیار تیرا کہنا میں دو شرطوں سے قبول کرتا ہوں اول شرط یہ ہے

کہ خسرو وغیرہ جو یہ تیرے سامنے کھڑے ہین انکو رہا کر دے دوسرے اس ساحر نے میرے اسم اعظم کو بند کیا ہی اسکو حکم دے
کہ اسم اعظم کو کھولدے مہیار نے دونون شرطین قبول کین اور فوراً خسرو وغیرہ کو رہا کر دیا اور اُس ساحر سے کہا کہ
اسم اعظم کو جو تونے بند کیا ہی کھول دے ساحر نے بموجب حکم مہیار اسم اعظم کو کھولدیا امیر کو اسم اعظم یاد آگیا غرض
بعد رہا ہونے خسرو وغیرہ کے امیر با توقیر خسرو وغیرہ کو لیکر وہان سے چلے اور دشت آہوان کو طی کر کے چند روز مین
اُس جگہ پہونچے جہان بختیار شاہ اور جیپور کو چھوڑا تھا امیر نے جیپور ہندی کو تو درہ کوہ مین پایا لیکن بختیار شاہ کو نہ دیکھا
احوال بختیار شاہ کا پوچھا جیپور ہندی نے عرض کیا کہ بعد آپ کے تشریف لیجانے کے بختیار شاہ چلا گیا تھا اب یہ اکتالیس
ہندی بھاگ کر آئے ہین انسے حال بختیار شاہ کا دریافت کیجیے یہ بخوبی واقف ہین حمزہ صاحبقران نے اُن
ہندیون سے حال بختیار شاہ کا پوچھا ہندیون نے عرض کیا کہ جب آپ اُس زنگی کو قتل کر کے دشت آہوان
مین تشریف لیگئے اور خبر قتل زنگی داراب ہندی حاکم زیرباد کو پہونچی اُسنے اپنے سپہ سالار کو اسّی ہزار سوار
سے بھیجا اُسنے آکر شہر کو ویران و غارت کیا اور بختیار شاہ کو مع اُسکے سردارون کے بعد جنگ بسیار گرفتار کر کے
لیگیا ہی ہم بھاگ کر یہان چھپے ہین حمزہ صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ مین بختیار شاہ کو قید سے چھڑا دونگا اور
داراب ہندی سے لڑونگا ہندیون نے عرض کیا ابھی آپ داراب سے مقابلہ نکیجیے پہلے فوج و لشکر فراہم کیجیے
داراب ہندی کے پاس سات لاکھ کا لشکر ہی اور بڑے بڑے نامی سردار ہین اور اُسکا بھائی شنواط ہندی ایسا
قوی ہی کہ ایک ہزار ایک سو من کا میل اپنے پاس رکھتا ہی ہنگام جنگ وہی میل مثل گرز کے حریف کے سر پر مارتا ہی
حریف کیسا ہی بہادر ہو ہلاک ہو جاتا ہی اور دیو عامل عاد سات سو من کا گرز اپنے پاس رکھتا ہی اور نہایت بہادر
ہی ہنگام رزم اُس گرز سے صدہا سوارون کو پیوند خاک کر دیتا ہی آپ کے پاس لشکر نہایت قلیل ہی بس اس لشکر قلیل
کو ہمراہ لیجا کر داراب ہندی وغیرہ سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ خداوند عالم میری اعانت
کریگا اگر اُسکے پاس لشکر کثیر ہی تو ہو کیا تمنے یہ نہین سنا ہی مصرع دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است امیر با توقیر نے
یہ فرما کر اُسی وقت مع بارہ ہزار سوار ہمراہی جیپور ہندی اور خسرو وغیرہ کے قلعہ دیو عامل کی طرف کوچ کیا جب امیر
قریب قلعہ پہونچے دیو عامل عاد کو جو خبر ہوئی کہ حمزہ صاحبقران بارہ ہزار سوار لیکر برائے جنگ آئے ہین
اور قریب قلعہ مقیم ہین دیو عامل نے غضبناک ہو کے طبل جنگ بجوایا امیر با توقیر نے بھی طبل جنگ بجنے کی
خبر سنکے حکم دیا کہ بعنایت ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل رزمی بجایا جاے بمجرد حکم جیپور ہندی نے طبل جنگ
بجوایا شب بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہوئی ہنگام سحر اُس طرف سے دیو عامل عاد مع چالیس ہزار سواران
جرار اپنے قلعہ سے باہر نکلا اور میدان کارزار مین آکر صف آرا ہوا اور اس جانب سے حمزہ صاحبقران بشوکت
وشان مع بارہ ہزار سواران تہور شعار میدان مصاف مین پہونچے بعد درستی میدان رزم نقیب اور جرگیت دونون
لشکرون سے نکلے اور اسطرح پکارے اے جوانان تیغزن صفدر و صف شکن آج سامنا حریف کا ہی لازم ہی کہ دلیرانہ میدان
جنگ مین اپنے اپنے حریف کو ضرب گرز و شمشیر سے ہلاک کرو جنگ رستمانہ کر کے نام زیر افلاک کرو نقیب اور جرگیت
یہ کہکر ہٹ گئے مردان جنگجو لڑنے پر آمادہ ہوئے تلوارون کے قبضون پر بہادرون نے ہاتھ رکھے لشکرون مین باجے
جنگی بجے اول دیو عامل عاد نے صف لشکر سے گھوڑا اپنا نکالا اور میدان مین آکر پکارا کہ جسکو آرزوے مرگ ہو
وہ آوے اور مجھسے مقابلہ کرے حمزہ صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا اور سامنے دیو عامل کے گئے بعد جنگ
نیزہ و گرز کے دیو عامل عاد اور حمزہ صاحبقران سے کشتی ہوئی بعد چار پہر کے امیر نے دیو عامل کو زیر کیا دیو عامل

کلمہ پڑھکے مع چالیس ہزار مردمان لشکر کے مسلمان ہوا اور امیر کو اپنے قلعے مین لیگیا امیر نے دیکھا شہر نہایت آباد ہے کوچہ
و بازار نہایت صاف و پاکیزہ ہین دیو عامل عاد امیر با توقیر کو ایک ایوان رفیع و وسیع مین لیگیا وہ ایوان فرش و شیشہ
آلات سے نہایت ہی آراستہ تھا جا بجا بمقام مناسب پر کرسیان جواہر نگار رکھی تھین اور دنگل بھی بچھے تھے حمزہ صاحبقران
اُس ایوان مین جا کر ایک دنگل پر بیٹھے اور خسرو اور جیبور ہندی نے بھی علیحدہ علیحدہ دنگلون پر قیام کیا دیو عامل امیر کو ایوان
مین بٹھا کر چلا گیا چونکہ بختیار شاہ جبروتی اسکے قلعے مین قید تھا بسبب مسلمان ہونے کے دیو عامل نے بختیار شاہ
کو قید سے رہا کیا اور اپنے ہمراہ اُسی ایوان مین لایا خسرو اپنے باپ کو دیکھ کر کھڑا ہوا اور بعد بجا لانے تسلیم کے واسطے
قدمبوسی کے جھکا بختیار شاہ نے اپنے فرزند کو سینے سے لگایا اور پیار کیا اور نہایت روئے پھر حمزہ صاحبقران کو تسلیم
کر کے بیٹھ گیا اور اپنے فرزند سے حال دشت آہوان پوچھنے لگا خسرو نے تمام حال اپنا اور حال دلیری حمزہ صاحبقران
بیان کیا بختیار شاہ اپنے فرزند سے ملکے اور حمزہ صاحبقران کی دلیری کا حال سُنکے خوش ہوا خسرو نے اپنے باپ
سے پوچھا کہ حمزہ صاحبقران آپتک کیونکر تشریف لائے تھے اور باعث انکے جانے کا دشت آہوان مین
کس وجہ سے ہوا تھا بختیار شاہ نے تمام احوال بیان کیا جب خسرو کو معلوم ہوا کہ میرے باپ نے دین اسلام اختیار
کیا ہے خسرو نے بھی دست بستہ امیر سے عرض کیا کہ اب مجھکو بھی مسلمان کیجیے دولت اسلام دیجیے امیر نے خسرو کو
کلمہ پڑھوایا خسرو کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوا بختیار شاہ اور امیر با توقیر خسرو کے مسلمان ہونے سے
خوش ہوئے پھر جملہ ہمراہیان خسرو بھی مسلمان ہوئے دیو عامل عاد نے کئی روز تک امیر با توقیر کی دعوت و ضیافت
نہایت تکلف سے کی اور بزم عشرت آراستہ کی اور تمام مردمان شہر کو مسلمان کیا بعد چند روز کے امیر نے دیو عامل
سے فرمایا کہ اب طرف زیر باد ہند کے روانہ ہو اور چلکر اُس سے مقابلہ اور مجادلہ کرو دیو عامل عاد نے بموجب
حکم حمزہ صاحبقران سرداران لشکر کو حکم دیا کہ جلد مسلح ہو اور تمام مردمان لشکر بھی مسلح ہون بموجب حکم مردمان لشکر
مسلح ہوئے امیر نے مع بختیار شاہ وغیرہ کے لشکر لیکر کوچ کیا جاسوسون نے داراب کو خبر دی کہ دیو عامل
مسلمان ہوا اور اب ہمراہ امیر مع لشکر کثیر برائے جنگ آتا ہے داراب یہ خبر سُنکے سات لاکھ کا لشکر لیکر میدان کارزار
مین آیا اور طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل رزمی بجوایا رات بھر جنگ کی تیاری ہوئی جب وہ وقت آیا کہ جانب
مشرق سے آفتاب نمایان ہوا بیت ستارون سے قمر نے ہاتھ دھویا + سحر نے جلوۂ مہتاب کھویا + ہنگام سحر
ادھر سے داراب لشکر لیکر میدان کارزار مین آیا ادھر سے حمزہ صاحبقران بصد شوکت و شان مع فوج
ظفر موج عرصۂ مصاف مین پہونچے بیلدارون نے پست و بلند زمین ہموار کی خس و خاشاک کو دور کیا سقون
نے چھڑکاؤ کر کے گرد و غبار برطرف کیا نقیبون نے بعد صف آرائی کے لشکر سے نکل کے اور جوانان لشکر سے
مخاطب ہو کے کہا بیت روز جنگ ست جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + اے مردان بکوشید تا جامۂ
زنان نپوشید داراب کے لشکر سے کڑکیت نکلے وہ کڑک کڑک کے یہ کہتے ہین نظم بڑھو آگے لیکر تیغ و سنان سے
کرو پیدا آفرین سارے جہان سے + کرو آب تیغ خون آشام روشن + کہ ہو جس سے تمھارا نام روشن +
تمھارا جگ مین ہو نام نکوئی + کرو میدان مین اپنی سرخروئی + یہ کڑکا کڑکیتون کا سُنکے بہادر جھومنے لگے
قبضۂ شمشیر چومنے لگے یکایک شواط ہندی فیل مست پر سوار ہو کے لشکر سے نکلا جیبور ہندی وغیرہ شواط
کے نکلنے سے پریشان خاطر ہوئے جب شواط درمیان میدان کارزار آیا اور فیل کو نزدیک کر کے امیر کو بمقابلہ
طلب کیا حمزہ صاحبقران نے بموجب طلب کرنے شواط کے مرکب اپنا بڑھایا جب امیر شواط کے قریب ہوئے

شواط نے وہی ہیل ایک ہزار ایک سو من کا اُٹھا کے اور چرخ دیکے سر امیر پر مارا امیر نے اُس ہیل کی ضرب کو خالی دیکر
شمشیر آبدار سے فیل شواط کے پانون کاٹے شواط فیل مست سے جست کر کے زمین پر آیا اور امیر سے کہنے لگا
کہ اب مین آپ سے کشتی لڑونگا امیر نے قبول کیا اور مرکب خنگ سیاہ قیطاس سے اُتر گئے اور اسلحہ بدن سے جدا
کر کے شواط سے کشتی لڑنے لگے باہم دلیرانہ زور ہونے لگے امیر با توقیر نے شواط کے زوروں اور ریلوں کو روکنا
شروع کیا چونکہ سلسلہ اس حسن و خوبی کے ساتھ بندھا کہ دونوں لشکروں کے پہلوان توڑ جوڑ دیکھکر خوش ہوئے اور تعریف
کرنے لگے شواط نے تا شام کشتی لڑ کے امیر سے کہا کہ اب صبح کو کشتی لڑونگا ہر چند امیر نے کہا کہ شب کو کشتی لڑ لیکن شواط
نے نہ مانا آخر امیر نے شواط کو چھوڑ دیا اور میدان رزم سے مع لشکر فرودگاہ لشکر پر آئے اور داخل بارگاہ ہوئے جب
شواط لشکر مین گیا داراب سے کہنے لگا کہ اب مین امیر سے کشتی نہ لڑونگا داراب نے سبب پوچھا شواط نے
کہا امیر نہایت ہی قوی ہین اور فن کشتی سے بخوبی ماہر ہین اگر مین لڑونگا تو ضرور امیر سے زیر ہو جاؤنگا امیر مجھکو یقیناً
چت کر دینگے میری ذلت ہوگی داراب گفتگوے شواط سنکے نہایت پریشان ہوا اور از حد متردد ہوا آخر بعد فکر بسیار
داراب نے اپنے عیار مسمی نعمان کو بلا کے کہا کہ آج کی شب تو امیر کو کسی طرح بیہوش کر کے میرے پاس لے آ تاکہ مین
اُنکو قتل کر ڈالون نعمان عیار بحکم داراب بوقت نصف شب باے عیاری کے تن پر آراستہ کر کے چلا اور لشکر امیر مین
تشکل تبدیل کر کے بہ چالاکی و ہوشیاری پہونچا اور بارگاہ امیر مین جا کر پردانے بیہوشی کے اُڑا کے شمعون کو گل کیا اور
حمزہ صاحبقران کو تنہا خفتہ دیکھکر اُنکے قریب گیا اور زمین پر بیہوشی رکھکر اور قریب سوراخ بینی لیجا کر پھونکا دماغ
مین بیہوشی حمزہ صاحبقران کے پہونچ گئی امیر چھینک مار کر بیہوش ہو گئے نعمان نے جلد تر چادر عیاری مین باندھا
اور پشتارہ امیر کا اپنی پشت پر رکھکر بارگاہ سے نکلا اور بہ چالاکی و ہوشیاری لشکر امیر سے نکلکر روبروے داراب
پہونچا اور پشتارہ امیر کا سامنے داراب کے رکھدیا داراب نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اے نعمان اسوقت تو امیر کو
زندان مین لیجا کر قید کر ہنگام سحر امیر کو قتل کرونگا نعمان بموجب حکم داراب پشتارہ امیر کا اُٹھا کر زندان مین گیا اور
امیر کو اُسی عالم بیہوشی مین طوق و زنجیر وغیرہ پہنا کر گرفتار کیا اور نگہبانان زندان سے کہا کہ امیر کی نگہبانی نہایت حفاظت سے
کرنا خبردار غفلت نہ کرنا نگہبانان زندان نے کہا ہم بخوبی نگہبانی کرینگے کیا مجال کسی غیر کی جو زندان تک آسکے اور امیر کو زندان
سے لیجائے نعمان گفتگوے نگہبانان زندان سنکے داراب کی خدمت مین گیا اور عرض کرنے لگا کہ مین امیر کو
موافق حکم حضور زندان مین قید کر آیا داراب نے نعمان کو زر کثیر انعام مین دیا جب صبح ہوئی داراب نے
نعمان کو بلایا اور کہا کہ امیر کو زندان سے جا کر لے آ ادھر نعمان عیار جانب زندان گیا ادھر بختیار شاہ اور خنسر داور
دیو عالم عاد وغیرہ نے بارگاہ مین جا کر حمزہ صاحبقران کو نہ دیکھا نہایت متردد اور پریشان خاطر ہوئے غرض
جب نعمان زندان مین پہونچا امیر کو اُسی طرح روبروے داراب لے آیا داراب نے کہا امیر کو ہوشیار کر نعمان نے
فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر امیر کو ہوشیار کیا امیر نے آنکھ کھولی دیکھا دربار آراستہ ہے داراب تخت پر بیٹھا ہے اور مین
طوق و سلاسل مین گرفتار ہون امیر با توقیر نے جو اُس دربار کفر آثار کو دیکھا پکار کے کہا السلام علیکم اور فرمایا سلام
میرا اُس شخص پر جو خدا کو برحق جانتا ہو اور پیغمبر خدا کو مانتا ہو جسوقت حمزہ صاحبقران نے سلام کیا تمام اہل دربار
نے اُنگلیان اپنے کانون مین رکھین اور ہان ہان زبان پر جاری کر کے سلام اسطرح کرنے سے مانع ہوئے داراب
بھی غضبناک ہوا اور کہنے لگا باوجود قید ہونے کے اے امیر اسوقت تمنے میرے دربار مین خداے نادیدہ کا نام
لیا ہے مین تمکو قتل کرونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے داراب تو نے مجھکو بہادری اور جوانمردی سے گرفتار نہین

کیا

کیا ہی تو نہایت بزدل اور نامرد ہی اگر میری زندگی باقی ہی تو تیری کیا مجال ہو تو مجکو قتل کر سکے خداوند تعالی مجکو تیری شر سے بچائیگا اگر اپنی دو جہان مین بہتری چاہتا ہی تو مسلمان ہو اور میری اطاعت اختیار کر ورنہ پچھتائیگا اگر خدا نے چاہا تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا داراب یہ تقریر امیر کی سُنکے اور زیادہ غضبناک ہوا اور حکم کیا جلاد حاضر ہو جب جلاد زشت خو ترش رو بد آل مریخ خصال روبروے داراب شاہ حاضر ہوا بعد سلام اصطلاح عرض کرنے لگا کہ شہریار کیوقت کا کیا حکم ہی کس اجل رسیدہ کو قتل کرون کس کا رشتۂ حیات قطع کرون قبضے مین تیغۂ آبدار دگر اپنا رکھتا ہون بازو پر قوت ہین رحم دل مین مطلق نہین رکھتا ہون داراب نے کہا اے جلاد امیر کو لیجا اور سر امیر کا تیغ تیز سے کاٹ کے میرے پاس لے آ جلاد نے بحکم داراب بازوے امیر کا پکڑا اور دربار سے امیر کو لیکر قتلگاہ کی طرف چلا جب قتلگاہ پر پہونچا چبوترہ رنگ کا بنا کر بوریہ فلاکت کا بچھایا امیر کو بٹھایا گردن پر کوئلے سے نشان دیا تیغۂ آبدار کو میان سے کھینچا اور حمزہ سے کہنے لگا اگر کسی چیز کے کھانے کو دل چاہتا ہو تو کھالو اور پیاسے ہو تو پانی پی لو اب کوئی دم مین حلق تمھارا آب تیغ سے تر ہوگا جسم تمھارا خاک پر اور سر نوک نیزہ پر ہوگا آرزوے اکل و شرب دل مین باقی رہجائیگی روح تمھاری صدمۂ قتل کا اٹھائیگی حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے جلاد حاجت اکل و شرب مطلق نہین ہی دیر سے غم کھا رہا ہون اور خون جگر پی رہا ہون حمزۂ صاحبقران ابھی جلاد سے یہ گفتگو کر رہے تھے اور زیر سایۂ تیغ سر جھکائے ہوے بیٹھے تھے ناگاہ جلاد بد نہاد کو حکم اول قتل حمزۂ صاحبقران کا پہونچا راوی کہتا ہی کہ جسوقت حمزۂ صاحبقران زیر سایۂ تیغ بیٹھے تھے اسوقت گرد مردمان کشہر کھڑے تھے اکثر مردمان سنگدل ہنستے تھے اور کہتے تھے بادشاہون سے مقابلہ کرنے کی یہی سزا ہی اکثر مردمان رحم دل جوانی پر امیر کی نظر کرکے افسوس کرتے تھے اور جو لوگ ہنستے تھے اُنسے کہتے تھے بھائیو یہ وقت ہنسنے کا نہین ہی یہ مقام عبرت ہی حمزۂ صاحبقران کو نظر حقارت سے نہ دیکھو خیال انکی شان و شوکت کا کرو اپنے پیدا کرنے والے سے ڈرو گردش فلک پر نظر کرو یہ کہکر انھین لوگون سے مخاطب ہوکر یہ اشعار پڑھتے تھے اشعار

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار
داد بیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
آج کل وہ لب جو چند کے ہین آئنہ دار
چیلین منڈلاتی ہین اڑتے ہین بگولے ہر سمت
تکیۂ گور و کوزن آج ہی ہر ایک مزار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی

اے سلیمان یہ سقف سپہر غدار
ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سیروں کے [illegible]
واہ رے تیری تنک ظرفی یا ابن غدر و قرار
گھونسلے سقف مین لاکھون ہین ابابیلون کے
ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار
سفینہ لبریز تمنا وہ لب مہر سکوت
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

تابکی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
جسپہ پڑتا تھا پریزادون کے جھومر کا عکس
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشندون کو دیکھو ان کے
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ہمدار

غرض اسی طرح مردمان رحم دل مردمان سنگدل سے کہتے تھے اور انکو ہنسنے سے منع کرتے تھے ابھی مردمان شہر افسوس کر رہے تھے اور اکثر ہنس رہے تھے یکایک دوسرا حکم واسطے قتل کرنے حمزۂ صاحبقران کے جلاد کو پہونچا اور شور اطلاع فوج کثیر بحکم داراب بخیال فساد برپا کرنے سنجبار شاہ وغیرہ کے قتلگاہ مین پہونچا جب حمزۂ صاحبقران نے سنا کہ دو حکم داراب میرے قتل کرنے کے واسطے دیچکا ہی اب تیسرے حکم مین جلاد سر میرا تن سے جدا کریگا اُسوقت امیر با توقیر نے سر اپنا سوے فلک اُٹھایا اور ہاتھ جانب آسمان بلند کیے اور برجوع قلب درگاہ خداوند کریم و کارساز مین اسطرح دعا کرنے لگے نظم

کون کیا مین تیرے صفات و کمال
کہ ہی عقل بھی یہان پریشان خیال

زمین و فلک سب ہین تیرے حضور
مہ و خور تجھی سے ہین لبریز نور
یہ صنعت گری تجھسے صانع کو آئے
کفِ خاک کو آدمی کر دکھائے
نظر کرکے دیکھا تو ہر جا ہی تو
نہان و عیان سب مین پیدا ہی تو
نہین کوئی اپنا ہی یان دستگیر
دعا یا شکستون کی کر تو پذیر
بچالے ہمین قہر دشمن سے اب
یہی تجھسے اسدم ہی اپنی طلب

حمزۂ صاحبقران نے جو برجوع قلب دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ناگاہ بقدرت پروردگار ایک سمت غبار ایسا بلند ہوا بیت ز گرد سپہ روشنائی نماند + ز خورشید شب را جدائی نماند شواط وغیرہ نے جانب گرد و غبار دیکھا اور خیال کیا کہ آندھی آتی ہی جب دامن گرد ہوا نے چاک کیا سب نے دیکھا آگے آگے بہت سے علم ہین اور بیس ہزار دلاوران جرار تہور شعار گھوڑون پر سوار ہین علمون کے پنجے چمکتے ہین نقارۂ و دُہل و سیدم بجتے ہین جوانان حلقہ پوش چار آئینہ بدوش بدوش گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے آتے ہین آگے سب جوانون کے ایک نقابدار گھوڑے پر سوار ہی شواط اُس لشکر کو متحیر ہوکر دیکھنے لگا اور خیال کرنے لگا کہ نہین معلوم یہ لشکر کسکا ہی اگر لشکر حمزۂ صاحبقران کا ہوتا تو بختیار شاہ اور جی پور وغیرہ ہمراہ لشکر ہوتے شواط یہ خیال کر رہا تھا ناگاہ وہ لشکر قریب شواط آیا شواط نے بڑھکے لشکر کو روکا اور پوچھا یہ لشکر کسکا ہی افسر اس لشکر کا کون ہی بخوف و خطر چلے آتے ہو تمکو خبر نہین ہی کہ حاکم اس ملک کا داراب شاہ ہی آج اُسکے حکم سے حمزۂ صاحبقران قتل ہوا چاہتے ہین زیر سایۂ تیغ جلاد بیٹھے ہوئے ہین اُس نقابدار نے کہا او بیحیا تو مجھکو حاکم شہر کے خوف سے بیکار ڈراتا ہی اور بیہودہ گفتگو کرتا ہی تجھکو ذرا اپنی جان کا خوف نہین ہی اگر زندہ رہنا تجھکو منظور ہی تو ہٹ جا اور مجھکو مع لشکر جانے دے ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگا شواط یہ گفتگوے نقابدار سُنکے غضبناک ہوا اور تیغہ آبدار کھینچکر نقابدار پر حملہ کیا اور تیغہ نقابدار کے سر پہ مارا نقابدار نے تیغے کو سپر پہ روک کے شمشیر آبدار سر شواط پر لگائی ہر چند شواط نے چاہا کہ تیغہ نقابدار سپر پر روکون لیکن تیغ نقابدار سپر فولادی کو کاٹکر خود پر آئی اور خود کو کاٹکر کاسۂ سر مین در آئی شواط نے دستانہ مارا تیغ نقابدار سر سے نکل گئی شواط کی زخم کاری سے غیر حالت ہوئی خون زخم سر سے اسقدر نکلا کہ شواط ہمہ تن خون مین تر ہوگیا جب واسطے قتل کرنے شواط کے نقابدار نے مرکب اپنا بڑھایا اُسوقت مردان لشکر شواط نے نقابدار پر حملہ کیا بہادران فوج نقابدار بھی تلوارین کھینچکر سپاہ شواط پر گرے تلوار چلنے لگی اب بختیار شاہ و جی پور سندھی و دیو عامل عاد وغیرہ حمزۂ صاحبقران کے حال سے آگاہ ہوکر مع حملہ جوانان لشکر کے مسلح ہوکر جلد تر پہونچے اور مردان سپاہ شواط کو قتل کرنے لگے جسوقت لڑائی ہونے لگی اور جلاد تیغہ پھینک کے بھاگا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے کثرت شجاعت سے ہتھکڑیون اور بیڑیون وغیرہ کو جھٹکا دے کر توڑ کے پھینک دیا اور تیغہ جلاد کا جو زمین پر پڑا ہوا تھا اُٹھا لیا اور ایک سوار کو قتل کرکے مرکب پر سوار ہوگئے اور فوج شواط کو قتل کرنے لگے اسطرف تو حمزۂ صاحبقران مردان لشکر کو قتل کرتے ہین اُسطرف بختیار شاہ وغیرہ نیزہ و شمشیر تیز سے سندیون کو ہلاک کرتے تھے ایک جانب نقابدار مع اپنی سپاہ کے جوانان منکر شواط کو قتل کرتا تھا غرض برق تیغ ہر سمت چمک رہی تھی گھٹا سیاہ ڈھالون کی اُٹھی تھی مینہ تیرون کا برس رہا تھا سر بہادرون کے تنون سے کٹ کٹ کے مثل اولون کے گر رہے تھے خون بہادرون کا مانند پانی کے زمین پر بہ رہا تھا ہر ایک دلاور مانند رعد کے گرجتا تھا اُس میدان مین طور بارش کا تھا داراب شاہ فوج لیکر میدان جنگ مین آنے نہ پایا تھا کہ مردان لشکر شواط تاب جنگ نہ لاکر شواط کو لیکر بھاگے بختیار شاہ اور نقابدار اور جی پور اور خسرو وغیرہ حمزۂ صاحبقران کو لیکر بفتح و ظفر لشکرگاہ کی طرف چلے جب امیر راہ

ڈکر کے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے اور جملہ سرداران ذیوقار بارگاہ مین آئے اور نقابدار داخل بارگاہ ہوا اور سب سردار دنگلون پر بیٹھے اُسوقت امیر بانوقیر نے نقابدار سے مخاطب ہوکر پوچھا تمہارا کیا نام ہی نقابدار نے کچھ عرض تو نہ کیا لیکن نقاب اپنے چہرے سے اُٹھائی امیر بانوقیر نے دیکھا کہ بہرام گرد بن خاقان چین ہی بہرام نے بعد نقاب اُٹھانے کے اُٹھکر امیر کو تسلیم کی امیر نے خوش ہوکر احوال اپنے لشکر کا پوچھا بہرام گرد نے عرض کیا کہ جب آپ بارگاہ سے غائب ہوگئے عادل شیر دل نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا صبح کو میدان کارزار مین آیا چند سرداروں کو اسنے زخمی کیا مین نے بھی اُس سے مقابلہ کیا ہنگام مقابلہ مین اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا مرکب مجکو میدان رزم سے لیکے نکلا ایک صحرا مین مرکب نے مجکو اپنی پشت سے زمین پر گرا دیا مین بیہوش پڑا تھا ناگاہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور میرے زخم سر پر بشفقت ہاتھ پھیرا فوراً زخم سر اچھا ہوگیا اور مجکو ہوش آگیا مین نے پوچھا آپکا اسم شریف کیا ہی فرمایا میرا نام خضر ہی مین نے حضرت خضر سے عرض کیا کہ مجکو آرزوے قدمبوسی حمزۂ صاحبقران از حد ہی اور اُنکا پتا معلوم نہین ہی مین کہان جاؤن اور کیونکر امیر بانوقیر کی خدمت مین پہونچون ای امیر بانوقیر یہ تقریر میری حضرت خضر علیہ السلام نے سُنکے فرمایا ای بہرام داہنے ہاتھ کی جانب چلا جا انشاء اللہ امیر سے ملاقات ہوگی یہ فرماکر وہ جناب تشریف لیگئے مین اُس صحراے ہولناک سے چلا بعد دو روز کے قلعۂ آسام مین پہونچا شہر کی سیر کرتا ہوا ایک بازار مین گیا وہان دیکھا کہ ایک کمان رکھی ہی اور صدہا آدمی وہان جمع ہین اکثر اشخاص کہ رہے ہین کہ جو شخص اس کمان کو کھینچے وہ بارہ بدرے زر سرخ کے لے ای امیر بانوقیر مین نے اُس کمان کو اُٹھاکر کھینچا اور بدرے زر سرخ کے جو ملے وہ فقرا کو دیدیے چونکہ وہ کمان صغیرہ تیز جنگ کی تھی جب اُسنے سنا کہ میری کمان کو کسی نے کھینچا اُسوقت وہ برہم ہوا اور لوگون سے دریافت کرکے اُسنے مجھسے آکے مقابلہ کیا مین نے اُسکو زیر کیا وہ مجھے اپنے ہمراہ ہوا ن آسامی حاکم قلعۂ آسام کے پاس لیگیا اُسنے مجکو پسند کرکے اور مسلمان ہوکے اپنی دختر مسماۃ اندلس بانو سے میرا عقد کردیا چونکہ مجکو آپ کی قدمبوسی کا از حد اشتیاق تھا اسوجہ سے مین نے وہان توقف نہین کیا اور وہان سے اس طرف روانہ ہوا یہان آکر شتوال کو زخمی کیا اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوا حمزۂ صاحبقران عالیشان نے گفتگوے بہرام گرد بن خاقان چین سنکے کچھ نہ فرمایا۔

داستان جانا خواجہ عمرو کا واسطے تلاش امیر کے اور گرفتار ہوکر رہا ہونا عمرو کا اور عیاری کرنا اور جانا خدمت امیر مین

راویان رنگین طبع اس داستان رنگین کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب عادل شیر دل دست حارث عرب سے زخمی ہوکر اور شکست کھاکر میدان جنگ سے گریزان ہوا خواجہ عمرو حارث عرب کو بارگاہ امیر مین لائے اور بعد دریافت حال حارث سے خوش ہوئے اور حارث کو بعزت و حرمت لشکر امیر بانوقیر مین رکھا اور سرداران مجروح کی زخمہ دوزی کرائی جب چند روز مین سرداران مجروح کے زخم سر کسی قدر اچھے ہوگئے خواجہ عمرو سردارون کے صحیح و سالم ہونے سے خوش ہوئے لیکن حمزۂ صاحبقران کا پتا اور نشان معلوم نہونے سے کمال متردد اور پریشان خاطر ہوئے آخر خیال کرنے لگے کہ ای خواجہ اب لشکر مین رہنا اچھا نہین ہی تمکو لازم ہی کہ حمزۂ صاحبقران کو تلاش کرو خدانخواستہ اگر اُنکو کسی نے ہلاک کر ڈالا تو ناچاری ہی اور اگر کسی نے اُنکو قید کیا ہی تو چلکے امیر کو قید سے چھڑاؤ اور اُس عدو سے امیر کو قتل کرو یا سزا دے متغول دو خواجہ عمرو نے یہ خیال کرکے جملہ سردارون سے کہا کہ اب مین امیر کو ڈھونڈھنے جاتا ہون تم سب لشکر سے خبردار اور ہوشیار رہنا اگر شہبال ہندی طبل جنگ بجوائے

اور کسی سردار کو مع فوج بھیجے تو اُس سے مقابلہ کرنا مجھکو تو یقین ہی کہ ابھی شمیال ہندی طبل خنگ نہ بجوائیگا کیونکہ عادل شیر دل کا زخم سر ابھی اچھا نہوا ہوگا علاوہ اسکے لشکر مین لندھور کے نہونے سے وہ نہایت پریشان خاطر ہی سرداران لشکر نے کہا ای خواجہ عمرو آپ کچھ تردد نہ کیجیے حمزہ صاحبقران کی تلاش کے واسطے جائیے اگر شمیال طبل خنگ بجوائیگا تو ہم اُس سے لڑینگے جب تک زندہ رہینگے تیغ خنگ سے نہ موڑینگے خواجہ عمرو نے یہ گفتگو سرداران لشکر کی سنکے جملہ عیاران لشکر اسلام کو بلایا جب وہ حاضر ہوئے خواجہ عمرو نے کہا آگاہ ہو کہ اب مین امیر کے ڈھونڈھنے کے واسطے جاتا ہون تم سب لشکر سے کہین نہ جانا اور بہت ہوشیاری و خبرداری سے لشکر مین رہنا سبھون نے عرض کیا اُستاد ہم خوب ہوشیار رہینگے کیا مجال کسی کی جو سرداران لشکر کو نظر بد سے دیکھے آپ جائیے جلد حمزہ صاحبقران کو ڈھونڈھ کے لشکر مین لے آئیے یہ کہکر جملہ عیار چپ ہوئے خواجہ عمرو ایک سمت جانے پر آمادہ ہوئے جب حارث عرب کو معلوم ہوا کہ خواجہ برائے جستجوے امیر جاتے ہین فوراً اپنے خیمے سے نکل کے خواجہ عمرو کے پاس آیا اور خواجہ سے کہنے لگا کہ مین بھی اب تمسے رخصت ہوتا ہون کیونکہ مین بہ ضرورت ایک جانب جاؤنگا خواجہ عمرو نے حارث کو رخصت کیا حارث مع اپنی فوج کے ایک جانب روانہ ہوا اسکا حال آئندہ لکھا جائیگا بعد جانے حارث عرب کے خواجہ عمرو بھی سرداروں سے رخصت ہوکر زیرباد ہند کی طرف روانہ ہوئے بعد دو روز کے خواجہ عمرو بہنگام دوپہر ایک میدان وسیع مین پہونچے چونکہ فصل گرما تھی لوین اُسوقت چل رہی تھی زمین اُس میدان کی حرارت آفتاب سے جل رہی تھی قدم زمین پہ رکھا نہ جاتا تھا جھونکے ہواے گرم کے چراغ زندگی بجھائے دیتے تھے صدہا درخت اُس میدان مین سوکھے ہوئے نظر آتے تھے کثرت تابش مہر سے سبزہ کا نام و نشان بھی زمین پر نہ تھا ہر ذرہ مثل آفتاب کے چمکتا تھا خواجہ عمرو کثرت گرمی سے سراپا پسینہ مین تر تھے رہروی سے نہایت خستہ تھے کانٹے تلوون مین چبھے ہوئے تھے آبلے بھی تلوون مین پڑگئے خواجہ عمرو اُس چٹیل میدان مین نہایت پریشان خاطر تھے کیونکہ وہ میدان جانستان مصیبت خیز ہو کا جنگل ایسا تھا ایسا تھا

وہ تھا میدان وحشت خیز و ویران
ویرانی اسکی سرحد عدم تک
ہزاروں جسمین تھے آسیب سامان
نہ ٹھہرے قیس کا جسمین قدم تک
زیادہ قلب مضطر سے پریشان
مصیبت زا بہ شکل ہجر جانان
تھی راحت اُس سے مثل بخت محبوب
امید زیست اُس سے منزلوں دور

خواجہ عمرو نے اُس میدان مین چہار طرف یہ خیال کرکے بنظر غور دیکھا کہ اگر کوئی درخت سبز و شاداب ہو اور ذرا بھی سایہ دار ہو تو جاکے تھوڑی دیر اُس درخت کے نیچے بیٹھون دل مضطر کو سایۂ شجر مین بطرح تسکین دون خواجہ عمرو دیکھ ہی رہے تھے ناگاہ ایک درخت کسی قدر راہ دور ختون سے شاداب نظر آیا خواجہ نے بصد مشکل اُس درخت تک اپنے کو پہونچایا جب خواجہ اُس شجر کے نیچے پہونچے اور تنۂ درخت سے اپنی پشت لگاکر بیٹھے ہواے سرد سے پسینا خشک ہوا خواجہ کے حواس درست ہوئے اُسوقت خواجہ نے ایک سوئی زنبیل سے نکالکر کانٹے اپنے تلوون سے نکالے اور آبلوں سے پانی نکالا اور شکر خدا کیا پھر سوئی کو پوچھ کے اور بغور سوئی کو دیکھکے کہنے لگے کہ اسوقت اس سوئی نے کیا راحت دی ہی ای خواجہ اسکو چھوڑو پھر کسی کام آئیگی یہ کہکے سوئی داخل زنبیل کی اور بڑی دیر تک اُس درخت کے نیچے بیٹھے رہے اور چہار طرف دیکھا کیے آخر ہواے سرد سے خواجہ کو نیند آنے لگی خواجہ سر تنۂ درخت پر رکھکے سو رہے اُسوقت خواجہ بشکل اصلی تھے اور غافل سو رہے تھے اتفاق سے اُس میدان مین نعمان سنگ‌انداز عیار عبدالعزیز حاکم زیرباد ہند بالادستی کے واسطے آیا دور سے اُسنے دیکھا کہ ایک شخص زیر درخت سو رہا ہی جب قریب درخت آیا خواجہ عمرو کو دیکھکر خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ آج یہ ذات پاک یہان کیونکر آگئے تھے

یقین ہی کسی کو لوٹینگے یا کسی پر عیاری کرینگے یا کسی کو قتل کرینگے انکا یہان آنا بے سبب نہین ہی یہ بلاے بے درمان ہین اور بڑے
ہر فند ہین لیکن اسوقت چوک گئے اصلی صورت سے زیر درخت سو رہے ہین جا تیری تقدیر نے یاوری کی کہ یہ اسطرح تجھکو
مل گئے اب تو انکو گرفتار کر اور اپنے بادشاہ کے پاس انکو لیچل بادشاہ تجھسے بہت خوش ہوگا اور زر کثیر انعام مین دیگا اور
یقین ہی کہ انکو قتل کریگا کیونکہ انھون نے ہندوستان مین آکر ایسی متواتر عیاریان خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان
پر کین ہین کہ سب شاہان ہندوستان کے پاس تصویرین انکی لندھور نے بھجوادی ہین اور کہلا بھیجا ہی کہ عمرو عیار
حمزہ صاحبقران بلاے بے درمان ہی دو مرتبہ مجھپر عیاری کر چکا ہی اور مال و اسباب لوٹ کر لیگیا ہی اس سے خبردار
رہنا اگر اس صورت کا کوئی شخص تمھارے پاس آئے تو سمجھ جانا کہ عمرو ہی اگر بادشاہ عبد العزیز ان حضرت کی تصویر
نہ دکھلاتا تو مین کبھی انکو نہ پہچانتا ای نعمان ہزارہ اب تجھکو لازم ہی کہ انکے پاس نجا اور انکو ہاتھ نہ لگا ایسا نہو کہ یہ ہوشیار
ہوجائین اور پھر تیرے ہاتھ نہ آئین علاوہ اسکے شاید انھون نے مجھے دیکھا ہو یہ بھی عیاری کی ہو کہ جب نعمان ہزارہ
قریب آئیگا تو کمند مار کر یا حباب بیہوشی مار کر گرفتار کرونگا پس بہر طور تجھکو انکے پاس جانا مناسب نہین ہی اسوقت
کوئی نازک عیاری کر اور انکو گرفتار کر بھلا یہ بھی تو جانین کہ ہندوستان مین نعمان ہزارہ عیار بیمثل و لاجواب ہی غرض نعمان
نے یہ خیال کر کے کسوت عیاری سے بہت سی بیہوشی نکالی پہلے یہ خیال کر کے دیکھا کہ اسوقت کس طرف کی ہوا ہی جب
بخوبی خیال کیا معلوم ہوا کہ جسطرف خواجہ سو رہے ہین اسی طرف کی ہوا ہی یہ خیال کر کے نعمان ہزارہ نے اپنے سوراخ
بینی بند کر کے بیہوشی اڑانا شروع کی جب بیہوشی ہوا سے اڑ کر دماغ مین خواجہ عمرو کے پہونچی خواجہ عمرو کو چھینک
آئی نعمان ہزارہ سمجھگیا کہ خواجہ اب بیہوش ہوگئے بعد بیہوش ہونے خواجہ عمرو کے نعمان ہزارہ قریب عمرو کے گیا
اور دو حلقہ کمند سے خواجہ عمرو کے ہاتھ اور دو حلقون سے دونون پانون اور دو حلقون سے گردن و سر باندھکر
گولا لاٹھی بنایا اور اٹھا کر ساتوان حلقہ لگایا اور ٹھڑ بگرہ عیاری کی اپنی پشت پر لگائی اور زیر درخت سے خرم و شادان
روان ہوا جب بادشاہ عبد العزیز کی خدمت مین پہونچا نقارہ خواجہ عمرو کا زمین پر رکھکر عرض کرنے لگا کہ آج مین نے
ایسا کام کیا ہی کہ اگر حضور قدردانی کرین تو انعام کثیر مرحمت فرمائین بادشاہ عبد العزیز نے پوچھا ای نعمان ہزارہ
بیان کر آج تو نے کیا کار نمایان کیا ہی اور یہ کسکو باندھکر لے آیا ہی نعمان ہزارہ نے عرض کیا خداوند نعمت ہوا کو باندھکر
لے آیا ہون عبد العزیز نے کہا مفصل بیان کر نعمان نے عرض کیا ای بادشاہ ذیجاہ خواجہ عمرو عیار حمزہ صاحبقران
کو بڑی مشکل سے گرفتار کر کے لایا ہون عبد العزیز حال گرفتاری خواجہ عمرو سنکے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا ای
نعمان عمرو کو ہوشیار کر نعمان ہزارہ نے دست بستہ عرض کیا کہ خداوندا انکو طوق و سلاسل مین گرفتار کر لیجیے پھر انکو
ہوشیار کیجیے ورنہ خواجہ عمرو ہوشیار ہوکر مثل پرند کے اڑ جائینگے حضور ہنسی دیکھتے رہجائینگے پھر خواجہ کسی طرح
ہاتھ نہ آئینگے عبد العزیز نے حکم دیا کہ خواجہ عمرو کو لیجاؤ اور طوق و سلاسل مین گرفتار کر کے لے آؤ نعمان ہزارہ
نقارہ خواجہ عمرو و لیکر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد عمرو کو طوق و سلاسل مین گرفتار کر کے لے آیا عبد العزیز نے کہا
ای نعمان اب تو ہوشیار کر نعمان نے عرض کیا ہان اب ہوشیار کرتا ہون یہ کہکے فتیلہ رفع بیہوشی خواجہ عمرو کو سنگھایا
خواجہ کو ہوش آیا آنکھین کھولکر جو دیکھا تو اپنے تئین نہ زیر درخت پایا اور وہ میدان بلا نظر آیا خواجہ نے گھبرا کر آنکھین
ملکر پھر دیکھا اپنے تئین طوق و سلاسل مین گرفتار پایا اور بادشاہ کو دربار مین تخت پر بیٹھے دیکھا اور ایک عیار کو اپنے
پاس بیٹھے ہوئے دیکھا خواجہ عمرو نے اسی عالم مین عبد العزیز کو بکمال ادب مجرا کیا اور کہنے لگا کیا میری
تقدیر نے یاوری کی کہ ایک ویرانے سے نعمان ہزارہ مجکو ایسے بادشاہ عالیجاہ کے دربار مین لے آیا اب مجکو یقین

کہ بادشاہ گیتی پناہ میری قدردانی کرینگے اور خلعت و انعام مرحمت فرمائینگے مین بادشاہ ذیجاہ کی خدمت مین ہمیشہ ہونگا اور حمزۂ صاحبقران کی طرف رخ بھی نہ کرونگا اور اب انکی تلاش نہ کرونگا عبد العزیز یہ گفتگو سے عمرو سنکے کہنے لگا ای خواجہ عمرو تم بیکار یہ باتین مکر و فریب کی کرتے ہو مین تمکو کسی طرح رہا نہ کرونگا کیونکہ اول تو تم مسلمان ہو دوسرے تمسے مجکو خوف ہی کہ تم مجپر عیاری کروگے اور قابو پاکر مجکو ہلاک کروگے اور مال و اسباب لوٹ کے لیجاؤگے مین سن چکا ہون تمنے لندھور پر عیاریان کین ہین خواجہ نے کہا ای بادشاہ مین حضور پر عیاری نہ کرونگا آپ مجکو چھوڑ دیجیے عبد العزیز نے کہا مین ہرگز تمکو نہ چھوڑونگا اور اسی وقت قتل کراؤنگا یہ کہکے عبد العزیز نے نعمان ہزارہ سے کہا خواجہ کو لیجا اور جلاد کو حوالے کر اور جلاد سے کہہ کہ جلد تر خواجہ عمرو کا سر کاٹ کے میرے پاس لے آئے نعمان ہزارہ نے یہ حکم عبد العزیز کا سنکے خواجہ عمرو کا بازو پکڑا اور کہا ای خواجہ عمرو چلو حکم شاہ تمھارے قتل کیواسطے ہو چکا خواجہ عمرو اپنے دل مین خیال کرنے لگے یہ عجب طرح کا معاملہ ہی مجھسے تو فرمایا تھا جب تو تین مرتبہ قضا کو یاد کریگا اسوقت تیری موت آئیگی اور تو مریگا مین نے تو تین مرتبہ کیسا ایک مرتبہ بھی موت کو یاد نہین کیا ہی اور سامنا قضا کا ہو گیا ہی یہ خیال کرکے بے ثباتی دنیائے دون مین بالحان داؤدی یہ چند اشعار زبان پر جاری کیے اشعار

نہ سکندر ہی نہ آئینہ حیرت افزا — اب نہ وہ دولت قیصر ہی نہ اقلیم قباد
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبش داماں قضا
گرد اڑتے کہین دیکھی نہ سنی بانگ درا — اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
کوئی گل ایسا نہ اس باغ مین کھلتے دیکھا — ٹھنڈی سانسین نہ بھری جسکے لیے باد صبا
صورت نور نظر آنکھ مین تھی جنکی ضیا — نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہی نہ وہ طرز لقا
تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا — پایۂ حشمت سنجر ہی نہ تاج دارا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے — کف افسوس ہی پتا جو ہی اس گلشن کا
انکی صورت کو ترستی ہین یہ آنکھین افسوس — نہ وہ انداز سخن ہی نہ زبان گویا

خواجہ عمرو ان اشعار آبدار کو بالحان داؤدی گا کر خیال کرنے لگے ای خواجہ عمرو افسوس ہزار افسوس اسوقت آخر مین امیر با توقیر کو بھی تمنے نہ دیکھا نہین معلوم وہ اسوقت کہان ہونگے کون ایسا مہربان ہی جو اسوقت جائے اور حمزۂ صاحبقران کو ڈھونڈھ کے کہے کہ عمرو قتل ہوتا ہی جلد چلیے اور اپنی شکل اسکو دکھا دیجیے خواجہ عمرو یہ خیال کر رہے تھے اور ادھر مہتر سرور شاگرد عیار نعمان ہزارہ جو اسوقت وہان موجود تھا اپنے دل مین کہنے لگا کہ خواجہ بمنزلہ گانے کے ہین اگر یہ زندہ رہتے تو مین انکا شاگرد ہوتا اور انسے علم موسیقی حاصل کرتا مہتر سرور اس خیال مین تھا ناگاہ عبد العزیز نے خواجہ عمرو کے گانے کو سنکے کہا ای خواجہ عمرو تم صاحب کمال ہو تمھارے گانے کو سنکے مین خوش ہوا اب تمکو قتل نہ کراؤنگا اور اکثر اوقات تمھارا گانا سنونگا عبد العزیز نے یہ کہکے نعمان ہزارہ کو حکم دیا کہ خواجہ کو زندان مین لیجاؤ نعمان خواجہ عمرو کو زندان کی طرف لیکر چلا خواجہ عمرو نے شکر خدا کیا اور خیال کیا کہ ای عمرو قتل ہونے سے تو بچا اب خدا چاہیگا تو قید سے بھی رہا ہو جائیگا خواجہ عمرو یہ خیال کرتے ہوئے در زندان تک پہونچے نعمان ہزارہ خواجہ عمرو کو زندان مین لیگیا اور حوالے نگہبانان زندان کے کیا خواجہ عمرو تو زندان مین بیٹھے نعمان ہزارہ خدمت عبد العزیز مین آیا جب شام ہوئی مہتر سرور بازار سے ایک ٹوکری مین مٹھائی لایا اور اس مٹھائی مین بیہوشی ملاکر ٹوکری مٹھائی کی قریب نصف شب کے نگہبانان زندان کے پاس لیگیا نگہبانان زندان نے پوچھا ای مہتر سرور اس ٹوکری مین کیا لائے ہو اگر کچھ کھانے کی چیز ہو تو ہمین کھلاؤ مہتر سرور نے کہا ٹوکری مین مٹھائی ہی آج مین نے خداوند لات کی نذر دلوائی تھی خیر تم بھی اس مٹھائی کو کھاؤ یہ کہکے دو دو ڈلیان مٹھائی کی ہر ایک نگہبان زندان کو دین نگہبانان زندان نے اس مٹھائی کو چومکے اور آنکھون سے لگا کے کھالیا تھوڑی دیر مین نگہبانان زندان باہم لڑنے لگے اور کلمات بیہودہ

کہنے لگے آخر لڑنے کے واسطے جو اٹھنے لگے ہر ایک کو ایسا چکر آیا کہ ہر ایک زمین پر گر کے بیہوش ہو گیا اسوقت مہتر سرور
سوہن لیکر اندر زندان کے گیا اور خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ مین آپ کا گانا سنکر نہایت خوش ہوا تھا اور مین نے دل سے
عہد کیا تھا کہ اگر آپ قتل ہونگے تو مین آپ کا شاگرد ہونگا اور علم موسیقی آپ سے حاصل کرونگا چونکہ قدرت الٰہیات سے
آپ قتل نہوئے اسوقت مین نگہبانان زندان کو بیہوش کر کے آیا ہون اور اب آپ کو رہا کرتا ہون یہ کہکر مہتر سرور
نے سوہن سے ہتھکڑیان اور بیڑیان کاٹین اور خواجہ عمرو کو رہا کیا خواجہ عمرو نے سرور سے کہا اے سرور تو نے
مجکو زندان سے رہا کیا ہی اسکے عوض مین مین تجکو علم موسیقی اور فن عیاری مین کامل کردونگا اور تجکو اپنے فرزند
کے برابر سمجھونگا یہ کہکر خواجہ عمرو ہمراہ مہتر سرور کچھ فکر کرتے ہوئے زندان سے باہر نکلے مہتر سرور نے
خواجہ عمرو کو متفکر دیکھکر پوچھا اے خواجہ اسوقت آپ متردد کیون ہین خواجہ نے کہا اے سرور مین واسطے تلاش
حمزۂ صاحبقران کے لشکر سے نکلا تھا اثناے راہ مین سو گیا نعمان ہزارہ مجکو گرفتار کر لایا تھا اب مین قید سے
رہا ہوا ہون خیال کرتا ہون کہ کسطرف اسیر با توقیر کو ڈھونڈھنے جاؤن مہتر سرور نے کہا آپ کچھ تردد نہ کیجیے مین
حمزۂ صاحبقران کے پاس آپ کو لیے چلتا ہون خواجہ تقریر سرور کی سنکے خوش ہوئے مہتر سرور خواجہ عمرو
کو لیکر لشکرگاہ اسیر کی طرف چلا بعد ایک شب و روز کے مہتر سرور عنقریب لشکرگاہ اسیر با توقیر پہونچا اور خواجہ عمرو
سے عرض کرنے لگا دیکھیے یہی لشکر حمزۂ صاحبقران کا ہی خواجہ عمرو ہمراہی سرور حمزۂ صاحبقران کی خدمت
مین حاضر ہوئے اور شرف ملازمت حاصل کر کے نہایت خوش ہوئے حمزۂ صاحبقران خواجہ کے آنے سے بدرجہ
کمال مسرور ہوئے اور پوچھا اے خواجہ تمھارا ایسا غائب آنا کیونکر ہوا خواجہ نے حال لشکر سے چلنے کا اور گرفتار ہونیکا
بیان کر کے عرض کیا کہ مہتر سرور جو میرے ساتھ ہی اسنے مجکو قید سے رہا کیا اور آپ کی خدمت مین لے آیا ہی
حمزۂ صاحبقران نے مہتر سرور سے مسرور ہو کر اسکو خلعت دیا مہتر سرور خلعت پا کر خوش ہوا اور اُسی وقت
کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا بعد مسلمان ہونے مہتر سرور کے خواجہ عمرو نے اسیر سے پوچھا کہ آپ کو
آپ کی بارگاہ سے کون شخص یہان لایا اسیر نے فرمایا داراب گلبرگی بارگاہ سے مجکو بیہوش کر کے جزیرۂ فیض
مین قید کر گیا تھا افضال خدا سے مین رہا ہوا ہی لور ہندی جو تمھارے روبرو بیٹھا ہی مسلمان ہوا وہان سے اسوقت
آیا ہون دوسرے دن خواجہ عمرو شکل تبدیل کر کے بالادوی کے واسطے ایک طرف روانہ ہوئے خواجہ تو واسطے بالادوی
کے روانہ ہوئے ہین لیکن اب حال عبدالعزیز اور نعمان ہزارہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب عبدالعزیز نے خواجہ عمرو
کو زندان مین بھجوایا تھا اُسکے دوسرے روز وقت سحر عبدالعزیز نے نعمان ہزارہ سے کہا خواجہ عمرو کو زندان
سے جاکر لے آ مین اسوقت اُنکا گانا سنونگا نعمان بموجب حکم زندان مین گیا دیکھا ہتھکڑیان اور بیڑیان وغیرہ
کٹی ہوئی پڑی ہین خواجہ عمرو نہین ہین نعمان ہزارہ خواجہ عمرو کو نہ دیکھکر حیران ہوا اور خدمت عبدالعزیز
مین عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہ گیتی پناہ خواجہ عمرو زندان مین نہین ہین عبدالعزیز یہ حال سنکے برہم ہوا
اور کہنے لگا کہ نگہبانان زندان کو پکڑ لاؤ جلد اُن سب کو میرے پاس لاؤ نعمان گیا اور سب نگہبانون کو اپنے
ہمراہ لے آیا عبدالعزیز نے نگہبانون سے غضبناک ہو کر پوچھا خواجہ عمرو کو زندان سے کون لیگیا ہی تمنے نگہبانی
نہ کی اب تم سب کو قتل کرونگا نگہبانان زندان نے دست بستہ ہو کر عرض کیا اے بادشاہ فلک بارگاہ آدھی
رات تک تو ہم جاگے اُسوقت تک کوئی خواجہ کو زندان سے نہین لیگیا پھر نصف شب کو مہتر سرور نے
ہمکو مٹھائی کھلائی نہین معلوم وہ کیسی مٹھائی تھی کہ ہم اُس مٹھائی کو کھا کر سو رہے ابھی بیدار ہوئے ہین یقین ہی

کہ آخر نصف شب مین کوئی خواجہ عمرو کو لیگیا ہوگا یا مہتر سروری نے خواجہ کو رہا کردیا ہوگا بادشاہ عبد العزیز
یہ تقریر نگہبانون کی سُنکے نعمان کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اپنے شاگرد سرور کو جلد بلا نعمان نے مہتر سرور کو
ہر چند چہار طرف ڈھونڈھا لیکن نہ پایا آخر ناچار ہوکر خدمت بادشاہ مین آیا اور عرض کرنے لگا سرور کا پتا نہین ہی
بظاہر معلوم ہوتا ہی اُسی نے خواجہ کو رہا کیا اور ہمراہ خواجہ چلا گیا عبد العزیز نے برہم ہو کے کہا اے نعمان تیرے
شاگرد نالائق نے خواجہ کو رہا کردیا ہی اگر تو خواجہ کو گرفتار کرکے نہ لائیگا تو عوض سرور کے تجکو قتل کرونگا نعمان ہزارہ
یہ گفتگو بادشاہ کی سُنکے خوف جان سے گھبرایا اور عرض کرنے لگا مین اب جاتا ہون اگر خواجہ کہین ملگئے تو اُنکو گرفتار
کرکے لاتا ہون یہ کہکے نعمان ہزارہ راہی ہوا کرکے جب قریب لشکرگاہ حمزہ صاحبقران پہونچا دیکھا کہ ایک ضعیف
مسافر روتا ہوا چلا آتا ہی جب نعمان پاس مسافر کے آیا پوچھا اے مسافر تو کیون روتا ہی اُسنے کہا اے بھائی غضب ہوگیا
مین اس ملک مین آکر لُٹ گیا اس ملک مین نہایت ظلم مسافرون پر ہوتا ہی نعمان نے کہا اے شخص مفصل حال بیان کر
مسافر نے کہا اے مہربان مین رہنے والا مداین کا ہون ہنگام سفر مین ایک کنیز خوبرو و خوش گلو کو اپنے ہمراہ لیکر چلا
تھا جب قریب اس لشکر کے آیا جو سامنے اُترا ہی سوارون نے لشکر سے نکلکے میری کنیز کو مجھسے چھین لیا ہر چند
مین رو دیا پیٹا لیکن میری فریاد نہ سُنی اکثر لوگون نے مجھسے کہا ہی کہ تو بادشاہ عبد العزیز کے پاس چلا جا اور اُس سے
فریاد کر یقین ہی کہ وہ تیری کنیز سوارون سے تجکو دلا دیگا اب مین وہین جاتا ہون اگر تم مجکو بادشاہ عبد العزیز
کے پاس لیچلو تو مین تمکو تھوڑا سا جواہر دونگا یہ کہکے اُس مسافر نے اپنی کمر سے ایک ڈبا نکالا اور نعمان کو کھولکر دکھایا
نعمان ہزارہ نے جو وہ جواہر دیکھے خیال کیا کہ اس بڈھے کے ہمراہ چند قدم چلکے یہ ڈبا اس سے لے لینا چاہیے یہ سمجھکر
نعمان ہزارہ نے کہا اے مسافر مجھے تیرے حال پر رحم آیا ہی چل مین تجکو بادشاہ عبد العزیز کے پاس لیچلون
اور تیری مظلومی کا حال اُس سے بیان کرون مین اُسکا عیار ہون اسوقت خواجہ عمرو کے گرفتار کرنے کے واسطے
آیا تھا مسافر نے پوچھا اے مہربان خواجہ عمرو کون ہین اور اُنھون نے کیا خطا کی ہی کیون اُنکو گرفتار کردگے نعمان
نے تمام حال خواجہ کے قید کرنے کا اور رہا ہونے کا بیان کیا جب وہ مسافر حال خواجہ عمرو سُن چکا کہنے لگا اے مہربان
اب تم آگے چلو مین آہستہ آہستہ تمھارے پیچھے آؤنگا کیونکہ مین ضعیف ہون تمھارے ساتھ چل نہ سکونگا نعمان ہزارہ سمجھا کہ
بڈھا سچ کہتا ہی ہم تھوڑی دور آگے بڑھکے کسی درخت کے سایہ مین بیٹھو جب یہ بڈھا تمھارے قریب آئیگا اُسوقت
ویرانے مین ڈبا جواہر کا اس سے چھین لینا یہ ضعیف ہی اور تم جوان ہو یہ تمسے کیا لڑیگا اور اگر آمادہ لڑائی پر ہوگا تو اسکو
مار ڈالنا نعمان یہ خیال کرکے آگے بڑھا تھا ناگاہ اُس مسافر نے حلقہ کمند گردن نعمان ہزارہ مین ڈالکر جھٹکا دیا
اور نعرہ کیا نعرہ عمرو عمرم کہ گلہ از سر قیصر بہ برم + سنگ از رخ نجتک بدا ختر برم + در محفل خسروان جو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم + نعمان ہزارہ نے لڑنے کا قصد کیا تھا خواجہ عمرو نے حباب بیہوشی مارا نعمان کی ناک پر
تر النعمان کے دماغ مین بیہوشی سرایت کرگئی فوراً چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا اُسوقت خواجہ عمرو نے زنگ روغن
زنبیل سے نکالکر شکل نعمان کی نقل اپنی صورت کے بنائی اور سامنے آئینہ رکھکر اپنی شکل مثل نعمان کے بنائی
پھر خواجہ نے گنبد عیاری نکالا اور کچھ کھونٹیان اُس گنبد مین نصب کین بعدہٗ نعمان کو حلقہاے کمند سے
خوب مضبوط باندھکر ہوشیار کیا جب نعمان ہوشیار ہوا خواجہ نے کہا اے نعمان عیاری اسطرح کرتے ہین تو
ابھی لونڈا ہی اور نادان ہی تو کیا عیاری کریگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے خنجر نکالا نعمان ہزارہ نے کہا اے خواجہ
مجکو ہلاک نہ کرو خواجہ عمرو نے کہا اے نعمان اگر تو یہ چاہتا ہی کہ مین تجکو ہلاک نہ کرون تو جلد منہ کھول اور یہ گنبد
بیچ

اپنے منھ مین لے نعمان نے بدرجہ ناچاری منھ کھولا خواجہ عمرو نے گیند نعمان کے حلق مین اُتار دیا اور عبد العزیز
کی طرف لیکر چلے اور بعد قطع راہ عبد العزیز کے پاس پہونچے اور کہنے لگے کہ مین نے خواجہ کو بڑی مشکل سے گرفتار
کیا ہی عبد العزیز خواجہ عمرو نقلی کو گرفتار دیکھکر خوش ہوا اور نعمان ہزارہ نقلی کو زر و جواہر دیا اور خواجہ عمرو
نقلی کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اب تجکو ضرور قتل کرونگا عمرو نقلی عبد العزیز سے اشارہ کرنے لگا کہ مین
خواجہ نہین ہون مجھے قتل نہ کیجیے گا نعمان نقلی نے کہا ای بادشاہ گیتی پناہ دیکھیے یہ اسوقت بھی مکر و فریب سے
باز نہین آتا ہی عبد العزیز نے عمرو نقلی سے پوچھا ای خواجہ کیا اشارے سے کہتے ہو میری سمجھ مین نہین آتا ہی
زبان سے کہو عمرو نقلی نے جواب نہ دیا کیونکہ حلق مین گیند عیاری تھا عبد العزیز خواجہ نقلی کے نہ بولنے
سے غضبناک ہوا اور نعمان نقلی سے کہا کہ اسکو مارو یہ ہماری بات کا تو جواب نہین دیتا ہی نعمان نقلی نے
عمرو نقلی کے دو چار چتین لگا دین اور کہا ای عمرو بادشاہ عالیجاہ کی بات کا تو جواب نہین دیتا ہی خیر مین ابھی آتا ہون
اور تیرے نہ بولنے کی تجکو سزا دیتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو بشکل نعمان ہزارہ دربار عبد العزیز سے نکل کے چلے
اور راہ قطع کر کے خدمت مین حمزۂ صاحبقران کی آئے خواجہ عمرو تو ادہر آئے اُدہر عبد العزیز نے نعمان ہزارہ
کا انتظار کر کے خواجہ عمرو نقلی کے واسطے حکم قتل کا دیا اسوقت نعمان ہزارہ جو بشکل خواجہ عمرو تھا اپنے حلق
کی طرف اشارہ کرنے لگا اہل دربار نے عبد العزیز سے عرض کیا ای بادشاہ خواجہ عمرو اپنے گلے کی طرف اشارہ
کرتے ہین اور اشارے سے کہتے ہین کہ مجھسے بولا نہین جاتا ہی عبد العزیز نے حکم دیا دیکھو خواجہ کے حلق مین کیا
چیز اٹکی ہی جب لوگون نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ گیند ہی لوگون نے بمشکل تمام گیند حلق سے نکالا جب گیند حلق سے
نکلا نعمان ہزارہ عبد العزیز سے عرض کرنے لگا ای بادشاہ مین حضور کا عیار ہون خواجہ عمرو وہ تھے جنکو
حضور نے زر و جواہر مرحمت فرمایا ہی عبد العزیز یہ تقریر سنکے متحیر ہوا نعمان ہزارہ نے منھ اپنا دہویا جب
رنگ روغن چہرے سے دور ہوا بادشاہ نے اپنے عیار کو پہچان کر حال پوچھا نعمان نے تمام کیفیت بیان کی
عبد العزیز خواجہ عمرو کی عیاری سے نہایت حیران ہوا اور نعمان ہزارہ نے بھی خواجہ کے بیمثل عیار
ہونے کا اکثر اشخاص کے روبرو اقرار کیا

داستان طبل رزمی بجوانا داراب شاہ کا اور ہنگام جنگ امیر باتوقیر سے شکست کھا کر بھاگنا

سیارزان عرصۂ سخن جوہر تیغ زبان میدان بیان مین اسطرح دکھاتے ہین کہ جب شواط دست بہرام گرد سے
زخمی ہوکر میدان رزم سے بھاگا اور داراب شاہ کے پاس پہونچا داراب شاہ کو نہایت صدمہ ہوا الغرض کئی
روز کے داراب نے طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل رزمی بلند ہوئی عیاران لشکر اسلام بتعجیل تمام روبروے
امیر حاضر ہوکے اور بصد ادب اسطرح دعا و ثنا کر کے عرض کرنے لگے اشعار یہ ہی اپنی تمنا کہ الٰہی جبتک
جلوہ افروز جہان ہون فلک و شمس و قمر + آپ کے حاسد و بدخواہ و عدو کو ہو نصیب + گردش بخت سیہ سوزش دل
داغ جگر بالفعل داراب شاہ نے طبل جنگ بجوایا ہی اُسکا ارادہ ہی کہ میدان کارزار مین اگر صبح کو ہنگامۂ جدال
و قتال گرم کرے باقی خیر و عافیت ہی امیر نے خبر طبل جنگی کے بجنے کی سُنکے خواجہ عمرو سے فرمایا ہمارے لشکر ظفر اثر مین
بھی بفضل ایزدی طبل رزمی بجایا جاے خواجہ عمرو نقارہ خانے مین گئے نقارچیون نے پہلے سے نقارون
کو سینک کر درست کر رکھا تھا خواجہ نے نقارۂ رزمی پر چوب لگائی بیت بجا نقارۂ جنگی جو اُس جا + ہوا دنیا مین

شور محشر برپا ہوا جسوقت کہ آواز طبل جنگی سنکے مردان جنگجو اور دلیران تہور شعار ہوشیار و خبردار ہوئے دونون طرف
لشکرون مین سامان جنگ ہونے لگا مردان نبرد آزما تلوارون پر صیقل کرنے لگے کوئی جوان لڑنے کی خوشی سے صدائے
طبل جنگ سنکے صورت غنچہ مسکرانے لگا کوئی بہادر کثرت خوشی سے بسان گل ہنسنے لگا اکثر جوانمردون کے افراط مسرت
سے دل باغ باغ ہوگئے کوئی صف شکن کسی تیغزن سے کہنے لگا کہ اسوقت طبل جنگ کیا بجا گویا میرے شجر آرزو
مین ثمر آیا کوئی دلیر کسی جری سے یہ کہکر گلے ملنے کے واسطے بڑھا کہ آؤ بھائی اسوقت ہم تم گلے مل لین نہین معلوم
کل زندہ رہین یا نہ رہین کیونکہ صبح کو میدان کارزار مین حکم باغبان جہان سے بعضے وار و گل تیغ کا کھاکر گلشن
دنیا سے سوے عدم جاینگے اکثر دلاور قتل ہوکر مانند سبزہ کے پامال سم اسپان ہونگے صدہا دلیرون کے تنون پر گلہائے
زخم تیر و شمشیر کھلینگے بعضے جوانان لشکر صدمۂ درد زخمہائے کاری سے مانند طبل نالہ کش ہونگے اور دست و پائے
جوانان نامدار مثل شاخہائے اشجار تیغ و تبر سے قلم ہونگے روحین بہادرون کے تنون سے قتل ہوکر بسان بوے گل
نکلینگی اور جوے خون بہادران نامدار میدان کارزار مین روان ہوگی گلشن میدان رزم کی سیر لائق دید ہوگی غرض
اسی طرح کی تقریر کرکے ہر ایک بہادر ہر ایک دلاور سے گلے ملا اور تیاری جنگ کی کی آخر وہ وقت آیا کہ نسیم سحر چلنے لگی نظم
قمر نے جلکے کین طے منزلین چار + ہوئے پیدا سحر کے صاف آثار + ہوئی شایع جو نور افشانی مہر + ہوا مشتعل رخ
نورانی مہر + ہنگام سحر حمزۂ صاحبقران نے بعد اداے نماز ہوا اسلحہ زیب تن کیے اور بارگاہ سے باہر تشریف لائے
سردارون نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے امیر ہر ایک بہادر کا سلام لیکر مرکب جنگ سیہ قیطاس پر سوار
ہوئے خواجہ عمرو ہمراہ رکاب ہوئے جملہ سردار و بہادر بھی گھوڑون پر سوار ہوکے لشکر ظفر اثر حمزۂ صاحبقران
بشوکت و شان جانب میدان کارزار روانہ ہوا جب امیر بالوقیر میدان مصاف مین پہونچے دیکھا داراب شاہ
صف آرا ہے جسوقت بیلدار پست و بلند زمین کو ہموار کر چکے سقون نے پانی چھڑک کر گرد و غبار کو ہٹایا بعد بہی
میدان دونون لشکرون مین سے نقیب اور کڑکیت نکلے کڑکے کہنے لگے کڑکیت کڑکا + نہ رکھو اے جوانو دل مین
دھڑکا + قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹ جاے + کہین ایسا نہو توقیر گھٹ جاے + جب نقیب اور کڑکیت یہ کڑکا
کہکے ہٹ گئے لشکرون کی صفون پر سناٹا آگیا ناگاہ صف لشکر داراب شاہ سے قمہور زنگی مانند فیل مست
کے مرکب کو جولان کرکے میدان مین آیا اور پکارا اے امیر بالوقیر اگر تمکو دعوی شجاعت ہے تو مجھسے آکر مقابلہ کیجیے امیر
نے یہ تقریر اُس زنگی کی سنکے گھوڑا اپنا بڑھایا اور سامنے قمہور زنگی کے پہونچے اور گھوڑے کو روک کے کھڑے
ہوئے قمہور زنگی ستگار زن ہوا سات قدم مرکب قمہور کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب جنگ سیہ قیطاس کا بھی
ہوا دونون دلاورون نے گھوڑون کو رانون مین مسل کے آگے بڑھایا قمہور نے نیزہ سینۂ امیر پر مارا امیر بالوقیر
نے سنان نیزہ کو نیزے کی سنان پر رد کیا جوہر ظاہر ہوئے بعد حمزۂ صاحبقران نے نیزہ قمہور کے سینے پر بقہر و
غضب مارا اُسنے بھی سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر رد کیا بعد دو چار ردوبدل طعن نیزہ کے امیر نے قمہور
کے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا قمہور نے برہم ہوکر ڈانڈ ماری امیر نے ڈانڈ نیزے کی اپنے نیزے کی ڈانڈ پر روکی بعد قمہور نے
ڈانڈ شکستہ کو پھینک کے بقہر و غضب تیغ آبدار میان سے کھینچا اور پکارا اے امیر ہوشیار ہو جائیے یہ تیغ برسون
کا جھگڑا ایک دم مین فیصلہ کرتی ہے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا سپر حفاظت پروردگار مجکو تیری تیغ آبدار سے بچائیگی
قمہور زنگی نے گھوڑا بڑھا کر تلوار امیر کے سر پر لگائی امیر بالوقیر نے تیغ کو سپر پر رد کیا خود تیغ تیز کھینچکر فرمایا بیت
از ضرب بازوی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + قمہور نے کہا تلوار لگائیے امیر نے سر قمہور پر ایسی

تلوار لگائی کہ مع راکب مرکب چار ٹکڑے ہوئے دلاوران نامی ضرب تیغ امیر کی تعریف کرنے لگے جسوقت وہ زنگی مارا گیا داراب کو قمور
کے ہلاک ہوجانے کا نہایت صدمہ ہوا اُسی عالم صدمہ و الم مین تمام مردان لشکر کو حکم دیا کہ امیر کو قتل کرو سرداران نامی جملہ مہربان لشکر کو
اپنے ہمراہ لیکر بڑھے اور نیزے اور تلوارین اور خنجر اور گرز گران سر اور تیر ایکبار سات لاکھ سوار امیر پر لگانے لگے اسطرح
سے کل مردان فوج نے حملہ کیا دو دریاے قہار آپسمین مل گئے تلوار چلنے لگی پر کالے سپرون کے اڑنے لگے تیر
چلنے لگے سینے بہادرون کے ہدف تیر ہونے لگے کمانین کڑکنے لگین گرز گران سرون پر برسنے لگے تیر سے بہادرون
کے سینے کے پار ہونے لگے چقاچاق خنجر بلند ہوئی تلوارین مثل بجلی کے چمکنے لگین ابر سیاہ ڈھالون کا اُٹھا گھوڑون
کی ٹاپون سے ایسا غبار بلند ہوا کہ روے فلک چھپ گیا ضیاے آفتاب معدوم ہوگئی زمانہ کثرت گرد و غبار سے تیرہ
و تاریک ہوگیا اُسوقت ایسا اندھیرا تھا کہ پدر اپنے نور نظر کو نہ دیکھتا تھا جو جسکے سامنے آیا تا تھا وہ اُسے قتل کرتا تھا
دریاے خون بہادران میدان مصاف مین موج زن تھا ہزارہا سر جو کٹ کٹ کے گرے تھے مثل حبابون کے دریاے
خون مین نظر آتے تھے لاشین جوانان لشکر کی اُس بحر خون مین گویا کشتیاں تھین زخمی مانند مچھلیون کے تڑپتے
تھے اور دریاے خون مین اُچھلتے تھے دلاوران لشکر نہنگانہ بحر لشکر مین لڑ رہے تھے کشتی حیات ہر ایک کی اُسوقت
طوفانی تھی کوئی ناخداے عالم کو پکارتا تھا ساحل سلامتی کسی کو نظر نہ آتا تھا سیل عقل حیران تھا آب تیغ تیز دمبدم
طغیانی پر تھا گرداب فنا مین ہزارہا جوانان لشکر غوطہ زن تھے در مدعاے ظفر کی بہادرون کو جستجو تھی غرض اُسوقت
ایسی جنگ ہوئی کہ نظم

ہوئی چرخ پر غلّ مریخ دنگ
کہ دیکھی نہین آجتک ایسی جنگ

دلاور بڑھے تیغ کو تول کے
کہ ارمان نکالینگے دل کھول کے

ہوا گرم بازار مرگ ستیز
کیا عافیت نے وہان سے گریز

پیام اجل تیر لانے لگے
بہادر عدم کو چلے جانے لگے

چمکتی تھی شمشیر و پیکان تیر
لبے جان شیرین تھی وہ جو تیز

روان ایسی تھی تیغ و خنجر کی دھار
کہ ہر چین ہون دریا میں خون آشنا

امیر با توقیر عین ہنگامہ جنگ و جدال مین داراب شاہ کے پاس پہونچے داراب
نے تلوار لگائی امیر نے تلوار سپر پر روکی اور توڑہ کمر بند فولادی پکڑ کر پشت فرس سے اُٹھالیا اور چاہا کہ زمین پر ٹپکین
لیکن توڑہ کمر بند ٹوٹ گیا داراب دست امیر سے چھوٹ گیا ہندیون نے ہجوم کرکے داراب کو قتل ہونے سے
بچایا داراب گھوڑے پر سوار ہوکے مع باقی ماندہ لشکر کے میدان جنگ سے بھاگا غازیان لشکر اسلام نے خزانہ
اور اسباب داراب شاہ کا لوٹ لیا امیر بہ فتح و ظفر میدان جنگ سے پلٹے اور داخل بارگاہ ہوئے سرداران لشکر
بھی داخل بارگاہ ہوئے امیر نے جو اکثر سردارون اور عیارون سے پوچھا کہ داراب شاہ کسطرف بھاگ کے گیا؟
انھون نے عرض کیا کہ جزیرہ ہمیشہ بہار کی طرف بھاگ کے گیا ہے امیر نے فرمایا دل چاہتا ہے کہ کسی سردار کو واسطے گرفتا
ری کرانے داراب کے روانہ کرون بہرام گرد نے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور داراب کو گرفتار کرکے لاؤن
امیر نے فرمایا داراب کے پاس لشکر کثیر ہے مین تمکو بہر گرفتاری داراب روانہ نہ کرونگا شاید ہنگام مقابلہ لشکر تمھارا
بھاگ نکلنے پر آمادہ ہو مین خود ہی جاؤنگا اور اُس سے مقابلہ کرکے اُسے گرفتار کرونگا اگر وہ مسلمان ہوجائیگا تو خیر
ورنہ اُسے قتل کرونگا

داستان روانہ ہونا حمزہ صاحبقران کا مع سپاہ براے گرفتاری داراب شاہ اور قتل کرنا منظر شاہ حاکم جزیرہ ہمیشہ بہار کو

راویان شیرین کلام اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب میدان رزم سے داراب شاہ بے اختیار جانب
جزیرہ ہمیشہ بہار بھاگا اور بعد قطع راہ قریب جزیرہ ہمیشہ بہار پہونچا جاسوسون نے خدمت منظر شاہ مین

جاکر بصد ادب عرض کیا کہ بادشاہ فلک بارگاہ داراب شاہ اسطرف آتا ہے باقی خیریت ہے منظر شاہ نے خبر آمد داراب شاہ سنکر حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو ہم خود واسطے استقبالِ داراب شاہ جائینگے بموجب حکم منظر شاہ مردمان سپاہ جلد بر گھوڑون پر سوار ہوئے منظر شاہ ہمراہ مردمان سپاہ بہ شوکت و شان روانہ ہوا اور داراب شاہ کو بصد عزت و حرمت لے آیا اور بعد دعوت و ضیافت کے ایک روز داراب شاہ سے کہنے لگا کہ اب تم اپنے ملک مین جاؤ اور باطمینان تمام بیٹھو حمزۂ صاحبقران اسطرف ضرور آئینگے انکو مین قتل کرونگا بعد انکے قتل کرنے کے تمام انکے سردارون وغیرہ کو بھی ہلاک کرونگا مین مثل تمھارے بیوقوف نہین ہون کہ انسے مقابلہ کرکے پریشان ہون داراب شاہ نے پوچھا کہ منظر شاہ بغیر مقابلہ اسیر کرکے کیونکر ہلاک کروگے منظر شاہ نے ہنسکے کہا تمھارے نزدیک حمزۂ صاحبقران کا قتل کرنا مشکل ہے اور میرے نزدیک ذرا بھی دشوار نہین ہے مین آن واحد مین حمزۂ صاحبقران کو قتل کرا ڈالونگا انکے ہلاک کرنے کی تدبیر کرونگا کہ جب اسطرف آئینگے مین انکے استقبال کے واسطے جاؤنگا اور بصد تکریم و تعظیم انکو ہمراہ اپنے یہان لاؤنگا اور بظاہر انکی اطاعت اختیار کرونگا جب وہ مجھکو اپنا دوست اور خیر خواہ سمجھینگے اسوقت انکو اپنے باغ مین لے جاؤنگا اور وہین انکو قتل کراؤنگا بعد تمام سردارون کو ہلاک کرونگا اور مردمان فوج کو تباہ کرونگا غرض اس تدبیر سے اسیر اور سب دشمنون کو ہلاک کرونگا داراب شاہ تقریر منظر شاہ کی سنکے خوش ہوا اور اسکی فہم و عقل کی تعریف کرنے لگا اور بعد چار روز کے اور راستہ سے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا اسطرف سے حمزۂ صاحبقران بعد چند روز کے مع لشکر بیکران سمت جزیرۂ ہمیشہ بہار روانہ ہوئے جب سر زمین جزیرۂ ہمیشہ بہار پر پہونچے حمزۂ صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ جزیرہ نہایت پر بہار ہے زمین پر فرش سبزہ بچھا ہے اس سبزے پر نظر کرنے سے آنکھون کو ٹھنڈک دل کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور سبزۂ خط معشوقان خوبرو سے وہ سبزہ بہتر معلوم ہوتا ہے گلہائے خودرو دور تک شگفتہ ہین ہوائے سرد ایسی چل رہی ہے کہ دل کو اچھی معلوم ہوتی ہے اکثر نہرین مانند سلسبیل رواں ہین جا بجا باغ مین گلہائے رنگا رنگ و بوقلمون انمین شگفتہ ہین سرو ان باغون مین ایسے ہین کہ قد معشوقان خوش قامت سے بھی بہتر ہین لالۂ نعمان و شقایق کے دل مین داغ نہین ہے گل نرگس دیدۂ خوبان معشوقان سے بہتر نظر آتے ہین سنبل رشک زلف پر پیچ محبوبان ہے بلبلین چہک رہی ہین اور مرغان خوش الحان بھی درختون پر بیٹھے ہین حمد خدا اپنی زبان مین کر رہے ہین اکثر طائر پرواز کرکے ایک چمن سے دوسرے چمن مین جاتے ہین جملہ درخت سرسبز و شاداب ہین اور بار اثمار سے شاخین ان درختون کی جھکی ہوئی ہین چمن بندی معقول ہے ان باغون کی تعریف مین یہ اشعار لکھا جاتا ہے

ابیات

تھے باغ ارم سے وہ نکو کر	رخسار زمین پہ سبزہ ہر سو	ریحان خط عذار گلرو
گویا خط یار دلربا تھا	تھے پھول بھی ہیں بھی کیسے کیسے	شاید کہ بہشت مین ہون ویسے

ان باغون پہ تھا عجیب عالم
اسطرح کا سبزہ جان فزا تھا

غرض حمزۂ صاحبقران سیر سبزہ و باغ کی کرکے فرمانے لگے کہ فی الحقیقت یہ جزیرہ غیرت خطۂ کشمیر ہے اور نہایت پر بہار ہے یہ فرماکر وہان سے چلے جب آبادی مین پہونچے دیکھا جزیرہ نہایت آباد ہے بازارون مین کثرت مردمان ہے خریدار دکاندارون سے اشیاء مطلوب لیتے ہین دکاندار بخندہ پیشانی اشیاے مطلوب دے رہے ہین جملہ مردم ہر چند کہ خود حسین خوش لباس ہین لیکن عاشق خلج ہین داغ الفت بتان سے دل انکے داغدار ہین لب پر آہ سرد ہے اشک آنکھون مین تیغ صد ہا تیر معشوقان سے زرد ہین ہر جانب یہ لوگون کا حال ہے نظم

ہر سو شور سیل اشک شان ست	ز دیدہ چشم شان آئینہ حیران	ملبند آوازہ آہ عاشقان ہست
		ز بحر اشک شان ترابر نیسان

بلبلبہا نالہ گرم گرم جوشی
رسوز شان دل بدل ربط خروش است
بخاک خاکساری شان قرارے
وجود عشق از دگر دید طلا ہر

بدلہا آہ در سر دے فرو شی
زسوز سینہ ہا آتش فروزان
ہواداری ہوائے سانگارے

زگریہ ہم ہمہ ہر سو بجوش است
زآب دیدہا سیلے بہ سیلان
شدہ این ہر چہار اربع عناصر

بعد دیکھنے مردون کے اسیر نے دیکھا عورتین نہایت حسین غیرت حسن لیلی و شیرین نرگس چشم غنچہ دہن جادو نگاہ آتشین رخسار رنگین ادا شیرین سخن یوسف لقا کثرت سے ہین نازنینان جزیرہ کی تعریف مین یہ اشعار لکھا جاتا ہے اشعار

بہار حسن شان نوروز دیدن
لب شان چشمۂ از آب حیوان
نگاہ شان زمستی چون مئے ناب
کہ کفر شان دل ودین بردہ ہم جان

نیالش چون پری از خوشنمائی
حدیث روے شان عیش شنیدن
ازان کردہ چراغ حسن روشن
از وے بے خویشتن ہم شیخ وہم شاب
سیہ چشمان چو آہو آرمیدہ

شدہ دیوانہ شان خوش ادائی
رخ شان شعلۂ آتش زن جان
وزین صدہر در راجان دادہ درتن
حذر از کافران کفر ایمان
رمیدہ از خویشتن ہر کس کہ دیدہ

القصہ حمزۂ صاحبقران نازنینان جزیرہ ہمیشہ بہار کے حسن وجمال کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھے جاسوسون نے خدمت منظر شاہ مین جاکر عرض کیا اے بادشاہ گیتی پناہ حمزۂ صاحبقران مع لشکر کثیر آتے ہین یقین ہے کہ ہنگامہ جنگ وجدال یہان آکر برپا کرینگے باقی خیر وعافیت ہے جسوقت یہ تقریر جاسوسون سے منظر شاہ نے سنی مع امرا ووزرا وسرداران نامی کے چلا اور حمزۂ صاحبقران کی خدمت عالی مین پہونچکر اور آداب بجالاکر عرض کرنے لگا کہ مین تو مشتاق قدمبوسی حضور تھا آج میری آرزوے دلی برآئی اب آپ تشریف لیچلیے تخت پر بیٹھیے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے منظر شاہ تخت وتاج تمھارا تمکو مبارک رہے مجکو آرزوے تخت نشینی نہین ہے منظر شاہ نے عرض کیا کہ یہ آپ کی سیر چشمی کا باعث ہے یہ عرض کرکے منظر شاہ اسیر باتوقیر کو بہ اعزاز تمام لایا اسیر باتوقیر قریب تخت منظر شاہ ایک دنگل پر بیٹھے اور منظر شاہ کو تخت پر بٹھایا سرداران حمزۂ صاحبقران بھی دنگلون پر بیٹھے دربار منظر شاہ مین جملہ امرا ووزرا وغیرہ حاضر ہوئے جب دربار بخوبی آراستہ ہوا اسوقت منظر شاہ نے حکم کیا کہ ساقیان سیمتن غنچہ دہن کشتیان شراب ناب کی لیکر جلد حاضر ہون اور شراب پلائین بمجرد حکم ساقیان گلعذار کشتیان شراب کی لیکر دربار مین حاضر ہوئے منظر شاہ نے اشارہ کیا ایک ساقی ماہ رخسار شراب ساغر بلورین مین بھر کے موافق قاعدہ کے روبروے اسیر لایا حمزۂ صاحبقران نے بیکشی سے انکار کیا منظر شاہ نے شراب نہ پینے کا سبب پوچھا اسیر نے فرمایا ہم مسلمان ہین اور تم لات پرست ہو اسوجہ سے مین شراب پینے سے انکار کرتا ہون منظر شاہ نے عرض کیا کہ اگر آپ اسی سبب سے شراب نہین پیتے ہین تو آپ مجکو مسلمان کیجیے اور شراب پیجیے اسیر یہ تقریر سنکے خوش ہوئے اور منظر شاہ کو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا منظر شاہ نے خوف جان سے اور حمزۂ صاحبقران کو بہ مکر وفریب قتل کرنے کے ارادے سے کلمہ زبان پر جاری کیا صدق دل سے مسلمان نہین ہوا حمزۂ صاحبقران نے بعد مسلمان ہونے منظر شاہ کے جام شراب دست ساقی گلعذار سے لیا اور خیال ملکہ مہرنگار مین یہ مطلع اسلاح پڑھا کہ کسی نے نہ سنا مطلع جامی مرا بہر نثارش نقد جان در آستین باید + اگر دل خواہد از من جان دہم عاشق چنین باید + یہ مطلع پڑھکر شراب پی اور صدمۂ فراق ملکہ مہرنگار سے چشم پرنم ہوئی رنگ رخ متغیر ہوگیا ساقیان ماہ رخ وخورشید رو تو جملہ امرا ووزرا وسرداران کو شراب پلانے لگے لیکن منظر شاہ نے جو چہرۂ اسیر پر نظر کی رخ اسیر پر آثار حزن وملال پاکر پوچھنے لگا اسوقت مزاج آپ کا کیسا ہے چہرہ آپ کا متغیر ہے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا

اسوقت کچھ خیال کرکے مجھے صدمہ ہوا ہے جب منظر شاہ کو معلوم ہوا کہ حمزۂ صاحبقران کسی سبب سے مغموم ہین تب منظر شاہ نے واسطے دفع صدمۂ حمزۂ صاحبقران کے حکم کیا کہ ارباب نشاط اطلہ حاضر ہون بمجرد حکم ارباب نشاط دربار مین حاضر ہوئے اور ناچنے اور گانے لگے بعد ناچنے اور گانے چند ارباب نشاط کے ایک نازنین نہایت خوبصورت بوضع بناز و ادا مع اپنے سازندون کے دربار مین آئی اہل دربار نے جو اُس نازنین کو دیکھا کسی نے آہ کی کسی نے یالات و منات کہکے کلیجا اپنا دونون ہاتھون سے پکڑ لیا کوئی بے اختیار اُسپر عاشق ہوکے اشکبار ہوا کوئی اُسکے زلف و رخ کو دیکھکر یہ شعر پڑھنے لگا شعر از براے عاشقان خستہ خاطر روز و شب ✦ نیست ہرگز بہتر از رخسار و گیسوے کسے کسی نے اُس نازنین کے تن نازک پر نظر کرکے اور خیال ہم آغوشی کا کرکے یہ مطلع ورد زبان کیا بیدل سر من بچمن بریدہ گر بدین امنیت ✦ ور غنچہ صیادم ز ند گردمن ہنیت کسی جوان نے اُس نازنین کو سن سے اشارے سے کہا کہ ابھی نقد دل دیتا ہون اگر ایک بوسہ روے زیبا کا دو نازنین نے اشارہ جوان کا سمجھکر منہ اُسکی طرف سے پھیر لیا کوئی اسیر اُس مطربہ کو دیکھکر اور اُسپر مائل ہوکے اشک آنکھون مین بھر لایا کوئی اُسکی تیغ ابرو کا دادلہ ہوا کوئی اُسکی نرگسی آنکھون پر شیفتہ ہوا اکثر جوان اُسکی ادا پر مائل ہوئے بعضون کے دل اُسکی زنجیر زلف مین گرفتار ہوئے کسی کا دل اُسکے خرام ناز سے پامال ہوگیا کوئی اُسکے آئینۂ رخ کو بنظر حیرت دیکھنے لگا کوئی جوان باریک بین اُسکی کمر کی طرح دیکھکر عدم کا خیال کرنے لگا کوئی اشتاق وصل نازنین زیر ناف کا خیال کرکے بیتاب ہوگیا کوئی جری اُسکی تیغ ابرو پر عاشق ہوا کوئی اُسکے سینے کا آبھار دیکھکے بیچین اور بیتاب ہوکر کف افسوس ملنے لگا اور خیال کرنے لگا افسوس اسوقت ہاتھ میرا اُسکے سینے تک پہونچ نہین سکتا بادشاہ بیٹھا ہوا ہے ایسی گستاخی سر دربار کر نہین سکتا کوئی اُسکے لب لعلین پر شیفتہ ہوکے گوہر اشک صدف چشم سے نکالنے لگا جو بڈھے اور ضعیف دربار مین بیٹھے تھے اُنکی بھی حال اُس مطربہ کو دیکھکر ٹپکنے لگی غرض دربار مین کوئی جوان اور بڈھا ایسا نہ تھا جو اسیر مائل نہوا ہو حمزۂ صاحبقران بھی اُس مطربہ کے حسن و جمال کو دیکھکر متحیر ہوئے کیونکہ وہ ایسی حسین تھی ابیات

چو در بیش رخ خورشید الجسم
زرد لیش خلق در آتش پرستی
بغنچہ گفت گفتارش کہ خاموش
نزاکت از قد او سر بلند است
ببیر و شمع گر بینش بجا ئیست

بتے در غارت ایمان و جان طاق
ز چشم مست او دلہا بہ مستی
سیہ خیمے سیہ خانے سیہ مو
دو زلفش را درازی در کمند ست

بہ پیش حسن دیگر مہر خبان کم
از و بتخانۂ دلہاے عشاق
شدہ از تحریر رفتارش روان ہوش
سیہ روز ست ز ینہا عاشق او
رخ پر نور صبح با صفا ئیست

الحاصل جب سازندے سامنے دان کو درست کرچکے وہ نازنین بناز و ادا ناچنے لگی دلہاے اہل بزم کو مانند سبزہ پامال کرنے لگی بعد رقص کے اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی غزل

کوئی راحت نظر آتی غم پنہان کے عوض
آگ برساے فلک برسے باران کے عوض
عاشق زلف و خط سبز ہون لیکن تقدیر
کوئی احسان نہ کیا آپ نے احسان کے عوض
خاک مجھ سوختہ قسمت کی اگر داں و سے چرخ
دے ہی دے زہر کسی دن مجھے رمان کے عوض
مدعا مرگ سمجھے تھا فلک پیر کو کام

کاش دل بھی نکل آتا ترے پیکان کے عوض
مفلسی مین بھی سیہ خانہ مرا روشن ہے
خار دیتی ہے مجھے سنبل و ریحان کے عوض
پوچھتا کیا ہے مرا مذہب و دین اے واعظ
بحر قلزم مین بگولے اٹھین طوفان کے عوض
رسم گریہ لیس مُردن بھی رہیگی جاری
زہر دیتا تھا مجھے تلخی دوران کے عوض

سوختہ بخت ہون مانگون جو مین پانی کی جا
داغ جلتا ہے چراغ شب ہجران کے عوض
کبھی بوسہ نہ دیا لیکے دل عاشق کو
دل مین یادِ بت بیرحم ہے ایمان کے عوض
چارہ گر کشمکش درد و مداوا کب تک
شمع روئیگی ترے کشتۂ ہجران کے عوض
سُنکے افسانۂ مجنون نہ کرو آنکھین بند

دیکھ لو حال مرا خواب پریشان کے عوض
یہ نئی طرح کی وحشت ہے کہ بے دست جنون
خود پریشان ہوئے زلف پریشان کے عوض
اب کہان دل کو ہوش نشاط ای تسلیم

شادی قتل مین کچھ پاس وفا کر قاتل
ٹکڑے ٹکڑے ہے جگر چاک گریبان کے عوض
رنگ نرگس کیطرح ہوش عنادل کے اُڑے
رہ گئے دیدۂ گریان لب خندان کے عوض

مہندی ہاتھون مین مل خون شہیدان کے عوض
کر دیے مشاطہ نے جب بال بنائے اُنکے
باغ مین چھلکے ہین شبنم گل خندان کے عوض

اسوقت یہ غزل اس مطربہ نے بناز و ادا و بروے ارباب بزم گائی ہر ایک شخص خوش ہوا خصوصاً منظر شاہ نہایت مسرور ہوا اور زر کثیر مطربہ کو دے کر رخصت کیا حمزۂ صاحبقران نے ہر چند ایسی مطربہ کا گانا سنا اور ناچ دیکھا لیکن بوجہ صدمۂ فراق ملکہ مہر نگار کے مطلق شگفتہ خاطر نہوئے اور منظر شاہ سے فرمانے لگے کہ اسوقت طبیعت گھبراتی ہے دل چاہتا ہے کہ سیر باغ کیجیے منظر شاہ نے عرض کیا اس جزیرے مین ہر چند کہ باغ بہت ہین لیکن ایک باغ سب باغون سے وسیع اور بہتر ہے وہ تو منک بادشاہ کا لگایا ہوا ہے نام اُس باغ کا گلشن آباد ہے کل آپ ہنگام سحر برائے سیر باغ تشریف لے جائیے گا مین بھی ہمراہ رکاب چلونگا جب آپ اُس باغ کی سیر کیجیے گا مجھے یقین ہے کہ آپ یہ مطلع ضرور پڑھیے گا مطلع اگر فردوس بر روے زمین ست + ہمین ست وہمین ست وہمین ست + حمزۂ صاحبقران تعریف باغ کی سنکے سیر باغ کے مشتاق ہوئے اور فرمایا انشاءاللہ مین صبح کو اُس باغ کی سیر کرنے کو ضرور جاؤنگا یہ فرما کر خاموش ہوئے حمزۂ صاحبقران نے وضو کیا پھر نماز پڑھکے صحیفۂ ابراہیم کی تلاوت کی جب تلاوت صحیفہ سے فرصت پائی امیر فلنگل پر آکے بیٹھے منظر شاہ نے دربار برخاست کیا اور ایک ایوان وسیع مین حمزۂ صاحبقران کو لیگیا اور نہایت تکلف سے صاحبقران کی دعوت وضیافت کی بعد اکل وشرب اُسی ایوان مین صاحبقران نے بعیش وآرام بسر کی جب صبح ہوئی اور امیر بانو قر نماز پڑھ چکے منظر شاہ امیر کی خدمت مین حاضر ہوا اور تسلیم بجالا کر عرض کرنے لگا کہ اسوقت تشریف لے چلئے سیر باغ بخوبی کیجیے حمزۂ صاحبقران بموجب کہنے منظر شاہ کے اُٹھے اور پوشاک زیب تن کر کے مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے سرداران ذوالفقار اور خواجہ عمرو نامدار ہمراہ ہوئے منظر شاہ بھی ہمراہ رکاب امیر چلا اثناے راہ مین امیر سے اسطرح عرض کرنے لگا کہ اگر آپ فرمائین تو مین قبل آپ کے باغ مین جا کر باغ کی آراستگی کرون امیر نے اجازت دی منظر شاہ آگے بڑھا دیو عاقل عاد نے امیر سے عرض کیا کہ منظر شاہ نہایت مکار ہے حضور ذرا اس سے ہوشیار رہیے گا مین اسکے مکر و فریب سے خوب واقف ہون یہ مکاری مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا ہے اسوقت بے وجہ باغ مین نہین گیا ہے کوئی نہ کوئی مکاری آپ کے ساتھ ضرور کریگا امیر نے فرمایا ای دیو عاقل منظر شاہ مسلمان ہو چکا ہے اب مجھسے عداوت نہ کریگا اور بالفرض اگر دشمنی کریگا تو خداوند عالم مجکو اُسکے شر و فساد سے بچائیگا ابھی امیر فرما رہے تھے اور آہستہ آہستہ چلے جاتے تھے ناگاہ صداے سم مرکب امیر نے سنی مڑکے جو نظر کی دیکھا ایک نوجوان لباس شاہانہ زیب تن کیئے ہوئے گھوڑے کو دوڑاے ہوئے چلا آتا ہے جب وہ جوان قریب آیا بعد ادب تسلیم کرکے عرض کرنے لگا کہ ذرا ٹھہر جائیے امیر ٹھہر گئے خواجہ عمرو ہوشیار ہوئے سرداران نامدار بھی متردد ہوئے جوان نے اپنی جیب سے ایک پرچہ قرطاس پیچیدہ نکالا اور حمزۂ صاحبقران کو دے کر عرض کرنے لگا کہ اس پرچے کو آپ ہی دیکھیے گا اور جو کچھ اس پرچہ قرطاس مین لکھا ہے اُسے سچ جانیے گا اور موافق تحریر کے عمل کیجیے گا اگر خلاف تحریر عمل کیجیے گا تو باعث آپ کی مضرت کا ہوگا وہ جوان اُس پرچہ قرطاس کو دے کر اور گفتگو امیر سے کر کے چلا گیا امیر نے اس پرچۂ قرطاس کی عبارت پڑھی مضمون یہ تھا کہ ای امیر بانو قر آپ کو معلوم ہو کہ منظر شاہ بد بہر انہایت مکار ہے بظاہر آپ کا دوست ہے لیکن بباطن آپ کا دشمن ہے ظاہر مین مسلمان ہوا ہے ہرگز ہرگز آپ باغ مین نہ جائیے گا

پھر پدر نے چار ہزار سواران چیدہ و منتخب واسطے قتل کرنے آپ کے باغ مین بٹھائے ہین اگر جاییگا تو ہلاک ہو جائیگا مین نے آپ کو اطلاع دیدی ہے حمزہ صاحبقران عبارت رقعہ پڑھکر برہم ہوئے اور قطع راہ کرکے در باغ تک پہونچے منظر شاہ بھی در باغ سے نکلکر حمزہ صاحبقران کے پاس آیا حمزہ صاحبقران نے سرداروں سے فرمایا منظر شاہ کو گرفتار کرو سرداروں نے منظر شاہ کو گرفتار کیا منظر شاہ نے نالہ و فریاد بلند کی جو سوار باغ مین پوشیدہ بیٹھے تھے منظر شاہ کی فریاد سنکے باغ سے نکلے جب اُنھوں نے دیکھا کہ بادشاہ گرفتار ہو گیا لڑنے سے باز رہے حمزہ صاحبقران نے باغ مین جاکر منظر شاہ کو قتل کیا اور سواران باغ کو مسلمان کیا پھر باغ کی سیر کرکے اپنے لشکر مین آئے اور شاہزادہ سماسلہ کو جسنے رقعہ دیا تھا تخت پر بٹھایا شاہزادہ کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوا اور جملہ امرا و زرا وغیرہ بھی مسلمان ہوئے جب شاہزادہ سماسلہ مسلمان ہوکر تخت پر بیٹھا حمزہ صاحبقران نے حال داراب شاہ کا پوچھا سماسلہ نے عرض کیا کہ داراب شاہ بھاگ کے یہان آیا تھا کئی روز کا زمانہ گذرا کہ وہ اپنے ملک کی طرف گیا ہے امیر با توقیر نے یہ حال سنکے وہان سے کوچ کیا اور طرف زیر باد ہند کے مع لشکر روانہ ہوئے اور بعد طے کرنے راہ کے ملک داراب شاہ کے قریب پہونچے اور ایک میدان وسیع مین مع فوج ظفر موج مقیم ہوئے

داستان جنگ کرنا داراب شاہ کا حمزہ صاحبقران سے اور دوبارہ شکست کھاکر بھاگنا داراب شاہ کا

راویان شیرین گفتار بیان کرتے ہین کہ جب داراب شاہ جزیرہ ہمیشہ بہار سے اپنے ملک مین آکر تخت حکومت پر بیٹھا اور خیال کرنے لگا کہ دیکھیے منظر شاہ امیر کو قتل کرتا ہے یا نہین یکایک داراب شاہ کو مخبروں سے معلوم ہوا کہ منظر شاہ حاکم جزیرہ ہمیشہ بہار کو حمزہ صاحبقران نے قتل کیا اور اُسکے فرزند کو مسلمان کرکے تخت پر بٹھایا داراب شاہ نے یہ خبر سنکے خیال کیا کہ اب یہ حمزہ صاحبقران اسطرف آئینگے اور مجھسے مقابلہ اور مجادلہ کرینگے یہ خیال کرکے سامان جنگ کرنے لگا بعد تین روز کے داراب کو جاسوسون نے یہ اطلاع دی کہ حمزہ صاحبقران جزیرہ ہمیشہ بہار سے آکر قریب زیر باد ہند مقیم ہوئے ہین داراب نے یہ خبر سنکے مشورہ کشواد وغیرہ طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل جنگ بلند ہوئی مہتر اسمعیل بعد عجلت خدمت صاحبقران مین آیا اور بعد ادب و دعا و ثنا اصطلاح زبان پر لایا اور حال طبل جنگ بجنے کا عرض کرنے لگا شعر

اے خدا عالم مین ہے جسوقت تک لیت و لعل	اے خدا جبتک زمین و آسمان ہین برقرار	زال دنیا ہے خدا جبتک تلون دوست ہے
اے خدا جبتک عروس دہر ہے اقبال	ہے تمنا آپکے پہلو مین روز و شب بہار	مطرب و چنگ و رباب و ساقی و مینا و بار

اسوقت داراب شاہ نے طبل رزمی بعد غضب بجوایا ہے یقین ہے کہ بوقت سحر وہ میدان کارزار مین آئیگا فتنہ و فساد برپا کریگا باقی خیریت ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ مدد ایزدی نقارہ جنگی بجایا جاے جو منظور خدا ہوگا وہی ہوگا مہتر سرور نے حکم امیر خواجہ عمرو سے کہا خواجہ نقارہ خانہ مین گئے اور غاشیہ اُٹھاکر نقارہ رزمی پر چوب لگائی صداے نقارہ جنگی بلند ہوئی جوانان لشکر آواز طبل جنگ سنکے ہوشیار ہوئے لڑنے مرنے پر آمادہ ہونے لگے سامان لڑائی کا کرنے لگے شب بھر دونون لشکرون مین سامان جنگ ہوا جب وہ وقت آیا کہ طایر شب نے آشیانہ مشرق سے پرواز کی اور شہباز آفتاب نے کاشانہ مشرق سے ارادہ نکلنے کا کیا یعنی صبح ہوئی اشعار

کئی افزائش لطف شبینہ	بھرا حسرت سے سیناؤن کا سینہ	کواکب نے سفر چاہا فلک سے	سفیدی چھائی چہرون پر چمک سے

وقت سحر امیر نامور نے سلاح زیب تن کیا بارگاہ فلک جاہ سے باہر تشریف لائے سرداروں نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے امیر مرکب جنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے خواجہ عمرو ہمراہ رکاب ہوئے امیر نے مرکب بڑھایا لشکر بھی مثل دریا رواں ہوا جب امیر کشور گیر عرصہ نبرد مین پہونچے جیلداروں نے جلد ترتیب و بلند زمین برابر کیا جھاڑی جھنڈی کو میدان مصاف سے دور کیا سقون نے پانی چھڑکا گرد و غبار کو دفع کیا صفین لشکر کی نمودار ہو گئین ابھی لشکر امیر میدان مین صف آرا ہوا تھا کہ داراب بھی مع فوج لشکر گیر میدان کارزار مین آیا اور صف آرا ہوا اسوقت دونون لشکرون سے نقیبان بلند آواز نکلے اور پکارے

اشعار

گدا اس کا دوان گہ سے گزرتا ہی نقل
لہو گئے کہ آگے تھا کہتا کوئی
یہ منزل نہین جاے بود و باش

اگر بادشہ ہی کہ درویش ہی
نہین اس سرا مین رہتا کوئی
گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار

سنو اے عزیزان ذی ہوش گل
سبھون کو یہی راہ درپیش ہی
ہر اک شخص کو ہی عدم کی تلاش
تہ خاک ہے سب کا دار القرار

بس ابھی جوانو تم سبھون مین آج کون بہادر زخم تیر و شمشیر کھاتا ہی اور اپنے حریف کو قتل کرتا ہی بہادر وہان ہین سرخروئی حاصل کرتا ہی نقیب یہ کہکے ہٹ گئے صفوف لشکر پر سناٹا چھا گیا پھر علم لشکر جلوہ گر ہوئے امیر چالیس قدم آگے بڑھکر علم اژدہا پیکر کے سایے مین کھڑے ہوئے خوشبوے علم اژدہا پیکر سے تمام میدان کارزار معطر ہو گیا اور ان کلہ پیچان سے صدا یا صاحبقران یا صاحبقران آنے لگی امیر با توقیر زیر علم اژدہا پیکر کھڑے تھے اور خیال کر رہے تھے کہ دیکھیے صف لشکر داراب سے آج کون واسطے جنگ کے نکلتا ہی ناگاہ خونریز زنگی مرکب کو جولان کرکے میدان مین آیا اور امیر کو بہر مقابلہ بلایا امیر نے مرکب کو بڑھایا اور سامنے خونریز کے گئے خونریز نے تیغ سر امیر پر مارا امیر نے تیغ کو سپر پر روکا اور تلوار کھینچکے سر خونریز پر لگائی ہر چند خونریز نے سپر سے اپنے سر کی حفاظت کی لیکن شمشیر امیر سپر کو کاٹکر خود پر آئی اور خود کو کاٹکر کاسہ سر پر پہونچی اور سر کو کاٹکر صراحی گردن مین در آئی اور گردن سے صندوق سینہ مین اور سینے سے جو بڑھی شکم و کمر سے گذر کے پشت زین پر آئی اور پشت زین سے زمین پر پہونچی خونریز مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا داراب شاہ نے جو دیکھا کہ حمزہ صاحبقران نے خونریز کو قتل کیا برہم ہوکر مردان فوج سے کہنے لگا کہ اے بہادرو حمزہ نے خونریز کو قتل کیا ہی تمکو لازم ہی کہ عوض خونریز کا حمزہ صاحبقران سے لو اور حمزہ کو قتل کرو مردان سپاہ نے امیر پر حملہ کیا ادھر سے بھی جملہ بہادران نے گھوڑے اٹھائے دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی سر تن سے جدا ہوکر زمین پر گرنے لگے شور گیر و دار بلند ہوا گھوڑون کی گشت سے ایسا غبار بلند ہوا کہ روے آفتاب پنہان ہو گیا روز روشن پر شب کا گمان ہوا پیر فلک یہ جنگ دیکھکر گھبرا گیا اتنا جنگ بہادران دیکھکر تھرانے لگا تھوڑی دیر مین کشتون کی لاشون کے پشتے میدان کارزار مین ہو گئے داراب تاب مقابلہ نہ لاکر مع باقی ماندہ لشکر کے گریزان ہوا دلاوران یکتاے روزگار اور غازیان لشکر اسلام نے خزانہ مال و اسباب خیمہ و بارگاہ وغیرہ کو لوٹ لیا خواجہ عمرو نے بھی جال الیاسی بارہا کے زر و مال و اسباب لوٹا حمزہ صاحبقران بعد بھاگنے داراب کے بفتح و ظفر میدان رزم سے پھرے اور فرودگاہ لشکر پر آئے داراب میدان رزم سے بھاگ کر بادشاہ عبد العزیز کے پاس پہونچا صاحبقران نے بعد دریافت کرنے حال داراب شاہ کے اسی وقت بادشاہ عبد العزیز کے ملک کی جانب کوچ کیا اور بعد قطع راہ قریب ملک عبد العزیز کے پہونچے

داستان جنگ کرنا بادشاہ عبد العزیز کا امیر سے آخر مسلمان ہونا حملہ شاہان سند کا مع دیگر حالات

راویان شیرین مقال اس داستان بیمثال کو یون بیان کرتے ہین کہ جب داراب شاہ شکست کھا کر عبد العزیز کے پاس پہونچا اور امیر بھی مع لشکر کوچ کر کے قریب ملک عبد العزیز پہونچکر مقیم ہوئے بادشاہ عبد العزیز آمد امیر کے آنے کی خبر سنکر اور داراب شاہ اور سرداروں کو ہمراہ لیکر مع فوج کثیر شہر سے باہر آیا اور میدان مین مقیم ہو کر طبل جنگ بجوایا عمر عیار سر پر رکھ کے امیر حاضر ہوا اور مجرا گاہ پر کھڑا ہو کر مجرا کر کے یہ اشعار دعائیہ زبان پر جاری کر کے اسطرح خدمت امیر مین عرض کرنے لگا شعر کہ آپ ہمیں ہین دشمن بت خانہ مانند خلیل + مسجدون کے واسطے داؤد ثانی بیگمان آفت امید کا قرطلعت سبحان حق پرست + برق کشت ترک ابر نو بہار بوستان + آپ کا دشمن رہے زیر فلک ہر دم تباہ دوستون پر آپ کے اللہ ہو وے مہربان + اسوقت بادشاہ عبد العزیز بد اندیش نے طبل رزمی بجوایا ہی باقی خیر و عافیت ہے حمزہ صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگ بجوایا جاوے خواجہ عمرو نے نقارہ خانہ مین نقارہ رزمی پر چوب لگائی آواز نقارہ جنگی سے زمین تھرائی جوانان لشکر صدائے نقارہ جنگی سنکے لڑنے کی تیاری کرنے لگے اور باہم کہنے لگے کہ صبح کو عرصۂ کارزار کو ہندیون کے خون سے رنگین کرینگے اور تیغ آبدار سے میدان لشکر ہند کے سر جدا کرینگے جوانان لشکر امیر یہ کہہ رہے تھے ناگاہ وقت آیا بیت کہ شب نے کوچ کی نوبت بجائی ہوا قبل رات گذری صبح آئی + امیر با توقیر اسلحہ زیب تن کر کے مرکب پر سوار ہوئے اور لشکر کو ہمراہ لیکر جانب رزمگاہ چلے جب وصف صفاف مین پہونچے بعد درستی میدان کارزار صف آرائی ہوئی شاہ عبد العزیز بھی سپاہ گران لیکر آیا اور صف آرا ہوا جو نقیب اور کرکیت لشکرون سے نکلے اور جوانان ہر دو سپاہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے **بیت**

نام رستم کا شاد آج ہو وہ معرکہ دکھاوے کھیل تلوار کا اور پھول سو نگھو ڈھال کا + یہ کہکر نقیب اور کرکیت ہٹ گئے ابھی لشکر بادشاہ عبد العزیز سے کوئی لڑنے کو نہ نکلا تھا کہ ملک جبروتی بفوج کثیر آیا اور عبد العزیز کے پاس گیا اور مزاج پرسی کر کے صف آرائی لشکر مین مصروف ہوا ابھی ملک جبروتی نے صف آرائی لشکر سے فرصت نہین پائی تھی کہ ایک جانب سے غبار بلند ہوا اور ایک جوان جانب نبرد کھنچنے لگا جب غبار رفع ہوا سب نے دیکھا کہ ایک نقابدار سبز پوش بیس ہزار سواران جرار سے آتا ہے جب نقابدار سبز پوش میدان مصاف مین آیا حمزہ صاحبقران کی جانب اپنے لشکر کو لیکر کھڑا ہوا بعد آنے نقابدار کے لشکر عبد العزیز سے احلال سبز پوش نکلا اور میدان مین آ کر پکارا کہ جسکو تمنائے مرگ ہو مجھسے مقابلہ کرے ابھی احلال یہ کہہ رہا تھا کہ نقابدار سبز پوش نے گھوڑا اپنا بڑھایا اور سامنے احلال کے آیا احلال نے بعد تکاور زنی اور نیزہ بازی کے تیغ آبدار نقابدار کے سر پر لگائی نقابدار نے تیغ کو سپر پر روک کے ایسی تلوار لگائی کہ احلال مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اسوقت حکم عبد العزیز سے فوج نے نقابدار پر حملہ کیا فوج نقابدار بھی بڑھی اور لشکر حمزہ صاحبقران بھی بڑھا اور ملک جبروتی کی سپاہ بھی بڑھی چارون لشکر باہم ملگئے اور تلوار چلنے لگی جوانان لشکر قتل ہونے لگے زخمی زمین پر گر کے تڑپنے لگے دیر تک خوب تلوار چلی آخر شاہ عبد العزیز طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر پر چلا گیا حمزہ صاحبقران بھی لشکر گاہ کی طرف مع فوج گئے اور داخل بارگاہ ہوئے نقابدار سبز پوش بھی مع اپنے لشکر کے ایک طرف چلا گیا امیر نے خواجہ سے پوچھا یہ نقابدار سبز پوش کون تھا خواجہ نے عرض کیا مجھے نہین معلوم امیر خواجہ کی تقریر سنکے فرمانے لگے کہ نقابدار جری ہے کیا خوب تلوار اسنے احلال پر لگائی کہ مع مرکب چار ٹکڑے کیے غرض جب شام ہوئی شاہ عبد العزیز نے پھر طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر جنگ کی تیاری ہوئی صبح کو صفوف آرائی ہر دو لشکر کی ہوئی فوج عبد العزیز سے الماس زنگی نکلا اور امیر کو برائے مقابلہ طلب کیا امیر نے بحکم جنگ الماس کو گرفتار کر کے خواجہ کے حوالہ کیا

بعد اسکے مغرور زنگی اور معزور زنگی لشکر بادشاہ عبد العزیز سے یکے بعد دیگرے نکلے دونون زنگیون کو امیر نے تہ تیغ کیا بعد
قتل ہونے دونون زنگیون کے شاہ عبد العزیز طبل بازگشت بجوا کر میدان نبرد سے فرودگاہ لشکر چلا گیا امیر نے بارگاہ مین
آکے الماس زنگی کو مسلمان کیا جب رہ دن گذرا اور شب بھی گذر گئی سحر ہوئی نقابدار سیہ پوش بجمعیت سپاہ آیا اور
امیر کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا آج مین آپ کے سردارون سے مقابلہ کرونگا کسی کو واسطے میرے مقابلے کے بھیجیے امیر
نے فوج کی کمربندی کا حکم دیا مردان لشکر مسلح ہوئے بعد صف آرائی لشکر کے الماس زنگی نے امیر سے اجازت
لیکر نقابدار سے مقابلہ کیا بعد جنگ نیزہ باہم کشتی ہوئی نقابدار نے وقت شام الماس زنگی کو زیر کیا اور الماس زنگی
سے کہا جا امیر سے کہدینا کہ کل آپ سے بھی لڑونگا قسمت آزمائی کرونگا یہ کہکر الماس کو چھوڑدیا اور اپنا لشکر لیکر
چلا گیا الماس خدمت امیر مین آیا اور جو کچھ نقابدار نے کہا تھا عرض کیا امیر نے فرمایا اچھا اب مین اس سے مقابلہ
کرونگا غرض صبح کو نقابدار مع بیس ہزار سوار پھر آیا بعد صفوف آرائی لشکر کے نقابدار اور امیر سے باہم نیزہ بازی
ہوئی چند طعنون مین امیر نے نیزہ نقابدار کے ہاتھ سے نکال دیا پھر گرز لیکر دونون باہم لڑنے لگے گھوڑا نقابدار کا
ضرب گرز سے ہلاک ہوا پھر نقابدار سے اور امیر سے کشتی ہوئی امیر نے وقت شام نقابدار کو سر سے بلند کرکے چاہا
کہ زمین پر پٹکین نقابدار نے عرض کیا مجھکو زمین پر نہ پٹکیے گا مین مسلمان ہون امیر نے یہ گفتگو سنکے نقابدار کو آہستہ
سے زمین پر بٹھادیا جب امیر بارگاہ مین آئے نقابدار بھی بارگاہ مین گیا اور نقاب اپنے رخ سے اٹھائی عمرو نے پہچانا
کہ عرب حارث ہے بعد پہچاننے کے خواجہ عمرو نے تمام حال حارث کا روبروے امیر بیان کیا امیر حارث
سے خوش ہوے جب خبر حارث کے مطیع ہونے کی بادشاہ عبد العزیز نے سنی کہنے لگا کوئی لشکر مین ایسا نہین
کہ امیر کو ہلاک کرے مہیال بدمست سپہ سالار ملک جبروت نے عرض کیا آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے
مین امیر کو قتل کرونگا عبد العزیز نے مہیال بدمست کے نام پر طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل رزمی بجوایا صبح
کو بعد صف آرائی لشکر کے مہیال میدان مین آیا عرب حارث نے مقابلہ کیا مہیال نے عرب حارث کو
ہر چند کہ تیغ سے زخمی کیا لیکن عرب حارث نے اسی عالم زخمداری مین مہیال کو قتل کیا عبد العزیز کو غصہ
آیا مردان فوج سے کہا کہ عرب حارث پر سب ملکے حملہ کرو اور اسکو قتل کرو فوج نے بموجب حکم حملہ کیا لشکر امیر بھی بڑھا
دونون لشکرون مین تلوار چلنے لگی شام تک خوب لڑائی ہوئی ہزارون جوان لشکر جانبین کے مارے گئے وقت شام
شاہ عبد العزیز طبل بازگشت بجوا کر میدان رزم سے چلا گیا امیر رزمگاہ سے بخوشی جاکر داخل بارگاہ ہوکے لیکن
بادشاہ عبد العزیز پریشان خاطر و غمگین جو اپنی لشکرگاہ پہونچا اور بارگاہ مین داخل ہوا داراب شاہ اور ملک
جبروت اور شواط سے پوچھنے لگا کیا تدبیر کیجاے کہ امیر ہلاک ہون اور لشکر امیر تباہ ہو سب نے کہا آج نصف شب
لشکر لیکر چلیے اور امیر کو قتل کیجیے اور انکے لشکر کو تہ تیغ کیجیے عبد العزیز نے اس راے کو پسند کیا اور اپنے لشکر کے
سردارون کو اس ارادے سے آگاہ کیا مہتر سرورہ جو لشکر عبد العزیز مین شکل تبدیل کرکے گیا تھا ارادہ عبد العزیز
سے واقف و آگاہ ہو کر خدمت امیر مین آیا اور امیر کو ارادہ عبد العزیز سے آگاہ کیا امیر لشکر لیکر ایک درہ کوہ مین
گئے اور وہان ٹھہرے رہے جب عبد العزیز اور داراب شاہ اور شواط اور ملک جبروت لشکر لیکر بعد
نصف شب لشکرگاہ امیر کی طرف آئے امیر نے درہ کوہ سے نکلکے چہار جانب سے سب کو گھیر لیا اسوقت دونون
لشکرون مین لڑائی ہونے لگی صبح تک خوب تلوار چلی ہزارون جوان قتل ہوئے صدہا زخمی ہوئے بہرام گرد نے
شواط کو اور عرب حارث نے داراب شاہ اور دلو عادل ملک جبروتی کو مقابلہ کرکے کشتہ ہاے اسپان سے

اٹھایا لشکر ہند شکست کھاکر بھاگ گیا امیر نے چارون بادشاہون کو مسلمان کیا اور سلطنت زیرباد سند کی بختیار شاہ کو دی بعد چند روز کے امیر شاہان ہند کو ہمراہ لیکر مع لشکر سراندیپ مین آئے اور پھر عیاری قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو نے تمام حال اپنی عیاری کا بیان کیا

داستان مقابلہ کرنا لندھور کا حمزہ صاحبقران سے اور بعد جنگ لندھور کا مطیع ہونا

راویان شیرین زبان اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب تیغ مہر کو ترک فلک نے غلاف مغرب مین رکھا اور ماہ مع کواکب فلک پر ظاہر ہوا **نظم** بنا طاؤس کا پر چرخ اخضر + ہوئے گردون پہ تارے جلوہ گستر + اسوقت امیر باتوقیر نے وضو کیا اور نماز پڑھی صحیفۂ ابراہیم کی تلاوت کرنے لگے ادھر لندھور نے فرودگاہ لشکر پر پہونچکے طبل جنگ بجوایا عیاران لشکر اسلام خدمت فیض درجت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مین آئے اور بعد آداب اسطرح عرض کرنے لگے **ابیات**

جبتک مہ و خورشید الٰہی رہین سیار	بے نقش قدم عالم امکان کے برابر	جبتک جگر شمع فروزان ہے الٰہی
داغ دل پروانہ سوزان کے برابر	حاسد کو دکھائے یہ فلک دشمن آرام	ہر صبح سیہ شام غریبان کے برابر
دن بھر رہے پروانے کے مانند پریشان	راتون کو جلے شمع شبستان کے برابر	اسوقت خسرو ہندوستان لندھور

بن سعدان نے طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اسکا ہے کہ صبح کو میدان کارزار مین آکر حضور سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہے جب حمزۂ صاحبقران نے ابوشہاب اور ابوسعید عیاران لشکر سے خبر طبل جنگ بجنے کی سنی امیر باتوقیر نماز تو پڑھ ہی چکے تھے فوراً خواجہ عمرو کو طلب فرماکر ارشاد فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگ بجواؤ خواجہ عمرو فوراً گئے اور نقارۂ سکندری کے غاشیہ کو اٹھاکر اور چوب ہاتھ مین لیکر بسم اللہ کہکے نقارۂ سکندری پر لگائی **ابیات**

چو بر طبل اسکندری آمد دوال	نہ ناہید چرخ گرد این سوال
بگفتہ کہ تا طبل اسکندریست	نہ آواز او گوش گردون گرانست
جہان را اگر شور آخر رسید	سرافیل صور قیامت دمید

دلاوران لشکر طبل جنگ بجنے سے آگاہ ہوئے اور آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے کسی جری نے اپنی تلوار پر صیقل کی کسی تیرانداز نے اپنی کمان برخ کو سینکا تیر درست کرکے ترکش مین رکھے کسی بہادر نے اپنے نیزے کی سنان کو تیز اور آبدار کیا غرض بہادر تیاری جنگ کرنے لگے **ابیات**

سویرے سے ہوا برخاست دربار	جگہ پر اپنے سب پھر آئے سردار	لگے تیاریان لڑنے کی کرنے
جو تیغین تھین لگین وہ چرخ چڑھنے	لگے ہتھیار ہونے صاف و صیقل	پڑی لشکر مین تھی ہر سمت چل چل
کمانین جو کہ خانہ کر گئین تھین	وہ سکنے سے درست ہونے لگین تھین	جب دو پہر رات گئی نقیبون نے آنکھ

یہ صدا دی **بیت** جوانو جوان سخت ہشیار ہو + سلاحون سے اپنے خبردار ہو + نقیبون کی صدا سے جو سوار سو رہے تھے بیدار ہوکے تیاری جنگ مین مصروف ہوئے جب وہ نصف شب بھی گذری اور وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اور سپیدۂ سحر جانب مشرق ہویدا ہوا حمزۂ صاحبقران نے وضو کیا اور نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے نماز اور تعقیبات کے سر واسطے سجدے کے جھکایا اور سر کو سجدہ گاہ پر رکھکر اسطرح دعائے فتح و ظفر خالق جن و بشر سے بصد آرزو مانگی **بیت** خدایا نصرت و فتح و ظفر دے + مجھے لندھور پر غالب تو کردے + جب حمزۂ صاحبقران یہ دعا خالق کون و مکان سے کر چکے سر سجدے سے اٹھایا صندوق اسلحہ طلب کیا جب صندوق اسلحہ حاضر کیا گیا امیر باتوقیر نے زرہ داودی زیب تن کی خود سر پر رکھا اور بھقطورے اور بازوبند اور چار آئینہ وغیرہ سے اپنے تن انور کو مزین کرکے بارگاہ سے باہر تشریف لائے سرداروں نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے امیر باتوقیر نے ملاحظہ کیا کہ تمام سوار لشکر مسلح و مکمل ہین اور مرکب خنگ سیہ قیطاس زین و لجام سے آراستہ کھڑا ہے حمزۂ صاحبقران قریب فرش آکر

پشت مرکب پر سوار ہوئے آواز بسم اللہ الرحمن الرحیم چہار جانب سے بلند ہوئی جلودار نے دامن عبا و قبا کو درست کیا
امیر باتوقیر نے مرکب کو مہمیز کیا گھوڑا اطرارے بھرتا ہوا چلا **ابیات** مرکب تھا فلک سیر عجیب غیرت گلگون
دانستین جو کبھی اسکو تبسن مان ابر + جاے کبھی مشرق کبھی مغرب وہ چھلاوہ + بجلی سا کبھی گنبد گردان کے برابر
جب امیر نے گھوڑا اپنا بڑھایا لشکر بھی خیل خیل زیل زیل بیرق بیرق جوق جوق چلا سب پلٹنون اور رسالون
مین مردان جنگ آزما کود کود تے بھالے لیتے چلے سرداران رسالون اور پلٹنون کو آراستہ کیے جانب میدان کارزار بس پشت
امیر ذوالوقار روانہ ہوئے اسوقت وہ نسیم سحر کا چلنا آفتاب کا طلوع ہونا گھوڑون کا الف ہونا اور گرما کر مرکبون کا چلنا
دم بدم شیہ ہونا وہ مردمان لشکر کی شان وہ ہر ایک دلاور کی آن بان وہ نقیبون کا خوش الحانی کے ساتھ صدائین
بلند کرنا وہ صحراے سبزہ زار کی بہار وہ گلہاے خود رو کا کھلنا وہ ہواے سرد کا چلنا مرغان خوش الحان کا بولنا
وہ گھوڑون کے دوڑنے سے دم بدم زمین کا تھرانا غبار کا بلند ہونا وہ سنانہاے نیزہ کا مثل ستارون کے چمکنا وہ
مثل دریا لشکر کا روانہ ہو کر جانب میدان مصاف جانا لائق دید تھا غرضکہ بصد شان و شوکت حمزۂ صاحبقران مع لشکر فراوان
میدان رزم مین پہونچے دیکھا کہ خسرو ہند و ستان لندھور بن سعدان میدان مین صف آرا ہے لندھور آمد لشکر امیر باتوقیر
رستمانہ و دلیرانہ دیکھکر متحیر ہوا اور حمزۂ صاحبقران کو سلام کرکے مزاج پوچھا امیر باتوقیر نے بعد جواب سلام فرمایا کہ افضال خدا
سے مزاج میرا درست ہے حمزۂ صاحبقران لندھور سے یہ فرما ہی رہے تھے کہ بیلدارون نے نکلکر پست و بلند زمین کو
ہموار کیا سقون نے ایسا چھڑکاؤ کیا کہ ابر دار نو بہار کی نہ ہی گرد و غبار دور ہوا میدان خاکہ بخوبی آراستہ ہوا اب صف آرائی
ہوئی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول ساقہ و طلیعہ گاہ سے فرصت ہوئی اسوقت دونون لشکرون سے نقیب
اور کڑکیت نکلے کڑکا کہنے لگے طبل رزمی گرگرائے نقیب پکارنے لگے یون نعرے مارنے لگے **بیت** نام رستم کا
مٹا دو آج ہے وہ معرکہ + دکھا دو پھل تلوار کا اور پھول سونگھو ڈھال کا + ای مردان عالم آج نام کرلو میدان شجاعت مین قدم
بہادرانہ رکھو قدم بڑھکے پیچھے نہ ہٹنے پاے دیکھو امیر باتوقیر میدان کا نظارہ کر رہے ہین تمہاری شجاعت و جوانمردی دیکھکر
تمہاری دلیری کی تعریف کرینگے اور خلعت و انعام دینگے تم سب شناور بحر جرأت ہو زندگی اس دنیاے فانی مین
چار روز کی ہے دیکھو کیسے کیسے شاہان گیتی ستان اس دنیا مین آئے اور تھوڑی ہی مدت مین سوے عدم چلے گئے
اب انکا نام و نشان قبر بھی باقی نہین ہے **ابیات** جو تھے آہ مشہور دنیا مین مرد + شجاعت مین یکتا دلیری فرد + نہ باقی
ہین وہ اور انکا نشان + مگر نام انکا ہی ورد زبان + بس ای جوانمرد و زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہے یہ وقت بہت غنیمت ہے
سر میدان حریف سے مقابلہ کرو اور جوہر تیغ دکھاؤ زخمی کرو زخم کھاؤ خون مین نہاؤ جوانون مین سرخرو ہو دلیرون کی زندگی
کا یہی مزہ ہے حسرت کارزار آج دل مین باقی نہ رکھو اچھی طرح لڑو تاکہ پس مردن آرزوے جنگ دل مین باقی نہ رہجائے انسان
کو لازم ہے کہ آج کے کام کو کل کے اوپر موقوف نہ رکھے کیونکہ **بیت** اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے + بہوش باش کہ
عالم رہ دار و گیر ہے + کڑکیت لشکر لندھور کے کڑک کڑک کے یہ پکار رہے تھے کہ بک آگے مت رہے اور یک باے پیچھے مت جا
کاگا کیسے پوت کبوتر کا کبھو مانس نہ کھائے + **نظم**

اس چمن کی ہوا سے ہمن و دی — آستین زن چراغ عقل یہ ہی
لالہ پر دل پہ لیگئے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین — باغ مین آبشار روتے ہین
موت سے کسکو رستگاری ہے — آج وہ کل ہماری باری ہے

عاقلان باغ یہ نہین دلکش — سبکو دیکھو وہ ہے پریشان وش
خاک جب ہوگئے قد رعنا — تب ہوئے سرو خوشنما پیدا
نرگسی چشم مین جو دفن نہین — چشم نرگس تکتی ہے سوے زمین
جب نہ نکلے صاحبان محفل درد — غنچہ ہی نے دکھایا تب رخ زرد
صبح کو طائران خوش الحان — یہ سنتے ہین کل من علیہا فان

اے دلاوران ہند تمھین لازم ہے کہ لڑ کے مر جاؤ نام زمانے مین کر جاؤ سامنا بہادران عرب کا ہے دیکھو قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹے آبرو بڑھی نہ گھٹے مر کر بھی قبضۂ شمشیر ہاتھ سے نہ چھوٹے یہ کہکر نقیب اور کڑکیت جب ہٹ گئے دلاور جان دینے پر ڈٹ گئے دلیرون کی صفون پر سناٹا سا آگیا جو بڑے بڑے بہادر تھے فرط شجاعت سے جبہ نے لگے قبضۂ شمشیر دم بدم چومنے لگے رخ کثرت شجاعت و مردانگی سے سرخ ہو گئے یکایک طبل رزمی بجنے لگے نقارے مانند رعد گرجنے لگے لشکر کے علمون کو علمبردارون نے جلوہ دیا ہر ایک علم کا پھریرا کھلا علم فوج آگے بڑھا لندھور فیل میمونہ سے اتر کے شبرنگ ہندی پر سوار ہوا اور سب دلاوران ہند سے رخصت ہو کے اپنے لشکر سے یہ نعرہ کر کے نکلا نعرہ

نہنگ بحر رزمم اژدر صحرای خون ریزان + عمود دم چون ببران ہفت دہ صد من شود رخشان

چو بنشینم زبر انم فیل میمون مبارک را + شود دیدہ ز ندارش رزمم یکسر رستم دستان

خریدہ ہائے ہندستان گرفتم از جوانمردی + نبرد برجیس گرزہ صورت گاہ در زمین لرزان

صدائے نعرۂ لندھور سے جوانان ترک کے دل دہلنے لگے غرض جب دم میدان مصاف مین آیا مرکب کو کاوے پر لگایا سلحشوری اور نیزہ بازی کے ہنر دکھانے لگا جب سراپا پسینے مین تر ہو گیا اور گرما یا مرکب کو ٹھہرا کر ہواے سرد میدان مصاف کھانے لگا ستانے لگا پسینا خشک کرنے لگا امیر باتوقیر نے سلحشوری لندھور کی تعریف کر کے فرمایا کہ تم گھوڑے پر سوار ہو کے کیون میدان مین آئے فیل میمونہ ہی پر سوار رہتے اور مقابلہ کرتے لندھور نے کہا کہ آپ مرکب پر سوار تھے مجکو فیل میمونہ پر سوار ہو کر مقابلہ کرنا مناسب نہین یہ امر خلاف شجاعت و مردانگی ہے لندھور یہ کہکے خاموش ہوا ناگاہ لندھور نے دیکھا کہ اشارہ حمزۂ صاحبقران سے حملہ سواران لشکر روئی گوشہاے اسپان مین رکھنے لگے علمہاے لشکر جلدی گری پر آئے لندھور نے متحیر ہو کر پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ سواران فوج پنبہ گھوڑون کے کانون مین رکھتے ہین حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا کہ اے لندھور گوش مرکبان مین روئی رکھنے کا یہ سبب ہے کہ افضال خداوند عالم سے میرے نعرے کی آواز چو نسٹھ کوس تک جاتی ہے زمین تھراتی ہے شیرون کے دل دہل جاتے ہین گھوڑے بیچارے صداے نعرہ سنکے ہلاک ہو جاتے ہین یہ کہکر امیر باتوقیر نے نعرہ کیا نعرہ امیر یکہ فرزند پیغمبرم کہ در روز میدان سپاہ زہنم + جس وقت امیر نے نعرہ کیا لندھور نعرہ امیر باتوقیر سنکے متحیر ہوا کیونکہ زمین تھرانے لگی گھوڑے سواران لشکر کے بیٹھ گئے دلیران لشکر کے دل دہلنے لگے اکثر سواران لشکر ہندوستان گھوڑون سے گر پڑے اکثر گھوڑے اپنے سوارون کو لیکر پر ملک کے لشکر سے گھبرا کے نکلنے لگے گو ... لندھور کا بھی صدا نعرہ امیر سے بدلگامی کرنے لگا لیکن لندھور نے مرکب کو سنبھالا الغرض جب امیر مرکب کو جولان کر کے لندھور کے مقابل ہوئے لندھور مرکب کو بڑھا کر تیگا ور زن ہوا اسوقت جوانان ہر دو لشکر نے دیکھا کہ تین قدم مرکب لندھور کا اور ایک قدم مرکب حمزۂ صاحبقران پیچھے ہٹ گیا لندھور ... متحیر ہو کر کہنے لگا کہ یہ میرے مرکب کا قصور ہے کہ ہٹ گیا حمزۂ صاحبقران نے مسکرا کے فرمایا اب قوت کی کمی و بیشی اچھی طرح معلوم ہو جائیگی لندھور نے کہا آپ وار کیجیے ہنر جنگ ظاہر و آشکار کیجیے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے لندھور یہ اپنا قاعدہ اور دستور نہین ہے کہ پہلے ہم حریف پر وار کرین جب خداوند عالم تمھاری ضربہاے نیزہ و گرز و شمشیر سے بچا لیگا اسوقت ہم بھی وار کرینگے لندھور یہ تقریر امیر باتوقیر سنکے خیال کرنے لگا کہ حمزۂ صاحبقران نہایت شجاع و دلیر ہین مثل اپنا بہادری مین نہین رکھتے ہین یہ خیال کر کے لندھور نے نیزہ اٹھایا اور گھوڑے کو بڑھا کر سینۂ بے کینۂ امیر پر لگایا حمزۂ صاحبقران نے سنان نیزۂ لندھور کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا نیزہ بازی برابر سے ہونے لگی بیت ز نیزہ دو بازو دو مرد دلیر + تو گوئی کہ بودند دو نرہ شیر + بعد دیر ہم سو طعن نیزہ کے ایک بندا در امیر باتوقیر نے بانسکے فرمایا کہ اے لندھور ہوشیار ہو کہ اب تمھارے ہاتھ سے نیزہ نکل جائیگا لندھور نے ہنسکر کہا کہ میرے ہاتھ سے نیزہ نکلنا مشکل ہے آج تک تو میرے ہاتھ سے کسی نے نیزہ نہین نکالا ہے ابھی لندھور یہ کہہ رہا تھا

اور حمزہ صاحبقران بند باندھے چکے تھے گھوڑا جو اٹھایا دست و بازو سے لندھور کو سر پر پہنچا ہر چند لندھور نے چاہا کہ نیزہ
ہاتھ سے نہ نکلے لیکن نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکل گیا بالا نے ہوا اسنان نیزہ مثل تیر شہاب ثاقب گئی لندھور کی نیزہ آب
خجالت مین غرق ہوا اور غضبناک ہو کے گرز گران سر کو اٹھایا حمزہ صاحبقران نے واسطے گرز روکنے کے سپر اٹھائی
خواجہ عمرو نے کہا اے حمزہ صاحبقران ہرگز گرز کو سپر پر نہ روکیے گا گرز نہایت ہی گران ہے امیر باتوقیر نے سوچ میں کہنے
خواجہ عمرو کے وہی گرز اٹھایا لندھور نے گرز گران کو جو گھمایا گردش سے آواز افسوس افسوس کی پیدا ہوئی چرخ گردش
اس گرز گرانباری کی دیکھکر ڈر گیا گاؤ زمین گرانباری گرز پر نظر کر کے تھرانے لگی سرداران لشکر حمزہ صاحبقران وغیرہ
متردد ہوئے کہ دیکھیے یہ ضرب گرز گران سر کیونکر رکتی ہے خواجہ عمرو بھی متفکر ہوئے اکثر اہل لشکر واسطے سلامتی امیر
باتوقیر کے خداوند قدیر سے برجوع قلب دعا کرنے لگے جب لندھور نے بقوت تمام تر وہ گرز گران سر حمزہ صاحبقران
کے سر پر مارا جبتک گرز دور تھا دور تھا جب گرز قریب سر آیا حمزہ صاحبقران نے رکابون مین قدم جما کر اور پشت
مرکب سے کسی قدر بلند ہو کے اپنے گرز پر گرز لندھور کا روکا اسوقت ایک ایسی صدا بلند ہوئی کہ جوانان ہر دو لشکر کے
دل دہل گئے کلیجے کانپنے لگے اکثر آدمیون کے پردے کانون کے شق ہو گئے ثابت ہوا کہ دو فیل مست مین باہم ٹکر ہوئی
یا دو پہاڑ آپسمین ٹکرائے غبار زمین سے بلند ہوا حمزہ صاحبقران غبار مین پنہان ہو گئے لندھور نے گرز گران
کو مار کے بے اختیار کہا کہ وہ مارا امیر باتوقیر کا کام تمام کیا یہ کہکر لندھور نے افسوس بھی کیا کہ ناحق مین نے گرز گران
کا وار کیا حمزہ صاحبقران کو بیکار ہلاک کیا ایسا شجاع و بہادر اب روے زمین پر پیدا نہوگا یہ خیال کر کے لندھور
نے سرداران لشکر حمزہ صاحبقران اور خواجہ سے کہا کہ ذرا حمزہ صاحبقران کو دیکھو آیا زندہ ہین کہ ہلاک ہو گئے
افسوس مجھسے بڑی نادانی ہوئی کہ مین نے حمزہ صاحبقران کے سر پر گرز لگایا سرداران امیر باتوقیر اور خواجہ
عمرو متفکر اور متردد تو تھے جلد تر خواجہ نے اس غبار مین جا کر پانی سے غبار کو دفع کیا دیکھا کہ گھوڑا حمزہ صاحبقران
کا گھٹنون تک زمین مین غرق ہے آنکھین امیر باتوقیر کی بند ہین گرز دونون ہاتھون مین ہے دونون ہاتھ مانند ستون
فولادی کے بلند ہین پیشانی پر عرق ہے ایک تسمہ رکاب کا ٹوٹ گیا ہے مرکب بھی ہمہ تن عرق مین ہے خواجہ عمرو نے یہ
حال حمزہ صاحبقران کا دیکھکر نہایت بیتاب و بیقرار ہو کے اسطرح پوچھا کہ اے حمزہ صاحبقران اسوقت مزاج آپ کا
کیسا ہے آنکھین کھولیے حال مزاج بیان کیجیے دل مضطر کو میرے کچھ گفتگو کر کے تسکین دیجیے ہرچند خواجہ عمرو نے حمزہ
صاحبقران سے عرض کیا لیکن حمزہ صاحبقران نے اس عالم مین کچھ جواب نہ دیا اور آنکھین نہ کھولین خواجہ عمرو
یہ حال دیکھکر اور زیادہ بیقرار اور بیتاب ہوئے اور جلد تر تھوڑے سے پانی سے چہرہ امیر پر چھینٹا دیا حمزہ صاحبقران
نے فی الفور آنکھین کھولین اسوقت خواجہ عمرو کے حواس درست ہوئے دل کو قرار حاصل ہوا صدمہ و غم دل سے
دور ہوا آہستہ امیر باتوقیر سے پوچھا مزاج عالی کیسا ہے حمزہ صاحبقران نے آہستہ فرمایا اے خواجہ عمرو اسوقت اپنے
مزاج کی کیا کیفیت مفصل بیان کرون لائق بیان نہین ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ گرز اس زور سے لندھور نے لگایا ہے کہ میرا
دل جانتا ہے گرز لندھور نے کیا لگایا گویا پہاڑ مجھپر پھٹ پڑا اگر خداوند عالم مجکو نہ بچاتا اور بازو بند عنایت کیا ہوا حضرت
آدم علیہ السلام کا میرے بازو پر بندھا نہوتا تو اے خواجہ عمرو مین ضرور ہلاک ہو جاتا کبھی گرز لندھور کا روک نہ سکتا
مین نے اکثر پہلوانون سے مقابلہ کیا لیکن جیسا صاحب قوت لندھور کو پایا کسی پہلوان کو ایسا قوی نہین دیکھا اے خواجہ
اگر خدا اپنا فضل کرے اور لندھور مطیع ہو تو مین اسکو ضرور اپنا جانشین کرون خواجہ عمرو نے عرض کیا اے امیر باتوقیر
فی الحقیقت آپ بجا اور درست فرماتے ہین لندھور نہایت ہی بہادر اور صاحب قوت و مروت ہے آپ پر گرز لگا کر

افسوس کر رہا ہی اور کہتا ہی کہ مین نے نہایت نادانی کی کہ سر حمزۂ صاحبقران پر گرز لگایا اب آپ کو مناسب ہی کہ اس گھوڑے کو جو گھٹنون تک زمین مین دھنس گیا ہی جلد نکال لیجیے اور روبرو لندھور کے جائیے تاکہ وہ آپ کو دیکھکر خوش ہو اُسکو یقین ہی کہ دشمنان امیر ہلاک ہو گئے اسوجہ سے وہ غمگین ہی اور افسوس بار بار کر رہا ہی اور اپنی خطا پر نیز گرز لگانے پر نادم اور منفعل ہی اور جملہ سرداران لشکر اسلام بھی بیتاب و بیقرار ہین ہر چند کہ مین نے پانی بہت چھڑکا ہی اور غبار کو دفع کیا ہی لیکن اب بھی آپ غبار مین پوشیدہ ہین امیر بالوقر نے خواجہ عمرو کی تقریر سُنکے اُس غبار سے اپنے مرکب کو تازیانہ دکھا کر نکالا مرکب خنگ سیہ قیطاس گویا ایک طبقہ زمین لیکر اُس مقام سے نکلا اُسوقت غبار عظیم بلند ہوا بعد دفع ہونے غبار کے جب لندھور نے حمزۂ صاحبقران کو صحیح و سالم دیکھا خوش ہوا کیونکہ لندھور دلاور ہی اور دلاور کی دلاور کو قدر ہوتی ہی اور بہادر کو بہادر سے الفت اور محبت ہوتی ہی جب حمزۂ صاحبقران اُس غبار سے نکلے اُسوقت امیر بالوقر نے قوت و بہادری لندھور کی تعریف کی لندھور نے کہا اب مین چاہتا ہون کہ آپ بھی گرز لگائیے قوت و طاقت اپنی مجکو دکھائیے حمزۂ صاحبقران نے رکاب شکستہ کو درست کر کے اور گرز گران سر اُٹھا کے اور گھما کے وہ بھی بقوت و طاقت سر لندھور پر مارا لندھور نے بھی گرز امیر کو اپنے گرز پر روکا تراقا ایسا ہوا کہ برق بھی کبھی اس زور و شور سے نہ گری ہوگی اور کبھی رعد نے بھی اسطرح صدا بلند نہ کی ہوگی اور کبھی دو پہاڑ بھی اسطرح نہ ٹکرائے ہونگے اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ لندھور گرد و غبار مین پوشیدہ ہو گیا بہت سے سوار لشکر لندھور کے گرز پر گرز پڑنے کی صدا سے اسطرح ڈرے اور گھبرائے کہ گھوڑون سے زمین پر گر پڑے اکثر سوارون کے کان کے پردے پھٹ گئے بہت سے گھوڑے سوارون کی رانون سے اُس صدا کو سُنکے نکل گئے لشکر مین ایک ہلچل پڑ گئی زمین میدان رزم کو جنبش ہوئی قیامت آ گئی رستم کا جگر لحد مین تھرانے لگا چرند و پرند حوالی میدان رزم سے بسبب خوف کے نہایت بدحواس ہو کے اُڑے اور بھاگے پیر فلک نے خائف ہو کر سپر آفتاب اپنے چہرے کی پناہ کے واسطے بلند کی جب یہ حال شہپال سندی عمو نے لندھور نے دیکھا بیتاب ہو کے تخت سے اُٹھا اور خود بیتابانہ اُس غبار مین گیا اور مردمان لشکر نے اُس غبار کو پانی چھڑک کر کچھ دفع کیا کچھ ہوا نے اُس غبار کو دور کیا حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا ای خواجہ تم بھی جاؤ دیکھو لندھور کا کیا حال ہی خواجہ عمرو فوراً روانہ ہوئے اور لندھور کے پاس پہونچکے دیکھا کہ لندھور کی آنکھین بند ہین رخ و سر پر غبار ہی چہرہ متغیر ہی سراپا عرق مین تر ہی گرز گران دونون ہاتھون سے پکڑے ہوئے ہی ہر ایک ہاتھ مانند ستون آہنی کے بلند ہی ابرو ن پر شکن خوب ہی گھوڑا تا سینہ زمین مین دھنس گیا ہی دونون رکابین ٹوٹ گئی ہین تسمے رکابون کے مثل تار عنکبوت ٹوٹ گئے ہین شبرنگ سندی کی عجب کیفیت ہی سراپا عرق مین تر ہی بند بند اُس مرکب کا کانپ رہا ہی زبان مُنہ سے باہر نکلی ہوئی ہی مثل ہانپنے کے ہانپ رہا ہی آنکھین دونون اُسکی سرخ ہین دہن مین کف ہی جب خواجہ عمرو حال لندھور اور مرکب کی کیفیت دیکھ چلے شہپال سندی سے کہنے لگے کہ لندھور کو آواز دو شہپال ہندی لندھور کو اسطرح پکارنے لگا کہ ای فرزند جلد آنکھین کھولو مُنہ سے بولو میرا دل بیقرار ہی کہ ضرب گرز حمزۂ صاحبقران سے کہان کہان صدمہ پہونچا ہی صدر و ساعد و ہیں تو ضرب گرز سے محفوظ ہین شہپال نے ہر چند لندھور کو پکارا اور پوچھا لیکن لندھور نے آنکھین نہ کھولین اور کچھ بات نہ کی دوبارہ شہپال سندی نے اشکبار ہو کے پوچھا ای فرزند ارجمند اسوقت تمہارے مزاج کی کیا کیفیت ہی آنکھین نہین کھولتے اور مُنہ سے کیون نہین بولتے کیا بولا نہین جاتا دل و جگر کو کیا کچھ صدمہ پہونچا ہی اب بھی لندھور نے آنکھین نہ کھولین اور اپنے چچا سے کچھ کلام نہ کیا تیسری مرتبہ شہپال سندی گریہ و زاری و نالہ و بیقراری لندھور سے لپٹ گیا اور کہنے لگا کہ ای نور نظر

وای پارۂ جگر اگر زندہ ہو تو جلد بولو آنکھیں کھولو دیکھو تمھارے جملہ سردار اشکبار ہیں سب لشکری رو رہے ہیں اشکوں سے مُنھ
دھو رہے ہیں لشکر میں تلاطم ہی میرا دل بیتاب و بیقرار ہی شہپال ہندی تو اُدھر لندھور کو پکار رہا تھا اور رو رہا تھا اسطرف
حمزۂ صاحبقران خالق انس و جان سے واسطے سلامتی لندھور کے دعا کر رہے تھے اور یہ خیال کر رہے تھے کہ
ابتک لندھور ہوشیار نہیں ہوا نہیں معلوم کیسا حال ہی حمزۂ صاحبقران تو ادھر دعا کر رہے ہیں اور خیالات انواع و
اقسام کے کر رہے ہیں لیکن اب حال لندھور کا سنیئے کہ جب شہپال ہندی کے مکرر پکارنے سے لندھور نے
آواز نہ دی اُسوقت خواجہ عمرو نے شہپال ہندی سے کہا کہ لندھور کے مُنھ پر پانی کا چھینٹا دو تاکہ جلد لندھور کو ہوش
آجاے اور آنکھیں کھولدے شہپال ہندی نے بموجب کہنے خواجہ کے لندھور کے مُنھ پر پانی کا چھینٹا مارا لندھور
نے گھبرا کر آنکھیں کھولدیں دیکھا کہ شہپال ہندی چچا میرے اشکبار ہیں خواجہ عمرو بالیں سرے کھڑے ہوئے ہیں جملہ
سرداران فوج بھی گرد میرے جمع ہیں لشکر میں ہر ایک سوار و پیادہ بیقرار و اشکبار ہی سپاہ میں تلاطم عظیم ہی گھوڑا تا سینہ
زمین میں دھنس گیا ہی حال گھوڑے کا اچھا نہیں ہی لندھور تو اپنے چچا اور جملہ اہل لشکر پر نظر کر رہا تھا اور اپنے
گھوڑے کو دیکھ رہا تھا کہ شہپال ہندی نے لندھور سے پوچھا کہ اے فرزند کہو تمھارا مزاج کیسا ہی میں نے تمکو کئی مرتبہ
پکارا لیکن تمنے آواز نہ دی میں بہت بیتاب و بیقرار تھا اب تمھارے ہوشیار ہونے سے مجھکو خوشی حاصل ہوئی دل
بیتاب کو قرار آیا لندھور نے باواز ضعیف اپنے چچا سے کہا کہ میں کیفیت اپنے دل کی کیا کہوں اور حال ضرب گرز امیر
باتوقیر کیا بیان کروں سچ تو یہ ہی کہ دنیا میں مثل و نظیر حمزۂ صاحبقران کا نہیں ہی قوت و شجاعت میں وہ یکتاے عصر و حید
زمانہ ہیں ہر چند میں نے اُنکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اور ہلاک نہیں ہوا لیکن دست و بازو میں درد ہونے لگا اگر پہاڑ بھی
میرے گرز پر گرتا تو ایسا صدمہ میرے دست و بازو کو نہ پہونچتا جیسا کہ گرز گرانبار حمزۂ صاحبقران سے میرے دست
و بازو کو صدمہ پہونچا میں حمزۂ صاحبقران کو ایسا شجاع و قوی نہ جانتا تھا حقیقت میں وہ شجاعان جہان سے بہتر ہیں
لندھور نے یہ کہکر اپنے مرکب کو تازیانہ مارکر زمین سے نکالا اکثر راوی تو کہتے ہیں کہ مرکب لندھور کا مر گیا اور بعضے
راوی کہتے ہیں کہ زندہ رہا غرض جب لندھور نے اپنے اسپ خوش رفتار کو زمین سے نکالا حمزۂ صاحبقران
کے زور و قوت کی باواز بلند تعریف کی اور حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ آپ کا شجاعت و جوانمردی میں کوئی ہمسر
روے زمین پر نہیں ہی جسطرح کہ حمزۂ صاحبقران نے لندھور کی قوت و شجاعت کی تعریف کی تھی اُسی طرح سے لندھور
نے بھی حمزۂ صاحبقران کے زور و بہادری کی ثنا کی پھر لندھور نے اُسی مرکب پر یا اور اسپ تیز رفتار پر سوار ہو کے
گرز گران سر حمزۂ صاحبقران کے سر پر مارا حمزۂ صاحبقران نے اُسی طرح اپنے گرز پر روکا پھر حمزۂ صاحبقران
نے گرز مارا اور لندھور نے اپنے گرز پر گرز امیر کا روکا اسی طرح کئی مرتبہ لندھور نے گرز مارا اور حمزۂ صاحبقران
نے روکا اور امیر باتوقیر نے گرز مارا لندھور نے اپنے گرز پر روکا آخر لندھور نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اب گرز
سے باہم لڑنا بیفائدہ ہی اور تلوار سے لڑنا بھی اچھا نہیں ہی کیونکہ تلوار کا کام کاٹنا ہی نہیں معلوم تلوار کی لڑائی کا انجام
کیا ہو میرے نزدیک مناسب ہی کہ اب ہم اور آپ کشتی لڑیں اور باہم زور آزمائی کریں حمزۂ صاحبقران نے فرمایا میں
ہر طرح موجود ہوں اگر تمھارا دل چاہتا ہی تو کشتی لڑو میں کشتی لڑنے میں تمسے بہتر نہیں ہوں لندھور نے یہ سنکے اور گھوڑے کو
اپنے بڑھا کے شانے پر حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ رکھا حمزۂ صاحبقران نے بھی فی الفور گریبان لندھور میں
ہاتھ ڈالا زور بخوبی کرنے لگے جب دونوں مرکب ہانپنے لگے اور گھوڑا لندھور کا زمین پر بیٹھنے لگا اُسوقت لوگ شاطر
چلائے کہ اے بہادرو اگر کشتی لڑنا ہی تو گھوڑوں سے اُتر کر زور آزمائی کرو گھوڑے بیچارے بیزبان ہلاک ہوئے

جاتے ہین لندھور اور حمزۂ صاحبقران گفتگو سے شاطران شتر مرکبون سے اترے اور سلاح تن سے اُتار کے آمادہ کشتی
گیرنے پر ہوئے اُسوقت بحکم صاحبقران زمان اور لندھور بن سعدان جلد تر بیلدار اکھاڑے کی درستی کرنے لگے زمین
گھٹنون گھٹنون تک نرم او ملایم ہوئی تمام اکھاڑا بخوبی صاف اور درست ہوگیا اکھاڑے پر خیمۂ نفیس برائے دفع تمازت
آفتاب استادہ کیا گیا اور برابر اکھاڑے کے سبت سے خیمے استادہ ہوئے فرش خیمون مین بچھایا گیا کرسیان رکھی گئین
دنگل واسطے سردارون کے بچھائے گئے لشکری کمربن طول کے اور زمین پوش گرد اکھاڑے کے بچھا بچھا کے بیٹھے سرداران ہی
دنگلون اور کرسیون پر بحکم لندھور اور حمزۂ صاحبقران بیٹھے مردمان شہر کو جو خبر ہوئی کہ حمزۂ صاحبقران اور لندھور
بن سعدان سے میان مصاف مین کشتی ہوگی شرفاے شہر اور اہل حرفہ باشتیاق تمام شہر سے گروہ گروہ جوق جوق
چلے پہلوانان ہند بھی مع اپنے شاگردون کے اپنے اپنے مکانون سے چلے اور بعجلت تمام راہ طے کر کے میدان رزم مین
پہونچے پہلے سے میدان رزم مین کثرت مردمان ہر دو لشکر سے جگہ نہ تھی اب ہزارون تماشائیون اور اہل حرفہ سے اور
زیادہ کشمکش ہوئی کوسون تک آدمی ہی آدمی دکھائی دیتے تھے سیکڑون آدمی بڑے بڑے درختون پر چڑھ گئے تھے کہ
درختون پر سے خوب کشتی نظر آئیگی جو لوگ زمین پر بیٹھے تھے درختون مین آدمیون کے چہرون اور سرون کو دیکھکر کہتے
تھے کہ دیکھیے طرفہ بہار ہے قدرت باغبان گلشن جہان ظاہر و آشکار ہے ان درختون مین پھل بصورت انسان نظر آتے
ہین اکثر مردم ان اشخاص کو درختون پر دیکھکر مسکراتے بعضے بے اختیار قہقہے مار کر ہنستے تھے جلتیان آخر کہتے تھے قریب
اکھاڑے کے بازارین آراستہ تھین دکاندار ہر قسم کی اشیا لیے ہوئے بیٹھے تھے کسی جگہ بزاز تھان گلبدن اور اطلس وغیرہ
کے لیے ہوئے دکان لگائے ہوئے بیٹھے تھے اُنکے پاس وہ وہ تھان عمدہ اور نفیس کپڑون کے تھے کہ جو گلبدنون
کے تن نازک و نرم سے بھی ملایم اور ملیح زیادہ تھے معشوقان بنیاد اور دل ان نازنینون کے پارچۂ کمخواب کو دیکھکر کف
افسوس تہیدستی سے ململ کے اکثر کہتے تھے کہ بغیر اس کپڑے کے لیے ہوئے ہماری آنکھون کو ٹھنڈک نہ ہمین کو سکھ ہو کسی
طرف حلوائی عمدہ اور لذیذ مٹھائی پیتل کے تھالون مین رکھے ہوئے بیٹھے تھے کوئی حلوائی پکارتا تھا مزہ قندکی امرتیون مین
کوئی خوانچہ سر پر رکھے ہوئے کہتا تھا کیا عمدہ قندکی برفی ہے کسی کے پاس وہ امرتیان گرم گرم تازی تازی ایسی مزیدار
تھین کہ دل خریدار کو اپنے حلاوت ذائقہ سے بیچ مین لاتی تھین اور شیرین اسدرجہ تھین کہ شیرین لبون کے جنکی شیرینی
کے سامنے لب بند ہوئے جاتے تھے ایک طرف کنجڑین جوان جوان خوبصورت خوبصورت رنگین دوپٹے اوڑھے
ہوئے لہنگے قیمت مین مہنگے نئے نئے پہنے ہوئے ٹوکریون مین کوے نارنگیان سیب و ناشپاتیان امرود وغیرہ رکھے
ہوئے بناز و ادا اناؤ سنگار کیے ہوئے بیٹھی تھین کوئی اُنمین پکار کے کہتی تھی مزہ انگور کا ہے رنگترون مین کوئی کیرن
گنڈے لیے بیٹھی تھی اور پکار پکار کے کہتی تھی یہ گنڈے لگائے ڈلی پیسے پیسے کنجڑین سرپارہ بیٹھی تھین اور بمانند اناسکاری
تھین نسبت سدا اپنے عاشق سے بولن نغرہ زن ہے کہ سے نارنگیان و سیب ذقن کسی طرف ساقنون کی دکانین
تھین جو بس پر نشہ یا زدم و سیدم لگاتے تھے کسی جانب حکاک نگینہ ساز بصد انداز بیٹھے تھے غرض میلے کی مانند
ہر قسم کی دہان بکتی تھی خریدارون کا ہجوم تھا کثرت مردمان از حد تھی گرم بازاری ہو رہی تھی سقے نمکین پانی سے بھرے
کٹورے بجاتے ہوے لیے پھرتے تھے الغرض جب بخوبی اکھاڑا تیار اور درست ہو چکا لندھور اور حمزۂ صاحبقران
دونون دامن گردان کمر اکھاڑے مین آترے اور کشتی لڑنے لگے قیامت کے زور ہونے لگے دہن بہ دہن اور
پشت بہ پشت کشتی ہونے لگی کبھی لندھور کو صاحبقران ریل کے تھوڑی دور تک اکھاڑے مین لیگئے کبھی
لندھور نے سنبھل کر حمزۂ صاحبقران کو ریلا کبھی حمزۂ صاحبقران نغل دوبے کبھی لندھور نے نواڑ بند باندھا

کبھی حمزۂ صاحبقران لے دھکئی گرہ لگائی کبھی لندھور نے کیلی کی جب شام ہوئی لندھور نے حمزۂ صاحبقران سے کہا
کہ اب تو شام ہوگئی صبح کو پھر کشتی لڑیں گے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اگر شام ہوگئی ہے تو کیا ہرج ہے روشنی اسقدر ہو جائیگی کہ
شب بہتر روز روشن سے ہو جائیگی علاوہ اسکے میرا یہ قاعدہ نہین کہ مین شب آئے کو حریف سے نہ لڑون لندھور نے یہ تقریر
حمزۂ صاحبقران سُنکے اپنے چچا شہپال ہندی سے کہا کہ سامان روشنی کا کیجیے شہپال ہندی نے فوراً سامان روشنی
کا کیا اُدھر حمزۂ صاحبقران کے حکم سے سرداران نے سامان روشنی کیا جب بخوبی روشنی ہو چکی اور حمزۂ صاحبقران
اور لندھور بن سعدان شیر کا سون مین پی چکے پھر کشتی ہونے لگی او پیچ اور توڑ پیدا ہونے لگے یہانتک کہ وہ شب بھی
گذری اور صبح ہوئی دن بھر کشتی باہم ہوئی آخر شام ہوئی پھر روشنی کا انتظام ہوا اور شیر کا سون مین دونون بہادرون نے
پیا اور پھر باہم کشتی لڑنے لگے یہانتک کہ پانچ شب و روز برابر کشتی ہوئی پانچوین روز قریب شام لندھور نے حمزۂ صاحبقران
سے کہا کہ اب مین آخری زور کرتا ہون ہوشیار ہو جائیے امیر بالوقیر نے فرمایا مین خبردار اور ہوشیار ہون لندھور
نے سر اپنا سینۂ امیر مین اڑا کر اور دونون ہاتھ اپنے امیر بالوقیر کے دونون شانون پر رکھکے از حد زور کیا اور امیر
بالوقیر کو ریل کر اکھاڑے مین لیچلا تین قدم تک امیر کو ریل کے لیگیا پھر امیر بالوقیر نے لنگر اپنا زمین پر قائم کیا اسوقت
ہر چند لندھور نے زور کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی لندھور نے ہاتھ اپنے امیر کے شانون
سے اٹھا کر کہا کہ مین زور کر چکا اب آپ زور کیجیے حمزۂ صاحبقران نے یہ تقریر لندھور کی سُنکے اپنا سر سینۂ لندھور
سے ملایا اور دونون شانون پر لندھور کے ہاتھ رکھکر لندھور کو ریلا ہر چند لندھور نے چاہا کہ میرا لنگر زمین سے
نہ اکھڑے لیکن حمزۂ صاحبقران قریب پانچ قدم کے لندھور کو لیگئے لندھور نے پانچ قدم پیچھے ہٹکے اپنا لنگر
زمین پر قائم کیا امیر بالوقیر نے توڑہ کمربند فولادی لندھور کا پکڑ کے زور اول مین زمین سے کسی قدر اُٹھایا اور زور دوم مین
زمین سے گھٹنون تک اور زور سوم مین کمر تک لندھور کو اُٹھایا تھا اور قصد کیا تھا کہ سر سے بلند کر کے زمین پر پٹکین ناگاہ
توڑہ کمربند لندھور دست امیر بالوقیر سے چھوٹ گیا جب لندھور دست امیر بالوقیر سے چھوٹ کے زمین پر آیا فوراً کھڑا
ہو گیا چت نہین ہوا حمزۂ صاحبقران کو نہایت صدمہ ہوا اور خیال کیا کہ لندھور کو مین سر سے بلند نہ کر سکا
اور زیر نہ کر سکا توڑہ کمربند فولادی ٹوٹ گیا لندھور افسوس ہاتھ سے چھوٹ گیا یہ خیال کر کے امیر نے فرمایا
اے لندھور تمہارا توڑہ کمربند فولادی ٹوٹ گیا اور مین اسوجہ سے تمکو بالا سر بلند نہ کر سکا اور زیر بخوبی نہ کر سکا اس
سبب سے مین اپنے تئین ہلاک کرتا ہون لندھور نے عرض کیا اگر توڑہ کمربند فولادی ٹوٹ نہ جاتا تو آپ ضرور
مجھکو سر تک بلند کر کے زمین پر پٹکتے اور مجھکو زیر کر لیتے یہ کہکر لندھور نے خنجر امیر بالوقیر کے ہاتھ سے بہ منت لیلیا
اور کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ اب مین قلعے مین جا کر اپنے
ہمراہیون کو مسلمان کرتا ہون امیر نے لندھور کو اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا اے لندھور مین اب تمکو اپنا
قوت بازو سمجھتا ہون یہ فرما کر لندھور کو بخوشی رخصت کیا لندھور اپنے قلعے مین گیا ناظرین عالی فہم پر واضح
ہو کہ بعض راویون کا تو یہ قول ہے کہ لندھور اور حمزۂ صاحبقران سے سات روز تک برابر کشتی رہی اور ساتوین روز
مسلمان ہوا لیکن اس حقیر سراپا تقصیر شیخ تصدق حسین نے اساتذۂ باکمال کی زبانی اسطرح سنا ہے کہ پانچ شب و روز
لندھور اور حمزۂ صاحبقران مین کشتی ہوئی اور پانچوین روز لندھور مسلمان ہوا لندھور تو اپنے قلعے کی جانب
روانہ ہوا اور امیر بالوقیر نے چاہا کہ بارگاہ شاہی کو وہان سے پھرین کہ یکایک جانب صحرا سے ایک گرد نمودار ہوئی
امیر بالوقیر متحیر ہو کے دیکھنے لگے کہ یہ گرد کیسی نمودار ہوئی کہ دفعتہً دامن گرد چاک ہوا اور ایک نقابدار اس گرد سے پیدا

ہوا اور امیر باتوقیر کو آکر بصد ادب مجرا کیا امیر کشور گیر نے متحیر ہوکر پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے اور یہان آنے کی کیا وجہ ہوئی یہ سنکر اُس نقابدار نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور میں غلام ملکہ مہرنگار کا خدمتگار ہے اور ایک نامہ اور شیشۂ شراب کا ملکہ نے خدمت حضور مین بھیجا ہے وہ لیکر آیا ہون امیر نے کہا اچھا لاؤ یہ سنکر اُس نقابدار نے وہ نامہ اور شیشۂ شراب کا امیر باتوقیر کے حوالے کیا اور آپ جس طرف سے آیا تھا اُدھر ہی کو روانہ ہوگیا امیر نے لفافہ اُس نامے کا چاک چاک کرکے جو پڑھا تو لکھا تھا اے امیر باتوقیر اللہ اللہ آپ یہ بےمروتی اور بےوفائی کرین سخت تعجب ہے اللہ اللہ آپ اس زخم خوردۂ تیر فراق کو اسقدر جلد فراموش کر گئے کہ پلٹ کر کروٹ نہ لی ہم تو یون آپ کے فراق مین بیقرار ہون اور آپ ہماری جانب سے اسطرح غافل ہوکر اپنے امور مین سرشار ہون مگر خیر یہ بھی ایک گردش فلک ہے کہ آپ نے ہماری یاد اپنے دل محبت منزل سے یون سہو و محو کردی لیکن آپ کی یاد ہمارے دل مین اُسی طرح ہے چاہیے آپ ہمین پوچھین اور چاہیے نہ پوچھین اے محبوب جانی اور اے یار جاودانی اب تو آنکھین میری انتظار کرتے کرتے سفید ہوگئیں اب میری یہ حالت ہے کہ مصرع جب کوئی بولا صدا کانون مین آئی آپ کی + اپنے فراق مین اب نہ تڑپائیے اور برائے خدا و رسول ایک نظر صورت اپنی دکھا جایئے ورنہ ایک نہ ایک دن ہم تو یونہین تڑپ تڑپ کے ہلاک ہوجائینگے اور آپ کے دیکھنے کی آرزو اور حسرت دل پر درد مین لیجائینگے شعر جو آنا ہو تو جلد آؤ بس اب کیون دیر کرتے ہو + عدم کو کوچ ہے اپنا اجل لینے کو آئی ہے اے امیر کشور گیر اب ہر مرتبہ دل مین یہ خیال آتا ہے مخمس

فریاد سے گر زلزلہ عالم مین وہ برپا | جو اہل زمین اہل فلک ہون تہ و بالا | کیا فائدہ اب ضبط سے دم لب پہ ہے آیا
اس بت کو خبر ہو کہ ہوس غرض کیا | اے نالۂ دل عرش معلی کو ہلا دے

اور حقیقت حال تو یہ ہے کہ مخمس

ہین ابر بہاری سے سوا دیدۂ خونبار | ہے گل تر سبز ہوے خشک تھے خونخوار | شبنم کی طرح اشک کی ریزش نہین بیکار
جب یاد کیا ہے تجھے اے غیرت گلزار | بھر بھر دیے ہین آنسوؤن سے باغ مین تھالے

سہلکتا ہے مرا داغ جنون سے بدن ایسا | جل جائے اگر تن سے لگے دامن صحرا | ہر گام پہ اب گرم روی سے ہے یہ نقشا
شراب کا شیشہ ہے ہر اک آبلۂ پا | جنگل مین لگے آگ جو پھوٹین یہ چھالے

دو ہی نے تیرے شعلۂ رخ کی ستم آرا | جو حال کیا ہے وہ بیان ہو نہین سکتا | یہ ظاہر و باطن کا بنا یا مرے نقشا
ہر آبلہ ہے سوز محبت سے سراپا | دیکھے تو کلیجے کے دکھاون تجھے چھالے

اے امیر باتوقیر یہ شیشہ شراب عنقا کا بڑی تلاش سے میرے ہاتھ لگا تھا سو خدمت عالی مین خدمتگار باعتبار کے ہاتھ ارسال خدمت کرتی ہون مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف یہ نامہ پڑھکر امیر باتوقیر نہایت مسرور ہوئے اور اُسی وقت یاد محبوب مین بیتاب ہوکر وہ شیشہ منہ سے لگا لیا کوئی دو ہی گھونٹ حلق کے نیچے اُتر نے پائے تھے کہ امیر باتوقیر کو اُچھو ہوگیا اور نہایت بیتاب ہوئے ٹکڑے ٹکڑے خون کے منہ سے گرنے لگے سرداران لشکر جو وہان موجود تھے امیر کو بارگاہ مین اُٹھالائے پلنگ پر لٹایا کہ اتنے مین خواجہ عمرو خبر لندھور کی لینے گئے تھے وہ بھی آ گئے حال پر اختلال امیر کشور گیر دیکھکر نہایت مضطر ہوئے اور حقیقت حال کے مستفسر ہوئے کسی نے کہا کہ خواجہ اور تو کچھ ہمین نہین معلوم مگر ہان اتنا جانتے ہین کہ ایک نقابدار کو نامہ اور شیشہ دیتے دیکھا تھا کہ وہ نامہ اور شیشہ دیتے ہی جدھر سے آیا اُدھر ہی کو چلا گیا اور امیر اُس نامے کو پڑھکر بہت ہی خوش ہوئے اور شیشہ منہ سے لگا لیا شاید کوئی دو گھونٹ حلق کے نیچے اُترے ہونگے کہ اُچھو ہوگیا اور کلیان کی

کُلیان ڈگرے کے ڈگرے خون کے منھ سے گرنے لگے ہم لوگ وہان سے بارگاہ مین اُٹھا لائے اور جب سے ایک حیرت
سی ہی کہ خداوندا یہ کیا معرکہ ہوا اور اُس شیشہ مین کیا آفت تھی عمرو نے کہا کہ وہ نامہ تو لاؤ کہان ہی لوگون نے وہ نامہ عمرو
کو لا دیا عمرو نے جو اُس نامے کو پڑھا پہچان گیا کہ یہ فعل گستہم زرین کفش کا ہی اور بہ نہایت فکرمند ہوا آخرکار بعد تردد بسیار
قلم دوات و قرطاس اُٹھا کر ایک نامہ منجانب حمزہ صاحبقران لندھور کو بدین مضمون تحریر کیا کہ ای لندھور تجھسے
یہ امر بہت مستبعد تھا کہ تو جا کر بیٹھ رہا اور پلٹ کے کروٹ تک نہ لی النسب بہتر یہ ہی کہ تو اس نامے کے دیکھتے ہی دست
ادب باندھکر حاضر حضور ہو کسلیے کہ ہر چند مین عمرو سے کہہ رہا ہون کہ لندھور دائرہ اسلام مین آگیا لیکن وہ قبول نہین
کرتا دیکھ خبردار اس تھوڑی تحریر کو بہت بڑی تاکید جاننا اور ایک لحظہ توقف نہ کرنا ورنہ تو عتاب صاحبقرانی کا
مستحق ہوگا اور اپنے دہاڑون کو جھینکیگا جب یہ نامہ لکھ چکا تو مہر حمزہ صاحبقران مدظلہ الرحمن کی ثبت کر کے سرہنگ
کے حوالے کیا سرہنگ کی اُس نامے کو لیکر جلد جلد راہ طی کر کے شہر سراندیب مین پہونچا اور لندھور سے ملاقات
کر کے وہ نامہ لندھور کو دیا لندھور نے پہلے تو اُس نامے کو بوسہ دیا بعد اُسکے اپنی آنکھون سے لگایا سر پر رکھا پھر اُس
نامے کو کھولکر پڑھا بعد تفہیم مطالب اُسی وقت سوار ہو کے بارگاہ امیر بالتوقیر کی راہ لی اُدھر سے تو لندھور چلا اور ادھر
سے مارے گھبراہٹ کے عمرو بھی روانہ ہوا راہ مین لندھور اور عمرو سے سامنا ہوا عمرو نے بہ عیاری اُسے بیہوش
کر کے نذر زنبیل کیا اور پلے شاطر مارتے ہوئے داخل بارگاہ امیر ہوئے سب کو تشفی اور دلاسا دیا اور کہا کہ بہت
گھبراؤ امیر کو صحت ہوئی جاتی ہی مین ابھی جا کر کسی حکیم کو لاتا ہون یہ کہکر بہت جلد جلد پاے شاطری مارتا ہوا جزیرہ ہمیشہ بہار
مین حکیم اقلیمون کی خدمت مین روانہ ہوا اور ایک چار گھڑی مین جزیرۂ ہمیشہ بہار مین پہونچکر حکیم اقلیمون
کو بیہوش کر کے نذر زنبیل کیا بعد اُسکے کل ضروری کتابین اور دوائین بھی اُٹھا کر نذر زنبیل کین اور بارگاہ امیر کا راستہ
لیا بعد تھوڑی دیر کے بارگاہ امیر مین پہونچ گیا عادی نے کہا کہ ای عمرو حکیم کو لایا یا نہین عمرو نے کہا کہ بھلا یہ بھی
ممکن تھا کہ مین حکیم کو نہ لاتا یہ کہکر حکیم کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا حکیم نے جو اپنے کو بارگاہ امیر مین بہ حلقہ سرداران
دیکھا نہایت متحیر ہو کر دیکھنے لگا کہ الٰہی مین کہان سے کہان آگیا اور ایک ایک سے متحیر ہو کر پوچھنے لگا کہ مجھکو
کون میرے مکان سے اُٹھا لایا عمرو نے کہا کہ حکیم صاحب متردد ہو جیے گھبرایے نہین مین آپ کو اُٹھا لایا ہون
اگر مین آپ سے بظاہر کہتا کہ میرے ساتھ چلیے تو شاید آپ عذر کرتے اسلیے مین آپ کی کنیز ہمیشہ بہار کی صورت
بنکر کھانا لیکے آپ کی خدمت مین آیا اور آپ کو کھانا کھلا کر پانی مین ایک تھوڑی سی بیہوشی ملا کر آپ کو پلا دیا
جب آپ بیہوش ہو گئے تو آپ کو اُٹھا لایا حکیم صاحب نے کہا کہ آخر میرے لے آنے کی وجہ کیا ہی عمرو نے کہا
حکیم صاحب بات یہ ہی کہ حضرت امیر حمزہ صاحبقران عالیشان کو شراب مین زہر ملا کر دیا گیا ہی اور اُس وقت
سے اب تک امیر کو برابر خون کی قی آ رہی ہی ہم لوگ نہایت پریشان ہوئے کہ کیا کرین اور یہ خون کیونکر بند ہو اسلیے
مین آپ کو جا کر لے آیا مہربانی فرما کر اب آپ امیر کا معالجہ فرمایئن کیا عجب ہی کہ حق سبحانہ تعالیٰ آپ کے ہاتھ سے
امیر کو شفا دے یہ سنکر حکیم صاحب نے کہا کہ ای عمرو خیر اب تو تم مجھکو اُٹھا ہی لائے مین ہر طرح علاج کرنے کو مستعد
ہون مگر یہ بتاؤ کہ مین کس برتے پر علاج کرون نہ یہان میرے پاس کتابین نہ دوائین عمرو نے کہا کہ آپ گھبراتے
کیون ہین مین آپ کی کتابین بھی لیتا آیا ہون اور دوائین بھی لایا ہون حکیم صاحب نے کہا کہ لاؤ دیکھون تو کون
کون دوائین لائے ہو اور کون کون کتابین لائے ہو یہ سنکر عمرو نے سات کتابین اور سات مرتبان دواؤن کے
اور ایک صندوقچہ مرکب دواؤن کا نکالکر دیا حکیم صاحب بہت خوش ہوئے کہ ای عمرو شاباش و مرحبا تجھکو اس محبت مین

یہ دھیان رہا کہ کتابین اور دوائین جو تھے سب لائی گئین لیتے آئے عمرو نے کہا کہ حضور مین تو یہ جانتا ہی تھا کہ آپ کو کتابون اور دواؤن
کی ضرورت ہوگی اس لحاظ سے جو کتابین اور دوائین میرے سامنے تھین وہ سب اٹھا لایا یہ سنکر حکیم صاحب اٹھے اور امیر
کی نبض ملاحظہ فرمائی اور کہا کہ ہان بیشک امیر کو شراب مین زہر ملا کر دیا گیا ہی اچھا عمرو دیکھو تو ان دواؤن کے صندوقچے
مین زہر مہرۂ خطائی اصلی ہی عمرو نے صندوقچہ کھولکر دیکھا اور حکیم صاحب سے کہا کہ حضور زہر مہرہ تو نہین ہی حکیم صاحب نے
کہا کہ پھر کیا ہو بغیر زہر مہرے کے علاج ناممکن ہی اور نسخہ ناقص ای عمرو جس طرح بن پڑے زہر مہرہ ڈھونڈھکر لاؤ عمرو نے کہا
کہ حضور مین کہان سے لاؤن جہان سے فرمائیے وہان سے لاؤن مجکو تو معلوم نہین کہ کہان ملیگا حکیم صاحب نے
کہا کہ خزانۂ نوشیروان مین بہت عمدہ زہر مہرہ ہی اگر تم وہان جاؤ تو البتہ ملجائیگا عمرو نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور
لاتا ہون یہ کہکر دیوانہ وار جانب مدائن روانہ ہوا ابھی تھوڑی ہی دور چلا ہوگا کہ مقبل سے ملاقات ہوئی اور وہ عمرو کا سد راہ
ہوا اور پوچھا کہ کہان جاتے ہو عمرو نے کہا کہ امیر کو خون کی قے آرہی ہی حکیم اقلیمون نے زہر مہرۂ خطائی تجویز کیا ہی اسی
کی تلاش مین مدائن کو جاتا ہون مقبل نے کہا کہ اچھا جاؤ خدا نگہبان ہی مگر اتنا کرنا کہ اگر زندگی سے ملاقات ہو جائے
تو میرا اسلام کہدینا یہ سنکر عمرو بہت خفا ہوا اور کہا کہ ای نادان تو نے اتنی بات کہنے کے لیے میرا ہرج کرایا اور خواہ مخواہ اتنی
دیر تک مجھے روکے کھڑا رہا یہ کہکر جست کرتا ہوا چلا ایک ہی میل کے قریب چلا تھا کہ پھر مقبل نے دوڑ کر راہ عمرو کی
روکی اور کہا کہ ای عمرو ایک ضروری بات کہنا ہی سنتے جاؤ عمرو ٹھہر گیا مقبل نے کہا کہ تم جاتے ہو اگر عمرو بن حارث
سے ملاقات ہو جائے تو میرا اسلام کہدینا یہ سنکر عمرو پہلے سے زیادہ برہم ہوا اور کہا کہ تو عجب طرح کا مہمل آدمی ہی کہ مین
اتنی بڑی ضرورت شدیدہ سے جاتا ہون اور تو مجھے خواہ مخواہ روکتا ہی یہ کہکر پھر جست کرتا ہوا روانہ ہوا کوئی نصف میل
تک گیا ہوگا کہ مقبل پھر دوڑ کر سد راہ ہوا اور پکارا کہ ای خواجہ ایک بات اور سنتے جاؤ بس اب کی مرتبہ کے روکنے
مین عمرو نہایت ہی خفا ہوا اور کہا کہ ای مردود تو مجھے روک یہ کہکر تین تازیانے مقبل کے رسید کیے چوتھی مرتبہ
ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ مقبل نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ خواجہ مجھے مارو نہین مین نے تمھین بیکار نہین روکا تھا بلکہ اسواسطے
روکا تھا کہ جانا تمھارا مدائن مین بیکار ہی مین نہین زہر مہرے کا نشان تمھین بتائے دیتا ہون عمرو نے کہا کہ جلد
بتاؤ زہر مہرہ کہان ہی مقبل نے کہا کہ ای خواجہ زہر مہرہ امیر کے بازو مین ہی جاکر نکال لو عمرو نے کہا کہ ای مقبل وفادار
یہ کیا بات تھی کہ تو نے اتنی دیر کے بعد بتایا اور خواہ مخواہ مجھے پریشان کیا مقبل نے کہا کہ خواجہ مصلحت یہی تھی خواجہ
بزرجمہر نے مجھسے یہی کہدیا تھا کہ جبتک تو تین کوڑے نہ کھالینا اسوقت تک نہ بتانا عمرو نے کہا کہ خیر یہ بھی عجب بات
ہی یہ کہکر خواجہ جانب بارگاہ امیر روانہ ہوئے اور داخل بارگاہ ہوکر زہر مہرہ امیر کے بازو سے نکالکے حکیم صاحب کو
دیا حکیم صاحب زہر مہرے کو دیکھکر بہت مسرور ہوئے اور کہا کہ واقعی کیا عمدہ زہر مہرہ ہی مگر کھرل تو یہان موجود نہین
ہی زہر مہرہ کس چیز مین گھسون عمرو نے سنگ سماق کی کھرل اسی وقت زنبیل سے نکالکر دی اور کہا کہ لیجیے کھرل بھی
آپ کی لیتا آیا تھا حکیم صاحب نے کہا کہ صد آفرین خواجہ تمھارے دھیان پر یہ کہکے زہر مہرہ گھسکر اور ادویہ مین ہم کسب
کرکے امیر کے حلق مین ٹپکایا کہ اس دوا کا حلق کے نیچے اترنا تھا کہ ایک بہت بڑی قے زرد زرد امیر کو آئی اور اس
قے کے آتے ہی امیر نے آنکھین کھولدین اور ہوش و حواس بالکل درست ہوگئے جتنا زہر تھا سب نکل گیا اب جو امیر
باتوقیر غور سے ملاحظہ کرتے ہین تو سب سرداران لشکر امیر کے گرداگرد حلقہ باندھے بیٹھے ہین اور ایک طرف حکیم صاحب
کرسی پر بیٹھے ہین پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی کہ تم لوگ کیون اسطرح میرے گرد حلقہ کیے بیٹھے ہو عمرو نے کہا کہ خداوند حضور کے دشمنون
کو شراب مین زہر ملا کر دیا گیا تھا یہ تابعدار آپ کا حکیم اقلیمون کو جزیرہ ہمیشہ بہار سے جاکر لے آیا اور آپ کا معالجہ کرایا جب

آنکھ کھولکر دیکھا ورنہ ہمین تو یاس ہوگئی تھی کہ آپ کے دشمن کاہیکو زندہ رہینگے فی الواقع خداوند حکیم صاحب نے کیا علاج
کیا ہی یہ سنکر امیر باتوقیر اُٹھ بیٹھے اور حکیم صاحب سے معانقہ کیا اور بہت کچھ انعام اور ایک خلعت گران حکیم صاحب
کو مرحمت فرماکر رخصت کیا اور خود غسل صحت کرکے دربار کیا تمام سرداران دست چپ اور دست راست آکر جمع ہوئے
نذرین خوشی کی گذرنے لگین تصدق اُترنے لگے یہان تو صحبت جشن برپا تھی اودہر گستہم نے فوج جمع کرکے طبل جنگ
بجوادیا امیر نے طبل جنگ کی آواز سنکر عمرو سے کہا کہ خواجہ دریافت کرو کہ یہ کیا شور و شغب ہی عمرو اُسی وقت بارگاہ
سے باہر آیا اور بعد دریافت حال بارگاہ مین آکر امیر سے بیان کیا کہ حضور گستہم آیا ہی اور اُسنے طبل جنگ بجوایا ہی امیر نے
یہ سنکر کہا کہ ای خواجہ تم جاکر اُس ملعون سے کہو کہ ای گستہم امیر باتوقیر بہت سخت علیل ہوگئے تھے ابھی اُس مرض
سے نجات حاصل ہوئی ہی مگر پورے طور پر توانائی نہین آئی ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ تو آج پھر جا جب امیر کو کامل طور پر
توانائی آجائیگی تو پھر آنا اور طبل جنگ بجوانا یہ سنکر عمرو گیا اور پیام صاحبقران کا گستہم کو پہونچایا گستہم نے کہا کہ
ای عمرو مجھے تیرے کہنے کا ہرگز یقین نہین ہی اگر تو اُس واقعے کو بیان کردے جو میرے اور امیر کے درمیان مین ایک دفعہ
ہوا تھا تو مین تیرے کہنے کو یقین لاؤن ورنہ مجھے امیر کی زندگی کی امید نہین ہی یہ سنکر عمرو امیر کے پاس آیا اور جو
کچھ کہ گستہم نے کہا تھا امیر سے بیان کیا امیر نے کہا کہ ای عمرو تو جاکر گستہم سے کہدے کہ تو جسوقت بہرام گرد بن خاقان چین
کو گرفتار کرلایا تھا تو اُسوقت مجھے گلے لپٹ کر تو نے تین روز رکھے تھے لیکن تجھسے کچھ نہو سکا تھا مگر جب مین نے
تجھپر نذر کیا تھا تو تیرا گوز صادر ہوگیا تھا یہ سنکر عمرو گستہم کے پاس گیا اور ساری حقیقت بیان کی یہ ماجرا زبان
عمرو سے سنکر گستہم اسدرجہ شرمندہ ہوا کہ میدان سے بھاگ گیا اور ملک مداین کی راہ لی جب وہ چلا گیا تو امیر
کو لندھور کا خیال آیا اور عمرو سے کہا کہ خواجہ لندھور تو نہین آیا خواجہ نے کہا کہ حضور مین نے لندھور کو
آپ کی علالت مین بعیاری بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا تھا وہ حاضر ہی یہ کہکر لندھور کو زنبیل سے نکالکر
ہوشیار کیا اور تمام ماجرا لندھور سے بیان کیا لندھور نے کہا کہ خواجہ تمنے محض بیکار اُسے چھوڑ دیا اگر مین اُس
مقام پر موجود ہوتا تو کبھی گستہم کو نہ چھوڑتا اور ایک ہی ضرب عمود مین اُس ملعون کا کام تمام کرتا بلا وہ مردود کون
ایسا زبردست تھا کہ جسکے بھاگ جانے کو تم غنیمت سمجھے اول تو پہلے ہی اُسے مار لینا تھا اگر وہ بھاگا بھی تھا
تو تمنے اُسکا تعاقب کرکے اُسے مارا ہوتا امیر نے کہا کہ خیر اب دوسری فکر کرو کہ اب مین خدمت نوشیروان
مین جاؤنگا لندھور نے کہا بسم اللہ غلام رکاب سعادت انتساب مین حاضر رہیگا مگر پہلے مین جاکر شہپال کو
رہا کردون تو پھر حاضر حضور ہوکر ہمراہ رکاب چلونگا امیر باتوقیر نے عرض لندھور کو قبول کیا لندھور نے سرانديب
مین جاکر شہپال کو قید سے رہا کیا اور وہان سے واپس آکر ہمراہ رکاب سعادت انتساب امیر باتوقیر جانب
مداین روانہ ہوا اب امیر باتوقیر کو تو راہ مین چھوڑیے اور چالاکی گستہم کی ملاحظہ فرمائیے کہ جب اُسنے امیر کو
زہر دیا تھا تو اُسی وقت اُسنے ایک نامہ بختک بدبخت کو لکھ بھیجا تھا کہ ای بختک آگاہ ہو کہ مین نے امیر حمزہ
صاحبقران کو شراب مین وہ زہر ہلاہل ملا کر دیا ہی کہ اب زندگی حمزہ کی بہت دشوار ہی ای بختک مجھے تو
زیست سے حمزہ کی بالکل ناامیدی ہی جب یہ نامہ گستہم کا بختک کو پہونچا تو یہ بدبخت خوشی خوشی نوشیروان
کے پاس لیگیا اور کہا کہ حضور ملاحظہ فرمائیے یہ نامہ گستہم کا آج ہی میرے پاس آیا ہی نوشیروان نے اُس نامے
کو پڑھکر خواجہ بزرجمہر کو دیا خواجہ نے اُس نامے کو پڑھکر بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور ہان جو کچھ اس نامے مین لکھا ہی
وہ سب صحیح ہی فی الواقع حمزہ صاحبقران کو زہر ہلاہل شراب مین ملا کر دیا تھا لیکن زندگی اُسکی منجانب اللہ

ابھی بہت باقی ہے وہ حکیم اقلیمون کے معالجے سے بالکل صحیح و تندرست ہو گیا اور اب کوئی علالت اُسے نہین ہے
یہ سنکر نوشیروان خاموش ہو رہا لیکن بختک نے دربار شاہی سے اُٹھکر ایک نامہ اولادین مرزبان کو خراسان
مین بدین مضمون تحریر کیا کہ اے اولادین مرزبان آگاہ ہو کہ گستہم نے امیر حمزہ صاحبقران کو زہر سے ہلاک کیا تو دیکھتے ہی
اس نامے کے اپنے کو جلد تر یہان پہونچا کہ مین تجھے ملکہ مہر نگار کو دلوا دونگا اور مہر اپنی ثبت کر کے اپنے عیار
ہامان بن نعمان کے ہاتھ روانہ کیا ہامان جلد جلد راہ دشت و جبل طے کر کے قلعہ خراسان مین پہونچا اور وہ نامہ
اولادین مرزبان کے حوالے کیا اولادین مرزبان وہ نامہ پڑھکر ایک سوار اپنے ہمراہ لیکر بعد چند روز کے ملک
مدائن مین جا پہونچا جب خبر ورود اولادین مرزبان کی نوشیروان کو پہونچی تو اُسنے بختک سے بلا کر کہا کہ اے
بختک اولادین مرزبان کو کسنے بلایا تھا وہ کیون آیا ہے مین نے تو اُسے نہین طلب کیا بختک نے کہا کہ مجھے
اس امر کا بالکل علم نہین ہے مگر اب تو وہ آ گیا لازم یہ ہے کہ چند سردار اُسکے استقبال کے لیئے روانہ کیے جائین نوشیروان
نے چار و ناچار چند سرداروں کو اُسکے استقبال کے لیئے روانہ کیا سردار بموجب ارشاد نوشیروان گئے اور اولاد
بن مرزبان کو خدمت نوشیروان مین لائے اولادین مرزبان نے ملازمت نوشیروان کی حاصل کی
نوشیروان بہت تکریم سے پیش آیا دنگل عنایت کیا اولادین مرزبان سلام کر کے دنگل پر بیٹھا نوشیروان نے
صحبت عیش آراستہ کی اور اُس روز اولاد کی بہت خاطر و مدارات کی دوسرے روز بختک نے نوشیروان سے
کہا کہ حضور کل غلام نے مصلحتاً نہین عرض کیا تھا آج حقیقت حال آمد اولادین مرزبان کی عرض کرتا ہون بادشاہ
نے کہا کہ بیان کر اُسنے عرض کیا کہ حضور حقیقت مین اولادین مرزبان کو مین نے طلب کیا تھا کہ حضور ملکہ مہر نگار
کو اسکے ساتھ منعقد فرماوین نوشیروان نے کہا کہ اے بختک تجھسے کسنے کہا تھا کہ تو اولادین مرزبان کو طلب کر
بختک نے عرض کیا کہ حضور متردد تھے ہون حمزہ تو سراندیب مین جا کر مر گیا گستہم نے اُسے زہر سے ہلاک کیا وہ ہرگز زندہ
نہین ہے اگر وہ زندہ ہو تو اے بادشاہ مین نے اپنا خون آپکو بحل کیا بلا تامل آپ مجھے قتل فرمایئے گا اور یہ نامہ حمزہ
کو دکھا دیجیے گا پھر کوئی تہمت آپ پر نہ رہیگی نوشیروان نے اس امر کو بطیب خاطر قبول کیا دوسرے روز نوشیروان
نے اولادین مرزبان کو طلب کیا اور بختک نے مجمع عام مین زعفران عطر مین ملا کر اولادین مرزبان
کے سر پر چھڑک دی تمام بارگاہ مین مبارک سلامت کی دھوم دھام ہوئی ہر ایک سردار خوشی کی نذر گذراننے
لگا بختک نے اولادین مرزبان سے کہا کہ اے اولادین مرزبان تجھے مبارک ہو کہ بادشاہ نے تجکو سرفراز
و ممتاز کیا اور ملکہ مہر نگار کو تیرے ساتھ منعقد کیا مگر جب یہ خبر ارکان دولت اور اعیان مملکت مین مشتہر ہوئی تو
وہ سب کے سب بہت متردد ہو گئے کہ بادشاہ نے یہ کیا حرکت لاعنی کی دیکھیے اب انجام اسکا کیا ہوتا ہے خواجہ
بزرجمہر کبھی خلاف نہین کہتے امیر حمزہ زندہ ہین ادھر تو یہ سب متردد اور اُدھر دایہ نے ملکہ مہر نگار سے اطلاع
کی کہا اے ملکہ کیا غافل بیٹھی ہو تمھارے باپ نے تمکو اولادین مرزبان کے ساتھ منعقد کر دیا ملکہ نے متحیر ہو کر پوچھا
کہ ارے کچھ بیان تو کر یہ کیا معرکہ ہوا دایہ نے کہا کہ بادشاہ تو راضی نہ تھا یہ ساری فیلسوفی بختک بدبخت کی ہے القصہ
ملکہ تو اُسوقت چپکی ہو رہی لیکن جب رات ہوئی اور نوشیروان داخل محل ہوا تو ملکہ نے کہا کہ اے والد بزرگوار
آپ نے بھی یہ کیا ستم کیا کہ مجکو اولادین مرزبان کے ساتھ منسوب کر دیا نوشیروان نے کہا کہ اے ملکہ مین مجبور
ہو گیا بختک نے بغیر میرے حکم کے اولادین مرزبان کو طلب کر لیا اور کہا کہ اے بادشاہ حمزہ کو تو گستہم
نے زہر دیکر ہلاک کر ڈالا اب اُسکی امید محض بیکار ہے اگر وہ زندہ ہو تو مجھے قتل کرنا مین نے اپنا خون بحل کیا اور

اے بادشاہ یہ تیرا اہتمام وہم و ہم مذہب ہے وہ ایک مرد مسلمان تھا بیں اعتبار یہ لائق درجے اس سے بہتر و افضل ہے ملکہ نے
کہا کہ اچھا ایک امر کی میں بھی امیدوار ہوں بادشاہ نے کہا کہ اے ملکہ وہ کیا امر ہے بیان کرو ملکہ نے کہا کہ اے والد بزرگوار اولاد
بن مرزبان کو چھ مہینے میرے پاس نہ آنے دیجیے گا اگر اس عرصے میں حمزہ آگیا تو خیر ورنہ بعد انقضائے مدت
معہودہ مجھے تعمیل ارشاد میں کچھ عذر نہ ہوگا نوشیروان نے اس امر کو منظور کیا اور صبح کو دربار میں آکر گفتگو ملکہ کی
بختک سے بیان کی بختک نے کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہے لیکن اولاد بن مرزبان نے دوسرے ہی روز سے تعجیل
کرنا شروع کی اور کہنا شروع کیا کہ اب ملکہ کو میرے ساتھ رخصت کر دیجیے میرے شہر میں گرگین اور سپاہی بھی موجود
ہیں خیر جو کچھ ملکہ کہیگی اسے بسر و چشم بجا لاؤنگا یہ سنکر نوشیروان نے کہا کہ اے اولاد بن مرزبان تم گھبراؤ نہیں بعد
کل شب بخیر ملکہ کو تمہارے ساتھ کر دونگا جب رات ہوئی تو نوشیروان محل میں آیا اور ملکہ سے کل حال بیان
کرکے کہا کہ اے ملکہ اب تو میں قول دے چکا اور یقین اسکے ساتھ منسوب کر چکا بہتر یہ ہے کہ تم اولاد بن مرزبان کے
ہمراہ چلی جاؤ اور ہمارے قول کو نباہو ملکہ نے بچار و ناچار قبول کیا اور کہا کہ خیر اے والد ماجد جو آپ کی مرضی مجھکو کوئی
عذر نہیں ہے جاؤنگی مگر ایک شرط ہے کہ اولاد بن مرزبان ایک مہینے تک مجھسے الگ رہے ہمبستری نہ کرے نوشیروان
نے اس امر کو قبول کیا اور دوسرے روز ملکہ کو رخصت کیا اب یہاں سے حال امیر باتوقیر کا ملاحظہ فرمائیے کہ جب
امیر باتوقیر سراندیب سے جلد جلد منزل بمنزل راہ کو دو چیلا طے کرتے ہوئے قریب مدائن پہنچے تو عمرو کو
دریافت حال کے واسطے شہر میں روانہ کیا عمرو صورت اپنی تبدیل کرکے داخل شہر ہوا اور حال ملکہ مہرنگار
کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ نوشیروان نے ملکہ مہرنگار کو باغوائے بختک اولاد بن مرزبان کے ساتھ
منعقد کرکے رخصت کر دیا یہ حال سنکر عمرو وہاں سے واپس آیا اور صاحبقران سے کل حال بیان کیا صاحبقران
نے یہ سنتے ہی وہیں سے عنان عزیمت کو اولاد بن مرزبان کے تعاقب میں منعطف کیا دو منزلہ اور سہ منزلہ
کرتے ہوئے تیسرے روز لشکر مرزبان میں پہنچے اور خواجہ عمرو کو تلاش خیمہ ملکہ مہرنگار کے لیے روانہ کیا
عمرو بموجب حکم امیر باتوقیر سے رخصت ہوکر خیمہ ملکہ مہرنگار کا تلاش کرنے لگے کہ اتفاقاً ملکہ کا خدمتگار شعبان
ملکہ کا شربہ طلائی لیے ہوئے جاتا تھا یہ دیکھکر خواجہ آگے بڑھے اور ایک آزاری کی صورت بنکر کنارے دریا کے
پڑ رہے شعبان جو دریا کے کنارے آیا دیکھا کہ ایک بڈھا شکستہ حال دریا کے کنارے پڑا ہے شعبان نے
پوچھا تو کون ہے عمرو نے کہا کہ میں ایک تاجر ہوں راہ میں قافلہ میرا لٹ گیا اور دو بیٹے میرے مار ڈالے گئے میں
اس صدمے میں علیل ہوگیا ہوں مگر ایک کاہن نے کہا ہے کہ اگر تو آفتابہ طلائی سے نہائیگا تو صحیح و سالم ہو جائیگا
میں ایک مرد مفلس آفتابہ طلائی کہاں سے لاؤں شعبان کو یہ سنکر رحم آگیا اور آفتابہ عمرو کے حوالے کرکے کہا کہ
اے شخص یہ آفتابہ ہے مگر جلدی سے نہاکر مجھکو واپس کر دے کہ میں کام سے آیا ہوں عمرو نے وہ آفتابہ لیکر کہا
کہ اے بھائی ان کپڑوں کے سوا اور کوئی کپڑا میرے پاس نہیں ہے جسے میں باندھوں تو منہ پھیر کر کھڑا ہو جا تو
میں جلدی سے نہالوں یہ سنکر شعبان منہ پھیر کر کھڑا ہوگیا عمرو نے اس آفتابے کو تو زمین میں گاڑ دیا اور آپ
گلیم اوڑھکے غائب ہوگئے اور ایک درخت کے نیچے بشکل کاہن بنکر بیٹھ رہے تھوڑی دیر کے بعد جو اسنے
منہ پھیر کر دیکھا تو عمرو کو نہ پایا روتا پیٹتا ہوا وہاں سے راہی ہوا تھوڑی دیر کے بعد عمرو کے قریب پہنچا عمرو نے
پوچھا کہ بابا کیوں روتا ہے شعبان نے کہا کہ ایک چور بہکا کر مجھسے آفتابہ طلائی لیکر بھاگ گیا ہے عمرو نے کہا کہ تو گھبرا نہیں
میں ابھی بتائے دیتا ہوں یہ کہکر جھوٹ موٹ فال دیکھکر جہاں آفتابہ گاڑ آئے تھے وہاں کا پتا بتا دیا اسوقت شعبان

وہاں گیا اور آفتابہ کھود کر نکال لیا اور پانی لیکر ملکہ کی خدمت مین آیا ملکہ نے سبب دیر ہونے کا پوچھا نعمان نے کل کیفیت
بیان کی ملکہ نے کہا کہ اچھا اُس کاہن کو میرے پاس لے آ نعمان اُسی وقت گیا اور عمرو کو دروازۂ خیمہ پر لے آیا ملکہ سے
جا کر اطلاع کی ملکہ دروازے پاس آئی اور کہا کہ اے کاہن ہنچ جا اور حال میرا بیان کر عمرو یہ سنکر بیٹھ گیا اور بعد نسک
بسیار بیان کیا کہ اے ملکہ تو ایک جوان کے واسطے بہت پریشان ہے اور تو چاہتی ہے کہ مین اُس سے ملاقات کرون اور وہ
جوان بھی حد سے زیادہ تیرے فراق مین بیقرار ہے ملکہ نے کہا کہ اے کاہن تیرا نام کیا ہے عمرو نے کہا کہ مجھکو بھوک بھوت
بھبوت پنڈت کہتے ہین اور اے ملکہ جب بازیگر تیرے لشکر مین آئین تو تو جاننا کہ وہ جوان صحیح و سالم ہے یہ باتین کرکے
بہت کچھ انعام و اکرام لیکر وہان سے رخصت ہوئے اور کل حال آکر امیر سے بیان کیا امیر یہ سنکر بہت خوش ہوئے
اور عمرو کو بہت کچھ انعام و اکرام دیا اور عادی اور لندھور کو طلب کر کے رنگ و روغن عیاری اُنکے منھ پر ملوا کے
ڈھولک اُنکے گلے مین ڈال کے نٹون کی شکل پر متشکل کرایا اور امیر نے کہا کہ اے عمرو میری صورت بھی نٹون کی سی بنا دو
عمرو نے امیر کے چہرے پر رنگ و روغن عیاری ملکر ایک نٹ کی شکل پر متشکل کر دیا اور سب کے سب گاتے بجاتے نٹون
کے مانند اخیال کرتے ہوئے لشکر مہرنگار مین آئے اور ڈھول بجانا شروع کیا ملکہ نے ڈھولک کی آواز سنکر کاہن کے اخبار
کا خیال کیا اور اولادین مرزبان کو بھی تماشا دیکھنے کے واسطے طلب کیا جب وہ آیا تو اُسے دروازے کے باہر بھیجا
اور خود دروازے سے تماشا دیکھنے لگی عادی نے ڈھول بجانا شروع کیا اور سب نے بازیگری شروع کی ڈھولک
بجاتے بجاتے اولادین مرزبان کو محو تماشا دیکھکر ایک ڈھولک اس زور سے اُسپر کھینچ ماری کہ سر اُسکا پھٹ
گیا اور وہ واصل جہنم ہوا پھر تو سب کے سب اُسکے ہمراہیون پر ٹوٹ پڑے اور سب کو مار کر بھگا دیا جب وہ سب داخل
ہو چکے تو امیر ملکہ کے پاس آئے ملکہ نے امیر کو نہ پہچانا اور کہا کہ یہ کون نامحرم میرے محل مین گھس آیا عمرو نے
کہا کہ اے ملکہ متردد نہو یہ امیر حمزہ صاحبقران ہین ملکہ نے کہا کہ یہ عجیب امر ہے آخر رنگ آپ کا اسقدر کیون متغیر ہو گیا
امیر یہ سنکر بہت برہم ہوئے اور ملکہ کے پاس بھی نہ گئے ملکہ وہین سے واپس آئے اور عمرو سے کہا کہ اس دختر
آتش پرست کو نکال دے کہ یہ اپنے شہر کو چلی جاے عمرو نے اُسی وقت ملکہ کو رخصت کر دیا اور کہا کہ اب مناسب
یہ ہے کہ تم اپنے گھر کو چلی جاؤ کیونکہ تمھاری جانب سے مزاج صاحبقران کا برہم ہو گیا ہے غرض ملکہ نے مدائن کی
راہ لی اور مدائن مین پہونچکر کل حال اپنی ماں سے بیان کیا اور وہان امیر نے عمرو سے کہا کہ اے عمرو اب یہ بتاؤ
کہ یہ رنگ میرا کیونکر تبدیل ہو عمرو نے کہا کہ حضور اگر نوشدارو ملجائے تو ابھی رنگ آپ کا درست ہو جائے امیر نے
کہا کہ پھر نوشدارو کہان ملیگی عمرو نے کہا کہ خزانۂ نوشیروانی مین بکثرت ہے امیر نے کہا کہ اچھا خواجہ جسطرح بنے اُسطرح
لے آؤ غرض عمرو نے امیر سے کئی لاکھ روپیہ کا اقرار نامہ لکھوا کر ملک مدائن کی راہ لی بعد چند روز کے بابا زمرمی
نامے باغبان سے ملاقات ہوئی کہ وہ نوشیروان کے واسطے سیب لیے جاتا تھا یہ دیکھکر عمرو کچھ اُس سے آگے
بڑھ گئے وہ باغبان تو آگے بڑھکر ایک گاؤن مین شب باش ہو گیا اور یہ ایک گوپے کی صورت بنکر باغبان کے پاس
واپس آیا اور خوب بانسری بجائی اُسنے تھوڑے سیب عمرو کو دیے اور اپنے ساتھ کھانا کھلایا عمرو نے اُسکی آنکھ
بچا کر دارو بیہوشی ملائی جب وہ باغبان بعد کھانا کھانے کے بیہوش ہو گیا اور آپ اُسکی صورت بنکر اُسے ایک
اندھے کنوئین مین ڈال دیا اور مدائن کی راہ لی تھوڑے عرصے مین مدائن پہونچکر نوشیروان کی خاص
ڈیوڑھی پر پہونچا دربانون نے کہا بابا کیا لائے عمرو نے کہا کہ نوشیروان کے لیے سیب لایا ہون میری اطلاع کردو
دربانون نے جا کر اطلاع کی نوشیروان نے اپنے سامنے بلوایا عمرو نے وہ سیب نذر دیے نوشیروان نے کہا

کہ

نانگ کیا مانگتا ہی عمرو نے کہا میرے لڑکے کو سانپ نے کاٹا ہی اگر نوشدار و عنایت ہو تو دوا کیجیے نوشیروان نے بہزرگ کو حکم دیا کہ چار مثقال نوشدارو اسکو دو خواجہ بزرجمہر کو ساتھ لیکر ہرمز خزانے میں پہونچا ہرمز نے آکے چہار مثقال نوشدارو تو عمرو کو دیدی اور ہرمز نے چاہا میں بھی تھوڑی سی لون اور خواجہ بزرجمہر سے کہا آپ بھی نوشدارو میں تو میں بھی لون غرض کہنے سے ہرمز کے بزرجمہر نے بھی لی اور ہرمز نے بھی تھوڑی سی نوشدارو لی اور خواجہ بزرجمہر نے نوشدارو لیکر اپنی جیب میں رکھلی یہ حال بختک بھی چھپا ہوا دیکھ رہا تھا عمرو نے بختک کی جیب کو دیکھی تھوڑی سی نوشدارو خواجہ بزرجمہر کی جیب سے نکال کر بختک کی جیب میں ڈال دی جبکہ خواجہ بزرجمہر اور ہرمز بارگاہ نوشیروانی میں آئے بختک نے بادشاہ نوشیروان عادل زمان سے کہا کہ آج خواجہ بزرجمہر نے بھی دزدی کی ہی اور جیب میں انکے نوشدارو ہی یہ سنتے خواجہ بزرجمہر کا رنگ زرد ہوگیا عمرو نے بادشاہ نوشیروان سے کہا بادشاہ عادل بختک جھوٹھا ہی بلکہ اسنے اور ہرمز نے نوشدارو چرائی ہی اور بختک کی جیب میں موجود ہی نوشیروان نے جو دیکھا تو فی الحقیقت بختک کے پاس نوشدارو نکلی بادشاہ نوشیروان نے بختک اور ہرمز کو بہت ذلیل و خوار میں دربار میں کیا اور وہ بھی نوشدارو بازفرمی کے حوالے کی خواجہ بزرجمہر بہت خوش ہوئے اور بختک نہایت لیلا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران عالی شان کے پاس چلے کہ یہ سب کیفیت تا شرح امیر باتوقیر سے بیان کرین

دو کلے داستان شوکت نشان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

پلا ساقیا جام حیرت فزا
شراب مصفا کا اب جام لا
ہوا گھٹرا ہوا رنگ سیخ نے لگا

کہ ہی مہر تابان کی جبین ضیا
ہی بیتاب دل تشنے کا ہی آثار
ہی مشتاق دل کب سے پیمانے کا

ڈر کر گون ہی کیون رنگ ساقی مرا
لبالب پلا ساغر زر نگار
جما وہ سحر دو سرا اپنا رنگ

ہر ایک رند ہو دیکھ کے دل مین ڈنگ نہ غزل

افسوس میری قدر نہین آسمان تجھے
نامہربان بھی ہو تو کہین مہربان تجھے
جھڑکی ہوئی کہین سے نکالی ہوئی نہو
اسواسطے کہ ہو نہ کوئی غم وہان تجھے
میرے ہی وجہ خاص سے پایا ہی مرتبہ
مین خوب جانتا ہون اسے بدگمان تجھے

تجھسا مجھے نصیب ہو مجھسا کہان تجھے
عمر دو روزہ عیش دو روزہ نہین ہی تو
پاتا ہون آج ای شب غم مہربان تجھے
بہتر ہی اس سے ای دل آزردہ اور کیا
یہ در کبھی نصیب ہو پاسبان تجھے
ای بیوفا نہ آئی دو بارہ کسی طرح

ظاہر کے لطف نے یہ بڑھا یا ہی لفتا ہی تجھے
مین چھوڑتا ہون کوئی غم جاودان تجھے
گو داد خواہ ہون نہین محشر کی آرزو
لنہ تو وہین قرار ہو ای دل جہان تجھے
دل کو نکال کر مرے سینے سے دیکھ لے
کسنے سکھائی چال یہ عمر روان تجھے

پیشت نگارندہ دفتر لاجواب + رقم کردا این داستان انتخاب + آرایش تمایان بزم شوکت و اجلال و مہمان محفل حشمت و اقبال صحبت عیش و سرور مضامین فصاحت موفور کو باعانت کار پردازی قلم تزئین رقم سے یون آراستہ و پیراستہ کرتے ہین کہ امیر کشور گیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان نہایت حیران و پریشان متردد و متفکر تھے کہ عالم رویا مین بخت خوابیدہ بیدار ہوا کہ تجلی نور پروردگار نمودار ہوئی خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام بصد عز و احتشام تشریف لائے اور بزبان فصیح ارشاد فرمایا کہ ای فرزند کیون دردمند ہو غم والم کو دل سے دور کر و فکر و تردد سے باز آؤ تمہارا حامی پروردگار ہر حال مین ہی یہ کہکے ہاتھ اپنا بدن پر امیر حمزہ صاحبقران کے پھیرا حسن و جمال جہان آرا امیر کشور گیر کا پہلے سے بھی دو چند ہوگیا دل کو اطمینان کامل ہوا امیر باتوقیر صبح کو

جو بارگاہ فلک جاہ مین آئے چہرۂ نورانی مثل آفتاب درخشان کے صاحبقران کا دیکھکر سب سردار صورت آئینہ حیران
ہوگئے اُسی وقت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھی آئے اور کہا ای حمزہ مین نوشدارو لایا ہون روپیہ عنایت ہو امیر نے
فرمایا اب مین کیا کرون تمنے دیر کی تمھارے کام آگئی عمرو نے بہت غل مچایا امیر نے روپیہ نہ دیا القصہ بعد چند روز کے
امیر کشور گیر طرف مدائن کے تشریف لیچلے جبکہ قریب مدائن پہونچے جاسوسان بادشاہی نے نوشیروان کو خبر دی
کہ امیر باتوقیر لندھور بن سعدان شہ ہندوستان سے آئے ہین نوشیروان نے حکم دیا کہ ہمارے سرداران
والا ہمم برائے استقبال امیر حمزہ صاحبقران نامدار جاوین اُسوقت بموجب حکم محکم بادشاہ سرداران ذیوقار استقبال
کے واسطے گئے اور امیر کو باعزاز و اکرام بعد رستم و خدم دربار نوشیروانی مین لائے امیر نے سلام بہست بادشاہ کی جا عمل
کی جب نے لندھور بن سعدان کو دیکھا حیران ہوا کہ ایسا جوان وجیہ یہ قد و قامت یہ چہرۂ رعب دار نظر سے نہین
گذرا لندھور نے نوشیروان عادل کی تعظیم نہ کی نوشیروان بہت خفا ہوا اور اُٹھکے محل مین چلا گیا امیر کشور گیر
بھی اپنی شاد و نگاہ پر آئے اور خیمے اور بارگاہین برپا ہوئین امیر کے لشکر وہان اُترے نوشیروان نے بختک سے
کہا اب مین کیا کرون بختک نے کہا ای بادشاہ امیر کو نامہ لکھکر بھیجیے کہ مین نے تمکو بھیجا تھا کہ لندھور کو باندھکر
بھیج دینا کہ رخنہ پردازی سے خاطر جمع ہو اور تمنے تعمیل حکم نہ کی مناسب ہے کہ اب لندھور کو باندھکے میرے پاس بھیجدو
یہ نامہ لکھوا کر نوشیروان نے کرگس ساسانی کے ہاتھ امیر کے پاس بھیجا امیر باتوقیر نے عمرو سے کہا ای خواجہ
اب کوئی تدبیر بتاؤ کیا کیا جائے عمرو نے کہا آپ لندھور کو باندھکے بھیجدین مین چھڑا لاؤنگا یہ ساری بدذاتی اور
رخنہ پردازی بختک ملعون کی ہے امیر نے لندھور کی مشکین باندھین اور ارابے پر ڈالکے کرگس ساسانی
کے حوالے کیا کرگس ساسانی دربار نوشیروان مین اسی طرح لندھور کو لایا بختک ملعون نے بادشاہ سے
کہا بہتر یہ ہے کہ اسی وقت لندھور کو قتل کیجیے یہ سنکر بادشاہ نوشیروان نے جلاد کو طلب کیا جب جلاد
دست بستہ آگے دربار بادشاہ مین سامنے نوشیروان عادل کے حاضر ہوا بادشاہ نے حکم کیا کہ اس نمکحرام کو
لیجا کر قتل کر ادھر عمرو نے پہلے ہی آکر ہرمز کو بیہوش کیا اور صندوق مین بند کیا اور آپ ہرمز کی صورت بنکر بارگاہ
نوشیروانی مین آکر بیٹھا جبکہ جلاد نے چاہا کہ بحکم قضا شیم بادشاہ نوشیروان لندھور بن سعدان کو قتل کرے
عمرو کرسی سے اُٹھا اور کہا ای لندھور قید کو اپنی توڑ کیا دیکھتا ہے کسکا منتظر ہے اپنی طاقت و قوت دکھا لندھور نے
جب دیکھا کہ یہ عمرو ہے قید توڑ ڈالی اور لشکر نوشیروان سے نکل کر بعد کروفر بارگاہ امیر باتوقیر مین آیا بعد ازان
امیر نے لندھور کی تعظیم کی اُدھر کا حال سنیے کہ نوشیروان نے ہرمز کو یاد کیا لوگون نے کہا ہرمز نہین ہے بختک
نے کہا وہ عمرو تھا کہ عیاری سے لندھور کو چھڑا لیگیا آخر تلاش جو کی ہرمز صندوق سے نکلا مگر بیہوش القصہ عمرو کی
مصلحت سے امیر باتوقیر لندھور بن سعدان کو خدمت نوشیروان مین لائے اور برابر تخت بادشاہ کے لندھور
کو کھڑا کیا نوشیروان نے امیر سے کہا کہ مین نے لندھور کو تقصیر بخشا امیر نے سلام کیا اور لندھور کو ساتھ لیے
ہوئے اپنی بارگاہ مین آئے بختک نے نوشیروان سے کہا کہ اگر چند روز ابو العلا رکی یعنی امیر حمزہ آپ کے
پاس رہا تو آپ کو زندہ نہ چھوڑیگا اور اگر آپ نے ملکہ مہر نگار کا عقد امیر کے ساتھ کردیا تو آپ کی عزت و آبرو بادشاہی
مین نہ رہیگی نوشیروان نے کہا پھر مین کیا کرون بختک نے کہا ایک دادی پیرزال میری ہے اُسکو مین قتل کرتا ہون
آپ مشہور کیجیے گا کہ ملکہ مہر نگار مرگئی نوشیروان کو یہ رائے پسند آئی اور راضی ہوگیا بختک نے اپنی دادی
کو قتل کیا اور محل مین نوشیروان کے بھیجدیا جبکہ صبح ہوئی غلغلہ کیا اور مشہور کردیا کہ رات کو ملکہ مہر نگار

مرگئی یہ خبر امیر نے بھی سنی سرداروں سے کہا تحقیق کیونکر معلوم ہوا سرداروں نے عرض کیا کہ محل میں رونے کا غل ہو
امیر در محل خاص نوشیروان پر آئے اور گریبان چاک کیا اور تابوت کے ہمراہ ہوئے باغ مراد میں دہ بیت دفن کی
امیر بعد تدفین و تکفین روتے ہوئے اپنی بارگاہ میں آئے لیکن بہت پریشان تھے عمرو نے کہا اے امیر با توقیر یہ بھی
بد ذاتی بختک کی ہے آج رات کو میں تحقیق کرونگا پس عمرو آدھی رات کو باغ مراد میں آیا قبر کو کھود افلیتہ عیاری جلا کے
دیکھا کہ ایک پیرزال ہے کہ منہ میں اسکے دانت نہ پیٹ میں آنت عمرو نے دیکھکر پھر اسی قبر میں اسے رکھدیا اور مٹی
سے پاٹ دیا امیر سے آکر کہا کہ چلیے میں آپ کو وہی مردہ دکھا دوں جو آپ دن کو دفن کر آئے ہیں امیر با توقیر ہمراہ
عمرو کے گئے اور عمرو نے مردہ قبر سے نکال کے دکھا دیا اور پھر قبر میں رکھکر دفن کر دیا امیر نے عمرو سے کہا کہ یہ
کیا مکر و فریب تھا جو اس آتش پرست نے کیا عمرو نے کہا یہ دغا بازی بختک کی ہے آپ نہیں جانتے بختک نے
اپنی دادی کو قتل کیا جب امیر بارگاہ میں چلے آئے تو عمرو پھر قبر پر گیا اور مردہ نکالا اور اسکا کالا منہ کر کے کسی ترکیب سے
سامنے تخت نوشیروان کے باندھ کر مردے کو کھڑا کر دیا اور ایک پرچہ کاغذ کا لکھکر اس مردے کے گلے میں باندھ دیا
دوسرے دن نوشیروان تخت پر آکے بیٹھا پیرزال کو دیکھا کہ بندھی کھڑی ہے اور ایک کاغذ کا پرچہ اسکے گلے میں ہے
کاغذ اسکے گلے سے کھول کے پڑھا اسمیں لکھا تھا کہ اے آتش پرست یہ کیا مکر و فریب ہے تو نے جو کیا اس سے کیا حاصل
ہے مجھکو معلوم ہو گیا اتنے میں اسی وقت عمرو نے بھی آکر نوشیروان کو مجرا کیا اور کہا کہ آپ تو فرماتے تھے کہ ملکہ مر گئی
وہ نوجوان ہے یہ مردہ پیرزال ہے بلکہ بختک کی دادی ہے نوشیروان بہت شرمندہ و ذلیل ہوا اور پریشان ہو کر بختک
کو بلا کے جوتیاں لگوائیں اور بارگاہ سے اپنی نکلوا دیا اور عمرو کو خلعت دیا اور کہا کہ یہ کام میرا نہیں ہے اس بختک
کی بد ذاتی ہے سو وہ اپنی سزا کو پہونچا پس اب یقین ہے کہ اس ہفتے میں ملکہ کی شادی امیر کے ساتھ کرونگا عمرو مجرا کر کے
رخصت ہوا اور بارگاہ امیر میں آیا اور سارا حال امیر سے بیان کیا جبکہ رات ہوئی نوشیروان نے بختک
کو خلوت میں بلایا اور کہا اب میں کیا کروں بختک نے کہا ایک نامہ ہر ملک میں ہر بادشاہ کو لکھئے کہ میں امیر کو
بھیجتا ہوں جس طرح ہو سکے امیر حمزہ صاحبقران کو قتل کرو نوشیروان کو یہ رائے بہت پسند آئی بختک نے کہا
صبح کو امیر سے کہنا کہ تم ہمارے ہفت ملک میں جاؤ کہ وہاں کے لوگ باغی ہو گئے ہیں وہاں سے جا کے خزانہ
لاؤ تو تمہاری شادی کر دوں اے بادشاہ وہ آپ کے کہنے سے وہاں جائیگا پس قارن دیو بند کو بھی ہمراہ کرنا قارن
امیر کو قتل کریگا نوشیروان نے قارن کو بلایا اور قباد شہریار کے بازو کا تکیہ جڑاؤ اسکو دیا اور اس امر پر راضی کیا
کہ جہاں موقع پانا امیر کو قتل کرنا غرضکہ صبح کو امیر با توقیر جب دربار نوشیروان میں گئے نوشیروان کو مجرا کیا اور
اپنے ڈنگل پر بیٹھے نوشیروان نے امیر کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تم ہفت ملک سے جا کے خراج لاؤ امیر نے
قبول کیا نوشیروان نے قارن کا ہاتھ امیر کے ہاتھ میں دیا کہ اسکو بھی ہمراہ لیتے جاؤ یہ میرا ملازم قدیم ہے تین
گناہ تک اسکے بخش دینا امیر با توقیر نے کہا کہ تین گناہ تک تو اسکے بخشونگا اور چوتھے گناہ پر قتل کرونگا نوشیروان
نے قبول کیا اور امیر کو رخصت کیا بختک نے کان میں قارن کے کہا جو کچھ تجھسے ہو سکے اسمیں قصور نہ کرنا دوسرے
دن امیر با توقیر مع سرداران لشکر کے ہفت ملک کی طرف روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طے مراحل چند روز میں برابر قلعہ
الطاقیہ کے پہونچے آدھی رات کو قارن نابکار اپنے لشکر سے جدا ہو کے قلعہ الطاقیہ میں آیا اور نامہ نوشیروان
کا ملک الور کو دیا اور کہا کہ جس طرح سے ہو سکے تو امیر حمزہ کو قتل کرنا الور شاہ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ الور شاہ
کیسا بہادر ہے مگر میں طاقت امیر سے مقابلہ نہیں رکھتا لیکن ہاں کچھ فکر کرونگا قارن تو چلا آیا یہاں الور شاہ و

ناصر نے قلعے کو بند کیا اور چھپ کے رات کو قارن کے پاس آیا اور نقب لگا کر امیر کو چرا لیگیا اور آپسمین صلاح کی کہ قلعے
مین ہمارے نقب ہے اسی راہ سے حمزہ کو نوشیروان کے پاس بھیجو ناصر نے کہا بہت خوب ہے پس امیر کو اونٹ
پہ سوار کر کے نقب کی راہ سے روانہ ہوئے دوسرے دن مسلمانون کو خبر ہوئی کہ امیر کو کوئی چرا لیگیا سرداروں نے
امیر کی بہت تلاش کیا مگر کہین پتا نہ لگا اُن دنون مین خواجہ عمرو کہین کو گئے ہوئے تھے عیارون نے عقلیہ معلوم
کیا کہ یہ کام ناصر و انور شاہ کا ہے تمام سردار قلعے پر چڑھ آئے لڑائی شروع ہوگئی لندھور نے بزور شمشیر زنی و بہ
قوت تہمتنی قلعہ لے لیا مگر ناصر و انور کو نہ پایا سرہنگ نکی نے سرنگ کا پتا لگایا سب سرداران امیر بالوقیر نقب
کی راہ سے روانہ ہوئے ناصر و انور کو راہ مین لیا بہرام نے ٹہکے نعرہ کیا اور ناصر و انور کو ہاتھ پر اُٹھا لیا امیر نے
بھی قید کو اپنی توڑا آخر دونون مسلمان ہوئے اُسی نقب کی طرف سے قلعے مین پھر آئے سات روز تک امیر اور
سرداران امیر کی دعوت رہی اور جشن کی صحبت رہی آٹھوین روز امیر بالوقیر نے پیش خیمہ اپنا طرف یونان کے
روانہ کیا اور قارن کی بدذاتی امیر پر ظاہر ہوگئی مگر امیر نے پہلا قصور قارن کا بخش دیا غرضکہ بعد چند روز کے
حمزۂ صاحبقران قلعۂ یونان کے پاس پہونچے بیرون قلعہ بارگاہ امیر بالوقیر و خیمے استادہ ہوئے قارن ملعون
بطور سابق بعد نصف شب کے قلعے کے اندر آیا اور نامۂ نوشیروان کا ہاتھ مین فریدم شاہ حاکم یونان کے دیا فریدم
نے نامہ پڑھکے اپنے بیٹون کی طرف دیکھا اور کہا کہ اب کیا کیا جاوے صدف نوش اور استقانوش نے کہا کہ ایک
بیسہ اندازی تو ہم ضرور کرینگے حمزۂ عرب سے عازم پیکار رہونگے یہ سنکر قارن اپنے لشکر مین چلا آیا دوسرے دن
امیر بالوقیر نے نامہ لکھا اور ناصر شاہ کو ایلچی کرکے فریدم شاہ کے پاس بھیجا ناصر شاہ نامۂ امیر کشورگیر لیکر
فریدم شاہ کے پاس آیا اور نامہ اُسکے ہاتھ مین دیا فریدم شاہ نے نامہ پڑھکے جواب اُس نامے کا جنگ و جدال
تلوار اُسکو طبل جنگ کا حکم فریدم شاہ نے دیا لشکر مین فریدم شاہ کے نقارۂ رزمی بجا ہرکارون نے خبر امیر بالوقیر
کو دی کہ لشکر فریدم شاہ مین طبل جنگ بجا ہے امیر بالوقیر نے فرمایا بفضل ایزدی ہمارے بھی لشکر مین کوس حربی بجے
بحکم حمزۂ صاحبقران لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بجنے لگا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری میدان جنگ رہی
صبح کو دونون لشکر عرصۂ کارزار مین آئے صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقباے بلند آواز نقابت کر گئے صدف نوش
لشکر سے نکل کر میدان حرب مین آیا اور مبارز طلب ہوا امیر بالوقیر گھوڑا چمکا کر برابر صدف نوش کے آئے صدف نوش
نے تلوار کا وار کیا امیر بالوقیر نے تلوار چھین کے صدف نوش کو اُٹھا لیا اور مشکین باندھکے اپنے سردارون کو دیا
یہ دیکھکر استقانوش بیقرار ہوگیا لشکر سے گھوڑا دوڑا کر برابر امیر کشورگیر کے آیا امیر بالوقیر نے فرمایا ذرا تم اعمال
نہ کرو تجکو بھی گرفتار کرتا ہون یہ سنکے استقانوش نے تلوار ماری امیر کشورگیر نے اُسکی بھی تلوار چھین لی اور کمر بند
مین ہاتھ ڈالکر اُسکو بھی اُٹھا لیا اور مشکین باندھکے لشکر مین داخل کیا اور طبل بازگشت بجوا دیا تمام فوج اور سرداران
لشکر اپنی اپنی بارگاہ مین آئے امیر بالوقیر بھی داخل بارگاہ فلک جاہ ہوئے صدف نوش و استقانوش
بقید خانے مین بھیجا دوسرے دن امیر بالوقیر نے دربار مین رونق افروز ہوکر فریدم شاہ کے دونون بیٹون کو طلب کیا اور
فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ دین اسلام قبول کرو نہین تو قتل کیے جاؤ گے دونون بیٹے فریدم شاہ کے صدق دل سے مسلمان
ہوئے شعلہ عیار نے فریدم شاہ کو خبر دی کہ صدف نوش و استقانوش دونون مسلمان ہوگئے فریدم شاہ
یہ سنکر بہت حیران ہوا قارن نے آکے کہا کہ میری صلاح یہ ہے کہ کل بیسہ اندازی ہو آج طبل بجوائیے میدان مین
سات کنوئین کھدوا دو اور اُن کنوؤن کو خس پوش کردو یہ راے قارن کی پسند آئی اور سات کنوئین فی الفور

کشدوا کے خس پوش کردیے پھر طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے امیر بانوقیر کو خبر دی کہ طبل جنگ لشکر حریف مین بجا ہے امیر
بانوقیر نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر دونون لشکرون مین سامان جنگ ہوا صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا
ہوئے قارن سرون پر چاہون کے آکر کھڑا ہوا اودھر فریدم شاہ میدان مین آیا مبارز طلب کیا امیر نے مرکب
سیاہ قیطاس کو جولان کیا فریدم شاہ کی طرف جو مقام چاہ تھا وہ گھوڑا امیر کا پہاند گیا یہانتک کہ چھ کنوئین مرکب
نے طے کیے ساتوین کنوئین کا بسبب زیادتی خس وخاشاک سے دھوکا ہوا مرکب سیاہ قیطاس کا پانون چاہ کے کنارے پر
پڑا مرکب اُلجھ کے گرا امیر کشورگیر مع گھوڑے کے چاہ کے اندر جا پڑے لشکر یونان دوڑا اور سنگ وخشت سے
چاہ کو پاٹ دیا لشکر اسلام دیکھتے ہی تلوارین کھینچ کے فوج کفار پر جا پڑا تلوار چلنے لگی سرداران لشکر اسلام نے ایسی
شمشیر زنی کی کہ لشکر کفار شکست کھا کے بھاگا سب کے سب قلعے مین چلے گئے دروازہ قلعے کا بند کر لیا لشکر اسلام
نے مال واسباب کفار کا لوٹ لیا اس اثنا مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھی آگئے امیر کو سب نے عمرو کے
شریک ہوکر کنوئین سے نکالا امیر فضل خدا سے صحیح وسالم چاہ سے نکلے شب تو گذری صبح کو امیر نے کہا آج انشاء اللہ
قلعے کو لونگا لشکر کو امیر نے حکم دیا کہ قلعے کو گھیر لو لشکر اسلام نے محاصرہ کیا لڑائی نگہبانان قلعے سے شروع ہوئی امیر نے خندق
کو پہلے بھروادیا اور لشکر لیکر قلعہ پر پہونچے دروازہ قلعہ کو توڑ کر مع لشکر اندر دھنس گئے تلوار چلنے لگی فریدم شاہ نے بڑھ کے مقابلہ
کیا تلوار کھینچ کے امیر پر وار کیا امیر کشورگیر نے اُسکی تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا یہ دیکھکر بڑا بیٹا
فریدم شاہ کا عمیار نقاش بہادر یونانی پشت پر امیر کی آیا اور چاہا کہ تلوار مارے مقبل وفادار نے آواز دی امیر
نے پھر کر دیکھا اُسی طرح امیر بڑھکے اُسکے برابر آئے اُسنے تلوار ماری امیر نے خالی دیکر اُسکو بھی دوسرے ہاتھ سے
اُٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام تم دونون قبول کرو نہین تو زمین پر دے مارتا ہون کہ پیوند خاک ہوجاؤگے دونون بصدق
دل مسلمان ہوئے امیر نے دونون کو چھوڑ دیا دونون قدمبوسی امیر کی حاصل کر کے مع لشکر امیر کو قلعے مین لیگئے
تمام فوج اور رعیت کو بھی مسلمان کیا پھر قلعہ آراستہ کر کے امیر وغیرہ کی بڑی دھوم سے دعوت کی مگر دختر فریدم شاہ
ملکہ گلشن آرا جھروکے مین بیٹھی دیکھ رہی تھی جب امیر بانوقیر پر اُسکی نظر پڑی ہزار جان سے عاشق بلکہ فریفتہ ہوگئی
دایہ سے کہا کہ مین اس جوان رعنا پر عاشق ہوگئی ہون کوئی تدبیر ایسی وصل کی بتا اُسنے کہا کہ رات کو مین اس
جوان کے پاس لیچلونگی غرضکہ جب رات ہوئی ملکہ گلشن آرا دایہ کے ساتھ فتنہ وزیرزادی کو ہمراہ لیکر بارگاہ
امیر مین آئی امیر بھی دیکھتے ہی حسن وجمال ملکہ گلشن کا عاشق ہوگئے اور خواجہ عمرو وزیرزادی پر عاشق ہوئے
رات بھر صحبت عیش رہی دوسرے دن فریدم شاہ جب دربار مین آیا اور سب سردار جمع ہوئے امیر بانوقیر بھی کرسی
جواہرنگار پر جلوہ افروز ہوئے فریدم شاہ نے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ ملکہ گلشن آرا کو اپنی کنیزی مین رکھیے
امیر نے قبول کیا مگر یہ کہا کہ ای فریدم شاہ مین ابھی عقد گلشن آرا کے ساتھ نہ کرونگا کیونکہ مین پہلے عقد ملکہ
مہرنگار کے ساتھ کرونگا بعد اُسکے اور کسی کے ساتھ عقد ہوگا فریدم شاہ نے منظور کیا مگر یہ عرض کیا کہ اچھا آپ
عقد کرلین بہتر بعد شادی ہوجانے ملکہ مہرنگار کے ہو جیے گا امیر نے کہا بہتر غرضکہ امیر کا عقد ملکہ گلشن آرا
کے ساتھ ہوا ایک روز شب کو امیر محتلم ہوئے امیر نے رومال سے پاک کر کے رومال پلنگ پر رکھدیا صبح کو امیر
تو حمام مین گئے اور ملکہ گلشن آرا نے وہ رومال اُٹھا لیا اُس سے حاملہ ہوئی دوسری روایت مین یہ ہے کہ عمرو نے
گلشن آرا کو مہرنگار کی صورت بنا کر امیر کے پاس سلا دیا اور آپ فتنہ کے پاس سویا ملکہ گلشن آرا اُسی
شب کو حاملہ ہوئی اور بعد مدت حمل کے بیٹا پیدا ہوا کہ نام اُسکا عمرو بن حمزہ یونانی ہے اور اُس سے بیٹے

کار نمایان ہونگیا اور فتنہ وزیرزادی کہ جسکی آسی روز حمل رہا اُس سے بیٹا پیدا کہ نام اُسکا فرخ بن عمرو ہی الغرض امیر با توقیر حمام
مین بیٹھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خبر دی ای امیر تیرا رومال ملکہ گلشن آرا نے اُٹھا لیا ہی اُس سے وہ حاملہ
ہوگئی ہی غرضکہ بہتیسرے پھر گو امیر غسل کر کے حمام سے باہر آئے اور خلعت فاخرہ پہنکے تخت پر بیٹھے کہ ایک اژدہا زمین
سے نکلا امیر نے اُسکو مارا بعد چند روز کے امیر نے چاہا کہ واسطے شکار کے جاؤن فریدم شاہ نے عرض کیا کہ یہان
شکار کم ہی قارن نے کہا کہ مین نے اس جگہ شکار بہت دیکھا ہی میرے ساتھ چلیے امیر اپنے سردار لیکر ہمراہ قارن
کے روانہ ہوئے قارن نے آگے بڑھکے امیر کو ریگستان مین پھنسا دیا امیر اور سردارون کی پیاس سے نوبت
بہ ہلاکت پہونچی عادی نے کہا کہ یہ نالائق حرکت قارن کی ہی کہ اس شدت گرمی مین ریگستان مین پھنسایا ہی وہ سب
کو قتل کیا چاہتا ہی امیر نے قارن کو بلایا اور کہا ای قارن کہین سے پانی پینے کے واسطے لاؤ کہ اب پیاس سے
سب کا حال ابتر ہی قارن نے کہا ای امیر مین تو راہ بھی بھول گیا کیونکر جاؤن اور پانی کہان سے لاؤن اس زمانے
مین خواجہ عمرو بھی مکہ کو چلے گئے تھے اُن دنون عمرو مکہ سے پھرا ہوا چلا آتا تھا کہ ایک صحرا مین حضرت خضر علیہ السلام
سے ملاقات ہوئی حضرت خضر نے فرمایا ای عمرو جلد تو اپنے تئین امیر کے پاس پہونچا کہ قارن نے ایک ریگستان
مین امیر کو پھنسایا ہی اور امیر بہ سبب گرمی کے پیاس سے ہلاک ہو رہے ہین قارن سے پانی طلب کیا وہ
پانی مین زہر ملا کے امیر کے واسطے لایا ہی اور ایک مہرہ دیا کہ اسکو بجانا کئی منزل سے اسکی آواز امیر کے کان مین
پہونچیگی یہان کا حال سنیے کہ امیر نے قارن سے پھر پانی طلب کیا قارن نے آفتابہ نکال کے امیر کو دیا امیر
نے چاہا تھا کہ آفتابے کو منھ سے لگا کے پانی پئین کہ خواجہ عمرو کی آواز کان مین آئی ای امیر یہ پانی تم ہرگز نہ پینا
اسمین زہر ملا ہی قارن کی یہ بدذاتی ہی یہ سنکے امیر نے وہ آفتابہ منھ سے ہٹا لیا اور چہار طرف دیکھنے لگے کہ عمرو کی
آواز کدھر سے آئی ابھی امیر ادھر اُدھر دیکھ ہی رہے تھے کہ سامنے عمرو پیدا ہوا دیکھا کہ خواجہ اسطرح دوڑتے ہوئے
آتے ہین جیسے کوئی اُڑتا ہوا جانور آتا ہی چشم زدن مین امیر کے پاس پہونچے اور کہنے لگے ای امیر اس پانی مین زہر
ملا ہوا ہی قارن نے کہا لانیے مین پی لون یہ کہکے کاسہ آب امیر کے ہاتھ سے لیکر برابر منھ کے لا کے زمین پھینک
دیا کہ تمام زمین وہان کی سم آلود ہو کے سیاہ ہوگئی زہر نے اپنا اثر ظاہر کر دیا امیر کو یہ دیکھکر غصہ آیا اور کہا کہ تین گناہ تیرے
مین نے بخشے اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا قتل کرونگا قارن یہ سنکر بھاگا امیر نے پیچھا کیا قارن بھاگا جاتا تھا کہ ایک
جادوگر راہ مین ملا اُس سے قارن نے کہا تو مجھکو بچا اُس جادوگر نے سحاف مین قارن کو چھپایا جب اُسکے قریب
آئے اُس جادوگر نے اسم سحر پڑھکر امیر کی طرف پھونکا کہ امیر کے پاؤن زمین مین غرق ہو گئے قہقہہ جادو کھینچکے
ہنسا امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ اثر سحر دفع ہوگیا اُس جادوگر نے پھر سحر کیا امیر نے تلوار کھینچی اور پھر اسم اعظم پڑھکے
ہاتھ تلوار کا مارا کہ جادوگر کے دو ٹکڑے ہوئے اور دوسرا ہاتھ جھپٹ کر قارن کے مارا وہ بھی دو پارہ ہو کر گرا زمانہ
تیرہ و تار ہوگیا ہوا سے تند چلنے لگی پھر اُسکے غل مچانے لگے بعد تھوڑی دیر کے جب سیاہی دفع ہوئی آواز آئی
کشتی مرا نام من قہقہہ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بہ مطلب دل نرسیدیم پھر امیر نے سر قارن کا
کاٹ لیا اور اپنے لشکر مین آئے

دو کلمہ داستان شوکت نشان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا جانا ملک روم کی طرف

بلا ساقیا جام جسم بے قیاس
کہ ہون دنگ آئینہ ہائے حلب

کہ ہیتوار پہنے ہین رومی لباس
اُسی مے کی ساقی مجھے چاہ ہی

بلا ساقیا جام وہ روز و شب
کہ جسکی ضیا صورت ماہ ہی

وہ نایاب و شفاف دے تو شراب | کہ ساغر مین دکھلائی دے آفتاب
سحر تیرے میخانے کی دھوم ہے | ترا نام ساقی کو معلوم ہے

غزل

یہ زمانہ عالم خواب ہے یہ نشہ مثل سراب ہے | جو مکین ہے نقش برآب ہے جو مکان ہے شکل حباب ہے
رگ برگ گل ہے رگ بدن رخ صاف غیرت یاسمن | جو وہ تن ہے رشک گل چمن تو پسینا عطر گلاب ہے
نہ پھرے عدم کو جو چل بسے ہے سزا جزا کی خبر کسے | یہ ہین سب یہین کے مباحثے نہ عذاب ہے نہ ثواب ہے
گئی باغ دہر سے فصل گل نہین بلبلون کا وہ شور غل | نہ وہ غنچے ہین نہ جام گل نہ شراب ہے نہ کباب ہے
نہ وہ وقت عیش خوشی رہا نہ وہ لطف بادہ کشی رہا | نہ وہ دل رہا نہ وہ جی رہا نہ وہ عمر ہے نہ شباب ہے
ہے سمند عمر رواں رواں بشر آگے پیچھے ہین سب رواں | ہے رواں عدم کو یہ کاروان جسے دیکھو پا برکاب ہے
لہو چشم تر سے بہاتے ہین جگر اپنا غم سے جلاتے ہین | اسے پیتے ہین اسے کھاتے ہین یہ شراب ہے وہ کباب ہے

بہت نویسندگان دفتر بے نظیر و رقم کردا این داستان امیر فتحان ہفت اقلیم طبع کہن و قلعہ کشایان مضامین رنگینی چمن شاخ قلم بہار رقم کو تختۂ کمین قرطاس پر یون تر و تازہ کرتے ہین کہ امیر کشور گیر نے بعد قتل کرنے تنکار قارن کے بعد عرصے کے فرمایا ای فریدم شاہ اب ہم رخصت ہوتے ہین ہمکو یہان بہت عرصہ گذرا یہ کہکے امیر بالوقیر نے عادی کو بلایا اور فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف ملک روم کے روانہ کرو عادی بموجب حکم امیر بالوقیر پیش خیمہ لیکر جانب روم چلا اور امیر بالوقیر مع سرداران و لشکر کے تشریف لیچلے بعد چند روز کے برابر قلعہ روم کے پہونچے اور چار فرسخ قلعے سے فاصلے پر اترے اور قیصر روم کو نامہ لکھا بعد حمد و نعت کے تحریر فرمایا ای قیصر روم آگاہ ہو کہ دیکھتے ہی اس نامے کے خراج سات برس کا نوشیروان بادشاہ کو بھیجدے اور تو مسلمان ہو اور اطاعت میری اختیار کر نہین بزور شمشیر آبدار خراج بھی لونگا اور تجکو مسلمان بھی کرونگا اس مضمون کا نامہ لکھکر خواجہ عمرو کو دیا اور کہا ای خواجہ تم نامہ میرا قیصر روم کو پہونچاؤ عمرو نامہ امیر کا لیکر چلے راہ مین ایک باغ تھا اسمین آئے اور جو کچھ نقد و جنس اسمین تھا سب نذر زنبیل کیا اور نام اس باغ کا اور اس باغ کے مالک کا دریافت کیا غرضکہ سیر اس باغ کی کرنے لگے کہ اس عرصے مین ظہیر رومی داروغہ اس باغ کا مع چالیس باغبانون کے آیا دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہے اندر جو آکے دیکھا تمام اسباب کوئی لیگیا ہے اور ایک لڑکا بانسری بیٹھا بجا رہا ہے ظہیر نے کہا تو کون ہے خواجہ عمرو نے کہا میرا نام لڑی ہے مین نوکر امیر کا ہون نامہ قیصر روم کے پاس لیے جاتا ہون اس داروغہ نے کہا کہ مال یہان کا کیا تو نے لیلیا ہے خواجہ نے کہا ہان مین نے لیا ہے میری زنبیل مین ہے داروغہ باغ ہنسنے لگا عمرو نے کہا تو ہنسی جانتا ہے تجکو اگر یقین نہو تو دیکھلے داروغہ نے کہا کیونکر دیکھون عمرو نے کہا سر اپنا زنبیل مین ڈال کر دیکھ لے ظہیر داروغہ نے سر اپنا زنبیل مین خواجہ عمرو کی ڈالا خواجہ نے پاؤن ظہیر کے پکڑ کے اوٹھا لیا اور ایک جھٹکا مارا کہ داروغہ باغ بھی داخل زنبیل ہوا سب باغبان یہ سانحہ عجیب دیکھ کے بھاگے اور جاکر قیصر روم سے سب کیفیت بیان کی اتنے عرصے مین خواجہ عمرو بھی باغ سے نکل کے ٹہلتے ہوئے سیر کرتے ہوئے دربار مین قیصر روم کے آئے اور نامہ امیر کا قیصر روم کو دیا قیصر روم نے وہ نامہ پڑھا اور جواب بعد شد و مد یہ تحریر کیا کہ ای امیر بالوقیر آپ وہان کیون اترین یہان تشریف لائیے مین آپ کا غلام ہون اگر چند روز کے لیے آپ میرے قلعے مین آجائین تو مین سات برس کا خراج روانہ کردون عمرو جواب لیکے امیر کے پاس آیا امیر یہ سنکے خوش ہوئے عمرو نے کہا یہ سب مکر ہے قلعہ مین آپ کا جانا مناسب نہین ہے عمرو چپ ہو رہے قیصر روم نے ایک حمام حکمت سے بنایا ہے اور طلسمات اپنے حمام کے چارون کونون پر نصب

کیئے ہین اور حمام کے ایک کونے پر ایک پیرمرد کو نقارہ دے کر بٹھایا ہی اور نیچے حمام کے تمام بارود کی کپیان بچھائی ہین اور اس
پیرمرد سے کہدیا ہی کہ جسوقت مین امیر کو حمام مین لاؤن اور تجھکو اشارہ کرون تو نقارہ بجانا کہ جسکے پاس فلیتہ ہی اُسکو خبر ہو وہ آتش
دے تاکہ امیر مع سب سردارون کے اُڑجائین بعد اسکے قیصر روم نے چارون وزیرون کو بلایا اور کہا جلد جاکے امیر کا توقیر
کو استقبال کرکے قلعے مین لے آؤ دوسرے دن قیصر روم امیر کی ملاقات کے واسطے آیا اور امیر کو قلعے مین لاکر دعوت کی امیر
نے قیصر سے کہا کہ مین نے سنا ہی کہ سرکار روم اور فرنگ مین بہت حکمت ہی قیصر نے کہا کہ مین نے بھی ایک حمام بنایا ہی اور بہت
عجائبات اُسمین کیے ہین امیر کو یہ سنکے بہت اشتیاق ہوا دوسرے روز سردارون کو لیکر حمام مین داخل ہوئے عمرو اندر
حمام کے نہ گیا اور قیصر نے چاہا کہ کام امیر کا تمام کردن کہ ناگاہ عمرو پھرتا ہوا بام پر حمام کے آیا دیکھا کہ ایک شخص نقارہ لیے
بیٹھا ہی اور نیچے جو عمرو نے نگاہ کی تو سامنے صحرا مین دیکھا کہ ایک شخص چمڑے کی پوشاک پہنے نقب کے وہانے پر فلیتہ لیے
بیٹھا ہی عمرو نے اُس سے پوچھا کہ یہ نقارہ کیسا ہی اُسنے کہا کہ قیصر نے مجھکو یہان آفتاب کے نکلنے تک مقرر کیا ہی کہ تو نقارہ
بجانا عمرو نے کہا اے حرامزادے سچ کہہ یہ سنکے وہ ہنسا اور کہا سچ کہون تو مجھکو کیا دیگا عمرو نے کہا تجھکو کوتوال شہر کا کردونگا
اُسنے کہا کہ مین کوکا قیصر شاہ کا ہون اُسنے یہان مجھکو مقرر کیا ہی کہ جب وہ اشارہ کرے مین نقارہ بجاؤن وہ شخص جو سامنے
بیٹھا ہی وہ آواز نقارہ سنکر آتش دیگا تاکہ امیر کا مع سب سردارون کے کام تمام کردن عمرو نے یہ سنکے کہا کہ شاباش شاباش
مین تیری نیکی کو ضایع نہ کرونگا خبردار کہ مین نہ کہون نقارہ نہ بجانا یہ کہکے عمرو نیچے اُترا دیکھا کہ قیصر روم دروازے پر
حمام کے کھڑا ہی اور امیر مع تمام سردارون کے حمام مین نہانے کو تیار ہین عمرو نے قیصر سے کہا کہ خوب حمام تمنے بنایا ہی قیصر
نے کہا پانی خوب گرم ہی تم بھی جاکر غسل کرو قیصر یہ چاہتا ہی کہ عمرو بھی حمام مین جاے تو سب کا کام تمام کردن عمرو نے کہا کہ
تم بھی چلو تو مین چلون غرض ناچار قیصر بھی برہنہ ہوا اور حمام مین آیا اور عمرو نے امیر سے اشارہ کیا کہ سب کو ہمراہ لیکے
جلدی سے باہر جاؤ امیر تمام سردارون سے باہر حمام کے آئے عمرو نے جلدی سے دروازہ حمام کا باہر سے بند کیا اور
امیر کو ہمراہ لیکر دور آکر کھڑا ہوا اور سفید مہرا بجایا اور اُس پیرمرد سے کہا کہ اب نقارہ بجادے اُسنے نقارہ بجایا
دوسرے نے آتش دی حمام مع باغ سب اُڑ گیا امیر متعجب ہوئے عمرو نے سارا حال بیان کیا وزیر قیصر کے
تین بیٹون اور ایک بیٹی کو لیکر بھاگے اور ایک بیٹے کا نام ربیع رومی اور دوسرے کا سام رومی تیسرا فتح نوش بیٹی کا
نام گلنوش تھا امیر نے عمرو سے کہا کہ تو نے یہ کیا کیا کہ قیصر کو مار ڈالا وزیر اور بیٹے اُسکے بھاگ گئے اب مین خراج
کس سے لون اور کیا نوشیروان کو جواب دون اب تو مجکو سات برس کا خراج دے عمرو نے لاکھ غل مچایا امیر
نے نہ مانا اور عمرو کو قید کرکے خراج بھر لیا بعد اُسکے چھوڑ دیا عمرو نے کہا یہ تو نے مجھپر ظلم کیا مین تیری نوکری نہین کرتا
امیر نے کہا مین نوکری سے تیری درگذرا جہان جی چاہے چلا جا عمرو بارگاہ امیر سے باہر نکلا دل مین فکر کی کہ یہ وزیر
اور بیٹے قیصر کے کہان گئے چند کوس نکلا تھا کہ ایک درہ کوہ ملا اُسمین قریب پچیس ہزار سوار کے اُترے تھے عمرو
رات کو لشکر امیر مین آیا لندھور اور پہلوان عادی کو چرا لیگیا صبح کو امیر نے ابوسعید کو خبر کے لیے بھیجا ابوسعید
نے آکے کہا یہ کام عمرو کا ہی امیر یہ سنکے فکرمند ہوئے اور وہان عمرو نے لندھور اور پہلوان عادی سے کہا کہ
وزیر اور قیصر کے بیٹے اس درے مین پنہان ہین اگر انکو شکست دو تو کمال مجھپر احسان ہی غرض لندھور نے
نعرہ کیا اور عادی نے لندھور کے نام کا نعرہ کیا عمرو نے سفید مہرا بجایا اور آکر وزیرون کے لشکر پر گرے لشکر تمام
بھاگ گیا وزیرون اور بیٹون کو قیصر کے پکڑ لیا اور تمام خزانہ قیصر کا عمرو کے ہاتھ آیا عمرو نے لندھور اور عادی کو
رخصت کیا اور کہا یہ سب کیفیت امیر سے کہدینا اور عمرو نے وزیرون کو باندھ کے چار روز مین چار گنج وزیرون سے لیے

اور تین گنج خزانے کے بٹون سے قیصر کے لیے بعد اُسکے عیارون کو اپنے لشکر امیر سے لاکر جمع کیا اور آپ عمرو بادشاہ بنا
اور عیارون کو اپنا سردار بنایا داراب خان اور سعید خان و اقبال خان و سرہنگ خان عیارون کے نام
رکھے اور دکلندار بندے اور مقوے کے بناکر اور بارہ ہزار جوڑی نقارے کی بنائی اور ایک بارگاہ برپا کی نقارے بجنے لگے
نقارے کی آواز سنکے امیر حیران ہوئے تحقیق جو کیا معلوم ہوا کہ عمرو کا لشکر ہے لندھور کو ایلچی کیا اور عمرو کے پاس امیر
نے بھیجا عمرو نے خلعت لندھور کو دیا اور رخصت کیا امیر بھی وہان سے کوچ کرکے دوسری منزل پر آئے عمرو نے بھی
کوچ کیا اور سامنے بارگاہ امیر کے اپنی بارگاہ ایک ٹیکرے پر برپا کی اور تمام گنج ڈھیر کیا اُسپر تخت مرصع بچھایا اور تخت پر
عمرو بیٹھا ناچ سامنے ہونے لگا جبکہ دن روشن ہوا امیر نے عمرو کو دیکھکے پوچھا کہ یہ مال اسنے کہان سے پایا عادی
نے سارا ماجرا بیان کیا امیر ہنسے اور کہا اُسکو بلاؤ عادی اور مقبل گئے اور خواجہ عمرو کو لائے خواجہ نے تمام مال زنبیل
مین ڈال لیا اور آکر امیر کے قدم پر گرا امیر نے گلے لگایا اور دلاسا دیا دوسرے دن امیر نے کہا کوئی شخص مدائن مین جاکے
اور یہ خراج تینون شہرون کا نوشیروان کو پہونچادے مقبل اُٹھا اور امیر کو مجرا کیا اور کہا اگر حکم ہو تو مین پہونچاؤن امیر
نے عمرو کو ضامن لیا بارہ ہزار سوارون سے مع خزانہ مقبل کو روانہ کیا جبکہ بارہ منزل مقبل گیا قریب ایک کوہ کے اُترا
اُسمین ایک قلعہ تھا آدھی رات کو شعلہ و سفلہ بیس ہزار قزاقون سے آئے اور شبخون مارکے سب مال لیگئے مقبل اپنے
خیمے مین نشہ شراب مین بدمست بیٹھا تھا کہ شور برپا ہوا اُسنے احوال پوچھا لوگون نے کہا قزاق آکر گرے اور بہت سے
لوگ آپ کے مارے گئے خزانہ سب وہ لیگئے یہ سنکے مقبل کا عجب حال ہوا اور کہا کہ مین نے عمرو کو ضامن دیا ہے یہ
کہکے سوار ہوا اور برابر کوہ کے قزاقون کو پایا قزاق قلعے مین نہ جانے پائے تھے مقبل نے نعرہ کیا اور کہا پہلے جواب
جنگ دو بعد اسکے یہ مال تمپر حلال ہے شعلہ و سفلہ نے دیکھا کہ ایک یکہ و تنہا سوار ہے پوچھا یہ کون ہے لوگون نے کہا صاحب
مال ہے کہا اسکو پکڑو مقبل نے تیر مارنے شروع کیے راوی کہتا ہے کہ تین مرتبہ خزانہ مقبل نے لڑکے چھین لیا اور
تمام ترکش خالی ہوگیا مانند شیر غژان کے خوب لڑا چالیس زخم بدن پر لگے آخر مقبل بیہوش ہوکے گر پڑا قزاق خزانہ
چھین لیگئے مقبل میدان رزم مین پڑا تھا چار سوار مقبل کو لیکے تیسرے روز بارگاہ امیر مین پہونچے سارا حال بیان کیا
لندھور نے کہا مین سمجھونگا لیکن امیر کو کون جواب دیگا عمرو نے کہا مین جواب دونگا بس اسی وقت چار ہزار سوار
لندھور ہمراہ لیکے پہونچا لوگون نے اُس قلعے کا نشان بتایا لندھور نے برابر اُس قلعے کے ایک باغ دیکھا اُس باغ مین
جاکے ایک پتھر پر بیٹھا اور تماشا باغ کا دیکھنے لگا کہ لندھور کو نیند آئی سو رہا بعد ایک ساعت کے نقابدار ایک گلگون پوش چالیس
ہزار سوار سے باغ مین آیا لندھور بھی اُٹھا پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا کہ مین دختر شعلہ قزاق کی ہون دعوی پہلوانی
کا رکھتی ہون ماہ بانو نام ہے لندھور نے جواب دیا منم لندھور ابن شاہ سعدان اُسنے کہا کسلیئے یہان آیا ہے لندھور
نے کہا واسطے جنگ شعلہ و سفلہ کے اُسنے کہا تو اکیلا آیا ہے لندھور نے کہا چار ہزار سوار ہمراہ ہین باہر کھڑے ہین
غرض ماہ بانو لندھور پر عاشق ہوئی ہاتھ پکڑ کے نشان شعلہ و سفلہ کا بتادیا لندھور نے آکر قلعے مین دیکھا
کہ دو قزاق تخت پر بیٹھے ہین لندھور نے سلام علیک کی اُنھون نے جواب نہ دیا لندھور خفا ہوا دونون کو تخت
پر سے اُٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر مارے دونون از ترس جان مسلمان ہوئے اور شراب مین بیہوشی دے کر لندھور
کو قید کیا اور چاہا کہ قتل کرین ماہ بانو نے آکر کہا کہ یہ سردار امیر کا ہے تم اسکو اگر قتل کروگے تو تمام ذریات تمھاری
زندہ نہ رکھیگا شعلہ نے لندھور کو قید کیا سوارون نے یہ خبر آکر عمرو کو دی عمرو نے سارا حال آکے امیر سے
بیان کیا امیر نے حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا اُسی طرف روانہ کرو بعد چند روز کے برابر قلعہ براق کے پہونچے جاسوسون نے

یہ خبر شعلہ و سفلہ کو دی باہر قلعے کے آئے طبل جنگ بجوایا امیر کا مقابلہ کیا امیر نے دونون کو زیر کیا دونون صدق دل سے
مسلمان ہوئے امیر کو قلعے مین لائے لندھور کو خلاص کیا اور ماہ بانو سے لندھور کا عقد کر دیا امیر نے پھر مقبل
کو خزانہ دے کر طرف مدائن کے روانہ کیا چند روز مین مقبل نے نوشیروان سے شکارگاہ مین ملازمت حاصل
کی نوشیروان شہر مین آیا تخت پر بیٹھا اور مقبل نے خزانہ نظر سے گذرانا نوشیروان بہت خوش ہوا اور خلعت
فاخرہ مقبل کو دیا اور بارہ ہزار تیرانداز ون کو بھی خلعت دے کر مقبل کو رخصت کیا رات کو نوشیروان نے بختک
کو بلایا اور کہا اب مین کیا کرون بختک نے صلاح دی کہ ایک نامہ عزیز مصر کو تحریر کیجیے کہ اب حمزہ تیرے ملک
مین آتا ہی اگر تو نے اُسکو قتل کیا تو مجھپر احسان کیا غرض نوشیروان نے باغواے بختک عزیز مصر کو لکھا اُسنے
جواب مین لکھا کہ ای بادشاہ ہفت اقلیم تو خاطر جمع رکھ اگر حمزہ اسطرف کو آیا تو مین کسی نہ کسی طور سے قتل کر دونگا القصہ
مقبل امیر پاس آیا تمام حال بیان کیا کہ اسطرح بخوبی تمام خزانہ پہونچایا امیر نے مصر کی طرف کوچ کیا راستے مین
ایک دوراہا ملا امیر نے داراب ہندی سے پوچھا کہ یہ دونون راستے کسطرف کو گئے ہین اُسنے عرض کیا کہ یہی راہ
مصر کو گئی ہی لیکن زمانہ حضرت یوسفؑ سے کوئی اسطرف سے نہین جاتا پس امیر نے اسد دیوانے کو بلا کے کہا کہ تو تمام
لشکر لیکر سرراہ روانہ ہو اور آپ تمام سردارون سے بارگاہ دانیالی ہمراہ لیکے جبر یوسف کی طرف روانہ ہوئے اور راہ
کو صاف کر کے برابر قلعہ مصر کے فرودکش ہوئے بارگاہ بارہ کوس کے فاصلے سے برپا کی اور نامہ امیر نے عمرو کے
ہاتھ عزیز مصر کو روانہ کیا عمرو نامہ لیکر نزدیک قلعے کے آیا عزیز مصر کو خبر ہوئی عمرو کو بلایا عمرو نے نامہ ہاتھ مین
عزیز مصر کے دیا عزیز نے دیکھا لکھا تھا کہ تو مسلمان ہو اور سات برس کا خراج نوشیروان کا روانہ کر عزیز مصر نے
کہا چند شرطین رکھتا ہون اول ایک دروازہ فولادی کو پہلے ہی زور مین کھولین دوسرے ایک سنگ ہی کہ زمانہ حضرت یوسف کو
سے آدھا اوپر اور آدھا نیچے زمین کے گڑا ہی اُسکو زمین سے نکالین پھر جو وہ فرماینگے مین قبول کرونگا عمرو نے
تمام ماجرا امیر کے روبرو بیان کیا امیر نے فرمایا مین جاؤنگا اور ایک مرتبہ مصر کو دیکھونگا لندھور نے منع کیا اور
کہا کہ جبتک حضور کا لشکر نہ آئے آپ نہ جائیے امیر نے نہ مانا دوسرے دن سوار ہوئے سردارون کو ہمراہ لیکے
قلعے مین آئے اور عزیز مصر سے دروازہ فولادی کو دریافت کیا اُسنے بتا دیا امیر نے ایک زور مین اُسکو کھولا اور
اندر آکر دیکھا ایک لوح ہی اُسپر کندہ ہی کہ یہ لوح فریدون کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہی اور ایک بہادر دوران آخر زمانے مین
پیدا ہوگا اور آکر اس دروازے کو کھولیگا نام اُسکا حمزہ صاحبقران ہی دین اُسکا برحق ہی امیر باہر آئے اُس سنگ
کو بھی قوت سے اکھیڑ لیا اُسپر بھی یہی لکھا تھا عزیز مصر یہ سنکے اور لوح کو دیکھکے قدم پر امیر کے گرا اور کہا الحمدللہ اب
میری خاطر جمع ہوئی اور دین آپکا برحق ہی اور از ترس جان مسلمان ہوا باغ حضرت یوسف مین امیر کی دعوت کی اور
اور کھانے مین بیہوشی ملا کر سب کو ایک چاہ زندان مین قید کیا دوسرے روز پوشاک سرخ پہنکے تخت پر بیٹھا اور وزیر
نیک اندیش سے کہا کہ کیون مین امیر کو اب قتل کردون وزیر نے کہا تم قتل نہین کر سکتے ایک نوکر اُسکا اسد دیوانہ
ہی کہ تمام امیر کی فوج لیکر یہان آئیگا پہلے اُسکا علاج کر لو بعد اُسکے جو چاہے کرو عزیز نے کہا ای وزیر تو دشمنون کا
شمار کرتا ہی دوستون کا خیال نہین کہ نوشیروان بادشاہ ہفت اقلیم نے لکھا ہی یہ دشمن اُسکا ہی وزیر نے کہا کہ تو
ایک عرضی نوشیروان کو لکھ کہ امیر کو مع سردارون کے قید کیا ہی اگر حکم ہو تو قتل کر ڈالون بلکہ قتل کر ڈالا جہان حکم ہو
دفن کرون پس اُسنے اُسی وقت ایک عرضی سرہنگ مصری کے ہاتھ روانہ کی چند روز مین سرہنگ مدائن مین
عرضی شاہ کو دی نوشیروان نے جواب لکھا کہ اگر امیر کو قتل کیا تو خوب کیا ورنہ تو دیکھتے ہی اس نامے کے قتل کر

سرہنگ روانہ ہوا یہ خبر ملکہ مہر نگار نے سنی بیہوش ہو گئی جبکہ ہوش آیا دایہ نے کہا صبر کرو دل پر جبر کرو القصہ وہاں امیر
کو دوسرے دن ہوش آیا قید میں اپنے تئین مع سب سرداروں کے پایا عمرو نے کہا یا امیر اب کہو کیا کرو گے تمنے کہنا
لندھور کا نہ مانا امیر نے کچھ جواب نہ دیا عمرو نے کہا میں جاتا ہون یہ کہکے دم کو اپنے عمرو نے کھینچا اور مر گیا سرداروں
نے غل مچایا کہ ہمارا جو عمرو عیار تھا وہ مر گیا اسکو نکالو پاسبانون نے بادشاہ سے جا کے کہا عزیز مصر ہنسا اور کہا اسکو میرے
پاس لاؤ لوگون نے عمرو کو چاہ سے نکالا اور سامنے عزیز مصر کے لائے شمعون وزیر شہزادہ تھا اسکے کہنے سے
سات روز برابر نئے نئے طرح کے عذر نے عمرو کو آزار پہونچائے آخر آٹھوین دن بارگاہ سے عمرو کو باہر پھینک دیا اور کہا
اسکو جا کے دفن کرو غسالون نے نہلا کر کفنایا اور قبرستان میں لائے اور غسال نے عمرو کو قبر میں اتارا عمرو نے اٹھکر
غسال کو قتل کیا اور گلیم عیاری اوڑھکے غائب ہو گیا غسالون نے آکر عزیز مصر سے یہ ماجرا بیان کیا عزیز مصر بہت فکرمند
ہوا اور حکم کیا کہ دروازہ قلعہ کا بند کر لو اور نگہبان جا بجا بٹھا دیے عمرو آدھی رات کو خوابگاہ عزیز میں آیا اور عزیز کا سر
کاٹا دشمنی میں جو دیکھا وہ نہ تھا عمرو نے جانا کہ اسنے مکر کیا عمرو نے سب جگہ تلاش کی عزیز شاہ کو نہ پایا آخر تہخانے
میں عزیز مصر ملا عمرو کو دیکھکے بھاگا عمرو نے بھی پیچھا کیا عزیز مصر سلانجور کے مکان میں آیا اور کہا مجھکو چھپا سلانجور
نے پوشیدہ کیا عمرو بھی آیا اور چاہا کہ عزیز کو قتل کرے کہ اسوقت چار سو عیاروں سے سرہنگ مصری پہونچا اور
عمرو کو گھیر لیا تمام رات عمرو لڑا جبکہ صبح ہوئی عمرو سرہنگ کو زخمی کر کے نکل گیا غرض دوسرے دن اسد دلاور لشکر
لیکر برابر قلعہ مصر کے آیا عمرو نے آکر تمام حال بیان کیا اسد سنکے حیران ہوا اور کہنے لگا کہ اے خواجہ اب کیا کرین عمرو
نے کہا آج ہی رات کو مین خبر امیر کی لے آؤنگا بعد آنیکے جو تیرے دل میں ہوگا وہ کرنا اسد نے قبول کیا راوی کہتا ہے
کہ قلعہ مصر میں نقب تھی مع سرداروں کے امیر کو عزیز مصر نے طرف قلعہ سلو کے روانہ کیا اور عمرو چہار طرف پھر کے
اسد پاس آیا تھا دونون فکر میں تھے کہ ابو شہاب اور ابو سعید خبر لیکے آئے کہ امیر کو عزیز مصر نے قلعہ سلو کو بھیجا
عمرو نے اسد سے کہا کہ میں تو اسطرف جاتا ہون اب تم جاؤ اور عزیز مصر سے خبردار رہو اسد نے قبول کیا اور
عمرو تمام شاگردون سے قلعہ سلو کی طرف چلا راہ میں دریا ملا نقاش ناخدا کا وہاں مکان تھا حضرت ابراہیم نے
خواب میں اسکو مسلمان کیا صبح کو عمرو پہونچا خواجہ نقاش آکر عمرو کو لیگیا اور کشتی پر سوار کر کے شہر سلو میں لا کر
اتارا عمرو نے فکر کی کہ رات کو امیر کو چھڑاؤنگا اور شاہ شمشش کی ایک دختر تھی زہرہ مصری حضرت ابراہیم نے رات
کو اسکو بھی مسلمان کیا اور بشارت دی کہ حمزہ کو چھڑا اور کہا جو سنگ چاہ سے اٹھائیگا وہی تیرا شوہر ہوگا غرض دوسری
رات کو زہرہ مصری نے کھانے میں بیہوشی ملا کر خواص کے ہاتھ پاسبانون کو بھیجا جبکہ وہ کھانا کھا کر بیہوش ہو گئے
لباس شب روی زہرہ مصری نے پہنا اور زندان میں جا کے کمند ڈالکے قید خانے میں اتری عمرو بھی آیا تھا اور زہرہ
کو آتے دیکھکر حیران کھڑا تھا عمرو نے جانا کہ یہ کام اسی مکار کا ہے عمرو نے آواز دی ملکہ فکرمند ہوئی اور کہنے لگی تو کون ہے
عمرو نے کہا ہم یانوش برکت دار نائب لات اعلی اور منات معلی زہرہ مصری نے کہا میں کیا کرون مجھکو تو حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے مسلمان کیا اور کہا ہے جو شخص اس سنگ کو چاہ پر سے دور کریگا وہی تیرا شوہر ہوگا عمرو نے
قوت کی کچھ نہو سکا آخر عمرو نے زنبیل سے مقبل کو نکالا مقبل نے وہ سنگ چاہ پر سے دور کیا زہرہ مصری
شمع لیکے چاہ پر آئی اور اندر اتری امیر کو مجرا کیا امیر نے کہا تو کون ہے اسنے کہا کہ میں دختر بادشاہ کی ہون چاہتی ہون
کہ آپکو خلاص کرون امیر نے زور کرکے قید کو پارہ کیا سرداروں کو چاہ سے لیکے باہر نکلے عمرو سے ملاقات کی
اور شہر کی طرف چلے سامنے شاہ شمشش کا باورچیخانہ تھا عادی کی ناک میں جو کھانے کی بو آئی عادی نے آکر

باور چیون کو ضرب سوختون سے باہر نکالا اور جو کچھ کھانا تیار تھا سب کچھ کھا گیا لوگون نے جا کر خبر بادشاہ کو دی اُسنے لشکر
بھیجا اور حکم کیا کہ اُسکو باندھ لاؤ عادی نے وہی سوختہ مارنا شروع کینے سب بھاگے بادشاہ بھی لشکر لیکر آیا عادی
نے اُسکو بھی شکست دی اور ایک سوختہ بادشاہ کے سر پر مارا بادشاہ واصل جہنم ہوا امیر بھی مع سردارون کے آئے
خوب تلوار چلی آخر لشکر شکست کھا کر بھاگا امیر نے قلعے کو فتح کیا وزیر آکر قدم پر گرا اور کلمہ پڑھا مسمور سلو بیٹا بادشاہ
کا تھا وزیر اُسکو خدمت امیر مین لایا امیر نے وہ قلعہ اُسکو دیا اور اُسکو ہمراہ لیکے طرف مصر کے روانہ ہوئے اور وہان اسد
دلیرانہ نے قلعہ مصر پر بنیاد جنگ ڈالی دوسرے دن اسد نے قسم کھائی کہ کل سر سواری قلعہ لیلونگا یہ ٹھہر کر سوار ہوا
اور ہنگ کر کے برابر دروازہ قلعہ کے پہونچا دروازے کو توڑ کر اسد قلعے مین داخل ہوا عزیز مصر نے نیزہ سینے
پر اسد کے مارا اسد نے رد کرکے ایسی ایک تلوار ماری کہ سر اُسکا تن پر سے جدا ہو گیا اتنے عرصے مین امیر بھی آ گئے
قلعہ مصر سر سواری نے لیا مظفر مصری عزیز مصر کا بیٹا تھا اُسکو وہان کا بادشاہ کیا اور سب مسلمان ہوئے بعد چند روز
کے امیر نے ہمراہی لشکر گران طرف مدائن کے کوچ کیا انکو تو راہ مین چھوڑیے اور وہان کا حال سماعت فرمایئے کہ نوشیروان
تمام سردارون سے آکر تخت پر بیٹھا بختک نے عرض کی کہ امیر مصر مین مارے گئے نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر
سے پوچھا بزرجمہر نے عرض کیا کہ ہیرا سر سنگ خبر لایا ہے کہ امیر نے عزیز مصر کو مارا اور اُسکے بیٹے کو بادشاہ کیا اب
مدائن کی طرف آتا ہے نوشیروان نے کہا تم سچ کہتے ہو غرض بختک اپنے مکان مین آیا اور ایک نامہ گستہم کو لکھا
کہ تجکو معلوم ہوا امیر درنار مین مارے گئے تو زوبین کامرانی کو لیکے خدمت نوشیروان مین آئین ملکہ مہرنگار سے
تو اُسکو دلوا دونگا جبکہ یہ نامہ گستہم کو پہونچا گستہم نامہ لیکے زوبین پاس آیا وہ نامہ پڑھکے بہت خوش ہوا زوبین
نے نامہ اپنے بڑے بھائی یعنی بہمن کو دکھایا بہمن نے کہا اے برادر بختک بڑا حرامزادہ ہے اولاد بن مرزبان
کو دوستی ملکہ مہرنگار مین وصل کرایا تیرا جانا مناسب نہین ہے زوبین نے کہا اب تو مین جاتا ہون بہمن چپ
ہو رہا زوبین نے دیو تاج ترک اور عاج تاج ترک اور نہروان تاج ترک کو سپہ سالار کیا سات لاکھ پچاس ہزار
سوار سے طرف مدائن کے کوچ کیا چند روز مین برابر باغ جمشید کے آیا اور باغ مین اُترا مدائن بتیس کوس وہان سے
تھا زوبین نے نامہ بختک کو لکھا کہ تیرے کہنے سے مین آیا ہون اور باغ جمشید مین اُترا ہون جو کچھ تو نے اُسپر عمل
کرون کتنارہ کابلی نے یہ نامہ خلوت مین بختک کو دیا بختک نے جواب لکھا کہ تو خاطر جمع رکھ مین تمام سردارون
سے نوشیروان کو تیرے استقبال کے واسطے لاؤنگا زوبین یہ سنکے بہت خوش ہوا دوسرے دن بختک نے
آکر نوشیروان کو مجرا کیا اور کہا اے شاہ زوبین کامرانی سات لاکھ پچاس ہزار سوار سے آیا ہے اور باغ جمشید مین اُترا ہے
نوشیروان یہ سنکے گھبرایا اور کہا اب مین کیا کرون بختک نے کہا زوبین کو شہر مین بلانا اچھا نہین ہے بہتر یہ ہے کہ باغ
جمشید مین آپ چلین اور اُسکو واسطے ملازمت کے طلب کرین نوشیروان سوار ہوا زوبین بھی یہ سنکے سوار
ہوا ملازمت بادشاہ کی کی نوشیروان نے زوبین کو بہت سا دلاسا دیا اور حکم کیا کہ ہماری بارگاہ جمشیدی برابر
باغ جمشید کے برپا کرو غرض نوشیروان آکر تخت پر بیٹھا سردار سب آکر بیٹھے مجلس آراستہ ہوئی تین روز صحبت گرم
رہی چوتھے روز زوبین اپنی بارگاہ مین آیا اور بختک کو لکھا کہ مین تیرے کہنے سے آیا ہون اب جو تو نے
مجھسے اقرار کیا ہے اُسکو عمل مین لا یا جواب دے کہ اُسپر عمل کرون خجستہ زابلی کے ہاتھ رقعہ بختک کے پاس
بھیجا بختک نے جواب دیا کہ کل تیرا کام کر دونگا غرض دوسرے روز بختک نے آکے نوشیروان سے کہا
کہ آپ کو معلوم ہے کہ زوبین واسطے خواستگاری ملکہ کے آیا ہے نوشیروان سنکے خفا ہوا اور کہنے لگا اے بادر بختک

کیا مین نہین جانتا تو کیا شطرنج کی چالین چلتا ہی کہا آپ کے نمک کی قسم مجھکو نہین معلوم نوشیروان فکرمند ہوا بختک کو
خلوت مین بلا کر کہا کہ مین کیا کرون بختک نے کہا کہ مجھکو نہین معلوم اگر ملکہ کا زوبین سے عقد نہ کردیا تو فساد ہوگا
گستہم اور بہمن عقب مین آتے ہونگے بہتر یہ ہی کہ ملکہ کو زوبین کے حوالے کرو جسوقت کہ حمزہ زندہ آیا تو کہنا زوبین
مجھسے زبردستی لیگیا اگر قوت رکھتے ہو تو جا کے ملکہ کو لے آؤ غرض دوسرے دن جب نوشیروان آ کے تخت پر بیٹھا زوبین
نے آکر مجرا کیا بختک نے زعفران سر پر زوبین کے چھڑکی اور کہا تجھکو مبارک ہو کہ بادشاہ نے ملکہ کو تجھے دیا زوبین
خوش ہو کے کھڑا ہو گیا مگر یہ دربار نوشیروان کے بہت فکرمند ہوئے اور کسی دوست امیر نے ایک نامہ طوق حران
گرد کو لکھا کہ شاہ نے مہرنگار کو زوبین کو دیا ہی اور آجکل مین امیر بھی آیا چاہتے ہین قلعہ مدائن کو بند کر اور
حفاظت ملکہ کی کر امیر تیرا مرتبہ بلند کرینگے طوق حران گرد نے یہ خبر سنکے دروازہ قلعہ کا بند کیا یہ خبر ملکہ نے سنی
حیران ہوئی کہا ای دائی اب مین کیا کرون دایہ نے کہا خاطر جمع رکھ طوق حران مرد مسلمان ہی اور اسنے دروازہ
قلعہ کا بند کر لیا ہی امروز فردا مین امیر بھی آیا ہی چاہتے ہین القصہ یہ خبر باغ جمشیدی مین جاسوسون نے بادشاہ
نوشیروان کو پہونچائی کہ ملکہ اور طوق حران دونون قلعہ بند ہوئے ہین زوبین نے یہ خبر سنکر ترک تاج
کو بھیجا کہ تو جا کر طوق حران کو قتل کر اور ملکہ کو لے آ ترک تاج بجا لا کر کے ہزار سوارون سے مدائن کی طرف چلا
اب اسکو تو راہ مین چھوڑو اب کچھ حال امیر کا سنو کہ جب مدائن سات منزل رہا عمرو سے کہا کہ تو جا کے خبر لا کہ
نوشیروان کس فکر مین ہی جبکہ عمرو برابر مدائن کے آیا تمام سرگذشت دریافت کر کے امیر کے روبرو حاضر ہوا اور
تمام حال زوبین کا بیان کیا امیر یہ سنکے غصے مین ہوئے اور لندھور سے فرمایا کہ تم عقب سے لشکر لیکر آنا اور آپ
خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے اور وہان ترک تاج نے قلعے پر لڑائی شروع کی اور بہت سے لوگ ترک کے
مارے گئے ترک تاج دروازے پر بہت جلد پہنچا چاہتا تھا کہ قلعے کو لے امیر نے آ کے نعرہ کیا ترک نے مقابلہ کیا امیر نے
تلوار ماری ترک مع مرکب چار پرکالہ ہوا لشکر اسکا بھاگا امیر دروازے پر آئے طوق حران نے دروازہ کھول دیا
اور آکر امیر کی ملازمت کی امیر نے خلعت فاخرہ عطا فرمایا بعد اسکے حکم کیا کہ تمام قلعہ کو کھود ڈالو اور جو دوستان بادشاہ
نوشیروان کی تھے وے مہرنگار کے حمامی اور شتربان اور فیلبان اور سائیسون کے حوالے کردین اور دختر گستہم
کو عمرو نے پسند کیا اور دختر بختک کو عادی نے لیا ملکہ مہرانگیز نے رقعہ لکھکر اور کبوتر کی گردن مین باندھکر نوشیروان
کے پاس بھیجا کبوتر بارگاہ نوشیروان پر آ کے بیٹھا نوشیروان نے رقعہ پڑھا ترک تاج کے مارے جانے اور خرابی
شہر مدائن سے بہت فکرمند ہوا خلوت مین آکر تمام حقیقت دختر گستہم کی بختک سے کہی اور بختک کی دختر کا
حال گستہم سے کہا دوسرے دن نوشیروان تخت پر بیٹھا اور زوبین کو بلا کر کہا کہ وہ عرب آیا ہی تمام ملک کو تیرے
ویران کیا ہی بھائی کو تیرے قتل کر کے مہرنگار کو اپنے قبضے مین کر لیا زوبین نے کہا مین کام اسکا تمام کردونگا اور
گستہم نے کہا کہ ای شاہ مین نے سنا ہی کہ بختک کی دختر کو عادی اپنی خدمت مین لایا بختک نے کہا الحمد للہ وہ
بادشاہ قلعہ تنگ رو داخل ہی تمھاری دختر کو عمرو لیگیا کہ وہ ذات کا ساربان زادہ ہی گستہم نے کہا کہ تمام دختران شاہی
کو امیر نے حمام دھولا ہے اور چمارون کے حوالے کیا یہ سنکے حضار مجلس حیران و فکرمند ہوگئے اور وہان امیر نے
حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف عراق کے روانہ کرو عمرو نے کہا پہلے مہرنگار کو مکہ روانہ کر دیجیے بعد اسکے کسی طرف
جانے کی فکر کیجیے پس امیر نے مقبل کو چار ہزار سوارون سے ملکہ کے ہمراہ کیا اور طرف مکہ کے ملکہ روانہ
ہوئی بعد اسکے امیر با توقیر پانچ لاکھ ستر ہزار سوارون سے طرف عراق کے روانہ ہوئے اور ایک نامہ نوشیروان

اور لکھا زمستاش بہادر یونانی اُٹھا اور امیر کو مجرا کر کے اور نامہ لیکر چلا جب لشکر نوشیروان مین پہونچا وہان نوذر کوہستانی
بارگاہ سے نوشیروان کی طرف آتا تھا راہ مین زمستاش کو دیکھا سلام کیا اور کہا آپ کہان جاتے ہین زمستاش نے
کہا نامہ امیر کا لایا ہون نوذر نے کہا دربار برخاست ہو گیا ہے بہتر یہ ہے کہ آج رات کو فقیر خانے پر رہیے صبح کو دربار مین
جائیے گا نوذر زمستاش کو اپنے مکان پر لایا خوب مہمانی کی اور کہا خاطر جمع رکھیے گو کہ مین نوکر نوشیروان کا ہون چالیس
ہزار سوار ہمراہ ہین اور سب مسلمان ہین اگر بارگاہ نوشیروان مین کوئی مشکل تم پر پڑیگی مین اپنی جان تم پر نثار کرونگا
الغرض جب صبح ہوئی نوذر بارگاہ نوشیروان مین آ کے بیٹھا اور زمستاش مرکب پر سوار ہو کے بارگاہ پر آیا لوگون نے
دیکھا اور زرہ کا دس آدمی قتل کر کے اندر بارگاہ کے آیا نامہ نوشیروان کو دیا اور نامے پر زر نثار کروایا نوشیروان
نامہ پڑھ کے خفا ہوا اور چاہا کہ نامے کو پارہ کردن زمستاش نے نامہ چھین لیا اور کہا یہ نامہ صاحبقران زمان کا ہے
اگر مرد ہے تو لشکر گران سے سر میدان جواب دے زوبین نے نمار ترک کو اشارہ کیا کہ ایلچی کو قتل کر نمار ترک پیچھے
سے آ کر تلوار مارنا چاہتا تھا کہ بزرجمہر نے زمستاش کو اشارہ کیا زمستاش نے ہو کے اُسکی تلوار چھین لی اور کمر پر جو
تلوار ماری تو دو ٹکڑے ہوا نوشیروان اور زیادہ غصہ مین آیا حکم کیا کہ اسکو پکڑ لو بس لوگون نے چہار طرف سے نرغہ
کیا نوذر نے بھی اپنے لوگون کو للکارا پچاس ہزار سوار ٹوٹ پڑے نوشیروان کے لاکھ سوار مارے گئے زمستاش
کے بھی زخم لگے اور نوذر بھی زخمی ہوا مگر زمستاش کو گھوڑے پر سوار کیا اور لشکر امیر مین لایا جراح کو بلا کر ٹانکے
دلوائے وہان نوشیروان بہت پریشان تھا گستہم نے کہا میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے غرض صبح کو دونون
لشکر میدان مین آئے اور گستہم صف لشکر سے نکلا اور پکارا اے حمزہ تو نے مجھسے قول کیا تھا کہ زرہ و شمشیر سے مقابلہ
نہ کرونگا پس امیر نے بے زرہ و شمشیر گستہم سے مقابلہ کیا گستہم نے تلوار ماری امیر نے چھین کے ایسی تلوار ماری
کہ مع مرکب چار پارے ہوئے نوشیروان نے لشکر سے کہا کہ امیر کو پکڑو امیر نے تمام سردارون سے جنگ مغلوبہ
شروع کی امیر نے علم نوشیروان پر تلوار ماری نوشیروان مع لشکر بھاگا خزانہ اور بارگاہ جمشیدی امیر کے ہاتھ آئی
اور مدائن مین آ کر چھپے نوشیروان بہت پریشان تھا بزرجمہر کو بلا کر کہا کہ تم جاؤ اور امیر سے کہو کہ نوشیروان
آپ سے بہت پشیمان ہے بہتر یہ ہے کہ قلعہ مدائن کو چھوڑ دو اور تم کعبہ کو جاؤ مجھے اپنے اور مہرنگار سے کچھ دعوی
نہین بزرجمہر بیٹون کو ہمراہ لیکے مدائن مین آئے اور جو نوشیروان نے کہا تھا بیان کیا امیر نے قبول کیا اور کہا
کہ مین نے قسم کھائی ہے کہ جبتک زراعت تیار نہو اور مرکب بیرانہ کھا سکے کو نہ جاؤنگا بزرجمہر اُٹھے اور زراعت
مین سے چند برگ توڑ لائے اور مرکب امیر کو کھلائے اور کہنے لگے کہ تو قسم تمہاری پوری ہوئی امیر بسبب کہنے بزرجمہر
کے مکے کو روانہ ہوئے اور خواجہ بزرجمہر نوشیروان کو مدائن مین لائے از سر نو شہر کو بنایا مگر بختک بہت پریشان
تھا اپنے گھر مین ایک دم آ کے بیٹھا تھا کہ جاسوسون نے خبر کی کہ زوبین دروازے پر کھڑا ہے بختک یہ سنکے باہر آیا
اور ہاتھ پکڑ کے خیمے مین لایا اور کہا کیا ہے زوبین نے کہا مین تیرے کہنے سے اپنے ملک کو چھوڑ کر آیا ہون اور امیر
مکہ کو گئے لیکر بختک نے کہا تیسرے دن اسکا جواب دونگا تو زوبین اپنے مکان مین آیا بختک نے تین دن
مین ایک تلوار آراستہ کی اور سات مرتبہ اسکو زہر مین بجھایا اور زوبین کو بلا کے تلوار دی اور کہا مین نے رمل مین
دیکھا ہے کہ خونریزی امیر کی مکے مین ہوگی جبکہ صبح ہوئی بختک زوبین کو ہمراہ لیکے نوشیروان کے پاس آیا اور عرض
کی کہ اے بادشاہ زوبین عرض کرتا ہے کہ میرا نام بد ہوا اگر آپ حکم دین تو مین مکے مین جا کے امیر کو قتل کر دن یا وہ
مجھے قتل کرے نوشیروان نے کہا اس سے کیا بہتر ہے غرض زوبین گستہم کے بیٹون کو ہمراہ لیکے سات لاکھ پچاس ہزار

سوار ہوے طرف مکے کے چلا بعد چند روز کے برابر مکے کے پہونچا اور کوہ بوقبیس کے برابر اُترا سرہنگ مکی نے
یہ خبر امیر کو دی کہ زوبین لشکر گران سے آیا ہی دوسرے روز امیر نے بھی آکر صف لشکر کی جمائی زوبین میدان
مین آیا اور امیر سے مقابلہ کیا بعد چند حملون کے بازون سیاہ قیطاس کا ہوش خانے مین آیا دو بلخہ امیر کے سر پر سے
گذر پر اترا زوبین نے فرصت پاکے تلوار جو ماری وہ زہر مین بجھی ہوئی تھی چار انگل زخم کاری سر پر لگا امیر نے دستانہ
مارا تلوار نکل گئی جنگ مغلوبہ ہوئی سردارون نے امیر کے زوبین کو شکست دی زوبین بھاگا اور مدائن
مین آکر نوشیروان سے سارا حال بیان کیا بختک سنکے خوش ہوا اور کہا اے شاہ اب امیر زندہ نہ رہیگا کہ مین نے
سات مرتبہ زہر مین بجھاکر تلوار زوبین کو دی تھی نوشیروان یہ سنکر چپ ہو رہا اور وہان امیر مرکب سے جدا ہوکے
زمین پر بیہوش ہوکر گرے عمرو اور سردارون نے امیر کو اٹھایا جبکہ رات گذری صبح ہوئی عمرو نے دیکھا کہ زخم
امیر کا ورم کیے ہوے ہی کہ شکل امیر کی پہچانی نہین جاتی عمرو روتا ہوا چلا اور مدائن مین بزرجمہر کے پاس
آیا اور امیر کا حال بیان کیا بزرجمہر نے کہا کہ تو علاج امیر کا نہین کر سکتا بہتر ہی کہ ایک خالی مکان مین امیر کو
لٹادے اور ملکہ مہرنگار کو واسطے خدمت کے اُنکے پاس بٹھاوے اور خواجہ بزرجمہر نے مرہم بھی عمرو کو دیا
عمرو نے آکر وہ مرہم لگایا دوسرے روز زخم امیر کا اور بڑھا ہو گیا عمرو فکرمند ہوا سردارون سے سارا حال بیان
کیا اور امیر کو خالی مکان مین رکھا ملکہ کو پاس بٹھا دیا

دو کلمہ داستان سے با حمزہ صاحبقران عالیشان کا پردہ قاف مین حسب الطلب شہپال ابن شہرخ

راویان اخبار مسرت آثار اسطرح روایت کرتے ہین کہ پردہ قاف مین ایک بادشاہ ہی کہ نام اُسکا شہپال
بن شہرخ نبیرہ حضرت سلیمان ہی دیو عفریت سپہ سالار شہپال کا ہی ملکہ آسمان پری دختر شہپال پر
عاشق ہوا اور عاشق ہوکر شہپال سے بگڑ گیا عفریت سے لڑائی ہوئی شہپال شکست کھاکے بھاگا اور گلستان ارم
مین جا کر بند ہوا شہرستان زرین مین عمل عفریت کا ہو گیا دوسرے دن سردارون نے آکر شہپال کو مجرا کیا
شہپال نے اپنے وزیر عبدالرحمن جنی سے کہا کہ ایک مرتبہ تو رمل کو دیکھ کہ اس عفریت نابکار کی قضا کسکے
ہاتھ سے ہی عبدالرحمن نے رمل کو دیکھا خوش ہوکے کہا اے شاہ معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ مین ایک شخص ہی کہ نام اُسکا
حمزہ عرب ہی مگر آجکل وہ زخمی ہی مرہم سلیمانی بھیجیے اور اٹھارہ روز کے وعدے پر اُسے طلب کیجیے اُسکے ہاتھ
سے دیو عفریت مارا جائیگا یہ سنکے شہپال نے سلاسل پری اور جلاجل پری اور سلطان ارزق کے ساتھ
چار ہزار دیو ہمراہ کرکے مرہم دیا اور مکہ کو روانہ کیا بعد چند روز کے برابر مکے کے پہونچے سلطان ارزق نے مرہم آکر
سر پر امیر کے باندھا تھوڑی دیر مین امیر کو ہوش آیا سلطان ارزق نے سرمہ سلیمانی امیر کی آنکھون مین لگایا
امیر نے دیکھا کہ دیو پری آئے ہین اُنھون نے امیر کو مجرا کیا امیر نے کہا تم کہان سے آئے ہو سلطان ارزق
نے عرض کی کہ شہپال بادشاہ قاف نے ہمکو بھیجا ہی مرہم سلیمانی ہمنے سر پر آپکے لگایا ہی مہرنگار حیران ہوئی
امیر سے کہا تم کس سے باتین کرتے ہو امیر نے کہا شاہ قاف نے دیو پری کو بھیجا ہی مین اُن سے باتین کرتا ہون
ملکہ نے بہبود خواجہ سرا کو عمرو کے پاس بھیجا اور کہا تم آکر امیر کا حال دیکھو جبکہ عمرو آیا امیر کو مجرا کیا امیر نے اشارے
سے کہا بیٹھو جبکہ عمرو بیٹھ گیا امیر سے کہا تم کس سے باتین کرتے ہو آیا مین بھی اُنکو دیکھون امیر نے سلطان ارزق
کو حکم کیا کہ سرمہ اسکی بھی آنکھون مین لگا دو اُسنے عرض کیا یہ کون ہی امیر نے کہا یہ میرا بھائی ہی اگر یہ راضی نہوگا تو چلنا
میرا ادا نہوگا ارزق نے عمرو کی آنکھ مین اور ملکہ کی آنکھ مین سرمہ لگایا دونون دیو پری کو دیکھکر حیران ہوے

عمرو نے کہا اے سلطان ارزق جو کچھ روپیہ امیر کے خزانے مین ہے تم لیلو اور چلے جاؤ ارزق نے کہا ہم واسطے زر کے
نہین آئے ہین اور اے خواجہ تم خوب جانتے ہو کہ اگر یہ مرہم سلیمانی نہ آتا تو امیر قتل ہو جاتے شہپال نے شکست
عفریت سے پائی ہے گلستان ارم مین آیا ہے عبد الرحمٰن جنی وزیر شہپال نے رمل دیکھکر کہا کہ عفریت امیر کے ہاتھ
سے مارا جائیگا مگر ان دنون وہ زخمی ہے مرہم دیکر ہمکو بھیجا ہے اب ہمکو آپ جواب دین کہ آپ عفریت سے
مقابلہ کر سکتے ہین یا نہین امیر نے کہا بلے عمرو نے کہا کیا خاطر جمع سے آپ اقرار کرتے ہین اور کل جو لشکر دیو پریان
کا آئیگا کون جواب دیگا امیر یہ سنکے ہنسے اور سلطان ارزق سے کہا تم عمرو کو راضی کرو سلطان ارزق نے
عمرو سے کہا کہ تم کس واسطے امیر کو جانے نہین دیتے عمرو نے کہا تم مرہم کی قیمت تین ہزار اشرفیان لیلو اور رفاف
روانہ ہو ارزق نے کہا ہمکو طمع نہین ہے اٹھارہ روز کے وعدے پر ہم امیر کو لیے جاتے ہین بعد اسکے بخوبی تمام
پہونچا جائینگے آخر عمرو بھی راضی ہوا اور کہا اے ارزق چند دیوؤن کو حکم کر کہ وہ مجکو مدائن مین لے چلین غرض
عمرو تخت پر سوار ہوا چار دیو عمرو کو مدائن مین لائے جبکہ بارگاہ نوشیروان مین عمرو آیا اپنے تئین ظاہر کیا بختک
دیکھکر حیران ہوا عمرو کو مجرا کیا اور کہا آپ کیون تشریف لائے ہین عمرو نے کہا اے شاہ تو نے تیشہ اپنے ہاتھ سے
اپنے پاؤن مین مارا یہ نہ جانا کہ امیر حضرت ابراہیم کی اولاد مین ہے کوئی اُسکو قتل کر سکتا ہے یہ چار دیو مجکو لیکر آئے
ہین اگر کہون تو تیرے تمام شہر کے لوگ ابھی کھا جاتے ہین یہ سنکر رنگ نوشیروان کا زرد ہو گیا اور بختک
کا چہرہ تو پانی پانی ہو گیا سردار سب حیران تھے نوشیروان نے کہا اے خواجہ مجکو شہ زمین کی خبر نہین عمرو نے کہا
گذشتہ را صلواۃ امیر اٹھارہ دن کے لیے پردہ قاف کو جاتے ہین اور شہپال نے ضیافت کے لیے طلب کیا ہے اگر
تو نے لشکر کشی کی تو ابھی دیو تیرا علاج کر سکتے ہین نوشیروان نے عمرو سے اقرار کیا کہ جبتک امیر نہ آئینگے
تب تک جنگ نہ کرونگا غرض عمرو نے یہ کلام نوشیروان سے لکھوا لیے اور مہر کرا لی بعد اسکے قلم دوات اور دستار بختک کی
لیکر تکیہ مین آیا اور سارا حال امیر سے بیان کیا وہ دن تو گذرا دوسرے دن امیر غسل کر کے بارگاہ مین آکر بیٹھے
سردارون نے تصدق اُتارے امیر نے سردارون سے کہا مین تو قاف کو جاتا ہون عمرو کو اپنی جگہ مین نے
مقرر کیا ہے سب نے کہا بہت خوب اور اطاعت عمرو کی قبول کی سب سردارون نے عمرو کو مجرا کیا نذرین دین عمرو
نے غل مچایا کہ مین لائق بادشاہت کے نہین ہون امیر نے ہر طرح عمرو کو دلاسا دیا اور راضی کیا اسوقت ایک
عیار بلبلہ خطا و ختن سے آیا اسکا زر دہنگ خطائی نام تھا نامہ بہرام کے ہاتھ مین دیا کہ اے بہرام تمکو معلوم
ہو کہ معروف شاہ مازندران نے آ کے قلعہ خطا پر غلبہ کیا ہے اگر دیکھتے ہی نامے کے تم آئے تو خوب ہے نہین تو
قلعہ ہاتھ سے گیا بہرام امیر سے رخصت لیکے روانہ ہوا اب کچھ حال زیر باد ہند کا سنیے کہ امیر نے
بختیار شاہ جبروتی کو بادشاہ تمام زیر باد ہند کا کیا تھا اور داراب و شنواط اور عبد العزیز شاہ کو
اطاعت گذار بختیار شاہ کا کیا تھا ایک روز داراب اپنے عزیزون سمیت بارگاہ مین بیٹھا تھا مجلس شراب
گرم ہو رہی تھی جبکہ خوب نشہ ہوا حکم کیا کہ بت لاؤ جبکہ بت آئے داراب نے کہا مین نے دین کو اپنے پوشیدہ
کیا اب چاہتا ہون کہ جو کوئی میرے ساتھ کا عزیز رکھتا ہے وہ بت کو سجدہ کرے یہ کہکے پہلے داراب نے سجدہ کیا
بعد اسکے شنواط اور عبد العزیز نے سجدہ کیا غرض تین دن کے عرصے مین ستر ہزار آدمی کو گمراہ کیا بعد اسکے
اسی عالم نشہ مین مست ہو کے سب کو ہمراہ لیکے بارگاہ بختیار شاہ مین آیا اور بختیار شاہ کو سلام نہ کیا
عبد العزیز نے بت منگا کر رکھا اور کہا جو کوئی ہمکو عزیز رکھتا ہے وہ سجدہ کرے جو گمراہ تھے انھون نے سجدہ کیا

مگر بختیار شاہ اور سلسلہ شاہ نے سجدہ نہ کیا داراب نے کہا تمنے کیون سجدہ نہ کیا کہ یہ دین قدیم تمھارا ہی بختیار شاہ نے
کہا تم گمراہ ہو کے ایسا کام کرتے ہو یا حمزہ کو کچھ دور جانتے ہو آنا حمزہ کا کچھ مشکل نہین ہی تم کس خیال مین ہو داراب نے
کہا انکو پکڑ لو غرض بختیار شاہ کو داراب نے قید کیا اُسکا بیٹا سلسلہ شاہ نکل گیا اور لشکر امیر مین آیا لندھور سے سارا حال
بیان کیا لندھور یہ سُنکے اُٹھا اور امیر سے رخصت لیکے طرف زیر باد ہند کے روانہ ہوا اور امیر بردہ قاف کو روانہ ہو
عمرو نے پایہ تخت کا پکڑ لیا بارہ کوس امیر کے ہمراہ عمرو برابر چلا گیا ہر چند امیر نے عمرو کو رخصت کیا لیکن عمرو نہ گیا آخر
دیوون نے پھر تخت اُٹھا لیا اور تخت بلند ہوا عمرو نیچے تخت کے دیکھتا ہوا دوڑا جاتا تھا آخر تخت نظر سے عمرو کے غائب
ہو گیا عمرو بیہوش ہو کے زمین پر گر پڑا حضرت خضر آئے عمرو کو اُٹھایا اور مکہ کو بھیجا عمرو مکے مین آکر تخت پر بیٹھا اب حال
امیر کا سماعت فرمایئے کہ امیر دو روز برابر چلے گئے تیسرے دن ایک باغ امیر نے دیکھا سلطان ارزق سے پوچھا کہ یہ
باغ کسکا ہی اُسنے کہا کہ یہ باغ سام بن نریمان کا ہی اسمین ایک گنبد ہی اور اُس گنبد مین تین قبرین ہین ایک قبر سام کی
ایک رستم کی اور ایک سہراب کی امیر نے کہا تخت ہمارا اس باغ مین اُتارو تخت اُترا امیر نے قبرون کا طواف کیا فاتحہ پڑھا کہ
امیر کو خواب ہوا امیر نے تینون پہلوانون کو دیکھا امیر نے سام سے گرز طلب کیا سام نے گرز امیر کو بخشا پھر رستم
سے کمان طلب کی رستم نے کہا تم کمان میری کھینچ نہ سکو گے بعد اُسکے سہراب سے تیغ طلب کیا سہراب نے بھی
تیغ بخشا امیر خواب سے بیدار ہوئے گرز سام کا اُٹھا لیا تیغ سہراب کا لیا رستم کی کمان کو توڑ ڈالا بعد تخت پر سوار
ہوئے اور قاف مین پہونچے امیر نے ایک چار دیواری فولاد کی دیکھی امیر نے کہا یہ کون دربند ہی سلطان ارزق
نے کہا یہ دربند قاف ہی اور یہ دربند ایک دیو کے حوالے ہی کہ اُسکا نام دیو راہدار ہی اور دیو عفریت کو رمل سے معلوم ہی
کہ تو ایک آدم زاد کے ہاتھ سے مارا جائیگا اسواسطے اُسنے دیو راہدار کو یہان مقرر کیا ہی کہ تو اُس آدمی کو زندہ نہ چھوڑنا
غرض وہین امیر اُترے اور نماز پڑھنے لگے اُسی وقت دیو راہدار آیا سلطان ارزق اور سلاسل اور جلاجل پری
اور دیوون کو پکڑ لیگیا امیر نماز سے فارغ ہوئے دیکھا کوئی میرے پاس نہین ہی حیران ہوئے دن گذرا رات ہوئی امیر
عبادت خدا مین مشغول ہوئے جبکہ صبح ہوئی ناچار امیر کمر ہمت باندھکے اُسی کوہ پر دوڑے جاتے ہین ایک چشمہ ملا اور ایک
درخت سایہ دار کے نیچے ایک پیر مرد بیٹھا ہوا عبادت خدا مین مشغول تھا امیر نے اُسکو سلام کیا پیر مرد نے جواب سلام
دیا اور کہا تم کہان سے آئے ہو امیر نے سارا ماجرا بیان کیا پیر مرد نے کہا تم غمگین نہو تمسے وہ وہ کارنمایان ہونگے کہ تا قیامت
نام تمھارا رہیگا امیر نے نام اُسکا پوچھا اُسنے کہا کہ نام میرا عبد السلام اسکندر کہتے ہین تمام جہان کی مین نے سیر کی ہی اور
یہان آکر بیٹھا ہون امیر نے کہا مین قاف کو جاؤنگا اسی اثنا مین حضرت خضر و حضرت الیاس تشریف لائے امیر سے کہا تمکو
حکم نہین ہی کہ قاف کو جاؤ یہ کہکے چلے گئے بعد اُسکے پیر مرد نے امیر سے کہا کہ مین نے بہت فکرین کی ہین اور رمل
مین دیکھا ہی کہ عرب سے ایک شخص خروج کریگا کہ تمام قاف مین اُسکا عمل ہوگا اور نام اُسکا حمزہ عرب ہوگا امیر نے کہا
وہ میرا نام ہی حکیم نے کہا تم خاطر جمع رکھو یہ دربند حکم سلیمانی سے کھلیگا تم اندر جانا امیر نے کہا کب کھلیگا اُسنے کہا روز
جمعہ کو یہ در کھلیگا اور تم اندر جاکے کہنا کہ مین مہمان دیو راہدار کا ہون سب تمکو راہ دینگے غرض جمعہ کو امیر دروازہ
پر آکر بیٹھے اور راہ دیکھتے تھے کہ کسی طرح سے در کھلے اور دعا کر رہے تھے کہ ناگاہ صدا ہوئی اور دربند کھلا امیر
ہو سا اُس دربند مین آئے دیوون کی صورت دیکھکر داہنے بائین سے امیر کے دوڑے اور کہا اے آدم زاد تو یہان کہان
سے آیا ہی اور کہان جائیگا امیر نے جلدی تمام کہا کہ مین مہمان راہدار کا ہون غرض ناچار اُنھون نے راہ امیر کو بتائی
امیر تو آگے چلے تھے اور پیچھے دیکھتے جاتے تھے اور خوف اپنی جان کا تھا جبکہ بارگاہ راہدار مین آئے دیکھا کہ چار طرف دیو

بیٹھے ہین سارنج رہا ہو راہدار تخت پر بیٹھا ہو امیر نے سلام علیک کی اور تعریف خدا کی کی دیوون نے جواب سلام دیا اور ایک
دیو نے کہا تم کون ہو امیر نے کہا مین مہمان راہدار کا ہون راہدار نے کہا آؤ بیٹھو پس امیر دلیرانہ آگے بڑھے اور برابر
دیو راہدار کے بیٹھے راہدار نے کہا تم کہان سے آئے ہو امیر نے کہا تجکو معلوم ہو کہ مین پیدا دنیا مین زخمی تھا شہبال
نے چند دیو بھیجے مجکو اچھا کیا اور یہان لیکر آئے تو نے انکو قید کیا ہی بہتر یہ ہی کہ انکو چھوڑ دے کہ مجکو وہ قاف مین پہونچا دین
اور مین دیو عفریت کو قتل کر کے اپنے گھر کو جاؤن راہدار یہ سنکے ہنسا اور کہا ایک ملازم عفریت کا مین ہون اگر وہ
حکم کرے تو مین تجکو قاف مین جانے دون امیر نے کہا تجکو اس سے کیا کام ہی راہدار نے کہا مین تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا
امیر نے کہا مین تجکو قتل کرونگا راہدار یہ سنکے خفا ہوا اور آواز دیوون کو دی کہ اسکو پکڑ لو پس دیو چار طرف سے
دوڑے امیر نے تلوار کھینچی اور داہنے بائین وار کرنے لگے غرض چند دیوون کو قتل کیا راہدار غصہ مین آیا اور کہا
اے نامرد ایک آدمی زاد کو تم قتل نہین کر سکتے کب تمھاری بہادری کام آئیگی بس دور ہو مین خود اس آدم زاد سے لڑونگا
یہ کہکر آپ اٹھا اور دار شمشاد اٹھا کر امیر پر ماری امیر نے ضرب کو رد کر کے تلوار کمر پر اسکے ماری کہ دو ٹکڑے ہو گئے
راہدار کے ملازمون سے لڑائی ہونے لگی ایک تھا بدار پیدا ہوا اسنے اور امیر نے دیوون کو مار کر بھگا دیا بعد اسکے
حضرت خضر پیدا ہوئے اور انھون نے تہ خانہ بتایا امیر نے سلطان ازرق وغیرہ کو خلاص کیا اور تخت پر سوار
ہو کے طرف گلستان ارم کے روانہ ہوئے اب انکو راہ مین چھوڑ کر اب کچھ حال لندھور کا سنو کہ لندھور نے بعد
چند روز کے دریا سے عبور کیا وہان داراب و شتواط نے لشکر جمع کیا اور سراندیب کی طرف کوچ کیا بعد قطع مسافت سراندیب
مین پہونچے شہبال ہندی قلعے سے باہر آیا بعد آراستگی صفوف ہر دو لشکر عبد العزیز کی طرف سے ظہیر ہندی میدان
مین آیا اور شہبال ہندی کے ہاتھ سے مارا گیا القصہ سات آدمیون کو شہبال نے قتل کیا داراب نے آپ آکر
مقابلہ کیا گرز سے شانہ شہبال ہندی کا زخمی ہوا لشکر شہبال ہندی نے شکست کھائی سر سواری قلعہ
سراندیب لیلیا لندھور بن سعدان کو راستہ مین جاسوسون نے خبر پہونچائی کہ داراب نے قلعہ
سراندیب پر قبضہ کیا یہ سنکے لندھور غضب مین آیا بخار چڑھ آیا بیمار ہو گیا ادھر عادل شیر دل و جیپور
ہندی بہت فکر مند ہوئے داراب نے طبل جنگ بجوایا اور میدان مین آیا عادل شیر دل نے مقابلہ کیا
اور طبل بازگشت بجوا کے پھر آیا جیپور ہندی فکر مند تھا کہ نجم بن شہاب ہندی نے عرض کیا کہ یہان سے چار سو
کوس پر لشکر بہرام گرد بن خاقان چین کا اترا ہی اگر حکم ہو تو مین جا کر انکو لے آؤن پس جیپور نے نامہ بہرام گرد
بن خاقان چین کو بدین مضمون تحریر کیا کہ داراب و شتواط و عبد العزیز وغیرہ نے ہمارے ملک پر لشکر کشی کی
شہبال ہندی نے مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی تمام لشکر سرنگون حال مین ہی لندھور بھی اتفاق سے بیمار ہو گیا ہم
لوگون کی حالت تباہ ہی لہذا ای پہلوان دوران اسوقت نازک مین مدد کیجیے اور ان گمراہان دین کی سرکوبی کرنا ضرور ہی
جیپور ہندی نے یہ نامہ رقم کر کے نجم بن شہاب کو دیا اور کہا کہ میری جانب سے کہدینا کہ آپ کی استعانت کا
منتظر ہی نجم بن شہاب نامہ لیکر بہرام گرد کے پاس آیا اور بارگاہ مین آکر بیہوش ہو گیا ملازمان بہرام نے
ہوشیار کیا اور نامہ بہرام کو دیا بہرام نے نامہ پڑھا مضمون سے مطلع ہوا فراق امیر مین بہرام روتا تھا
مگر امیر بھی بہرام گرد بن خاقان چین نے تین روز مین اپنے تئین لشکر لندھور بن سعدان مین پہونچایا
لندھور نے بہرام کو گلے سے لگایا اور داراب و عبد العزیز وغیرہ کی شکایت کی بہرام گرد نے کہا کل مین
مقابلہ کرونگا دیکھیے سب کا کیا حال کرتا ہون غرض یہ خبر داراب کو ہوئی اور طبل جنگ بجوایا صبح کو دلیران

لشکر میدان کارزار میں آکر ٹھہرے صفیں جانبین سے آراستہ ہوئیں شواط نے فیل اپنا صف لشکر سے نکالا اور مبارز
طلب کیا بہرام گرد نے اپنے لشکر سے نکل کے مقابلہ کیا گرز بازی میں کرگدن بہرام گرد کا مارا گیا تیر سے چین
برابر رہے بہرام نے فیل شواط کو مارا شواط فیل پر سے کود کشتی ہونے لگی جبکہ شام ہوئی شواط نے بہرام
کا ہاتھ کشتی سے تھام لیا اور کہا پھر کل جنگ کرونگا ہرچند بہرام نے کہا شواط نے نہ مانا اور اپنے لشکر کی طرف
چلا گیا جبکہ دونوں لشکر میدان مصاف سے اپنی اپنی آرامگاہ پر پہونچے داراب نے شواط سے پوچھا
کہ تو نے کسواسطے بہرام کا ہاتھ لڑائی سے تھام لیا شواط نے کہا کہ داراب غم مجھے زبردست ہے نعمان ہزارہ
نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو بہرام کو چرا کے باندھ لاؤں داراب نے کہا اچھا پس نعمان ہزارہ رات کو گیا اور بہرام
کو بیہوش کر کے چرا لایا عبد العزیز نے کہا کہ بہرام گرد بن خاقان چین کو ستون بارگاہ سے باندھ دو بہرام
کو ستون بارگاہ سے بندھوا کر شبخون لشکر لندھور پر مارا جےپور نے آکر شواط کا مقابلہ کیا شواط نے سیل سر پر
جےپور ہندی کے مارا جےپور ہندی نے سر کو چرا لیا سیل سر مرکب کے لگا سر مرکب کا پھٹ گیا جےپور نیچے
گرا ملازم جےپور کے دوڑے اور جےپور کو اٹھا لائے شواط نزدیک بارگاہ لندھور پہونچا لندھور خواب سے
بیدار ہوا پوچھا یہ کیا غل ہے اور شور ہے نجم بن شہاب نے سارا حال بیان کیا لندھور کو غصہ آیا اور کہا کہ میرے
اسلحہ لاؤ عادل شیر دل اور اسکندر دہلوی نے عرض کیا کہ آپ کا یہ حال ہے کس طرح سے مقابلہ کیجیے گا
لندھور نے کہا میں اسی حال میں مقابلہ کرونگا وہ خاموش ہو رہے آخر کار لندھور نے سلاح اپنے
بدن پر آراستہ کر کے عمود کاندھے پر رکھا اور فیل ہمیونہ پر سوار ہو کے بارگاہ سے باہر آیا شواط کی نظر
لندھور کے اوپر پڑی جانا کہ لندھور بیمار ہے شواط لندھور کے سامنے آیا اور سیل سات سو من کا سر پر
لندھور کے مارا لندھور نے اسی حالت میں شواط کی ضرب کو رد کیا اور ایسا گرز مارا کہ شواط مع فیل
برابر ہو گیا اور داراب اور عبد العزیز کو شکست دی وہ بھاگے لندھور نے بہرام گرد بن خاقان چین
کو ستون سے چھڑایا اور خزانہ و بارگاہ داراب و عبد العزیز وغیرہ کا لوٹ لیا منظر کلاہ جو داراب کا صوبہ دار
تھا اسنے دروازہ شہر کا کھولا اور باہر آکر لندھور کی ملازمت کی لندھور نے منظر کلاہ کو خلعت دیا
اور سرفراز کیا شہر میں آکر لندھور تخت پر بیٹھا شہپال ہندی کو قید سے چھڑایا اور لندھور نے گلے لگایا
داراب اور عبد العزیز جو بھاگے مالک اجروکی نے کہا کہ تمہارا زیرباد ہند کی طرف جانا مناسب نہیں
انکو راہ میں چھوڑو اب کچھ حالات امیر با توقیر صاحبقران آفاق گیر کے بیان ہوتے ہیں کہ پری نے پہلے ایک
دیو کو شہپال بن شہرخ کے پاس روانہ کیا دیو نے آکر شہپال بن شہرخ کو مجرا کیا اور سارا حال راہدار کے
مارے جانے کا بیان کیا اور آنا لقا دار باوقار کا واسطے مدد امیر کے مفصلاً عرض کیا شہپال یہ سنکے بہت
خوش ہوا اور ادھر امیر کشورگیر کو پریاں تخت پر سوار کیے لیے جاتی تھیں امیر با توقیر نے ایک شہر کو دیکھا
پریوں سے پوچھا کہ یہ کسکا شہر ہے سلاسل پری نے عرض کیا کہ یہ شہر شہپال بن شہرخ کے زیر حکومت
ہے مگر مجھسے تعلق رکھتا ہے میں اس شہر میں رہتی ہوں حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ تو ہمکو اپنے مکان میں
فرو کش کر سلاسل پری نے عرض کیا اگر شہپال بن شہرخ آپکو یہاں اترے سنیگا تو مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا
امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا میں نہیں جانتا میں تو یہیں اترونگا غرض سلاسل پری ناچار ہوئی اور امیر
کو لاکر اپنے مکان میں اتارا جاسوسوں نے یہ خبر شہپال بن شہرخ کو پہونچائی شہپال بن شہرخ یہ سنکے

غضب مین آیا اور عبدالرحمن جنی سے کہا کہ اس بدبخت نے یہ کیا حرکت کی عبدالرحمن نے کہا ای بادشاہ اسمین کچھ گناہ سلاسل پری کا نہین ہر امیر آپ اُترے ہین غرض دوسرے دن شہپال بن شاہرخ سوار ہوا اور حکم کیا کہ دونون طرف دیو و پری صف باندھکر کھڑے ہون اور زر و جواہر واسطے نثار کے امیر پر بھیجا اور ادھر سے امیر بابو قیر تخت پر سوار ہوکے چلے جبکہ شہپال بن شاہرخ کی نگاہ امیر حمزہ صاحبقران پر پڑی نہایت حیران ہوا اور عبدالرحمن جنی سے کہا کہ اسی آدم زاد نے دیو راہدار کو مارا ہی عبدالرحمن جنی نے کہا ہان اسی شخص نے راہدار کو قتل کیا ہی اگر آپ کو یقین نہو تو کسی دیو کو بھیجیے کہ ایک مشت اس آدم زاد کے لگانے سے سارا حال معلوم ہو جائیگا شاہ شہپال نے دیو طمطراق دندان کو بھیجا کہ اس آدم زاد کو پکڑ لا دیو امیر حمزہ صاحبقران کے پاس آیا اور کہا ای آدم زاد تو کہان جاتا ہی ہمارے بادشاہ کا حکم نہین ہی کہ تو آگے بڑھے امیر بابو قیر کو دیو کے کلام سے نہایت غصہ ہوا اور ایک مشت مین کام دیو طمطراق دندان کا تمام کیا شہپال بن شاہرخ یہ دیکھکے ہنسا اور دوڑ کے امیر بابو قیر کو گود مین اُٹھا لیا تخت پر اپنے سوار کرکے زر بے بہا نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ فلک جاہ مین لایا اور امیر کی طرف دیکھکر اشارہ بیٹھنے کا کیا امیر بابو قیر نے دونون جانب نگاہ کی دیکھا کہ تمام دیو و پری اور شہزادے ہزارہا کے جا بجا اپنی صندلیون پر بیٹھے ہین مگر شہپال کے تخت کے سامنے ایک کرسی جواہر نگار کی خالی بچھی ہی امیر بابو قیر نے اُسکا غاشیہ اُٹھایا اور امیر اُس کرسی پر بیٹھے اتفاق سے وہ کرسی ملکہ آسمان پری دختر شہپال کی تھی یہ خبر ملکہ آسمان پری کو پہونچی کہ شہپال نے واسطے مارنے عفریت کے ایک آدمی زاد کو بلایا ہی اور آپکی کرسی پر بٹھایا ہی آسمان پری یہ خبر سُنکے نہایت غیظ و غضب مین ہوئی اُسی وقت پنجہ حمائل کیے ہوئے بارگاہ سلیمانی مین آئی جسوقت ملکہ آسمان پری کی سواری بارگاہ مین اُتری ایک شور برپا ہوا جسوقت ملکہ آسمان پری کی نظر جمال خورشید مثال امیر حمزہ صاحبقران پر پڑی اُسوقت ملکہ کا یہ حال ہوا شعر

وہ نظر ہی وداع طاقت تھی
طبع نے اک جنون کیا پیدا
چاک کے پھیلے پانون دامان تک
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
اشک نے رنگ خون کیا پیدا
تھی نظر یا کہ تھی آفت تھی
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
ہاتھ جانے لگا گریبان تک

ملکہ آسمان پری نے سر اُٹھاکر جو بغور دیکھا ہژبر بیشہ شجاعت نہنگ دریاے ہمت کو اپنی کرسی جواہر نگار پر متمکن پایا لیکن فر و شوکت چہرے سے عیان رعب و دبدبہ بہادری و شجاعت چہرے سے ٹپک رہی ہی غصہ مین مل ابرو سے خمدار پر شیر کے تیور نگاہ مین رستمی فراخ مین پر بھی مگر حیران جیران چہار جانب دیکھ رہے ہین ملکہ نے کبھی ایسی صورت زیبا نہ دیکھی تھی تیر عشق تو وہ دل کے پار ہوگئے قریب تھا کہ غش کھا کر زمین پر گرے مگر اپنے تئین سنبھالا اور دل مین اپنے کہا کہ ای آسمان پری ایسا نہو کہ تو اس آدم زاد کے دام محبت مین گرفتار ہو جاے بقول شاعر شعر سنگے بخط سبز مراکرد اسیر + دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم + پس دل کو تھام کے شہپال کو مجرا کیا اور پاس شہپال کے تخت پر بیٹھ گئی بعد ایک ساعت کے آسمان پری نے شہپال سے پوچھا کہ ای والد بزرگوار آدم زاد جو دنیا کے پردے سے آیا ہی وہ یہی ہی شہپال نے بعد ثنا و صفت امیر کے یہ بیان کیا کہ راہدار کو ایک ضرب شمشیر سے داخل اسفل السافلین کیا بعد اُسکے ملکہ آسمان پری نے امیر بابو قیر سے پوچھا کہ تحقیق تم نے راہدار اور طمطراق دندان کو قتل کیا اور اب عفریت نابکار کو ہلاک کروگے امیر حمزہ صاحبقران نے جواب دیا کہ اگر عنایت الٰہی شامل حال ہی تو عفریت نابکار کو اُس عذاب الیم سے قتل کرونگا کہ روح اُسکی حشر تک میرے نام سے خائف و ترسان رہیگی اور نہین تو کہا آدمی زاد اور کہا

دیوزاد الغرض ضیافت امیر بالتوقیر کی شروع ہوئی ناچ پریون کا ہونے لگا جاسوسون نے یہ خبر عفریت پلید کو کی ارجنگ دیو
نے عفریت پلید سے کہا کہ ایک نامہ شہپال بن شاہرخ کو تحریر کروا اور میرے ہاتھ روانہ کرو مین اُس آدمزاد کو جاتے
ہی عین بارگاہ مین شہپال کی کھاونگا اگر اسمین فرق ہو تو ارجنگ میرا نام نہین عفریت پلید یہ سُنکے بہت
خوش ہوا اور نامہ لکھکے ارجنگ کے ہاتھ مین دیا چار ہزار دیو ارجنگ اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ شہپالی مین آیا ایک شور
اُٹھا شہپال نے پوچھا کیسا غل ہے عرض کیا سپہ سالار ارجنگ عفریت کا نامہ لایا ہے شہپال نے کہا نہین معلوم کہ ارجنگ
کیا مطلب رکھتا ہے غرض ارجنگ سامنے شہپال کے آیا چین بجبین ہو کر شہپال کے ہاتھ مین نامہ دیا لیکن سلام
نہ کیا اور آکر سامنے کھڑا ہوا نگاہ تیز سے شہپال کو دیکھتا تھا شہپال نے نامہ کھولکر پڑھا اُسمین تعریف ابلیس پلید کے
بعد یہ مرقوم تھا کہ اے شہپال تجھکو معلوم ہو کہ مین نے ہر چند تجھکو سمجھایا مگر میری نصیحت تو نے نہ مانی بہتر یہ ہے کہ ملکہ آسمان پری
کو میرے پاس بھیجدے اور اُس آدمیزاد کو کہ جسنے راہدار کو مارا اور تیری مجلس مین آیا ہے اُسکو بھی باندھکر میرے پاس
روانہ کر اگر تو نے یہ نہ کیا تو مین تجھسے بسطرح پیش آؤنگا کہ تو بھی یاد کریگا ارجنگ سے شہپال نے کہا کہ حضرت
سلیمان نے فرمایا ہے کہ جو عفریت کو ماریگا وہ کُشندہ راہدار ہے پس معلوم ہوا کہ یہ آدمزاد کشندۂ عفریت پلید ہے کیونکہ اُسی
کے دست زبردست سے راہدار واصل جہنم ہوا پس عفریت لعین سے یہ کہنا کہ اگر تو نے ان باتون کو ترک کیا
تو بہتر نہین تو اپنی سزا کو پہونچیگا بعد اُسکے امیر نے شہپال سے کہا کہ یہ نامہ مجھکو دیجیے ذرا مین بھی اس نامے کی
عبارت پڑھون دیو ارجنگ نے کہا اے شہپال ہرگز ہرگز یہ نامہ اس آدمزاد کو نہ دینا شہپال نے کہا ارجنگ
کا نہ مانا اور نامہ امیر بالتوقیر کو دیدیا امیر بالتوقیر نے جو نامہ پڑھا اسقدر غصہ آیا کہ نامے کو چاک کر ڈالا دیو ارجنگ
نامہ چاک کر ڈالنے سے برہم ہوا اور کہنے لگا اے آدمزاد تو نے بڑا غضب کیا کہ نامہ عفریت کا پھاڑ ڈالا اور کچھ ادب ہمارے
بادشاہ کے نامے کا نہ کیا اول تو خطا تیری یہ ہے کہ تو نے راہدار کو قتل کیا اب دوسری تقصیر تو نے یہ کی کہ نامہ میرے
بادشاہ کا چاک کر ڈالا اسوقت غصہ سے میرا دل چاہتا ہے کہ تجھکو کھاؤن یا تجھکو گرفتار کرکے اپنے بادشاہ کے پاس
لیجاؤن اور اس بے ادبی اور گستاخی کی سزا دلواؤن جسوقت یہ گفتگو ارجنگ نے کی امیر اور شہپال نے سُنی
نہایت برہم ہوئے شہپال دیو ارجنگ سے کچھ کہا چاہتا تھا ناگاہ امیر بالتوقیر نے بصد غیظ و غضب ارجنگ
کو جواب دیا کہ او بیحیا کیا بکتا ہے خاموش رہ تیرے بھی یہ مجال ہے کہ تو مجھکو کھائے یا گرفتار کرکے عفریت نالائق
کے پاس لیجائے ارجنگ نے یہ تقریر امیر کی سُنکے دار شمشاد اُٹھائی اور بقہر و غضب سر پر امیر کے لگائی امیر
نے بچالاکی ضرب دار شمشاد سے بچکر اسلاح شمشیر آبدار سر ارجنگ نابکار پر لگائی کہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا
اور لاشہ اُسکا زمین پر تڑپنے لگا جو دیو کہ ہمراہ ارجنگ آئے تھے یہ حال دیکھکے خائف ہوئے اور تاب مقابلہ
نہ لا کر لاشہ ارجنگ کا اُٹھا کر بہ نالہ و فغان جانب عفریت روان ہوئے شہپال نے امیر سے کہا کہ اب
عفریت ضرور لشکر لیکر یہان آئیگا اور لڑیگا امیر نے کہا کہ اگر وہ نابکار یہان آئیگا تو دیکھا جائیگا خداوند عالم میری
مدد کریگا مین اُسکو بھی ہلاک کرونگا اور لشکر کو اُسکے تباہ و برباد کرونگا کچھ آپ اندیشہ نہ کیجیے حمزہ صاحبقران
تو اسی طرح شہپال سے گفتگو کر رہے تھے وہان عفریت کے نزدیک جملہ دیو لاشہ ارجنگ کا لیے ہوئے
پہونچے عفریت نے دیوون سے پوچھا ارجنگ کیونکر مارا گیا دیوون نے دست بستہ تمام حال نامے کے
چاک کر ڈالنے کا اور ارجنگ کے قتل ہونے کا بیان کیا عفریت حال قتل ارجنگ سے آگاہ ہو کر غضبناک
ہوا اور اُسی وقت حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو بمجرد حکم جملہ دیو درازقامت مہیب صورت جمع ہوئے عفریت بھی

بخوبی سامان جنگ کر کے تخت پہ سوار ہوا اور مع اپنی مادر کے سات لاکھ دیوون کا لشکر ہمراہ لیکر گلستان ارم کی جانب
روانہ ہوا حال اسکا لکھا جائیگا

داستان آنا داراب شاہ اور عبدالعزیز کا مع مالک اجروکی جانب سراندیب اور لڑنا لندھور بن سعدان سے اور گرفتار ہونا لندھور اور بہرام گرد بن خاقان چین کا بعیاری دختر ساروق کے

راویان خوش بیان اس داستان دلستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب داراب شاہ اور بادشاہ عبدالعزیز
بھاگے اثنائے راہ مین مالک اجروکی نے داراب شاہ اور عبدالعزیز سے یہ کہا کہ تمھارا بھاگنا مناسب
نہین ہی شیرانہ اور مردانہ چلکے لندھور سے لڑو بزدل اور نامرد نہ ہو داراب شاہ اور عبدالعزیز نے کہا ای
مالک اجروکی لندھور سے ہم مقابلہ نہین کر سکتے وہ نہایت دلیر اور بہادر ہی اجروکی نے جواب دیا تم میرے
ساتھ چلو اور مقابلہ کرو دیکھو تو کیا ہوتا ہی داراب شاہ اور عبدالعزیز نے مالک اجروکی کے کہنے سے قصد
لڑنے کا کیا اور مالک اجروکی کو ہمراہ اپنے لیکر چالیس روز مین سراندیب مین داخل ہوئے لندھور کو داراب
اور عبدالعزیز کے آنے کی خبر ہوئی اسی روز داراب شاہ نے طبل جنگ بجوایا جسوقت صدائے طبل جنگ
بلند ہوئی داراب گلبرگی صدائے طبل رزمی سنکے خدمت لندھور مین آیا اور بعد ادب دعا اور ثنا کر کے
اسطرح عرض کرنے لگا قطعہ دانۂ انجم گردون سے پڑے جبتک + رشتۂ کاہکشان مین شب بلدا گوہر جبتک
جوش بہاران سے ہوائے دم صبح + تا لگے شبنم پہ سر دامن صحرا گوہر + دوستون کو ہو میسر گنج و گہر نصیب
ہو نہ جز اشک سر دامن اعدا گوہر + داراب شاہ اور بادشاہ عبدالعزیز بدتمیز نے پھر آ کے طبل جنگ
بجوایا ہی باقی خیر و عافیت ہی لندھور نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگ
بجایا جائے بموجب حکم لندھور طبل رزمی پر چوب لگائی گئی صدائے طبل جنگ بلند ہوئی دلاوران ہمتال و
بہادران بیعدیل آواز طبل رزمی سنکے سامان جنگ کرنے لگے آخر وہ وقت آیا کہ مہیت سحر کا نور اختر بنکے
چمکا + ستارون نے لیا رستہ عدم کا + وقت صبح دلاورون نے خوش ہو کر زرہ و اسلحہ زیب تن کیے رستمانہ
گھوڑون پر سوار ہو کے اُدھر سے لندھور مع سرداران نامدار لشکر جرار لیکر میدان کارزار مین پہونچے
اُدھر سے داراب شاہ اور عبدالعزیز و مالک اجروکی مع فوج عرصۂ رزم مین آئے بیلدارون نے
پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے پانی چھڑکا بعد درستی میدان جنگ کے دونون طرف صف آرائی
لشکر ہوئی بعد نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے اور جوانان لشکر فیروزی اثر سے مخاطب ہو کر بآواز بلند
یون کہنے لگے ای بہادران ہمتال ذرا خیال کرو کہ یہ دنیا اک سرائے فانی ہی جو بڑے بڑے پہلوان اور دلاور
مثل رستم و اسفندیار و سہراب و افراسیاب وغیرہ تھے ہر چند اب انکی قبرون کا بھی نشان نہین ہی لیکن بوجہ
دلاوری اور بہادری کے نام انکا باقی ہی اکثر بہادرون کی زبانون پر انکا ذکر شجاعت آتا ہی پس آج سامنا
حریف کا ہی تمکو بھی لازم ہی کہ دلیرانہ لڑو خون اعدا سے زمین کو رنگین کرو بڑھ بڑھ کے تلوارین کھاؤ دشمنون کو
خاک مین ملاؤ ایسی کارزار کرو کہ روح رستم خجل ہو جائے اور روح اسفندیار بھی شرمندہ ہو جائے نقیب اور
کڑکیت یہ کہکر میدان جنگ سے ہٹ گئے دلاورون نے جو نقیبون اور کڑکیتون کی تقریر سنی کثرت شجاعت
سے ارادہ کرنے لگے کہ صف اعدا کے مقابل جا کر ایک ایک کو تہ تیغ کرین میدان مصاف مین کشتون کے

ڈھیر لاشون کے انبار لگا دین ٹوک ٹوک کے ہر ایک دشمن کو مارین جوہر تیغ آبدار دکھائین حریفون کو قتل کرین خود بھی زخم
تن پر کھائین خون مین نہائین ابھی بہادر و دلاور دونون لشکرون کے میدان مین قصد نکلنے کا کر رہے تھے یکایک لشکر
داراب شاہ سے مالک اجروکی گھوڑے کو بڑھا کر میدان کارزار مین آیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ بعض
راوی کہتے ہین کہ مالک اجروکی کا نام شاہ خرق اجروکی تھا اکثر راویون کا مقولہ ہے کہ شاروق نام تھا غرض جب
شاروق میدان مین آیا پکار کے کہنے لگا کہ ای لندھور اگر تجکو دعوی شجاعت ہے تو لشکر سے نکل اور مجھسے مقابلہ
کر ورنہ اور کسی کو میرے مقابلے کے واسطے بھیج بہرام گرد نے ارادہ میدان مین نکلنے کا کر کے مرکب کو اپنے بڑھایا
تھا کہ لندھور نے بہرام کو روکا اور کہا ای بہرام گرد تم میدان کارزار مین نہ جاؤ اور شاروق سے مقابلہ نہ کرو
کیونکہ یہ مجکو بلاتا ہے مین لڑنے کو جاتا ہون یہ کہکے لندھور میدان مین آیا شاروق نے بعد نیزہ بازی کے گرز
گرانبار لندھور کے سر پر لگایا لندھور نے گرز کو سپر پر روکا اور آپ بھی شاروق کے سر پر گرز لگایا شاروق نے ضرب گرز سے
سر کو تو بچایا لیکن مرکب شاروق پر جو گرز پڑا مرکب ہلاک ہوا شاروق زمین پر آیا لندھور نے قصد گرز لگانے کا کیا
داراب شاہ نے جملہ مردمان لشکر کو حکم دیا کہ شاروق کو لندھور سے بچاؤ اور لندھور کو قتل کرو بمجرد حکم مردمان
لشکر ایکبارگی بڑھے اور شاروق کو لندھور سے بچا کر لندھور کو تیغ و تبر لگانے لگے ادھر سے بہرام گرد اور عادل
شیر دل اور شمال ہندی لشکر لیکر بڑھے دونون لشکر باہم ملگئے جنگ ہونے لگی برق شمشیر چمکنے لگی تیر جوانون
کے سینون کو توڑ کر پشت سے گذرنے لگے مقتول زمین پر گر گر کے تڑپنے لگے جوانون کے سر و تن مین جدائی
ہونے لگی گھبراہٹ مین باپ اور بیٹے مین لڑائی ہونے لگی بھائی نے بھائی کو تیر مار کر گھوڑے سے گرایا بڑھکر
تیغ سے سر کاٹ لیا اور نعرہ کیا یون حریف کو مارتے ہین کسی دلیر نے ہنگامۂ جدال و قتال مین اپنے دوست کو
دشمن جانکر خیال کر کے تیغ لگائی اُسنے ہر چند کہا کہ ہم تم ایک رسالے کے جوان ہین ہمارے اور تمھارے دوستی
ہے ذرا ہمکو پہچانو اپنے ہاتھ کو روکو تلوار نہ لگاؤ دوست ہو کر دشمن نہ بنجاؤ لیکن اُس تیغزن نے اُس گھبراہٹ مین
نہ پہچانا اور خیال کیا کہ حریف بہ مکر و فریب جان اپنی بچایا چاہتا ہے اسکو زندہ نہ جانے دیجیے جلد قتل کیجیے یہ خیال کر کے
تیغ لگائی اور زخمی کیا غرض اسی طرح ہنگامۂ جدال و قتال تا شام گرم رہا ہزارہا جوان دونون لشکرون کے قتل ہوئے
صدہا زخمی ہوئے دریاے خون عرصۂ مصاف مین جاری ہوگیا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار میدان کارزار مین
جابجا ہوگئے ہنگام شام داراب شاہ طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر پر چلا گیا لندھور بھی مع جملہ سرداران
کے میدان سے صدہا کو قتل کر کے پیراجیب داراب اور عبد العزیز اور شاروق داخل بارگاہ ہوئے
اور بیٹھے اُسوقت داراب شاہ نے شاروق سے پوچھا کہ ای شاروق آج تم نے لندھور سے مقابلہ
کیا تھا لندھور کی قوت و دلیری کو تمنے دیکھا شاروق نے کہا ای داراب شاہ اگر مین پیچھے نہ ہٹتا اور
سر اپنا نہ بچاتا تو ضرب گرز لندھور سے کسی طرح زندہ نہ بچتا استخوان میری سرمہ سا ہو جاتین اگر گھوڑا میرا
ہلاک ہوگیا تو کچھ غم نہین مین تو بچ گیا مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + داراب شاہ نے
کہا دیکھیے کل وقت کارزار کیا ہوتا ہے کون تہ تیغ ہوتا ہے اور کون زندہ رہتا ہے شاروق نے کہا ای داراب
کل سویرے اگر لڑائی ہوگی تو مین دلیرانہ لڑونگا اور تمھاری محبت مین اپنی جان دونگا ہرگز قدم میدان جنگ سے
پیچھے نہ ہٹاؤنگا یہ کہکے شاروق بارگاہ سے اُٹھا اور اپنے گھر کو آیا چونکہ شاروق کی چار بیٹیان ہین اور
دو بیٹیان اسکے ہمراہ آئی ہین اور ایک خیمے مین مع اپنی جلیسون اور انیسون اور کنیزان کے فروکش ہین شاروق

بارگاہ سے اُٹھکر اپنی لڑکیون کے پاس گیا لڑکیون نے اپنے باپ کو پریشان خاطر دیکھکر کیفیت مزاج پوچھی اور جنگ کا حال
بھی پوچھا شاروق نے تمام کیفیت لندھور سے لڑائی ہونے کی اور اپنی جان بچنے کی بیان کی اور کہا کل مین پھر لڑونگا
اور میدان جنگ سے نہ ہٹونگا اگر زندہ رہا تو خیر ورنہ کل ضرور قتل ہو جاؤنگا تمسے کہے دیتا ہون کہ اگر مین قتل ہو جاؤن
تو تم یہان سے چلی جانا اور میرے صدمے مین چندان نالہ و فغان نہ کرنا لڑکیان یہ تقریر اپنے باپ کی سُنکے محزون ہوئین
اور کہنے لگین اب آپ جائیے اور داراب شاہ سے کہیے کہ ایک نامہ لندھور کو اس مضمون کا لکھین کہ
چالیس روز تک لڑائی موقوف رہے اور مہلت چالیس روز کی دیجائے جب لندھور مہلت چالیس دن
کی دیدیگا ہم آپ سے اقرار کرتے ہین کہ درمیان چالیس روز کے لندھور وغیرہ کو ہم گرفتار کرکے آپ کے
حوالے کر دینگے اُسوقت آپ کو اختیار ہے خواہ اُنکو قتل کیجیے گا خواہ قید کیجیے گا شاروق نے خوش ہوکر پوچھا
اے نور نظر پارہ جگر یہ تو بتاؤ کہ تم کس تدبیر سے لندھور وغیرہ کو گرفتار کروگی تم دونون گل پیرہن نازک بدن ہو اور
لندھور وہ بادشاہ دلیر ہے کہ بڑے بڑے پہلوان اُس سے لڑ نہین سکتے ہین لڑکیون نے اپنے باپ سے کہا ہم
اسطرح لندھور کو گرفتار کرینگے کہ لڑائی نہوگی کوئی سپاہی بھی لشکر کا مارا نہ جائیگا اور ہم لندھور کو گرفتار کر لینگے آپ
ہمارے مقدمے مین دخل نہ دیجیے گا شاروق نے یہ سُنکے اپنی دخترون کو سینے سے لگایا اور خوش ہوکر
پیار کیا اور اُسی وقت اپنی بیٹیون کے پاس سے اُٹھکے داراب شاہ اور عبد العزیز کے پاس گیا اور
کہنے لگا کہ اسوقت نامہ لندھور کو اس مضمون کا لکھو کہ ہمکو چالیس روز کی مہلت دو بعد چالیس روز کے ہم
لڑینگے داراب شاہ اور عبد العزیز نے نامہ لکھنے کا اور مہلت طلب کرنے کا سبب پوچھا شاروق نے کہا تم نامہ
لکھو تو بہتر ہے مہلت مانگنے کا سبب تم پر ظاہر ہو جائیگا ہر چند عبد العزیز اور داراب نے باعث مہلت طلب
کرنے کا پوچھا لیکن شاروق نے کُچھ صاف بیان نہ کیا آخر داراب شاہ نے بموجب کہنے شاروق
کے نامہ لکھا اور بعد نامہ لکھنے کے نامہ نعمان ہزارہ کو دیا اور کہا کہ اس نامے کو جلد جاکر لندھور کو دیدے
اور جواب اس نامے کا اُس سے لے آ نعمان ہزارہ بموجب حکم نامہ لیکر گیا جب دربار شہپال مین پہنچا
لندھور کو نامہ دیا لندھور نے مضمون نامے سے آگاہ ہوکر کہا کہ داراب سے کہدینا کہ ہمنے بموجب تمہاری
استدعا کے تمکو چالیس روز کی مہلت دی یہ کہکے بارگاہ سے نعمان ہزارہ کو رخصت کیا نعمان ہزارہ نے
جو کچھ لندھور نے کہا تھا داراب سے جاکر عرض کیا شاروق مہلت ملنے سے خوش ہوا اور بارگاہ سے اُٹھکر
اپنی لڑکیون کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ بموجب تمہارے کہنے کے نامہ لندھور کو بھیجا تھا اُسنے چالیس روز کی
مہلت دی ہے لڑکیان اپنے باپ شاروق کی یہ گفتگو سُنکے خوش ہوئین اور بعد گذرنے شب کے صبح کو اپنے
باپ سے کہنے لگین کہ ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ سیر صحرا کرین اور دو چار روز جاکر صحرا مین رہین شاروق نے کہا ہم
کو صحرا مین جانے کو منع نہین کرتا لیکن رات کو صحرا مین نہ رہنا لڑکیون نے کہا اچھا ہم رات کو صحرا مین نہ رہینگے چلے
آیا کرینگے غرض دختران شاروق ایک خیمہ اور جملہ اپنی انیسون اور جلیسون وغیرہ کو لیکر جانب صحراے سبزہ زار مع
سامان ضروریہ سوار ہوکے چلین اور صحرا مین پہونچکر خیمے مین اُترین اور بناؤ سنگار کرکے اور پوشاک نفیس زیادہ
زیب تن کرکے سیر صحرا کی خیمے سے نکل کے کرنے لگین چونکہ دختران شاروق نہایت خوبصورت اور حسین تھین
اور انیسین جلیسین بھی نوجوان خوبصورت اُنکے ہمراہ تھین جسوقت دونون مع اپنے ہمراہیون کے صحراے
سبزہ زار مین بہ ناز و ادا ٹہلنے لگین اور آپسمین ہنسنے لگین اُسوقت اُن گلعذارون کے سبب سے صحرا رشک گلستان

ہو گیا صحرائے سبزہ زار مین تو وہ نازنینان بہی جا بجا ٹہل رہی ہین اور سیر صحرا کی کر رہی ہین کنیزین اور خواصین دوڑ
رہی ہین اکثر کنیزین ہمراہ دختران مصر تہا ہین بعضی انیسین اور جلیسین باہم گیند کہیل رہی ہین جسکے ہاتہ سے گیند ا
زمین پر گرتا ہی وہ پلکون بلکہ آنکہون سے گیند کو اوٹہاتی ہی دوپٹے اکثر نے اتار ڈالے ہین سینے کہلے ہوئے ہین اوبہار
پر سینون کے گیند دن کے مخفی کرنے کا دیکہنے والے کو گمان ہوتا ہی دختران شاہ وقت بہی کبہی باہم گیند اکہیلتی ہین
کبہی تہک کر ان تینون کو گیندے کی سیر دیکہتی ہین اور ہنستی ہین لیکن اب حال لندھور اور بہرام گرد کا لکہا جاتا
ہی کہ جب داراب شاہ نے چالیس روز کی مہلت طلب کی لندھور نے قصد شکار کہیلنے کا کیا بہرام گرد
نے کہا مین بہی واسطے شکار کہیلنے کے چلونگا لندھور نے اوسی روز حکم کیا کہ سامان شکار تیار ہو ہم واسطے
شکار کے جائینگے بمجرد حکم قراول اور چیلے اور میر شکار حاضر ہوئے بازداروں نے بازون کا طعمہ بند کیا اور ملازمون
نے جرہ بہری شہتی شاہین جانوران شکاری کو آمادہ شکار کیا اور طعمہ ہر ایک طائر شکاری کا روک رکہا علاوہ
طائران شکاری کے یوزپاون کو بہی ملازمون نے گوشت نہ کہلایا جسوقت چیتے اور کتون کی کہٹولیان تانگون پر
کسی گئین اور خیمہ و خرگاہ کا اٹہایا لیجا چکا لندھور اور بہرام گہوڑون پر سوار ہوئے مصاحب و رفیق بہی گہوڑون پر
تہے داراب گاہبر کی عیار بہی ہمراہ رکاب لندھور ہوا اور غلامان زرین کمر زرین کلاہ نمکدان اور جملہ سامان
عیش و عشرت لیکر ہمراہ رکاب لندھور چلے جب لندھور سوار ہوا شہر سے نکل کے صحرائے سبزہ زار مین پہونچا دیکہا
کہ عجب صحرائے سبزہ زار ہی کوسون تک فرش سبزہ زمین پر بچہا ہوا ہی ہوائے سرد چل رہی ہی مرغان صحرا ہوا مین بہ
کثرت ہین علاوہ طائران صحرا کے ہرن اور نیل گاو بہی از حد ہین لندھور اور بہرام آہوون اور سبزہ صحرا کو دیکہکر
نہایت خوش ہوئے کیونکہ اس صحرا مین یہ حال تہا ابیات

سوے اوس سبزے پر اگر بہار — سبزہ رستی کے ساتہ ہو بیدار
بس نظر کرتی تہی جہانتک کام — سبز مخمل کا فرش تہا تمام

سبزہ ایسا تہا دل فریب — یہ ہوائے خوش اوس سے آتی تہی
مردہ ہو جسکو دیکہکر زندہ — روح بالیدگی سی پاتی تہی

بعد برپا ہونے بارگاہ و خیام کے اور سیر کرنے صحرائے سبزہ زار
کے حکم لندھور سے بازداروں نے بازون کو طائران صحرا پر چہوڑا اور بعض شکاریون نے طبل باز بجایا بیت

چو در نالیدن آمد طبلک باز + درآمد مرغ صید افگن بہ پرواز + روان شد بر ہوا از ہیبت پر + جہان شد خالی
از کبک و کبوتر +

ملازمان لندھور صحرا مین ہر طرف طائرون کا شکار کہیلنے لگے تہوڑی دیر مین شکار کیے ہوئے طائرون
سے چہکڑے بہر گئے اکثر رفقاے لندھور نے طائرون کو حلال اور صاف کرا کے آگ سلگا کے کباب درست کیے
اور ظروف مین رکہکر روبروے لندھور اور بہرام لیگئے لندھور اور بہرام نے وہ نمکین کباب بصد شوق کہائے
ابہی لندھور اور بہرام کباب کہا ہی رہے تہے کہ قراول دوڑتے ہوئے خدمت لندھور اور بہرام مین حاضر ہو کے
اور عرض کرنے لگے کہ حضور اسوقت ایک مقام پر بہت سے آہو سبزہ نو دمیدہ چر رہے ہین اگر خلاف طبع عالی نہو
تو جلد تر تشریف لیچلیے اور ان آہوون کو صید کیجیے لندھور اور بہرام نے قراولون کی تقریر سنکے جلد بیتابی سے
ہاتہ دہوئے اور کمربند پان کی کہا کر بندوقین دونالی اور تیر و کمان لیکر جلد اوس جگہ پہونچے اور آہوون کو تاک تاک کر
تیر لگانے لگے اتفاق سے بہرام گرد اور لندھور نے جس جس ہرن پر تیر لگایا وہ دونون ہرن تیر کہا کر افتان و خیزان
ایک جانب کو بہاگے اور رفقاے لندھور اور بہرام گرد نے جن آہوون پر تیر لگاے تہے وہ سب آہو اور
ایک سمت بہاگے رفقاے لندھور اور بہرام تو اپنے آہوون کے شکار کرنے کے واسطے اوس طرف گئے لیکن
لندھور اور بہرام گرد نے اپنے اپنے آہو کے شکار کرنے کو اوس جانب گہوڑے اوٹہائے ہر چند کہ آہو تیر کہائے

ہوئے ہین لیکن بھاگے جاتے ہین جب دو تین کوس اُن آہوؤن کے تعاقب مین بہرام گرد اور لندھور گھوڑے دوڑاتے
ہوئے چلے گئے ناگاہ لندھور اور بہرام گرد نے دور سے دیکھا کہ ایک خیمہ صحرا مین استادہ ہے اور پچیس تیس نازنینان خوبرو
رنگین لباس خیمہ کے پاس گل بازی کر رہی ہین کچھ کنیزین دوڑ رہی ہین ایک کنیز اُن کنیزون کے چھونے کو اور اُنکو پکڑنے
کو دوڑ رہی ہے کچھ نازنینان گل اندام سیمان گل ہنس رہی ہین بعض بعض نازنینان غنچہ دہن مثل غنچہ مسکرا رہی ہین اکثر
نازنینان گل پیرہن بہ آواز مانند بلبل ہنس رہی ہین اور دو نازنینان بےمثال یوسف جمال لباس فاخرہ زیب تن کیے
ہوئے اور قمر بغبغب کے بناؤ سنگار کیے ہوئے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے سیر صحرا کر رہی ہین لندھور
نے بہرام گرد سے کہا دیکھنا یہ دونون عورتین کس ناز کے ساتھ صحرا مین ٹہل رہی ہین بہرام گرد نے کہا اے دلاور آگے
بڑھکے قریب اُنکے چلو اور اُنکے حسن و جمال کا نظارہ کرو آہوان زخمی کو جانے دو لندھور نے کہا اچھا چلو غرض
جب دونون دلاور جا در قریب اُن عورتون کے آئے اول لندھور نے اُن دونون عورتون مین سے ایک نازنین
سبز پوش کو جو دیکھا بے اختیار تیر عشق دل پر لگا لندھور نے ایک آہ کی اور گھوڑے کو روک کے نظارہ اُس نازنین
حور خصال مہر تمثال کا کرنے لگا اُسوقت دل لندھور کا اُس نازنین کے عشق مین مثل سیماب پہلو مین تڑپنے لگا
اور آنکھین محو نظارہ ہوئین کیونکہ یہ حال لندھور کا ہوتا کیونکہ وہ نازنین ایسی حسین مہر تمکین تھی ابیات

پری رخ شگفتہ کہ بیند آن ہمہ ناز
دو عالم را دو لب جان بر لب آور
میان نازکش ز سیب رنگ گل ح
کہ ہمچنین ست باہم عنبر و سمان
زاند از خوشش خوبی بناز ے

ز جنبش آمدے ہوشش بہ پرواز
چہ گویم از صفائے آن بر و دوش
بہ پیچ و تاب تار زلف سنبل
خدنگ آن نگاہ سحر پیوست
نیازش دلبربائی را نیاز ے

حدیث صد ہزاران روز محشر
بہ شوقش سہ زبالہ حمیلہ آغوش
ازان مو با کمر گردیدہ ہمراز
نشستے بر نشان ناخیتہ از شست

لندھور نے پھر اُس خوبرو کی چشم پر نظر کر کے یہ مطلع زبان پر جاری کیا اور لندھور کو غش آنے لگا مطلع مرا العشق دو چشمت چہ مشکل افتاد است
کہ دل یکے و بدست دو قاتل افتاد است + بعد لندھور کے بہرام نے نازنین دیگر دختر شاہ روق کو جو دیکھا
اور اُس نازنین سرخ پوش نے بھی بہرام کی طرف بہ ناز و انداز دیکھکر مسکرا دیا اُسوقت دل بہرام نشانہ تیر نظر
نازنین ہوا بہرام شکار گور خر کے واسطے آیا تھا جو شکار آہو ہوا دام عشق مین گرفتار ہوا اور بے اختیار یہ مطلع
زبان پر لایا مطلع گو رہ چشمے کہ لذت گیر دلدار ے نشد + قطع بہ دستے کہ خم در گردن یارے نشد بہرام یہ مطلع
پڑھکر اُس نازنین رشک ماہ و مہر کو بہ نظر الفت دیکھنے لگا اور نقد دل دے کر عین خواہش سے خریداری متاع
حسن کی کرنے لگا کیونکہ وہ نازنین ایسی خوبصورت تھی کہ اشعار

طپیدے در غمش دل بر سر دل
بان قامت زبس دلہا اسیر ست
دل و ہم دیدہ ہ راز بخیہ پا
ز کفرش گشتہ اسلام ہر یک
الف بر سینہ او دلنشین بود
شدہ دل ہندوے آن زلف ہندو
کہ از یک غمزہ او رفت دین سوخت

بہار گلشن ہستی فروش است
تو پنداری مگر گلبن ز ہیر است
سفر کردہ از سہ تا بہ ماہی
شبہ کافر بعہدش نام ہر یک
ز زنارے کہ او را بود بر دوش
جہان کافر ز چشم کافر او
ازان حلقہ کہ او در گوش افگند

نکو گیش مردمے افتادہ بسمل
بہائے بلبلان تاراج ہوش است
سمن سا آن دو زلف سنبل آسا
دہد آن دست دو شینہ گواہی
ازان قشقہ کہ او را بر جبین بود
کنندے بود بہ ہر گردن ہوش
چراغ دہر از رویش بر افروخت
جہانے حلقہ اش در گوش افگند

بہرام گرد اور لندھور اُن نازنینان پری تمثال کو دیکھ رہے تھے اور آہین سرد دمبدم بھر رہے تھے ناگاہ اُن نازنینون کی کنیزون نے بہرام اور لندھور کو دیکھا اُن ستانیون نے بچرب زبانی لندھور اور بہرام کی طرف مخاطب ہوکے اور اپنے حسن و جمال کو یکتا سمجھکے کہا کہ ای مردوُو نگوڑ ولات ومنات تم سے خوش ہون تم کون ہو یہان اپنی آنکھین پھوڑنے جان دینے کیون آئے ہو ہماری دونون ملکہ اور ہم سب کو کیون گھور گھور کے دیکھ رہے ہو ارے پونے دو سو خدا اُن سے ڈرو کسی کی بہو بیٹی کو نظر بد سے نہ دیکھو دیکھو اندھے ہو جاؤ گے سب خدا ایلکے تمھاری آنکھین پھوڑ ڈالینگے ہم کوئی کھانگی کسبی نہین ہین یہان تمھارا مدعاے دل خواب مین بھی حاصل نہوگا ہم مین سے کوئی دو کوڑی کو بھی تمھین نہ پوچھیگی کوئی اپنی آبرو تمھین نہ دیگی لاکھ ہاتھ جوڑو خوشامد کرو روؤ پیٹو قدمون پر گرو یہان کوئی تمھاری فریاد نہ سنیگی اور تمھاری دل کی تمنا بر نہ لائیگی تم اپنے موٹے موٹے ہاتھ پاؤن پر غرور نہ کرنا اور ہمکو عورتین سمجھکے نہ دھمکانا میان ہم وہ عورتین ہین کہ بال کے باندھے زنجیر زلف مین گرفتار کر لینگے تیغ ابرو سے ایک دم مین قتل کرینگے تیر مژگان تمھارے دل و جگر پر مارینگے تم سپر پر بھی روک نہ سکو گے مرغ بسمل کی طرح میدان صحرا مین تڑپو گے چلاؤ گے اپنی جان سے جاؤ گے کوئی تمپر رحم نہ کریگی ہر ایک خرام ناز سے تمکو پامال کریگی ہماری دونون ملکہ بھی تمپر ذرا رحم نہ کرینگی پس بہتر اور مناسب یہ ہی کہ یہان سے جاؤ اپنے مقدر کی شکایت کرتے ہوئے اپنے گھر کی طرف روانہ ہو اور خیال محال ہم لوگون کے وصل کا اپنے دل مین نہ لاؤ یہ کہکے کنیزین خاموش ہوئین بہرام گرد اور لندھور نے عشق نازنینان مین کنیزون کی گفتگوئے بیہودہ پر چندان خیال نہ کیا اول لندھور نے کنیزون سے کہا کہ آگاہ ہو کر مین بادشاہ ہندوستان ہون نام میرا لندھور بن سعدان ہی تمھاری ملکہ پر مائل ہون اگر تمھاری ملکہ کے خلاف مزاج نہو تو مین خیمے مین آؤن ملکہ کے پاس بیٹھون اسی طرح بہرام نے بھی کہا کہ مین بادشاہ چین و ماچین ہون ملکہ سرخ پوش سے کہو کہ شاہ چین و ماچین تمپر فریفتہ ہوا ہی طالب بوس و کنار ہی یہ کہکے بہرام اور لندھور نے گھوڑے طرف خیمے کے بڑھاے دختران شاہ روق بہ ناز و ادا و بہ عشوہ و غمزہ خیمہ کی طرف بھاگین اور جمیلہ رئیسین اور جلیسین وغیرہ بھی خیمے مین چھپنے کو دوڑین جبوقت نازنینان سرخ پوش و سبز پوش طرف خیمے کے بھاگین بہرام گرد نے تو اشعار عاشقانہ پڑھے لیکن لندھور بن سعدان نے یہ مخمس اپنی زبان پر جاری کیا مخمس

تڑپتا ہی مریض عشق کیونکر دیکھتے جاؤ
اجی دم توڑنے کی سیر دم بھر دیکھتے جاؤ
دم رخصت ذرا حسرت سے منہ پھیر کر دیکھتے جاؤ
نکلتی کسطرح ہی جان مضطر دیکھتے جاؤ
ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

کسے ایسے قیامت زا چلن بھاتے ہین صاحب کے
نرالی فتنین ظلم و ادا ڈھاتے ہین صاحب کے
خلاف وضع ہر پامال چلاتے ہین صاحب کے
قدم انداز سے باہر ہوئے جاتے ہین صاحب کے
ستم رفتار مین کرتی ہی ٹھوکر دیکھتے جاؤ

قیامت زا اٹھاے جلوۂ قامت کی ہی شوخی
خراب اس چال نے کی خفتگان خاک کی مٹی
جگایا فتنۂ المحشر تو مد لو اک ذرا ٹھوکر ری
خرام ناز مین عاشق سے ہو اسکا اشارہ کیا
تم اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

تماشا ہی کر وہ تو خوف سے عاشق کے ڈرتے ہین
خدا اٹھے جان نثاری کا ذرا ہم آنسیہ مرتے ہین
دم رخصت یہی کہہ دینگے ہم آہین جو بھرتے ہین
کوئی کہدے اگر تشنہ جگر کردہ مل کرتے ہین
تڑپتا ہی تمھارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

کہین طاؤس و کبک ایسین اگر گام اٹھاتے ہین
کہین پامال رفتار قیامت مین جھگڑتے ہین
شراب حسن کے نشہ مین بھی اتنا اکڑتے ہین
روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہین
خدا کیواسطے پھر پھیر کر دیکھتے جاؤ

نرالے ہی رفتار روح افزا دکھاتی ہی
صبا خاک پاکی مژدہ صحت سناتی ہی
تمناے حیات ہیچ روزہ آزماتی ہی

جدھر جاتے ہو اُس گھر سے یہی آواز آتی ہے ۔ مسیحا ہو تو بیماروں کو دم بھر دیکھتے جاؤ

ہمیشہ دیدۂ نور جلوۂ عارض سے ترسایا ۔ فروغ حسن عالمگیر دریدہ نہ دکھلایا ۔ ترستا ہے کوئی نظارے کو اتنا نہ دھیان آیا

نقاب اک دن الٹ کر منہ سے تم نے یہ فرمایا ۔ جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ

توکل ہے بڑی دولت بشر اتنا نہ گھبرائے ۔ صفت اسکی ہے کیونکر ہر گھڑی لب پر مرے آئے ۔ قلق یہ جب جناب خواجہ مرحوم فرمائے

نہ سمجھو مژدہ اس سے اے الفت جو کچھ درپیش آتا ہے ۔ دکھاتا ہے خدا آنکھوں کو مقدر دیکھتے جاؤ

جسوقت بہرام گرد اور لندھور اشعار عاشقانہ اور مخمس پڑھتے ہوئے قریب اُس خیمے کے پہونچے اور دختران شارق کو خیمے
مین جاکر بخوبی معلوم ہوا کہ یہ دونون لندھور اور بہرام ہین اور ہم پر مائل اور فریفتہ ہو گئے ہین اُسوقت اُن نازنینان پری چہرہ
نے اپنی دایہ سے جو ہمراہ آئی تھی کہا کہ اے مادر مہربان ذرا تم خیمے کے باہر جاؤ اور لندھور اور بہرام سے ہماری طرف سے بعد
مزاج پرسی کے کہو کہ تم ہمارے عشق والفت مین اسقدر بیتاب و بیقرار نہو اور اس درجہ نہ گھبراؤ ذرا صبر کرو کیونکہ مشہور ہے مصرع
صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد اسوقت ہماری خاطر سے چلے جاؤ ہنگام شام ہمارے پاس آؤ جو کچھ تم کہو گے
ہم سنینگے اگر وہ بات لائق منظور کرنے کے ہوگی تو قبول کرینگے اور اے دایہ یہ بھی کہدینا کہ یہ کنیزین نہایت بیہودہ ہین اور انکی
بیہودہ گوئی کا تمکو ہمارے سر کی قسم کچھ ملال اور خیال نکرنا ہین انکو اس گستاخی کی سزا دونگی ہر چند کہ یہ بے قصور ہین تمہارے
نام و رتبہ سے انکو آگاہی نہ تھی لیکن اُن کنیزون کو ایسی بدزبانی نکرنا تھی اسوجہ سے مین انکو تعزیر دونگی وہ دایہ بموجب کہنے
دختران شارق کے خیمے سے باہر آئی اور قریب بہرام گرد اور لندھور کے جاکر بعد دعاے درازی عمر و دولت و اقبال
کہنے لگی کہ اے بادشاہان ذیوقار سعادتمند و برخوردار خوش قسمت اور زہے مقدر تمہارا کہ دختران شارق کہ جو خواجہ
اور عاشق کش اور عابد فریب ہین وہ بھی تمپر فریفتہ اور شیفتہ ہوگئی ہین ایک کا نام ملکہ جہان آرا اور دوسرے کا نام ملکہ
مہر افروز ہے یہ دونون میری گود کی کھلائی ہوئی ہین مین نے انکو دودھ پلایا ہے ذرا میرا بھی خیال رکھیے گا یعنی زر و جواہر
اکثیر دیدیجیے گا پھر ہنگام وصل خوب خرچ کیجیے گا بعد اس تقریر کے دایہ نے جو کچھ جہان آرا اور مہر افروز نے کہا تھا بیان
کیا بہرام گرد اور لندھور نے نہایت شاد و خرم ہو کے کہا اے دایہ ہم تجکو اسقدر زر و جواہر دینگے کہ تو خوش ہو جائیگی
اور اے دایہ اپنی دختروں سے بعد شوق وصال و اشتیاق بوس و کنار کے کہدینا کہ ہمارا دل تو نہیں چاہتا ہے کہ یہاں سے جائین
لیکن تمہارے کہنے سے اسوقت بمشکل اور بجبر جاتے ہین وقت شام ضرور آئینگے یہ کہکے لندھور اور بہرام گرد
اپنے خیمہ و بارگاہ کی طرف چلے دایہ بھی خیمہ مین چلی گئی جب لندھور اور بہرام گرد آگے بڑھے لندھور نے بہرام گرد
سے ہنسکر کہا آج کیا اچھی ساعت سے اس صحرا مین شکار کے واسطے آئے تھے کہ عجب شکار ہاتھ آیا ہے میری معشوقہ
سبز پوش حسن و خوبی مین کوئی حسین ہمسر نہین ہے بہرام گرد نے جواب دیا کہ میری مطلوب سرخ پوش ہے کہ حسن کے سامنے
آپکی معشوق کے حسن کی کیا حقیقت ہے میرا محبوب حسن مین بمنزلہ آفتاب ہے اور آپ کا معشوق سبز پوش ایک ذرہ ہے
لندھور نے کہا اے بہادر اگر تم میری چشم و نظر سے میرے محبوب کو دیکھو تو اُسکے حسن و خوبی کا حال تم پر بخوبی ظاہر ہو
اور پھر اپنے معشوق کو تم ذرہ خیال کرو اور معشوق کو آفتاب سے مثال نہ دو کیونکہ مشہور جہان ہے لیلی را بچشم مجنون باید
دید بہرام نے کہا یہی میرا بھی جواب ہے غرض بہرام گرد اور لندھور دونون باہم اپنے اپنے محبوب اور مطلوب کے
حسن و جمال کی تعریف کرتے ہوئے قریب بارگاہ پہونچے یہان رفقاے لندھور اور بہرام نہایت مضطر اور پریشان
تھے اور ہر طرف ڈھونڈھ رہے تھے جب بہرام اور لندھور بارگاہ مین آئے اور بیٹھے اکثر رفقا نے لندھور
اور بہرام گرد سے پوچھا کہ آپ کہان تشریف لیگئے تھے ہمکو نہایت فکر تھی لندھور اور بہرام نے اصل حال تو نہ بتایا

لیکن یہ کہا کہ ہم آہوؤن کے شکار کرنے کے واسطے دور تک چلے گئے تھے رفقا یہ تقریر سنکے چپ رہے یہان تو لندھور اور
بہرام گرد بارگاہ مین بیٹھے ہین اکثر رفقا شکار کھیل رہے ہین وہان بعد چلے آنے لندھور اور بہرام گرد کے دایہ نے
خیمے مین جاکر دختران شاروق سے کہا کہ لندھور اور بہرام چلے گئے اب شام کو آئینگے ملکہ مہرافروز اور ملکہ جہان آرا
کو معلوم ہوا کہ شام کو لندھور اور بہرام ضرور آئینگے اسی وقت دختران شاروق نے دایہ اور چند کنیزون کو بلایا اور کہا
تم اسوقت سوار ہوکر ہمارے باپ کے پاس جاؤ اور انسے کہو کہ آج بعد شام آپ ہمارے پاس مع چند سوارون کے
ضرور آئیے گا جب دایہ اور کنیزین سوار ہوکر جانے لگین اسوقت ملکہ مہرافروز نے کنیزون سے کہا کہ وہان جاکر بیٹھ
نہ رہنا جو کچھ ہمنے تمسے کہا ہے وہ ہمارے پدر سے عرض کرنا اور چند کشتیان شراب کی اور دیگر سامان زینت بزم لیکر جلد
آنا کنیزین وغیرہ یہ سنکے روانہ ہوئین اور جب خدمت شاروق مین پہونچین جو کچھ ملکہ مہرافروز اور ملکہ جہان آرا
نے کہا تھا عرض کیا شاروق نے متردد اور متفکر ہوکر حال صحرا مین لندھور اور بہرام کے پہونچنے کا دریافت کیا کنیزون
نے تمام حال لندھور اور بہرام کے آنے کا اور کیفیت صحرائے سبزہ زار کی بیان کی شاروق سمجھ گیا کہ میری
دخترون نے تدبیر گرفتار کرنے لندھور اور بہرام کی کی ہے یہ سمجھکر بہت خوش ہوا اور کشتیان شراب کی اور دیگر اشیائے
مطلوب اور سفوف بیہوشی دایہ اور کنیزون کے ہمراہ کرکے کہا کہ میری دخترون سے میری طرف سے کہدینا کہ مین بعد
شام ضرور آؤنگا دایہ اور کنیزین اشیائے مذکور ہمراہ لیکر روانہ ہوئین اور بعد تھوڑی دیر کے اس صحرا مین پہونچین اور
سواریون سے اترکے خدمت دختران شاروق مین گئین اور بعد اشیائے مطلوب پیشکش کرنے کے جو کچھ
شاروق نے کہا تھا عرض کیا مہرافروز اور جہان آرا نے قبل شام کنیزون وغیرہ سے کہا کہ بخوبی بزم کی آراستگی
کرو بمجرد حکم کنیزین وغیرہ بزم کی آراستگی مین مصروف ہوئین کسی نے فرش نفیس بچھا کر مسندین زرنگار بچھائین بعض
کنیزون نے روشنی کا سامان کیا کنول اور مردنگ اور فانوسین قرینے سے رکھین شمعین مومی اور کافوری لگین
کسی کنیز نے اشیائے گزک کی درستی کی غرضکہ قبل شام بخوبی بزم آراستہ و پیراستہ ہوگئی جب آفتاب غروب ہوا
کنیزون نے روشنی کی مہرافروز اور جہان آرا مسندون پر لباس رنگین پہن کے بیٹھین اور انتظار بہرام گرد اور لندھور
کا کرنے لگین ادھر بعد غروب آفتاب لندھور اور بہرام نے باہم تخلیے مین کہا کہ اب وہان چلو اور سوائے داراب
گلبرگی کے اور کسی کو ہمراہ نہ لے چلو اور کسی سے اس حال کو بھی بیان نہ کرو غرض یہ مشورہ کرکے بہرام گرد اور لندھور
داراب گلبرگی کو ہمراہ لیکر گھوڑون پر سوار ہوئے اور رفقا وغیرہ سے کہا کہ تم سب یہین رہو ہم واسطے سیر صحرا
کے جاتے ہین یہ کہکے لندھور اور بہرام مع داراب گلبرگی کے چلے اور بعد قطع راہ قریب خیمے کے پہونچے دیکھا
چند کنیزین در خیمہ پر کھڑی ہوئی ہمارا انتظار کر رہی ہین جسوقت کنیزون نے دیکھا کہ دونون جوان آتے ہین
فی الفور روبرو دختران ملک اجدری کے جاکر عرض کرنے لگین لیجیے خداوند لندھور اور بہرام آتے ہین ملکہ
مہرافروز اور ملکہ جہان آرا یہ سنکے باہم متبسم ہوئین جب لندھور اور بہرام در خیمہ پر پہونچے اتلیسان اور چلبیسین
حکم مہرافروز سے تا بہ در خیمہ واسطے استقبال کے آئین جسوقت لندھور اور بہرام خیمے مین گئے دیکھا کہ بزم شاہانہ آراستہ
ہے ملکہ مہرافروز اور ملکہ جہان آرا لندھور اور بہرام گرد کو دیکھکر بناز و ادا و شرم و حیا دوپٹے سے منہ چھپانے لگین
اور مسندون سے براے تعظیم اٹھ کھڑی ہوئین اور کہنے لگین بیت رواق منظر چشم من آشیانۂ تست * کرم
نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست * لندھور اور بہرام یہ کلام اپنی اپنی معشوقہ سے سنکر نہایت خوش ہوئے لندھور
تو اپنی محبوبہ کے پہلو مین بیٹھے اور بہرام گرد اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھا اسوقت اس بزم کی عجب کیفیت تھی اول

تو کثرت روشنی سے خیمہ پُر نور تھا دوسرے معشوقان خوبرو سے خیمہ مملو تھا جملہ سامان عیش و راحت وہان مہیا تھا ملکہ
مہر افروز نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ شراب مین بہت سی بیہوشی ملا کر جلد لاؤ کنیزین اشارہ ملکہ کا سمجھ گئین اور شراب
مین بہ کثرت بیہوشی ملا کر کشتیان شراب کی لائین اور ایک کشتی روبرو ملکہ مہر افروز کے رکھدی دایہ نے کہا اے ملکہ
بس شرم ہو چکی اب اپنے ہاتھ سے شراب لندھور بن سعدان کو پلاؤ یہ تمھارے عاشق صادق ہین انکے دل کو رنجیدہ
نکرو شرم سے جھکی نہ جاؤ کچھ باتین کرو انکی خاطرداری کرو ملکہ مہر افروز نے بموجب کہنے دایہ کے بہ ناز و ادا اپنے
ہاتھ سے جام بلورین مین شراب بھری اور منہ شرم سے پھیر کر ہاتھ طرف لندھور کے بڑھایا لندھور نے از حد مسرور و
شاد ہو کر ساغر مئے ناب اُس رشک آفتاب کے ہاتھ سے لیا اور شراب پی لی بعد دو تین جام پلانے کے ملکہ مہر افروز
نے اشارے سے کہا کشتی شراب کی میرے پاس سے اُٹھالو کنیزین وہ کشتی شراب کی اُٹھا لیگئین ایک اور کشتی لاکر
روبرو ملکہ جہان آرا کے رکھدی جب ملکہ جہان آرا نے شراب کے پلانے مین تامل کیا اُسوقت دایہ نے کہا اے
ملکہ کس قدر تجھکو حیا اور غیرت ہے اور کیسی تم بے مروت اور سنگدل اور عاشق کش ہو ذرا تمکو یہ خیال نہین کہ ہمارا چاہنے والا
جان فدا کرنے والا اتنی دیر سے بیٹھا ہے اُس سے کچھ باتین کرین شراب پلائین حال دریافت کرین غنچۂ دل عاشق
کو شگفتہ کرین اے ملکہ اب تمکو ہمارے سر کی قسم حیا و غیرت نہ کرو یہ وقت بہت غنیمت ہے باتین ہنس ہنسکے اپنے عاشق شیدا سے
کرو حال دل عاشق پوچھو شراب جلدی سے پلاؤ آرزوے دل نکالو چرخ جفا جو سے امید راحت نہ رکھو جو کام کرنا ہے جلدی
سے کر لو ایسا نہو کہ تمھارے والد کو اس حال کی خبر ہو جاوے یا کوئی آفت ارضی و سماوی آجاوے کہین حسرت و آرزو
دل ہی مین نہ رہجاوے ملکہ جہان آرا نے خیال کیا کہ دایہ سچ کہتی ہے ایسا نہو کہ یہ دونون میرے باپ کے دشمن اسوقت دام
مکر و فریب سے ہوشیار ہو کے یا اور کسی وجہ سے نکل جائین تو پھر انکا گرفتار کرنا مشکل ہوگا یہ خیال کر کے جہان آرا نے اپنے دست
نازک سے شیشہ شراب اُٹھایا اور ساغر بلورین سے مئے گلگون بھری اور مسکرا کر ساغر شراب بصد شرم و حجاب بہرام گرد کو
دیا بہرام نے خوش ہو کر شراب اُس رشک مہر کے پہلو مین بیٹھکر پی ملکہ نے اور دو تین جام شراب کے بہرام کو دیے بہرام
گرد جام لے لیکر پی گیا پھر بہرام نے شیشہ اُٹھایا اور چاہا کہ ملکہ کو شراب پلاؤن چونکہ شراب سے وہ شیشہ خالی ہو گیا تھا
کنیزین دوڑ کے دوسرا شیشہ شراب کے لائین کہ جسمین بیہوشی نہین ملی تھی جب وہ شیشہ شراب کنیزون نے بہرام کو
دیا بہرام نے اپنے ہاتھ سے جام شراب سے مملو کر کے ملکہ جہان آرا کو دیا ملکہ نے ذرا سی شراب خاطر سے بہرام کی
پی لی اسی طرح تھوڑی شراب خالص لندھور کے ہاتھ سے ملکہ مہر افروز نے بھی پی پھر اشارے سے ملکہ مہر افروز
نے کہا کہ اب سازون کو درست کر کے کچھ گاؤ بجاؤ حکم ملکہ کے چند نازنینان خوبرو نے سازون کو درست کیا اور گانے
لگین لندھور نے کہا ہمارا عیار علم موسیقی اور ساز بجانے سے بخوبی واقف ہے اور در خیمہ پر کھڑا ہے اے ملکہ اُسے بھی یہان بلوالو
ملکہ نے دایہ سے اشارہ کیا دایہ گئی اور داراب گلبرگی کو خیمے مین لے آئی داراب ایک نازنین کی طرف دیکھ کے
دست بستہ روبروے لندھور کھڑا ہوا لندھور نے اُسی نازنین کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس نازنین کو مین تجھے
دونگا راوی بیان کرتا ہے کہ اُس نازنین کا نام مہر ست بانو تھا داراب آداب بجا لا کر بیٹھ گیا اور حکم لندھور سے ساز
بجانے لگا بعض راوی تو یہ کہتے ہین کہ ملکہ مہر افروز نے خود غزلین گانا شروع کین اور اکثر راویون کا یہ قول ہے کہ ایک
اور نازنین بحکم مہر افروز گانے لگی اور اہل بزم کے دلون کو اپنے گانے سے خوش کرنے لگی اُسی عالم مین باشارہ
ملکہ جہان آرا ایک کنیز شیشہ و ساغر لیکر حاضر ہوئی اور شراب بیہوشی آمیز جام مین بھر کے سامنے داراب گلبرگی
کے لائی داراب نے حالت محویت مین جام لیکر شراب پی لی اور کچھ خیال شراب بیہوشی آمیز کا نہ کیا جب داراب عیار

شراب کے کئی جام پی چکا اُسوقت نازنین خوبرو نے یہ غزل شروع کی غزل

یقین ہی شام سے تو زوے تا سحر صیاد
اسیر کنج قفس ہون مین اب تو مدت سے
ورے تو نالون کا جا تا رہا اثر صیاد
چمن مین رہنے دے بلبل کے آشیانے کو
ہوا ہی آج خوشی دل مین کسقدر صیاد

بیان مین کس سے کرون حال کون سنتا ہی
کبھی مرا بھی گلستان مین تھا گذر صیاد
چھٹا ہی جب سے چمن کچھ نہ پوچھ حال مرا
آجائے نا نہین اچھا کسی کا گھر صیاد

سناؤن گر تجھے درد دل و جگر صیاد
کسے بتاؤن مین بیتابی جگر صیاد
سناؤن کسکو بھیجیگا شگفتہ دل کسکا
کہ رخ ہی زرد دہن خشک چشم تر صیاد
اسیر دام بلا کر کے بجبر وا ہی عاشق

جب یہ غزل وہ نازنین گا چکی اہل بزم نازنین کے گانے کی تعریف کرنے لگے ابھی
اہل بزم نازنین کی تعریف کر ہی رہے تھے کہ ملکہ مہر افروز اور ملکہ جہان آرا لندھور اور بہرام گرد کے پہلوؤن سے اُٹھین
لندھور اور بہرام بھی بیقرار ہو کے اُٹھنے لگے اور داراب گلبرگی بھی بوجہ اُٹھنے لندھور کے اپنی جگہ سے اُٹھنے
لگا ابھی اچھی طرح لندھور اور بہرام اور داراب گلبرگی نہ اُٹھنے تھے کہ سب کو چکر آیا اور سب زمین پر گر کے بیہوش ہوگئے
ملکہ مہر افروز اور ملکہ جہان آرا نے خوش ہو کر تین صندوقون مین لندھور اور بہرام گرد اور داراب گلبرگی کو ڈالکے
بند کیا اُسی وقت مالک اجرو کی کہ جسکا ایک نام شاروق بھی ہی مع چند سوارون کے خیمے مین آیا دختران
شاروق نے تینون صندوق اُسکے حوالے کیے اور تمام حال گرفتار کرنے کا بیان کیا شاروق بہت خوش ہوا
اور اپنی دخترون کو پیار کیا اور سینے سے لگایا بعد پیار کرنے کے شاروق نے اپنی لڑکیون کو لشکر مین روانہ کیا
اور صندوقون کو اُٹھوا کر اُسی صحرا کے قریب ایک ایسے دریا کے کنارے پر آیا بیت سہمگین آمے کہ مرغابی درو
امین نبود + کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربود + شاروق نے کسی مصلحت سے قتل کرنا بہرام گرد اور لندھور
اور داراب گلبرگی کا مناسب نہ جانکر وہ تینون صندوق دریا مین ڈال دیے صندوق پانی مین بہتے ہوئے ایک
طرف روان ہوئے ان صندوقون کا حال تو انشاء اللہ آئندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال شاروق کا تحریر ہوتا ہی
کہ یہ صندوق دریا مین ڈالکر بصد خوشی و خرمی اپنے لشکر مین آیا اور بارگاہ مین جاکر داراب شاہ سے تخلیے مین
کہنے لگا کہ مین بہرام گرد اور لندھور اور داراب گلبرگی کو دریا مین ڈال آیا ہون اب تم آج ہی شب کو لشکر لندھور
پر شبخون مارو اور سب کو تہ تیغ کرو داراب شاہ یہ سنکے بہت خوش ہوا اور اُسی شب کو لشکر گران لیکر فوج لندھور
پر حملہ آور ہوا اور مردمان فوج کو قتل کرنے لگا مردمان فوج لندھور اور بہرام غافل سو رہے تھے صدائے ہمہمہ
اور چقاچاق خنجر سے بیدار ہوئے جیپور ہندی اور شہپال ہندی اور عادل شیر دل وغیرہ بھی ہوشیار ہوئے اُسی
وقت نہایت جلدی اور ہوشیاری سے ہر ایک نے سلاح اپنے اپنے بدن پر آراستہ کیے اور مسلح ہوکر اور سامان
روشنی کا بخوبی کر کے اول جیپور ہندی اپنے خیمے سے نکلا اور مردمان فوج کو ہمراہ لیکر لڑنے لگا تلوار ہر ایک
بہادر کی چلنے لگی لاشین جوانون کی تڑپنے لگین سر تلوار سے کٹ کٹکے زمین پر گرنے لگے زخمی زمین پر گر کے
کراہنے لگے جوے خون بہادران جاری ہوئی اُسی ہنگام جدال مین جیپور زخمی ہوا شاروق نے آکر خیام لشکر
لندھور مین آگ لگادی خیام جلنے لگے شعلہ ہائے آتشین بلند ہوئے شہپال ہندی اور عادل شیر دل بھی
اُسی وقت فوج و لشکر لیکر پہونچے اور نعرے کر کر کے بہادرانہ در فوج داراب شاہ پر گرے لڑائی ہونے لگی
جوانون کے سر و تن مین جدائی ہونے لگی پہلوانون نے گرز حریف کی فوج پر مارنا شروع کیے سواران لشکر
پیوند خاک ہونے لگے زخمی گھوڑون سے گر گر کے زمین پر تڑپنے لگے کوتل گھوڑے دوڑنے لگے اپنے راکبون
کو خود پامال کرنے لگے غرض اُسوقت ایک ہنگامہ قیامت برپا تھا دونون لشکر باہم ملے ہوئے تھے تلوار

چسان پری تھی ہنگامۂ حشر برپا تھا صداے دار و گیر بلند تھی اشعار

تو گفتی بیک دیگر آمیختند +
سواران چو کشتی بدان اندرو
چو باد خزان بار دار بید برگ

چکاچاک گرز آمد و تیغ و تیر
برو اندر آورد از کینہ جو
فراوان سر افتاد مانند گوے

دو لشکر ہم اندر آویختند
زخون یلان دشت گشت آب گیر
ہمین گرز بارید بر خود و برگ
دل و سینہ ہا خاک و خون بد بجوے

عادل شیر دل اور شہپال سندی بھی زخمی ہوئے جنگ مغلوبہ ہوئی آخرکار بعد شکست بسیار کے داراب شاہ اور ملک اجرد کی یعنی شاہ دوق اور بادشاہ عبد العزیز نے شہپال سندی اور عادل شیر دل اور رجی پور سندی کو گرفتار کر لیا اور صدہا ملکہ ہزارہا مردان فوج کو قتل کیا اور شہر کو لوٹ لیا ہنگام سحر شہپال سندی اور رجی پور سندی اور عادل شیر دل وغیرہ کو جنھین قید کیا تھا لیکر طرف اجرد کیہ کے بخوشی و خرمی مع فوج و لشکر روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور حال دوسری داستان کا لکھا جاتا ہے

داستان جانا خواجہ عمرو کا خواجہ بزرجمہر کے پاس اور رقعون پر مہر کرا کے لانا اور زرد مین وغیرہ سے لڑنا اور عیاریان کرنا لشکر ہرمز اور فرامرز پر آخرکار ملکہ مہر نگار کو قلعہ تنگ دہن کی طرف روانہ کرنا

محرران نیک سیرت اس داستان شوکت بیان کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ جب حمزۂ صاحبقران پردۂ قاف کی طرف روانہ ہونے لگے تھے اُسوقت امیر نے ملکہ مہر نگار سے وعدہ کیا تھا کہ مین اٹھارہ روز مین ضرور آؤنگا اور انشاء اللہ نہ کہا تھا سو جبسے امیر کو پردۂ قاف مین اتفاق رہنے کا زیادہ ہوا جب زمانہ ایک سال کا گذرا ملکہ مہر نگار فرقت حمزۂ صاحبقران مین نہایت بیقرار ہوئین اور خواجہ عمرو سے بہ گریہ و زاری کہنے لگین کہ آپ اب خواجہ بزرجمہر کے پاس جائیے اور اُنسے پوچھیے کہ امیر کبتک پردۂ قاف سے یہان تشریف لائینگے خواجہ عمرو بموجب کہنے ملکہ مہر نگار کے لشکر سے چلے اور بعد قطع راہ شکل اپنی تبدیل کر کے خواجہ بزرجمہر کے مکان پر پہونچے جب خواجہ بزرجمہر کو معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو آئے ہین فوراً خواجہ بزرجمہر نے عمرو کو ایک خالی مکان مین بلوایا جب خواجہ عمرو اُس مکان مین آگئے بزرجمہر کو تسلیم کر کے بیٹھ گئے خواجہ بزرجمہر نے سبب آنیکا دریافت کیا عمرو نے عرض کیا کہ امیر باتوقیر ملکہ مہر نگار سے اٹھارہ روز کا وعدہ کر کے پردۂ قاف کی جانب گئے ہین ایک سال کا زمانہ گذرا ابھی تک نہین آئے ہین ملکہ مہر نگار نہایت بیقرار اور اشکبار ہین مجکو ملکہ نے آپکی خدمت مین بھیجا ہے اور یہ مجھسے کہا ہے کہ تم میری طرف سے جا کر عرض کرنا کہ ذرا آپ بہ علم رمل دریافت کیجیے کہ امیر باتوقیر کا مزاج کیسا ہے اور کبتک یہان آئینگے پس مین اسی واسطے حاضر ہوا ہون امیدوار ہون کہ آپ بہ علم رمل وغیرہ امیر کے آنے سے اور اُنکی کیفیت سے اطلاع دیجیے خواجہ بزرجمہر نے بہ علم رمل دریافت کیا اور خواجہ عمرو سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ای خواجہ آگاہ ہو مجکو بہ علم رمل ثابت ہوتا ہے کہ امیر بعد اٹھارہ برس کے یہان آئینگے کیونکہ ہنگام رخصت امیر نے بغیر کہنے انشاء اللہ کے کہا تھا کہ مین اٹھارہ روز مین ضرور آؤنگا اور یہ جو تمنے پوچھا کہ امیر کا مزاج کیسا ہے مجکو اشکال سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امیر بصحت و عافیت ہین اور ایک دیو کو اُنھون نے قتل بھی کیا ہے اب لڑائیان دیوون سے اور اُنسے خوب ہونگی انشاء اللہ امیر دیوون پر غالب ہونگے یہ فرما کر خواجہ بزرجمہر خاموش ہوئے خواجہ عمرو یہ گفتگو بزرجمہر کی سُنکے نہایت پریشان خاطر اور متفکر ہوئے اور آثار حزن و ملال چہرۂ عمرو سے ہویدا ہوئے خواجہ بزرجمہر نے عمرو کو محزون دیکھکر فرمایا کہ ای خواجہ کچھ رنج و ملال نہ کرو انشاء اللہ سولہ سترہ برس کا زمانہ جلد

گذر جائیگا امیر بہ خیر و عافیت کمتے سے اور ملکہ مہرنگار سے آکر ملینگے یہ ارشاد کرکے خواجہ بزرجمہر نے عمرو کی دعوت و ضیافت کی اور دو تین روز تک بہ آرام تمام عمرو کو اپنے گھر مہمان رکھا بعد تین روز کے ہنگام رخصت بزرجمہر نے عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ آگاہ ہو کہ نوشیروان نے زوبین اور فرامرز اور بختک کو حکم دیا ہے کہ ملکہ مہرنگار سے جاکر سے آوا دو جو کوئی سردار امیر کا رہے اُس سے مقابلہ اور مجادلہ کرو عجب نہیں ہے کہ ہرمز اور فرامرز وغیرہ آج ہی مع لشکر کثیر روانہ ہوں پس اے خواجہ عمرو تم جاکر سامان جنگ کرو اور جو کچھ مین نے امیر کے بارے مین کہا ہے ملکہ مہرنگار سے جاکر کہدینا اور میری طرف سے بہت تسلی اور تشفی دینا خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ زبانی جو کچھ مین مہرنگار سے کہونگا اُسے یقین نہ آئیگا لہذا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ مین آپ کی جانب سے اسوقت تھوڑے رقعے اس مضمون کے لکھتا ہون کہ امیر چھ مہینے مین آئینگے اور وہان امیر بہ صحت و عافیت ہین رقعون پر آپ اپنی مہر کر دیجیے مین بعد چھ مہینے کے ایک رقعہ ملکہ مہرنگار کو دیدیا کرونگا اسی طرح اُسکی تشفی و تسلی کیا کرونگا اور اسی تدبیر سے ملکہ کی خاطر جمعی بخوبی ہوگی کیونکہ ملکہ آپ کے رقعہ اور مُہر کو دیکھکر یقین کریگی کہ امیر اب بعد چھ مہینے کے تشریف لائینگے خواجہ بزرجمہر نے تدبیر خواجہ کی پسند کی عمرو نے فوراً تھوڑے سے رقعے ایک ہی مضمون کے لکھے اور ہر ایک رقعے مین یہی مضمون تھا کہ امیر یا تو بعد چھ مہینے کے آئینگے جب خواجہ عمرو سب رقعے لکھ چکے خواجہ بزرجمہر نے کل رقعون پر اپنی مُہر کر دی عمرو رقعے لیکر اور خواجہ بزرجمہر سے رخصت ہو کر جانب مکہ روانہ ہوئے اُسی روز ہرمز اور فرامرز اور بختک اور زوبین مع فوج کثیر جانب کعبہ روانہ ہوگئے تھے خواجہ عمرو بھی شکل اپنی تبدیل کرکے لشکر کے ہمراہ ہوئے جب ہرمز و فرامرز وغیرہ قریب کعبہ کے ایک صحرا مین پہونچے خواجہ عمرو لشکر سے جدا ہو کر آگے بڑھے اور دل مین خیال کرنے لگے کہ کچھ ہرمز و فرامرز سے لینا چاہیے اور اس صحرا مین ہرمز وغیرہ کو پریشان کرنا چاہیے یہ خیال کرکے اور صورت تبدیل کرکے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور نے زنبیل سے نکال کر بجانے لگے جب ہرمز و فرامرز اُس جگہ آئے اور آواز اُنھون نے نے کی سنی بیتاب ہوگئے اور ہمراہیون سے کہنے لگے کہ دیکھو تو یہان کون شخص نے بجاتا ہے کیا خوب گاتا ہے دل بیچین ہوا جاتا ہے مردمان لشکر نے عرض کیا حضرت خداوندا ایک شخص زیر درخت بیٹھا ہوا اپنی نے بجاتا ہے ہرمز و فرامرز نے کہا اُس شخص کو ہمارے پاس لے آؤ مردمان لشکر گئے اور اُس شخص سے کہنے لگے کہ چلو تمھین پسران نوشیروان نے بلایا ہے وہ شخص یعنی عمرو مردمان لشکر کے ہمراہ چلا اور سامنے ہرمز و فرامرز کے آکر بعد سلام کے کہنے لگا کہ آپ نے مجھکو کیون بلایا ہے ہرمز و فرامرز نے کہا ہم تمھاری نے سننے کے مشتاق ہین اسوقت ہمارے روبرو نے بجاؤ اور کوئی غزل گاؤ خواجہ عمرو نے بیٹھکر نے بجائی اور یہ غزل بالحان داؤدی گانی شروع کی

وصل کی امید پر سنتا ہون صدہا جھوٹ سچ
کچھ تو ہو تسکین دل ظالم دم اقرار وصل
رنگیا ہے سیر اُنکے یونہین پر دا جھوٹ سچ
جھگڑے دیر و حرم مین برہمن سے شیخ جی
سچ سراپا جھوٹ ہوتا ہے سراپا جھوٹ سچ
کوئی کیا جانے جو سیرے آپکے باہم ہین راز
پردہ بان شمع کو کہتا نہ آیا جھوٹ سچ
رات دن جز اعتراض مدعی فرماتے ہیئے

خیر یونہین رُک کے جاتا ہون مر جانے کو مین
ایک دن تو اپنے منہ سے کہدیا جھوٹ سچ
ہمنشین سنتے سنتے وہ بلا سے دو گھڑی
عمر بھر ہمنے بکا بیکار کیا کیا جھوٹ سچ
دشت غربت مین سوا ہم زادکے اپنا ہے کون
کہنے دو کہتے ہین جو کچھ اہل دنیا جھوٹ سچ
انتظار مرگ مین بالین پہ آکر گاہ گاہ
کیا بلا تسلیم تمکو کیا اتنا جھوٹ سچ

بیوفا باتین بنا جاتا ہے کیا کیا جھوٹ سچ
دیکھ لینا بہ صورت آج میرا جھوٹ سچ
یا کبھی موقع اُسی کو جب باتین بھی کر لیتے ہین وہ
کہہ تو لیتے اپنے کچھ دل کی تمنا جھوٹ سچ
کوئی کیا سمجھے حسینان جہان کی گفتگو
کچھ ابھی تک دے رہا ہے ساتھ سا یا جھوٹ سچ
عمر بھر باتین سُنی ہر شب بت عیار کی
نسخے لکھ جاتے ہین شاہد سے انبا جھوٹ سچ

جسوقت یہ غزل خواجہ عمرو نے باآواز

داؤدی گائی انسان کا تو کیا ذکر ہی صحرا کے چرند و پرند صداے ذی نواز سنکے محو ہو گئے ہرمز و فرامرز نے ذی نواز کی از حد تعریف کی اور ایک
خلعت پر زر اور زر کثیر انعام مین دیا اور کہا اے ذی نواز کیا اچھی غزل تمنے جھوٹھ سچ کی گائی دل ہمارا تس سے بہت خوش ہوا اب یہ
بتاؤ کہ تم جھوٹھ بولتے ہو یا سچ ذی نواز نے کہا خداوند نعمت جھوٹھ بولنے سے کیا فائدہ جو سچ بولنے مین ہی بلکہ جھوٹھ بولنے
مین ہر طرح کا ضرر ہی ہرمز و فرامرز نے پوچھا اب یہ بتاؤ کہ اس صحرا مین کوئی چشمہ یا تالاب بھی ہی ہمکو پانی کی جستجو ہی سنا ہی
کہ آگے ایک تالاب ہی پانی اُسکا نہایت صاف و شیرین ہی ذی نواز نے کہا خداوند نعمت مین خوب جانتا ہون کہ اِس
صحرا مین تالاب ہی اور پانی اُسکا نہایت سرد اور شیرین ہی اکثر اُس تالاب پر نہایا ہون بارہا مین نے اُس تالاب کا پانی پیا ہی
ہرمز و فرامرز نے کہا ہمارے لشکر مین پانی ہو چکا ہی ہر ایک شخص اسوقت لشکر مین پیاسا ہی اگر تم ہمکو اُس تالاب پر پہونچا دو
اور پھر کوئی راہ کعبہ کے جانے کی ایسی بتادو کہ ہم جلد پہونچ جائین تو تمکو اور انعام دینگے ذی نواز نے کہا آپ چلیے ایسی راہ بتا دونگا
کہ آپ بھی یاد کیجیے گا ہرمز و فرامرز نے گفتگوے ذی نواز سنکے حکم دیا کہ ہمارا لشکر یہان سے روانہ ہو بمجرد حکم لشکر اُس جگہ
سے روانہ ہوا ذی نواز تالاب اور راہ راست بتانے کو ہمراہ ہوا تھا کے راہ مین ذی نواز ہرمز و فرامرز سے پوچھنے لگا کہ خداوند
نعمت جب مین آپکو تالاب اور نزدیک کی راہ بتا دونگا تو آپ مجھکو کسقدر زر و جواہر دیجیے گا ہرمز نے کہا اے ذی نواز ہم بیٹے
نوشیروان ہین ہمارے پاس زر و جواہر کی کچھ کمی نہین ہی جسقدر تم مانگو گے ہم اُسی قدر تمکو دینگے ذی نواز نے ہنسکے کہا
اگر آپ مجھکو میری خواہش کے موافق زر و جواہر دیجیے گا تو آئیے اب اسطرف چلیے مین تالاب پر آپکو پہونچا دون یہ
کہکے ذی نواز داہنے ہاتھ کی سمت چلا ہرمز و فرامرز بھی اُسی طرف چلے بعد دوپہر کے ذی نواز نہ دو مین اور ہرمز کو ایک
صحراے ہولناک اور دہشت خیز مین لیگیا اور خود غائب ہو گیا ہرمز اور فرامرز وغیرہ اُس دشت پر ہول کو دیکھکر نہایت
پریشان ہوئے اور شدت تشنگی سے از حد مضطر ہوئے اکثر لشکری صدمۂ فرط عطش سے نالہ و فریاد کرنے لگے بعضے سوار
ابتداے تشنگی سے اشکبار ہوئے جب ہرمز و فرامرز نے اپنے لشکر کی یہ کیفیت دیکھی بختک سے پوچھا ذی نواز کہان ہی اُس سے
پوچھو وہ تالاب اب یہان سے کتنی دور ہی بختک نے ہر چند ذی نواز کی جستجو کی لیکن کہین ذی نواز کو نہ پایا اُسوقت بختک
نے ہرمز اور فرامرز سے عرض کیا اے شاہزادگان والا قدر اُس ذی نواز کا تو لشکر مین نشان نہین ہی مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ وہ
ذی نواز پیر و مرشد خواجہ عمرو تھے وہی اس صحراے جانستان مین واسطے ہلاک کرنے کے ہم سبھون کو لائے تھے خود چلے
گئے یہی غنیمت ہی اگر اس صحرا مین کسی تدبیر سے سب کو مار ڈالتے تو اُنکے نزدیک کوئی امر اہم نہ تھا یہ کہکے بختک نے
عرض کیا اب اسطرف نہ جائیے پیچھے پلٹیے بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ ادھر تالاب نہین ہی ہرمز و فرامرز برہم ہوکے چلے اور
قریب شام تالاب پر پہونچے بختک نے دور سے دیکھا کہ ایک شخص تالاب پر بیٹھا ہی بختک نے خیال کیا کہ یہ بھی
خواجہ ہی ہونگے یہ خیال کرکے بختک نے ہرمز سے کہا یہ جو شخص تالاب پر بیٹھا ہوا نظر آتا ہی یقین ہی کہ خواجہ عمرو
ہین انکو گرفتار کر لیجیے اگر مناسب ہو تو قتل کیجیے ہرمز نے کہا اے بختک ذی نواز جسکو تم خواجہ عمرو سمجھے تھے اُسکی
صورت اور تھی اور اس شخص کی شکل اور ہی یہ بیچارہ کوئی دہقانی ہی یا کوئی مسافر ہی اسکو گرفتار کرنا اور قتل کرنا اچھا
نہین ہی بختک نے عرض کیا خداوند نعمت مین حضور سے سچ کہتا ہون یہ خواجہ عمرو ہین آپ انکو دہقانی اور مسافر
نہ سمجھین اور صورت و شکل کا خیال نہ کرین خواجہ عمرو دم بھر مین ہزار شکلین انواع و اقسام کی تبدیل کر سکتے ہین
آپ میرے عرض کرنے کے موافق اس شخص کو گرفتار کیجیے اگر خواجہ عمرو نہونگے تو اس شخص کو چھوڑ دیجیے گا ہرمز
نے موافق کہنے بختک کے سوارون سے حکم کیا کہ جب تالاب پر پہونچنا پہلے اس شخص کو جو تالاب پر بیٹھا ہوا ہی گرفتار
کر لینا بعدہٗ پانی پینا سوارون نے عرض کیا خداوند ہم حکم حضور کا ضرور بجا لاوینگے جسوقت تالاب تک پہونچینگے تو اس شخص

کو گھیر کے پکڑ لینگے اور حضور کے حوالے کر دینگے غرض جب سواران لشکر بہزار خرابی و بمشکل تالاب پر پہونچے اُسوقت بہ قصد گرفتاری اُس شخص کے بڑھے وہ شخص ہوشیار ہوا اور کہنے لگا کہ مجکو کیون گرفتار کرنے کو آتے ہو سوارون نے کہا ہمکو حکم ہی ہر کہ تمکو گرفتار کرین اُسوقت اُس شخص نے خنجر کمر سے نکالا اور جست کر کر کے تھوڑے سوارون کو قتل کیا اور یہ نعرہ کرتے نکل گیا نعرۂ عمرو

تماشہ رہ ریش گفتار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار گر ہو قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

ہر چند سواران لشکر نے واسطے گرفتاری خواجہ عمرو کے گھوڑے دوڑائے لیکن خواجہ عمرو سوارون کے ہاتھ نہ آئے آخر سواران لشکر عاجز و مجبور ہوکر پھر آئے اور ہرمز و فرامرز سے عرض کرنے لگے خداوند خواجہ عمرو تو اسقدر تیز رو ہین کہ ہمنے ہر چند گھوڑے دوڑائے لیکن وہ ہمارے ہاتھ نہ آئے بختک ہرمز و فرامرز سے کہنے لگا کیون مین جو کہتا تھا وہی ہوا خواجہ ہی تھے سوارون کو قتل کر کے اور نعرہ کر کے لشکر سے نکل گئے ہرمز و فرامرز اور زُوبین وغیرہ خواجہ عمرو کی عیاری سے نہایت متحیر ہوئے بعد متحیر ہونے کے ہر ایک شخص نے تالاب سے پانی لیکر پیا اور بعد پانی پینے کے یہ سب آمادہ چلنے پر ہوئے ہرمز اور فرامرز مقتولون کو تالاب پر چھوڑ کے آگے بڑھے لشکر بھی چلا بختک نے بھی اپنے خچر پر کوڑا مارا ہرمز و فرامرز تو لشکر لیکر جاتے ہین دیکھیے کب مین کب پہونچین انکا احوال لکھا جائیگا لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہی کہ خواجہ عمرو سوارون کو قتل کر کے بصد عجلت روانہ ہوئے اور بعد راہ طے کرنے کے قریب قلعے کے پہونچے سردارون کو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو آتے ہین اکثر سرداران حمزۂ صاحبقران نے خواجہ کے استقبال کا ارادہ کیا تھا کہ خواجہ عمرو لشکر مین پہونچے اور ہر ایک سردار سے ملکے ملکہ مہر نگار کے پاس گئے اور ایک رقعہ مہری خواجہ بزرجمہر کا نکال کے مہر نگار کو دیا اور کہا ای ملکہ اس رقعہ مین خواجہ بزرجمہر نے تحقیق لکھا ہی کہ پریشان خاطر نہو حمزۂ صاحبقران بعد چھ مہینے کے بہ صحت و عافیت پردۂ غائب سے آئینگے ملکہ مہر نگار نے رقعہ خواجہ بزرجمہر کو دیکھکر عمرو سے کہا کہ چھ مہینے تک مفارقت امیر مین بھلا مین کیونکر زندہ رہونگی یقین ہی کہ ہلاک ہو جاؤنگی خواجہ عمرو نے کہا جسطرح ہو سکے چھ مہینے مفارقت امیر مین بسر کرو اور ای ملکہ آگاہ ہو کہ تمھارے باپ کے حکم سے زُوبین اور بختک اور ہرمز اور فرامرز سات لاکھ فوج لیکر ہم سے لڑنے کو آتے ہین اور تمھارے لینے کو آ گئے ہین اسوقت مین امیر کے پاس کسی تدبیر سے جا نہین سکتا ورنہ جسطرح ہوتا امیر کو یہان لے آتا ملکہ مہر نگار یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے چپ ہو رہین خواجہ عمرو ملکہ مہر نگار سے گفتگو کر کے لشکر مین آئے اور پہلوان عادی وغیرہ سردارون کو جمع کر کے اُنسے کہنے لگے کہ زُوبین اور بختک اور ہرمز اور فرامرز سات لاکھ کا لشکر لیکر ہم سے لڑنے کو آتے ہین نوشیروان نے نامبردگان کو اسی واسطے بھیجا ہی کہ ملکہ مہر نگار کو لے آئین اور اگر عمرو و ملکہ مہر نگار کو ہرمز و فرامرز کے حوالے نہ کرے اُس سے لڑین اور قتل کرین اور امیر با توقیر ملکہ مہر نگار کو برائے حفاظت میرے حوالے کر گئے ہین اور اپنے آنے تک اپنی جگہ پر مقرر کر گئے ہین پس تم سب اب کیا کہتے ہو میری اطاعت کروگے یا نہین اور بختک اور زُوبین اور ہرمز و فرامرز سے لڑوگے یا نہین سب سردارون نے تو کہا کہ آپ تخت پر بیٹھیے اور جو کچھ ہمسے فرمائیے ہم بسر و چشم بجا لائین اگر ہرمز اور فرامرز آئینگے اور آمادہ جنگ ہونگے تو ہم اُنسے لڑینگے جبتک زندہ ہین کیا مجال زُوبین وغیرہ کی جو ملکہ کو لیجائین لیکن پہلوان عادی نے کہا ای خواجہ عمرو تم جانتے ہو کہ ہم مدام بھوکے رہتے ہین اگر تم ہمارا پیٹ بھرنے کا اقرار

کرو تو البتہ ہمسے مقابلہ اور مجادلہ کفار سے کیا جائیگا ورنہ کثرت گرسنگی سے ہمسے تو اٹھا نہین جائیگا خواجہ عمرو نے کہا کہ پہلوان عادی ہمنے آج سے چالیس من برنج فی یوم مقرر کیے یقین ہے کہ تمھارا پیٹ اتنے چانول مین بھر جائیگا اور اگر نہ بھریگا تو علاوہ برنج کے فواکہات تمھین دونگا پہلوان عادی یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے خوش ہوا اور کہنے لگا کہ خواجہ اگر اسی قدر روز طعام مجکو دوگے تو مین بھی ایسا لڑونگا کہ ثروہین اور فرامرز وغیرہ کی تو کیا حقیقت ہے رستم سے بھی مقابلہ کرونگا اور حتی الامکان قلعے مین کسی کو نہ آنے دونگا جب خواجہ عمرو نے تقریر پہلوان عادی کی سنی فوراً حکم کیا کہ در قلعہ بند کیا جاے اور خندق پانی سے لبریز کردی جائے اور قلعہ پر ہزارہا توپین چہار طرف لگادی جائین گولے اور بارود کی تھیلیان قریب توپون کے بکثرت رکھی جائین تاکہ وقت جنگ گولہ اندازون کو آسانی ہو جسوقت عمرو نے یہ حکم کیا فوراً در قلعہ بند ہوا اور خندق کو پر آب کیا اور قلعہ پر بکثرت توپین بڑی بڑی لگادی گئین توپون مین گولے دیدیے گئے گولہ اندازون نے جملہ توپون کو بھر لیا بخوبی قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا سردارون نے سامان جنگ بخوبی کیا بعد سامان جنگ کرنے کے خواجہ عمرو سے سب نے عرض کیا کہ اب آپ تخت پر رونق افزا ہون جسوقت ہرمز اور فرامرز آپ سے لڑینگے دیکھیے گا کہ ہم کیسے گولے مارتے ہین اور کیسی آگ برساتے ہین کہ نانی بھی یاد کرین خواجہ عمرو گفتگوے سرداران تہور شعار سنکے خوش ہوئے اور حکم کیا کہ قریب در قلعہ بارگاہ اور خیام برپا ہون تخت بچھایا جاے سامان عیش و عشرت مہیا ہون ہم تخت پر جلوہ فرما ہونگے جسوقت عیاران لشکر اسلام نے خواجہ عمرو کی یہ تقریر سنی فوراً عیارون اور سردارون نے موافق ارشاد خواجہ کل سامان کیا جب بخوبی بزم عشرت آراستہ ہوچکی خواجہ عمرو لباس شاہانہ زیب تن کرکے بارگاہ مین آئے جملہ سردار و عیار براے تعظیم خواجہ اٹھ کھڑے ہوئے خواجہ عمرو نے تخت پر قدم رکھا عیارون نے صداے بسم اللہ بلند کی خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے سردارون اور عیارون نے علی قدر مراتب خواجہ عمرو کو نذرین دین خواجہ عمرو نے سب کی نذرین قبول کین اور جملہ زر و جواہر نذر نثار کیا اب خواجہ عمرو کا لقب شاہ عیاران ہوا الغرض بعد تخت پر بیٹھنے کے ارباب نشاط روبروے خواجہ حاضر ہوئے اور مبارکبادی تخت نشینی کی دینے لگے صداے تہنیت چہار جانب سے بلند ہوئی نازنینان مہ جبین گانے اور ناچنے لگین اسوقت اُس بزم کی یہ کیفیت تھی

نظم

دف و چنگ و سرود و مطرب و ساز
ہراک سو عیش کا سامان مہیا
ہجوم کار خانہ عشرت کے جلسے

حضور انجمن ہونے لگا رقص
کہ نکلے جس سے سب ارمان دل کا
ہراک معشوق وان رشک پری تھی

صداے نغمہ خوش سو یون کی آواز
عجب راحت فزا اُس جا کا تھا رقص
وہین ترتھے ہیئے عشرت فزا سے
اُمنگون مین جوانی کی بھری تھی

جب نازنینان زہرہ خصال رشک ماہ و مہر تمثال مبارکباد دیچکین اُسوقت ایک مطربہ خوبرو خوش گلو نے یہ غزل روبروے شاہ عیاران گائی

غزل

چھٹتے مستی مین کیا کیا ہم لب ساغر کو یار
خشک ہوجاے ترا دست تمنا ٹوٹ کر
اوج کیا پاے جنے قسمت ملاے خاک مین
شاخ تر سے کب ملا ہے خشک پتا ٹوٹ کر
دیکھنا اعجاز ساقی آملا رندون سے آج
بنگیا دریا حباب آب دریا ٹوٹ کر

دیکھین کیفیت ہستی مین تو یہ ٹوٹ کر
کاش بنتا دل ہمارا جام مینا ٹوٹ کر
سلسلہ غنچے نگہ کا لگا ہے دم کے ساتھ
غیر ممکن ہے کہ جوتا رہو تارا ٹوٹ کر
ہے خلش ہردم دل مجروح بے باعث نہین
صوفیون سے زاہد پابند تقوی ٹوٹ کر
کیا ادا کی شوخ صحرائی رفیق دشت نے

خوب برسا میکدے مین ابر مینا ٹوٹ کر
وصل کی شب پانون جب چھوتا ہون کہتے ہین وہ
دیکھیے اب کیا بنے تیرا سہارا ٹوٹ کر
تفرقہ تقدیر کا رکھتا نہین سامان وصل
رہگیا ہوگا کوئی پیکان کسی جا ٹوٹ کر
نیستی ہستی کا جھگڑا حشر تک مٹتا نہین
رہگئی تلوون مین نوک خار صحرا ٹوٹ کر

کہ بھی ہونے پہ عدو ہی دل دکھانے کو بہت
گر پڑے آگے مرے کچھ بال عنقا ٹوٹ کر
قہر ہو گی ٹیس ای تسلیم اک دن آہ کی

سحر کہ مین تیر نکلتا ہی نیزہ ٹوٹ کر
رات دکھلاتا ہی کسکی وقت آخر انتظار
آنکھ سے بہ جائیگا دل کا پھپھولا ٹوٹ کر

جب کمر کی مین صفت لکھنے لگا ہے قلم
آنکھ مین ٹھہرا ہوا ہی دم ہمارا ٹوٹ کر
اسوقت یہ غزل اُس نازنین نے جبین

بہ ناز و ادا گائی جملہ ارباب محفل خوش ہوئے خواجہ عمرو بھی مسرور ہوئے اور کچھ نازنین کو انعام دے کر رخصت کیا اور خواجہ نے اکثر عیارون وغیرہ کو خلعت دیے بعد دینے خلعت کے خواجہ عمرو نے حکم کیا کہ کوئی اور نازنین سامنے ہمارے غزل عاشقانہ گائے بمجرد حکم خواجہ پھر ایک نازنین مع اپنے سازندون کے حاضر ہوئی اور بعد ناچنے کے گانے لگی خواجہ عمرو اور جملہ سردار و عیار نغمہ و ترانہ نازنین سننے لگے یکایک ابو سعید لنگری اور ابو شہاب خرقہ پوش عیاران لشکر اسلام بہ تعجیل تمام روبروے خواجہ عمرو حاضر ہوئے اور اسطرح عرض کرنے لگے اشعار ہمیشہ تا نفس در تنگ جنبان است + بیک لباس درون با اجابت باری + سود جاہ تو باد از رحمت یزدان + خیال بعید کہ ناقوسیان زناری ای شہنشاہ عیاران جہان اسوقت سہرفرز و فرامرز اور ژوبین اور بختک بہ جمعیت سپاہ کثیر آئے ہین اور اس قلعہ سے دور ایک میدان وسیع مین فرد کش ہین باقی خیریت ہی ابھی عیاران لشکر اسلام خواجہ عمرو سے عرض کر ہی رہے تھے کہ ژوبین اور بختک وغیرہ خواجہ عمرو کے پاس آئے اور خواجہ کو تخت پر بیٹھا ہوا دیکھکر حیران ہوئے اور کہنے لگے ای خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ ہمکو شہنشاہ نوشیروان نے واسطے ملکہ مہرنگار کے لے آنے کے بھیجا ہی پس بہتر اور مناسب یہی ہی کہ ملکہ کو ہمارے حوالے کر دو کہ ہم ملکہ کو شہنشاہ کے پاس لیجائین اور اگر ملکہ مہرنگار کو ہمارے حوالے نہ کروگے تو ہم تمکو اور سرداران لشکر اسیر کو قتل کرینگے اور اس قلعے کو جسے تمنے خوب آراستہ کیا ہی ایک آن واحد مین لے لینگے اور کسی فرد بشر کو قلعے مین زندہ نہ رکھینگے سب کو تہ تیغ کرینگے اور ملکہ کو ضرور لیجائینگے خواجہ عمرو تقریر ژوبین وغیرہ کی سنکے برہم ہوئے اور بہ قہر و غضب کہنے لگے کہ او ژوبین اگر تو اپنے حق مین بہتری چاہتا ہی تو چلا جا ورنہ مین تجکو قتل کرونگا اور تیرے لشکر کو ہلاک کرونگا تیری بھی یہ مجال ہی کہ تو ملکہ مہرنگار کو یہان سے لیجائے ہر چند حمزہ صاحبقران یہان نہین ہین پردہ قاف مین تشریف رکھتے ہین لیکن مین تو موجود ہون تجھسے مقابلہ کرونگا اور جبتک زندہ ہون ملکہ مہرنگار کو تیرے اور فرامرز وغیرہ کے حوالے نہ کرونگا ژوبین وغیرہ گفتگوے خواجہ عمرو سنکے برہم ہوئے اور اپنے لشکر مین آ لئے اُسی وقت سہرفرز و فرامرز نے بہ قہر و غضب حکم دیا کہ طبل پرسش بجایا جائے کیونکہ ہم کل ہنگام سحر قلعے پر حملہ کرینگے اور سب کو قتل کرینگے غرض بہ مجرد حکم سہرفرز و فرامرز طبل پرسش بجایا گیا صداے طبل پرسش بلند ہوئی عیاران لشکر اسلام صداے طبل پرسش سنکے خدمت عمرو مین آئے اور بعد ادب یون عرض کرنے لگے اشعار تا کہی سرو لغراز آرزو گاہ ہے بہ نشیب + ہمراحداث حوادث فلک دائرہ ساز + بیکر خصم ترا خاک بر دسر بہ نشیب + دشمن جاہ ترا دار کند رو لغراز + ای استاد دوالا نژاد وای شاہ عیاران آپکو معلوم ہو کہ سہرفرز اور فرامرز ربانی فساد نے طبل پرسش بجوایا ہی ارادہ آنکا یہ ہی کہ صبح کو قلعے پر حملہ کرین اور آتش کینہ کو کانون سینہ سے ظاہر کرین باقی خیر و عافیت ہی خواجہ عمرو نے طبل پرسش بجنے کی خبر سنکے جلسہ عیش و عشرت کو برخاست کیا اور خیام و بارگاہ وغیرہ کو اٹھوا کر مع جملہ عیارون اور سردارون وغیرہ کے قلعہ مین آئے اور در قلعہ کو بند کرا کے سامان جنگ کرنے لگے شب بھر دونون لشکرون مین لڑائی کا سامان ہوا تلوارین اور تیر و نیزے درست ہوئے جب وہ وقت آیا کہ نظم نشان شب ہوا عالم سے نابود + اٹھا رنگ لغر دون کا صورت دود + سحر پھر رکھکے تاج مہر سر پر + ہوئی رونق فزا باحشمت و فر + صبح کو سہرفرز اور فرامرز اور ژوبین نے

ترتیب لشکر کا حکم دیا فوراً جملہ مردمان لشکر مسلح ہو کر آمادۂ حرب و پیکار ہوئے سب نے کمرین لڑائی پر کسین پھر مرکبون پر سوار ہوئے
نقارۂ پرسش بجنے لگے علمہائے لشکر کے پھریرے کھلے سرمز اور فراہرزاد اور ژوبین اور بختک بھی سوار ہوئے اور لشکر کثیر
لیکر چلے اُسوقت وہ گرگیتون کا کڑک کڑک کے گرجنا وہ سوارون کے پرے اور پیدلون کی صفین وہ گھوڑون کا دوڑنا
زمین کا تھرانا اور غبار کا بلند ہونا غرضکہ بنہایت شان اور شوکت سے لشکر چلا جب ژوبین مع لشکر قریب قلعہ پہونچا اُسوقت
سرمز اور فراہرز و ژوبین نے مردمان فوج کو حکم دیا کہ اس قلعہ پر دھاوا کرو اور اہل بہادران مسلمانون کو زندہ نہ چھوڑو
یہ سنکے سوارون نے گھوڑے بڑھائے پہلوانون نے گرز اٹھائے تیغزنون نے تیغین کھینچین سپرین ہاتھون مین لین
ہر ایک طرف ابر سپر مین برق شمشیر چمکنے لگی نقیبان خوش گلو کوئل کی طرح کوکنے لگے سوارون اور پیدلون کو آمادۂ حرب
و پیکار کرنے لگے جب ژوبین لشکر کثیر لیکر قلعے پر حملہ آور ہوا اور میدان نزدیک طے کیا اُسوقت بہ حکم خواجہ عمرو گولہ اندازون
نے توپون کو جھکا کر رنجک رکھ رکھکے جلد جلد فیر کرنا شروع کر دیا لشکر سرمز و ژوبین پر گولے مانند اولون کے پڑنے لگے
ابر دھوئین کا چھا گیا آگ کا مینھ چار طرف برسنے لگا ہزارہا کفار کا کھیت پڑ گیا لاشین میدان مین تڑپنے لگین زخمی چلانے
لگے گھوڑے کوتل میدان مین دوڑنے لگے زمانہ کثرت دود سے تیرہ و تار ہو گیا گاو زمین دمدم توپون کی گرج بیتابانہ
سے کانپنے لگی سپہر فلک تھرانے لگا کوئی حربہ جوانان لشکر سرمز اور فراہرز کا اہل قلعہ تک کسی طرح نہ پہونچا اور اہل قلعہ نے
ایسے گولے اور تیر اور عیارون نے پتھر مارے کہ فوج سرمز اور فراہرز کا منھ پھر گیا قریب شام سرمز اور فراہرزاد اور ژوبین
بدرجۂ ناچاری و مجبوری طبل بازگشت بجوا کر اپنے لشکرگاہ کی طرف ملول گئے خواجہ عمرو کفار کے ہلاک ہونے سے اور نہ
ملول پھر جانے سے خوش ہوئے دوسرے روز پھر ژوبین مع سرمز و فراہرز بہ جمعیت لشکر بیکران قلعے پر حملہ آور ہوے
ہر چند ہزارون قتل ہوے لیکن قلعہ تک پہونچ نہ سکے اسی طرح چھ مہینے تک سرمز و فراہرزاد اور ژوبین وغیرہ نے قلعے
پر حملہ کیا لیکن قلعہ ہاتھ نہ آیا بعد چھ مہینے کے ایک روز خواجہ عمرو قلعے مین بیٹھے ہوے تھے کہ سرداران لشکر حاضر ہوے
پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے کہا اب غلہ وغیرہ قلعے مین ختم ہو چکا ہے آپ کو کچھ تدبیر کرنا چاہیے اے خواجہ فرمان
لشکر سے خصوصاً مجھسے حالت گرسنگی مین نہ لڑا جائیگا خواجہ عمرو پہلوان عادی کی گفتگو سنکے متردد ہوئے اور بعد
فکر بسیار ایک تدبیر سوچ کے سردارون سے کہنے لگے کہ تم سب جاؤ اور بیٹھو آج مین غلہ وغیرہ کے بارے مین کوئی
تدبیر کرونگا سردار تو خواجہ کے پاس سے اپنے جگہ اور مقام پر چلے آئے لیکن خواجہ عمرو بہنگام شب شکل اپنی تبدیل
کر کے اول خیمۂ ژوبین کی طرف آئے نگہبانون وغیرہ کو بیہوش کر کے خیمے مین آئے چونکہ ژوبین غافل سو رہا
تھا خواجہ عمرو نے کفچۂ عیاری مین بیہوشی رکھی اور قریب بینی ژوبین کے اس کفچہ کو لیگئے حسب دم ژوبین نے سانس
کھینچی بیہوشی کفچہ سے دماغ ژوبین مین چلی گئی ژوبین کو چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا خواجہ عمرو نے دو حلقہ
کمند سے ژوبین کے ہاتھ اور دو حلقون سے دونون پاؤن اور دو حلقون سے گردن و سر کو باندھکر گولہ لاٹھی
بنایا اور اٹھا کر ساتوان حلقہ لگایا اور ڈیرہ گرہ عیاری کی اپنی پشت پر لگائی اور قنات خیمے کی چاک کر کے پشتارہ
ژوبین لیے ہوئے لشکر سے نکلے اور قلعے مین پہونچے اور پشتارۂ ژوبین کا رکھکر اور ابوشہاب خرقہ پوش
اپنے شاگرد کو لیکر قریب بارگاہ سرمز آئے اور خدمتگارون وغیرہ کو بیہوش کر کے مثل ژوبین کے سرمز کو بھی بیہوش
کر کے پشتارۂ سرمز کا ابوشہاب کے حوالے کیا اور کہا کہ قلعے مین لیجا ابوشہاب پشتارۂ سرمز کا لیکر چلا اور
راہ طے کر کے قلعے مین پہونچا بعد جانے ابوشہاب کے خواجہ عمرو نے مانند سرمز کے فراہرز کو بھی بیہوش کیا اور
مثل ژوبین کے فراہرز کا پشتارہ لیکر بچالاکی لشکر سے نکلے اور راہ طے کر کے قلعے مین پہونچے اور بعد پشتارہ

رکھنے کے در قلعہ کو بند کرا دیا اور عنقریب صبح خواجہ عمرو نے زوبین اور ہرمز اور فرامرز کو در قلعہ پہ مضبوط باندھکر لٹکا یا جس
صبح ہوئی اور آفتاب نکلا مردمان لشکر اور خدمتگار وغیرہ بیدار اور ہوشیار ہوئے اسوقت عیار اور خدمتگار زوبین
اور فرامرز اور ہرمز کو خیمے اور بارگاہون مین نہ دیکھکر متحیر ہوئے ملول و محزون بختک کے پاس آئے اور بختک
سے کہنے لگے کوئی عیار زوبین اور ہرمز و فرامرز کو لیگیا ہی خیمے مین زوبین اور بارگاہون مین ہرمز و فرامرز
نہین ہین بختک یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت گھبرایا اور خیال کرنے لگا کہ خواجہ عمرو ہی ہرمز و فرامرز اور زوبین
کو بیہوش کر کے لیگئے ہین یہ خیال کر کے بختک اپنے خچر پہ سوار ہوا اور طرف قلعے کے چلا لشکر مین ہرمز وغیرہ
کے گم ہونے سے تہلکہ پڑ گیا سوار اور پیدل باہم کہنے لگے کہ اب شب کو ہوشیار رہا کرینگے ایسا نہو کہ ہمکو کوئی بیہوش
کر کے لیجائے یا آ کے قتل کر ڈالے تو بڑا غضب ہو مفت جان جائے لڑنے کی آرزو ہی دل مین رہجائے سوار
اور پیدل تو لشکر مین باہم اسی طرح گفتگو کر رہے ہین لیکن اب حال بختک کا لکھا جاتا ہی کہ بختک سع چند عیار
مضطر و بیقرار خچر کو دوڑاتا ہوا سامنے قلعے کے پہونچا دیکھا کہ زوبین اور ہرمز اور فرامرز در قلعہ پر بندھے
ہوئے لٹکے ہین خواجہ عمرو بالائے قلعہ تشریف رکھتے ہین عیار و سردار وغیرہ بھی روبروے خواجہ حاضر و موجود
ہین خواجہ سرداران سے کچھ باتین کر رہے ہین بختک زوبین وغیرہ کو لٹکے ہوئے دیکھکر خواجہ عمرو سے مخاطب
ہو کے کہنے لگا کہ ای خواجہ آپ نے زوبین اور ہرمز و فرامرز کو کیون گرفتار کیا ہی کچھ مجھسے فرمایئے تو مین تو آپکا
غلام اور تابعدار ہون خواجہ عمرو نے کہا ای بختک آگاہ ہو کہ اس قلعے مین غلہ وغیرہ ہو چکا ہی مردمان لشکر پریشان
و مضطر ہین اگر تو چھ مہینے کا غلہ اور دیگر اشیاء یہ معلوم ہو بھیجا دیگا تو سبکو رہا کر دونگا ورنہ انکو گرفتار ہی رکھونگا یا زنبیل
مین داخل کرونگا بختک نے کہا مین ابھی چھ مہینے کا غلہ وغیرہ واسطے مردمان فوج کے حاضر کرتا ہون آپ انکو
زنبیل مین داخل نہ کیجئے گا بختک یہ کہکے اپنے خیمے کی طرف آیا اور لشکر مین سے چھ مہینے کا غلہ وغیرہ لیکر ان
پر بار کرا کے ہمراہ اپنے در قلعہ تک لیگیا اور منت کہنے لگا کہ یہ غلہ اور دیگر اشیاء حاضر ہین انھین منگوا لیجئے اور
زوبین اور فرامرز اور ہرمز کو چھوڑ دیجئے ایسا نہ کیجئے گا کہ غلہ بھی لیجئے اور شاہزادگان کو رہا نہ کیجئے خواجہ عمرو نے
ہنسکے کہا ای بختک تم مطمئن رہو مین غلہ وغیرہ لیکر انکو چھوڑ دونگا خواجہ نے چند عیارون سے حکم کیا کہ غلہ و دیگر
اشیاء چکر دون سے اتروا کے لے آؤ عیاران لشکر اسلام کچھ عزو در ہمراہ لیکر آئے اور کل غلہ جب قلعہ مین پہونچ چکا اسوقت
خواجہ عمرو نے ہرمز و فرامرز اور زوبین کو رہا کیا بختک سب کو لیکر لشکر مین آیا اور عیارون سے کہا انکو ہوشیار
کرو عیارون نے زوبین وغیرہ کو ہوشیار کیا جسوقت زوبین وغیرہ بخوبی ہوشیار ہوئے بختک سے پوچھنے لگے
کہ آج لشکر مین کیا تہلکہ ہی عیار ہمارے پاس کیون کھڑے ہین بختک نے کہا لات و منات نے بڑی خیر کی تم سب
زندہ بچ گئے ورنہ روحین تمہارے جسمون سے نکل گئی ہوتین اجسام تمہارے بے گور و کفن کہین پڑے ہوتے
زوبین نے کہا ای بختک تم اسوقت کیسی بیہودہ باتین کرتے ہو کیا خطرات زیادہ ہوتے ہو حواس تمہارے بجا
نہین ہین جو ایسی مہمل تقریر کرتے ہو بختک نے کہا میرے تو ہوش و حواس بجا ہین لیکن تم ابھی بیہوش پڑے
تھے مین نے عیارون سے کہکر تمکو ہوشیار کیا ہی خواجہ عمرو تمکو اور ہرمز اور فرامرز شاہزادگان عالی وقار کو بیہوش
کر کے لیگئے تھے اور در قلعہ پر انھون نے لٹکایا تھا جسوقت مجھکو خبر ہوئی اور مین نے خواجہ عمرو کو غلہ وغیرہ دیا اسوقت
خواجہ نے تمکو رہا کیا اگر مین تمہاری رہائی کی تدبیر نہ کرتا تو خواجہ عمرو سر تمہارا کاٹ لیتے یا قید کر لیتے لشکر مین آنا
نصیب نہوتا اب تمکو تم غافل اور بیہوش تھے یا میرے حواس بجا نہین ہین زوبین یہ تقریر سنکے نہایت غضبناک

ہوا اور سہر فراد و فرامرز سے کہنے لگا کہ آپ طبل پرخاش بجنے کا حکم دیجیے بہ کل قلعے پر حملہ کرونگا سہر فراد و فرامرز
نے طبل پرخاش بجوایا خواجہ عمرو کو طبل پرخاش بجنے کی خبر ہوئی پہلوان عادی وغیرہ نے کہا ای خواجہ آپ اندیشہ نہ کیجیے
اب کھانے کو غلہ قلعے مین آگیا ہی بخوبی زوبین وغیرہ سے ہم لڑینگے غرض وہ دن گذر کے شب بہ تیاری لڑائی کی
ہوئی ہنگام سحر زوبین و سہر فرد وغیرہ فوج کثیر لیکر قلعے پر حملہ آور ہوئے ہر چند دلیرانہ قلعے پر حملہ کیا لیکن وہ قلعہ ہاتھ
نہ آیا مردان فوج صدہا ہلاک ہوئے آخر زوبین وغیرہ قلعہ کی طرف سے پھرے اور لشکرگاہ پر آئے اسی طرح کئی
مہینے تک زوبین اور سہر فرد و فرامرز وغیرہ قلعہ مکہ پر حملہ کیا کیے لیکن قلعے مین داخل نہو سکے آخر ایک روز زوبین
نے سہر فرد و فرامرز سے کہکر پھر طبل پرخاش بجوایا اور لشکر کو لیکر اسطرح قلعے پر حملہ کیا کہ خندق سے گذر کے در قلعہ پر
پہونچ گیا اور قصد در قلعہ کے توڑنے کا کیا اسوقت حکم خواجہ عمرو سے گولہ اندازون نے گولے مارنا موقوف
کیے اور اکثر مردمان قلعہ نے تیر مارنے شروع کیے بعضون نے گرم گرم تیل کڑھا کا زوبین پر ڈالا عیارون نے
گوپھن مین پتھر رکھکر لگانے شروع کیے زوبین تیرون اور سنگ زنون وغیرہ سے بچنے لگا خواجہ عمرو نے اسی وقت
جلدی سے زہرہ مصری کو بہ شکل ملکہ مہرنگار رنگ و روغن سے بنایا اور نقاب چہرے پر ڈال کے اور کچھ باتین سمجھا
کے بالاے در قلعہ بھیجا زہرہ مصری نے در قلعہ پر آ کے اور زوبین سے مخاطب ہوکے کہا ای زوبین خبردار خبردار
در قلعہ کو گرز سے نہ توڑنا اور قلعے مین نہ آنا ورنہ مین اپنے تئین ہلاک کرڈالونگی دیکھ یہ ہیرے کی انگوٹھی میرے ہاتھ
مین ہی ابھی ہیرے کو پیسکر کھالونگی اگر تجھکو یہی منظور ہی کہ مجھکو میرے پدر کے پاس لیجاے تو یہان سے دس کوس
کے فاصلے پر ٹھہر مین خواجہ عمرو کے ہمراہ آتی ہون زوبین نے یہ تقریر ملکہ مہرنگار نقلی کی سنکے خیال کیا کہ در قلعہ کو
توڑ کے قلعے مین جانا اب بیکار ہی کیونکہ جس واسطے مین قلعے مین جاتا تھا وہ مطلب نکل آیا یعنے ملکہ مہرنگار میرے
ہمراہ نوشیروان کے پاس چلنے کو راضی ہی یہ سوچ کر زوبین نے کہا ای ملکہ آپ ہمراہ خواجہ کے تشریف لایے
مین جاتا ہون یہ کہکے زوبین مرکب کو خندق سے پھیر کر اسطرف آیا زہرہ مصری قلعے مین چلی گئی جب زوبین
لشکر مین آیا مردمان لشکر سے کہنے لگا کہ اب تم سب میرے ہمراہ چلو یہان نہ ٹھہرو اکثر مردمان لشکر زوبین کے ہمراہ
ہوے زوبین ایک طرف چلا بختک یہ حال دیکھکے متعجب ہوا اور بہ آواز بلند کہنے لگا کہ ای زوبین کہان جاتے
ہو یہ کیا غضب کرتے ہو تمنے در قلعہ پر پہونچکے در قلعہ کو کیون نہ توڑا خیر اب بھی نہ جاؤ در قلعہ کو توڑ کر ملکہ مہرنگار کو
قلعے سے لیکر مدائن کی طرف چلو اہل قلعہ کو قتل کرو خواجہ عمرو کو بھی گرفتار کرو ہر چند بختک نے زوبین کو بلایا اور پکار
کے کہا لیکن زوبین بختک کے پاس نہ آیا اور تقریر بختک کی مطلق نہ سنی بعد چلے جانے زوبین کے سہر فراد و فرامرز
بھی میدان جنگ سے پھرے اور لشکرگاہ پر آ کے اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے بعد جانے سہر فرد و فرامرز کے خواجہ
عمرو نے جملہ سردارون کو بلوایا اور کہا یہ قلعہ مختصر ہی اور غلہ بھی کم رہگیا ہی اب کیا تدبیر کرنا چاہیے پہلوان عادی نے
کہا اگر آپ قلعہ تنگ رواحل مین چلین بہ نسبت اس قلعے کے وسیع و مستحکم ہی اور غلہ بھی اس قلعے مین زیادہ ہی وہان
بہ راحت و آرام بسر ہوگی خواجہ عمرو نے گفتگو پہلوان عادی کی سنکے کہا اب مین ایک عیاری کرتا ہون سہر فراد و فرامرز
کو مع لشکر یہان سے لیے جاتا ہون تم ہمراہی ملکہ مہرنگار کو بہ عہد پردہ داری لیکر طرف قلعہ تنگ رواحل کے چلو
عادی وغیرہ نے کہا بہتر اسوقت خواجہ عمرو نے ایک کنیز سن رسیدہ کو کہ نام اسکا بنفشہ تھا اور آنکھون سے بھی
اندھی تھی اسے بہ صورت ملکہ مہرنگار بنایا اور زیور رانگے اور پیتل کا پہنایا اور لباس بھی پرانا پہنا کر پھر اسے محافہ مین
سوار کیا کہارون نے محافہ اٹھایا خواجہ عمرو اس محافے کے ہمراہ قلعے سے باہر آئے اور راہ قطع کرکے ایک درخت کے

کے نیچے محافے کو رکھوا کر دربارگاہ ہرمز و فرامرز پر بصورت اصلی آئے ہرمز و فرامرز کو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو دربارگاہ پر
آئے ہین ہرمز و فرامرز نے کہا خواجہ عمرو کو بلاؤ جب خواجہ عمرو بارگاہ مین گئے ہرمز و فرامرز نے پوچھا ای خواجہ عمرو
کیون آئے ہو خواجہ عمرو نے بعد دعا دینے کے اشکبار ہو کر کہا کہ اب مجھکو کچھ بن نہین پڑتا کیا کرون کیونکہ فی الحال مین نے
سنا ہی کہ امیر نے خدانخواستہ پردۂ قاف مین انتقال کیا ہی پس یہ خبر سنکے مجھکو نہایت صدمہ ہوا ہی اور اسی وجہ سے
ملکہ مہرنگار کو محافے مین سوار کرکے لایا ہون چاہتا ہون کہ اب ملکہ مہرنگار کو تمھارے حوالے کرون کیونکہ اب
ملکہ کو قلعے مین رکھنا اور لڑنا بیکار ہی اور اتنے دنون جو مین لڑا ہون یہ خطا میری شہنشاہ سے معاف کرا دیجیے گا ہرمز
و فرامرز نے خوش ہو کر کہا ای خواجہ ہم اقرار کرتے ہین کہ ضرور تمھاری تقصیر عفو کرا دینگے بعد اس گفتگو کے فرامرز نے
پوچھا ہمشیرہ صاحبہ کس جگہ تشریف رکھتی ہین خواجہ نے کہا یہان سے قریب ہین انھون نے یہ کہا ہی کہ بھائی یہ
وقت ملاقات کا نہین ہی مین ڈرتی ہون کہ اگر سرداران لشکر امیر میرے حال سے واقف ہو جاینگے تو لڑائی
ہوگی اور میرا جانا خدمت والد مین نہوگا اس سے بہتر اور مناسب یہ ہی کہ مین یہان سے آگے جا کر ٹھہرتی ہون
فی الفور تم بھی آؤ اور میرے آنے کا حال ترود مین سے بیان نہ کرنا فرامرز نے کہا ای خواجہ عمرو ہمشیرہ صاحبہ سے
کہدینا کہ آپ یہان سے چلیے بعد آپ کے مین بھی یہان سے کوچ کرکے آتا ہون خواجہ عمرو یہ سنکے بارگاہ سے
باہر آئے کہارون سے کہا محافہ اٹھاؤ کہارون نے محافہ اٹھایا چوبدار وغیرہ محافے کے ہمراہ ہوئے خواجہ بھی
عقب محافہ چلے بعد کئی فرسخ راہ طی کرنے کے بموجب کہنے عمرو کے کہارون نے ایک تالاب پر محافے کو رکھا
مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار قلمدار بھی ٹھہرے خواجہ تو تالاب پر محافے کے قریب بیٹھے ہین
اور بعد جانے خواجہ عمرو کے ہرمز و فرامرز وغیرہ نے بھی وہان سے کوچ کیا اور لشکر کو لیکر بصد کر و فر روانہ ہوئے
مقبل اور عادی وغیرہ نے جب دیکھا کہ ہرمز و فرامرز لشکر لیکر چلے گئے سردار تو سامان چلنے کا کر ہی چکے تھے
فوراً ملکہ مہرنگار خاتون ذیوقار کو بعد پردہ داری سکھپال مین سوار کرکے اور جملہ مردمان لشکر کو ہمراہ لیکر جانب
قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوئے انکو راہ مین چھوڑیے اور اب حال ہرمز و فرامرز اور خواجہ عمرو وغیرہ کا سنیے
کہ جب ہرمز و فرامرز و بختک مع لشکر قریب تالاب کے پہونچے ایک جگہ مقیم ہوئے اور واسطے ملکہ مہرنگار اپنی ہمشیرہ
اور خواجہ عمرو کے چند تحائف شاہانہ کشتیون مین لگا کر خواجہ قابل اور خواجہ مقبول خواجہ سرا اُن کے ہمراہ
کرکے روانہ کیے خواجہ سراؤن نے تالاب پر پہونچکے خواجہ عمرو کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ یہ تحائف شاہزادون نے
اپنی ہمشیرہ کو اور آپ کو بھیجے ہین اور تھوڑی دیر مین خود بھی تشریف لاتے ہین خواجہ عمرو نے جملہ تحائف لیکر
اپنے پاس رکھے اور خواجہ سراؤن سے کہا کہ تم جا کر ملکہ کی طرف سے دعا کہنا اور میری جانب سے تسلیم کہنا بعد اسکے
کہدینا کہ جلد آئیے مین آپ کا منتظر ہون خواجہ سرا رخصت ہوئے عمرو نے تحائف مع کشتیان اور کشتی پوش نذر
زنبیل کیے اور آن چوبدارون اور خدمتگارون کو کہ وہ بھی عیار لشکر اسلام تھے انھین اپنے ہمراہ لیکر ملکہ مہرنگار
نقلی کو محافے مین چھوڑ کر تالاب سے چلے اور طرف قلعہ تنگ رواحل کے روانہ ہوئے اور راہ جلد طی کرکے سرداران
امیر کے پاس پہونچے اور پہلوان عادی وغیرہ سے اپنی عیاری کی تمام کیفیت بیان کی سب خوش ہوکے عمرو
تو جانب قلعہ تنگ رواحل چلے جاتے ہین لیکن اب حال یہان کا ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ جب خواجہ سراؤن نے
پیغام عمرو پہونچایا ہرمز و فرامرز نے بہنگام شب اپنے لشکر سے ہمراہی بختک جانب تالاب روانہ ہوئے بختک
درمیان راہ خیال کرنے لگا کہ اسے کسی طرح عقل قبول نہین کرتی کہ امیر نے انتقال کیا اور اب خواجہ عمرو مہرنگار

کو مہرزد و فرامرز کے حوالے کر دینگے بظاہر معلوم ہوتا ہے یہ بھی ایک عیاری ہے نجتک یہ خیال کرتا ہوا جب تالاب پر پہونچا
دیکھا محافہ تو رکھا ہے لیکن خواجہ عمرو نہیں ہیں نجتک سمجھ گیا کہ جو میں نے خیال کیا تھا وہی ظہور میں آیا چاہتا ہے نجتک
تو سمجھکے چپکا رہا لیکن مہرزد و فرامرز باشتیاق تمام آگے بڑھکے پاس محافے کے بیٹھ گئے اور اسطرح پوچھنے لگے کہ اے
ہمشیرہ صاحبہ آپ کا مزاج تو اچھا ہے بہت دنون کے بعد آج آپ سے ملاقات ہوئی ہمکو نہایت اشتیاق آپکی ملاقات
کا تھا شکر ہے لات و منات کی عنایات سے آج آپ سے ملاقات ہوئی اور آپ اپنے والد کے پاس چلنے کو راضی
ہوئیں کہیے جو ہمنے ہدایہ آپ کو مقبول و قبول خاطر ہوا اور ان کے ہمراہ روانہ کیے تھے آپکو پہونچے اور پسند ہوئے
یا نہیں ہرچند مہرزد و فرامرز نے پوچھا لیکن محافے سے ملکہ مہرنگار نقلی نے کچھ جواب نہ دیا مہرزد نے فرامرز سے کہا
شاید ہمشیرہ صاحبہ ہمسے ناراض ہیں جو ہماری بات کا جواب نہیں دیتی ہیں یا صدمہ حمزہ صاحبقران سے اسوقت
بیہوش ہو گئیں ہیں فرامرز نے کہا ذرا چہ آواز لو کہ ہم مہرزد ہیں آپ ہم سے کلام کیجیے مہرزد نے موافق کہنے فرامرز
کے کہا اے ہمشیرہ صاحبہ آپکو معلوم ہو کہ میں مہرزد آپکا بھائی ہوں اور فرامرز دوسرے بھائی بھی آپ کے
پاس بیٹھے ہیں آپ بلا تکلف ہمسے گفتگو کیجیے سواے نجتک کے کوئی یہاں غیر نہیں ہے آپ ہمسے خفا ہیں ہمنے
تو کوئی خطا بھی آپکی نہیں کی ہے اور اگر ادباً کوئی تقصیر کی ہو تو معاف کیجیے لات و منات کا واسطہ بات تو کیجیے
حمزہ صاحبقران کی رحلت کرنے کا صدمہ نہ کیجیے اب ہمارے ساتھ چلیے والد آپ کی شادی کسی بادشاہ طبع زاد
کے ساتھ موافق اپنے ملت اور دین کے کر دینگے خوب ہوا کہ حمزہ صاحبقران نے انتقال کیا وہ مسلمان تھے ہمارے
مذہب کے خلاف انکا دین تھا جب مہرزد نے باواز بلند ملکہ مہرنگار نقلی سے گفتگو کی اسوقت مہرنگار نقلی نے
بہ غیظ و غضب جواب دیا کہ تو کون ہے کیون مجھکو گالیاں دیتا ہے نوشیروان کو میرا باپ بتاتا ہے میرے باپ بھائی
تو سب مر گئے خاک میں مل گئے تم کہاں سے میرے بھائی پیدا ہو گئے خدا تمھیں غارت کرے کمبخت لات و منات
پرست ہو اور حمزہ صاحبقران کو کہتے ہو کہ انھون نے انتقال کیا مجھکو ملکہ مہرنگار سمجھتے ہو میری شادی
کی فکر میں ہو ادنی کو اعلیٰ بناتے ہو ذرہ کو آفتاب سمجھتے ہو میں تو اندھی ہوں کیا تم بھی اندھے ہو اگر کچھ آنکھون
سے دکھائی دیتا ہو تو دیکھو مجھے پہچانو میں ایک کنیز ملکہ مہرنگار کی ہوں نام میرا بنفشہ ہے خدا سلامت رکھے
ملکہ مہرنگار کو انکی یہ لیاقت نہیں ہے کہ ایسے محافے میں سوار ہوں اور خدا نہ کرے مثل میری صورت کے انکی
شکل ہو ماشاء اللہ چشم بد دور وہ تو جوان اور حسین ہیں میں بڑھیا اندھی بہری چراغ سحری ہوں مجھے اور انسے کیا
مناسبت تم ناحق مجھکو ملکہ مہرنگار بتاتے ہو مہرزد و فرامرز نے یہ سنکے پردہ محافہ کا اٹھایا دیکھا تو فی الواقع ایک
اندھی عورت بصورت ملکہ مہرنگار محافے میں بیٹھی ہے مہرزد اور فرامرز نے پوچھا تجھکو کسنے ملکہ مہرنگار کی شکل بنایا ہے
اسنے کہا خواجہ عمرو نے میری صورت نہیں معلوم کیسی بنائی ہے مجھسے کہا تھا کہ تو محافے میں بیٹھکر چل میں یہان
محافے میں سوار ہو کے چلی آئی خواجہ عمرو مجھے یہاں چھوڑ کے نہیں معلوم کہاں چلے گئے یقین ہے کہ قلعہ تنگ رواحل
کی طرف ملکہ مہرنگار کو لیکر چلے گئے ہونگے کیونکہ باہم یہی مشورہ ہوتا تھا کہ جب مہرزد و فرامرز یہاں سے چلے جائیں
تو ملکہ مہرنگار کو یہاں سے لیکر قلعہ تنگ رواحل کی طرف چلیں اور اس قلعے کو خالی کر دیں وہ سب تو قلعہ تنگ رواحل
کی طرف چلے گئے ہونگے افسوس ہزار افسوس مجھکو یہاں چھوڑ گئے اب میری کیونکر بسر ہوگی یقین ہے کہ اسی محافے
میں بے آب و غذا مر جاؤنگی مہرزد و فرامرز از حد متحیر ہوئے اور خواجہ عمرو کی عیاری پر برہم ہوئے یکایک چند
عیار بھی تالاب پر آئے مہرزد نے کہا ذرا خبر تو لاؤ کہ خواجہ عمرو قلعہ [illegible] میں ہیں یا نہیں عیار گئے اور تھوڑی دیر میں

دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کرنے لگے خداوند نعمت ڈھونڈھتے ہین تو کوئی بھی نہین ہے ہمنے اکثر اشخاص سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو ملکہ کو لیکر مع سردارون وغیرہ کے قلعۂ تنگ روداحل کی طرف روانہ ہوئے ہین بختک سنکے ہنسنے لگا اور کہنے لگا واہ خواجہ عمرو کیا عیاری کی ہے مین تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ خواجہ ملکہ مہرنگار کو کبھی نہ دینگے ہرمز فرامرز سیارون اور بختک کی تقریر سنکے برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر خواجہ قلعۂ تنگ روداحل کی طرف روانہ ہوئے ہین تو کیا ہم وہان نہین جاسکتے ہیں کیکے کینہ گو تو حکم کیا کہ اسکو لشکر مین داخل کرو کینہ تو لشکر مین داخل کیگیا لیکن ہرمز و فرامرز مع بختک سیر تالاب کی کرنے لگے اور دل کو سیر سبزہ اور تالاب سے فرحت دینے لگے بعد سیر کرنے کے ہرمز اور فرامرز لشکر مین آئے اور عیارون کو بلاکر کہا کہ زرد چین اسطرف گیا ہے یقین ہے کہ یہین مقیم ہوگا اسے یہان بلالاؤ عیار بموجب حکم روانہ ہوئے اور بعد قطع کرنے راہ کے جہان زرد چین مقیم تھا اور ملکہ مہرنگار کے آنے کا انتظار کررہا تھا وہان عیار پہونچے اور زرد چین سے کہنے لگے چلیے آپکو شاہزادون نے بلایا ہے زرد چین نے کہا مین ملکہ مہرنگار کے آنے کا منتظر ہون وہ یہان آتی ہونگی انھون نے مجھسے وعدہ یہان آنے کا کیا ہے مین وہان نہ جاؤنگا اور یہین سے ملکہ کو مین اپنے ہمراہ لیکر خدمت شہنشاہ نوشیروان مین جاؤنگا عیارون نے عرض کیا آپ بیکار ملکہ مہرنگار کا انتظار کرتے ہین خواجہ عمرو عیاری کرکے ملکہ مہرنگار کو لیکر قلعۂ تنگ روداحل کی طرف روانہ ہوگئے ہین ہم خود جاکر قلعے مین دیکھ آئے ہین زرد چین یہ تقریر عیارون کی سنکے غضبناک ہوا اور فوراً اپنے ہمراہیون کے وہان سے چلا اور بعد طے کرنے راہ کے ہرمز و فرامرز کے پاس آیا ہرمز و فرامرز نے مفصل حال خواجہ عمرو کی عیاری کا زرد چین سے بیان کیا غرض چندروز تک زرد چین اور ہرمز و فرامرز اسی جگہ مقیم رہے اتنے زمانے مین خواجہ عمرو مع سردارون کے ملکہ مہرنگار کو لیکر داخل قلعۂ تنگ روداحل ہوئے اور قلعہ کو آلات حرب وضرب سے بخوبی آراستہ کیا خواجہ عمرو تو وہان قلعے کو آراستہ کرکے باطمینان تمام بیٹھے ہین لیکن اب حال زرد چین اور ہرمز وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ چندروز تک زرد چین وغیرہ اسی جگہ مقیم رہے آخر باہم مشورہ کرکے وہان سے طرف قلعۂ تنگ روداحل کے بارادۂ جنگ روانہ ہوئے انکا حال تو انشاء اللہ لکھا جائیگا لیکن اب حال امیر حمزہ صاحبقران کا تحریر ہوتا ہے

داستان حیرت فشان داخل ہونا عفریت کا گلستان ارم مین اور مقابلہ کرنا امیر بالوقیر کا دیوون سے

راویان ذیوقار اس داستان دلستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ عفریت جو خبر قتل دیوار جنگ سنکے بہ قہر و غضب لشکر ساٹھ لاکھ دیوون کا لیکر جلا بشتاب گلستان ارم کی سرحد پر پہونچا اور حکم کیا کہ اسی جگہ بارگاہین اور خیام برپا ہون چنانچہ موافق حکم عفریت جملہ دیو اسی جگہ ٹھہر گئے اور بارگاہین اور خیام کو ستون تک برپا ہوگئے عفریت داخل بارگاہ ہوا اور وہان اسکی ملعونہ بھی بارگاہ مین داخل ہوئی اور جملہ دیو بھی خیام فلک فرسا مین مقیم ہوئے دیو تیز رو دیو برق و دیو کیوان و دیو اکوان کہ یہ چارون ملازمان ملکہ آسمان پری سے ہین اور نہایت ناموَر جدال اور ہواخواہ شہپال بن شاہرخ کے ہین انھون نے جو سنا اور دیکھا کہ عفریت ساٹھ لاکھ دیو ہمراہ اپنے لیکر بارادۂ جنگ و جدال آیا ہے اور سرحد گلستان ارم پر مقیم ہے فوراً پریشان خاطر ہوکر خدمت شہپال بن شاہرخ مین حاضر ہوئے اور بعد ادب تسلیم و مجرا کرکے اسطرح اپنی زبان مین دعا و ثنا سے بادشاہ ہوئے کہ مستقر جہان اقبال ہمیشہ تا لب الیاس خضر سیراب است و زچشمہ کہ بوزش کند سکندر باد و لب عدو سے تو سیلاب کی طرح ...

عفریت تو جبکہ ندر شنہ پولاد دست شہنشاہ عالی وقار پر بدام عنایت و الطاف رب بے نیاز رہے اور دشمن سست شاہ فلک بارگاہ کا ہمیشہ خراج ناساز رہے آج عفریت بدکردار نابکار سات لاکھ دیووں کی جمعیت سے سرحد گلستان ارم پر آکے مقیم ہوا ہی ارادہ اسکا یہ ہی کہ کینہ دیرینہ کو آشکار کرے سر میدان بندگان شہنشاہ سے پیکار کرے باقی خیر و عافیت ہی جسوقت جباروں دیووں نے شہپال بن شاہرخ سے خبر عفریت کے آنے کی بیان کی اسوقت حمزہ صاحبقران مدد دیو شہپال بن شاہرخ بیٹھے ہوئے تھے دربار آراستہ تھا ہزارہا دیو دراز قامت صاحب عزت اور پریزاد عالی نژاد بصد ادب صندلیوں اور ڈنگوں وغیرہ پر بیٹھے ہوئے تھے شہپال بن شاہرخ تخت زرین پر رونق فزا تھا پہلوے شہپال میں ملکہ آسمان پری زوجہ اسیر بانو نقاب چہرہ سے پر ڈالے ہوئے بیٹھی تھی علاوہ لباس رنگین کے سراپا زیور جواہر نگار سے تھا

گیسوے عنبرین بر آراسته
گرده در دست خاتم زرین
نیست مازرب زیبا آن یاریب

اختر مانده بشب پیدا ست
دل درانجا نمود جاے نگین
اگر ازان یافت زیب آن یاره

حلقه گوش و نیش ... نگار
بار ... وصف های ان بهشتیا

حلقه ور گوشش ... دل گهر
موج گوهر در آب آئینه

کبھی اسیر بانو پر صورت ملکہ آسمان پری پر نظر کرتے تھے اور کبھی ملکہ آسمان پری حسن و شباب اسیر بانو پر نظر کرکے خوش ہوتی تھی اکثر باہم اشارہ اور کنایہ ہوتے تھے زوج زوجہ باہم باہم اشارہ سنتے تھے ناگاہ شہپال بن شاہرخ نے حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہوکر کہا کہ یہ عفریت نابکار جواب ہمسے برابر بیکار آیا ہی قبل اسکے ہمارا ملازم تھا اور ہمنے اس نالائق کو یہ عزت دی تھی کہ اپنی کل فوج کا سپہ سالار کیا تھا تمام فوج دیووں اور پریزادوں کی اسکے قبضے میں تھی سب فوج کا افسر یہی بداختر تھا اب تھوڑے زمانے سے اسنے ہمکو اور ہماری اطاعت اور فرمانبرداری سے سرکشی کی ہی اور وہی لشکر دیووں کا جسکا یہ افسر تھا اسی لشکر سے لاکھوں تمام دیووں کو ہمراہ اپنے لیگیا ہی اور بجاے خود حاکم ہوگیا ہی حمزہ صاحبقران نے کہا اب آپ بھی سامان جنگ کیجیے اور لشکر بارگاہ کا نکلوائیے مقابلے میں عفریت کے جسکی صف آرا ہوجیے اور ہمسے نام طبل جنگ بجوائیے میں عفریت اور اسکے لشکر کے دیووں سے مقابلہ کرونگا اور خوب لڑونگا ہر ایک دیو ناپاک کو انشاءاللہ تیغ آبدار سے قتل کرونگا ملکہ آسمان پری نے یہ تقریر حمزہ صاحبقران کی سنکے خیال کیا کہ اگر خدانخواستہ حمزہ صاحبقران کسی دیو ناپاک و سرکش کے ہاتھ سے قتل ہوئے تو میرے عیش میں خلل آجائیگا ماہ شباب میرا بے لطف گذریگا خیال اسیر میں راتوں کو نیند نہ آئیگی دل کو ایک لحظہ چین نہوگا صبح ایک دم بھی آرام نہ پائیگی شب و روز گریہ زاری اور نالہ و اشکباری میں میری جوانی خاک میں ملجائیگی فراق اسیر میں زندہ رہنا میرا مشکل ہوگا لہذا اب وہ تدبیر کرنا چاہیے کہ اپنی جان بتیلاے غم و الم نہو اور عیش و عشرت میں بھی خلل نہ آئے انکی جان بچے اپنا مدعا دل پر آئے ہر شب اسیر سے میرا پہلو گرم اور آباد رہے یہ خیال کرکے ملکہ آسمان پری نے شہپال سے آہستہ عرض کیا کہ آپ انھیں کہنے دیجیے انکے کہنے پر عمل نہ کیجیے اور انکے نام پر طبل جنگ نہ بجوائیگا اور انکو دیووں سے نہ لڑوائیے گا ملکہ انکو میدان جنگ میں کبھی جانے نہ دیجیے گا مبادا کسی دیو خونخوار و نابکار کے ہاتھ سے یہ زخمی ہوجائیں یا کوئی دیو انکے تن نازک پر وار ... یا کوئی سنگ گران لگائے تو خدانخواستہ انکا تو کام اکدم میں تمام ہوجائے میں صرف اسوجہ سے عرض کرتی ہوں کہ اگر خدانخواستہ یہ قتل ہوگئے یا زخمی ہوئے تو آپ انکے والد ماجد اور انکے احباب کو کیا جواب دیجیگا ہو اسکے سبب سے شرمندہ اور محجوب ہوجیے گا اور آپ کو بھی انکے ہلاک ہوجانے کا صدمہ جانکاہ ہوگا بس میں نہیں چاہتی کہ آپ انکے والد و احباب سے شرمندہ اور منفعل ہوں اور یہ بھی مجھکو منظور نہیں ہی کہ آپ کو انکے ہلاک ہونے سے صدمہ ہو اگر آپ میری عرض کو قبول نہ فرمائیگا دیکھیے پچھتائیے گا یہ کبھی نہ کبھی دیو کے ہاتھ سے ہلاک ہوجائینگے کیونکہ

ضعیف الانسان قوی الانسان سے تو لڑ نہین سکتا ہی بھلا یہ نحیف الجثہ آدم زاد دیوؤن سے کیونکر لڑ ینگے آپ ذرا ملاحظہ تو کیجیے
کہ دیو کا ایک ہاتھ انکے قد و قامت سے کہین بڑا ہی لہذا دیدہ و دانستہ عاقل کو ایسا کام نکرنا چاہیے جس سے آخر کار صدمہ و
محن مین مبتلا ہو اور افسوس کرے اور پھر کوئی اُسکا علاج نہو سکے شہپال بن شہرخ نے آسمان پری کی تقریر سنکے کہا
ای نور نظر پارۂ جگر جو کچھ تمنے کہا بظاہر سچ ہی لیکن تمکو اچھی طرح امیر کی طاقت اور قوت کا حال شاید معلوم نہین ہی انہین اِس
درجہ قوت ہی کہ انکی قوت کے آگے فیل ایک پشہ ہی اور دیو ایک مور ہی اور شیر ایک غزال ہی تمنے سنا ہی کہ امیر نے رہدار کو
قتل کیا ہی اور تمھارے دیوار جنگ کو ہلاک کیا ہی غرض انسے دیو کسی طرح لڑ نہین سکتے ہین خداوند عالم نے انکو عجب
طاقت اور قوت دی ہی کہ عقل کو حیرانی ہی ملکہ آسمان پری نے جواب دیا کہ اتفاق سے دیوار جنگ کے اوپر ملوار انکی پڑ گئی
وہ مارا گیا اُسکی قضا ہی آگئی تھی اسی بہانے سے وہ جہنم مین گیا اور رہدار کا جو آپ نے ذکر کیا اُسے مین نے نہین دیکھا
نہین معلوم تنہا انھون نے اُسکو قتل کیا یا یہ لشکر لیکر اُس پر حملہ آور ہوئے جب وہ مارا گیا مین جانتی ہون کہ وہ پڑا ہوا سوتا
ہوگا انھون نے آہستہ جاکر اُسکو تلوار سے قتل کر ڈالا ہوگا اگر رہدار بیدار اور ہوشیار ہوتا وہ کبھی انکے ہاتھ سے مارا نجاتا
اور یہ جو آپ نے فرمایا ہی کہ انہین قوت و طاقت بہت ہی یہ آپ نے بجا اور درست فرمایا ہی بیشک کوئی آدم زاد ذی زمانہ
انسے مقابلہ اور مجادلہ نہین کر سکتا لیکن دیو انسے قوت و طاقت مین بڑھے ہوئے ہین مین کبھی نہ مانونگی کہ یہ
دیوؤن سے زور و قوت مین زیادہ ہین انکے دست و پا ضعیف اور نحیف سے صاف ثابت و ظاہر ہی کہ کم زور ہین اور دیوؤن
کے موٹے موٹے دست و پا کو دیکھکر یقین کامل ہوتا ہی کہ دیوؤن مین طاقت و قوت اور زور زیادہ ہی پس میرے نزدیک
مناسب یہ ہی کہ آپ واسطے مقابلۂ عفریت بجائے کسی سردار کے ہمراہ لشکر دیوؤن کا روانہ کیجیے وہی سردار اِس
بدکردار سے لڑے باہم دیوؤن مین خوب لڑائی ہوگی آپ بھی میدان مصاف مین تشریف نہ لیجائیے یہین تخت
پر بیٹھے رہیے وہان فوج آپ کی لڑیگی اگر آپ کے لشکر کے دیو قتل بھی ہو جائینگے تو چندان رنج و غم نہوگا اور اگر سو دو سو پریزاد
ہنگام جنگ ہلاک ہونگے تو پردۂ قاف پریزادون سے خالی نہو جائیگا شہپال نے ہنسکے جواب دیا ای نور چشم
یہ تم کیا کہتی ہو کہ سو دو سو پریزاد اور دیو مارے جائینگے یہ ایسی لڑائی ہوگی کہ صدہا بلکہ ہزارہا دیو اور پریزاد قتل ہو جائینگے
میدان مصاف لاشون سے بھر جائیگا کشتون کے پشتے میدان کارزار مین ہر طرف نظر آئینگے غضب کی جنگ ہوگی
زمین تو زمین آسمان کانپیگا دریائے خون عرصۂ رزم مین بہیگا خیر اگر تمھاری خوشی یہی ہی کہ امیر کے نام پر طبل جنگ
نہ بجوایا جائے اور انکو دیوؤن سے ہم نہ لڑوائین تو حتی الامکان ہم ایسا ہی کرینگے کہ امیر کو میدان رزم مین نہ جانے
دینگے یہ کہکر شہپال بن شہرخ نے دیوؤن سے حکم کیا کہ اُٹالہ بارگاہ سلیمانی کا نکالو اور نقارخانہ سلیمانی کو بھی درست
کرو اور جلد تر سامان جنگ کرو اور مقابلۂ عفریت بدکردار کے واسطے آمادہ و مستعد ہو اور آلات حرب و ضرب کی
درستی کرو اور بہ عجلت تمام سامنے عفریت کے بارگاہ سلیمانی اور خیام ایستادہ کرو دیوؤن نے موافق حکم
شہپال بارگاہ سلیمانی کو نکالا اور جملہ دیو اور پریزاد گروہ گروہ جوق جوق آلات حرب و ضرب لیکر آمادہ چلنے پر ہوئے جب
لشکر کثیر دیوؤن اور پریزادون کا جمع ہو گیا اور کل سامان جنگ ہو چکا اُسوقت شہپال بن شہرخ نے بھی
حکم کیا کہ تخت ہمارا اُٹھاؤ پھر وحکم پریزادون نے تخت شہپال کا اپنے دوش پر اُٹھایا شہپال نے ملکہ آسمان پری
سے کہا کہ تم اپنے مکان مین جاؤ اور حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ ای فرزند تم یہین رہو امیر نے کہا مین ضرور آپ
کے ہمراہ چلونگا ناچار شہپال نے امیر کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور لشکر کثیر ہمراہ لیکر برائے مقابلۂ عفریت بدکردار
چلا اُسوقت سو لاکھ لشکر دیو اور پریزادون سے ملتے زمین کے ہلتے تھے آسمان اُس لشکر کثیر کو دیکھکر دنگ ہوتا

تھا آفتاب خوف سے تھراتا تھا وہ دیوؤن کی مہیب شکلین اور وہ اُنکی درازی قامت وہ ہر ایک دیو کا دمبدم نعرہ کرنا اور
وہ دیوؤن کا دوش پر دار شہنشاہ گردون بار کا رکھکر چلنا اور پرواز کرنا اور وہ پریزادون کا باہم پرواز کرنا کبھی بالا سے زمین
چلنا وہ شور و غوغاے لشکر دیو العیاذ باللہ ہنگامہ حشر کا نمونہ تھا غرض شہپال بن شاہرخ بصد شوکت و شان بعد راہ
طے کرنے کے جب قریب لشکرگاہ عفریت پہونچا حکم کیا کہ یہین لشکر ٹھہر جاے اور اسی جگہ بارگاہ و خیام برپا کیے
جائین دیوؤن نے حسب الحکم اُسی جگہ بارگاہ سلیمانی کہ جو لاثانی تھی برپا کی امیر با توقیر نے ملاحظہ کیا کہ عجب بارگاہ
فلک شکوہ ہے کہ جسکی تعریف بشر کے سے بخوبی ہو نہین ہو سکتی ادنی ثنا اُسکی یہ ہے کہ اسقدر بلند تھی کہ خیمہ آسمان باوجود اس
رفعت کے اُسکی بلندی سے شرماتا تھا اور وسیع وہ اسقدر تھی کہ بیک خیال بھی اُسکی وسعت کی خبر بمشکل لاتا
تھا علاوہ بارگاہ کے خیام رنگ برنگ بجوبہ فلک بھی استادہ کیے گئے شہپال بن شاہرخ اور حمزہ صاحبقران داخل
بارگاہ ہوے اور لشکر دیو اور پریزاد بھی بمقابلہ عفریت مقیم ہوا عفریت نے شہپال اور حمزہ صاحبقران کے
آنے کی خبر سُنکے نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا دیوؤن نے موافق حکم عفریت نہایت بڑے بڑے نقارون کو بعوض
چوب خرد بڑے بڑے درختون کے سُتونون سے بجایا صدا نقارون کی بلند ہوئی جسوقت آواز نقارہ رزمی بلند ہوئی
دیو تندک اور دیو انکوان وغیرہ نقارہ جنگی کے بجنے کی خبر لیکر سامنے شہپال بن شاہرخ کے آئے اور اپنی زبان مین
اسطرح دعا و ثنا بجا لاکر عرض کرنے لگے ابیات تا فنا مطلق رود در ترکتاز انقراض + تا نقارہ ونق بر در دربارگاہ انقلاب + عمر
اعداے تو شبگیر فنا را ہمعنان + عہد اقبال تو توفیق بقا را انقلاب + اے شہنشاہ فلک بارگاہ اسوقت عفریت نالائق
نے نقارہ جنگی اور طبل رزمی بجوایا ہے ارادہ عفریت بدسیرت کا یہ ہے کہ میدان کارزار مین اگر بندگان شہنشاہ سے مقابلہ
کرے باقی خیریت ہے شہپال بن شاہرخ نے دیو تندک وغیرہ سے خبر نقارہ جنگی بجنے کی سُنکر حکم کیا کہ ہمارے لشکر
مین بھی نقارہ جنگی بجایا جاے بموجب حکم شہپال بن شاہرخ قلاب چینی و کباب چینی وغیرہ پریزادون نے
نقارخانہ سلیمانی مین جھکر نقارہ ہاے سلیمانی پر چوبین لگائین شہنا نواز نے آواز دلکش شہنائی بجانے لگے دیو اور پریزاد
صداے شہنائی سُنکے وجد مین آنے لگے اکثر پریزاد اور دیو محو ہوکر جھومنے لگے صداے نقارہ سلیمانی جو بلند ہوئی گاو
زمین تھرائی پیر فلک کا سینہ لگا شیر فلک کا دل دہل گیا جملہ پریزاد آواز نقارہ رزمی سُنکے آگاہ ہوئے کہ نقارہ جنگی
بجا ہے اب کل جنگ ہوگی غرض رات بھر دونون لشکرون مین بخوبی سامان جنگ ہوا جب وہ وقت آیا کہ دیو شب
بنجیال جنگ و جدال دیوان پردہ قاف گریزان ہوا اور آفتاب نمایان ہوا ہنگام سحر شہپال تخت پر سوار ہوا اور امیر
حمزہ صاحبقران بھی مسلح ہوکر ایک مرکب پر سوار ہوئے ہمہ لشکر دیو و پریزاد خیل خیل غول غول فوجون فوجون
جانب میدان مصاف روانہ ہوا کثرت گرد و غبار سے روے آفتاب پنہان ہوگیا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا روز روشن
گویا شب تیرہ تھا اُسوقت دیوؤن کا رعد آسا نعرے کرنا اور ہواے صبح کا چلنا غبار کا بکثرت بلند ہونا دیوؤن کا
آلات حرب و ضرب لیکر نکلنا کبھی بالاے ہوا لشکر دیو و پریزاد کا چلنا کبھی زمین پر ہمراہ رکاب شہپال بن شاہرخ
اور حمزہ صاحبقران چلنا اور نقارہ سلیمانی دمبدم بجنا دیوؤن اور پریزادون کا شور و غل بپا ہونا بذات خود جب شہپال
اور امیر مع لشکر دیو اور پریزاد میدان کارزار مین پہونچے اُسطرف سے عفریت بھی مع سات لاکھ دیوؤن کے
میدان رزم مین آیا اور بعد درستی میدان کارزار اور صف آرائی ہر دو لشکر کے اول عفریت کے لشکر سے دیو نرجنگ
برادر دیو ارجنگ مقتول کا نکلا اور مانند رعد کے چلا کر کہنے لگا کہ اے آدم زاد اگر تجھکو دعوی شجاعت ہے تو میدان مین
آ اور مجھسے مقابلہ کر مین اپنے برادر ارجنگ کا تجھسے عوض لونگا اور ایک ہی ضرب دار شہنشاہ تجھے قتل کرونگا

امیر باتوقیر نے نعرہ دیو خرچنگ سنکے مرکب اپنا صف لشکر دیوان سے نکالا ہرچند شہپال بن شہرخ نے مقابلہ کرنے
سے منع کیا لیکن امیر باتوقیر نے نہ مانا اور کہا کہ دیو خرچنگ مجھی کو طلب کرتا ہے آپ مجھے جانے دیجیے انشاء اللہ اس
نابکار کو قتل کرونگا آخر بدرجہ مجبوری شہپال نے امیر کو اجازت دی امیر شہپال سے رخصت ہو کر سامنے
دیو خرچنگ کے آئے دیو خرچنگ نے امیر کے قد و قامت پر نظر کرکے اور اپنے بھائی دیو ارجنگ کا خیال
کرکے بہ قہر و غضب دار شمشاد سر حمزہ صاحبقران پر لگائی حمزہ صاحبقران نے دار شمشاد کو سپر پر روک کر
تلوار کھینچی اور دیو خرچنگ کی کمر پر لگائی ہرچند دیو نے دار شمشاد پر شمشیر تیز کو روکا لیکن تیغ آبدار دار شمشاد کو کاٹ کر
کمر پر پڑی دیو خرچنگ دو ٹکڑے ہو کر اس طرح زمین پر گرا گویا کوہ سیاہ دو ٹکڑے ہو کر بالائے خبر اگر زمین دیو خرچنگ
کے گرنے سے تو آئی لشکر عفریت کے دیو قتل ہونے سے خرچنگ کے تھرہ ہوئے خصوصاً عفریت از حد حیران ہوا
شہپال بن شہرخ خرچنگ کے قتل ہونے سے نہایت خوش ہوا بعد قتل ہونے اس دیو کے عفریت نے
طرف اپنے لشکر کے دیکھکر کہا کہ ہے کوئی تم میں سے ایسا قوی کہ اس آدم زاد کا سر کاٹ کے میرے پاس لے آئے یا اسے
میدان کارزار میں ہلاک کرے اور میرے دل کو خوش کرے دیو خونخوار دندان گفتگوے عفریت سنکے عرض
کرنے لگا کہ میں جاتا ہوں اور اس آدم زاد کو ہلاک کر کے سر اسکا ابھی کاٹ کے لاتا ہوں یہ کہکر خونخوار دندان
مثل فیل دمان رعد آسا نعرہ کر کے صف لشکر سے نکلا اور سامنے امیر باتوقیر کے آکے کہنے لگا کہ اے آدم زاد اب ہوشیار
ہو جا میرے ہاتھ سے تو کسی طرح نہ بچیگا کیونکہ میں مثل دیو ارجنگ اور خرچنگ کے نہیں ہوں چونکہ امیر باتوقیر
زبان دیو اور پری زاد سمجھتے تھے گفتگوے خونخوار دندان سنکے زبان دیو میں کہنے لگے کہ او بیحیا مانند خرچنگ کے
تجکو بھی قتل کرونگا تو بیکار مجکو ہوشیار کرتا ہے میں بخوبی خبردار اور ہوشیار ہوں چرندکہ اس دیو نے تقریر امیر باتوقیر
کی سنکے اول دار شمشاد گرانبار چرخ دے کر سر امیر پر لگائی امیر نے بہ فن سپہ گری دار شمشاد کو سپر پر روکا دوبارہ
اس دیو نے ارہ لپشت نہنگ کا وار کیا حمزہ صاحبقران نے اسکی ضرب کو خالی دے کر تلوار سر خونخوار دندان
پر لگائی ہرچند خونخوار دندان نے ارہ پر تلوار کو روکا مگر تلوار ارہ لپشت نہنگ کو کاٹ کر سر خونخوار دندان
میں در آئی اور سر سے گذر کے اور چہرے کو کاٹتی ہوئی صراحی گردن میں آئی اسی طرح سینہ و شکم و کمر کو کاٹ کر
زمین میں در آئی خونخوار دندان قتل ہو کر زمین پر گرا زمین خون دیو ناپاک سے رنگین ہوگئی بلکہ جوے خون
خونخوار زمین پر جاری ہوئی حملہ دیو لشکر عفریت اس دیو کے قتل ہونے سے کانپ گئے اور مثل صاحب تپ
تھرانے لگے ہر ایک دیو کا چہرہ سیاہ خوف امیر سے مائل بزردی ہوگیا ناظرین نکتہ بین اگر یہ اعتراض کریں کہ
حمزہ صاحبقران کا ہاتھ دیو بلند قامت کے سر تک کیونکر پہونچا کہ جو خونخوار دندان قتل ہوا ہم اسکا یہ جواب
دیتے ہیں کہ ناظرین کو یاد ہوگا کہ کوہ سراندیپ پر حضرت آدم علیہ السلام نے امیر کو عالم خواب میں ایک
بازوبند مرحمت فرمایا تھا اور ارشاد کیا تھا کہ اے فرزند اس بازوبند کو اپنے بازو پر باندھو کیسا ہی کوئی حریف دراز
قامت ہوگا اور صاحب قوت ہوگا تلوار تمھاری بہ برکت بازوبند اسکے سر پر پہونچیگی اور بازو تمھارا اس بازوبند کی
برکت سے نہ تھکیگا چنانچہ وہی بازوبند امیر کے بازو پر بندھا تھا اسی بازوبند کی برکت سے ہاتھ امیر کا دیو کے سر تک
پہونچا اور دیو قتل ہوا جیسا کہ لکھا گیا الغرض بعد قتل ہونے دیو خونخوار دندان کے عفریت نے ہرچند داہنی
اور بائیں جانب اپنے لشکر کے دیوؤں کو دیکھا اور اکثر دیوؤں سے کہا کہ جاکر اس آدم زاد سے مقابلہ کرو اور
کسی طرح اسے ہلاک کرو لیکن کوئی واسطے مقابلہ حمزہ صاحبقران کے نہ نکلا اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا ہر ایک

اپنا سر جھکا لیا عفریت نے یہ حال دیکھ کر طبل بازگشت بجوایا جب صدائے طبل بازگشت کی بلند ہوئی ہر ایک دیو نے
آواز سنی آخر عفریت لشکر اپنا لیکر لشکرگاہ پر چلا گیا حمزۂ صاحبقران بھی روبروے شہپال آئے شہپال
بہت خوش ہوکر اور حمزۂ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر مع لشکر دیو و پریزاد اپنے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا اور بعد طی کرنے
راہ کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوا

داستان دستان قید ہو جانا اسیر بانو قیصر اور ملکہ آسمان پری کا اور نامہ لکھنا عفریت کا سمندون ہزار دست کو اور آنا دیو سیاہ بات کا اور رنجیدہ ہوکر شریک شہپال ہونا پھر رہا ہوکر لڑنا لشکر عفریت بد کردار سے

راویان خوش صفات صاف صاف اس داستان پردۂ قاف کو یون بیان کرتے ہین کہ جب عفریت نابکار میدان
کارزار سے اپنی لشکرگاہ پر پہونچا اور داخل بارگاہ ہوا بہ سبب رنج و غم کے عفریت نے طعام تناول نہ کیا اور بارگاہ
مین محزون و ملول بیٹھا رہا اور کسی سے کچھ کلام نہ کیا جب عفریت نے طعام تناول نہ کیا اُسوقت مادر عفریت
کہ جو کاہنہ کامل تھی از راہ محبت مادری سے پاس عفریت کے آئی اور کہنے لگی ای فرزند آج تو طعام کیون تناول نہین
کرتا باعث تیرے صدمہ و ملال کا کیا ہی عفریت نے اپنی مان سے کہا کیا طعام تناول کرون مجکو نہایت صدمہ ہی
مادر عفریت نے پوچھا ای فرزند بیان کر صدمہ تجکو کس وجہ سے ہی عفریت نے کہا ای مادر مہربان باعث رنج و ملال
یہ ہی کہ اسیر نے میرے کئی دیوون کو قتل کیا ہی آج مین نے ہر چند اپنے لشکر کے دیوون سے کہا کہ اس آدم زاد کو میدان
مین جاکر قتل کرو اور اس سے مقابلہ کرو لیکن کوئی دیو آدم زاد سے بہ سبب خوف کے لڑنے کو نہ گیا اور کسی نے میرے
حکم کی تعمیل نہ کی آخر مین بہ مجبوری طبل بازگشت بجواکر میدان رزم سے چلا آیا اب مجکو یہ فکر ہی کہ دیکھیے انجام اس
لڑائی کا کیا ہوتا ہی یہ آدم زاد مجکو قتل کرتا ہی یا میرے ہاتھ سے مارا جاتا ہی لیکن ظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ مجھی کو یہ آدم زاد
قتل کریگا کیونکہ نہایت شجاع اور بہادر ہی ذرا آپ اسوقت اپنے علم سے دریافت کیجیے کہ مین اس آدم زاد پر فتحیاب
ہونگا یا آدم زاد مجپر فتحیاب ہوگا مادر عفریت کہ نام اُسکا ملعونہ تھا بہ شفقت مادری کہنے لگی کہ ای فرزند دلبند تو کھانا
تو کھا مین ابھی اپنے علم کے ذریعے سے حال فتح و شکست بتائے دیتی ہون تو اسقدر کیون رنجیدہ خاطر ہی یہ کہکے
ملعونہ نے طعام طلب کیا چند دیو طعام و آب لیکر آئے عفریت نے اپنی مان کے کہنے سے طعام تناول کیا اور
بعد اکل و شرب کہنے لگا کہ اب دریافت کیجیے کہ انجام جنگ کا کیا ہوگا ملعونہ نے طریقے سے کہانت کے
بعد غور و فکر بسیار کے کچھ ایسا دریافت کیا کہ نالہ بلند کیا اور نہایت اشکبار ہوکر زمین پر مثل ماہی بے آب
تڑپنے لگی اور نالہ و فریاد کرکے سر پیٹنے لگی اور بال سر کے نوچنے لگی عفریت اپنی مادر کا یہ حال دیکھکر گھبرایا اور پوچھنے
لگا کچھ کہیے تو آپ کو کیا دریافت ہوا میری جان کی تو خیر ہی ملعونہ نے ضبط گریہ کرکے جواب دیا ای پسر کسی طرح
تیری جان کی خیر نہین ہی مجکو ثابت ہوتا ہی کہ یہ آدم زاد ضرور تجکو قتل کریگا اور مجکو تیرے غم و الم مین رولائیگا
اُسوقت جسقدر دیو بارگاہ مین قریب عفریت کے بیٹھے تھے سب دست بستہ عرض کرنے لگے حضور آپ
ایک نامہ سمندون ہزار دست کو اس مضمون کا لکھیے کہ ہماری مدد اور کمک کو مع لشکر جلد آؤ اور آدم زاد
یعنی امیر کو آکر قتل کرو عفریت نے دیوون کو جواب دیا مجھے شرم آتی ہی کہ مین سمندون ہزار دست کو برای
مدد نامہ لکھون اور اُسے بلاؤن مین ہرگز اُسے نامہ نہ لکھونگا کیونکہ جب نامہ میرا اُسے پہونچیگا اور وہ نامہ میرا
پڑھیگا تو میری بزدلی اور نامردی پر ہنسیگا اور تمام دیو اُسکے لشکر کے مجھپر خندہ کرینگے اور کہینگے کہ عفریت باوجودیکہ

خود بھی قوی ہے اور لشکر بھی سات لاکھ دیوؤن کا رکھتا ہے اور ایک آدم زاد نحیف الجثہ اُس سے قتل کیا نہیں جاتا اسی طرح ہمنڈون
ہزار دست بھی کہیگا غرض نامہ لکھنا باعث میری ذلت وحقارت کا ہوگا عفریت یہ کہکے خاموش ہوا تھا کہ خرپا دیو اپنی
جگہ سے اُٹھا اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ ای افسر اور بادشاہ ہمارے آپ مطلق فکر واندیشہ نہ کیجیے اور اپنی والدہ کو تسکین
دیجیے مین آدم زاد یعنی امیر کو ضرور گرفتار کر کے آپ کے حوالے کرونگا آپ قتل کر ڈالیے گا عفریت نے خوش ہو کر پوچھا
ای خرپا کسطرح حمزہ کو گرفتار کریگا کیا تدبیر کریگا خرپا نے عرض کیا خداوند نعمت آج آپ نقارہ رزمی وطبل جنگی بجوائیے
صبح کو میدان کارزار مین مع لشکر تشریف لیجائیے پہلے کسی اور دیو کو واسطے مقابلہ آدم زاد کے میدان مصاف مین بھیجیے
اگر وہ دیو قتل ہو جاوے تو آپ مجھسے کہیے گا کہ اب تو جا کر حمزہ سے مقابلہ کر مین اُسوقت انکار کرونگا اور یہ عرض کرونگا
کہ مین آدم زاد سے مقابلہ نہ کرونگا مجھے اپنی جان دینا اور قتل ہونا منظور نہیں ہے علاوہ اس گفتگو کے ای بادشاہ مین اُسوقت
اور بھی گستاخانہ ایسے کلام کرونگا آپ بظاہر مجھسے رنجیدہ ہو کر مجھکو زد وکوب کر کے اپنے لشکر سے نکال دیجیےگا اور طبل
بازگشت بجوا کر چلے جایئے گا مین روتا ہوا شہبال بن شہرخ کے پاس جاؤنگا اور اُس سے فریاد کرونگا ای بادشاہ
شہبال رحم دل ہے اُسے میرے حال پر رحم آجائیگا اور اپنے لشکر مین داخل کر لیگا چند روز کے زمانے مین کسی نہ کسی طرح
امیر اور ملکہ آسمان پری کو گرفتار کرونگا ملکہ کو تو کہین قید کرا دونگا اور امیر کو گرفتار کر کے حضور کے پاس لے آؤنگا آپ حمزہ
کو فوراً قتل کر ڈالیے گا جب حمزہ بھی قتل ہو جائیگا پھر آپ کو کون قتل کریگا عفریت اور مادر عفریت دونوں تقریر
خرپا کی سُنکے خوش ہوئے اور اُسکے مکر وفریب اور فہم وفراست کی بہت تعریف کی بعد تعریف کرنے کے عفریت
نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جاوے فوراً بموافق حکم دیوؤن نے نقارہ رزمی بجایا آواز نقارہ جنگی سے زمین
کانپنے لگی جسوقت صدائے نقارہ رزمی بلند ہوئی چند دیو خدمت مین شہبال کے بعجلت آئے اور بعد ادائے
تسلیم کے بعد ادب اپنی زبان مین اسطرح دعا وثنائے شاہی بجا لا کر عرض کرنے لگے اشعار ہمیشہ تا کہ نہ گردد ہلال
بہ فر خجستہ کہ شود با بدر بمجلس سقیم + حسود را بازو نیم تو برو طالع + بود غریب چو طالع بر آستان لئیم + اسوقت
عفریت بدکردار نے طبل جنگی بجوایا ہے باقی خیریت ہے شہبال نے تقریر دیوؤن کی سُنکے حکم کیا کہ ہمارے لشکر مین
بھی نقارہ رزمی بجے بموجب حکم طبل رزمی اور نقارہ جنگی پر قلاب چلنی اور کباب چلنی نے چوب لگائی صدائے
نقارہ جنگی بلند ہوئی دیوؤن کے دل دہل گئے طبقے زمین کے ہل گئے دیوؤن اور بہزادوں نے صدائے نقارہ جنگی
سُنکے آلات حرب وضرب کی درستی کرنی شروع کی آخر تمام شب گذر کے وہ وقت آیا کہ بیت یکایک صبح کا لُو ماہتارہ
کیا تاریکی شب سے کنارہ + صبح کو دونوں لشکر پُر مکر وفریب میدان مین آکر صف آرا ہوئے دیو سعران فیل زور عفریت
کی طرف سے میدان مین آیا اور امیر کو اُسنے بہر مقابلہ طلب کیا حمزہ صاحبقران نے شہبال وغیرہ سے رخصت ہو کر
سعران فیل زور سے مقابلہ کیا سعران نے وار شمشاد سر امیر پر لگائی امیر نے وار شمشاد کی ضرب سے بچکے تلوار
کھینچی اور سعران پر لگائی سعران فیل زور دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا بعد قتل ہونے سعران فیل زور کے عفریت
نے دیو خرپا سے مخاطب ہو کر کہا کہ ای خرپا اب تو جا اور اس آدم زاد سے مقابلہ کر خرپا نے بآواز بلند کہا [illegible]
مین اس آدم زاد سے ہرگز ہرگز لڑنے کو نہ جاؤنگا مجھکو قتل ہونا منظور نہیں ہے اور کسی کو میدان مین بھیج یا خود اس آدم زاد
سے مقابلہ کر عفریت نے دیوؤن سے کہا کہ خرپا کو زد وکوب کر کے ابھی ہمارے لشکر سے نکال دو کیونکہ یہ ہمارا حکم بجا نہین
لاتا ہے اور ہمسے گفتگو سخت کرتا ہے دیوؤن نے بموجب حکم عفریت کے خرپا کو کچھ زد وکوب کر کے لشکر سے نکال دیا امیر
با توقیر اور شہبال بن شہرخ وغیرہ نے دیکھا کہ عفریت نے خرپا کو اپنے لشکر سے نکلوا کر اور طبل بازگشت بجوا کر اپنے

لشکرگاہ کی طرف چلا گیا حمزہ صاحبقران بھی میدان مصاف سے پھرے اور ہمراہ شہپال وغیرہ بارگاہ سلیمانی میں آئے شہپال
بارگاہ میں جا کر تخت پر بیٹھا امیر بھی قریب شہپال کے کرسی جواہر نگار پر بیٹھے اکثر دیو و پریزاد معزز و ممتاز بھی بارگاہ سلیمانی میں
صندلیوں پر بصد ادب بیٹھے شہپال امیر سے کچھ کہا چاہتا تھا ناگاہ چند دیو خدمت شہپال بن شاہرخ میں حاضر ہوئے اور بعد
بجالانے دعا و ثنائے شاہی کے عرض کرنے لگے کہ اے شہنشاہ فلک بارگاہ اسوقت دیو خرپا نالہ و فریاد کنان دربارگاہ حضور
پر آیا ہے عفریت نے اُسے اپنے لشکر سے نکال دیا ہے امیدوار ہے کہ حاضر خدمت حضور ہو کر شرائط زمین بوسی بجالائے
شہپال نے حکم دیا کہ خرپا کو ہمارے روبرو لے آؤ دیوؤں نے خرپا سے کہا چاہتا تجکو شہپال نے طلب کیا ہے خرپا روبروے
شہپال جا کر بعد قواعد آستانہ بوسی کے دعا و ثنائے شاہی بجالایا اور عرض کرنے لگا کہ مجکو عفریت بدسرشت نے
اپنے لشکر سے باہر نکال دیا ہے امیدوار ہوں کہ اب حضور کی خدمت عالی میں حاضر رہوں شہپال نے رحم کر کے
دیو خرپا سے کہا کہ اب تو عفریت کے لشکر میں نہ جانا اب ہمارے ہی لشکر میں رہ خرپا نے یہ تقریر شہپال کی سنکے
سجدہ کیا اور بہ اجازت شہپال موافق اپنے رتبے کے بارگاہ سلیمانی میں بیٹھا دوسرے روز ملکہ آسمان پری برائے سیر
ہمراہ چند پریوں کے ایک جانب تخت پر سوار ہو کے روانہ ہوئی خرپا نے جو دیکھا یہ بھی اُسی طرف چلا اور تھوڑی دور جا کر
آڑ آیا اور تخت پر سے ملکہ آسمان پری کو لیجا کر جزیرہ شبنم میں قید کیا اور جلد تر خدمت شہپال میں آیا اور اپنی جگہ پر
بیٹھا شہپال اور امیر بالتوقیر وغیرہ کو خرپا دیو کی شرارت سے مطلق آگاہی نہوئی جب سلطان ارزق نے حور پریوں
اور دیوؤں سے پوچھا کہ ملکہ آسمان پری کہاں ہے سب نے عرض کیا واسطے سیر کے گئی ہیں جب زمانہ زیادہ گذرا اور ملکہ
آسمان پری نہ آئی اسوقت سلطان ارزق نے شہپال سے آ کر ملکہ آسمان پری کا احوال بیان کیا اور کہا میں نے
سنا ہے کہ ملکہ سیر کے واسطے گئی تھیں ابھی تک نہیں آئی ہیں شہپال بن شاہرخ یہ حال سنکے نہایت پریشان ہوا اور
دیو اور پریوں کو واسطے تلاش ملکہ آسمان پری کے چہار طرف روانہ کیا اور اکثر دیوؤں اور پریوں سے ملکہ آسمان پری
کا حال پوچھا چند پریوں نے عرض کیا خداوند نعمت ہم ملکہ کے ہمراہ واسطے سیر کے جاتے تھے ناگاہ ایک دیو ملکہ کو تخت
سے اٹھا لیگیا ہم اُسکو روک نہ سکے شہپال نے پریوں سے سنکے خرپا کے اوپر گمان ہی نہ کیا غرض دیو اور پریزاد
تو بہ تلاش ملکہ آسمان پری گروہ گروہ چہار طرف گئے ہیں لیکن اب حال امیر بالتوقیر کا لکھا جاتا ہے کہ جب امیر بالتوقیر
کو معلوم ہوا کہ کوئی دیو ملکہ آسمان پری کو تخت سے اٹھا کر لیگیا ہے امیر صدمہ جدائی ملکہ آسمان پری سے اسقدر
بیتاب و بیقرار اور اشکبار ہوئے کہ اگر مفصل بیقراری اور اشکباری امیر کی تحریر کی جائے تو نہایت طول ہو اور یہ داستان
کئی جزوں میں تمام ہو پس بہ خیال طول حال بیقراری و بیتابی حمزہ صاحبقران لکھا نہیں گیا جب تین چار روز گذرے
اور ملکہ آسمان پری کا کچھ پتا اور نشان نہ ملا شہپال اور امیر بالتوقیر نہایت مضطر اور پریشان خاطر ہوئے خواب و خور
حرام ہو گیا لشکر میں تہلکہ پڑ گیا ہر ایک دیو اور پری کو آسمان پری کا ملال ہوا دیو خرپا نے بعد چند روز کے ہنگام شب امیر کو
بیہوش کیا اور امیر کو اٹھا کر طرف لشکر عفریت کے لیچلا اُدھر عفریت اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ دیو ارجل اور ابرجال
اور ہامان نے آ کر عفریت کو سلام کیا اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے عفریت نے دیوؤں سے کہا کہ ابھی تک دیو خرپا نہیں
آیا نہیں معلوم کس فکر و تردد میں ہے ملعون اور عفریت اور دیوؤں نے عرض کیا کہ دیو خرپا امیر کے قید و گرفتار
کرنے کی فکر میں ہوگا جب وہ امیر کو گرفتار کر لیگا اُسوقت حاضر ہوگا ابھی دیو یہ گفتگو کر رہے تھے کہ خرپا آیا اور
عفریت کو سلام کر کے عرض کرنے لگا کہ بڑی مشکل سے میں نے امیر کو بیہوش کیا ہے لیکے امیر کو حوالہ عفریت کیا
عفریت بہت خوش ہوا اور خرپا کو اٹھکر گلے سے لگایا اور بعد دینے انعام کثیر کے اُسے اپنا وزیر کیا جو ستارہ امیر کا

چادر سے کھلواکر عفریت نے جو رخ امیر پر نظر کی ہر چند کہ امیر بیہوش تھے لیکن بسبب رعب و دبدبہ کے عفریت کانپنے لگا
اور چہ سو ستر من کی قید مین امیر کو گرفتار کیا بعد طوق و سلاسل وغیرہ پہنانے کے عفریت نے حکم کیا کہ امیر کو اب ہوشیار
کرو خرمانے امیر کو ہوشیار کیا جب امیر کی آنکھ کھلی دیکھا کہ تخت پر عفریت بیٹھا ہی صدہا دیو یمین و یسار عفریت کے بیٹھے
ہین اور اپنے تئین گرفتار پایا امیر نے طرف آسمان کے دیکھا عفریت نے امیر سے پوچھا ای آدم زاد دیکھا تو نے کہ مین
کیسا قوی و دلیر ہون کہ مین نے تجھے گرفتار کر لیا امیر نے جواب دیا او بے حیا تو نے مکر سے مجکو قید کرایا اگر اسوقت بھی ایک
ہاتھ میرا کھول دے اور پھر مجکو گرفتار کرے تو مین جانون کہ تو دلیر ہی عفریت نے کہا ای آدم زاد مین ایسا نادان نہین
ہون کہ تجھے رہا کرکے اور ایک ہاتھ تیرا کھول کے اپنے اوپر خرابی لاؤن اور تیرے ہاتھ سے قتل ہون یہ کہکے عفریت
نے جلاد کو طلب کیا جب جلاد آیا عفریت نے حکم کیا ای جلاد اس آدم زاد کو لیجا اور جلد قتل کر سر اسکا میرے پاس
لے آ اسیوقت عفریت نے جلاد سے یہ تقریر کی اور جلاد نے بازو امیر کا پکڑا اسوقت امیر نے برجوع قلب خداوند عالم
سے اپنے قتل ہونے کی دعا کی فوراً دعا امیر کی مستجاب ہوئی اور بہ قدرت پروردگار دختر عفریت کہ نام اسکا مستورہ
تھا عفریت کے پاس آئی اور امیر کو دیکھکر عاشق ہو گئی اور اپنے باپ سے پوچھنے لگی کہ اس آدم زاد نے کیا قصور
کیا ہی کیون جلاد اسکو قتل کرنے کے واسطے لیے جاتا ہی عفریت نے تمام حال از ابتدا تا انتہا اپنی دختر سے بیان کیا
اور کہا ای آدم زاد کا قتل کرنا میرے نزدیک بہتر اور مناسب ہی مستورہ نے تو بہا اپنے پدر کی سنکے کہا کہ یہ آدم زاد شہپال
سے تعلق رکھتا ہی اگر یہ قتل ہو جائیگا تو شہپال سے اور آپ سے بہت لڑائی ہوگی اور انجام جنگ کا اچھا نہو گا میرے نزدیک
مناسب ہی کہ آپ اس آدم زاد کو بالفعل قید کیجیے اور ایک نامہ سمندون ہزار دست کو اس مضمون کا لکھیے کہ
مین نے امیر کو قید کیا ہی اور شہپال سے مجھسے لڑائیاں ہو رہی ہین لہذا مین چاہتا ہون کہ آپ میری مدد کے واسطے
آئین اور اس آدم زاد کے قتل کرنے یا قید کرنے کے بارے مین بھی کچھ فرمائین عفریت نے یہ گفتگو اپنی دختر سے
سنکے خیال کیا کہ دختر سچ کہتی ہی یہ خیال کرکے حکم کیا کہ امیر کو زندان مین قید کرو اور دیو افراغ سے کہا کہ تو اس آدم زاد
کی حفاظت کر خبردار کوئی زندان سے اسے نہ لیجائے دیو افراغ نے عرض کیا کیا مجال کہ کوئی غیر زندان تک
آنے پائے اور کیا کسی کی طاقت اور لیاقت کہ اس مجرم کو زندان سے رہا کرکے لیجائے یہ کہکر دیو افراغ ہمراہ امیر کے
زندان تک گیا دیوون نے امیر کو زندان مین قید کیا دیو افراغ مع اور دیوون کے واسطے حفاظت اور نگہبانی کے
در زندان پر بیٹھا بعد قید کرنے امیر کے عفریت نے نامہ سمندون ہزار دست کو لکھا اور ایک دیو کو نامہ دے کر کہا کہ یہ نامہ
سمندون ہزار دست کے پاس لیجا دیو نامہ لیکر روانہ ہوا جب صبح ہوئی شہپال بیدار ہوکر تخت پر بیٹھا ناگاہ خبر دیو
اور پریون نے آکر عرض کیا کہ ای شہنشاہ ذیجاہ امیر با توقیر کو کوئی لیگیا فرش خواب پر امیر نہین ہین شہپال یہ حال سنکے
اور زیادہ پریشان خاطر ہوا اور بعد فکر بسیار عبد الرحمن جنی سے کہا کہ تم بہ علم رمل دریافت کرو کہ کون شخص امیر کو لیگیا ہی
عبد الرحمن نے قرعہ پھینک کر اور اشکال پر نظر کرکے زائچہ کھینچا اور بعد فکر و غور عرض کیا کہ ای شہنشاہ ذی رتبہ عالیجاہ
مجکو ثابت ہوتا ہی کہ دیو خرما امیر کو لیگیا ہی شہپال یہ تقریر عبد الرحمن جنی کی سنکے نہایت مضطر اور پریشان خاطر ہوا
عبد الرحمن نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ آپ پریشان خاطر نہون امیر جلد رہا ہوکر حضور کے پاس آئینگے شہپال کے
دل کو عبد الرحمن کی اس تقریر سے تسکین ہوئی شہپال تو خیال ملکہ آسمان پری اور امیر مین محزون ہی لیکن اب
حال مستورہ دختر عفریت کا لکھا جاتا ہی کہ جب شام ہوئی مستورہ عشق امیر سے بیتاب و بیقرار ہوکے اٹھی اور بہ
بڑی دیر تک فکر کیا کی آخر بعد فکر بسیار قریب نصف شب در زندان پر گئی دیو افراغ نے مستورہ کو پہچان کے

سلام کیا مستورہ نے کہا ای دیو افراغ مین اسوقت اسواسطے آئی ہون کہ آدم زاد کو ایک نظر دیکھون دیو افراغ نے
کہا مین آپ کو زندان مین نہ جانے دونگا کیونکہ مجکو حکم زندان مین جانے دینے کا نہین ہی مستورہ نے دیو افراغ کو کچھ
جواہر دیا اور کہا مین ابھی آدم زاد کو دیکھکے چلی آتی ہون میرے باپ کو اس امر کی کوئی خبر نکریگا کیونکہ اسوقت سوا میرے
یہان کوئی نہین ہی پس تو کیون ڈرتا ہی دیو افراغ نے بطمع جواہر مستورہ کو زندان مین جانے کی اجازت دی
جب مستورہ داخل زندان ہوئی دیکھا کہ اسیر مجروح و ملول طوق و سلاسل مین گرفتار زندان مین بیٹھے ہین مستورہ سمجھی کہ
یقینا یہ آدم زاد اپنے قید ہونے سے ملول ہی اسکو یہ نہ معلوم تھا کہ اسیر خیال ملکہ آسمان پری اور ملکہ مہر نگار مین
محزون و ملول ہین غرضکہ مستورہ نے اسیر کو پریشان خاطر اور چشم پر نم دیکھکر اپنی زبان مین کہا کہ ای آدم زاد آگاہ ہو کہ
مین بیٹی عفریت کی ہون اور تیری صورت دیکھکر تجھپر عاشق ہوگئی ہون اگر تو مجھسے ہمبستر ہو تو مین ابھی تجکو قید سے چھوڑا دون
اور مین تیرے وصل سے شادکام ہون امیر بالتوقیر خیال ملکہ آسمان پری اور ملکہ مہر نگار مین بیٹھے ہوئے تھے
مستورہ کی مہیب شکل دیکھکر اور تقریر بیہودہ سنکے برہم ہوئے چونکہ مستورہ عقب امیر کھڑی ہوئی تھی امیر نے
غصے سے ہاتھ کی ہتھکڑی جو ماری سر مستورہ کا پھٹ گیا اور وہ زمین پر گرکے تڑپنے لگی تھوڑی دیر مین تڑپ
تڑپ کے ہلاک ہوگئی اور دار فنا سے سوے جہنم گئی جب زیادہ دیر ہوئی اور مستورہ زندان سے باہر نہ آئی افراغ
کو تردد ہوا آخر زندان مین گیا وہان دیکھا کہ مستورہ کا سر شق ہی اور مری ہوئی پڑی ہی دیو افراغ یہ حال دیکھکر
نہایت گھبرایا اور سمجھا کہ آدم زاد نے مستورہ کو مار ڈالا ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی یہ سمجھکے باہر زندان سے آیا اور دست
بستہ خدمت عفریت مین جاکر عرض کرنے لگا کہ ای بادشاہ ہمارے بڑا غضب ہوا حضور کی دختر نہین معلوم کیونکر
زندان مین چلی گئی آدم زاد نے اسکو مار ڈالا ہی مین سخطا ہون مین نے آپ کی دختر کو زندان مین جاتے نہین دیکھا
اگر مین آپ کی دختر کو جاتے دیکھتا تو کبھی زندان مین نہ جانے دیتا عفریت دیو افراغ کی گفتگو سنکے اپنی دختر کے
مرجانے سے نہایت مغموم ہوا اور اسی عالم رنج و غم مین عفریت دیو افراغ سے بولا کہ جلد امیر بالتوقیر کو زندان
سے میرے پاس لے آ تاکہ مین اسے قتل کرون اور اپنی بیٹی کا انتقام لون ابھی عفریت بد سرشت یہ کہہ رہا تھا کہ
یکایک غلغلۂ عظیم ہوا عفریت نے گھبرا کر پوچھا کہ یہ شور کیسا ہی دیوون نے عرض کیا کہ سیاک بیٹا سمندون
ہزار دست کا بفرمائش دادا اپنے ہمراہ لیکر آیا ہی اور ایک نامہ بھی سمندون ہزار دست کا لایا ہی عفریت نے یہ
سنکے حکم دیا کہ جلد دربار آراستہ ہو بموجب حکم بعد عجلت دربار بخوبی آراستہ ہوا اتنی دیر مین سیاک بھی دربار
عفریت مین آیا اور بعد سلام کے نامہ سمندون ہزار دست عفریت کو دیا عفریت نے نامہ پڑھا نامے
مین لکھا تھا کہ ای عفریت نامہ تمھارا مجکو پہونچا حالات مندرجہ سے مجکو بخوبی آگاہی ہوئی چونکہ تمنے مجکو برائے طلب
مدد بلایا تھا اور فی الحال مجکو بعض بعض امور ضروریہ سے مہلت اور فرصت نہین ہی اسوجہ سے بعوض اپنے
بیٹے یعنی سیاک کو تمھارے پاس بھیجا ہی اب تمکو لازم ہی کہ موافق تدبیر سیاک کے شہپال سے لڑنا اور
آدم زاد کو بھی اسی سے مستورہ لیکر قتل کرنا یا قید کرنا اور اسکو مثل میرے تصور کرنا عفریت نے اس مضمون سے
آگاہ ہوکر نامہ رکھدیا اور سیاک کو برابر دیو خرپا کے بٹھایا خرپا کے برابر بیٹھنے سے سیاک کو ملال ہوا
سیاک نے عفریت سے تو کچھ نہ کہا لیکن خرپا سے بعد غضب کہا کہ او نالائق میرے پاس سے اٹھ جا
اور کہین جاکر بیٹھ تیری بھی یہ لیاقت ہی کہ تو میرے برابر بیٹھے دیو خرپا گفتگوے سیاک سنکے عفریت کی طرف
دیکھنے لگا عفریت نے کہا ای سیاک دیو خرپا کو اپنے برابر بیٹھا رہنے دو اسکو مین نے اپنا وزیر کیا ہی اور

اسنے یہ کار نمایان کیا ہو کہ آدم زاد کو یعنی اسیر کو پکڑ لایا ہو مین اس سے نہایت خوش ہون سیامک نے تقریر
عفریت سنکے عفریت سے تو کچھ نہ کہا لیکن خرپا کی طرف متوجہ ہوکر بعد عتاب کہا کہ او ملعون یہان سے اٹھ جا اور
اپنے ہمسر اور ہمرتبہ دیوؤن کے پاس جاکر بیٹھ خرپا نے جواب دیا کہ او سیامک تو خود میرے پاس سے اٹھ جا کہ تو لایق میرے
برابر بیٹھنے کے نہین ہو سیامک یہ تقریر خرپا کی سنکے برہم ہوا اور طوق گردن خرپا کے پکڑ کے اپنی طرف کھینچا اور ایک طمانچا
کلے پر خرپا کے اسطرح مارا کہ خرپا کے دانت ٹوٹ گئے منھ سے لہو بہنے لگا ہر چند دانت ٹوٹ کر دہن خرپا سے زمین
پر گر پڑے ہر چند کہ اسوقت صدہا دیو دربار مین عفریت کے بیٹھے تھے لیکن کسی کو اتنی جرات نہوئی کہ سیامک
کو منع کرلے یا سیامک سے مقابلہ کرے سب دیو خاموش بیٹھے رہے عفریت کو خرپا کے دانت ٹوٹنے کا ملال ہوا
عفریت چاہتا تھا کہ کچھ کہے ناگاہ سیامک اپنی جگہ سے برہم ہوکر اٹھا اسوقت جسقدر دیو کہ ہمراہ سیامک آئے تھے
وہ سب بھی اٹھے اور ہمراہ سیامک کے دربار عفریت سے باہر نکلے سیامک اسی غیظ و غضب مین بارگاہ
شہپال بن شہرخ کے قریب پہونچا شہپال کو خبر ہوئی کہ سیامک عفریت سے رنجیدہ ہوکر آتا ہو شہپال نے فوراً
دیوؤن کو برائے استقبال بھیجا دیو سیامک کو بعد عزت و حرمت بارگاہ سلیمانی مین لائے سیامک نے شہپال
کو سلام کیا شہپال نے سیامک کو اسجگہ بٹھایا جسجگہ کبھی عفریت بیٹھتا تھا سیامک خوش ہوکر بیٹھا اور خیال
کرنے لگا کہ شہپال نے میری نہایت عزت کی اور عفریت کی جگہ پر کہ وہ کسی زمانے مین سپہ سالار تھا مجکو بٹھایا
اس سے صاف ظاہر ہوتا ہو کہ شہپال نے مجکو اپنے کل لشکر کا سپہ سالار کیا ہو سیامک ابھی یہ خیال کر رہا تھا اور
خوش ہو رہا تھا کہ شہپال نے سیاہ کلاہ سیامک کو بطور خلعت عطا کی بعض راوی کہتے ہین کہ سیاہ قبا شہپال
نے سیامک کو بطور خلعت عطا کی ابتو سیامک اور شاد و مسرور ہوا شہپال سے عرض کرنے لگا کہ آپ طبل جنگ میرے
نام پر بجوائیے مین عفریت نابکار سے مجادلہ اور مقابلہ کرونگا شہپال نے بموجب کہنے سیامک کے نقارہ
رزمی بجوایا بعض راوی کا مقولہ ہو کہ عفریت نے پہلے طبل رزمی بجوایا غرض بہرطور تمام رات دونون لشکرون
مین تیاری جنگ کی ہوئی ہر ایک دیو نے آلات حرب و ضرب کی درستی کی ہنگام صبح دونون لشکر بہ کروفر میدان
مین آئے بعد صف آرائی کے دیو خرپا میدان جنگ مین آیا سیامک سیاہ کلاہ نے مقابلہ کیا خرپا نے دار شمشاد
بہ قہر و غضب سیامک سیاہ کلاہ پر لگائی سیامک نے دار شمشاد کو خالی دے کر خود بھی دار شمشاد سر خرپا پر بہ بنیاد
بہ ماری خرپا نے سپر کو ضرب دار شمشاد سے بچایا لیکن دار شمشاد جو شانے پر پڑی شانہ خرپا کا ٹوٹ گیا خرپا
مجروح ہوکر لشکر عفریت مین چلا گیا بعد اسکے لشکر عفریت سے متواتر چند دیو نکلے سیامک سیاہ کلاہ نے ہر ایک کو
قتل کیا آخر عفریت خود بہ قہر و غضب میدان کارزار مین آیا اور بعد جنگ سیامک سیاہ کلاہ کو گرفتار کرکے اپنے
لشکر مین لیگیا اور طبل بازگشت بجواکر اپنی فرودگاہ لشکر پر چلا گیا جب عفریت اپنی بارگاہ مین پہونچا حکم کیا
کہ سیامک کو لاؤ جسوقت ملازمان عفریت سیامک کو لے آئے عفریت نے بہ قہر و غضب حکم کیا کہ
سیامک سیاہ کلاہ کو قتل کرو دیوؤن نے عفریت سے عرض کیا کہ یہ بھانجا سمندون ہزار دست کا ہو حضور
اسے قتل نہ کرائین اگر یہ قتل ہو جائیگا تو سمندون ہزار دست لشکر کثیر لیکر آئیگا اور حضور سے مجادلہ کریگا بس
بہتر اور مناسب یہی ہو کہ سیامک کو چھوڑ دیجیے عفریت نے بموجب عرض کرنے دیوؤن کے سیامک سیاہ کلاہ
کو قید سے آزاد کیا اور پھر برابر خرپا کے بیٹھنے کو کہا سیامک پھر ناراض ہوا اور بدر جہ ناچار اور بہ مصلحت برابر خرپا
کے بیٹھا جب شام ہوئی اور دربار برخاست ہوا سیامک دربار سے اٹھکر باہر بارگاہ کے آیا اور اپنی بارگاہ

کی جانب چلا ناگاہ چند دیوؤن نے بہ آواز بلند کہا کہ اسطرف کون آتا ہی خبردار ادہر کو نہ آئیے سیامک سیاہ کلاہ نے لشکر
عفریت کے دیوؤن سے پوچھا کہ یہ لوگ کیون روکتے ہین دیوؤن نے کہا اسطرف زندان ہی خرپا دیو نے امیر کو
گرفتار کیا ہی وہ ابھی زندان مین قید ہی اسی وجہ سے دیو اسطرف کسی کو آنے نہین دیتے ہین سیامک نے یہ تقریر
دیوؤن کی سنکے خیال کیا کہ زندان مین جاکر آدم زاد کو دیکھنا چاہیے یہ خیال کرکے سیامک اور آگے بڑھا دیوؤن نے
روکا سیامک نے قریب دیوؤن کے جاکر کہا کہ مین سیامک ہون مجھے کیون روکتے ہو دیوؤن نے کہا زندان
مین آدم زاد قید ہی اور ہم نگہبان ہین اسوجہ سے ہمنے آپ کو روکا تھا برا نہ مانیے گا سیامک نے ہنسکے کہا کہ اگر
تمھارے خلاف طبع نہو تو ہم ذرا آدم زاد کو دیکھ لین ہمکو آدم زاد کے دیکھنے کا نہایت اشتیاق ہی دیوؤن نے برہم
اور ترشرو ہوکر جواب دیا کہ ہم تو ہرگز زندان مین نہ جانے دینگے اگر تم جاؤگے تو سزاے معقول پاؤگے سیامک
سیاہ کلاہ کو یہ تقریر سنکے از حد غصہ آیا اور دار شمشاد اٹھاکر اول دیو افراغ کے سر پر لگائی دیو افراغ ضرب
دار شمشاد سے جانبر نہوا پھر اور دیوؤن کو بھی اسی طرح ہلاک کیا اور در زندان کو کھولکر اندر زندان کے گیا
اور امیر کو اپنے کاندھے پر بٹھاکر زندان سے باہر آیا اور طرف بارگاہ شہپال کے چلا دیوؤن نے عفریت
سے جاکر عرض کیا کہ سیامک دیو افراغ وغیرہ کو قتل کرکے آدم زاد کو لیے جاتا ہی عفریت یہ خبر سنکے برہم
ہوا اور دار شمشاد اٹھاکر عقب سیامک چلا چند دیو بھی ہمراہ عفریت ہوگئے یہ خبر ہرکارون نے شہپال
بن شاہرخ کو پہونچائی کہ سیامک سیاہ کلاہ امیر باتوقیر کو اپنے کاندھے پر سوار کیے ہوئے آتا ہی اور پیچھے اُسکے
عفریت مع لشکر بقصد ہلاکی سیامک چلا آتا ہی شہپال نے یہ خبر سنکے فوراً حکم دیا کہ کل دیو اور پریزاد آمادہ
کارزار ہون بموجب حکم شہپال کل دیو اور پریزاد مستعد جنگ ہوئے ہر ایک دیو اور پریزاد نے آلات حرب
وضرب اٹھائے جب لشکر تیار ہوچکا ادھر تو شہپال تخت پر سوار ہوکر مع لشکر چلا ادھر عفریت عنقریب سیامک
سیاہ کلاہ پہونچا اور کہنے لگا کہ او سیامک کہان جاتا ہی مین آن پہونچا سیامک نے صداے نعرہ عفریت
سنکے جلد تر امیر کو زمین پر بٹھادیا اور عفریت سے مقابلہ کیا عفریت نے ارہ پشت نہنگ سیامک سیاہ کلاہ پر
لگایا ہرچند سیامک نے چاہا کہ اُس سے بچون لیکن بچ نہ سکا اور زخمی ہوا عفریت بعد زخمی کرنے سیامک
کے حمزۂ صاحبقران کی طرف چلا امیر نے غصے مین طوق وسلاسل کو مثل تار عنکبوت کے توڑکے پھینک دیا عفریت
نے قریب امیر کے آکر سر امیر پر دار شمشاد کا وار کیا امیر نے دار شمشاد دست عفریت سے چھین لی اتنی دیر
مین شہپال بھی قریب امیر باتوقیر آگیا اُسوقت عفریت نے اپنے لشکر کے دیوؤن کو حکم دیا کہ اس آدم زاد کو
جلد سب ملکے قتل کرو حملہ دیو امیر کی طرف بڑھے اسطرف سے شہپال نے اپنے لشکر کے دیوؤن سے کہا کہ
عفریت کے لشکر پر حملہ کرو بمجرد حکم دیوؤن نے فوج عفریت پر حملہ کیا دونون لشکر مل گئے جنگ مغلوبہ ہونے
لگی دار شمشاد اور ارہ پشت نہنگ و دیگر آلات حرب وضرب سے جانبین کے صدہا بلکہ ہزارہا دیو اور پریزاد
مارے گئے حمزۂ صاحبقران نے تیغ تیز سے صدہا دیوؤن کو قتل کیا تا شام خوب لڑائی ہوئی میدان جنگ
مین کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار ہوگئے میدان مصاف مین دریاے خون روان ہوا وقت شام
عفریت طبل بازگشت بجاکر فرودگاہ لشکر کی جانب روانہ ہوا اور بعد طی کرنے راہ کے اپنی بارگاہ مین پہونچا
اسطرف شہپال خوش وخرم ہوکر امیر کو بارگاہ سلیمانی مین لیگیا اور سیامک سیاہ کلاہ کے زخم سر مین ٹانکے
لگائے گئے اور حکم شہپال سے پھاہا مرہم سلیمانی کا زخم سر سیامک پر رکھا گیا علاج نجبی سیامک کا ہونے لگا اب

امیر کشورگیر بارگاہ سلیمانی مین شہبال بن شہرخ کے پاس ہین اور ملکہ آسمان پری جزیرہ گشت بنم مین قید ہی سیاہک سیاہ کلاہ زخمی ہی غنیمت بلیدا پنی بارگاہ مین ہی انشاء اللہ ان سب کا حال مقامات مناسب پر آیندہ لکھا جائیگا۔

داستان جانا مہتر شاہین کا قلعۂ تنگ رواحل مین اور عیاری کرکے ملکہ مہرنگار کو لیکر چلنا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری وغیرہ کا بعد جنگ پھر ملکہ مہرنگار کو قلعۂ تنگ رواحل مین لانا اور سہرہ و زوبین کا چڑھائی کرنا

راویان سراپا دانش اس داستان دلستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب زوبین اور ہرمز اور فرامرز اور بختک مع لشکر کثیر سمت قلعۂ تنگ رواحل روانہ ہوئے اثناے راہ مین زوبین نے اپنے عیار مہتر شاہین سے کہا کہ خواجہ عمرو نے کیا اچھی عیاری کی اور ملکہ مہرنگار کو قلعۂ تنگ رواحل کی طرف لیگئے کوئی عیاری تونے ایسی نہین کی کہ جس سے ہمارا دل خوش ہوتا شاہین نے عرض کیا کہ اگر آپ مجکو قلعۂ تنگ رواحل کی طرف جانے کی اجازت دین اور میرے بعد آپ بھی قلعۂ تنگ رواحل کی طرف جلد آئین تو مین ملکہ مہرنگار کو بہ عیاری قلعۂ تنگ رواحل سے لے آؤن زوبین نے کہا تو جا مین بھی بعد تیرے ضرور آؤنگا اور تیری اعانت کرونگا مہتر شاہین یہ سنکے اور بانے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے طرف قلعۂ تنگ رواحل کے روانہ ہوا اثناے راہ مین مہتر شاہین نے دور سے دیکھا کہ پس پشت میرے سرہنگ مکی عیار شاگرد خواجہ عمرو چلا آتا ہی مہتر شاہین نے خیال کیا کہ یقیناً سرہنگ مکی قلعۂ تنگ رواحل مین جائیگا پس کوئی عیاری کرنا چاہیے یہ خیال کرکے مہتر شاہین نے ایک جھیل پر پہونچکے دو تین نیچے اور حقے اور چلمین اپنی کسوت عیاری سے نکالین اور جلدی سے نیچون کو جھیل کے پانی سے تر کیا اور کچھ لکڑیان جمع کرکے آگ روشن کی اور اپنی صورت بہ شکل فقیر بنائی اور سر راہ حقے لیکر بیٹھا جب سرہنگ مکی قریب اُس فقیر نقلی کے پہونچا فقیر نے اسطرح دعا دی کہ ای مسافر خدا تیرا بھلا کرے اور جلد منزل مقصود پر بخیر و عافیت تجھے پہونچائے اور تمنائے دلی بر لائے بابا حقہ مین نے بھرا ہی ذرا ٹھہر جا زیر درخت تھوڑی دیر توقف کر حقہ پی لے پھر جہان تجکو جانا منظور ہی چلا جائیو سرہنگ مکی گفتگوے فقیر سنکے خیال کرنے لگا کہ یہ فقیر مسلمان معلوم ہوتا ہی ذرا اسکے پاس ٹھہر کے حقہ پی لینا چاہیے اور حال اپنے اُستاد کا اس سے دریافت کرنا چاہیے یہ خیال کرکے سرہنگ مکی فقیر نقلی کے قریب آیا فقیر نقلی نے ایک ٹکڑا ٹاٹ کا بچھا دیا سرہنگ مکی بیٹھا فقیر نقلی نے پوچھا بابا کہان سے آتے ہو اور کہان جاؤگے سرہنگ مکی نے کہا مین کعبہ سے آتا ہون اور قلعۂ تنگ رواحل مین جاؤنگا فقیر نقلی نے پھر پوچھا قلعۂ تنگ رواحل مین کسواسطے جائیگا سرہنگ مکی نے جواب دیا کہ مین بہ ضرورت کعبہ مین رہگیا تھا چونکہ اُستاد ہمارے خواجہ عمرو مع سرداران امیر اور ملکہ مہرنگار قلعۂ تنگ رواحل کی جانب گئے ہین اسوجہ سے اب مین بھی اُنکے پاس جاتا ہون فقیر نے کہا بابا تو سچ کہتا ہی تین روز کا زمانہ گذرا ہی کہ اسی طرف سے خواجہ عمرو مع لشکر گئے تھے مین نے جو دعا دی تو اُنھون نے مجکو زر و جواہر موافق میری لیاقت کے عطا فرمایا اور حقہ پیا اور چلے گئے مجکو یقین ہی کہ وہ قلعے مین پہونچ گئے ہونگے سرہنگ مکی نے پوچھا ای درویش نیک سیرت کیا تو یہی درخت کے نیچے شب و روز رہتا ہی فقیر نے جواب دیا نہین بابا دن بھر یہان رہتا ہون اور شب کو سامنے جو وہ گانون ہی وہان چلا جاتا ہون گانون مین میرا مکان ہی اور اہل و عیال بھی ہین یہ کہکے فقیر نقلی نے تمباکو بنایا ہوا

نکالا اور چلم مین رکھکر آگ رکھی اور نیچہ پانی سے تر کرکے حقہ سر ہنگ کی کو دیا سر ہنگ کی نے پانی سے منھ اور
ہاتھ دھو کر حقہ پیا چونکہ تمباکو مین مہتر شاہین نے بہ کثرت بیہوشی ملادی تھی اسوجہ سے حقہ پیتے ہی سر ہنگ کی
کا حال متغیر ہوا فقیر نقلی نے کہا بابا ذرا کھڑے ہو جاؤ ہوا کھاؤ دور سے تم آتے ہو حقہ جو پیا اسوجہ سے یہ حال
ہو گیا سر ہنگ کی یہ تقریر فقیر کی سُنکے اُٹھنے لگا یکایک ایسا چکر آیا کہ سر ہنگ کی زمین پر گرا اور بیہوش
ہو گیا فقیر نے نعرہ کیا منم مہتر شاہین عیار زرو بین یہ نعرہ کرکے جلد تر مہتر شاہین نے رنگ و روغن عیاری
نکال کر اپنی شکل مثل شکل سر ہنگ کی بنائی اور سر ہنگ کی کے دماغ پر پھر بیہوشی کی رکھکر اور چادر عیاری
مین باندھکر ایک درخت کی شاخون پر پشتارہ سر ہنگ کی کا رکھدیا اور پتون سے درخت کے پشتارہ سر ہنگ
کو کسی قدر پوشیدہ کردیا بعد اسکے مہتر شاہین نیچون اور حقون کو پھینک کر جانب قلعہ تنگ رواحل روانہ
ہوا جب بعد قطع راہ دروازہ قلعہ تنگ رواحل پر پہونچا اُسوقت سر ہنگ مصری کو کہ یہ بھی ہمراہ عمرو قبل
اسکے آیا تھا خبر ہوئی سر ہنگ مصری نے خواجہ عمرو سے عرض کیا کہ سر ہنگ کی کعبہ سے آیا ہی اگر آپ فرمائین
تو قلعے مین آنے سے بلاؤن عمرو نے کہا بلا لو سر ہنگ مصری نے مہتر شاہین کو سر ہنگ کی تصور کرکے قلعے مین
بلا لیا جب سر ہنگ کی نقلی روبرو سے خواجہ عمرو پہونچا اُسوقت سر ہنگ نے خواجہ کو بہ ادب تمام سلام کیا
خواجہ عمرو نے سر ہنگ کی نقلی سے پوچھا کہ زروبین اور فرامرز وغیرہ اب کہان ہین سر ہنگ کی نقلی نے عرض
کیا کہ زروبین اور سرفراز و فرامرز اور بختک بہ جمعیت سپاہ کثیر اسطرف آتے ہین مجکو راہ مین ملے تھے بعد اسکے سر ہنگ
کی نقلی نے خواجہ عمرو کی عیاری کی تعریف کی خواجہ عمرو نے ہنسکے کہا کہ یہ کیا عیاری تھی اگر تم ہماری عیاریان دیکھو گے
تو متحیر ہو گے یہ کہکر خواجہ عمرو نے قلعے مین ایک جگہ سر ہنگ کی نقلی کو رہنے کے واسطے حکم دیا سر ہنگ کی نقلی
موافق حکم خواجہ عمرو اسی جگہ مقیم ہوا خواجہ عمرو تو غافل ہو کر اور امور مین معروف اور مشغول ہوئے لیکن مہتر
شاہین نے اکثر اہل قلعہ سے بہ دانائی و ہوشیاری حال خوابگاہ ملکہ مہر نگار دریافت کیا اور ہنگام شب ایک گوشہ قلعہ
مین بیٹھکر نقب لگانی شروع کی آخر بعد نصف شب کے مہتر شاہین نے دہنہ نقب کا قریب خوابگاہ ملکہ مہر نگار
وا کیا دیکھا کہ ملکہ مہر نگار مسہری پر بیٹھی ہی اور فتانہ اور چند کنیزین روبروے ملکہ مہر نگار حاضر ہین فتانہ قریب
مسہری کے بیٹھی ہوئی ہی ملکہ مہر نگار بیاد اسیر بانو قیر مین یہ غزل پڑھ رہی ہی غزل

سبکہ نزدیک توام ازدل فراموشش توام
در تب از گرمی لعل لب نوشش توام
آنقدر رز خویشتن رفتم در آغوشش توام
میکنی یادم وے یادت نمی آیم ہنوز
من کباب آتش لبیار خاموشش توام
طوق قمری جلوہ چشم پری باہن کند
ہر کجا باشم اسیر دام آغوشش توام
مصرعہ دلچسپ از خاطر فراموشش توام
گل بجیب مہر مار ریز و شکستن ہاباد
این قدر دیوانہ سرو قبا پوشش توام

فتانہ ملکہ مہر نگار کو یون سمجھا رہی ہی کہ اے ملکہ عالم اب تھوڑے دنون کے بعد اسیر بانو قیر پردہ قاف سے تشریف لاینگی
ایام مفارقت جلد تر گذر جائینگے اب اسقدر صدمہ و غم نہ کیجیے دیکھیے رنگ گل عارض مائل بہ زردی ہو گیا ہی
ہر دم نالہ و بکا کرنا اچھا نہین ہی خدانخواستہ اس گریہ وزاری کا انجام برا ہی ملکہ فتانہ سے کہہ رہی ہی کہ اے فتانہ مین
ہر چند ضبط گریہ و بکا کرتی ہون لیکن خیال اسیر مین ممکن نہین کہ اشک میری آنکھون مین نہ آئین اور آہ لب پر نہ آئے
مہتر شاہین تقریر ملکہ مہر نگار اور گفتگوے فتانہ سنکے خیال کرنے لگا کہ کسقدر ملکہ مہر نگار کو جدائی اسیر کا ملال ہی
یہ خیال کرکے مہتر شاہین نے نقب مین ایک ڈبیا اپنی کسوت عیاری سے نکالی اور ڈبیا سے پروانے اصلی اور زندہ
نکالے اور اُنکے پرون پر خوب سفوف بیہوشی چھڑک چھڑک کے اُنھین اُڑایا پروانے تو شمع پر عاشق ہوتے ہین

شمعون کو روشن دیکھکر بیتابانہ شمعون پر گرے اور عشق شمع مین شعلہ شمع سے جل گئے سفوف بیہوشی جو اُنکے پرون پر تھا اُسکا
دھوان بلند ہوا جس جسکے دماغ مین دھوئین نے سرایت کی وہ بیہوش ہوگیا چنانچہ ایک دم بھر مین ملکہ مہر نگار اور خواصانہ
اور جملہ کنیزین بیہوش ہوگئین مہتر شاہین نے نقب سے نکل کے ملکہ مہر نگار کو چادر عیاری مین باندھا اور پشتارہ
ملکہ مہر نگار کا اُٹھاکر نقب مین کودا اور راہ نقب سے اُسی گوشۂ قلعہ مین آیا اور نقب سے نکل کے دیوار قلعہ پر کمند پھینکی اور
جلدی سے بذریعہ کمند دیوار قلعہ پر پہونچا اور پھر بذریعہ کمند دیوار قلعہ سے پشتارہ ملکہ مہر نگار کا لیکر اُترا کسی اہل قلعہ کو مہتر
شاہین کے آنے اور جانے کی خبر بھی نہوئی غرض جب مہتر شاہین نیچے دیوار قلعہ کے پہونچا فوراً جانب لشکر زوبین
روانہ ہوا وقت صبح مہتر شاہین نے دور سے دیکھا کہ ایک میدان وسیع مین لشکر اُترا ہوا ہی اور خیام و بارگاہ استادہ ہین مہتر
شاہین نے خیال کیا کہ یہ لشکر زوبین کا معلوم نہین ہوتا ہی یہان سے جلد تر پشتارہ لیکر نکل جانا چاہیے یہ خیال کرکے
مہتر شاہین بصد عجلت چلا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ قیطاس شیر شکار حاکم قیطاسیہ بارادے مدد زوبین وغیرہ
بہ جمعیت چہل ہزار سواران جرار جو اپنے ملک سے روانہ ہوا تھا اسجگہ مقیم تھا اُسنے جو دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ لیے ہوے
جلد تر چلا جاتا ہی خیال کرنے لگا کہ شاید یہ شخص چور ہی مال و اسباب کا پشتارہ لیے جاتا ہی یہ خیال کرکے قیطاس شیر شکار
نے اپنے لشکر کے سوارون کو حکم دیا کہ اس شخص کو جو پشتارہ لیئے جاتا ہی جسطرح ہوسکے اُسے ہمارے پاس لے آؤ خبردار یہ شخص
جانے نہ پائے سواران لشکر نے بموجب حکم قیطاس شیر شکار گھوڑے بڑھائے اور قریب مہتر شاہین کے پہونچ کے
بہ آواز بلند کہنے لگے کہ او دزد کہان جاتا ہی ٹھہر جا مہتر شاہین سوارون کی آواز سنکے ٹھہر گیا سوارون نے گھوڑے دوڑا کر
شاہین کو پکڑا شاہین عیار نے کہا تمنے مجکو کیون پکڑا ہی چھوڑ دو سوارون نے کہا ہمارے بادشاہ نے تجکو بلایا ہی جلد چل
شاہین نے کہا مین تو نہ جاؤنگا سوارون نے تلوارین اور نیزے سر و سینہ مہتر شاہین پر رکھدیے اور کہا کہ اگر
نہ چلیگا تو ابھی تجکو قتل کرینگے اور تیری لاش اور یہ پشتارہ اپنے بادشاہ کے پاس لیجائینگے جب مہتر شاہین نے دیکھا
کہ اگر مین نہین چلتا ہون تو یہ سوار ضرور مجکو قتل کر ڈالینگے اُسوقت بدرجہ مجبوری و ناچاری شاہین ہمراہ سوارون
کے چلا جب سواران قیطاس شیر شکار مہتر شاہین کو خدمت بادشاہ مین لائے قیطاس شیر شکار نے مہتر
شاہین سے پوچھا سچ کہہ تو کون ہی اور تیری پشت پر یہ پشتارہ کیسا ہی مہتر شاہین نے عرض کیا پہلے آپ اپنے نام
نامی اور اسم گرامی سے مجھے آگاہ کیجیے پھر مین اپنا نام اور حال پشتارے کا بیان کرونگا بادشاہ نے کہا ای شخص آگاہ ہو نام
میرا قیطاس شیر شکار ہی اور مین حاکم قیطاسیہ کا ہون مین نے سنا ہی کہ فی الحال زوبین اور ہرمز فراہم کر لشکر
لیکر کعبے کی طرف آئے ہین اور امیر کے لشکر داروں سے لڑ رہے ہین قلعہ فتح نہین ہوتا ہی اسی وجہ سے مین اُنکی مدد کے
واسطے آیا ہون وہان پہونچکر ایک دم مین قلعے کو فتح کرونگا شہنشاہ نوشیروان مجھسے خوش ہوگا مہتر شاہین نے
تقریر بادشاہ کی سنکے خیال کیا کہ قیطاس میرا عدو نہوگا کیونکہ یہ دوست زوبین وغیرہ کا ہی یہ خیال کرکے مہتر شاہین
نے عرض کیا ای بادشاہ آپکو معلوم ہو کہ مین عیار زوبین کا ہون نام میرا مہتر شاہین ہی قلعہ مکہ خالی ہوگیا ہی سرداران
امیر قلعۂ تنگ رواحل مین ہین یہ پشتارہ ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان کا ہی حکم زوبین سے مین بیہوش کرکے ملکہ
کو لیے جاتا ہون زوبین وغیرہ بھی لشکر لیے ہوئے اسی طرف آتے ہین اب مین امیدوار ہون کہ جلد حضور مجکو اجازت
جانے کی دین ایسا نہو کہ خواجہ عمرو اور سرداران لشکر امیر آکر مجکو گرفتار کرلین اور پشتارہ ملکہ مہر نگار کا مجھسے چھین لین
قیطاس شیر شکار نے تقریر مہتر شاہین کی سنکے کہا ای شاہین یہ مناسب نہین ہی کہ تو دختر شہنشاہ نوشیروان
کو اسطرح لیجائے تجکو دختر بادشاہ ہفت کشور کا ادب کرنا لازم ہی اگر تجکو خوف و خطر سرداران لشکر امیر کا ہی تو مین موجود ہون

اُنسے مقابلہ کرونگا پس تجکو لازم ہی کہ ملکہ کو ہوشیار کر کے ایک محافہ یا فنس مین بٹھا اور بعد پردہ داری ملکہ مہرنگار کو پاس
زوبین کے لیجا بلکہ ہمراہ میرے لیچل مین یہان سے ابھی کوچ کرتا ہون اور آگے بڑھکر اثناے راہ مین زوبین وغیرہ
سے ملاقات کرتا ہون مہتر شاہین نے بموجب ارشاد قیطاس شیر شکار کے تنہائی مین ایک محافہ مین پشتارہ ملکہ
مہرنگار کو رکھا اور چادر عیاری سے ملکہ کو نکالکر محافے مین رہنے دیا ہوشیار نہین کیا جب مہتر شاہین ملکہ مہرنگار
کو محافے مین سوار کر چکا قیطاس نے حکم کوچ دیا لشکر آمادۂ سفر ہوا اور ہمراہ قیطاس شیر شکار کے چلا کہارون نے
محافہ ملکہ مہرنگار کا اُٹھایا شاہین عیار ہمراہ قیطاس شیر شکار ہوا قیطاس شیر شکار نوزوبین کی طرف جاتا ہی
لیکن اب حال قلعۂ تنگ سواحل کا لکھا جاتا ہی کہ جب صبح ہوئی اور نسیم سحر چلی فتانہ اور کنیزین ہوشیار ہوئین سب نے
دیکھا کہ ملکہ مہرنگار سہری پر نہین ہین فتانہ یہ حال دیکھکر نہایت متردد ہوئی اور ہر طرف ملکہ مہرنگار کی جستجو کرنے لگی
ایک سمت فتانہ نے دیکھا کہ نقب ہی فتانہ کو یقین ہوا کہ کوئی عیار ملکہ مہرنگار کو لیگیا اُسوقت فتانہ اور کنیزین اپنے
درجہ رو مین اور فریاد و فغان کرنے لگین کہ جملہ اہل قلعہ نے صداے نالہ و بکا سُنی خصوصًا خواجہ عمرو نے صداے فریاد
سُنکے خیال کیا کہ آج کنیزین کیون روتی ہین یہ خیال کر کے خواجہ بیتاب و بیقرار ہو کے خوابگاہ ملکہ مہرنگار کے پاس
گئے اور فتانہ وغیرہ سے پوچھنے لگے کہ سبب نالہ و فریاد کیا ہی فتانہ وغیرہ نے عرض کیا کوئی عیار ملکہ کو لیگیا ہی نقب
موجود ہی خواجہ عمرو نے نقب کو دیکھکر خیال کیا کہ بیشک کوئی عیار ملکہ مہرنگار کو لیگیا ہی یہ خیال کر کے خواجہ نے
اہل قلعہ سے پوچھا کون شخص فی الحال قلعے مین آیا تھا سب نے عرض کیا سرہنگ مکی آیا تھا خواجہ عمرو نے کہا
دیکھو سرہنگ ہی یا نہین ہی ہر چند سب نے سرہنگ مکی کو تلاش کیا لیکن کہین قلعے مین سرہنگ مکی نہ ملا خواجہ
کو یقین کامل ہوا کہ کوئی عیار بشکل سرہنگ مکی آیا تھا وہی ملکہ مہرنگار کو لیگیا ہی یہ سمجھ کے خواجہ عمرو نہایت بیتاب
و بیقرار ہوئے اور سردارون سے کہنے لگے کہ اگر عیار ملکہ مہرنگار کو نوشیروان کے پاس یا اور کہین لیگیا اور
حمزہ صاحبقران نے ہمسے اگر ملکہ کو پوچھا تو ہم کیا جواب دینگے پس بہتر اور مناسب یہ ہی کہ ہم سب عیار کی تلاش و
جستجو مین چلین اور عیار سے جسطرح ہوسکے پشتارہ ملکہ مہرنگار کا لیلین اور اُسے گرفتار کرین جملہ سردارون نے
عرض کیا اے خواجہ جلد چلیے ہم موجود ہین آپکے ہمراہ ابھی چلتے ہین خواجہ عمرو نے کہا اچھا تم بھی چلو اور مین بھی
چلتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو قلعے سے نکلے اور ایک سمت بہ تلاش عیار روانہ ہوئے بعد کہ نیت بسیر گردان اور
نعمان بن منظر شاہ یمنی ایک جانب مع لشکر روانہ ہوئے اسی طرح ذوالخمار عادی وغیرہ برادران پہلوان عادی
مع فوج ایک سمت بہ تلاش عیار نابکار روانہ ہوئے ایک طرف بہ تلاش بہادر یونانی پسر فریدون شاہ یونانی برادر
نسبتی اسیر بانو قبر وغیرہ مع سپاہ جستجوے عیار ناہنجار کے واسطے چلے ایک سمت پہلوان عادی لخت شدادی
لیکر اور گھوڑے پر سوار ہو کر مع لشکر چلا سرہنگ مصری عیار بھی پہلوان عادی کے ہمراہ چلا غرض قلعۂ تنگ سواحل
مین چند کس رہگئے اور باقی جملہ سردار اور عیار براے تلاش عیار بدکردار چہار جانب قلعے سے نکلکے روانہ ہوئے
اور گھوڑون کو دوڑا کر دور نکل گئے اور عیار کی تلاش کرنے لگے غرض سب سردارون کا حال تو لکھا جائیگا لیکن
حال پہلوان عادی کا لکھا جاتا ہی کہ جو گھوڑے پر سوار ہو کے اور لخت شدادی کو لیکے مع فوج دس بارہ کوس
تک گیا دیکھا کہ ایک لشکر چلا جاتا ہی پہلوان عادی نے سرہنگ مصری سے پوچھا نہین معلوم یہ لشکر کسکا ہی
سرہنگ مصری نے عرض کیا ہمراہ اس لشکر کے دیکھیے ایک محافہ بھی ہی یقین ہی کہ اسی محافے مین ملکہ مہرنگار
ہون پہلوان عادی نے یہ تقریر سُنکے گھوڑا اپنا بڑھایا اور قریب لشکر پہنچکے نعرہ کیا یل عادیان پور شداد یا کن

ہنوز آن عمر و عادی پہلوان + گران ہر کرا بار سر بر تن است + حکیم علاجش بدست من است + قیطاس شیر شکار نیزه پہلوان عادی کا سنکے ٹھہرا جب عادی قریب لشکر قیطاس شیر شکار کے پہونچا پوچھنے لگا تو کون ہی اور اس محافے مین کون ہی قیطاس نے جواب دیا نام میرا قیطاس شیر شکار ہی اور اس محافے مین دختر نوشیروان ہی مین ملکہ کو لیے جاتا ہون پہلوان عادی نے کہا اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو ملکہ مہر نگار کو میرے حوالے کر ورنہ مین تجکو ہلاک کر دونگا قیطاس شیر شکار کو یہ کلمہ پہلوان عادی کا نہایت ناگوار ہوا اور بہ قہر و غضب جواب دیا کہ تیری کیا لیاقت ہی کہ تو مجھسے ملکہ کو لے لیگا مین تجھ جیسے ہزار آدمیون کو قتل کر دونگا تو نہین جانتا کہ مین شجاع و بہادر ہون پہلوان عادی نے جواب دیا اگر تجکو دعوی شجاعت ہی تو تیغ تلوار کھینچ اور مجھسے مقابلہ کر قیطاس شیر شکار نے یہ سنکے نیزه پہلوان عادی کے سینے پر لگایا پہلوان عادی نے نیزے سے اپنے تئین بچایا اور تخت شدادی سر پر قیطاس کے مار کر قیطاس کو ہلاک کیا پھر لشکر قیطاس شیر شکار کو قتل کرنا شروع کیا لشکر قیطاس کا بھاگنے ہی کو تھا ناگاه زوبین ہزار سوار سے آیا اور پہلوان عادی سے مقابلہ کیا اور تیغ آبدار سر پہلوان عادی پر لگائی عادی نے تو سر کو شمشیر تیز سے بچایا لیکن اپنے شکم کلان کو ہر چند بچایا یا ادھر بچایا لیکن تلوار شکم پر پڑہی گئی اور قریب ایک ہاتھ کے پوست شکم کو کاٹ کر نکل گئی اسوقت پہلوان عادی نے ایک ہاتھ سے اپنے پیٹ کو سنبھالا اور دوسرے ہاتھ سے تخت شدادی زوبین کے سر پر لگائی ہر چند زوبین نے سر کو بچایا لیکن سر زوبین کا زخمی ہوا زوبین نے مردان لشکر کو حکم دیا کہ پہلوان عادی کو قتل کرو بمجرد حکم مردان لشکر بڑھے اور فوج پہلوان عادی پر حملہ آور ہوئے مردان فوج پہلوان عادی بھی لڑنے لگے دونون لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی سوار دونون طرف کے تیر و نیزه و شمشیر و گرز سے قتل ہو ہو کر گھوڑون سے زمین پر گرنے لگے زخمی سوار خاک پر گر کے تڑپنے لگے اور درد زخمہاے کاری سے نالہ و فریاد کرنے لگے زمین کثرت خونریزی سے رنگین ہو گئے جا بجا لاشون کے انبار اور کشتون کے ڈھیر ہو گئے ابھی گرمی جنگ مین تھوڑے سے سوارون نے محافہ ملکہ مہر نگار پر قبضہ کیا اور ایک پہاڑ کی طرف جو وہان سے قریب تر تھا لیکر چلے مہتر شاہین نے عین جنگ مین زوبین سے کہا حضور دیکھیے سواران فوج عادی محافہ ملکہ مہر نگار کا لیے جاتے ہین زوبین یہ حال دیکھکے طرف محافے کے چلا سواران عادی محافے کو بالاے کوه لیگئے زوبین بھی پہاڑ پر چڑھنے لگا اسوقت ملکہ مہر نگار ہوشیار ہو گئی تھین اور جنگ و جدال سے آگاه ہوئی تھین اب زوبین کو آتے دیکھکر محافے مین بہ گریہ و زاری اور بہ نالہ و بیقراری درگاه باری مین براے حفظ آبرو و عزت دعا کرنے لگین ناگاه بقدرت پروردگار ایک جانب سے کچھ گرد و غبار بلند ہوا زوبین دیکھنے لگا جب اُس غبار کو ہوا نے دور کیا زوبین نے دیکھا کہ خواجہ عمرو بعد عجلت چلے آتے ہین جب خواجہ قریب کوه پہونچے سوارون نے پہاڑ پر سے کہا اے خواجہ جلد آئیے دیکھیے زوبین مع چند سوارون کے اس پہاڑ پر آتا ہی ہم تو ملکہ مہر نگار کے محافے کو بصد مشکل میدان جنگ سے یہان لے آئے ہین لیکن اب زوبین محافہ ملکہ کا لیجائیگا خواجہ عمرو سوارون کی گفتگو سنکے برہم ہوئے اور کہنے لگے کیا مجال زوبین نالائق کی کہ محافے کو ہاتھ بھی لگا سکے یہ کہکے خواجہ عمرو نے گوپھن مین ایک سنگ تراشیده رکھا اور گوپھن کو چرخ دے کر بارہ زوبین پر پتھر مارا زوبین کے بازو کو پتھر سے نہایت صدمہ ہوا پھر خواجہ عمرو نے متواتر گوپھن مین پتھر رکھکر دو تین تاک کر زوبین پر لگانا شروع کیے یہانتک پتھر مارے کہ زوبین گر پڑا اور سوارون کو گمان ہوا کہ زوبین مر گیا جو سوار کہ ہمراه زوبین پہاڑ تک آئے تھے انھون نے زوبین کو زمین سے اُٹھایا اور گھوڑے پر ڈال کے

طرف لشکر کے لیچلے خواجہ عمرو بہناڑ پر پہونچے اور ملکہ مہرنگار سے کہنے لگے کہ اب مین یہان موجود ہون تم کسی طرح
پریشان خاطر نہونا ملکہ مہرنگار خواجہ کے آنے سے اور ژروبین کے گرفتار ہونے سے کسی قدر مطمئن ہوئین خواجہ عمرو تو پہاڑ
پر ہین اور وہان لشکر ژروبین اور فوج پہلوان عادی مین جنگ ہو رہی تھی لاش پر لاش سوار اور پیدل کی گر رہی تھی
فوج قیطاس شیر شکار بھی لڑ رہی تھی یکایک ایک جانب سے گرد عظیم بلند ہوئی مردان لشکر گرد و غبار کی طرف دیکھنے
لگے جب غبار کو باد صرصر نے دور کیا مردان لشکر پہلوان عادی نے دیکھا کہ ہرمزد فرامرز بسپاہ کثیر آتے ہین تھوڑی دیر
مین ہرمزد و فرامرز قریب لشکر آہی پہونچے اور اکثر ہمراہیان ژروبین کو پہچان کر باعث جنگ پوچھنے لگے انھون نے تمام حال
ابتدا سے انتہا تک جو کچھ دیکھا تھا اور سنا تھا جلد بیان کیا اور لڑنے لگے ہرمزد و فرامرز نے بھی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ فوج
پہلوان عادی کو چہار جانب سے گھیر لو اور سب کو تہ تیغ کرو مردان لشکر ہرمز بڑھے اور سپاہ پہلوان عادی کو گھیر کر
قتل کرنے لگے اسوقت مردان لشکر پہلوان عادی نے دعا کی یکایک ایک سمت سے کرشیت سپر گردان اور
نعمان بن منذر شاہ یمنی مع فوج و لشکر آ گئے اور پہلوان عادی کو فوج ہرمز مین گھرا ہوا دیکھکر تاب نہ لائے فوراً
مع فوج لشکر فرامرز و ہرمز پر گرے اور تیغ و تیر و نیزہ سے قتل کرنے لگے ابھی کرشیت سپر گردان اور نعمان بن
منذر شاہ یمنی آئے تھے اور فوج ہرمز کو قتل کر رہے تھے کہ ایک سمت سے برادران پہلوان عادی و دیگر سردار
مع لشکر جرار آ گئے اور یہ بھی شریک جنگ ہوئے بعد اسکے پھر ایک سمت سے غبار بلند ہوا ہرمزد و فرامرز گھبرا کر
دیکھنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ دیکھیے اب کون آتا ہے ابھی ہرمزد فرامرز خیال کر رہے تھے کہ زنتاش بہادر یونانی عیار
کی تلاش کرتا ہوا مع سپاہ آیا اور سرداران سپاہ امیر کو لڑتے ہوئے دیکھکر خود بھی مع لشکر ہرمزد فرامرز سے لڑنے لگا راوی
کہتا ہے کہ اسوقت ہر ایک سردار لشکر امیر ایسی شجاعت اور بہادری سے لڑا کہ ہر ایک نے صدہا کفار قتل کیے خصوصاً
زنتاش بہادر یونانی نے ہزارہا مردان لشکر ژروبین اور ہرمزاد و فرامرز کو قتل کیا زمین پر جا بجا لاشون کے انبار
لگا دیے خون کا دریا میدان مصاف مین بہنے لگا ہزارہا کفار زمین پر گر کے اور زخمی ہو کے تڑپنے لگے صدہا
کاسۂ سر گھوڑون کی ٹاپون سے مانند گیند کے ادھر سے ادھر جاتے تھے لاشے کشتون کے فرش پامال کرتے
تھے ایسی تلوار چل رہی تھی کہ زمین کانپتی تھی فلک تھراتا تھا گرد و غبار سے جہان تیرہ و تاریک تھا گھٹا سیاہ
ڈھالون کی اٹھی تھی برق شمشیر کئی کوس کے حلقے مین چمک رہی تھی کسی طرف تیر انداز اپنے دشمنون کو تیر سے
ہلاک کرتے تھے ایک طرف پہلوان گرز گران سر سے سوارون کو پیوند خاک کرتے تھے بہادران لشکر امیر نیزہ زنون
سے سواران فوج ہرمز کو دمبدم ہلاک کرتے تھے عیار خنجر اور تیرون سے مردان فوج فرامرز کو قتل کرتے تھے
نقیب بڑھکر غول اور پرے مین پکارتے تھے کہ اے بہادرو یہ وقت جنگ و جدال ہے اگرچہ سر تیغ آبدار سے
کٹ جاے لیکن تقاضاے شجاعت یہی ہے کہ قدم سے سرکے نہ سرکے دلاور اور بہادر صداے نقیبان اسے گو
ش سنکے حملہ ہاے شیرانہ کرتے تھے اور نامی جوانون کو تاک تاک کے ضرب تیغ و تیر سے قتل کرتے تھے جب
ہرمزد و فرامرز نے دیکھا کہ ہزارہا سوار ہمارے لشکر کے کام آئے اور سرداران لشکر امیر نے ہمکو چہار جانب سے گھیر لیا
ہے قریب ہے کہ اب ہمکو بھی قتل کرین اسوقت ہرمزاد و فرامرز نے ژروبین کو کہ بیہوش تھا ہمراہ اپنے لیکر مع باقی ماندہ
لشکر کے میدان جنگ سے بھاگ گئے زنتاش بہادر یونانی نے ہرمز وغیرہ کا تعاقب کیا اور ہزارہا مردان لشکر فرامرز
کو بھاگتے وقت قتل کیا یہانتک کہ بارہ کوس تک زنتاش بہادر یونانی نے ہرمزاد اور فرامرز وغیرہ کو بھگایا اور ہزارہا
کو ہلاک کیا پھر زنتاش بہادر یونانی و دیگر سرداران لشکر امیر نے ملکہ مہرنگار کو بصد عزت و حرمت ہمراہ اپنے

پہنچا کر قلعۂ تنگ رواحل مین داخل کیا خواجہ عمرو بھی داخل قلعہ ہوئے پہلوان عادی کے پیٹ پر جو زخم تھا اُسکا علاج
ہونے لگا زخم مین ٹانکے لگائے گئے مرہم کا پھایا بنا کر زخم شکم پر رکھا گیا بعد اسکے جملہ سرداران خواجہ عمرو فتح پانے سے اور
ملکہ مہر نگار کو لے آنے سے بہت خوش ہوئے ملکہ مہر نگار بھی مسرور ہوئین قلعے مین سب شاد و خرم ہین لیکن اب
حال سرہنگ کی کا لکھا جاتا ہے کہ جب مہتر شاہین پشتارہ سرہنگ کی کا درخت پر رکھکے قلعۂ تنگ رواحل
کی طرف چلا آیا قریب شام چند مسافر اسطرف آگئے اور اُسی درخت کے نیچے بیٹھکر اکل و شرب مین مصروف ہوئے
اتفاق سے ایک مسافر نے بالاے درخت جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک گٹھری رکھی ہے اُس مسافر نے نہایت خوش ہوکر
اپنے ہمراہیون سے کہا کہ لات و منات نے شاید میرے حال پر رحم کیا اور اپنی قدرت سے مال کثیر مجھکو عنایت
کیا اب پریشانی اور تنگدستی دفع ہوجائیگی دولت کثیر ہاتھ آئیگی امیر ہوجاؤنگا ہاتھی اور گھوڑے پر سوار ہوکر سیر کیا کرونگا
سیکڑون خادم خدمتگار چوبدار وغیرہ نوکر رکھونگا ایک ایوان بلند و وسیع بنواؤنگا مثل بادشاہ یا وزیر کے زندگی بعیش و
آرام بسر کرونگا اسوقت ستو کھا رہا ہون کل سے پوریان اور دیگر اغذیہ لطیف کھاؤنگا آج تو یہ کپڑے پرانے اور پھٹے ہوئے
نیر پہنے رہونگا لیکن کل دن سے وہ لباس زیب تن کرونگا کہ کسی راجہ نے ویسا لباس خواب مین بھی نہ دیکھا ہوگا علاوہ
اسکے آجتک تو ننگے پاؤن پھرا کیے کبھی جوتا پہننا نصیب نہوا اس سفر مین سیکڑون کانٹے تلوؤن مین چبھے اور بہت سے
آبلے تلوؤن مین پڑے حرارت آفتاب سے پریشان ہوئے صحرانوردی سے نہایت مضطر ہوئے لیکن اب لات و منات
نے مجھپر رحم کیا ہے اب مین کبھی زمین پر قدم نہ رکھونگا بجز سواری کے ایک قدم بھی پیادہ نہ چلونگا شب و روز گاڑی یا گھوڑے
پر سوار رہونگا اور نہایت تیز گھوڑے دوڑاؤنگا اگر دس بیس آدمی گاڑی یا گھوڑے کے نیچے کچل جائینگے اور ہلاک ہوجائینگے
تو مجھے ذرا بھی صدمہ نہوگا اگر میرا دل چاہیگا اور طبیعت میری درست رہیگی تو لات و منات کی پرستش اور درشن کے واسطے
بہ خدم و حشم جاؤنگا راہ مین اگر فقرا مجھسے کچھ طلب کرینگے تو کسی کو ایک کوڑی بھی نہ دونگا کیونکہ آجتک مجھکو بھی کسی نالائق نے
کچھ نہین دیا ہے یہ بات مجھکو تا حیات یاد رہیگی یہ اپنی مصیبت اور تکلیف کبھی فراموش نہوگی کسی بھوکے پیاسے مسافر پر کبھی رحم نہ کرونگا
اگر کوئی مسافر مرتا بھی ہوگا تو اُسے پانی نہ دونگا جہانتک مجھسے ہوسکیگا ہر ایک پر ظلم کرونگا کیونکہ مجھپر کسی نے رحم نہین کیا ہے
اور اس مسافری اور غربت مین کسی نے ایک قطرہ پانی کا مجھے نہین پلایا ہے مین ہی نے اپنے ہاتھ سے پانی کنوئین سے
نکالا ہے جبھی مجھکو پانی میسر ہوا ہے مسافران دیگر نے مسافر سے کہا او نالائق خاموش رہ اسوقت کیسی واہیات باتین کرتا
ہے کیا تجھکو سودا یا مالیخولیا ہوگیا ہے بیکار دیوانہ وار گفتگو کرتا ہے شاید حرارت آفتاب سے گرمی تیرے دماغ مین زیادہ ہوگئی ہے
دماغ تیرا صحیح نہین ہے یا تجھکو جنون ہوگیا ہے یا کوئی بھوت پریت یا کوئی خبیث تیرے سر پر سوار ہوگیا ہے تجھکو لازم ہے کہ موافق
لیاقت کے اپنا علاج کر اور اب اپنے گھر کسی طرح چلا جا ہمارا ساتھ نہ رکھ اگر کوئی تیری یہ باتین سنیگا تو تجھکو مار ڈالیگا اور
ہملوگون کو ضرور کچھ نہ کچھ تیری ہمراہی کے سبب سے سزا ملیگی بس ہمکو منظور نہین ہے کہ تیری وجہ سے ہم کسی آفت و بلا مین
مبتلا ہون مسافر نے کہا مین تو دیوانہ نہین ہون لیکن تم سب اندھے ہو اور بیوقوف ہو مین جو کچھ کہتا ہون سچ کہتا ہون
کیونکہ مجھکو دولت نظر آتی ہے مسافرون نے پوچھا وہ دولت جو تمھین دکھائی دیتی ہے کہان ہے ہمکو تو نظر نہین آتی اُس
مسافر نے کہا اسی وجہ سے تو مین تمکو اندھا کہتا ہون کہ دولت سامنے ہے اور تمھین نظر نہین آتی ہے اگر ذرا بھی آنکھون مین
بصارت ہے تو دیکھو میرے اور تمھارے سر پر گٹھری دولت کی ہے مسافرون نے اپنے سرون پر ہاتھ پھیر کے دیکھا اور کہا
کہ ہمارے سر پر تو بال ہین گٹھری نہین ہے اور تیرے بھی سر پر بال ہین اور گرد و غبار ہے نہ تو کوئی گٹھری ہے نہ پشتارہ ہے مسافر
نے کہا بیشک تم سب اندھے ہوگئے ہو تم تو مجھے کہتے تھے کہ علاج کر اب تمکو مناسب ہے کہ تم اپنی آنکھون کا علاج

اگر دو کسی کمال کے پاس جاؤ اپنی آنکھیں اسے دکھلاؤ کوئی سرمہ برائے بصارت چشم آنکھوں میں لگاؤ تمکو میرے سر پر غبار نظر آتا ہے مردم عقیل دیدہ و دانستہ کبھی تمکو بینا نہ کہینگے میری طرح وہ بھی تمکو اندھا کہینگے مسافروں نے کہا ہم تو اندھے نہیں ہیں ہم کو تو ہر ایک شے نظر آتی ہے لیکن دولت دکھائی نہیں دیتی ہے مسافر نے کہا جب گٹھری دولت کی تمھیں نظر نہیں آتی ہے پھر کیا تمھیں دکھائی دیتا ہے مسافروں نے گھبرا کر اور آنکھیں اپنی مل کر بہت پوچھا کہ ذرا ہمیں بھی اچھی طرح دولت کو دکھلا دو اگر دولت ہمکو نظر آئیگی تو ہم یقین کرینگے کہ تم سچے ہو اور ہم بھی بینا ہیں ورنہ ہمکو گمان اپنے اندھے ہونے کا ہوگا اور ہمکو یہ یقین ہو جائیگا کہ ہم اندھے ہو گئے مسافر نے کہا دیکھو درخت کے اوپر گٹھری رکھی ہے جب مسافروں نے بغور و تامل دیکھا پشتارہ نظر آیا مسافروں نے کہا ایک گٹھری درخت پر رکھی ہوئی دکھائی دیتی ہے مسافر نے کہا ہاں یہی دولت ہے اسی کو میں تھوڑی دیر سے کہتے کہہ رہا تھا معلوم ہوتا ہے کہ کسی مسافر نے اپنا مال و زر اس درخت پر رکھا ہے اور بھول کر چلا گیا ہے اب یہ مال و اسباب میری قسمت کی یاوری سے مجھکو ملا ہے میں پہلے ہی سے کہے دیتا ہوں کہ اس مال و زر سے میں تمکو ایک کوڑی بھی نہ دونگا مسافروں نے کہا کہ نصف مال و زر ہم کو دینا اور نصف تم لینا کیونکہ ہم بھی محتاج ہیں تونگر نہیں ہیں مسافر نے جواب دیا کہ تم سب نے مجھکو دیوانہ بنایا ہے اور جو کچھ میں نے تمہاری زبان سے سنا ہے وہ سب میں سمجھ گیا میں تمکو کچھ نہ دونگا مسافروں نے کہا ہم ضرور لینگے آخر باہم گفتگو خوب سخت کلامی کی اور مارپیٹ ہوئی آخرکار ایک مسافر نے کہا کہ گٹھری کو تو درخت پر سے اتارو دیکھو تو پشتارہ میں کیا ہے اور کس قسم کا مال و اسباب ہے یہ سنکے وہ مسافر جسنے پہلے گٹھری درخت پر دیکھی تھی وہی درخت پر چڑھا اور پشتارے کو اٹھا کر خوش ہوا کہنے لگا کہ اسمیں بہت مال و زر ہے مسافروں نے کہا درخت سے تو اترو پشتارہ کھول کر دیکھو تو پہلے ہی سے کہتے ہو کہ اسمیں بہت مال ہے غرض جب وہ مسافر بہ وقت تمام پشتارہ لیکر درخت سے اترا اور چادر کو کھولا دیکھا کہ ایک آدمی بیہوش ہے بعض مسافر تو ڈر گئے اور بھاگ گئے بعض مسافروں نے کہا کہ اس سے ڈرنا بیکار ہے مثل ہمارے یہ بھی انسان ہے اسکو ہوشیار کرنا چاہیے اور حال اسکے بیہوش ہونے کا پوچھنا چاہیے یہ کہکر ایک مسافر نے ٹکی بیہوشی کی دماغ پر سے اتاری اور سرہنگ لگی کے منہ پر پانی چھڑکا اور دست و پا بھی سرہنگ لگی کے آب سرد سے تر کیے اور تھوڑا پانی دماغ پر ڈالا سرہنگ لگی کو ہوش آیا آنکھیں کھول کر دیکھا کہ چند مسافر سر کے گرد بیٹھے ہیں مسافروں نے سرہنگ لگی سے پوچھا تم کون ہو اور کسنے تمکو بیہوش کیا سرہنگ لگی نے اپنا نام بتایا اور تمام حال فقیر کے حقہ پلانے کا بیان کیا مسافر تو چلے گئے اور راہ میں آپس میں کہنے لگے خوب گٹھری درخت پر سے اتاری اور خوب دولت ہمنے دیکھی اور لڑائی ناحق ہم سے اور تمسے اسقدر لڑائی ہوئی اسنے کہا گٹھری تو تھی لیکن مقدر کی بدی سے گٹھری میں مال و زر نہ نکلا ایک آدمی نکلا غرض مسافر تو منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے لیکن سرہنگ لگی کو جب اچھی طرح ہوش آیا بعد حواس درست ہوئے سمت قلعہ تنگ رواحل چلا اور بعد طی کرنے راہ کے قلعہ تنگ رواحل میں داخل ہوا عمرو نے حال زوبین کا پوچھا سرہنگ لگی نے کہا میں نے راہ میں دیکھا ہے کہ زوبین نہایت علیل ہے اس سے کروٹ نہیں لی جاتی ہے خواجہ عمرو نے تمام حال مہتر شاہین کے آنے کا اور لڑائی ہونے کا مفصل بیان کیا سرہنگ لگی نے اپنے بیہوش ہونے اور ہوشیار ہونے کی کیفیت بیان کی عمرو واسطے علاج زوبین کے اسی وقت روانہ ہو

داستان پیدا ہونا عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ کا اور پرورش پا کر برائے سیر و شکار جانا اور قتل کرنا مہران بن شنکل خوارزمی کو ساقی نامہ

آنکھ او مرشد مغان کھول	بیدار ہو دیدۂ دکان کھول	قسمت مری سوتی ہے جگا دے

چھنٹا منھ پر شراب کا دے
شیشے سے شراب ناب نکلے
اس پانی سے آچمن کرون مین
ہنجن کو ہو م کا دُرد کا فی
دے توڑ کے شاخ گاہن تاک
غالب ہوا صبح کا ستارا
صد چاک ہی صبح کا گریبان
آواز جرس جگا رہی ہی
سرخاب نے غم کی رات کاٹی
گم ہش شدر ہوا چک کے
وہ بانگ اذان ہنا ہر سب کو
تارے جو تھے دیدۂ فلک کے
ہی بہر وضوے گل وہ پانی
گل لحن طیور سنکے سُن ہی
انگلی کی طرح چٹک رہی ہی
لانا بنت العنب کو لا نا
دو چار برس اُدھر کی دنیا
جو سُرخی روے یار کی دے
جس نذا ہر کی رال ٹپکے
ساقی سے ابھی یہ کہتے تھے ہم
آمد ہوئی بزم مین پری کی
بے منت خلق و خوف انجام
خالی ہوئے ظرف بھر گیا جی

سجدے کو جھکے سر خم مل
اس شرق سے آفتاب نکلے
دے ساغر بادۂ دل آرا
رومال شراب کی ہو صافی
گلی کو شراب مشکبو دے
ظاہر ہوا مہر عالم آرا
آنکھین ملتے ہین غنچۂ تر
شانون کو صبا ہلا رہی ہی
جو چاند کہ نار شب کا سن تھا
جگنو کی طرح چھپا چمک کے
کہتے تھے جنھین چراغ کے پھول
تارے وہ نہان ہوئے جھپک کے
باغون مین نسیم چل رہی ہی
ہر مرغ کو بھیرو ین کی دھن ہی
ساقی لانا شراب سر جوش
جتنی ہو شراب سب پلانا
وہ ہو جو ہو بمیثال سیا ہی
جو بو عرق بہار کی دے
جسکا ایوان ہو شیشۂ دل
آپہونچی دخت زر پری جھم
وہ آئی کہ یا مراد آئی
ملنے لگا لب سے لب جام
جب نشہ اپنا رنگ لایا

ہو بانگ اذان صداے قلقل
چلو مین شراب تر ہون مین
مینا کی طرح کرون غرارا
دانتون کو ہو انتظار مسواک
صہباے سبو بے وضو کے
پرزے پرزے ہی گل کا دامان
چھینٹے دیتی ہی اوس منھ پر
سرنے رہ التفات کاٹی
وہ چاند کہ شمع انجمن تھا
جو شور تھا پاسبان کا شب کو
وہ نگے سبز باغ کے پھول
شبنم تھی جو محو درفشانی
پریون کی طرح ٹہل رہی ہی
ہر ایک کلی مہک رہی ہی
بس آپہونچے ہین حضرت ہوش
کچھ کم کی نہ سال بھر کی دنیا
وہ ہو کہ جو ہو حلال سب مین
جسکا مارا مرے تڑپ کے
آنکھین ہین جسکی سیر منزل
کیا مہر نے ذرہ پروری کی
مطلب نکلا مراد آئی
پھر تو تن تن کے یان ملک لب
لکھنے بیٹھے قلم اٹھایا

رہ نوردان غریب الوطن و طی کنندگان صحراے خارستان رنج و محن صعوبت زدگان جادۂ مصیبت و گم کردگان راہ منازل محنت حال حیرت مآل مسافر شہر اندوہ و حرمان بے سر و سامان یون تحریر فرماتے ہین کہ جب حمزۂ صاحبقران بہ حکم نوشیروان بہ طلب خراج جانب ہفت ملک گئے تھے تو شہر یونان کو فتح کر کے فریدون شاہ یونانی کو مع ہمدان شہر مسلمان کیا تھا فریدون شاہ کے تین فرزند اور ایک دختر تھی بڑے بیٹے کا نام تور ستاش بہادر یونانی تھا اور منجھلے فرزند کا نام صدرف نوش تھا اور چھوٹے پسر کا اسم استغنا نوش تھا اور دختر کا نام ملکہ گلشن آرا تھا فریدون شاہ نے حمزۂ صاحبقران کو نہایت پسند کر کے اپنی دختر ملکہ گلشن آرا کو امیر بالوقر سے منسوب کرنا چاہا تھا اور امیر نے یہ عذر کیا تھا کہ جبتک مین ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان سے عقد نہ کر لونگا کسی عورت سے شادی نہ کرونگا فریدون شاہ

یونانی نے عذر اسیر کو سنکے ارادہ کیا تھا کہ مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالون کیونکہ اسیر نے شاید محکم ترتبہ سمجھکر اسیری دختر
کو قبول نہ کیا اُسی زمانے مین خواجہ عمرو نے ملکہ گلشن آرا کو بصورت ملکہ مہرنگار رنگ روغن سے بنایا تھا اور عقد
ملکہ گلشن آرا سے دھوکے مین حمزۂ صاحبقران نے کر لیا تھا لیکن اس حقیر کو نین شیخ تصدق حسین نے اس
داستان شوکت بیان کو اسطرح اکثر اساتذہ کی زبان فیض ترجمان سے سنا ہی کہ جب عقد کرنے سے اسیر بالوقیر
نے انکار کیا تھا اور فریدون شاہ نے ارادہ اپنے ہلاک کرنے کا کیا تھا اُسی زمانے مین ہنگام شب عالم
خواب مین اسیر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ای فرزند تمکو لازم ہی کہ ملکہ گلشن آرا سے عقد کرلو
اسکے بطن سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا کہ تمسے بھی زبردست ہوگا اور اکثر تمھاری اعانت کریگا اور نہایت شجاع و بہادر
ہوگا اسیر نے خواب سے بیدار ہوکے اُسی زمانہ مین یا بعد کئی روز کے بموجب ارشاد حضرت ابراہیم خلیل اللہ ملکہ
گلشن آرا سے عقد کر لیا تھا اور ملکہ سے ہمبستر ہوئے تھے بہ قدرت پروردگار گلشن آرا شب زفاف مین حاملہ
ہوگئی تھین اسی طرح خواجہ عمرو بھی بعد عقد فتنہ وزیرزادی ملکہ گلشن آرا سے اُسی شب کو ہمبستر ہوئے تھے اور
بقدرت خدا فتنہ بھی اُسی شب کو حاملہ ہوئی تھی اور اُسی زمانے مین اسیر بالوقیر ایک باغ مین فریدون شاہ کے
براے سیر شیر لیگئے تھے اور وہان ایک شیر طلائی نہایت بامدار اور مستحکم دیکھا تھا اسیر بالوقیر نے داہنی ہاتھ سے
ایک طمانچہ رخسارۂ شیر پر اسطرح مارا کہ منہ شیر کا ٹیڑھا ہو گیا تھا اور طمانچہ شیر کو مار کر یہ فرمایا تھا کہ ہمسے وہ شخص مقابلہ کرے
جو اس شیر کے منہ کو سیدھا کر دے باغبانون نے یہ تقریر اسیر کی سُنی غرض اسیر زمستانش بہادر یونانی کو اپنے
ہمراہ لیکر یونان سے چلے آئے تھے چنانچہ اب تک زمستانش بہادر قلعۂ تنگ مین داخل مین موجود ہین اور اسیر
بہ وُہ قاف مین تشریف رکھتے ہین الحاصل بعد گذرنے نو مہینے کے ملکہ گلشن آرا کے شکم سے ایک فرزند شیر
صولت نہایت حسین و خوبصورت پیدا ہوا اور فتنہ کے بطن سے پسر پیدا ہوا فریدون شاہ کنے اپنے نواسے
کا نام عمرو بن حمزہ رکھا اور پسر عمرو کا نام فرخ رکھا اور کئی روز تک اس خوشی مین جشن کیا اور عمرو بن حمزہ کی پرورش
کرنے لگا جب عمرو بن حمزہ کا سن چھ برس کا ہوا معلم واسطے پڑھانے کے معین ہوئے اسکی بھی خوشی نہایت
ہوئی یعنی جس روز عمرو بن حمزۂ یونانی کو پڑھنے کے واسطے بٹھایا اُس روز بھی جشن کیا اور ہزار ہا روپیہ فقرا اور
مساکین کو تقسیم کیا اور صدہا خلعت امرا و روسا وغیرہ کو دیے جب عمرو بن حمزۂ یونانی دس بارہ برس کے
ہوئے فریدون شاہ نے تیر اندازی اور فنون پہلوانی کے لیے اُستادان جہان کو عمرو بن حمزۂ یونانی کے
واسطے ملازم رکھے اور اُسکنے عمرو بن حمزہ نے تعلیم پائی عمرو بن حمزہ فنون سپہگری سے ایسے آگاہ ہوئے کہ اُستادون
کو بھی تعلیم کرنے لگیں پریشانی اور دقت ہوئی اکثر اُستاد فنون سپہگری مین ہنگام مقابلہ عمرو بن حمزۂ یونانی
سے عاجز اور زیر ہونے لگے اور فرخ بھی فن عیاری مین کامل ہوا ایک روز عمرو بن حمزۂ یونانی نے اپنی مادر
سے کہا کہ مین باغ مین واسطے سیر کے جاتا ہون مادر عمرو بن حمزۂ یونانی نے اجازت دی جب عمرو بن حمزہ باغ
مین آئے دیکھا کہ شیر طلائی کا منہ ٹیڑھا ہی عمرو بن حمزۂ یونانی نے باغبانون سے پوچھا اس شیر طلائی کا منہ کیون
ٹیڑھا ہو گیا باغبانون نے عرض کیا کہ آپکے والد حمزۂ صاحبقران ایک مرتبہ اس باغ مین تشریف لاے
تھے اس شیر کو دیکھکر انھون نے ایک طمانچہ مارا تھا اس شیر کا منہ ٹیڑھا ہو گیا بعد طمانچہ مارنے کے یہ فرمایا تھا کہ وہ
بہادر ہمسے مقابلہ کرنے کا ارادہ کرے جو اس شیر کے منہ کو سیدھا کرے ای شاہزادہ والا قدر آج تک
کسی نے اس شیر کے منہ کو سیدھا نہین کیا دس بارہ برس سے منہ اس شیر کا ٹیڑھا ہی عمرو بن حمزۂ یونانی

۴۰

مر گنتگار باغبانون کی شپتیکا طرف فرخ کے دیکھا اور بائین ہاتھ سے اسطرح طمانچہ مارا کہ منھ شیر کا سیدھا ہوگیا فرخ اور باغبان
وغیرہ قوت و زور کی تعریف کرنے لگے بعد عمرو بن حمزہ سیر باغ کی کرکے اپنی مادر کے پاس آئے دوسرے روز عمرو بن حمزہ
نے اپنی مادر ملکہ گلشن آرا سے عرض کیا میرا دل چاہتا ہے کہ واسطے شکار کے صحرا مین جاؤن اگر آپ اجازت دین
تو مین صحرا مین جاؤن اور شکار کھیل کے جلد آؤن ملکہ گلشن آرا نے کہا اے فرزند آگاہ ہو کہ ملک تشنکل بن تشنکال
فیل زور خوارزمی کا تمھارے نانا کے ملک سے قریب ہے اور تشنکل بادشاہ جابر کافر ہے مسلمانون سے از حد
عناد اور دشمنی رکھتا ہے مین ڈرتی ہون کہ کہین تم ملک مین اُسکے نہ چلے جاؤ اور وہ تمھارے حال سے آگاہ ہو کر تمکو گرفتار
نہ کرے تمھارے نانا ہر چند کہ یونان کے بادشاہ ہین لیکن تشنکل سے مقابلہ اور مجادلہ نہ کر سکینگے کیونکہ اُسکے پاس آٹھ
نو لاکھ فوج ہے اور بڑے بڑے پہلوان اُسکے ملازم ہین عمرو بن حمزہ نے کہا مین اپنے نانا کے ملک مین شکار کھیلونگا ملک
تشنکل مین نہ جاؤنگا جب عمرو بن حمزہ نے اسطرح کہا ملکہ گلشن آرا نے بدرجہ مجبوری اجازت دی عمرو بن حمزہ
خوش ہو کر باہر آئے اور چالیس ہزار ترکون کو جو اُنکے ہمراہ رہتے تھے اُنکو اپنے ہمراہ لیکر اور سامان شکار کا بخوبی کرکے گھوڑے
پر سوار ہوئے فرخ بھی ہمراہ رکاب ہوا عمرو بن حمزہ یونانی مع چالیس ہزار ترکون کے یونان سے چلے اور جانب صحرا روانہ
ہوئے جب بعد طے کرنے راہ کے صحرائے سبزہ زار مین پہونچے طائرون کے شکار کرنے لگے ناگاہ دو ہرن نظر آئے عمرو بن حمزہ
یونانی نے مرکب اپنا اُن آہوون کے پیچھے دوڑایا وہ آہوان صحرا چوکڑی بھر کر ایک طرف بھاگے عمرو بن حمزہ نے آہوون
کا تعاقب کیا یہانتک کہ اپنے لشکر سے جدا ہو گئے فرخ بھی پیچھے رہگیا دس بارہ کوس تک آہوون کے تعاقب مین چلے گئے
آخر قریب آہوون کے پہونچکر اور تیر کمان مین جوڑ کر ایک آہو پر مارا آہو زخمی ہو کر زمین پر گرا دوسرا آہو صحرا مین ایک سمت چلا گیا
عمرو بن حمزہ نے گھوڑے سے اُتر کے آہو کو ذبح کیا اور ارادہ کیا کہ آہوے مذبوح کے کباب تیار کرین اور کھائین
ناگاہ دیکھا کہ ایک آہو زخمی ہے اور بھاگا ہوا چلا آتا ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے ترکش سے تیر لیکر چلہ کمان مین رکھا اور کمان
کو کھینچکر اور ہرن کی پیشانی تاک کے تیر مارا تیر پیشانی آہو پر پڑا آہو مجروح ہو کر زمین پر گر پڑا عمرو بن حمزہ یونانی نے
خوش ہو کر اُس آہو کو بھی ذبح کیا اور آہوے اول کے برابر اُس آہو کو بھی رکھا یکایک دیکھا کہ ایک سوار گھوڑے کو
دوڑاتے ہوئے چلا آتا ہے جب وہ سوار عمرو بن حمزہ یونانی کے قریب آیا اُسنے آہو کو پہچان کر عمرو بن حمزہ یونانی سے پوچھنے
لگا کہ اے طفل تو نے میرے آہو کو کیون شکار کیا تو نے نہین دیکھا تھا کہ پشت آہو پر تیر لگا ہے عمرو بن حمزہ نے جواب دیا اے
برادر مین نے اُس آہو کو اس خیال سے شکار کیا کہ میرے ہمراہیون نے اُس آہو پر تیر مارا ہے مجھے یہ نہ معلوم تھا کہ تمنے
اس آہو پر تیر لگایا ہے خیر اب یہ آہو موجود ہے لیلو اور جو آہو قبل اس آہو کے مین نے شکار کیا ہے وہ بھی حاضر ہے تم لیجاؤ
مین اور آہو کو شکار کرونگا سوار نے کہا یہ تو بتاؤ کون ہے عمرو بن حمزہ نے کہا مین فرزند حمزہ صاحبقران کا ہون میرے
نانا کا نام فریدون شاہ ہے اور میرا نام عمرو بن حمزہ یونانی ہے اُس سوار نے بصد غضب کہا اب مجکو معلوم ہوا کہ تو مسلمان
ہے مین تجکو ضرور قتل کرونگا اگر تجکو اپنا زندہ رہنا چند ساعت منظور ہے تو اس آہو کو اپنی پشت پر اُٹھا کر میرے ساتھ چل
ورنہ مین ابھی تجھے مار ڈالونگا مین بیٹا ہون تشنکل بن تشنکال فیل زور بدست خوارزمی کا نام میرا
مہران ہے مجھ مین زور و قوت اسدرجہ ہے کہ فیل کلان کو مثل گل کے ہزار بار ایک ہاتھ سے ایک منٹ مین ادھر سے
اُدھر اُٹھا کے پھینک دیتا ہون تو ایک طفل ناتوان ہے تیرا قتل کر ڈالنا میرے نزدیک نہایت ہی آسان ہے مین مثل
سور کے تجکو خیال کرتا ہون عمرو بن حمزہ نے کہا مجکو سور تصور نہ کر تو مین فیل مست کو ایکدم مین ہلاک کرتا ہون
تیرا قتل کرنا نہایت دشوار ہے اگر تجکو آہو لیجانا منظور ہے تو لیجا مین ہرگز اس آہو کو اُٹھا کر تیرے ہمراہ نہ جاؤنگا مہران

بن سنگل تو یہ عمرو بن حمزہ دیکھکر نہایت برہم ہوا اور تیغ آبدار کھینچکر سر پر عمرو بن حمزہ کی لگائی عمرو بن حمزہ یونانی نے
تیغ کو سپر پر روک کے خود بھی تلوار کھینچکر مہران نابکار کے سر پر لگائی ہر چند مہران نے شمشیر کو سپر پر روکا لیکن شمشیر
سپر کو کاٹ کر خود پر پڑی اور خود کاٹتی ہوئی صراحی گردن میں آئی پھر صراحی گردن سے سینے میں پہونچی اور ذرا دم لیکر شکم
دکمر کو کاٹ کر زین فرس پر آئی اور مرکب کو بھی دو ٹکڑے کر کے زیر تنگ پہونچی مہران مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین
پر گرا عمرو بن حمزہ یونانی مہران کو قتل کر کے خوش ہوگئے اور خیال کرنے لگے کہ اس نالائق نے مجھسے نہایت ہی بدزبانی
کی تھی اسکی قضا ہی آگئی تھی ابھی عمرو بن حمزہ یونانی یہ خیال کر رہے تھے کہ فرخ مع لشکر طفلان آیا اور مہران کو زمین پر
پڑا ہوا دیکھکر اسطرح پوچھنے لگا کہ اے شاہزادہ ذی قدر یہ نابکار کون ہے عمرو بن حمزہ نے کہا یہ مہران بن سنگل ہے
بعد اسکے تمام حال مہران کے آنے اور گفتگوے سخت کرنے کا بیان کیا فرخ نے عرض کیا اے شاہزادہ ذیجاہ اب یہاں
ٹھہرنا آپکا مناسب نہیں ہے آپ کو لازم یہی ہے کہ آپ اپنے گھر کی طرف تشریف لیچلیے اگر اسکے ہمراہی آجاوینگے تو اس دشت
میں خوب تلوار چلیگی ہزاروں آدمی دونوں طرف کے قتل ہوجاوینگے میدان صحراے سبزہ زار خون سے سرخ ہو جاویگا انجام
لڑائی کا نہیں معلوم کیا ہوگا پس میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ یہاں توقف نہ کیجیے ہر چند عمرو بن حمزہ کا دل نہ چاہتا تھا کہ صحراے
سبزہ زار سے روانہ ہوں لیکن فرخ کے کہنے سے چلے ہمراہیوں نے دونوں آہو اٹھاکر شکاربند میں لٹکا دیے غرض عمرو بن
حمزہ بعد قطع راہ یونان میں پہونچے اور اپنی ماں کی خدمت میں گئے گلشن آرا نے پوچھا شکار کھیل کر جلد چلے آئے
اسکا کیا سبب ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے عرض کیا فرخ نے مجھسے کہا کہ اب صحرا سے چلو اسوجہ سے میں چلا آیا یہ کہکے عمرو بن حمزہ
خاموش ہوئے اور حال مہران کے قتل کرنے کا بیان نہ کیا پھر وہ دونوں آہو جنکو شکار کیا تھا اپنی والدہ کی خدمت میں لائے
ملکہ گلشن آرا آہوؤں کو دیکھکر خوش ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ میرے فرزند نے پہلے پہل ان آہوؤں کو صحرا میں
جا کر شکار کیا ہے عمرو بن حمزہ [illegible] کیا

داستان لاش مہران کی دیکھکر روانہ کرنا سنگل کا لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار اور فولاد زنگی کو مع فوج طرف یونان کے اور جانا عمرو بن حمزہ کا جانب صحرا اور قتل ہونا فریدون شاہ کا اور زخمی ہونا پسران فریدون شاہ کا اور تباہ ہونا اہل یونان کا اور اسیر ہونا گلشن آرا زوجہ حمزہ کا

راویان خجستہ خواص داستان کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب عمرو بن حمزہ مہران کو قتل کرکے یونان میں
چلے آئے اور ہمراہیان مہران نے لاش مہران کی صحرا میں دیکھی نہایت لرزان ہوئے اور گھسیاروں سے جو وہاں
گھانس چھیل رہے تھے اسنے پوچھنے لگے کہ ہمارے شہزادہ مہران کو کسنے قتل کیا ہے گھسیاروں نے عرض کیا خداوند
ہمارے سامنے ایک لڑکے نے قتل کیا ہے اور لڑکے کا نام عمرو بن حمزہ ہے یونان کا رہنے والا ہے ہمراہیان مہران نے
یہ گفتگو گھسیاروں کی سنکے بصد آہ و فغاں لاش مہران کی اٹھائی اور صحراے سبزہ زار سے چلے بعد طے کرنے راہ کے
خوارزم میں پہونچے سنگل نے جو شور نالہ و فریاد سنا گھبرا کر اپنے ملازموں سے کہنے لگا ذرا دیکھو تو یہ کون لوگ نالہ
و فریاد کرتے آتے ہیں ملازمان سنگل گئے اور ہمراہیان مہران کو گریاں دیکھکر پوچھنے لگے کہ تم کیوں روتے ہو انھوں نے
تمام حال مہران کے قتل ہوجانے کا بیان کیا ملازمان سنگل ہمراہیان مہران کو مع لاش مہران کے سنگل کے پاس
لائے سنگل بھی باعث نالہ و فریاد پوچھنے لگا ہمراہیان مہران نے مہران کا تمام حال عرض کیا سنگل اپنے فرزند کے
غم و الم میں نہایت اشکبار ہوا اور تمام اہل دربار بھی بآواز بلند رونے لگے اسوقت ارژنگ جادو بن زلزلہ جادو کی
کہ سنگل پر عاشق تھی اور تمام طلسم تاریخ کی مالک ہے پہلوے سنگل میں بیٹھی تھی ہر چند کہ صورت اسکی مہیب تھی

لیکن وہ اپنے تئین بہت خوب بجبر سے جانتی تھی اُسنے جو دیکھا کہ مہران کی لاش آئی اور شنگل رو رہا ہے اور تمامی اہل دربار
بھی اشکبار ہین خود بھی ملول اور محزون ہوئی اور شنگل سے کہنے لگی کہ اگر تو مجکو اجازت دے تو ابھی جاکر یونان مین سب کو
قتل کرون کسی کو زندہ نہ چھوڑون اور تیرے فرزند کے قاتل کو گرفتار کر کے تیرے پاس لے آؤن شنگل نے اُسی عالم گریہ وزاری
مین جواب دیا کہ تم نہ جاؤ مین اپنے لشکر کے سردارون کو مع فوج طرف یونان کے روانہ کرتا ہون وہ جاکر سب کو
قتل کرینگے پھر شنگل بن شنگال فیل زور مدہست خوارزمی نے لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار
اور فولاد زنگی سے مخاطب ہوکر کہا کہ جلد تم تیس ہزار سواران جرار اپنے ہمراہ لیکر یونان کی طرف جاؤ جب یونان مین پہنچنا
سب کو قتل کرنا شہر تباہ و برباد کرنا عورتون کو اسیر کرنا عمرو بن حمزہ کو یا قتل کرنا یا گرفتار کر کے میرے پاس لے آنا لہراسپ
اور سہیل شیر شکار اور فولاد زنگی اُسی وقت مع تیس ہزار سوار کے جانب یونان روانہ ہوئے ادھر سے تو لہراسپ وغیرہ
سمت یونان جاتے ہین لیکن اُدھر فرخ وغیرہ نے فریدون شاہ یونانی سے جاکر عرض کیا کہ آپ کے نواسے
نے صحرا مین مہران کو قتل کیا ہے اور تمام حال قتل کرنے کا مفصل بیان کیا فریدون شاہ نے یہ حال سنکے خیال کیا
کہ شنگل سپاہ کثیر لیکر ضرور آئیگا اور عمرو بن حمزہ یونانی کو صدمہ پہونچائیگا یہ خیال کر کے فریدون شاہ نے عمرو بن حمزہ
کو بلایا اور بعد دعائے درازی عمر کے فرمایا کہ اے فرزند ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ تم تھوڑے دنون کے واسطے بصرہ چلے جاؤ
اور سیر بصرہ کی کرو وہان شکار کھیلنا آب و ہوا نہایت ہی اچھی ہے بعد سیر بصرہ کے پھر چلے آنا عمرو بن حمزہ یونانی نے
عرض کیا اگر آپ کی خوشی یہی ہے تو مین آج ہی بصرہ کی روانہ ہوتا ہون یہ عرض کر کے عمرو بن حمزہ یونانی اپنے نانا سے
رخصت ہوئے فریدون شاہ نے بہنگام رخصت عمرو بن حمزہ کو سینے سے لگایا اور پیار کیا اور کہا اے فرزند مین
ضعیف ہوا میری زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہے ہر دم خیال مرگ ہے مثل چراغ سحری کے کوئی دم کا اس دنیائے
فانی مین مہمان ہون اگر بعد تمھارے جانے کے مر جاؤن تو تم خبر میری مرگ کی سنکے ملول ہونا اور مطلق رنج
نہ کرنا جہانتک ہو سکے صبر کرنا اے فرزند اس دنیائے فانی سے بڑے بڑے نامی و گرامی شاہان جلیل القدر اور خاصان خدا
جانب ملک عدم گئے ہین میری اُنکے آگے کیا حقیقت ہے حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین سب کو ایک دن مرنا ہے بقا
سوائے پروردگار کے اور کسی کو نہین ہے دیکھو اے فرزند اور غور کرو نظم کدھر ہے سکندر کا وہ تخت و تاج + کہان ہے وہ دارا
کا لشکر سب آج + کہان اب کیومرث کا نام ہے + کہان اب وہ جمشید کا جام ہے + یہ کہکر فریدون شاہ عمرو بن حمزہ کو
گلے لگا کر بہت رویا عمرو بن حمزہ بوجہ طفولیت کے وجہ بصرہ کی طرف روانہ کرنے کی اور تقریر فریدون شاہ کی نہ سمجھے
ورنہ عمرو بن حمزہ بصرہ کی طرف نہ جاتے بعد رخصت ہونے کے عمرو بن حمزہ اپنی مادر کے پاس گئے اور اُنسے بھی رخصت
ہوئے پھر بہمراہی فرخ وغیرہ یونان سے جانب بصرہ روانہ ہوئے اور بعد طے کرنے راہ کے قریب بصرہ پہونچے
یہان ایک روز فریدون شاہ کو خبر ہوئی کہ لہراسپ اور سہیل شیر شکار اور فولاد زنگی مع تیس ہزار سواران جرار
قریب یونان آیا ہے فریدون شاہ صدف نوش اور استغنا نوش اپنے فرزندون کو ہمراہ لیکر مع فوج شہر سے
باہر آیا اور لہراسپ سے ملاقات کر کے بہ عجز کہنے لگا کہ تم ہمارے شہر مین دیکھ لو پسر حمزہ نہین ہے لہراسپ نے جواب
دیا تمنے پسر حمزہ کو کہین پوشیدہ کیا ہے یا کہین بھیج دیا ہے اب ہم اُسکے عوض تمسے انتقام لینگے یہ کہکر لہراسپ نے
فریدون شاہ کو تلوار سے قتل کیا یہ حال جو صدف نوش اور استغنا نوش نے دیکھا تلوارین کھینچکر مع لشکر
لہراسپ پر حملہ ور ہوئے لشکر لہراسپ بھی بڑھا تلوار چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی سر تنون سے جدا ہونے لگے
تیر چلنے لگے سینون کے پار ہونے لگے زخمی گھوڑون سے گر کے چلانے لگے جوانان لشکر قتل ہو ہو کر جانب عدم

جانے لگے دلاوروں کو پیغام قضا آنے لگے بہادر عروس مرگ سے ہم آغوش ہونے لگے گرد وغبار عرصہ کارزار میں بلند ہوا
اُسوقت یہ حال تھا نظم یکے داشت در سر ہوائے گریز + یکے چارہ جو از دم تیغ تیز + یکے راز پیکان جگر کاستہ + یکے
رگ را از خدا خواستہ + یکے او دبے پا و بے سر یکے + یکے کشتۂ تیغ و خنجر یکے + اُسی گرمی جنگ میں صدف نوش
اور استغفانوش نے صد ہا بلکہ ہزار ہا سواروں کو قتل کیا آخر دونوں سراپا زخمی ہوئے اور مرکب میدان کارزار سے
ایک سمت لیگئے جب یونانیوں نے دیکھا کہ دونوں شاہزادوں کو مرکب لیکر نکل گئے اُسوقت یونانی پیچھے ہٹے ہزاروں
بھاگتے میں قتل ہوئے سیکڑوں بھاگ کر نکل گئے یونان بالکل ویران ہو گیا لہراسپ نے ایک شخص کا برائے
نشان یونان رہنے دیا باقی تمام شہر کو کھدوا کر ہموار کر دیا جو شہر نہایت آباد تھا اُسے ویران کر دیا بعد قتل کرنے
مردمان شہر اور بربادی شہر کے لہراسپ نے ملکہ گلشن آرا اور فتنہ وزیر زادی اور جملہ کنیزوں کو گرفتار کرکے
فولاد زنگی کے حوالے کیا اور ایک عرضی اس مضمون کی لکھی کہ اے بادشاہ ذیجاہ میں نے حضور کے حکم سے فریدون شاہ
وغیرہ کو قتل کیا تمام شہر کو کھدوا ڈالا عورتوں کو اسیر کیا ہے اب میں نے ہمراہ فولاد زنگی کے سر فریدون شاہ کے
سر کو اور عورتوں کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا ہے اور میں عمرو بن حمزہ کی جستجو کرتا ہوں شاید وہ حضور کے خوف سے
کسی طرف نکل گیا ہے اگر وہ طفیل ملگیا تو اُسکا بھی سر کاٹ کے روانہ کروں گا یا خود سر عمرو بن حمزہ کا لیکر آؤنگا زیادہ کیا عرض
کروں جب لہراسپ اس مضمون کی عرضی لکھ چکا ملفوف کر کے وہ عرضی فولاد زنگی کو دی اور کہا کہ یہ عرضی میری بادشاہ
عالیجاہ کو دیدینا اور جو کچھ یونان میں گذرا ہے زبانی بھی عرض کرنا اور ان عورتوں کو بہ حفاظت تمام لیکر جانا یہ کہکر فولاد
کو روانہ کیا فولاد زنگی سر فریدون شاہ کا لیکر اور عورتوں کو اپنے ہمراہ لیکے مع تھوڑی سپاہ کے جانب خوارزم روانہ ہوا

داستان جانا قیدیوں کا حکم شتنکل سے پاس بغداد دم خبیثہ کے کوہ بوقلموں پر اور مقابلہ کرنا عمرو بن حمزہ کا لہراسپ ملتبہ کمان اور سہیل شمشیر شکار سے اور عرضی لکھنا خواجہ عمرو کو

راویان خوش الحان اس داستان کو اسطرح لکھتے ہیں کہ جب فولاد زنگی سر فریدون شاہ اور قیدیوں کو لیکر قریب خوارزم
پہونچا شتنکل کو خبر ہوئی کہ فولاد زنگی سر فریدون شاہ اور قیدیوں کو ہمراہ اپنے لیکر آتا ہے شتنکل یہ خبر سُنکے خوش ہوا
اور ایک نامہ فولاد زنگی کو اس مضمون کا لکھا کہ سر فریدون شاہ تو میرے پاس روانہ کر دے اور قیدیوں کو کوہ بوقلموں
پر بغداد دم خبیثہ کے پاس بھیجا اور تمام حال اُنسے بیان کر اور میری طرف سے آداب و تسلیم عرض کر جو کچھ وہ ان قیدیوں
کے باب میں کہیں وہی کرنا بلکہ ان قیدیوں کو اُنہیں کے سپرد کر دینا جو اُنکے مزاج میں آئے وہ انکے حق میں کریں جب
نامہ شتنکل لکھوا چکا مُہر اپنی نامے پر کر کے ایک شتر سوار کو دیا اور کہا یہ نامہ فولاد زنگی کو پہونچا دے شتر سوار وہ نامہ
لیکر چلا اور بعد طے کرنے راہ کے نامہ فولاد زنگی کو دیا فولاد نے حسب حکم سر فریدون شاہ تو بادشاہ کی خدمت میں
بھیجا اور خود گلشن آرا وغیرہ کو لیکر کوہ بوقلموں کی جانب چلا اور بعد قطع راہ پاس دم خبیثہ کے پہونچا بعد شرائط آداب بجا لا کے
اور بعد اُسکے جو کچھ شتنکل نے قیدیوں کے بارے میں کہا تھا عرض کیا دم خبیثہ نے تحریر فولاد سے
آگاہ ہو کر کہا کہ آج تو ان قیدیوں کو تو اپنے ہی پاس رکھ کل سویرے میں انکو سزا دونگی فولاد زنگی یہ سُنکے درہ کوہ میں
مقیم ہوا ادھر تو فولاد زنگی زیر کوہ بوقلموں مقیم ہے لیکن اب حال عمرو بن حمزہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب
روز لہراسپ ملتبہ کمان اور سہیل شمشیر شکار مع سواران جرار عنقریب یونان پہونچے اور فریدون شاہ
نے شہر سے نکلکے اُنسے عذر کیا اور اُنہوں نے عذر نہ سنا اور فریدون شاہ کو قتل کیا اور بعد جنگ یونان کو تباہ اور
ویران کیا اور گلشن آرا وغیرہ کو اسیر کیا اُسی روز عمرو بن حمزہ یونانی کو اس درجہ حزن و ملال ہوا کہ اشک بے اختیار

آنکھون مین بھر آئے نانا اور مان اور ماموون یاد آئے عمرو بن حمزہ یونانی نے اسی عالم رنج و ملال مین فرخ سے کہا کہ ای فرخ
کیا سبب ہی کہ آج خود بخود میرا بھی دل چاہتا ہی کہ نالہ و بکا کرون اور خوب روؤن اسوقت ضبط کرتا ہون لیکن آنسو
نکلے آتے ہین دل بیقرار ہی والدہ صاحبہ اور نانا یاد آتے ہین علاوہ اسکے یونان کا ہر ایک کوچہ اور مقام اور ہر ایک قصر
و مکان یاد آتا ہی اور وہ نانا کا مجھسے گلے ملکے رونا اور وہ والدہ کا ہنگام رخصت گریہ کرنا یاد آتا ہی نہین معلوم انھون نے
کس وجہ سے مجھے اسطرف بھیجا اور مجھسے گلے ملکر وہ اس درجہ کیون روئین اور آج مین کسوجہ سے محزون و ملول ہون
نہین معلوم بعد میرے آنے کے انپر کیا گذری اور وہ فی الحال کس حال مین ہین شب کو مین نے خواب پریشان بھی
دیکھا ہی خداوند عالم خیر کرے نانا اور والدہ صاحبہ اور ماموون بخیر و عافیت ہون شہر مین کوئی فتنہ و فساد نہوا ہو سب
بہ آرام و راحت ہون فرخ نے عرض کیا آپ کو کچھ فکر و ملال نکرنا چاہیے وہان افضال خدا سے سب اچھے ہونگے عمرو بن حمزہ
نے کہا ای فرخ اسوقت دل یہی چاہتا ہی کہ یونان کی طرف جاؤن اور والدہ صاحبہ اور نانا صاحب کی زیارت سے مشرف
ہون اور وہان جاکر اپنے دل مضطر کو تسکین دون فرخ نے عرض کیا آپکو اختیار ہی تشریف لیجلیے ابھی فرخ عمرو بن حمزہ
سے یہ عرض کر رہا تھا ناگاہ چند یونانی پریشان خاطر عمرو بن حمزہ یونانی کو نظر آئے عمرو بن حمزہ یونانی نے ان یونانیون کو
اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ تم سب کیون پریشان ہو اور گھبرائے ہوئے کہان جاتے ہو سبھون نے عمرو بن حمزہ
کو پہچان کر نالہ بلند کیا اور عمامے اپنے سرون سے اتار کے زمین پر پھینک دیے اور بعد اشکباری اور نالہ و بیقراری عرض
کرنے لگے کہ ای شاہزادۂ ذی قدر و ذی وقار ہم کیا اپنی پریشانی کا حال عرض کرین آپکو صدمہ جانکاہ ہوگا عمرو بن حمزہ نے
بیتاب ہوکر کہا برائے خدا حال یونان جلد بیان کرو اور اپنی پریشانی و اشکباری کے احوال سے اطلاع دو یونانیون نے
عرض کیا ای شاہزادۂ ذیجاہ بڑا غضب ہوا یونان تباہ و برباد ہوگیا شنکل حاکم خوارزم نے لہراسپ اور سہیل
کو مع فوج کثیر بھیجا اسنے یونان مین آکر حضور کے نانا صاحب کو قتل کیا اور انکا سر کاٹ لیا ہی آپکے دونون ماموون
خوب لڑے ہزارون کو انھون نے قتل کیا سنا ہی کہ وہ زخمی ہوئے اور گھوڑے انکے میدان جنگ سے کسی طرف
لیگئے لشکر آپکے نانا فریدون شاہ کا بھاگ گیا لہراسپ نے یونان کو ویران کیا تمام مکانات کھدوڈالے رعایا کو بھی
قتل کیا آپکی والدہ صاحبہ کو اسیر کر لیا ہم اسطرف بھاگ کر آئے ہین ای شاہزادۂ عالی منزلت آپ بھی کسی طرف
نکل جائیے لہراسپ آپکی تلاش مین ہی یہ کہکہ یونانی خاموش ہوئے اسوقت عمرو بن حمزہ یونانی اسقدر روئے کہ اگر
بہ تفصیل حال گریہ و زاری لکھا جائے تو اس داستان کو نہایت ہی طول ہو اور دل بھی طول افسانہ سے از حد ملول ہو
پس باین خیال مفصل حال اشک فشانی عمرو بن حمزہ نہین لکھا گیا لیکن مختصر یہ ہی کہ عمرو بن حمزہ اپنے نانا کے قتل ہوجانے
اور مان کے گرفتار ہونے سے از حد گریان ہوئے اور اسی عالم آہ و فغان مین فرخ سے کہنے لگے کہ میرے دل کے گھبرانے اور پریشان
ہونے کی یہی وجہ تھی افسوس ہزار افسوس نانا صاحب قتل ہوگئے اور والدہ صاحبہ اسیر ہوگئین ای فرخ مجکو وہ نانا کا پیار کرنا اور
گلے سے لگانا اور اشکبار ہونا یاد آتا ہی اب مجکو معلوم ہوا کہ اسی وجہ سے وہ روتے تھے اور فرماتے تھے کہ اب میری زندگی کا کچھ اعتبار
نہین ہی افسوس ہی مین انکی تقریر کو نہ سمجھا اور انکے فرمانے سے اسطرف چلا آیا منظور یہ ہوا کہ مجکو شکار اور سیر کے بہانے سے اسطرف بھیجدین
تاکہ مین لہراسپ وغیرہ کے ہاتھ سے مارا نجاؤن اور قتل نہون اگر یہ مین جانتا کہ لہراسپ آئیگا اور میرے نانا کو قتل کریگا تو مین کبھی
اسطرف نہ آتا فرخ نے بگریہ و زاری عرض کیا کہ ای شاہزادۂ ذیوقار مشیت پروردگار مین کسی کو دخل نہین ہی جو منظور خدا کو تھا وہ
ہوا اب آپ صبر کیجیے اور گریہ و زاری موقوف کیجیے ورنہ ہلاک ہوجائیے گا عمرو بن حمزہ نے یہ سنکے کہا ای فرخ یہ وہ صدمہ جانکاہ
ہی کہ صبر نہین ہوسکتا اور اشکباری موقوف نہین کرسکتا اب جبتک کہ شنکل سے اسکا عوض بخوبی نہ لونگا اسوقت تک

سیر دل کو قرار ہوگا یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارا لشکر یونان کی طرف اسی وقت روانہ ہو بموجب حکم چالیس ہزار ترکے مسلح ہوکر
گھوڑون پر سوار ہوئے عمرو بن حمزہ بھی مرکب پر بیٹھے فرخ ہمراہ رکاب ہوا لشکر بصرہ سے چلا بعد طے کرنے راہ کے عمرو بن حمزہ
شہر یونان مین آئے شہر کو تباہ و برباد دیکھکر اشک آنکھون مین بھر لائے بعد دیکھنے شہر کے لوگون سے پوچھا لہراسپ کہان
ہی سب نے عرض کیا ہمین نہین معلوم کہ وہ کہان ہی یہ سنکر عمرو بن حمزہ آگے بڑھے دیکھا چند گھسیارے ایک میدان سبزہ زار مین
بیٹھے ہین عمرو بن حمزہ نے گھسیارون کو بلایا اور کچھ روپیہ دیکر انسے پوچھا کہ لہراسپ اور سہیل کہان ہین گھسیارون نے
عرض کیا خداوند نعمت یہان سے دور ایک باغ ہی اسی باغ مین لہراسپ مع لشکر مقیم ہی ہم اسی لشکر کے گھوڑون کیواسطے
گھاس لینے یہان آئے ہین آپ چلے جائیے اسی باغ مین لہراسپ سے ملاقات ہوگی عمرو بن حمزہ یہ تقریر گھسیارون کی
سنکے آگے روانہ ہوئے لہراسپ کو بھی خبر ہوئی اسنے فرخ کو حکم دیا کہ تیار ہو عمرو بن حمزہ آتے ہین مردان لشکر مسلح ہونے لگے
ادھر عمرو بن حمزہ قریب باغ پہونچے سوارون نے باغ سے نکلکے مقابلہ کیا اور تیر و نیزہ و شمشیر لیکر فوج عمرو بن حمزہ یونانی پر
گرے اور قتل کرنے لگے طفلان لشکر عمرو بن حمزہ یونانی بھی چھوٹی چھوٹی سپرین اور تیغے لیکر لڑنے لگے عمرو بن حمزہ نے بھی
بصد غیظ و غضب تلوار کھینچی اور سوارون کو قتل کرنے لگے زنگیان سیاہ رو خون مین بہہ تن سرخ ہوکر زمین پر تڑپنے لگے
زمین میدان رزم خون سے لال ہونے لگی غضب کی جنگ و جدال ہونے لگی شمشیر آبدار عمرو بن حمزہ یونانی کفار کو راہ
عدم دکھانے لگی ہر ایک سوار کی روح سمت عدم جانے لگی لاشین رہوار پامال کرنے لگے گھوڑون کی گشت سے
گرد و غبار بلند ہوا روے خورشید تابان پنہان ہوگیا ترک فلک یہ جنگ دیکھکر ڈرنے لگا آفتاب خوف سے کانپنے لگا
مریخ خون آلود تیغ عمرو بن حمزہ دیکھکر متحیر ہوا نظم

تھا گرم وہان اجل کا بازار	تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار
یہ شعلہ تو وہ شرار مردہ	خاکستر اور ہین فسردہ
لکھون جو بیان ریزش خون	تھبرنگ قلم ابھی ہو گلگون
تلوار کو وان جو عزم کین تھا	دم خنجر برق مین نہین تھا
وہ تیغ تھی یا کہ آہنی کل	روحون کا گذر تھا اسپہ بالکل

اسی ہنگامہ کارزار مین لہراسپ بلند کمان قریب عمرو بن حمزہ یونانی آیا اور نعرہ کیا کہ اے طفل ہوشیار ہو جا میری تیغ آبدار
سے صد ہا پہلوان رستم خصال خون مین لال ہوئے ہین اور جس تیغ کا کھاکر سوئے عدم گئے ہین مثل انکے تجھ مین
قوت و توانائی نہین تجھکو تو آن واحد مین قتل کرتا ہون یہ کہکر تیغ آبدار سر عمرو بن حمزہ پر لگائی عمرو بن حمزہ نے تیغ لفنون
سپہ گری سپر پر روکی اور پھر خود تیغ آبدار لہراسپ کے سر پر لگائی لہراسپ نے چاہا تھا کہ تیغ کو سپر پر روکون ناگاہ مرکب
نے سکندری کھائی لہراسپ مرکب سے زمین پر گرا گھوڑا مارا گیا عمرو بن حمزہ نے ہاتھ روک لیا اور کہا ابھی ممکن ہی کہ تجھے قتل کرون
لیکن یہ امر شجاعت کے خلاف ہی جلد اٹھ اور گھوڑے پر سوار ہو اور مجھسے مقابلہ کر سہیل شیر شکار وغیرہ یہ تقریر عمرو بن حمزہ
کی سنکے باہم کہنے لگے کہ عمرو بن حمزہ نہایت شجاع اور بہادر ہی ایسے وقت مین حریف کو چھوڑ دیا یہ اسی بہادر کا کام تھا ابھی سہیل
وغیرہ یہ تقریر باہم کر رہے تھے کہ لہراسپ ایک مرکب پر سوار ہوا اور ہنگام مقابلہ پھر اسی طرح اسپ سے گرا اور پھر عمرو بن حمزہ
نے چھوڑ دیا اور کہا اے لہراسپ پھر گھوڑے پر سوار ہو دیکھ اب بھی مین نے تجھکو چھوڑ دیا اور قتل نہین کیا لہراسپ یہ شجاعت
و خلق و مروت دیکھکر خیال کرنے لگا کہ اے لہراسپ لازم ہی کہ ایسے بہادر کی اطاعت قبول کر اور اسکے دین کو اختیار کر کلمہ پڑھکر
مسلمان ہو ادھر تو لہراسپ یہ خیال کر رہا تھا ادھر سہیل شیر شکار اور جملہ سوار باہم کہہ رہے تھے کہ اب کی مرتبہ لہراسپ
قتل ہو جائیگا پس اب بہتر و مناسب یہ ہی کہ سب ملکے عمرو بن حمزہ پر حملہ کرین اور گرفتار کر لین یہ تجویز کر کے سہیل
اور سوار آگے بڑھے لہراسپ نے سب کو منع کیا اور روکا اور کہا کہ ایسے جوان دلاور سے دغا نہ کرو اور سب ملکر
یکبارگی تنہا پر حملہ نہ کرو یہ کہکر لہراسپ آگے بڑھا اور عمرو بن حمزہ کے قدمون پر گرا اور عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادہ

دیوقار آپ اس گنہگار کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجیے عمرو بن حمزہ نے خوش ہوکر لہراسپ کو اپنے قدمون پر سے اُٹھایا اور کلمہ پڑھایا
لہراسپ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا سہیل وغیرہ نے جو دیکھا کہ لہراسپ مسلمان ہوا سب نے کہا کہ ای
لہراسپ خوب ہوا کہ تو مسلمان ہوا اگر تو مسلمان نہوتا تو ابکی مرتبہ ہم تجکو گرفتار کرکے شاہزادے کے حوالے کردیتے
بیت کہکے سہیل شیر شکار مع بیس ہزار سوارون کے مسلمان ہوا عمرو بن حمزہ نے سہیل شیر شکار وغیرہ کو مسلمان کرکے
ہر ایک پر نوازش کی بعد اسکے عمرو بن حمزہ نے لہراسپ وغیرہ سے اپنے نانا اور والدہ کا احوال پوچھا لہراسپ نے
دست بستہ عرض کیا کہ ای شاہزادۂ ذیوقار یہ خادم گنہگار حاضر ہی اسی خاکسار نے آپکے نانا کو تلوار سے قتل کیا ہی حضور
میرے ہاتھون کو کاٹیے یا مجکو قتل کیجیے کہ مین نے آپ کے نانا کو قتل کیا ہی اور آپ کی والدہ صاحبہ وغیرہ کو گرفتار کرکے
جانب خوارزم روانہ کردیا ہی مین نے سنا ہی کہ آپکے نانا کا سر سنکل بدکردار نالایق و بداطوار نے در قلعہ پر لٹکایا ہی
اور نہایت خوش ہوا ہی عمرو بن حمزہ نے جواب دیا ای لہراسپ تمنے عالم کفر مین میرے نانا کو قتل کیا اب تم مسلمان ہوئے
اور تمنے میری اطاعت قبول کی ہی اب مین تمکو کیا قتل کرون خداوند عالم کو جو منظور تھا وہ ہوا یہ کہکر عمرو بن حمزہ نے
پوچھا ای لہراسپ میری والدہ کہان قید ہین لہراسپ نے عرض کیا کہ مین نے فولاد زنگی کے ہمراہ انھین خوارزم
کی طرف روانہ کیا ہی عمرو بن حمزہ نے یہ سنکے اور سب کو اپنے ہمراہ لیکے اس جگہ آئے جسجگہ لاش فریدون شاہ کی پڑی
تھی عمرو بن حمزہ اپنے نانا کے تن بے سر کو دیکھکر بہت روئے اور اُسی جگہ کھڑے ہوکر قلمدان طلب کیا فرخ
نے قلمدان حاضر کیا عمرو بن حمزہ نے اپنے نانا کے خون سے خواجہ عمرو کو ایک عرضی اس مضمون کی لکھی کہ ای جناب
عموی صاحب آپ نے میری خوب خبر لی اور جو وعدہ آپ نے تشریف لانے کا کیا تھا خوب ایفا کیا افسوس آپ
ہمکو بھول گئے یہان ہم رنج و غم مین مبتلا ہوگئے ہین ہمارے نانا صاحب قتل ہوگئے اور دونون ماموں صاحب وقت
جنگ زخمی ہوکر کسی طرف گھوڑے انکو لیگئے ہین بعضے اشخاص کہتے ہین کہ وہ بھی کسی جگہ مرگئے والدہ صاحبہ ہماری
اسیر ہوکر خوارزم کی طرف گئی ہین اور تمام شہر یونان تباہ اور ویران ہوگیا ہی اور کسی مکان کا نام و نشان بھی نہین
رہا ہی یہ سب ظلم و بدعت سنکل بن سمنگال فیل زور بدست خوارزمی بدکردار و ناہنجار نے کی ہی چونکہ قبل
تباہی یونان کے نانا صاحب مرحوم نے بہانے سے سیمر و شنکار کے مجکو طرف مصر کے روانہ کردیا تھا اسوجہ سے
مجکو اب خبر ہوئی اور اب مین یونان مین آیا ہون اور زندہ رہا ہون ورنہ مین بھی قتل ہوجاتا یا زخمی ہوتا پس ای
عموی صاحب اگر میری خبر لینا آپکو منظور ہو تو جلد تشریف لائیے زیادہ سوائے اشتیاق قدمبوسی کے اور کیا
لکھون بعد اسکے ایک عرضی خون فریدون شاہ سے عمرو بن حمزہ نے اپنے ماموں زمستاش بہادر کو بھی اسی مضمون
کی لکھی اور دونون عرضیان ملفوف کرکے فرخ کے حوالے کین اور کہا ای فرخ ان عرضیون کو لیکر بہت جلد
قلعۂ تنگ رواحل مین جا کیونکہ مین نے سنا ہی کہ فی الحال جناب عموی صاحب اور جناب ماموں صاحب قلعۂ تنگ رواحل
مین تشریف رکھتے ہین یہ عرضیان دونون صاحبون کو دیکر جلد آنا اور جانب خوارزم آنا کہ مجھسے وہین ملاقات
ہوگی فرخ نے عرض کیا یہ عرضیان آپ اور کسی شخص کے ہاتھ روانہ کیجیے مجکو نہ بھیجیے کیونکہ اول تو مین راہ سے ناواقف
ہون دوسرے میرا دل نہین چاہتا کہ مین آپکو چھوڑ کے اسطرف جاؤن عمرو بن حمزہ نے فرمایا ای فرخ نشان قلعۂ
تنگ رواحل مردم سے دریافت کرتے ہوئے چلے جانا انشاء اللہ پہونچ جاؤگے اور میری جدائی کا خیال نہ کرو خداوند
عالم میرا حافظ و نگہبان ہی جبتک میری زندگی ہی کوئی مجھے ہلاک نہین کرسکتا فرخ یہ گفتگو سنکے مجبور ہوا اور عرضیان لیکر
جانب قلعۂ تنگ رواحل روانہ ہوا بعد روانہ ہونے فرخ کے عمرو بن حمزہ یونانی نے لاش بے سر اپنے نانا کی دفن کی ہی

چالیس ہزار کا لشکر اپنا اور تیس ہزار کا لشکر لہراسپ اپنے ہمراہ لیکر بہ جمعیت ہفتاد ہزار سوار جانب خوارزم روانہ ہوئے

داستان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا جانب خوارزم اور اثنائے راہ مین خبر سنکے کوہ بوقلمون پر جانا اور اپنی والدہ کو قید سے چھڑانا اور فرخ کا قلعہ تنگ رواحل مین جاکر عضبان دے کر خوارزم کی طرف آنا اور زرتشت بہادر کا بعد جنگ عظیم قید ہونا

راویان ہیتال اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ جب عمرو بن حمزہ نے تھوڑی راہ طی کی راہ مین سنا کہ شنگل نابکار
کے حکم سے فولاد زنگی ملکہ گلشن آرا وغیرہ کو کوہ بوقلمون پر خداوندم دم خبیثہ کے پاس لیگیا ہی عمرو بن حمزہ
یہ خبر سنکر جانب کوہ بوقلمون روانہ ہوئے عمرو بن حمزہ سمت کوہ بوقلمون آتے ہین لیکن اب حال دم خبیثہ کا اور
کچھ کیفیت میلے کی تحریر کیجاتی ہی واضح ہو کہ دم خبیثہ ایک ساحرہ ہی شکل اسکی بندر کی ہی دُم مین گچھہ منقش کا ہی اور
تمام پوست بھی منقش کا ہی اور دانت نہایت صاف و آبدار ہین ایک احاطہ سا ہی اُسمین ایک گنبد پر تکلف و بلند
ہی اُسی گنبد مین ایک تخت جواہر نگار بچھا ہی اور سامنے تخت کے ایک آئینہ کلان رکھا ہی اور تخت پر دم خبیثہ بیٹھتی
ہی جب آفتاب نکلتا ہی اور ضیا آفتاب کی آئینہ پر پڑتی ہی اور دانتون کی بھی چمک ہوتی ہی کچھ سحر کی تاثیر سے بھی ایک برق
چمکتی ہی سجدہ کرنے والے برق چمکنے کے وقت دُم خبیثہ کو سجدہ کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ جلوہ نور خداوندم دم خبیثہ
کا تھا علاوہ اسکے یون بھی مرد و زن سجدہ کرتے ہین غرض دوسرے روز پچھلی رات سے کفار اطراف و جوانب کے
جوق جوق گروہ گروہ آنے لگے اور زیر کوہ جمع ہونے لگے دکانداران نے بھی دور دور سے آکر میلے مین دکانین لگائین حلوائی
کنجڑے کبھریے گل فروش تنبولی بزاز بساطی جوہری وغیرہ میلے مین آکے اور جا بجا زیر کوہ دکانین لگانے لگے ساقنین بھی
جوان جوان گوری اور سانولی لباس رنگین زیب تن کرکے میلے مین آئین سوداگر بھی راہ دور و دراز سے انواع و اقسام
کا مال و اسباب لیکر برائے تجارت آئے اور خیام برپا کرکے زیر کوہ مقیم ہوئے کمہار کھلونے ٹوکرون مین رکھکر لائے
میوہ فروش بھی نارنگیان اور امرود سیب اور بہی ناشپاتی اور انار ترش و شیرین نارنج اور ترنج اور میٹھے وغیرہ لیکر راہ دور
و نزدیک سے آئے غرض اسی طرح سے جلد جلد کا بازار آئے اور اپنی اپنی دکان لگانے کی فکر کرنے لگے جب صبح ہوئی صدہا
ملکہ ہزارہا تماشائی آنے لگے اور جمع ہونے لگے گرم بازاری ہونے لگی خریدار اشیائے مطلوب و مرغوب لیکر کھانے لگے
ساقی مردم کو شربت پلانے لگے تنبولی گلوریان بنا بنا کر خریدارون کو دینے لگے گل فروش برنگ گل شگفتہ ہوکر ہر ایک غنچہ دہن
سے مخاطب ہوکر کہنے لگے بیت خریدار و لیلو یہ ہین عطر بار + شگفتہ ہین بیلا چنبیلی کے ہار + کسی طرف نوجوان خوبصورت
کنجڑنین جوانون سے سینے دکھا کے کہنے لگین شعر ذرا ہاتھ سے دیکھو تو لو میان + بہت خوب دونون ہین نارنگیان +
کوئی کنجڑن کسی جوان حسین کو سیب دکھا کر کہنے لگی شعر کسی کو نہین اسمین جائے سخن + یہی سیب ہین رشک سیب
ذقن + کوئی جوان خوبرو کسی حسین و نوجوان کنجڑن کے پستان کو دیکھ اور بیتاب و بیقرار ہو کے بصد آرزو و تمنا یہ خیال
کرتا تھا شعر مرے باغ حسرت مین آئے بہار + اگر ہاتھ آجائین یہ دو انار + کسی طرف حلوائی بصد زیبائی تحفہ اور نفیس مٹھائی
لیے ہوئے دکانین لگائے بیٹھے تھے شکر لب شیرین ادا مٹھائی خوانچون مین لگائے بیٹھے تھے کسی سمت جوہری علاوہ
زیور طلائی و نقرئی کے مونگا پنا یاقوت یمنی لعل بدخشانی فیروزہ کہنہ ہیرا اور زبرجد وغیرہ لیے ہوئے بصد تکلف
بیٹھے تھے کسی جانب سوداگر ہزارہا روپیہ کا مال و اسباب خریدارون کے ہاتھ بیچ رہے ہین ایک طرف ساقنین سیمتن
نازک بدن مینا و ساغر لیے ہوئے لباس رنگین پہنے ہوئے بصد ناز و ادا پاؤن پھیلائے بیٹھی ہین انکے پاس نشہ بازون
کا ہجوم تھا کوئی چرس پر دم لگاتا تھا اور دھوان دہن سے نکالتا تھا کوئی نشہ باز دیکھکر جاتا تھا کوئی نشہ باز جھوم کے

اشعار عاشقانہ پڑھتا کوئی دائرہ ہاتھ مین لیکر بجاتا تھا اور خیال گاتا تھا کوئی نشہ باز ساقی سے مخاطب ہوکر کہتا تھا مطلع تمنا یہی ہے
یہی ہے ہوس + پلا دو ہمین جلد ساقی جرس + ساقی مسکرا کر کہتی تھی آپ آیئے کیسے ایک پیجیے گا یا دو نشہ باز بیوقوف کہتا تھا ہوس
چاہے ایک پلاؤ خواہ دو جلسین پلاؤ تمہین اختیار ہے تمتو ہماری مالک ہو غرض اسی طرح ہر ایک ساقی کے قریب نشہ بازون کا مجمع تھا
کہین سیلے مین سوانگ انواع و اقسام کی حیرت افزا لگین کرتے ہین بعضے سوانگ سینے لگتے ہین اکثر گیہون چباکر خوشہ گندم دہن
سے نکالتے ہین بعضے آگ کے انگارے بخوف و خطر چباتے ہین القصہ جب کئی کوس تک ہمین خوب مجمع مردان ہو گیا اُسوقت
دم خبیثہ اُس گنبد مین تخت پر بیٹھی اور در گنبد کھلا اور برق بہ قاعدہ معمولی چمکی اُسوقت ہزارہا بلکہ اس سے بھی زیادہ تر کفار یا خداوند
دم خبیثہ کہہ کہکے سجدہ کرنے لگے اور بعد سجدے کے اکثر ناقوس بجانے لگے بعضے ڈھول بجا کر بھجن خداوند دم خبیثہ کے گانے لگے
کوئی ایک پانون سے کھڑا ہوکر پرستش کرنے لگا کوئی گھنٹے بجانے لگا کوئی شان خداوند دم خبیثہ مین گت پڑھنے لگا اکثر
عورتین ہاتھ جوڑ کے اور سر جھکا کے بہ آواز بلند عرض کرنے لگین کہ یا خداوند اسی سال مین ہمین بیٹا دیجیے بعضے بیمار بخاک
آستان خداوند دم خبیثہ لے لیکر اپنے تن بدن پر ملنے لگے اکثر خاک آستان دم خبیثہ آنکھون سے لگانے لگے بعضے گرد
گنبد پھرنے لگے بار بار تصدق ہونے لگے غرض اُسوقت تمام سیلے مین سوائے ملکہ گلشن آرا وغیرہ کے ہر ایک کی
زبان پر یا خداوند دم خبیثہ جاری تھا اور ہر ایک بطرز دیگر پرستش کرتا تھا اور اپنی حاجت طلب کرتا تھا اور جب اسی طرح
برق چمکتی تھی اور روشنی ہوتی تھی کفار خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے خداوند دم خبیثہ اپنا جلوہ و تجلی دکھاتی ہین پھر کہہ کہکے
سجدہ کرتے تھے اور ناقوس و سیدم بجاتے تھے بھجن گاتے تھے فولاد زنگی بھی کبھی سجدہ کرتا تھا کبھی ناقوس بجاتا تھا
کبھی بھجن گاتا تھا کبھی اپنے روے سیاہ پر خاک در گنبد لگاتا تھا کبھی ایک پانون سے کھڑا ہوکر موافق اپنے مذہب
کے پرستش کرتا تھا بعد پرستش کرنے کے فولاد زنگی نے عرض کیا یا خداوند اب ان قیدیون کے باب مین کیا
حکم ہوتا ہے دم خبیثہ نے حکم دیا کہ ان قیدیون کو ہمارے روبرو لاؤ فولاد زنگی قیدیون کو روبروے دم خبیثہ لیگیا فولاد
نے کہا اے قیدیو اگر تمکو رہائی اپنی منظور ہے تو خداوند دم خبیثہ کو سجدہ کرو خداوند کو تمپر رحم آ جائیگا تمکو رہائی کا حکم
دیدینگی ہر چند سب نے قیدیون سے کہا لیکن کسی عورت نے دم خبیثہ کو سجدہ نہ کیا اُسوقت دم خبیثہ کو غصہ آیا
کہا کہ ان قیدیون کو آدھے جسم سے زمین مین گاڑ دو اور انکو سنگسار کرو جو کوئی ایک کنکری بھی انھین ماریگا ہم اُسکو
جنت مین ایک قصر دینگے علاوہ اسکے جو کوئی انواع و اقسام سے انھین ایذا پہونچائیگا اُسکو بڑا ثواب ہوگا اور
ہم اُس سے نہایت خوش ہونگے یہ حکم خداوند کا سنکے ایک زن بدکردار نے ایک پتھر از صد غضب ملکہ گلشن آرا
کے بازو پر اسطرح مارا کہ بازو ملکہ گلشن آرا کا مجروح ہوا اور خون بازو سے بہنے لگا ملکہ سوے فلک دیکھکر اور اشکبار
ہو کے چار طرف دیکھنے لگین سوائے دشمنون کے کسی کو اپنا دوست اور شفیق نہ پایا ابھی ملکہ دیکھ رہی تھین کہ [illegible]
سیلے سے گڑھے کھودے گئے اور ہر ایک کو گڑھے مین تا کمر گاڑا اور کفار سنگدل تیر لگانے پر مستعد [illegible]
ہوئے ہزارون زن و مرد نے چھوٹے چھوٹے اور بڑے بڑے پتھر ہاتھون مین اُٹھائے اور قصد پتھر مارنے کا کیا
اُسوقت فتنہ نے اشکبار ہوکے سوے فلک دیکھا اور یہ اشعار زبان پر جاری کیے اشعار

تو سبکے دل و جان کا خیر خواہان ہے برابر
دریا مرے آنکھون سے یہ بہتا ہے لہو کا
نرگس لب جو دیدۂ گریان ہے برابر
ہے سینہ شگفتہ ہر اک تختہ گلزار

یونہین جو ہے خاطر مین تری مین بھی ہون شادان
مژگان سے مری پنجۂ مرجان ہے برابر
آنکھون سے مروت تری اور دل سے ترے رحم
جو غنچہ ہے سو وہ دل سوزان کے برابر

ہے چرخ تجھے دلدہی کرنی نہین آتی
یہ زندگی اور موت کا سامان ہے برابر
کہتے ہین جسے سرو وہ گلشن کی ہے [illegible]
قسمت ہی مدا اپنی کہ گریزان ہے برابر
آنسو نہ بہے تجھسے کبھی [illegible]

بلخت دل و گلبرگ بدامان ہے برابر

فتنہ یہ اشعار پڑھکر خاموش ہوئی اور اپنی حیات سے بظاہر ناامید ہوئی لیکن اسوقت کنیزون کا گھبرا کر اور رو رو کر خداوند عالم سے دعا کرنا خصوصًا ملکہ گلشن آرا کا درگاہ خداوند عالم مین بہ گریہ زاری دعا کرنا اور بے اختیار رونا اور فتنہ سے مخاطب ہو کر کہنا کہ ای فتنہ نہین معلوم میرا فرزند کیسا ہے افسوس ہے آخر وقت مین بھی اُسے نہ دیکھا یہی حسرت لیکر پردہ دنیا سے چلے یہ کہکر پھر فتنہ سے کہا کہ عمرو بن حمزہ اگر اسوقت نہ آئے تو بہتر ہے کیونکہ ہزارون بلکہ لاکھون اُسکے دشمن جان یہان موجود ہین ہم تو سنگسار ہوتے ہین خدا اُسے دشمنون سے بچائے جہان رہے اچھا رہے ملکہ فتنہ سے یہ کہہ رہی تھی کہ کفار پتھر لیکر قریب تر آئے اور دو چار پتھر کنیزون پر لگائے اُسوقت ملکہ نے برجوع قلب درگاہ مجیب الدعوات مین اسطرح دعا کی

اشعار

سیہ رو ہون سیہ دل ہون سیہ کار
کوئی فسق زبون ایسا نہین ہے
ورےغا حسرتا ہیہات ہیہات
گمان و وہم وجان درد آمیز
مرے سایے سے ہو ابلیس پیدا
لب مایوس ہو خندان طرب سے
جگر کو جان کو آباد یا دل
سوا تیرے مرا کوئی نہین ہے
مری بگڑی ہوئی بنجائے ساری
جو شش سے ایک بھی تو رحم کہا کے
یہ سب ہون سینہ مضطر ہے یا رب
امنگون پر دل افسردہ آئے
گھٹے غم جسطرح ممسک کی نیت

بسر ہوتی ہے بیجا زندگانی
عمل مین اپنے جو آتا نہین ہے
بحافظ بندگی جاتا رہا ہے
نہیں سب ہین شان شیطانی سے لبریز
نگاہ لطف سے فرما اشارا
نہ گریان دیدۂ پُر خون ہون اب سے
خجل ہو دیکھ کر سب غرور زا ہر
غلط ہے آسرا کوئی نہین ہے
بہت کچھ آرزو رکھتی ہون دل مین
نکل جائین سب ارمان دعا کے
خلیل آسا جہنم باغ ہو جائے
جوانی کے مزے پیری دکھائے

خدایا شل نکالے سینہ افگار
بلاے جان ہے آشوب جوانی
گذرتی ہے عجب غفلت مین اب تو
سر نخوت نے دل مین گھر کیا ہے
اگر چاہے یہ نفس کفنہ شیدا
دل مضطر کو ہو کچھ تو سہارا
تمنا ؤن کو دل مین شاد یا دل
مری محفل سے بیٹھے درد اٹھ کر
کرے رحمت تری گر پردہ داری
ہزارون گفتگو رکھتی ہون دل مین
غم ہستی و مرگ و قبر و محشر
گل فردوس دل کا داغ ہو جائے
بڑھے ارمان سخی کی جلیبی ہمت

ابھی ملکہ گلشن آرا درگاہ خدا مین دعا کر رہی تھین ناگاہ عمرو بن حمزہ مع فوج ظفر موج سامنے سے ظاہر ہوئے کفار نے دیکھا کہ ایک لڑکا حسین و خوبصورت سپاہ لیئے چلا آتا ہے

نظم

عیان نور خدا حسن جبین سے
پئے قتل و تباہ گبرو دستار
ترا ابرو و خط بھی ہویدا
کہے تو رحل پر قرآن دھرا تھا

مشابہ لوح قرآن مبین سے
ہم آغوش حیا آنکھین وہ بالکل
ہمیشہ راستی ہے جس پہ شیدا

دو ابرو مثل دو شمشیر خونخوار
برنگ نکہت و گل نغمہ و دل
خط و رخسار کا عالم بنا تھا

کفار لشکر جرار کو دیکھکر مضطر و بیقرار ہوئے عمرو بن حمزہ نے کنیزون اور فتنہ وغیرہ کو دیکھکر اُسی جانب رخ کیا فولاد زنگی اپنے ہمراہی لیکر آگے بڑھا اور عمرو بن حمزہ کو روک کر کہنے لگا کہ اسطرف شمشکل بادشاہ کے گنہگار قتل و سنگسار کیے جاتے ہین خبردار اسطرف قصد آنے کا نہ کرنا عمرو بن حمزہ یونانی نے جواب دیا کہ او سیاہ رو اور سیاہ درون اگر اپنے حق مین بہتری چاہتا ہے تو میری والدہ وغیرہ کو میرے حوالے کر ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگا فولاد زنگی نے یہ تقریر سُنکے تلوار کھینچی اور گھوڑا بڑھا کر تلوار سر عمرو بن حمزہ یونانی پر لگائی شاہزادہ ذوالفقار نے تلوار کو روک کے بعد غیظ و غضب شمشیر آبدار سر فولاد نابکار پر لگائی فولاد نے سپر فولادی سے ہر چند سر کی حفاظت کی لیکن شمشیر شاہزادہ ذوالفقار سپر کاٹ کے کاسۂ سر

سر مین در آئی اور کاسہ سر سے صراحی گردن اور صندوق سینہ مین پہونچی اور سینے مین کسی قدر دم لیکر شکم و کمر کاٹتی ہوئی
زین فرس پر پہونچی پھر پشت فرس سے زیر تنگ آئی فولاد مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور ہلاک ہوگیا بعضے راوی
یہ کہتے ہین کہ جب شاہزادۂ نامدار عنقریب اپنی والدہ ملکہ گلشن آرا اور فتنہ وغیرہ کے پہونچے اُسوقت فولاد
زنگی مع اپنے لشکر قلیل کے عمرو بن حمزہ پر حملہ آور ہوا ادھر سے بھی لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار
سواران جرار لیکر بڑھے تلوار چلنے لگی بارش تیر مردان فوج و لشکر پر ہونے لگی شاہزادے نے بھی تلوار کھینچی اور مردان
سپاہ فولاد زنگی کو قتل کرنا شروع کیا یہانتک کہ جملہ مردمان لشکر فولاد زنگی کو قتل کیا اور فولاد زنگی زخمی ہوکر
بھاگ گیا غرض بہر طور بعد جنگ شاہزادۂ ذیوقار نے اپنی والدہ وغیرہ کو زمین سے نکالا اور محافون مین سوار کیا
ملکہ گلشن آرا اپنے فرزند کے آنے سے اور اپنی جان بچنے سے خوش ہوئی واضح ہو کہ جسوقت شاہزادہ عمرو بن
حمزہ اور فولاد زنگی سے لڑائی ہو رہی تھی اُسوقت دم خبیثہ نے گنبد کا در بند کر لیا تھا کیونکہ اسکے عاشق اسکے
پاس آئے تھے اُنسے سرگرم اختلاط تھی اور اُسکے عشاق اکثر اسکے پاس آیا کرتے ہین اور مدعاے دل حاصل کیا
کرتے ہین عوام کو کچھ اطلاع اسکی نہین ہوتی ہے کیونکہ گنبد مین نقب سے راستہ آنے کا ہے غرضکہ جب شاہزادے نے
اپنی والدہ کو فولاد زنگی کی قید سے چھوڑایا اور اُسکے لشکر کو قتل کیا اور تمام میلے کے تماشائی اور دُکاندار دُکانین
چھوڑ چھوڑ کے خوف سے بھاگ گئے اُسوقت لہراسپ نے شاہزادے سے عرض کیا کہ اے شہزادۂ ذیوقار
اب اگر مناسب ہو تو درۂ کوہ لوقلمون مین چلیے کیونکہ عورتین حضور کے ہمراہ ہین اور مجکو راہ کوہ بخوبی تمام
معلوم ہے شاہزادے نے فرمایا اچھا کوہ لوقلمون کے درے مین چلو لہراسپ بلند کمان ہمراہ رکاب
شہزادۂ ذیجاہ چلا اور کوہ لوقلمون مین پہونچا شاہزادے نے حکم کیا کہ ہر درۂ کوہ مین ہزار ہزار سوار مسلح
اور مکمل ہر وقت موجود رہین سوا د اشتکل فوج لیکر آجائے پھر ایک درۂ کوہ مین فرش بچھایا گیا اور ملکہ گلشن آرا
وغیرہ محافون سے اُترین ملکہ اور فتنہ فرش پر بیٹھین اور کنیزین خدمت مین حاضر رہین بعد اسکے شاہزادے
نے لہراسپ سے فرمایا کہ کچھ قسم طعام سے منگواؤ لہراسپ نے چند سوارون کو میلے مین بھیجا چونکہ میلے مین
ہر خاص و عام جمع ہوگئے تھے اور ہر قسم کی اشیا وہان موجود تھی سوار موافق حکم شہزادۂ عالی وقار میلے سے
کچھ قسم طعام وغیرہ سے خرید کر لیگئے اور شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوئے عمرو بن حمزہ نے سوارون
سے اشیاے مطلوبہ لیکر خود بھی نوش کین اور اپنی والدہ صاحبہ وغیرہ کو بھی دین اب عمرو بن حمزہ تو
درۂ کوہ لوقلمون مین مقیم ہین اور انتظار فرخ اور خواجہ عمرو کے آنے کا کر رہے ہین اور کچھ سوار شہر خوارزم
کی ناکے پر روانہ کر دیے ہین کہ جسوقت فرخ آئے اُسے اپنے ہمراہ ہمارے پاس لے آنا انکو ابھی درۂ کوہ
مین رہنے دیجیے لیکن اب حال فرخ کا سنیے کہ جب فرخ عرضیان لیکر یونان سے چلا اثناے راہ مین
نہایت صعوبت اور مصیبت اُٹھا کر بمشکل قلعہ تنگ کے مداخل پر پہونچا جو اشخاص وہان موجود تھے اُنسے
کہنے لگا کہ مین یونان سے آیا ہون اور دو عرضیان یہان دینے کے لیے لایا ہون سرہنگ مصری
نے زنتاش بہادر سے عرض کیا کہ ایک عیار در قلعہ پر آیا ہے کہتا ہے کہ مین یونان سے آیا ہون اور دو
عرضیان لایا ہون نہین معلوم عرضیان کسکی لایا ہے زنتاش بہادر نے کہا اے سرہنگ مصری اُس
عیار کو قلعے مین بلا لو سرہنگ مصری بموجب ارشاد زنتاش بہادر فرخ کو قلعے مین لیگیا جب روبرو
زنتاش بہادر کے پہونچا بعد تسلیم کے عرض کرنے لگا کہ خواجہ عمرو کہان تشریف رکھتے ہین مجھے اُنسے

کچھ عرض کرتا ہو اور ایک عریضی اُنھین دیتا ہو زمستاش بہادر نے پوچھا تیرا نام کیا ہی اور عریضیان کس شخص کی لایا ہو خواجہ
عمرو تو فی الحال جانب خانہ کعبہ برای علاج زوجہ تشریف لیگئے ہین اس قلعے مین نہین ہین ہمارا نام زمستاش
ہی اگر تیرا دل چاہے تو عریضیان دیجا یا خواجہ عمرو کے آنیکا انتظار کر فرخ نے دست بستہ عرض کیا میرا نام فرخ
ہی مین شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کا عیار ہون اُنھون نے دو عریضیان میرے ہاتھ بھیجی ہین ایک تو حضور کو لکھی ہی اور
دوسری خواجہ عمرو کے نام لکھی ہی یہ کہکے فرخ نے ایک عریضی زمستاش بہادر کو دی جب عریضی زمستاش بہادر
نے پڑھی اور حال مندرجہ عریضی سے آگاہی ہوئی اُسوقت زمستاش بہادر اپنے باپ کے قتل ہونے کے
صدمے سے بہت گریان ہوئے پھر فرخ سے مخاطب ہوکر احوال مفصل پوچھا فرخ نے تمام حال ابتدا سے انتہا
تک عرض کیا زمستاش بہادر کو احوال سنکے نہایت صدمہ ہوا پھر فرخ نے وہ عریضی سرہنگ مصری
کو دی اور کہا کہ اسے جناب خواجہ عمرو کو دیدینا اور میری تسلیم کہدینا اور میری جانب سے یہ بھی کہدینا کہ آپ
کا خادم فرخ آیا تھا بوجہ شومی طالع کے آپ کی قدمبوسی سے محروم رہا اور چلا گیا یہ کہکر فرخ نے قصد جانے کا
کیا ہر چند کہ زمستاش اور سرہنگ مصری نے کہا کہ ای فرخ چندے قلعے مین رہو پھر چلے جانا لیکن فرخ نے
عذر کیا کہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ میرے منتظر ہونگے مین یہان قیام نہ کرونگا یہ کہکر فرخ رخصت ہوا اور قلعہ
تنگ رواحل سے نکل کے جانب خوارزم بعجلت روانہ ہوا بعد جانے فرخ کے زمستاش بہادر یونانی
قریب ملکہ مہرنگار کے گئے اور پس پردہ کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے کہ میرے بھائی عمرو بن حمزہ نے مجکو یہ
عریضی لکھی ہی یہ کہکر عریضی پڑھی بعد پڑھنے عریضی کے عرض کیا کہ اب مین حضور سے رخصت ہوتا ہون اور
جانب خوارزم جاتا ہون اگر زندہ رہا اور خدا نے چاہا تو پھر حاضر خدمت ہونگا ورنہ شتنکل بدکردار سے لڑکر
قتل ہوجاؤنگا یہ عرض کرکے ملکہ مہرنگار سے رخصت ہوئے اور بیس ہزار سواران یونانی کو اپنے ہمراہ لیکر
قلعہ تنگ رواحل سے نکلے اور جانب خوارزم روانہ ہوئے بعد طی کرنے راہ کے جب قریب خوارزم پہونچے
شتنکل کو خبر ہوئی کہ زمستاش بہادر پسر فریدون شاہ یونانی بارادہ جنگ آئے ہین یہ خبر سنکے شتنکل نے
حکم دیا کہ جلد فوج ہماری مسلح ہو موافق حکم کے لشکر سپاہ جلد تر تیار ہوئی ہر ایک جوان مسلح ہوکر مرکب پر سوار ہوا
رسالون اور پلٹنون مین باجے جنگی بجنے لگے سرداران لشکر لشکر کو لیکر صف آرا ہوئے اُٹھانے بارگاہ و خیام کے
قبل کوچ مقام معین کی طرف روانہ کردیے گئے شتنکل بن تتنکال فیل زور بدست خوارزمی بھی
فیل پر سوار ہوا ڈنکے پر چوب پڑی علمہای لشکر کے پھریرے کھلے باجے جنگی ہر ایک پلٹن مین بجے
طبل سفر پر چوب پڑی شتنکل بن تتنکال فیل زور بدست خوارزمی مع لشکر روانہ ہوا اور شہر کے باہر نکلکے
بارگاہ مین مقیم ہوا لشکر بھی خیام و بارگاہ مین استراحت پذیر ہوا ابھی شتنکل نابکار بارگاہ مین قیام پذیر ہوا تھا کہ
زمستاش بہادر یونانی بھی مع اپنے قلیل لشکر کے قریب شام آلیے اور سامنے فوج شتنکل کے بارگاہ و خیام
برپا کرکے مقیم ہوئے شتنکل نے طبل جنگ بجوایا جب صدای طبل جنگ بلند ہوئی زمستاش بہادر
یونانی نے صدای طبل جنگ سنکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ مدد ایزدی طبل جنگی بجایا جاوے بموجب
حکم طبل رزمی پر چوب لگائی گئی آواز طبل اُہنگ اسطرح بلند ہوئی کہ صدای طبل جنگ سنکے سپہر فلک کانپنے لگا
زمین تھرانے لگی دل پہلوی رستم و اسفندیار مین ہزار دہل گیا جوانان لشکر صدای طبل رزمی سنکے تیاری
جنگ کی کرنے لگے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے آخر تمام رات گذر کے وہ وقت آیا کہ بموجب ابیات

جمال صبح نے کی بارش نور + جبین خاک چمکی مثل بلور + جدا پروانون سے ہونے لگی شمع + غم رخصت جو تھا خاموش
تھی شمع + ہنگام سحر بہادران یونانی اپنے اپنے بستر سے اُٹھے ہر ایک جری نے لڑنے اور مرنے پر کمر کسی زرہ پہنی
چار آئینہ لگائے تلوار کمر سے باندھی خود فولادی سر پر رکھا غرض بخوبی مسلح ہوکر ہر ایک جوان باہمد گر گلے ملا
اور کہنے لگا کہ آج بظاہر زندہ رہنے کی امید نہین ہی کیونکہ سامنا اور مقابلہ مشکل سے ہی ادہر شنگل کے پاس
نو لاکھ سوار ہین اور ہم جوانان لشکر بہت کم ہین یقین ہی کہ سب قتل ہون پس جو کچھ ہمنے خطا کی ہو عفو کرو اسی
طرح دوسرے جوان نے بھی کہا کہ مین نے جو تقصیر کی ہو معاف کرو جب سب جوانان لشکر باہمد گر مل چکے
گھوڑون پر سوار ہوئے زمتاش بہادر بھی شیر اغرکب پر سوار ہوئے اُسوقت ڈنکے پر چوب پڑی باجے
جنگی رسالون مین بجے علمہاے فوج جلوہ گری پر آئے زمتاش بہادر نے گھوڑا اپنا جانب عرصۂ کارزار بڑھایا
لشکر بھی روان ہوا اُسوقت وہ ہواے سرد کا چلنا باغ مین گلون کا ہنسنا غنچون کا مسکرانا بلبلون کا چہچہے کرنا
میدان کارزار مین سبزے کا لہلہانا دل کو فرحت دیتا تھا جوانان یونانی بہ خندہ پیشانی واسطے لڑنے اور مرنے
کے گھوڑون پر سوار جانب عرصۂ کارزار چلے جاتے تھے اور باہم کہتے تھے بھائیو یہ خوب خیال کرلو کہ آج
اس لشکر مین کوئی زندہ نہ رہیگا کیونکہ یہ لشکر نہایت ہی قلیل ہی اور فوج دشمن کی کثیر ہی لہذا آج وہ جنگ رستمانہ
کرنا کہ قیامت تک صفحۂ روزگار پر یادگار رہے جوانان دیگر جواب دیتے تھے کہ اے برادران شور شعار ہماری جنگ
میدان کارزار مین دیکھ لینا اگر خداوند عالم نے چاہا تو صدہا کفار کو قتل کرینگے مردانہ اور شیرانہ ہم بھی قتل ہونگے کبھی
آگے قدم بڑھکے پیچھے نہ ہٹیگا دلاور ہمارے نزدیک وہی ہی کہ سر کٹ جاے لیکن قدم میدان جنگ سے پیچھے نہ
ہٹالے اپنا تو یہ ارادہ ہی کہ بعضے کفار کو تہ تیغ کرینگے اکثر کو تیر سے ہلاک کرینگے کسی کو نیزے سے سوے عدم روانہ
کرینگے کسی سرکش کو گرز سے پیوند خاک کرینگے اور خود بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوکے سینہ و سر پر زخمہاے تیر و شمشیر کھائینگے
لہو مین نہائینگے میدان جنگ مین نام کرکے مرجائینگے ہرگز بھاگ کر زندان کی طرف نہ جائینگے آبرو اپنی خاک مین نہ
ملائینگے ہمین یہ منظور کسی طرح نہین ہی کہ تم ایسے بہادرون کے سامنے سے بھاگین اور بہادرون سے محجوب اور
شرمندہ ہون اور چار دن کی زندگی کے واسطے یہ ذلت و رسوائی گوارا کرین تم تو ہمسے اور ہمارے آباو اجداد کی
جرات و شجاعت سے آگاہ ہو اکثر تم نے ہمکو میدان جنگ مین حریف سے لڑتے دیکھا ہی اور ہمارے آباو اجداد کی
کی جنگ و جدال کا افسانہ سنا ہی تمکو تو ہمین اسطرح سمجھانا مناسب نہین ہی ہم خود خوب سمجھے ہوے ہین کہ آج
تا شام زندہ نہ رہینگے یہی لباس ہمارے ہمارے کفن ہونگے میدان کارزار مین لاشے ہمارے بے گور پڑے
ہونگے روحین ہم سب کی جنت مین جائینگی سنا ہی کہ شہیدون کا مرتبہ بڑا ہی حور و غلمان اُنکی خدمت مین
رہتے ہین باغ جنان مین انواع و اقسام کے لطف اُٹھاتے ہین آب کوثر پیتے ہین میوے جنت کے کھاتے
ہین جس میوۂ تر و خشک کی خواہش کرتے ہین فی الفور ذائقہ اُسکا زبان پر آجاتا ہی سیر باغ جنان سے اہل
جنت کا خصوصاً شہدا کا دل خوش ہوتا ہی پس ہم بھی باغ مین جاکر انشاء اللہ حورون سے ہم آغوش ہونگے
کسی قصر جواہر مین بہ عیش و عشرت بسر کرینگے اے برادر عجب نہین ہی کہ ہمسے اور تمسے وہان بھی ملاقات ہو اور
اسی طرح وہان بھی ہم اور تم باہم گفتگو کرین اُن جوانون نے شاباش و مرحبا کہکے اور شگفتہ ہنس کے کہا کہ اگر
یہی عزم ہی تو ایسے وقت مین اپنے لباس کو بصورت کفن بناؤ سورۂ فاتحہ اور آیۂ کل من علیہا فان پڑھ لو
احتیاطاً گناہان صغیرہ اور کبیرہ سے توبہ کرلو بالکل گناہون سے پاک ہو جاؤگے دیکھو تو ہم اپنے پیرہن

کی شکل کفن بناتے ہین اور تمھارے سامنے دعاے توبہ پڑھتے ہین گناہون سے پاک ہوتے ہین تم ہماری دعاے توبہ کے پڑھنے کے شاہد رہنا یہ کہکے اُنھون نے لباس اپنا بصورت کفن بنایا گریبان چاک کیا دعاے توبہ پڑھی کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا صحیفۂ ابراہیم علیہ السلام جو کچھ یاد تھا پڑھا پھر سوے فلک دیکھکے درگاہ خدا مین عرض کیا کہ خداوندا ہمارے گناہون کو عفو کر ہمنے ہزارہا تیرے بندون کو اسی تیغ آبدار سے قتل کیا ہی اور اس تیر و نیزے سے بہت سے حریفون کو مارا ہی پروردگارا تو ہمارے حال پر رحم کر اور ہمارے گناہون کو اپنی رحمت کاملہ سے عفو فرما جب ان جوانون نے دعاے توبہ پڑھی دوسرے جوانون نے بھی مثل اُنکے لباس اپنا بصورت کفن بناکر اپنے گناہون سے توبہ کی اُسوقت عجیب شان و شوکت سے سوے میدان کارزار چلے نظم

اللہ رے احتشام لشکر
دیکھی ہی جو اُنکی تیغ خونخوار
قربان در شکوہ تعظیم
شمشیر سے اُنکی خون تازہ

سردار ہر ایک جسکا صفدر
چکر مین ہی بحر مثل گرداب
کرتا تھا سپہر جھک کے تسلیم
رخسارۂ فتح پر تھا غازہ

بخشا وہ خدا نے زور دل
آئینۂ تیغ برق تمثال
عالم پہ بپا تھا خوف طاری

رستم بھی نہو سکے مقابل
دعواے اجل کی صورت حال
تھا نعرۂ دور باش جاری

جب یہ لشکر قلیل بصد کر و فر میدان مصاف مین پہونچا دیکھا کہ شندکل بن شنگاول فیل زور بد مست خوارزمی میدان مین صف آرا ہی کوسون تک بارگاہ و خیام اور لشکر نظر آتا ہی علمہاے کج نشان ملبند ہین صفین آراستہ ہین سرداران لشکر بصد نخوت و غرور اپنے رسالے اور پلٹنین لیے ہوے آمادۂ جنگ کھڑے ہین تلوارین مردم لشکر کی علم ہین تیرے ہاتھون مین گرز گران سر پہلوان ہاتھون مین لیے ہوئے ہین سبکی شکلین اور صورتین مہیب ہین اور ایسے کریہ منظر ہین کہ اگر دیو اور خبیث اُنھین دن کو دیکھ لین تو ڈر کے بھاگین اکثر خبیثون کو بوجہ خوف کے غش آجاے بعضے دیو بد صورت اُنھین دیکھکر اور بلاے عظیم تصور کرکے ہلاک ہوجاین یہ دیکھکر یونانیون نے باہم کہا کہ دیکھا تمنے ان کافرون کی صورتون کو دنیا پر تو اُنکی یہ صورت ہی دیکھیے بعد مرنے کے اُنکی کیا صورت ہوتی ہی یہ لوگ یونے دو سو خدا اُن کو اپنا خدا جانتے ہین از انجملہ دم خبیثہ کو بھی اپنا خدا تصور کرتے ہین ابھی جوانان لشکر اسلام یہ کلام کررہے تھے کہ حکم زمتاش بہادر یونانی سے بیلدار پھاوڑے لیکر لشکر سے نکلے اور میدان کارزار سے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر نشیب و فراز زمین کو ہموار کرنے لگے جب بیلدار زمین کو ہموار کر چکے سقون نے پانی چھڑکا میدان کارزار بخوبی درست ہوا اُسوقت دونون لشکرون سے نقیبان خوش گلو اور کڑکیت زشت خو نکلے اور میدان کارزار مین آکر جوانون سے مخاطب ہوکر اسطرح کہنے لگے کہ اے بہادرو آج سامنا حریف کا ہی دیکھو کہین قدم بڑھکے پیچھے نہ ہٹین اگرچہ سر تن سے کٹ جاے مناسب ہی کہ قدم بڑھکے پیچھے نہ ہٹ جاے ورنہ سر میدان روبرو دلاورون اور بہادرون کے عزت گھٹ جائیگی ساری آبرو خاک مین ملجائیگی دلاور نامرد اور بزدل تصور کرنے لگینگے بس لازم ہی کہ جاودان کی زندگی کا خیال کرکے اپنی عزت و آبرو اس میدان جنگ مین نہ کھوناپڑے بڑھکے حریف سے لڑنا نقیب اور کڑکیت تو یہ کہکر ہٹ گئے دلاور اور بہادر یہ نصائح نقیبون کی سن سنکے شیرانہ آمادۂ جنگ ہوے پھر لشکرون مین باجے جنگی بجے دلاوران لشکر آواز باجون کی سنکے مستانہ جھومنے لگے دمبدم قبضۂ شمشیر چومنے لگے اُسوقت ایک پہلوان نامی اپنے مرکب کو بڑھاکر لشکر شندکل سے نکلا اور میدان مین آکر بہ کبر و نخوت کہنے لگا کہ جسے جلد ہونے عدم جانا منظور ہو وہ آسکے اور مجھسے مقابلہ کرے مین وہ ہون کہ اگر کوہ پر زور کرون تو آسکے سر کا دون سامنے میرے شیر ایک کتا ہوائی ہی اور فیل ایک

بیشہ ہو دیو بھی اگر مجھسے مقابلہ کرے تو ایک ضرب شمشیر مین کام اُسکا تمام کرون جب یہ تقریر اُس پہلوان کی زمتاش
نے سُنی خیال کیا کہ یہ کافر کسقدر مغرور ہے اور کیا اپنی تعریف کرتا ہے یہ خیال کرکے زمتاش بہادر یونانی نے اپنا
مرکب صف لشکر سے نکالا اُسوقت بوباجے جنگی بجنے اور علم لشکر اسلام جلوہ گری پر آئے جب زمتاش بہادر
بہ مقابلہ پہلوان پہونچے پہلوان نے نیزہ سینہ زمتاش بہادر پر مارا اُنھون نے سنان نیزہ نیزے کی سستان پر
روکی سنان نیزون سے شعلے نکلے بعد اسکے زمتاش بہادر نے نیزہ سینہ پہلوان پر مارا ہر چند اُس پہلوان نے
چاہا کہ نیزے سے بچون لیکن نیزہ سینے پر پڑا اور پشت کے پار ہوا زمتاش بہادر نے سنان دے کر پہلوان
کو پشت فرس سے اُٹھایا اور اسطرح زمین پر پٹکا کہ اُستخوان پہلوان کی ریزہ ریزہ ہوگئین اسی طرح کئی پہلوان
نامی و نامور زمتاش بہادر نے قتل کیے شتنکل ملعون کو غصہ آیا اور مردمان لشکر سے کہنے لگا کہ سب ملکے
اس خداپرست پر حملہ کرو اور اسے قتل کرو بموجب حکم مردمان لشکر نے یکبار حملہ کیا اور نولاکھ سوارون نے
گھوڑون کو تیغین کھینچکر بڑھایا اُسوقت قدم گاو زمین تھرا گئے طبقے زمین کے ہلنے لگے گرد و غبار بلند ہوا روز
روشن مثل شب تیرہ و تار کے ہوگیا خفتگان لحد ڈر کے بیدار ہوگئے اور زمین کو لرزتے دیکھکر خیال کرنے لگے
کہ قیامت آگئی اب میدان محشر مین جانا ہوگا غرض جب اسطرح لشکر شتنکل بڑھا دو سو بیس ہزار جوانان تہور شعار
نیزے اور تیغین اور گرز گران لیکر اور انا للہ و انا الیہ راجعون زبان پر جاری کرکے بڑھے اور لشکر شتنکل سو باہ
عصال بمثل شیران صحرا کے حملہ آور ہوئے جب دونون لشکر باہم ملگئے تلوار چلنے لگی صدائین کھچا کھچ کی آنے
لگین دلاور زخمی ہونے لگے اکثر کفار نابکار قتل ہو کر گھوڑون سے گرنے لگے خنجر بہادرون کے پہلو سے کفار پر
چلنے لگے حقا حاق خنجر بلند ہوئی کفار ناہنجار مجروح ہو کر زمین پر گرنے لگے لاشے اُنکے تڑپنے لگے فریاد و فغان
کرنے لگے مرکب لاشون کو پامال کرنے لگے کمانین کڑکنے لگین تیر جوانون کے سینون کو توڑ کے نکلنے لگے گرز
گران پہلوانون کے جوانون کے سرون پر پڑنے لگے جوانان تیغزن صف شکن پیوند خاک ہونے لگے یونانی بڑھ
بڑھکے اور نعرے کر کرکے بڑے بڑے نامی پہلوانون کو ٹوک ٹوک کے قتل کرنے لگے زمتاش بہادر یونانی بھی
شیرانہ و رستمانہ جدال و قتال مین مصروف ہوئے تاک تاک کے نامی افسران کو قتل کرنے لگے نوہ دمبدم
کرنے لگے سواران لشکر شتنکل سامنے سے زمتاش بہادر یونانی کے ہٹنے لگے اُسوقت شتنکل نے
افسران فوج سے مخاطب ہو کر بہ آواز بلند کہا کہ اے نالایقو کیسے نامرد اور بزدل ہو کہ ان مسلمانون سے اسوقت
پیچھے ہٹتے آتے ہو باوجودیکہ مسلمان کم ہین لیکن تم ایسے خائف ہوکر آگے نہین بڑھتے اور انکو گھیر کے قتل
نہین کرتے افسران فوج یہ گفتگو شتنکل کی سنکے خیال کرنے لگے کہ شتنکل سچ کہتا ہے مسلمان کم ہین اور
ہم سب بکثرت ہین یہ سوچ کر افسران فوج اپنے اپنے رسالے اور پلٹنون کو لیکر بصد تہور و غضب آگے بڑھے
اور ایک ایک یونانی پر ہزار ہزار کفار تیغین لیکر گرے اور یونانیون کو چارون طرف سے گھیر لیا اُسوقت ایسی
تلوار چلی اور اسقدر کشت و خون ہوا کہ میدان رزم مین دریاے خون جاری ہوا یونانیون نے کفار کو اسقدر
قتل کیا کہ لاشون کے انبار اور کشتون کے ڈھیر لگا دیے ہر ایک یونانی نے صدہا کفار قتل کیے آخر یونانی
بیچارے بھی لگو گئے اور لڑتے لڑتے دست و بازو بھی تھک گئے کفار نے اہل اسلام پر نرغہ کیا یونانی قتل
ہونے لگے اُسوقت بھی جس یونانی کے سینے پر کسی کافر نے نیزہ مارا اور نیزہ سینے کو توڑ کر پشت کے پار
نکلا اُس یونانی نے اُسی عالم مین جھپٹ کے اپنے قاتل کو تیغ تیز سے ہلاک کیا اور گرتے گرتے گھوڑے سے

پکارا کہ ای شاہزادۂ ذیوقار اس نمکخوار نے ہمارا اپنی نقش پاے حضور پر نثار کی کسی یونانی نے تیغ آبدار سے نہایت
مجروح ہوکر اپنے قاتل کو بڑھکے ہلاک کیا اور بہ آواز بلند پکارا کہ ای شاہزادۂ عالیجاہ اس غلام نے حق نمک
ادا کیا اب بوجہ زخم کاری کے گھوڑے پر بیٹھا نہین جاتا ہو زمین پر یہ خاکسار گرتا ہو حضور کو حوالہ خدا کرتا ہی
یہ کہکے وہ یونانی زمین پر گرا کافر نے بڑھکے سر اُسکا تیغ سے کاٹ لیا اور باہم کہا کہ اس یونانی کو ہمنے کیا مارا
گویا رستم قتل کیا یہ نہایت ہی شجاع تھا بڑی مشکل سے گھوڑے سے گرا اسی طرح صدہا کفار نے ملکر
کسی اور یونانی کو گھیرا اور تیر و تیغ و نیزے سے اُسے زخمی کیا اُسنے کفار سے کہا کہ ای نامردو عجب تم نالائق
ہو کہ مجھ ایک شخص پر اتنے اشخاص حملہ کرتے ہو اور تیغ و تیر لگاتے ہو اگر مرد ہو تو ایک ایک آدمی مجھسے
مقابلہ کرو ہرچند میرے دست و بازو تھکے ہوئے ہین لیکن مین تمسے لڑونگا اور جہانتک ہوسکیگا تمکو قتل
کرونگا کفار نے بیچارے یونانی کی تقریر نسنی اور ایکبارگی سیکڑون نے اُسپر حملہ کیا اسوقت بھی اُس
یونانی نے دو چار کو قتل کیا آخر کسی کافر نابکار کے ہاتھ سے زخمی ہوا یونانی زخمی ہوکر اپنے قاتل کی
طرف جھپٹا اور اُسی عالم بیخودی مین نیزے سے اُسے قتل کیا جب وہ یونانی گھوڑے سے گرنے
لگا پکارا کہ ای آقاے نامدار یہ غلام آپ کا گھوڑے سے گرتا ہو دست و بازو مین اب قوت نہین باقی
ہو زخم کاری لگا ہو گھوڑے کی پشت پر بیٹھا نہین جاتا ہو یہ کہکے مرکب سے گرا کوئی کافر واسطے سر کاٹنے
کے بڑھا وہ یونانی مجروح اُس سے کہنے لگا کہ سر میرا کاٹ لے لیکن اتنا احسان مجھپر کرنا کہ سر میرا قدم
شاہزادۂ زمستانشن بہادر پر رکھدینا یہ کہکے یونانی بیہوش ہوگیا اُس کافر نے سر اُسکا ڈرتے ڈرتے
اسوجہ سے کاٹا کہ کہین ہوشیار ہوکے مجھے بھی نہ قتل کرے جب سر کاٹ چکا تب بہت خوش ہوا
اور اپنے رسالے کے جوانون سے کہنے لگا کہ آج مین نے کام رستم و اسفندیار کا کیا ہو اگر بادشاہ
میری شجاعت پر نظر کرے تو تمام اپنی فوج کا مجھکو سپہ سالار کردے اور خلعت و انعام دے اور مجھکو شجاعت
مین رستم سے بھی زیادہ تصور کرے کیونکہ مین نے اس یونانی کا سر نہین کاٹا گویا دس لاکھ بہادرون کو قتل
کیا یہ وہ دلاور تھا کہ اتنے مرتے مرتے بہت سے سوار قتل کیے اسکی تلوار کی پناہ نہ تھی یہی ایک مسلمانون
کے لشکر مین شجاع تھا رسالے کے سوارون نے کہا بیشک یہ یونانی جری تھا تو نے بڑا کام کیا کہ اسکا
سر کاٹا ہمسے تو کبھی اسکا سر نہ کاٹا جاتا بلکہ اُسکے رعب سے قریب بھی اُسکے نہ جایا جاتا یہ کہکر سوار آگے بڑھے
اور کسی اور یونانی کو دیکھکر حملہ آور ہوئے جب یونانی نے حملہ کیا اور دو چار کو قتل کیا سوار بھاگے اور باہم کہنے
لگے کہ ہر ایک یونانی بہادر ہو قریب ان یونانیون کے اب نہ جائینگے دور سے تیر لگائینگے یہ تقریر کر ہی رہے
تھے کہ ایک پہلوان گرز گران لیے ہوئے اُسطرف آیا سوارون نے پہلوان کو بلایا اور کہا ای بھائی یہ یونانی
جو سامنے لڑ رہا ہو کسی طرح مارا نہین جاتا تم پہلوان ہو اور اتنا بڑا بھاری گرز ہاتھ مین لیے ہوے ہو دست
و بازو بھی بہ نسبت ہمارے موٹے سوٹے ہین اور قوی ہین شاید تمہارے ہاتھ سے یہ مارا جاے تم ہی
بہادر ہو جاکر مقابلہ کرو تمہاری تنخواہ بھی زیادہ ہی ملازم قدیم ہو پہلوان یہ گفتگو سوارون کی سنکے کہنے
لگا کہ تم سب نامرد ہو اتنے بلادے ہو کہ ایک دبلے پتلے آدمی کو قتل کر نہین سکتے اور اُسکے خوف سے
یہان بھاگ کر کھڑے ہوے ہو دیکھو مین جاتا ہون اور ابھی سر اس یونانی کا کاٹ کے تمہارے پاس
لیے آتا ہون یہ کہکر پہلوان جانب یونانی چلا اور قریب پہونچ کے نعرہ کیا اور گرز گران سر پر یونانی کے

مارا سر یونانی کا ضرب گرز گران سے شق ہوگیا یونانی نے اُسی عالم مین بصد عجلت پہلوان کی کمر پہ تلوار لگائی
پہلوان دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور کہنے لگا کہ افسوس ان سوارون نے مجھے اس یونانی سے لڑوا کے
قتل کروا دیا یہ کہکے پہلوان مرگیا یونانی بھی گھوڑے سے گرنے لگا بآواز حزین پکارا کہ ای شاہزادہ ذیقدر
یہ کمترین بھی حضور پہ نثار ہوا اب گھوڑے سے گرتا ہی یہ کہکے مرکب سے گرا سرہند رسالے کے سوارون نے
دیکھا کہ یونانی گھوڑے سے گرا لیکن بوجہ خوف کے قریب بھی اُسکے نہ گئے ایک سوار نے کہا کہ چلو کہ اس
یونانی کا سر کاٹ لائین رسالے کے سوارون نے جواب دیا ہے اس یونانی کا سر کاٹا نہ جائیگا ابھی ہم دیکھ
چکے ہین کہ اسی نے اتنے بڑے پہلوان کو قتل کیا ہی ہمین بھی ضرور قتل کر ڈالیگا یہ خیال نہ کرو کہ گھوڑے سے
گر پڑا ہی اور تڑپ رہا ہی بیان اسکا مردہ بھی ہم ایسون پر بھاری ہی اگر تمکو ایسی شجاعت ہی تو جاؤ یا تو
تم اسکا سر کاٹ لو گے یا وہ ہی تمھارا سر کاٹ لیگا جوانی تمھاری خاک مین ملادیگا وہ سوار یہ گفتگو اُن سوارون
کی سنکے الٹا ڈرا کہ قریب بھی لاشہ یونانی کے نہ گیا غرض اسی طرح ہر ایک یونانی صدہا کو قتل کر کے گھوڑے
سے گرا جب اکیلے زمتاش بہادر یونانی رہگئے اُسوقت افسران فوج نے یکبار حملہ کیا زمتاش بہادر اگرچہ
ہزارون کو قتل کر چکے تھے اور کسی قدر دست و بازو تھکے ہوئے تھے اور زخمی بھی تھے اُسی عالم مین شمشیر
خون آلود سے کفار کو قتل کرنے لگے جس پہلوان یا جس افسر پر نعرہ کر کے تلوار لگائی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر
گرا اگر دو دو پہلوان سامنے زمتاش بہادر کے گئے تو وہ بھی دو کے چار ہوگئے جب تمام فوج نے دیکھا کہ زمتاش بہادر
کسی طرح گھوڑے سے نہین گرتے اور ہزارہا کو قتل کر رہے ہین اُسوقت تمامی فوج نے زمتاش بہادر
پر حملہ کیا اور تیغ و تیر و نیزہ و خنجر لیکر وار کرنے شروع کیے اُسوقت شاہزادہ ذیوقار نے اپنی زندگی سے
بالکل ہر نا امید ہو کر اسقدر بشمشیر آبدار سے سوارون کو قتل کیا کہ گھوڑے کی کمر تک لاشون کا انبار ہر ایک
جگہ کر دیا اور جس مقام پہ گھوڑے کو بڑھا کر آئے اور سوارون نے ہجوم کر کے چاہا کہ گرفتار کر لین یا قتل کرین
زمتاش بہادر نے وہ بہادری کی کہ سواران لشکر دیکھکر متحیر ہوئے اور سیکڑون قتل اور زخمی ہو کر ہٹ
گئے آخر تیراندازون نے پے سے تیر لگانا شروع کیے اور اسقدر تیر لگائے کہ سر سے تا کمر مجروح کر دیا اُسوقت
کثرت زخمہاے کاری سے زمتاش بہادر کو گھوڑے پر غش آگیا سوارون اور سردارون نے خوش
ہو کر چاہا کہ تیغ تیز سے سر زمتاش بہادر کا کاٹ لین اور نیزے پر چڑھا کر بلند کرین شنکل نے یہ حال
دیکھکے اپنے لشکر کے سوارون اور سردارون کو زمتاش بہادر کی طرف جانے کو منع کیا اور کہا خبردار
اس بہادر کا سر نہ کاٹنا اسے زندہ گرفتار کرو اور زندان مین اسے قید کرو شاید یہ جری بعد پند و نصیحت کے
میری اطاعت قبول کرے سردارون نے بموجب حکم شنکل زمتاش بہادر کو اُسی عالم بیہوشی مین
گرفتار کر لیا پھر حکم شنکل سے بارگاہ و خیام زمتاش بہادر کی فوج کی لوٹ لی اور جو کچھ روپیہ اور مال و
اسباب تھا وہ بھی لوٹ لیا جب فوج لوٹ چکی شنکل غروب شام بہ فتح و ظفر میدان جنگ سے فرودگاہ
لشکر پہ آیا زمتاش بہادر کو تو زندان مین بھجوا دیا اور آپ داخل بارگاہ ہو کر خیال کرنے لگا کہ یہ مسلمان
نہایت شجاع و دلیر تھے کہ انھون نے قریب لاکھ سوارون کے قتل کیے بعد اس خیال کے شب کو شنکل
اُسی جگہ رہا دوسرے روز وہان سے شہر مین آیا اور حکم کیا کہ لاشین اُٹھائی جائین بموجب حکم لاشین اپنے
مردمان لشکر کی افسرون نے اٹھوائین اور موافق اپنے مذہب کے انکو جلایا اور دفن کیا جب شنکل دربار

ہین تخت پر آ کے بیٹھا امرا و وزرا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ مجھے امید فتح کی نہ تھی لیکن خداوندون نے ان مسلمانون
پر مجھکو فتحیاب کیا سبھون نے عرض کیا حضور سچ تو یہ ہی کہ ہمکو بھی امید فتح پانے کی نہ تھی حضور کے اقبال
سے اور خداوندون کی مدد سے فتح ہو گئی ورنہ یہ مسلمان سب کو تہ تیغ کرتے یہان تو امرا و وزرا شنکل
سے یہ عرض کر رہے ہین اور شنکل تخت پر بیٹھا ہی اور زنتاش بہادر زندان مین ہین لیکن اب حال فرخ
کا لکھا جاتا ہی کہ جب فرخ راہ طی کر کے شہر خوارزم کے ناکے پر آیا وہان جو چند سوار عمرو بن حمزہ نے مقرر
کیے تھے اُنھون نے فرخ کو دیکھ کر کہا کہ ہم تمھارا ہی انتظار کر رہے تھے شاہزادہ ذیوقار عمرو بن حمزہ نامدار نے
ہمین یہان تمھارے ہی واسطے متعین کیا تھا اب خدمت مین شاہزادے کی جلد چلو ہمنے سنا ہی کہ شہر کے
فلان ناکے پر شنکل نابکار سے اور زنتاش بہادر سے ایسی لڑائی ہوئی کہ شاید اب تک ایسی لڑائی
ہوئی ہو فرخ نے کہا مین نے بھی سنا ہی افسوس غضب ہوا کہ ماموں ہمارے شاہزادے کے قید ہو گئے کافرون
نے عالم بیہوشی مین اُنھین قید کر لیا اب یہان سے جلد چلو اور یہی احوال چلکے شاہزادہ ذی وقار سے بیان کرو یہ
کہکے فرخ ہمراہ اُن سوارون کے چلا اور بعد قطع راہ درہ کوہ لوقلمون مین پہونچا اور عمرو بن حمزہ کو تسلیم
کر کے عرض کرنے لگا کہ مین بموجب حکم قلعہ تنگ رواحل مین گیا تھا جناب والد ماجد ہمارے یعنے خواجہ عمرو
تو قلعے مین تشریف نہین رکھتے تھے جو عرضی آپ نے اُنھین لکھی تھی وہ سرہنگ مصری عیار کو دے آیا ہون
یقین ہی کہ سرہنگ مصری نے وہ عرضی خواجہ کو دے دی ہو یا اب دے دیگا دوسری عرضی مین نے آپ
کے ماموں صاحب کو دے دی وہ عرضی پڑھکے بہت روئے پھر مین قلعہ تنگ رواحل سے چلا اثناے راہ مین
بوجہ خستگی کے دو روز قیام پذیر رہا جب ناکہ قریب آیا باشندگان خوارزم سے مین نے سنا کہ آپ کے ماموں صاحب
اور راستہ سے قلعہ تنگ رواحل سے خوارزم مین آئے اور شنکل سے خوب لڑے آخر اُنکی فوج قلیل سب
قتل ہو گئی اور وہ عالم زخمداری اور بیہوشی مین گرفتار کر لیے گئے اب تک زندان مین ہین ہر چند کہ یہ خبر آپ سے
کہنا مناسب نہ تھی لیکن پوشیدہ کرنا بھی اس حال کا بہتر نہ تھا اسوجہ سے مین نے حضور سے عرض کیا عمرو بن
حمزہ یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت ہی محزون ہوئے اور فرخ سے کہنے لگے کہ اب تم ہماری والدہ اور اپنی والدہ
یونان مین پہونچا آؤ یہان انکا رہنا اچھا نہین ہی یہ فرما کر اپنی والدہ کو محافے مین سوار کرایا اور زنقمہ وغیرہ کنیزون
کو بھی ڈولیون مین سوار کرایا اور فرخ مع چند سوارون کے ہمراہ گیا فرخ ہمراہ سواریون کے کوہ لوقلمون
سے جانب یونان چلا بعد جانے فرخ کے شاہزادہ ذی جاہ نے لہراسپ سے کہا کہ تم میرے ہمراہ چلو اگر
خدا نے چاہا تو مین شنکل کو اور اُسکی فوج کو قتل کرونگا اور اپنے ماموں کو قید سے چھڑاؤنگا لہراسپ نے
عرض کیا کہ اے شاہزادہ ذیجاہ اگر آپ اسطور سے جانب خوارزم تشریف لیجایئے گا تو ہرگز ہرگز شنکل
پر فتحیاب نہوجیے گا بلکہ مجھے یقین ہی کہ جسطرح آپ کے ماموں صاحب گرفتار ہو گئے خدانخواستہ اُسی طرح
آپ کے دشمن بھی گرفتار ہو جاینگے کیونکہ شنکل کے پاس نو لاکھ فوج ہی اور آپ کے پاس کل ستر ہزار
سپاہ ہی پس آپکو مناسب ہی کہ جسطرح مین عرض کرون اُسی طور سے خوارزم مین چلیے تاکہ قریب شنکل
نابکار کے پہونچ جایئے ہر چند کہ جسطرح مین آپ کو لیجاؤنگا خلاف آپ کے ہوگا لیکن فتح بھی آپ کی اُسی صورت
سے ہوگی عمرو بن حمزہ یونانی نے پوچھا اے لہراسپ تم کسطرح مجھکو خوارزم مین لیجاؤ گے اور کیونکر خوارزم پر
مین فتحیاب ہونگا لہراسپ نے عرض کیا حضور قبل اسکے ایک عرضی شنکل کو اس مضمون کی لکھ چکا ہون

اکہ مین نے حکم بادشاہ فلک جاہ سے یونان کو تباہ اور ویران کیا سر فریدون شاہ کا تیغ سے کاٹ لیا عورتون کو اسیر کیا اب ہمراہ فولاد زنگی کے سر فریدون شاہ اور عورتون کو مع عرضی آپ کی خدمت مین روانہ کرتا ہون اور مین ابھی یونان مین اسوجہ سے مقیم ہون کہ شاہزادہ عمرو بن حمزۂ یونانی کسی طرف چلے گئے ہین جب اسکو گرفتار کرلونگا اسوقت مین بھی حاضر خدمت ہونگا چونکہ حکم سنکل سے فولاد زنگی نے میری عرضی اور سر آپکے نانا صاحب کا توشنکل کے پاس بھیج دیا اور فولاد زنگی بموجب حکم عورتون کو اسطرف لایا یہان حضور نے اپنی والدہ کو قید سے چھڑایا اور فولاد زنگی کو قتل کیا اور وہان یونان مین مجکو آپ نے مع فوج کے مسلمان کیا یہ خبرین مجھے یقین ہے کہ شنکل کو نہ پہونچی ہونگی اور وہ ان حالات سے بالکل بے خبر ہوگا اور اس خیال مین شب و روز بسر کرتا ہوگا کہ اب لہراسپ شاہزادہ عمرو بن حمزۂ یونانی کو گرفتار کر کے لاتا ہوگا پس مین آپ کو یہان سے تو نہین اپنے ہمراہ لیچلونگا لیکن قریب خوارزم کے پہونچکر ایک عبا آپ کے دوش پر ڈال دونگا آپ اس عبا مین تلوار اور اپنے ہاتھ چھپا لیجیے گا اور گھوڑے پر بیٹھے رہیے گا سوار آپ کے گرد سکڑون تلوارین برہنہ کھینچے ہوئے ہونگے جو کوئی دیکھیگا یہی خیال کریگا لہراسپ شاہزادہ عمرو بن حمزۂ یونانی کو قید کر کے لایا ہے اور شنکل کے پاس لیے جاتا ہے جب میرے آنے کی شنکل کو خبر ہوگی یقین ہے کہ چند سردارون کو استقبال کے واسطے بھیجیگا آپ چپکے گھوڑے پر سر جھکائے بیٹھے رہیے گا جب آپ قریب تخت شنکل کے دربار مین پہونچ جاییے گا اسوقت عبا کو پھینک کر تیغ تیز سے شنکل کو قتل کیجیے گا اور اسکی فوج سے لڑیے گا اس ترکیب سے اسکے قریب پہونچ جاییے گا اور مدعاے دل انشاء اللہ حاصل ہوجائیگا آپ غالب ہونگے اور وہ مغلوب ہوگا یہ کہکر لہراسپ خاموش ہوا عمرو بن حمزۂ یونانی نے کہا ای لہراسپ تدبیر تو تمنے اچھی سوچی ہے اب کل تم اسی طرح مجکو اسکے پاس لے چلنا یہ فرما کر عمرو بن حمزۂ یونانی خاموش ہوگئے اور جلد اس شب کے گذر جانے کی خدا سے دعا کرنے لگے

داستان جانا عمرو بن حمزۂ یونانی کا خوارزم مین اور قتل کرنا شنکل کو اور آنا تاریخ جیادو کا اور سحر کرنا و دیگر حالات

ساقی جام جہان نما دے	کیفیت دو جہان دکھا دے	گل ہو مرا خمار غم شتابی
سنگوا دے پھول کی گلابی	وہ بادہ پلا جو مست کردے	وہ مے جو سخن پرست کردے
جب نشہ مین دونون لب ہلاؤن	ہر دہ مضمون کو جلاؤن	کھولون جو زبان مین ہنر مند
بلبل کا ناطقہ کرون بند	صیقل جو ہو بادہ سے مکرر	جو تیغ زبان کے دیکھے جوہر
ہو ملک سخن کی شہریاری	سکہ مرے نام کا ہو جاری	ہر سوز و گداز کا بیان حسن
ہیبت سے دبی ہوئی فغان حسن	گلدستہ بناؤن شاعری کا	ہر سحر دکھاؤن سامری کا

عندلیبان خوش الحان بوستان سخنوری و زمزمہ سرایان حدیقۂ افسونگری شاخسار نخل چمنستان بیان پر بصد رنگین طرازی ہین کہ جب صبح ہوئی عمرو بن حمزۂ یونانی نے حکم کیا کہ فوج ہماری تیار ہو بموجب حکم فوج مسلح ہوئی عمرو بن حمزۂ یونانی بھی مسلح ہو کر مرکب پر سوار ہوئے اور لہراسپ بلند کمان وغیرہ کو ہمراہ لیکر درۂ کوہ بو قلمون سے چلے بعد طے کرنے منازل کے جب دس کوس شہر خوارزم کا فاصلہ رہگیا اسوقت لہراسپ نے ایک عبا عمرو بن حمزۂ نامدار پر ڈال دی اور سوارون سے کہا کہ گرد

شاہزادے کے تلوارین برہنہ لیکر جلو سواروں نے بموجب کہنے لہراسپ کے اور باشارہ عمرو بن حمزہ یونانی کے تلوارین کھینچین اور گرد عمرو بن حمزہ یونانی کے آئے اور چہار طرف سے عمرو بن حمزہ کو گھیر کر جانب خوارزم چلے مردمان نے جو یہ حال دیکھا سب نے خیال کیا کہ لہراسپ مانند کمان نے بڑی بہادری کی عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے لے آیا ہے یہ خبر ششنکل بن ششنکال فیل زور بدست خوارزمی کو پہونچی کہ لہراسپ عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے لایا ہے یہ خبر سنکے ششنکل خوش ہوا اور دو تین سرداروں کو حکم دیا کہ لہراسپ کا استقبال کرکے ہمارے پاس لے آؤ سرداران لشکر ششنکل روانہ ہوئے ششنکل نے حکم دیا کہ دربار اچھی طرح آراستہ ہو ارباب نشاط بھی حاضر ہوں آج مجکو نہایت خوشی ہے کہ میرے فرزند کا قاتل گرفتار ہوکے آتا ہے جسوقت میرے روبرو آئیگا فوراً قتل کرونگا اور اپنے پسر کا انتقام بخوبی لونگا غرض بموجب حکم اوسکے بخوبی تمام دربار آراستہ ہوا جملہ اراکین سلطنت و اعیان مملکت دربار میں حاضر ہوئے اور کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے ارباب نشاط اور ساقیان گلرخ بھی حاضر ہوئے ساقیان سیمتن نازک بدن تو شراب پلانے لگے اور ارباب نشاط بصد امتیاز گانے لگے گویا مبارکبادی گرفتاری عمرو بن حمزہ یونانی گانے لگے از انجملہ ایک نازنین سہ جبین نے یہ غزل روبروے ششنکل بن ششنکال فیل زور بدست خوارزمی شروع کی غزل

وضع انسان اور ہی ترکیب حیوان اور ہی
سیر عشق مت سمجھ گلگشت اے نازک مزاج
چاہ کنعان اور ہی چاہ زنخدان اور ہی
خاک جنت میں ملیگا بعد ازاں دل مرا
یہ گریبان اور ہی سیر گریبان اور ہی
جانور اسیر ہے عاشق اسیر عاشق آدمی
چشم گریان اور ہی شمشیر عریان اور ہی
ماثر افشیدہ ہی وہ اور یہ ہی ساتھ میں چھپا
نظم قرآن اور ہی رخسار جانان اور ہی

گر کہان اس سے نیچے اس سے جلد ہو چاک چاک
باغ دلبران اور ہی گنج شہیدان اور ہی
برق اسیر ہستی ہی رفتار اسیر آسمان
نار غلمان اور ہی اندازہ انسان اور ہی
دل سے ہے کاوش اسے تلوون ہی اسکو شغل
سیر دلبران اور ہی سیر خرامان اور ہی
گرچہ دونون خاک پر غلطان ہیں لیکن فرق ہے
شاخ مرجان اور ہی دست حنایان اور ہی
فرق ہے شاہ و گدا میں قول ناسخ ہی یہی

چشم جانان اور ہی چشم غزالان اور ہی
ماہ تابان اور ہی مہر درخشان اور ہی
ایک یوسف مان کر اقبال کردلبا خلق
ابر باران اور ہی یہ چشم گریان اور ہی
آسمین ہی داغ فراق اے صبح آسمان نقاب
خار مژگان اور ہی خار مغیلان اور ہی
ہوتے ہین خون اسکے دیکھے سے تو اسکے فریب
سنبلستان اور ہی زلف پریشان اور ہی
باعث ایمان ہی وہ غارتگر ایمان ہی یہ
شیر قالین اور ہی شیر نیستان اور ہی

جسوقت یہ غزل اس مطربہ نے بہ ناز و آواز روبروے اہل دربار گائی جملہ اہل دربار خوش ہوئے خصوصاً ششنکل نہایت ہی خوش ہوا اور مثل چراغ سحری کے ہنسنے لگا یہان تو دربار میں نازنینان خوبرو خوش گلو ناچ اور گا رہی ہین ششنکل تخت پر بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہے اور گانا سن رہا ہے اور خوش ہو رہا ہے اور مرگ سے بیخبر ہے لیکن سرداران ششنکل جب وہان پہونچے دیکھا کہ لہراسپ عمرو بن حمزہ یونانی کو گرفتار کیے ہوئے لاتا ہے ان سرداروں نے لہراسپ کا استقبال کرکے اور مزاج پرسی کرکے پوچھا کہ اے لہراسپ تم نے عمرو بن حمزہ یونانی کو کیونکر گرفتار کیا لہراسپ نے جواب دیا کہ مین نے بڑی مشکل سے اس شاہزادے کو گرفتار کیا ہے سرداروں نے کہا فی الحقیقت تمنے بڑی بہادری کی خیر اب روبروے بادشاہ چلو وہ یقین انعام کثیر دیگا کیونکہ آج اسے نہایت خوشی ہے دربار مین بیٹھا ہوا ہے امرا و وزرا سے ہنس ہنسکے گفتگو کرتا ہے عجب نہین ہے کہ کسی نازنین کا اسوقت گانا سن رہا ہو اور شراب پی رہا ہو لہراسپ نے کہا چلو دیکھیے ششنکل مجھے کیا انعام دیتا ہے یہ کہکے لہراسپ بلند کمان ان سرداروں کے ہمراہ چلا جب داخل شہر ہوا مردمان شہر عمرو بن حمزہ یونانی کی

صورت اور طفلی پر نظر کرکے بعضے افسوس کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اب اس شاہزادہ کم عمر کو شنگل قتل کر ڈالیگا
اکثر کفار سنگدل کہنے لگے کہ خوب ہوا یہ مسلمان گرفتار ہوا اسنے مہران کو صحراے سبزہ زار مین قتل کیا تھا اب
یہ بھی ضرور قتل کیا جائیگا اور سر اسکا در شہر پر لٹکایا جائیگا ہر چند کہ لہراسپ اور عمرو بن حمزہ بخوبی گفتگوے اہل شہر
سنتے تھے لیکن بمصلحت جواب نہ دیتے تھے القصہ جب لہراسپ اور سہیل شیر شکار و عمرو بن حمزۂ عالی وقار کو قریب
دربار شاہی لائے مردمان لشکر کو اسی جگہ ٹھہرا کر عمرو بن حمزۂ یونانی کو دربار مین لیگئے عمرو بن حمزۂ یونانی نے دربار مین جاکر دیکھا
کہ شنگل تخت پر بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے پہلوان وغیرہ کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے ہین نازنینان گل پیرہن نازک بدن
بہ ہزاران ناز و ادا غزلین گا رہے ہین ساقیان گلعذار جام بلورین مین مے ناب بھر بھر کے شنگل اور اہل دربار کو دے
رہے ہین ہر ایک شراب پی رہا ہے بعضے نشۂ شراب سے جھوم رہے ہین شاہزادۂ ذیوقار نے کیفیت دربار کی دیکھکے جلد
عبا کو پھینکا اور نعرہ کیا کہ او شنگل ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا اگر خدا نے چاہا تو ابھی تجھکو قتل کرتا ہون اور اپنے نانا کے
خون ناحق کا تجھسے انتقام لیتا ہون جسوقت یہ نعرہ اہل دربار اور شنگل نابکار نے سنا شنگل سمجھ گیا کہ لہراسپ اور
سہیل شیر شکار دونون سردار عمرو بن حمزۂ یونانی کے شریک ہو گئے اور دونون نے اس شاہزادے کی اطاعت قبول کی اور
بہ مکر و فریب یہانتک آئے اور شاہزادہ عمرو بن حمزۂ یونانی کو اپنے ہمراہ لائے یہ خیال کرکے شنگل نے ایک پہلوان کو
حکم دیا کہ جلد اس طفل کا سر تیغ سے کاٹ لے پہلوان گرز گران سر لیکے اٹھا ساقیان گلعذار شیشہ و ساغر چھوڑ کر بھاگے
اور ارباب نشاط نے بھی اس خیال سے ناچنا اور گانا موقوف کیا اور دربار سے فرار ہوے کہ اب یہان رقص بسمل ہوگا
اور عوض نغمہ مجروح صداے نالہ و فغان بلند کرینگے غرض جب ارباب نشاط بھاگ گئے اور دربار مین ایک تہلکہ پڑ گیا اس
پہلوان نے گرز گران سر شاہزادے پر مارا شاہزادے نے گرز کو سپر پر روک کے جلد تلوار کھینچی اور اس پہلوان کی کمر پر
لگائی پہلوان دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اب تو جملہ اہل دربار تیغ و گرز لے لیکر اٹھے اور عمرو بن حمزہ اور لہراسپ
اور سہیل شیر شکار پر حملہ آور ہوئے شنگل بھی تخت سے اٹھا اور تیغ آبدار کھینچکر آمادۂ کارزار ہوا لہراسپ
نے اسی وقت سوارون کو جو در شاہی پر کھڑے تھے اشارے سے بلایا سوار مسلح تو کھڑے ہی تھے تیغین کھینچکر
بصد عجلت دربار مین آئے تلوار چلنے لگی عمرو بن حمزہ نے کئی پہلوانون کو تیغ آبدار سے قتل کیا لہراسپ اور سہیل
شیر شکار نے بھی کئی افسران فوج کو ہلاک کیا سوارون نے بھی اہل دربار کو قتل کرنا شروع کیا لاشین زمین پر
کافرون کی تڑپنے لگین دربار شنگل کا میدان کارزار ہو گیا سارا فرش دربار کا خون کفار سے سرخ ہو گیا
تلوارین بہادرون کی اہل دربار کے خون سے سرخ ہو گئین گرز گران سر ہاے کافران پر پڑنے لگے اہل دربار قتل
ہو ہو کر زمین پر گرنے لگے اور مثل ماہی بے آب زمین پر تڑپنے لگے رقص بسمل کا تماشا ہونے لگا شنگل یہ حال
دیکھکر گھبرایا اور امرا و وزرا کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا جلد کسی طرح دربار سے جاو اور جاکر ہر طرف سے افسران لشکر کو
حکم دو کہ جلد لشکر لیکر آؤ حریف آپہونچا دربار مین تلوار چل رہی ہے لاش پر لاش گر رہی ہے بادشاہ تمہارا دشمنون مین گھر گیا ہے
اور اب حریف کے ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہے خبردار دیر نہ کرنا جلد آنا امرا و وزرا ڈرتے ہوئے اور زخمی ہوتے ہوئے
بصد مشکل دوڑ کر دربار سے باہر گئے اور جلد تر لشکر گاہ پر پہونچے افسران فوج سے کہنے لگے کہ جلد مسلح ہو بادشاہ نے
مع لشکر تمکو بلایا ہے حریف دربار مین آگیا ہے تلوار چل رہی ہے اہل دربار قتل ہو رہے ہین بادشاہ بھی تمہارا اور ہمارا قتل
ہوا چاہتا ہے افسران فوج نے کہا تم بیکار آئے ہو ہمکو پہلے ہی خبر ہو گئی تھی بادشاہ سے کہو کہ گھبرایئے گا نہین افسران
فوج لشکر لیکر آتے ہین امرا تو جانب دربار چلے افسران فوج نے مردمان فوج سے کہا جلدی مسلح ہو [illegible]

ایسا نہو کہ بادشاہ قتل ہو جاے مردمان لشکر نے جواب دیا کہ ہمین مگر ایسے قیمتی زرہین پہن رہے ہین ہتھیار لگا رہے ہین اگر آپ کے مزاج مین جلدی زیادہ ہو تو پہلے آپ ہی جائیے دشمنون کو قتل کیجیے بعد آپ کے ہم بھی آئینگے افسران فوج یہ تقریر مردمان لشکر کی سنکے خاموش ہو گئے یہان تو فوج مسلح ہو رہی ہے اور وہان دربار مین خوب برق شمشیر چمک رہی ہے سر پر سر لاش پر لاش گر رہی ہے دریاے خون دربار مین رواں ہے علاوہ سرہاے کفار کے کرسیان جواہر نگار حباب آسا نظر آتی ہین فرش دربار پر چادر آب کا گمان ہوتا ہے اور تخت جواہر نگار شتنکل کو جو کوئی دیکھتا ہے اُسے تخت پر گرداب کا زار بنا ہوا ہے ہر دو نکل مانند نہنگ اور گھڑیال کے اُس دریاے خون مین دکھائی دیتے ہین کشتیان عمر کی بحر خون مین رواں ہین بعد میں پیر ہی زرہ دیدہ ساغر صہبا رنگ گردش دور فلک دیکھ رہا ہے شیشہ عمر بھی بصورت حباب دکھلائی دیتے ہین نسبت الشب کو جنگ دیکھ کے دمبدم ایسا جوش ہوتا ہے کہ سیکشون سے کھنچی ہوئی ہے طوفان آب تیغ دمبدم اُمڈ رہا ہے کفار غرق دریاے فنا ہو رہے ہین بہادر گوہر فتح کی جستجو کر رہے ہین ناگاہ عین گرمی جنگ مین شتنکل اور عمر بن حمزہ سے سامنا ہو گیا شتنکل نے تیغ آبدار سر شاہزادہ نامدار پر لگائی شاہزادے نے تلوار سپر پر روک کے اور تیغہ آبدار خون آلود تیار شتنکل پر حملہ کیا شتنکل نے خیال کیا کہ اگر یہان ٹھہرونگا تو ضرور قتل ہو جاؤنگا پس بہتر یہ ہے کہ بھاگ جاؤن یہ خیال کرکے دربار سے بھاگا شاہزادے نے اُسکا تعاقب کیا شتنکل نے دیکھا کہ ایک فیل جسپر ہودج زرین رکھا ہے کھڑا ہوا ہے شتنکل فیل کو دیکھکر ایک دیوار پر جست کر کے گیا اور دیوار پر جاکر بھاگ کے فیل پر سوار ہونے لگا اتفاق سے رستا ٹوٹ گیا شتنکل زمین پر گرا شاہزادے نے جلدی سے تیغ آبدار سر شتنکل نابکار پر لگائی ہر چند شتنکل نے سپر فراخ دامن سے سر کی حفاظت کی لیکن شمشیر آبدار سپر کو کاٹ کر کاسہ سر مین در آئی اور صراحی گردن سے مثل قطرہ آب کے اُتر کر سینے مین پہونچی اور کچھ دم لیکر شکم و کمر سے گذر کر زمین مین دبا لی اشتنکل دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شاہزادہ ذیقار شتنکل کو قتل کر کے خوش ہوا اہل دربار بعد قتل شتنکل بھاگنے لگے ناگاہ افسران فوج مسلح ہو کر آٹھ لاکھ سوارون کی جمعیت سے زیادہ اپنے ہمراہ لیکر آئے اور فوج اسلام سے تیغین کھینچکر لڑنے لگے دربار کے باہر ایک میدان وسیع مین جنگ ہونے لگی کہ دیکھنے والون کے ہوش و حواس کھونے لگے تیغ و تیر سے بہادرون کے سر و تن مین جدائی ہونے لگی روحین جسمون کو چھوڑ چھوڑ کے جانب عدم جانے لگین کمانین کڑکنے لگین تیر جوانون کے سینون کو توڑ توڑ کے نکلنے لگے بموجب ابیات

کوئی حلقہ در بتا کہ کی اقتاطیاں
جوانون کے خون سے ہوئی ارض تر
قضا یہ پکارتی ہو کہ اہل شر

وہان تھے جو سب بانی دشمنی
یہ کافر ہٹا اور وہ غازی بڑھا
چڑھے تھے جو یہ تلوار کے جنگجو
کہ اے کافرو جلد مانگو امان

قیامت کے تھے موتر افگنی
یہ سرکٹ گرا اور وہ راکب گرا
لگے کٹنے مرنے جری جا بجا
سرک جاؤ سر کی ہو خیر اب کہان

کہین تیغ چمکی کسی جا سنان
گری لاش پر لاش اور سر پہ سر
مسلمان بڑھنے جب بعد کروفر

غرض یاد رہا باہم کفار و اہل اسلام مین خوب تلوار چلی ہزارون جوان کام آئے سیکڑون زخمی ہوئے جب لہراسپ نے دیکھا کہ باوجود قتل ہو جانے شتنکل کے افسران فوج دلیرانہ لڑ رہے ہین ہر چند ہزارہا زخمی ہوئے اور سیکڑون قتل ہوئے لیکن نہین بھاگتے ہین اُسوقت لہراسپ بلند کمان نے ایک بلندی پر جاکر بہ آواز بلند کہا کہ اے سرداران لشکر و اے بہادران نامی نہ معلوم ہو بادشاہ تمھارا شتنکل قتل ہو گیا اگر تمکو میرے کہنے کا اعتبار نہین تو تم خود جاکر دیکھ لو وہ لاش شتنکل کی پڑی ہوئی ہے مین نے تو اس شاہزادہ ذیقار کی اطاعت اختیار کی اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا ہون اب تمکو بھی لازم ہے کہ جنگ و جدال سے باز رہو فرمانبرداری مثل میرے شاہزادہ ذیقار کی قبول کرو لڑنا بیکار ہے

نزدیک اب بیکار ہی آیندہ تمکو اختیار ہی افسران لشکر یہ گفتگوے لہراسپ سنکے باہم کہنے لگے کہ اب کیا کرین اطاعت اس شاہزادے کی اختیار کرین یا اس میدان مصاف مین شاہزادے سے کارزار کرین اکثر افسرون نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک تو بہتر اور مناسب یہی ہی کہ اطاعت عمرو بن حمزۂ یونانی کی اختیار کرو اور بونے دو سو خداوندون کی پرستش سے اجتناب کرو دیکھو اسوقت شنکل کو بھی خدانے ان مسلمانون کے ہاتھ سے نہ بچایا آخر شنکل قتل ہو گیا اور مسلمانون کے ایک خدانے مسلمانون کی ایسی اعانت اور مدد کی کہ مسلمان شنکل پر فتحیاب ہوئے اور اسکو قتل کر ڈالا اگر تم اطاعت قبول کروگے تو خیر ورنہ ہم تو ضرور اس شہزادے کی اطاعت اختیار کرینگے اور جو شاہزادے کا مذہب اور دین ہی وہی ہم بھی اختیار کرینگے یقین کامل ہمکو ہوا کہ اس شاہزادے کا دین اور آئین اچھا ہی سرداران دیگر نے یہ سنکے کہا اگر تمھارے نزدیک یہی مناسب ہی تو ہم بھی اطاعت اختیار کرینگے پس کئی افسران فوج نے مردمان لشکر کو لڑنے سے منع کیا جوانان لشکر نے لڑنے سے ہاتھ روکے تلوارین میان مین رکھین اسوقت جملہ افسران فوج عمرو بن حمزۂ یونانی کی خدمت مین گئے اور دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اب ہم حضور کو اپنا مالک اور حاکم جانتے ہین اور آپ کی اطاعت اختیار کرتے ہین عمرو بن حمزۂ یونانی یہ تقریر افسران لشکر کی سنکے خوش ہوئے اور ہر ایک افسر پر مہربانی و نوازش علی قدر مراتب کرکے سب کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا سب افسران فوج شنکل کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئے آئینۂ دل سب کے نور ایمان سے روشن اور منور ہوئے بعد اسکے تمام مردمان لشکر کو شاہزادۂ ذولوقار نے مسلمان کیا بحکم عمرو بن حمزۂ یونانی سے تمام مردمان شہر مسلمان ہوئے خدا کو وحدہٗ لاشریک سمجھنے لگے اور ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا پیمبر جاننے لگے بعد اسکے شاہزادۂ ذبجاہ نے اپنے ماموں زرتاش بہادر کو قید سے رہا کیا پھر زرتاش بہادر اور جملہ سرداران لشکر وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر شہر خوارزم کے باہر گئے اور ایک باغ مین کہ وہ باغ شنکل کا تھا اور نہایت سرسبز و شاداب تھا ہزار در ہزار گلہاے رنگ برنگ و بوقلمون اس باغ مین شگفتہ تھے اور رشک باغ ارم وہ باغ تھا اسی باغ مینو سواد مین فروکش ہوئے اور بارگاہین اور خیام استادہ کرائے اور سیر باغ کی مع زرتاش بہادر اور افسران فوج کے کرنے لگے اب جو بخوبی شاہزادۂ عمرو بن حمزۂ یونانی نے باغ کو دیکھا تو بموجب ان ابیات کے ابیات

ہی زیور زر گل زیب بخش ساعد شاخ	ہی شاخ سنبل تر پاے سرو مین خلخال	جو عشق پیچا ہی وہ بھی نقاب روئے نہال
بہار نے پئے حفظ ثمر اٹھائے ہین جال	مزاج نازک گل سے ہی بلبلون کو خوف	لسان غنچہ زبان سوال بوسہ ہی لال
الف کیطرح سے جو شاخ کا ہو راست راست	ہی بار گل سے جھک کر خم آج صورت ہلال	یہ رنگ سبزہ و گل ہر طرف ہی عکس فگن
کہ سنگریزون پہ ہی عالم زمرد و لعل	قوائے نامیہ سے یہ زمین ہی بالیدہ	کہ آسمان کو سمجھتی ہی سبزہ پامال

جب شاہزادہ سیر باغ بخوبی کر چکا حکم دیا کہ اسی باغ مین سامان جشن جلدی سے مہیا کیا جاوے لہراسپ وغیرہ سرداران لشکر نے باغ کی بارہ دری مین بصد تکلف سامان جشن مہیا کیا گلابیان شراب کی قابین کباب کی بصد زیب و زینت قاعدے سے رکھی گئین ابیات فرش رنگین ہر مکان مین + کہین ایسا نہ دیکھا تھا جہان مین نگاہون کو ہوا اک لطف حاصل + بہ شکل آئینہ ہر شئی مقابل + کہین الماس کے مینا و ساغر غرض ہر ایک شئی نایاب و بہتر + جب بخوبی سامان عیش و عشرت ہو چکا شاہزادہ ڈنگل جواہر نگار پر بیٹھا زرتاش بہادر بھی ایک ڈنگل پر بیٹھے افسران فوج بھی علی قدر مراتب جا بجا ڈنگلون پر متمکن ہوئے اسوقت بموجب ارشاد فیض بنیاد شاہزادۂ ذولوقار یعنی عمرو بن حمزۂ نامدار اول ساقیان مہ جبین گلشتیان

انگبین کی لائے اور بعد ناز و انداز جام و ساغرین بادۂ ارغوانی بھر بھر کے زمتاشش بہادر و عمرو بن حمزہ وغیرہ کو دینے لگے اسوقت ہر ایک شخص جام صہبا دست ساقی سے لیتا تھا اور یہ غزل مستانہ بعد جوش رندانہ زبان پر لاتا تھا **غزل**

سیہ اخمیر بادۂ انگور سے بنا
دیتا ہی محتسب مجھے فتوی شراب کا

آنکھون کو جانتا ہون پیالہ شراب کا
گھٹی مین میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ساقی نے میرا جاہ

مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
خمخانہ جہان مین وہ علامہ دہر ہون
دکھلا کے مجکو توڑا جو شیشہ شراب کا

بعد میکشی کے شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے اپنے ماموں زمتاشش بہادر سے تمام اپنی کیفیت عرض کی زمتاشش بہادر نے بھی اپنا حال جنگ کرنے اور قید ہونے کا بیان کیا بعد اسکے شاہزادے نے حکم کیا کہ ارباب نشاط حاضر ہون بموجب حکم شاہزادۂ والاقدر نازنینان خورشید رو و خوش گلو یوسف جمال زہرہ خصال مع سازندون کے حاضر ہوئین اور روبروے شاہزادۂ والاجاہ ناچنے اور گانے لگین بعد اُن نازنینان خورشمایل کے ایک نازنین غنچہ دہن گل پیرہن نہایت خوبصورت و نوجوان بعد ناز و ادا مع اپنے سازندون کے بزم عشرت افزا مین حاضر ہوئی اہل بزم اُس نازنین مہرجبین کے گلشن حسن و جمال کی حسرت سے گل چینی کرنے لگے کیونکہ وہ نازنین ایسی حسین زہرہ طلعت تھی کہ اشعار

تھین آنکھین ترک نگہ کا لیے ہوے برچھا
جو دیکھے عارض گلگون وہ رشک صد خورشید
مکون کو نوخ کے منقار سے کرے غوغا

وہ بھی اُس بت پرفن کی دیکھے جو وہ کہے
تو آفتاب قیامت کا زرد ہو چہرا

قرہ تھی غیرت ناوک بھوین تھین رشک کمان
ہر خط النسخ مین لکھی مگر یہ حمد خدا
اگر وہ ہو متبسم تو رشک سے بلبل

جسوقت سازندے اپنے سازون کو درست کر چکے اسوقت نازنین مہ جبین بعد ناز و ادا ناچنے لگی دلہاے اہل بزم کو بصورت سبزہ پامال کرنے لگی مطربۂ فلک اُسکے رقص کو دیکھکر شرمندہ ہونے لگی اہل بزم تعریف اُس نازنین عدیم المثال کے ناچنے اور گانے کی کرنے لگے اور نقد دل بے اختیار دینے لگے بعد ناچنے کے وہ نازنین ماہ جبین یہ غزل بہ الحان داؤدی گانے لگی اور دل اہل بزم کا بعد ناز و عشوہ لینے لگی **غزل**

ادا و ناز و طرز دلربائی
دم گردش ترا خنجر کا کیا
وہی بے پردگی شیشے مین بھی تھی
بھلا ای چارہ گر مجھین رہا کیا
ہین عاشق اپنے مطلب کی کہینگے
بتا ای نامہ بر تو نے کہا کیا
اگر رسواے عالم بھی ہون مین
یہی عالم رہیگا بیوفا کیا
اگر چھیڑا انکین باد سحر نے
ترا چرخ ستمگر حوصلا کیا
عبث تسلیم مشتق غیبت غیر

یہ غنچے مسکراتے ہین صبا کیا
سکھایا تمکو آئینے نے کیا کیا
شرر ہم جلوۂ شمع عدم تھا
بنی ہی دختر رز پارسا کیا
غبار کاروان بے نشان ہین
تمنا کیا ہماری مدعا کیا
جہان مین ہر بشر آتا ہی عریان
تو پھر اس دل لگانے کا مزا کیا
وہ افتادہ ہون سنگ دستگیری
ہر اک غنچہ چمن مین ہنس پڑا کیا
عبث قاتل نے کھینچی تیغ ابرو
برا کہنے سے ملتا ہی بھلا کیا

کوئی تازہ چمن مین گل کھلا کیا
نہ کی تھی بے نیازی کچھ گلو سے
فروغ زیست پر اپنے ہنسا کیا
دم آخر عبث تکلیف درمان
ہماری ہجر مین بانگ درا کیا
ہوا کیون سنگ بہ ہم یار جانی
عدم بھی ہی کوئی وحشت سرا کیا
غرور حسن ہی کچھ دن کا مہمان
جو اُٹھا ہی تو مثل نقش پا کیا
ہمین جز داغ تو کیا اور دیگا
شکست رنگ عاشق دیکھا کیا

جب یہ غزل اُس نازنین سے نے گائی تمام کی اسوقت ہر ایک سردار تعریف اُس خوش گلو کی کرنے لگا پھر اُس نازنین نے اور

غزل شروع کی اہل بزم گانا سننے لگے یہان تو عمرو بن حمزۂ یونانی ناچ دیکھ رہے ہین اور گانا سنرہے ہین بزم عشرت آراستہ ہی ہر ایک شاد و خرم ہی ظلم و جفاے فلک سے غافل ہی لشکر بیرون باغ اترا ہی لیکن اب حال تاریخ جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب عمرو بن حمزۂ یونانی شنکل کو قتل کرکے بہ فتح و ظفر اُس باغ مین آئے تاریخ جادو کہ اکثر پاس شنکل کے آیا کرتی تھی اور شنکل سے ہم آغوش ہو کر مدعاے دل حاصل کیا کرتی تھی چنانچہ موافق دستور اوسی قاعدہ معین تاریخ جادو دربار شنکل مین آئی دیکھا اُسنے ہزارہا لاشین پڑی ہین دریاے خون روان ہی دربار کے باہر لاشہ شنکل کا بھی خاک و خون مین آلودہ پڑا ہی دربار مین سناٹا ہی جہان تخت پر شنکل بیٹھا تھا اور امرا وغیرہ بھی بیٹھتے تھے وہان لاشون کے ڈھیر اور کشتون کے انبار ہین ہو حسب ابیات کل جہان پر شگوفہ گل تھے + آج دیکھا تو خار بالکل تھے + جس چمن مین تھا بلبلون کا ہجوم + آج اُس جا ہی آشیانۂ بوم + یہ حال تاریخ جادو دیکھکر نہایت گریان ہوئی اور لاشہ شنکل سے لپٹ کے بے اختیار رونے لگی اور یہ نوحہ پڑھنے لگی نوحہ

مین تو مدت سے تھی تجھپہ مائل ہاے اے آشنا میرے شنکل — مدعا اب ہوئیگا حاصل ہاے اے آشنا میرے شنکل
قتل تجکو کیا کسنے آکر مر گیا ہاے تو تیغ کھا کر — تھا تو ہی میرے مطلب کے قابل ہاے اے آشنا میرے شنکل
نیند تجھ بن نہ آئیگی مجکو یاد تیری رلائیگی مجکو — دل کو راحت نہ اب ہوگی حاصل ہاے اے آشنا میرے شنکل
یہ فلک ہوگیا میرا دشمن اب مرا کون دیکھیگا جوبن — ہوگیا تو جہنم مین داخل ہاے اے آشنا میرے شنکل

تاریخ جادو یہ بین بحالت بیخودی و بیقراری مین کرکے لاش شنکل کو چھوڑ کے اٹھی اور چند آدمیون سے پوچھنے لگی کہ شنکل کو کسنے قتل کیا ہی اور قاتل شنکل کا کہان ہی آدمیون نے بتانے مین تامل کیا تاریخ جادو نے کہا اگر تم نہ بتاؤ گے تو مین ابھی بزور سحر دریافت کرلونگی مردمان شہر نے کہا اے تاریخ جادو شہزادہ عمرو بن حمزہ نے شنکل کو قتل کیا ہی اور اب بیرون شہر شنکل کے باغ مین شاہزادہ فروکش ہی تاریخ جادو یہ سنکر فوراً جانب باغ تخت سحر پر سوار ہو کے روانہ ہوئی جب عنقریب باغ پہونچی دیکھا کہ لشکر اترا ہوا ہی خیام و بارگاہین برپا ہین ہر ایک خرم و شادان ہی تاریخ جادو لشکر کو دیکھتی ہوئی باغ مین آئی دیکھا کہ بزم عشرت نہایت تکلف سے آراستہ ہی دور جام بے دغدغہ گردش ایام چل رہا ہی نازنینان خوبصورت ناچتی ہین اور گاتی ہین عمرو بن حمزہ بزم عشرت مین نہایت شاد و مسرور بیٹھا ہوا ہی اور افسران فوج بھی یہین وسیاہ جمع ہین سب بصد خوشی ناچ دیکھ رہے ہین تاریخ جادو عمرو بن حمزۂ یونانی کو دیکھکر اور بزم عشرت پر نظر کرکے خیال کرنے لگی کہ یہ مسلمان شنکل کے قتل کی خوشی کر رہے ہین یہ خیال کرکے تاریخ جادو نے برہم ہو کے ایک ترنج سحر پڑھکر اہل بزم پر بارادہ ترنج اہل بزم پر پڑا فوراً ایک برق چمکی اور دھوئین نے گھیر لیا اہل بزم متحیر ہوئے اور اکثر سردار گھبرا کر اٹھنے لگے لیکن زمین نے ہر ایک کے پاؤن بوجہ سحر کے پکڑ لیے سرداران لشکر عرض کرنے لگے کہ اے شاہزادہ ذیوقار غضب ہوا تاریخ جادو آگئی اُسنے سحر کیا ہی ہوشیار ہو جائیے ابھی سردار یہ عرض کر ہی رہے تھے یکایک کمر تک پتھر کے ہوگئے اُسوقت سرداروں کی بیتابی اور بیقراری اور عالم یاس کا حال کیا لکھا جاے بعد ایک لحہ کے سر سے پاؤن تک سب اہل بزم پتھر کے ہوگئے پھر اسی طرح تاریخ جادو نے مردمان لشکر پر سحر کیا وہ سب بھی پتھر کے ہوگئے جو شخص کھڑا تھا کھڑا ہی رہگیا اور جو شخص بیٹھا تھا بیٹھا ہی رہگیا جب سحر تاریخ جادو سے سب پتھر کے ہوگئے اوسوقت تاریخ جادو نے لاش شنکل کی اٹھوا کر اسی باغ مین دفن کی اور اُسکی قبر سے لپٹ لپٹ کے بہت روئی اور قبر پر شنکل کی بیٹھی اس اثنا مین فرخ یونان سے آیا اور داخل شہر ہو کر مردمان شہر کی زبانی سنا کہ عمرو بن حمزہ

کو دریافت کرنے لگا مرد بان شہر نے کہا کہ عمرو بن حمزہ یونانی باغ مین شنگل کے مقیم ہین فرخ یہ سنکر شنگل کے
باغ مین آیا وہان دیکھا کہ سب پتھر کے ہین فرخ یہ ماجرا دیکھکر بہت پریشان اور گریان ہوا اور عمرو بن حمزہ یونانی
سے لپٹ کے رونے لگا اور نالہ و فریاد کرنے لگا اسوقت خبر تاریخ جادو کو ہوئی کہ ایک شخص دبلا سا آیا ہی اور
عمرو بن حمزہ سے لپٹ کے رو رہا ہی یہ خبر سنکے تاریخ جادو نے ذوالنجام جادو کو بلوایا اور اس سے کہا کہ شیشہ
پر آب لیجا ایک قطرہ آب عمرو بن حمزہ پر ڈال دینا سحر میرا برطرف ہو جائیگا مین تو غم والم شنگل مین مبتلا ہون تو
اس دبلے شخص کو اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے میرے پاس لے آ ذوالنجام جادو نے فوراً آکے فرخ
پر سحر کیا دست و پا فرخ کے بیحس و حرکت ہو گئے پھر عمرو بن حمزہ یونانی پر شیشے سے پانی لیکر چھڑکا سحر تاریخ جادو
کا برطرف ہوا عمرو بن حمزہ یونانی کے دست و پا قابو مین آگئے اور چاہا کہ ذوالنجام جادو پر تیغ لگائین ذوالنجام
نے فوراً ایسا سحر کیا کہ مثل فرخ کے شاہزادے کے بھی دست و پا بیحس و حرکت ہو گئے اور پانون زمین نے پکڑ لیے
اسوقت فرخ نے ہر چند ذوالنجام سے کہا کہ مجھکو چھوڑ دے مین نے تیری کیا خطا کی ہی لیکن ذوالنجام نے
فرخ کو رہا نہ کیا اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو بخوبی سحر مین گرفتار کرکے اور قید کرکے روبروے تاریخ جادو کے
لیجا کر کہا کہ یہ دونون شخص حاضر ہین اس جگہ بعض راوی تو کہتے ہین کہ تاریخ جادو باغ شنگل ہی مین رہی
اور قبر پہ بیٹھی رہی اور وہین ذوالنجام جادو کو طلب کرکے فرخ اور عمرو بن حمزہ یونانی کو گرفتار کراکے اپنے
پاس بلوایا اور بعض راوی یہ کہتے ہین کہ تاریخ جادو عمرو بن حمزہ یونانی کو سحر سے پتھر کا بناکر اور شنگل کو دفن
کرکے اپنے مکان پر چلی گئی تھی جب فرخ باغ مین آیا اسوقت سحر کے بیرون نے تاریخ جادو کو اطلاع
دی تھی کہ ایک لڑکا دبلا پتلا باغ مین آیا ہی اور عمرو بن حمزہ سے لپٹ لپٹ کے رو رہا ہی اسوقت تاریخ جادو
نے ذوالنجام کو واسطے گرفتار کرنے فرخ کے بھیجا تھا اور ذوالنجام نے بہ حکم تاریخ جادو عمرو بن حمزہ اور
فرخ کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے روبروے تاریخ جادو لیجا کر عرض کیا تھا کہ یہ شاہزادہ اور یہ دبلا لڑکا دونون
حاضر ہین غرض ہر طور جب فرخ اور عمرو بن حمزہ یونانی روبروے تاریخ جادو پہونچے اسوقت تاریخ جادو
نے بصد قہر و غضب عمرو بن حمزہ یونانی سے کہا کہ ای ظالم تو نے میرے آشنا صادق اور یار وافق کو بیجرم و خطا
کیون قتل کر ڈالا اور کیون تو نے مجھے اسکے غم والم مین مبتلا کیا اور مجھکو رانڈ کیا عمرو بن حمزہ یونانی نے جواب
دیا کہ اسنے میرے نانا کو بیجرم و گناہ قتل کرایا تھا مین نے بھی اسکو قتل کیا ابھی عمرو بن حمزہ یونانی تاریخ جادو
سے یہ گفتگو کر ہی رہے تھے اور تاریخ جادو قبر پر شنگل کی بیٹھی ہوئی ہی اور رو رہی ہی قصد کرتی ہی کہ عمرو بن حمزہ
کی بوٹیان کارد سے کاٹکر اور مثل کباب آگ پر بریان کرکے کھاؤن ناگاہ ایک ٹکڑا ابر فلک پر نمودار ہوا بجلی
بوندیان برسنے لگین برق دمبدم چمکنے لگی دفعۃً لکہ ابر سے دو تخت ظاہر ہوئے تاریخ جادو جانب تخت
دیکھنے لگی فرخ بھی سوے فلک دیکھنے لگا جب وہ دونون تخت تاریخ جادو کے قریب آئے عمرو بن حمزہ
یونانی نے دیکھا ایک تخت پر ایک عورت بیٹھی ہی اور دوسرے تخت پر تین عورتین بیٹھی ہین واضح ہو کہ دونون
تختون پر جو چار عورتین بیٹھی ہین انمین جو ضعیفہ ہی اسکا نام زلزلہ جادو ہی اور یہ بہن ہی تاریخ جادو
کی اور دوسرے تخت پر جو تین عورتین نوجوان بیٹھی ہین وہ زلزلہ جادو کی تینون بیٹیان ہین ایک کا نام
تزلزل جادو ہی اور دوسری کا نام انزلال جادو ہی اور تیسری جو سب سے چھوٹی ہی اور نہایت خوبصورت ہی اسکا نام
گلشن جادو ہی عمرو بن حمزہ یونانی نے جو گلشن جادو کو دیکھا بصورت آئینہ حیران ہوئے اور سراپاے

گلشن جادو پر نظر کرنے لگے دل پہلو مین تڑپنے لگا آنکھین محو دیدار ہوئین عمرو بن حمزہ یہ کیفیت دیکھکر کیونکر نہ محو ہوتے
کیونکہ گلشن جادو ایسی تھی کہ نظم

ہویدا ہین ہوتی ہر اک تار مین
کہ تھے سنبلستان مین جگنو عیان
سیاہی سے انکی تھی ظلمات مات
وہ عنبر شکن تھا وہ نافہ کش
عجب اُسکی چتون تھی عالم فریب
تو فی الفور بجلی گری خاک پر
نظارہ اُس ابروے خمدار کا
شہ لا فتیٰ کی مدد سے بچے
وہ رخسار سرخ اُسکے تھے ہنستا گل
چھٹتے تھے باتون مین باہمدگر
جو حسن پائے نور بیاض گلو
مگر دو حباب آتشین تھے جلوہ گر

کیا شاہزادے نے جسدم خیال
کہ جیسے ستارے شب تار مین
کمند اُسکے گیسو تھے یا جال تھے
خضر کو یہ دیتے تھے آب حیات
ذرا شک و شبہ نہ زنہار تھا
دلون کو جو دیتی تھی ہر دم فریب
ہنسی مین نمایان جو دندان ہوئے
بلا شبہہ کھانا تھا تلوار کا
وہ پیشانی صاف تھی نور کی
کہ گل زرد ہوا اُسنے ملکر کسال
نزاکت کو موے میان باندھوائے
خط صبح صادق کرے جستجو
جو قد دیکھے محشر اُسے آئے یاد

شب تار عشاق تھے سر کے بال
نہ تھے سحر بالون مین لو عیان
کہ قیدی دل فارغ البال تھے
جو خوشبو کو بو جھو تو دن یہ پینا
کہ تا تار گیسو کا ہر تار تھا
جدھر پڑ گئی نور آگین نظر
تو بتیس تارے درخشان ہوئے
ہزارون اُس ابرو کی تلوار سے
کہ زہرہ سہیل اُسکے دو مشتری
وہ لب اُسکے دونون تھے قند و شکر
دہن ڈھونڈھے تو خود عدم کو جائے
وہ سینہ تھا اک سطح آب گہر
قیامت تھی قامت کی اک خانہ زاد

ادھر شاہزادہ ذیوقار سراپا سے گلشن جادو پر نظر کرکے بیتاب و بیقرار رہا اور نقد دل دینے پر آمادہ اور موجود ہوا اُدھر گلشن جادو بھی چہرۂ زیبا عمرو بن حمزۂ یونانی دیکھکر عاشق ہو گئی جب زلزلہ جادو مع اپنی دخترون کے پاس نارنج جادو کے آئی اور کہنے لگی اے بہن مین نے سُنا ہی کہ تمہارے جاننے والے کو کسی ظالم نے قتل کر ڈالا اور تینے اُسے گرفتار کیا اب یہ بتاؤ وہ ستمگر کہان ہی نارنج جادو نے اشکبار ہو کے کہا اے بہن مین تو لُٹ گئی رستنکل قتل ہو گیا قاتل رستنکل کا یہ ہی اور یہ دبلا پتلا لڑکا اسکا عیار ہی اور یہ بیٹا خواجہ عمرو کا ہی مجھے یہ حال بزور سحر معلوم ہوا ہی ابھی نارنج جادو اپنی بہن زلزلہ سے یہ گفتگو کر رہی تھی اور زلزلہ افسوس کرتی تھی ناگاہ ایک جانب سے ابر سیاہ نمایان ہوا ہوا تند چلنے لگی آندھی سیاہ آئی برق دمبدم چمکنے لگی بوندیان پڑنے لگین کبھی پھول گرنے لگے کبھی ابر سیاہ سے برف پڑنے لگی غرض اسی طرح عجائب و غرائب ابر سیاہ سے ظاہر ہوئے پھر ایک آواز تڑاقے کی بالاے ہوا پیدا ہوئی ابر سیاہ سے ایک تخت ظاہر ہوا سب نے دیکھا کہ تخت کو چار اژدر اُٹھائے ہوئے ہین ہر ایک اژدر کے مُنھ سے شعلے نکلتے ہین اور تخت پر ایک بڑھیا بیٹھی ہی بال اُسکے سر کے سفید ہین کمر مین خم ہی دانتون کا دہن مین نام نہین جھریان اعضا پر پڑی ہین دست و پا ضعف سے کانپتے ہین پوست سے استخوان نظر آتے ہین آنکھین نہایت چھوٹی ہین اور پیشانی نہایت تنگ ہی سر پر ایک نیلی چادر کا ٹکڑا پڑا ہوا ہی گلے مین گاڑھے کی نیلگون کرتی ہی لہنگا نہایت کثیف پہنے ہوئے دہلنگے سے ایسی بوے بد آتی ہی کہ دماغ پریشان ہوا جاتا ہی مُنھ سے رال بہ رہی ہی سانس دمبدم چڑھ رہی ہی کیونکہ سن اُسکا سات سو برس کا ہی جب بلندی سے تخت نیچے اُتری نارنج جادو نے دیکھکر کہا اے بہن زلزلہ دیکھو نانی ہماری نوروبانہ جادوگر آتی ہین ابھی نارنج جادو یہ کہہ رہی تھی کہ تخت نوروبانہ کا غریب نارنج آیا نارنج جادو نے سلام کیا اور زلزلہ اور زلزل وغیرہ نے بھی سلام کیا نوروبانہ نے دعا دے کر نارنج جادو سے پوچھا کہ اے لڑکی یہ تو بتا کہ کس کی ایدا گراہ

ستمگر نے تیرے شوہر کو قتل کیا تجھکو صدمہ دیا اس سن و سال مین تجکو رانڈ کیا تاریخ نے رو رو کر کہا دیکھیے اسی ظالم نے میری مانگ کو
اجاڑا ہی نام اسکا عمرو بن حمزہ ہی اور دوسرا جو یہ لڑکا کھڑا ہی اسکا نام فرخ ہی یہ میرے شوہر کے قاتل کا عیار ہی زنوز بانہ نے اسکے فرخ کو کانپتے
ہوے ہاتھون سے ایک طمانچہ مارا پھر عمرو بن حمزہ کیطرف طمانچہ مارنے کو ہاتھ بڑھایا چونکہ گلشن جادو عمرو بن حمزہ پر عاشق ہوگئی ہی اسنے جو دیکھا
زنوز بانہ طمانچہ مارا چاہتی ہی بے اختیار کہنے لگی کہ میری اچھی نانی اس شخص کو طمانچہ نہ مارئیے گا اس برانہ سالی مین آپکے ہاتھ کو صدمہ ہو پہنچیگا زنوز بانہ نے
یہ گفتگو سنکے طمانچہ تو شاہزادے کو نہ مارا لیکن بغور گلشن جادو کیطرف دیکھنے لگی ہو رہی عمرو بن حمزہ نے پھر گلشن جادو کی طرف دیکھا
گلشن جادو نے بھی شاہزادے کو دیکھا باہم کچھ گفتگو باشارہ چشم و ابرو ہوئی اُسوقت گلشن جادو کی آنکھون مین اشک بھر آئے اور رنگ
زرد تغیر ہوا قریب تھا کہ غش آ جاے لیکن گلشن نے اپنے تئین سنبھالا چونکہ زنوز بانہ نہایت زبردست ساحرہ ہی اور سن ہی گلشن کی
گفتگو پر اوراق دیکھکر اور کچھ آنکھون پر تیمار کرکے زنزلہ کی جانب مخاطب ہوکے کہنے لگی کہ اے لڑکی تو اس چھوکری کو باغ مین کیون لائی اور
تجھے ذرا یہ خیال نہین کہ ان لڑکیون کا ابھی کورا بنڈا ہی اگر باغ مین کچھ ہو جاے تو کیا قیامت برپا ہو مفت تجھے ملال ہو اور مجکو
بھی صدمہ ہو بس مین یہ نہین چاہتی کہ چھوکریان باغ مین آیا کرین اور بیٹھا کرین اسی وقت گلشن جادو کو اپنے گھر یہان سے
روانہ کردے زنزلہ نے کہا نانی مین ابھی اسکو بھیجے دیتی ہون یہ کہکے گلشن کو تخت پر بٹھا کر کہا کہ اب گو جاؤ مین بھی آتی ہون
ہرچند کہ عشق و الفت عمرو بن حمزہ سے گلشن جادو کا جانے کو دل نہ چاہتا تھا لیکن بہ مجبوری تخت پر بیٹھکر اپنے مکان
کی جانب روانہ ہوئی اثنائے راہ مین خیال کرنے لگی کہ دیکھیے انجام اس عشق کا کیا ہوتا ہی جان اپنی کوچہ عشق مین جاتی ہی
اور مدعا اپنے ہاتھ آتا ہی گلشن جادو تو اسی طرح کے خیالات کرتی ہوئی اور اپنے مقدر کی شکایت کرتی ہوئی جاتی ہی
نہین اب حال زنوز بانہ جادو کا لکھا جاتا ہی کہ بعد جانے گلشن جادو کے زنوز بانہ جادو نے تاریخ جادو سے
آہستگی کہا کہ اے لڑکی آگاہ ہو مجھے یہ ثابت ہوتا ہی کہ تجھکو اب صدمے چند در چند ہو پہنچینگے تیرے عزیز و اقارب تجھسے بدی
اور دشمنی کرینگے یہ صاف اوراق جمشیدی سے ثابت و ظاہر ہوتا ہی کہ تیرے گھر ہی سے آگ لگیگی اور ایسی آگ
لگیگی کہ تیرا طلسم برباد ہو جائیگا اور فتاح طلسم طلسم کو توڑیگا اور فتح کریگا تیری موت بھی اُسی کے ہاتھ سے ہی اور
باشندگان طلسم دین سامری و جمشید کو ترک کرینگے اور مذہب دیگر اختیار کرینگے اور اکثر باشندگان طلسم ادنی اور اعلی
قتل ہونگے دوست تیرے تیرے دشمن ہو جائینگے دن تیرے نہایت ہی سخت ہین اب تجکو لازم ہی کہ بستنکل کا صدمہ
اور غم نہ کر اور قید بستنکل کی نہ بیٹھ اپنی فکر کر اور جان اپنی اپنے دشمنون سے بچا اور یہ تصور نہ کر کہ طلسم نہ ٹوٹیگا مجکو
میرے علم سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ بہت جلد یہ طلسم فتح ہو جائیگا عمر اب اس طلسم کی نہایت قلیل باقی رہ گئی ہی یہ
کہکے زنوز بانہ خاموش ہوئی تاریخ جادو نے کہا اے نانی اب مین بموجب آپ کے کہنے کے اس باغ سے چلی جاؤنگی اور
اپنے طلسم مین رہونگی ہرچند کہ بستنکل کی قید سے چھٹنے کو میرا دل نہین چاہتا ہی لیکن بموجب آپ کے فرمانے کے اور بخوف
اپنی جان کے اب مین ضرور یہان سے چلی جاؤنگی فرمانا آپ کا بسر و چشم بجا لاؤنگی زنوز بانہ جادو نے کہا ہرچند کہ
جب قضا آتی ہی انسان یا حیوان کہین ہو مر جاتا ہی اور زندہ کسی حکمت اور تدبیر سے نہین رہسکتا ہی لیکن یہ لازم
نہین ہی کہ دیدہ و دانستہ عاقل اپنے تئین مبتلاے بلا کرے اسی وجہ سے مین نے تجھے سمجھایا آگے تجھے اختیار ہی اگر تو ہمارا
کہنا مانیگی تو تیرے حق مین بہتر ہوگا ورنہ بہت جلد اس باغ مین رہکر مار ڈالی جائیگی یہ کہکر زنوز بانہ نے کہا اے اژدر ان
دونون کو اب تخت سرا پایان سے لیجا اژدر ہو تب کہتے زنوز بانہ جادو کے تخت لیکر بلند ہوئے زنوز بانہ اپنے مکان
کی جانب روانہ ہوئی بعد جانے زنوز بانہ کے زنزلہ جادو نے اپنی بہن تاریخ جادو سے [illegible] میرے نزدیک تو یہ مناسب ہی
کہ فرخ اور عمرو بن حمزہ کو ابھی قتل نہ کرو دو تین روز کے بعد خداوند دم خمیشہ کے پاس جاکر ان دونون کے بارے مین پوچھنا چاہیے

حکم دین وہی کرنا بالفعل ان دونون کو قید کرو یہ کہکے زلزلہ جادو بھی مع اپنی دونون دخترون کے تخت پر بیٹھکر
چلی گئی بعد جانے زلزلہ جادو وغیرہ کے نارنج جادو نے ذوالحجام سے کہا کہ مین تو اب اپنے طلسم مین جاتی ہون
تو ان دونون کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے کسی جا انکو قید کر اور بخوبی ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ کوئی انکو رہا کرکے
لیجائے یہ کہکے نارنج جادو نے کچھ پڑھا اور دستک دی فی الفور بارہ ساحر نہایت مہیب صورت زمین سے ظاہر
ہوئے ساحران مذکور سے نارنج نے کہا کہ تم ذوالحجام جادو کے ہمراہ رہو اور ان دونون مجرمون کی حفاظت اور نگہبانی
کرو یہ کہکے نارنج جادو قہر سے مشتعل کی آنکھی اور روتی ہوئی تخت سحر پر سوار ہوکر جانب طلسم روانہ ہوئی بعد
جانے نارنج جادو کے ذوالحجام جادو عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ کو ایک مکان مین لیگیا اُس مکان میں ایک
مختصر تالاب تھا اُسی تالاب مین دونون کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے قید کیا اور اُس تالاب اور مکان کو سحر سے بند کردیا پھر
ذوالحجام جادو اور ایک مکان مین جو متصل باغ آیا چونکہ وہ مکان متصل اُس مکان کے تھا اسوجہ سے بارہ سے نگہبانی
عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ اُسی مکان مین مع بارہ ساحرون کے مقیم رہا

داستان پہونچنا خواجہ عمرو کا لشکر ہرمز و فرامرز مین اور علاج ژوپین کا کرکے قلعہ تنگ رواحل مین جانا اور عرضی عمرو بن حمزہ یونانی کی پڑھنا

راویان عالی منزلت اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو قریب لشکر ہرمز و فرامرز پہونچے
اُسوقت خواجہ نے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور اپنے ہاتھ کی پشت کو ملاحظہ کیا فی الفور تین سو ساٹھ مکر طرح طرح کے ذہن
مین آئے خواجہ عمرو نے تمھین سے ایک مکر اور عیاری کو پسند کرکے ایک ویرانہ مین گئے اور وہان بیٹھکر رنگ روغن
نکالکر مرد ضعیف کے مانند اپنی صورت بنائی اور لباس حسب دلخواہ زنبیل سے نکالکے زیب تن کیا اور عصاے بادام تلخ
ہاتھ مین لیا اور باشندگان ممالک مغرب کی وضع بناکر اور لباس پہنکر لشکر ہرمز مین گئے اور کنارہ لشکر پر جاکر کھڑے
ہوئے اُسوقت خواجہ نے دیکھا کہ علاوہ خیام کے دو بارگاہین علیحدہ علیحدہ ایستادہ ہین لشکر اُترا ہوا ہے ہمہ سوار
زخمی ہین اکثر خیمون مین بستر پر پڑے ہوئے ہین کراہ رہے ہین اکثر درد کی شدت سے تڑپ رہے ہین بعض سواران کی
در خیام پر بیٹھے ہین اور جوانان لشکر سے باتین کر رہے ہین زخمون پر پھاہے رکھے ہوئے پٹیان بندھی ہوئی ہین
ایک بارگاہ مین اکثر سرداران لشکر جاتے ہین اُس بارگاہ سے صداے نالہ و فغان آتی ہے خواجہ عمرو نے خیال
کیا کہ یقیناً ایسی بارگاہ مین ژوپین ہے اور درد کی شدت سے نالہ و فریاد کرتا ہے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے چند
سواران مجروح سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور تم کہان لڑنے گئے تھے اور کس سے لڑے تھے کہ زخمی ہوئے سوارون نے
کہا یہ لشکر ہرمز و فرامرز کا ہے قریب قلعہ تنگ رواحل سرداران حمزہ صاحبقران سے جنگ ہوئی تھی اُس لڑائی
مین ہزارون جوان قتل ہوگئے اور سیکڑون زخمی ہوئے ازانجملہ ہم بھی زخمی ہوئے اور ہمارے افسر ژوپین وہ بھی
زخمی ہوئے علاوہ زخمی ہونے کے خواجہ عمرو عیار حمزہ صاحبقران نے تو اسقدر پتھر گوپھن مین رکھکر رکھکر ژوپین
کے سینہ و بازو پر مارے کہ ژوپین گر پڑا آخر ژوپین کو وہان سے اٹھا کر یہان لے آئے ہین اب تمام جسم اُسکا سوجا
ہوا ہے کروٹ بھی اُس سے درد کی شدت سے لی نہین جاتی ہے دمبدم نالہ و فریاد کرتا ہے ہر چند علاج اُسکا ہوتا ہے لیکن صحت
نہین ہوتی ہے آج حال اُسکا نہایت متغیر ہے اعضا مین درد شدت سے ہے اسی وجہ سے کراہتا ہے سن لیجیے یہانتک
کراہنے کی آواز آتی ہے آج ہرمز اور فرامرز پسران شہنشاہ نوشیروان اُسکے تڑپنے اور کراہنے سے نہایت
مشوش ہین ہمکو تو یقین ہے کہ ژوپین جانبر نہوگا آج سے کل تک مر جائیگا خواجہ عمرو نے پوچھا عمرو کیا نہایت قوی ہے

کہ ایسے پہلوان کو اُسنے پتھر مارکے گرا دیا سوارون نے کہا عمرو فربہ نہین ہی اور قوی ترتجی نہین بلکہ نہایت دبلا پتلا ہی
لیکن غضب کا چالاک عیار ہی خداوند لات و منات اور خداوند آتش اُسکی شر سے ہم سبکو بچاے انسان کی تو اُسکے سامنے
کیا حقیقت ہی اگر دیو بھی اُسکے سامنے آئے تو وہ کسی تدبیر سے مارڈالے ہزارون بلکہ لاکھون مکر و فریب اُسے ایسے
یاد ہین کہ بڑے بڑے عقیل و فہیم اُسکے فریب مین آجاتے ہین وہ عیار بلا کا ہی ایک دم مین ہزار طرح کی صورتین بدلتا ہی
کبھی مرد ضعیف بنجاتا ہی کبھی اپنی شکل حسن عورت کی بناتا ہی کبھی نہین معلوم کسطرح سے لڑکا بنجاتا ہی غرض جیسی صورت
چاہتا ہی ویسی ہی اپنی صورت بنا لیتا ہی اور کوئی اُسے نہین پہچان سکتا ہی اور کالا بھی وہ خوب ہی اور گورا بھی خوب
بنجاتا ہی اور طماع بھی از حد ہی ہمیشہ اُسکو یہی فکر رہتی ہی کہ کسیکو بیہوش کرکے روپیہ لے لیجیے کسی سے زر و جواہر چھین لیجیے
کسیکو مار ڈالیے اور کل اثاث البیت لوٹ لیجیے پس آپکے نزدیک ژوبین کی کیا حقیقت ہی یہ تو اُسنے رحم کیا
کہ ژوبین کو زندہ رہنے دیا اگر وہ چاہتا تو اُسی وقت خنجر سے ژوبین کا سر کاٹ لیتا کوئی اُسے گرفتار بھی نکر سکتا
غرض اُسی کے پتھر لگانے سے اسوقت ژوبین مر رہا ہی خواجہ عمرو گفتگو سوارون کی سنکے خیال کرنے لگے کہ یہ نالائق
مجکو طماع کہتے ہین اور لٹیرا بتاتے ہین اب ان بیحیاؤن اور نالائقون سے بھی کچھ نہ کچھ لینا چاہیے یہ خیال کرکے
خواجہ عمرو نے اُن سوارون سے کہا کہ اگر ژوبین اچھا ہو جاے اور فی الحال نہ مرے تو ہمکو کیا دیگا اور پسران
نوشیروان کیا انعام دینگے سوارون نے جواب دیا کہ اگر ژوبین آپکے علاج سے اچھا ہو جاے تو بہت زر و جواہر
آپکو دیگا اور ہرمز اور فرامرز بھی آپکو خلعت و انعام کثیر دینگے سواران مجروح نے یہ کہکے پوچھا کہ آپ کون ہین
نام آپکا کیا ہی کہان سے آپ آئے ہین اور اب کہان جائینگا خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ مجکو خاص و عام حکیم شفا بخش
کہتے ہین اسی نام سے مشہور ہون اور باشندگان ممالک مغرب سے ہون اپنے وطن سے براے سیاحی نکلا ہون
جدھر اب دانہ اور تقدیر لیجائیگا اُسطرف جاؤنگا آج سیر کرتا ہوا یہانتک آیا ہون اثناے راہ مین نے ہزارہا بیمارون کو
اچھا کیا ہی نسخے میرے پاس ہر مرض کے مجرب و آزمودہ ہین مین مریض کی صورت دیکھکر بتا دیتا ہون کہ یہ مرض ہی مجھے
ضرورت نبض دیکھنے اور قارورہ دیکھنے کی نہین ہی اگر نبض دیکھی اور قارورہ کا رنگ دیکھکے پہچانا تو کیا کمال کیا کمال
یہ ہی کہ مریض کی شکل دیکھکے بیمار کا عارضہ پہچان جاے اور ایسی دوا مریض کو دے کہ ایک دو روز مین اچھا ہو جاے میرے
نزدیک تپ اور درد سر اور اسہال اور ورم سوزاک اور آتشک فالج اور لقوہ طحال اور رعشہ ہیضہ اور بواسیر
خونی و بادی جذام اور برص ناسور اور زخم ضیق النفس اور یرقان وغیرہ امراض کا مرض سے دفع کردینا کچھ مشکل
نہین ہی اگر مین چاہون تو کور مادرزاد کو بینا کر دون اور بینا کا ایسا علاج کرون کہ وہ نابینا ہو جاے ضعیف کا
اگر علاج کرون تو پیر نوجوان ہو جاے اور اگر برعکس اسکے علاج کرون تو نوجوان ضعیف اور پیر ہو جاے
جب سواران مجروح نے یہ تقریر حکیم صاحب مصنوعی کی سنی فوراً بے اختیار حکیم صاحب کے قدمون پر
گر پڑے اور دست بستہ عرض کرنے لگے کہ آپ ہمارے زخمون کا ایسا علاج کیجیے کہ جلد زخم ہمارے اچھے
ہو جائین ابھی سواران مذکور حکیم صاحب سے یہ عرض کر رہے تھے کہ اور سواران مجروح بھی آے اور حکیم صاحب
کے حال سے آگاہ ہو کر اُنمین سے کسی نے اپنا سر جھکا کر زخم سر دکھایا اور عرض کیا کہ یہ زخم تلوار کا ہی جراح نالائق
نہین معلوم کس مرہم کا پھاہا رکھ جاتا ہی کہ زخم سر کسیطرح بھرتا ہی نہین آپ ہمارے زخم سر پر کوئی ایسا مرہم بنا کر
پھاہا لگا دیجیے کہ جلد زخم اچھا ہو جاے مین موافق اپنی لیاقت کے روپیے دونگا کسی مجروح نے
اپنے سر کا زخم دکھایا اور کہا دیکھیے حکیم صاحب یہ زخم خنجر کا ہی مجکو اس زخم کی وجہ سے نہایت

تکلیف ہی جب سانس لیتا ہون سینہ مین درد ہوتا ہی آپ اگر میرے اس زخم کو اچھا کر دیجیے تو مین بھی کچھ صرف راہ
کے واسطے آپکو دونگا حکیم صاحب نے گفتگو ہر ایک زخمی کی سنکے کہا کہ مرہم تو میرے پاس نہین ہی لیکن مرہم بنا دونگا
سب زخم تمھارے اچھے ہو جائینگے بلکہ نشان بھی زخمون کے باقی نرہینگے تمکو لازم ہی کہ روپیہ جمع کرکے میرے پاس بھیجو اور مین
مرہم بہت سا تمکو بنا دون یہ زخم تو ایک ایک پھاہے سے مرہم کے اچھے ہو جائینگے لیکن مرہم باقی رہیگا وہ آیندہ تمھارے
کام آئیگا مجھسے اور تمسے پھر ملاقات ہو یا نہو مرہم مجھسے بنوالو سوارون نے عرض کیا بہت بہتر یہ کہکے سواران لشکر اور سواران
مجروح اور غیر مجروح کے پاس گئے اور سب سے احوال حکیم صاحب کے آنے کا بیان کیا ہر ایک سوار نے موافق اپنی لیاقت
کے روپیہ دیا اور کہا یہ روپیہ حکیم صاحب کو دو اور انسے کہو کہ آپ مرہم بنا دیجیے ہم لوگ اکثر حریف سے لڑا کرتے ہین
اور زخمی ہوتے ہین الغرض چند سوار کئی ہزار روپیہ حکیم صاحب کے پاس لائے حکیم صاحب نے روپیہ لے لیا اور سوارون
سے کہا اب تم میرے آنے کی ہرمز اور فرامرز سے اطلاع کرو آج تو مین ژوبین کا علاج کرونگا اور کل تمکو تمھارے
زخمون کے واسطے مرہم بنا دونگا سوارون نے خیال کیا کہ حکیم صاحب سچ کہتے ہین کل مرہم بنا دینگے یہ خیال کرکے
چند سوار بارگاہ ژوبین مین گئے ہرمز اور فرامرز سے تمام حال حکیم صاحب کا بیان کیا چونکہ ہرمز و فرامرز ژوبین کے
کراہنے اور تڑپنے سے گھبرائے ہوئے تھے سوارون سے کہنے لگے کہ جلد حکیم صاحب کو ہمارے پاس لے آو سواران
مذکور حکیم صاحب کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے حضور چلیے آپکو پسران نوشیروان بلاتے ہین حکیم صاحب آہستہ
آہستہ بارگاہ تک گئے جو نہین داخل بارگاہ ہوئے دیکھا ژوبین بستر نرم پر لیٹا ہوا ہی کبھی آنکھین کھولتا ہی کبھی بند
کر لیتا ہی گاہ درد اعضا کی وجہ سے کراہتا ہی اور تڑپتا ہی کبھی نالہ بلند کرتا ہی ہرمز و فرامرز بالین ژوبین پر بیٹھے
ہوئے ہین کچھ اور افسران فوج بھی بیٹھے ہین بختک نہین ہی اکثر سرداران لشکر حاضر ہین غرض حکیم صاحب
نقلی جب بارگاہ ژوبین مین پہونچے ہرمز اور فرامرز کو سلام کرکے قریب ژوبین بیٹھے ہرمز نے پوچھا حکیم صاحب
آپکا کیا نام ہی خواجہ نے کہا خاص و عام مجھکو حکیم شفا بخش کہتے ہین فرامرز نے کہا حکیم صاحب ذرا ژوبین کی
نبض دیکھیے اور کوئی نسخہ ایسا لکھیے کہ ژوبین جلد اچھا ہو جائے حکیم صاحب نے ژوبین کی نبض دیکھی پھر سینہ
و بازو پر ہاتھ رکھکے آماس کو دیکھا اور فرامرز سے مخاطب ہوکے کہا کہ یہ آماس تو چوٹ ضرب سے معلوم ہوتا ہی
فرامرز نے کہا حکیم صاحب آپ نے خوب پہچانا ٹھیک آپ حکیم حاذق ہین آپ علاج خوب کیجیے گا اب یہ فرمایئے
کہ ژوبین اچھا ہو جائیگا یا نہین اور اگر صحیح ہوگا تو کب تک صحیح ہو جائیگا حکیم صاحب نے جواب دیا کیسے
دم بدم اچھا ہو. کیسے ابھی اچھا ہو جائے فرامرز نے کہا اگر ابھی اچھا ہو جائے تو نہایت بہتر ہی حکیم صاحب نے
کہا اگر جلد ژوبین کو اچھا کرونگا تو آپ مجھکو کیا دیجیے گا مین پچاس ہزار روپیہ سے کم نہ لونگا اور پہلے روپیہ لے لونگا
اور جو کچھ مین کہونگا آپکو وہی تدبیر کرنا پڑیگی ورنہ ژوبین ہلاک ہو جائیگا اور مین علاج نکرونگا چلا جاؤنگا ہرمز اور
فرامرز نے اقرار زر مذکور کے دینے کا کرکے کہا جو کچھ آپ کہیے گا وہی تدبیر کیجائیگی حکیم صاحب نے کہا اول تو روپیہ
منگوا کر یہان رکھ دیجیے علاوہ زر کے روغن واسطے مالش کے منگوایئے اور گرد ژوبین کے کثرت آگ روشن کرایئے
اور آپ یہان سے چلے جایئے اور جبتک مین علاج کرون آپ حکم دیجیے کہ برابر نقارے نقارچی زور زور سے بجاین ہرمز
نے پوچھا نقارون کے بجوانے کی کیا وجہ ہی حکیم صاحب نے جواب دیا مین ایسی ادویہ کا ورم ژوبین پر ضماد کرونگا
کہ اس ضماد کی وجہ سے گھڑی دو گھڑی ژوبین اس سے زیادہ چلائیگا اور جو شخص اسکی آواز سنیگا بسبب تاثیر ادویہ
کے فوراً ہلاک ہو جائیگا اس سبب سے مین نے کہا ہی کہ نقارے بجائے جائین تا کوئی آواز ژوبین کی نہ سنے

بعد پہر بھر کے ژوبین بخوبی اچھا ہو جائیگا زخم سر اور ورم اور درد دفع ہو جائیگا فرامرز نے کہا آپ تو ژوبین کے
پاس بیٹھ کے علاج کیجیے گا ضرور آواز نالۂ ژوبین کی سنیے گا تاثیر ادویہ مذکور سے یقین ہے کہ آپ ہلاک ہو جائیے گا کیونکہ
آپ نے بھی کہا ہے کہ ادویہ کی یہی تاثیر ہے حکیم صاحب یہ گفتگوئے فرامرز سنکے ہنسے اور کہنے لگے کہ مین حکیم ہون مین
اپنی حکمت سے ایسی تدبیر کرونگا کہ مجھے آواز ژوبین کی مطلق سنائی نہ دیگی فرامرز یہ تقریر حکیم صاحب کی سنکے
خاموش ہو رہا ہرمز نے اسی عالم اضطرار مین عیاری کا مطلق خیال نہ کرکے پچاس ہزار روپیہ منگواکے حکیم صاحب
کے پاس رکھوا دیا اور روغن بھی منگوا کر رکھوا دیا اور حکم کیا کہ جلد گرد ژوبین کثرت سے آگ روشن کیجائے بموجب
حکیم ملازمون نے آگ روشن کی حکیم صاحب نے کہا آپ سب صاحب یہان سے چلے جائیے اور نقارے بجوائیے
مین علاج شروع کرتا ہون یہ سنکے ہرمز اور فرامرز وغیرہ اٹھے اور بارگاہ سے نکل کے ہرمز اور فرامرز نے نقارچیون
کو حکم دیا کہ زور زور نقارے بجاؤ حکیم صاحب ژوبین کا علاج کر رہے ہین خبردار نقارے بجانے سے ہاتھ نہ روکنا
ورنہ تم سب مر جاؤ گے اور جو شخص آواز ژوبین کی سنیگا فوراً ہلاک ہو جائیگا کیونکہ حکیم صاحب نے یہی کہا ہے اور
ادویہ کی یہی تاثیر بیان کی ہے یہ سنکے نقارچی زور زور نقارے بجانے لگے اور مردان لشکر خوف جان سے احتیاطاً
اور پرے چلے گئے تاکہ ژوبین کی آواز کان مین نہ آئے اُدھر تو نقارے بجنے لگے اِدھر خواجہ عمرو ژوبین کے دست و پا
طناب محکم سے خوب مضبوط باندھنے لگے ژوبین نے پوچھا حکیم صاحب میرے ہاتھ اور پیر کیون باندھتے ہو
مین نے کیا خطا کی ہے حکیم صاحب نے جواب دیا کہ مین تمہارا علاج کرتا ہون ترکیب اور تدبیر علاج کی یہی ہے
ژوبین نے کہا اگر علاج کرنے کی یہی ترکیب ہے تو دست و پا باندھیے غرض حکیم صاحب موصوف نے ژوبین کے
دست و پا مضبوط باندھے اور کارد نکالکر زخم سر ژوبین کا چیر ڈالا اور علاوہ زخم سر کے صدہا اور گہرا اور زخم بھی نوک
کارد سے چیر ڈالا ژوبین تڑپنے لگا اور بے اختیار چلانے لگا اسوقت خواجہ عمرو نے کہا اے بھیا تو نے مجھے نہین پہچانا
کہ مین کون ہون منم خواجہ عمرو آج ایسا علاج تیرا کرونگا کہ تو بھی یاد کریگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے چونا اور نمک باہم
ملا کے خوب زخمون مین بھر دیا اسوقت اسقدر ژوبین تڑپا اور چلایا کہ قریب تھا کہ روح اسکی جسم سے نکل جائے
خواجہ عمرو نے اسے تڑپتا چھوڑ کے جلد تر جال الیاسی زنبیل سے نکالا اور روپیہ اور جو جو اشیاء وہان تھیں سب بلکہ
اور سامان فرش ہر ایک شے کو داخل زنبیل کیا پھر خواجہ دست و پائے ژوبین سے حلقۂ کمند کھولنے لگے اسوقت ژوبین
بیہوش ہو گیا تھا اِدھر تو خواجہ عمرو حلقۂ کمند دست و پائے ژوبین سے کھول رہے تھے اُدھر بختک
نے جو سنا اور دیکھا کہ صدہا نقارے زور زور نقارچی بجا رہے ہین مردم لشکر قریب بارگاہ ژوبین سے دور بھاگ کر
ٹھہرے ہین دل مین خیال کرنے لگا کہ آج یہ کیا واقعہ ہے مردمان لشکر کیون بھاگے جاتے ہین بے وجہ اور بے کام صدہا
نقارے کیون بجتے ہین یہ خیال کرکے بختک نے بڑھ کے ایک سوار سے پوچھا اَرے تجھے کچھ معلوم ہے کہ یہ نقارے
کیون بجاتے ہین سوار نے عرض کیا ملک جی ایک حکیم صاحب آئے ہین بارگاہ مین بیٹھے ہوئے ژوبین کا علاج
کر رہے ہین انھون نے کہا ہے کہ مین ایسی دوا اُنکے ژوبین کے تن پر ضماد کرونگا کہ پہر بھر مین ژوبین اچھا ہو جائیگا
اور اسقدر چلائیگا کوئی اسکی آواز نہ سنے ورنہ تاثیر ادویہ سے آواز ژوبین کی سنکے مر جائیگا اسیواسطے نقارے
بجانے کا حکم دیا ہے تاکہ کوئی آواز ژوبین کی نہ سنے آپ بھی قریب بارگاہ نہ جائیے گا ورنہ ابھی مر جائیے گا اور میرے نزدیک
یہان سے دور بھاگ جائیے توقف نہ کیجیے دیر نہ لگائیے یہ کہکے سوار بھاگ گیا بختک خیال کرنے لگا کہ خواجہ عمرو
ہی تشریف لائے ہین وہی حکیم بنکے آئے ہین سوائے انکے یہ اور کسیکا کام نہین کہ اسطرح کا علاج کرے اب

مجکو لازم ہی کہ جلد زوبین کی خبر لون ورنہ پیر و مرشد کام زوبین کا تمام کر دینگے کسی نہ کسی طرح مار ڈالینگے یہ خیال کر کے
بختک قریب نقارچیون کے گیا اور ہاتھ اُٹھا کر نقارچیون سے کہا کہ نقارے نہ بجاؤ ٹھہر جاؤ نقارچی سمجھے کہ بختک کہتا ہی
جلدی جلدی اور زور زور نقارے بجاؤ یہ سمجھکر اور جلدی جلدی اور زور زور نقارے بجانے لگے زمین صداے نقارہ ہاے
کلان سے دمبدم لرزنے لگی بختک کو غصہ آیا اور عنقریب نقارچیون کے جاکر کہا ای نالائقو نقارے نہ بجاؤ نقارچیون نے
جواب دیا واہ واہ ملک جی تم یہ چاہتے ہو کہ ہم آواز زوبین کی سن لین اور مر جاوین ہم تو ضرور نقارے بجاوینگے ہمین اپنی
جان عزیز ہی علاوہ اسکے ہمکو حکم یہی ہی کہ نقارے بجاؤ ہم اسوقت آپکا کہنا نہ مانینگے اور نقارے بجاوینگے بختک نے خیال کیا
عجیب طرح پیر و مرشد نے سب کو ڈرایا ہی یہ نقارچی تیرا کہنا نہ مانینگے اب بارگاہ زوبین مین چل دیکھ تو وہان خواجہ عمرو نے
مار ڈالا ہی یا قتل کر رہے ہین یہ خیال کر کے بختک بیتابانہ بارگاہ زوبین کیطرف چلا اور جلد تر راہ طی کر کے بارگاہ زوبین مین
آیا دیکھا کہ حکیم صاحب حلقہ ہاے کمند کھول بیٹھے ہین گرد زوبین کے بکثرت آگ روشن ہی زوبین بیہوش پڑا ہی بارگاہ مین
سواے حکیم صاحب اور زوبین کے اور بجز آگ کے اور کوئی شی نہین ہی یہ دیکھکے بختک نے خیال کیا کہ خواجہ نے زوبین کو
مار ہی ڈالا جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ بختک آگیا جلد اُٹھے اور کہنے لگے اے بختک مین جاتا ہون اور تجھے کیے جاتا ہون
کہ قلعہ تنگ رواحل کی طرف ہرمز اور فرامرز وغیرہ کو لیکر نہ آنا ورنہ مین اسیطرح تجکو بھی سزا دونگا یہ کہکے خواجہ [illegible]
بارگاہ کا چاک کر کے نکل گئے اور جلد تر شکل اپنی تبدیل کر کے جانب قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوئے ادھر بختک نے ہرمز
اور فرامرز وغیرہ کو بمشکل بلایا اور حال زوبین کا سبکو دکھایا اور کہا کہ جسے تم حکیم صاحب جانتے تھے وہ خواجہ عمرو
تھے اب جلد گرد زوبین سے آگ کو ہٹاؤ دیکھو زوبین زندہ ہی یا نہین ہرمز اور فرامرز وغیرہ گفتگوے بختک سنکے
نہایت متحیر ہوے اور گرد زوبین سے آگ ہٹوا کر زوبین کے حال کو دیکھکر متاسف ہوئے اور چونا اور نمک زخمہاے
زوبین سے بمشکل نکالکر زوبین کا علاج کرنے لگے نقارے بجانے موقوف ہوئے سوارون نے ہرمز اور فرامرز
اور بختک سے کہا کہ حکیم صاحب کو ہمنے کئی ہزار روپے اسلئے مرہم بنانے کے دیے تھے افسوس ہم نہ جانتے تھے کہ
یہ حکیم صاحب خواجہ عمرو ہین بختک نے جواب دیا شکر کرو کہ جانین تمھاری بچ گئین روپیہ بھی تمسے خواجہ لیگئے اب خبردار
کسیکو کچھ نہ دینا سواران لشکر نالان و گریان اپنے بسترون پر گئے زوبین کو ہوش آیا بختک نے کہا ای زوبین بغیر
ہمارے مشورہ کے حکیم کا بے سمجھے ہوئے علاج تمنے خوب کیا شکر کرو کہ جان بچ گئی مین بارگاہ مین تمھاری
چلا آیا خواجہ عمرو مجھے دیکھکر چلے گئے اگر مین تھوڑی دیر اور نہ آتا خواجہ تمکو مار ہی ڈالتے زوبین تقریر بختک کی
سنکے چپ رہا اور بوجہ درد اور ایذا کے کچھ نہ بولا القصہ یہان تو زوبین کے زخمون مین ٹانکے دیے جاتے ہین اور
علاج ہوتا ہی دیکھیے کب تک اچھا ہوتا ہی لیکن اب حال خواجہ عمرو کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب خواجہ بارگاہ زوبین
سے نکلکر بعجلت راہ طی کر کے قلعہ تنگ رواحل مین پہونچے اور سرداران لشکر سے ملاقات کر کے اپنی عیاری کا حال
بیان کیا سرداران لشکر خوش ہوے پھر سرہنگ مصری نے بعد تسلیم کے جو عرضی فرخ دے گیا تھا خواجہ
کو دی خواجہ عمرو نے اس عرضی کو پڑھا اور مضمون مندرجہ سے آگاہ ہوکر نہایت محزون ہوے پھر اُس
عرضی کو لیکر پاس ملکہ مہرنگار کے گئے اور کہنے لگے کہ عمرو بن خسرو یونانی نے یہ عرضی مجکو لکھی ہی نانا کو اُنکے کل
بادشاہ زوبین نے قتل کر ڈالا ہی اور شہر یونان ویران کر دیا ہی اور مان کو اُسکے سرداران لشکر [illegible] نے اسیر کر لیا ہی
عمرو نے مجکو بلایا ہی اب مجکو لازم ہی جاؤن اور عمرو بن خسرو کی والدہ کو قید سے چھڑاؤن پس تمسے رخصت ہوتا ہون
ملکہ مہرنگار نے کہا مجکو زوبین اور ہرمز اور فرامرز وغیرہ سے خوف ہی کہ وہ اس قلعہ تنگ رواحل پر حملہ ور ہونگے اور

اور بعد تمھارے جانے کے جنگ و جدال کرینگے پس جانا تمھارا یہان سے اچھا نہین ہی خواجہ عمرو نے کہا ای
ملکہ مین علاج زرومین کا کر آیا ہون کہ چھ مہینے تک تو کسیطرح وہ اچھا ہوگا اور جب تک اچھا ہوگا یقین ہی کہ ہرمز
اور فرامرز لشکر کشی نہ کرینگے لہذا تم مطمئن رہو اور مجھے رخصت کرو مجکو وہان جانا لازم ہی ملکہ مہرنگار نے یہ
گفتگو سنکے بمجبوری خواجہ عمرو کو اجازت جانے کی دی خواجہ عمرو ملکہ مہرنگار سے آٹھ روز کی رخصت لیکر سرداران
لشکر کے پاس آئے اور سب سے کہنے لگے کہ مین جانب شہر یونان جاتا ہون تم خبردار اور ہوشیار رہنا اسیطرح مقبل
سے خواجہ عمرو نے کہا کہ قلعہ کی اور ملکہ مہرنگار کی حفاظت بخوبی کرنا مین خوارزم کی طرف جاتا ہون زمستان ہلول
تو یقین ہی کہ پہونچ گئے ہونگے یہ کہکے خواجہ ہرایک سردار اور عیار سے رخصت ہوے

داستان جانا خواجہ عمرو کا یونان اور خوارزم مین اور گرفتار کرنا دم خنبشہ کو پھر خود بھی اسیر ہونا

راویان سحر بیان اس داستان دلستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو ہرایک سردار سے رخصت ہو چکے جامۂ عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے قلعہ تنگ رواحل سے باہر آئے اور سمت یونان چلے اور جلد تر راہ طی کرکے یونان مین پہونچے اور شہر کو تباہ دیکھکر اندوہناک ہوئے جب خواجہ عمرو ایوان ملکہ گلشن آرا مین داخل ہوئے اسوقت فتنہ اور ملکہ گلشن آرا نے بعد مزاج پرسی کے تمام بربادی شہر کا احوال بیان کیا اور جو کچھ یونان مین واقعہ گذرا تھا مفصل خواجہ سے بیان کیا خواجہ عمرو نے نہایت افسوس کیا پھر ملکہ گلشن آرا اور فتنہ نے خواجہ سے خبر نہ لینے کی شکایت کی خواجہ نے جواب دیا کہ فی زمانہ حمزۂ صاحبقران پردۂ قاف مین ہین ہرمز اور فرامرز وغیرہ سے مین لڑائیون مین مصروف رہا اسوجہ سے میرا یہان آنا نہوا اب عرضی عمرو بن حمزہ سے یونان ویران ہونے کا حال معلوم ہوا اور انھون نے مجکو طلب کیا تو مین یہان آیا ہر چند کہ کوئی شخص میرے یہان آنے پر راضی نہ تھا لیکن مین آٹھ روز کا وعدہ کرکے آیا ہون اب یہ بتاؤ کہ یہ خورد شاہزادہ عمرو بن حمزہ کہان ہی اور فرخ کس جگہ ہی مجکو حال فرخ کی عرضی لانے کا سر بنات مصری وغیرہ سے معلوم ہوا تھا ملکہ گلشن آرا نے کہا کہ میرا فرزند اسیر خوارزم مین ہی اور فرخ فی الحال ہمین پہونچا کر جانب خوارزم میرے نور نظر کے پاس گیا ہی خواجہ عمرو یہ گفتگو سنکے کہنے لگے کہ اب مین عمرو بن حمزہ کے پاس جاتا ہون ہر چند ملکہ گلشن آرا نے خواجہ عمرو سے کہا کہ چند روز کے بعد جانا مگر خواجہ عمرو مقیم نہوئے اور ملکہ گلشن آرا اور فتنہ اپنی زوجہ سے رخصت ہوکر سمت خوارزم روانہ ہوئے اور بعد طی کرنے راہ کے داخل خوارزم ہوئے اور باشندگان خوارزم سے شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو پوچھنے لگے کہ کس جگہ اور کس مکان مین قیام پذیر ہین مردمان شہر نے تمام حال گذشتہ بیان کرکے کہا کہ باغ ششگل مین جا لیے ہمنے سنا ہی کہ نارنج جادو مالک طلسم نارنج نے شاہزادہ وغیرہ کو سحر کرکے پتھر کا بنا دیا ہی خواجہ عمرو یہ تقریر مردمان شہر سے سنکے نہایت ملول ہوئے اور جانب باغ ششگل اپنی شکل تبدیل کرکے چلے جسوقت قریب باغ پہونچے دیکھا کہ ہزارہا مردمان لشکر جادو سے پتھر کے ہوگئے ہین جب خواجہ اندرون باغ آئے دیکھا زرشتاگشس بہادر اور اکثر سرداران لشکر مع نازنینان سیمبر پتھر کے ہوگئے ہین عمرو بن حمزہ اور فرخ نہین ہین خواجہ عمرو زرشتاگشس بہادر وغیرہ کو سحر مین گرفتار دیکھکر گریان ہوئے اور فرخ اور عمرو حمزہ یونانی کو نہ دیکھکر بیحد ملول ہوئے ہر چند کہ خواجہ عمرو نے فرخ اور عمرو بن حمزہ کو نہین دیکھا تھا اور انکی صورت و شکل سے آگاہی نہین رکھتے تھے لیکن خواجہ عمرو نے بچشم فراست دریافت کیا کہ یہان فرخ اور عمرو بن حمزہ یونانی نہین ہین کیونکہ جسقدر باغ کی بارہ دری مین زن و مرد سے پتھر کے ہوگئے تھے انمین کوئی طفل اور نوجوان نہ تھا اسوجہ سے خواجہ نے خیال کیا کہ یہان عمرو بن حمزہ اور فرخ نہین ہین

غرض جسوقت خواجہ عمرو باغ مین آئے تھے اُسوقت فرخ اور عمرو بن حمزہ اسی مکان مین جسمین قید تھے باہم کہہ رہے تھے
کہ ابھی تک خواجہ تشریف نہین لائے نہین معلوم کس فکر و تردد مین ہین کہ شہر خوارزم مین اُنکا آنا ابتک نہوا مکان
مذکور مین فرخ اور عمرو بن حمزہ باہم گفتگو کر رہے تھے کہ خواجہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو نہ دیکھکر اور سبکو مبتلاے سحر دیکھکے بے اختیار
روئے ناگاہ خواجہ نے بالاے فلک ایک ٹکڑا ابر کا دیکھا خیال کیا کہ کوئی جادوگر آتا ہی خواجہ یہ خیال ہی کر رہے تھے
اور باواز رو رہے تھے وہ بارہ ساحر جو نارنج جادو نے براے حفاظت مقرر کیے تھے انھون نے جو صداے گریہ سُنی
خواجہ عمرو کیطرف چلے خواجہ ساحرون کو آتے دیکھکر جلد گلیم اوڑھکر باغ کے باہر نکل گئے ساحران مذکور نے باغ
مین پہونچکر ہرچند سحر کیے اور لفظ گُرز یان پڑھے لیکن کوئی اُنکو نظر نہ آیا آخر ناچار ہوکر سب ساحر ذوالمجام جادو
کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ ابھی ایک شخص باغ مین آیا تھا اور رو رہا تھا ہرچند ہمنے سحر کیا لیکن اُسکا پتا اور نشان
بھی نہ معلوم ہوا شاید وہ ہمسے زیادہ سحر مین دخل رکھتا تھا کہ ہمارے سحر کو رد کرکے باغ سے چلا گیا یا باغ مین کہین
پوشیدہ ہو گیا ہرچند ہمنے ڈھونڈھا لیکن وہ شخص نہ ملا ذوالمجام جادو یہ گفتگو ساحرون کی سُنکے متردد اور متحیر ہوا اور
باغ مین آکر شخص مذکور یعنی خواجہ عمرو کو ڈھونڈھنے لگا اور ہر طرف السحر کرنے لگا جب ذوالمجام نے کسیکو نپایا نہایت متفکر
ہوا اور ساحرون سے کہنے لگا کہ اگر وہ شخص باغ مین ہوگا تو ہمارے اور تمھارے سحر سے نکلکر ہرگز نہ جائیگا جسوقت ظاہر ہوگا
ہم اُسکو گرفتار کرلینگے یہ کہکے ذوالمجام خاموش ہوا باغ مشکل مین ذوالمجام خواجہ کو تلاش کرکے اور ساحرون سے گفتگو
کرکے خاموش بیٹھا ہوا ہی لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہی کہ خواجہ عمرو جو باغ سے نکلکر روانہ ہوے کئی منزل تک
برابر چلے گئے آخر سر شام دریا کے کنارے ٹھہرے اور ایک درخت بلند پر چڑھکے کیفیت دریا کی دیکھنے لگے اور خیال
کرنے لگے کہ آج شب کو کنارے دریا کے رہونگا صبح کو جسطرف مناسب ہوگا جاؤنگا خواجہ ابھی یہ خیال کر رہے تھے یکایک
خواجہ نے دیکھا کہ اُس کنارہ دریا کی جانب اسقدر دور تک دھوان ہی کہ کچھ نظر نہین آتا ہی خواجہ اسقدر یہ دھوان دیکھکر
نہایت متحیر ہوے خواجہ کو یہ نہ معلوم تھا کہ اُس کنارہ دریا کی جانب شہر زلزلہ جادو ہمشیرہ نارنج جادو کا ہی اور
دھوان جو نظر آتا ہی وہ سحر ہی کیونکہ خوزبانہ جادو نے جو روبروے زلزلہ جادو نارنج جادو سے کہا تھا کہ تیرے عزیزون
کے مکان اور شہر سے فتنہ و فساد ایسا برپا ہوگا کہ تیرا طلسم برباد ہو جائیگا اور تو قتل ہو جائیگا اسیوجہ سے زلزلہ جادو
نے اپنے شہر کو بند کیا ہی کہ طلسم کشا وغیرہ میرے شہر مین نہ آسکے پاے چونکہ خواجہ عمرو کو اس حال سے آگاہی نہ تھی اسی سبب
سے دھوئین کو دیکھکر بے اختیار متحیر ہوئے خواجہ ابھی دھوین کی جانب بغور دیکھ رہے تھے کہ ایک عقاب دریا کنارے آکر بیٹھا خواجہ عمرو
نے گوپھن مین پتھر رکھکر درخت پر سے اسطرح عقاب پر مارا کہ عقاب پتھر کے صدمے سے فی الفور تڑپ کے مرگیا جب عقاب
مذکور ہلاک ہو گیا فوراً سنگباری اور برف باری شروع ہوئی اور تاریکی ہوگئی اور ایک آواز آئی افسوس مردیم و جان دادیم
و بمطلب خود نرسیدیم مارا مجکو کہ نام میرا انصار جادو تھا غرض بعد تھوڑی دیر کے تاریکی دفع ہوئی خواجہ عمرو درخت سے
اُترے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کنارہ دریا پڑا ہی خواجہ نے جو اُسکی کمر اور جھولی مین دیکھا تو ایک نامہ نارنج جادو کا ملا کیونکہ
نارنج جادو نے نامہ دیکر انصار جادو کو اپنی بہن زلزلہ کے پاس بھیجا تھا اور کہا تھا کہ یہ نامہ میرا میری بہن کو جاکر دے آ جب
خواجہ نے نامہ پایا فوراً صورت اپنی بشکل انصار جادو بنائی اور انصار جادو کو زمین کھود کے گاڑ دیا اور دریا کنارے ایک
رزائی اوڑھ کے لیٹ رہے اور کانپنے لگے اتفاقاً اُسوقت زلزلہ جادو نے اپنی بہن کے پاس واسطے کسی ضرورت
کے عقاب جادو کو بھیجا تھا جب عقاب جادو دریا کنارے آیا دیکھا کہ انصار جادو دریا کنارے پڑا ہی اور کانپ رہا ہی
یہ حال انصار جادو کا دیکھکر عقاب جادو بلندی سے زمین پر آیا اور قریب انصار جادو کے آکر پوچھنے لگا بھائی انصار جادو

یہان کیون پڑے ہوئے ہو اسوقت مزاج تمھارا کیسا ہی خواجہ عمرو بنحوس تو نہ بولے نامہ تاریخ کا دکھایا اور اشارے سے کہا کہ یہ نامہ لیکر آیا تھا تپ آگئی گر پڑا اب مجھسے اٹھا نہین جاتا ہی عقاب جادو نے کہا بھائی تم گھبراؤ نہین اور مطلق پریشان خاطر ہو مین ابھی تمکو زلزلہ جادو کے پاس لیے جاتا ہون یہ کہکے عقاب جادو نے انصار جادو نقلی کو اٹھایا اور بزور سحر پر پرواز پیدا کرکے انصار جادو نقلی کو لیکر روانہ ہوا اور بعد راہ طی کرنے کے انصار کو روبروے زلزلہ جادو لیگیا اور کہنے لگا کہ بھائی انصار جادو کنارہ دریا پڑے تھے اگر مین انکو نہ دیکھتا تو یہ مرجاتے انکو تپ آگئی تھی اور اسوقت تک موجود ہی یہ نامہ آپکی بہن کا لیکر آئے ہین نامہ ملاحظہ کیجیے زلزلہ جادو نے نامہ لیکر پڑھا نامہ مین تاریخ جادو نے زلزلہ جادو کو بعد تعریف سامری اور جمشید وغیرہ خداوندون کے یہ لکھا تھا کہ اے بہن آگاہ ہو کہ ہماری نانی زور بانہ جادو طلسم مین میرے پاس آئی تھین اور مجھسے تاکید کرگئین ہین کہ تم اپنی بہن زلزلہ کو نامہ اس مضمون کا لکھو کہ بہت ہوشیار اور خبردار رہنا کسی غیر کو اپنے شہر مین اور اپنے پاس ہرگز ہرگز نہ آنے دینا چنانچہ بموجب اونکے کہنے کے مین نے تمکو یہ نامہ لکھا ہی اور انصار جادو کے ہاتھ بھیجا ہی تمکو لازم ہی کہ ہوشیار رہنا کوئی غیر شخص تمھارے ملک مین آنے نپاے مجکو بموجب نانی کے کہنے کے اپنی جان کا خوف ہی زیادہ کیا لکھا جاے زلزلہ جادو نے نامہ پڑھکر اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا مین نادان ہون کہ طلسم کشا یا اور کسی عیار وغیرہ کو اپنے شہر مین آنے دونگی اور طلسم کو برباد کرا دونگی اور اپنی بہن کو قتل کراؤنگی مین تو پہلے ہی سے شنگل کے باغ سے آکر اپنے شہر کو سحر بند کردیا ہی اب بھلا میرے شہر مین اور میرے پاس کون آسکتا ہی کسکی مجال ہی کہ میرے شہر مین قدم رکھ سکے انصار جادو نقلی نے یہ تقریر زلزلہ جادو کی سنکر ساحران نابکار جو روبروے زلزلہ جادو بیٹھے تھے عرض کرنے لگے آپ بجا فرماتے ہین زلزلہ جادو نے نگہبان ساحران سنکے انصار جادو سے کہا کہ اسوقت تیرا حال تپ کی وجہ سے اچھا نہین ہی کسی جگہ لیٹ رہ جب تپ سے افاقہ ہوگا اسوقت چلا جائیو انصار جادو بموجب کہنے زلزلہ جادو کے سلام کرکے ایک گوشے مین لیٹ رہا ابھی انصار جادو نقلی لیٹا تھا کہ دو زبانہ جادو بہن دو زبانہ جادو کی زلزلہ جادو کے پاس آئی اور تخت سے اترکے قریب زلزلہ جادو کے بیٹھی زلزلہ جادو نے بندگی کی دو زبانہ جادو نے زلزلہ جادو سے کہا کہ اے زلزلہ خداوند دم خشیش کی خدمت مین بھی چلو کل صبح کو پھر میلہ مین مجکو خداوند دم خشیش نے بلایا ہی مین تو ابھی سے جاتی ہون زلزلہ جادو نے کہا نانی صاحبہ آپ تشریف لیجائین مین بھی حاضر ہونگی ذرا میری دختر گلشن جادو کو ہوش آے اسوقت وہ بیہوش پڑی ہی طبیعت میری ازحد پریشان ہی دو زبانہ جادو نے پوچھا گلشن جادو کی طبیعت کب سے ناساز ہی زلزلہ جادو نے کہا نانی جان مین گلشن جادو اور تزلزل اور ازلال اپنی بیٹیون کو اپنے ہمراہ لیکر باغ شنگل مین اپنی بہن تاریخ جادو کے پاس گئی تھی وہان عمرو بن خمو اور فرخ عیار عمرو بن خمرو کو مین نے گرفتار کیا تھا اور وہ دونون اسوقت بہن کے سامنے کھڑے تھے مین جانتی ہون کہ میری دختر انھین قیدیون کو دیکھکر ڈر گئی ہی یا باغ مین جانے سے کچھ گلشن جادو کو ہوگیا ہی آسیب کا سا خلل پایا جاتا ہی نہ کچھ کھاتی ہی نہ کسی سے بات کرتی ہی ہر وقت منھ لپیٹے پڑی رہتی ہی گل عارض اسکے زرد ہوگئے ہین صورت غنچہ خاموش ہی جیسے باغ مین آئی ہی یہی کیفیت اسکی ہی بلکہ خار خار تردد و فکر ہی مثل زلف طبیعت میری پریشان ہی آپ جانتی ہین کہ مین سب سے زیادہ اسی لڑکیکو چاہتی ہون ہرچند کہ تزلزل اور ازلال یہ بھی میری بیٹیان ہین لیکن مجکو انسے بھی زیادہ اسی سے محبت اور الفت ہی مین اپنی روح اور جان اسی کو سمجھتی ہون ہواے گرز مین کبھی اس گل پیرہن کو نکلنے نہین دیتی ہون آجکل گلشن جادو کی صورت دیکھکر طرح طرح کے خیالات میرے دل مین گذرتے ہین ابھی

اسکا کورا پنڈا ہی سامری اور جمشید خیر کرین جلد میری دختر شاخ چمن کو اچھا کردین زوزبانہ جادو نے تقریر زلزلہ جادو
سُنکے کہا ابتو تمکو خداوند دم خبیثہ کی خدمت مین ضرور جانا چاہیے اور حال اپنی دختر نیک اختر کا عرض کرنا چاہیے
اسوقت تمھاری دختر بیہوش پڑی ہی اُسے بیدار کرنے سے تکلیف ہوگی ورنہ مین جاکر اُسے جگاتی اور اُسکا مزاج
پوچھتی اور حال اُسکا دیکھتی یہ کہکے زوزبانہ جادو تخت پر سوار ہو کے جانے لگی انصار نقلی نے جو دیکھا کہ زوزبانہ جادو دم خبیثہ
کے پاس جاتی ہی اُسوقت انصار نے خیال کیا کہ یقیناً میلے مین نارنج جادو بھی آئیگی اور عجب نہین کہ عمرو بن ضمرہ
اور فرخ کو اپنے ہمراہ لائے اور دم خبیثہ سے درباب قتل فرخ اور عمرو بن ضمرہ کچھ پوچھے پس یہان سے
میلے مین چلنا چاہیے اور دم خبیثہ نالائق کو کسی تدبیر سے گرفتار کرنا چاہیے اور نارنج جادو وغیرہ کو بھی قتل کرنا چاہیے
یہ خیال کرکے انصار نقلی نے عقاب جادو سے کہا بھائی ذرا تم مہربانی کرکے زلزلہ جادو سے میری طرف سے کہو
کہ انصار کہتا ہی کہ آپ مجکو ازراہ عنایت زوزبانہ جادو کے ہمراہ خداوند دم خبیثہ کے پاس بھیجدیجیے وہان میری تپ کو
خداوند دم خبیثہ ایک لمحہ مین دفع کردینگے جلدی سے صحت ہو جائیگی عقاب جادو نے بموجب کہنے انصار جادو
نقلی کے زلزلہ جادو سے عرض کیا زلزلہ جادو نے زوزبانہ جادو سے کہا کہ انصار نہایت بیمار ہی اسے آپ اپنے ہمراہ
خداوند دم خبیثہ کے پاس لیجائیے زوزبانہ جادو موافق کہنے زلزلہ جادو کے ایک تخت پر انصار جادو نقلی کو بٹھا کے
جانب خداوند دم خبیثہ روانہ ہوئی بعد جانے زوزبانہ جادو کے زلزلہ جادو بھی مع تزلزل اور ازلال اپنی دخترون
کے تخت پر بیٹھکر جانب خداوند دم خبیثہ روانہ ہوئی پہلے زوزبانہ جادو خدمت دم خبیثہ مین پہونچی پھر زلزلہ جادو بھی خداوند
دم خبیثہ کے روبرو پہونچی ہر ایک نے دم خبیثہ کو سجدہ کیا دم خبیثہ نے زلزلہ جادو سے کہا ای زلزلہ جو تُسے زوزبانہ جادو
نے کل کہا تھا تُمنے اُسپر عمل نہ کیا اور آج خواجہ عمرو عیار ضمرہ صاحبقران کو انصار جادو تصور کرکے ہمراہ زوزبانہ جادو
کے یہان بھیجا ہی یہ وہ عیار بلاے روزگار ہی کہ اسکا مثل و نظیر نہین ہی اُسکی شر سے تمھین بچنا چاہیے زلزلہ جادو تقریر دم خبیثہ سنکے
حیران ہوئی اور عرض کرنے لگی یا خداوند عمرو کہان ہی دم خبیثہ نے کہا اپنے پیچھے دیکھ زلزلہ پس پشت دیکھنا چاہتی تھی کہ خواجہ عمرو
نے خیال کیا دم خبیثہ نالائق ساحرہ بلا کی ہی اسنے تمھین پہچان لیا اب تم یہان نہ ٹھہرو ورنہ ابھی گرفتار ہو جاوگے یہ خیال کرکے
خواجہ عمرو جست کرکے اور گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے زلزلہ جادو نے پیچھے پلٹ کے دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا زلزلہ جادو
نے عرض کیا یا خداوند پس پشت تو میرے کوئی بھی نہین ہی دم خبیثہ نے کہا عمرو جست کرکے چلا گیا زلزلہ جادو اور زوزبانہ جادو
وغیرہ یہ گفتگو خداوند دم خبیثہ کی سنکے سب کی سب نہایت حیران ہوئین اور خوف خواجہ عمرو سے کانپنے لگین بعد ایک لمحہ کے
خواجہ عمرو ایک مہنت کی شکل بنکے روبروے دم خبیثہ آئے اور پس پشت زلزلہ جادو کھڑے ہوئے دم خبیثہ نے پھر زلزلہ جادو
سے کہا کہ ای زلزلہ دیکھ اور اچھی طرح پہچان لے تیرے پس پشت عمرو کھڑا ہی اور مہنت کی شکل بنکے آیا ہی یہ کہکے دم خبیثہ نے
مہنت یعنے خواجہ عمرو سے کہا ای بچہ میرے سامنے سے دور ہو کیون میرے روبرو لنگوٹ باندھے ہوے کھڑا ہی کیا مجھپر عاشق
ہو گیا ہی بار بار میرے سامنے آتا ہی اور سجدہ مجکو نہین کرتا ہی خواجہ عمرو یہ گفتگو دم خبیثہ کی سنکے پھر گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے
اور گنبد سے نکل گئے زلزلہ جادو نے پھر پیچھے مُڑ کے دیکھا کوئی نظر نہ آیا زلزلہ جادو متحیر ہوئی اور ہر ایک ساحرہ کمال حیران
ہوئی غرض اسی طرح خواجہ عمرو ستر مرتبہ صورت اپنی بدل بدل کے سامنے دم خبیثہ کے آئے اور دم خبیثہ نے ہر مرتبہ پہچان لیا اور
زلزلہ وغیرہ سے کہا کہ دیکھ وہ عمرو کھڑا ہی اور جب زلزلہ وغیرہ نے دیکھا کوئی نظر نہ آیا اور خواجہ گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے آخر
زلزلہ جادو نے عرض کیا یا خداوند عمرو ستر بار آپ کے سامنے آیا اور آپنے عمرو کو گرفتار نہ کیا دم خبیثہ یہ سنکے ہنسے اور دم
اپنی اونچا کرکے کہا کہ مین نے اسوجہ سے عمرو کو گرفتار نہین کیا کہ مین چاہتی تھی تم سب بھی عمرو کو دیکھ لو اور پہچان لو اور علاوہ

مجھے تمھارا امتحان سحر کا بھی منظور تھا اب اگر عمرو آئیگا تو مین ضرور گرفتار کرلونگی خواجہ اسوقت گلیم کو اوڑھے ہوئے کھڑے تھے یہ تقریر دم خبیثہ کی سُنکے خیال کرنے لگے کہ ای خواجہ اب تم یہان سے چلے جاؤ اور اس گنبد سے باہر نکل جاؤ اور اب اس نالائق کے سامنے نہ آنا ورنہ یہ تمکو گرفتار کریگی یہ خیال کرکے خواجہ عمرو گنبد سے باہر نکل گئے بعد جانے خواجہ عمرو کے تھوڑی دیر تک دم خبیثہ بیٹھی رہی زلزلہ جادو اور زوزبانہ جادو عرض کرنے لگین کہ ای خداوند جب آپ کے سامنے عمرو ستر مرتبہ آیا اور گرفتار نہوا اور ہمین نظر نہ آیا تو اُس عیار سے ہماری جانین کیونکر بچینگی یہ تو ہم سبکو جسوقت چاہیگا مار ڈالیگا اسکے نزدیک ہم سبکا ہلاک کرنا کچھ مشکل نہین دم خبیثہ نے جواب دیا جہانتک ہوسکے اس عیار سے اپنی جان بچانا اور ہم بھی تمھاری جان کی حفاظت کرینگے اور شر سے اُسکی بچاینگے یہ کہکے دم خبیثہ اپنی جگہ سے اُٹھی بجرد اُٹھنے دم خبیثہ کے زلزلہ جادو اور زوزبانہ جادو وغیرہ سب اُٹھ کھڑی ہوئین زلزلہ جادو خواجہ عمرو کے گنبد مین ستر مرتبہ آنے سے ایسی حیران اور پریشان ہوئی کہ اپنی دختر گلشن جادو کا حال بھی بیان نہ کیا غرض دم خبیثہ گنبد سے چلی گئی زلزلہ جادو مع اپنی دونون دختران کے اپنے مکان کیطرف چلی گئی اور دیگر ساحر بھی اپنے اپنے گھر چلے گئے دروازہ گنبد کا بند ہوگیا خواجہ عمرو تا شام زیر کوہ بو قلمون گلیم اوڑھے ہوئے پھرا کیے اور سیر کیا کیے جب شام ہوئی اور ماہ انور فلک پر ظاہر ہوا اُسوقت خواجہ عمرو نے زیر کوہ گانے کی آواز سنی خواجہ عمرو نے جب خوب خیال کرکے سنا معلوم ہوا کہ بالاے کوہ کوئی گا رہا ہے اور آواز طبلے اور منجیرے کی چلی آتی ہے خواجہ عمرو نے آواز طبلہ وغیرہ سازون کی سُنکے خیال کیا کہ ای عمرو بیکار زیر کوہ پھر رہے ہو اب بالاے کوہ جاکر گانا سنو دیکھو کون گاتا ہے اور کون گانا سُنتا ہے یہ خیال کرکے خواجہ بالاے کوہ بو قلمون وقت نصف شب گئے خواجہ نے بالاے کوہ جاکر اول دیکھا کہ کوہ بو قلمون بگلہاے زنگار رنگ و بو قلمون اور اشجار میوہ دار ہر قسم کے سر سبز و شاداب ہین اور شب ماہ مین اشجار اور گلہاے زنگار رنگ پر عجب بہار ہے پھولون کی خوشبو سے دماغ معطر ہوتا ہے ہواے سرد چلتی ہے ہر ایک گل و شجر سے صنعت باغبان جہان ظاہر و آشکار ہوتی ہے کوہ مثل کوہ طور پر نور ہے خواجہ سیر کوہ کرتے ہوئے آگے بڑھے دیکھا ایک باغ ہے دروازہ اُسکا بند ہے دیوارین باغ کی نہایت خوبصورت اور بلند ہین اور بصورت آئینہ صاف ہین خواجہ عمرو نے دیوار باغ پر کمند پھینکی اور بذریعہ کمند سر دیوار پر پہنچکر خواجہ نے دیکھا کہ درمیان باغ ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے اور شگیرہ اُس چبوترے پر نہایت نادر ایستادہ ہے فرش بھی نفیس بچھا ہوا ہے اور ایک ساحرہ کریہہ منظر و بدصورت زیر شگیرہ بالاے تخت بیٹھی ہے سامنے اُسکے چند کنیزین دست بستہ نہایت ادب سے کھڑی ہین اور ایک نازنین مہ جبین بصد ناز و ادا و غمزہ و کرشمہ مع اپنے سازندون کے حاضر ہے اور یہ غزل گا رہی ہے غزل

آج ای قاتل مقرر تیر کھاؤن تو سہی
آپ پیکان سے لگی دل کی بجھاؤن تو سہی

زہد کی لیتا ہے ہر دم فصل گل تسبیح توڑ
آپ بگڑون بگواے زاہد بناؤن تو سہی

وہ کرون تو ہو کے ناظرین مجھسے یے عہد وفا
روز تیرے سر کی جھوٹی قسمین کھاؤن تو سہی

اسقدر بگڑون مدد سے پاؤن اگر دہ ...
سر اُٹھا کر خاک مین اُسکو ملاؤن تو سہی

جو مجھے دیکھے تری محفل بیچ رو دے
بیٹھ کر دل کی طرح طوفان اُٹھاؤن تو سہی

تو ہمین متانہ دل مین بھی وہ دشمن دوست ہون
تیرے خنجر کو گلے اپنے لگاؤن تو سہی

رات بھر چھیڑون سنتو دو گھڑی ...
بخت دشمن کیطرح تجکو جگاؤن تو سہی

کم طبیعت سے نہین تسلیم گر اہی ...
منہ لگیا ہو خضر کو رستا بتاؤن تو سہی

ابھو ہنستے ہین سبھی رو دینگے میری جان تک
بخت کی بگڑی ہوئی اکدن بناؤن تو سہی

تو مجھے دیکھے دیکھون مین بھی صورت تری
بنکے شکل خواب آنکھون مین سماؤن تو سہی

نیلا کردون بوسے لیکر رخ گلرنگ یار
ارغوان کو وصل مین سبزہ بناؤن تو سہی

وہ کردون نالے کہ سنکا آنکھ سے اڑ جائے نیند
ہوش مین تجکو بیہوش لاؤن تو سہی

تو نہین آتا نہ آئین بھی شب فرقت ...
داغ ناکامی کو سینے سے لگاؤن تو سہی

گر تو ہوتا ہے ترے نقش سے بدگمان
بوے گل بنکر ترے کوچے مین آؤن تو سہی

جسوقت غزل مرقوم نازنین نے بناز و ادا گائی تمام کی وہ ساحرہ نازنین سے نہایت خوش ہوئی اور نازنین سے کہنے لگی کہ اگر تجھے کوئی غزل دوہا یا گیت ملی جلی یاد ہو تو ہوقت ہمارے روبرو گا ہم تیری زندگی ہزار برس کی کردینگے خواجہ نے جو سُنا کہ ساحرہ یہ کہتی ہے کہ ہم تیری عمر ہزار برس کی کردینگے خواجہ سمجھ گئے کہ یہ ساحرہ دم خبیثہ ہے ادھر تو خواجہ یہ سمجھے دیوار باغ ہی پر رہے ادھر نازنین نے دست بستہ عرض کیا یا خداوند حکم بجالاتی ہون پہلے عمر میری بڑھا دیجیے دم خبیثہ نے کہا مینے جتنی تیری عمر ہے علاوہ اُسکے

ہزار برس کی اور عمر بڑھادی نازنین یہ سنکے نہایت خوش ہوئی اور بعد کرشمہ و ناز یہ غزل آغاز کی غزل

ہر تمھ کسکر نین کا ایسا مارا تیر
من بہلاوت دن گیو مہا کٹھن ہے رین
تن پر اچرا ناریو بار ٹوگلے سب کیس
رکت ماس تن مان نہین کاسے پوچھوں حال
پیتم دیکھے بنا اگے نیو سکھ کو لیکھو ستا تھم
پیارے تم ست جا بنو تم بچھڑے موہ چین
پردیسی کی پیت پر ساکو من للچاسے
پیت تو واسون کیجیے جاسون من پتیائے
گہری ندیا اگم ہی جو رہت ہی دھار

تن من سارا جہد گیا اُجڑنت کرت کے پیر
ہائے دکی کنیسی کرون بنا دیکھے نین چین
سدھ بدھ اب کچھ نا رہی ہنست ہے سگرا بین
بابن ہیری لاج کی ذرا نہ سرکو جاسے
رین بجھو بھاہو گئے ملتی رنگ ہی ہاتھ
جیسے بن کی لاکڑی سلگت ہون دن رین
داسون اپنے کھوٹ ہے رہے نہ سنگ بیج
جنے جنے کی پیت مان جنم اکارت جائے
کھیوت سے پہلے ملو جو اترا چاہو پار

فراق یار میں ہر دم لبوں پر آہ و زاری ہے
تمہاری تیغ ابرو کا جگر پر زخم کاری ہے
گلے سے آکے لگ جاؤ ہمیں امیدواری ہے
تمہارے عشق میں پیارے عجب حالت ہماری ہے
عدم کی دور ہے منزل کہ سر پر بوجھ بھاری ہے
اسیر کاکل جانان کی اب ہوتی تیاری ہے
گذرتی جان پر ہے میری نہایت بیقراری ہے
محبت اسکو کہتے ہیں کہ برسوں انتظاری ہے
جگر پر چھیا ہے پیارے محبت اب تمہاری ہے
سنو تم استغنا یہ ہی نصیحت اب ہماری ہے

نازنین مذکورہ نے یہ بھی غزل تمام کی دم خبیثہ کثرت نشہ ہی سے اور غزل مرقوم کے سننے سے جھومنے لگی اور نہایت مسرور ہوئی پھر تخت سے اُٹھی اور جھومتی ہوئی باغ کی بارہ دری میں گئی اور پلنگ پر لیٹ کے سو رہی بعد جانے دم خبیثہ کے وہ مطربہ بھی مع اپنے سازندوں کے چلی گئی جب خواجہ نے دیکھا کہ چبوترے پر اب کوئی نہیں تو دیوار سے نیچے اُترے اور سیر باغ کی کرنے لگے اور گلہائے رنگارنگ کو دیکھ کے حمد باغبان گلشن جہان کرنے لگے اور ہر ایک چمن کو دیکھکر تعریف کرنے لگے کیونکہ ہر ایک شجر اُس باغ کا قامت محبوب خوش قامت سے اچھا تھا اور ہر ایک گل اُس باغ کا گل رخسار یار سے کہیں بہتر تھا گل نرگس چشم بتان جہان سے خوشنما نظر آتے تھے پیچ سنبل کے زلف پر شکن معشوق خوبرو سے بھی سراسر اچھے تھے غرض ہر گل و غنچہ اور ہر نہال و ثمر اُس باغ کا بے مثل و بے نظیر تھا خواجہ عمرو بخوبی باغ کی سیر کرکے چبوترے پر آئے اور چاہا کہ فرش اور تکیہ کو داخل زنبیل کریں لیکن کچھ خیال کرکے رہنے دیا اور داخل زنبیل نہیں کیا پھر خواجہ آہستہ آہستہ قریب بارہ دری کے گئے دیکھا بارہ دری فرش اور شیشہ آلات سے نہایت ہی آراستہ ہے اور ہر ایک کنول اور فانوس میں شمعیں مومی اور کافوری روشن ہیں خواجہ عمرو نے دیکھا کہ دم خبیثہ پلنگ پر چت پڑی ہوئی سو رہی ہے اور کنیزیں بعضی ہوشیار بیٹھی ہوئی ہیں بعضی اونگھ رہی ہیں اور دو کنیزیں دم خبیثہ کے قریب تر بیٹھی ہوئی ہیں ایک کنیز پنکھا ہلا رہی ہے اور ایک دم خبیثہ کے پاؤں دبا رہی تھی خواجہ عمرو نے کنیزوں کو ہوشیار دیکھکر پروانے نکالے بیہوشی کے پرونپر چھڑک کے اُڑا دیے پروانے شمعوں پر گرے جب پروانے جلے دھواں بیہوشی کا بلند ہوا کنیزوں کے دماغ میں جو دھوئیں نے سرایت کی جملہ کنیزیں بیہوش ہو گئیں خواجہ عمرو نے دم خبیثہ کے پاس جاکے پر عیاری میں تھوڑا سا سفوف بیہوشی رکھا اور کنچہ عنقریب ناک دم خبیثہ کے لگائے جب دم خبیثہ نے سانس کھینچی سفوف بیہوشی کنچہ سے دماغ میں پہونچ گیا دم خبیثہ کو چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی خواجہ عمرو نے جلدی سے اپنی شکل مثل صورت دم خبیثہ کے بنائی اور لباس دم خبیثہ کا ایک لنگی اُسکے باندھ کر اُتار لیا پھر خواجہ نے وہی لباس زیب تن کیا اور دم خبیثہ کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور کہا ای دادا آدم اس ساحرہ سے کام اور مزدوری زیادہ کرائیے گا مٹی اور پانی یہ ان سے اُٹھوائیے گا یہ اپنے تئیں مردمت خدا کہواتی ہے اور دعوی خدائی کرتی ہے بعد اس کہنے کے خواجہ عمرو نے جو کچھ بارہ دری میں تھا سوائے فرش اور پلنگ کے سب چیزیں نذر زنبیل کیں اور تکیہ اور فرش چبوترے کا بھی نذر زنبیل کیا اور پلنگ پر لیٹ رہے جب صبح ہوئی کنیزیں ہوشیار ہوئیں بیہوشی دفع ہو گئی گھبرا کر اُٹھیں اور باہم کہنے لگیں کہ آج کیا

سبب ہو کہ بیدار نہین ہوئین یہ کہکے ایک کنیز نے بیدار کرکے عرض کیا خداوندا آج حضور کا کیسا مزاج ہی دم خبیثہ
نقلی نے کہا آج مزاج اچھا نہین ہی رات کو زیادہ جاگنے سے اٹھنے کو دل نہین چاہتا ہی اگر تمسے ہو سکے تو مجکو لیچلو
مجھسے نہ جایا جائیگا کنیزون نے عرض کیا ہم تو روز خداوند کو تخت پہ سوار کرکے اور تخت کو اٹھا کر گنبد کی راہ تک لیجایا کرتے
تھے آج سوائے پلنگ اور فرش کے اور یہان کوئی شی معلوم نہین ہوتی ہی ہمکو نہایت حیرت ہی کیون خداوند کل اشیا
اس مایہ وری سے اور باغ سے کیا ہوئے دم خبیثہ نقلی نے برہم ہو کر کہا نالایقو اب تمھین ہمارے مقدمات مین کیا دخل ہی
تم جانتی ہو کہ مین کون ہون کنیزون نے عرض کیا ہم تو حضور کو خداوند جانتے ہین اور ہم کیا ہزارون آدمی حضور کو خداوند اپنا
سمجھتے ہین اور حضور کو سجدہ کرتے ہین دم خبیثہ نقلی نے کہا جب تم مجھے خداوند جانتی ہو تو بیکار کل مال و اسباب کو مجھسے
پوچھتی ہو جہان ہمارا دل چاہا وہان ہمنے مال و اسباب بھیجدیا اور جسکو دل چاہا کل اسباب دیدیا اب تم ذرا منھ پھیرو
مین تخت بھی منگواتی ہون کنیزون نے منھ پھیرا خواجہ عمرو نے زنبیل پر ہاتھ رکھکے فوراً زنبیل سے تخت نکالا کیونکہ جو شی
خواجہ طلب کرتے ہین زنبیل سے نکل آتی ہی غرض خواجہ نے تخت نکالکر پلنگ اور فرش کو زنبیل مین داخل کیا جب
کنیزون نے خواجہ کی طرف منھ پھیرا تخت پر وہی کھال بندر کی جسمین دم منقش کی لگی ہوئی تھی پہنے ہوئے دیکھا اور
پلنگ اور فرش کو نہ دیکھا کنیزین دل مین خیال کرنے لگین کہ خداوند دم خبیثہ مین عجب قدرت ہی تخت فی الفور منگوالیا
اور پلنگ اور فرش کو بھیجدیا یہ خیال کرکے واسطے سجدے کے جھکنے لگین خواجہ عمرو نے کہا اسوقت سجدہ نہ کرو بڑی
دیر ہو گئی جلد تخت اٹھاو کنیزون نے بموجب حکم سجدہ نہ کیا اور تخت اٹھا کر چلین بعد تھوڑی دیر کے اس جگہ پہونچین
جہان دہنہ نقب کا تھا اور جس راہ سے دم خبیثہ گنبد مین اکیلی جایا کرتی تھی اس جگہ جا کر کنیزون نے تخت رکھدیا
اور عرض کیا کہ اب حضور زینہ مین نقب کے جائین اور راہ طے کرکے گنبد مین جلد تشریف لیجائین وہان سب واسطے سجدہ
کرنے کے موجود ہونگے اور منتظر حضور کے ہونگے خواجہ عمرو یہ سنکے راہ نقب سے گنبد مین آئے دیکھا وہی گنبد ہی تخت
جواہر نگار بچھا ہی سامنے تخت کے آئینہ لگا ہی خواجہ عمرو اسی تخت پر بیٹھے دروازہ گنبد کا کھولدیا عکس جو آفتاب کا آئینہ پر پڑا
چمک ہوئی ہر ایک کافر اور ساحر چمک دیکھکر واسطے سجدہ کرنے کے جھکا بعد اسکے خواجہ عمرو نے دیکھا میلے مین ہزارہا آدمی
جمع ہین گھنٹے بج رہے ہین زن و مرد پرستش کر رہے ہین ابھی خواجہ میلے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ زلزلہ جادو اور
نوزبانہ جادو وغیرہ نے روبرو سے خواجہ عمرو آکر برائے سجدہ سر جھکانا چاہا خواجہ نے کہا اے زلزلہ جادو
رات کو تو عمرو نہین آیا تھا زلزلہ جادو نے دست بستہ عرض کیا یا خداوند تمام شب مین خوف عمرو سے بیدار
رہی مطلق یہان سے جا کر نہین سوئی عمرو نہین آیا خواجہ عمرو نے یہ تقریر زلزلہ کی سنکے پوچھا اے زلزلہ جادو
تم سب نے کبھی گنبد سامری اور جمشید کی بھی سیر کی ہی اور کبھی بہشت کی بھی سیر کی ہی ہمنے تو سبکو سامری اور جمشید
سے ملاقات کی تھی اور خوب بہشت کی سیر کی تھی اسی وجہ سے آج یہان آنے مین کسقدر دیر ہوئی سامری اور جمشید
آنے نہین دیتے تھے لیکن مین چلی آئی زلزلہ جادو وغیرہ ساحران طلسم نے عرض کیا ہمنے کبھی بہشت کی سیر نہین کی دم خبیثہ
نقلی نے کہا آج ہم تم سبکو بہشت دکھلا دینگے تم سب بہشت کی سیر کرنا لیکن بہشت بغیر شراب پیے ہوے بخوبی حاصل
نہ ہوگا پس لازم ہی کہ جو ہم شراب پلائین وہ پیو اور پھر ہمراہ ہمارے چلو سیر بہشت کی کرو سب نے عرض کیا یا خداوند پھر شراب
پلایئے خواجہ نے کہا تم سب اپنی آنکھین بند کرلو ہم شراب بہشت منگواتے ہین سب نے آنکھین بند کین خواجہ عمرو
نے کئی شیشے شراب کے مع ساغر بلورین زنبیل سے جلد نکالے اور سفوف ادویہ بیہوشی جلد شراب مین ملا کر
کہا اب آنکھین کھولو سب نے آنکھین کھولین دیکھا کئی شیشے اور ساغر رکھے ہین جملہ ساحران طلسم قدرت خداوند

دم خمبیشہ کے اور زیادہ قائل اور معتقد ہوئے پھر خواجہ عمرو نے سرمہ اور پرانا جوتا بغل سے نکالکر ساحرو پہ مارنا شروع کیا ہر ساحر یا ساحرہ سے ناراض ہو جاتی تھی۔ خواجہ عمرو نے کہا کہ ہمنے تیری زندگی اور عمر سے دس برس کم کردیے اور جو ساحرہ ہوتی اور سرمہ منہ سے ہٹ کے ناراض ہوئی اور بہکی کھڑی رہی خواجہ نے خوش ہو کر اس سے کہا کہ جتنی عمر تیری تھی علاوہ اُسکے بیس برس اور اُتنی عمر میں ہمنے بڑھا دیے یہ کہکر خواجہ عمرو نے شیشۂ شراب ساحران طلسم کو دیدیا اور کہا کہ جلد یہ شراب تم سب پیو پھر ہم تمکو بہشت میں لیجاینگے اور سیر بہشت کرائینگے سب نے بعد آرزو شراب پی چونکہ شراب میں سفوف ادویہ بیہوشی بکثرت ملایا تھا اسوجہ سے جلد تر ساحرہ اور ساحر وغیرہ شراب پی کے بیہوش ہوگئے اُسوقت خواجہ عمرو نے چار مقتولوں کے خنجر سے سر کاٹ ڈالے بعد قتل کرنے مقتولوں کے خواجہ سینہ زلزلہ جادو پر چڑھنا چاہتے تھے کہ سر حد اگر میں یکایک نارنج جادو آگئی اور اپنی بہن کے سینے پر خواجہ کو سوار دیکھ کے پکاری اور چلائی کہ اے شخص میری بہن کے سر کیوں کاٹتا ہے چونکہ خواجہ عمرو نے اسوقت عیاری کی تمثال اُتار ڈالی تھی اور بصورت اصلی تھے اسوجہ سے نارنج جادو نے خواجہ پہ سحر کیا خواجہ کے دست و پا میں حرکت باقی نرہی اور خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر علیحدہ گرا نارنج جادو نے خواجہ کو اپنے سحر میں گرفتار کرکے اپنی بہن زلزلہ کو ہوشیار کیا پھر نارنج جادو نے خواجہ کے حال سے بخبر اور ان جمشیدی آگاہ ہو کر پوچھا کہ اے خواجہ عمرو ہمنے خداوند دم خمبیشہ کو کیا کیا اگر انکو گرفتار کر لیا ہے تو چھوڑ دو وہ ہماری خداوند ہیں اگر تم انکو نہ چھوڑ دو گے تو میں ابھی قتل کر دونگی خواجہ عمرو نے جواب دیا او بیحیا کیا بکتی ہے تو کیا مجھے قتل کریگی جسطرح میں نے تیرے خداوند دم خمبیشہ کو گرفتار کر لیا ہے اسیطرح تجھکو بھی گرفتار کرونگا اگر تو میرے فرزند فرخ اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو میرے حوالے کردیگی تو البتہ دم خمبیشہ کو میں چھوڑ دونگا ورنہ دم خمبیشہ کو قتل کر ڈالونگا اور تجکو بھی ہلاک کرونگا جب یہ گفتگو سے خواجہ عمرو زلزلہ نے سنی نہایت غضبناک ہوئی اور کہنے لگی کہ اے عیار خاموش ہو اور میری بہن نارنج جادو سے سخت گفتگو نہ کر بہتر یہی ہے کہ خداوند دم خمبیشہ کو رہا کردے خواجہ نے جواب دیا میں ہرگز دم خمبیشہ کو اسوقت رہا نہ کرونگا اور تیرا کہنا نہ مانونگا زلزلہ جادو کو غصہ آیا اور ایک سحر ایسا کیا کہ خواجہ عمرو ایک گھنگرو کا دانہ ہوگئے زلزلہ جادو نے اپنی پازیب میں اس گھنگرو کے دانے کو گھنگرو دوں میں شامل کر لیا اور کہا اے بہن نارنج جادو میں اس عیار کو اپنے ہی پاس رکھونگی اسنے مجکو قتل کرنا چاہا تھا اگر تم تھوڑی دیر اور نہ آتیں تو یہ مجکو قتل کر ڈالتا نارنج جادو نے کہا اچھا بہن تمہیں عمرو کو اپنے پاس قید رکھو لیکن بہت ہوشیار رہنا اور خبردار اسے رہا نہ کرنا زلزلہ جادو نے کہا ایسا ہی ہوگا غرض نارنج جادو خواجہ عمرو کو زلزلہ جادو کے حوالہ کرکے اپنے طلسم کی طرف چلی گئی اور زلزلہ جادو خواجہ کو گھنگرو بناکر اور پازیب میں اُس گھنگرو کو شامل کرکے اپنے مکان کی جانب روانہ ہوئی

داستان قتل کرنا گلشن جادو کا ذوالجام کو اور لوح محفوظ لادینا عمرو بن حمزہ کو اور جلاد نیار نوربانہ کا دختر زلزلہ جادو کو و دیگر حالات

راویان سحر گفتار اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب زلزلہ جادو خواجہ عمرو کو گرفتار کرکے اپنے مکان میں پہونچی اُسوقت ہر ایک ساحر اور ساحرہ سے کہنے لگی کہ آج سامری اور جمشید نے مجکو بچا لیا ورنہ خواجہ عمرو مجکو ہلاک کر ڈالتا جملہ ساحر جو موجود تھے اس احوال سے آگاہ ہوے زلزلہ جادو تو فقط اتنا ہی بیان کرکے خاموش ہوئی اور تخت پر بیٹھی اسے تو تخت پر بیٹھے رہنے دیجیے اب دیکھیے احوال گلشن جادو کا سنیے کہ جیسے گلشن جادو باغ عشق سے اپنے مکان میں گئی ہے یاد شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی میں بہت بیٹھی ہوئی تنہائی میں رو رہا کرتی تھی اور تصویر خیالی عمرو بن حمزہ یونانی سے مخاطب ہو کر یہ چند شعر کہتی تھی

قلق سے دل کے بیان کرین کیا اٹھاتے ہین ہم جو صدمے تجھ بن
نہ موت آتی ہے اندنون مین نہ کاٹے کٹتے ہین ہجر کے دن

شب جدائی کی صبح کرتے ہین آسمان سے تارے گن گن
اگرچہ یار و رفیق و ہمدم ہین غمخوار اپنے لیکن

کسی سے کیا کہیے حال دل کا نہین ہے فرصت فغان سے ہمکو

فراق کی جب تلک تھی طاقت شکیب کا جب تلک تھا یارا
ہمارا تو خود داری اپنے دلکو ہوئی ہے از بسکہ ناگوارا

سہین ہزارون جفاے ہجران نہ آہ کھینچی نہ دم ہی مارا
دیار وحشت مین اب تو ایسا ہی ہے نشانی نشان ہمارا

نہ ننگ سے کچھ رہا ہے مطلب نہ کام نام و نشان سے ہمکو

ہمارے اشکون کے قطرے تارے ہوا مین ہولی پہ دوسکے ہین
اجل کی دولت لب فغان کش ہمارے خاموش ہوگئے ہین

ہم اپنی بیتابیون سے دل کی مثال طاقت کے کھو گئے ہین
چمن مین رہنے دے سے جہین سے ٹک ابھی تو ہو رہ کے سوگئے ہین

خدا سے ڈر اے فغان بلبل جگا نہ خواب گران سے ہمکو

کبھی گلشن آرا بصد نالہ و بکا دیوانون کی طرح اٹھکر گھر مین پھرتی تھی کبھی امید وصل عمرو بن حمزۂ یونانی مین ہنستی تھی کبھی ان سے ناامید ہوکر روتی تھی گاہ خیال کرتی تھی کہ اب وہ تدبیر کرون کہ شاہزادے سے ملاقات کرون روے زیباے عمرو بن حمزۂ یونانی دیکھون اسکے وصل سے اپنے دل مضطر کو تسکین دون کبھی خیال کرتی تھی کہ مجھ بدبخت سے کوئی تدبیر ہو سکیگی مدعاے دل حاصل نہ ہوگا یونہین تڑپ تڑپ کے مرجاونگی شاہزادے کو میرے مرنے کی خبر بھی نہ ہوگی اور اگر خبر بھی ہوئی تو انکو میرے مرنے کا کچھ ملال نہ ہوگا کیونکہ وہ خود حسین ہین سیکڑون مجھ ایسی عورتین انپر مرتی ہونگی کبھی تصویر خیالی شاہزادے سے مخاطب ہوکر یہ مطلع پڑھتی تھی

ع جگر ز زخم تو معمور دل بغم شاد است ✦ بہین جور تو اقلیم درد آباد است ✦

غرض فراق عمرو بن حمزۂ یونانی مین گلشن آرا کا حال متغیر ہوا کہ کھانا اور پانی ترک ہوگیا راتون کو خیال شاہزادہ مین تڑپنے لگی اور یہ اشعار پڑھنے لگی اشعار

جب آئی رات یعنی پردہ راز
نقاب چہرۂ یاران دمساز
اکیلی گوشۂ خلوت مین آتی
وہ کثرت چھوڑ کر وحدت مین لاتی

خیالی کھینچتی شکل جوان کو
صنم خانہ بناتی اس مکان کو
برنگ شمع بزم جانگدازی
کیا کرتی سحر تک عشقبازی

کبھی حال دل پر داغ کہتی
کبھی افسانہ ہاے باغ کہتی
کبھی کہتی کہ اے دلدار جانی
عروج نشۂ جوش جوانی

نہ کیونکر دل مین تیری آرزو ہو
تصدق اس بغل کے جسمین تو ہو
کبھی کرتی بیان سوز درون کا
کبھی شکوہ دل لبریز خون کا

کہ فرقت سے تری مین خستہ جان ہون
صدا آخندہ زخم نہان ہون
لگی ہے آگ ہر داغ کہن مین
زبان مانند شعلہ ہے دہن مین

نہ کوئی چارہ گر میرا نہ غمخوار
مین ہون مانند چشم یار بیمار
ہمین ہے شغل ہر دم آہین کرنا
صدا رنجل ہے منہ پر دود دل کا

یہ آنکھین کیا بہار بوستان دین
برنگ چشم بلبل گلستان ہین
ہمیشہ تیرہ بختی اوج پہ ہے
فلک کا ہے کوہ دود جگر ہے

بھرا ہے انکھ مین وحشت بلا ہے
شب غم تو تیا ہے چشم وا ہے
ذرا فرقت مین دیکھو اے یار آنکھین
عوض طالع کے ہین بیدار آنکھین

غرض تا صبح وہ مہر دل افروز
بیان کرتی تھی احوال جگر سوز
شب غم جب گذر گئی مدہوش ہوتی
برنگ شمع یہ خاموش ہوتی

القصہ گلشن آرا فراق عمرو بن حمزۂ یونانی مین نہایت نحیف و زار ہوگئی ایک روز دلربا وزیرزادی نے بعد بہت گلشن کے حال پوچھا

اشعار طبیعت کیون پریشان شاہ ہے
غرض کیا گریہ بیچارگی سے

جنون ہے خبط ہے وحشت ہے کیا ہے
گذرتی ہے دل غمناک پر کیا

تعلق کیلیے آوارگی سے
بلا ہے خاطر غمناک پر کیا

گلشن آرا نے کہا اے دلربا آجکل میری طبیعت کچھ ناساز ہے اسی وجہ سے مین لیٹی رہتی ہون دلربا نے عرض کیا اے ملکہ مین تو آپکی خادمہ اور دوست ہون مجھسے راز کو مخفی نہ کیجیے جو کچھ رنج و صدمہ کی وجہ ہو بیان کیجیے شاید میری تدبیر سے رنج و الم حضور کا دفع ہوجاے اور مدعا ہاتھ آئے پس حضور مجکو اپنا جان نثار اور غمخوار سمجھ کے حال دل

بیان کرین تو مین بھی تو سنون کہ حضور کو کس بات کا غم ہی گلشن آرا نے بعد بہت اخفا کرنے کے آخر اپنا غمخوار جانکر
تخلیہ مین سارا حال عمرو بن خمرۂ یونانی کے گرفتار ہونے کا اور باغ مین شاہزادے کو دیکھکر عاشق ہونے کا بیان کیا
اور کہا ای دلربا یہ راز کسی پر افشا نکرنا مین اُسی شاہزادے کے ہجر مین روتی ہون اور یہی چاہتی ہون کہ کسی طرح اس شاہزادے
کو دیکھون اور اُسکے پاس بیٹھکر اُس سے باتین کرون دل بیقرار کو تسکین دون دلربا نے گفتگوے گلشن آرا
سنکے عرض کیا حضور آپ کچھ صدمہ و غم نکیجیے دیکھیے مین تدبیر کرتی ہون اول جاکے آپ کی والدہ سے
واسطے آپ کے سیر کرنے کے اجازت لیتی ہون پھر آپ کو اسی باغ مین لیے چلتی ہون وہان جاکر ساحرون
سے باتین کیجیے گا اور قابو پاکر اُن ساحرون کو قتل کیجیے گا یا مجکو حکم دیجیے گا مین اُن نگوڑون کو ہلاک کرونگی
پھر شاہزادے کو قید سے رہا کرکے جو مناسب ہوگا وہ کیجیے گا دل ناشاد کو شاد کیجیے گا قید غم سے دل کو
آزاد کیجیے گا شب و روز راحت و آرام سے بسر کیجیے گا شاہزادۂ ذی وقار کے پہلو مین بیٹھکر رخ شاہزادہ پر نظر
کیجیے گا اسی تدبیر سے نخل تمنا مین ضرور ثمر آجائیگا تمناے دلی حضور کی حاصل ہوجائیگی گلشن آرا یہ گفتگو دلربا
کی سنکے مسکرائی مگر شرم و حیا سے کچھ جواب نہ دیا دلربا نے اُسی وقت روبروے زلزلہ جادو جاکر عرض کی
کہ آپ کی دختر کا دل اسوقت گھبراتا ہی اور سیر کرنے کو دل چاہتا ہی اگر حکم ہو تو ملکہ گلشن آرا کو مین لیجاکر
اطراف و جوانب شہر کی سیر کرالاؤن اور حکم دیجیے تو جانب باغ و سبزہ زار بھی لیجاؤن ملکہ سیر باغ و سبزہ زار کی
کرکے خوش ہونگی اور دل کو انکے فرحت ہوگی زلزلہ جادو نے کہا ای دلربا شہر کی سیر کرنے کو تو مین اجازت
دیتی ہون جہان تیرا دل چاہے میری دختر کو لیجا اور سیر کرالا لیکن باغ مین نہ لیجانا کیونکہ باغ ہی مین جاکر اُسکی یہ کیفیت
ہوگئی ہی دلربا نے عرض کیا حضور گستاخی معاف فرمایے گا سیر باغ و سبزہ زار سے دل کو فرحت ہوتی ہی طبیعت خوش
ہوتی ہی اکثر علیل کو سیر باغ و سبزہ زار کی نافع ہوتی ہی مضر کسیطرح نہین ہوتی ہی زلزلہ جادو یہ تقریر دلربا
کی سنکے خاموش رہی دلربا سمجھی کہ خاموش رہنا زلزلہ جادو کا گویا بمنزلہ اجازت کے ہی یہ سمجھکر دلربا خدمت
گلشن آرا مین آئی اور عرض کرنے لگی واری جاؤن آپ حضور تخت پر سوار ہون مین آپ کی والدہ سے اجازت
لے آئی ملکہ گلشن آرا یہ سنکے تخت پر سوار ہوئی اور چند کنیزین جو جان نثار اور فرمانبردار تھین اپنے ہمراہ لیکر
مع دلربا کے جانب باغ طلسم کل روانہ ہوئی گلشن آرا کا حال تو لکھا جائیگا لیکن اب کچھ حال بیتابی و بیقراری
شاہزادے کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جبسے عمرو بن خمرۂ یونانی نے گلشن آرا کو دیکھا تھا اور ذو الہجام جادو نے
شاہزادے کو قید کیا تھا شاہزادہ خیال گلشن آرا مین شب و روز رہتا تھا جب گلشن آرا کے گل عارض
اور گیسوے مشکین یاد آتے تھے شاہزادہ بے اختیار آہ کرتا تھا اور اشک آنکھون مین بھر لاتا تھا ہر چند
فرخ سمجھاتا تھا کہ ای شاہزادۂ ذی وقار اسقدر بیتاب و بیقرار نہو جیسے گلشن آرا بھی آپ پر شیفتہ
اور فریفتہ ہی وہ خود بیقرار ہوکے یہان آئیگی لیکن شاہزادے کے دل کو کسیطرح قرار نہ آتا تھا اور آہ و زاری موقوف
نہوتی تھی کبھی شاہزادہ کہتا تھا ای ملکہ گلشن آرا افسوس تمنے اپنے عاشق کی خبر نہ لی حال میرا تمھاری
جدائی مین اچھا نہین ہی مین تو قید ہون تمھین ازراہ عاشق نوازی یہان آؤ اور روے زیبا اپنا مجھے دکھاؤ
آنکھین میری تمھارے دیدار کی مشتاق ہین ہر وقت تصویر تمھاری پیش نظر ہی لب پر اپنے نالہ ہی اور چشم تر
ہی کچھ تمکو بھی میرے حال کی خبر ہی یا نہین اگر میرے حال سے اطلاع ہی تو براہ مہربانی اپنے مریض ہجر کی
مسیحائی کرو ورنہ مین اور تمھارے عشق مین اور تمھارے فراق مین ہلاک ہوجاؤنگا شاہزادہ ذیجاہ

بصد نالہ وآہ خیال ملکہ گلشن جادو مین یہ غزل زبان پر جاری کرتے تھے غزل

مرض ہجر مین دل جب سے گرفتار ہوا کیسا ناچار ہوا | اب تو عیسیٰ بھی مری شکل سے بیزار ہوا جینا دشوار ہوا
جان آخر ہی لبس اب ہو مجھو بیہ آیا مرا دم شکل دکھلا دے صنم | کس حنا پہ مری صورت سے تو بیزار ہوا کیسا انکار ہوا
ڈھونڈھتا ہون اُسے پہلو مین مگر پاس نہین ملنے کے آئین نہین | حیف جس دن سے جدا مجھسے وہ دلدار ہوا ملنا دشوار ہوا
خواب مین بھی نہین شکل اپنی دکھاتا وہ صنم ہائے کیسا ہے ستم | اب تو صورت بھی دکھانا اُسے دشوار ہوا ایسا بیزار ہوا
ہو گیا تھا ترے سودائی کو وحشت مین سکون پھر ہوا اُسکو جنون | بعد مدت کے وہی پھر اُسے آزار ہوا سخت بیمار ہوا
غیر کو چاہا نہین جبسے تجھے دیکھا صنم تیرے ہی سر کی قسم | جز ترے اور کسی سے نہ سروکار ہوا سب سے انکار ہوا
جبسے صورت کو تری دیکھا ہے اے ماہ لقا نہ رہا ہوش بجا | نشۂ عشق سے اسدرجہ مین سرشار ہوا پھر نہ ہشیار ہوا
وہ بھی دن ہوگا الٰہی کہ جو مین آگ لنسے ملون ہو کے خوش سب سے کہون | طالع خفتہ مرا شکر ہے بیدار ہوا وصل دلدار ہوا
کونسا ظلم کا تیرے کرے عاشق ساماں اے مری جان جہان | پانون مین سلسلۂ ہجر گرانبار ہوا ہلنا دشوار ہوا

عمرو بن حمزۂ یونانی یہ غزل پڑھکے اشکبار ہوئے فرخ پھر عرض کرنے لگا اے شاہزادہ عالیجاہ شوق گلشن آرا مین اسقدر نالہ وآہ نہ کیجیے جہان تک ہوسکے صبر کیجیے ورنہ ہلاک ہو جایے گا ابھی فرخ یہ عرض کر رہا تھا کہ ملکہ گلشن آرا مع اپنی ہمراہیون کے باغ شکل مین آئی ہرچند کہ باغ شکل ایسا تھا کہ نظم

وہ باغ کہ جسمین سرو کو ناز | جادو و قمرانہ برگ اعجاز | منقل دل عارفان گشادہ | گلزار بہشت سے زیادہ
وہ بلبل وگل مین خوش بیانی | بہجت ارنی و لن ترانی | خورشید ہر ایک گل کا رخسار | سنبل کو دماغ گیسوے یار

لیکن گلشن آرا کی نظر مین سراسر خار تھا کیونکہ بہر شاہزادہ ذی وقار سے دل بیقرار تھا گلشن آرا باغ شکل مین داخل ہوکر تخت سے اُتری تھی کہ ذوالحجام جادو کو گلشن آرا کے آنے کی خبر ہوئی ذوالحجام جادو جلد تر روبروے گلشن آرا آیا اور بصد ادب تسلیم بجالایا دلربا نے کہا اے ذوالحجام بتعجیل تمام جس مکان مین تالاب ہے اُس تالاب کے کنارے فرش بچھواؤ اور ایک نگیرہ بالاے فرش ایستادہ کراؤ اور کچھ غذاے لطیف تیار کراؤ کیونکہ ملکۂ عالم نے بوجہ ناسازی مزاج کے دو روز سے اچھی طرح طعام تناول نہین کیا ہے اس وقت دل ملکہ کا یہی چاہتا ہے کہ طعام لطیف کھائین اور کنارے پر تالاب کے بیٹھکر تھوڑی دیر تک تالاب کی سیر کرین ذوالحجام نے عرض کیا زہے قسمت اور خوشا مقدر میرا کہ ملکۂ عالم میرے یہان کی نان خشک نوش فرمائین اور میرے پاس تشریف لائین مین ابھی بسر وچشم حکم ملکہ کا بجا لاتا ہون یہ عرض کرکے ذوالحجام نے اپنے ملازمون سے کہا کہ جلد تر طعام خوش ذائقہ تیار کرو ملازمان ذوالحجام جادو تو تیاری طعام مین مصروف ہوئے اور ذوالحجام ملکہ گلشن آرا کو اُس مکان مین لیگیا صحن مکان مین مختصر تالاب تھا اور بارہ ساحر شاہزادۂ عمرو بن حمزۂ یونانی اور فرخ کے محافظ تھے اور اُسی تالاب مین بزور سحر ذوالحجام نے شاہزادہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو قید کیا تھا غرض جب ذوالحجام ملکہ کو اُس مکان مین لیگیا جلد تر فرش بچھوا کر اور نگیرہ ایستادہ کرا کے عرض کرنے لگا حضور اب بالاے فرش تشریف رکھین مین دو چار شیشے شراب لے آؤن یہ کہکر ذوالحجام تو چلا گیا وہ بارہ جادوگر بھی روبروے ملکہ حاضر ہوئے اور آداب وتسلیم بجالاے ملکہ گلشن آرا نے تالاب کے کنارے بالاے فرش بیٹھکر دیکھا کہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ اور فرخ درمیان مین تالاب کے ایک گنبد سحر مین قید ہین ادھر تو ملکہ گلشن آرا نے شاہزادے کو دیکھا اُدھر عمرو بن حمزۂ یونانی نے گلشن آرا کو دیکھا باہم نظر دوچار ہوئے

اور دونون کے رخون پر آثار مسرت ظاہر و ہویدا ہوئے اور باہم بایماو اشارہ کچھ گفتگو ہوئی سواے دلربا اور فرخ
کے کسیکو ایماو اشارہ طالب و مطلوب سے آگاہی نہین ہوئی چونکہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی تالاب مین قید تھے اسوجہ
سے تالاب کا جگر آب آب تھا اور ہر موج آب مار سیاہ کی لہر سے بدتر تھی حباب پھوٹ پھوٹ کے روتے تھے مچھلیان
اسی صدمہ سے دمبدم تڑپتی تھین غوک نالہ کرتے تھے پانی تالاب کی سیڑھیون سے سر ٹکراتا تھا ماہی ردہو کی روح پر
صدمہ تھا بے چھری کے حلال ہو گئی تھی گرگی پانی پر اسی صدمہ سے اُبھر نہ سکتی تھی بام غرق دریاے رنج تھی پڑھن کثرت
محن سے مانند مینڈھے کے ہر مرتبہ اچھلتی تھی اور بیقراری اپنی ظاہر کرتی تھی صدف سینہ چاک تھی کچھوے دام تہ مین گرفتار
تھے غرض ہر ایک اپنی کماہی حال شاہزادہ دریادل کی اسیری پر بیتاب تھی اور تڑپتی تھی لیکن اُن ساحران نابکار کو شاہزادے
پر ذرا رحم نہ آتا تھا گلشن جادو ابھی جانب گنبد اور طرف تالاب کے دیکھ رہی تھی ناگاہ ذوالنجام جادو دو تین
گلابیان شراب کی لیکر آیا اور عرض کرنے لگا کہ یہ شراب ہے پیجیے ملکہ نے کہا ابھی شراب کو رہنے دو ہمارا دل چاہیگا
تو پی لینگے یہ کہکر گلشن آرا اٹھی اور دلربا کو تالاب کے کنارے لیجا کر باہم کچھ آہستہ باتین کین پھر ملکہ نے دلربا
سے پوچھا اے دلربا یہ کون قید ہے دلربا نے عرض کیا حضور ایک شخص کا نام تو عمرو بن حمزہ ہے اور دوسرے شخص کا نام فرخ
ہے عمرو بن حمزہ نے آپ کے خالو شنگل کو قتل کیا ہے اسی وجہ سے گرفتار ہو کر یہان قید کیا گیا ہے چونکہ قبل اسکے گلشن آرا نے
دلربا سے یہی مشورہ کیا تھا کہ تجھسے ان قیدیون کا حال پوچھونگی تو بیان کرنا مین لبظاہر غضبناک ہو کر گنبد مین جاؤنگی
اور عمرو بن حمزہ اور فرخ کو رہا کردونگی پس حسب مشورہ جب گلشن جادو نے سنا کہ عمرو بن حمزہ نے شنگل کو
قتل کیا ہے نہایت برہم ہوئی اور تیغ کھینچکر قتل کرنے کو چلی ذوالنجام جادو یہ حال دیکھکر بیتابانہ کنارے
پر تالاب کے آیا اور گلشن جادو سے عرض کرنے لگا حضور ان قیدیون کو آپ قتل نہ کرین کل آپکی خالہ صاحبہ
خداوند دم خبیثہ سے انکے قتل کے مقدمہ مین مشورہ کرینگی پھر بموجب ارشاد خداوند انکو قتل کر ڈالینگی انکا
قتل کرنا ابھی مناسب نہین ہے ہرچند کہ گلشن آرا نے یہی چاہا تھا کہ ابھی شاہزادے کو رہا کردون لیکن پھر کچھ
خیال کرکے ذوالنجام سے کہا کہ اچھا مین انھین قتل نہ کرونگی یہ کہکے گلشن جادو اسی فرش پر جا کے بیٹھی اتنی
دیر مین ملازمان ذوالنجام جادو طعام لیکر آئے اور روبرو ملکہ دسترخوان پر ظروف پر از طعام لذیذ رکھکے چلے گئے
ذوالنجام جادو نے دست بستہ عرض کیا حضور طعام تناول فرمائین ملکہ گلشن آرا نے خیال کیا کہ بغیر شاہزادے
کھانا کھلائے طعام تناول کرنا مناسب نہین ہے یہ خیال کرکے گلشن جادو نے کہا اے دلربا تھوڑا طعام ان دونون
قیدیون کو جا کر دے آ اگر مین بغیر انھین طعام دیے یہ غذا کھاؤنگی تو ان قیدیون کی نظر لگیگی غذا مجکو ہضم نہوگی اور مین
علیل ہو جاؤنگی یہ کہکے ملکہ گلشن جادو نے چند قسم کا طعام ظروف مین رکھکر دلربا کو دیا دلربا طعام مذکور لیکر اٹھی اور بزور سحر گنبد
تک پہونچی اور طعام فرخ کو دیکے کہنے لگی کہ او قیدی بھوکے پیاسے یہ طعام لے اور ہماری ملکہ کو دعا دے کہ انکی طبیعت
اچھی رہے اور مراد دلی انکی بر آئے انھون نے تجکو محتاج اور فاقہ کش تصور کرکے بطور صدقہ تجپر رحم کرکے یہ طعام تجھے دیا ہے
اگر ملکہ یہ طعام تجھے نہ دیتین تو تو ان بڑی بڑی آنکھون سے طعام کو دیکھتا اور نظر لگاتا ہماری ملکہ کو طعام ہضم نہوتا فرخ نے
جو دلربا کو دیکھا بے اختیار فریفتہ ہو گیا اور ہنسی سے کہنے لگا کہ او چڑیل کیا بکتی ہے پیغام لیکر آئی ہے چرب زبانی کر رہی ہے یہان یہ
طعام کوئی نہ لیگا تو ہی اس طعام کو جا کر نگل مجکو ایسے سڑے ہوئے طعام کی خواہش نہین ہے نہ ہمارے شاہزادے طعام
کھائینگے یہ مسلمان ہین اور یہ کھانا کافرون نے پکایا ہے علاوہ اسکے ایسے طعام تو انکی لونڈیان بھی کبھی نہین کھاتی ہین
وہ بھی ایسے طعام کو اٹھا کر کنارے ڈال دیتی ہین یہ تیری ہی ایسی نیت ہے کہ تو اس طعام کو اچھا جانتی ہے اور اپنے تئین بھی

کچھ اچھا سمجھتی ہی ہمین تو طعام مطلق مرغوب نہین ہی نہ تو ہمین پسند ہی تجھ ایسی لونڈیان ہمارے پانؤن دابنے اور خدمت
کرنے کی امید رکھتی ہین مگر ہم تجھ ایسی بدصورت لونڈیون سے جو کی پر لوٹا بھی نہین رکھواتے تو ایسی بدنظر ہی کہ میری
آنکھون کو نظر لگاتی ہی اور میری بڑی بڑی آنکھین دیکھکر رشک سے گھورتی ہی تیری ان ننھی ننھی آنکھون کو پھوڑ دونگا مین
عیار ہون میرے پاس ہر قسم کے اوزار ہین اگر تجھکو نہ یقین ہو تو مین ٹوٹ نہ پھوڑنے کے اوزار بھی تجھکو دکھا دون تجھکو اب
لازم ہی کہ یہان سے دور ہو اور یہ طعام لیجا جب تک ملکہ تیری ہمارے شاہزادے کے ہمراہ طعام نہ کھائیگی ہمارے شاہزادہ ذی وقار
یہ طعام ہرگز ہرگز نہ کھائینگے جسوقت یہ تقریر فرخ کی عمرو بن محمد یونانی نے سنی کہا اے فرخ طعام اگرچہ مین نہ کھاؤنگا
لیکن تم دلربا سے لے لو اور رکھ دو ورنہ گلشن جادو کو رنج ہوگا فرخ نے عرض کیا مین تو طعام اس نگوڑی کے ہاتھ
سے کبھی نہ لونگا آپ اسے طعام لیجانے دیجیے مین اقرار کرتا ہون کہ مین آپکو شریک طعام ملکہ گلشن آرا اس طور سے
کرونگا کہ ایک قاب مین آپ ملکہ کے ہم پہلو بیٹھکر طعام کھائیے گا دلربا کل تقریر فرخ کی سنکے اول تو پہلے ہی دیکھکر
مائل ہوئی تھی اور اب تو ہزار جان سے عاشق ہو گئی اور دل مین خیال کرنے لگی کہ فرخ عجب شوخ طبیعت ہی یہ خیال
کرکے پھر فرخ سے کہنے لگی کہ او جھوٹھے مکار و دغاباز و حیلساز تو لاکھ مجھے پسند کرے اور میرے آگے ہاتھ جوڑے مین تجھکو
کبھی پسند نہ کرونگی فقط تو اپنے دل کو خوش کر لے میرے ملازم بھی تجھسے بہتر ہین بعد اس گفتگو کے دلربا نے کہا او دبلیے یہ
کیا تو نے کہا کہ مین ملکہ کے ساتھ آپکو طعام کھلواؤنگا بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ملکہ ان ساحرون کے سامنے شاہزادے کے
ساتھ کھانا کھائیگی فرخ نے کہا او نگوڑی بیوقوف ہم عقلمندون سے تدبیر اسکی پوچھ دلربا نے پوچھا کہ کیا کہتا ہی فرخ
نے کہا یہ سفوف بیہوشی لیتی جاؤ اور ملکہ سے کہو کہ اسے شراب مین ملاکر ان سب ساحرون کو شراب پلا دو ساحر سب بیہوش
ہو جائینگے اسوقت ہمارے شاہزادہ ذیجاہ تمھاری ملکہ کے ہمراہ طعام کھائینگے بشرطیکہ ملکہ تمھاری کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگی
ورنہ اسوقت بھی طعام تناول نہ کرینگے دلربا یہ تقریر فرخ کی سنکے اور پڑیہ سفوف بیہوشی کی لیکر خدمت گلشن جادو
مین گئی اور آہستہ گلشن جادو سے تمام حال بیان کیا ملکہ گلشن جادو نے بھی آہستہ کہا ہر چند مین سحر مین ذوالحجام
وغیرہ سے کسیطرح کم نہین ہون بلکہ زیادہ ہون ممکن ہی کہ ان ساحرون سے لڑکر شاہزادے کو رہا کرون لیکن فرخ کی یہ
راے پسند کرتی ہون بعد بیہوش ہو جانے ان ساحران نابکار کے ببہوت ان سب کو قتل کرونگی اور شاہزادے کو رہا کرو
یہ کہکے گلشن جادو نے ذوالحجام جادو سے کہا کہ اے ذوالحجام دیکھو مین نے طعام ان قیدیون کو بھیجا تھا
قیدیون نے طعام نہ لیا اب مین بخوف نظر کے ابھی یہ طعام نہ کھاؤنگی بالفعل اس طعام کو رہنے دو ذوالحجام جادو نے
عرض کیا جو حضور کو مناسب ہو وہی حضور کرین یہ عرض کرکے وہ طعام روبروے گلشن جادو سے اٹھا کر علیحدہ
رکھ دیا اور دلربا نے وہی سفوف بیہوشی شراب مین خوب ملاکر جام بلورین شراب سے مملو کرکے جام شراب ملکہ کو
دیا گلشن آرا نے جام مے کو فقط منہ سے لگا کر ذوالحجام جادو سے کہا اے ذوالحجام تم ہماری جھوٹھی شراب پیوگے
ذوالحجام جادو سمجھا کہ ملکہ گلشن جادو مجھپر مائل ہوگئی ہی اور اسیوجہ سے یہان آئی ہی یہ سمجھکے ذوالحجام نہایت ہی
مسرور ہوا اور ہنسکے عرض کرنے لگا زہے مقدر کہ حضور کی جھوٹھی شراب مین پیون اسی کی تو آرزو رکھتا تھا یہ عرض کرکے
جام مے لینے کو ہاتھ بڑھایا گلشن جادو نے وہی جام صہبا دیا ذوالحجام جادو شراب بے دغدغۂ انجام پی گیا پھر
ملکہ گلشن جادو نے ان بارہ ساحرون کو کئی شیشے شراب بیہوشی آمیز کے دیے اور کہا تم سب بھی یہ شراب پیو ساحرون
نے سلام کرکے شیشہ ہاے شراب سے لیے اور باہم بیٹھکر شراب پینے لگے جب ساحر شراب پی چکے تھوڑی دیر مین سب ساحر
مع ذوالحجام جادو کے بیہوش ہو گئے اسوقت دلربا اٹھی اور تیغ کھینچکر ان بارہ ساحرون کو قتل کرنے لگی جب دلربا

ساحرون کو قتل کر چکے اور جو ساحرون کے مرنے سے تاریکی ہو گئی تھی وہ دفع ہو چکی تھی اُسوقت دلربا ملکہ سے کہنے لگی
کہ ذوالنجام بڑا ساحر ہے شاید مجھسے قتل نہو لہذا اس نابکار کو آپ اپنے ہاتھ سے قتل کیجیے گلشن جادو نے یہہ
گفتگو دلربا کی سُنکے کہا اے دلربا پنجہ مجکو دو مین ابھی اسکو قتل کرتی ہون دلربا نے پنجہ دیا ملکہ نے اُٹھکر بقصد غضب
اُسی پنجہ سے سر ذوالنجام کا تن سے جدا کیا بمجرد قتل ہونے ذوالنجام جادو کے آندھی سیاہ آئی جہان تیرہ و تار
ہو گیا سحر کے بیرون نے فریاد کی پھر اور آواز آئی افسوس مردیم و بمطلب خود نرسیدیم مارا مجکو کہ نام میرا ذوالنجام جادو
تھا بعد چار گھڑی کے وہ تاریکی دفع ہونے لگی اور شور و غل موقوف ہوا آفتاب نظر آیا چونکہ عمرو بن حمزہ یونانی
اور فرخ سحر ذوالنجام جادو مین گرفتار تھے جب ذوالنجام جادو قتل ہو گیا سحر اُسکا برطرف ہو گیا عمرو بن حمزہ
اور فرخ قید سحر سے رہا ہو گئے گنبد سحر معدوم ہو گیا دلربا عمرو بن حمزہ کو فوراً ملکہ کے پاس لے آئی فرخ بھی دلربا
ساتھ ساتھ کنارے پر تالاب کے آیا عمرو بن حمزہ یونانی گلشن جادو سے ملکر اور ملکہ کے پہلو مین بیٹھکر از حد شاد و مسرور ہوئے
بعد اشکباری کے مثل گل خندان ہوئے گلشن جادو بھی نہایت خوش ہوئی دلکی بیتابی و بیقراری دور ہوئی پھر
باہم شکوہ و شکایت کرکے طالب و مطلوب ہم پہلو بالاے مسند بیٹھے فرخ پہلوے دلربا مین بیٹھا اُسوقت
گلشن جادو نے طعام کی جانب توجہ نہ کی، مگر وہ شیشہ مے کہ جسمین بیہوشی نہین ملائی تھی اُٹھایا اور اپنے دست
رنگین و نازک سے ساغر بلورین مین شراب بھری اور بہ ناز و ادا اسکو عمرو بن حمزہ کو جام مے دینے لگی عمرو بن حمزہ یونانی نے
مے پینے سے انکار کیا اُسوقت دلربا نے عرض کیا اے شاہزادہ ذی وقار ملکہ کے ہاتھ سے ساغر صہبا نوش فرما لیجیے
اور ملکہ کو رنجیدہ نہ کیجیے میرے ہی اشارے سے ملکہ نے اپنے ہاتھ سے جام مین شراب ملوکی ہے آپ کی محبت اور الفت مین یہہ
یہانتک آئی ہین اور صدمے آپکی مفارقت کے انھون نے اُٹھائے ہین دیکھیے آپکے عشق مین ملکہ کا کیا حال ہو گیا ہے
گل عارض زرد ہو گیے ہین برسون کی بیمار معلوم ہوتی ہین آپکو انکی خاطر شکنی مناسب نہین ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے جواب دیا
اے دلربا آگاہ ہو شراب نہ پینے کا یہ سبب ہے کہ مین مسلمان ہون اور ملکہ ابھی مسلمان نہین ہوئی ہین اور اگر ملکہ دین اسلام
قبول کرین تو پھر مین بے عذر شراب پیون دلربا نے گلشن جادو سے عرض کیا جو کچھ شاہزادہ ذی وقار نے
ارشاد کیا ہے آپ نے تو سنا میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ انکی خاطر سے انکے دین کو قبول کیجیے ملکہ گلشن جادو نے
دلربا سے کہا انسے پوچھو کہ اگر کوئی مسلمان ہونا چاہے تو کیا کہے اور کیونکر مسلمان ہو دلربا نے شاہزادے سے عرض کیا
لیجیے حضور مبارک ہو کہ ملکہ مسلمان ہونے پر راضی ہین اب حضور انھین مسلمان کیجیے شاہزادے نے خوش ہو کر ملکہ کو
کلمہ پڑھایا گلشن جادو کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی پھر دلربا اور جملہ کنیزون نے بھی کلمہ پڑھکر دین اسلام
اختیار کیا بعد مسلمان ہونے ملکہ کے شاہزادے نے جام مے دست گلشن جادو سے لیکر شراب پی پھر شاہزادے نے
ساغر مین شراب بھر کے ساغر ملکہ کو دیا الحاصل بعد یکجہتی کے گلشن جادو نے دلربا سے کہا کہ جلد نازنینان خوش گلو
اور خوبرو کو بلاؤ دلربا نے موافق حکم ملکہ کے نازنینان زہرہ خصال کو طلب کیا جب چند نازنینان
خوشگلو روبروے ملکہ گلشن جادو حاضر ہوئین بعد بجا لانے آداب و تسلیم کے اور سب تو علحدہ
بیٹھین لیکن اُنمین سے ایک مطربہ گل پیرہن غنچہ دہن مع اپنے سازندون کے بزم مین آئی اور سامنے
ملکہ اور شاہزادے کے ناچنے لگی پھر نازنین مذکورہ نے روبروے ملکہ گلشن جادو یہ غزل غرّاء گائی غزل

خدا کو مانو ہنسی نہ جانو نہ سیر کے دلبر جفا کرو تم
وفا کرین ہم جفا کرو تم دعا کرین ہم دغا کرو تم

بلیگا عرش خدا کا یارو ذرا تو خوف خدا کرو تم
ہمین نے پہلے گلا کٹایا ہمین نے قاتل تمہین بنایا

زمانہ اُلٹا ہے کیا کرو تم برا جو ہے وہ ادا کرو تم
ہمین نے یہ رنگ سب جمایا ہمارے حق مین بھلا کرو تم

ابھی کفن ہمرے پھاڑ ڈالین ابھی مزا لیں روکر نکالین
کرین تکلف نہ تم سے کچھ ہم نہ ہم سے شرم و حیا کرو تم
بہت سنبھلکے رہے ہو تم چھپے ہو اب نہ پڑے رہو تم
یہ میری تقدیر مین لکھا تھا کہ مجھ پہ جور و جفا کرو تم

ابھی جو محشر کی چال کے چالین ذرا قیامت بپا کرو تم
چلو بہت ہو چکی یہ کاوٹ کہان کی یہ وہ اٹھاؤ تیغہ
جو بوسہ لیلون تو کہا کرو تم گلے لگاؤن تو کیا کرو تم
بتاؤ اے قدر کیا کرتا تھا یہی نتیجہ ہے عاشقی کا

نباہ ہوگا ابھی یہین ہم سے یہ دونون طرف کا عالم
لپٹ ہی جاؤ گلے سے جھٹ پٹ بہت نہ نخرے کیا کرو
بجا ہے سجاہر اگلہ بتا تمہارا اسمین قصور کیا تھا
غریب بیکس ذلیل رسوا خراب و خستہ پھرا کرو تم

جسوقت غزل مرقوم مطربہ نے روبرو سے شاہزادہ و گلشن جادو بعد ناز و ادا گائی دلربا اور فرخ سے زیادہ شاہزادہ خوش ہوا اور ملکہ گلشن جادو مسرور ہوئی اور اسی عالم خوشی مین ملکہ نے خیال کیا کہ مین نے ذوالجماح کو قتل کرڈالا ہے اور شاہزادے کو رہا کیا ہے یقیناً یہ خبر نارنج جادو کو پہونچگی میرے اوپر تو نہین معلوم کیا ظلم کریگی لیکن شاہزادے کو تو قتل ہی کر ڈالیگی پس اس سے غافل بیٹھنا مناسب نہین ہے کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ جس تدبیر سے شاہزادہ اسکی شر سے محفوظ رہے اور خیال یعنے نارنج جادو کا سحر شاہزادے پر تاثیر نہ کرے ہر چند اس تدبیر کرنے سے جملہ ساکنان طلسم میرے جان کے دشمن ہو جائینگے خصوصاً نانی زور بانہ جادو تو مجھے حتی الامکان کسیطرح زندہ نہ چھوڑیگی لیکن شاہزادے کی جان بچیگی اور شاہزادہ مجھسے خوش ہوگا اگر مین بعد ایسی ہی تدبیر کرنے کے زندہ رہی تو ضرور بعد میرے مرنے کے شاہزادہ مجھے یاد تو کریگا اور خیال ضرور کریگا کہ گلشن جادو نے میری بہبودی کے واسطے اپنا مر جانا اور قتل ہو جانا قبول کیا اور شرائط الفت و عشق خوب ادا کیئے یہ خیال کرکے گلشن جادو نے عمرو بن حمزہ یونانی سے کہا اے شاہزادہ ذیجاہ آپ تو یہان بیٹھے ہوئے ناچ دیکھیں اور گانا سنین مین آپ کے لیے بہبودی کی فکر مین جاتی ہون اگر خدا نے چاہا تو پھر یہان آؤنگی ورنہ جو میرے مقدر مین لکھا ہے وہ ہوگا شاہزادے کو پہلو سے ملکہ کا اٹھ کے جانا نہایت ناگوار ہوا بیتاب و بیقرار ہو کے کہا اے ملکہ تم میرے پہلو ہی مین بیٹھی رہو کہین نہ جاؤ ہر چند اسیطرح شاہزادہ نے مکرر اور متواتر کہا لیکن ملکہ نے نہ مانا اور کہا مین جلد چلی آؤنگی یہ کہکر گلشن جادو تخت پر سوار ہو کے ہمراہی اپنے انہون کے نانی زور بانہ جادو کے مکان کی طرف روانہ ہوئی گلشن جادو کو تو اثناے راہ مین چھوڑیے اور اب حال شاہزادے کا سنیے کہ جب ملکہ گلشن جادو پہلو شاہزادہ سے اٹھکر چلی گئی وہ بزم عشرت محفل ماتم ہو گئی دل پہلو مین بیقرار ہوا طبیعت گھبرائی آثار غم چہرے پر ظاہر ہوئے دلربا نے یہ حال شاہزادے کا دیکھکر اور ایک مطربہ کو طلب کیا جب وہ مطربہ خوش گلو بزم مین آئی دلربا نے کہا اے مطربہ اسوقت شاہزادہ ذیجاہ پریشان خاطر ہین جب تک ملکہ تشریف یہان لائین تو دو چار غزلین ایسی عاشقانہ روبرو شاہزادے کے گا کہ دل شاہزادہ مسرور ہو مطربہ نے بموجب حکم غزل شروع کی غزل

ایک کافر کی محبت نے بھلایا سبکو
نرگسی چشم کا بیمار ہوا خوب ہوا
ناصحا مجھسے تجھے کوئی سروکار نہین
آنسو ملنے سے بھی انکار ہوا خوب ہوا

دل نادان تجھے آزار ہوا خوب ہوا
بدلے تسبیح کے زنار ہوا خوب ہوا
بار منت کا مرے کون اٹھاتا سر پر
مین جو رسوا سر بازار ہوا خوب ہوا
خوف محشر کا نہین دل مین بھی کچھ تیرے طفیل

دام گیسو مین گرفتار ہوا خوب ہوا
یہ سزا ہے دل نادان کی نہ مانا کہنا
وہ نہ اپنا کبھی غمخوار ہوا خوب ہوا
روز کے جھگڑے سے ہنسنے بھی فراغت پائی
رہنما حیدر کرار ہوا خوب ہوا

ہر چند غزل مرقوم مطربہ مذکور نے بتا بتا کے بہ ناز و ادا گائی لیکن دل شاہزادے کا مسرور نہ ہوا پھر مطربہ نے اور غزل شروع کی اور بہ ناز و ادا اشعار غزل عاشقانہ گانے لگی یہان تو عمرو بن حمزہ یونانی بیٹھے تھے مطربہ گا رہی تھی فرخ اور دلربا وغیرہ بھی بیٹھے ہین لیکن اب حال گلشن جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب گلشن جادو اپنی ہر نانی کے پاس قریب شام پہونچی زور بانہ جادو کو تسلیم کر کے سامنے بیٹھی زور بانہ جادو نے پوچھا اے لڑکی تو اسوقت یہان گھبرائی ہوئی کیون آئی ہے خیر تو ہے طبیعت کیسی ہے گلشن جادو نے عرض کیا مین ہر اے سیر آئی تھی اثناے راہ مین مجکو تپ آگئی طبیعت

سبب لطف ہی اسوجہ سے اپنے مکان تک جا نہ سکی اور آپکے پاس حاضر ہوئی اسوقت مجھے بیٹھا نہین جاتا ہی علاوہ دردسر
کے اعضا شکنی بھی ہی اسی سبب سے گھبرائی ہوئی ہون زوربانہ جادو نے یہ گفتگو سنکے کہا کہ آج شب کو یہین رہنا
اب اپنے گھر جانا یہ کہکے زوربانہ جادو نے کہا پلنگ پہ جاکے لیٹ رہ گلشن جادو فوراً اُٹھی اور پلنگ پہ کچھ
اوڑھ کے لیٹ رہی اور عمداً کانپنے لگی زوربانہ جادو نے ہر ایک کنیز کو گلشن جادو کے پاس سے ہٹادیا اور سب
کنیزون سے کہا کہ باتین بہ آواز بلند نہ کرو لڑکی کو اب نیند آگئی ہی سونے دو یہ کہکے زوربانہ جادو دیر تک پاس گلشن جادو
کے بیٹھی رہی پھر بعد اکل و شرب بستر خواب پہ لیٹی اور بوجہ کثرت شراب کے جلد تر سوگئی اور کنیزین بھی جابجا سو رہین جب
گلشن جادو نے دیکھا کہ زوربانہ غافل سو رہی ہی اسوقت گلشن جادو اُٹھی اور ہر ایک کنیز کو غافل اور
خفتہ دیکھکر آہستہ آہستہ ڈرتی ہوئی قریب زوربانہ جادو کے گئی اور غافل دیکھکر لوح محفوظ زوربانہ
جادو کے گلے سے اُتارلی اور جلد تر وہان سے تخت پر سوار ہوکے باغ شنکل کی طرف مع اپنی کنیزون کے
روانہ ہوئی یہان شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کنارے پر تالاب کے بیٹھے ہوئے تھے اور سامنے ایک مطربہ گارہی تھی
عمرو بن حمزہ یونانی فرخ سے کہرہے تھے کہ آدھی رات کا وقت آگیا ابھی تک ملکہ گلشن جادو نہین آئین انھون نے
تو کہا تھا کہ مین جلد آؤنگی نہین معلوم کیا وجہ ہوئی کہ ابھی تک نہین آئین میرا دل گھبراتا ہی فرخ کچھ کہا چاہتا تھا
ناگاہ ملکہ گلشن جادو روبروے عمرو بن حمزہ آئی اور تخت سے اُترکے پہلوے شاہزادہ مین بیٹھی عمرو بن حمزہ نے پوچھا
اے ملکہ تم کہان گئی تھین میری طبیعت پریشان تھی گلشن جادو نے کہا اے شاہزادۂ ذی وقار مین اپنی پرنانی
زوربانہ جادو کے پاس گئی تھی جب وہ سو رہی ہین اُسکے گلے سے لوح محفوظ اُتار لے آئی یہ کہکے لوح محفوظ
شاہزادے کو دکھاکر گلے مین شاہزادے کے لوح پہنادی شاہزادے نے پوچھا اے ملکہ اس لوح کی کیا خاصیت ہی
اور کیا اسکا وصف ہی گلشن جادو نے کہا اے شاہزادہ ذی وقار یہ لوح محفوظ جس شخص کے پاس ہو اُسپر
سحر کسی ساحر کا اثر نہین کرتا اب آپ پر کسی کا سحر اثر نہ کریگا مین آپکی محبت مین یہ تحفہ لے تو آئی ہون لیکن
مجکو زوربانہ سے نہایت ہی خوف ہی جسوقت وہ بیدار ہوگی اور اس لوح کو اپنے گلے مین نہ دیکھیگی سمجھ جائیگی
کہ گلشن جادو لیگئی یہ سمجھ کے وہ ضرور آئیگی اور مجھے گرفتار کریگی اور مجکو سزاے سخت دیگی عجب نہین کہ
مجکو قتل کرے پس اے شاہزادے مین امیدوار ہون کہ اگر مین قتل ہوجاؤن تو آپ مجکو نہ بھول جائیے گا کبھی کبھی میری
قبر پر تشریف لائیے گا اور تھوڑی دیر بالین پہ تشریف رکھیے گا اور صحیفہ ابراہیم علیہ السلام پڑھیے گا
اور ثواب اُسکا میری روح کو بخشیے گا ہر چند کہ آپکو تصدیع ہوگی لیکن میری روح نہایت خوش ہوگی عمرو بن حمزہ
یونانی نے محزون اور بیقرار ہوکر کہا اے ملکہ یہ کیا کہتی ہو خداوند کریم تجکو وہ روز بد نہ دکھلاے کہ تم گرفتار ہو یا خدانخواستہ
قتل ہو اگر زوربانہ جادو یہان آئیگی مین تیغ آبدار سے اُسے قتل کرونگا تم ناحق اُس بڑھیا سے ڈرتی ہو اُسکی یہ مجال ہی
کہ تمھین میرے روبرو سزاے سخت دیگی یا قتل کریگی ملکہ نے کہا اے شاہزادۂ ذی وقار ہر چند کہ زوربانہ بڑھیا ہی اور نہایت
نحیف و ضعیف ہی لیکن بلاے بدروزگار بڑی ساحرہ ہی خدا اُسکے سحر اور شر سے آپکو محفوظ رکھے جسوقت وہ سحر کریگی زمین
کانپیگی آسمان تھرائیگا اُسکے سحر کو کون روک سکیگا یہ کہکے گلشن خاموش ہوئی اور ناچ دیکھنے لگی اور گانا سننے لگی یہانتک
کہ تا سحر بزم عشرت مین بیٹھی رہی اور نازنینان خوش گلو کا گانا سنا کی ہنگام سحر زوربانہ جادو جو بیدار ہوئی اُسنے اپنے
گلے مین لوح محفوظ کو نہ دیکھا گھبراکر کنیزون کو پکارا اور یہ پوچھا کہ گلشن جادو جو اس پلنگ پر سوتی تھی کہان
گئی کنیزون نے عرض کیا حضور ہمین نہین معلوم کہ کسوقت گلشن جادو یہان سے چلی گئین زوربانہ نے خیال کیا

کہ گلشن جادو ہی لوح محفوظ لیگئی یہ خیال کرکے زوزبانہ جادو نے اوراق جمشیدی جو دیکھے تو اوراق جمشیدی
سے ظاہر ہوا کہ لوح محفوظ گلشن جادو لیگئی ہی اور باغ شنگل کے متصل ایک مکان مین بیٹھی ہی زوزبانہ جادو
اُن اوراق کو دیکھکر گلشن جادو کی اس حرکت پر نہایت غضبناک ہوئی اور تخت سحر پر سوار ہو کے بصد قہر و غضب جانب
باغ شنگل روانہ ہوئی یہان گلشن جادو پہلوے شاہزادہ مین بیٹھی تھی ناگاہ گلشن جادو نے دیکھا کہ ایک
لکا ابر ایک طرف سے آسمان پہ ظاہر ہوا جب وہ ابر باغ شنگل اور اُس مکان پر محیط ہوا گلشن جادو نے
شاہزادے سے کہا اے شاہزادہ تو سمجھا غضب ہوا بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ زوزبانہ جادو آگئی اب مین اُسکے ہاتھ
سے زندہ نہ بچونگی یہ کہکے گلشن جادو چاہتی تھی کہ سحر کرکے غرق زمین ہو یکایک برق چمکی اور درمیان ابر سے ایک
تخت ظاہر ہوا سب نے دیکھا کہ تخت پر ایک بڑھیا بیٹھی ہی اور جھولی اسباب سحر کی زیب دوش کیے تھی ابھی سب دیکھ
رہے تھے اور گلشن جادو خوف زوزبانہ سے غرق زمین ہوا چاہتی ہی کہ زوزبانہ جادو نے بصد غضب لکار کر
کہا کہ او گلشن جادو کہان بھاگی جاتی ہی مین آن پہونچی غضب کیا تو نے کہ لوح محفوظ میرے گلے سے اُتار لی
اور اپنے آشنا کو تو نے لاکر دیدی یہ کہکے زوزبانہ نے ایک ترنج سحر پڑھ کے زمین پر جو مارا مجرد گرنے ترنج کے زمین
سخت و سنگین ہوگئی گلشن جادو غرق زمین نہو سکی پھر گلشن جادو نے چند موے سنگین اپنے سر سے توڑ کر
اور اسم سحر پڑھکر زوزبانہ جادو پہ پھینکے وہ موے شکل مار سیاہ بنکر زوزبانہ کی سمت چلے اس اثنا مین دلربا
اور کنیزین اور عمرو بن حمزہ یونانی اٹھ کھڑے ہوئے فرخ بھاگ کر ایک درخت پر چڑھ گیا شاہزادے نے تلوار
کھینچی دلربا وغیرہ نے بھی زوزبانہ پر ہر چند سحر کیے لیکن زوزبانہ جادو نے ہر ایک کا سحر رد کرکے اور جلد تر آگے بڑھ کے
ستگین گلشن جادو کے پکڑے دلربا اور کنیزین رونے لگین اور بصد نالہ و بکا کہنے لگین کہ اے زوزبانہ جادو
گلشن جادو کو چھوڑ دیجیے انکی کچھ خطا نہین ہی یہ لوح محفوظ آپکے گلے سے اُتار کے نہین لائی ہین زوزبانہ جادو
نے دلربا وغیرہ کی تقریر سنکے کہا تم سب کٹنیان ہو مجھے تم فریب و مکر کی گفتگو کرتی ہو مین اُس چھوکری کو ضرور
سزاے سخت دونگی یہ کہکر زوزبانہ جادو نے ایسا سحر کیا کہ گلشن جادو مع دلربا اور کنیزین غرق زمین
ہوگئین سحر زوزبانہ جادو مین گرفتار ہوگئین عمرو بن حمزہ نے تیغ آبدار لیکر زوزبانہ جادو پہ حملہ کیا اسنے بھی اُنپر سحر کیا
لیکن بوجہ لوح محفوظ کے سحر نے کچھ تاثیر نہ کی جب عمرو بن حمزہ قریب زوزبانہ جادو کے پہونچے زوزبانہ جادو
بھی سحر سے غرق زمین ہوگئی اسوقت عمرو بن حمزہ یونانی گلشن جادو کے گرفتار ہونے سے اسقدر اشکبار اور بیقرار ہوئے
کہ غش آگیا فرخ درخت سے اُترکے شاہزادے کے پاس آیا اور حال شاہزادے دیکھکر محزون ہوا یہان تو شاہزادے
کو غش آگیا ہی فرخ رو رہا ہی اور تدبیرین دفع غشی کی کر رہا ہی لیکن اب حال زوزبانہ جادو کا سنیے کہ زوزبانہ جادو
غرق زمین ہو کر اور گلشن جادو وغیرہ کو گرفتار کرکے اور اپنے ہمراہ لیکر فوراً طلسم نارنج مین پہونچی اور نارنج جادو
سے تمام حال گلشن جادو کے لوح محفوظ لیجانے کا بیان کیا نارنج جادو کو نہایت غصہ آیا پھر زوزبانہ جادو
نے ایک ساحرہ سے کہا کہ تو جلد جا اور زلزلہ جادو اور اُنکی دونون لڑکیون کو میرے پاس بلا لا ساحرہ گئی اور
زلزلہ جادو کے پاس پہونچی عرض کرنے لگی اے ملکہ جلد چلیے طلسم نارنج مین زوزبانہ جادو نے آپکو بلایا ہی
زلزلہ جادو نے پوچھا تجھے معلوم ہی کیون بلایا ہی ساحرہ نے عرض کیا جب آپ وہان چلیے گا آپ کو سب حال
معلوم ہوجائیگا زلزلہ جادو نے کہا ہر چند کہ مین اسوقت نہایت متردد ہون کہ میری لڑکی گلشن جادو
کل واسطے سیر کے گئی تھی ابھی تک نہین آئی ہی دل میرا نہایت پریشان ہی لیکن مین چلتی ہون یہ کہکے زلزلہ جادو

اپنی لڑکیون کو ہمراہ لیکر تخت سحر پر سوار ہوئی عقاب سحر اور طاؤس سحر پر تزلزل اور ازلال سوار ہوئین اور جلد تر ہمراہ اپنی مان کے طلسم نارنج مین پہونچین زلزلہ جادو نے طلسم نارنج مین جاکر دیکھا کہ گلشن جادو مع دلربا وغیرہ کے سحر زوزبانہ جادو مین گرفتار سب کھڑی ہین زوزبانہ جادو و نارنج جادو کے پاس بیٹھی ہے غصہ سے کانپ رہی ہے نارنج جادو کے بھی چہرے پر آثار غیظ ہویدا ہے زلزلہ جادو یہ حال دیکھکر گھبرا گئی غرض زوزبانہ کو تسلیم کرکے روبرو بیٹھی زوزبانہ جادو نے زلزلہ جادو سے کہا تمکو کچھ خبر بھی ہے کہ تمہاری اس چھوکری نے کیا کیا ہے زلزلہ جادو نے کہا نانی جان مجکو مطلق آگاہی نہین ہے آپ بیان کیجیے زوزبانہ جادو نے کہا تمہاری بیٹی نے ذوالنجام جادو وغیرہ کو قتل کرکے عمرو بن حمزہ کو رہا کردیا اور اس شاہزادے پر عاشق ہوئی اور اُسکے عشق مین ایسی دیوانی ہوئی کہ اُسکی بہتری کے واسطے کل شب کو میرے پاس آئی اور کہنے لگی میری طبیعت اچھی نہین ہے مین نے کہا پلنگ پر سو رہ یہ تمہاری لڑکی مکارہ پلنگ پر لیٹ رہی ہنگام شب جب مین سو رہی لوح محفوظ میرے گلے سے اُتار کے لیگئی اور شاہزادے کو جاکر دیدی ابتک لوح محفوظ اُسکے گلے مین تھی غرض جب صبح ہوئی اور مین بیدار ہوئی مین لوح اپنی نہ دیکھکر ازحد متحیر ہوئی آخر بعد دریافت معلوم ہوا کہ تمہاری لڑکی لیگئی ہے اور باغ شش گل کے متصل ایک مکان مین مصروف عیش نازنینان خوبرو کا گانا سن رہی ہے اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کے پہلو مین بیٹھی ہے مین یہ حال دریافت کرکے باغ شش گل کی جانب گئی اور اس عیارہ اور مکارہ کو گرفتار کرکے ابھی لے آئی ہون اب میرے نزدیک یہی مناسب ہے کہ مین اسے آگ مین جلادون تاکہ پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے اگر یہ زندہ رہیگی تو اسیطرح عمرو بن حمزہ کو اور تحائف طلسم دیدیگی خصوصاً لوح طلسمی کو پھر ڈھونڈھکر شاہزادے کو دیدیگی ہرچند کہ حال اس طلسم کی لوح کا کسیکو نہین معلوم ہے کہ لوح کس جگہ ہے لیکن چھوکری شاہزادے کے عشق مین ضرور لوح لگائیگی اور لوح طلسم بھی مثل لوح محفوظ کے شاہزادے کو دیدیگی شاہزادہ لوح پاکر اس طلسم کو توڑ ڈالیگا اور ساحرون کو قتل کرائیگا خصوصاً مجکو اور نارنج جادو کو اور تمھین تہ تیغ کریگا اور اس طلسم کو تباہ اور برباد کریگا پس اسکا جلادینا ہی بہتر ہے اسکے جلادینے سے امید ہے کہ یہ طلسم برباد نہوگا اور سب ساحر زندہ رہینگے اور طلسم بھی نہ ٹوٹیگا ورنہ کوئی ساحرہ اور ساحر زندہ نہ رہیگا سب کو شاہزادہ قتل کریگا زلزلہ جادو گفتگوے زوزبانہ جادو سنکے نہایت اشکبار ہوئی اور الفت مادری سے بیتاب و بیقرار ہو گئی کہنے لگی کہ اے نانی جان ہرچند کہ میری لڑکی نے تقصیر کی تھی لیکن آپ جانتی ہین مین اس لڑکی کو نہایت پیار کرتی ہون اور اسے ازحد چاہتی ہون اگر آپ اسے جلادیجیے گا تو مجھے ازحد ملال ہوگا اور مین اسکے جلنے کے صدمے سے ہلاک ہو جاؤنگی آپ اسے قید کیجیے اور نہ جلایئے اب یہ ایسی خطا نہ کریگی اسنے یہ خطا نادانی سے کی ہے ابھی اسکا سن ہی کیا ہے بارہ تیرہ برس کی عمر ہے بیوقوف ازحد ہے میری خاطر سے اسکی خطا عفو کیجیے فقط براے تنبیہ قید کر دیجیے زوزبانہ جادو نے جواب دیا اے زلزلہ جادو اس مقدمے مین دخل نہ دے اور اپنی لڑکی کی سفارش نہ کر اس چھوکری کے جلادینے سے طلسم بچ جائیگا ہر ایک زندہ رہیگا اسکا جلادینا بہتر اور مناسب ہے یہ کہکے زوزبانہ جادو نے جملہ ساحران طلسم نارنج کو طلب کیا جب تمام ساحر اعلے اور ادنے جمع ہوئے زوزبانہ نے اُن سب سے بھی تمام حال گلشن جادو کا بیان کیا اور کہا مین چاہتی ہون کہ اس لڑکی کو آگ مین جلادون تم سب اس مقدمہ مین کیا کہتے ہو اکثر نے یہ کہا بہتر نہین ہے کہ گلشن جادو کو جلادیجیے ورنہ یہ طلسم برباد ہو جائیگا جب ساحرون سے زوزبانہ نے یہ تقریر سنی فوراً حکم کیا کہ لکڑیان ایک میدان مین جمع کی جائین بموجب حکم اکثر ساحرون نے میدان مین لکڑیان جمع کین اور لکڑیون پر آگ رکھدی زوزبانہ جادو نے حکم کیا کہ اب گلشن جادو کو لکڑیون پر بٹھا دو ساحران

غدار و نابکار گلشن جادو کو لیکر چلے اور نارنج جادو اور زوزبانہ جادو اور زلزلہ جادو و جملہ ساحرہ اور ساحر میدان کی طرف چلے اُسوقت زلزلہ جادو مادر گلشن جادو کی عجب کیفیت تھی دل بیقرار تھا آنسو آنکھون سے جاری تھے دمبدم نالہ و آہ کرتی تھی ہر ایک قدم زمین پر گری پڑتی تھی جادوگرنیان زلزلہ جادو کو سنبھالتی تھین اور سمجھاتی تھین کہ اسقدر نہ روئیے اب صبر کیجیے گلشن جادو کے مقدر مین یہی لکھا تھا جو سامری و جمشید کو منظور تھا وہی ہوا ہر چند زلزلہ جادو کو جادوگرنیان سمجھاتی تھین لیکن زلزلہ جادو کا رونا موقوف نہ ہوتا تھا زلزلہ جادو کا تو حال تحریر کیا گیا اب گلشن جادو کا حال لکھا جاتا ہی کہ جب ساحر گلشن جادو کو جلانے کے واسطے لیکر چلے اُسوقت گلشن جادو بے اختیار رونے لگی اور یہ خیال کرنے لگی کہ افسوس ہزار افسوس شاہزادے پر عاشق ہو کر مین چار روز بھی عیش نہ کیا فلک پیر نے یہ ظلم کیا حیف میرے نخل تمنا مین ثمر نہ آیا مین نے کچھ لطف شباب نہ اٹھایا دنیا سے پر ارمان ہی چلی امید دلی بر نہ آئی عاشق ہو کر ذرا بھی راحت نہ پائی اب آگ مین یہ ساحر مجکو جلا دینگے حسن و شباب کو خاک مین ملا دینگے بعد میرے جل جانے کے زوزبانہ جادو دیکھیے شاہزادے سے کسطرح پیش آتی ہی انکو قید کرتی ہی یا قتل کرتی ہی خداوند عالم شاہزادے کو زوزبانہ اور جملہ ساحران نابکار کی شر سے محفوظ رکھیے اور بچایے افسوس اسوقت کوئی ایسا نہین ہی کہ جو شاہزادے کے پاس جاے اور میری زبانی اور میری طرف سے یہ کہدے کہ ای شاہزادہ ذیجاہ اب آپ اپنی والدہ کے پاس یونان مین چلی جایے طلسم نارنج کے توڑنے کا خیال ہی دل مین نہ لایے سب ساحران نابکار آپ کے دشمن جان ہین حتی الامکان آپکو گرفتار کرینگے اور قتل کرینگے مجکو تو زوزبانہ جادو نے آپ سے محبت کرنے کی یہ سزا دی ہی کہ ساحر مجکو آگ مین جلانے کو لیے جاتے ہین اگر تکلیف نہ ہو تو ایکدم بھر کے واسطے چلے آیے اپنے عاشق کو جلتے ہوے دیکھ لیجیے مین بھی دقت اخیر آپکو دیکھ لون پھر ملاقات نہ ہوگی اگر بعد میرے جل جانے کے یہان آیے گا تو سواے خاک کے مجھے نہ پایے گا اور جب میرے جل جانے خبر سن پایے گا یا میری خاک ملاحظہ کیجیے گا تو اشکبار اور بیقرار نہ ہوجیے گا اور یہ تصور کیجیے گا کہ ایک خادم ہمارے نقش کف پا پر تصدق اور نثار ہوگئی ملکہ گلشن جادو یہی خیالات کر رہی تھی کہ ساحران نابکار میدان مین پہونچے اُسوقت زوزبانہ جادو نے بار دیگر اُن ساحرون سے کہا کہ گلشن جادو کو لکڑیون پر بٹھا دو اور جلد تر آگ مین جلادو ساحرون نے بموجب حکم گلشن جادو کو انبار ہیزم پر بٹھا دیا چونکہ اُسوقت تک اچھی طرح آتش شعلہ ور نہین ہوئی تھی جابجا لکڑیان آگ سے کیلی تھین دھوان ہو رہا تھا اس سبب سے گلشن جادو اُسوقت آگ سے نہ جلی جب ساحر گلشن جادو کو انبار ہیزم پر بٹھا کر ہٹ گئے اُسوقت گلشن جادو نے نہایت بیقرار اور اشکبار ہو کر سجدا اپنا بیت المقدس یا سوے قبلہ کیا اور جانب فلک دیکھکے بروح قلب درگاہ خدا مین اسطرح دعا کی کہ اے خالق بحر و بر ای معبود جن و بشر تو بخوبی واقف و آگاہ ہی کہ مین فی الحال مسلمان ہوئی ہون اور تیری یکتائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیغمبری کی معترف ہون اور یہ دولت دین اسلام شاہزادہ عمرو بن حمزہ علیہ السلام سے مجھے دستیاب ہوئی ہی خداوندا واسطہ تجکو اپنے پیغمبر حضرت ابراہیم کا کہ تو نے انہین آگ سے بچایا ہی مجھے بھی اس آگ سے محفوظ رکھ تو نے ہی ہر ایک آفت و بلا سے ہمیشہ خاص و عام کو بچایا ہی اور بچاتا ہی جب کوئی کسی مصیبت و بلا مین مبتلا ہوا ہی تو نے ہی اپنی قدرت کاملہ سے ہر ایک کو آفت بلا سے بچایا ہی بموجب نظم

یوسف پہ رہی بہت جفا ہی
جب ہاتھ لگے تو چھوٹے دم مین

آخر کو ہوئی نصیب شاہی
ایوب کی کٹتی کہین دوائین

یونس رہے حوت کے شکم مین
یعقوب کی کٹ گیئن بلائین

گلشن جادو درگاہ کبریا میں تضرع وزاری و چنانہ بیقراری کا دعا کر رہی تھی کہ آگ کے شعلے بلند ہونے لگے اور حرارت آتش سے تن نازک گلشن جادو کو صدمہ پہونچنے لگا دھوان اسقدر بلند ہوا کہ دیکھنے والون کو دوسرا آسمان دھوئین کا نظر آنے لگا تمام میدان مین دھوان ساحرون کو دکھائی دینے لگا اُسوقت ایک ساحر کہ نام اُسکا طوفان جادو تھا اور سب ساحرون کے درمیان مین وہ بھی کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اُسے گلشن جادو پر رحم آیا اور زلزلہ جادو کی اشکباری اور بیقراری دیکھ دیکھ کے خود بھی اشک آنکھون مین بھر لایا اور خیال کرنے لگا کہ اسوقت دھوان کثرت سے ہی تو اس دھوئین مین جاکر انبار ہیزم پر سے گلشن جادو کو اپنے گھر لیجا کسی ساحر کو خبر بھی نہ ہوگی اور اگر کوئی دیکھ لیگا تو اُسوقت دیکھا لیا جائیگا مین بھی دریاے سحر مین ہزارون ساحرون کو غرق کر دونگا یہ خیال کر کے طوفان جادو نے ایسا سحر کیا ہر کہ کسیکی نظر سے غائب ہوگیا اور انبار ہیزم پر سے گلشن جادو کو اُٹھا کر اپنے گھر لیگیا اور بصد عزت و حرمت اور بہ آرام و راحت اپنے گھر مین رکھا اور گلشن جادو سے عرض کرنے لگا کہ جبتک مین زندہ ہون کسی ساحر یا ساحرہ کی یہ مجال نہین کہ تمکو یہان سے لیجاسے یا کسیطرح کا تمھین صدمہ پہونچاے گلشن جادو نے بعد شکر خدا طوفان جادو سے خوش ہو کر کہا کہ تمنے مجھپر بڑا احسان کیا کہ انبار ہیزم سے مجکو اُٹھا لاے اگر تم مجکو نہ اُٹھا لاتے تو مین جل جاتی ملکہ جلکر خاک ہو جاتی طوفان جادو نے عرض کیا کہ اب آپ مجکو اپنا خادم اور جان نثار اور تابعدار سمجھکر یہین تشریف رکھیے جب شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی طلسم نارنج کو توڑ چکینگے اور نارنج جادو اور زوزبانہ جادو قتل ہو جائیگی اُسوقت مین آپکو شاہزادے کے پاس لیجاؤنگا یا شاہزادے کو آپکے حال سے اطلاع دونگا گلشن جادو یہ گفتگو طوفان جادو کی سنکے خاموش ہو رہی گلشن جادو تو طوفان جادو کے مکان مین ہر اسکا حال انشاء اللہ آئندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال زلزلہ جادو مادر گلشن جادو کا لکھا جاتا ہر کہ جب طوفان جادو گلشن جادو کو لیگیا اُس ہنگامہ مین کسی ساحر نے طوفان جادو کو جاتے ہوے نہ دیکھا اور نہ خیال کیا جسوقت انبار ہیزم جلکر خاک ہوگیا زلزلہ جادو بیقرارانہ اشکبار سر پیٹتی ہوئی اور خاک اُڑاتی ہوئی قریب خاک انبار ہیزم کے گئی اُسوقت

نظم

ہوئی مصروف شیون اس بیان سے
یہ دن یہ سن یہ آغاز جوانی
یہ عالم بے نشان ہونا جہان سے

کہ ہر ہو گیا یہ قسمت رنگ لائی
یہ خواب ناز مرگ ناگہانی
کہان جائین کرین ہم کس سے فریاد

الفا ضائے تپ سوز نہان سے
غضب آئی ہوئی ہمکو نہ آئی
یہ ہر ارمان سفر کرنا جہان سے
دریغا حسرتا ای واے فریاد

جب خاک انبار ہیزم کے قریب زلزلہ جادو نے اپنا حال روتے روتے متغیر کیا اسوقت اکثر جادوگرنیان زلزلہ جادو کے قریب آئین اور اسطرح سمجھانے لگین کہ ای زلزلہ جادو اب صبر کرو اس رونے اور پیٹنے سے کیا ہوگا اب گلشن جادو تمھاری بیٹی اسی (فریاد و بکا) سے زندہ نہ ہو جائیگی جو خداوند سامری اور جمشید نے تمھاری بیٹی کی قسمت مین لکھا تھا وہ ہوا اب تم زمین پر سے اُٹھو اور چلو یہ کہکر جادوگرنیون نے زلزلہ جادو کو خاک سے اُٹھایا سب ساحر اور ساحرہ اپنے اپنے گھر کی جانب چلے گئے نارنج جادو نے بھی زلزلہ جادو اور تزلزل جادو اور ازلال جادو کو سمجھا کر اور دو تختون پر زلزلہ اور انکی بیٹیون کو سوار کر کے کہا کہ اب تم اپنے گھر جاؤ زلزلہ جادو مع اپنی دونون لڑکیون کے بہ نالہ و فغان و گریان اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی زلزلہ جادو اپنے گھر جاتی ہر لیکن اب حال عمرو بن حمزہ کی کا تحریر کیا جاتا ہر کہ عمرو بن حمزہ یونانی کو جو روتے روتے تالاب کے کنارے غش آگیا تھا اُسی عالم غشی مین عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ ایک مرد ضعیف تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ ای شاہزادہ عمرو تم کیون اسقدر مغموم و ملول ہو جلد اُٹھو اور ہمت کو ہاتھ سے جانے نہ دو عاے دل تیرا با فضل الہٰی حاصل ہوگا یہ فرما کر بزرگ موصوف تشریف لیگئے

عمرو بن حمزہ کی بیہوشی دفع ہوئی ہوش آیا آنکھین کھول کر دیکھا کہ فرخ زمین پر بیٹھا ہی اور رو رہا ہی عمرو بن حمزہ یونانی
نے فرش خاک سے اٹھکے فرخ سے کہا عالم بیہوشی مین ایک بزرگ نے مجھسے فرمایا کہ تو کوہ بلا کی جانب جا وہان تیرا مقصد بر آئیگا
بس ای برادر تم اس قدر بیکل کیون ہوتے ہو فرخ نے عرض کیا ای شاہزادۂ ذیوقار ضرور کوہ بلا کی جانب تشریف لیچلیے انشاءاللہ
اب کا مدعا ضرور بر آئیگا عمرو بن حمزہ یہ تقریر فرخ کی سنکے سمت کوہ بلا چلے فرخ بھی ہمراہ ہوا بعد قطع منازل کے
ایک روز عمرو بن حمزہ یونانی ایک شہر کے دروازے پر پہونچے فرخ نے دروازے پر دیکھا کہ ایک کمان کیانی رکھی ہی اور
کئی توڑے زر سرخ کے بھی قریب اسکے رکھے ہین چونکہ فرخ فرزند خواجہ عمرو ہی اشرفیون کے توڑے دیکھکے بیتاب
و بیقرار ہوگیا اور منہ مین پانی بھر آیا فرخ زر سرخ کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ شہباز شاہ کی سواری در شہر
سے جانب صحرا گئی بعد جانے شہباز شاہ کے فرخ اُس کمان کے قریب گیا اور جو ملازم بادشاہ در شہر پر موجود تھے
اُنسے پوچھنے لگا کہ یہ کمان یہان کیون رکھی ہی اور یہ توڑے زر سرخ کے قریب کمان کس سبب سے رکھے ہین ملازمان شاہ نے
جواب دیا کہ شہباز یکتاز مشرقی جو اس شہر کا بادشاہ ہی اُسی نے اس کمان کو یہان رکھوایا ہی اور حکم دیا ہی کہ جو شخص
اس کمان کو کھینچے وہ یہ توڑے زر سرخ کے لیلے فرخ کو طمع زر سرخ نے اسقدر بیتاب کیا کہ اسنے وہ کمان
اٹھالی اور ہر چند اُس کمان کو کھینچا مگر وہ کمان نہ کھنچی آخر مجبور و ناچار ہوکے رکھدی اور خیال کیا کہ یہ زر سرخ
میرے ہاتھ نہ آئیگا یہ خیال کرکے فرخ چلا ملازمان شاہ نے فرخ کو پکڑکے گرفتار کیا فرخ نے گھبراکے عمرو بن حمزہ یونانی
کو پکارا اور کہا دیکھیے ان لوگون نے مجھے بے قصور و خطا گرفتار کرلیا ہی عمرو بن حمزہ یونانی نے ملازمان بادشاہ کے پاس
جاکر پوچھا کہ تمنے فرخ کو کیون گرفتار کیا ہی اسنے تمھاری کیا خطا کی ہی ملازمان شاہ نے جواب دیا کہ اس شہر
کے بادشاہ کا یہی حکم ہی کہ جو شخص اس کمان کو کھینچے اُسے زر سرخ دیدو اور جس سے یہ کمان نہ کھنچے اُسے گرفتار کرلو
چونکہ اس شخص سے کمان نہ کھنچی ہمنے بموجب حکم بادشاہ اس شخص کو گرفتار کرلیا بادشاہ واسطے شکار کے گیا ہی جب وہ
صحرائے سبزہ زار سے آئیگا اسوقت ہم اس شخص کو سامنے بادشاہ کے لیجائینگے اگر اسکا دل چاہیگا تو چھوڑ دیگا ورنہ قید کریگا
یا قتل کریگا اگر آپکو اس شخص کی رہائی منظور ہی تو آپ اس کمان کو کھینچیے زر سرخ بھی لیجیے اور اس شخص کو بھی اپنے
ہمراہ لیجائیے کیونکہ یہی حکم بادشاہ ہی عمرو بن حمزہ یونانی نے یہ تقریر ملازمان شاہ کی سنکے کمان کو اٹھایا اور زور سے
جو اس کمان کو کھینچا تو اُس کمان کے تین ٹکڑے ہوگئے ملازمان شاہ یہ طاقت و قوت عمرو بن حمزہ کی دیکھکر نہایت متحیر ہوے
اور کہنے لگے کہ آپ نے کمان کو ایسا کھینچا کہ کئی ٹکڑے ہوگئے یہ کمان ایک مدت سے اسیطرح رکھی ہوئی ہی
بہت سے شجاع اور بہادرون نے اس کمان کو کھینچا کسی سے یہ کمان ذرا بھی نہ کھنچی آپ نے تو اسکو توڑ ڈالا
دیکھیے اب کیا ہوتا ہی یہ کہکے خاموش ہوئے عمرو حمزۂ یونانی نے تقریر ملازمان بادشاہ کی سنکے فرخ سے کہا کہ یہ
توڑے زر سرخ کے فقرا کو تقسیم کردو ہر چند کہ فرخ کا دل نہ چاہتا تھا لیکن بموجب کہنے عمرو حمزۂ یونانی کے کچھ
زر سرخ فقرا کو دے دیا اور کُل زر سرخ خود لے لیا جب فرخ زر مذکور فقرا کو تقسیم کرچکا اُسوقت شاہزادہ فرخ
کو ہمراہ لیکر جو شہر کے اندر داخل ہوا

نظم

ہو شگیر نون کی ہین کھلی دکانین — اڑتی ہین وہان عجب ہوائین
بیٹھے ہین لئے اک طرف کبابی — آئے ہوے وہان کئی شرابی
وہ گرم وہ سرخ تافتانین — میوون کی فراغتین جہان بین
انبار ہین تازہ تازہ موجود — سیب اور بہی انار وامرود
دیکھا عجب اژدہام مردم — ہر سمت ہجوم عام مردم
عالم وہ دکان جوہری پہ — جسطرح کہ برج ماہ واختر
پر نور شمامون کے وہ تھال — خورشید کی ملی ٹھیک دوپہر زوال
ہر حسین کی طرفہ آبداری — لیلی نے لگائی تھی نہاری
لوندشے کی گند زیادہ نایاب — ڈلیان مصری کی جیسے پرآب

عمرو بن حمزہ یونانی نے شہر کی سیر کرکے فرخ سے فرمایا دل چاہتا ہے کہ چند روز اسی شہر میں رہیں اور اچھی طرح اس شہر کی سیر کریں کوئی مکان بکرایہ ٹھہراؤ کہ اس مکان میں مقیم ہوں فرخ بموجب ارشاد شاہزادہ مکان کی تلاش کرنے لگا یکایک ایک شخص نے در شہر پر عمرو بن حمزہ یونانی کو کمان کھینچے ہوئے دیکھا تھا اور زور و قوت شاہزادہ ذیجاہ کو دیکھکر متحیر ہوگیا تھا اور اسکے کئی مکان شہر میں تھے فرخ نے جو اس شخص سے کرایہ کے مکان کو پوچھا اسنے کہا آپ میرے ہمراہ چلیے میرے کئی مکان ہیں انہیں سے ایک مکان میں آپ رہا کیجیے عمرو بن حمزہ مع فرخ اس شخص کے مکان میں گئے اسنے مکان میں فرش بچھوا کر تخت اور پلنگ وغیرہ سے جلد مکان کو آراستہ کر دیا عمرو بن حمزہ یونانی بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے اسی مکان کے دروازے پر آکے اسطرح پکارا کہ جو شخص اس مکان میں فی الحال مقیم ہوا ہے جلد باہر آئے عمرو بن حمزہ مع فرخ اٹھے اور دروازے پر جاکر اس شخص سے پوچھنے لگے کہ تو کیوں پکارتا ہے تیرا ہم سے کیا کام ہے اسنے کہا میں ملازم وزیر کا ہوں وزیر شہر نے مجکو بھیجا ہے کہ جس شخص نے کمان توڑ ڈالی ہے اسے ہمارے پاس جلد لے آؤ لیس میں آپکی تلاش کرتے کرتے یہاں تک آیا ہوں اب آپ چلیے عمرو بن حمزہ نے فرمایا میں ابھی اس مکان میں آیا ہوں میری جانب سے وزیر سے کہدینا کہ شام تک میں تمہارے پاس آؤنگا ملازم وزیر نے کہا میں آپکو اسیوقت اپنے ہمراہ لیچلونگا مجھے وزیر بادشاہ شہر نے یہی کہا ہے کہ جس شخص نے کمان توڑ ڈالی ہے اسے ابھی اپنے ہمراہ لے آنا پس میں بموجب حکم وزیر ابھی آپ کو لیجاؤنگا عمرو بن حمزہ یونانی نے پھر اس شخص سے یہی فرمایا کہ ابھی میں نہ جاؤنگا شام تک وزیر بادشاہ سے ملاقات کرونگا ملازم وزیر نے برہم ہوکر کہا کہ اگر آپ ابھی بخوشی میرے ساتھ نہ چلیے گا تو میں آپ کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا جسوقت ملازم وزیر نے یہ کہا عمرو بن حمزہ یونانی کو غصہ آیا کہ ایک طمانچہ اسطرح مارا کہ سر ملازم وزیر کا گردن سے جدا ہوگیا طمانچہ نے تیغ تیز کا کام کیا ملازم وزیر زمین پر گر کے فوراً مرگیا جب یہ خبر کوتوال شہر کو ہوئی کوتوال دو سو سپاہیوں کو ہمراہ لیکر آیا اسوقت عمرو بن حمزہ یونانی پھر اس مکان کے دروازے پر آئے کوتوال نے ارادہ گرفتار کرنے کا کیا عمرو بن حمزہ نے تلوار کھینچی اور کوتوال پر حملہ کیا کوتوال پیچھے ہٹا اور سپاہیوں سے کہنے لگا کہ تم سب ملکے اس شخص کو قتل کر ڈالو سپاہیوں نے بھی تلواریں کھینچیں کوتوال نے بھی شمشیر آبدار میان سے کھینچی تلوار چلنے لگی فرخ نے خنجر کھینچکر اور زمین پر لوٹ لگاکر سپاہیوں کے پاؤں قلم کرنا شروع کیے اکثر سپاہی تیغ آبدار شاہزادہ سے قتل ہوئے کچھ سپاہیوں کو فرخ نے ہلاک کیا جب یہ خبر وزیر شہر کو پہونچی فی الفور کئی ہزار سوار لیکر آیا اور عمرو بن حمزہ کو چار طرف سے گھیر لیا اسوقت شاہزادہ ذی وقار نے سواروں پر حملہ کیا اور تیغ تیز سے سواروں کو قتل کرنا شروع کیا جس سوار پر تیغ لگائی وہ سوار دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا مثل ماہی بے آب خاک پر تڑپنے لگا تھوڑی دیر میں شاہزادہ ذیجاہ نے سیکڑوں سواروں کو قتل کیا زمین خون سواران نابکار سے رنگین کردی لاش پر لاش گرادی

نظم

جسے چھو گئی وہ بلا کی جھڑپ
گیا خاک پر مثل ماہی تڑپ
وہ جس صف پہ آئی صفائی ہوئی
قیامت کی تیغ آزمائی ہوئی
عجب تیز شہزادے کی تھی حسام
لگی قطع اور کرنے تمام
زمین پر گرے تن سے اتر اترکے سر
ہوا سے درختوں کے جون برگ تر

عمرو بن حمزہ یونانی ایک سمت سواروں کو قتل کرتے تھے اور ایک طرف فرخ کبھی گوپھن میں پتھر رکھکر سواروں کے سینہ پر مارتا تھا کبھی خنجر سے پیادوں کو ہلاک کرتا تھا سپاہی فرخ عیار کے قریب نہ آتے تھے اور خوف سے بھاگتے تھے فوج میں تہلکہ پڑا تھا ہر ایک سوار بھاگنے پر آمادہ تھا جسوقت تیغ شاہزادہ عالی وقار کی چمک سواران نابکار دیکھتے تھے جھجک جاتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ یہ تیغ برق مثال ہے اپنا فرمن حیات اس سے بچنا محال ہے ابھی سیکڑوں سواروں کے سر اسنے کاٹے ہیں نخل قد اسکے بہل نے چھانٹے ہیں یہ وہ رہنما ہے کہ راہ عدم دکھلاتی ہے

بھاگو بھاگو دیکھو وہ پھر چمک کر آتی ہے سواران لشکر باہم یہ گفتگو کرتے تھے اور پیچھے ہٹے جاتے تھے اکثر سوار بھاگ گئے تھے بہت سے زخمی تھے ناگاہ شہباز یکہ تاز مشرقی فلکار کسیل کے در شہر پر آیا ملازموں نے دست بستہ عرض کیا کہ آج دو شخص حضور کے شہر میں تازہ وارد ہوئے ہیں انہیں سے ایک شخص نے یہ کمان کھینچکر توڑ ڈالی ہے اور وزیر کے ایک ملازم کو بھی مار ڈالا ہے اب کوتوال شہر اور وزیر سے لڑ رہا ہے صدہا کو اسنے قتل کیا ہے کوتوال اور وزیر بھاگا چاہتے ہیں شہر میں ایک آفت برپا ہے غل و شور ہو رہا ہے دوکانیں دکانداروں نے بند کر دی ہیں بازاریں سب بند ہیں رعایا بد حواس ہے حضور جلد تشریف لیجائیں جو مناسب وقت ہو جلد کریں ورنہ رعایا بھاگ جائیگی شہر خالی ہو جائیگا شہباز یکہ تاز اپنے ملازموں سے تمام حال سنکے گھبرا گیا اور جلد تر شہر میں آیا دیکھا تو فی الواقع تلوار چل رہی ہے کشتوں کے ڈھیر لاشوں کے انبار جابجا لگے ہیں زمین خون سے رنگین ہے کوتوال اور وزیر آمادہ بھاگنے پر ہیں شہباز یکہ تاز نے یہ حال جنگ دیکھکر کوتوال اور وزیر سے فرمایا کہ تم کیسے نامرد اور بزدل ہو کہ دو آدمیوں سے بھاگے جاتے ہو بس اب نہ بھاگو اور تلواریں یہاں میں کرلو لڑائی موقوف کرو وزیر اور کوتوال وغیرہ نے بموجب حکم بادشاہ تلواریں نیام میں رکھیں جب لڑائی موقوف ہوئی شہباز یکہ تاز خود گھوڑے کو بڑھا کر قریب عمرو بن حمزہ یونانی گیا اور بعد سلام کہنے لگا کہ آپ میرے ہمراہ تشریف لے چلیے ان نالائقوں سے آپ نہ لڑیے میں بہادروں کا نہایت قدردان ہوں کیونکہ مجکو بھی خاص و عام دلاور جانتے ہیں یہ کہکے عمرو بن حمزہ یونانی اپنے ہمراہ لیگیا اور دربار میں جاکر تخت حکومت پر بیٹھا اور شاہزادے کو عنقریب ایک کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور فرخ کو بھی موافق اسکے رتبہ کے ایک جگہ بیٹھنے کو حکم دیا پھر شہباز یکہ تاز نے ساقیان گلعذار کو طلب کیا جب ساقیان مہ جبین کشتیاں انگبین کی لیکر حاضر ہوئے ایک ساقی بادشاہ کے روبرو جام ہائے گلرنگ سے بھرکے لیگیا بادشاہ نے ساقی سے بایماو اشارہ کہا کہ جام بادۂ گلگون اس نوجوان کو دے ساقی ساغر صہبا سامنے شاہزادے کے لیگیا عمرو بن حمزہ یونانی نے مے کے پینے سے انکار کیا بادشاہ نے شراب کے نہ پینے کا سبب پوچھا شاہزادے نے صاف صاف کہدیا میں مسلمان ہوں جب تک تم مسلمان نہ ہوگے میں شراب نہ پیونگا شہباز یکہ تاز نے کہا میرا مسلمان ہونا تین شرطوں پر منحصر ہے شاہزادہ ذی وقار نے پوچھا وہ شرائط کیا ہیں بادشاہ نے کہا ایک شرط آپ پوری کر چکے ہیں یعنی کمان کھینچ چکے ہیں دوسری شرط یہ ہے کہ آپ مجھسے کشتی لڑیے اور مجھے زیر کیجیے اور تیسری شرط یہ ہے کہ کوہ بلا کی خبر لائیے جب تینوں شرطیں آپ پوری کیجیے گا اسوقت میں مسلمان ہونگا یہ کہکے بادشاہ نے کہا اگر آپ شراب نہیں پیتے کچھ طعام تناول کیجیے شاہزادہ نے جواب دیا کہ جب تک تم مسلمان نہ ہوگے میں شراب پیونگا نہ طعام تناول کرونگا بادشاہ نے کہا اگر آپ غذا بھی نوش نہیں کرتے تو اسوقت مجھسے کشتی لڑیے عمرو بن حمزہ یونانی کشتی لڑنے پر آمادہ ہوئے شہباز یکہ تاز تخت سے اٹھا اور بارگاہ میں عمرو بن حمزہ کو لیگیا اور فرش نرم پر شاہزادے سے کشتی لڑنے لگا شاہزادے نے بعد چار پہر کے شہباز یکہ تاز کو زیر کیا شہباز یکہ تاز نے زیر ہوکر صدق دل سے دین اسلام اختیار کیا اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور کہنے لگا کہ شاہزادہ ذیجاہ میں مسلمان ہو چکا اب آپ کوہ بلا کی خبر لانے کے واسطے نہ جائیے گا شاہزادے نے جواب دیا اے شہباز یکہ تاز میں تو کوہ بلا کو بھول گیا تھا تم نے مجھے یاد دلایا میں تو وہاں ضرور جاؤنگا کیونکہ اگر میں وہاں جاؤنگا تو موافق ارشاد بزرگ میر اسکا مقصد دلی بر آئیگا شہباز یکہ تاز یہ تقریر شاہزادے کی سنکے مجبور رہا اور شاہزادے کو ہمراہ اپنے لیکر دار الامارۃ شاہی میں گیا اور نہایت خوبی اور تکلف سے شاہزادے کی دعوت و ضیافت کی

داستان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا کوہ بلا میں اور عاشق ہونا ملکہ مہ جبین نازنین پوش پر

اور قتل کرنا زونہا نہ جادو کو مع دیگر حال

راویان شیرین مقال اس داستان بے مثال کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب شہباز یکہ تاز مشرقی نے مسلمان ہو کر بخوبی شہزادہ ذیجاہ کی دعوت کی اور تمامی مردمان شہر کو مسلمان کیا اور کئی روز تک بزم عشرت آراستہ رکھی بعد کئی روز کے شہزادے نے عزم کوہ بلا کی طرف جانے کا کیا شہباز یکہ تاز نے منع کیا لیکن عمرو بن حمزہ یونانی نے کہنا شہباز یکہ تاز کا نہ مانا آخر مجبور و لاچار ہو کر مع امرا و وزرا وغیرہ ہمراہ رکاب شہزادہ ذیجاہ ہوا اور کوہ بلا کی طرف چلا جب جب شہزادہ بعد طے کرنے راہ کے کوہ بلا کے عنقریب پہونچا اُسوقت شہباز یکہ تاز سے رخصت ہوا شہباز یکہ تاز صدمۂ جدائی شہزادے سے اشکبار ہوا شہزادہ نے فرمایا اگر چاہا پروردگار عالم نے تو جلد آؤنگا یہ کہکے شہزادہ ذیجاہ فرخ کو ہمراہ لے کر کوہ بلا کی طرف روانہ ہوا شہباز یکہ تاز نے اپنے وزیر خوش تدبیر سے فرمایا کہ اب تو جاکر شہر کا انتظام کرتا وقتیکہ شہزادہ کوہ بلا سے پھر کے نہ آئیگا مین اسی جگہ مقیم رہونگا وزیر خوش تدبیر بموجب حکم بادشاہ شہر مین آیا اور انتظام شہر کرنے لگا اور شہباز یکہ تاز عنقریب کوہ بلا مقیم ہوا عمرو بن حمزہ یونانی جو شہباز یکہ تاز سے رخصت ہو کر روانہ ہوے بعد طے کرنے راہ کے پاس کوہ بلا کے پہونچے شہزادہ نے ہاتھ فرخ کا اپنے ہاتھ مین لیکر اور بسم اللہ کہکر درۂ کوہ مین قدم رکھا اور راہ طے کرنا شروع کی عمرو بن حمزہ دو چار ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ راہ درۂ کوہ نظر سے ناپدید ہو گئی کیونکہ وہان اسقدر تاریکی تھی کہ سوائے تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا وہ تاریکی سیاہی شب فرقت سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی تھی اور سیاہی دل کافر سے بھی ازحد زیادہ تھی تاریکی ظلمات اُس تاریکی کے آگے گویا روشن تھی ضیاے آفتاب خوف سے وہان نہ آتی تھی بموجب نظم

تاریکی وہان تھی ایسی چھائی ۔۔ دیتا تھا وہان نہ کچھ دکھائی ۔۔ ہوش اُڑتے تھے دیکھکر سیاہی ۔۔ پھیلی تھی ادھر اُدھر سیاہی
ڈائن بھی جگر کو کھا رہی تھی ۔۔ ہر سمت بلا ڈرا رہی تھی ۔۔ وہ شور کہ ہوش گرم پرواز ۔۔ سُنتا تھی کسی کی کون آواز
آوازین تھین وہ مہیب اللہ ۔۔ تھا گوش فلک بھی پنبہ ماہ ۔۔ وہ شور اگر سُنے شہ فرق ۔۔ مچھلی بھی ہو ڈر کے بحر مین غرق

فرخ نے جو یہ سیاہی دیکھی گھبرا کر عمرو بن حمزہ سے کہنے لگا کہ اے شہزادۂ ذیجاہ یہ عجب تاریکی ہے یہان تو کچھ نظر نہین آتا ہے میرا دم نکلا جاتا ہے روح جسم مین گھبراتی ہے جان گھبرا کر لب پر آتی ہے خوف کے باعث سے پہلو مین دل بیتاب ہے اگر تھوڑی دیر ایسی ہی سیاہی رہیگی مین تو مر جاؤنگا دم گھبرا کر نکل جائیگا شہزادہ نے جواب دیا اے فرخ مجھے بھی کچھ نظر نہین آتا ہے میرا دل بھی گھبراتا ہے تھوڑی دور اور چلو شاید روشنی نظر آئے فرخ نے عرض کیا مین تو قدم اُٹھاتا ہون لیکن بوجہ سیاہی اور خوف کے اچھی طرح قدم نہین اُٹھتا ہے غرض اسی طرح فرخ تقریر کرتا ہوا ہمراہ شہزادہ بصد مشکل آگے بڑھا بعد چار گھڑی راہ طے کرنے کے بہ افضال خالق شمس و قمر روشنی نظر آئی دل مضطر کو قرار ہوا حواس درست ہوے فرخ اور شہزادہ نے شکر خدا کیا عمرو بن حمزہ یونانی نے روشنی مین دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار ہے اور دو کوہ ہین ایک کوہ فلک شکوہ یاقوت احمر کا ہے اور دوسرا پہاڑ زمرد کا ہے اور بیچ مین دونون پہاڑون کے ایک دریا رواں ہے عکس جو دونون پہاڑون کا آب دریا مین پڑتا ہے تو ایک طرف پانی سرخ اور ایک جانب پانی دریا کا زمردی نظر آتا ہے اور پانی اُس دریا کا نہایت صاف و شفاف ہے نظم

تھا صاف وہ مثل مہر انور ۔۔ غیرت دہ سلسبیل و کوثر ۔۔ اُس بحر کی دیکھے جو ترنین
صدقے کرے جوے شیر شیرین ۔۔ اُس بحر مین مچھلیان وہ گلگون ۔۔ جن پہ تھا نثار حوت گردون

شاہزادۂ ذیجاہ پہاڑون اور دریا کو دیکھکر حمد خالق بحر و بر کرنے لگا پھر جانب صحراے سبزہ زار بے اختیار

نظر کرکے سیر صحراے سبزہ زار کی کرنے لگا اور خوش ہونے لگا کیونکہ مثل اُس صحراے سبزہ زار کے شہزادہ نے کبھی کوئی صحرا سبزہ زار نہ دیکھا تھا عجیب وغریب وہ صحراے فرحت افزا تھا کہ نظم

دیکھا کہ ہر طرفہ دشت رنگین
پھولوں کی ہنسی نئی ادا کی
پھولوں پہ وہ قطرہاے شبنم

پھولوں سے چمن چمن ہی تزئین
خود جان ہوا ہوے ہوا کی
یاقوت پہ سوتیوں کا عالم

کلیوں کا وہ مسکرا کے کھلنا
آئینہ بہار فیض جا دید
انداز خرام کبک زیبا

پتوں کا دلوں کی طرح ہلنا
کچھ ابر تو کچھ شعاع خورشید
طاؤس کا رقص اک تماشا

شہزادہ ذیوقار صحراے سبزہ زار اور گلہاے خودرو کی سیر کر رہا تھا اور کبھی سوے کوہ و دریا دیکھتا تھا ہواے سرد سے دل کو فرحت بے اندازہ ہوتی تھی پھولوں کی خوشبو سے تمام صحرا بسا تھا اور معطر تھا شہزادہ بار بار فرحت کرتا تھا ای برادر عجب یہ مقام فرحت افزا اور راحت افزا ہی کوہ بلا نام اسکا کسنے رکھا ہی یہ تو وہ جگہ ہی کہ دل کو یہان فرحت حاصل ہوتی ہی شہزادہ فرخ سے یہ کہہ رہا تھا ناگاہ شہزادے نے دیکھا کہ اُسی صحراے سبزہ زار مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا سو اگز کے مربع مین ہی نہایت صاف وخوش قطع بنا ہوا ہی شہزادہ چبوترے کو دیکھ رہا تھا کہ دریا مین سے ایک مور پنکھی پیدا ہوئی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ مور پنکھی پر ایک نازنین مہ جبین حسن مین غیرت دہ مہ یوسف جمال نارنجی رنگا ہوا پیرہن زیب تن کیے ہوے بیٹھی ہی ثابت ہوتا ہی کہ مہر انور شفق مین ہی زلفین اُسکی واسطے پریشان کرنے دل عاشق کے سراسر آمادہ ہین پیشانی نور سے معمور ہی شکن پیشانی موج دریاے نور وحسن کی ہی ابروے خمدار رشک تیغ آبدار ہین آنکھین غیرت سحر سامری ہین اور نرگس ہین ہر ایک غمزہ تیر دل دوز ہی رنگ رخسار رنگینی شرمندہ ہی تنگی دہن سے غنچہ گل خجالت

کرتے ہین مطلع رنگین دمضامین رنگین
غنچہ دہان جبین تبسم سے ہی لبریز دہن
سرمۂ دیدۂ بینش ہی سواد گیسو
جاہ نخشب مین ہی گویا مہ کامل روشن
شمع روشن ہی گلا شعلہ ہی رخ دود ہی زلف
حلقۂ طوق مرصع نہین زیب گردن
کہتے ہین شمس وقمر قمقمۂ نور ہین یہ
آشنا آنکھوں سے جس روز وہ انگیا ہو جاے

ذکر کیا انکی خندہ نہین تنگی کے سبب
آتش رشک سے انگار اہی ہر لعل یمن
جلوہ گر گنج زنخدان مین نہین اختر خال
مے گلگوں کی گلابی ہی وہ گوری گردن
خرمن ماہ مین ہی دانۂ انجم کی بہار
نظم وصف پستان کا اب کیا کوئی مشہور ہین
ہاتھ کس طرح سے ہو یقین کہ بہت دور ہین یہ

عرق غم سے ہین ہین تر دُرِ خوش آب عدن
وصف آب دُرِ دندان ولب لعلین کے
نور عینین بصیرت ہی بیاض گردن
رنگ پان پھوٹ نکلتا ہی صفائی دیکھو
آنکھین بادام ہین لب پستہ ہین اور سیب ذقن
علاوہ اسکے تعریف اُسکے پستان کی کیا لکھا
کہ پستان رس تحمل سے طور ہین یہ
طائر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جاے

کمر اُسکی ایسی ہی کہ نظر نہین آتی ہی شکم ایک دریاے نور ہی ناف صاف ایک گرداب دریاے نور ہی وصف اُسکے زیر ناف کا صاف صاف قلم کیا تحریر کر سکے جاے شرم وحجاب ہی لیکن در پردہ تعریف زیر ناف قلم شوخ طبع رقم کرتا ہی عقلا سمجھ جائین نوجوان بیتاب وبیقرار ہو جائین بیت ہکو مضمون حیا خوب پسندیدہ ہین باد وسہ نو ہین نئے طور سے چسپیدہ ہین بازانو ایسے نرم ونازک ہین کہ دل عاشق اُن زانوون کو دیکھکر بیتاب ہو جاے اور کچھ خیال اپنے مطلب کا فوراً دل مین لاے ساق پا بیمثل ولاجواب ہین اور پاے نازک ورنگین ایسے ہین کہ دل عشاق کو مانند سبزہ پامال حنا پامال کرین شہزادہ ذیجاہ نازنین نارنجی پیرہن کو دیکھکر عاشق ہو گیا اور محو دیدار ہوا جب مور پنکھی کنارہ دریا آکر ٹھہری نازنین نارنجی پیرہن بصد ناز وادا اپنی وزیرزادی کا ہاتھ پکڑ کے مور پنکھی سے اُتری اور چند کنیزین وغیرہ بھی جو اُس نازنین کے ساتھ مور پنکھی پیتھین وہ بھی اُترین کنیزوں نے جلد جاکر چبوترے پر فرش بچھایا اور نگیرہ نہایت تحفہ چبوترے پر استادہ کیا اور بالاے فرش مسند زرین بچھائی اتنی دیر مین نازنین نارنجی لباس خرامان خرامان مسکراتی ہوئی قدم ناز سے اُٹھاتی ہوئی

اپنی وزیرزادی سے باتین کرتی ہوئی اور جانب صحراے سبزہ زار دیکھتی ہوئی چبوترے پر آئی اور مسند زرین پر بیٹھی
اُسوقت فرخ تھوڑی دور صحراے سبزہ زار کی سیر کرتا ہوا چلا گیا تھا اور عمرو بن حمزۂ یونانی ایک درخت کے نیچے کھڑے تھے
اور اُس نازنین کو دیکھ رہے تھے ناگاہ ایک کنیز کہ نام اُسکا صنوبر تھا اُسے پیشاب کرنے کی احتیاج ہوئی وہ کنیز شہزادے کو
نہ دیکھکر سامنے اُسی درخت کے بیٹھ گئی اور برہنہ ہوکر پیشاب کرنے لگی یکایک اُس کنیز نے شہزادے کو دیکھا جلد اُٹھ کھڑی
ہوئی اور ساری باندھ کے شہزادے سے بصد غضب کہنے لگی ارے تو کون ہو انسان ہو یا جن ہو یہان کیون آیا ہو
غضب کیا تو نے کہ میرے اُس عضو کو جسے آجتک کسی نے نہین دیکھا تھا تو نے اسوقت خوب گھور گھور کے دیکھا ہوگا
اور رال تیری عضو مذکور کو دیکھکر ٹپک پڑی ہوگی دل بیتاب ہو گیا ہوگا اور کچھ خیال بھی ضرور کیا ہوگا شہزادہ دیکھا
نے قسم کھاکر کہا اے عورت مین نے تجھے برہنہ نہین دیکھا مین اور طرف دیکھ رہا تھا تیری آواز سُنکے البتہ مین نے
تیری طرف اب دیکھا ہو تو مجھپر بیکار خفا ہوتی ہو مین انسان ہون مجھے جن کہتی ہو صنوبر نے جواب دیا او موے تو جھوٹھ
کہتا ہو تو نے ضرور وہ مقام اچھی طرح دیکھا ہوگا کیونکہ مین تیرے سامنے بیٹھی ہوئی پیشاب کر رہی تھی اب یہان سے
جاکر ہر ایک سے یہ حال بیان کریگا اور تصویر عضو مذکور کھینچکر ہر ایک نامحرم کو دکھائیگا میری ذلت و رسوائی
اور تیرے بیان کرنے سے زیادہ ہوگی عمرو بن حمزۂ یونانی نے کہا اے کنیز نہ تو مین نے تجھے برہنہ دیکھا ہو نہ
مین کسی سے تیرا حال بیان کرونگا تو ناحق مجھسے گفتگوے سخت کرتی ہو اگر اپنی زندگی تجھکو منظور رہی تو چلی جا ورنہ مجھے
غصہ آئیگا تو تجھے قتل کرونگا یا سزا اس بدزبانی کی دونگا صنوبر نے کہا او موے نگوڑے مجھکو یقین ہو کہ تو نے مجھے
ننگا کھلا دیکھا ہو تو مجھے کیا قتل کریگا اور سزا دیگا مین خود تجھے ہلاک کرتی ہون یہ کہکے صنوبر نے اپنی جھولی سے ایک
ترنج نکالا اور کچھ سحر پڑھ کے عمرو بن حمزۂ یونانی پر مارا ترنج شہزادے کے قریب آکر پھٹا اور شعلے نکلے لیکن عمرو بن حمزہ
کو مطلق ضرر نہ پہونچا کیونکہ انکے گلے مین لوح محفوظ باطل السحر تھی جب صنوبر نے دیکھا کہ میرے سحر نے کچھ اثر نہ کیا
اُسوقت صنوبر نے کہا او موے اب مجھے ظاہر ہوا کہ تو بھی بڑا ساحر ہو تو نے میرے سحر کو رد کر دیا جب
کئی مرتبہ صنوبر نے شہزادے کو نگوڑا اور موا کہا اور بدزبانی کی شہزادے کو کسی قدر غصہ آیا اور طرف صنوبر کے
قدم بڑھایا صنوبر نے خیال کیا کہ یہ شخص ساحر ہو اور نے تجھے ننگا دیکھ چکا ہو اب عاشق ہوکر آتا ہو یقین ہو کہ اپنا مدعاے
دل تجھ سے حاصل کریگا تجھے اسی جگہ خراب کریگا یہ خیال کرکے صنوبر بھاگی اور شہزادہ پیچھے صنوبر کے چلا صنوبر
جلد تر بھاگ کر پس پُشت نازنین نارنجی پیرہن جا کر چھپی شہزادہ ذیوقار بھی چبوترے پر پہونچا اب نازنین
نارنجی پیرہن نے جو شاہزادے کے روے زیبا پر نظر کی دیکھتے ہی عاشق ہو گئی اور پوچھنے لگی صاحب تم کون
ہو اور کہان سے آے ہو نام تمھارا کیا ہو میری کنیز کو کیون پکڑتے ہو اس سے تمھارا کیا مطلب ہو زبردستی کسی سے
مطلب نہین نکلتا ہو شہزادۂ ذیوقار نے کہا اے ملکہ آگاہ ہو کہ نام میرا عمرو بن حمزۂ یونانی ہو مین کوہ ملاکی سیر کے واسطے
آیا ہون اس کنیز نے مجھکو موا نگوڑا کئی مرتبہ کہا ہو ہرچند مین نے قسم کھا کر اس سے کہا کہ مین نے تجھے برہنہ نہین
دیکھا اسکو کسی طرح میرے کہنے کا یقین نہین آتا ہو مجھسے بدزبانی اسنے کی ہو مین اسکو سزا دونگا اور کچھ مجھکو اس سے
مطلب نہین ملکہ نے شاہزادے کے نام سے آگاہ ہوکر آہستہ اپنی وزیرزادی راحت افزا سے کہا کہ اس شہزادے کے
عشق مین میری بہن گلشن جادو نے اپنی جان دی یعنی جلا دی گئی ہو یہ شاہزادہ میری موی ہوئی بہن کے آب سے
دور پہلو مین بیٹھتا تھا اسکی جہان تک ہو سکے خاطر کرو اسکی خاطر کرنے سے میری بہن گلشن آرا کی روح خوش
ہوگی علاوہ اسکے یہ شاہزادہ یہان آیا ہو اپنی حمیت و مروت سے بعید ہو کہ اسے نہ بٹھائین اور دو ایک

جام مے اسے پلائین ای راحت افزا تو اور کسی بات کا خیال نہ کرنا مجھے اور باتون سے نفرت ہی راحت افزا نے بھی آہستہ
عرض کیا ای ملکہ گستاخی معاف مجھکو تو آپ کے چہرے پر آثار عشق شاہزادۂ ذیجاہ پاے جاتے ہین مجھسے آپ بیکار چھپاتی ہین
مین تو حضور کی خادمہ ہون ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ تو ہی اس شاہزادے پر عاشق ہو گئی ہو گی تیری رال اسکے حسن
بیمثال کو دیکھکر ٹپک پڑی ہو گی مین تو راہ و رسم عشق سے واقف ہی نہین لفظ عشق کے معنی نہین جانتی ہون ابھی تک
مجھکو معلوم نہین کہ عاشق کسکو کہتے ہین اور معشوق کسکو کہتے ہین اور باہم عاشق و معشوق مین کیا ہوتا ہی راحت افزا نے
چپکے سے عرض کیا حضور خطا معاف اب آپ جوان ہین نیک و بد سے آگاہ ہین سب باتون سے واقف ہین بظاہر
انکار کرتی ہین اور بالفرض اگر آپ دنیا کی باتون سے واقف نہین ہین تو اب آگاہ ہو جائیے گا ملکہ نے شرمندہ
ہو کر کہا تیرا خیال خام ہی مجھکو عشق سے کیا کام ہی یہ کہکے ملکہ مسند سے اُٹھی اور شاہزادۂ ذیوقار سے بصد شرم و حجاب
مسکرا کر کہنے لگی آئیے تشریف رکھیے بیت رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ٭ شہزادۂ
ذیوقار تقریر ملکہ کی سُنکے خوش ہوا اور مسند زرین پر پہلوے ملکہ مین بیٹھا ناگاہ فرخ بھی آیا اور راحت افزا پہ
عاشق ہوا اور راحت افزا بھی فرخ پر فریفتہ ہوئی غرض فرخ پہلوے راحت افزا مین بیٹھا راحت افزا
نے ناز سے کہا میری پہلو سے اُٹھ جا فرخ نے کہا مین تیرے پہلو سے نہ اُٹھونگا مجھے تیرے پہلو مین بیٹھنے سے راحت
زیادہ ملتی ہی غرض اسی طرح تا دیر گفتگوے ناز و نیاز رہی آخر ملکہ نے کنیزون سے پایا و اشارہ کیا جلد شراب لاؤ کنیزین
شیشے لے کر حاضر ہوئین ملکہ نے راحت افزا سے یہ اشارہ کیا کہ شاہزادے کو شراب پلا راحت افزا نے بھی یہ اشارہ
عرض کیا کہ شراب شاہزادے کو حضور ہی پلائین ملکہ نے بوجہ شرم و حیا کے شراب پلانے مین تامل کیا اُسوقت راحت افزا نے
عرض کیا ای ملکۂ عالم شیشے شراب کے تھوڑی دیر سے رکھے ہین شاہزادۂ ذیوقار کو شراب پلائیے کچھ باتین باہم کیجیے
حیا و شرم کو دور کیجیے انکی خاطر اسوقت ضرور کیجیے میرے عرض کرنے سے اپنے ہاتھ سے شراب شاہزادے کو پلائیے
اپنے مہمان کی خاطر شکنی نہ کیجیے ملکہ نے راحت افزا کے کہنے سے جام بلورین مئے گلگون سے بھرے اور ساغر مے
اپنے ہاتھ سے بصد ناز اُٹھا کر شاہزادے کو دینے لگی شاہزادے نے بیہوشی سے انکار کیا اُسوقت راحت افزا
نے عمرو بن حمزہ یونانی سے عرض کیا کہ ای شاہزادۂ ذیجاہ بسا تعجب ہی کہ ملکہ اپنے ہاتھ سے آپ کو جام شراب دیتی ہین
اور آپ انکار کرتے ہین قبل اسکے ہماری ملکہ نے کسی اعلی اور ادنی کو اپنے ہاتھ سے جام شراب نہین دیا ہی اسوقت
ملکہ از راہ مہمان نوازی اور میرے عرض کرنے سے آپ کو جام مے اپنے ہاتھ سے دیتی ہین آپ کو لازم ہی کہ جام صہبا ملکہ کے
دست نازک سے لیجیے آپ کو اپنے ہاتھ سے جام دیتی ہین آپ انکی خاطر سے شراب پی لیجیے ورنہ ہماری ملکہ رنجیدہ
ہونگی اور آپ کے شراب نہ پینے سے اُنھین ملال ہو گا ہمیشہ سے ملکہ ہماری نازک مزاج ہین ذرا سی بات پر ناراض
ہو جاتی ہین اور یہ کیونکہ نازک مزاج نہون دختر نیک اختر ملکہ نارنج جادو کی ہین حسن و جمال بھی خداوند سامری
اور جمشید اور خداوند دم خدیثہ نے ایسا دیا ہی کہ نام انکا ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن رکھا گیا ہی اکثر
مرد و زن انھین ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش بھی کہتے ہین انھین کی والدہ مالک طلسم نارنج ہین
نانی ملکہ یہ نانی انکی ملکہ زوزبانہ جادو ہین اور یہ صحراے سبزہ زار اور کوہ و دریا اُنھین کے قبضہ مین ہین ملکہ
ہماری اکثر اسی صحرا مین براے تفریح طبع تشریف لاتی ہین اور اسی جگہ بیٹھتی ہین آج آپ یہان تشریف لاے ہین اور
بیٹھے ہین اور مجھکو خوف ہی کہ ملکہ زوزبانہ جادو کو آپکے تشریف لانے کی کوئی جا کر اطلاع نہ کرے اگر ملکہ زوزبانہ جادو یہان
آئینگی تو بڑا غضب ہو گا ہماری ملکہ کو اور آپ کو اور ہم سب کو یقین ہی کہ گرفتار کر لینگی پس آپ کو مناسب ہی کہ

کہ تاخیر نہ کیجیے جلد جام شراب ملکہ کے ہاتھ سے لیجیے اور شراب پی لیجیے تب شاہزادۂ عمرو بن حمزۂ یونانی نے یہ تقریر راحت افزا کی سُنی خیال کیا کہ یہ نازنین دُختر نارنج جادو ہی اور یہ صحرا زوربانہ جادو کے قبضہ مین ہی یہ خیال کرکے شاہزادے نے فرمایا مین اسوجہ سے شراب نہین پیتا ہون کہ میرا مذہب اور ہی اور تمھاری ملکہ کا مذہب اور ہی اگر تمھاری ملکہ کو مجھے شراب پلانا اور خوش کرنا منظور ہی تو مسلمان ہون ورنہ اُنھین اختیار ہی جب یہ گفتگو شاہزادۂ ذیجاہ ملکہ مہ جبین نے سُنی چونکہ ملکہ شاہزادے پر عاشق ہوچکی ہی اس سبب سے ملکہ مہ جبین نے راحت افزا سے آہستہ کہا کہ ای راحت افزا مجھے شاہزادے کا رنجیدہ خاطر ہونا گوارا نہین ہی کیونکہ یہ میرے مہمان ہین تو انسے پوچھ کہ اگر مسلمان ہون تو کسطرح مسلمان ہون راحت افزا نے بموجب ارشاد ملکہ مہ جبین شاہزادے سے پوچھا شاہزادے نے فرمایا جو شخص مسلمان ہونا چاہے اُسے لازم ہی کہ کلمہ پڑھے اور خدا کو وحدہ لاشریک جانے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیغمبر سمجھے ملکہ نے یہ سُنکے راحت افزا سے کہا تو انسے کہہ کہ ملکہ تمھاری خاطر سے مسلمان ہوتی ہین تم ملکہ کو کلمہ پڑھاؤ اور عقائد دین اسلام سے بخوبی آگاہ کرو راحت افزا نے جو کچھ ملکہ نے کہا شاہزادے سے عرض کیا عمرو بن حمزہ یونانی نے نہایت خوش ہوکر ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن کو کلمہ پڑھایا اور عقائد دین اسلام سے آگاہ کیا ملکہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی پھر راحت افزا اور جملہ کنیزون وغیرہ نے دین اسلام اختیار کیا اور ہر ایک نے پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی جب ملکہ مہ جبین مسلمان ہوچکی شاہزادے نے جام شراب لیکر شراب پی اور خود بھی مئے گلگون ملکہ کو پلائی پھر تو دور ساغر مئے ناب بے دغدغۂ گردش ایام ہونے لگا ہر ایک شراب پینے لگا جب دماغ ملکہ کا بادۂ ناب سے گرم ہوا حجاب دور ہوا شاہزادے سے باتین کرنے لگی باہم اختلاط ہونے لگا اور اُسوقت بموجب حکم ملکہ مہ جبین نازنین عورتین ساز لے کر روبرو ملکہ آئین اور ساز بجانے لگین اور ایک نازنین یہ غزل گانے لگی غزل

بلبل دل گلرخون سے ملکے آزادی محال
شمع کی پروانہین رکھتی ہماری شام عشق
کب سے تھے اُمیدوار جوش کیف بیخودی
کہتی ہی کچھ زلف برہم کان مین پیغام عشق
اسکی خوش ہوتا ہی دل سُن سُنکے تدبیر وصال
ورنہ ظفین کام سے کیون کام ہم ناکام عشق

قہر ہی آغاز اُلفت مرگ ہی انجام عشق
خط ہی سبزہ خال دانہ زلف پُرخم دام عشق
چاہتا ہون عیش وغم کسواسطے لیل ونہار
اسطرف بھی ساقی مینوش کوئی جام عشق
خاک سے اپنی نہین اُٹھتے بگولے بے سبب
ہاے کچھ ہتا ہی کیا آکر خیال خام عشق

توبہ توبہ کرنے لے بھولے سے غافل نام عشق
مرکے بھی دشمن ہین زیر خاک لاکھون دل کے داغ
صبح حسن روے روشن شام تیرہ فام عشق
حُسن جانان ہی مخاطب آجکل اپنی طرف
کچھ ابھی باقی ہی شاید گردش ایام عشق
کچھ خلش دن رات ای تسلیم دل مین چاہیے

جسوقت غزل مرقوم نازنین مذکور نے بالحان داؤدی گائی یہ حال ہوا

بیت عشق بوک ہوے عجب بندھا رنگ بہ گالی جو ذرا دہ کو رسا رنگ

بعد اس غزل کے وہ مطربہ مذکور اور ایک غزل عاشقانہ گانے لگی ملکہ مہ جبین نارنجی پوش خوش ہوکر سُننے لگی ابھی نازنین گارہی تھی اور سب بیٹھے ہوے گانا سُن رہے تھے ناگاہ زوربانہ جادو شاہزادے کے صحرا مین آنے کی خبر سُنکے بصد قہر وغضب تخت پر سوار ہوکر اُس صحرا مین آئی اور ملکہ مہ جبین کو پہلوے شاہزادے مین بیٹھے ہوے دیکھکر نہایت غضبناک ہوئی اور قریب ملکہ آکر کہنے لگی کہ او گیسو بریدہ تو نے بھی مثل گلشن جادو کے اس شاہزادے سے محبت کی ہی اور پہلو مین شاہزادے کے بیٹھی ہوئی گانا سُن رہی اور ناچ دیکھ رہی ہی کچھ تجھکو حیا و شرم نہین آتی یہ کہکر زوربانہ جادو ملکہ مہ جبین کے پکڑنے کو چلی ملکہ تو زوربانہ جادو کے خوف سے بھاگی شاہزادے نے عالم نشۂ شراب مین تیغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا فرخ

دور بھاگ کر ایک درخت کے نیچے ٹھہرا اور گوپھن میں پتھر رکھکر زوزبانہ کے سر پر مارنے کا قصد کیا عمرو بن حمزہ تلوار کھینچکر دوڑے اُسی عالم مین زوزبانہ نے ایک نارنج سحر پڑھکے مارا نارنج قریب شاہزادے کے آکر شق ہوا اور دھواں اور شعلے اُسمین نکلے ہرچند کہ شعلے نے شاہزادے پر اثر نہ کیا لیکن شاہزادہ دھوئین مین پنہان ہوگیا اور جلد بوجہ تاریکی کے زوزبانہ تک نہ پہونچ سکا زوزبانہ نے شاہزادے پر نارنج مار کر چوٹی ملکہ مہ جبین کی پکڑی اور دو ایک طمانچے مارے اور قصد کیا کہ مہ جبین کو لیجائے اُسوقت راحت افزا بیقرار و بیتاب ہو کر دوڑی اور دست بستہ زوزبانہ جادو سے کہنے لگی کہ ای ملکہ آپ مہ جبین نارنجی پوش کو چھوڑ دیجیے طمانچے نہ مارئیے یہ بے قصور ہین انھون نے کوئی خطا نہین کی ہے ذرا آپ ٹھہر جائین جو کچھ مین عرض کرتی ہون آپ سنئین پھر آپ کو اختیار ہی جو چاہیے سزا دیجیے گا راحت افزا نے جو اشکبار و بیقرار ہو کر اسطرح دست بستہ زوزبانہ سے کہا وہ ٹھہر گئی اور پوچھنے لگی ای راحت افزا جلد کہہ کیا کہتی ہے راحت افزا نے قدم آگے بڑھا کے زوزبانہ کا زور سے گلا پکڑ کے دبا دیا زوزبانہ جادو کی زبان دہن سے نکل آئی سحر نہ کر سکی اور بوجہ پیرانہ سالی کے راحت افزا سے اپنے تئین چھڑا بھی نہ سکی راحت افزا نے زوزبانہ کو زمین پر گرا دیا اور شاہزادے کو آواز دی کہ ای شہزادہ ذی وقار جلد آئیے مین نے زور سے زوزبانہ جادو کا گلا دبایا ہے آپ آکر اسکو قتل کیجیے چونکہ اتنی دیر مین دھوان اور تاریکی دور ہو چکی تھی شہزادہ ذی وقار تیغ آبدار لے کر دوڑا ادھر سے فرخ نے پتھر مارا زوزبانہ کے سر پر پڑا شہزادے نے قریب پہونچ کر تیغ تیز سے زوزبانہ کو قتل کیا جسوقت زوزبانہ جادو قتل ہوئی ایسی سیاہ آندھی آئی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا پتھر برسنے لگے اور برف بھی فلک سے گرنے لگی ہوائے تیز چلنے لگی برق چمکنے لگی شور گیرو دار بلند ہوا بعد چار گھڑی کے وہ تاریکی اور آفت دفع ہوئی اور آواز آئی افسوس مردیم وجان دادیم و مطلب خود نہ رسیدیم حیف مارا مجھکو اور قتل کیا مجھکو کہ نام میرا زوزبانہ جادو تھا جب زوزبانہ جادو قتل ہو چکی اور تاریکی دور ہو چکی ملکہ نارنجی پوش پھر آکر اُس چبوترے پر بیٹھی اور فرخ اور راحت افزا وغیرہ بھی چبوترے پر بیٹھے ملکہ مہ جبین نے کہا ای شاہزادے اسوقت خدا نے خیر کی اور راحت افزا نے نہایت جسارت کر کے زوزبانہ کا گلا پکڑا ورنہ زوزبانہ جادو ہم سب کو گرفتار کر لیجاتی نہین معلوم قید کرتی یا مثل گلشن جادو کے ہم سب کو جلا دیتی سوائے شاہزادے کے سب کو مار ڈالتی یہ کہکے اور شاہزادے کے پہلو مین بیٹھکر پھر شراب پینے لگی اور خوش ہو کر شکر خدا کر کے ناچ دیکھنے لگی اور گانا سُننے لگی اُسوقت راحت افزا نے شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی سے عرض کیا کہ ای شاہزادہ ذیجاہ جبتو زوزبانہ جادو کو آپ نے قتل کیا تھا مین نے زوزبانہ جادو کے تخت پر یہ عصا رکھا ہوا دیکھا تھا مین نے یہ عصا اُٹھا لیا ہے لیجیے اب یہ عصا اپنے پاس رکھیے یقین ہے کہ یہ عصا اکثر جگہ آپ کے کام آئیگا شاہزادے نے وہ عصا راحت افزا سے لیلیا پھر شاہزادہ ایک مطربہ کا گانا سُننے لگا اور ناچ دیکھنے لگا چونکہ وہ صحرائے سبزہ زار سیرگاہ ہے اکثر دختران ملکہ زلزلہ جادو بھی ملکہ نارنجی پیرہن کے پاس صحرا مین برائے سیر آتی تھین اور باہم بیٹھکر سیر صحرائے سبزہ زار کرتی تھین اور شراب پی کر ناچ اور گانا نازنینان خوش گلو کا دیکھتی تھین اور سنتی تھین چلی جاتی تھین بی الحال گلشن جادو کو جو زوزبانہ جادو نے جلا دیا ہے اسی وجہ سے زلزلہ جادو اور تند لزل جادو اور ازلال جادو نہایت مغموم و ملول رہتی ہین جس روز ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن اُس صحرا مین بیٹھی ہوئی گانا سُن رہی تھی اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی زوزبانہ کو قتل کر کے پہلوے ملکہ مہ جبین مین بیٹھے ہوے نازنین کا رقص دیکھ رہے تھے اُسی روز تند لزل جادو نے ازلال جادو اپنی بہن سے کہا کہ آج تو

ہمارا دل نہایت ہی غمگین ہی اگر اسوقت کوہ بلا کی طرف میرے ساتھ چلو اور صحراے سبزہ زار نی مجھے سیر کراؤ تو شاید تھوڑی
فرحت حاصل ہو اور رنج و غم میرے دل سے دور ہو ازلال جادو نے کہا ای بہن چلو مین تمھارے ہمراہ چلنے کو موجود
ہون زلزلہ جادو یہ گفتگو اپنی ہمشیرہ کی سُنکے فوراً تخت پر سوار ہوئی اور اپنی بہن کو بھی اپنے تخت پر بٹھایا جانب کوہ
مذکور چلی اور بعد قطع راہ جب قریب صحراے سبزہ زار کے پہونچین دیکھا کہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش
پہلوے عمرو بن حمزہ یونانی مین چبوترے پر بیٹھی ہوئی ہی اور بخوشی وخرمی ناچ دیکھ رہی ہی تب زلزل جادو نے اپنی
بہن ازلال جادو سے کہا دیکھو بہن عجب رنگ دنیا ہی ہمکو اور تمھین گلشن جادو کے جل جانے کا رنج و ملال
ہی بہن مہ جبین شاہزادے کے پہلو مین بیٹھی ہوئی بخوشی وخرمی ناچ دیکھ رہی ہین مطلق انکو گلشن جادو کے
جلنے کا ملال نہین ہی بلکہ خوشی ہی شاید یہی چاہتی تھین کہ گلشن جادو مر جاے اور جل جاے تو ہم شاہزادے کے پہلو مین
بیٹھین اور لطف جوانی کے اُٹھائین یہ ہماری خالہ زاد بہن ہین اب تو ہمارے دشمنون سے بھی بدتر ہین انکو اسی
شاہزادے پر عاشق ہونا تھا اور کوئی دنیا مین مرد انکو کیا نہ ملتا تھا ای بہن یہ وہی شاہزادہ ہی جسکو خالہ نے باغ طلسم جادو
مین گرفتار کیا تھا اور ہمنے اور تمنے آتی جان کے ہمراہ جاکر دیکھا تھا اسی شاہزادے کے عشق مین ہماری بہن گلشن جادو
مسلمان ہوئی تھین اور زوزبانہ جادو کے گلے سے لوح محفوظ لاکر اسی شاہزادے کو دیدی تھی اور اسی وجہ سے
زوزبانہ جادو نے ہماری بہن کو جلا دیا ہی اور وہی لوح اب تک شاہزادے کے گلے مین موجود ہی افسوس
ہزار افسوس ہماری بہن گلشن جادو تو جلادی جاوین اور بی مہ جبین نارنجی پیرہن شاہزادے کے
ساتھ عیش وعشرت کرین خیر اسکا عوض ہم بھی انسے ضرور لینگے یہ کہکے زلزل جادو نے اپنی بہن ازلال جادو سے
کہا کہ ای بہن اب یہان سے گھر پلٹ چلو ہم تو یہان اس خیال سے آے تھے کہ غم و رنج دفع ہوگا یہان تو زیادہ تر
یہ حال دیکھکر دل کو صدمہ ہوا ازلال جادو نے جواب دیا ای بہن ہر چند صدمہ ازحد ہوگا لیکن اسوقت مہ جبین
کے پاس ضرور چلو اور کسی مکر وفریب سے مہ جبین بد آئین کو اور شاہزادے کو گرفتار کرو اور اپنی بہن
گلشن جادو کا انتقام ان دونون سے لو کیونکہ اسی شاہزادے کی وجہ سے ہماری بہن گلشن جادو جلادی گئی
ہی اور مہ جبین کو ہماری بہن کے مر جانے اور جل جانے کی ایسی خوشی ہوئی ہی کہ ناچ دیکھ رہی ہی زلزل جادو
نے یہ تقریر اپنی بہن کی سُنکے کہا اچھا چلو اور کسی تدبیر سے دونون کو گرفتار کرو القصہ باہم مشورہ کرکے جب یہ
دونون عنقریب چبوترے کے پہونچین ملکہ مہ جبین اپنی بہنون کو دیکھکر پہلوے شاہزادہ سے سروقد اُٹھی اور
انکی تعظیم کرکے اپنے قریب بٹھایا اور راحت افزا سے کہا کہ جلد کشتی بادۂ ناب کنیزون سے منگواؤ شراب ہماری
بہنون کو پلاؤ راحت افزا نے موافق حکم ملکہ کشتی شراب طلب کرکے جام صہبا زلزل جادو اور ازلال جادو
کو دیے اُنھون نے بعد عذر وانکار آخر شراب پی جب دماغ ملکہ کا بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت مہ جبین
نے اپنی بہنون سے کہا کہ مین نے تو اس شاہزادۂ ذیجاہ کی ہدایت سے دین اسلام اختیار کیا ہی اور کوئی مطلب
غرض مجھکو شاہزادے سے نہین ہی تم مجھسے رنجیدہ نہو نا اور یہ خیال نہ کرنا کہ مہ جبین بھی ہماری بہن کی طرح
شاہزادے پر عاشق ہوئی ہی اور طالب وصل شاہزادہ ہی تمھوا ایسی باتون سے نفرت ہی مین کوچۂ عشق مین بھولے سے بھی
قدم نہین رکھتی صرف اس شاہزادے کے دین کو اچھا سمجھکے مسلمان ہوئی ہون تمھین بھی لازم ہی کہ مثل میرے
کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کرو اور سامری وجمشید وغیرہ ان نالائقون پر لعنت کرو یہ سب جھوٹے ہین اور
ناحق دعوی خدائی کا کرتے ہین یہ سب بندے ہین اُس خداے عزوجل کے جسنے ان آسمانون اور زمینون کو پیدا کیا

اور مجھے اور تمھین اور کل موجودات کو خلق کیا ہی وہ وحدہ لاشریک ہی ہم سب حادث ہین اور وہ قدیم ہی اور
ہمیشہ سے ہی ہمیشہ رہیگا تیز لنزل جادو اور ازلال جادو نے تقریر ملکہ سُنکے جواب دیا کہ ہم مثل تمھارے نادان نہین
ہین کہ پونے دوسو خداوندون کو چھوڑ کر خدا ے نادیدہ کی پرستش کرین ہم مثل اپنے آبا و اجداد کے خداوندون
کی پرستش کرتے ہین اور سب کو اپنا خداوند جانتے ہین از انجملہ سامری جمشید کے اوصاف پر نظر کرو اور خداوند
دُم خبیثہ کی دُم کا خیال کرو جتنے تو دُم خبیثہ کی دُم دیکھی ہی کیسی خوشنما ہی منقش کا گُپھا لگا ہوا ہی پوست بھی ہمارے
خداوند مذکور کا عجیب وغریب ہی نور خداوند دُم خبیثہ کا حال کیا خوب روشن ہی صبح وقت خداوند روے زیبا
اپنا دکھاتے ہین ایک برق چمکاتے ہین علاوہ اسکے خداوند دُم خبیثہ باتین کرتے تھے ہم اُنکی تقریر سُنتے تھے
وہ ہماری بات کا جواب دیتے تھے کئی دفعہ گئے ہین اور ہم اب اُنکے پاس جا سکتے ہین پس ایسے دُم دار خداوند اور جملہ
خداوندون کو چھوڑ کے ایسے خدا کو جسے کبھی دیکھا بھی نہین اور گفتگو بھی اُس سے نہین کی ہی خلاف عقل ہی یہ سنکر ملکہ
مہ جبین نارنجی پیرہن نے جواب دیا کہ جن خداوندون کی تم تعریف کرتی ہو اکثر اُنمین ساحر ہین ہمسے اور تمسے وہ
سحر مین زیادہ ہین اسی سبب سے اُنسے عجائب وغرائب ظاہر ہوتے ہین دُم خبیثہ ایک زن ساحرہ ہی بد صورت
اور کریہ منظر بھی بدن پر بڑے شیر کی کھال لپیٹے رہتی ہی اکل و شرب مثل ہمارے تمھارے کرتی ہی ہم اُس سے بدرجہا بہتر
ہین کیونکہ وہ بدکار ہی فعل بد کرتی ہی غرض تمھارے سب ایسے ہی خداوند ہین ہر ایک اُنمین بیہودہ اور نالائق ہی
تمکو چاہیے کہ اُن سب خداوندون کو مثل میرے تم بھی باطل سمجھو اور خالق کون و مکان کو اپنا خدا جانو اور حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو اپنا پیغمبر سمجھو تیز لنزل اور ازلال جادو نے کچھ خیال کر کے کہا اچھا ہم تمھارے کہنے سے مسلمان ہوتی
ہین تم ہمین کلمہ پڑھاؤ یا شاہزادے سے کہو کہ ہمکو کلمہ پڑھا کے مسلمان کرین ملکہ نے خوش ہو کر شاہزادے سے کہا شاہزادے
نے دونون کو کلمہ پڑھایا تیز لنزل اور ازلال جادو نے بمکر و فریب کلمہ پڑھا او رصدق دل سے مسلمان نہوئین بعد کلمہ پڑھنے
کے دختران زلزلہ جادو مہ جبین سے کہنے لگین کہ اب ہم یہین رہینگے اپنی ماں کے پاس نہ جاینگے یہ کہکے دونون نازنین و
خوش جمال کا گانا سننے لگین یہ تو گانا سُن رہی ہین لیکن اب حال زلزلہ جادو کا تحریر کیا جاتا ہی کہ گلشن جادو کو جو نوز بیخ
نے آگ مین جلا دیا تھا زلزلہ جادو نہایت غمگین رہتی تھی اور ہر وقت گلشن جادو کو یاد کر کے رویا کرتی تھی
ساحران نامی سمجھاتے ہین اور کہتے ہین کہ اے ملکہ اسقدر نہ روئیے ناچ دیکھا کیجیے نازنینان خوش گلو کا گانا سنا کیجیے
ذرا دل بہلایا کیجیے ورنہ ہلاک ہو جائیے گا اکثر لوگون سے سُنا ہی کہ خواجہ عمرو خوب گاتا ہی اور نے خوب بجاتا ہی اور یہ
بھی سُنا ہی کہ آپ نے اُسے گرفتار کیا ہی پس خواجہ عمرو کو شکل اصلی بنا کر کبھی نے سُنا کیجیے زلزلہ جادو نے موافق
کہنے ساحران نامی کے خواجہ عمرو کو شکل اصلی بنایا اور اپنے سحر مین گرفتار کر کے خواجہ سے کہا کہ ہمارے سامنے
نے بجاؤ اور کوئی غزل گاؤ خواجہ عمرو نے سلام کر کے کہا اے ملکہ میرے پاس نے نہین ہی اگر آپ نے منگوا دیجیے تو البتہ آپ کے
سامنے نے بجاؤن اور گاؤن ناظرین پر واضح ہو کہ ہر ایک چیز خواجہ کے پاس زنبیل مین رہتی تھی اور نے بھی زنبیل مین رہتی تھی
اور جب خواجہ گرفتار ہوتے ہین زنبیل خواجہ کے پاس نہین رہتی ہی غائب ہو جاتی ہی اور جب خواجہ رہا ہوتے ہین
پھر زنبیل خواجہ کے پاس آ جاتی ہی کیونکہ زنبیل ایک معجزہ کی شی ہی اسوجہ سے خواجہ عمرو نے زلزلہ جادو سے کہا کہ میرے
پاس نے نہین ہی زلزلہ جادو نے خواجہ عمرو کو نے منگا دی خواجہ عمرو نے بجانے لگے اور یہ غزل گانے لگے غزل

لگی ہی آگ دل سوز غم فرقت سے جلتا ہی	خبر دیتا ہی بیتابی کی جو آنسو نکلتا ہی	خدارا جلد لے آ کر خبر اے عیسی دوران
ترے بیمار کا اب کوئی دم مین دم نکلتا ہی	[illegible] وہ خوش ہو کہ نہین ہی کیا خبر اُسکو	کوئی ناشاد حسرت سے کف افسوس ملتا ہی

وہ دن آئین کہ وہ پہلو مین ہون اور وصل کی شب ہو
نگر ہان ای خیال یار تجھسے جی بہلتا ہی
پس مردن بھی اُسکو اسقدر نفرت ہی ای رنگین

زمانہ سحر کا کب دیکھیے کروٹ بدلتا ہی
خدا شاہد کسی کی اور اُلفت ہو تو کافر ہو
ہماری قبر سے منہ پھیر کر وہ شوخ چلتا ہی

بجز غمخوار تنہائی نہ مونس ہی نہ ہمدم ہی
تمھین پہ جان جاتی ہی تمھین پہ دم نکلتا ہی

جسوقت خواجہ عمرو نے یہ غزل بہ الحان داؤدی نی بجا کر گائی جتنے ساحر اُسوقت بیٹھے تھے سب وجد مین آکر جھومنے لگے اکثر اُنمین سے خوش ہوکر خواجہ کی تعریف کرنے لگے خصوصاً ملکہ زلزلہ جادو صداے نی اور غزل مرقوم سُنکے نہایت خوش ہوئی اور مستون کے مانند جھومنے لگی اُسوقت اُسی کیفیت مین ملکہ زلزلہ جادو نے کشتی شراب کی طلب کی جب ساحر کشتی ہی لے کر آے خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ علاوہ گانے کے مین شراب بھی عجب کیفیت سے پلاتا ہون چوراسی گھنگھرو اپنے پانوٗن مین باندھتا ہون اور بزم مین عجب انداز سے ہر ایک شخص کو شراب پلاتا ہون اگر آپ مجھپر سے سحر دفع کر دیجیے تو مین آپ کو اسطرح شراب پلاؤن کہ کبھی کسی ساقی نے اُسطرح شراب آپ کو نہ پلائی ہوگی اور یہ آپ خیال نہ کیجیے گا کہ عمرو بھاگ جائیگا ای ملکہ مین آپ سے اقرار کرتا ہون کہ مین نہ بھاگونگا آپ ایسی ملکہ کو چھوڑ کر نہ جاؤنگا خدمتگذاری آپ کی اچھی طرح کرونگا مثل آپ کے دنیا مین کوئی قدردان میرا نہین ہی اب مین آپ کے پاس رہونگا جو کام آپ کہیے گا مین کرونگا مجھکو ہر ایک کام کرنا خوب آتا ہی اگر آپکو میرے بھاگ جانے کا یقین کامل ہو تو حصار سحر کر دیجیے تاکہ مین یہان سے نہ جاسکون زلزلہ جادو نے یہ گفتگو عمرو سے سُنی خیال کیا کہ عمرو نے میری اطاعت و فرمانبرداری اختیار کی ہی اور اقرار کیا ہی کہ مین یہان سے نہ جاؤنگا اب یقین ہی کہ یہ بھاگ کر نہ جائیگا یہ خیال کرکے ملکہ زلزلہ جادو نے سحر خواجہ پر سے دفع کر دیا اور کہا کہ ای خواجہ عمرو اب تمھین شراب ہمکو پلاؤ ہمنے تمپر سے سحر دفع کر دیا خبردار بھاگ کر کہین نہ جانا ورنہ پھر مین تمکو سحر مین گرفتار کرونگی اور پھر تمھارے قول و اقرار کا اعتبار نہ کرونگی خواجہ نے کہا ای ملکہ مین بھاگ کر ہرگز نہ جاؤنگا یہ کہکے خواجہ اُٹھے اور شیشہ شراب کا اُٹھا کر ایک پڑیا سفوف بیہوشی کی زنبیل سے بہ چالاکی نکال کر جلد تر شراب مین اسطرح ملائی کہ کسی نے نہ دیکھا جب خواجہ سفوف بیہوشی شراب مین ملا چکے اُسوقت اشعار عاشقانہ پڑھکر ملکہ زلزلہ جادو اور دیگر ساحرون کو شراب پلانے لگے جب ملکہ زلزلہ جادو اور جملہ ساحرون کو شراب پلا چکے پھر نی بجانے لگے اور ایک غزل گانے لگے تھوڑی ہی دیر مین جب ساحرون کو نشہ ہوا اور سفوف بیہوشی نے اپنا اثر دکھایا ہر ایک ساحر باہم گفتگوے سخت کرنے لگا اور آپس مین بحث و تکرار کرنے لگا آخر اُسی عالم نشہ مین واسطے لڑنے کے جو اُٹھے سب ساحر زمین پر گرے اور بیہوش ہوگئے اور ملکہ زلزلہ جادو بھی بیہوش ہوگئی خواجہ عمرو نے جلد ملکہ زلزلہ جادو کی زبان مین سوزن دے کر زنبیل مین داخل کیا اور جلد زلزلہ جادو کی شکل بنکے اور لباس اُسکا پہن کے تخت پر بیٹھے پھر سچ کے کچھ تخت سے اُٹھے اور ہر ایک ساحر کو رفع بیہوشی سُنگھا کر ہوشیار کیا ساحرون نے ہوشیار ہوکے پوچھا ای ملکہ عالم خواجہ عمرو کہان گئے ملکہ نقلی نے جواب دیا کہ خواجہ عمرو تم سب کو بیہوش کرکے چلے گئے مین نے عمداً اُنکو گرفتار نہین کیا جملہ ساحر یہ گفتگو ملکہ نقلی سنکر خاموش رہے اور خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے

داستان لانا گرفتار کرکے دُختران زلزلہ جادو کو شاہزادہ عمرو بن حمزہ کا اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو اور رہا کرنا خواجہ عمرو کا اور مسلمان ہونا زلزلہ جادو کا مع ساحرون کے اور حالات دیگر

راویان شیرین زبان اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب زلزل جادو اور زلال جادو و مہ پڑھکر بظاہر مسلمان ہوئین ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن اور عمرو بن حمزہ یونانی نہایت خوش ہوے اور ہر ایک نے یہی خیال کیا کہ دختران زلزلہ جادو صدق دل سے مسلمان ہوئی ہین بس ہر ایک شخص اُنکی طرف سے مطمئن ہوا اور کسی کو گمان بدی کرنے کا اُنکی جانب سے نہ رہا ایک روز دختران ملکہ زلزلہ جادو نے سفوف بیہوشی شراب مین ملا دیا جب وہ

شراب شاہزادے وغیرہ نے پی ہر ایک بیہوش ہوگیا دختران زلزلہ جادو نے لوح محفوظ شاہزادے کے گلے سے
اُتار کے اور پھر سب کو سحر مین گرفتار کرکے باہم خوش ہوئین تزلزل جادو نے اپنی بہن ازلال جادو سے کہا کہ اب ان
سب کو لیکر اپنی مان کے پاس چلئے جو وہ اپنے حق مین مناسب جانیگی وہ کریگی یہ کہکر تزلزل جادو نے سب کو دونون تختون پر
ڈال کر خود بھی اُنھین تختون پر سوار ہوئین اور بزور سحر دونون تختون کو بلند کرکے اور راہ طی کرکے اپنے گھر مین آئین
دیکھا کہ زلزلہ جادو تخت پر بیٹھی ہی دونون نے تسلیم کیا اور عرض کیا دیکھیے ہم شاہزادہ عمرو بن حمزۂ یونانی اور ملکہ مہ جبین
کو گرفتار کرکے لے آئے ہین یہ کہکے تمام حال اپنے جانے کا اور کیفیت ملکہ مہ جبین کے مسلمان ہونے کی اور جو کچھ حال گذرا
تھا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اور لوح محفوظ سامنے رکھدی ملکہ نقلی نے لوح محفوظ اُٹھا کر اور خوش ہو کر کہا کہ تمنے خوب کیا
جو انھین گرفتار کرکے لے آئین مین انکو سزاے سخت دونگی یہ کہکے ملکہ نقلی نے کہا شاہزادے کو ہوشیار کرو اور کچھ نہ
کرو تزلزل جادو نے عمرو بن حمزۂ یونانی کو ہوشیار کیا جب شاہزادے کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ تخت پر بیٹھی ہی
اور روبرو اُسکے صدہا بڑے بڑے ساحر موافق اپنے مرتبہ اور رتبہ کے بیٹھے ہین ہر ایک ساحر بلاے بے درمان
اور آفت روزگار ہی شاہزادے نے ساحرہ اور ساحرون کو دیکھکر خیال کیا کہ تزلزل و ازلال نے دشمنی کی اور ہم
سب کو گرفتار کیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی یہان سے رہائی کیونکر ہوتی ہی بالفعل تو سحر مین گرفتار ہین دست و پا قابو مین نہین ہین
ورنہ ان ساحرون کو قتل کرتے یہ خیال کرکے عمرو بن حمزۂ یونانی خاموش بیٹھے رہے زلزلہ جادو نقلی نے عمرو بن حمزہ
کی طرف بصد عتاب دیکھکر کہا کہ اے عمرو بن حمزہ تمکو اس روز بد کی خبر نہ تھی اب کہو تمکو کسطرح مین قتل کرون شاہزادے نے
جواب دیا تمھین اختیار ہی ملکہ نقلی نے کہا تم تو طلسم ناپخ کو توڑنے کے واسطے آے تھے واہ خوب طلسم کو توڑا ان دونون
چھوکریون نے تمھین گرفتار کرلیا یہ کہکے ملکہ نقلی نے حکم کیا کہ جلد ساقیان گلعذار کشتیان شراب ناب کی لیکے
حاضر ہون اسوقت ہمکو از حد خوشی حاصل ہوئی ہی ہمین شراب پلائین اور سب ساحرون کو بھی شراب
پلائین ساقیان مہ جبین کشتیان شراب کی لے کر حاضر ہوے ملکہ نقلی نے ہر ایک شیشۂ شراب کو دیکھکر اور بچالاکی
ہر ایک شیشہ مین سفوف بیہوشی ملاکر حکم کیا کہ پہلے سب ساحرون کو شراب پلاؤ ساقیان مہ جبین نے ساحرون کو اور
تزلزل اور ازلال کو شراب پلائی تھوڑی دیر مین سب بیہوش ہوگئے اُسوقت عمرو نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو اور
نعرہ کرکے لوح محفوظ گلے مین شاہزادے کے ڈالدی شاہزادے نے خوش ہو کر خواجہ کو تسلیم کی اور پوچھا آپ
یہان کیونکر تشریف لاے ہی خواجہ نے تمام حال بیان کیا شاہزادے نے کہا اے عمرو جان آپ زلزلہ جادو کو
زنبیل سے نکالیے اور ہدایت کیجیے شاید مسلمان ہوجاے اور اطاعت اختیار کرے خواجہ عمرو نے بموجب کہنے
عمرو بن حمزہ کے زلزلہ جادو کو زنبیل سے نکال کر ہوشیار کیا اور حلقہ ہاے کمند سے ایک ستون مین مضبوط باندھا
اور کہا اے زلزلہ جادو آگاہ ہو کہ مین خواجہ عمرو ہون دیکھو سب کو بیہوش کیا ہی اور تمھین گرفتار کیا ہی اگر مین چاہون
تو سب کو اور تمھین ابھی قتل کرڈالون لیکن مین چاہتا ہون کہ تمھین قتل نہ کرون تمھین لازم ہی کہ اس شاہزادے کی
اطاعت کرو اور کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو زلزلہ جادو نے اشارے سے کہا کہ مین کبھی مسلمان نہونگی جب
عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ زلزلہ جادو مسلمان ہونے سے انکار کرتی ہی اُسوقت عمرو بن حمزہ آگے بڑھے چونکہ تزلزل جادو
نے بوقت ہوشیار کرنے کے سحر بھی دفع کردیا تھا اور لوح محفوظ گلے مین تھی اس سبب سے عمرو بن حمزہ بے خوف و
خطر قریب ملکہ زلزلہ جادو کے گئے اور سوزن ملکہ کی زبان سے نکال کر اور حلقہ ہاے کمند سے کھول کر کہنے
لگے کہ اے ملکہ مین آپ کو بجاے اپنی والدہ کے جانتا ہون اب آپ کو اختیار ہی خواہ مجھے قید کیجیے یا قتل کیجیے

نہین

مین آپ کے روبرو کھڑا ہون اگر مناسب ہو مسلمان ہو جیے ملکہ زلزلہ جادو نے یہ گفتگو سے شاہزادہ سُنکے کہا اے شہزادہ
ذیجاہ مین تمہاری انکساری اور شیرین زبانی کے باعث سے مُطیع اسلام ہوتی ہون وگرنہ خواجہ عمرو کے کہنے
سے مطیع اسلام ہوتی یہ کہکے زلزلہ جادو نے شاہزادے سے کہا کہ اے شاہزادہ ذیوقار مین ابھی اسوجہ سے کلمہ نہین پڑھتی
ہون کہ ابھی مجھے تمہارے ہمراہ نارنج جادو سے لڑنا ہے اگر کلمہ پڑھلونگی اور بخوبی مسلمان ہوجاؤنگی تو سب سحر بھول جاؤنگی شاہزادے
نے کہا بات مناسب اور بہتر ہے ابھی کلمہ نہ پڑھیے یہ کہکے عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ اے عمہ ذیجاہ اب ان سب ساحرون کو بھی
ہوشیار کیجیے خواجہ عمرو نے سب کو ہوشیار کیا جب تزلزل اور انزلال اور جملہ ساحرون کو معلوم ہوا کہ ملکہ زلزلہ جادو نے
اطاعت شاہزادے کی اختیار کی ہے اور مطیع ہوئی ہین اُسوقت تزلزل و انزلال جادو اور جملہ ساحر مطیع اسلام ہوے پھر
فرخ اور مہ جبین وغیرہ کو بھی خواجہ نے ہوشیار کیا فرخ نے آگاہ ہوکر شرف قدمبوسی خواجہ عمرو کا حاصل کیا
اور اپنے باپ کو دیکھا بعد اُسکے مہ جبین نے اشارۂ عمرو بن حمزہ سے خواجہ کو تسلیم کی خواجہ عمرو نے دعا دی جب سب
ہوشیار ہوچکے اور کئی ہزار ساحر مطیع اسلام ہوچکے اور زلزلہ جادو پوشاک پہنکے بیٹھ چکی اور راحت افزا
اور مہ جبین اور فرخ اور عمرو بن حمزہ وغیرہ بھی بیٹھ چکے اُسوقت خواجہ عمرو نے ملکہ زلزلہ جادو سے کہا کہ تم مجھکو
دو ساحر دو مین اُنکی شکلین تبدیل کرکے انھین نارنج جادو کے پاس لیجاؤنگا اور عیاری کرکے نارنج جادو کو
گرفتار کرونگا زلزلہ جادو نے دو ساحرون سے کہا کہ تم خواجہ عمرو کے ہمراہ جاؤ جو کچھ یہ کہتے ہین انکا فرمانا بسر و چشم
بجالاؤ ساحران مذکور روبرو ہوے خواجہ عمرو حاضر ہوے خواجہ عمرو نے رنگ روغن نکال کر ایک کو
شکل بصورت انزلال جادو دوسرے ایک ساحر کو بصورت ملکہ مہ جبین بنایا اور دوسرے کو بشکل شاہزادہ عمرو بن حمزہ
بنایا اور پوشاک و لباس پہناکر اور دونون ساحرون کو گرفتار کرکے ایک تخت پہ بیٹھے اور اُنسے کہا کہ تم سحر کرو تاکہ
یہ تخت بلند ہو جب ساحرون نے سحر کیا اور تخت بلند ہوا اُسوقت خواجہ عمرو نے کہا اب تم مجھکو نارنج جادو کے پاس
لیچلو وہان تم چپکے بیٹھے رہنا خبردار کچھ منھ سے نہ بولنا ساحرون نے عرض کیا بہت بہتر ہم خاموش بیٹھے رہینگے
یہ کہکے ساحرون نے سحر کیا تخت جانب طلسم نارنج جادو روانہ ہوا جب خواجہ عمرو نارنج جادو کے
پاس پہونچے سلام کرکے کہنے لگے کہ دیکھیے آپ کی صاحبزادی مہ جبین شاہزادے پہ عاشق ہوئی ہین مین ان دونون
کو گرفتار کرکے آپ کے پاس لے آئی ہون اب آپ کو اختیار ہے خواہ انکو چھوڑ دیجیے یا انکو قید کیجیے خواجہ عمرو نے
ابھی اسی قدر گفتگو کی تھی کہ نارنج جادو نے اوراق جمشیدی مین دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری
بشکل انزلال جادو ہین اور دو ساحرون کو مہ جبین اور عمرو بن حمزہ کی شکل و صورت کے مانند بناکر لائے ہین یہ دریافت
کرکے نارنج جادو نے سحر پڑھنا شروع کیا خواجہ عمرو نے چاہا کہ گلیم اوڑھکر غائب ہوجاؤن ناگاہ بوجہ سحر
نارنج جادو کے خواجہ کے پاؤن زمین نے پکڑلیے اور ہاتھ بے حس ہوگئے اُسوقت نارنج جادو نے شطرنج جادو سے
کہا کہ خواجہ عمرو اور ان ساحرون کو گرفتار کرو اور اپنی حفاظت و حراست مین انھین رکھو شطرنج نے موافق حکم
خواجہ عمرو اور اُن دونون ساحرون کو قید کیا ہرچند خواجہ عمرو نے نارنج جادو اور شطرنج جادو سے کہا
کہ مجھے چھوڑدو مین تو برائے امتحان یہان آیا تھا تم نے مجھے پہچان لیا اب مجھکو معلوم ہوگیا کہ مثل تمہارے
دُنیا مین کوئی ساحر نہین ہے اب مین کبھی نہ آؤنگا لیکن نارنج جادو اور شطرنج جادو نے خواجہ عمرو کو رہا نہ کیا
آخر خواجہ قید ہوے شطرنج جادو نے خواجہ عمرو کو قید کیا وہان ایک شب کو عمرو بن حمزہ یونانی نے
خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے ہین اُنھون نے فرمایا کہ اے شاہزادہ ذیوقار اب تمھین

لوح طلسم نارنج کی جو فکر ہی تو قہقہہ جادو کو طلب کر کے اُس سے مانگو ہر چند کہ وہ بخوشی نہ دیگا لیکن بفضل خدا سے لوح تمکو ملجائیگی یہ فرماکر بزرگ موصوف نظر عمرو بن حمزۂ یونانی سے غائب ہو گئے عمرو بن حمزہ کی آنکھ کھلگئی دیکھا کہ وقت صبح صادق ہی شاہزادے نے اُٹھکر جلد وضو کیا اور نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے نماز سحر کے جب زلزلہ جادو بیدار ہوئی اور جملہ ساحران نامی حاضر ہوے اُسوقت شاہزادے نے وہ خواب روبروے زلزلہ جادو وغیرہ بیان کیا ایک ساحرہ نے بیان خواب سُنکے شاہزادۂ ذیوقار سے کہا کہ اس خواب کو خیال تصور کیجیے یہ خواب بالکل سچا نہین ہی شاہزادہ تقریر ساحرہ سُنکے اسقدر برہم ہوا کہ وہی عصا زمرد بانہ جادو کا مخفی جو راحت افزا نے دیا تھا شاہزادے نے اُس ساحرہ پر مارا عصا ٹوٹ گیا اور ایک پرچۂ قرطاس اُس عصا سے نکلا شاہزادے نے اُس پرچۂ قرطاس کو پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ لوح طلسمی قہقہہ جادو پاس ہی اور وہ ہر وقت لوح طلسمی کو اپنے پاس رکھتا ہی کسی وقت کسی جگہ نہین رکھتا ہی شاہزادۂ ذیجاہ عبارت پرچۂ قرطاس پڑھ کے خوش ہوا اور وہ پرچہ قرطاس زلزلہ جادو کو دکھایا اور کہا کہ آپ ابھی قہقہہ جادو کو بُلائیے اور لوح اُس سے طلب کیجیے ملکہ زلزلہ جادو نے ایک ساحرہ سے کہا کہ جلد جا اور قہقہہ جادو کو میرے پاس لے آ وہ ساحرہ گیا اور قہقہہ جادو کو اپنے ہمراہ لے آیا جب قہقہہ جادو روبروے ملکہ زلزلہ جادو آیا سلام کر کے بحکم ملکہ بیٹھ گیا عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ قہقہہ جادو نہایت کریہ منظر اور مُہیب صورت ہی اور لوح طلسمی اُسکی گردن مین لپٹی ہوئی ہی ساحر معزز ہی جب قہقہہ جادو بیٹھ چکا اور بعد مےکشی دماغ بھی بادۂ ناب سے گرم ہو چکا اُسوقت ملکہ زلزلہ جادو نے کہا کہ ای قہقہہ جادو مین نے تمھین اسواسطے بُلایا ہی کہ مین نے اس شاہزادۂ ذیوقار کی فرمانبرداری اختیار کی ہی اور مین مطیع اسلام ہوئی ہون اور تم جانتے ہو کہ مین بڑی بہن نارنج جادو کی ہون لہذا تمکو مناسب ہی اب لوح طلسم ہمکو دیدو اور مثل ہمارے مطیع اسلام ہو کر شاہزادۂ نامدار کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو اور سعادت کونین حاصل کرو اگر تم مجھکو لوح نہ دوگے تو مین تمھین ہلاک کرونگی قہقہہ جادو نے یہ تقریر ملکہ زلزلہ جادو کی سُنکے قہقہہ مارا اور کہنے لگا ای ملکہ مین مثل تمھارے نادان اور بے وقوف نہین ہون کہ سامری اور جمشید وغیرہ خداوندون کی پرستش نہ کرون میری جان تو نام سامری و جمشید اور دم خبیثہ وغیرہ خداوندون پر قربان ہی مین ہرگز ہرگز مطیع اسلام نہونگا اور لوح طلسمی جب تک مین زندہ ہون تو تمھین نہ دونگا ہر چند کہ تم بڑی بہن ملکہ نارنج جادو کی ہو لیکن لبوجہ مطیع اسلام ہونے کے میرے نزدیک کچھ تمھاری عزت و حرمت باقی نہ رہی اب مین تمھین بدترین جہان سے سمجھتا ہون اور تمکو ایک ادنی ساحرہ جانتا ہون تم مجھسے لوح کیا لیلوگی اور مجھے کیا قتل کروگی ابھی کچھ دنون سحر سیکھو اور یاد کرو میرا قتل کرنا بہت مشکل ہی مجھے کوئی ساحر قتل کر ہی نہین سکتا میرے اوپر سحر اثر کر ہی نہین سکتا دیکھو یہ لوح طلسم میرے گلے مین پڑی ہوئی ہی اگر تم ایسی ہزار جادوگرنیان مجھپر سحر کرینگی تو کیا ہوگا مین ہرگز سحر سے ہلاک نہ ہونگا تم ناحق مجھے ڈراتی ہو اور دھمکاتی ہو مین ہرگز تمسے نہین ڈرتا اگر تم مجھسے لڑوگی تو پچھتاؤگی میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگی یہ نخوت تمھاری خاک مین ملجائیگی لوح طلسمی کسی طرح ہاتھ نہ آئیگی افسوس صد ہزار افسوس تم مطیع دین اسلام ہو کر اپنی چھوٹی بہن ملکہ نارنج جادو کی دُشمن ہوگئین چاہتی ہو کہ ملکہ نارنج جادو قتل ہو جاے اور طلسم نارنج ٹوٹ جاے اگر یہ خبر ملکہ نارنج جادو کو پہونچیگی تو وہ تمھین اسطرح سے قتل کریگی کہ تمھارے حال پر مُرغان ہوا اور ماہیان دریا افسوس کرینگی تمکو لازم ہی کہ مطیع دین اسلام اب نہو اور خداوند سامری

اور اگر خداوندوں کو سجدہ کرو اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے ملکہ نارنج جادو کے حوالے کردو ورنہ انجام اس تمھاری
سرکشی کا اچھا نہ ہوگا ملکہ زلزلہ جادو نے جو گفتگوے قہقہہ جادو سنی نہایت غصہ آیا اور خیال کیا کہ اس نابکار کو
بدزبانی کی ضرور سزا دینا چاہیے اور لوح طلسم اس سے لے لینا چاہیے یہ خیال کرکے ملکہ زلزلہ جادو تخت سے اٹھی اور
جانب قہقہہ جادو چلی قہقہہ جادو نے خیال کیا کہ ملکہ زلزلہ جادو میری گفتگو سنکے خوف سے لرز گئی ہے اب میرے
پاس براے عذر آتی ہے قہقہہ یہ خیال کر رہا تھا کہ زلزلہ جادو قریب اسکے پہونچی اور ساحروں سے اشارہ کیا کہ اس
بدکردار کو گھیر لو اور زمین پر اسکو گرا کر لوح اسکے گلے سے اتار لو یہ اشارہ کرکے ملکہ نے ڈاڑھی قہقہہ جادو کی پکڑی اور
ایک طمانچہ مارا اور کہا او بیہودہ و بدکردار تو ہمسے گفتگوے سخت کرتا ہے خلاف ہمارے رتبہ کے ہمسے گفتگو کرتا ہے ہمارا حکم
بجا نہیں لاتا لوح طلسم نہیں دیتا اگر تجھے زندہ رہنا منظور ہو تو لوح طلسمی دیدے ورنہ میں تجھے ابھی قتل کردونگی
قہقہہ جادو نے ملکہ زلزلہ کی گفتگو سنکے فوراً ملکہ زلزلہ جادو کی چوٹی پکڑی اور کہا اے ملکہ تمنے مجھے بلا کر مارا ہے اور
ذلیل کیا ہے میں بھی تمہیں اسیوقت مار ڈالونگا یہ کہکر قہقہہ جادو نے چوٹی کھینچی اور ملکہ نے موے ریش پکڑ کے
جھٹکا دیا ساحران نامی جو اسوقت اس جگہ موجود تھے وہ سب اٹھے اور موافق اشارہ کرنے ملکہ کے کسی ساحر نے
قہقہہ جادو کا گلا اسطرح دبایا کہ دہن قہقہہ جادو کا کھل گیا زبان منہ سے باہر نکل آئی دم سینے میں رکنے لگا
آنکھیں حلقہ چشم سے باہر نکل آئیں کسی ساحر نے قہقہہ کے پاؤں پکڑ کے کھینچے تاکہ قہقہہ جادو زمین پر
گر پڑے کوئی ساحر دست و بازو سے لپٹا کوئی ساحر قوی ہیکل قہقہہ جادو کی کمر سے لپٹا کسی ساحرہ نے
موے سر قہقہہ جادو کے پکڑے کسی ساحرہ نے بآواز بلند ساحروں سے کہا کہ اے بھائیو اس ساحر نابکار پر سحر
نہ کرنا اسکے گلے میں لوح طلسمی ہے سحر تمھارا اثر نہ کریگا فرخ نے جو دیکھا کہ قہقہہ جادو کو سب ساحر گھیرے
ہوئے ہیں خیال کیا کہ یہ ساحر ایسا قوی ہے کہ اتنے ساحروں کے لپٹنے سے زمین پر نہیں گرتا ہے کوئی تدبیر ایسی
کرنا چاہیے کہ یہ ساحر نابکار زمین پر گرے اور بغیر قتل کیے ہلاک ہو جاے یہ خیال کرکے آپ بھی فرخ اس
مجمع میں گیا اور وہ اعضاے قہقہہ جادو پکڑے کہ جو مثل بیضہ مرغ کے جسم انسان میں نازک ہیں اور اسطرح
بقوت تمام ان اعضا کو دبایا کہ قہقہہ جادو کثرت درد و ایذا سے بیتاب و بیقرار ہوکے زمین پر گر پڑا
اور مانند ماہی بے آب زمین پر تڑپنے لگا اسوقت چوٹی ملکہ زلزلہ جادو کی دست قہقہہ جادو سے
چھوٹ گئی اسی ہنگامہ میں فرحت افزا معشوقہ فرخ نے قہقہہ جادو کے گلے سے لوح اتار کر
شاہزادے کے گلے میں ڈالدی اور عرض کیا اے شاہزادہ ذی وقار جلد تیغ آبدار سے اس ساحر
نابکار کو قتل کر ڈالیے شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے موافق کہنے راحت افزا کے تیغ آبدار سے قہقہہ جادو
کو قتل کیا زلزلہ جادو اور جملہ ساحران نامی وغیرہ قہقہہ جادو کے قتل سے نہایت خوش ہوے جسوقت
قہقہہ جادو قتل ہوا اور زمین پر تڑپ کے مرگیا ایسی تاریکی ہوئی کہ جہان تیرہ و تار ہوگیا پیر قہقہہ جادو
کے سحر کے نالہ و فریاد کرنے لگے ہواے تند چلنے لگی اور پتھر اور برف گرنے لگی آواز آئی مارا مجکو اور قتل کیا
مجکو نام میرا قہقہہ جادو تھا جب تاریکی دفع ہوئی اور روے آفتاب نظر آیا ملکہ زلزلہ جادو نے
حکم دیا کہ لاش اس ساحر بد انجام کی یہاں سے اٹھا کر کہیں پھینکدو چند ساحروں نے بموجب حکم
ملکہ لاشہ قہقہہ جادو کا اٹھا کر ایک صحرا میں پھینکدیا جب لاشہ قہقہہ جادو کا اٹھ گیا ملکہ زلزلہ جادو
تخت پر بیٹھی اور عمرو بن حمزہ یونانی بھی بیٹھے اسوقت ساقیان خوبرو بحکم زلزلہ جادو کشتیان

شراب کی لیکر آئے اور جامہائے بلوریں مئے گلگون سے بھر بھر کے ملکہ اور عمرو بن حمزہ وغیرہ کو دینے لگے غرض ہر ایک شخص ساحر و غیر ساحر سرشار شراب پینے لگا بعد مےکشی کے ملکہ نے حکم کیا کہ نازنینان خوش گلو حاضر ہوان بمجرد حکم ملکہ نازنینان گل پیرہن وہشین مع اپنے سازندون کے حاضر ہوئین اور ملکہ اور شاہزادے کو بصد ادب آداب و تسلیم بجا لاکر موافق اپنے مراتب کے علحدہ بیٹھین پھر انمین سے بحکم ملکہ ایک نازنین غنچہ دہن نازک بدن روبرے ملکہ زلزلہ جادو اور شاہزادہ نیکخو بصد ناز و ادا ناچنے لگی اور دلربائی اہل بزم کو اپنے رقص سے خوش و مسرور کرنے لگی بعد ناچنے کے اس نازنین نے یہ غزل شروع کی غزل

دل رنجیدہ کتنا ہو پہ لاؤن بات نہیں
جوان دیرہ دونون کی طبیعت آہی جاتی ہے
شب وصلت کا جب مین چھیڑتا ہون تذکرہ کچھ بھی
مریض عشق کے چہرے پہ فرحت آہی جاتی ہے
برابر دوستی بننے کبھی دیکھی نہ دنیا مین
اگر آنے کو ہوتی ہے تو شامت آہی جاتی ہے

دلون مین کہتے سننے سے عداوت آہی جاتی ہے
جب آنکھین چار ہوتی ہین مروت آہی جاتی ہے
جب انکو دیکھتے ہین غیر سے ہم بولتے ہنستے
چرا لیتے ہین آنکھین انکو غیرت آہی جاتی ہے
ہر اک ساعت کی صحبت مین بنیگی دوستی کیونکر
کسی سبب سے کہین رنجش کی صورت آہی جاتی ہے
چھپانے سے نہین چھپتا ہے ریحان نشہ الفت

صفائی لاکھ ہو لیکن کدورت آہی جاتی ہے
نہین موقوف سن پہ دیکھکر صورت حسینوں کی
نہین کچھ واسطہ لیکن حرارت آہی جاتی ہے
سحر جب نام لیتے ہین کسی رشک مسیحا کا
کدورت بڑھتے بڑھتے دل کو نفرت آہی جاتی ہے
ہے کسی کی تاب و طاقت کیا جو بچ جائے محبت سے
ضرور آنکھون مین کچھ اس مہ کی رنگت آہی جاتی ہے

جب یہ غزل اس نازنین نے بہزار ناز و ادا گائی جملہ ساحر و ساحرہ اشعار غزل سنکے خوش ہوئے خصوصاً ملکہ زلزلہ جادو نہایت مسرور ہوئی اور شاہزادہ ذی وقار وغیرہ بھی خوش ہوئے وہ نازنین غزل گاکے بزم سے چلی گئی پھر اور ایک نازنین مہ جبین بصد ناز و ادا مع اپنے سازندون کے محفل مین حاضر ہوئی اور ملکہ اور شاہزادے کو آداب و تسلیم بجا لائی جب سازندون نے سازون کو موافق اپنی مرضی کے درست کر لیا نازنین ناچنے لگی اور غزلین عاشقانہ گانے لگی ساحران نامی اسکے سحر خوش آوازی مین گرفتار ہوگئے بیخود ہونے لگے اکثر ساحر اسکے نغمۂ دلکش کو سن سنکے جھومنے لگے جب وہ نازنین دو ور دیگر نازنینان زہرہ خصال پری تمثال ناچ اور گا چکین اور زر کثیر انعام مین لیکر جا چکین اسوقت ملکہ زلزلہ جادو نے خوش ہوکر شاہزادے سے کہا کہ اے شاہزادہ ذیجاہ الحمد للہ کہ قہقہہ جادو کو آپ نے قتل کیا اور لوح طلسمی ملکی آزر دے دل آپ کی برآئی شاہزادے نے فرمایا اے ملکہ زلزلہ جادو فی الحقیقت یکو لوح کے ملنے سے ازحد خوشی حاصل ہوئی اب میرا ارادہ ہے کہ ملکہ نارنج جادو تمھاری بہن سے مقابلہ کرون اور مرحلات طلسمی بافضال پروردگار فتح کرون آپ فقط میرے لشکر سے سحر نارنج جادو کا دفع کر دیجیے تاکہ مین اپنے ماموں صاحب رستم تاش بہادر کی قدمبوسی حاصل کرون اور سبکو ہمراہ لیکر جانب طلسم نارنج جادو جاؤن اور ساحرون کو قتل کرون ملکہ زلزلہ جادو نے کہا اے شاہزادۂ ذی وقار ہر چند کہ مین اپنی دختر نیکخو گلشن جادو کے الم مین مبتلا ہون لیکن مین بھی آپ کے ہمراہ چلونگی یہ کہکے ملکہ نے ساحران نامی سے کہا کہ اسوقت سے درستی سامان جنگ کرو اور کل یہان سے کوچ کر کے براے مقابلۂ نارنج جادو ہمارے ہمراہ چلو یہ کہکے ملکہ زلزلہ جادو نے دربار برخاست کیا ساحران نامی دربار سے اٹھے اور باہر دربار کے جاکر جملہ ساحرون کو حکم ملکہ سے آگاہ کیا ہر ایک ساحر حکم ملکہ سے واقف ہوا پھر ساحران نامی اپنے خیام مین داخل ہوے اور تیاری جنگ مین مصروف ہوئے اور سامان کوچ کا کرنے لگے علاوہ ساحران نامی کے ہر ایک ساحر اپنا سحر جگانے لگا بھٹیان چڑھنے لگین مرچین ہر طرف آگ پر جلنے لگین اگیا ن

روشن ہوئیں بیر آنے لگے ساحر ڈھیرو بجانے لگے سحر تیار کرنے لگے غرض تمام رات خوب تیاری ہوئی جب مثل معشوق تلون مزاج طبیعت شب بدلی یعنے ترک دہر نے تیغ مہر میدان افلاک میں چمکائی نظم

سپہر نیلگون نے رنگ بدلا ۔ ہوا روشن رخ مہر تجلا
اٹھا ردے سحر سے پردۂ شب ۔ در آیا مہ میان برج عقرب

وقت سحر ملکہ زلزلہ جادو نے برآمد ہو کر نفیر سحر بجائی جملہ ساحروں کو خبر ہوئی فوراً اثاثہ بارگاہ و خیام کا فیلان آتشین سحر پر جلد ترلا دا گیا جب ملکہ زلزلہ جادو تخت سحر پر سوار ہوئی اور شاہزادہ ذی وقار مرکب صبا رفتار پر سوار ہو چکا اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اور راحت افزا اور تزلزل جادو اور اذلال جادو و جملہ کنیزیں تخت اور طاؤس سحر وغیرہ پر سوار ہو چکیں جملہ ساحر گروہ گروہ جوق جوق ہنس آتشین اور باز و بط وغیرہ طائران سحر پر سوار ہوئے نشانہائے نصرت اثر کھلے ابر سحر سرخ و زرد و سفید و سیاہ فلک پر چھا گئے برق سحر چمکنے لگی صدائے رعد آنے لگی غرض جب سب سوار ہو چکے ملکہ زلزلہ جادو نے تخت اپنا بڑھایا لشکر ساحران بہزار تجمل و شوکت عقب پشت ملکہ زلزلہ جادو صفوف بستہ بصد ادب روانہ ہوا عمرو بن حمزۂ یونانی نے بھی گھوڑا اپنا بڑھایا فرخ ہمراہ رکاب ہوا اسوقت روانگی لشکر لائق دید تھی ابر سحر سے آگے آگے پانی برستا جاتا تھا چھڑکاو زمین پر ہوتا جاتا تھا غبار ہر طرف ہوتا جاتا تھا نسیم سحر سے دلوں کو فرحت ہوتی تھی لشکر ساحران نامدار مثل باد بہار راہ صحرائے سبزہ زار سے جاتا تھا ساحر ہندوستان پرے باندھے ہوئے تھے پیشانیوں پر قشقے سفید و سرخ کے کھینچے ہوئے تھے کھنور چندن کے دیے ہوئے تھے اکثر ساحر پوڑیا سے ماتھے رنگین کیے تھے بھبوت رمائے ہوئے تھے ترسول چھاتیوں پر بنائے ہوئے تھے اسباب سحر جھولیوں میں بھرے ہوئے تھے و دمبدم اسمائے سامری و جمشید کی زبان پر جاری کرتے تھے کبھی ایسی باتیں کرتے تھے اور ہنستے ہوئے دلیرانہ پس پشت ملکہ زلزلہ جادو جاتے تھے و دمبدم سب عجائب و غرائب سحر کے دکھاتے تھے کہ فلک شعبدہ باز انکے نیرنگ و افسون کو دیکھ دیکھ کے دنگ ہوتا تھا آفتاب انکے سحر کے گولے دیکھکر تھراتا تھا مریخ فلک انکی سحر کی تیغیں دیکھکر ڈرتا تھا غرض لشکر ساحران بصد شان و شوکت جاتا تھا علاوہ ساحروں کے ہر ایک ساحرہ خوش انداز سر پا بازہ ناریل اور ترنج و نارنج اچھالتی ہوئی ابر سحر سے پھول اور موتی برساتی ہوئی مثل غنچہ مسکراتی ہوئی جاتی تھی نظم

چلیں اپنا جوبن دکھاتی ہوئیں ۔ وہ رال اور گوگل جلاتی ہوئیں
تہ ران تھے طاؤس آتش فشان ۔ سروں پر سیہ ابر کے سائبان
ہر اک ساحرہ تیز و شمشیرزن ۔ ہزاروں جسے یاد جادو کے فن
کسیکی بھری مانگ صندل سے تھی ۔ کسیکی بھری آنکھ کاجل سے تھی
برستے ہوئے ساتھ آتش کے تیر ۔ کہ تھا ڈر سے ترک فلک گوشہ گیر

ہنوز ملکہ زلزلہ جادو مع لشکر ساحران تھوڑی دور چلی تھی اور عمرو بن حمزۂ ذی وقار نے بھی تھوڑی راہ طے کی تھی کہ سامنے سے غبار عظیم بلند ہوا شاہزادے نے فرخ سے کہا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ لشکر کثیر اسطرف آتا ہے ابھی عمرو بن حمزۂ یونانی فرخ سے کہہ رہے تھے کہ غبار ہوائے تند سے دفع ہوا شہباز یکہ تاز شرقی مع پچاس ہزار سواران جرار کے ظاہر ہوا شاہزادے نے دیکھا کہ آگے آگے شہباز یکہ تاز مرکب برق رفتار پر سوار ہے پس پشت پچاس ہزار سواروں کے پرے ہیں ہر ایک سوار یادگار رستم و اسفندیار ہے زرہیں پہنے ہوئے ہیں چار آئینے لگائے ہوئے ہیں تلواریں زیب کمر کیے ہیں تہور و شجاعت سبکے چہروں سے آشکار ہے رشک سام و نریمان ہر ایک سوار ہے صحرائے شجاعت کے شیر ہیں سب سوار ایسے بہادر و دلیر ہیں نظم

دل مین مرے یقین ہو کہ مبدا امین جسکھر تھی
بیستہ الخلا کو یاد کرے سام بار بار

للکارین وہ یلون کے تئین کھینچکر کٹار
نیلا زیادہ پانی سے ہو لنکے بس حضور

ڈر جاے اُنکے نعرون سے رستم سا پہلوان
ڈر لے ہر ایک اپنی سپر کو جاب دار

جب شہباز یکہ تاز مشرقی قریب تر آیا خود آ گیا شاہزادے کو دیکھکر اپنے مرکب سے اُترا لشکر ٹھہر گیا شاہزادے نے بھی مرکب کو روکا شہباز یکہ تاز نے عرض کیا کہ جب آپ داخل درہ کوہ بلا ہوے تھے مین قریب درہ کوہ مقیم ہوا تھا درہ کوہ کی جانب دیکھتا تھا سواے تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا بعد پہر بھر کے وہ تاریکی دفع ہو گئی درہ کوہ مین روشنی ہو گئی مین اُسی درہ کوہ سے نکل کے واسطے قدمبوسی کے چلا آیا ہون عمرو بن حمزہ نے یہ تقریر شہباز یکہ تاز کی سنکے خیال کیا کہ یقیناً وہ تاریکی سحر زوزبانہ جادو کی ہو جب وہ قتل ہو گئی سحر اُسکا برطرف ہو گیا یہ خیال کرکے شاہزادہ ذی وقار شہباز یکہ تاز کو ہمراہ لیکر جانب باغ شگفتہ روانہ ہوا اور مرکب تیز رو کو بڑھایا وہ سمند بادیہ پیما تیز روی مین رشک برق تھا اس سمند کی کیا تعریف کرون نظم

کہا مصور باد بہار نے اُس آن
کرونگا کیا مین بھلا جست و خیز کی تقریر
اسی رکاب کے بوسے کی آرزو ہی رہیگی

جہسار ہے کہ دور مین نقاش ایسے گلگون کی
اگر قیاس بھی ٹھہرے تو کھینچے تصویر
نہین ہو مرکز خاکی پہ اُسکی سرعت کا
نہ آیا اپنے تئین ماہ نو سمجھ کے حقیر

جو چاہین شکل بنائین تو کیا کرین تدبیر
نہ دیدنگا اُسکو مین تشبیہ برق دل آتش سے
سحر طبیعت معشوق کچھ تبدیل و تغییر

الحاصل عمرو بن حمزۂ یونانی ہمراہ شہباز یکہ تاز چلا شاہزادہ دیجاہ بعد طے کرنے راہ کے باغ شگفتہ مین آیا ملکہ زلزلہ جادو نے جملہ مردمان لشکر عمرو بن حمزۂ یونانی سے سحر کو دفع کیا ہر ایک جوان لشکر جو سحر نارنج جادو سے پتھر کا ہو گیا تھا بہ صورت اصلی ہوا سہیل شیر شکار اور لہراسپ بلند کمان شاہزادہ ذیشان کے قریب آئے اور آداب و تسلیم بجا لا کر دونون نے شرف قدمبوسی شاہزادۂ دیجاہ حاصل کیا بعد اسکے شاہزادہ ذی وقار اپنے ماموں زمتاش بہادر یونانی سے اور زمتاش بہادر عمرو بن حمزہ کو دیکھکر خوش ہوے اور حال پوچھا شاہزادے نے تمام کیفیت بیان کی زمتاش بہادر حال سنکے اور جاہ و حشم عمرو بن حمزہ دیکھکر خوش ہوے بعد اسکے شاہزادہ زلزلہ جادو اور شہباز یکہ تاز اور لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر جانب طلسم نارنج روانہ ہوا اور بعد طے کرنے راہ کے بصد شوکت و حشمت مع لشکر ساحران و سپاہ نبرد ساحر عنقریب در طلسم نارنج پہونچے بارگاہ و خیام ایستادہ ہوے شاہزادۂ دیجاہ مع ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اور فرخ ایک بارگاہ مین مقیم ہوا اور زلزلہ جادو مع اپنی دختروں کے دوسری بارگاہ مین مقیم ہوئی زمتاش بہادر بھی مع لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار علیحدہ علیحدہ بارگاہ و خیام مین فروکش ہوے جملہ مردمان لشکر بھی خیام مین استراحت پذیر ہوے یہ خبر طائران سحر نے نارنج جادو کو دی کہ زلزلہ جادو مع دس ہزار ساحرون کے مطیع دین اسلام ہو کر ہمراہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ بہ ارادۂ جنگ آئی ہے اور قریب طلسم مقیم ہے چونکہ قبل اسکے نارنج جادو کو زوزبانہ جادو اور قہقہہ جادو کے قتل ہونے کی خبر پہونچی تھی اور نارنج جادو نے ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اپنی دختر کے مسلمان ہونے کی بھی خبر سُنی تھی اس سبب سے نارنج جادو نہایت مغموم و متردد تھی اب جو طائران سحر سے خبر سنی کہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ مع فوج و لشکر قریب در طلسم آیا ہے اور مقیم ہے نارنج جادو کو نہایت غصہ آیا اور اپنے ماموں صورت نگار جادو سے کہا کہ جلد جاؤ اور سبکو سحر سے پتھر کا کرو صورت نگار جادو بموجب کہنے نارنج جادو کے در طلسم پر آیا اور سحر کرنے لگا لشکر عمرو بن حمزۂ یونانی مین سب غافل تھے یکایک شاہزادے نے دیکھا کہ ابر آیا اور بانی

برسنے لگا اور اسقدر پانی برسا کہ خیام اور بارگاہون مین پانی پہنچنے لگا شاہزادہ دیجاہ جانب ابر باران دیکھ رہا
تھا کہ کچھ قطرۂ آب فرخ اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش پر پڑے فی الفور مہ جبین پتھر کی ہوگئی اور فرخ بھی
ہمہ تن سنگ ہوگیا شاہزادہ عمرو بن حمزہ یہ حال دیکھکر متحیر ہوئے اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش کی تصویر سے
لپٹ کر رونے لگے اور کہنے لگے ای ملکہ نازک بدن و گل پیرہن افسوس ہزار افسوس یہ کیا بلا ناگہانی آئی کہ تم تصویر
سنگ ہوگئین تمہارا یہ حال مجھسے دیکھا نہین جاتا ہے اب یہ زندگی [illegible] پھر عمرو بن حمزہ تصویر فرخ
سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ ای برادر حیف تم بھی سحر مین گرفتار ہو گئے اب [illegible]
کب تک تم بصورت اصلی ہوتے ہو یہ فرما کر عمرو بن حمزہ یونانی بارگاہ سے نکلے [illegible] ایک ہنگامہ
برپا ہے ہزارہا ساحر اور غیر ساحر قید ہو گئے ہین اور جو لوگ پتھر کے نہین ہوئے ہین وہ فریاد و فغان کر رہے ہین
عمرو بن حمزہ حال لشکر دیکھ رہے تھے کہ زلزلہ جادو گھبرا کر اپنی بارگاہ سے نکلی اور فوراً باران سحر سے تر ہو کر
پتھر کی ہوگئی غرض اسی طرح تھوڑی دیر مین زمستاکش بہادر اور سرداران لشکر اور شہباز یکہ تاز مشرقی
اور جملہ ساحر جو وہان موجود تھے سب پتھر کے ہو گئے فقط عمرو بن حمزہ یونانی اس سبب سے پتھر کے نہین
ہوئے کہ انکے گلے مین لوح محفوظ اور لوح طلسمی دونون [illegible] سب پتھر کے ہو گئے اُس وقت
پانی کا برسنا موقوف ہوگیا عمرو بن حمزہ یونانی اپنے لشکر کا حال دیکھ کے نہایت حیران تھے اور خیال کر رہے
تھے کہ یہ کیا ہوا ناگاہ ایک ساحر لشکر کا کسی کام کے واسطے کہین گیا تھا آیا اور عمرو بن حمزہ یونانی سے پوچھنے
لگا کہ ای شاہزادہ ذی وقار یہ کس ساحر نابکار نے آپ کے لشکر پر سحر کیا ہے ہر ایک شخص پتھر کا ہوگیا ہے شاہزادے
نے جواب دیا مجھے نہین معلوم کہ کس ساحر نے سحر کیا ہے مین خود متحیر ہون ساحر یہ گفتگو شاہزادہ ذی وقار
سنکے چار جانب دیکھنے لگا آخر در طلسم کی جانب دیکھ کے عرض کرنے لگا ای شاہزادہ دیجاہ دیکھیے وہ ساحر بیٹھا ہوا ہے
عمرو بن حمزہ یونانی نے اُسطرف جو دیکھا ملاحظہ کیا کہ بالاے در طلسم نارنج ایک ایسا ساحر پیر کریہ منظر تخت
بیٹھا ہوا ہے اور مقراض اور پرچۂ قرطاس اُسکے ہاتھ مین ہے تصویرین کاغذ کی کتر رہا ہے اور کچھ سحر پڑھ رہا ہے مصنف ابیات

مہیب و سیہ نامہ و سخت دل	زنانا کی ابلیس از وے خجل
سرش خالی از عقل پر از احتشام	شکم فربہ از لقمہ ہاے حرام

شاہزادہ دیجاہ نے جو اُس ساحر مہیب صورت کو دیکھا فوراً شانے سے کمان کیانی اور ترکش سے تیر نکال نعرہ
کیا کہ او ساحر بدکردار و نابکار ہوشیار ہو جا کہ تیری اجل قریب آئی صورت نگار جادو نعرہ شاہزادے کا
سنکے ڈر گیا اور کچھ سحر پڑھ کے ہاتھ سے اشارہ کیا فی الفور برق چمکی اور اس ساحر پر گری جسنے شاہزادے سے
عرض کیا تھا کہ دیکھیے وہ ساحر بیٹھا ہوا سحر کرتا ہے جب وہ ساحر برق سحر سے ہلاک ہوگیا صورت نگار جادو
خوف شاہزادہ ذی وقار سے بھاگ گیا اور نظر شاہزادہ سے غائب ہوگیا بعد غائب ہو جانے صورت نگار
جادو کے عمرو بن حمزہ اپنے لشکر کا حال دیکھکر اسقدر روئے کہ گر پڑے اور غش آگیا اسی عالم غشی مین دیکھا کہ ایک
مرد بزرگ بالین پر کھڑے ہین اور شفقت فرماتے ہین کہ ای طلسم کشا اسقدر رنج و غم نہ کر افضال خدا پہ نظر رکھ
انشاءاللہ یہ رنج و غم تیرا دفع ہو جائیگا اور مدعا ہاتھ آ جائیگا تمکو لازم ہے کہ یہان سے جانب شمال جاؤ جو کچھ
عجائب و غرائب اثناے راہ مین نظر آئین انکو دیکھنا اور ہر وار بغیر دیکھے لوح طلسمی کے کوئی کام نہ کرنا یہ
فرما کر مرد بزرگ موصوف نظر شاہزادہ سے غائب ہو گئے شاہزادے کو جب غش سے افاقہ ہوا خیال کیا کہ
عالم خواب مین مجھے مرد بزرگ نے ہدایت کی ہے اب مجھکو بھی لازم و مناسب ہے کہ جانب شمال جاؤن یہ

خیال کرکے اسیوقت جانب شمال روانہ ہوئے عمرو بن حمزۂ یونانی تو روانہ ہوتے ہین انکا ذکر پھر کیا جائیگا لیکن اب
حال صورت نگار جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب صورت نگار جادو نارنج جادو کے پاس ہو نچا کہنے لگا کہ مین نے
سحر سے سکو تپھر کا کر دیا ہی فقط شاہزادہ عمرو بن حمزہ باقی رہگیا ہی نارنج جادو نے گفتگوے صورت نگار جادو
سنکے کہا اب فرخ اور زلزلہ جادو کو گنبد سامری مین لیجا کر قید کردو اور اپنے سحر مین رکھو اور میری دختر مہ جبین
نارنجی پوش اور راحت افزا کو میرے پاس لے آؤ صورت نگار جادو یہ سنکے درِ طلسم پر آیا اور بارگاہ مین جاکر
مہ جبین اور راحت افزا پر سے وہ سحر اپنا دفع کیا اور ایک اور سحر مین گرفتار کرکے پاس ملکہ نارنج جادو کے
لیگیا اور دونون کو نارنج جادو کے حوالہ کرکے پھر آیا اور ملکہ زلزلہ جادو اور فرخ کو گنبد سامری مین لیجا کر قید کیا
اور اپنے سحر مین گرفتار رکھا صورت نگار جادو نے زلزلہ جادو اور فرخ کو تو گنبد سامری مین قید کیا ہی اور مہ جبین
نارنجی پوش اور راحت افزا نارنج جادو کے پاس ہین انکا حال آیندہ مندرج کیا جائیگا لیکن اس جگہ احوال
شاہزادۂ عمرو بن حمزہ کا لکھا جاتا ہی کہ جو موافق ہدایت مرد بزرگ جانب شمال روانہ ہوے تھے. جاتے جاتے ایک ایسے صحراے ہولناک
مین پہونچے کہ بشر کی تو کیا حقیقت ہی شیر کا زہرہ اس صحراے پر ہول مین آب آب ہوتا تھا اگر رستم بلین خواب مین
بھی خیال اس بیابان وحشت افزا کا کرتا یقین ہی کہ ڈر جاتا اور اگر اسفندیار احوال اس صحراے ہولناک کا کسی سے
سن لیتا یقیناً خوف سے اسے غش آجاتا کیونکہ ادنا حال اس بادیہ پر خوف و خطر کا یہ ہی کہ دمبدم ہر طرف بگولے
اٹھے تھے ہواے گرم چلتی تھی لون بھی بکثرت تھی تمام میدان صحرا حرارت مہر سے گویا کرہ نار تھا ہر ذرہ اس صحراے
پر آفت کا رشک آفتاب محشر تھا سبزہ و درخت کا زمین پر نام و نشان بھی نہ تھا لیکن کانٹون کی اسقدر کثرت تھی
شاہزادے کو قدم اٹھانا دشوار تھا رہروی سے صدہا کانٹے کف پا مین گڑ گئے تھے کف پا سے خون جاری تھا تلون
مین آبلے بھی پڑ گئے تھے اور اکثر آبلے پھوٹ بھی گئے تھے گویا حال پر شاہزادے کے آبلے روتے تھے چونکہ تمازت
آفتاب بکثرت تھی شاہزادہ پسینے مین ہمہ تن تر تھا تشنگی سے عجب حال تھا پیاس سے حلق مین کانٹے پڑے
تھے کثرت حرارت آفتاب سے دل بیتاب تھا سراپاے شاہزادہ پر غبار پڑا ہوا تھا رنگ چہرۂ انور تمازت مہر سے
سانولا ہو گیا تھا طائر روح قفس تن سے بیقرار ہو کر بال پرواز تھا زمین تابۂ آہن کیطرح جلتی تھی دھوان دمبدم
نکلتا تھا ہر چند آفتاب کا منہ اس دشت ہولناک کیطرف نہ تھا لیکن خوف سے باربار کانپتا تھا غبار ہر جہت
اس دشت جانستان سے اٹھکر سوے فلک جاتا تھا کوئی چرند پرند کسی طرف نظر نہ آتا تھا شاہزادۂ ذیجاہ
پریشان خاطر تھا یکایک پس پشت شور و غل بلند ہوا شاہزادے نے گھبرا کر پس پشت
جو نظر کی دیکھا اور تو کوئی نہین ہی لیکن ایک اژدہا نہایت طویل ہی دمبدم اسقدر شعلے اسکے دہن سے نکلتے ہین کہ تمام صحرا
کرۂ آتش ہو جاتا ہی اسی اژدہے کی پشت پر فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو سوار ہین اور اژدہا لیے جاتا ہی جب
شاہزادے نے اچھی طرح فرخ اور زلزلہ جادو کو دیکھا اور پہچانا اسوقت فرخ نے پکار کے کہا کہ ای شاہزادۂ [illegible]
آپ تو طلسم کشا ہین جلد آئیے اور مجھے اس اژدر سے بچائیے اگر تشریف لانے مین دیر لگائیے گا پھر مجکو زندہ
نہ پائیے گا یہ اژدہا ایک دم مین مجھے نگل جائیگا یا اسکے شعلون سے یہ خاکسار جل جائیگا اگر آپ جلد مجھ تک نہ
آسکین تو لوح طلسمی میری طرف پھینک دیجیے تاکہ مین لوح کو اپنے گلے مین ڈال لون اور اس اژدر کی
گزند سے بچون جب فرخ یہ تقریر کر چکا زلزلہ جادو نے بآواز بلند کہا ای شاہزادۂ ذی وقار
اسطرف نہ آئیے ذرا ادھر تشریف لائیے مجکو اس اژدر کی شر سے بچائیے مین مطیع دین اسلام

ہو چکی ہون جلد میری مدد کے واسطے آئیے شاہزادے نے فرخ اور زلزلہ جادو کے نقلی کی گفتگو سنکے کمان دوش
سے ہاتھ مین لی اور ترکش سے تیر نکالکر چاہا تھا کہ اژدرہی کو تیر مارین یکایک اژدہا نظر شاہزادہ سے غائب
ہو گیا عمرو بن حمزہ اژدہے کے غائب ہو جانے سے نہایت متحیر ہوے اور فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو کا خیال
کرکے محزون ہوئے آخر بہزار دشواری آگے بڑھے جب تھوڑی دور راہ طے کی دیکھا کہ ایک نالا ہی اور اسی نالہ پر
زیر دار لاشین فرخ اور زلزلہ جادو کی بالاے زمین پڑی ہوئی ہین آنکھین کھلی ہوئی ہین شاہزادہ نامدار لاشین
دیکھکر نہایت بیتاب و بیقرار ہوا اور بے اختیار اشکبار ہوا ابھی شاہزادہ لاشون کو دیکھکر رو رہا تھا کہ سامنے سے
ایک فیل ہفت سر ظاہر ہوا چھ سر تو اُسکے شیر اور گینڈے وغیرہ چوپایون کے سرون کے مانند تھے لیکن ایک سر
اسکا مثل ہاتھی کے سر کے تھا اور قد و قامت اسکا مانند فیل مست کے بلند تھا اور نہایت قوی الجثہ تھا شکل
اسکی ایسی ہیبتناک تھی کہ انسان تو ضعیف البنیاد ہی اگر دیو بھی اُسکو دور سے ایک نظر دیکھ لیتا فوراً خوف سے
ہلاک ہو جاتا شاہزادۂ دیجاہ و عالی گہر اُس فیل ہفت سر کو دیکھ رہا تھا کہ وہ فیل قریب آیا اور اُسنے شاہزادے پر
حملہ کیا شاہزادے نے اُس بلاے ناگہانی اور آفت آسمانی کو آتے دیکھکر فوراً لوح کو دیکھا لوح سے ثابت ہوا
کہ اے طلسم کشا یہ جو فیل ہفت سر ہی یہ ایک ساحر ہی تجھے لازم ہی کہ خیال کرکے دیکھ کہ بیچ مین جو سر ہاتھی کا ہی
اسی سر کی پیشانی پر ایک ٹیکا سرخ ہی یہ اسم جلیل بیکان تیر پر دم کرکے اسی ٹیکے پہ تیر لگا وہ تیر اگر ٹیکے پر پڑا تو یہ
فیل ہفت سر ہلاک ہو جائیگا اور اگر تیر نشانے پر نہ پڑا تو تمھارے حق مین بہتر نہ ہوگا شاہزادے نے اس
مضمون لوح سے آگاہ ہوکر فوراً وہی اسم بزرگ تیر پر دم کرکے اُس ٹیکے کو تاک کے تیر لگایا بقدرت پروردگار
تیر اُسی ٹیکے پر پڑا فیل ہفت سر آتشبازی کی چرخی کی طرح گھومنے لگا اور ہر ایک بن مو سے اُسکے ایک شعلہ نکلا
یہانتک کہ فیل ہفت سر جلکر خاک ہو گیا جسوقت وہ فیل ہفت سر جلگیا ایسی آندھی سیاہ آئی کہ روز روشن مثل
شب تار ہو گیا ہواے تند چلنے لگی برق چمکنے لگی پھر اُسکے سحر کے نالہ و فریاد کرنے لگے پتھر آسمان سے گرنے لگے
بعد چار گھڑی کے وہ شور و غل دفع ہوا اور تاریکی برطرف ہوئی اور ایک آواز آئی قتل کیا مجکو کہ نام میرا فیل جادو
تھا جب بخوبی روشنی ہوئی اور آفتاب نظر آیا شاہزادے نے دیکھا کہ لاشین فرخ اور زلزلہ جادو کی نہین
ہین اور دار کا بھی نام و نشان نہین ہی اور وہ حرارت آفتاب کہ جس سے جگر کباب ہوا جاتا تھا دفع ہو گئی شاہزادے
نے فیل جادو کو ہلاک کرکے شکر خدا کیا اور وہان سے آگے بڑھا ناگاہ شاہزادے نے دیکھا کہ ایک جانب
سے ایک شیر نعرے کرتا ہوا بصد غضب آتا ہی اور دوسری طرف سے ایک چیتا آتا ہی شاہزادے نے لوح کو
ملاحظہ کیا لوح سے ظاہر ہوا کہ اے شاہزادے جسوقت چیتا تمھارے قریب آے فوراً تیغ سے ہلاک کرنا اور شیر
تمپر حملہ نکرنے پاے کہ تم شیر پر جست کرکے سوار ہو جانا اور جس جگہ شیر تمھین لیجاکر ٹھہر جاے پہلے تم شیر کو ہلاک کرنا
بعد ازان پشت شیر سے اُترنا اور اگر خلاف اسکے کروگے تو انجام اچھا نہ ہوگا شاہزادہ لوح کو دیکھ چکا تھا کہ
شیر اور چیتا دونون قریب آے شاہزادے نے تیغ تیز کھینچکر چیتے کو قتل کیا تاریکی ہوئی اسی تاریکی مین فی الفور
جست کرکے پیٹھ پہ شیر کی سوار ہوا شیر ناچار و مجبور ہوا اور ایک جانب شاہزادے کو لیکر چلا بعد طے کرنے راہ
دور کے ایک باغ کے دروازے پر لیگیا اور وہین ٹھہر گیا شاہزادے نے بموجب حکم لوح پہلے شیر کو قتل کیا پھر
پشت شیر سے زمین پہ قدم رکھا جسوقت شیر قتل ہوا اسوقت بھی تاریکی سے زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور آواز آئی
مارا مجکو کہ نام میرا اسد جادو تھا جب سیاہی دور ہوئی اور زمین ضیاے آفتاب سے پرنور ہوئی عمرو بن حمزہ

اُس باغ مین داخل ہوے دیکھا کہ نہایت سرسبز و شاداب باغ ہے گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہین درختان میوہ دار بار اثمار سے جھکے ہوے ہین بیچ مین باغ کے ایک چبوترہ ہے کیلون کے درختون کی قطار دو جانب ہے نہرین پانی نہایت صاف و آبدار ہے علاوہ اسکے کیلون کے درختون کے نیچے صدہا دُکانین ہین اُن دُکانون مین انواع اقسام کی اشیا رکھی ہین لیکن کوئی دُکاندار نظر نہین آتا ہے شاہزادہ ذی وقار گلہاے باغ کی بہار دیکھ کے خوش ہوے وہ باغ ایسا تھا بمقتضاے ابیات

کھلے جاتے تھے اُسکے گل جزو کل — اُسی جا تو ہنستا تھا ہر ایک گل

یہان ایک اصلی لگا تھا شجر — جواہر کا بھی دوسرا تھا شجر

صفت کر سکون مین کہان تک کی — جواہر کی تھین پٹریان نہر کی

ہر اک سو خرامان بط اور قو — شجر بار ویسے پاتک ہرے

کسی سمت پودے وہان تو تھے — جو پریان بھی دیکھین تو اٹکائین ہین

وہ گلشن کہ سپہر فدا تھی بہار — وہ بستان خوشی جسکی ہو ہمکنار

بہشت برین تھی نہ بہتر نہ تھا — نظیر اسکا روے زمین پر نہ تھا

وہ فوارے ہزارون تھے اندر رواں — ستارے ہون جیسے فلک پر رواں

وہ گل بوٹے آئین نمایان ہوے — کہ بہزاد و مانی بھی حیران ہوے

منڈھے تھے رسیلی تمامی سے سب — بہار انکی تھی چاندنی مین غضب

شاہزادہ باغ کی سیر کرتا ہوا آگے جو بڑھا دیکھا کہ ایک گنبد نہایت بلند ہے اُس گنبد پر ہزارہا طائر ہر رنگ کے بیٹھے ہوے ہین اور درمیان گنبد کے تصویر سامری رکھی ہے اور ایک جانب اُسی گنبد مین فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو کی تصویرین ہین دونون پتھر کے بنے ہوے علیحدہ علیحدہ کھڑے ہین شاہزادہ عمرو بن حمزہ تصویر فرخ سے لپٹ کے اشکبار ہوے اور تصویر ملکہ زلزلہ جادو کو بھی دیکھ کے مغموم و ملول ہوے پھر اُس گنبد سے نکل کے اُس گنبد کو بنظر غور دیکھنے لگے وہ گنبد ایسا تھا

بمقتضاے ابیات

وہ گنبد بنا تھا جو بلور کا — سراسر تھے جیسے تھا لوز کا

تھے بلور کے اسکے دیوار و در — صفائی پہ اُسکی پھسلتی نظر

تھے دیوار و در اُسکے آئینہ سان — کرون اسکی رفعت کا مین بیان

عمرو بن حمزہ یونانی اُس گنبد لاثانی کو خوب دیکھ کے سیر کرتے ہوے اُسی باغ کے چبوترون پر آے اور بیٹھ کر گلہاے باغ کی سیر کرنے لگے طائرون نے جو عمرو بن حمزہ یونانی کو دیکھا فوراً شور و غل کر کے گنبد ایسے اُڑے اور نہرین گر گر کے غوطے لگانے لگے اور بصورت انسان بنکے اپنی اپنی دُکانون پہ ہر ایک بیٹھا اسی طور سے ہزارہا چھوٹے اور بڑے جانور غوطے لگا کر شکل انسان ہوے اور دُکاندارون سے اشیاے مطلوب لینے لگے گرم بازاری ہونے لگی ہر ایک چیز بکنے لگی خریدار مول لینے لگے کسی جانب حلوائی تحفہ مٹھائی تھالون مین لگا کر بیٹھے کسی حلوائی نے بصد صفائی پوریان روغن مین تل کے تھال پر رکھین اور ترکاری بھی نہایت نمکین اور چٹ پٹی بنا کر رکھی پھر کچوریان تیار کین اور حلوا بھی بنایا خریدار گرم گرم پوریان دیکھ کر خریدنے لگے کسی سمت میوہ فروش بیٹھے ہوے انار و سیب و بادام وغیرہ خریدارون کے ہاتھ بیچنے لگے کسی طرف ترہ فروش بصد جوش و خروش ترکاری پکار پکار کے بیچنے لگے گل فروش ہار بیلے اور چنبیلی کے تیار کرنے لگے خریدار پھول ہار خرید کے تصویر سامری پر چڑھانے لگے گھنٹ اور ناقوس و سیدم بجانے لگے پوجا کرنے لگے اکثر مردم تصویر سامری کو سجدہ کرنے لگے بعض ایک پاؤن سے کھڑے ہو کر پرستش کرنے لگے اشیاے خوشبو آگ پر رکھنے لگے صدہا مردمان کفرنشان یا خداوند سامری پکارنے لگے سیکڑون عورتین بھی پھول ہار چڑھا کر اور ڈنڈوت اور سجدہ کر کے خداوند سامری سے بعض حاجت اپنی بیان کرنے لگین بیٹا مانگنے لگین اور خاک در گنبد اُٹھا کر اپنے پیٹ اور مقامات وغیرہ پر لگانے لگین اور دست بستہ عرض کرنے لگین کہ اسی سال مین لڑکا شکم مین آئے پیٹ رہجاے غرض گنبد سامری مین تو اکثر زن و مرد اپنی اپنی مراد مانگتے تھے اور بازار مین حلوائی ایک طرف کھانا لیے ہوے بیٹھے تھے اور پکار رہے تھے

کہ کھلونے ہیں باپ بھولوں کے کسی جانب سنہڈولوں میں طفل و جوان بیٹھے ہوئے جھول رہے ہیں تھے کوئی گنے کی گنڈیریاں بیچتا تھا کوئی مٹر کی پھلیاں خریدتا تھا غرض بازار میں کثرت مردمان اسقدر تھی کہ راہ چلنا مشکل تھا میلے کا مجمع تھا عمرو بن حمزہ چبوترے پر بیٹھے ہوئے میلے کی سیر دیکھ رہے تھے اور خیال کرتے تھے کہ پہلے تو کوئی بھی اس باغ میں نہ تھا یہ عجیب جانور ہیں کہ نہر میں غوطے لگا کر انسان ہو گئے عمرو بن حمزہ یہ خیال کر رہے تھے کہ بیرون در باغ سے صدہا چوبدار اور خادم و خدمتگار اہتمام کرتے ہوئے باغ میں آئے پھر چار اژدہوں پر ایک تخت رکھا ہوا نظر آیا دیکھا کہ اُس تخت پر نارنج جادو بصد کبر و نخوت سوار ہے اور اپنے زانوں پر اپنی دختر مہ جبین نارنجی پوش کا سر رکھے ہوئے ہے اور شطرنج جادو اور کبید شعلہ افروز صدہا ساحران نامی اور ہزارہا ساحران غیر نامی ہمراہ ہیں جب تخت سامنے چبوترے کے اور پاس گنبد ساحری کے آیا نارنج جادو نے ملکہ مہ جبین نارنجی پوش سے کہا کہ ای دختر دیکھ یہ گنبد ساحری ہے اس گنبد میں خداوند ساحری کی تصویر ہے تجکو لازم ہے کہ جلد بعد ادب تخت سے اُتر کر خداوند ساحری کو سجدہ کر اور واسطے اپنے دعا مانگ کہ تجکو صحت ہو جائے طبیعت میری اچھی ہو جائے اور محبت پسر حمزہ کی میرے دل سے دور ہو جائے ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن نے جواب دیا خدا سلامت رکھے شاہزادہ عمرو بن حمزہ کو کہ انھوں نے مجھے کلمہ پڑھایا اور مسلمان کیا ہے میں اس ساحری نالائق پر لعنت کرتی ہوں کبھی تصویر ساحری کو سجدہ نہ کرونگی نارنج جادو نے یہ گفتگو جو اپنی دختر کی سنی برہم ہو کر ایک طمانچہ مہ جبین نارنجی پوش کو مارا اور غضبناک ہو کر کہا کہ او گیسو بریدہ و ننگ خاندان اگر تو مر جائے تو بہتر ہے خداوند ساحری کو برا کہتی ہے اور نشۂ بادۂ عشق عمرو بن حمزہ میں مست ہے خدائے نادیدہ کو سجدہ کرتی ہے ہمارا کہنا نہیں مانتی ہے جو چاہتی ہے وہ کرتی ہے جوان ہو کر مستانی ہو گئی ہے نارنج جادو نے جو ملکہ مہ جبین کو طمانچہ مارا اور کلمات سخت کہے ملکہ رونے لگی شاہزادے نے جو دیکھا کہ میری معشوقہ کو نارنج جادو نے طمانچہ مارا اور وہ رو رہی ہے یہ حال دیکھکر شاہزادے کو نہایت غصہ آیا فوراً تیغ آبدار کھینچ کر چبوترے سے اُٹھے اور نعرہ کیا کہ او نارنج جادو غضب کیا تو نے کہ میری محبوبہ اور مطلوبہ کو مارا اور صدمہ پہنچایا اب میں تجکو مار ڈالونگا اپنی معشوقہ کا انتقام کما حقہ تجھسے لونگا یہ نعرہ کر کے آگے بڑھے ساحران نابکار سد راہ ہوئے اور نارنج اور شطرنج اور گوٹے اور ماش کے دانے سحر پڑھ پڑھ کے شاہزادے پر مارنے لگے شاہزادہ تیغ آبدار سے ساحروں کو قتل کرنے لگا ساحروں کے قتل ہونے سے تاریکی ہونے لگی اور غل و شور ہونے لگا اسوقت شطرنج جادو نے نارنج جادو سے کہا کہ اے ملکہ اب آپ یہاں توقف نہ کیجیے جلد یہاں سے بھاگ جائیے دیکھیے طلسم کشا آتا ہے ایسا نہ ہو کہ آپ قتل ہو جائیں نارنج جادو نے گفتگوے شطرنج جادو سنکے فوراً ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن کو اپنے ہمراہ لیکر باغ سے نکل گئی اور کسی طرف بھاگ گئی لیکن صدہا ساحر ہمراہیان نارنج جادو باغ میں رہگئے شاہزادۂ ذوالفقار تیغ آبدار سے انھیں قتل کرنے لگا ساحروں کے سر تن سے جدا ہونے لگے کیونکہ تیغ آبدار شاہزادۂ ذوالفقار کی ایسی تیز ہے کہ دم میں ہزاروں کے گلے کاٹتی ہے نظم

لرزنے لگا خوف سے چرخ پیر
ہوا جو خون اس قدر سو جزر
برستے تھے سر صاف برسات تھی
غرض شاہزادے نے پاشنہ دونو

ہوئی خون کی ندی زمین پر بہی
ہے سنگریزے عقیق یمن
وہ سر کٹ کے زمین پر کہ ادھر پڑے
کہ جیسے قتل چن [illegible]

ہوا گرم ہنگامۂ دار و گیر
کہیں بارش آتش سحر کی
گرج رعد کی اور چمک برق کی
دل پوشت میں تھے چھپے ہوئے
غرض تھا [illegible]

مجبوری دنا چاری ساحران باقی ماندہ باغ سے نکل کے بھاگے تمام میلہ درہم و برہم ہوگیا عمرو بن حمزہ یونانی نے ساحران نابکار کو ہٹا کر گنبد سامری پر جو نظر کی دیکھا کہ صورت نگار جادو و ماموں نارنج جادو کا تخت سحر پر بیٹھا ہے اور مقراض سے پتلے کاغذ کے کتر رہا ہے اور سحر کر رہا ہے شاہزادے نے صورت نگار جادو کو دیکھ کے لوح ملاحظہ کی لوح سے ظاہر ہوا کہ اس اسم بزرگ کو پیکان تیر پر دم کرو اور دھبا سرخ جو صورت نگار کی پیشانی پر ہے اسی جگہ تیر لگاؤ اگر تیر دھبے پر پڑا تو صورت نگار جادو ہلاک ہو جائیگا اور جو تیر نشان مذکور پر نہ پڑا تو موجب تمہاری مضرت کا ہوگا شاہزادۂ ذیوقار نے لوح کو دیکھکر وہی اسم بزرگ جلد تر پیکان تیر پر دم کیا اور تیر کو چلہ مین کمان کے رکھکے لگایا تیر اُسی نشان پر پڑا صورت نگار جادو کی حیات کا نقشہ بگڑ گیا فورا زمین پر گرا اور تڑپنے لگا آخر ایکدم مین مر گیا اُسوقت آندھی سیاہ آئی تاریکی ہر طرف چھائی ہر اُسکے سحر کے چلانے لگے فریاد و فغان کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی افسوس مارا مجھکو اور قتل کیا مجھکو نام میرا صورت نگار جادو تھا جب تاریکی دفع ہوئی اور روشنی ہوئی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ گنبد سامری سے فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو دونون باہر آئے کیونکہ یہ دونون صورت نگار جادو کے سحر مین گرفتار تھے جب صورت نگار مارا گیا سحر اُسکا برطرف ہوا یہ قید سے چھوٹ گئے غرض فرخ دوڑ کر شاہزادے کے قدم سے لپٹا شاہزادے نے فرخ کو قدم سے اٹھا کر سینے سے لگایا پھر ملکہ زلزلہ جادو بھی عمرو بن حمزہ کے قریب گئی اور شاہزادے کی جرأت و ہمت کی تعریف کرنے لگی اور ممنون احسان ہوئی یہان تو صورت نگار جادو کے قتل ہونے سے فرخ اور زلزلہ جادو پر سے سحر دفع ہوگیا اور وہان جملہ ساحر و غیر ساحر پر سے سحر صورت نگار کا برطرف ہوگیا ہر ایک بصورت اصلی ہوگیا سب کو ہوش آیا زلزلہ جادو نے ایک طائر سحر کو روانہ کرکے سب کو اپنے پاس بلوایا تو زلزل جادو اور زلال جادو دختران زلزلہ جادو و جملہ لشکر کو لیکر باغ مین آئین اور اپنی مان سے ملین زلزلہ اپنی بیٹیون کو دیکھکر خوش ہوئی عمرو بن حمزہ اپنے ماموں زمتاش بہادر اور شہباز یکہ تاز مشرقی سے بغلگیر ہوئے پھر حکم کیا کہ اسی باغ مین بزم عیش جلد مرتب ہو اور نازنینان خوش گلو و خوبرو جملہ حاضر ہوکر رقص و نغمہ کرین بمجرد حکم شاہزادہ فی الفور محفل عشرت آراستہ ہوئی اور نازنینان خوبرو بھی مع اپنے سازندون کے حاضر ہوئین عمرو بن حمزہ مع اپنے ماموں زمتاش بہادر اور شہباز یکہ تاز اور زلزلہ اور فرخ اور سرداران لشکر کے بزم عشرت مین بیٹھے نازنینان مغنی مین سے ایک مطربہ خوش آواز سراپا ناز و انداز مع اپنے سازندون کے بزم عیش مین حاضر ہوئی اور ناچنے لگی بعد ناچنے کے اُس مطربہ نے یہ غزل شروع کی غزل

خشتی بت مین نہ فقط جور و جفا دیکھ چکے
بس تجھے اور اثر آہ رسا دیکھ چکے
یکہ وحشت ہی رو کردۂ وحشت اپنا
خوب ہم گرمی بازار قضا دیکھ چکے
تشنہ کامی کے لیے کسکی نہین منت کی
دیکھنے تھے جو ہمین ناز و ادا دیکھ چکے
شوق دیرینہ بھی دل مین کرتا ہی سوال
بارہا نقش رگ تار قبا دیکھ چکے

ہمسوائی رخ کچھ اس سے بھی سوا دیکھ چکے
دل سے کہتا ہی یہی حوصلہ بیتابی
یہ بھی عدت ہوئی ہم آبلہ پا دیکھ چکے
نا امیدی یہ سناتی ہے شب فرقت مین
تجکو بھی آب دم تیغ جفا دیکھ چکے
دل اسیران قفس کا نہ کسی دن بہلا
انتہائے ستم رسم جفا دیکھ چکے
ہجر گیسو مین کوئی وجہ تسلی نہ ہوا

کھینچ لایا نہ کبھی اسکو حریری بالین تک
آپ ایسا مجھے کیا سمجھے تھے کیا دیکھ چکے
ایتو رخصت دے مجھے ملک عدم کی قاتل
کیون فریب اثر دشت دعا دیکھ چکے
اب کسی اور کو پامال تمنا کیجے
نگہت افشانی دامان صبا دیکھ چکے
ناز کی انداز جانان کی خبر کیا لیکن
مشک چین مشک ختن مشک [illegible]

شمع افروزی مضمون کی بدولت تسلیم | بارہا جلوۂ بزم شعرا دیکھو چکے | جب غزل مرقوم سطر بہ سطور ہے

بامحن دادوی روبروے عمرو بن حمزہ گائی جملہ اہل بزم خوش ہوئے خصوصاً عمرو بن حمزہ از حد شاد و خرم ہوئے
اور اسکو انعام وافر دیا پھر وہ مطربہ تو بزم عشرت سے زر کثیر انعام میں لیکر چلی گئی اور ایک نازنین مہ جبین
بزم عشرت میں حاضر ہوکر ناچنے لگی اور غزلیں عاشقانہ گانے لگی اسی طرح دو روز تک محفل عشرت آراستہ رہی
اور دور جام مئے گلگون رہا بعد دو روز کے عمرو بن حمزہ نے فرمایا کہ اب میں واسطے طلسم کشائی کے جاتا ہون
زیادہ عیش و راحت میں بسر کرنا مناسب نہیں ہی ملکہ زلزلہ جادو نے گفتگوے شاہزادۂ ذیوقار استماع
کرکے کہا بسم اللہ آپ تشریف لیجائیں میں اسی جگہ رہونگی اگر یہان نارنج جادو براے جنگ آئیگی تو میں
اس سے مقابلہ کرونگی اور اگر آپ کے ہمراہ مرحلات طلسمی پر جاؤنگی تو یقیناً نارنج جادو سے مقابلہ نہ کرسکونگی
کیونکہ وہ مالک طلسم ہی فرخ نے تقریر زلزلہ جادو سنکے کہا میں ہمراہ رکاب شاہزادہ ذیجاہ ضرور جاؤنگا تنہا
شاہزادے کو ہرگز نہ جانے دونگا زلزلہ جادو نے کہا اے فرخ تمہارا جانا بھی مناسب نہیں ہی کیونکہ طلسم
کشائی تنہا ہوتی ہی اور طلسم کشا کو لازم ہی کہ اکیلا مرحلات طلسم پر جاے اور کسی کو ہمراہ اپنے نہ لیجاے اور بغیر لوح
دیکھے کوئی کام نہ کرے اور نہایت ہوشیار رہے عمرو بن حمزہ یونانی نے گفتگو ملکہ زلزلہ جادو کی سنکے لوح
طلسمی دیکھی لوح سے یہ مضمون صاف صاف ظاہر و آشکار ہوا کہ اے طلسم کشا اگر بالطاف پروردگار صورت
نگار جادو تیرے ہاتھ سے ہلاک ہو جاے تو تجکو لازم ہی کہ زیادہ توقف نہ کر اور جانب جنوب روانہ ہو جب عمرو
بن حمزہ بموجب مضمون حکم لوح سے ماہر ہوکر بہ ارادۂ طلسم کشائی چلے فرخ بھی اٹھکے عرض کرنے لگا کہ اے
شاہزادۂ ذیشان آپ کچھ خیال ملکہ زلزلہ جادو کے کہنے کا نہ کیجیے مجکو اپنے ہمراہ لیچلیے ہرچند شاہزادے
نے فرمایا کہ اے فرخ تم یہین مقیم رہو تنہا مجکو جانے دو لیکن فرخ نے نہ مانا آخر بدرجۂ مجبوری شاہزادے
نے فرخ کو اپنے ہمراہ لیا جب عمرو بن حمزہ براے طلسم کشائی روانہ ہوئے زلزلہ جادو اور شہبانو
یکہ تاز و سرداران لشکر مع زلزلہ جادو وغیرہ پھر آئے اور اسی باغ میں سب کے سب مقیم ہوے

داستان گرفتار کرنا شطرنج جادو کا عیاری سے عمرو بن حمزہ یونانی کو اور پھر النگار رہا ہونا
بوجہ گلگونہ جادو کے اور پھر گرفتار ہونا شاہزادے کا مع حالات دیگر

راویان رفیع الامکان و ناقلان سحر بیان اس داستان حیرت نشان کو اس طرح پر بیان کرتے
ہین کہ جب عمرو بن حمزہ یونانی زلزلہ جادو وغیرہ سے رخصت ہوکے سمت جنوب روانہ
ہوئے بعد قطع منازل و طے مراحل ایک ایسی جگہ پر پہونچے کہ اس جگہ دو مینار سر بفلک کشیدہ
بنے ہوئے تھے اور ایک گنبد کلان تھا اور وہ گنبد بہ صورت گنبد فلک بلند تھا اور نہایت
خوش قطع بنا ہوا تھا اور ایک زنجیر طلائی درمیان دونون میناروں کے تھی اور اسی زنجیر طلائی
پر ایک تخت زرین قائم تھا اور بالاے تخت ایک طاؤس اس طرح ناچ رہا تھا کہ چرخ نیلگون
بھی اسکے رقص و گردش کو دیکھکر بار بار گرد اسکے پھرتا تھا اور تصدق و نثار ہوتا تھا اور وہ گنبد
سے ایسی آواز گانے کی آتی تھی کہ زہرہ مطربۂ فلک بھی اس نغمہ دلکش کو سنکے بیخود اور محو ہوتی
تھی شاہزادۂ ذیوقار نے جو رقص طاؤس کو دیکھا اور گانا سنا متحیر ہوکر فرخ سے کہا کہ اے فرخ
[illegible] طاؤس عجب انداز سے گردش کرتا ہی اور کیا خوب کوئی خوش گلو گا رہا ہی فرخ نے

جو طاؤس کو دیکھا اور آواز گانے کی سنی فی الفور تا کمر پتھر کا ہوگیا اُسوقت فرخ چلایا اور عرض کرنے لگا کہ ای
شاہزادہ ذوالفقار جلد لوح دیکھیے مین تو تا کمر پتھر کا ہوگیا شاہزادے نے جلد تر لوح پر نظر کی لوح سے
ظاہر ہوا کہ ای شاہزادے جلد تر اس اسم کو پڑھکر اس طاؤس کے پوٹے پر تیر لگاؤ اگر تیر تمھارا اُس جگہ
پر پڑا جس جگہ اُس طاؤس کے پوٹے پر نشان سرخ ہی تو یہ طاؤس البتہ ہلاک ہوجائیگا ورنہ باعث
خرابی اور گرفتاری کا ہوگا عمرو بن حمزہ نے یہ حال لوح سے دریافت کرکے فوراً وہی اسم بزرگ پیکان
تیر پر دم کرکے اور وہی نشان سرخ طاؤس کو تاک کر تیر لگایا بقدرت خالق انس وجان تیر اُسی نشان
پر پڑا اور پشت طاؤس کو توڑکر نکل گیا طاؤس تخت پر سے گرکے تڑپنے لگا بعد ایک لمحہ کے تڑپ تڑپ
کے مرگیا جسوقت وہ طاؤس ہلاک ہوگیا آندھی سیاہ آئی جہان تیرہ و تار ہوگیا پتھر جانب آسمان سے
گرنے لگے برق چمکنے لگی ہوائے تند و تیز چلنے لگی زمین تھرانے لگی پھر نالہ و فریاد کرنے لگے تھوڑی دیر
تک یہی ہنگامہ رہا پھر ایک آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا طاؤس جادو تھا جسوقت وہ
اندھیرا دفع ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے دیکھا کہ نہ تو وہ تخت ہی اور نہ وہ دو نون مینار ہین فقط نیچے
کا در گنبد کا باقی ہی آواز گانے کی سنائی نہین دیتی ہی اور فرخ بصورت اصلی ہی شاہزادے نے طاؤس
کو ہلاک کرکے شکر خدا کیا ناگاہ گنبد کے اندر سے صداے نالہ و فریاد آئی شاہزادے نے ارادہ اُس
گنبد مین جانے کا کیا اُسی وقت ایک طائر نے صدا دی کہ ای طلسم کشا خبردار اُس گنبد مین نہ جانا شاہزادے
نے اُس طائر کو تیر سے ہلاک کیا بعد ہلاک کرنے اُس طائر کے شاہزادہ در گنبد کے قریب گیا اور در گنبد
کو بقوت تمام وا کیا جسوقت دروازہ گنبد کا کھلا ایک جوان خوبصورت گنبد سے نکلا فرخ نے دیکھا کہ چہرہ
اُس جوان کا زرد ہی ناخن بڑھے ہوئے ہین موے سر پریشان ہین جب وہ جوان قریب شاہزادے
کے آیا اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے بعد تسلیم کے عرض کیا کہ ای شاہزادہ ذیجاہ میرا نام شہرت جادو
ہی ذوزبانو جادو نے مجکو اپنا فرزند کیا تھا ایک روز نارنج جادو نے یہ خیال کیا کہ ذوزبانو جادو چند
روز مین مرجائیگی تمام دولت ذوزبانہ جادو کی شہرت جادو کے قبضے مین آئیگی مجکو ایک کوڑی بھی نہ
ملیگی بس یہ خیال کرکے نارنج جادو نے مجھے گرفتار کرکے طاؤس جادو کے حوالے کردیا تھا
اُسنے مجکو اس گنبد مین قید کیا تھا شب و روز مین اس گنبد مین رویا کرتا تھا آج آپ نے یہان آکر
مجکو قید سے رہا کیا ہی اب آپ فرمائیے کہ آپ کا اسم شریف کیا ہی اور یہان کیون تشریف لائے ہین
شاہزادے نے اپنا نام بتایا اور باعث اپنے آنے کا بھی ظاہر کیا اور طاؤس جادو وغیرہ ساحرون
کے ہلاک کرنے کا بھی احوال تمام و کمال بیان کیا پھر شاہزادے نے شہرت جادو سے فرمایا کہ مطیع
دین اسلام ہو شہرت جادو بموجب حکم بخوشی خاطر مطیع دین اسلام ہوا جب شہرت جادو مطیع
دین اسلام ہوچکا عمرو بن حمزہ شہرت جادو اور فرخ کو ہمراہ اپنے لیکر آگے روانہ ہوئے ابھی عمرو بن حمزہ
نے تھوڑی ہی راہ طے کی تھی کہ ایک دریا ایک جانب نظر آیا کہ بمقتضاے بیت سہمگین آئیکو فرخ ایسے
دو دریا بین نبودے * گشتہ بین موج آتشیا سنگ از کنار رفتن درد بودے * شاہزادہ دیر تک اُس
بحر زخار کو دیکھ رہا تھا ناگاہ ایک طرف سے ایک مہیب صورت ہیبتناک شخص ظاہر
ہوا اُسنے قصد فرخ پر حملہ کیا فرخ نے اُس سے خوفناک ہوکر شاہزادے کو آواز دی اور

عرض کیا کہ اے شاہزادۂ نامدار اس خرس نابکار سے مجھے بچا لیجے جلد اس طرف تشریف لائیے شاہزادۂ ذبیحاد
سمت فرخ شیرانہ چلا تھا کہ دوسری جانب اور ایک خرس پیدا ہوا اُسنے شہرت جادو کے ہلاک کرنے کا
قصد کیا شہرت جادو نے اُس خرس بدصورت سے ڈر کے شور کیا اور عمرو بن حمزہ سے مضطر و پریشان
ہوکر التماس کرنے لگا کہ اے شاہزادۂ شیر صولت اس خرس بدصورت سے جلد مجھے بچا لیجے دیر نہ لگائیے شاہزادۂ
ذبیحاد نے تیغ آبدار کھینچکر برائے قتل خرس جانب شہرت جادو چلا اور خرس اول فرخ کو اٹھا کر لیچلا فرخ نے
بیتابانہ عرض کیا اے شاہزادۂ شیر شکار دیکھیے یہ خرس ستم شعار مجکو لیے جاتا ہے یقین ہے کہ اب مجکو کھا جائیگا ناخن و دندان
سے میرے جسم کو اذیت پہونچائیگا افسوس میری قضا آگئی یہ بلائے بد مجکو پا گئی حیف ساتھ آپ کا چھٹیگا
یہ غلام اب آپ کو کہاں پائیگا جو مین نے خطا کی ہو برائے خدا معاف کیجیے گا اور میرے والد کو میری طرف سے
تسلیم آخری کہدیجیے گا اور کہیے گا کہ آپ کا پارۂ جگر غذائے خرس بدگہر ہوگیا شاہزادے نے جو تقریر فرخ
کی سنی اور دیکھا کہ فرخ کو خرس لیے جاتا ہے شاہزادہ فرخ کے بچانے کے واسطے اس طرف روانہ ہوا اور نعرہ
کیا کہ او خرس بدکردار کہاں میرے برادر غمگسار کو لیے جاتا ہے جب شاہزادہ قریب خرس پہونچا خرس نظر شاہزادہ
سے غائب ہوگیا شاہزادۂ ذبیحاد نے فرقت فرخ مین ایک آہ کی اور بہت اشکبار ہوئے ادھر خرس دیگر قریب
شہرت جادو آیا ہرچند شہرت جادو نے اپنے تئین بچایا لیکن کسی طرح بھاگ کر شاہزادے تک پہونچ نہ سکا
آخر خرس شہرت جادو کو پکڑ کے اپنی پشت پہ لادا اور سمت دریا چلا شہرت نے پکار کے عرض کیا اے
شہریار اس خرس جفاکار سے مجھے بچا لیجے جلد تر یہان تشریف لائیے عمرو بن حمزہ قریب شہرت جادو پہونچے
پہونچے تھے کہ خرس شہرت جادو کو ایک جانب لیگیا اور دریا مین جا کر غائب ہوگیا عمرو بن حمزہ شہرت جادو
کی مفارقت مین محزون ہوئے اور خیال کرنے لگے افسوس قبل اسکے مین نے لوح نہ دیکھی ورنہ حکم لوح سے
مثل طاؤس جادو کے ان دونون خرسون کو بھی ہلاک کرنا خیال کر کے عمرو بن حمزہ بصد رنج و محن آگے بڑھے
اور بعد قطع راہ ایک صحرائے وحشت انگیز مین پہونچے اور زیر درخت سایہ دار ٹھہر گیے چار جانب اس صحرائے ہولناک
کو دیکھنے لگے ناگاہ ایک طائر خوش رنگ اسی درخت پر آ کے بیٹھا اور بزبان فصیح اس طرح گویا ہوا کہ اے شاہزادۂ
نیکخو آگاہ ہو جیے کہ اس صحرا کا مالک شطرنج جادو ہے یہ نابکار بے مثل ساحر و عیار ہے جہانتک ممکن ہو اسکی شر سے
بچیے گا اور بغیر دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کیجیے گا ورنہ مبتلائے بلا ہو جائیے گا مین آپ کا دوست ہون اسوجہ
سے آپ کو سمجھاتا ہون افسوس بخوف اس جگہ ٹھہر نہین سکتا ہون ورنہ مکر و فریب شطرنج جادو سے
آپ کو بچاتا خیر اسوقت تو جاتا ہون لیکن کسی نہ کسی جگہ ضرور آپ کی اعانت کرونگا یہ کہکے طائر خوش رنگ اڑ گیا
عمرو بن حمزہ گفتگوے طائر سُنکے حیران ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ نہین معلوم یہ طائر کون تھا جو اسدرجہ
میرے حال پہ مہربانی کرتا تھا اور تقریر بفصاحت کرتا تھا یہ خیال کر کے عمرو بن حمزہ زیر درخت بیٹھ گئے
اور بعد تھوڑی دیر کے بوجہ تشنگی کے نہایت پریشان خاطر ہوئے آخر زیر درخت سے اٹھے اور براے
جستجوے آب آگے بڑھے ناگاہ دیکھا کہ ایک بڑھیا چند درختون کے سایہ مین بیٹھی ہے اور چرخے کو گردش
دے رہی ہے سوت کات رہی ہے اور قریب اسکے کئی گھڑے کورے پانی سے بھرے ہوئے
رکھے ہین آبخورے اور پیالے گھڑون پر رکھے ہین اور اُنھین درختون کے نیچے ایک مختصر سا
چھپر پڑا ہوا ہے عمرو بن حمزہ نے اُس ضعیفہ کو دیکھکر خیال کیا کہ شاید یہ بھی کوئی ساحرہ ہے یا شطرنج جادو

ہیرے گرفتار کرنے کو یہ قطع اور شکل بنا کر بیٹھا ہی یہ خیال کر کے شاہزادے نے لوح پر نظر کی لوح طلسمی سے
صاف یہ ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا اس بڑھیا سے مطلق خایف نہ ہو یہ ساحرہ نہین ہی مدت سے اسی بیابان
مین رہتی ہی عمرو بن حمزہ مضمون حکم لوح سے آگاہ ہو کر قریب اُسی ضعیفہ کے تشریف لیگیے اور کہنے لگے
کہ ای بڑھیا مین اسوقت پیاسا ہون اگر تیرے مزاج کے خلاف نہ ہو تو مین تھوڑا پانی پی لون اُس ضعیفہ
نے عمرو بن حمزہ کو دیکھکر کہا کہ جسقدر دل چاہے آپ سرو پیو شاہزادے نے ارادہ پانی پینے کا کیا تھا کہ وہ
ضعیفہ بوریے پر سے اُٹھی اور آبخورے مین آب سرد و شیرین گھڑے سے اُنڈیل کر روبرو شاہزادے کے
لائی شاہزادے نے آبخورہ ضعیفہ کے ہاتھ سے لیکر پانی پیا اور بعد پانی پینے کے ضعیفہ سے پوچھا کہ اس صحرا
کا کیا نام ہی یہ کون مقام ہی ضعیفہ نے جواب دیا اس صحرا کو سب بیشۂ شطرنج کہتے ہین عمرو بن حمزہ نے پوچھا
شطرنج جادو کس جگہ رہتا ہی بڑھیا نے کہا مجھے یہ معلوم نہین ہی کہ شطرنج جادو کہان رہتا ہی عمرو بن
حمزہ نے گفتگوے ضعیفہ سنکے خیال کیا کہ طائر خوش رنگ سچ کہتا تھا کہ یہ صحراے شطرنج جادو ہی یہ خیال
کر کے شاہزادہ وہان سے چلا اور بادیہ پیمائی کرتا ہوا دور تک چلا گیا اور قریب شام اُسی صحرا مین ایک مقام
پر بیٹھ گیا اور ہر طرف دیکھنے لگا ناگاہ دیکھا کہ ایک باغ ہی اور ایک بنگلہ پھوس کا اُس باغ مین پڑا ہی اور اُس
بنگلے مین راحت افزا با حال پریشان کھڑی ہی عمرو بن حمزہ نے راحت افزا کو دیکھکر خیال کیا کہ یہ یہان کیونکر
آئی اور کون شخص اسکو یہان لایا ابھی عمرو بن حمزہ یہ خیال کر رہے تھے کہ راحت افزا نے بآواز بلند پکار
کے کہا کہ ای شاہزادۂ ذیجاہ دیکھیے مین اس حال تباہ سے اس جگہ قید ہون اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش
بھی اسی باغ مین قید ہین شطرنج جادو نے بحکم نارنج جادو مجھے اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو
یہان قید کیا ہی اسوقت شطرنج جادو کہین گیا ہی آپ اُس طرف سے باغ مین تشریف لایے کیونکہ
دروازہ اس باغ کا اُس جانب ہی مین تو دعائین مانگتی تھی کہ آپ یہان تشریف لائین تاکہ ہم اور ملکۂ مہ جبین
قید سے رہائی پائین شکر ہی کہ آپ یہان آ گئے اب ملکہ قید سے رہا ہو جائینگی امیدین جو دل مین تھین بر آئینگی
اگر آپ دو چار روز کے بعد یہان تشریف لاتے ہرگز ملکہ مہ جبین کو زندہ نہ پاتے ذرا آ کے دیکھیے تو کہ ملکۂ مہ جبین
کا کیا حال ہو گیا ہی شکل اچھی طرح پہچانی نہین جاتی ہی رنگ چہرے کا زرد ہی آپ کی مفارقت مین اسدرجہ
روتی ہین کہ آنکھون پر ورم ہی اور کثرت اشکباری سے آنکھین سرخ ہو گئین ہین فرط ضعف و نقاہت
سے اُٹھا بیٹھا بھی نہین جاتا ہی ہر وقت آپ کی یاد مین پڑی رہتی ہین اور رویا کرتی ہین ہرچند کہ اس
زندان مین آب و طعام ملتا ہی لیکن ملکۂ مہ جبین بباعث صدمۂ مفارقت مین کچھ طعام تناول
نہین کرتی ہین جب مین عرض کرتی ہون کہ ای ملکہ دو چار نوالے تو غذا کے کھا لیجیے اور تھوڑا پانی پی لیجیے
تاکہ کچھ قوت ہو اور زندگی بھی رہے ملکۂ مہ جبین مجکو یہ جواب دیتی ہین بیت دانہ ہاے اشک اور
خون جگر فرقت مین اب ٭ بس یہی آب و غذاے عاشق جانباز ہی ٭ ای شاہزادۂ ذی وقار یہ شعر
پڑھکر بے اختیار روتی ہین ہرچند مین سمجھاتی ہون کہ آپ اسقدر نہ رویئے شاہزادہ ذیجاہ یہان جب لد
آیینگے آپ کو اس قید سے چھڑا لینگے کیونکہ وہ طلسم کشا ہین صاحب عزت و حیا ہین لیکن ملکۂ مہ جبین
کسی طرح رونا موقوف نہین کرتی ہین اکثر دیوانون کے مانند گفتگو کرتی ہین گریبان کو چاک کرتی ہین
خود بخود کبھی ہنستی ہین اور کبھی روتی ہین کبھی آپ کی تصویر خیالی سے مخاطب ہو کر بعد گریہ و زاری

دنالہ و بہت زاری ہر ایک مطلع اور ایک شعر کچھ اپنے حسب حال پڑھتی ہین ابیات

مین وہ سوختہ دل ہون کہ مرگئے پر مری خاک سے دانہ شجر نہ ہوا	جو ہوا ابھی تو ہو کے جل ہی گیا کبھی قابل برگ و ثمر نہ ہوا
کہون کس سے ملال کا اپنے سبب وہی غم ہے سدا ہی رنج و تعب	گئے پار فلک کے یہ نالۂ شب ترے دل مین ذرا بھی اثر نہ ہوا

شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے جو کل تقریر راحت افزا لقلقی کی سنی از حد بیتاب و بیقرار ہوکے اُٹھے اور راحت افزا سے
کہنے لگے کہ مین ابھی آتا ہون اور تجھین اور ملکہ کو قید سے چھڑاتا ہون راحت افزا نے عرض کیا ای شاہزادہ نیکو
دروازۂ باغ پر جلد آیے لیکن یہ خیال رکھیےگا کہ دروازۂ باغ پر ایک شخص درخت سے بندھا ہوا ہی وہ آپ
کو اپنے پاس بلائیگا اور آپ سے باتین مکر و فریب کی کریگا آپ اُسکی تقریر نہ سنیےگا اور باغ مین چلے آئیےگا
عمرو بن حمزہ نے عشق ملکہ مہ جبین نارنجی پوش مین لوح کو نہ دیکھا اور راحت افزا کی گفتگو سنکر خیال کیا
کہ یہ سچ کہتی ہی ملکہ اسی باغ مین قید ہی یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ در باغ پر آئے دیکھا کہ ایک شخص درخت مین
زنجیرون سے بندھا ہی جب اُس شخص نے عمرو بن حمزہ کو دیکھا کہنے لگا کہ ای شاہزادۂ وفادار ذرا میرے
پاس تشریف لایے مجکو اس قید سے چھڑایے شاہزادے نے پوچھا تو کون ہی اُسنے عرض کیا مین اُس باغ کا
داروغہ تھا یہ باغ میرے ہی حوالے تھا شطرنج جادو نے ملکہ مہ جبین کو گرفتار کرکے میرے ہی سپرد کیا
تھا چونکہ مین ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو دختر ملکہ نارنج جادو کی جانتا تھا اسوجہ سے ہر طرح کی خدمت
کرتا تھا اور شراب و کباب اور طعام لذیذ دیتا تھا یہ خبر شطرنج جادو کو جو ہوئی اُسنے برہم ہوکر اب
مجکو قید کیا ہی اور باغ سے نکالدیا ہی مین آپ کا اور ملکہ کا دوست ہون مجھے دشمن تصور نہ کیجیے عمرو
بن حمزہ نے تقریر اُس شخص کی سُنکے خیال کیا کہ لوح کو دیکھنا چاہیے اگر لوح حکم دے تو مین اسکے پاس جاؤن
اور اسے قید سے چھڑاؤن یہ خیال کرکے شاہزادے نے لوح کو اس نیت سے دیکھا کہ مین اس شخص کے پاس
جاؤن اور قید سے اسے رہا کرون یا نہین سوا اس نیت کے اور کچھ نیت نہ کی چونکہ جس امر کے دریافت
کرنے کے واسطے طلسم کشا لوح کو دیکھتا ہی اُسی باب مین لوح طلسمی سے احوال ظاہر ہو جاتا ہی اور دیگر حالات
ظاہر نہین ہوتے ہین غرضکہ شاہزادے نے لوح کو دیکھا لوح سے ثابت ہوا کہ یہ شخص ششکل جادو ہی خبردار
ای طلسم کشا اسکے فریب مین نہ آنا تمھین لازم ہی کہ اس اسم بزرگ کو جلد تر تلوار پر دم کرکے اسکے سر پر لگاؤ یہی
یہی حکم لوح نے دیا اور یہ لوح سے نہ ظاہر ہوا کہ باغ مین نہ جانا کیونکہ شاہزادے نے فقط شخص مقید کے
باب مین لوح کو دیکھا تھا الغرض ادھر تو شاہزادہ لوح کو دیکھ رہا تھا ادھر ششکل جادو گھبرایا اور خیال کرنے
لگا کہ اگر شاہزادے نے لوح کو دیکھا تو میرا حال شاہزادے پر ظاہر ہو جائیگا اور شاہزادہ مجکو قتل کریگا یہ خیال
کرکے ششکل جادو عرض کرنے لگا کہ ای شاہزادۂ نامدار آپ لوح کو نہ دیکھیے مجکو دروغگو تصور نہ کیجیے جو کچھ
مین نے عرض کیا ہی سچ سچ عرض کیا ہی جلد آیے مجکو رہا کیجیے یہ وقت لوح کے دیکھنے کا نہین ہی ایسا نہ ہو کہ
شطرنج جادو آجائے تو مین رہا نہ ہوسکونگا عمرو بن حمزہ لوح کو تو دیکھ چکے تھے ششکل جادو کہتا ہی
رہا شاہزادے نے جلد تلوار کھینچی اور سر ششکل جادو پر لگائی ششکل جادو کے دو ٹکڑے ہو گئے
اور زمین پر گرکے تڑپنے لگا بعد ایک لمحہ کے تڑپکر مرگیا اُسوقت اسکے مرنے سے تاریکی ہوئی ہوا
تند چلنے لگی پھر اسکے فریاد کرنے کے آخر ایک آواز آئی افسوس قتل کیا طلسم کشا نے مجکو نام میرا
ششکل جادو تھا جب تاریکی دفع ہوئی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ پہلے دروازہ باغ کا بند تھا اب کھلا ہی

شاہزادہ داخل باغ ہوا دیکھا عجیب باغ ہی ہر ایک غنچہ و گل و ثمر عجیب و غریب ہی شاہزادہ متحیر ہو کر اُس باغ کے ہر درخت کی طرف دیکھتا تھا کیونکہ وہ باغ ایسا تھا کہ نظم

جدھر دیکھو تھے جادو کے کھلونے
کوئی پھل شکل مین مثل پری تھا
چمک پتون مین جیسے عارض یار
صدا غنچون سے تھی نغمون کی آتی

درختون مین بھرا افسون و نیرنگ
کوئی گل نقشہ جادوگری تھا
گلون سے آتی ہی آواز دلکش
سر ہر شاخ بلبل چہچہاتی

طلسمی تھے وہان کے کارخانہ
ہر اک پتے تھے طائر سحر کا ڈھنگ
ثمر کی جا گہر سب مین نمودار
سنے انسان اگر اُسکو تو ہو غش

شاہزادہ ذی وقار اُس باغ کی طرفہ بہار دیکھکر نہایت حیران ہوا آخر سیر باغ کی کرتا ہوا باغ کے چبوترے پر گیا ابھی شاہزادہ ذی وقار نے چبوترے پر قدم رکھا ہی تھا کہ راحت افزا مع چند کنیزون کے نظر آئی شاہزادے نے دیکھا کہ سب کنیزین اور راحت افزا پابہ زنجیر ہین لیکن میری طرف سب چلی آتی ہین جب راحت افزا مع کنیزون کے قریب شاہزادے کے آئی عرض کرنے لگی کہ ای شاہزادہ ذیجاہ آپ تشریف لیچلیے ذرا ملکہ مہ جبین کا تو حال دیکھیے کہ آپ کے فراق مین اور اس قید خانے مین اُنکی کیا کیفیت ہو گئی ہی مجکو یقین نہین ہی کہ اب ملکہ مہ جبین جانبر ہون شاید آپ کے یہان آنے سے ملکہ مہ جبین خوش ہو کر مانند فیل صحیح و توانا ہو جائین ای شہریار مین تو پروردگار سے یہی دعا کرتی تھی کہ آپ یہان آیے اور آپ کے دیکھنے اور بلا لینے کے واسطے مین اس بنگلے مین کھڑی رہتی تھی اور آپ کا انتظار کرتی تھی شکر ہی کہ آپ یہان آئے میری امید بر آئی یہ کہکے عمرو بن حمزہ کو ہمراہ اپنے لیکر باغ کی بارہ دری کی طرف چلی جب شاہزادہ بارہ دری مین پہونچا دیکھا کہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوش پلنگ پر لیٹی ہوئی ہی رخ زرد ہی آنسو آنکھون سے جاری ہین آنکھین فرط اشکباری سے سرخ ہین چہرہ اُداس ہی سوے سر اُلجھے ہوئے ہین زلفین پریشان ہین کبھی آہ سرد کرتی ہی گاہ خیال شاہزادہ عمرو بن حمزہ مین یہ اشعار پڑھتی ہین اشعار

عجب ہو اب ملک ای چشم نمناک
اُسے اب فرصت آنے کی نہین ہے
عجب مین کشمکش کے درمیان ہون
بس مرون بھی اس داغ ابد سے
ہزار دن خون شدہ ہین دل ایمان
نہ صورت کوئی دم بھی صنم کی
چراغ دامن صحرائے غم ہون
بہ رنگ رنگ گل جو خزان سے

نہ آیا شاہزادہ مین ہون غمناک
کسی جا شرط جانے کی نہین ہے
گرفتار عذاب دو جہان ہون
مین چونک اٹھونگی آغوش لحد سے
یہ سینہ ہی مرا گنج شہیدان
سحر ہونے نہ پائی شام غم کی
کوئی دم مین ہوا خواہ عدم ہون
سفر کرتی ہون مین اب اس جہان سے

کہین کیا اور شمع حسن پائی
نئے معشوق سے پہلو ہے آباد
یہان ہو وجہ ماتم بطلف ہستی
یقین ہی شورش دل سے مری جان
رہیگا تا ابد ماتم مین پرشور
کسی کی ای فلک تقصیر کیا ہی
وہ قطرہ ہون کہ مثل اشک حسرت

بنا پروانہ تازہ لو لگائی
مری بھولے سے بھی آتی نہین یاد
وہان ہو صحبت بادہ پرستی
لحد سے حشر کو اٹھیگا شعلہ
لب ز سے زیادہ تر لب گور
نصیبون سے مجھے اپنے گلا ہے
مژگان سے ہون مشتاق رخصت

جسوقت شاہزادہ ذیجاہ نے شکل ملکہ مہ جبین کی دیکھی اور اشعار مندرجہ سنے قریب تھا کہ فرط غم اور کثرت الم سے روح جسم سے نکل جائے آخر شاہزادہ بیتاب و بیقرار ہو کر ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کے پاس پلنگ پر بیٹھ گیا اور حال ملکہ مہ جبین دیکھکر بے اختیار رونے لگا اور کہنے لگا کہ ای ملکہ مین تمھارے ہی واسطے یہان تک آیا ہون مجکو تمھارے بغیر ایک لحظہ راحت نہ تھی مجھسے قسم لے لو کہ جواب تک کسی معشوق سے سروکار ہو مین تو تمھاری تیغ ابرو کا گھایل ہون اور تمھین پر مائل ہون اگر اور کسی محبوب کو اس زمانے مین دیکھا ہو تو یہ آنکھین میری کور ہو جائین اور اگر کسی

معشوق کو فی الحال ہاتھ بھی لگایا ہو تو یہ ہاتھ بھی میرے خشک ہو جائیں ملکہ مہ جبین نے بناز و ادا اٹھکے جواب دیا
کہ مجکو تمھاری باتون کا اعتبار نہین ہی اور صداقت کا تمھاری گفتگو پر گمان بھی نہین ہی تم بیکار یہان آئے اب بھی تم یہان
نہ آئے ہوتے تب مین مرجاتی اسوقت اگر تمکو فرصت ہوتی تو چلے آتے اور خاک مین مجکو ملادیتے افسوس ہم تو تمھارے
باعث سے قید ہون اور تمھین کچھ پروا نہ ہو یہ کہکے ملکہ مہ جبین نے منہ پھیر لیا اور کہا ای راحت افزا ان سے کہو کہ یہ
یہان سے چلے جائین مجھسے نہ بولین راحت افزا نے عرض کیا ای ملکہ بیکار غصہ نہ کیجیے شاہزادے کی کوئی خطا نہین ہی
مناسب ہی کہ شاہزادے سے شگفتہ خاطر ہو کر باتین کیجیے اور شکر کیجیے کہ شاہزادہ یہان آیا اب آپ قید سے رہا ہو جائینگی
شاہزادہ شطرنج کو قتل کر ڈالیگا غرض اسطرح راحت افزا نے ملکہ مہ جبین کو سمجھایا کہ ملکہ نے منہ شہزادے کیطرف
پھیرا اور تا دیر باہم ناز و نیاز کی گفتگو ہوئی اور حال اپنا اپنا دونون نے بیان کیا اور ملکہ مہ جبین نے شہزادے سے
یہ بھی کہا کہ ہرچند ناریخ جادو نے مجھسے ناراض ہو کے یہان مجکو قید کیا ہی لیکن طوق و زنجیر پہنا کے مجھے گرفتار نہین کیا ہی
صرف اس باغ سے مین نکل کے جا نہین سکتی ہون الحاصل انھین باتون مین وہ وقت آیا بیت ہوا پنہان نظر سے
مہر انور ؏ ہوئے پیدا فلک پر ماہ و اختر عمرو بن حمزہ یونانی نے ملکہ مہ جبین سے کہا کہ بوجہ بادیہ پیمائی کے نہایت
تھکا ہوا ہون چاہتا ہون کہ تھوڑی دیر لیٹ رہون ملکہ مہ جبین نے کہا اسی پلنگ پر لیٹ رہو شاہزادہ پلنگ پر لیٹا
مہ جبین پاؤن دبانے لگی عمرو بن حمزہ نے کہا ای مہر سپہر خوبی و ای ماہ فلک محبوبی برای خدا تم میرے پاؤن نہ دباؤ
تمکو میری جان کی قسم تم بھی میرے پاس لیٹ رہو صدہا کنیزین موجود ہین انمین سے کوئی کنیز میرے پاؤن دبا دیگی
مجکو نیند آجائیگی یہ کہکے شاہزادہ نے ملکہ کو اپنے برابر لٹا لیا اور اختلاط کرنا شروع کیا ملکہ نے کہا دیکھیے کنیزین
سامنے موجود ہین اسوقت اختلاط کرنا لازم نہین ہی شاہزادے نے بموجب کہنے ملکہ کے دست گستاخ کو روکا اب
ملکہ نے کہا کہ ای شہزادے تم ان دونون لوحون کو گلے سے اُتار کے کہین رکھ دو یا میری طرف سے ہٹا لو تاکہ وقت
خواب لوحون سے میرے تن نازک کو صدمہ نہ پہونچے شاہزادہ نے لوحون کو گلے سے تو نہ اُتارا لیکن ملکہ مہ جبین
کیطرف سے ہٹا کر پس پشت اپنے لوحین رکھین اور ملکہ مہ جبین سے کہا کہ ای ملکہ اگر مجکو نیند آجائے اور
شطرنج جادو یہان آئے تو مجکو بیدار کر دینا مین اُس نابکار کو قتل کرونگا کہ اُسنے تمکو حکم ناریخ جادو سے قید کیا ہی
ملکہ مہ جبین نے کہا راحت افزا اور کنیزین بیدار رہینگی جسوقت شطرنج جادو یہان آئیگا فوراً اُسکے آنے
سے آگاہ کر دینگی شاہزادہ یہ سُنکے مطمئن ہوا چونکہ شاہزادہ صحرا نوردی سے خستہ و ماندہ تھا اور پہلو مین ملکہ
مہ جبین لیٹی ہوئی تھی اسوجہ سے اول شام سے نیند آگئی ملکہ مہ جبین نے جب دیکھا کہ شاہزادہ غافل
سو رہا ہی اسوقت دونون لوحین گلے سے اُتار لین اور عمرو بن حمزہ کو مقید کر کے بقہر و غضب بیدار کیا
جب شاہزادہ بیدار ہوا ملکہ مہ جبین نقلی نے نعرہ کیا کہ او طلسم کشا دیکھ یون عیاری سے لوحین
لے لیتے ہین ہم شطرنج جادو و شاہزادے نے جو نعرہ شطرنج جادو کا سنا قصد کیا کہ پلنگ پر سے اُٹھکر تیغ کھینچکر
شطرنج جادو کو قتل کرون اور دونون لوحین اس سے لے لون شطرنج جادو نے چند دانے ماش کے پڑھ کے
مارے دست و پا شاہزادے کے بے حس و حرکت ہو گئے اسوقت شاہزادے نے خیال کیا کہ شطرنج جادو
نے چال کی اور عیاری سے لوحین مجھسے لے لین افسوس پہلے مین نے لوح کو نہ دیکھا ورنہ مین اسکے دام مکر مین
گرفتار نہ ہوتا اور یہ نابکار مجھسے لوحین نہ لے سکتا دیکھیے اب رہائی میری کیونکر ہوتی ہی اور لوحین کیونکر ملتی ہین
ظاہرا تو لوحون کا ملنا مشکل ہی اور میرا زندہ رہنا بھی ممکن نہین یقین ہی کہ ناریخ جادو مجکو قتل کریگی شاہزادہ

تو یہ خیال کر رہا تھا کہ شطرنج جادو نے ساحروں کو بلایا شاہزادہ مہ جبین کی کنیزیں اور راحت افزا کو جانتا تھا وہ
سب ساحر تھے غرض جب ساحران روبرو ے شطرنج حاضر ہوے عرض کرنے لگے کہ جو حکم کیجیے ہم ابھی بجالائیں شطرنج جادو
نے کہا میں تو ملکہ نارنج جادو کے پاس لوحین لیے جاتا ہون تم فرخ اور شہرت جادو اور عمرو بن حمزہ اور خواجہ عمرو جو قبل
اس شاہزادے کے قید کیے گئے تھے سب کو گرفتار کر کے ملکہ نارنج جادو کے پاس لے آنا خبردار دیر نہ لگانا یہ کہکے
شطرنج جادو نے دونون لوحون کو رومال میں لپیٹا اور عقاب سحر پر سوار ہوگے اور قطع راہ کر کے جلد تر خدمت ملکہ
نارنج جادو میں پہونچا اور تسلیم کر کے عرض کرنے لگا کہ ای ملکۂ عالم میں نے طلسم کشا کو گرفتار کیا اور لوحین اس سے لین
یہ کہکے دونون لوحین روبرو ملکہ نارنج کے رکھدین نارنج جادو شاہزادے کے گرفتار ہونے سے اور لوحون کے
لے لینے سے نہایت شاد و مسرور ہوئی اور اسیوقت شطرنج جادو کو خلعت و انعام دیا نارنج جادو نے
تو شطرنج جادو کو خوش ہوکر خلعت دیا ہے اور شطرنج جادو خلعت و انعام لیکر روبروے ملکہ نارنج جادو
دربار میں بیٹھا ہوا ہی لیکن اب حال ساحران نابکار لکھا جاتا ہی کہ بعد جانے شطرنج جادو کے وہ ساحران نابکار
فرخ اور خواجہ عمرو اور شہرت جادو اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کر کے اور سب کو اپنے ہمراہ لیکے اس باغ سے
چلے اور بتعجیل تمام راہ طے کر کے خدمت ملکہ نارنج جادو میں آئے اور بعد بجالانے آداب و تسلیمات کے چارون قیدیون کو
ملکہ نارنج جادو کے حوالے کیا ملکہ نارنج جادو نے شطرنج جادو سے کہا کہ ابھی بات تو ان قیدیون کو تم اپنے سحر میں
گرفتار رکھو اور نہایت خبرداری اور ہوشیاری سے شب بسر کرو صبح کو میں تمام ساحران طلسم کو بلاؤنگی اور سب کے
سامنے ان سبھون کو قتل کرونگی اور کچھ خیال قاعدے کا نہ کرونگی ہرچند خواجہ عمرو نے ملکہ نارنج جادو سے سر دربار
عرض کیا کہ ای ملکہ آپ مجھے چھوڑ دیجیے میں آپکی ملازمت اختیار کرونگا لیکن نارنج جادو نے خواجہ کو رہا نکیا شطرنج جادو
بموجب حکم نارنج جادو خواجہ عمرو اور فرخ اور شہرت جادو اور عمرو بن حمزہ کو دربار سے ایک میدان وسیع میں
لے گیا اور ایسا سحر کیا کہ گرد عمرو بن حمزہ وغیرہ کے دیوارین آتش کی ہوگئین بعد اسکے شطرنج جادو نے چارسو
ساحران غدار چہار جانب اُن دیوار ہاے آتش کے واسطے نگہبانی کے مقرر کیے اور سب ساحرون سے کہا کہ بخوبی ہوشیار
رہنا خبردار غافل نہ ہونا ایسا نہ ہو کہ ان قیدیون کو کوئی اڑا لیجاے ساحرون نے عرض کیا آپ مطمئن رہیں ہم ہوشیار رہینگے
شطرنج جادو گفتگوے ساحران سنکے دربار ملکہ نارنج جادو میں آیا اور اپنی جگہ پر بیٹھا اسوقت ملکہ نارنج جادو نے
گنبد شعلہ افزا اور شطرنج جادو سے مخاطب ہوکر کہا ای سوہن لاؤ تاکہ میں اپنے ہاتھ سے ان دونون لوحون کو ریت کر
خاک میں ملادون جب یہ لوحین نہ ہونگی تو کون میرے طلسم کو فتح کریگا گنبد شعلہ افزا اور شطرنج جادو نے عرض کیا
ہم سوہن حاضر کرتے ہیں آپکو اختیار ہی جو مناسب ہو ان لوحون کے باب میں کیجیے لیکن یہ خیال کر لیجیے کہ ان میں ایک
تو لوح محفوظ ہی اور دوسری لوح طلسمی ہی نارنج جادو نے تقریر گنبد شعلہ افزا اور شطرنج جادو کی سنکے فکر کی اور بعد
فکر بسیار اپنے کوکا سے کہا کہ میلاد جادو تو ان لوحون کو بحر ذخار میں پھینک آئیگا میلاد نے عرض کیا کہ میں آپکا تابعدار
ہون جو آپ حکم کرینگی میں بلا عذر بجا لاؤنگا نارنج جادو نے کہا کہ ای میلاد جادو اب مجھے یہی منظور ہی کہ یہ لوحین
کسی کو نملین اسوجہ سے میں انکو دریا میں پھنکوائے دیتی ہون جب یہ لوحین طلسم کشا کو دستیاب نہ ہونگی تو یہ طلسم کبھی
نہ ٹوٹے گا اور ہرگز فتح نہ ہوگا اور میں بھی قتل نہ ہونگی پس تو جا کر ان لوحون کو بحر میں ڈالدے پیشتر عمرو بن حمزہ اور
خواجہ عمرو وغیرہ کو ہنگام سحر قتل کر کے ابھی میں زلزلہ جادو اور سرداران عمرو بن حمزہ کو قتل کرونگی اور لشکر طلسم کشا سے
کسی کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکے نارنج جادو نے دونون لوحین رومال میں خوب لپیٹ کر میلاد جادو کو دین میلاد جادو

لوحین لیکر بصورت عقاب پرواز کرکے چلا گلگونہ جادو بھی باز بنکر عقب میلاد جادو روانہ ہوئی کہ یہ ساحرہ حسینہ و نوجوان ہی اور ملازمان ملکہ نارنج جادو سے ہی اور عاشق ہی شہرت جادو پر اور اسی ساحرہ نے طائر خوش رنگ بنکر بیٹھنا شطرنج مین عمرو بن حمزہ سے گفتگو کی تھی اور اب میلاد جادو کے عقب مین اسوجہ سے روانہ ہوئی ہی جانتی ہی کہ اگر عمرو بن حمزہ رہا نہ ہونگے تو شہرت بھی رہا نہ ہوگا اور مدعاے دل حاصل نہو گا غرضکہ جب گلگونہ جادو بسرعت تمام باز بنکر قریب میلاد پہونچی میلاد جادو بصورت عقاب تھا اور گلگونہ جادو بشکل باز تھی اسنے جھپٹ سر عقاب مذکور پر پہونچکر ٹھونگ ماری اور عقاب پر گری اور پرون سے تھپڑ مار کر چنگل و منقار سے عقاب کو زخمی کرنے لگی عقاب بھی باز سے لڑنے لگا باہم چنگل و منقار سے لڑائی ہونے لگی آخر دونون زخمی ہوے اور دونون کو لڑائی مین بیج گئی عقاب اسوجہ سے غالب ہونے لگا کہ اول تو میلاد جادو مرد تھا دوسرے اُسکے پاس لوحین تھین اور گلگونہ جادو اس سبب سے مغلوب ہونے لگی کہ یہ ایک نازنین نحیف الجثہ تھی غرض باز بر ہنگام جنگ عقاب نے چاہا کہ باز بے پرواز کو مار ڈالون اور باز نے یہ خیال کیا کہ اگر لوحین دستیاب نہ ہوئین اور شہرت جادو قید سے رہا نہ ہوا اور میرا مدعاے دل حاصل نہ ہوا تو زندگی بے لطف بسر ہوگی اس سے بہتر یہی ہی کہ اس عقاب یعنی میلاد جادو سے لڑکر مر جاؤن یہ خیال کرکے باز نے بصد غضب عقاب پر حملہ کیا بقدرت پروردگار منقار باز مین عقاب کا پوٹا آگیا اُسوقت باز نے وہ جانبازی کی اور اسطرح منقار سے اُسکے پوٹے کو زخمی کیا کہ پوٹا عقاب کا پھٹ گیا آنتین نکل پڑین بلندی سے زمین پر گرا اور تڑپ تڑپ کر مر گیا اُسکے مرنے سے تاریکی ہوئی گلگونہ جادو نے فوراً لوحین لیکر بصورت باز وہان سے بصد خوشی اُڑی اور راہ طے کرکے قریب اُس احاطۂ آتش کے آئی جسمین عمرو بن حمزہ اور شہرت جادو وغیرہ مقید تھے اور پھر کندے تولکر اُس احاطۂ آتش کے اندر گئی اور بعد تسلیم بجا لانے کے دونون لوحین شاہزادے کے آگے ڈالدین اور عرض کیا کہ اے شاہزادۂ ذیجاہ اب کسی کے فریب مین نہ آئیے گا ان لوگون سے نہایت ہوشیار رہیے گا مین وہی ہون کہ طائر خوش رنگ بنکر صحراے شطرنج مین گئی تھی اور درخت پر بیٹھ کے آپکو مکر و فریب شطرنج جادو سے آگاہ کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ شطرنج جادو نہایت مکار و عیار ہی یہ اُسی کا صحرا ہی اس سے ہوشیار رہیے گا اُسکے دام فریب مین نہ پھنسیے گا یہ عرض کرکے گلگونہ جادو نے بنگاہ الفت شہرت جادو کی طرف دیکھا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی پھر بعجلت وہان سے چلی اور روبروے نارنج جادو آکر کھڑی ہوئی نارنج جادو کو مطلق یہ معلوم نہ ہوا کہ گلگونہ جادو نے میلاد جادو کو ہلاک کیا اور لوحین عمرو بن حمزہ کو دیدین غرض ادھر تو گلگونہ جادو دربار نارنج مین آئی اُدھر عمرو بن حمزہ نے عکس لوح طلسمی کا اُس آتش سحر پر ڈالا آتش سحر تاثیر لوح سے پانی ہوگئی اور بالکل ٹھنڈی ہوگئی پھر شاہزادے نے فرخ اور شہرت جادو اور خواجہ عمرو کے اجسام پر لوح طلسمی کو مس کیا سحر شطرنج کا دفع ہوگیا اُسوقت جو ساحران نابکار گرد اُس احاطۂ آتش کے براے محافظت بیٹھے تھے یہ حال دیکھکر نہایت حیران ہوے عمرو بن حمزہ وغیرہ بعد دور ہونے اُس آتش سحر کے وہان سے چلے ساحران نابکار جب عمرو بن حمزہ کو روک نہ سکے آخر بدرجۂ مجبوری اور شطرنج جادو کے پاس جاکر کہنے لگے کہ ہمین اسوقت تعجب یہ ہی کہ ساحر کا سحر جب کوئی ساحر دفع کرتا ہی تو ساحر مر جاتا ہی اُسوقت سحر دفع ہوتا ہی آپ تو زندہ بیٹھے ہین اور آپکا سحر دفع ہوگیا سب قیدی چھوٹ گئے ہر چند ہمنے بہت کچھ روکا لیکن قیدی کسی طرح نہ رکے اور طلسم کشا نے تیغ تیز سے ہم مین سے اکثر ساحرون کو قتل کیا لاشین اُنکی ایک میدان مین پڑی ہین ہم بھاگ کر واسطے اطلاع دینے کے حاضر ہوے ہین اب آپ جاکر قیدیون کو روکیے نارنج جادو اور شطرنج جادو وغیرہ یہ حال ساحران سے سنکر نہایت حیران ہوے اُسوقت شطرنج جادو

متحیر ہو کر دربار نارنج جادو سے اٹھا اور بقہر و غضب چلا شطرنج جادو تو جاتا ہے لیکن اب حال ملکہ مہ جبین
کا لکھا جاتا ہے کہ ملکہ نارنج جادو نے ملکہ مہ جبین کو اپنی چھوچھو شگوفہ کے حوالے کر دیا تھا ملکہ مہ جبین
نارنجی پوش شگوفہ کے پاس رہتی تھی اور شب و روز یاد عمرو بن حمزہ میں رویا کرتی تھی ہر چند شگوفہ
سمجھاتی تھی لیکن مہ جبین گریہ و زاری موقوف نکرتی تھی اور جب ملکہ مہ جبین شگوفہ سے کہتی تھی کہ ای شگوفہ
تو بھی میری طرح کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جا اور دین اسلام اختیار کر شگوفہ عرض کرتی تھی کہ ای ملکہ میں تو مسلمان
نہ ہونگی کیونکہ میں نے سنا ہے بالفعل عمرو بن حمزہ اور خواجہ عمرو اور فرخ اور شہرت جادو قید ہو گئے ہیں اور
اب وہ سب قتل کیے جائینگے میرا مسلمان ہونا بیکار ہے ملکہ مہ جبین نے جو تقریر شگوفہ کی سنی زیادہ آہ و زاری
کرنے لگی اور یہ اشعار بعد سوز و گداز فراق میں شاہزادہ عمرو بن حمزہ کے پڑھنے لگی اور ہجر میں جان کھونیلگی اشعار

آتی ہے کان میں یہی ہر دم صدا سے دل
یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل
یارب انہیں بھی لذت فرقت نصیب ہو
معلوم ہو کسی پہ تمہارا جو آئے دل
یہ جانتے تو دل کبھی دیتے نہ ہم تمہیں
کس سے کہوں سناؤں کسے ماجرائے دل
تم دونوں سے مل رہے ہو دل مضطرب ہے جسم
بس چپ رہو جو پانا تھا پائی سزا سے دل

کیونکر فراق یار کے صدمے اٹھائے دل
ترچھی نظر سے سیکڑوں دل ہو گئے شکار
جو رات دن ستاتے ہیں ناحق برائے دل
جب تک ہیں زندہ ظلم کرو بیوفا و تم
برباد مفت کر دیے تمنے پرائے دل
دکھلا نا انکو دست نگارین کا شناق ہے
ای میری جان ہاں یہی بس ہے سزائے دل

ہر وقت ہر گھڑی ہے یہی بس دعائے دل
تیغ نگاہ یار سے خالق بچائے دل
ہم پر جو کر رہے ہو یہ بیداد بے سبب
مرنیکے بعد یاد کروگے وفائے دل
مونس نہیں انیس نہیں ہمنشین نہیں
کیا خوب دے رہے ہیں مجھے خونبہائے دل
خاطر بتوں کے ہجر میں ٹکڑے ہوگئے کب تلک

ابھی ملکہ مہ جبین یہ اشعار درد آمیز پڑھ پڑھ کر رو رہی تھی اور شکایت
فلک کج رفتار کی کر رہی تھی کہ ناگاہ شگوفہ نے سنا کہ عمرو بن حمزہ کو کسیطرح لوحین مل گئیں اور خواجہ عمرو وغیرہ
قید سحر سے رہا ہو گئے یہ خبر شگوفہ نے ملکہ مہ جبین سے بیان کی ملکہ مہ جبین یہ خبر سنکے نہایت
خوش ہوئی اور فرط خوشی سے قہقہے لگانے لگی اسوقت شگوفہ نے ملکہ مہ جبین سے عرض کیا کہ ای ملکہ
مہ جبین بیشک یہ دین مسلمانوں کا بہت اچھا ہے اب تم مجھے مسلمان کرو اور کلمہ طیبہ پڑھاؤ کیونکہ میں نے
اس دین پر لعنت کی ملکہ مہ جبین نے خوش ہو کر شگوفہ کو کلمہ طیبہ پڑھایا شگوفہ کلمہ طیبہ پڑھکر صدق دل سے
مسلمان ہوئی جب شگوفہ بصدق دل مسلمان ہو چکی اسوقت ملکہ مہ جبین نے شگوفہ کے گلے لپٹ کر کہا
کہ اے میری اچھی چھوچھو میں تیرے صدقے ہو جاؤں اب تو مجھے شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کے پاس لیچل شگوفہ نے کہا
واری جاؤں آپ یہ کیا فرماتی ہیں چلیے میں ابھی لیے چلتی ہوں یہ کہکے شگوفہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو ساتھ
لیکر چلی شگوفہ اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو تو ابھی راہ میں چھوڑیے لیکن اب حال شطرنج جادو کا سنیے کہ شطرنج جادو
جو دربار نارنج جادو سے اٹھکر چلا تھا بعد طے کرنے راہ کے اسی میدان میں پہونچا دیکھا کہ بہت سے ساحر قتل کیے ہوئے پڑے
ہیں اور میرا سحر دفع و برطرف ہو گیا ہے شاہزادے کے گلے میں دونوں لوحین پڑی ہوئی ہیں اور شاہزادہ ساحروں کو قتل کر کے
ایک سمت جاتا ہے فرخ اور خواجہ عمرو اور شہرت جادو شہزادے کے ساتھ ہیں شطرنج یہ حال دیکھکر بہت متحیر ہوا اور کچھ سوچکے جانب
عمرو بن حمزہ دوڑا اور قریب ہو کر پاؤں پر گر پڑا اور عرض کرنے لگا کہ میرا قصور عفو فرمائیے میں نے آپکو بیکو فریب قید کیا تھا
اور یہ جانتا تھا کہ دین سامری و جمشید برحق ہے لیکن اب ثابت ہو گیا کہ خدائے نادیدہ کے آگے سامری اور
جمشید کی کچھ حقیقت نہیں اور دین اسلام اچھا ہے بس میں مطیع دین اسلام ہو گیا اور ساتھ نارنج جادو کا میں نے چھوڑ دیا

اب آپ میرے ہمراہ چلیے اور مجھے اپنا دوست سمجھیے عمرو بن حمزہ نے تقریر شطرنج جادو کی سنکے فرمایا کہ ای
شطرنج جادو اگر تم ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو ہمارے پاس لے آؤ تو ہمین یقین ہو کہ تم مطیع اسلام ہوے ہو اگر تم
ملکہ کو نہ لاؤ گے تو ہم یہی خیال کرینگے کہ تم ہمسے مکر و فریب کی باتین کرتے ہو اور پھر قصد ہمارے گرفتار کرنے کا کرتے ہو
شطرنج جادو نے عرض کیا ای شاہزادہ ذیجاہ ملکہ مہ جبین تو نارنج جادو کے پاس ہین انکو مین کیونکر یہان
لاسکتا ہون لیکن جاتا ہون حتی الامکان ملکہ مہ جبین کو لیکر حاضر ہونگا آپ یہین ٹھہریے یہ کہکر شطرنج جادو چلا
چونکہ قبل اسکے لکھا گیا ہی کہ ملکہ مہ جبین ہمراہ شگوفہ چلی تھی راہ مین شطرنج جادو سے ملاقات ہوئی ملکہ
مہ جبین شطرنج جادو کو دیکھکر ڈر گئی اور شگوفہ کے پیچھے چھپنے لگی شطرنج جادو نے کہا ای ملکہ تم مجھسے نہ ڈرو مین تمہین
کو لینے کے واسطے آیا تھا اور اب مین مطیع اسلام ہو چکا ہون ملکہ یہ سنکے خوش ہوئی اور ہمراہ شطرنج جادو شاہزادہ
عمرو بن حمزہ کے پاس آئی عمرو بن حمزہ ملکہ مہ جبین سے ملکر نہایت خوش ہوے اور ملکہ بھی از حد شاد و مسرور ہوئی
پھر اسکی جگہ شطرنج جادو نے بارگاہ اور خیام منگوا کر ایستادہ کراے اور شاہزادے سے عرض کیا کہ اب تو میرے
مطیع دین اسلام ہونے کا آپ کو یقین ہوا خواجہ عمرو نے پیشانی شطرنج جادو کی سیاہ دیکھکر کہا ہمنے تمہین
خدمت بیرون بارگاہ رہنے کی دی خبردار تم بارگاہ مین نہ آنا شطرنج جادو بموجب کہنے خواجہ عمرو کے باہر بارگاہ
کے رہا شاہزادہ بارگاہ مین داخل ہوا خواجہ عمرو نے شیشہ و ساغر زنبیل سے نکالا شاہزادہ شراب پینے لگا شاہزادہ
میکشی کر رہا تھا کہ کنیزان ملکہ مہ جبین وغیرہ بھی ملکہ کی خدمت مین حاضر ہوئین اور عرض کرنے لگین کہ ہمنے جو حضور
کے یہان آنے کی خبر سنی اسوجہ سے ہم بھی حاضر ہوے غرض بعد میکشی کے انھین عورتون مین سے ایک عورت
غزل گانے لگی یہان تو ناز مین گا رہی تھی لیکن اب حال ملکہ نارنج جادو کا لکھا جاتا ہی کہ نارنج جادو نے جو سنا کہ
لوحین طلسم کشا کو مل گئین اور شطرنج جادو مطیع دین اسلام ہو گیا ملکہ نارنج جادو کو نہایت رنج ہوا اور
گمبد شعلہ افزا سے کہا کہ اگر مین یہان رہونگی تو قتل ہو جاؤنگی بس ابھی مین گنبد ارسطو کی جانب جاتی
ہون گمبد شعلہ افزا نے کہا ای ملکہ مجھے یقین نہین ہی کہ شطرنج جادو مسلمان ہوا ہو آج آپ نہ جایے کل
گنبد ارسطو کی طرف روانہ ہوجیے گا نارنج جادو نے کوچ تو نہ کیا لیکن اسباب گنبد ارسطو کی جانب روانہ
کیا یہان شطرنج جادو نے پس پشت بارگاہ سے جو سحر کیا ابر آیا اور ہواے تند چلنے لگی خواجہ عمرو گلیم اوڑھکر
بارگاہ سے نکل گئے چونکہ اسوقت مین عمرو بن حمزہ نے لوحین گلے سے اتار کے علٰحدہ رکھدین ہین اسی سبب سے بوجہ
سحر شطرنج جادو کے عمرو بن حمزہ وغیرہ سب بارگاہ مین پانی سے بھیگ کر اور سحر شطرنج جادو مین گرفتار
ہو کر بیخبر کے ہو گئے شطرنج جادو لوحین لیکر اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے نارنج جادو کے پاس گیا نارنج
خوش ہوئی گمبد شعلہ افزا نے عرض کیا ای ملکہ اب یہان سے سہیلیہ کی جانب چلیے اور سہیل کی راے سے سب کو
قتل کیجیے جب تک آپ وہان میلہ مین جاتی تھین کوئی آفت طلسم پر نہ آئی تھی ملکہ نارنج جادو بموجب کہنے
گمبد شعلہ افزا اور عمرو بن حمزہ اور مہ جبین وغیرہ کو لیکر جانب شہر سہیلیہ بخدم و حشم روانہ ہوئی

دوکھلے داستان سحر بیان جانا نارنج جادو کا شہر سہیلیہ مین قید عمرو بن حمزہ کی لیکر اور عاشق
ہونا عمرو بن حمزہ کا دختر نارنج جادو یعنی خونخوار جادو پر اور پکڑنا خواجہ عمرو کا سہیل جادو کو
اور مسلمان ہونا اسکا اور رہا ہونا عمرو بن حمزہ کا دیگر حالات

پلا عشق آمیز ساقی شراب | کہ ہی سوزش ہجر سے دل کباب
نہ بادہ مجھے وحشت انگیز دے | محبت سے اک جام لبریز دے

کوئی ایسا افسون بتا ساقیا
نہین میل بنت العنب کیطرف
گرفتار دام مصیبت ہوا

غم ہجر سے ہون رہا ساقیا
ہی دل اور تیر نگہ کا ہدف
اسیر بلاے محبت ہوا

ہوا کشتہ اُس تیغ خونخوار کا
اسی گل کی ہر وقت بس تاک ہی

ہی شہرہ جس ابروے خمدار کا
مئے انگبین پہ پڑی خاک ہی

غزل

انکی بہار دیکھینگے فصل بہار مین
گردش پہ پتلیون کو نہین چشم یار مین
تو نے تو مجکو ڈالدیا ہی فشار مین
آغاز خط ہوا رخ رنگین یار مین
بوے وفا نہین چمن روزگار مین
جوش جنون رہا جو یہی بعد مرگ بھی
اُٹھنا ہی لطف وصل ہین انتظار مین
رہتا ہی زلف و رخ کا ترے روز و شب خیال
پر کیا کرون کہ دل ہی نہین اختیار مین

ساقی لیا کلابیون کو یون بہار مین
شیرون کے بدلے پھرتے ہین آہو کچھار مین
جلتے رقیب دیکھکے بوس و کنار مین
گھیرا خزان نے باغ کو فصل بہار مین
کھل جائیگا جو باغ مین بولینگی بلبلین
درکار ہونگے قبر کے تختے مزار مین
سودا ہوا اک آئینہ رو کی جو زلف کا
کٹتی ہی زندگی اسی لیل و نہار مین

سیکڑون جو گل ہین دل داغدار مین
ہو عطر کیتکی کا مئے خوشگوار مین
شوخی تو دیکھو کہتے ہین بوس و کنار مین
کیا کیجیے کہ یار نہین اختیار مین
رنگ خزان ہی باغ جہان کی بہار مین
میری زبان بند نہ ہوگی ہزار مین
ہر وقت مین کسی سے تصور مین ہم بغل
جاتے ہین ہم حلب مین کبھی گہ تتار مین
مین لاکھ چاہتا ہون نہ افشا ہو راز عشق

بیت روان کردہ خامہ برق دم + نمودند این داستان راقم

گرفتاران بلاے بے درمان دام عشق مضامین جوش آئین واسیران مجلس شوق عبارات زنگار رنگ آفت جہان اس داستان اشتیاق نشان کو قلم شوق رقم سے صفحۂ قرطاس محبت اساس پر مثل نقوش حسب یون تحریر کرتے ہین کہ جب شاہ عیاران عیار طرار خنجر گذار یعنی خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار جستجو و تلاش مین عمرو بن حمزہ کی چلا بعد قطع منازل بیابان و طے مراحل خارستان جب شہر ناریج مین آیا تو وہان یہ خبر سُنی کہ عمرو بن حمزہ کو قید کرکے سہیلیہ کی طرف لیے جاتے ہین خواجہ عمرو فوراً ایک ساحر کی شکل بنکر اسکے لشکر مین گیا وہان ایک جادوگر سے ملاقات ہوئی عمرو اُس سے باتین کرتا ہوا آگے آگے لشکر کے چلا جب قریب سہیلیہ کے پہونچا تو اُسوقت عمرو نے اُس جادوگر سے پوچھا ای عزیز مین تو فلان شہر کو بضرورت گیا ہوا تھا آج عرصہ کے بعد آیا ہون اب یہ لشکر کہان جاتا ہی اُس جادوگر نے کہا ای شخص سہیل جادو نبیرۂ جمشید کے پاس ناریج جادو قید طلسم کشا کی لیے جاتی ہی جب تو عمرو نے اجنبی بنکر کہا ہان ہان وہی سہیل جادو اُس جادوگر نے بھی گردن ہلاکر کہا ہان وہی سہیل جادو غرضکہ عمرو اور وہ جادوگر شہر مین داخل ہوئے عمرو نے دیکھا کہ شہر مین سات بازار سات رنگ کے ہین اور ہر بازار مین ایک ایک جھنڈا جدا جدا رنگ کا ہی کسی بازار مین سیہ جھنڈا اکھڑا ہی کہین سرخ رنگ کا جھنڈا ہی کسیطرف سفید ہی کہین صندلی ہی ایک جانب بنفشئی جھنڈا ہی ایک سمت نیلم کا ہی ایک طرف پکھراج کا جھنڈا کھڑا ہی اور باہر شہر کے ایک دریا جاری ہی اُسی دریا مین سے ہوکے ہزارہا آدمی چلے آتے ہین مگر باہر دریا سے جو نکلے دیکھا تو کہین کپڑا بھی اُنکا تر نہین یہ عجائب ماجرا دیکھکر عمرو حیران ہوا اور وہی لوگ جو دریا سے نکلکر آئے ہین انھین بازارون مین اشیاے نادرہ خرید و فروخت کرنے لگے بعد اُنکے سات رنگ کے سات نقابدار آئے آگے آگے نقابدار یاقوت پوش اور پیچھے نقابدار سیہ پوش وغیرہ یہ سب نقابدار آکر اپنی اپنی بازارون مین ایک ایک کوتوال بنکر کوتوالی چبوترے پر بیٹھا اور عدل اور انصاف ہر ایک کا کرنے لگا روبکاریان ہونے لگین حکم موافق مقدمے کے جاری ہوئے چنانچہ ایک شخص نے کچھ قصور کیا تھا اُسے سپاہی پکڑ لائے اور نقابدار سیہ پوش کے سامنے اُسکا مقدمہ پیش کیا اور اُسے حاضر کیا بعد دریافت کرنے روداد مقدمہ کے نقابدار سیہ پوش نے حکم دیا کہ اس مجرم کو اس دریا مین غوطہ دو تم سب اسکی ماہیت سے آگاہ ہو جاؤ گے سپاہیون نے کوتوالی چبوترے کے جب

اُس مجرم کو اُس دریا مین غوطہ دیا اب جو وہ شخص باہر اُس دریا سے غوطے لگا کر نکلا تو کتا ہو گیا ہر ایک کے پیچھے بھونکنے لگا
نقابدار سیہ پوش نے کہا اس کتے کو مار کے ہنکا دو اسنے خون کیا تھا اب اپنی سزا کو پہونچا لوگون نے ڈھیلے
اُٹھا کر مارے اور دوڑ دوڑ کر ہنکا دیا جب وہ نہ گیا تو لکڑیان مارنا شروع کین وہ کتا یون یون کر کے
بھاگا خواجہ عمرو یہ تازی کیفیت دیکھکر بہت حیران ہوے اب خواجہ نے دیکھا کہ جب دن کم رہگیا نقابدار سیہ پوش
اُٹھا اُدھر ملازمون نے تر حلوا گرما گرم تر تراتا ہوا طباق مین آگے نقابدار سیہ پوش کے لا کر رکھا نقابدار
سیہ پوش نے نہین معلوم کسکی نذر دی اور تمام میلے والون کو تقسیم کر دیا عمرو متحیر ہو کر دوسری بازار مین آیا
وہان اسیطرح سے تر حلوے پر دوسرے نقابدار نے نذر دی اور میلے مین بانٹ دیا غرض ساتون بازارون مین
ایک ہی وقت پر نذر ہوئی اور حلوا میلے مین سب کو تقسیم کر دیا گیا اس اثنا مین سواری نارنج جادو کی
آئی اور اُسی دریا کے پل کے اوپر سے چلی عمرو بھی اُسی کے ہمراہ اُتر گیا اب جو شہر مین آیا تو لوگ عجائب و غرائب
دیکھے اور سواری ایک باغ کے اندر گئی عمرو بھی ساتھ چلا گیا دیکھا کہ باغ مین ایک گنبد بہت بڑا ہی اوپر
زینہ اُسکا اتنا چوڑا ہی کہ سیڑھیون پہ تخت نارنج جادو کا لوگ سیدھا لیگئے جب اُوپر کے درجے مین پہنچے
تو دیکھا صدہا مہنت کھڑے ہین اُنھون نے نارنج جادو کو سلام کیا اور کہا کہ باہر کے درجے مین بیٹھو
اندر کے درجے مین جانے کا حکم نہین ہی اور جب نارنج جادو آئی تھی تو ہزارون روپیے مہنتون کو دیتی تھی
اُسپر نارنج جادو کو اندر نہ جانے دیا باہر ٹھہرا لیا یہ دیکھکر خواجہ عمرو آڑ مین آئے اور رنگ و روغن عیاری کا
لگا کر ایک مہنت کی صورت بنکر اُن مہنتون مین مل گئے اور ایک طرف کھڑے ہو کر دیکھنے لگے گنبد کیطرف جو نگاہ
کی تو ایک تخت جواہر نگار ہی اور برابر تخت کے سات دنگل بچھے ہین اور دو پیچھے تخت کے اور چالیس کرسیان مرصع کار
ہین اور ایک منبر بہت بلند جواہر نگار کا رکھا ہی اور تمام گنبد مین وہ جواہر بیش بہا نصب ہین کہ اُنکے دیکھنے سے
نگاہ خیرگی کرتی ہی خواجہ کھڑے ہوے حیران دیکھ رہے تھے کہ یکایک دروازے سے ایک سواری بڑے جاہ و
تجمل سے آئی دیکھا کہ تخت جواہر نگار پر ایک شخص ادھیڑ اور چالیس آدمی اور اُسی سن کے گرد اُسکے تخت کے پوشاکین
مقدسون کی پہنے ہوئے ہین اور دو شخص کتابین بغل مین دبائے چلے آتے ہین جب مرد پیر یہ گنبد مین آیا نارنج جادو
نے سلام کیا کمیہ شعلہ افزا نے بڑھ کے عرض کیا کہ نارنج جادو حضور کو سلام کرتی ہی یہ سُنکے سہیل جادو
نے سر اُٹھا کر دیکھا بعد سلام لینے کے کہا اہی بی بی نارنج جادو اتنے دنون سے کہان تھین تم اچھی تو ہین نارنج
جادو نے عرض کیا کہ حضور کی دعاے دولت و اقبال مین مصروف رہتی تھی اور مجھے حضور کے جمال بے مثال کی زیارت
چھوٹی یہ حال ہو گیا الغرض کہ سہیل جادو آکر تخت حکومت پر بیٹھا اور چالیسون جادوگر اپنے اپنے مقام پر زینت دہ
کرسی جواہر نگار ہوئے اور وہ جو دو شخص کتابین بغل مین لیے ہوئے تھے پیچھے تخت کے دنگلون پر بیٹھے پھر وہی
ساتون نقابدار آئے اور اپنے اپنے دنگلون پر متمکن ہوے لیکن نقابدار یاقوت پوش کا دنگل قریب تخت کے ہی
جب سب دربار جمع ہو لیا سہیل جادو اُٹھا اور منبر بلند رفعت پر جا کر بیٹھا اور کتابین ہاتھ مین کھولین
اور بہ آواز بلند کہا کہ اس سال مین سارا طلسم نارنج مع طلسمون کے فتح ہو گا اور خونریزی بہت ہوگی
مگر جو نقابدار سرخ پوش کی اطاعت کریگا وہ بچیگا یہ کہکر نیچے منبر کے اُتر آیا ملازمان درباری نے پکار کے کہا کہ
جس جس کا مقدمہ ہو روبکاری پیش ہو غرضکہ پہلے ہی روبکاری نارنج جادو کی ہوئی یہ مکارہ ساحرہ پر بلا
ملکہ مہ جبین اور عمرو بن حمزہ اور فرخ کو لیکر سامنے سہیل جادو کے آئی اور ملکہ مہ جبین سے کہا سلام کر

مہ جبین نے سلام کر کے سہیل جادو سے کہا اے سہیل مین نے تجکو بزرگ سمجھ کے سلام کیا ورنہ تو لائق
سلام کے نہین ہی یہ سنکر سہیل نے کہا اے مہ جبین تو نے یہ کیا حال اپنا بنایا ہی اور اپنی مان کی اطاعت کیون
نہین کرتی مہ جبین نے کہا اے سہیل تجکو گواہ کرتی ہون کہ یہ جو شہریار کھڑا ہی اسکے سبب سے مجکو دولت ایمان
حاصل ہوئی فقط ایک کلمہ توحید پڑھنے کی گنہگار ہوئی اور سوائے اسکے گلشن کی سیر کی کہ روح تازہ ہو ورنہ ابتک
تک مین نے کوئی حرکت بیجا نہین کی اور مین جمشید و سامری پہ ہر روز ہزار ہا مرتبہ لعنت کرتی ہون یہ جو ملکہ مہ جبین
نے کہا سہیل جادو غضبناک ہو کر تھرانے لگا کسواسطے کہ جمشید تو اسکا نانا تھا مہ جبین پر بہت خفا ہوا
اور کہنے لگا کہ اے مہ جبین تو تو میرے منھ پر میرے نانا جمشید کو برا کہتی ہی مہ جبین نے کہا اے سہیل پھر تو کیون
مجھسے ایسی باتین کرتا ہی تو اپنی بزرگی اپنے ہاتھ رکھ یہ سنکے سہیل جادو نے ایک شخص کو اشارہ کیا کہ جا جلد
ایک لگن مین پانی لا وہ شخص اُسیوقت ایک لگن مین پانی بھر کر لایا اور نقابدار یاقوت پوش کے سامنے رکھدیا اُسنے
اپنا پاؤن کا انگوٹھا تین مرتبہ اُس لگن مین ڈالکر ہلایا پھر اُس لگن کو وہ شخص سہیل جادو کے سامنے لایا اُسنے
حکم دیا کہ یہ پانی ملکہ مہ جبین پر چھڑک دو اُسنے وہ پانی مہ جبین پر جیسے ہی چھڑکا ملکہ مہ جبین نے ایک
پھریری لی اور مڑکر نارنج جادو سے کہنے لگی اے امان جان آپ کہان آئی ہین اور مجکو یہان کسواسطے لائی ہین نارنج
جادو نے کہا اے نور نظر واے پارہ جگر یہ دربار جمشید کا ہی تمکو بھی زیارت کرانے لائی تھی ملکہ مہ جبین نے نام جمشید سنتے
ہی سہیل جادو پر نگاہ کی اور جھک کر سلام کیا اور عرض کیا حضور قصور میرا معاف کیجیے اور یہ کہکر عمرو بن حمزہ کی طرف مخاطب
ہو کر کہنے لگی کہ یہ مرد نامحرم کون ہی نارنج جادو نے کہا اے بیٹی اسی کے واسطے تو نے اپنا یہ حال کیا جب تو مہ جبین نے کہا اے امان جان
اب جلدی اپنے مکان پر چلیے مین کیا جانون کہ یہ نگوڑا کون ہی نارنج جادو ملکہ مہ جبین کی ایسی باتین سن سن کر بہت خوش
ہوئی اور سہیل جادو کے قدمون پر گر پڑی اور عرض کیا اے سہیل جادو آپ کی عنایات و رحمت سے مین نے اپنی بیٹی پائی کلیجہ
ٹھنڈا ہوا یہ کہکر دونون لوحین سہیل جادو کو دیدین سہیل جادو نے کہا اے نارنج جادو اب عمرو بن حمزہ اور
ملکہ مہ جبین کا سامنا نہ کرانا نارنج جادو نے کہا کہ مین اس نگوڑے کو لیجا کر کیا کرونگی اسکی قید بھی آپ کے سپرد کرتی ہون
آپ جو چاہیے اسکے حق مین کیجیے یہ کہکر عمرو بن حمزہ اور فرخ کو سہیل جادو کے سپرد کیا اور آپ باہر آئی نارنج جادو
کو کلید شعلہ افزا اسنے دیکھکر کہا کہ آج سب دنون سے زیادہ انعام سب کو دینا چاہیے غرض کہ نارنج جادو نے خوشی مین
اگر ہزار ہا روپیے بانٹے اور ملکہ مہ جبین پر سے تصدق کیے پھر مہ جبین کو ہمراہ لیکر اپنے طلسم کو چلی گئی یہان سہیل جادو
نے عمرو بن حمزہ اور فرخ کو نقابدار صندلی پوش کے حوالے کیا اور کہا اسکو اپنے طلسم صندلی مین قید رکھو اور نقابدار
نیلم پوش کو دونون لوحین دیدین اور کہا کہ انکو اپنے پاس اچھی طرح رکھنا بعدہ سہیل جادو سوار ہو کر تخت جواہر
نگار پر چلا گیا اور نقابدار صندلی پوش عمرو بن حمزہ اور فرخ کو ساتھ لیکر چلا اور ایک باغ مین لاکر اُتارا اب جو عمرو بن
حمزہ نے دیکھا تو صدہا مکان سہ درے اور پنج درے ہین اور سامنے بہت سے درخت چنار کے ہین وہ نقابدار عمرو بن حمزہ
اور فرخ کو لیکر انھین مکانون مین سے ایک مکان مین آیا عمرو بن حمزہ و فرخ نے دیکھا کہ اس مکان مین چالیس آدمی
قیدی طلسم ہین یہ دیکھکر عمرو بن حمزہ اُنکے پاس آے وہ کہنے لگے کہ تم بھی قیدی طلسم ہوے عمرو بن حمزہ نے کہا
کہ تم سب قیدی ہو ہم قیدی نہین ہین خبردار اب ایسا کلمہ زبان سے نہ کہنا وہ بیچارے خاموش ہو رہے پھر قریب شام
خوانہاے طعام سب کے واسطے آے عمرو بن حمزہ نے اُن سب سے کہا کہ ہمارے پاس تم سب آکر کھانا کھاؤ
سب کے سب عمرو بن حمزہ کے پاس آ بیٹھے اور سب نے ایک جگہ کھانا کھایا اُن سب قیدیون مین ایک شہزادہ بھی

قید تھا نام اُسکا کامران تھا وہ عمرو بن حمزہ کی باتون سے بہت خوش ہوا اور محبت کرنے لگا جسوقت سب یہ سب
اپنے اپنے مکانون مین سو رہے تو فرخ نے عمرو بن حمزہ سے کہا اے شہریار باغ کی دیوارین بہت نیچی ہین اور ہمارے
ہاتھ پانوٴن کھلے ہین مین دیوار کو اُچک کے تمکو بھی لیے چلتا ہون یہ کہکے فرخ آیا جیسے ہی دیوار پر اُچکا وہ اور بلند
ہو گئی فرخ نیچے گر پڑا جون جون فرخ اُچکتا تھا دیوار بلند ہوتی جاتی تھی فرخ گر پڑتا تھا یہانتک کہ وہ دیوار بشکل دیوار قہقہہ کے
ہو گئی تمام بدن فرخ کا گر گر کر چھل گیا ناچار ہو کر عمرو بن حمزہ سے آکے بیان کیا عمرو بن حمزہ نے کہا خدا کو یاد کرو غرضکہ چار
مایوس ہو کر رہگیے جب کئی روز گذرے تو کامرانی نے کہا اے عمرو بن حمزہ کل صبح کو ایک شخص کی باری ہی وہ بیچارہ قتل
ہوگا چنانچہ ایک حبشی آتا ہی اُس سے کشتی ہوتی ہی جب وہ زیر کرتا ہی تو گلا کاٹ ڈالتا ہی یہ سنکر عمرو بن حمزہ نے کہا اگر تم
سب مسلمان ہو تو مین اُس حبشی سے لڑون اُنھون نے کہا اے شہریار اگر یہ امر ہو تو ہم سب مسلمان ہوتے ہین انکو راضی
کر کے رات بسر کی جب صبح ہوئی تو شہزادہ کامران آیا اور عمرو بن حمزہ سے کہا چلیے انکو لیکر اُسکے مکان مین آیا کہ جسکی
باری تھی کہا اے شخص نکل مکان سے دن بہت آیا ہی جبکہ آواز دی تو وہ شخص نکلا دیکھا کہ رنگ زرد ہی اور مُردنی منھ پر
چھائی ہی اُسکی صورت دیکھکر عمرو بن حمزہ بہت محزون ہوئے اور اُسکو تسلی دی کہ مین ہرگز تجھے جانے نہ دونگا یہ کہکر
سب کو ہمراہ لیا اور سامنے بارہ دری کے آئے دیکھا کہ ایک کرسی جواہر نگار پر نقابدار یاقوت پوش بیٹھا ہی پیچھے دو
وزیرزادیان سمن و یاسمن مورچھل لیے کھڑی ہین اور سامنے اکھاڑا بنا ہوا ہی اور ایک کشتی مین چیت لنگوٹ بلکہ
تمام ہتھیار جنگ کے رکھے ہین اور ایک حبشی سیاہ فام قوی ہیکل سامنے کھڑا پکار رہا ہی کہ جسکی باری ہو وہ آکر جس فن مین
چاہے مجھسے لڑے یہ نہو کہ بعد اُسکے کہے کہ مجکو اس فن مین زیادہ دخل تھا غرض اسکا کہنا تھا کہ عمرو بن حمزہ سامنے
اُسکے آئے حبشی نے پوچھا کیا تیری باری تھی اور پھر پوچھا تو کس فن مین لڑیگا عمرو بن حمزہ نے کہا جس فن مین تیرا
جی چاہے لڑلے یہ سنکر حبشی حیران ہوا کہ آج تک مجھسے کسی نے ایسی گفتگو نہین کی حبشی نے پوچھا کہ تجکو آج کئی روز ہوئے
عمرو بن حمزہ نے کہا تجکو اس بات سے کیا مطلب ہی کہا یہ آئین نہین بعد چالیس روز کے قیدی کی باری آتی ہی سچ بتا تجکو
کئی روز ہوئے عمرو بن حمزہ نے کہا کہ پانچ روز ہوئے ہین حبشی نے کہا تو جا کے بیٹھ ابھی تجھسے کچھ سروکار نہین ہی وہ شخص آئے
جسکی باری ہو یہ سنکر وہ بیچارا آگے بڑھا جب تو عمرو بن حمزہ نے کہا خبردار تو آگے قدم نہ بڑھانا ورنہ تجکو مار ڈالونگا پھر
اُس حبشی سے کہا کہ او قیدی اگر تجکو لڑنا ہو تو آکر لڑلے لازم ہی شیر کو جو سامنے آئے اُس سے لڑے یہ سنکر اُس حبشی
نے کہا تو بڑا جاہل ہی ارے یہ آئین یہانکا نہین ہی عمرو بن حمزہ نے کہا ہمارا آئین یہی ہی غرض اتنی دیر تکرار ہوئی کہ دن
زیادہ چڑھ گیا جب تو یاقوت پوش نے کہا کہ آج نیا آئین ہوتا ہی اور جو یہ قیدی نیا آیا ہی وہ لڑنے کو کہتا ہی کسی طرح
نہین مانتا ہی ملکہ نے کہا اُسکو ہمارے پاس بھیجدو ہم اُسکو سمجھا دینگے حبشی نے عمرو بن حمزہ سے کہا کہ جا تجکو ملکہ
بلاتی ہی غرض کہ عمرو بن حمزہ بارہ دری تک گئے دیکھا کہ ملکہ لالہ خونخوار جادو بے نقاب بیٹھی ہی عمرو بن حمزہ کی
جو نگاہ چہرہ بیمثال پر پڑی تیر عشق کے گھائل ہوئے اور وہ بھی عمرو بن حمزہ پر عاشق ہوئی ملکہ نے سمن و
یاسمن سے حکم کیا کہ اُس سے کہو تو کیون اپنی جان دیتا ہی بھلا تو اس حبشی سے لڑسکیگا جا جسکی باری ہی اُسکو
بھیجدے سمن و یاسمن نے عمرو بن حمزہ سے کلام ملکہ لالہ خونخوار جادو کا بیان کیا اور بہت کچھ سمجھایا مگر
عمرو بن حمزہ نے انکا بھی کہنا نہ مانا تب تو ملکہ حیران ہوئی اور اس حبشی سے کہا آج یہ آئین موقوف رکھو
کل مین اپنے باپ سے پوچھ آؤنگی حبشی نے عرض کیا آپ مالک ہین آپکو اختیار ہی ہم آپکو بجاے سہیل جادو
کے جانتے ہین غرضکہ یہ باتین کر کے وہ حبشی اور ملکہ تو چلے گئے عمرو بن حمزہ سبکو اپنے ہمراہ لیکر چلے آئے فرخ نے

کہا اے شہریار ایک آئین مین تو فرق آیا دوسرے دن پھر حبشی آیا جب تو عمرو بن حمزہ آکے اُس حبشی سے لڑا اُس حبشی نے فوراً
عمرو بن حمزہ کو زیر کرکے ملکہ سے کہا اب کیا حکم ہوتا ہے باری اسکی نہ تھی اور یہ لڑا اگر اجازت ہو تو اسکو قتل کرون اور لہو اسکا
طشت مین لادون آپ اپنا انگوٹھا اُس طشت کے خون مین ڈبوئیں یہ سنکر ملکہ نے یاسمن سے کہا کہ تو کہدے کہ
کل مین پوچھنا بھول گئی اُسکو یہان بھیجدو جب عمرو بن حمزہ آئے تو پھر ملکہ نے انکو سمجھایا اور کہا دیکھا تمنے کیا کیا تھا
اب کیونکر بچوگے خبردار کل تم نہ آنا جسکی باری ہو اُسی کو بھیجنا عمرو بن حمزہ نے کہا بخدا جب تک میرے دم مین دم ہے
ہرگز نہ مانونگا یہ سنکر ملکہ ناچار ہوکے چلی گئی اور یہان فرخ نے ایک تدبیر کی جسکی باری تھی اُس سے کہا کہ کل تو اُسکے
سامنے جانا اور اُسکا گلا دبانا اور سب کے سب اُس سے لپٹ جانا اسطرح سے اُس سے لڑنا اور مارڈالنا غرض دوسرے
روز جب وہ حبشی آیا سب نے یہی کیا اور اُس حبشی یعنی مریخ جادو کو مارڈالا تمام باغ تیرہ و تار ہوگیا اور وہ درخت
اور مکان سب فی النار ہوگئے لیکن دیوارین زیادہ بلند ہوگئین جب وہ مارا گیا تو یہ خوش ہوئے کہ اب ہم سب
قید سے چھوٹ جائینگے مگر وہان قید زیادہ ہوگئی لیکن اسی کی خوشی ہوئی کہ جانین بچ گئین مگر تین روز تک کھانا نہ آیا یہ
خبر جو صندل جادو کو ہوئی کہ قیدیون نے حبشی مریخ جادو کو مارڈالا اُسنے غضبناک ہوکر اور زیادہ قید کردی کھانا
موقوف کردیا کہ بے قتل کیے مرجائینگے جب تین روز گذرے تو سبھون نے کہا لو یہ اور غضب ہوا عمرو بن حمزہ مارے
بھوکھ کے غش کرگئے اور سبکا حال قریب مرگ کے پہنچا یہ جو ملکہ لالہ خونخوار جادو کو خبر ہوئی کہ تین روز سے
عمرو بن حمزہ نے کھانا نہیں کھایا اُسنے بھی کھانا نہ کھایا یاسمن دیا سمن نے بہت سمجھایا لیکن ملکہ نے نہ مانا اور کہا
جبتک وہ شہریار کھانا نہ کھائیگا مین بھی نہ کھاؤنگی اُسوقت اُن دونون نے ایک تخت سحر تیار کیا اور ملکہ کو لیکر اُس
باغ مین آئین ایک گوشے مین ملکہ کو پوشیدہ کرکے آپ کھانا لیکر عمرو بن حمزہ کے پاس آئین اور کہا یہ کھانا کھاؤ
عمرو بن حمزہ نے کہا جبتک سب نہ کھائینگے بخدا مین بھی نہ کھاؤنگا یہ سنکر سمن نے کہا ہم تھوڑا کھانا لائے ہین تم کھالو
انکے واسطے لادینگے عمرو بن حمزہ نے کسی طرح نہ مانا کھانے کے لیے سمن سے تکرار ہورہی تھی کہ صندل جادو اور
انور جادو اُس حبشی مریخ جادو کی جورو وہان دونون آئین اور صندل جادو نے کہا او سمن دیا سمن تم دونون
کٹنا پن کرکے ملکہ کو لائی ہو تمکو خوف پیدا ہوا یہ کہکر فوراً ایک نارنج سحر پڑھ کر ایک درخت چنار پر مارا اُس درخت مین
آگ لگ گئی اور اُس سے اور درخت جلنے لگے یہان تک کہ تمام باغ آتشبار ہوگیا عمرو بن حمزہ مع چالیسون قیدیون
کے ایک کونے مین کھڑے ہوگئے وہ سب کہنے لگے کہ اے شہریار اب ہم سب جل جائینگے تب تو عمرو بن حمزہ نے کہا اے
بھائیو خدا کو یاد کرو عمرو بن حمزہ سب کو تسلی دے رہے تھے کہ سمن نے دوڑ کر کئی پتیان انار کی توڑین اور سحر
جو کیا تو ایک ابر پیدا ہوا اور بوندیان پڑنے لگین دیکھا سب نے کہ آگ لگی ہوئی تھی اور باغ ایک طرف سے جلتا تھا
بقدرت خدا دوسرے طرف سے بجھنے کا آغاز ہوا پھر صندل جادو نے سحر کرکے انور جادو سے کہا تو جاکر سہیل جادو
کو خبر کردے انور جادو جو چلی تو اُسی آگ مین جلکر خاک ہوگئی جب صندل جادو نے دیکھا کہ اب بوندیان بڑھی
پڑتی ہین دوڑ کر سمن سے کہا کہ کیا تو مجھسے سحر و ساحری مین زیادہ ہے جو دوسحر پیدا کیا اور یہ کہکر سمن پر حملہ کیا سمن
نے ایک چھڑی درخت سے توڑی اور اُسکی چھال نکالکر تیر و کمان بنائی اور عقب سے ایک تیر مارا کہ صندل جادو
کی پشت کو توڑ کر باہر نکل گیا سارا طلسم صندل جو اُسنے بنایا تھا سب درہم و برہم ہوگیا پھر سمن نے کہا اے
عمرو بن حمزہ واہ لالہ خونخوار جادو اب تو چلیے کھانا کھاؤ تمھارے سبب سے یہ نوبت تو پہنچی عمرو بن
حمزہ نے کہا انکو بھی لیجاؤ سمن نے یہ سُنکے کچھ مٹی گوندھی اور چالیسون قیدیون کے سرون پر اور

شانون پر لگائی سب کے پر پرواز پیدا ہوئے سمن نے کہا تم سب تخت کے پایے کو پکڑلو سبھون نے تخت کے
پایہ کو پکڑ لیا اور عمرو بن حمزہ اور ملکہ کو سمن نے تخت پر بٹھایا اور سبکو لیجا کر ملکہ کے گھر مین اُتار دیا غرض اُن چالیسون
نے جب کھانا کھالیا اُسوقت عمرو بن حمزہ اور ملکہ لالہ خونخوار جادو نے کھانا نوش کیا اور پھر اُن چالیسون قیدیون
کو ایک مکان مین پوشیدہ رکھا اور آپ عیش و عشرت مین مشغول ہوئے یہان کا حال سنیے کہ خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری جو ہمت بنا سہیل جادو کے سامنے کھڑا تھا ساتھ ساتھ سہیل جادو کے چلا آیا جب سہیل جادو نے
مکان مین آیا اور رشتہ کو مع چالیسون مقدسون کے صحبت شراب و کباب مین مصروف ہوا اُسوقت خواجہ عمرو
نے اپنی صورت ایک پری کی بنائی اور ایک ہاتھ مین چونک دوسرے ہاتھ مین ایک تھالی پیتل کی اُس مین کئی سیب
رکھکر لائے مگر لباس معشوقانہ بر مین زیور و جواہر از سر تا پا پہنے ہوئے پازیب جواہر نگار پانوُن مین دیوار سے کود کر
چھم چھم کرتا ہوا سامنے سہیل جادو کے آیا اور سہیل جادو کو سلام کیا صورت اس پری پیکر کی دیکھکر چالیسون
مقدس اور سہیل جادو محو ہوگئے پوچھا تم کون ہو کہان سے آئی ہو اُس پری نقلی نے کہا مین پری ہون اور
پرستان سے آئی ہون میرے گھر مین ایک درخت سیب کا تھا وہ خشک ہوگیا تھا مین نے اکثر لات اعلے منات
سطلے کے نام سیلے لیکن وہ ہرا نہوا جب تو مین نے آپ کا نام ہر روز لینا شروع کیا فوراً وہ ہرا ہوگیا اُسوقت مین نے
یہ عہد کیا کہ جب درخت بارور ہوگا پہلا پھل اسکا سہیل جادو کو کھلاؤنگی یہ کہکر وہ تھال سیب کا آگے سہیل جادو
کے رکھدیا اُس تھال مین پانچ سیب تھے سہیل جادو نے اُسے تراش کر آپ بھی کھایا اور اُن سب مقدسون کو
بھی کھلایا سہیل جادو مع سب مقدسون کے بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے فوراً سہیل جادو کے گلے سے
لوح محفوظ اُتار کر سہیل جادو کو نذر زنبیل کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر سبکو ہوش مین لایا لوگون نے کہا کیا وہ
پری چلی گئی آپ کو نگاہ غیظ سے دیکھتی تھی سہیل نقلی نے کہا مین بیچارہ بڈھا تھا اور وہ پری جوان خوبصورت
تھی کیونکر اُسکا دل میری طرف رغبت کرتا آخر کو وہ چلی گئی غرضکہ وہ رات تو بسر کی صبح کو تخت پر سوار ہوکر اُسی گنبد
زرنگار مین آیا اب یہ دن پہلے کی رخصت کا ہے مگر جو سہیل جادو کہیگا اُسیپر ہر ایک عمل کریگا اب وہان تمام خلقت
جمع ہے اور راہ نقابدارون کی دیکھ رہی ہے وہان سمن دیا سمن نے کہا اے ملکہ چلو تمھارا باپ ہمارے حق مین دیکھیے
کیا کرتا ہے منے تو جان اپنی تیر صدقے کی ہے ملکہ لالہ خونخوار سمن دیا سمن کو ساتھ لیکر دوڑتی ہوئی چلی اور اُسی
طرح سے آکر پہلے باپ کو مجرا کیا اور پھر کرسی پر بیٹھی بعد اُسکے چھ نقابدار آئے اور ساتوین نقابدار طلسم پوش کہ
جسکے پاس لوح رکھوائی تھی اُسکی خبر آئی کہ وہ نقابدار مرگیا لوگون نے تمام گھر اُسکا ڈھونڈھا مگر لوح کہین نملی
جب تو عمرو بن امیہ ضمری اُٹھا اور منبر پر بیٹھکر سوچا کہ مین اب کیا بیان کرون غرض کچھ دل مین سوچ کر کتاب
کھولی اور کہا لکھا ہے جو اس سال مین تمام طلسم لوٹ جائینگے جو نقابدار یاقوت پوش کی اطاعت کریگا وہ بچ جائیگا ورنہ سب
قتل ہونگے یہ کہکے منبر سے اُترآیا ملکہ لالہ خونخوار جادو کی جان مین جان آگئی اور گھر مین آکر عمرو بن حمزہ سے ذکر کیا کہ اے
شہریار خدا نے آج فضل کیا کہ جو سہیل جادو نے کچھ نہ کہا بلکہ میری اطاعت کا سب کو حکم دیا اور وہان عمرو
بن امیہ ضمری جو سہیل جادو کی صورت بنا ہوا تھا تخت پر سوار ہوکر چلا دل مین سوچا کہ یہ جو سرخ پردہ بہت بھاری مخمل کا ہے اگر
خواجہ اسمین چلے بھی اُسکا محل ہوگا یہ سوچ کر اُس پردے کے اندر آیا سہیل نقلی کو دیکھتے ہی خواصون نے آکر ملکہ سے کہا اے ملکہ
تمھارے باپ آتے ہین یہ سنکر ملکہ بدحواس ہوگئی اور اُٹھ کھڑی ہوئی سہیل نقلی کو آگے بڑھکر مجرا کیا لیکن عمرو بن حمزہ
بیٹھے رہے سب خواصون نے جو دیکھا کہ عمرو بن حمزہ پوشیدہ نہوئے سامنے بیٹھے رہے سب خواصین قطار باندھکر کھڑی

ہوگئیں عمرو بن حمزہ کو اپنی آڑ میں چھپا لیا جب سہیل نقلی یعنی عمرو آگے آیا جھک کر دیکھنے لگا دیکھا کہ عمرو بن حمزہ
بیٹھا ہی سہیل جادو نقلی نے چین بجبین ہو کر ملکہ لالہ خونخوار جادو سے کہا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ کیوں تو اسکو
اپنے گھر میں لائی ملکہ تھر تھر خوف سے کانپنے لگی پھر عمرو عیار بشکل سہیل جادو عمرو بن حمزہ کے پاس آیا اور کہا
او طلسم کشا اب کہاں تو بچ کے میرے ہاتھ سے جائیگا یہ کہکر فرخ کو ایک طمانچہ مارا فرخ نے غصہ ہو کر کہا کہ او سہیل
اگر میرے باپ نے تجھسے بدلہ نہ لیا تو میرا نام فرخ نہ رکھنا القصہ جب سب کو بہت خواجہ عمرو حیران و پریشان خائف
و ترساں کر چکے اسوقت عمرو نے لوح محفوظ اپنے گلے سے اُتاری اور گلے میں عمرو بن حمزہ کے ڈالدی اور نعرہ
کیا کہ منم شاہ عیاران عیار طرار و خنجر گذار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ملکہ لالہ خونخوار جادو یہ سامان دیکھکر خوش
ہوئی اور عمرو سے کہا ای خواجہ آپ نے میرے باپ کو کیا کیا عمرو ملکہ کو علحدہ لے گیا اور سہیل جادو کو زنبیل سے نکالا
اور سوزن فولاد دہن میں اُسکے دیدی پھر سہیل جادو کو ہوش میں لایا اور کہا کہ ای سہیل مسلمان ہو دین اسلام
قبول کر جمشید ساحری پر لعنت کر سہیل جادو نے سر ہلا کر انکار کیا عمرو نے کہا اگر تو دین اسلام نہ قبول کریگا
اور مسلمان نہوگا تو میں تجھکو مار ڈالونگا عمرو بن حمزہ نے بڑھکر سہیل جادو کو رہا کیا اور سوزن نکال لی اور سر اپنے
آگے سہیل جادو کے جھکا دیا اور کہا ای سہیل جادو اب عمرو بن حمزہ حاضر ہی سر کاٹ لے سہیل جادو یہ جرأت
و ہمت عمرو بن حمزہ کی دیکھکر بہت خوش و مسرور ہوا اور اُٹھکے عمرو بن حمزہ کے گرد پھرنے لگا اور کہا ای طلسم کشا
حقیقت میں تو قتل ہو جاتا مگر میں اب مطیع و فرمانبردار ہوں اب مجکو دین اسلام تلقین کیجیے کہ میں صدق
دل سے مسلمان ہوا اور بت پرستی پر لعنت کی مگر اسوقت عمرو کا کہنا نہ مانتا قتل ہونا گوارا کرتا اور مسلمان
ہرگز نہوتا یہ کہکے سہیل کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور رہا پھر جاکر ہر ایک کو مطیع دین اسلام کیا
پھر عمرو بن حمزہ سے آکے کہا کہ ای شاہزادۂ ذیوقار نقابدار طلسم ہوشربا تو مر گیا مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ مر جائیگا ورنہ
میں لوح طلسمی اُسے نہ دیتا عمرو بن حمزہ نے فرمایا جب تک آپ لوح کے دریافت کرنے میں کما حقہ
کوشش نہ کرینگے لوح طلسمی دستیاب نہوگی سہیل نے یہ سنکے دیر تک فکر کی اور بعد فکر کہا کہ ای شہریار ذیوقار
لوح کے معلوم کرنے کی ایک تدبیر میرے ذہن میں آئی ہی اور وہ یہ تدبیر ہی کہ ایک گنبد جہان نمائے طلسمی
ہی اُس گنبد میں آپ جایے اور اُسکی سیر کیجیے خاصیت اوس گنبد جہان نما کی یہ ہی کہ جس شخص کا کچھ مال و
اسباب گم ہو جاتا ہی اور وہ شخص گنبد میں جاتا ہی اور نیت کرتا ہی کہ میرا مال و اسباب کہاں ہی مجکو معلوم ہو جاے فوراً
اُس گنبد میں معلوم ہو جاتا ہی اور جس آدمی کو یہ دریافت کرنا منظور ہوتا ہی کہ میرے اہل و عیال یا عزیز و اقارب زندہ ہیں
یا مر گئے اور وہ شخص گنبد مذکور میں اسی حال کے دریافت کرنے کے واسطے جاتا ہی فی الفور اُسے اُنکے حال سے آگاہی ہو جاتی
ہی اگر اُسکے عزیز و اقارب زندہ ہوتے ہیں تو اُس گنبد میں زندہ نظر آتے ہیں اور اگر مر گئے ہوتے ہیں تو مردہ نظر آتے ہیں
اسی طرح سے ہر ایک حال اُس گنبد جہان نما میں جانے سے معلوم ہو جاتا ہی بس آپ کو بھی لازم ہی کہ آپ اُس گنبد میں جاکر
سیر کیجیے اور نیت کیجیے کہ مجھے معلوم ہو جاے جس جگہ لوح طلسمی رکھی ہوئی ہو یا جس شخص کے پاس ہو جب آپ
کو لوح طلسم نارنج کا احوال معلوم ہو جائیگا اُسوقت جہاں لوح ہوگی وہاں جائیے گا اور میں بھی حتی الامکان
لوح کے حاصل کرنے کی کوشش کرونگا عمرو بن حمزہ نے یہ گفتگو سہیل نبیرۂ جمشید کی سنکے کہا کہ خواجہ عمرو
اور فرخ کو میں آپ کے پاس چھوڑے جاتا ہوں اُنکو بہ آرام تمام رکھیے گا سہیل جادو نے منظور کیا
اور ایک تعویذ لکھکر عمرو بن حمزہ کے بازو پر باندھ دیا اور دو گھڑی تک کچھ کان میں شاہزادے کے باتیں کہیں

عمرو اور فرخ وغیرہ کے کسی نے بھی وہ باتین نہ سنین بعد باتین کرنے کے شاہزادے کو رخصت کیا عمرو بن حمزہ فرخ
اور خواجہ عمرو اور سہیل سے ملکر جو جب کہنے سہیل کے مرکب پر سوار ہو کے شہر الوریہ کی طرف چلے اور بعد قطع منازل
ایک شہر مین پہونچے دیکھا کہ ایک برات بجلوس شاہانہ جاتی ہی عمرو بن حمزہ کھڑے ہو کر دیکھنے لگے بعد گذر جانے جلوس
کے دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل القدر فیل پر سوار ہی اور ایک مرکب کے سر پر سہرا پھولون کا نہایت تحفہ بندھا ہی لیکن گھوڑے پر
دولھا نہین ہی اور صدہا اقسام کے باجے مردمان ہمراہی بجاتے ہین اور ہزارہا خوان آدمیون کے سرون پر رکھے ہین اور اسباب
جہیز بھی بحد و بیشمار ہی اور صدہا فیلون پر امرا اور شاہزادے وغیرہ سوار ہین اور فینسون اور سکھپالون مین عورتین بیٹھی ہین
کہار وردیان نئی بانات سرخ کی پہنے ہوئے پگڑیان سرون پر رکھے ہوئے فینسین اٹھائے ہین جب عمرو بن
حمزہ نے برات کو دیکھا ارادہ کیا تھا کہ کسی شخص سے پوچھین کہ یہ برات کسکی ہی اور کہان جاتی ہی لیکن برات ایک
جانب چلی گئی اور عمرو بن حمزہ نے کسی سے دریافت نہ کیا آخر وہ برات ایک باغ مین اتری جب دو گھڑی دن
باقی رہا عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ سب براتی روتے اور پیٹتے چاک گریبان کیے ہوئے اور سرون پر خاک ڈالے
ہوئے اس باغ سے نکلے وہ بادشاہ بھی مثل اورون کے نالہ و فریاد کرتا ہوا اسی باغ سے نکلا اور خوان اور جہیز
اسی باغ مین چھوڑ کر نالہ و فریاد کرتا ہوا مع اپنے ہمراہیون کے جسطرف سے آیا تھا اسی جانب چلا شاہزادہ
یہ حال دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور خیال کرنے لگا کہ شادی مین غم و الم ان سب کو کیون ہوا اور یہ برات کیسی تھی کہ
دولھا برات کے ساتھ نہ تھا یہ خیال کر کے عمرو بن حمزہ نے انھین لوگون مین سے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ بادشاہ
کون ہی اور یہ برات کیسی ہی کہ دولھا نہین ہی اور تم سب کیون روتے ہو اس شخص نے کہا اے شخص معلوم ہوتا ہی
کہ تو اس ملک کا رہنے والا نہین ہی اسی وجہ سے اس برات کے حال سے واقف نہین ہی خیر اگر آگاہ نہین ہی تو اب واقف ہو
کہ اس بادشاہ کا نام منور شاہ ہی اور اسکے بیٹے کا نام انور شاہ تھا اسکی شادی ملکہ نارنج جادو کی دختر یعنی
ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کے ساتھ ٹھہری تھی اور برات کے دن تمام شاہ و شہریار جمع ہوئے تھے ازانجملہ نبیرہ جمشید
سہیل جادو مع اپنی دختران خوبرو کے آیا تھا ایک دختر کا تو اسکی اسم خونخوار جادو اور دوسری
دختر کا نام ملکہ لالہ خونخوار جادو تھا اور وہ دونون ایسی حسین اور خوبصورت تھین کہ اگر انکو کوئی پری بھی
دیکھتی تو ہر ایک کی صورت دیکھکر یہ کہتی

غزل

لعل تو فریب اہل ادراک — قد تو بلائے طبع موزون
سرو از قد تو فتادہ بر خاک — گل از رخ تو نشستہ در خون
آوارۂ عشق تست خورشید — سرگشتۂ مہر تست گردون
زلف تو شب دراز یلدا — رخسار تو مہر روز افزون
جانم بلب آمد و نیامد — از یاد لب تو موج بیرون

ای حسن تو برتر از چہ و چون — عالم ہمہ محو تو چو مجنون
شمشاد قد ای فتنہ انگیز — بر فتنۂ قامت تو مفتون
بر حسن تو والہ ہیچو فرہاد — دیوانۂ تو ہزار مجنون
شد غرق بخون چو دید لالہ — آن چشم سیاہ و لعل گلگون
از زلف تو کار ما پریشان — در خال تو حال ما دگرگون
بر بوی وصالت ای جفا جوی — عمرے بہوس بود بدم اکنون

غرض انور شاہ دیکھکر لالہ خونخوار پر عاشق ہوا اور ایک مکان مین لیگیا اور وہان بیٹھ کر باہم باتین اختلاط کی ہونے لگین جب
یہ خبر سہیل جادو کو ہوئی اسنے اپنی ایک کنیز سے کہا کہ ان دونون کو سحر مین گرفتار کر کے جلد قید کر اور اس حکم پہ
کرنے کی ان دونون کو سزا دے کنیز نے اس باغ کو سحر بند کیا اور انور شاہ اور دختر سہیل جادو کو
قید کیا جب یہ خبر ملکہ نارنج جادو کو پہونچی کہ انور شاہ دختر سہیل جادو پر عاشق ہوا اور سہیل جادو
نے دونون کو قید کیا اسوقت سب شاہان جلیل القدر چلے گئے وہ شادی نہ ہوئی مادر انور شاہ یعنی

ریحانہ بانو نے جو یہ حال تمام وکمال شنادہ شیقی ہوئی اور روتی ہوئی مع اپنی کنیزون کے اس باغ مین آئی اور تبک اسی باغ مین ہی چونکہ ہر سال منور شاہ اپنے بیٹے کی برات لیکر آیا کرتا ہی آج بھی موافق قاعدہ برات لیکر آیا ہی اور آج بوجہ خوف کے قبل از شام یہان سے جاتا ہی یہ کہکر وہ شخص چلا گیا عمرو بن حمزہ گفتگو اُس شخص کی سنکے حیران ہوئے اور انتظار شام کا کرنے لگے جب شام ہوئی دیکھا کہ اُس باغ مین ہر ایک گل مانند چراغ کے روشن ہوگیا اور ہر ایک درخت چنار کے مانند ہوگیا اور گل وغیرہ بصورت شمع وچراغ روشن ہوگئے تمام باغ کثرت روشنی سے خودبخود پر نور ہوگیا عمرو بن حمزہ باغ کی سیر کر رہے تھے یکایک اُسی باغ کی بارہ دری سے کچھ عورتین ظاہر ہوئین اُنھون نے باغ کے چبوترے پر آکے فرش کیا اور دو مسندین پر زر بچھائین پھر ایک عورت بارہ دری مین گئی وہان ایک صندوق رکھا تھا اور اُس صندوق پر خودبخود مور چھل ہل رہا تھا اُس عورت نے اُس صندوق کے پاس جاکر بہ آواز دردناک پکارا کہ ای ناشاد ونامراد بیٹا اٹھو برات کی رات آئی ہی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ بمجرد کہنے اُس عورت کے تختہ صندوق کا خودبخود اٹھا اور ایک نوجوان دولہا بنا ہوا کنگنا کلائی مین باندھے ہوئے صندوق سے نکلا اُس عورت نے بلائین لیکر کہا ای فرزند چل کے مسند پر بیٹھو وہ نوجوان چبوترے پر آکے مسند پر بیٹھا پھر وہی عورت ایک چنار کے درخت کے قریب گئی اور کہنے لگی ای میری نازنین تمھارا عاشق آیا ہی تمھارا انتظار کر رہا ہی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ فی الفور اُس درخت چنار کے تنہ مین ایک کھڑکی ظاہر ہوئی اور ایک نازنین گویا دلھن بنی ہوئی اُس کھڑکی سے بصد شرم وحیا وہزار ناز وادا نکلی وہ مہ جبین ایسی تھی کہ ماہ ومہر بھی روبرو اُسکے شرمندہ تھے اور حسن اُسکا عابد کش اور زاہد فریب تھا شاہزادہ عمرو بن حمزہ اُس نازنین کے حسن کو دیکھکر حیران ہوئے وہ نازنین بصد ناز وادا راہ طی کرکے چبوترے پر آئی اور دوسری مسند پر سامنے انور شاہ کے بیٹھی عورتون نے روبرو انور شاہ اور اُسی نازنین کے دسترخوان بچھایا اور جو خوان طعام کہ منور شاہ باغ مین چھوڑ گیا تھا اُنھین خوان سے انواع واقسام کے طعام لذیذ نکالکر دسترخوان پر رکھے پھر ایک عورت نے کہا کہ طعام تناول کرو انور شاہ نے ہمراہ نازنین کے کھانا کھایا بعد کھانا کھانے کے روبروے نازنین اور انور شاہ ایک خوبرو وخوش گلو ناچنے لگی اور یہ غزل گانے لگی غزل

داغ داغ ای گل تری فرقت مین ہم گلشن ہین
آپ ہین ہین ای جنون جبتک کہ پیراہن مین ہین
انکو ہی میری تمنا اُنکی وصلت ہین غیر
سو طرح کی آفتین باقی ابھی مدفن مین ہین
عصمت دیوانگی دست جنون سے پوچھیے
اب بھی استاد ای تسلیم اپنے فن مین ہین

پھول کیسے پارۂ اخگر لیے دامن مین ہین
حیف ہی رسم مصیبت سے کوئی خالی نہین
آرزوے دوست ہین لیکن دل دشمن مین ہین
ٹھہر جا ای بیقراری کیون ہلاتی ہی جگر
جابجا لاکھون صورت یوسف مرے دامن مین ہین

نکہت گل مین ہمین بے پردگی سے رکھ معاف
دست وپا ہین حرف نامحرم جان ودل شیون مین ہین
شورش محشر سوال گور تکلیف فشار
چند طفل اشک خوابیدہ مرے دامن مین ہین
ایک فقرے مین کیا بدظن عدو نے یار کو

جسوقت اُس مطربہ نے یہ غزل گائی کوئی شاد وخرم نہ ہوا اور اُس نازنین مسند نشین نے انور شاہ سے مطلق کلام نہ کیا اور انور شاہ نے بھی نازنین سے کچھ گفتگو نہ کی فقط دونون طالب ومطلوب ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے رہے اور دیکھا کیے یہانتک کہ رات قلیل باقی رہگئی اسوقت عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ وہ عورتین جو بارہ دری سے ظاہر ہوئی تھین وہ سب باہم رونے لگین کیونکہ اب دولہا اور نازنین کی جدائی کا ہنگام قریب آگیا ہی اسوقت عمرو بن حمزہ نے وہ تعویذ سہیل جادو کا اپنے بازو سے کھولا اور اس تعویذ کو درخت چنار پر مارا فوراً وہ درخت چنار جلنے لگا اور شعلے اُس درخت سے اسقدر نکلے کہ ہر طرف پھیلے تمام

باغ جلگیا اور بارہ دری بھی تھوڑی دیر مین جلگئی صرف سہ درہ بارہ دری کا رہگیا اتنی دیر مین صبح ہو گئی اور روشنی
ہوئی کہ ریحانہ جادو نے جو روشنی دیکھی متحیر ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ جب سے مین اس باغ مین آئی تھی روشنی نہین
دیکھی تھی اور روے آفتاب نظر نہ آیا تھا یہ خیال کرکے ریحانہ بانو بہ آواز بلند کہنے لگی کہ بعد مدت دراز ہم
قیدیون کو روشنی نظر آئی ہی اور ہمنے روے آفتاب دیکھا ہی اور شکل سحر نظر آئی ہی ریحانہ بانو یہ کہ رہی تھی کہ عمرو بن
حمزہ یونانی اُسے نظر آئے اُسوقت ریحانہ بانو دوڑکر قدم شاہزادہ عمرو بن حمزہ پر گری اور پوچھنے لگی کہ آپ کا
اسم شریف کیا ہی شاہزادے نے فرمایا نام ہمارا عمرو بن حمزہ ہی ہم فرزند حمزۂ صاحبقران کے ہین ریحانہ بانو
یہ سنکے خوش ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ آپ ہی کی وجہ سے میری اور میرے فرزند کی یہان سے رہائی ہوئی جب
ریحانہ بانو گفتگو اپنی ختم کرچکی انور شاہ بھی مسند سے اُٹھکے عمرو بن حمزہ کے قدم پر گرا اور نازنین مسند نشین
کا کچھ حال شاہزادے کو نہ معلوم ہوا کہ وہ کہان گئی غرض عمرو بن حمزہ نے ریحانہ بانو اور انور شاہ وغیرہ سے
فرمایا تمکو لازم ہی کہ دین اسلام اختیار کرو اور سامری پرستی سے اجتناب کرو کیونکہ سواے خداوند عالم کے کسی کو سجدہ کرنا
جائز نہین ہی جسوقت یہ تقریر شاہزادے کی ریحانہ بانو اور انور شاہ نے سُنی دونون صدق دل سے مطیع دین اسلام
ہوے پھر عمرو بن حمزہ دونون کو اپنے ہمراہ لیکر باغ سے چلے اور بعد طے کرنے راہ کے داخل شہر ہوے جسوقت
یہ خبر منور شاہ کو پہونچی کہ انور شاہ اور ریحانہ بانو کو عمرو بن حمزہ اپنے ہمراہ لاے ہین اور شہر مین آئے ہین
اُسیوقت منور شاہ تخت پر سوار ہوا اور مع اراکین سلطنت و اعیان مملکت بہ لشکر کثیر براے استقبال شہزادہ
عمرو بن حمزہ روانہ ہوا اور خدمت شاہزادہ عمرو بن حمزہ مین حاضر ہو کر شرائط قدمبوسی بجا لایا اور
اپنے فرزند و زوجہ کو دیکھکر نہایت خوش ہوا پھر بصد تکریم و تعظیم دار الامارۂ شاہی مین لایا اور بموجب ارشاد عمرو بن
حمزہ یونانی مطیع اسلام ہوا اور دو روز تک بخوبی جشن کیا اور دعوت و ضیافت شاہزادہ عمرو بن حمزہ
کی کی تیسرے روز عمرو بن حمزہ نے منور شاہ سے پوچھا کہ گنبد جہان نماے طلسمی کہان ہی منور شاہ نے
عرض کیا کہ گنبد جہان نما یہان سے دو روز کی راہ کے فاصلے پر واقع ہی ہرچند میری عملداری وہان نہین ہی لیکن
اکثر مین وہان جاتا ہون آپ میرے ہمراہ تشریف لیچلیے اور سیر گنبد جہان نما کی کیجیے اُس گنبد کی یہ خاصیت
ہی کہ جب کوئی شخص کسی مطلب کے دریافت کرنے کے واسطے وہان جاتا ہی دروازہ گنبد کا خود بخود کھل جاتا ہی
جسوقت آپ وہان جائیے گا آپ کے واسطے بھی دروازہ اُس گنبد کا کھل جائیگا آپ گنبد مین تشریف لے جائیے گا
لیکن کفار کو قتل نہ کیجیے گا فقط اپنے مطلب کی دلمین نیت کیجیے گا جو مدعاے دلی آپکا ہوگا اُس گنبد مین نظر آئیگا
عمرو بن حمزہ نے جواب دیا کہ مین بوجہ کفار کو قتل نہ کرونگا اور گنبد مین جاکر فساد برپا نہ کرونگا فقط اپنا
مطلب دریافت کرکے گنبد سے باہر نکل آؤنگا منور شاہ نے پوچھا آپکا مطلب کیا ہی شاہزادے نے فرمایا
مجھے لوح طلسم نارنج کا حال دریافت کرنا منظور ہی کہ لوح طلسمی کس جگہ ہی تم مجھے وہان لے چلو اور سامان چلنے کا
کرو منور شاہ نے بموجب حکم سامان چلنے کا کیا

داستان حیرت نشان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا گنبد جہان نماے طلسمی مین واسطے دریافت کرنے احوال لوح کے اور پھر ملنا لوح کا

بیت: چمن پیرا بہار داستان کا ✤ دکھاتا یون ہی رنگ اپنے بیان کا ✤ کہ جب منور شاہ بموجب حکم شاہزادۂ ذی جاہ
سامان سفر درست کر چکا اُسوقت ہمراہ شاہزادہ ریحانہ مع سپاہ و خدم و حشم چلا جب شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی

قطع راہ کے گنبد جہان نمائے طلسمی کے قریب پہونچے دیکھا کہ وہ گنبد نہایت بلند و خوشنما ہی اور دروازہ گنبد کا
بند ہی صدہا بلکہ ہزارہا مردمان حاجتمند کا مجمع ہی سیکڑون مہنت درگنبد پر بیٹھے ہین اکثر پرستش کر رہے ہین
اکثر سامری و جمشید کی پوجا کر رہے ہین بعض خداوند دم خبیثہ کو پکار رہے ہین شاہزادے نے گنبد کے گرد مجمع
دیکھکر علیحدہ گنبد سے قریب شام قیام کیا بارگاہ و خیام ایستادہ ہوے شاہزادہ بارگاہ مین داخل ہوا منور شاہ
بھی مقیم ہوا بعد گذرنے شب کے وقت پگاہ شاہزادۂ عالیجاہ سمند صبارفتار پر سوار ہوا اور منور شاہ کو ہمراہ لیکر جب
عنقریب درگنبد جہان نما پہونچا فورًا دروازہ گنبد کا خودبخود کھل گیا اور ایسی بوے خوش گنبد سے آئی کہ ہر ایک شخص
کا دماغ خوشبو سے معطر ہو گیا جسقدر مہنت درگنبد پر بیٹھے تھے فی الفور بھجن گانے لگے اور بہ آواز بلند پکارنے لگے
کہ فی الحال کون شخص براے سیر گنبد جہان نما آیا ہی اور کون آدمی بہرہ یافت مدعاے دل اسوقت آیا ہی جلد
گنبد مین جائے اور سیر گنبد سے آرزوے دل بھی بر لائے عمرو بن حمزہ یہ تقریر مہنتون کی سنکے داخل گنبد ہوے
اول ملکہ گلشن جادو کا خیال کیا اور کہا اے گنبد جہان نمائے طلسمی مین چاہتا ہون کہ اپنی معشوقہ گلشن جادو
کو دیکھون اور اُسکے احوال سے آگاہ ہون مین نے تو سُنا ہی کہ فوزیانہ جادو نے اُسے آگ مین جلا دیا ہی شاہزادۂ ذیجاہ
یہ کہکے خاموش ہوا تھا کہ ایک پارۂ جواہر سقف گنبد سے چٹاخ تڑاخے کی صدا آئی اُسوقت شاہزادے کو غنودگی سی
آگئی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا گلشن جادو سامنے ایک مکان مین موجود ہی شاہزادہ گلشن جادو کو دیکھکے بیتاب ہوا
اور حال مزاج پوچھنے لگا گلشن جادو نے کہا اے شاہزادۂ ذیجاہ افسوس ہزار افسوس ہمارا تو عشق و الفت مین یہ
حال ہوا کہ فوزیانہ جادو ہمکو انبار ہیزم پر بٹھا دے اور لکڑیون مین آگ لگا دے اور اپنی دانست مین ہمین جلا دے
اور آپ کو کچھ ہمارا خیال نہ ہوا ور مہ جبین نارنجی پوش اور لالہ خونخوار سے عیش و عشرت کیجیے ہین کبھی بھولے
سے بھی یاد نہ کیجیے یہ امید ہمکو آپ سے نہ تھی شاہزادے نے جواب دیا اے ملکہ اُن دونون سے زیادہ مجکو تجسے الفت ہی
تمھاری جدائی ناگوار طبع ہی شب و روز تمھارا ہی خیال رہتا ہی عمرو بن حمزہ یہ باتین جبکر چکے گلشن جادو
نظر سے غائب ہو گئی اور وہ مکان بھی نظر سے پوشیدہ ہو گیا پھر عمرو بن حمزہ کو خیال آیا کہ ہم تو براے دریافت حال
لوح طلسمی یہان آئے تھے ابتک حال لوح دریافت نہین کیا یہ خیال کر کے کہا اے گنبد جہان نمائے طلسمی اب
مین چاہتا ہون کہ جہان لوح طلسم ناریخ رکھی ہو مجھے نظر آجاے شاہزادہ یہ کہکے خاموش ہوا یکایک دیوار گنبد
سے ایک ٹکڑا جواہر کا جدا ہوا اور آواز سنّاٹے کی بلند ہوئی شاہزادے پر غشی طاری ہوئی بعد ایک لمحہ کے غشی برطرف
ہوئی دیکھا کہ سامنے ایک باغ پر بہار ہی اور درمیان مین باغ کے ایک گنبد بنا ہوا ہی صدہا مہنت گرد گنبد بیٹھے ہوے
ہین اور بھجن گا رہے ہین اور ایک جانب اُس گنبد کے ایک مسافرخانہ ہی صدہا فقرا و غربا کو طعام تقسیم ہو رہا ہی اور
ایک جانب اُسی باغ مین ایک درخت چنار کا ہی اُس درخت کے تھالے مین کنارہ لوح کا مثل کوکب چمک رہا ہی
عمرو بن حمزہ نے بخوبی تمام اُس باغ اور گنبد کا نقشہ دیکھ لیا اور صفحۂ دل پر کھینچ لیا پھر کماحقہ سیر گنبد جہان نما کی
کرکے گنبد سے باہر نکلے اور تمام حال منور شاہ سے بیان کیا اور پوچھا کہ جیسا باغ اور گنبد مین نے دیکھا ہی اور تمھارے
روبرو نقشہ اُسکا بیان کیا ہی کس جگہ ہی منور شاہ نے عرض کیا مجکو تو معلوم نہین لیکن اب آپ میرے ہمراہ میرے
شہر مین تشریف لے چلیے مین وہان جا کر ہر ایک سے دریافت کرونگا یہ عرض کرکے اسیوقت مع سپاہ ہمراہ عمرو بن
حمزہ روانہ ہوا اور بعد قطع راہ عمرو بن حمزہ کو اپنے شہر مین لایا اور دارالامارۂ شاہی مین داخل ہو کر حکم کیا کہ خاص
و عام حاضر ہون بمجرد حکم منور شاہ تمام اعلے اور ادنی شہر کے جمع ہوے منور شاہ نے عمرو بن حمزہ سے عرض کیا

کہ اب اُس باغ اور گنبد کی صورت اور قطع بیان فرمایے عمرو بن حمزہ نے باغ و گنبد کی قطع بیان کی ایک مصور نے
حکم منور شاہ سے حسب بیان عمرو بن حمزہ کے نقشہ باغ اور گنبد کا ایک صفحۂ قرطاس پر کھینچا جب وہ مصور نقشہ کھینچ چکا
اُسوقت منور شاہ نے وہ نقشہ جملہ صغیر و کبیر کو دکھایا اور سب سے پوچھا کہ اس قطع کا باغ و گنبد کس جگہ ہے ہر ایک نے
نقشہ دیکھکر عرض کیا کہ ہمنے اس قطع کا باغ اور گنبد خواب مین بھی نہین دیکھا ہے ہم آپ سے نشان باغ و گنبد کا کیا بیان کرین غرض
اسیطرح تین روز تک منور شاہ نے ہر ایک کو وہ نقشہ دکھایا اور سب نے یہی عرض کیا کہ اس گنبد اور باغ سے آگاہ نہین ہین
بعد تین روز کے صدہا آدمی منور شاہ نے چہار جانب روانہ کیئے وہ بھی بعد کئی روز کے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے
کہ ہم بموجب حکم دور دور گئے لیکن مثل نقشہ کے کوئی باغ اور گنبد ہمکو نظر نہین آیا منور شاہ اور عمرو بن حمزہ گفتگوے مردمان
مذکور سنکے مجبور ہوے اور سبکو رخصت کر دیا ایک روز عمرو بن حمزہ بستر خواب پر لیٹے ہوئے تھے کہ دفعتہً جو
سہیل جادو نے ہنگام رخصت کہا تھا یاد آیا عمرو بن حمزہ خوش ہوکر بستر سے اُٹھے اور خیال کرنے لگے کہ جو کچھ
سہیل جادو نے آہستہ آہستہ مجھسے کہا تھا وہ سب تو مجھے یاد رہا اور موافق اُسکے کہنے کے تعویذ بازو سے کھولکر
مین نے درخت چنار پر مارا اور سحر برطرف کرکے انور شاہ اور خونخوار جادو کو قید سحر سے رہا کیا لیکن یہی
بات بھول گیا تھا الحمد للہ کہ اسوقت یاد آئی یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ نے منور شاہ کو اپنے پاس بلوایا اور کہا کہ اب
مین اُسی باغ مین جاتا ہون جس باغ مین تمہارا فرزند قید سحر مین مبتلا تھا اور سبب جانے کا بھی بیان کیا منور شاہ نے
عرض کیا مین بھی ہمراہ رکاب چلتا ہون عمرو بن حمزہ نے فرمایا تمہارے ہمراہ چلنے کی کچھ ضرورت نہین ہے یہ کہکے شاہزادہ
ذیجاہ مرکب پر سوار ہوا اور جانب باغ روانہ ہوا بعد طی کرنے راہ کے جب عمرو بن حمزہ داخل باغ ہوئے وہی تعویذ
جو سہیل جادو نے لکھکر بازو پر باندھ دیا تھا شاہزادے نے اپنے بازو سے کھولا اور جو اسم کہ اُس تعویذ مین لکھا
تھا اُسی اسم کو ایک سنگریزے پر دم کرکے بارہ دری کے سہ درے پر مارا فوراً ایک ستون سہ درہ درمیان
سے شق ہو گیا اور ایک آواز مہیب آئی شاہزادے نے دیکھا کہ ایک زن سیہ فام ستون سہ درہ سے باہر
نکلی اور کہنے لگی کہ او طلسم کشا افسوس پھر تو یہان آیا اور اب جو مجھکو تونے بلایا کہ کیا تیرا کام ہے کیون مجھکو طلب کیا ہے
عمرو بن حمزہ نے فرمایا مین نے اسواسطے تجھے بلایا ہے کہ مجھکو سرزمین مینا کار پر پہونچا دے اُس ساحرہ نے کہا
اے طلسم کشا حکم سہیل جادو سے مین مجبور ہون کیونکہ اُسکی تابعدار اور فرمانبردار ہون ورنہ تجکو ابھی اپنے
سحر مین گرفتار کرکے قید کرتی یہ کہکے اُس ساحرہ نے اسم سحر پڑھکے دستک دی بمجرد دستک دینے کے چند
عورتین ایک تخت لیکر سامنے حاضر ہوئین ساحرہ مذکورہ تخت پر بیٹھی اور عمرو بن حمزہ سے کہنے لگی کہ تم بھی اس
تخت پر بیٹھ جاؤ عمرو بن حمزہ بھی تعویذ کو اپنے بازو سے جدا کرکے اُس تخت پر بیٹھے تخت بزور سحر ساحرہ بلند
ہوکر ایک جانب چلا ساحرہ نے شاہزادے سے کہا کہ جس جگہ زمین اور گیاہ مینا رنگ دیکھنا مجھسے کہدینا
اور وہین تخت سے اُتر جانا عمرو بن حمزہ نے جواب دیا کہ جہان مین زمین مینا رنگ دیکھونگا تجھسے کہدونگا
وہ ساحرہ تقریر شاہزادہ سنکے خاموش رہی الغرض جب عمرو بن حمزہ اُسی سرزمین پر پہونچے دیکھا کہ تمام
گیاہ زمین پر مینا رنگ ہے اور بوجہ گیاہ کے زمین بھی مینا رنگ نظر آتی ہے اُس ساحرہ نے اُسی جگہ عمرو بن
حمزہ کو تخت سے اُتار دیا اور ایکطرف چلی گئی عمرو بن حمزہ تخت سے اُترکے آگے چلے دور سے دیکھا کہ وہی باغ
اور گنبد ہے جو باغ اور گنبد جہان نمائے طلسمی مین دیکھا تھا عمرو بن حمزہ اس باغ کو دیکھکر خوش ہوئے اور بعد
قطع راہ اُس باغ مین گئے دیکھا کہ باغ مین ہزار ہا صنمت بیٹھے ہوئے پوجا کر رہے ہین گھنٹ اور ناقوس

بجارہے ہین سامری وجمشید کو دمبدم پکار رہے ہین ایکطرف مسافرخانہ ہی صدہا غربا وہان جمع ہین اکثر مردم طعام انکو دے رہے ہین عمرو بن حمزہ بعد عجلت چنار کے درخت کیطرف چلے چونکہ صنعت پوجا کرنے مین مشغول تھے اسوجہ سے کسی صنعت نے عمرو بن حمزہ کو نہ دیکھا شاہزادے نے چنار کے درخت کے پاس جاکر دیکھا لوح تھالے مین نظر نہ آئی عمرو بن حمزہ نے لوح کو نہ دیکھا نہایت حیران ہوے پھر کچھ سوچ کر خنجر کمر سے کھینچا اور اُس درخت کے تھالے کو خنجر سے کھودا ایک صندوقچہ نکلا جب شاہزادے نے صندوقچے کو کھولا دیکھا کہ لوح اُس صندوقچے مین رکھی ہی اور مثل ستارہ سحر چمک رہی ہی شاہزادے نے نہایت خوش ہو کر وہ لوح اپنے گلے مین ڈالی ناظرین پر واضح ہو کہ وہ باغ نقابدار نیلم پوش کا تھا اور جب نقابدار مذکور لوح لیکر اپنے مکان کیطرف آیا تھا تو اُسنے لوح کو صندوقچہ مین بند کرکے تھالے مین درخت چنار کے دفن کر دیا تھا اور کسی سے احوال لوح کے دفن کرنے کا بیان نہین کیا تھا اور بعد دفن کرنے لوح کے بیمار ہو کر دو تین روز کی مدت مین مر گیا تھا اور چونکہ وہ باغ اور گنبد نو تعمیر تھا اسوجہ سے منور شاہ اور دیگر خاص و عام اُس باغ کو گنبد سے آگاہی نہ تھی القصہ جب عمرو بن حمزہ لوح طلسمی اپنے گلے مین ڈال چکے فی الفور باغ سے نکل کے ایک جانب روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا کہ اے طلسم کشا اگر خدا اپنا فضل کرے اور لوح طلسم دوبارہ دستیاب ہو تو لازم ہی کہ جانب شمال یہان سے روانہ ہونا اور شب کو چلنا دن کو قیام کرنا شاہزادہ ذیجاہ نے حکم لوح سے آگاہ ہو کر ایک درخت کے نیچے قیام کیا جب وہ وقت آیا کہ خورشید چار بستر لین طے کرکے جانب مغرب گیا اور نظر چشم خلائق سے پنہان ہوا اور ماہ شب افروز فلک پر عیان ہوا بیت نہان جسدم ہوا مہر درخشان ہوا ظاہر فلک پر ماہ تابان جب شام ہوئی شاہزادہ ذیجاہ جانب شمال روانہ ہوا اور بادیہ پیمائی کرتا ہوا چلا جب صبح ہوئی پھر ایک شجر کے نیچے مقیم ہوا اسیطرح کئی راتین برابر صحرا نوردی کی ایک روز ہنگام سحر ایک ایسے عرصہ نمونہ میدان محشر مین پہونچے کہ پیک وہم و گمان کبھی وسعت و درازی میدان کی خبر نہ لاسکتا تھا اور طائر وہم و خیال اُس میدان وسیع کو طے کرکے جا نہ سکتا تھا اُس میدان بے پایان مین درخت کا نام و نشان بھی نہ تھا اور برائے قیام کوئی مکان بھی نہ تھا عمرو بن حمزہ اس صحرائے ہولناک کو دیکھکر متردد ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ جب آفتاب نکلیگا تو حرارت آفتاب سے اُس میدان بے اشجار مین مجھے نہایت تکلیف ہوگی شام تک اس دشت وحشت انگیز مین کیونکر قیام کر سکونگا عمرو بن حمزہ یہ خیال کر رہے تھے کہ سامنے ایک باغ پر بہار نظر آیا شاہزادے نے باغ کو دیکھکر خیال کیا کہ اب اس باغ مین چلکر توقف کرنا چاہیے یہ خیال کرکے شاہزادۂ ذی وقار اس باغ پر بہار کی طرف چلا ہر چند شاہزادہ جلد بر سمت باغ جاتا تھا لیکن باغ تک نہ پہونچتا تھا اور جسقدر شاہزادہ جلد جاتا تھا اُسیقدر وہ باغ دور نظر آتا تھا یہانتک کہ عمرو بن حمزہ نے پہر بھر تک رہروی کی لیکن اُس باغ تک نہ پہونچے آخر حیران ہو کر کھڑے ہوے اور خیال کرنے لگے کہ یہ باغ پہلے تو سامنے نظر آتا تھا اور اب دور نظر آتا ہی باوجود اسکے کہ مین نے پہر بھر تک رہروی کی ہی یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ پھر اُس باغ کی طرف چلے اور حکم لوح بالکل بھول گئے یہ یاد نہ رہا کہ حکم لوح یہ تھا کہ شب کو راہ چلنا اور دن کو ہرگز ہرگز صحرا نوردی نہ کرنا علاوہ حکم لوح فراموش کرنے کے پھر عمرو بن حمزہ نے لوح کو بھی نہ دیکھا اور سمت باغ روانہ ہوے غرضکہ وقت دوپہر عمرو بن حمزہ اُس باغ کے دروازے پر پہونچے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل دیدۂ عاشق کے وا ہی شاہزادے نے خیال ملکہ مہ جبین نازنین گلپوش اور لالہ خونخوار مین یہ قصد کیا کہ اُس باغ مین جاکر تا شام توقف اور قیام کرون اور بعوض رخسار ملکہ مہ جبین اور لالہ خونخوار کے روے گل دیکھون اور بعوض چشمان معشوقان کے نرگس پر نظر کرون اور سنبل پر پیچ کو دیکھکر اپنے معشوقون کی زلف پر شکن کا سراسر خیال کرون اور سرو کو دیکھکر قد و قامت مہ جبین و لالہ خونخوار کا تصور کرون اشجار

کہ شاید کچھ تسلی ہو جگر کو
قرار آئے دل وحشت اثر کو
تمنا ہے کہ روئے گل کو دیکھوں
ہوس ہے اک نظر سنبل کو دیکھوں
زبان برگ سوسن لون ہون مین
لب رنگین گل چوسون چمن مین
مزاج گل جو پاؤں رازدان ہین
تمنا دل سے کرون بحث غنچہ
جماؤن رنگ یہ اپنے سخن کا
کہ ہو ہمدم ہزاران چمن کا
یہ گلشن کیا اگر باغ ارم ہو
فدائے بوسۂ خاک قدم ہو
چمن مین آمد آمد کا ہوا غل
گلے ملنے کو دوڑی نکہت گل

یہان ہین بلبل بے آشیان ہون
ابھی نادیدہ لطف بوستان ہون
لگاؤن سرو کو دم بھر گلے مین
لگا لون یاسمن سے جو گلے مین
اڑاؤن شوخی طبع رسا سے
کرون اٹکھیلیان باد صبا سے
دکھاؤن گرمی ہنگامہ کیا کیا
جلاؤن خاطر صیاد کیا کیا
کہا دل سے یہ ختم گفتگو پر
چمن صدقے گیا اس آرزو پر
اجازت دل نے جب دم لینے کی دی
صدا غنچون نے بسم اللہ کی دی
ہوئی جب باغ کے نزدیک رسائی
قدم لیتے ہوئے جنت آئی

غرض جب عمرو بن حمزہ داخل باغ ہوئے دیکھا کہ عجب باغ بہار ہے گلشن ارم بھی ہزار جان سے اس باغ کی بہار پر نثار ہے ابیات

نہ پائی شوق نے فرصت سفر کی
نظر آیا عجب سامان گلشن
دل غنچہ لہو دہشت گی سے
کمر کو سجدے مین افتادگی تھی

ہوئے ہوش و خرد قربان گلشن
نظر جس گل پر پہونچی نہ سرکی
درختون مین مسلمان زادگی تھی
بھرا دامان گل پاکیزگی سے

شاہزادۂ ذی وقار وہ باغ پر بہار دیکھکر بیتاب و بیقرار ہو گیا کیونکہ ہر گل اس باغ کا بسان رخسار یار رنگین و شاداب تھا اور ہر ایک غنچہ مثل دہن معشوق لاجواب نایاب تھا کہ نور جہان کی قدرت نمائی اس باغ کی ہر گل و غنچہ و نخل و ثمر سے عیان تھی اس باغ کی بہار گویا رشک بہار باغ جنان تھی الحاصل خیال معشوقان مذکور مین شاہزادۂ ذیجاہ کا یہ حال ہوا ابیات

کبھی بیرحمی دل یاد کرتا
کبھی بیساختہ فریاد کرتا
کبھی کرتا طواف عارض گل
کبھی سنتا فغان دردہ بلبل
کبھی نرگس سے آنکھیں چار کرتا
کبھی سوسن سے شوق اظہار کرتا

جلایا گرمی گلہائے تر نے
لپک دی شعلۂ داغ جگر نے
کبھی مستانہ دل مین جوش آتا
کبھی مانند سبزہ لوٹ جاتا
کبھی مثل صبا پھرتا چمن مین
کبھی لوہو کے چھپتا یاسمن مین
غرض محو چمن تھا مثل بلبل
کہ قسمت نے کھلایا اور ہی گل

یعنی شاہزادۂ ذیشان سیر کنان جو درمیان باغ پہونچا وہان دیکھا کہ سامنے بارہ دری کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے اور اس چبوترے پر ایک شامیانہ سیاہ ایستادہ ہے جھالر اس شامیانہ کی موتیون کی ہے اور ایک ڈوپٹہ دھانی رنگا ہوا عطر گلاب سے معطر بالائے شامیانہ پڑا ہوا ہے عمرو بن حمزہ یونانی ڈوپٹے اور شامیانے کو دیکھکر چبوترے پر گئے اور خیال کرنے لگے کہ نہین معلوم یہ ڈوپٹہ کس نازنین سبزہ رنگ کا ہے عمرو بن حمزہ یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ زیر شامیانہ ایک تربت ہے اور بالائے تربت پھولون کی چادر پڑی ہوئی ہے اور سنگ لحد پر تاریخ وفات کندہ ہے عمرو بن حمزہ نے تحریر تاریخ پر نظر کی جب بخوبی تاریخ کو پڑھا معلوم ہوا کہ یہ قبر ملکہ گلشن جادو کی ہے جسوقت عمرو بن حمزہ کو معلوم ہوا کہ یہ تربت محبوبۂ خوشخو ملکہ گلشن جادو کی ہے اسوقت عمرو بن حمزہ کو عجب ہوا بحد صدمہ و ملال ہوا نالہ و فغان کرنے لگے دامن کو آنسوؤن سے تر کرنے لگے آخر شاہزادۂ عمرو بن حمزہ ذیجاہ بصد نالہ و آہ روتے روتے قبر پر گرے اور مثل مرغ بسمل تڑپنے لگے اور کہنے لگے کہ اے ملکہ گلشن جادو مجکو اب معلوم ہوا کہ تم زیر خاک نہان ہو گئین افسوس ہزار افسوس بے نام و نشان ہو گئین مین تمھارے غم و الم مین تڑپ تڑپ کے جلد مر جاؤنگا اس دار فنا سے بتعجیل تمام تمھارے پاس آؤنگا بغیر تمھارے مجھے زندہ رہنا شاق ہے مجکو اب تمھارے پہلو مین دفن ہونے کا اشتیاق ہے اے ملکہ جلد مجکو اپنے پاس بلاؤ دیر نہ لگاؤ یہ بین جانگداز کرکے عمرو بن حمزہ نے بعد اشکباری و بہزار نالہ و بیقراری قبر سے لپٹ کے یہ اشعار زبان پر جاری کیے اشعار

کیا روشن چراغ شعلۂ آہ
لپٹ کر تربت شوریدہ سر سے
کلاہ خسروی پھینکی زمین پر

کیا گلگونہ پر داغ جگر سے
سرہانے مین بصد تکلیف و جانکاہ
اڑائی خاک زلف عنبرین پر
لب نازک کو دی رخصت فغان کی

ادا کی رسم تکلیف زبان کی
چھپائی شکل تہ نے چاک کفن سے
پھر اُس دن رات تہ نے خواب
سے اُٹھ کر دیکھا سے نہ نکلی

کہاں ہے پیوند چاک دامن خاک
ترے غم میں ہوا برہم زمانہ
مگر تجکو نہ اے غمناک پایا
وہیں شہزادہ تربت کشتگان سے

غبار کاروان جان غمناک
دگرگون ہو گیا سب کارخانہ
جو پایا بھی تو زیر خاک پایا
بیان کرتا ہا نوحہ زبان سے

ندامت کیا ہوئی اہل وطن سے
جہان میں صورت خورشید و مہتاب
تمنائے دلی دل سے نہ نکلی
شاہزادہ خوشتر قبر گلشن جادو

کی تسویر کرکے اوپر اُس قبر سے لپٹ کر رو رہا تھا ناگاہ ایک عورت طشت اور ابریق لیے ہوئے بارہ دری سے نکلی اور عمرو بن حمزہ کو دیکھکر پوچھنے لگی کہ اے غم دیدہ آفت رسیدہ تو کون ہے کیون تربت ملکہ گلشن جادو پر اس بیتابی اور بیقراری سے روتا ہے گلشن جادو کیا تیری کوئی عزیز تھی عمرو بن حمزہ نے جواب دیا اے عورت آگاہ ہو کہ نام میرا عمرو بن حمزہ ہے گلشن جادو مجھپہ عاشق تھی اور مجھے بھی اُس سے نہایت الفت تھی اور ابتک ہے افسوس ہے ملکہ گلشن جادو نے میرے ہی عشق میں اپنی جان دی ہے میں کیونکر ایسی معشوقہ باوفا کی قبر سے لپٹ کے نہ روؤن اُس عورت نے افسوس کرکے کہا کہ اب مجکو معلوم ہوا کہ آپ طلسم کشا ہین قبل اسکے مین آپ سے آگاہ نہ تھی میری گستاخی کو معاف کیجیے گا اے شاہزادہ ذیجاہ بیشک ملکہ گلشن جادو کی یہی ہے

ابیات

شہید تیغ ناز اسعیان کی
پھلی پھولی نہ شاخ زندگانی
کہ تجکو لاکے پہلو میں بٹھایا

جلایا آتش حسرت نے تیری
پشیمان ہوئے آخر دعا سے

ملایا خاک میں غفلت نے تیری
ہر ارمان اٹھ گئی دار فنا سے

یہی تربت ہے تیرے خستہ جان کی
نہ دیکھی کچھ بہار نوجوانی
گلشن کو بعد مردن رحم آیا

اے شاہزادہ ذیجاہ اب اس نالہ و آہ سے کیا فائدہ ہے اب قبر ملکہ گلشن جادو سے اُٹھیے منھ ہاتھ دھوئیے بہت رو چکے اب نہ روئیے مین بھی ایک کنیز اُس ملکہ مرحومہ کی ہون اور مجاور تربت ملکہ ہون مجھے اپنا تابعدار و خیرخواہ تصور فرمائیے گا اور بعد فتح طلسم تاریخ مجھے بھول نہ جائیے گا شاہزادے نے گفتگو اُس عورت کی سنکے خیال کیا کہ یہ کنیز سچ کہتی ہے بیشک یہ مجاور تربت ملکہ ہے اور یہ میری خیرخواہ ہے یہ خیال کرکے شاہزادہ بالین قبر ملکہ گلشن جادو سے اُٹھا اور واسطے ہاتھ اور منھ دھونے کے اُسی کنیز سے پانی مانگا کنیز مذکور تو یہی چاہتی تھی خوش ہو کر دوڑی اور جسقدر کہ پانی ابریق اور طشت مین تھا وہ پانی ایکبار عمرو بن حمزہ کے ہاتھ پر ڈالدیا اور بعد پانی ڈالنے کے بارہ دری مین جاکر غائب ہو گئی شاہزادہ اُس کنیز کے ہاتھ دھلانے پر حیران ہوا اور خیال کرنے لگا کہ یہ کنیز عجب بیوقوف اور بدتمیز ہے کہ ایکبار اسقدر پانی میرے ہاتھ پر ڈال کے چلی گئی شاہزادہ یہ خیال کر رہا تھا کہ یکایک وہی پانی آناً فاناً بڑھنا شروع ہوا اور تھوڑی دیر مین اسقدر طغیانی آب ہوئی کہ تمام باغ مین پانی بھر گیا اور دمبدم بڑھنے لگا یہانتک کہ اکثر اشجار باغ پانی مین ڈوب گئے اور جس چبوترے کے اوپر شاہزادہ بیٹھا تھا اُس چبوترے کے کنارے تک پانی آگیا اُسوقت عمرو بن حمزہ لوہانی کثرت آب دیکھکر نہایت متردد ہوئے آخر گھبرا کے لوح کو جو دیکھا تو یہ مضمون حکم لوح سے ظاہر ہوا کہ اے طلسم کشا تجھے دن کو چلنا لازم نہ تھا اور اس باغ مین ٹھہرنا بھی مناسب نہ تھا اور پانی سے ہاتھ دھونا بھی نہ چاہیے تھا یہ باغ گلشطرنج جادو کا ہے اور یہ اُسی کے اب سحر سے تمام باغ میں پانی ہے اور یہ قبر ملکہ گلشن جادو کی نہیں ہے خیر اگر نافہمی سے ہاتھ اپنا اُس پانی سے دھویا ہے اور پانی تمام باغ مین بھر گیا ہے تو تجکو لازم ہے کہ جو درخت لالہ کا بالین قبر ہے اُسے دیکھ اگر درخت کا ایک برگ بھی تیرے ہاتھ آجائے تو جلد اُس برگ پر یہ اسم بزرگ دم کرکے اپنے دہنے پاؤن کے نیچے رکھ برکت اسم بزرگ سے برگ ایک کشتی بنجائیگا فوراً اُس کشتی پر سوار ہو جانا عمرو بن حمزہ نے حکم لوح سے آگاہ ہو کر لالہ کے درخت پر نظر کی دیکھا کہ تمام درخت تو پانی مین ڈوب گیا ہے لیکن ایک برگ پانی مین نہین ڈوبا ہے عمرو بن حمزہ نے وہی برگ توڑ لے اور وہی اسم بزرگ

برگ پردم کرکے زیر پا رکھا فی الفور وہ برگ کشتی ہو گیا عمرو بن حمزہ جلد اُس کشتی پر سوار ہوے کشتی پانی مین روان ہوئی
یہان تک کہ کشتی عنقریب ایک کوہ کے پہونچی اُسوقت عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ بالاے کوہ ایک ساحر کریہ منظر بیٹھا ہے
اور اُسکے ہاتھ کی اُنگلیون سے پانی برابر نکلتا ہے اور زیر کوہ گرتا ہے شاہزادے نے ساحر مذکور کو دیکھکر لوح کو ملاحظہ کیا
لوح سے ثابت ہوا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ جو ساحر بالاے کوہ بیٹھا ہے یہی شطرنج جادو ہے اور اسی کے سحر کے سبب
سے طغیانی آب ہے تمکو لازم ہے کہ یہ اسم جلیل پیکان تیر پر دم کرکے پیشانی شطرنج جادو پر جو نشان سرخ ہے اُسی
سرخ نشان پر تیر لگاؤ اگر تیر تمہارا نشان پر پڑا تو شطرنج جادو مارا جائیگا ورنہ ہلاک نہ ہوگا اور باعث
تمہاری خرابی کا ہوگا عمرو بن حمزہ نے حکم لوح سے آگاہ ہو کر کمان دوش سے لی اور ترکش سے تیر نکالکر اور وہی
اسم جلیل پیکان تیر پر دم کرکے پیشانی شطرنج جادو کو نشانہ کیا ہر چند شطرنج جادو نے چاہا کہ بھاگ جاؤن لیکن
تیر کمان سے نکلکر اُسی سرخ نشان پر لگا اور پیشانی کو توڑ کر کاسہ سر سے باہر نکل گیا شطرنج جادو تیورا کر پہاڑ پر
گرا اور تھوڑی دیر مین تڑپ کر مر گیا جسوقت شطرنج جادو سوے عدم گیا ہواے تند چلی آندھی سیاہ
آئی جہان تیرہ و تاریک ہو گیا آسمان سے پتھر گرنے لگے بیر اُسکے سحر کے نالہ و فغان کرنے لگے بعد چار گھڑی کے
وہ تاریکی دفع ہوئی اور آواز آئی افسوس قتل کیا مجھکو اور مارا مجھکو طلسم کشا نے کہ نام میرا شطرنج جادو تھا
جسوقت آواز آچلی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ بونڈلا گرد و غبار کا لاش شطرنج جادو سے لپٹا اور لاش
شطرنج جادو کا بیر اُسکے سحر کے اُٹھا کر لیگئے شاہزادے نے اس ساحر کو قتل کرکے شکر خدا کیا اور وہان سے آگے
بڑھا بعد تھوڑی دور جانے کے اور ایک باغ نظر آیا دیکھا کہ اُس باغ مین صدہا درخت آمون کے ہین اور جملہ اشجار
بار اثمار سے جھکے ہوے ہین شاخون مین سبز و زرد آم بکثرت ہین سیکڑون آم نیچے درختون کے پڑے ہین
شاہزادہ سیر باغ کی کر رہا تھا ناگاہ سامنے سے کچھ آدمی ایک ارتھی اُٹھاے ہوے سنکھ بجاتے ہوے اُسی باغ
مین آئے اور ارتھی کو رکھکر قریب شاہزادہ ٹھہر گئے اُسوقت شاہزادے نے چاہا کہ ان لوگون سے دریافت
کرے کہ یہ ارتھی کسکی ہے اور کون مر گیا ہے شاہزادے نے دریافت کرنے کا ارادہ کیا تھا یکایک بقدرت پروردگار
شاہزادۂ دیو قار نے خیال کیا کہ لوح کو دیکھکر ان لوگون سے کلام کرنا چاہیے یہ خیال کرکے لوح کو دیکھا لوح
سے ظاہر ہوا کہ اے طلسم کشا خبردار ان لوگون سے کلام کرنا اور قریب ترا نکے نہ جانا اگر تمنے ان لوگون سے گفتگو
کی اور ان لوگون کا ہاتھ تمہارے جسم سے مس ہو گیا تو پھر تمام عمر اسی جگہ رہو گے بلکہ قیامت تک یہین رہو گے
اور آگے جا نہ سکو گے اور طلسم نارنج کو فتح نہ کر سکو گے اسوقت تمھین مناسب ہے کہ تیر پر اس اسم کو دم کرکے
ارتھی پر لگاؤ اور ان لوگون کو یہان سے بھگاؤ عمرو بن حمزہ نے بموجب حکم لوح ارتھی پر تیر لگایا وہ سب
لوگ ارتھی کو اُٹھا کر بیتابانہ اُس جگہ سے نالہ و فریاد کرتے ہوے بھاگے بعد جانے اُن لوگون کے شاہزادہ
تھوڑی دیر تک اُسی باغ مین رہا پھر اُس باغ سے نکل کے آگے روانہ ہوا بعد تھوڑی راہ طے کرنے کے اور ایک
باغ رشک ارم نظر آیا جب عمرو بن حمزہ اُس باغ مین گئے دیکھا کہ صدہا نازنینان خوبرو لباس رنگین زیب تن
کیے ہین اور زیور جواہر نگار پہنے ہین اکثر انمین سے بیٹھی ہین اور بعض عورتین دست بستہ کھڑی ہین اور اکثر نازنینان
خوبصورت باغ مین ٹہل رہی ہین اور باہم ہنس رہی ہین اور باغ کے چبوترے پر ایک گل پیرہن و غنچہ دہن مہروش
و یوسف لقا بصد ناز و ادا بالاے مسند زرین بیٹھی ہے اور گرد اُسکے چند نازنینین بصد ادب بیٹھی ہین کشتی شراب
کی رکھی ہے جلیسین جام مے ناب اُس رشک آفتاب کو دیتی ہین اور وہ خوبرو مے مشکبو پی رہی ہے اور سیر باغ

اگر سہی ہو اور وہ نازنین ایسی مہ جبین ہے کہ حسن مین غیرت آفتاب ہے اور ہجلیس بھی اوسکی حسن و خوبی مین رشک ماہ ہین
اگر کوئی پری اوس نازنین مسند نشین کو دیکھتی تو عاشق ہو کر یہ کہتی اشعار

دل شیفتۂ قد بلند ست
آہوے فتادہ در کمند ست
با چشم بتان کرمی بر غد ست
جان دادہ ہزار مستمند ست
چندرت طلسم بنا چند ست

بر عارض آتشین تو خال
تا زلف تو گشت بند دلہا
چون گوے بکرے تو لیے سر
آہستہ بر آن گرفتہ برباد

ہست از پے چشم بد سپندت
آزاد نشد دلے ز بندت
افتادہ ہنی فتد پسند ست
بسیار سراز سم سمند ست

جان بستۂ لعل نوش خندت
چشم تو و ابروت کشیدہ
شطرنج ہوس بباز ادل
تا دادی سمند تو جولان
در راہ طلب زپا فتادم

جب شاہزادے نے اوس نازنین کے حسن و جمال کو بخوبی دیکھا تیر عشق کا فی الفور دل مین در آیا اور بے اختیار رو صافت مین اس نازنین کے یہ اشعار زبان پر لایا اشعار

دعوے ز سر برابری را
آموختہ سحر سامری را
گلبرگ ترت گل تری را
آوردہ فرود مشتری را
با شاخ گل تر است سری را

زیباست پری دلے ہزار
لعلین لب تو ہم ز نابہ سر
زلف تو رکت میگذارد
وا داد بسبرہ د قامت تو

این عشوہ و ناز دلبری را
جان دادہ بتان آذری را
سر رشتۂ کفر و کافری را
خوبان زمانہ سروری را

با حسن و جمال تو پری را
چشم تو بیک نگاہ جادو
بر خاک فگندہ از طراوت
سوداے رخت زاہ گرفتار
من خار و خم نہادم از سر

شاہزادہ ذی وقار یہ اشعار پڑھ رہا تھا ناگاہ نازنین مسند نشین نے عمرو بن حمزہ کو دیکھا اور پہچان کے بصد ناز و ادا یہ کہا کہ اے شاہزادہ ذیجاہ آپ تشریف لائیے زہے نصیب میرے کہ آپ میرے باغ مین تشریف لائے باعث میری سرفرازی کا ہوا عمرو بن حمزہ گفتگو اوس نازنین کی سنکے جب شہ نشین چبوترے کے ہو بچے وہ نازنین مع جا عورتون کے واسطے تعظیم کے اوٹھی جب عمرو بن حمزہ پہلوے نازنین مین مسند زرین پر بیٹھے نازنین لوح طلسمی سے منھ پھیر کر اور کسیقدر ہٹ کے بیٹھی عمرو بن حمزہ یونانی نے تصور کیا کہ نازنین شرم و ناز کرتی ہے اسیوجہ سے منھ پھیر کر اور کچھ مجھسے ہٹ کے بیٹھی ہے غرض یہ تصور کر کے عمرو بن حمزہ پہلوے نازنین مین بیٹھکر خوش ہوئے اور اکثر بیتاب و بیقرار ہو کر اوس نازنین کے روے زیبا پر نظر کرنے لگے اور بوستان حسن نازنین کی سیر کرنے لگے اسوقت ایک ہجلیس خوبرو نازنین سے عرض کرنے لگی کہ اے ملکۂ عالم ہر چند کہ شرم و حیا نسوان کا شعار ہے لیکن اسدرجہ بھی شرم و حیا کرنا لازم نہین ہے مناسب ہے کہ شاہزادۂ ذی وقار سے کچھ باتین کیجیے اور مراسم مہمان نوازی ادا کیجیے جام شراب ناب اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو دیجیے عرض میری قبول کیجیے ملکہ نے بموجب عرض کرنے ہجلیس کے بصد ناز و ادا مسکرا کر آہستہ جواب دیا کہ مجھسے تو ایسی بیحجابی ہوگی نہین شاہزادے کو جام شراب سے مملو کر کے دو ہجلیس نے دست بستہ عرض کیا اے ملکۂ عالم آپ ہی اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو ساغر مے دیجیے زیادہ شرم و حیا نہ کیجیے غرض بعد عذر بسیار نازنین مسند نشین نے اپنے دست نازک سے شیشہ و ساغر اوٹھا کر جام مین شراب بھری اور منھ پھیر کر ہاتھ اپنا شاہزادے کی جانب بڑھایا اوسوقت اوسی ہجلیس نے عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ اے شاہزادۂ ذیجاہ جام مے ہماری ملکہ آپ کو دیتی ہین تامل نہ فرمائیے جام لیکر شراب پیجیے شاہزادے نے فرمایا تا وقتیکہ ملکہ دین اسلام اختیار نہ کرینگی مین شراب نہ پیونگا ہجلیس نے ملکہ سے عرض کیا کہ اے ملکۂ عالم سنا آپ نے جو کچھ شاہزادۂ ذی وقار نے ارشاد کیا ہر چند کہ دین آبائی ترک کرنا بہتر نہین ہے لیکن براے خوشی خاطر شاہزادۂ والا تبار دین اسلام اختیار کیجیے یہ آپکے مہمان ہین انکو رنجیدہ نہ فرمائیے ملکہ نے ہجلیس سے کے عرض کر کے سے کہا کہ ابھی تو مین

کلمہ پڑھونگی لیکن مطیع دین اسلام ہوتی ہون یہ کہکے ملکہ نے اپنی ہمجلیس سے کہا کہ اب تو مین مطیع دین اسلام ہو چکی اور خداے نادیدہ کو اپنا معبود جاننے لگی اب شاہزادے کو شراب پینے مین کیا عذر ہی ہمجلیس نے شاہزادے سے عرض کیا کہ ای شاہزادۂ عالیجاہ اب تو بادہ کشی مین تامل نہ فرمایے ملکہ کے ہاتھ سے جام پیجیے دیکھیے آپ کی خاطر سے ملکہ ہماری مطیع دین اسلام بھی ہو چکین عمرو بن حمزۂ یونانی نے بیتکلف جام شراب دست نازنین رشک آفتاب سے لیکر پی لیا پھر تو دور جام بے دغدغہ انجام چلنے لگا نخل آرزوے شاہزادۂ دیجاہ پھولنے پھلنے لگا بعد میکشی کے اشارۂ نازنین مسند نشین سے ایک مطربۂ خوبرو خوشگلو نے یہ غزل سفر دوع کی

غزل

بے مے ہے بزم عیش مین ساقی — شیشے خالی ہین خانہ خراب شراب
زاہد امیکدہ سے کر پرہیز — زاہد کو کرتی ہی خراب شراب
بند آنکھین ہین جوش مستی مین — ہوگیا عالم شباب شراب
ہو ہمہ دم رہین جیا آپ شراب — ہین ہم رند بے حساب شراب
رند ہون چاہیے پس مردن — غسل میت کو چاہیے آب شراب
راتدن عکس سے ہے روشن — ماہ ساغر ہے آفتاب شراب
دھر پتن کھانے پینے کو تسلیم — چاہتا ہون فقط کباب شراب

اس مطربہ نے غزل مرقوم اسطرح بالحان داودی گائی کہ جملہ صاحبان محفل اشعار غزل سن سنکے ستون کے مانند جھومنے لگے اور تعریف مطربہ کی کرنے لگے پھر مطربہ اور غزل عاشقانہ گانے لگی اور دلہاے اہل بزم کو خوش کرنے لگی غرض تا دیر مطربہ گایا کی جب مطربہ گا چکی اور عمرو بن حمزہ کو نشہ شراب کا ہوا اسوقت ہاتھ اپنا جانب نازنین مسند نشین بصد شوق بڑھایا اور قصد بوس و کنار کا کیا اسوقت نازنین نے خیال کیا کہ اب شاہزادہ کثرت نشۂ شراب سے از خود رفتہ ہوگیا ہی یہی وقت مدعاے دل حاصل کرنے کا ہی یہ خیال کرکے اسوقت نازنین اٹھی اور بارہ دری کی جانب چلی چونکہ عمرو بن حمزہ اُس نازنین پر عاشق ہو چکے تھے یہبھی فوراً مسند سے اُٹھے اور ہمراہ اُس نازنین کے بارہ دری کی طرف چلے جب نازنین بارہ دری مین پہونچی مسہری پر بیٹھ گئی عمرو بن حمزہ بھی مسہری پر بیٹھے اور عالم نشۂ شراب مین مسہری پر لیٹ گئے اور اُس نازنین کو بھی اپنے پہلو مین لٹا لیا لیکن وہ نازنین لوح طلسمی سے لپٹ کے لیٹی عمرو بن حمزہ نے ارادہ اُسکے گلشن حسن کی گلچینی کا کیا نازنین نے کہا ای طلسم کشا ای شاہزادہ مہ لقا ابھی دو رہی سے باتین کیجیے اور کسی بات کا قصد نہ کیجیے چندے صبر کیجیے جب آپ طلسم نارنج کو فتح کر لینگے اسوقت جو کچھ آپ کہیے گا مین منظور کرونگی ابھی اکثر وجوہ سے مین انکار وحیلہ کرتی ہون عمرو بن حمزہ نے جواب دیا ای ملکہ اسوقت مجھسے صبر ہو نہین سکتا اب کچھ عذر نہ کرو آو میرے سینے سے لپٹ جاؤ تا کہ دل مضطر کو قرار حاصل ہو یہ کہکے عمرو بن حمزہ نے پردے مسہری کے چھوڑ دیے اور ہاتھ نازنین کا پکڑ کے اپنی جانب کھینچا اسوقت شاہزادے نے دیکھا کہ بارہ دری مثل چاک کمہار کے گردش کر رہی ہی عمرو بن حمزہ یہ ماجراے عجیب و غریب دیکھ کے نہایت حیران ہوے اور منہ نازنین کی جانب سے پھیر کے دامن قبا کی آڑ مین لوح دیکھنے لگے نازنین نے کہا ای شاہزادۂ ذی وقار آپ میرے روے زیبا کو دیکھیے یہ وقت لکھنے پڑھنے کا نہین لوح کو ملاحظہ نہ کیجیے مجھے اپنا دشمن تصور نہ فرمایے آپ نے شراب زیادہ پی ہی اس وجہ سے آپ کے سر کو گردش ہی اور کوئی وجہ نہین ہی یہ کہکے نازنین خاموش ہوئی عمرو بن حمزہ نے ہرچند لوح کو دیکھا لیکن بوجہ گھومنے بارہ دری کے اچھی طرح خطوط اور حروف لوح طلسمی کے نظر نہ آئے اور حکم لوح سے کچھ آگاہی نہ ہوئی شاہزادہ تو لوح کو بغور دیکھ رہا ہی اور نہایت حیران ہی حرف دکھائی نہین دیتے ہین اور کچھ حکم لوح سے ثابت وظاہر نہین ہوتا ہی لیکن اب حال نارنج جادو اور سہیل جادو اور خواجہ عمرو اور ملکہ لالۂ خونخوار کا لکھا جاتا ہی کہ جب شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے شطرنج جادو کو قتل کیا اور نارنج جادو

خبر ہوئی اُسوقت نارنج جادو کو غصہ آیا فوراً مع لشکر ساحران نابکار شہر سہیلیہ مین گئی پہلے خواجہ عمرو کو گرفتار کیا
پھر سہیل جادو سے پوچھا تم کیون مسلمان ہوئے اور عمرو بن حمزہ کو تمنے کیون رہا کردیا اُسنے جا کر شطرنج جادو کو قتل
کیا ہی تمکو لازم ہی کہ اب بھی دین اسلام کو اختیار نہ کرو سہیل جادو نے کہا کہ مین تو دین اسلام کو ترک نکرونگا نارنج جادو
نے برہم ہوکر سہیل جادو پر سحر کیا اور سہیل جادو نے مطلق سحر نہ کیا آخر نارنج جادو نے سہیل جادو کو قید بلا
اور تمام شہر کو تباہ اور برباد کیا ہزارون آدمیون کو قتل کیا ملکہ لالہ خونخوار مع فرخ اور سمن اور یاسمن شہر
سہیلیہ سے بعجلت تخت سحر پر بیٹھ کے بھاگی اور جلد تر راہ طے کر کے در باغ گنبد شعلہ افزا پر آئی فرخ
بن عمرو تو در باغ پر بیٹھے لیکن ملکہ لالہ خونخوار اُس باغ پر بہار مین گئی اور کنیزون وغیرہ سے کہنے لگی کہ تمھارے
مالک گنبد شعلہ افزا کہان ہین ساحرون اور کنیزون نے عرض کیا گنبد شعلہ افزا بارہ دری مین ہین آپ بالاے مسند
تشریف رکھیے ہم حضور کے تشریف لانے کی اُنھین اطلاع کیے دیتے ہین ملکہ لالہ خونخوار تو بالاے مسند بیٹھی
اور سمن اور یاسمن روبرو حاضر رہین لیکن ایک کنیز بارہ دری مین گئی اور قریب سہری کے جاکر نازنین سے
عرض کرنے لگی کہ ابھی ملکہ لالہ خونخوار تشریف لائی ہین آپ کو بلاتی ہین نازنین گفتگوے کنیز سنکے بیقرار ہوئی
اور عمرو بن حمزہ بھی نام ملکہ لالہ خونخوار سنکے بیتاب ہوے نازنین نے کہا اے شاہزادۂ ذی وقار آپ یہین
تشریف رکھیے میرے جانے سے بیتاب و بیقرار نہ ہوجیے مین ابھی آتی ہون دو چار باتین کر کے ملکہ خونخوار
کو رخصت کیے دیتی ہون یہ کہکے نازنین پہلوے عمرو بن حمزۂ یونانی سے اٹھی اور جو ہیکل اپنے گلے مین
پہنے تھی جلد اُتار کے عمرو بن حمزہ کے گلے مین ڈالدی پھر چند قدم جاکر عمرو بن حمزہ کے پاس گئی اور کہنے لگی
کہ اے شاہزادۂ دیجاہ میری ہیکل مجکو دیدیجیے عمرو بن حمزہ نے عالم نشۂ شراب مین اشارہ کیا کہ اپنی ہیکل میرے
گلے سے اُتار لو نازنین نے خوش ہوکر اپنی ہیکل مع لوح محفوظ اور لوح طلسمی کے اُتار لی اور جلد دونون
لوحین رومال مین لپیٹ کر للکاری کہ او طلسم کشا اسی منھ پر تو دعوے طلسم کشائی کا کرتا ہے دیکھ یون عیاری
سے لوحین تجھسے لے لین سنو گنبد شعلہ افزا ارے غضب کیا تونے کہ شطرنج جادو اور زوربانہ جادو
وغیرہ کو مار ڈالا اور یہانتک آکے پہونچا عمرو بن حمزہ نے جو یہ تقریر گنبد شعلہ افزا کی سنی نہایت
غصہ آیا اور قصد کیا کہ تیغ آبدار کھینچ کر اُسے قتل کرین لیکن گنبد شعلہ افزا نے لوحین رکھکر چند دانے
ماش کے سحر پڑھ کے مارے دست و پاے عمرو بن حمزہ بحس و حرکت ہوگئے گنبد شعلہ افزا شاہزادے کو اپنے
سحر مین گرفتار کر کے اور لوحین لیکر بشکل اصلی بارہ دری سے باہر آیا چونکہ گنبد شعلہ افزا زمانہ دراز سے ملکہ لالہ خونخوار پر
عاشق تھا اسوجہ سے جانب ملکہ بے اختیار دوڑا اور قریب ملکہ کے پہونچکر اور ملکہ کو دیکھکر کثرت مسرت سے مثل گل
ہنسنے لگا اور مانند پروانے کے گرد اُس شمع رو کے پھرنے لگا اور اسطرح کہنے لگا اشعار

افسانہ طراز آشنا ہوں
پینے مین کمال نارسا ہوں
جاہون تجھے جسقدر بجا ہون

نکہت ہون گل چمن سے چھٹ کر
برہم کہین آپ سے کہین شاد
کیون شرط وفا اسی کا ہے نام

برباد مین صورت صبا ہون
شاید اپنا مین خود گلہ ہون
تم تو کرو ترک مین نبا ہون

حال دل گم شدہ ہون کہتا
ہون آہ دل حزین جہان مین
کم حوصلہ شوق دل نہین ہے

ملکہ لالہ خونخوار نے اشعار
سنکے جواب دیا کہ اگر ہمکو تمسے الفت نہ ہوتی تو ہم تمھارے پاس کیون آتے اور اتنے دنون جو تمسے ملاقات نہین
ہوئی تمھاری ہی بے اعتنائی کی وجہ سے ملاقات نہین ہوئی تم نہایت مغرور و بے پروا ہو کچھ تمکو ہمارا خیال
نہین ہے افسوس ہم تو بڑی دیر سے یہان بیٹھے ہین اور تم بارہ دری مین کسی کے ساتھ عیش کرو اور ہم بلائین بھی تو

جلد تر تم جاؤ کمید شعلہ افزا نے تقریر ملکہ خونخوار جادو کی سُنکے خیال کیا کہ اب ملکہ بھی مجھپر عاشق ہوئی ہے میری اس کالی صورت
پر مائل ہوئی ہے اور یہ نہ سمجھا کہ ملکہ باتین مکر و فریب کی کرتی ہے غرضکہ کمید شعلہ افزا نے گفتگوے ملکہ سنکے دانت نکالدیے اور عذر کرنے لگا
کہ اے ملکہ اسوقت مین نے طلسم کشا کو بعیاری گرفتار کیا ہے اور لوحین اُس سے چھین لی ہین اسی وجہ سے مجھے یہان آنے مین دیر
ہوئی بیشک مجھسے خطا ہوئی معاف کیجیے میری جانب سے اپنے دل کو صاف کیجیے آئینہ دل سے کدورت و غبار کو دور کیجیے مجھے
اپنا جان نثار تصور کیجیے ملکہ نے مسکرا کر کہا خیر اچھا قصور تمھارا معاف کیا اب تم طلسم کشا کو ہمارے پاس لے آؤ ذرا ہم بھی دیکھین
کہ طلسم کشا کون ہے ہر چند کہ مین نے سنا ہے کہ فرزند حمزہ صاحبقران طلسم کشائی کے لیے آیا ہے لیکن مین نے اسے دیکھا نہین ہے پس تم اُسے
یہان لے آؤ کمید شعلہ افزا بموجب حکم ملکہ بارہ دری مین گیا اور وہان حمزہ کو گرفتار کرکے ملکہ کے سامنے لایا ملکہ خونخوار نے عمرو
بن حمزہ کو دیکھکر کہا کہ اے کمید شعلہ افزا تمنے بڑی جرأت کی کہ اس طلسم کشا کو گرفتار کیا ذرا ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کہ
یہ شاہزادہ رہا ہو جائے کمید شعلہ افزا نے مسکرا کر جواب دیا اے ملکہ اسکا رہا ہونا بہت مشکل ہے مین آج ہی ملکہ نارنج جادو کو
دیدونگا ملکہ خونخوار جادو نے کہا اے کمید شعلہ افزا ذرا لوحین ہمکو بھی دکھاؤ ہم بھی دیکھین کہ لوحون مین کیا لکھا ہے کمید شعلہ افزا
نے جواب دیا اے ملکہ لوحین دیکھنا بیکار ہے آپ کو کچھ لوحون مین نظر نہ آئیگا ملکہ لالہ خونخوار جادو گفتگو کمید شعلہ افزا کی سنکے
برہم ہوئی اور اُٹھکے چلی اُسوقت سمن اور یاسمن نے کمید شعلہ افزا سے کہا کہ تم بڑے نالائق و نامعقول ہو اور نہایت ہی
بیوقوف ہو غضب کیا تمنے کہ ملکہ کو رنجیدہ کیا اب ملکہ یہان کبھی نہ آئیگی اور کبھی تمسے بات نہ کریگی کیسے تم عاشق ہو کہ تمنے اپنی
معشوقہ کو ناراض کیا اور کہنا اپنی محبوبہ کا نہ مانا افسوس ہماری محنت رائگان اور برباد ہوئی ہم تو ملکہ کو بصد مشکل اور ہزار فقرات راضی
کرکے تمھارے پاس لائے تھے اور چاہا تھا کہ تمھاری تمنائے دلی برآئے ایک مدت سے تم طالب وصل ہو آج وصل ہو جائے
ارمان تمھارے دل کا نکل جائے گا لیکن تمنے کچھ ہماری محنت پر نظر نہ کی اور اپنی مطلوبہ کو تمنے ذرا سی بات پر ناراض کردیا
اگر تم لوحین انھین دیدیتے تو ملکہ لوحین کیا کھا لیتین دیکھ کے ابھی تمکو دیدیتین فقط اُنکا دل خوش ہو جاتا تمھارا کچھ
نقصان نہ ہوتا کمید شعلہ افزا گفتگوے سمن و یاسمن سنکے نہایت منفعل ہوا اور کہنے لگا کہ فی الحقیقت مین نے نہایت ہی
نادانی کی کہ ملکہ کو ناراض کردیا یہ کہکر کمید شعلہ افزا مانند شعلہ کے لپکا اور مثل آگ کے دوڑا اور قریب ملکہ لالہ خونخوار کے
جاکر بے اختیار و بیقرار ہوکر رونے لگا اور پانوئن پر ملکہ کے گرا اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ میری خطا کو عفو کیجیے اے
ملکۂ عالم لوحین مجھسے لے لیجیے اپنے عاشق نافہم سے ناراض نہ ہوجیے جسوقت کمید شعلہ افزا ملکہ لالہ خونخوار کے قدم پر
گرا سمن و یاسمن نے بھی ملکہ سے عرض کیا کہ اب کمید شعلہ افزا عذر کرتا ہے اور اپنی خطا پر نادم ہے حضور کو لازم ہے
کہ اسکی تقصیر معاف فرمائین لوحین یہ دیتا ہے حضور ملاحظہ کرین غصہ نہ فرمائین چونکہ ملکہ لالہ خونخوار کو لوحین لے لینا منظور
تھا اسوجہ سے ملکہ نے سمن و یاسمن سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین تمھارے عرض کرنے کے سبب سے کمید کی خطا معاف
کرتی ہون ورنہ تقصیر اسکی عفو نہ کرتی اور کبھی اس نالائق سے بات نہ کرتی یہ فرماکر ملکہ اُس جگہ آئی جس مقام پر عمرو بن حمزہ
سحر کمید شعلہ افزا مین گرفتار بیٹھے تھے کمید شعلہ افزا نے اُسی جگہ دونون لوحین رومال سے کھولکر جلد تر ملکہ کو دیدین اور
کہا کہ اے ملکہ عکس لوح طلسمی کا مجھپر اور اس بارہ دری پر نہ ڈال لیجیے گا ورنہ مین اندھا ہو جاؤنگا اور بارہ دری اور باغ نیست
و نابود ہو جائیگا ملکہ نے جواب دیا کہ مین تو تیرے کہنے کو نہ مانونگی آج تجکو اندھا کرونگی اور بارہ دری پر بھی عکس لوح کا ڈالونگی کمید نے
تقریر ملکہ کی سنکے کہا کہ ملکہ ہنسی سے کہتی ہے مجکو اندھا نہ کریگی فقط میرے چھیڑنے کو کہتی ہے یہ خیال کرکے ملکہ کے حسن پر نظر کرنے لگا ملکہ نے فوراً
لوحون کو دیکھکر عکس لوح طلسمی کا کمید پر ڈالا کمید فی الفور اندھا ہوگیا اسوقت ملکہ کو گالیان دینے لگا ملکہ نے برہم ہوکر عکس لوح کا
بارہ دری پر اور تمام باغ پر بھی ڈالا بارہ دری مثل قلعہ آتشبازی کے ایکدم بھر مین اُڑ گئی اور تمام باغ مین ایسی آگ لگ گئی

کہ ایک دم مین تمام باغ جلکے خاک ہوگیا بارہ دری کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا دیوارین بھی باغ کی معدوم ہوگئین
باغ میدان وحشتناک نظر آنے لگا غرض بعد اندھا ہو جانے کمید شعلہ افزا کے ملازمے دونون لوحین
عمرو بن حمزہ کے گلے مین ڈالدین برکت لوح سے سحر کمید شعلہ افزا کا اُتر گیا عمرو بن حمزہ اُٹھ کھڑے ہوئے
سمن دیا سمن نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شاہزادہ ذیجاہ جلد کمید شعلہ افزا کو قتل کیجیے دیر نہ کیجیے
عمرو بن حمزہ نے بموجب کہنے سمن دیا سمن کے لوح دیکھکر تیغ آبدار سے کمید شعلہ افزا کو ایک ضرب
مین قتل کیا لاشہ کمید کا زمین پر تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے کمید شعلہ افزا تڑپ کے مرگیا اُسوقت
ساحر بد گوہر کے مرنے سے تمام باغ تیرہ وتار ہوگیا ہوائے تند چلنے لگی سنگباری شروع ہوئی بے ہوکے نالہ
و فریاد کرنے لگے پھر آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو طلسم کشا نے نام میرا کمید شعلہ افزا تھا غرض بعد چند گھڑی
کے وہ تاریکی دفع ہوئی زمین شعاع آفتاب سے پرنور ہوئی اُسوقت عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ جو نازنینان خوبرو
باغ مین گلگشت کرتی تھین وہ سب نازنینان خوبصورت ماش کے آٹے کی پتلیان ہوگئین اور جو ساحر اُس
باغ مین اصلی تھے وہ سب کمید شعلہ افزا کے ہلاک ہوتے ہی طلسم کشا سے خائف و ترسان ہوکے بھاگے اور
نارنج جادو کے پاس گریہ کنان گئے نارنج جادو نے گھبرا کے اُن ساحرون سے پوچھا کہ تم سب کیون فریاد
و فغان کرتے ہو اُن ساحرون نے احوال کمید شعلہ افزا کے قتل ہونے کا مفصل بیان کیا نارنج جادو
خبر قتل کمید شعلہ افزا سنکے نہایت مغموم ہوئی نارنج جادو تو کمید شعلہ افزا کے قتل ہونے سے
غمگین ہے لیکن اب حال زلزلہ جادو وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب زلزلہ جادو اور شہباز یکہ تاز وغیرہ سرداران
لشکر نے سُنا کہ کمید شعلہ افزا کو عمرو بن حمزہ نے قتل کیا سب سردار خوش ہوئے اور اُسی وقت
باغ سامری سے مع لشکر سب نے کوچ کیا یہان عمرو بن حمزہ نے ملکہ لالہ خونخوار سے رنجیدہ ہوکر پوچھا
کہ تم یہان کیون آئین اور اگر اس جگہ آئی تھین تو واہیات اور بیہودہ باتین کمید شعلہ افزا سے کیون کین کچھ شرم
وحیا نہ کی اور مطلق ہمارے رنجیدہ ہونے کا بھی خیال نہ کیا اے ملکہ لالہ خونخوار اگرچہ مین تمھارے یہان آنے سے
رہا ہوا اور کمید شعلہ افزا قتل ہوا لیکن مجھے اپنے رہا ہونے کی ذرا بھی خوشی نہ ہوئی بلکہ ملال ہوا کیونکہ میرا قید رہنا
اس ذلت وبدنامی سے بہتر تھا کہ تمنے کمید شعلہ افزا سے واہیات باتین کین اور مجھے رنجیدہ کیا ملکہ لالہ خونخوار
نے جواب دیا کہ مین فاسکر اس جگہ واسطے آپکے رہا کرنے کے نہین آئی تھی کیونکہ جب آپ میرے والد سے
رخصت ہوکر اسطرف تشریف لائے اور آپ نے شطرنج جادو کو قتل کیا یہ خبر نارنج جادو کو پہونچی وہ
غضبناک ہوکر مع فوج میرے والد کے پاس گئی اول اُسنے خواجہ عمرو کو غافل پاکر اپنے سحر مین گرفتار کیا پھر میرے
والد سے پوچھا کہ تم نبیرہ جمشید ہو مسلمان کیون ہوئے اور عمرو بن حمزہ کو بغیر میرے مشورے کے کیون رہا
کردیا اور دونون لوحین طلسم کشا کو کیون دیدین اگر تمکو اپنا زندہ رہنا منظور ہو تو دین اسلام ترک کرو ورنہ مین قتل
کرونگی میرے والد نے جواب دیا مین تو دین اسلام کو ترک نہ کرونگا اور سامری وجمشید وغیرہ کو ہرگز سجدہ نہ کرونگا نارنج
نے یہ سُنکے میرے والد کو قتل کیا اُنھون نے قبل قتل ہونے کے سحر نہ کیا ورنہ نارنج جادو میرے والد کو قتل نہ کرسکتی
غرض بعد قتل ہو جانے والد کے نارنج جادو نے صدہا ساحرون کو بھی قتل کیا شہر کو تباہ وبرباد کیا مین بھاگ کر
سمن دیا سمن و فرخ کے اس جانب آئی اتفاقاً اس جگہ آپکو گرفتار دیکھکر مین نے مکر و فریب کی باتین کرکے آپ کو رہا کیا
کوئی فعل بد نہین کیا عمرو بن حمزہ نے تقریر ملکہ سُنکے سہیل جادو کے قتل ہو جانے کا رنج کیا اور خواجہ عمرو کے

گرفتار ہو جانے کا بھی غم ہوا عمرو بن حمزہ مغموم کھڑے تھے کہ ملکہ زلزلہ جادو و زمناش بہادر وغیرہ آئے عمرو بن حمزہ جملہ سرداروں سے ملکے خوش ہوئے پھر حکم دیا کہ اسی جگہ بارگاہ و خیام ایستادہ کیے جائین چنانچہ بموجب حکم بارگاہ و خیام استادہ کیے گئے عمرو بن حمزہ نے ملکہ مہ جبین کو ایک بارگاہ مین مقیم ہونے کو فرمایا اور ملکہ لالہ خونخوار سے کہا کہ تم علیحدہ ایک بارگاہ مین قیام پذیر ہو یہ کہکے خود بھی ایک بارگاہ مین داخل ہوئی لشکر اسی جگہ اترا ملکہ زلزلہ جادو اور شہباز یکہ تاز سب اعلے اور ادنے بھی بارگاہوں اور خیام مین فروکش ہوے

داستان جانا نارنج جادو کا گنبد ارسطو مین اور ہنگام مقابلہ قتل ہونا عمرو بن حمزہ کے ہاتھ سے اور پھر فتح ہونا طلسم کا اور دستیاب ہونا اسباب و مال طلسمی کا اور آنا گلشن جادو کا اور خوش ہونا شاہزادے کا

گلگشت کنندگان ریاض معانی و سیر کنندگان حدیقۂ سخندانی اس داستان بے مثال کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب گمید شعلہ افزا قتل ہوگیا اور سرداران لشکر وغیرہ خدمت شاہزادۂ ذی وقار مین حاضر ہوئے اسوقت عمرو بن حمزہ نے حکم کیا کہ جلد بزم عشرت آراستہ کیجاے چنانچہ موافق حکم جلد محفل عشرت ایسی مرتب کی گئی کہ وہ بزم غیرت محفل جمشید تھی بعد آراستہ ہونے بزم کے عمرو بن حمزہ مع اپنے سرداران نامی کے بزم عشرت مین بصد مسرت بیٹھے ساقیان سیمین تن بحکم شاہزادۂ عالیجناب کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہوے اور جامہاے بلورین مین مئے ناب بھر بھر کے شاہزادۂ ذیجاہ و سرداران کجکلاہ و زمناش بہادر و زلزلہ جادو کو اشعار عاشقانہ پڑھ پڑھ کے پلانے لگے اہل بزم لطف بادہ کشی اٹھانے لگے بعد میکشی اشیاے گزک کھانے لگے اسی عالم میکشی مین عمرو بن حمزہ نے حکم کیا کہ نازنینان گل پیرہن و غنچہ دہن زہرہ خصال پری تمثال ہمارے روبرو حاضر ہوکر رقص و نغمہ کرین بموجب حکم فوراً ایک مطربۂ ماہرہ نہایت خوشگلو مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین حاضر ہوکر روبرو شاہزادۂ ذیجاہ کے ناچنے لگی اور یہ غزل گانے لگی غزل

نیست اندر اختیارم ضبط حالت چون کنم
مذہبم عشق است و رندی مشربم جوش خرد
دی بدم من شیخ دین و سجہ خوان مسجد نشین
گشتہ ام از بہر یک دو جام می طاعت فروش

مست گشتم از دو چشم ساقی پیمانہ نوش
می بر آید از درونم ہیجز وسش ہیجز وسش
خدمت پیر مغان بر خود گرفتم فرض عین
اکنون ہستم بت پرست و کافر و زنار پوش

الفراق ای ننگ و ناموس وداع اے عقل و ہوش
زہد و تقوی در فگندم زیر پائے آن صنم
کمترین از بندگانش بندہ ام حلقہ بگوش
بر در میخانہ بنشستم بصد عجز و نیاز

جسدم غزل مرقوم مطربہ مذکورہ نے بصد ناز و ادا اور بہ لحن داودی سر بزم گائی اہل بزم نہایت ہی مسرور ہوے خصوصاً عمرو بن حمزۂ یونانی از حد خوش ہوئے اور زر و جواہر اس مطربۂ خوش آواز کو عنایت کیا مطربہ انعام پاکر نہایت خوش ہوئی پھر اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اور اہل بزم کو رقص و نغمہ سے مسرور کرنے لگی جب وہ مطربہ غزلین گاکر بزم عشرت سے چلی گئی اسوقت اور ایک نازنین مہ جبین بزم مین حاضر ہوکر مثل مطربۂ اول کے ناچنے اور گانے لگی غرض اسیطرح تمام رات بزم عشرت مین نازنینان زہرہ خصال عدیم المثال گایا کین جب وہ وقت آیا کہ رنگ سیاہ روزگار مبدل بہ سفیدی ہوا ظلمت شب دور ہوئی سراے دہر روشنی سحر سے پر نور ہوئی اشعار جمال شمع پہ چھائی اداسی مزاج شب مین پھیلی بدخوئی ✤ تصدق سے تھکے پروانے ہر سو ✤ جگر سے سوز کے آنے لگی بو ✤ وقت سحر جلسۂ عشرت برخاست ہوا شاہزادۂ ذیجاہ وغیرہ نے نماز سحر پڑھی پھر بخوبی سامان جنگ کرکے شاہزادۂ ذی وقار نے

مع لشکر جرار اُس جگہ سے کوچ کیا نقیبان خوش آواز نے صدائے نصر من اللہ و فتح قریب کی بلند کی عقب شاہزادہ کے دیکھا جملہ سپاہ روانہ ہوئی اُس لشکر مین ہر ایک جوان غیر ساحر فن تیغ زنی و تیر افگنی سے ماہر و کامل تھا ہر جوان یادگار رستم و سام تھا حریف سے لڑنا بھی اُنکا کام تھا جملہ بہادر زرہین پہنے ہوئے تھے چار آئینے لگائے تھے خود فولادی سرون پر رکھے ہوئے تھے تیغ تیز کے قبضون پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے کمان کیانی ہر ایک کماندار لاثانی کے دوش پر تھی اور ترکش مین وہ تیر بھرے ہوئے تھے کہ جو سینہ دشمن کو توڑ کر پشت سے گذر جائین زیر ران جملہ سوارون کے ابلق و سرنگ تھے سب بہادر مدت سے مشتاق جنگ تھے چہرون سے شجاعت آشکار تھی جرائت بھی ان جوانمردون پر نثار تھی سواران لشکر بیمثال تھے سرداران فوج غیرت سام و زال تھے غرض روانگی لشکر ظفر اثر اور مردان پرجگر کا یہ حال تھا ابیات

وہ آلات جنگی کی تن پر پہین
لڑائی کی افتاد جھیلے ہوئے

وہ چیتون مین ایک ایک کی بانکپن
بہادر تھے جانون پہ کھیلے ہوئے

روانہ ہوا لشکر بیشمار
یہ شادی کہ مرنے پہ تیار تھے

مسلح مکمل تھے مردان کار
عروس ظفر کے طلبگار تھے

ایک طرف لشکر ساحران اسطرح بصد عظم و شان جاتا تھا کہ فلک شعبدہ باز اُنکے نیرنگ و افسون سے خائف تھا ہر ایک ساحر شہرۂ آفاق شعبدہ بازی مین طاق تھا جملہ ساحر ہمس آتشین اور فیل آتشین اور باز و بط وغیرہ طائران سحر پر سوار تھے ملکہ زلزلہ جادو اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش وغیرہ بھی تخت طاؤس پر سوار تھین اکثر ساحرون کے سحر سے لکہ ابر سیاہ و سرخ دمبدم اُٹھتے تھے اور سرون پر اُنکے سایہ افگن تھے اور طائران سحر زیر ابر زمزمہ سنج تھے کبھی ابر سحر سے بارش ہوتی تھی کبھی پھول برستے تھے ساحر امور عجائب و غرائب سحر سے دکھاتے تھے کوئی ساحر کہتا تھا کہ اس ناریل سے لشکر نارنج جادو کو ہلاک کرونگا کوئی ساحر کسی ساحر کو ترنج جھولی سے نکالکر دکھاتا تھا اور کہتا تھا کہ ہنگام جنگ یہ ترنج ملکہ نارنج جادو پر مارونگا ہر چند کہ وہ ہلاک نہ ہوگی لیکن زخمی ضرور ہو جائیگی کوئی ساحر گولا جھولی سے نکال کے ساحرون کو دکھاتا تھا اور کہتا تھا کہ مین یہ گولا لشکر نارنج جادو پر ضرور مارونگا سبکو جلا دونگا کوئی کہتا تھا مین تو ایسا سحر کرونگا کہ ابر سحر سے پانی برسیگا اور تمام لشکر نارنج جادو کا آب سحر مین غرق ہو جائیگا ہر ایک ساحر نابکار گرداب فنا مین پھنس جائیگا کسی ساحر کو ساحل حیات نظر نہ آئیگا آب سحر مین غوطے کھا کر ہر ایک ساحر ہلاک ہو جائیگا کوئی ساحر ناریل کسی ساحر کو دکھا کے کہتا تھا کہ اس ناریل سے ساحران لشکر نارنج جادو کو ہلاک کرونگا علاوہ ساحران مذکور کے جادوگرنیان سراپا ناز معشوقان طناز طاؤسان سحر پر سوار تھین دمبدم سحر سے امور عجائب و غرائب ظاہر کرتی تھین اور باہم باتین کرکے بصورت غنچہ مسکراتی تھین اکثر اُنمین مانند گل کے ہنستی تھین وہ سب جادوگرنیان ایسی شوخ و حسین تھین ابیات ایک ایک اُنمین شوخ دیدہ تھی + پردہ ناموس کا دریدہ تھی + ایسی بے چین ایسی گرما گرم برق و سیماب کو بھی آئے شرم + حضور ملکہ لالہ خونخوار اور شہزلزل جادو اور ازلال جادو وہ حسن و جمال عدیم المثال اور عالم شباب چہرے رشک ماہ و آفتاب گلبیرہن و غنچہ قیامت کا چلبلاپن غضب کی چال ڈھال جوانی کا جوش ہر ایک جادو نظر فتنہ محشر عاشق کش زاہد فریب انکے اکثر اعضا کی تعریف یہ ہی مسدس

گول گول ابھرا ابھرا اور نکیلا سینہ
حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ
رشک نرمی سے ہوا میدے کا آٹا گیلا

گنج خوبی کا ہے وہ مہر بسر گنجینہ
حسن و خوبی کے ہین دو لوتی یہ خزانہ ہو ر
رشک قاقم کا تاکا [illegible] وقت [illegible] ڈھیر کا

صاف باطن کی طرح ہے صفت آئینہ
چشم بد دور ہین جوبن سے سراسر بھرپور
جان دے دیکھ کے اگر دیکھ لے مرد کا صفا

قلزم نور شکم ناف ہی گرداب بلا
مرگ گلگ مین آجاے اگرچہ لچکا
پھر نزاکت کا میان نام نہ لیوے چنپا
کوئی نافہمی اُسے کہتا ہی از راہ خطا
دون وہ تشبیہ کہ حسنت کہے سنکے صبا

بحر خوبی ہی صنم اور وہ شکم صاف حباب
بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا
گرنہ ہاتھ آئے تو ہو وصف کمر کا اغماض
صدف گوہر عشرت ہین سہم دو اک جا
چاک دامان صبا کا ہی یہ گل پر سایا

ترہی ہو جاے پھرے پیٹ کو دیکھے سیماب
موشگافی سے پریشان ہو طبع شعرا
خالی اک نیکی جا چھوڑ کہون صاف بیان
غنچہ باغ جہان کی نہ لگی جسکو ہوا
عکس حاشیہ بن ہی جسم پری کا اُترا

الحاصل ہر ایک نازنینان مذکور سے بے مثل و نظیر تھی شاہزادہ حسن دلفریب ملکہ لالہ خونخوار پر نظر کرتا ہوا جاتا تھا عمرو بن حمزہ وغیرہ کو تو اثناے راہ مین چھوڑیے لیکن احوال ملکہ نارنج جادو کا سنیے کہ جب عمرو بن حمزہ نے گنبد شعلہ فزا کو قتل کیا اور نارنج جادو نے کہا کہ باغ مین گنبد شعلہ افزا عکس نور سے اندھا ہوا اور آخر تیغ تیز سے قتل ہوا نارنج جادو کو نہایت صدمہ ہوا اور ساحران نامی سے کہا کہ شطرنج جادو اور گنبد شعلہ افزا ہلاک نہین ہوا گویا طلسم ٹوٹ گیا یہ دونون نمکخوار ہماری سرکار کے نہایت جان نثار اور سرفروش تھے اب مثل اُن دونون کے کوئی ساحر نامی ہمارا خیرخواہ نہین ہی اب کس ساحر کو بھیجون کہ وہ طلسم کشا کو جاکر گرفتار کرے اور دونون لوحین اُس سے چھین لے ابھی نارنج جادو ساحران نابکار سے گفتگو کر رہی تھی اور ساحران غدار خاموش بیٹھے ہوئے تقریر سن رہے تھے ناگاہ چند ساحر گھبرائے ہوئے آئے اور نارنج جادو سے کہنے لگے کہ ای ملکہ آپ غافل کیا بیٹھی ہین طلسم کشا مع لشکر کثیر آتا ہی زلزلہ جادو اور ملکہ لالہ خونخوار اور شہرت جادو اور تند زلزل جادو اور لال جادو و شہباز نیم ناز وغیرہ اسکے ہمراہ ہین جلد کوئی تدبیر کیجیے سامان جنگ درست کیجیے یا جو مناسب وقت ہو کیجیے نارنج جادو یہ خبر سنکے متردد ہوئی اور ساحران نامی سے مشورہ کرکے جانب گنبد ارسطو مع جملہ ساحرون کے بھاگی اور طلسم کو خالی کردیا کچھ رعایا طلسم مین رہ گئی نارنج جادو نے گنبد ارسطو مین جاکر خواجہ عمرو کو ایک فولادی پنجرے مین قید کیا بعد اسکے گرد گنبد ارسطو چہ دریاے سحر آتش پیدا کیے اور ایک دریا آتش اصلی کا اس خیال سے گرد گنبد بنایا کہ جب طلسم کشا دریاہاے آتش سحر سے گذر کے دریاے آتش اصلی مین قدم رکھیگا جلکے خاک ہو جائیگا غرض بعد بنانے دریاؤن کے نارنج جادو نے بہت سے سحر بھی تیار کیے اور گنبد ارسطو مین مقیم ہوئی جب عمرو بن حمزہ راہ طے کرکے طلسم مین پہونچے معلوم ہوا کہ نارنج جادو مع لشکر گنبد ارسطو کی جانب گئی ہی اور بالفعل گنبد ارسطو مین قیام پذیر ہی عمرو بن حمزہ نے یہ خبر سنکے رعایاے طلسم نارنج جادو کو مسلمان کیا اور جانب گنبد ارسطو مع فوج اور جملہ سرداران لشکر اور سپاہ کے روانہ ہوئے بعد چند روز کے برابر دریاے اول آتش سحر کے پہونچے اور اسی جگہ بارگاہ و خیام استادہ کرائے لشکر مقیم ہوا جب یہ خبر نارنج جادو کو پہونچی کہ طلسم کشا عنقریب دریاے آتش آکر قیام پذیر ہوا ہی یہ سنکے اُدھر نارنج جادو گنبد ارسطو سے نکلی اور طلسم کشا قریب گنبد ارسطو جملہ ساحرون کے ہمراہ آکر صف آرا ہوئے اودھر عمرو بن حمزہ مع ملکہ مہ جبین نارنجی پوش ایک خیمہ مین فروکش ہوئے اور دوسرے خیمہ مین ملکہ لالہ خونخوار قیام پذیر ہوئی زلزلہ جادو علٰحدہ مع اپنی دخترون کے مقیم ہوئی عمرو بن حمزہ نے لوح محفوظ ملکہ لالہ خونخوار کے گلے مین اس خیال سے ڈالدی کہ سحر نارنج جادو اسکا تاثیر نہ کرے اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کے گلے مین لوح محفوظ اسوجہ سے نہ ڈالی کہ ملکہ مہ جبین دختر نارنج جادو کی تھی عمرو بن حمزہ کو یقین کامل تھا کہ ملکہ نارنج جادو اپنی دختر کو قتل نہ کریگی اور ملکہ لالہ خونخوار کو بوجہ عداوت کے ضرور ہلاک کرڈالیگی القصہ عمرو بن حمزہ ملکہ لالہ خونخوار کے

گلے مین لوح ڈالکر اور ہر ایک سردار سے رخصت ہو کر مرکب پر سوار ہوئے اور اسپ خوش رفتار
کو بڑھایا ہر ایک سردار وغیر سردار دعاے فتح پروردگار سے مانگنے لگا جب عمرو بن حمزہ پاس دریاے
آتش سحر کے پہونچے مرکب شعلہ ہاے دریاے آتش سحر بلند دیکھکر ڈرکا عمرو بن حمزہ نے عکس
لوح طلسمی کا اُس دریاے آتش اور اپنے مرکب پر ڈالا شعلے دریاے آتش کے گل ہوگئے اور آگ
مثل پانی کے ہوگئی شاہزادے نے مرکب بڑھایا اور بوجہ لوح طلسمی کے دریاے اول آتش سحر کو طے کرکے
دوسرے دریاے آتش سحر کے قریب پہونچے مرکب عمرو بن حمزہ کو بسبب عکس لوح کے کچھ بھی
آتش سحر سے ضرر نہ پہونچا اسیطرح عمرو بن حمزہ نے چھہ دریاے آتش سحر طے کیے جب قریب دریاے
آتش اصلی کے پہونچے دیکھا کہ شعلہ ہاے آتش آسمان تک بلند ہین زمین وہان کی کرۂ نار ہی نار جہنم خوف
سے قریب اُس آتش کے نہین آتی ہی ایسی حرارت اُس آگ مین ہی کہ قلب و جگر کو جلاتی ہی اہل دوزخ
اگر اُس آتش سوزان کو دیکھتے تو نار سقر کو مقابلہ مین اُس آتش کے برف تصور کرتے اور اگر جنات اُس آتش
سے گذر کرتے باوجود آتشی ہونے کے جلکر خاک ہو جاتے اگر کرۂ نار تک ادنے شعلہ اُس دریاے آتش کا
پہونچ جاتا تو عجب نہین کہ کرۂ نار ایکبار مثل ہیزم کے یا مانند شمع کے جل جاتا عمرو بن حمزہ اُس دریاے
آتش کو دیکھکر نہایت حیران ہوئے اور حرارت آتش سے از حد بیچین ہوئے مرکب بھی کثرت حرارت
نار سے سیماب وار بیقرار ہوا ہر چند عمرو بن حمزہ نے اُس دریاے آتش پر عکس لوح کا ڈالا لیکن
ذرا بھی حرارت آتش کم نہ ہوئی کیونکہ وہ آتش اصلی تھی آتش سحر نہ تھی غرض عمرو بن حمزہ قریب اُس
دریاے آتش کے اسطرح کھڑے تھے کہ سراپا پسینے مین تر تھے لب کثرت حرارت آتش سے خشک
تھے دل فرط حرارت سے بیقرار تھا تن کثرت حرارت آتش سے جلا جاتا تھا گھوڑا بھی پسینے مین
تر تھا بعض راوی کہتے ہین کہ فرس مذکور ابلق مجنون دریائی تھا الحاصل مرکب اور عمرو بن حمزہ
دونون گرمی آتش سے بیتاب و بیقرار تھے ناگاہ عمرو بن حمزہ نے اس طرف سے دیکھا کہ ادہر
دریاے آتش کے نارنج جادو چالیس ہزار ساحرون کو لیے ہوئے آمادۂ جنگ کھڑی ہی اکثر ساحر
شیر و فیل سحر پر سوار ہین بعضے نہنگ آتشین اور اژدہاے آتشین پر سوار ہین اژدہون کے دہن سے
دمبدم شعلے نکلتے ہین جملہ ساحر بدصورت و ہیبتناک ہین جھولیون مین اسباب سحر بھرے آمادۂ رزم کھڑے
ہین عمرو بن حمزہ لشکر نارنج جادو کو دیکھ رہے تھے یکایک نارنج جادو نے فولاد جادو سے کہا
کہ جلد خواجہ عمرو کو پنجرے سے نکالکر پشت خواجہ پر کوڑے لگا فولاد جادو نے بموجب حکم نارنج جادو
خواجہ عمرو کو قفس آہنی سے نکالا چونکہ خواجہ عمرو کے دست و پا مین حس و حرکت بوجہ سحر کے نہ تھی
اسوجہ سے خواجہ بھاگ نہ سکے اور فولاد جادو سے کہنے لگے کہ اے فولاد جادو مین تیری اور ملکہ
نارنج جادو کی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرتا ہون مجبور ہا کردے اور کوڑے سے مجکو اذیت
نہ دے اگر مجھپر کوڑا لگائیگا تو ابھی مر جائیگا کیونکہ جس ساحر نے میری پشت پر کوڑا لگایا ہی وہ خود آہی
مرگیا ہی خداوند سامری اور جمشید کا اُسپر فی الفور قہر نازل ہوتا ہی مجکو خداوند سامری اور جمشید نہایت
دوست رکھتے ہین اکثر سامری اور کبھی جمشید میرے پاس آتے ہین مجھسے بالفت و محبت باتین
کرتے ہین اکثر شبکو ساحرن یعنی زوجہ خداوند سامری میرے پاس آتی ہین اور مین اُنسے بخوبی اختلاط

کرتا ہون وہ مجھسے خوش ہوتی ہین ایک روز خداوند سامری نے مجھسے خوش ہوکر کہا تھا کہ اے خواجہ عمرو تم عیار ہو
اور رات دن عیاری کیا کرتے ہو اکثر گرفتار ہوجاتے ہو اور دشمن تمھارے تمکو اذیت دیتے ہین چونکہ تم ہمارے
دوست ہو لہذا ہم تمھاری پشت پر ہاتھ پھیرے دیتے ہین اب جو کوئی تمھین گرفتار کریگا اور کوڑے سے
یا اور کسی طرح تمھین اذیت دیگا ہم اُسپر اپنا قہر نازل کرینگے وہ فی الفور مر جائیگا سیدھا جہنم مین جائیگا
ہمیشہ آگ مین جلیگا کف افسوس ملیگا اسی طرح خداوند جمشید نے بھی مجھسے وعدہ کیا ہے اور میری پشت
پر اپنا ہاتھ رکھا ہے پس اسی وجہ سے جو ساحر یا غیر ساحر مجھے اذیت دیتا ہے فوراً غضب خداوند سامری و جمشید
اُسپر نازل ہوتا ہے اور وہ مر جاتا ہے لہذا مین تجکو منع کرتا ہون کہ مجکو کوڑے سے اذیت نہ دینا ورنہ تو ابھی ہلاک
ہوجائیگا بعد اس گفتگو کے خواجہ عمرو نے نارنج جادو سے کہا کہ اے ملکہ اگر آپ مجکو رہا کر دیجیے تو مین آپ سے
بھی نیکی کرونگا لوح طلسمی عمرو بن حمزہ سے بہ عیاری لا کر آپ کو دیدونگا اور عمرو بن حمزہ کو بھی گرفتار
کرکے آپ کے حوالے کردونگا اب آپ سے جھوٹھ نہ بولونگا قسم سامری اور جمشید کی کھاتا ہون کہ اب
آپ سے دشمنی نہ کرونگا جسوقت فولاد جادو اور نارنج جادو نے گفتگوے خواجہ عمرو تمام و کمال سُنی
فولاد جادو نے تو خوف جان سے ہاتھ اپنا روکا اور کوڑا پشت خواجہ عمرو پر نہ لگایا لیکن نارنج جادو نے
غضبناک ہوکر جواب دیا کہ او مکار کیون مجھسے گفتگوے فریب آمیز کرتا ہے مجھے تیری بات کا اعتبار نہین ہے تو
میرا دشمن جان ہے کبھی تو مجھسے نیکی نہ کریگا اور ہرگز ہرگز لوح طلسمی مجکو لا کر نہ دیگا یہ کہکر نارنج جادو نے
فولاد جادو سے کہا کہ اے فولاد جادو اس مکار اور فریبی سے بہ نرمی ہرگز پیش نہ آ اور جلد اس وزوبا یک گردون
کی پشت پر کوڑے لگا اور جہانتک ممکن ہو اذیت پہونچا اسکی باتون مین نہ آنا یہ بڑا مکار اور جھوٹھا ہے اگر یہ
رہا ہو جائیگا تو پھر ہاتھ نہ آئیگا اور مجھے اور تجھے گرفتار کرکے طلسم کشا کے حوالے کر دیگا فولاد جادو نے
عرض کیا اے ملکہ مین ڈرتا ہون ایسا نہو کہ کوڑا مارتے ہی مر جاؤن بقول خواجہ عمرو کے جہنم مین جاؤن نارنج جادو
نے جواب دیا تم بخوف و خطر خواجہ عمرو کی پشت پر کوڑے مارو ہرگز نہ مروگے اور جہنم مین مر کر
نہ جاؤگے قہر خداوند سامری و جمشید ہرگز ہرگز تمپر نازل نہوگا بلکہ اگر تم اس عیار سراپا مکر و فریب کی پشت پر
کوڑے مارو گے اول تو خداوند سامری و جمشید تم سے خوش ہونگے دوسرے عمرو بن حمزہ جب دیکھیگا اور
سنیگا کہ خواجہ عمرو کی پشت پر کوڑے پڑ رہے ہین اور خواجہ چلا رہے ہین فوراً دریاے آتش مین
برہم ہوکر گھوڑا اڈال دیگا اور ایک دم مین جل کر خاک ہو جائیگا میرا طلسم لٹنے سے بچ جائیگا اور مدعا
ہاتھ آجائیگا پھر مین زلزلہ جادو اور ملکہ لالہ خونخوار وغیرہ کو ایک دم مین ہلاک کر ڈالونگی میرے سحر کو کون
رد کر سکیگا خواجہ عمرو تقریر نارنج جادو کی سنکے خیال کرنے لگے کہ یہ بچیا میرے دام فریب مین نہ آئیگی
ضرور کوڑے سے مجکو اذیت پہونچائیگی خداوند عالم عمرو بن حمزہ کو دریاے آتش کے شعلون سے
بچاے اور بہ صحت و عافیت یہانتک لاے خواجہ عمرو یہ خیال کر رہے تھے کہ فولاد جادو نے بحکم
نارنج جادو کوڑا پشت خواجہ عمرو پر مارا خواجہ زمین پر تڑپنے لگے اور گالیان نارنج جادو اور
فولاد جادو کو مکر دینے لگے چونکہ عمرو بن حمزہ جانب نارنج جادو دیکھ رہے تھے اور خیال کر رہے تھے
کہ اس دریاے آتش سے کیونکر گذرونگا کیونکہ اس دریاے آتش مین غضب کی تیز آگ ہے ہر چند
آگ سے دور کھڑا ہون لیکن حرارت آتش سے ہمہ تن جلا جاتا ہون فولاد جادو نے جو پشت خواجہ

کوڑا مارا عمرو بن حمزہ نے دیکھا اور آواز نالہ خواجہ بھی سنی غرض بمجرد سننے صداے خواجہ عمرو کے عمرو بن حمزہ کو اسقدر غصہ آیا کہ بے اختیار گھوڑے کو بڑھایا اور کچھ اپنی جان کا خوف نہ کیا مرکب عنقریب دریاے آتش جاکر ٹھہر گیا عمرو بن حمزہ نے تازیانہ اپنے آپ سے مرکب پر لگایا جسکی تعریف مین یہ اشعار لکھنا مناسب ہین اشعار

سیلی دیگہ چنانش بردو دو بیرحمۂ تار
زطرح شہد لگامی رود بطرح خدنگ
حساب طول ریل در فضاے میدانش
از انکہ دارد ازین نام ہم بغایت ننگ

گو نغمہ لب نکشاید بعرصۂ آہنگ
اگر کنند بوی نسبت دو رنگ بسہو
چو عرصۂ ابد ست و شمارۂ فرسنگ
ننشش بعارج افگار گفتم در خجلیم

اگر کنند کتمثیل طی ساحت راہ نداد
شتاب فہم شود بعد ازین بلفظ درنگ
خرد عوالس افگار گفت و منکر شد
زبہر آنکہ نہ راضی بود ز رنگ بہ رنگ

مرکب مذکور کہ تازیانہ سے نا آشنا تھا تازیانہ جو عمرو بن حمزہ کے لگے عالم غیظ و غضب مین مارا اشکل سیماب اُڑا اور مانند برق جہست دہ ایسی جست کی کہ دریاے ہفتم آتش کے اُس پار ہو گیا لیکن کسی قدر پانوں مرکب کے جل گئے جسوقت زلزلہ جادو و سرداران ذیوقار نے دیکھا کہ عمرو بن حمزہ ساتوین دریاے آتش سے بھی گذر گئے سرداروں نے مردان لشکر سے کہا کہ اب جلد یہان سے گھوڑے بڑھاؤ اور فوج نارنج جادو کو چلکے قتل کرو بعد اس گفتگو کے لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار اور شہباز یکتاز مشرقی نے ملکہ زلزلہ جادو اور ملکہ لالہ خونخوار اور شہرت جادو و دیگر ساحران نامی سے کہا کہ تم اس دریاے آتش پر ابر سحر سے پانی برساکر سرد کر دو اور تمام آگ بجھا دو تاکہ ہم سب جلد تر اور بیخوف و خطر شاہزادۂ دیباجہ کے پاس جائین اور ساحران لشکر نارنج جادو کو قتل کرین اب ہمین یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی کیونکہ شاہزادۂ دیباجہ وہان تنہا ہین ملکہ زلزلہ جادو وغیرہ نے کہا کہ ہم ابھی آب ابر سحر سے آگ بجھائے دیتے ہین اور ہم سب بھی تمہارے ساتھ ساتھ چلتے ہین یہ کہکے ملکہ زلزلہ جادو نے نفیر سحر بجائی جملہ ساحران نامدار ہوشیار ہوئے اور ہمراہ تخت ملکہ زلزلہ جادو و شیران آتشین اور فیلان آتشین اور باز و بط اور ہنس ہاے آتشین وغیرہ پر سوار ہو کے چلے سرداران غیر ساحر نے بھی مرکب اپنے بڑھائے لشکر عظیم مثل دریا کے بڑھا اشعار ہمہ بر سر خونریزی و جنگ +
چلی وان سے وہ فوج برق آہنگ + ہوئے تیار مردان نکوکار + کرین تا رزمگہ کو خون سے گلنار +
جب ادھر لشکر ظفر اثر بڑھا اسوقت نارنج جادو نے خیال کیا کہ اول تو طلسم کشا ساتوین دریاے آتش طی کر کے قریب میرے آگیا ہی اور میری جانب چلا آتا ہی دوسرے لشکر طلسم کشا کا آتا ہی اگر ملکہ زلزلہ جادو و دیگر ساحران نامدار دریاے آتش کو مٹا کر یہان چلے آئینگے اور مجکو اور میری فوج کو چار جانب سے گھیر لینگے اور پے درپے سحر کرینگے تو میرا لشکر جلد تر قتل ہو جائیگا یہ خیال کر کے نارنج جادو نے جلد تر ایک گولا نکالا اور سحر پڑھ کے بسمت ملکہ زلزلہ جادو مارا گولا آکر زمین پر گرا دھوان پیدا ہوا اور تاریکی ہوئی اور کچھ گرد و غبار اُڑا بعد ایک لمحہ کے وہ تاریکی برطرف ہوئی ملکہ زلزلہ جادو نے دیکھا کہ ایک دیوار سر تا بفلک کشیدہ درمیان راہ ہی زلزلہ جادو نے قریب اُس دیوار کے پہونچکر ایک گولا سحر پڑھ کے اُس دیوار پر مارا ہرچند گولہ مارنے سے دیوار تھرائی لیکن نہ گری پھر زلزلہ جادو نے سحر پڑھ کے زمین پر دونون ہاتھ مارے ہرچند زمین کانپی اور تھرائی اور زلزلہ جادو کے سحر سے زلزلہ ہوا لیکن دیوار اب بھی نہ گری پھر تو زلزلہ جادو نے پے درپے گولے اور نارنج اور ترنج دیوار پر سحر پڑھ پڑھ کے

مارنا شروع کیے اور جملہ ساحرون نے بھی ناریل اور نارنج اور ترنج اُسی دیوار پر سحر پڑھ پڑھ کر مارنا شروع کیے غیر ساحر بیچارے بوجہ دیوار حائل ہونے کے مجبور و ناچار ہو کر گھوڑون کو روک کر کھڑے ہو رہے اور خیال کرنے لگے کہ عجب یہ دیوار ٹوٹیگی یا گریگی اُسوقت اُسطرف جائینگے بغیر اسکے کسی طرح شاہزادے تک پہونچ نہین سکتے یہ خیال کر کے غیر ساحر تو قریب دیوار کھڑے رہے لیکن ساحران نامدار اُس دیوار پر ترنج اور نارنج وغیرہ لگانے لگے اکثر ساحرون نے سحر سے پر پرواز پیدا کر کے اور بلند ہو کے چاہا کہ دیوار کے اُدھر نکل جائین لیکن نہ جا سکے دیوار اور زیادہ بلند ہو گئی آخر ناچار ہو کر وہ سب ساحر پھر بالاے زمین آئے اور نارنج اور ناریل اور گولے سحر کے پڑھ پڑھ دیوار پر شل اور ساحرون کے مارنے لگے اُدھر تو جملہ ساحر دیوار پر سحر کر رہے ہین اور یہ چاہتے ہین کہ دیوار ٹوٹے یا گرے تاکہ اُسطرف جائین لیکن اب حال عمرو بن حمزہ یونانی کا لکھا جاتا ہی کہ جب شاہزادۂ ذیجاہ ساتون دریاے آتش کو طی کر کے آگے بڑھے فولاد جادو نے چاہا کہ خواجہ عمرو کو پھر قفس مین بند کر کے قفس کو اپنے پاس رکھون لیکن خواجہ کو قفس مین بند نہ کر سکا اُسوقت عمرو بن حمزہ قریب فولاد جادو پہونچے ہر چند نارنج جادو اور جملہ ساحرون نے برابر نارنج اور ترنج اور گولے اور راتش اور بھرسون کے دانے سحر کر کے مارے لیکن بوجہ لوح کے کسی سحر مین مبتلا نہ ہوئے ہر چند ساحرون نے روکا مگر نہ رُکے قریب خواجہ عمرو اور فولاد جادو کے پہونچے اور نعرہ کیا کہ او بیحیا غضب کیا تو نے کہ میرے عمو نامدار کو تو نے کوڑے سے اذیت دی اب مین ضرور تجھکو قتل کرونگا یہ نعرہ کر کے وہ تیغ برق مثال میان سے کھینچی کہ جسکے اوصاف مین یہ اشعار لکھنا مناسب ہین اشعار

آتش تیغ مین جلوہ گر ہین جوہر
لکھا ہی قضا نے محضر خون
اکدم ہو جو اس سے صحبت قیس

یا دامن کہکشان مین اختر
چلنے مین وہ تھی زبان طرار
لیلی سے ہو قطع الفت قیس

حرفون سے مثال کیون نہین دون
کھنچنے مین تھی صاف دامن یار

اُسوقت شاہزادۂ ذیجاہ کو بدرجہ کمال قہر و غضب و جلال تھا اسوقت اگر کوئی صاحب فہم عمرو بن حمزہ کو دیکھتا تو اُنکی شان مین اور اُنکی دلاوری کے وصف مین یہ اشعار ضرور پڑھتا اشعار

نام رستم چون در اندازد
دشنہ بر سینۂ فلک شکند
صدمۂ سد سکندر اندازد
حلۂ سطر بانہ چاک زند
سر و دست دو پیکر اندازد
بہ گریزد بزیر ماہی گاو
بحر را تشنہ در بر اندازد
رمح فولاد عرض موج زند
آنکہ زین پس جدل در اندازد
اینکہ حشمت در آتش ہودن تیغ
مرغ تصویر شہپر اندازد

خامہ ہنگام ثبت ہیبت او
نیزہ در ناف اختر اندازد
زہرہ آہنگ رزم بر دارد
زرہ زلف در بر اندازد
آفتاب از گشاد ناوک او
گرز را چون بہ مغفر اندازد
علت رعشہ لبسکہ عام شود
تیغ الماس جوہر اندازد
سر خاقان تیغ بر دارد
سر بہرام قیصر اندازد

روز ہیجا کہ برکشد شمشیر
لرزہ در نقش مسطر اندازد
نعرہ سیلی بر آفتاب زند
وز برش چنگ ہژبر اندازد
تیغ سیماب گون در آید دشت
جوشن حوت بر سر اندازد
باد آتش نہاد حملۂ او
چون بہ میدان لگاو ر اندازد
تا بسنجد شارع بازویش
در ترازو دے قیصر اندازد
گر گشیر باز ہیبت تو صفیر

شاہزادے نے بصد قہر و غضب تیغ تیز کر فولاد جادو پر لگائی

ہرچند کہ فولاد جادو نے سپر سحر پر تیغ آبدار شاہزادۂ ذی وقار کو روکنا چاہا لیکن عکس لوح سے سپر سحر معدوم ہو گئی اور تیغ تیز کمر فولاد پر ایسی پڑی کہ فولاد جادو مانند خیار تر کے تیغ سے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور ایک دم مین تڑپ کر مر گیا خواجہ عمرو پر سے سحر دفع ہو گیا فوراً زنبیل سے گلیم نکال کر اوڑھی اور نظر ساحران سے مخفی ہو گئے اور فولاد جادو کے مرنے سے اندھیرا ہوا آندھی سیاہ آئی بعد ایک لمحہ کے تاریکی دفع ہوئی جب نارنج جادو نے دیکھا کہ فولاد جادو کو طلسم کشا نے قتل کیا اور عمرو رہا ہو گیا اور اب طلسم کشا تیغ خون آلود کھینچے ہوئے میری طرف آتا ہے اسوقت نارنج جادو نے اپنے لشکر کے ساحرون سے کہا کہ اب دیر نہ کرو جلد تر طلسم کشا پر نارنج اور ترنج مارو بارش سحر کرو طلسم کشا کو گھیر کے پکڑ لو لوح گلے سے اتار لو یہ کہکے نارنج جادو نے ایک ترنج سحر پڑھکر عمرو بن حمزہ پر مارا وہ ترنج زمین پر گر کے پھٹا شعلے پیدا ہوئے تاریکی محیط عالم ہوئی ہرچند کہ شاہزادے کو سحر نارنج سے کچھ ضرر نہ پہونچا لیکن سحر نارنج سے سیاہی اور تاریکی ایسی ہوئی کہ وہ تاریکی ظلمت قبر سے بھی بدتر تھی اور دل کافر سے بھی زیادہ تاریک تھی سیاہی پردۂ ظلمات کی بمقابلہ اُس تاریکی کے روشنی تھی اُسی ہنگام مین ساحران نابکار نے نارنج اور ترنج اور گولے وغیرہ اسدرجہ شاہزادۂ ذیجاہ پر مارے کہ شاہزادہ گھبرا گیا وہ ساحران نابکار ایسے بے درمان تھے ابیات ساحر نہ کسی بلا سے کم تھے ٭ مثل دم اژدر اُنکے دم تھے تھا ایسے سیاہ دل وہ ہر دم ٭ نقش اُنکا روان تھا شکل کژدم ٭ پیاسون کو پلاتے تھے وہ خونریز آب دم تیغ و خنجر تیز ٭ اسوقت اسدرجہ کثرت سحر تھی کہ زمانہ کثرت جادو گرو نار سے تاریک تھا ابر سیاہ سحر چھائے ہوئے تھے رعد گرجتا تھا کبھی برق سحر چمکتی تھی ایسا آب سحر ابر سے برستا تھا کہ طوفان کا سامنا تھا کسی ساحر کے سحر سے شیر پیدا ہوتے تھے اور شاہزادۂ ذیجاہ پر حملہ کرتے تھے شاہزادہ عکس لوح سے انھین دفع کرتا تھا کوئی ساحر بدمست اپنے سحر سے فیلان مست ظاہر کرتا تھا کوئی ساحر کارد سحر مارتا تھا کوئی آتش سحر ابر سحر سے برستا تھا اسوقت یہ حال تھا ابیات

ہر سمت تھی تیغ آزمائی
سپرون کی گھٹا تھی بارش تیر
ذرون کو بناتے مہر تابان
برسے تھے وہان سے بیکے تارے

اُس سحر سے جان تھی لب پہ آئی
جادو نگہبان و سحر کاران
برساتے تھے سنگ جاے باران
اس جا بجھی اور وہان لگی آگ

اُڑتے تھے بگولے جتنے تھے سیر
کیا کیا نہ اُٹھا رہے تھے طوفان
جاتے تھے جو چرخ تک شرارے
بڑھتی ہوئی جا بجا چلی آگ

ہرچند کہ نارنج جادو نے جو جو سحر بصد محنت و مشقت تیار کیے تھے وہ سب سحر پے در پے عمرو بن حمزۂ یونانی پر کیے اور جملہ ساحران نابکار نے بھی کروڑہا سحر کیے اور جھولیان اسباب سحر سے خالی کر دین لیکن برکت لوح سے کوئی سحر شاہزادے پر موثر نہ ہوا پھر ساحرون نے شاہزادے پر ہجوم کر کے اور چارون طرف سے گھیر کے چاہا کہ لوح طلسم اُتار لین اور شاہزادے کو گرفتار کر لین شاہزادے نے تیغ تیز سے ساحران نابکار کو قتل کرنا شروع کیا ساحران نابکار قتل ہو کر راہی دار البوار ہونے لگے لاشین زمین پر تڑپنے لگین آوازین ساحرون کے مرنے کی آنے لگین بیرغل و شور مچانے لگے برق تیغ شاہزادہ کشت حیات ساحران نابکار پر گرنے لگی ساحران بدسرشت ہلاک ہو کر سوے کشتنت جانے لگے زمین خون ساحران نحس و شوم سے رنگین ہونے لگی اسوقت یہ حال تھا کہ

ابیات تھا گرم وہاں اجل کا بازار	تھی سانپ کہ زہر اُگل رہی تھی
تھے ایک کے وہ تو دو کے تھے چار	آتا تھا جو دشمن اُسکے منہ پر
تلوار غضب کی چل رہی تھی	کھاتی تھی اُسے بہ رنگ اژدر

ساحران نابکار ہزاروں قتل ہوئے اور سیکڑوں زخمی ہوئے اکثر ساحران غدار جرأت شاہزادہ نامدار دیکھ دیکھ کے متحیر ہونے لگے اور منصف ہو کر خود یہ اشعار عمرو بن حمزہ کے اوصاف مین زبان پر جاری کرنے لگے اشعار

جنگجو ایسے ہو مریخ کی طاقت یہ نہین	برق ہی یہ دشمن مین شمشیر ہاتھ مین ہے
سارے عالم مین نہ کسطرح ہون یہ تیغ نصیب	کیا بنا سکتا ہے شمشیر اگر ہاتھ مین ہے
اہل جوہر ہین لڑائی کا ہنر ہاتھ مین ہے	جب یہ چمکاتے ہین تیغ اہل نظر کہتے ہین

ساحران انصاف پسند تو اشعار تعریف شجاعت شاہزادہ مین پڑھ رہے تھے اور ہزارہا ساحران نابکار شاہزادہ پر سحر کر رہے تھے اور چاروں جانب سے گھیرے ہوئے تھے تاریخ جادو بھی اُسی مجمع مین تھی اور ساحرون سے یہ آواز بلند کہتی تھی کہ اے ساحران نمود شعار شاہزادے کو جلد گرفتار کر لو پھر مجھسے مال و زر لو جھولیان اپنی زر و جواہر سے بھر لو اور شاہزادۂ نامدار مین و یسار ساحران نابکار کو ایک طرف قتل کر رہا تھا دوسری جانب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بعہد جرأت و دلیری گلیم سحر پر سے اپنے کسی قدر ہٹا کے ساحرون کو اپنی شکل دکھاتے تھے اور جب ساحر ارادہ سحر کرنے کا کرتے تھے خواجہ زمین پر لوٹ کر خنجر آبدار سے ساحرون کے پاؤن کاٹتے تھے ساحر زمین پر گرتے تھے کبھی خواجہ حقۂ آتشبازی ساحرون پر مارتے تھے اجسام ساحرون کے مثل شمع کافوری جلتے تھے بس وہ ساحر نالہ و فریاد کرکے بھاگتے تھے اور کہتے تھے کہ خواجہ عمرو بھی ساحر زبردست ہین ایسا سحر کرتے ہین اور ایسی آگ ہمپر برساتے ہین کہ ہمارے جسم جلے جاتے ہین اور ہمسے اُنکا سحر دفع ہو نہین سکتا ہے ہر چند ہم سحر پڑھتے ہین لیکن سحر خواجہ دفع نہین ہوتا ہے اور ہمارے جسمون کو آتش سحر خواجہ جلائے ہی دیتی ہے جو ساحر کہ خواجہ کو حقہاے آتشبازی مارتے دیکھتے تھے وہ تو یہ کہتے تھے اور جو ساحر نابکار خواجہ کو نہ دیکھتے تھے وہ یہ خیال کرتے تھے کہ زلزلہ جادو اور شہرت جادو وغیرہ لشکر کثیر ساحران غدار لیکر یہان آگئی ہین وہی سب ہمپر آتش سحر برساتے ہین ہمکو ہلاک کرتے ہین اور خود نظر نہین آتے ہین غرض اسی ہنگامۂ جنگ مین شاہزادۂ نامدار ساحران نابکار کو قتل کرتا ہوا قریب تاریخ جادو کے پہونچا تاریخ جادو نے ترنج سحر پڑھکے مارا شاہزادے نے عکس لوح کا ڈالا سحر نے کچھ اثر نہ کیا پھر عمرو بن حمزہ نے تلوار سر تاریخ جادو پر لگائی تاریخ جادو گھبرا کر پیچھے ہٹی تلوار عمرو بن حمزہ کی سر پر پڑی دوبارہ شاہزادے نے بڑھکر تلوار لگانے کا قصد کیا اُسوقت تاریخ جادو نے خیال کیا کہ اب یہان توقف کرنا اور طلسم کشا سے لڑنا بہتر نہین ہے تجھکو مناسب یہی ہے کہ بھاگ جا اور جان اپنی طلسم کشا سے بچا ورنہ قتل ہو جائیگی یہ خیال کرکے جلد تر تاریخ جادو نے سحر پڑھکر پر پرواز پیدا کیے اور عمرو بن حمزہ سے کہا کہ اے طلسم کشا اب مین ایسی جگہ جاتی ہون کہ اگر تو قیامت تک میری جستجو کریگا تو بھی مجکو نہ پائیگا اور جب تک مجکو قتل نہ کریگا یہ طلسم فتح نہو گا علاوہ اسکے یہان سے جا کر ایسی ایسی بلائین تجھپر نازل کرونگی کہ تو تڑپ تڑپ کے خود ہی ہلاک ہو جائیگا یہ کہکے تاریخ جادو کچھ زمین سے بلند ہوئی اُسدم عمرو بن حمزہ نے خیال کیا کہ اگر تاریخ جادو اسوقت قتل نہ ہوئی تو پھر اسکا قتل کرنا اور اسکا ہاتھ آنا دشوار ہے یہ خیال کرکے شاہزادے نے اپنے مرکب پر سے جست کی اور یہ نعرہ کیا

نعرہ شہ کشور کشا ز بیند کہ تاج جہانبانی + ہزبر دیو کش نامم عمرو بن حمزہ یونانی + نارنج جادو
گھبرائی شاہزادے نے اُسکے سر پر تلوار لگائی فوراً نارنج جادو نے سحر پڑھ کے سات سپرین فولادی پیدا
کین اور سر اپنا آڑ مین اُن سپرون کی کیا لیکن عکس جو لوح کا پڑا وہ سپرین فولادی غائب ہو گئین اور
نارنج جادو بوجہ عکس لوح کے زمین پر آئی تلوار سر پر جو پڑی کاسئہ سر کو کاٹتی ہوئی مثل قطرۂ آب کے
گلو مین پہونچی پھر سینہ و شکم و کمر اور دونون رانون سے گذر کے زمین مین در آئی نارنج جادو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر
گری اور تھوڑی دیر مین تڑپ کے مر گئی اُسوقت ایسی سیاہ آندھی آئی کہ بالکل جہان تیرہ و تار ہو گیا ہوائے
تند چلنے لگی ابر سیاہ فلک پر عیان ہوا اُس ابر سے پتھر گرنے لگے اور آگ بھی برسنے لگی برق چمکنے لگی
رعد گرجنے لگا پھر غل مچانے لگے بکثرت فریاد و فغان کرنے لگے یہی ہنگامہ پہر بھر رہا پھر ایک آواز آئی
افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم یعنی ہزار افسوس طلسم کشا نے قتل کیا مجھکو نام میرا
نارنج جادو تھا جسوقت نارنج جادو ہلاک ہوئی اور تاریکی دفع ہوئی روئے آفتاب ہر ایک کو نظر آیا
اُسوقت ملکہ زلزلہ جادو وغیرہ نے دیکھا کہ وہ دیوار جو حائل تھی غائب و معدوم ہو گئی زلزلہ جادو
نہایت خوش ہوئی اور جملہ سرداران لشکر بھی خوش ہوئے اور سب کے سب قریب عمرو بن حمزہ کے
پہونچے دیکھا کہ لاش نارنج جادو کی پڑی ہے اور ہزارہا ساحر بھی قتل کیے ہوئے پڑے ہین خواجہ عمرو
ساحرون کی جھولیان اور گردصفیان اور کپڑے اُتار اُتار کے نذر زنبیل کر رہے ہین اگر کوئی کپڑا
کسی ساحر مقتول کا خون سے رنگین دیکھتے ہین خواجہ بار بار افسوس کرتے ہین اور کہتے ہین کہ میرے پاس
تو کوئی پیسا بھی نہین ہے جو اس پڑے کو گاذر سے دُھلوا دونگا ایک طرف کچھ ساحران نابکار بھاگے
جاتے ہین اور ہزارہا ساحر میدان جنگ مین باوجود قتل ہونے نارنج جادو کے عمرو بن حمزہ کو گھیرے
ہوئے ہین اور سحر کر رہے ہین زلزلہ جادو و دیگر ساحران ذی وقار وغیرہ نے اُن ساحران نابکار پر
سحر کرنا شروع کیا اور بہادرون نے بھی تیغ و تیر و گرز گران سے اُن ساحران غدار کو قتل کرنا شروع
کیا تھوڑی دیر مین صدہا ساحر قتل ہوئے آخر کچھ ساحر بھاگ گئے باقی ماندہ مسلمان ہوئے عمرو بن حمزہ
مظفر و منصور ہو کر مع جملہ فوج و لشکر بخوشی و خرمی سیر گنبد ارسطو کی دیکھکر چلے اور بعد قطع کرنے راہ
کے طلسم نارنج مین داخل ہوئے اور قصر و بروج کھلوائے دیکھا کہ صدہا تھمہائے زر فلابون مین لٹکے
ہوئے ہین بہت سے صندوق پر از جواہر رکھے ہین عمرو بن حمزہ وہ کل مال و اسباب لیکر اور
مکانات مین گئے کسی مکان سے الواع و اقسام کا اسباب طلسمی دستیاب ہوا کسی مکان مین بارگاہ
نارنجی ملی اور چالیس ہزار یاقوت پوشون کا لباس ملا اور اکثر تہخانون اور مکانات سے سات خزانے ہاتھ
آئے شاہزادۂ ذیجاہ جملہ جواہر وغیرہ اور اشیائے نایاب طلسمی و زر خزائن مذکور لیکر اُن مکانات
سے باہر آئے دیکھا کہ بارگاہین اور خیام فلک فرسا استادہ ہین لشکر ظفر اثر اُترا ہے ہر ایک ساحر و
غیر ساحر مسرور و خندان ہے شاہزادۂ ذی وقار اپنی بارگاہ مین آیا اور حکم دیا کہ جلد تر سامان جشن ہو بمجرد
حکم سرداران ذی وقار نے سامان جشن کا کیا اور بزم عیش و عشرت ایسی مرتب کی کہ بزم جمشید
کی بھی آگے اُس بزم کے کچھ حقیقت نہ تھی جسوقت بزم عشرت بخوبی آراستہ ہو چکی سرداران نامی
بحکم شاہزادہ ذیجاہ بزم عشرت مین آکر بصد خرمی بیٹھے علاوہ بزم کے ہر ایک خیام مین علے قدر مراتب

ساحرون اور غیر ساحرون کی محفل عشرت حکم شاہزادہ سے آراستہ ہوئی اور ہر ایک بزم مین نازنینان خوبرو ناچنے لگین اور گانے لگین اور ساقیان گلرخ اہل بزم کو سئے ناب جام بلورین مین بھر بھر کے دینے لگے ہر ایک شخص شراب پینے لگا اور نازنینان گل پیرہن کا رقص دیکھنے لگا اور گانا نازنینان خوش گلو کا سننے لگا ہر طرف غلغلۂ تہنیت و مبارکبادی بلند ہوا خصوصاً بزم شاہزادۂ عمرو بن حمزۂ یونانی مین تو اسطرح گردش جام بادۂ گلرنگ تھی کہ روح جمشید کو بھی رشک تھا اور چرخ پیر بھی دیکھکر متحیر تھا علاوہ گردش جام کے اسطرح نازنینان گلپیرہن و سیمتن رقص کر رہی تھین اور گا رہی تھین کہ مطربۂ فلک نغمہ اُنکا سُن سُن کے متحیر ہوتی تھی بعد ناچنے نازنینان کے ایک مطربہ خوبرو و کمسن قاتل جوان و مسن رشک پری و حور سراپا حسن و خوبی سے معمور گیسو اُسکے رشک سواد شام عاشق پیشانی پر نور ماہ منیر سے بھی سوا پر نور زلفین اُسکی طول شب فرقت عاشق سے بھی بڑھی ہوئی تھین دونون عارض اُسکے غیرت ماہ و آفتاب تھے دیدہ مست و مخمور اُسکے گویا دو جام شراب تھے نرگس اُسکی آنکھون پر قربان تھی چشم غزال اُسکے دیدۂ بیمثال کو دیکھکر بصورت آئینہ حیران تھی تیر مژگان اُس کمان ابرو کے ایسے سنہرے تھے کہ دل و جگر عشاق کے زخمی کرنے کو ہر وقت لیس رہتے تھے اور تیغ ابروے خمدار اُس قاتل خونخوار کی ایک اشارے مین صدہا عشاق کو قتل و بسمل کر رہی تھی دہن اُس گلپیرہن کا غنچہ سے بھی زیادہ تنگ تھا اکثر عشاق اُسکے دہن تنگ کو دیکھ کے اور اپنے دل سے مخاطب ہوکے یہ گفتگو کرتے تھے بیت فکر کچھ اچھی نہین ای دل وہان یار مین ✤ دخل کیا بندے کو اس مین یہ خدا کا راز ہی ✤ سینہ پر اُس مطربۂ نوجوان کے چھاتیان گدرائی ہوئی کچھ کچھ اُبھار اپنا عشاق کو دکھاتی تھین محرم جو کسی ہوئی وہ شوخ زیب تن کیے ہوئے تھی گویا چھوٹی چھوٹی نارنگیان ثابت ہوئی تھین انگیا سے رنگ چھاتیون کا پھوٹا نکلتا تھا بعض نامحرم اُس فتنۂ محشر کے سینہ پر نظر کرکے اور بیتاب و بیقرار ہوکے یہ شعر زبان پر جاری کرتے تھے شعر سینۂ یار پہ جوبن ہی اب ای دست ہوس دیکھ لے آج تو چالاک ذرا تو ہو کر ✤ کوئی عاشق صادق اُس گل کے سینہ پر بغور نظر کرکے کف افسوس ملتا تھا اور کہتا تھا کہ دیکھیے یہ ثمر نخل قد یار دو ایکبار میرے بھی ہاتھ آتے ہین یا نہین شکم اُسکا گویا تختۂ نور زیر ناف تختی بلور ساق پر نور صورت شمع روشن پاے رنگین اُس نازنین کے ہنگام رفتار دلہاے عشاق کو بصورت سبزہ پامال کرتے تھے عاشق رفتار مطربہ ہنگام خرام مطربہ ہر قدم پر مانند حنا پامال ہوتے تھے اور خفتگان خاک اُس شوخ و فتنۂ محشر کی چال سے بیدار ہو جاتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ شاید قیامت آگئی علاوہ حسن و خوبی اعضاے سراپا کے لباس رنگین وہ نازنین زیب تن کیے ہوئے تھی بناؤ سنگار بھی کیے ہوئے تھی آنکھون مین سرمہ دنبالہ دار تھا پیشانی پر افشان چنی تھی مصرع مسی مالیدہ لب پر رنگ پان تھا ✤ عشاق اُسکے لب پر نظر کرکے اور متحیر ہوکے یہ شعر پڑھتے تھے شعر مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہی ✤ تماشا ہی نہ آتش دھوان ہی ✤ اکثر عشاق اُس خوبرو نازنین مہجبین کو دیکھکر اور نقد دل دے کر طالب وصل ہوتے تھے ہزار دل و جان سے صدقے ہوتے تھے بعض عشاق اُس مطربۂ شہرۂ آفاق کو دیکھکر اُسکے بعض اعضا کی اس طرح تعریف کرتے تھے مسدس

وصف پہلو مین نظر آتے ہین پہلو کیسے
دو ہین پیمانے یئے حسن سے مملو کیسے
صاف ہین گول ہین یہ ساعد و بازو کیسے
سینۂ صاف نہین حسن کا آئینہ ہی
جام صہباے صفا کاسۂ زانو کیسے
جس مین عکس رخ قدرت ہی وہ آئینہ ہی

ناف کو سب گرہ ہوے کر کہتے ہین
جھوٹھ سب سچ ہی وہی ہم جو خبر کہتے ہین
پانوٴن وہ پانوٴن کہ جنکی ہی جگہ دیدۂ حور
چشم بد انجم افلاک کی اُس سے رہے دور

ہم اُسے حسن کے دریا کا بھنور کہتے ہین
یہی تشبیہ مناسب صفت ناف مین ہی
انکھین پریان بھی ملین پانوٴن اگر قرب بھنور
وقت رفتار نئی چال کیا کرتے ہین

چشم عنقا بھی اُسے اہل نظر کہتے ہین
پر تو چاہ زنخدان شکم صاف مین ہی
کف پا مین صفت دیدۂ مہتاب ہی نور
فتنہ حشر کو پامال کیا کرتے ہین

غرض مطربہ بعد ناز و ادا مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین آئی جوانون نے جو اُس رشک آفتاب کو دیکھا بے اختیار آہ کی اور باشتیاق تمام اُسکے حسن پر نگاہ کی بعض سرداران ذی وقار اُس گلرخسار کو دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوئے مطربہ جوانون کو بیقرار دیکھکر مسکرائی اور ناز سے منھہ پھیر کر اپنے سازندون کی طرف دیکھنے لگی عمرو بن حمزۂ یونانی بھی اُس خوشرو کو بہ نظر حسرت دیکھنے لگے جب سازندون نے اپنے سازون کو درست کر لیا اُسوقت نازنین ناچنے لگی آواز سازونکی بلند ہوئی اہل بزم دیکھنے لگے مطربہ نے بعد ناچنے کے یہ

غزل بعد ناز و ادا شروع کی غزل
ہجر قاتل مین لہو کھائیگا جوش
لذت تکلیف درمان دیکھ لین
سخت جانی آج کہتی ہی یہی
وہ مرا چاک گریبان دیکھ لین
التفات جوش وحشت پھر کہان
دور سے حال پریشان دیکھ لین
دلفگاری کے سبب ہوتا ہی کیا
کیا قیامت ہو جو دربان دیکھ لین

آؤ باہم شوق و ارمان دیکھ لین
کیا ہلال عید قربان دیکھ لین
دل مین آتا ہی کہ اکدن مر کے ہم
جوہر شمشیر عُریان دیکھ لین
کرتے ہین دیر و حرم کو ہم سلام
ہو سکے جنگل بیابان دیکھ لین
روبرو سے دختر رز بیٹھا کے آج
کاوش برگشتہ مژگان دیکھ لین

تم ہین ہم تمکو ایکسان دیکھ لین
رو نہ جائے آرزو سے چارہ گر
ہمت دوش عزیزان دیکھ لین
ہو نہ جنکو صبح محشر کا یقین
دیکھ لین گبر و مسلمان دیکھ لین
گر اُٹھین ہی خوف عرض آرزو
جی مین ہی زاہد کا ایمان دیکھ لین
جھانکتا ہی پھر اُدھر تسلیم تو

مطربہ نے بعد عشوہ و غمزہ غزل مندرجہ بتا بتا کے ہر شعر کو گا رہی تھی اہل بزم کی یہ کیفیت تھی کہ بعض تو اشعار غزل سُنکے مستون کے مانند جھوم رہے تھے اکثر محو دیدار تھے کوئی سردار مطربہ کی تعریف کرتا تھا عمرو بن حمزۂ یونانی بھی بگوش دل گا ناسن رہے تھے سمان بندھا ہوا تھا ناگاہ ایک جانب سے لکۂ ابر سیاہ بلند ہوا اور پانی برسنے لگا یہانتک کہ طوفان آیا جملہ ساحر اور غیر ساحر متردد ہوئے عمرو بن حمزہ بھی پریشان خاطر ہوئے مطربہ نے جو دیکھا کہ ہوا تند چلنے لگی برق چمکنے لگی ابر سیاہ آسمان پر چھا گیا صدائے رعد آنے لگی بارش ہونے لگی طوفان آگیا فوراً ڈر سے بھاگی سازندے بھی مطربہ کے ساتھ بزم عشرت سے چلے گئے بعد تھوڑی دیر کے اُسی ابر سیاہ سے ایک ساحر خوبرو ظاہر ہوا عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ ایک ساحر ہنس آتشین پر سوار ہی اور اسی طرف آتا ہی عمرو بن حمزہ ساحر کو دیکھ کے بہر جنگ کھڑے ہوئے سرداران ذی وقار نے بھی ساحر کو دیکھکر تیغ کے قبضون پر ہاتھ رکھے کماندار تیر افگنی پر لیس ہوئے ساحرون نے جلد جھولیون سے نارنج اور ترنج اور گولے وغیرہ نکال کر سحر پڑھا زلزلہ جادو نے خیال کیا کہ یہ ساحر شاید نارنج جادو کا ملازم ہی قبل کہین گیا تھا اب خبر قتل نارنج جادو سنکے بہر جنگ آیا ہی اسے قتل کرنا چاہیے یہ خیال کرکے زلزلہ جادو نے قصد سحر پڑھنے کا کیا اور ساحرون نے نارنج اور ترنج ساحر پر مارنے کا ارادہ کیا ساحر نے جو دیکھا کہ سب ساحر اور غیر ساحر آمادۂ جنگ ہین خوف سے زمین پر آیا اور وہین سے بآواز بلند عرض کرنے لگا

کہ اے شاہزادۂ ذی وقار مین حضور کا تابعدار اور خیرخواہ ہون مجھے اپنا دشمن تصور نفرمایئے خدمت عالی مین
مجھے حاضر ہونے دیجیے ساحرون کو سحر کرنے سے منع کیجیے مجھے کچھ حضور سے عرض کرنا ہے عمرو بن حمزہ
نے گفتگوے ساحر سنکے سب سے منع کیا کہ اس ساحر پر سحر نہ کرنا اور خبردار تیغ و تیر بھی اسے نمارنا سلاطین
نامدار و جوانان تہورشعار بموجب حکم شاہزادۂ ذی وقار سحر کرنے سے اور تیر لگانے سے باز رہے عمرو
بن حمزہ بزم عشرت مین بیٹھے ساحر بزم عشرت مین آیا اور شاہزادۂ ذیجاہ کو بصد ادب تسلیم کر کے
عرض کرنے لگا کہ مین بھی حضور کے مطیعون اور خیرخواہون سے ہون اور ایک مژدہ دینے کے واسطے
حاضر ہوا ہون عمرو بن حمزہ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اور وہ خوشخبری کیا ہے جلد بیان کر ساحر نے دست بستہ
عرض کیا حضور کو معلوم ہو کہ میرا نام طوفان جادو ہے جس روز زور بانہ جادو نے ملکہ گلشن جادو کو انبار ہیزم پر
بٹھاکر لکڑیون مین آگ لگادی تھی اور چاہا تھا کہ ملکہ کو جلادے اُس روز یہ خاکسار بھی وہین موجود تھا جسوقت
لکڑیان آگ سے جلنے لگین اور شعلے بلند ہوئے اور ملکہ زلزلہ جادو گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری کرنے لگین
اُسدم اس احقر کو حال ملکہ گلشن جادو اور ملکہ زلزلہ جادو پر رحم آیا تھا اور مین ملکہ گلشن جادو کو اسطرح
انبار ہیزم پر سے اُٹھا لیگیا تھا کہ کسی ساحر و ساحرہ نے مجھے ملکہ کو لیجاتے نہ دیکھا تھا اور ملکہ زور بانہ جادو
و دیگر ساحران غدار کو بعد جلجانے انبار ہیزم کے یقین ہوا تھا کہ ملکہ گلشن جادو جلکر خاک ہوگئی اور کسی پر
ثابت نہ ہوا تھا کہ طوفان جادو ملکہ گلشن جادو کو اُٹھا لیگیا ہے اُس روز سے ملکہ کو مین نے اپنے گھر مین
بعیش و آرام رکھا ہے اور اسوقت تک ملکہ گلشن جادو میرے ہی مکان مین تشریف رکھتی ہین قبل اسکے
اس احقر نے خبر ملکہ کی آپ سے اس سبب سے بیان نہین کی تھی کہ ملکہ زور بانہ جادو اور نارنج جادو
زندہ تھین اگر انکو کسی طرح حال ملکہ گلشن جادو سے آگاہی ہو جاتی تو وہ یقیناً ملکہ کو قتل کر ڈالتین یا آگ
مین جلادیتین اور مجکو بھی مار ڈالتین چونکہ فی الحال اس کمترین نے یہ سنا کہ نارنج جادو کو حضور نے
قتل کیا ہے اور طلسم کو فتح کیا ہے یہ خبر فرحت اثر سُنکے یہ خاکسار خدمت عالی مین واسطے اطلاع دینے حال کے
حاضر ہوا ہے اب اگر حکم ہو تو ملکہ کو یہ کمترین لے آئے جسوقت یہ مژدۂ جانفزا شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے
سنا نہایت ہی خوش ہوئے اور بدرجۂ کمال مسرور ہوئے اور طوفان جادو سے از حد شاد ہو کر فرمایا کہ تونے
ایسی خبر فرحت سُنائی گویا تن بیجان مین میرے جان آگئی ہیہات تونے ایسی خبر سنائی ہے تن بیجان
مین جان آگئی ہے واقعی تمنے خیرخواہی کی ہے یہ فرماکر شاہزادے نے اشارہ بیٹھنے کا کیا طوفان جادو
مجرا کر کے موافق اپنے رتبہ کے بزم عشرت مین بیٹھ گیا عمرو بن حمزہ نے حکم کیا کہ جلد طوفان جادو کو
انعام کثیر دیا جاوے بمجرد حکم اسقدر زر کثیر طوفان جادو کو دیا گیا کہ طوفان جادو نہایت خوش ہوا جب
یہ خبر ملکہ زلزلہ جادو نے سنی از حد خوش ہوئی اور طوفان جادو کے پاس آکر کہنے لگی کہ اے طوفان جادو
تمنے میری دختر کی جان بچائی مین ممنون احسان ہوئی طوفان جادو نے عرض کیا اے ملکہ آپ میری مالک
اور حاکم ہین مین تو ایک ادنے ملازم نارنج جادو کا ہون اب مین آپ کو اپنا ولی نعمت سمجھتا ہون مین
آپ پر کیا احسان کرونگا ملکہ زلزلہ جادو نے جواب دیا کہ اے طوفان جادو فی الحقیقت تمنے مجھپر احسان
عظیم کیا یہ کہکر زلزلہ جادو خاموش ہوئی اُسوقت پھر بحکم شاہزادہ ذیجاہ ایک نازنین مہ جبین بزم عشرت
مین حاضر ہوئی اور ناچنے لگی اور ساقیان سیمین ساق جام مئے ناب اہل بزم کو دینے لگے سرداران دیوار

شراب پینے لگے شاہزادۂ ذیجاہ نے ازراہ نوازش خسروانہ ایک ساحر سے باشارہ فرمایا کہ جام شراب طوفان جادو کو بھی دے ساقی نے بموجب حکم ساغر مے طوفان جادو کو دیا اُسنے شاہزادے کو تسلیم کرکے جام لیا اور شراب پی اور ناچ دیکھنے لگا جب نازنین خوب گا چکی اور سحر ہوئی عمرو بن حمزہ نے حکم دیا کل سردار ہمراہ طوفان جادو اور ملکہ زلزلہ جادو اور خواجہ عمرو اور فرخ بن عمرو مع کل لشکر کے ایک محافہ ہمراہ لیکر جائین اور ملکہ گلشن جادو کو بصد جلوس و تجمل لے آئین بموجب حکم سرداران ذی وقار فوج بیشمار لیکر مع خواجہ عمرو و فرخ ہمراہ طوفان جادو روانہ ہوئے جب سرداران ذی وقار مکان طوفان جادو پر پہونچے زلزلہ جادو اپنی دختر سے ملکر نہایت روئی پھر نہایت خوش و خرم ہوئی خواجہ عمرو اور فرخ نے کہا اے ملکہ اب محافہ مین سوار ہو گلشن جادو بموجب کہنے خواجہ کے محافہ مین بیٹھی کہارون نے محافہ اٹھایا جلوس آگے بڑھا سرداران لشکر بصد کر و فر نوبت اور نقارے بجواتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے ملکہ گلشن جادو کو شاہزادے کے پاس لائے جب سواری ملکہ گلشن جادو کی قریب بارگاہ آئی عمرو بن حمزہ بوجہ کثرت اشتیاق دیدۂ دلدار کے بارگاہ سے برآمد ہوئے اور سواری ملکہ گلشن جادو کی خود شاہزادے نے اُتروائی جب گلشن جادو محافہ سے اُترکے بارگاہ مین داخل ہوئی عمرو بن حمزہ نے جو روے زیبا ملکہ پر نظر کی عجب حسن خداداد نظر آیا **نظم**

ہر اک آنکھ تھی اسقدر سحر کا
نزاکت ابرو کی ایسی حسام
دریچہ اگر طور تھا نور کا
مہ کامل اُس مہر کی تھی جبین
حلب کے وہ آئینے تھے لاجواب
فدا غبغب سرخ پر تھی بہی

کہ شاگرد ہون ساحری سے ہزار
دل رستم و سام جسکے نیام
جبین مین عیان نور تھا طور کا
مہ نو تھے ابرو شک اس مین نہین
کہ منہ دیکھتے انمین سب شیخ و شباب
تصدق تھا قامت پہ سرو سہی

یہ دونے ساتھا سحر اور آنکھین فسون
جو دیکھے کوئی ابروے متصل
سنی بھی نہین طور کی نردبان
تر و تازہ رخسار جیسے [illegible]
رخ آئینہ سے صاف و شفاف تھا

الہی تھین وہ نرگس انکھین کہین [illegible]
ہمیشہ رہے طاق نسیان پہ دل
تھی بینی اُسی نور کی نردبان
[illegible] نقاہت تصدق [illegible]
[illegible] آئینہ ہند تھے

عمرو بن حمزہ تو ملکہ گلشن جادو کو دیکھ کر بیحد [illegible] ہوئے لیکن ملکہ گلشن جادو نے کثرت رنج و ملال کی وجہ سے شاہزادے سے کلام نہ کیا اسوقت شاہزادہ نے ملکہ سے پوچھا کہ اے گل حدیقۂ خوبی و اے سرو بستان محبوبی باعث تمھارے رنجیدہ ہونے کا کیا ہے کیون تم مجھسے خفا ہو کچھ سبب تو بیان کرو ملکہ گلشن جادو نے جواب دیا اے شہریار ذی وقار وجہ میرے ملول ہونے کی یہ ہے کہ ہمنے آپ کی الفت مین انواع و اقسام کے صدمے اٹھائے تمام طلسم مین رسوا ہوئے زد زبانہ جادو نے ہمکو انبار ہیزم پر بٹھا دیا اور اپنی دانست مین ہمین جلا دیا اگر طوفان جادو ہمین انبار ہیزم سے اٹھا نہ لیجاتا تو ہم جلکر خاک ہو جاتے افسوس ہزار افسوس آپ نے کچھ بھی ہمارے جلنے کی خبر سنکے رنج و غم نہ کیا اور عیش و عشرت مین ہماری ہمشیرہ مہ جبین نارنجی پوش کے ساتھ مشغول رہے شب و روز خوب عیش و عشرت کیا کبھی ہمین بھولے سے بھی یاد نہ کیا اور ہماری جدائی مین دو آنسو بھی کبھی آنکھون سے نہ بہائے اب مجکو آپ سے امید نیکی کی باقی نہ رہی کوئی عورت دنیا مین سوائے مہ جبین کے آپ کو نہ ملی اور ملکہ لالہ خونخوار سے جو آپ نے الفت کی اُسکی چندان مجھے شکایت نہین ہے کیونکہ آپ ہی کی وجہ سے مین نے سنا ہے کہ اُسکا باپ سہیل جادو نارنج جادو کے ہاتھ سے مارا گیا اور تمام شہر سہیلیہ تباہ اور برباد ہوا یہ کہکے گلشن جادو اشک آنکھون مین بھر لائی اور بعد اشکباری کے ملکہ مہ جبین نارنجی پوش سے مخاطب ہو کر کہنے لگی اور اسطرح شکایت کرنے لگی کہ واہ واہ لو امہ جبین خوب تمنے ہمارے

بعد عیش کیے اور لذت بوس و کنار سے لطف بے اندازہ اُٹھایا اور مشہور کیا کہ شاہزادے سے الفت کر کے روح
گلشن جادو کو مین نے خوش کیا اپنا تو مطلب نکالا مجہپر احسان کیا ای بہن مجکو تمسے یہ امید نہ تھی کہ تم اسی شاہزادۂ
ذیجاہ سے الفت کروگی مجکو ناخوش اور اپنے دلکو خوش کروگی ملکہ مہ جبین نے جواب دیا ای بہن گلشن جادو اگر
مین نے شاہزادے سے الفت کی اور شاہزادے کے ساتھ نیکی کی تو کیا قباحت کی تمکو تو مجھسے ناراض ہونا
مناسب نہین ہی اگر مین شاہزادے کے ساتھ دشمنی کرتی تو کیا تم خوش ہوتین اور ای بہن گلشن جادو تم مجھسے
قسم لے لو جو اسوقت تک شاہزادے سے کوئی بات ہوئی ہو یہ کہکے پھر مہ جبین نے عذر بھی کیا اسوقت خواجہ
اور فرخ نے گلشن جادو کو سمجھا کر مہ جبین نارنجی پوش سے گلے ملوادیا پھر زلزلہ جادو نے اپنی دختر ملکہ گلشن جادو
کو خوب سمجھا کر عمرو بن حمزہ سے باہم صفائی کرادی اسوقت عمرو بن حمزہ اور ہر ایک کو نہایت خوشی ہوئی غرض اُسی
جشن مین ایک روز عمرو بن حمزہ نے عقد شہرت جادو کا گلگونہ جادو سے کرادیا گلگونہ جادو بعد قتل ہونے نارنج جادو
کے مسلمان ہوئی تھی اور داخل لشکر ہوئی تھی بعد عقد ہونے شہرت جادو کے خواجہ عمرو نے شاہزادے سے
کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون اور جانب تنگ رواحل جاتا ہون عمرو بن حمزہ نے کہا ای عموے نامدار
چند روز اور توقف فرمایئے مین بھی ہمراہ آپ کے خدمت والدۂ ذی وقار ملکہ مہر نگار مین چلونگا خواجہ عمرو
نے جواب دیا ای فرزند ارجمند مین ملکہ مہر نگار سے آٹھ روز کا وعدہ کر کے اسطرف آیا تھا یہان زمانہ زیادہ گذرا
نہین معلوم اتنی مدت مین تو مین کے ہاتھ سے اہل قلعہ پر کیا صدمے گذرے یقین ہی کہ بختک نابکار نے
تو مین کو آمادۂ جنگ کیا ہوگا اور اُسنے قلعۂ تنگ رواحل کو گھیرا ہوگا جلد میرا وہان جانا مناسب ہی اور تم
ابھی یہان توقف کروگے بعد اختتام جشن و دیگر امور ضروری سے فرصت کر کے تم قلعۂ تنگ رواحل کی طرف
آنا یہ کہکر اور زر کثیر خزائن طلسم نارنج سے لیکر جانب قلعۂ تنگ رواحل روانہ ہوئے اور بعد چند روز کے
داخل قلعۂ تنگ رواحل ہوئے اور سردارون سے ملکر ملکہ مہر نگار کے پاس گئے ملکہ نے شکایت کی عمرو
نے تمام حال بیان کر کے کہا اسی وجہ سے مجکو یہان آنے مین دیر ہوئی پھر ملکہ مہر نگار نے پوچھا کہ حمزۂ
صاحبقران کب تک آئینگے خواجہ نے ایک رقعہ بزرجمہر کا نکال کے دیا اور کہا چھ مہینے مین آئینگے غرض اب
احوال خواجہ تو آیندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال عمرو بن حمزہ کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب عمرو بن حمزہ ملکہ گلشن جادو
اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اور ملکہ لالہ خونخوار سے عقد کرچکا اور تینون نازنینون کے وصل سے کامیاب ہوچکے
اور فرخ بھی راحت افزا اور دلربا اور سمن دیا سمن سے عقد و نکاح کرچکا اور سب سے ہمبستر ہوچکا
اُسوقت عمرو بن حمزہ نے سب مال و اسباب طلسم نارنج کا لیکر ملکہ گلشن جادو کو تمام طلسم نارنج کا مالک
اور حاکم کیا اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو ملکہ گلشن جادو کے سپرد کر کے فرمایا کہ تم دونون باہم با الفت و محبت
بسر کرنا اور ای مہ جبین اطاعت و فرمانبرداری گلشن جادو مین تم کسی طرح عذر نہ کرنا گلشن جادو تو اس طلسم کی
بادشاہت کرے اور تم وزارت کرنا ملکہ مہ جبین نے قبول کیا پھر شاہزادۂ ذیجاہ نے ملکہ لالہ خونخوار
سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ای ملکہ اب تم یہان سے اپنے باپ کے شہر مین جاؤ اور وہان کی بادشاہت کرو
انشاء اللہ مین بھی تمھارے پاس آؤنگا یہ فرما کر تینون نازنینون کو باہم ملوا کے ملکہ لالہ خونخوار کو بحشم و حشم
شہر سہیلیہ کی طرف روانہ کیا ملکہ لالہ خونخوار غم جدائی شاہزادۂ ذی وقار سے مع سمن دیا سمن اشکبار چلی
اور بعد قطع راہ شہر مین اپنے باپ کے پہونچی اور مثل اپنے پدر کے شہر سہیلیہ کی حکومت کرنے لگی یہان

عمرو بن حمزہ بعد جانے ملکہ لالہ خونخوار کے ملکہ گلشن جادو اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اور ملکہ زلزلہ جادو اور
شہرت جادو اور گلگونہ جادو وغیرہ سے رخصت ہوئے اُسوقت جدائی شاہزادہ سے ہر ایک کا عجب حال تھا
ہر ایک شخص اشکبار تھا خصوصاً ملکہ گلشن جادو اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش نہایت مغموم اور اشکبار تھین عمرو بن
حمزہ ہر ایک کو سمجھاتے تھے اور تسلی دیتے تھے اور کہتے تھے کہ انشاء اللہ پھر مین یہان آؤنگا اور تمسے ملاقات کرونگا
غرض سب سے رخصت ہو کر مع لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار اور شہباز یکہ تاز مشرقی اور زنتاش
بہادر یونانی اور فرخ بن عمرو وغیرہ مع فوج غیر ساحر بصد شان و شوکت روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ قریب
شام ایک صحرائے سبزہ زار مین قریب کوہ مقیم ہوئے بارگاہ و خیام استادہ ہوئے لشکر ظفر اثر اُترا سرداران نامدار
خیام مین استراحت پذیر ہوئے عمرو بن حمزہ بھی بارگاہ فلک فرسا مین داخل ہوئے فرخ واسطے سیر صحرائے
سبزہ زار کے اور واسطے بالا دہی کے فرودگاہ لشکر سے چلا جب سیر صحرائی کرتا ہوا درۂ کوہ تک پہونچا اُسوقت
فرخ نے دیکھا کہ ایک ساحر مہیب و مسن درۂ کوہ مین بالائے فرش بیٹھا ہی اور شیشۂ شراب اور جام مے اُسکے روبرو
رکھا ہی اور قریب اُسکے ایک نازنین نوجوان رشک محبوبان جہان خورشید جمال مبتلائے غم و ملال بیحس و حرکت
بیٹھی ہی اور زبان مین اُسکی سوزن ہی ساحر مہیب صورت شراب پیتا ہی اور دست بستہ اُس نازنین سے کہتا ہی
کہ اے معشوقہ میری جواب سن اب میرے حال پر رحم کر مجھکو اپنے وصل سے شاد کر یہ جان نثار مدت دراز سے تجھپر
عاشق ہی جھوٹھا نہین ہی قول کا صادق ہی تیرے فراق مین مین نے نہایت مصائب اُٹھائے ہین قلب و جگر آتش
عشق سے جلائے ہین مجھکو بڈھا خیال نہ کر مین نوجوانون سے بہتر ہون بخوبی قوی ہون گو کہ پیری سے صورت
کمان خمیدہ قد ہون لیکن تیر نشانہ پر خوب لگاؤنگا مجھکو ذلیل نہ جان مین سحر مین اپنے وقت کا رشک سامری ہون
نام میرا میخوار سیہ پیشانی ہی تیرا عاشق طلسم جہان مین لاثانی ہی شکر کر کہ مین تجھپر عاشق ہوا اور تجھکو باغ سے
اُٹھا لایا ہر چند ممکن ہی کہ بجبر تجھسے اپنا مدعائے دل حاصل کر لون لیکن یہ مجھے منظور نہین ہی تو بخوشی مجھے اجازت دے
تاکہ مین مدعائے دل حاصل کرون یہ کہکے میخوار سیہ پیشانی قدم نازنین پر گرا فرخ بن عمرو نے دیکھا کہ نازنین
کے چہرے پر آثار غیظ و غضب ظاہر ہوئے جب ساحر نے قدم نازنین پر سے سر اُٹھایا نازنین بصد عتاب
با ایما و اشارہ اُس سے کہا کہ مجھکو تیرا کہنا منظور نہین ہی مجھکو رہا کر دے ورنہ مین رنج و غم سے ہلاک ہو جاؤنگی
فرخ نے یہ کیفیت دیکھکے خیال کیا کہ یہ دونون اس درۂ کوہ مین بیٹھے ہوئے اسطرح نظر آتے ہین جیسے
کہ ایک برج مین زحل و مشتری ہون نحس و سعد ایک جگہ ہون یہ خیال کرکے فرخ وہان سے چلا اور خدمت
عمرو بن حمزہ مین حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادۂ ذیجاہ اسوقت مین عجب کیفیت دیکھ آیا ہون
اگر آپ کا دل چاہے تو آپ بھی چلیے اور جو کیفیت مین نے دیکھی ہی آپ بھی تشریف لیجا کر ملاحظہ کیجیے عمرو بن حمزہ
نے پوچھا اے فرخ کیا کیفیت دیکھ آئے ہو کچھ بیان تو کرو فرخ نے عرض کیا آپ ہی چلیے خود ملاحظہ کر لیجیے
ایسی کیفیت یقین ہی کہ آپ نے کبھی نہ دیکھی ہوگی عمرو بن حمزہ گفتگوے فرخ سنکے مشتاق ہوئے اور
فوراً بارگاہ سے نکل کے ہمراہ فرخ کے چلے جب قریب کوہ پہونچے فرخ نے ایک تنہ درخت کی آڑ
مین کھڑے ہو کر شاہزادے سے عرض کیا کہ آپ بھی یہین تشریف لائیے اور درۂ کوہ مین جو کیفیت
نظر آئے ملاحظہ کیجیے عمرو بن حمزہ نے جو موافق کہنے فرخ کے درۂ کوہ مین دیکھا ملاحظہ کیا کہ ایک ساحر ضعیف
سیہ رو کے قریب ایک نازنین آفتاب جمال بیٹھی ہی اور ساحر دست بستہ اُس سے کہتا ہی کہ آج تو میری عرض

قبول کر مجھسے ہمبستر ہو عذر و انکار نہ کر یہ بات خداوند ساحری و جمشید میری تمنائے دلی بر لا عمرو بن حمزہ اُس نازنین
حور پیکر کو دیکھکر فرخ سے کہنے لگے کہ ای فرخ مین اس نازنین کو خوب پہچانتا ہون یہ نازنین وہی ہی جو تنہ درخت
چنار سے نکلکر روبروے انور شاہ پسر منور شاہ باغ مین بیٹھی تھی اور بعد جل جانے باغ کے یہ نازنین غائب
ہو گئی تھی اب معلوم ہوا کہ اس نازنین کو یہ ساحر اُٹھا لایا ہی یہ بیٹی سہیل جادو کی ہی اور بہن ملکہ لالہ خونخوار
کی ہی نام اسکا خونخوار جادو ہی اسی نازنین پر انور شاہ عاشق ہوا تھا اور اسی نازنین اور انور شاہ کو سہیل جادو
نے برہم ہو کر قید کیا تھا اور اسی نازنین کی رہائی کے واسطے سہیل جادو نے مجھکو ایک تعویذ دیا تھا اور آہستہ
آہستہ اسی کی رہائی کے بارے مین سہیل جادو نے مجھسے گفتگو کی تھی اب مین اس ساحر نابکار کو تیغ آبدار سے
قتل کرتا ہون اور اس نازنین کو اسکی قید سے رہا کرتا ہون یہ فرما کر عمرو بن حمزہ نے قدم بڑھایا فرخ نے
عرض کیا آپ تشریف نہ لیجایے مین جاتا ہون اور اس ساحر کو قتل کرتا ہون اور ملکہ خونخوار جادو کو چھڑاتا ہون
یہ کہکے فرخ نے جلد تر رنگ و روغن نکالکر اپنی صورت بہ شکل ایک فرشتہ خداوند ساحری کے بنائی اور
عمرو بن حمزہ کو زیر درخت چھوڑ کر جانب درہ کوہ روانہ ہوا میخوار سیہ پیشانی بیٹھا ہوا تھا ناگاہ دیکھا اُسنے کہ
ایک ساحر عجیب و غریب میری طرف چلا آتا ہی میخوار سیہ پیشانی شکل ساحر دیکھ کے حیران ہوا جب فرخ
قریب میخوار سیہ پیشانی پہونچا میخوار گھبرا کر اُٹھا اور لرز کر پوچھنے لگا آپ کون ہین یہان کیون آئے
ہین اپنی کیفیت سے آگاہ کیجیے فرخ نے ہنسکر کہا کہ ای میخوار سیہ پیشانی تم مجھسے نہ ڈرو مین ایک فرشتہ
خداوند ساحری ہون خداوند ساحری کو تمہارے حال پر رحم آیا ہی اور مجھکو بھیجا ہی کہ ہمارا بندہ خاص چند روز
سے عشق نازنین مین بیتاب و بیقرار ہی اور نازنین وصل پر راضی نہین ہوتی ہی لہذا یہ دو سیب خاص باغ بہشت
کے دیے ہین اور مجھسے کہا ہی کہ اول ایک سیب ہمارے بندہ برگزیدہ میخوار سیہ پیشانی کو کھلا دینا وہ نوجوان
ہو جائیگا علاوہ نوجوان ہونے کے اُسکی عمر بھی بڑھ جائیگی تاریکی پیشانی سے دور ہو جائیگی مثل آفتاب ناصیہ
اسکی روشن ہو جائیگی نازنین دیکھتے ہی عاشق ہو جائیگی پھر دوسرا سیب خونخوار جادو کو کھلا دینا اُسکی حیات
بڑھ جائیگی اور اس سیب کو کھاتے ہی ہزار دل و جان سے میخوار سیہ پیشانی پر مائل اور فریفتہ ہو جائیگی
پس تم یہ سیب عطاے خداوند ساحری کھاؤ فرخ نے یہ کہکے ایک سیب جیب سے نکالکر میخوار سیہ پیشانی
کو دیا میخوار سیب لیکر اور تمام تقریر فرشتہ کی سُنکے نہایت خوش ہو کر کہنے لگا قربان ہون مین اپنے
خداوند ساحری پر کہ انھون نے میرے حال پر رحم کیا اور میرے دل کے احوال سے آگاہ ہو کر آپ کو
بھیجا یہ کہکے سیب کو چوم کر اور آنکھون پر رکھ کے بصد ادب کھا گیا نازنین یہ حال دیکھ کے متبسم اور متعجب
ہوئی میخوار سیہ پیشانی نے فرشتہ خداوند ساحری کو اپنے پہلو مین بعد تعظیم و تکریم بٹھایا اور کہنے لگا کہ ابھی
تک تو مین نوجوان نہین ہوا کیون ای فرشتہ خداوند مین کب تک نوجوان و خوبصورت ہو جاؤنگا فرخ
نے کہا بعد ایک لمحہ کے تاثیر سیب اور قدرت خداوند تمپر ظاہر ہو جائیگی فرخ یہ کہہ رہا تھا کہ میخوار سیہ پیشانی
نے کہا اب تو مجھے گرمی معلوم ہوتی ہی سینہ حرارت سے جلا جاتا ہی سر کو گردش ہی آنکھین بند ہوئی جاتی ہین
فرخ نے یہ سنکر جواب دیا کہ اب تم جلد مر جاؤگے سیدھے جہنم مین جاؤگے مین فرشتہ خداوند ساحری
تمہاری روح کو قبض کرونگا اسی واسطے یہان آیا ہون بغیر تمہین ہلاک کیے یہان سے نہ جاؤنگا میخوار
سیہ پیشانی گفتگوے فرخ سُنکے غضبناک ہوا اور برہم ہو کر اُٹھنے لگا اور سحر کرنے کا قصد کیا فرخ نے

بیضۂ بیہوشی ناک کی اُسکی ناک پر مارا بیضہ اُسکی بینی پر ٹوٹا اول تو سبب بیہوشی آمیز کھا چکا تھا اب جو بیضۂ بیہوشی بینی پر پڑا فوراً بیہوش ہو کر زمین پر گرا فرخ نے جلد خونخوار جادو کی زبان سے سوزن نکالی اور خنجر آبدار سے نیخوار سیہ پیشانی کو ہلاک کیا جب نیخوار قتل ہوا درۂ کوہ تیرہ و تار ہو گیا آندھی سیاہ آئی ہوائے تند چلی اور آواز آئی قتل کیا مجکو کہ نام میرا نیخوار سیہ پیشانی تھا بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دور ہوئی فرخ و خونخوار جادو دونون درۂ کوہ سے نکلے خونخوار جادو نے پوچھا اے شخص تو کون ہی تو نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ اس ساحر کو قتل کر کے مجھے رہا کیا فرخ نے اپنی شکل تبدیل کی اور بصورت اصلی ہو کر خونخوار جادو سے کہا کہ نام میرا فرخ ہی مین عیار شاہزادۂ عمرو بن حمزہ کا ہون دیکھو شاہزادۂ ذیجاہ بھی وہ سامنے زیر درخت کھڑے ہین اور لشکر شاہزادے کا اُترا ہی مین نے بموجب حکم شاہزادۂ ذیوقار کے تمھین رہا کیا اب تمکو لازم ہی کہ شاہزادۂ ذیوقار کے پاس چلو اور شاہزادے سے منسوب ہو کیونکہ تم سالی ہو تمھاری بہن ملکہ لالہ خونخوار مسلمان ہوئین اور شاہزادے کے عقد مین آئین تمھین بھی مناسب ہی کہ دین اسلام اختیار کرو اور ساحری پرستی ترک کرو خونخوار جادو گفتگوے فرخ سنکے خوش ہوئی اور ہمراہ فرخ کے عمرو بن حمزہ کے پاس گئی اور پوچھنے لگی کہ اے شاہزادۂ ذیوقار آپ اس صحراے سبزہ زار مین کسواسطے تشریف لائے ہین اور اب ارادہ کہان جانے کا ہی عمرو بن حمزہ نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان فرما کر کہا کہ اب مین سیر و شکار کرتا ہوا جا بجا مقام کرتا ہوا جاؤنگا تمھین لازم ہی کہ اپنی بہن کی طرح ساحری اور جمشید پرستی سے اجتناب کرو اور دین اسلام کو اختیار کرو پھر عمرو بن حمزہ نے اسطرح حال وحدانیت و قدرت پروردگار عالم بیان کیا کہ خونخوار جادو اُسی وقت کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی شاہزادۂ ذیجاہ خونخوار جادو کے مسلمان ہونے سے خوش ہوا اور اُسے اپنے لشکر مین لایا پھر شاہزادے نے انور شاہ پسر منور شاہ کو طلب فرما کر بآئین شایستہ انور شاہ سے عقد خونخوار جادو کا کر دیا اور بعد ایک روز کے انور شاہ اور خونخوار جادو کو مع منور شاہ کے رخصت کیا جب انور شاہ اور منور شاہ مع خونخوار جادو کے چلے گئے عمرو بن حمزہ نے اُس صحراے پُر بہار سے کوچ کیا اب ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ طلسم تاریخ فتح ہو چکا عمرو بن حمزہ مع سرداران ذیوقار بعد شوکت و حشمت ٹھہرتے ہوئے اور سیر و شکار کرتے ہوئے ایک جانب روانہ ہوئے انشاءاللہ حال انکا مقام مناسب پر آیندہ لکھا جائیگا

داستان مقابلہ کرنا عفریت کا امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران سے بہ مشورۂ ملعونہ اور شکست کھا کر بھاگنا شہپال بن شہرخ کا ساقی نامہ

ذرا آ ادھر ساقی جنگجو — پلا آج مجکو مے مشکبو
یہ ہی قصد ای ساقی سیمبر — مے مشکبو پلی کے مین جلد تر
پھرا دون کمیت قلم کی عنان — کرون کچھ بیان حال صاحبقران
دکھا دون مین اپنی طبیعت کا رنگ — لکھون نشہ مین خوب دیون کی جنگ
کرے رحم گر تو مرے حال پر — لکھون حال شہپال کا سربسر
بہ تکرار کہتا ہون ای بے خبر — نہ ہر ہون نہ ہر ہون نہ ہر ہون عمر

نامداران میدان فصاحت و دلاوران عرصۂ بلاغت جو ہر تیغ تیز زبان میدان بیان مین اسطرح دکھاتے ہین کہ قبل اسکے پردۂ قاف کی داستانون مین یہانتک لکھا گیا ہی کہ عفریت قریب گلستان ارم مع لشکر مقیم ہی کئی لڑائیان شہپال بن شہرخ اور حمزۂ صاحبقران سے لڑ چکا ہی دیو خریانے ملکۂ آسمان پری کو جزیرۂ سنسنم مین قید کیا ہی حمزۂ صاحبقران کو دیو سیاہ کلاہ سیاہ قبانے زندان سے رہا کیا ہی

اور شریک شہپال ہوا ہی شہپال نے دیو سیاہ تک کو عہدۂ عفریت پر سرفراز کیا ہی لشکر شہپال کا مقابلہ عفریت
مین اترا ہوا ہی دیو سمندون ہزار دست نے بعد روانہ کرنے دیو سیاہ تک سیاہ کلاہ کے برائے
مدد عفریت بھی کسی کو نہین بھیجا ہی غرض برائے آگاہی ناظرین کے تو یہ تتمہ مندرج کیا گیا لیکن
اب احوال عفریت کا لکھا جاتا ہی کہ جب ایک زمانہ دراز تک دونون لشکر مقابلہ مین اترے
رہے اور کوئی لڑائی نہ ہوئی ایک روز عفریت نے تنہائی مین اپنی مادر ملعونہ سے کہا کہ حمزۂ
صاحبقران آدم زاد نے طرح طرح کے صدمے مجکو دیے ہین یعنی اول تو دیو راہدار کو اسنے قتل
کیا ہی اور پھر میرے لشکر کے سیکڑون دیوون کو ہلاک کیا ہی اور میری دختر شوربہ کو مار
ڈالا ہی مجکو میری دختر کے ماتم مین مبتلا کیا ہی اب کیا تدبیر کرون کہ یہ آدمزاد ہلاک ہو اور شہپال
بن شہرخ قتل ہو اور ملک شہپال کا میرے قبضہ و تصرف مین آئے صدمۂ غم دل سے برطرف
ہو جائے ملعونہ نے تقریر اپنے فرزند عفریت کی سنکے دیر تک فکر کی چونکہ ملعونہ کاہنہ ہی اسنے
اپنے علم سے دریافت کرکے کہا کہ ای فرزند آگاہ ہو کہ اگر تو جنگ ہوائی آدمزاد سے لڑیگا تو
فی الحال شہپال بن شہرخ پر فتحیاب ہوگا اور ملک اسکا تیرے قبضہ مین آجائیگا عفریت
گفتگو اپنی مادر کی سنکے خوش ہوا اور سامان جنگ بخوبی کرنے لگا جب وہ دن تمام ہوا اور شب
بھی گذر گئی وہ وقت آیا کہ دیو فلک نے نیزۂ نخطی شعاع مہر ساکنان پردۂ قاف وغیرہ کو
دکھایا ابیات کہ جب دیدار شب سے بھر گیا جی ✤ نظر نے صبح کی صحبت طلب کی
اٹھین آنکھین بشوق روے خورشید ✤ گئے ہونے نظارے سوے خورشید ✤ عفریت
بیدار ہو کر اپنی بارگاہ مین تخت پر بیٹھا مغرز دیوون نے آکر سلام کیا اور اپنے اپنے مقام اور
جگہ پر بیٹھے جب دربار آراستہ ہوا اسوقت عفریت نے ایک نامہ لکھوا کر حمزۂ صاحبقران کو
بدست دیو شب آہنگ روانہ کیا دیو شب آہنگ جب لشکر شہپال بن شہرخ کے قریب
آیا دیوون نے خدمت شہپال مین جاکر عرض کیا کہ اسوقت دیو شب آہنگ عفریت
کا نامہ لیکر آیا ہی شہپال نے حکم دیا کہ اگر شب آہنگ نامہ لیکر آیا ہی تو آنے دو دیوون نے بموجب
حکم دیو شب آہنگ کو نہ روکا جب دیو شب آہنگ دربار نبیرۂ حضرت سلیمان مین گیا دیکھا
اسنے دربار آراستہ ہی تخت پر شہپال بن شہرخ بیٹھا ہی قریب تخت کرسی جواہر نگار پر حمزۂ
صاحبقران جلوہ فرما ہین ایک جانب دیو سیاہ تک سیاہ کلاہ بیٹھا ہی علاوہ دیو سیاہ تک سیاہ کلاہ
کے صدہا دیو مغرز و ممتاز بعد ادب علی قدر مراتب بیٹھے ہوئے ہین دیو شب آہنگ نے
بعد دیکھنے کیفیت دربار کے بہ کراہت شہپال بن شہرخ کو سلام کیا اور نامہ عفریت کا حمزۂ
صاحبقران کو دیا امیر با توقیر نے نامہ لیکر پڑھوایا مضمون اس نامہ کا یہ تھا کہ ای آدمزاد تو کئی لڑائیان
مجھسے لڑا اور مجھ مدعاے دل حاصل نہوا اب مین چاہتا ہون کہ تو مجھسے جنگ ہوائی کر یعنی بالاے
ہوا مجھسے مقابلہ کر مجھے یقین ہی کہ اگر تو شجاع اور بہادر ہی تو ضرور حسب دلخواہ میرے مجھسے
لڑیگا اور اگر تو نامرد اور بزدل ہی تو انکار کریگا پس جو تجھے منظور ہو جلد جواب نامہ سے آگاہی
دے جب حمزۂ صاحبقران نے عبارت نامہ کی سنی اور مضمون نامہ سے بخوبی آگاہی ہوئی اسوقت

حمزۂ صاحبقران نے چاہا تھا کہ پشت نامہ پر لکھیں کہ ہم حسب دلخواہ تیرے تجھسے لڑینگے ناگاہ شہپال نے پوچھا کہ کیا جواب نامہ لکھتے ہو حمزۂ صاحبقران نے کہا مین یہی لکھونگا کہ موافق تیری تمناکے مین تجھسے لڑونگا شہپال اور عبد الرحمن جنی نے کہا کہ بالاے ہوا لڑنا اچھا نہین ہی ہمارے نزدیک بہتر یہ ہی کہ عذر کیجیے اور بالاے ہوا جنگ نہ کیجیے اس لڑائی کا انجام بد معلوم ہوتا ہی حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا کہ مین تو موافق اُسکی آرزو کے اُس سے ضرور لڑونگا عذر کرکے نامرد نہ بنونگا شہپال اور عبد الرحمن جنی یہ تقریر اسیر ہا تو فقر کی سُنکے خاموش ہوئے حمزۂ صاحبقران نے پشت نامہ پر لکھدیا کہ ای عفریت تو جس طرح مجھسے لڑیگا مین تجھسے مقابلہ کرونگا یہ لکھکر نامہ دیو شب آہنگ کو دیدیا دیو سلام کرکے عفریت کے لشکر کی طرف روانہ ہوا جب دیو شب آہنگ روبروے عفریت پہونچا نامہ عفریت کو دے کے عرض کرنے لگا کہ شہپال اور عبد الرحمن جنی نے ہرچند آدمزاد کو سمجھایا لیکن آدمزاد نے نہ مانا اور بالاے ہوا لڑنا منظور کیا اور یہی پشت نامہ پر لکھ بھی دیا ہی عفریت نے پشت نامہ پر نظر کرکے جو دیکھا تو فی الواقع یہی لکھا تھا کہ ای عفریت جس طرح تو مجھسے لڑیگا اُسی طرح مین بھی تجھسے لڑونگا عفریت جواب نامہ حسب دلخواہ اپنے پاکر خوش ہوا اور دیو خرپا سے کہنے لگا کہ اب ضرور اس آدمزاد کو مار ڈالونگا اور شہپال کو قتل کرونگا یہ کہکے عفریت نے طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل جنگ بلند ہوئی دیو الگوان اور دیو برق آواز طبل جنگ سُنکے خدمت شہپال بن شہرخ مین حاضر ہوئے اور اس طرح بعد دعا و ثناے بادشاہی کے عرض کرنے لگے ابیات ہمیشہ تا گذرد زر لباس لیل و نہار ✤ نکو نہی و درازی حیات عشرت و ناز ✤ حیات خصم تو چون وعدۂ کرم کوتاہ ✤ نشاط بزم تو چون آرزوے حرص دراز شہنشاہ پردۂ قاف کے دشمن جفاے فلک سے ہمیشہ برباد و تباہ رہین اور ظل اللہ مدام بالطاف ایزدی سے صاحب تخت و کلاہ رہین اسوقت عفریت بد اندیش نے طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُسکا ہی کہ کل وقت سحر شہنشاہ سے مقابلہ کرے اور آتش کینہ کانون سینہ سے ظاہر کرے باقی خیریت ہی جب دونون دیو اپنی زبان مین حال بجنے طبل رزمی کا گذارش کر چلے مودب دست بستہ کھڑے رہے شہپال نے خبر طبل جنگ بجنے کی سنکے فرمایا اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارۂ سلیمانی پر چوب پڑے بموجب حکم دیوانوان اپنے بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل کے قلابہ جبینی اور کیابہ جبینی وغیرہ پریزادون سے حکم شہنشاہ شہپال بن شہرخ بیان کیا قلابہ جبینی وغیرہ نے نقارخانۂ سلیمانی مین جاکر نقارۂ سلیمانی پر چوب لگائی شہنا نوازون نے شہنا بجائی آواز نقارۂ سلیمانی ایسی بلند ہوئی کہ تا بفلک پہونچی شیر فلک ٹھہر گیا مریخ کانپنے لگا گوش ساکنان فلک کر ہوگئے کوہ تھرائے گاو زمین کو گمان ہوا کہ قیامت آگئی خفتگان لحد خواب سے بیدار ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ شاید یہ صور اسرافیل کی صدا تھی غرض جب صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی جملہ دیوون کو خبر ہوئی کہ نقارۂ سلیمانی پر چوب پڑی ہی کل جنگ ہوگی زمین دیوون کے خون سے لالہ رنگ ہوگی ہزارہا دیو قتل ہونگے سیکڑون دیو جا بجا زخمی ہونگے دیکھیے کون فتحیاب ہوتا ہی کسکو شکست ہوتی ہی یہ کہکر سامان جنگ کرنے لگے جب

وہ دن گذرا اور شام ہوئی دونون لشکرون مین بخوبی تیاری جنگ ہونے لگی ادہر شہپال بن شہرخ اُدھر عفریت نابکار اسامان کارزار کرنے لگا دیو دونون لشکرون کے نعرے مارنے لگے آلات حرب و ضرب کے درست کرنے لگے غرض چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی جب وہ وقت آیا کہ ابیات چنان تا سپیدہ و مان بر دمید ✤ شب تیرہ گون دامن اندر کشید ✤ چو پنہان شد آن چادر آبنوس ✤ بگوش آمد از دور بانگ خروس ✤ وقت صبح لشکر جانبین سے فیل فیل ذیل ذیل فشون فشون جانب میدان کارزار چلنے پر آمادہ ہوئے اُدھر سے عفریت نابکار مع لشکر کثیر دیوان خونخوار سمت میدان کارزار آیا اور میمنہ و میسرہ قلب و جناح لشکر کا درست کرکے انتظار شہپال اور حمزۂ صاحبقران کا کرنے لگا ادھر بھی شہپال بن شہرخ تخت پر سوار ہوا اور امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران بھی حرلب پر سوار ہوئے ڈنکے بر چوب پڑے سواری شہپال کی مع حمزۂ صاحبقران بجمعیت دیو و پریزاد جانب میدان مصاف روانہ ہوئی وہ وقت سحر نسیم کا چلنا ستارون کا پنہان ہونا طایران خوش الحان کا پردۂ قاف بین نغمہ سرا ہونا آفتاب عالمتاب کا مشرق سے ظاہر ہونا ہوائے سرد کا دمبدم چلنا لائق دید تھا اور دیون کو نسیم سحر کا چلنا فرحت دیتا تھا اور اسطرح لشکر دیو و پریزاد روان تھا کہ دریا بھی روانی لشکر سے خجل تھا اور زبسکہ غبار روانگی لشکر کے سبب سے بلند تھا کہ باوجودیکہ آفتاب طلوع ہوا تھا لیکن کسی کو نظر نہ آتا تھا کثرت گرد و غبار سے روز روشن مثل شب تیرہ و تاریک تھا گاؤ زمین بار کثرت سپاہ سے بیچین تھی ماہی زیر قدم گاؤ بیقرار تھی الغرض شہپال بن شہرخ بجمعیت فوج کنارے دریائے ذخار کے میدان کارزار مین صف آرا ہوا اُسوقت بعد ہموار ہونے زمین میدان رزم کے نقیبون نے دونون لشکرون سے نکلکر اپنی زبان بین اسطرح مذمت دنیائے فانی مین یہ اشعار زبان پر جاری کیے اور پکارے اشعار ہان دلا کر نظر بدیدۂ غور ✤ دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور بھول مت دیکھ دیکھ آرایش ✤ نہین دنیا مقام آسایش ✤ کوئی بزم طرب کا بانی ہی ✤ کہین ماتم ہی نوحہ خوانی ہی ✤ کہین چوکھی ہی اور جالا ہی ✤ کہین افضال حق تعالے ہی ✤ ای بہادران یکتائے اکناف و ای دلاوران پردۂ قاف دیکھو بنی آدم بین رستم و اسفندیار سہراب و افراسیاب وغیرہ جو بڑے شجاع اور دلیر تھے آج زیر خاک پنہان ہین ہر چند وہ مر گئے لیکن بوجہ شجاعت کے آجتک نام اُنکے زبان خلایق پر جاری ہین ہر ایک شخص اُنکی شجاعت کی تعریف کرتا ہی اسی وجہ سے گویا وہ سب زندہ ہین پس تمکو بھی لازم ہی کہ آج ایسی کارزار کرو کہ تا قیامت یادگار رہے وہ تو بنی آدم ضعیف البنیان تھے تم سب دیو قوی ہیکل ہو ہنگام جنگ ثابت قدم رہو حریف کو ٹوک کے قتل کرو آجکا دن نام کرنے کا ہی بموجب ابیات نام رستم کا شاد آج ہی وہ معرکہ ✤ کھاؤ پھل تلوار کا اور پھول سونگھو ڈھال کا ✤ دیگر رستم رہا نہ مین پہ نہ بہرام رہ گیا ✤ مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ✤ جب نقیبان خوش آواز و راست گفتار ہر ایک دیو اور پریزاد کو حرغیب جنگ دے کر علحدہ ہوئے اُسوقت جملہ دیوؤن اور پریزادون سب کے دلون پر ایک محویت سی ہوئی ہر ایک دیو دار شمشاد کو پکڑ لیکے جھومنے لگا اور ہر ایک پریزاد قبضہ ار پشت نہنگ کو چومنے لگا اور یہ قصد کیا کہ صف لشکر دشمن پر گرکے اعدا کو ہلاک کرین لڑ بھڑ کے مر جائین پردۂ قاف مین نام کر جائین شجاعان جہان مین داخل

ہوجائین دیوادھر تو یہ ارادہ کر رہے تھے کہ اُدھر سے عفریت بصد نخوت و غرور نکلا اور کنارے دریا
کے کھڑے کے پکارا کہ ای آدمزاد جلد بموجب اقرار مجھسے کارزار کر اور صف لشکر سے نکلکر بالاے ہوا
مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر عفریت بلند ہوا بالاے ہوا قائم ہوا حمزۂ صاحبقران سب سے رخصت ہوکر
ایک تخت پر کھڑے ہوئے دیو برقان وہ تخت اپنے دونون ہاتھون پر اُٹھا کر ساٹھ گز زمین سے
بلند ہوا جب دیو برقان تخت اٹھا کر مقابل عفریت کھڑا ہوا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای
عفریت اب مجھپر حربہ کر دار شمشاد یا تیغ و تبر لگا جب خدا مجکو تیری ضرب سے بچا لیگا اُسوقت مین بھی
تجھپر تیغ و تیر لگاؤنگا عفریت نے گفتگوے امیر یا تو قیر سُنکے دوش سے کمان اور ترکش سے تیر لیا وہ کمان
اسقدر سخت اور گرانبار تھی کہ کھینچنا تو اُسکا نہایت ہی دشوار تھا رستم سے اُٹھ بھی نہ سکتی اور تیر مانند ایک
ستون فولادی کے تھا الحاصل عفریت نابکار نے اس خیال سے تیر دیو برقان کے سینہ پر مارا کہ جب
دیو برقان مرکر زمین پر گر یگا اُسوقت تخت بھی بالاے زمین گریگا اُسی وقت حمزۂ صاحبقران کو
قتل کر ڈالونگا غرض جب تیر دیو برقان کے سینہ پر لگا اور پشت کو توڑ کر نکل گیا برقان نے
آواز دی کہ ای حمزۂ صاحبقران اس خاکسار نے تو جان اپنی آپ کے قدم پر نثار کی یہ کہکے دیو برقان
زمین پر گرا تخت ہاتھ سے چھوٹ کر جانب پستی گرنے لگا حمزۂ صاحبقران تخت سے جدا ہوکر سوے پستی
گرنے لگے عفریت نے مع لشکر حمزۂ صاحبقران اور شہپال بن شہرخ پر حملہ کیا احوال امیر با توقیر کا
تو آیندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال عفریت اور شہپال کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب عفریت نے حملہ کیا
شہپال نے جملہ دیوؤن اور پریزادون سے کہا کہ جلد حمزۂ صاحبقران کو بڑھ کے روک لو اور زمین
پر نہ گرنے دو اور عفریت سے مقابلہ کرو بموجب حکم ادھر سے دیو اور پریزاد اُٹھے حمزۂ صاحبقران
تک تو نہ پہونچے لیکن عفریت کی فوج سے لڑنے لگے دار شمشاد اور اره پشت نہنگ و دیگر آلات
حرب و ضرب سے دیوان خونخوار کو قتل کرنے لگے لاشے دیوؤن کے زمین پر گر کے تڑپنے لگے
سر و تن جدا ہونے لگے باہم دونون لشکرون مین جنگ آزمائی ہوئی ضرب دار شمشاد و اره پشت نہنگ
و دیگر آلات حرب و ضرب سے دیو و پریزاد ہلاک ہونے لگے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا شور محشر آشکار
ہوا زخمی درد زخمہاے کاری کے سبب سے کراہنے لگے اکثر زخمی کنارے دریا کے مانند ماہی
بے آب تڑپنے لگے خون کشتگان سے ایک دریاے خون کنارہ دریا جاری ہوا اور دریاے خون موجزن
ہوکر دریا مین ملگیا خون دیوان قاف کا جو پانی مین ملگیا رنگ آب دریا کا گلگون ہوگیا لاشین جو
دیوان نابکار ستمکارے عفریت ناہنجار کی دریاے خون سے بہکر دریاے ذخار مین گئین دیکھنے والون کو
ثابت ہوا کہ بڑے بڑے نہنگ اور گھڑیال اور سونس دریا مین بہے جاتے ہین اور جو پریزاد لشکر شہپال
کے قتل ہوئے اور لاشے اُنکے دریا مین بہکر گئے دیکھنے والون پر ثابت و ظاہر ہوا کہ ستارۂ رخشان
غرق دریاے فنا ہوکر آب دریا مین جلوہ گر ہین جسوقت دست دیوان نابکار سے پریزاد قتل ہوکر
بلندی سے سوے پستی گرتے تھے دیکھنے والون کو ثابت ہوتا تھا کہ دن کو ستارے آسمان سے ٹوٹکر
بالاے زمین گر رہے ہین آثار قیامت نمودار ہین خون جانب آسمان سے بالاے بحر برس رہا ہی
لاشین دیوؤن اور پریزادون کی مثل اولون کے برابر گر رہی ہین دیو اسطرح نعرے کرتے تھے

کہ رعد کی آواز انکی صدا سے خجل تھی ملائک ہوا یہ جنگ عجیب و غریب دیکھکر الحفیظ والامان کہتے تھے اور ہٹ ہٹ جاتے تھے
اور لاشین جو دیوون اور پریزادون کی بالاے ہوا سے زمین پر گرتی تھین قدم گاوزمین کثرت بار سے دمبدم
تھراتے تھے زمین کو زلزلہ تھا فلک پیر یہ جنگ دیکھکر حیران تھا باوجودیکہ آفتاب فلک چہارم پر تھا لیکن یہ جنگ
مغلوبہ دیکھکر خوف سے کانپتا تھا مریخ فلک یہ خونریزی دیکھکر ڈرتا تھا زمین پر کہار سے دریا کشتون کے
پشتے تھے ہزار ہا لاشے دریا مین بہ گئے تھے سیکڑون لاشین دریا مین غرق ہو گئین مچھلیان ماہیان دریا و جملہ
ساکنان دریا دیوون اور پریزادون کا گوشت کھاتے کھاتے سیر ہو گئے تھے وہ شور گیر و دار دیوون کا شور
حشر صاف تھا میدان حشر گویا پردہ قاف تھا قیامت کی جنگ ہو رہی تھی ابیات ہزارون تھے جو وان
دیو ستمگار + ہوئے شہپال سے سرگرم پیکار + بڑھا آخر کو ایسا جنگ کا ڈھنگ + کہ جس سے پانی
پانی تھا دل سنگ + جب دیوان اور پریزادان لشکر شہپال نے بیشمار دیو لشکر عفریت کے قتل کیے
لشکر عفریت کا پیچھے ہٹا اسوقت عفریت نے اپنے لشکر کے دیوون سے مخاطب ہوکر اپنی زبان مین
یہ کہا کہ اے بہادران پردہ قاف قدم میدان جنگ سے نہ ہٹاؤ دلیرانہ لشکر شہپال پر حملہ کرو لڑائی فتح کرو
خلعت و انعام مجھسے لو دیوون نے یہ سنکے ایکی مرتبہ سخت حملہ کیا اور دار شمشاد اور اژدہ پشت نہنگ اور سنگ
گران اٹھا اٹھا کر لشکر شہپال پر مارنے لگے اور تین جانب سے انھین گھیر لیا اسوقت باہم دونون لشکر
ایسے لڑے اور اسقدر کشت و خون ہوا کہ کبھی ایسی لڑائی زیر فلک نہ ہوئی تھی اگر حال جنگ مفصل تحریر
کیا جاے تو نہایت طول ہوگا مختصر یہ ہی کہ شام تک باہم خوب جنگ ہوئی ہزارون بلکہ لاکھون دیو اور پریزاد
لشکر شہپال کے قتل ہوئے آخر باقی ماندہ لشکر شہپال تاب مقابلہ کی نہ لا کر بھاگا ہرچند شہپال نے
اپنے لشکر کو سمجھایا کہ اے بہادران لشکر آخر ایک روز مرنا ہی آج ہی لڑ بھڑ کے اپنی اپنی جان دیدو اور قدم میدان
جنگ سے نہ ہٹاؤ لیکن دیوون نے کہنا نہ مانا اور عرض کیا کہ آپ بھی توقف نہ کیجیے ہمارے ساتھ بھاگیے
پھر ہم عفریت سے لڑینگے اسوقت یہی مناسب ہی کہ مقابلہ نہ کیجیے ورنہ قتل ہو جائیے گا شہپال نے
جواب دیا کہ مجھے اپنا قتل ہو جانا گوارا ہی مگر یہ منظور نہین ہی کہ مین عفریت کے سامنے سے بھاگ جاؤن یہ کہکے
شہپال لشکر عفریت کی طرف چلا سب دیو اور پریزاد کپٹ گئے اور شہپال کو لیکر سراسیمہ و بدحواس
ایک سمت بھاگے اور قلعہ بلور مین آکر ٹھہرے شہپال نے بعد صدمہ ہاے حدسے دیوون اور پریزادون سے
پوچھا کہ تمکو کچھ حال صاحبقران سے بھی آگاہی ہی سب نے عرض کیا ہمکو متعلق انکے احوال سے اطلاع
نہین ہی اتنا جانتے ہین کہ تخت پر سے گر رہے تھے پھر ہمکو نہین معلوم انپر کیا گذری ہم بوجہ حملہ کرنے
عفریت کے حمزہ صاحبقران کو بالاے ہوا روک نہ سکے یہ حال سنکے نہایت مغموم ہوا آخر بعد رنج
بسیار کے حکم کیا کہ اس قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے جلد تر آراستہ کرو بمجرد حکم عبد الرحمن جنی وغیرہ نے
جلد تر قلعہ بلور کو بخوبی آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا توپین بڑی بڑی چار طرف لگا دین گولے توپون
مین گولندازون نے دیدیے غرض اچھی طرح قلعہ بلور کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرکے شہپال
قلعہ مین بیٹھا شہپال کو تو قلعہ مین رہنے دیجیے لیکن اب حال عفریت نابکار کا سنیے کہ جب دیو اور
پریزاد شکست کھا کر شہپال کو لیکر میدان مصاف سے بھاگے عفریت نے نہایت خوش ہو کر
گلستان ارم پر قبضہ کیا اور بارگاہ سلیمانی و جملہ خیام لشکر پر قابض ہوا اور چند دیوون کو طلب کرکے

کہا کہ جلد جاؤ اور شہپال کی خبر لاؤ دیو بموجب حکم عفریت روانہ ہوئے جب قریب قلعۂ بلور پہونچے معلوم ہوا کہ
شہپال قلعۂ بلور مین ہی دیو یہ حال دریافت کرکے خدمت عفریت مین گئے اور کہنے لگے کہ شہپال
یہان سے بھاگ کر قلعۂ بلور مین گیا ہی اور قلعہ کو اُسنے آلات حرب و ضرب سے بخوبی آراستہ کرایا ہی عفریت
یہ حال سُنکے ہنسکر آیا اور کہنے لگا کہ ہنگام سحر قلعۂ بلور پر حملہ کرکے ایک دم مین قلعہ کو لیلونگا اب شہپال مجھسے
کیا لڑسکیگا یہ کہکر عفریت نے دیوون سے پوچھا کہ آدمزاد کہان گیا فی الحال شہپال کے پاس ہی یا مارا
گیا دیوون نے کہا ہمکو آدمزاد کی کچھ آگاہی نہین ہی عفریت یہ سُنکے خاموش رہا اور شب گلستان ارم مین
بعیش و راحت بسر کی جب وہ ہنگام آیا **ابیات** حجاب شب ہٹا دامن سحر کا ✤ دگرگون ہوگیا عالم قمر کا ✤
فروغ روشنی پیدا ہوا جب ✤ مٹائی مہر نے نیرنگی شب ✤ وقت سحر عفریت بدگہر مع لشکر کثیر گلستان ارم
سے جانب قلعۂ بلور روانہ ہوا جب عفریت قلعۂ بلور پہونچا حکم کیا کہ قلعہ کو گھیر کر حملہ اہل قلعہ کو قتل
کرو دیوون نے قلعہ کو گھیر کر چار جانب سے حملہ کیا اُسوقت حکم شہپال سے گولندازون نے گولے مارنے

شروع کیے **ابیات**

ہوا اک زلزلہ سے زمین پر
دھوئین سے ہوگیا عالم دھوان دھار
دہان مار سے من کا اُگلنا
کہ جون بادل مین تار برق چشمک
شب یلدا مین جون تیر شہابی

ہزارون رہکلے توپ و شترنال
ہوئے اہل جہان کے تنگ سے تنگ
کڑک کربان کا چلنا وہ اُسدم
برسنا سیکڑون گولون کا ہر بار
نکلتا توپ سے گولے کا رخشان

لگے اس سمت سے چھٹنے کو فی الحال
اُڑے سر سے بہ رنگ طائران ہوش
گھٹا مین جسطرح بجلی کا عالم
دل عاشق پہ جون مژگان خونبار
گھٹا مین جسطرح مہر درخشان

عدو سے جنگی کیا کیسے کہ یکسر
زمین سے آسمان تک کیا کہون یار
وہ توپون سے تھا گولون کا نکلنا
دھوئین مین اسطرح اُڑجانے چمک
یہ گولا شرح نکلے تھا شتابی

ہر چند اہل قلعۂ بلور نے لاکھون گولے مارے اور ہزارون دیوون کو ہلاک کیا لیکن
عفریت نے قلعۂ بلور لے لیا شہپال و عبدالرحمن جنی مع دیو اور پریزاد بھاگے جسوقت بیابان ابیض
مین پہونچے ارشوے جنی اور راشوے جنی کہ حاکم بیابان کے تھے اُنھون نے جو خبر سنی کہ شہپال
بن شہرخ نبیرۂ حضرت سلیمان علیہ السلام ہماری عملداری مین تشریف لائے ہین فوراً سات لاکھ پریزادون
کے جمعیت سے بصد خدم و حشم برائے استقبال بیابان مین آئے اور شہپال کا استقبال کرکے اپنے مکان
مین لے گئے اور بصد عزت و حرمت اپنے مکان مین مقیم کیا بعد دعوت و ضیافت کے ارشوے جنی اور
راشوے جنی نے شہپال سے پوچھا کہ آپ کا اسطرف تشریف لانا کیونکر ہوا شہپال نے احوال حمزۂ صاحبقران
اور کیفیت جنگ عفریت مفصل بیان کی جب ارشوے جنی اور راشوے جنی کو معلوم ہوا کہ عفریت سے شکست کھاکر
نبیرۂ حضرت سلیمان اسطرف آئے ہین اُسوقت دونون بھائیون نے عرض کیا کہ ہم تو مع لشکر واسطے جان نثاری کے
موجود ہین لیکن آپ کو مناسب ہی کہ دیو ثقیلہ سے ملاقات کیجیے وہ نہایت ہی زبردست ہی اگر وہ آپکا شریک ہوجائیگا
تو عفریت کو گلستان ارم سے نکالدیگا اور بخوبی اسکو سزا سرکشی کی دیگا شہپال نے فرمایا کہ مین اُس سے ضرور
ملاقات کرونگا ارشوے جنی اور راشوے جنی شہپال کو اپنے ہمراہ لیکر بیابان انارستان کی طرف گئے دیو ثقیلہ خبر
تشریف آوری نبیرۂ حضرت سلیمان سُنکے بیابان انارستان سے تین لاکھ دیوون کی جمعیت سے بہر استقبال چلا اثنائے
راہ مین شہپال سے ملاقات ہوئی دیو ثقیلہ استقبال کرکے بعد تکریم و تعظیم شہپال وغیرہ کو اپنے گھر مین لیگیا اور
بعد مہمانی کے پوچھنے لگا کہ آپ سب حضرات کے تشریف لانے کا کیا باعث ہی ارشوے جنی اور راشوے جنی
نے تمام حال جنگ عفریت کا بیان کرکے کہا کہ اگر تم نبیرۂ حضرت سلیمان کی اعانت کرو تو عفریت یقیناً

مغلوب ہوکر گلستان ارم سے چلا جائیگا دیو ثقیلہ نے جواب دیا کہ بیٹن بسر و چشم سرفروشی اور جانبازی کو موجود ہون
یہ کہکے عرض کرنے لگا کہ یہان سے قریب دیو اکوان رہتا ہی اگر وہ بھی ہمراہ رکاب آپ کے چلے تو نہایت بہتر
ہی کیونکہ دیو اکوان از حد قوی ہی آپ کو لازم ہی کہ آپ اسکے مکان پر تشریف لیچلیے اور اوس سے ملاقات
کیجیے شہپال بن شہرخ نے فرمایا ہمین دیو اکوان کے مکان پر لیچلو ہم اوس سے بھی ملاقات کرینگے دیو ثقیلہ
نے یہ سُنکے مع تین لاکھ دیوون کے ہمراہی شہپال وغیرہ بیابان اُنار ستان سے کوچ کیا جب شہپال
مع ارشوے جنی وغیرہ قریب مکان دیو اکوان کے پہونچے ہر چند دیو اکوان کو شہپال کے آنے کی
اطلاع ہوئی لیکن بہر استقبال نہ آیا جب شہپال وغیرہ دیو اکوان کے مکان پر پہونچے اسوقت بھی دیو
اکوان نے تعظیم و تکریم نہ کی جس طرح بیٹھا تھا اُسی طرح بیٹھا رہا بلکہ جب شہپال و دیو ثقیلہ و ارشوے
جنی اور راشوے جنی قریب دیو اکوان کے بیٹھے دیو اکوان نے برہم ہوکر شہپال کی طرف سے
منھ اپنا پھیر لیا دیو ثقیلہ نے کہا اے اکوان بسا تعجب ہی کہ نبیرۂ جناب حضرت سلیمان تمھاری ملاقات
کے واسطے تشریف لائین اور تم استقبال نہ کرو اور واسطے تعظیم کے نہ اُٹھو بلکہ رنجیدہ ہوکر منھ پھیر لو
دیو اکوان نے جواب دیا اے ثقیلہ آگاہ ہو شہپال نے میرے فرزند سیامک کو عفریت کے ہاتھ سے
قتل کروا ڈالا ہی مین نے فی الحال یہی سنا ہی پس مین نے اپنے فرزند کے دشمن جان کی اسی وجہ سے
تعظیم نہین کی افسوس میرا فرزند عفریت سے ناراض ہوکر آپ کے پاس گیا تھا لیکن مناسب نہ تھا
کہ میرے پسر کو عفریت کے ہاتھ سے قتل کروا ڈالیں شہپال بن شہرخ نے گفتگو اکوان کی سُنکے
جواب دیا کہ اے اکوان کیون ملول و اشکبار ہی تیرا فرزند دلبند بہ عنایت پروردگار زندہ ہی یہ کہکے شہپال
نے سیامک کو طلب کیا جب سیامک سیاہ کلاہ روبرو اپنے پدر کے آیا اکوان سیامک کو دیکھکر
نہایت خوش ہوا اور پسر کو سینے سے لگا کر دست بستہ شہپال سے عرض کرنے لگا کہ میری خطا کو معاف
فرمایے گا مین نے یہی خبر بد سُنکے اور آپ سے ناراض ہوکے آپ کا استقبال نہین کیا تھا یہ کہکے دیو اکوان
نے شہپال کی بڑی تزک و تکلف سے دعوت و مہمانی کی بعد دعوت اور ضیافت کے دیو اکوان
نے عرض کیا کہ اب آپ برسے مقابلۂ عفریت تشریف لیچلین مین بھی دو لاکھ دیوون کی جمعیت سے ہمراہ
رکاب چلتا ہون یہ کہکر دیو اکوان نے حکم کیا جلد فوج آراستہ ہو بموجب حکم دو لاکھ فوج آلات
حرب و ضرب لیکر مستعد چلنے پر ہوئی دیو اکوان اپنے مکان سے ہمراہی شہپال و دیو ثقیلہ و ارشوے
جنی و راشوے جنی و دیو سیامک سیاہ کلاہ وغیرہ جانب قلعۂ بلور چلا جملہ جمعیت دیو اور پریزاد
کی پندرہ لاکھ کی تھی کیونکہ سات لاکھ پریزاد ارشوے جنی اور راشوے جنی کے ہمراہ تھے اور تین لاکھ
دیو ثقیلہ کے ساتھ تھے اور دو لاکھ دیو دیو اکوان کے ہمراہ رکاب تھے اور تین لاکھ دیو اور پریزاد
شہپال بن شہرخ کی فوج کے باقی تھے اُن مین صدہا مجروح بھی تھے غرض شہپال بن شہرخ وغیرہ
فوج مذکور لیکر قلعۂ بلور کی جانب روانہ ہوئے

داستان جشن کرنا عفریت کا قلعۂ بلور مین اور لیکا یک آنا شہپال بن شہرخ کا اور بعد
جنگ عظیم بھاگنا قلعہ سے عفریت کا اور رہا ہونا ملکۂ آسمان پری کا قید سے اور گرفتار
ہونا ارشوے جنی اور راشوے جنی کا مع حال دیگر

محرران بلور رقم اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ جب شہپال قلعۂ بلور سے بھاگے عفریت خوش ہو کر داخل قلعہ ہوا اور حکم کیا کہ از سر نو یہ قلعہ آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا جاے کیونکہ ابھی شہپال یقین ہے آ کر لڑیگا بموجب حکم قلعہ آراستہ ہوا عفریت نے فتحیابی سے خوش ہو کر جشن کیا نازنینان پریزاد بزم عشرت مین ناچنے اور گانے لگین عفریت رقص نازنینان پریزاد کا دیکھنے لگا ناگاہ عفریت کو آسمان پری کا خیال آیا فوراً دیو خرپا کو طلب کر کے کہا کہ جلد جا اور آسمان پری کو جزیرۂ شبنم سے میرے پاس لے آ دیو خرپا بموجب حکم روانہ ہوا ہے لیکن اب حال ملکۂ آسمان پری کا لکھا جاتا ہے کہ جب سے دیو خرپا نے ملکہ کو قید کیا تھا ملکہ اپنے حال زار پر شب و روز روتی تھی کبھی خیال امیر کا کر کے زندان مین رو رہا کرتی تھی اور منتظر رہائی کے درگاہ خدا مین یون دعا کرتی تھی کہ پروردگار اس زندان تیرہ و تاریک سے رہا کر اندھیرا اس زندان کا قبر کا و سے بھی زیادہ ہے فی الحقیقت وہ قید خانہ ایسا تاریک تھا نظم

کہ ہنگام مصیبت سے رہا تھا	عجب تاریک ذخیرہ وہ محل تھا	سویداے دل الفاظ اجل تھا	وہ زندان یا وہان اژدہا تھا
ٹپکتی سقف و دیوار سے آہ	ہواے گرم صرف سینہ تابی	ازل سے میہمان خانہ خرابی	نظر آتی نہ ظلمت سے کہین راہ
نہ ہمصحبت کوئی غیر از فغان کل	نہ کوئی رازدان جز درد پنہان	نہ کوئی غمگسار دل نگہبان	نہ کوئی ہمنفس جز نالۂ دل
کبھی نالہ کبھی شور و خموشی	فقط ہوتا جو تنہائی سے جی کو	لگا لیتی گلے سے بیکسی کو	وفا کرتا تھا عہد گرم جوشی

ملکۂ آسمان پری زمین پر بیٹھی ہوئی رو رو کر دعا کر رہی تھی کہ دیو خرپا آیا اور کہنے لگا اے ملکہ چلو تمھین عفریت نے بلایا ہے یہ کہکے دیو خرپا ملکۂ آسمان پری کو قید خانہ سے نکالنے لگا یہان دیو خرپا ملکۂ آسمان پری کو زندان سے نکالتا ہے اسے یہین چھوڑیے اب شہپال بن شہرخ کا حال سنیے کہ شہپال بن شہرخ جو مع دیو ثقیلہ وغیرہ فوج کثیر لیکر چلے تھے اسوقت قلعۂ بلور پر پہونچے کہ عفریت نابکار بزم عشرت مین بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا تھا شہپال کو مع فوج کثیر آتے ہوئے دیکھکر گھبرا گیا اور جلد بزم عشرت سے اٹھکر اپنے لشکر کے دیوون سے کہا شہپال فوج کثیر لیکر آیا ہے جلد آمادۂ جنگ ہو جاؤ اور دستہ دستہ گولے اور سنگ گران لشکر شہپال پر مارو کہ سب دیو اور پریزاد ہلاک ہو جایئن یہ کہکے عفریت نے بھی دار شمشاد اٹھالی دیوون نے گولے اور پتھر قلعۂ بلور سے فوج شہپال پر مارنا شروع کیے دیو الکوان وغیرہ و شہپال نے مع جملہ فوج قلعۂ بلور پر حملہ کیا گولون اور پتھرون سے پریزاد اور دیو ہلاک ہونے لگے آخر شہپال و الکوان و ثقیلہ وغیرہ داخل قلعہ ہوئے دیوون نے گولے مارنا موقوف کیے اور دار شمشاد اور ارہ پشت نہنگ اٹھا اٹھا کر لڑنے لگے صدہا دیوون کو ہلاک کرنے لگے اور خود بھی دست دیوان لشکر شہپال سے ہلاک ہونے لگے قلعہ مین لاش پر لاش گرنے لگی جوے خون کشتگان جاری ہوئی قلعہ لاشون سے مملو ہو گیا اسی گرمی کارزار مین عفریت لڑتا ہوا سامنے دیو ثقیلہ کے آیا اور دار شمشاد اٹھا کر کہنے لگا کہ او ثقیلہ ہوشیار ہو جا یہ نعرہ کر کے عفریت نے دار شمشاد سر دیو ثقیلہ پر لگائی دیو ثقیلہ نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر ارۂ پشت نہنگ عفریت پر مارا عفریت پیچھے ہٹا ارۂ پشت نہنگ عفریت پر نہ پڑا پھر دیو ثقیلہ دار شمشاد اٹھا کر پے درپے عفریت پر لگانے لگا عفریت ضرب دار شمشاد سے بچنے لگا اور پیچھے ہٹنے لگا آخر تاب مقابلہ نہ لا کر مع اپنی فوج کے قلعۂ بلور سے نکل کے جانب گلستان ارم بھاگا دیو ثقیلہ و دیو الکوان و ارشوے جنی اور راشوے جنی نے ہر چند تعاقب کیا لیکن عفریت ہاتھ نہ آیا آخر بدرجۂ مجبوری دیو ثقیلہ اور دیو الکوان وغیرہ پھرے اور سمت قلعۂ بلور روانہ ہوئے عفریت نابکار قلعۂ بلور سے بھاگ کر گلستان ارم مین پہونچا اور بارگاہ و خیام استادہ کرا کے فروکش ہوا اسوقت عفریت نے دیو سگ پا کو طلب کر کے کہا کہ جلد جزیرۂ شبنم مین جا کر دیو خرپا سے کہدے کہ اب ملکۂ آسمان پری کو قلعۂ بلور

میں نہ لانا حال قلعہ کے چھوٹ جانے کا اُس سے کہدینا پھر ہمراہی دیو خرپا ملکہ آسمان پری کو یہاں لے آنا خبردار دیر نہ کرنا
دیو سگ پا فوراً سمت جزیرہ شبنم روانہ ہوا جب جزیرۂ شبنم میں پہونچا دیکھا کہ دیو خرپا ملکہ آسمان پری کو زندان
سے نکالکر ایک تخت پر بٹھا چکا ہے ارادہ چلنے کا کرتا ہے اُسوقت دیو سگ پا قریب دیو خرپا کے گیا اور تمام
حال قلعۂ بلور کے چھوٹ جانے کا بیان کر کے حکم عفریت سے آگاہ کیا دیو خرپا ملکہ آسمان پری کو لیکر
مع دیو سگ پا جانب گلستان ارم چلا اثنائے راہ میں دیو ثقیلہ و دیو اکوان و داراشوب جنی دارشوب جنی
وغیرہ نے دیکھا کہ دیو خرپا ملکہ آسمان پری کو لیے جاتا ہے سب نے دیو خرپا کو روک کر پوچھا ملکہ کو کہاں
لیے جاتا ہے دیو خرپا نے جواب دیا میں اپنے مالک و حاکم کے پاس لیے جاتا ہوں ثقیلہ وغیرہ نے کہا ہم تو
ہرگز نہ لیجانے دینگے دیو خرپا یہ سنکے برہم ہونے لگا کلمات سخت کہنے لگا دیو ثقیلہ نے غضبناک ہو کر
دار شمشاد سے اُسے ہلاک کیا دیو سگ پا یہ حال دیکھکر بھاگا ثقیلہ وغیرہ نے ملکہ آسمان پری سے کہا تم
پریشان خاطر ہو ہم تمھیں تمھارے والد کے پاس پہونچا دینگے دیو اکوان و دیو ثقیلہ وغیرہ ملکہ آسمان
پری کو دیکھکر خوش ہوئے سینے سے لگایا پھر اشوب جنی دارشوب جنی وغیرہ سے پوچھا میری دختریں کیونکر ملی
ہیں تو ایک مدت سے مفقود الخبر تھی سب نے تمام حال دیو خرپا کا بیان کیا ادھر تو شہپال کل حال سنکے نہایت
خوش ہوا اُدھر دیو سگ پا نے عفریت سے جا کر کہا کہ دیو ثقیلہ اثنائے راہ میں دیو خرپا کو ہلاک کر کے
ملکہ آسمان پری کو لیگیا میں بھاگ کر واسطے خبر دینے کے آیا ہوں عفریت دیو خرپا کے قتل ہونے
سے اور ملکہ آسمان پری کے چھن جانے سے ملول ہوا اور فوراً واسطے قتل کرنے دیو ثقیلہ وغیرہ
کے جملہ دیوؤں کو اپنے ہمراہ لیکر بصد غضب روانہ ہوا جب عفریت نے تھوڑی راہ طے کی دیکھا کہ شہپال
و اکوان و ثقیلہ و اشوب جنی دارشوب جنی وغیرہ مع لشکر کثیر کھڑے ہیں تخت پر ملکہ آسمان پری سوار
ہے چند دیو جانب قلعہ بلور تخت کو لیے جاتے ہیں عفریت نابکار یہ حال دیکھکے برہم ہوا اور اپنے لشکر
کے دیوؤں سے کہنے لگا کہ ملکہ آسمان پری کو تم جا کر لے آؤ میں ثقیلہ وغیرہ کو قتل کرتا ہوں دیو بموجب
حکم بڑھے دیو اکوان وغیرہ نے روکا لڑائی ہونے لگی عفریت نے برہم ہو کر یکبارگی حملہ کیا ادھر سے شہپال
وغیرہ بڑھے دونوں لشکر مل گئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی جانبین کے دیو قتل ہونے لگے دار شمشاد اور
ارہ پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و ضرب سے سیکڑوں دیو ہزاروں پریزاد قتل ہوئے ہزاروں زخمی ہوے
میدان جنگ خون سے لالہ رنگ ہو گیا کشتوں کے ڈھیر لاشوں کے انبار جا بجا میدان مصاف میں ہو گئے اثنائے
جنگ میں عفریت نابکار نے اشوب جنی دارشوب جنی کو گرفتار کر کے اپنے لشکر کے نامی دیوؤں کے حوالہ
کیا دیو ثقیلہ و دیو اکوان یہ دیکھکر از حد غضبناک ہوے پھر دونوں ارہ پشت نہنگ اور دار شمشاد
لیکر عفریت پر حملہ در ہوئے اُسوقت عفریت نے خیال کیا کہ اگر راہ فرار اختیار نہ کرونگا تو ضرور انکے ہاتھ
قتل ہو جاؤنگا یہ خیال کر کے عفریت مع اپنے لشکر کے سراسیمہ و بدحواس میدان مصاف سے بھاگا اُسوقت
دیو اکوان و دیو ثقیلہ و سیاہ مک سیاہ کلاہ وغیرہ نے ہزاروں دیو لشکر عفریت کے قتل کیے عفریت
نابکار مع باقی ماندہ دیوؤں نے بھاگ کر اُس جگہ ہو بجا جہاں اول اپنے مقام مسکن سے آکر مقیم ہوا تھا
شہپال بن شہرخ نے عفریت کو شکست دیکر تمام گلستان ارم پر اپنا قبضہ کیا بارگاہ سلیمانی
و خیام وغیرہ پھر اپنے قبضہ میں کیے لشکر گلستان ارم میں اُترا شہپال نے قلعہ بلور سے ملکہ آسمان پری

کو طلب کرکے اپنے مکان مین داخل کیا اور خوش ہو کر خداوند عالم کا شکر کیا شہپال تو گلستان ارم مین مقیم ہے لیکن
اب حال عفریت کا لکھا جاتا ہے کہ جب عفریت نابکار بھاگ کر بیرون گلستان ارم پہونچا نہایت ہی مغموم و ملول
ہو کر اسی جگہ قیام پذیر ہوا اور چند دیوؤن کو بلا کر کہنے لگا کہ راشوے جنی وارشوے جنی کو بہوشیاری تمام و لہمندون
ہزار دست کے پاس لیجاؤ بعد تمام احوال جنگ بیان کرکے کے میری جانب سے کہنا ان دونون کو زندان مین
قید کیجیے دیو بموجب حکم عفریت راشوے جنی وارشوے جنی کو بخوبی گرفتار کرکے جانب
سمندون ہزار دست روانہ ہوئے

داستان گرنا حمزہ صاحبقران کا دریاے ذخار مین اور نکلنا دریا سے پھر پانا عقرب سلیمانی کا مع دیگر حالات

شناوران بحر ذخار سخندانی و غواصان دریاے مواج معانی اس در یکتاے داستان کو صدف سینہ سے
نکالکر ناظرین جواہر بین کو بوہ آبداری گوہر سخن دکھاتے ہین کہ جب ہنگام مقابلہ امیر بانوقیر تخت سے
جدا ہو کر بحر ذخار مین گر کے شناوری کرنے لگے یہانتک کہ پیرتے ہوئے اور پانی مین بہتے ہوئے
دوسرے روز وقت شام کنارہ دریا پر پہونچے پانی سے نکل کے خشکی مین گئے شکر خدا زبان پر لائے
اسوقت حمزہ صاحبقران نے جو چار طرف دیکھا سواے آب دریا اور صحراے وحشت افزا کے اور کچھ
نظر آیا چونکہ امیر بانوقیر گرسنہ تھے اور کنارہ دریا ایک شجر پر ثمر تھا حمزہ صاحبقران نے اسی درخت کے
ثمر کھاے اور پانی پیا جب بخوبی سیر و سیراب ہو چکے اسوقت حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ اس دریاے
ذخار اور صحراے ناپیدا کنار کو طے کرکے بجز افضال پروردگار شہپال بن شہرخ تک کیونکر پہونچونگا یقین ہے
کہ یہین ایک نہ ایک روز ہلاک ہو جاؤنگا کوئی غسل و کفن بھی نہ دیگا میری میت کو قبر بھی میسر نہوگی ملکہ
آسمان پری و ملکہ مہرنگار اور سرداران نامدار سے اب ملاقات نہوگی غنچہ آرزو اپنا نہ کھلیگا اگر جستجو
کرینگے گوہر مدعا نہ ملیگا یہ خیال کرکے اشکبار ہوئے وہ شب تاریک صحرا کا سنسنانا آب دریا کا شور باعث
اضطراب قلب و جگر تھا سواے تنہائی کوئی مونس و یار نہ تھا صحراے ہولناک سے دمبدم صداے
شیر آتی تھی تاریکی شب سے روح جسم مین گھبرائی تھی غرض حمزہ صاحبقران تا دیر مضطر و گریان زیر شجر
بیٹھے رہے اور طرح طرح کے خیالات کیا کیے آخر ہواے سرد سے ایسی دل کو فرحت اور روح کو راحت
حاصل ہوئی کہ خواب آگیا امیر بانوقیر زیر درخت سو رہے اسی عالم خواب مین امیر نے دیکھا کہ خواجہ عمرو
بالین سر کھڑے ہین اور کہتے ہین کہ اے امیر بانوقیر کیون مضطر و دلگیر ہو جوئین کہون وہ تدبیر کیجیے انشاء اللہ
بصحت و عافیت اس جگہ سے منزل مقصود تک پہونچ جایئے گا یا امیر تدبیر اس دریا سے گذرنے کی یہ ہی
کہ اسی درخت کی شاخین تلوار سے قلم کیجیے اور اسی درخت کے چھال کی رسی بنا کر تنا تھامے درخت کا
بیڑا بنایے جب بیڑا تیار ہو جاے دریا مین ڈالدیجیے اور بیڑے پر سوار ہو چلیے انشاء اللہ اس دریا سے
گذر کے کہین آبادی مین پہونچ جایئے گا یہ کہکے خواجہ عمرو نظر سے غائب ہو گئے حمزہ صاحبقران بیدار
ہوئے سرہانے خواجہ عمرو کو دیکھنے لگے جب بخوبی ہوشیار ہوئے خیال کیا کہ خواجہ عمرو کو مجھسے بدرجہ
کمال الفت و محبت تھی اسوقت جو مجکو صدمہ و تردد و ملال تھا خواجہ نے خواب مین آکر مجھے تسلی دی اور
تدبیر معقول بتائی اے حمزہ فی الواقع خواجہ عمرو کا بھی مثل و نظیر نہین ہے قیامت کا عیار ہے یکتاے روزگار ہے

سراپا عقل ہو ایسی تدبیر خواب مین اگر بتائی ہو کہ مجھے اس تدبیر کرنے کا خیال ہی نہ تھا اسی طرح نادیر امیر بانوقیر اپنے دل سے
گفتگو کیا کیے جب بہ قدرت خالق لیل ونہار وہ شب تار بسر ہوئی جانب مشرق سے نمایان روشنی سحر ہوئی ستارے
دریاے فلک مین ڈوب ڈوب کر نہان ہونے لگے آثار ظہور آفتاب چرخ پر نمایان ہونے لگے امیر بانوقیر نے
اُٹھکر کنارے دریا کے وضو کیا پھر نماز سحر بعد خضوع وخشوع پڑھکر وظیفہ پڑھا بعد وظیفہ پڑھنے کے تیغ آبدار سے
بڑی بڑی شاخین اُس شجر کی قلم کین اور اُسی درخت کے پوست کی رسّی بناکر بیڑا درست کیا پھر بہت سے ثمر اس
شجر سے توڑکر کچھ کھائے اور کچھ بیڑے پر رکھ لیے اور بیڑے کو دریا مین ڈالکر اُسی بیڑے پر بیٹھے بیڑا دریا مین بہتا ہوا
چلا جب قریب دوپہر ایک کنارہ دریا پر بیڑا ٹھہرا امیر بانوقیر بیڑے سے اُترکے ساحل پر آئے اور رسّی بیڑے کی
ایک درخت سے باندھ دی پھر امیر بانوقیر سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے بعد تھوڑی راہ طے کرنے کے ایک کوہ پُرنور
بصورت طور نظر آیا جب حمزۂ صاحبقران اس کوہ نورفشان کے قریب پہونچے دیکھا کہ ایک مرد پیر روشن ضمیر
بالاے کوہ سجادے پر بیٹھا ہے صورت اُسکی یہ ہے کہ ہمہ تن پوست واستخوان ہے رنگ چہرے کا خوف خدا سے زرد ہے سر پر
عمامہ ہے بر مین قبا ہے پیشانی پہ نور نشان سجدہ مثل ستارۂ سحری کے جلوہ گر ہے ہاتھ مین تسبیح خاک پاک کی ہے
لب پر ذکر خدا ہے پشت صورت کمان خمیدہ ہے کبھی دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کر کے کچھ دعا مانگتا ہے
کبھی سجدہ کرتا ہے کبھی روتا ہے اور بہ آواز بلند سوے فلک دیکھکے یہ کہتا ہے شعر گرچہ عصیان سے ہون مین قایل
دار + بخش میرے گناہ اے غفار + حمزۂ صاحبقران نے اُس مرد پیر کو دیکھکر خیال کیا کہ یہ کوئی عابد
شب زندہ دار ہے بندۂ برگزیدۂ پروردگار ہے امیر یہ خیال کر رہے تھے کہ اُس مرد پیر نے امیر بانوقیر کو دیکھکر
بہ آواز بلند پکار کے کہا السلام علیک یا حمزۂ صاحبقران ثانی سلیمان آپ میرے پاس تشریف
لائے مین تو آپ کا منتظر تھا حمزۂ صاحبقران جواب سلام دے کر بالاے کوہ تشریف لیگئے مرد پیر سجادے
سے براے تعظیم اُٹھا امیر بانوقیر نے پوچھا یہ کون مقام ہے آپ کا کیا نام ہے بیشک آپ خاصان خدا سے
ہین میرے نام سے واقف ہو گئے مرد پیر نے جواب دیا مین ایک عبد ذلیل رب جلیل ہون یہ مقام پردۂ
قاف سے متعلق ہے اور یہ مقام عبادت جناب سلیمان علیہ السلام کا ہے اُن جناب نے وقت آخر مجھسے
ارشاد فرمایا تھا کہ بعد میرے حمزۂ صاحبقران ایک زمانے مین یہان تشریف لائینگے لقب اُنکا ثانی سلیمان
ہوگا اُنھین ہماری جانب سے عقرب سلیمانی دیدینا اور کہدینا کہ عفریت اسی شمشیر سے قتل ہوگا یہ کہکے مرد پیر
نے امیر بانوقیر سے مصافحہ کیا پھر امیر کو ایک صندوق کے قریب لیگیا اور صندوق کو کھولکر کہنے لگا کہ
عقرب سلیمانی اس صندوق سے نکال لیجیے حمزۂ صاحبقران نے جو صندوق مین دیکھا تو ایک سیاہ بچھو نظر آیا امیر
نے صندوق مین ہاتھ نہ ڈالا مرد پیر نے کہا اے امیر بانوقیر آپ بسم اللہ کہکے اس عقرب کو اُٹھا لیجیے کچھ اندیشہ نکیجیے
اگر آپ حمزۂ صاحبقران ثانی جناب سلیمان ہین تو یہ عقرب سیاہ آپ کے ہاتھ مین آتے ہی شمشیر آبدار
ہو جائیگا امیر بانوقیر نے بموجب کہنے مرد پیر کے بسم اللہ کہکے اُس عقرب پر ہاتھ ڈالا فوراً وہ عقرب تیغ
آبدار ہو گیا امیر اُس تیغ کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے کیونکہ وہ تیغ ایسی تھی بموجب بیت تیغ سیماب گون
درآمد و شد + بہر دوست و بہر اندازہ دو + جب امیر بانوقیر شمشیر بے نظیر لے چکے مرد پیر نے نیام بھی اُسکا
دیا امیر عقرب سلیمانی لیکر مرد پیر سے رخصت ہو کر کوہ سے اُترے اور راہ طے کر کے اُس جگہ آئے جس مقام پر بیڑے
کو درخت سے باندھ دیا تھا غرض امیر بیڑے کو کھولکر بیڑے پر بیٹھے بیڑا امواج آب دریا سے بہتا ہوا ایک

طرف چلا بعد ایک روز کے پھر وہ بیڑا ایک کنارے پر ٹھہرا حمزہ صاحبقران بیڑے سے اُترے اور رسّی بیڑے کی پھر ایک درخت سے باندھ دی بعد باندھنے بیڑے کے امیر نے ملاحظہ کیا کہ مین ایسے صحراے ہولناک و وحشت افزا مین کھڑا ہون کہ اگر کوئی انسان خواب مین اس صحراے وحشتناک کو دیکھے ڈر جاے امیر بانو قیر جانب صحراے وحشت افزا دیکھ رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ صحرا مین ہزار ہا گلیم گوش موجود ہین کچھ بیٹھے ہین کچھ کھڑے اکثر باہم لڑ رہے ہین بعضے زمین پر لوٹ رہے ہین اکثر باہم باتین کر رہے ہین قد و قامت اُنکے نہایت ہی دراز ہین شکلین مہیب ہین دانت بڑے بڑے دہن سے نکلے ہوئے ہین گوش اسقدر بڑے ہین کہ بعضے اُنمین ایک کان اپنا زمین مین بچھاے اور ایک کان اوڑھے ہوے لیٹے ہین زن و مرد سب برہنہ ہین کان اُنکے بجاے لباس ساتر عورتین ہین امیر بانو قیر گلیم گوشون کو دیکھکر متحیر ہوئے اور حمد و ثناے خالق کون و مکان کرنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے طرح طرح کے بندے پیدا کیے ہین بعد حمد و ثناے پروردگار کے امیر ایک درخت کے نیچے بیٹھے چونکہ جاگے ہوئے تھے بیٹھتے ہی خواب طاری ہو گیا امیر بانو قیر درخت کے تنہ سے پشت لگا کر سو رہے گلیم گوشون نے جو دور سے دیکھا کہ زیر درخت کوئی بیٹھا سوا ہی سب صحرا سے کنارے دریا کے آئے اور امیر بانو قیر کو خلاف اپنی شکل و صورت کے دیکھکر بعضے گلیم گوش باہم کہنے لگے کہ یہ کوئی جانور خوبصورت ہی بعضون نے کہا یہ جانور نہین ہی کوئی جن ہی اکثر گلیم گوش واسطے ہلاک کرنے کے بڑھے بعضون نے انھین ہلاک کرنے سے منع کیا اور کہا اس شخص عجیب الخلقت کو گرفتار کرکے اپنے بادشاہ کے پاس لیچلو جو وہ کہیگا وہی کرینگے غرض گلیم گوشون نے امیر کو حالت غفلت خواب مین گرفتار کر لیا جب امیر کی آنکھ کھلی اپنے تئین گرفتار دیکھا ہر چند امیر نے چاہا کہ رہا ہون اور سب کو قتل کرون لیکن ظاہرا گلیم گوش دست و پاے لپٹ گئے امیر اُنکے ہاتھ سے رہا نہو سکے آخر گلیم گوش امیر کو گرفتار کرکے چہار طرف سے گھیرے ہوئے اپنے بادشاہ اشراق گلیم گوش کے پاس لیگئے اور کہنے لگے کہ اس جانور کو ہم دریا کے کنارے سے پکڑ لائے ہین دیکھیے یہ جانور کیا خوبصورت ہی اشراق گلیم گوش امیر کو دیکھکر کہنے لگا کہ یہ جانور نہین ہی بنی آدم سے ہی نہین معلوم یہان کیونکر آیا ہی یہ کہکر اشراق گلیم گوش نے امیر سے پوچھا ای شخص تو کون ہی حال اپنا بیان کر امیر نے جواب دیا مین انسان ہون مین نے دیو اہدار کو مارا ہی لشکر عفریت کے صد ہا دیون کو قتل اور زخمی کیا ہی تو مجکو رہا کر دے ورنہ مین جب رہا ہونگا تجکو قتل کرونگا اشراق گلیم گوش گفتگو امیر کی سنکے امیر سے کہنے لگا اگر تو میری دختر خوبرو کو قبول کرے تو مین تجکو ابھی رہا کر دون امیر نے تقریر اشراق گلیم گوش کی سنکے خیال کیا کہ ای حمزہ اسوقت عیاری کرنا چاہیے اور جان اپنی گلیم گوشون سے بچانا چاہیے وقت فرصت یہان سے نکل جانا یہ خیال کرکے امیر خاموش رہے اشراق نے خیال کیا کہ اسکا چپ رہنا گویا اقرار کے ہی یہ خیال کرکے اپنی دختر کو بلایا اور کہا ای دختر کیا اچھی تیری تقدیر ہی کہ ایسا انسان خوبرو قاتل دیو اہدار نے تجکو اپنی زوجیت مین قبول کیا اب تو اسکی زوجہ ہی اور یہ تیرا شوہر ہی ہاتھ اسکا پکڑ کر لیجا اور عیش و عشرت کر دختر اشراق گلیم گوش اپنے باپ کی تقریر سنکے اور امیر بانو قیر کے حسن و جمال پر نظر کرکے نہایت خوش ہو کر خوب ہنسی امیر اُسے دیکھکر لاحول پڑھنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ یہ وہ بدصورت اور کریہ منظر ہی کہ اگر چڑیل بھی اسے دیکھ لے تو ڈر جاے خبیث اسکو دیکھکر فوراً خوف سے مر جاے امیر یہ خیال کر رہے تھے کہ دختر اشراق نے بڑھکر امیر کا ہاتھ پکڑا اور مسکرا کر کہا

ہمین

ای جانی چلو مجھسے ہمبستر ہو شکر کرو کہ مجھ ایسی نازنین مہ جبین دختر بادشاہ اشراق گلیم گوش تیری زوجہ ہوئی امیر تقریر
دختر اشراق سنکے برہم ہوئے اور قصد اسکے ہلاک کرنے کا کیا لیکن کچھ خیال کرکے غصہ کو ضبط کیا دختر اشراق
گلیم گوش امیر با توقیر کو رہا کرکے فرط مسرت سے اسطرح قہقہہ مارکر ہنسی امیر سمجھے کہ رعد کی آواز آئی غرض دختر
اشراق بعد اشتیاق امیر کو اپنے مکان میں لیگئی اور میوے تر و خشک لاکر روبرو امیر کے دو چار سن زمین پر
رکھدیے اور امیر کے گلے میں ہاتھ ڈال کے کہا کہ ای میوہ باغ حسن و خوبی و ای ثمر نورس حدیقہ محبوبی تجکو میرے
سر کی قسم ان اثمار خوش ذائقہ کو بالفعل کھالے بعد اسکے طعام تناول کرنا حمزہ صاحبقران نے مصلحتاً
کہنا اسکا منظور کیا کچھ اثمار کھائے جب وہ زمانہ ہوا کہ بموجب نظم

بڑھا صحن فلک میں خیل کوکب ... پھر آیا بارش شبنم کا ہنگام
پڑا جب رخنہ دن کے پردہ شب ... چراغ شام کا روشن ہوا تمام

دختر اشراق گلیم گوش نے امیر کا ہاتھ پکڑا اور کہا ای میرے شوہر خوبرو اب چلکے بستر خواب پر آرام
میرے آرام کر جس بات سے غنچہ دل میرا شگفتہ ہو وہ کام کر ہرچند کہ امیر با توقیر کا اسکے پاس بیٹھنے کو دل نہ
چاہتا تھا لیکن مناسب وقت یہی جانکر اور اس بد صورت و زشت سیرت کی شکل کو دیکھکر اپنی جگہ سے
اٹھے دختر اشراق بستر پر لے گئی جب امیر بستر پر بیٹھے وہ امیر سے لپٹنے لگے اپنا ایک کان امیر پر اڑھاکر
اور ایک کان زیر امیر بالاے بستر بچھاکر اپنی طرف کھینچنے لگے امیر با توقیر اسکی ہم آغوشی سے نفرت کرکے
اس سے علحدہ ہونے لگے جب امیر نے مدعاے دل اسکا حاصل نہ کیا اسوقت اسنے چہرہ زیباے امیر پر نظر
کرکے امیر سے پوچھا کہ ای خاوند میرے تو کیوں مجھسے علحدہ ہوتا ہے مجھ ایسی پری صورت سے نفرت کرتا ہے آثار
حزن و ملال تیرے چہرے سے صاف ظاہر ہیں سچ کہہ تجکو کس بات کا غم ہے باعث تیری سستی کا کیا ہے اگر
گرسنہ ہو تو ابھی اثمار لذیذ لے آؤں اچھی طرح تجھے کھلاؤں اگر کوئی تیرا دشمن ہے اور اس سے تجھے خوف
جان ہو تو نام اسکا مجھے بتادے میں اسکو گرفتار کرکے تیرے حوالے کردوں یا اسے قتل کر ڈالوں امیر نے
تقریر اسکی سنکے جواب دیا کہ اسوقت میری طبیعت پریشان ہے اسی وجہ سے میں تیرا مدعاے دل بر نہیں لاتا جسوقت
میرا مزاج درست ہوگا اسوقت تیری تمناے دلی بر لاؤنگا دختر اشراق یہ گفتگو امیر کی سنکے خاموش رہی پھر امیر سے
لپٹ کے سو رہی امیر بھی بعد سو جانے دختر اشراق کے سو رہے عالم خواب میں امیر نے دیکھا کہ ملکہ مہر نگار
بیتاب و بیقرار آئی ہے اور کہتی ہے کہ ای حمزہ صاحبقران واہ واہ خوب آپ نے ایفاے وعدہ کیا اٹھارہ روز
کا وعدہ کیا تھا اسکو کئی برس کا زمانہ گذرا ابھی تک آپ میرے پاس نہیں آئے حال میرا آپ کے فراق میں
اچھا نہیں ہے شب و روز آپ کی یاد میں رویا کرتی ہوں آپ کو میرا کچھ خیال نہیں ہے شاید میرے حسن و جمال سے
زیادہ اس دختر اشراق گلیم گوش کا حسن ہے کہ آپ اسکے پہلو میں لیٹے ہوئے ہیں اگر آپ کو میری خبر لینا اور
اپنی جان گلیم گوشوں سے بچانا منظور ہو تو جلد یہاں سے روانہ ہوجیے اس زن بد صورت کے پہلو سے
اٹھیے ملکہ مہر نگار امیر سے یہ کہہ رہی تھی کہ ناگاہ امیر با توقیر کی آنکھ کھل گئی مہر نگار کو نہ دیکھکر امیر با توقیر
اشکبار ہوئے اور اسی وقت پہلوے دختر اشراق گلیم گوش سے اٹھے اور اسے سوتا چھوڑ کر وہاں سے
بعجلت چلے جب امیر بعد قطع راہ ایک کوہ پر پہونچے آثار سحر گردون پر ظاہر ہوئے امیر نے اسی
کوہ پر وضو کرکے نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے نماز سحر کے صحیفہ حضرت ابراہیم کی تلاوت کرنے لگے امیر
با توقیر بالاے کوہ تشریف رکھتے ہیں لیکن اب حال دختر اشراق گلیم گوش کا لکھا جاتا ہے کہ جب

ہنگام سحر دختر اشراق گلیم گوش بیدار ہوئی امیر ابو قبر حمزۂ صاحبقران کو اپنے پہلو مین نہ دیکھکر نہایت غمگین
ہوئی پھر روتی ہوئی براے جستجوے امیر جانب صحرا چلی جسدم قریب کوہ پہونچی دیکھا کہ امیر ابو قبر بالاے کوہ بیٹھے ہین دختر اشراق
گلیم گوش حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر مسرور ہوئی اور بالاے کوہ جاکر امیر ابو قبر سے کہنے لگی کہ اے میرے پیارے
شوہر تو کیون مجھسے خفا ہوکر چلا آیا ہے مین نے تیری کیا خطا کی ہے مین نے تو ہر آرام تمام تجکو اپنے پہلو مین لٹایا
اُس بات کو بھی تجھسے کہا خود ہی تو نے مجھسے وصل نہ کیا اس امر مین میری کیا تقصیر ہے افسوس تو مجھ ایسی
مہ لقا کو چھوڑ کر رشتۂ الفت توڑ کر چلا آیا کچھ تو نے میرا خیال نہ کیا خیر جو کچھ تو نے کیا بہتر کیا اب تجکو لازم یہی
ہے کہ میرے ساتھ چل مین تیری اطاعت و فرمانبرداری بخوبی کرونگی اپنے کاندھے پر سوار کر کے سیر کوہ و دشت
دکھایا کرونگی نہایت خوش ذائقہ اثمار اشجار کے تجکو کھلایا کرونگی اپنے ایک کان کو بجاے فرش بچھا کر تجھے
سُلایا کرونگی اور دوسرا کان تجھے اُڑھایا کرونگی اگر تو تمازت آفتاب یا فصل بارش مین گھر سے باہر نکلنے کا
ارادہ کریگا تو مین تیرے سر پر سایہ کیا کرونگی گرمی و سردی سے تجھے بچایا کرونگی رات ہو یا دن ہو جب تو کہیگا
مین کسی کام مین تجھسے مطلق عذر نہ کرونگی یہ کہکر امیر ابو قبر حمزۂ صاحبقران سے لپٹنے لگی حمزۂ صاحبقران
نے برہم ہو کر ایک گھونسا اُسکے منھ پر مارا اور کہا او نالائق بیہودہ بکے جاتی ہے خاموش نہین رہتی تجھے قسم ہے
ابراہیم بیٹھنے نہین دیتی جا دور ہو مین ہرگز تیرے ساتھ نہ جاؤنگا راوی کہتا ہے کہ جب امیر ابو قبر حمزۂ
صاحبقران نے گھونسا اُسکے دہن پر مارا کئی دانت اُسکے ٹوٹ گئے لہو منھ سے اُسکے نکلنے لگا
عارض پر اُسکے ورم آگیا کلے جبڑے مین درد ہونے لگا فریاد و فغان کرنے لگی آخر کوہ سے اُتر کر اپنے باپ
کے پاس گئی اور دندان شکستہ اپنے دکھا کر تمام حال رو کر بیان کرنے لگی جب اشراق گلیم گوش
نے تمام احوال سُنا نہایت برہم ہو کر جملہ گلیم گوشون کو جمع کیا اور سبکو اپنے ہمراہ لیکر جلد تر اُس
کوہ پر گیا دیکھا کہ امیر ابو قبر بالاے کوہ بیٹھے ہوئے کچھ پڑھ رہے ہین اشراق گلیم گوش نے
گلیم گوشون سے کہا جلد اس ظالم کو گرفتار کرو گلیم گوش براے گرفتاری امیر ابو قبر بڑھے امیر ابو قبر نے
فوراً اُٹھکے تلوار کھینچی اور گلیم گوشون کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑی دیر مین اسقدر گلیم گوش قتل کیے
کہ بالاے کوہ گلیم گوشون کی لاشون کے انبار ہوگئے دریاے خون کشتگان بالاے کوہ جاری
ہوا اُسی کارزار مین اشراق شاہ گلیم گوش بھی مارا گیا بعد قتل ہونے اشراق شاہ کے باقی ماندہ
گلیم گوش بھاگے امیر ابو قبر حمزۂ صاحبقران گلیم گوشون کو بھگا کر کوہ سے اُترے اور بعد قطع راہ اُس جگہ
آے جہان درخت سے بیڑے کو باندھ دیا تھا غرض امیر ابو قبر بیڑے پر سوار ہوئے بیڑا بالاے
آب روان ہوا بعد آٹھ پہر کے بیڑا پھر کنارۂ دریا پہ ٹھہرا امیر بیڑے سے اُتر کے کنارۂ دریا پھرتے ہوئے
اور جانب صحرا دیکھنے لگے اُسوقت امیر ابو قبر نے دیکھا کہ ایک دیو ایک درخت سے بندھا ہوا فریاد و فغان
کرتا ہے امیر ابو قبر کو اُسکے حال پر رحم آیا فوراً کنارۂ دریا سے روانہ ہوئے جب اُس دیو کے پاس پہونچے پوچھا
تیرا کیا نام ہے تجکو کسنے باندھا ہے فریاد و فغان کیون کرتا ہے دیو نے امیر ابو قبر حمزۂ صاحبقران کو اپنے حال
پر مہربان پاکر عرض کیا نام میرا طومان گاس ہے دیو قتیل مردار خوار نے مجھے باندھا ہے وہ میرا دشمن جان
ہے مجھے باندھکر واسطے کسی ضرورت کے گیا ہے اب آکر مجھے مار ڈالیگا امیر ابو قبر نے گفتگو دیو طومان گاس
کی سنکے اُسکے حال زار پر رحم کیا اور واسطے کھولنے کے بڑھے ناگاہ دیو قتیل مردار خوار بدسرشت

دنابکار آپہونچا امیر باتوقیر کو دیکھکر پکارا او آدمزاد خبردار طومان کاس کو درخت سے نہ کھولنا ورنہ ابھی تجکو مار ڈالونگا یا اسی دریا مین ڈبو دونگا امیر باتوقیر نے تقریر دیو قتیل کی سنکے جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہی کیجی مجال ہی کہ تو مجھے ہلاک کرے اگر تجکو اپنی قوت پر ناز ہی تو مجھسے مقابلہ کر دیو قتیل مردار خوار گفتگو امیر باتوقیر کی سنکے ایسا برہم ہوا کہ دار شمشاد اٹھاکر سر امیر باتوقیر پر لگائی امیر نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر تیغ تیز سے اسے قتل کیا پھر دیو طومان کاس کو درخت سے کھولدیا دیو طومان کاس فوراً قدم حمزہ صاحبقران پر گرا اور پوچھنے لگا آپ کا اسم شریف کیا ہی آپ نے مجھپر نہایت ہی احسان کیا دشمن سے مجھے بچایا یہان آپ کا آنا کیونکر ہو یہ وہ صحراے ہولناک ہی کہ دیو و پریزاد بھی خوف سے یہان نہین آتے ہین آپ تو بنی آدم ہین امیر باتوقیر نے تمام حال اپنا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا جب دیو طومان کاس کو معلوم ہوا کہ نام آپ کا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران ہی اور آپ ہی قاتل دیو راہدار ہین اسوقت دیو طومان کاس نے امیر باتوقیر سے عرض کیا کہ میرا ایک بھائی ہی کہ نام اسکا اکوان کاس ہی وہ نہایت قوی ہیکل ہی آپ نے مجھپر احسان کیا ہی وہ ضرور بہ نیکی آپ سے پیش آئیگا اگر آپ فرمائین تو مین آپ کو بھائی کے پاس لیچلون امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا اچھا لے چل دیو طومان کاس نے اپنے دوش پر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو بٹھایا اور وہان سے بعجلت چلا جب قریب مکان دیو اکوان کاس کے پہونچا امیر باتوقیر کو دوش سے اُتار کر اپنے بھائی کے پاس گیا اور تمام سرگذشت اپنی بیان کرکے کہنے لگا اے بھائی تمھین لازم ہی کہ قاتل دیو راہدار کے استقبال کے واسطے جاؤ اور بہ نیکی پیش آؤ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے میرے ساتھ نیکی کی ہی تم بھی انکے ساتھ نیکی کرو بعد دعوت ضیافت کے ہمراہ اُنکے جاکر عفریت سے مقابلہ اور مجادلہ کرو دیو اکوان کاس گفتگو اپنے بھائی کی سنکے فوراً مع دو لاکھ دیوون کے واسطے استقبال امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے گیا اور امیر باتوقیر کو بصد عزت و حرمت اپنے مکان مین لایا اور عرض کرنے لگا آپ نے میرے بھائی کی جان بچائی ہی مجھپر آپ نے نہایت احسان کیا ہی مین بھی آپ کی فرمانبرداری اور اطاعت کرونگا دو چار روز کے بعد آپ کو گلستان ارم مین لیچلونگا یہ کہکے اکوان کاس نے عرض کیا اب آپ چند روز یہان توقف فرمائیے عقاید دین اسلام مجھے تعلیم کیجیے امیر باتوقیر نے خوش ہوکر اُسے مسلمان کیا پھر دیو طومان کاس بھی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خدا کو وحدہ لاشریک جاننے لگا جب دونون دیو مسلمان ہو چکے بڑے تکلف سے دونون نے امیر باتوقیر کی دعوت کی بعد کئی روز کے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو ہمراہ لیکر مع دو لاکھ دیوون کے جانب گلستان ارم چلے اثناے راہ مین امیر باتوقیر نے ملاحظہ کیا کہ چند دیو دو جنیون کو گرفتار کیے ہوئے چلے جاتے ہین حمزہ صاحبقران نے دیو طومان کاس سے پوچھا کہ یہ دیو کون ہین کیون ان جنیون کو گرفتار کیا ہی دیو طومان کاس نے دست بستہ عرض کیا مین ابھی دریافت کرکے عرض کرتا ہون یہ کہکے طومان کاس نے ان دیوون کو روکا اور حال اُنسے پوچھا انھون نے تمام کیفیت بیان کی جب دیو طومان کاس تمام حال سُن چکا حمزہ صاحبقران سے آکر عرض کرنے لگا کہ راستو جنی اور ارشو جنی شہیال بن شہرخ نبیرہ حضرت سلیمان کی طرف سے عفریت نابکار سے لڑے تھے عفریت نے ان دونون کو گرفتار کرکے دیو سمندون شہرار دست کے

پاس اُنکے روانہ کیا ہے یہ دیو وہین انکو لیے جاتے ہین سمندون نہزاردست بموجب کہنے عفریت
کے انکو قید کریگا جب امیر باتوقیر کو معلوم ہوا کہ راشوے جنی وارشوے جنی دوستان شہپال سے
ہین اُسوقت امیر باتوقیر نے بڑھکر اُن دیوون کو روکا دیو چنگال کہ افسران فوج عفریت سے تھا
اُسنے فی الفور ایک دیو کو جانب عفریت روانہ کیا اور خود وار شمشاد اُٹھاکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
سے لڑنے لگا دیو اکوان کاس اور دیو طوبان کاس بھی مع اپنے لشکر کے اُن دیوون سے
لڑنے لگے ناگاہ عفریت نابکار اُس دیو سے تمام حال سُنکے بہ ہمراہی چار لاکھ دیوون کے جلد تر آیا اب
بخوبی لڑائی ہونے لگی وار شمشاد اور ارہ و پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و ضرب سے جانبین کے دیو
قتل ہونے لگے زمین پر گر گر کے تڑپنے لگے زخمی نالہ و فریاد کرنے لگے زمین سراسر خون سے رنگین
ہونے لگی شور دار و گیر عالمگیر ہوا دیو ہنگام حرب و ضرب نعرے کرنے لگے طبقے زمین کے ہلنے لگے
کُشت و خون ہونے لگا اُسی ہنگامۂ کارزار مین عفریت نابکار امیر عالی وقار حمزۂ صاحبقران
کے سامنے آیا اور امیر باتوقیر پر وار شمشاد بصد عتاب لگائی امیر عالی وقار نے ضرب وار شمشاد سے بچ کر
تیغ آبدار کھینچی عقرب سلیمانی زیب کمر رہا غرض امیر باتوقیر نے تیغ آبدار کھینچکر پہلوے عفریت پر
لگائی عفریت ہر چند پیچھے ہٹا لیکن کسی قدر زخمی ہوا خون زخم سے بہنے لگا حمزۂ صاحبقران نے
پھر حملہ کیا عفریت تاب مقابلہ کی نہ لاکے بھاگا اُسوقت امیر باتوقیر نے دیو چنگال کو تیغ آبدار سے
قتل کیا راشوے جنی وارشوے جنی کو قید سے رہا کیا یعنے زنجیر و طوق وغیرہ کو اُنکے اجسام سے دور کیا امیر
عالیوقار حمزۂ صاحبقران راشوے جنی وارشوے جنی کو رہا کر کے مسرور ہوئے اور ہمراہ اپنے اُن کو
لیکر جانب گلستان ارم بصد خدم و حشم روانہ ہوئے

داستان لیجانا شہپال کا استقبال کرکے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو گلستان ارم مین اور جانا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا چشمۂ ماہیان پر اور ہمراہ ملکۂ آسمان پری کے نہانا

مخبران ذی کمال اس داستان بہشتان کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر عفریت کو شکست دیکر
اور راشوے جنی وارشوے جنی کو رہا کرکے بصد شان و شوکت سمت گلستان ارم چلے شہپال بن شاہرخ
کو اکثر دیوون سے معلوم ہوا کہ حمزۂ صاحبقران بعظم و شان اس جانب آتے ہین شہپال
یہ خبر فرخندہ فال سُنکے فوراً مع لشکر کثیر برائے استقبال امیر باتوقیر گلستان ارم سے چلا اثنائے
راہ مین حمزۂ صاحبقران سے ملاقات ہوئی شہپال حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر بدرجۂ کمال مسرور
ہوا حمزۂ صاحبقران نے بھی شہپال کو دیکھکر واسطے تسلیم کے سر جھکایا شہپال نے بزرگانہ
حمزۂ صاحبقران کو سینے سے لگایا بعد اظہار اشفاق بزرگانہ کے شہپال نے پوچھا اے امیر باتوقیر کہان
چلے گئے تھے مین نہایت متردد تھا امیر باتوقیر نے تمام حال اپنا دریا مین گرنے کا اور کل سرگذشت
بیان کی پھر بموجب دریافت کرنے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے شہپال نے اپنا حال تمام و کمال
بیان کیا غرض بعد قطع راہ جب شہپال حمزۂ صاحبقران کو گلستان ارم مین لایا حکم کیا کہ تمام
گلستان ارم مین آئینہ بندی کیجاسے اور بزم عیش آراستہ ہو بموجب حکم گلستان ارم مین بخوبی تمام

آئینہ بندی ہوئی ہر ایک مقام آرائش سے پُربہار ہوا خوبی خلد کو گلستان ارم کی آراستگی و بہار پر رشک ہوا علاوہ آراستگی گلستان ارم کے بزم عشرت ایسی آراستہ ہوئی کہ دنیا مین کبھی کوئی محفل عیش و سرور مثل اُس بزم عیش عشرت کے آراستہ نہوئی ہوگی الحاصل جب بخوبی بزم عشرت آراستہ ہوئی شہپال بن شہرخ نے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو ایک بے مثل و بے نظیر دنگل پر بٹھایا ملکۂ آسمان پری بھی بالاے مسند زرین آکر بیٹھی وہ نازنینان پریزاد کہ جنکا سایہ بھی کسی بشر نے نہ دیکھا تھا روبروے امیر باتوقیر آکر ناچنے لگین اور اپنی زبان مین غزلین عاشقانہ بہ لحن داؤدی بعشوہ و ادا گانے لگین وہ جمیلہ نازنینان پریزاد ایسی حسین و خوش گلو تھین کہ پردۂ دنیا پر مثل و نظیر اُنکا ممکن نہ تھا وہ اُنکا بعشوہ و ناز رقص کرنا اور گانا لائق دیکھنے اور سننے کے تھا منظر بہ فلک اُنکے رقص کو دیکھکر شرمندہ اور خجل ہوتی تھی ہر ایک ادا اُنکی قیامت تھی ہر نغمہ اُنکا دلکش تھا اور ہر ایک آواز ساز کی دلہاے ناساز کے لیے گویا مسیحا تھی وہ عجب بزم عشرت تھی بموجب ابیات

نازک بدنون سے تھا جو پیدا
تھی روشنی اسقدر ضیا بار
وہ مجمع گلرخان تھا ہر سو

تھی نازکی اس جگہ سے پیدا
ہر جھاڑ تھا رشک نجم سیار
گلرویون سے گلستان تھا ہر سو

تھا جلسۂ جشن کیقبادی
رقاصون کے ناچ کا یہ سامان
ہانڈی کو تھا دعوی انا الشمس

ہنگامۂ عیش و بزم شادی
تھی لولی چرخ اُنپہ قربان
دعوی کے دلیل تھی من الامس

وصف نازنینان پریزاد کے حسن و جمال کا کیا لکھا جاے کلک اُنکی تناسب حسن لکھنے مین عاجز ہی اور اُن نازنینان پریزاد کے رقص و نغمہ کی تعریف مین زبان قاصر ہی ہر ایک نازنین پریزاد بزم عشرت مین غزلین عاشقانہ گاتی تھی ازانجملہ نازنینان پریزاد سے ایک نازنین نے روبروے ملکۂ آسمان پری و امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران یہ غزل گانا شروع کی غزل

اُڑ گیا کیا کیسے او ای غیرت تنویر شمع
شاخ شمع سبز ہو گل شعلۂ تنویر شمع
عشق کی زنجیریان دیکھو کہ جسم زار مین
شمع کو دیتی مری قسمت مجھے تقدیر شمع
لاکھ رویا رات بھر پگھلا نہ وہ آتش مزاج
اس مین کچھ تقصیر پروانہ نہ تھی تقصیر شمع
شور بیتابی مین بھی پاس خموشی ہی رہی
بخت پروانہ ملا مجکو دل دلگیر شمع
اُنکی بزم خاص مین رہتی تھی شب بھر جلوہ گر
آگے تیری کیا زبان شعلہ کیا تقریر شمع

شمع دامنگیر شب تھی شب گریبان گیر شمع
لاکہ شعلہ سر کو ٹیکے فرصت جنبش کہانا
سوز غم سے بنگیا ہر استخوان تصویر شمع
سر چڑھانا غیر کا ہی اپنی مٹنے کی دلیل
ہو گیا ہر اشک میرا جیسے تاثیر شمع
دیکھکر پروانے کیون دوڑے تعجب ہے
کیا کوئی سمجھے اداے نالۂ شبگیر شمع
گرمی ہی تیرے حسن روز افزون کا فروغ
اور کیا ہوگی جہا نین عزت و توقیر شمع

باغ مین دیکھو اگر تم رنگ محفل رات کو
اشک کا دانہ ہوا ہی دانۂ زنجیر شمع
بحر مین وہ جلتی ہین وصلت مین جو عاشق گرم
لے بجھا آخر کو شعلہ قامت دلگیر شمع
بے سبب پھونکا نہین دونون کو سوز عشق نے
کیا کوئی خط شعاع شعلہ تھا تحریر شمع
انکو محروم نظارہ رات بھر سوز و گداز
خاک مین ملجائیگی اک رات کو تنویر شمع
گرم فقرہ سنکے وہ کہتے ہین ای تسلیم آج

جب یہ غزل نازنین پریزاد نے سر بزم گائی جملہ صاحبان بزم عشرت خوش ہوئے خصوصاً امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران و ملکۂ آسمان پری دونون از حد مسرور ہوئے پھر نازنین اور غزلین عاشقانہ گایا کی جب وہ شب عشرت بسر ہوئی اور جانب مشرق سے روشنی نمایان ہوئی جلسۂ عشرت برخاست ہوا ہر ایک بزم عشرت سے اُٹھکر چلا گیا جب تنہائی ہوئی ملکۂ آسمان پری نے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے تمام اپنی سرگذشت قید ہونے کی بیان کی پھر حمزۂ صاحبقران نے بھی بوجہ دریافت کرنے ملکۂ آسمان پری کے اپنے حالات سے اطلاع دی جو کچھ مصائب دریا مین گذرے تھے سب

بیان کیے دونون ایک دوسرے کے حال پر صدمہ و افسوس کیا کیے بعد اسکے ملکۂ آسمان پری نے حمزۂ
صاحبقران سے مسکرا کر کہا آج ہمارا دل چاہتا ہی کہ چشمۂ ماہیان مین جا کر نہائین اور آپ بھی اُس چشمہ مین
نہائین پھر سیر باغ کی باہم کرین علاوہ اسکے وہین مجکو کچھ آپ سے کہنا بھی ہی یہ کہکے ملکۂ آسمان پری بزم سے
اُٹھی پہلے تو اپنے مکان مین گئی پھر مع چند نازنینان پریزاد کے جانب چشمۂ ماہیان روانہ ہوئی حمزۂ صاحبقران
بھی بعد جانے ملکۂ آسمان پری کے چشمۂ ماہیان کی طرف چلے پہلے ملکۂ آسمان پری چشمۂ ماہیان پر
پہونچی بعدہٗ امیر با توقیر اُس چشمہ پر پہونچے دیکھا کہ درمیان ایک باغ پر بہار کے چشمۂ ماہیان ہی باغ تو رشک
گلشن جنان ہی اور چشمہ چشمۂ حیوان سے لطافت مین ہمسر ہی بلکہ آبرو ریز چشمۂ آب بقا ہی مچھلیان رنگارنگ چشمۂ
ماہیان مین کبھی نظر آتی ہین گاہ مانند معشوقان عشوہ ساز بعد ناز نظر ناظرین سے مخفی ہو جاتی ہین محبوبانہ
صورتین پاکیزہ اپنی دکھاتی ہین غرض جیسی رنگین مچھلیان ہین ویسی ہی رنگین ادائین کرتی ہین امیر با توقیر اُن
مچھلیون کو دیکھکر بیقرار ہوے ہر چند اُنکو دام مین لانے کی تدبیر کی مگر وہ مچھلیان کسی طرح ہاتھ نہ آئین پھر امیر سیر
گلہاے باغ کرنے لگے ملکہ لباس تن نازک سے اُتار کے اور کچھ لباس سے بعض اعضا مخفی کر کے چشمۂ ماہیان مین
اُتری نازنینان پریزاد جو ہمراہ ملکہ تھین ملکہ کو نہلانے لگین دست و پا اور گیسوے مشکین ملنے لگین آب چشمہ بوے
گیسوے عنبرین و شست و شوے تن نازک سے معطر و معنبر ہو گیا اور آمیزش عرق روے گلرنگ ملکہ سے آب چشمہ صاف
گلاب ہو گیا جب ملکۂ آسمان پری غسل کر چکی بصورت آفتاب چشمہ سے باہر آئی نازنینان پریزاد جو ہمراہ ملکہ تھین
ملکہ کی پوشاک نفیس لیکر آئین ملکہ نے پیرہن زیب تن کیا بعد پوشاک پہننے کے ملکۂ آسمان پری کنارۂ چشمہ گیسوے
عنبرین مین شانہ کرنے لگی نازنینان پریزاد شانہ دست ملکہ سے لیکر گیسوے ملکہ سنوارنے لگین جب امیر با توقیر
سیر باغ کر چکے کنارے چشمۂ ماہیان پر آکر لباس اُتار کے ایک لنگی نفیس باندھی پھر چشمہ مین اُترے دست
و پا آب صاف سے دھونے لگے بعد دست و پا دھونے کے شناوری کرنے لگے کھڑی اور ملاحی پیرنے
لگے کبھی ٹھہر کر اور چلو مین پانی لیکر ملکۂ آسمان پری پر چھینٹے پانی کے دینے لگے اور کہنے لگے ای ملکہ
ایک دفعہ اور نہاؤ ملکہ نے دوبارہ نہانے سے انکار کیا امیر با توقیر تو چشمۂ ماہیان مین نہا رہے ہین اور ملکہ
سے ہنس رہے ہین اب انھین تو نہانے دیجیے اور کچھ حال عفریت نابکار کا سنیے کہ جب عفریت بد سیر ہنگام
جنگ زخمی ہو کر اور بھاگ کر اپنی فرودگاہ لشکر پر پہونچا بوجہ زخم کے بیچین ہوا ملعونہ مادر
عفریت گریان ہوئی زخم پر پھاہا مرہم کا رکھا گیا دیو ہرچنگ عموے عفریت نے جو سنا
کہ عفریت زخمی ہوا ہی اپنی جگہ سے بیتابانہ چلا جب عفریت کے پاس آیا پوچھنے لگا ای فرزند
تجھے کسنے زخمی کیا ہی عفریت نے تمام حال بیان کیا ہرچنگ نے پوچھا وہ آدمزاد کہان ہی جسنے
تجھے زخمی کیا ہی عفریت نے جواب دیا مین نے سنا ہی چشمۂ ماہیان مین نہانے کو گیا ہی میری معشوقہ
ملکۂ آسمان پری بھی چشمۂ ماہیان پر گئی ہی دیو ہرچنگ نے یہ سنکے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون
اور جس آدمزاد نے تجھے قتل کیا ہی اُسکو جا کر قتل کرتا ہون یہ کہکر دیو ہرچنگ چند دیو ہمراہ لیکر بعد
غیظ و غضب چلا جب بعد قطع راہ چشمۂ ماہیان پر آیا ملکۂ آسمان پری دیو ہرچنگ کو دیکھکر
ڈر گئی اور چلانے لگی اور امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کی جانب دیکھکر کہنے لگی صاحب اُس دیو خونخوار
سے مجھے بچاؤ امیر با توقیر نے چشمہ سے ارادہ نکلنے کا کیا تھا ناگاہ دیو ہرچنگ اپنی شاخہاے

سر پر امیر بانو قیر کو اُٹھانے لگا چونکہ امیر بانو قیر کے پاس شمشیر نہ تھی اس وجہ سے امیر نے اُسپر تلوار نہ لگائی دیو
ہر جنگ نے ایک شاخ سر اس طرح بازوے امیر بانو قیر پر لگائی کہ شاخ بازو کو توڑ کر نکل گئی جب دیو نے
چاہا کہ امیر بانو قیر کو اٹھا لیجاؤن امیر بانو قیر نے شاخ اُسکے سر کی پکڑ کے جو زور کیا شاخ بازو مین ٹوٹ کے
رہ گئی اور سر کو پکڑ کے ایسا جھٹکا دیا کہ دیو منھ کے بل زمین پر گرا امیر بانو قیر نے جلد چشمہ سے نکلکر دیو کی زنجیر
کمر کو پکڑ کر زمین سے اُٹھا لیا اور ایک ہاتھ سے سر پر بلند کیا ہمراہیان دیو ہر جنگ یہ رنگ دیکھکر براے مدد دیو
ہر جنگ بڑھے شہپال بھی یہ خبر سنکے فوراً مع فوج چشمہ پر پہونچا دیکھا کہ امیر بانو قیر دیو ہر جنگ کو ایک ہاتھ پر
اُٹھائے ہوے دور تک چلے گئے ہین ملکہ آسمان پری اور ہی ہی نازنینان پریزاد رقص جناب کے ہونے
سے چلا رہی ہین شہپال نے ملکہ وغیرہ کو خاموش کیا ہمراہیان دیو ہر جنگ کو قتل کرنا شروع کیا
اور ادھر امیر بانو قیر حمزۂ صاحبقران نے دیو ہر جنگ کو اس طرح زمین پر پٹکا کہ استخوان اسکے ریزہ ریزہ
ہو گئے فوراً زمین پر گر کے ہلاک ہو گیا ادھر ہمراہیان دیو ہر جنگ تاب مقابلہ نہ لا کر لاشہ دیو ہر جنگ کا اٹھا کر
نالان وگریان جانب لشکرگاہ عفریت روانہ ہوے اور عفریت کے پاس پہونچکے لاشہ دیو ہر جنگ
کا سامنے عفریت کے رکھدیا پھر تمام حال لڑائی کا بیان کیا عفریت کو نہایت رنج ہوا عفریت
تو اپنے چچا کے غم مین مبتلا ہی اسے مبتلاے غم رہنے دیجیے اب حال حمزۂ صاحبقران کا سنیے
کہ جب امیر بانو قیر دیو ہر جنگ کو ہلاک کر چکے شہپال سے آکر کہنے لگے میرے بازو سے شاخ
نکلوا لیجے سردست کچھ علاج بازو کا کیجیے شہپال نے دیوون سے پوچھا کیا تدبیر کرنا چاہیے
سبھون نے عرض کیا پہلے امیر بانو قیر کو بیہوش کیجیے پھر ہم شاخ بازو سے نکال لینگے اس صورت مین امیر
بانو قیر کو زیادہ تکلیف نہو گی شہپال بن شہرخ نے بموجب کہنے دیوون کے امیر بانو قیر کو بیہوش کرنا چاہا امیر
بانو قیر حمزۂ صاحبقران نے کہا آپ مجکو اگر بیہوش کیجیے گا تو مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگا شہپال بتقریر
امیر بانو قیر حمزۂ صاحبقران کی سنکے مجبور ہوا آخر بدرجۂ ناچاری عالم بیداری مین شاخ سر دیو ہر جنگ کی
بازوے امیر بانو قیر سے بعد دشواری نکالی گئی خون بازوے امیر بانو قیر سے بکثرت نکلا امیر بانو قیر
بسبب کثرت درد زخم کے بیہوش ہو گئے شہپال نے گھبرا کر فی الفور شفاخانہ سلیمانی مین امیر بانو قیر
کو بھیجدیا ملکۂ آسمان پری بھی ہمراہ امیر بانو قیر کے شفاخانہ مین گئی جب دیو امیر بانو قیر کو لیکر شفاخانہ
مین پہونچے چارہ ساز امیر بانو قیر حمزۂ صاحبقران کے زخم بازو کا علاج کرنے لگے پہلے زخم کو صاف کرکے
ٹانکے دیے پھر مرہم سلیمانی کا پھاہا زخم پر رکھا بعد چار گھڑی کے امیر بانو قیر حمزۂ صاحبقران کو ہوش آیا بیہوشی
دفع ہوئی آنکھین جو کھولین ملاحظہ کیا کہ مین شفاخانہ مین پلنگ پر لیٹا ہون ملکۂ آسمان پری اشک آنکھون
مین بھرے ہوئے قریب پلنگ کے بیٹھی ہی شہپال وغیرہ بھی ایک جانب بیٹھے ہین زخم بازو پر پھاہا مرہم
کا رکھا ہی جراح بیٹھے ہوے ہین امیر بانو قیر نے ہر ایک کو متحیر دیکھکر فرمایا آپ حضرات مطمئن رہین اور
کسی طرح کا صدمہ اور ملال نہ کرین مین افضال رب ذوالجلال سے اچھا ہون یہ فرما کر ہر ایک کو رخصت
کیا لیکن ملکۂ آسمان پری فرط الفت سے شفاخانہ ہی مین رہی بعد چند روز کے جب عفریت کا زخم اچھا
ہو گیا اُسوقت عفریت نابکار نے اپنی مادر ملعونہ سے کہا کہ مین جاتا ہون اور حالت زخمداری
مین امیر بانو قیر حمزۂ صاحبقران کو قتل کرتا ہون اپنے عمو کا قصاص لیتا ہون یہ کہکر قریب چار لاکھ دیوون کو

ہمراہ لیکر بصد قہر و غضب جانب شفاخانہ سلیمانی روانہ ہوا یہاں امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران کا زخم بازو اچھا ہو چلا تھا کسی قدر زخم پُر ہونے سے باقی تھا مگر ضعف زیادہ تھا ناتوانی سے رنگ چہرہ حمزہ صاحبقران کا زرد ہو گیا تھا غسل صحت نہیں کیا تھا یکایک عفریت نے شفاخانہ کو چار جانب سے آکر گھیر لیا حمزہ صاحبقران حالت ضعف و ناتوانی مین بستر سے اُٹھکر تیغ آبدار کھینچکر آمادۂ جنگ کارزار ہوئے یہ خبر شہپال کو پہونچی فوراً شہپال اپنی فوج کثیر لیکر آیا عفریت سے لڑائی ہونے لگی جانبین کے دیو بیزاد قتل ہونے لگے زیر دیوار شفاخانہ سلیمانی کشتون کے انبار ہوگئے زخمی تڑپ تڑپ کر شفاخانہ عدم مین جانے لگے بین گرمی جنگ مین عفریت امیر بانوقیر کے ہاتھ سے زخمی ہوا لشکریان عفریت فوراً عفریت کو لیکر بھاگے بھاگتے بین اسد ہا دیو قتل ہوئے بعد بھاگنے عفریت کے شہپال نے اٹھارہ ہزار دیو واسطے حفاظت امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران گرد شفاخانہ سلیمانی کے مقرر کیے پھر شہپال بہ خوشحالی اپنی لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا عفریت زخمی ہوکر اپنی فرودگاہ لشکر پر پہونچا امیر نامور شفاخانہ سلیمانی مین استراحت پذیر ہوئے

داستان آنا مقاتل پدر عفریت کا اور متواتر لڑنا اور قتل ہونا دیو ثقیلہ کا اور آنا نقابدار سبز پوش کا پھر قتل ہونا پدر عفریت کا

راویان فصیح بیان اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جب عفریت نابکار میدان کارزار سے زخمی ہوکر اپنی فرودگاہ لشکر پر گیا فوراً جراحون کو طلب کیا جب وہ آئے عفریت نے کہا اس زخم تیغ کو اچھا کرو خلعت و انعام مجھسے لو جراحون نے کہ وہ بھی دیو تھے اُنھون نے زخم مین ٹانکے دیئے پھر پھاہا مرہم کا بناکر زخم پر لگایا ابھی جراحون نے زخم پر پھاہا رکھا تھا کہ مقاتل پدر عفریت چار لاکھ دیوون کی جمعیت سے آیا عفریت نے اپنے باپ کو سلام کیا مقاتل نے پوچھا اے فرزند مین نے سنا ہے کہ ایک آدم زاد پردۂ دنیا سے آیا ہے اُسنے تجھے عاجز کیا ہے یہ تو بتا کہ نام اُس آدم زاد کا کیا ہے قد و قامت و قوت مین کیا تجھسے زیادہ ہے عفریت نے رو کر کہا اے پدر نام اُس آدم زاد کا حمزہ صاحبقران ہے قد تو اُسکا میرے قد سے بہت کوتاہ ہے لیکن مجھسے بڑھا ہوا ہے سیکڑون دیو میرے لشکر کے اُسنے قتل کیے ہین دو مرتبہ مجکو بھی زخمی کیا ہے دیکھیے فی الحال مین اُسی آدم زاد کی تیغ آبدار سے زخمی ہوا ہون یہ زخم اُسی صفاک کی تیغ کا ہے ابھی مین نے شراب پی کر اس زخم مین ٹانکے دلوائے ہین مجکو اب کچھ بن نہین پڑتا ہے اگر یہان سے چلا جاتا ہون تو باعث ذلت کا ہے یہ مشہور ہوگا کہ ایک آدم زاد کے خوف سے عفریت بھاگ گیا ایک آدم زاد ضعیف البنیاد کو قتل نہ کر سکا اگر لڑتا ہون تو ایک نہ ایک روز وہ مجھے ضرور قتل کر ڈالیگا مقاتل نے اپنے پسر کی گفتگو سنکے اُسکے آنسو رومال سے پونچھے اور بصد شفقت کہا اے فرزند اب کچھ رنج و غم نہ کر مین اُسی آدم زاد کے قتل کرنے کو آیا ہون ضرور اُسکو قتل کرونگا پھر شہپال کا سر کاٹونگا تجھے گلستان ارم کا حاکم کر دونگا اگر قبل اسکے تو مجھسے اس آدم زاد کی کیفیت بیان کرتا تو اب تک مین اس آدم زاد کو قتل کر چکا ہوتا خیر اب مجکو حال آدمزاد سے آگاہی ہوئی ہے دو چار ہی روز کے درمیان مین آدمزاد اور شہپال وغیرہ کو قتل و ہلاک کرونگا عفریت نابکار اپنے پدر نا ہنجار کی گفتار سنکے خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ میرا باپ مجھسے زیادہ قوی ہے یقین ہے کہ یہ آدمزاد کو قتل کریگا یہ خیال کرکے عفریت

ہنسنے لگا مقاتل نے پھر عفریت سے پوچھا شہپال کے شریک و معاون کون کون دیو ہین عفریت
نے کہا ارشوب جنی و راشوب جنی اور دیو اکوان اور سیامک سیاہ کلاہ پسر اکوان اور اکوان کاس
اور طومان کاس اور دیو ثقیلہ مع فوج و لشکر آکر شہپال بن شہرخ کے معین ہوئے ہین پہلے
مین نے شہپال کو شکست دی تھی شہپال بھاگ گیا تھا گلستان ارم میرے قبضہ مین آگیا تھا جیسے نامبردگان
شہپال کے مددگار ہوئے گلستان ارم اور قلعہ بلور مجھسے چھوٹ گیا سوا تر وقت جنگ مین نے شکست
پائی دو مرتبہ زخمی ہوا ہر چند شہپال کے پاس فی الحال فوج زیادہ تھی اور نامبردگان اُسکے معین و مددگار ہین
لیکن مین ہجوم دیوؤن اور پریزادون سے خائف و ترسان نہین ہون فقط دو شخصون سے ڈرتا ہون اگر
وہ شخص لشکر شہپال مین نہون تو ابھی سبکو قتل کرتا ہون گلستان ارم پر قبضہ کرتا ہون ملکۂ آسمان پری
کے وصل سے کامیاب ہوتا ہون مقاتل نے پوچھا وہ دو شخص کون ہین عفریت نے کہا اول تو وہ آدمزاد
ہے جسکا ذکر قبل اسکے کیا تھا دوسرا دیو ثقیلہ ہے یہ بھی نہایت ہی قوی ہے مقاتل نے ہنسکر کہا تیرے
نزدیک وہ قوی ہوگا مین تو اسکو ایک مور ناتوان جانتا ہون ہنگام جنگ اُسے گرفتار کرلونگا جس طرح
تو کہیگا اُسی طرح اُسکو قتل کرونگا مقاتل نابکار اپنے پسر بدشعار سے باتین کر رہا تھا ناگاہ ملعونہ مادر
عفریت کو خبر ہوئی کہ مقاتل برائے قتال آیا ہے عفریت سے کہتا ہے مین شہپال وغیرہ کو قتل کرونگا
ملعونہ یہ خبر دیوؤن سے سنکے بارگاہ سے نکلی اور قریب مقاتل آکر بیٹھی مقاتل ملعونہ کے چہرے پر نظر
کرکے خوش ہوا اور کہنے لگا ای مونس شب تنہائی ای جان جہان آرام دل مشتاقان
آؤ اور میرے پہلو مین بیٹھ جاؤ میرے دلکو نہ تڑپاؤ اسقدر اپنے خاوند سے نہ شرماؤ علحدہ نہ بیٹھو اسقدر
شرم و حجاب نہ کرو مجھکو تمھارا علحدہ بیٹھنا ناگوار ہے دیکھو پہلو مین دل میرا بیقرار ہے اسوقت تمناے دلی بر لاؤ
میری خواہش کو پورا کرو ملعونہ نے گفتگو اپنے شوہر کی سنکے اشک آنکھون مین بھرکے جواب دیا میرا فرزند تو
مصیبت مین گرفتار ہے تمکو خیال بوس و کنار ہے حواس میرے بجا نہین ہین دشمنون کا میرے بچے پر نرغہ
ہے ہر ایک میرے لڑکے کا عدو ہے مجھکو اپنے بچے کی جان کے لالے پڑے ہین دشمن جان میرے پسر کے
بڑے بڑے دیو ہین خصوصاً آدمزاد بانی فساد میرے پارہ جگر کا دشمن قوی ہے اُسکے ہاتھ سے میرے
لڑکے کی جان بچتی معلوم نہین ہوتی اب تمھارے پہلو مین اُسوقت بیٹھونگی مگر اُس روز مدعاے
دلی تمھارا بر لاؤنگی جس روز آدمزاد قتل ہو جائیگا اور میرے دل کو قرار آئیگا اُسوقت تمھاری خواہش
کو پورا کرونگی یہ کہکے ملعونہ بے اختیار رونے لگی مقاتل نے بیتاب ہوکے ملعونہ اپنی زوجہ کو اپنے
پہلو مین بٹھایا اور کہا ای بی بی اب مین آیا ہون وہ ایک روز مین طبل جنگ بجواؤنگا تمھارے لڑکے
کے دشمنون کو قتل کرونگا آدمزاد کو گرفتار کرکے تمھارے حوالے کرونگا تم اسقدر کیون ملول
ہو میرے آگے تمھارے فرزند کے دشمنون کی کیا حقیقت ہے ایک ہی روز مین سبکو مار ڈالونگا تم جانتی
ہو نام میرا مقاتل ہے مین کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا سبکو قتل کرونگا گلستان ارم کا بادشاہ تمھارے فرزند
کو کرونگا اسوقت رحم آرزوے دلی میری بر لاؤ میری حال زار پر رحم کھاؤ ملعونہ نے یہ سنکے بڑھاپے مین
ناز بیجا دامن مقاتل کا پکڑکے کہا نہین نہین ابھی جاؤ آدمزاد کو گرفتار کرکے لے آؤ مین اُسکے کباب شراب
پی کے کھاؤنگی ہڈیان اُسکی چباؤنگی پھر تمھاری آرزوے دلی بر لاؤنگی اگر تم میری آرزو کو بر نہ لاؤگے

مین بھی تمسے بات نہ کرونگی کبھی تمھارے پہلو مین نہ بیٹھونگی اپنا جوبن دکھا کے ہمیشہ تمھارے دلکو جلاؤنگی کبھی تمھارے ہاتھ نہ آؤنگی مقاتل یہ تقریر اپنی زوجہ کی سنکے ناچار ہوکر کہنے لگا خیر مجھے تمھاری خوشی منظور ہی مین ابھی جاتا ہون آدمزاد کو گرفتار کرکے تمھارے پاس لیے آتا ہون یہ کہکے مقاتل نابکار پہلوے ملعونہ سے اُٹھا اور ناچار ہوکر دیوان کو ہمراہ اپنے لیکر بسمت شفاخانۂ سلیمانی روانہ ہوا بعد قطع راہ جب عنقریب شفاخانۂ سلیمانی پہونچا وہ جملہ دیو جو گرد شفاخانۂ سلیمانی براے نگہبانی امیر با توقیر معین کیے گئے تھے وہ دیو مقاتل کو دیکھکر ہوشیار ہوئے اور فوراً اُٹھکر سد راہ ہوے مقاتل نے دیکھکر اور برہم ہوکر دار شمشاد سے دیوؤن کو قتل کرنا شروع کیا لشکر شہپال کے دیوؤن نے بھی اژدہ پشت تفنگ اور دار شمشاد و دیگر آلات حرب و ضرب سے فوج مقاتل کے دیوؤن کو قتل کرنا شروع کیا دونون جانب کے دیو قتل ہونے لگے حمزۂ صاحبقران بھی شفاخانۂ سلیمانی سے نکلے اور عقرب سلیمانی کھینچکر دیوؤن کو قتل کرنے لگے عقرب سلیمانی وہ شمشیر لاثانی تھی کہ مثل برق کے چمک کر خرمن لشکر مقاتل پر گرتی تھی اور اُن دیوؤن کے خرمن حیات کو جلا تی تھی بیشک وہ تلوار ایک شعلۂ آتش تھی اعداے نابکار کو جلاتی تھی بموجب بیت کس طرح جلے نہ جسم سرکش وہ تیغ تھی موج بحر آتش * جسوقت حمزۂ صاحبقران نے صدہا دیوؤن کو قتل کیا لشکر مقاتل مین ہلکہ پڑ گیا مقاتل ہر چند کہ پریشان خاطر ہوا لیکن میدان جنگ سے نہ بھاگا دار شمشاد سے لشکر شہپال کے دیوؤن کو ہلاک کرنے لگا یہان تو یہ لڑ رہا تھا دیو قتل ہو رہے تھے اُدھر عفریت نے یہ خیال کیا کہ میرے پدر کے ہمراہ لشکر کم ہی فوج شہپال کے پاس زیادہ ہی ایسا نہو کہ مقاتل قتل ہوجاے یہ خیال کرکے عفریت اُسی عالم زخمداری مین کل لشکر اپنا لیکر اپنے باپ کی مدد کرنے کے واسطے روانہ ہوا اور بہ تعجیل تمام مقاتل کے پاس پہونچا مقاتل اپنے فرزند عفریت کے آنے سے خوش ہوا عفریت نے اپنی فوج کے دیوؤن کو حکم دیا جلد تر آدمزاد کو گرفتار کرلو اگر شہپال اور لشکر لیکر آجائیگا تو بڑی لڑائی ہوگی اور پھر آدمزاد گرفتار نہ ہوسکیگا دیو بد حکم سنکے آگے بڑھے اور لشکر شہپال کے دیوؤن کو گھیر گھیر کے قتل کرنے لگے اُسوقت لشکر شہپال کے دیو نہایت متردد و متفکر ہوئے جب یہ خبر شہپال کو پہونچی کہ مقاتل اور عفریت فوج کثیر لیکر شفاخانہ سلیمانی پر گئے ہین اور میرے لشکر کے دیوؤن کو قتل کر رہے ہین یہ خبر وحشت اثر سنکے فوراً شہپال بن شاہرخ اپنا اور لشکر لیکر بصد عجلت روانہ ہوا اور جلد راہ طے کرکے میدان کارزار مین پہونچا لشکر کو حکم لڑنے کا دیا افسران فوج لشکر لیکر آگے بڑھے لڑائی ہونے لگی نعش پہ نعش دیوؤن اور پریزادون کی گرنے لگی ہنگامۂ حشر برپا ہوا صداے گیر و دار بلند ہوئی دیو بڑھ بڑھ کر نعرے مارنے لگے حریف کو للکارنے لگے دریاے خون میدان مصاف مین موجزن ہوا لاشے دیوان اور پریزادان پر دۂ قاف کے دریاے خون مین بہنے لگے زخمی مانند مچھلیون کے دریاے خون مین تڑپ تڑپ کر اُچھلنے لگے سر بہادرون کے حباب کے مانند نظر آنے لگے عین گرمی جنگ مین ایک نقابدار سبز پوش دو لاکھ دیوؤن کی جمعیت سے بالاے ہوا ظاہر ہوا نقابدار سبز پوش نے اُسوقت اپنے ہمراہیون کو حکم دیا کہ فوج عفریت اور لشکر مقاتل پر سنگ گران متواتر برساؤ بموجب حکم نقابدار سبز پوش کے بڑی بڑی سلین پتھر کی فوج عفریت اور لشکر مقاتل پر مارنے لگے دیو فوج عفریت اور مقاتل کی کثرت بارش سنگ گران

سے ہلاک ہونے لگی ہزارون زخمی ہوئے اور صدہا مر گئے متقاتل یہ حال دیکھکے عفریت سے کہنے لگا
شعر کہان سے یہ بلا بے وقت آئی ٭ بری ساعت مقدر نے دکھائی ٭ نہین معلوم یہ کون ہمارا عدوے جان ہی
نہایت سنگدل ہی تیر مارتا ہی عفریت نے کہا یہ بلاے آسمانی ہی اب توقف کرنا یہان مناسب نہین ہی متقاتل
نے جواب دیا ابھی تو یہان سے نہ جاؤنگا یہ کہکے پھر لڑنے لگا نقابدار سبز پوش نے بالاے زمین آکر ایسا
سخت حملہ کیا کہ ہزارہا دیو فوج متقاتل کے پھر قتل اور زخمی ہوئے اسوقت متقاتل دو پہر کامل جنگ
کرکے گھبرا گیا آخر بہ مجبوری طبل بازگشت بجواکر عفریت کو ہمراہ لیکر مع فوج فرودگاہ لشکر عفریت کی جانب
روانہ ہوا جب قیامگاہ لشکر پر پہونچا اور ملعونہ روبرو آئی متقاتل نے کہا اے زوجۂ خوبرو سیری آج تو آدمزاد مجھسے گرفتار
نہو سکا کل سر میدان اُسے گرفتار کرونگا ملعونہ یہ سُنکے کہنے لگی کل بھی تجھسے کچھ نہو سکیگا آج کی طرح کل بھی
سیکڑون دیوون کو قتل کرواکے چلا آئیگا متقاتل نے کہا اے زوجۂ خوش تقریر کل ضرور اُسے کسی نہ کسی تدبیر سے
گرفتار کرونگا ملعونہ یہ سنکے خاموش رہی متقاتل بارگاہ مین داخل ہوا عفریت بھی اپنی بارگاہ مین گیا لشکر مقیم
ہوا خیمون کا علاج ہونے لگا ادھر شہپال بھی مع فوج ظفر موج حمزۂ صاحبقران اور ملکۂ آسمان پری کو
ہمراہ لیکر روانہ ہوا لشکر گلستان ارم مین اترا امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران اور ملکۂ آسمان پری داخل ایوان ہوئے
پھر حکم شہپال سے لاشے دیوون اور پریزادون کے اُٹھاے گئے نقابدار سبز پوش بعد جانے
متقاتل کے علحدہ لشکر شہپال سے فروکش ہوا اور ایک دیو سے کہا کہ جلد جاکر حمزۂ صاحبقران سے
یہ کہو کہ نقابدار سبز پوش نے تمسے کہا ہی کہ اب پردۂ قاف سے چلے جاؤ ہرگز توقف نہ کرو تمھارا یہان
رہنا بے فائدہ ہی کیونکہ تم چندمرتبہ عفریت سے لڑے اور عفریت کو قتل نہ کرسکے اب مین یہان آیا ہون
جلد عفریت کو تہ تیغ کرونگا کیونکہ مین قاتل عفریت ہون اُس دیو نے بموجب حکم نقابدار سبز پوش
امیر بانوقیر سے جاکر کہا امیر بانوقیر نے اُسی دیو سے فرمایا اے دیو میری جانب سے نقابدار سبز پوش
سے کہدینا کہ تمھین کیونکر معلوم ہوا کہ مین قاتل عفریت نہین ہون اگر تمکو دعوی دلیری ہی تو کل مجھسے
مقابلہ کرنا جو غالب ہوگا وہی قاتل عفریت ہوگا دیو گفتگوے امیر بانوقیر سنکے خدمت نقابدار سبز پوش
مین آیا اور جو کچھ امیر بانوقیر نے فرمایا تھا نقابدار سبز پوش سے عرض کیا نقابدار سبز پوش سنکے
مسکرایا اور خاموش رہا پھر اپنی بارگاہ مین داخل ہوکر آرام پذیر ہوا جب وہ وقت آیا کہ آفتاب غروب
ہوا اور ماہ منیر مع کواکب فلک پر جلوہ گر اور نمایان ہوا بموجب ابیات نیا طاؤس کا پر چرخ اخضر ٭
ہوئے گردون پہ تارے جلوہ گستر ٭ یہ ہی نیرنگی عالم کا نقشا ٭ کہ زاغ شب بھی ہی صورت بدلتا ٭ ہنگام
شام متقاتل بدانجام نے عفریت سے کہکر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگی بلند ہوئی
دیو برق صداے طبل جنگ سُنکے خدمت نبیرۂ جناب سلیمان مین گیا اور اُس طرح دعا و ثناے شاہی بجالاکر
عرض کرنے لگا اشعار ہمیشہ تا وہن گفتگوے اہل وفاق ٭ بنقل زمزمۂ دلستان شود شیرین ٭ حدیث
تلخ وہانی دشمنان تو باد ٭ حکایتی کہ ز نقلش دہان شود شیرین ٭ شہنشاہ فلک بارگاہ کا جاہ و جلال روز
افزون ہو عدوے شہنشاہ کا سرنگون ہو اسوقت متقاتل پدر نابکار عفریت نے طبل جنگ بجوایا ہی اور
ارادہ اُسکا یہ ہی کہ صبحدم معرکہ آراے نبرد ہو باقی خیر و عافیت ہی شہپال بن شہرخ نے یہ سُنکے
حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی و بہ تائید ربانی نقارۂ سلیمانی پر چوب پڑے

دیو برق نے جلد جا کر کہا بہ جنی و قلا بہ جنی وغیرہ پریزادون سے کہا اُنھون نے بموجب حکم قضا شیم نقارۂ سلیمانی کا شانہ سے اُٹھایا چوب کو ہاتھ مین لیا شہنشاہ نوازون نے شہنشاہ کو وہین سے ملایا قلا بہ جنی نے بسم اللہ کہکے چوب نقارۂ سلیمانی پر لگائی صدائے نقارہ بلند ہوئی زمین آواز نقارۂ سلیمانی سے کانپی فلک سنجر ہو آفتاب تھرایا دیوون اور پریزادون کو طبل جنگ بجنے کی خبر ہوئی دونون لشکرون مین رات بھر تیاری جنگ کی ہوئی آخر وہ وقت آیا شعر ہوئی شب خوف کھا کر جلد کافور ہا سیاہی ہو گئی وہ رات کی دور ہا وقت سحر عفریت و مقاتل بدگہر کل لشکر میدان مصاف مین صف آرا ہوئے اُدھر سے شہپال بعد جاہ و جلال حمزۂ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر مع فوج دریائے موج عرصۂ رزم مین پہونچا بعد درستی میدان جنگ و صف آرائی کے نقیبان خوش آواز دونون لشکرون سے نکلے اور دیوون اور پریزادون سے مخاطب ہو کر باواز بلند یون پکارے نظم

ہان نامورو وہ نام کر جاؤ ۔ رستم سے نہو وہ کام کر جاؤ ۔ رستم ہی نہ اب ہی سام باقی ۔ مردون کا فقط ہی نام باقی ۔ جب نقیب یہ کہکر ہٹ گئے لشکر عفریت سے مقاتل نکلا اور مثل فیل مست میدان مین آکر اس طرح چنگھاڑا کہ ای شہپال کسی دیو یا پریزاد کو برائے مقابلہ جلد بھیج یا خود میدان مین آکر مجھسے کارزار کر چونکہ ہنگام صف آرائی لشکر نقابدار سبز پوش بھی مع اپنی فوج کے جانب شہپال بہ قصد جنگ و جدال کھڑا ہوا تھا نعرۂ مقاتل سنکے فوراً اپنے لشکر کی صف سے نکلا اور سامنے مقاتل کے جا کر کہنے لگا کہ او مقاتل مجھسے جدال و قتال کر مقاتل نے دار شمشاد اُٹھا کر نقابدار سبز پوش پر لگائی نقابدار سبز پوش نے ضرب دار شمشاد سے بیچ کر ارۂ لخت تہنگ بید رنگ فرق مقاتل پر مارا مقاتل بھی ضرب ارۂ لخت تہنگ سے بچا اسی طرح تا دیر باہم جنگ رہی آخر مقاتل نے ہنگام جنگ نقابدار سبز پوش کو گرفتار کیا فوج نقابدار سبز پوش نے برائے رہائی نقابدار سبز پوش مقاتل پر حملہ کیا شہپال نے اپنی فوج کو یہ حکم دیا کہ نقابدار کو جہانتک ممکن ہو رہا کراؤ بموجب حکم شہپال لشکر قہار بڑھا زمین کو زلزلہ ہوا ادھر سے عفریت بھی لشکر لیکر بڑھا آخر تینون لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگی دیو ثقیلہ اور دیو اکوان اور ارشعے حبی و اشوب جنی وغیرہ بہادران پردۂ قاف میدان مصاف مین جنگ رستمانہ کرنے لگے ایک ایک ضرب دار شمشاد مین دو دو چار چار دیوون کو ہلاک کرنے لگے حمزۂ صاحبقران نے بھی تیغ آبدار کھینچی پھر بعد غیظ و غضب بموجب نظم

بڑھے کھینچکر بس وہ خونین حسام ۔ لگے قبضۂ گبر کرنے تمام
جیسے چھو گئی اُس بلا کی جھڑپ ۔ گیا خاک پر مثل ماہی تڑپ
لب زخم سے بہے ساحل جوئے بار ۔ تنون پر تھا ہر سمت جوشن فگار
عبیری ہوئی خاک دشت نبرد ۔ ہوا پر بجز خون نہ اُٹھتی تھی گرد

اسقدر دیو نابکار شمشیر آبدار سے قتل کیے کہ جا بجا لاشون کے انبار لگا دیے دلیران لشکر نقابدار نے جنگ عظیم کر کے اپنے مالک و سردار نقابدار سبز پوش کو دست مقاتل سے چھڑا لیا اور پھر اُس بے حیا پر حملہ کیا جب مقاتل کی فوج کے صدہا بلکہ ہزارہا دیو قتل ہوئے اُسوقت مقاتل نے گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا بہادرون نے جنگ سے ہاتھ روکا تھوڑی فوج عفریت ناری سے علیحدہ ہوئے عفریت ہمراہ اپنے باپ کے مع لشکر بیرون گلستان ارم ایک میدان وسیع مین گیا اور وہین مقیم ہوا شہپال بھی حمزۂ صاحبقران و نقابدار سبز پوش وغیرہ کو ہمراہ لیکر اپنی بارگاہ فلک اشتباہ مین آیا بعد بیٹھنے شہپال نبیرۂ حضرت سلیمان کے ہر ایک شخص علے قدر مراتب اپنی اپنی جگہ بیٹھا اسیر ہاتو قید اور نقابدار سبز پوش بھی دنگل

اور کرسی پر بیٹھے شہپال نے نقابدار سبز پوش سے مخاطب ہو کر پوچھا تمھارا نام کیا ہی نقابدار نے نقاب
چہرے سے اٹھا کر شہپال کو سلام کیا نقابدار کو شہپال نے اٹھکر گلے سے لگایا مزاج پوچھا اور سبب آنے کا
دریافت کیا نقابدار سبز پوش نے جواب دیا افضال خدا اور آپ کی برکت دعا سے مین اچھا ہون مجکو شتیاق
قدمبوسی از حد تھا اسواسطے یہان آیا اتفاقاً یہان ایسے وقت پر پہونچا کہ مقاتل اور عفریت آپ سے لڑ رہے
تھے مین نے اسکے لشکر کو بارش سنگ گران سے تباہ و ہلاک کیا یہ کہکر نقابدار سبز پوش نے حمزۂ صاحبقران
سے مخاطب ہو کر کہا مین نے مذاقاً دیو کو آپ کے پاس بھیجا تھا بیشک قاتل عفریت آپ ہی ہین یہ باتین
کر کے نقابدار سبز پوش خاموش ہوا شہپال نے بڑے تکلف سے نقابدار کی دعوت اور ضیافت
کی بعد دعوت اور مہمانی کے نقابدار سبز پوش شہپال بن شہرخ اور امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران
سے رخصت ہو کر مع اپنی فوج کے چلا گیا حمزۂ صاحبقران نے شہپال سے پوچھا یہ نقابدار سبز پوش
کون تھا شہپال نے جواب دیا یہ میرا بھائی ہی نام اسکا جنود سبز قبا ہی حاکم قلعۂ سبز نگار کا ہی غرض بعد جانے
نقابدار سبز پوش کے ہنگام شام عفریت بد انجام نے بموجب کہنے اپنے پدر مقاتل کے پھر طبل
جنگ بجوایا جسوقت صداے طبل رزمی بلند ہوئی دیو اکوان اور دیو برق آواز طبل رزمی سنکے خدمت
شہپال بن شہرخ نبیرۂ حضرت سلیمانؑ مین حاضر ہوئے اور مجرا گاہ پر کھڑے ہو کر اور مجرا کر کے
یون دعا و ثناے شاہی بجا لا کر عرض کرنے لگے نظم تا محالست کہ مہتاب بگردد بجا نید + تا بود دور عرض خلق
فلک نابرواے + باد مفتاح فلک در عرض آباد جہان + بزراع غرضت مزرعۂ دوران پیماے + باس
وامید محبان تو مقصود انگیز + بود و نابود حسودان تو حرمان آلاے + ای شہنشاہ فلک جاہ آج پھر عفریت
بد سرشت نے طبل جنگ بجوایا ہی قصد اسکا ہی کہ ہنگام صبح میدان جنگ مین آکر آتش کینہ و فساد کو دوبالا
کرے باقی خیریت ہی شہپال نے خبر بجنے طبل جنگ کی سنکے فرمایا ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بامداد خدا و با اعانت
کبریا نقارۂ جنگی بجایا جاوے جو کچھ ہماری قسمت مین کاتب تقدیر نے لکھا ہی وہی پیش آئیگا دیو اکوان
بموجب حکم شہپال بن شہرخ نقارخانۂ سلیمانی مین گیا اور حکم نبیرۂ حضرت سلیمانؑ سے
قلابہ جنی اور کنیا بہ جنی وغیرہ پریزادون کو مطلع کیا انھون نے فی الفور نقارۂ سلیمانی پر چوب لگائی آواز نقارۂ
وشتہا بلند ہوئی دیو و پریزاد صداے نقارۂ وشتہا سنکے وجد مین آئے اور نقارۂ رزمی کے بجنے سے خیال کرنے
لگے کہ پھر کل ہنگام سحر لڑائی ہوگی یہ خیال کر کے سامان لڑنے کا درست کرنے لگے تمام شب دونون لشکرون
مین تیاری لڑائی کی بخوبی ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ شاہد شب اہل نظر سے نہان ہوا اور سپیدۂ سحر سمت مشرق
سے عیان ہوا نظم کھلا آخر معمار لف شب کا + اٹھا دختہ ملا عیاران عقب کا + وہ مثل نور عارض صبح روشن
بشکل متقی پاکیزہ دامن + جبین ماہ کی صورت فروزان + بسان دلربا کچھ لخطہ جہان + ہنگام صبح عفریت و مقاتل
مع چہل لاکھ دیو خونخوار میدان کارزار مین آیا بعد صف آرائی کے مقاتل اپنے فرزند عفریت سے
کہنے لگا کہ آج آدمزاد یا دیو تیقیلہ کو ضرور گرفتار کرونگا اگر دونون مین سے کسی کو نہ گرفتار کرونگا تو لڑ کر
مرجاؤنگا زندہ میدان جنگ سے واپس نہ آؤنگا مجکو تیری مادر ملعونہ سے ندامت ہی مین نے اس سے
اقرار لیا تھا کہ آدمزاد کو گرفتار کر کے تیرے حوالے کر دونگا آجتک مین نے ایفاے وعدہ نہین کیا وہ
مجھسے ناراض ہی رات کو پاس سونا کیسا بات بھی نہین کرتی ہی عفریت نے جواب دیا بیشک مادر مہربان

آپ سے رنجیدہ ہین آپکو وعدہ وفا کرنا چاہیے عفریت مقاتل سے باتین کر رہا تھا ناگاہ دیکھا کہ لشکر شہپال عجیب شان وشوکت سے آتا ہی دیو پریزاد صف لبستہ اپنے افسرون کے ہمراہ ہین حمزۂ صاحبقران حریب پر سوار ہین قریب تخت شہپال گھوڑے کودے ہوئے شہپال سے کچھ باتین کرتے ہوئے آتے ہین ایک سمت دیو سیاہ کلاہ ہمراہ سپاہ ہی کسی جانب دیو اکوان دار شمشاد دوش پر رکھے ہوئے ہمراہ فوج دلیرانہ آتا ہی کسی طرف رانشوے جنی وارشوے جنی ہمراہ فوج پریزادان نیک سرشت بصد صولت آتے ہین ایک جانب دیو اکوان کاس وطوبان کاس و دیو ثقیلہ مانند فیلان مست کے جھومتے ہوئے دار شمشاد اور ارہ لپشت نہنگ دوش پر رکھے ہوئے باہم باتین کرتے ہوئے اور بار بار ہنستے ہوئے آتے ہین عفریت دیو ثقیلہ کو دیکھکر اپنے باپ سے کہنے لگا یہی دیو ثقیلہ ہی جو قریب اکوان کاس کے چلا آتا ہی اسی سے مین خائف ہون یہ نہایت قوی ہی مقاتل نے کہا آج اسی سے لڑونگا اسکو گرفتار کرکے بعد سکشی گوشت اسکا کھاؤنگا تیری مان کو بھی کھلاؤنگا مقاتل عفریت سے یہ کہ رہا تھا کہ شہپال میدان کارزار مین آیا اور صف آرا ہوا جب صف آرائی ہو چکی نقیب دونون لشکرون سے نکلے اور بہ آواز بلند پکارے ای بہادران پردۂ قاف وای دلیران عرصۂ مصاف آگاہ ہو کہ ہر ایک کی حیات چند روزہ ہی کسی کو بقا نہین ہی سواے خدا کے آج سامنا حریف سے ہی تمکین لازم ہی کہ دلیرانہ لڑو اپنا اپنا نام کرو حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی زندگی چند روز کی ہی سواے نیکی اور نام کے کوئی یہان سے اور نہین لیجاتا ہی تمنے سنا ہوگا ؎

گئے کل سوے گورستان جو ہم با خستہ حالی سے
مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی یا سفالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اُس جا یہ مضمون خیالی تھے
مہیا گرچہ سب سامان مُلکی اور مالی تھے
سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

نقیب دونون طرف کے یہ کہکر کنارے ہوئے دیو و پریزاد باہم کہنے لگے یہ نقیب سچ کہتے ہین اگر لڑائی ہوئی تو آج ہم بھی اس طرح لڑینگے کہ لڑائی ہماری یادگار رہیگی ابھی دیو اور پریزاد یہ کہ رہے تھے کہ مقاتل نابکار لشکر سے مثل فیل مست جھومتا ہوا اور رعد کی طرح چنگھاڑتا ہوا نعرے کرتا ہوا بڑے زور وشور سے نکلا اور میدان جنگ مین ٹھہر کر بہ آواز بلند پکارا او دیو ثقیلہ او چھوکرے اگر تجکو دعوی دلیری ہی تو جلد میرے سامنے آ اور مجھسے مقابلہ کر دیو ثقیلہ نعرۂ مقاتل سنکے صف لشکر سے نکلا اور شہپال اور حمزۂ صاحبقران و دیگر دیو و پریزاد سے رخصت ہو کر سامنے مقاتل کے گیا مقاتل نے دار شمشاد اٹھا کر بقوت تمام سر دیو ثقیلہ پر لگائی ثقیلہ نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر ارہ لپشت نہنگ مقاتل پر مارا مقاتل بھی ضرب ارہ لپشت نہنگ سے بچا اسی طرح دو دو حالی سو ضربین رد و بدل ہوئین اور کوئی زخمی نہوا آخر کار دار شمشاد کو مقاتل نے رکھکر ثقیلہ سے کہا او چھوکرے مین تجکو ایسا قوی نہ جانتا تھا خیر اب مجھسے کشتی لڑ ثقیلہ نے جواب دیا او نابکار یہی تو کیا حقیقت ہی مین تیرے باپ سے کشتی لڑونگا اگر خدا چاہیگا تو تجکو زیر کرونگا یہ کہکر ثقیلہ ارہ لپشت نہنگ ہاتھ سے رکھکر مقاتل سے کشتی لڑنے لگا دونون بخوبی زور کرنے لگے باہم گھونسے مارنے لگے ٹکرین مانند فیلان مست باہم یون لگانے لگے گویا دو پہاڑ باہم ٹکرانے لگے اور موافق قاعدہ پردۂ قاف کے داؤن پیچ کرنے لگے ہنگام زور پانون گھٹنون تک زمین مین غرق ہو گئے گاؤ زمین اُنکے زور وقوت کی متحمل نہوئی اکثر قدم گاؤ زمین کانپنے لگے اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ دونون ہمہ تن پسینے مین تر ہو گئے ہین قطرے پسینے کے متواتر زمین پر ٹپک رہے ہین زمین کثرت عرق ریزی سے بخوبی تر ہو گئی ہی مقاتل اور دیو ثقیلہ

جو زور کرتے ہیں بوجہ پسینے کے ہاتھ پھسلنے اور بازو پر اچھی طرح نہیں ٹھہرتا ہے ثقیلہ بہ نسبت مقاتل زیادہ ہانپ رہا ہے
ہر ایک مٹی میں آلودہ ہے غرض کہاں تک لکھوں دو پہر تک باہم بخوبی کشتی ہوئی چونکہ دیو مقاتل دیو ثقیلہ سے زیادہ قوی
تھا اس سبب سے بعد دو پہر کے مقاتل نے دیو ثقیلہ کو بمشکل زیر کیا اور گرفتار کر کے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا
مقاتل اور عفریت تو مع اپنی فوج کے بخوشی و خرمی میدان جنگ سے گئے لیکن شہپال وغیرہ مغموم
اور ملول میدان مصاف سے پھرے شہپال راہ طے کر کے اپنی بارگاہ میں داخل ہوا حمزہ صاحبقران قریب
شہپال ڈنگل پر بیٹھے دیو معزز و ممتاز بھی بارگاہ سلیمانی میں موافق اپنے اپنے رتبہ اور مرتبہ کے بیٹھے شہپال
حمزہ صاحبقران اور راشوے حبشی و ارشوے حبشی وغیرہ سے کہنے لگا آج مجکو دیو ثقیلہ کے زیر ہونے
سے رنج ہوا سب نے عرض کیا آپ مطلق صدمہ نہ کیجیے انشاء اللہ ہم مقاتل کو قتل کرینگے دیو ثقیلہ کو
رہا کرینگے شہپال یہ سنکے خاموش ہو رہا یہاں تو شہپال مع حمزہ صاحبقران اور دیوؤں اور پریزادوں
کے بارگاہ سلیمانی میں مغموم بیٹھا ہے اب اسے تو بیٹھا رہنے دیجیے لیکن اب حال مقاتل کا بیان کیا جاتا ہے
ذرا غور سے سنیے کہ جب دیو مقاتل میدان جنگ سے فرودگاہ لشکر پر گیا فوراً دیو ثقیلہ کو ستون بارگاہ سے
باندھ دیا اور ملعونہ اپنی زوجہ سے ہنسکر کہنے لگا اے خاتون سراپا ناز دیکھ مجھ ایسا شوہر فرمانبردار بھی کوئی کسی
عورت کا نہ ہوگا میں نے تیری کہنے کے بموجب دیو ثقیلہ کو تو گرفتار کیا ہے اب آدمزاد کو بھی اسی طرح گرفتار
کر لاؤنگا تیرا حکم بجا لاؤنگا تو مجھسے ناراض نہ ہونا خوش ہو ہنسکر کہنے لگی میرے سینے سے لپٹ جا میرے پہلو میں
بیٹھکر بادہ کشی کر اور عوض گزک دیو ثقیلہ کا گوشت منگا ثقیلہ ابھی بچہ ہے گوشت اسکا مقوی اور مزے کا ہوگا بعد
بادہ خواری کے آج مجھسے ضرور ہمبستر ہونا مدعاے دلی بر لانا ملعونہ نے گفتگوے مقاتل سنکے بہ ناز و ادا
کہا تو نے میری کیا فرمانبرداری کی کیا میرے دلکو خوش کیا کس بات پر اسقدر ناز ہے ایک چھوکرے کو گرفتار کر کے
اتنا مغرور ہے میں نے تو تجھسے آدمزاد کے گرفتار کرنے کو کہا تھا تو ثقیلہ کو پکڑ کے لے آیا خیر تیری خاطر سے میں
شراب پیونگی یہ کہکے ملعونہ مادر عفریت پہلوے مقاتل میں بیٹھی مقاتل نے خوش ہو کر کئی خم
شراب کے پیے اور ملعونہ کو بھی پلائے جب کسی قدر نشہ ہوا مقاتل نے کارد وغیرہ سے ثقیلہ کے
اعضا کا گوشت کاٹ کاٹ کر اکثر دیوؤں کو دیا اور خود بھی کھایا اور ملعونہ کو کھلایا جب ثقیلہ ہمہ تن استخوان
رہ گیا طائر روح اسکا قفس تن سے نہایت صدمہ اٹھا کر اڑ گیا مقاتل اور عفریت ثقیلہ کے مرنے سے
خوش ہوئے جب وہ وقت آیا کہ آفتاب عالمتاب نظر دیو و پریزاد وغیرہ سے پنہان ہوا اور ماہ منیر مع کواکب
فلک پر عیاں ہوا ہیبت زمین کی سایہ نے کی پردہ پوشی ٭ گئی مہر فلک کی گرم جوشی ٭ مقاتل نے
عالم نشہ ہی میں عفریت سے کہا اے فرزند طبل جنگ بجوا صبح کو آدمزاد کو بھی گرفتار کر کے مثل ثقیلہ
کے اسکا بھی گوشت کھاؤنگا اسکا گوشت نمکین ہوگا ہنگام میکشی جب لحم اسکا بجاے گزک کھاؤنگا نہایت
لطف اٹھاؤنگا عفریت نے بموجب کہنے اپنے پدر مقاتل کے طبل جنگ بجوایا دیو الکوان وغیرہ
صداے طبل رزمی اور حال دیو ثقیلہ سنکے افتان و خیزان مغموم و پریشان خدمت شہپال
میں شہرخ میں اسوقت گئے کہ شہپال تخت پر بیٹھا تھا دیو اور پریزاد معزز و ممتاز بھی بیٹھے ہوئے تھے
امیر نامور بھی ڈنگل پر رونق افزا تھے دیوؤں نے مجراگاہ پر کھڑے ہو کر بعد ادب آداب و مجرا کر کے اس طرح
دست بستہ دعا و ثناے شاہی کر کے عرض کرنے لگے اشعار

مسعود جاہ تو ور شہنشاہ عجم ہر دم

فراق نامہ نویسد بہ مرگ ناگاہی
زفتنہ ہاے زمین و زمان مہیا باد
موافقان ترا ساز مالی و جاہی

خوطل جاہ سرار قام نہدی فگنی
منافقان ترا برگ سالی و ماہی

بدون دمنفر کنند پنج فرد پنجاہی
زفتنہاے قضا وقت در مہیا باد

اسوقت عفریت نابکار نے طبل جنگ بجوایا ہی مصمم ارادہ اُسکا ہی کہ صبح کو خادمان شہنشاہ سے سرگرم جدال و قتال ہو علاوہ اسکے غلامون نے سنا ہی کہ مقاتل نے دیو ثقیلہ کے تمام تن کا گوشت کاٹ کاٹ کے ہنگام میکشی کھایا ہی اور دیو ثقیلہ اُسکے ظلم و جفا سے مرگیا ہی باقی خیریت ہی شہپال اور حمزۂ صاحبقران نے جو ثقیلہ کے مرنے کا حال سنا نہایت صدمہ و غم ہوا اور انکھین دیوون سے برہم ہوکر کہا کہ پہلے تمنے ہمین اس ظلم کی خبر نہ دی دیوؤن نے عرض کیا غلامون نے ابھی سنا ہی قبل اسکے معلوم نہ تھا ورنہ ضرور خدمت عالی مین حاضر ہوکر عرض کرتے شہپال نے عذر دیوؤنکا سُنکے فرمایا کہ دو ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی نقارۂ جنگی بجایا جاے انشاء اللہ کل مقاتل نابکار سے خون ناحق دیو ثقیلہ کا قصاص بخوبی لیا جائیگا حمزۂ صاحبقران نے کہا اگر پروردگار نے چاہا تو صبح کو مقاتل کو مین قتل کرونگا دیو ثقیلہ کا انتقام لونگا غرض اُسوقت بارگاہ سلیمانی مین جسقدر دیو اور پریزاد بیٹھے تھے سب کو دیو ثقیلہ کے مرجانے کا صدمہ ہوا دیو الوان وغیرہ نے بموجب حکم شہپال نقارۂ جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تمام رات تیاری جنگ کی ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ بموجب بیت اُڑائے جلدہاے صبح نے ہوش + بڑھے بس دل مین لڑنے والون کے جوش + وقت صبح اُدھر عفریت اور مقاتل مع لشکر دیو بعد کبر و نخوت عرصہ جنگ مین آئے اور صف آرا ہوئے اُدھر شہپال بھی تخت پر سوار ہوا حمزۂ صاحبقران اسلحہ تن پر آراستہ کرکے پشت سمند صبار فتار پر بیٹھے جملہ دیو و پریزاد بھی آلات حرب و ضرب سج کر آمادہ چلنے پر ہوئے جسوقت ڈنکے پر چوب پڑی سواری شہپال کی آگے بڑھی لشکر اس طرح چلا بموجب بیت رواں بحر لشکر ہوا موج موج + گئی چشم خورشید تک گرد فوج + جب اس کروفر سے شہپال میدان مصاف مین پہونچا بعد صف آرائی لشکر کے نقیب دونون لشکرون سے نکلے اور دیوؤن اور پریزادون سے مخاطب ہوکر بہ آواز بلند پکارے ای مردان بلوشیدہ جامہ زنان نہ پوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + نقیب یہ کہکر کنارے لشکر کے ٹھہرے مقاتل نابکار مانند فیل دمان نعرہ کرکے صف لشکر سے نکلا اور میدان جنگ مین آکر پکارا او آدمزاد ضعیف البنیاد تیری شجاعت و دلیری کی تو داستان مین نے سُنی ہی لیکن امتحان تیری شجاعت کا کبھی نہین کیا ہی آج چاہتا ہون کہ تجھسے مقابلہ کرون اگر تجکو دعوی دلیری کا ہی اور مجھسے خائف و ترسان نہین ہی تو میدان رزم مین نکل کر مجھسے مقابلہ کر ہنر جنگ دکھا رزم سے مُنہ نہ چھپا کل مین نے دیو ثقیلہ کو گرفتار کرکے کباب اُسکے گوشت کے بناکر وقت میکشی کھاے تھے آج تجکو گرفتار کرکے مثل اُسکے تیرے بھی گوشت کے کباب کھاؤنگا حمزۂ صاحبقران نے نعرہ مقاتل سُنکے ارادہ نکلنے کا کیا شہپال وغیرہ نے امیر بانو قیر کو روکا امیر بانو قیر نے کہا مین اس نابکار سے ضرور مقابلہ کرونگا کیونکہ اُسنے مجھی کو براے مقابلہ طلب کیا ہی شہپال وغیرہ گفتگوے حمزۂ صاحبقران سُنکے مجبور ہوئے امیر بانو قیر نے سب سے رخصت ہوکر اس طرح بعد صولت مرکب اپنا بڑھایا کہ بعض پریزاد اوصاف امیر بانو قیر و ثناے مرکب مین یہ اشعار پڑھنے لگے اشعار

در مقابلہ کندروے کنانت بعدو
وام تمناے حسود تو عنا گیر اجل

ضرب شمشیر ندارد اثر ضرب مثل
چون دماغ فلک از ہیبت تو مختل گردد

ای تجلے وجود تو جہانگیر بعقا
عیسے از مہر نشاید کہ کند دفع خلل

توحش اللہ زشبدیز سمند تو کہ ہست
از ازل سوے ابد و از ابد آید بازل
گر بخورشید دہد سرعت او در یک دم
حرکات فلک از سرعت او مستعمل
در عنان گردش او تا کرہ نار و ہوا

در دہان گسل از شوخی او مستعجل
قطرہ بالش دم رفتن چکد از پیشانی
آید از تو ر تیر شب بمنازل بہ حمل
گر بسر خصم تو بندند کمر بالیش گہ نزع
طی شود دائرہ بر دائرہ مانند نعل

آن سبک سیر کہ چون گرم خرامش ہماری
شبنم آسا نشیند گہ رجعت بکفل
سکنات قدم از شوخی او نا معلوم
تا قیامت بہ گلویش نہ رسد چنگ اجل

پریزاد یہ اشعار پڑھکر خاموش ہوئے
حمزۂ صاحبقران میدان جنگ مین سامنے مقاتل کے ہو بچے اُس نابکار نے امیر باتوقیر کے قد و قامت پر نظر کر کے خیال کیا کہ ای مقاتل یہ آدمزاد تو نہایت ہی نحیف اور ناتوان ہی اسکے دست و پا مین مطلق قوت و طاقت نہو گی یہ مجھسے کیا لڑیگا فقط آواز میرے نعرہ کی سنکے ہلاک ہو جائیگا اسپر دار شمشاد آہستہ لگاؤ نہ ضرب دار شمشاد سے یہ سرمہ سا ہو جائیگا گوشت اسکا خاک مین ملجائیگا اشتیاق اسکے گوشت کھانے کا رہ جائیگا یہ خیال کر کے مقاتل نے دار شمشاد اُٹھا کر خبردار خبردار کہکے اور نعرہ کر کے سر امیر باتوقیر پر لگائی امیر باتوقیر نے ضرب دار شمشاد سے اپنے تئین بچا کر تیغ تیز کھینچکر سر مقاتل پر لگائی مقاتل فوراً پیچھے ہٹ گیا وار تیغ کا خالی گیا مقاتل نے اب کی مرتبہ امیر باتوقیر کے گوشت کا خیال نہ کر کے بہ قوت تمام دار شمشاد فرق امیر باتوقیر پر لگائی امیر نے دار شمشاد سپر فراخ دامن پر دلیرانہ روکی مقاتل یہ قوت و طاقت امیر باتوقیر کی دیکھکر گھبرا گیا حواس منتشر ہو گئے خوف سے کانپنے لگا اور یہ خیال کرنے لگا عفریت سچ کہتا ہی کہ اس آدمزاد مین از حد قوت ہی مقاتل یہ خیال کر رہا تھا کہ امیر باتوقیر نے نعرہ کیا شعر امیر عرب حمزۂ شیر دل + کرد و گشتہ سہراب و رستم خجل + یہ نعرہ کر کے شمشیر آبدار سر مقاتل نابکار پر لگائی ہرچند مقاتل نے تیغ آبدار دار شمشاد پر روکنا چاہی لیکن تیغ برق مثال دار شمشاد کو کاٹ کر اُس کوہ پیکر پر پڑی مقاتل دو ٹکڑے ہو کر اس طرح بالاے زمین گرا کہ دیوؤن کو گمان ہوا کہ پہاڑ پھٹ کے بالاے زمین گرا اُسکے صدمہ سے گاؤ زمین تھرانے لگے دیو و پریزاد نے حال ضرب تیغ امیر باتوقیر ملاحظہ کر کے صدا اے تحسین و آفرین بلند کی شہپال بھی بدرجہ کمال خوش ہوا عفریت نابکار نے اپنے پدر ناہنجار کے قتل ہونے سے نہایت مغموم ہو کر اپنی فوج کے دیوؤن کو حکم دیا کہ اس آدمزاد کو آج زندہ نہ جانے دو اسنے میرے باپ کو قتل کیا ہی تم سب ملکر اسے قتل کر دو دیوؤن نے بموجب حکم عفریت حمزۂ صاحبقران پر سخت حملہ کیا امیر نے شمشیر آبدار سے دیوؤن کو قتل کرنا شروع کیا جب لڑائی ہونے لگی شہپال بھی ہمراہ فوج لیکر بڑھا دیو و پریزاد دونون لشکرون کے ملگئے لڑائی ہونے لگی دار شمشاد اور ارہ و تیشہ و سنگ سے دیو و پریزاد باہم لڑنے لگے دو دریاے خون لشکر مین بہنے لگے شور گیر و دار برپا ہوا جانبین کے دیو اور پریزاد قتل ہونے لگے لاشین دھڑ دھڑ زمین پر گرنے لگین طبقات زمین بار بار ہلنے لگے بہادران پردۂ قاف جنگ شیرانہ کرنے لگے دمبدم نعرے کرنے لگے اُسوقت ایسی جنگ ہو رہی تھی کہ دیکھکر طائرون کے ہوش اُڑتے تھے چوپاے متوحش تھے شیران صحرا نعرے دیوؤن کے سنکے دم دبا کر بے اختیار بھاگتے تھے فرشتے ہوا کے یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر اپنے پرون کو سمیٹ کر دور دور اُس جگہ سے چلے گئے تھے غبار عظیم بلند تھا زمانہ کثرت غبار سے تیرہ و تاریک تھا اُس تاریکی اور گھبراہٹ مین کوئی کسی کو اچھی طرح نہ پہچانتا تھا جو جسکے سامنے آجاتا تھا وہ اُسے اپنا دشمن جانکر قتل کر ڈالتا تھا اُسوقت بھائی نے

اپنے بھائی کو اور باپ نے اپنے بیٹے کو حریف اپنا تصور کرکے مار ڈالا تھا حمزۂ صاحبقران بھی اُس دریاے پُرجوش لشکر مین نہنگانہ جنگ رستمانہ کر رہے تھے دیوان خونخوار کو قتل کر رہے تھے کُہنی سے خون ٹپکتا تھا تلوار کا قبضہ ہاتھہ مین جم گیا تھا میدان مصاف مین کشتون کا انبار لگا دیا تھا تلوار مثل برق چمکتی تھی اور بار بار دیوان کوہ پیکر پر گرتی تھی انشدم یہ حال تھا بیت بہر جا کہ شمشیر او کار کرد ٭ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ٭ غرض دیو لشکر عفریت کے زیادہ تر شمشیر زنی امیر باتوقیر سے قتل ہوئے اور بیدل ہو کے پیچھے ہٹنے لگے اُسوقت بدرجۂ ناچاری عفریت اپنے باپ کی لاش اُٹھوا کر نالان و گریان میدان جنگ سے شکست کھاکر اپنی فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد جانے عفریت کے شہپال بن شاہرخ مظفر و منصور میدان جنگ سے پھرا اور سر امیر باتوقیر پر زر و جواہر نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا لشکر ظفر اثر اُترا پھر حکم شہپال سے لاشے دیوون اور پریزادون کے جو لشکر شہپال کے تھے اُٹھا لے گئے بعد اسکے شہپال نے حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ ہو بموجب حکم فی الفور بزم عشرت آراستہ ہوئی شہپال مع امیر باتوقیر جملہ دیو اور پریزاد معزز و ممتاز رونق افزاے بزم عشرت ہوا دور جام مئے ناب شروع ہوا نازنینان پریزاد بصد ناز و انداز ناچنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین اہل بزم مسرور اور شاد ہونے لگے اُسوقت نازنینان پریزاد سے ایک نازنین نے بصد ناز و انداز یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

یاد آئی جو مجھے اُنکی ہنسی مژگان
روز روشن مری نظرون مین شب تار ہوا

اب مرض کا مرے ہو گا نہ طبیبون سے علاج
سر ہتھیلی پہ جو رکھا تو مین سردار ہوا

بے جگر ہو کے دیا یار کو بیعانۂ دل
بار در نام خدا نخل قد یار ہوا

عشق مین بھی نہوئی یاد الٰہی تو خوف
ہاتھہ میرا تری گردن کا اگر ہار ہوا

ای ہنر خاک نہ کچھ فیض کسی کو پہونچا
خاک چلکر نہ کبھی خانۂ اغیار ہوا

گل سے نفرت ہوئی خارون سے سروکار ہوا
صورت نرگس شہلا ہوا اسکتہ اُسکو

عشق کہتے ہین جسے وہ مجھے آزار ہوا
الفت یار مین بھولا مین جہان کی الفت

مین جو سودا ہے محبت کا خریدار ہوا
عہد طفلی مین کیا عہد مین دوا دور کو

رشتۂ سبحہ مجھے رشتۂ زنار ہوا
جان لی یار کے دھوئے ہوئے ہاتھون نے مری

مثل غنچہ جو کوئی خلق مین زردار ہوا
کچھ نہ ظاہر اثر ای آہ شرربار ہوا

رخنہ اُس غیرت خورشید نے ڈالی جو نقاب
تیری آنکھون کی محبت مین جو بیمار ہوا

سارے جہان بنا زون یہ قاتل نے دیا مجکو شرف
بیخبر ہو کے محبت کا خبردار ہوا

اب خبر لائیگا اپنا بھی نہال امید
اسلیے نام علی حیدر کرار ہوا

پھول مین تربت مجنون پہ چڑھاؤنگا مگر
آب گیسوے سیہ مجکو کفن مار ہوا

جسوقت یہ غزل نازنین پریزاد نے بصد عشوہ و ناز روبرو اہل بزم گائی جملہ صاحبان محفل خوش ہوئے اور اُس نازنین کے رقص و نغمہ کی تعریف کرنے لگے نازنین پھر اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اہل بزم گانا اُسکا سننے لگے یہان تو نازنین پریزاد گا رہی ہی اور اہل بزم بصد خوشی گانا اُس نازنین کا سن رہے ہین سمان بندھا ہوا ہی ہر ایک محو ہو رہا ہی شہپال بیٹھا ہوا ہی گانا سن رہا ہی ان سب کو تو مشغول عیش و عشرت رہنے دیجیے انشاء اللہ آیندہ انکا حال لکھا جائیگا لیکن اب حال عفریت نابکار کا لکھا جاتا ہی کہ جب عفریت ناہنجار شکست کھاکر اور لاش اپنے پدر کی اٹھوا کر اپنی فرودگاہ لشکر پر نالان و گریان پہونچا ملعونہ مادر عفریت صداے نالہ و بکا سنکے گھبرائی فوراً سراسیمہ و بدحواس بارگاہ سے نکل آئی اور بیتاب و بیقرار ہو کر اس طرح عفریت سے پوچھنے لگی کہ ای میرے بچے کیا ہوا کیون روتا ہی آج کیا پھر تو زخمی ہوا یا اور کوئی باعث ملال ہی میرے دلکا عجب حال ہی مفصل احوال ملال جلد بیان کر عفریت نے اشکبار ہو کے کہا ای مادر مہربان غضب ہو گیا

مقاتل میرا باپ قتل ہوگیا آدمزاد کو گرفتار کرنے گیا تھا خود گرفتار دام اجل ہوگیا آدمزاد نے اُسے قتل کرڈالا ایسی تلوار لگائی
کہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑا اور فوراً باپ میرا مرگیا دیکھو یہ ٹکڑے لاش پدر کے اٹھالایا ہون یہ کہکر لاش مقاتل
کی دکھائی ملعونہ لاش اپنے شوہر کی دیکھکر خوب پیٹی اور چلائی یہ بین لاش پر کرتے لگی اور رونے لگی ہاے ای
میرے شوہر ناز اُٹھانے والے پیار کرنے والے مجکو اپنے پہلو مین بٹھانے والے دل و جان سے
مجھپر نثار ہونے والے افسوس صد افسوس تو مرکر جہنم مین گیا مجکو بیوہ کرگیا اب پہلو مین میرے راتون کو
کون سوئیگا اور کوئی لڑکا بالا اب شکم سے کیونکر ہوئیگا تیرے غم مین دیوانی ہو جاؤنگی خاک صحرا کی
اُڑاؤنگی راتون کو مجھے نیند نہ آئیگی تیری فرقت مین آٹھ آٹھ آنسو روؤنگی جب تجکو اپنے پہلو مین شب کو نہ پاؤنگی
دل مضطر کو کیا کہکر سمجھاؤنگی کبھی کثرت گریہ و بکا سے بیخودی مین یون بین کرنے لگی ای میرے شفیق شوہر
افسوس تو آدمزاد کے ہاتھ سے قتل ہوگیا مجکو تجھسے بوے پدر آتی تھی دادا کی شفقت کا مزہ تجھسے پاتی تھی مین
بھی تجکو برابر اپنے فرزند کے جانتی تھی چھوٹا بھائی اپنا سمجھکر تیرا کہنا مانتی تھی جو تو کہتا تھا وہی کرتی تھی اکثر
تیری ناراضی کا خیال کرکے تجھسے ڈرتی تھی جس بات کو تو کہتا تھا فوراً منظور کرتی تھی فرمانبرداری شب و روز کرتی
تھی الغرض اسی طرح ملعونہ نے لاش مقاتل پر حالت بیخودی مین بہت بین کیے اور حال اپنا نہایت پریشان
کیا آخر عفریت وغیرہ کے سمجھانے سے ملعونہ خاموش ہوئی عفریت نے بہزار نالہ و آہ لاشہ مقاتل کا
اٹھایا اور موافق اپنے قاعدۂ ملت و مذہب کے لاش کو دفن کیا یا جلایا بعد دفن کرنے یا جلانے لاش اپنے پدر
مقاتل کے عفریت اپنی مان کے پاس آیا اور نہایت آہ و زاری کرکے کہنے لگا ای مادر مہربان اب میرا دل
یہی چاہتا ہی کہ طبل جنگ بجواؤن آدمزاد سے لڑون اُسے قتل کرون یا خود اُسکے ہاتھ سے قتل ہو جاؤن اس
رنج و غم سے جلد چھوٹ جاؤن ملعونہ نے گفتگو اپنے پسر کی سُنکے اپنے علم کے قواعد سے دریافت کرکے
کہا ای فرزند تو جانتا ہی کہ مین کاہنہ ہون مجکو اس علم مین کمال حاصل ہی اسوقت جو مین نے دیکھا تو صاف
ثابت ہوا کہ تیرے دن سخت ہین ستارے اچھے نہین ہین فی الحال اگر تو لڑیگا تو قتل ہو جائیگا تجکو لازم
ہی چندے لڑائی موقوف رکھ جب مین کہون تب لڑنا عفریت اپنی مان کے منع کرنے سے ناچار ہوا اور
بموجب کہنے ملعونہ کے طبل جنگ نہ بجوایا اب حال اسکے طبل جنگ بجوانے کا انشاء اللہ آیندہ لکھا جائیگا
اس جگہ حال خواجہ عمرو وغیرہ کا لکھا جاتا ہی

داستان جانا خواجہ عمرو کا قلعۂ گرجستان مین اور مسلمان کرنا فضل گرجستانی وغیرہ کو اور مقیم ہونا قلعہ مین اور لڑنا ژوبین کامرانی سے

راویان شیرین سخن اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو بعد فتح طلسم نارنج عمر بن حمزہ
یونانی سے رخصت ہوکر قلعۂ تنگ رواحل مین داخل ہوئے بعد چند روز کے پہلوان عادی نے
خواجہ عمرو سے کہا ای خواجہ اب غلہ وغیرہ اس قلعہ مین نہین رہا جملہ سردار اور لشکر صبح سے گرسنہ ہین علاوہ
اہل لشکر کے چوپاے بھی بے دانہ و علف ہین سب سے زیادہ مین بھوکا ہون کیونکہ آپ جانتے
ہین مین بہ نسبت اور لوگون کے غذا زیادہ کھاتا ہون مجکو برداشت بھوک کی نہین ہی اسوقت کثرت گرسنگی
سے دم میرا نکلا جاتا ہی پیٹ مین خاک اُڑ رہی ہی معدے مین حرارت گرسنگی سے آگ لگی ہی بھوک کے سبب سے گرا پڑتا
ہون بات نہین کی جاتی ہی سُن تیجیے شکم مین قراقر ہو رہا ہی ہر ایک آنت اپنی زبان مین غذا طلب کر رہی ہی کہتی ہی

خواجہ ہم خالی ہین ہمین طعام سے بھردو جلد طعام دو توقف نہ کرو ورنہ ہم کثرت خلا سے خشک ہو جائینگے بھوکھ کی وجہ
سے مرجائینگے اے خواجاب آپکے انسے فرمایئے انکی تسلی دیجیے میرے دلکو خوش کیجیے اگر آپ فکر غذا نہ کیجیے گا تو مین
لشکر کے گھوڑے اور بیل ملال کر کے اور گوشت بھونکر یا کچا کھا جاؤنگا بھوکھا نہ رہونگا پھر آپ مجھسے شکایت
نہ کیجیے گا خواجہ نے گفتگوے پہلوان عادی سنکے جواب دیا اے پہلوان عادی اسقدر غذا کے عادی نہ
ذرا صبر بھی کیا کرو صبر کرنے والونکا مرتبہ بڑا ہی خداوند عالم صبر کرنے والون سے خوش ہوتا ہی تمنے غلہ کے
واسطے کہا ہی اب مین دو چار روز مین کوئی فکر و تدبیر کرونگا غلہ کہین نہ کہین سے قرض وام لاؤنگا سب کے
پہلے طعام تمھین کھلاؤنگا تم جانتے ہو کہ میرے پاس ایک کوڑی بھی نہین ہی بڑی مشکل سے اپنی اوقات
بسر کرتا ہون اس زمانے مین کوئی مجھے ایک کوڑی بھی نہین دیتا ہی کچھ کہین نہین ملتا ہی مین خود پریشان خاطر
ہون حمزۂ صاحبقران پردۂ قاف مین تشریف رکھتے ہین دیکھیے وہان سے کب آتے ہین پہلوان عادی
نے تقریر خواجہ عمرو کی سنکے کہا اے خواجہ مین کہے دیتا ہون مجھسے صبر نہو سکیگا آپ دو چار روز مین فکر غلہ
کیجیے مجھکو اگر آج غذا نہ ملیگی تو مرجاؤنگا کسی طرح زندہ نہ رہونگا آپکو مناسب ہی کچھ روپیہ زنبیل سے نکالیے
غلہ وغیرہ جاکر لایے جلدی مجھے کھلایے جب امیر یا تو میر پردۂ قاف سے تشریف لاینگے انسے حساب کرکے روپیہ
لے لیجیے گا اور نذر زنبیل کر دیجیے گا خواجہ نے جواب دیا کہ زنبیل مین تو کچھ بھی نہین ہی خاک اڑ رہی ہی یہ کہکر
خواجہ نے پوچھا اس جگہ سے کوئی اور قلعہ بھی نزدیک ہی پہلوان عادی نے کہا قلعہ گرگستان
یہان سے دو کوس ہی حاکم اس قلعہ کا فضل ہی اور اس قلعہ سے اس قلعہ تک نقب بھی ہی اگر آپکا دل
چاہے تو راہ نقب سے ہم سب کو لیکر اس قلعہ مین چلیے لیکن فضل مسلمان نہین ہی وہ اپنے قلعہ
مین ہم لوگون کو نہ آنے دیگا بلکہ اگر ہم سب وہان جائینگے تو وہ قتل کریگا آپ علاوہ اسکے اور کوئی فکر
جلد کیجیے میرا حال گرسنگی سے ابتر ہی خواجہ نے جواب دیا اچھا تم جاکر بیٹھو مین ابھی جاتا ہون اور کوئی
فکر غلہ وغیرہ کی کرتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو قنقورۂ زرنفتی و دیگر یارانے عیاری کے تن پر آراستہ کر کے اور
نہایت چست و چالاک ہو کے قلعہ سنگاب رواحل سے جانب قلعۂ گرگستان روانہ ہوئے
چونکہ فضل گرگستانی کو یہ پہلے ہی خبر پہونچی تھی کہ اب قلعۂ سنگاب رواحل مین عملہ ہو چکا ہی سرداران
حمزۂ صاحبقران پریشان ہین اور فی الحال خواجہ عمرو قلعۂ سنگ رواحل مین داخل ہوئے ہین یہ
خبر سنکے فضل نے خیال کیا تھا کہ اب سرداران حمزہ اور خواجہ عمرو یہ خواہش غلہ وغیرہ میرے قلعہ پر حملہ ور
ہونگے جنگ و جدال کرینگے رعایاے قلعہ تباہ اور برباد ہوگی فوج میری جنگ و جدال مین قتل ہوگی
اس خیال سے فضل نے پہلے ہی در قلعہ بند کر دادیا تھا پل تختہ اٹھوا دیا تھا خندق کو آب سے بھروا دیا
تھا با اطمینان تمام بیٹھا تھا اب جو خواجہ راہ طے کر کے قریب قلعۂ گرگستان پہونچے دیکھا دروازہ قلعہ کا
بند ہی اسوقت خواجہ نے فکر کی اور بعد فکر فورا کتارۂ کابلی کی شکل کے مانند اپنی صورت بناکر در قلعہ
پر پہونچے اہل قلعہ کتارۂ کابلی کو دیکھکر فضل گرگستانی کے پاس گئے اور عرض کرنے لگے اسوقت
کتارۂ کابلی بھانجے رشیدین کامرانی کے در قلعہ پر آئے ہین اگر حکم ہو تو در قلعہ کھولدین فضل
گرگستانی نے کہا جلد در قلعہ کو کھولکر کتارۂ کابلی کو بلا لو نہین معلوم وہ کسواسطے آئے ہین بلا زمان
فضل گرگستانی نے بموجب حکم در قلعہ کھولا اور عرض کیا آئیے ہمارے مالک فضل گرگستانی

آپ کی ملاقات کے مشتاق بیٹھے ہین کتارہ کابلی نقلی داخل قلعہ ہوئے اور سیر کرتے ہوئے قریب فضل پہونچے
فضل کتارہ کابلی کو دیکھکر کسی قدر براے تعظیم اُٹھا اور قریب اپنے کرسی جواہر نگار پر بٹھا کر پوچھا آج تمہارا آنا
کس وجہ سے ہوا فقط ہماری ملاقات کے واسطے آئے ہو یا کوئی اور کام ہی کتارہ کابلی نقلی نے مسکرا کر
جواب دیا کہ ملاقات بھی آپ سے کرنا منظور تھا اور علاوہ اسکے رشو بین کاہرانی کا ایک پیام بھی لایا ہون
اُنھون نے آپ سے یہ کہا ہی کہ ہمنے سنا ہی قلعہ تنگ رواحل مین غلہ ہو چکا ہی سرداران حمزہ پریشان خاطر
ہین آپ اپنے قلعہ سے ہوشیار رہیے گا سرداران حمزہ کو اپنے قلعہ مین نہ آنے دیجیے گا در قلعہ بند کر لیجیے گا
پل تختہ اُٹھوا دیجیے گا خندق کو پانی سے بھر دیجیے گا سامان جنگ سے غافل نہ رہیے گا مبادا سرداران حمزہ
نایابی غلہ سے اگر آپ کے قلعہ پر حملہ در ہون تو قلعہ نہ لے سکین فضل کرپستانی نے تقریر کتارہ کابلی
سنکے کہا تم ہماری جانب سے بعد سلام کے یہ کہدینا کہ ہمنے پہلے ہی تمہارے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا ہی
اور بندوبست بخوبی کر لیا ہی کیا مجال سرداران حمزہ کی جو میرے قلعہ مین آسکین غرض کتارہ کابلی نقلی سے
یہ گفتگو کر رہی تھا اتفاقاً کتارہ کابلی اصلی بھی در قلعہ پر آیا اہل قلعہ سے کہنے لگا جلد در قلعہ کھولو مین
فضل سے ملاقات کرونگا رشو بین کا پیام بھی لایا ہون اہل قلعہ کتارہ کابلی دیگر کو دیکھکر حیران ہوئے
فوراً خدمت فضل کرپستانی مین گئے اور بعد ادب عرض کرنے لگے خداوند نعمت ایسا تعجب ہی کہ ایک
تو کتارہ کابلی آپ کے پاس بیٹھے ہین دوسرے کتارہ کابلی در قلعہ پر کھڑے ہین کہتے ہین دروازہ قلعہ
کا کھولو اب جو حکم ہو ہم بجا لائین فضل کرپستانی تقریر اپنے ملازمون کی سنکے متحیر ہوا کتارہ نقلی نے
کہا یقیناً عمرو میری شکل بنکر آیا ہی آپ قلعہ مین اُسے آنے دیجیے مین روپوش ہوتا ہون یہان سے تنہا جاتا
ہون آپ جلد اُسے گرفتار کرکے سزاے معقول دیجیے فضل نے بموجب کہنے کتارہ نقلی کے اپنے
ملازمون کو حکم دیا اُس کتارہ کو بھی قلعہ مین بلالو ہمارے پاس لے آؤ ملازمین فی الفور در قلعہ پر آئے
اور دروازہ قلعہ کا کھولکر پل تختہ گرا کر کتارہ اصلی کو خدمت فضل مین لے گئے جب کتارہ اصلی سامنے فضل
کے گیا سلام کرکے قریب فضل کے کرسی پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا رشو بین نے آپ سے بعد سلام کے یہ
کہا ہی کہ آج مین قلعہ تنگ رواحل پر حملہ کرونگا اب بخوبی مجھے صحت ہو گئی ہی تم اپنے قلعہ سے ہوشیار
رہنا سرداران حمزہ کو اپنے قلعہ مین نہ آنے دینا اہل قلعہ تنگ رواحل پر رحم نہ کرنا مین نے سنا ہی
اہل قلعہ کثرت گرسنگی سے بیتاب و بیقرار ہین غلہ قلعہ مین باقی نہین رہا ہی عمرو رند بازیگر دن خوش ہی
کتارہ کابلی اصلی یہ کہکر خاموش ہوا فضل کرپستانی نے بموجب کہنے کتارہ نقلی کے خیال کیا کہ یہ عمرو
ہی گفتگو فریب آمیز کرتا ہی یہ خیال کرکے اپنے ملازمون سے اشارہ کیا اسکو جلد گرفتار کر لو ملازمون نے
موافق حکم کتارہ اصلی کو فوراً گرفتار کرکے ایک ستون مین باندھ دیا ہر چند کتارہ کابلی اصلی نے فضل
سے کہا کہ مین نے تیری کیا خطا کی ہی تو نے مجھے کیون گرفتار کرایا ہی بدلہ محبت و ملاقات کا لیا یہی ہی جو
تو نے اسوقت میرے ساتھ کیا مجکو تجھسے یہ امید ہرگز نہ تھی رشو بین کاہرانی ماموں صاحب میرے اب
یہان اگر مجکو مار ڈالینگے قلعہ کو خاک ملا دینگے ہرگز تجکو زندہ نہ چھوڑینگے لیکن فضل کرپستانی نے کچھ نہ سنا
اور کہا اور دزد و مکار کیون مجھسے باتین فریب کی کرتا ہی مین تجھے خوب جانتا ہون تو عمرو عیار یکتاے روزگار
ہی فضل یہ کہہ رہا تھا کہ خواجہ عمرو بھی گوشۂ دار الامارہ سے نکل کے سامنے آیا اور کہنے لگا اے فضل

ہرگز اس عیار کے قریب ہین نہ آیئےگا یہ آپ کو بیہوش کرکے مار ڈالیگا اس قلعہ پر قبضہ کر لیگا کتارۂ کابلی اصلی مین ہون
یہ میری شکل بنکر آیا ہی یہ کہکے خواجہ نے دو چار جوتے کتارۂ کابلی کے سر پر لگائے کتارۂ کابلی اصلی اشکبار ہوکے
فضل سے کہنے لگا ای فضل تو نے بیکار میری بیعزتی کی مین کتارۂ کابلی اصلی ہون اور یہ عمرو ہی میری
شکل بنکر یہان آیا ہی اگر میرے کہنے کا یقین نہو تو منہ اسکا آب گرم پانی سے دھلوایے ابھی حال معلوم
ہوجایگا فضل نے یہ تقریر کتارۂ کابلی اصلی کی سُنکے چاہا کہ آب گرم سے منہ کتارہ ہوبگر کا دھلوائے عمرو
شکل فضل کی دیکھکر سمجھ گئے کہ اب یہ پانی سے میرا منہ دھلوائیگا تمھاری عیاری کا حال کھل جائیگا بس
تمکو مناسب ہی جلد کوئی تدبیر کرو یہ سمجھ کر خواجہ عمرو نے فضل سے کہا مجھے کچھ آپ سے آہستہ کہنا منظور ہی
آپ کے کان مین کہونگا یہ کہکر قریب فضل کے گئے اور کان مین فضل کے کہنے لگے او فضل آگاہ ہو مین
ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہون میری اطاعت کر ورنہ تجھکو مار ڈالونگا یہ کہکر جلد خواجہ نے تاج اُسکا
اُتار کے نذر زنبیل کیا اور کہا ای دادا لیجیے یہ تاج اچھی طرح رکھیے گا گرد و غبار سے اسے بچایے گا غرض تاج
نذر زنبیل کرکے خواجہ عمرو بھاگے فضل نے اپنے لشکر کے سرداروں وغیرہ سے کہا دیکھو عمرو
بھاگا جاتا ہی خبردار بھاگ کر جانے نہ پاوے جلد اُسے گرفتار کرو سردار وغیرہ تیغ و کمند لیکر اُٹھے خواجہ عمرو
کو گھیرا خواجہ بھی لڑنے لگے اس اثنا مین کتارۂ کابلی اصلی نے فضل سے کہا مجھکو کھلوا دیجیے مین عمرو کو
گرفتار کرلونگا فضل نے کتارۂ کابلی کو کھلوا دیا اور یہ عذر کیا کہ مین نے تمھین خواجہ عمرو خیال کرکے گرفتار
کیا تھا میری شکایت رستم مین کا اعرابی سے نہ کرنا کتارۂ کابلی نے جواب دیا اچھا شکایت نہ کرونگا یہ کہکر
کتارۂ کابلی کمند لیکر پہونچا دیکھا کہ خواجہ نے اکثر آدمی حباب بیہوشی مار مار کر بیہوش کیے ہین اکثر مردم کو خنجر آبدار
سے زخمی کیا ہی کتارۂ کابلی اور فضل یہ حال دیکھکر اہل قلعہ سے کہنے لگے تم سب نامرد ہو ایک شخص نحیف
کو ہجوم کرکے گرفتار کیون نہین کر لیتے اہل قلعہ نے یہ سُنکے ایکبار خواجہ عمرو پر حملہ کیا کتارۂ کابلی کمند لیکر
آگے بڑھا خواجہ عمرو نے چاہا کہ جست کرکے اس مجمع سے نکل جاؤن جان اپنی ان سب سے بچاؤن
یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جست کی کتارۂ کابلی نے دوڑکر کمند ماری حلقہ ہاے کمند خواجہ کے سر و گردن
مین پڑ گئے خواجہ زمین پر گرے کتارۂ کابلی نے فوراً خواجہ عمرو کو اسیر کیا اور فضل سے کہا اب مین پوتین
سے اس امر کی خبر کرنے جاتا ہون اور پھر تھوڑی دیر مین آتا ہون یہ کہکر کتارۂ کابلی قلعہ سے نکلکر جانب پوتین
روانہ ہوا یہان فضل نے قاہر اور قہرمان اپنے سرداران نامی سے کہا کہ جلد اس عیار کو قلعہ کی چھت پر
لیجاکر جو دریا زیر قلعہ ہی اُسی دریا مین ڈالدو تاکہ گھڑیال اور نہنگ وغیرہ اسے کھا جائین قہرمان و قاہر بموجب
حکم فضل خواجہ کو سقف قلعہ پر لیگئے اُسوقت خواجہ عمرو نے قاہر سے کہا ای قاہر اسوقت میرے حال پر
رحم کر تھوڑی دیر ٹھہر کر مگر میرا فرد تشنگی سے جلا جاتا ہی زبان مین کانٹے پڑے ہین تھوڑا پانی مجھے پلادے
پھر مجھے ہلاک کرنا خواجہ عمرو نے قاہر سے اسطرح کہا کہ قاہر کو رحم آگیا فوراً بام قلعہ سے اُترا ادھر خواجہ
نے قہرمان سے کہا ای قہرمان دیکھ یہ کیا عجیب و غریب دریا مین نظر آتی ہی قہرمان سوے دریا دیکھنے لگا
خواجہ عمرو نے فوراً قہرمان کو دریا مین ڈھکیل دیا قہرمان اُس دریاے خونخوار مین گرکے غرق ہوگیا خواجہ
عمرو فوراً قید کو اپنے جسم سے دور کرکے اور شکل قہرمان بنکے ویسا ہی لباس پہنکے بیٹھے جب قاہر
جام مین آب سرد لایا قہرمان نقلی نے کہا ای قاہر تم پانی بیکار لائے مین نے خواجہ کو دریا مین ڈالدیا

اگر خواجہ ابھی تک ڈوبے نہین دیکھو وہ سر خواجہ کا معلوم ہوتا ہی قاہر نے کہا مجکو نظر نہین آتا قہرمان نقلی نے کہا تم
میرے پاس آؤ مین تمہین دکھا دون قاہر قہرمان نقلی کے آگے کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا سر خواجہ کا پانی مین کہان
نکلا ہی قہرمان نقلی نے زور سے دھکا دیکر کہا یہان دریا مین گرکے اچھی طرح دیکھ لینا یہانسے تمہین کچھ
نظر نہ آئیگا خواجہ یہ کہکے خاموش ہوئے قاہر دریا مین گرا فوراً ایک مگر اُسے نگل گیا خواجہ بصورت قہرمان
سقف قلعہ سے اُترکر فضل کے پاس گئے اور کہنے لگے خواجہ عمرو نے اول تو برہم ہوکر میرے بھائی قاہر کو
دریا مین ڈالدیا وہ ڈوب گیا پھر مین نے غضبناک ہوکر خواجہ کو دریا مین ڈالدیا خواجہ بھی غذاے ماہیان ہو گئے
زبان سے خواجہ نے یہ کہا دل مین کہا خداوند عالم خواجہ عمرو کو تا قیامت سلامت رکھے دریاے فنا مین نہ ڈبو
غرض فضل قاہر کے غرق ہونے سے ملول ہوا اور خواجہ عمرو کے ڈوب جانے سے خوش ہوا جب شام ہوئی
خواجہ بصورت قہرمان در محل پر گئے اتفاقاً اُسوقت ایک کنیز دروازے پر آئی پکار کے کہنے لگی ارے اسوقت
کوئی دروازے پر نہین ہی سب موئے مونڈی کاٹے نمک حرام چلے گئے در دولت پر سناٹا ہی قہرمان نقلی نے
بڑھکر کہا اے جان جہان آرام دل مشتاقان کہو کیا کہتی ہو اگر کسی کام کی خواہش ہو تو مین موجود ہون میرے پاس آؤ مین
تمہارا مطلب نکال دون کنیز قہرمان کو دیکھکر اور گفتگوے قہرمان سنکے بظاہر برہم ہوئی کہنے لگی اے قہرمان
تم یہ بات اچھی نہین کرتے ہو پرائی بہو بیٹی سے ہنستے ہو ایک دن پچھتاؤ گے ذلت اُٹھاؤ گے تم ہمیشہ ہر ایک سے
ہنستے ہو مگر مجھسے نہین ہنس سکتا قہرمان نے جواب دیا آج امتحان کرلو کنیز مسکرائی قہرمان نقلی نے ایک گلوری
لگاکر اُسے کھلائی پھر اُس کنیز سے باتین کیا کیے کچھ حال محل کا پوچھا کیے کنیز بناز و ادا باتین کیا کی خواجہ
نے نام بھی اُسکا دریافت کرلیا غرض بعد ایک لمحہ کے سر کنیز کا گردش کرنے لگا آخر در محل پر بیہوش ہوکر گری
خواجہ نے جلد تر اُسکو اُٹھاکر زنبیل مین داخل کیا اور اُسی کی شکل بنکر ویسا ہی لباس پہنکر بڑبڑاتے ہوئے محل
مین داخل ہوئے محلدار نے پوچھا اے نرگس بھولا جمعدار کو واسطے پھولون کے گہنے کے بھیجا یا نرگس
نے گھورکر جواب دیا بی محلدار دروازے پر تو بھولا جمعدار نہین ہی اگر میرے کہنے کا یقین نہو تو تم خود بھی
جاکر دیکھ لو علاوہ بھولا کے اور بھی کوئی نہین ہی چونکہ آج کوئی عیار طرار سمیت خواجہ عمرو نابکار اس قلعہ مین آیا
تھا لڑائی ہوئی تھی اسوجہ سے کوئی سپاہی دروازے پر نہین ہی سب خواجہ سے لڑنے کو چلے گئے تو ابھی تک نہین
آئے معلوم ہوتا ہی سب قتل ہوئے محلدار گفتگوے نرگس سنکے خاموش ہوئی تھوڑی دیر مین زوجہ
فضل نے محلدار سے کہا کہ اگر کوئی سپاہی دروازہ محل پر ہو تو اُسے لالن مالن کی دکان پر بھیجکر گہنا
منگوالو اور کہدو بھیجو کہ آج تو گہنا پھولونکا تیری دکان سے منگوا لیا ہی اگر کل سے تو خود گہنا نہ لائیگی تو پھر
تجھسے گہنا نلیا جائیگا محلدار نے دروازے پر جاکر ایک دربان کو لالن کی دکان پر بھیجدیا محلدار تو محل مین
چلی آئی بعد تھوڑی دیر کے دربان گہنا پھولونکا لیکر در محل پر آیا اور پکارا اے محلدار گہنا لیجاؤ محلدار نے
اُٹھنے کا ارادہ کیا تھا کہ نرگس سینہ اُبھارکر چلی محلدار سے کہا تم بیٹھی رہو مین لیے آتی ہون یہ کہکر نرگس
دروازے پر گئی جب دربان نے پھولونکا گہنا دیا نرگس نے سبکی آنکھ بچاکر عطر بیہوشی اپنی ناک بند کرکے
تمام گہنے پر لگادیا ہر ایک پھول کو عطر سے معطر کردیا بعد عطر لگانے کے گہنا لیے ہوئے محلدار کے
پاس آئی محلدار نے گہنا پھولونکا لیکر زوجہ فضل مسماۃ ملکۂ لالہ عذار کو جاکر دیا ملکۂ لالہ عذار نے گہنا زیب تن کیا
نرگس قریب ملکۂ لالہ عذار کھڑی دیکھا کی جب محلدار چلی گئی نرگس نے اور سب کنیزون کو بھی وہانسے

یہ کہکر بیٹھا دیا کہ میں تو یہاں موجود ہوں تم سب کیوں گھبرائی ہو گرمی کا وقت ہے ملکہ لالہ عذار گھبرائی ہیں الغرض جب
سب عورتیں ملکہ لالہ عذار کے پاس سے چلی آئیں اور اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہوئیں ملکہ لالہ عذار
کے دماغ میں بوے عطر بیہوشی پہونچی فوراً اُسکو چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی نرگس یعنی خواجہ عمرو نے
جلد تر اودھر اُودھر دیکھکر ملکہ لالہ عذار کو نذر زنبیل کیا اور اُسکی شکل بنکر اور ویسا ہی لباس پہنکر ملکہ لالہ عذار
کی جگہ پر بیٹھے اور گھنٹا پھوڑ نکا زنبیل سے نکالکر پہن لیا پھر نرگس اصلی کو اپنی زنبیل سے نکالکر ہوشیار
کیا کنیز نرگس ہوشیار ہوکر اُٹھی اور دست بستہ عرض کرنے لگی حضور کیا عرض کروں مجھے خود بخود ایسا چکر آیا
کہ میں بیہوش ہو گئی تھی اُسی بیہوشی میں عجب کیفیت میں نے دیکھی ایسی جگہ میرا گذر ہوا جہاں قلعوں اور دیواروں
وغیرہ سے ایک پشتہ تیار ہو رہا تھا ہزارہا عورتیں اور مرد اُس پشتے کو بنا رہے تھے سیٹھ ایک ٹوکری مٹی کی ہر ایک
کو دیتا تھا کبھی گُڑ کی ڈلی دیتا تھا جو کوئی ٹوکری مٹی کی اُٹھانے میں دیر کرتا تھا سیٹھ اُسے سونٹے سے مارتا تھا
میرے بھی اُس سیٹھ نے کپڑے اُتروا کر ایک لنگوٹی بندھوا کر چند ٹوکریاں مٹی کی اُٹھوائیں اور گڑ کی ڈلی دی
اور دو سونٹے بے رحم ہوکر میرے کولے اور کمر پر مارے اے ملکہ ابھی تک مجھے کچھ درد کمر میں ہوتا ہے پھر اُس سیٹھ
نے مجھے کپڑے پہنا کر کہا جا یہاں سے تجھے خواجہ طلب کرتے ہیں اب جو میں ہوشیار ہوئی ہوں تو وہ پشتہ وغیرہ
نظر نہیں آتا ہے ملکہ لالہ عذار نقلی تقریر کنیز نرگس اصلی کی سنتے ہی [illegible] اور کہا شکر کر تجکو مصیبت سے نجات ہوئی
نرگس یہ سنکے اپنے کاروبار میں مصروف ہوئی ناظرین پر واضح ہو جب خواجہ عمرو کسی کو گرفتار کر کے نذر زنبیل
کرتے ہیں تو یہ کہدیتے ہیں کہ اس عورت یا اس مرد سے کام لینا اور جس سے کام لینا اور مزدوری کرانا منظور
نہیں ہوتا ہے تو منع کر دیتے ہیں کہ واہ آدم اس عورت یا اس مرد کو سیٹھ کے حوالے نہ کیجیے گا اس سے مزدوری
نہ کرایے گا پس بموجب کہنے خواجہ کے اُس سے مزدوری نہیں کرائی جاتی ہے اور ٹوکری نہیں ڈھلوائی جاتی
ہے نرگس کے بارے میں خواجہ نے کہدیا تھا اس وجہ سے نرگس سے ٹوکری ڈھلوائی گئی ملکہ لالہ عذار کو جو
خواجہ نے داخل زنبیل کیا تو کہدیا ہے کہ بالفعل اس سے پشتہ نہ بنوانا غرض آمدم برسر مطلب جب ملکہ لالہ عذار نقلی کنیز
کو ہوشیار کر چکی بصد ناز و انداز مسہری پر لیٹی اور تمام محل کی عورتوں کو بلا کر کہنے لگی آج میرا دل تم سب سے خوش ہوا
خوش ہے پس جسکے گلے میں چاندی کا زیور ہو وہ اُتار کے مجھے دیدے میں موافق وزن زیور نقرئی کے زیور طلائی دونگی
اور جسکا زیور طلائی ہے اُسے زیور جواہر نگار دونگی عورتوں نے جو ملکہ لالہ عذار نقلی کی گفتگو سنی سب نے خوش ہو کر
دعائیں دے دے کر اپنا زیور اُتارا اور ملکہ لالہ عذار کو دیا ملکہ لالہ عذار نقلی نے زیور لیکر رکھ لیا جب سب عورتیں
چلی گئیں اور اپنے اپنے کام میں مصروف ہوئیں خواجہ نے وہ سب زیور اُٹھا کر نذر زنبیل کیا جب شب ہوئی
فضل کبارہ کابلی کا انتظار کر کے محل میں آیا اور بعد اکل و شرب کے ملکہ لالہ عذار نقلی کے پاس بیٹھا ملکہ
لالہ عذار نقلی نے شیشے شراب کے منگوا کر اپنے ہاتھ سے جام میں شراب بھر کر جام مے بیہوشی آمیز فضل کو
دیا فضل نے خوش ہو کر شراب پی پھر ملکہ لالہ عذار کے آرام کرنے کا وقت آیا کنیزیں وغیرہ اُس جگہ سے
ہٹ گئیں تخلیہ ہو گیا فضل شراب پی کر بعد تھوڑی دیر کے بیہوش ہو گیا لالہ عذار یعنی خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری نامدار نے فضل کو گرفتار کر کے ستون قصر سے باندھا پھر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا
جب فضل ہوشیار ہوا اُسنے اپنے تئیں بندھا پایا اُس وقت خواجہ عمرو نے بہ شکل اصلی خنجر آبدار کھینچکر فضل سے
کہا او فضل دیکھ یوں تجکو گرفتار کر لیا اب تجکو اختیار ہے کہ دین اسلام اختیار کر یا اطاعت میری قبول کر ورنہ ابھی

اس خنجر آبدار سے تجکو ہلاک کر ڈالونگا فضل نے جو گفتگو ے خواجہ سنی با فضال خدا فضل کا دل کفر سے پاک ہوا فی الفور
کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خواجہ نے کھولدیا فضل سے پوچھا قہرمان اور قاہر اور میری زوجہ کہاں
ہی خواجہ نے جواب دیا کہ قاہر و قہرمان کو مین نے دریا مین ڈالدیا وہ ڈوب کر مر گئے لیکن تمھاری زوجہ میری
زنبیل مین ہی یہ کہکر خواجہ نے ملکۂ لالہ عذار کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا بعد ہوشیار ہونے کے ملکۂ لالہ عذار
بھی مسلمان ہوئی اور جملہ عورتین محل کی سب مسلمان ہوئین جب صبح ہوئی خواجہ عمرو و فضل کو محل مین
چھوڑکر بصورت فضل محل سے برآمد ہوے تخت پر بیٹھے دربار آراستہ ہوا فضل نقلی یعنی خواجہ عمرو نے
اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا ایہا الناس مین تو شب گذشتہ عالم خواب مین مسلمان ہوا ہون تمکو بھی یہی
مناسب ہی کہ میری طرح تم بھی کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کرو جملہ اہل دربار نے توبموجب حکم فضل نقلی
کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کیا لیکن عمو نے فضل سے کہا ای فضل تونے دین آبائی اپنا ناحق چھوڑا مین تیری
طرح بیوقوف نہین ہون کہ خداے نادیدہ کی پرستش کرون خواجہ نے یہ سنکے اہل دربار سے کہا اسے گرفتار کرو
سب نے ملکر اُسے گرفتار کیا خواجہ نے خنجر آبدار سے اُسی وقت ہلاک کیا پھر فضل کو محل سے بلاکر کہا ای فضل
اب مین قلعۂ تنگ رواحل مین جاتا ہون وہان سے سبکو لیکر یہان آتا ہون تم اپنے قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے
بخوبی آراستہ کرو یہ کہکر خواجہ عمرو جانب قلعۂ تنگ رواحل روانہ ہوئے جب بعد قطع راہ قلعہ مین پہونچے
دیکھا پہلوان عادی فرش پر پڑا ہوا ہی کثرت گرسنگی سے عجب حال ہی دیگر سرداران لشکر بھی پریشان
خاطر ہین خواجہ نے ہر ایک سردار سے اور جملہ لشکریون سے کہا کہ اب راہ نقب سے قلعۂ گرلستان مین
چلو وہان غلہ وغیرہ بہت ہی پہلوان عادی نام غلہ کا سنکے اُٹھ بیٹھا خواجہ نے ملکۂ مہرنگار کو محافہ مین
سوار کیا اور پھر جملہ لشکر لیکر بخوف زردوبین راہ نقب سے قلعۂ گرلستان مین پہونچے ملکۂ مہرنگار کو علحدہ
ایک جگہ مقیم کیا پھر جملہ سرداران نامدار مع لشکر کے قلعہ مین قیام پذیر ہوئے فضل نے طعام تیار کرایا
ہر ایک شخص نے کھانا کھایا خصوصاً پہلوان عادی نے چند در چند دیگون سے برنج نکالکر کھانا شروع
کیا جب بہت سی دیگین پلاؤ کی خالی کردین اُسوقت پہلوان عادی نے پانی پی کر شکر خدا کا کیا اور پھر
کھانا شروع کیا فضل پہلوان عادی کے طعام تناول کرنے پر متحیر ہوا اور خواجہ سے کہنے لگا ای خواجہ
یہ انسان ہی یا دیو ہی کسی طرح اسکا پیٹ نہین بھرتا ہی دیگین خالی کیے دیتا ہی خواجہ نے ہنسکر جواب دیا
یہ دودھ شریک بھائی امیر با توقیر کا ہی نام اسکا پہلوان عادی ہی الغرض جب پہلوان عادی طعام
تناول کر چکا خواجہ نے پوچھا ای پہلوان عادی اچھی طرح طعام تناول کیا پہلوان عادی نے کہا
ای خواجہ عمرو طعام تو تناول کیا لیکن بخوبی پیٹ بھر کے نہین کھایا خواجہ عمرو اور فضل وغیرہ یہ
تقریر پہلوان عادی کی سنکے ہنسنے لگے الحاصل قلعۂ گرلستان مین تو ملکۂ مہرنگار و جملہ سردار
وغیرہ نے طعام تناول کرکے شکر پروردگار کا کیا اور سب باطمینان تمام بیٹھے لیکن اب حال کتارۂ
کابلی کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب کتارۂ کابلی زردوبین کے پاس پہونچا تمام حال خواجہ عمرو کے گرفتار
کرنے کا بیان کیا زردوبین حال گرفتاری خواجہ عمرو سنکے خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ بالفعل قلعۂ
تنگ رواحل مین خواجہ نہین ہین اور جملہ سرداران امیر با توقیر گرسنہ ہین اسی وقت مین قلعہ پر حملہ کرنا چاہیے
اور سبکو تہ تیغ کرکے ملکۂ مہرنگار کو ہمراہ لیکر جانب مدائن روانہ ہونا مناسب ہی یہ خیال کرکے زردوبین

وغیرہ نے قلعہ تنگ رواحل پر مع لشکر کثیر حملہ کیا جب کوئی قلعہ پر نہ معلوم ہوا ژوپین حیران ہوا پھر بعد دریافت معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو مع جملہ سرداروں وغیرہ کے قلعہ گرلیستان میں گئے ہیں فضل مسلمان ہو گیا ہی ژوپین یہ خبر سنکے کتارہ کابلی سے کہنے لگا او نالائق تو تو کہتا تھا کہ میں عمرو کو گرفتار کرکے قلعہ گرلیستان میں فضل نے سپرد کر آیا ہوں اُسنے خواجہ کو قتل کر ڈالا ہوگا خواجہ عمرو تو زندہ ہیں اور انھوں نے قلعہ لے لیا ہی یارا مع تمام قلعہ گرلیستان میں بیٹھے ہوئے ہیں کتارہ کابلی نے جواب دیا میں سچ کہتا تھا نہیں معلوم کیونکر خواجہ رہا ہوگئے اور قلعہ انھوں نے لے لیا ژوپین کا حرانی تقریر کتارہ کابلی کی سنکے مع جملہ لشکر جانب قلعہ گرلیستان روانہ ہوا جب قریب قلعہ پہونچا ادھر تو ژوپین لشکر کثیر لیکر قلعہ پر حملہ ور ہوا اُدھر سے گولندازوں نے تاک تاک کے گولے مارنا شروع کیے تیراندازوں نے تیر برسانا شروع کیے عیار گوپھن میں پتھر رکھکر مارنے لگے ہمراہیان ژوپین ہزارہا قتل ہوئے فوج قلعہ تک نہ پہونچ سکی آخر ژوپین گولوں اور تیروں وغیرہ کی کثرت سے آگے نہ بڑھ سکا اور پلٹ کر قلعہ کو چہار طرف سے گھیر کے دور قلعہ سے اترا اور اہل لشکر سے کہنے لگا بالفعل لڑنا بیکار ہی جب غلہ قلعہ میں ہو جائیگا خواجہ عمرو وغیرہ قلعہ میں خود ہی ہلاک ہو جائینگے ژوپین تو قلعہ کو گھیرے اُترا ہی انشاء اللہ اسکا حال پھر لکھا جائیگا

داستان لندھور و بہرام کا دریا سے نکلکر خرم ذرد کو مسلمان کرنا پھر ہمراہ قیصر سوداگر سمت اجروکیہ روانہ ہونا اور دختران ملک اجروکیہ کا مسلمان ہونا پھر بعد جنگ عظیم عبدالعزیز و داراب شاہ کا زخمی ہو کر بھاگنا ملک اجروکیہ کا قتل ہونا اور شہپال ہندی وغیرہ کا رہا ہونا

محرران بے نظیر اس داستان دلپذیر کو اس طرح لکھتے ہیں کہ دختران ملک اجروکیہ نے صحرائے سبزہ زار میں لندھور اور بہرام اور نعمان ہزارہ کو شراب بیہوشی امیز پلا کر بیہوش کیا تھا اور ملک اجروکیہ نے لندھور اور بہرام اور نعمان ہزارہ کو صندوقوں میں بند کرکے دریا میں صندوق بہا دیے تھے اور پھر ملک اجروکیہ اور عبدالعزیز اور داراب شاہ ہندی نے شہپال ہندی وغیرہ کو ہنگام جنگ گرفتار کیا تھا اور ہندوستان کو بخوبی لوٹ کر جانب ملک اجروکیہ روانہ ہوئے تھے قبل ازیں یہیں تک یہ داستان لکھی گئی ہی اب یہاں سے احوال ملک اجروکیہ کا لکھا جاتا ہی کہ ملک اجروکیہ مع عبدالعزیز و داراب شاہ شہپال ہندی و عادل شیردل وغیرہ کو گرفتار کرکے جب اپنے شہر میں پہونچا شہپال ہندی و جیپور ہندی و عادل شیردل وغیرہ کو زندان میں قید کیا اور بخوشی اپنے ملک کی حکومت کرنے لگا ملک اجروکیہ تو اپنے ملک میں ہی لیکن اب حال لندھور اور بہرام اور نعمان ہزارہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب ملک اجروکیہ تینوں صندوق کو دریا میں بہا کر اور اپنی دختروں کو لیکر چلا گیا اور صندوق دریا میں بہتے ہوئے چلے جاتے تھے اتفاقاً اُدھر سے خواجہ قیصر سوداگر بقصد تجارت جہاز پہ سوار جانب اجروکیہ جاتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ تین صندوق بڑے بڑے بہتے ہوئے چلے جاتے ہیں سمجھا کہ شاید کوئی جہاز یا کشتی اس دریائے ذخار میں کسی جگہ غرق ہو گئی ہی یہ صندوق اُسی جہاز یا کشتی پر رکھے ہوئے ہونگے یہاں تک بہتے ہوئے آگئے ہیں یقیناً ان صندوقوں میں مال و اسباب بیش قیمت ہوگا یہ سمجھکر قیصر سوداگر نے اہل جہاز سے مخاطب ہو کر کہا جو کوئی ان صندوقوں کو اس دریا سے نکال لائیگا

مین اسے زر کثیر انعام دونگا جب جاشو یہ گفتگو سوداگر کی سنکے بطمع زر کثیر دریا مین کودے اور شناوری کرکے تینون صندوق دریا سے نکال لائے قیصر سوداگر نے ان صندوقون کو اپنے مال و اسباب کے صندوقون مین رکھوا دیا اور زر کثیر جاشوؤن کو انعام مین دیا بعد دو پہر کے جب جہاز جزیرۂ خرم مین پہونچا قیصر سوداگر نے معلم و ناخدا سے کہا جہاز اس جزیرے مین ٹھہراؤ مجھے کچھ مال اپنا بیچنا منظور ہی اور کچھ اسباب نایاب اس جزیرے سے خریدنا بھی ہی ناخدا نے بموجب کہنے سوداگر کے جہاز ٹھہرایا لنگر ڈالدیے چونکہ جزیرہ خرم مین ایک قزاق ہی کہ نام اُسکا خرم ہی اور جزیرہ اُسی کے نام سے مشہور ہی اکثر جہاز کو لوٹ لیتا ہی کئی ہزار آدمی اُسکے ہمراہ رہتے ہین اُسنے جو سنا کہ ایک جہاز اس جزیرے مین آکر ٹھہرا ہی اور جہاز پر ایک سوداگر سوار ہی لاکھون اور کروڑون روپیہ کا اُسکے پاس مال و اسباب ہی یہ خبر سُنکے نہایت خوش ہوا اور بہنگام شب اپنے ہمراہیون کو لیکر جہاز پر گیا اہل جہاز خرم سے لڑنے لگے خرم نے بہت سے آدمیون کو قتل کرکے قیصر سوداگر کو گرفتار کرلیا اور تمام مال و اسباب اُسکا جہاز پر سے اُتروا کر اپنے مکان مین لیگیا قیصر کو تو قید کیا اور صندوق کھول کھولکر مال و اسباب دیکھنے لگا جب وہ صندوق جن مین بہرام اور لندھور بند تھے خرم نے کھولے دیکھا کہ دو شاہان جلیل القدر ہین تاج جواہر نگار سرون پر ہین بر مین پوشاک و لباس خسروانہ ہی چہرون سے آثار شجاعت و دلیری ظاہر ہین خرم قزاق یہ حال دیکھکر حیران ہوا اور بنظر حیرت بغور دیکھنے لگا ہوائے سرد جو بہرام و لندھور کے اجسام تک پہونچی چونکہ تاثیر بیہوشی دفع ہوگئی تھی دونون ہوشیار ہوئے آنکھیں کھولین اور خرم کو نگران دیکھکر جلد تر صندوقون سے نکلے اور خرم سے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین قزاق ہون یہ جزیرۂ خرم ہی نام میرا خرم ہی آج مین نے قیصر سوداگر کو جہاز پر جاکر گرفتار کیا ہی تمام مال و اسباب لوٹ لایا ہون اسوقت صندوق کھول کھولکر مال و اسباب دیکھ رہا تھا کہ تم ان صندوقون سے نکلے اب تمھین لازم ہی کہ اپنی پوشاک اُتار کر مجھے دے دو میری اطاعت کرو دلاور معلوم ہوتے ہو میرے ہمراہ قزاقی کیا کرو مال و اسباب مسافرونکا لوٹا کرو چین سے اوقات بسر کیا کرو اگر میرا کہنا نہ مانوگے تو مین ابھی تمھین قتل کرونگا کپڑے تمھارے اُتار لونگا لاشین تمھاری دریا مین ڈالدونگا لندھور اور بہرام گفتگوے خرم سُنکے برہم ہوے اور غضبناک ہوکر کہنے لگے او خرم کیا بکتا ہی خاموش رہ ورنہ ہم تیری زبان تیرے دہن سے ابھی کھینچ لینگے بدزبانی کی سزاے مقتول دینگے تو ہمارے احوال سے آگاہ نہین ہی ہم شاہان جلیل القدر ہین خرم یہ تقریر سُنکے بہ قہر و غضب تلوار کھینچکر بڑھا ہمراہیان خرم بھی تیغ و تیر لیکر بڑھے خرم نے اول لندھور کے اوپر تلوار لگائی لندھور نے بند دست پر ہاتھ ڈال کے تلوار خرم کے ہاتھ سے چھین لی اور زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا اودھر بہرام گرد نے ہمراہیان خرم کو ہلاک کرنا شروع کیا جب لندھور نے خرم کو اُٹھا لیا خرم نے عرض کیا ای بادشاہ فلک جاہ امان دیجیے زمین پر ٹپک کے مجھے ہلاک نہ کیجیے لندھور نے فرمایا امان بہ شرط ایمان تجھے ملیگی خرم نے عرض کیا مجھے ہدایت کیجیے لندھور نے اُسے کلمہ پڑھایا خرم کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا لندھور نے بالاے زمین آہستہ سے بٹھا دیا لڑائی موقوف ہوئی پھر جملہ ہمراہیان خرم بھی مسلمان ہوے خرم نے اطاعت و فرمانبرداری لندھور اور بہرام کی اختیار کی پھر بعد تکلف سامان دعوت کیا لندھور نے قیصر سوداگر کو رہا کرایا اور نعمان شہزادہ کو صندوق سے نکلوایا اور قیصر سوداگر سے کیفیت پوچھی

قیصر سوداگر نے تمام حال صندوقون کے نکلوانے کا اور خرم کے لوٹنے کا بیان کیا لندھور نے پھر پوچھا ای قیصر سوداگر اب تم کہان جاؤگے قیصر سوداگر نے عرض کیا میرا ارادہ اجرد کیہ مین جانے کا ہی لندھور نے کہا ہم بھی تمھارے ساتھ چلینگے اور کل مال و اسباب تمھارا خرم سے تمھین دلوادینگے تم نے ہم پر احسان کیا ہی ہم بھی تمھارے ساتھ نیکی کرینگے قیصر سوداگر یہ سنکے خوش ہوا غرض بعد دعوت کے لندھور اور بہرام نے خرم سے مال و اسباب قیصر سوداگر کا قیصر کو دلوادیا پھر خرم اور قیصر سوداگر وغیرہ کو لیکر جہاز پر سوار ہوئے لنگر جہاز کا اٹھا جہاز جزیرہ خرم سے روانہ ہوا بعد چند روز کے جہاز اجردکیہ مین پہنچا لندھور اور بہرام گرد قیصر سوداگر اور خرم وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر جہاز سے اترے قیصر سوداگر سرا مین جاکر مقیم ہوا لندھور اور بہرام وغیرہ بھی سرا مین قیام پذیر ہوئے اسی روز لندھور اور بہرام مع نعمان ہزارہ برائے سیر اجردکیہ گھوڑون پر سوار ہوکر چلے نعمان ہزارہ ہمراہ رکاب ہوا قیصر سوداگر اور خرم وغیرہ مین سرا مین قیام پذیر رہے لندھور اور بہرام اجردکیہ کی سیر کرتے ہوئے بازارین اور مکانات دیکھتے ہوئے جاتے تھے ناگاہ دیکھا کچھ سوار اور پیدل ایک جانب سے نمایان ہوئے بعد گذرنے سوارون وغیرہ کے دو محافے ظاہر ہوئے آگے آگے محافون کے چوبدار عصاہای نقرئی و طلائی ہاتھون مین لیے ہوئے پگڑیان لٹودار سرون پر رکھے ہوئے چپکنین بانات کی تختہ زیب تن کیے ہوئے بآواز نقیب بولتے ہوئے راہ چلنے والون کو ہٹاتے ہوئے نظر آئے لندھور نے نعمان ہزارہ سے کہا ای نعمان دریافت تو کرو ان محافون مین کون سوار ہی نعمان ہزارہ نے حسب الارشاد ایک چوبدار سے پوچھا اُسنے کہا ان محافون مین دختران ملک اجردکیہ سوار ہین واسطے سیر باغ کے جاتی ہین نعمان ہزارہ نے جو کچھ چوبدار سے سنا تھا لندھور سے جاکر عرض کیا بہرام اور لندھور سمجھ گئے کہ یہ وہی دونون ہین جنھون نے ہمین صحرائے سبزہ زار مین شراب پلاکر بیہوش کیا تھا اور صندوقون مین بند کرکے دریا مین ڈال دیا تھا یہ سمجھکر لندھور اور بہرام بھی اسی طرف چلے جس طرف دختران ملک اجردکیہ جاتی تھین اثنائے راہ مین لندھور نے بہرام سے کہا کسی طرح ان دونون کو گرفتار کرکے جو انھون نے ہمارے ساتھ دشمنی کی ہی اُسکا عوض اُنسے لینا چاہیے نعمان ہزارہ نے دست بستہ عرض کیا آپ ایک جگہ ٹھہر جایے گا مین ان دونون کو گرفتار کرکے لے آؤنگا لندھور نے منظور کیا جب مہرافروز اور جہان افروز دختران ملک اجردکیہ تھوڑی دور جاکر باغ مین داخل ہوئین اور ہمراہ اپنی ہمجلیسون کے باغ کی سیر کرنے لگین لندھور اور بہرام قریب باغ ٹھہرے نعمان ہزارہ نے جلد تر ایک گوشہ مین بیٹھکر رنگ و روغن عیاری لگاکر اپنی صورت ایک ضعیفہ مغنیہ کی بنائی پھر نے لیکر آگے بڑھا اور زیر دیوار باغ بیٹھکر نے بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا

غزل

دام دلہا گشت نام زلف تو
بند شد در زلف تو دلہا تمام
زلف تو ای من غلام زلف تو
رم کنند از دام مرغان چہ عجب
بندہ جامی را از شام زلف تو

زلف تو بالای سر دار و مقام
دام بند آمد تمام زلف تو
لایق رخسارہ گلرنگ تو نیست
جانب آرام رام زلف تو

ای دلم شد صید دام زلف تو
پس بلند آمد مقام زلف تو
داد تشریف غلامی بندہ را
جز مقام منکہ غلام زلف تو
صبح اقبال است طالع ہر نفس

جسدم صدای دختران ملک اجردکیہ نے سنی دونون سنکے

بیچین ہوگئین اور باہم کہنے لگین نہین معلوم کون نگوڑا نی بجا کر غزل گا رہا ہے دل بیچین کیے دیتا ہے ہمجلیسون نے عرض کیا حضور ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ جو شخص نی بجاتا ہے اُسے باغ مین بلوا لے اور غزلین گوایے آپ بھی سُنیے ہم بھی سُنین مہرافروز نے کنیزون سے کہا در باغ پر جا کر کسی سے دریافت کرو کہ یہ کون نی بجاتا ہے جو کوئی ہو ہمارے پاس بھیجدو ہم گانا سُنینگے کنیزین در باغ پر گئین سوارون اور پیدلون سے پوچھا یہ کون بجاتا ہے ملکہ ہماری نی بجانے والے کو بُلاتی ہین سوارون نے کنیزون سے کہا ایک بُڈھا نہایت ہی ضعیف زیر دیوار باغ بیٹھا ہوا نی بجا رہا ہے ہم اُسے ابھی بھیجے دیتے ہین یہ کہکر کچھ سوار ذی نواز کے پاس گئے اور کہنے لگے ای میان ذی نواز خوش ہو اب سرافراز ہو جاؤگے بہت انعام پاؤگے دختران ملک اجرو کیہ تمھاری اسنے کی مشتاق ہین تمھین بلاتی ہین جلد اُٹھو باغ مین جاؤ دو چار غزلین گاؤ انعام کثیر ملیگا ہمین بھی کچھ دینا کل انعام تمھین نہ لے لینا ذی نواز نے جواب دیا مین نواب بُڈھا ہو گیا ہون سب تمھین لے لینا سوارون نے جواب دیا بسبب تو ہم نہ لینگے آدھا آدھا ہمین دینا ذی نواز نے کہا اچھا آدھا تمکو دیدونگا یہ کہکر ذی نواز اپنی جگہ سے اُٹھا یہان کنیزون نے دختران ملک اجرو کیہ سے کہا ایک بُڈھا نی بجاتا ہے بموجب حکم باغ مین آتا ہے حضور پردے مین بیٹھین تو ہم اُسے یہان بلا لائین دختران ملک اجرو کیہ نے جواب دیا بُڈھے سے پردہ کرنا بیکار ہے اسکے پاس کیا ہے کنیزون نے یہ سنکر در باغ سے ذی نواز کو بلایا ذی نواز کانپتا ہوا اور ضعف سے تھرّاتا ہوا باغ مین آیا دونون نازنینون کو کانپتے ہوئے ہاتھون سے سلام کرکے دعائین دینے لگا دختران ملک اجرو کیہ نے بُڈھے کے سراپا پر نظر کرکے خندہ کیا پھر کہا ای ذی نواز کیون تھرّاتا ہے بیٹھ جا ہمارے سامنے نی بجا کر کچھ گا ذی نواز نے عرض کیا نہیت خوب یہ کہکے زمین پر بیٹھنے لگا مہرافروز نے ایک کنیز سے کہا جلد کر سیان لاکر چبوترے پر باغ کے بچھادو ایک کرسی اس بُڈھے کو بھی واسطے بیٹھنے کے دو کنیز نے کرسیان بچھا کر ایک کرسی چوبی ذی نواز کو دی ذی نواز بعد بیٹھنے جملہ نازنینون کے سلام کرکے کرسی پر بیٹھ گیا اور نی لنکا کر بجانے لگا اور یہ غزل جھوم جھوم کے مستانہ وار گانے لگا غزل

احسان چارہ گر کی حیا ہے اگر تمھین
کس کس کو ہجر یار مین چھاتی لگائیے
ہر دم مین ہے ہزار طرح کی شکستگی
آب بقا مین خنجر قاتل بجھائیے
فرصت اگر دے فتنۂ آشوب روز حشر
پاے خیال یار مین مہندی رچائیے
تسلیم کیا پڑی ہے کسی بے وفا کو آپ

ہنس ہنس کے غنچہ ہاے چمن کو ہنسائیے
اک ہاتھ اور بھی نہ مری جان لگائیے
گذری تمام رات نہ آیا وہ ماہرو
کب تک پھر ایسے زخم جگر کو سلائیے
آخر حصول صحبت دیوانہ کچھ تو ہو
دو چار نار اور لحد سے گئے اُٹھائیے
اللہ رے ذوق لطف ستم کہ ہاے دل
دل دے کے روز ناز تمنا اُٹھائیے

گلشن مین چل کے آج کوئی گل کھلائیے
حسرت کو درد و یاس کو داغ فراق کو
ہوتی ہے صبح شیشہ و ساغر اُٹھائیے
صد او بعد مرگ بھی امید زیست ہے
دربان کو نالہ ہاے سلاسل سُنائیے
رنگین مزاجیون کے دکھا دیجیے اثر
کیجیے نہ شکوہ لاکھ اگر زخم کھائیے

ذی نواز نے یہ غزل گا کر ربانی ہاتھ سے رکھ دی دختران ملک اجرو کیہ ہر ایک شعر غزل کا سن سن کے بیتاب و بیقرار ہو گئین وجد مین آکر جھومنے لگین ہمجلیسین اپنے یار و آشنا کو یاد کرکے اشک آنکھون مین بھر لائین دمبدم آہ آہ کرنے لگین بیساختہ زار زار رونے لگین اکثر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگین بعد تھوڑی دیر کے جب سب کے حواس درست ہوئے جہان افروز نے ذی نواز کے گانے کی تعریف کرکے کہا ای ذی نواز اب اور کوئی غزل یا جو تمھارا دل چاہے گاؤ ذی نواز نے عرض کیا خداوند نعمت اب میرے نشہ پانی کا وقت آگیا ہے دیکھیے جماہیان چلی آتی ہین ہاتھ پاؤن ٹوٹ رہے ہین آنسو آنکھون سے بہہ رہے ہین اسوقت مجھسے گایا نہ جائیگا جب تک تھوڑی بنگ اور ایک دو

چلین چرس کی اور کچھ شراب نہ پیونگا حواس میرے درست ہونگے مین سن شباب سے شراب وغیرہ کا عادی ہون علاوہ ذی نوازی کے ساقی گری بھی خوب کرتا ہون مین نے بادشاہون کو شراب پلائی ہی ہزارون روپیے انعام مین پائے ہین مین نے سب روپیہ تماش بینی مین صرف کیا مین نے خوب عیش کیا ہی نازنینان خوبرو سے عشق کیا ہی ناز اُنکے اُٹھائے ہین قلب و جگر اُنکی فرقت مین جلائے ہین ہر چند اب بڈھا ہو گیا ہون لیکن جوانون سے کچھ کم نہین ہون آپنی حضور کی کنیزین اور ہمجلیسین موجود ہین سب کو راضی کر سکتا ہون مہر افروز اور جہان افروز تو ذی نواز کی تقریر سنکے مسکرا کنیزین وغیرہ ذی نواز کو بظاہر گالیان دینے لگین باطناً منہ مین پانی بھر آیا فلک ہم آغوشی کو چاہنے لگا مہر افروز نے کنیزون کو جھڑک کر کہا اوما الیقو بڈھے کو کیون گالیان دیتی ہو تم نہین جانتین جب آدمی بڈھا ہوتا ہی اور تو اُس سے کچھ ہو نہین سکتا زبانی اُسکی مزہ باتون سے آجاتا ہی جو چاہتا ہی بکتا ہی اسکی گفتگو سنکے پر ہم نہو یہ شراب پینے کا عادی ہی شراب اسے پلاؤ ایک شیشہ شراب اور ساغر لے آؤ کنیزین وغیرہ حسب الحکم خاموش ہوئین ایک کنیز شیشہ شراب اور ساغر بلور جا کر باغ کی بارہ دری سے لے آئی اور ذی نواز کو دے کر کہنے لگی لو نہ ہر بار کرو کہین جلدی مرو ذی نواز نے تقریر کنیز کی سنکے جواب دیا او ہی مجھپر صدقے اور قربان ہو کر مر جا کیون مجھے کوستی ہی مین ابھی کئی سو برس زندہ رہونگا تجھ سی ہزارون کو مار کر مرونگا یہ کہکر ذی نواز ہنسا اور کہا ای جانمن میرے کہنے کا برا نہ ماننا مین تجھسے ہنستا ہون بعد اس تقریر کے ذی نواز نے مہر افروز اور جہان افروز سے مخاطب ہو کر عرض کیا خداوند سرکار نے شراب تو مرحمت کی لیکن حضور کے سامنے شراب نہ پیونگا جب تک شراب سب کو نہ پلا لونگا ایک قطرہ شراب کا نہ پیونگا مین بے ادب نہین ہون چونکہ دختران ملک اجرو کیہ کو ذی نواز کا گانا سننا منظور تھا اسوجہ سے دختران ملک اجرو کیہ نے اور چند شیشے شراب کے منگوائے اور ذی نواز سے کہا اچھا مین تیری خاطر منظور ہی ہمین بھی شراب پلاؤ اور خود بھی شراب پی پھر ذی نواز ہی کر ذی نواز نے خوش ہو کر ایک شیشے مین سے شراب دوسرے شیشے مین انڈیلی اور دوسرے شیشے سے تیسرے شیشے مین انڈیلی غرض خوب اُلٹ پلٹ کرکے اور بجالا کی سفوف بھی شامل کرکے جام شراب سے بھرا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آگے بڑھا اور ملکہ جہان افروز کے سامنے ساغر لیگیا جہان افروز نے ساغر لیکر بے دغدغہ انجام شراب پی پھر ذی نواز نے جام مے سے لبریز کرکے یہ شعر پڑھا شعر پھر چلو باغ مین ہو دور شراب گلرنگ ٭ میکشو خوش ہو کہ پھر فصل بہار آئی ہی ٭ یہ شعر پڑھکر جام سر پر رکھکر رقص کرتا ہوا قریب ملکہ گیا اور کہنے لگا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا لائق و لازم ہی غرض ملکہ نے بھی جام مے لیکر بے خطر شراب پی پھر ذی نواز نے ہر ایک ہمجلیس اور کنیز کو شراب پلائی اور ارکیٹ وکنیزون اور ہمجلیسون کے سینے پر ساتھ بھی پھر اب ذی نواز سبکو شراب پلا چکا اور خود بھی ایک جام مے پیا ایک ڈبیا کمر سے نکالکر ایک گلوری پان کی نکالی اور اُس مین کچھ ڈالکر گلوری کھائی پھر اُٹھاکر یہ مخمس گانا شروع کیا مخمس

جسے کہ یاد نہو اپنا آشیان صیاد		بھلا وہ خاک کہے حال بوستان صیاد		جست عبث تو نہو مجھسے بدگمان صیاد
	کھلی ہی کنج قفس مین مری زبان صیاد		مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد	
خراج نازک صیاد سے تجھے تھی پاس		کہ جی نہ لگتا تھا رشتہ تھا رات دن مین اداس		جو یو چھیے تو کیا انتہا کا میرا یاس
	قفس کو شام سے لٹکا کے فرش خواب کے پاس		سنا کیا مری تا صبح داستان صیاد	
مین وہ ہون رونق گلزار ہی مری دم سے		اڑائے نغمہ سرائی مین ہوش بلبل کے		ابھی نہین ہی ستمگار میری قدر تجھے
	کریگا یاد مرے زمزمون کو تو بعد مرے		ہون چند روز تیرے گھر مین میہمان صیاد	
عزیز رکھتے ہین تیغ و ارساغر مل کو		بغیر گل نہین آرام چین بلبل کو		صد آفرین ہی مرے صبر اور تحمل کو

کہ جھانکتا نہین جا کے قفس سے بھی گل کو ۔ کہ تا نہو مری جانب سے بدگمان صیاد

مرا خیال ترے دل مین کب گذرتا ہی ۔ کبھی تو نالون کا مین تو خدا سے ڈرتا ہی ۔ غرض کہ میری ہلاکت پہ تو بھی مرتا ہی

پر دل کو نوچ کے ظالم جو بند کرتا ہی ۔ قفس کو دیکھتے ہین اُڑ جاؤنگا گمان صیاد

ادھر ہی تاک مین اُچھانے کی تیرے سنبل ۔ اُدھر ہی دام بچھائے ہوئے محبت گل ۔ پھنسا ہی لینے کی ہی فکر جا بجا بالکل

نکالیو نہ قدم آشیان سے اے بلبل ۔ لگائے بیٹھے ہین چھپ کے جہان تہان صیاد

اگرچہ کی ہی مری اُسنے خانہ بربادی ۔ مگر کبھی نہ کسی روز مین ہوا شاکی ۔ پر اب تو ظلم پہ جلاد نے کمر باندھی

چمن مین رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی ۔ خدا کرے کہ یہین ہو جائے نیستان صیاد

نہ اسکے دام مین آتا مین زینہار اے رند ۔ یہ کشمکش نہ اُٹھاتا مین زینہار اے رند ۔ کبھی قریب نہ جاتا مین زینہار اے رند

فریب دانہ نہ کھاتا مین زینہار اے رند ۔ نہ کرتا دام اگر جال مین نہان صیاد

جسدم یہ مخمس دلنواز نے گایا ہر ایک نازنین از حد خوش ہوئی دلنواز نے جو نظر کر دیکھا کہ ملکہ مہر افروز اور
جہان افروز وغیرہ بیہوش ہوا چاہتی ہین یہ دیکھ کے نعرہ کیا اے مہر افروز اور اے جہان افروز تمنے
مجھے نہ پہچانا مین نعمان ہزارہ عیار بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان ہون دختران ملک اجروکیہ
نعرہ دلنواز سنکے اُٹھنے لگین اُٹھتے اُٹھتے دونون گرین اور بیہوش ہوگئین پھر جو مجلسین اور کنیزین اُٹھین
گویا جہان سے اُٹھین ہر ایک زمین پر گر کے بیہوش ہوئی نعمان ہزارہ نے مہر افروز اور جہان افروز کو
چادر مین باندھکر دیوار باغ پر کمند پھینکی اور دونون پشتارے اُٹھا کر بذریعہ کمند دیوار باغ سے اُتر کر ہنگام
شب خدمت لندھور مین پہونچا لندھور اور بہرام نہایت خوش ہوئے پھر وہان سے جلد سرا
کی جانب چلے نعمان پشتارے لیے ہوئے بستی سے علیحدہ علیحدہ سرا مین پہونچا بھٹیاری نے
پوچھا میان ان گٹھڑیون مین کیا لائے ہو نعمان نے جواب دیا غلہ لایا ہون یہ کہکر کوٹھری مین چلا گیا
اس اثناے مین لندھور اور بہرام بھی آئے گھوڑے سے اُتر کر کوٹھری مین گئے اور نعمان سے کہا
ان دونون کے دست و پا باندھکر ہوشیار کرو نعمان نے انھین ہوشیار کیا جب اُن دونون کی آنکھین
کھلین اپنے تئین کوٹھری مین دست و پا بستہ پایا لندھور اور بہرام نے کہا اے مہر افروز اور جہان افروز
تمنے قدرت پروردگار دیکھی ہم وہی ہین جنھین تمنے صندوقون مین بند کر کے دریا مین بہا دیا تھا اب کہو کیا کہتی
ہو اگر تمھین اپنی زندگی درکار ہی تو کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو ورنہ یہ عیار ہمارے حکم سے ابھی تمھین قتل
کریگا دختران ملک اجروکیہ گفتگوے لندھور اور بہرام سنکے صدق دل سے مسلمان ہوئین نعمان نے
اُنکے دست و پا کھولدیے دونون نازنینین سرا مین رہنے لگین لندھور اپنی معشوقہ سے سرگرم اختلاط ہوا
اور بہرام اپنی محبوبہ کے گلشن حسن سے گلچینی کرنے لگا سرا مین تو لندھور اور بہرام ان مہجبینون سے
سرگرم اختلاط ہین انھین تو سرگرم اختلاط رکھیے لیکن اب حال کنیزان و مجلسیان ملکہ مہر افروز اور
جہان افروز کا سُنیے کہ جب وہ بیہوشی سے ہوشیار ہوئین اُنھون نے دختران ملک اجروکیہ کو باغ
مین نہ دیکھکر فریاد و نالہ کرنا شروع کیا سوار اور پیدل جو در باغ پر موجود تھے صداے نالہ و فغان سُنکر گھبرائے
کنیزون سے پوچھنے لگے کیا ہوا کیون روتی ہو سب نے کہا دونون ملکہ باغ مین نہین معلوم ہوتی ہین
اسی وجہ سے ہم روتے ہین سوارون نے کہا جلد باغ سے چلو ملک اجروکیہ سے یہ حال بیان کرو وہ بادشاہ

اس شہر کا ہی کوئی تدبیر معقول کریگا مجلیس وغیرہ یہ سنکے نالان وگریان سوار ہوئین سوار اور پیدل وغیرہ بھی متحیر و متفکر وہان سے چلے جب سب ملک اجروکیہ کے پاس پہونچے اور اُسکو تمام احوال سے آگاہی ہوئی نہایت ہی ملول و غمگین ہوا اور چہار جانب سوار اور پیدل واسطے تلاش کرنے جہان افروز اور مہر افروز کے روانہ کیے ازان جملہ دایۂ ملک اجروکیہ بھی مع اپنے پسر سہمان ناوک انداز پچیس لیکر روانہ ہوئی نام دایہ کا شمیم سنگ انداز تھا غرض شمیم سنگ انداز مع اپنے پسر کے ڈھونڈھتی ہوئی اسی مقام پر پہونچی اور ملکہ مہر افروز اور جہان افروز کو سرا مین دیکھکر اپنے لڑکے کو وہین چھوڑ کر جلد وہان سے جانب ملک اجروکیہ واسطے اطلاع دینے کے روانہ ہوئی سہمان ناوک انداز سرا مین کھڑا تھا ناگاہ نعمان ہزارہ بازار سے جو سرا مین آیا دیکھا اُسنے ایک شکل نا آشنا منتظر کسی شخص کا عنقریب جاے قیام لندھور و بہرام کھڑا ہی نعمان چونکہ عیار ہی شکل دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ کوئی دشمن ہی فوراً نعمان نے جا بہ بیہوشی مار کر اُسے بیہوش کیا اور اُٹھا کر لندھور کے پاس لیگیا پھر ستون مین باندھکر ہوشیار کیا اور پوچھا سچ بتا تو کون ہی کیون یہان کھڑا تھا ورنہ ابھی خنجر سے قتل کر دونگا سہمان ناوک انداز نے خوف جان سے سہم کے صاف صاف کہدیا کہ مین شمیم سنگ انداز دایۂ ملک اجروکیہ کا پسر ہون ہمراہ اپنی مادر کے براے تلاش ملکہ مہر افروز اور جہان افروز یہان آیا تھا مادر تو دونون ملکہ کو یہان دیکھکر ملک اجروکیہ کو اطلاع دینے گئی ہی مجھے یہان چھوڑ گئی ہی لندھور وغیرہ نے یہ تقریر اُسکی سنکے اُس سے کہا کہ تو مسلمان ہوجا ورنہ ابھی قتل ہوجائیگا سہمان ناوک انداز صدق دل سے مسلمان ہوا نعمان نے اُسے کھولدیا بعد مسلمان ہونے کے سہمان ناوک انداز نے لندھور اور بہرام کی خدمت مین دست بستہ عرض کیا کہ والدہ میری ملک اجروکیہ کے پاس گئی ہی ملک اجروکیہ مع فوج کثیر یہان آتا ہوگا آپ کو لازم ہی کہ ملکہ مہر افروز اور جہان افروز کو بہمراہی خرم جزیرۂ خرم مین یہان سے جلد روانہ کیجیے دیر نکیجیے ورنہ ملک اجروکیہ دونون کو یہان سے لیجائیگا اور آپ کے ہمراہیون کو قتل کریگا آپ کو گرفتار کریگا تھوڑی دیر مین اس سرا مین جنگ عظیم ہوگی اور انجام وہی ہوگا جو مین نے عرض کیا ہی آئندہ آپ کو اختیار ہی مین نے اطلاع دے دی لندھور اور بہرام وغیرہ نے باہم مشورہ کرکے راے سہمان ناوک انداز کو پسند کیا اور خرم کو بلا کر مع تھوڑے آدمیون کے مہر افروز اور جہان افروز کو محافون مین سوار کرکے اُسکے ہمراہ کردیا اور کہا جلد تو ابھی اپنے جزیرہ مین لیجا یہان لڑائی ہوگی اس جگہ انکا رہنا مناسب نہین ہی خرم بہ خوشی و خرم ہمراہ محافون کے مع تھوڑے آدمیون کے چلا ہنوز سرا سے نکلا تھا کہ ملک اجروکیہ و عبد العزیز و داراب شاہ لشکر کثیر لیکر بموجب خبر رسانی شمیم سنگ انداز آپہونچا خرم کو ہمراہ محافون کے جاتے دیکھکر بدکا لندھور اور بہرام کو خبر ہوئی فوراً اسلحہ زیب تن کرکے مرکبون پر سوار ہوکر مع کئی ہزار ہمراہیان خرم کے سرا سے نکلے ملک اجروکیہ و داراب شاہ و عبد العزیز نے لندھور اور بہرام کو پہچان کر جنگ آغاز کی لندھور اور بہرام نے تلوار کھینچی ہمراہیان خرم بھی تیغین کھینچ کھینچ کے بڑھے تلوار چلنے لگی سہمان ناوک انداز تیر افگنی کرنے لگا ایک سمت خرم قریب محافون کے لڑنے لگا قیصر سوداگر بھی اپنے ہمراہیون کو لیکر آیا شریک جنگ ہوا اُسوقت یہ حال تھا کہ لاش پر لاش پیدل اور سوار کی گرتی تھی زخمی زمین پر پڑے ہوے تڑپتے تھے زمین خون سے لالہ رنگ تھی کسی طرف برق شمشیر بہرام چمکتی تھی کسی جانب لندھور سرگرم شمشیر تھا بارش تیر ہو رہی تھی جانبین کے سوار قتل ہو رہے تھے [illegible]

ایک قیامت کبریٰ برپا تھی جنگ لندھور بن سعدان کی یہ کیفیت تھی ابیات بہ شمشیر از ان لشکر نابکار
تبہ کرد بسیار در کارزار ✤ از آواز آن گرد سالار کش ✤ نہ بلدلوحانہ باپیل ہش ✤ ایک جانب بہرام گرد کفار
بد انجام کو تہ تیغ بیدریغ کرتا تھا اُس وقت جنگ و نعرہ بہرام سے یہ حال تھا بیت برآمد درخشیدن تیغ تیز ✤ زمین
از نہیب آمد اندر گریز ✤ اُسی گرمی کارزار میں لندھور نے ایک پہلوان کو قتل کرکے اُسکا گرز لیکر داراب شاہ
ہندی پر مارا داراب شاہ سپر کو سر کی پناہ کرکے پیچھے ہٹا لیکن ضرب گرز ہلکی سی اُسکے شانے پر آئی شانہ اُسکا
ٹوٹ گیا فوج کے ہزار دو سوار یہ حال دیکھ کے بیچ میں آگئے کچھ سوار داراب شاہ کو اُس جگہ سے علیحدہ لے گئے
داراب شاہ بیہوش ہوگیا پھر سامنا عبدالعزیز کا بہرام سے ہوا عبدالعزیز نے تیغہ مارا بہرام نے سپر پر روک
کے شمشیر آبدار اُسکے سر پر لگائی ہر چند عبدالعزیز نے سپر اُٹھائی لیکن تلوار سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو اُتر آئی عبدالعزیز
نے دستانہ مارا شمشیر آبدار سر سے نکل گئی عبدالعزیز کا حال غیر ہوا ہزاروں جوانان لشکر یہ رنگ جنگ دیکھکر گھبرائے
فوراً جوانوں نے اپنے مرکب اُٹھائے درمیان میں بہرام گرد اور عبدالعزیز کے آئے خود بہرام گرد سے
لڑنے لگے اکثر سوار عبدالعزیز کو وہاں سے لے گئے عبدالعزیز بھی بیہوش ہوگیا ہنوز عبدالعزیز ہوشیار
نہ ہوا تھا کہ ملک اجروکیہ لڑتا ہوا سامنے لندھور کے آیا لندھور نے بڑھکے اُس سے مقابلہ کیا ملک
اجروکیہ نے بصد عجلت تیغہ آبدار سر لندھور پر مارا لندھور نے تیغہ سپر پر روک کر وہی ہلکا گرز یہ نعرہ
کرکے فرق ملک اجروکیہ پر مارا شعر منم صاحب عمود و جانشین حمزہ ورگردان ✤ منم لندھور
بن سعدان شجاع و رستم دوران ✤ ہر چند ملک اجروکیہ نے سپر چہرہ و سر کی پناہ کی لیکن سپر سے
گرز رُک نہ سکا سر پر پڑا مغز سر کا کاسۂ سر سے باہر نکل پڑا اور کاسۂ سر ریزہ ریزہ ہوگیا فوراً زمین پر گر کے
ہلاک ہوگیا فوج یہ واقعہ دیکھکر بے دل ہوکر بھاگی جوانان لشکر عبدالعزیز اور داراب شاہ کو بصد خرابی لیکر
بھاگے وقت بھاگنے کے ہزاروں کفار غازیان اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوئے اُسی وقت الیاس ہندی
وزیر ملک اجروکیہ خدمت لندھور میں دست بستہ حاضر ہوکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور لندھور اور
بہرام کو اپنے ہمراہ دارالامارۂ شاہی میں لے گیا اور بصد عزت و حرمت بٹھاکر زندان میں گیا اور شہیال
ہندی اور عادل شیر دل اور فاضل شیر دل و جیپور ہندی وغیرہ جس قدر سرداران لندھور قید تھے سبکو
رہا کرکے پاس لندھور کے لایا لندھور الیاس ہندی سے خوش ہوا پھر ہر ایک سردار لشکر نے شہیال
سے معانقہ کیا اور ہر ایک کو موافق رتبے و مرتبے کے اپنے قریب بٹھایا علاوہ اہل دربار کے جملہ خاص و عام
شہر مسلمان ہوئے مسجدیں تیار ہونے لگیں لندھور نے حکم دیا کہ جلد بزم عشرت آراستہ ہو بموجب
حکم بزم عیش آراستہ ہوئی ساقیان گلرخسار کشتیاں شراب کی لیکر حاضر ہوئے پھر دور جام مئے ناب چلنے
لگا ہر ایک سردار وغیرہ دربار میں شراب پینے لگا نازنینان حورو بزم میں حاضر ہوکر ناچنے لگیں اور غزلیں عاشقانہ
گانے لگیں ہر سمت سے صدائے تہنیت فتح آنے لگی اُسی روز لندھور نے ملکۂ جہان افروز سے اور بہرام
نے ملکۂ مہر افروز سے عقد نکاح کیا اور ہمبستر ہوئے بطن جہان افروز سے فرہاد خان یکضربی پسر
لندھور پیدا ہوگا اور شکم مہر افروز سے معظم خان بن بہرام تولد ہوگا انشاءاللہ حال انکا لکھا جائیگا
غرض بعد عقد نکاح لندھور اور بہرام نے سُنا کہ داراب شاہ ہندی اور عبدالعزیز ہندی بمقام
سنگ سران میں بھاگ کر گئے ہیں چونکہ بعد فتح کرنے اجروکیہ کے فوج ملک اجروکیہ کہ گھٹنا گیا سامالا کم

تھی اور سب مردمان لشکر مسلمان ہوئے تھے لندھور اور بہرام نے قیصر سوداگر کو خلعت و انعام کثیر دے کر
اور رخصت کر کے وہی سات لاکھ فوج ہمراہ لیکر سمت جابے قیام دار اب شاہ اور عبد العزیز روانہ ہوئے
حال آنکا انشاء اللہ آیندہ لکھا جائیگا

داستان جانا عفریت و ملعونہ کا طلسم زر افشان سلیمانی مین اور قتل ہونا دونون کا دست امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے پھر عقد ہونا حمزۂ صاحبقران کا ملکۂ آسمان پری سے اور آنا دیو بیداد کا

فتح کنندگان مراحل طلسم سخن و زینت دہندگان عروس افسانہ کہن اس داستان مسرت نشان کو اس طرح
بیان کرتے ہین کہ حمزۂ صاحبقران بزم عشرت مین بیٹھے ہوئے گانا سن رہے تھے اور شہپال بن شہرخ
و جملہ دیو و پریزاد سرافراز و ممتاز بھی بزم عشرت مین بیٹھے ہوئے نازنینان پریزاد کا گانا سن رہے تھے گلستان
ارم مین تو سامان عیش و عشرت تھا لیکن عفریت نابکار ملول و غمگین تھا ایک روز عفریت نے اپنی مادر
ملعونہ جادو سے پوچھا ذرا دیکھیے تو ہماری زندگی کب تک ہی ملعونہ نے کہانت کے طریقہ سے بعد فکر و
غور کہا ای فرزند بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ تیری دو ہزار برس کی عمر تھی اب عمر تیری تمام ہونے کو ہی سوائے
دو ہزار برس کے زیادہ عمر تیری ثابت نہین ہوتی ہی عفریت نے اشکبار ہو کے پوچھا کیا اب مین مر جاؤنگا ملعونہ نے
جواب دیا بظاہر تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہی کہ حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے تو قتل ہو جائیگا عفریت نے
پوچھا اب مین کیا تدبیر کرون کیونکر جان اپنی اس آدمزاد سے بچاؤن ملعونہ نے کہا طلسم زر افشانی سلیمانی
مین چلا جا شاید وہان جان تیری بچ جاے عفریت نے کہا ای مادر مہربان تم بھی میرے ساتھ چلو ملعونہ نے
کہا ای فرزند مین ہمراہ تیرے ضرور چلونگی عفریت نے کہا ابھی چلیے ایک لحہ یہان نہ ٹھہریے مبادا میری قضا یہان
آجاے آدمزاد اگر مجھکو قتل کر ڈالے تو غضب ہو ملعونہ بموجب کہنے اپنے فرزند کے اٹھی اور ہمراہ اپنے پسر کے
چلی بعد قطع راہ عفریت اپنی مادر کے ہمراہ داخل طلسم زر افشان سلیمانی ہوا یہ خبر سنکر دیو تندک و دیو فیل
جلد تر خدمت شہپال بن شہرخ مین حاضر ہوے اور مجرا گاہ پر کھڑے ہو کر بعد مجرا کرنے کے دعاء ثناے شاہی
بجالا کر اس طرح عرض کرنے لگے اشعار

گشتہ مزرعۂ بخت تو پذیرا و نمو	تار تحویل نل خاک زر جو گردد ہٹا	تار بون از عمل نامیہ مانند مہمل
تو بروق ماختہ از علم جواز علم و عمل	تا بحدے کہ جرندش بمیان جوی و گل	لبعدم حصم درون خستہ جو در لتوبہ گناہ

ای شہنشاہ عالیجاہ فلک بارگاہ اسوقت عفریت نابکار خوف تیغ شعلہ بار
حضور سے بھاگ کر طلسم زر افشان سلیمانی مین گیا ہی یقین ہی کہ اب اس طلسم سے نکل کر ملازمان حضور
سے مقابلہ نہ کرے دیو تو یہ عرض کر کے چلے گئے شہپال نے جانب حمزۂ صاحبقران دیکھا امیر باتوقیر
نے کہا آپ کچھ فکر نہ فرمایے انشاء اللہ مین اسے طلسم زر افشان سلیمانی مین جا کر قتل کر دونگا اس دشمن کو
زندہ نہ چھوڑونگا فقط آپ طلسم زر افشان سلیمانی تک مجھے پہنچا دیجیے مین طلسم مین داخل ہو کر اس نابکار
کو نذر تیغ آبدار کر دونگا اگر آپ کا دل چاہے تو دو نہ نقیب پر مع لشکر براے سیر و تفریح دل تشریف رکھیے گا
جب مین اول نعرہ کرون تو خیال فرمایے گا کہ عفریت کی ضرب سے مین بچا اور جب دوسرا نعرہ کرون تو جانیے گا
کہ مین نے اسپر تلوار لگائی اور جب تیسرے نعرہ کی آواز سنیے گا تو سمجھ جایے گا کہ مین فتحیاب ہوا عفریت
قتل ہوا شہپال بن شہرخ نے کہا عفریت بھاگ گیا ہی اب اسکے قتل کرنے کے واسطے طلسم مین جانا چندان

ضرور نہیں ہی علاوہ اسکے تمھاری مفارقت مجھکو گوارا نہیں ہی امیر با توقیر نے کہا انشاء اللہ میں طلسم کو فتح کرکے اور عفریت
کو قتل کرکے جلد آؤنگا شہپال گفتگوے حمزۂ صاحبقران سُنکے مجبور ہوا آخر اُسی وقت سامان چلنے کا کیا گیا بعد درستی
سامان کے سات لاکھ دیو و پریزاد کو ہمراہ لیکر مع حمزۂ صاحبقران جانب طلسم زرافشان سلیمانی روانہ ہوا
قریب طلسم زرافشان سلیمانی کے پہونچکے کوہ زہر فہرہ پر قیام کیا چونکہ ہنگام شب تھا
واسطے فتاحی طلسم کے نہ گئے تمام شب سیر صحراے سبزہ زار اور کوہ زہر فہرہ کی سیر کیا کیے لطف بے اندازہ اٹھایا
کیے جب وہ وقت آیا کہ فتاح طلسم سیاہی شب طلسم زرافشان مشرق سے عیاں ہوا ظلمت شب دور ہوئی
جہان پر نور ہوا **ابیات** وہ وقت آیا کہ شب مثل رخ یار ٭ ہوئی پوشیدہ مشتاقوں سے اکبار ٭ فروغ صبح
پھیلا جیسے دامن ٭ صدا دینے لگے مرغان گلشن ٭ امیر با توقیر بعد پڑھنے نماز سحر کے شہپال بن شہرخ و دیگر دیو
و پریزاد سے رخصت ہوکر بسم اللہ کہکے کوہ سے اُترے اور ایک جانب صحراے سبزہ زار میں روانہ ہوئے راہ میں عجائب
و غرائب دیکھتے ہوئے گلہاے خودرو کی سیر کرتے ہوئے قدرت رنگارنگ پروردگار مشاہدہ کرتے ہوئے چلے جاتے
تھے کسی جگہ ٹھہر جاتے تھے اور پھر آگے بڑھتے تھے یہاں تک کہ شام ہوئی تاریکی محیط عالم ہوئی اسوقت حمزۂ
صاحبقران نے بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ میں زیر کوہ زہر فہرہ کھڑا ہوں امیر با توقیر نہایت متحیر ہوئے
اور خیال کرنے لگے کہ میں نے تو صبح سے شام تک صحرانوردی کی تھی اسوقت جو خیال کرتا ہوں تو یہ وہی مقام
ہی جہاں سے روانہ ہوا تھا یہ خیال کرکے امیر با توقیر نے بالاے کوہ دیکھا کہ لشکر شہپالی اُترا ہی امیر با توقیر
بالاے کوہ تشریف لے گئے اور شہپال سے تمام حال بیان کیا جب صبح ہوئی پھر حمزۂ صاحبقران ہر
ایک سے رخصت ہوکر جانب در طلسم زرافشان سلیمانی بعد حیرانی روانہ ہوئے دن بھر صحرانوردی
کیا کیے شام کو پھر زیر کوہ اپنے تیئں دیکھکر متحیر ہوئے غرض اسی طرح تین روز برابر حمزۂ صاحبقران نے
بادیہ پیمائی کی اور شب کو اپنے تیئں زیر کوہ پایا چوتھے روز عبدالرحمن جنی نے لوح طلسم زرافشان سلیمانی
امیر با توقیر کو لا کر دی اور عرض کیا بغیر لوح دیکھے کوئی کام نہ کیجیے گا حمزۂ صاحبقران لوح طلسم زرافشان
لیکر خوش ہوئے اور شہپال وغیرہ سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوکر جانب در طلسم بسم اللہ کہکے لوح
گلے میں ڈال کے چلے بعد دو پہر راہ طے کرنے کے درۂ طلسم پر پہونچے در طلسم کو عجب نوع سے دیکھا اگر اسکی
تعریف کیجاے تو نہایت طول ہوگا غرض بعد دیکھنے در طلسم کے امیر با توقیر نے ملاحظہ فرمایا کہ قریب در طلسم ایک
اژدر کلاں بیٹھا ہی دبدم اُسکے مُنہہ سے شعلے نکلتے ہیں اور اُن شعلوں کی حرارت سے وہ جگہ گویا کرۂ نار ہی
زمین مانند تابۂ آہن جل رہی ہی ہر ایک ذرہ اُس زمین کا رشک آفتاب ہی زمین پر نام و نشان سبزے کا نہیں
ہی اژدر جسوقت دم کشی کرتا ہی بڑے بڑے سنگ مثل خار و خس کے اپنی جگہ سے حرکت کرکے اُسکے
دہن میں چلے جاتے ہیں اور جسوقت وہ اژدر سانس لیتا ہی ایسے شعلے اُسکے دہن سے نکلتے ہیں کہ اگر شعلہ ہاے
نار سقر بھی اُن شعلوں کے قریب آئیں تو کیا عجب ہی کہ جل جائیں حمزۂ صاحبقران برکت لوح سے ہلاک
تو نہ ہوئے لیکن حرارت شعلہ ہاے اژدر سے نہایت پریشان خاطر ہوئے تشنگی اور گرسنگی سے عجیب
حال ہوا اُسوقت بحکم خالق کون و مکان حضرت خضر علیہ السلام حمزۂ صاحبقران کے پاس تشریف لائے
حمزۂ صاحبقران نے سلام کیا اُن حضرت نے جواب سلام دے کر پانی پلایا اور ایک کلچہ دے کر فرمایا
کہ جب خواہش طعام ہو تو اسی کلچہ کو کھانا سیر ہو جاؤگے جس روز یہ کلچہ ہو جائیگا اُسی روز پردۂ قاف

سے تمھارا جانا ہوگا یہ کہکر حضرت خضر نظر سے پنہان ہو گئے امیر ما تو قیر نے کلمہ طیبہ پڑھا اور پانی پی کر لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا ای طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہ جو اژدر آتش فشان نظر آتا ہی یہی دہنہ طلسم کا ہی بے خوف خطر یہ اسم ورد زبان کر کے دہن اژدر میں کود پڑ جو کچھ نظر آئیگا دیکھنا امیر ما تو قیر بموجب حکم لوح آگے بڑھکر دہن اژدر میں کود پڑے تھوڑی ہی دیر تک غلطان اور پیچان دہن اژدر میں چلے گئے اور آنکھیں امیر ما تو قیر کی بند ہو گئیں جب ایک جگہ حمزۂ صاحبقران ٹھہرے آنکھیں کھولکر جو دیکھا تو عجب صحرا ہے ہولناک اور وحشت افزا ہی سراسر آفت خیز دیٹھیلا ہی ہر ایک خار خونخوار ہی ہر ایک قدم پر نشان صدمۂ آزار ظاہر ہیں خیال خبر وہ راہی دشت وحشتناک نہیں سکتا ہی سمند وہم سبک رو قیامت تک بھی دشت کو طی نہیں کر سکتا ہی ایسا ویران ہی کہ انسان تو کیسے چرند و پرند بھی کوئی نہیں ہی دمبدم بگولے اُٹھتے ہیں صحرا سے بھاگ کر جانب فلک جاتے ہیں ہوا گرم چلتی ہی ذرا بھی نہیں ٹھہرتی ہی خوف سے جلد گزر جاتی ہی زمین حرارت آفتاب سے از حد جلتی ہی ایک ایک ذرہ صحرا کا مانند آفتاب چمکتا ہی میدان صحرا عرصہ حشر سے وسیع تر ہی قیامت کا وحشت اثر ہی نظر پردۂ چشم سے بوجہ خوف اور جل جانے کے خیال سے نہیں نکلتی تھی ایسی لون بادیۂ وحشت افزا میں چلتی ہی کہ سایۂ قد جل جانے کے خوف سے جلتی زمین پر ایک جگہ نہیں ٹھہرتا ہی دمبدم زیر قدم چھپتا ہی رنگ سایہ کا بوجہ جلنے کے سیاہ نظر آتا ہی سناٹا صحرا کا رستم دلوں کو ڈراتا ہی ابیات

وہان انسان تو کیا سایہ بھی مفقود
نہ تھا جز التفات فضل معبود
تمازت بر فروغ مہر تابان
مسافر میہمان مرگ ہر آن
یہ عالم دیکھکر گھبرا گیا دل
کہ کانٹے راہ میں تھے وان حائل
بلائیں سیکڑوں اُس جا یہ درپیش
نہیں ہوتی تھی بیتابی کم ڈیپا
کہیں شعلہ فشان غول بیابان
کہیں تھے نیشتر خار مغیلان
غبار سدرہ وان چھایا ہوا تھا
بیابان میں ہر اک سو تھا اندھیرا
ابھی تھا دن ابھی شب کا گمان تھا
بدلتا رنگ کیا کیا آسمان تھا

غرض بہ ہزار دقت حمزۂ صاحبقران آگے بڑھے دیکھا ایک شجر خشک میں ایک زن بدصورت بند ھی ہی امیر ما تو قیر نے اُسکے قریب جاکر پوچھا اے عفریت کہاں ہی زن بدصورت نے ترش رو ہو کر جواب دیا کہ اے شخص مجھکو معلوم تو ہی مگر میں تجھے وہاں تک لیجا نہیں سکتی امیر ما تو قیر نے پوچھا کیا سبب ہی اُسنے پھر برہم ہو کر جواب دیا کہ شاید تو اندھا ہی ارے نہیں دیکھتا کہ میں بندھی ہوئی ہوں کیونکر تیرے ہمراہ چلوں امیر ما تو قیر نے اُسے درخت سے کھولدیا وہ عورت آگے چلی حمزۂ صاحبقران اُسکے ساتھ پیچھے پیچھے روانہ ہوئے بعد تھوڑی دیر کے وہ عورت ایک ایسی جگہ پہونچی جس جگہ آٹھ دیو بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تھے اُس عورت نے دیووں سے باآواز بلند کہا ارے کیا بیٹھے ہوئے شیخی کر رہے ہو غضب ہوا فتاح طلسم داخل طلسم ہو گیا میں اُسے بہ مکر و فریب یہاں تک لائی ہوں جلد اُٹھکر اسے قتل کرو لوح طلسم چھین لو ساحران دیو صورت یہ تقریر اُس زن پر تزویر کی سنکے اُٹھے اور بزار شمشاد اور ارہ پشت نہنگ اُٹھا اُٹھاکر حملہ ور ہوئے حمزۂ صاحبقران بھی عقرب سلیمانی کھینچکر لڑنے لگے دیووں کو قتل کرنے لگے ہر چند امیر ما تو قیر نے تا دیر شمشیر زنی کی اور بہت سے دیو قتل کیے لیکن دیو بڑھتے گئے غور سے جو امیر ما تو قیر نے خیال کیا تو معلوم ہوا کہ ایک دیو قتل ہوتا ہی اور چار اور پیدا ہوتے ہیں تھوڑی دیر میں تین ہزار ساحران دیو صورت پیدا ہوئے اور چار جانب سے امیر ما تو قیر کو گھیر کر لڑنے لگے اُسوقت امیر ما تو قیر متردد ہوئے اور جلد لوح پر نظر کی لوح سے ثابت ہوا ای طلسم کشا اگر قیامت تک اسی طرح لڑیگا تو بھی دیو قتل نہ ہونگے بلکہ بڑھتے جائینگے جب تک یہ بلا اسمان جادو نام ہے جو سامنے کھڑا ہی قتل نہ ہوگا یہ مرحلہ ہرگز فتح نہوگا تجھے لازم ہی کہ یہ اسم بزرگ

پیکان تیر پر دم کرکے سینہ پر اس ساحر کے جلد لگا اگر تیرے تیر سے بلاسان جادو ہلاک ہوا تو یہ مرحلہ ابھی فتح ہو جائیگا امیر نے
بموجب حکم لوح اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کرکے اور تیر چلہ کمان میں رکھکر کمان کھینچی بہ قدرت پروردگار تیر کمان
سے نکلکر سینۂ بلاسان پر اسطرح پڑا کہ سینے کو توڑ کر پشت سے نکل گیا ساحر زمین پر گرا بعد ایک لمحہ کے تڑپکر
ہلاک ہو گیا اُسوقت آندھی سیاہ آئی شور و غل بلند ہوا ہیر سحر کے فریاد کرنے لگے پھر آواز آئی افسوس مارا مجکو اور
قتل کیا مجکو نام میرا بلاسان جادو تھا بعد چار گھڑی کے وہ غل و شور اور تاریکی دفع ہوئی امیر بانو قیر نے
دیکھا فقط ایک لاش اُس ساحر کی پڑی ہی اور ہزاروں تختے کاغذ کے زمین پر پڑے ہوئے ہوا سے اُڑتے
ہیں حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا یہ کاغذ کے وہی ساحر ہیں جو مجھے گھیرے ہوئے تھے اور مجھسے لڑتے
تھے یہ خیال کرکے امیر بانو قیر آگے بڑھے حرارت آفتاب و دیگر آفتیں سحر کی ساحر کے ہلاک ہونے سے دفع ہو گئیں
جب امیر بانو قیر نے تھوڑی سی راہ طے کی دور سے ایک قصر نظر آیا بغور جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ قصر میں دو پنجرے آہنی
لٹک رہے ہیں قصر میں کوئی نہیں ہی اور پنجروں میں انسان بند ہیں جب حمزۂ صاحبقران قریب قصر
پہونچے ایک پنجرے میں سے ایک شخص نے باواز پکار کے کہا السلام علیک ای حمزۂ صاحبقران امیر بانو قیر
نے جواب دے کر پوچھا تم کون ہو ستے تمھیں پنجرے میں بند کیا ہی اُسنے کہا میں جنو و سبز قبا ہوں
بھائی سہشیال بن شہرخ کا عفریت ما نے مجھے اور ریحانہ پری کو گرفتار کرکے اس طلسم میں اسیر
کیا ہی حمزۂ صاحبقران نے خوب پہچان کر عکس لوح کا دونوں پنجروں پر ڈالا قفس دونوں معدوم
ہو گئے اہل قفس رہا ہو گئے جنو و سبز قبا رہا ہو کر کہنے لگا آپ نے مجھپر نہایت احسان کیا اس قید سے
رہا کیا یہ کہکر جنو و سبز قبا ریحانہ پری کو لیکر چلا گیا امیر بانو قیر بعد جانے ریحانہ پری اور جنو و سبز قبا کے
آگے بڑھے بعد بہت راہ طے کرنے کے ایک تالاب نظر آیا درمیان تالاب کے دیکھا کہ ایک میل نصب
ہی اور اُس میل پر ایک پتلا فولادی گردش کر رہا ہی مثل پھرکی کے گھوم رہا ہی پانی تالاب کا اُسکے گھومنے
سے بڑھتا ہی امیر بانو قیر حمزۂ صاحبقران نے بغیر دیکھے لوح کے ہوش سے کمان لی اور ترکش سے
تیر نکالا پھر تاک کر اُس پتلے کو تیر مارا پتلا تیر سے اُڑکے پانی میں گرا اور پانی میں گردش کرنے لگا اُسکے گردش
کرنے سے اسقدر پانی بڑھا کہ حمزۂ صاحبقران کے قریب آ گیا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے گھبرا کر
لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا غضب کیا تو نے بغیر دیکھے لوح کے پتلے پر تیر مارا اگر اس
پانی سے تیرا کوئی عضو بھی تر ہو جائیگا تو ابھی تو مثل پانی کے بہ جائیگا لوح کچھ کام نہ آئیگی اس پانی سے ہرگز
نہ بچا ہیگی اب بہتر یہی ہی کہ جلد تر اس اسم جلیل کو تیر پہ دم کرکے پتلے کو تاک کے تیر لگا اگر پتلے پر تیر پڑا
تو یہ مرحلہ بھی فتح ہوا اور نہ تو پانی ہو کر کوئی دم میں بہ جائیگا غرق دریاے فنا ہو جائیگا امیر بانو قیر نے بہ حکم لوح
سے با اسم جلیل جلد پیکان تیر پہ بہ تعداد معین دم کرکے اُس پتلے کو تاک کے تیر لگایا بہ قدرت خالق بحر و بر
تیر اُس پتلے پر ایسا آتشناک پڑا وہ پتلا جل کر خاک سیاہ ہو گیا تالاب کا پانی خشک ہو گیا تاریکی
محیط عالم ہوئی ہوائے تند چلنے لگی ہیر سحر کے غل مچانے لگے پھر آواز آئی افسوس مارا مجکو طلسم کشا نے
نام میرا آبرنز جادو تھا بعد اُس آواز آنے کے تاریکی دفع ہو گئی تالاب کا نام و نشان نظر نہ آیا امیر
نے شکر خدا کیا پھر کلیچہ عطاءِ حضرت خضر علیہ السلام نکالا اور سیر ہو کر کھایا پھر جو دیکھا تو کلیچہ بدستور تھا امیر بانو قیر
نے کلیچے کو اپنے پاس رکھکر پانی کی جستجو کی ایک چشمہ نظر آیا امیر بانو قیر نے لوح کو دیکھا لوح سے معلوم ہوا

کہ اس پانی کے پینے سے اور ہاتھ اُس پانی مین ڈالنے سے کچھ ضرر نہوگا یہ چشمہ اصلی ہی امیر باتوقیر نے چشمہ سے پانی لیکر پیا
اور منہ دھویا بعد ہاتھ اور منہ دھونے کے امیر عالی وقار آگے بڑھے ناگاہ صداے نقارہ کان مین آئی امیر باتوقیر اور
آگے بڑھے ایک قصر نظر آیا جب امیر عالی وقار اُس قصر مین گئے نقارہ نواز تو کوئی نظر نہ آیا لیکن دیکھا کہ عفریت
نابکار فرش پر غافل سو رہا ہی امیر باتوقیر نے نوک خنجر پاے عفریت مین چبھوئی عفریت نے کسی قدر ہوشیار
ہوکے اور آنکھین نیم کھول کے کہا ای حمزہ یہان بھی مجھے بہ آرام و راحت سونے نہین دیتے ہو کاٹتے ہو تمھین
مار ڈالونگا اور اس کاٹنے اور خون پینے کا تمسے عوض لونگا حمزۂ صاحبقران نے کہا او نابکار ہوشیار ہو مین
حمزۂ صاحبقران ہون اگر چاہون تو مار ڈالون مگر خلاف شجاعت ہی تو جلد اُٹھکر مجھسے مقابلہ کر ہوس جنگ
دل سے نکال لے پھر یہ عقرب سلیمانی ہی اور تیرا سر ہی عفریت نابکار اُسی غفلت مین تقریر امیر باتوقیر سُنکے
بیدار ہوا اور اُٹھکے ابصد غضب کہنے لگا کہ او آدمزاد مین تیرے خوف سے یہان آکر چھپا تو یہان بھی میری
جان لینے اور مجھے قتل کرنے کو آیا یہ کہکر عفریت نے وار شمشاد اُٹھائی اور بعد قہر و غضب سر پر امیر باتوقیر
کے لگائی امیر باتوقیر نے نعرہ کیا پھر امیر عالی وقار نے وار شمشاد ہر چند سپر پر روکی لیکن گھٹنون تک پاؤن
زمین مین غرق ہوگئے ثابت ہوا کہ سر پر پہاڑ گر پڑا شانہ اور بازو کو کسی قدر صدمہ پہونچا امیر نے ضرب وار شمشاد
روک کر عقرب سلیمانی کھینچکر عفریت پر لگائی ہر چند عفریت نے چاہا وار شمشاد پر شمشیر کو روکون لیکن
عقرب سلیمانی شمشیر لاثانی دار شمشاد کو کاٹ کر کمر پر پڑی عفریت پیچھے ہٹا دو ٹکڑے تو نہوا لیکن نصف
سے زیادہ کمر اُسکی کٹ گئی خون قصر مین بہنے لگا عفریت نے زمین پر گرکے بہ منت کہا ای آدمزاد واسطے
تجکو اپنے خدا کا ایک ہاتھ تلوار کا اور لگا تاکہ اچھی طرح ہلاک ہوجاؤن اس صدمہ و تکلیف سے نجات پاؤن
امیر باتوقیر نے بموجب قسم دینے کے پھر تلوار لگائی مگر نعرہ نہ کیا عفریت کا سر کٹ گیا فوراً تن و سر سوے
فلک بلند ہوگئے بعد ایک لمحہ کے عفریت ہنستا ہوا سامنے حمزۂ صاحبقران کے آیا اور کہنے لگا واہ
کیا تلوار لگائی ہی اب اور ایک ہاتھ تلوار کا لگاؤ لڑنے سے باز نہ آؤ امیر باتوقیر یہ حال دیکھکر نہایت متحیر ہوئے
عفریت نے وہی دار شمشاد اُٹھاکر امیر پر لگائی امیر باتوقیر نے ضرب وار شمشاد سے بچ کر عقرب سلیمانی
کمر پر لگائی عفریت نے تلوار دار شمشاد پر نہ روکی یونہین کھڑا رہا جب تلوار کمر پر پڑی دو ٹکڑے ہوکر زمین
پر گرا فی الفور دونون ٹکڑے زمین سے سوے فلک گئے بعد ایک ساعت کے دو عفریت بنکر سامنے امیر باتوقیر کے
آئے اور لڑنے لگے اب کی مرتبہ امیر عالی وقار نے غضبناک ہوکر دونون پر عقرب سلیمانی لگائی دونون عفریت
بیخوف و خطر اور آگے بڑھے تاکہ اچھی طرح تلوار پڑے جب عقرب سلیمانی دونون پر پڑی چار ٹکڑے ہوکر
زمین پر گرے اور پھر زمین پر تڑپ کے بلند ہوئے اور ایک لمحہ کے بعد چار عفریت ایک ہی شکل اور صورت
کے سامنے امیر باتوقیر کے آئے اور دار شمشاد اور ازدہ پشت نہنگ لے لیکر امیر باتوقیر پر حملہ ور ہوئے
اسی طرح امیر باتوقیر قتل کرتے جاتے تھے اور عفریت چار کے آٹھ اور آٹھ کے سولہ ہوجاتے یہان تک
کہ ایک سو چھپن عفریت ایک شکل اور ایک صورت کے فراہم ہوکر امیر باتوقیر سے لڑنے لگے اور چار طرف
سے امیر باتوقیر کو گھیر لیا اسوقت امیر باتوقیر نے مجبور ہوکر درگاہ خداوند عالم مین یہ دعا کی کہ پروردگارا ان
دیوؤن کے شر و فساد سے مجکو بچا اور اس حال عجیب و غریب کی حقیقت مجھپر کسی طرح ظاہر کر مین بہت متحیر
ہون کہ یہ کیا وجہ ہی کہ عفریت قتل ہوکر بڑھتے جاتے ہین مین انسے کب تک لڑونگا آخر کو تھک کر گر پڑونگا

یہ نابکار مجھے مار ڈالینگے جسدم یہ دعا امیر باتوقیر نے کی فوراً دعا درگاہ خدا مین قبول ہوئی حکم خدا سے حضرت خضر
علیہ السلام قریب امیر عالی وقار کے آئے اور بعد سلام اس طرح ارشاد فرمانے لگے اے امیر باتوقیر تمنے بڑا غضب
کیا پہلے عفریت پر دوسرا ہاتھ تلوار کا بیکار لگایا خیر اب تو جو ہوا وہ ہوا اب تو مناسب ہے کہ سامنے جو کنوان
ہے اُس کنوئین مین کود پڑو چاہ مین مادر عفریت بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہے اُسے قتل کرو اور آگے اُسکے جو
سر عفریت کا رکھا ہوا ہے اُسے اُٹھا لاؤ وہ سر عبد الرحمن جنی کو دینا اور وہ موافق اس عفریت کے
ایک جام بنا دیگا تمھارے کام آئیگا علاوہ اسکے جب ملعونہ کو قتل کرنا تو اُسکے سر مین سے ایک دانہ گوہر
سُلیمانی کا نکلیگا وہ دانہ بھی لے لینا امیر باتوقیر بموجب ارشاد حضرت خضر علیہ السلام جملہ عفریتون سے
لڑتے ہوئے اُس کنوئین تک بصد دشواری پہونچے اور اُس کنوئین مین کود ے ملعونہ جادو بزور سحر
شیر بنکر حملہ ور ہوئی امیر باتوقیر نے عقرب سلیمانی سے اُسے قتل کیا جسوقت ملعونہ جادو قتل ہوئی اسقدر
تاریکی نازل ہوئی کہ جہان تیرہ و تار ہو گیا ہوا ے تند و تیز بہ کثرت چلنے لگی ہر طرف جانب فلک سے گرنے لگی بڑے
بڑے پتھر بھی سمت چرخ سے گرنے لگے شور و غل از حد بلند ہوا پہر بھر کامل یہی حال رہا پھر آواز آئی افسوس
ہزار افسوس طلسم کشا نے قتل کیا مجکو کہ نام میرا ملعونہ جادو تھا بعد اس آواز آنے کے تاریکی ہر طرف
ہوئی شور و غل بھی موقوف ہوا آفتاب نظر آیا روشنی ہوئی امیر باتوقیر نے سر ملعونہ سے دانہ گوہر سلیمانی
نکالا پھر سر عفریت اُٹھا لیا وہ جملہ عفریت جو سحر کے تھے ملعونہ کے قتل ہونے سے سب کاغذ کے
پُتلے ہو گئے غرض امیر باتوقیر جب سر عفریت لیکر آئے حضرت خضر کو نہ دیکھکر چونکہ نہایت تھکے ہوئے
تھے ایک سنگ دراز پر لیٹ کر سو رہے چونکہ صداے نعرہ امیر باتوقیر قریب چولستہ کوس کے جاتی
تھی اسوجہ سے کوہ زہر مہرہ پر دو مرتبہ نعرہ امیر کی آواز سُنکے شہپال بن شہرخ کو تردد ہوا اور متفکر
ہوکے عبد الرحمن جنی سے کہا اے عبد الرحمن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ صاحبقران دست
ساحران سے قتل ہو گئے اگر زندہ ہوتے تو ضرور تیسری مرتبہ نعرہ کرتے کیونکہ یہی کہہ گئے تھے عبد الرحمن
جنی نے عرض کیا آپ مطمئن رہین بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ طلسم فتح ہو گیا اسی وجہ سے امیر باتوقیر نے تیسرا
نعرہ نہ کیا اگر حضور کو میرے عرض کرنے کا یقین نہو تو خود تشریف لیجا کر ملاحظہ کر لین شہپال نے
کہا اچھا چلو مین ضرور چلونگا جب تک امیر کو زندہ نہ دیکھونگا میرے دل کو قرار نہوگا غرض عبد الرحمن
جنی شہپال کے ہمراہ طلسم زر افشان سلیمانی مین آیا چونکہ طلسم ٹوٹ چکا تھا راستہ بخوبی تھا
اور کچھ خوف نہ تھا جب شہپال بن شہرخ راہ طے کر کے وہان پہونچا جس جگہ امیر باتوقیر سو رہے
تھے شہپال امیر کو دیکھکر گھبرایا عبد الرحمن جنی نے امیر باتوقیر کو بیدار کیا شہپال نے خوش
ہوکر امیر باتوقیر کو گلے سے لگایا احوال مرحلات طلسم کا پوچھا امیر باتوقیر نے کل حال بیان کیا پھر امیر
نے عبد الرحمن جنی سے فرمایا یہ سر عفریت کا لیجاؤ کاسہ موافق اسکے بنا لاؤ عبد الرحمن
جنی نے عرض کیا بہت خوب کاسہ بنا کر پیش کرونگا بعد اس گفتگو کے شہپال و عبد الرحمن جنی
نے مال و اسباب طلسمی نکلوایا پھر تمام مال و اسباب طلسم کو لیکر امیر باتوقیر پر زر و جواہر نثار کرتے ہوئے
بصد خوشی و خرمی بارگاہ سلیمانی مین لائے جب قریب تخت کے پہونچے دنگل پر امیر باتوقیر بیٹھے اور بخوبی
دربار آراستہ ہوا شہپال بن شہرخ کچھ عبد الرحمن جنی کے کان مین آہستہ کہکر تخت سے اٹھا

اور بارگاہ سلیمانی سے چلا گیا بعد جانے شہپال کے سب بیٹھے عبد الرحمن جنی امیر باتوقیر کے چہرے پر نظر کر کے مسکرایا امیر باتوقیر نے باعث ہنسی کا پوچھا عبد الرحمن نے خوش ہو کر عرض کیا ای حمزۂ صاحبقران مبارک ہو اب عقد آپ کا ملکۂ آسمان پری کے ساتھ ہوگا ہر چند کہ عہد طفلی سے ملکۂ آسمان پری آپ سے منسوب ہی اور زوجہ آپ کی پردۂ قاف مین مشہور ہی لیکن موافق شرع عقد ہونا بھی ضرور ہی کہ باہم وصل ہو کوئی اولاد پیدا ہو یہ عرض کر کے ترنج خوشبو عین دربار مین سینۂ امیر باتوقیر پر مارا اُسوقت جملہ اہل دربار خوش ہو کر تہنیت دینے لگے حمزۂ صاحبقران نے سنکر عبد الرحمن جنی سے فرمایا ای عبد الرحمن آگاہ ہو تاوقتیکہ مین ملکۂ مہرنگار دختر نوشیروان سے عقد نہ کرلونگا ملکۂ آسمان پری سے نکاح نہ کرونگا عبد الرحمن جنی نے عرض کیا یا امیر باتوقیر یہ پردۂ قاف ہی مالک و حاکم یہان کا شہپال بن شہرخ ہی ملکۂ آسمان پری عہد طفلی مین آپ سے منسوب ہو چکی ہی اول عقد آپ کو ملکۂ آسمان پری سے کرنا چاہیے پھر آپ کو اختیار ہی جس سے چاہے عقد کیجیے گا اگر ملکۂ آسمان پری کے ساتھ بالفعل عقد نہ کیجیے گا تو شہپال آپ کو تاحیات پردۂ قاف سے جانے نہ دیگا اور اگر عقد کر لیجیے گا تو بعد چھ ماہ کے یہان سے چلے جائیے گا وہان جا کر ملکۂ مہرنگار سے عقد کیجیے گا حمزۂ صاحبقران نے گفتگوے عبد الرحمن جنی سنکے دیر تک فکر کی بعد فکر بسیار ارشاد فرمایا ای عبد الرحمن جنی خیر جو کچھ تمنے کہا مجھے منظور ہی جسوقت امیر نے یہ فرمایا عبد الرحمن جنی خوش ہوے نازنینان پریزاد حسب الطلب عبد الرحمن جنی بارگاہ سلیمانی مین آکر ناچنے لگین اور تہنیت دینے لگین مبارکباد گانے لگین اُن نازنینان پریزاد سے ایک نازنین نے یہ غزل شروع کی

غزل

جدائی آپ کو منظور تھی ہمسے اگر پہلے
اُٹھاتے کیوں مصیبت جانتے یہ ہم اگر پہلے
لگایا جسنے دل ہمسے محبت ہمنے کی اُس سے
سفر کرنے سے صاحب کے ہرا ہوگا سفر پہلے

کیے تھے قول اور اقرار یہ کیا جانکر پہلے
وہی غصہ کی باتین ہین وہی قصہ لڑائی ہی
کبھی چاہا نہین ہمنے کسی کو عمر بھر پہلے
گنواتے جان کیون اپنی لگاتے کسلیے دل کو

بڑے ہی بامروت ہین یہ سب معشوق دنیا کے
وہی جھگڑا اکھیڑا ہی جو تھا اٹھون پہر پہلے
لیا گر نام جانے کا تو میری جان جائیگی
تمھاری بیوفائی کی اگر ہوتی خبر پہلے

اُس نازنین نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر حسب دم یہ غزل گائی جملہ اہل بزم شاد و مسرور ہوئے حمزۂ صاحبقران بھی خوش ہوئے غرض اسی طرح شب و روز پردۂ قاف مین بزچہاے عیش و طرب آراستہ ہونے لگین ہر روز نازنینان پریزاد جا بجا بزمہاے عیش و عشرت مین رقص و نغمہ انسی ارمان سے کرنے لگین شہپال بن شہرخ سامان عقد ملکۂ آسمان پری کرنے لگا جب بادشاہان پردۂ قاف کو براے شرکت بزم عشرت نامے لکھے گئے دیو اور پریزاد نامے لیکر روانہ ہوئے ایک نامہ شہپال نے سمندون ہزار دست کو بھی لکھا اُس نامے مین بعد احوال قتل عفریت و ملعونہ جادو کے شہپال بن شہرخ نے تحریر کیا تھا کہ ای سمندون ہزار دست فی الحال میری دختر نیک اختر ملکۂ آسمان پری کی شادی ہی تمکو لازم ہی کہ بمجرد پہونچنے ہمارے نامے کے بخوشی و خرمی آکر شریک بزم عشرت ہو تمکو اپنا مخلص خاص تصور کر کے غرض جب نامہ اس مضمون کا تحریر ہو چکا شہپال نے ایک دیو کو نامہ دے کر فرمایا یہ نامہ سمندون ہزار دست کو جا کر دے آ دیو بموجب حکم نامہ لیکر روانہ ہوا حال اس نامہ کا اور کیفیت سمندون ہزار دست کی تو پھر بھی لکھی جائیگی لیکن اب حال اور نامہ بردونکا لکھا جاتا ہی کہ جب دیو و پریزاد نامے لیکر بادشاہان پردۂ قاف کے پاس پہونچے ہر ایک بادشاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر بعد خوشی مع لشکر کثیر سمت گلستان ارم روانہ ہوا

گلستان ارم مین حمزۂ صاحبقران اور ملکہ آسمان پری کا کپڑے مانجھے کے بیٹھنا ساچق اور جھنڈی کا
ہونا گو کہ یہ رسوم اصل دفتر مین ہر قوم ہنود لئے لیکن کمترین نے موافق قاعدۂ ہندوستان کے انکو لکھا ہی اور بیان
پردۂ قاف کا بصد شوکت آنا غرض یک بزم عشرت ہونا نازنینان پریزاد کا ہر ایک بزم عشرت مین رقص و نغمہ کرنا اور ہر ایک
بزم عشرت کا بہ عنوان شایستہ آراستہ ہونا و دیگر سامان و تکلفات اگر مختصر بھی یہ خاکسار لکھے تو بھی دفتر
مطول ہو جائیگا پس اسی وجہ سے کل حال تحریر نہین کیا اور بیان کرنا حالات کا حوالۂ قصہ خوان کر دیا گیا غرض
جب روز برات کا آیا زیادہ تر ہر طرف سامان عشرت ہوا ہر طرف گلستان ارم مین صدہا بلکہ ہزارہا محفلین
علے قدر مراتب دیو و پریزاد کی آراستہ ہوئین ہر ایک بارگاہ و خیمہ مین دیو و پریزاد بصد خوشی بیٹھکر نازنینان پریزاد کا
ناچ دیکھنے لگے مےکشی بصد خوشی کرنے لگے صدائے نغمۂ نازنینان پریزاد تا فلک جانے لگی ہر سمت سے صدائے
تہنیت و مبارکباد آنے لگی ہر چند کہ کثرت دیو اور پریزاد کی گلستان ارم مین اسدرجہ تھی کہ ہزارہا فرسنگ تک
دیو اور پریزاد ہی نظر آتے تھے اور قدم گاوزمین انکے بار سے تھراتے تھے لیکن کوئی دیو اور پریزاد ایسا نہ تھا کہ رقص
نازنینان پریزاد نہ دیکھتا ہو اور مےکشی نکرتا ہو اور اغذیۂ لطیف نہ کھاتا ہو جس جگہ دس دیو یا پانچ پریزاد بھی خیمہ مین بیٹھے
تھے انکے سامنے بھی علے قدر مراتب نازنینان پریزاد رقص کرتی تھین اور ملازمان شہپال انکی خاطر و ضیافت اور
مہمانی بہ عنوان شایستہ کرتے تھے اگر کوئی دیو یا پریزاد کسی شی کو طلب کرتا تھا ملازمان شہپال فی الفور دیتے
تھے روشنی ہر ایک بارگاہ و خیمہ مین اور ہر ایک مقام پر دو جانب اسدرجہ تھی کہ وہ شب شب برات سے زیادہ پر نور تھی
نہین نہین وہ روشنی گلستان ارم مین شب عقد امیر سے ایسی تھی کہ غیرت دہ تجلی طور تھی آنکھین اندھون کی
بھی کثرت روشنی سے روشن ہو گئین تھین شکلین دیو سیاہ کی فرط ضیا سے پر نور ہو گئین تھین ظلمت شب کافور
ہو گئی تھی زمین پردۂ قاف کثرت روشنی شمع و چراغ سے پر نور ہو گئی تھی ہر ایک ذرہ زمین کا غیرت آفتاب بنا
تھا ہر ایک راستہ گلستان ارم کا رشک کہکشان تھا ہر چراغ کوکب تابان سے زیادہ تر منور تھا اور
ہر ایک شمع محفل ماہ سے بدرجہا زیادہ ضیا بار تھی زمین پردۂ قاف بہ طعن و تشنیع فلک سے یہ کہتی تھی کہ اے
پیر فلک ذرا جھلک کر دیکھ آج اسقدر شمع و چراغ یہان جلوہ گر ہین کہ تجھپر ستارے بھی اسقدر نہونگے اور آج
مین کثرت روشنی سے اسدرجہ پر نور ہون کہ تو بھی کبھی ضیائے مہر و ماہ و کواکب سے روشن اور منور نہوا ہوگا
فلک پیر تقریر زمین سنکے بجائے خود یہ کہتا تھا کہ زمین پردۂ قاف فی الواقع سچ کہتی ہی آجکی شب گلستان ارم
مین تاریکی کا نام و نشان بھی نہین ہی کبھی زمین پردۂ قاف گنبد گردون سے یہ کہتی تھی کہ اے فلک تو اپنے
خیمۂ کہنہ پر مغرور نہو یہان کرورہا بارگاہ و خیام تحفہ کہ دو تیرے خیمہ سے بلند و بہتر استادہ ہین تیرے
خیمۂ زنگاری کے سامنے انکی کیا اصل ہی غرض کہان تک احوال کثرت دیو اور پریزاد و کیفیت جملہ محفلون
کی وہ حال روشنی و آتشبازی وغیرہ لکھون بہتر یہی ہی کہ اب ذکر بڑھانے عالم کو ترک کرکے بڑھانے
کا کچھ حال رقم کرون مراد بزم خاص سے یہ ہی کہ دو محفلین ہین ایک بزم مین حمزۂ صاحبقران
دولہا بنے ہوئے سر پر سہرہ زرتار باندھے ہوئے خلعت شاہی زیب تن کیے ہوئے مسند زرین پر
بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہوئے تھے گرد اشقوے جنی دار شوے جنی و دیو اکوان و دیو سیاہ
و طوفان کاس و اکثر شاہ و شہریار پردۂ قاف علے قدر مراتب بیٹھے تھے بزم عشرت جملہ دیو اور پریزاد
معزز و ممتاز سے مملو تھی ساقیان گلرخ و گل پیرہن خوشرو و غنچہ دہن بصد عشوہ و ناز جامہائے بلورین مین مے ناب

اہل بزم کو بلاتے تھے نازنینان پریزاد خورشید جمال عدیم المثال غنچہ دہن و رنگین پیرہن بہ ہزار ناز و انداز ناچتی تھیں اور غزلیں عاشقانہ گاتی تھیں مطربۂ فلک اُنکے رقص و نغمہ سے خجل اور شرمندہ ہوتی تھی وہ بزم عشرت اس تکلف سے آراستہ تھی کہ بزم جمشید بھی مثل اُسکے کبھی آراستہ ہوئی ہوگی کثرت روشنی سے بارگاہ سلیمانی قبۂ نور معلوم ہوتی تھی کیونکہ ایسے کنول وغیرہ روشن ہین کہ بموجب بیت ہانڈیان جھاڑ کنول اس نور کے ۞ روشنی مہر و مہ جنپر نثار ۞ علاوہ روشنی کے تکلفات بزم کا کیا بیان ہو وہ پریزادون کا بزم مین یمین و یسار بیٹھنا وہ گلدستون کی بزم مین کیفیت وہ نازنینان پریزاد کا گانا اور ناچنا عبد الرحمن جنی وغیرہ کا حمزۂ صاحبقران کی جانب سے انتظام کرنا وہ دمبدم دورۂ جام سے گلگون ہونا لائق دید تھا دوسری بزم خاص مین ملکہ بمثل ماہ شب چہاردہ جلوہ افروز تھی گرد صدہا بلکہ ہزارہا خواتین ذیوقار پریزاد گلرخسار و رنگین پیرہن بیٹھی تھیں بزم خواتین پریزاد کے حسن خداداد سے پرنور تھی گویا ایک باغ حسن و جمال بیمثال نادر تمثال گلستان ارم مین دیکھنے والون کو نظر آتا تھا حسینان پردۂ قاف کا جماؤ تھا حوران باغ جنان تحسین دیکھکر اُنکے حسن پر رشک کرتی تھیں اور اُن سب نازنینان پریزاد کے حسن کی تعریف مین یہ اشعار مناسب ہین لکھا

حسن ایسا کہ جیسے ماہ شب چار دہم
یاد کرتی ہی رہی دامن مژگان کی جھپک
بعد وہ قہر کہ سینے مین ہون جسکی ہر لہر
کھیل جاوے دہن کالا جو ڈسے اُنکی لٹک

یک بیک دیکھے تو رہجاے وہ یک چند جھجک
زلفین یون چہرے پہ بکھری ہوئی ناگے ہین ڈنی
دل ڈبو دینے کو عشاق کے دریائے اُمنگ
رنگ رخسار سے شرمندہ ہو کندن کا رنگ

چہرون مین ایسی ہی گرمی کہ تپش نور جیسے
جس طرح ایک کھلونے پہ ہین دو بالک
ناگنی پیچ وہ ایسے کہ نہ مانگے پانی
آگے غبغب کے خجالت زدہ سونے کی ڈلک

ہر ایک نازنین پریزاد خوبی و حسن مین بے نظیر تھی عجب وہ بزم بے عدیل زیر چرخ فلک پر تھی ملکۂ آسمان پری کو نازنینان پریزاد نے دُلھن بنایا تھا ملبوس عروسی پہنایا تھا مسند زرتار پر بخوبی بناؤ سنگار کرکے بٹھایا تھا یعنی پیشانی نورانی پر افشان چنی آنکھون مین سرمہ و دنبالہ دار لگایا تھا حنا دست و پاے نازک مین ملی تھی ملبوس تن مین عطر سہاگ ملا تھا زلفین عنبرین سنواری تھیں زیور جواہر نگار بہ تفصیل و زیبا یب پہنایا تھا گھونگھٹ مین رخ ملکۂ آسمان پری نہان تھا اُسوقت حسن و جمال ملکۂ آسمان پری زیب و زینت سراپا سے دوچند تھا نازنینان پریزاد حسن و سراپاے ملکۂ آسمان پری پر نظر کرکے خوش ہوتی تھیں کیونکہ حسن سراپاے ملکہ کا زینت سے یہ عالم تھا

اشعار

ہزار دن دیکھ کے شکل کلیم تھے مشتاق
صراحیون کو ہی سانچے مین نور کے ڈھالا
کہ جالدار قنادیل نور تھی محرم
کہ ملک حسن کے سرکش تھے دونون وہ اگا
جگر کو تھام کے ہاتھون سے رہ گئے لاکھون
شناور عشق کے دریا کا سیکڑون ڈوبا
سوا خدا کے کسے علم غیب ہو معلوم
حجاب مانع ہے اور سدرہ ہی شرم و حیا
وہ ساق سیمین تھی پاکیزہ نور کی صورت

لبون پہ تھا مسی و پان سے کچھ عجب عالم
گلوے نور تھا وہ شمع طور سے زیبا
اب آگے کیا کرون تعریف غیر محرم ہون مین
وہ اُس مین سیمتن تھین کافوری دونون جلوہ نما
کہ دو وہ ایلچی جوبن کے اُسکے تھے آگے
جب اُسکے اُس شکم صاف و نرم کو دیکھا
نہ پایا اُسکی کمر کا کسی نے جبکہ نشان
کمر ہے اُسکی مگر اس زمانے مین عنقا
جلادے مردے کو ٹھوکر سے جس مین یہ قدرت
پری کی شکل وہ اُس حور کے تھے سب اعضا

دہان شعلہ ہو جس طرح سے تہ و بالا
وہ گول ساعد و بازو جو دیکھے سو یہ کہے
جو ہوے محرم راز اُس سے جا صاف کہا
نقابدار زرہ پوش یا کمرٹے تھے دو
دکھاتے شان تھے اپنی لیے ہوئے برچھا
وہ ناف اُسکی تھی گرداب بحر حسن جہان
تو عقل گم شدہ اس طرح سے ہوئی گویا
اب آگے ہوتی ہے تعریف مین بھی گستاخی
کہ پھر ہری رستمون کو آئے ذکر سن اُسکا
فلک پہ کاہش غم سے ہلال بنکے چھپے

جو دیکھے بدر منیر اُسکا ایک ناخن پا
خود کر اُس قد موزون کا باغ خلد مین آئے

مرصع زیور و پوشاک فاخرہ پہنے
تو سرنگون ہو خجالت سے قامت طوبا

جو دیکھے اُسکو ملک کہہ اُٹھے وہ صل علے
روبروے ملکۂ آسمان پری نازنینان

پریزاد بصد ناز و انداز اس طرح ناچتی تھین کہ بسطریہ فلک بھی آنکے رقص کو دیکھکر کان پکڑتی تھی اکثر نازنینان پریزاد ساقی گری کرتی تھین بزم عشرت مین نازنینان پریزاد کو شراب پلاتی تھین غرضکہ عجب صحبت رقص و میکشی کی تھی کہ کسی نے کبھی نہ دیکھی تھی نہ سنی تھی اشعار

ہین سامان بزم مہ جبینان

صدائے قلقل کی شیشون کے دہن سے
کسی کے لب پہ کب سنتا ہون ایسی
نہ کچھ باقی رہے جو روبرو ہو
لبالب بھر رہا ہی اسکو مو سے

کسی کے لب سے چسپیدہ لب جام
کوئی گویا کہ جو ٹپکا دہن مین
کسی بیتاب کے لب پر کہ ساقی
کسی کے ہاتھ مین دامان ساقی

کسی جا لطف بزم نازنینان
کوئی بیہوش محو خواب آرام
بلا ہم صحبتانہ انجمن مین
نہ ایسا ہو کہ ہم رہجائین باقی
کہین غل ہم بھی ہین مہمان ساقی

کوئی مسرور فیض انجمن سے
کوئی نادم کہ توبہ مین نے کیون کی
کسی کو حوصلہ خالی سبو ہو
ہتھیلی پر کوئی ساغر کو رکھے

بیان کیفیت بزم نازنینان

پریزاد مین زبان قاصر ہی خاموش رہنا باعث آبرو ہے مختصر یہ ہی اسی عیش و عشرت مین جب رات زیادہ آئی شہیال بن شہرخ و دیگر شاہان پردہ قاف وغیرہ سے نے باہم مشورہ کیا کہ اب عقد پڑھنے کے واسطے دو شخصون کو تجویز کرنا چاہیے تاکہ قبل نصف شب عقد ہونا چاہیے جب یہ خبر امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے سنی فوراً عبد الرحمن جنی کو اپنے پاس بلاکر فرمایا کہ جب تک خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری یہان نہ آئینگے اور عقد میرا نہ پڑھینگے مین ہرگز عقد نہ کرونگا اور وہ فی زمانہ خانہ کعبہ مین ہین اُنکا یہان آنا دشوار ہی عبد الرحمن جنی نے عرض کیا ای امیر با توقیر مجھے معلوم ہی فی زمانہ خواجہ عمرو قلعہ گرجستان مین ہین اُنکا یہان آنا کچھ مشکل نہین ہی کوئی دیو جاکر ابھی اُنھین لے آئیگا یہ عرض کرکے عبد الرحمن جنی نے ایک نامہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کی طرف سے خواجہ کو لکھا خلاصہ مضمون نامے کا یہ تھا کہ ای خواجہ عمرو بمجرد پہونچنے اس نامے کے ہمراہ حامل نامہ ہمارے پاس چلے آنا کچھ خوف و خطر اور کسی طرح کا خیال نہ کرنا جب نامہ تیار ہوا امیر با توقیر نے اُس نامے پر اپنی مُہر کی عبد الرحمن جنی نے جلدوہ نامہ دیو تندک کو دیا اور کہا بہ عجلت تمام قلعۂ گرجستان مین جاکر یہ نامہ خواجہ عمرو کو دینا اور اُنھین بہ آرام تمام لیکر یہان آنا خبردار توقف نہ کرنا دیو تندک نامہ لیکر فوراً روانہ ہوا خواجہ عمرو قلعۂ گرجستان مین ایک جگہ بیٹھے ہوئے طعام تناول کر رہے تھے امیر با توقیر کو یاد کر رہے تھے ناگاہ نوالہ حلق مین اٹکا خواجہ نے کہا عجب نہین کہ کوئی نامہ بر آتا ہو اگر قاصد حمزۂ صاحبقران یہان آئیگا تو مین بھی ضرور ایک عرضی اس مضمون کی لکھونگا کہ ای امیر با توقیر آپ جلد تشریف لائیے ملکۂ مہرنگار آپ کے انتظار مین نہایت بیقرار ہین علاوہ اُسکے ڈیوڑہ برس سے اُس قلعہ کو گھیرے ہوئے ہی ہم سب قلعہ بند ہین اب تک تو مین نے کرورہا روپیہ اور جواہر بیش بہا زنبیل سے نکال کر اور جواہر کو بیچ کر سردارون اور غیر سردارون کی خبر لی مگر اب زنبیل خالی ہوگئی ہی ایک چھوٹی کوڑی بھی نہین ہی زنبیل مین خاک اُڑ رہی ہی محتاج اور فقیر ہوگیا ہون جلد میری خبر لیجیے جسقدر مین نے روپیہ صرف کیا ہی فرد حساب دیکھکر مجھے دیجیے تھوڑا غلہ اور اُس قلعہ مین ہی جب غلہ ہو جائیگا سب آدمی کثرت گرسنگی سے ہلاک ہو جائینگے مین کسی طرف کو چلا جاؤنگا اب روپیہ کہان سے لاؤنگا جو خرید کرکے سب کو کھلاؤنگا اور رشتو مین سے لڑونگا ملکۂ مہرنگار کی حفاظت کرونگا اور اہل لشکر کی خبر لونگا کہانتک مردمان لشکر کو کھانا کھلاؤنگا خصوصاً پہلوان عادی آپ کے برادر کو اکل و شرب سے سیر و سیراب کب تک کرونگا وہ سیکڑون دیگون سے

برنج پختہ نکالکر ایک وقت کھا جاتا ہی اور تھیسیے کہتا ہی کہ ابھی پیٹ نہین بھرا اور کچھ کھلاؤ مین اسکے سیر اور آسودہ ہوسکے
اسقدر طعام کھانے سے نہایت عاجز ہون ایک لشکر کثیر کی تعداد غذائے موافق کھاتا ہی اور پھر پیٹ پیٹ کر کہتا ہی کہ
ہائے بھوک کے مارے دم نکلا جاتا ہی خواجہ عمرو ابھی کھانا کھا رہے تھے او مضمون عرضی لکھنے کا جو تحریر کیا گیا ہی علاوہ اسکے
اور سوچ رہے تھے یکایک فصیل قلعہ پر ایک دیو دراز قامت و مہیب صورت خواجہ کو نظر آیا ہر چند کہ خواجہ دیو کو دیکھکر نہایت
خائف ہوئے لیکن جسارت کرکے پکارے او خبیث تو کیون آیا ہی کیون مجھے گھور کے دیکھتا ہی مین کھانا کھا رہا ہون نظر
لگاتا ہی جا دور ہو دیو تندک گفتگوے خواجہ عمرو سنکے ہنسا پھر بغور شکل خواجہ عمرو کی دیکھکر ڈرا سمجھا یہ کوئی بلا آ
بے درمان ہی یہ سمجھکر دیو تندک کسی قدر ٹھہر کے آگے بڑھا خواجہ عمرو نے خائف ہوکر جلد گلیم اور جال الیاسی زنبیل سے
نکالا اور جلد کھڑے ہوکر جال الیاسی دیو تندک پر مارا دیو تندک خائف تو تھا ہی اب زیادہ ڈر کے پیچھے ہٹ
گیا جال سے بچا خواجہ عمرو نے ادھر ڈر کے گلیم اوڑھ لی دیو تندک خواجہ عمرو کے غائب ہو جانے سے زیادہ تر
خائف ہوا آخرکار ایمان جو بیٹھا تھا کہان چلا گیا مجھے ایک بات پوچھنی ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ کیا پوچھتا ہی
دیو تندک یہ سنکے پریشان و حیران ہوا کہ آواز تو آتی ہی مگر کوئی نظر نہین آتا ہی آخر بعد حیران ہونے کے
دیو تندک نے کہا مین پردۂ قاف سے آیا ہون نامہ حمزۂ صاحبقران کا لایا ہون خواجہ عمرو کے سوا کسی اور
کو نہ دونگا اگر تجھے خواجہ عمرو کے حال سے آگاہی ہو تو مجھے بتا دے کہ وہ کس جگہ ہین خواجہ عمرو نے یہ سنکے خیال کیا
شاید یہ فریب کرتا ہی یہ خیال کرکے خواجہ نے گلیم اوڑھے ہوئے پوچھا نامہ امیر کا کہان ہی لا مجھکو دیدے مین خواجہ
کو دیدونگا دیو تندک نے نامہ نکال کے دینے کو ہاتھ بڑھایا اور خواجہ عمرو نے گلیم سے ہاتھ نکال کر
نامہ لیا سر نامہ پڑھا پھر سر نامہ پر مہر امیر باتوقیر کی دیکھکر سر نامہ کو چاک کیا نامہ نکال کر پڑھا جب مضمون نامہ سے
بخوبی آگاہی ہوئی اور خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ دیو تندک کو امیر باتوقیر نے بھیجا ہی اسوقت خواجہ عمرو نے
گلیم اتاری اور کہا ای دیو میرا ہی نام عمرو ہی دیو تندک نے کہا اگر آپ ہی کا نام عمرو ہی تو جلد چلیے مین آپ کو
پردۂ قاف مین لیچلون خواجہ عمرو نے کہا تم ٹھہرو مین ابھی چلتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو ملکۂ مہر نگار کے پاس
گئے اور کہنے لگے اسوقت مین بہ ضرورت ایک جگہ جاتا ہون انشاء اللہ جلد آؤنگا کچھ تردد و فکر نہ کرنا ملکۂ مہر نگار
نے پوچھا کہان جاؤگے خواجہ نے کہا کہدونگا اسوقت بیان نہ کرونگا ورنہ دیر ہوگی یہ کہکر اور سردارون سے
رخصت ہوکر دیو تندک کے قریب آئے اور کہا مجھے لیچل دیو تندک نے ایک تخت پر خواجہ عمرو کو بٹھایا بعض
راوی یہ کہتے ہین کہ خواجہ عمرو کو اپنے دوش پر بٹھایا غرض بہر طور دیو تندک خواجہ کو قلعہ گرجستان سے
لیکر جانب پردۂ قاف روانہ ہوا اثنائے راہ مین خواجہ عمرو نے دیو سے پوچھا کچھ تجھکو یہ بھی معلوم ہی کہ امیر نے
مجھے کیون بلایا ہی دیو تندک نے جواب دیا اور تو مجھے کچھ نہین معلوم لیکن حمزۂ صاحبقران کا آج کی شب عقد ہی
آپ کو بزم عشرت مین بلایا ہی خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ امیر باتوقیر صیغۂ عقد مجھسے پڑھوائینگے یہ سمجھکے خواجہ عمرو
خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ کچھ نہ کچھ ضرور ہی ملیگا یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے دیو تندک سے
پوچھا کیون میان دیو تندک پردۂ قاف مین تو جواہر بیش بہا بہت ہوگا ہر ایک دیو اور پریزاد
کے پاس بڑے بڑے ٹکڑے ہیرے اور الماس کے ہونگے کچھ جواہر تمھارے پاس بھی ہی
اگر اسوقت موجود ہو تو ہمین دکھاؤ ہم جواہر خوب دیکھتے ہین دیو تندک نے جواب دیا ای خواجہ
میرے پاس تو جواہر نہین ہی اگر ہوتا تو مین آپ کو دکھا دیتا خواجہ عمرو یہ سنکے ناخوش ہوئے پھر ایک

کوہ بلند کے قریب پہونچکر خواجہ نے دیو سے کہا ذرا مجھے اس کوہ پر اُتار دے دیو نے حسب الحکم خواجہ کو کوہ پر اُتار دیا خواجہ نے زنبیل سے پوشاک نفیس نکالکر پہنی اور مالے مروارید آبدار کے گلے مین ڈالے غرض بعد تبدیل کرنے پوشاک کے پھر خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے دیو تندک خواجہ عمرو کو لیکر چلا اور بعد قطع راہ بردۂ قاف مین پہونچا خواجہ عمرو تخت سے اُترکر بارگاہ سلیمانی مین گئے امیر بانو قیر خواجہ عمرو کو دیکھکر خوش ہوئے پھر باشارہ امیر بانو قیر حمزۂ صاحبقران کچہ دیو اور سپہزاد براے تعظیم خواجہ عمرو اُٹھ کھڑے ہوئے خواجہ عمرو بھی حمزۂ صاحبقران اور بزم عشرت کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور بعد آداب و تسلیم حمزۂ صاحبقران سے ملکے مسند پر بیٹھے جب شہپال کو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو قلعۂ گربستان سے واسطے نکاح پڑھنے کے آئے ہین شہپال یہ سنکے خوش ہوا ادھر حمزۂ صاحبقران نے احوال سرداران نامدار اور کیفیت مزاج ملکۂ مہرنگار خواجہ عمرو سے پوچھی خواجہ نے تمام حال جنگ و جدال کا بیان کرکے اور کل سرداروں وغیرہ کے مفصل حالات ظاہر کرکے کہا ای امیر بانو قیر ملکۂ مہرنگار کو آپ کا انتظار ہی آپ کے ہجر مین دل اسکا بیقرار ہی اکثر یہ اشعار آپ کے فراق مین اشکبار ہوکر بصد آہ و فغان وردزبان کرتی ہی

اشعار

کہتی ہون کبھی صبا سے رو کر
چشمون سے ہی ٹپکے اشکباری
لالہ دیتا ہی داغ دل کو
ہمدرد جو نالہ و فغان ہی
دل صدمے فزون ہی اپنا بیتاب

کہنا دلبر سے حال یکسو
مہلت دیتی نہین ہی زاری
بھاتی نہین سیر باغ دل کو
سب باغ و بہار گل خزان ہی
آنکھون کو نہین ہی الفت خواب

روتی ہون جو اٹھ اٹھ کے آنسو
دیتے ہین گل چمن نئے خار
گلگشت سے داغدار ہی دل
نرگس کی روش ہوئی ہون بیمار
ہی چشم کو انتظار دیدار
یہ ہجر ہی موجب عدوے جانی

ہنستے ہین یہ طفل اشک پردو
ہی دار سے ٹپکے سرو گلزار
ہان غیرت لالہ زار ہی دل
ہر پھول چمن کا ہوگیا خار
منظور نظر ہی وصل ای یار
دشوار نہ کیون ہو زندگانی

ای امیر بانو قیر یہ اشعار ورد زبان کرکے ملکہ بیتابانہ روتی ہی آپ کے فراق مین اُسکا عجیب حال ہی گرفتار رنج و ملال ہی آپ کو اُسکے حال پر رحم کھانا چاہیے جلد یہان سے اسکے پاس جانا چاہیے امیر بانو قیر جملہ احوال سنکے ملول ہوئے خواجہ سے آہستہ کہنے لگے کہ بعد چھ مہینے کے اگر ملکۂ آسمان پری نے مجھکو رخصت کیا تو ضرور یہان سے روانہ ہونگا اور ملکۂ مہرنگار کے پاس اپنے تئین پہونچاؤنگا ای خواجہ تم جاکر ملکہ سے یہی کہدینا کہ بعد چھ مہینے کے امیر بانو قیر تمھارے پاس آئینگے خواجہ نے عرض کیا مین یہی جاکر کہدونگا خواجہ عمرو تو امیر بانو قیر سے یہ باتین کر ہی رہے ہین ناچ ہو رہا ہی انھین تو ناچ دیکھنے اور باتین کرنے مین معروف و مشغول رکھیے لیکن اب حال اُس دیو کا سنیے کہ جو نامہ لیکر سمندون ہزار دست کی جانب روانہ ہوا القصہ جب وہ دیو راہ طی کرکے دربار سمندون ہزار دست کے قریب پہونچا دیوؤن نے سمندون ہزار دست سے جاکر عرض کیا کہ ایک دیو نامۂ شہپال لیکر حاضر ہوا ہی امیدوار باریابی ہی سمندون ہزار دست نے حکم دیا نامہ بر کو بلالو دیو بموجب حکم نامہ بر کو روبروے سمندون ہزار دست لے گئے دیو نامہ بر نے دربار مین جاکر سمندون ہزار دست کو سلام کیا اور نامۂ شہپال بن شاہرخ کا سمندون ہزار دست کو دیا پھر بموجب حکم سمندون ہزار دست نامہ بر اپنے رتبہ کے موافق دربار مین بیٹھ گیا سمندون ہزار دست نے نامہ پڑھوا کر تمام و کمال سنا عفریت اور ملعونہ کے قتل ہوجانے سے سمندون ہزار دست کو نہایت صدمہ ہوا پھر دیو نامہ بر سے مخاطب ہوکر سمندون ہزار دست نے کہا تم جاؤ شہپال بن شاہرخ سے کہدینا اگر میرا دل چاہیگا تو آؤنگا اور شریک بزم عشرت ہونگا یہ کہکر دیو نامہ بر کو رخصت کیا دیو سلام

کرکے وہان سے جانب گلستان ارم چلا بعد روانہ ہونے دیو نامہ بر کے سمندون نہزار دست غم عفریت وملعونہ مین اشکبار ہوا اور کہنے لگا افسوس ہزار افسوس عفریت اور ملعونہ جادو تو قتل ہو جائین اور آدمزاد دونون کو قتل کرکے آسمان پری کے ساتھہ شادی کرے اور بخوبی عیش و عشرت کرے میرا دل یہی چاہتا ہے کہ آدمزاد سے عفریت اور ملعونہ کے خون ناحق کا انتقام لون جس طرح اُسنے عفریت اور ملعونہ کو قتل کیا ہی اُسی طرح اُسے بھی قتل کردن عوض خوشی و شادی کے شہپال بن شہرخ کو حمزۂ صاحبقران آدمزاد کے غم والم مین رُلاؤن یہ کہکر اہل دربار کی جانب مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے دیو خونخوار نامدار تم مین سے کون ایسا شجاع اور بہادر ہی کہ لشکر کثیر ہمراہ اپنے لیکر جلد تر جاے اور آدمزاد کا سر کاٹ کر میرے پاس لے آئے دیو بیداد جانب سمندون ہزار دست کا یہ سنتے اپنی جگہ سے اُٹھا اور کہنے لگا اے ماموں صاحب آپ مجھے روانہ کیجیے مین امیر باتوقیر کو جاکر ہلاک کرونگا اور سر اُسکا تن سے جدا کرکے آپ کے پاس لے آؤنگا سمندون نہزار دست نے یہ گفتگو اپنے بھانجے کی سُنکے فوراً دو لاکھ دیوؤن کی جمعیت سے اُسے روانہ کیا دیو بیداد بعد عجلت راہ طی کرکے بعد آنے دیو نامہ بر کے گلستان ارم مین اُسوقت پہونچا کہ بزم عشرت ہر طرف آراستہ تھی ہر ایک بزم مین دیو و پریزاد بیٹھے ہوئے بعید راحت و آرام نازنینان پریزاد کا رقص دیکھ رہے اور گانا سن رہے تھے امیر باتوقیر کشورگیر حمزۂ صاحبقران بھی کبھی خواجہ عمرو سے باتین کرتے تھے کبھی رقص نازنینان پریزاد دیکھتے تھے شہپال بن شہرخ بھی مصروف انتظام عیش ونشاط تھا دیو بیداد یہ رنگ دیکھکر بصد غیظ و غضب حمزۂ صاحبقران پر حملہ ور ہوا ہمراہیان دیو بیداد اہل بزم عشرت پر ظلم کرنے لگے دار شمشاد اور ارہ پشت نہنگ سے غافل پاکر اہل بزم کو قتل اور زخمی کرنے لگے دیو بیداد بھی دار شمشاد سے اہل بزم کو ہلاک کرنے لگا جب اہل بزم عشرت سنبھل کر کھڑے ہوئے اور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران عقرب سلیمانی کھینچکر مسند زرنگار سے اُٹھے اُسوقت بخوبی لڑائی ہونے لگی جانبین کے دیو و پریزاد قتل ہونے لگے شہپال بن شہرخ یہ حال دیکھکر گھبرایا اور جلد فوج کثیر لیکر آیا دیو بیداد سے جدال کرنے لگا اُسوقت جتنی محفلین تھین سب درہم و برہم ہوگئین دیو و پریزاد جسقدر گلستان ارم مین اُسوقت موجود تھے سبھون نے دار شمشاد اور ارہ پشت نہنگ اُٹھاکر یکبارگی دیو بیداد کے لشکر پر حملہ کیا تھا آخر دیو بیداد نے قریب حمزۂ صاحبقران پہونچکر نعرہ کیا کہ او آدمزاد غضب کیا تو نے عفریت اور ملعونہ کو قتل کیا مین اُنکا انتقام اسوقت تجھسے لونگا تجھے قتل کرونگا نام میرا دیو بیداد ہی تجپر ظلم کرونگا سر تیرا کاٹ کر اپنے ماموں دیو سمندون نہزار دست کو دونگا یہ نعرہ کرکے دار شمشاد سر امیر باتوقیر پر لگائی امیر باتوقیر نے سپر کو لپیٹ کر سپر فولادی پر دار شمشاد کو روکا لیکن پسینا آگیا بعد روکنے دار شمشاد کے امیر باتوقیر نے بھی نعرہ کیا نعرہ امیر عرب حمزۂ شیردل از گزشتہ سہراب و رستم ججل چ جسوقت امیر باتوقیر نے بھی نعرہ کیا دیو و پریزادون کے جگر تھرا گئے دل ہل گئے کوہ تھرانے لگے دیو بیداد ڈر گیا امیر باتوقیر نے نعرہ کرکے عقرب سلیمانی اُس ظالم کے بالائی پر لگائی تیغ کمر پر پڑی دیو بیداد دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور لاشہ اُسکا تڑپنے لگا بعد ایک لمحہ کے تڑپ کر مر گیا پھر امیر باتوقیر اور دیوؤن سے لڑنے لگے اُسوقت دیو و پریزاد لشکر کا شہپال نے ہمراہیان دیو بیداد کو مثل چونٹیون کے پامال کرکے ہلاک کرنا شروع کیا یہانتک کہ چند دیو و لاشہ

دیو بیداد

دیو بیداد کا مشکل اُٹھا کر نالان و گریان جانب دیو سمندون ہزار دست بھاگے باقی کو ملازمان شہپال و دوستان شہپال بن شہرخ نے گھیر کر قتل کیا اور کسی کو زندہ نہ چھوڑا بعد قتل ہونے ملازمان دیو سمندون ہزار دست کے شہپال اور حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو وغیرہ خوش ہوکر پھر بزم مین بیٹھے لاشین دیوؤن کی اٹھوائی گئین ہر ایک بزم عشرت از سر نو آراستہ ہوئی دور جام مئے ارغوان ہونے لگا نازنینان پریزاد ناچنے لگین صدائین سازون کی بلند ہوئین آخرہ وقت آیا کہ برات جلوس تجمل سے مکان عروس کی طرف بہ نوبت و نقارۂ شادی روانہ ہوئی جملہ دیو و پریزاد اعلے و ادنے ہمراہ سواری نوشاہ یعنی حمزۂ صاحبقران بصد شوکت و شان روانہ ہوئے خواجہ عمرو بھی ہمراہ امیر باتوقیر چلے جب برات مکان عروس پر پہونچی امیر مرکب سے اُترے ملازمان شہپال امیر باتوقیر و دیگر دیو و پریزاد معزز و ممتاز کو ایک مکان وسیع مین لے گئے امیر باتوقیر بالائے مسند زرتار بیٹھے دیو و پریزاد شاہ و شہریار بھی یمین و یسار حمزۂ صاحبقران بیٹھے اُسوقت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے اس مکان کی طرف جو نظر کی تو ملاحظہ کیا اشعار

زمین سے ہم رنگ صحن آسمان ہی
ہجوم ماہرویان حیا رسو ہی
بنا ہی غازۂ رو رنگ محفل
صراحی سجدۂ مستانہ مین ہی
طلبگار حواس و ہوش باقی

تکلف سے بچھے ہین جابجا فرش
تماشا گرد راہ آرزو ہی
عمائد جلوہ بخش انجمن ہین
ادائے خدمت پیمانہ مین ہو
بلند آہنگ ہین نغمے برابر

کہ رنگین جبارہ دیوار مکان ہی
بسباط خاک ہی آئینہ فرش
دوبالا ہی ہراک کا حسن کامل
برنگ غنچہ گلگون پیرہن ہین
نگاہ مست و گرم ناز ساقی
سکوت وجد مین ہی شور محشر

حمزۂ صاحبقران آراستگی بزم دیکھکر مسرور ہوئے پھر بمجرد بیٹھنے حمزۂ صاحبقران کے زیادہ تر ساقیان حسین مئے ارغوان پلانے لگے ایک نازنین پریزاد بعد کرشمہ و ناز بہزار سوز و ساز رقص کرنے لگی اشعار

ہوا ہنگامۂ محشر دوبالا
لئے ساز نے نکہت جوش کی دی
سر تقوے خمار آلودہ ہوکر
نہ سنتا پند واعظ کوئی مدہوش
موافق ساز سے آواز ہو کر
دو سوچ کو گل مہر ہر کلائی
کبھی کج انگلیون سے ماہ پارا

طرب نے حوصلہ دل کا نکالا
لب ساقی نے رخصت نوش کی دی
گرا ہر تلافی بادۂ خم پر
ہراک تھا شل مینا پنبہ در گوش
ہوئی پردے سے باہر راز ہوکر
دکھاتی تھی ادائے خوش ادائی
قیامت سے تھی سرگرم اشارا

ہوئی بے پردہ حجت زرشیہ سے
حدیث قلقل مینائے لبریز
پشیمان شرم توبہ سے نکلی
ہوا برق بلا انداز رقاص
وہ انگیز بدن انداز کے ساتھ
کبھی تو پھیرلی وہ حور ثانی
صدا صور تھی گھنگھرو کی جھنکار

لگی کرنے لگاوٹ آرزو سے
ہوئی ایمان فروش زاہد پرہیز
چھپا کر منہ سر محفل سے نکلی
لگا گھر کرنے دل مین ناز رقاص
وہ لینا منہ پہ آنچل ناز کے ساتھ
سر فتنہ پہ دست مہربانی
ہوئے خوابیدگان خاک بیدار

بعد رقص کرنے کے نازنین پریزاد نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

نظر کیا کور باطن کو جمال دوست آئیگا
جو مین برق جمال عارض دلدار دیکھونگا
یہ رنگ بوئے گل اس گلشن دنیا سے جائیگا
ازل کے روز سے مین کشتۂ تیغ تغافل ہون
مرا سر قیامت تک حسینون کو رولائیگا
مجھے شرم گنہ ہی خوف کیا نار جہنم سے

ضعیف و ناتوان ہون جاؤن کیونکر کعبۂ جانان مین
تو مجھکو بھی مثال حضرت موسے غش آئیگا
شب فرقت مین غافل پاکے اس شوخ جفا جو کا
مجھے کیا خاک شور فتنۂ محشر جگائیگا
رہائی عمر بھر مجھ زار کی ہوگی نہ زندان سے
مرا اشک ندامت آتش دوزخ بجھائیگا

سیہ دل کو کبھی نور معرفت کس طرح پائیگا
سنا ہی یہ جوان ہوکر ہراک جنت مین جائیگا
ہر لیگا الفت رخسارۂ رنگین مین جو داغ
کہا دل نے کہ پھر ایسا نہ موقع ہاتھ آئیگا
ہوا ہون خاک مین غم دوست جاکر طور کی
فلک زنجیر کے گھر مین مری قربت بنائیگا
ستا کر مجھکو وہ عیار خوش ہوکے کتنا ہی

بجے ہوگی جو تجھنی تو مجکو چین آئیگا
رسائی اے شہر ہوگی جو بام قصر جانان پر
کہ ہما کی طرح سے اوج سعادت ہاتھ آئیگا

جسدم بزم عشرت مین نازنین پریزاد سے بناز و ادا یہ غزل پرسوز و عاشقانہ روبروے اہل بزم گائی جملہ صاحبان محفل خوش ہوئے نازنین کے گانے کی تعریف کرنے لگے پھر اور غزل گانے لگی بزم مین تو نازنین پریزاد غزل گا رہی ہے اہل بزم سن رہے ہین نازنین کو تو گانے دیجیے اب شہپال بن شہرخ کا احوال سنیے کہ شہپال نے اختر شناسون کو طلب فرمایا اس طرح اُنسے پوچھا بموجب اشعار

خبر دو گردش شمس و قمر سے / کرو واقف فلک کی خیر و شر سے
انھون نے دی دعا انشا ہے گنج / زبان پر لائے یون حرف بیان کو
اسد مین نیر اعظم ہے داخل / قمر نے قوس مین پائی ہے منزل
ستارون کی بہت اچھی نظر ہے / سراپا دوستی راحت اثر ہے
یہ سنکر شہ نے فرمایا بہت خوب / یہی ہے ماہ دولت کو بھی مرغوب
کہا اختر شناسون سے زبانی / بتاؤ کیا ہے شکل آسمانی
پئے شادی کوئی ہنگام بہتر / کرو تقویم کی رو سے مقرر
کہ زہرہ مشتری دونون برابر / پڑے ہین ایک ہی خانہ مین آکر
دو پیکر مین عطارد آگیا ہے / زحل بھی دلو مین صورت نما ہے
پسند خاطر اقدس اگر ہو / شب یکشنبہ عقد سیمبر ہو
دیا اختر شناسون کو بہت زر / کیا رخصت بجاہ و حشمت و فر

شہپال نے بموافق کہنے ستارہ شناسون کے اسی شب کو کہ وہی شب شب یکشنبہ ہے آخر شب کو بساعت سعید و وقت ہمایون کشتی جواہر نگار مین نقل و کوزہ قند اور شیشۂ شربت رکھوا کر بزم عشرت مین بدست پریزاد بھیجا پریزاد نے کشتی قریب امیر بااتوقیر کے رکھدی خواجہ عمرو اور عبدالرحمن جنی نے موافق تاکید و تمناے زنان پریزاد کے تعداد زر مہر خراج ہفت کشور مقرر کرکے برضامندی عروس و نوشاہ عقد پڑھا بعد عقد ہونے کے جملہ عزیز و غیر خوش ہوئے شہپال نے جہیز بھیجا ہزارون دیو اور پریزادون کو خلعت دیے پھر بزم مین ہر ایک جانب سے صداے تہنیت و مبارکباد بلند ہوئی ابیات کھلے غنچے دلون کے صورت گل مبارکباد کا ہر سو ہوا غل ٭ فراغت پائی خویش و اقربا نے ٭ لگے ہر سمت بجنے شادیانے ٭ بعد رسوم شربت وغیرہ کے خواجہ عمرو کو حمزۂ صاحبقران نے دو صندوقچے جواہر سے بھرے ہوئے دیے اور سواے صندوقچون کے اور بھی بہت مال و زر دیا خواجہ عمرو نے کہا اب مجکو قلعہ گرستان مین پہونچوا دیجیے وہان ترو پین نابکار قلعہ کو گھیرے ہوئے ہے اسکی ذات سے مجھے خوف ہے اور یہ فرمایے کہ آپ کب تک ملکۂ مہر نگار کے پاس تشریف لائیے گا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا عبدالرحمن جنی نے تو مجھسے کہا ہے کہ بعد چھ مہینے کے یہان سے چلے جایے گا اگر ملکۂ آسمان پری نے مجھے جانے کی اجازت دی تو بعد چھ مہینے کے مین تمھارے پاس آؤنگا یہ کہکر دیو تندک وغیرہ کو طلب کیا اور فرمایا جلد خواجہ کو بہ آرام تمام قلعہ گرستان مین جس جگہ سے انھین لایا ہے وہین پہونچا دے دیو تندک نے خواجہ سے کہا اے خواجہ آپ تخت پر سوار ہو جیسے خواجہ نے یہ سنکے خیال کیا کہ اب جاتا تو ہون اور جو کچھ ہاتھ آجاے لے لون یہ خیال کرکے کشتی جواہر نگار مع نقل اور کشتی پوش اُٹھا کر نذر زنبیل کرنا چاہی عبدالرحمن جنی نے کہا اے خواجہ اس کشتی کے نقل مین نصف ہمارا حصہ ہے فقط آپ آدھے نقل وغیرہ لے لیجیے کشتی رکھ دیجیے خواجہ نے کہا تم تو کچھ بیوقوف ہو نقل اور چکنی ڈلیان و الائچیان لیکر کیا کروگے اور کشتی تو جو کہتے ہو تو یہ میرا حق ہے جہان نکاح پڑھتا ہون کشتی لے لیتا ہون یہ کہکر کشتی نذر زنبیل کی عبدالرحمن جنی نے ہنسی سے تو کہا ہے مسکرا کر خاموش ہو رہے خواجہ عمرو حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہوکر تخت پر بیٹھے دیو تندک وغیرہ خواجہ عمرو کو لیکر جانب قلعہ گرستان روانہ ہوئے حال انکا پھر لکھا جائیگا بعد جانے خواجہ کے

اور بعد ہونے عقد کے بعد ازاں نازنینان پریزاد ناچنے لگیں اُسوقت ایک نازنین پریزاد خوش گلو نے روبروے امیر باتوقیر یہ غزل گانا شروع کی غزل

انکھی آنکھوں سے تجھے نسبت ہمچشمی کیا
دیکھ وہ شوخ ادا کافر ترسا آیا
لو رقیبوں سے وہ کہتے ہیں جلانے کے لیے
ہنسے مانا کہ دم وعدۂ فردا آیا
یہ غلط ہے کہ حسینوں سے حذر لازم ہے
ہیں جگر سوختہ داغ تمنا آیا
ہوں وہ دیوانہ عریاں کہ عدم سے تسلیم

شب کو ہمسائے میں وہ شوخ جو تنہا آیا
کس طرف دھیان ترا نرگس شہلا آیا
ادب بادہ پرستی نے یہ رتبہ بخشا
خواب میں جاکے اُسے اور بھی ترسا آیا
روتے ہیں دیکھ کے روتے ہوئے مجھکو لوگ
رو کنے سے دل وحشت زدہ دونا آیا
وحشت انگیز مرے دشت سے کچھ بڑھکے نہیں
پردہ پوشی کو مری دامن صحرا آیا

کیا آنکھوں میں دل بیتاب میں کیا کیا آیا
تھام لے دلکو ذرا شیخ کہ مشکل نہ پڑے
سر جھکا تا رہا جو سامنے شیشہ آیا
کون دیکھیگا اُسے تاب نظارہ ہے کسے
اشک کے ساتھ کوئی پارۂ دل کیا آیا
تیکے سوز دل پروانہ تری محفل میں
آج دھن میں طرف نجد میں ہوتا آیا

نازنین پریزاد نے غزل تمام کی تھی ناگاہ وہ وقت آیا کہ آثار سحر فلک پر نمایاں ہوئے ظلمت شب دور ہوئی ابیات

بنا آئینہ رخ صبح طرب کا
وہ دن مانند صبح عید نوروز
نقاب چہرۂ خورشید روشن
بہ شکل چشم مشتاق نظارہ
ہوئے مشتاق لب فرہاد وہوسکے
لپٹ کر شوق باہم کے بہانے
کیا شب‌شونون نے عزم رخصت طاق

چھپا مہتاب آغوش سحر میں
رہا تا شام عیش افزا الم سوز
دگرگون ہو گیا عالم جہان کا
ہوا سرگرم شوخی ہر ستارہ
عبادت میں ہوئے مصروف زاہد
لگے دل کی لگی دل سے بجھانے

سمٹ کر جبکہ دامن طول شب کا
ہوا خورشید نور افشان نظر میں
ہوا جب گیسوے شب مثل دامن
طلسمی رنگ چمکا آسمان کا
اٹھے شعلے دلوں میں آرزو کے
ہوئے عشاق ہم آغوش شاہد
لب مینا ہوئے قلقل کے مشتاق

ہنگام شام حمایل شاہان پردۂ قاف شہپال سے رخصت ہو کر تہنیت دے کر مع لشکر اپنے اپنے ملک اور دار السلطنت کی طرف روانہ ہوئے زنان پریزاد یعنی جلیسون نے ملکہ کو بار بار اس طرح چھیڑنا شروع کیا کہ ای ملکہ آج شب وصل ہے خدا مبارک کرے آرزوے دل بر آئیگی ہم آغوشی امیر سے روح حضور کی لطف بعد اُٹھائیگی ہنگام ہم آغوشی عجب مزے کی لڑائی ہوگی دیکھ لیجیے گا ایسی لذت کبھی نہ اُٹھائی ہوگی لذت بوس وکنار کی عجب لذت ہے آج کی شب آپ بھی لذت بوس وکنار سے واقف ہو جائیے گا ہنگام ہم آغوشی بہت نہ گھبرایئے گا ہر چند کہ دُرنا سفتہ نوک الماس سے سفتہ ہوگا غنچہ البتہ مثل گل شگفتہ ہوگا تھوڑی دیر تکلیف ہوگی دشمنوں کی جان پر بنیگی لیکن جسوقت صدف میں ابر ہوس سے بارش گہربار ہو جائیگی درد دکھ دور ہو جائیگا ٹھنڈک پڑ جائیگی ملکہ اپنی جلیسون کی باس چھیڑ چھاڑ کی باتوں سے دل میں تو خوش ہوتی تھی لیکن بظاہر برہم ہوتی تھی اور کہتی تھی اری بیحیاؤ کیوں بیہودہ بکتی ہو مجھے گھیرے بیٹھی ہو جاؤ دور ہو مجھسے ایسی باتیں نہ کرو جلیسین ملکہ کے برہم ہونے سے اور زیادہ چھیڑتی تھیں ابھی جلیسین ملکہ آسمان پری کو چھیڑ رہی تھیں کہ حمزہ صاحبقران بزم سے اُٹھکر بعد شوق وصل ملکہ آسمان پری داخل ایوان ہوئے اور قریب حجلۂ عروسی کے پہونچے اُسوقت یہ حال ہوا بمقتضاے ابیات

جلیسین شرم وحت سیمبر سے
نہ باقی رہ گیا کوئی جو جھانکے
نہی بوسے عروسی موج بادہ
لیے بوسے لب رنگین ادا کے

بجھایا میزبان گلبدن نے
ہوئیں پنہان و پوشیدہ نظر سے
جو خالی پایا حمزہ نے مکان کو
بڑھی کیفیت مستی زیادہ
ہجوم جوش کیفیت سو چند میں

چھپایا منہ کو گھونگھٹ میں دلہن نے
بجز تصویر دیوار مکان کے
لیا آغوش میں آرام جان کو
گل رخسار سے گھونگھٹ اُٹھا کے
زبان رشک گل سے لی دہن میں

ہوئے پھر وقف دست کامرانی
لبے بوسے نصیب دسترس کے
گلے بن ہونے باہم در پردہ گھاتین
عبارت چھوڑ کر مطلب پہ آئی
تڑپ کر رہگئی بس وہ پریزاد
رہی کچھ دیر باہم گرم جوشی
بہ شکل طرح تخئیل مجسم
اُٹھا بستر سے خورشید جہانتاب
وہ دونون خوابگاہ مدعا سے

ترنج تخل باغ نوجوانی
تمنا نے نہ اسپر اکتفا کی
سجھائین شوق نے کچھ اور باتین
سر الماس کچھ کاوش پہ آیا
مزہ دینے لگی آہستہ فریاد
ترشح جب ہوئی ابر ہوس کی
ہوئے آخر جدا مل مل کے باہم
کیا کچھ رخصت شب نے اشارہ
اُٹھے نیچے کیے آنکھین حیا سے

نکالے حوصلے دست ہوس کے
بڑھی حسرت حصول مدعا کی
زیادہ تر طبیعت رنگ لائی
گہر نے لعل کا جوبن دکھایا
بہر صورت ہے راحت فروشی
ہوئی کچھ انتہا آغاز بس کی
سحر کو جب خمار آلودۂ خواب
ہوئی برخاستہ بزم ستارہ

راوی کہتا ہے کہ شب زفاف ہی کو ملکۂ آسمان پری حاملہ ہوگئی بعد گذرنے ایام حمل کے ملکہ قریشیہ سلطان پیدا ہوئی حال اسکے پیدا ہونے کا لکھا جائیگا غرض حمزۂ صاحبقران بستر خواب سے اُٹھکر باہر تشریف لائے حمام مین واسطے غسل کے گئے ادھر پریزادون نے ملکۂ آسمان پری سے رات کی کیفیت پوچھی ملکۂ آسمان پری نے شرمندہ ہوکر سر جھکالیا ہمجلیسون نے بعد چھیڑنے کے تہنیت دی اور ملکہ کو آب گرم سے نہلایا ملکہ نے غسل کیا بعد غسل پوشاک نفیس پہنکر رونق افزاے مسند زرتار ہوئی اُسوقت بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان پریزاد روبروے ملکۂ آسمان پری بہ ناز و ادا رقص کرنے لگین مبارکباد گانے لگین اکثر نازنینان پریزاد غزلین عاشقانہ گانے لگین اُدھر حمزۂ صاحبقران حمام سے غسل کرکے لباس نفیس زیب تن کرکے بارگاہ سلیمانی مین آئے یہان بھی بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان پریزاد ناچنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین آخر وہ روز بھی بعیش و عشرت بسر ہوا رسم چوتھی کھیلنے کی بھی ہوئی اب عقد حمزۂ صاحبقران کا آسمان پری سے ہوچکا ہی شب و روز ملکۂ آسمان پری کے ساتھ بہ عیش و عشرت بسر کرتے ہین احوال امیر کا اب مقام مناسب پر لکھا جائیگا لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہی کہ خواجہ عمرو کو جو دیو تندک وغیرہ لیکر روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ قلعۂ گرجستان مین پہونچے خواجہ کو قلعہ مین تخت سے اُتار کر جانب گلستان ارم روانہ ہوئے اور گلستان ارم مین داخل ہوکر روبروے امیر باتوقیر آئے حال خواجہ عمرو کے پہونچا آنے کا زبان پر لائے امیر باتوقیر سُنکے مطمئن ہوئے خواجہ عمرو جو قلعۂ گرجستان مین پہونچے ملکۂ مہرنگار کو خبر ہوئی کہ خواجہ آگئے ہین ملکہ نے خواجہ کو بلوایا خواجہ ملکہ کے پاس گئے ملکہ نے پوچھا ای خواجہ سچ کہیے آپ کہان گئے تھے خواجہ نے جواب دیا مین بہ ضرورت ایک جگہ گیا تھا وہان جاکر بہیر النقصان ہوا ہزار ہا روپیہ کے پیچ مین آگیا بالکل فقیر و محتاج ہوگیا ملکہ نے سر امیر کی قسم دیکر پوچھا کہ ای خواجہ صاف صاف کہیے آپ کہان گئے تھے خواجہ قسم دینے سے ناچار ہوئے آخر بہ مجبوری کہنے لگے کہ ای ملکہ مین پردۂ قاف مین گیا تھا دیو تندک مجھے یہان سے لیگیا تھا وہان امیر باتوقیر کا ملکۂ آسمان پری سے عقد ہوا مین نے عقد پڑھا بعد عقد ہونے کے مین یہان چلا آیا امیر باتوقیر سے مین نے تمھارے گھبرانے اور پریشان ہونے کا احوال بیان کیا تھا امیر باتوقیر نے فرمایا ہی کہ اگر ممکن ہوا تو بعد چھ مہینے کے ضرور آؤنگا ملکۂ مہرنگار امیر باتوقیر کے عقد ہونے کا احوال سُنکے نہایت غمگین ہوکر اشکبار ہوئی خواجہ نے

ملکۂ مہرنگار کو دیر تک سمجھایا اور کلمات تسلی زبان پر جاری کیے ملکۂ مہرنگار نے خواجہ عمرو کے
سمجھانے سے بظاہر تو گریہ وزاری موقوف کی تسکین باطناً غمگین و ملول و اندوہگین رہی

داستان خواجہ عمرو کا خسرو نیستانی کو مسلمان کرنا اور اُسکے قلعہ پر قبضہ کرنا

راویان ذہی فہم اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ خواجہ عمرو پردۂ قاف سے آکر چند ماہ تک قلعۂ گرستان
مین رہے اکثر ژوبین سے لڑا کیے اور ژوبین بھی قلعہ کو گھیرے رہا جب غلہ ایک دو روز کا قلعہ مین رہ گیا
پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے خواجہ اب غلہ وغیرہ اس قلعہ مین نہین ہی ختم ہو چکا ہی صرف
ایک دو روز کے صرف کے موافق غلہ باقی ہی آپ کو ابھی سے کوئی فکر کرنا چاہیے خواجہ نے پوچھا اس
گرد و نواح مین اور بھی کوئی قلعہ ہی فضل گرستانی نے عرض کیا قریب تین کوس کے ایک قلعہ ویرانے مین ہی حاکم
اُس قلعہ کا خسرو نیستانی ہی وہ قلعہ اس قلعہ سے بڑا ہی اور غلہ وغیرہ بھی اُس قلعہ مین زیادہ ہی خواجہ نے کہا
انشاء اللہ صبح کو کوئی فکر و تدبیر کرونگا جب وہ شب گذر کے سحر ہوئی خواجہ قلعہ کی کھڑکی سے کہ اس جانب لشکر
ژوبین نہ تھا نکلکر قلعۂ خسرو نیستانی کی طرف روانہ ہوئے اثناے راہ مین خواجہ عمرو نے اپنے ہاتھ کی
پشت کو دیکھا تین سو ساٹھ مکر و فریب ذہن مین آئے خواجہ نے اُن سب مین سے ایک مکر کو پسند کیا پھر
بصورت اصلی در قلعہ خسرو نیستانی پر پہونچے دیکھا در قلعہ بند ہی پل تختہ اُٹھا ہوا ہی خندق مین پانی بھرا ہی چار طرف
قلعہ پر بڑی بڑی توپین لگی ہین گولنداز قریب توپون کے ٹہل رہے ہین جب گولندازون نے خواجہ عمرو کو قریب
در قلعہ کھڑے ہوئے دیکھا ارادہ گولہ مارنے کا کیا خواجہ نے گھبرا کر کہا خبردار گولہ نہ مارنا مین خسرو نیستانی
سے کچھ کہنے آیا ہون تم جاکر کہدو کہ خواجہ عمرو شہنشاہ عیاران تمھارے پاس آئے ہین ایک خوشخبری لائے
ہین ملازمان خسرو نیستانی تقریر خواجہ عمرو کی سنکے خدمت خسرو نیستانی مین گئے اور جو کچھ خواجہ نے کہا تھا
خسرو نیستانی سے عرض کیا چونکہ خسرو نیستانی خواجہ کے حالات سے واقف تھا اسوجہ سے خواجہ کو قلعہ مین
تو نہ بلایا لیکن فصیل قلعہ پر خود آیا خواجہ نے سلام کیا خسرو نیستانی نے پوچھا اے خواجہ بیان کرو کیا مژدہ
لائے ہو خواجہ نے کہا اے خسرو تم نے یہ سنا ہوگا کہ ایک مدت سے حمزۂ صاحبقران پردۂ قاف مین گئے ہین اور
ہرمز اور فرامرز حسب الحکم نوشیروان ژوبین کو مع فوج کثیر ہمراہ لیکر ملکۂ مہرنگار کے لینے کو آئے
ہین اکثر مجھسے لڑے مین اور مین نے اُنکی فوج کو گولے مار مار کر ہلاک کیا ہی اب تک ژوبین قلعۂ گرستان کا محاصرہ
کیے ہوئے پڑا ہی اُسکو یہی کد ہی کہ مین ملکۂ مہرنگار کو نوشیروان کے پاس لیجاؤن اور مجھکو بھی یہی ضد ہی کہ
ملکۂ مہرنگار کو ژوبین وغیرہ کو حوالے نہ کرونگا فی الحال مین نے سنا ہی کہ امیر نے پردۂ قاف مین انتقال
کیا ہی اے خسرو آجتک جو مین ہرمز اور فرامرز وغیرہ سے لڑا تو اسی وجہ سے لڑا کہ امیر ملکۂ مہرنگار کو میرے
سپرد کر گئے تھے کہ ملکہ کی حفاظت کرنا اگر کوئی سردار لشکر نوشیروان وغیرہ ملکۂ مہرنگار کے لینے کو آئے تو اُس سے
لڑنا اور ملکہ کو سرداران نوشیروان کے حوالے نہ کرنا پس بموجب حکم حمزۂ صاحبقران ابھی تک مین نے ملکہ کو ژوبین
کے حوالے نہین کیا اب امیر با توقیر انتقال کر چکے ہین اسوجہ سے مین تمھارے پاس آیا ہون اور تم سے کہتا ہون
کہ ملکہ کو ژوبین وغیرہ کے حوالے تو نہ کرونگا مگر اس شرط سے تمھارے سپرد کر دونگا کہ تم بھی ملکہ کو نوشیروان
کے پاس نہ بھیجنا ژوبین وغیرہ کے حوالے نہ کر دینا یہ کہکر خواجہ امیر کو یاد کر کے رونے لگے اور اسقدر اشکبار ہوئے
کہ زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے خسرو نیستانی نے جو تمام و کمال گفتگوے خواجہ سنی بظاہر تو ملول ہوا لیکن باطناً

خوش ہوا اور خیال کیا کہ اچھا ہوا امیر مر گئے جھگڑا اور فساد جاتا رہا اب ملکہ مہر نگار سے مین عیش و عشرت کرونگا اور نہ بفراغت و آرام بسر کرونگا یہ خیال کرکے خسرو نیستانی نے اپنے ملازمون سے کہا جلد دروازہ قلعہ کا کھولکر خواجہ کو ہمارے پاس لے آؤ ملازمین در قلعہ کھولکر خواجہ کو قلعہ مین لے گئے خسرو نیستانی نے خواجہ کو اپنے قریب ایک کرسی پر بٹھایا اور کہا خواجہ غم امیر مین اشکبار نہو صبر کرو ہمیشہ کوئی زندہ نہین رہتا ہے ہم اور تمھین بھی ایک روز دنیا سے جانب عدم جانا ہے تمنے نہایت عقلمندی کی کہ یہان چلے آئے اور تمام حال مجھسے بیان کیا اب تم ملکہ کو یہان لے آؤ مین بموجب تمھارے کہنے کے نوشیروان وغیرہ سے خائف ہو کر ملکہ کو انکے حوالے نہ کرونگا اور تم سے بہ نیکی پیش آؤنگا زر کثیر تمھین دونگا یہ کہکر خواجہ کو کئی توڑے روپیہ کے دیے اور کہا جلد جاکر ملکہ کو لے آؤ خواجہ نے کہا مین ابھی جاتا ہون اگر ملکہ آئین تو اسی وقت لیکر لاتا ہون یہ کہکر خواجہ اُٹھے اور قلعہ سے نکلکر سمت قلعہ گریستان روانہ ہوئے جب داخل قلعہ ہوئے پہلوان عادی اور جملہ برادران پہلوان عادی و کرتیت سپہ بردان و نعمان بن منذر شاہ وغیرہ پہلوانون اور بہادرون سے کہا کہ تم میرے ہمراہ قلعہ خسرو نیستانی مین چلو سبھون نے عرض کیا چلیے خواجہ چند سرداران اور سپاہ کو برائے حفاظت ملکہ مہر نگار قلعہ مین چھوڑ کر اور چند سرداران کو اپنے ہمراہ لیکر اُسی گھڑی کی جانب سے قلعہ خسرو نیستانی کی طرف روانہ ہوئے جب خواجہ وغیرہ قریب قلعہ پہونچے خسرو نیستانی نے دیکھا کہ بہمراہی خواجہ ایک جماعت سرداران نامدار چلی آتی ہے جسوقت خواجہ در قلعہ پر پہونچے دیکھا در قلعہ تو بند ہے لیکن خسرو نیستانی بالائے قلعہ کھڑا ہے خواجہ نے کہا اے خسرو نیستانی دروازہ قلعہ کا کھلوا دو آئے آگے ہم سب آئے ہین پیچھے سواری ملکہ مہر نگار کی آتی ہے خسرو نیستانی نے جواب دیا اے خواجہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تم مکر و فریب کی باتین کرتے ہو چاہتے ہو کہ اس قلعہ کو مثل قلعہ گریستان کے لے لین یہ تمھارا خیال خام ہے مین نہایت عاقل و ہوشیار ہون تمھارے دام مکر مین نہ پھنسونگا در قلعہ ہرگز نہ کھولونگا تاوقتیکہ سواری ملکہ مہر نگار کی نہ آئیگی تمھین کسیطرح اب قلعہ مین نہ آنے دونگا خواجہ نے گفتگوے خسرو نیستانی سنکے خیال کیا کہ خسرو مرد ہوشیار ہے اس طرح دام فریب مین گرفتار نہ ہوگا کوئی اور تدبیر کرنا چاہیے یہ خیال کرکے خواجہ نے خسرو سے کہا تم مجھسے بیکار خائف ہوتے ہو مین تمھارے ساتھ نیکی کرونگا اگر تمھین میرے کہنے کا یقین نہین ہے تو اب مین جاتا ہون اور ہمراہ سواری ملکہ مہر نگار ابھی آتا ہون خسرو نے کہا فقط ملکہ مہر نگار کو میرے قلعہ مین لے آؤ اور کسی کو اس قلعہ مین نہ لانا خواجہ نے کہا ایسا ہی کرونگا یہ کہکر جملہ سرداران کو ہمراہ لیکر در قلعہ سے جانب قلعہ گریستان چلے جب قلعہ سے دور نکل آئے ایک صحرا مین خواجہ بیٹھے سرداران نامدار بھی ٹھہر گئے خواجہ نے پہلوان عادی وغیرہ سے کہا مین نے تو قلعہ لینے کی تدبیر کی تھی لیکن خسرو چونکہ صاحب فہم و فراست ہے میرے دام مکر مین نہ پھنسا اب مین مجبور ہون پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ اس قلعہ کو کسی اور تدبیر سے ضرور لینا چاہیے اگر یہ قلعہ ہاتھ آئیگا کسطرح بسر اوقات ہوگی غلہ قلعہ گریستان مین اب نہین ہے آج مین نے طعام کم کھایا ہے اسی وقت سے گرسنہ ہون اگر شام تک کچھ نہ کھاؤنگا تو ہلاک ہو جاؤنگا خواجہ نے جواب دیا ایک تدبیر ایسی ہے کہ ابھی غذاے لذیذ پیٹ بھر کر تمھین کھلاؤنگا اور قلعہ خسرو نیستانی بھی لے لونگا بشرطیکہ تم میرے کہنے پر عمل کرو پہلوان عادی ذکر غذاے لذیذ سنکے بیتاب ہو گیا خواجہ سے پوچھنے لگا وہ تدبیر کیا ہے جلد بیان کیجیے

جو کچھ آپ کہیے گا مین کرونگا خواجہ نے کہا وہ تدبیر یہ ہی کہ مین تمھین رنگ و روغن سے بصورت ملکۂ مہر نگار بناؤنگا
تمھین محافہ مین بٹھاؤنگا پھر آٹھ بہادرون کو لباس کہارون کا پہناؤنگا اس صورت سے مین تمھین قلعہ مین
لیجاؤنگا تمکو طعام اچھی طرح کھلاؤنگا جسوقت خسرو غیستانی تمھارے پاس آئے تم گرفتار کر لینا
اگر وہ مسلمان ہوا تو خیر ورنہ اُسے قتل کر کے قلعہ پر قبضہ کر لینا پہلوان عادی نے طعام کے لالچ سے خواجہ کا
کہنا منظور کیا خواجہ نے فی الفور زنبیل سے رنگ و روغن نکالکر ملکۂ مہر نگار کی صورت کے مانند پہلوان
عادی کی شکل بنائی پھر ایک محافہ اور کہارون کی وردیان اور چوبدارون اور سپاہیون کا لباس خواجہ نے
زنبیل سے نکالا اور وہ سب لباس اور وردیان اکثر سردارون پر تقسیم کین اکثر سردارون نے کہارون کی وردیان
پہنین پگڑیان گھیرے دار سرون پر رکھین شمشیرین آبدار زیر دامن پوشیدہ کین کچھ سردار سپاہیون کی قطع بنے
پھر سبکی صورتین خواجہ نے رنگ و روغن سے تبدیل کین غرض پہلوان عادی محافہ مین بیٹھے کہارون یعنے
آٹھ سردارون نے محافہ اُٹھایا کیونکہ پہلوان عادی نہایت فربہ اور جسیم اور ضخیم تھا سپاہی ہٹو بچو زبان پر
جاری کرتے ہوئے آگے بڑھے چوبدار اور نقیب بھی نیے ہوئے عصے ہاتھون مین لیے ہوئے ہمراہ محافہ
چلے خواجہ بھی ہمراہ ہوئے جب خواجہ قریب قلعہ پہونچے خسرو غیستانی چونکہ منتظر خواجہ بالاے قلعہ کھڑا تھا
دیکھا اُسنے سواری ملکۂ مہر نگار کی چلی آتی ہی تھوڑے سپاہی وغیرہ ہمراہ ہین خواجہ بھی دوڑتے ہوئے چلے آتے
ہین خسرو غیستانی سواری ملکۂ نقلی دیکھکر نہایت خوش ہوا خیال کرنے لگا کہ اب مین دختر نوشیروان کے
ساتھ عیش و عشرت شب و روز کرونگا حتے الامکان نوشیروان کے باپ کو بھی نہ دونگا یہ خیال کر کے خسرو نے
ملازمون کو حکم دیا جلد دروازہ قلعہ کا کھولدو چند سپاہی اور کچھ چوبدار وغیرہ ہین انسے کچھ اندیشہ نہین ہی سب کو
قلعہ مین بلالو ملازمون نے دروازہ قلعہ کا کھولکر خواجہ اور ہمراہیان محافہ کو قلعہ مین بلا لیا خواجہ وغیرہ قلعہ مین
داخل ہوئے کہارون نے ایک جگہ محافہ رکھدیا اور بیٹھ گئے پسینہ خشک کرنے لگے حواس درست کرنے لگے کیونکہ
کبھی محافہ نہین اُٹھایا تھا خسرو نے خواجہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے خواجہ کہارون سے کہو کہ اُس قصر کے دروازہ
پر محافہ کو رکھدین تاکہ ملکہ محافہ سے اُترکر قصر مین جاکر بہ آرام تمام بیٹھین خواجہ نے کہارون سے کہا کہارون نے
بموجب حکم محافہ وہان جاکر رکھدیا ملکۂ مہر نگار نقلی محافہ سے اُترکر قصر مین گئین اور فرش نفیس پر بیٹھین چونکہ اسوقت
قلعہ مین ایک جگہ رکابدار طعام پکا رہے تھے بوے طعام جو ملکۂ نقلی کے دماغ مین پہونچی بیتاب و بیقرار ہوکر خواجہ
سے کہا جلد طعام کھلا ہیے الغاے وعدہ کیجیے اے طعام کے لالچ سے مین نے شکل اپنی تبدیل کر لی ہی خواجہ
نے کہا صبر کرو مین طعام تمھارے واسطے لاتا ہون یہ کہکر خواجہ خسرو کے قریب آئے اور آہستہ کہا ملکہ طعام
طلب کرتی ہین تمھین لازم ہی طعام لذیذ بہ کثرت بعنوان شایستہ قابون اور پلیٹون مین نکلوا کر بھیجدو اچھی
طرح سے ملکہ کی ضیافت کرو تاکہ ملکہ تم سے خوش ہون خسرو نے ہنسکر خواجہ سے کہا ابھی مین طعام انواع
و اقسام بھیجتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ ساڑھے چار سو قابون اور پلیٹون مین طعام لذیذ نکالکر دسترخوان معقول
بچھاکر ظروف طعام دسترخوان پر لگا دو بموجب حکم رکابدارون نے طعام نکالا چند عورتون نے دسترخوان
بچھایا ظروف طعام دسترخوان پر رکھدیے پھر ہاتھ ملکۂ نقلی کے نقرئی تسلے مین دھلائے ملکۂ نقلی ہاتھ دھوکر
دسترخوان پر بیٹھین اور ایک ایک قاب اور پلیٹ کو اُٹھا اُٹھا کثرت بیتابی اور گرسنگی سے طعام اُنکا منہ مین ڈالکر
کھانے لگین عورتین یہ حال دیکھکر متحیر ہوئین تھوڑی دیر مین ملکۂ نقلی نے سب قابین اور پلیٹین طعام سے

خالی کردیں اور طعام لذیذ لگا کر از حد خوش ہو کر خواجہ سے کہا طعام لذیذ تو آپ نے کھلایا لیکن میرا پیٹ نہیں بھرا طعام اور منگوا لیے
جبتک میں سیر نہوں کھلاے جایئے خواجہ نے پھر خسرو سے جا کر کہا کہ ملکہ اور طعام مانگتی ہیں خسرو نے یہ سنکے تعجب
کیا اور کہنے لگا کہ ملکہ کیا اب مجکو کھا جائینگی اسقدر طعام کھا چکیں انکا پیٹ نہیں بھرا شاید غذا اقا طعام طلب کیا ہوگا خواجہ
نے جواب دیا غذا اقا طعام طلب نہیں کیا ہی تم خود جا کر دیکھ لو قابیں پلیٹیں طعام سے خالی ہیں ملکہ طعام زیادہ کھاتی
ہیں خسرو کو نہایت حیرت ہوئی آخر بعد حیرت بسیار کہنے لگا میں جا کر دیکھتا ہوں یہ کہکر جانب قصر روانہ ہوا خواجہ
بھی ہمراہ چلے جب خسرو نیستانی قصر میں پہونچا دیکھا کہ ایک پہلوان نہایت فربہ لمبے دست زن و ستر خوان پر بیٹھا ہے
خسرو نے پوچھا ارے تو کون ہے جلد بتا ورنہ ابھی تجکو مار ڈالونگا پہلوان عادی نے جواب دیا تو کیا مجھے
قتل کریگا میں تجھے ابھی ہلاک کرتا ہوں یہ کہکر پہلوان عادی توند پر ہاتھ پھیر کر اٹھا خسرو نیستانی
نے تلوار کھینچی اور قدم آگے بڑھا کر تیغ آبدار سر پہلوان عادی پر لگائی پہلوان عادی نے ادھر تلوار کو
دیکھکر ہاتھ اپنا مندست خسرو نیستانی پر ڈالا اور تیغ تیز چھین کر زنجیر کمر بیت ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا پھر چرخ دیکر
چاہا کہ زمین پر ٹپک کر کام اسکا تمام کریے اسوقت خسرو طالب امان ہوا پہلوان عادی نے کہا امان تبھر ملے
ایمان دیجائیگی خسرو نے کہا مجھے کلمہ پڑھاے پہلوان عادی نے کلمہ پڑھایا خسرو کلمہ پڑھکر صدق دل
سے مسلمان ہوا پہلوان عادی نے اسے آہستہ زمین پر رکھدیا خسرو نے قصر سے نکلکر جملہ اہل قلعہ کو مسلمان
کیا خواجہ نے سرداروں سے وہ لباس لیکر داخل زنبیل کیا اور جو پوشاک انکی تھی وہ زنبیل سے نکالکر انھیں دی
پھر خواجہ نے انھیں سرداروں میں سے ایک سردار سے کہا کہ جلد جا کر جملہ سرداران اور فضل کوہستانی اور
سب فوج اور جملہ عیاروں کو مع ملکہ مہر نگار کے ہمراہ لیکر یہاں چلے آؤ جب سردار نے جانے کا ارادہ
کیا کچھ سوچ کے خواجہ بھی اسکے ساتھ چلے جب داخل قلعہ کوہستان ہوئے فضل کوہستانی وغیرہ سے
تمام حال قلعہ کے لینے کا بیان کر کے کہا کہ اب جلد اس قلعہ سے نکل چلو یہ کہکر خواجہ عمرو ملکہ مہر نگار کو
ایک مختصر محافہ میں سوار کر کے قلعہ کی کھڑکی سے نکلے جملہ سردار اور عیار اور فوج بھی ہمراہ خواجہ کے تھی
زوبین کو خواجہ کے جانے کی خبر نہوئی غرض خواجہ عمرو وغیرہ قلعہ سے نکلکر جلد راہ طے کر کے قلعہ خسرو نیستانی
میں پہونچے ملکہ مہر نگار کو محافہ سے اتروا کر اسی قلعہ میں ایک جگہ مقیم کیا سردار و عیار وغیرہ بھی جا بجا قیام
پذیر ہوئے خواجہ عمرو نے قلعہ کا دروازہ بند کرا دیا پل تختہ اٹھوا لیا خندق کو پانی سے بھروا دیا قلعہ پر چار طرف
بڑی بڑی توپیں لگانے کا حکم دیا جب قلعہ اچھی طرح آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہو چکا خواجہ عمرو
مطمئن ہو کر بیٹھے پہلوان عادی کو بھی غلہ کی طرف سے اطمینان ہوا وہ شب گذر کے صبح ہوئی وہاں
زوبین کافرانی کو خواجہ عمرو وغیرہ کے جانے کی خبر ہوئی زوبین مردمان لشکر پر خفا ہوا اور کہنے لگا تم نے
ایسی غفلت کی کہ خواجہ عمرو وغیرہ اس قلعہ سے نکل گئے میرا مصمم ارادہ یہ تھا کہ خواجہ عمرو وغیرہ کو اس قلعہ
سے نکل سکے نہ جانے دونگا تمہارے غافل ہونے سے وہ سب نکل گئے ورنہ نایابی غلہ اور کثرت گرسنگی سے
سب تڑپ تڑپ کر مر جاتے یہ کہکر زوبین سب کو ہمراہ لیکر قلعہ کوہستان سے چلا لشکر مثل دریا رواں ہوا
چونکہ زوبین خواجہ عمرو وغیرہ کے چلے جانے سے از حد برہم تھا قریب قلعہ خسرو نیستانی پہونچکر حکم دیا
کہ اس قلعہ پر حملہ کرو مردمان فوج نے بموجب حکم ایکبار حملہ کیا زوبین بھی گرز گران لیکر در قلعہ توڑنے کو چلا کہ
خواجہ عمرو کو زوبین وغیرہ کے آنے کی خبر ہوئی خواجہ نے حکم دیا کہ جلد جلد گولے مار دو زوبین وغیرہ کو در قلعہ تک

ہ آنے دو گولہ اندازون نے بموجب حکم خواجہ گولے مارنا شروع کیے ہر گولہ توپ سے مثل شعلہ جوالہ نکلنے لگا لشکر
زوپین پر گر کر مردمان لشکر کو ہلاک کرنے لگا کفار نابکار گولون سے اڑ اڑ کر دور دور گرنے لگے اعضاے کفار جدا
ہونے لگے کسی کافر کا سر گولے سے اڑ گیا تن بے سر زمین پر گر کے تڑپنے لگا کسی ناری کا گولے سے ہاتھ اڑ گیا مجروح
ہو کر زمین پر گرا گھوڑون کی ٹاپون سے پامال ہو گیا خاک مین ملکر سوے سقر گیا کسی کافر کے سینہ پر گیند کو توڑ کر
گولہ نکل گیا کسی بدطریق کا ایک پانون اڑ گیا لنگڑا ہو کر فرش خاک پر گرا زمین پر ایڑیان رگڑنے لگا غرض گولہ اندازون
نے لشکر زوپین پر آگ برسا دی اسوقت گویا قیامت بپا تھی لشکر زوپین مین آواز نالہ و فریاد بلند تھی گولے برابر
گر رہے تھے کفار زخمی ہو کر زمین پر تڑپ رہے تھے ہر توپ کی آواز صداے رعد سے بڑھی ہوئی تھی بڑے بڑے
دلاوران لشکر زوپین توپون کی آوازون سے دہل رہے تھے صدہا جگہ گولون سے زمین مین غار پڑے
ہوئے تھے دود غلیظ چھایا ہوا تھا آفتاب کسی طرح اس تاریکی مین نظر نہ آتا تھا زمین دمبدم توپون کی آواز
سے کانپتی تھی آفتاب تھراتا تھا قلعۂ آسمان کو جنبش تھی طائران صحرا آشیانون سے نکل کر مانند ہوش اڑ گئے
تھے شیران دشت اپنے مسکن سے بھاگ گئے تھے سامنے قلعہ کے صدہا کفار زخمی پڑے تھے ہزارون گولون
سے اڑ گئے تھے جو کفار گولون کی زد سے بچ کر قریب در قلعہ پہونچتے تھے تیر اندازان تیرون سے اور عیاران لشکر
اسلام تیرون سے انھین ہلاک کرتے تھے بعضے اہل قلعہ بان آتشین مارتے تھے کفار کو نزدیک قلعہ کے نہ آنے
دیتے تھے اکثر عیار نفط کے حقے اور چرخیان آتشبازی کی داغ کر مارتے تھے اور باہم یہ کہتے تھے کہ یارو
جنگ دستانہ کرو حریفون کو قریب قلعہ بھی ہرگز نہ آنے دو الحاصل اہل قلعہ نے بہ تاکید خسرو نیشتالی و
خواجہ اسقدر گولے مارنے اور ایسا لڑے کہ زوپین کسی طرح در قلعہ تک پہونچ نہ سکا آخر بعد دو پہر کامل لڑنے کے
مجبور ہو کر مع لشکر جانب قلعہ سے پلٹا اور میدان گولون کی زد کا چھوڑ کر ایک عرصۂ وسیع مین مقیم ہوا اور حکم کیا کہ
چار طرف سے قلعہ کا محاصرہ کر لو یہ مسلمان قلعہ مین خود ہی بوجہ نہ پہونچنے غلہ وغیرہ کے ہلاک ہو جاینگے انسے لڑنا
بیکار ہے آج ہزارہا بہادر و جرار ہلاک ہوئے صدہا زخمی ہوئے لیکن قلعہ ہاتھ نہ آیا مردان لشکر نے حسب حکم
قلعہ کا محاصرہ کیا ہرچند کہ جب زوپین لشکر کو لیکر قلعہ سے ہٹ گیا اہل قلعہ نے لڑنا موقوف کیا خسرو نیشتالی
نے گولہ اندازون وغیرہ کو انعام دیا جب سب بہادر بعد جنگ قلعہ مین بیٹھے خواجہ و خسرو نیشتالی نے شکر خدا
کیا بعد شکر خدا خسرو نے خواجہ سے ہنسکر پوچھا آپ نے تو پہلے مجھسے آکر یہ کہا تھا کہ امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران
نے پردۂ قاف مین انتقال کیا ہے اب مجکو معلوم ہوا امیر بانوقیر پردۂ قاف مین زندہ ہین ہرچند کہ آپ عیار
ہین آپ نے عیاری سے یہ قلعہ لینے کو کہا تھا کہ امیر بانوقیر نے انتقال کیا ملکہ مہرنگار کو مین تمھارے سپرد
کردونگا لیکن اے خواجہ آپ کو حمزہ صاحبقران کے بارے مین ایسا کہنا مناسب نہ تھا کیونکہ آپ اُنکے
بھائی ہین خواجہ نے مسکرا کر جواب دیا اے خسرو مین نے تو جھوٹھ نہین کہا تم نے انتقال کے معنی مرجانے
کے سمجھے ہین مین نے یہ سمجھکر کہا تھا کہ انتقال کے معنی نقل کرنے کے ہین یعنی جانا ایک جگہ سے دوسری جگہ
پس امیر بانوقیر ہندوستان سے پردۂ قاف گئے ہین خسرو نیشتالی نے پوچھا آپ بیقرار ہو کر کیون روتے
تھے خواجہ نے جواب دیا مین فراق امیر بانوقیر مین روتا تھا اور اب بھی جدائی امیر مین ملول ہون خداوند عالم جلد امیر کو
ہم سے ملائے انھین کے نہونے سے یہ زوپین نابکار ہم سب سے لڑتا ہے اگر امیر یہان ہوتے تو وہ ایک حملہ مین
اس نابکار کے لشکر کو درہم برہم کر دیتے اور تیغ آبدار سے سر اس کافر کا تن سے جدا کرتے خسرو نیشتالی نے

خواجہ عمرو یہ سنکے خاموش رہے غرض خواجہ با آرام و راحت چھ مہینے تک قلعہ نیلستان میں رہے اور زوبین زادیکا قلعہ کا
محاصرہ کیے رہا بعد چھ مہینے کے ایک روز پہلوان عادی وغیرہ سرداروں نے خواجہ سے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عیاران
اب غلہ اس قلعہ میں بھی ہوچکا ہے کوئی فکر کیجیے غلہ وغیرہ کہیں سے منگوا لیجیے یا اور کسی قلعہ میں چلیے اس قلعہ کو چھوڑ دیجیے
خواجہ نے جواب دیا غلہ وغیرہ کیونکر آسکتا ہے اول تو میرے پاس روپیہ نہیں ہے تم جانتے ہو کہ میں تنگدست ہوں دوسرے
زوبین اس قلعہ کا محاصرہ کیے ہے اگر روپیہ بھی ہوتا تو بھی غلہ نہ آسکتا زوبین غلہ وغیرہ قلعہ میں نہ آنے دیتا اور یہ جو تم نے
کہا کہ اور کسی قلعہ میں چلیے اس بارے میں البتہ حتی الامکان کوشش کرونگا یہ کہکر خواجہ نے خسرو سے پوچھا یہاں سے
کوئی قلعہ قریب ہے یا نہیں ہے خسرو نے عرض کیا اس جگہ سے تین منزل کے فاصلہ پر ایک قلعہ ہے اس قلعہ کو اوقار کہتے
ہیں خواجہ نے کہا کہ میں ابھی اس قلعہ کی جانب جاتا ہوں اور اس قلعہ کے لینے کی کوئی تدبیر کرتا ہوں یہ کہکر خواجہ
اٹھے تھے کہ ملکہ مہر نگار نے خواجہ کو بلوایا جب خواجہ ملکہ مہر نگار کے پاس گئے ملکہ نے اشکبار ہو کے
کہا کہ جب سے آپ پردہ قاف سے آئے ہیں اب تک زمانہ قریب ایک سال کے گذرتا ہے ابھی تک آپ کے بھائی
پردہ قاف سے نہیں آئے خواجہ نے کہا اے ملکہ امیر نے مجھسے وعدہ تو کیا تھا کسی وجہ سے آنا انکا بتوقف الحال
رقعہ خواجہ بزرجمہر کا میرے پاس آیا ہے خلاصہ مضمون اسکا یہ ہے کہ اب حمزہ صاحبقران بعد چھ مہینے کے آئینگے
یہ کہکر خواجہ نے انھیں رقعوں میں سے جو بہت سے رقعے خواجہ بزرجمہر سے لکھوا کر اور انکی مہر ان رقعوں پر
کرا کے لائے تھے ایک رقعہ زنبیل سے نکالکر ملکہ مہر نگار کو دیا چونکہ مہر نگار خواجہ بزرجمہر کو سچا جانتی تھی
رقعہ دیکھکر آہ سرد کرکے خاموش ہوئی ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ جب سے امیر پردہ قاف گئے ہیں کئی رقعے
بزرجمہر کے جنکا ذکر کیا گیا ہے خواجہ عمرو نے ملکہ مہر نگار کو دیے ہیں اور جب تک امیر پردہ قاف سے ملکہ مہر نگار
کے پاس نہ آئینگے اسی طرح خواجہ بعد چھ مہینے ایک رقعہ لاکر مہر نگار کو دیا کرینگے اگر یہ مترجم حال رقعہ دینے
کا تحریر نہ کرے تو کوئی صاحب اعتراض نہ کریں غرض خواجہ عمرو ملکہ مہر نگار کو رقعہ دے کر قلعہ کی کھڑکی
ہنگام شب کھولکر جانب قلعہ اوقار روانہ ہوئے جب قریب قلعہ پہونچے سنا کہ در قلعہ پر ایک شخص بآواز بلند
کہ رہا ہے ہوشیار باش خواجہ نے اپنے تئیں اس شخص تک پہونچا کر اسے قتل کیا پھر بذریعہ کمند بصد مشکل تاریکی
شب میں بالائے قلعہ پہونچے اہل قلعہ نے خواجہ کو تاریکی شب میں نہ دیکھا خواجہ نے بالائے قلعہ پہونچکر اہل
قلعہ کے مانند اپنی شکل بنائی پھر ٹہلتے ہوئے در محل پر پہونچے اتفاقاً محلدار واسطے کسی کام کے دروازے
پر آئی خواجہ نے چالاکی سے بیضہ بیہوشی اسکی ناک پر مارا بیضہ اسکی ناک پر جو ٹوٹا بیہوشی دماغ میں اثر
کر گئی محلدار کو فی الفور چھینک آئی اور بیہوش ہو کر زمین پر گری خواجہ نے جلد بڑھ کر اسے اٹھا کر زنبیل
کیا اور اسی کی شکل بنکر ویسا ہی لباس پہنکر داخل محل ہوئے چونکہ محلدار کو طاؤس شاہ حاکم قلعہ نے در محل
کی جانب سے آتے ہوئے دیکھا کنیزوں سے اشارہ کیا محلدار کو بلاؤ ایک کنیز نے دوڑ کر آہستہ محلدار نقلی سے
کہا کہ اے پیاری محلدار جلد چلو بادشاہ بلاتے ہیں نہیں معلوم تجھسے کیا کام لینگے اسوقت تمھاری صورت کو
بغور دیکھکر بادشاہ نے تمھیں اپنے پاس بلایا ہے ہمیں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تم پسند خاطر بادشاہ ہو گئیں پہلے تو
محلدار تھیں اب یقین ہے کہ بادشاہ سے ہمبستر ہو کر چین کرو گی تنخواہ بڑھ جائیگی محل تمھارا ہو جائیگا محلدار نقلی
نے بناز و ادا جواب دیا اے دور ہو نگوڑی کیا بیہودہ بکتی ہے بھلا بادشاہ مجھے اپنے پاس کیا بلا کر کرینگے میں کسیطرح
راضی نہ ہونگی ہرگز نہ جاؤنگی آبرو نہ دونگی نوکری چھوڑ کر چلی جاؤنگی مجھے مال و زر کی خواہش نہیں ہے میں اور کسی کی

نوکری کرونگی چار روپیہ آبرو پیدا کرونگی اسی طرح کی باتین کرکے محلدار مسکراتی ہوئی قدم ناز و ادا سے اُٹھاتی ہوئی روبرو
طاؤس شاہ کے پہونچی اور بعد تسلیم مودب کھڑی ہو کر عرض کرنے لگی یہ خادمہ حاضر ہی کیا حکم ہوتا ہی طاؤس شاہ نے
فرمایا محلدار وہ پٹاری انگور کی طاق پر رکھی ہی جا کر لے آ محلدار گئی اور پٹاری انگور کی طاق سے اُتار کر بجا لائی نذر
زنبیل کی اور ایک پٹاری انگور کی کہ جو انگور بیہوشی آمیز تھے زنبیل سے جلد نکالکر روبرو طاؤس شاہ لائی
طاؤس شاہ نے چند دانہ انگور کھائے محلدار کھڑی رہی تھوڑی دیر مین طاؤس شاہ بیہوش ہو گیا محلدار
نقلی نے سب کنیزون کو وہان سے ہر ایک بہانے سے ہٹا کر تنہائی مین جلد طاؤس شاہ کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا
اور خود طاؤس شاہ کی شکل بنکر اُسی کی جگہ پر لیٹ رہی وقت سحر طاؤس شاہ نقلی بستر خواب سے اُٹھکر محل
سے برآمد ہوا پھر جا کر تخت پر بیٹھا جب جملہ رؤسا و امرا حاضر دربار ہوئے طاؤس نے سب سے مخاطب ہو کر
فرمایا ہم تو شب کو عالم خواب مین مسلمان ہو گئے ایک مرد بزرگ نے عالم خواب مین ہمین ہدایت کی پھر اُنھین نے ہمین کلمہ
پڑھا کر مسلمان کیا اب تم سب کو بھی لازم ہی کہ دین اسلام دین حق ہی اختیار کرو سبھون نے عرض کیا جب حضور نے
دین اسلام اختیار کیا ہی تو ہمین مسلمان ہونے مین کیا عذر ہی حضور ہمین کلمہ پڑھائین طاؤس شاہ نقلی نے سب
کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا پھر دربار سے اُٹھکر خواجہ عمرو نے ایک گوشے مین جا کر اپنی اصلی صورت بنائی اور
طاؤس شاہ کو زنبیل سے نکالکر ایک ستون سے باندھ دیا پھر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا طاؤس شاہ
نے آنکھین کھولکر دیکھا ستون سے بندھا ہوا ہون اور ایک عیار خنجر بکف کھڑا ہی طاؤس شاہ یہ حال دیکھکر ملول
و حیران ہوا خواجہ نے نعرہ کیا منم عمرو بن امیہ ضمری ای طاؤس شاہ آگاہ ہو کہ مین عیار طرار حمزہ صاحبقران
عالیوقار کا ہون پھر تمام حال امیر کا اور کیفیت اپنی مع اہل قلعہ کے بیان کی بعد اسکے خواجہ نے کہا ای طاؤس شاہ
تجھین مین نے گرفتار کرکے تمام اہل دربار کو مسلمان کیا ہی تجھین بھی مناسب یہی ہی کہ تم بھی دین اسلام اختیار کرو
خداوند عالم کی پرستش کرو اصنام پرستی ترک کرو طاؤس شاہ بموجب ہدایت کرنے خواجہ کے کلمہ پڑھکر صدق
دل سے مسلمان ہوا خواجہ نے ستون سے کھولدیا طاؤس شاہ نے کہا ای خواجہ اب آپ جایے ملکہ مہرنگار
اور سرداران نامدار وغیرہ کو قلعہ خسرو نیستانی سے یہان لے آیے خواجہ روانہ ہوئے بعد جانے خواجہ کے
اوتار شاہ برادر طاؤس شاہ آیا اور اپنے بھائی سے کہنے لگا مین نے سنا ہی کہ تم کلمہ پڑھکر مسلمان ہو گئے دین
آبائی ترک کر دیا طاؤس شاہ نے جواب دیا دین آبائی بُرا تھا اسوجہ سے ترک کر دیا اور مذہب اسلام اچھا تھا
اختیار کر لیا اوتار شاہ نے برہم ہو کر کہا میرے دین کو بُرا کہتا ہی زبان دہن سے کھینچ لونگا طاؤس شاہ نے
جواب دیا خاموش رہ ورنہ تیغ تیز سے تجھے ہلاک کرونگا اوتار شاہ نے یہ تقریر سنکے تلوار سر پر لگائی طاؤس شاہ
نے سپر اُٹھائی تلوار سپر کو کاٹ کر کاسۂ سر مین در آئی پھر مراحی گردن سے جگرگاہ تک پہونچی طاؤس شاہ
قتل ہو کر زمین پر گرا بعد قتل ہونے طاؤس شاہ کے اوتار شاہ تخت پر بیٹھا امرا و وزرا نے نذرین دین شاہ
نے نذرین قبول کرلین ہر ایک امیر اور وزیر کو خلعت و انعام دیا پھر حکم جشن دیا بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان
خوبرو تہنیت تخت نشینی کی دینے لگین ناچ ہونے لگا دور جام مئے ارغوان شروع ہوا طاؤس شاہ کا سر کاٹ
لیا گیا لاش ایک جگہ پڑی رہی امرا و وزرا نے خوف جان کے سبب سے پھر اپنا دین آبائی اختیار کیا اوتار شاہ
کے روبرو نازنینان خوبرو ناچ رہی ہین اس نابکار کو ناچ دیکھنے دیجیے مگر اب احوال خواجہ عمرو کا سنیے کہ جب
خواجہ قلعہ خسرو نیستانی مین پہونچے جملہ سردارون اور عیارون وغیرہ سے تمام احوال قلعہ اوتار کے لینے کا بیان

کرکے کہا اب تم سب اُس قلعہ مین چلو بموجب حکم خواجہ جملہ سردار و عیار وغیرہ آمادہ چلنے پر ہوئے خواجہ نے ملکہ مہرنگار سے کہا محافہ مین جلد سوار
ہو ملکہ محافہ مین سوار ہوئین خواجہ ملکہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر قلعہ کی کھڑکی سے آخر شب نکلے مردمان لشکر زوبین اُسوقت سب سورہے تھے
خواجہ سب کو ہمراہ لیکر بصد عجلت جانب قلعہ اقمار روانہ ہوئے بعد طے کرنے تین منزلون کے وقت سحر قریب قلعۂ اقمار پہونچے خواجہ نے
در قلعہ پر آکر اہل قلعہ سے پکار کے کہا اے برادران ایمانے مین بصد پریشانی ملکہ کو لیکر آیا ہون جلد دروازہ قلعہ کا کھولدو اہل قلعہ نے
اقمار شاہ کو حال خواجہ سے آگاہی دی شاہ بزم عشرت سے اٹھکر متصل قلعہ آیا اور سر طاؤس شاہ کا روبروے خواجہ زمین پر
پھینک کر کہنے لگا جسکو تمنے بمکر و فریب گرفتار کرکے مسلمان کیا تھا یہ سر اُسی کا ہے مین نے سر طاؤس شاہ کا کاٹا ہے مسلمان
ہوجانے کی یہ سزا دی ہے اب اس قلعہ مین مین حاکم ہون تمکو قلعہ مین ہرگز نہ آنے دونگا بہتر یہی ہے کہ یہان سے چلے جاؤ ورنہ
گولندازون کو حکم دونگا وہ ابھی گولے مارکر تمکو اڑادینگے خواجہ تقریر اقمار شاہ کی سُنکے نہایت غضبناک ہوئے فوراً چند سردارون سے
کہا کہ ہمراہ محافۂ ملکہ ایسی جگہ جاکر ٹھہرو جس جگہ قلعہ سے توپ کا گولہ نہ پہونچ سکے سرداران نامدار ہمراہ محافہ کے قلعہ سے دور
نکل گئے اور گرد محافہ کے واسطے محافظت ملکہ کے تلوارین کھینچکر کھڑے ہوئے بعد جانے سردارون کے خواجہ نے نعمان
بن منظر شاہ و پہلوان عادی و کرتیت سپہر گردان و اسد اسدان وغیرہ سرداران ذوالوقار سے کہا کہ جملہ فوج لیکر اس قلعہ پر
حملہ کرو اور در قلعہ کو گرزہاے گران سر سے توڑکر اقمار شاہ نابکار کو قتل کرو سردارون نے مع فوج قلعہ پر حملہ کیا اقمار شاہ نے
گولندازون کو حکم دیا خواجہ وغیرہ کو گولے مارکر اڑادو قلعہ مین نہ آنے دو گولندازون نے حسب الحکم گولے مارنا شروع کیے تیراندازون
نے قلعہ پر سے تیر لگائے سرداران لشکر امیر کا تو تیر و تفنگ بالاے قلعہ نہ پہونچا دو پہر کامل لڑائی ہوئی سیکڑون مردمان لشکر قتل
اور ہلاک ہوئے جملہ سرداران نامی تیرون اور گولون سے بہ قدرت پروردگار بچے آخر خواجہ بعد دو پہر جنگ کرنے کے قلعہ کے
سامنے سے ہٹ گئے لڑائی موقوف ہوئی پھر خواجہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا اقمار شاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا زوبین وغیرہ کو
لکھا کہ خواجہ عمرو وغیرہ نے قلعہ خسرو نیستانی سے آکر میرے قلعہ کا محاصرہ کیا ہے آپ کو لازم ہے جلد فوج لیکر آئیے خواجہ وغیرہ کو قتل
کیجیے ملکہ مہرنگار کو شہنشاہ نوشیروان کے پاس لیجایے ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا زیادہ والسلام غرض نامہ اس مضمون کا لکھکر
سر نامہ پر اپنی مہر کی پھر صبا عیار طاؤس شاہ مرحوم کو بلاکر اقمار شاہ نے کہا جلد یہ نامہ لیجاکر زوبین کو دے دینا اور جو کچھ
تونے دیکھا ہے زبانی بھی کہدینا اور جہانتک ممکن ہو جلد جاکر نامہ دینا تاکہ بہ عجلت زوبین وغیرہ یہان آکر خواجہ وغیرہ کو قتل کر ڈالین ملکہ کو
مدائن مین لیجائین صبا عیار نامہ لیکر قلعہ کی کھڑکی سے نکلکر بشکل میدل جانب قلعہ خسرو نیستانی روانہ ہوا اثناے راہ مین صبا
عیار نے خیال کیا میرے مالک و آقا کو اقمار شاہ نابکار نے ناحق قتل کیا ہے مجکو لازم ہے کہ نامہ زوبین تک نہ لیجاؤں خواجہ عمرو کے پاس
جاکر کوئی ایسی تدبیر کرے کہ جس سے اقمار شاہ ناہنجار قتل ہوجاے یہ خیال کرکے صبا عیار راہ سے پلٹ کر بشکل اصلی خواجہ کے پاس آیا اور
نامہ شاہ کا خواجہ کو دے کر تمام احوال سے خواجہ کو اطلاع دی خواجہ نامہ پڑھکر صبا عیار سے بہت خوش ہوئے اور کہا مین تمھارے
ساتھ چلکر اقمار شاہ کو قتل کرتا ہون عوض طاؤس شاہ کا لیتا ہون یہ کہکر خواجہ نے شکل اپنی بصورت کتارہ کابلی بنائی
پھر صبا عیار کے ہمراہ قلعۂ اقمار مین داخل ہوئے جب روبروے اقمار شاہ پہونچے سلام کرکے کھڑے رہے اقمار شاہ
نے صبا عیار سے پوچھا یہ کون شخص ہے صبا عیار نے بموجب سمجھا دینے خواجہ کے عرض کیا خداوند نعمت یہ زوبین کا عزیز
کے بھانجے ہین نام انکا کتارہ کابلی ہے عیار رہن مین نے بموجب حکم حضور نامہ جاکر دے دیا شہ زوبین نے نامہ پڑھکر انکو میرے
ہمراہ کردیا ہے اور زبانی مجھسے کہدیا ہے کہ مین جلد تمام فوج لیکر آتا ہون عمرو وغیرہ کو قتل کرتا ہون اور کوئی بات آہستہ انسے
کہی ہے اُس بات سے مجھے آگاہی نہین ہے آپ انسے دریافت کیجیے اقمار شاہ نے کتارۂ کابلی نقلی سے پوچھا زوبین نے
تمسے کیا کہا ہے بیان کرو کتارۂ کابلی نقلی نے عرض کیا اگر تنہائی مین آپ تشریف لیچلین تو مین بیان کرون سر دربار اُس بات کا

اظہار

اظہار نہ کرونگا اوتار شاہ یہ سنکے تخت سے اٹھکر کتارۂ کابلی کو ہمراہ لیکر ایک خالی مکان مین گیا پہلے ایک کرسی جواہر نگار پر خود بیٹھا پھر ایک چوبی کرسی پر کتارۂ کابلی کو اجازت بیٹھنے کی دیکر پوچھنے لگا کہو ژوبین نے کیا کہا ہی کتارۂ کابلی نے کرسی پر بیٹھکر ایک ڈبیا جواہر نگار اپنی کمر سے نکالی اور اوتار کو دیکر کہا یہ ڈبیا ژوبین نے دی ہی مجھے نہین معلوم اس ڈبیا مین کیا ہی ذرا کھول کر دیکھیے اوتار شاہ نے جو ڈبیا کھولی چونکہ سفوف بیہوشی اُس ڈبیا مین بھرا تھا ڈبیا کھولتے ہی بیہوشی اُڑی اور دماغ مین بادشاہ کے سرایت کر گئی اوتار شاہ کو چھینک آئی فوراً بیہوش ہوکر کرسی سے گرنے لگا اُسوقت خواجہ نے آہستہ یہ نعرہ کیا شعر عمروم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم ٭ رنگ از رخ بجنگ بد اختر ببرم ٭ در محفل خسروان چو گردم ساقی تیغ و سپر سبو و ساغر ببرم ٭ یہ نعرہ کرکے جلد تر خواجہ نے اوتار شاہ کے کپڑے اُتار کر ایک لنگی مین باندھ کر نذر زنبیل کیا پھر خود اوتار شاہ کی شکل بنکر جسقدر اُس مکان مین نقد و جنس تھا سب مال خواجہ نے جال الیاسی مار کر نذر زنبیل کیا صبا عیار ایک گوشہ سے تمام حال دیکھکر پاس خواجہ کے گیا اور کہنے لگا بیشک آپ شہنشاہ عیاران ہین مثل و نظیر آپ کا روے زمین پر فن عیاری مین نہین ہی عجب تدبیر سے آپ نے اوتار نابکار کو بیہوش کیا ہی آپکے سامنے کوئی عیار عیاری نہین کر سکتا ہی خواجہ نے جواب دیا یہ کیا عیاری ہی اگر تم ہماری اور کر عیاریان دیکھوگے تو نہایت متحیر ہوگے یہ کہکر خواجہ نے صبا عیار کو رنگ و روغن لگا کر بصورت کتارۂ کابلی بنایا پھر ایک پہر کے خواجہ بشکل اوتار شاہ کتارۂ کابلی نقلی کو ہمراہ لیکر مکان سے نکلکر مسکراتے ہوئے قریب تخت حکومت آئے سرداران لشکر وغیرہ براے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوئے خواجہ نے تخت پر بیٹھکر کہا اے افسران لشکر مین ژوبین سے برہم ہوکر مسلمان ہو گیا تم سب کو لازم ہی کہ میری طرح تم بھی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجاؤ سرداران لشکر و امرا وغیرہ نے گفتگوے اوتار شاہ نقلی سُنکے خیال کیا کہ اوتار شاہ ہمارے ملت و مذہب کا امتحان کرتا ہی اگر اب ہم یہ کہینگے کہ ہم بھی مسلمان ہوگئے تو مثل طاؤس شاہ ہمکو قتل کریگا پس لازم یہ ہی کہ مسلمان ہونے سے عذر کرین یہ خیال کرکے جملہ اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا بادشاہ پہلے ہم بموجب حکم طاؤس شاہ مسلمان ہوئے تھے جب حضور رونق افزاے تخت ہوئے طاؤس شاہ کو حضور نے بوجہ مسلمان ہوجانے کے قتل کیا ہم سب نے خائف ہوکر پھر دین آبائی اختیار کر لیا اب گھڑی گھڑی مسلمان ہونا اور دین جد و آبا کو چھوڑنا اچھا نہین معلوم ہوتا ہی آیندہ جو حکم حضور ہو ہم بسر و چشم بجا لائین خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ اہل دربار اوتار شاہ کے خوف سے دین اسلام اختیار کرنے سے انکار کرتے ہین یہ سمجھکر خواجہ نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اے سرداران لشکر و اے امراے عالی گہر کیون اوتار شاہ سے خوف کرتے ہو شاہ کو مین نے گرفتار کر لیا ہی بیہوش اور مدہوش میری زنبیل مین ہی یہ کہکر خواجہ نے اوتار شاہ کو زنبیل سے نکالکر ستون سے باندھا اور ہوشیار کرکے اُس سے کہا کلمہ پڑھکر مسلمان ہو اُس نے مسلمان ہونے سے انکار کیا خواجہ عمرو نے اُسے ہلاک کیا کُل اہل دربار اوتار شاہ کے ہلاک ہونے سے خوش ہوے اور بخوف خواجہ سب نے اطاعت و فرمانبرداری خواجہ کی مسلمان ہوکر اختیار کی پھر خواجہ نے صبا عیار کو حاکم قلعہ کیا اور تخت پر بٹھا کر اہل دربار سے نذرین دلوا کر در قلعہ کھلوایا اور ملکۂ مہر نگار اور جملہ سرداران نامدار وغیرہ کو قلعہ مین بلایا ملکۂ مہر نگار ایک محل قلعہ مین بصد پردہ داری قیام پذیر ہوئین سرداران لشکر بھی جا بجا مقیم ہوئے خواجہ نے حکم دیا طاؤس شاہ اور جملہ مردمان مقتول سپاہ کو غسل و کفن دے کر نماز پڑھکر دفن کرو اہل قلعہ نے بموجب حکم مقتولین کو دفن کیا پھر حکم خواجہ سے در قلعہ بند ہوا اور پل تختہ اٹھوا لیا گیا خندق مین پانی بھروا دیا گیا قلعہ پر زیادہ تر توپین لگا دی گئین سامان جنگ بخوبی کیا گیا یہان تو خواجہ نے قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے بخوبی آراستہ کرایا وہان ژوبین کو معلوم ہوا کہ خواجہ وغیرہ اس قلعہ سے نکلکر قلعۂ اوتار مین گئے ہین اور اوتار شاہ کو مار ڈالا ہی اہل قلعہ کو مسلمان کیا ہی

رتوبین وغیرہ یہ خبر سنکے برہم ہوئے اور اُسی وقت لشکر لیکر وہان سے چلے بعد قطع راہ جب قریب قلعہ اوتار ہو پہنچے
مقیم ہوئے ہرمز اور فرامرز اور رتوبین نے ہنگام شب طبل یورش بجوایا صداے طبل بلند ہوئی اہل قلعہ نے آواز
طبل سُنی بہادر سامان جنگ کرنے لگے بزدل پریشان خاطر ہوئے اسی طرح لشکر ہرمز و فرامرز مین بھی دلاور سامان جنگ
و پیکار مین مشغول و مصروف ہوئے اور نامرد خوف جان سے لشکر سے تاریکی شب مین نکل گئے غرض تمام شب
دونون جانب سامان جنگ بخوبی ہوا جب وہ ہنگام آیا کہ شاہ انجم سپاہ قلعہ گردون مین خبر آمد شاہ خاور سنکے پوشیدہ
ہوا اور لشکر ثوابت و سیار سپاہ نور مہر سے شکست رسیدہ ہوا

نظم

نشان شب ہوا عالم سے نابود ٭ اڑا رنگ اخترون کا صورت دود
سحر بھر دے کے تاج مہر سر پر ٭ ہوئی رونق فزا با حشمت و فر

وقت سحر رتوبین کامرانی نے ہرمز و فرامرز سے کہا آپ اپنا لشکر لیکر قلعہ سے علیحدہ ہٹ کے کھڑے ہو جیے آج میرے
حملہ کرنے کا تماشا دیکھیے ہرمز و فرامرز لشکر کو لیکر قلعہ سے ہٹ گئے الگ میدان مین صف آرا ہوئے رتوبین نے اپنے لشکر
کو حکم کمربندی دیا مردمان لشکر زرہین پہننے لگے خود آہنی سرون پر رکھنے لگے ہتھیار لگانے لگے سائیس گھوڑون
کو زین لگام سے آراستہ کرنے لگے مریون کے تنگ چست کرنے لگے لشکری جلد جلد مسلح ہونے لگے زنجیر آہنی سے کمر کو
کسنے لگے باجے جنگی بجنے لگے علم لشکر سر بلند ہوئے جب رتوبین مسلح ہو کر گینڈے پر سوار ہوا جملہ سوار کہ قریب دو لاکھ
کے تھے ہمراہ رتوبین چلے اور سب باجے جنگی بجتے تھے جملہ سوار گھوڑون کی باگین اٹھائے تیغین کھینچے ہوئے غل و
شور کرتے ہوئے عقب رتوبین چلے جاتے تھے رتوبین کے ہاتھ مین گرز گران سر تھا گینڈے کو دوڑاتا ہوا جانب
در قلعہ چلا جاتا تھا گھوڑون کے دوڑنے سے گرد و غبار بلند تھا جب رتوبین سامنے قلعہ کے پہونچا خواجہ عمرو نے گولندازون
کو حکم دیا برابر گولے مارو اور تیر اندازون اور عیارون سے کہا تم بھی تیر اور پتھر مارو خبردار رتوبین کو اس قلعہ مین نہ آنے دو
گولندازون وغیرہ نے حسب الحکم گولے اور تیر اور پتھر وغیرہ مارنے شروع کیے سواران لشکر رتوبین ہلاک ہو کر زمین پر
گرنے لگے آگ قلعہ سے گویا برسنے لگی دھوان مانند ابر کے چھا گیا رنجک سے آثار برق ظاہر ہوئے گولے برسنے لگے زمین
دہلنے لگی رتوبین گرز گران سر سے گولون کو رد کرتا ہوا دیرانہ قریب خندق پہونچا اہل قلعہ نہایت گھبرائے خواجہ عمرو
بھی پریشان خاطر ہوئے اسوقت اہل قلعہ نے ہنڈیان بارود کی اور گرم گرم تیل کڑھاؤ مین بھر بھر کر جانب رتوبین
پھینکنا شروع کیا تیر اندازون نے تیرون کی بارش کی عیارون نے گوپھن مین پتھر رکھکر مارنا شروع کیے رتوبین تیر
اور پتھر وغیرہ سے اپنے تئین بچاتا ہوا آگے بڑھنے کا ارادہ کرتا تھا ناگاہ خواجہ نے قلعہ سے دیکھا کہ قاہر شاہ اور قہرمان شاہ
برادران رتوبین کامرانی تین لاکھ فوج سے براے مدد برادر آتے ہین خواجہ عمرو فوراً کھڑکی قلعہ کی کھولکر اور کتارہ
کابلی کی صورت بنکر بعجلت پاس قاہر شاہ و قہرمان شاہ کے پہونچے اور باادب سلام کرکے کہا کہ آپ کے بھائی نے
بعد سلام آپ سے کہا ہے کہ یہ لشکر جو سامنے صف آرا ہے حمزہ صاحبقران کی فوج ہے مین اس طرف سے انھین ہلاک
کرتا ہون آپ اودھر سے انھین قتل کیجیے تاخیر نہ کیجیے کتارہ کابلی نقلی تو یہ کہکر پھر اپنے قلعہ مین چلے گئے قاہر و قہرمان شاہ نے
تین لاکھ فوج سے بعجلت ہرمز اور فرامرز کے لشکر پر ایکبار حملہ کیا ہرچند ہرمز اور فرامرز نے کہا اے قہرمان شاہ
ہمسے کیون لڑتے ہو کچھ بیان تو کرو لیکن اُس شور و غل مین قاہر شاہ و قہرمان شاہ نے ہرمز اور فرامرز کی آواز نہ سنی
بلکہ اُس ہنگامہ مین صورت بھی انکی نہ دیکھی جب دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی برق شمشیر دور تک میدان مین چمکنے
لگی ابر سیاہ ڈھالون کا اٹھا بارش تیرون کی ہونے لگی سر مثل اولون کے تن سے کٹ کٹ کر زمین پر گرنے لگے دلاوران
لشکر کے نعرون کی ایسی صدائین بلند ہوئین مردم کو ثابت ہوا کہ رعد کی آواز ہے بزدل صداے بہادران سنکر تھرانے لگے

غرض جانبین کے سوار و پیدل قتل و زخمی ہونے لگے خون مین نہانے لگے خون کی ندیان میدان کارزار مین نظر آئین سر
حباب کے مانند سیل خون مین نظر آنے لگے تن بے سر بصورت کشتی دکھائی دینے لگے زخمی نالہ و فریاد کرنے لگے ہنگامہ
حشر برپا ہوا ژوبین در قلعہ تک پہونچ گیا اور ارادہ قلعہ کے توڑنے کا کرتا تھا یکایک ہنگامۂ قیامت دیکھکر اور شور و غل
سنکے سمجھا کہ حمزہ یا سرداران حمزہ مثل بہرام گرد و لندھور لشکر کثیر لیکر آئے ہین بڑی شجاعت و دلیری سے لڑ رہے
ہین زمین میدان کارزار کو جنبش ہی اور تلوارون کی جھنکار یہان تک آتی ہی ایسا نہو کہ ہرفراد و فرامرز شاہزادگان
ذیوقار قتل ہو جائین مجکو لازم ہی کہ جلد براے مدد ہرفراد و فرامرز اپنے تئین وہان پہونچاؤن آج قلعہ کو نہ لے کل قلعہ پر قبضہ
کرلینا یہ سمجھکر قلعہ کیطرف سے گینڈے کو پھیرا اہل قلعہ نے ژوبین کو جاتے دیکھکر تعجب کرکے شکر خدا کیا گولے اور تیر
وغیرہ لگانے سے ہاتھ روکا ژوبین نے میدان کارزار مین پہونچ کر دیکھا کہ قاہر شاہ اور قہرمان شاہ ہر چند
جنگ رستمانہ کر رہے ہین لیکن لشکر ہرفراد و فرامرز سے پسپا ہوتے جاتے ہین مردمان فوج فرامرز آگے بڑھتے
جاتے ہین ہزارہا لاشین زمین پر تڑپ رہی ہین زخمی چلا رہے ہین گھوڑے کوتل دوڑ رہے ہین لاشین اپنے
راکبون کی پامال کر رہے ہین صداے گیرودار بلند ہی تلوار چل رہی ہی لاش پر لاش گر رہی ہی دریاے خون مقتولان
بہ رہا ہی ژوبین اپنے بھائیون کو دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوا بہ آواز بلند گینڈے پر کھڑے ہو کر پکارا اے قاہر اور
قہرمان شاہ دست خود را نگہدارید اے کیون لڑتے ہو بیکار خونریزی کرتے ہو یہ لشکر ہرفراد و فرامرز کا ہی لشکر
حریف کا نہین ہی یہ کہکر پھر ہرفراد و فرامرز سے مخاطب ہو کر پکارا اے شاہزادگان ذیجاہ یہ لشکر قاہر و قہرمان
شاہ میرے بھائیون کا ہی آپ میرے برادرون سے نہ لڑیے انسے جدال و قتال نہ کیجیے قاہر و قہرمان شاہ اور
ہرفراد و فرامرز نے آواز ژوبین کی سنکر لڑائی موقوف کی ژوبین قہرمان اور قاہر شاہ کے پاس گیا بعد
سلام کے پوچھنے لگا اے بھائیو تم فرزندان نوشیروان سے کیون لڑتے اُنھون نے جواب دیا آپ ہی نے
تو ہمارے پاس کتارۂ کابلی کو بھیجا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ یہ لشکر امیر ہی اسے قتل کر دو ہمنے بموجب آپ کے
کہنے کے قتل کرنا شروع کیا ژوبین نے جواب دیا مین نے تو کتارۂ کابلی کو تمھارے پاس نہین بھیجا تھا
بختک ژوبین اور قاہر و قہرمان شاہ کی گفتگو سنکے ہنسا اور کہنے لگا تم سب سچ کہتے ہو کتارۂ کابلی
کی صورت بنکر خواجہ عمرو آئے ہونگے یہ اُنھین حضرت کی ادنی عیاری ہی قاہر اور قہرمان شاہ نے یہ سنکے
ہرفراد و فرامرز سے عذر کیا ہرفراد و فرامرز نے عذر قبول کیا ژوبین نے پھر قلعہ پر حملہ کیا بعض راوی کہتے ہین
دوسرے روز وقت سحر قلعہ پر حملہ کیا چونکہ خواجہ عمرو نے سامان جنگ بخوبی کر لیا تھا ہر وقت حملہ کرنے
ژوبین کے بحکم خواجہ عمرو اسقدر گولے گولندازون نے مارے کہ ژوبین آگے نہ بڑھ سکا اور قلعہ تک کسی طرح
نہ پہونچ سکا ہزارون سوار ہلاک ہوئے آخر بعد دوپہر کے لڑنے کے ژوبین طبل باز جنگ بجوا کر پلٹا اور قلعہ کا
محاصرہ کرکے مقیم ہوا حال ژوبین اور عمرو کا انشاء اللہ آیندہ لکھا جائیگا

داستان پیدا ہونا ملکہ قریشیہ سلطان کا اور رخصت ہونا امیر کا ننھیال سے پھر چھوڑ دینا دیوون کا امیر کو صحراے حیرت کدۂ سلیمانی مین بحکم ملکۂ آسمان پری اور دب جانا امیر کا کشتۂ ریگ مین پھر زندہ نکلکر جانا ہمراہ ملکۂ آسمان پری کے گلستان ارم مین

راویان شیرین زبان اس داستان بے مثال کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ بعد گذرنے ایام حمل کے جس روز بطن ملکہ
آسمان پری سے دختر فرخندہ فال و یوسف جمال شیر صولت خورشید طلعت پیدا ہوئی حمزۂ صاحبقران زمان

بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہوئے تھے عبدالرحمن جنی ؛ دیگر دیو و پریزاد ذوی قدر و ذوی رتبہ علے قدر مرتبہ یمین و یسار بیٹھے
ہوئے تھے ناگاہ ازرق پری نے روبروے امیر حاضر ہوکر عرض کیا اے امیر مبارک ہو اسوقت ملکہ آسمان پری
کے بطن سے ایک دختر خوبصورت پیدا ہوئی ہے امیر دختر کے پیدا ہونے سے رنجیدہ ہوئے بعوض خوشی مغموم ہوئے
عبدالرحمن جنی نے امیر کو غمگین دیکھکر عرض کیا اے امیر مجکو اپنے علم سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکی نہایت شجاع
اور بہادر ہوگی اکثر آپ کے فرزندون سے طاقت و قوت مین زیادہ ہوگی اور نہایت عقیل ہوگی اس دختر کو
فرزندون سے بہتر خیال کیجیے رنج نہ کیجیے حمزۂ صاحبقران نے عبدالرحمن جنی سے فرمایا اس دختر کا نام رکھیے
عبدالرحمن جنی نے بعد غور و فکر عرض کیا نام اس دختر کا ملکہ قریشیہ سلطان رکھنا مناسب ہے امیر با توقیر نے نام
سنکے فرمایا بہتر ہے یہی نام رکھنا مناسب ہے ازرق پری گفتگوے امیر و تقریر عبدالرحمن جنی سنکے چلی گئی اور
شہپال بن شہرخ اور ملکۂ آسمان پری سے عرض کیا کہ نام اس دختر کا بموجب ارشاد امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران
کے عبدالرحمن جنی نے قریشیہ سلطان رکھا ہے شہپال اور ملکۂ آسمان پری دونون یہ نام سنکے خوش ہوئے
بعد کئی روز کے شہپال نے قریشیہ سلطان کی نہایت دھوم سے چھٹی کی کئی دن تک بزم عشرت آراستہ رہی
نازنینان پریزاد گایا کین اکثر شاہان پردۂ قاف بھی آئے اور شریک بزم عشرت ہوئے بعد جشن کے کل زن و مرد
جو مہمان تھے رخصت ہوئے اسی دن وقت شب امیر با توقیر کو جو ملکۂ مہر نگار کا خیال آیا دل پہلو مین بیتاب
ہوگیا چشم پرنم ہوئی لب آہ و نالہ سے آشنا ہوئے آنکھون سے ہجر ملکۂ مہر نگار مین آنسو جاری ہوئے یہ حال ہوا ابیات
سنان درد نے چھیڑا جگر کو ٭ ہوا رونا ہنسی ہر چشم تر کو ٭ یہان تک اشک نم مژگان سے ٹپکے ٭ کہ پھنکرات بھر
دامان سے ٹپکے ٭ وہ شب بہزار آہ و زاری و نالہ بیقراری بصد مشکل بسر کی ہنگام سحر امیر با توقیر نے نماز سحر پڑھکر
شہپال بن شہرخ پاس جاکر کہا کہ مین آٹھ روز کا وعدہ کرکے یہان آیا تھا مجھے یہان ایکزمانہ گذرا ہے میرے لشکر کے
سردار وغیرہ سب پریشان خاطر ہونگے عبدالرحمن جنی نے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ بعد چھ مہینے کے یہان سے
چلے جایئے گا اب زمانہ نو مہینے سے بھی زیادہ گذرا ہے مین از حد پریشان خاطر ہون آپ مجھے رخصت کیجیے میرے
لشکر کے سردارون کے پاس مجھے بھجوا دیجیے اگر مین وہان نہ جاؤنگا تو رنج و صدمے سے ہلاک ہو جاؤنگا شہپال
بن شہرخ نے پہلے تو کہا کہ بعد تھوڑے دنون کے مین تمھین وہان پہونچوا دونگا آخر اصرار امیر با توقیر سے
شہپال نے مجبور ہوکر چند دیوؤن کو بلایا جب دیو حاضر ہوئے شہپال نے کہا امیر با توقیر کو ایک تخت روان
پر بٹھاکر جلد انکے لشکر کے سردارون کے پاس انھین پہونچا دو جب یہ خبر ملکۂ آسمان پری نے سنی امیر با توقیر
کو بلاکر پوچھا مجھے چھوڑکر کہان جاتے ہو امیر با توقیر نے فرمایا مین ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان سے آٹھ روز کا
وعدہ کرکے یہان آیا تھا مجکو یہان زمانہ زیادہ گذرا وہان ملکہ مہر نگار میرے انتظار مین بیقرار ہوگی اور جملہ
سرداران لشکر بھی پریشان خاطر ہونگے ادھر مین اُن سب کی جدائی سے بیتاب ہون شب و روز انکا خیال
رہتا ہے خصوصاً ملکہ مہر نگار ہر وقت مجھے یاد آتی ہین اُنکی مفارقت مجکو شاق ہے اسوجہ سے جاتا ہون ورنہ ابھی
یہان سے نہ جاتا ملکۂ آسمان پری ملکۂ مہر نگار کا ذکر سنکے برہم ہوئی امیر سے تو کچھ نہ کہا لیکن علیحدہ جاکر ازرق پری کو بلاکر
اُس سے کہا کہ جو دیو امیر کو لیجائینگے اُن سے میری طرف سے جلد جاکر یہ کہدو کہ ملکۂ آسمان پری نے تم سے تاکید کہا ہے کہ امیر کو یہان سے
لیجاکر حیرت کدۂ سلیمانی مین چھوڑ دینا جہان امیر کہین ہرگز ہرگز دہان نہ لیجانا ازرق پری نے موافق حکم ملکہ اُن دیوؤن سے جاکر کہدیا
دیوؤن نے عرض کیا آپ ہماری جانب سے عرض کر دیجیے گا کہ ہم بموجب حکم حضور امیر کو وادی حیرت کدۂ سلیمانی مین چھوڑ کر

چلے آئینگے آپ کا حکم بجا لائینگے جو کچھ دیوون نے عرض کیا تھا ازرق پری نے ملکہ سے کہدیا امیر ملکہ اور شہپال سے رخصت ہو کر تخت پر بیٹھے شہپال امیر کے جانے سے ملول ہوا ملکہ چونکہ برہم تھی ملول نہوئی دیوون نے تخت اٹھایا اور ایک جانب چلے بعد طی کرنے راہ دور و دراز کے جب حیرت کدۂ سلیمانی مین پہونچے تخت کو وہین رکھکر امیر سے کہنے لگے اسوقت ہم سب گرسنہ ہین آپ کہین تو ہم اکل و شرب سے فرصت کر لین تو پھر آپ کو لیچلین امیر سمجھے کہ دیو سچ کہتے ہین بعد فراغت آب و طعام پھر تخت اٹھا کر لیچلینگے یہ خیال کر کے امیر خاموش رہے دیو وہان سے آگے بڑھے امیر نے تو یہ تصور کیا کہ یہ کہین آب و طعام کی جستجو مین جاتے ہین لیکن دیو بموجب حکم ملکہ امیر کو وہان چھوڑ کر جانب گلستان ارم روانہ ہوئے جب گلستان ارم مین پہونچے ملکہ سے جا کر عرض کیا حضور ہم امیر کو حیرت کدۂ سلیمانی مین چھوڑ کر چلے آئے ہین ملکہ یہ سنکے خیال کرنے لگی کہ امیر ملکۂ مہر نگار اپنی معشوقہ کے پاس اب کیونکر جائینگے زندگی بھر راستہ نہ پائینگے مجھکو ناراض کر کے اور مجھسے جدا ہو کر راحت نہ اٹھائینگے ایک روز حیرت کدۂ سلیمانی مین تڑپ کر رہ جائینگے آرزو انکے دل کی بر نہ آئیگی مہر نگار نگوڑی سے وصل انھین میسر نہو گا یہ خیال کر کے ملکہ قریشیہ سلطان کو گود مین لیکر پیار کرنے لگی وہان امیر دیوون کا انتظار کر کے تخت سے اٹھے اور خیال کرنے لگے افسوس دیوون نے مجھسے دغا کی مرکب خنگ سیہ قیطاس کو بھی بہ عجلت گلستان ارم مین چھوڑ آیا اگر اسوقت مرکب ہوتا تو اسپر سوار ہو کے راہ لیتا اقدام کر نا تکلیف نہ اٹھاتا یہ خیال کر کے خیال ملکۂ مہر نگار مین ایک طرف چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ کانٹون سے پانون فگار ہو گئے تلوون مین چھالے پڑ گئے آبلون سے پانی نکلنے لگا کانٹے جو تلوون مین چبھ گئے تھے خون تلوون سے بہنے لگا کانٹون کی خلش سے روح کو صدمہ پہونچنے لگا حرارت آفتاب سے پسینے مین تر ہو گئے غبار ہوائے گرم سے اڑ اڑ کر رخ پر پڑنے لگا خار صحرا کف پا مین ہر قدم پر چبھنے لگے وہ صحرائے حیرت کدۂ سلیمانی جس مین ہر ایک قدم ظہور حیرانی و پریشانی وہ تمازت آفتاب کہ جس سے قلب و جگر کباب ہو جائے لاکھ جستجو کرے کوئی چشمہ سوائے چشمۂ آفتاب کے نظر نہ آئے وہ صحرائے ہولناک زیر افلاک ایسا تھا کہ روح قیس نے بھی اس بیابان کو کبھی خواب مین نہ دیکھا تھا زمین صحرا حرارت آفتاب سے جلتی تھی لون دمبدم چلتی تھی ہر درخت کثرت لون سے خشک تھا برگ و ثمر سے مہجور تھا ہر ذرہ اس وادی کا غیرت دہ آفتاب تھا طبقہ اس زمین دشت کا کرۂ نار کا جواب تھا جن بھی اس صحرا مین بخوف ہلاکت نہ آتے تھے دیو حتے الامکان بخوف جان اس وادی پرخطر مین نہ جاتے تھے کیونکہ وہ صحرا ایسا ہولناک و وحشت افزا تھا

نظم

نمونہ تعریف کیا اسکی قلم سے — بلا انگیز تر دشت عدم سے
تمازت سے عیان جوش تباہی — تڑپتی ریگ مثل ریگ ماہی
نہ سایہ تھا نہ برگ خشک و تر تھا — بزنگ شاخ آہو ہر شجر تھا
کف سایل کی صورت چشمۂ آب — ہوائے گرم سے ہر رخ بیتاب
حرارت سے دھوان اٹھتا جگر مین — تپش سے آبلہ پڑتا نظر مین
یہ عالم دیکھکر دشت بلا کا — نظر مین پھر گیا سامان قضا کا
وفور تشنگی لایا غضب مین — ہوئی جان بھی نہان آغوش لب مین
وہان مانند سنگ میل تنہا — فقط حمزہ تھے محو سیر صحرا
طلسم قدرتی پیش نظر تھا — وہ صحرا جلوہ گاہ خیر و شر تھا

امیر با توقیر نہایت حیران و پریشان یاد ملکۂ مہر نگار مین بعد دشواری بادیہ پیمائی کرنے لگے

اشعار

پریشان خستہ آوارہ جگر خون — لگے پھرنے میان دشت و ہامون
نہ وہ ساماں نہ وہ جاہ و حشم تھا — نہ وہ لشکر نہ وہ طبل و علم تھا
دل پر سوز و جان شعلہ پیوند — گذرگاہ خیال چند در چند
کبھی گریان بغم اہل وطن مین — کبھی سوزان تپ داغ کہن مین
کبھی شاکی دل نامہربان سے — کبھی دل تنگ جور آسمان سے
کبھی پیش نظر او رنگ تقدیر — کبھی بین طلسم غم سے دلگیر
کبھی کہتے کہ یا رب مین کہان ہون — یہ کیون پامال جور آسمان ہون
کہان لائی مجھے قسمت کہان سے — کہان لیجائیگی وحشت یہان سے
کبھی کہتے دل مضطر سے اپنے — ملونگا کس طرح لشکر سے اپنے
وہان ہر ایک پر روز و شبانہ — گذرتی ہو گی کیا بے آب و دانہ

اجابیخود و بے خواب ہونگے ۔ مری فرقت مین سب بیتاب ہونگے
وہ ناگہ جمع تھی جو ریگ صحرا ۔ وہی ٹیلہ ہوا صحرا مین پیدا
اُسی کے نیچے پھر باصد مصیبت ۔ ہوئے شرمندۂ احسان راحت
کہ اس مین ماندگی سے ہو کے بیتاب ۔ کیا آنکھون نے میل بوسۂ خواب
ہوئی غفلت سے بیداری ہم آغوش ۔ بجالائے دل و جان رخصت ہوش
کیا روح جہان بیجان نے اپنا ۔ تعلق عالم علوی سے پیدا
یکایک شوق نے بالین پہ آکر ۔ کہا لیٹے کو کیا آرام پاکر
محبت مین سر آرام جان کیا ۔ ہوائے لشکر و طبل و نشان کیا
نہ سمجھے آبروے صادقی کو ۔ لگایا داغ نام عاشقی کو
یہ سب سامان ترا ننگ حیا ہی ۔ خلاف غیرت اہل وفا ہی
اگر دل مین یہی جوش ہوس تھا ۔ تو ناحق در پئے سوز نفس تھا
محبت بازی طفلان نہین ہی ۔ بہت مشکل ہی یہ آسان نہین ہی

امیر زرہ اور تیغ وغیرہ جسم سے آتار کر جا بجا زمین پر پھینک کر زیر پشتۂ ریگ پانون پھیلا کر لیٹے ہوئے تھے یکایک ہوا سے تند چلی اسوقت کثرت ہوا سے پشتۂ ریگ کا امیر پر گر پڑا امیر زیر ریگ دب گئے فقط پانون کھلے رہے اُسوقت ملکۂ آسمان پری کا دل گھبرایا بیتاب ہوکر عبدالرحمٰن جنی کو بلایا جب عبدالرحمٰن جنی روبروے ملکہ آئے ملکہ نے پوچھا جلد بتا بلے اسوقت امیر کس جگہ ہین اور کس حال مین ہین میرا دل نہایت گھبراتا ہی کلیجا منھ کو آتا ہی عجب نہین کہ امیر کسی بلا مین گرفتار ہو گئے ہون عبدالرحمٰن نے اپنے علم سے دریافت کرکے کہا ای ملکہ غضب ہوگیا امیر صحراے حیرت کدۂ سلیمانی مین زیر ریگ دب گئے ہین روح اُنکی جسم مین گھبرا رہی ہی کوئی دم کے مہمان ہین اگر آپ کو خبر امیر لینا ہی تو جلد لیجیے ورنہ امیر تھوڑی دیر مین ہلاک ہو جاوینگے ملکہ اگرچہ ذکر ملکہ مہرنگار سنکے امیر سے ناراض ہوئی تھی لیکن عبدالرحمٰن جنی سے حال امیر سنکے ایسی بیقرار ہوئی کہ اُسی وقت تخت پر بیٹھکر حیرت کدۂ سلیمانی کو روانہ ہوئی جب قریب پشتۂ ریگ کے پہونچی دیکھا کہ خود و زرہ و عقرب سلیمانی وغیرہ جدا جدا مقام پڑا ہی امیر زیر ریگ دبے ہوئے ہین فقط ایک پانون کھلا ہی یہ حال دیکھکر ملکہ بیتاب ہوکر دیوون سے کہنے لگی ارے جلد اس ریگ سے امیر کو نکالو دیوون نے ریگ سے امیر کو باہر نکالا ملکہ نے اپنے زانو پر سر امیر کا رکھا بغور دیکھا تو رمقے جان باقی تھی اُسوقت ملکہ کا رونا اور تدبیرین ہوشیار کرنے کی دمبدم کرنا مفصل کیا لکھین جائین خلاصہ یہ کہ بمشکل تمام و بقدرت خالق خاص و عام امیر کو ہوش آیا آنکھین کھولکے جو دیکھا سر اپنا آغوش ملکہ مین پایا امیر نے سر اپنا زانوے ملکہ سے اُٹھاکر بالاے زمین رکھا ملکہ نے سبب پوچھا امیر نے جواب دیا اب سر میرا زانوے ملکہ مہرنگار کا مشتاق ہی ملکۂ آسمان پری نے برہم ہوکر کہا کیا مہرنگار آدمزاد مجھسے اچھی ہی میرے حسن و جمال سے اُسکا حسن و جمال زیادہ ہی امیر نے جواب دیا فی الحقیقت اُسکے حسن ملیح و دلفریب کے آگے تمھاری اس گوری صورت کی کچھ حقیقت نہین ہی ملکہ نے جو دیکھا کہ امیر غضبناک ہین اور سواے حکایت مہرنگار کے کوئی ذکر امیر کو اچھا معلوم نہین ہوتا ہی اسوجہ سے ملکہ نے جواب نہ دیا اور بواسطہ دفع کرنے برہمی مزاج کے ملکۂ قریشیہ سلطان کو امیر کی آغوش مین بٹھا دیا قریشیہ سلطان آغوش امیر مین جاکر مسکرانے لگی ہاتھ پانون مارنے لگی غصہ امیر کا اور خیال مہرنگار کا قریشیہ سلطان کو دیکھکر کم ہوا امیر اپنی دختر کو پیار کرنے لگے ملکہ نے دیوون سے کہا خود و زرہ اُٹھا لاؤ جب دیو زرہ وغیرہ اُٹھا لائے ملکہ نے امیر سے کہا کہ اب زرہ پہنو خود سر پر رکھو عقرب سلیمانی کمر سے باندھو میرے ساتھ گلستان ارم مین چلو امیر نے جواب دیا ای ملکہ اب مین مہرنگار کے پاس جاؤنگا ملکہ نے بمنت کہا آپ میرے ساتھ چلیے بعد چھ مہینے کے مین آپ کو خواجہ عمرو کے پاس پہونچوا دونگی امیر باتوقیر نے خیال کیا اگر حیات باقی ہی تو چھ مہینے جلد گذر جائینگے بعد چھ مہینے کے یہان سے ملکۂ مہرنگار کے پاس چلا جاؤنگا یہ خیال کرکے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران راضی ہوئے ملکۂ آسمان پری امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر صحراے حیرت کدۂ سلیمانی سے گلستان ارم مین لائی تہیال کو امیر کے آنے کی اطلاع ہوئی عبدالرحمٰن جنی امیر کے آنے سے خوش ہوا امیر پھر بصد راحت و آرام گلستان ارم مین رہنے لگے

داستان پہونچنا لندھور اور بہرام گرد بن خاقان چین کا مع فوج کثیر ملک سگ سران مین اور قتل کرنا مرزوق شاہ کو اور بھاگنا داراب شاہ اور عبدالعزیز کا جانب ختنانیان پھر جانا بہرام کا سمت چین لندھور سے رخصت ہوکر

راویان بینظیر اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب لندھور و بہرام مع فوج جرار قریب ملک مرزوق شاہ والی ملک سگ سران کے پہونچے ایک میدان وسیع مین قیام پذیر ہوے چونکہ عبدالعزیز و داراب شاہ لندھور و بہرام سے شکست کھاکر قبل پہونچنے لندھور اور بہرام گرد کے مرزوق شاہ بادشاہ سگ سران کے پاس پہونچے تھے اور تمام کیفیت اپنی اُس سے بیان کی تھی اُسنے وعدہ کیا تھا کہ اگر لندھور اور بہرام فوج لیکر یہان آئینگے تو مین اُنسے لڑونگا اور اُنھین قتل کرونگا یہ کہکر عبدالعزیز اور داراب شاہ کو بعزت و حرمت اپنے ملک مین رکھا تھا جب لندھور اور بہرام قریب شہر مرزوق شاہ پہونچکر مقیم ہوئے اور مرزوق شاہ نے لندھور اور بہرام کے آنے کی خبر سنی فوراً پانچ لاکھ فوج سگ سرون کی ہمراہ لیکر مع عبدالعزیز اور داراب شاہ براے مقابلہ لندھور و بہرام گرد شہر سے باہر نکلا اور سامنے فرودگاہ لشکر لندھور کے آکر قیام پذیر ہوا ہنگام شام مرزوق شاہ نے طبل جنگ بجوایا صداے نقارہ و طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے جو براے خبر مقرر تھے وہ صداے طبل جنگی سنکر خدمت لندھور مین حاضر ہوئے اور مجراگاہ پر کھڑے ہوکر بصد ادب مجرا کرکے اسطرح دعا و ثناے شاہی بجالاکر عرض کرنے لگے نظم

ایکہ حشمت درآمودن تیغ — حکمت ازسایہ افگندہ بہ فلک
سر بہرام صفدر اندازد — سینہ بر روے محور اندازد
گر شد بازہیبت توصفیر — گر قضا قدرتت بدست آرد
ہر نغ نصویر ستپہر اندازد — بے عرض طرح جوہر اندازد

معین و مددگار حضور کا خدا ہو سر بداندیش تیغ آبدار سے جلد تر جدا ہو اسوقت مرزوق شاہ حاکم سگ سران بدترین جہان نے طبل جنگ بجوایا ہے قصد اُسکا یہ ہے کہ صبح کو میدان کارزار مین عبدالعزیز و داراب شاہ روسیاہ غاریان لشکر حضور پرنور سے مقابلہ کرین باقی خیریت ہے لندھور نے خبر مرزوق شاہ کے آنے کی اور طبل جنگ بجوانے کی سنکر فرمایا کہ ہمارے لشکر نصرت اثر مین بھی بعنایت رب دوجہان نقارۂ جنگی بجایا جاے ہرکارے یہ خبر سنکر بارگاہ فلک جاہ سے باہر آئے اور حکم بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان سے نقارہ نوازون کو اطلاع دی بمجرد حکم قضا شیم لندھور بن سعدان ادھر بھی نقارۂ جنگی پر چوب پڑی آواز نقارہ مدھی بلند ہوئی دشمنون کے دل دہلنے لگے شعر ز نقارہ آواز آمد برون کہ دو لست دو نست گردون دون جسوقت صداے طبل نقارۂ جنگی بلند ہوئی دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہونے لگی غازیان لشکر اسلام تلوارون پر صیقل کرنے لگے تیغون کو اور آبدار کرنے لگے تیرانداز تیرون کو درست کرنے لگے شاخ کمان کو سینکنے لگے دلاوران ہند خوش ہوکر باہم کہنے لگے کہ جلد صبح ہو لڑائی شروع ہو برق شمشیر چمکے چاچاق خنجر بلند ہو کمانون کے کڑکنے کی آوازین سنین تیرون کی بارش ہو جنگ مغلوبہ ہو اعداے نابکار کو قتل کرین جوہر شمشیر دکھائین زخم تیغ و تبر منھ پر کھائین بہادرون سے سرخرو ہون تمناے دلی بر آئے لڑبھڑ کر کہین جان جاے داخل شہداہون جنت مین جائین حورون کے وصل سے لطف اٹھائین سیر باغ جنان کرین میوے خلد کے کھائین ادھر تو بہادران ہندوستان شوق جنگ مین بیتاب و بیقرار تھے ادھر سگ سران روسیاہ بھی تیاری جنگ مین مصروف تھے مگر سگ سران ناپاک خیال جنگ سے غمناک تھے باہم کہتے تھے کہ دیکھیے ہنگام سحر کیا ہوتا ہے کون غالب ہوتا ہے کون مغلوب ہوتا ہے سنا ہے کہ بہادران ہندوستان نہایت شجاع ہین ہم تو پہلے حملہ کرینگے اگر لڑائی بن پڑی تو خیر ورنہ دُم دباکر بھاگ جائینگے جلادون سے اپنی جان بچائینگے اسیر ہرگز نہونگے گلے مین اپنے رسی نہ بندھوائینگے شیران ہند سے دیدہ و دانستہ مقابلہ نہ کرینگے بلا سے گلیون مین مارے مارے پھرینگے کوئی رحم کھاکر ہڈی یا روٹی ہمین دیدیگا پیٹ ہمارا صبح سے تا شام بھر جائیگا اسیطرح باہمدگر سگ سران خیرہ سر باتین کرتے تھے باہمدگر گفتگو کیا کرتے تھے گویا بھونکتے تھے لشکر اسلام مین بھی یہی چرچا بلند تھا کوئی کہتا تھا برادر کل صبح کو معرکہ رزم مین اپنی جان دینگے شربت شہادت نوش کرینگے یا حریف کو تلوار کے گھاٹ اُتارینگے ناری کو واصل جہنم کرینگے لشکرون مین الغرض

واسطے طلایہ کے اُٹھتے تھے گرد لشکر پھرتے تھے اور مشعلین روشن تھین ہوشیار باش اور خبردار باش کہکر دو جانب اہل لشکر کو ہوشیار کرتے تھے نقیبان خوش آواز بھی دونون لشکرون مین یون پکارتے تھے اے دلاورو آج کی رات آرام و استراحت سے بسر کرنا نہین چاہیے سامنا حریف کا ہے ہوشیار رہو آلات حرب و ضرب کی درستی کرو ہنگام سحر قریب تر ہے میدان جنگ مین دلیرانہ لڑنا عرصۂ مصاف سے پیچھے قدم نہ ہٹانا سر کٹنے کا دھڑکا نہ کرنا آبرو کا خیال رکھنا حق نمکخواری ادا کرنا میدان مین ثابت قدم رہنا بڑھ بڑھ کر نیزہ و شمشیر سینے پر روکنا اپنے حریف کو سر میدان ٹوکنا نعرے دلیرانہ کرنا جنگ رستمانہ کرنا دلاوران لشکر مین جرأت و شجاعت ظاہر کرکے نام پیدا کرنا اگر قدم میدان جنگ سے ہٹاؤگے دیکھو سمجھ کے دیتے ہین پچھتاؤگے آبرو خاک مین ملجائیگی دلاورون کی نظرون سے گرجاؤگے نامرد و بزدل مشہور ہوجاؤگے غرض اسطرح نقیبان خوشگو مردمان لشکر کو ترغیب جنگ کی دیتے رہے دلاوران لشکر تیاری جنگ مین مصروف و مشغول رہے جب وقت آیا نظم

پڑی سامان ظلمت پر تباہی | دھوان ہوکر چلی سب کی سیاہی
اجالا شمع پر آئی اداسی | چراغ شب مین پھیلی بدحواسی

ہنگام سحر ہرزوق شاہ نابکار بیدار ہوکر مع لشکر بصد کر و فر میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوا ادھر سے لندھور و بہرام گرد بھی بعد ادائے نماز سحر اسلحہ تن پر آراستہ کرکے دعائے فتح و ظفر خالق جن و بشر سے مانگ کے بارگاہ سے برآمد ہوئے بہرام مرکب صبا رفتار پر سوار ہوا لندھور بھی گھوڑے پر سوار ہوا ایک راوی کہتا ہے کہ فیل پر سوار ہوکر مع جملہ جوانان لشکر ظفر اثر جانب میدان رزم مانند دریائے زخار روانہ ہوا گھوڑون کی ٹاپون سے طبقات ارض کو جنبش ہوئی قدم گاو زمین بار کثرت مردمان فوج سے تھرانے لگے غبار عظیم بلند ہوا ہرزوق شاہ بدانجام آمد لشکر اہل اسلام دیکھکر گھبرا گیا جب بہرام گرد اور لندھور بن سعدان بصد شوکت و شان میدان رزم مین پہونچے بیلچہ کارون نے لشکر سے نکل کر زمین ناہموار کو ہموار کیا سقون نے پانی چھڑکا پھر میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ لشکر درست ہوا بعد اسکے نقیبان خوش آواز اور کڑکیت دونون لشکر و نسے نکلے اور اسطرح پکارے کہ اے بہادرو یہ وقت کارزار ہے لازم ہے کہ دلیرانہ جنگ کرو اپنے حریف کو چورنگ کرو یہ عرصہ کارزار ہے قبضے مین تمہارے تیغ آبدار ہے حریف کو للکارو دشمن کو ٹوک کے مارو نظم

دہ نعرے کرو آج مانند گیو | دہل جائے سنکے اگر کوئی دیو
گرد اسطرح زیر چرخ برین | لہو سے ہو سب سرخ رنگ زمین
گرد آج میدان مین ایسی نبرد | کہ دشمن بھرے دمبدم آہ سرد
عدو کو کرو قتل شمشیر سے | کرو سرکشون کو فنا تیر سے

نقیب اور کڑکیت تو یہ کہکر ہٹ گئے جوانان لشکر نوانشۂ بادۂ شجاعت سے مست ہوکر جھومنے لگے بار بار قبضہ ہائے شمشیر چومنے لگے۔ عبدالعزیز ہندی اول صف لشکر سے نکلکر میدان جنگ مین آیا ادھر مرکب کو روک کر مبارز طلب کیا ادھر سے بہرام گرد بن خاقان چین نے سمند تیز رو کو بڑھایا اسوقت علمہائے لشکر جلوہ گری پر آئے باجے جنگی بجے بہرام گرد نے لندھور سے رخصت ہوکر میدان کارزار مین بڑھایا عبدالعزیز سے ہوشیار ہوکر مرکب کو روکا عبدالعزیز نے بقہر و غضب بھر لگا در تہ نی مرکب کو بڑھایا ادھر سے بہرام نے بھی گھوڑا بڑھایا ہنگام لگا و زنی مردمان لشکر جانبین نے دیکھا کہ پانچ قدم مرکب عبدالعزیز کا ہٹ گیا اور ایک قدم گھوڑا بہرام کا پسپا ہوا عبدالعزیز نے مرکب رانون مین دبا کر آگے بڑھایا اور غضبناک ہوکر نیزہ سینہ بے کینۂ بہرام گرد پر مارا بہرام گرد نے سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر روکا شرر ظاہر ہوئے بعد چند طعنہائے نیزہ کے بہرام نے نیزہ دست عبدالعزیز سے نکالدیا نیزہ دست عبدالعزیز سے گیا نکلا گویا ایک نیزۂ آب خجالت مین غرق ہوگیا سنان نیزہ عبدالعزیز مثل تیر شہاب دور جاکر گری جوانان لشکر مین شور ہوا کہ نیزہ عبدالعزیز کے ہاتھ سے نکل گیا عبدالعزیز ہندی نے برہم ہوکر تیغہ اگر انبار میان سے کھینچا اور مرکب بڑھاکر خبردار خبردار کہکر سر بہرام پر لگایا بہرام نے سپر اٹھائی اتفاقاً پاؤن گھوڑے کا موش خانے مین جا نا رہا جب تک بہرام گرد مرکب کو سنبھالے اور پاؤن گھوڑے کا موش خانے سے نکالے تیغہ سر پر پڑ گیا اور تا دو ابرو اتر آیا بہرام نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا مگر خون زخم سر سے جاری ہوا عبدالعزیز بہرام گرد کو زخمی کرکے لشکر ہرزوق شاہ مین چلا گیا ہرزوق شاہ تخت سے اترکر مرکب پر سوار ہوکر میدان مین آکر پکارا کہ اے لندھور اگر دعوی شجاعت ہے تو میدان مین آکر مجھسے مقابلہ کر لندھور بن سعدان نے

گفتگو سے مرزوق شاہ سُننکے گھوڑے پر سوار ہوکے مرکب اپنا آگے بڑھایا اُسوقت پھر علم لشکر نصرت اثر جلوہ گری پر آئے ہر صف مین باجے جنگی بجے لندھور نے میدان مین جاکر بہرام گرد کو لشکر مین بھیجکر مرزوق شاہ سے مقابلہ کیا مرزوق شاہ نے تیغہ آبدار سر لندھور پر مارا لندھور نے تیغہ سپر پر روکا پھر تیغہ ہندی گرانبار و آبدار کھینچکر مرزوق شاہ کی کمر پر اسطرح لگایا کہ مرزوق شاہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا مردمان فوج مرزوق شاہ یہ حال دیکھکر بصد غضب آگے بڑھے اور لندھور کو گھیر کر تیغ و تبر لگانے لگے لندھور بھی شیرانہ سگ سرون سے لڑنے لگا ایک ایک حملے مین سیکڑون کو قتل کرنے لگا یہ حال دیکھکر فوج ظفر موج لندھور بھی بصد قہر و غضب بڑھی ہر ایک بہادر نے تلوار کھینچی آخر دونون لشکر باہم ملگئے تلوار چلنے لگی مردمان لشکر جانبین قتل ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی روحین جسمون سے نکلنے لگین سر تنون سے جدا ہونے لگے زمین خون بہادران صف شکن و تیغ زن سے رنگین ہونے لگی زخمی خاک پر گر کر تڑپنے لگے درد زخمہاے کاری سے کراہنے لگے اُسوقت یہ عالم تھا ابیات ہوئی چرخ پر عقل مریخ دنگ + کہ دیکھی نہین آجتک ایسی جنگ + دلاور بڑھے تیغ کو تول کے کہ ہم نقد جان دیتے ہین کھول کے + ہوا گرم بازار جنگ و ستیز + کیا عافیت نے وہان سے گریز + پہر بھر کامل خوب جنگ مغلوبہ ہوئی آخر فوج مرزوق شاہ مقتول شکست کھاکر سراسیمہ و بدحواس میدان جنگ سے بھاگی غازیان لشکر اسلام نے بعد قتل کرنے لشکر مرزوق شاہ کے خیمہ و بارگاہ و خزانہ لوٹ لیا سگ سران روباہ خصال جانب شہر بھاگے لندھور بھی مع فوج شہر مین داخل ہوا سگ سران بزدل طالب امان ہوئے لندھور نے سب کو مسلمان کرکے امان دی عبدالعزیز و داراب شاہ تو بھاگ کر جانب ختائیان گئے لندھور نے بعد فتح طوفان ہندی کو وہانکا بادشاہ کیا طوفان تخت پر بیٹھا امرا و وزرا نے نذرین دین تمام ساکنان شہر حکم لندھور و طوفان سے مسلمان ہوئے پھر لندھور نے زخم سر بہرام گرد کے علاج کیواسطے جراحون کو طلب کیا جراحون نے بعد زخم دوزی کے پھاہا مرہم کا زخم پر رکھا بہرام گرد کو غش سے افاقہ ہوا اُٹھکر بارگاہ مین قریب لندھور بیٹھا ناگاہ ایک قاصد آیا اور اُسنے نامہ نکالکر بصد ادب بہرام گرد کو سلام کرکے دیا بہرام نے نامہ پڑھا معلوم ہوا کہ خاقان چین نے نامہ بھیجا ہے بہرام نے اپنے باپ کے نامے کو پڑھا بعد دعا کے لکھا تھا کہ اے فرزند آگاہ ہو معروف شاہ مازندرانی مع لشکر آیا ہے ہم قلعہ بند ہین آٹھ روز کی مہلت اُس سے لی ہے تمکو لازم ہے کہ بمجرد پہونچنے ہمارے نامے کے اپنے تئین جلد ہم تک پہونچاؤ اور مقابلہ کرکے حریف کو قتل کرو رعایاے شہر کو اُسکے شر و بلا سے بچاؤ مکرر لکھتا ہون جلد آؤ دیر نہ لگاؤ فقط زیادہ دعا بہرام گرد نے نامہ پڑھکر رویا اور کسی سے پڑھوا کر لندھور سے کہا کہ یہ نامہ میرے والد نے مجھے بھیجا ہے اور مجھے بلایا ہے اب مین آپ سے رخصت ہوتا ہون اور خدمت والدین جاتا ہون لندھور نے کہا اے بہرام اگر عبدالعزیز اور داراب شاہ کے تعاقب مین مجھے جانا نہ ہوتا تو مین بھی تمھارے ساتھ چلتا اور معروف شاہ نابکار کو زیر تیغ کرتا یہ کہکر فرقت بہرام گرد سے اشکبار ہوا بہرام گرد نے کہا انشاء اللہ معروف شاہ کو قتل کرکے مین آپ کے پاس چلا آؤنگا وہان توقف نہ کرونگا یہ گفتگو کرکے بہرام گرد چالیس ہزار چینیون کو اور اپنی زوجہ کو ہمراہ لیکر اُسی خیال مین مرکب پر سوار ہوکر چین کی جانب روانہ ہوا بعد طے کرنے درازی راہ کے جب قریب شہر چین پہونچا ایک میدان مین قیام پذیر ہونے کا حکم دیا لشکر ٹھہر گیا بارگاہ و خیام استادہ ہونے لگے اہل لشکر گھوڑون سے اُترنے لگے ابھی بہرام گرد مرکب سے اُترا تھا اور داخل بارگاہ نہ ہوا تھا یکایک ایک پنجہ گرا اور بہرام گرد کو اُٹھاکر ایک جانب لے گیا چینی فریاد و فغان کرنے لگے زوجۂ بہرام گرد بھی یہ خبر وحشت اثر سُنکے رونے لگی لشکر مین فریاد و بکا سے شور قیامت برپا ہوا آخر بمجبوری و ناچاری اشکبار ہوکے تمام چینی اُسی جگہ مقیم ہوئے زوجۂ بہرام گرد بھی بارگاہ مین فروکش ہوئی یہان تو بارہ ہزار چینی میدان مین مقیم تھے اور خیال بہرام گرد مین اشکبار تھے وہان معروف شاہ نے بعد گذرنے میعاد مہلت کے مع فوج کثیر قلعہ پر حملہ کیا اہل قلعہ گولے ملنے لگے ہر چند چینیون نے ہزارہا گولے مارے لیکن معروف شاہ سپر فراخ دامن سے اپنے تئین بچاتا ہوا گرز سے اکثر گولون کو رد کرتا ہوا اور دریاے آتش مین شناوری کرتا ہوا عنقریب در قلعہ پہونچا چینیون نے گولے مارنے موقوف کرکے پرانے چھپر جلاکر قلعہ سے بالاے معروف شاہ پھینکے اکثر چینی تیل کڑھاو مین گرم کرکے معروف شاہ پر ڈالنے لگے

تیرانداز تیر لگانے لگے معروف شاہ جا آفتہ سے بچکر خندق کو طے کرکے در قلعہ پر پہونچا اور در قلعہ کو گرز گران سر سے توڑنے کا قصد کیا اس وقت خاقان چین اور جملہ چینیوں نے دست دعا بدرگاہ خدا بلند کرکے اسطرح دعا کی کہ ای خالق انس وجان وای مددگار بیکسان واسطے تصدق اپنے بندہ برگزیدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہمکو معروف شاہ کے شر وفساد سے بچا ابھی خاقان چین وغیرہ بہ گریہ وزاری دعا درگاہ کبریا مین کر رہے تھے ناگاہ ایک پنجہ مثل برق جانب فلک سے گرا اور معروف شاہ کو در قلعہ سے اٹھا لیگیا خاقان چین وغیرہ یہ حال دیکھکر خوش ہوئے اور لشکر معروف شاہ پر پتھر گولے مارنا شروع کیے لشکر معروف شاہ چونکہ بے سردار تھا شکست کھا کر ہٹ گیا پھر غم معروف شاہ مین نالان وگریان جانب مازندران روانہ ہوا اہل قلعہ شاد ومسرور ہوئے دہ بارہ ہزار چینی جو میدان مین فرو کشش ہوئے تھے بعد دو روز کے زوجۂ بہرام گرد کو لیکر چین مین داخل ہوئے اور خدمت فیض درجت خاقان چین مین حاضر ہوکر تمام حال بہرام گرد کا بیان کیا خاقان چین اپنے پسر کے غم مین نالان ہوا آخر بموجب سمجھانے اکثر چینیوں کے کثرت نالہ وبکا موقوف کی اور اپنی بہو کو بخوشی وخرمی قلعہ مین داخل کیا بعد آٹھ یوم کے زوجۂ بہرام کے بطن سے ایک فرزند شہر صولت پیدا ہوا خاقان چین نے نام اُس فرزند کا معظم خان رکھا ہرچند کہ خاقان چین غم بہرام گرد مین مبتلا تھا لیکن اپنے پوتے کے پیدا ہونے سے خوش ہوا اور بعد کئی روز کے بڑی دھوم سے چھٹی کی بعد چھٹی ہونے کے خاقان چین معظم خان کو بخوبی تمام پرورش کرنے لگا

داستان جانا لندھور کا جانب خفتانیان بفوج گران اور بجگر گرفتار ہونا مع دیگر حالات

راویان عالیمقام اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب ہرمزد قہ شاہ ہاتھ سے لندھور کے مارا گیا تھا عبد العزیز و داراب شاہ باحال تباہ جانب خفتانیان روانہ ہوئے تھے بعد طے کرنے منازل کے جب عنقریب خفتانیان پہونچے اور شاہ خفتانیان عموے لندھور بن سعدان نے سنا کہ عبد العزیز وداراب شاہ شکست کھا کر قریب میرے ملک کے آئے ہین شاہ مذکور یہ خبر سنکر اپنے شہر سے مع اراکین سلطنت واعیان مملکت نکلا اور باہر شہر کے اگران دونون کا استقبال کر کے اپنے ملک مین لیگیا اور بعزت وحرمت ایک ایوان مین مقیم کیا اور دعوت وضیافت مین سرگرم ہوا بعد الفراغ دعوت وضیافت شاہ خفتانیان نے احوال پوچھا عبد العزیز وداراب شاہ نے تمام احوال اپنا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا شاہ خفتانیان نے کل کیفیت سنکر کہا ای برادران یمانی اب تم یہان باطمینان تمام رہو اگر لندھور یہان آئیگا مین اُسے گرفتار کرونگا عبد العزیز اور داراب شاہ یہ سنکے خوش ہوئے اور بہ اطمینان تمام شب وروز براحت وآرام بسر کرنے لگے انھین تو عیش وعشرت مین بسر اوقات کرنے دیجیے مگر اب احوال لندھور بن سعدان کا سنیئے کہ جب بہرام گرد رخصت ہوکر جانب ملک چین چلا گیا لندھور نے جیپور ہندی وعادل شیر دل وشہپال ہندی وغیرہ کو مع فوج قلیل جانب ہندوستان روانہ کیا شہپال وغیرہ بعد طے کرنے منازل کے ہندوستان مین پہونچے شہپال تخت حکومت ہندوستان پر بیٹھا اور سلطنت کرنے لگا لندھور نے بعد رخصت کرنے شہپال وغیرہ کے طوفان ہندی وجملہ بہادران کو ہمراہ لیکر مع فوج کثیر جانب خفتانیان کوچ کیا لشکر مانند مور وملخ کے چلا جب لندھور قریب خفتانیان پہونچا اور ایک میدان مین مقیم ہوا شاہ خفتانیان کو جاسوس سے معلوم ہوا کہ لندھور لشکر کثیر لیکر آیا ہے چونکہ شاہ خفتانیان فوج قلیل رکھتا تھا اسوجہ سے لڑنا مناسب نہ جانکر عبد العزیز اور شاہ داراب سے کہنے لگا کہ لندھور لشکر لیکر آیا ہے تم میرے ہمراہ برای استقبال چلو مین تمھاری خطا اُس سے معاف کرا دونگا پھر بہ مکر وفریب اُسے گرفتار کرونگا اگر یہ بیر نہ کرونگا تو اُس سے مقابلہ کسیطرح نکر سکونگا داراب شاہ اور عبد العزیز راضی ہوئے شاہ خفتانیان عبد العزیز وداراب شاہ کو لیکر بچشم وخدم شہر سے نکلا لندھور کو خبر ہوئی لندھور بھی مع اکثر بہادران چیدہ روزگار فرودگاہ لشکر سے آگے بڑھا اثنائے راہ مین شاہ خفتانیان سے ملاقات ہوئی شاہ خفتانیان کے کہنے سے عبد العزیز وداراب شاہ نے رو

ہاتھ اپنے باندھکر لندھور سے عذر کیا اور سرکشی و خطا پر نادم ہوئے شاہ خفتانیان نے بھی سفارش کی لندھور نے تقصیر عبد العزیز و داراب شاہ کی معاف کی پھر سب کو اپنے ہمراہ اپنے لشکر میں لاکر دعوت کی بعد تناول کرنے طعام دعوت کے دور جام مے گلگون ہوا جب دماغ شاہ خفتانیان کا بادۂ ناب سے گرم ہوا لندھور سے مخاطب ہوکر کہنے لگا ای فرزند برادر مین نے بھی تمھاری دعوت کی آج شب کو میرے ملک مین چلکر سیر کرو ہنگام سحر دعوت کھاؤ لندھور نے یہ سنکر کچھ خیال کرکے عذر کیا شاہ خفتانیان نے کہا ای پسر برادر آگاہ ہو کہ مین مسلمان ہوگیا ہون اور داراب شاہ اور عبد العزیز کو بھی از سر نو مسلمان کیا ہی اب تمکو دعوت سے انکار نہ کرنا چاہیے لندھور نے یہ سنکے جواب دیا اگر آپ مسلمان ہوگئے ہین تو مین ضرور طعام دعوت کھاؤنگا اب حرف عذر لب پر نہ لاؤنگا یہ کہکر حکم کیا کہ نازنینان خوبرو جلد حاضر ہوکر روبرو ہمارے رقص کرین بمجرد حکم نازنینان خوبرو و خوش گلو مع سازون کے بزم عشرت مین حاضر ہوکر ناچنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین ارباب بزم گانا سنکر خوش ہونے لگے یہان تک کہ قریب شام جلسۂ عشرت مین نازنینان ہم حبین گایا کین پھر جلسۂ عشرت موقوف ہوا شاہ خفتانیان لندھور کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے ملک مین گیا شب کو تو دعوت نہ کی لیکن ہنگام سحر بڑے تکلف سے لندھور اور اکثر سرداران لشکر لندھور کی دعوت کی اور جملہ طعام مین سفوف ادویہ بیہوشی شامل کیا جب وہ طعام لندھور وغیرہ نے تناول کیا بعد تھوڑی دیر کے لندھور مع نعمان ہزارہ بیہوش ہوا شاہ خفتانیان نے خوش ہوکر سب کو گرفتار کیا اور اسوقت حکم کیا کہ ہماری فوج تیار ہو بموجب حکم مردمان لشکر مسلح ہوئے فوج عبد العزیز اور داراب شاہ کی بھی مسلح ہوئی شاہ خفتانیان کل فوج کو لیکر چلا جب قریب فرودگاہ لشکر لندھور پہونچا حکم کیا کہ ان سب مسلمانون کو تہ تیغ کرو کسی کو زندہ نہ چھوڑو موافق حکم مردمان لشکر نے فوج لندھور پر حملہ کیا چونکہ مردمان لشکر لندھور شاہ خفتانیان کے مکروفریب سے غافل تھے ہنگام جنگ قتل ہونے لگے لشکری جلد جلد مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہوکر لڑنے لگے کفار کو قتل کرنے لگے تلوار چلنے لگی کافر و مسلمان قتل ہو ہو کر زمین پر گرنے لگے عبد العزیز و داراب شاہ اور شاہ خفتانیان کی فوج نے لشکر لندھور کو چار جانب سے گھیر لیا ہرچند ملند خان قندھاری اور طوفان ہندی اور سیلان ہندی وغیرہ خوب لڑے ہزارون کافرون کو قتل کیا لیکن آخر کار شکست کھا کر پیچھے ہٹے اور زخمی بھی ہوئے اسوقت اکثر سرداران نامدار حالت زخمداری مین گرفتار ہوئے اور ہزارون مردمان لشکر قتل ہوئے بعد ہ پھر کے مردمان لشکر لندھور میدان جنگ سے بھاگے شاہ خفتانیان نے بارگاہ و خیام اور خزانے پر قبضہ کیا اس روز اسی جگہ قیام کیا دوسرے روز وہان سے لندھور وغیرہ کو ہمراہ لیکر زنجیر و طوق پہنا کر ارابون پر ڈالکر مع لشکر کوچ کیا اثنائے راہ مین جو جو ملک و شہر لندھور نے فتح کیے تھے ان سب پر قبضہ کرتا ہوا ہر منزل پر مقام کرتا ہوا ہندوستان کے قریب پہونچا شہپال شاہ خفتانیان کے آنے کی خبر سنکے متردد ہوا کیونکہ فوج نہایت ہی قلیل تھی آخر بمشورۂ سرداران لشکر قلعہ بند ہوا اور قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے اچھی طرح آراستہ کیا پھر قلعہ بند ہونا مناسب نہ جانکر قلعہ سے باہر نکلا اور کل فوج لیکر سامنے فرودگاہ لشکر حریف کے مقیم ہوا ہنگام شب شاہ خفتانیان نے طبل جنگ بجوایا صدائے طبل جنگ بلند ہوئی جاسوس لشکر اسلام صدائے طبل جنگی سنکے خدمت شہپال ہندی مین حاضر ہوئے اور مجرا گاہ پر کھڑے ہوکر بصد ادب مجرا کرکے بعد دعا و ثنائے بادشاہی اسطرح عرض کرنے لگے ابیات

تا توان گفت زہرہ را رقاص ٭ تا توان گفت غنچہ را ضحاک
رخش عیش تو باد گرد چرخ ٭ گور خصم تو باد خندق خاک

شہنشاہ ہند کی عمر و دولت مدام زیادہ تر ہو تیغ تیز سے جلد جدا حریف نابکار کا سر ہو اسوقت شاہ خفتانیان بدترین جہان نے طبل جنگ بجوایا ہی قصد اسکا ہی کہ وقت سحر آمادۂ فساد و شر ہوکر میدان جنگ مین آکر خادمان شہنشاہ سے جدال و قتال کرے باقی خیریت ہی شہپال ہندی نے خبر طبل جنگ بجنے کی سنکر کہا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جاے بموجب حکم ادھر بھی نقارۂ رزمی بجایا گیا مردمان لشکر صدائے نقارۂ جنگی سنکے آمادۂ مرگ ہوئے ایک

دوسرے سے رخصت ہونے لگا اور کہنے لگا افسوس لندھور بن سعدان کو شاہ خفتانیان نے بمکر و فریب گرفتار کر لیا ہے علاوہ اسکے ادھر فوج کم تھی یقیناً صبح کو سب قتل ہونگے لاشے پڑے ہونگے کوئی غسل و کفن دیکر دفن بھی نہ کریگا اکثر بہادران اہل اسلام لشکریون سے کہنے لگے کیون فتح و ظفر سے ناامید ہوتے ہو خداوند عالم قادر ہے اگر وہ چاہے تو ہم تھوڑے آدمی ان سب کفار پر غالب ہون تمکو لازم ہے کہ ہنگام سحر جنگ رستمانہ کرنا قدم میدان سے نہ ہٹانا یہ کہکر درستی سامان جنگ مین مصروف ہوئے تمام شب دونون لشکر مین تیاری لڑائی کی بخوبی ہوئی جب وہ وقت آیا کہ ترک دہر نے تیغ شعاع مہر چمکایا تاریکی شب دور ہوئی آفتاب اہل جہان کو نظر آیا زنگ ظلمت صیقل نور سے حک ہوا نظم ضیائے مہر پھیلی مثل چادر + سوئے مغرب بڑھا خورشید خاور + ہوا آغاز صبح نو سے دار رہی ہر چشم وا مصروف دیدار + وقت سحر شاہ خفتانیان اور عبد العزیز اور دارا ب شاہ جملہ سپاہ لیکر میدان جنگ کی جانب چلے اُس لشکر مین ہر ایک کافر فن جنگ سے ماہر تھا نظم

ہر اک اپنے تئین مردانگی مین	کبھی رستم سمجھتا گاہ میلاد
ہر اک تھا تیرہ باطن زاغ صورت	درازی قد کی طول روز میعاد
سپاہی تھا ہر اک بانی بیداد	غرور و کبر مین ثانی شداد
روان اسطرح تھے وہ فوج دین پر	کہ اُنسے آگے چلتا اُنکا ہمزاد

جب سب بانی ظلم و فساد میدان کارزار مین پہونچے حکم شاہ خقان ترک سے صف آرا ہوئے ادھر سے شہپال بصد رنج و ملال فوج قلیل لیکر شاہ خقان ترک کے سامنے پہونچا بعد درستی میدان کارزار کے نقیبون نے نکلکر مردان لشکر کو لڑنے پر آمادہ کیا گرگیتون نے گرد کا کہا جب نقیب اور گرگیت ہٹ گئے کافر و مسلمان کچھ دیر تک بشکل آئینہ حیران اور بصورت تصویر خاموش رہے آخر الامر شاہ خقان ترک سے ایک پہلوان نہایت ہی مغرور و متکبر رستم خصال مرکب بہیتال پر سوار ہوکر نکلا اور میدان مین آکر پکارا کہ او شہپال جلد میرے مقابلے کے لئے کسی کو بھیج شہپال نے تقریر پہلوان کی سنکے جانب دست راست دیکھا عادل شیردل نے فوراً مرکب اپنا بڑھایا اور شہپال وغیرہ سے رخصت ہوکر مقابلے مین اُس دیو خصلت کے گیا پہلوان نے تیغہ آبدار و گرانبار میان سے کھینچکر عادل شیردل پر مارا عادل شیردل نے بفن سپاہگری ضرب تیغہ تیز سے بچکر خود بھی شمشیر بہیتال کھینچکر اُس گرد پر لگائی پہلوان نے تلوار سپر پر روکی اسی طرح تا دیر باہم لڑائی ہوئی آخر عادل شیردل نے خبردار خبردار کہکر شمشیر آبدار فرق پہلوان نابکار پر لگائی ہرچند پہلوان نے سپر اٹھائی لیکن شمشیر برق نظیر سپر پر پڑکے دو ٹکڑے سر کے کرکے خود کو کاٹ کے کاسئہ سر مین گئی پھر مثل آب صراحی گردن سے گذر کر صندوق سینہ مین پہونچی اور دل و جگر کو کاٹتی ہوئی شکم و کمر سے گذرکے پشت فرس پر پہونچی اور پشت فرس سے بھی گذر کر ایک وجب زمین مین در آئی پہلوان مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا گویا ایک پہاڑ ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اہل اسلام مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا شاہ خقان ترک پہلوان کے قتل ہونے اور شور احسنت بلند ہونے سے ازحد غضبناک ہوکر اپنی کل فوج سے کہنے لگا اس لشکر قلیل کو گھیر کر سب کو قتل کرو کسی کو زندہ نہ چھوڑو خصوصاً عادل شیردل اور شہپال وغیرہ کو ہلاک کرو مردمان لشکر بموجب حکم بڑھے سوارون نے گھوڑے بڑھائے ملاعنون لشکر اسلام بھی ادھر سے لباس تن کو بصورت کفن بناکر تلوارین کھینچکر گرز گران سر اٹھاکر آمادۂ شہادت ہوکر بڑھے دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی گرز گران سر پہلوانان لشکر سواران لشکر کے سر و پیکر پر مارنے لگے راکب مرکبون سے ہلاک اور زخمی ہوکر گرنے لگے لاشون کے انبار جابجا میدان کارزار مین ہونے لگے زخمی تڑپنے لگے غازیان اہل اسلام شیرانہ لڑنے لگے خصوصاً عادل شیردل و جیپور ہندی و شہپال ہندی و دیگر سرداران لشکر اسلام مردانہ جنگ کرنے لگے شجاعت و جرأت دکھانے لگے تلوارین تیر تبر چلنے لگے خون مین نہانے لگے کفار کو قتل کرنے لگے ہر ایک حملے مین سیکڑون نابکارون کو قتل کرکے گھوڑے اُنکی لاشون پر دوڑانے لگے دمبدم نعرے کرنے لگے کفار بھی گرز و تیغ و تیر سے اہل اسلام کو قتل کرنے لگے راوی کہتا ہے دو پہر کامل ایسی لڑائی ہوئی کہ اکثر سواران اہل اسلام ہزارون کافران بدانجام کو قتل کرکے شہید ہوئے اور اکثر سرداران لشکر اسلام مثل عادل شیردل و جیپور ہندی عمر ے لندھور یعنی شہپال ہندی وغیرہ ہزار

کافرون کو تہ تیغ کرکے اسعار جنہ زخمون سے چور ہوئے کہ گھوڑون سے زمین پر گرے شاہ خفتانیان نے خوش ہوکر جملہ سرداران
اور شہپال ہندی کو حالت زخمداری اور عالم غشی مین گرفتار کر لیا پھر بخوشی وخرمی داخل ہندوستان ہوکر تخت سلطنت
پر بیٹھا دربار آراستہ ہوا اکثر امرا اور وسا وغیرہ نے تخت نشینی اور فتح جنگ کی نذرین دین شاہ خفتان ترک نے نذرین قبول کرکے
جلادون کو حکم دیا کہ جلد تر لندھور بن سعدان کے سر کو تن سے جدا کرکے ہمارے پاس لے آؤ جلاد بموجب حکم تیغین کھینچکر
بڑھے اسوقت جملہ امرا وزرا نے اٹھکر دست بستہ اسطرح عرض کیا کہ ای بادشاہ فلک بجاہ اول تو لندھور حضور کا بھتیجا
ہی دوسرے مثل لندھور کے فی زمانہ کوئی جوان زیر فلک نظر نہین آتا ہی پس ایسے جوان عدیم المثال کا قتل کرنا نزدیک خیر خواہون
کے مناسب نہین ہی آیندہ حضور کو اختیار حاصل ہی شاہ خفتان ترک نے گفتگو وزرا و امرا کی سنکے کچھ فکر کی اور بعد فکر حکم دیا کہ لندھور
کو قتل تو نہ کرو لیکن ہمارے سامنے لے آؤ ملازمان نابکار فی الفور لندھور کو بخوبی طوق وسلاسل مین گرفتار کرکے بمشکل تمام
دربار مین لائے لندھور اپنے چچا شاہ خفتان ترک کو تخت پر بیٹھا دیکھکر برہم ہوا شاہ خفتان ترک نے امرا وزرا سے مخاطب
ہوکر کہا کہ مین نے بموجب تمہارے عرض کرنے کے لندھور کی جان بخشی تو کی لیکن سلائیان تیل کی ضرور آنکھون مین پھروا کر نابینا کردونگا
امرا نے کچھ جواب نہ دیا شاہ خفتان ترک نے سلائیان تیل کی لندھور کی آنکھون مین پھروا دین لندھور نابینا ہوکر کہنے لگا او
ظالم وکافر ناحق تو نے اندھا کرکے مجھے زندہ رہنے دیا اس زندگی سے بہتر تو موت ہی جلد جلادون سے سر میرا تن سے جدا کرا
شاہ خفتان ترک نے تقریر لندھور کی نہ سنی اور زیر تخت حکومت ایک مختصر تہخانہ بنوا کر اسی تہخانے مین لندھور کو اس
حال سے قید کیا کہ کوئی عیار یا کوئی یار غمخوار لندھور کو رہا کرکے نہ لیجاے بعد قید کرنے کے حکم دیا کہ دو نان اور ایک کوزہ آب
سے زیادہ لندھور کو نہ دیا جاے پھر جملہ سرداران کو اور شہپال اور نعمان ہزارہ کو علیحدہ ایک زندان تیرہ و تاریک مین قید کیا

احوال لندھور وغیرہ کا انشاء اللہ آیندہ تحریر کیا جائیگا

داستان جانا خواجہ عمرو کا سمت قلعہ سعادت نگار اور آخر کار لینا قلعہ کو بہ عیاری پھر لینا قلعہ دہنہ کوہ کو

محرران نادر رقم اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ جب قلعہ ادبار مین بھی غلغلہ ہو چکا پہلوان عادی نے حسب دستور خواجہ سے
کہا خواجہ نے جملہ اہل قلعہ سے پوچھا کوئی قلعہ یہان سے قریب بھی ہی یا نہین ہی اہل قلعہ نے عرض کیا کہ تین کوس کے فاصلے پر
ایک قلعہ ہی نام اسکا سعادت نگار ہی حاکم قلعہ سلسلہ شاہ ہی خواجہ عمر اہل قلعہ کی یہ گفتگو سنکے کھڑکی قلعہ کی کھلوا کر اور ایک آزاد
فقیر کی صورت بنکر چلے جب قلعہ مین پہونچے دیکھا کہ در قلعہ سے ایک جوان خوبرو مرکب پر سوار ہمراہ اسکے کچھ یوزباشی وغیرہ بسامان
صید وشکار نکلا جب وہ جوان خوبرو قریب خواجہ آیا دیکھا اسنے کہ درویش فقیری بانے سے آراستہ لباس دہ دلقی زیب تن کیے
ہوئے یا داتا یا معبود کہتا ہوا جانب صحرا جاتا ہی اس جوان خوبصورت نے اس فقیر سے کہا بابا عشق اللہ فقیر نے جواب دیا بابا
یاد اللہ جوان نے پوچھا کہان سے آتے ہو اور اب کہان جاؤگے درویش نے کہا بابا فقیر عدم سے آیا ہی اور عدم ہی کو
جائیگا حیات چند روزہ ہی سب کو فنا ہی فقط خداوند عالم کو بقا ہی جوان نے پوچھا اسطرف کیون جاتے ہو فقیر نے جواب
دیا بابا اسی جانب مرشد کا مزار ہی فقیر واسطے فاتحہ خوانی کے جاتا ہی جوان نے پوچھا میان یہ تو بتاؤ صحرا مین کیا کھاتے
ہوگے کیونکر تمھاری بسر ہوتی ہی فقیر نے جواب دیا بیت جہان گیا مرا حصہ مجھے وہان پہنچا + لگا کے خوان کرم سر پر آسمان پہنچا
علاوہ اسکے بابا فقیر کو معبود نے عجب مرتبہ دیا ہی ہر وقت بادہ وحدانیت معبود کے نشہ مین مست رہتا ہی ظاہر مین فقیر ہی باطن
مین شاہ ہی جسوقت جو شی چاہتا ہی پروردگار سے طلب کر لیتا ہی بابا بارہا ایسا ہوا ہی بیت آہ کے ساتھ ہی عرش سے ہوا موجود
فقیر مست نے جسدم کہا کہ یا موجود عرض فقیر جوان سے اسطرح باتین کرتا ہوا صحرائے سبزہ زار مین پہونچا حکم جوان سے بارگاہ
وخیام استادہ ہوئے فقیر کو جوان نے ٹھہرایا اور پوچھا بابا اگر کچھ گانا آتا ہو تو گاؤ تھوڑی دیر دل بہلاؤ مین بھی تمھین خوش

کرونگا ہین سلسلہ شاہ حاکم قلعہ سعادت نگار کا بیٹا ہون نام میرا بہمن ہی فقیر نے کہا اچھا چند اشعار ایک غزل کے گاتا ہون سنیئے ملازمین تو حکم بہمن سے شکار کھیلنے لگے بہمن مع چند کس فقیر کے پاس بیٹھا رہا فقیر نے ڈفلی نکال کر غزل گانا شروع کی غزل

خوش آمد گل وزان خوشتر نباشد	که در دستت بجز ساغر نباشد	رخی بشنو دل در شاہدی بند	که حسنش بستهٔ زیور نباشد
شراب بی خمارم بخش یارب	که با او ہیچ در دسر نباشد	من از جان بندهٔ سلطان اویسم	اگرچہ یادش از چاکر نباشد
بتاج عالم آرایش که خورشید	چنین زیبندهٔ افسر نباشد	کسی گیرد خطا بر نظم حافظ	که ہیچش لطف در گوہر نباشد

بہمن بن سلسلہ یہ غزل سنکے نہایت خوش ہوا تعریف درویش کی کرنے لگا اور کہنے لگا ہر چند کہ عیار میرا مسمّی منصور خوب گاتا ہی لیکن شاہ صاحب اُس سے بھی اچھا گاتے ہین افسوس منصور ابھی تک نہین آیا اگر وہ یہان ہوتا تو آپکے کمال کی تعریف زیادہ کرتا خواجہ عمرو نے تقریر بہمن بن سلسلہ کی سنکے چاہا تھا کہ شراب طلب کر کے اور بیہوشی آمیز شراب پلاکر سب کو بیہوش کرون ناگاہ منصور عیّار آگیا بہمن نے شاہ صاحب کے گانے کی تعریف کی منصور نے خواجہ عمرو کو دیکھکر پہچان لیا اور عقب خواجہ عمرو کے جاکر حلقہ کمند گردن خواجہ مین مارے اور جھٹکا دیا اور خواجہ کو گرفتار کیا ہر چند خواجہ نے کہا ای منصور عیار قہر الٰہی سے ڈر مجھکو چھوڑ دے مین فقیر ہون مجھکو ناحق بے جرم و خطا گرفتار کیا ہی لیکن منصور نے نہ رہا کیا اور کہا ای خواجہ عمرو زیادہ کیون باتین بناتے ہو مین تمکو نظر اوّل ہی مین پہچان گیا تھا بہمن تقریر منصور اور فقیر کی سنکے نہایت حیران ہوا آخر منصور سے کہنے لگا اس فقیر کو چھوڑ دے منصور نے عرض کی حضور یہ فقیر نہین ہی یہ خواجہ عمرو ہین اگر مین اور تھوڑی دیر نہ آتا تو خواجہ آپ کو بیہوش کر کے مار ڈالتے اب آپ انکو مار ڈالیے بہمن نے کہا ای منصور خواجہ خوب گاتے ہین انہین تو اپنے پاس بحفاظت تمام قید رکھو اکثر اوقات گانا خواجہ کا سنا کرونگا یہ کہکے بہمن نے صحرا مین شکار کھیل کے کچھ طائر اور چوپایے صید کر کے صحرا سے جانب قلعہ روانہ ہوا جب بہمن وغیرہ قلعہ مین پہونچے منصور نے خواجہ عمرو کو ایک جگہ قید کیا وقت شام دو روٹیان اور ایک کوزۂ آب لیکر خواجہ کے پاس گیا اور آب و طعام دیکر قریب خواجہ کے محزون و غمگین ہو کر بیٹھ گیا خواجہ عمرو نے پہلے تو کہا ای منصور مجھکو چھوڑ دو پھر پوچھا کس صدمہ مین مبتلا ہو سمجھ تو بیان کرو شاید تمہارے کام کا ہم انصرام کر سکین منصور نے ایک آہ سرد کھینچکر کہا ای خواجہ مین آپ کو اس شرط سے رہا کرتا ہون کہ جس کام کو مین کہون وہ کام کر دیجیے خواجہ عمرو نے اقرار کیا اور پوچھا وہ کام کیا ہی منصور نے کہا ای خواجہ مین چند سال سے دختر سلسلہ شاہ پر عاشق ہون باوجودیکہ عیار ہون لیکن اپنی محبوبہ تک پہونچ نہین سکتا اور مدعاے دل اُس سے حاصل کر نہین سکتا خواجہ عمرو نے گفتگوے منصور سنکے کہا یہ کام تو کوئی اہم نہین ہی اگر تم مسلمان ہو جاؤ اور مجھے رہا کرو تو مین آج ہی کوئی تدبیر کر دون منصور عیار نے کلمہ پڑھکر خواجہ کو رہا کر دیا اور خواجہ شکل تبدیل کر کے منصور کے ہمراہ در محل تک آئے پھر منصور کو رخصت کر کے در محل پر کھڑے رہے ناگاہ ایک محلدار در محل پر آئی خواجہ نے اُسے پان کی گلوری کھلاکر بیہوش کیا اور جلد اُسکی صورت بنکر اور بچالاکی اُسے داخل زنبیل کر کے محل مین گئے پھر زوجۂ سلسلہ شاہ کو بیہوش کر کے اور اُسکی شکل بنکے سلسلہ کو ہنگام شب بیہوشی آمیز شراب پلائی سلسلہ شراب پی کر بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے خلوت مین اُسے نذر زنبیل کیا اور اُسی کی صورت بنے اور زوجۂ سلسلہ کو زنبیل سے نکال کر پلنگ پر ڈالدیا پھر تمام محل مین جو جو شی مرغوب دل ہوئی خواجہ نے ہر ایک طور سے لیکر نذر زنبیل کی غرض تمام رات محل مین بسر کی جب صبح ہوئی خواجہ عمرو بصورت سلسلہ شاہ بیٹھے تھے ناگاہ دختر سلسلہ اصلی بعد سلام پاس آکر بیٹھی خواجہ عمرو اُسکے حسن و جمال کو دیکھکر محو ہو گئے آخر بعد تھوڑی دیر کے اُٹھکر محل سے باہر گئے امرا اور وزرا اور دولت بر کھڑے تھے سب آداب و تسلیم بجالائے سلسلہ نقلی جب قریب تخت پہونچا تامدان سے اُتر کے تخت پر بیٹھا کیونکہ پہلے کہاریان تامدان کو اُٹھاکر تا در محل لائی تھین پھر کہارون نے تامدان اُسکے سے لے لیا تھا غرض کہ سلسلہ شاہ تامدان سے اُتر کے

بالاے تخت بٹھا امرا و رؤسا علی قدر مراتب بیٹھے بہمن بن سلسلہ بھی قریب تخت آکر بعد سلام کرنے کے نیم تخت پر بیٹھا جب خوب دربار آراستہ
ہوا خواجہ عمرو نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا ہم تو شب کو عالم خواب مین اسطرح مسلمان ہوئے کہ ایک مرد ضعیف نورانی
صورت میرے پاس عالم خواب مین تشریف لائے اور کہنے لگے ای سلسلہ اب مذہب باطل سے سلسلۂ الفت قطع کر اور دین
اسلام اختیار کر اور سب کو مسلمان کر کہ یہ دین سب دینون سے اچھا ہی مین بموجب ہدایت مرد بزرگ کلمہ پڑھکر صدق دل سے
مسلمان ہوا ابھی اہل دربار نے کچھ عرض نہین کیا تھا ناگاہ بہمن نے اپنے باپ سے کہا ای پدر تم نے برا کیا کہ خواب مین مسلمان
ہوئے اب بھی دین اسلام کو ترک کرکے دین آبائی اختیار کرو خواجہ عمرو نے گفتگوے بہمن سنکے فی الفور سر دربار اسکو قتل کیا اہل دربار
یہ حال دیکھکر خوف سے کانپنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ اگر بموجب حکم بادشاہ دین اسلام ہم قبول نہ کرینگے تو ہمکو بھی مانند اپنے
فرزند کے قتل کر ڈالیگا یہ خیال کرکے جملہ وزرا و امرا و دیگر اہل دربار نے کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کیا جب اہل دربار مسلمان
ہو چکے خواجہ عمرو تخت سے اٹھکر الوان خالی مین گئے وہان سلسلہ شاہ کو زنبیل سے نکالکر ستون در سے مضبوط باندھا پھر فتیلۂ
رفع بیہوشی سنگھایا سلسلہ شاہ کو ہوش آیا خواجہ عمرو نے صورت اصلی اپنی دکھاکر کہا ای سلسلہ شاہ آگاہ ہو کہ مین خواجہ عمرو ہون
مین نے تمکو تمھاری زوجہ کی شکل بنکر بیہوش کیا اور تمھاری شکل بنکر جملہ اہل دربار کو مسلمان کیا ہی اب تمکو بھی لازم ہی کہ دین اسلام
اختیار کرو خداوند عالم کی پرستش کرو دین باطل کو ترک کرو سلسلہ شاہ گفتگوے خواجہ عمرو سنکے نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ای
خواجہ مین ہرگز دین اسلام اختیار نہ کرونگا خواجہ عمرو نے یہ سنکے فوراً خنجر آبدار سے سلسلہ شاہ کو ہلاک کیا بعد ہلاک کر ڈالنے
سلسلہ شاہ کے ایوان سے دربار مین آکر منصور عیار کو تخت پر بٹھایا یہ خبر محل مین پہونچی اور جملہ اہل قلعہ یعنے زوجہ و
دختر سلسلہ شاہ و جملہ زن و مرد کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئے خواجہ نے اُسی روز دختر سلسلہ شاہ سے منصور
عیار کا عقد کیا منصور خواجہ سے نہایت خوش ہوکر عرض کرنے لگا کہ اب ملکہ مہر نگار اور جملہ سرداران لشکر حمزہ صاحقران
وغیرہ کو اسی قلعہ مین جاکر لے آیئے توقف نفرمایئے خواجہ عمرو قلعہ سعادت نگار سے نکلکر قلعہ ادبار مین گئے وہان سب خواجہ عمرو
کے نہ آنے سے منتشر تھے جب خواجہ داخل قلعہ ہوئے سب خوش ہوئے خواجہ عمرو نے تمام حال قلعہ سعادت نگار کے لینے کا بیان
کرکے اور جملہ اہل قلعہ کو اپنے ہمراہ لیکر کھڑکی سے قلعہ ادبار کی وقت شب نکلے اور بعد قطع راہ داخل قلعۂ سعادت نگار ہوئے اور
قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے خوب آراستہ کیا جب صبح ہوئی ہرمز اور فرامرز اور ژوبین کو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو اس قلعہ سے
نکلکر قلعۂ سعادت نگار مین گئے ہین یہ خبر سنکے ژوبین اور ہرمز و فرامرز وہان سے مع لشکر کثیر جانب قلعۂ سعادت نگار
روانہ ہوئے اثناے راہ مین ژوبین نے ہرمز و فرامرز سے کہا مین اسوقت قلعہ سعادت نگار پر حملہ کرکے خواجہ وغیرہ کو
قتل کرونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا فقط ملکہ مہر نگار کو قتل نہ کرونگا اور آج ہی یہان سے ملکہ کو ہمراہ لیکر طرف مدائن کے
روانہ ہونگا بختک نے جواب دیا ای ژوبین خواجہ وغیرہ کا قتل کرنا اور قلعۂ سعادت نگار کو لینا بہت مشکل ہی تم بیچارے
کیا خواجہ عمرو وغیرہ کو قتل کروگے فقط منہ سے کہتے ہو کچھ ہو نہ سکیگا ژوبین بختک کی گفتگو سنکے زیادہ تر برہم ہوا اور کہنے
لگا ای ملک جی دیکھنا آج کیسا قلعہ پر حملہ کرتا ہون بختک نے کہا اچھا وہان تک چلو تو آج مین تمھاری بہادری کا امتحان
کرونگا غرض بختک اسی طرح کی باتین کرتا ہوا جب قریب قلعۂ سعادت نگار پہونچا میدان مین بارگاہین اور خیام ستادہ
کراکے ہرمز و فرامرز کو بارگاہ مین ٹھہراکے کئی لاکھ سوارون کو ہمراہ لیکر جانب قلعہ چلا یہان اہل قلعہ یعنی گولہ اندازون اور
تیر اندازون وغیرہ کو خواجہ عمرو نے حکم دیا کہ جب ژوبین وغیرہ میدان طے کرکے سامنے قلعہ کے آ لے اسقدر گولے اور تیر اور
پتھر مارو کہ در قلعہ تک کوئی نابکار نہ آسکے اہل قلعہ نے بموجب حکم خواجہ ایسا ہی کیا یعنے جب ژوبین سامنے در قلعہ کے
مع لشکر آیا گولے اور تیر اور پتھر لگانا شروع کیے سواران لشکر ژوبین ہلاک ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی زمین تو بون کی

آواز سے تھرانے لگی دھوان محیط عالم ہوگیا آفتاب نظر مردم سے نہان ہوگیا قلعہ کثرت دُخان سے نظر کفار سے نہان ہوگیا کوئی
حربہ مردمان لشکر ژوپین کا قلعہ تک نہ پہونچ سکا ہر چند ژوپین نے متواتر حملے کیے لیکن کسی طرح ور قلعہ تک نہ پہونچ سکا
بعد تین پہر کے ہزارہا سوارون کو قتل اور ہلاک ہوتے دیکھکر قلعہ کی جانب سے پلٹا اور فرودگاہ لشکر پر پہونچکر محاصرہ قلعہ کا کرکے مقیم
ہوا گولندازون نے قلعہ سے گولے لگانا موقوف کیے ادھر بختک نے ژوپین سے کہا کیون جو مین نے کہا تھا وہی ہوا قلعہ تم لے
نہ سکے پلٹ کر چلے آئے ژوپین نے خجل ہوکر جواب دیا اے ملک جی آج تو اہل قلعہ نے اسقدر گولے اور تیر مارے کہ ہزارہا
مردمان لشکر ہلاک ہوئے اگر مین گولون سے نہ بچتا اور پلٹ نہ آتا تو ضرور مین بھی ہلاک ہوجاتا پس مصلحت وقت سمجھکر پلٹ
آیا ہون اب خواجہ کو اس قلعہ سے نکلکر نہ جانے دونگا جب غلہ ہوجائیگا خواجہ وغیرہ کثرت گرسنگی سے خود ہی مرجائینگے
بختک نے جواب دیا جب غلہ وغیرہ قلعہ مین ہو چکیگا خواجہ عمرو کسی نہ کسی طرح ضرور قلعہ سے نکل جائینگے انکو کون روک
سکتا ہے ژوپین یہ تقریر بختک کی سُنکے خاموش رہا اور قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے پڑا رہا یہانتک کہ چھ مہینے گذرے ایک روز
پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے کہا اے شہنشاہ عیاران اب غلہ اس قلعہ مین کم ہوچکا ہے صرف دو چار روز کے واسطے
اور ہے ابھی سے کوئی تدبیر کیجیے خواجہ عمرو نے منصور عیار سے پوچھا کوئی قلعہ یہان سے نزدیک تر بھی ہے یا نہین ہے منصور عیار
نے عرض کیا ایک قلعہ یہان سے چار کوس کے فاصلے پر ہے نام اُس قلعہ کا صغیرہ کوہ ہے اور حاکم اُس قلعہ کے دو بھائی ہین ایک
کا نام اردشیر ہے اور دوسرے کا نام ہردشیر ہے دونون بھائی نہایت شجاع و بہادر ہین اور قلعہ بھی نہایت مستحکم ہے غلہ وغیرہ بھی
بہ نسبت اور قلعون کے اس قلعہ مین زیادہ ہے خواجہ عمرو نے کل تقریر منصور کی سُنکے کہا کل کوئی تدبیر کیجائیگی جب وہ دن گذرکے
شب ہوئی خواجہ عمرو نے بانے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے ہنگام سحر اُس قلعہ کی کھڑکی کو کھولکر جو دیکھا تو معلوم ہوا
کہ تمام لشکر ژوپین اور ہرمز اور فرامرز کا پڑے سورہا ہے خواجہ عمرو سب کو غافل دیکھکر کھڑکی قلعہ کی بند کرواکے بعجلت شکل
تبدیل کرکے چلے اثناے راہ مین سیر کرتے ہوئے قریب قلعہ پہونچے خواجہ نے دیکھا قلعہ نہایت ہی مستحکم ہے اور اسم بامسمی ہے
چھوٹا پہاڑ معلوم ہوتا ہے چہار طرف قلعہ کے بُرجی توپین لگی ہین گولہ انداز وغیرہ قلعہ پر ٹہل رہے ہین دروازہ قلعہ کا بند ہے پُل تختہ
اُٹھا ہوا ہے خندق مین پانی بہ کثرت بھرا ہے خواجہ عمرو قلعہ کو دیکھکر خیال کرنے لگے کہ آج دن بھر تو قلعہ کی سیر کرنا چاہیے ہنگام شب
کوئی تدبیر معقول کیجائیگی یہ خیال کرکے اطراف قلعہ صغیرہ کوہ مین پھرا کیے اور تدبیر قلعہ مین جانے کی سوچا کیے جب آفتاب
غروب ہوا اور نصف شب سے رات زیادہ گذری خواجہ ایک جانب قلعہ کے گئے دیکھا چند نگہبانان قلعہ بالاے قلعہ بیٹھے ہین
کبھی باہم باتین کرتے ہین گاہ صداے ہوشیار باش سے اہل قلعہ کو ہوشیار کرتے ہین حفاظت قلعہ کی بخوبی کر رہے ہین
مہتابین روشن ہین خواجہ نگہبانان قلعہ کو دیکھکے خیال کرنے لگے کہ اب کسطرح اس قلعہ پر جاؤن ابھی خواجہ یہ خیال کر رہے تھے
ناگاہ چند نگہبانان قلعہ نے ایک نگہبان قلعہ سے کہا بھائی ہمکو تو نیند ایسی آئی ہے کہ آنکھین بند ہوئی جاتی ہین ہواے سرد
چل رہی ہے دل یہی چاہتا ہے کہ سو رہین اگر تم تنہا حفاظت قلعہ کی کرو تو ہم جاکر سو رہین اُس نگہبان قلعہ نے جواب دیا اچھا
تم سب جاکر سو رہو مین اکیلا نگہبانی قلعہ کرونگا وہ چند نگہبانان قلعہ یہ سُنکے چلے گئے فقط ایک نگہبان قلعہ بالاے قلعہ
رہگیا خواجہ نے یہ حال دیکھکر زنبیل سے گوپھن اور ایک پتھر تراشیدہ نکالا پھر پتھر کو گوپھن مین رکھکر اور خوب تاک کر اُس
نگہبان قلعہ پر مارا ٹھیک سر پر اُس نگہبان قلعہ کے جو پڑا کئی ٹکڑے سر کے ہوگئے مغز سر کا پتا بھی نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوگیا نگہبان
قلعہ فوراً ہلاک ہوکر گرا خواجہ آب خندق سے گذر کر دیوار قلعہ تک پہونچے اور جسطرف دیوار قلعہ کسیقدر درازی مین کم تھی
اسی جانب دیوار پر کمند پھینکی پھر بذریعہ کمند دیوار قلعہ پر پہونچے اور دیوار قلعہ سے گذر کر نیچے قلعہ کے اُترے اتفاقاً اُسی جگہ
ایک مقام پر اردشیر اور ہردشیر غافل سو رہے تھے شمعین مومی و کافوری روشن تھین خواجہ نے اوّل تو دواے بیہوشی

کے اڑاکر شمعون کوگل کیا پھر اردشیر کے قریب ٹرجاکر کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر قریب بینی اردشیر کے لیگئے اور ارادہ بیہوش
کرنے کا کیا یکایک دونون بھائی بیدار ہوئے خواجہ وہانسے بھاگے دونون نے اٹھکر باواز بلند کہا کہ اے خواجہ عمرو اگر آپ
ہمارے پاس بیٹھے تھے اور ارادہ ہمارے بیہوش کرنے کا کیا تھا تو آپ ہمسے خائف و ترسان نہ ہوجیے ابھی ہم عالم خواب
مین دیکھ رہے تھے کہ ایک مرد بزرگ ہمارے سرہانے کھڑے ہین اور ہمسے فرماتے ہین کہ اے اردشیر و مردشیر آگاہ ہو کہ خواجہ
عمرو عیار تمہارے قلعہ مین آئے ہین تمھارے پاس بیٹھے ہین تمھین بیہوش کیا چاہتے ہین جلد بیدار ہوکر کلمہ پڑھکر مسلمان ہو اور
اطاعت خواجہ کی اختیار کرو اور اپنے قلعہ مین انکو بلالو کیونکہ خواجہ عمرو کے قلعہ مین غلہ وغیرہ کم ہے یہ خواب دیکھکر ہم ابھی بیدار
ہوئے ہین اب آپ ہمکو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیجیے یہ قلعہ اب اپنا قلعہ تصور کیجیے خواجہ عمرو یہ گفتگو سنکے نہایت خوش ہوئے
اور قریب اردشیر اور مردشیر کے پہونچے اور کہا اے برادر در فی الحقیقت تمھارا خواب سچا ہے مین ہی خواجہ عمرو ہون یہ کہکر
خواجہ نے دونون کو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا اور تمام احوال اہل قلعہ کا مع حال ژوپین وغیرہ بیان کیا اردشیر اور مردشیر نے
عرض کیا جو کچھ آپ نے بیان کیا ہمکو مرد بزرگ سے عالم خواب مین معلوم ہوگیا تھا اب آپ جاکر ملکہ مہرنگار اور جملہ
سرداران لشکر امیر باتوقیر کو اس قلعہ مین لے آئیے چونکہ صبح ہوگئی تھی خواجہ عمرو نے کہا شب کو یہانسے جاکر ہر ایک شخص
کو اپنے ہمراہ لے آؤنگا اسوقت اگر جاؤنگا اور سب کو ہمراہ اپنے یہان لاؤنگا تو ژوپین وغیرہ سدراہ ہونگے کشت و خون
ازحد ہوگا انجام اچھا نہوگا اردشیر و مردشیر نے عرض کیا آپ سچ کہتے ہین اسوقت جانا آپ کا اور سب کو لانا مناسب نہین
ہے یہ کہکر دونون نے نہایت اعزاز و اکرام سے قریب اپنے بٹھایا اور نہایت تکلف سے خواجہ کی دعوت کی اور زر و جواہر پیشکش
خواجہ کو دیا پھر تمام اہل قلعہ کو مسلمان کیا جب شام ہوئی خواجہ عمرو قلعہ سے نکلکر پیدل روانہ ہوئے بعد راہ طے کرنے کے
جب قلعہ مین پہونچے پہلوان عادی وغیرہ سردارون سے کہا کہ اب یہان سے چلنے کا سامان کرو سردارون نے پوچھا اب
اس قلعہ سے کہان جائیے گا خواجہ عمرو نے تمام کیفیت قلعہ صغیرہ کوہ کی بیان کی جملہ سردار خوش ہوئے خصوصاً
پہلوان عادی نے خوش ہوکر پوچھا اے خواجہ اس قلعہ مین غلہ اسقدر ہے کہ ایک برس یا چھ مہینے اس مین بسر اوقات
سبکی ہوگی اور مین پیٹ بھر کے ہر روز طعام کھایا کرونگا خواجہ نے جواب دیا اے پہلوان عادی اگر تم اس قلعہ مین
چلوگے تو کل حال غلہ تم پر ظاہر ہوجائیگا مجھے یقین ہے کہ غلہ اس قلعہ مین بہت ہے جہان تک تمسے طعام کھایا جاے کھانا
پہلوان عادی ذکر طعام سنکے خوش ہوا اور کہنے لگا اے خواجہ جلد چلیے اسوقت مین گرسنہ ہون وہان مجھے لیجاکر طعام
کھلوایے خواجہ نے کہا سامان چلنے کا کرو جسوقت مردمان لشکر ژوپین غافل ہونگے اسوقت اس قلعہ سے نکل کر
جانب صغیرہ کوہ روانہ ہونا یہ گفتگوے خواجہ عمرو سنکے پہلوان عادی وغیرہ و سرداران نامی سامان چلنے کا کرنے لگے جب نصف
شب سے زمانہ زیادہ گذرا مردمان لشکر ژوپین اپنے اپنے بسترون پر سو رہے خواجہ عمرو نے سب کو غافل دیکھکر
ملکہ مہرنگار کو محافے مین سوار کیا پھر سفور عیار اور جملہ سردارون وغیرہ کو ہمراہ لیکر کھڑکی قلعہ کی کھولکر قلعہ سے باہر نکلے
اور جانب قلعہ صغیرہ کوہ بصد عجلت روانہ ہوئے خواجہ وغیرہ ابھی دو کوس قلعہ سے گئے تھے کہ ژوپین کافر بیدار ہوا اور
ہرکارون نے آکر ژوپین سے عرض کیا خداوند نعمت اسوقت اس قلعہ مین سناٹا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ عمرو وغیرہ
چلے گئے ابھی ہرکارے یہ عرض کر رہے تھے کہ چند ہرکارے اور دوڑتے ہوئے قریب آئے اور دست بستہ عرض کرنے
لگے کہ حضور خواجہ عمرو وغیرہ مع ملکہ مہرنگار اس قلعہ سے نکلکر جانب قلعہ صغیرہ کوہ جاتے ہین اثناے راہ مین ہین
ابھی اس قلعہ تک نہین پہونچے ہین ہرکارے یہ عرض کرکے خاموش ہوئے ژوپین یہ خبر سنکر برہم ہوا پھر بمشورہ ہرمز و فرامرز و
بختک حکم کیا جلد لشکر تیار ہوکر یہان سے کوچ کرے بموجب حکم فوراً طبل کوچ پر چوب لگائی گئی مردمان لشکر خوا

سے بیدار ہو کر جلد تر بستروں سے اٹھے پھر لبعد رہنے کے سب نے ہتھیار لگائے گھوڑوں پر سوار ہوئے تمالا بارگاہ و خیام کا ایک
سمت لدنے لگا ژوپین سلاح اپنے تن پر آراستہ کرکے گینڈے پر سوار ہوا ہرمز و فرامرز و بختک بھی سوار ہوئے علمہائے لشکر
کفر نشان بلند ہوئے باجے جنگی بجے روشنی ہوئی ہزارے اور پچشبانے روشن ہوئے لشکر چلا سواروں نے بموجب حکم ژوپین
کامرانی گھوڑے دوڑائے زمین گھوڑوں کے دوڑنے سے تھرانے لگی غبار عظیم بلند ہوا ادھر تو ژوپین کامرانی و ہرمز و فرامرز
ہمراہ لشکر کثیر بعد عجلت جاتے ہیں ادھر خواجہ عمر و یہ حال دیکھکر نہایت ہی گھبرائے پھر سرداروں وغیرہ سے کہنے لگے یارو جلد تر
راہ طے کرکے قلعہ صنوبر کوہ میں چلو خواجہ عمر و وغیرہ جانب صنوبر کوہ جاتے تھے ناگاہ خواجہ نے صدائے سم سمندان سنی پھر کر جو
دیکھا تو معلوم ہوا کہ غبار عظیم بلند ہے روشنی ہمراہ فوج بکثرت ہے ژوپین وغیرہ بعد عجلت تعاقب میں چلے آتے ہیں ژوپین کامرانی
مع فوج کثیر آتا ہے سرداران لشکر وغیرہ نے بموجب حکم خواجہ عمر و گھوڑے جانب قلعہ دوڑائے جب خواجہ قریب قلعہ صنوبر کوہ
پہونچے اہل قلعہ سے باآواز بلند کہا کہ ای اہل قلعہ جلد دروازہ قلعہ کا کھولدو ژوپین کامرانی فوج کثیر ہمراہ لیکر قریب آگیا ہے اردشیر و
ہر وشیر صدائے خواجہ عمر و سنکے فوراً لشکر لیکر قلعہ سے نکلے اور پکارے کہ ای خواجہ آپ پریشان نہو جیے ہم حاضر ہوتے ہیں
ژوپین نابکار سے مقابلہ کرینگے خود قتل ہونا گوارا کرینگے لیکن آپ کو اور ملکہ مہر نگار کو شر و فساد ژوپین سے بچائینگے یہ کہکر
دونوں بہادروں نے مع فوج گھوڑے بڑھائے اور قریب خواجہ پہونچکر کہنے لگے جلد تر ملکہ مہر نگار کو قلعہ میں لیجائیے خواجہ
ملکہ مہر نگار کے محافے کے ہمراہ جلد تر جانب قلعہ روانہ ہوئے اس اثنا میں ژوپین وغیرہ بھی عنقریب آگئے اردشیر نے دلیرانہ
تین لاکھ کی جمعیت سے ژوپین کو روکا ژوپین برہم ہو کر لڑنے لگا تلوار چلنے لگی کفار و اہل اسلام قتل ہونے لگے سرداران
لشکر حمزہ صاحبقران بھی لڑتے لگے لاش پر لاش گرنے لگی سر تنوں سے جدا ہونے لگے طائران ارواح قفسہائے اجسام
سے نکلنے لگے بازار اجل گرم ہوا برق شمشیر میدان مصاف میں چمکنے لگی گھٹا سیاہ ڈھالوں کی اٹھی بارش تیر ہونے لگی خون بہادران
میدان رزم میں بہنے لگا اثنائے کارزار میں اردشیر لڑتا ہوا خبگ رستمانہ کرتا ہوا کافروں کو تہ تیغ کرتا ہوا سامنے ژوپین
کامرانی کے گیا ژوپین نے برہم ہو کر تیغہ گرانبار نعرہ کرکے سر اردشیر پر لگایا ہر چند اردشیر نے سپر فولادی اٹھائی لیکن تیغہ گرانبار
و آبدار سپر پر رک نہ سکا سپر کو کاٹ کر خود پر گرا اور خود کو کاٹ کرتا جگر کاٹتا ہوا اتر آیا اردشیر مرکب سے شہید ہو کر زمین پر گرا
اور فوراً طائر روح اسکا قفس جسم سے نکلکر جانب گلشن ارم روانہ ہوا ہر وشیر لاشہ اپنے بھائی کا دیکھکر مغموم ہوا اور بقصد انتقام
جانب ژوپین بڑھا اتنی دیر میں خواجہ عمر و ملکہ مہر نگار کو قلعہ میں پہونچا کر میدان کارزار میں آئے دیکھا کہ اردشیر قتل ہو چکا ہے
اور ہر وشیر تلوار کھینچے ہوئے بقصد قہر و غضب جانب ژوپین جاتا ہے علاوہ اسکے دونوں لشکروں میں لڑائی ہو رہی ہے خواجہ
عمر و طور جنگ کا اچھا نہ دیکھکر سواران اسلام کو ہمراہ لیکر داخل قلعہ ہوئے جو سواران لشکر اسلام فوج میں گھرے ہوئے تھے
وہ تو مع ہر وشیر کے ہمراہ خواجہ داخل قلعہ نہ ہوکے باقی جملہ سواران لشکر اسلام قلعہ میں داخل ہوئے خواجہ عمر و نے بالائے
قلعہ جاکر دیکھا کہ ہر وشیر پر ژوپین کامرانی نے تیغہ مارا ہر وشیر نے تیغے سے بچکر شمشیر آبدار سر ژوپین نابکار پر لگائی ژوپین
نے بارہ سے تلوار کی ہاتھ بچاکر جلد ہاتھ اپنا بند دست ہر وشیر پر ڈالا بعد ازاں توڑہ زنجیر پکڑکر پشت فرس سے اٹھالیا
اور فوراً گرفتار کرکے ہرمز و فرامرز سے کہا کہ اب تو لڑنا بیکار ہے ہنگام شب ہے وقت سحر قلعہ پر حملہ کرکے خواجہ عمر و وغیرہ کو
تہ تیغ کرونگا اور ہر وشیر کو اسطرح ہلاک کرونگا کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا اسکے حال پر گریاں ہونگے یہ کہکر اور سواران
لشکر اسلام کو قتل کرکے طبل بازگشت بجوا کر قلعہ سے دور جاکر بارگاہ میں مقیم ہوا مردمان لشکر ژوپین و فرامرز و ہرمز
نے سلاح اپنے تنوں سے جدا کیے ہر ایک کافر اپنے بستر پر راحت پذیر ہوا ہرمز و فرامرز بھی بارگاہ میں داخل ہوگئے
بختک بھی حجرے سے اتر کر خیمے میں گیا خواجہ عمر و یہ حال دیکھکر پہلوان عادی سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اردشیر

تو درجہ شہادت پر فائز ہوا مگر عمرو شیر گرفتار ہو گیا ہے اگر اسوقت عمرو شیر کو ہم رہا نکرینگے تو ژوبین بد گہر وقت سحر عمرو شیر کو ضرور
قتل کریگا مجھکو اس تازہ مسلمان کے قتل ہونے کا صدمۂ عظیم ہوگا پس تمکو لازم ہے کہ ابھی تم اپنی فوج سے بیرون قلعہ
جاکر ٹھہرو جسوقت موقع پانا لشکر ژوبین پر حملہ کرنا پہلوان عادی بموجب حکم خواجہ مع فوج قلعہ سے باہر نکلا ہرکارون
نے ژوبین اور ہرمز و فرامرز سے جاکر عرض کیا کہ پہلوان عادی اسوقت مع فوج قلعہ سے باہر نکلا ہے باقی خیریت ہے
ژوبین کافرانی نے یہ خبر سنکے جملہ مردمان لشکر کو مسلح ہونے کا حکم دیا سواران لشکر بموجب حکم جلد تر بسترون سے اٹھکر مسلح
ہوئے ژوبین اور ہرمز و فرامرز بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے بارگاہ سے نکلے اور مرکبون پر سوار ہوئے ژوبین
گینڈے پر بیٹھا جملہ سواران لشکر بھی گھوڑون پر سوار ہوئے ژوبین نے کچھ سوار برائے نگہبانی عمرو شیر متعین کرکے گینڈا
اپنا بڑھایا لشکر بھی ہمراہ ژوبین چلا ابھی لشکر ژوبین عنقریب فوج پہلوان عادی نہ آیا تھا کہ خواجہ عمر نے کل فوج
کے دو حصے کیئے اور دونون حصے فوج کے لیکر کھڑکی قلعہ کی کھول کر باہر قلعہ سے نکلے اور دوسری راہ سے فرودگاہ لشکر ہرمز
و ژوبین پر جہان عمرو شیر خیمے مین قید تھا پہونچے سوارون نے خواجہ سے مقابلہ کیا سرداران لشکر اسلام نے ان سواران
نابکار کو قتل کرنا شروع کیا اور عمرو شیر کو قید سے رہا کرکے اپنے ہمراہ مرکب پر سوار کیا جب کفار قتل ہونے لگے باآواز
بلند پکارے ای شاہزادگان دیو قار وای ژوبین نامدار جلد ادھر آیئے خواجہ عمر لشکر لیکر یہان آئے ہین عمرو شیر کو رہا کرکے ہمکو تہ
تیغ کرتے ہین مسلمان بہت ہین ہم تھوڑے ہین لشکر مین گھر گئے ہین ہمراہی ہمارے بہت سے قتل ہوچکے ہین اب ہم
بھی ہلاک ہوا چاہتے ہین جلد تر ہماری مدد کے واسطے آیئے مسلمانون سے ہمین بچایئے ژوبین کافرانی قریب فوج پہلوان
عادی پہونچ چکا تھا یکایک شور و غل سوارون کا سنکے گھبرایا اور تھوڑی فوج لیکر اور سب کو اسی جگہ چھوڑ کر فرودگاہ لشکر
کی طرف بصد عجلت روانہ ہوا ادھر پہلوان عادی نے لشکر ژوبین پر حملہ کیا اور تلوارین دلاورون نے کھینچکر کفار کو قتل
کرنا شروع کیا چونکہ ہرمز و فرامرز بھی ہمراہ ژوبین فرودگاہ لشکر کی جانب گئے تھے لشکر بے افسر تھا تاب جنگ نلا سکا
پیچھے ہٹنے لگا جب کفار زیادہ قتل ہوئے سواران لشکر ژوبین بفریاد و فغان پکارے ای پہلوان یکتاے جہان ای
ژوبین کافرانی جلد ادھر آیئے پہلوان عادی وغیرہ سے ہمکو بچایئے دیر نہ لگایئے ہم سب گھر گئے ہین تلوار چل رہی ہے
لاش پر لاش گر رہی ہے قدم میدان سے اٹھے جاتے ہین جلد تر آیئے ورنہ ہم بھاگتے ہین ہنوز ژوبین فرودگاہ لشکر
تک نہ پہونچا تھا یہ شور و غل سنکے از حد پریشان ہوکر بختک وغیرہ سے مضطرب ہوکر پوچھنے لگا ارے یارو مین کیا
کرون کسکی مدد کیواسطے جاؤن کچھ مجھکو نہین پڑتا ہے حواس میرے منتشر ہین آج مسلمان کہان سے آگئے ہین
بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران پردۂ قاف سے فوج کثیر لیکر آگئے ہین یا اور کہین سے ان مسلمانون کی کمک
کیواسطے کوئی سردار فوج جرار لیکر آیا ہے یقین ہے کہ لندھور اور بہرام بن خاقان چین آئے ہین اب لڑائی سخت ہوگی
لندھور و بہرام نہایت شجاع و بہادر ہین انسے لڑنا مشکل ہے سوائے میرے اور کوئی ایسا بہادر نہین ہے کہ انسے مقابلہ
کرے اکیلا مین ان دونون سے ہرگز مقابلہ نہ کرسکونگا اب بہتر یہی ہے کہ یہان سے جانب مدائن کوچ کرون شہنشاہ
نوشیروان سے تمام حال جاکر کہدون جسوقت یہ گفتگو ژوبین سوارون نے سنی خوف جان سے کانپنے لگے اکثر سوار
بھاگنے لگے بختک نے کل تقریر ژوبین کی سنکے جواب دیا کہ ای ژوبین ذرا حواس اپنے درست کرو مرد ہوکر نامرد نہ
بنجاؤ مجھکو خوب معلوم ہے ابھی حمزۂ صاحبقران پردۂ قاف مین ہین اور لندھور جانب ختن نہان گیا ہے ابھی انکا حال تہ
بھی سنا ہے کہ بہرام چین کی جانب روانہ ہوا ہے یہان کوئی بھی نہین آیا ہے تم بیکار ڈرتے ہو یہ فوج ہمارے پیرومرشد
لیکر قلعہ سے باہر نکلے ہین ژوبین نے پوچھا ملک جی پیرومرشد کون ہین انکا نام کیا ہے مفصل بیان کرو بختک

سے جواب دیا مین نام اُنکا ہرگز زبان پر جاری نہ کرونگا میری کیا مجال ہے کہ پیر و مُرشد کا نام زبان پر جاری کرکے جوتیان سر
پر کھاؤن دیکھو نام پیر و مُرشد کا ہمسے نہ پوچھو کچھ عجب نہین ہے کہ وہ ابھی مجمع مین موجود ہون ژوپین نے پوچھا ملکچی کچھ تو اپنے
پیر و مُرشد کے حال سے بایماو اشارہ آگاہ کیجیے بختیارک نے جواب دیا اے ژوپین پیر و مرشد وہی ہین جنھون نے حکیم بنکر
تمھارا علاج کیا تھا ژوپین یہ سنتے ہی سمجھ گیا کہ خواجہ عمرو کو پیر و مرشد کہتا ہے یہ سمجھکر ژوپین وہان سے پھرا اور جانب لشکر بعجلت چلا
خواجہ عمرو ہرمز و شیر کو تو رہا کر چکے تھے اُن سب سوارون کو قتل کرکے دوسری راہ سے بصد تعجیل مع لشکر و قلعہ صغیرہ کوہ
پر پہنچے اور پہلوان عادی وغیرہ کو ہمراہ لیکر داخل قلعہ ہوئے دروازہ قلعہ کا بند کروا دیا پل تختہ اُٹھوا دیا جب ژوپین بختیارک
وغیرہ خیمہ گاہ پر پہونچے دیکھا ہزارہا مردان لشکر قتل ہوئے ہین صدہا زخمی زمین پر پڑے ہین پہلوان عادی وغیرہ نہین ہین در
قلعہ بند ہے بالاے قلعہ اہل قلعہ ٹہل رہے ہین ژوپین کامرانی یہ حال دیکھکر نہایت برہم ہوا بختیارک نے ہنسکر کہا اے ژوپین بیکار
برہم ہوتے ہو ناحق رنج کرتے ہو میرے نزدیک تو مناسب ہے کہ شکر کرو خواجہ ہرمز و شیر کو رہا کرکے قلعہ مین لے گئے یہ سوار و پیدل
تصدق ہوئے تمھاری جان بچگئی سبب تمھاری جان بچنے کے آج آثار معلوم نہین ہوتے تھے اتفاق سے تمھاری جان بچگئی
بلاے عظیم آئی تھی شکر ہے کہ ٹل گئی مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت اب یہان سے فرودگاہ لشکر چلو
وہان چل کر دیکھو کوئی سوار بھی زندہ ہے یا سب قتل ہو گئے تھوڑی سی رات باقی ہے بارگاہ مین چلکر استراحت پذیر ہو ہنگام سحر
جو مناسب ہو کرنا ژوپین بختیارک کے سمجھانے سے فرودگاہ لشکر پر پہونچا دیکھا اکثر خیام جلے ہوئے ہین بعضے جل رہے
ہین بعض بارگاہ و خیام کی طنابین کٹی پڑی ہین خیام و بارگاہ مین اور اشیا کا تو کیا ذکر ہے فرش بھی نہین ہے بجز خاک اُڑ رہی
ہے لاشین جملہ سوارون کی پڑی ہین ژوپین یہ حال دیکھکر نہایت غضبناک ہوا پھر ہرمز و فرامرز و بختیارک سے مخاطب
ہو کر کہنے لگا ہنگام سحر اس قلعہ پر حملہ کرکے خواجہ عمرو کو مار ہی ڈالونگا یہ کہکر دیگر خیام و بارگاہ استادہ کرا کے فروکش ہوا لشکر
بھی اُترا ناگاہ گنتارہ کابلی ژوپین کے روبرو آیا ژوپین نے گنتارہ سے کہا دیکھ خواجہ عمرو نے کیا عیاری کی ہے ہزارہا مردان
لشکر کو قتل بھی کیا اور ہرمز و شیر کو بھی چھڑا لے گئے تو نے کبھی کوئی عیاری لائق تعریف نہین کی کبھی تو نے خواجہ عمرو کو گرفتار نہ
کیا گنتارہ کابلی نے عرض کیا مین نے ایک مرتبہ خواجہ کو گرفتار کیا تھا اب بھی اگر حکم ہو تو گرفتار کرکے لے آؤن ژوپین
نے کہا جلد گرفتار کرکے لے آ گنتارہ شکل تبدیل کرکے چلا خواجہ عمرو قلعہ مین بیٹھے ہوئے ہرمز و شیر وغیرہ سے باتین کر رہے
تھے کہ ایک عرب نے زبان عرب مین باواز بلند در قلعہ پر آ کر پکارا کہ اے اہل قلعہ آگاہ ہو مین قاصد ہون نامہ خواجہ عبدالمطلب کا کعبہ
سے لیکر آیا ہون میرے آنے کی خبر خواجہ عمرو سے کرو خواجہ عمرو صداے قاصد سنکے فصیل قلعہ پر آئے دیکھا کہ ایک عرب ناقہ پر سوار بیٹھا
ہے عرب نے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے پوچھا تو کہان سے آیا ہے مجھسے کیا کام ہے عرب نے جواب دیا کہ نامہ عبدالمطلب کا لایا
ہون خواجہ عمرو نے قاصد سے زبان عربی مین گفتگو کی ناقہ سوار نے بھی خواجہ سے زبان عرب مین بخوبی تقریر کی ہرچند کہ خواجہ
کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ ناقہ سوار عربی مین خوب گفتگو کرتا ہے عجب نہین کہ یہ عرب ہو لیکن بہ خیال دوراندیشی و دانائی عرب کو قلعہ
مین نہ بلایا خود فصیل قلعہ سے راہ طے کرکے در قلعہ کھول کر قریب گنتارہ کابلی آئے اُس نے ایک نامہ نکال کر خواجہ کے حوالے کیا
عمرو نے لفافہ نامہ کو جب چاک کیا غبار سفوف بیہوشی لفافہ نامہ سے اسقدر نکلا کہ خواجہ کے دماغ مین پہونچا خواجہ چھینک کر
بیہوش ہوئے اُسوقت عرب نے نعرہ کیا منم گنتارہ کابلی یہ نعرہ کرکے خواجہ کو چادر عیاری مین باندھ کر پشتارہ اُٹھا کر خوشی
روانہ ہوا بعد طے کرنے راہ کے جب ژوپین کے قریب پہونچا پشتارہ خواجہ کا روبرو رکھدیا ژوپین نے خوش ہو کر کہا اے گنتارہ
خواجہ کو مقید کرکے ہوشیار کرو گنتارہ نے بموجب حکم ژوپین خواجہ کو ہوشیار کیا خواجہ اپنے تئین قید مین مبتلا دیکھکر
گنتارہ کابلی اور ژوپین کامرانی سے کہنے لگے مجھے چھوڑ دو جو کچھ تم کہوگے مین وہی کرونگا ژوپین نے برہم ہو کر کہا

ای خواجہ تمنے مجھے بہت اذیت دی ہی مین تمکو ہرگز رہا نکرونگا یہ کہکر ژوبین نے جلاد کو طلب کیا جلاد زشت خو زشت سیرت تیغ
کھینچے ہوئے سامنے آیا عرض کرنے لگا کس کا پیمانۂ عمر لبریز ہوا ہی کون لائق قتل کرنے کے ہی تیغہ بارہ دار اور بازوؤن مین قوت
رکھتا ہون تابعدار حضور کا ہون جبھی حکم ہو ابھی اُسے قتل کرون ژوبین کافر الی نے کہا ای جلاد جلد خواجہ عمرو کو لیجا کر قتل کر ہرچند
خواجہ اشکبا ہوئے بہت سی باتین مکر و فریب کی کین لیکن ژوبین نے خواجہ پر رحم نہ کیا جلاد بموجب حکم ژوبین خواجہ عمرو کو
کشان کشان جانب میدان مقتل لے چلا اہل قلعہ کو خواجہ کے گرفتار ہونے کی خبر ہوئی جسوقت جلاد مقتل مین عمرو کو لیگیا
چبوترہ کے رنگ یہ بوریا فالت بچھا کر خواجہ کو بٹھایا گردن پر کوئلے سے خط کھینچا تیغہ آبدار میان سے کھینچکر خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ ای اجل
رسیدہ جو کچھ تمنائے دلی ہو بیان کر اگر گرسنہ ہو تو طعام لذیذ طلب کرکے کھالے اور اگر پیاس ہو تو پانی پی لے کیونکہ اب کوئی دم
مین سر تیرا تن سے جدا ہو جائیگا جلاد خواجہ سے یہ کہہ رہا تھا کہ ژوبین و ہرمز و فرامرز نے حکم اول جلاد کو خواجہ عمرو کے قتل
کرنے کا دیا خواجہ تقریر جلاد سنکے اور تمام آثار اپنے قتل ہونے کے ظاہر دیکھکر رونے لگے صدف چشم سے گوہر اشک نکالنے
لگے اور دل مین خیال کرنے لگے عجب جائے حیرت اور مقام تعجب ہی کہ مجھسے کوہ اندیپ پر یہ وعدہ ہو چکا ہی کہ جب تک
تین مرتبہ خواہش مرگ برضا و رغبت خود نہ کرونگا اُسوقت تک نہ مرونگا ابھی تو مین نے ایک مرتبہ بھی خواہش مرگ نہین کی ہی
اور سامان قتل نظر آتے ہین یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جو بسوے فلک نظر کی دیکھا آثار نو ملک یہ تجلی ظاہر ہین خواجہ عمرو
نے برجوع قلب واسطے اپنی رہائی کے خدا سے دعا کی یکایک ایک نوجوان نارنجی پوش [illegible] سے ظاہر ہوا جب وہ نارنجی
پوش ہرمز و فرامرز کے قریب پہونچا ایک نامہ نکالکر ہرمز کو دیا اور پوچھا ای شاہزادہ ذیوقار یہ ہنگامہ کیسا ہی ہرمز نے جواب دیا
خواجہ عمرو قتل کیا جاتا ہی جوان نارنجی پوش نے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین مقتل مین جاکر عمرو کو قتل ہوتے دیکھون ہرمز نے
بغیر نامہ پڑھے اجازت جانے کی دی جوان نارنجی پوش جب قریب خواجہ عمرو پہونچا دیکھا گرد خواجہ صدہا بلکہ ہزارہا صغیر و کبیر
بوڑھے جوان جمع ہین سب خواجہ کے گرفتار ہونے سے خوش ہین جوان نارنجی پوش نے حقۂ آتشبازی متواتر چھوڑے وہ مجمع سب
متفرق ہوا دھوان بکثرت ہوا اسی دھوئین کی تاریکی مین جلد خواجہ کو چبوترے سے اُٹھا کر وہ جوان جانب صحرا لیگیا
پھر طوق و سلاسل خواجہ کے تن سے دور کرکے یہ کہا آپ کو تو مین نے رہا کردیا ہی اب جہان دل چاہے جائیے مگر ذرا میرا
بھی خیال رکھیے گا خواجہ نے دعا دے کر پوچھا تیرا نام کیا ہی جوان نے کہا اپنا نام ابھی نہ بتاؤنگا یہ کہکر جانب صحرا خواجہ
کو چھوڑ کر چلا گیا خواجہ رہا ہو کر داخل قلعۂ صغیرہ کوہ ہوئے اب حال ہرمز کا بیان کیا جاتا ہی کہ جو نامہ جوان نارنجی پوش
سے پایا تھا بعد تھوڑی دیر کے جو ہرمز نے وہی نامہ اُٹھا کر لفافہ اُسکا چاک کیا فوراً غبار بیہوشی اُس مین سے نکلا ہرمز
بیہوش ہو کر گرا اہل لشکر یہ حال دیکھکر گھبرا کر دوڑے ابھی مردمان لشکر نے ہرمز کو اُٹھایا تھا کہ ایک شور عظیم بلند ہوا کہ
فرامرز و ژوبین وغیرہ نے دیکھا کہ جلاد بھاگتا ہوا چلا آتا ہی عقب جلاد صدہا مردمان لشکر بھی سراسیمہ و بدحواس دوڑتے
ہوئے اور یہ کہتے ہوئے چلے آتے ہین ہائے جلا دیا آگ سے تن ہمارے داغدار کردئیے فرامرز و ژوبین یہ حال دیکھکر
گھبرائے جب سب مردمان لشکر بھاگکر قریب تر آئے ژوبین نے پوچھا کیون بدحواس بھاگے ہوئے آئے ہو کس نے
تمھین جلایا ہی مفصل حال بیان کرو جلاد وغیرہ نے عرض کیا خداوند جوان نارنجی پوش نے ایسی آتشبازی چھوڑی
کہ ہمارے تنون مین آگ لگ گئی ہم سب بے اختیار بھاگے وہ خواجہ عمرو کو لیکر چلا گیا ژوبین یہ حال سنکر متحیر ہوا
بختک نے کہا ای ژوبین یہ مقام حیرت نہین ہی کوئی عیار حقۂ آتشبازی مار کر خواجہ کو رہا کرکے لیگیا ہی ژوبین نے
جواب دیا ای ملک جی اگر عیار خواجہ کو رہا کرکے لیگیا ہی تو اب اس قلعہ سے خواجہ کو نکلکر نہ جانے دونگا یہ کہکر
اور قلعہ کا محاصرہ کرکے مقیم ہوا ہرمز کو بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا وہ بھی یہ حال سنکر متحیر ہوا ادھر خواجہ عمرو

نے تمام حال اپنا قلعہ مین جاکر اہل قلعہ سے بیان کیا

داستان دیکھنا خواب مین ملکہ مہر نگار کو اور بیقرار ہوکر رونا امیر کا پھر ملکہ آسمان پری سے برہم ہوکر بہ اجازت شہپال تخت روان پر سوار ہونا اور چھوڑ آنا دیوؤن کا بحکم آسمان پری بیابان سرگردان سلیمانی مین مع دیگر حالات

راویان رنگین طبیعت و حاکیان شیرین حکایت ناقلان لذت وصل وجدائی ماہران اسرار آشنائی اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ ایک روز حمزۂ صاحبقران پہلوے ملکہ آسمان پری مین سو رہے تھے عالم خواب مین دیکھا کہ ملکہ مہرنگار بیتاب و اشکبار میلے کپڑے پہنے ہوئے سر پریشان نہایت مغموم و چاک گریبان بالین پر کھڑی ہین اور کہتی ہے کہ ای امیر بانوقیر افسوس ہزار افسوس آپ تو ملکہ آسمان پری کے پہلو مین باآرام و راحت شب و روز بسر کرتے ہین مین آپ کے فراق مین رات دن نالہ و بکا کرتی ہون اور زوبین کامرانی وغیرہ کے خوف و خطر سے ہر ایک قلعہ مین بھاگ کر اپنی زندگی رنج والم مین بسر کرتی ہون دیکھیے آپ کی جدائی مین یہ حال پریشان میرا ہوا ہے آپ کو میرا خیال کچھ نہین ہے برای خدا اب تو میرے حال پر رحم کیجیے آسمان پری سے رخصت ہوکر میرے پاس آئیے دشمنون سے مجھے بچایے ملکہ مہرنگار یہ کہہ رہی تھی ناگاہ امیر خواب سے بیدار ہوگئے بالین سر دیکھا ملکہ مہرنگار کو نہ پایا امیر بے اختیار رونے لگے فراق ملکہ مہرنگار مین نالہ و بکا کرنے لگے آسمان پری نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہے باعث نالہ و بکا کیا ہے حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا کہ ای ملکہ مین نے ملکہ مہرنگار کو خواب مین دیکھا ہے اسکی جدائی مین فریاد و فغان کرتا ہون آسمان پری نے برہم ہوکر پوچھا مہرنگار کیا مجھسے زیادہ خوبصورت ہے جو تم اسکے فراق مین اسقدر بیتاب و بیقرار و اشکبار ہو وہ آدم زاد ہے مین پریزاد ہون مجھ مین اور اس مین فرق زمین و آسمان کا ہے سرے کف پاے برابر ہی اسکے چہرے کا کیا حسن ہوگا امیر نے جواب دیا ای ملکہ کیا کہتی ہو بس خاموش رہو تم اسکی کنیز کے برابر بھی نہین ہو اسکی ایک ایک کنیز ایسی حسین و خوبصورت ہے کہ اگر تم اسکی کنیزون کو دیکھ لو تو کبھی نہ غرور کرو اور ہر ایک کنیز کا حسن و جمال دیکھکر شرمندہ اور خجل ہو ملکہ آسمان پری نے یہ تقریر حمزۂ صاحبقران سنکے نہایت برہم ہوکر تلوار کھینچی اور جانب امیر تلوار بڑھائی امیر نے بھی برہم ہوکر خنجر کھینچا نازنینان پریزاد جو اسوقت وہان موجود تھین یہ حال دیکھکر شور و غل کرنے لگین شہپال شور نازنینان پریزاد سنکے بیتابانہ آیا دیکھا کہ زن و شوہر تلوار اور خنجر کھینچے ہوئے ہین اور ایک دوسرے کو قتل کیا چاہتا ہے شہپال یہ حال دیکھکر گھبرا گیا اور جلد حمزۂ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر باہر آیا بارگاہ سلیمانی مین بٹھاکر سبب رنج و ملال پوچھا امیر نے تمام حال خواب بیان کیا کہا اب مجھکو خواجہ عمرو کے پاس پہونچوا دیجیے طبیعت میری نہایت پریشان ہے اب مین یہان نہ رہونگا عبدالرحمن جنی نے گفتگو امیر بانوقیر سنکے شہپال سے عرض کیا ای شہنشاہ بہتر اور مناسب یہی ہے کہ اب انھین خواجہ عمرو وغیرہ کے پاس پہونچوا دیجیے بیشک انھین یہان آئے ہوئے زمانہ زیادہ گذرا ہے شہپال نے تقریر عبدالرحمن جنی کی سنکے ایک لمحہ فکر کی اور بعد فکر چند دیوؤن کو طلب کیا جب دیو حاضر ہوئے شہپال نے دیوؤن سے کہا جلد ایک تخت روان پر بٹھاکر جہان امیر کہین وہین پہونچا آؤ دیوون نے عرض کیا ای شہنشاہ ہم تابعدار ہین امیر بانوقیر تخت روان پر بیٹھین جس جگہ حکم کرین ہم وہین پہونچا دین یہ کہکر وہ دیو ایک تخت روان لے آئے ابھی امیر تخت روان پر نہ بیٹھے تھے کہ یہ خبر ملکہ آسمان پری کو ہوئی ملکہ نے فوراً ارزق پری سے کہا جلد جاکر جو دیو امیر کو پہونچانے جاتے ہین انھین علیحدہ لیجاکر یہ پیام میرا اُنسے کہدے کہ ملکہ آسمان پری نے تمھین حکم دیا ہے کہ خبردار امیر بانوقیر کو خواجہ عمرو و ملکہ مہرنگار کے پاس نہ لیجانا ورنہ مین تم سب کو قتل کرونگی اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو میرا حکم بجالاؤ امیر کو بیابان سرگردان

سلیمانی میں پہونچا کر چلے آؤ ازرق پری نے بموجب حکم ملکہ ان دیوون کے پاس جاکر اشارے سے انھین بلاکر حسب حکم
آسمان پری سے اطلاع و آگاہی دی وہ دیو خوف جان سے تھرائے اور آہستہ یہ سخن زبان پر لائے کہ اے ازرق پری
ہماری جانب سے ملکہ سے عرض کردینا کہ ہم موافق حکم حضور بیابان سرگردان سلیمانی میں امیر کو چھوڑ کر چلے آئینگے
ارشاد حضور کا بجا لائینگے خلاف حکم ہرگز نہ کرینگے ازرق پری یہ سنکے ملکہ کے پاس گئی اور جو کچھ دیوون نے
عرض کیا تھا زبان پر لائی ملکہ آسمان پری مطمئن ہوئی اور امیر شہپال اور عبدالرحمن جنی سے رخصت ہو کر
تخت روان پر بیٹھے دیوون نے تخت اٹھایا شہپال وغیرہ امیر کے جانے سے اشکبار ہوئے دیو تخت اٹھا کر ایک
جانب روانہ ہوگئے بعد طے کرنے راہ دور و دراز کے دیوون نے بیابان سرگردان سلیمانی میں جاکر تخت دوش سے
اتارا اور بالائے زمین رکھدیا امیر نے پوچھا تخت اس جگہ کیون رکھدیا دیوون نے عرض کیا اے امیر باتوقیر اس وقت
ہم گرسنہ ہیں تھوڑی دیر آپ یہان توقف کریں ہم جاکر اکل و شرب سے سیر و سیراب ہو کر ابھی حاضر ہوتے ہیں پھر
تخت اٹھاکر یہان سے آپ کو لے چلینگے امیر نے فرمایا اچھا جلد جاکر کچھ کھا آؤ خبردار دیر نہ لگانا سب دیو یہ سنکر
ایک جانب روانہ ہوئے اور قطع راہ کرکے گلستان ارم میں پہونچے شہپال سے عرض کیا خداوند نعمت ہم امیر کو
پہونچا آئے شہپال خوش ہوا پھر ملکہ آسمان پری کی خدمت میں بذریعہ ازرق پری یہ کہلا بھیجا کہ ہم موافق حکم حضور
حمزہ صاحبقران کو بیابان سرگردان سلیمانی میں چھوڑ کر چلے آئے ہیں ملکہ آسمان پری یہ سنکے خیال کرنے لگی
کہ بیابان سرگردان سلیمانی وہ مقام ہے کہ وہان سے امیر کا مہر نگار تک پہونچنا نہایت دشوار ہے بلکہ ممکن ہی نہیں ہے
اب دیکھتی ہوں مجھ سے بگڑ کر مہر نگار اپنی معشوقہ تک کیونکر جاتے ہیں یہ خیال کرکے ادھر تو ملکہ آسمان پری خوش
ہوئی ادھر امیر باتوقیر دیوون کا بہت انتظار کرکے سمجھے کہ دیوون نے فریب کیا مجھے یہان چھوڑ کر چلے گئے اب
یقیناً نہ آئینگے یہ سمجھکر امیر تخت روان سے اٹھے اور اس بیابان وحشت افزا میں پیادہ پا چلے اگر حال
اس بیابان وحشت خیز اور صحرائے ہول انگیز کا مفصلاً اور مشروحاً تحریر کیا جائے تو ایک دفتر طویل ہو جائے
اور ناظرین و سامعین کو بھی بسبب طوالت کے مطبوع طبع نہو بلکہ باعث دردسر ہو لہذا بطور مختصر عرض کیا جاتا ہے کہ
تا شام امیر صحرا نوردی کرکے شام کو جو بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسی جگہ پر کھڑا ہوں جس جگہ سے چلا تھا امیر باتوقیر یہ
حال دیکھکر نہایت متحیر ہوئے چونکہ دشت نوردی سے بہت سے کانٹے کف پا میں چبھ گئے تھے خون تلوون سے
جاری تھا آبلون سے پانی نکل رہا تھا بھوک کی شدت سے لب بر جان تھی تشنگی سے ہونٹھ خشک تھے زبان پہ
کانٹے پڑے ہوئے تھے اس وجہ سے امیر باتوقیر نہایت ہی بیتاب و بیقرار ہوئے اور چہار جانب جستجوئے آب کرنے
لگے ایک دریائے ذخار نظر آیا امیر کنارہ دریا پہونچکر بیٹھے اور وہ کلچہ جو حضرت خضر علیہ السلام نے دیا تھا نکالکر
کھایا یہانتک کہ امیر سیر ہوگئے اور کلچہ بدستور رہا کیونکہ حضرت خضر نے یہی فرمایا تھا کہ جس روز یہ کلچہ تمام ہوجائیگا اُس روز دار فانی
سے گذر کر پردۂ دنیا پر پہونچو گے اور خواجہ عمرو وغیرہ سے ملوگے الحاصل جب امیر باتوقیر کلچے سے سیر ہوچکے دریا
سے پانی پیا اس اثنا میں تاریکی زیادہ ہوئی وہ صحرائے وحشتناک کا سنسان و تاریکی پناہ بذات خدا امیر باتوقیر
نے سیر و سیراب ہو کر شکر خدا کا کیا پھر کنارۂ دریا سے اٹھکر اسی تخت روان پر آکر بیٹھے بڑی دیر تک بیدار رہے
صحرائے وحشت افزا کو چہار جانب دیکھا کیے اور خیال کیا کیے کہ اس صحرا سے کیونکر نکلونگا کس طرح یہان سے
کسی آبادی میں پہونچونگا سوائے خداوند کریم کے کون یہان میری اعانت کریگا ایسے ہی خیالات کرتے
کرتے امیر سوگئے عالم خواب میں امیر نے دیکھا خواجہ عمرو قریب کھڑے ہیں اور کہتے ہیں اے امیر پریشان خاطر

ہوجیے انشاء اللہ اس صحرائے پرخار سے جلد گذر کر اور مقامات پر پہونچیے گا امیر نے پوچھا ای خواجہ کیونکر اس
دشت کو طے کرونگا گھوڑا بھی نہین ہی پیدل کب تک چلونگا خواجہ عمرو نے کہا ای امیر آپ کے سامنے یہ جو درخت نصب
ہی اسکی لکڑیان توڑ کر اور اسکی چھال پانی سے تر کرکے ایک بیڑا بنایے اور بیڑے کو دریا مین ڈالکر سوار ہوجیے کسی نہ کسی
جانب یہان سے ضرور نکل جایئے گا یہ کہکر خواجہ عمرو تو نظر امیر سے پوشیدہ ہوئے امیر کی آنکھ کھلی دیکھا وقت
سحر ہی حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو یاد کرکے یہ خیال کیا کہ عمرو ازحد مجھسے محبت رکھتا ہی مین جو مغموم تھا عالم خواب
مین اگر تدبیر بتا گیا یہ خیال کرکے امیر تخت سے اُٹھے اور موافق بتانے خواجہ کے بیڑا بنایا پھر بیڑے کو دریا مین
ڈالدیا اور اُس بیڑے پر بیٹھے بیڑا بہتا ہوا ایک جانب چلا دن بھر تو بیڑا بہتا ہوا چلا گیا لیکن ہنگام شام جو صاحبقران
نے ملاحظہ کیا تو ثابت ہوا کہ بیڑا اُسی جگہ ہی جس جگہ صبح کو کنارۂ دریا پانی مین ڈالا تھا امیر یہ حال عجیب وغریب
دیکھکر پھر نہایت حیران ہوئے ناگاہ بحکم خداوند عالم حضرت خضر علیہ السلام امیر حمزۂ صاحبقران کے پاس تشریف
لائے اور بعد سلام فرمایا ای امیر باتوقیر آپ حیران وپریشان نہوجیے یہ بیابان سرگردان سلیمانی ہی اسکی یہی خاصیت
ہی اگر کوئی اس دشت مین آئے اور ہزار سال تک رہروی کرے تو بھی جس جگہ سے روز اول چلے اُسی جگہ رہے اب
آپ اکل وشرب سے فرصت کرکے بعد ادائے نماز شب بسر کیجیے ہنگام سحر یہ اسم بزرگ پڑھ کے بیڑے پر بیٹھیے گا
انشاء اللہ تعالے کل شام کو اپنے تئین اس جگہ نہ پایئے گا تاثیر اسم بزرگ سے یہان ہنگام شام نہ آیئے گا حضرت
خضر یہ ارشاد فرماکر اور اسم بزرگ بتاکر نظر حمزۂ صاحبقران سے پوشیدہ ہوگئے امیر بیڑے سے اُتر کر اور بیڑے
کو اُسی درخت خشک سے جو لب دریا تھا باندھکر وضو کیا پھر نماز سے فراغت حاصل کرکے وہی کلیچہ نکالا اور خوب
سیر ہوکر کھایا کلیچہ بدستور رہا پھر پانی پیا بعد اکل وشرب کے امیر اُسی تخت رواں پر لیٹے بعد گھڑی دیر کے سو رہے
ہنگام سحر امیر نے بیدار ہوکر بعد پڑھنے نماز سحر کے بیڑے کو درخت سے کھولکر وہی اسم اعظم جو حضرت خضر نے بتایا تھا
پڑھا پھر بیڑے پر بسم اللہ کہکے بیٹھے بیڑا امواج آب سے بہتا ہوا بالائے آب رواں ہوا جب شام ہوئی بیڑا بقدرت
پروردگار کنارۂ دریا ٹھہرا امیر بیڑے سے اُترے اور بیڑا ایک درخت سے باندھدیا پھر کنارۂ دریا سے چند قدم جو
آگے بڑھے ایک چمن پرازگلہائے رنگارنگ نظر آیا امیر گلہائے چمن کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے کیونکہ وہ پھول
اُس چمن کے غیرت دہ گلہائے گلشن ارم تھے حمزۂ صاحبقران نہایت شادمان ہوکر داخل چمن ہوئے اور سیر گلہائے
چمن کرنے لگے ابھی امیر سیر چمن کر رہے تھے ناگاہ ایک دیو ازحد مہیب صورت نے ظاہر ہوکر یہ نعرہ کیا کہ ای آدمزاد
تو اس جگہ کیونکر آیا کچھ خوف تونے نہ کیا نہین جانتا ہی تو کہ یہ مقام میرے رہنے کا ہی نام میرا دیو طاؤس ہی غضب کیا
تونے کہ تو یہان آیا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اسوقت تجھکو لقمہ لذیذ تصور کرکے کھاجاونگا امیر باتوقیر نے
نعرہ دیو طاؤس سنکے جواب دیا او بے حیا کیا بکتا ہی تو مجھکو کیا کھائیگا مین تجھکو ایک ضرب شمشیر آبدار سے قتل کرونگا
اس چمن کو تیرے خون سے رنگین کرونگا جانوران صحرا تیرا گوشت کھائینگے دیو تقریر امیر باتوقیر سنکے نہایت
غضبناک ہوا اور ایک نعرہ بعد آواز بلند کرکے وار شمشاد اُٹھاکر سر امیر پر لگائی امیر نے وار شمشاد سے بچکر تیغ
آبدار کمر دیو طاؤس پر لگائی تلوار اُسکی کمر پر پڑی لیکن مطلق تلوار نے نہ کاٹا دیو طاؤس ہنستا ہوا ایک طرف
چلا گیا امیر نہایت حیران ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یہ دیو عجب دیو ہی کہ اسپر تلوار مین نے لگائی اور یہ دو ٹکڑے
نہوا ہنستا ہوا چلا گیا ہنوز امیر حیران ہوکر یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ بحکم خدا حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے
اور بعد سلام فرمانے لگے ای امیر باتوقیر آپ متحیر نہون یہ دیو روئین تن ہی اگر ہزار دن ہاتھ تلوار کے لگائیے گا تو بھی

یہ قتل نہ ہوگا اسکے قتل کرنے کی یہ تدبیر ہے کہ ایک خنجر اِس درخت کی جڑ مین زیر زمین ہے اُس خنجر کو نکال لیجے اُسی خنجر سے دیو طاؤس
قتل ہوگا یہ کہکر حضرت خضر نظر سے غائب ہوگئے امیر نے زمین کھود کر خنجر ایک صندوقچے سے نکالا اور زیب کمر کیا
پھر مٹی وہان کی ہموار کردی حمزہ صاحبقران خنجر زیب کمر کرکے کھڑے ہوئے چمن مین سیر کر رہے تھے کہ
دیو طاؤس تنتناتا ہوا آیا اور پکارا او آدم زاد تو تلوار بھی لگا چکا جوہر تیغ دکھا چکا حوصلہ بھی دل کا نکال چکا میرا قتل کرنا
بہت مشکل ہے تیری تو کیا حقیقت ہے ہزار دیو اور پریزاد بھی مجھکو قتل نہین کر سکتے ہین اب تو میرے ہاتھ مین چلا آ امیر
باتوقیر تقریر دیو کی سنکے کہنے لگے او یاوہ گو کیا بکتا ہے انشاء اللہ مین تجھے ضرور قتل کرونگا ہرگز ہرگز تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا
دیو یہ کلام سنکے برہم ہوا اور دار شمشاد اُٹھاکر سر امیر پر لگائی امیر نے ضرب دار شمشاد سے بچکر اور وہی خنجر کھینچکر قدم آگے بڑھاکر
نعرہ کرکے پہلوے دیو طاؤس پر مارا دیو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا تھوڑی دیر مین تڑپ کر مر گیا جب دیو طاؤس
مر گیا امیر اُس چمن سے نکلکر آگے بڑھے دیکھا دو دیو کھڑے باہم لڑ رہے ہین امیر نے اُن دونون سے فرمایا
کیون لڑتے ہو دیوون نے جواب دیا پہلے تو ہم باہم لڑتے تھے اب تم سے لڑینگے یہ کہکر ایک نے دار شمشاد
اور دوسرے نے ارہ پشت نہنگ اُٹھاکر امیر پر حملہ کیا امیر نے اُنکے حربون سے بچکر عقرب سلیمانی کھینچکر ایک
دیو پر لگائی دیو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا پھر دوسرے دیو کو قتل کیا دفعتہً دونون دیو چار ٹکڑے ہوکر چار دیو ہوگئے
اور لڑنے لگے امیر نے ان چارون کے آٹھ ٹکڑے کیے آٹھ دیو پیدا ہوئے اسی طرح امیر قتل کرتے جاتے تھے اور دیو دونے
ہوتے جاتے تھے یہانتک کہ دو ہزار ہوگئے اور امیر سے لڑنے لگے امیر نے یہ احوال حیرت افزا دیکھکر درگاہ خدا مین دعا کی
فوراً دعا قبول ہوئی حکم خدا سے حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور بعد سلام حمزہ صاحبقران سے فرمانے
لگے کہ اے حمزہ صاحبقران یہ بیابان سرگردان سلیمانی ہے کارخانے یہان کے طلسمی ہین اگر ہزار سال تک
دیوون کو قتل کیجیے گا تو یہ دیو کم نہ ہونگے بلکہ بڑھتے جاینگے تاوقتیکہ قاعدے سے نہ لڑیے گا یہ جملہ دیو نابود
و معدوم نہ ہونگے صورت اِن دیوون کے قتل کرنے کی یہ ہے کہ وہ دیو جو قریب درخت کھڑا ہے یہ اسم بزرگ پیکان تیر
پر دم کرکے اُسپر لگائیے اگر تیر اُس دیو پر لگا تو قدرت خدا کا تماشا دیکھ لیجیے گا یہ فرماکر اسم بزرگ بتایا اور نظر
سے پوشیدہ ہوگئے امیر نے وہی اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کرکے اُس دیو پر لگایا تیر سینہ دیو کو توڑکر نکل گیا دیو
زمین پر گرا اور شعلے آگ کے ہر بن مو سے نکلے جس دیو کے اوپر شعلہ گرا جل کر خاک ہوگیا تھوڑی دیر مین جملہ دیو معدوم
ہوگئے اور آواز آئی افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا دیو دار جادو تھا بعد اِس آواز آنے کے جو تاریکی ہوئی تھی زائل
ہوئی امیر نے شکر خدا کا کیا پھر اُسی جگہ بعد اکل و شرب شب بسر کی جب صبح ہوئی بعد پڑھنے نماز سحر کے امیر باتوقیر
آگے چلے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ ایک دیو نہایت عجیب صورت سامنے آیا اور نعرہ کرکے دار شمشاد امیر پر لگائی
امیر نے دار شمشاد سے بچکر آگے بڑھکر اُسکی شاخ سر پکڑکر زمین پر گرایا پھر عقرب سلیمانی سے اُسے قتل کیا جس وقت
دیو قتل ہوا تاریکی ہوئی آواز آئی مارا مجھکو کہ نام میرا دیو رعد آواز تھا بعد آواز آنے کے تاریکی دور ہوئی امیر باتوقیر آگے
بڑھے ناگاہ ایک ساحرہ پیدا ہوئی اور پکاری او آدم زاد غضب کیا تو نے کہ میرے فرزند کو بے جرم و خطا قتل کیا
مجھکو بے فرزند کا کر دیا اب مین تجھکو بھی قتل کرونگی عوض اپنے فرزند کا لونگی یہ کہکر اُس نے امیر پر سحر کرنا شروع
کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر اُسکا دفع ہوا جب ساحرہ نے دیکھا کہ سحر میرا دفع ہوگیا غضبناک ہوکر سحر سے اژدر
بنی اور حملہ آور ہوئی امیر نے تیر اُسکی پیشانی پر مارا ساحرہ نے شعلے دہن سے نکالے تیر جلکر خاک ہوگیا
اسیطرح امیر نے سات تیر پے در پے لگائے ہر ایک قریب اُسکے جاکر جل گیا امیر یہ حال دیکھکر نہایت حیران و پریشان خاطر

ہوئے اسی اضطراب مین امیر نے درگاہ خدا مین برجوع قلب دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی دعائے امیر مستجاب ہوئی فی الفور بحکم پروردگار عالم جناب خضر تشریف لائے اور ایک چوب بصورت تیر عنایت کی اور فرمایا اے امیر اس لکڑی کو کمان مین رکھکر اس ساحرہ کی آنکھ پر لگاؤ انشاءاللہ یہ ساحرہ ہلاک ہو جائیگی امیر نے بموجب ارشاد حضرت خضر علیہ السلام وہ لکڑی ساحرہ کی آنکھ پر لگائی فوراً وہ اژدر یعنی ساحرہ تیر کھاکر زمین پر تڑپ کر گری تاریکی محیط عالم ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا ہشند دان جادو تھا جب آواز آچکی تاریکی برطرف ہوئی جناب خضر بھی نظر امیر سے پوشیدہ ہو گئے آفتاب نظر آیا امیر نے خدا کا شکر کیا پھر چند قدم آگے بڑھکر دیکھا کہ ایک چشمہ ہے پانی اسکا نہایت صاف ہے امیر اس چشمے پر بیٹھ گئے وہی کلچہ جو حضرت خضر نے دیا تھا نکالا اور سیر ہو کر کھایا کلچہ بدستور رہا پھر پانی اسی چشمے کا پیا چونکہ وہ چشمہ مقام فرحت افزا تھا حمزہ صاحبقران نے اسی جگہ برائے چندے قیام کیا

داستان جانا حمزہ صاحبقران کا طلسم اسپان سلیمانی مین مع دیگر حالات متعلق داستان

راویان شیرین زبان و داستان گویان یکتائے جہان فتاحان طلسم مضامین وگرہ کشایان حکایات رنگین اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب تمازت آفتاب کم ہوئی امیر چشمے سے اٹھکر آگے چلے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ دیکھا ایک گھوڑا زین ولجام سے آراستہ نہایت خوبصورت پری سیرت قدم ناز سے اٹھاتا ہوا چلا آتا ہے امیر گھوڑے کو دیکھکر خوش ہوگئے اور خیال کرنے لگے خداوند عالم نے میری پیادہ روی پر نظر کرکے اپنی قدرت کاملہ سے یہ مرکب میری سواری کو بھیجا ہے یہ خیال کرکے امیر قریب اس مرکب کے پہونچے مرکب امیر کو دیکھکر ٹھہر گیا امیر خوش ہوکر اس مرکب پر سوار ہوئے وہ مرکب امیر کو پشت پر اپنی پاکر بسرعت تمام ایک جانب روانہ ہوا بعد طے کرنے راہ دور و دراز کے ایک احاطے مین پہونچا امیر نے اس احاطے مین ملاحظہ کیا کہ ہزارہا گھوڑے بندھے ہین ہر ایک گھوڑا پری صورت ہے امیر جملہ مرکبون پر نظر کرکے حیران ہوئے ابھی امیر مرکبون کو دیکھ رہے تھے ناگاہ ایک نازنین پریزاد گھوڑے پر سوار احاطے مین آئی اور حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہوکر کہنے لگی آج تم بھی اس طلسم اسپان سلیمانی مین اگر پھنسے امیر یا تو تیر تقریر پریزاد سنکے متحیر ہوئے یکایک ایک آواز آئی یا امیر جلد گھوڑے کی گردن سے اس طلسم کی لوح تلاش کرو ورنہ تھوڑی دیر مین پابند ہوکر رہ جاؤ گے یہ طلسم اسپان سلیمانی ہے قاعدہ اس طلسم کا یہی ہے امیر نے یہ آواز سنکے گردن مین مرکب کی لوح ڈھونڈھی ہیکل مین اس سمند تیز رو کے لوح طلسم پائی امیر نے لوح لیکر جو دیکھا تو لوح سے یہ ثابت ہوا کہ یہ نازنین پریزاد جو سامنے تمہارے مرکب پر سوار ہے جلد یہ اسم بزرگ تیر پر دم کرکے اسکے سینے پر مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو امیر نے لوح کو دیکھکر تیر ترکش سے اور کمان دوش سے لیکر وہی اسم بزرگ تیر پر دم کرکے سینہ پریزاد کو تاکا نازنین پریزاد نے خائف ہوکر چاہا کہ احاطہ سے نکل جاؤن طلسم کشا سے اپنی جان بچاؤن ابھی وہ پریزاد احاطے سے باہر نہ گئی تھی کہ تیر اسکے سینے پر پڑا اور پشت کو توڑکر پار ہوگیا نازنین پشت مرکب سے گری شعلے اسکے اعضا سے اس درجہ نکلے کہ تمام گھوڑے جو احاطے مین تھے سب جل گئے امیر یہ حال دیکھکر اس مرکب سے اترے فی الفور وہ گھوڑا بھی جل گیا اسوقت ہر اس ناری کے غل مچانے لگے ایک دھوان پیدا ہوا اس دھوئین سے ایک ابر سیاہ بلند ہوا ایسی ہوائے تند چلی کہ بڑے بڑے درخت جڑ سے اکھڑ اکھڑکے دور جاکر گرے اور ایسی تاریکی محیط عالم ہوئی کہ روز روشن شب تار سے زیادہ تاریک ہوگیا آفتاب نظر سے پنہان ہوگیا پھر دیر تک یہی حال رہا بعد بہت دیر کے آواز آئی افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا پالنگ جادو تھا بعد اس آواز آنے کے تاریکی برطرف ہوئی آفتاب نظر آیا امیر نے دیکھا احاطہ نہین ہے بلکہ میدان ہے اور لاش اسکی پڑی ہے حمزہ صاحبقران طلسم اسپان سلیمانی کو فتح کرکے شکر خدا کرتے ہوئے آگے بڑھے ہنوز تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ ایک کھوراد یو سامنے

سے ظاہر ہوا اور پکارا ای آدم زاد کہان جاتا ہی ٹھہر جا کہ مین تجکو ایک ضرب دار شمشاد سے ہلاک کر کے کھا جاؤن یہ کہکر دار شمشاد
سر امیر با توقیر پر لگائی امیر نے ضرب دار شمشاد سے بہ فنون سپہگری بچکر قصد تلوار کھینچنے کا کیا وہ دیو برہم ہو کر امیر سے
لپٹ گیا زور کرنے لگا امیر بھی اُس سے بیخوف و خطر کشتی لڑنے لگے آخر بعد دو پہر کے دیو کم قوت ہوا امیر نے اُسکی زنجیر کمر مین
ہاتھ ڈالکر نعرہ کر کے اُٹھا لیا اور سر سے ملند کر کے چاہا کہ زمین پر پٹک دین ناگاہ دیو نے کہا ای آدم زاد امان دے امیر نے فرمایا
امان بشرط ایمان دیجائیگی دیو نے عرض کیا مین اس شرط سے مسلمان ہونگا کہ مقام لسنا من سلیمانی ہی اُس جگہ سات دیو
رہتے ہین اور وہ دیو نہایت ہی زبردست اور قوی ہیکل ہین اگر آپ اُنکو قتل کیجیے یا زیر کیجیے تو مین کلمہ پڑھکر دین اسلام
اختیار کرونگا امیر نے اُس دیو کو آہستہ سے زمین پر رکھکر فرمایا مجکو مقام طلسم لسنا من سلیمانی پر لیچل اگر خدا چاہیگا تو اُن
دیوؤن کو قتل کرونگا وہ امیر کی تقریر سنکر امیر کو اپنی پشت پر سوار کر کے وہان سے چلا اور بعد طی کرنے راہ دور و دراز کے قریب
ایک تختہ زعفران کے اُتار دیا اور کہا اب مین آگے جا نہین سکتا ہون یہی لسنا من سلیمانی ہی امیر یہ سنکے ایک ٹیلے پر
گئے اور یہ نعرہ کیا ہم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ای شوالط سامنے آؤ اگر مجھسے مقابلہ کرا ابھی امیر نعرہ کرتے
خاموش ہوئے تھے یکایک سامنے اُسی ٹیلے کے جو مکان تھا دروازہ اُسکا کھلا سات دیو اُس مکان طلسمی سے نکلے اُنمین سے
ایک دیو نے ایک گولہ فولادی افسون پڑھکر مارا امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا گولہ علیحدہ امیر سے گر کر پھٹا شعلے نکلے
امیر برکت اسم اعظم سے محفوظ رہے وہ دیو یہ حال دیکھکر از حد برہم ہوا اور بصورت خرس بنکر امیر پر حملہ آور ہوا امیر نے چند
سنگریزے اُٹھا کر اُنپر اسم اعظم پڑھکر اُس خرس پر مارے دیو بہ صورت اصلی ہو گیا پھر امیر نے تلوار کھینچکر اُسکی کمر پر لگائی تلوار
کمر دیو سے چمٹ گئی ادھر امیر نے زور کیا اُدھر دیو نے زور لیا بوجہ سحر اور مقام طلسم ہونے کے تلوار امیر کے ہاتھ سے
چھوٹ گئی امیر کو صدمہ عظیم ہوا اُسوقت امیر کے گوش مین ایک آواز آئی یعنی کسی نے پکار کے کہا کہ ای امیر اسم جلیل
پڑھکر لوح کو دیو کے جسم پر لگا دو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو امیر نے بموجب صداے غیبی اسم بزرگ کو پڑھکر لوح اُس دیو
کے جسم سے مس کی فوراً وہ دیو جلنے لگا شعلے اُسکے جسم سے نکلنے لگے اکثر شعلے اُسکے جسم سے نکل کر اُن چھ دیوؤن کے
اجسام پر پڑے وہ بھی دیو مثل دیو اول کے جلنے لگے تھوڑی دیر مین ساتون دیو جلکر خاک ہو گئے اور وہ تختہ زعفران
بھی جلکر خاک ہو گیا اُسوقت دیوؤن کے جلنے سے ایسی تاریکی ہوئی کہ زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا غل و شور از حد بلند ہوا
بعد پہر بھر کے تاریکی دور ہوئی آواز آئی افسوس هر دیم د جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب ساتون دیو جل گئے
اور تاریکی رفع ہوئی روشنی آفتاب کی ظاہر ہوئی اور وہ مقام طلسم فتح ہو گیا وہ دیو جو امیر کو اس جگہ لایا تھا یہ حال دیکھکر
برہم ہو کر کہنے لگا ای آدم زاد غضب کیا تو نے یہ مقام طلسمی بھی تو نے فتح کیا ساتون دیوؤن کو ہلاک کیا میرے بھائیون کو مارا
اب تو مین جاتا ہون جب تجکو غافل پاؤنگا اپنے بھائیون کا ضرور تجسے انتقام لونگا ہرگز مسلمان نہونگا یہ کہکر وہ دیو بصد عجلت
چلا گیا امیر اُس ٹیلے سے اُتر کر دیو کی مکاری و فریب پر تادیر خیال کر کے اور اُسکے چلے جانے پر افسوس کر کے ایک جانب
بہ مجبوری روانہ ہوئے اور اثناے راہ مین شکایت جور فلک زبان پر لائے امیر شکایت فلک کرتے ہوئے چلے جاتے
تھے ناگاہ ایک دیو سیاہ درازقامت مہیب صورت سامنے آیا اور پکارا ای لقمۂ لذیذ کہان جاتا ہی مین آ پہونچا اب
تجکو کھاؤنگا ہرگز تجکو ای آدم زاد زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر دار شمشاد اُٹھا کر سر امیر پر لگائی امیر نے ضرب دار شمشاد سے
اپنے تئین بچایا اور فوراً آگے بڑھکر دیو کی کمر مین ہاتھ ڈالا اور نعرہ کر کے زمین سے اُٹھا لیا اور زمین پر پٹک کے اُسکے
سینے پر سوار ہوئے اور پوچھا حال در شناختن خالق کون و مکان چہ میگوئی دیو نے کہا ای آدم زاد ایک شرط سے مسلمان
ہوتا ہون امیر نے پوچھا وہ شرط کیا ہی بیان کر اُسنے کہا ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعہ کو زمردنگار کہتے ہین اُس قلعے کا

بادشاہ لاہوت جنی ہی اُسکی ایک دختر ہی نام اُسکا نجم پری ہی مین اُسپر ایک مدت سے عاشق ہون اگر اُس پری
سے وصل میسر ہو تو مین مسلمان ہو جاؤن اور تمکو وہان سے لیجا کر تمھارے عزیز و احباب مین پہونچا دون اور نہایت تمھارا
شکرگزار ہون امیر نے پوچھا تیرا نام کیا ہی اور تو کہان رہتا ہی دیو نے کہا ارناطیس میرا نام ہی قلعہ یاقوت نگار مین
رہتا ہون امیر نے یہ سنکے اُسے چھوڑ دیا اور کہا مجکو قلعہ زمرد نگار تک لیچل وہ دیو امیر کو اپنے دوش پر بٹھا کر چلا
بعد طی کرنے راہ دور دراز کے ایک جگہ شام ہوئی امیر نے فرمایا ہی ارناطیس آج کی شب مین اسی جگہ قیام کرونگا ارناطیس
نے امیر کو اپنے دوش سے اُتارا چونکہ اُسجگہ ایک چشمہ تھا امیر نے بعد فراغت اکل و شرب اور بعد پڑھنے نماز کے
ارناطیس کو درخت کی چھال سے ایک درخت مین باندھ دیا اور کنارے چشمے کے سو رہے جب امیر بخوبی غافل
ہوئے ارناطیس جھنجھلا کے سر چھال کو توڑ کر ایک طرف بھاگا چونکہ اُس جگہ ایک دیو ہیبی ششت انگشت مردار خوار
بہ جمعیت چہل ہزار دیوان خونخوار رہتا تھا اور اکثر آدم زاد اور دیوون کو پکڑ کر کھایا کرتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ ارناطیس بھاگا
ہوا جاتا ہی چونکہ گرسنہ تھا بیتاب ہو کر اُٹھا اور دوڑ کر ارناطیس کو پکڑ کر ایک درخت سے مضبوط باندھا اور تدبیر آتش افروزی
مین سرگرم ہوا جب آگ بخوبی مشتعل کر چکا قصد کیا کہ کارد سے گوشت کاٹ کر کباب تیار کرکے کھاؤن ارناطیس
یہ حال دیکھکر دیو ششت انگشت مردار خوار کے روبرو بصد عجز کہنے لگا کہ اے ششت انگشت مردار خوار مجکو
چھوڑ دے میرے کباب نہ کھا اُس دیو نے جواب دیا اسوقت مین گرسنہ ہون ہرگز تجھے نہ چھوڑونگا ضرور تیرے
کباب تیار کرکے کھاؤنگا ارناطیس یہ تقریر دیو مردار خوار کی سنکے اپنی زندگی سے نا امید ہوا اور خیال کرنے لگا
ہی ارناطیس بیکار آدم زاد کو چھوڑ کر تو یہان آیا کاش درخت سے بندھا رہتا جان تو نہ جاتی یہان تو زندگی نظر نہین
آتی ہی قضا کا سامنا ہی ابھی ارناطیس یہ خیال کر رہا تھا اور وہ دیو مردار خوار آگ مشتعل کرتا تھا یکایک صبح ہوئی
امیر خواب سے بیدار ہوئے اول چشمے کے کنارے وضو کر کے نماز پڑھی پھر کلیچہ نکال کر خوب سیر ہو کر کھایا چشمے
سے پانی پیا پھر کلیچہ رکھکر جانب درخت دیکھا ارناطیس کو نہ پایا امیر ارناطیس کو نہ دیکھکر وہان سے ایک جانب
روانہ ہوئے اتفاقاً اُسی جگہ پہونچے جہان ارناطیس درخت سے بندھا ہوا تھا اور دیو ششت انگشت کباب
تیار کرنے کی فکر مین بیٹھا تھا امیر نے ارناطیس کو دیکھکر پوچھا تجکو کسنے باندھا ہی اُسنے دیو ششت انگشت
مردار خوار کی جانب اشارہ کیا وہ دیو مردار خوار امیر کو دیکھکر خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ پہلے گوشت آدم زاد کا
کاٹ کر کباب بنا کر کھاؤنگا بعد ازان ارناطیس کے کباب تیار کرونگا یہ خیال کر کے اُٹھا امیر نے فرمایا اے دیو تو
ارناطیس کو چھوڑ دے ورنہ مین تجکو قتل کرونگا دیو مردار خوار نے جواب دیا اے آدم زاد تو اپنی فکر کر جو ارناطیس کی
سفارش کرتا دیکھ یہ آگ مشتعل ہی اور یہ کارد ہی اسی سے تیرا گوشت کاٹ کاٹ کر کباب بنا کر کھاؤنگا امیر نے یہ
سنکر نعرہ کیا اور کہا او بیحیا کیا بکتا ہی خاموش رہ دیو مردار خوار نعرۂ امیر باتوقیر سے دہل گیا مثل صاحب تپ کانپنے لگا
آخر اپنی فوج سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اس آدم زاد کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ بموجب حکم چالیس ہزار دیو خونخوار
ہمراہ شمشاد و ارہ و لشت و نہنگ لیکر بڑھے اور امیر باتوقیر کو چہار جانب سے گھیر لیا امیر نے بھی عمود سلیمانی
کھینچکر دیوون کو قتل کرنا شروع کیا جب کئی سو دیو امیر نے قتل کیئے جملہ دیو خائف ہو کر پیچھے ہٹے امیر نے
بڑھکر ارناطیس کو درخت سے کھول دیا ارناطیس بھی دار شمشاد اُٹھا کر امیر کی جانب سے لڑنے لگا دیوون
کو ہلاک کرنے لگا دیو حمزۂ صاحبقران اور ارناطیس سے شکست کھا کر بھاگے امیر باتوقیر دیوون کو بھگا کر
دیو ششت انگشت مردار خوار کے قریب پہونچے اُس دیو نے غضبناک ہو کر دار شمشاد اُٹھا کر لگائی امیر نے

ضرب دار شمشاد سے بہ فنون سپہ گری اپنے تئین بچا کر عقوب سلیمانی اُسکی کمر پر لگائی کہ دیو مثل انگشت مردار فوار دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا حمزۂ صاحبقران بہ فتح و فیروزی ارناطیس کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اثنائے راہ مین ارناطیس نے امیر کی تعریف کر کے اپنے دوش پر امیر کو بٹھایا اور ایک سمت روانہ ہوا شام کو ایک مقام پر پہونچکر امیر نے ارناطیس کو ایک درخت سے باندھ دیا اور بعد پڑھنے نماز اور اکل و شرب کے سو رہے ارناطیس نے جھٹکا دے کر حلقہ پوست درخت سے اپنے دست و پا نکال کر ایک طرف بھاگ گیا جب صبح ہوئی امیر خواب سے بیدار ہوئے ارناطیس کو نہ دیکھکر خیال کرنے لگے کہ آج پھر ارناطیس کہین چلا گیا یہ خیال کر کے بعد پڑھنے نماز صبح کے کلوہ نوش فرما کر ایک سمت پاپیادہ چلے اسی طرح سے بعد دو روز کے ایک ایسی جگہ پہونچے کہ وہان ایک قلعہ تھا اور آواز نالہ و فریاد کی اُس قلعے سے آتی تھی اہل قلعہ بہ آواز بلند رو رہے تھے اور چالیس ہزار دیو فیل چہرہ اُس قلعے کو گھیرے ہوئے تھے امیر نے جو صدائے نالۂ اہل قلعہ سُنی اہل قلعہ پر رحم کر کے اُن دیوون سے کہا کہ اس قلعے سے ہٹ جاؤ اہل قلعہ کو امان دو ورنہ ہمین تم سب کو قتل کر دونگا دیو عزاق فیل چہرہ یہ گفتگوے حمزۂ صاحبقران سُنکے نہایت برہم ہو حملہ آور ہوا امیر نے اُسکی ضرب سے بچکر عقوب سلیمانی سے اُسے قتل کیا وہ دیو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا جملہ دیو یہ حال دیکھکر یکبار امیر پر حملہ آور ہوئے دار شمشاد اور ارہ لبشت نہنگ و دیگر آلات حرب و ضرب لے لیکر حمزۂ صاحبقران کو چار طرف سے گھیر لیا اور دار شمشاد وغیرہ آلات حرب و ضرب امیر پر لگانے شروع کیے امیر نے اُنکی ضرب دار شمشاد وغیرہ سے بچکر عقوب سلیمانی سے اُنھین قتل کرنا شروع کیا جب اہل قلعہ نے دیکھا کہ ایک آدم زاد کو چالیس ہزار دیو گھیرے ہوئے ہین لڑائی ہو رہی ہے لاش پر لاش دیوون کی گر رہی ہے زمین دیوون کے خون ناپاک سے رنگین ہو رہی ہے اُسی وقت جملہ اہل قلعہ نے باہم مشورہ کیا کہ اس آدم زاد نے ہماری حمایت کی ہے اور ہماری وجہ سے لڑ رہا ہے اب ہمکو بھی مناسب یہی ہے کہ قلعے سے نکل کر دیوون کو قتل کرین اس آدم زاد کو دیوون سے بچائین یہ مشورہ کر کے جملہ اہل قلعہ آلات حرب و ضرب لے لیکر قلعے سے نکلے اور دیوون سے دلیرانہ لڑنے لگے ادھر حمزۂ صاحبقران دیوون کو قتل کرتے تھے اُدھر پریزاد دیوون کو ہلاک کرتے تھے اور خود بھی قتل ہوتے تھے تھوڑی دیر مین حمزۂ صاحبقران نے سیکڑون دیوون کو قتل کیا باقی ماندہ دیو تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگ گئے بادشاہ قلعہ امیر کو بعد عزت و حرمت قلعہ مین لیگیا بادشاہ قلعہ نے نام امیر کا پوچھا اور احوال یہان آنے کا دریافت کیا امیر بانوقیر نے اپنا نام بتا کر تمام احوال اپنا اور آسمان پری کا بیان کیا بادشاہ قلعہ نے حال امیر کا سُنکے کہا آپ نے مجھے بھی پہچانا میرا نام لاہوت جنی ہے مین برادر حقیقی عبدالرحمٰن جنی کا ہون اس قلعۂ زمرد نگار کا حاکم ہون آپ یہان بہ آرام تمام چند روز تک توقف فرمائین پھر مین بعد راحت و آرام جہان آپ کہینگے پہونچا دونگا یہ کہکر سامان دعوت امیر مین مصروف ہوا ہنگام شب لاہوت شاہ نے خیال کیا کہ ملکہ آسمان پری امیر حمزۂ صاحبقران سے ناراض ہے اگر وہ سُن لیگی کہ لاہوت شاہ نے امیر کو ملکہ مہرنگار کے پاس پہونچا دیا تو برہم ہو کر مجھپر کوئی نہ کوئی بلا نازل کریگی پس بہتر اور مناسب یہی ہے کہ امیر کو قید کرے یہ خیال کر کے بعد دعوت شراب مین بیہوشی ملا کر امیر کو پلائی جب حمزۂ صاحبقران بیہوش ہوئے لاہوت شاہ نے پریزادون کو حکم دیا کہ ابھی امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو یہان سے اٹھا لیجاؤ اور ایسے چاہ تنگ و تاریک مین قید کرو کہ جہان سیاہی ظلمات ہو پریزاد سو جب حکم لاہوت شاہ امیر کو لیگئے اور عالم بیہوشی مین امیر کو چاہ تاریک مین قید کر کے چلے آئے جب امیر کنوئین مین ہوشیار ہوئے اپنے کو چاہ تاریک مین پایا سوے فلک دیکھکے خدا کا شکر کیا چونکہ

کلچہ عنایت کیا ہوا جناب خضر کا پاس تھا وہی کلچہ امیر نے نکال کر کھایا اور کنوئین سے پانی لیکر پیا کئی روز تک امیر اُس کنوئین مین رہے جب یہ خبر دختر لاہوت شاہ کو پہونچی کہ میرے باپ نے حمزۂ صاحبقران کو چاہ مین قید کیا ہی نہایت ملول و برہم ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ جس آدم زاد نے میرے والد کو دیوؤن کے شر و فساد سے بچایا افسوس اُسی آدم زاد کو میرے والد نے بیجرم و خطا قید کیا یہ خیال کرکے نجم پری اپنے مادر و پدر وغیرہ سے پوشیدہ اُس چاہ تارہ کیس مین گئی اور حمزۂ صاحبقران کو چاہ سے نکال کر ایک صحرا مین لائی امیر نے اُس سے پوچھا تو کون ہی نجم پری نے عرض کیا مین دختر لاہوت شاہ جنّی کی ہون نام میرا نجم پری ہی ابھی دختر لاہوت اور امیر سے باتین ہو رہی تھین کہ یکایک ایک گاے سامنے سے پیدا ہوئی اور نجم پری کو اپنی پشت پر بٹھا کر ایک جانب بھاگی امیر بھی اُس گاے کے پیچھے روانہ ہوئے وہ گاے تو تھوڑی دور جاکر غائب ہوگئی امیر بالتوقیر آگے بڑھے دیکھا ایک قصر ہی اور پاس اُسکے ایک گنبد بلند ہی اُس قصر سے ایک مرد اور ایک عورت کی آواز آتی ہی مرد کہتا ہی اے معشوقہ مین میرے حال پر رحم کر اپنے وصل سے مجھے شادکام کر آرزوے دلی میری بر لا عورت کہتی ہی کہ خبردار مجھے ہاتھ نہ لگانا ورنہ مین اپنی جان دے دونگی تو ناحق مجھے لے آیا ہی تیرا مدعاے دل حاصل نہو گا بہتر یہی ہی کہ مجھے چھوڑ دے ورنہ حمزۂ صاحبقران یہان آگر میرے کہنے سے تجھے قتل کرینگے امیر نے یہ تقریر سنکے بآواز بلند کہا جو کوئی اس قصر مین ہو جلد دروازہ کھول دے ورنہ مین دروازہ توڑ کر قصر مین آتا ہون مرد نے ڈر کر دروازہ کھول دیا جب امیر داخل قصر ہوئے دیکھا کہ ارناملیس اور نجم پری دونون بیٹھے ہین امیر نے ارناملیس سے پوچھا تو نے نجم پری کو کیونکر پایا اُسنے عرض کیا اے امیر نجم پری آپ سے صحرا مین باتین کرتی تھی چونکہ مین اسپر عاشق ہون گاے بنکر اُسے اپنی پشت پر بٹھا کر یہان لے آیا ہون یہی میری معشوقہ ہی ہر چند مین بہ منت کہتا ہون لیکن یہ وصل پر راضی نہین ہوتی امیر نے پہلے تو نجم پری کو سمجھایا پھر نجم پری کو راضی پاکر دیو کو مسلمان کرکے عقد پری کا ارناملیس کے ساتھ کر دیا پھر ارناملیس حمزۂ صاحبقران کو نجم پری کے پاس بٹھا کر واسطے میوہ لانے کے چلا گیا بعد جانے ارناملیس کے نجم پری بھی اُٹھکر قصر سے باہر گئی اور گھوڑی بنکر دریا مین نہانے لگی اُدھر سے ارناملیس میوہ لیے ہوئے آتا تھا نجم پری کو دریا مین دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوگیا اور خود گھوڑا بنکر دریا مین جاکے نجم پری سے مدعاے دلی حاصل کیا نجم پری حاملہ ہوئی اسکے شکم سے اشقر دیوزاد پیدا ہوتا ہی حال اُسکا بیان کیا جائیگا غرضکہ جب ارناملیس نجم پری سے مدعاے دل حاصل کر چکا بصورت اصلی میوہ لیکر خدمت امیر مین حاضر ہوا نجم پری بھی نہا کر قصر مین آئی پھر ارناملیس امیر کو لیکر مع نجم پری کے قلعہ یاقوت نگار کی جانب روانہ ہوا جب قلعہ یاقوت نگار مین پہونچا امیر کو اپنے قلعے مین بعد عزت رکھا اور سامان امیر کے بہلنے کا کرنے لگا اکثر پوچھتا تھا اے امیر آپ کو کس شہر اور کس قلعہ مین پہونچا دون امیر کہتے تھے جسجگہ خواجہ عمرو اور ملکہ مہر نگار ہون وہین مجکو پہونچا دو غرض ارناملیس تو سامان بہلنے کا کر رہا ہی مگر امیر کا اکثر دل گھبراتا ہی ایک روز امیر واسطے شکار کے صحرا مین گئے اور چوپاؤن اور طائرون کا شکار کرنے لگے امیر کو شکارگاہ مین رہنے دیجیے احوال انکا بیان کیا جائیگا

دو کلمے داستان حال دریافت کرنا آسمان پری کا عبدالرحمن جنی سے اور گرفتار کرانا ارناملیس اور نجم پری کو مع دیگر حالات

کدھر ہی تو اے ساقی مہ جبین		کہ سوز درون سے ہی اب دل کباب		پلا ساقیا توبہ توبہ شراب

ہوئی پھر تلاش مے رنگین
مے لالہ گون کی مجھے چاہ ہی
کہین قلقل مے کی آئے صدا
روانی قلم کی دکھا اب سحر

کر آراستہ پھر تو میخانے کو
کہان ساقیا ساغر ماہ ہی
پھر آیا ہی بنت العنب کو خیال
نہ بڑھ آگے مطلب پہ آ اب سحر

نئی طرح گردش دے پیمانے کو
گلابی مرے منہ سے جلدی لگا
کہ رندون کو دکھلائیے اب جمال
حلیت نگارندۂ داستان کہن + رقم

کرد مضمون زیب چمن + جلوہ نگاران معنی عبارات داستان رنگین بیان وضیا پردازان مطالب مضامین دفتر عجائب نشان حالات امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان وکیفیت ملکہ آسمان پری قلم تیز رقم سے صفحۂ قرطاس پرستان اساس پر یون تحریر کرتے ہین کہ ایک روز ملکہ آسمان پری کو جو بادل فراق مال امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا خیال آیا اسی وقت عبد الرحمن جنی کے پاس آئی اور عرض کیا کہ حضور مجھسے صاف صاف ارشاد کرین کہ اسوقت وہ آدم زاد یعنی زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کہان ہین عبد الرحمن جنی نے سکوت کیا جب ملکہ آسمان پری نے جناب سلیمان نبی کی قسم دی عبد الرحمن نے کہا اے ملکہ امیر باتوقیر اسوقت قلعۂ یاقوت نگار مین بصد عیش وعشرت ارنائیس کے پاس جلوہ افروز ہین اور یقین ہی کہ کل ضرور ارنائیس حمزۂ صاحبقران کو پردۂ دنیا کی طرف روانہ کریگا اور امیر باتوقیر کو ملکہ مہر نگار کے پاس پہونچا دیگا یہ کلام خیر انجام عبد الرحمن کے سنتے ہی ملکہ آسمان پری نہایت غضبناک ہوکر بیتاب وبیقرار ہوئی اور دس ہزار دیو اپنے ہمراہ لیکر بتعجیل تمام بتلاش امیر عالی مقام روانہ ہوئی آتے آتے بعد تیز روی ایک دو پہر کے قریب تمازت آفتاب قلعۂ یاقوت نگار پر مع دس ہزار دیو کے پہونچی دیکھا کہ امیر باتوقیر کا تو کہین پتا بھی نہین ہی مگر ارنائیس اور نجم پری ایک مقام پر لیٹے ہوئے اور گلون مین باہین ڈالے ہوئے بوس وکنار کرتے کرتے سو گئے ہین معلوم ہوتا ہی کہ شربت وصل سے سیراب ہو چکے ہین آسمان پری نے اپنے دیوون سے حکم کیا کہ جلد ان دونون کو گرفتار کرو وہ دیو بحکم آسمان پری فورا نعرہ کرکے آپڑے اور دیوان قلعۂ یاقوت نگار سے لڑائی ہونے لگی غرضکہ بہت سے مارے گئے اور بہت سے دیو قلعہ کو چھوڑ کے فراری ہوئے دیوان ملکہ آسمان پری نے ارنائیس اور نجم پری کو گرفتار کرلیا میدان رزمگاہ صاف ہوگیا قلعہ سب خالی کرکے بھاگ گئے ملکہ آسمان پری نے قلعۂ یاقوت نگار کو منہدم کرکے خاک سیاہ کردیا اور ایک مقام پر بخط جلی تحریر کردیا منم ملکہ آسمان پری دختر شہپال دیکھو یون دیوون کو قتل کرکے سردار کو گرفتار کرتے ہین اور قلعہ کو یون تباہ وبرباد کرتے ہین جو کوئی اس آدم زاد یعنی حمزۂ صاحبقران کی اعانت کریگا اور پردۂ دنیا پر پہونچائیگا اسکا یہی حال کیا جائیگا یہ کہکر ملکہ آسمان پری مع اپنے دیوان جنگی وارنائیس ونجم پری کے وہان سے روانہ ہوئی جب اپنے قصر عالیشان مین پہونچی حکم کیا کہ ارنائیس ونجم پری کو قتل کرو عبد الرحمن جنی کو بزور علم معلوم تھا کہ نجم پری حاملہ ہی اور اسکے شکم سے اشقر دیوزاد پیدا ہونے والا ہی ملکہ آسمان پری کا حکم سنکر عبد الرحمن جنی نے منع کیا کہ انکو قتل کرنا بہتر نہوگا بلکہ ان دونون کو زندان خانۂ سلیمانی مین قید رکھو ملکہ آسمان پری نے یہ سنکر عرض کیا کہ مجکو بسر وچشم منظور ہی اور دونون کو زندانخانۂ سلیمانی مین قید کیا ادھر کا حال سنیے کہ جب امیر باتوقیر شکارگاہ سے پھر کر آئے عجب کیفیت تازہ نظر آئی کہ قلعۂ یاقوت نگار تمام منہدم ہی کسی نے دفعتہ ایسا تباہ وبرباد کیا ہی کہ دور تک ویرانہ ہوگیا ہی ایک مقام ہو کا نظر آتا ہی نہ قلعہ ہی نہ ارنائیس ونجم پری ہین نہ دیوار ودر کا پتا ہی مگر ایک مقام پر کچھ لکھا ہی جب قریب اس تحریر کے آئے لکھا تھا کہ منم آسمان پری جو کوئی امیر کو پناہ دیگا اور پردۂ دنیا پر پہونچانے کا ارادہ کریگا اسکا یہی حال ہوگا امیر باتوقیر نے نعلین پاؤن سے اتاری اور ملکہ آسمان پری کے نام پر کفش کاری کی مگر امیر کو نہایت صدمہ ہوا کہ ایک

راہ پردۂ دنیا پر جانے کی پیدا ہوئی افسوس پھر وہ مسدود ہوگئی معلوم ہوتا ہے کہ اب زندگی مین پردۂ دنیا پر نجانا ہوگا حمزۂ صاحبقران متردد و متفکر کھڑے ہوئے دل سے یہ باتین کر رہے تھے دیکھا سامنے ایک دیو آتا ہے اُس سے دریافت کیا کہ اس قلعۂ یاقوت نگار پر کیا افتاد پڑی باشندگان قلعہ کس آفت مین گرفتار ہوئے اُس دیو نے عرض کیا اے امیر ملکہ آسمان پری ارنائیس اور نجم پری کو گرفتار کرکے لیگئی اور بہت سے دیوؤن کو قتل کیا امیر کو یہ سنکر بہت رنج و ملال ہوا اُسی عالم صدمات مین ایک پارۂ سنگ کلان پر امیر باتوقیر لیٹ رہے آنکھ لگ گئی اتفاق کار وہی دیو جو ہاتھ سے امیر باتوقیر کے اپنی جان بچا کر بھاگا تھا اُسوقت اس طرف کو آنکلا دیکھا امیر باتوقیر خواب غفلت مین بے خبر پڑے سو رہے ہین وہ دیو امیر کو مع پارۂ سنگ گران اُٹھا کر آسمان کی طرف اُڑا اور دو ہزار کوس بلند ہوا اب امیر باتوقیر کی آنکھ کھل گئی امیر نے اپنے تئین پنجہ جلاد مین دیکھا سمجھے کہ اب بچنا چنگل سے اسکے مشکل ہے اُس دیو نے کہا اے آدم زاد کیا کہتا ہے کہان تجکو پھینکون امیر باتوقیر نے کہا اے دشمن جان تو مجکو دریا مین پھینکدے مگر دیو کی عقل اُلٹی ہوتی ہے امیر کے کلام کے برعکس کیا پہاڑ ون پر دو ہزار کوس کی بلندی سے امیر کو پھینک دیا صاحبقران اُس دیو کے ہاتھ سے چھوٹ کر ایک طرف کو دریائے ہوا مین پھنسے ہوئے سوچہ باد مین غوطے لگاتے ہوئے چلے جب قریب زمین کے آئے اُسوقت حضرت خضرؑ اور حضرت الیاسؑ عبادت خدا مین مشغول تھے یکایک ندائے غیب آئی اے نبی ہمارے خضرؑ و الیاسؑ حمزہ کو ایک دیو دشمن جان اُسکا اُٹھا کر آسمان پر لیگیا ہے اور دو ہزار کوس کی بلندی سے اُسے پھینکا ہے جلد اُسکو روک لو کسی طرح امیر کو تکلیف گرنے کی نہو یہ سنتے ہی اُن دونون خدا شناسون نے اُٹھکر امیر کو ہاتھون پر روکا مگر امیر ایسے بیہوش تھے کہ آنکھ نہ کھولی اُن دونون پیغمبرون نے امیر کا سر اپنے زانو پر رکھا اور دامان عبا کی ہوا دینے لگے گلاب اور کیوڑے کا چھینٹا دیا امیر باتوقیر ٹہری دیر کے بعد ہوشیار ہوئے غش سے آنکھ کھولی جلوہ نور الٰہی مشاہدہ کیا

دو کلمہ داستان مصیبت بیان جانا آسمان پری کا امیر باتوقیر کے پاس اور چھ مہینے کا وعدہ کرکے اپنے ساتھ پرستان مین لانا

مشتاقان عالم مہجوری دافتادگان عرصۂ دوری اس داستان عظیم الشان کو یون لکھتے ہین کہ جسوقت امیر باتوقیر کو حضرت خضرؑ و الیاسؑ نے ہاتھون پر روکا اور امیر کی غش سے آنکھ کھلی دونون خاصان خدا کو امیر نے سلام کیا اور کہا کہ مجکو فلک کجرفتار نے مثل آسیا کے ایسا پیسا ہے کہ تمام استخوان جسم میرے چور چور ہوگئے اُن حق شناسون نے فرمایا اے امیر عنقریب ہے کہ تم پردۂ دنیا پر پہونچو یہان امیر باتوقیر حضرت خضر و الیاس سے یہ باتین کر رہے تھے اُدھر ملکہ آسمان پری عبدالرحمن جنی کے پاس آئی اور کہا کہ بتلائیے میرا وارث نامدار شوہر ذیوقار حمزۂ صاحبقران عالی شان کہان ہے عبدالرحمن جنی نے کہا کہ آج شوہر تیرا تائید پروردگار سے بچ گیا دیو سفید نے اُسکو اُٹھا کر دو ہزار کوس بلند ہوکے آسمان سے زمین پر پھینکا بحکم پروردگار جناب خضر و الیاسؑ نے اُسکو ہاتھون پر روکا امیر کو صدمہ مرحلہ ہوا سے غش آگیا اور وہ کوہ صفا پر ہے یہ سنکے آسمان پری مضطر و بیقرار حیران و پریشان شہپال کے پاس آئی اور امیر کا حال بیان کیا شہپال اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور دس ہزار دیو ہمراہ لیکر مع ملکہ آسمان پری کے بتعجیل تمام کوہ صفا پر پہونچا ملکہ آسمان پری نے جیسے ہی حمزۂ صاحبقران کو دیکھا شکر خدا کیا اور دوڑ کے امیر باتوقیر کے پاؤن پر گر پڑی اور کہا کہ تم میرے ساتھ چلو مین تمکو چھ مہینے کے بعد پردۂ دنیا پر پہونچا دونگی امیر باتوقیر کا غصہ سے منہ سرخ ہوگیا اور غصے سے کانپنے لگے مگر کچھ سوچ کے چپ ہو رہے شہپال نے بھی بہت اصرار کیا کہ بعد چھ مہینے

کے حضور تمکو پردۂ دنیا پر پہونچا دونگا اور اگر خلاف کرون تو قہر خدا مین گرفتار ہون حضرت خضر و الیاس نے بھی فرمایا
کہ ای امیر بہتر ہی تم اسکے ساتھ جاؤ یہ اقرار کرتا ہی کہ بعد چھ مہینے کے پردۂ دنیا پر پہونچا دیگا غرضکہ امیر با توقیر کو شہبال
اور ملکہ آسمان پری بہ منت و سماجت گلستان ارم مین لائے قریشہ سلطان دوڑ کر امیر با توقیر سے لپٹ
گئی محبت پدری سے دریا دلی نے جوش مارا غصہ فرو ہو گیا جلسۂ عیش و عشرت مین رہنے لگے مگر ہر ساعت ہر لحظہ
فراق گل حدیقۂ نوشیروانی یعنی ملکہ مہرنگار کے ہجر مین صورت بلبل کے گرفتار پریشان ہر گل مثل خار غنچۂ دل مین
کھٹکتا ہی مگر چارہ ناچار کیا کرین کیا نہ کرین کچھ بس نہین شعر قفس کے روزنون سے دیکھکر فصل بہاری کو + تڑپ کر جان
دیتے ہین پھڑک کر سر پٹکتے ہین + انکو تو اب یہین چھوڑیے کہ سیر گلستان ارم مین مشغول رہین اور دل بہلائین

دو کلمہ داستان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے بیان کئے ہین

شعبدہ بازان فسانۂ رنگین فکر پردازان داستان خوش آئین مضامین عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو بہ طلاقت
لسانی زیب و زینت صفحۂ قرطاس قلم رنگین اساس سے یون کرتے ہین کہ جب آذوقہ یعنی غلہ قلعے مین اختتام کو پہونچا
پہلوان عادی نے عمرو سے کہا ای خواجہ اب کچھ فکر کھانے کی کرنا چاہیے عمرو نے مرد شیر سے پوچھا کہ کوئی قلعہ
اس حوالی مین اور ہی اسنے کہا ای خواجہ اس مقام سے تین کوس کے فاصلے پر ایک قلعہ ہی کہ نام اس قلعہ کا دلودودہ
ہی عمرو یہ سنکے اس سے چپ ہو رہے جب شب ہوئی نقب کی راہ سے چلے جاتے جاتے جب برابر قلعے کے
پہونچے دیکھا کہ چار میل فولادی پر قلعہ قائم ہی عمرو نے خیال کیا کہ راستہ اس قلعہ کا کسطرف ہی اس قلعے کے
چارون طرف پھر کر راہ قلعے مین جانے کی تلاش کی مگر کہین راستہ نہ پایا آخرکار ایک میل کے پاس کھڑے ہو رہے
حیران حیران چار طرف دیکھ رہے ہین اور دل مین کہتے ہین کہ کونسی تدبیر اس قلعے کے اندر جانے کی کیجیے
کوئی سبیل ایسی نکالیے کہ گوہر امید ہاتھ آئے حسب الاتفاق اسی میل کے قریب ایک چاہ عمیق نظر پڑا کہ قلعے
کے سقے پانی وہین بھرتے تھے قضائے کار اس کنوئین مین ایک بہشتی نے اوپر سے پانی بھرنے کو ڈول ڈالا عمرو
نے دیکھتے ہی ڈول ہاتھ سے پکڑ لیا بہشتی حیران ہوا کہ ڈول کہان اٹک گیا جھک جھک کر اور جھانک جھانک کے
دیکھنے لگا مگر کچھ سوائے تاریکی کے دکھائی نہ دیا خواجہ عمرو اس ڈول مین بیٹھ گئے اب جو بہشتی نے ڈول کھینچا تو کھینچ نہ سکا
بہزار خرابی جان پر کھیل کر بہشتی نے وہ ڈول کنوئین سے نکالا دیکھا کہ ایک جل مانس ڈول مین بیٹھا ہوا ہی عجیب طرح
کی شکل ہی رنگ سیاہ قد پستہ کرنجی آنکھین گول بدن سفید دانت بہشتی دیکھکر ڈر گیا اور ڈول چھوڑ کر بھاگا عمرو نے
نے جھپٹ کر اس بہشتی کو پکڑا اور الٹا کر کے اسی کنوئین مین پھینک دیا بہشتی کو قضا کا تھپیڑا لگا دریائے فنا مین غرق
ہو کر مر گیا عمرو نے رنگ روغن عیاری کا نکالا اور اسی بہشتی کی صورت بنکر اسی جگہ بیٹھ رہا جب عرصہ زیادہ گذرا اس
بہشتی کی جورو اپنے شوہر کو تلاش کرتی ہوئی اسی کنوئین کے پاس آئی اور کہا ارے او بدھوا کے باپ آج تو نے
بڑی دیر کی یہ کیا سبب ہی جو تو یہان بیٹھا ہی اور دن زیادہ چڑھ گیا ٹھکانون کا پانی نہین بھرا اس بہشتی نقلی نے جواب
دیا مجھے دلوندھی آنے لگی کچھ آنکھون سے نہین سوجھتا مجبور ہو کر یہان بیٹھ رہا اسکی جورو نے کہا کہ آمین تیرا ہاتھ پکڑ کر لے
چلون غرضکہ بہشتی کی زوجہ نے ہاتھ اپنا شوہر کا پکڑ لیا اور اپنے گھر لیگئی طعام کھلایا سرد پانی پلایا عمرو نے بعد فراغت
آب و طعام سو رہے جب دو پہر رات گذری ایک شخص نے دروازے پر آواز دی او بدھوا کے باپا او بدھوا کے
باپا ذرا ادھر آ کچھ کہتا ہی بہشتی کی جورو نے عمرو کو اپنا شوہر جان کر جگایا ارے بدھیا کے باپ سوتے ہو اٹھو کوئی دروازے
پر پکارتا ہی دیکھو تو جا کر کون ہی اور کیا کہتا ہی عمرو یہ سنکر بیدار ہوئے اور اٹھکر باہر آئے دیکھا ایک شخص کھڑا ہی

دیکھتے ہی عمرو کو اس شخص نے کہا خواجہ سلام علیک عمرو نے کہا ای شخص مین تو بہشتی بدحوا کا باپ ہون تو مجکو خواجہ کیون
کہتا ہی اس شخص نے کہا مین تمکو جانتا ہون تم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہو ابھی مجھے خواب مین ایک بزرگوار نے فرمایا
کہ خواجہ عمرو عیار صاحبقران نامدار اس ہیئت سے بدحوا کا باپ بنکر فلان بہشتی کے گھر مین ہی عمرو نے پوچھا تو
کون ہی اور تیرا کیا نام ہی اسنے کہا نام میرا مہتر شہباز ہی عمرو اس سے ملے اور کہا بھائی مجکو ایوان شاہی پر پہونچا دو
اسنے کہا بسم اللہ چلیے عمرو اسی وقت شہباز کے ساتھ چلے مہتر شہباز عمرو کو لیے ہوئے ایوان شاہی پر آیا عمرو
نے ایک طرف سے کمند پھینکی اور قصر شاہی پر چڑھکر اندر محل کے آیا دیکھا بادشاہ اپنی خوابگاہ مین سو رہا ہی عمرو
نے چاہا کہ بادشاہ کو بیہوش کرون یکایک بادشاہ کی آنکھ کھل گئی اور بیدار ہو گیا آواز دی السلام علیک یا خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری عمرو نے یہ دیکھکے بھاگنے کا قصد کیا بادشاہ نے کہا ای خواجہ تم بھاگو نہین مجھے اسوقت رویاے
صادقہ مین معلوم ہوا کہ تم خواجہ عمرو ہو اور مین اسی عالم خواب مین اسلام لایا ہون تم ملکہ مہرنگار کو جاکے لے آؤ
مین ابھی ساکنان قلعہ و اہالیان دربار کو اپنے مسلمان کرتا ہون خواجہ عمرو یہ سنکر بہت خوش ہوئے کہا الحمد للہ
مراد دلی بر آئی اور بادشاہ قلعہ سے رخصت ہو کر قلعہ صفیرہ کوہ پر آیا اور ملکہ مہرنگار اور پہلوان عادی وغیرہ سے
تمام ماجرا قلعہ دیو دودہ کا بیان کیا صبح کو خواجہ عمرو ملکہ مہرنگار و عادی وغیرہ کو ہمراہ لیکر نقب کی راہ سے
بہ تعجیل تمام نکل گئے اور چلتے چلتے جب قلعہ دیو دودہ کے پاس پہونچے قلعہ دار کو آواز دی اور اپنا نام و نشان بتا
دیا قلعہ دار نے بادشاہ سے اذن داخل لیکر قلعہ کھلوا دیا اور خواجہ عمرو مع ملکہ مہرنگار وغیرہ کے اندر قلعہ کے داخل
ہوئے عمرو نے دیکھا تمام ساکنان قلعہ خدا پرست ہین غرضکہ بادشاہ نے خواجہ عمرو و ملکہ مہرنگار وغیرہ کے رہنے
کے لئے ایک قصر عالی شان خالی کرا دیا یہ سب کے سب اسی قصر مین مقیم ہوئے اور بعد خوشی و خرمی رہنے لگے ادھر
ژروبین کامرانی کو خبر ہوئی کہ قلعہ صفیرہ کوہ خالی ہو گیا عمرو وغیرہ کسی طرف کو نکل گئے ملازمون سے ژروبین
کامرانی نے دریافت کیا کہ یہ خدا پرست کسطرف چلے گئے ہین ہرکارون کی خبر سے معلوم ہوا کہ عمرو و مہرنگار
وغیرہ نقب کی راہ سے نکل کر قلعہ دیو دودہ مین پہونچے اسی وقت ژروبین مع فوج تعاقب کنان روانہ ہوا
اور آتے ہی قلعہ دیو دودہ کو گھیر لیا اور ایک نامہ بہ شرح و مد اس مضمون کا بخدمت بادشاہ نوشیروان عادل روانہ
کیا نامہ ای خسرو خسروان عادل زمان و ای معین شاہان دوران ای تاج بخش سلاطین ملک گیران و ای مددگار اورنگ
نشینان یعنی بادشاہ نوشیروان عادل زمان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ بخیر عرض اقدس حضور فیض گنجور گیہان خدیو
مملکت پژدہ میرسانہ بخدمت حاشیہ بوسان بساط فیض نشاط بعد جبہ سائی آستان دولت نشان پناہ دہندہ
دادگستران یہ خانہ زاد بے بنیاد بصد ادب یون عرض رسا ہی کہ زمانہ نو برس کا گذرا ہی کہ غلام مقیم آستانہ فلک مقام
گردش چرخ کجرفتار سے نہایت روان دوان ہی اور یہ کمین اس ساربان زادے کا پتا بدستیابی نہین لگتا اسکی
قلعے سے اس قلعے مین بھاگتا پھرتا ہی اور ہاتھ نہین آتا ہی اور ہر ایک حاکم قلعہ کو بہ شعبدہ بازی و بہ عیاری طراری
طریقۂ اسلام پر مسلمان کرتا ہی اور چند روز مقیم ہو کر نکل جاتا ہی اب بالفعل عمرو مع ملکہ مہرنگار و پہلوان عادی
وغیرہ کے قلعۂ دیو دودہ مین مقیم ہی اور اختر بادشاہ دیو دودہ کو مع ساکنان قلعہ مسلمان کر لیا ہی اور یہ غلام بعد
انتظام فوج قلیل سے قلعہ گھیرے ہوئے ہی لہذا عرضی ہذا حضور مین گزران کر امیدوار ہون کہ اگر حضور خود مع لشکر
گران بیان جلوہ افروز ہون تو بہ اقبال شاہنشاہی و بہ جلالت جہان پناہی تمام قلعہ جات چشم زدن مین فتح ہو جائین
اور غلام اس قید عذاب الیم سے رہائی پا جائے واجب جان کر عرض کیا مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا

نے یہ عریضہ لکھکر بخدمت نوشیروان روانہ کیا بعد قطع منازل و طی مراحل وہ نامہ دار بہ تعجیل تمام بارگاہ بادشاہ نوشیروان مین پہونچا
آداب سلام شاہانہ بتقدیم خسروانہ بجالایا اور تختگاہ شاہنشاہ کو بوسہ دے کر نامۂ زوبین کامرانی بحضور خسروانی پیش کیا بادشاہ
نوشیروان نے دبیر کو حکم دیا کہ زوبین کامرانی کا نامہ پڑھا جاوے دبیر نے دربار عام مین وہ نامہ پڑھکر سنایا بادشاہ
نوشیروان نامہ سنکر مضمون سے آگاہ ہوا بختک کی طرف مخاطب ہوا اور پوچھا ای بختک تیری کیا راے ہی اور
کیا جواب اس نامہ کا لکھا جاے بختک نے دست بستہ عرض کیا ای بادشاہ میری راے تو یہ ہی کہ آپ کا چلنا بہت
مناسب ہی کہ اقبال حضور اور قدوم میمنت لزوم کی برکت سے سب ملک مسخر ہونگے اور دشمنون کو زیر کرکے گرفتار کرینگے
اور سب قلعون پر فتحیاب ہونگے بادشاہ نوشیروان یہ راے بختک کی سنکر خاموش ہورہا پھر حکیم بزرجمہر کی طرف
مخاطب ہوا اور پوچھا ای عمو جان آپ کیا فرماتے ہین بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ عمرو نہایت شریر بدذات ہی اور
بہت چالاک عیار و طرار ہی نہین معلوم اسکے سبب سے کیا ذلت و خواری ظہور مین آئے میری راے نہین ہی کہ آپ
تشریف شریف لیجائین اور پریشانی اُٹھائین نوشیروان نے بھی سکوت کرکے سوچا اور کہا ای حکیم تم سچ کہتے ہو پھر دبیر
سے فرمایا ای دبیر اس نامے کا جواب لکھو کہ میرا آنا مناسب نہین ہی اور مین کسی طرح نہین آسکتا ہون تمھین جلد جلد کرکے
عمرو کو گرفتار کرو اور قلعہ جات کو فتح کرو دشمنون کو مارو بعد اُسکے زیر مضامین شاہنشاہی نامے کے آخر مین بختک
نے اپنی طرف سے لکھا ای زوبین کامرانی میری راے تو تھی کہ بادشاہ نوشیروان فوج لیکر آتا اور قلعہ جات کو فتح کرتا
اور میرے کہنے پر بادشاہ آمادہ چلنے پر ہوا تھا مگر حکیم بزرجمہر نے دو چار وجوہ بیان کرکے منع کیا بادشاہ کو راے بزرجمہر
کی پسند آئی جاتے جاتے رک گیا مین کیا کرون میرا کچھ اختیار نہین غرضکہ جواب نامہ ملفوف کرکے شترسوار کو دیا وہ نامہ بر
سلام شاہانہ بجالا کے رخصت ہوا بہ تعجیل تمام منزلین طی کرکے پہونچا اور جواب نامہ بادشاہ کی طرف سے زوبین کو دیا
زوبین کامرانی جواب نامہ پڑھکے خاموش ہورہا کہا خیر دیکھا جائیگا مصرع برسر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد + انکو تو
یہین چھوڑیئے کہ عمرو وغیرہ قلعے مین ہین اور زوبین قلعہ گھیرے ہوئے ہی

دوکلمہ داستان مصیبت نشان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے کہ قاف مین مقیم ہین اور اب
پھر پردۂ دنیا کیطرف ارادہ ہی

مصیبت انگیزان زمانہ ناہنجار و صعوبت خیزان فلک کجرفتار کیفیت امیر باتوقیر کی حوالی پردۂ قاف مین یون لکھتے ہین
کہ جب زمانہ چھ مہینے کا امیر باتوقیر کو گذر گیا صاحبقران زمان نہایت مضطر و نالان حیران و پریشان ہوئے ہر وقت
یہ فکر و رنج و الم کہ دیکھیے زندگی مین پھر مواے پردۂ دنیا نصیب ہوتی ہی یا نہین شوق دیدار ملکہ مہرنگار مین رات
رات بھر بستر خواب پر تڑپتے ہین دن دن بھر دیوانہ وار بسر کرتے ہین شام سے صبح تک اختر شماری اور صبح سے
تا شام عالم بیقراری مین گذرتی ہی ایک روز اسی عالم مین جو آنکھ لگ گئی خواب مین ملکہ مہرنگار کو مضطر و بیقرار دیکھا کہ زار زار
مثل ابر نوبہار رو رو کر کہتی ہی اے امیر کیا یہی شرط محبت ہی جو کچھ تمسے ظہور مین آیا اب تو صورت دکھاؤ ہجر مین نہ تڑپاؤ
مین تمھارے اشتیاق صدمۂ فراق سے جان بلب ہون یہ خواب دیکھکر امیر بیدار ہو گئے گھبرا کر آنکھ کھل گئی غم
ہجر ملکہ مہرنگار کا ایک تیر دل پر لگا صدمۂ عظیم دل پر ہوا چیخ مار کر رونے لگے امیر باتوقیر کی آواز بلند سے آسمان پری
وغیرہ چونک اُٹھین اور امیر باتوقیر سے لپٹ گئین پوچھا ای صاحب خیر تو ہی بتاؤ کیا ہوا کیا خواب پریشان نظر آیا جو
اسطرح تم بیتابانہ جاگ اُٹھے ای امیر سچ بتاؤ کہ بدخواب ہو کر ڈر گئے جو عالم رویا مین روئے امیر نے کہا اسکا
مجھکو براے خدا پردۂ دنیا پر بھجوا دو نہین مین ہلاک ہو جاؤنگا آسمان پری نے ہنسکر کہا ابھی جانا نہین ملیگا امیر کو

ملکہ آسمان پری کے سنتے ہی غصہ آگیا اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھکر کہا اے آسمان پری کیا تو نے مجھکو قید کیا ہے ابھی خون
کے دریا پرستان میں بہا دونگا آسمان پری نے کہا اے امیر کیا تاب کیا مجال تمہاری امیر یہ سنکر نہایت غضبناک
ہوئے اور تلوار کھینچکر اُٹھے اب آسمان پری کو غصہ آگیا پنجہ سلیمانی پکڑ کر وہ بھی کھڑی ہو گئی یقین تھا کہ دونو ہاتھ چل جائیں
اور گلستان ارم میں خون کے تھالے بھریں کسی نے دوڑکر شہپال کو خبر دی کہ امیر و آسمان پری سے تلوار
چل رہی ہے شہپال گھبرا کر ننگے پاؤں ننگے سر دوڑا ہوا آیا دیکھا دونوں طرف تلواریں کھنچی ہوئیں ہیں شہپال نے
وہیں سے آسمان پری کو للکارا کہ خبردار تلوار نہ مارنا یہ کیا کرتی ہے شوہر پر تلوار کھینچی کوئی ایسی بیہودہ حرکت کرتا ہے
بس جا علیحدہ ہو اور خود امیر کے پاس شہپال آیا اور صاحبقران کو گلے سے لگایا اور سمجھا کر اپنے ساتھ دربار میں
لیگیا اور کہا میں تمکو ابھی پردہ دنیا کی طرف روانہ کرتا ہوں بہت نہ گھبراؤ زیادہ ملول نہو پھر چار دیوؤں کو بلاکر شہپال
نے حکم دیا کہ امیر کشور گیر کو ایک تخت زرنگار پر سوار کر کے پردہ دنیا پر جس جگہ یہ کہیں بحفاظت تمام پہونچا آؤ جب
حکم شہپال اُن دیوؤں نے تخت آراستہ کر کے امیر کو تخت پر بٹھایا اور چاروں دیو تخت لیکر روانہ ہوئے ادھر
ملکہ آسمان پری کو خبر ہوئی کہ شہپال نے امیر کو تخت زرنگار پر بٹھا کر پردہ دنیا کی طرف روانہ کر دیا جلاجل پری
سے کہا کہ تو ابھی جا اور چاروں دیوؤں سے کہہ آ کہ خبردار خبردار تخت امیر کا شکارگاہ سلیمانی میں رکھکر چلے آنا آگے
نہ لیجانا اُسی وقت جلاجل پری بحکم ملکہ آسمان پری تعاقب میں امیر باتوقیر کے چلی یہاں وہ دیو کوئی دو کوس تخت
امیر کا لیے گئے ہونگے کہ جلاجل پری مثل طائر تیز پر اُڑتی ہوئی گئی اور زبان جنی میں اُن دیوؤں سے
حکم آسمان پری سنا کر مثل برق جہندہ کے پلٹ آئی امیر باتوقیر بھی کچھ سمجھے کہ یہ کچھ رخنہ اندازی آسمان پری
نے کی امیر نے اُن چاروں دیوؤں سے کہا کہ تم مجھکو پردہ دنیا پر نہ لیجاؤ بلکہ گلستان ارم میں پھر مجھکو پہونچا دو
کہ اب مجھ میں طاقت مار تباہی اور بربادی اُٹھانے کی نہیں ہے وہ چاروں دیو تخت امیر باتوقیر کا دربار شہپال میں پھیر
لے آئے شہپال نے پوچھا کیوں خیر تو ہے کیا ہوا کیوں پھر آئے امیر کو پردہ دنیا پر کیوں نہ پہونچایا دیوؤں نے عرض
کیا کہ حکم ملکہ آسمان پری کا نہیں ہے کہ امیر کو پردہ دنیا پر لیجائیں جلاجل پری کی زبانی کہلا بھیجا تھا کہ امیر کو شکارگاہ
سلیمانی میں اُتار دینا امیر نے کہا اگر ایسا ہی ہے تو مجھکو پھر کر یہ گلستان ارم میں پہونچا دو شہپال یہ سنکر خاموش ہوا
اور سکوت کیا بس امیر کو غصہ آگیا اور ایک دوہتڑ شہپال کی پشت پر مارا اور کہا کہ خدا تجھکو اسکی سزا دے جیسا سلوک
تو میرے ساتھ کر رہا ہے یہ کہکر امیر باتوقیر اُٹھ کھڑے ہوئے اور گیروا لباس زیب جسم انور کر کے ایک طرف کو راہی ہوئے
شہپال کو نہایت صدمہ ہوا مگر بہ خاطر ملکہ آسمان پری بعالم مجبوری سے سمجھا نہ سکا چپ ہو رہا یہاں امیر
باتوقیر چلتے چلتے شام کے قریب ایک منزل پر پہونچے وہاں ایک دیو سے ملاقات ہوئی اُس سے پوچھا کہ دنیا یہاں
سے کتنے فاصلے پر ہے اُس دیو نے کہا یہاں سے راستہ پردہ دنیا کا دس ہزار برس کا ہے امیر سنکر چپ ہو رہے اور
اشک حسرت آنکھوں سے بہے اور آسمان کی طرف سر کو بلند کر کے کہا اے پروردگار عالم کیا مجال بشر کی جو یہاں سے
زندگی میں پردہ دنیا پر پہونچے مگر تو ہی حامی و مددگار ہے اگر تو چاہے تو آن واحد میں پہونچا دے یہ کہتے ہوئے
ایک طرف روانہ ہوئے چار پانچ دن کے بعد امیر نے دیکھا ایک قلعہ سامنے ہے مگر نہایت محکم ہے چالیس ہزار دیو
اُس قلعے کو گھیرے ہوئے دھاوا کر رہے ہیں لڑائی ہو رہی ہے مگر ساکنان قلعہ کی صدائے فریاد و زاری بلند ہے امیر
کشور گیر کو اُن فریادیوں پر رحم آیا اور اُن دیوزادوں کو وہیں سے للکارا اُس لشکر سے ایک سردار نامی نکلا کہ نام
اُسکا دیو ابلق تھا اُسنے آتے ہی امیر پر شمشیر کا وار کیا امیر نے خالی دے کر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر

گراسا کنان قلعہ برجون پر سے دیکھ رہے تھے فریاد و زاری موقوف کی اور قلعے کا پھاٹک کھول کر نکلے لڑائی ہونے لگی
تلوار چلنے لگی غرضکہ امیر نے ہزار ہا دیوون کو مارا اور باقی بھاگ گئے بادشاہ قلعہ نے آکر امیر کو مجرا کیا اور کہا کہ حضور نے
مجکو پہچانا صاحبقران نے فرمایا کہ ہان بخوبی آپ سے شناسائی ہی آپ جنود سبز قبا ہین اور یہ قلعہ سبز نگار ہی بادشاہ
جنود سبز قبا امیر باتوقیر کو بعد اعزاز و اکرام قلعے مین لایا اور دنگل زر نگار پر بٹھایا پھر محفل جشن آراستہ کر کے دورہ جام
شراب کا حکم دیا رقص کا سامان مہیا کیا ایک وزیر اس بادشاہ کا تھا کہ نام اوسکا خواجہ شمس تھا اوسکو بلا کر بادشاہ نے
چپکے سے کچھ اوسکے کان مین کہا اور بادشاہ جنود سبز قبا محفل سے اوٹھکر چلا گیا اوسوقت خواجہ شمس وزیر نے امیر
باتوقیر سے عرض کیا کہ بادشاہ جنود سبز قبا کا ارادہ ہی کہ ایک گوہر بیش بہا میرے پاس ہی مین امیر باتوقیر کو نذر دون
یعنے دختر نیک اختر ملکہ ریحانہ پری کا عقد امیر باتوقیر کے ساتھ کر دون اگر حضور کو منظور خاطر ہو تو ارشاد فرمائیے
صاحبقران نے فرمایا ای بھائی مجکو کسی طرح منظور نہین کسواسطے کہ ابھی ایک عذاب سے چھوٹا نہین دوسرا بار عظیم
اور اپنے سر پر رکھون خواجہ شمس وزیر نے کہا کہ یہ بادشاہ بھائی شہبال کا ہی اور علاوہ اسکے مین حضور سے اقرار
کرتا ہون کہ بعد عقد ہو جانے کے آپ کو ضرور پردۂ دنیا پر پہونچا دونگا امیر نے فرمایا کہ ہان اس صورت مین البتہ
مجکو منظور ہی اگر تو اور تیرا بادشاہ عہد محکم مجکو دنیا پر پہونچا دینے کا کرے وزیر نے کہا کہ جو مین عرض کرتا ہون اوسمین
کبھی فرق نہوگا الغرض اوسوقت سامان شادی ملکہ ریحانہ پری کا ہونے لگا ایک قصر عالی شان مین امیر باتوقیر
کو مقیم کیا بادشاہ جنود سبز قبا نے بڑی دھوم دھام اور نہایت ساز و سامان سے بہت بھاری مانجھا امیر باتوقیر کو بٹھایا
اگر اوسکا سامان تحریر کرون تو نہایت طول ہوگا مختصر یہ ہی کہ بعد ساچق و مہندی کے برات کا دن آیا امیر کشور گیر کو دولھا بناکر
جواہرات کا سہرا باندھا اور تخت جواہر نگار پر سوار کیا اور تمام دیوزاد بہ لباس رنگین و فاخرہ زینت دہ برات ہوئے
باجے ہر رنگ کے بجنے لگے تختون پر پریان ناچتی ہوئین بھاؤ بتاتی ہوئین مبارک سلامت کا شور بلند غرض کہ اسی طرح
برات دولھن کے قصر کی طرف روانہ ہوئی وہ ہنگام شب عجب ہنگام تھا چاندنی دودھ سی کھلی ہوئی سناٹا چھایا برات
کا وقت بھیرون کی طنین اوڑتی ہوئی روشنی بے حد و انتہا مشعلہاے سلیمانی روشن بازارین آراستہ دوکانین
سجی ہوئین تمام ساکنان قلعہ خوش و خرم سب سرخ لباس پہنے ہوئے تمام شہر مین عجب جشن عام کہ چشم فلک نے
بھی نہ دیکھا ہوگا برات تمام قلعے سے پھرتی ہوئی در قصر عروس پر پہونچی شادیانے بجنے لگے نوبتین جھڑنے لگی دولھا
کو تخت سے اوتارا اندر محل مین لیگئے بعد رسومات آرسی مصحف وغیرہ کے ایک قصر تلین نگار مین دولھن دولھا کو بٹھایا
تخلیہ کر دیا دن گذر چکا تھا ہنگامہ وصل برپا ہوا صدف آرزو گوہر مراد سے بہرہ ور ہوئی دولھن دولھا شربت وصل سے سیراب
ہوئے غرضکہ کئی روز اسی عیش و عشرت مین گذرے ایک شب کو خواب مین امیر باتوقیر نے ملکہ مہر نگار کو مضطر و
بیقرار بہت دیکھا کہ وہ امیر کے گلے مین پیار سے بانہین ڈالے ہوئے کہتی ہی کہ کیون حمزہ یہی تقاضاے وفاداری
ہی کہ شیفتہ محبت کو فراموش کیا اور آپ عیش و عشرت مین ہین اور تمنے یہ کیا غضب کیا کہ ابھی ایک عذاب
سے فراغت نہین پائی دوسرا عذاب اور مول لیا تمھین اختیار ہی صاحبقران یہ خواب پریشان دیکھکر بیدار ہوئے
بہت گھبرائے دل ملکہ مہر نگار کے واسطے بیقرار ہوگیا شعر گلشن مین ہین کسی کا کبھی مبتلا نہین + تجھسے سوا
پسند کوئی گل ذرا نہین + یہ کہکے چپکے سے پہلوے ملکہ ریحانہ پری سے اوٹھے اور قصر سے نکل کے ایک طرف
کو روانہ ہوئے ابھی نصف رات باقی ہی بہ تعجیل تمام چلے بہت دور نکل گئے یہان صبح کو ملکہ ریحانہ پری جو
بیدار ہوئی امیر باتوقیر کو پہلو مین نہ پایا انیسون جلیسون سے دریافت کیا سب نے کہا ہمکو نہین معلوم کہ

امیر باتوقیر کیا ہوئے کسطرف چلے گئے ہر بہت تلاش کیا کہین تپا نہ لگا اُسی وقت ملکہ ریحانہ پری اپنے باپ کے پاس آئی
اور تمام کیفیت بیان کی بادشاہ جنود سبز قبا نہایت متعجب ہوا اور کہا ای فرزند یہ تیری قسمت مین نہ تہے تو بہت سوچ سمجھ
کے تیرا عقد کیا تھا جو منظور خدا ملکہ ریحانہ پری کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور کلمہ یاس زبان سے جاری کئیے
ہو یہ شعر حسب حال اپنے پڑھنے لگی شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد + ادہر
ریحانہ پری شوق امیر باتوقیر مین مضطر و نالان ہر اور امیر باتوقیر اشتیاق ملکہ مہرنگار مین بیقرار ہو کر نکل گئے ادہر
ملکہ آسمان پری کو جو بعد چند عرصے کے خیال صاحبقران زمان کا آیا حیران و پریشان عبدالرحمن جنی کے پاس
آئی اور پوچھا کہ فرمائیے صاحبقران زمان کہان ہین عبدالرحمن جنی نے کہا ای آسمان پری شوہر تیرا قلعہ سبز نگار
مین ملکہ ریحانہ پری سے تخلیے مین ہمبستر ہر تیرے چچا بادشاہ جنود سبز قبا نے ملکہ ریحانہ پری کا عقد امیر
کے ساتھ کر دیا یہ سنتے ہی ملکہ آسمان پری آگ ببولا ہو گئی پھول سا چہرہ مثل گل سرخ آفتاب کے تمتمانے لگا
غصے مین اٹھ کھڑی ہوئی اور دس ہزار دیو اپنے ساتھ لیکر قلعہ سبز نگار پر پہونچی سامنے بادشاہ جنود سبز قبا کے
آکر کہا ای عمو جان آپ کو یہ لازم نہ تھا کہ گھر ہی مین شکار کھیلا سوائے میرے شوہر کے کیا اور کوئی ملکہ ریحانہ پری کا
شوہر ممکن نہ تھا جو تمنے اپنی بیٹی کا عقد امیر کے ساتھ کر دیا یہ کہکر دیوون کو حکم کیا کہ سب کو گرفتار کر لو مین ان سب کو سزائی
معقول دونگی دس ہزار دیو چہار طرف سے آپڑے لڑائی ہونے لگی غرضکہ بعد جنگ و جدال کے خواجہ شمس وزیر و ریحانہ پری
اور بادشاہ جنود سبز قبا کو گرفتار کر کے لے آئی اور حکم کیا کہ میدان خونی تیار ہو ان سب کو قتل کرو اُسی وقت شہبال
کو خبر ہوئی وہ فوراً آیا اور ملکہ آسمان پری کو منع کیا کہ میری خاطر سے ان سب کا خون بحل کرو مگر آسمان پری کسی طرح
نہ مانتی تھی جب شہبال بہت مصر ہوا ملکہ آسمان پری نے جنود سبز قبا اور ریحانہ پری کو زندانخانہ سلیمانی مین
قید کیا اور خواجہ شمس وزیر کو بادشاہ کر کے قلعہ سبز نگار پر بھیج دیا اُن دونون نے قید خانے مین خدا سے دعا کی کہ
پروردگار عالم تو منتقم حقیقی ہر تو اسکا اجر و جزا دنیا اب ادہر کا حال سنئیے کہ بعد چند روز کے ایک دیو ہر کہ نام اُسکا سعد شاطر
بھانجا دیو عفریت کا ہر اور مسکن اُسکا طلسم سفید بوم و سیاہ بوم مین ہر اُسنے سنا کہ شہبال نے عفریت
کو امیر حمزہ صاحبقران زمان کے ہاتھ سے قتل کروا ڈالا چونکہ عفریت دیو شاطر کا ماموں تھا خون کا جوش
آگیا نہایت برہم ہوا غصے مین آکر جال سلیمانی لیکر چلا اور بارگاہ شہبال مین آکر وہی جال سلیمانی مارا شہبال
و آسمان پری و قریشیہ سلطان وغیرہ اُس جال مین پھنسے چار سو دیو اور پری کو گرفتار کر لیا مگر عبدالرحمن
جنی ڈر کے مارے بھاگ کر تخت کے نیچے چھپ گئے شاطر نے ان سب کو طلسم سلیمانی مین لا کر اُلٹا ٹنگا کر قید کیا
اب انکو تو یہین چھوڑ دیجئیے

دو کلمے داستان خواجہ عمر و اور ترو بین کامرانی کے بیان ہوئے ہین

جنگ آزمایان عرصہ کارزار معانی و معرکہ آرایان میدان رزمگاہ خوش بیانی اس داستان جرأت نشان
کو صفحہ قرطاس پر قلم شمشیر رقم سے یون تحریر کرتے ہین کہ جب بیژن کامرانی مداین مین آیا اور اُسنے اپنے بھائی
کا حال دریافت کیا بختک نے ساری کیفیت عمرو اور ترو بین کامرانی کی بیان کی بیژن کامرانی سنتے
ہی قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھکے اٹھ کھڑا ہوا اور بادشاہ نوشیروان سے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین جاکر قلعہ جات
کو فتح کرون بادشاہ نے فرمایا بہتر ہر اور تین لاکھ فوج جرار بادشاہ نوشیروان نامدار نے بیژن کامرانی کے
ہمراہ کر کے اسکو رخصت کیا بیژن کامرانی بہ تعجیل تمام منزلین طی کرتا ہوا قلعہ دیو وہ دہ پر آیا اپنے بھائی سے ملا

روہین کامرانی نے بعد گریہ وزاری حال سب بیان کیا بیزن کامرانی نے کہا کہ بھائی تم گھبراؤ نہین یہ قلعہ تو کل لیلونگا بعد اسکے اور سب قلعون کو فتح کرونگا جب عمرو بن امیہ ضمری کو یہ خبر ہوئی کہ بھائی روہین کامرانی کا بیزن کامرانی تین لاکھ فوج جرار لیکر اپنے بھائی کا آکر شریک ہوا ہی عمرو نے بھی قلعے کا بند و بست محکم کیا مگر رات ہی سے لڑائی شروع ہوگئی صبح ہوتے ہی بیزن کامرانی و روہین کامرانی نے دھاوا کردیا عمرو نے بہت سے کامرانیون کو قتل کیا مگر لڑائی فتح نہوئی بیزن کامرانی وغیرہ مع فوج لڑتا ہوا لب خندق پہونچا یہان ملکہ مہر نگار وغیرہ گھبرا گئین پروردگار عالم کی طرف رجوع دست بدعا بلند کیے تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یکایک ایک طرف سے گرد عظیم اُٹھی جب دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ چالیس ہزار نقابدار نارنجی پوش پیدا ہوئے اور وہین سے نعرے کرکے تلوارین کھینچین اور لشکر بیزن کامرانی وغیرہ پر آ پڑے تلوار چلنے لگی جو کامرانی جس نقابدار کے مقابلے پر آیا اُسکی تلوار چھین لی سردار نقابداران نارنجی پوش اور بیزن کامرانی سے سامنا ہوا بیزن نے جھپٹکر تلوار ماری نقابدار نے سپر پر بچا کر اُسکے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا دے کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور تین بار چرخ دے کر زمین پر مارا بیزن کامرانی گرتے ہی بیہوش ہوگیا روہین کامرانی اپنے بھائی کو دیکھکر دوڑا اور آتے ہی نقابدار پر تلوار ماری نقابدار نے جھٹکی دے کر اُسکی بھی تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور چرخ دے کر اُسکو بھی زمین پر مارا کہ وہ بھی بیہوش ہوگیا کامرانی دوڑ پڑے اور دونون کو اُٹھا لیگئے عمرو بھی دروازہ قلعے کا کھول کر مع ہمراہیون کے باہر آیا خوب تلوار چلی نقابداران نارنجی پوش نے سب کامرانیون کو مار کر بھگا دیا صدہا کو قتل کیا بڑی خونریزی ہوئی کوسون فراریون کا پیچھا نہ لگا عمرو پڑاؤ پر کامرانیون کے آپڑا تمام مال و اسباب و غلہ وغیرہ لوٹ لیا نقابدار جب عمرو سے رخصت ہوکر جانے لگا عمرو نے کہا کہ ای نقابدار آپ نے بڑا احسان کیا کہ عین وقت پر تشریف لائے اور کمک کی آپ فرمایئے کہ نام آپ کا کیا ہی نقابدار نے کہا ای خواجہ تمہین میرے نام سے کیا کام ہی مگر ملکہ مہر نگار کو میری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کر دینا اور کہنا کہ یہ خادم آپ کا یہان سے بہت قریب مقیم ہی اب یہان بہ آرام تمام تشریف رکھیے کسی کی کیا مجال جو آنکھ بھی ملا سکے یہ سنکے عمرو بہت خوش ہوا اور کچھ نقابدار سے کہا چاہتا تھا کہ عیار نقابدار نے دھکا دیا عمرو پیچھے ہٹ گیا یہان کا حال سنیے کہ ایک روز بختک نے خواجہ ابو الخیر کو لکھا کہ اگر عمرو اور ملکہ مہر نگار کو ہمارے ہاتھ گرفتار کرا دو تو مین تمکو اس قلعے کا بادشاہ کر دون ابو الخیر نے جواب بختک کے نامے کا لکھ بھیجا کہ میرے مکان مین نقب لگی ہی آپ آیئے نقب کی راہ سے تشریف لایئے مین عمرو وغیرہ اور سب پہلوانون کو گرفتار کرا دونگا یہ جواب نامے کا ابو الخیر نے روانہ کرکے یہان سامان دعوت کا کیا ابو الخیر نے چار سو آدمیون کا کھانا مثل پلاؤ وغیرہ کے تیار کرایا اور چار سو مشقابون مین نکلوا کر دستر خوان چنوا دیا دختر ابو الخیر جو اُدھر سے آئی دیکھا دستر خوان چنا ہوا ہی اور چار سو مشقابین پلاؤ وغیرہ کی تیار رکھی ہین پوچھا ای پدر نامدار کیا آج روز نذر جناب ابراہیم علیہ السلام ہی جو کھانا عمدہ پکوا کر آپ نے دستر خوان چنوایا ہی ابو الخیر نے کہا ای فرزند یہ کھانا مین نے بختک کے پہلوانون کے واسطے پکوایا ہی آج عمرو و ملکہ مہر نگار وغیرہ کو گرفتار کرکے بختک کے حوالے کرونگا وہ مجکو اس قلعے کا بادشاہ کر دیگا تم یہ راز مخفی کسی پر ظاہر نہ کرنا دختر ابو الخیر یہ سنکر خاموش ہو رہی اور ملکہ مہر نگار کے پاس آئی تمام کیفیت اپنے باپ کی کہی اور کھانا تیار ہونے لگا اور بختک کے آنے کی خبر بیان کی ملکہ مہر نگار نے دختر ابو الخیر کو اپنی بیٹی کیا اور عمرو سے ساری کیفیت بیان کی عمرو اُسی وقت دو سو آدمیون کو لیکر مع پہلوان حادی کے مکان پر ابو الخیر کے آیا پہلوان حادی نے کہا ای خواجہ یہان تو کہین سے خوشبو پلاؤ وغیرہ کی آتی ہی عمرو نے کہا صبر کرو خاموش رہو دیکھو چلکے کیسا عمدہ کھانا کھلواتا ہون کہ دل سیر ہو جائے

اور طبیعت خوش ہو یہ کہکے خواجہ عمرو مع دو سو آدمیون کے در اندہ مکان مین ابوالخیر کے داخل ہوئے پہلوان عادی وغیرہ
دستر خوان چنا ہوا دیکھکر خوش ہو گئے عمرو نے پوچھا اے ابوالخیر کیا آج کسی کی دعوت ہے ابوالخیر نے کہا اے خواجہ آج جناب
ابراہیم علیہ السلام کی نذر دلوائی ہے عمرو نے پہلوان عادی وغیرہ کی طرف دیکھکے کہا کہ بسم اللہ بجز یہ نذر قبول ہوئے
ہوئی ہو دنیدار یہ کھانا کھا مین ثواب زیادہ ہو حق بر حق ارسے یدیہ سنتے ہی پہلوان عادی مع دو صد جوانون کے آستین
چڑھا کر گرد دستر خوان کے بیٹھ گئے اور بسم اللہ کہکر وہ طعام لذیذ کھانا شروع کیا بڑے بڑے لقمے مارنے لگے ایک ایک جوان
پہلوان نے تن تنکے کھانا کھایا عمرو نے بعد اسکے ابوالخیر کو گرفتار کر کے قلعے مین بھیج دیا اور پہلوان عادی کو نقب
پر بٹھایا اور بہ تاکید کہدیا کہ جو کوئی دہنہ نقب بر آئے تم اسکو پکڑ کے دیتے جاؤ الغرض کہ وقت معہود پر نجتک نے چار سو
پہلوانون کو بھیجا ایک ایک نے نقب سے آنا شروع کیا جو نقب سے آیا اور اسنے سر اپنا دہنہ نقب سے نکالا
پہلوان عادی نے گردن پکڑ کر اسے کھینچ لیا اور عمرو کے حوالے کیا عمرو نے اسی وقت حباب بیہوشی مار کر بیہوش کیا
اور گرفتار کر کے قلعے مین بھیج دیا اسی طرح سے ایک چشم زدن مین چار سو آدمیون کو عمرو نے اسیر کر کے قلعے مین بھیجا
اب باری ان تینون کی آئی نجتک اور زوبین کامرانی اور بیژن کامرانی آگے پیچھے چلے نجتک نے ان دونون سے
کہا کہ یہان کے کھانے مین مجھے کچھ دال مین کالا معلوم ہوتا ہے ایسا نہو کہ یہ دعوت کا پلاؤ نقصان کرے ہضم نہو دانہ
دانہ پیٹ سے نکل جائے غرضکہ پہلے زوبین کامرانی آیا اور دہنہ نقب سے سر نکالا پہلوان عادی نے مثل
شہباز اجل کے انس کافر بیدین کے سر پر چنگل مارا فقط اسکے سر کے بال پہلوان عادی کے ہاتھ مین آئے زوبین
کامرانی نے تڑپ کر جھٹکا مارا بال اس ملعون کے ٹوٹ کر ہاتھ مین پہلوان عادی کے آگئے اور زوبین کامرانی
تڑپ کر نکل گیا اور نجتک وغیرہ کو ساتھ لیکر بھاگا عمرو نے دہنہ نقب استوار کر کے بند کرا دیا اور قلعے مین اگر ان چار سو
کابلیون اور ابوالخیر کو بھی دار پر کھینچ دیا سب کو قتل کر کے لاشین قلعے کے باہر پھنکوا دین ملکہ مہرنگار نے دختر ابوالخیر
کو اپنی بیٹی بنا کر پاس رکھا اور بہ عیش تمام اس قلعے مین ملکہ مہرنگار مع عمرو و پہلوان عادی وغیرہ رہنے لگی

اب اس داستان کو یونہین چھوڑ دیجیے

دوسری داستان شوکت نشان فتح ہونا طلسم سفید بوم اور سیاہ بوم کا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کے ہاتھ سے بیان ہوتے ہین

نباجان حضار طلسم داستان رنگین بیان و قافیہ کشایان سحر کہ مضامین عبارات طلاقت لسان اس فسانہ عجائبات کو
صفحۂ قرطاس سفید رنگ پر بہ سیاہی زبان قلم تیز رقم حرف بہ حرف یون ترجمہ آرا ہوتے ہین جب دلو ریو شاطر بعد
قہر و غضب شہپال جنی اور ملکہ آسمان پری و قرلیشیہ سلطان وغیرہ کو گرفتار کر کے لیگیا مگر عبدالرحمن جنی تخت کے
نیچے چھپ رہے تھے بعد اسکے یہان سے بھاگ کر اپنے بھائی لاہوت جنی کے پاس چلے گئے حسب اتفاق
بعد چند روز کے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران قریب قلعہ زمرد کے پہونچے دیوون نے لاہوت جنی کو خبر دی کہ
قاتل راہدار امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران آتے ہین لاہوت جنی مع فوج دیوان اپنے قلعے سے نکل کر برائے
استقبال باہر آیا اور امیر سے ملاقات کی اور بہت سا عذر کیا کہ مین نے آپ کو آسمان پری کے خوف سے
چاہ مین بند کیا اب خطا اس عاصی پر معاصی کی معاف کیجیے آپ کا شیوہ رحم و کرم ہے یہ گنہگار عفو تقصیر کا امیدوار ہے
امیر با توقیر بہ سر رحم و لطف اگر خاموش ہو رہے لاہوت جنی امیر کو بعد اعزاز و اکرام اپنے قلعے مین لایا امیر نے
دیکھا کہ عبدالرحمن جنی بھی موجود ہین امیر نے پوچھا کہ کہو کیا حال ہے تمہارے یہان آنے کا کیا سبب ہوا عبدالرحمن

نے کہا ای حمزہ غضب ہوگیا وہ جلسۂ بارگاہ شہپال متفرق ہوگیا بُری تباہی کے عالم مین ہم سب مبتلا ہوئے دیو زندسالار
ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان اور شہپال جنی وغیرہ کو جال سلیمانی مارکر گرفتار کرلیگیا طلسم سفید بوم وسیاہ بوم
مین اسیر کیا ہی امیر باتوقیر نے کہا الحمد للہ خوب ہوا پروردگار عالم عادل وتوانا ہی خدا اس سے زیادہ دکھانے تو مین خوش
ہون جیسا سلوک میرے ساتھ کیا ہی اُسکا عوض خدا دیگا عبد الرحمن نے کہا ای امیر ایسا نہ چاہیے تمکو رحم ولطف
وکرم لازم ہی امیر باتوقیر خاموش ہورہے مگر چونکہ قریشیہ سلطان دختر امیر بہت کمسن ہی اُسکے حال پر امیر کو رحم آگیا
سوچے ایسا نہو کہ اس قید سخت مین وہ معصوم ہلاک ہوجاے اُسکے سبب سے ضرور تدبیر رہائی کی کرنا چاہیے امیر
نے کہا ای عبد الرحمن وہان مین کیونکر پہونچون اور کس صورت سے جاؤن جو اُنکو رہا کرون عبد الرحمن نے کہا
کہ بیابان صحرا مین بلندی پر ایک سیمرغ مقیم ہی اگر وہ آپ کو مدد دیے تو آپ ضرور وہان پہونچین اور سوا اسکے
اور کوئی صورت آپ کے پہونچنے کی نہین معلوم ہوتی ہی امیر نے فرمایا کہ مجکو اُس صحرا مین پہونچادو جہان سیمرغ رہتا ہی
عبد الرحمن نے اُسی وقت چار دیوون کو بلایا اور امیر کو تخت پر سوار کیا اور دیوون سے کہا کہ امیر کو اُس صحرا مین
پہونچادو کہ جہان سیمرغ کا آشیانہ ہی وہ دیو بموجب حکم عبد الرحمن تخت امیر باتوقیر کو کاندھون پر اُٹھاکر ہوا ہوئے اور
ایک چشم زدن مین اُسی صحراے لق ودق مین پہونچادیا کہ جہان سیمرغ کا آشیانہ تھا امیر باتوقیر وہان پہونچکر تخت سے اُتر
ایک درخت سرسبز وشاداب کے نیچے بیٹھ گئے دیو امیر کو سلام کرکے رخصت ہوگئے امیر نے دیکھا کہ اُس درخت پر ایک
بہت بڑا جو بچہ لگا ہی امیر اُس درخت سے ہٹکر دوسرے درخت کے نیچے جا بیٹھے تھوڑی دیر کے بعد امیر نے دیکھا
کہ ایک اژدہا اُس درخت پر چڑھتا ہی بچون نے سیمرغ کے جو اُس اژدہے کو آتے دیکھا فریاد وزاری بصد بیقراری کرنے
لگے اور شور مچانے لگے امیر نے دیکھا کہ آشیانۂ سیمرغ مین بچے ہین اور یہ اژدہا اُنکا دشمن ہی وہ اپنے دشمن کو دیکھکر
نالہ وفریاد کرتے ہین امیر باتوقیر نے وہین سے ایک تیر کمان مین جوڑکر اُس اژدہاے نابکار پر مارا وہ نشانہ ہوکے
گرا تو وہ خاک ہوا امیر تلوار کھینچکر دوڑے اور اُس اژدہے کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈالدیے بعد اُسکے امیر بسبب
خستگی راہ کے لیٹ رہے فوراً سو رہے اس عرصے مین سیمرغ آیا اور قریب آشیانے کے بیٹھا دیکھا کہ آدم زاد سوتا
ہی مگر مثل آفتاب درخشان کے چہرہ تابندہ ہی کہ تمام صحرا روشن ہی سیمرغ نے دل مین خیال کیا کہ شاید یہی ہمیشہ ہمارے
بچے پکڑ لیجایا کرتا ہی اسکو ضرور سزا دینا چاہیے یہ سوچکر وہ سیمرغ اُڑا اور کئی ہزار من کا پارہ سنگ منقار مین پکڑ کر لایا اور
چاہا کہ امیر کے سر پر مارے کہ بچون نے فریاد کی اور کہا کہ خبردار اس شخص کو نہ مارنا یہ آدم زاد ہمارا محسن ہی اسی نے
ہماری جان بخشی کی ہمارا دشمن ایک اژدر مہیب تھا اُسکو اسنے مارکے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈالدیا ہی وہ سب
ٹکڑے اسکی سپر کے نیچے رکھے ہین تم خود جاکے دیکھ لو یہ سُنکے سیمرغ زمین پر اُترا منقار سے سپر کو اُٹھایا دیکھا پارہ ہاے
اژدہاے مہیب جمع کیے رکھے ہین بہت خوش ہوا اور ایک پر کا امیر باتوقیر پر سایہ کیا اور ایک پر کا پنکھا بناکے [illegible]
جنبانی کرنے لگا بعد تھوڑی دیر کے امیر کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ سیمرغ پرون سے سایہ فگن ہی امیر اُٹھ بیٹھے سیمرغ
نے کہا ای آدم زاد تو نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ میرے بچون کو بچایا یہ اژدر نابکار مدام میرے بچون کو کھا جایا کرتا
تھا اب جو کچھ تیرا کام ہو وہ بیان کر کہ مین آنکھون سے بجالاؤن اور تیرے کام کو انجام دون امیر نے کہا ای سیمرغ
سفید بوم اور سیاہ بوم مین جانا ضرور ہی اگر ہوسکے تو تو مجکو وہان پہونچادے سیمرغ نے کہا کہ نہایت دشوار
اور سخت مشکل ہی یہان سے سفید بوم اور سیاہ بوم کا فاصلہ سات سو کوس کا ہی اور درمیان راہ کے کئی
مرحلے ایسے سخت وصعب ہین کہ اُس سے بچنا بہت دشوار ہی ایک کوہ مقناطیس ہی اور ایک [illegible] زہر ہی اور ایک

کوہ اژدر ہی اور ایک کرۂ نار ہی اور ایک کرۂ زمہریر ہی اور آخر مین ایک دریاے آتش ملتا ہی یہ مرحلات جانکاہ ہین انکا طی
کرنا بہت مشکل ہی مگر مین تیرے واسطے جہانتک ہو سکتا ہی تدبیر کرتا ہون امیر نے فرمایا جو ہو تو مجکو وہان پہونچا دے
کہ میرے اہل و عیال وہان قید ہین مجکو ضرور ہی کہ مین وہان جاکر انکو رہا کرون سیمرغ نے کہا اچھا بہتر ہی آپ یہان ٹھہرے
مین آتا ہون یہ کہکر ایک صحرا کی طرف وہ سیمرغ اُڑ گیا اور وہان سے کچھ گینڈے اور کچھ جانور شکار کر کے لایا اور سات لقمے
اُن جانورون کے تیار کیے اور امیر سے کہا کہ یہ لقمے گوشت کے اپنے پاس رکھیے اور ہتھیار سب اُتار کے چھپا لیجیے
کہ کوہ مقناطیس کی تاثیر ہی کہ لوہے کو کھینچ لیتا ہی امیر نے سب ہتھیار تو پوشیدہ کر لیے مگر ایک خنجر براے امتحان اوپر رہنے
دیا اور پھر وہ ساتون ٹکڑے گوشت کے لیکر اُس سیمرغ کی پشت پر سوار ہوئے سیمرغ نے کہا جہان پر مانگون ایک
لقمہ گوشت کا آپ میرے منہ مین دیدیجیے گا یہ کہکر سیمرغ نے پرواز کی اُڑتے اُڑتے وہ سیمرغ جب قریب کوہ مقناطیس
کے پہونچا فریاد کرنے لگا اے حمزہ اب مین چلا کیا کوئی لوہے کی چیز آپ نے اوپر رکھ لی ہی امیر نے جلدی سے اُس
خنجر کو بھی چھپا لیا اور لقمہ گوشت کا سیمرغ کے منہ مین دے دیا سیمرغ نے وہ لقمہ کھا کر پھر پرواز کی اسی طرح وہ سیمرغ ہر مقام
کو طی کرتا ہوا اور لقمہاے گوشت کھاتا ہوا چلا جاتا تھا تیز پروازی مین اسکی کچھ فرق نہ آتا تھا چھ مرحلے اُس سیمرغ نے طی کیے
امیر نے چھ لقمے گوشت کے اُسکو کھلاے جب ساتوان مرحلہ دریاے آتش کا آیا کہ وہ مرحلہ نہایت صعب و سخت تھا آخر
مین سیمرغ نے لقمۂ گوشت طلب کیا اور کہا اے حمزہ جلدی لقمہ دو کہ یہ دریاے آتش ہی اسکا طی کرنا بہت مشکل ہی امیر
باتوقیر جو لقمہ گوشت کا سیمرغ کو دینے لگے ہاتھ سے امیر کے وہ لقمہ چھوٹ کر گر گیا امیر بہت گھبراے اور سوچے کہ
اب سیمرغ کو لقمہ کاہے کا دون اُدھر سیمرغ جلدی کر کے مانگ رہا ہی امیر پریشان ہین کچھ بن نہین پڑتا کیا کیجیے کہ سیمرغ
نے پھر لقمہ مانگا اور کہا اے حمزہ ایسا نہو کہ جیسا مشہور عام ہی کہ شیخ نے گھوڑے کو دغا دی تھی اب مین دریاے آتش
مین گرا جاتا ہون قوت تیز پروازی اب مطلق نہین ہی امیر کو کچھ بن نہین پڑتا فوراً خنجر کھینچ اپنی ران کا بوٹا کاٹا اور
سیمرغ کے منہ مین جب سے دیدیا سیمرغ نے وہ بوٹا گوشت کا منہ مین لیکر کہا کہ یہ تو گوشت آدمزاد کا معلوم ہوتا ہی امیر
نے کچھ جواب نہ دیا مگر سیمرغ اُس بوٹے گوشت کا خون تو پی گیا اور بوٹا گوشت کا منہ مین اپنے رہنے دیا جسوقت سیمرغ
بعد تیز پروازی دریاے آتش کے پار آکر اُترا امیر باتوقیر کو اپنی پشت سے اُتارا دیکھا امیر کا چہرہ زرد ہی گھبرا انہوا گیا
امیر زمین پر بیٹھ گئے غش آنے لگا سیمرغ نے پوچھا اے حمزہ کیا سبب ہی جو تمہارا یہ حال ہو گیا امیر نے اپنی ران سیمرغ
کو دکھائی اور کیفیت لقمے کی بیان کی سیمرغ کو دیکھکر نہایت صدمہ ہوا اور کہا اے حمزہ تم یہین ٹھہرو مین ابھی اسکا علاج
کرتا ہون پھر وہی بوٹا گوشت کا منہ سے نکال کے آگے امیر کے رکھدیا اور کہا کہ مین ابھی آکر جوڑے دیتا ہون یہ کہکر
سیمرغ اُڑ گیا اور امیر کو یہان غش پر غش آنے لگا یکایک امیر نے دیکھا کہ حضرت خضر تشریف لائے اور اُس
بوٹے کو ران پر رکھ کے لعاب دہن لگا دیا وہ زخم فوراً صحیح و سالم ہو گیا اور درد بالکل موقوف ہو گیا امیر نے جناب
خضر ع کو سلام کیا اور قدمبوسی حاصل کی پھر امیر نے دیکھا کہ دو گنبد سامنے معلوم ہوتے ہین ایک گنبد سیاہ ہی اور دوسرا
گنبد سفید ہی امیر نے حضرت خضر ع سے پوچھا کیا یہی سفید و سیاہ دیو مشہور ہین حضرت خضر نے فرمایا ہان یہ
وہی مقام ہی پھر جناب خضر نے امیر باتوقیر کو اسماے الٰہی تعلیم کیے اور فرمایا کہ یہ اسما پڑھکر اس گنبد پر دم کرو اسکے
دروازے کھل جاوینگے حال تمکو معلوم ہو جاویگا یہ کہکر جناب خضر ع غائب ہو گئے امیر اُس گنبد کی طرف چلے جب
قریب پہونچے اسماے الٰہی پڑھکر دم کیے دروازہ گنبد کا کھل گیا امیر داخل گنبد ہوئے دیکھا کہ شہپال جنی اور
ملکہ آسمان پری اور قریشہ سلطان مع جماعت سعد و لود دیو کے اس گنبد مین [illegible] ہین جب قریشہ سلطان

نے

نے امیر کو دیکھا زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی امیر نے بڑھکے پہلے قریشیہ سلطان کو کھولا اور گلے سے لگایا پیار کیا پھر شہپال جنی اور آسمان پری کو بھی کھول دیا اور چار سو دیو و پری کو بھی رہا کر دیا آسمان پری دوڑ کر امیر کے قدمون پر گر پڑی اور کہا ای امیر اب ہماری خطا معاف کیجیے تمھاری بد دعا سے ہم سب اس درجے کو پہونچے اور سزا سے معقول پائی شہپال نے بھی امیر کو گلے سے لگایا بہت خوش ہوا جسوقت امیر گنبد سیاہ کے باہر نکلے دیکھا کہ سفید گنبد کا دروازہ کھلا اور وہین سے نعرہ ہوا کہ سنو دیو رعد شاطر ای آدم زاد تو یہان بھی آیا اب میرے ہاتھ سے بچکر تو کہان جائیگا یہ کہکر دیو رعد شاطر نے دوڑ کر دو گز شمشاد ماری امیر نے پہلو سے بچا کر خالی دی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور ہاتھ بلند کر کے تین بار سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا خاک اڑ کر بلند ہوئی آواز الحفیظ کی آنے لگی تمام عضو دیو رعد شاطر کے چور ہو گئے امیر نے چھاتی پر چڑھکر دیو رعد شاطر کا سر دھڑ سے کھینچ لیا شہپال جنی خوش ہو کر گرد پھرنے لگا آسمان پری بلائین لینے لگی قریشیہ سلطان دوڑ کر امیر سے لپٹ گئی تمام دیوون اور پریزادون مین تحسین و آفرین کا شور بلند ہوا شہپال جنی نے کہا ای حمزہ صاحبقران اب گلستان ارم مین چلیے امیر نے فرمایا اب مین زنہار ہرگز نہ جاؤنگا اس محنت و مشقت سے اور صعوبتین اٹھا کر تو یہانتک پہونچا ہون اگر تم مجھپر زیادہ جبر کروگے تو مین اپنے تئین دریاے آتش مین گرا دونگا شہپال جنی نے قسم کھائی کہ اگر چھ مہینے کے بعد آپ کو پردۂ دنیا پر نہ پہونچا دون تو غارت ہو جاؤن امیر مجبور ہو کر خاموش ہو رہے اسوچ مین کھڑے تھے دل سے کہ رہے تھے کہ کیا کرون کچھ مجھکو بن نہین پڑتا یکایک دیکھا کہ حضرت خضر و الیاس تشریف لائے اور امیر سے فرمایا ای حمزہ تمھین جانا مناسب ہی جو شہپال کہتا ہی صحیح و درست ہی بہتر ہی کہ وہی کرو امیر با توقیر ان دونون صاحبان خدا کے فرمانے سے ہمراہ شہپال اور آسمان پری وغیرہ کے گلستان ارم مین آئے اب ان سب صاحبون کو تو حد قاف گلستان ارم مین گلگشت کے واسطے چھوڑ دیجیے اور چھ مہینے اسی حال پر ملال مین رہنے

پر دہ قاف مین دیجیے دیکھیے گردش فلک کیا دکھاتی ہی

دو کلمے داستان شعبدہ نشان شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کے بیان کیے جاتے ہین

فسانہ پردازان بزم طرازی و شعبدہ سازان محفل آراے عیاری اس داستان عجائب نشان کو بحسن کرداری زبان قلم سے یون لکھتے ہین کہ جب نقابدار نارنجی پوش نے کابلیون کو شکست دی اور فوج کابلیون کی بھاگ گئی عمرو نے مال و اسباب اور غلہ وغیرہ سب فوج کا لوٹ لیا نقابدار نارنجی پوش صحرا کی طرف روانہ ہوا اور خواجہ عمرو بہ فتح و فیروزی قلعے مین آئے اور پیام نقابدار نارنجی پوش کا ملکہ مہرنگار کو پہونچایا ادھر ہرمز و فرامرز نے بادشاہ نوشیروان کو عرضی لکھی کہ عمرو نے تمام مال و اسباب و خزانہ پڑاؤ پر سے لوٹ لیا اور کابلیون کی فوج کو بھگا دیا جب عرضی دربار نوشیروان مین پہونچی بادشاہ نے دبیر سے پڑھوا کر سنی مضمون عرضی سے آگاہ ہو کر سکوت کیا اور فوج و خزانہ ہمراہ کاؤس کامرانی اور گرد سا سانی کے اور روانہ کیا اور حکم کیا کہ قلعۂ دلیو دوہ اور نیز دیگر قلعہ جات کو فتح کر دو ادھر دختر البوالخیر نے عمرو کو خبر دی کہ بادشاہ نوشیروان نے ہرمز و فرامرز کو خزانہ اور بھیجا ہی اور کاؤس کامرانی اور گرد سا سانی کو مع فوج کے روانہ کیا ہی عمرو یہ سنکر قلعے سے نکلکر روانہ ہوئے اور قریب اس لشکر کے پہونچے ایک گوشے مین بیٹھکر سنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک گویے کی شکل بنے اور لشکر مین آ کر بارگاہ کاؤس کامرانی پر آئے چوبدار نے کاؤس کامرانی کو خبر کی ایک گویا دربار گاہ پر حاضر ہوا ہی حکم دیا بلاؤ جب عمرو بہ شکل گویا

داخل بارگاہ ہوا کاؤس کامرانی کو سلام کیا اور عرض کیا اگر حکم ہو تو کچھ حضور کے سامنے گاؤں بجاؤں سرکار سے انعام و اکرام لوں کاؤس کامرانی نے کہا بہتر ہے گاؤ عمرو بیٹھ گیا دیکھا جام شراب گردش میں ہے عمرو نے سنبت [illegible] کی جو تری بجانا شروع کی اور آئین لگا کر یہ خمسہ بموافق وقت کے گانا شروع کیا اور تمام اہل بزم کو اپنی الحان آوازی [illegible]

خار صحرا ہو چبھے خار چمن بھول گئے | تیر مژگاں سے تھے ای تیر فگن بھول گئے | تیغ سے تیز جو لگتے تھے سخن بھول گئے
تیرے جور و ستم ای عہد شکن بھول گئے | آج غربت میں یہ دیکھا کہ وطن بھول گئے

اوچھے زخموں سے ابھی جان ہے باقی تن میں | نہ تو مرتے ہیں نہ جیتے ہیں پھنسے ہیں غم میں | اب وہ آئے نہیں جو [illegible]
جان کیا مفت گئی صید [illegible] | [illegible] کر کے [illegible] بھول گئے

تیری آنکھوں نے کیا آہوؤں کو بھی برباد | سند ہے رشتۂ نظارہ سے سب ای جلاد | [illegible]
ہائے کیا ہو شہرہ ہیں تری آنکھیں صیاد | [illegible] بھول گئے

باغباں بھولا ہے اس فصل میں لیا گلزار | سیر کرتے ہی مرے دل سے گیا [illegible] | [illegible]
چاک کرتے ہی رہے سینے کو با فصل بہار | دست وحشت [illegible] بھول گئے

کیوں خفا ہم سے ہوا ای جاں ادھر تو دیکھو | کی جو توبہ تو [illegible] اسکی مستی لو | نشہ میں ہوش کہاں [illegible]
ہم جو میخانے سے مستی میں گئے مسجد کو | توبہ ای [illegible] بھول گئے

[illegible] گل یہ جاناں چمن ہیں بالکل | روئے گل زرد پریشان ہیں [illegible] سنبل | تیرے [illegible] حال گیا [illegible]
[illegible] ہیں تری راہ میں [illegible] | تیرے کوچے میں [illegible] بھول گئے

[illegible] کا مرے [illegible] اصلا [illegible] | آج [illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible] بھول گئے

خود ہی ہونے کی تیرے [illegible] | سچ ہے اس بات میں لوگوں کو [illegible] | غنچہ جب شکل تری ای صنم [illegible]
محو اس درجہ ہوئے دیکھ کے تیری صورت | چہرہ پرداز ازل نقش [illegible] بھول گئے

پیرہن زیست میں جو چاک کیے [illegible] | ہاتھ شل ہو گئے [illegible] | [illegible] کام مرے [illegible]
دم [illegible] | آشنا چاک گریباں کفن بھول گئے

ای جنوں دشت میں یاد آتے [illegible] | [illegible] | [illegible]
دشت غربت میں رہی [illegible] | ای جنوں [illegible] بھول گئے

آتش افروز زباں اگلی نہیں یاد ای دلبر | داغ تو تجھکو جلاتے ہیں [illegible] | [illegible]
ایک عمر [illegible] دل [illegible] | داغ [illegible] بھول گئے

یہ خمسہ جو خواجہ عمرو نے بہ الحان داؤدی گایا تمام صحبت مست ہو گئی عمرو نے فوراً بہ چالاکی آنکھ بچا کر پیالوں میں شراب کی بیہوشی ملا دی اور خاموش ہو رہا جب صحبت عشرت ہمشیرہ رہی تب کاؤس کامرانی نے کہا دور شراب شروع ہو اور پھر عمرو کی بہت تعریف کی اور انعام اکرام بہت کچھ دیا ساقیان دور شراب پلانے لگا جب سب کو جام شراب تقسیم ہو چکا کاؤس کامرانی نے کہا ہاں میاں گوئیے صاحب اور کچھ چھیڑو دوسرا رنگ دکھاؤ عمرو نے کہا بہت اچھا ابھی ابھی یہ کہکر چھیڑ [illegible] شروع کی اور گانے لگا ایسا رنگ جمایا کہ سب کے سب جھوم جھوم کر بیہوش ہو گئے اب عمرو اٹھا اور تمام صندوق مال خزانے کے اپنے قبضے میں کیے اُنمیں سے مال نکال کر نذر زنبیل کیا اور اُن

صندوقون مین پرانی جوتیان اور جانورون کی ہڈیان اور کچھ کوڑا کرکٹ بھرا اور مقفل کر کے صندوق جہان رکھے تھے وہین رکھدیے اور عورتون کو مرد بنایا لباس مردانہ پہنایا اور مردون کو عورتون کی شکل بنایا انکو پوشاک زنانی پہنادی اور کسی کا منھ کالا اور کسی کا منھ سرخ کردیا اور کسی کا زرد منھ کردیا اور چہرہ کسی کا ابلقی بنادیا اور کاؤس کامرانی کا منھ کالا کر کے [illegible] منھ کردیا اور سب کی پوشاکین اور مال و اسباب محفل کا لیکر چلے آئے اور داخل قلعہ ہوئے رات بھر سب کے سب اسی طرح بیہوش پڑے رہے جب صبح ہوئی کاؤس کامرانی بیدار ہوا اور سب ہوشیار ہوکر اٹھے ہر ایک نے اپنا حال عجائب وغرائب پایا کوئی کسی کو دیکھکر ہنستا تھا کوئی کسی سے لڑ رہا تھا کوئی انگلیان مٹکاتا تھا کوئی تالیان بجاتا تھا مرد عورتون کی طرح جھپٹتے تھے عورتین اوہی کہکر بھاگتی تھین اسوقت لشکر کاؤس کامرانی وغیرہ روتے اور پیٹتے لشکر [illegible] اگر ان سب کی ہیئت اور کیفیت بہ تصریح تحریر کرون تو بہت طول ہو خلاصہ یہ کہ سب کے سب آٹھون کے بیٹے سے سوانگ معلوم ہوتے تھے اب انکو اسی حالت مین چھوڑ دیجیے تاکہ دوسرے لشکر کے لوگ بھی اچھی طرح تماشا دیکھ لین اور دل خوش کرلین کہ ایسے سوانگ کبھی کسی نے عمر بھر نہ دیکھے ہونگے اور ایسے تماشے نگاہ مین کسی شخص کی نہ گذرے ہونگے

دوسرے داستان شوکت نشان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کے بیان کیے جاتے ہین

صعوبت خیزان صحراے پریشانی و مصیبت انگیزان منزل حیرانی اس داستان الم نشان کو دیدۂ نم دیدہ رقم سے صفحۂ قرطاس صدمات اساس پر حرف بہ حرف اشک ریز ہوتے ہین کہ ایک روز امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان بہلوے ملکہ آسمان پری مین بعد عیش و عشرت مشغول استراحت تھے بخت خوابیدہ بیدار ہوئے عالم رویا مین ملکہ مہرنگار کو مضطر و بیقرار دریاے خون مین غوطہ زن دیکھا فوراً گھبرا کر امیر کی آنکھ کھل گئی اور چیخین مار کر رونے لگے ملکہ آسمان پری بھی جاگ اٹھی اور گھبرا کر پوچھنے لگی ای امیر خیر تو ہے کیا ہوا جو تم عالم بیتابی و بیقراری مین روتے ہوئے بیدار ہوئے امیر نے کہا کہ اسوقت مین نے ملکہ مہرنگار کو عالم خواب مین دریاے خون مین غرق دیکھا آسمان پری نے کہا ای امیر خواب و خیال کی بات کا اعتبار نہین مگر اللہ اکبر تم اسقدر ملکہ مہرنگار سے مانوس اور شیفتہ اور فریفتہ ہوگیا وہ مجھسے زیادہ حسین و خوبصورت ہے کیونکہ وہ آدم زاد ہے مین پریزاد ہون اور حسن پریون کا مشہور عالم ہے کہ ہم لوگون کے حسن کی مثال دیجاتی ہے امیر نے کہا ای آسمان پری تم اسکی لونڈیون کی ہمسری نہین کرسکتین تمھارے چہرۂ زیبا کا حسن کف پاے ملکہ مہرنگار کے برابر بھی نہین ہے شعر پریون مین کہان ناز و ادا صورت انسان + ذرہ کبھی خورشید کا ہمسر نہین ہوتا + یہ سنکر آسمان پری کو غصہ آگیا اور گیسوے صورت زلف پیچان بل کھاکر اٹھی اور کہا ای آدم زاد تو مجھ ایسے پریزاد کا حسن خاک مین ملائے دیتا ہے اور انسان کو مجھپر فوق دیتا ہے امیر نے کہا ای آسمان پری اگر ملکہ مہرنگار آبیٹھے تو یہ کیفیت دکھائی دے کہ تم آپ خجالت مین آب ہوجاؤ آفتاب حسن چہرۂ بے نظیر ملکہ مہرنگار دیکھکر نگہ تمھاری خیرہ ہوگی یہ سنکر ملکہ آسمان پری نہایت [illegible] ہوئی اور غیظ و غضب مین آکر تیغ سلیمانی ہاتھون مین لیکر کھڑی ہوگئی امیر باتوقیر نے بھی تلوار کھینچی ایک غل ہوگیا خواصون نے دوڑ کر شہپال جنی کو خبر دی شہپال بیتابانہ دوڑا آیا اور آسمان پری کو بہت گھڑکا اور لعنت ملامت کی امیر کو اپنے ہمراہ بارگاہ مین لایا امیر نے کہا ای شہپال اب تم مجھکو پردۂ دنیا پر پہنچوادو شہپال نے اسی وقت چار دیوون کو بلاکر حکم کیا کہ جلد امیر کو پردۂ دنیا پر پہنچا آؤ امیر باتوقیر تخت زرنگار پر سوار ہوئے اور دیو تخت اٹھا کر لیچلے ادھر آسمان پری کو خبر ہوئی کہ شہپال نے امیر کو پردۂ دنیا کی طرف روانہ کیا آسمان پری نے سلاسل پری کو

بلا کر کہا کہ تو جلد جا کر دیوؤن سے خبر کر دے کہ اگر تم اس آدم زاد کو پردۂ دنیا پر لیگئے تو مین تم سب کو قتل کر دونگی سلاسل پری
بحکم ملکہ آسمان پری فوراً گئی اور دیوؤن سے یہی کہدیا امیر بھی کچھ سمجھ گئے امیر نے دیوؤن سے فرمایا کہ مجھے تم
گلستان ارم مین پھر لیچلو غرض وہ دیو امیر بانو قیر کو بارگاہ شہپال مین پھیر لائے امیر نے بعد غیظ و غضب شہپال
جنی سے کہا کہ تم بڑے جعلساز ہو کہ ظاہر مین مجھکو تخت پر سوار کر کے پردۂ دنیا پر بھیجدیتے ہو اور تمھاری بیٹی کہلا بھیجتی
ہو کہ خبردار امیر کو دنیا پر کوئی نہ پہونچائے یہ کیا فریب و دغابازی ہے بس مجھسے اور آسمان پری سے کچھ سروکار نہین
مین نے آسمان پری کو طلاق دیا یہ کہکر امیر بانو قیر دلگیر ہو کر ایک طرف کو پیادہ چل کھڑے ہوئے ادھر شہپال کو
اس کلام اندوہ التیام امیر عالی مقام سے نہایت رنج و ملال ہوا اور اُسی وقت اپنی دختر آسمان پری سے جا کر کہا کہ آج
امیر نے تجکو اور مجکو نہایت ذلیل و رسوا کیا کہ سر دربار تجکو طلاق دے کر ایک آدم زاد چلا گیا اب مین آج سے کسی کو منھ
نہ دکھاؤنگا یہ کہکر گیروا لباس پہنکر قلعہ زرین حصار مین فقیر ہو کر عزلت گزین ہوا یہان جب کاروبار بادشاہی مین فرق
آنے لگا تو بعد چند روز کے آسمان پری تخت نشین ہوئی اور تاج بادشاہی سر پر رکھا سکہ شہنشاہی جاری ہوا تمکن
سلطنت و حکمرانی ہوئی خاص و عام دیو زاد و پریزاد نے نذرین گذرانین حکم احکام جاری ہونے لگے مگر ملکہ آسمان پری نے
ملک پرستان مین ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ جو آدم زاد یعنی امیر حمزہ صاحبقران کو پردۂ دنیا پر پہونچائیگا اُسکا گھر بار
تاراج ہوگا اور قتل کیا جائیگا اب یہان امیر بانو قیر کا حال سنیئے کہ حمزہ صاحبقران زمان تباہ و برباد خانمان آوارہ صحرا
مین محزون و نالان پاپیادہ چلے جاتے ہین کہ سامنے قلعہ نظر آیا اور اُسکو کچھ فوج گھیرے ہوئے ہے قلعے کے اندر سے
آواز فریاد و الغیاث بلند ہے امیر اُسی طرف کو چلے جب قریب قلعہ پہونچے تو نعرہ کیا او نابکار و ستم شعار دیکھا ہے کیون
ساکنان قلعہ پر ظلم کرتے ہو خبردار مین آپہونچا اسی مین خیریت ہے ہٹ جاؤ قلعہ کو چھوڑ دو سردار فوج یہ سنکے امیر کی
طرف متوجہ ہوا اور نعرہ کیا کہ ہم دیو قطران سیاہ گوش امیر نے للکارا باش او ناہنجار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے
بچکر قطران نے امیر پر وار شمشاد کا وار کیا امیر بانو قیر نے خالی دے کر ڈال کمر پر تو تیغ آبدار کا جو مارا قطران دو ٹکڑے
ہو کر زمین پر گرا بعد اُسکے امیر پر فوج دیو زاد حملہ آور ہوئی ادھر قلعہ کا پھاٹک کھل گیا اب ملک انتر گاؤ پا بھی فوج لیکر
قلعے سے باہر آیا لڑائی ہونے لگی امیر نے فوج قطران کو مار کر بھگا دیا میدان مصاف صاف ہوگیا انتر گاؤ پا امیر
بانو قیر کو ساتھ لیکر قلعے مین داخل ہوا اور بعد اعزاز و اکرام امیر بانو قیر کو دربار مین لایا امیر سے کہا کہ آپ نے وقت پر آکر میری
مدد کی مین نہایت آپ کا ممنون ہوا امیر نے فرمایا ای ملک انتر گاؤ پا اگر تو یہ کام میرا کر دے تو مین تیرا احسان مند
ہونگا اُسنے کہا فرمائیے امیر نے کہا اگر تو مجکو پردۂ دنیا پر پہونچا دے تو بہت بڑا احسان ہوگا ملک انتر نے کہا ای
حمزہ صاحبقران ایک جانور ہے کہ نام اُس جانور کا رخ ہے اگر آپ اُسکو پکڑ لائیے تو مین آپ کو اُسی وقت
پردۂ دنیا پر پہونچا دون امیر نے کہا وہ کہان ہے مجکو اُسکا پتا و نشان بتا دے یا کسی کے ساتھ پہونچا دے ملک انتر
نے چند آدمیون کو امیر کے ساتھ کر کے اُس بیابان مین بھجوا دیا امیر جو اُس صحرا مین پہونچے دیکھا کوسون منزلون
میدان صحرائے لق و دق ہے اور کہین انسان و حیوان کا نشان نہین مگر ایک طرف کو دیکھا کہ ایک گنبد کلان زمین دوز
ہے اور سفید شفاف اسقدر ہے کہ پتھر سے معلوم ہوتا ہے امیر آگے بڑھے اور دل مین کہا کہ اس گنبد مین معمار کاریگر
نے کیا خوب اور عمدہ استرکاری کی ہے کہ آئینے کے مانند چمکتا ہے یہ کہتے ہوئے قریب اُس گنبد کے آئے اور بہ آرام
تمام اُسپر بیٹھ گئے امیر یہ نہ جانتے تھے کہ یہ گنبد نہین ہے بلکہ بیضہ اُسی جانور کا ہے جسکا نام رخ مشہور ہے چونکہ امیر بانو قیر
مسافت سفر دشت و بیابان اُٹھائے ہوئے تھے اور نہایت خستہ اور تھکے ہوئے تھے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو بدن

کو لگی دل کو فرحت ہوئی آنکھ بند ہونے لگی غنودگی آگئی خواب غفلت طاری ہوا سو گئے یکایک وہ جانور یعنی رخ پرندہ آ
ہوا آیا اور امیر پر اپنا انڈا سمجھکے بیٹھ گیا امیر باتوقیر اُس جانور کے بیٹھنے سے دم گھٹنے لگا اُسی وقت عالم رویا مین دیکھا کہ خواجہ
عمرو کھڑے ہین اور کہ رہے ہین کہ جس جانور کی تلاش مین تم یہان آئے ہو یہ وہی جانور ہے تم اُسکے انڈے پر سو رہے
ہو یہ گنبد نہین ہے اُس جانور کا انڈا ہے وہ جانور اپنا انڈا سمجھکر تم پر بیٹھ گیا ہے اب تم خنجر اسکے پوٹے مین لگاؤ کہ یہ زخمی ہوکر تمکو
چھوڑ دے جسوقت یہ جانور اُڑے تم اسکے دونون پانون پکڑ لینا امیر یہ خواب دیکھکر فوراً ہوشیار ہوئے دیکھا حقیقت
مین وہ جانور دبوچے ہوئے ہے انڈے کی طرح پوٹا رکھے بیٹھا ہے اُسی وقت خنجر کھینچکر اُس جانور کے پوٹے مین مارا
وہ جانور بیتاب ہوکر اُڑا امیر نے دونون پانون اُسکے پکڑ لیے اور زور کیا کہ اسکو زمین پر کھینچ لاؤن مگر نہ آسکا اُسنے
جو بلند ہونے کا قصد کیا تو آن واحد مین پانچسو کوس بلند ہو گیا اب جو رخ نے جھک کر دیکھا کہ میرے پانون مین
کچھ لٹکتا ہوا چلا آتا ہے منقار اُسنے جھک کر ماری امیر کے ہاتھ زخمی ہو گئے اور پانون اُس جانور کے چھوٹ گئے امیر
باتوقیر افتان و خیزان سو جہ ہوا مین بہتے ہوئے چلے ادھر جناب خضر و الیاس کوہ صفا پر عبادت خدا مین مشغول تھے
کہ ندائے غیب آئی ای نبی ہمارے ایک بندہ برگزیدہ ہمارا پانچسو کوس کی بلندی سے گرتا پڑتا آتا ہے جلد اُسکو ہاتھون
پر روکو کہ اُسکو تکلیف نہو فوراً جناب خضر و الیاس کھڑے ہو گئے اور امیر کو ہاتھون پر روک لیا مگر امیر بیہوش ہو گئے تھے
اُن خاصان خدا نے دامان عبا سے ہوا دی بعد تھوڑی دیر کی امیر کو ہوش آیا جناب خضر و الیاس کو بالین پر مہربان
بہ لطف پدری پایا اُٹھ بیٹھے دونون صاحبون کو آداب و تسلیمات بجا لائے بحکم خدا اُن صاحبون نے ہاتھون پر
لعاب دہن مبارک لگا دیا فوراً صحت ہوئی امیر نے عرض کیا یا حضرت اب تو مجھکو پردہ دنیا پر آپ پہونچا دیجیے
اُن حق شناسون نے فرمایا کہ تم انتر گاؤ پا کے ملک مین جاؤ وہ تمھین پہونچا دیگا امیر نے کہا مین راہ نہین جانتا ہون
اُن حضرات نے امیر کو راستہ پر لگا دیا اور آپ غائب ہو گئے امیر جانب ملک ملک انتر گاؤ پا روانہ ہوئے ادھر
حال ملکہ آسمان پری کا سنیے کہ ملکہ آسمان پری نے عبد الرحمن جنی سے پوچھا کہ میرے وارث امیر باتوقیر کہان
ہین عبد الرحمن جنی نے کہا کہ ملک انتر گاؤ پا امیر کو پریون پردہ دنیا پر پہونچا دیگا آج ہی امیر کی جان خدا نے
بچائی یہ سنتے ہی ملکہ آسمان پری بعد غیظ و غضب دس ہزار دیو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی اور آتے ہی ملک انتر
گاؤ پا کو مارا اور ملک کو تاراج کیا اور قلعے کو تباہ و برباد کر کے چلی آئی ادھر امیر باتوقیر جو برابر ملک ملک گاؤ پا
کے پہونچے دیکھا تمام شہر تاراج و تباہ و برباد ہے وہان کے لوگون سے دریافت کیا کہ یہ اس شہر پر کیا آفت یکایک آئی
کہ دفعۃً بالکل تباہ و برباد ہو گیا اُن لوگون نے کہا کہ ملکہ آسمان پری مع فوج دیوان آئی تھی اُسنے یہ سب قتل و قمع
کیا اور ملک کو برباد و تباہ کر دیا اور آپ چلی گئی امیر نے یہ سنکر بڑا افسوس کیا اور نالہ کنان ایک سمت کو روانہ
ہو گئے اُدھر آسمان پری نے ایک روز جلاجل پری سے کہا کہ تو قلعہ دیو دودہ پر جا اور ملکہ مہر نگار کو
کو اُٹھا لا انجلا مین تو دیکھون کہ عورات آدم زاد کس حسن و جمال کی ہوتے ہین کہ جسپر امیر کشور گیر ایسے شیفتہ و فریفتہ
ہین کہ حسین و جمال پریون کا بھی پسند نہین ہے ملکہ مہر نگار کے نام پر مرتے ہین جان دینے پر مستعد ہین جلاجل پری
یہ سنکے اُسی وقت روانہ ہوئی یہان ملکہ مہر نگار سے اُسی روز فتنہ وزیر زادی اور زہرہ مصری نے کہا ای ملکہ
عرصہ بارہ برس کا ہوا ہے کہ حضور باہر صحن مین نہین نکلی ہین اسوقت آسمان پر ابر بھی چھایا ہوا ہے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی
ہے قلعہ پر تشریف لیچلئے صحرائے پر فضا کی سیر کیجیے کہ دل بہلے کچھ تو تفریح طبع ہو غرضکہ وزیر زادیون کے کہنے سے
ملکہ مہر نگار مجبور و ناچار ہوئی اور بام قلعہ پر سیر کنان برائے تفریح طبع آئی مگر فراق امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران

مین ایسا ابر غم والم دل پر چھایا ہوا تھا کہ بناؤ سنگار سب ترک کر دیا تھا پوشاک فاخرہ زیب بدن کرنا چھوڑ دی تھی نہ کسی سے کام
تھا نہ کاجل کا انتظام تھا شانہ کرنے سے دل الجھتا تھا صورت زلف پیچان پریشان حال رہا کرتی تھی چنانچہ اُس روز بھی میلی
پوشاک پہنے تھی مگر زہرۂ مصری وغیرہ لباس عمدہ زیب جسم کیے تھین اور زیور ہاے مکلل بجواہر از سرتا پا آراستہ و پیراستہ
بام قلعہ پر بیٹھی تھین یکایک چلاچل پری جو اُڑتی ہوئی آسمان پر پہونچی زہرۂ مصری پر اُسکی نگاہ پڑی چلاچل پری سمجھی کہ یہی
ملکہ مہر نگار ہے یہ شہباز بلا بنکر گری اور زہرۂ مصری کو اُٹھائے لیے چلی گئی ایک چشم زدن مین ملکہ آسمان پری کے
سامنے لاکر رکھدیا مگر زہرۂ مصری سو جو ہوا کا تھپیڑا کھاکر بیہوش ہوگئی تھی ملکہ آسمان پری نے سرمۂ سلیمانی اُسکی
آنکھون مین پھیرا جب زہرۂ مصری ہوشیار ہوئی دیکھا پریون کا اکھاڑا جمع ہے ہوش اُڑ گئے حواس باختہ ہوگئے ادھر
اُدھر سب کو دیکھنے لگی آسمان پری نے کہا اے آدم زاد تو ہی ملکہ مہر نگار ہے جسپر امیر بالتوقیر مرتے ہین عشق حسن وجمال
مین جان دیتے ہین کیون اب بتا کہ دیو کو تجھے کھلوا دون زہرۂ مصری نے صحبت پریزادان دیکھکر بہ آداب تمام سلام
کیا اور کہا اے ملکہ عالم مین مہر نگار نہین ہون بندہ اسیر انام زہرۂ مصری ہے آسمان پری دیکھکر دنگ ہوگئی اور دل مین
کہا کہ امیر حقیقت مین سچ کہتے تھے جسکی لونڈیان ایسی حسین وخوبصورت و مہ جبین حسن وجمال مین یکتاے زمانہ ہون کی
شہزادی کیسی ہوگی پھر آسمان پری نے چلاچل پری سے کہا کہ اس آدم زاد کو پہونچا دے مین نے ملکہ مہر نگار
کو طلب کیا تھا تو نے اسکو لاکے سامنے رکھدیا جلد جاکر ملکہ مہر نگار کو لیکر آ یہ سنکر چلاچل پری زہرۂ مصری کو
لیکر روانہ ہوئی عین راہ مین سکان سمندون ہزاردست کا ملا اُسوقت سمندون ہزاردست تھین قصر مین
اپنے ٹہل رہا تھا کہ اُسنے دیکھا کہ ایک پری آدم زاد کو لیے چلی جاتی ہے سمندون ہزاردست نے ہاتھ بڑھاکر اُسکو
پکڑ لیا زہرۂ مصری کو تو اُس سے علیحدہ کیا اور چلاچل پری کو مانگین چیر کر کھا گیا زہرۂ مصری سے پوچھا اے آدم زاد
تو کون ہے اُسنے کہا میرا نام زہرۂ مصری ہے اور مین ملکہ مہر نگار کی لونڈی ہون سمندون ہزاردست نے اپنے
قصر مین زہرۂ مصری کو رکھا اور اپنے بیٹے اسندون ہزاردست سے تاکید کہدیا کہ خبردار تو اسے کھانا نہین بلکہ
اسکی تو خاطر و مدارات کرنا اب اُدھر کا حال سنیے کہ کسی نے ساری حقیقت زہرۂ مصری کے اُٹھ جانے کی خواجہ عمرو
سے بیان کی عمرو کو نہایت غصہ آیا اور کوڑا لیکر داخل محل ہوا ملکہ مہر نگار سے آکر کہا کہ او شتاح فاحشہ تو نے مجھے اُس
عرب سے شرمندہ کروایا تھا تو براے تفریح طبع بام قلعہ پر کیون گئی تھی اور یہ کہکر عمرو نے ملکہ مہر نگار کو ایک کوڑا مارا
ملکہ مہر نگار زمین پر گر کر مچھلی کی طرح تڑپنے لگین فتنہ دوڑ کر بیچ مین آکھڑی ہوئی اور کہا او بے حیا ساربان زادے ہوئے
مونڈی کاٹے جوانہ مرگ دور ہو یہان سے یہ تو نے کیا حرکت ناشائستہ شاہزادی بادشاہ ہفت اقلیم کے ساتھ کی تجھے شرم
نہین آتی مردے نے ایک کوڑا مار کر ایسی نازنین مہ جبین گلاب کی پتی کو پژمردہ کیا خدا تجھے سمجھے اور ملکہ کی کیا خطا تھی
ہمین سب نے کہا کہ آپ ذرا دیر کے لیے چلیے دل بہلا لیجیے وہ کب بام قلعہ پر جاتی تھی عمرو یہ سنکر خاموش ہو رہا اور محل
سے باہر نکل آیا ملکہ مہر نگار کوڑے کے صدمے سے مضمحل ہوگئی دن بھر پلنگ پر پڑی رہی اشتیاق امیر بالتوقیر مین دیا
کی جب شب ہوئی دل مین کہا اے مہر نگار تو بادشاہ ہفت اقلیم کی بیٹی اور ایک عیار کے ہاتھ سے کوڑے کھائے تف ہے
تیرے رہنے پر اور اسکے ساتھ دینے پر چلکر اپنے بھائیون سے مل اور عمرو پر لعنت کر ملکہ مہر نگار یہ دل سے باتین
کرکے دو پہر رات گئے اُٹھی اور کمند پھینک کر قلعے سے باہر اُتری اور اُفتان و خیزان لشکر ہرمز و فرامرز مین آئی اتفاقاً
ہرمز و فرامرز خوابگاہ مین اپنی خواب غفلت سے بیہوش پڑے سو رہے تھے اُنکے اسلحہ وغیرہ رکھے ہوئے تھے ملکہ مہر نگار
نے خیال کیا اگر انکو مین جگاؤنگی تو یہ مجکو ضرور مین کامرانی کے حوالے کر دینگے اس سے بہتر یہ ہے کہ انکے اسلحہ زیب جسم

کر کے کسی طرف کو نکل چل بس یہ سوچ کر ملکہ مہر نگار نے ہر فرد کے سلاح زیب جسم کیئے اور در بارگاہ پر خاصے کا گھوڑا کھڑا تھا ملکہ نے تلوار
کھینچکر سائیس کو قتل کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر ایک سمت کو روانہ ہوئی برابر دو پہر رات گھوڑا اڑاۓ ہوۓ مرکب کو سرپٹ بھگاۓ
ہوۓ چلی جاتی جاتے جاتے ایک صحراۓ پر فضا مین صبح ہوئی ملکہ مہر نگار بہ شکل نقابدار گھوڑا اڑاۓ چلی جاتی تھی دیکھا ایک لشکر
آتا ہے ملکہ مہر نگار نے چاہا کہ اس سے بچکر نکل جاؤن گھوڑے کا رخ دوسری طرف کو پھیرا اور باگ اٹھائی مگر سردار لشکر الیاس ترسان
کی نگاہ حسن و جمال جہان آرا ملکہ مہر نگار پر پڑ گئی دہین سے للکارا او جوان کہان جاتا ہے ٹھہر جا مین آپہونچا یہ کہکر جھپٹ کر قریب
مہر نگار کے آیا دیکھا کہ ایک نازنین سہ جبین مگر پریشان حال گرد و غبار مین آلودہ ہے سمجھا کہ یہ کوئی شاہزادی ہے کسی کے عشق
مین دیوانی ہے فراق محبوب مین باحال پریشان نکل کھڑی ہوئی ہے دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گیا اور
بہ منت و سماجت اپنے خیمے مین لایا اور چار عورتین ذی فنون و ذی شعور اسکے پاس بھیجین کہ اسکو سمجھا کے میرے ساتھ
عقد کرا دین وہ عورتین ملکہ مہر نگار کے پاس آئین اور اپنے فن مشاطہ گری سے عقل آرائی کر کے زمین و آسمان کی بلندی
و پستی دکھائی اور کیا کیا سوجھاۓ دریاۓ طلب وصل الیاس کی در پردہ لہرین دین ملکہ مہر نگار کب ان جھینٹون مین
آتی ہے مگر جب نام عقد الیاس ترسان آیا ملکہ مہر نگار کو غصہ آ گیا جھنجھلا کر ایک ایک طمانچہ ان چارون عورتون کو مارا
کہ غش آنے لگا الغرض وہ ترسان ہو کر بھاگین گرتے پڑتے بدحواس الیاس کے پاس آئین اور کہا کہ حضور یہ عورت
ہے مار ہی ڈالیگی ہم اسکے پاس نہ جائینگے اسنے ایک ایک طمانچہ ایسا مارا کہ چھٹی کا دودھ یاد آ گیا بھلے کو ہم بچ گئے اپنی جان بچا کر یہان بھاگ
آئے الیاس ہنسنے لگا اور عنبر خواجہ سرا کو بھیجا اور کہا تو جا کر سمجھا کہ یہ عورت مجھسے رضامند ہو کر عقد کرنے عنبر خواجہ سرا
جو خیمے مین داخل ہوا دیکھتے ہی پہچانا کہ یہ تو ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان ہے دوڑ کر قدمون پر گرا اور سات بار گرد پھرا مہر نگار
نے پوچھا اے خواجہ سرا تو کون ہے عنبر نے عرض کیا اے ملکہ عالم آپ نے مجکو پہچانا نہین آپ کے دادا صاحب قباد شہریار کا
خانہ زاد ہون مین نے آپ کو گودیون مین کھلایا ہے افسوس یہ آپ پر کیا مصیبت پڑی فلک کج رفتار نے یہ کیا روز بد دکھایا
تقدیر نے اس نالائق کے پھندے مین پھنسایا آپ خاطر جمع رکھیے مین آپ کو دو پہر رات گئے کسی سمت کو نکال لیجاؤنگا
ملکہ مہر نگار یہ سنکر عنبر سے بہت خوش ہوئی اور کہا اے عنبر خدا تجکو اسکی جزاۓ خیر دیگا یہ سنکر عنبر الیاس کے
پاس آیا اور کہا کہ گھبراؤ نہین ملکہ نیم راضی ہے کل بالکل رضامند کر کے عقد کرا دونگا الیاس عنبر سے بہت خوش ہوا اور
خلعت دیا کہا کل جب عقد میرا ملکہ کے ساتھ ہو جائیگا تجکو بہت خوش کرونگا اور زر و جواہر بہت سا دونگا یہ سنکر
عنبر خواجہ سرا سلام کر کے چلا آیا اور دو گھوڑون کی جستجو مین مصروف ہوا غرضکہ دو پہر رات گئے عنبر خواجہ سرا دو گھوڑے
تیار کر کے لایا دونون گھوڑے بہت چست و چالاک تیز رفتار بادیہ پیما فلک سیر اڑنے مین صورت طیر تھے ایک
پر ملکہ مہر نگار کو بٹھایا اور ایک گھوڑے پر آپ خود سوار ہوا دونون نے باگین اٹھائین اور ایک طرف کو روانہ ہوۓ
یہان صبح کو الیاس ترسان کو خبر ہوئی کہ ملکہ کو عنبر خواجہ سرا کسی طرف لیکر چلا گیا الیاس کو بہت غصہ آیا اور
مرکب پر سوار ہو کر اسی وقت تعاقب کنان چلا نشان سم مرکب ان دونون کا راستہ پر دیکھتا جاتا تھا غرضکہ کئی فرسخ
کے فاصلے پر دونون دکھائی دیے پہچانا کہ عنبر اور ملکہ دونون چلے جاتے ہین وہین سے للکارا کہ خبردار تم دونون
آگے نہ بڑھنا مین آپہونچا اور گھوڑے کو بہت زیادہ تیز کیا ادھر ملکہ نے بھی گھوڑے کو کوڑا کیا مرکب تڑپ کر مثل طائر
تیز پرواز اڑ کر آگے نکل گیا عنبر نے بھی گھوڑے کو زانون مین دبایا یہ بھی سرپٹ دوڑا مگر ملکہ مہر نگار کا گھوڑا ایک
تیر کے ٹپے سے آگے بڑھ گیا عنبر کا گھوڑا پیچھے رہ گیا الیاس برابر عنبر کے پہونچا کہا اے عنبر جلد بتا ملکہ کہان گئی عنبر
نے کہا مین نہین جانتا الیاس نے جھنجھلا کر تلوار ماری عنبر کے سر پر پڑی تا جگرگاہ تلوار کاٹتی ہوئی اتر گئی عنبر

گھوڑے سے گرا تڑپ کر مر گیا الیاس آگے چلا اُدھر ملکہ مہر نگار گھوڑے سے کود پڑی اور پیدل جا لگی الیاس تو بہان
کو راستہ مین ملکہ مہر نگار کا گھوڑا مردہ ملا سمجھا کہ ملکہ کو کسی جانور صحرائی شیر وغیرہ نے مارڈالا یہ دیکھکر الیاس اپنے لشکر کی طرف
پھر آیا یہان ملکہ مہر نگار دوڑتی ہوئی بھاگتی ہوئی خائف و ترسان ایک گانون کے قریب پہونچکر ایک درخت پر چڑھ بیٹھی اس
درخت کے نیچے ایک چاہ عمیق تھا اُسپر ایک زمیندار کی لونڈی پانی بھرنے آئی جب اُسنے کنوئین مین جھک کر ڈول ڈالا اُدھر
آدھر درخت پر سے عکس جمال ملکہ مہر نگار آب چاہ پر پڑا ایک صورت چاند سی نظر آئی اُس لونڈی نے دیکھکر کہا کہ
زمیندار مجھسی پری رخسار حسین و خوبصورت سے پانی بھرواتا ہی یہ سوچکر دوڑی ہوئی آئی اور اس زمیندار سے کہا کہ میان تمکو
شرم نہین آتی ہی کہ تم مجھ ایسی حور لقا کہ جسکا چہرہ ماہ شب چہاردہ کے مانند روشن ہی اُس سے پانی بھرواتے ہو اور لونڈیون
کی طرح کار و بار خانہ لیتے ہو زمیندار یہ سنکر جھنجھلایا اور اُٹھکر پانچ جوتے مارے اور کہا کمبخت کچھ اترا گئی ہی تیری شامتون نے
تجھے گھیرا ہی تو لونڈی ہی کہ بی بی ہماری جو تجھسے پانی نہ بھروائین اور کام خدمت کا کچھ نہ لین اُسنے کہا میان مار پیٹ کیون
کرتے ہو پہلے چلکر کنوئین مین میری صورت تو دیکھو زمیندار جب اُسکے کہنے کے چلا یہان ملکہ مہر نگار کو یہ خیال گذرا کہ لونڈی کو
خبط نے گھیرا ہی اُسنے جاکر اپنے مالک سے کہا ہو گا ایسا نہو کہ وہ یہان آجاے اور ہم بلا مین پھنس جاوین اب یہان ٹھہرنا مناسب
نہین کسی طرف بھاگو ملکہ مہر نگار یہ سوچکر درخت سے اُترکر ایک طرف کو روانہ ہوئی اُدھر وہ لونڈی زمیندار کو ساتھ لیئے ہوے
اُس چاہ پر آئی اور جھک کر جھانکی زمیندار سے کہا تم بھی جھک کر دیکھو زمیندار نے جو جھک کر کنوئین مین نگاہ کی تو وہی صورت
چڑیل کی نظر آئی اب وہ لونڈی نہایت شرمندہ ہونے لگی کہ یہ کیا طلسم تھا کہ اُسوقت مجکو صورت چاند سی دکھائی دیتی تھی اور اب
شکل چڑیل کی معلوم ہوتی ہی زمیندار نے وہین پاپوش سے آثار کے گڈا ہوتا مارنا شروع کیا لونڈی دُہائی تہائی دینے لگی
ہاتھ جوڑنے لگی پکاری معاف کیجیے خطا ہوئی اب کبھی ایسا قصور نہو گا زمیندار لونڈی کو بُرا بھلا کہتا ہوا پھر کر چلا آیا اُدھر
ملکہ مہر نگار نے کئی روز صحرا نوردی کی آب و دانہ تک کہین ممکن نہوا عجب حال عالم یاس بدحواس بھوکی پیاسی پاؤن مین
آبلے پڑ گئے گرد و غبار مین جسم از سرتاپا آلودہ بعد کئی روز کے برابر ایک کھیت کے پہونچی اُس کھیت پر ایک بڈھا کسان دو سو
برس کا سن بیٹھا ہوا رکھوالی کر رہا تھا ملکہ مہر نگار اُسکے پاس آئی اور کہا اے بابا مین کئی روز کی بھوکی پیاسی ہون اُس بڈھے
کسان نے کہا کہ کھیت تیار ہی پھل کھائیے پانی پیجیے مگر مجکو بابا نہ کہیے ملکہ مجکو اپنی غلامی مین خدمت وصل کے واسطے قبول
کیجیے ملکہ مہر نگار مسکرائی دل مین کہا کہ اس بوڑھے بڈھے کو برھیس لگا ہی اُس بڈھے سے کہا تیرے یہان کون کون
ہی اُسنے کہا میری جورو بچے ہین ملکہ نے کہا اگر تو مجھپر مائل ہی تو تو اپنی جورو کو چھوڑ دے اور بچون کو گھر سے نکال دے
تو مین تیرے گھر مین چلکے بیٹھون یہ سُنکے بڈھا تو اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا اور ملکہ مہر نگار کھیت پر بیٹھکر پکے پکے پھل
توڑ کر کھانے لگی یہان بڈھے کسان نے آتے ہی اپنی جورو کو مارنا شروع کیا جورو بچون کو مار پیٹ کر چھوڑ دیا اور
گھر سے نکال دیا گانون بھر مین ہلڑ ہو گیا کہ بڈھے پر شیطان کیون سوار ہوا ہی کیا سوجھی کہ بےخطا و بےقصور جورو بچون کو مار کر
نکال دیا غرضکہ وہ بڈھا کسان جورو بچون کو گھر سے نکال کر کھیت کی طرف اشتیاق ملکہ مہر نگار مین چلا یہان ملکہ
مہر نگار اتنے عرصے مین کھا پی کر خوب سیر ہوئی اور ایک طرف چل نکلی اب جو بڈھا کھیت پر آیا ملکہ مہر نگار کو نہ پایا سر پیٹنے
لگا ہاے کیا غضب ہوا معلوم ہوتا ہی یہ آدمی نہ تھی کوئی پری تھی مجکو دھوکا دے کر اُڑ گئی افسوس صد افسوس
جورو بچون سے چھوٹا اور اُس پر یہ زاد کو نہ پایا شعر یہان دیر گیا وہان کعبہ چھُٹا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا + نہ تو آئی اجل نہ
وہ یار ملا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا + اُدھر ملکہ مہر نگار بحالت اضطرار جاتے جاتے قریب ایک تکیے کے پہونچی وہان ایک
فقیر سن رسیدہ بیٹھا تھا کہ نام اُسکا بہرام قلندر تھا ملکہ مہر نگار اُسکے پاس پہونچکے گر پڑی غش آگیا جلد نبی سے فقیر نے

پانی چہرہ کا پنکھی کی ہوا دی بعد تھوڑی دیر کے ملکہ کو ہوش آیا فقیر نے پوچھا ای بچہ تو کون ہے اور کہان سے تیرا آنا ہوا ملکہ مہرنگار
نے کہا شاہ صاحب مین سعد شامی کی بیٹی ہون اُسنے اور نکاح کیا مجکو مارتا تھا مین اُسکے یہان سے نکل آئی بہرام قلندر
نے کہا تو آج سے میری بیٹی ہے یہان رہ کھاپی چین کر یہان تجکو کسی بات کی تکلیف نہوگی ملکہ مہرنگار تکیے میں بہرام قلندر
کے رہنے لگی اب آدھر خواجہ عمرو کا حال سنو جسوقت ملکہ مہرنگار مضطر و بیقرار قلعے سے نکل گئی پچھلی رات کو عمرو نے
امیر بادقیر حمزہ صاحبقران کو خواب مین دیکھا کہ وہ کہہ رہے ہین ای خواجہ تم ایسے غافل رہتے ہو کہ تجھ تمکو کسی کی خبر نہین
ملکہ مہرنگار بعد اضطرار پہلوان عادی کے پہرے سے نکل گئی اور تم بیخبر سوتے ہو جلد اُٹھو اور ملکہ مہرنگار
کی خبر لو عمرو کی آنکھ فوراً گھبرا کر کھل گئی اُسی وقت اُٹھا اور محل مین ایک ایک سے دریافت کیا ملکہ مہرنگار کا کہین پتا
نہ لگا بس محل سے نکل کر پہرے پر آیا اور کوڑا لیکر عادی کو مارنا شروع کیا اور کہا او نالائق کوئی پہرے پر ایسا
غافل رہتا ہے کہ ملکہ مہرنگار تیرے پہرے سے نکل گئی اور تجکو خبر نہین چل اُٹھ کھڑا ہو ملکہ مہرنگار کو تلاش کر
غرضکہ ملکہ مہرنگار کو تلاش کرتے چلے پہلے لشکر ہرمز مین آکے دریافت کیا تو یہ سُننے مین آیا کہ کوئی شخص رات کو
آیا تھا سلاح ہرمز لیگیا اور سائیس کو بھی قتل کیا گھوڑے کا بھی پتا نہین ہے عمرو سمجھ گیا کہ ملکہ مہرنگار یہان آئی اور
ہرمز کے سلاح لیکر سائیس کو مار کے گھوڑے پر سوار ہوکر کسی طرف کو چلی گئی بعد اُسکے عمرو نے فال دیکھی کچھ پتا گردش
سیارگان سے معلوم ہوا عمرو وہی رخ تجویز کرکے چلے جاتے جاتے وہان پہونچے جہان بڈھا کسان کھیت کی
رکھوالی کر رہا تھا اُس سے جو عمرو نے دریافت کیا وہ ہاے ہاے کا نعرہ کرکے سر پیٹنے لگا کہتا تھا نہین معلوم کون تھی کہ
یہ ہی سنکر آسمان پر اُڑ گئی مجھسے جو روپیے بھی چھڑا لے گئے اور میرے ہاتھ نہ لگی عمرو اُس سے سُنکے ہنسنے لگے اور کہا الحمد للہ
یہانتک تو ملکہ کا پتا ملا غرض عمرو کچھ پھل کھاکر وہان سے آگے بڑھے جاتے جاتے دیکھا کہ ایک تکیے پر قلندر بیٹھا ہے
عمرو نے اُس سے ملاقات کی اور ملکہ مہرنگار کو دریافت کیا بہرام قلندر نے کہا تو کون ہے عمرو نے کہا میرا نام سعد شامی
ہے اور میری بیٹی بھاگ کر نکل گئی ہے مین اُسکو ڈھونڈتے آیا ہون بہرام قلندر نے کہا بابا تیری بیٹی میرے یہان ہے مین
نے اپنی بیٹی بناکر بہ آرام رکھا ہے بابا کوئی ایسی حسین و خوبصورت نازنین ہے جسکی دختر کو نکاح کرکے مارتا ہے کہ وہ عاجز ہوکر نکل
بھاگی اور یہان آکر پوشیدہ ہوئی ملکہ مہرنگار کو بہرام قلندر نے باہر بلایا عمرو نے پہچانا اور بہت سا عذر کیا مگر ملکہ نے
نہ سنا عمرو نے کہا مجھسے خطا ہوئی عفو کرو اور میرے ساتھ چلو ملکہ نے کہا اب مین تیرے ساتھ نہ جاؤنگی جب خدا
امیر بادقیر حمزہ صاحبقران سے ملائیگا تو آؤنگی عمرو نے ناچار ہوکر ملکہ مہرنگار کو حباب مار کر بیہوش
کیا اور لپشتارہ باندھ کر طرف قلعے کے روانہ ہوا

دو کلمے داستان شوکت نشان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر بادقیر حمزہ صاحبقران زمان بیان کیے جاتے ہین

رہبران منازل مصیبت و رنج و الم و بادیہ پیمایان مراحل اندوہ و غم اس داستان صعوبت نشان کو یون
زیر قلم کرتے ہین کہ امیر بادقیر حمزہ صاحبقران زمان سختیان راہ کی اُٹھاتے ہوئے اور مسافتین طے کرتے
ہوئے چلے آتے ہین بعد مدت مدید کے ایک شہر معلوم ہوا راہگیرون سے دریافت کیا کہ یہ سامنے شہر کونسا
ہے اور عملداری کس بادشاہ کی ہے اُن لوگون نے کہا کہ وہ سامنے شہر مدائن ہے اور بادشاہ نوشیروان عادل زمان
ہے امیر بہت خوش ہوئے کہ الحمد للہ پروردگار عالم نے پھر اپنا شہر دکھایا پردہ دنیا پر پہونچایا امیر بادقیر جلد جلد ہرنی
کرتے ہوئے شہر مین آکے طاق کسری دیکھا باغ مراد نظر پڑا جسمین عشق ملکہ مہرنگار سے ہوا تھا امیر فوراً اُس

باغ میں داخل ہوئے دیکھا دو آدمی باغ کی گلگشت کر رہے ہیں امیر جب اُنکے قریب پہونچے اُن دونوں نے کہا تم کون ہو
امیر نے جواب دیا میں مسافر ہوں تم دونوں کون ہو اُنھوں نے کہا ہمیں دیو معمار یہاں اُٹھا لایا ہے ہم شہر مدائن کے رہنے والے
ہیں نام ہمارے خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول ہیں امیر باتوقیر باغ مراد میں خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول سے کھڑے
باتیں کرتے تھے کہ یکایک دیو معمار سامنے سے آیا اور باتیں کہکر امیر پر دار ششتاد کا وار کیا امیر نے خالی دے کر نعرہ کیا کہ نم
ہو یہ من اللہ حمزہ صاحبقران زمان بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف یہ کہکر ڈال کمر پر ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی
کا مارا کہ دیو معمار دو ٹکڑے ہوکر گرا بعد اُسکے امیر یہاں سے ہیں پہنچے خواجہ بہلول نے کہا کہ بھائی ہمیں بھی ساتھ لیلو امیر نے فرمایا اچھا
خواجہ آشوب و خواجہ بہلول امیر کے ہمراہ ہوئے تھوڑی دور راہ طے کی تھی دیکھا دیو ہومان سامنے سے چلا آتا ہے امیر کو دیکھتے
ہی للکارا ہاتھی اوادم زاد اب میں تجھے کب چھوڑتا ہوں میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا یہ کہکر دو ہزار من کا سنگ گول دستہ
بڑھکر مارا امیر نے خالی دے کر چوہاتھ تیغ عقرب سلیمانی کا مارا دیو ہومان کے دو ٹکڑے ہوئے امیر باتوقیر اُسکو مار کر آگے
بڑھے آتے آتے ایک پہاڑ کے برابر پہونچے دیکھا ایک سوداگر مع جمعیت کثیر ایک مقام پر اُترا ہوا ہے امیر نے اُس سوداگر سے
کہا مجھے دنیا پر پہونچا دیجیے اُس سوداگر نے کہا اگر میری بیٹی سے نکاح کرو تو میں تمکو دنیا پر پہونچا دوں امیر نے کہا ایک مرتبہ تو
میں نکاح کرکے یہیں پھنس چکا ہوں اب میں نکاح نہ کرونگا اُس سوداگر نے خواجہ بہلول اور خواجہ آشوب سے کہا کہ تم امیر کو
راضی کرو میں تمکو دو بریان دونگا اور دنیا میں بھی پہونچا دونگا خواجہ بہلول اور خواجہ آشوب نے امیر کو بڑی کوشش سے
راضی کیا اُس سوداگر نے امیر کا نکاح اپنی دختر کے ساتھ کر دیا جب شب کو امیر باتوقیر صحبت آرا سے خلوتکدہ عروس ہوئے
دیکھا کہ یہ تو آسمان پری ہے امیر نہایت پریشان ہوئے اور کنارہ کشی کی آسمان پری امیر کے قدموں پر گر پڑی اتنے میں
عبد الرحمن جنی بھی آئے اور امیر کو سمجھایا اور کہا خدا را معاف کیجیے اور گلستان ارم میں تشریف لیچلیے امیر نے کہا ارے
خدا میری جان چھوڑو میں ہرگز اب گلستان ارم کو نہ جاؤنگا آسمان پری اور عبد الرحمن جنی نے قسم کھائی کہ چھ مہینے
کے بعد ضرور پردۂ دنیا پر آپکو پہونچا دینگے مجبور و ناچار ہوکر امیر باتوقیر مع خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول آسمان پری
کے ہمراہ گلستان ارم کو تشریف فرما ہوئے

دو کلمے داستان حیرت نشان دوندہ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ شاہ عیاران عیار یعنے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کے بیان میں

کرشمہ سازان دفتر عیاری و پیروی کنندگان خیالات طرازی عبارات داستان مطول کو نہایت مختصر کر کے یوں لکھتے ہیں کہ جب
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ملکہ مہرنگار کا پشتارہ باندھکر روانہ ہوئے بیچ راہ میں دیکھا کہ کنارہ کابلی اور خجستہ ایلچی
اور مہتر شاہین تینوں چلے آتے ہیں عمرو نے چاہا کسی جگہ میں چھپ جاؤں اُن تینوں نے عمرو کو پہچان لیا اور میان
سے تیغے پکڑ کے عمرو پر آپڑے عمرو نے بھی تیغہ کھینچا لڑائی ہونے لگی تیغہ چلنے لگا مگر عمرو کا یہ حال ہے کہ لڑتا جاتا ہے اور پشتارے
کو بچاتا جاتا ہے خجستہ ایلچی نے آگے بڑھکر عمرو کو تیغہ مارا عمرو نے پھرتی سے خالی دے کر ایسا تیغہ کا مارا خجستہ ایلچی دو
ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا شاہین نے ڈر کر لشکر میں زوبین کامرانی کے خبر کردی کہ عمرو پشتارہ لیے ہوئے ملکہ مہرنگار کا
جاتا ہے میں اور کنارہ کابلی اور خجستہ ایلچی نے گھیرا ہے تیغہ چل رہا ہے مگر خجستہ مارا گیا اُسی وقت زوبین کامرانی ڈیڑھ لاکھ
فوج لیکر آیا اور عمرو کو گھیر لیا عمرو پشتارہ بدوش یکہ و تنہا لڑ رہا تھا اب جو فوج کثیر نے آکر گھیر لیا ہراسان ہوکر ہاتھ بسوے
آسمان دعا کے واسطے بلند کیے اور دعا بدرگاہ قاضی الحاجات کرنے لگا ابھی دعا تمام نہوئی تھی دیکھا گرد بیابان سے اُٹھی
کہ تمام میدان تیرہ و تار ہو گیا جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا تو علمدار نارنجی پوشش چالیس ہزار سوار سے لشکر کفار پر آپڑا تلوار

۱۲

چلنے لگی پھر ہزارون کو قتل کرکے لشکر زوبین کامرانی کو بھگا دیا اور ملکہ دو تین کوس تعاقب کیا مگر لشکر کفار کہین نہ ٹھہرا
پراگندہ ہوکر تمام مال و اسباب لشکر کا لوٹ لیا اور نقابدار زرنجی پوش نے عمرو کو قلعے تک پہونچا دیا اور آپ صحرا کی طرف راہی ہوا
مگر خواجہ عمرو سے کہدیا کہ خاطر جمع رکھیے گا ہمیشہ مجھکو اپنے قریب سمجھیے گا ادھر کفار نے نرغہ کرکے قلعہ کو گھیر لیا اور ایک
عرضی نوشیروان کو لکھی کہ عمرو نے ہمکو بارہ برس سے خراب و خستہ حیران و پریشان کر رکھا ہے اب حضور کوئی تدبیر
ایسی کرین کہ قلعہ فتح ہو یہ عرضی لکھکر سانڈنی سوار کو دی اور وہ سانڈنی سوار شکل باد تند کے روانہ ہوا ادھر عمرو نے دیکھا کہ
آذوقہ ختم ہو چکا عمرو نے حاکم قلعہ سے پوچھا کہ کوئی قلعہ یہان اور ہے اُسنے کہا کہ پانچ کوس بریان سے قریب ایک قلعہ ہے کہ نام
اُسکا طلب البحر ہے اور حاکم وہان کا جمشید شاہ ہے اور اُسکے وزیر کا نام ہومان ہے غرض عمرو نے یہ سنکے اُسی وقت چالیس پہلوانون
کو صندوقون مین مسلح و مکمل کرکے مقفل کیا اور اُن صندوقون کو کشتیون پر بار کیا اور تاجر بنکے دریا کی راہ سے روانہ ہوا جب
عمرو قریب قلعہ پہونچا ساکنان قلعہ نے دوربینون سے دیکھا کہ بہت سی کشتیان قلعے کی طرف آتی ہین گولہ اندازون نے
توپون پر بتی دی گولے مارنا شروع کیے عمرو نے چادر امن ہلائی اور ایک آدمی سے کہلا بھیجا کہ ہم تاجر ہین اور ظلمات سے
آیا ہون اور پانی چشمہ حیات کا لایا ہون لوگون نے بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے اپنے وزیر ہومان سے کہا کہ تو جا کر دیکھ
کون سوداگر ظلمات سے آیا ہے ایسا نہو کہ عمرو دھوکا دے کر قلعے مین آجائے تم جا کر حال سوداگر کا دریافت کرو ہومان وزیر
اُسی وقت سوداگر نقلی کے برابر آیا اور حال دریافت کرنے لگا عمرو نے کہا اے فرزند تیرا باپ ہامان تو اچھی طرح سے ہے ہومان
نے کہا کہ میرے باپ ہامان نے انتقال کیا سوداگر نے کہا کہ وہ میرا بھائی تھا مین اُسکے واسطے آب بقا لایا ہون اب اُسکے بدلے
تجکو پلاؤنگا ہومان وزیر بہت خوش ہوا اور بادشاہ سے آکر عرض کیا کہ یہ تاجر میرا چچا ہے ظلمات سے آیا ہے آب حیات لایا ہے
بادشاہ نے کہا اگر یہ سوداگر تیرا چچا ہے تو بلا لا غرض ہومان وزیر عمرو کو اپنے مکان پر لایا سوداگر نے صندوق اُٹھوا کر کنارے
رکھوا دیے اور سب کو صندوقون مین ہوشیار کر دیا اور کہدیا کہ جسوقت سفید مہرے کی آواز تمھارے گوش زد ہو سبکے سب
تلوارین پکڑ کے نکل آنا اور برابر قتل و قمع کرنا الغرض ہومان نے سوداگر کی دعوت کا سامان کیا بعد فراغت آب و طعام سب
اپنے اپنے بستر خواب پر گئے عمرو دو پہر رات گئے اُٹھا اور کمند پھینک کر ایوان شاہی مین پہونچا فوراً بادشاہ کو سوتے مین پاکر
بیہوش کیا اور زنبیل مین ڈال لیا اور آپ اُسکی صورت بنکر صبح کو دربار مین آیا جب دربار سب جمع ہو چکا سب سردارون سے
کہا کہ ہمنے تو دین عمرو کا اختیار کیا ہومان وزیر نے کہا اے بادشاہ آپ نے بُرا کیا ہم کبھی دین اسلام قبول نہ کرینگے عمرو
نے تلوار کھینچکر وزیر کے ایک ہاتھ مارا کہ سر اُسکا کٹ کر دھڑ سے گر پڑا سب دوڑ کر لوٹ پڑے سب سمجھ گئے کہ یہی عمرو ہے اُس وقت
عمرو نے سفید مہرہ بجایا فوراً چالیسون پہلوان تلوارین پکڑ کے اُتر پڑے تلوار چلنے لگی صدہا کفار کو قتل کیا کشتون کے پشتے ہوئے
خون کا دریا بہنے لگا سب ادھر اُدھر جان بچا کر بھاگنے لگے گوشہ امن مین چھپتے تھے چہار طرف شور الامان الامان بلند ہوا
عمرو نے سب کو امان دی سب کفار ایمان لائے مسلمان ہوئے فوراً بتخانے کھدوا ڈالے مسجدین تعمیر ہونے لگین کلمہ طیبہ
ہر ایک کی زبان پر جاری ہوا عمرو نے جمشید کو زنبیل سے نکالا اور اُسکو بھی مسلمان کرکے کلمہ طیبہ پڑھایا تمام شہر اسلام آباد
ہوا بادشاہ جمشید نے کہا کہ اب ملکہ مہر نگار کو لے آئیے عمرو نقب کی راہ سے ملکہ مہر نگار کو مع فوج کے قلعہ طلب البحر
مین لے گیا صبح کو ہرمز اور زوبین کامرانی کو خبر ہوئی کہ عمرو مع ملکہ مہر نگار وغیرہ قلعہ خالی کرکے چلا گیا کفار نے قلعہ کو
اپنے قبضہ مین کیا اور دریافت کیا کہ اب عمرو وغیرہ سب کہان گئے ہرکارون نے خبر لا کر دی کہ عمرو و ملکہ مہر نگار
قلعہ طلب البحر مین ہین ہرمز اور زوبین کامرانی بھی فوج لیکر تعاقب کنان کوچ کرکے چلے جب برابر طلب البحر کے
پہونچے قلعہ کو گھیر لیا اور دوسری عرضی نوشیروان کو اور تحریر کی کہ ہم اب تو نان شبینہ کو محتاج ہو گئے ہین اگر کسی کو مدد کیلیے

بھیجیے یا خود تشریف لائیے جب وہ عرضی دربار نوشیروان مین پہونچی نوشیروان نے عرضی پڑھوائی مضمون عرضی سے
آگاہ ہوا ارادہ کوچ کا کیا حکیم بزرجمہر نے منع کیا کہ آپ کا جانا بہتر نہین ہے ایسا ہو کہ عمرو کے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہو جیے ابھی
اس قدر صدمہ بار بار اٹھائے بختک نے کہا حمزہ قاف مین مرگیا بزرجمہر نے کہا کہ رخ جانور لیکر اڑتا تھا لیکن بحکم خدا خواب
نظر نے روکا حمزہ کی جان بچ گئی بختک نے کہا ای حکیم صاحب بیٹھیے تو آپ یہان ہین اور خبر قاف کی دیتے ہین پھر بختک
نے ایک گائی منگائی کہ وہ گابھن تھی پوچھا ای خواجہ بزرجمہر فرمائیے اس گائے کے پیٹ مین بچہ کیسا ہے بزرجمہر نے
کہا اس گائے کے پیٹ مین بچہ صندلی رنگ کا ہے اور بعض سیاہ ہے بختک نے اس گائے کے شکم کو چاک کروایا دیکھ کہ
موافق فرمانے حکیم بزرجمہر کے بچہ اس گائے کے شکم سے نہ نکلا کیونکہ رنگ بچہ کا ویسا نہ پایا تھا خلاف قول بزرجمہر کے ظاہر
ہوا یہان بختک نے پہلے سے یہ شرط کی تھی اگر آپ کے قول کے خلاف ہوگا تو جو چاہونگا آپ کا حال کرونگا اور نہین تو آپ
کو اختیار ہے جو چاہیے گا میرا حال کیجیے گا جب خلاف قول بزرجمہر ظہور مین آیا تو بزرجمہر معقول ہوے بادشاہ نے بزرجمہر
کو بختک کے حوالے کیا بختک نے اپنے گھر مین لاکر بزرجمہر کی بہت زدوکوب کی اور چاہا کہ قتل کرے بختک کی مان
نے منع کیا آخر کار بختک نے بزرجمہر کی آنکھون مین نیل کی سلائیان پھروادین حکیم بزرجمہر اندھے ہو گئے پھر بختک نے
بزرجمہر کو اپنے گھر مین قید کیا بعد اُسکے دربار مین بادشاہ کے آیا نوشیروان کے بھانجے سعد و سعید اُدھر سے آتے تھے
اُنھون نے اُس بچے کو جو دیکھا تو ہوا لگ کر وہی رنگ صندلی ہو گیا تھا اُن دونون نے نوشیروان کو وہ بچہ لاکر دکھایا
نوشیروان نے بختک سے کہا کہ حکیم بزرجمہر کو جلد لاؤ حکیم صاحب کا کہنا صادق آیا بختک نے کہا مین نے بزرجمہر کو قتل
کیا بادشاہ غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ ابھی بختک کی قوم بھر کو قتل کرو بختک قدمون پر بادشاہ کے گر پڑا اور کہا حضور حکیم
بزرجمہر زندہ ہین لیکن مین نے انکی آنکھون مین نیل کی سلائیان پھرواکر اندھا کردیا ہے مین ابھی حاضر کرتا ہون یہ کہکر بختک
گھر اپنے گیا اور خواجہ بزرجمہر کو ہاتھ پکڑ کر لایا نوشیروان کو بڑا صدمہ ہوا اور کف افسوس ملے اور بزرجمہر سے بادشاہ
نوشیروان نہایت شرمندہ ہوا اور کہا ای عمو جان مجھسے بھی خطا ہوئی معاف فرمائیے بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ آپ کی
خطا کچھ نہین میری قسمت مین یہی تھا جو ظہور مین آیا اب مجکو گھر پہونچوا دیجیے جب حمزہ آئینگے تو میری آنکھون کا علاج ہوگا
مگر آپ سے کہے دیتا ہون کہ آپ قلعہ جات پر لشکر کشی ہرگز نہ کیجیے گا آپ کے حق مین بہت زبون ہوگا یہ کہکر حکیم
بزرجمہر تو اپنی دولت سرا کو گئے یہان بختک نے بادشاہ نوشیروان کو اغوا کیا اور ایسا کہکر اُبھارا کہ بادشاہ نوشیروان
لاکھ سوار کی جمعیت سے قلعہ حلب البحر کی جانب روانہ ہوا اُدھر ہرکارون نے شہر فرود فرامرز کو خبر پہونچائی کہ بادشاہ
نوشیروان مع فوج آپہونچا شہر فرود فرامرز مع سرداران استقبال کو بادشاہ کے آئے اور برابر قلعہ حلب البحر کے لائے
عمرو بھی بادشاہ نوشیروان کے سامنے آیا اور سلام کرکے کہا کہ آپ آئے تو ہین مگر بہت خراب ہو جیے گا دیکھیے تو آپ کو
کیسا ذلیل و خوار کرتا ہون بادشاہ نے پوچھا کہ عمرو کیا کہتا ہے لوگون نے کہا آپ کو دشنام دیتا ہے غرضکہ پھر دو دن کے فرامرز نے
بادشاہ نوشیروان کی دعوت بڑی دھوم سے کی عمرو بھی رات کو ایک گویے کی صورت نہایت حسین و خوبصورت بنکر اُس صحبت
مین آیا اور بعد فراغ طعام جب جلسہ رقص آغاز ہوا عمرو بھی گایا بجایا ایسا مزا دکھایا اور ایسی تانین اُڑائین کہ تمام صحبت کو گویا
مست کردیا پھر بادشاہ سے حکم لیکر ساقی گری کی اور داروے بیہوشی شراب مین ملاکر سب کو شراب پلائی تمام صحبت بیہوش
ہوئی عمرو نے اُٹھکر پہلے بختک کی داڑھی مونچھین مونڈین اور عورت حسین کی صورت بنایا اور نوشیروان کو بھاٹ کی
شکل بناکر بختک کے ساتھ سلادیا پھر سبکی داڑھیان مونچھین مونڈین اور ہاتھ پاؤن کالے نیلے پیلے کیے اور کسی کو بندر
کی صورت اور کسی کو قلندر و مچھندر بنایا اور تمام مال و اسباب صحبت عیش کا لیکر نذر زنبیل کیا اور وہان سے روانہ ہوا

صبح کو نوشیروان کی جو آنکھ کھلی اپنے تئین عجیب حالت سے پایا تمام بہت کا عجیب رنگ دیکھا نہایت بادشاہ شرمندہ اور
ذلیل ہوا پھر وہان پرچہ کاغذ پایا اسکو جو پڑھا اسمین لکھا تھا کہ ہم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ای بادشاہ اگر مین چاہتا تم سب کو
قتل کرتا لیکن مین نے تم سب پر ترس کھا کر رعایت کی وہ پرچہ کاغذ پڑھکر نوشیروان نے بختک کو خوب پٹوایا اور
ایک نامہ قلعۂ گنج مغرب کو لکھا کہ عمرو نے بہت سے قلعے لیلیے ہین تم سب ہوشیار رہنا جب نامہ بادشاہ نوشیروان
کا قلعۂ گنج مغرب مین پہونچا اور حاکم نے وہان کے بادشاہ کا نامہ پڑھکر یہ جواب لکھا کہ غلام بہت ہوشیار ہی اور اپنے
عیار کو خدمت حضور مین بھیجتا ہی جو کار اہم ہو اس سے لیجیے گا یہ جواب حاکم قلعۂ گنج مغرب نے لکھکر اپنے عیار مہتر سماوا
کے ہاتھ نوشیروان کے پاس روانہ کیا جب مہتر سماوا خدمت بادشاہ مین پہونچا نامہ نوشیروان کو دیا بادشاہ جواب نامہ
پڑھکر بہت خوش ہوا سماوا نے عرض کیا اگر حکم ہو تو ملکہ مہرنگار اور عمرو کو پکڑ لاؤن بادشاہ نے کہا بہتر ہی جا مہتر سماوا عیار
سکار چلا اور قریب قلعے کے پہونچا دیکھا وہان پہرا پہلوان عادی کا ہی سماوا آنکھ بچا کر قلعے مین آیا ایک حجرے مین گیا دیکھا
کہ ایک شخص مست بیٹھے ہوئے سجدہ کر رہا ہی سماوا نے جلدی سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو کون ہی اُسنے کہا میرا نام آغا بلبل
ہی داروغہ باورچی خانے کا ہون اس قلعہ مین سب مسلمان ہو گئے مگر مین صدق دل سے مسلمان نہین ہوا سماوا نے
کہا مین عیار ہون بادشاہ نوشیروان کا اگر تو ملکہ مہرنگار کو گرفتار کرا دے تو مین تجکو نوشیروان سے کہکر اس قلعہ کا بادشاہ
کرا دونگا آغا بلبل سماوا کو اپنے ساتھ لیکر باورچخانے مین آیا سماوا ایک بڑھیا کی صورت بنا جب خاصہ تیار ہو چکا اُسنے سب
کھانون مین بیہوشی ملا کر محل مین بھیجدیا ملکہ مہرنگار وغیرہ نے کھانا کھایا رات کو سب بیہوش ہو گئے مگر اُس روز عمرو
کو بھوک نہ تھی اتفاقاً اُسنے کھانا نہ کھایا سب اپنے اپنے مقام پر سو رہے سماوا دو پہر رات گئے بڑھیا کی صورت
بنا ہوا محل مین آیا دیکھا سب کے سب بیہوش پڑے ہین مگر عمرو نہین ہی سماوا نے ملکہ مہرنگار کا پشتارہ باندھکر مع
آغا بلبل کے لیکر چلا آغا بلبل کی زوجہ نے کہا مجھے بھی لیتے چلو نہین تو عمرو مجکو مار ڈالیگا آغا بلبل نے تلوار کھینچکر
ایک ہاتھ اپنی زوجہ کے مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا اور پہلوان عادی کے پہرے سے مہتر سماوا وغیرہ نکلکر چلے ادھر
عمرو نے خواب مین امیر ابو تیر کو دیکھا کہ بیقرار ہو کر آئے ہین اور کہتے ہین ای خواجہ تم ایسے غافل سوتے ہو ہوشیار
ہو ملکہ مہرنگار کو عیار نوشیروان کا لیے جاتا ہی عمرو گھبرا کر اُٹھا محل ملکہ مہرنگار مین آیا ملکہ مہرنگار کو کہین نہ پایا
فوراً نکل کر چلا یہان آغا بلبل سے اور سماوا سے تکرار ہوئی سماوا نے کہا نوشیروان کے پاس لیجاؤنگا آغا بلبل نے
کہا میرے بادشاہ کے پاس بھیجو غرضکہ دونون مین تلوار چلی سماوا نے آغا بلبل کو مار ڈالا اس عرصے مین عمرو بھی
آپہونچا اور نعرہ کیا کہ باش او ناعیار سکار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر تیری امان نہین ہی سماوا نے یہ سنکر پنجہ کھینچا عمرو
نے بھی میان سے پنجہ لیا لڑائی ہونے لگی عمرو نے ایک مقام پر جھکائی دیکر جو ہاتھ پنجہ کا مارا سر سماوا کا کٹ کر الگ
جا گرا عمرو نے پشتارہ ملکہ مہرنگار کا اُٹھا لیا اور قلعے کی طرف راہی ہوا اور صبح کو داخل قلعہ ہوا محل مین لاکر ملکہ مہرنگار
کو ہوشیار کیا مسند پر بٹھایا اور پہلوان عادی پر بہت خفا ہوا کہ تم پہرے پر ایسے غافل رہتے ہو کہ کچھ کسی کی تمکو خبر
نہین رہتی ادھر نوشیروان کو ہرکارون نے پرچہ اخبار گذرانا کہ آغا بلبل اور سماوا عیار مارے گئے لاشین دونون کی آئین
نوشیروان نے لاشین اُنکی قلعۂ گنج مغرب مین بھیجدین حاکم قلعہ نے لاشون کو دیکھا اور کمال افسوس کیا اُسی وقت
چہار لاکھ فوج جرار سے غزور عاد کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور نوشیروان سے کہلا بھیجا کہ اُدھر سے آپ دھاوا کرین ادھر
دریا کی طرف سے مین دھاوا کرتا ہون غرضکہ ادھر نوشیروان نے تیاری دھاوا کرنے کی کی اور ادھر دریا کی طرف سے بادشاہ
گنج مغرب فوج لیکر چلا دوسرے دن سامنے سے دریا مین کشتیان دکھائی دین عمرو نے قلعہ پر سے توپین مارنی شرو

گئین ایسے گولے مارے کہ بہت سی کشتیان غرق دریاے فنا ہوئین ادھر نوشیروان نے بھی دھاوا کر دیا اب کوئی چارہ
نہین عمرو عاجز ہوا اور دعا کرنے لگا یکایک دیکھا کہ نقابدار نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار کے پیدا ہوا اور دہین سے
نعرہ کیا باش او کفارو مین آپہونچا اور آتے ہی دریا مین گھوڑا ڈال دیا غرور عاد سے مقابلہ ہوا اُسنے اژدہا مار نقابدار نے
خالی دے کر جو ہاتھ تلوار کا مارا غرور عاد کے دو ٹکڑے ہو گئے پھر بادشاہ کو بھی جو رنگ ہوا کیا کشتیان سب غرق دریاے
فنا ہو گئین نقابدار اُدھر سے پھر کر لشکر نوشیروان پر گرا عمرو بھی فوج لیکر قلعے کا دروازہ کھول کر نکلا ملدار چلنے لگی نوشیروان
نے شکست پائی فوج بھاگی تین کوس تک برابر تعاقب کنان نقابدار تلوارین مارتا ہوا گیا سب کو بھگا دیا اور سرداران
نامی کو قتل کیا عمرو نے بڑا لشکر نوشیروان کا لوٹ لیا اور نقابدار کو دعائین دیتا ہوا تحسین و آفرین کرتا ہوا قلعے مین داخل
ہوا اور نقابدار نارنجی پوش مع اپنے سرداران جرار کے صحرا کی طرف روانہ ہوا انکو تو یون نہین چھوڑیے

دو کلمے داستان عجائب و غرائب وکیفیت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین

کیفیت نمایان طلسم پرزادان و مشاہدہ کنندگان عجائب و غرائب پرستان قلم سحر رقم سے اس داستان شنیدہ سامع
کو یون تحریر کرتے ہین کہ ایک روز امیر باتوقیر نے خواب مین دیکھا کہ ملکہ مہرنگار مضطر و بیقرار دریاے خون مین ڈوبی جا
کہتی ہے اے حمزہ جلد میرا ہاتھ پکڑ لو مجھکو بحر فنا سے نکالو امیر باتوقیر نے چاہا کہ بڑھکر ہاتھ ملکہ مہرنگار کا پکڑ لین کنارے
دریاے خون کے امیر پہونچے تھے کہ آنکھ کھل گئی امیر باتوقیر چیخین مار کر رونے لگے آسمان پری گھبرا کر اٹھ بیٹھی اور
پوچھا اے حمزہ خیر تو ہے کیا ہوا کیا تم بدخواب ہو کر ڈر گئے امیر باتوقیر نے جو کچھ خواب پریشان دیکھا تھا آسمان پری سے بیان
کیا آسمان پری نے کہا اے امیر نہ گھبراؤ انشاءاللہ بہتر ہوگا ملکہ مہرنگار اچھی طرح سے ہے کیونکہ تعبیر خواب برعکس ہوتی ہے
اب مین تمکو کل پردۂ دنیا پر پہونچا دونگی خاطر جمع رکھو غرضکہ جب صبح ہوئی ملکہ آسمان پری نے چار دیوون کو بلایا اور تخت
پر امیر کشور گیر کو بٹھایا اور حکم دیا کہ امیر کو بہ عیش و آرام بہ حفاظت تمام پردۂ دنیا پر پہونچا آؤ امیر بہت خوش ہوئے اور
ملکہ آسمان پری اور قریشہ سلطان سے رخصت ہوئے دیو چاہتے ہین کہ تخت ہاتھون پر اٹھائین یکایک سامنے
سے سلطان ارزق پری روتی پیٹتی آئی اور ملکہ آسمان پری سے کہا کہ آپ کے والد نامدار شہپال شاہ نے قلعۂ
زرین حصار مین قضا کی آسمان پری یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی منھ اپنا پیٹنے لگی اور سر کے بال نوچنے لگی اور اسقدر روئی
کہ غش کر گئی امیر نے گلاب و کیوڑا چھڑکا دامن کی ہوا دی جب آسمان پری کو ہوش آیا امیر سے کہا اے حمزہ اتنا احسان
تمھارا اور ہوگا کہ تم چالیس روز اور تامل کرو کہ مین اپنے باپ کی صف ماتم اور فاتحہ خوانی وغیرہ سے فرصت کر لون تو آپکو
پردۂ دنیا پر پہونچا دون امیر کو ٹھہرنا مناسب ہوا مجبور ہو ناچار ہو کر منظور کیا آسمان پری نے ارزق پری کو سات
کنجیان دے کر کہا کہ تم امیر کے پاس رہو دل بہلاؤ اگر جب امیر بہت گھبرائین تو یہ کنجیان کوٹھریون کی لو اور اُنکی امیر کو
سیر کرانا مگر چھ کوٹھریون کی سیر کرانا ساتوین کوٹھری مین امیر کو نہ لیجانا آسمان پری یہ کہکر قلعہ زرین حصار کی طرف
روانہ ہوئی اور اپنے باپ کی لاش پر آئی اور صف ماتم بچھائی فاتحہ خوانی وغیرہ مین مصروف ہوئی وہان امیر اور ارزق پری
گلستان ارم مین رہنے لگے بعد دس روز کے امیر کا بہت جی گھبرایا ارزق پری نے ایک کوٹھری کھولی امیر
اُس کوٹھری مین گئے دیکھا اُسمین ایک سیب رکھا ہے امیر نے اٹھا کر اُسے سونگھا فوراً بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے
جو آنکھ کھلی تو ایک باغ نو آراستہ نہایت شاداب و شگفتہ دیکھا اور اُسمین ایک بارہ دری نظر پڑی خرامان خرامان اُس
بارہ دری کے اندر پہونچے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین حور وش حور لقا مسند جواہر نگار پر جلوہ گر ہے امیر دیکھتے ہی اُسکی شکل

پر

شمائل پر عاشق ہوئی اُسنے بعد لطف و کرم بلا کر پہلو مین بٹھایا محبتانہ باتین کین بعد اُسکے امیر نے اُسکے ساتھ عقد کیا چار برس
کے عرصے مین دو لڑکے اُس سے پیدا ہوئے ایک روز اُس نازنین نے ایک سیب تر و تازہ امیر کو دیا امیر نے جو سونگھا فوراً
بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ جو کھلی دیکھا ارزق پری کے پاس بیٹھا ہون امیر نے کہا اے ارزق پری تو نے مجکو
وہان سے کیون بلا لیا وہان میرے دو بیٹے ایک زوجہ ہے ارزق پری نے کہا اے حمزہ کچھ آپ کو خبر ہے ایک گھڑی ہوکے
عرصے مین بی بی بچے ہوگئے امیر نے کہا مین چار برس وہان عیش و عشرت مین رہا ارزق پری نے کہا کہ گھڑی بھر بھی نہ
گذری ہوگی جو آپ سیر کرکے پھر آئے غرضکہ ارزق پری نے دوسری کوٹھری کھولی اُسمین جو امیر گئے وہان ایک شیر سے
سامنا ہوا اُس شیر کو امیر نے مارا تیسری کوٹھری مین ایک بادشاہ سے مقابلہ ہوا امیر نے اُسکو بھی قتل کیا چوتھی کوٹھری مین
جو امیر گئے وہان ایک دیو کو مارا پانچوین کوٹھری مین خرس کو قتل کیا اور چھٹی کوٹھری مین دنیا کی سیر کی ساتوین کوٹھری ارزق پری
نہ کھولتی تھی زبردستی امیر نے ارزق پری سے کنجی چھینکر کوٹھری کھولی اُسمین جاکر دیکھا تو دیوار نائیس اور رحم پری اور
دردانہ پری اور حمیرا پری یہ اُلٹے لٹکے ہوئے ہین وہ زندان خانہ سلیمانی تھا امیر نے اُسی وقت ان سب کو رہا کیا
بعد اُسکے دیکھا کہ ایک بچہ گھوڑے کا سر حبشی بچھیرا سا ہے امیر کے آیا امیر نے پوچھا اے ارنائیس یہ بچھیرا گھوڑی کا کہان سے
آیا اور کون ہے ارنائیس نے کہا یہ فرزند میرا ہے جب مین رحم پری سے جفت ہوا تھا تو رحم پری گھوڑی کی شکل بنی ہوئی
تھی مین گھوڑا بنکر اُسپر چڑھا اور رحم پری سے جفت ہوا یہ جب قید ہوئی تب حاملہ تھی یہان یہ گھوڑا پیدا ہوا امیر نے اُسکو
اپنا بیٹا کیا اور سب کو چھوڑکر باہر لائے یہ دیکھکر ارزق پری آسمان پری کے پاس خبر دینے کو چلی یہان امیر باتوقیر
سہری پر ملکہ آسمان پری کی دونون پریون سے ہمبستر ہوئے شربت وصل سے دونون کو سیراب کیا دونون صدف نے
دو گوہر نایاب پائے یعنی وہ دونون پریان حاملہ ہوئین ایک کے بطن سے قمر نژاد اور ایک کے بطن سے گوہر نژاد پیدا ہوا ہے
اُسمین ایک طرفدار شہزادہ بدیع الزمان کا اور ایک طرفدار قاسم عالیشان کا ہوجاتا ہے غرضکہ بعد وصال پریان اُن
پریون کو اپنے اپنے شہر کی طرف رخصت کرکے روانہ کیا اور آپ تخت پر بیٹھکر ہمراہ ارنائیس اور رحم پری اور اشقر دیوزاد
اور خواجہ آشوب و خواجہ بہلول پردۂ دنیا کی طرف چلے اُدھر سلطان ارزق پری گھبرائی ہوئی ملکہ آسمان پری
کے پاس گئی اور ساری کیفیت بیان کی کہ امیر نے سب کوٹھریون کی سیر کرکے زندان خانہ سلیمانی سے سب کو چھڑایا یہ سنتے
ہی آسمان پری پریشان ہوئی اور غضبناک ہوکر صف ماتم اپنے باپ کی چھوڑکر اُٹھی اور بہ تعجیل تمام وہان آئی جہان امیر
باتوقیر کو چھوڑ گئی تھی دیکھا وہان سے تا پتہ کوئی نہین معلوم ہوا کہ امیر سب کو ساتھ لیکر پردۂ دنیا پر گئے اُسی وقت گھبراکر
عبد الرحمن جنی کے پاس آئی پوچھا کہ جلد بتائے یہ آدم زاد کہان ہے عبد الرحمن جنی نے کہا کہ امیر باتوقیر مع ارنائیس
وغیرہ کوہ طور پر پہونچے ہین ملکہ آسمان پری یہ سنکر اُسی وقت مع عبد الرحمن جنی و چند دیوون کے بعد غیظ و غضب
کوہ طور کی جانب روانہ ہوئی یہان کا حال سنیے کہ امیر باتوقیر مع خواجہ آشوب وغیرہ کے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا پاکر دامنۂ
کوہ مین آرام کیا سوتے ہی غافل ہوگئے یہان اُسی غفلت مین آسمان پری مع عبد الرحمن جنی کے کوہ طور پر پہونچی
دیکھا دیوار نائیس اور رحم پری ایک مقام پر سو رہے ہین آسمان پری نے تلوار کھینچ کر ایک ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا
مارا کہ دونون کا سر کٹ کے الگ جا پڑا لاشے تڑپنے لگے عبد الرحمن جنی نے جو یہ دیکھا کہا اے آسمان پری غضب کیا
تو نے اب بہتر یہ ہے کہ یہان سے چلی جا ٹھہرنا مناسب نہین ہے اگر حمزہ دیکھیگا تو اسیوقت قتل کریگا یہ سنتے ہی آسمان پری
مع عبد الرحمن جنی وغیرہ کے وہان سے روانہ ہوئی اُدھر اشقر دیوزاد جو پھرتا چلتا آیا اپنے ماں باپ کو دیکھا کہ سر
جدا خون مین غلطان پڑے ہین سر جدا مثل حباب دریاے خون مین رواں دواں ہین اپنے تئین گرا دیا اور ر

خون مین لوٹ کر رونے لگا جان کھونے لگا یکایک امیر بالتوقیر بیدار ہوئے سوتے سے آنکھ کھل گئی اشقر دیوزاد کو بحال
خراب مضطر و بیتاب زار زار روتے پیٹتے دیکھا اور نائیس و ہم پری کو کشتہ پایا امیر نے فرمایا کہ یہ کام سواے آسمان پری
کے کسی کا نہین ہے افسوس صد افسوس اب مین کیونکر پردہ دنیا پر جاؤنگا اشقر نے کہا آپ پریشان نہون مین آپ کو
پردہ دنیا پر پہنچاؤنگا امیر بالتوقیر بعد بسیج ذالم اُن دونون کو دفن کرکے روانہ ہوئے اشقر نے کہا ای امیر اب میری پشت پر
سوار ہو لیجیے امیر نے کہا ابھی تو کچھ ہی سواری نہ دیکھیگا اشقر نے کہا ای امیر مین بچہ دیو ہون آپ کو اپنی پشت پر سوار
کرکے ضرور پردہ دنیا پر پہنچاؤنگا امیر نے فرمایا خیر ابھی تو تو میرے ساتھ چل مین پیدل چلتا ہون آگے بڑھکر دیکھا جائیگا
الغرض امیر بالتوقیر اشقر دیوزاد وغیرہ کو ہمراہ لیکر چلے جاتے جاتے تھوڑی دور پر حضرت خضر سے ملاقات ہوئی امیر
نے سلام کیا حضرت خضر نے فرمایا ای امیر یہان جناب والدہ ماجدہ مکرمہ معظمہ یعنی بی بی آصفاے باصفا تشریف
رکھتی ہین اُنکی بھی زیارت کرلو امیر اُسی وقت ہمراہ رکاب سعادت انتساب حضرت خضر بیابان نور مین آئے
اور ایک بی بی بلقیس عظمت سلیمان شوکت کو مسجد مین دیکھا کہ عبادت پروردگار مین برجوع قلب مشغول ہین حضرت
خضر نے کہا ای امیر آدرہ خداشناس گردون اساس یہی بی بی ہین یہ سنکے اُن معظمہ عالیہ نے سر اپنا بلند کیا امیر نے
مجرا کیا اور باادب بیٹھے اُن معظمہ عالی مقام نے ایک کمند عنایت کی اور فرمایا کہ یہ عمرو کو دے دینا اور اشقر دیوزاد کے تمام
جسم پر ہاتھ پھیر دیا کہ سب پر و بال لائق پرواز کرنے کے ہوگئے اور اسکے نعل استوار کردیے امیر نے کہا یہ کیلین کھل
جائینگی اور نعل گر جائینگے اُن بی بی معظمہ نے فرمایا جسدن یہ نعل اسکے پانون سے جدا ہوجائینگے اُسی دن اشقر کی قضا
بھی آئیگی اُدھر ملکہ آسمان پری نے بعد کئی دن کے عبد الرحمن جنی سے پوچھا کہ اب امیر بالتوقیر کہان ہین عبد الرحمن
نے کہا ای آسمان پری امیر کشور گیر اب بی بی آصفاے باصفا کی خدمت مین مشرف بہ زیارت ہین اور کل پردہ دنیا
پر پہونچ جائینگے آسمان پری یہ سنتے ہی اُسی وقت تخت پر مع قریشیہ سلطان بیٹھکر روانہ ہوئی جب ملکہ آسمان پری
بیابان نور مین بخدمت فیضدرجت معظمہ مکرمہ بی بی آصفاے باصفا حاضر ہوئی جھکے سلام کیا قریشیہ سلطان
بھی آداب بجالائی آسمان پری نے اُن معظمہ سے عرض کیا کہ حضور میرے وارث امیر بالتوقیر حمزہ صاحبقران
کو پردہ دنیا پر ابھی نہ پہونچائیے اُن معظمہ نے فرمایا کہ تو نے امیر کو بہت پریشان کر رکھا ہے نہایت اب مضطر ہے بس
اب تو امیر کو پردہ دنیا پر جانے دے کہ امیر کے وہان نہونے سے بہت کام راہ خدا کے بند ہین اور دروازے
دین خدا پر بستہ ہوکے مسدود ہین یہ سنکر آسمان پری نے جھنجھلاکے کہا اگر میرے حکم مین خلل آئیگا تو آپ کو مین اپنی
حملہ ہی سے اٹھادونگی یہ سنتے ہی دو کنیز خاص رب العالمین مخدومہ کونین بلند مرتبت عالی منزلت والدہ ماجدہ
جناب خضر بی بی آصفا کو غصہ آگیا اور زبان معجز بیان سے بعد غیظ و غضب فرمایا ای آسمان پری ابھی تو جلکر خاک
ہوجائیگی یکایک سب نے دیکھا کہ خود بخود آسمان پری کے لباس مین آگ مشتعل ہوئی اور شعلے اُٹھنے لگے آسمان پری
جلنے لگی قریشیہ سلطان نے جو مان کو آتش قہر خدا سے جلتے دیکھا سر پیٹ کر رونے لگی اور امیر بالتوقیر سے لپٹ کر
کہا ای بابا جان براے خدا میری مان کو جلد بچا لیجیے امیر نے کہا مین نہین جانتا تو خود ان بی بی کے قدمون پر گر کر آنکھین
مل قریشیہ سلطان اُسی وقت اُن معظمہ کے قدمون پر گر پڑی اور منت کی کہ براے خدا اب رحم کیجیے میری مان
کی خطا کو بخش دیجیے میرا سواے انکے کوئی نہین ہے ای ناظرین والا تمکین خداشناسون اور رحم دلون کا کیا مذکور ہم
جبر مین قہر غضب الہی کا سا سنا چشم زدن مین رحمت کی لغز قریشیہ سلطان نے جو ایسی الحاح و زاری اور منت
و عاجزی کی دریاے رحمت الہی جوش مین آیا اُن بی بی معظمہ کو رحم آگیا خاک سجادہ عبادت پروردگار کی اٹھاکر

ملکہ اسمان پری پر ڈال دی بحکم خدا آسمان پری جیسی تھی ویسی ہی ہوگئی آسمان پری قدموں پر اُن حضرت کے گر پڑی
اور عرض کیا عفو کیجیے مجھسے بڑی خطا ہوئی اور یہ کہکر رخصت ہو کے قاف کی طرف روانہ ہوئی ادھر امیر با توقیر کو ہی آصفا
نے دریاے آتش کے پار بہ اعجاز تمام و بحکم رب انام اُتار دیا حمزۂ صاحبقران خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول
کو لیے ہوئے ایک صحرا مین آئے دیکھا کہ دو بادشاہ لشکر گران لیے ہوئے آتے ہین اُسمین ایک کا نام ہومان گاؤ سر
اور ایک کا نام ھومل گاؤ سر تھا امیر کو جو اُن بادشاہون نے دیکھا جھک کر سلام کیا اور بڑے اعزاز و اکرام سے
ملاقات کی اور عرض کیا اے حمزۂ صاحبقران امیدوار ہون کہ ملکہ حمران بانو کو اپنی خدمت مین قبول کیجیے وہ میری
بیٹی ہے اگر آپ اُس سے عقد کر لیجیے تو مین آپ کو پردۂ دنیا پر پہونچا دون امیر نے انکار کیا بادشاہ نے کہا کہ پردۂ دنیا
پر آپ کا جانا نہو گا خواجہ آشوب نے امیر کو سمجھایا کہ آپ کا عقد کرنا بہتر ہو گا امیر بہ مجبوری راضی ہوئے بادشاہ
نے اقرار کیا کہ ہم آپ کو پردۂ دنیا پر پہونچا دینگے الغرض دولھن دولھا کو عروسانہ جوڑا پہنا کر سامان شادی کا مہیا کیا
امیر کا عقد حمران بانو کے ساتھ ہوا جب شب ہوئی تخلیہ ہو گیا امیر حمران بانو کے پاس چھپرکھٹ پر آئے امیر
نے دولھن کا گھونگھٹ جو اُٹھایا دیکھا گاے کا چہرہ ہے امیر کے دل نے احتراز کیا وہ عروس بہ شکل گاو امیر کے ہاتھ چاٹنے
لگی امیر نے ایک گھونسا اُس گاے کے منھ پر مارا دو دانت اُسکے ٹوٹ کر گر پڑے امیر اُسکی طرف سے پشت کر کے
سو رہے صبح کو اُس عروس نے اپنے باپ کو وہ دونون دندان شکستہ دکھائے اور کہا کہ آدم زاد نے شب کو گھونسا
مارا دانت میرے توڑ ڈالے اُس عروس کے باپ نے خواجہ بہلول سے کہا آپ کے شہر کا یہ کیا دستور ہے کہ دولھا
نے دولھن کے دانت توڑ کر کھونڈا کر دیا اور منھ بگاڑ دیا خواجہ بہلول نے کہا کہ ہمارے شہر کی ایک یہ اور بھی رسم ہے
کہ جب دولھن کو بیاہ کر لاتے ہین پہلے دریا کے پار ہو آتے ہین جب دولھن سے ہمبستری کرتے ہین اسی سبب سے
حمزہ شب کو دولھن کی طرف سے پشت کر کے سو رہے آج انشاء اللہ سب رسومات دنیا ظہور مین آئینگی یہ فقرہ تازہ
خواجہ آشوب نے بنا کر فوراً کشتیان طلب کین اور دولھن کو آراستہ و پیراستہ کر کے ایک کشتی پر بٹھایا اور ایک کشتی پر
آپ سب مع امیر کے سوار ہو لیے ملاحون سے حکم کیا کشتیان بہاؤ پر چھوڑ دی گئین جب کشتیان اُسطرف کے کنارے
کے قریب پہونچین امیر نے اُٹھکر ایک گرز گران سر دولھن کو مارا دولھن تو مر کر غرق دریاے فنا ہو گئی اور کشتی ٹکڑے
ٹکڑے ہو کر تباہ ہوئی امیر مع خواجہ بہلول وغیرہ جھپٹ کر اُس پار اُتر گئے بہ تعجیل تمام کنارے کنارے دریاے
اخضر کے چلے آگے بڑھکر دیکھا ایک صندوق بہا جاتا ہے امیر نے بڑھکے اُس صندوق کو روک لیا جب اُس صندوق
کو کھولا دیکھا کہ اُسمین نیزہ حضرت نوحؑ کا رکھا ہے امیر نے اُسمین سے نیزہ نکال لیا اور آگے بڑھے تھوڑی دور چلے
تھے کہ سامنے سے ایک قلعہ دکھائی دیا جب برابر اُس قلعے کے پہونچے ایک صداے مہیب آئی کہ باش اے آدم زاد
مین آپہونچا اور ایک فیر توپ کا کیا کہ گولہ سن سے ادھر ہی اوپر نکل گیا امیر با توقیر گرز گران سر ہاتھون مین لیکر
چلے کہ اشقر دیوزاد نے ایک چیخ ماری امیر نے پھر کر ادھر دیکھا تو نہ اشقر دیوزاد ہے نہ خواجہ آشوب وغیرہ کا پتا ہے
امیر نے نہایت غصہ کیا اور صدمۂ عظیم ہوا مگر گرز لیے ہوئے غیظ و غضب مین قلعے پر آ پڑے اور پھاٹک پر قلعے
کے ایک گرز مارا دروازہ قلعے کا ٹکڑے ہو کر گرا امیر با توقیر قلعے کے اندر داخل ہو لیے دیکھا قلعہ تو سب آراستہ و پیراستہ
ہے مگر سنسان پڑا ہے نہ کوئی آدمی نہ جن نہ دیو نہ پری نظر آتا ہے چہار طرف بارگاہ عالیشان ہین دنگل اور کرسیان
بچھی ہین اور ایک تخت زرنگار مزین بہ الوان ہے لیکن تخت کے نیچے سے آواز باتون کی آتی ہے امیر نے بڑھکر
تخت جو اُٹھایا دیکھا کہ خواجہ آشوب و خواجہ بہلول و اشقر دیوزاد نیچے تخت کے دہنے نقب مین بیٹھے

باتین کرتے ہین امیر باتوقیر انکو دیکھکر خوش ہوگئے پوچھا کہ تم لوگ یہان کیونکر آئے اُنھون نے کہا کہ ایک جن ہمین قید کرکے لایا تھا
اور یہان بند کر گیا امیر کشورگیر ان سب کو ہمراہ لیکر قلعے سے باہر آئے اور ایک طرف کو روانہ ہوئے ناظرین والاتمکین پر واضح
ہو کہ یہ قلعہ جنون کا تھا اُنھون نے جا کر قطرات دیو سے خبر کی کہ ایک آدم زاد پردۂ دنیا پر جاتا ہی اور وہ ہمارے روکے سے
کسی طرح سے نہین رُکتا ہی قطرات دیو یہ خبر سنتے ہی ہزار من کی دار لیکر امیر کے مقابلے کو روانہ ہوا امیر تھوڑی دور
بڑھے تھے کہ آواز نعرے کی کی ہم دیو قطرات باش او آدم زاد مین آپہونچا اور یہ کہتے ہی وہ دیو برابر امیر کے آیا اور دار شمشاد
کا وار کیا امیر کشورگیر نے خالی دے کر تیغۂ عقرب سلیمانی دوال کمر پر دیو قطرات کے مارا اور نعرۂ اللہ اکبر کیا وہ دیو
دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا خاک سے صداے الامان پیدا ہوئی امیر اُس دیو کو قتل کرکے آگے بڑھے ایک صحراے پُرفضا
مین پہونچے دیکھا اُس صحرا مین ایک بارہ دری نہایت آراستہ و پیراستہ ہی خواجہ آشوب امیر سے آگے بڑھ گئے اُس
بارہ دری مین ایک عورت بہت خوبصورت نازنین مہ جبین حور صورت کھڑی ہی اُس عورت نے اپنا ہم جنس جانکر کہا کہ
کہان جاتے ہو خواجہ آشوب نے کہا کہ دنیا پر اُس عورت نے کہا کہ اگر ایک کام میرا کردوگے تو تمھارا بڑا احسان ہوگا اور خدا
تمکو اُسکی جزاے خیر دیگا خواجہ آشوب نے کہا وہ کیا کام ہی بیان کرو اُس عورت نے کہا اگر کہین تمکو خواجہ عمرو عیار خرد
صاحبقران ملجائین تو اُنسے یہ کہدینا کہ زہرۂ مصری دیو سمندون ہزار دست کی قید شدید مین ہی اگر ممکن ہو تو آکر
مجکو رہا کر لیجاؤ زہرۂ مصری خواجہ آشوب سے یہ کہہ رہی تھی کہ سامنے امیر بھی آگئے زہرۂ مصری نے جو امیر باتوقیر
حمزۂ صاحبقران کو دیکھا بخوبی پہچانا دوڑ کر قدمون پر اپنے تئین گرادیا اور رونے لگی امیر نے سر زہرۂ مصری کا پانون پر
سے اُٹھایا اور پوچھا اے زہرۂ مصری تو یہان کیونکر آئی زہرۂ مصری نے عرض کیا اے امیر ملکہ آسمان پری نے
مجکو جلاجل پری سے اُٹھوا منگایا تھا جب مجکو دیکھا کہا تو ہی ملکہ مہرنگار ہی مین نے کہا مین ملکہ مہرنگار کی ایک ادنی کنیز ہون
آسمان پری نے جلاجل پری سے کہا کہ جا اسکو پہونچا آ اور ملکہ مہرنگار کو اُٹھا لا جلاجل پری مجکو لیے ادھر سے آئی
سمندون ہزار دست نے پکڑ لیا جلاجل پری کو ٹانگین چیر کے کھا گیا مجکو قید کیا جب سے اسندون ہزار دست کا
گہوارہ جھلایا کرتی ہون زہرۂ مصری تو امیر سے کھڑی باتین کر رہی تھی اور اسندون ہزار دست جھولے مین پڑا ہوا سوتا رہتا تھا
یکایک جھولا جو تھما اسندون ہزار دست جاگ اُٹھا آنکھ کھولکر دیکھا کہ یہ عورت آدم زاد آدم زادون سے باتین کر رہی ہی
گہوارے سے اسندون نے برابر امیر کے ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو پکڑ کر کھینچ لون اور کھا جاؤن امیر نے جو بچۂ دیو کو دیکھا
ہاتھ اسکا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ اسندون جھولے سے امیر کے آگے آکر گرا امیر نے ایک طمانچہ مارا اور پکڑ کر ٹانگین چیر کر پھینک دیا
خواجہ آشوب نے مال و اسباب سب وہان کا لیلیا اور ایک صندوقچہ جواہر بیبہا کا تھا اُسکو اُٹھا کر قبضے مین کیا امیر
نے کہا کہ یہ سب مال و اسباب اور صندوقچہ وغیرہ میرا دوست تجسے چھین لیگا خواجہ آشوب نے کہا دیکھا جائیگا غرض
امیر باتوقیر زہرۂ مصری کو ہمراہ لیکر چلے تھوڑی دور بڑھے تھے دیکھا ایک آندھی اُٹھی سناٹا ہوا سامنے سے ایک
دیو پیدا ہوا اُسنے نعرہ کیا ہم سمندون ہزار دست باش او آدم زاد اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا مین آپہونچا
جب قریب آیا دیکھا امیر نے کہ اس دیو کے ہزار ہاتھ ہین اور ہر ہاتھ مین حربۂ پیکار لیے ہی برابر امیر کے آکر ہزار حربے
یکبار امیر نے سب حربے اُسکے خالی دے کر ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا مارا کہ پانچسو ہاتھ دیو سمندون کے کٹے وہ دیو سب ہاتھ
اپنے اُٹھا کر بھاگا امیر سمجھے کہ یہ دیو بھاگ گیا امیر آگے بڑھے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ دیکھا وہی دیو پھر سامنے سے
آتا ہی اور سب ہاتھ اُسکے اسیطرح ہین اور آتے ہی پھر اُسنے ہزار ہاتھ سے حربہ کیا امیر نے پھر خالی دے کر تیغۂ عقرب سلیمانی
کا ہاتھ مارا اگلی مرتبہ اُس دیو کے سالم ہاتھ کٹ گئے سمندون ہاتھ کٹے ہوئے اپنے اُٹھا کر پھر ایک طرف کو بھاگا

امیر باتوقیر پھر چل کھڑے ہوئے تھوڑی دور چلے تھے کہ سمندون پھر سامنے سے نمودار ہوا دیکھا سب ہاتھ اُسکے صحیح سالم ہین سمندون نے پھر حربہ کیا امیر نے ایکبار نوسو ہاتھ سمندون کے کاٹے اور سمندون پھر ہاتھ اُٹھا کر ایک سمت کو راہی ہوا یہان امیر باتوقیر نے مضطر و دلگیر ہو کر سر اُٹھا کے طرف آسمان کے دیکھا اور کہا خداوندا کیا اس تیرے بندے عاجز و گنہگار کو پردہ دنیا پر نہ جانا ملیگا پروردگار امجھ عاصی کی خطا کو عفو کر اور مدد کر یکایک حضرت خضرؑ تشریف لاے اور فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ امیر جناب خضر علیہ السلام کے ہمراہ ایک چشمہ آب پر آئے حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ ای امیر اس چشمے سے ایک شیشہ پانی کا بھر لو کہ یہ آب بقا ہی امیر نے بموجب ارشاد فیض بنیاد شیشہ پانی سے بھر لیا حضرت خضرؑ نے فرمایا ای امیر حکیم بزرجمہر کی آنکھین بختک نابکار نے اندھی کر دی ہین تم یہ پانی اُنکی آنکھون مین لگا دینا بحکم خدا فوراً آنکھین روشن ہو جائینگی اور یہ جو سامنے درخت ہی اسکے پتون کا نام برگ حیات ہی یہ بھی لیلو جسکے زخم پر یہ پتا لگا دوگے فوراً زخم اچھا ہو جائیگا امیر نے اُس درخت کے پتے توڑ کے قربوس مین رکھ لیے پھر حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ یہ جو پہاڑ ہی اسکو گرز مارکے اس چشمے مین گرا دو کہ اسی کی تاثیر سے سمندون کے ہاتھ جڑ جاتے ہین امیر نے اُس پہاڑ پر گرز گران مارا وہ پہاڑ شق ہو گیے اُس چشمے مین گرا حضرت خضرؑ غائب ہو گئے امیر نے پھر کر جو دیکھا سمندون ہزار دست للکارتا ہوا چلا آتا ہی برابر امیر کے آکر ہزار حربے سمندون نے کیئے امیر نے پھر خالی دے کر تیغہ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا پھر نوسو ہاتھ اُسکے کٹے سمندون وہ سب اُٹھا کر بھاگا اور چشمہ حیات پر گیا دیکھا چشمہ حیات بند ہی دل مین اپنے سمندون نے کہا معلوم ہوتا ہی حضرت خضرؑ نے سب بتا دیا یہ کہا ایک ٹکر پہاڑ پر ماری اور تڑپ کر گر اور مر کر جہنم واصل ہوا امیر باتوقیر آگے کو روانہ ہوئے اور خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول کو بھی بھنگی مین ڈال لیا

دو کلمے داستان شعبدہ دلنشان تراشندہ ریش کافران عیار نامدار امیر حمزہ صاحبقران سے یعنے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے بیان ہوتے ہین

ساقیا بند کر دے مینا نہ
پینے والون کو جب نہین لذت
دختِ رز کا ہی کون حسن پرست
جب یہ مضمون لاؤ باولی ہی
مختصر یہ خیال رہتا ہی
نوس خامہ روک لیتے ہین

اب ہی بیکار دور پیمانہ
لالہ گون کی یہ قدردانی ہی
سب ہین گرکی شراب کے الست
جب مضامین کوئی نظر آیا
طبع کو گو ملال رہتا ہی
ہمنے بھی ای سحر پسند کیا

مجکو ہی کیا شراب کی حاجت
بادہ ارغوان بھی پانی ہی
منہدم قصر طبع عالی ہی
روک کر دل کو اپنے تڑپایا
نہین طول اک ذرا بھی دیتے ہین
بلبل دل قفس مین بند کیا

عیار بازان دنیاے ناپائدار و شعبدہ سازان زمانہ بدکردار عجائبات کرشمے و نیرنگی شکل فلک ناہنجار کے ناظرین والا تمکین کو صفحہ قرطاس پر قلم تصویر رقم سے کھینچکر یون دکھاتے ہین بیت بگو شنوی منزل راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + جب پہلوان عادی نے دیکھا کہ آذوقہ بالکل ہو گیا اب پھر نوبت فاقہ کشی کی بیم ہو پہنچا چاہتی ہی خواجہ عمرو سے کہا کہ ہمارے کھانے پینے کا بندوبست کرو عمرو نے سوچ کر رات کو پُتلے کاغذ کے بہ شکل دیو بہت سے بنائے اور پہلوان عادی کو بھی دیو کی صورت بنایا اور اُن پتلون کے پہنے لگائے اور آپ امیر کشورگیر کی صورت بنا اور ان سب کو ہمراہ لیکر لشکر نوشیروان کی طرف چلا برابر لشکر نوشیروان کے پہونچکر نعرہ کیا منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان اور تلوار میان سے کھینچی آگے آگے آپ اور پیچھے پیچھے وہ سب نقلی دیو یہ سامان دیکھکر تمام لشکر نوشیروان بھاگا ایک تلاطم عظیم لشکر مین پڑ گیا اور شور و غل برپا ہوا بھاگو امیر قاف سے

فوج دیوؤن کی لیکر آ گئے آن واحد مین پڑاؤ لشکر کا خالی ہو گیا عمرو نے سب مال و اسباب لوٹ لیا اور پہلوان عادی کو
خوب کھانے کھلوائے پھر عمرو نے مع سرداران و ملکہ مہر نگار کے قلعۂ گنج مغرب کی راہ لی سابر بندپوش اور کرگدن سیاسانی
نے آکر نوشیروان سے کہا حضور امیر ابھی نہین آئے ہین فقط یہ عمرو کی عیاری تھی کہ پہلوان عادی کو دیو بنایا تھا اور کاغذ
کے پتلے بہ شکل دیو بہیبت کر تیار کیے تھے اور آپ امیر کی صورت بنکر لشکر پر آپڑا تھا تمام مال و اسباب لشکر کا عمرو لوٹ
لیگیا اور گنج مغرب کے قلعے مین چلا گیا ہی نوشیروان یہ سنتے ہی دس لاکھ فوج لیکر تعاقب مین عمرو کے چلا یہان عمرو
کا حال سنیے کہ عمرو برابر چلا جاتا تھا کہ راہ مین ایک چشمۂ آب ملا اسکا پانی پیتے ہی سب بیہوش ہو گئے عمرو وہان متحیر
و متفکر کھڑا تھا کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا لشکر نوشیروان آپہونچا اور قریب پہونچکر شہر هزر کا نعرہ ہوا عمرو نے نیچہ سیاہ
سے لیا لڑائی ہونے لگی جب تمام فوج چہار طرف سے عمرو پر آپڑی اور عمرو نے دیکھا کہ ملکہ مہر نگار کے مجانے کے قریب
نوبت آگئی عمرو نے بہلا کر دعا کی یکایک صحرا سے گرد اڑتی دیکھا نقابدار نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار جرار کے پیدا
ہوا اور وہین سے تلوارین میان سے سب نے نکالین اور نعرہ کر کے لشکر نوشیروان پر سب کے سب آپڑے
تلوار چلنے لگی بڑی جنگ و جدل ہوئی بہت سے سرداران نامی کو قتل کیا لشکر نوشیروان پسپا ہوا شکست کھا کر بھاگا
نقابدار نے دو کوس تعاقب کر کے لشکر نوشیروان کو بھگا دیا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے کہا کہ خواجہ اب قلعے مین جا داد
بہ آرام تمام بیٹھو اور آپ صحرا کی طرف مع چالیس ہزار سوار کے روانہ ہوا عمرو نے قلعے کا خوبی بند و بست کر لیا اور
نوشیروان پھر لشکر کو جمع کر کے قلعے پر آیا اور قلعے کو گھیر کر پڑاؤ کیا اور عیارون کو بلا کر کہا کہ تم مین کوئی ایسا ہی کہ عیاری
کر کے ملکہ مہر نگار کو پکڑ لائے سابر بندپوش اور کرگدن سیاسانی اور کتارہ نے کہا کہ ہم ملکہ مہر نگار کو لاتے ہین بادشاہ
کو سلام کر کے باہر دربار کے آئے اور کتارہ کو عورت حسینہ جمیلہ بنا کر کشتی پر اپنے ساتھ بٹھایا اور قلعے کی طرف روانہ ہوئے
جب برابر قلعے کے پہونچے حسب اتفاق اسی طرف قارن قمر مغربی کا قلعے پر پہرا تھا ان دونون عیارون نے
آکر قارن کو سلام کیا اور کہا کہ ایک عورت حسینہ و جمیلہ و شکیلہ ہم ظلمات سے لائے ہین چاہتے ہین کہ بادشاہ کے
ہاتھ فروخت کرین قارن نے جو ایک زن نازنین نہایت خوبصورت دیکھی رال ٹپک پڑی اور قلعے مین انکو بلا لیا رات کو
ان عیارون نے قارن کو بیہوش کیا اور دو پہر رات گئے کتارہ بہ شکل عورت محل مین آیا اور ملکہ مہر نگار کو بیہوش
کر کے ایک صندوق مین بند کیا اور تینون عیار پہلوان عادی کے پہرے سے ملکہ مہر نگار کو لیگئے اور کشتی پر بیٹھکے روانہ
ہوئے یہان عمرو بستر خواب پر غافل سو رہا تھا کہ خواب مین امیر نے آکر کہا اے خواجہ تم بہ آرام تمام فرش عیش پر غافل سوتے
ہو اور ادھر عیار نوشیروان کے ملکہ مہر نگار کو صندوق مین بند کر کے کشتی پر دریا کے راستے سے لیے جاتے ہین عمرو
گھبرا کر اٹھا محل مین آیا تلاش کیا ملکہ مہر نگار کو کہین نہ پایا بہ تعجیل تمام دریا کی طرف روانہ ہوا جب صبح کی روشنی ہوئی دیکھا
کہ کشتی سامنے چلی جاتی ہی عمرو جست کر کے دریا مین کود پڑا اور نعرہ کیا باش او نابکارو مین آپہونچا عیارون نے جو عمرو کو
دریا مین آتے دیکھا صندوق کو دریا مین پھینک دیا اس عرصے مین عمرو بھی پہونچا جست کر کے کشتی کے اوپر آیا اور خنجر
کھینچ کے لڑنے لگا دو عیار کشتی سے پھاند کے بھاگ گئے سابر بندپوش کو عمرو نے پکڑ لیا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا بتا
ملکہ مہر نگار کو کیا کیا سابر بندپوش نے کہا کہ ملکہ مہر نگار صندوق مین بند تھی وہ صندوق دریا مین پھینک دیا عمرو نے
سابر بندپوش کو تو چھوڑ دیا اور تلاش مین ملکہ مہر نگار کی چلا ادھر ملکہ مہر نگار کا صندوق دریا مین بہتا ہوا چلا جاتا
تھا اور بہرام ماہی فروش شکار مچھلیون کا دریا مین کھیل رہا تھا اسنے جو دیکھا ایک صندوق بہتا ہوا آتا ہی دوڑ کے
اس صندوق کو روکا سمجھا کہ تقدیر نے یاوری کی زر و جواہر اسمین بھرا ہوگا اور ایک مقام پر لاہوت زنگی اژدر خونخوار زنگی

دونون بھائیون مین جنگ ہو رہی تھی اُنھون نے دیکھا کہ بہرام صندوق لیے جاتا ہی چُپ ہو رہے یہان بہرام نے صندوق گھر مین
لاکر کھولا دیکھا کہ زر و جواہر تو نہین ہی مگر ایک گوہر شاہوار یا لعل بے بہا خجلت دہ حسینان ملک عدن نازنین و مہ جبین خوش
جمال حور تمثال اُسمین سو رہی ہی بہرام دیکھکر بہت متحیر ہوا جمال ہمشیان کا مشاہدہ بڑی دیر تک کیا پھر ملکہ مہرنگار کو ہوش
مین لایا اور پوچھا ای حسینہ و جمیلہ تو کون ہی اپنے نام و نشان سے آگاہ کر ملکہ مہرنگار نے کہا مین دختر نوشیروان عادل زمان
ہون نام میرا ملکہ مہرنگار ہی بہرام نے کہا تو میری بیٹی ہی میرے گھر مین رہ بہرام نے خوشی خوشی اُسکی عیش و عشرت کا سامان
مہیا کر دیا اور وہ بھی عیش و راحت سے ملکہ مہرنگار کو رکھا بی بی نے بہرام کی لاہوت زنگی اور خونخوار زنگی کو خبر دی
کہ دختر نوشیروان ملکہ مہرنگار میرے گھر مین ہی بہرام نے لاکر رکھا ہی یہ دونون مشتاق جمال حور تمثال ملکہ مہرنگار ہوکر
گھر مین بہرام کے آئے ملکہ مہرنگار کو دیکھتے ہی دونون شیفتہ و فریفتہ ہو گئے چھوٹے نے بڑے بھائی سے کہا
تو اپنی بہو سمجھنا اور بڑے نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ تو اسکو اپنی ماں تصور کرنا الغرض اسی بات پر دونون مین تکرار
ہوئی دونون نے تلوارین کھینچین لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی بڑے نے چھوٹے کو قتل کیا اور ملکہ مہرنگار کو ساتھ لیکر
اپنے قلعے مین آیا اور ارادہ عقد کا کیا ملکہ مہرنگار نے کہا کہ چالیس روز تو میرے بھائی کا انتظار کر پھر مین عقد تجھسے کرونگی اسقدر
تجکو جلدی کیون ہی اب تو مین تیرے قبضے مین ہون اُسنے کہا مین ہرگز نہ مانونگا اور دو روز بھی انتظار نہ کرونگا کل مین
تجھسے ضرور نکاح کرونگا یہ کہکر اپنے قلعے مین آیا اور ساتھ بیٹھنے کا سامان کیا اسطرف عمرو کشتی پر بیٹھے ہوئے ملکہ مہرنگار
کو تلاش کرتے دریا مین چلے آتے تھے ایک مقام پر دیکھا کہ کنارے دریا کے ایک شخص بیٹھا ہوا زار زار رو رہا ہی عمرو
نے پوچھا ای بھائی تو کون ہی اور کیون روتا ہی کیا تجھپر مصیبت پڑی ہی یہ سنکے اُسنے کہا کہ ای شخص تجکو اپنا ہمدرد جان کر
بیان کرتا ہون شاید کہ تو ہمدردی کرے سن نام تو میرا بہرام ہی اور مین ماہی فروش ہون اسی دریا پر مین ایک روز شکار کھیل رہا تھا
کہ ایک صندوق دریا مین بہا جاتا تھا مین نے اُسکو نکالا اُسے کھول کر جو دیکھا اُسمین ایک نازنین حسینہ و جمیلہ کہ نام اُسکا ملکہ مہرنگار
دختر نوشیروان ہی بیہوش پڑی تھی مین نے اُسکو ہوشیار کیا اور اُسکو اپنی بیٹی بنا کر رکھا ناگاہ لاہوت زنگی اور خونخوار زنگی
کو خبر ہوئی وہ مشتاق جمال بے مثال ہوکر آئے اور دونون اُسپر عاشق ہوئے بعدہ دونون ملکہ مہرنگار کے لیے آپس مین
لڑے ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو مار ڈالا اور مجھسے چھین کر ملکہ کو اپنے قلعے مین لیگیا ہی نہین معلوم کہ اب اُس نازنین
ملکہ مہرنگار پر کیا گذری ہی مین اُس دختر کی محبت مین دیوانہ ہوکر نکل آیا ہون اور روتا پیٹتا ہون عمرو نے کہا ای بھائی تو نہین
کیون گھبراتا ہی خدا کو یاد کر وہ قلعہ مجھکو بتا دے بہرام یہ سنکر عمرو کو ساتھ اپنے لیے ہوئے اُس قلعے کے برابر آیا اور
کہا کہ جس قلعے مین ملکہ ہی وہ قلعہ یہی ہی خواجہ عمرو بسم اللہ کہکر قلعے مین داخل ہوئے دن بھر ادھر اودھر بازارون کی
سیر کی جب رات ہوئی مہری کی شکل بنکر محل مین ملکہ مہرنگار کے آئے اور ایک کشتی پھولون کی مہکتی ہوئی ہاتھ مین تھی
جب پہرے پر روکا کہاری نے کہا کہ یہ پھولون کا گہنا ملکہ کے واسطے لاہوت زنگی نے بھیجا ہی آج ملکہ کے ساتھ لاہوت
زنگی کا عقد ہوگا محلدار اُس کہاری کو ساتھ لیے ہوئے ملکہ مہرنگار کے سامنے آئی کہاری نے وہ کشتی پھولون کے گہنے
کی آگے ملکہ مہرنگار کے رکھدی اور عرض کیا ای بی بی صدقے جاؤن واری جاؤن آپ کے عاشق و شیفتہ نے یہ
سامان آرائش عقد بھیجا ہی اور کہا ہی کہ آپ اپنے تئین جلدی سے آراستہ و پیراستہ کیجیے مین عقد کرنے کو آتا ہون
آج ضرور شب وصال ہی ملکہ مہرنگار نے چین بجبین ہوکر کہا کیا کہے موے زنگی کی شامت آئی ہی معلوم ہوا موذی کا
بسر پر قضا کھیلتی ہی والیہ ماہنہ کہ مرنے جوگا سبب سرخروئی ہوجانے عقد کی خوشی مین خون مین لال ہو ایکدفعہ
کہدیا کہ چالیس روز انتظار کر میرے بھائی کا چہرہ دیکھا جائیگا شاید کہ پروردگار عالم بھائی عمرو کو یہان پہونچا دے جان و آبرو

میری نہ جاے یہ کہکر کشتی پر ایک تخت کرسی کہا جا کشتی میرے سامنے سے اُٹھا لیجا کہدینا کہ خبردار ابھی باارادہ عقد یہان
آنے کا سامان نہ کرنا نہین تو پچھتائیگا اور آئیگا تو منہ کی کھائیگا اُس کہاری نے کہا بی بی قربان جاؤن بلائین لون غصہ نہ کرو
خفا نہو گلاب سا منہ سرخ ہوگیا اللہ بویا نہ منہ پر رخ پر عرق آگیا اوہی بی بی مین تو آپ کے غصے سے ڈر گئی معاف کیجے مین
اب خوب کبھی نہ جاؤنگی کشتی کو کسی کونے مین ٹھیک دونگی وہ آپ ہی میرا راستہ دیکھکر ہوا پلنگ پر مر رہیگا کیونکہ مین اُسسے
کہہ آئی تھی کہ جب مین وہان سے جواب لیکر آؤنگی تو تم عقد کرنے کو چلنا وہ سیاہ رو آپ ہی مانجھے کا جوڑا پہنکر زرد رو تو
ہوا اب چاہتا ہی کہ سرخرو ہون آپ فرماتی ہین کہ یہان آکر لہو مین لال ہوگا سچ تو ہی مین وہ بات کیون کرون جو خون
خرابہ ہو ملکہ مہر نگار ہر چند صدمہ و آلام مین تھی کہاری کی باتین سنکر ہنسنے لگی کہا بوا بیٹھو جاؤ تو مردار بڑی طرار فرارہی
بڑی باتون سے دل بہل گیا مین نہایت پریشان تھی اور گھبرا رہی تھی کچھ ادھر ادھر کی باتین کرکہ دل بہلے اُس کہاری
نے کہا اوہی بی بی اگر فرماؤ تو کچھ گاؤن تمہارا دل بہلاؤن ملکہ نے کہا تجھکو گانا آتا ہی اُس کہاری نے کہا کہ حضور سنین تو معلوم ہو
ملکہ نے کہا اچھا بوا کچھ گاوے بلا سے تھوڑی دیر دل ہی بہلیگا یہ سنکے وہ کہاری گانے لگی ایسے اشعار غزل کے درد آمیز
بھیرون کی دھن مین گائے کہ آخرکار ملکہ مہر نگار یاد امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین رونے لگی اور ابر بہاران
کی طرح آنکھون سے آنسو برسنے لگے بیخود ہوگئی اُس کہاری نے گانا موقوف کیا اور گلابیان شراب کی رکھی تھین جلدی
سے وہ اُٹھا لائی اور اُسمین بیہوشی ملاکر سب کو ایک ایک جام شراب کا پلایا وہ سب کی سب شراب پیتے ہی بیہوش
ہوگئین ملکہ مہر نگار بھی بیہوش ہوگئی عمرو نے پشتارہ ملکہ مہر نگار کا باندھا اور لیکر چلا نکلتے ہی محل سے بہ تعجیل تمام
قلعے کے باہر آیا اور جلدی سے کشتی پر سوار ہوکر روانہ ہوا یہان خبردارون نے لاہوت زنگی کو خبر دی کہ کوئی عیار
ملکہ مہر نگار کو پشتارہ باندھکر لیے جاتا ہی لاہوت زنگی یہ سنتے ہی اُسی وقت سات سو زنگی اپنے ہمراہ لیکر کشتیون پر سوار
ہوکے دوڑا اور عمرو کی کشتی کو گھیر لیا خواجہ عمرو نے دیکھتے ہی نیمچہ کھینچا تلوار چلنے لگی عمرو تو تنہا اور پشتارہ ملکہ کا پاس ہی
اور سات سو زنگیان پہلوان ہین مگر عمرو نے اُسپر بھی بہت سے زنگی قتل کیے جب عمرو بالکل نرغہ مین زنگیون کے
گھر گئے عرصۂ حیات تنگ ہوا ہاتھ اُٹھاکر بہ درگاہ قاضی الحاجات دعا کی اے پروردگار عالم تو ہی حامی و مددگار ہی
ان دشمنون کے ہاتھ سے بچا ہنوز ابھی یہ دعا نہ ختم ہوئی تھی کہ ایک جہاز سامنے سے پیدا ہوا اُسپر چار سو حبشی اور
ایک شخص نوجوان سا افسر اُنکا بیٹھا ہوا تھا وہ سب آکر عمرو کے شریک ہوئے اور سب زنگیون کو مارا اور کشتیون کو
تہ و بالا کیا جسوقت وہ حبشی اُن زنگیون پر فتحیاب ہوئے اُس جوان رعنا نے عمرو سے کہا کہ ملکہ مہر نگار کو اب مجھے
دو عمرو نے کہا واہ چہ خوش این گل دیگر شگفت اس محنت و مشقت سے تو مین ملکہ مہر نگار کو لایا ہون اور اب تجھے
دے دون یہ نہوگا ہرگز تجھے ملکہ کو نہ دونگا او ظالم تو کہان سے بغلی گھونسا نکل آیا اُس جوان نے یہ سنکر عمرو سے کہا
اگر ملکہ مہر نگار کو تم نہین دیتے ہو تو اپنی بہن کی شادی میرے ساتھ کرو عمرو نے پوچھا تو کون ہی اور نام تیرا کیا ہی
اُس جوان نے کہا کہ نام میرا اخی سعید ہی پہلا رقعہ جو تمہاری بہن کی خواستگاری کے واسطے آیا تھا وہ میرا ہی رقعہ
تھا عمرو بہت خوش ہوا اور ایک رقعہ اپنے باپ امیہ ضمری کو لکھا کہ میری ہمشیر ملکہ نمیتہ بانو کی شادی اخی سعید
کے ساتھ کر دیجیے یہ بہت لائق ہی اور مین اس سے راضی ہون یہ رقعہ لکھکر اخی سعید کو دیا اور کہا تو ابھی روانہ ہو باپ
میرا امیہ ضمری تیری شادی میری بہن ملکہ نمیتہ بانو کے ساتھ کر دیگا یہ کہکر خواجہ عمرو ادھر روانہ ہوئے اور اخی سعید
اُسطرف راہی ہوا یہان خواجہ عمرو داخل قلعہ ہوئے اور ملکہ مہر نگار کو تخت پر بٹھایا اور آپ کلاہ سرداری سر پر
رکھکر کرسی زرین پر متمکن ہوئے اور پہلوان عادی کو بلایا اور کہا کہ تیرے بہرے سے عیار نوشیروان کے

مہر نگار کو نکال لیگئے اور تجکو خبر نہوئی تو ایسا غافل پہرے پر تنہا ہے تو ہمارے یہان سے جا ہم تجکو یہ شہر یہان نہ رکھینگے اور ہم دکھانا تجکو نہ بھلا سکینگے پہلوان عادی مجبور ہوکر روتا ہوا قلعے سے باہر نکلا اور تلوار کھینچکر بازار نوشیروان پر آگرا مٹھائیان وغیرہ لوٹنے لگا نوشیروان کو خبر ہوئی کہ پہلوان عادی بازار لوٹ رہا ہے نوشیروان نے کچھ فوج بھیجی اور حکم کیا کہ پہلوان عادی کو پکڑ لاؤ لوگ بہت سے آئے اور پہلوان عادی سے بازار مین تلوار چلنے لگی لوگ نزدیک چہار طرف سے گھیرے ہوئے تھے مگر پہلوان عادی کسی کے ہاتھ نہ آتا تھا بختک نے کہا مین جاکر پہلوان عادی کو گرفتار کرلاتا ہون بختک نے عیاری کی اور ایک حلوائی کی صورت بنکر ایک تھال مٹھائی سے بھرا اور اُسمین بیہوشی ملائی اور وہ تھال لیکر پہلوان عادی کے سامنے آیا پہلوان عادی اُس حلوائی کی طرف تلوار پکڑ کر دوڑا بختک تھال مٹھائی کا زمین پر رکھکر بھاگا پہلوان عادی مٹھائی کی بو پر چلا اور شیرینی کا اُسکی زبان پر ذائقہ دور ہی سے آگیا مونھ چاٹنے لگا جب پاس اُس مٹھائی کے تھال کے آیا بیٹھکر مٹھائی کھانے لگا پہلوان عادی مٹھائی کے کھاتے ہی بیہوش ہوا لوگون نے دوڑکر پہلوان عادی کو پکڑ لیا اور گرفتار کرکے نوشیروان کے سامنے لائے نوشیروان نے حکم دیا کہ اسکو دار پر کھینچ دو جلاد پہلوان عادی کو زیر دار لائے اور بیٹھکر اپنے کار جلادی مین مشغول ہوئے ادھر پہلوان عادی ہوشیار ہوا سب بیہوشی اُتر گئی دیکھا بلا مین گرفتار ہون اور زیر دار بیٹھا ہون کوئی دم مین سامان قضا کا ہے پہلوان عادی نے اُسوقت تڑپ کر خدا سے دعا کی تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا یکایک صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا نقابدار زرہ پوش مع چالیس ہزار سوار کے آیا اور تلوار کھینچکر لشکر نوشیروان پر گرا چشم زدن مین سب کو مارکے بھگا دیا اور پہلوان عادی کو رہا کیا اور آپ جسطرف سے آیا تھا اُدھر کو راہی ہوا اور پہلوان عادی بھی ایک سمت کو روانہ ہوا

جلد اول دفتر اول تمام ہوا



قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع وقاد صاحب فہم نقاد شاعر مستند جناب نواب مرزا محمد عباس خان صاحب متخلص بہ محمد رئیس لکھنؤ

چو شد طبع این داستان امیر
بصد حسن آرائش و زیب و زین

محمد نوشتم سن عیسوی
نسیم ریاض تصدق حسین
۱۸۹۳ء

قطعۂ تاریخ طبعزاد شاعر رطب اللسان عذب البیان سخن فہم و سخن شناس جناب میر ذاکر حسین صاحب یاس

کیا چھپی نوشیروان نامہ کی جلد
جو ہر مضمون گوہر نایاب ہے

سال فصلی مین یہ مصرع یاس لکھ
داستان کا دفتر نایاب ہے
۱۳۰۲ ف

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

شکر الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ اسرار پدید

یہان ذہین شائقان فسانہ ہاے عجیب کدھر ہین مشتاقان داستانہاے غریب بسم اللہ بسم اللہ جلد تشریف لائین اور مژدہ مسرت افزا گوش جان سے سنین کہ جس محبوب رنگین ادا و دلفریب غارتگر صبر و شکیب کے جمال باکمال کے دیکھنے کو ایک مدت مدید سے تمام عالم کی آنکھین ترستی تھین فقط اُسکے ذکر سے برائے نام اپنی طبیعت خوش کر لیتے تھے ادھر اُدھر کے سنے سنائے دو چار فقرون سے دل بیتاب کو کچھ تسلی دیتے تھے مگر بغیر حصول دولت دیدار مضطر و بیقرار رہتے تھے بار بار عالم شوق و اشتیاق مین یہ شعر پڑھنے لگتے تھے شعر آئے تو وہ یوسف سر بازار کسی دن + ہم بیچتے جان اپنی خریدار بنینگے + وہ اب بنفس نفیس بڑی کشاکش حجاب سے نکلکر بالکل بے نقاب و بے حجاب مثل آفتاب عالمتاب جلوہ فرما ہو دیکھین اب کون کون شائقین منچلے اپنی بات کے سچے کمر ہمت باندھکے اُسکے طالب دیدار آتے ہین اور اُسکی نظارہ بازی سے اپنی آنکھون کو خنک اور دل کو ٹھنڈا کرتے ہین غرض اس تمہید سے یہ ہے کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران جسکی نسبت مشہور ہے کہ علامہ شیخ ابو الفیض فیضی نے جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کی تفریح طبع اور دل بہلانے کے واسطے زبان فارسی مین اس خوبی و خوش اسلوبی سے تصنیف کیا کہ اکبر بادشاہ پر کیا موقوف ہے بڑے بڑے باکمال ازکیا فصحا اور امرا امیر دلدادہ ہو گئے رفتہ رفتہ اسکی ایسی شہرت ہوئی اور ایسی مطبوع خلائق ہوئی کہ عالم مین اسکے ڈنکے بجنے لگے جھنڈے گڑ گئے کوئی امیر و رئیس دلدادہ مزاج الیسانہ تھا جسکو اسکے سننے کا شوق نہو حتی کہ غربا بھی

بھی اسکا چرچا ایسا پھیلا کہ ہر شخص بنا ہم غلط کرنے کا ایک ذریعہ ہاتھ آگیا جہان چار دوست احباب جمع ہوئے داستان
اُڑنے لگی لڑائی کا ذکر سنکے کم ہمتون مین بھی جوش جرأت آنے لگا حسن و عشق کے تذکرے سے عاشق مزاجون کے دلون
مین محبت و الفت کی لہر آنے لگی وہ زمانہ آیا کہ فارسی زبان کی فوج نے اردوے معلی کے لشکر سے اس ملک مین
شکست کھائی فارسی زبان کا خال خال رنگ رہگیا اُردو کی روز افزون ترقی ہوئی ہے داستان کے فارسی دفتر بھی
کمیاب و کالعدم ہوگئے مگر چونکہ لوگون کے دلون مین اشتیاق اُسی طرح تازہ بتازہ تو بہ تو باقی تھا اکثر حضرات نے جابجا
اسکو اُردو زبان مین بیان کرنا شروع کیا اور پھر وہی رنگ جمگیا کہ اکثر صحبتون مین داستان بیان ہونے لگی چونکہ
ذات ستودہ صفات فیض آیات جناب مستطاب معلے القاب عالی ہمم والا شیم منبع جود و کرم مخزن بذل اتم جناب منشی
نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ باعث ترقی زبان اردو ہے اور کیسی کیسی نایاب و لاجواب عربی فارسی بھاکا
انگریزی مستند کتابون کو جو یادگار سابقین ہین زر کثیر صرف کرکے اردو زبان مین ترجمہ کراکے عالم مین شایع کیا
ازانجملہ داستان امیر حمزہ کہ جس کے آٹھ دفترون پر منقسم ہے دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلدون مین دفتر دوم کوچک باختر
دفتر سوم بالا باختر دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلدون مین دفتر پنجم ہوشربا سات جلدون مین دفتر ششم صندلی نامہ
دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلدون مین دفتر ہشتم لال نامہ مصنفہ ملا فیضی کو بھی آپ نے حلیہ زبان اردو سے محلی کراکے
شایع کرنے کا قصد فرمایا قبل ازین اس داستان سے دفتر پنجم ہوشربا کی جلد اول و دوم و سوم و چہارم کو جناب منشی محمد حسین
صاحب جاہ اور جلد پنجم و ششم و ہفتم کو جناب احمد حسین صاحب قمر نے نہایت شستہ و رفتہ اردو زبان مین ترجمہ کراکے
شایع فرمایا جسکے ملاحظہ سے ناظرین کا شوق دونا ہو گیا اور باقیماندہ دفترون کی سیر کا اشتیاق پیدا ہو کر ان دفترون
کے انتظار مین ہر وقت چشم براہ و گوش بر آواز رہنے لگے جب شائقین کے اشتیاق نے زیادہ تقاضا کیا تو بلبل گلزار خوش بیانی
سرو جویبار سحر بیانی رطب اللسان عندلیب البیان جناب شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب الایماء مطبع
اودھ اخبار ان باقیماندہ دفترون کے ترجمہ کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ جلد اول نوشیروان نامہ دفتر اول داستان امیر حمزہ صاحبقران
حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو پیشکش ناظرین والا تمکین ہے اور نوشیروان نامہ کی دوسری جلد اور کوچک باختر اور بالا باختر
اور ایرج نامہ کی دونون جلدین زیر طبع ہین انشاء اللہ یہ بھی بہت جلد طبع ہو کر نظر فیض اثر شائقین سے گذرتی ہین پھر
صندلی نامہ و تورج نامہ و لال نامہ کا بھی ترجمہ طبع ہو کر ہدیہ ناظرین ہوگا فی الحقیقت اس دفتر کے ترجمہ مین مترجم صاحب نے
نہایت دماغ سوزی کو کام فرمایا ہے صاف صاف فصیح زبان مین ترجمہ کیا ہے کہ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے اور جاہل سا جاہل
بھی بخوبی اسکے مطلب کو پا سکتا ہے کہین مغلق الفاظ کا نام نہین علاوہ لطف زبان اور حسن بندش و تسلسل عبارت
و محاورات روزمرہ کے یہ نہایت تکلف کیا ہے کہ ایسے طولانی دفتر کو جسمین کا ایک حصہ ہوشربا سات جلدون پر منقسم ہے نہایت
اختصار کے ساتھ لکھا ہے گویا دریا کو کوزے مین بند کیا ہے شعر وغیرہ کہین کہین شاذ و نادر مقامات پر بضرورت آگئے ہین ورنہ نثر
ہی نثر ہے اور اگر ایسا اختصار ملحوظ نہ ہوتا تو ہر جلد اسکی ہوشربا سے کہین حجم مین زیادہ ہو جاتی مترجم موصوف نے اسکی
تدوین و ترتیب کے اہتمام مین بڑی جانکاہی و جانفشانی کو صرف کیا ہے حق تو یہ ہے کہ یہ آپ ہی اپنی نظیر ہین ہم کیا تعریف کر سکین
اگر ملا فیضی صاحب پھر بقید حیات ہوتے تو اسکی داد دیتے اور جانتے کہ علاوہ میرے اب بھی ایسے ایسے باکمال لوگ دنیا مین موجود
ہین اور دیکھتے کہ مترجم صاحب نے کس فصیح و بلیغ زبان مین ترجمہ کیا ہے چیدہ چیدہ الفاظ ہین کہین حشو کا نام نہین جہان جیسا
مقام آگیا ہے ویسا ہی بیان کیا ہے ہر لفظ گویا کانٹے مین تلا ہوا ہے ہر فقرہ چست و موزون ہے جہان امیر ابو العلا کی کا پیدا
ہونا اور صحبت عیش و نشاط کا نشہ ہونا تحریر کیا ہے ناظرین کو سیر صحبت کا مرقع دکھا دیا ہے جہان کہین اُٹھا لیجانا دیوون کا درج

قاف مین کوچک سلیمان کو اور ملکہ آسمان پری کے ساتھ نکاح ہونا اور یہان انکے غائب ہوجانے سے خواجہ عبد المطلب اور ملکہ عادیہ بانو دایہ امیر کا بیقرار ہونا اور تڑپ تڑپ کے نوحہ و بکا کرنا اور دعائین مانگنا بیان کیا ہو جا بجا کیا کیفیت مین سے کے خصوصاً صاحبان اولاد کو تو تاب ہی باقی نہ رہے جس مقام پر ملکہ مہر نگار دختر ملک العادل نوشیروان کے عشق کا حال تحریر کیا ہی حسن و عشق کا نقشہ دکھا دیا ہی ہر فقرہ سے عاشق مزاجون اور شوخ طبیعتون کو بیچین کر دیا ہی جس جگہ امیر کشور گیر کی جنگ و جدال نوشیروان وغیرہ سے بیان کی ہی خوب ہی زور طبیعت دکھایا ہی سرداران لشکر اسلام کی بہادریان اس عنوان سے لکھی ہین کہ اگر بزدل و نامرد بھی سنے تو بیساختہ جوش جرات آجاے جنگ و جدال کی امنگ دل مین پیدا ہو جس موقع پر ساحرون کی داستان چھیڑ دی ہی عجیب جادو بیانی کی ہی جہان کہین خواجہ عمرو عیار وغیرہ کی عیاریان بیان کی ہین وہان نہایت طبیعت کی طراری دکھائی ہی جو صاحب اس دفتر پر بنظر انصاف سے ملاحظہ کرینگے ضرور فرمائینگے مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ ہم یقین کرتے ہین کہ شائقین اس دفتر کے ملاحظہ کے بعد اور دفترون کی بھی ضرور خواہش ظاہر فرمائینگے اسلیے کہ ہر دفتر اور ہر جلد مین ایک جداگانہ لطف پیدا ہی اور ایسے ایسے امور عجیب و غریب مندرج ہین کہ جنکو سنکے عقل انسان کی دنگ ہوتی ہی اور دیگر دفتر بھی انشاء اللہ بہت جلد زیور طبع سے آراستہ ہوکر پیشکش ناظرین با تمکین ہوتے ہین۔ پس الحمد للہ والمنۃ کہ یہ ترجمہ جلد اول نوشیروان نامہ دفتر اول داستان امیر حمزہ صاحبقران مطبع فیض منبع مشہور نزدیک و دور یعنی جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ واقع لکھنؤ مین ماہ جون ۱۸۹۳ء زیور طبع سے آراستہ ہوکر رونق بزم مشتاقان ہوا۔

تمت





